شرح معانی الآثار مترجم
المعروف
طحاوی شریف اردو
جلد دوم
تالیف
امام ابی جعفر احمد بن محمد الازدی المصری الطحاوی رحمۃ اللہ علیہ
مترجم
استاذ الحدیث مولانا شمس الدین صاحب
مکتبۃ العلم
۱۸۔ اردو بازار لاہور پاکستان
Ph: 37211788 - 37231788

خوبصورت اور معیاری مطبوعات

کتاب وسنت
کی
نشر واشاعت
کے لیے
کوشاں



اشاعت ——— 2012ء

❖ مکتبہ رحمانیہ اقراء سنٹر، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور۔ ☎ 37224228

❖ مکتبہ علوم اسلامیہ اقراء سنٹر غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور ☎ 37221395

❖ مکتبہ جویریہ ۱۸ - اردو بازار ○ لاہور ○ پاکستان ☎ 37211788

استدعا

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے انسانی طاقت اور بساط کے مطابق کتابت، طباعت، تصحیح اور جلد سازی میں پوری پوری احتیاط کی گئی ہے۔ بشری تقاضے سے اگر کوئی غلطی نظر آئے یا صفحات درست نہ ہوں تو ازراہ کرم مطلع فرما دیں۔ ان شاء اللہ ازالہ کیا جائے گا۔ نشاندہی کے لئے ہم بے حد شکرگزار ہوں گے۔

(ادارہ)

مکتبۃ العلم
۱۸۔ اردو بازار لاہور پاکستان

خالد مقبول نے آر آر پرنٹرز سے چھپوا کر شائع کی۔
Ph: 37211788 - 37231788

# فہرست

## (تابع) کِتَابُ الصَّلٰوۃِ

### (بقایا) نماز کی کتاب

## بَابُ مَنْ صَلّٰی خَلْفَ الصَّفِّ وَحْدَہٗ

### صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھنے کا حکم

نمبر ①: امام احمد اور ابراہیم وکیع رحمہم اللہ کے ہاں صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھنے والے کی نماز فاسد اور واجب الاعادہ ہے۔

نمبر ②: ائمہ ثلاثہ سفیان ثوری رحمہم اللہ کے ہاں نماز فاسد نہیں نہ واجب الاعادہ ہے البتہ کراہت سے خالی نہیں۔

فریق اوّل کا مؤقف: صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھنے والے کی نماز فاسد اور واجب الاعادہ ہے۔ دلائل یہ ہیں۔

۲۲۶۲: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ قَالَ: ثَنَا أَبُوْ دَاوُدَ قَالَ: ثَنَا شُعْبَةُ .ح.

۲۲۶۲: ابوبکرہ ثنا ابوداؤد ثنا شعبہ نے بیان کیا۔

۲۲۶۳: وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ: ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ قَالَ: أَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ: سَمِعْتُ هِلَالَ بْنَ يَسَافٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَمْرِو بْنِ رَاشِدٍ عَنْ وَابِصَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأٰى رَجُلًا يُصَلِّيْ فِيْ خَلْفِ الصَّفِّ وَحْدَهُ فَأَمَرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُعِيْدَ الصَّلَاةَ.

۲۲۶۳: عمرو بن راشد عن وابصہ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھتے دیکھا پس جناب رسول اللہ ﷺ نے اسے نماز لوٹانے کا حکم دیا۔

**تخریج**: ترمذی فی الصلاۃ باب ۵٦، نمبر ۲۳۱۔

۲۲۶۴: حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ : ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، قَالَ : ثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، قَالَ : أَخَذَ بِيَدِيْ زِيَادُ بْنُ أَبِي الْجَعْدَةِ، فَأَقَامَنِيْ عَلٰى وَابِصَةَ بْنِ مَعْبَدٍ بِالرَّقَّةِ، فَقَالَ : حَدَّثَنِيْ أَبِيْ أَنَّ (رَجُلًا صَلّٰى خَلْفَ الصَّفِّ وَحْدَهُ، فَأَمَرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُعِيْدَ الصَّلَاةَ).

۲۲۶۴: ہلال بن یسار بیان کرتے ہیں کہ زیاد بن ابی جعدہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے مقام رقہ میں وابصہ بن معبد کے پاس لا کھڑا کیا اور کہا کہ میرے والد نے مجھ کو بتلایا کہ ایک آدمی نے صف کے پیچھے اکیلے نماز ادا کی تو جناب رسول اللہ ﷺ نے اس کو نماز لوٹانے کا حکم دیا۔

**تخریج** : ابو داؤد فی الصلاۃ باب ۹۹، نمبر ۶۸۲، ترمذی فی الصلاۃ باب ۵۶، نمبر ۲۳۰۔

۲۲۶۵: حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا حِبَّانُ بْنُ هِلَالٍ، قَالَ : ثَنَا مُلَازِمُ بْنُ عَمْرٍو، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بَدْرٍ السُّحَيْمِيُّ، (عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ شَيْبَانَ السُّحَيْمِيِّ، عَنْ أَبِيْهِ وَكَانَ أَحَدَ الْوَفْدِ، قَالَ : صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَضٰى صَلَاتَهُ وَرَجُلٌ فَرْدٌ يُصَلِّيْ خَلْفَ الصَّفِّ فَقَامَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى قَضٰى صَلَاتَهُ ثُمَّ قَالَ : اسْتَقْبِلْ صَلَاتَكَ، فَلَا صَلَاةَ لِفَرْدٍ خَلْفَ الصَّفِّ). فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلٰى أَنَّ مَنْ صَلّٰى خَلْفَ صَفٍّ مُنْفَرِدًا، فَصَلَاتُهُ بَاطِلَةٌ وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ بِهٰذِهِ الْآثَارِ. وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ، فَقَالُوْا : مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَقَدْ أَسَاءَ، وَصَلَاتُهُ مُجْزِئَةٌ عَنْهُ وَقَالُوْا : لَيْسَ فِيْ هٰذِهِ الْآثَارِ مَا يَدُلُّ عَلٰى خِلَافِ مَا قُلْنَا. وَذٰلِكَ أَنَّكُمْ رَوَيْتُمْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ الَّذِيْ صَلّٰى خَلْفَ الصَّفِّ أَنْ يُعِيْدَ الصَّلَاةَ فَقَدْ يَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ أَمَرَهُ بِذٰلِكَ، لِأَنَّهُ صَلّٰى خَلْفَ الصَّفِّ. وَيَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ أَمَرَهُ بِذٰلِكَ، لِمَعْنًى آخَرَ كَمَا أَمَرَ الَّذِيْ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلّٰى أَنْ يُعِيْدَ الصَّلَاةَ، ثُمَّ أَمَرَهُ أَنْ يُعِيْدَهَا حَتّٰى فَعَلَ ذٰلِكَ مِرَارًا فِيْ حَدِيْثِ رِفَاعَةَ، وَأَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا. فَلَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ، لِأَنَّهُ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلّٰى وَلٰكِنَّهُ لِمَعْنًى آخَرَ غَيْرَ ذٰلِكَ، وَهُوَ تَرْكُهُ إِصَابَةَ فَرَائِضِ الصَّلَاةِ. فَيَحْتَمِلُ أَيْضًا مَا رَوَيْتُمْ مِنْ أَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلَ الَّذِيْ صَلّٰى خَلْفَ الصَّفِّ أَنْ يُعِيْدَ الصَّلَاةَ، لَا لِأَنَّهُ صَلّٰى خَلْفَ الصَّفِّ، وَلٰكِنْ لِمَعْنًى آخَرَ كَانَ مِنْهُ فِي الصَّلَاةِ. وَفِيْ حَدِيْثِ عَلِيِّ بْنِ شَيْبَانَ مَعْنًى زَائِدٌ عَلَى الْمَعْنَى الَّذِيْ فِيْ حَدِيْثِ وَابِصَةَ، وَذٰلِكَ أَنَّهُ قَالَ : صَلَّيْنَا خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَضٰى صَلَاتَهُ، وَرَجُلٌ فَرْدٌ يُصَلِّيْ خَلْفَ الصَّفِّ، فَقَامَ عَلَيْهِ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى

قَضٰى صَلَاتَهٗ ثُمَّ قَالَ : (اسْتَقْبِلْ فَإِنَّهٗ لَا صَلَاةَ لِفَرْدٍ خَلْفَ الصَّفِّ). قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ، فَفِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ أَنَّهٗ أَمَرَهٗ أَنْ يُعِيْدَ الصَّلَاةَ وَقَالَ : (لَا صَلَاةَ لِفَرْدٍ خَلْفَ الصَّفِّ) فَيَحْتَمِلُ أَنْ يَكُوْنَ أَمْرُهٗ إِيَّاهُ بِإِعَادَةِ الصَّلَاةِ كَانَ لِلْمَعْنَى الَّذِيْ وَصَفْنَا فِيْ مَعْنَىٰ حَدِيْثِ وَابِصَةَ .وَأَمَّا قَوْلُهٗ : (لَا صَلَاةَ لِفَرْدٍ خَلْفَ الصَّفِّ) فَيَحْتَمِلُ أَنْ يَكُوْنَ ذٰلِكَ كَقَوْلِهٖ : (لَا وُضُوْءَ لِمَنْ لَمْ يُسَمِّ) وَكَالْحَدِيْثِ الْآخَرِ (لَا صَلَاةَ لِجَارِ الْمَسْجِدِ إِلَّا فِي الْمَسْجِدِ) وَلَيْسَ ذٰلِكَ عَلٰى أَنَّهٗ إِذَا صَلّٰى كَذٰلِكَ، كَانَ فِيْ حُكْمِ مَنْ لَمْ يُصَلِّ، وَلٰكِنَّهٗ قَدْ صَلّٰى صَلَاةً تُجْزِئُهٗ،وَلٰكِنَّهَا لَيْسَتْ بِمُتَكَامِلَةِ الْأَسْبَابِ فِي الْفَرَائِضِ وَالسُّنَنِ، لِأَنَّ مِنْ سُنَّةِ الصَّلَاةِ مَعَ الْإِمَامِ اتِّصَالُ الصُّفُوْفِ، وَسَدُّ الْفُرَجِ .هٰكَذَا يَنْبَغِيْ لِلْمُصَلِّيْ خَلْفَ الْإِمَامِ أَنْ يَفْعَلَ، فَإِنْ قَصَّرَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَدْ أَسَاءَ وَصَلَاتُهٗ تُجْزِئُهٗ وَلٰكِنَّهَا لَيْسَتْ بِالصَّلَاةِ الْمُتَكَامِلَةِ فِيْ فَرَائِضِهَا وَسُنَنِهَا، فَقِيْلَ لِذٰلِكَ (لَا صَلَاةَ لَهٗ) أَيْ لَا صَلَاةَ لَهٗ مُتَكَامِلَةً، كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : (لَيْسَ الْمِسْكِيْنُ بِالَّذِيْ تَرُدُّهُ التَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ، وَلٰكِنَّ الْمِسْكِيْنُ الَّذِيْ لَا يُعْرَفُ فَيُتَصَدَّقُ عَلَيْهِ، وَلَا يَسْأَلُ النَّاسَ). فَكَانَ مَعْنٰى قَوْلِهٖ (لَيْسَ الْمِسْكِيْنُ بِالَّذِيْ تَرُدُّهُ التَّمْرَتَانِ) إِنَّمَا مَعْنَاهُ : لَيْسَ هُوَ بِالْمِسْكِيْنِ الْمُتَكَامِلِ فِي الْمَسْكَنَةِ، إِذْ هُوَ يَسْأَلُ فَيُعْطٰى مَا يَقُوْتُهٗ وَيُوَارِيْ عَوْرَتَهٗ .وَلٰكِنَّ الْمِسْكِيْنُ الَّذِيْ لَا يَسْأَلُ النَّاسَ وَلَا يَعْرِفُوْنَهٗ فَيَتَصَدَّقُوْنَ. فَنُفِيَ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ، مَنْ كَانَ مِسْكِيْنًا غَيْرَ مُتَكَامِلِ أَسْبَابِ الْمَسْكَنَةِ، أَنْ يَكُوْنَ مِسْكِيْنًا .فَيَحْتَمِلُ أَنْ يَكُوْنَ أَيْضًا إِنَّمَا نُفِيَ بِقَوْلِهٖ (لَا صَلَاةَ لِمَنْ صَلّٰى خَلْفَ الصَّفِّ وَحْدَهٗ) مَنْ صَلّٰى خَلْفَ الصَّفِّ أَنْ يَكُوْنَ مُصَلِّيًا، لِأَنَّهٗ غَيْرُ مُتَكَامِلِ أَسْبَابِ الصَّلَاةِ، وَهُوَ قَدْ صَلّٰى صَلَاةً تُجْزِئُهٗ .فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ : فَهَلْ تَجِدُوْنَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَا شَيْئًا يَدُلُّ عَلٰى مَا قُلْتُمْ؟ .قِيْلَ لَهٗ.

۲۲۶۵: عبدالرحمٰن بن علی بن شیبان حیمی نے اپنے والد سے نقل کیا (یہ بنوحیم میں سے تھے) کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز ادا کی آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے اس وقت ایک آدمی صف کے پیچھے نماز پڑھ رہا تھا پس جناب رسول اللہ ﷺ کھڑے رہے یہاں تک کہ اس نے اپنی نماز پوری کی آپ نے فرمایا نماز کو نئے سرے سے پڑھو ایک آدمی کی نماز صف کے پیچھے کامل نہیں ہوتی ۔علماء کی ایک جماعت کا موقف یہ ہے کہ جس شخص نے کسی صف کے پیچھے اکیلے کھڑے ہو کر نماز پڑھی اس کی نماز باطل ہے اور انہوں نے ان آثار کو دلیل بنایا۔ دوسرے علماء نے اختلاف کرتے ہوئے کہا جس نے اس طرح کیا اس نے زیادتی کی مگر اس کی نماز جائز ہے اور انہوں نے دوسری بات یہ کہی کہ ان آثار میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جو ہمارے قول کے مخالف ہو اور وہ اس لیے کہ جو شخص

صف میں اکیلا نماز پڑھ رہا تھا تو جناب رسول اللہ ﷺ اسے نماز لوٹانے کا حکم دیا تو جس طرح یہ کہنا درست ہے کہ آپ نے اسے اس بناء پر حکم دیا کیونکہ اس نے صف کے پیچھے اکیلے نماز ادا کی تھی' تو یہ بھی جائز ہے کہ کسی دوسری وجہ سے اسے نماز لوٹانے کا حکم فرمایا ہو۔ اس کی نظیر وہ شخص ہے جس نے مسجد میں داخلے کے بعد نماز ادا کی تو آپ نے اسے نماز لوٹانے کا حکم دیا۔ پھر اسے دوبارہ لوٹانے کا حکم فرمایا یہاں تک کہ اس نے یہ نماز لوٹانے کا کام متعدد بار کیا جیسا حضرت رفاعہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے اس کی وجہ یہ نہ تھی کہ اس نے مسجد میں داخل ہو کر نماز پڑھی تھی بلکہ اور وجہ سے لوٹانے کا حکم فرمایا تھا وہ یہ تھی کہ اس نے فرائض نماز کو درست طور پر ادا نہ کیا تھا۔ پس اسی طرح تمہاری روایت میں بھی جناب رسول اللہ ﷺ نے اس آدمی کو نماز کے لوٹانے کا حکم دیا جو صف کے پیچھے اکیلا نماز پڑھ رہا تھا' لوٹانے کا حکم صف کے پیچھے اکیلے نماز کے سبب نہ تھا بلکہ نماز میں کسی دوسری حرکت کی بنیاد پر تھا اور علی بن شیبہ ان کی روایت میں وابصہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے یہ اضافی بات بھی ہے کہ ہم نے جناب رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز ادا کی جب آپؐ اپنی نماز پوری کر چکے تو ایک شخص کو صف میں تنہا نماز پڑھتے پایا۔ آپؐ اس کی طرف اُٹھ کر گئے اور اس کے نماز مکمل کرنے تک اس کا انتظار فرمایا' پھر فرمایا تم نماز دوبارہ پڑھو اس لیے کہ اکیلے آدمی کی نماز صف کے پیچھے درست نہیں۔ امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس روایت میں اس کو نماز دوبارہ پڑھنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ صف کے پیچھے اکیلے کی نماز درست نہیں۔ پس اس میں نماز کے اعادہ کا حکم ایک تو وہ معنی رکھتا ہے جو وابصہ کی روایت میں پائے جاتے ہیں اور آپ کا فرمان ''**لا صلاۃ لفرد خلف الصف**'' ممکن ہے کہ یہ ان ارشادات کے ہم معنی ہو: (۱) ''**لا وضوء لمن لم یُسمّ**'' اور اس روایت کی طرح (۲) ''**لا صلاۃ لجار المسجد الا فی المسجد**''۔ یہ معنی نہیں کہ جب اس نے نماز پڑھی ہے تو وہ نماز نہ پڑھنے کی طرح ہے۔ لیکن وہ ایسی نماز تو پڑھ چکا جو اس کے لیے کافی تھی مگر وہ فرائض و سنن میں کامل اسباب والی نماز نہیں ہے کیونکہ امام کے ساتھ نماز پڑھنا نماز کی سنتوں سے ہے۔ اسی طرح صفوف کا ملانا اور فاصلے کو پُر کرنا بھی اسی قسم سے ہے' مقتدی کو امام کی اقتداء میں اسی طرح کرنا چاہیے۔ اگر اس نے اس میں کوتاہی کی تو اس نے غلطی کی اور اس کی نماز تو درست ہے مگر وہ سنن و فرائض کے لحاظ سے کامل نہیں۔ اس وجہ سے کہا گیا **لا صلاۃ لہ** یعنی اس کی نماز کامل نہیں جیسا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''**لیس المسکین بالذی تردہ المرۃ والتمرتان ولکن المسکین الذی لا یعرف فیتصدق علیہ ولا یسأل الناس**'' اس کا معنی یہ ہے کہ وہ مکمل مسکنت والا مسکین نہیں اس لیے کہ وہ لوگوں سے مانگتا ہے' پس لوگ اس کو اتنی مقدار دیتے ہیں جس سے وہ پیٹ بھر سکے اور اپنے ستر کو چھپا سکے لیکن مسکین وہ ہے جو لوگوں سے مانگتا بھی نہیں اور نہ لوگ اس کو مسکین جانتے ہیں کہ اس پر صدقہ کریں۔ پس اس روایت میں اس مسکین کی نفی ہے جس میں مسکنت کے کامل اسباب نہ ہوں کہ وہ کامل مسکین کہلائے۔ پس اس روایت میں یہ احتمال بھی ہے کہ ''**لا صلاۃ لمن صلّی خلف الصف وحدہ**'' کا معنی یہ ہو کہ وہ جو اکیلا صف

میں نماز پڑھے وہ نمازی نہیں کیونکہ وہ اسباب نماز کو کامل کرنے والا نہیں۔ اس نے تو صرف ایسی نماز پڑھی ہے جو کفایت کرے۔ اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ کیا جناب رسول اللہ ﷺ سے کوئی ایسی چیز ملتی ہے جو اس پر دلالت کرنے والی ہو؟ اس کے جواب میں کہا جائے گا جی ہاں! روایات درج ذیل ہیں۔

**تخریج** : ابن ماجه فی الاقامة باب ٥٤، نمبر ١٠٠٣، مسند احمد ٢٣/٤۔

## فریق اوّل کی روایت کا جواب:

صف کے پیچھے نماز نہ ہونا دو معنی رکھتا ہے ایک وہ جو آپ نے لیا کہ اس کی نماز نہیں ہوئی۔

نمبر ②: اعادے کا حکم کسی اور وجہ سے فرمایا جیسا کہ دوسری روایت رفاعہ وابو ہریرہ ؓ میں بعض صفات صلاۃ میں کمی کی وجہ سے فرمایا ایک مرتبہ نہیں بلکہ تین مرتبہ فرمایا اور اس کا سبب ان روایات میں بعض فرائض صلاۃ کا ترک ہے پس اس روایت میں بھی وہی معنی ہوا اور اس معنی کی تائید علی بن شیبان کی روایت میں موجود ہے کہ ہم نے جناب رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی اور جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو اس وقت ایک آدمی کو صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھتے پایا تو جناب رسول اللہ ﷺ اس کے پاس کھڑے رہے یہاں تک کہ اس نے نماز مکمل کر لی تو آپ نے فرمایا نماز کو دوبارہ پڑھو۔ اس لئے کہ جماعت کی صف کھڑی ہو اور کوئی آدمی پیچھے نماز اکیلا شروع کر دے یہ درست نہیں (اور یہ اجماعی مسئلہ ہے) پس اس سبب سے آپ نے اسے نماز کے اعادہ کا حکم فرمایا۔

حاصل کلام: اس روایت میں نماز لوٹانے کا حکم اس وجہ سے ہے کہ صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھی ہے جیسا کہ وابصہؓ والی روایت سے معلوم ہوتا ہے اور **لا صلاة لفرد خلف الصف** میں احتمال یہ ہے کہ اس روایت کی طرح ہو **لا وضوء لمن لم یسم** اور **لا صلاة لجار المسجد الا فی المسجد** تو یہ گویا اس نے نماز نہیں پڑھی کے معنی میں ہے کہ اس کی نماز کامل نہیں۔ اگرچہ ذمہ سے فرض اتر گیا مگر ہر اعتبار سے کامل نہ تھی کیونکہ سنت طریقہ تو امام کے ساتھ صف کا اتصال ہے اور فاصلہ کو ختم کرنا ہے امام کے پیچھے یہ سب باتیں اسے کرنی چاہئیں اگر اس نے ایسا نہ کیا تو نماز ناقص رہی اگر کمال کی نگاہ سے دیکھیں تو کہیں گے اس کی نماز نہیں ہوئی اور بہت سی روایات میں کمال نہ ہونے پر وجود کی نفی کی گئی ہے ارشاد فرمایا۔ **لیس المسکین بالذی تردہ التمرة والتمرتان ولکن المسکین الذی لا تعرف یتصدق علیه ولا یسأل الناس۔**

**تخریج** : بخاری باب ٤٨، مسلم فی الزکاة نمبر ١٠١، ابو داؤد فی الزکاة نمبر ٢٤، نسائی فی الزکاة باب ٧٦، دارمی فی الزکاة باب ٢۔

اب اس روایت **لیس المسکین** میں موجود مسکین کی نفی نہیں بلکہ کامل مسکنت کی نفی ہے کیونکہ وہ سوال کر کے اپنا کام بنا لیتا ہے اور گزارا چلا لیتا ہے اصل مسکین تو وہ ہے جو کسی سے نہ سوال کرے اور نہ اس کو لوگ پہچان کر صدقہ دیں پس جس طرح روایت میں کمال کی مسکنت نہ ہونے کی وجہ سے اس کی مسکینی کی نفی کی گئی بالکل اسی طرح یہاں بھی نماز میں کمال نہ پائے جانے کی وجہ سے اس کو غیر نمازی کہا حالانکہ وہ بقدر ضرورت نماز پڑھ چکا ہے۔

## ایک سوال:

کیا زبان نبوت سے کوئی چیز ایسی مل سکتی ہے جو تمہاری اس بات کی موید ہو۔

حل: جی ہاں یہ روایت ملاحظہ فرمائیں۔

۲۲۶۶: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عُمَرَ الضَّرِيْرُ، قَالَ : أَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، أَنَّ زِيَادَ الْأَعْلَمَ أَخْبَرَهُمْ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ، قَالَ : جِئْتُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاكِعٌ، وَقَدْ حَفَزَنِي النَّفَسُ، فَرَكَعْتُ دُوْنَ الصَّفِّ، ثُمَّ مَشَيْتُ إِلَى الصَّفِّ .فَلَمَّا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ، قَالَ : (أَيُّكُمُ الَّذِيْ رَكَعَ دُوْنَ الصَّفِّ؟ قَالَ أَبُوْ بَكْرَةَ : أَنَا، قَالَ : زَادَكَ اللّٰهُ حِرْصًا وَلَا تَعُدْ).

۲۲۶۶: حسن نے ابوبکرہؓ سے روایت کی میں جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا جبکہ آپ حالت رکوع میں تھے اور مجھے میرے نفس نے ابھارا پس میں نے صف سے دور رکوع کر لیا پھر میں صف کی طرف چلا جب جناب رسول اللہ ﷺ نے نماز کو مکمل فرمایا تو فرمایا تم میں سے کس نے صف سے الگ رکوع کیا؟ ابوبکرہ کہنے لگے میں نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہاری حرص جماعت زیادہ کرے آئندہ ایسا نہ کرنا۔

**تخریج** : بخاری فی الاذان باب۱۱۴، ابو داؤد فی الصلاۃ باب۱۰۰، نمبر۶۸۳، نسائی فی الامامہ باب۶۳، مسند احمد ۳۹/۵۔

۲۲۶۷: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ الْحَكَمِ الْجِيْزِيُّ، قَالَ : ثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ، قَالَ : ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ .

۲۲۶۷: عفان بن مسلم کہتے ہیں کہ ہمیں حماد بن سلمہ نے پھر انہوں نے اپنی اسناد سے روایت بیان کی ہے۔

۲۲۶۸: حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ : ثَنَا الْحِمَّانِيُّ، قَالَ : ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ عَرُوْبَةَ، عَنْ زِيَادِ ِالْأَعْلَمِ، قَالَ : ثَنَا الْحَسَنُ أَنَّ أَبَا بَكْرَةَ رَكَعَ دُوْنَ الصَّفِّ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَادَكَ اللّٰهُ حِرْصًا وَلَا تَعُدْ). قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَفِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ أَنَّهٗ رَكَعَ دُوْنَ الصَّفِّ، فَلَمْ يَأْمُرْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِإِعَادَةِ الصَّلَاةِ .فَلَوْ كَانَ مَنْ صَلّٰى خَلْفَ الصَّفِّ لَا تُجْزِيْهِ صَلَاتُهٗ،لَكَانَ مَنْ دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ خَلْفَ الصَّفِّ، لَا يَكُوْنُ دَاخِلًا فِيْهَا .أَلَا تَرٰى أَنَّ مَنْ صَلّٰى عَلٰى مَكَانٍ قَذِرٍ، أَنَّ صَلَاتَهٗ فَاسِدَةٌ؟ وَمَنِ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ عَلٰى مَكَانٍ قَذِرٍ، ثُمَّ صَارَ إِلٰى مَكَانٍ نَظِيْفٍ أَنَّ صَلَاتَهٗ فَاسِدَةٌ فَكَانَ كُلُّ مَنِ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ فِيْ مَوْطِنٍ لَا يَجُوْزُ لَهٗ فِيْهِ أَنْ يَأْتِيَ بِالصَّلَاةِ فِيْهِ

بِكَمَالِهَا' لَمْ يَكُنْ دَاخِلًا فِي الصَّلَاةِ فَلَمَّا كَانَ دُخُولُ أَبِي بَكْرَةَ فِي الصَّلَاةِ دُوْنَ الصَّفِّ دُخُولًا صَحِيْحًا' كَانَتْ صَلَاةُ الْمُصَلِّيْ كُلُّهَا دُوْنَ الصَّفِّ' صَلَاةً صَحِيْحَةً .فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ : فَمَا مَعْنٰى قَوْلِهٖ (وَلَا تَعُدْ). قِيْلَ لَهٗ : ذٰلِكَ -عِنْدَنَا -يَحْتَمِلُ مَعْنَيَيْنِ : يَحْتَمِلُ : وَلَا تَعُدْ أَنْ تَرْكَعَ دُوْنَ الصَّفِّ حَتّٰى تَقُوْمَ فِي الصَّفِّ' كَمَا قَدْ رَوٰى عَنْهُ أَبُوْ هُرَيْرَةَ .

۲۲۶۸: حسن نے ابوبکرہؓ سے نقل کیا کہ ابوبکرہؓ نے صف سے الگ رکوع کیا تو ان کو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ تیری جماعت کی حرص میں اضافہ کرے تو دوبارہ ایسا نہ کرنا۔ امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس روایت میں یہ ہے کہ اس نے صف سے پہلے رکوع کر لیا تھا۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نماز لوٹانے کا حکم نہیں دیا۔ پس اگر صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھنے والے کی نماز نہ ہوتی تو نماز میں صف کے پیچھے داخل ہونے والا نماز میں داخل نہ قرار دیا جاتا۔ کیا تم غور نہیں کرتے کہ جو شخص گندگی والی جگہ نماز پڑھے اس کی نماز فاسد ہے اور جو شخص گندی جگہ نماز شروع کر کے پھر ستھری جگہ منتقل ہو جائے اس کی نماز بھی فاسد ہے۔ پس ہر وہ شخص جس نے نماز کو ایسی جگہ میں شروع کیا تو اسے جائز نہیں کہ وہ اس میں نماز کو اس کے کمال کے ساتھ ادا کر سکے۔ وہ نماز میں داخل شمار نہ ہوگا۔ پس جب حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کا صف میں پہنچنے سے پہلے نماز میں داخلہ درست داخلہ تھا تو نمازی کی تمام نماز صف سے پہلے درست نماز ثابت ہوگئی۔ اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ ''ولا تعد'' کا کیا مطلب ہے۔ تو اس کے جواب میں کہا جائے گا۔ ہمارے ہاں اس کے دو معنی ہیں: (۱) صف میں داخلہ سے پہلے رکوع کرنے والی حرکت آئندہ مت کرنا جب تک کہ تم صف میں نہ پہنچ جاؤ۔ جیسا کہ ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے ملاحظہ ہو۔

**تخریج** : نمبر ۲۲۶۶ کو ملاحظہ کریں۔

**حاصل روایات**: اس ارشاد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اکیلے رکوع کرنے والے اور صف سے الگ نماز شروع کرنے والے کو نماز لوٹانے کا حکم نہ دیا بلکہ آئندہ ایسا نہ کرنے کی تاکید فرمائی اگر صف سے الگ نیت باندھنا نماز کو باطل کرتا ہے تو جو صف سے دور نماز میں داخل ہونے والا ہے اس کی نماز سرے سے شروع نہ ہونی چاہئے حالانکہ ان کو آپ نے ایسی حرکت دوبارہ نہ کرنے کا حکم دیا۔ اعادہ صلاۃ کا حکم نہیں اس کے لئے قرینہ ان کے شوق جماعت کو آپ نے سراہا اگر وہ داخل نماز ہی نہ ہوتا تو صاف کہہ دیا جاتا جیسا کہ گندی جگہ نماز پڑھنے والے کی نماز کو فاسد قرار دیا گیا۔ اگر چہ وہ پلید جگہ شروع کر کے پاک جگہ منتقل ہو جائے کیونکہ جہاں نماز نہ ہو سکتی ہو اگر چہ وہ بظاہر نماز میں داخل بھی ہو جائے تب بھی وہ نماز میں داخل شمار نہیں ہوتا۔

پس جب جناب ابوبکرہؓ کا صف سے الگ نماز میں داخل ہونا صحیح قرار دیا گیا تو صف سے پیچھے دوسری صف میں نماز پڑھنے والے کی ساری نماز ہی درست ہونی چاہئے کیونکہ ابتداء نماز درست ہے تو بناء صلاۃ بھی یقیناً درست ہے۔

## اعتراض:

لاتعد۔ یہ اعادہ سے نہ لیا جائے بلکہ عدای یعدو۔(دوڑنا) سے لیا جائے کہ نماز کے لئے مت دوڑو تب آپ کے جواب کی بنیاد ہی ختم ہوگئی۔

## ازالہ:

جناب توجہ فرمائیں۔

نمبر①: آپ اعادہ والا معنی لیں تو پھر روایت کا مفہوم روایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ والا ہے کہ صف میں پہنچنے سے پہلے رکوع کرنے والی حرکت دوبارہ مت کرنا صف میں پہنچ کر نماز میں شامل ہو۔

روایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ ہے۔

٢٢٦٩: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا الْمُقَدَّمِيُّ، قَالَ : حَدَّثَنِيْ عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ : ثَنَا ابْنُ عِجْلَانَ عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (إِذَا أَتَى أَحَدُكُمُ الصَّلَاةَ فَلَا يَرْكَعْ دُوْنَ الصَّفِّ، حَتّٰى يَأْخُذَ مَكَانَهُ مِنَ الصَّفِّ). وَيَحْتَمِلُ قَوْلُهُ (وَلَا تَعُدْ) أَيْ : وَلَا تَعْدُ أَنْ تَسْعَى إِلَى الصَّلَاةِ سَعْيًا يَحْفِزُكَ فِيْهِ النَّفَسُ، كَمَا قَدْ جَاءَ عَنْهُ فِيْ غَيْرِ هٰذَا الْحَدِيْثِ .

٢٢٦٩: اعرج نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم نماز کے لئے آؤ تو صف سے الگ رکوع میں مت جایا کرو اس وقت رکوع کرو جب صف میں پہنچ جاؤ۔اور یہ بھی احتمال ہے کہ آئندہ نماز کے لیے یوں دوڑ کر مت آؤ کہ تمہارا سانس ہی پھول جائے۔جیسا کہ اس کے علاوہ روایات میں موجود ہے۔ جو ذیل میں ہیں۔

نمبر②: نماز کے لئے ایسا مت دوڑو جس سے سانس چڑھ جائے۔

جیسا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت ہے۔

٢٢٧٠: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ : ثَنَا عَمِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ، قَالَ : ثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيْهِ .ح .

٢٢٧٠: عبداللہ بن وہب نے ابراہیم بن سعد سے انہوں نے اپنے والد سے بیان کیا۔

٢٢٧١: وَحَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا وَهْبٌ، قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : (إِذَا أُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ، فَلَا تَأْتُوْهَا تَسْعَوْنَ وَأْتُوْهَا وَأَنْتُمْ تَمْشُوْنَ وَعَلَيْكُمُ السَّكِيْنَةُ، فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوْا، وَمَا فَاتَكُمْ

فَأَتِمُّوْا).

۲۲۷۱: سعد بن ابراہیم نے ابوسلمہ سے انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہ جب جماعت کھڑی ہو جائے تو دوڑ کر مت آؤ۔ بلکہ چل کر آؤ اور تم پر سکون لازم ہے پس نماز کا جو حصہ پاؤ وہ (امام کے ساتھ) پڑھ لو اور جو (امام سے) رہ جائے اس کو مکمل کر لو۔

**تخریج** : بخاری فی الجمعه باب۱۸، مسلم فی المساجد ۱۵۱/۱۵۲، ابو داؤد فی الصلاة باب۵٤، نسائی فی الامامه باب۵۷، ابن ماجه فی المساجد باب ۱٤، دارمی فی الصلاة نمبر۵۹، موطا مالك فی النداء مسند احمد ۲، ۲۳۷/۲۳۸۔

۲۲۷۲: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ وَفَهْدٌ، قَالَا : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ : حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، قَالَ : حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ .فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ .غَيْرَ أَنَّهٗ قَالَ : (فَاقْضُوْا).

۲۲۷۲: ابن شہاب نے ابوسلمہ سے پھر انہوں نے اپنی سند سے روایت نقل کی صرف واتموا کی جگہ فاقضوا کا لفظ ہے معنی یکساں ہے۔

۲۲۷۳: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ .

۲۲۷۳: محمد بن عمر نے ابوسلمہ سے انہوں نے اپنی اسناد سے روایت نقل کی ہے۔

۲۲۷۴: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ : ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ .

۲۲۷۴: سعید بن المسیب نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۲۲۷۵: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيْسَ، قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدٍ وَأَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ .

۲۲۷۵: سعید و ابوسلمہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۲۲۷۶: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ، قَالَ : ثَنَا الْخَصِيْبُ، قَالَ : ثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ هِشَامٍ، عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ .

۲۲۷۶: ابن سیرین نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ ﷺ اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۲۲۷۷: حَدَّثَنَا رَبِیْعٌ الْمُؤَذِّنُ، قَالَ : ثَنَا أَسَدٌ، قَالَ : ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَیُّوْبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ. فَذَکَرَ بِإِسْنَادِہٖ مِثْلَہٗ .

۲۲۷۷: ایوب نے محمد سے پھر انہوں نے اپنی سند سے روایت نقل کی ہے۔

۲۲۷۸: حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ : ثَنَا الْقَعْنَبِیُّ، قَالَ : ثَنَا مَالِکٌ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِیْہِ، عَنْ أَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (إِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلَاۃِ فَلَا تَأْتُوْھَا وَأَنْتُمْ تَسْعَوْنَ، وَأْتُوْھَا وَعَلَیْکُمُ السَّکِیْنَۃُ وَالْوَقَارُ، فَمَا أَدْرَکْتُمْ فَصَلُّوْا، وَمَا فَاتَکُمْ فَأَتِمُّوْا).

۲۲۷۸: علاء بن عبدالرحمٰن نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب جماعت کھڑی ہو جائے تو اس کے لئے دوڑتے ہوئے مت آؤ۔ بلکہ سکون سے آؤ وقار سے آؤ۔ پس جو جماعت کا حصہ مل جائے تو اسے پڑھ لو اور جو تم سے رہ جائے اسے مکمل کر لو۔

**تخریج** : مسلم فی المساجد نمبر ۱۵۲، موطا فی النداء نمبر ٤، مسند احمد ٤٢٧/٢۔

**اللغات** : ثوب بالصلاۃ۔ جماعت قائم کر دی جائے۔

۲۲۷۹: حَدَّثَنَا یُوْنُسُ، قَالَ : أَنَا ابْنُ وَھْبٍ أَنَّ مَالِکًا حَدَّثَہٗ، عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِیْہِ، وَإِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ أَنَّھُمَا سَمِعَا أَبَا ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یَقُوْلُ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ ذَکَرَ مِثْلَہٗ وَزَادَ (فَإِنَّ أَحَدَکُمْ فِیْ صَلَاۃٍ، مَا کَانَ یَعْمِدُ إِلَی الصَّلَاۃِ).

۲۲۷۹: علاء بن عبدالرحمٰن نے اپنے والد اور اسحاق بن عبداللہ سے نقل کیا کہ ان دونوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر اسی طرح نقل کیا اس میں یہ اضافہ ہے فان احدکم فی صلاۃ ما کان یعمد الی الصلاۃ کہ جب آدمی نماز کا قصد کر لیتا ہے تو نماز میں شمار ہوتا ہے (یعنی اس کو برابر ثواب ملنے لگتا ہے)

**تخریج** : مسند احمد ٥٢٩/٢، مسلم ٢٢٠/١۔

۲۲۸۰: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مَعْبَدٍ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الْوَھَّابِ، قَالَ : أَنَا حُمَیْدُ الطَّوِیْلُ، عَنْ أَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ أَنَّہٗ قَالَ : (إِذَا جَاءَ أَحَدُکُمْ یَعْنِیْ : إِلَی الصَّلَاۃِ فَلْیَمْشِ عَلٰی ھَیْئَتِہٖ، فَلْیُصَلِّ مَا أَدْرَکَ، وَلْیَقْضِ مَا سُبِقَ بِہٖ مِنْھَا). قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ -وَالنَّظْرُ عِنْدَنَا -یَدُلُّ عَلٰی أَنَّ مَنْ صَلّٰی خَلْفَ الصَّفِّ، فَصَلَاتُہٗ جَائِزَۃٌ .وَذٰلِکَ أَنَّھُمْ لَا یَخْتَلِفُوْنَ فِیْ رَجُلٍ کَانَ یُصَلِّیْ وَرَاءَ الْإِمَامِ فِیْ صَفٍّ، فَخَلَا مَوْضِعُ رَجُلٍ أَمَامَہٗ أَنَّہٗ یَنْبَغِیْ لَہٗ أَنْ یَمْشِیَ إِلَیْہِ حَتّٰی یَقُوْمَ فِیْہِ، وَکَذٰلِکَ

رُوِیَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا ۔

۲۲۸۰: حمید الطویل نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی نماز کے لئے آئے تو وہ اپنی حالت پر چل کر آئے پس اس میں سے جو پائے اسے پڑھ لینا چاہئے (امام کے ساتھ) اور جو رہ جائے تو وہ پوری کرے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ہمارے ہاں نظر و فکر یہی چاہتے ہیں کہ جو کوئی شخص صف میں اکیلا نماز پڑھے اس کی نماز جائز ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ان ائمہ کا اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ جب کوئی شخص صف سے پیچھے نماز میں مصروف ہو پھر اس کے آگے ایک آدمی کی جگہ خالی ہو جائے تو اسے چل کر وہاں کھڑا ہونا چاہیے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اسی طرح مروی ہے۔ ذیل میں دیکھیں۔

**تخریج** : مسند احمد ۱۰۶/۳۔

**حاصل روایات:** کہ صف کے پیچھے آنے والے کو سکون وقار سے آ کر نماز میں شامل ہونا چاہئے اگر وہ جلد بازی سے نماز میں وضو کر کے دوڑ سے شامل ہو گیا تو تب بھی اس کی نماز تو درست ہو جائے گی اس کا شوق قابل تحسین ہے مگر سکون و وقار کو توڑنا مناسب اور اچھی عادت نہیں اس کو ترک کر دینا چاہئے۔ یہ تقاضا اثر ہے اور تقاضائے نظر یہ ہے۔

## نظر طحاوی رحمہ اللہ:

تقاضائے نظر ہمارے ہاں یہی ہے کہ جو شخص صف میں پیچھے اکیلا امام کی اقتداء میں نماز پڑھے اس کی نماز درست ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں سب متفق ہیں کہ جو شخص امام کے پیچھے صف میں نماز پڑھ رہا ہو۔ ایک آدمی نے اس کے سامنے والی جگہ خالی کر دی (وضو وغیرہ ٹوٹ گیا) اسے مناسب ہے کہ وہ صف میں چل کر اس جگہ کھڑا ہو جائے اور یہ بات حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ثابت ہے جیسا کہ اس روایت میں ہے۔

۲۲۸۱: حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ' قَالَ : ثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ' قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ' قَالَ : ثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ أَنْبَأَنِيْ' قَالَ : سَمِعْتُ خَيْثَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يَقُوْلُ : صَلَّيْتُ إِلٰى جَنْبِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَرَأٰى فِي الصَّفِّ خَلَلًا' فَجَعَلَ يَغْمِزُنِيْ أَنْ أَتَقَدَّمَ إِلَيْهِ' وَجَعَلْتُ إِنَّمَا يَمْنَعُنِيْ أَنْ أَتَقَدَّمَ الضِّيْقُ بِمَكَانِيْ' إِذَا جَلَسَ أَنْ أَبْعُدَ مِنْهُ فَلَمَّا أَنْ رَأٰى ذٰلِكَ تَقَدَّمَ هُوَ .وَالَّذِيْ يَتَقَدَّمُ مِنْ صَفٍّ إِلٰى صَفٍّ عَلٰى مَا ذَكَرْنَا هُوَ فِيْمَا بَيْنَ الصَّفَّيْنِ فِيْ غَيْرِ صَفٍّ' فَلَمْ يَضُرَّهُ ذٰلِكَ' وَلَمْ يُخْرِجْهُ مِنَ الصَّلَاةِ .فَلَوْ كَانَتِ الصَّلَاةُ لَا تَجُوْزُ إِلَّا بِقِيَامٍ فِيْ صَفٍّ' لَفَسَدَتْ عَلٰى هٰذَا صَلَاتُهُ لَمَّا صَارَ فِيْ غَيْرِ صَفٍّ' وَإِنْ كَانَ ذٰلِكَ أَقَلَّ الْقَلِيْلِ .كَمَا أَنَّ مَنْ وَقَفَ عَلٰى مَكَانٍ نَجِسٍ وَهُوَ يُصَلِّيْ أَقَلَّ الْقَلِيْلِ' أَفْسَدَ ذٰلِكَ عَلَيْهِ صَلَاتَهُ. فَلَمَّا أَجْمَعُوْا أَنَّهُمْ يَأْمُرُوْنَ هٰذَا الرَّجُلَ بِالتَّقَدُّمِ إِلٰى مَا خَلَا أَمَامَهُ مِنَ الصَّفِّ' وَلَا يُفْسِدُ عَلَيْهِ صَلَاتَهُ' كَوْنُهُ فِيْمَا بَيْنَ الصَّفَّيْنِ فِيْ غَيْرِ صَفٍّ' دَلَّ ذٰلِكَ عَلٰى أَنَّ مَنْ صَلّٰى دُوْنَ

۲۲۸۲: مَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ يُوْنُسَ، قَالَ : ثَنَا يَحْيَى بْنُ عِيْسٰى عَنْ سُفْيَانَ بْنِ مَنْصُوْرٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ، قَالَ : دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ أَنَا وَابْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، فَأَدْرَكْنَا الْإِمَامَ وَهُوَ رَاكِعٌ، فَرَكَعْنَا ثُمَّ مَشَيْنَا حَتّٰى اسْتَوَيْنَا بِالصَّفِّ. فَلَمَّا قَضَى الْإِمَامُ الصَّلَاةَ، قُمْتُ لِأَقْضِيَ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ : قَدْ أَدْرَكْتَ الصَّلَاةَ.

۲۲۸۲: زید بن وہب کہتے ہیں کہ میں اور ابن مسعودؓ مسجد میں داخل ہوئے ہم نے امام کو رکوع کی حالت میں پایا ہم نے رکوع کیا پھر ہم چلتے رہے یہاں تک کہ صف میں برابر جا کھڑے ہوئے جب امام نے نماز پوری کی تو میں وہ رکعت پوری کرنے کھڑا ہوا تو عبداللہ نے فرمایا تم نے رکعت کو پالیا۔

**تخریج** : ابن ابی شیبہ ۲۲۹/۱۔

۲۲۸۳: حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ : ثَنَا بَشِيْرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ : حَدَّثَنِيْ سَيَّارٌ أَبُو الْحَكَمِ، عَنْ طَارِقٍ، قَالَ : كُنَّا مَعَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا جُلُوْسًا فَجَاءَ آذِنُهُ فَقَالَ : قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، فَقَامَ وَقُمْنَا فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ، فَرَأَى النَّاسَ رُكُوْعًا فِيْ مُقَدَّمِ الْمَسْجِدِ، فَكَبَّرَ فَرَكَعَ وَمَشٰى، وَفَعَلْنَا مِثْلَ مَا فَعَلَ. فَإِنِ اعْتَلَّ فِيْ هٰذَا مُعْتَلٌّ بِأَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ إِنَّمَا فَعَلَ ذٰلِكَ، لِأَنَّهُ صَارَ هُوَ وَأَصْحَابُهُ صَفًّا. قِيْلَ لَهُ : فَقَدْ رُوِيَ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ فِيْ ذٰلِكَ۔ ۲۲۸۴: مَا حَدَّثَنَا يُوْنُسُ، قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ، قَالَ : رَأَيْتُ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَالنَّاسُ رُكُوْعٌ، فَمَشٰى حَتّٰى إِذَا أَمْكَنَهُ أَنْ يَصِلَ إِلَى الصَّفِّ وَهُوَ رَاكِعٌ، كَبَّرَ فَرَكَعَ ثُمَّ دَبَّ وَهُوَ رَاكِعٌ حَتّٰى وَصَلَ الصَّفَّ.

۲۲۸۳: طارق کہتے ہیں کہ ہم حضرت ابن مسعودؓ کے ساتھ بیٹھے تھے کہ ان کو اطلاع دینے والا آیا اور اس نے کہا کہ جماعت کھڑی ہونے والی ہے پس آپ اٹھے اور ہم بھی آپ کے ساتھ اٹھے پس آپ مسجد میں داخل ہوئے تو آپ نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ مسجد کی اگلی جانب رکوع کی حالت میں ہیں تو انہوں نے رکوع کیا اور چلنے لگے ہم نے بھی اسی طرح کیا۔

**تخریج** : المعجم الکبیر ۲۷۱/۹۔

## ایک ضمنی اعتراض:

عبداللہ نے یہ اس لئے کیا کہ وہ اور ان کے شاگرد وہ مستقل صف بن گئے تھے تو صف میں شمول تو ہو گیا۔

**جواب**: اس بات کا جواب حضرت زید بن ثابتؓ کی اس روایت سے واضح ہو جائے گا۔

الصَّفِّ، أَنَّ صَلَاتَهُ مُجْزِئَةٌ عَنْهُ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ جَمَاعَةٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُمْ رَكَعُوْا دُوْنَ الصَّفِّ، ثُمَّ مَشَوْا إِلَى الصَّفِّ، وَاعْتَدُّوْا بِتِلْكَ الرَّكْعَةِ الَّتِيْ رَكَعُوْهَا دُوْنَ الصَّفِّ. فَمِنْ ذٰلِكَ

۲۲۸۱: خیثمہ بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پہلو میں نماز پڑھی انہوں نے صف میں خلل پایا تو مجھے کنکھیوں سے اشارہ کرنے لگے کہ میں اس جگہ کی طرف آگے بڑھ جاؤں اور مجھے جگہ کی تنگی آگے بڑھنے سے مانع تھی جب وہ بیٹھ جاتے تو میں اور دور ہو جاتا جب انہوں نے یہ حالت دیکھی تو خود آگے بڑھ گئے۔ جو شخص ایک صف سے دوسری صف کی طرف بڑھتا ہے جیسا ہم ذکر کر آئے تو وہ دو صفوں کے درمیان ہوتا ہے اگلی یا پچھلی کسی صف میں نہیں ہوتا' تو یہ چیز اس کو نہ نقصان دیتی ہے اور نہ نماز سے نکالتی ہے۔ اگر صف میں برابر کھڑے ہونے سے ہی نماز جائز ہوتی تو اس صورت میں تو اس کی نماز ٹوٹ جاتی اس لیے کہ وہ صف سے آگے پیچھے جگہ میں چلا گیا۔ اگرچہ یہ عمل قلیل ہے جیسا کہ کوئی ناپاک جگہ پر نماز ادا کرے خواہ وقت کس قدر قلیل ہو تب بھی اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ تو جب اس بات پر تمام کا اجماع ہے کہ وہ ائمہ کرام اس کو آگے بڑھنے کا حکم دیتے ہیں جو اس سے اگلے شخص نے خالی کی ہے اور اس کی نماز ایسا کرنے سے نہیں ٹوٹتی کہ وہ نہ پہلی صف میں ہے اور پچھلی میں' بلکہ ان کے درمیان ہے۔ اس سے یہ دلالت مل گئی کہ جس نے صف کے علاوہ نماز پڑھی اس کی نماز درست ہے اور بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے صف میں پہنچنے سے پہلے رکوع کرنا مروی ہے اور پھر وہ صف کی طرف چل کر گئے پھر انہوں نے جس رکعت کا رکوع صف میں شمولیت سے پہلے کیا تھا اس کو رکعت گردانا۔ چند روایات ذیل میں ہیں۔

**تخریج** : مسند ابن ابی شیبہ ۳۲۳/۱۔

جب ایک صف سے دوسری صف کی طرف بڑھنا اس روایت کے مطابق نقصان دہ نہیں اور نماز سے خارج نہیں کرتا پس اگر نماز صرف صف میں ایک جگہ کھڑے ہونے کے بغیر درست نہیں تو پھر ایک صف سے دوسری صف کی طرف بڑھنے والے کی نماز فاسد ہونی چاہیے کیونکہ یہ غیر صف میں ہو گیا اگرچہ قلیل ہی سہی جیسا کہ نجس جگہ پر اقل قلیل وقت کھڑے ہو کر نماز شروع کرنے والے کی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

پس جب یہ ثابت شدہ حقیقت ہے کہ سب بالاتفاق اس نمازی کو آگے بڑھنے کا حکم دیتے ہیں جو اس کے آگے والے نے خالی کی ہے اور اس کی نماز فاسد نہیں ہوتی حالانکہ وہ دو صفوں کے درمیان بالکل غیر صف میں ہے اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ جس نے غیر صف میں نماز پڑھی اس کی نماز درست ہے اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک جماعت سے یہ بات ثابت ہے کہ انہوں نے صف کے علاوہ رکوع کیا پھر وہ چل کر صف میں آ گئے صف کے علاوہ پڑھی گئی یہ رکعت ان کی نماز میں شمار ہوئی۔

روایت ملاحظہ کریں۔

اگر اس روایت میں کوئی معترض یہ علت نکالے کہ عبداللہ نے یہ اس لیے کیا کیونکہ وہ اور ان کے ساتھی مستقل صف بن گئے تھے۔ تو اس کے جواب میں کہا جائے گا۔ اس سلسلہ میں زید بن ثابت کی روایت بھی آرہی ہے ملاحظہ ہو۔

۲۲۸۵: حَدَّثَنَا يُوْنُسُ، قَالَ : ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ : حَدَّثَنِي مَالِكٌ وَابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

۲۲۸۴: ابوامامہ بن سہل کہتے ہیں کہ میں نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ مسجد میں ایسے وقت داخل ہوئے جبکہ لوگ رکوع میں جا چکے تھے وہ چلتے رہے جب انہوں نے خیال کیا کہ وہ صف میں یہاں رکوع کی حالت میں مل سکیں گے تو انہوں نے تکبیر کہہ کر رکوع کیا اور رکوع میں آہستہ آہستہ رینگتے ہوئے چلتے گئے یہاں تک کہ صف میں جا ملے۔

**تخریج** : ابن ابی شیبه ۲۲۹/۱۔

۲۲۸۵: ابن ابی الذئب نے ابن شہاب سے پھر انہوں نے اپنی سند سے نقل کیا ہے۔

**تخریج** : مثله فی البیهقی ۱۵۱/۳۔

۲۲۸۶: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ، قَالَ : أَنَا ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ، قَالَ : أَخْبَرَنِي أَبِيْ، عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ كَانَ يَرْكَعُ عَلَى عَتَبَةِ الْمَسْجِدِ وَوَجْهُهُ إِلَى الْقِبْلَةِ، ثُمَّ يَمْشِيْ مُعْتَرِضًا عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ ثُمَّ يَعْتَدُّ بِهَا إِنْ وَصَلَ إِلَى الصَّفِّ أَوْ لَمْ يَصِلْ. فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ : فَأَنْتُمْ تُخَالِفُوْنَ مَا قَدْ رَوَيْتُمُوْهُ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَزَيْدٍ، وَتَقُوْلُوْنَ : لَا يَنْبَغِيْ لِأَحَدٍ أَنْ يَرْكَعَ دُوْنَ الصَّفِّ. قِيْلَ لَهُ : نَعَمْ، وَلٰكِنِ احْتَجَجْنَا بِذٰلِكَ عَلَيْكَ، لِتَعْلَمَ أَنَّ أَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّهُمْ لَا يُبْطِلُوْنَ صَلَاةَ مَنْ دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ قَبْلَ وُصُوْلِهِ إِلَى الصَّفِّ. فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ : فَمَا الَّذِيْ ذَهَبْتُمْ إِلَيْهِ، حَتّٰى خَالَفْتُمْ عَبْدَ اللّٰهِ وَزَيْدًا؟ قِيْلَ لَهُ : مَا قَدْ رَوَيْنَاهُ فِيْ هٰذَا الْبَابِ مِنْ حَدِيْثِ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (لَا يَرْكَعْ أَحَدُكُمْ دُوْنَ الصَّفِّ، حَتّٰى يَأْخُذَ مَكَانَهُ مِنَ الصَّفِّ) وَقَدْ قَالَ بِذٰلِكَ، الْحَسَنُ.

۲۲۸۶: خارجہ بن زید بن ثابت کہتے ہیں کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ مسجد کی چوکھٹ کے پاس قبلہ رخ ہو کر رکوع کرتے پھر وہ اپنی دائیں مڑتے ہوئے چلتے رہتے پھر اسی سے شمار کرتے خواہ صف میں پہنچیں یا نہ پہنچیں۔ اگر کوئی معترض یہ کہے کہ تم تو ابن مسعود اور زید رضی اللہ عنہما کی عروایت سے مخالفت کرنے والے ہو۔ تمہارا کہنا یہ ہے کہ کسی کو صف سے پہلے رکوع مناسب نہیں۔ اس کو جواب میں کہا جائے گا جی ہاں! مگر ہم نے تو ان روایات سے تمہارے خلاف دلیل حاصل کی تاکہ تمہیں یہ علم ہو جائے کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صف میں پہنچنے سے قبل نماز میں شامل ہونے والے کی

نماز کو باطل قرار نہ دیتے تھے۔ اگر کسی کو یہ اعتراض ہو کہ ابن مسعود اور زید رضی اللہ عنہما کی روایت کے خلاف چل کر تم نے کس روایت کو اختیار کیا ہے؟ ت جواب میں کہا جائے گا۔ ہم نے روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو اختیار کیا ہے کہ ''لا یرکع احدکم دون الصف'' (الحدیث) کہ تمہارا کوئی شخص صف سے پہلے رکوع میں نہ جائے۔ جب تک کہ وہ صف میں اپنے ٹھکانے نہ پہنچے اور یہ بات حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کہی ہے۔

**تخریج**: ابن ابی شیبہ ۲۲۹/۱، باب الرجل یدخل والقوم رکوع۔

**حاصلِ روایات**: ان روایات نے ثابت کر دیا کہ ایک آدمی رکوع کی حالت میں ملے یا دو چار ملیں سب کا حکم برابر ہے اور وہ رکعت بھی شمار ہوگی اور رکوع ملنا بھی معتبر خیال کیا جائے گا۔

## اعتراض نمبر ②:

زید بن ثابت اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم نے آثار اس روایت کے خلاف ہیں جس میں یہ فرمایا گیا **لاینبغی لاحد ان یرکع دون الصف**۔

**جواب**: یہ دونوں آثار اگرچہ اس روایت کے خلاف معلوم ہوتے ہیں مگر ہم نے تو صرف اس غرض سے پیش کئے ہیں کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کی نماز کو باطل قرار نہ دیتے تھے جو صف سے پہلے نماز میں شامل ہو جائے اگرچہ یہ مناسب نہیں مگر ابطال نماز والے قول کی تردید کے لئے کافی ہے۔

## احناف پر اشکال:

کہ تم اپنے مسلک میں تو عبداللہ اور زیدؓ کے اقوال کے مخالف ہو۔

**جواب**: ہم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ والی روایت نقل کی تم میں کوئی صف کے علاوہ رکوع میں نہ جائے جب تک کہ وہ اپنی جگہ صف میں نہ پہنچ جائے اور ان کے علاوہ یہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا بھی قول ہے۔ ملاحظہ ہو۔

۲۲۸۷: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِیْ دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا الْقَوَارِیْرِیُّ، قَالَ : حَدَّثَنِیْ یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ، عَنِ الْاَشْعَثِ، عَنِ الْحَسَنِ أَنَّهٗ کَرِهَ أَنْ یُّرْکَعَ دُوْنَ الصَّفِّ .وَکُلُّ مَا بَیَّنَّا فِیْ هٰذَا الْبَابِ مِنْ هٰذَا، وَمِنْ إِجَازَةِ صَلَاةِ مَنْ صَلّٰی خَلْفَ الصَّفِّ، هُوَ قَوْلُ أَبِیْ حَنِیْفَةَ وَأَبِیْ یُوْسُفَ، وَمُحَمَّدٍ، رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی .

۲۲۸۷: یحییٰ بن سعید نے اشعث سے انہوں نے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا کہ صف میں پہنچنے سے پہلے رکوع مکروہ ہے۔ اس باب میں ہم نے جو کچھ بیان کیا اور صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھنے والے کی نماز کو درست قرار دیا یہ امام ابو حنیفہ، ابو یوسف و محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔

**تخریج**: ابن ابی شیبہ ۲۳۰/۱۔

یہ جو کچھ ہم نے اس باب میں بیان کیا اور صف کے پیچھے اکیلے آدمی کی نماز کا جواز ثابت کیا یہ سب امام ابو حنیفہ، ابو یوسف و

محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔

# بَابُ الرَّجُلِ يَدْخُلُ فِي صَلَاةِ الْغَدَاةِ فَيُصَلِّي مِنْهَا رَكْعَةً ثُمَّ تَطْلُعُ الشَّمْسُ

## دوران نماز سورج نکل آنے کا حکم

قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : رَوٰى عَطَاءُ بْنُ يَسَارٍ وَغَيْرُهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : (مَنْ أَدْرَكَ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ رَكْعَةً قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ، فَقَدْ أَدْرَكَ الصَّلَاةَ) وَقَدْ ذَكَرْنَا ذٰلِكَ بِأَسَانِيْدِهِ فِيْ (بَابِ مَوَاقِيْتِ الصَّلَاةِ). فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلٰى أَنَّ مَنْ صَلّٰى مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ رَكْعَةً قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ، ثُمَّ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ، صَلّٰى إِلَيْهَا أُخْرٰى، وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ بِهٰذَا الْأَثَرِ .وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ، فَقَالُوْا : إِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَهُوَ فِيْ صَلَاتِهٖ، فَسَدَتْ عَلَيْهِ .وَقَالُوْا : لَيْسَ فِيْ هٰذَا الْأَثَرِ دَلَالَةٌ عَلٰى مَا ذَهَبَ إِلَيْهِ أَهْلُ الْمَقَالَةِ الْأُوْلٰى، لِأَنَّ قَوْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (مَنْ أَدْرَكَ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ رَكْعَةً قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ، فَقَدْ أَدْرَكَ) قَدْ يَحْتَمِلُ مَا قَالَهُ أَهْلُ الْمَقَالَةِ الْأُوْلٰى، وَيَحْتَمِلُ أَنْ يَكُوْنَ عَنٰى بِهِ الصِّبْيَانَ الَّذِيْنَ يَبْلُغُوْنَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ، وَالْحُيَّضَ اللَّاتِيْ يَطْهُرْنَ، وَالنَّصَارٰى الَّذِيْنَ يُسْلِمُوْنَ، لِأَنَّهُ لَمَّا ذَكَرَ فِيْ هٰذَا الْأَثَرِ الْإِدْرَاكَ وَلَمْ يَذْكُرِ الصَّلَاةَ، فَيَكُوْنُ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ سَمَّيْنَاهُمْ وَمَنْ أَشْبَهَهُمْ، مُدْرِكِيْنَ لِهٰذِهِ الصَّلَاةِ، وَيَجِبُ عَلَيْهِمْ قَضَاؤُهَا وَإِنْ كَانَ الَّذِيْ بَقِيَ عَلَيْهِمْ مِنْ وَقْتِهَا أَقَلَّ مِنَ الْمِقْدَارِ الَّذِيْ يُصَلُّوْنَهَا فِيْهِ .قَالُوْا : وَهٰذَا الْحَدِيْثُ هُوَ الَّذِيْ ذَهَبْنَا فِيْهِ إِلٰى أَنَّ الْمَجَانِيْنَ إِذَا أَفَاقُوْا، وَالصِّبْيَانَ إِذَا بَلَغُوْا، وَالنَّصَارٰى إِذَا أَسْلَمُوْا، وَالْحُيَّضُ إِذَا طَهُرْنَ، وَقَدْ بَقِيَ عَلَيْهِمْ مِنْ وَقْتِ الصُّبْحِ مِقْدَارُ رَكْعَةٍ، أَنَّهُمْ لَهَا مُدْرِكُوْنَ فَلَمْ نُخَالِفْ هٰذَا الْحَدِيْثَ، وَإِنْ خَالَفْنَا تَأْوِيْلَ أَهْلِ الْمَقَالَةِ الْأُوْلٰى .فَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ عَلَيْهِمْ لِأَهْلِ الْمَقَالَةِ الْأُوْلٰى .

امام طحاوی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ عطاء بن یسار رحمہ اللہ وغیرہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے طلوع آفتاب سے پہلے ایک رکعت کو پالیا اس نے نماز فجر کو پالیا اور اس روایت کو باب المواقیت میں ذکر کر آئے۔ پس کچھ علماء اس طرف گئے ہیں کہ جس شخص نے نماز صبح کی ایک رکعت طلوع

آفتاب سے پہلے پالی پھر سورج طلوع ہو گیا تو وہ اس کے ساتھ اور رکعت ملالے اور ان کا مستدل یہ روایت ہے۔
دیگر علماء نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے کہا اگر کسی کو نماز کے دوران سورج طلوع ہو جائے تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ انہوں نے کہا پہلے قول والے لوگوں کے لیے یہ اثر دلیل نہیں بن سکتا۔ کیونکہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان: ''جس شخص نے طلوع آفتاب سے پہلے ایک رکعت کو پالیا تو اس نے گویا نماز کو پالیا'' اس میں ایک احتمال تو وہ ہے جس کی طرف پہلے قول والے گئے ہیں اور دوسرا احتمال یہ بھی ہے کہ اس سے مراد وہ بچے ہوں جو حد بلوغت کو طلوع آفتاب سے پہلے پہنچ جائیں اور وہ حائضہ عورتیں ہیں جو طلوع آفتاب سے پہلے پاک ہو جائیں اور ایسے نصرانی مراد ہیں جو طلوع آفتاب سے پہلے اسلام لے آئیں اس لیے کہ اس روایت میں تو ادراک کا ذکر ہے' نماز کا ذکر نہیں۔ پس یہ لوگ جن کا ہم نے نام لیا اور جو ان کے مشابہ ہیں وہ اس نماز کے مدرک بنیں گے اور ان کے ذمہ اس کی ادائیگی لازم ہو جائے گی۔ اگرچہ ان کے پاس اتنی مقدار میں وقت نہ ہو کہ جس میں وہ نماز ادا کر سکتے ہوں۔
اس روایت کے متعلق ہم نے جس بات کو اختیار کیا ہے اس میں اگر ان کو اضافہ ہو جائے مجنون کا جنون جاتا رہا' بچے نے بلوغت کی عمر کو پالیا' عیسائی اسلام لے آیا' حیض والی عورت پاک ہو گئی اور ادھر صبح کے وقت میں سے ایک رکعت کی مقدار وقت باقی تھا تو یہ تمام صبح کی نماز پانے والے شمار ہوں گے۔ پس اس طرح حدیث کا معنی دیگر روایات کے خلاف نہ رہا۔ ہم نے پہلے قول والوں کی تاویل کے خلاف بات کہی ہے نہ کہ حدیث کے خلاف۔ دوسرے قول کے قائلین کے خلاف پہلے قول والے ان روایات سے استدلال کرتے ہیں۔ روایات درج ذیل ہیں۔

## خلاصۃ المرام :

نمبر ①: دوران نماز اگر سورج نکل آیا تو امام شافعی' مالک' احمد رحمہم اللہ کے ہاں اس کی نماز فاسد نہ ہو گی وہ ایک رکعت ملا کر نماز پوری کرے۔

نمبر ②: احناف کے ہاں اس کی نماز فاسد اور واجب الاعادہ ہے۔

موقف فریق اوّل: اگر فجر کی نماز ایک رکعت پڑھی اور سورج نکل آیا تو وہ ایک رکعت ملائے اس کی نماز درست ہے واجب الاعادہ نہیں دلائل یہ ہیں۔

عطاء بن یسار نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے نماز صبح کی ایک رکعت طلوع آفتاب سے پہلے پالی اس نے گویا نماز کو پالیا۔ مواقیت الصلاۃ میں یہ روایت مذکور ہے۔

**تخریج** : بخاری فی المواقیت باب ۲۸' مسلم فی المساجد نمبر ۱۶۳' ابو داؤد فی الصلاۃ بابنمبر ۲۳۵' ترمذی فی الصلاۃ باب ۲۳' ابن ماجہ فی الاقامہ باب ۹۱۔

**حاصل روایات**: یہ ہے کہ جس نے نماز صبح کی ایک رکعت طلوع آفتاب سے پہلے پائی پھر سورج طلوع ہو گیا تو وہ اس کے ساتھ

ایک رکعت ملالے اس کی نماز ہو جائے گی آپ ﷺ نے اس کو نماز کا پانے والا قرار دیا ہے۔
فریق ثانی کا مؤقف: اگر فجر کی ایک رکعت پڑھی تھی کہ سورج طلوع ہو گیا تو اس کی نماز فاسد ہو گئی اعادہ ضروری ہے دلائل آتے ہیں اولاً دلیل کا جواب عرض کیا جاتا ہے۔
الجواب نمبر①: اس روایت میں فریق اوّل کے لئے دلیل تو کیا ہوتی کوئی دلالت بھی موجود نہیں۔ کیونکہ ارشاد نبوت میں من ادرك من صلاة الصبح قبل ان تطلع الشمس فقد ادرك۔
نمبر①: اس میں ایک احتمال تو وہ ہے جو تم نے بیان کیا کہ اس نے نماز کو پالیا اس کی نماز مکمل ہو جائے گی فاسد نہ ہوگی۔
احتمال نمبر②: اس ارشاد سے وہ لوگ مراد ہیں جو نابالغ یا معذور ہوں کہ اگر وہ طلوع آفتاب سے پہلے بالغ ہو جائیں یا حائضہ وغیرہ کا عذر جاتا رہے یا وہ کافر تھے مسلمان ہو گئے اور انہوں نے اتنا وقت پالیا جس میں ایک رکعت پڑھی جا سکتی ہے تو ان لوگوں کو نماز کا پالینے والا شمار کیا جائے گا اور نماز ان کے ذمہ واجب ہوگی اور اس کی قضاء لازم ہوگی اس لئے یہاں نماز کا صرف تذکرہ نہیں بلکہ ادراک کا تذکرہ ہے اور ادراک اسی کو کہتے ہیں اور اگر اس سے کم وقت ہوگا تو پھر ان کے ذمہ نہ ہوگی تو گویا اس روایت کے مخاطب مخصوص لوگ ہیں۔
جواب نمبر②: یہ روایت منسوخ ہے جب اوقات ممنوعہ میں نماز پڑھنا منع کر دیا گیا تو وقت اسی میں شامل ہے پس ممنوعہ وقت میں داخل ہونے کی وجہ سے نماز درست نہ ہوگی مزید تفصیل باب مواقیت الصلوٰۃ میں دیکھیں۔

## ایک اشکال:

ایسی روایات صراحۃً موجود ہیں جن میں طلوع آفتاب سے پہلے ایک رکعت پڑھنے کی صورت میں دوسری رکعت کو ملانے کا حکم موجود ہے جس سے طلوع آفتاب سے پہلے والی رکعت پر دوسری رکعت کی بناء ہو رہی ہے معلوم ہوا نماز درست ہے۔ روایات یہ ہیں۔

۲۲۸۸: مَا قَدْ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَطَاءٍ، عَنْ سَعِيْدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ خِلَاسٍ، عَنْ أَبِيْ رَافِعٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: (مَنْ أَدْرَكَ مِنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ رَكْعَةً قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَلْيُصَلِّ إِلَيْهَا أُخْرٰى).

۲۲۸۸: ابو رافع نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے صبح کی نماز سے ایک رکعت طلوع آفتاب سے پہلے پالی تو اسے ایک رکعت اور ملا لینی چاہئے۔

**تخریج**: بیہقی ۱/۵۵۷۔

۲۲۸۹: حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ: ثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ، قَالَ: ثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ كَثِيْرٍ، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: (مَنْ أَدْرَكَ

رَكْعَةً مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ تَمَّتْ صَلَاتُهُ، وَإِذَا أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ فَقَدْ تَمَّتْ صَلَاتُهُ). فِيمَا رَوَيْنَا، ذِكْرُ الْبِنَاءِ بَعْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ عَلٰى مَا قَدْ دَخَلَ فِيهِ قَبْلَ طُلُوعِهَا .فَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ عَلٰى أَهْلِ هٰذِهِ الْمَقَالَةِ أَنَّ هٰذَا قَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ كَانَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ نَهْيِهِ عَنِ الصَّلَاةِ عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ .فَإِنَّهُ قَدْ نَهٰى عَنْ ذٰلِكَ، وَتَوَاتَرَتْ عَنْهُ الْآثَارُ بِنَهْيِهِ عَنْ ذٰلِكَ، وَقَدْ ذَكَرْنَا تِلْكَ الْآثَارَ فِي "بَابِ مَوَاقِيتِ الصَّلَاةِ . "فَيَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ مَا كَانَ فِيهِ الْإِبَاحَةُ، هُوَ مَنْسُوخٌ بِمَا فِيهِ النَّهْيُ .فَقَالُوا : إِنَّمَا النَّهْيُ عَنِ التَّطَوُّعِ خَاصَّةً، لَا عَنْ قَضَاءِ الْفَرَائِضِ أَلَا تَرَوْنَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ نَهٰى عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ .فَلَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ -عِنْدَنَا وَعِنْدَكُمْ -بِمَانِعٍ أَنْ تُقْضٰى صَلَاةٌ فَائِتَةٌ فِي هٰذَيْنِ الْوَقْتَيْنِ .فَكَذٰلِكَ مَا رَوَيْتُمْ عَنْهُ، مِنَ النَّهْيِ عَنِ الصَّلَاةِ عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ، لَا يَكُونُ مَانِعًا عِنْدَنَا لِأَنْ يَقْضِيَ حِينَئِذٍ صَلَاةً فَائِتَةً، إِنَّمَا هُوَ مَانِعٌ مِنْ صَلَاةِ التَّطَوُّعِ خَاصَّةً .فَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ لِلْآخَرِينَ عَلَيْهِمْ، أَنَّهُ قَدْ رُوِيَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَا يَدُلُّ عَلٰى أَنَّ الصَّلَوَاتِ الْمَفْرُوضَاتِ الْفَائِتَاتِ، قَدْ دَخَلَتْ فِيمَا نَهٰى عَنْهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ، وَعِنْدَ غُرُوبِهَا .وَذٰلِكَ أَنَّ

۲۲۸۹: یحییٰ بن کثیر نے ابوسلمہ سے انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے نمازِ عصر کی ایک رکعت ایسے وقت پالی کہ سورج غروب نہ ہوا تھا تو گویا اس کی نماز مکمل ہوگئی اور جب نماز صبح کی ایک رکعت پالی تو گویا اس کی نماز مکمل ہوگئی۔ان مذکورہ روایات میں اس نماز پر بناء کا تذکرہ ہے جس میں وہ طلوع آفتاب سے پہلے داخل ہوا۔اس بات کو اختیار کرنے والوں کے خلاف دلیل یہ ہے کہ ممکن ہے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فعل طلوع آفتاب کے وقت نماز میں داخلے کی ممانعت سے پہلے ہو پھر آپ نے اس کی ممانعت فرمائی اور ممانعت کے سلسلہ میں کثیر تعداد میں روایات وارد ہیں' ہم ان آثار کو باب مواقیت الصلاۃ میں نقل کر آئے۔

دوسرا احتمال یہ ہے کہ جس میں پہلے اباحت تھی وہ ممانعت کے بعد منسوخ ہوگیا۔پہلے قول والے کہتے ہیں کہ نوافل کی ممانعت خاص ہے قضاء فرائض کی ممانعت نہیں۔ذرا غور کرو کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز کے بعد طلوع آفتاب تک اور عصر کے بعد غروب تک نماز کی ممانعت فرمائی ہے اور یہ ہمارے اور تمہارے ہاں فوت شدہ نماز کی قضاء سے ان دونوں اوقات میں ممانعت نہیں۔پس اسی طرح طلوع آفتاب کے وقت تم نے نماز سے ممانعت کی روایت نقل کی ہے وہ بھی ہمارے ہاں قضاء فائتہ سے مانع نہیں بلکہ وہ نفلی نماز سے صرف مانع ہے۔

دوسرے قول کے قائلین پہلے قول والوں کے مخالف دلیل لاتے ہیں اس میں یہ بھی مذکور ہے کہ جناب رسول

اللہ ﷺ سے ایسی روایات وارد ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ طلوع وغروب آفتاب کے اوقات کی ممانعت میں فوت شدہ فرض نمازیں بھی شامل ہیں۔روایات ذیل میں ہیں۔

**تخریج** : بخاری ۷۹/۱' من ادرك ركعة۔

**جواب** :طلوع آفتاب سے پہلے والی نماز پر بناء کی جو روایات نقل کی گئی ہیں یہ نسخ سے پہلے کی ہیں آپ نے طلوع وغروب ونصف النہار کے وقت نماز سے روک دیا اس لئے ان سے استدلال درست نہیں۔پس یہ بھی احتمال ہے کہ یہ ان سے ہو جس میں اباحت ہے مگر نہی کے ذریعہ وہ بھی منسوخ ہے۔

## ضمنی اشکال:

ممانعت والی روایات سے مراد صرف نوافل کی ممانعت ہے نہ کہ فرائض کی جیسا کہ نماز فجر اور عصر کے بعد نوافل کی ممانعت ہے فرائض کی ہرگز نہیں۔

**جواب** طلوع وغروب اور نصف النہار کے وقت جناب رسول اللہ ﷺ نے ہر قسم کی نماز سے منع فرمایا جس میں فوت شدہ نمازیں بھی شامل و داخل ہیں۔روایت ملاحظہ ہو۔

**۲۲۹۰: عَلِيَّ بْنَ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا' قَالَ : ثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ' قَالَ : ثَنَا هِشَامٌ' عَنِ الْحَسَنِ' عَنْ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَيْنٍ' قَالَ : (سِرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةٍ' أَوْ قَالَ' فِيْ سَرِيَّةٍ' فَلَمَّا كَانَ آخِرُ السَّحَرِ عَرَّسْنَا' فَمَا اسْتَيْقَظْنَا حَتّٰى أَيْقَظَنَا حَرُّ الشَّمْسِ' فَجَعَلَ الرَّجُلُ مِنَّا يَثِبُ فَزِعًا دَهِشًا .فَاسْتَيْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَنَا فَارْتَحَلْنَا مِنْ مَسِيْرِنَا حَتّٰى ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ' ثُمَّ نَزَلْنَا فَقَضَى الْقَوْمُ حَوَائِجَهُمْ' ثُمَّ أَمَرَ بِلَالًا فَأَذَّنَ' فَصَلَّيْنَا رَكْعَتَيْنِ فَأَقَامَ فَصَلَّى الْغَدَاةَ .فَقُلْنَا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ أَلَا نَقْضِيْهَا لِوَقْتِهَا مِنَ الْغَدِ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَنْهَاكُمُ اللّٰهُ عَنِ الرِّبَا' وَيَقْبَلُهُ مِنْكُمْ).**

۲۲۹۰: حسن سے عمران بن حصینؓ نے نقل کیا کہ ہم جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ میں چلتے رہے یا سریہ میں چلتے رہے جب سحر کا اختتام ہونے لگا تو ہم نے قیام کیا ہم بیدار نہ ہوئے مگر یہ کہ سورج کی دھوپ نے اٹھایا ہم میں سے ہر ایک گھبراہٹ سے کود کر اٹھتا تھا پھر جناب رسول اللہ ﷺ بیدار ہوئے اور ہمیں وہاں سے کوچ کا حکم فرمایا ہم چلتے رہے یہاں تک کہ سورج بلند ہو گیا پھر ہم اترے لوگوں نے اپنے ضروری کام انجام دے لئے (کجاوے اتار کر خیمے لگا لئے) پھر آپ نے بلالؓ کو حکم دیا انہوں نے اذان دی پس ہم نے دو رکعت ادا کیں پھر آپ نے فجر کی نماز جماعت سے پڑھائی ہم نے پوچھا اے اللہ کے نبی! کیا اسے ہم کل اپنے وقت پر قضاء نہ کر لیتے؟ تو جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کیا تمہیں اللہ تعالیٰ نے ربا سے منع نہیں کیا اور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ پھر تم

سے قبول کرے۔

**تخریج** : مسلم فی المساجد نمبر ۳۱۲‘ نسائی فی المواقیت باب ۵۵‘ مسند احمد ۴۴۱/۴۔

۲۲۹۱: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ‘ قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَطَاءٍ ‘ قَالَ : أَنَا يُوْنُسُ بْنُ عُبَيْدٍ‘ عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ‘ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ‘ (عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ فِيْ سَفَرٍ‘ فَنَامَ عَنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ حَتّٰى طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَأَمَرَ فَأَذَّنَ‘ ثُمَّ انْتَظَرَ حَتّٰى اشْتَعَلَتِ الشَّمْسُ‘ ثُمَّ أَمَرَ فَأَقَامَ‘ فَصَلَّى الصُّبْحَ).

۲۲۹۱: حسن بصری نے عمران بن حصینؓ سے انہوں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے نقل فرمایا ہے کہ آپ کسی سفر میں تھے آپ نماز صبح سے سو گئے یہاں تک کہ سورج طلوع ہوا پھر آپ نے اذان کا حکم فرمایا پھر انتظار کیا یہاں تک کہ سورج خوب روشن ہو گیا پھر آپ نے نماز قائم کرنے کا حکم دیا اور صبح کی نماز پڑھائی۔

**تخریج** : ابو داؤد فی الصلاۃ باب نمبر ۱۱‘ روایت نمبر ۴۴۳۔

۲۲۹۲: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ‘ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ دَاوٗدَ‘ قَالَ ثَنَا عَبَّادُ بْنُ مَيْسَرَةَ الْمُنْقِرِيُّ‘ قَالَ : سَمِعْتُ أَبَا رَجَاءٍ الْعُطَارِدِيَّ‘ قَالَ : ثَنَا (عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ‘ قَالَ : أَسْرٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَرَّسْنَا مَعَهُ‘ فَلَمْ نَسْتَيْقِظْ إِلَّا بِحَرِّ الشَّمْسِ‘ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ‘ قَالُوْا : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ‘ ذَهَبَتْ صَلَاتُنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ تَذْهَبْ صَلَاتُكُمْ‘ ارْتَحِلُوْا مِنْ هٰذَا الْمَكَانِ فَارْتَحَلَ قَرِيْبًا‘ ثُمَّ نَزَلَ فَصَلّٰى).

۲۲۹۲: ابو رجاء عطاردی کہتے ہیں کہ ہمیں حضرت عمران بن حصینؓ نے بیان فرمایا کہ ایک رات ہم جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلتے رہے اور صبح کے وقت ہم ایک جگہ رکے ہمیں سورج کی گرمی نے جگایا پس جب رسول اللہ ﷺ بیدار ہوئے تو صحابہ نے گزارش کی یا رسول اللہ ﷺ ہماری تو نماز جاتی رہی جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہاری نماز نہیں گئی یہاں سے کوچ کرو پس کوچ کر کے قریب ہی ٹھہرے پھر سواری سے اتر کر آپ نے نماز پڑھائی۔

**تخریج** : مسلم فی المساجد حدیث نمبر ۳۱۳۔

۲۲۹۳: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ‘ قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ‘ قَالَ : أَنَا عَوْفٌ‘ عَنْ أَبِيْ رَجَاءٍ ‘ عَنْ عِمْرَانَ‘ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ.

۲۲۹۳: عبدالوہاب نے عوف سے روایت کی انہوں نے ابو رجاء سے انہوں نے عمران ؓ سے انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح روایت کی ہے۔

۲۲۹۴: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوٗدَ، قَالَ : ثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْجَرَّاحِ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ يُوْسُفَ، عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنِ ابْنِ أَبِيْ قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ : (أَسْرٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةٍ مِنْ غَزَوَاتِهٖ، وَنَحْنُ مَعَهٗ، فَقَالَ لَهٗ بَعْضُ الْقَوْمِ لَوْ عَرَّسْتَ .فَقَالَ : إِنِّيْ أَخَافُ أَنْ تَنَامُوْا عَنِ الصَّلَاةِ فَقَالَ بِلَالٌ : أَنَا أُوْقِظُكُمْ .فَنَزَلَ الْقَوْمُ فَاضْطَجَعُوْا، وَأَسْنَدَ بِلَالٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ظَهْرَهٗ إِلٰى رَاحِلَتِهٖ وَأُلْقِيَ عَلَيْهِمُ النَّوْمُ، فَاسْتَيْقَظَ الْقَوْمُ، وَقَدْ طَلَعَ حَاجِبُ الشَّمْسِ .فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْنَ مَا قُلْتُ يَا بِلَالُ؟ .قَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا أُلْقِيَتْ عَلَيَّ نَوْمَةٌ مِثْلُهَا قَطُّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ، إِنَّ اللّٰهَ قَبَضَ أَرْوَاحَكُمْ حِيْنَ شَاءَ ، وَرَدَّهَا إِلَيْكُمْ حِيْنَ شَاءَ ، فَأَذِّنِ النَّاسَ بِالصَّلَاةِ فَأَذَّنَهُمْ فَتَوَضَّئُوْا، فَلَمَّا ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ، صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ، ثُمَّ صَلَّى الْفَجْرَ).

۲۲۹۴: حصینؒ بن عبدالرحمٰن نے ابوقتادہؓ سے انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ ہمیں رات کو ایک غزوہ میں خوب چلایا بعض لوگوں نے درمیان سے کہا کہ اگر آپ قیام کرلیں تو بہتر ہے آپ نے فرمایا کہ مجھے خطرہ ہے کہ تم نماز سے سو جاؤ گے بلالؓ کہنے لگے کہ میں تم کو جگاؤں گا پس لوگ اتر پڑے اور لیٹ گئے بلال نے اپنی پشت کو کجاوے کے ساتھ لگایا اور ان پر بھی نیند طاری کر دی گئی پس لوگ اس وقت بیدار ہوئے جب سورج کا کنارہ طلوع ہو چکا تھا جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے بلال تمہاری وہ بات کہاں گئی جو تم نے کہی تھی؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ جب چاہتے ہیں تمہاری ارواح کو قبض کر لیتے ہیں اور جب چاہتے ہیں تمہاری طرف لوٹا دیتے ہیں لوگوں نے نماز کی اجازت مانگی آپ نے ان کو اجازت دے دی پس انہوں نے وضو کیا جب سورج بلند ہوا تو جناب رسول اللہ ﷺ نے فجر کی دو رکعت پڑھی اور فجر کی نماز پڑھائی۔

**تخریج** : بخاری فی المواقیت باب ۳۵، نسائی فی الاقامہ باب ۴۷، مسند احمد ۳۰۷/۵۔

۲۲۹۵: حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ : ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، قَالَ : ثَنَا هُشَيْمٌ، قَالَ : أَنَا حُصَيْنٌ .فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ .

۲۲۹۵: سعید بن منصور نے ہشیم سے انہوں نے حصین سے نقل کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے روایت نقل کی ہے۔

۲۲۹۶: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ، قَالَ : ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ، قَالَ : أَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَبَاحٍ، عَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .فَذَكَرَ مِثْلَ حَدِيْثِهٖ عَنْ رَوْحٍ الَّذِيْ ذَكَرْنَاهُ فِيْ أَوَّلِ هٰذَا الْفَصْلِ، غَيْرَ أَنَّهٗ لَمْ يَذْكُرْ سُؤَالَهُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ : فَسَمِعَنِيْ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ وَأَنَا أُحَدِّثُ هٰذَا الْحَدِيْثَ فِي الْمَسْجِدِ الْجَامِعِ، فَقَالَ :

(مَنِ الرَّجُلُ؟) فَقُلْتُ : أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَبَاحٍ الْاَنْصَارِیُّ .فَقَالَ : الْقَوْمُ أَعْلَمُ بِحَدِیْثِهِمْ، انْظُرْ کَیْفَ تُحَدِّثُ فَإِنِّیْ أَحَدُ السَّبْعَةِ تِلْكَ اللَّیْلَةَ .فَلَمَّا فَرَغْت قَالَ : مَا کُنْتُ أَحْسِبُ أَنَّ أَحَدًا یَحْفَظُ هٰذَا الْحَدِیْثَ غَیْرِی .قَالَ حَمَّادٌ، قَالَ : حَدَّثَنَا حُمَیْدٌ الطَّوِیْلُ، عَنْ بَکْرٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَبَاحٍ، عَنْ أَبِیْ قَتَادَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ .

۲۲۹۶: عبداللہ بن رباح نے ابوقتادہ سے انہوں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح کی روایت نقل کی جیسی روایت ۲۲۹۰ ہے البتہ اس میں ان کا جناب نبی اکرم ﷺ سے سوال مذکور نہیں ہے۔ عبداللہ کہتے ہیں کہ عمران بن حصینؓ نے مجھے یہی روایت جامع مسجد میں بیان کرتے سنا تو انہوں نے پوچھا تم کون ہو میں نے کہا میں عبداللہ بن رباح انصاری ہوں لوگوں نے کہا میں ان کی بات کو خوب جانتا ہوں تم دیکھ کر بیان کرو اس رات کے سات آدمیوں میں سے میں ایک ہوں جب میں فارغ ہوا تو وہ کہنے لگے میرا خیال تو یہ تھا کہ یہ روایت صرف مجھے ہی معلوم ہے۔ حماد نے عبداللہ بن رباح عن ابی قتادہؓ عن النبی ﷺ اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔

**تخریج** : مسلم ۲٤٠/۱، باب قضاء الصلاة۔

۲۲۹۷: حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِیُّ، قَالَ : ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِیْنَارٍ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَیْرٍ، عَنْ أَبِیْهِ (أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ فِیْ سَفَرٍ، فَقَالَ : مَنْ یَکْلَؤُنَا اللَّیْلَةَ، لَا یَنَامُ حَتَّی الصُّبْحِ .فَقَالَ بِلَالٌ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَا، فَاسْتَقْبَلَ مَطْلَعَ الشَّمْسِ فَضَرَبَ عَلٰی آذَانِهِمْ، حَتّٰی أَیْقَظَهُمْ حَرُّ الشَّمْسِ فَقَامَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَتَوَضَّأَ وَتَوَضَّئُوْا ثُمَّ قَعَدُوْا هُنَیْهَةً، ثُمَّ صَلَّوْا رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ، ثُمَّ صَلَّوا الْفَجْرَ).

۲۲۹۷: نافع بن جبیر کہتے ہیں کہ میرے والد نے نبی اکرم ﷺ سے بیان کیا کہ آپ سفر میں تھے آپ نے فرمایا آج رات کون ہماری حفاظت کرے گا اور صبح تک نہ سوئے گا بلالؓ کہنے لگے میں انہوں نے افق سورج کی طرف منہ کیا ان پر نیند طاری ہوگئی یہاں تک کہ سورج کی حرارت نے ان کو جگایا تو آپ اٹھے اور وضو فرمایا اور سب نے وضو کیا پھر تھوڑی دیر بیٹھے پھر دو رکعت نماز پڑھی اور پھر نماز فجر پڑھائی۔

**تخریج** : ابو داؤد فی الصلاة باب ٤٠، نسائی فی المواقیت باب ٥٥، مسند احمد ٣٤٤/٣۔

۲۲۹۸: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ مُصْعَبٍ الزُّهْرِیُّ، قَالَ : ثَنَا ابْنُ أَبِیْ حَازِمٍ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِیْهِ، عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَرَّسَ ذَاتَ لَیْلَةٍ بِطَرِیْقِ مَکَّةَ، فَلَمْ یَسْتَیْقِظْ هُوَ وَلَا أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِهٖ، حَتّٰی ضَرَبَتْهُمُ الشَّمْسُ، فَاسْتَیْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : هٰذَا مَنْزِلٌ بِهٖ شَیْطَانٌ .فَاقْتَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاقْتَادَ أَصْحَابُہٗ، حَتّٰی ارْتَفَعَ الضُّحٰی، فَأَنَاخَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، وَأَنَاخَ أَصْحَابُہٗ، فَأَمَّہُمْ، فَصَلَّی الصُّبْحَ). فَلَمَّا رَأَیْنَا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ أَخَّرَ صَلَاۃَ الصُّبْحِ لَمَّا طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَہِیَ فَرِیْضَۃٌ فَلَمْ یُصَلِّہَا حِیْنَئِذٍ حَتّٰی ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ وَقَدْ قَالَ فِیْ غَیْرِ ہٰذَا الْحَدِیْثِ (مَنْ نَسِیَ صَلَاۃً أَوْ نَامَ عَنْہَا، فَلْیُصَلِّہَا إِذَا ذَکَرَہَا) دَلَّ ذٰلِکَ أَنَّ نَہْیَہٗ عَنِ الصَّلَاۃِ عِنْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ، قَدْ دَخَلَ فِیْہِ الْفَرَائِضُ وَالنَّوَافِلُ، وَأَنَّ الْوَقْتَ الَّذِیْ اسْتَیْقَظَ فِیْہِ، لَیْسَ بِوَقْتٍ لِلصَّلَاۃِ الَّتِیْ نَامَ عَنْہَا .فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ فَلِمَ قُلْتُ بِبَعْضِ ہٰذَا الْحَدِیْثِ، وَتَرَکْتُ بَعْضَہٗ؟ فَقُلْتُ : (مَنْ صَلّٰی مِنَ الْعَصْرِ رَکْعَۃً ثُمَّ غَرَبَتْ لَہُ الشَّمْسُ، أَنَّہٗ یُصَلِّیْ بَقِیَّتَہَا). قِیْلَ لَہٗ : لَمْ نَقُلْ بِبَعْضِ ہٰذَا الْحَدِیْثِ، وَلَا بِشَیْءٍ مِنْہُ، بَلْ جَعَلْنَاہُ مَنْسُوْخًا کُلَّہٗ، بِمَا رُوِیَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ نَہْیِہٖ عَنِ الصَّلَاۃِ عِنْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ، وَبِمَا قَدْ دَلَّ عَلَیْہِ مَا ذَکَرْنَا مِنْ حَدِیْثِ جُبَیْرٍ، وَعِمْرَانَ، وَأَبِیْ قَتَادَۃَ، وَأَبِیْ ہُرَیْرَۃَ عَلٰی أَنَّ الْفَرِیْضَۃَ، قَدْ دَخَلَتْ فِیْ ذٰلِکَ، وَأَنَّہَا لَا تُصَلّٰی حِیْنَئِذٍ، کَمَا لَا تُصَلَّی النَّافِلَۃُ .وَأَمَّا الصَّلَاۃُ عِنْدَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ لِعَصْرِ یَوْمِہٖ، فَإِنَّا قَدْ ذَکَرْنَا الْکَلَامَ فِیْ ذٰلِکَ فِیْ (بَابِ مَوَاقِیْتِ الصَّلَاۃِ). فَہٰذَا وَجْہُ ہٰذَا الْبَابِ مِنْ طَرِیْقِ تَصْحِیْحِ مَعَانِی الْآثَارِ .وَأَمَّا وَجْہُہٗ مِنْ طَرِیْقِ النَّظَرِ، فَإِنَّا رَأَیْنَا وَقْتَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ إِلٰی أَنْ تَرْتَفِعَ، وَقْتًا قَدْ نُہِیَ عَنِ الصَّلَاۃِ فِیْہِ .فَأَرَدْنَا أَنْ نَنْظُرَ فِیْ حُکْمِ الْأَوْقَاتِ الَّتِیْ یُنْہٰی فِیْہَا عَنِ الْأَشْیَاءِ، ہَلْ یَکُوْنُ عَلَی التَّطَوُّعِ مِنْہَا دُوْنَ الْفَرَائِضِ؟ أَوْ عَلٰی ذٰلِکَ کُلِّہٖ؟ فَرَأَیْنَا یَوْمَ الْفِطْرِ، وَیَوْمَ النَّحْرِ، قَدْ نَہٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ صِیَامِہِمَا، وَقَامَتِ الْحُجَّۃُ عَنْہُ بِذٰلِکَ، فَکَانَ ذٰلِکَ النَّہْیُ عِنْدَ جَمِیْعِ الْعُلَمَاءِ عَلٰی أَنْ لَا یُصَامَ فِیْہِمَا فَرِیْضَۃٌ، وَلَا تَطَوُّعٌ .فَکَانَ النَّظَرُ عَلٰی ذٰلِکَ، فِیْ وَقْتِ طُلُوْعِ الشَّمْسِ، الَّذِیْ قَدْ نُہِیَ عَنِ الصَّلَاۃِ فِیْہِ، أَنْ یَکُوْنَ کَذٰلِکَ، لَا تُصَلّٰی فِیْہِ فَرِیْضَۃٌ وَلَا تَطَوُّعٌ، وَکَذٰلِکَ یَجِیْءُ فِی النَّظَرِ، عِنْدَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ .وَأَمَّا نَہْیُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلَاۃِ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰی تَغِیْبَ الشَّمْسُ، وَبَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ، فَإِنَّ ہٰذَیْنِ الْوَقْتَیْنِ لَمْ یُنْہَ عَنِ الصَّلَاۃِ فِیْہِمَا لِلْوَقْتِ، وَإِنَّمَا نُہِیَ عَنِ الصَّلَاۃِ فِیْہِمَا لِلصَّلَاۃِ، وَقَدْ رَأَیْنَا ذٰلِکَ الْوَقْتَ یَجُوْزُ لِمَنْ لَمْ یُصَلِّ أَنْ یُصَلِّیَ فِیْہِ الْفَرِیْضَۃَ وَالصَّلَاۃَ الْفَائِتَۃَ .فَلَمَّا کَانَتِ الصَّلَاۃُ ہِیَ النَّاہِیَۃُ وَہِیَ فَرِیْضَۃٌ، کَانَتْ إِنَّمَا یُنْہٰی عَنْ غَیْرِ شَکْلِہَا مِنَ النَّوَافِلِ، لَا عَنِ الْفَرَائِضِ .وَہٰذَا قَوْلُ أَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَأَبِیْ یُوْسُفَ وَمُحَمَّدٍ، رَحِمَہُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی .وَقَدْ قَالَ بِذٰلِکَ الْحَکَمُ وَحَمَّادٌ .

۲۲۹۸: علاء بن عبدالرحمٰن نے اپنے والد سے انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کی راہ میں رات کے پچھلے حصہ میں قیام فرمایا نہ آپ بیدار ہوئے نہ ہی آپ کے اصحاب میں سے کوئی بیدار ہوا یہاں تک کہ سورج کی دھوپ انہیں لگی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے اور فرمایا یہ وہ جگہ ہے جہاں شیاطین ہیں۔ پس جب ہم دیکھتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر کو مؤخر فرمایا جب کہ سورج چڑھ آیا' حالانکہ یہ تو فرض نماز ہے آپ نے اس کو مؤخر فرمایا یہاں تک کہ سورج بلند ہوگیا اور دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا: ''من نسی صلاۃ اونام عنھا فلیصلھا اذا ذکرھا'' (الحدیث) ''جو شخص کوئی نماز بھول جائے یا سونے کی وجہ سے رہ جائے تو اس کو یاد آنے پر ادا کرلے''۔ اس سے یہ دلالت مل گئی کہ آپ کا نماز سے طلوع آفتاب کے وقت منع کرنا فرائض ونوافل ہر دو کو شامل ہے اور وہ وقت جس میں بیدار ہوا وہ اس نماز کا وقت ہے جو سونے کی بناء پر چھوٹ گئی ہے۔ اگر کوئی معترض یہ کہے کہ جناب آپ نے اس حدیث کا بعض حصہ تو بیان کر دیا مگر بعض کو ترک کر دیا؟ تم نے کہا ''من صلی من العصر رکعۃ ثم غربت لہ الشمس انہ یصلی بقیتھا'''' جس نے نماز عصر کی ایک رکعت ادا کی پھر سورج غروب ہوگیا تو وہ بقیہ نماز ادا کرے''۔ تو اس کے جواب میں کہا جائے گا ہم نے نہ تو اس حدیث کا بعض حصہ لیا اور نہ کچھ لیا بلکہ اس مکمل روایت کو اس روایت سے منسوخ تسلیم کرتے ہیں جس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج کے طلوع کے وقت نماز سے منع فرمایا ہے اور اس سے منسوخ جانتے ہیں جس پر حضرت جبیر' عمران' ابو قتادہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم کی روایت دلالت کرتی ہے کہ فرض بھی ممانعت میں شامل ہے اور ان اوقات میں اسے بھی نہ پڑھا جائے جیسا کہ نوافل نہیں پڑھے جاتے۔ وہی نماز عصر جو غروبِ آفتاب کے وقت پڑھی جاتی ہے اس کے متعلق ہم باب مواقیت الصلاۃ میں بحث کر آئے۔ روایات کے معانی کی تصحیح کے اعتبار سے یہ اس باب کی وضاحت ہے۔ البتہ نظر وفکر کے لحاظ سے اس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ ہم نے دیکھا کہ طلوع آفتاب کے وقت نماز کی ممانعت ہے جب تک کہ سورج بلند نہ ہو جائے۔ پھر ہم نے ممنوعہ اوقات کو دیکھا کہ آیا وہاں نفل سے منع کیا گیا یا فرائض سے یا ہر دو سے۔ پس ہم عید الفطر اور عید قربان کو دیکھتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ایام میں روزے کی ممانعت فرمائی اور اس پر آپ کی طرف سے دلیل بھی قائم ہوگئی۔ تو تمام علماء کے ہاں ان دنوں میں فرض ونفل دونوں قسم کے روزوں کی ممانعت ہے۔ پس قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ طلوع آفتاب کے وقت کی ممانعت بھی اسی طرح کی ہے کہ اس میں فرض ونفل دونوں کی ممانعت ہے۔ غروبِ آفتاب کے وقت سے متعلق بھی عقل اسی بات کی متقاضی ہے۔ جہاں تک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عصر کے بعد سے غروبِ آفتاب اور فجر کے بعد سے طلوع آفتاب تک نماز سے منع کرنے کا معاملہ ہے تو ان دونوں اوقات میں نماز کی ممانعت وقت کی بناء پر نہیں ہے بلکہ ممانعت نماز کی وجہ سے ہے اور ہم اس بات کو پاتے ہیں کہ جس آدمی نے نماز نہ پڑھی ہو تو اس کے لیے درست ہے کہ وہ اس وقت میں فرض وقتی اور سابقہ فوت شدہ نماز پڑھ سکتا ہے۔ پس جب نماز ہی روکنے والی بن گئی

حالانکہ وہ فرض ہے تو وہ اپنے ساتھ مشابہت نہ رکھنے والی یعنی نفل نماز کے لیے مانع تو بنے گی مگر فرائض کے لیے نہیں۔ یہی امام ابوحنیفہ، ابو یوسف و محمد رحمہم اللہ کا قول ہے اور جلیل القدر تابعی حضرت حکم وحماد کا قول اس کے موافق ہے۔ ملاحظہ ہو۔

پس آپ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کوچ کیا اور چلتے رہے یہاں تک کہ چاشت کا وقت ہو گیا تو آپ نے اونٹنی بٹھائی تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی بٹھا دیں پھر آپ نے ان کو صبح کی نماز پڑھائی۔

**تخریج** : مسلم فی المساجد نمبر ۳۱۰، نسائی فی المواقیت باب ۵۵، مسند احمد ۴۲۹/۲۔

## حاصل کلام:

یہاں جناب نبی اکرم ﷺ نے طلوع آفتاب کے وقت نماز کو مؤخر کیا اور اس وقت ادا نہیں کیا یہاں تک کہ سورج بلند ہوا اور دوسری روایت **من نسی صلاة او نام عنها فلیصلها اذا ذکرها۔**

**تخریج** : بخاری باب ۳۷، مسلم فی المساجد ۳۱۴/۳۰۹، ترمذی فی الصلاۃ باب ۱۶، نسائی فی المواقیت باب ۵۲، ابن ماجه فی الصلاۃ باب ۱۰، ۱۱، موطا فی الوقوت نمبر ۲۵، مسند احمد ۳۱/۳۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ طلوع آفتاب کے وقت جس نماز کی ممانعت ہے اس میں فرض و نفل دونوں شامل ہیں اور وہ وقت جس میں وہ بیدار ہوا وہ اس نماز کا وقت نہیں جو سونے سے رہ گئی ہے۔

## اشکال:

**من صلی من العصر رکعة ثم غربت له الشمس انه یصلی بقیتها** اس روایت کا بعض حصہ آپ نے چھوڑا اور بعض مان لیا۔

**جواب** : ہم نے اس روایت کے کسی حصہ سے استدلال نہیں کیا بلکہ طلوع الشمس والی روایت سے اس کو منسوخ قرار دیا ہے اور ان روایات سے جن کو ہم نے جبیر، عمران، ابوقتادہ، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے اوپر نقل کیا کہ فرض ایسے وقت میں پہنچ گیا جس میں نماز نہیں پڑھی جاتی جیسا نفل بھی نہیں پڑھے جاتے۔

غروب آفتاب کے وقت اسی دن کی نماز عصر کے سلسلہ میں ہم باب المواقیت میں مفصل بحث کر آئے ہیں۔

آثار کے معانی کو باہمی قائم رکھنے کے لئے تو یہی معنی لیا جائے گا۔

## نظر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ:

طلوع آفتاب کا وقت بلند ہونے تک ایسا ہے کہ اس میں نماز ممنوع ہے اب ہم دوسرے ممنوعہ اوقات کو دیکھتے ہیں کہ ان میں نفل و فرض کا فرق ہے یا نہیں چنانچہ یوم فطر و نحر کے روزوں کی ممانعت ہے اور سب کے ہاں اتفاق ہے کہ ان دنوں میں فرض و

نفل دونوں ممنوع ہیں۔

پس نظر کا تقاضا یہ ہے کہ طلوع آفتاب کے وقت نماز ممنوع ہونی چاہئے خواہ نفل ہوں یا فرض اور غروب آفتاب کے وقت کا بھی یہی حال ہے البتہ عصر کے بعد غروب تک ممانعت اور فجر کے بعد طلوع تک ممانعت ان میں نماز کی ممانعت وقت کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ نماز کی وجہ سے ممانعت ہے اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ ان اوقات میں فرض نماز اور فوت شدہ نماز پڑھی جا سکتی ہے۔

تو جب فرض خود مانع ہو تو اپنی شکل سے مختلف کے لئے مانع ہے نہ کہ اپنے ہم شکل کے لئے۔

یہ امام ابوحنیفہ ابو یوسف محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔

## حکم وحماد رحمۃ اللہ علیہما کے قول سے تائید:

۲۲۹۹: حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ : سَأَلْتُ الْحَكَمَ وَحَمَّادًا، عَنِ الرَّجُلِ يَنَامُ عَنِ الصَّلَاةِ فَيَسْتَيْقِظُ، وَقَدْ طَلَعَ مِنَ الشَّمْسِ شَيْءٌ ؟ قَالَا : لَا يُصَلِّي، حَتّٰى تَنْبَسِطَ الشَّمْسُ .

۲۲۹۹: شعبہ کہتے ہیں کہ میں نے حکم وحماد سے کہا کہ جو آدمی نماز سے سو جائے پھر بیدار ہو جبکہ ذرا سا سورج نکل چکا ہو (تو کیا حکم ہے) انہوں نے کہا وہ اس وقت تک نہ پڑھے یہاں تک کہ دھوپ پھیل جائے۔

**حاصل روایات:** نماز اس وقت میں نہیں ہوتی۔ تبھی تو ممانعت کی گئی۔

**تخریج** : مثله فی مصنفه عبدالرزاق ٤/٢۔

البتہ یہ بات پوری سمجھ نہیں آئی عصر تو شروع کر کے غروب ہو تو خرابی نہیں مگر فجر میں طلوع ہو تو وہ فاسد ہو جائے۔ (واللہ اعلم)

# بَابُ صَلَاةِ الصَّحِيْحِ خَلْفَ الْمَرِيْضِ

## تندرست کی نماز مریض کے پیچھے

**خلاصۃ المرام** : معذور جو قیام کی طاقت نہ رکھتا ہو اس کی اقتداء میں صحت مند کی اقتداء درست ہے یا نہیں اگر درست ہے تو کس طرح۔

نمبر ①: امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں معذور کے پیچھے بیٹھ کر اقتداء لازم ہے ورنہ اقتداء درست نہیں۔

نمبر ②: معذور عن القیام کے پیچھے قیام سے اقتداء درست ہے ورنہ نہیں امام ابوحنیفہ وشافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مسلک ہے۔

نمبر ③: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ومحمد رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں معذور کی اقتداء درست نہیں۔

مؤقف فریق اوّل ودلیل: معذور کی اقتداء اسی حالت کے ساتھ درست ہے۔

۲۳۰۰: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ، قَالَ : ثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى . ح .

۲۳۰۰: علی بن شیبہ نے یحییٰ بن یحییٰ سے روایت کی ہے۔

۲۳۰۱: وَحَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَا : ثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنُ حُمَيْدٍ الرُّؤَاسِيُّ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : (صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ، وَأَبُوْ بَكْرٍ خَلْفَهُ، فَإِذَا كَبَّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبَّرَ أَبُوْ بَكْرٍ لِيُسْمِعَنَا .فَبَصَرَ بِنَا قِيَامًا فَقَالَ : اجْلِسُوْا أَوْمٰى بِذٰلِكَ إِلَيْهِمْ فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ قَالَ : كِدْتُمْ أَنْ تَفْعَلُوْا فِعْلَ فَارِسَ وَالرُّوْمِ بِعُظَمَائِهِمْ، ائْتَمُّوْا بِأَئِمَّتِكُمْ، فَإِنْ صَلَّوْا قِيَامًا، فَصَلُّوْا قِيَامًا، وَإِنْ صَلَّوْا جُلُوْسًا، فَصَلُّوْا جُلُوْسًا).

۲۳۰۱: ابوالزبیر نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ہمیں جناب رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے تھے جب جناب رسول اللہ ﷺ تکبیر کہتے تو ابوبکر تکبیر کہتے تا کہ ہم تکبیر کی آواز سن پائیں پس آپ ﷺ نے ہمیں کھڑے دیکھا تو بیٹھنے کا اشارہ کیا جب آپ نے نماز پوری کر لی تو فرمایا قریب ہے کہ تم بھی اپنے بڑوں کے ساتھ فارسیوں رومیوں کے بڑوں جیسا سلوک شروع کر دو اپنے ائمہ کی اقتداء کرو اگر وہ کھڑے ہو کر نماز ادا کریں تو کھڑے نماز ادا کرو اور اگر وہ بیٹھ کر نماز ادا کریں تو بیٹھ کر ادا کرو۔

**تخریج** : مسلم فی الصلاۃ نمبر ۸۵۔

۲۳۰۲: حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكِبَ فَرَسًا فَصُرِعَ عَنْهُ فَجُحِشَ شِقُّهُ الْأَيْمَنُ، فَصَلّٰى صَلَاةً مِنَ الصَّلَوَاتِ وَهُوَ قَاعِدٌ، وَصَلَّيْنَا وَرَاءَهُ قُعُوْدًا .فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ : إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ، فَإِذَا صَلّٰى قَائِمًا فَصَلُّوْا قِيَامًا، وَإِذَا صَلّٰى جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا أَجْمَعِيْنَ).

۲۳۰۲: ابن شہاب نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ ایک گھوڑے پر سوار ہوئے اور اس سے گر کر آپ کے چہرے پر دائیں جانب خراش آ گئی تو آپ نے ایک نماز بیٹھ کر پڑھائی اور ہم نے بھی آپ کے پیچھے بیٹھ کر نماز ادا کی جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا امام اقتداء کے لئے بنایا گیا ہے جب وہ کھڑے ہو کر نماز ادا کرے تو کھڑے ہو کر پڑھو اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بیٹھ کر نماز ادا کرو۔

**اللغات** : جحش۔ خراش آنا۔

**تخریج** : بخاری فی الاذان باب ۵۱، مسلم فی الصلاۃ نمبر ۷۷، ابو داؤد فی الصلاۃ باب ۶۸، ترمذی فی الصلاۃ نمبر ۱۵۱، نسائی فی الامامہ باب ۴۰، ابن ماجہ فی الاقامہ باب ۱۴۳، دارمی فی الصلاۃ باب ۷۱، موطا فی الجماعۃ نمبر ۱۶، مسند احمد

۵۸/۶۔

۲۳۰۳: حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ : ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ : أَخْبَرَنِي اللَّيْثُ، وَيُوْنُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ .فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ .

۲۳۰۳: لیث و یونس نے ابن شہاب سے پھر اس نے اپنی سند سے روایت نقل کی ہے۔

۲۳۰۴: حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ : ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، قَالَ : ثَنَا هُشَيْمٌ، قَالَ : ثَنَا حُمَيْدٌ، قَالَ : ثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .فَذَكَرَ مِثْلَهُ.

۲۳۰۴: حمید نے حضرت انس بن مالکؓ انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ پھر انہوں نے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۲۳۰۵: حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ :(صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَيْتِهِ وَهُوَ شَاكٍ، فَصَلّٰى جَالِسًا، فَصَلّٰى خَلْفَهُ قَوْمٌ قِيَامًا، فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ أَنْ اِجْلِسُوْا) ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَهُ .

۲۳۰۵: عروہ نے حضرت عائشہ ؓ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنے گھر میں نماز ادا فرمائی آپ کو درد کی شکایت تھی پس آپ نے بیٹھ کر نماز ادا کی اور لوگوں نے آپ کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز ادا کی تو آپ نے لوگوں کو بیٹھنے کا اشارہ کیا پھر اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

**تخریج** : نمبر ۲۳۹۲ کی تخریج ملاحظہ ہو۔

۲۳۰۶: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ : ثَنَا يُوْسُفُ بْنُ عَدِيٍّ، قَالَ : ثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ هِشَامِ ابْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ .

۲۳۰۶: عروہ نے حضرت عائشہ ؓ سے نقل کیا انہوں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح روایت کی ہے۔

**تخریج** : ۱۵۰/۱، باب صلاة التامه۔

۲۳۰۷: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ قَالَ : سَمِعْتُ أَبَا عَلْقَمَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (مَنْ أَطَاعَنِيْ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ، وَمَنْ عَصَانِيْ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ، وَمَنْ أَطَاعَ الْأَمِيْرَ فَقَدْ أَطَاعَنِيْ، وَمَنْ عَصَى الْأَمِيْرَ فَقَدْ عَصَانِيْ، فَإِذَا صَلّٰى قَائِمًا فَصَلُّوْا قِيَامًا، وَإِذَا صَلّٰى قَاعِدًا فَصَلُّوْا قُعُوْدًا)."

۲۳۰۷: ابو علقمہ نے ابو ہریرہ ؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے میری

اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔ جس نے امیر کی اطاعت کی اس نے گویا میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اس نے گویا میری نافرمانی کی جب امام کھڑے ہو کر نماز ادا کرے تو کھڑے ہو کر ادا کرو اور بیٹھ کر ادا کرے تو بیٹھ کر ادا کرو۔

**تخریج** : مسلم فی الصلاۃ نمبر ۸۸۔

۲۳۰۸: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا الْخَصِيْبُ بْنُ نَاصِحٍ، قَالَ : ثَنَا وَهْبٌ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْقُرَشِيِّ، عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ، فَإِذَا صَلَّى قَاعِدًا، فَصَلُّوْا قُعُوْدًا أَجْمَعِيْنَ).

۲۳۰۸: ابو صالح نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امام تو اقتداء کے لئے بنایا گیا جب بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بیٹھ کر پڑھو۔

**تخریج** : مسلم فی الصلاۃ نمبر ۸۷۔

۲۳۰۹: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَامِرٍ، قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. مِثْلَهُ.

۲۳۰۹: ابو سلمہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح نقل کیا۔

**تخریج** : ابن ماجہ فی الاقامہ نمبر ۱۲۳۹۔

۲۳۱۰: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حُمْرَانَ . ح ..

۲۳۱۰: ابو بکرہ نے کہا ہمیں عبداللہ بن حمران نے بیان کیا۔

۲۳۱۱: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ، قَالَا : ثَنَا عُقْبَةُ بْنُ أَبِي الصَّهْبَاءِ الْبَاهِلِيُّ، قَالَ : سَمِعْتُ سَالِمًا يَقُوْلُ : حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ يَوْمًا مِنَ الْأَيَّامِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِيْ نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَقَالَ لَهُمْ "أَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ أَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ إِلَيْكُمْ؟ "فَقَالُوْا : بَلَى، نَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ. قَالَ : (أَفَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَنْزَلَ فِيْ كِتَابِهِ أَنَّ مَنْ أَطَاعَنِيْ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ؟ قَالُوْا : بَلَى، نَشْهَدُ أَنَّهُ مَنْ أَطَاعَك فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ. قَالَ : فَإِنَّ مِنْ طَاعَةِ اللّٰهِ أَنْ تُطِيْعُوْنِيْ، وَإِنَّ مِنْ طَاعَتِيْ أَنْ تُطِيْعُوْا أَئِمَّتَكُمْ، فَإِنْ صَلَّوْا قُعُوْدًا، فَصَلُّوْا قُعُوْدًا أَجْمَعِيْنَ). قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى هٰذَا، فَقَالُوْا : مَنْ صَلَّى بِقَوْمٍ قَاعِدًا، مِنْ عِلَّةٍ، صَلَّوْا خَلْفَهُ قُعُوْدًا، وَإِنْ كَانُوْا يُطِيْقُوْنَ الْقِيَامَ. وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ، فَقَالُوْا : بَلْ يُصَلُّوْنَ خَلْفَهُ قِيَامًا، وَلَا يَسْقُطُ عَنْهُمْ فَرْضُ الْقِيَامِ لِسُقُوْطِهِ عَنْ إِمَامِهِمْ. وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ

بِمَا حَدَّثَنَا أَبُوْ بِشْرٍ الرَّقِّيُّ، قَالَ : ثَنَا الْفِرْيَابِيُّ .ح.

۲۳۱۱: سالم کہتے ہیں کہ مجھے عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں ایک دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا جبکہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی موجود تھے تو آپ نے ان کو فرمایا کیا تم نہیں جانتے ہو کہ میں تمہاری طرف اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں ہم گواہ ہیں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں پھر فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا کہ جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی انہوں نے کہا کیوں نہیں ہم گواہ ہیں کہ جس نے آپ کی اطاعت کی اس نے گویا اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی فرمایا اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں سے یہ بات ہے کہ تم میری اطاعت کرو اور میری اطاعت یہ ہے کہ تم اپنے ائمہ کی اقتداء کرو اگر وہ بیٹھ کر نماز پڑھیں تو تم بیٹھ کر نماز پڑھو۔ امام طحاوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: بعض علماء اس طرف گئے ہیں کہ جو شخص کسی قوم کو بیماری سے نماز پڑھائے تو ان کو بھی اس کی اقتداء میں بیٹھ کر نماز ادا کرنا چاہیے خواہ وہ قیام کی طاقت رکھتے ہوں۔ اس بات میں دوسروں نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ وہ اس کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز ادا کریں اور ان سے قیام کی فرضیت اس بناء پر ساقط نہیں ہو سکتی کہ ان کے امام سے ساقط ہو گئی ہے۔ ان کی دلیل یہ ابو بشر رقی والی روایت ہے جو ذیل میں ہے۔

**تخریج** : المعجم الکبیر ۳۲۱/۱۲' ترمذی باب ۱۵۰ نمبر ۳۶۱۔

**حاصل روایات**: ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ امام جب عذر سے بیٹھ کر نماز ادا کرے تو اس کی اقتداء کرنے والوں کو اس کی اقتداء میں بیٹھ کر نماز پڑھنا چاہئے اگر وہ اس کی مخالفت کریں تو درست نہیں۔

فریق ثانی کا مؤقف اور دلائل: امام اگر بیٹھ کر نماز پڑھائے تو مقتدی کھڑے ہو کر نماز پڑھیں اگر بلا وجہ بیٹھیں گے تو نماز درست نہ ہو گی۔

## دلائل:

۲۳۱۲: وَحَدَّثَنَا رَبِيْعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ .ثَنَا أَسَدٌ، قَالَا : ثَنَا إِسْرَائِيْلُ، عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ، عَنْ أَرْقَمَ بْنِ شُرَحْبِيْلَ، قَالَ : سَافَرْتُ مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مِنَ الْمَدِيْنَةِ إِلَى الشَّامِ .فَقَالَ : (إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا مَرِضَ مَرَضَهُ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ، كَانَ فِيْ بَيْتِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَقَالَ : اُدْعُوَا لِيْ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ. فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَلَا نَدْعُوْ لَكَ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ. ؟ قَالَ : اُدْعُوْهُ. فَقَالَتْ حَفْصَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا : أَلَا نَدْعُوْ لَكَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ؟ قَالَ .اُدْعُوْهُ. فَقَالَتْ أُمُّ الْفَضْلِ : أَلَا نَدْعُوْ لَكَ الْعَبَّاسَ عَمَّكَ؟ قَالَ : اُدْعُوْهُ. فَلَمَّا حَضَرُوْا رَفَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ قَالَ : لِيُصَلِّ لِلنَّاسِ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَتَقَدَّمَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

فَصَلّٰى بِالنَّاسِ .وَوَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نَفْسِهٖ خِفَّةً ' فَخَرَجَ يُهَادٰى بَيْنَ رَجُلَيْنِ .فَلَمَّا أَحَسَّهُ أَبُوْ بَكْرٍ ' سَبَّحُوْا بِهٖ، فَذَهَبَ أَبُوْ بَكْرٍ يَتَأَخَّرُ ' فَأَشَارَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَانَكَ .فَاسْتَتَمَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حَيْثُ انْتَهٰى أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنَ الْقِرَاءَةِ ' وَأَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَائِمٌ ' وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ .فَأْتَمَّ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأْتَمَّ النَّاسُ بِأَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ. فَمَا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ ' حَتّٰى ثَقُلَ ' فَخَرَجَ يُهَادٰى بَيْنَ رَجُلَيْنِ ' وَأَنَّ رِجْلَيْهِ لَتَخُطَّانِ بِالْأَرْضِ ' فَمَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يُوْصِ). قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَفِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ائْتَمَّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمًا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدٌ .وَهٰذَا مِنْ فِعْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ قَوْلِهٖ مَا قَالَ فِي الْأَحَادِيْثِ الَّتِيْ فِي الْبَابِ الْأَوَّلِ .

۲۳۱۲: ارقم بن شرحبیل کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ مدینہ سے شام کا سفر کیا تو آپ نے فرمایا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس مرض میں مبتلا ہوئے جس میں آپ کی وفات ہوئی اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے آپ نے فرمایا میرے لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلاؤ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کیا ہم آپ کے لئے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نہ بلا دیں؟ آپ نے فرمایا انہی کو بلاؤ پس حفصہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کیا ہم آپ کے لئے عمر رضی اللہ عنہ کو نہ بلا دیں فرمایا اس کو بلاؤ تو ام فضل کہتی ہیں کیا ہم آپ کے لئے آپ کے چچا عباس کو نہ بلا دیں آپ نے فرمایا ان کو بلاؤ جب یہ تمام حضرات آ گئے تو آپ نے فرمایا لوگوں کو ابوبکر نماز پڑھائیں پس ابوبکر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور انہوں نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ امام طحاوی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس روایت میں یہ مذکور ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر آپ کی اقتداء کی جبکہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر نماز کی امامت فرما رہے تھے۔ یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل ہے اس کے بعد کہ وہ آپ کا قول ہے جو باب اوّل کی روایات میں گزرا۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ آرام محسوس کیا تو دو آدمیوں کے درمیان سہارا دے کر نکلے۔

**فلما احسه ابو بکر سبحوا به** ایک نسخہ یہ ہے جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کی آمد کو محسوس کیا اور لوگوں نے بھی سبحان اللہ سبحان اللہ کہا۔

**فلما راہ الناس سبحوا ابابی بکر۔** یہ دوسرا نسخہ ہے جب لوگوں نے آپ کو دیکھا تو سبحان اللہ سبحان اللہ کہنے لگے۔

پس ابوبکر پیچھے ہٹنے لگے تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی جگہ رکنے کا اشارہ فرمایا پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قراءت کو وہیں سے شروع فرمایا جہاں سے ابوبکر نے چھوڑی تھی اس وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے

تھے ابوبکر جناب رسول اللہ ﷺ کی اقتداء کر رہے تھے اور لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی۔ جب جناب رسول اللہ ﷺ نے نماز کو مکمل کر لیا تو طبیعت بوجھل ہوگئی تو آپ وہاں سے دو آدمیوں کے سہارے نکلے اس وقت آپ کے پاؤں مبارک زمین پر گھسٹتے جا رہے تھے۔ پس آپ ﷺ کی وفات ہوگئی اور آپ نے کوئی وصیت و نصیحت نہیں فرمائی۔

**تخریج** : ابن ماجہ فی الاقامہ نمبر ۱۲۳۵۔

## تنبیہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ:

یہ ابوبکر رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ ﷺ کی اقتداء کھڑے ہو کر کر رہے ہیں اور جناب رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے گزشتہ روایات میں آپ کے جو اقوال گزرے ان کے بعد یہ آپ کا فعل ہے جو بیٹھنے والے کے پیچھے کھڑے ہو کر اقتداء کو ثابت کر رہا ہے۔

۲۳۱۳: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِیْ دَاوٗدَ، قَالَ : ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ یُوْنُسَ، قَالَ : ثَنَا زَائِدَةُ، قَالَ : ثَنَا مُوْسَى بْنُ أَبِیْ عَائِشَةَ، عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ : دَخَلْتُ عَلٰی عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا فَقُلْتُ : أَلَا تُحَدِّثِیْنِیْ عَنْ مَرَضِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَتْ : بَلٰی، (كَانَ النَّاسُ عُكُوْفًا فِی الْمَسْجِدِ، یَنْتَظِرُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِصَلَاةِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ، فَأَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ إِلٰی أَبِیْ بَكْرٍ أَنْ یُّصَلِّیَ بِالنَّاسِ، فَكَانَ یُصَلِّیْ بِهِمْ تِلْكَ الْأَیَّامَ .ثُمَّ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ مِنْ نَفْسِهٖ خِفَّةً، فَخَرَجَ یُهَادٰی بَیْنَ رَجُلَیْنِ لِصَلَاةِ الظُّهْرِ، وَأَبُوْ بَكْرٍ یُصَلِّیْ بِالنَّاسِ فَلَمَّا رَآهُ أَبُوْ بَكْرٍ، ذَهَبَ لِیَتَأَخَّرَ، فَأَوْمٰی إِلَیْهِ أَلَّا یَتَأَخَّرَ وَقَالَ لَهُمَا أَجْلِسَانِیْ إِلٰی جَنْبِهٖ فَأَجْلَسَاهُ إِلٰی جَنْبِ أَبِیْ بَكْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ. فَجَعَلَ أَبُوْ بَكْرٍ یُصَلِّیْ وَهُوَ قَائِمٌ، بِصَلَاةِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ یُصَلُّوْنَ بِصَلَاةِ أَبِیْ بَكْرٍ، وَالنَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدٌ .قَالَ عُبَیْدُ اللّٰهِ فَدَخَلْتُ عَلَی ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَعَرَضْتُ حَدِیْثَهَا عَلَیْهِ، فَمَا أَنْكَرَ مِنْ ذٰلِكَ شَیْئًا).

۲۳۱۳: عبیداللہ بن عبداللہ کہتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں گیا میں نے گزارش کی کہ آپ مجھے جناب رسول اللہ ﷺ کی بیماری کے سلسلے میں بتلائیں انہوں نے حامی بھر لی۔ لوگ مسجد میں جناب رسول اللہ ﷺ کے گھر سے باہر تشریف لانے کے منتظر تھے تاکہ آپ عشاء کی نماز پڑھائیں پس جناب رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں چنانچہ وہی ان (ایام مرض) میں دنوں نماز پڑھاتے رہے پھر (ایک دن) جناب رسول اللہ ﷺ نے مرض میں کچھ افاقہ محسوس فرمایا تو آپ دو آدمیوں کے سہارے نماز ظہر کے لئے تشریف لائے اس وقت ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کو دیکھا تو پیچھے ہٹنے

لگے پس آپ نے ان کی طرف پیچھے نہ ہٹنے کا اشارہ فرمایا اور ان دونوں کو فرمایا مجھے ان کے پہلو میں بٹھا دو ان دونوں نے آپ کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بٹھا دیا پس ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز پڑھنے لگے اور لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نماز کے مطابق نماز پڑھنے لگے جبکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر نماز ادا فرما رہے تھے۔ عبید اللہ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا اور میں نے ان کی تمام روایت ان کو سنائی تو انہوں نے اس میں سے کسی چیز کا انکار نہ کیا۔

**تخریج** : مسلم فی الصلاۃ نمبر ۹۰' ترمذی فی الصلاۃ بابنمبر ۱۵۱' حدیث نمبر ۳۶۲۶۔

**نوٹ**: اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ روایت نمبر ۲۳۱۲ کے موجودہ نسخہ کی عبارت بھی درست ہے۔ مترجم

۲۳۱۴: حَدَّثَنَا فَهْدٌ' قَالَ : ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ' قَالَ : ثَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ' قَالَ : ثَنَا الْأَعْمَشُ' عَنْ إِبْرَاهِيْمَ' عَنِ الْأَسْوَدِ' عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : (لَمَّا ثَقُلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَهُ بِلَالٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُؤْذِنُهُ بِالصَّلَاةِ فَقَالَ : ائْتُوْا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ .قَالَتْ فَقُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ' لَوْ أَمَرْتَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُصَلِّيْ بِهِمْ' فَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ أَسِيْفٌ وَمَتَى يَقُوْمُ مَقَامَكَ لَمْ يُسْمِعَ النَّاسَ قَالَ : مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَأَمَرُوْا أَبَا بَكْرٍ' فَصَلَّى بِالنَّاسِ. فَلَمَّا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ وَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِفَّةً' فَقَامَ يُهَادَى بَيْنَ رَجُلَيْنِ' وَرِجْلَاهُ تَخُطَّانِ فِي الْأَرْضِ' فَلَمَّا سَمِعَ أَبُوْ بَكْرٍ حِسَّهُ ذَهَبَ لِيَتَأَخَّرَ' فَأَوْمَى إِلَيْهِ أَنْ صَلِّ كَمَا أَنْتَ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى جَلَسَ عَنْ يَسَارِ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ .فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ' وَأَبُوْ بَكْرٍ يَقْتَدِيْ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ قَائِمٌ' وَالنَّاسُ يَقْتَدُوْنَ بِصَلَاةِ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ). فَقَالَ قَائِلُوْنَ : لَا حُجَّةَ لَكُمْ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ لِأَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِيْ تِلْكَ الصَّلَاةِ مَأْمُوْمًا .وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ بِمَا.

۲۳۱۴: اسود نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت مرض کی وجہ سے بوجھل ہو گئی تو بلال نے آ کر آپ کو نماز کی اطلاع دی تو آپ نے فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو لاؤ کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ عمر کو حکم دیں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں ابوبکر رضی اللہ عنہ تو بہت رقیق القلب ہیں جب وہ آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو لوگ ان کی قراءت نہ سن سکیں گے آپ نے بار دیگر فرمایا جاؤ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں انہوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یہ پیغام دیا تو انہوں نے لوگوں کو نماز پڑھائی جب وہ نماز شروع کر چکے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ تخفیف محسوس کی تو دو آدمیوں کا سہارا

لے کر آپ اٹھے جبکہ آپ کے پاؤں زمین پر گھسٹ رہے تھے جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کی آمد کو محسوس کیا تو وہ پیچھے ہٹنے لگے تو آپ نے ان کی طرف اشارہ کیا کہ تم لوگوں کو نماز پڑھاؤ جیسا پڑھا رہے ہو پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بائیں جانب بیٹھ گئے پس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کی اقتداء کر رہے تھے اس حال میں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے تھے اور لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نماز کی اقتداء کر رہے تھے۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ اس روایت میں تمہارے لیے کوئی دلیل نہیں ہے کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس روایت کے مطابق اس نماز میں مقتدی تھے اور انہوں نے ان روایتوں کو دلیل بنایا ہے۔

**تخریج** : مسلم فی الصلاۃ نمبر ۹۵' ابن ماجه فی الصلاۃ نمبر ۱۲۳٤۔

**اللغات** : ثقل۔ طبیعت کا بوجھل ہونا۔ اسیف۔ جلد رونے اور غم کرنے والا۔ نرم دل۔ تخطان۔ زمین پر خط ڈالنا۔ گھسٹنا۔ حسه۔ محسوس کیا۔

## ایک اعتراض:

آپ نے جو روایات ذکر کی ہیں ان میں بظاہر امامت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ معلوم ہوتا ہے مگر مندرجہ ذیل روایات سے امامت ابی بکرؓ ثابت ہوتی ہے پس مدعیٰ ثابت نہ ہوسکا روایات یہ ہیں۔

۲۳۱۵: حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ، قَالَ : ثَنَا شَبَابَةُ، قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ نُعَيْمِ بْنِ أَبِيْ هِنْدٍ، عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ، عَنْ مَسْرُوْقٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : (صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فِيْهِ، خَلْفَ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) قَاعِدًا .

۲۳۱۵: مسروق نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس مرض میں جس میں آپ کی وفات ہوئی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں بیٹھ کر نماز ادا فرمائی۔

**تخریج** : ترمذی فی الصلاۃ باب ۱۵۱' نمبر ۳۶۲۔

۲۳۱۶: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ هِشَامٍ الرُّعَيْنِيُّ، أَبُوْ قُرَّةَ، قَالَ : ثَنَا ابْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ، قَالَ : أَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوْبَ، قَالَ : حَدَّثَنِيْ حُمَيْدٌ، قَالَ : حَدَّثَنِيْ ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى خَلْفَ أَبِيْ بَكْرٍ فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ، بُرْدٍ، مُخَالِفٌ بَيْنَ طَرَفَيْهِ، فَكَانَتْ آخِرَ صَلَاةٍ صَلَّاهَا).

۲۳۱۶: ثابت بنانی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے ایک کپڑے میں نماز ادا کی ہے جس کے دونوں کناروں کو اطراف میں ڈالا ہوا تھا' یہ آخری نماز تھی جو آپ نے ادا فرمائی۔

**تخریج** : ترمذی فی الصلاۃ باب ۱۵۱، نمبر ۳۶۳۔

۲۳۱۷ : حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ شَیْبَةَ، قَالَ : ثَنَا مُعَاوِیَةُ بْنُ عَمْرٍو الْاَزْدِیُّ، قَالَ : ثَنَا زَائِدَةُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِکِ بْنِ عُمَیْرٍ، عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ بْنِ اَبِیْ مُوْسٰی، عَنْ اَبِیْهِ، قَالَ : (مَرِضَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : مُرُوْا اَبَا بَکْرٍ، فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ .فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اِنَّ اَبَا بَکْرٍ رَجُلٌ رَقِیْقٌ، فَقَالَ : مُرُوْا اَبَا بَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ، فَاِنَّکُنَّ صَوَاحِبُ یُوْسُفَ). قَالَ : قَامَ اَبُوْ بَکْرٍ فِیْ حَیَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ .وَکَانَ مِنَ الْحُجَّةِ عَلَیْهِمْ فِیْ ذٰلِکَ اَنَّهٗ قَدْ رُوِیَ هٰذَا الْحَدِیْثُ الَّذِیْ قَدْ ذَکَرُوْهُ .وَلٰکِنَّ اَفْعَالَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ صَلَاتِهٖ تِلْکَ تَدُلُّ عَلٰی اَنَّهٗ کَانَ اِمَامًا، وَذٰلِکَ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ، فِیْ حَدِیْثِ الْاَسْوَدِ عَنْهَا (فَقَعَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ یَسَارِ اَبِیْ بَکْرٍ) وَذٰلِکَ قُعُوْدُ الْاِمَامِ لِاَنَّهٗ لَوْ کَانَ اَبُوْ بَکْرٍ اِمَامًا لَهٗ، لَکَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقْعُدُ عَنْ یَمِیْنِهٖ .فَلَمَّا قَعَدَ عَنْ یَسَارِهٖ وَکَانَ اَبُوْ بَکْرٍ عَنْ یَمِیْنِهٖ، دَلَّ ذٰلِکَ عَلٰی اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ هُوَ الْاِمَامُ، وَاَنَّ اَبَا بَکْرٍ هُوَ الْمَاْمُوْمُ .وَحُجَّةٌ اُخْرٰی، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ فِیْ حَدِیْثِهٖ (فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الْقِرَاءَ ةِ مِنْ حَیْثُ انْتَهٰی اَبُوْ بَکْرٍ). فَفِیْ ذٰلِکَ مَا یَدُلُّ اَنَّ اَبَا بَکْرٍ قَطَعَ الْقِرَاءَ ةَ، وَقَرَاَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ .فَذٰلِکَ دَلِیْلٌ اَنَّهٗ کَانَ الْاِمَامَ، وَلَوْلَا ذٰلِکَ، لَمْ یَقْرَاْ، لِاَنَّ تِلْکَ الصَّلَاةَ کَانَتْ صَلَاةً یُجْهَرُ فِیْهَا بِالْقِرَاءَ ةِ، وَلَوْلَا ذٰلِکَ لَمَا عَلِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْمَوْضِعَ الَّذِیْ انْتَهٰی اِلَیْهِ اَبُوْ بَکْرٍ مِنَ الْقِرَاءَ ةِ، وَلَا عَلِمَهٗ مَنْ خَلْفَ اَبِیْ بَکْرٍ .فَلَمَّا ثَبَتَ بِمَا وَصَفْنَا اَنَّ تِلْکَ الصَّلَاةَ، کَانَتْ مِمَّا یُجْهَرُ فِیْهَا بِالْقِرَاءَ ةِ، وَقَرَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْهَا، وَکَانَ النَّاسُ جَمِیْعًا لَا یَخْتَلِفُوْنَ اَنَّ الْمَاْمُوْمَ لَا یَقْرَاُ خَلْفَ الْاِمَامِ، کَمَا یَقْرَاُ الْاِمَامُ .ثَبَتَ بِذٰلِکَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ فِیْ تِلْکَ الصَّلَاةِ اِمَامًا .فَهٰذَا وَجْهُ هٰذَا الْبَابِ مِنْ طَرِیْقِ الْاٰثَارِ .وَاَمَّا وَجْهُهٗ مِنْ طَرِیْقِ النَّظَرِ، فَاِنَّا رَاَیْنَا الْاَصْلَ الْمُجْتَمَعَ عَلَیْهِ اَنَّ دُخُوْلَ الْمَاْمُوْمِ فِیْ صَلَاةِ الْاِمَامِ، قَدْ یُوْجِبُ فَرْضًا عَلَی الْمَاْمُوْمِ، وَلَمْ یَکُنْ عَلَیْهِ قَبْلَ دُخُوْلِهٖ، وَلَمْ نَرَهٗ یُسْقِطُ عَنْهُ فَرْضًا قَدْ کَانَ عَلَیْهِ قَبْلَ دُخُوْلِهٖ .فَمِنْ ذٰلِکَ اَنَّا رَاَیْنَا الْمُسَافِرَ یَدْخُلُ فِیْ صَلَاةِ الْمُقِیْمِ، فَیَجِبُ عَلَیْهِ اَنْ یُصَلِّیَ صَلَاةَ الْمُقِیْمِ اَرْبَعًا، وَلَمْ یَکُنْ ذٰلِکَ وَاجِبًا عَلَیْهِ قَبْلَ دُخُوْلِهٖ مَعَهٗ، وَاِنَّمَا اَوْجَبَهٗ عَلَیْهِ، دُخُوْلُهٗ مَعَهٗ. وَرَاَیْنَا مُقِیْمًا لَوْ دَخَلَ فِیْ صَلَاةِ مُسَافِرٍ، صَلّٰی بِصَلَاتِهٖ، حَتّٰی اِذَا فَرَغَ اَتٰی بِتَمَامِ صَلَاةِ الْمُقِیْمِ، فَلَمْ یَسْقُطْ عَنِ الْمُقِیْمِ

فَرْضٌ بِدُخُوْلِهٖ مَعَ الْمُسَافِرِ، وَكَانَ فَرْضُهٗ عَلٰى حَالِهٖ غَيْرَ سَاقِطٍ مِنْهُ شَيْءٌ .فَالنَّظَرُ عَلٰى ذٰلِكَ أَنْ يَكُوْنَ كَذٰلِكَ الصَّحِيْحُ الَّذِيْ كَانَ عَلَيْهِ فَرْضُ الْقِيَامِ اِذَا دَخَلَ مَعَ الْمَرِيْضِ، الَّذِيْ قَدْ سَقَطَ عَنْهُ فَرْضُ الْقِيَامِ فِيْ صَلَاتِهٖ، أَنْ لَا يَكُوْنَ ذٰلِكَ الدُّخُوْلُ مُسْقِطًا عَنْهُ فَرْضًا كَانَ عَلَيْهِ قَبْلَ دُخُوْلِهٖ فِي الصَّلَاةِ .فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ: فَإِنَّا قَدْ رَأَيْنَا الْعَبْدَ الَّذِيْ لَا جُمُعَةَ عَلَيْهِ، يَدْخُلُ فِي الْجُمُعَةِ فَيُجْزِيْهِ مِنَ الظُّهْرِ، وَيَسْقُطُ عَنْهُ فَرْضٌ قَدْ كَانَ عَلَيْهِ قَبْلَ دُخُوْلِهٖ مَعَ الْإِمَامِ فِيْهَا .قِيْلَ لَهٗ : هٰذَا يُؤَكِّدُ مَا قُلْنَا، وَذٰلِكَ أَنَّ الْعَبْدَ لَمْ يَجِبْ عَلَيْهِ جُمُعَةٌ قَبْلَ دُخُوْلِهٖ فِيْهَا، فَلَمَّا دَخَلَ فِيْهَا مَعَ مَنْ هِيَ عَلَيْهِ، كَانَ دُخُوْلُهٗ إِيَّاهَا يُوْجِبُ عَلَيْهِ مَا هُوَ وَاجِبٌ عَلٰى إِمَامِهٖ، فَصَارَ بِذٰلِكَ اِذَا وَجَبَ عَلَيْهِ مَا هُوَ وَاجِبٌ عَلٰى إِمَامِهٖ، فِيْ حُكْمِ مُسَافِرٍ لَا جُمُعَةَ عَلَيْهِ دَخَلَ فِي الْجُمُعَةِ، فَقَدْ صَارَتْ وَاجِبَةً عَلَيْهِ لِوُجُوْبِهَا عَلٰى إِمَامِهٖ، وَصَارَتْ مُجْزِئَةً عَنْهُ مِنَ الظُّهْرِ، لِأَنَّهَا صَارَتْ بَدَلًا مِنْهَا .فَكَذٰلِكَ الْعَبْدُ، لَمَّا وَجَبَتْ عَلَيْهِ الْجُمُعَةُ بِدُخُوْلِهٖ فِيْهَا أَجْزَأَتْهُ مِنَ الظُّهْرِ، لِأَنَّهَا صَارَتْ بَدَلًا مِنْهَا .فَقَدْ ثَبَتَ بِمَا ذَكَرْنَا أَنَّ دُخُوْلَ الرَّجُلِ فِيْ صَلَاةِ غَيْرِهٖ، قَدْ يُوْجِبُ عَلَيْهِ مَا لَمْ يَكُنْ وَاجِبًا عَلَيْهِ، قَبْلَ دُخُوْلِهٖ فِيْهَا، وَلَا يَسْقُطُ عَنْهُ مَا كَانَ وَاجِبًا عَلَيْهِ قَبْلَ دُخُوْلِهٖ .فَثَبَتَ بِذٰلِكَ أَنَّ الصَّحِيْحَ الَّذِيْ، الْقِيَامُ فِي الصَّلَاةِ وَاجِبٌ عَلَيْهِ، اِذَا دَخَلَ مَعَ مَنْ قَدْ سَقَطَ عَنْهُ فَرْضُ الْقِيَامِ فِيْ صَلَاتِهٖ، لَمْ يَكُنْ يَسْقُطُ عَنْهُ بِدُخُوْلِهٖ مِنَ الْقِيَامِ، مَا كَانَ وَاجِبًا عَلَيْهِ قَبْلَ ذٰلِكَ .وَهٰذَا قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ، وَأَبِيْ يُوْسُفَ .وَكَانَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ رَحِمَهُ اللّٰهُ يَقُوْلُ: لَا يَجُوْزُ لِصَحِيْحٍ أَنْ يَأْتَمَّ بِمَرِيْضٍ يُصَلِّيْ قَاعِدًا، وَإِنْ كَانَ يَرْكَعُ وَيَسْجُدُ .وَيَذْهَبُ إِلٰى أَنَّ مَا كَانَ مِنْ صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدًا فِيْ مَرَضِهٖ بِالنَّاسِ وَهُمْ قِيَامٌ مَخْصُوْصٌ، لِأَنَّهٗ قَدْ فَعَلَ فِيْهَا مَا لَا يَجُوْزُ لِأَحَدٍ بَعْدَهٗ أَنْ يَفْعَلَهٗ، مِنْ أَخْذِهٖ فِي الْقِرَاءَةِ، مِنْ حَيْثُ انْتَهٰى أَبُوْ بَكْرٍ، وَخُرُوْجِ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنَ الْإِمَامَةِ إِلٰى أَنْ صَارَ مَأْمُوْمًا فِيْ صَلَاةٍ وَاحِدَةٍ، وَهٰذَا لَا يَجُوْزُ لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِهٖ، بِاتِّفَاقِ الْمُسْلِمِيْنَ جَمِيْعًا فَدَلَّ ذٰلِكَ، عَلٰى أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَدْ كَانَ خُصَّ فِيْ صَلَاتِهٖ تِلْكَ، بِمَا مُنِعَ مِنْهُ غَيْرُهٗ .

۲۳۱۷: ابو بردہ بن ابوموسیٰ نے اپنے والد ابوموسیٰ ؓ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ بیمار ہوئے تو آپ نے فرمایا ابوبکر ؓ کو کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہ ؓ کہتی ہیں کہ (میں نے کہا) ابوبکر نرم دل آدمی ہیں اس پر بھی آپ نے فرمایا جاؤ لوگوں کو کہو کہ وہ ابوبکر کو نماز پڑھانے کے لئے کہیں تم تو یوسف کو مشورہ دینے والیاں ہو۔ ابوموسیٰ کہتے ہیں کہ ابوبکر ؓ آپ کی زندگی میں (آپ کے مصلّٰی پر امامت کے لئے) کھڑے

ہوئے۔ان کے خلاف دلیل یہ ہے اگر چہ یہ روایت جس کا انہوں نے تذکرہ کیا وہ مروی ہے مگر نماز میں جناب رسول اللہ ﷺ کے افعال اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ آپ امام تھے (نہ کہ مقتدی) اور وہ اس طرح کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اسود والی روایت میں فرمایا (فعقد رسول اللّٰہ ﷺ عن یسار ابی بکر) کہ آپ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بائیں جانب بیٹھ گئے اور یہ امام کے بیٹھنے کا مقام ہے۔اگر جناب ابو بکر رضی اللہ عنہ امام ہوتے تو جناب نبی اکرم ﷺ ان کے دائیں جانب بیٹھتے اب جبکہ وہ آپ ﷺ ان کے بائیں جانب بیٹھے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ کی دائیں جانب تھے۔تو یہ اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ آپ امام تھے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ مقتدی تھے۔دوسری بات یہ ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اپنی روایت میں یہ بات ذکر کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے قراءت کو وہیں سے شروع فرمایا جہاں تک ابو بکر رضی اللہ عنہ پہنچے تھے۔اس سے یہ دلالت میسر آئی کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے قراءت کو روک دیا اور جناب نبی اکرم ﷺ نے قراءت شروع فرمائی۔اس سے ثابت ہو گیا کہ آپ امام تھے۔اگر یہ بات نہ ہوتی تو آپ قراءت نہ کرتے کیونکہ وہ ایسی نماز تھی جس میں قراءت کو جہر سے پڑھا جاتا ہے۔اگر یہ بات نہ ہوتی تو آپ مقام قراءت کو نہ جان سکتے کہ کہاں ابو بکر رضی اللہ عنہ نے قراءت کو چھوڑا ہے اور دوسرے مقتدیوں کو بھی معلوم نہ ہو سکتا۔ ہماری اس وضاحت سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ یہ ایسی نماز تھی جس میں بلند آواز سے قراءت کی جاتی ہے اور جناب رسول اللہ ﷺ نے اس میں قراءت فرمائی اور اس میں کسی کو بھی اختلاف نہیں ہے کہ مقتدی کو امام کے پیچھے قراءت نہ کرنا چاہیے جیسا امام قراءت کرتا ہو۔اس سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ جناب رسول اللہ ﷺ اس نماز میں امام تھے یہ تو اس باب کے آثار کو پیش نظر رکھتے ہوئے صورت ہے۔باقی نظر و فکر کا طریق پیش کیے دیتے ہیں۔غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بنیادی بات جس پر سب کا اتفاق ہے کہ جب مقتدی امام کے ساتھ نماز میں شمولیت اختیار کر لے تو اس پر امام والے فرض کو لازم کر دیتی ہے جو کہ پہلے اس پر فرض نہ تھے اور ہم یہ مقتدی کے متعلق خیال نہیں کرتے کہ اس پر جو چیز پہلے سے فرض تھی تو یہ داخل ہونا اس کے فرض کو ساقط کر دے گا۔پس اس کی مثال یہ ہے کہ اگر کوئی مسافر کسی مقیم کے ساتھ نماز میں شامل ہو جائے تو اس کے ذمہ ضروری ہے کہ وہ مقیم والی نماز چار رکعت ادا کر لے حالانکہ اس مقیم امام کی اقتداء سے پہلے اس پر فرض نہ تھی (صرف دو رکعت تھیں) امام کے ساتھ شمولیت نے اس پر لازم کر دی اور ہم نے دیکھا کہ اگر کوئی مقیم کسی مسافر کی اقتداء میں نماز ادا کرنے لگے تو وہ اس کی اقتداء میں نماز پڑھتا رہے گا جب امام اپنی نماز کو مکمل کر لے تو یہ مقیم والی نماز کی تکمیل کرے گا۔پس مسافر امام کی اقتداء نے اس کے چار فرض کو گرا کر دو نہیں کر دیا بلکہ وہ فرض اسی طرح رہیں گے ان میں ذرہ بھر حصہ ساقط نہ ہو گا۔پس اس نظر کا تقاضا یہ ہے۔وہ صحت مند آدمی جس پر قیام تھا جب وہ مریض کے ساتھ نماز میں شامل ہوا کہ جس مریض کا قیام والا فرض ساقط ہو چکا تو اس کی نماز میں داخلہ اس فرض کو اس سے ساقط نہ کرے گا جو داخلہ سے پہلے اس پر لازم تھا۔اگر کوئی معترض یہ کہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ وہ غلام جس پر جمعہ لازم ہی نہیں اگر وہ جمعہ میں شامل

ہو جائے تو وہ اس کی ظہر کی جگہ کفایت کر جائے گا اور ظہر کا فریضہ اس سے ساقط ہو جائے گا اور اس کے ذمہ سے وہ فرض ساقط ہو جائے گا جو امام کے ساتھ نماز میں داخلے سے پہلے اس پر لازم تھا۔ اس کے جواب میں کہا جائے گا کہ آپ کی یہ بات تو ہمارے قول کی مؤید ہے اور وہ اس طرح کہ غلام پر تو امام کے ساتھ داخلے سے پہلے جمعہ لازم ہی نہ تھا پھر جب وہ امام کے ساتھ نماز میں شامل ہوا تو اس کا نماز میں داخلہ ہی اس پر امام والی بات کو اس پر لازم کر رہا ہے۔ پس وہ اس طرح اس مسافر کے حکم میں ہو گیا کہ جس پر جمعہ فرض نہ تھا مگر وہ امام کے ساتھ جمعہ میں شامل ہو گیا تو اب اس پر وہ چیز واجب ہو گئی جو اس کے امام پر واجب تھی اور اس کا وہ جمعہ ظہر کی بجائے کفایت کر جائے گا کیونکہ وہ ظہر کا بدل بن گیا۔ پس اسی طرح جب غلام پر امام کی نماز میں داخلہ کے بعد جمعہ لازم ہو گیا اور وہ ظہر کی جگہ کفایت کر گیا۔ کیونکہ وہ ظہر کا بدل بن گیا۔ پس ہماری اس بات سے یہ ثابت ہو گیا کہ اگر کوئی شخص دوسرے کے ساتھ نماز میں شامل ہو گا تو اس کی دو حالتیں ہوں گی بعض اوقات اس سے اس پر وہ چیز واجب ہو جائے گی جو داخلہ سے پہلے اس پر لازم نہ تھی اور جو داخلہ سے پہلے اس کے ذمہ لازم ہو چکی تھی وہ اس کے ذمہ سے ساقط نہ ہو گی (بعض اوقات دوسری صورت ہو گی جو مذکور ہوئی) اس سے یہ بات تو ثابت ہو گئی کہ وہ صحت مند جس پر قیام کرنا نماز میں لازم ہے جب وہ اس مریض کے ساتھ نماز میں شامل ہو جس سے فرض قیام ساقط ہے تو امام کے ساتھ نماز میں شمولیت سے اس سے فرض قیام ساقط نہ ہو گا جو کہ پہلے اس پر لازم ہو چکا تھا اور امام ابوحنیفہ ابو یوسف رحمہما اللہ کا قول یہی ہے۔ امام محمد رحمہ اللہ کا قول یہ ہے کہ صحت مند شخص کو ایسے مریض کی اقتداء ہی درست نہیں جو بیٹھ کر نماز ادا کرنے کی طاقت رکھتا ہو۔ اگرچہ وہ رکوع وسجدہ سے نماز ادا کرتا ہو۔ ان کا رجحان اس طرف ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹھ کر نماز پڑھنا جبکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حالت قیام میں تھے یہ آپ کی خصوصیت ہے۔ اس لیے کہ اس میں آپ نے وہ عمل کیا جو آپ کے بعد کسی کو جائز نہیں مثلاً آپ نے قراءت اس جگہ سے شروع فرمائی جہاں تک جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ پہنچے تھے۔ اسی طرح دوسری بات یہ ہے کہ جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ایک ہی نماز میں امامت سے نکل کر مقتدی بن گئے اور یہ بات اجماعی ہے کہ یہ عمل آپ کے سواء اور کسی کے لیے جائز نہیں۔ پس اس سے یہ دلالت میسر آ گئی کہ یہ عمل جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہے جو دوسروں کے لیے ممنوع ہے۔

**تخریج** : مسلم فی الصلاۃ نمبر ۱۰۱۔

**حاصل روایات:** ان روایات ثلاثہ سے تو امامت ابوبکر رضی اللہ عنہ معلوم ہوتی ہے اور اس میں تو کسی کو اشکال نہیں وہ بھی کھڑے تھے اور مقتدی بھی کھڑے تھے پس سابقہ روایات سے استدلال باطل ہے۔

**جواب**: یہ دونوں روایات بلاشبہ موجود ہیں۔

نمبر ①: مگر جن روایات پر اعتراض کیا گیا ان میں ایسے الفاظ موجود ہیں جو آپ کا امام ہونا ثابت کرتے ہیں آپ بائیں طرف بیٹھے تو امام مقتدی کے بائیں طرف ہوتا ہے اور اسود کی روایت میں فقعد عن یسار ابی بکر کے الفاظ ہیں اگر ابوبکر رضی اللہ عنہ

امام ہوتے تو جناب رسول اللہ ﷺ ان کے دائیں طرف بیٹھتے آپ کا بائیں طرف بیٹھنا امامت کی واضح دلیل ہے۔

نمبر۲: روایت ابن عباس ؓ میں ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے قراءت کو وہیں سے شروع کیا جہاں سے ابوبکر ؓ نے چھوڑی تھی تو ابوبکر کا قراءت روک دینا اور آپ کا قراءت شروع کر دینا یہ امامت کی واضح دلیل ہے اگر ابوبکر امام ہوتے تو آپ جہراً کیوں پڑھتے اور اگر جہری نماز نہ ہوتی تو آپ کو ابوبکر ؓ کی قراءت کا علم کیوں کر ہوتا اور مقتدیوں کو کیسے معلوم ہوتا کہ ابوبکر ؓ نے قراءت منقطع کر دی اور آپ نے شروع کر دی ہے اور اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ جہری نمازوں میں امام کے پیچھے قراءت نہیں ہے پس ثابت ہوا کہ جناب رسول اللہ ﷺ اس نماز میں امام تھے۔

## نظر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ:

مقتدی جب امام کے ساتھ نماز میں شامل ہو جائے تو اس سے مقتدی پر ایسی نماز لازم ہو جاتی ہے جو اس سے پہلے اس پر چنداں فرض نہ تھی جیسا کہ مسافر جب مقیم امام کی اقتداء کرے تو اس پر چار رکعت پوری کرنی لازم ہیں جو کہ اس پر پہلے واجب نہ تھیں اور اگر کسی پر کوئی فرض پہلے سے لازم تھا تو اقتداء امام کی وجہ سے اس میں کمی نہ آئے گی اور نہ وہ ساقط ہوگا جیسا کہ جب مقیم اگر مسافر امام کی اقتداء کرے تو مقیم کو چار رکعت لازم ہوں گی ان میں کمی نہ آئے گی بلکہ امام کی فراغت کے بعد کھڑے ہو کر وہ اپنی بقیہ نماز پوری کرے گا یہ اس کو لازم ہے۔

اس سے یہ قاعدہ معلوم ہو گیا کہ مقتدی پر اقتداء سے قبل جو فرض واجب ہو وہ اقتداء کے بعد بھی باقی رہتا ہے اقتداء سے ساقط نہیں ہوتا اسی لئے صحت و تندرستی والے پر قیام فرض ہے تو معذور امام کی اقتداء کی وجہ سے فرض قیام مقتدی سے کیوں کر ساقط ہوگا فلہذا تندرست مقتدی کا بیٹھ کر نماز پڑھنے والے امام کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھنا لازم ہے۔

## ایک ضمنی سوال:

غلام پر جمعہ لازم نہیں ہے اگر وہ جمعہ پڑھ لے تو ظہر کی بجائے اس کو کافی ہو جائے گا اور اس کے ذمہ جو فرض ہے وہ اس سے ساقط ہو جائے گا حالانکہ امام کے ساتھ اس پر جمعہ واجب ہی نہ تھا۔

**جواب:** جب وہ امام کے ساتھ داخل ہو گیا تو اس پر اس لئے واجب ہوا کہ اس کے امام پر واجب تھا پس وہ ظہر کا بدل بن کر کافی ہوا۔

اسی طرح جب غلام پر جمعہ اس کے جمعہ میں شامل ہونے کی وجہ سے لازم ہوا اور ظہر کی طرف سے بدل کی بناء پر کافی ہوا۔ پس اس سے یہ ثابت ہوا کہ آدمی جب کسی دوسرے کی نماز میں شامل ہو جائے تو کبھی اس پر وہ لازم ہو جاتا ہے جو اس پر داخلے سے پہلے لازم نہ تھا اور اس سے وہ ساقط نہیں ہوتا جو اس پر پہلے لازم تھا پس اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ تندرست پر تو قیام پہلے لازم ہے جب وہ اس شخص کے ساتھ نماز میں شامل ہوا جس سے قیام کا فرض ساقط ہے تو اس کے ساتھ نماز میں شامل ہوتے سے اس کا اپنا فرض تو ساقط نہ ہوگا اور وہ قیام ہے۔

یہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور ابو یوسف رحمہ اللہ ومحمد رحمہ اللہ کا قول ہے۔ البتہ امام محمد رحمہ اللہ کا قول یہ ہے کہ تندرست کو مریض کی اقتداء درست نہیں جبکہ وہ رکوع وسجدہ کی طاقت رکھتا ہو۔

اب رہا یہ سوال کہ بہت سی روایات میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایام مرض میں بیٹھ کر صحابہ کو نماز پڑھانا ثابت ہے جبکہ صحابہ کرام قیام کی حالت میں تھے تو وہ فرماتے ہیں کہ یہ بات آپ کے ساتھ مخصوص ہے اس میں کئی ایسے افعال بھی ثابت ہیں جو اور کسی کو جائز نہیں مثلاً آپ نے اسی جگہ سے قراءت شروع کر دی جہاں سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے چھوڑی اور ایک ہی نماز میں ابوبکر رضی اللہ عنہ امام تھے پھر وہ مقتدی بن گئے اور یہ باتیں سب کے ہاں آپ کے بعد کسی کے لئے جائز نہیں ہیں اس سے یہ ثابت ہوا کہ یہ نماز آپ کے ساتھ مخصوص اور دوسروں کو ایسا کرنا درست نہیں۔

**حاصل:** امام طحاوی رحمہ اللہ نے فریق ثانی کے مؤقف کو دلیل سے خوب ثابت ومضبوط کیا مگر اس باب میں ایک انوکھا انداز یہ رکھا کہ امام محمد رحمہ اللہ کا مسلک بیان کر کے فقط ان کی دلیل تو پیش کر دی مگر اس کے متعلق سوال وجواب سے اپنے قلم کو روک لیا شاید ان کا بھی تخصیص کی طرف میلان ہو واللہ اعلم۔

## بَابُ الرَّجُلِ يُصَلِّي الْفَرِيْضَةَ خَلْفَ مَنْ يُصَلِّيْ تَطَوُّعًا

### نفل پڑھنے والے کی اقتداء میں فرض کا حکم

قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : رُوِىَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، (أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ كَانَ يُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ) ، ثُمَّ يَرْجِعُ فَيُصَلِّيْهَا بِقَوْمِهٖ فِيْ بَنِيْ أَسْلَمَةَ .وَقَدْ ذَكَرْنَا ذٰلِكَ بِإِسْنَادِهٖ فِيْ بَابِ الْقِرَاءَةِ فِيْ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ .فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلٰى أَنَّ الرَّجُلَ يُصَلِّي النَّافِلَةَ، وَيَأْتَمُّ بِهٖ مَنْ يُصَلِّي الْفَرِيْضَةَ، وَاحْتَجُّوْا بِهٰذَا الْأَثَرِ .وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ، فَقَالُوْا : لَا يَجُوْزُ لِرَجُلٍ أَنْ يُصَلِّيَ فَرِيْضَةً خَلْفَ مَنْ يُصَلِّيْ نَافِلَةً .وَقَالُوْا : لَيْسَ فِيْ حَدِيْثِ مُعَاذٍ هٰذَا أَنَّ مَا كَانَ يُصَلِّيْهِ بِقَوْمِهٖ، كَانَ نَافِلَةً لَهٗ أَوْ فَرِيْضَةً .فَقَدْ يَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ، كَانَ يُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَافِلَةً، ثُمَّ يَأْتِيْ قَوْمَهٗ فَيُصَلِّيْ بِهِمْ فَرِيْضَةً، فَإِنْ كَانَ ذٰلِكَ كَذٰلِكَ، فَلَا حُجَّةَ لَكُمْ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ .وَيَحْتَمِلُ أَنْ يَكُوْنَ كَانَ يُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرِيْضَةً، ثُمَّ يُصَلِّيْ بِقَوْمِهٖ تَطَوُّعًا كَمَا ذَكَرْتُمْ .فَلَمَّا كَانَ هٰذَا الْحَدِيْثُ يَحْتَمِلُ الْمَعْنَيَيْنِ، لَمْ يَكُنْ أَحَدُهُمَا أَوْلٰى مِنَ الْآخَرِ، وَلَمْ يَكُنْ لِأَحَدٍ أَنْ يَصْرِفَهٗ إِلٰى أَحَدِ الْمَعْنَيَيْنِ دُوْنَ الْمَعْنَى الْآخَرِ إِلَّا بِدَلَالَةٍ تَدُلُّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ .فَقَالَ أَهْلُ الْمَقَالَةِ الْأُوْلٰى : فَإِنَّا قَدْ وَجَدْنَا فِيْ بَعْضِ الْآثَارِ أَنَّ مَا كَانَ يُصَلِّيْهِ بِقَوْمِهٖ هُوَ تَطَوُّعٌ، وَأَنَّ مَا كَانَ يُصَلِّيْهِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرِيْضَةٌ وَذَكَرُوْا فِيْ ذٰلِكَ۔

امام طحاوی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز عشاء ادا کرتے پھر لوٹ کر بنو سلمہ میں اپنے لوگوں کو نماز پڑھاتے یہ روایت ہم "باب القراء ۃ فی صلاۃ المغرب" میں ذکر کر چکے ہیں۔ (بخاری باب ٦، مسلم نمبر ١٧٨)۔ بعض علماء کا رجحان اس طرف ہے کہ جو شخص نماز نفل ادا کر رہا ہو تو فرض پڑھنے والا اس کی اقتداء کر سکتا ہے۔ انہوں نے اس روایت کو اپنا مستدل بنایا۔ مگر دوسرے علماء نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے کہا ہے کہ کسی متنفل کے پیچھے مفترض کو قطعاً نماز درست نہیں اور انہوں نے کہا کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی روایت میں اس بات کا ذکر نہیں ہے کہ جو کچھ وہ اپنی قوم کو پڑھاتے تھے وہ نفل تھے یا فرض، ممکن ہے کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نفل پڑھتے ہوں اور پھر اپنی قوم بنی سلمہ میں آ کر ان کو فرض پڑھاتے ہوں۔ اگر یہ بات اسی طرح ہو تو پھر اس روایت میں تمہارے حق کی کوئی دلیل نہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فرض ادا کرتے ہوں پھر اپنی قوم کو نفل پڑھاتے ہوں جیسا کہ تم کہتے ہو۔ پس جب یہ روایت دو معنوں کا احتمال رکھتی ہے اور ان دونوں احتمالات میں کوئی دوسرے سے اولیٰ نہیں اور کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ کسی دلالت کے بغیر ایک کو ترک کر کے دوسرے کو متعین کر لے۔ چنانچہ پہلے قول والوں نے کہا کہ بعض آثار ایسے ملتے ہیں کہ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی قوم کو نماز نفل پڑھاتے تھے اور جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ادا کرتے وہ فرض تھے، چنانچہ انہوں نے ذیل کی روایات ذکر کی ہیں۔

## خلاصۃ الزام:

نمبر ①: امام شافعی رحمہ اللہ وعطاء رحمہ اللہ فرض پڑھنے والے کو نفل پڑھنے والے کی اقتداء درست ہے۔

نمبر ②: احناف و مالکیہ و حنابلہ کے ہاں مفترض کو متنفل (نفل پڑھنے والا) کی اقتداء درست نہیں۔

مؤقف فریق اوّل: کہ مفترض کو متنفل کی اقتداء درست ہے اس کی دلیل یہ روایت ہے جو باب القراء ۃ فی صلاۃ المغرب میں گزر چکی ہے۔

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ معاذ رضی اللہ عنہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشاء کی نماز ادا کرتے پھر لوٹ کر بنی سلمہ میں اپنی قوم کو جماعت کراتے۔

**تخریج**: بخاری باب ٦٠، مسلم نمبر ١٧٨۔

## حاصل کلام:

اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ آدمی ایک دفعہ فرض پڑھے پھر نفل پڑھے اور فرض والوں کی امامت کرائے تو ان کی نماز درست ہوگی۔

فریق ثانی کا جواب: فرض اس کے پیچھے درست نہیں جو نفل پڑھتا ہو اس اثر میں کوئی اشارہ نہیں کہ وہ اپنی قوم کو فرض پڑھاتے تھے

یا نفل اس میں کئی احتمال ہیں۔

نمبر ①: یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ کے ساتھ وہ نفل کی نیت کرتے ہوں اور اپنی قوم کو آکر فرض پڑھاتے ہوں اگر یہ بات درست ہو تو یہ تمہاری دلیل نہ رہی۔

نمبر ②: جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ فرض پڑھتے ہوں پھر اپنی قوم کو نفل پڑھاتے ہوں جیسا تم نے کہا جب ہر دو احتمال ہیں اور کوئی قرینہ موجود نہیں جو ایک احتمال کو متعین کرے۔

## ایک اشکال:

ہم ایسے آثار کی راہنمائی کر سکتے ہیں جو اس بات کو ثابت کرتے ہیں کہ وہ اپنی قوم کو نفل پڑھاتے تھے اور جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ فرض ادا کرتے تھے۔ اثر ملاحظہ ہو۔

۲۳۱۸ : مَا حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَمْرٍو قَالَ .أَخْبَرَنِىْ جَابِرٌ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ مُعَاذًا كَانَ يُصَلِّىْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ ، ثُمَّ يَنْصَرِفُ إِلٰى قَوْمِهٖ فَيُصَلِّيْهَا بِهِمْ هِىَ لَهٗ تَطَوُّعٌ وَلَهُمْ فَرِيْضَةٌ .فَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ لِلْآخَرِيْنَ عَلَيْهِمْ أَنَّ ابْنَ عُيَيْنَةَ قَدْ رَوٰى هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ كَمَا رَوَاهُ ابْنُ جُرَيْجٍ وَجَاءَ بِهٖ تَامًّا وَسَاقَهٗ أَحْسَنَ مِنْ سِيَاقِ ابْنِ جُرَيْجٍ غَيْرَ أَنَّهٗ لَمْ يَقُلْ فِيْهِ هٰذَا الَّذِىْ قَالَهُ ابْنُ جُرَيْجٍ ((هِىَ لَهٗ تَطَوُّعٌ وَلَهُمْ فَرِيْضَةٌ)). فَيَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ ذٰلِكَ مِنْ قَوْلِ ابْنِ جُرَيْجٍ وَيَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ مِنْ قَوْلِ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ وَيَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ مِنْ قَوْلِ جَابِرٍ .فَمِنْ أَيِّ هٰؤُلَاءِ الثَّلَاثَةِ كَانَ الْقَوْلُ فَلَيْسَ فِيْهِ دَلِيْلٌ عَلٰى حَقِيْقَةِ فِعْلِ مُعَاذٍ أَنَّهٗ كَذٰلِكَ أَمْ لَا لِأَنَّهُمْ لَمْ يَحْكُوْا ذٰلِكَ عَنْ مُعَاذٍ إِنَّمَا قَالُوْا قَوْلًا عَلٰى أَنَّهٗ عِنْدَهُمْ كَذٰلِكَ وَقَدْ يَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ فِى الْحَقِيْقَةِ بِخِلَافِ ذٰلِكَ .وَلَوْ ثَبَتَ ذٰلِكَ أَيْضًا عَنْ مُعَاذٍ لَمْ يَكُنْ فِىْ ذٰلِكَ دَلِيْلٌ أَنَّهٗ كَانَ بِأَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ أَخْبَرَهٗ بِهٖ لَأَقَرَّهٗ عَلَيْهِ أَوْ غَيَّرَهٗ .وَهٰذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا لَمَّا أَخْبَرَهٗ رِفَاعَةُ بْنُ رَافِعٍ أَنَّهُمْ كَانُوْا يُجَامِعُوْنَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يَغْتَسِلُوْنَ حَتّٰى يُنْزِلُوْا .فَقَالَ لَهُمْ عُمَرُ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ : فَأَخْبَرْتُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ فَرَضِيَهٗ لَكُمْ؟ قَالَ : لَا فَلَمْ يَجْعَلْ ذٰلِكَ عُمَرُ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ حُجَّةً .فَكَذٰلِكَ هٰذَا الْفِعْلُ لَوْ ثَبَتَ أَنَّ مُعَاذًا فَعَلَهٗ فِىْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ فِىْ ذٰلِكَ دَلِيْلٌ أَنَّهٗ بِأَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .وَقَدْ رَوَيْنَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَدُلُّ عَلٰى

خِلَافِ ذٰلِکَ.

۲۳۱۸: عمرو بیان کرتے ہیں کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بتلایا کہ معاذ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشاء پڑھتے پھر اپنی قوم کی طرف لوٹ کران کو نماز پڑھاتے یہ معاذ کی نفلی نماز ہوتی اور ان کی فرض ہوتی۔ دوسرے قول والوں کے ہاں قول اوّل کے قائلین پر حجت یہ ہے۔ اس روایت کو ابن عیینہ سے عمرو بن دینار سے روایت کیا جیسا کہ ابن جریج نے روایت کیا ہے مگر انہوں نے اس کو روایت ابن جریج سے زیادہ عمدہ اور مکمل ذکر کیا اور دوسرا فریق یہ ہے کہ انہوں نے ''ھی لہ تطوع و لھم فریضۃ'' کے الفاظ سرے سے نقل ہی نہیں کیے۔ پس اس میں احتمال یہ ہے کہ یہ ابن جریج کا قول ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ عمرو بن دینار کا قول ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ جابر رضی اللہ عنہ کا قول ہو۔ پس ان تینوں حضرات میں سے جس کا بھی قول ہو اس میں اس بات کی کوئی دلیل نہیں ہے کہ یہ معاذ رضی اللہ عنہ کے فعل کی حقیقت ہو کہ وہ واقعہ میں اسی طرح تھا یا نہیں' کیونکہ انہوں نے یہ بات معاذ رضی اللہ عنہ سے نقل نہیں کی انہوں نے ایک بات کہی ہے کہ ہمارے ہاں یہ اسی طرح ہے۔ عین ممکن ہے کہ حقیقت اس کے خلاف ہو۔ اگر بالفرض یہ بات حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے بھی ثابت ہو جائے تب بھی اس میں اس بات کی کوئی دلیل نہیں ہے کہ یہ آپ کے حکم و ارشاد سے تھا اور نہ اس بات کی دلیل ہے کہ اگر وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع کرتے تو آپ اس پر قائم رکھتے یا کوئی دوسری بات ہوتی۔ لو یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں کہ جب حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ نے ان کو بتلایا کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جماع کرتے اور انزال نہ ہونے کی صورت میں غسل نہ کرتے تھے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو فرمایا کہ کیا تم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع دی اور آپ نے اسے تمہاری خاطر پسند کیا۔ انہوں نے عرض کیا نہیں۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے فعل کو حجت قرار نہیں دیا۔ پس یہ فعل بھی اسی طرح ہے۔ بالفرض اگر ثابت ہو بھی جائے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایسا کیا تو یہ اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ انہوں نے ایسا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے کیا اور ہم نے تو اس کے خلاف بات پر دلالت کرنے والے کئی ارشادات آپ سے نقل کیے ہیں جو درج ذیل ہیں۔

اس اثر سے یہ بات معین ہوگئی کہ حضرت معاذ خود نفل پڑھتے اور ان کو فرض پڑھاتے تھے۔

<u>مؤقف فریق ثانی اور دلائل و جوابات دلائل:</u> فرض پڑھنے والے کو نفل والے کی اقتداء جائز نہیں۔

<u>جواب اثر سابق:</u> اس روایت کو ابن عیینہ نے عمرو بن دینار سے نہایت کامل انداز سے نقل کیا بلکہ ابن جریج سے بہتر بیان کیا البتہ اس نے اس میں ھی لہ تطوع و لھم فریضۃ کا لفظ ذکر نہیں کیا پس اب عین ممکن ہے کہ یہ راوی ابن جریج کے الفاظ ہوں یا عمرو بن دینار کے یا جابر رضی اللہ عنہ کا قول ہو۔

ہر سہ صورت میں معاذ کا قول تو نہیں بنتا کیونکہ ان سے نقل نہیں کیا پس انہوں نے اپنے طور پر گمان سے یہ بات کہی ممکن ہے کہ حقیقت اس کے خلاف ہو۔

بالفرض اگر یہ معاذ کا قول بھی ہو تو تب بھی یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ جناب رسول اللہ ﷺ کے حکم سے ایسے کرتے تھے یا انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو اس کی خبر وطلاع دی تھی کہ آپ اس پر ان کو برقرار رکھیں یا بدل دیں۔

یہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں جب ان کو رفاعہ بن رافع نے خبر دی کہ وہ جناب رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں جماع کرتے انزال نہ ہونے کی صورت میں غسل نہ کرتے تھے تو عمر رضی اللہ عنہ نے رفاعہؓ سے پوچھا کیا تم نے نبی اکرم ﷺ کو اس کی اطلاع دی اور آپ نے اس پر رضامندی ظاہر فرمائی تو انہوں نے جواب دیا نہیں تو عمر رضی اللہ عنہ نے اس دلیل کو ماننے سے انکار کر دیا۔

**تخریج** : مسند احمد ۱۱۵/۵۔

پس اس قول و فعل کا بھی حال یہی ہے کہ اگر بالفرض اس کا جناب رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں کرنا ثابت ہو بھی جائے تو یہ اس بات کی دلیل نہیں کہ یہ جناب رسول اللہ ﷺ کے حکم سے تھا۔

اس کے خلاف روایات ملاحظہ ہوں۔

۲۳۱۹: حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ : ثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ الْوُحَاظِيُّ . ح .

۲۳۱۹: فہد نے یحییٰ بن صالح وحاظی سے روایت کی ہے۔

**تخریج** : مسند احمد ۷٤/۵۔

۲۳۲۰: وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ، قَالَا : ثَنَا سُلَيْمَانُ ابْنُ بِلَالٍ، قَالَ : ثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى الْمَازِنِيُّ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ رِفَاعَةَ الزُّرَقِيِّ، (أَنَّ رَجُلًا مِنْ بَنِي سَلِمَةَ يُقَالُ لَهُ سُلَيْمٌ أَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ : إِنَّا نَظَلُّ فِي أَعْمَالِنَا، فَنَأْتِي حِيْنَ نُمْسِي، فَنُصَلِّي فَيَأْتِي مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، فَيُنَادِي بِالصَّلَاةِ، فَنَأْتِيْهِ فَيُطَوِّلُ عَلَيْنَا .فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مُعَاذُ لَا تَكُنْ فَتَّانًا، إِمَّا أَنْ تُصَلِّيَ مَعِيْ، وَإِمَّا أَنْ تُخَفِّفَ عَنْ قَوْمِكَ) .فَقَوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا لِمُعَاذٍ، يَدُلُّ عَلٰى أَنَّهُ -عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -كَانَ يَفْعَلُ أَحَدَ الْأَمْرَيْنِ، إِمَّا الصَّلَاةَ مَعَهُ، أَوْ بِقَوْمِهِ، وَأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ يَجْمَعُهُمَا، لِأَنَّهُ قَالَ : (إِمَّا أَنْ تُصَلِّيَ مَعِيْ) أَيْ وَلَا تُصَلِّ بِقَوْمِكَ (وَإِمَّا أَنْ تُخَفِّفَ بِقَوْمِكَ) أَيْ وَلَا تُصَلِّ مَعِي .فَلَمَّا لَمْ يَكُنْ فِي الْآثَارِ الْأُوَلِ مِنْ قَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْءٌ، وَكَانَ فِي هٰذَا الْأَثَرِ مَا ذَكَرْنَا، ثَبَتَ بِهٰذَا الْأَثَرِ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذٰلِكَ لِمُعَاذٍ شَيْءٌ مُتَقَدِّمٌ، وَلَا عَلِمْنَا أَنَّهُ كَانَ فِي ذٰلِكَ أَيْضًا مِنْهُ شَيْءٌ مُتَأَخِّرٌ، فَيَجِبُ بِهِ الْحُجَّةُ عَلَيْنَا .وَلَوْ كَانَ فِي ذٰلِكَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْرٌ، كَمَا قَالَ أَهْلُ الْمَقَالَةِ الْأُوْلٰى لَاحْتَمَلَ أَنْ يَكُوْنَ ذٰلِكَ كَانَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي وَقْتٍ مَا كَانَتِ الْفَرِيْضَةُ تُصَلّٰى مَرَّتَيْنِ، فَإِنَّ

ذٰلِكَ قَدْ كَانَ يُفْعَلُ فِيْ أَوَّلِ الْإِسْلَامِ حَتّٰى نَهٰى عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَدْ ذَكَرْنَا ذٰلِكَ بِأَسَانِيْدِهِ فِيْ بَابِ صَلَاةِ الْخَوْفِ .فَفِعْلُ مُعَاذٍ، الَّذِيْ ذَكَرْنَا، يُحْتَمَلُ أَنْ يَكُوْنَ قَبْلَ النَّهْيِ عَنْ ذٰلِكَ، ثُمَّ كَانَ النَّهْيُ فَنَسَخَهُ، وَيَحْتَمِلُ أَنْ يَكُوْنَ كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ .فَلَيْسَ لِأَحَدٍ أَنْ يَجْعَلَهُ فِيْ أَحَدِ الْوَقْتَيْنِ إِلَّا كَانَ لِمُخَالِفِهِ أَنْ يَجْعَلَهُ فِي الْوَقْتِ الْآخَرِ .فَهٰذَا حُكْمُ هٰذَا الْبَابِ مِنْ طَرِيْقِ الْآثَارِ.

وَأَمَّا حُكْمُهُ مِنْ طَرِيْقِ النَّظَرِ، فَإِنَّا قَدْ رَأَيْنَا صَلَاةَ الْمَأْمُوْمِيْنَ مُضَمَّنَةً بِصَلَاةِ إِمَامِهِمْ بِصِحَّتِهَا وَفَسَادِهَا يُوْجِبُ ذٰلِكَ النَّظَرُ الصَّحِيْحُ .مِنْ ذٰلِكَ أَنَّا رَأَيْنَا الْإِمَامَ إِذَا سَهَا وَجَبَ عَلٰى مَنْ خَلْفَهُ لِسَهْوِهِ، مَا وَجَبَ عَلَيْهِ، وَلَوْ سَهَوْا هُمْ، وَلَمْ يَسْهُ هُوَ، لَمْ يَجِبْ عَلَيْهِمْ مَا يَجِبُ عَلَى الْإِمَامِ إِذَا سَهَا .فَلَمَّا ثَبَتَ أَنَّ الْمَأْمُوْمِيْنَ يَجِبُ عَلَيْهِمْ حُكْمُ السَّهْوِ لِسَهْوِ الْإِمَامِ، وَيَنْتَفِيْ عَنْهُمْ حُكْمُ السَّهْوِ بِانْتِفَائِهِ عَنِ الْإِمَامِ، ثَبَتَ أَنَّ حُكْمَهُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ، حُكْمُ الْإِمَامِ فِيْ صَلَاتِهِ، وَكَأَنَّ صَلَاتَهُمْ مُضَمَّنَةٌ بِصَلَاتِهِ .وَلَمَّا كَانَتْ صَلَاتُهُمْ مُضَمَّنَةً بِصَلَاتِهِ، لَمْ يَجُزْ أَنْ يَكُوْنَ صَلَاتُهُمْ خِلَافَ صَلَاتِهِ .فَثَبَتَ بِذٰلِكَ، أَنَّ الْمَأْمُوْمَ لَا يَجُوْزُ أَنْ تَكُوْنَ صَلَاتُهُ خِلَافَ صَلَاةِ إِمَامِهِ .فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ : فَإِنَّا قَدْ رَأَيْنَاهُمْ لَمْ يَخْتَلِفُوْا أَنَّ لِلرَّجُلِ أَنْ يُصَلِّيَ تَطَوُّعًا خَلْفَ مَنْ يُصَلِّيْ فَرِيْضَةً، فَكَمَا كَانَ الْمُصَلِّيْ تَطَوُّعًا، يَجُوْزُ لَهُ أَنْ يَأْتَمَّ بِمَنْ يُصَلِّيْ فَرِيْضَةً، كَانَ كَذٰلِكَ، يَجُوْزُ لِلْمُصَلِّيْ فَرِيْضَةً أَنْ يُصَلِّيَهَا خَلْفَ مَنْ يُصَلِّيْ تَطَوُّعًا .قِيْلَ لَهُ : إِنَّ سَبَبَ التَّطَوُّعِ، هُوَ بَعْضُ سَبَبِ الْفَرِيْضَةِ، وَذٰلِكَ أَنَّ الَّذِيْ يَدْخُلُ فِي الصَّلَاةِ، وَلَا يُرِيْدُ شَيْئًا غَيْرَ ذٰلِكَ، مِنْ نَافِلَةٍ وَلَا فَرِيْضَةٍ، يَكُوْنُ بِذٰلِكَ دَاخِلًا فِيْ نَافِلَةٍ، وَإِذَا نَوَى الدُّخُوْلَ فِي الصَّلَاةِ، وَنَوَى الْفَرِيْضَةَ كَانَ بِذٰلِكَ دَاخِلًا فِي الْفَرِيْضَةِ، فَصَارَ يَكُوْنُ ذٰلِكَ دَاخِلًا فِي الْفَرِيْضَةِ، بِالسَّبَبِ الَّذِيْ دَخَلَ بِهٖ فِي النَّافِلَةِ، وَبِسَبَبٍ آخَرَ، فَلَمَّا كَانَ ذٰلِكَ كَذٰلِكَ، كَانَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ تَطَوُّعًا، وَهُوَ يَأْتَمُّ بِمُصَلٍّ فَرِيْضَةً، هُوَ فِيْ صَلَاةٍ لَهُ فِيْ كُلِّهَا إِمَامٌ، وَالَّذِيْ يُصَلِّيْ فَرِيْضَةً، وَيَأْتَمُّ بِمَنْ يُصَلِّيْ تَطَوُّعًا هُوَ فِيْ صَلَاةٍ لَهُ فِيْ بَعْضِ سَبَبِهَا الَّذِيْ بِهٖ دَخَلَ فِيْهَا إِمَامٌ، وَلَيْسَ لَهُ فِيْ بَقِيَّتِهٖ إِمَامٌ، فَلَمْ يَجُزْ ذٰلِكَ .فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ : فَإِنَّا قَدْ رَأَيْنَا عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ صَلّٰى بِالنَّاسِ جُنُبًا، فَأَعَادَ وَلَمْ يُعِيْدُوْا، فَدَلَّ ذٰلِكَ أَنَّ صَلَاتَهُمْ لَمْ تَكُنْ مُضَمَّنَةً بِصَلَاتِهٖ. فَقَالَ مُخَالِفُهُمْ : إِنَّمَا فَعَلَ ذٰلِكَ لِأَنَّهُ لَمْ يَتَيَقَّنْ بِالْجَنَابَةِ كَانَتْ مِنْهُ قَبْلَ الصَّلَاةِ، فَأَخَذَ لِنَفْسِهٖ بِالْحَوْطَةِ، فَأَعَادَ وَلَمْ يَأْمُرْ غَيْرَهُ بِالْإِعَادَةِ .وَذَكَرُوْا فِيْ ذٰلِكَ

۲۳۲۰: معاذ بن رفاعہ زرقی کہتے ہیں کہ بنی سلمہ کا ایک آدمی جس کو سلیم کہا جاتا تھا وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

خدمت میں آیا اور کہنے لگا ہم اپنے کام کاج میں دن گزارتے ہیں شام کے وقت ہم لوٹتے ہیں تو ہم نماز پڑھتے ہیں معاذ آکر اذان دیتے پس ہم نماز کے لئے آتے ہیں تو وہ طویل قراءت کرتے ہیں تو اس پر جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے معاذ! تم لوگوں کو فتنے میں مبتلا کرنے والے مت بنو یا تو تم میرے ساتھ نماز پڑھو۔ یا اپنی قوم پر قراءت میں تخفیف کرو۔ پس جناب رسول ﷺ کا معاذ رضی اللہ عنہ کو یہ فرمانا اس پر دلالت کرتا ہے کہ وہ جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس دو باتوں میں سے ایک کو اختیار کریں یا تو میرے ساتھ نماز پڑھیں یا اپنی قوم کے ساتھ نماز پڑھیں اور ان دونوں کو جمع نہ کریں کیونکہ آپ نے فرمایا: ''اما ان تصلی معی'' یا تو میرے ساتھ نماز پڑھ یعنی اپنی قوم کے ساتھ نماز نہ پڑھ ''و اما ان تخفف بقومك'' یعنی میرے ساتھ نماز نہ پڑھ اور اپنی قوم کو ہلکی نماز پڑھاؤ۔ جب اس اثر اوّل میں جناب رسول اللہ ﷺ کے ارشاد میں سے کوئی چیز نہیں ہے اور ہم نے جو روایت ذکر کی اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی طرف سے معاذ رضی اللہ عنہ کو کوئی بات پہلے نہیں کہی گئی تھی اور جہاں تک ہمارا علم ہے بعد میں بھی کوئی بات معاذ کو نہیں فرمائی کہ جس سے ہمارے خلاف کچھ ثبوت ملتا ہو۔ اگر اس میں جناب رسول اللہ ﷺ کی طرف سے کوئی حکم ہوتا جیسا پہلے قول والوں کا دعویٰ ہے تو اس میں یہ احتمال لازم ہے کہ یہ اس زمانے کی بات ہو جب فرض کو دو مرتبہ پڑھنا درست تھا ابتداء اسلام میں ایسا تھا پھر آپ نے اس کی ممانعت کر دی۔ جیسا کہ تفصیل کے ساتھ مستند روایات ہم ''باب صلاة الخوف'' میں ذکر کر آئے۔ پس حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا یہ عمل جس کا شروع باب میں ہم نے تذکرہ کیا اس میں اس بات کا احتمال پیدا ہو گیا کہ یہ ممانعت سے پہلے کا معاملہ ہو۔ پھر نہی نے آکر اسے منسوخ کر دیا اور یہ احتمال بھی ہے کہ یہ اس کے بعد کا واقعہ ہو کسی فریق کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اس کو ایک وقت میں مقرر کر کے اپنی دلیل بنائے۔ بلکہ ہر ایک دلیل بنانا برابر ہے۔ آثار کے پیش نظر تو اس باب کا حکم یہی ہے۔ مگر اس کا نظر و فکر کے لحاظ سے جو حکم بنتا ہے وہ پیش خدمت ہے۔ یہ بات تو ہمارے سامنے ہے کہ مقتدیوں کی نماز تو اپنے امام کی نماز سے صحت و فساد کے لحاظ سے ملی ہوئی ہے۔ یہ صحیح فکر کو اس طرح لازم کرتی ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ جب امام بھول جائے تو اس کا یہ بھولنا اس کے پیچھے نماز پڑھنے والے پر اس چیز کو لازم کر دے گا جو خود امام پر لازم ہوتی۔ حالانکہ مقتدیوں کو خود بھول تو نہیں ہوئی اور مقتدی بھول جائے تو اس پر اور اس کے امام پر کچھ لازم نہیں۔ پس جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ امام کے بھول جانے سے مقتدیوں پر سہو کا حکم لگ جاتا ہے اور بھول کا حکم امام سے اُٹھ جائے تو مقتدیوں پر بھی نہیں رہتا۔ اس سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی کہ مقتدیوں کا حکم ان کی اپنی نماز میں ان کے امام کی نماز کا حکم ہے۔ گویا کہ مقتدیوں کی نماز کا وہ ضامن ہے۔ تو جب مقتدیوں کی نماز امام کی نماز سے ملی ہوئی ہے تو پھر یہ درست نہ رہا کہ مقتدیوں کی نماز امام کی نماز کے مخالف ہو۔ پس اس سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ مقتدی کی نماز امام کی نماز کے مخالف نہ ہونی چاہیے۔ اگر کوئی معترض یہ کہے کہ ہم یہ بات اتفاقی طور پر پاتے ہیں کہ نفل نماز فرض پڑھنے والے کی اقتداء میں درست ہے۔ پس جس طرح نفل

پڑھنے والے کے لیے جائز ہے کہ وہ فرض پڑھنے والے کی اقتداء کرے تو اسی طرح فرض پڑھنے والے کے لیے جائز ہے کہ وہ ان کو نوافل پڑھنے والے کی اقتداء میں ادا کرلے۔ اس کے جواب میں یہ کہا جائے گا کہ نفل کا سبب فرض کے سبب کا بعض حصہ ہے اور وہ اس طرح کہ جو شخص نماز میں داخل ہوا اور اس کی نیت نفل و فرض میں سے کسی کی نہ ہو تو اسے نفل پڑھنے والا شمار کیا جائے گا اور جب اس نے نماز میں داخل ہونے کی نیت کی اور فرض کی نیت کی تو اسے فرض میں داخل ہونے والا شمار کیا جائے گا۔ تو گویا جس سبب سے نفل سے میں داخل ہوا اس سبب سے بھی وہ فرض میں داخل ہونے والا ہوگا اور دوسرے سبب سے بھی۔ پس جب یہ بات اسی طرح ہی ہے تو وہ شخص جو نفل پڑھ رہا ہو اور وہ فرض ادا کرنے والے کا مقتدی بن جائے تو وہ گویا وہ ایسی نماز میں ہے جس کی تمام رکعات میں وہ مقتدی ہے اور وہ شخص جو فرض پڑھ رہا ہو اور وہ ایسے شخص کی اقتداء اختیار کرے جو نفل پڑھ رہا ہے تو وہ ایسی نماز میں مشغول ہے کہ جس کے بعض سبب کو اس کا امام پانے والا ہے اس میں تو یہ اس کی اقتداء کرنے والا ہے اور جو سبب اس میں موجود نہیں اس میں یہ اس کا مقتدی نہیں۔ پس یہ اقتداء جائز نہیں۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جنابت کی حالت میں نماز پڑھائی' انہوں نے تو نماز کا اعادہ کیا مگر لوگوں نے اعادہ نہیں کیا۔ اس سے یہ دلالت میسر آ گئی کہ امام کی نماز مقتدی کی نماز کی ضامن نہیں ہے۔ اس کا جواب قول اوّل والوں کو یہ دیا گیا کہ ان کو جنابت پر یقین نہ تھا کہ وہ نماز سے قبل پیش آئی یا نماز کے بعد۔ تو انہوں نے اپنی ذات کے لیے احتیاطی پہلو کو اختیار کیا اور نماز کا اعادہ کرلیا اور لوگوں کو عدم تیقن کی وجہ سے اعادہ کا حکم نہ فرمایا۔ آثار ذیل ملاحظہ ہوں۔

**تخریج** : المعجم الکبیر ۶۷/۷۔

## حاصل کلام:

پس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں دو میں سے ایک کام کرتے تھے۔

نمبر ①: آپ کے ساتھ نماز یا قوم کے ساتھ نماز۔ وہ ان کو جمع نہ کرتے تھے کیونکہ آپ نے فرمایا: **اما ان تصلی معی** یعنی اپنی قوم کو مت نماز پڑھاؤ صرف میرے ساتھ پڑھو۔ و**اما تخفف بقومك** یعنی میرے ساتھ نماز نہ پڑھو صرف ان کو نماز پڑھاؤ۔

پس جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس سلسلہ میں کوئی بات ایسی ثابت نہیں جس سے ہم پر حجت لازم ہو۔

بالفرض اگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس سلسلہ میں کوئی روایت مل جائے تو اس کا تعلق اس زمانے سے ہوگا جب ایک فرض کو دو مرتبہ ادا کیا جا سکتا تھا ابتداء اسلام میں یہ درست تھا پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کر دیا اور باب صلاۃ الخوف میں وہ روایات مذکور ہوئیں پس اس کے مطابق معاذ رضی اللہ عنہ کا یہ فعل نسخ سے پہلے کا ہوگا۔

پھر نبی نے منسوخ کر دیا اور بعد کا بھی احتمال ہے اس کو کسی ایک وقت سے متعلق کرنے کا اختیار کسی کو نہیں جب ایک فریق

ایک وقت مقرر کرے گا تو دوسرے فریق کو دوسرا متعین کرنے کا حق ہے۔
آثار کے پیش نظر تو اس باب کا یہ حکم ہے۔

## نظر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ:

غور سے دیکھا کہ مقتدیوں کی نماز کے درست و فاسد ہونے کا مدار امام کی نماز پر ہے چنانچہ ہم نے دیکھا کہ جب امام بھول جائے تو مقتدیوں پر سجدہ سہو لازم ہے جو امام پر لازم ہوا اور اگر مقتدی بھول جائیں اور امام کو بھول نہ ہوئی تو امام پر کچھ بھی لازم نہیں اور نہ مقتدیوں پر۔

پس جب یہ ثابت ہو گیا کہ مقتدیوں کے سہو کا مدار امام کے سہو پر ہے اور امام پر سہو نہ ہو تو مقتدیوں پر سہو نہیں اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ ان کی نماز کا وہی حکم ہے جو ان کے امام کی نماز کا حکم ہے گویا ان کی نماز امام کی نماز میں متضمن ہے جب امام کی نماز ان کی نماز کو متضمن ہے تو پھر یہ درست نہ ہوا کہ ان کی نماز امام کی نماز کے خلاف ہو پس اس سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ مقتدی کے لئے یہ جائز نہیں کہ اس کی نماز اپنے امام کی نماز کے خلاف ہو۔

ایک سرسری اشکال: اس میں تو کسی کا اختلاف نہیں کہ متنفل تو مفترض کے پیچھے اقتداء کر سکتا ہے تو اسی طرح متنفل کے پیچھے بھی مفترض کی اقتداء درست ہونی چاہئے۔

**ـــ** نوافل کا سبب فرائض کے سبب کا بعض حصہ ہے وہ اس طرح کہ جو شخص مطلقاً نماز کی نیت کرے فرض و نفل کی خاص نیت نہ ہو تو وہ نفل پڑھنے والا شمار ہوتا ہے جب فرض نماز میں داخل ہوا تو تب داخل سمجھا جائے گا پس وہ اس سبب اور دیگر سبب سے فرض میں داخل ہونے والا شمار ہو گا جب یہ بات مسلم ہے تو نفل پڑھنے والا جب فرض پڑھنے والے کی اقتداء کرے گا تو وہ مفترض مکمل نماز میں اس کا امام ہو گا اور جو متنفل مفترض کی اقتداء کرے تو وہ بعض نماز میں تو اپنے امام کا مقتدی ہے اور وہ صرف وہی سبب ہے جس سے وہ نماز میں داخل ہوا اور بقیہ میں امام نہ بنے گا تو اس کا کچھ فائدہ نہ ہو گا۔

## ایک اور اشکال:

ہم نے روایات میں یہ بات پائی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جنابت کی حالت میں نماز پڑھا دی تھی معلوم ہونے پر انہوں نے نماز کا اعادہ کیا مگر لوگوں نے اعادہ نہیں کیا اس سے ثابت ہوا کہ عمر رضی اللہ عنہ کی نماز ان کی نماز کو متضمن نہ تھی۔

**ـــ**: آپ نے احتیاطاً نماز کو دہرایا تھا ان کو یقین نہ تھا کہ یہ جنابت نماز سے پہلے واقع ہوئی یا بعد میں اسی وجہ سے دوسروں کو اعادہ کرنے کا حکم نہیں فرمایا روایت ملاحظہ ہو۔

۲۳۳۱: مَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ الْغُدَانِيُّ قَالَ : أَنَا زَائِدَةُ بْنُ قُدَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زُبَيْدِ بْنِ الصَّلْتِ قَالَ : قَالَ عُمَرُ (أَرَانِي قَدِ احْتَلَمْتُ وَمَا شَعَرْتُ، وَصَلَّيْتُ وَمَا اغْتَسَلْتُ) ثُمَّ قَالَ : (أَغْتَسِلُ مَا رَأَيْتُ وَأَنْضَحُ مَا لَمْ أَرَ) ثُمَّ أَقَامَ

فَصَلّٰی مُتَمَكِّنًا وَقَدِ ارْتَفَعَ الضُّحٰی.

۲۳۲۱: عروہ نے زبید بن الصلت سے روایت کی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے میرا خیال ہے کہ مجھے احتلام ہو گیا اور مجھے معلوم نہیں ہو سکا اور میں نے بلا غسل نماز پڑھ لی ہے پھر فرمایا میں اس کو دھو لیتا ہوں جو گندگی نظر آتی ہے اور جو نظر نہیں آتی (اس پر وہم ہے تو وہاں ازالہ وہم کے لئے) چھینٹے دے لیتا ہوں پھر اقامت کہہ کر اطمینان سے نماز ادا کی جبکہ چاشت کا وقت ہو چکا تھا۔

**تخریج** : ابن ابی شیبہ مختصراً ۳۴۵/۱۔

۲۳۲۲: حَدَّثَنَا يُوْنُسُ، قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ زُبَيْدِ بْنِ الصَّلْتِ أَنَّهُ قَالَ : خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَنَظَرْنَا، فَإِذَا هُوَ قَدِ احْتَلَمَ، فَصَلّٰی وَلَمْ يَغْتَسِلْ فَقَالَ : (وَاللّٰهِ مَا أُرَانِيْ إِلَّا وَقَدِ احْتَلَمْتُ وَمَا شَعَرْتُ، وَصَلَّيْتُ مَا اغْتَسَلْتُ) قَالَ : فَاغْتَسَلَ وَغَسَلَ مَا رَاٰى فِيْ ثَوْبِهٖ، وَنَضَحَ مَا لَمْ يَرَ، وَأَذَّنَ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ، ثُمَّ صَلّٰی، بَعْدَمَا ارْتَفَعَ الضُّحٰی، مُتَمَكِّنًا. فَدَلَّ هٰذَا عَلٰی أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَمْ يَكُنْ تَيَقَّنَ بِأَنَّ الْجَنَابَةَ كَانَتْ مِنْهُ قَبْلَ الصَّلَاةِ. وَالدَّلِيْلُ عَلٰی أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَدْ كَانَ يَرٰى أَنَّ صَلَاةَ الْمَأْمُوْمِ تَفْسُدُ بِفَسَادِ صَلَاةِ الْإِمَامِ

۲۳۲۲: عروہ نے زبید بن الصلت سے نقل کیا کہ میں عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکلا پس ہم نے دیکھا کہ ان کو تو احتلام ہوا اور انہوں نے نماز پڑھ لی اور غسل نہیں کیا اس پر عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے اللہ کی قسم! مجھے تو احتلام ہو گیا اور مجھے خبر بھی نہیں ہوئی اور میں نے بلا غسل نماز پڑھ لی ہے پھر آپ نے غسل کیا اور کپڑے پر جو نشان دیکھا اس کو دھو ڈالا اور جہاں نظر نہ آیا وہاں صرف پانی انڈیل دیا پھر اذان اقامت کہی گئی پھر انہوں نے چاشت کے وقت اطمینان سے نماز ادا کی۔ پس اس سے یہ دلالت میسر آ گئی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یقین نہ تھا کہ جنابت والا معاملہ نماز کے بعد پیش آیا یا پہلے پیش آیا۔ وہی اس بات کی دلیل کہ عمر رضی اللہ عنہ ان کی رائے بھی یہی تھی کہ مقتدی کی نماز امام کی نماز کے فساد سے فاسد ہو جاتی ہے۔ اثر ذیل پڑھ لو۔

**تخریج** : موطا مالک ۱۷۔

## حاصل آثار:

اس سے معلوم ہوا کہ ان کو یقین نہیں تھا کہ یہ جنابت نماز سے پہلے کی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی امام کی نماز کے فساد پر مقتدی کی نماز کو فاسد خیال کرتے تھے۔ اس کی دلیل یہ ہے۔

۲۳۲۳: أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا قَالَ : ثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ، قَالَ : ثَنَا

الْاَعْمَشُ، عَنْ اِبْرَاهِيْمَ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ اَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ نَسِيَ الْقِرَاءَ ةَ فِيْ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ، فَاَعَادَ بِهِمُ الصَّلَاةَ .فَلَمَّا اَعَادَ بِهِمْ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ الصَّلَاةَ لِتَرْكِهِ الْقِرَاءَ ةَ -وَفِيْ فَسَادِ الصَّلَاةِ بِتَرْكِ الْقِرَاءَ ةِ اخْتِلَافٌ -كَانَ اِذَا صَلّٰى بِهِمْ جُنُبًا اَحْرٰى اَنْ يُّعِيْدَ بِهِمُ الصَّلَاةَ .فَاِنْ قَالَ قَائِلٌ : فَقَدْ رُوِيَ عَنْ عُمَرَ خِلَافُ ذٰلِكَ، فَذَكَرَ.

۲۳۲۳: ہمام بن حارث کہتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ مغرب کی نماز میں قراءت بھول گئے پس آپ نے ان کو دوبارہ نماز پڑھائی۔ پس جب قراءت کے چھوٹنے کی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز کا اعادہ کیا (اگرچہ ترک قراءت سے نماز کے فاسد ہونے میں اختلاف ہے) تو جنابت کی حالت میں نماز پڑھانے کے بعد اس کا لوٹانا زیادہ قرین قیاس ہے۔ اگر کوئی معترض کہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول اس کے برعکس بھی مروی ہے۔ ملاحظہ ہو۔

## حاصل اثر:

جب ترک قراءت جس میں اختلاف ہے اس پر بھی نماز کو لوٹاتے ہیں تو جنابت پر نماز کا دھرانا بدرجہ اولیٰ ہے۔

## ایک اشکال:

عمر رضی اللہ عنہ سے اس کے خلاف روایت موجود ہے۔ وہ یہ ہے۔

۲۳۲۴: مَا حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ اِدْرِيْسَ، قَالَ : ثَنَا آدَمُ بْنُ اَبِيْ اِيَاسٍ، قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ اَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَهٗ رَجُلٌ : اِنِّيْ صَلَّيْتُ صَلَاةً لَمْ اَقْرَاْ فِيْهَا شَيْئًا .فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : اَلَيْسَ قَدْ اَتْمَمْتَ الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ؟ قَالَ : بَلٰى، قَالَ : تَمَّتْ صَلَاتُكَ .قَالَ شُعْبَةُ فَحَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ الْعُمَرِيُّ، قَالَ : قُلْتُ لِمُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ : مِمَّنْ سَمِعْتُ هٰذَا الْحَدِيْثَ؟ فَقَالَ : مِنْ اَبِيْ سَلَمَةَ، عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ .قِيْلَ لَهٗ : قَدْ رُوِيَ هٰذَا عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنْ حَيْثُ ذَكَرْتُمْ، وَلٰكِنَّ الَّذِيْ رَوَيْنَا عَنْهُ فِيْمَا بَدَاْنَا بِذِكْرِهٖ، مُتَّصِلُ الْاِسْنَادِ عَنْ عُمَرَ، وَهَمَّامٌ حَاضِرٌ ذٰلِكَ مِنْهُ، فَمَا اتَّصَلَ اِسْنَادُهٗ عَنْهُ، فَهُوَ اَوْلٰى اَنْ يُّقْبَلَ عَنْهُ مِمَّا خَالَفَهٗ .وَهٰذَا اَيْضًا مِمَّا يَدُلُّ عَلَيْهِ النَّظَرُ، وَذٰلِكَ لِاَنَّهُمْ اَجْمَعُوْا اَنَّ رَجُلًا لَوْ صَلّٰى خَلْفَ جُنُبٍ وَهُوَ يَعْلَمُ بِذٰلِكَ، اَنَّ صَلَاتَهٗ بَاطِلَةٌ وَجَعَلُوْا صَلَاتَهٗ مُضَمَّنَةً بِصَلَاةِ الْاِمَامِ .فَلَمَّا كَانَ ذٰلِكَ كَذٰلِكَ اِذَا كَانَ يَعْلَمُ بِفَسَادِ صَلَاةِ اِمَامِهٖ، كَانَ كَذٰلِكَ فِي النَّظَرِ، اِذَا كَانَ لَا يَعْلَمُ بِهَا .اَلَا تَرٰى اَنَّ الْمَاْمُوْمَ لَوْ صَلّٰى وَهُوَ جُنُبٌ، وَهُوَ يَعْلَمُ، اَوْ لَا يَعْلَمُ، كَانَتْ صَلَاتُهٗ بَاطِلَةً .فَكَانَ مَا يُفْسِدُ صَلَاتَهٗ

فِيْ حَالِ عِلْمِهٖ بِهٖ، هُوَ الَّذِيْ يُفْسِدُ صَلَاتَهٗ فِيْ حَالِ جَهْلِهٖ بِهٖ وَكَانَ عِلْمُهٗ بِفَسَادِ صَلَاةِ إِمَامِهٖ تَفْسُدُ بِهٖ صَلَاتُهٗ .فَالنَّظَرُ عَلٰى ذٰلِكَ أَنْ يَّكُوْنَ كَذٰلِكَ جَهْلُهٗ بِفَسَادِ صَلَاةِ إِمَامِهٖ' فَهٰذَا هُوَ النَّظَرُ' وَهُوَ قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ' وَأَبِيْ يُوْسُفَ' وَمُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ' رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى .وَقَدْ قَالَ بِذٰلِكَ طَاوُسٌ وَمُجَاهِدٌ .

۲۳۲۴: محمد بن ابراہیم کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ایک آدمی نے کہا اگر میں کسی نماز میں قراءت نہ کروں آپ نے فرمایا کیا تم نے رکوع وسجدہ مکمل کیا ہے؟ اس نے کہا کیوں نہیں۔ فرمایا تیری نماز پوری ہوگئی۔ شعبہ کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن ابراہیم سے پوچھا تم نے یہ روایت کہاں سے سنی؟ اس نے کہا میں نے ابوسلمہ سے انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ سے سنی ہے۔ ان کے جواب میں کہا جائے گا کہ جس طرح تم نے روایت نقل کی ہے اس طرح بھی روایت وارد ہوئی ہے لیکن وہ روایت جو ہم نے ان سے نقل کی ہے وہ متصل سند والی ہے۔ اس کا قبول کرنا اس کی بنسبت اولیٰ ہے اور ہمام خود موجود ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ اس کے ساتھ نظر وفکر کی دلالت بھی تائید کرتی ہے۔ وہ اس طرح کہ اس پر تو تمام کا اتفاق ہے کہ اگر کوئی شخص کسی جنابت والے کے پیچھے نماز ادا کر لے اور اس کو اس کا جنبی ہونا معلوم ہو تو اس کی نماز باطل ہے اور تمام نے اس کی نماز کو امام کی نماز کے ساتھ متصل قرار دیا۔ جب یہ بات اسی طرح ہے جبکہ اسے امام کی جنابت کا علم تھا تو جب اس کو علم نہ تھا تب بھی حکم یہی ہونا چاہیے قیاس کا یہی تقاضا ہے۔ ذرا غور تو کرو کہ اگر مقتدی نے جنابت کی حالت میں نماز ادا کی اسے معلوم ہو یا نہ ہو اس کی نماز بہر حال باطل ہے۔ تو جو چیز جاننے کے حالت میں اس کی نماز کے لیے مفسد ہے وہی اس کی نماز کے لیے عدم علم کی حالت میں بھی مفسد ہے۔ امام کی نماز کے باطل ہونے کا علم اس کی نماز کو فاسد کر دیتا ہے۔ پس فکر ونظر کا تقاضا یہ ہے کہ اس کی نماز کا یہی حکم ہو جبکہ وہ امام کی نماز کے بطلان کا علم نہ رکھتا ہو۔ نظر کا یہی تقاضا ہے اور یہی قول امام ابوحنیفہ' ابو یوسف اور محمد بن الحسن رحمہم اللہ کا ہے اور اکابر تابعین طاوس ومجاہد رحمہما اللہ کا قول بھی یہی ہے۔ ذیل میں دیکھیں۔

**تخریج** : ابن ابی شیبہ ۳۴۹/۱۔

**جواب**: بلاشبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ مروی ہے مگر یہ سند کے لحاظ سے متصل نہیں اور پہلی ہمام والی روایت متصل ہے۔

## تقاضائے نظر:

تقاضائے نظر بھی یہی ہے کہ امام کی نماز کے فساد سے مقتدی کی نماز فاسد ہو اس لئے کہ اس پر سب کا اتفاق ہے اگر کسی آدمی نے ایک جنبی کے پیچھے نماز ادا کی اور اسے یہ بات معلوم تھی تو اس کی نماز باطل ہے اور علماء نے اس کی نماز کو امام کی نماز میں متضمن خیال کیا ہے جبکہ یہ بات اسی طرح ہی ہے کہ جب وہ اپنے امام کی نماز کے فساد کو جانتا ہو تو اس کی نماز فاسد ہے تو عقل یہی کہتی ہے کہ جب وہ نہ جانتا ہو تو تب بھی یہی حکم ہونا چاہئے۔

ذرا توجہ کرو اگر مقتدی جنابت کی حالت میں نماز پڑھے اور اس کو معلوم ہو یا معلوم نہ ہو تو اس کی نماز باطل ہے پس جاننے کی حالت میں اس کی جو نماز باطل ہوئی یہ وہی ہے کہ جس کی نماز نہ جاننے کی صورت میں فاسد ہوتی ہے تو اپنے امام کی نماز کے فساد کا علم اس کی نماز کو فاسد کرنے والا ہے پس نظر کا تقاضا بھی یہی ہے کہ لاعلمی کی حالت میں بھی اس کی نماز فاسد ہونی چاہیے۔

یہی امام ابوحنیفہ' ابو یوسف و محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔

## جلیل القدر تابعین رحمہم اللہ کے اقوال سے تائید:

۲۳۲۵: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوٗدَ' قَالَ : ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ' قَالَ : ثَنَا هُشَيْمٌ' عَنْ جَابِرٍ الْجُعْفِيِّ' عَنْ طَاوٗسٍ وَمُجَاهِدٍ فِيْ إِمَامٍ صَلّٰى بِقَوْمٍ وَهُوَ عَلٰى غَيْرِ وُضُوْءٍ' قَالَ : يُعِيْدُوْنَ الصَّلَاةَ جَمِيْعًا .وَقَدْ رُوِيَ عَنْ جَمَاعَةٍ مِنَ الْمُتَقَدِّمِيْنَ مَا يُوَافِقُ مَا ذَهَبْنَا إِلَيْهِ فِيْ اِخْتِلَافِ صَلَاةِ الْإِمَامِ وَالْمَأْمُوْمِيْنَ. فَمِنْ ذٰلِكَ'

۲۳۲۵: جابر جعفی نے مجاہد و طاؤس رحمہما اللہ سے بیان کیا کہ جو امام لوگوں کو اس حال میں نماز پڑھائے کہ اس کا وضو نہیں تھا تو طاؤس رحمہ اللہ نے جواب دیا وہ تمام نماز کا اعادہ کریں گے۔ اور متقدمین کی ایک جماعت سے بھی ایسی چیزیں منقول ہیں جو ہمارے مذہب کی موافقت کرنے والے ہیں جبکہ امام اور مقتدیوں کی نماز مختلف ہو (تو مقتدیوں کو اعادہ کرنا ہوگا)۔

امام و مقتدی کی نمازیں جب مختلف ہوں تو تب بھی اعادہ ضروری ہے۔ جیسا یہ روایت ہے۔

۲۳۲۶: مَا حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ' قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ' عَنْ سُفْيَانَ' عَنْ مَنْصُوْرٍ' عَنْ إِبْرَاهِيْمَ' فِي الرَّجُلِ يُصَلِّيْ بِقَوْمٍ هِيَ لَهُ الظُّهْرُ' وَلَهُمُ الْعَصْرُ .قَالَ : يُعِيْدُوْنَ' وَلَا يُعِيْدُ .

۲۳۲۶: منصور نے ابراہیم سے نقل کیا جو آدمی ایسے لوگوں کو نماز ظہر پڑھائے جو نماز عصر پڑھ رہے ہوں ابراہیم کہنے لگے امام کی نماز درست ہے مقتدیوں کی نماز فاسد ہے وہ لوٹائیں گے۔

**تخریج** : ابن ابی شیبه ١/٤١٤۔

۲۳۲۷: حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ' قَالَ : ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَامِرٍ' قَالَ : سَمِعْتُ يُوْنُسَ بْنَ عُبَيْدٍ يَقُوْلُ : جَاءَ عَبَّادٌ إِلَى الْمَسْجِدِ فِيْ يَوْمٍ مَطِيْرٍ' فَوَجَدَهُمْ يُصَلُّوْنَ الْعَصْرَ' فَصَلّٰى مَعَهُمْ' وَهُوَ يَظُنُّ أَنَّهَا الظُّهْرُ' وَلَمْ يَكُنْ صَلَّى الظُّهْرَ .فَلَمَّا صَلَّوْا فَإِذَا هِيَ الْعَصْرُ فَأَتَى الْحَسَنَ فَسَأَلَهُ عَنْ ذٰلِكَ' فَأَمَرَهُ أَنْ يُصَلِّيَهُمَا جَمِيْعًا.

۲۳۲۷: یونس بن عبید کہتے ہیں کہ عباد مسجد میں بارش کے دن آئے ان کو نماز عصر پڑھتے پایا اس نے ان کے ساتھ

نمازظہر کے گمان سے نماز پڑھ لی اور عباد نے اس وقت تک ظہر نہ پڑھی تھی (دل کے اندھیرے سے وقت معلوم نہ ہوا) جب وہ نماز پڑھ چکے (اس نے معلوم کیا) تو وہ عصر تھی عباد نے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا تو فرمایا دونوں نمازیں دوبارہ پڑھے۔

**تخریج** : ابن ابی شیبه ۱/۱٤۱٤۔

۲۳۲۸: حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَامِرٍ، قَالَ : ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِى عَرُوْبَةَ، قَالَ : كَانَ الْحَسَنُ وَابْنُ سِيْرِيْنَ يَقُوْلَانِ : يُصَلِّيْهِمَا جَمِيْعًا .قَالَ :

۲۳۲۸: سعید بن ابی عروبہ کہتے ہیں کہ حسن و ابن سیرین ایسا ہی فتویٰ دیتے کہ ایسا کرنے والا دونوں دوبارہ پڑھے۔

**تخریج** : ابن ابی شیبه ۱/۱٥۱٤۔

۲۳۲۹: وَحَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْشَرٍ، عَنِ النَّخَعِيِّ، قَالَ : يُصَلِّيْهِمَا جَمِيْعًا .

۲۳۲۹: ابومعشر نے نخعی سے بیان کیا کہ وہ آدمی دونوں دوبارہ پڑھے۔

۲۳۳۰: حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا سَعِيْدٌ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ : يُصَلِّي الظُّهْرَ، ثُمَّ يُصَلِّي الْعَصْرَ .

۲۳۳۰: ابن مرزوق نے سعید سے انہوں نے عبداللہ بن عمر اور نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا کہ پہلے وہ آدمی ظہر پڑھے پھر عصر پڑھے۔

## بَابُ التَّوْقِيْتِ فِي الْقِرَاءَةِ فِي الصَّلَاةِ

## کیا بعض نمازوں میں قراءت مقرر ہے؟

**خلاصۃ المرام** : کیا بعض نمازوں کی کچھ سورتیں مسنون ہیں۔

نمبر ①: امام شافعی، احمد، مالک رحمہم اللہ کے ہاں بعض سورتیں مسنون ہیں انہی کے پڑھنے سے سنت ادا ہوگی۔

نمبر ②: احناف کے ہاں یہ سورتیں اور ان کے علاوہ بھی مسنون ہے کسی سورۃ کی تخصیص مکروہ تنزیہی ہے۔

فریق اوّل کا مؤقف اور دلیل: کہ بعض خاص نمازوں میں خاص سورتیں مسنون ہیں ان کے بغیر سنت ادا نہ ہوگی دلیل یہ ہے۔

۲۳۳۱: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ وَابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَا : ثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ، عَنْ مُوْسَى بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْأَضْحٰى وَالْفِطْرِ فِي الْأُوْلٰى بِ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى وَفِي الثَّانِيَةِ هَلْ أَتَاكَ حَدِيْثُ

الْغَاشِيَةِ).

۲۳۳۱: عمرو بن عطاء نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر اور قربان کی پہلی رکعت میں سورۃ الاعلیٰ اور دوسری میں الغاشیہ تلاوت فرماتے۔

**تخریج**: ابن ماجہ فی اقامہ باب قراۃ العیدین ۲۱۸۳۔

۲۳۳۲: حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ: ثَنَا وَهْبٌ، قَالَ: ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ حَبِيْبِ بْنِ سَالِمٍ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ (أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْعِيْدَيْنِ بِ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى وَ هَلْ أَتَاكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ وَإِذَا اجْتَمَعَ يَوْمُ عِيْدٍ وَيَوْمُ جُمُعَةٍ قَرَأَ بِهِمَا فِيْهِمَا جَمِيْعًا).

۲۳۳۲: حبیب بن سالم نے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عیدین میں سورۃ الاعلیٰ اور سورۃ غاشیہ تلاوت فرماتے اور جب جمعہ وعیدین جمع ہو جاتے تو دونوں میں پڑھ لیتے۔

**تخریج**: مسلم فی الجمعہ نمبر ۶۳، ترمذی فی العیدین باب ۳۳، نمبر ۵۳۳، ابن ماجہ فی الاقامہ نمبر ۱۲۸۱۔

۲۳۳۳: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ، قَالَ: ثَنَا حَامِدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا جَرِيْرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيْدِ، عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مُحَمَّدِ الْمُنْتَشِرِ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

۲۳۳۳: جریر بن عبدالحمید نے ابراہیم بن محمد المنتشر سے نقل کیا پھر اس نے اپنی اسناد سے روایت بیان کی۔

**تخریج**: مسلم ۲۸۸/۱، کتاب الجمعہ۔

۲۳۳۴: حَدَّثَنَا رَوْحٌ، قَالَ: ثَنَا حَامِدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ حَبِيْبِ بْنِ سَالِمٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ النُّعْمَانِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

۲۳۳۴: سالم نے نعمان رضی اللہ عنہ سے انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔

**تخریج**: ابن ماجہ ۹۱/۱۔

۲۳۳۵: حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ: ثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: ثَنَا الْمَسْعُوْدِيُّ، عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعِيْدَيْنِ مِثْلَهُ، وَلَمْ يَذْكُرِ الْجُمُعَةَ.

۲۳۳۵: زید بن عقبہ نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے انہوں نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عیدین کے متعلق اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔ البتہ اس میں جمعہ کا ذکر نہیں۔

**تخریج** : ابو داؤد فی الصلاۃ باب ۲۳۷' نمبر ۱۱۲۵۔

۲۳۳۶: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوٗدَ' قَالَ : ثَنَا الْوَهْبِيُّ' قَالَ : ثَنَا الْمَسْعُوْدِيُّ' فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ .

۲۳۳۶: وہبی نے بیان کیا کہ مسعودی نے اپنی سند سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۲۳۳۷: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ' قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ' قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ' عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ' عَنْ زَيْدِ بْنِ عُقْبَةَ الْفَزَارِيِّ' فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ .قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلٰى أَنَّ هَاتَيْنِ السُّوْرَتَيْنِ' هُمَا اللَّتَانِ يَنْبَغِيْ لِلْإِمَامِ أَنْ يَقْرَأَ بِهِمَا فِيْ صَلَاةِ الْعِيْدَيْنِ' وَفِي الْجُمُعَةِ مَعَ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ' وَلَا يُجَاوِزُ ذٰلِكَ إِلٰى غَيْرِهٖ' وَاحْتَجُّوْا بِهٰذِهِ الْآثَارِ .وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ' فَقَالُوْا : لَيْسَ فِيْ ذٰلِكَ تَوْقِيْتٌ بِعَيْنِهٖ' لَا يَنْبَغِيْ أَنْ يُجَاوَزَ إِلٰى غَيْرِهٖ' وَلٰكِنْ لِلْإِمَامِ أَنْ يَقْرَأَ بِهِمَا' وَلَهٗ أَنْ يَقْرَأَ بِغَيْرِهِمَا وَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ لَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ أَنَّ أَبَا بَكْرَةَ وَابْنَ مَرْزُوْقٍ'

۲۳۳۷: شعبہ نے معبد بن خالد سے انہوں نے زید بن عقبہ فزاری سے پھر انہوں نے اپنی اسناد سے روایت نقل کی ہے۔ بعض علماء اس طرف گئے ہیں کہ یہ دو سورتیں وہ جن کو نماز عیدین اور جمعہ میں فاتحہ الکتاب کے ساتھ پڑھنا چاہیے اور ان کے علاوہ اور سورت نہ پڑھے انہوں نے ان آثار کو دلیل بنایا۔ دوسرے علماء نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے کہا کہ ان نمازوں میں کوئی سورت متعین نہیں اور ان کے علاوہ کسی اور سورت کی قراءت میں کچھ حرج نہیں' بلکہ امام ان دونوں کو بھی پڑھے اور ان کے علاوہ کو بھی پڑھ سکتا ہے۔ ان کی دلیل یہ روایات ہیں۔

**حاصل روایات**: ان آثار سے جب آپ کا مسلسل پڑھنا ثابت ہوا تو اب انہی سورتوں کو عیدین و جمعہ میں پڑھنا چاہئے اور دوسروں کی طرف تجاوز نہ کرنا چاہئے ورنہ سنت کی ادائیگی نہ ہوگی۔

موقف فریق ثانی اور دلائل: کسی سورت کی تخصیص کسی نماز کے لئے نہیں ہے کہ اس کی بجائے اور نہ پڑھ سکتا ہو بلکہ جو مذکور ہیں وہ بھی پڑھے اور دیگر بھی پڑھے۔ دلائل یہ ہیں۔

۲۳۳۸: قَدْ حَدَّثَنَا قَالَا : ثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ' قَالَ : ثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ' عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ سَعِيْدٍ' عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ' عَنْ (أَبِيْ وَاقِدٍ' قَالَ : سَأَلَنِيْ عُمَرُ بِمَا قَرَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعِيْدَيْنِ' قُلْتُ ق وَ (اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ) )

۲۳۳۸: عبیداللہ بن عبداللہ نے بیان کیا کہ ابی واقد کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عیدین میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت کے متعلق پوچھا تو میں نے کہا سورۃ ق اور سورۃ قمر۔

**تخریج** : مسلم فی العیدین نمبر ۱۵۔

۲۳۳۹: حَدَّثَنَا يُوْنُسُ' قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ' قَالَ : أَخْبَرَنِيْ مَالِكٌ .ح .قَالَ : ثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ' قَالَ : ثَنَا

أَبُوْ عَاصِمٍ، قَالَ : ثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ ضَمْرَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، سَأَلَ أَبَا وَاقِدٍ فَذَكَرَ مِثْلَهُ. فَهٰذَا أَبُوْ وَاقِدٍ قَدْ أَخْبَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَرَأَ فِي الْعِيْدَيْنِ بِغَيْرِ مَا أَخْبَرَ بِهٖ، مَنْ رَوَى الْآثَارَ الْأُوَلَ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَرَأَ فِي الْجُمُعَةِ بِغَيْرِ مَا ذُكِرَ عَنْهُ أَيْضًا فِي الْآثَارِ الْأُوَلِ. فَمِمَّا رُوِيَ عَنْهُ فِيْ ذٰلِكَ،

۲۳۳۹: ابوعاصم نے حضرت انس بن مالکؓ سے اور ضمرہ نے عبیداللہ بن عبداللہ سے انہوں نے حضرت عمر ؓ نقل کیا کہ انہوں نے ابوواقدؓ سے اسی طرح کا سوال کیا پھر انہوں نے اسی طرح کی روایت نقل کی ابوواقد نے بیان کیا کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے عیدین میں ان کے علاوہ سورتوں کی خبر دی جو پہلے آثار میں وارد ہیں۔ یہ ابو واقد ہیں جو جناب نبی اکرم ﷺ کے متعلق خبر دے رہے ہیں کہ آپؐ نے عیدین میں ان مذکورہ سورتوں کے علاوہ سورتیں بھی پڑھیں جن کا تذکرہ پہلے آثار میں آچکا۔ چند ذیل میں درج ہیں۔

**تخریج** : ابو داؤد ۱۶۳/۱، ترمذی ۱۱۹/۱، نسائی ۲۳۲/۱، ابن ماجه ۹۹/۱، مرسلاً۔

مزید روایت ملاحظہ ہو۔

۲۳۴۰: مَا حَدَّثَنَا يُوْنُسُ، قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ سَعِيْدٍ الْمَازِنِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ الضَّحَّاكَ بْنَ قَيْسٍ، سَأَلَ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيْرٍ : مَاذَا كَانَ يَقْرَأُ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلٰى إِثْرِ سُوْرَةِ الْجُمُعَةِ؟ قَالَ : (كَانَ يَقْرَأُ بِ (هَلْ أَتَاكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ) ).

۲۳۴۰: ضحاک بن قیس نے نعمان بن بشیرؓ سے پوچھا کہ جناب رسول اللہ ﷺ سورہ جمعہ کے بعد جمعہ کی نماز میں کیا پڑھتے تھے تو انہوں نے فرمایا وہ سورۃ غاشیہ پڑھتے تھے۔

**تخریج** : مسلم ۲۸۸/۱، ابو داؤد ۱۶۹/۱، نسائی ۲۳،۲/۱، ابن ماجه ۷۸/۱۔

۲۳۴۱: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ، قَالَ : ثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، قَالَ : ثَنَا ضَمْرَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ الضَّحَّاكَ بْنَ قَيْسٍ، سَأَلَ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيْرٍ : (مَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ بِهٖ فِي الْجُمُعَةِ؟ قَالَ : الْجُمُعَةَ وَ (هَلْ أَتَاكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ) ).

۲۳۴۱: ضحاک بن قیس نے نعمان بن بشیرؓ سے پوچھا کہ جمعہ میں حضور ﷺ کیا پڑھتے تھے انہوں نے کہا سورۃ الجمعہ اور الغاشیہ پڑھتے تھے۔

۲۳۴۲: حَدَّثَنَا يُوْنُسُ، قَالَ : أَنَا سُفْيَانُ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنِ ابْنِ أَبِيْ رَافِعٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (أَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْجُمُعَةِ بِسُوْرَةِ الْجُمُعَةِ وَ (إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُوْنَ) )

٢٣٤٢: ابورافع نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اورانہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نقل کیا کہ آپ جمعہ میں سورۃ الجمعہ اور سورۃ المنافقون پڑھتے تھے۔

**تخریج** : مسلم فی الجمعه نمبر ٦١۔

٢٣٤٣: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مِخْوَلِ بْنِ رَاشِدٍ، عَنْ مُسْلِمٍ الْبَطِيْنِ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ. قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَلَمَّا جَاءَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذِهِ الْآثَارِ أَنَّهُ قَرَأَ فِي الْعِيْدَيْنِ وَالْجُمُعَةِ، غَيْرَ مَا جَاءَ عَنْهُ فِي الْآثَارِ الْأُوَلِ لَمْ يَجُزْ أَنْ يُحْمَلَ ذٰلِكَ عَلَى التَّضَادِّ وَالتَّكَاذُبِ. وَلٰكِنَّا نَحْمِلُهُ عَلَى الْإِتِّفَاقِ وَالتَّصَادُقِ، فَنَجْعَلُ ذٰلِكَ كُلَّهُ، قَدْ كَانَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَ بِهٰذَا مَرَّةً، وَبِهٰذَا مَرَّةً، فَحَكٰى عَنْهُ كُلُّ فَرِيْقٍ مِنَ الْفَرِيْقَيْنِ مَا حَضَرَهُ مِنْهُ. فَفِيْ ذٰلِكَ دَلِيْلٌ عَلٰى أَنْ لَا تَوْقِيْتَ لِلْقِرَاءَةِ فِيْ ذٰلِكَ، وَأَنَّ لِلْإِمَامِ أَنْ يَقْرَأَ فِيْ ذٰلِكَ مَعَ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ أَيَّ الْقُرْآنِ شَاءَ. وَكَذٰلِكَ مَا رُوِيَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْضًا أَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ فِيْ ذٰلِكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ.

٢٣٤٣: سعید بن جبیر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایات وارد ہوئی ہیں کہ آپ نے عیدین اور جمعہ کی نمازوں میں اس کے علاوہ بھی قراءت کی ہے البتہ وہ پہلے آثار جن میں عدم جواز معلوم ہوتا ہے تو اس کو بجائے اس کے کہ ہم تضاد اور ایک دوسرے کی روایت کی تکذیب پر محمول کریں ہم انہیں ایک دوسرے کی تصدیق پر محمول کریں گے اور تمام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل قرار دیں گے اور وہ اس طرح کہ کبھی آپ نے ان کو پڑھا اور کبھی دوسری سورتوں کو پڑھا۔ روایت میں جو موجود تھے انہوں نے اپنا مشاہدہ نقل کر دیا اور اس میں اس بات کا ثبوت مل گیا کہ کسی نماز کے لیے کوئی قراءت مقرر نہیں ہے اور امام کو اختیار ہے کہ فاتحۃ الکتاب کے ساتھ قرآن مجید کا جونسا حصہ بھی پڑھے درست ہے اور اسی طرح وہ جو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ جمعہ کے دن فجر کی نماز میں یہ قراءت کرتے تھے۔

**تخریج** : مسلم فی الجمعه روایت نمبر ٦٤۔

**حاصل روایات** : جمعہ وعیدین میں ان سورتوں کے علاوہ دیگر سورتوں کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلاوت فرمایا یہ تضاد پر محمول کرنا مناسب نہیں اس لئے ہم ان روایات میں اور فصل اول کی روایات میں موافقت پیدا کرتے ہیں ہم عرض کرتے ہیں کہ یہ تمام سورتیں آپ نے تلاوت فرمائیں کبھی وہ اور کبھی وہ تو ہر صحابی نے وہ بیان کی جس نماز میں وہ موجود تھے۔ پس اس میں یہ ثبوت مل گیا کہ اس میں قراءت کی توقیت نہیں امام کو فاتحہ الکتاب کے ساتھ قرآن کے جس حصہ سے چاہے پڑھنے کی اجازت ہے۔

مزید روایات تائید کے لئے ملاحظہ فرمائیں۔

۲۳۴۴: حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ : ثَنَا الْحِمَّانِيُّ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ وَشَرِيْكٌ، عَنْ مِخْوَلٍ، عَنْ مُسْلِمٍ الْبَطِيْنِ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا .ح .وَحَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ : ثَنَا الْحِمَّانِيُّ ثَنَا شَرِيْكٌ، عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا (أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِيْ صَلَاةِ الصُّبْحِ (الم تَنْزِيْلُ) وَ (هَلْ أَتٰى عَلَى الْإِنْسَانِ).

۲۳۴۴: مسلم بطین نے سعید بن جبیر سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا دوسری سند میں ابواسحاق نے سعید بن جبیر سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن نماز صبح میں الم سجدہ اور سورۃ الانسان پڑھتے تھے۔

**تخریج** : نمسلم فی الجمعه نمبر ٦٤۔

۲۳۴۵: حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا رَوْحُ بْنُ أَسْلَمَ، قَالَ : ثَنَا حُمَامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عُزْرَةَ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ .قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَلَيْسَ فِيْ ذٰلِكَ دَلِيْلٌ عَلٰى أَنَّهُ كَانَ لَا يَتَجَاوَزُ ذٰلِكَ إِلٰى غَيْرِهٖ، لِأَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَحْكِ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ : لَا يُقْرَأُ فِيْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مَعَ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ غَيْرُ هَاتَيْنِ السُّوْرَتَيْنِ حَتّٰى لَا يَجُوْزَ خِلَافُ ذٰلِكَ .وَلٰكِنْ إِنَّمَا أَخْبَرَ مَنْ رَوَاهُمَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ بِهِمَا فِيْهِمَا، كَمَا أَخْبَرَ النُّعْمَانُ وَابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْعِيْدَيْنِ بِمَا ذَكَرْنَا .ثُمَّ قَدْ جَاءَ عَنْ غَيْرِهِمَا أَنَّهُ قَرَأَ بِخِلَافِ ذٰلِكَ لِأَنَّهُ قَرَأَ بِهٰذَا مَرَّةً، وَبِهٰذَا مَرَّةً .فَكَذٰلِكَ مَا حُكِيَ عَنْهُ مِنَ الْقِرَاءَةِ فِيْ صَلَاةِ الصُّبْحِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، يَحْتَمِلُ أَنْ يَكُوْنَ قَرَأَ بِهٖ مَرَّةً أَوْ قَرَأَ بِهٖ مِرَارًا ثُمَّ قَرَأَ بِغَيْرِهٖ فَيَحْكِيْ كُلُّ مَنْ حَضَرَهُ مَا سَمِعَ مِنْ قِرَاءَتِهٖ، وَلَيْسَ فِيْ ذٰلِكَ دَلِيْلٌ عَلٰى حُكْمِ التَّوْقِيْتِ .وَجَمِيْعُ مَا ذَهَبْنَا إِلَيْهِ فِيْ هٰذَا الْبَابِ قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ، وَأَبِيْ يُوْسُفَ، وَمُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ، رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى .

۲۳۴۵: عزرہ نے سعید بن جبیر سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح روایت نقل کی ہے۔امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان روایات میں اس بات کی کوئی دلیل نہیں کہ آپ ان کے علاوہ نہیں پڑھتے تھے کہ یہ کہا جائے کہ ان دو سے تجاوز کرنا جائز نہیں بلکہ ان روایات کے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرنے والوں نے صرف یہ بات بتلائی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دو سورتیں ان دو موقعوں پر پڑھا کرتے تھے جیسا کہ حضرت نعمان اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایات میں صاف مذکور ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عیدین میں یہ

سورتیں پڑھتے تھے جیسا کہ ہم پہلے بتا آئے' پھر دوسری بات یہ ہے کہ ان کے علاوہ دیگر صحابہ کرام ؓ نے نقل کیا کہ آپ ﷺ نے ان کے علاوہ سورتیں بھی کبھی پڑھیں اور کبھی انہی کو پڑھا اسی طرح جمعہ کے دن کی فجر میں کی جانے والی قراءت کا معاملہ بھی یہی ہے اس میں احتمال یہ ہے کہ آپ نے ان سورتوں کو ایک مرتبہ پڑھا یا کئی مرتبہ پڑھا پھر ان کے علاوہ اور بھی قرآن مجید کو پڑھا' چنانچہ جو جس موقع پر موجود تھا اس نے جو قراءت سنی اس کو بیان کر دیا اس میں اس بات کی کوئی دلیل نہیں کہ وہ سورتیں اس موقع کے لیے متعین ہوگئیں' یہ جتنی باتیں جو ہم نے اس باب میں بیان کی ہیں یہ امام ابوحنیفہ ابو یوسف اور محمد بن حسن ؒ کا قول ہے۔

**تخریج**: ۲۸۸/۱' کتاب الجمعہ۔

## حاصل کلام:

اس روایت میں یہ بالکل ذکر نہیں کہ آپ نماز فجر میں جمعہ کے دن فاتحہ الکتاب کے ساتھ ان دو سورتوں کے علاوہ نہیں پڑھتے تھے کہ جس کی خلاف ورزی درست نہ ہو بلکہ اتنا مذکور ہے کہ یہ دو سورتیں پڑھا کرتے تھے جیسا کہ نعمان' ابن عباس' ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم نے بتلایا کہ آپ عیدین میں یہ پڑھتے تھے پھر ان کے علاوہ بھی روایات میں وارد ہوتیں کہ کبھی وہ اور کبھی سورتیں دوسری پڑھتے تھے یہی حال جمعہ کی قراءت کا ہے اس میں جس نے جس نماز میں شرکت کی وہ ذکر کر دی یہ تمام اقوال جن کی طرف ہم اس باب میں گئے ہیں یہ امام ابوحنیفہ' ابو یوسف' محمد ؒ کا قول ہے۔

**نوٹ**: یہ باب بھی نظر طحاوی ؒ سے خالی ہے اس میں روایات کو پیش کرنا مناسب خیال کیا گیا اور پھر ان روایات میں اپنے مزاج کے مطابق تطبیق پیدا فرمائی اور مسئلہ کو واضح کیا کہ راجح قول قرآن مجید کی کسی صورت کی عدم تخصیص ہے۔

## بَابُ صَلَاةِ الْمُسَافِرِ

### مسافر کی نماز

**خلاصۃ المرام**: مدت اقامت میں احناف پندرہ یوم اور مالکیہ و شوافع چار یوم اور حنابلہ اکیس نمازوں کے قیام کے ارادہ کو معتبر مانتے ہیں۔ نماز کو قصر کرنا آیا عزیمت ہے۔ یا رخصت۔

نمبر ①: امام مالک' شافعی' واحمد ؒ اس کو رخصت و سنت کے درجہ میں مانتے ہیں۔

نمبر ②: احناف عزیمت و فرض کے درجہ میں قرار دیتے ہیں۔

مؤقف فریق اوّل اور دلائل: نماز حالت سفر میں قصر کرنا سنت ہے اور اس کا درجہ رخصت کا ہے خواہ اس کو استعمال کرے یا نہ کرے۔ دلائل یہ ہیں۔

۲۳۴۶: حَدَّثَنَا فَهْدٌ' قَالَ : ثَنَا الْحَسَنُ بْنُ بِشْرٍ' قَالَ : ثَنَا الْمُعَافَى بْنُ عِمْرَانَ' عَنْ مُغِيْرَةَ بْنِ زِيَادٍ'

عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِیْ رَبَاحٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : (قَصَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی السَّفَرِ، وَأَتَمَّ). قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلٰی أَنَّ الْمُسَافِرَ بِالْخِیَارِ، إِنْ شَاءَ أَتَمَّ صَلَاتَهُ، وَإِنْ شَاءَ قَصَرَهَا .وَاحْتَجُّوْا فِیْ ذٰلِكَ بِهٰذَا الْحَدِیْثِ .

۲۳۴۶: عطاء بن ابی رباح نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں قصر بھی کی اور مکمل بھی پڑھی۔امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کچھ علماء اس طرف گئے ہیں کہ مسافر کو اس بات کا اختیار ہے کہ اگر چاہے تو وہ اپنی نماز کو مکمل کرلے اور چاہے تو اس میں قصر کرلے (قصر لازم نہیں)۔انہوں نے اس روایت کو اپنا مستدل قرار دیا ہے۔

**تخریج** : دارقطنی فی السنن ۱۸۹/۲، بیهقی فی السنن الکبری ۱۴۱/۳۔

۲۳۴۷: وَبِمَا حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، قَالَ : ثَنَا ابْنُ جُرَیْجٍ، قَالَ : سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِیْ عَمَّارٍ یُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَابَاهُ، عَنْ یَعْلَی بْنِ مُنْیَةَ، قَالَ : (قُلْتُ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ إِنَّمَا قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (لَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلَاةِ إِنْ خِفْتُمْ أَنْ یَفْتِنَكُمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا) فَقَدْ أَمِنَ النَّاسُ .فَقَالَ : إِنِّیْ عَجِبْتُ مِمَّا عَجِبْتُ مِنْهُ فَسَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ صَدَقَةٌ تَصَدَّقَ اللّٰهُ بِهَا عَلَیْكُمْ، فَاقْبَلُوْا صَدَقَتَهُ). وَخَالَفَهُمْ فِیْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ، فَقَالُوْا : لَا یَنْبَغِیْ أَنْ یَزِیْدَ عَلَی الثِّنْتَیْنِ، وَإِنْ أَتَمَّ الصَّلَاةَ، فَإِنْ كَانَ قَعَدَ فِی الثِّنْتَیْنِ فِی الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْعِشَاءِ، قَدْرَ التَّشَهُّدِ، فَصَلَاتُهُ تَامَّةٌ، وَإِنْ كَانَ لَمْ یَقْعُدْ فِیْهَا قَدْرَ التَّشَهُّدِ، فَصَلَاتُهُ بَاطِلَةٌ .وَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ لَهُمْ عَلٰی أَهْلِ الْمَقَالَةِ الْأُوْلٰی فِیْمَا احْتَجُّوْا بِهٖ عَلَیْهِمْ مِنَ الْحَدِیْثَیْنِ اللَّذَیْنِ ذَكَرْنَاهُمَا فِیْ أَوَّلِ هٰذَا الْبَابِ

۲۳۴۷: یعلی بن منیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: لیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلاۃ (النساء: ۱۰۱) اب تو لوگ امن میں ہو گئے (کیا اب بھی قصر ہے) تو انہوں نے کہا مجھے اسی پر تعجب ہوا ہے جس پر تمہیں تعجب ہے پس میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس سلسلے میں سوال کیا تو فرمایا یہ صدقہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے تم پر کیا ہے پس تم اس کے صدقہ کو قبول کرو۔دوسروں نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے کہا کہ مسافر کو دو سے زائد جائز نہیں اگر بالفرض اس نے نماز کو مکمل چار رکعت ادا کرلیا، پس اگر وہ قعدہ اوّل ظہر، عصر، عشاء کی دو رکعتوں میں تشہد کی مقدار بیٹھا تو تب تو اس کی نماز پوری ہو جائے گی اور تشہد کی مقدار اس نے قعدہ نہیں کیا تو اس کی نماز باطل ہے۔قول اوّل کے قائلین کے خلاف ان کی دلیل وہ دو روایات ہیں جو اس باب کے شروع میں ہم نقل کر آئے۔

**تخریج** : مسلم فی المسافرین نمبر٤' ابو داؤد فی الصلاۃ باب٢٦٣' نمبر١١٩٩' ترمذی فی تفسیر سورۃ ٤' باب ٢٠' نسائی فی الخوف باب ١' ابن ماجہ فی الاقامۃ باب٧٣' نمبر١٠٦٥' دارمی فی الصلاۃ باب ١٧٩' مسند احمد ١/٢٥۔

**حاصل روایات:** ان روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ صدقہ ہے اس کو قبول کرنا نہ کرنا اپنی مرضی پر موقوف ہے کرے تو سنت ادا کرنے کا ثواب پالے گا ورنہ اختیار نہ کرنے سے گناہگار نہ ہوگا۔

فریق ثانی کا موقف اور دلائل: قصر کرنا سفر میں لازم ہے اگر چار رکعت میں دو پر قعدہ کیا نماز درست ہو جائے گی اور اگر قعدہ نہیں کیا تو نماز باطل ہوگی۔ دلائل یہ ہیں۔

٢٣٤٨: أَنَّ ابْنَ أَبِيْ دَاوُدَ حَدَّثَنَا قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عُمَرَ الْحَوْضِيُّ' قَالَ : ثَنَا مُرَجَّى بْنُ رَجَاءٍ' قَالَ : ثَنَا دَاوُدَ عَنِ الشَّعْبِيِّ' عَنْ مَسْرُوْقٍ' عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : (أَوَّلُ مَا فُرِضَتِ الصَّلَاةُ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ' فَلَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ صَلَّى إِلٰى كُلِّ صَلَاةٍ مِثْلَهَا' غَيْرَ الْمَغْرِبِ' فَإِنَّهَا وِتْرُ النَّهَارِ' وَصَلَاةُ الصُّبْحِ لِطُوْلِ قِرَاءَ تِهَا' وَكَانَ إِذَا سَافَرَ' عَادَ إِلٰى صَلَاتِهِ الْأُوْلٰى) فَهٰذِهِ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تُخْبِرُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ' رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ' حَتّٰى قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ فَصَلّٰى إِلٰى كُلِّ صَلَاةٍ مِثْلَهَا وَأَنَّهُ كَانَ إِذَا سَافَرَ' عَادَ إِلٰى صَلَاتِهِ الْأُوْلٰى .فَأَخْبَرَتْ أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّيْ فِيْ سَفَرِهٖ كَمَا كَانَ يُصَلِّيْ قَبْلَ أَنْ يُّؤْمَرَ بِتَمَامِ الصَّلَاةِ' وَذٰلِكَ رَكْعَتَانِ .فَذٰلِكَ خِلَافُ حَدِيْثِ فَهْدٍ ِالَّذِيْ ذَكَرْنَاهُ فِي الْفَصْلِ الْأَوَّلِ : (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَمَّ الصَّلَاةَ فِي السَّفَرِ' وَقَصَرَ). وَأَمَّا حَدِيْثُ يَعْلَى بْنِ مُنْيَةَ فَإِنَّ أَهْلَ الْمَقَالَةِ الْأُوْلٰى احْتَجُّوْا بِالْآيَةِ الْمَذْكُوْرَةِ فِيْهِ' وَهِيَ قَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ (وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ) الْآيَةَ .قَالُوْا : فَذٰلِكَ عَلَى الرُّخْصَةِ مِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ لَهُمْ فِي التَّقْصِيْرِ' لَا عَلَى الْحَتْمِ عَلَيْهِمْ بِذٰلِكَ' وَهُوَ كَقَوْلِهٖ (فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يَتَرَاجَعَا) فَذٰلِكَ عَلَى التَّوْسِعَةِ مِنْهُ لَهُمْ فِي الْمُرَاجَعَةِ' لَا عَلٰى إِيْجَابِهٖ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ .فَكَانَ مِنْ حُجَّتِنَا عَلَيْهِمْ لِأَهْلِ الْمَقَالَةِ الْأُخْرٰى أَنَّ هٰذَا اللَّفْظَ قَدْ يَكُوْنُ عَلٰى مَا ذَكَرُوْا' وَيَكُوْنُ عَلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى (فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوْ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا) وَذٰلِكَ عَلَى الْحَتْمِ عِنْدَ جَمِيْعِ الْعُلَمَاءِ لِأَنَّهُ لَيْسَ لِأَحَدٍ حَجَّ أَوْ اعْتَمَرَ أَنْ لَا يَطَّوَّفَ بِهِمَا .فَلَمَّا كَانَ نَفْيُ الْجُنَاحِ' قَدْ يَكُوْنُ عَلَى التَّخْيِيْرِ' وَقَدْ يَكُوْنُ عَلَى الْإِيْجَابِ' لَمْ يَكُنْ لِأَحَدٍ أَنْ يَحْمِلَ ذٰلِكَ عَلٰى أَحَدِ الْمَعْنَيَيْنِ دُوْنَ الْمَعْنَى الْآخَرِ إِلَّا بِدَلِيْلٍ يَدُلُّهُ عَلٰى ذٰلِكَ' مِنْ كِتَابٍ' أَوْ سُنَّةٍ' أَوْ إِجْمَاعٍ .وَقَدْ جَاءَ تِ الْآثَارُ مُتَوَاتِرَةً عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَقْصِيْرِهٖ فِيْ أَسْفَارِهٖ كُلِّهَا .فَمِمَّا رُوِيَ عَنْهُ فِيْ ذٰلِكَ

۲۳۴۸: مسروق نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا کہ اولاً نماز دو دو رکعت فرض ہوئی جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو ہر نماز کے ساتھ اس کی مثل ملا کر پڑھی یعنی دو کی چار ہوگئیں البتہ مغرب کی رکعات وہ دن کے وتر ہیں (ان کی تعداد اتنی رہی) اور صبح کی نماز طویل قراءت کی وجہ سے اسی قدر رکھی گئی آپ جب سفر کرتے تو پہلی حالت نماز کی طرف لوٹ آتے۔ یہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہیں' جو یہ بتلا رہی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو دو رکعت نماز ادا کرتے رہے یہاں تک کہ آپ مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے ہر نماز اس کی مثل تعداد سے تعداد رکعات ملا کر نماز ادا کی اور جب آپ حالت سفر میں ہوتے تو پہلی (مکی) نماز کی طرف لوٹ آتے۔ پس انہوں نے بتلایا کہ آپ سفری نماز اسی قدر پڑھتے تھے جتنی تکمیل سے پہلے تھی اور وہ دو رکعت تھی۔ پس یہ روایت ابتداء باب میں نقل کی جانے والی فہد والی روایت کے خلاف ہے۔ روایت یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں نماز کو پورا بھی پڑھا اور اس میں قصر بھی کی۔ رہی روایت یعلی بن منیہ' تو قول اوّل والوں نے اس روایت میں مذکور آیت سے استدلال کیا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: ﴿واذا ضربتم فی الارض﴾ (الآیة) وہ کہتے ہیں کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے رخصت دی گئی ہے کہ خواہ ہم قصر کریں یا نہ کریں' قصر لازم نہیں ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد: ﴿فلا جناح علیهما ان يتراجعا﴾ کی طرح ہے کہ طلاق میں رجوع لازم نہیں' اختیار ہے۔ دوسرے قول والوں کی طرف سے ہماری دلیل یہ ہے کہ لا جناح کا لفظ کبھی تو رخصت کے لیے آتا ہے جیسا قول اوّل والوں نے کہا اور اس کے علاوہ بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسا اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فمن حج البيت او اعتمر فلا جناح عليه ان يطوف بهما﴾ (الآیة) اور تمام علماء اس بات کے قائل ہیں کہ طواف حج یا عمرہ کرنے والے کے لیے لازم ہے۔ پس جب لا جناح کی نفی اختیار و لزوم دونوں کے لیے مستعمل ہے تو پھر کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ ان دو معنوں میں سے کسی ایک کے لیے بلا دلیل مقرر کر لینا درست نہیں' وہ دلیل کتاب و سنت یا اجماع میں سے ہونا ضروری ہے اور کثیر روایات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اسفار میں قصر کو ثابت کرتے ہیں۔ چند درج ذیل ہیں۔

**تخریج**: بخاری تقصیر الصلاة باب ۵' مسلم فی المسافرین ۱' ابو داؤد فی السفر باب ۱ نمبر ۱۱۹۸۔

**حاصل روایات**: یہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بتلا رہی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو دو رکعت ادا کرتے رہے یہاں تک کہ مدینہ منورہ تشریف لائے یہاں ہر نماز میں اس کی مثل سے اضافہ ہوا اور جب آپ سفر کرتے تو پہلی نماز کی طرف لوٹتے اس سے معلوم ہوا کہ سفر میں نماز مکی زندگی کی طرح پڑھتے تھے اور وہ دو رکعت ہے یہ روایت فہد والی اس روایت کے خلاف ہے جس کو دار قطنی نے نقل کیا ہے۔

## فریق اوّل کی طرف سے اشکال یا استدلال:

اذا ضربتم والی آیت رخصت کی طرف اشارہ کرتی ہے جس طرح کہ یہ آیت فلا جناح علیهما ان يتراجعا (البقرہ

۲۳۰) اس میں رجوع کی خاوند کو گنجائش ہے لازم نہیں۔ بالکل اسی طرح آیت میں قصر کی گنجائش ہے لزوم نہیں۔

## الجواب بالصواب:

یہ لفظ لا جناح کبھی تو توسع کے لئے آتا ہے اور کبھی لزوم کو ظاہر کرتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا **فلا جناح علیه ان یطوف بهما** (البقرہ ۱۵۸) حالانکہ یہ طواف تمام کے ہاں لازم ہے خواہ حج ہو یا عمرہ دونوں کا رکن ہے پس جب یہ نفی دونوں احتمال رکھتی ہے تو ایک پر محمول بلا دلیل کرنا درست نہیں جو کہ کتاب، سنت و اجماع سے ہو۔ اور ہم تو متواتر آثار ایسے پیش کر سکتے ہیں جو سفر میں ہمیشہ قصر کو ثابت کرتے ہیں پس یہ اس احتمال کے راجح ہونے کی واضح دلیل ہے۔

## آثار مرویہ یہ ہیں:

۲۳۴۹: مَا حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ سِنَانٍ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ خُمَيْرٍ، قَالَ : سَمِعْتُ حَبِيْبَ بْنَ عُبَيْدٍ يُحَدِّثُ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنِ ابْنِ السِّمْطِ، قَالَ : سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ : (رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ).

۲۳۴۹: ابن السمط کہتے ہیں میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا وہ کہتے تھے میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے ذوالحلیفہ میں دو رکعت نماز پڑھی۔

**تخریج** : مسلم فی المسافرین ۱۳۔

۲۳۵۰: حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ : أَخْبَرَنِيْ سُلَيْمَانُ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، أَوْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ : (صَلَّيْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِ مِنًى رَكْعَتَيْنِ، وَمَعَ أَبِيْ بَكْرٍ رَكْعَتَيْنِ، وَمَعَ عُمَرَ رَكْعَتَيْنِ، فَلَيْتَ حَظِّيْ مِنْ أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ رَكْعَتَانِ مُتَقَبَّلَتَانِ).

۲۳۵۰: عبدالرحمن بن یزید نے عبداللہ سے روایت کی کہ ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منیٰ میں دو رکعت نماز ادا کی اسی طرح حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے دو دو رکعت پڑھیں کاش میرا نصیب چار رکعات میں سے دو مقبول رکعات ہو جائیں۔

**تخریج** : بخاری فی تقصیر الصلاۃ باب ۲، مسلم فی المسافرین نمبر ۱۹۔

۲۳۵۱: حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ : أَنَا حَفْصٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِثْلَهُ . غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ قَوْلَ عَبْدِ اللّٰهِ (فَلَيْتَ

حَظِّیْ) إِلَی آخِرِ الْحَدِیْثِ.

۲۳۵۱: عبدالرحمٰن بن یزید نے ابراہیم سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے البتہ اس میں عبداللہ کا یہ قول لیت حظی الی آخر الحدیث ذکر نہیں کیا۔

۲۳۵۲: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا رَوْحٌ، قَالَ : ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِي عَرُوْبَةَ، عَنْ عَبْدِ السَّلَامِ، عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَصُوْمُ فِي السَّفَرِ، وَيُفْطِرُ، وَيُصَلِّي الرَّكْعَتَيْنِ لَا يَدَعُهُمَا، يَعْنِي لَا يَزِيْدُ عَلَيْهِمَا).

۲۳۵۲: علقمہ نے ابن مسعودؓ سے نقل کیا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ سفر میں روزہ رکھتے تھے اور افطار بھی کرتے۔ اور دو رکعت نماز کو بالکل ترک نہ فرماتے تھے یعنی ان پر اضافہ نہ فرماتے۔

۲۳۵۳: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ يُوْنُسَ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْهُمَا قَالَ : (سَافَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقَامَ تِسْعَةَ عَشَرَ يَوْمًا، يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ).

۲۳۵۳: عکرمہ نے ابن عباس ؓ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے سفر کیا اور انیس روز قیام فرمایا آپ دو رکعت ادا فرماتے۔

**تخریج** : بخاری فی تقصیر الصلاۃ باب ۱، ترمذی فی ابواب السفر باب ۴۰، نمبر ۵۴۹۔

۲۳۵۴: حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا وَهْبٌ، قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ .ح .

۲۳۵۴: ابن مرزوق نے وہب سے انہوں نے شعبہ سے روایت نقل کی۔

۲۳۵۵: وَحَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ : ثَنَا إِسْرَائِيْلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ شُفَيٍّ، قَالَ : جَعَلَ النَّاسُ يَسْأَلُوْنَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ الصَّلَاةِ .فَقَالَ : (كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَرَجَ مِنْ أَهْلِهِ، لَمْ يُصَلِّ إِلَّا رَكْعَتَيْنِ، حَتّٰى يَرْجِعَ إِلَيْهِمْ).

۲۳۵۵: سعید بن شفی کہتے ہیں کہ لوگ حضرت ابن عباس ؓ سے سوال کرنے لگے کہ سفر میں نماز کا کیا حکم ہے تو انہوں نے فرمایا جب جناب رسول اللہ ﷺ اپنے گھر سے نکلتے تو دو رکعت گھر میں واپسی تک دو دو رکعت ادا فرماتے رہتے۔

**تخریج** : ابن ماجہ فی الاقامہ باب التقصیر فی السفر نمبر ۱۰۶۷۔

۲۳۵۶: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ : ثَنَا ابْنُ إِدْرِيْسَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقَامَ حَيْثُ فَتْحُ مَكَّةَ، خَمْسَةً يَقْصُرُ الصَّلَاةَ).

۲۳۵۶: عبیداللہ نے حضرت ابن عباس ؓ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے موقعہ پر پندرہ روز قیام فرمایا اور آپ نماز قصر پڑھتے رہے۔

**تخریج** : ابن ماجه فی الاقامه نمبر۱۰۷٦۔

۲۳۵۷: حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، قَالَ : ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ : (صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِ مِنًى رَكْعَتَيْنِ، وَأَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ رَكْعَتَيْنِ، وَعُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ رَكْعَتَيْنِ، وَعُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ رَكْعَتَيْنِ، صَدْرًا مِنْ خِلَافَتِهِ، ثُمَّ إِنَّ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ صَلَّاهَا بَعْدُ أَرْبَعًا). فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا إِذَا صَلّٰى مَعَ الْإِمَامِ صَلّٰى أَرْبَعًا .وَإِذَا صَلّٰى وَحْدَهُ.صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ .

۲۳۵۷: نافع نے حضرت ابن عمر ؓ سے نقل کیا ہے جناب رسول اللہ ﷺ نے منیٰ میں دو رکعت حضرت ابوبکر ؓ نے دو رکعت اور حضرت عمر ؓ نے دو رکعت ادا کیں اور حضرت عثمان ؓ نے دو رکعت اپنی خلافت کے شروع میں ادا کیں پھر حضرت عثمان ؓ نے چار پڑھیں پس ابن عمر ؓ جب امام کے ساتھ پڑھتے تو چار پڑھتے اور جب اکیلے پڑھتے تو دو پڑھتے۔

**تخریج** : مسلم فی المسافرین ۱۷، ترمذی فی ابواب السفر باب۳۹، نمبر۵٤٤۔

۲۳۵۸: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زِيَادٍ، قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ حَبِيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ : سَمِعْتُ حَفْصَ بْنَ عَاصِمٍ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ : (صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِ مِنًى رَكْعَتَيْنِ، وَمَعَ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ رَكْعَتَيْنِ، وَمَعَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ رَكْعَتَيْنِ، وَمَعَ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ رَكْعَتَيْنِ سِتَّ سِنِيْنَ، أَوْ ثَمَانٍ، ثُمَّ أَتَمَّهَا بَعْدَ ذٰلِكَ).

۲۳۵۸: حفص بن عاصم نے ابن عمر ؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے ہیں میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ منیٰ میں دو رکعت اور حضرت ابوبکر ؓ کے ساتھ دو رکعت اور حضرت عمر ؓ کے ساتھ دو رکعت اور حضرت عثمان ؓ کے ساتھ چھ یا آٹھ سال دو رکعت ادا کیں پھر انہوں نے چار پڑھنا شروع کیں۔

**تخریج** : مسلم فی المسافرین نمبر۱۸۔

۲۳۵۹: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، قَالَ : ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِيْ نَضْرَةَ أَنَّ فَتًى سَأَلَ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ، عَنْ صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي

السَّفَرِ فَعَدَلَ إِلٰى مَوْضِعِ الْعَوْقَةِ فَقَالَ : إِنَّ هٰذَا الْفَتٰى، سَأَلَنِيْ عَنْ صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السَّفَرِ فَاحْفَظُوْهَا عَنِّي، (مَا سَافَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَفَرًا إِلَّا صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى يَرْجِعَ، وَأَقَامَ بِمَكَّةَ زَمَنَ الْفَتْحِ ثَمَانِ عَشْرَةَ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يَقُوْلُ : يَا أَهْلَ مَكَّةَ، قُوْمُوْا فَصَلُّوْا رَكْعَتَيْنِ أُخْرَاوَيْنِ، فَإِنَّا قَوْمٌ سَفْرٌ .ثُمَّ غَزَا حُنَيْنًا وَالطَّائِفَ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَجَعَ إِلَى الْجِعْرَانَةِ فَاعْتَمَرَ مِنْهَا فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ) ثُمَّ غَزَوْتُ مَعَ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَاعْتَمَرْتُ مَعَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ، وَمَعَ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ صَدْرًا مِنْ إِمَارَتِهِ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ إِنَّ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بَعْدَ ذٰلِكَ صَلّٰى أَرْبَعًا بِ "مِنًى . "

۲۳۵۹: ابونضرہ روایت کرتے ہیں کہ ایک نوجوان نے عمران بن حصینؓ سے جناب رسول اللہ ﷺ کی نماز سفر کے متعلق دریافت کیا تو آپ موضع عوفہ کی طرف مڑ گئے اور فرمایا اس نوجوان نے مجھ سے جناب رسول اللہ ﷺ کی نماز سفر کے سلسلہ میں سوال کیا ہے تم سب اس کو مجھ سے محفوظ کرلو جناب رسول اللہ ﷺ نے ہر سفر میں دو رکعت نماز ادا کی ہے جب تک کہ واپسی نہیں ہوتی تھی آپ نے مکہ میں ایام فتح میں اٹھارہ روز قیام فرمایا اور نماز دو رکعت ادا فرمائی پھر آپ نے فرمایا اے اہل مکہ! اٹھو اور دو پچھلی رکعتیں ادا کرلو ہم تو مسافر ہیں پھر آپ نے حنین و طائف کا غزوہ کیا تو دو دو رکعت نماز ادا فرماتے رہے پھر آپ جعرانہ کی طرف لوٹے تو وہاں ذی القعدہ میں عمرہ فرمایا پھر میں نے حضرت ابوبکر ؓ کے ساتھ غزوات میں شرکت کی اور حضرت عمر ؓ کے ساتھ عمرے ادا کئے انہوں نے دو رکعت نماز ادا فرمائی اور عثمان ؓ کے ساتھ شروع خلافت میں دو رکعت ادا کی پھر عثمان ؓ اس کے بعد منیٰ میں چار پڑھنے لگے۔

**تخریج** : ابو داؤد فی السفر باب ۱۰، نمبر ۱۲۲۹، ترمذی فی ابواب اسفر باب ۳۹، نمبر ۵۴۵۔

۲۳۶۰: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا الْخَصِيْبُ بْنُ نَاصِحٍ، قَالَ : ثَنَا وُهَيْبٌ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ح .

۲۳۶۰: خصیب بن ناصح کہتے ہیں کہ ہمیں وہیب نے انہوں نے ابن جریج سے روایت نقل کی ہے۔

۲۳۶۱: وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنُ وَهْبٍ، قَالَ : حَدَّثَنِيْ عَمِّيْ، قَالَ : حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، وَأُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، وَابْنُ جُرَيْجٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ الْمُنْكَدِرِ حَدَّثَهُمْ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ : قَالَ (صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ بِالْمَدِيْنَةِ أَرْبَعًا، وَصَلَّى الْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ).

۲۳۶۱: محمد بن المنکدر نے حضرت انس بن مالکؓ سے روایت نقل کی ہے جناب رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز

مدینہ منورہ میں چار رکعت اور عصر کی نماز ذوالحلیفہ میں دو رکعت ادا فرمائی۔

**تخریج** : بخاری فی تقسیر الصلاۃ باب ۵، مسلم فی المسافرین نمبر ۱۰، ابو داؤد وفی السفر باب ۲، نمبر ۱۲۰۲، ترمذی فی ابواب السفر باب ۳۹، نمبر ۵۴۶۔

۲۳۶۲: حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا حِبَّانُ، قَالَ : ثَنَا وُهَيْبٌ، قَالَ : ثَنَا أَيُّوْبُ، عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ .

۲۳۶۲: وہیب نے ایوب سے انہوں نے ابو قلابہ سے اور انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۲۳۶۳: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ .

۲۳۶۳: ابراہیم بن میسرہ نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۲۳۶۴: حَدَّثَنَا مُبَشِّرُ بْنُ الْحَسَنِ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ، قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ إِسْحَاقَ، قَالَ : سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ : (خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَعَلَ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ، حَتّٰى رَجَعَ .قُلْتُ : كَمْ أَقَمْتُمْ؟ قَالَ : عَشْرٌ).

۲۳۶۴: ابو اسحاق کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ ہم جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے آپ لوٹنے تک دو دو رکعت ادا فرماتے رہے میں نے پوچھا تم نے کس قدر قیام کیا انہوں نے کہا دس روز۔

**تخریج** : بخاری فی تقصیر الصلاۃ باب ۱، مسلم فی المسافرین نمبر ۱۵۔

۲۳۶۵: حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِيْ إِسْحَاقَ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ ، غَيْرَ أَنَّهٗ لَمْ يَذْكُرْ سُؤَالَهٗ لِأَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ .

۲۳۶۵: یحییٰ بن اسحاق نے اپنی اسناد سے اسی طرح روایت نقل کی مگر اس نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سوال کا ذکر نہیں کیا۔

**تخریج** : دارمی ۴۲۵/۱۔

۲۳۶۶: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ : ثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُكَيْرٍ، قَالَ : ثَنَا اللَّيْثُ أَنَّ بُكَيْرًا حَدَّثَهٗ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ سُلَيْمٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ : (صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ وَمَعَ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ رَكْعَتَيْنِ، وَمَعَ

عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ رَكْعَتَيْنِ، وَمَعَ عُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ رَكْعَتَيْنِ شَطْرَ إِمَارَتِهٖ، ثُمَّ أَتَمَّهَا بَعْدَ ذٰلِكَ).

۲۳۶۶: عبداللہ بن ابی سلیم نے انس بن مالکؓ سے نقل کیا کہ بکیر نے بیان کیا انہوں نے محمد بن عبداللہ بن ابی سلیم سے انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ منیٰ میں دو رکعت ادا کیں اسی طرح ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ دو رکعت اور عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ دو رکعت اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ خلافت کی ابتداء میں دو رکعت ادا کرتے رہے پھر اس کے بعد انہوں نے نماز پوری شروع کر دی۔

**تخریج**: نسائی ۲۱۲/۱، باب الصلاۃ بمنیٰ۔

۲۳۶۷: حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ: ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ، قَالَ: ثَنَا أَبُوْ شِهَابٍ، عَنِ ابْنِ أَبِیْ لَيْلٰی، عَنِ الْعَوْفِیِّ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمَا أَنَّهٗ قَالَ: (صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعًا وَلَيْسَ بَعْدَهَا شَیْءٌ، وَصَلَّی الْمَغْرِبَ ثَلَاثًا وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ، وَقَالَ: هِیَ وِتْرُ النَّهَارِ، وَلَا تَنْقُصُ فِیْ سَفَرٍ وَلَا حَضَرٍ، وَصَلَّی الْعِشَاءَ أَرْبَعًا، وَصَلّٰی بَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ، قَالَ: وَصَلّٰی فِی السَّفَرِ الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ، وَصَلّٰی بَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ، وَصَلَّی الْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ، وَلَيْسَ بَعْدَهَا شَیْءٌ، وَصَلَّی الْمَغْرِبَ ثَلَاثًا وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ، وَصَلَّی الْعِشَاءَ رَكْعَتَيْنِ، وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ).

۲۳۶۷: عوفی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چار رکعت نماز ادا کی اور ان کے بعد کوئی چیز نہ تھی اور مغرب کی تین رکعت ادا کیں اور ان کے بعد دو رکعت پڑھیں اور کہا یہ دن کے وتر ہیں جو سفر و حضر میں کم نہیں ہوتے اور عشاء کی نماز چار رکعت ادا کی اور اس کے بعد دو رکعت پڑھیں اور آپ نے سفر میں ظہر دو رکعت اور اس کے بعد دو رکعت ادا کیں اور عصر کی نماز دو رکعت ادا کی اور اس کی بعد کوئی نماز نہ پڑھی (نفل) اور مغرب کی نماز تین رکعت ادا کی اور اس کے بعد دو رکعت ادا کی اور عشاء دو رکعت اور اس کے بعد دو رکعت ادا فرمائیں۔

**تخریج**: ترمذی فی ابواب السفر باب ۴۱، نمبر ۵۵۲۔

۲۳۶۸: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ: ثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ، قَالَ: ثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: ثَنَا عَوْنُ بْنُ أَبِیْ جُحَيْفَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِیْ يُحَدِّثُ (أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰی بِهِمْ بِالْبَطْحَاءِ، وَبَيْنَ يَدَيْهِ عَنَزَةٌ الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ، وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ، تَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ الْمَرْأَةُ وَالْحِمَارُ).

۲۳۶۸: عون بن ابی جحیفہؓ نے اپنے والد سے نقل کیا کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے بطحاء میں ہمیں ظہر کی نماز دو رکعت اور عصر کی نماز دو رکعت پڑھائی جبکہ آپ کے سامنے چھوٹا نیزہ گڑا ہوا تھا اور عورتیں اور گدھے سامنے سے گزر رہے

تھے۔

**تخریج** : بخاری فی الوضو باب ٤٠، والصلاۃ باب ٩٠، والمناقب باب٢٣، مسلم فی الصلاۃ ٢٥٢، ابو داؤد فی الصلاۃ باب١٠١، ٦٨٨، نسائی فی الصلاۃ باب١٢، دارمی فی الصلاۃ باب ١٢٤، مسند احمد ٣٠٧/٤۔

**٢٣٦٩: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِمْرَانَ بْنُ أَبِیْ لَیْلٰی قَالَ : حَدَّثَنِیْ أَبِیْ، قَالَ : حَدَّثَنِی ابْنُ أَبِیْ لَیْلٰی، عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِیْ جُحَیْفَةَ، عَنْ أَبِیْهِ (أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مُسَافِرًا، فَلَمْ یَزَلْ یُصَلِّیْ رَكْعَتَیْنِ رَكْعَتَیْنِ حَتّٰی رَجَعَ).**

٢٣٦٩: عون بن ابی جحیفہ نے اپنے والد سے نقل کیا کہ جناب نبی اکرم ﷺ سفر کے لئے نکلے اور واپسی تک نماز دو دو رکعت پڑھتے رہے۔

**٢٣٧٠: حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا وَهْبٌ .ح .**

٢٣٧٠: ابن مرزوق نے وہب سے روایت نقل کی ہے۔

**٢٣٧١: وَحَدَّثَنَا حُسَیْنُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زِیَادٍ، قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِیْ إِسْحَاقَ، عَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ، قَالَ : (صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًی رَكْعَتَیْنِ، وَنَحْنُ أَكْثَرُ مَا كُنَّا وَآمَنُهُ). قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَهٰؤُلَاءِ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُخْبِرُوْنَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهٗ كَانَ فِیْ سَفَرِهٖ یَقْصُرُ الصَّلَاةَ حَتّٰی یَرْجِعَ إِلٰی أَهْلِهٖ، ثُمَّ قَدْ رُوِیَ عَنْ أَصْحَابِهٖ مِنْ بَعْدِهٖ أَنَّهُمْ كَانُوْا فِیْ أَسْفَارِهِمْ یَفْعَلُوْنَ ذٰلِكَ .فَمِنْ ذٰلِكَ مَا قَدْ ذَكَرْنَاهُ فِیْ هٰذَا الْفَصْلِ، عَنْ أَبِیْ بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا .وَمِنْهُ أَیْضًا**

٢٣٧١: شعبہ نے ابواسحاق سے انہوں نے حارثہ بن وہب سے نقل کیا کہ ہمیں جناب رسول اللہ ﷺ نے منیٰ میں دو رکعت نماز پڑھائی ہم اس وقت اکثریت اور امن میں تھے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ اصحاب رسول اللہ ﷺ کی عظیم جماعت ہے جو یہ خبر دے رہے ہیں کہ آپ اپنے سفر میں گھر واپس آنے تک قصر فرماتے۔ پھر آپ ﷺ کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے سفروں میں اسی طرح کرتے تھے۔ ان صحابہ کرام میں حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی ہیں۔

**تخریج** : مسلم فی المسافرین ٢٠۔

## حاصل کلام:

یہ اصحاب رسول اللہ ﷺ اطلاع اور خبر دے رہے ہیں کہ وہ سفر میں گھر لوٹنے تک قصر نماز پڑھتے تھے اور صحابہ کرام بھی اپنے اسفار میں اسی طرح کرتے تھے اوپر ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم کے عمل کا تذکرہ آچکا۔

## آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثبوت:

۲۳۷۲: مَا حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ قَالَ : ثَنَا رَوْحٌ قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ قَالَ : ثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ صَلّٰى بِمَكَّةَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ : (يَا أَهْلَ مَكَّةَ أَتِمُّوْا صَلَاتَكُمْ فَإِنَّا قَوْمٌ سَفْرٌ).

۲۳۷۲: ہمام بن حارث کہتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے مکہ میں دو رکعت ادا کیں پھر ارشاد فرمایا اے مکہ والو! تم اپنی نماز پوری کرلو ہم تو مسافر لوگ ہیں۔

۲۳۷۳: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ قَالَ : ثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِسْحَاقَ وَرَوْحٌ وَوَهْبٌ قَالُوْا : ثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِمِثْلِهٖ .

۲۳۷۳: اسود نے عمر رضی اللہ عنہ سے اسی جیسی روایت نقل کی ہے۔

**تخریج** : امام محمد ۱/۵۰ منقطعاً۔

۲۳۷۴: حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهٗ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَمَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَسْلَمَ مَوْلٰى عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ إِذَا قَدِمَ مَكَّةَ ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَهٗ .

۲۳۷۴: اسلم مولیٰ عمر رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق اسی طرح ذکر کیا ہے کہ جب وہ مکہ تشریف لاتے تو دو رکعت ادا کرتے۔

۲۳۷۵: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ قَالَ : ثَنَا رَوْحٌ قَالَ : ثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَصَالِحُ بْنُ أَبِي الْأَخْضَرِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِثْلَهٗ .

۲۳۷۵: سالم نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔

**تخریج** : الموطا مالك ۱/۵۲۔

۲۳۷۶: حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ : خَرَجْنَا مَعَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِلٰى صِفِّيْنَ فَصَلّٰى بِنَا رَكْعَتَيْنِ بَيْنَ الْجِسْرِ وَالْقَنْطَرَةِ .

۲۳۷۶: عبدالرحمن بن یزید کہتے ہیں کہ ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ صفین کی طرف نکلے تو آپؓ نے ان کو دو رکعت نماز مقام جسر اور قنطرہ کے مابین پڑھائی۔

**تخریج** : مصنفہ عبدالرزاق ۵۳۰/۲' ابن ابی شیبہ ۲۰۲/۲۔

۲۳۷۷: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ' قَالَ : ثَنَا يُوْسُفُ عَدِيٌّ' قَالَ : ثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ' عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ' عَنْ أَبِي لَيْلَى الْكِنْدِيِّ' قَالَ : خَرَجَ سَلْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي ثَلَاثَةَ عَشَرَ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزَاةٍ' وَكَانَ سَلْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَسَنَّهُمْ' فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ' فَأُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ' فَقَالُوْا : تَقَدَّمْ يَا أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ .فَقَالَ : مَا أَنَا بِالَّذِي أَتَقَدَّمُ' أَنْتُمَ الْعَرَبُ' وَمِنْكُمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْيَتَقَدَّمْ بَعْضُكُمْ' فَتَقَدَّمَ بَعْضُ الْقَوْمِ' فَصَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ .فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ قَالَ سَلْمَانُ : مَا لَنَا وَلِلْمُرَبَّعَةِ' إِنَّمَا يَكْفِيْنَا نِصْفُ الْمُرَبَّعَةِ .

۲۳۷۷: ابولیلیٰ کندی کہتے ہیں کہ حضرت سلمانؓ اصحاب رسول اللہ ﷺ کی ایک جماعت کے ساتھ جو کہ تعداد میں تیرہ تھے ایک غزوہ میں روانہ ہوئے سلمانؓ ان میں زیادہ عمر والے تھے پس نماز کا وقت آ گیا اور اقامت کہی گئی تو انہوں نے ابوعبداللہ کو پڑھانے کے لئے کہا انہوں نے جواب دیا میں آگے نہ بڑھوں گا تم عرب ہو اور پیغمبر ﷺ تمہیں سے ہیں پس تم آگے بڑھو کوئی ان میں سے آگے بڑھا اور اس نے چار رکعت نماز پڑھائی جب جماعت ختم ہوئی تو سلمان کہنے لگے ہمیں چار سے کیا واسطہ ہمیں تو چار کی جگہ دو کافی ہیں۔

**تخریج** : عبدالرزاق ۵۲۰/۲' ابن ابی شیبہ ۲۰۴/۲۔

۲۳۷۸: حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ' قَالَ : ثَنَا وَهْبٌ' قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ' عَنْ حَبِيْبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ' عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْمِسْوَرِ' قَالَ : كُنَّا مَعَ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ فِي قَرْيَةٍ مِنْ قُرَى الشَّامِ' فَكَانَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ' فَنُصَلِّي نَحْنُ أَرْبَعًا' فَنَسْأَلُهُ عَنْ ذٰلِكَ' فَيَقُوْلُ سَعْدٌ : نَحْنُ أَعْلَمُ .

۲۳۷۸: عبدالرحمٰن بن مسور کہتے ہیں کہ ہم سعد بن ابی وقاص ؓ کے ساتھ شام کی ایک بستی میں گئے وہ لوگوں کو دو رکعت پڑھاتے اور ہم چار پڑھتے پس ہم ان سے سوال کرتے تو وہ کہتے ہم خوب جانتے ہیں (کہ سفر میں دو رکعت ہیں)

**تخریج** : عبدالرزاق ۵۳۵/۲۔

۲۳۷۹: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ' قَالَهُ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنُ أَسْمَاءَ ' قَالَ : ثَنَا جُوَيْرِيَةُ' عَنْ مَالِكٍ' عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ رَجُلًا أَخْبَرَهُ' عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ أَنَّ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ' وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ' وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَبْدِ يَغُوْثَ' كَانُوْا جَمِيْعًا فِي سَفَرٍ' فَكَانَ سَعْدٌ يَقْصُرُ الصَّلَاةَ وَيُفْطِرُ' وَكَانَا يُتِمَّانِ الصَّلَاةَ وَيَصُوْمَانِ .فَقِيْلَ لِسَعْدٍ' نَرَاكَ تَقْصُرُ الصَّلَاةَ وَتُفْطِرُ وَيُتِمَّانِ .فَقَالَ سَعْدٌ نَحْنُ أَعْلَمُ .

۲۳۷۹: عبدالرحمٰن بن مسور بن مخرمہ کہتے ہیں کہ سعد بن ابی وقاص' مسور بن مخرمہ' عبدالرحمٰن بن عبد یغوث رضی اللہ عنہم سب ایک سفر میں اکٹھے تھے سعد نماز میں قصر کرتے اور روزہ افطار کرتے وہ دونوں پوری نماز پڑھتے اور روزہ رکھتے' کسی نے سعد کو کہا تم نماز میں قصر کرتے ہو اور افطار کرتے ہو اور یہ دونوں پوری نماز پڑھتے ہیں۔ سعد کہنے لگے ہمیں بخوبی علم ہے۔

۲۳۸۰: حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَفْوَانَ أَنَّهُ قَالَ : جَاءَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَعُودُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ صَفْوَانَ، فَصَلّٰى بِنَا رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ انْصَرَفَ، فَأَتْمَمْنَا لِأَنْفُسِنَا أَرْبَعًا .

۲۳۸۰: صفوان بن عبداللہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عبداللہ بن صفوان کی عیادت کے لئے آئے تو ہمیں دو رکعت نماز پڑھائی پھر نماز کا سلام پھیر دیا پس ہم نے اپنے طور پر چار رکعت پوری کر لیں۔

**تخریج** : ۵۲/۱' الموطا مالک۔

۲۳۸۱: حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ، عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ يُصَلِّيْ وَرَاءَ الْإِمَامِ بِ "مِنًى" "أَرْبَعًا' وَإِذَا صَلّٰى لِنَفْسِهِ، صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ .

۲۳۸۱: نافع کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما امام کے پیچھے منیٰ میں چار رکعت پڑھتے اور جب اکیلے پڑھتے تو دو رکعت ادا کرتے۔

۲۳۸۲: حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ : أُصَلِّيْ صَلَاةَ سَفَرٍ مَا لَمْ أَجْمَعْ إِقَامَةً، وَإِنْ مَكَثْتُ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ لَيْلَةً .

۲۳۸۲: سالم نے اپنے والد سے نقل کیا کہ انہوں نے فرمایا میں جب تک فیصلہ اقامت نہیں کرتا اس وقت تک سفری نماز پڑھتا ہوں اگرچہ بارہ راتیں رکا رہوں۔

**تخریج** : عبدالرزاق ۵۳۳/۲۔

۲۳۸۳: حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ أَبِيْ نَجِيْحٍ، قَالَ أَتَيْتُ سَالِمًا أَسْأَلُهُ وَهُوَ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ، فَقُلْتُ : كَيْفَ كَانَ أَبُوْكَ يَصْنَعُ؟ قَالَ : كَانَ إِذَا صَدَرَ الظُّهْرُ، وَقَالَ : نَحْنُ مَاكِثُوْنَ أَتَمَّ الصَّلَاةَ، وَإِذَا قَالَ : الْيَوْمَ وَغَدًا، أَخَّرَ، وَإِنْ مَكَثَ عِشْرِيْنَ لَيْلَةً .

۲۳۸۳: ابن ابی نجیح بیان کرتے ہیں کہ میں سالم کے پاس آیا اور ان سے پوچھ رہا تھا اور وہ اس وقت مسجد کے دروازہ کے پاس تھے میں نے کہا تمہارے والد کس طرح کرتے تھے؟ جب ظہر کے شروع وقت میں وہ کہتے ہم قیام کریں گے تو پھر وہ نماز پوری کرتے اور اگر کہتے آج یا کل تو قصر کرتے اگرچہ بیس رات قیام کرتے۔

تخریج : عبدالرزاق ۵۳۹/۲۔

۲۳۸۴: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ قَالَ : ثَنَا رَوْحٌ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَامِرِ ن الْخَزَّازُ قَالَ : ثَنَا ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ : صَحِبْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ فَكَانَ يُصَلِّي الْفَرِيْضَةَ رَكْعَتَيْنِ.

۲۳۸۴: ابن ابی ملیکہ نے کہا کہ میں نے حضرت ابن عباس ؓ کی رفاقت مکہ سے مدینہ تک کی۔ وہ فرض دو رکعت پڑھتے رہے۔

۲۳۸۵: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ قَالَ : ثَنَا رَوْحٌ قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ : خَرَجْنَا مَعَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِلَى شِقِّ سِيْرِيْنَ فَأَمَّنَا فِي السَّفِيْنَةِ عَلٰى بِسَاطٍ فَصَلَّى الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ صَلَّى بَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ.

۲۳۸۵: انس بن سیرین کہتے ہیں کہ ہم حضرت انس بن مالکؓ کے ساتھ سیرین کی جانب گئے تو انہوں نے کشتی میں ایک دری پر نماز پڑھائی۔ انہوں نے ظہر دو رکعت پڑھائی پھر اس کے بعد دو رکت پڑھیں۔

تخریج : المحلی لابن حزم ۱۹۷/۳۔

۲۳۸۶: حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ : ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ قَالَ : ثَنَا الْأَزْرَقُ بْنُ قَيْسٍ قَالَ : رَأَيْتُ أَبَا بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيَّ بِالْأَهْوَازِ صَلَّى الْعَصْرَ قُلْتُ : فَكَمْ صَلّٰى؟ قَالَ : رَكْعَتَيْنِ .قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَهٰؤُلَاءِ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوْا يَقْصُرُوْنَ فِي السَّفَرِ وَيُنْكِرُوْنَ عَلٰى مَنْ أَتَمَّ .أَلَا تَرٰى أَنَّ سَعْدًا لَمَّا قِيْلَ لَهُ .إِنَّ الْمِسْوَرَ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَبْدِ يَغُوْثَ يُتِمَّانِ قَالَ : نَحْنُ أَعْلَمُ وَلَمْ يَعْذُرْهُمَا فِيْ إِتْمَامِهِمَا .وَأَنَّ الرَّجُلَ الَّذِيْ قَدَّمَهُ سَلْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَمَعَهُ ثَلَاثَةَ عَشَرَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى أَرْبَعًا فَقَالَ لَهُ سَلْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : مَا لَنَا وَلِلْمُرَبَّعَةِ إِنَّمَا يَكْفِيْنَا نِصْفُ الْمُرَبَّعَةِ وَلَمْ يُنْكِرْ ذٰلِكَ عَلَيْهِ مَنْ كَانَ بِحَضْرَتِهِ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .فَدَلَّ ذٰلِكَ أَنَّ مَذَاهِبَهُمْ لَمْ تَكُنْ إِبَاحَةَ الْإِتْمَامِ فِي السَّفَرِ .فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ : فَقَدْ أَتَمَّ ذٰلِكَ الرَّجُلُ الَّذِيْ قَدَّمَهُ سَلْمَانُ وَالْمِسْوَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَهُمَا صَحَابِيَّانِ فَقَدْ ضَادَّ ذٰلِكَ مَا رَوَاهُ سَلْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَمَنْ تَابَعَهُ عَلٰى تَرْكِ الْإِتْمَامِ فِي السَّفَرِ .قِيْلَ لَهُ : مَا فِيْ هٰذَا دَلِيْلٌ عَلٰى مَا ذَكَرْتُمْ لِأَنَّهُ قَدْ يَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ الْمِسْوَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَذٰلِكَ الرَّجُلُ أَتَمَّا لِأَنَّهُمَا لَمْ يَكُوْنَا يَرَيَانِ فِيْ ذٰلِكَ السَّفَرِ قَصْرًا لِأَنَّ مَذْهَبَهُمَا أَنْ لَا تُقْصَرَ الصَّلَاةُ إِلَّا فِيْ حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ أَوْ غَزَاةٍ فَإِنَّهُ قَدْ ذَهَبَ إِلٰى ذٰلِكَ أَيْضًا غَيْرُهُمَا .فَلَمَّا احْتَمَلَ مَا رُوِيَ عَنْهُمَا مَا ذَكَرْنَا وَقَدْ ثَبَتَ التَّقْصِيْرُ عَنْ أَكْثَرِ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يُجْعَلْ ذٰلِكَ مُضَادًّا لِمَا قَدْ رُوِيَ عَنْهُمْ .إِذْ كَانَ قَدْ يَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ عَلٰى خِلَافِ ذٰلِكَ، وَهٰذَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَقَدْ صَلّٰى بِ "مِنًى "أَرْبَعًا فَأَنْكَرَ ذٰلِكَ عَلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَمَنْ أَنْكَرَ مَعَهُ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَإِنْ كَانَ عُثْمَانُ إِنَّمَا فَعَلَهُ لِمَعْنًى رَآىٰ بِهِ إِتْمَامَ الصَّلَاةِ، مِمَّا سَنَصِفُهُ فِيْ مَوْضِعِهِ مِنْ هٰذَا الْبَابِ، إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى .فَلَمَّا كَانَ الَّذِيْ ثَبَتَ لَنَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعَنْ أَصْحَابِهِ، هُوَ تَقْصِيْرُ الصَّلَاةِ فِي السَّفَرِ لَا إِتْمَامُهَا، لَمْ يَجُزْ لَنَا أَنْ نُخَالِفَ ذٰلِكَ إِلٰى غَيْرِهِ .فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ : فَهَلْ رَوَيْتُمْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا يَدُلُّكُمْ عَلٰى أَنَّ فَرَائِضَ الصَّلَاةِ رَكْعَتَانِ فِي السَّفَرِ، فَيَكُوْنُ ذٰلِكَ قَاطِعًا لِمَا ذَهَبَ إِلَيْهِ مُخَالِفُكُمْ؟ .قُلْنَا : نَعَمْ۔

۲۳۸۶:ازرق بن قیس کہتے ہیں کہ میں نے ابو برزہ اسلمی کو اہواز میں دیکھا کہ انہوں نے نماز عصر پڑھائی میں نے پوچھا انہوں نے کتنی رکعت پڑھائی تو کہنے لگے دو رکعت۔امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ سفر میں قصر کرتے تھے اور تکمیل کرنے والے پر تنکیر کرتے تھے۔کیا تم دیکھتے نہیں کہ جب سعد کو یہ کہا گیا کہ مسور اور عبدالرحمن بن عبدیغوث رضی اللہ عنہ پوری نماز پڑھتے ہیں تو فرمایا ہم خوب جانتے ہیں اور آپ نے تکمیل میں ان کو معذور قرار نہیں دیا اور وہ شخص جس کو سلمان رضی اللہ عنہ نے نماز کے لیے آگے کیا اس وقت ان کے ساتھ تیرہ اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔تو انہوں نے چار رکعت نماز پڑھائی تو سلمان رضی اللہ عنہ ہمیں چار رکعت سے کیا تعلق ہے ہمیں تو چار کا نصف کافی ہے۔وہاں جتنے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے ان میں سے کسی نے بھی انکار نہیں کیا' تو اس سے یہ ثبوت مہیا ہو گیا ان تمام کے ہاں سفر میں تکمیل نماز نہ تھی۔اگر کوئی معترض یہ کہے کہ اس شخص نے بھی چار رکعت ادا کیں جس کو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے مقدم کیا اور مسور رضی اللہ عنہ اور وہ دونوں صحابی ہیں اس شخص نے بھی نماز کو اس لیے مکمل کیا کیونکہ وہ اور مسور سفر میں قصر کے قائل نہ تھے کیونکہ ان کے ہاں تو صرف نماز قصر صرف حج یا عمرہ یا غزوہ میں تھی اور اس بات کو ان کے علاوہ دوسروں نے بھی اختیار کیا جب اس روایت میں احتمال پیدا ہو گیا حالانکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اکثریت سے نماز قصر ثابت ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جو کچھ مروی ہے اس کو اس کے متضاد قرار نہیں دیا جائے گا اس لیے کہ یہ ممکن ہے کہ اس کی کوئی اور وجہ ہو۔یہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہیں کہ جنہوں نے منیٰ میں چار رکعت ادا کیں' جب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان پر تنکیر کی اور ان کے ساتھ دیگر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اوپر قرار دیا' اگرچہ عثمان رضی اللہ عنہ نے کسی اور وجہ سے کیا جس کی بناء پر انہوں نے نماز میں تکمیل کی۔ ہم عنقریب اپنے موقع پر اسی باب میں بیان کریں گے ان شاءاللہ تعالیٰ۔پس جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے نماز سفر میں قصر کا ثبوت مہیا ہو گیا نہ کہ اتمام۔تو ہمیں اس کی مخالفت کر کے کسی اور بات کو اختیار کرنا جائز نہیں۔اگر کوئی شخص یہ کہے کہ کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ایسی کوئی بات مروی ہے جو اس بات پر

دلالت کرے کہ سفر میں فرض نماز چار رکعت ہیں' تو یہ تمہارے پاس مخالفین کے لیے دلیل قطعی بن جائے گی۔ ہم کہتے ہیں کہ جی ہاں! (ہمارے پاس ذیل کی روایات ہیں)

**حاصل روایات:** یہ اصحاب رسول اللہ ﷺ سفر میں نماز کو قصر کرتے اور جو پوری پڑھتا اس پر تنقید کرتے جیسے سعدؓ سے جب کہا گیا کہ مسور اور عبدالرحمٰن بن یغوث رضی اللہ عنہم تو پوری نماز پڑھتے ہیں تو انہوں نے فرمایا ہم مسئلے کو خوب جانتے ہیں اور ان کو چار پڑھنے میں معذور قرار نہیں دیا۔ اور وہ شخص جس نے سلمانؓ کے ساتھ چار پڑھائیں تو سلمان نے فرمایا ہمیں چار مناسب نہ تھیں ہمارے لئے دو کافی تھیں۔ حاضرین نے ان کی بات کا انکار نہیں کیا۔ اس سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ ان کا طریقہ سفر میں مکمل پڑھنے کا نہ تھا۔

## ایک اشکال:

سلمانؓ کے ساتھ والے دو شخص بھی تو صحابی ہیں مگر انہوں نے نماز چار رکعت ادا کی تو انہوں نے سلمان کے متضاد عمل کیا۔

**جواب:** یہ بات تمہیں فائدہ نہیں دے سکتی کیونکہ عین ممکن ہے کہ مسور اور ان کے ساتھی رضی اللہ کی نظر میں وہ سفر قصر والا نہ ہو اور ان کا خیال ہو کہ غزوہ' حج وعمرہ میں ہی قصر کی جاتی ہے۔ جب یہ احتمال موجود ہے اور ادھر کثرت کے ساتھ جناب رسول اللہ ﷺ اور کثیر صحابہ رضی اللہ عنہم سے قصر ثابت ہے تو ان کے عمل کی یہی تاویل مناسب ہے تاکہ ان کا عمل کثیر اکابر صحابہ کے خلاف نہ ہو۔

اور اس کی نظیر وہ عثمان رضی اللہ عنہ کا عمل ہے کہ انہوں نے منیٰ میں جب چار پڑھائیں اور عبداللہ بن مسعودؓ نے انکار کیا اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم نے انکار کیا تو انہوں نے اپنے عمل کی علت ظاہر کی کہ میں نے شادی کی ہے جس کی وجہ سے مکہ میں میں مقیم بن گیا۔ پس جب قصر جناب رسول اللہ ﷺ اور کثیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہو گیا تو اب کسی کو اس کی مخالفت درست نہیں۔

## سفر میں قصر ہی ہے اس کا فیصلہ کن ثبوت:

۲۳۸۷: حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ : ثَنَا أَسَدٌ ح .وَثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُعَاوِيَةَ قَالَ : ثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ .ح .

۲۳۸۷: عبدالعزیز بن معاویہ نے یحییٰ بن حماد سے بیان کیا۔

۲۳۸۸: وَحَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ : ثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الضَّرِيرُ قَالَا : ثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَخْنَسِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ : قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ الصَّلَاةَ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ فِي الْحَضَرِ أَرْبَعًا وَفِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ .

۲۳۸۸: مجاہد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے پیغمبر کی زبان پر حضر میں چار رکعت نماز فرض کی اور سفر میں دو رکعت۔

**تخریج** : مسلم فی المسافرین ۵' ابن ماجه فی الاقامه باب ۷۳' ۱۰۶۸۔

۲۳۸۹: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ' قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ وَرَوْحٌ' قَالَا : ثَنَا الثَّوْرِيُّ' عَنْ زُبَيْدِ الْيَامِيِّ .ح.

۲۳۸۹: ثوری نے زبید یامی سے بیان کیا۔

۲۳۹۰: وَحَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ' قَالَ : أَبُو الْمُطَرِّفِ بْنُ أَبِي الْوَزِيْرِ' قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ' عَنْ زُبَيْدٍ الْيَامِيِّ' عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى' عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : صَلَاةُ الْأَضْحٰى رَكْعَتَانِ' وَالْفِطْرُ رَكْعَتَانِ' وَالْجُمُعَةُ رَكْعَتَانِ وَصَلَاةُ السَّفَرِ رَكْعَتَانِ' تَمَامٌ لَيْسَ بِقَصْرٍ' عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

۲۳۹۰: زبید نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ بیان کیا کہ عید قربان کی نماز دو رکعت اور عیدالفطر دو رکعت اور جمعہ دو رکعت اور نماز سفر دو رکعت مکمل ہے ناقص نہیں ہے یہ تمہارے پیغمبرؐ کی زبان سے بتلایا گیا ہے۔

**تخریج** : ابن ماجه فی الاقامه باب ۷۳' ۱۰۶۳' مسند احمد ۳۷/۱۔

۲۳۹۱: وَحَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ سِنَانٍ' قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ' وَمُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ' قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ' عَنْ زُبَيْدٍ' عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى' قَالَ : خَطَبَنَا عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ' فَذَكَرَ مِثْلَهُ .

۲۳۹۱: عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہمیں خطبہ دیا پھر انہوں نے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

**تخریج** : ابن حبان ۱۹۷/۳۔

۲۳۹۲: وَحَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ سِنَانٍ وَإِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ' قَالَا : ثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ' قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ' عَنْ زُبَيْدٍ' عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى' قَالَ : قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ .فَذَكَرَ مِثْلَهُ .

۲۳۹۲: عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خطبہ یا پھر اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

**تخریج** : ۱۹۷/۳' نسائی ۲۱۱/۱۔

۲۳۹۳: وَحَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ' قَالَ : ثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ الضَّرِيْرُ' قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ' عَنْ زُبَيْدٍ' فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ .

۲۳۹۳: محمد بن طلحہ نے زبید سے پھر انہوں نے اپنی سند سے روایت نقل کی ہے۔

۲۳۹۴: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوٗدَ' قَالَ : ثَنَا الْقَوَارِيْرِيُّ' قَالَ : ثَنَا يَحْيٰى' عَنْ سُفْيَانَ' قَالَ : ثَنَا زُبَيْدٌ' عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى' عَنِ الثِّقَةِ' عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِثْلَهُ .

۲۳۹۴: عبدالرحمٰن بن لیلیٰ نے ایک ثقہ آدمی سے انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

**تخریج** : بیہقی ۲۸۳/۳۔

۲۳۹۵: حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ، قَالَ : ثَنَا شَرِيْكٌ، عَنْ زُبَيْدٍ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ، غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ عَنِ الثِّقَةِ .

۲۳۹۵: شریک نے زبید سے پھر انہوں نے اپنی سند سے روایت نقل کی البتہ انہوں نے ثقہ سے ذکر نہیں کی۔

**تخریج** : موارد انطمان للهثيمي ۱۴۴/۱۔

۲۳۹۶: حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ، قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مُوْسَى بْنِ سَلَمَةَ، قَالَ : سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَقُلْتُ : إِنِّيْ أُقِيْمُ بِمَكَّةَ، فَكَمْ أُصَلِّي؟ قَالَ : رَكْعَتَيْنِ سُنَّةُ أَبِي الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

۲۳۹۶: موسیٰ بن سلمہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس ؓ سے دریافت کیا کہ میں مکہ میں اقامت اختیار کرتا ہوں تو میں کتنی رکعت پڑھوں تو انہوں نے فرمایا ابوالقاسم ﷺ کی سنت تو دو رکعت ہے۔

**تخریج** : مسلم ۲۴۱/۱۔

۲۳۹۷: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَنْصُوْرٍ، قَالَ : ثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَمِيْلٍ، قَالَ : ثَنَا شَرِيْكٌ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْعَبَّاسِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَا : (سَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ، وَهِيَ تَمَامٌ).

۲۳۹۷: عامر کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم دونوں نے کہا جناب رسول اللہ ﷺ نے سفر کی مکمل نماز دو رکعت قرار دی ہے۔

**تخریج** : ابن ماجه فی الاقامه باب۷۳، ۱۰۶۶۔

۲۳۹۸: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا رَوْحٌ، قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

۲۳۹۸: شعبہ نے حضرت جابر ؓ سے اپنی سند سے روایت نقل کی ہے۔

**تخریج** : اسماعیلی۔

۲۳۹۹: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا رَوْحٌ قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ : ثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ أَنَّهُ سَأَلْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ الصَّلَاةِ فِي السَّفَرِ، فَقَالَ أَخْشَى أَنْ تَكْذِبَ عَلَيَّ رَكْعَتَانِ مَنْ خَالَفَ السُّنَّةَ كَفَرَ .

۲۳۹۹: صفوان بن محرز کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر ؓ سے نماز سفر کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے فرمایا مجھے

خطرہ ہے کہ تو مجھ پر جھوٹ نہ باندھے۔ فرمایا دو رکعت ہیں جس نے مخالفت کی اس نے ناشکری و ناقدری کی۔

**تخریج** : مصنفہ عبدالرزاق ۲/۵۲۰۔

۲۴۰۰: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ قَالَ : ثَنَا رَوْحٌ قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ التَّيَّاحِ عَنْ مُوَرِّقٍ قَالَ : سَأَلَ صَفْوَانُ بْنُ مُحْرِزٍ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَذَكَرَ مِثْلَهُ .

۲۴۰۰: مورق کہتے ہیں کہ صفوان بن محرز نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا تو انہوں نے اسی طرح کی بات فرمائی۔

**تخریج** : عبدالرزاق ۲/۵۱۹۔

۲۴۰۱: حَدَّثَنَا رَبِيْعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ : ثَنَا أَسَدٌ قَالَ : ثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ : ثَنَا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ : سَأَلْتُ طَاوُسًا عَنِ التَّطَوُّعِ فِي السَّفَرِ .فَقَالَ : وَمَا يَمْنَعُكَ؟ فَقَالَ الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ : أَنَا أُحَدِّثُكَ أَنَا سَأَلْتُ طَاوُسًا عَنْ هٰذَا فَقَالَ : قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا : قَدْ فُرِضَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةُ فِي الْحَضَرِ أَرْبَعًا وَفِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ فَكَمَا يُتَطَوَّعُ هٰهُنَا قَبْلَهَا وَمِنْ بَعْدِهَا فَكَذٰلِكَ يُصَلِّي فِي السَّفَرِ قَبْلَهَا وَبَعْدَهَا .

۲۴۰۱: اسامہ بن زید نے کہا میں نے طاؤس سے سفر میں نوافل کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا تمہیں پڑھنے سے کیا رکاوٹ ہے؟ حسن بن مسلم کہنے لگے میں تمہیں بتلاتا ہوں میں نے طاؤس سے اس سلسلہ میں سوال کیا تو انہوں نے کہا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حضر میں چار رکعت مقرر کی گئیں اور سفر میں دو رکعت مقرر کی گئیں پس جو نفل نماز اس سے پہلے اور بعد یہاں پڑھتا ہے وہ اسی طرح سفر میں ادا کرے گا۔

**تخریج** : بیہقی ۳/۲۲۵۔

۲۴۰۲: حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ : فُرِضَتِ الصَّلَاةُ أَوَّلَ مَا فُرِضَتْ رَكْعَتَيْنِ فَأُقِرَّتْ صَلَاةُ السَّفَرِ وَزِيْدَ فِيْ صَلَاةِ الْحَضَرِ .

۲۴۰۲: عروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا کہ شروع میں نماز دو دو رکعت مقرر ہوئی حضر کی نماز میں اضافہ کر دیا گیا اور سفر کی نماز اسی طرح رہی۔

**تخریج** : بخاری فی تقصیر الصلاۃ باب ۵، مسلم فی المسافرین نمبر ۲، ابو داؤد فی السفر باب ۱، ۱۱۹۸۔

۲۴۰۳: حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ : ثَنَا الْقَعْنَبِيُّ قَالَ : ثَنَا مَالِكٌ ثُمَّ ذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهُ .

۲۴۰۳: قعنبی نے کہا ہمیں مالک نے بیان کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے روایت نقل کی۔

**تخریج** : ابو داؤد ۱/۱۶۹۔

۲۴۰۴: حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ : ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ أَبِیْ قِلَابَةَ (عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِیْ عَامِرٍ أَنَّهُ أَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ یَطْعَمُ فَقَالَ : هَلُمَّ فَكُلْ فَقَالَ : إِنِّیْ صَائِمٌ .فَقَالَ : اُدْنُ حَتّٰی أُخْبِرَكَ عَنِ الصَّوْمِ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَضَعَ شَطْرَ الصَّلَاةِ عَنِ الْمُسَافِرِ وَالصَّوْمَ عَنِ الْحُبْلٰی وَالْمُرْضِعِ).

۲۴۰۴: ابوقلابہ نے بنی عامر کے ایک شخص سے نقل کیا جو جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایسے وقت حاضر ہوا کہ آپ کھانا کھا رہے تھے آپ نے فرمایا آؤ۔ کھانا تناول کرلو۔ اس نے عرض کیا کہ میں روزہ سے ہوں آپ نے فرمایا قریب ہوتا کہ میں تمہیں روزے کے متعلق بتلا دوں۔ اللہ تعالیٰ نے نماز ایک حصہ مسافر کو معاف کر دیا اور روزہ حاملہ اور دودھ پلانے والی سے ہٹا دیا۔

**تخریج** : ابو داؤد فی الصوم باب۴۴، ۲۴۰۸، ترمذی فی الصوم باب۲۱، ۷۱۵، نسائی فی الصیام باب۵۱، ابن ماجہ فی الصیام باب۱۲، ۱۶۶۷، مسند احمد ۳۴۷/۵،۴/۲۹۱۔

۲۴۰۵: حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا رَوْحٌ قَالَ : ثَنَا حَمَّادٌ عَنِ الْجُرَیْرِیِّ عَنْ أَبِی الْعَلَاءِ عَنْ رَجُلٍ مِنْ قَوْمِهٖ أَنَّهُ أَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ مِثْلَهٗ .

۲۴۰۵: ابوالعلاء نے اپنی قوم کے ایک آدمی سے بیان کیا کہ وہ جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا پھر اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۲۴۰۶: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا نُعَیْمُ بْنُ حَمَّادٍ قَالَ : أَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ : أَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ أَبِیْ قِلَابَةَ عَنْ رَجُلٍ قَالَ : (أَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِحَاجَةٍ فَإِذَا هُوَ یَتَغَدّٰی فَقَالَ : هَلُمَّ إِلَی الْغَدَاءِ قُلْتُ : إِنِّیْ صَائِمٌ .فَقَالَ : إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ نِصْفَ الصَّلَاةِ وَالصَّوْمِ).

۲۴۰۶: ابوقلابہ نے ایک آدمی سے بیان کیا وہ کہتا ہے کہ میں جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کسی کام آیا آپ اس وقت صبح کا کھانا تناول فرما رہے تھے آپ نے فرمایا۔ آؤ صبح کا کھانا کھالو۔ میں نے کہا میں روزہ دار ہوں آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مسافر سے آدھی نماز اور روزہ ہٹا دیا۔

**تخریج** : نسائی ۳۱۶/۱۔

۲۴۰۷: حَدَّثَنَا نَصْرٌ قَالَ : ثَنَا نُعَیْمٌ قَالَ : أَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ : أَنَا ابْنُ عُیَیْنَةَ عَنْ أَیُّوْبَ قَالَ : حَدَّثَنِیْ أَبُوْ قِلَابَةَ عَنْ شَیْخٍ مِنْ بَنِیْ قُشَیْرٍ عَنْ عَمِّهٖ .ثُمَّ لَقِیْنَاهُ یَوْمًا فَقَالَ لَهٗ أَبُوْ قِلَابَةَ حَدِّثْهُ یَعْنِیْ أَیُّوْبَ .فَقَالَ الشَّیْخُ حَدَّثَنِیْ عَمِّیْ أَنَّهٗ ذَهَبَ فِیْ إِبِلٍ لَهٗ فَانْتَهٰی إِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ

ذَكَرَ مِثْلَهُ وَزَادَ (وَعَنِ الْحَامِلِ وَالْمُرْضِعِ).

۲۴۰۷: ابو قلابہ نے بنی قشیر کے ایک شخص سے نقل کیا انہوں نے اپنے چچا سے پھر ہم ان کو ایک دن ملے تو ان کو ابو قلابہ نے کہا وہ روایت ایوب کو بھی بیان کر دو۔ شیخ نے کہا میرے چچا نے مجھ سے بیان کیا کہ میں اپنے اونٹوں کے ساتھ گیا اور جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچا پھر اسی طرح کی روایت بیان کی اور اس میں عن الحامل والمرضع کا اضافہ کیا ہے۔

**تخریج** : نسائی ۲۲۷۵۔

۲۴۰۸: حَدَّثَنَا نَصْرٌ قَالَ : ثَنَا نُعَيْمٌ قَالَ : أَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ : أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَوَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مِنْ بَنِي عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ : أَغَارَتْ عَلَيْنَا خَيْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَهُ.

۲۴۰۸: عبداللہ بن سوادہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے بنو عبداللہ بن کعب بن مالک سے نقل کیا کہ ہم پر جناب رسول اللہ ﷺ کے دستہ نے حملہ کیا۔ پھر اسی طرح سے روایت نقل کی ہے۔

**تخریج** : ابو داؤد ۳۲۷/۱۔

۲۴۰۹: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ وَابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَا : ثَنَا أَبُوْ دَاوُدَ عَنْ أَبِي عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ هَانِءِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيْرِ عَنْ رَجُلٍ بَلْ جُرَيْشٍ قَالَ : (كُنَّا نُسَافِرُ فَأَتَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَطْعَمُ فَقَالَ : هَلُمَّ فَاطْعَمْ فَقُلْتُ : إِنِّي صَائِمٌ .فَقَالَ : هَلُمَّ أُحَدِّثْكَ عَنِ الصِّيَامِ إِنَّ اللّٰهَ وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ الصِّيَامَ وَشَطْرَ الصَّلَاةِ).

۲۴۰۹: ہانی بن عبداللہ بن الشخیر نے بلجریش کے ایک آدمی سے بیان کیا کہ ہم جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے آپ اس وقت کھانا تناول فرما رہے تھے۔ آپ نے فرمایا آ کھانا کھالو۔ میں نے عرض کیا میں روزہ دار ہوں آپ نے کہا آؤ میں تمہیں روزے کے متعلق بیان کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مسافر سے روزے اور نماز کے ایک حصہ کو ہٹالیا ہے۔

**تخریج** : نسائی ۳۱۶/۱، کتاب الصیام۔

۲۴۱۰: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنُ مَيْمُوْنٍ قَالَ : ثَنَا الْوَلِيْدُ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ يَحْيَى ؛ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ قِلَابَةَ قَالَ : حَدَّثَنِي أَبُوْ أُمَيَّةَ ، أَوْ عَنْ رَجُلٍ عَنْ أَبِي أُمَيَّةَ قَالَ : (قَدِمْتُ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَفَرٍ ؛ فَقَالَ : أَلَا تَنْتَظِرُ الْغَدَا يَا أَبَا أُمَيَّةَ؟ فَقُلْتُ : إِنِّي صَائِمٌ ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَهُ). فَهٰذِهِ الْآثَارُ الَّتِي رَوَيْنَاهَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَدُلُّ عَلَى أَنَّ فَرْضَ

الْمُسَافِرِ رَكْعَتَانِ .وَأَنَّهُ فِي رَكْعَتَيْهِ كَالْمُقِيمِ فِي أَرْبَعَةٍ .فَكَمَا لَيْسَ لِلْمُقِيمِ أَنْ يَزِيدَ فِي صَلَاتِهِ عَلَى أَرْبَعَةٍ شَيْئًا، فَكَذَلِكَ لَيْسَ لِلْمُسَافِرِ أَنْ يَزِيدَ فِي صَلَاتِهِ عَلَى رَكْعَتَيْنِ شَيْئًا .وَكَانَ النَّظَرُ عِنْدَنَا فِي ذَلِكَ أَنَّا رَأَيْنَا الْفُرُوضَ الْمُجْتَمَعَ عَلَيْهَا، لَا بُدَّ لِمَنْ هِيَ عَلَيْهِ مِنْ أَنْ يَأْتِيَ بِهَا ؛ وَلَا يَكُونُ لَهُ خِيَارٌ فِي أَنْ لَا يَأْتِيَ بِمَا عَلَيْهِ مِنْهَا .وَكَانَ مَا أُجْمِعَ عَلَيْهِ أَنَّ لِلرَّجُلِ أَنْ يَأْتِيَ بِهِ إِنْ شَاءَ ؛ وَإِنْ شَاءَ لَمْ يَأْتِ بِهِ، فَهُوَ التَّطَوُّعُ ؛ إِنْ شَاءَ فَعَلَهُ ؛ وَإِنْ شَاءَ تَرَكَهُ .فَهَذِهِ هِيَ صِفَةُ التَّطَوُّعِ، وَمَا لَا بُدَّ مِنَ الْإِتْيَانِ بِهِ، فَهُوَ الْفَرْضُ، وَكَانَتِ الرَّكْعَتَانِ لَا بُدَّ مِنَ الْمَجِيءِ بِهِمَا وَمَا بَعْدَهُمَا فَفِيهِ اخْتِلَافٌ .فَقَوْمٌ يَقُولُونَ : لَا يَنْبَغِي أَنْ يُؤْتَى بِهِ، وَقَوْمٌ يَقُولُونَ لِلْمُسَافِرِ أَنْ يَجِيءَ بِهِ إِنْ شَاءَ، وَلَهُ أَنْ لَا يَجِيءَ بِهِ .فَالرَّكْعَتَانِ مَوْصُوفَتَانِ بِصِفَةِ الْفَرْضِ، فَهُمَا فَرِيضَةٌ، وَمَا بَعْدَ الرَّكْعَتَيْنِ مَوْصُوفٌ بِصِفَةِ التَّطَوُّعِ، فَهُوَ تَطَوُّعٌ .فَثَبَتَ بِذَلِكَ أَنَّ الْمُسَافِرَ فَرْضُهُ رَكْعَتَانِ، وَكَانَ الْفَرْضُ عَلَى الْمُقِيمِ أَرْبَعًا فِيمَا يَكُونُ فَرْضُهُ عَلَى الْمُسَافِرِ رَكْعَتَيْنِ .فَكَمَا لَا يَنْبَغِي لِلْمُقِيمِ أَنْ يُصَلِّيَ بَعْدَ الْأَرْبَعِ شَيْئًا مِنْ غَيْرِ تَسْلِيمٍ، فَكَذَلِكَ لَا يَنْبَغِي لِلْمُسَافِرِ أَنْ يُصَلِّيَ بَعْدَ الرَّكْعَتَيْنِ شَيْئًا بِغَيْرِ تَسْلِيمٍ .فَهَذَا هُوَ النَّظَرُ- عِنْدَنَا -فِي هَذَا الْبَابِ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ، وَأَبِي يُوسُفَ، وَمُحَمَّدٍ، رَحِمَهُمُ اللَّهُ تَعَالَى. فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ : فَقَدْ رُوِيَ عَنْ جَمَاعَةٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُمْ كَانُوا يُتِمُّونَ، وَذَكَرَ فِي ذَلِكَ مَا قَدْ فَعَلَهُ عُثْمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِمِنًى .

۲۴۱۰: ابو قلابہ کہتے ہیں کہ مجھے ابوامیہ نے یا کسی آدمی نے ابوامیہ سے بیان کیا کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سفر سے واپس آیا تو آپ نے فرمایا اے ابوامیہ! کیا تم صبح کے کھانے کا انتظار نہ کرو گے۔ میں نے عرض کیا میں روزے سے ہوں پھر اسی طرح روایت نقل کی۔ یہ وہ آثار ہیں جن کو ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے یہ تمام اس پر دلالت کرتے ہیں کہ مسافر کے لیے فرض نماز دو رکعت ہے اور وہ اپنی ان دو رکعتوں میں اس مقیم کی طرح ہے جو اپنی چار رکعتوں سے ادائیگی کرنے والا ہو۔ پس جس طرح مقیم کو چار رکعت سے اضافہ اپنی نماز میں درست نہیں' اسی طرح مسافر کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنی نماز میں دو رکعت سے اضافہ کرے۔ ہمارے نزدیک اس میں نظر وفکر کا تقاضا یہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ فرض نماز کو مکمل پڑھنا تمام کے ہاں متفق علیہ ہے اس میں سے کسی چیز کا چھوڑنا اس شخص کے لیے جائز نہیں جس پر لازم ہو' اس پر سب کا اتفاق ہے اور اس کو مکمل ادا کرنا بہرحال ضروری ہے اور اس پر بھی اتفاق ہے جس چیز کو کرنے یا نہ کرنے میں اختیار ہے وہ نوافل ہیں اور نوافل کا یہی حکم ہے اور جس کا کرنا ضروری ہے وہ فرض ہے اور دو رکعت کا ادا کرنا تو ضروری ہے اور دو کے بعد والی رکعات میں اختلاف ہے۔ بعض لوگوں نے ان کے ادا کرنے کو ضروری قرار دیا اور دوسروں نے کہا کہ مسافر کے

لیے ان دو کی ادائیگی مرضی پر موقوف ہے خواہ ادا کرے یا ادا نہ کرے۔ تو گویا دو رکعت میں فرض کی صفت پائی جاتی ہے اور بعد والی دو رکعت نوافل والی حالت رکھتی ہیں۔ پس وہ نفل ہیں۔ پس اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ مسافر کا اصل فرض دو رکعت ہے اور مقیم کا فرض اس نماز میں چار رکعت' جس میں مسافر کے لیے دو رکعت ہیں۔ پس جس طرح مقیم کے لیے جائز نہیں کہ ایک سلام سے چار رکعت پر کچھ اضافہ کرے بالکل اسی طرح مسافر کے لیے جائز نہیں ہے کہ دو رکعت کے بعد سلام کے بغیر کسی چیز کا اضافہ کرے۔ ہمارے نزدیک اس باب میں نظر و فکر کا تقاضا یہی ہے اور یہی قول امام ابوحنیفہ' ابو یوسف' محمد رحمہم اللہ کا ہے۔ بالفرض اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ اصحاب رسول اللہ ﷺ کی ایک جماعت سے منقول ہے کہ وہ نماز تکمیل کرتے تھے اور اس کے ثبوت میں منیٰ میں کیا جانے والا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا عمل پیش کرلے۔

**تخریج** : بیهقی ٣٩٠/٤۔

## حاصل کلام:

یہ آثار جن کو ہم نے جناب رسول اللہ ﷺ سے ہم نے نقل کیا ہے یہ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ مسافر کا فریضہ دو رکعت ہیں اور وہ اپنی دو رکعتوں کے حق میں مقیم کی طرح ہے۔ پس جس طرح مقیم کو اپنی نماز میں چار پر اضافہ جائز نہیں اسی طرح مسافر کو اپنی دو رکعت پر اضافہ جائز نہیں ہے یہ روایات کے لحاظ سے ذکر کیا گیا ہے۔

## نظر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ:

جب ہم فرائض پر نظر ڈالتے ہیں تو یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ ان کا کرنا ضروری ہے کسی کو ان میں کرنے نہ کرنے کا اختیار نہیں ہے اور اس پر سب کا اتفاق ہے کہ نوافل کو کرنا نہ کرنا درست ہے یہ نوافل کی صفت ہے اور جس کا بہر صورت کرنا ضروری ہے وہ فرائض ہیں دو رکعتوں کا ادا کرنا تو تمام کے نزدیک لازم ہے اور ان کے علاوہ میں اختلاف ہے کچھ لوگ ان کے کرنے کو لازم قرار دیتے ہیں اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ مسافر کو کرنے نہ کرنے کا اختیار ہے ان دو رکعتوں کی صفت تو فرض ہونا ہے اور وہ دونوں فرض ہیں اور بعد والی رکعتیں تطوع کے حکم میں ہیں۔

پس اس سے یہ بات ثابت ہوگئی مسافر کا فرض دو رکعت اور مقیم پر فرض چار رکعت جہاں مسافر پر دو رکعت ہیں پس جس طرح مقیم کو چار کے بعد بلا تسلیم اور کوئی چیز ان سے ملانی درست نہیں پس اسی طرح مسافر کو بھی مناسب نہیں کہ وہ دو رکعت کے بعد بغیر سلام کے اور کچھ پڑھے اور ملائے۔ نظر کا یہ تقاضا ہے۔

اور یہی ہمارے امام ابوحنیفہ' ابو یوسف و محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔

## ایک سوال:

اصحاب رسول اللہ ﷺ کی ایک جماعت سے چار پڑھنا منقول ہے اور ان میں منجملہ عثمان ؓ ہیں جنہوں نے منیٰ میں دو رکعت کی بجائے چار رکعت ادا کی۔ روایات اتمام یہ ہیں۔

۲۴۱۱: وَمَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوٗدَ، قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ، قَالَ : ثَنَا يُوْنُسُ بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ : حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، قَالَ : حَدَّثَنِيْ صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ : أَوَّلُ مَا فُرِضَتِ الصَّلَاةُ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ أُكْمِلَتْ أَرْبَعًا، وَأُثْبِتَتْ لِلْمُسَافِرِ. قَالَ صَالِحٌ : فَحَدَّثْتُ بِذٰلِكَ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ، فَقَالَ : عُرْوَةُ حَدَّثَنِيْ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا كَانَتْ تُصَلِّيْ فِي السَّفَرِ أَرْبَعًا .

۲۴۱۱: عروہ نے حضرت عائشہ ؓ سے بیان کیا کہ وہ فرماتی ہیں کہ شروع میں نماز دو رکعت فرض ہوئی پھر چار مکمل کی گئی اور مسافر کے لئے اسی طرح قائم رکھی گئی صالح کہتے ہیں کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز کو یہ بات کہی تو انہوں نے کہا مجھے عروہ نے بیان کیا کہ حضرت عائشہ ؓ سفر میں چار رکعت پڑھا کرتی تھیں۔

**تخریج** : بخاری فی تقصیر الصلاۃ باب ۵، مسلم فی المسافرین نمبر ۱۔

۲۴۱۲: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ دَاوٗدَ، قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ : اسْتَأْذَنْتُ حُذَيْفَةَ مِنَ الْكُوْفَةِ إِلَى الْمَدَائِنِ، أَوْ مِنَ الْمَدَائِنِ إِلَى الْكُوْفَةِ فِيْ رَمَضَانَ، فَقَالَ : آذَنُ لَكَ عَلٰى أَنْ لَا تُفْطِرَ وَلَا تَقْصُرَ، قَالَ : قُلْتُ وَأَنَا أَكْفُلُ لَكَ أَنْ لَا أَقْصُرَ وَلَا أُفْطِرَ .

۲۴۱۲: ابراہیم تیمی نے اپنے والد سے بیان کیا کہ میں نے کوفہ سے مدائن جانے کے لئے حضرت حذیفہؓ سے اجازت طلب کی یا مدائن سے کوفہ آنے کی اجازت رمضان میں طلب کی تو انہوں نے کہا کہ میں تمہیں اس شرط پر اجازت دیتا ہوں کہ تو نہ قصر کرے اور نہ افطار کرے۔ کہتے ہیں کہ میں نے کہا میں آپ کو ضمانت دیتا ہوں کہ نہ قصر کروں گا اور نہ افطار کروں گا۔

**تخریج** : عبدالرزاق ۲/۵۲۷۔

۲۴۱۳: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا رَوْحٌ، قَالَ : ثَنَا ابْنُ عَوْنٍ، قَالَ : قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ، فَأَدْرَكْتُ رَكْعَةً مِنَ الْعِشَاءِ، فَصَنَعْتُ شَيْئًا بِرَأْيِيْ فَسَأَلْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ فَقَالَ : أَكُنْتَ تَرٰى أَنَّ اللّٰهَ يُعَذِّبُكَ لَوْ صَلَّيْتَ أَرْبَعًا؟ كَانَتْ أُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَائِشَةُ تُصَلِّيْ أَرْبَعًا، وَتَقُوْلُ الْمُسْلِمُوْنَ يُصَلُّوْنَ أَرْبَعًا .

۲۴۱۳: روح نے بیان کیا کہ ہمیں ابن عون نے بیان کیا کہ میں مدینہ منورہ آیا تو مجھے عشاء کی ایک رکعت ملی میں نے اپنی رائے سے ایک پر عمل کیا پھر میں نے قاسم بن محمد سے سوال کیا تو وہ کہنے لگے کیا تیرا یہ خیال ہے کہ اگر تو چار پڑھ لیتا تو اللہ تعالیٰ تمہیں سزا دیتا؟ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا چار پڑھا کرتی تھیں۔ اور مسلمانوں کو چار پڑھنے کا حکم دیتی تھیں۔

۲۴۱۴: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ قَالَ : ثَنَا رَوْحٌ قَالَ : ثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ : قُلْتُ لِعَطَاءٍ أَيُّ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوَفِّي الصَّلَاةَ فِي السَّفَرِ؟ فَقَالَ : لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَسَعْدَ بْنَ أَبِيْ وَقَّاصٍ . فَهٰذَا عَطَاءٌ قَدْ حَكٰى ذٰلِكَ عَنْ سَعْدٍ وَقَدْ رَوَيْنَا عَنْهُ خِلَافَ ذٰلِكَ فِيْ حَدِيْثِ الزُّهْرِيِّ وَحَبِيْبِ بْنِ أَبِيْ ثَابِتٍ .

۲۴۱۴: ابن جریج کہتے ہیں کہ میں نے عطاء کو کہا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے کون سے اصحاب سفر میں پوری نماز کرتے تھے انہوں نے کہا مجھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی کا علم نہیں۔ یہ عطاء ہیں جو کہ سعد سے اسی طرح روایت کر رہے ہیں حالانکہ حدیث زہری میں ہم سعد سے اس کے خلاف نقل کر آئے ہیں۔ اسی طرح حبیب بن ابی ثابت سے بھی سعدؓ کا قول اس کے خلاف نقل کیا ہے۔

۲۴۱۵: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ قَالَ : ثَنَا رَوْحٌ قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حِبَّانَ الْبَارِقِيِّ قَالَ : قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ إِنِّيْ مِنْ بَعْثِ أَهْلِ الْعِرَاقِ فَكَيْفَ أُصَلِّي؟ قَالَ : إِنْ صَلَّيْتَ أَرْبَعًا فَأَنْتَ فِيْ مِصْرٍ وَإِنْ صَلَّيْتَ رَكْعَتَيْنِ فَأَنْتَ مُسَافِرٌ . فَهٰذَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَحُذَيْفَةُ بْنُ الْيَمَانِ وَعَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَدْ رُوِيَ عَنْهُمْ فِيْ إِتْمَامِ الصَّلَاةِ فِي السَّفَرِ مَا قَدْ ذَكَرْنَا . وَلِكُلٍّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ فِيْ مَذْهَبِهِ الَّذِيْ ذَهَبَ إِلَيْهِ مَعْنًى سَنُبَيِّنُهُ فِيْ هٰذَا الْبَابِ وَنَذْكُرُ مَعَ ذٰلِكَ مَا يَجِبُ بِهِ لِقَوْلِهِ مِنْ طَرِيْقِ النَّظَرِ وَمَا يَجِبُ عَلَيْهِ أَيْضًا مِنْ طَرِيْقِ النَّظَرِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى . فَأَمَّا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَالَّذِيْ ذَكَرْنَا عَنْهُ مِنْ ذٰلِكَ هُوَ إِتْمَامُهُ الصَّلَاةَ بِ "مِنًى" فَلَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ لِأَنَّهُ أَنْكَرَ التَّقْصِيْرَ فِي السَّفَرِ . وَكَيْفَ يُتَوَهَّمُ ذٰلِكَ عَلَيْهِ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : (وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ) الْآيَةَ فَأَبَاحَ اللّٰهُ لَهُمُ التَّقْصِيْرَ فِيْ هٰذِهِ الْآيَةِ إِذَا خَافُوْا أَنْ يَفْتِنَهُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا . ثُمَّ أَخْبَرَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ ذٰلِكَ وَاجِبٌ لَهُمْ وَإِنْ أَمِنُوْا فِيْ حَدِيْثِ يَعْلَى بْنِ مُنْيَةَ الَّذِيْ رَوَيْنَاهُ عَنْهُ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ أَوَّلِ هٰذَا الْبَابِ (وَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِ مِنًى رَكْعَتَيْنِ) وَهُمْ أَكْثَرُ مَا كَانُوْا وَآمَنُهُ وَعُثْمَانُ مَعَهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَلَمْ يَكُنْ إِتْمَامُهُ الصَّلَاةَ بِ "مِنًى" لِأَنَّهُ أَنْكَرَ التَّقْصِيْرَ فِي السَّفَرِ وَلٰكِنْ لِمَعْنًى

قَدْ اُخْتُلِفَ فِیْهِ .

۲۴۱۵: حبان بارقی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا میں عراق کی طرف جا رہا ہوں میں کس طرح نماز ادا کروں انہوں نے فرمایا اگر تم چار پڑھو تو تم شہر میں ہو اور اگر دو پڑھو تو مسافر ہو۔ لو یہ حضرت عثمان بن عفان' عائشہ صدیقہ' حذیفہ بن الیمان اور ابن عمر رضی اللہ عنہم ہیں کہ جن سے سفر میں نماز کی تکمیل سے متعلق منقول ہوئیں۔ ان حضرات میں سے ہر ایک کے پاس اپنے اختیار کردہ عمل کی کوئی نہ کوئی وجہ ہے جس کا عنقریب ہم تذکرہ کریں گے اور بطریق نظر و فکر ہر ایک کے معنی پر جو چیز لازم ہوتی ہے وہ بھی ذکر کریں گے۔ ان شاء اللہ۔ وضاحت سنیے یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے منیٰ میں نماز کو مکمل کیا تو وہ اس بناء پر نہ تھی کہ وہ سفر میں قصر کے قائل نہ تھے اور اس کا قطعاً واہمہ بھی نہیں کیا جا سکتا جبکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿واذا ضربتم فی الارض......﴾ (الآیۃ) اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں قصر کو ان کے لیے اس وقت مباح کیا ہے۔ جبکہ کفار کے فتنہ میں مبتلا کرنے کا خطرہ ہو پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی اطلاع دی کہ یہ ان کے لیے لازم ہے خواہ وہ امن کی حالت میں ہوں۔ یہ بات حضرت یعلی بن منیہ کی روایت میں موجود ہے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وساطت سے یہ روایت اسی باب کی ابتداء میں مذکور ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں دو رکعت نماز ادا کی جبکہ وہ تعداد میں بھی زیادہ اور خوب امن میں بھی تھے اور اس وقت عثمان بھی ان کے ساتھ تھے۔ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے منیٰ میں نماز کو دراز یعنی چار رکعت اس لیے ادا نہیں کیا کہ وہ قصر کا سفر میں انکار کرتے تھے بلکہ اس کی وجہ میں اختلاف کیا گیا ہے۔ روایت یہ ہے۔

## حاصل کلام:

یہ عثمان بن عفان' حذیفہ بن یمان' حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم ہیں ان سے سفر میں نماز کو مکمل کرنے کی روایات ہیں۔

## ان روایات کا تاویلی معنی:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق تو گزارش یہ ہے کہ ان کا مکمل کرنا اس وجہ سے نہ تھا کہ وہ سفر میں قصر کے قائل نہ تھے اور یہ کیسے تصور کیا جا سکتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ واذا ضربتم فی الارض (النساء ۱۰۱) اللہ تعالیٰ نے قصر کو اس آیت میں مباح قرار دیا جبکہ کفار کے فتنے کا خوف دامن گیر ہو اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس کے وجوب کی اطلاع دی اور یقیناً وہ یعلی بن منیہ والی روایت ہے جس کو ہم بیان کر آئے وہ امن والے اور اکثریت والے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں نماز دو رکعت پڑھائی اور عثمان رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ پس منیٰ میں ان کا مکمل کرنا اس وجہ سے تو نہیں ہو سکتا کہ وہ قصر کا انکار کرنے والے تھے بلکہ اس بنیاد پر انہوں نے منیٰ میں نماز پوری کی جس کے متعلق مختلف روایات ملتی ہیں۔

۲۴۱۶: فَحَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مَهْدِيٍّ، قَالَ : أَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ : أَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ : إِنَّمَا صَلَّى عُثْمَانُ بِ "مِنًى " أَرْبَعًا لِأَنَّهُ أَزْمَعَ عَلَى الْمُقَامِ بَعْدَ الْحَجِّ .فَأَخْبَرَنَا الزُّهْرِيُّ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ أَنَّ إِتْمَامَ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِنَّمَا كَانَ لِأَنَّهُ نَوَى الْإِقَامَةَ فَصَارَ إِتْمَامُهُ ذٰلِكَ وَهُوَ مُقِيْمٌ، قَدْ خَرَجَ مِمَّا كَانَا فِيْهِ مِنْ حُكْمِ السَّفَرِ، وَدَخَلَ فِيْ حُكْمِ الْإِقَامَةِ فَلَيْسَ فِيْ فِعْلِهِ ذٰلِكَ دَلِيْلٌ عَلٰى مَذْهَبِهٖ كَيْفَ كَانَ فِي الصَّلَاةِ فِي السَّفَرِ، هَلْ هُوَ الْإِتْمَامُ أَوِ التَّقْصِيْرُ . وَقَدْ قَالَ الزُّهْرِيُّ أَيْضًا غَيْرَ ذٰلِكَ.

۲۴۱۶: زہری سے روایت ہے کہ حضرت عثمان نے منیٰ میں چار پڑھائیں کیونکہ انہوں نے حج کے بعد قیام کا ارادہ کر رکھا تھا۔ پس ہمیں زہری نے اس روایت میں اس بات کی خبر دی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مکمل نماز منیٰ میں اس وجہ سے ادا کی کیونکہ وہ اقامت کی مکہ میں نیت کر چکے تھے۔ پس ان کا مکمل کرنا مقیم ہونے کی وجہ سے تھا۔ پس جب وہ سفر والے حکم سے نکل گئے اور اقامت والے حکم میں داخل ہو گئے تو اب ان کے سفر میں تکمیل کی کوئی دلیل قائم نہ رہی کہ ان کی سفری نماز کیسی تھی، کامل یا قصر والی۔ زہری رحمہ اللہ نے اس کے علاوہ بھی روایت نقل کی ہے۔

**تخریج** : ابو داؤد ۱/ ۲۷۰۔

پس اس روایت میں زہری نے بتلایا کہ عثمان رضی اللہ عنہ منیٰ میں اقامت کی نیت کر لینے کی وجہ سے مکمل فرض پڑھتے تھے پس جب وہ مسافر کے حکم سے نکل گئے اور مقیم بن گئے تو ان کا فعل سفر میں تخییر والوں کی دلیل نہیں بن سکتا۔

۲۴۱۷: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عُمَرَ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، قَالَ : أَنَا أَيُّوْبُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ : إِنَّمَا صَلّٰى عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِ "مِنًى "أَرْبَعًا لِأَنَّ الْأَعْرَابَ كَانُوْا أَكْثَرَ فِيْ ذٰلِكَ الْعَامِ، فَأَحَبَّ أَنْ يُخْبِرَهُمْ أَنَّ الصَّلَاةَ أَرْبَعٌ .فَهٰذَا يُخْبِرُ أَنَّهُ فَعَلَ مَا فَعَلَ لِيُعَلِّمَ الْأَعْرَابَ بِهٖ أَنَّ الصَّلَاةَ أَرْبَعٌ .فَقَدْ يَحْتَمِلُ أَنْ يَكُوْنَ لَمَّا أَرَادَ أَنْ يُرِيَهُمْ ذٰلِكَ، نَوَى الْإِقَامَةَ، فَصَارَ مُقِيْمًا، فَرْضُهُ أَرْبَعٌ، فَصَلّٰى بِهِمْ أَرْبَعًا، وَهُوَ مُقِيْمٌ بِالسَّبَبِ الَّذِيْ حَكَاهُ مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ فِي الْفَصْلِ الَّذِيْ قَبْلَ هٰذَا .وَيَحْتَمِلُ أَنْ يَكُوْنَ فَعَلَ ذٰلِكَ وَهُوَ مُسَافِرٌ لِتِلْكَ الْعِلَّةِ .وَالتَّأْوِيْلُ الْأَوَّلُ أَشْبَهُ عِنْدَنَا وَاللّٰهُ أَعْلَمُ، لِأَنَّ الْأَعْرَابَ كَانُوْا بِالصَّلَاةِ وَأَحْكَامِهَا فِيْ زَمَنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْهَلَ مِنْهُمْ بِهَا وَبِحُكْمِهَا فِيْ زَمَنِ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَهُمْ بِأَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ حِيْنَئِذٍ أَحْدَثُ عَهْدًا .فَهُمْ كَانُوْا فِيْ زَمَنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْعِلْمِ بِفَرَائِضِ الصَّلَاةِ أَحْوَجَ مِنْهُمْ إِلٰى ذٰلِكَ فِيْ زَمَنِ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ .فَلَمَّا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يُتِمَّ الصَّلَاةَ لِتِلْكَ الْعِلَّةِ، وَلٰكِنْ قَصَرَهَا لِيُصَلُّوْا مَعَهُ صَلَاةَ السَّفَرِ عَلٰى حُكْمِهَا، وَيُعَلِّمَهُمْ صَلَاةَ الْإِقَامَةِ عَلٰى

حُكْمِهَا فِي السَّفَرِ' كَانَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَحْرٰى أَنْ لَا يُتِمَّ بِهِمُ الصَّلَاةَ لِتِلْكَ الْعِلَّةِ' وَلٰكِنَّهُ يُصَلِّيْهَا بِهِمْ عَلٰى حُكْمِهَا فِي السَّفَرِ' وَيُعَلِّمُهُمْ كَيْفَ حُكْمُهَا فِي الْحَضَرِ .فَقَدْ عَادَ مَعْنٰى مَا صَحَّ مِنْ تَأْوِيْلِ حَدِيْثِ أَيُّوْبَ' عَنِ الزُّهْرِيِّ' إِلٰى مَعْنٰى حَدِيْثِ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ .وَقَدْ قَالَ آخَرُوْنَ إِنَّمَا أَتَمَّ الصَّلَاةَ' لِأَنَّهُ كَانَ يَذْهَبُ إِلٰى أَنَّهُ لَا يَقْصُرُهَا إِلَّا مَنْ حَلَّ وَارْتَحَلَ .وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ بِمَا حَدَّثَنَا

۲۴۱۷: زہری بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے منیٰ میں چار رکعت اس لئے ادا کیں کیونکہ بدو اس سال کثرت سے حج میں آئے پس انہوں نے چاہا کہ ان کو بتلا دیا جائے کہ نماز چار رکعت ہے۔ زہری رحمہ اللہ نے اس روایت میں خبر دی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے منیٰ میں چار رکعت بدوؤں کو اس بات کی تعلیم دینے کے لیے کیا کہ اصل نماز ظہر و عصر چار چار رکعت ہے۔ پس اس میں اس بات کا احتمال موجود ہے کہ جب ان کو تعلیم دینے کا ارادہ کیا تو اقامت کی نیت کر لی جس سے وہ مقیم ہو گئے اور ان کے فرض چار رکعت لازم ہو گئے اس لیے انہوں نے چار رکعت پڑھائی اور وہ اس سبب کے باعث مقیم ہو گئے جس کو معمر نے زہری سے ہی پہلی فصل میں ذکر فرمایا ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ انہوں نے مسافر ہونے کی حالت میں اس سبب کی بناء پر نماز کو مکمل فرمایا ہو (کہ شادی کر کے مقیم ہو گئے ہیں)۔ ہمارے نزدیک پہلی تاویل اولیٰ ہے واللہ اعلم۔ کیونکہ بدوؤں کو نماز اور اس کے احکام سے زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں زمانہ جاہلیت کے قریب ہونے کی بناء پر زیادہ ناواقفیت تھی اور سیکھنے اور سکھانے کی ان کو زمانہ عثمانی سے زیادہ ضرورت تھی۔ زمانہ نبوت میں زمانہ عثمانی سے فرائض کے جاننے کی ان کو زیادہ حاجت تھی' پس جب جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس علت کی وجہ سے نمازوں کو پورا نہیں پڑا بلکہ قصر ادا فرمایا تاکہ وہ آپ کے ساتھ نماز سفر اصل حکم کے مطابق ادا کریں اور سفر میں ان کو مقیم کی نماز اس کے طریقہ کے مطابق سکھائیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے زیادہ مناسب تھا کہ وہ اس علت کی بناء پر نماز کو پورا نہ پڑھیں بلکہ سفری حکم کے مطابق انجام دیں اور ان کو سکھائیں کہ مقیم کی نماز کس طرح پڑھی جاتی ہے۔ پس بات اسی معنی کی طرف لوٹ آئی جو زہری رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے اور زہری رحمہ اللہ سے ایوب رحمہ اللہ کی روایت کا بھی وہی مفہوم ہوا۔ بعض علماء اس طرف گئے ہیں کہ انہوں نے نماز اس بناء پر مکمل کی کیونکہ ان کے نزدیک قصر صرف اس کے لیے ہے جو مسافر ہو ٹھہرنے والا نہ ہو۔ انہوں نے اس روایت کو دلیل بنایا۔ روایت ذیل میں ہے۔

**تخریج** : ابو داؤد ۲۷۰/۱۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ انہوں نے بدوؤں کو بات سمجھانے کے لئے نماز چار رکعت پڑھی۔ اور جب ان کو دکھانے کا ارادہ کیا تو اقامت کی نیت سے وہ مقیم بن گئے اور فرض چار رکعت ادا کئے اور سبب وہی تھا جو زہری نے بیان کیا اور ممکن ہے کہ نیت تو نہ کی ہو مگر صرف ان کو دکھانے کے لئے ایسا کیا ہو پہلا جواب ہمارے ہاں زیادہ مناسب ہے کیونکہ بدو جناب رسول

اللہ ﷺ کے زمانہ میں تو زمانہ اسلام کے اس سے بھی زیادہ قریب اور مسائل سے زیادہ ناواقف تھے۔ مگر جناب رسول اللہ ﷺ نے ایسا نہ کیا بلکہ سفر میں قصر ہی کی اور اقامت والی نماز کو اپنے حال پر رکھا پس عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے زیادہ مناسب تھا کہ وہ اس علت کی وجہ سے نماز کو پورا نہ کرتے بلکہ سفر والے حکم کے مطابق ہی ادا کرتے اور ان کو ویسے بتلا دیتے کہ اس کا حضر میں یہ حکم ہے پس اب اس کا معنی بھی وہی لینا ہوگا جو پہلی تاویل کے مطابق ہے۔

## بعض علماء کا قول اور انوکھی تاویل:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس سفری نماز میں قصر کے قائل تھے کہ جس میں آدمی اترے اور آرام کر کے پھر وہاں سے کوچ کر جاتے اقامت اختیار نہ کرے۔ اس کا ثبوت یہ روایات ہیں۔

۲۴۱۸: أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عُمَرَ، قَالَ : قَالَ حَمَّادٌ، وَأَخْبَرَنَا قَتَادَةُ، قَالَ : قَالَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِنَّمَا يَقْصُرُ الصَّلَاةَ مَنْ حَمَلَ الزَّادَ وَالْمَزَادَ، وَحَلَّ وَارْتَحَلَ .

۲۴۱۸: قتادہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نماز قصر اس کے لئے مانتے تھے جو زادِ راہ اور مشک اٹھائے پھرے اور اترے اور کوچ کر جائے۔

**تخریج** : ابن ابی شیبہ ۲/ ۲۳۰۔

۲۴۱۹: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، قَالَ : ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ عَرُوْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَيَّاشِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَتَبَ إِلَى عُمَّالِهِ أَنْ لَا يُصَلِّيَنَّ الرَّكْعَتَيْنِ جَابٍ وَلَا نَاءٍ، وَلَا تَاجِرٌ، إِنَّمَا يُصَلِّي الرَّكْعَتَيْنِ مَنْ كَانَ مَعَهُ الزَّادُ وَالْمَزَادُ .

۲۴۱۹: قتادہ نے عیاش بن عبداللہ سے نقل کیا کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے عمال کی طرف لکھ بھیجا وہ آدمی قصر نہ کرے جو صدقہ وصول کرنے والا، دور جانے والا اور تاجر ہو صرف وہ قصر کرے جس کے ساتھ زادِ سفر اور مشکیزہ ہو۔

**تخریج** : المحلی ۲/ ۵۲۰۔

۲۴۲۰: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا رَوْحٌ وَأَبُوْ عُمَرَ، قَالَا : أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ أَنَّ أَيُّوْبَ السِّخْتِيَانِيَّ أَخْبَرَهُمْ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ الْجَرْمِيِّ، عَنْ عَمِّهِ أَبِي الْمُهَلَّبِ، قَالَ : كَتَبَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ بَلَغَنِيْ أَنَّ قَوْمًا يَخْرُجُوْنَ إِمَّا لِتِجَارَةٍ وَإِمَّا لِجِبَايَةٍ، وَإِمَّا لِحَشْرٍ، ثُمَّ يَقْصُرُوْنَ الصَّلَاةَ، وَإِنَّمَا يَقْصُرُ الصَّلَاةَ مَنْ كَانَ شَاخِصًا أَوْ بِحَضْرَةِ عَدُوٍّ .قَالَ : وَكَانَ مَذْهَبُ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنْ لَا يَقْصُرَ الصَّلَاةَ إِلَّا مَنْ كَانَ يَحْتَاجُ إِلَى حَمْلِ الزَّادِ وَالْمَزَادِ، وَمَنْ كَانَ شَاخِصًا، فَأَمَّا مَنْ كَانَ فِيْ سَفَرٍ مُسْتَغْنِيًا بِهٖ عَنْ حَمْلِ الزَّادِ وَالْمَزَادِ فَإِنَّهُ يُتِمُّ الصَّلَاةَ .قَالُوْا :

وَلِهٰذَا أَتَمَّ الصَّلَاةَ بِ "مِنًى "لِأَنَّ أَهْلَهَا فِيْ ذٰلِكَ الْوَقْتِ كَثُرُوْا، حَتّٰى صَارَتْ مِصْرًا، اسْتَغْنٰى مَنْ حَلَّ بِهٖ عَنْ حَمْلِ الزَّادِ وَالْمَزَادِ وَهٰذَا الْمَذْهَبُ عِنْدَنَا فَاسِدٌ لِأَنَّ "مِنًى "لَمْ تَصِرْ فِيْ زَمَنِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، وَعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مِنْ مَكَّةَ فِيْ زَمَنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .فَقَدْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ بِهَا رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ صَلّٰى بِهَا أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بَعْدَهٗ كَذٰلِكَ، ثُمَّ صَلّٰى بِهَا عُمَرُ بَعْدَ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَذٰلِكَ .فَإِذَا كَانَتْ مَكَّةُ مَعَ عَدَمِ احْتِيَاجِ مَنْ حَلَّ بِهَا إِلٰى حَمْلِ الزَّادِ وَالْمَزَادِ، يُقْصَرُ فِيْهَا الصَّلَاةُ، فَمَا دُوْنَهَا مِنَ الْمَوَاطِنِ أَحْرٰى أَنْ يَّكُوْنَ كَذٰلِكَ .فَقَدِ انْتَفَتْ هٰذِهِ الْمَذَاهِبُ كُلُّهَا بِفَسَادِهَا، عَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنْ يَّكُوْنَ مِنْ أَجْلِ شَيْءٍ مِنْهَا قَصْرُ الصَّلَاةِ، غَيْرَ الْمَذْهَبِ الْأَوَّلِ الَّذِيْ حَكَاهُ مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، فَإِنَّهٗ يَحْتَمِلُ أَنْ يَّكُوْنَ مِنْ أَجْلِهٖ أَتَمَّهَا، وَفِيْ ذٰلِكَ الْحَدِيْثِ أَنَّ إِتْمَامَهٗ لِنِيَّتِهِ الْإِقَامَةَ عَلٰى مَا رَوَيْنَا فِيْهِ، وَعَلٰى مَا كَشَفْنَا مِنْ مَعْنَاهُ .وَأَمَّا مَا رَوَيْنَاهُ عَنْ حُذَيْفَةَ، فَلَيْسَ فِيْهِ دَلِيْلٌ أَيْضًا عَلَى الْإِتْمَامِ فِي السَّفَرِ، كَانَ ذٰلِكَ سَفَرَ طَاعَةٍ أَوْ غَيْرَ طَاعَةٍ .لِأَنَّهٗ قَدْ يَجُوْزُ أَنْ يَّكُوْنَ، كَانَ مِنْ رَأْيِهٖ، أَنْ لَا يَقْصُرَ الصَّلَاةَ إِلَّا حَاجٌّ أَوْ مُعْتَمِرٌ أَوْ مُجَاهِدٌ، كَمَا قَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ .فَإِنَّهٗ .

۲۴۲۰: اسود کہتے ہیں کہ ابن مسعودؓ کے ہاں قصر صرف حاجی' معتمر یا مجاہد کے ساتھ خاص ہے۔ پس عین ممکن ہے کہ حذیفہؓ کا بھی یہی خیال ہو۔ اسی کے مطابق انہوں نے تیمی کو حکم فرمایا کہ جب وہ فقط سفر کریں جو حج و جہاد کا نہ ہو تو قصر نہ کریں پس اس کے مطابق اس روایت میں ان کی دلیل نہ رہی جو مسافر کو سفر میں مکمل نماز کا حکم کرتے ہیں۔ ابوالمہلب کہتے ہیں کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے عمال کی طرف لکھ بھیجا کہ کچھ لوگ تجارت یا وصولی خراج کے لئے نکلتے ہیں یا جانور چرانے کے لئے پھر وہ نماز میں قصر کرتے ہیں نماز کو وہ قصر کرے جو پراگندہ حالت یا دشمن کی موجودگی میں سفر کرنے والا ہو۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ تھا کہ وہ شخص نماز میں قصر کرے جو زادِراہ اور مشکیزہ ساتھ اُٹھانے والا ہو اور وہ شخص جو گھر سے دُور ہو۔ رہا وہ شخص جو سفر میں زادِراہ اور مشکیزے کا محتاج نہ ہو وہ نماز کو پوری پڑھے اور انہوں نے منیٰ میں اسی بنیاد پر نماز کو پورا کیا کیونکہ منیٰ میں اس وقت کافی آبادی ہوگئی تھی یہاں تک کہ وہ شہر کے حکم میں ہوگیا تھا۔ وہاں اُترنے والا سفری کھانا لینے اور مشکیزہ لینے سے بے نیاز تھا۔ مگر ہمارے ہاں یہ تاویل فاسد ہے کیونکہ منیٰ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں مکہ سے زیادہ آباد نہ تھا۔ بلکہ زمانۂ نبوت والی حالت تھی۔ تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو وہاں دو رکعت ادا فرمائیں' پھر وہاں آپ کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح کیا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد اسی طرح کیا اور جب مکہ مکرمہ میں زادِراہ اور مشکیزہ کی عدم احتیاج کے باوجود آپ نماز قصر پڑھتے رہے تو اس کے مضافاتی علاقے اس

بات کے زیادہ حق دار ہیں کہ وہاں قصر کی جائے۔ یہ تمام مذاہب فاسد ہونے کی بناء پر منتفی ہو گئے اور ثابت ہو گیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان میں سے کسی کی بھی بنیاد پر نماز میں قصر نہیں کی تھی۔ البتہ معمر نے زہریؒ سے جو روایت نقل کی ہے اس کی بنیاد پر ان کے مکمل کرنے کو محمول کریں گے اور اسی روایت میں یہ وارد ہے کہ انہوں نے اقامت کی نیت کر لینے کی وجہ سے تکمیل کی جیسا ہم روایت کر آئے اور جیسا کہ ہم نے اس کا معنی واضح کیا۔ رہی وہ روایت جو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے نقل کر آئے اس میں اس بات کی کوئی دلیل نہیں کہ سفر میں اس کو مکمل کیا جائے اور وہ نیکی کا سفر ہو یا گناہ کا۔ کیونکہ اس کے متعلق کہہ سکتے ہیں کہ وہ ان کا اجتہاد ہو کہ قصر وہ کرے جو سفر حج یا عمرہ یا جہاد میں ہو، جیسا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ روایت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ذیل میں درج ہے۔

## روایت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا حل:

حضرت حذیفہؓ والی روایت جس میں نماز کو مکمل کیا گیا اس میں بھی قصر کو چھوڑنے کی کوئی دلیل نہیں خواہ وہ معصیت کا سفر ہو یا طاعت کا۔ کیونکہ اس میں پہلا احتمال یہ ہے کہ ان کا اجتہاد ہو کہ قصر صرف حاجی یا عمرے والے یا مجاہد کے لئے درست ہے جیسا ابن مسعودؓ سے روایت ہے۔ روایت ابن مسعودؓ ملاحظہ ہو۔

**تخریج:** عبدالرزاق ۲/۵۲۰۔

**حاصل روایات:** کہ عثمان رضی اللہ عنہ اس کے متعلق قصر کے قائل تھے جو اپنے ساتھ سامان سفر اور مشکیزہ رکھتا ہو اور جو زادِ راہ سے مستغنی ہو وہ نماز کو مکمل کرے۔

یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس علت کی وجہ سے عثمان رضی اللہ عنہ نماز کو مکمل کرتے تھے کہ ان کے اہل و عیال زیادہ ہونے کی وجہ سے منیٰ ان کے لئے بمنزلہ شہر بن گیا وہ سامان سفر کے ضرورت مند نہ تھے۔

## تنقید طحاوی رحمۃ اللہ علیہ:

ہمارے ہاں یہ قول غلط ہے اور اس کی نسبت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف درست نہیں کیونکہ منیٰ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں آباد شہر نہ تھا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں دو رکعت پڑھتے رہے۔ پھر وہاں ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے آپ کے بعد قصر ہی پڑھی بلکہ مکہ میں رک کر بھی قصر پڑھی تو مکہ میں رکنے والے کو زادِ راہ اور مشکیزہ اٹھانے کی چنداں ضرورت نہیں مگر پھر بھی وہاں قصر ہی کی جاتی رہی تو اس کے علاوہ مقامات اس بات کے زیادہ حقدار ہیں کہ ان میں قصر کی جائے۔

پس ان تمام مذاہب نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عدم قصر کی جو علتیں بیان کیں وہ سب فاسد اور غلط ہیں البتہ معمر نے زہری سے جو علت نقل کی ہے وہی مناسب ہے کہ آپ کا مکمل نماز پڑھنا وہ نیت اقامت کی وجہ سے تھا۔

## روایت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا حل:

کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کسی نے سوال کیا کہ میں نے عراق جانا ہے نماز کس طرح ادا کروں؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا اگر تو چار پڑھے تو تو اپنے شہر میں ہے اور اگر تو نے دو پڑھیں تو تو مسافر ہے یعنی حالت سفر میں (یعنی جب تو شہر میں رک جائے تو پوری کرو) اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے ہاں شہر میں مسافر کی نماز کا یہی حکم تھا کہ پوری پڑھی جائے اور دوران سفر قصر ہی کی جائے گویا صفوان بن محرز کی روایت میں دوران سفر پڑھی جانے والی نماز کا ذکر ہے اسی لئے انہوں نے قصر نہ کرنے کو ناشکری قرار دیا اور یہ جنگل کی نماز ہے اور قصر نہ کرنے والے کو ناشکرا اور ناقدری کرنے والا شمار فرمایا یہ دوران سفر سے متعلق حکم ہے۔ اور حیان والی روایت اس میں مسافر کی شہر کے اندر رہ کر نماز کا حکم ہے۔ اور دلیل آخر باب میں آئے گی۔

## روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حل:

۲۴۲۱: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ : ثَنَا سُلَيْمَانُ، عَنْ عُمَارَةَ ابْنِ عُمَيْرٍ، عَنِ الْأَسْوَدِ، قَالَ : كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ لَا يَرَى التَّقْصِيْرَ إِلَّا لِحَاجٍّ أَوْ مُعْتَمِرٍ أَوْ مُجَاهِدٍ .فَقَدْ يَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ مَذْهَبَ حُذَيْفَةَ، كَانَ كَذٰلِكَ فَأَمَرَ التَّيْمِيَّ إِذْ كَانَ يُرِيْدُ سَفَرًا لَا لِحَجٍّ، وَلَا لِجِهَادٍ، أَنْ لَا يَقْصُرَ الصَّلَاةَ، فَانْتَهٰى أَنْ يَكُوْنَ فِيْ حَدِيْثِهٖ ذٰلِكَ حُجَّةٌ لِمَنْ يَرَى لِلْمُسَافِرِ إِتْمَامَ الصَّلَاةِ فِي السَّفَرِ .وَأَمَّا مَا رَوَيْنَا عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِيْ ذٰلِكَ، فَإِنَّ حَدِيْثَ حَيَّانَ هُوَ عَلٰى أَنَّهٗ سَأَلَهٗ وَهُوَ فِيْ مِصْرٍ مِنَ الْأَمْصَارِ، فَقَالَ لَهٗ : إِنِّيْ مِنْ بَعْثِ أَهْلِ الْعِرَاقِ فَكَيْفَ أُصَلِّيْ؟ فَأَجَابَهُ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، فَقَالَ : إِنْ صَلَّيْتُ أَرْبَعًا فَأَنْتَ فِيْ مِصْرٍ، وَإِنْ صَلَّيْتُ اثْنَتَيْنِ فَأَنْتَ مُسَافِرٌ .فَدَلَّ ذٰلِكَ أَنَّ مَذْهَبَهٗ كَانَ فِيْ صَلَاةِ الْمُسَافِرِ فِي الْأَمْصَارِ هٰكَذَا .وَقَدْ رَوٰى عَنْهُ صَفْوَانُ بْنُ مُحْرِزٍ، حِيْنَ سَأَلَهٗ عَنِ الصَّلَاةِ فِي السَّفَرِ فَكَانَ جَوَابُهٗ لَهٗ أَنْ قَالَ : هِيَ رَكْعَتَانِ، مَنْ خَالَفَ السُّنَّةَ كَفَرَ .فَذٰلِكَ، عَلَى الصَّلَاةِ فِيْ غَيْرِ الْأَمْصَارِ، حَتّٰى لَا يَتَضَادَّ ذٰلِكَ، وَمَا رَوٰى حَيَّانُ .فَيَكُوْنُ حَدِيْثُ حَيَّانَ عَلٰى صَلَاةِ الْمُسَافِرِ فِي الْأَمْصَارِ، وَحَدِيْثُ صَفْوَانَ عَلٰى صَلَاتِهٖ فِيْ غَيْرِ الْأَمْصَارِ، وَسَنُبَيِّنُ الْحُجَّةَ فِيْ هٰذَا الْبَابِ فِيْ آخِرِهٖ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى .وَأَمَّا مَا رُوِيَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فِيْ ذٰلِكَ .

۲۴۲۱: اسود سے مروی ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ قصر کو صرف حاجی' معتمر اور مجاہد کے ساتھ خاص سمجھتے تھے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب اس طرح ہو اسی لیے وہ تیمی کو فرماتے جب حج و جہاد کے علاوہ سفر کرنے لگتے کہ نماز کو قصر نہ کرنا۔ پس ان کی روایت میں ان لوگوں کی دلیل نہ رہی جو مطلق مسافر کے لیے نماز کو پورا پڑھنے کا حکم

ثابت کرتے ہیں۔ رہی وہ روایت جو اس سلسلہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے آئی ہے۔ پس روایت حیان رحمۃ اللہ علیہ میں اس طرح ہے کہ میں نے ان سے ایک شہر میں سوال کیا کہ میں لشکر کے عراقی دستہ سے ہوں تو میں نماز کس طرح ادا کروں۔ تو انہوں نے فرمایا اگر تم چار پڑھوتو تم شہر میں ہو اور اگر تم دو پڑھوتو پھر تم مسافر ہو۔ اس سے یہ دلالت ملی کہ ان کا مذہب مسافر کی نماز کے سلسلہ میں شہر میں اسی طرح ہے اور صفوان بن محرز کی روایت میں جبکہ اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نماز سفر کے متعلق سوال کیا تو فرمایا وہ دو رکعت ہیں جس نے سنت کی خلاف ورزی کی تو اس نے ناشکری کی۔ یہ شہروں کے علاوہ ان کے ہاں نماز کا حکم ہے۔ یہ تاویل اس لیے کی ہے تا کہ یہ روایت حیان والی روایت سے متضاد و متصادم نہ ہو۔ پس روایت حیان کی روایت شہروں میں مسافر کی نماز سے متعلق ہے اور صفوان کی روایت شہروں کے علاوہ مسافر کی نماز سے متعلق ہے۔ ہم اس باب میں عنقریب دلیل ذکر کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت یہ ہے۔

۲۴۲۲: فَإِنَّ أَبَا بَكْرَةَ حَدَّثَنَا، قَالَ : ثَنَا رَوْحٌ، قَالَ : ثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ : أَنَا ابْنُ شِهَابٍ، قَالَ : قُلْتُ لِعُرْوَةَ : مَا كَانَ يَحْمِلُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَلٰى أَنْ تُصَلِّيَ فِي السَّفَرِ أَرْبَعًا؟ فَقَالَ : تَأَوَّلَتْ مَا تَأَوَّلَ عُثْمَانُ فِيْ إِتْمَامِ الصَّلَاةِ بِ "مِنًى." "وَقَدْ ذَكَرْنَا مَا تَأَوَّلَ فِيْ إِتْمَامِ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ الصَّلَاةَ بِ "مِنًى" "فَكَانَ مَا صَحَّ مِنْ ذٰلِكَ هُوَ أَنَّهُ كَانَ مِنْ أَجْلِ نِيَّتِهِ لِلْإِقَامَةِ .فَإِنْ كَانَ مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ، كَانَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تُتِمُّ الصَّلَاةَ، فَإِنَّهُ يَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ كَانَتْ لَا يَحْضُرُهَا صَلَاةٌ إِلَّا نَوَتْ إِقَامَةً فِيْ ذٰلِكَ الْمَكَانِ، يَجِبُ عَلَيْهَا بِهَا إِتْمَامُ الصَّلَاةِ، فَتُتِمُّ الصَّلَاةَ لِذٰلِكَ .فَيَكُوْنُ إِتْمَامُهَا وَهِيَ فِيْ حُكْمِ الْمُقِيْمِيْنَ، لَا فِيْ حُكْمِ الْمُسَافِرِيْنَ .وَقَدْ قَالَ قَوْمٌ : كَانَ ذٰلِكَ مِنْهَا، لِمَعْنًى غَيْرِ هٰذَا، وَهُوَ أَنِّيْ سَمِعْتُ أَبَا بَكْرَةَ يَقُوْلُ : قَالَ أَبُوْ عُمَرَ كَانَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ فَكَانَتْ تَقُوْلُ : كُلُّ مَوْضِعٍ أَنْزِلُهُ فَهُوَ مَنْزِلُ بَعْضِ بَنِيَّ، فَتَعُدُّ ذٰلِكَ مَنْزِلًا لَهَا، وَتُتِمُّ الصَّلَاةَ مِنْ أَجْلِهِ. وَهٰذَا -عِنْدِي -فَاسِدٌ، لِأَنَّ عَائِشَةَ وَإِنْ كَانَتْ هِيَ أُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ، فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُو الْمُؤْمِنِيْنَ، وَهُوَ أَوْلٰى بِهِمْ مِنْ عَائِشَةَ .فَقَدْ كَانَ يَنْزِلُ فِيْ مَنَازِلِهِمْ، فَلَا يَخْرُجُ بِذٰلِكَ مِنْ حُكْمِ السَّفَرِ الَّذِيْ يُقْصَرُ فِيْهِ الصَّلَاةُ إِلَى حُكْمِ الْإِقَامَةِ الَّتِيْ تُكْمَلُ فِيْهَا الصَّلَاةُ .وَقَدْ قَالَ قَوْمٌ : كَانَ مَذْهَبُ عَائِشَةَ فِيْ قَصْرِ الصَّلَاةِ أَنَّهُ يَكُوْنُ لِمَنْ حَمَلَ الزَّادَ وَالْمَزَادَ، عَلٰى مَا رَوَيْنَا، عَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَكَانَتْ تُسَافِرُ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ كِفَايَةٍ مِنْ ذٰلِكَ، فَتَرَكَتْ لِهٰذَا الْمَعْنٰى قَصْرَ الصَّلَاةِ .فَلَمَّا تَكَافَأَتْ هٰذِهِ التَّأْوِيْلَاتُ فِيْ فِعْلِ عُثْمَانَ وَعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، لَزِمَنَا أَنْ نَنْظُرَ حُكْمَ قَصْرِ الصَّلَاةِ، مَا يُوْجِبُهُ .فَكَانَ الْأَصْلُ فِيْ

ذٰلِكَ أَنَّا رَأَيْنَا الرَّجُلَ إِذَا كَانَ مُقِيمًا فِيْ أَهْلِهٖ، فَحُكْمُهٗ فِي الصَّلَاةِ حُكْمُ الْإِقَامَةِ، وَسَوَاءٌ كَانَ فِيْ إِقَامَتِهٖ طَاعَةٌ أَوْ مَعْصِيَةٌ لَا يَتَغَيَّرُ بِشَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ حُكْمُهٗ، فَكَانَ حُكْمُهٗ تَمَامَ الصَّلَاةِ يَجِبُ عَلَيْهِ بِالْإِقَامَةِ خَاصَّةً، لَا بِطَاعَةٍ، وَلَا بِمَعْصِيَةٍ ثُمَّ إِذَا سَافَرَ، خَرَجَ بِذٰلِكَ مِنْ حُكْمِ الْإِقَامَةِ .فَقَدْ جَرٰى فِيْ هٰذَا مِنَ الْإِخْتِلَافِ، مَا قَدْ ذَكَرْنَا .فَقَالَ قَوْمٌ : لَا يَجِبُ لَهٗ حُكْمُ التَّقْصِيْرِ إِلَّا أَنْ يَّكُوْنَ ذٰلِكَ السَّفَرُ سَفَرَ طَاعَةٍ .وَقَالَ آخَرُوْنَ : يَجِبُ لَهٗ حُكْمُ التَّقْصِيْرِ فِي الْوَجْهَيْنِ جَمِيْعًا .فَلَمَّا كَانَ حُكْمُ الْإِتْمَامِ يَجِبُ لَهٗ فِي الْإِقَامَةِ بِالْإِقَامَةِ خَاصَّةً، لَا بِطَاعَةٍ وَلَا بِغَيْرِهَا، كَانَ كَذٰلِكَ يَجِيْءُ فِي النَّظَرِ أَنْ يَّكُوْنَ حُكْمُ التَّقْصِيْرِ يَجِبُ لَهٗ فِي السَّفَرِ بِالسَّفَرِ خَاصَّةً، لَا بِطَاعَةٍ وَلَا غَيْرِهَا، قِيَاسًا وَنَظَرًا عَلٰى مَا بَيَّنَّا وَشَرَحْنَا .وَلَمَّا ثَبَتَ أَنَّ التَّقْصِيْرَ إِنَّمَا يَجِبُ لَهٗ بِحُكْمِ السَّفَرِ خَاصَّةً لَا بِغَيْرِهٖ، ثَبَتَ أَنَّهٗ يَقْصُرُ مَا كَانَ مُسَافِرًا فِي الْأَمْصَارِ وَفِيْ غَيْرِهَا لِأَنَّ الْعِلَّةَ الَّتِيْ لَهَا تُقْصَرُ فِي السَّفَرِ الَّذِيْ لَمْ يَخْرُجْ مِنْهُ بِدُخُوْلِهِ الْأَمْصَارَ .وَجَمِيْعُ مَا بَيَّنَّا فِيْ هٰذَا الْبَابِ وَصَحَّحْنَا، هُوَ قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ، وَأَبِيْ يُوْسُفَ، وَمُحَمَّدٍ، رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى .

۲۴۲۲: ابن شہاب کہتے ہیں کہ میں نے عروہ سے سوال کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سفر میں چار کیوں پڑھیں تو اس نے کہا کہ انہوں نے وہی تاویل کی جو عثمان رضی اللہ عنہ نے منیٰ میں نماز کو مکمل پڑھنے کی کی تھی۔ کہ انہوں نے اقامت کی نیت کر لی تھی اس سے یہ ثابت ہوا کہ جب نماز کا وقت آتا تو وہ اس مقام پر اقامت کی نیت کر لیتیں تو ان کے قصر چھوڑنے کی وجہ نیت اقامت سے مقیم بن جانا تھا جس کی وجہ سے وہ مقیمین والی نماز پڑھتیں ایسا نہیں تھا کہ وہ مسافرت کی نیت ہوتے ہوئے مکمل پڑھتی تھیں۔ ہم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے منیٰ میں چار رکعات ادا کرنے کی جو صحیح تاویل نقل کی ہے۔ وہ یہی تھی کہ آپ نے اقامت کی نیت کی تھی۔ پس حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی نماز کو اسی وجہ سے پوری کرتی ہوں' ہر نماز کے وقت وہ نیت اقامت کر لیتی ہوں۔ جس کی وجہ سے ان پر نماز کو مکمل پڑھنا لازم ہو۔ چنانچہ وہ نماز کو مکمل کرتیں۔ فلہٰذا آپ کا مکمل نماز پڑھنا اس لیے ہوا کہ آپ مقیمین کے حکم میں تھیں' سرے سے مسافرین کے حکم ہی میں نہ تھیں۔ بعض علماء کا کہنا ہے کہ آپ کسی اور وجہ سے نماز پوری پڑھتی تھیں۔ وہ یہ کہ ابو عمر نے ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ وہ فرماتیں میں مؤمنوں کی ماں ہوں ہر جگہ جہاں اتروں وہ میرے بیٹوں کی منزل و مکان ہے۔ وہ اس کو اپنا ٹھکانہ شمار کر کے نماز کو مکمل کرتیں۔ مگر میں ابو جعفر کے ہاں یہ وجہ فاسد ہے۔ کیونکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بلا شبہ ام المؤمنین ہیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمنزلہ مؤمنوں کے باپ کے ہیں اور آپ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بنسبت مؤمنوں کے قریب تر ہیں اور آپ ان کے مکانات میں اُترنے کے باوجود آپ کو یہ نزول اجلال مسافروں کے حکم سے نہ نکالتا تھا اور آپ قصر چھوڑ کر مکمل نماز ادا نہ

فرماتے تھے (فتدبر)۔ بعض لوگوں نے یہ کہا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا مذہب نماز کو قصر کرنے کے سلسلہ میں وہ تھا جو ہم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ جو زادِ راہ اور مشکیزہ رکھے اور وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سفر فرماتیں تو ان کی ضرورت نہ ہوتی اسی وجہ سے انہوں نے نماز میں قصر کو ترک فرمایا جب حضرت عثمان اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اقوال میں یہ تاویلات ذکر کی جا چکیں تو اب ہم نظر و فکر کے اعتبار سے جو چیز لازم آتی ہے اس پر غور کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ اس سلسلہ میں یہ اصل پایا گیا کہ جب آدمی اپنے اہل و عیال کے ساتھ ہو تو اس کا حکم اقامت والا ہو جاتا ہے۔ خواہ اقامت اطاعت کی ہو یا گناہ کی ہو اس کا حکم کسی لحاظ سے تبدیل نہ ہوگا۔ پس اسے نماز کو پورا پڑھنے کا حکم دیا جائے گا۔ اس پر اقامت کی وجہ سے نماز خصوصاً کامل فرض لازم ہوں گے نہ کہ طاعت و معصیۃ کے سبب سے۔ پھر جب وہ سفر کرے گا تو اس کی وجہ سے وہ مقیم کے حکم سے نکل جائے گا اس سلسلہ جو اختلاف تھا جس کا تذکرہ گزشتہ سطور میں کر دیا گیا۔ بعض نے کہا کہ اس پر قصر اس وقت لازم ہے جبکہ یہ سفر بھی اطاعت والا ہو اور دوسروں کا کہنا یہ ہے طاعت و معصیت کے ہر دو سفروں میں اس کو قصر کرنا ہوگا۔ وہ یہ دلیل دیتے ہیں کہ جب اتمام کا حکم خصوصاً اقامت کی بناء پر تھا اس میں طاعت و معصیت کا دخل نہ تھا تو قیاس یہی چاہتا ہے کہ قصر کے حکم کا دارومدار بھی سفر پر ہو اس طاعت و غیر طاعت کا کچھ دخل نہ ہو۔ جیسا کہ ہم نے کھول کر بتلایا غور و فکر اسی کا تقاضا کرتے ہیں۔ جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ قصر خصوصی طور پر سفر کی وجہ سے لازم آتا اس میں اور کسی سبب کا دخل نہیں، تو اس سے یہ بات پختہ ہوگئی کہ شہروں میں بھی شہر کے علاوہ مقامات میں وہ جب تک مسافر رہے گا وہ قصر کرتا رہے گا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ جس علت کی وجہ سے قصر ہے وہ سفر ہے جس سے شہروں کا داخلہ خارج نہیں کرتا۔ ہم نے جو کچھ اس بات میں بیان کیا اور اس کی تصحیح دلائل سے کی وہ امام ابوحنیفہ ابو یوسف اور محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔

**تخریج** : مسلم ۲٤١/١، صلاۃ المسافرین۔

## ایک انوکھا قول:

ابو عمر کہتے ہیں کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہا کرتی تھیں ہر جگہ جہاں میں اتروں وہ میرے بیٹوں کی جگہ ہے پس اس کو اپنا گھر شمار کر کے وہ نماز کو مکمل کرتیں۔

**جواب**: یہ غلط قول ہے کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ام المؤمنین ہونے کی وجہ سے سفر کی ہر جگہ کو اپنا گھر قرار دینا درست ہے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو المؤمنین ہیں آپ کو تو بدرجہ اولیٰ حق ہے مگر آپ نے قصر کو ترک نہیں کیا اور کسی کو کیسے درست ہے کہ وہ اس کو وجہ بنا کر ترک قصر اختیار کرے۔ آپ ان مقامات پر اترتے اور سفر میں قصر کرتے اور حکم اقامت والے مقامات میں اقامت کرتے تھے۔ پس یہ قول باطل ہے۔

## بعض کا قول:

اس سلسلہ میں بعض نے کہا کہ وہ بھی زادراہ اور مشکیزہ والے کو مسافر قرار دیتی تھیں جیسا کہ ہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق نقل کر چکے اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان کا سفر اس حالت میں ہوتا کہ یہ سب اسباب مہیا ہوتے تھے۔ پس اسی وجہ سے وہ قصر کو ترک کرتی تھیں۔

ان قابل اعتراض روایات کی تاویل سے فارغ ہو چکے تو اب عقلی اعتبار سے مسئلہ قصر کو عرض کرتے ہیں۔

## نظر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ:

جب آدمی گھر میں مقیم ہو تو اس کا حکم نماز کے سلسلہ میں اقامت والا ہے خواہ ان کی اقامت اطاعت کے لئے ہو یا معصیت کے لئے ہو۔ اس کا حکم کسی چیز سے تبدیل نہیں ہو سکتا۔ اس کا حکم نماز کو مکمل پڑھنا ہے جو کہ خاص طور پر اقامت کی وجہ سے لازم ہوا ہے اس کا طاعت و معصیت سے واسطہ نہیں پھر جب اس نے سفر کیا تو اقامت کے حکم سے خارج ہو گیا اور اس میں یہ اختلاف چل نکلا کہ کچھ لوگوں نے کہا کہ قصر کی اجازت اسی وقت ہے جبکہ یہ سفر خاص اطاعت کا ہو دوسروں نے کہا ہر صورت میں اس کو قصر کرنی ہوگی جب اقامت میں طاعت و معصیت کی وجہ سے حکم اقامت یعنی تکمیل صلاۃ نہیں بدلتا تو تقاضا نظر یہ ہے کہ قصر کا حکم بھی سفر میں خاص ہے اس کا طاعت و معصیت سے تعلق نہیں پس اسے بھی نیت معصیت سے بدلنا نہ چاہئے۔

جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ قصر سفر کی وجہ سے ہے کسی اور وجہ سے نہیں تو اس سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ وہ اس وقت تک قصر کرے گا جب تک وہ حالت سفر میں ہوگا خواہ شہر میں ہو یا جنگل میں کیونکہ قصر کی علت سفر ہے اور کسی شہر میں داخل ہونے سے اس علت سے خارج نہیں ہوتا پس حکم قصر ہی ہوگا۔

اس باب میں جن اقوال کو صحیح قرار دیا وہ امام ابوحنیفہ ابو یوسف محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔

# بَابُ الْوِتْرِ هَلْ يُصَلِّى فِى السَّفَرِ عَلَى الرَّاحِلَةِ أَمْ لَا؟

### سفر میں وتر سواری پر پڑھے یا نہ؟

## خلاصۃ المرام:

نمبر ۱: امام مالک و شافعی و احمد رحمہم اللہ کے ہاں وتر چونکہ نفل ہیں اس لئے سواری پر اشارے سے ادا کر سکتے ہیں۔

نمبر ۲: احناف کے ہاں وتر واجب ہیں اس لئے سواری پر ادا نہیں کئے جا سکتے۔

## مؤقف فریق اوّل اور دلائل:

وتر چونکہ نفل ہیں اس لئے سواری اور زمین پر دونوں طرح درست ہیں۔ روایات یہ ہیں

۲۴۲۳: حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ: أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: (كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي عَلَى الرَّاحِلَةِ قِبَلَ أَيِّ وَجْهٍ تَوَجَّهَ، وَيُوتِرُ عَلَيْهَا، غَيْرَ أَنَّهُ لَا يُصَلِّي عَلَيْهَا الْمَكْتُوبَةَ).

۲۴۲۳: سالم بن عبداللہ نے اپنے والد سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ سواری پر وتر پڑھ لیا کرتے تھے خواہ سواری جس طرف بھی جائے البتہ سواری پر فرض نماز نہ پڑھتے تھے۔

**تخریج**: بخاري في تقصير الصلاة باب ۹، مسلم في المسافرين نمبر ۳۹، ابو داؤد في السفر باب ۸، نمبر ۱۲۳٤۔

۲۴۲۴: حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ: أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ قَالَ: كُنْتُ أَسِيرُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا طَرِيقَ مَكَّةَ فَلَمَّا خَشِيتُ الصُّبْحَ، نَزَلْتُ فَأَوْتَرْتُ .فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، أَيْنَ كُنْتَ؟ فَقُلْتُ: خَشِيتُ الْفَجْرَ، فَنَزَلْتُ فَأَوْتَرْت .فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: أَوَلَيْسَ لَكَ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ؟ فَقُلْتُ: بَلٰى وَاللّٰهِ .قَالَ: (فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوتِرُ عَلَى الْبَعِيرِ).

۲۴۲۴: سعید بن یسار کہتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کے ساتھ مکہ جا رہا تھا جب مجھے صبح کے نکلنے کا خطرہ ہوا تو میں نے نیچے اتر کر وتر ادا کئے ابن عمر ؓ فرمانے لگے تم کہاں تھے میں نے کہا مجھے پو پھوٹنے کا خطرہ ہوا پس میں نے اتر کر وتر ادا کئے ہیں ابن عمر ؓ فرماتے کیا جناب رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی تیرے لئے اچھا نمونہ نہیں؟ میں نے کہا کیوں نہیں اللہ کی قسم! تو ابن عمر ؓ کہنے لگے جناب رسول اللہ ﷺ اونٹ پر وتر ادا فرما لیا کرتے تھے۔

**تخریج**: مسلم في المسافرين نمبر ۳٦۔

۲۴۲۵: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ: ثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي الْوَزِيرِ، قَالَا: ثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ الْعُمَرِيِّ. عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ أَبِي الْحُبَابِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، (أَنَّهُ كَانَ يُوتِرُ عَلٰى رَاحِلَتِهِ). قَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي الْوَزِيرِ:

۲۴۲۵: سعید بن یسار ابی الحباب نے حضرت ابن عمر ؓ سے نقل کیا انہوں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے کہ آپ اپنی سواری پر وتر ادا فرماتے تھے۔ ایک روایت میں روح اور ابراہیم دونوں راوی ہیں دوسری میں صرف

ابراہیم ہے۔

**تخریج** : مسلم فی المسافرین نمبر ۳۸۔

۲۴۲۶: وَحَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْشَرٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ .قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلٰى هٰذَا، فَقَالُوْا : لَا بَأْسَ بِأَنْ يُصَلِّيَ الْمُسَافِرُ الْوِتْرَ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ، كَمَا يُصَلِّيْ سَائِرَ التَّطَوُّعِ .وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ بِهٰذِهِ الْآثَارِ الْمَرْوِيَّةِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَبِفِعْلِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مِنْ بَعْدِهٖ .وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ، فَقَالُوْا : لَا يَجُوْزُ لِأَحَدٍ أَنْ يُصَلِّيَ الْوِتْرَ عَلَى الرَّاحِلَةِ وَأَنَّهٗ يُصَلِّيْهِ عَلَى الْأَرْضِ كَمَا يَفْعَلُ فِي الْفَرَائِضِ .وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ بِمَا

۲۴۲۶: نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔امام طحاوی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ بعض علماء نے کہا کہ مسافر کو سواری پر وتر ادا کرنے میں چنداں قباحت نہیں' جیسا کہ دیگر نوافل پڑھے جاتے ہیں۔انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول آثار اور فعل ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دلیل بنایا۔دیگر علماء نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے کہا کہ کسی کو سواری پر وتر جائز نہیں بلکہ وہ زمین پر ادا کرے گا جیسا فرائض میں کیا جاتا ہے اور ان کی دلیل درج ذیل آثار سے ہے۔ یہ اثر اس کے مخالف ہے جس سے اوّل قول والوں نے دلیل اخذ کی ہے اور جس کو ہم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت سے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے۔دوسری بات یہ ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اپنی روایات بھی اپنے اس قول کے خلاف اور دوسرے قول کی موافقت میں آئی ہیں۔ جو درج ذیل ہیں۔

**تخریج** : مسلم فی المسافرین نمبر ۳۱'۳۲۔

**حاصل روایات**: ان روایات سے یہ بات ثابت ہوئی کہ جس طرح نوافل کو سواری پر ادا کر سکتے ہیں خواہ وہ کسی رخ پر جائے بالکل اسی طرح وتروں کی ادائیگی بھی سواری پر درست ہے فرائض کی طرح ان کو زمین پر اتر کر ادا کرنا ضروری نہیں۔

<u>مؤقف فریق ثانی ودلائل</u>: سواری پر وتر جائز نہیں ان کو فرائض کی طرح زمین پر ادا کرنا ضروری ہیں وتر واجب ہیں نفل نہیں ان کا حکم اسی وجہ سے نوافل سے مختلف ہے دلائل یہ روایات ہیں۔

۲۴۲۷: حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ سِنَانٍ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ، قَالَ : ثَنَا حَنْظَلَةُ بْنُ أَبِيْ سُفْيَانَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ (ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهٗ كَانَ يُصَلِّيْ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ وَيُوْتِرُ بِالْأَرْضِ، وَيَزْعُمُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُ كَذٰلِكَ). فَهٰذَا خِلَافُ مَا احْتَجَّ بِهٖ أَهْلُ الْمَقَالَةِ الْأُوْلٰى لِقَوْلِهِمْ، فِيْمَا قَدْ رَوَيْنَاهُ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .ثُمَّ رُوِيَ عَنِ ابْنِ

عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَيْضًا، مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ، مِنْ فِعْلِهٖ، مَا يُوَافِقُ هٰذَا .

۲۴۲۷: نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ وہ اپنی سواری پر نفل نماز ادا کرتے اور وتر زمین پر اتر کر ادا کرتے اور ان کا خیال یہ تھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح کرتے تھے۔

**تخریج** : بخاری فی تقصیر الصلاۃ باب ۷۔

سابقہ روایات ابن عمر رضی اللہ عنہما کا جواب۔

یہ روایت فریق اوّل کی نقل کردہ روایات کے خلاف ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس روایت کی تائید میں بہت سی روایات ان کے اپنے عمل کو اس کے مطابق ثابت کرتی ہیں اس سے معلوم ہوا کہ وہ عمل پہلے کا ہے جو کہ منسوخ ہوا قاعدہ معروفہ ہے کہ راوی کا عمل روایت کے خلاف ہو تو یہ نسخ کی دلیل ہے۔ روایات ملاحظہ ہوں۔

۲۴۲۸: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، وَبَكْرُ بْنُ بَكَّارٍ، قَالَا : ثَنَا عُمَرُ بْنُ ذَرٍّ، عَنْ مُجَاهِدٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ يُصَلِّيْ فِي السَّفَرِ عَلٰى بَعِيْرِهٖ أَيْنَ مَا تَوَجَّهَ بِهٖ، فَإِذَا كَانَ فِي السَّحَرِ، نَزَلَ فَأَوْتَرَ .

۲۴۲۸: مجاہد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا کہ وہ سفر میں اپنے اونٹ پر نفل نماز ادا کرتے جدھر وہ چلتا جاتا جب پو پھوٹنے کا وقت ہوتا تو وتر ادا کرتے۔

**تخریج** : مسند احمد ۴/۲، نمبر ۴۴۷۶، ۳۷۰/۲۔

۲۴۲۹: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا هِشَامُ بْنُ أَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ : صَحِبْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِيْمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ، فَذَكَرَ نَحْوَهٗ .

۲۴۲۹: مجاہد سے روایت ہے کہ میں مکہ سے مدینہ کے درمیان سفر میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا پھر انہوں نے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔

**تخریج** : ابن ابی شیبہ ۳۳۵/۱۔

۲۴۳۰: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا مَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ زِيَادٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا نَحْوَهٗ . قَالُوْا : فَفِيْمَا رَوَيْنَا، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَفِيْمَا رَوَيْنَاهُ عَنْهُ، مِنْ فِعْلِهٖ، مَا يُخَالِفُ مَا رَوَاهُ أَهْلُ الْمَقَالَةِ الْأُوْلٰى . فَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ لِأَهْلِ الْمَقَالَةِ الْأُوْلٰى أَنَّهُمْ لَا يُعَارِضُوْنَ الزُّهْرِيَّ بِحَنْظَلَةَ . وَأَمَّا مَا رَوَاهُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مِنْ وِتْرِهٖ عَلَى الْأَرْضِ، فَقَدْ يَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ فَعَلَ ذٰلِكَ، وَلَهٗ أَنْ يُوْتِرَ عَلَى الرَّاحِلَةِ يُصَلِّيْ تَطَوُّعًا عَلَى الْأَرْضِ، وَلَهٗ أَنْ يُصَلِّيَهٗ عَلَى الرَّاحِلَةِ، فَصَلَاتُهٗ إِيَّاهُ عَلٰى

الرَّاحِلَةِ، تَدُلُّ عَلٰى أَنَّ لَهُ أَنْ يُصَلِّيَهُ عَلَى الرَّاحِلَةِ، وَصَلَاتُهُ إِيَّاهُ عَلَى الْأَرْضِ، لَا تَنْفِيْ أَنْ يَكُوْنَ لَهُ أَنْ يُصَلِّيَهُ عَلَى الرَّاحِلَةِ .وَقَدْ حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ.

۲۴۳۰: مجاہد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔ چنانچہ ہم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی وساطت سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو بیان کیا اور ان کو جو فعل آثار میں نقل کیا وہ پہلے قول والے علماء کے خلاف ہے۔ اوّل قول والوں کے ہاں دلیل یہ ہے کہ وہ روایت زہری کا روایت حنظلہ سے معارضہ نہیں کرتے۔ رہا ابن عمر رضی اللہ عنہما کا عمل کہ انہوں نے زمین پر وتر ادا کیے تو اس کی تاویل اس طرح ہو سکتی ہے کہ نوافل کو جس طرح سواری پر پڑھنا درست ہے اسی طرح زمین پر پڑھنا بھی جائز ہے وتر کا بھی یہی حال ہے کہ ان کو سواری پر ادا کرنا دلالت کرتا ہے کہ ان کی ادائیگی پر بھی درست ہے اور زمین پر ان کی نماز وتر سواری والی نماز کے منافی نہیں ہے۔ روایت ملاحظہ ہو۔

**تخریج** : ابن ابی شیبہ ۹۷/۲۔

**حاصل روایات:** حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما وتروں کو اونٹ سے نیچے اتر کر اہتمام سے ادا کرتے تھے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کے ہاں سواری پر وتر درست نہ تھے جو پہلے نقل ہوا وہ پہلے کا ہے۔

## اشکال فریق اوّل:

ہم روایت میں حنظلہ کا زہری سے تقابل نہیں کرتے مگر یہ کہنے کا تو حق رکھتے ہیں کہ نوافل کے متعلق آپ کے ہاں بھی سواری پر اور نیچے اتر کر ہر دو طرح درست ہے اسی طرح جہاں انہوں نے سواری پر وتر پڑھے تو اس میں اس کا جواز سواری پر ثابت کیا اور زمین پر اتر کر پڑھے تو اس کا درست ہونا ظاہر کیا زمین پر پڑھنا اس کے ہرگز منافی نہیں کہ وہ سواری پر وتروں کو درست قرار نہ دیتے تھے اور اس کا ثبوت یہ روایت دے رہی ہے۔ روایت ملاحظہ ہو۔

۲۴۳۱: ثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ، قَالَ : ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ نَافِعٍ، قَالَ : كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يُوْتِرُ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ، وَرُبَّمَا نَزَلَ فَأَوْتَرَ عَلَى الْأَرْضِ .فَقَدْ يَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ مُجَاهِدٌ رَآهُ يُوْتِرُ عَلَى الْأَرْضِ، وَلَمْ يَعْلَمْ كَيْفَ كَانَ مَذْهَبُهُ فِي الْوِتْرِ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ، فَأَخْبَرَ بِمَا رَأٰى مِنْهُ مِنْ وِتْرِهٖ عَلَى الْأَرْضِ .وَوِتْرُهُ عَلَى الْأَرْضِ فِيمَا لَا يَنْفِيْ أَنْ يَكُوْنَ قَدْ كَانَ يُوْتِرُ عَلَى الرَّاحِلَةِ أَيْضًا .ثُمَّ جَاءَ سَالِمٌ، وَنَافِعٌ، وَأَبُو الْحُبَابِ، فَأَخْبَرُوْا عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يُوْتِرُ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ.وَالْوَجْهُ عِنْدَنَا فِيْ ذٰلِكَ أَنَّهُ قَدْ يَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ يُوْتِرُ عَلَى الرَّاحِلَةِ قَبْلَ أَنْ يَحْكُمَ الْوِتْرَ وَيُغَلِّظَ أَمْرَهُ، ثُمَّ أُحْكِمَ بَعْدُ، وَلَمْ يُرَخِّصْ فِيْ تَرْكِهٖ. فَرُوِيَ عَنْهُ فِيْ ذٰلِكَ .

۲۴۳۱: نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق کہا کہ وہ سواری پر وتر پڑھ لیا کرتے تھے بسا اوقات وہ اتر کر وتر ادا کرتے تھے۔ عین ممکن ہے کہ مجاہد رحمہ اللہ نے ان کو زمین پر وتر ادا کرتے دیکھا اور ان کو یہ معلوم نہ ہو کہ سواری پر ان کے ہاں وتر کا کیا طریقہ ہے۔ پس انہوں نے ان کو زمین پر وتر پڑھتے دیکھا تو وہی نقل کر دیا۔ ان کا زمین پر وتر ادا کرنا اس کے منافی نہیں کہ وہ سواری پر بھی وتر ادا کرتے تھے۔ پھر سالم' نافع' ابوالحباب رحمہ اللہ آئے تو انہوں نے آپ کے سواری پر وتر پڑھنے کی خبر دی۔ ہمارے نزدیک اس کی توجیہ یہ ہے کہ یہ کہنا درست ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سواری پر وتر ان دنوں تک پڑھتے رہے جب وتروں کا حکم پختہ نہیں ہوا اور اس کی تاکید نہ آئی تھی' جب ان کی تاکید کر دی گئی تو ان کے چھوڑنے کی رخصت ختم ہو گئی۔ روایات درج ذیل ہیں۔

پس ہم کہہ سکتے ہیں کہ مجاہد نے ان کو زمین پر تو وتر پڑھتے دیکھا مگر سواری پر وتر پڑھنے سے متعلق ان کا طریقہ اسے معلوم نہ ہوا پس اس نے اپنے علم کے مطابق اطلاع دی اسی طرح ان کے زمین پر وتر پڑھنے میں اس بات کی قطعاً نفی نہ تھی کہ وہ سواری پر وتر پڑھتے تھے پھر سالم' نافع' ابوالحباب رحمہ اللہ نے اطلاع دی کہ وہ سواری پر وتر پڑھ لیا کرتے تھے۔ پس ثابت ہوا کہ سواری پر وتر درست ہیں۔

**جواب**: ہمارے ہاں اس کی وجہ اصلی یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شروع میں وتر سواری پر پڑھتے ہوں گے اور آپ نے ادا فرمائے مگر اس وقت تک وتر کے سلسلہ میں سخت حکم نہ ہوا تھا پھر وتروں کا معاملہ محکم ہوا تو اس سلسلہ میں ترک کی رخصت ختم کر دی گئی۔ یہ روایات اس کی مؤید ہیں۔

۲۴۳۲: مَا حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنُ وَهْبٍ' قَالَ : حَدَّثَنِي عَمِّي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ' قَالَ : حَدَّثَنِي مُوْسَى بْنُ أَيُّوْبَ الْغَافِقِيُّ' عَنْ عَمِّهِ إِيَاسِ بْنِ عَامِرٍ' عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ' وَعَائِشَةُ مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَ يَدَيْهِ' فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يُوْتِرَ أَوْمَى إِلَيْهَا أَنْ تَنَحَّيْ' وَقَالَ : هٰذِهِ صَلَاةٌ زِدْتُمُوْهَا).

۲۴۳۲: ایاس بن عامر نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو نماز ادا فرماتے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لیٹی رہتیں جب وتروں کا ارادہ فرماتے تو ان کی طرف اشارہ فرماتے کہ آگے سے ہٹ جاؤ اور فرمایا یہ نماز ہے جو تمہیں زائد دی گئی ہے۔

۲۴۳۳: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْجَارُوْدِ' قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمُقْرِئُ، قَالَ : ثَنَا مُوْسٰى بْنُ أَيُّوْبَ' فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

۲۴۳۳: ابوعبدالرحمٰن المقری نے موسیٰ بن ایوب سے بیان کیا پھر اپنی اسناد سے روایت نقل کی ہے۔

۲۴۳۴: حَدَّثَنَا يُوْنُسُ' قَالَ : ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ' قَالَ : ثَنَا ابْنُ لَهِيْعَةَ وَاللَّيْثُ' عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِي حَبِيْبٍ'

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِیْ رَاشِدٍ، عَنْ خَارِجَةَ بْنِ حُذَافَةَ الْعَدَوِیِّ أَنَّهٗ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ (إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَمَدَّكُمْ بِصَلَاةٍ، هِیَ خَیْرٌ لَكُمْ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ، مَا بَیْنَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلٰی طُلُوْعِ الْفَجْرِ الْوِتْرَ الْوِتْرَ). "

۲۴۳۴: عبداللہ بن ابی راشد نے خارجہ بن حذافہ عدوی سے نقل کیا کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ایک نماز کا اضافہ کیا ہے وہ تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے اور وہ عشاء کی نماز اور طلوع فجر کے درمیان ہے اور وہ نماز وتر ہے۔

**تخریج** : ابو داؤد فی الوتر باب۱، نمبر۱۴۱۸، ترمذی فی الوتر باب۱، نمبر۴۵۲، ابن ماجه فی الاقامه باب۱۱۴، نمبر۱۱۶۸، درامی فی الصلاة باب۳۰۸۔

۲۴۳۵: حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ .ثَنَا أَبُو الْوَلِیْدِ، قَالَ : ثَنَا اللَّیْثُ، عَنْ یَزِیْدَ بْنِ أَبِیْ حَبِیْبٍ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ .

۲۴۳۵: لیث نے یزید بن ابی حبیب سے انہوں نے اپنی سند سے روایت نقل کی ہے۔

۲۴۳۶: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ شَیْبَةَ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمُقْرِیْ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ لَهِیْعَةَ أَنَّ أَبَا تَمِیْمٍ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَالِكٍ الْجَیْشَانِیَّ، أَخْبَرَهٗ أَنَّهٗ سَمِعَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ یَقُوْلُ : أَخْبَرَنِیْ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ : (إِنَّ اللّٰهَ قَدْ زَادَكُمْ صَلَاةً فَصَلُّوْهَا، مَا بَیْنَ الْعِشَاءِ إِلٰی صَلَاةِ الصُّبْحِ، الْوِتْرَ الْوِتْرَ)، أَلَا وَأَنَّهٗ أَبُوْ بَصْرَةَ الْغِفَارِیُّ .قَالَ أَبُوْ تَمِیْمٍ، فَكُنْتُ أَنَا وَأَبُوْ ذَرٍّ قَاعِدَیْنِ فَأَخَذَ أَبُوْ ذَرٍّ بِیَدِیْ، فَانْطَلَقْنَا إِلٰی أَبِیْ بَصْرَةَ، فَوَجَدْنَاهُ عِنْدَ الْبَابِ الَّذِیْ عَلٰی دَارِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ. فَقَالَ أَبُوْ ذَرٍّ : یَا أَبَا بَصْرَةَ أَنْتَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: (إِنَّ اللّٰهَ زَادَكُمْ صَلَاةً فَصَلُّوْهَا، فِیْمَا بَیْنَ الْعِشَاءِ إِلٰی طُلُوْعِ الْفَجْرِ، الْوِتْرَ الْوِتْرَ)؟ .فَقَالَ أَبُوْ بَصْرَةَ : نَعَمْ، قَالَ : أَنْتَ سَمِعْتَهٗ .قَالَ : نَعَمْ، قَالَ : أَنْتَ تَقُوْلُ سَمِعْتُهٗ یَقُوْلُ؟ قَالَ : نَعَمْ .فَأَكَّدَ فِیْ هٰذِهِ الْآثَارِ أَمْرَ الْوِتْرِ، وَلَمْ یُرَخِّصْ لِأَحَدٍ فِیْ تَرْكِهٖ، وَقَدْ كَانَ قَبْلَ ذٰلِكَ، لَیْسَ فِی التَّأْكِیْدِ كَذٰلِكَ .فَیَجُوْزُ أَنْ یَكُوْنَ مَا رَوٰی ابْنُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ وِتْرِهٖ، عَلَی الرَّاحِلَةِ، كَانَ ذٰلِكَ مِنْهُ قَبْلَ تَأْكِیْدِهٖ إِیَّاهُ، ثُمَّ أَكَّدَهٗ مِنْ بَعْدِ نَسْخِ ذٰلِكَ .وَقَدْ رَأَیْنَا الْأَصْلَ الْمُجْتَمَعَ عَلَیْهِ أَنَّ الصَّلَاةَ الْمَفْرُوْضَةَ، لَیْسَ لِلرَّجُلِ أَنْ یُّصَلِّیَهَا قَاعِدًا، وَهُوَ یُطِیْقُ الْقِیَامَ، وَلَیْسَ لَهٗ أَنْ یُصَلِّیَهَا فِیْ سَفَرِهٖ عَلٰی رَاحِلَتِهٖ، وَهُوَ یُطِیْقُ الْقِیَامَ وَالنُّزُوْلَ .وَرَأَیْنَاهُ یُصَلِّی التَّطَوُّعَ عَلَی الْأَرْضِ

قَاعِدًا، وَيُصَلِّيْهِ فِيْ سَفَرِهٖ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ. فَكَانَ الَّذِيْ يُصَلِّيْهِ قَاعِدًا وَهُوَ يُطِيْقُ الْقِيَامَ، هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْهِ فِي السَّفَرِ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ، وَالَّذِيْ لَا يُصَلِّيْهِ قَاعِدًا وَهُوَ يُطِيْقُ الْقِيَامَ، هُوَ الَّذِيْ لَا يُصَلِّيْهِ فِي السَّفَرِ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ، هٰكَذَا الْأُصُوْلُ الْمُتَّفَقُ عَلَيْهَا. ثُمَّ كَانَ الْوِتْرُ بِاتِّفَاقِهِمْ، لَا يُصَلِّيْهِ الرَّجُلُ عَلَى الْأَرْضِ قَاعِدًا وَهُوَ يُطِيْقُ الْقِيَامَ. فَالنَّظَرُ عَلٰى ذٰلِكَ أَنْ لَا يُصَلِّيَهُ فِيْ سَفَرِهٖ عَلَى الرَّاحِلَةِ وَهُوَ يُطِيْقُ النُّزُوْلَ. فَمِنْ هٰذِهِ الْجِهَةِ - عِنْدِيْ - ثَبَتَ نَسْخُ الْوِتْرِ عَلَى الرَّاحِلَةِ، وَلَيْسَ فِيْ هٰذَا دَلِيْلٌ، عَلٰى أَنَّهٗ فَرِيْضَةٌ وَلَا تَطَوُّعٌ. وَهٰذَا قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ، وَأَبِيْ يُوْسُفَ، وَمُحَمَّدٍ، رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى.

۲۴۳۶: ابوتمیم عبداللہ بن مالک جیشانی نے بتلایا کہ میں نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ مجھے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک آدمی نے اطلاع دی ہے کہ اس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ایک نماز کا اضافہ فرمایا ہے پس اس کو پڑھو وہ عشاء اور صبح کے مابین ہے وہ وتر ہے اور سنو وہ راوی ابو بصرہ غفاری ہیں ابوتمیم کہتے ہیں میں اور ابوذر رضی اللہ عنہ اکٹھے بیٹھے تھے ابوذر نے میرا ہاتھ پکڑا ہم دونوں ابو بصرہ کے پاس گئے تو ان کو اس دروازے کے پاس پایا جو عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے گھر کے پاس ہے ابوذر کہنے لگے اے ابو بصرہ کیا تم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ایک نماز کا اضافہ فرمایا ہے وہ عشاء سے طلوع فجر کے درمیان ہے وہ وتر ہے۔ ابو بصرہ کہنے لگے ہاں۔ ابوذر کہنے لگے کیا تم نے آپ سے سنا ہے اس نے کہا ہاں۔ پھر ابوذر نے کہا کیا تم نے کہا ہے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے انہوں نے کہا جی ہاں۔ ان آثار میں وتروں کی خوب تاکید کر دی اور اس کے چھوڑنے کی کسی کو رخصت نہیں دی، حالانکہ پہلے اس طرح تاکید نہ تھی۔

پس عین ممکن ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جن وتروں کا حالت سواری میں معاینہ کیا یہ آپ پر تاکید وتر سے پہلے کا واقعہ ہو۔ پھر آپ نے تاکید کر دی جس سے پہلا حکم منسوخ کر دیا گیا۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہم ایک اتفاقی قاعدہ یہ بھی پاتے ہیں کہ اگر کسی شخص کو فرض نماز میں قیام پر قدرت ہو تو وہ بیٹھ کر نماز فرض ادا نہیں کر سکتا اور اگر سواری سے اُترنے کی طاقت ہو تو وہ سفر میں سواری پر فرض ادا نہیں کر سکتا اور ہمارے پیش نظر یہ بات بھی ہے کہ نوافل زمین پر قیام کی قدرت کے باوجود بیٹھ کر پڑھ سکتا ہے اور حالت سفر میں وہ سواری پر بھی ادا کر سکتا ہے۔ تو جس نماز کو قیام پر قدرت کے باوجود بیٹھ کر پڑھ سکتا ہے اسی نماز کو سفر میں سواری پر ادا کر سکتا ہے اور جو نماز قیام پر قدرت کے ہوتے ہوئے بیٹھ کر ادا نہیں کر سکتا، اسے حالت سفر میں سواری پر بھی ادا نہیں کر سکتا۔ اس قاعدے پر سب کا اتفاق ہے اور اس پر بھی اتفاق ہے کہ جب کوئی شخص نماز وتر کھڑے ہو کر ادا کرنے کی قدرت رکھتا ہو تو وہ زمین پر بیٹھ کر ادا نہیں کر سکتا۔ پس قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ جب کوئی شخص حالت سفر میں سواری سے نیچے اُتر سکتا ہو وہ نماز وتر سواری پر نہیں پڑھ سکتا۔ تو اس لحاظ سے میرے ہاں وتر کا حکم منسوخ ہے۔ مگر اس میں نماز کے فرض یا نفل ہونے پر کوئی دلیل نہیں۔ یہ ہمارے امام ابوحنیفہ، ابو یوسف اور محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔

**تخریج** : روایت نمبر ۲۴۳۴ کی تخریج ملاحظہ کرلیں۔

**حاصل روایات:** ان روایات میں وتروں کی تاکید کردی گئی اوران کے چھوڑنے کی کسی کو اجازت نہیں رہی یہ سلسلہ شروع میں تھا اس وقت اتنی تاکید بھی نہ تھی۔

پس یہ بالکل درست ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سواری پر وتر پڑھنا نقل کیا یہ ان تاکیدات سے پہلے تھا پھر جب تاکید کردی گئی تو سواری پر وتروں کا پڑھنا منسوخ کردیا گیا۔

## نظر طحاوی یا دلیل عقلی:

اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ فرض نماز مرد کو بیٹھ کر پڑھنی درست نہیں جبکہ وہ قیام کی طاقت رکھتا ہو اور اس کا سفر میں سواری پر پڑھنا درست نہیں ہے جبکہ قیام وتروں کی طاقت رکھتا ہو جب ہم نے نوافل پر غور کیا تو ان کو زمین پر بیٹھ کر پڑھنا درست پایا اور سفر میں ان کا سواری پر پڑھنا درست ہے نوافل کو جو بیٹھ کر پڑھ رہا ہے وہ قیام کی طاقت رکھتا ہے اور وہی سفر میں ان کو سواری پر پڑھ رہا ہے اور دوسری طرف جو قیام کی طاقت کے ہوتے ہوئے بیٹھ کر ان کو نہیں پڑھ رہا یہ وہی شخص ہے جو سفر میں ان کو سواری پر نہیں پڑھتا یہ متفقہ اصول ہے۔

اب وتروں پر نظر ڈالیں کہ ان کو بالاتفاق زمین پر بیٹھ کر نہیں پڑھ سکتے جبکہ کھڑے ہونے کی طاقت ہو پس تقاضا نظر یہ ہے کہ سفر میں بھی ان کو سواری پر نہ پڑھا جائے جبکہ اترنے کی طاقت ہو میرے نزدیک وتروں کا نسخ اسی لحاظ سے ثابت ہے۔ اس میں اس بات کی کوئی دلیل نہیں کہ یہ فرض ہیں یا نفل ہیں یہی امام ابوحنیفہ' ابو یوسف' محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔

# بَابُ الرَّجُلِ يَشُكُّ فِيْ صَلَاتِهٖ فَلَا يَدْرِيْ أَثَلَاثًا صَلّٰى أَمْ أَرْبَعًا؟

## جب تعداد رکعات میں شک ہو

## خلاصۃ المرام:

نمبر ①: اگر کسی کو اپنی نماز کی تین یا چار رکعت میں شک ہوجائے تو امام حسن بصری وعطاء رحمہما اللہ کے ہاں صرف سجدہ سہو سے نماز پوری کرلے۔

نمبر ②: ائمہ ثلاثہ کے ہاں اقل پر عمل کرے اور سجدہ سہو کرے تو نماز درست ہوجائے گی۔

نمبر ③: احناف کے ہاں اقل کی بجائے ظن غالب پر عمل کرے اور اگر ظن برابر ہو تو اقل پر عمل کرے اور سجدہ بھی کرے تب نماز

ہوگی۔

فریق اوّل کا موقف اور دلائل: جب نماز میں شک ہو تو سجدہ سہو کر لینے سے نماز ہو جائے گی۔ دلائل یہ ہیں۔

۲۴۳۷: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنُ مُحْرِزٍ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ زَمْعَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيْدٍ، وَأَبِيْ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : (اِذَا جَاءَ أَحَدَكُمُ الشَّيْطَانُ، فَخَلَطَ عَلَيْهِ صَلَاتَهُ، فَلَا يَدْرِيْ كَمْ صَلّٰى؟ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ).

۲۴۳۷: ابوسلمہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا کہ جب تم میں سے کسی کے پاس شیطان آتا ہے تو اس کی نماز میں خلل ڈالتا ہے پس اس کو یہ خبر نہیں رہتی کہ اس نے کتنی نماز ادا کی ہے پس (اس وقت وہ) دو سجدے بیٹھ کر کرے۔

**تخریج** : بخاری فی السهو باب۷' مسلم فی المساجد نمبر۸۲' ابو داؤد فی الصلاة باب۱۹۲' نمبر۱۰۳۰' ترمذی فی المواقیت باب۱۷۴'نمبر۳۹۷' نسائی فی السهو باب۲۵' مالك فی السهو نمبر۱' مسند احمد ۲۴۱/۲' ۲۷۳' بلفظ فلبس علیه صلاته فلیلبس علیه۔

۲۴۳۸: حَدَّثَنَا يُوْنُسُ، قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

۲۴۳۸: ابوسلمہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۲۴۳۹: حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُنْقِذٍ، قَالَ : ثَنَا إِدْرِيْسُ بْنُ يَحْيٰى، عَنْ بَكْرِ بْنِ مُضَرَ، قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ أَبِيْ شِهَابٍ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

۲۴۳۹: عمرو بن حارث سے ابوشہاب سے انہوں نے اپنی سند سے روایت نقل کی ہے۔

۲۴۴۰: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا هِشَامٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : (اِذَا صَلّٰى أَحَدُكُمْ فَلَمْ يَدْرِ أَثَلَاثًا صَلّٰى أَمْ أَرْبَعًا) ؟ "ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَهُ.

۲۴۴۰: ابوسلمہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی نماز پڑھنے لگتا ہے پھر اسے معلوم نہیں رہتا کہ اس نے چار پڑھی ہیں یا تین؟ پھر اسی طرح سے روایت نقل کی ہے۔

**تخریج** : بخاری فی السهو باب۷' مسلم فی المساجد نمبر۸۳' ابن ماجه فی الاقامة باب۱۳۵' نمبر۱۲۱۶' مسند احمد ۲۸۳/۲۔

۲۴۴۱: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَيْمُوْنٍ الْبَغْدَادِيُّ، قَالَ : ثَنَا ابْنُ مُسْلِمٍ، عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيٰى، قَالَ : حَدَّثَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ، ثُمَّ ذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ .

۲۴۴۱: یحییٰ نے ابوسلمہ سے انہوں نے اپنی سند سے روایت نقل کی ہے۔

۲۴۴۲: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ : ثَنَا الْفِرْيَابِيُّ، قَالَ : ثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ، عَنْ يَحْيٰى، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ .

۲۴۴۲: یحییٰ نے ابوسلمہ سے انہوں نے اپنی سند روایت نقل کی ہے۔

۲۴۴۳: حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا ابْنُ يُوْنُسَ، قَالَ : ثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ، قَالَ : حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى بْنُ أَبِيْ كَثِيْرٍ، قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ، قَالَ : حَدَّثَنِيْ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ ، وَزَادَ (ثُمَّ يُسَلِّمُ) .

۲۴۴۳: ابوسلمہ نے بیان کیا کہ مجھے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے البتہ ثم یسلم کے لفظ زائد ہیں۔

۲۴۴۴: حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ : حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، عَنْ عَبْدِ رَبِّهٖ بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ الْاَعْرَجِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : (إِنَّ الشَّيْطَانَ إِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلَاةِ وَلّٰى وَلَهٗ ضُرَاطٌ فَإِذَا أُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ يَلْتَمِسُ الْخِلَاطَ فَإِذَا أَتٰى أَحَدَكُمْ مَنَّاهُ وَذَكَّرَهٗ مِنْ حَاجَتِهٖ مَا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ حَتّٰى لَا يَدْرِيَ كَمْ صَلّٰى، فَإِذَا وَجَدَ ذٰلِكَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ).

۲۴۴۴: عبدالرحمٰن بن ہرمز الاعرج نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ شیطان جب نماز کی اذان دی جائے تو پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہے اور (ڈر سے) اس کے شرمگاہ سے ہوا نکلتی ہے پھر جب جماعت کھڑی ہو جاتی ہے تو ملاوٹ کرنے کی کوشش کرتا ہے جب تم میں سے کوئی نماز میں مصروف ہو جاتا ہے تو وہ اسے تمنائیں دلاتا ہے اور اس کی وہ ضروریات یاد دلاتا ہے جو یاد نہیں ہوتیں۔ اس کا حال یہ ہو جاتا ہے کہ اس کو یاد نہیں رہتا کہ اس نے کتنی رکعت ادا کی ہیں جب تم ایسی صورت حال پاؤ تو بیٹھ کر دو سجدے (سہو کے) کرو۔

۲۴۴۵: حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ سِنَانٍ وَإِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَا : ثَنَا عُمَرُ بْنُ يُوْنُسَ، قَالَ : ثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ، قَالَ : حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى بْنُ أَبِيْ كَثِيْرٍ، قَالَ : حَدَّثَنِيْ هِلَالُ بْنُ عِيَاضٍ، قَالَ : حَدَّثَنِيْ أَبُوْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ : قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (إِذَا صَلّٰى

أَحَدُكُمْ، فَلَمْ يَدْرِ أَثَلَاثًا صَلّٰى أَمْ أَرْبَعًا؟ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ). قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ: فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلٰى هٰذَا فَقَالُوْا: هٰذَا حُكْمُ مَنْ دَخَلَ عَلَيْهِ الشَّكُّ فِيْ صَلَاتِهٖ، فَلَمْ يَدْرِ أَزَادَ أَمْ نَقَصَ؟ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ، ثُمَّ يُسَلِّمُ، لَيْسَ عَلَيْهِ غَيْرُ ذٰلِكَ. وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ، فَقَالُوْا: بَلْ يَبْنِيْ عَلَى الْأَقَلِّ حَتّٰى يَعْلَمَ أَنَّهٗ قَدْ أَتٰى بِمَا عَلَيْهِ يَقِيْنًا. وَقَالُوْا: لَيْسَ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ دَلِيْلٌ عَلٰى أَنَّهٗ لَيْسَ عَلَى الْمُصَلِّيْ غَيْرُ تَيْنِكَ السَّجْدَتَيْنِ، لِأَنَّهٗ قَدْ رُوِيَ عَنْهُ مَا قَدْ زَادَ عَلٰى ذٰلِكَ، وَأَوْجَبَ عَلَيْهِ قَبْلَ السَّجْدَتَيْنِ الْبِنَاءَ عَلَى الْيَقِيْنِ، حَتّٰى يَعْلَمَ يَقِيْنًا زَوَالَ مَا قَدْ كَانَ عَلِمَ وُجُوْبَهٗ عَلَيْهِ بِالْيَقِيْنِ. فَمِمَّا رُوِيَ عَنْهُ فِيْ ذٰلِكَ.

۲۴۴۵: ہلال بن عیاض کہتے ہیں کہ مجھے حضرت ابوسعید خدریؓ نے بتلایا کہ ہمیں جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے اور اسے معلوم نہ رہے کہ اس نے تین پڑھی ہیں یا چار تو اسے بیٹھ کر دو سجدے کر لینے چاہئیں۔ امام طحاوی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ بعض علماء اس طرف گئے ہیں کہ یہ اس شخص کا حکم ہے جس کو اپنی نماز میں شک ہو جائے اور اسے معلوم نہ ہو کہ آیا اس نے اس میں اضافہ کیا ہے یا کمی تو قعدہ کی حالت میں سلام پھیر کر اس پر صرف دو سجدے لازم ہیں۔ مگر دیگر حضرات نے فرمایا کہ وہ کم رکعات پر بنیاد رکھے تاکہ اسے یقینی طور پر معلوم ہو جائے کہ اس نے اپنے ذمہ فریضہ کو ادا کر دیا ہے۔ رہی یہ روایت تو اس میں اس بات کی کوئی دلیل نہیں کہ نمازی پر ان دو سجدات کے علاوہ کوئی چیز لازم نہیں۔ کیونکہ جناب رسول اللہ ﷺ سے روایت میں اس سے اضافہ بھی مذکور ہے۔ آپ نے نمازی پر دو سجدات سے پہلے یہ لازم کر دیا کہ وہ یقین پر بنیاد رکھے تاکہ اسے قطعی طور پر علم ہو جائے کہ اس نے اپنے فریضہ کو صحیح ادا کر دیا ہے۔ روایت ذیل میں ہے۔

**تخریج**: ابو داؤد فی الصلاة باب ۱۹۲، نمبر ۱۰۲۹، ترمذی فی الصلاة باب ۱۷۴، ۳۹۶۔

**حاصل روایات**: ان روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ جس کو نماز پڑھتے یہ یاد نہ رہے کہ اس کی تین رکعت ہوئیں یا چار تو اسے سہو کے دو سجدے کر لینے کافی ہیں مزید کسی بات کی حاجت نہیں۔

موقف فریق ثانی و دلیل: جس کو یہ یاد نہ رہے کہ اس نے تین رکعت پڑھی ہیں یا چار تو وہ اقل کو بنیاد بنائے کہ وہ یقینی ہیں اور بقیہ نماز اس کے مطابق سجدہ سہو سے مکمل کر لے۔

## فریق اوّل کا جواب:

ان روایات میں ہرگز ایسی کوئی دلیل نہیں جو یہ بتلائے کہ اس پر سوائے سجدہ سہو کے کوئی چیز لازم نہیں کیونکہ اس سے زائد بات والی روایات موجود ہیں اسے دو سجدوں سے پہلے یقین پر بنا کرنی ہوگی تاکہ اسے معلوم ہو کہ یقینی طور پر اس کے ذمہ کتنی رکعات باقی ہیں۔ جیسا کہ یہ روایات شاہد ہیں۔

۲۴۴۶: مَا حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ' قَالَ : ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ' قَالَ : أَنَا إِسْمَاعِيلُ الْمَكِّيُّ' عَنِ الزُّهْرِيِّ' عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ' عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : كُنْتُ أُذَاكِرُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَمْرَ الصَّلَاةِ' فَأَتَى عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ' فَقَالَ : أَلَا أُحَدِّثُكُمْ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قُلْنَا : بَلَى .قَالَ : أَشْهَدُ أَنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : (إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَشَكَّ فِي النُّقْصَانِ' فَلْيُصَلِّ حَتَّى يَشُكَّ فِي الزِّيَادَةِ). "

۲۴۴۶: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز کے سلسلہ میں مذاکرہ کر رہا تھا اس وقت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ آ گئے اور کہنے لگے کیا میں تمہیں ایک حدیث نہ سناؤں جو میں نے خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے ہم نے کہا کیوں نہیں! کہنے لگے میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا جب تم میں سے کوئی آدمی نماز ادا کرے اور پھر اسے نماز میں نقصان کا شک گزرے تو وہ نماز پڑھتا رہے یہاں تک کہ اضافہ کا شک ہو جائے۔

**تخریج** : ترمذی فی الصلاۃ باب ۱۷٤۔

۲۴۴۷: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوُدَ' قَالَ : ثَنَا الْوَهْبِيُّ' قَالَ : ثَنَا ابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ مَكْحُوْلٍ' عَنْ كُرَيْبٍ' مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا' قَالَ : جَلَسْتُ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ : ابْنُ عَبَّاسٍ' هَلْ سَمِعْتَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الرَّجُلِ إِذَا نَسِيَ صَلَاتَهُ فَلَمْ يَدْرِ' أَزَادَ أَمْ نَقَصَ مَا أَمَرَ فِيْهِ؟ .قَالَ : قُلْتُ مَا سَمِعْتُ أَنْتَ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهِ شَيْئًا .قَالَ : لَا وَاللّٰهِ' مَا سَمِعْتُ فِيْهِ شَيْئًا وَلَا سَأَلْتُ عَنْهُ .إِذْ جَاءَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ : فِيْمَا أَنْتُمَا؟ فَأَخْبَرَهُ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ : سَأَلْتُ هٰذَا الْفَتَى عَنْ كَذَا فَلَمْ أَجِدْ عِنْدَهُ عِلْمًا .فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ : لٰكِنْ عِنْدِيْ، لَقَدْ سَمِعْتُ ذَاكَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .قَالَ عُمَرُ : أَنْتَ عِنْدَنَا الْعَدْلُ الرَّضِيُّ' فَمَاذَا سَمِعْتَ؟ قَالَ : سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : (إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِيْ صَلَاتِهِ، فَشَكَّ فِي الْوَاحِدَةِ وَالثِّنْتَيْنِ فَلْيَجْعَلْهَا وَاحِدَةً' فَإِذَا شَكَّ فِي الثَّلَاثِ أَوِ الْأَرْبَعِ' فَلْيَجْعَلْهَا ثَلَاثًا حَتَّى يَكُوْنَ الْوَهْمُ فِي الزِّيَادَةِ' ثُمَّ يَسْجُدَ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ). "

۲۴۴۷: کریب مولیٰ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تو انہوں نے کہا اے ابن عباس رضی اللہ عنہما! کیا تم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آدمی کے متعلق سنا جو نماز میں بھول جائے اور یہ یاد نہ رہے کہ آیا ماموره

رکعات میں اس نے اضافہ کیا ہے یا کمی؟ میں نے کہا اے امیر المؤمنین آپ نے جناب رسول اللہ ﷺ سے اس سلسلہ میں کچھ سنا ہے تو انہوں نے کہا نہیں۔ اللہ کی قسم! نہ میں نے اس سلسلے میں کوئی چیز سنی اور نہ میں نے آپ سے کچھ دریافت کیا۔ اچانک اس وقت عبدالرحمٰن بن عوف آ گئے اور کہنے لگے تم کس بارے میں گفتگو کر رہے ہو؟ عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بتلایا کہ میں نے اس نوجوان سے یہ دریافت کیا مگر میں نے ان کے پاس کوئی بات اس سلسلے میں نہیں پائی۔ تو عبدالرحمٰن بن عوف ؓ کہنے لگے لیکن میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے اس سلسلہ میں سن رکھا ہے عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے تم ہمارے ہاں انصاف والے پسندیدہ آدمی ہو تم بتاؤ تم نے کیا سنا ہے؟ عبدالرحمٰن ؓ: میں نے جناب نبی اکرم ﷺ کو فرماتے سنا ہے جب تم میں سے کسی کو نماز میں شک ہو جائے ایک اور دو میں شک ہو تو اس کو ایک شمار کرے اور جب تین یا چار میں شک ہو تو ان کو تین قرار دے یہاں تک کہ اضافے کا خیال پیدا ہو جائے پھر سلام سے پہلے دو سجدے کرے۔

**تخریج** : ابن ماجه فی الاقامه نمبر ۱۲۰۹۔

۲۴۴۸: حَدَّثَنَا رَبِيْعُ الْجِيْزِيُّ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ زُرْعَةَ وَهْبُ اللّٰهِ بْنُ رَاشِدٍ قَالَ : أَنَا حَيْوَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ، أَنَّ زَيْدَ بْنَ أَسْلَمَ حَدَّثَهُ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : (إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلَمْ يَدْرِ أَثَلَاثًا صَلَّى أَمْ أَرْبَعًا فَلْيَبْنِ عَلَى الْيَقِيْنِ وَيَدَعُ الشَّكَّ، فَإِنْ كَانَتْ صَلَاتُهُ نَقَصَتْ، فَقَدْ أَتَمَّهَا، وَكَانَتِ السَّجْدَتَانِ تُرْغِمَانِ الشَّيْطَانَ، وَإِنْ كَانَتْ صَلَاتُهُ تَامَّةً كَانَ مَا زَادَ، وَالسَّجْدَتَانِ لَهُ نَافِلَةٌ).

۲۴۴۸: عطاء بن یسار نے حضرت ابوسعید خدری ؓ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی نماز ادا کرے اسے معلوم نہ رہے کہ اس نے تین پڑھی ہیں یا چار تو وہ یقین پر بناء کرے اور شک کو چھوڑ دے اگر اس کی نماز کم بنتی ہو تو پوری کرے اور دو سجدے شیطان کو ذلیل کرنے والے ہوں گے اور اگر اس کی نماز پوری تھی تو جو اضافہ ہوا اور دو سجدے اس کی زائد نماز بن جائے گی۔

**تخریج** : مسلم فی المساجد نمبر ۸۸ ابن ماجه فی الاقامه نمبر ۱۲۱۰۔

۲۴۴۹: حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ : أَخْبَرَنِيْ هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ .غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ : (ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ، قَبْلَ التَّسْلِيْمِ).

۲۴۴۹: ہشام بن سعد نے زید بن اسلم سے نقل کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے اسی طرح روایت نقل کی البتہ اس میں یہ اضافہ ہے کہ وہ بیٹھ کر دو سجدے سلام سے پہلے کرے۔

۲۴۵۰: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا الْوَهْبِيُّ، قَالَ : ثَنَا الْمَاجِشُوْنِ عَنْ زَيْدٍ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ ، غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَقُلْ (قَبْلَ التَّسْلِيْمِ).

۲۴۵۰: ماجشون نے زید سے پھر انہوں نے اپنی اسناد سے اسی طرح روایت نقل کی البتہ قبل التسلیم کا لفظ نہیں کہا۔

۲۴۵۱: حَدَّثَنَا يُوْنُسُ، قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ .ح .

۲۴۵۱: ابن وہب نے کہا کہ مالک نے اپنی سند سے نقل کیا۔

۲۴۵۲: وَحَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ : أَنَا مَالِكٌ، عَنْ زَيْدٍ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ ، غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ أَبَا سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ .قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَهٰذِهِ الْآثَارُ تَزِيْدُ عَلَى الْآثَارِ الْأُوَلِ، لِأَنَّ هٰذِهِ تُوْجِبُ الْبِنَاءَ عَلَى الْأَقَلِّ، وَالسَّجْدَتَيْنِ بَعْدَ ذٰلِكَ، فَهِيَ أَوْلٰى مِنْهَا، لِأَنَّهَا قَدْ زَادَتْ عَلَيْهَا .وَقَالَ آخَرُوْنَ : الْحُكْمُ فِيْ ذٰلِكَ أَنْ يَّنْظُرَ الْمُصَلِّيْ إِلٰى أَكْبَرِ رَأْيِهِ فِيْ ذٰلِكَ، فَيَعْمَلُ عَلٰى ذٰلِكَ، ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ، بَعْدَ التَّسْلِيْمِ .وَإِنْ كَانَ لَا رَأْيَ لَهُ فِيْ ذٰلِكَ، بَنٰى عَلَى الْأَقَلِّ، حَتّٰى يَعْلَمَ يَقِيْنًا، أَنَّهُ قَدْ صَلّٰى مَا عَلَيْهِ .وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ

۲۴۵۲: مالک نے زید سے پھر انہوں نے اپنی اسناد سے روایت نقل کی ہے البتہ انہوں نے حضرت ابوسعید خدریؓ کا تذکرہ نہیں کیا۔ امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان روایات میں پہلی روایات سے اضافہ منقول ہے۔ کیونکہ یہ روایات کم سے کم پر بناء کر کے دو سجدات کو لازم کرتی ہیں۔ پس یہ روایات ان سے اولیٰ ہیں کیونکہ ان میں اضافہ ہے۔ دیگر علماء نے کہا اصل حکم اس کے متعلق یہ ہے کہ اس سلسلہ میں اپنی غالب رائے پر غور کر کے اس پر عمل پیرا ہو۔ پھر سہو کے دو سجدے سلام پھیرنے کے بعد کر لے اور اگر اس کی پختہ رائے نہ ہو تو پھر کم رکعات پر بناء کر لے تا کہ اسے یقین ہو جائے کہ اس نے اپنے کامل فرض کو ادا کر دیا ہے۔ ان کی دلیل روایت ذیل ہے۔

**حاصل روایات:** ان روایات سے معلوم ہوتا ہے بناء علی الاقل یعنی کم تعداد پر بناء کی جائے گی اور دو سجدے بھی ہوں گے یہ روایات پہلی روایات سے اولیٰ ہیں کیونکہ ان میں بناء علی الاقل کا تذکرہ زائد ہے اور ثقہ کا اضافہ درست ہے پس ان کی بجائے ان پر عمل کیا جائے گا۔

فریق ثالث کا مؤقف اور دلائل: نمازی اپنے غالب گمان کو دیکھے اور اس پر عمل کرے اور اگر غالب گمان نہ ہو تو تب بناء علی الاقل کرے اور پھر سلام کے بعد دو سجدے کرے۔ دلائل یہ ہیں۔

۲۴۵۳: بِمَا حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ، قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُوْرٍ قَالَ : سَأَلْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ عَنِ الشَّكِّ فِي الصَّلَاةِ .فَقَالَ : أَمَّا أَنَا، فَإِنْ كَانَتِ التَّطَوُّعَ اسْتَقْبَلْتُ، وَإِنْ كَانَتْ فَرِيْضَةً سَلَّمْتُ وَسَجَدْتُ. قَالَ : فَذَكَرْتُهُ لِإِبْرَاهِيْمَ فَقَالَ : مَا تَصْنَعُ بِقَوْلِ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ،

۲۴۵۳: منصور کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن جبیر سے پوچھا کہ نماز میں شک کا کیا حکم ہے تو انہوں نے فرمایا میں نفلوں میں تو نماز نئے سرے سے شروع کر لیتا ہوں اگر فرض ہوں تو سلام پھیر کر دو سجدے کرتا ہوں۔

۲۴۵۴: حَدَّثَنِیْ عَلْقَمَةُ' عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ' عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : (اِذَا سَهَا اَحَدُکُمْ فِیْ صَلَاتِهٖ، فَلْیَتَحَرَّ وَلْیَسْجُدْ سَجْدَتَیْنِ).

۲۴۵۴: علقمہ نے حضرت ابن مسعودؓ سے نقل کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی نماز میں بھول جائے تو وہ تحری کرے اور دو سجدے کرے۔

**تخریج** : ابو داؤد فی الصلاۃ باب ۱۹۰' نمبر ۱۰۲۰۔

۲۴۵۵: حَدَّثَنَا رَبِیْعٌ الْمُؤَذِّنُ' قَالَ : ثَنَا یَحْیَی بْنُ حَسَّانَ' قَالَ : ثَنَا وُهَیْبٌ قَالَ : ثَنَا مَنْصُوْرٌ' عَنْ اِبْرَاهِیْمَ' عَنْ عَلْقَمَةَ' عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : (اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ' فَلَمْ یَدْرِ اَ ثَلَاثًا صَلّٰی اَمْ اَرْبَعًا؟ فَلْیَنْظُرْ اَحْرٰی ذٰلِكَ اِلَی الصَّوَابِ' فَلْیُتِمَّهٗ ثُمَّ لِیُسَلِّمْ' ثُمَّ لِیَسْجُدْ سَجْدَتَی السَّهْوِ وَیَتَشَهَّدُ وَیُسَلِّمُ).

۲۴۵۵: علقمہ نے عبداللہ سے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی نماز ادا کرے اسے معلوم نہ رہے کہ اس نے تین پڑھی ہیں یا چار تو اسے ان میں سے زیادہ درست کو دیکھنا چاہئے پھر اسے پورا کر کے سلام پھیر دے پھر سہو کے دو سجدے کرے اور تشہد پڑھے اور سلام پھیر دے۔

**تخریج** : مسلم فی المساجد نمبر ۸۹' ابن ماجہ فی الاقامہ باب ۱۳۳' نمبر ۱۲۰۳۔

۲۴۵۶: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ دَاوٗدَ' قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِنْهَالٍ' قَالَ : ثَنَا یَزِیْدُ بْنُ زُرَیْعٍ' قَالَ : ثَنَا رَوْحُ ابْنُ الْقَاسِمِ' عَنْ مَنْصُوْرٍ' فَذَکَرَ بِاِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ .غَیْرَ اَنَّهٗ لَمْ یَقُلْ (وَیَتَشَهَّدُ).

۲۴۵۶: روح بن قاسم نے منصور سے پھر انہوں نے اپنی اسناد سے روایت بیان کی البتہ "یتشھد" کے لفظ ذکر نہیں کئے۔

۲۴۵۷: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرَةَ' قَالَ : ثَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ' قَالَ : ثَنَا زَائِدَةُ بْنُ قُدَامَةَ' عَنْ مَنْصُوْرٍ .فَذَکَرَ بِاِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ .فَفِیْ هٰذَا الْحَدِیْثِ الْعَمَلُ بِالتَّحَرِّیْ. وَتَصْحِیْحُ الْآثَارِ یُوْجِبُ مَا یَقُوْلُ اَهْلُ هٰذِهِ الْمَقَالَةِ' لِاَنَّ هٰذَا الْمَعْنَی اِنْ بَطَلَ وَوَجَبَ اَنْ لَا یُعْمَلَ بِالتَّحَرِّیْ' انْتَفَی هٰذَا الْحَدِیْثُ .وَاِنْ وَجَبَ الْعَمَلُ بِالتَّحَرِّیْ اِذَا کَانَ لَهٗ رَأْیٌ وَالْبِنَاءُ عَلَی الْاَقَلِّ' اِذَا لَمْ یَکُنْ لَهٗ رَأْیٌ' اسْتَوٰی حَدِیْثُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ' وَحَدِیْثُ اَبِیْ سَعِیْدٍ' وَحَدِیْثُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا .فَصَارَ کُلُّ وَاحِدٍ مِنْهَا قَدْ جَاءَ فِیْ مَعْنًی' غَیْرِ الْمَعْنَی الَّذِیْ جَاءَ فِیْهِ الْآخَرُ .وَهٰکَذَا یَنْبَغِیْ اَنْ یُخَرَّجَ عَلَیْهِ الْآثَارُ

وَيُحْمَلَ عَلَى الْاِتِّفَاقِ، مَا قُدِرَ عَلٰى ذٰلِكَ، وَلَا يُحْمَلُ عَلَى التَّضَادِّ إِلَّا أَنْ لَا يُوْجَدَ لَهَا وَجْهٌ غَيْرُهُ .فَهٰذَا حُكْمُ هٰذَا الْبَابِ مِنْ طَرِيْقِ تَصْحِيْحِ مَعَانِي الْاٰثَارِ، وَهُوَ قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ، وَأَبِيْ يُوْسُفَ، وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى .وَمِمَّا يُصَحِّحُ مَا ذَهَبُوْا إِلَيْهِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَدْ رَوَيْنَا عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ أَوَّلِ هٰذَا الْبَابِ، مَا ذَكَرْنَا ثُمَّ قَالَ هُوَ بِرَأْيِهٖ أَنَّهٗ يَتَحَرّٰى .

۲۴۵۷: زائد بن قدامہ نے منصور سے نقل کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے اسی طرح روایت کی ہے۔اس روایت میں تحری پر عمل کا ذکر ہے اور روایات کی تصحیح اس قول کے قائلین کی بات کو لازم کر رہی ہے۔کیونکہ اگر یہ معنی باطل ہو جائے اور سوچ و بچار ضروری نہ رہے تو اس روایت کی نفی ہو جائے گی اور اگر ہم تحری پر عمل کو لازم قرار دیں جبکہ اس کی ایک رائے ٹھہر جائے اور اگر رائے قرار نہ پائے تو قلیل پر بناء کی جائے تو اس صورت میں روایت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور روایت ابوسعید اور روایت ابن مسعود رضی اللہ عنہما برابر ہو کر ہر روایت کا ایک الگ معنی بن جائے گا جو دوسری میں نہیں۔اس طرح مناسب یہ ہے کہ آثار کو ایسے معنی پر نکالا جائے اور جس حد تک ہو سکے اتفاق پر محمول کیا جائے اور تضاد سے بچا جائے سوائے اس صورت میں کہ جب اس کے علاوہ اور کوئی راہ نہ ملے۔آثار کے معانی کی تصحیح کا یہی تقاضا ہے اور یہی امام ابوحنیفہ ابویوسف و محمد رحمہم اللہ کا قول ہے اور جس روایت سے ان حضرات کے مذہب کی تائید ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اسناد سے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ روایت نقل کی ہے جو اس باب کی ابتداء میں گزری۔پھر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے اجتہاد سے فرمایا کہ وہ تحری کر لے۔

**حاصل روایات:** ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ تحری پر عمل کیا جائے اور اگر گمان غالب نہ ہو تو پھر اقل پر عمل کیا جائے تمام آثار کی تصحیح تو اس چیز کو لازم کر رہی ہے جو فریق ثالث نے کہی کیونکہ اگر اس مفہوم کو باطل قرار دیا جائے اور تحری کو لازم نہ قرار دیں تو اس حدیث کے مضمون کی نفی ہو جاتی ہے اور اگر اس کی رائے ہو اور اس پر عمل کو لازم قرار دیا جائے اور رائے نہ ہونے کی صورت میں اقل کو بنیاد بنایا جائے تو عبدالرحمٰن بن عوف ابوسعید ابن مسعود رضی اللہ عنہم کی روایات برابر ہو جاتی ہیں پس ان میں سے ہر ایک ایک ایسے معنی میں ہو جاتی ہے جو اس معنی سے مختلف ہے جو دوسری روایت میں وارد ہوا ہے اس طرح آثار کو جہاں تک ممکن ہو اتفاق پر محمول کریں اور تضاد پر حتی الامکان محمول نہ کریں۔

آثار کے معانی کے لحاظ سے اس باب کا حکم یہ ہے یہی امام ابوحنیفہ ابویوسف محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔

اور ایک اور چیز بھی فریق ثالث کے قول کی تصحیح کرتی ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہم نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اس باب کے شروع میں نقل کیا ہے پھر انہوں نے اپنی رائے اور اجتہاد سے یہ کہا انه يتحرى روایت یہ ہے۔

۲۴۵۸: حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا شَيْخٌ أَحْسِبُهٗ أَبَا زَيْدٍ الْهَرَوِيَّ، قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ قَالَ إِدْرِيْسُ : أَخْبَرَنِيْ عَنْ أَبِيْهِ سَمِعَهٗ يُحَدِّثُ قَالَ : قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (فِي الْوَهْمِ يَتَحَرّٰى). وَقَدْ رَوٰى عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِثْلَ ذٰلِكَ أَيْضًا .

۲۴۵۸: شعبہ نے بیان کیا کہ ادریس نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ انہوں نے کہا وہ تحری کرلے خیال میں۔

**تخریج** : مسند احمد ۳۹/۲۔

اور ابوسعیدؓ کی روایت میں بھی اسی طرح ہے۔

۲۴۵۹: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ قَالَ : ثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ بَشَّارٍ الرَّمَادِيُّ، قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، قَالَ : ثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ : سُئِلَ ابْنُ عُمَرَ وَأَبُوْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، عَنْ رَجُلٍ سَهَا، فَلَمْ يَدْرِ كَمْ صَلّٰى، أَثَلَاثًا أَمْ أَرْبَعًا؟ فَقَالَا : يَتَحَرّٰى أَصْوَبَ ذٰلِكَ فَيُتِمَّهُ، ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ

۲۴۵۹: عمرو بن دینار کہتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابوسعیدؓ سے ایک آدمی نے پوچھا جو نماز میں بھول گیا اور اسے معلوم نہ رہا کہ اس نے تین پڑھی ہیں یا چار۔ دونوں نے کہا وہ ان میں زیادہ بہتر کی تحری کر کے مکمل کرلے پھر بیٹھ کر دو سجدے کرلے۔

**تخریج** : مسلم فی المساجد نمبر۸۸۔

۲۴۶۰: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُمَيَّةَ، قَالَ : ثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ، قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ الْيَشْكُرِيِّ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ : فِي الْوَهْمِ يَتَحَرّٰى. قَالَ : قُلْتُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَدَلَّ مَا ذَكَرْنَا أَنَّ مَا رَوَاهُ أَبُوْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا هُوَ إِذَا كَانَ لَا يَدْرِيْ أَثَلَاثًا صَلّٰى أَمْ أَرْبَعًا؟ وَلَمْ يَكُنْ أَحَدُهُمَا أَغْلَبَ فِيْ قَلْبِهٖ مِنَ الْآخَرِ. وَأَمَّا إِذَا كَانَ أَحَدُهُمَا أَغْلَبَ فِيْ قَلْبِهٖ مِنَ الْآخَرِ، عَمِلَ عَلٰى ذٰلِكَ. فَقَدْ وَافَقَ مَا رُوِيَ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَمَّا جَمَعَ مَا رَوَاهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا أَجَابَ بِهِ الَّذِيْ سَأَلَهُ مِنْ بَعْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قَالَ أَهْلُ هٰذِهِ الْمَقَالَةِ الْآخِيْرَةِ، لَا مَا قَالَ مَنْ خَالَفَهُمْ. وَقَدْ رُوِيَ أَيْضًا عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي التَّحَرِّيْ مِثْلُهُ.

۲۴۶۰: سلیمان یشکری نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا وہ خیال میں تحری کرے اس نے پوچھا آپ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یہ بات کہی ہے انہوں نے جواب دیا جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے۔ اس روایت مذکورہ سے یہ دلالت مل گئی کہ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جس بات کو نقل کیا ہے وہ اس صورت میں ہے جبکہ اس کو معلوم نہ ہو کہ آیا اس نے تین پڑھی ہیں یا چار؟ اور ان

میں سے کوئی ایک بات اس کے دل میں دوسری سے غالب نہ ہو اور اگر ایک بات دوسری سے غالب ہو تو پھر اسی غالب پر عمل کرے جب ہم نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی اس روایت کو جو انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی اور جو بات انہوں نے خود ان سے سوال کرنے والوں کے جواب میں کہی اکٹھا کیا گیا تو اس دوسرے قول کے کہنے والوں کے موافق بات بن گئی ان کے مخالف قول کے موافق نہ بن سکی اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی تحری سے متعلق اسی قسم کی بات منقول ہے۔ ذیل میں ملاحظہ ہو۔

**حاصل روایات:** اس سے یہ ثابت ہوا کہ ابوسعیدؓ نے جو بات پہلے روایت کی ہے وہ اس وقت ہے جبکہ اس کو معلوم نہ ہو کہ تین رکعت پڑھی ہیں یا چار اور ان میں سے ایک کا دل میں غلبہ نہ ہو لیکن جب ایک کا ظن غالب ہو تو اس پر عمل کرے اس طرح ابوسعیدؓ کی روایت اور آپ سے کیا جانے والا استفسار اور اس کا جواب دونوں موافق ہو جاتے ہیں اور اس طرح فریق ثالث کی بات پختہ نظر آتی ہے البتہ دوسروں کے قول پر روایات کی موافقت نہیں ہوتی اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی تحری کے سلسلہ میں اس طرح کی روایت ہے جس کو ہم نقل کرتے ہیں۔

۲۴۶۱: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عُمَرَ، قَالَ : أَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ وَأَبُوْ عَوَانَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِثْلَهٗ .

۲۴۶۱: حماد بن سلمہ اور ابوعوانہ نے قتادہ سے انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۲۴۶۲: حَدَّثَنَا يُوْنُسُ، قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهٗ، عَنْ عُمَرَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ يَقُوْلُ : إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِيْ صَلَاتِهٖ، فَلْيَتَوَخَّ الَّذِيْ يَظُنُّ أَنَّهٗ نَسِيَ مِنْ صَلَاتِهٖ فَلْيُصَلِّهٖ، وَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ .

۲۴۶۲: سالم بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے کہ تم میں سے کسی کو اپنی نماز میں شک ہو تو وہ اپنے گمان کے مطابق تحری کرے پھر نماز ادا کرے اور بیٹھ کر دو سجدے کرے۔

**تخریج** : موطا مالك في النداء نمبر ٦٣۔

۲۴۶۳: حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ : أَخْبَرَنِيْ عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سَالِمٍ، ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَهٗ .

۲۴۶۳: عمر بن محمد نے سالم سے خبر دی پھر اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۲۴۶۴: حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهٗ، عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ إِذَا سُئِلَ عَنِ النِّسْيَانِ فِيْ صَلَاةٍ يَقُوْلُ لِيَتَوَخَّ أَحَدُكُمُ الَّذِيْ ظَنَّ أَنَّهٗ قَدْ نَسِيَ مِنْ صَلَاتِهٖ، فَلْيُصَلِّهٖ .

۲۴۶۴: نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب ان سے نماز کی بھول کے بارے میں پوچھا جاتا تو

فرماتے کہ جس کو بھول جانے کا گمان ہو وہ تحری کرے اور نماز پوری کرے۔

**تخریج** : روایت ۲۴۶۲ کی تخریج ملاحظہ ہو۔

۲۴۶۵: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَبَّاسِ بْنُ الرَّبِيعِ، قَالَ : ثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ، قَالَ : ثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِي التَّحَرِّي فِي الشَّكِّ فِي الصَّلَاةِ بِمِثْلِ مَا فِي حَدِيثِ ابْنِ وَهْبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ مُحَمَّدٍ وَعَنِ ابْنِ وَهْبٍ، عَنْ عُمَرَ نَفْسِهِ. وَأَمَّا وَجْهُ ذٰلِكَ مِنْ طَرِيقِ النَّظَرِ، فَإِنَّا رَأَيْنَا الْأَصْلَ الْمُتَّفَقَ عَلَيْهِ فِي ذٰلِكَ، أَنَّ هٰذَا الرَّجُلَ قَبْلَ دُخُولِهِ فِي الصَّلَاةِ، قَدْ كَانَ عَلَيْهِ أَنْ يَأْتِيَ بِأَرْبَعِ رَكَعَاتٍ، فَلَمَّا شَكَّ فِي أَنْ يَكُونَ جَاءَ بِبَعْضِهَا، وَجَبَ النَّظَرُ فِي ذٰلِكَ، لِيُعْلَمَ كَيْفَ كَانَ حُكْمُهُ. فَرَأَيْنَاهُ لَوْ شَكَّ فِي أَنْ يَكُونَ قَدْ صَلَّى، لَكَانَ عَلَيْهِ أَنْ يُصَلِّيَ حَتّٰى يَعْلَمَ يَقِينًا أَنَّهُ قَدْ صَلَّى، وَلَا يَعْمَلُ فِي ذٰلِكَ بِالتَّحَرِّي. فَكَانَ النَّظَرُ عَلٰى هٰذَا أَنْ يَكُونَ كَذٰلِكَ هُوَ فِي كُلِّ شَيْءٍ مِنْ صَلَاتِهِ كَانَ ذٰلِكَ عَلَيْهِ فَرْضًا، وَعَلَيْهِ أَنْ يَأْتِيَ بِهِ حَتّٰى يَعْلَمَ يَقِينًا أَنَّهُ قَدْ جَاءَ بِهِ. فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ : إِنَّ الْفَرْضَ عَلَيْهِ غَيْرُ وَاجِبٍ، حَتّٰى يَعْلَمَ يَقِينًا أَنَّهُ وَاجِبٌ عَلَيْهِ. قِيلَ لَهُ: لَيْسَ هٰكَذَا وَجَدْنَا الْعِبَادَاتِ كُلَّهَا، لِأَنَّا قَدْ تَعَبَّدْنَا أَنَّهُ إِذَا أُغْمِيَ عَلَيْنَا فِي يَوْمِ ثَلَاثِينَ مِنْ شَعْبَانَ، فَاحْتَمَلَ أَنْ يَكُونَ مِنْ رَمَضَانَ، فَيَجِبُ عَلَيْنَا صَوْمُهُ، وَاحْتَمَلَ أَنْ يَكُونَ مِنْ شَعْبَانَ، فَلَا يَكُونُ عَلَيْنَا صَوْمُهُ، أَنَّهُ لَيْسَ عَلَيْنَا صَوْمُهُ، حَتّٰى نَعْلَمَ يَقِينًا أَنَّهُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ فَنَصُومُهُ. وَكَذٰلِكَ رَأَيْنَا آخِرَ شَهْرِ رَمَضَانَ إِذَا أُغْمِيَ عَلَيْنَا فِي يَوْمِ الثَّلَاثِينَ، فَاحْتَمَلَ أَنْ يَكُونَ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ، فَيَكُونَ عَلَيْنَا صَوْمُهُ. وَاحْتَمَلَ أَنْ يَكُونَ مِنْ شَوَّالٍ فَلَا يَكُونُ عَلَيْنَا صَوْمُهُ، أُمِرْنَا بِأَنْ نَصُومَهُ، حَتّٰى نَعْلَمَ يَقِينًا أَنَّهُ لَيْسَ عَلَيْنَا صَوْمُهُ. فَكَانَ مَنْ دَخَلَ فِي شَيْءٍ بِيَقِينٍ لَمْ يَخْرُجْ مِنْهُ إِلَّا بِيَقِينٍ. فَالنَّظَرُ عَلٰى ذٰلِكَ أَنْ يَكُونَ كَذٰلِكَ مَنْ دَخَلَ فِي صَلَاةٍ بِيَقِينٍ، أَنَّهَا عَلَيْهِ لَمْ يَحِلَّ لَهُ الْخُرُوجُ مِنْهَا إِلَّا بِيَقِينٍ أَنَّهُ قَدْ حَلَّ لَهُ الْخُرُوجُ مِنْهَا. وَقَدْ جَاءَ مَا اسْتَشْهَدْنَا بِهِ مِنْ حُكْمِ الْإِغْمَاءِ فِي شَعْبَانَ، وَشَهْرِ رَمَضَانَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَوَاتِرًا كَمَا ذَكَرْنَاهُ. فَمِمَّا رُوِيَ عَنْهُ فِي ذٰلِكَ.

۲۴۶۵: نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس آدمی کے متعلق پوچھا جس کو نماز میں شک ہو کہ آیا وہ تحری کرے انہوں نے سابقہ روایت ۲۴۶۲ میں مذکور جواب دیا۔ غور و فکر کے انداز سے اس کی وضاحت اس طرح ہے کہ ہمارے پاس متفقہ اصول موجود ہے کہ نماز کی ابتداء سے پہلے اس پر چار رکعات لازم تھیں۔ اب داخلہ کے بعد اس کو شک ہوا تو اس کا حکم جاننے کی غرض سے غور و فکر لازم ہو گیا۔ ہم بخوبی جانتے ہیں کہ اگر اسے نماز کی ادائیگی اور عدم ادائیگی میں شبہ ہوتا تو اس کے لیے پڑھنا ضروری تھا۔ تاکہ یقین سے ادائیگی ثابت ہو جائے۔ فقط تحری کام نہ

دے گی۔ پس اس پر قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ تمام فرائض نماز میں فکر یہی فیصلہ کرتی ہے تاکہ ادائیگی یقین سے ثابت ہو جائے۔ اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ فرض اس کے ذمہ اس وقت تک لازم نہیں ہوتا جب تک اس کے فرض ہونے کا یقین نہ ہو۔ تو اس کے جواب میں عرض کریں گے کہ تمام عبادات اس طرح نہیں پائی جاتیں کیونکہ ہم اس طرح پاتے ہیں کہ اگر تیس شعبان والی رات چاند نظر نہ آیا تو اس میں اس بات کا بھی احتمال ہے کہ یہ رمضان المبارک کا دن ہو تو اس لحاظ سے اس کا روزہ فرض ہوگا اور یہ احتمال ہے کہ یہ شعبان کا آخری دن ہو۔ اس اعتبار سے اس کا روزہ لازم نہ ہوگا۔ تو اس سے یہ واضح ہوا کہ رمضان المبارک کا مہینہ ہونے کا کامل یقین نہ ہو تو ہم پر روزہ رکھنا فرض نہ ہوگا۔ بالکل اسی طرح رمضان المبارک کی تیسویں شب چاند نظر نہ آیا تو اس احتمال کی وجہ سے کہ رمضان المبارک کا تیسواں روزہ ہے روزہ رکھنا فرض ہے اور دوسری طرف اس کے یکم شوال ہونے کا احتمال ہے جس کی وجہ سے اس دن کا روزہ ہم پر لازم نہیں۔ مگر اس احتمال کے باوجود روزے کا حکم دیا گیا اور اس کا رکھنا اس وقت تک فرض ہے' جب تک یقین سے اس کی عدم فرضیت کا علم نہ ہو جائے۔ پس جو شخص کسی چیز میں یقین سے داخل ہو تو اس سے یقین ہی کے ساتھ نکلنا ممکن ہے۔ پس اس پر قیاس اس بات کو چاہتا ہے کہ جو آدمی اپنی نماز میں اس یقین سے داخل ہوا کہ وہ اس پر لازم ہے' تو اس کو اس سے اس یقین کے بغیر نکلنا حلال نہیں کہ اب اس کے لیے نکلنا جائز ہو چکا اور ہم نے شعبان کے آخر میں اور رمضان کے اواخر میں چاند نہ نکلنے کے سلسلہ سے جو استدلال کیا ہے اس کے متعلق جناب رسول اللہ ﷺ سے کثیر روایات وارد ہوئی ہیں۔ روایات درج ذیل ہیں۔

## نظر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ بدلیل فریق ثانی:

اس بات پر تو سب کا اتفاق ہے کہ نماز میں داخلے سے پہلے نمازی پر چار رکعت لازم تھیں اور نماز میں داخل ہونے کے بعد بھی چار لازم رہیں اور نماز کے دوران شک پیدا ہوا تو نظر وفکر کے لحاظ سے اس کا حکم معلوم کرنے کی حاجت پڑی پس ہم نے ایک جز پر غور کیا کہ اگر نماز پڑھنے اور نہ پڑھنے میں شک پیدا ہو جائے تو حکم یہ ہے کہ وہ نماز کو دوبارہ پڑھے تاکہ یقیناً ادائیگی ہو جائے اس صورت میں تحری سے کام لینا جائز نہیں تو غور سے جب نماز کے ہر جز پر یہ حکم جاری ہو تو اس پر یقین کی صورت اقل پر عمل ہو سکتا ہے نہ کہ تحری۔

## اشکال:

نفس نماز کی فرضیت کا علم ہونا یقینی علم کی حد تک ہر نمازی پر واجب نہیں ہے تو جز نماز کے بارے میں بھی یہی حکم باقی رہنا چاہئے اور تحری کی گنجائش ہونی چاہئے۔

**جواب**: عبادات کی فرضیت کا علم تمام عبادات میں لازم نہیں بلکہ امر تعبدی کے طور پر لازم ہے البتہ بعض عبادات میں علم الیقین کے لازم ہونے کا انکار نہیں کیا جا سکتا مثلاً رویت ہلال میں علم الیقین کا حاصل ہونا ضروری ہے۔ اگر ۲۹ شعبان کو بادل کی وجہ

سے چاند نظر نہ آئے تو تیس کی گنتی پوری کرنی ضروری اور روزہ رکھنا لازم نہیں ہے۔ اسی طرح اگر ۲۹ رمضان کو بادل وغیرہ کی وجہ سے چاند نظر نہ آئے تو روزوں کی گنتی تیس پوری کرنی لازم ہے افطار ہرگز درست نہیں بلکہ اقل کو مدار بنا کر ایک روزہ ملا کر تیس پورے کیے جائیں گے بالکل اسی طرح جب تعداد رکعات میں اگر تین یا چار میں شک ہو تو اقل پر عمل ہوگا۔ اگرچہ یہ احتمال ہے کہ وہ شوال کا دن ہو جس کا روزہ ہمارے ذمہ لازم نہیں ہے مگر ہم کو اس کا روزہ رکھنے کا حکم ہے تاکہ یہ یقین ہو جائے کہ ہمارے ذمہ اس کا روزہ نہیں پس جو شخص یقین کے ساتھ کسی چیز میں داخل ہوا وہ اس سے یقین کے ساتھ نکلے گا۔

پس تقاضا نظر یہ ہے کہ جو نماز میں یقین سے داخل ہوا اس کو نماز سے یقین سے خروج درست ہے کہ اب وہ نکلنے کے لائق ہو گیا ہے۔ تائید نظر کی روایات۔

اور رمضان کے چاند کے سلسلہ میں جو مثال پیش کی ہے وہ متواتر روایات میں وارد ہے۔

۲۴۶۶: مَا حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ' قَالَ : ثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ' قَالَ : ثَنَا زَكَرِيَّا' عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ جُبَيْرٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ : إِنِّيْ لَأَعْجَبُ مِنَ الَّذِيْنَ يَصُوْمُوْنَ قَبْلَ رَمَضَانَ' إِنَّمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (اِذَا رَأَيْتُمُ الْهِلَالَ فَصُوْمُوْا' وَإِذَا رَأَيْتُمُوْهُ فَأَفْطِرُوْا' فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَعُدُّوْا ثَلَاثِيْنَ).

۲۴۶۶: محمد بن جبیر نے بتلایا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا مجھے ان لوگوں پر تعجب ہے جو رمضان سے پہلے روزہ رکھتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم چاند دیکھو تو روزہ رکھو اور جب شوال کا چاند دیکھو تو افطار کرو اگر چاند غائب ہو جائے تو تیس کی گنتی پوری کرو۔

**تخریج** : بخاری فی الصوم باب ٥' مسلم فی الصیام نمبر٦'٧' ابو داؤد فی الصوم باب ٤' ترمذی فی الصوم باب٢' نسائی فی الصیام باب٩' ابن ماجه فی الصیام باب٧' دارمی فی الصوم باب٢' مالك فی الصیام نمبر١'٢' مسند احمد ٢/٣'٥'٢٢٩' ٤٢/٥' ١٤٩/٦۔

۲۴۶۷: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ' قَالَ : ثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ بَشَّارٍ' قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ' قَالَ : ثَنَا عَمْرٌو' عَنْ مُحَمَّدٍ' عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ : سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ' فَذَكَرَ مِثْلَهُ .

۲۴۶۷: محمد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا وہ کہتے ہیں میں نے ان کو فرماتے سنا پھر اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔

۲۴۶۸: حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ' قَالَ : ثَنَا رَوْحٌ' قَالَ : ثَنَا حَمَّادٌ' عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ' عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا' عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ مِثْلَهُ .

۲۴۶۸: عمرو بن دینار نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔

۲۴۶۹: حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بَكْرٍ، وَرَوْحٌ، قَالَا : ثَنَا حَاتِمُ بْنُ أَبِي صَغِيْرَةَ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، قَالَ : دَخَلْتُ عَلٰى عِكْرَمَةَ فَقَالَ : سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ.

۲۴۶۹: عکرمہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو کہتے سنا کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح سنا ہے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔

۲۴۷۰: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ دَاوُدَ .ح.

۲۴۷۰: ابوبکرہ نے کہا ہمیں ابوداؤد نے بیان کیا۔

۲۴۷۱: وَحَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا وَهْبٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ، قَالَ : رَأَيْنَا هِلَالَ رَمَضَانَ، فَأَرْسَلْنَا رَجُلًا إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَسَأَلَهُ، فَقَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (إِنَّ اللّٰهَ قَدْ مَدَّهُ لِرُؤْيَتِهِ، فَإِذَا أُغْمِيَ عَلَيْكُمْ، فَأَكْمِلُوا الْعِدَّةَ).

۲۴۷۱: ابوالبختری کہتے ہیں ہم نے رمضان کا چاند دیکھا تو ہم نے ایک آدمی جناب ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف بھیجا اس نے ان سے دریافت کیا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے چاند کو رؤیت تک دراز کر دیا ہے جب چاند چھپ جائے تو گنتی پوری کرلو۔

**تخریج** : مسلم فی الصیام ۲۹/۳۰۔

۲۴۷۲: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ، قَالَ : ثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (إِذَا رَأَيْتُمُ الْهِلَالَ فَصُوْمُوْا، وَإِذَا رَأَيْتُمُوْهُ فَأَفْطِرُوْا، فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوْا لَهُ).

۲۴۷۲: عبداللہ بن دینار کہتے ہیں کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو فرماتے سنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم چاند کو دیکھو تو روزہ رکھو اور دیکھ کر افطار کرو اگر وہ چھپ جائے تو اس کے لئے گنتی کرو۔

۲۴۷۲: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ، قَالَ : ثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (إِذَا رَأَيْتُمُ الْهِلَالَ فَصُوْمُوْا، وَإِذَا رَأَيْتُمُوْهُ فَأَفْطِرُوْا، فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوْا لَهُ).

۲۴۷۳: مالک نے خبر دی کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ سے بتلایا پھر انہوں نے اپنی سند سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۲۴۷۴: حَدَّثَنَا يُوْنُسُ، قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ : وَحَدَّثَنِيْ أُسَامَةُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

۲۴۷۴: نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۲۴۷۵: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ : ثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ، قَالَ : ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ أَيُّوْبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ .

۲۴۷۵: نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۲۴۷۶: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَبُوْ قُرَّةَ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ : حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ .

۲۴۷۶: سالم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح روایت کی ہے۔

۲۴۷۷: حَدَّثَنَا ابْنُ مَعْبَدٍ، قَالَ : ثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، قَالَ : ثَنَا زَكَرِيَّا، قَالَ : ثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .فَذَكَرَ مِثْلَهُ .غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ : (فَعُدُّوْا ثَلَاثِيْنَ).

۲۴۷۷: ابوالزبیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پس انہوں نے اسی طرح روایت بیان کی ہے صرف فعدوا ثلاثین کے الفاظ زائد نقل کیے ہیں۔

۲۴۷۸: حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ : ثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيْعِ، قَالَ : ثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ حُمَيْدٍ الرُّؤَاسِيُّ، عَنْ مُجَالِدِ بْنِ سَعِيْدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ، قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيْ (إِذَا جَاءَ رَمَضَانُ فَصُمْ ثَلَاثِيْنَ إِلَّا أَنْ تَرَى الْهِلَالَ قَبْلَ ذٰلِكَ).

۲۴۷۸: شعبی نے عدی بن حاتم سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا جب رمضان آئے تو تیس دن روزہ رکھو ہاں یہ کہ اس سے پہلے اگر تم (۲۹ کو) چاند دیکھ لو۔

۲۴۷۹: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَبُوْ قُرَّةَ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ : ثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (إِذَا رَأَيْتُمُ الْهِلَالَ فَصُوْمُوْا، وَإِذَا رَأَيْتُمُوْهُ فَأَفْطِرُوْا، فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ، فَعُدُّوْا ثَلَاثِيْنَ).

۲۴۷۹: سعید بن المسیب نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جب تم چاند دیکھو تو روزہ رکھو اور جب چاند (شوال کا) دیکھو تو افطار کرو اور اگر چاند چھپ جائے تو تیس دن کی گنتی پوری کرو۔

۲۴۸۰: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ : ثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، قَالَ : أَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ،

قَالَ : سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ : قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ .

۲۴۸۰: محمد بن زیاد کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا ہے کہ ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پس انہوں نے اسی طرح بیان کیا ہے۔

۲۴۸۱: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا الْوُحَاظِيُّ، قَالَ : ثَنَا سُلَيْمَانُ، قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ .

۲۴۸۱: ابوسلمہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۲۴۸۲: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا أَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ، قَالَ : ثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، عَنْ هِشَامِ ابْنِ حَسَّانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ طَلْقٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ : سَمِعْتُ رَجُلًا قَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، أَرَأَيْتُ الْيَوْمَ الَّذِيْ يُخْتَلَفُ فِيْهِ؟ تَقُوْلُ فِرْقَةٌ : مِنْ شَعْبَانَ، وَتَقُوْلُ فِرْقَةٌ : مِنْ رَمَضَانَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَهُ .

۲۴۸۲: محمد بن جابر کہتے ہیں کہ میں نے قیس بن طلق سے انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا کہ میں نے ایک آدمی سے سنا کہ وہ کہہ رہا تھا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یوم شک کے متعلق کیا خیال ہے کہ کوئی رمضان کہتا ہے کوئی شعبان تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر اسی طرح سے روایت نقل کی ہے۔

۲۴۸۳: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زِيَادٍ، قَالَ : ثَنَا زُهَيْرٌ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، عَنْ رَجُلٍ، أَوْ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : (لَا تَتَقَدَّمُوْا هٰذَا الشَّهْرَ حَتّٰى تَرَوا الْهِلَالَ أَوْ تُكْمِلُوا الْعِدَّةَ، وَلَا تُفْطِرُوْا، حَتّٰى تَرَوا الْهِلَالَ أَوْ تُكْمِلُوا الْعِدَّةَ). فَلَمَّا لَمْ يَأْمُرْهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْخُرُوْجِ مِنَ الْإِفْطَارِ الَّذِيْ قَدْ دَخَلُوْا فِيْهِ إِلَّا بِيَقِيْنٍ أَنَّهُمْ قَدْ خَرَجُوْا مِنْهُ، ثُمَّ لَمْ يُخْرِجْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ أَيْضًا مِنَ الصَّوْمِ الَّذِيْ قَدْ دَخَلُوْا فِيْهِ إِلَّا بِيَقِيْنٍ أَنَّهُمْ قَدْ خَرَجُوْا مِنْهُ كَانَ كَذٰلِكَ أَيْضًا يَجِيْءُ فِي النَّظَرِ أَنْ يَكُوْنَ كَذٰلِكَ، مَنْ دَخَلَ فِيْ صَلَاةٍ وَهُوَ مُتَيَقِّنٌ أَنَّهَا عَلَيْهِ لَا يَخْرُجُ مِنْهَا إِلَّا بِيَقِيْنٍ مِنْهُ أَنَّهَا لَيْسَتْ عَلَيْهِ .

۲۴۸۳: ربعی بن حراش نے ایک آدمی سے یا ایک صحابی سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس مہینے سے پہلے روزہ مت رکھو جب تک کہ چاند نہ دیکھ لو یا گنتی کو پورا نہ کرلو اور افطار مت کرو جب تک کہ چاند نہ دیکھو یا

گنتی نہ پوری کرلو۔ جبکہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ان کو افطار سے نکلنے کا حکم نہیں دیا حالانکہ وہ روزے میں یقین کے ساتھ داخل ہوئے تھے تو اب اس سے نکلنا بھی ایسے ہی یقین کے ساتھ تھا تو اسی طرح ہوا۔ پس اس پر قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ جو شخص نماز میں یقین سے داخل ہوتا ہے کہ وہ نماز اس پر فرض ہے۔ تو اس نماز سے اسی وقت نکلے گا کہ جب اسے یقین ہو جائے کہ وہ اس پر لازم نہیں رہی۔

**تخریج** : ابو داؤد فی الصوم باب ٦' نمبر ٢٣٢٦۔

**حاصل روایات**: ان روایات سے ثابت ہوا کہ افطار سے رمضان کی طرف اور رمضان سے افطار کی طرف یقین کے ساتھ نکلیں گے خواہ وہ گنتی سے حاصل ہو یا وہ رویت سے حاصل ہو پس جب جناب رسول اللہ ﷺ نے ان کو افطار سے یقین کے بغیر نکلنے کی اجازت نہیں دی اسی طرح روزے سے بھی بلا یقین نکلنے کی اجازت نہیں دی تو نظر کا تقاضا یہ ہے کہ نماز کے سلسلہ میں بھی یہ ہونا چاہئے کہ جو شخص نماز میں داخل ہوا ہے وہ یقین کرنے والا ہے پس اس سے وہ یقین کے ساتھ نکلے گا اور وہ اقل مقدار ہے جس پر یقین ہے نہ کہ تحری۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام طحاوی رحمہ اللہ کا اپنا رجحان اسی قول کی طرف ہے اس وجہ سے اس کی قیاس بات کے ایک جز کو ثابت کرنے کے لئے اتنی کثیر روایات پیش کیں۔

**نوٹ**: اس باب میں بھی امام طحاوی رحمہ اللہ نے نظر کو دو مرتبہ استعمال فرمایا ایک مرتبہ فریق ثالث کے حق میں اور دوسری مرتبہ نظر کو فریق ثانی کے حق میں استعمال کیا اور آخر میں لا کر اس پر ترجیح کی مہر ثبت کی ہے اگرچہ نظر پر بھی نظر ہو سکتی ہے۔

## بَابُ سُجُوْدِ السَّهْوِ فِي الصَّلَاةِ هَلْ هُوَ قَبْلَ التَّسْلِيْمِ أَوْ بَعْدَهُ؟

### سجدۂ سہو سلام سے پہلے یا بعد

**خلاصۃ المرام**:

سجدہ سہو کے قبل السلام یا بعد السلام میں اختلاف ہے۔

نمبر ①: امام شافعی رحمہ اللہ قبل السلام کہتے ہیں۔

نمبر ②: امام مالک نماز میں نقصان کی صورت میں قبل السلام اور زیادتی کی صورت میں بعد السلام قرار دیتے ہیں۔

نمبر ③: احناف امام ابوحنیفہ و احمد رحمہما اللہ بہرصورت بعد السلام مانتے ہیں۔

فریق اوّل کا مؤقف اور دلیل: سجدہ سہو سلام سے پہلے بہرصورت کیا جائے۔ دلائل ملاحظہ ہوں۔

۲۴۸۴: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَامِرٍ، قَالَ : ثَنَا هِشَامٌ الدَّسْتُوَائِيُّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيْرٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ (عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَالِكٍ، هُوَ ابْنُ بُحَيْنَةَ أَنَّهُ أَبْصَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَامَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ، وَنَسِيَ أَنْ يَقْعُدَ، فَمَضٰى فِيْ قِيَامِهٖ، ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ الْفَرَاغِ مِنْ صَلَاتِهٖ).

۲۴۸۴: عبدالرحمٰن اعرج نے عبداللہ بن مالک ان کو ابن بحینہ کہتے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ دو رکعتوں میں کھڑے ہوگئے اور قعدہ بھول گئے آپ قیام میں قائم رہے پھر نماز سے فراغت کے بعد دو سجدے کئے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس روایت میں فراغت کا مطلب معلوم نہیں ہوا عین ممکن ہے کہ فراغت سے سلام مراد ہو اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ سلام سے پہلے والا تشہد اس سے مراد ہو۔ اس میں غور کے لیے ان روایات کو دیکھیں۔

**تخریج** : بخاری فی السهو باب ١، مسلم فی المساجد ٨٥/٧٨۔

۲۴۸۵: حَدَّثَنَا يُوْنُسُ، قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ بُحَيْنَةَ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ. قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ، وَلَمْ يُبَيِّنْ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ الْفَرَاغَ، مَا هُوَ؟ فَقَدْ يَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ الْفَرَاغُ هُوَ السَّلَامُ، وَقَدْ يَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ الْفَرَاغُ مِنَ التَّشَهُّدِ قَبْلَ السَّلَامِ. فَنَظَرْنَا فِيْ ذٰلِكَ، فَإِذَا يُوْنُسُ قَدْ حَدَّثَنَا

۲۴۸۵: عبدالرحمٰن اعرج نے عبداللہ ابن بحینہ سے انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔

**تخریج** : موطا مالك ٣٤۔

**حاصل روایات**: فراغت کے بعد دو سجدے کئے اب فراغت سے کیا مراد سلام سے پہلے والا تشہد ہو چنانچہ روایات سے یہ ظاہر ہو گا۔ روایات ملاحظہ کریں۔

۲۴۸۶: قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ : أَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ أَخْبَرَهُمْ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ بُحَيْنَةَ حَدَّثَهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ. غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ : (فَلَمَّا قَضٰى صَلَاتَهُ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، كَبَّرَ فِيْ كُلِّ سَجْدَةٍ وَهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ، أَوْ سَجَدَ بِهِمَا النَّاسُ مَعَهُ، فَكَانَ مَا نَسِيَ مِنَ الْجُلُوْسِ).

۲۴۸۶: عبدالرحمٰن اعرج نے بتلایا کہ عبداللہ ابن بحینہ نے مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح بیان کیا البتہ اس قدر فرق ہے فلما قضی صلاته سجد سجدتين كبر في كل سجده وهو جالس قبل ان يسلم او

سجد بهما الناس معه فكان مانسيي من الجلوس کے الفاظ زائد ہیں کہ جب انہوں نے اپنی نماز مکمل کی تو دو سجدے کئے ہر سجدہ میں بیٹھ کر تکبیر کہی اور سلام سے پہلے سجدے کئے یا لوگوں نے آپ کے ساتھ سجدہ کیا پس یہ وہ جلسہ ہو گیا جو آپ بھول گئے تھے۔

**تخریج** : ترمذی ۸۹/۱' کتاب الصلاة۔

۲۴۸۷: حَدَّثَنَا يُوْنُسُ' قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ' قَالَ : أَخْبَرَنِيْ مَالِكٌ' وَعَمْرٌو' عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ' عَنِ ابْنِ بُحَيْنَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ' عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ .

۲۴۸۷: عبدالرحمٰن اعرج نے ابن بحینہؓ سے نقل کیا انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح نقل کیا ہے۔

**تخریج** : مسلم ۲۱۱/۱' ابو داؤد ۱۴۸/۱' نسائی ۱۸۱/۱' بخاری ۱۶۳/۱۔

۲۴۸۸: حَدَّثَنَا رَبِيْعُ الْجِيْزِيُّ' قَالَ : ثَنَا أَسَدٌ' قَالَ : ثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ' عَنِ الزُّهْرِيِّ' فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ .

۲۴۸۸: ابن ابی ذئب نے زہری سے پس انہوں نے اپنی سند سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

**تخریج** : ابن ماجه ۸٤/۱۔

۲۴۸۹: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ' قَالَ : ثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ بَشَّارٍ' قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ' قَالَ : ثَنَا الزُّهْرِيُّ' قَالَ : أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ هُرْمُزَ الْأَعْرَجُ' عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ بُحَيْنَةَ' قَالَ : (صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةً' نَظُنُّ أَنَّهَا الْعَصْرُ' فَقَامَ فِي الثَّانِيَةِ وَلَمْ يَجْلِسْ .فَلَمَّا كَانَ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ' سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ' وَهُوَ جَالِسٌ). قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَثَبَتَ بِمَا ذَكَرْنَا فِيْ هٰذِهِ الْأَحَادِيْثِ أَنَّ الْفَرَاغَ الْمَذْكُوْرَ فِي الْأَحَادِيْثِ الَّتِيْ فِيْ أَوَّلِ هٰذَا الْبَابِ هُوَ قَبْلَ السَّلَامِ .

۲۴۸۹: عبدالرحمٰن بن ہرمز اعرج نے عبداللہ بن بحینہؓ سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں جناب رسول اللہ ﷺ نے ایک نماز پڑھائی ہمارا خیال ہے کہ وہ نماز عصر تھی آپ دوسری رکعت میں کھڑے ہو گئے اور بیٹھے نہیں سلام سے پہلے بیٹھ کر دو سجدے کئے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ کہتے ہیں ان روایات بالا میں جس فراغت کا ذکر ہے اس سے مراد سلام سے پہلے والے دو سجدے ہیں۔

**تخریج** : مسند احمد ۳٤٥/٥' دارقطنی ۳٦٥/۱۔

**حاصل روایات** : ان روایات سے سجدہ سہو کا قبل السلام ہونا معلوم ہوا اور فراغت سے مراد سلام سے پہلی والی فراغت ہے۔

۲۴۹۰: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ' قَالَ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ' قَالَ : ثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ' عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ' عَنْ بُكَيْرٍ' أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَجْلَانَ' مَوْلٰى فَاطِمَةَ حَدَّثَهٗ' عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوْسُفَ'

مَوْلٰی عُثْمَانَ حَدَّثَهٗ، عَنْ أَبِيْهِ (أَنَّ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِيْ سُفْيَانَ، صَلّٰی بِهِمْ، فَقَامَ وَعَلَيْهِ جُلُوْسٌ، فَلَمْ يَجْلِسْ .فَلَمَّا كَانَ فِيْ آخِرِ صَلَاتِهٖ، سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ، وَقَالَ : هٰكَذَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ).

۲۴۹۰: محمد بن یوسف مولیٰ عثمان نے اپنے والد سے بیان کیا کہ معاویہ بن ابی سفیانؓ نے ہمیں نماز پڑھائی وہ کھڑے ہو گئے حالانکہ انہیں بیٹھنا تھا وہ نہ بیٹھے۔ جب نماز کے اختتام پر پہنچے تو سلام سے پہلے دو سجدے کئے اور کہنے لگے میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے۔

**تخریج** : مسند احمد ۱۰۰/٤۔

۲۴۹۱: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ، قَالَ : ثَنَا ابْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ، قَالَ : أَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِيْ أَيُّوْبَ، وَابْنُ لَهِيْعَةَ، قَالَا : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ .قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ، فَذَهَبَ إِلٰى هٰذِهِ الْآثَارِ قَوْمٌ فَقَالُوْا : هٰكَذَا سُجُوْدُ السَّهْوِ، وَهُوَ قَبْلَ السَّلَامِ مِنَ الصَّلَاةِ .وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ فَقَالُوْا : مَا كَانَ مِنْ سُجُوْدِ سَهْوٍ لِلنُّقْصَانِ كَانَ فِي الصَّلَاةِ فَهُوَ قَبْلَ التَّسْلِيْمِ كَمَا فِيْ حَدِيْثِ ابْنِ بُحَيْنَةَ، وَكَمَا فِيْ حَدِيْثِ مُعَاوِيَةَ .وَمَا كَانَ مِنْ سُجُوْدِ سَهْوٍ، وَجَبَ لِزِيَادَةٍ زِيْدَتْ فِي الصَّلَاةِ، فَهُوَ بَعْدَ التَّسْلِيْمِ .وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ بِحَدِيْثِ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ خَبَرِ ذِي الْيَدَيْنِ، وَبِحَدِيْثِ الْخِرْبَاقِ وَابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، فِيْ سُجُوْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ لِسَهْوِهٖ بَعْدَ التَّسْلِيْمِ .فَمِنْ ذٰلِكَ

۲۴۹۱: یحییٰ بن ابی ایوب اور ابن لہیعہ دونوں نے محمد بن عجلان سے نقل کیا پھر انہوں نے اپنی اسناد سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ کہتے ہیں بعض علماء نے ان آثار کو سامنے رکھتے ہوئے کہا کہ سجدہ سہو سلام سے پہلے ہے۔ دوسرے علماء نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے کہا نماز میں نقصان کا سجدہ سہو تو سلام سے پہلے ہوگا جیسا کہ ابن بحینہ کی روایات میں ہے اور اسی طرح معاویہ کی روایت میں پایا جاتا ہے اور جو سجدہ سہو کسی اضافہ کی وجہ سے لازم ہوا وہ سلام کے بعد ہوگا۔ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا جس میں ذوالیدین والا واقعہ مذکور ہے۔ نیز حضرت خرباق اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایات سے استدلال کیا جو کہ اس دن آپ نے بھول جانے کی وجہ سے سلام پھیرنے کے بعد ادا فرمائے۔ روایت ذیل میں ہے۔

**تخریج** : نسائی ۱۸٦/۱۔

**حاصل روایات**: ان تمام روایات سے سجدہ سہو قبل السلام ثابت ہوتا ہے پس سجدہ سہو قبل السلام ہی کرنا چاہئے۔

فریق ثانی کا مؤقف اور دلائل: نماز میں نقصان کی صورت میں تو قبل السلام کیا جائے گا جیسا کہ ابن بحینہؓ کی روایت میں ہے

اوراسی طرح معاویہؓ کی روایت میں ہے اور اضافے کی صورت میں سلام کے بعد ہوگا اور اس کی دلیل یہ روایات ہیں۔

۲۴۹۲: مَا حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ : ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنِ اللَّيْثِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (أَنَّهُ سَجَدَ يَوْمَ ذِي الْيَدَيْنِ يَعْنِي سَجْدَتَيِ السَّهْوِ بَعْدَ السَّلَامِ). وَسَنَذْكُرُ حَدِيثَ ذِي الْيَدَيْنِ وَكَيْفَ هُوَ فِي "بَابِ الْكَلَامِ فِي الصَّلَاةِ" إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى .وَخَالَفَهُمْ فِي ذَلِكَ آخَرُونَ فَقَالُوا : كُلُّ سَهْوٍ وَجَبَ فِي الصَّلَاةِ لِزِيَادَةٍ أَوْ نُقْصَانٍ فَهُوَ بَعْدَ السَّلَامِ .وَاحْتَجُّوا فِي ذَلِكَ

۲۴۹۲: عراک بن مالک نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا کہ آپ ذوالیدین والے واقعہ کے دن سلام کے بعد دو سہو کے سجدے کئے باب الکلام فی الصلاۃ میں وہ روایت مذکور ہو گی۔ دوسروں نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے کہا کہ ہر وہ سجدہ سہو جو نماز میں نقص یا زیادتی کی بناء پر ہو وہ سلام کے بعد کیا جائے گا۔ دلیل ذیل کی روایات ہیں۔

**حاصل روایات:** یہاں طحاوی رحمہ اللہ نے اشارہ کے طور پر صرف روایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ذکر کی ہے ورنہ قبل التسلیم کے لئے فصل اول کی روایات سے ان کا استدلال ہے اور بعد التسلیم کے لئے روایت ذوالیدین' حدیث خرباق' روایت ابن عمر رضی اللہ عنہ ان کی مستدلات میں شامل ہیں کہ کمی میں سلام سے پہلے اور اضافے میں سلام کے بعد ہوگا۔

فریق ثالث کا مؤقف اور دلائل: نماز میں کمی ہو یا اضافہ ہر دو صورت میں سہو کے دو سجدے سلام کے بعد کئے جائیں گے جیسا یہ روایات شاہد ہیں۔ دلائل۔

۲۴۹۳: بِمَا حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ : سَمِعْتُ يَزِيدَ بْنَ هَارُونَ قَالَ : أَخْبَرَنَا الْمَسْعُودِيُّ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ : (صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَهَا فَنَهَضَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ فَسَبَّحْنَا بِهِ، فَمَضَى فَلَمَّا أَتَمَّ الصَّلَاةَ وَسَلَّمَ سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ).

۲۴۹۳: زیاد بن علاقہ نے مغیرہ بن شعبہؓ سے روایت کی کہ ہمیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی جس میں آپ بھول گئے اور دو رکعت پر اٹھ گئے ہم نے سبحان اللہ کہا مگر آپ نے نماز جاری رکھی (واپس تشہد میں نہ لوٹے) جب آپ نماز پوری کر چکے اور سلام پھیرا تو سہو کے دو سجدے کئے۔

**تخریج** : ابو داؤد فی الصلاۃ باب ۱۹۵' نمبر ۱۰۳۷۔

۲۴۹۴: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ : ثَنَا يَزِيدُ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ .

۲۴۹۴: علی بن شیبہ نے کہا ہمیں یزید نے بیان کیا پھر اپنی اسناد سے روایت نقل کی۔

۲۴۹۵: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ : ثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ : ثَنَا الْمَسْعُودِيُّ قَالَ : ثَنَا زِيَادُ بْنُ عِلَاقَةَ قَالَ :

أَنَا الْمُغِيرَةُ فَذَكَرَ نَحْوَهُ .

۲۴۹۵: زید بن علاقہ کہتے ہیں ہمیں مغیرہؓ نے بیان کیا پھر اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۲۴۹۶: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ قَالَ : ثَنَا بَكْرُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ : ثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَالِكٍ الرُّؤَاسِيُّ مِنْ أَنْفُسِهِمْ قَالَ : سَمِعْتُ عَامِرًا يُحَدِّثُ (أَنَّ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ سَهَا فِي السَّجْدَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ فَسَبَّحَ بِهِ، فَاسْتَتَمَّ قَائِمًا حَتَّى صَلَّى أَرْبَعًا ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ وَقَالَ : هٰكَذَا فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ).

۲۴۹۶: عامر بیان کرتے ہیں کہ مغیرہؓ پہلے دو سجدوں میں بھول گئے سبحان اللہ کہی گئی وہ مکمل سیدھے کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ چار رکعت مکمل کی پھر سہو کے دو سجدے کئے اور کہنے لگے جناب رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح کیا ہے۔

۲۴۹۷: حَدَّثَنَا مُبَشِّرٌ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ جَابِرٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِيْ حَازِمٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ مِثْلَهُ .

۲۴۹۷: قیس بن ابی حازم نے مغیرہؓ سے اسی طرح کی روایت کی ہے۔

۲۴۹۸: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ : ثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ قَالَ : ثَنَا قَيْسُ بْنُ الرَّبِيعِ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُبَيْلٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِيْ حَازِمٍ قَالَ : صَلَّى بِنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ فَقَامَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ فَسَبَّحَ النَّاسُ خَلْفَهُ فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ أَنْ قُوْمُوْا .فَلَمَّا قَضٰى صَلَاتَهُ سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ ثُمَّ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (إِذَا اسْتَتَمَّ أَحَدُكُمْ قَائِمًا فَلْيُصَلِّ وَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ وَإِنْ لَمْ يَسْتَتِمَّ قَائِمًا فَلْيَجْلِسْ وَلَا سَهْوَ عَلَيْهِ).

۲۴۹۸: قیس بن ابی حازم نے کہا کہ ہمیں مغیرہ بن شعبہؓ نے نماز پڑھائی وہ دو رکعتوں میں کھڑے ہو گئے پیچھے لوگوں نے سبحان اللہ تو کہی مگر انہوں نے انہیں کھڑے ہو جانے کا اشارہ کیا جب اپنی نماز پوری کر چکے تو سہو کے دو سجدے کئے پھر کہنے لگے جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی سیدھا کھڑا ہو جائے تو اسے نماز جاری رکھنی چاہئے پھر وہ سہو کے دو سجدے کرے اور اگر وہ بالکل سیدھا کھڑا نہ ہوا ہو تو وہ بیٹھ جائے اس پر سجدہ سہو بھی نہیں ہے۔

**تخریج** : ابن ماجه فى الاقامه باب ۱۳۱ نمبر ۱۲۰۸، مسند احمد ۲۵۳/٤۔

۲۴۹۹: حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ طَهْمَانَ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُبَيْلٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِيْ حَازِمٍ قَالَ : صَلَّى بِنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ فَقَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ قَائِمًا فَقُلْنَا "سُبْحَانَ اللّٰهِ "فَأَوْمَى وَقَالَ "سُبْحَانَ اللّٰهِ "فَمَضَى فِيْ صَلَاتِهِ .فَلَمَّا قَضٰى صَلَاتَهُ وَسَلَّمَ سَجَدَ

سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ، ثُمَّ قَالَ : (صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاسْتَوٰى قَائِمًا مِنْ جُلُوْسِهٖ، فَمَضٰى فِيْ صَلَاتِهٖ .فَلَمَّا قَضٰى صَلَاتَهٗ، سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ، ثُمَّ قَالَ : إِذَا صَلّٰى أَحَدُكُمْ فَقَامَ مِنَ الْجُلُوْسِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَتِمَّ قَائِمًا، فَلْيَجْلِسْ، وَلَيْسَ عَلَيْهِ سَجْدَتَانِ، فَإِنِ اسْتَوٰى قَائِمًا، فَلْيَمْضِ فِيْ صَلَاتِهٖ، وَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ). " فَهٰذَا الْمُغِيْرَةُ يَحْكِيْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ سَجَدَ لِلسَّهْوِ، لِمَا نَقَصَهٗ مِنْ صَلَاتِهٖ بَعْدَ السَّلَامِ .وَهٰذِهِ الْأَحَادِيْثُ، قَدْ تَحْتَمِلُ وُجُوْهًا .فَقَدْ يَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ مَا ذَكَرْنَا فِيْ حَدِيْثِ ابْنِ بُحَيْنَةَ، وَمُعَاوِيَةَ، مِنْ سُجُوْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلسَّهْوِ قَبْلَ السَّلَامِ، عَلٰى كُلِّ سَهْوٍ وَجَبَ فِي الصَّلَاةِ، مِنْ نُقْصَانٍ أَوْ زِيَادَةٍ .وَيَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ مَا فِيْ حَدِيْثِ الْمُغِيْرَةِ، مِنْ سُجُوْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ السَّلَامِ، عَلٰى كُلِّ سَهْوٍ أَيْضًا يَكُوْنُ فِي الصَّلَاةِ، يَجِبُ لَهٗ سُجُوْدُ السَّهْوِ مِنْ نُقْصَانٍ أَوْ زِيَادَةٍ .وَيَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ مَا فِيْ حَدِيْثِ عِمْرَانَ، وَأَبِيْ هُرَيْرَةَ، وَابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ مِنْ سُجُوْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ السَّلَامِ لِمَا زَادَهٗ فِي الصَّلَاةِ سَاهِيًا. يَكُوْنُ كَذٰلِكَ كُلُّ سُجُوْدٍ وَجَبَ لِسَهْوٍ فَهُنَاكَ يَسْجُدُ، وَلَا يَكُوْنُ قَصَدَ بِذٰلِكَ إِلَى التَّفْرِقَةِ بَيْنَ السُّجُوْدِ لِلزِّيَادَةِ، وَبَيْنَ السُّجُوْدِ لِنُقْصَانٍ .وَيَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ قَدْ قَصَدَ بِذٰلِكَ التَّفْرِقَةَ بَيْنَهُمَا. فَنَظَرْنَا فِيْ ذٰلِكَ، فَوَجَدْنَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَدْ حَضَرَ سُجُوْدَ سَهْوِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ يَوْمِ ذِي الْيَدَيْنِ، لِلزِّيَادَةِ الَّتِيْ كَانَ زَادَهَا فِيْ صَلَاتِهٖ مِنْ تَسْلِيْمِهٖ فِيْهَا، وَكَانَ سُجُوْدُهٗ ذٰلِكَ بَعْدَ السَّلَامِ .فَوَجَدْنَاهُ قَدْ سَجَدَ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنُقْصَانٍ كَانَ مِنْهُ فِي الصَّلَاةِ بَعْدَ السَّلَامِ .

۲۴۹۹: قیس بن ابی حازم سے روایت ہے کہ ہمیں مغیرہ بن شعبہؓ نے نماز پڑھائی وہ دو رکعتوں میں (بیٹھنے کی بجائے) کھڑے ہوگئے پس ہم نے سبحان اللہ کہا انہوں نے اشارہ کیا اور سبحان اللہ کہا پھر اپنی نماز کو جاری رکھا جب نماز کو مکمل کر کے سلام پھیرا تو بیٹھ کر سہو کے دو سجدے کئے پھر کہا جناب رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی آپ جلسے سے سیدھے کھڑے ہوگئے اور نماز کے تسلسل کو جاری رکھا پھر جب نماز پوری کر لی تو بیٹھ کر دو سجدے ادا کئے پھر فرمایا جب تم میں سے کوئی نماز پڑھتے ہوئے جلسے سے کھڑا ہو جائے اگر وہ بالکل سیدھا کھڑا نہ ہوا ہو تو وہ بیٹھ جائے اس کے ذمے دو سجدے نہیں اور اگر وہ سیدھا کھڑا ہو گیا تو اپنی نماز کو جاری رکھے اور بیٹھ کر دو سجدے کرے۔ یہ حضرت مغیرہ ؓ ہیں جو جناب رسول اللہ ﷺ سے یہ نقل کر رہے ہیں کہ آپ نے نماز میں کمی کی وجہ سے سجدہ سہو سلام کے بعد کیا اور ان احادیث میں کئی وجوہ کا احتمال ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ان سے مراد ابن بحینہ

اور معاویہ رضی اللہ عنہ کی روایات میں مذکورہ وجہ مراد ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نقصان و زیادتی دونوں حالتوں میں سجدہ سہو سلام سے پہلے کیا اور یہ بھی جائز ہے کہ وہ صورت مراد ہو جو کہ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں مذکور ہے کہ آپ اضافے اور نقصان دونوں حالتوں میں آپ سے سجدہ سہو سلام کے بعد فرمایا اور تیسری صورت وہ بھی مراد ہوسکتی ہے جو کہ روایت حضرت عمران وابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہ میں مذکور ہے۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں اضافے کا سجدہ سہو سلام کے بعد کیا اسی طرح ہر سجدہ سہو جو واجب ہو خواہ اضافہ کی بناء پر یا نقصان کی وجہ سے بلا تفریق اسے آپ نے سلام کے بعد ادا فرمایا۔ اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ان دونوں میں فرق کیا ہو۔ جب ہم نے غور کیا تو ہم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پایا کہ وہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سجدہ سہو میں جوذوالیدین والے دن پیش آیا' خود شریک تھے وہ سجدہ اضافے کی وجہ سے تھا اور سلام کے بعد تھا اور ہم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پایا کہ انہوں نے آپ کے بعد نقصان کی بناء سلام کے بعد سجدہ کیا۔ روایت ذیل میں ہے۔

**تخریج** : روایت نمبر ۲۴۹۸ کی تخریج دیکھ لی جائے۔

## تمام روایات پر طائرانہ نگاہ

اب تک جس قدر روایات گزری ہیں ان میں یہ احتمالات ہیں۔

نمبر①: حضرت ابن بحینہ' معاویہ رضی اللہ عنہ کی روایات میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام سے پہلے سجدہ کرنا مذکور ہے خواہ وہ سجدہ نقصان کی وجہ سے لازم ہوا یا زیادتی کی وجہ سے ان میں کچھ تفاوت نہیں۔

نمبر②: حضرت مغیرہؓ کی روایت میں سلام کے بعد سجدہ مذکور ہے خواہ نقصان کی وجہ سے لازم ہوا ہو یا زیادتی سے لازم ہوا ہو۔

نمبر③: حدیث عمران بن حصین' ابو ہریرہ' ابن عمر رضی اللہ عنہم کی روایات میں سجدہ سہو سلام کے بعد ہے خواہ نماز میں زیادتی ہو یا نقصان سجدے کے سلسلے میں کوئی تفاوت و فرق نظر نہیں آتا۔

نمبر④: فصل ثانی کی روایات میں کمی کی وجہ سے قبل السلام اور زیادتی کی وجہ سے بعد السلام سہو کے دو سجدے ہیں۔

## حاصل کلام:

ان تینوں فصول کی روایات میں یہ چار احتمال موجود ہیں اب کسی نتیجے پر پہنچنے کے لئے کسی دلیل شرعی کی ضرورت ہے چنانچہ غور کے بعد آثار صحابہ رضی اللہ عنہم مل گئے جو ایک احتمال کو متعین کر رہے ہیں یہ عمر رضی اللہ عنہ ہیں جو ذوالیدین کے واقعہ میں موجود ہیں اور نماز میں اضافہ کی وجہ سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سجدہ سہو بعد السلام کر رہے ہیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد نماز میں نقصان پر بھی سجدہ سہو سلام کے بعد کر رہے ہیں۔

روایات و آثار صحابہؓ ملاحظہ کریں:

۲۵۰۰: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ' قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زِيَادَةَ' قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ' قَالَ : حَدَّثَنِي

عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ و الْيَمَامِيُّ، عَنْ ضَمْضَمِ بْنِ جَوْسٍ و الْحَنَفِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَنْظَلَةَ بْنِ الرَّاهِبِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ صَلّٰى صَلَاةَ الْمَغْرِبِ، فَلَمْ يَقْرَأْ فِي الرَّكْعَةِ الْأُوْلٰى شَيْئًا .فَلَمَّا كَانَتِ الثَّانِيَةُ قَرَأَ فِيْهَا بِفَاتِحَةِ الْقُرْآنِ، وَسُوْرَةٍ مَرَّتَيْنِ، فَلَمَّا سَلَّمَ، سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ .فَصَارَ سُجُوْدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِيْ قَدْ عَمِلَهُ، لِلزِّيَادَةِ الَّتِيْ كَانَ زَادَهَا فِيْ صَلَاتِهٖ، وَسُجُوْدِهٖ لَهَا بَعْدَ السَّلَامِ دَلِيْلًا عِنْدَهُ، عَلٰى أَنَّ حُكْمَ كُلِّ سُجُوْدِ سَهْوٍ فِي الصَّلَاةِ مِثْلُهُ. وَقَدْ فَعَلَ سَعْدُ بْنُ أَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَيْضًا مِثْلَ ذٰلِكَ .

۲۵۰۰: حنظلہ بن راہب کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مغرب کی نماز پڑھائی اور پہلی رکعت میں کچھ بھی نہ پڑھا جب دوسری رکعت ہوئی تو اس میں فاتحۃ الکتاب اور ایک سورۃ دو مرتبہ پڑھی جب سلام پھیرا تو سہو کے دو سجدے ادا کئے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ سجدہ جو نماز میں اضافہ کی وجہ سے تھا اور وہ سلام کے بعد کیا' عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو اس بات کی دلیل سمجھا کہ ہر سہو کا نماز میں یہی حکم ہے اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح کیا۔

**حاصل روایات:** حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں وہ سجدہ جو روایت ذوالیدین میں اضافہ کی وجہ سے کیا اور وہ سجدہ جو اس نماز میں کیا یہ دلیل بن گئے کہ زیادتی یا کمی کے اعتبار سے سجدے میں فرق نہ ہوگا وہ سلام کے بعد ہی ہوگا۔

۲۵۰۱: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ، قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ بَيَانٍ أَبِيْ بِشْرٍ و الْأَحْمَسِيِّ، قَالَ : سَمِعْتُ قَيْسَ بْنَ أَبِيْ حَازِمٍ قَالَ : صَلّٰى بِنَا سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ، فَقَامَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُوْلَيَيْنِ، فَقَالُوْا "سُبْحَانَ اللّٰهِ "فَقَالَ "سُبْحَانَ اللّٰهِ "فَمَضٰى، فَلَمَّا سَلَّمَ، سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ .وَقَدْ رُوِيَ أَيْضًا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَابْنِ الزُّبَيْرِ، وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَنَّهُمْ سَجَدُوْا لِلسَّهْوِ بَعْدَ السَّلَامِ .

۲۵۰۱: قیس بن حازم کہتے ہیں کہ ہمیں حضرت سعد بن مالک نے نماز پڑھائی وہ پہلی دو رکعتوں کے تشہد میں بیٹھنے کی بجائے کھڑے ہوگئے مقتدیوں نے سبحان اللہ کہا تو انہوں نے سبحان اللہ کہا تو انہوں نے سبحان اللہ کہا اور نماز کو جاری رکھا جب سلام پھرا تو سہو کے دو سجدے کئے۔ اور یہ ابن مسعود' ابن عباس' ابن زبیر' انس رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہے کہ انہوں نے سلام کے بعد سہو کے سجدے کیے۔

**حاصل روایات:** یہ سعد بن ابی وقاص ہیں جو نماز میں کمی کی صورت میں سلام کے بعد سہو کے دو سجدے کر رہے ہیں۔

## عمل ابن مسعود رضی اللہ عنہ:

۲۵۰۲: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا مُؤَمَّلٌ، قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ أَبِيْ عُبَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ

اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : السَّهْوُ أَنْ يَقُوْمَ فِي قُعُوْدٍ، أَوْ يَقْعُدَ فِي قِيَامٍ، أَوْ يُسَلِّمَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ، فَإِنَّهُ يُسَلِّمُ، ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَي السَّهْوِ، وَيَتَشَهَّدُ، وَيُسَلِّمُ.

۲۵۰۲: ابوعبیدہ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ وہ فرماتے تھے بھولنا یہ ہے کہ آدمی قعود میں کھڑا ہو جائے یا قیام میں بیٹھا رہے یا دو رکعت پر سلام پھیر دے تو ان سب صورتوں میں وہ سلام پھیرے پھر سہو کے دو سجدے کرے اور تشہد پڑھے اور سلام پھیرے۔

تخریج : بیہقی ۴۸۶/۲، عبدالرزاق ۳۱۲/۲۔

## ابن عباس رضی اللہ عنہما کا عمل:

۲۵۰۳: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ، قَالَ : ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ، فَقَالَ : ثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي أَيُّوْبَ، عَنْ قُرَّةَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، حَدَّثَهُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ، حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: سَجْدَتَا السَّهْوِ بَعْدَ السَّلَامِ.

۲۵۰۳: عمرو بن دینار نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا کہ انہوں نے سلام کے بعد سہو کے دو سجدے کئے۔

## حضرت عبداللہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کا عمل:

۲۵۰۴: حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ : ثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ، قَالَ : ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ، عَنْ زَيْدٍ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ : صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ الزُّبَيْرِ، فَسَلَّمَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ، فَسَبَّحَ الْقَوْمُ، فَقَامَ فَأَتَمَّ الصَّلَاةَ، فَلَمَّا سَلَّمَ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ السَّلَامِ. قَالَ عَطَاءٌ : فَانْطَلَقْتُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، فَذَكَرْتُ لَهُ مَا فَعَلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، فَقَالَ : أَحْسَنَ وَأَصَابَ.

۲۵۰۴: عطاء کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن الزبیرؓ کے پیچھے نماز پڑھی انہوں نے دو رکعتوں پر سلام پھیرا لوگوں سے سبحان اللہ کہا وہ کھڑے ہوئے اور نماز کو مکمل کیا جب سلام پھیرا تو سلام کے بعد دو سجدے کئے عطاء کہتے ہیں کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں گیا اور میں نے ان کو ابن زبیر کا عمل بتلایا تو انہوں نے توثیق و تحسین و تصویب فرمائی۔

تخریج : مسند احمد ۳۵۱/۱، مجمع الزوائد ۱۵۰/۲۔

۲۵۰۵: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ يُوْسُفَ بْنِ مَاهِكٍ، قَالَ : صَلَّى بِنَا ابْنُ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَقَامَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُوْلَيَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ، فَسَبَّحْنَا بِهِ، فَقَالَ : سُبْحَانَ اللّٰهِ وَلَمْ يَلْتَفِتْ إِلَيْهِمْ، فَقَضَى مَا عَلَيْهِ، ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَمَا سَلَّمَ.

۲۵۰۵: یوسف بن ماہک کہتے ہیں کہ ہمیں حضرت ابن الزبیرؓ نے نماز پڑھائی تو وہ ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں کھڑے ہو گئے (تشہد نہ پڑھا) ہم نے سبحان اللہ کہا تو انہوں نے سبحان اللہ کہا اور ان کی کوئی پرواہ نہ کی پھر انہوں نے اپنی نماز پوری کی پھر سلام کے بعد سہو کے دو سجدے کئے۔

**تخریج** : اخرج نحوہ ابن ابی شیبہ ۳۹۳/۱۔

۲۵۰۶: حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ : ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، قَالَ : ثَنَا هُشَيْمٌ، قَالَ : أَنَا أَبُوْ بِشْرٍ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

۲۵۰۶: ہشیم نے کہا ہمیں ابو بشر نے اپنی اسناد کے ساتھ اسی طرح روایت کی ہے۔

**تخریج** : اخرج نحوہ ابن ابی شیبہ۔

## حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا عمل:

۲۵۰۷: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ، قَالَ : ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ : ثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ فِي الرَّجُلِ يَهِمُ فِي صَلَاتِهِ، لَا يَدْرِيْ أَزَادَ أَمْ نَقَصَ؟ قَالَ : يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَمَا يُسَلِّمُ.

۲۵۰۷: قتادہ کہتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اس آدمی کے متعلق فرمایا جس کو نماز میں یہ معلوم نہ رہے کہ اس نے رکعات کم کر دیں یا زیادہ تو آپ نے فرمایا سلام کے بعد سہو کے دو سجدے کرے۔

**تخریج** : ابن ابی شیبہ ۳۸۵/۱۔

۲۵۰۸: حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ، قَالَ : ثَنَا فُلَيْحٌ، عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ صَلّٰى وَرَاءَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَأَوْهَمَ، فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ السَّلَامِ.

۲۵۰۸: ضمرہ بن سعید کہتے ہیں کہ میں نے انس بن مالکؓ کے پیچھے نماز ادا کی ان کو نماز میں شک ہوا تو انہوں نے سلام کے بعد دو سجدے کئے۔

**تخریج** : ابن ابی شیبہ ۳۸۶/۱۔

۲۵۰۹: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَامَ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ فَسَبَّحَ بِهِ الْقَوْمُ، فَاسْتَتَمَّ أَرْبَعًا، ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَمَا سَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ : إِذَا وَهِمْتُمْ، فَافْعَلُوْا هٰكَذَا .وَهٰذَا عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ قَدْ حَضَرَ سُجُوْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْخِرْبَاقِ لِلزِّيَادَةِ الَّتِيْ كَانَ زَادَهَا فِيْ صَلَاتِهِ بَعْدَ السَّلَامِ ثُمَّ قَالَ هُوَ مِنْ بَعْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ السُّجُوْدَ لِلسَّهْوِ بَعْدَ السَّلَامِ "وَلَمْ

يَفْصِلُ بَيْنَ مَا كَانَ مِنْ ذٰلِكَ لِزِيَادَةٍ أَوْ نُقْصَانٍ .فَدَلَّ ذٰلِكَ أَنَّ السُّجُوْدَ الَّذِىْ حَضَرَهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلسَّهْوِ الَّذِىْ كَانَ سَهَا حِيْنَئِذٍ فِىْ صَلَاتِهٖ، كَانَ ذٰلِكَ عِنْدَهٗ عَلٰى أَنَّ كُلَّ سُجُوْدٍ لِكُلِّ سَهْوٍ' يَكُوْنُ فِى الصَّلَاةِ كَذٰلِكَ أَيْضًا .

۲۵۰۹: عبدالعزیز بن صہیب نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ دوسری رکعت میں کھڑے ہو گئے لوگوں سے سبحان اللہ کہی جب انہوں نے چار مکمل کر لیں تو سلام کے بعد دو سجدے کئے پھر فرمایا جب تمہیں نماز میں وہم ہو جائے تو اسی طرح کیا کرو۔ یہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ ہیں جو سلام کے دو سجدوں میں خرباق رضی اللہ عنہ کے دن حاضر تھے' وہ سجدے اس اضافے کی وجہ سے کیے گئے اور سلام کے بعد کیے گئے۔ پھر انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد فرمایا کہ وہ سجدے سلام کے بعد ہیں' البتہ انہوں نے اس بات کی تفصیل نہیں کی کہ اضافے کی وجہ سے تھے یا نقصان کی بناء پر۔ پس اس سے یہ دلالت مل گئی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ انہوں نے بھول کی وجہ سے جو دو سجدے کیے وہ نماز میں ہر قسم کی بھول جو نماز میں پیش آئے اس میں سہو کے دو سجدے ہیں۔

**تخریج** : ابن ابی شیبہ ۳۹۰/۱۔

## حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا عمل:

۲۵۱۰: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ' قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عُمَرَ' قَالَ : أَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ أَنَّ خَالِدًا الْحَذَّاءَ أَخْبَرَهُمْ' عَنْ أَبِىْ قِلَابَةَ' عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ' قَالَ : فِىْ سَجْدَتَىِ السَّهْوِ' يُسَلِّمُ ثُمَّ يَسْجُدُ ثُمَّ يُسَلِّمُ .وَقَدْ ذَكَرَ الزُّهْرِىُّ لِعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ سُجُوْدَ السَّهْوِ قَبْلَ السَّلَامِ' فَلَمْ يَأْخُذْ بِهٖ .

۲۵۱۰: ابوقلابہ نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ انہوں نے سجدہ سہو کے متعلق فرمایا سلام پھیرے پھر سجدہ کرے پھر سلام پھیرے۔ آثار کے پیش نظر اس باب کا یہی حکم ہے۔ نظر و فکر کے لحاظ سے ہم دیکھتے ہیں کہ جو شخص نماز میں بھول جائے اسی وقت سجدہ سہو نہیں کیا جاتا بلکہ اسے تاخیر سے کرنے کو کہا جاتا ہے۔

**حاصل روایات**: یہ عمران ہیں جنہوں نے خرباق رضی اللہ عنہ کے معاملے کے موقعہ پر اضافے پر سلام کے بعد سجدہ کیا پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد انہوں نے فرمایا سہو کے سجدے سلام کے بعد ہیں انہوں نے اس میں زیادتی یا نقصان کا فرق نہیں کیا اس سے یہ بات ثابت ہو گئی جب وہ آپ کے سجدہ سہو میں شریک تھے تو ان کے ہاں یہ بات ثابت تھی کہ سہو کا ہر سجدہ جو نماز میں پیش آئے وہ سلام کے بعد ہوگا۔

## عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا عمل:

**۲۵۱۱: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِیْ دَاوٗدَ، قَالَ : حَیْوَۃُ بْنُ شُرَیْحٍ، قَالَ : ثَنَا بَقِیَّۃُ بْنُ الْوَلِیْدِ، عَنْ سَعِیْدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِیْزِ، قَالَ : حَدَّثَنِی الزُّھْرِیُّ، قَالَ : قُلْتُ لِعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِیْزِ : السُّجُوْدُ قَبْلَ السَّلَامِ؟ فَلَمْ یَأْخُذْ بِہٖ .فَھٰذَا وَجْہُ ھٰذَا الْبَابِ مِنْ طَرِیْقِ الْآثَارِ .وَأَمَّا وَجْھُہٗ مِنْ طَرِیْقِ النَّظَرِ، فَإِنَّا رَأَیْنَا الرَّجُلَ إِذَا سَھَا فِیْ صَلَاتِہٖ، لَمْ یُؤْمَرْ بِالسُّجُوْدِ لِلسَّھْوِ، سَاعَۃَ کَانَ السَّھْوُ، وَأُمِرَ بِتَأْخِیْرِہٖ. فَقَالَ قَائِلُوْنَ : إِلٰی مَا بَعْدَ السَّلَامِ، وَقَالَ آخَرُوْنَ : إِلٰی آخِرِ صَلَاتِہٖ قَبْلَ السَّلَامِ وَکَانَ مَنْ تَلَا سَجْدَۃً فِیْ صَلَاتِہٖ، فَوَجَبَ عَلَیْہِ بِتِلَاوَتِہٖ أَوْ ذَکَرَ وَھُوَ فِیْ صَلَاتِہٖ، أَنَّ عَلَیْہِ لِمَا تَقَدَّمَ مِنْھَا سَجْدَۃً أَنَّہٗ یُؤْمَرُ أَنْ یَأْتِیَ بِھَا حِیْنَئِذٍ، وَلَا یُؤْمَرُ بِتَأْخِیْرِھَا إِلٰی غَیْرِ ذٰلِکَ الْمَوْضِعِ مِنْ صَلَاتِہٖ .فَکَانَ مَا یَجِبُ مِنَ السُّجُوْدِ فِی الصَّلَاۃِ، یُؤْتٰی بِہٖ حَیْثُ وَجَبَ مِنْھَا، وَلَا یُؤَخَّرُ إِلٰی مَا بَعْدَ ذٰلِکَ، وَکَانَ سُجُوْدُ السَّھْوِ قَدْ أُجْمِعَ عَلٰی تَأْخِیْرِہٖ عَنْ مَوْضِعِ السَّھْوِ، حَتّٰی یَمْضِیَ کُلُّ الصَّلَاۃِ، لَا السَّلَامُ فَإِنَّہٗ قَدْ اُخْتُلِفَ فِیْ تَقْدِیْمِہٖ قَبْلَ السُّجُوْدِ لِلسَّھْوِ، وَفِیْ تَقْدِیْمِ السُّجُوْدِ لِلسَّھْوِ عَلَیْہِ فَکَانَ النَّظَرُ عَلٰی مَا ذَکَرْنَا أَنْ یَکُوْنَ حُکْمُ السَّلَامِ الْمُخْتَلَفِ فِیْہِ، حُکْمَ مَا قَبْلَہٗ مِنَ الصَّلَاۃِ الْمُجْتَمَعِ عَلَیْہِ .فَکَمَا کَانَ ذٰلِکَ مُقَدَّمًا عَلٰی سُجُوْدِ السَّھْوِ، کَانَ کَذٰلِکَ السَّلَامُ أَیْضًا مُقَدَّمًا عَلٰی سُجُوْدِ السَّھْوِ، قِیَاسًا وَنَظَرًا عَلٰی مَا ذَکَرْنَا. وَھٰذَا قَوْلُ أَبِیْ حَنِیْفَۃَ، وَأَبِیْ یُوْسُفَ، وَمُحَمَّدٍ رَحِمَھُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی .**

۲۵۱۱: زہری بیان کرتے ہیں کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز سے پوچھا کیا سجدہ سہو سلام سے پہلے ہے تو آپ نے اس کو اختیار نہ کیا۔ بعض حضرات نے اسے سلام کے بعد تک مؤخر اور دوسروں نے نماز کے آخر اور سلام سے پہلے تک مؤخر کیا۔ چنانچہ جو شخص سجدہ کی آیت تلاوت کرے یا اس کو یاد آیا کہ اس پر پہلے سجدہ سہو لازم ہے تو اسے اسی وقت ادائیگی کا حکم ہے۔ نماز میں کسی دوسری جگہ کے لیے مؤخر کرنے کا حکم نہیں اور نماز میں سجدہ تلاوت واجب ہو تو اسے اسی وقت ادا کیا جائے گا مؤخر نہ کیا جائے گا۔ البتہ بھول کا سجدہ نماز کے اختتام تک مؤخر کرنے کا حکم ہے اور اس پر تمام متفق ہیں۔ صرف اختلاف اس بات میں ہے کہ سلام سجدے سے پہلے کیا جائے یا سجدہ کو سلام سے مقدم کریں۔ قیاس تو یہی چاہتا ہے کہ وہ سلام جس میں اختلاف ہے وہ نماز کے اس حصہ کی طرح ہونا چاہیے جس میں اتفاق ہے۔ جب باقی نماز سجدہ سہو سے پہلے ہے تو سلام بھی اس سے پہلے ہونا چاہیے۔ نظر و فکر اسی کا تقاضا کرتے ہیں۔ ہمارے امام ابوحنیفہ ابویوسف و محمد رحمہم اللہ کا قول بھی یہی ہے۔

**تخریج** : اخرج فی معناہ ابو داؤد ۱۴۸/۱۔

آثار کے لحاظ سے تو سلام کے بعد سجدے کو ترجیح حاصل ہوتی ہے۔

## نظر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ:

جب نماز میں کسی کو سہو ہو جائے تو فی الفور سجدہ کا حکم نہیں ہے بلکہ تاخیر سے سجدہ کا حکم ہے اب وہ تاخیر کس قدر ہونی چاہئے اس میں اختلاف ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ سلام کے بعد تک مؤخر کیا جائے گا اور دوسرے کہتے ہیں کہ سلام سے پہلے تک مؤخر کیا جائے گا تو تاخیر پر اجماع ہوا۔ اب ہم نے نماز میں سجدہ تلاوت کے متعلق غور کیا تو معلوم ہوا کہ موضع تلاوت سے اس کی تاخیر جائز نہیں بلکہ اسی وقت سجدہ کا حکم ہے اور اگر بھول رہ جائے تو دوران نماز میں جب بھی یاد آ جائے اسی وقت کر لیا جائے جیسا پہلے ذکر کیا کہ سجدہ سہو کی تاخیر پر تو سب کا اتفاق ہے فوری طور پر اس کا کرنا جائز نہیں البتہ افعال صلاۃ میں سلام سے بھی اس کو مؤخر کر دیا جائے یا سلام سے پہلے کر لیا جائے اس میں اختلاف ہے۔ ہم نے دیکھا کہ سلام کے علاوہ تمام افعال کو سجدہ پر مقدم کرنا اتفاقی مسئلہ ہے صرف سلام مختلف فیہ ہوا تو مختلف فیہ کو متفق علیہ پر قیاس کرنا ضروری ہے پس تمام افعال صلاۃ سجدہ سہو پر مقدم کئے جانے ضروری ہیں تو سلام بھی تو افعال صلاۃ سے ہے پس اس کو بھی سجدہ سہو پر مقدم کرنا ضروری ہے۔

یہی ہمارے علماء ثلاثہ امام ابوحنیفہ ابو یوسف محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔

**نوٹ**: اس باب میں اپنے راجح قول کی تائید میں اپنے روایتی انداز سے آثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نقل کیا اور نظر کو آخر میں لائے اس سے اشارہ کیا کہ اصل دلیل تو روایات و آثار ہیں قیاس و نظر تو تائیدی دلیل ہے۔

# باب الکلام فی الصلوٰۃ لما یحدث فیھا من السھو

## دورانِ نماز امام و مقتدی کا کلام

### خلاصۃ المرام:

نمبر ①: امام و مقتدی کے نماز میں کلام کرنے کے متعلق اختلاف ہے ائمہ ثلاثہ رحمہم اللہ کے ہاں اصلاح نماز کے لئے امام و مقتدی کا باہمی کلام یا بھول کر کلام مفسد صلاۃ نہیں ہے۔

نمبر ②: ائمہ احناف کے ہاں ہر قسم کا کلام جو بھول کر کیا جائے یا اصلاح نماز سے متعلق ہو وہ نماز کے لئے مفسد ہے خواہ امام مقتدیوں سے کرے یا مقتدی امام سے ذیل میں ہم مؤقف اور دلائل کی وضاحت کریں گے۔

فریق اوّل کا مؤقف: امام و مقتدی کے نماز میں بھول کر کلام کرنے یا قصداً ایسا کلام کرنے سے جن میں نماز کی اصلاح ہو وہ درست ہے اس کی دلیل یہ روایات ہیں۔

## مستدل روایات:

۲۵۱۲: حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا شَيْخٌ أَحْسَبُهُ أَبَا زَيْدٍ الْهَرَوِيَّ قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ قَالَ : سَمِعْتُ أَبَا قِلَابَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عَمِّهِ أَبِي الْمُهَلَّبِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِهِمُ الظُّهْرَ ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ سَلَّمَ وَانْصَرَفَ .فَقَالَ لَهُ الْخِرْبَاقُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّكَ صَلَّيْتَ ثَلَاثًا قَالَ : فَجَاءَ فَصَلّٰى رَكْعَةً ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ ثُمَّ سَلَّمَ.

۲۵۱۲: ابوالمہلب نے حضرت عمران بن حصینؓ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ظہر کی نماز پڑھائی اور تین رکعت پڑھا کر سلام پھیر دیا پھر نماز سے لوٹے تو آپ کو خرباقؓ نے کہا یارسول اللہ ﷺ آپ نے تین رکعت نماز ادا کی ہے عمران کہتے ہیں آپ ﷺ تشریف لائے اور ایک رکعت نماز پڑھی پھر سلام پھیر دیا پھر سہو کے دو سجدے کئے پھر سلام پھیرا۔

**تخریج** : مسلم فی المساجد ۱۰۱/۱۰۲۔

۲۵۱۳: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا الْخَصِيْبُ بْنُ نَاصِحٍ قَالَ : ثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ : فَقَامَ إِلَيْهِ الْخِرْبَاقُ وَزَعَمَ أَنَّهَا صَلَاةُ الْعَصْرِ

۲۵۱۳: وہیب نے خالد سے نقل کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے روایت نقل کی مگر اس میں اس طرح ہے پس خرباق کھڑے ہوئے اور انہوں نے خیال کیا کہ وہ عصر کی نماز ہے۔

**تخریج** : المعجم الکبیر ۱۸/۱۹۵۔

۲۵۱۴: حَدَّثَنَا ابْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ : ثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ قَالَ : ثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ : سَلَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ثَلَاثِ رَكَعَاتٍ فَدَخَلَ الْحُجْرَةَ مُغْضَبًا .فَقَامَ الْخِرْبَاقُ رَجُلٌ بَسِيْطُ الْيَدَيْنِ فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَقُصِرَتِ الصَّلَاةُ أَمْ نَسِيْتَ؟ قَالَ : فَخَرَجَ يَجُرُّ رِدَاءَهُ فَسَأَلَ فَأُخْبِرَ فَصَلَّى الرَّكْعَةَ الَّتِيْ كَانَ تَرَكَ وَسَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ.

۲۵۱۴: ابوالمہلب نے حضرت عمران بن حصینؓ سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے تین رکعت نماز ادا کی پھر حجرہ میں غصے سے داخل ہوئے تو خرباق نے کھڑے ہو کر کہا (یہ لمبے ہاتھوں والا آدمی تھا) یارسول اللہ ﷺ کیا نماز کم ہوگئی راوی کہتے ہیں وہ اپنی چادر کو کھینچتے ہوئے نکلے اور آپ نے پوچھا تو آپ کو اس کی اطلاع دی گئی پھر آپ نے

چھوڑی ہوئی رکعت پڑھی اور سلام پھیرا پھر دو سجدے کر کے سلام پھیرا۔

**تخریج** : بخاری فی الصلاۃ باب۸۸' الاذان باب۶۹' السھو باب۴' الادب باب۴۵' الیمان باب۱۵' الاحاد باب۱' مسلم فی المساجد ۹۷' ابو داؤد فی الصلاۃ باب۱۸۹' ترمذی فی الصلاۃ باب۱۷۵' مالک فی الندار ۵۸' مسند احمد ۷۷/۲۔

۲۵۱۵: حَدَّثَنَا فَهْدٌ' قَالَ : ثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ' قَالَ : ثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ' عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ' عَنْ نَافِعٍ' عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى لِلنَّاسِ رَكْعَتَيْنِ' فَسَهَا فَسَلَّمَ .فَقَالَ لَهُ ذُو الْيَدَيْنِ) ، فَذَكَرَ مِثْلَ حَدِيْثِ ابْنِ عَوْنٍ وَهِشَامٍ .وَحَدِيْثُهُمَا أَنَّهُ قَالَ : (أَنَقَصَتِ الصَّلَاةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ .قَالَ : لَا فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ أُخْرَيَيْنِ' ثُمَّ سَلَّمَ' ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ' ثُمَّ سَلَّمَ).

۲۵۱۵: نافع نے حضرت ابن عمر ؓ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو نماز پڑھائی دو رکعت پڑھا کر بھول کر سلام پھیر دیا ذوالیدین نے کہا پھر ابن عون و ہشام جیسی روایت نقل کی ہے اور ان کی حدیث یہ ہے کہ اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! کیا نماز کم ہوگئی آپ نے فرمایا نہیں۔ پھر آپ نے دو رکعت اور پڑھائیں پھر سلام پھیرا پھر سہو کے دو سجدے کر کے سلام پھیرا۔

**تخریج** : بخاری فی السھو باب۳۔

۲۵۱۶: حَدَّثَنَا رَبِيْعٌ الْمُؤَذِّنُ' قَالَ : ثَنَا أَسَدٌ' قَالَ : ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ' عَنْ أَيُّوْبَ' عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ' عَنْ (أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِحْدٰى صَلَاتَيِ الْعَشِيِّ' الظُّهْرَ أَوِ الْعَصْرَ' وَأَكْثَرُ ظَنِّيْ أَنَّهُ ذَكَرَ الظُّهْرَ' فَصَلَّى الرَّكْعَتَيْنِ' ثُمَّ قَامَ إِلٰى خَشَبَةٍ فِيْ مُقَدَّمِ الْمَسْجِدِ' فَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلَيْهَا' إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرٰى' يُعْرَفُ فِيْ وَجْهِهِ الْغَضَبُ .قَالَ : وَخَرَجَ سَرَعَانُ النَّاسِ فَقَالُوْا : أَقَصُرَتِ الصَّلَاةُ' وَفِي النَّاسِ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ' وَعُمَرُ' فَهَابَاهُ أَنْ يُكَلِّمَاهُ .فَقَامَ رَجُلٌ طَوِيْلُ الْيَدَيْنِ' كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمَّاهُ ذَا الْيَدَيْنِ' فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ' أَنَسِيْتَ أَمْ قَصُرَتِ الصَّلَاةُ؟ فَقَالَ : لَمْ أَنْسَ' وَلَمْ تَقْصُرِ الصَّلَاةُ قَالَ : بَلْ نَسِيْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ .فَأَقْبَلَ عَلَى الْقَوْمِ فَقَالَ : أَصَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ؟ فَقَالُوْا : نَعَمْ' فَجَاءَ فَصَلّٰى بِنَا الرَّكْعَتَيْنِ الْبَاقِيَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ' ثُمَّ كَبَّرَ' ثُمَّ سَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِهٖ أَوْ أَطْوَلَ' ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ' فَكَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِهٖ أَوْ أَطْوَلَ' ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَكَبَّرَ).

۲۵۱۶: ابن سیرین نے حضرت ابوہریرہ ؓ سے نقل کیا کہ ہمیں جناب رسول اللہ ﷺ نے ہمیں پچھلے پہر کی ایک نماز ظہر یا عصر پڑھائی اور میرا زیادہ گمان یہ ہے کہ ابوہریرہ ؓ نے ظہر کا ذکر کیا دو رکعت پڑھائیں پھر آپ مسجد

کے اگلی جانب لکڑی کے پاس کھڑے ہوئے اور اس پر اپنے ہاتھ رکھے اور ایک ہاتھ کو دوسرے پر رکھا آپ کے چہرہ مبارک پر غصہ کے آثار تھے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ تیزی کرنے والے لوگوں سے بھی آگے نکل گئے تو لوگوں نے کہا کیا نماز کم ہوگئی اور لوگوں میں حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی تھے مگر ان دونوں نے رعب نبوت کی وجہ سے بات نہ کی۔ تو ایک لمبے ہاتھوں والا شخص کھڑے ہو کر کہنے لگا آپ اس کو ذوالیدین فرمایا کرتے تھے۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا نماز کم کردی گئی یا آپ بھول گئے؟ آپ نے فرمایا نہ میں بھولا اور نہ نماز کم کی گئی اس نے کہا بلکہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ بھول گئے۔ پس آپ لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے کیا ذوالیدین؟ نے سچ کہا؟ انہوں نے جواب دیا جی ہاں۔ پس آپ واپس تشریف لائے اور ہمیں باقی دو رکعت نماز پڑھائی پھر سلام پھیرا اور تکبیر کہی پھر اسی قدر سجدہ کیا یا اس سے کچھ لمبا سجدہ کیا پھر اپنا سر اٹھایا اور تکبیر کہی اور اسی جیسا یا اس سے کچھ لمبا سجدہ کیا پھر سر اٹھایا اور تکبیر کہی۔

**تخریج**: روایت نمبر ۲۵۱۶ کی تخریج ملاحظہ ہو۔ ابو داؤد ۱۴۴/۱ 'مسلم ۲۱۳/۱۔

۲۵۱۷: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ: ثَنَا الْخَصِيْبُ، قَالَ: ثَنَا وُهَيْبٌ، عَنْ أَيُّوْبَ، وَابْنِ عَوْنٍ، وَسَلَمَةَ بْنِ عَلْقَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ.

۲۵۱۷: محمد بن سیرین نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پھر انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا۔

۲۵۱۸: حَدَّثَنَا يُوْنُسُ، قَالَ: أَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ، عَنْ أَيُّوْبَ بْنِ أَبِيْ تَمِيْمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ مِنَ اثْنَتَيْنِ، فَقَالَ لَهُ ذُو الْيَدَيْنِ: أَقُصِرَتِ الصَّلَاةُ). ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ مَا بَعْدَ ذٰلِكَ، فِيْ حَدِيْثِ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ. وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ نَحْوَ مَا ذَكَرَهُ حَمَّادٌ فِيْ حَدِيْثِهِ، مِنْ (قَوْلِ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ).

۲۵۱۸: محمد بن سیرین نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعات سے واپس لوٹے (یعنی نماز ختم کردی) تو آپ کو ذوالیدین نے کہا کیا نماز کم ہوگئی؟ مابعد حماد بن زید والی روایت کی طرح ہے البتہ اس میں صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ نہیں لائے۔

**تخریج**: بخاری ۹۶/۱۔

۲۵۱۹: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ: ثَنَا وُهَيْبٌ، قَالَ: ثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ (أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَهُ.

۲۵۱۹: محمد نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ ہمیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی پھر اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

**تخریج** : عزاہ العینی الی البزاز۔

۲۵۲۰: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ الْمِنْهَالِ، قَالَ : ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيْرِيْنَ، قَالَ : قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِحْدٰى صَلَاتَيِ الْعَشِيِّ)، ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَهُ، وَلَمْ يَقُلْ أَبُوْ بَكْرَةَ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ "صَلّٰى بِنَا."

۲۵۲۰: ابن سیرین نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ ہمیں پچھلے پہر کی ایک نماز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھائی پھر اسی طرح روایت بیان کی اور ابوبکرہ نے اس روایت میں "صلی" بنا کے لفظ ذکر نہیں کئے۔

**تخریج** : بخاری ۱۲۴/۱۔

۲۵۲۱: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ النُّعْمَانِ، قَالَ : ثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ : ثَنَا ابْنُ أَبِيْ لَبِيْدٍ، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ، عَنْ (أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)، ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَهُ.

۲۵۲۱: ابوسلمہ سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

**تخریج** : عزاہ العینی الی مسند السراج۔

۲۵۲۲: حَدَّثَنَا يُوْنُسُ، قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ، عَنْ أَبِيْ سُفْيَانَ، مَوْلَى ابْنِ أَبِيْ أَحْمَدَ، قَالَ : سَمِعْتُ (أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ : صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَهُ.

۲۵۲۲: ابن ابی احمد کے مولیٰ ابوسفیان نے بیان کیا کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر اسی جیسی روایت نقل کی ہے۔

**تخریج** : مسلم ۲۱۳/۱۔

۲۵۲۳: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا حَرْبُ بْنُ شَدَّادٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ سَلَمَةَ قَالَ : ثَنَا (أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)، ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَهُ.

۲۵۲۳: ابوسلمہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ ہمیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی پھر اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

**تخریج** : مسلم ۲۱٤/۱۔

۲۵۲۴: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ دَاوٗدَ .

۲۵۲۴: ابوبکرہ نے کہا ہمیں ابوداؤد نے بیان کیا۔

**تخریج** : ابو داؤد ۱٤٥/۱۔

۲۵۲۵: وَحَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ قَالَ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : (سَلَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَكْعَتَيْنِ فَقِيْلَ لَهٗ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَقُصِرَتِ الصَّلَاةُ؟ فَقَالَ : وَمَا ذَاكَ؟ فَأُخْبِرَ بِمَا صَنَعَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ).

۲۵۲۵: ابوسلمہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت پر سلام پھیر دیا ان سے کہا گیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا نماز کم ہوگئی؟ آپ نے فرمایا یہ پیش نہیں آیا۔ پس آپ کو آپ کے عمل کی اطلاع دی گئی تو آپ نے دو رکعت نماز ادا کی پھر سلام پھیرا پھر بیٹھ کر دو سجدے کئے۔

**تخریج** : نسائی ۱۸۲/۱ ابن ابی شیبہ ۳۹۲/۱۔

۲۵۲۶: حَدَّثَنَا رَبِيْعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ : ثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ قَالَ : ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ أَبِيْ أَنَسٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى يَوْمًا فَسَلَّمَ فِيْ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ فَأَدْرَكَهٗ ذُو الشِّمَالَيْنِ فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنَقَصَتِ الصَّلَاةُ أَمْ نَسِيْتَ؟ فَقَالَ : لَمْ تَنْقُصْ وَلَمْ أَنْسَ .فَقَالَ : بَلٰى وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ فَقَالُوْا :نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَصَلّٰى لِلنَّاسِ رَكْعَتَيْنِ).

۲۵۲۶: ابوسلمہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن نماز پڑھی (یعنی پڑھائی) اور دو رکعت پر سلام پھیر کر نماز پوری کر دی ذوالشمالین نے آپ کو آلیا اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا نماز کم ہوگئی یا آپ بھول گئے؟ آپ نے فرمایا نہ نماز کم ہوئی نہ میں بھولا آپ نے فرمایا کیوں نہیں جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا کچھ تو ہوا ہے۔ پس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ذوالیدین نے سچ کہا؟ انہوں نے کہا جی ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! پھر آپ نے لوگوں کو دو رکعت نماز پڑھائی۔

**تخریج** : نسائی ۱۸۲/۱/۱۔

۲۵۲۷: حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُنْقِذٍ قَالَ : ثَنَا إِدْرِيْسُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَيَّاشٍ عَنِ ابْنِ هُرْمُزَ عَنْ أَبِيْ

هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِثْلَهٗ وَزَادَ (وَسَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ بَعْدَ السَّلَامِ).

۲۵۲۷: ابن ہرمز نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسی طرح نقل کیا اور یہ الفاظ زائد ہیں سجد سجدتی السہو بعد السلام کہ سلام کے بعد دو سجدے سہو کے لئے۔

۲۵۲۸: حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ، قَالَ : ثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ : ثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (انْصَرَفَ مِنْ رَكْعَتَيْنِ) فَذَكَرَ نَحْوَ ذٰلِكَ غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرِ السَّلَامَ الَّذِي قَبْلَ السُّجُوْدِ. قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى أَنَّ الْكَلَامَ فِي الصَّلَاةِ مِنَ الْمَأْمُوْمِيْنَ لِإِمَامِهِمْ لَمَّا كَانَ مِنْهُ لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ وَأَنَّ الْكَلَامَ مِنَ الْإِمَامِ وَمِنَ الْمَأْمُوْمِيْنَ فِيْهَا عَلَى السَّهْوِ، لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ، وَاحْتَجُّوْا فِي مَذْهَبِهِمْ فِي كَلَامِ الْمَأْمُوْمِ لِلْإِمَامِ لِمَا قَدْ تَرَكَهُ مِنَ الصَّلَاةِ، بِكَلَامِ ذِي الْيَدَيْنِ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هٰذِهِ الْآثَارِ الَّتِي رَوَيْنَاهَا، وَفِي مَذْهَبِهِمْ فِي الْكَلَامِ عَلَى السَّهْوِ، أَنْ لَا يَقْطَعَ الصَّلَاةَ (لِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِذِي الْيَدَيْنِ لَمْ تَقْصُرْ وَلَمْ أَنْسَ) وَهُوَ يَرٰى أَنَّهُ لَيْسَ فِي الصَّلَاةِ. قَالُوْا : فَلَمَّا بَنَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مَا صَلّٰى، وَلَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ قَاطِعًا عَلَيْهِ، وَلَا عَلٰى ذِي الْيَدَيْنِ الصَّلَاةَ، فَثَبَتَ بِذٰلِكَ أَنَّ الْكَلَامَ لِإِصْلَاحِ الصَّلَاةِ، مُبَاحٌ فِي الصَّلَاةِ، وَأَنَّ الْكَلَامَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى السَّهْوِ، غَيْرُ قَاطِعٍ لِلصَّلَاةِ. وَخَالَفَهُمْ فِي ذٰلِكَ آخَرُوْنَ، وَقَالُوْا : لَا يَجُوْزُ الْكَلَامُ فِي الصَّلَاةِ إِلَّا بِالتَّكْبِيْرِ، وَالتَّهْلِيْلِ، وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ، وَلَا يَجُوْزُ أَنْ يَتَكَلَّمَ فِيْهَا بِشَيْءٍ حَدَثَ مِنَ الْإِمَامِ فِيْهَا. وَاحْتَجُّوْا فِي ذٰلِكَ.

۲۵۲۸: مقبری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت مکمل کیں پھر اسی طرح روایت نقل کی البتہ سجدہ سے پہلے سلام کا ذکر نہیں۔ امام طحاوی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ اگر امام اپنے مقتدیوں سے ایسی گفتگو کرے جو نماز سے متعلق ہو تو اس سے نماز فاسد نہ ہوگی اسی طرح امام اور مقتدیوں کے بھول کر گفتگو کرنے سے بھی نماز نہیں ٹوٹتی۔ انہوں نے اپنی اس بات کے لیے حضرت ذوالیدین رضی اللہ عنہ کی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گفتگو سے استدلال کیا ہے۔ جیسا گزشتہ روایات میں مذکور ہے۔ اسی طرح بھول کر کلام سے امام اور مقتدیوں ہر دو کی نماز نہیں ٹوٹتی۔ اس کی دلیل بھی ذوالیدین کی یہ گفتگو ''اقصرت الصلاة ام نسيت يا رسول الله'' اور آپ کا جواب ''كل ذلك لم يكن لم تقصر الصلاة ولم انس'' ہے۔ حالانکہ وہ اس بات کو جان رہا تھا کہ آپ نماز میں نہیں ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جب آپ نے پڑھی گئی نماز پر بناء کی تو یہ باتیں نہ ذوالیدین کے لیے نماز کو قطع کرنے والی بنیں اور نہ اس سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز ٹوٹی۔ پس اس سے یہ

ثابت ہو گیا کہ نماز میں نماز کی درست کے لیے گفتگو جائز ہے اور بھول چوک کر نماز میں گفتگو کر لینے سے نماز نہیں ٹوٹتی۔ دیگر علماء نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے کہا نماز میں کلام تکبیر' تہلیل اور قراءت قرآن مجید کے علاوہ جائز نہیں۔ امام کو اگر کوئی چیز پیش آ جائے تو اسے بھی کلام جائز نہیں۔ ان کی دلیل ذیل کی روایات ہیں۔

**تخریج** : عزاه العينى الى البزار۔

**حاصل روایات**: ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ امام کو بھی نماز میں ہونے والی کمی سے متعلق گفتگو اور مقتدیوں کو نماز میں رہ جانے والی کمی سے متعلق گفتگو اور بھول کر کلام قاطع نماز نہیں ہے کیونکہ ذوالیدین کو واضح فرمایا گیا کہ نہ نماز میں کمی ہوئی نہ میں بھولا اور آپ اپنے کو نماز میں یقیناً نہ سمجھتے تھے۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ جب جناب نبی اکرم ﷺ نے گزشتہ نماز پر بنا فرمائی ہے اور یہ گفتگو نہ آپ کی نماز کے لئے قاطع بنی اور نہ ذوالیدین کی نماز کے لئے قاطع بنی تو ایسا کلام جو اصلاح نماز سے تعلق رکھتا ہو وہ نماز میں مباح ہے اور بھول کر کلام بھی نماز کے لئے قاطع نہیں ہے۔

مؤقف فریق ثانی اور دلائل: نماز میں امام و مقتدی کے کسی قسم کے کلام سے نماز فاسد ہو جاتی ہے خواہ وہ کلام سہواً یا قصداً۔ دلائل یہ ہیں۔

۲۵۲۹: بِمَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَيْمُوْنٍ' قَالَ : ثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ' عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ' عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ' عَنْ هِلَالِ بْنِ اَبِيْ مَيْمُوْنَةَ' عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ' (عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ السُّلَمِيِّ قَالَ : بَيْنَمَا اَنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ صَلَاةٍ اِذْ عَطَسَ رَجُلٌ فَقُلْتُ : يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَحَدَقَنِي الْقَوْمُ بِاَبْصَارِهِمْ' فَقُلْتُ : وَاثُكْلَ اُمَّاهُ مَا لَكُمْ تَنْظُرُوْنَ اِلَيَّ قَالَ : فَضَرَبَ الْقَوْمُ بِاَيْدِيْهِمْ عَلٰى اَفْخَاذِهِمْ . فَلَمَّا رَاَيْتُهُمْ يُسَكِّتُوْنَنِيْ سَكَتُّ فَلَمَّا انْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ صَلَاتِهِ دَعَانِيْ' فَبِاَبِيْ وَاُمِّيْ مَا رَاَيْتُ مُعَلِّمًا قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ' اَحْسَنَ تَعْلِيْمًا مِنْهُ' وَاللّٰهِ مَا ضَرَبَنِيْ وَلَا كَهَرَنِيْ وَلَا سَبَّنِيْ' وَلٰكِنْ قَالَ لِيْ اِنَّ صَلَاتَنَا هٰذِهٖ لَا يَصْلُحُ فِيْهَا شَيْءٌ مِنْ كَلَامِ النَّاسِ اِنَّمَا هِيَ التَّكْبِيْرُ وَالتَّسْبِيْحُ' وَتِلَاوَةُ الْقُرْآنِ).

۲۵۲۹: معاویہ بن حکم سلمی کہتے ہیں میں جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز میں تھا جبکہ ایک آدمی کو چھینک آئی تو میں نے یرحمکم اللہ کہا لوگوں نے مجھے تیز نگاہوں سے دیکھا میں نے کہا تمہاری ماں تمہیں گم کرے تم مجھے اس طرح کیوں دیکھ رہے ہو اس پر لوگوں نے اپنے ہاتھ رانوں پر مارے جس سے میں نے محسوس کیا کہ وہ مجھے خاموش کرا رہے ہیں تو میں نے خاموشی اختیار کر لی جب جناب نبی اکرم ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو میری ماں باپ آپ پر قربان ہوں میں نے آپ سے پہلے اور بعد آپ سے بہتر تعلیم دینے والا نہیں دیکھا اللہ کی قسم نہ مجھے مارا نہ ڈانٹا نہ گالم گلوچ کی بلکہ مجھے فرمایا ہماری اس نماز میں لوگوں کی گفتگو میں سے کوئی چیز روا نہیں وہ تکبیر' تسبیح' تلاوت قرآن مجید کا نام ہے۔

تخریج: مسلم فی المساجف نمبر۳۳' ابو داؤد فی الصلاۃ باب۱۶۷' نمبر۹۳۰' نسائی فی السھو باب۲۰' دارمی فی الصلاۃ باب۱۷۷۔

۲۵۳۰: حَدَّثَنَا یُوْنُسُ وَسُلَیْمَانُ بْنُ شُعَیْبٍ' قَالَا : ثَنَا بِشْرُ بْنُ بَکْرٍ' قَالَ :حَدَّثَنِی الْاَوْزَاعِیُّ' فَذَکَرَ بِاِسْنَادِہٖ مِثْلَہٗ .

۲۵۳۰: بشر بن بکر نے اوزاعی سے انہوں نے اپنی سند سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔ کیا تمہیں یہ نظر نہیں آتا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے جب معاویہ بن حکم ؓ کو فرمایا جبکہ انہوں نے نماز میں کلام کی۔ کہ ہماری اپنی نماز میں لوگوں کی کلام میں سے کوئی چیز جائز نہیں' بلاشبہ وہ تسبیح' تکبیر' قراءۃ قرآن مجید کا نام ہے اور جب آپ نے اس سے یہ بھی بات نہیں فرمائی کہ تمہارے امام نے جو چیز چھوڑ دی ہے تو فلاں چیز اس کی جگہ کام دے سکے گی تم اس سے کلام کرلو۔ تو اس سے یہ دلالت میسر آ گئی کہ نماز میں تسبیح' تکبیر' قراءت قرآن کے علاوہ جو گفتگو بھی کی جائے گی وہ نماز کو قطع کر دے گی۔ پھر آپ نے لوگوں کو اس کے بعد یہ بات سکھائی کہ جب ایسا معاملہ پیش آ جائے تو وہ کیا کریں۔ روایات ذیل میں درج ہیں۔

۲۵۳۱: حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ' قَالَ : ثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ' قَالَ : ثَنَا فُلَیْحُ بْنُ سُلَیْمَانَ' عَنْ ہِلَالِ بْنِ عَلِیٍّ' عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ' عَنْ مُعَاوِیَۃَ بْنِ الْحَکَمِ' ثُمَّ ذَکَرَ نَحْوَہٗ وَزَادَ (فَاِذَا کُنْتُ فِیْھَا فَلْیَکُنْ ذٰلِکَ شَاْنُکَ) .اَوَ لَا تَرٰی اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ' لَمَّا عَلَّمَ مُعَاوِیَۃَ بْنَ الْحَکَمِ' اِذْ تَکَلَّمَ فِی الصَّلَاۃِ قَالَ لَہٗ (اِنَّ صَلَاتَنَا ھٰذِہٖ لَا یَصْلُحُ فِیْھَا شَیْءٌ مِنْ کَلَامِ النَّاسِ' اِنَّمَا ھِیَ التَّسْبِیْحُ وَالتَّکْبِیْرُ' وَقِرَاءَ ۃُ الْقُرْآنِ). وَلَمَّا لَمْ یَقُلْ لَہٗ اَوْ یَنُوْبُکَ فِیْھَا شَیْءٌ مِمَّا تَرَکَہٗ اِمَامُکَ' فَتَکَلَّمْ بِہٖ، فَدَلَّ ذٰلِکَ عَلٰی اَنَّ الْکَلَامَ فِی الصَّلَاۃِ بِغَیْرِ التَّسْبِیْحِ وَالتَّکْبِیْرِ وَقِرَاءَ ۃِ الْقُرْآنِ یَقْطَعُھَا .ثُمَّ قَدْ عَلَّمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ النَّاسَ بَعْدَ ذٰلِکَ مَا یَفْعَلُوْنَ' لِمَا یَنُوْبُھُمْ فِیْ صَلَاتِھِمْ .

۲۵۳۱: عطاء بن یسار نے معاویہ بن حکم سلمی سے اپنی اسناد سے روایت بیان کی اس میں یہ اضافہ ہے فاذا کنت فیھا فلیکن ذلك شانك جب تم نماز میں ہو تو تمہارا حال اسی طرح ہونا مناسب ہے۔

**حاصل روایات:** اس روایت معاویہ میں غور کرو کہ جناب رسول اللہ ﷺ کو جب علم ہوا کہ معاویہ نے بات کی ہے تو آپ نے فرمایا ہماری نماز کے مناسب نہیں کہ اس میں انسانی گفتگو کی جائے کیونکہ نماز تسبیح و تکبیر اور قراءت قرآن کا نام ہے اور آپ نے ان کو یہ بھی نہیں فرمایا کہ فلاں چیز اس کے قائم مقام ہوگی جو تیرے امام نے ترک کیا ہے اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ تسبیح تکبیر اور قراۃ قرآن کے علاوہ جو بھی کلام ہو وہ نماز کو قطع کر دے گی پھر جناب رسول اللہ ﷺ نے وہ چیز بتلائی جو اس کا قائم مقام بن سکتی ہے۔ نماز میں پیش آئند چیز کا بدل کیا ہے؟ روایات ملاحظہ ہوں۔

۲۵۳۲: حَدَّثَنَا یُوْنُسُ، قَالَ : ثَنَا سُفْیَانُ، عَنْ أَبِیْ حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ : (مَنْ نَابَهُ شَیْءٌ فِیْ صَلَاتِهٖ، فَلْیَقُلْ سُبْحَانَ اللّٰهِ، إِنَّمَا التَّصْفِیْحُ لِلنِّسَاءِ، وَالتَّسْبِیْحُ لِلرِّجَالِ).

۲۵۳۲: ابوحازم نے سہل بن سعدؓ سے نقل کیا کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جس کو نماز میں کوئی چیز پیش آ جائے تو وہ سبحان اللہ کہے مردوں کے لئے تسبیح اور عورتوں کے لئے تصفیح یعنی ہاتھ پر ہاتھ مارنا ہے۔

**تخریج** : بخاری فی العمل فی الصلاۃ باب۱۶، مسلم فی الصلاۃ نمبر۱۰۲، نسائی فی السھو باب۴، مسند احمد ۳۳۰/۵۔

۲۵۳۳: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِیْمُ بْنُ مُنْقِذٍ، قَالَ : ثَنَا الْمُقْرِءُ، عَنِ الْمَسْعُوْدِیِّ، عَنْ أَبِیْ حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِیِّ، قَالَ : (انْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ إِلٰی قَوْمٍ مِنَ الْأَنْصَارِ لِیُصْلِحَ بَیْنَهُمْ، فَجَاءَ حِیْنَ الصَّلَاةِ، وَلَیْسَ بِحَاضِرٍ، فَتَقَدَّمَ أَبُوْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ. فَبَیْنَمَا هُوَ کَذٰلِکَ إِذْ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَصَفَّحَ الْقَوْمُ، فَأَشَارَ إِلَیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَنْ یَثْبُتَ، فَأَبٰی أَبُوْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ حَتّٰی نَکَصَ، فَتَقَدَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰی. فَلَمَّا قَضٰی صَلَاتَهُ قَالَ لِأَبِیْ بَکْرٍ : مَا مَنَعَکَ أَنْ تَثْبُتَ کَمَا أَمَرْتُکَ قَالَ : لَمْ یَکُنْ لِابْنِ أَبِیْ قُحَافَةَ أَنْ یَتَقَدَّمَ أَمَامَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ : فَأَنْتُمْ مَا لَکُمْ صَفَّحْتُمْ؟ قَالُوْا لِنُؤْذِنَ أَبَا بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : التَّصْفِیْحُ لِلنِّسَاءِ، وَالتَّسْبِیْحُ لِلرِّجَالِ).

۲۵۳۳: ابوحازم نے سہل بن سعد ساعدی سے نقل کیا کہ جناب نبی کریم ﷺ انصار کے کسی قبیلہ کے ہاں صلح کرانے تشریف لے گئے نماز کا وقت آیا آپ موجود نہ تھے تو ابوبکر ؓ بڑھے وہ ابھی اسی حال میں تھے کہ جناب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے لوگوں نے تصفیح شروع کر دی جناب رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر ؓ کو اپنی جگہ قائم رہنے کا اشارہ فرمایا مگر ابوبکر ؓ نے پیچھے ہٹنے کے علاوہ ہر چیز سے انکار کر دیا پس جناب رسول اللہ ﷺ نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی جب آپ نماز پڑھا چکے تو ابوبکر کو مخاطب کر کے فرمایا جب میں نے تمہیں حکم دیا تو تم اپنی جگہ قائم کیوں نہیں رہے تو انہوں نے کہا ابوقحافہ کے بیٹے کو مناسب نہیں کہ وہ جناب رسول اللہ ﷺ سے آگے بڑھے پھر لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا تم نے تصفیح کیوں کی؟ انہوں نے جواب دیا تا کہ ابوبکر ؓ کو اطلاع ہو جائے آپ نے فرمایا تصفیح عورتوں کے لئے ہے اور مردوں کے لئے تسبیح ہے۔

**تخریج** : بخاری فی الاحکام باب۳۶، نسائی فی السھو باب۴، مسند احمد ۳۳۱/۵۔

۲۵۳۴: حَدَّثَنَا نَصْرٌ، قَالَ : الْخَصِیْبُ، قَالَ : ثَنَا وُهَیْبٌ عَنْ أَبِیْ حَازِمٍ، فَذَکَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهُ.

۲۵۳۴: حصیب نے وہیب بن ابی حازم سے نقل کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے روایت بیان کی ہے۔

۲۵۳۵: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُمَيَّةَ قَالَ : ثَنَا قَبِيْصَةُ قَالَ : ثَنَا الثَّوْرِيُّ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :(مَنْ نَابَهُ فِي صَلَاتِهِ شَيْءٌ فَلْيُسَبِّحْ فَإِنَّ التَّسْبِيْحَ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِيْقَ لِلنِّسَاءِ).

۲۵۳۵: ابوحازم نے سہل بن سعد سے روایت نقل کی کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کو نماز میں کوئی چیز پیش آئے وہ تسبیح کہے یہ مردوں کے لئے ہے جبکہ تصفیق عورتوں کے لئے ہے۔

**تخریج** : بخاری فی العمل باب۵' الاحکام باب۳۶' مسلم فی الصلاۃ نمبر۱۲۲' ابو داؤد فی الصلاۃ باب۱۶۹' لنکاح باب۴۹' ترمذی فی المواقیت باب۱۵۵' نسائی فی السهو باب۱۵' الامامه باب۱۵' ابن ماجی فی الاقامه باب۶۵' دارمی فی الصلاۃ باب۹۵' مسند احمد ۲۴۱/۱' ۲۹۰/۲۔

۲۵۳۶: حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : (التَّسْبِيْحُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِيْقُ لِلنِّسَاءِ).

۲۵۳۶: ابوسلمہ نے حضرت ابوہریرہ ؓ سے انہوں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ تسبیح مردوں اور تصفیق عورتوں کے لئے ہے۔

۲۵۳۷: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُمَيَّةَ قَالَ : ثَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ : ثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (التَّسْبِيْحُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِيْقُ لِلنِّسَاءِ). قَالَ الْأَعْمَشُ : فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِإِبْرَاهِيْمَ فَقَالَ : كَانَتْ أُمِّي تَفْعَلُ .

۲۵۳۷: ابوصالح نے حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تسبیح مردوں اور تصفیق عورتوں کے لئے ہے اعمش کہنے لگے میں نے ابراہیم سے اس کا تذکرہ کیا تو انہوں نے فرمایا میری والدہ تصفیق کرتی تھی۔

۲۵۳۸: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ قَالَ : ثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَوْفٍ قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ .

۲۵۳۸: محمد نے حضرت ابوہریرہ ؓ سے انہوں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کی ہے۔

۲۵۳۹: حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ : أَنَا يُوْنُسُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ يَعْقُوْبَ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ أَبِي غَطَفَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ .قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَعَلَّمَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هٰذِهِ الْآثَارِ فِي كُلِّ نَائِبَةٍ تَنُوْبُهُمْ فِي الصَّلَاةِ التَّسْبِيْحَ وَلَمْ يُبِحْ لَهُمْ غَيْرَهُ .فَدَلَّ ذٰلِكَ عَلَى أَنَّ كَلَامَ ذِي الْيَدَيْنِ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا كَلَّمَهُ بِهِ، فِي حَدِيْثِ عِمْرَانَ، وَابْنِ عُمَرَ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ قَبْلَ تَحْرِيْمِ الْكَلَامِ فِي الصَّلَاةِ .وَمِمَّا يَدُلُّ عَلٰى ذٰلِكَ أَيْضًا

۲۵۳۹: ابوطفان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔

**حاصل روایات:** ان روایات میں نماز کے اندر پیش آنے والی تمام باتوں کے قائم مقام تسبیح کو قرار دیا گیا ہے۔

روایت ذوالیدین کا جواب: فصل اول کی روایات میں ذوالیدین کا جناب رسالت مآب ﷺ سے کلام جس کا تذکرہ عمران، ابن عمر، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم کی روایات میں وارد ہے وہ کلام میں تحریم کا حکم اترنے سے پہلے کا ہے یہ روایت اس کی دلیل ہے۔

روایات معاویہ بن خدیج رضی اللہ عنہ۔

۲۵۴۰: أَنَّ الرَّبِيْعَ الْمُؤَذِّنَ حَدَّثَنَا قَالَ : ثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ، قَالَ : ثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِي حَبِيْبٍ أَنَّ سُوَيْدَ بْنَ قَيْسٍ أَخْبَرَهُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ خَدِيْجٍ (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى يَوْمًا وَانْصَرَفَ، وَقَدْ بَقِيَتْ مِنَ الصَّلَاةِ رَكْعَةٌ، فَأَدْرَكَهُ رَجُلٌ فَقَالَ : بَقِيَتْ مِنَ الصَّلَاةِ رَكْعَةٌ، فَرَجَعَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَأَمَرَ بِلَالًا فَأَقَامَ الصَّلَاةَ، فَصَلّٰى لِلنَّاسِ رَكْعَةً .فَأَخْبَرْتُ بِذٰلِكَ النَّاسَ، فَقَالُوْا لِيْ : أَتَعْرِفُ الرَّجُلَ؟ قُلْتُ : لَا إِلَّا أَنْ أَرَاهُ، فَمَرَّ بِيْ فَقُلْتُ : هُوَ هٰذَا، فَقَالُوْا : هٰذَا طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ) . فَفِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِلَالًا فَأَذَّنَ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ، ثُمَّ صَلّٰى مَا كَانَ تَرَكَ مِنْ صَلَاتِهِ .وَلَمْ يَكُنْ أَمْرُهُ بِلَالًا بِالْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ قَاطِعًا لِصَلَاتِهِ، وَلَمْ يَكُنْ أَيْضًا مَا كَانَ مِنْ بِلَالٍ مِنْ أَذَانِهِ وَإِقَامَتِهِ قَاطِعًا لِصَلَاتِهِ .وَقَدْ أَجْمَعُوْا أَنَّ فَاعِلًا لَوْ فَعَلَ هٰذَا الْآنَ، وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ كَانَ بِهِ قَاطِعًا لِلصَّلَاةِ، فَدَلَّ ذٰلِكَ أَنَّ جَمِيْعَ مَا كَانَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ صَلَاتِهِ، فِيْ حَدِيْثِ مُعَاوِيَةَ بْنِ خَدِيْجٍ هٰذَا، وَفِيْ حَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ وَعِمْرَانَ وَأَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ كَانَ وَالْكَلَامُ مُبَاحٌ فِي الصَّلَاةِ، ثُمَّ نُسِخَ بِنَسْخِ الْكَلَامِ فِيْهَا .فَعَلَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ بَعْدَ ذٰلِكَ مَا ذَكَرَهُ عَنْهُ مُعَاوِيَةُ بْنُ الْحَكَمِ وَأَبُوْ هُرَيْرَةَ وَسَهْلُ بْنُ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ .وَمِمَّا يَدُلُّ عَلٰى ذٰلِكَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَدْ كَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ يَوْمِ ذِي الْيَدَيْنِ، ثُمَّ قَدْ حَدَثَتْ بِهِ تِلْكَ الْحَادِثَةُ فِيْ صَلَاتِهِ مِنْ بَعْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ فِيْهَا بِخِلَافِ مَا كَانَ مِنْ عَمَلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ .

۲۵۴۰: سوید بن قیس نے بتلایا کہ معاویہ بن خدیج رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ایک دن

نماز پڑھائی اور گھر لوٹ گئے حالانکہ نماز کی ایک رکعت ابھی باقی تھی آپ کو ایک آدمی پیچھے سے جا کر ملا اور عرض پیرا ہوا کہ نماز کی ابھی ایک رکعت باقی ہے پس آپ مسجد کی طرف لوٹے اور بلال کو حکم دیا انہوں نے نماز کی اقامت کہی تو آپ نے لوگوں کو ایک رکعت پڑھائی پھر میں نے لوگوں کو اس کی اطلاع دی تو لوگوں نے مجھے کہا کیا تم اس آدمی کو پہچانتے ہو؟ میں نے کہا نہیں لیکن میں نے اسے دیکھا ہے پس اس کا میرے پاس سے گزر ہوا تو میں نے کہا وہ یہ آدمی ہے تو لوگوں نے کہا یہ تو طلحہ بن عبید اللہ ہیں۔ اس روایت میں یہ ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے بلال کو حکم فرمایا انہوں نے اذان دی اور تکبیر کہی' پھر آپ نے باقی ماندہ نماز ادا فرمائی۔ تو آپ ﷺ کو بلال کو اذان و اقامت کے لیے کہنا بھی قطع نماز نہ ہوا اور نہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے اذان و اقامت کہنے سے نماز ٹوٹی۔ حالانکہ اس پر تمام متفق ہیں کہ اب اگر کوئی اس طرح کرے اور وہ نماز میں ہو تو نماز ٹوٹ جائے گی۔ پس اس سے یہ ثبوت مل گیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی وہ تمام گفتگو جو روایت ابن عمر' عمران' ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میں موجود ہے۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جبکہ نماز میں گفتگو کی اجازت تھی۔ پھر جب نماز میں کلام کو منسوخ کیا گیا تو ساتھ یہ بھی منسوخ کر دیا گیا۔ پس جناب رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو وہ سکھایا جو حضرت معاویہ بن حکم اور ابو ہریرہ' سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کے کلام میں موجود ہے اور اس پر جو چیز دلالت کرنے والی ہے وہ یہ ہے کہ حضرت رضی اللہ عنہ ذوالیدین والے دن بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ موجود تھے۔ پھر خود ان کو اپنی نماز میں جناب رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد یہ واقعہ پیش آیا اس میں انہوں نے اس کے خلاف عمل کیا جو جناب رسول اللہ ﷺ نے ذوالیدین والے واقعہ میں کیا تھا۔ روایت ذیل کو پڑھیں۔

**حاصل روایات:** اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے بلال کو اذان اور اقامت صلاۃ کا حکم دیا پھر چھوڑی ہوئی نماز ادا کی آپ کا بلال کو اذان و اقامت کا حکم یہ نماز کا قاطع نہ بنے گا اور بلال کی اذان و اقامت وہ بھی نماز کو قطع کرنے والی نہ ہو گی۔ اور سب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر کوئی اب ایسا کرے تو یہ نماز کے لئے قاطع بنے گا۔

**نتیجہ:** پس اسے یہ نتیجہ نکلا کہ نماز میں جو کچھ بھی پیش آیا جس کا تذکرہ اس روایت میں ہے یا معاویہ بن خدیج اور ابن عمر' عمران' ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم کی روایات میں موجود ہے یہ اور کلام نماز میں پہلے مباح تھے پھر کلام کے منسوخ ہونے سے منسوخ ہو گئے پس اس کے بعد جناب رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو وہ سکھایا جس کا تذکرہ معاویہ بن حکم سلمی اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت اور سہل بن سعد کی روایت میں پایا جاتا ہے۔

## مزید استشہاد:

اس بات پر دلالت کے لئے یہ بات بھی کافی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ یوم ذوالیدین میں موجود تھے پھر ان کی اپنی نماز میں جناب رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد اسی طرح کا واقعہ پیش آیا تو انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ کے ذوالیدین والے دن کے عمل کے خلاف عمل کیا۔ روایت ملاحظہ ہو۔

۲۵۴۱: حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْأَسْوَدِ، قَالَ : سَمِعْتُ عَطَاءً يَقُوْلُ: صَلّٰى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِأَصْحَابِهٖ فَسَلَّمَ فِيْ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ، فَقِيْلَ لَهٗ ذٰلِكَ فَقَالَ : إِنِّيْ جَهَّزْتُ عِيْرًا مِنَ الْعِرَاقِ بِأَحْمَالِهَا وَأَحْقَابِهَا حَتّٰى وَرَدْتُ الْمَدِيْنَةَ فَصَلّٰى بِهِمْ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ .فَدَلَّ تَرْكُهٗ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لِمَا قَدْ عَلِمَهٗ مِنْ فِعْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مِثْلِ هٰذَا وَعَمَلُهٗ بِخِلَافِهٖ عَلٰى نَسْخِ ذٰلِكَ عِنْدَهٗ، وَعَلٰى أَنَّ الْحُكْمَ كَانَ فِيْ تِلْكَ الْحَادِثَةِ فِيْ زَمَنِهٖ، بِخِلَافِ مَا كَانَ فِيْ يَوْمِ ذِي الْيَدَيْنِ .وَقَدْ كَانَ فِعْلُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ هٰذَا أَيْضًا بِحَضْرَةِ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ الَّذِيْنَ قَدْ حَضَرَ بَعْضُهُمْ فِعْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ ذِي الْيَدَيْنِ فِيْ صَلَاتِهٖ، فَلَمْ يُنْكِرُوْا ذٰلِكَ عَلَيْهِ، وَلَمْ يَقُوْلُوْا لَهٗ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ فَعَلَ يَوْمَ ذِي الْيَدَيْنِ خِلَافَ مَا فَعَلْتَ .فَدَلَّ ذٰلِكَ أَيْضًا عَلٰى أَنَّهُمْ قَدْ كَانُوْا عَلِمُوْا مِنْ نَسْخِ ذٰلِكَ، مَا قَدْ كَانَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلِمَهٗ. وَمِمَّا يَدُلُّ أَيْضًا عَلٰى أَنَّ ذٰلِكَ مَنْسُوْخٌ، وَأَنَّ الْعَمَلَ عَلٰى خِلَافِهٖ، أَنَّ الْأُمَّةَ قَدِ اجْتَمَعَتْ أَنَّ رَجُلًا لَوْ تَرَكَ إِمَامُهٗ مِنْ صَلَاتِهٖ شَيْئًا أَنَّهٗ يُسَبِّحُ بِهٖ، لِيُعْلِمَ إِمَامَهٗ مَا قَدْ تَرَكَ، فَيَأْتِيْ بِهٖ، وَذُو الْيَدَيْنِ فَلَمْ يُسَبِّحْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ وَلَا أَنْكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلَامَهٗ إِيَّاهُ .فَدَلَّ ذٰلِكَ أَيْضًا أَنَّ مَا عَلَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ مِنَ التَّسْبِيْحِ لِنَائِبَةٍ تَنُوْبُهُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ كَانَ مُتَأَخِّرًا عَنْ ذٰلِكَ .وَفِيْ حَدِيْثِ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَيْضًا وَعِمْرَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مَا يَدُلُّ عَلَى النَّسْخِ وَذٰلِكَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : (سَلَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ مَضٰى إِلٰى خَشَبَةٍ فِي الْمَسْجِدِ). وَقَالَ عِمْرَانُ : (ثُمَّ مَضٰى إِلٰى حُجْرَتِهٖ). فَدَلَّ ذٰلِكَ عَلٰى أَنَّهٗ قَدْ كَانَ صَرَفَ وَجْهَهٗ عَنِ الْقِبْلَةِ، وَعَمِلَ عَمَلًا فِي الصَّلَاةِ لَيْسَ مِنْهَا، مِنَ الْمَشْيِ وَغَيْرِهٖ فَيَجُوْزُ هٰذَا لِأَحَدٍ الْيَوْمَ أَنْ يُصِيْبَهٗ ذٰلِكَ، وَقَدْ بَقِيَتْ عَلَيْهِ مِنْ صَلَاتِهٖ بَقِيَّةٌ، فَلَا يُخْرِجُهٗ ذٰلِكَ مِنَ الصَّلَاةِ .فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ : نَعَمْ، لَا يُخْرِجُهٗ ذٰلِكَ مِنَ الصَّلَاةِ، لِأَنَّهٗ فَعَلَهٗ وَلَا يَرٰى أَنَّهٗ فِي الصَّلَاةِ .لَزِمَهٗ أَنْ يَقُوْلَ : لَوْ طَعِمَ أَيْضًا أَوْ شَرِبَ وَهٰذِهٖ حَالَتُهٗ، لَمْ يُخْرِجْهُ ذٰلِكَ مِنَ الصَّلَاةِ، كَذٰلِكَ إِنْ بَاعَ أَوِ اشْتَرٰى، أَوْ جَامَعَ أَهْلَهٗ. فَكَفٰى بِقَوْلِهٖ فَسَادًا أَنْ يَلْزَمَ هٰذَا قَائِلَهٗ. فَإِنْ كَانَ شَيْءٌ مِمَّا ذَكَرْنَا، يُخْرِجُ الرَّجُلَ مِنْ صَلَاتِهٖ، إِنْ فَعَلَهٗ عَلٰى أَنَّهٗ يَرٰى أَنَّهٗ لَيْسَ فِيْهَا كَذٰلِكَ الْكَلَامُ الَّذِيْ لَيْسَ مِنْهَا يُخْرِجُهٗ مِنْ صَلَاتِهٖ وَإِنْ كَانَ قَدْ تَكَلَّمَ بِهٖ، وَهُوَ لَا يَرٰى أَنَّهٗ فِيْهَا .وَقَدْ زَعَمَ الْقَائِلُ بِحَدِيْثِ ذِي الْيَدَيْنِ أَنَّ خَبَرَ الْوَاحِدِ

يَقُوْمُ بِهِ الْحُجَّةُ، وَيَجِبُ بِهِ الْعَمَلُ، فَقَدْ أَخْبَرَ ذُو الْيَدَيْنِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا أَخْبَرَهُ بِهِ، وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ مَأْمُوْنٌ، فَالْتَفَتَ بَعْدَ إِخْبَارِهِ إِيَّاهُ بِذٰلِكَ إِلٰى أَصْحَابِهِ فَقَالَ : (أَقَصُرَتِ الصَّلَاةُ؟). فَكَانَ مُتَكَلِّمًا بِذٰلِكَ بَعْدَ عِلْمِهِ بِأَنَّهُ فِي الصَّلَاةِ، عَلٰى مَذْهَبِ هٰذَا الْمُخَالِفِ لَنَا فَلَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ مُخْرِجًا لَهُ مِنَ الصَّلَاةِ .فَقَدْ لَزِمَهُ بِهٰذَا عَلٰى أَصْلِهِ، أَنَّ ذٰلِكَ الْكَلَامَ، كَانَ قَبْلَ نَسْخِ الْكَلَامِ فِي الصَّلَاةِ .وَحُجَّةٌ أُخْرٰى أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ : (أَصَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ) قَالُوْا : .نَعَمْ .وَقَدْ كَانَ يُمْكِنُهُمْ أَنْ يُوْمِئُوْا إِلَيْهِ بِذٰلِكَ فَيَعْلَمَهُ مِنْهُمْ، فَقَدْ كَلَّمُوْهُ بِمَا كَلَّمُوْهُ بِهِ، عَلٰى عِلْمٍ مِنْهُمْ أَنَّهُمْ فِي الصَّلَاةِ، فَلَمْ يُنْكِرْ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ، وَلَمْ يَأْمُرْهُمْ بِالْإِعَادَةِ فَدَلَّ ذٰلِكَ أَنَّ مَا ذَكَرْنَا، مِمَّا كَانَ فِيْ حَدِيْثِ ذِي الْيَدَيْنِ، كَانَ قَبْلَ نَسْخِ الْكَلَامِ .فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ : وَكَيْفَ يَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ هٰذَا قَبْلَ نَسْخِ الْكَلَامِ فِي الصَّلَاةِ وَأَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَدْ كَانَ حَاضِرًا ذٰلِكَ وَإِسْلَامُ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِنَّمَا كَانَ قَبْلَ وَفَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَلَاثِ سِنِيْنَ؟ وَذَكَرَ فِيْ ذٰلِكَ .

۲۵۴۱: عطاء بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھائی اور دو رکعت پر سلام پھیر دیا اور واپس لوٹ گئے تو لوگوں نے بتلایا تو انہوں نے فرمایا میں نے عراق سے ایک قافلہ ان کے بوجھ اور گھاٹیوں سمیت تیار کر کے مدینہ منورہ پہنچایا پھر آپ نے ان کو چار رکعت نماز پڑھائی تو فاروق رضی اللہ عنہ کا اس فعل کے خلاف کرنا جو ذوالیدین والے دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ اس وقت حکم تھا اور نسخ کی وجہ سے اب وہی حکم ہے جو انہوں نے کیا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ فعل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے تھا جن میں بہت سی تعداد ذوالیدین کے واقعہ میں موجود تھی انہوں نے انکار نہیں کیا اور نہ اس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کے خلاف قرار دیا اس سے یہ بات مزید روشن ہو گئی کہ ان کو بھی نسخ کا علم ہو چکا تھا جو کہ عمر رضی اللہ عنہ کو تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اس پر عمل کو ترک کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ایسے مواقع پر ان کو جو فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔ منسوخ ہو چکا تھا تبھی انہوں نے اس کے خلاف عمل کیا اور آپ کا اس حادثہ کے سلسلہ میں وہی عمل تھا جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اختیار کیا بخلاف اس عمل کے جو حضرت ذوالیدین والے واقعہ میں پیش آیا۔ دوسری بات یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ عمل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں کی جبکہ ان میں سے کئی حضرات خود واقعہ ذوالیدین کے موقعہ پر موجود تھے۔ مگر انہوں نے اس عمل میں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی مخالفت نہ کی اور یہ بھی نہ کہا کہ یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذوالیدین والے دن کے عمل کے خلاف ہے۔ اس سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ ان کو بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرح نسخ والے حکم کا علم تھا اور اس کے خلاف حکم پر ہی عمل کیا جائے گا۔ اس بات پر پوری امت کا اتفاق ہے کہ اگر امام نماز

میں سے کوئی چیز ترک کردے تو وہ تسبیح کہے تا کہ اس کے امام کو اپنی کوتاہی کا علم ہو جائے اور وہ اس کا تدارک کرلے اور حضرت ذوالیدین نے نہ تو تسبیح کہی اور نہ اس کلام کو جناب رسول اللہ ﷺ نے انوکھا سمجھا۔ پس اس سے بھی یہ دلالت میسر آ گئی کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ان کو جو تسبیح وغیرہ نماز میں پیش آنے والی غلطی پر متنبہ کرنے کے لیے سکھائی وہ اس سے بعد کا معاملہ ہے اور حضرت ابوہریرہ اور عمران رضی اللہ عنہما کی روایات میں ایسی دلالت ملتی ہے جو اس حکم کے نسخ کو ظاہر کرتی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان یہ ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے دو رکعت پر سلام پھیر دیا' پھر آپ مسجد میں ایک لکڑی کی طرف تشریف لے گئے اور حضرت عمران رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ اپنے حجرہ مبارک کی طرف چل دیے۔ اس سے کم از کم یہ دلالت میسر آ گئی کہ آپ کا چہرہ مبارک قبلہ سے پھر گیا اور آپ نے نماز میں ایسا عمل کیا جو نماز کا حصہ نہیں یعنی چلنا وغیرہ۔ پس آپ ہی بتلائیں کہ کیا آج کسی شخص کو یہ بات پیش آ جائے تو اس کی نماز باقی رہ جائے گی او۔۔ وہ نماز سے نہ نکلے گا۔ پھر اگر کوئی یہ اعتراض کرلے کہ ہاں اس کا یہ عمل اس کو نماز سے نہ نکالے گا کیونکہ یہ عمل کرتے ہوئے وہ اپنے آپ کو نماز میں مشغول نہیں سمجھتا۔ (ہم جواب میں کہیں گے) اگر بات اسی طرح ہے جیسے آپ کہتے ہیں تو اس کہنے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ یہ بھی کہے کہ اگر اس سے کھا پی لیا تو اس کی یہ حالت اسے نماز سے خارج نہ کرے گی۔ اسی طرح اگر اس نے خرید و فروخت کی یا اپنے بیوی سے قربت کی تو تب بھی وہ نماز سے نہ نکلے گا۔ اس قائل کے قول کے فاسد ہونے کے لیے یہ لازم آنے والی بات کافی ہے۔ پس اگر یہ چیزیں اس نمازی کو نماز سے خارج کر دیتی ہیں خواہ اس نے یہ خیال کر کے کی ہیں کہ وہ نماز میں نہیں ہے۔ جن لوگوں نے اپنی دلیل میں حدیث ذوالیدین کو پیش کیا ان کا خیال یہ ہے کہ خبر واحد سے حجت قائم ہو کر عمل لازم ہو جاتا ہے۔ حضرت ذوالیدین رضی اللہ عنہ آپ کے اصحاب میں سے ایک شخص ہیں وہ صحابی ہونے کے ناطے اس خبر دینے میں مامون و محفوظ ہیں۔ آپ ﷺ نے ان کے خبر دینے پر دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف التفات فرمائی۔ حضرت ذوالیدین رضی اللہ عنہ نے کہا "اقصرت الصلاۃ ام نسیت......" (الحدیث) وہ یہ کلام اس حالت میں کر رہے تھے کہ بقول اس قائل کے وہ اپنے آپ کو نماز میں خیال کر رہے تھے۔ پس یہ کلام ان کو نماز سے نکالنے والا نہ تھا۔ تو اصل قاعدہ کے مطابق اس پر یہ لازم آیا کہ یہ گفتگو نماز میں کلام کے منسوخ ہونے سے پہلے کا ہے۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ جب آپ ﷺ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے تو فرمایا۔ کیا ذوالیدین نے درست کہا؟ تو انہوں کہا جی ہاں۔ حالانکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے ممکن تھا کہ وہ آپ کو اشارہ کر کے بتلا دیتے جس سے آپ کو یہ معلوم ہو جاتا مگر انہوں نے مگر انہوں نے یہ جانتے ہوئے کلام کیا جو کلام کیا کہ وہ نماز میں نہیں۔ آپ نے ان کی اس بات کا انکار نہیں کیا اور نہ ان کو نماز لوٹانے کا حکم دیا۔ اس سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ ذی الیدین کی روایت میں جو کچھ مذکور ہے۔ وہ نماز میں گفتگو کے منسوخ سے پہلے کی بات ہے۔ اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ یہ نسخ کلام کا حکم ملنے سے پہلے کا واقعہ نہیں کیونکہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اس میں خود موجود تھے اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے اسلام کا زمانہ وفات نبوی

ﷺ سے تین سال پہلے کا ہے۔ جیسا کہ روایت ذیل میں ہے۔

## نسخ پر دوسرا استشہاد:

امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر کوئی آدمی نماز پڑھے اور اس کا امام نماز میں سے کوئی چیز چھوڑ جائے تو اسے تسبیح کہنی ہوگی تاکہ امام کو معلوم ہو جائے کہ اس سے یہ چیز رہ گئی ہے اور وہ اسے کرلے اور ذوالیدین نے اس دن کوئی تسبیح نہ کہی اور جناب رسول اللہ ﷺ نے بھی اس کے کلام اور اس کے ساتھ کلام کو برا خیال نہیں کیا بلکہ دوسروں سے بھی دریافت کیا اس سے یہ دلالت ملتی ہے کہ لوگوں کو غلطی پر خبردار کرنے کے لئے تسبیح کی تعلیم اس سے متاخر ہے۔

## ایک اور قرینہ نسخ:

روایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور عمران رضی اللہ عنہ میں بھی نسخ کا قرینہ موجود ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے دو رکعتوں پر سلام پھیرا پھر مسجد میں گڑھی ہوئی ایک لکڑی کے پاس آپ جا کر کھڑے ہو گئے اور عمران کہتے ہیں کہ آپ حجرہ مبارک میں چلے گئے۔ (بخاری باب ۵' مسلم نمبر ۱۰۲)

اس سے ثابت ہوا کہ آپ نے اپنا چہرہ قبلہ سے پھیر لیا تھا اور ایسا عمل کیا تھا جو نماز کا حصہ نہ تھا مثلاً چلنا' لکڑی کے پاس کھڑے ہونا' حجرہ کی طرف جانا وغیرہ۔

آپ خود فیصلہ فرمائیں اگر کسی کو نماز میں کوئی معاملہ پیش آ جائے تو آج یہ سب کچھ جائز ہے حالانکہ اب تک اس کی نماز کا کچھ حصہ باقی ہے کیا یہ حرکات اسے نماز سے خارج نہ کریں گی۔

بالفرض اگر کوئی کہے کہ جی ہاں! یہ چیزیں نماز سے باہر نہ کریں گی کیونکہ جب اس نے یہ کیا تو وہ اپنے آپ کو نماز میں خیال نہیں کرتا تھا۔

تو پھر ہمیں یہ کہنے دیجئے کہ اگر وہ کھالے اور پی لے اور ایسی حالت بھی پیش آ جائے تو یہ سب اسے نماز سے خارج نہ کریں گی بلکہ اگر اس نے خرید و فروخت اور جماع بھی کر لیا تو کیا تب بھی نماز کے لئے یہ چیزیں مفسد نہ ہوں گی؟ تو اس آدمی کی غلطی اظہر من الشمس ہے۔

پس یہ مذکورہ اشیاء اگر آدمی کو ایسی حالت میں نماز سے خارج کر دیتی ہیں جبکہ وہ یہ خیال کر کے کرے کہ وہ نماز میں نہیں ہے۔ اسی طرح وہ کلام جو نماز سے نہ ہو وہ اس کو اس کی نماز سے نکال دے گی اگرچہ وہ کلام اس نے یہ نہ سمجھ کر کی ہو کہ وہ نماز میں ہے۔

ایک ضمنی سوال قد زعم الی آخرہ۔ اور جواب۔

حدیث ذوالیدین سے معلوم ہوتا ہے کہ خبر واحد حجت اور قابل استدلال ہے۔

جواب: مگر یہ استدلال کمزور ہے البتہ اس طرح کہہ سکتے ہیں کہ یہ تو اس صحابی کی خبر کی بات تھی جو جھوٹ سے مامون ہیں عام

لوگوں کی خبر پر اس سے استدلال درست نہیں دوسری بات یہ ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے دوسرے صحابہ سے پوچھا کہ ذوالیدین درست کہہ رہا ہے یا نہیں۔ تو یہ تو خبر واحد کے مستدل نہ ہونے کی دلیل بن گئی حاصل جواب یہ ہوا کہ جب دوران میں کھانا پینا درست نہیں تو کلام بھی درست نہیں یہ زمانہ نسخ سے پہلے کی بات ہے۔

ایک اور جواب سنئے۔

ذوالیدین نے جناب رسول اللہ ﷺ کو مطلع کیا مگر پھر بھی حضور ﷺ نے دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے دریافت کیا تو سب نے ذوالیدین کی تصدیق کی حالانکہ اشارے سے بھی معلوم ہو سکتا تھا آپ کا زبانی دریافت کرنا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا زبانی جواب دینا اور آپ کا ان کو نماز لوٹانے کا حکم نہ دینا یہ سب ایسے معاملات ہیں جو دلالت کرتے ہیں کہ یہ واقعہ کلام فی الصلاۃ کے منسوخ ہونے سے پہلے کا ہے اس لئے اس سے استدلال چنداں درست نہیں۔

## ایک اور اشکال:

حدیث ذوالیدین کا نسخ سے پہلے ہونا کیوں کر ممکن ہے کہ وہ واقعہ ذوالیدین میں خود موجود ہو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تو وفات رسول اللہ ﷺ سے تین سال پہلے اسلام لائے پس ذوالیدین کا واقعہ ۷ ہجری کے بعد پیش آیا ہوگا اور کلام فی الصلاۃ تو مکہ مکرمہ میں منسوخ ہو چکا تھا پس حدیث ذوالیدین کو منسوخ نہیں کہا جا سکتا۔ روایت ملاحظہ ہو۔

۲۵۴۲ :مَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا الْقَوَارِيرِيُّ، قَالَ : ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ، قَالَ : ثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، قَالَ : أَتَيْنَا أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقُلْنَا : حَدِّثْنَا .فَقَالَ : صَحِبْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ سِنِينَ .قَالُوا : فَأَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِنَّمَا صَحِبَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ سِنِينَ، وَهُوَ حَضَرَ تِلْكَ الصَّلَاةَ، وَنَسْخُ الْكَلَامِ فِي الصَّلَاةِ، كَانَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ .فَدَلَّ ذٰلِكَ عَلَى أَنَّ مَا كَانَ فِي حَدِيثِ ذِي الْيَدَيْنِ مِنَ الْكَلَامِ فِي الصَّلَاةِ، مِمَّا لَمْ يُنْسَخْ بِنَسْخِ الْكَلَامِ فِي الصَّلَاةِ، إِنْ كَانَ مُتَأَخِّرًا عَنْ ذٰلِكَ .قِيلَ لَهُ : أَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ وَقْتِ إِسْلَامِ أَبِي هُرَيْرَةَ، فَهُوَ كَمَا ذَكَرْتَ .وَأَمَّا قَوْلُكَ إِنَّ نَسْخَ الْكَلَامِ فِي الصَّلَاةِ، كَانَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ بِمَكَّةَ، فَمَنْ رَوَى لَكَ هٰذَا، وَأَنْتَ لَا تَحْتَجُّ إِلَّا بِمُسْنَدٍ، وَلَا تُسَوِّغُ لِخَصْمِكَ الْحُجَّةَ عَلَيْكَ إِلَّا بِمِثْلِهِ، فَمَنْ أَسْنَدَ لَكَ هٰذَا؟ وَعَمَّنْ رَوَيْتَهُ ؟ .وَهٰذَا (زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ الْأَنْصَارِيُّ يَقُولُ : كُنَّا نَتَكَلَّمُ فِي الصَّلَاةِ، حَتّٰى نَزَلَتْ (وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ) فَأُمِرْنَا بِالسُّكُوتِ) ، وَقَدْ رَوَيْنَا ذٰلِكَ عَنْهُ فِي غَيْرِ هٰذَا الْمَوْضِعِ مِنْ كِتَابِنَا هٰذَا وَصُحْبَةُ زَيْدٍ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا كَانَتْ بِالْمَدِينَةِ .فَقَدْ ثَبَتَ

بِحَدِيْثِهِ هٰذَا أَنَّ نَسْخَ الْكَلَامِ فِي الصَّلَاةِ كَانَ بِالْمَدِيْنَةِ بَعْدَ قُدُوْمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَكَّةَ مَعَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَمْ يَحْضُرْ تِلْكَ الصَّلَاةَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْلًا، لِأَنَّ ذَا الْيَدَيْنِ قُتِلَ يَوْمَ بَدْرٍ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ أَحَدُ الشُّهَدَاءِ .قَدْ ذَكَرَ ذٰلِكَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ وَغَيْرُهُ .وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَا يُوَافِقُ ذٰلِكَ .

۲۵۴۲: قیس بن ابی حازم کہتے ہیں کہ ہم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئے اور ہم نے کہا ہمیں حدیث بیان کرو تو وہ کہنے لگے میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت مبارکہ تین سال کی ہے۔انہوں نے یہ کہتے ہوئے استدلال کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تین سال صحبت پائی ہے اور وہ اس واقعہ میں موجود تھے اور کلام تو مکی زندگی میں منسوخ ہو چکا تھا۔پس اس سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ روایت ذوالیدین والا کلام منسوخ شدہ کلام میں شامل ہو کر منسوخ نہیں ہوا اگر یہ اس سے متاخر اور بعد کو ہے۔اس کے جواب میں ہم اس طرح کہیں گے کہ اسلام ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ والی روایت بالکل درست ہے۔رہی آپ کی یہ بات کہ نماز میں گفتگو کرنا مکی زندگی میں منسوخ ہو چکا۔یہ روایت تمہیں کس نے بیان کی اور تم تو مرفوع روایت کے علاوہ قبول نہیں کرتے اور اپنے مدمقابل سے بھی اسی طرح کی روایت کے طلبگار رہتے ہو۔آپ کی اس روایت کا کون راوی ہے بیان کرو؟ لو یہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ انصاری کہہ رہے ہیں کہ ہم نماز میں بات چیت کرلیا کرتے تھے یہاں تک کہ آیت ﴿قوموا للّٰہ قانتین﴾ (الآیۃ) نازل ہوئی تو ہمیں خاموشی اختیار کرنے کا حکم ملا اور ہم اس روایت کو دوسری جگہ اپنی اسی کتاب میں نقل کر چکے ہیں۔یہ زید بن ارقم انصاری رضی اللہ عنہ ہیں جنہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت مدینہ منورہ میں میسر آئی۔تو ان کی اس روایت سے ثابت ہوا کہ نماز میں گفتگو کرنا مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کر جانے کے بعد ہوا۔نیز یہ بات بھی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس نماز میں موجود نہ تھے۔کیونکہ ذوالیدین تو بدر کے شہداء میں سے ہیں اسی لڑائی میں شہادت پائی۔جیسا محمد بن اسحاق وغیرہ نے لکھا ہے۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول ہماری اس بات کا شاہد ہے۔ذیل میں ملاحظہ ہو۔

حاصل یہ ہوا کہ اگر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس نماز میں موجود ہیں تو پھر یہ ۷ ہجری کے بعد کا واقعہ ہے اور نسخ کلام تو مکی زندگی میں ہو چکا تھا۔تو مقدم مؤخر کا ناسخ کیوں کر ہو گیا۔

**جواب**: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا اسلام ۷ ہجری کا ہے اس میں کلام نہیں البتہ کلام کا مکہ میں منسوخ ہونا یہ کسی مستند روایت سے ثابت نہیں بلکہ کلام کا نماز میں منسوخ ہونا روایات سے تو مدینہ منورہ میں معلوم ہوتا ہے جیسا کہ زید بن ارقم فرماتے ہیں کہ ہم نماز میں بات کرلیا کرتے تھے یہاں تک کہ آیت وقوموا للّٰہ قانتین (البقرہ ۲۳۸) نازل ہوئی تو ہمیں نماز میں گفتگو سے خاموشی کا حکم ہوا۔

**تخریج** : بخاری فی الصلاۃ باب۲' مسلم فی المساجد نمبر۳۵' ترمذی فی الصلاۃ باب ۱۸۰' باب۳۳۔

اور حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ تو انصاری صحابی ہیں وہ تو ہجرت مدینہ کے بعد اسلام لائے پس اس روایت نے ثابت کر دیا کہ نسخ کلام مدینہ منورہ میں ہوا اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تو سرے سے اس نماز میں موجود نہیں تھے کیونکہ ذوالیدین تو بدر میں شہید ہو گئے جیسا سیرت ابن ہشام میں محمد بن اسحاق نے نقل کیا ہے۔

## تائید جواب:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت اس بات کی تائید کے لئے کافی ہے۔

۲۵۴۳: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِیْ دَاوُدَ' قَالَ : ثَنَا سَعِیْدُ بْنُ أَبِیْ مَرْیَمَ' قَالَ : أَنَا اللَّیْثُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ : حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ' عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ الْعُمَرِیِّ' عَنْ نَافِعٍ' عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ ذَكَرَ لَهُ حَدِیْثَ ذِی الْیَدَیْنِ' فَقَالَ : كَانَ إِسْلَامُ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ بَعْدَمَا قُتِلَ ذُو الْیَدَیْنِ .وَإِنَّمَا قَوْلُ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ -عِنْدَنَا -صَاحَ بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَعْنِیْ بِالْمُسْلِمِیْنَ' وَهٰذَا جَائِزٌ فِی اللُّغَةِ .وَقَدْ رُوِیَ مِثْلُ هٰذَا عَنِ النَّزَّالِ بْنِ سَبْرَةَ .

۲۵۴۳: نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ ان کے سامنے ذوالیدین والی حدیث جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نقل کی ہے اس کا تذکرہ ہوا تو انہوں نے فرمایا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا اسلام ذوالیدین کی شہادت کے بعد ہے۔البتہ اس اعتراض کا جواب کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس طرح کیوں کہا کہ محاورہ میں صلی بنا ای المسلمین کہنا درست ہے یہ نزال بن سبرہ کی روایت اس کی دلیل ہے ثبوت نمبر۱ روایت یہ ہے۔

۲۵۴۴: حَدَّثَنَا فَهْدٌ وَأَبُوْ زُرْعَةَ الدِّمَشْقِیُّ' قَالَا : ثَنَا أَبُوْ نُعَیْمٍ' قَالَ : ثَنَا مِسْعَرٌ' عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَیْسَرَةَ' عَنِ (النَّزَّالِ بْنِ سَبْرَةَ قَالَ : قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَإِیَّاكُمْ كُنَّا نُدْعٰى بَنِیْ عَبْدِ مَنَافٍ' فَأَنْتُمَ الْیَوْمَ' بَنُو عَبْدِ اللّٰهِ' وَنَحْنُ بَنُو عَبْدِ اللّٰهِ) یَعْنِیْ لِقَوْمِ النَّزَّالِ .فَهٰذَا النَّزَّالُ' یَقُوْلُ : قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ' وَهُوَ لَمْ یَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ' یُرِیْدُ بِذٰلِكَ : قَالَ لِقَوْمِنَا .وَقَدْ رُوِیَ عَنْ طَاوُسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ : قَدِمَ عَلَیْنَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ' فَلَمْ یَأْخُذْ مِنَ الْخَضْرَاوَاتِ شَیْئًا .وَطَاوُسٌ لَمْ یُدْرِكْ ذٰلِكَ' لِأَنَّ مُعَاذًا إِنَّمَا كَانَ قَدْ قَدِمَ الْیَمَنَ' فِیْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ' وَلَمْ یُوْلَدْ طَاوُسٌ حِیْنَئِذٍ' فَكَانَ مَعْنٰى قَوْلِهٖ : (قَدِمَ عَلَیْنَا) أَیْ قَدِمَ بَلَدَنَا .وَرُوِیَ عَنِ الْحَسَنِ أَنَّهُ قَالَ : خَطَبَنَا عُتْبَةُ بْنُ غَزْوَانَ' یُرِیْدُ خُطْبَتَهٗ بِالْبَصْرَةِ .فَالْحَسَنُ لَمْ یَكُنْ بِالْبَصْرَةِ حِیْنَئِذٍ' لِأَنَّ قُدُوْمَهٗ لَهَا إِنَّمَا كَانَ قَبْلَ صِفِّیْنَ بِعَامٍ .

۲۵۴۴: عبدالملک بن میسرہ نے نزال بن سبرہ سے نقل کیا: قال لنا رسول اللہ ﷺ۔ انا وایاکم کنا ندعی بنی عبد مناف فانتم الیوم بنو عبداللہ ونحن بنو عبداللہ" تو لنا سے مراد نزال کی قوم مراد ہے کیونکہ نزال نے تو جناب رسول اللہ ﷺ کو نہیں دیکھا۔ حضرت طاوس رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہمارے ہاں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ انہوں نے سبزیات میں سے کوئی زکوٰۃ وغیرہ نہیں لی۔ حالانکہ طاوس نے تو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا زمانہ ہی نہیں پایا۔ کیونکہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی یمن آمد جناب رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ہوئی اور اس وقت تک طاوس کی پیدائش بھی ہوئی تھی۔ پس ان کے قول "قدم علینا" کا معنی ہمارے علاقہ میں تشریف لائے۔ اسی طرح حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ہمیں عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا۔ اس سے مراد ان کا بصرہ والا خطبہ مراد ہے۔ تو حسن اس وقت بصرہ میں نہ تھے۔ کیونکہ ان کی بصرہ میں آمد جنگ صفین سے ایک سال پہلے ہے۔ خود ان کی زبان سے سنیں روایت ذیل میں ہے۔

## دوسرا ثبوت:

طاؤس کہتے ہیں: قدم علینا معاذ بن جبلؓ فلم یأخذ من الخضرات شیئا۔ تو طاؤس نے حضرت معاذ کا زمانہ نہیں پایا کیونکہ معاذ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے یمن کی طرف آخری وقت میں عامل بنا کر بھیجا اور اس وقت طاؤس پیدا بھی نہ ہوئے تھے۔ تو قدم علینا کا معنی قدم بلدنا و قومنا ہے۔

## تیسرا ثبوت:

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ خطبنا عتبہ بن غزوان اس سے مراد بصرہ میں حضرت عتبہ کا خطبہ ہے اور اس وقت حسن بصری وہاں موجود نہ تھے بلکہ وہ تو جنگ صفین سے ایک سال پہلے بصرہ آئے یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ کی بات ہے اور عتبہ، عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بصرہ کے گورنر تھے۔

## حسن رحمہ اللہ کا بیان:

۲۵۴۵: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِیْ دَاوٗدَ، قَالَ : ثَنَا یُوْسُفُ بْنُ عَدِیٍّ، قَالَ : ثَنَا ابْنُ إِدْرِیْسَ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِیْ رَجَاءٍ، قَالَ : قُلْتُ لِلْحَسَنِ : مَتٰی قَدِمْتَ الْبَصْرَةَ؟ فَقَالَ : قَبْلَ صِفِّیْنَ بِعَامٍ .فَکَانَ مَعْنٰی قَوْلِ النِّزَالِ (قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) وَمَعْنٰی قَوْلِ طَاوٗسٍ (قَدِمَ عَلَیْنَا مُعَاذٌ) وَمَعْنٰی قَوْلِ الْحَسَنِ (خَطَبَنَا عُتْبَةُ). إِنَّمَا یُرِیْدُوْنَ بِذٰلِكَ قَوْمَهُمْ وَبَلْدَتَهُمْ، لِأَنَّهُمْ مَا حَضَرُوْا ذٰلِكَ، وَلَا شَهِدُوْهُ .فَکَذٰلِكَ قَوْلُ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فِیْ حَدِیْثِ ذِی الْیَدَیْنِ (صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) إِنَّمَا یُرِیْدُ صَلّٰی بِالْمُسْلِمِیْنَ لَا عَلٰی أَنَّهُ شَهِدَ ذٰلِكَ، وَلَا حَضَرَهُ .فَانْتَفٰی

بِمَا ذَكَرْنَا أَنْ يَكُوْنَ فِيْ قَوْلِهِ (صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فِيْ حَدِيْثِ ذِي الْيَدَيْنِ، مَا يَدُلُّ عَلٰى أَنَّ مَا كَانَ مِنْ ذٰلِكَ، بَعْدَ نَسْخِ الْكَلَامِ فِي الصَّلَاةِ .وَمِمَّا يَدُلُّ عَلٰى مَا ذَكَرْنَا أَنَّ نَسْخَ الْكَلَامِ فِي الصَّلَاةِ، كَانَ بِالْمَدِيْنَةِ أَيْضًا

۲۵۴۵: شعبہ نے ابورجاء سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے حسن رحمہ اللہ سے دریافت کیا تم کب بصرہ میں آئے؟ تو کہنے لگے صفین سے ایک سال پہلے آیا۔ پس حضرت نزال رضی اللہ عنہ کے قول کا مطلب یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری قوم کو فرمایا۔ اسی طرح طاوس رضی اللہ عنہ کے قول کا مطلب ''قدم علینا معاذ رضی اللہ عنہ'' یہ ہے کہ ہمارے علاقہ میں حضرت معاذ تشریف لائے اور حسن رحمہ اللہ کے قول ''خطبنا عتبة رضی اللہ عنہ'' کا مطلب بصرہ والوں کو خطبہ دیا۔ (اور یہ معنی اس لیے لینا پڑا) کیونکہ یہ حضرات ان مواقع میں موجود ہی نہ تھے اور نہ موقعہ پر حاضر تھے۔ پس اسی طرح حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول جو روایت ''ذوالیدین'' میں ہے ''صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم'' سے مراد مسلمانوں کو نماز پڑھائی، یہ معنی نہیں کہ وہ اس موقعہ پر موجود اور حاضر تھے۔ پس اس سے اس بات کی نفی ہوگئی کہ روایت ذوالیدین کے الفاظ صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی دلالت میسر آئے جس سے ثابت ہو کہ یہ نماز میں کلام کے منسوخ ہونے کے بعد واقعہ پیش آیا اور مدینہ منورہ میں نماز میں کلام کے منسوخ ہونے کی دلیل مندرجہ ذیل روایات ہیں۔

پس نزال کے قول قال لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور طاوس کے قول قدم علینا معاذ رضی اللہ عنہ اور حسن کا قول خطبنا عتبہؓ سے مراد قوم اور شہر کے لوگ ہیں کیونکہ یہ لوگ ان مواقع میں موجود اور حاضر نہ تھے پس حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے قول کا بھی حدیث ذوالیدین میں صلی بنا کہنا یہی معنی رکھتا ہے ای صلی المسلمین یہ مطلب نہیں کہ وہ خود وہاں موجود تھے اور حاضر تھے پس حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے اسلام سے نسخ کے متعلق استدلال باطل ہوگیا۔

مدینہ منورہ میں نسخ کلام کا مزید ثبوت۔

۲۵۴۶: مَا حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ : حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، قَالَ : حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، (عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ ِ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: كُنَّا نَرُدُّ السَّلَامَ فِي الصَّلَاةِ، حَتّٰى نُهِيْنَا عَنْ ذٰلِكَ). وَأَبُوْ سَعِيْدٍ فَلَعَلَّهُ فِي السِّنِّ أَيْضًا دُوْنَ زَيْدِ ابْنِ أَرْقَمَ بِدَهْرٍ طَوِيْلٍ، وَهُوَ كَذٰلِكَ، فَهَا هُوَ ذَا يُخْبِرُ أَنَّهُ قَدْ كَانَ أَدْرَكَ إِبَاحَةَ الْكَلَامِ فِي الصَّلَاةِ .وَقَدْ رُوِيَ فِيْ ذٰلِكَ أَيْضًا، عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ .

۲۵۴۶: عطاء بن یسار نے حضرت ابوسعید الخدریؓ سے نقل کیا کہ ہم نماز میں سلام کا جواب دیتے تھے یہاں تک کہ ہمیں اس سے روک دیا گیا۔

**نوٹ:** اور ابو سعیدؓ کی عمر تو زید ارقمؓ سے کافی کم تھی اور وہ بتلا رہے ہیں کہ انہوں نے نماز میں کلام کے مباح ہونے کا زمانہ اور پایا ہے۔

## حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت:

۲۵۴۷: مَا حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ : ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، قَالَ : ثَنَا عَاصِمٌ، عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ، قَالَ : (قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ : كُنَّا نَتَكَلَّمُ فِي الصَّلَاةِ، وَنَأْمُرُ بِالْحَاجَةِ، فَقَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْحَبَشَةِ وَهُوَ يُصَلِّيْ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ، فَأَخَذَنِيْ مَا قَدُمَ وَمَا حَدُثَ فَلَمَّا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاتَهٗ، قُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، نَزَلَ فِيَّ شَيْءٌ ؟ قَالَ لَا وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ مِنْ أَمْرِهٖ مَا شَاءَ).

۲۵۴۷: ابو وائل بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں ہم نماز میں کلام کیا کرتے تھے اور ضرورت کا کہہ دیا کرتے تھے جب ہم حبشہ سے آپ کی خدمت میں لوٹے اس وقت آپ نماز ادا فرما رہے تھے میں نے سلام کیا آپ نے میرے سلام کا جواب نہ دیا میں تو پریشان ہو گیا جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا میرے متعلق کوئی چیز اتری ہے؟ فرمایا نہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ اپنا نیا حکم جو چاہتے ہیں بھیجتے ہیں۔ یہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ شاید عمر میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے بہت چھوٹے ہوں۔ واقعہ اسی طرح ہے وہ یہ بتلا رہے ہیں کہ انہوں نے نماز میں گفتگو کے مباح ہونے کا زمانہ پایا ہے اور اس سلسلہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد ملاحظہ ہو۔

**تخریج** : بخاری فی العمل فی الصلاۃ باب ۲، ابو داؤد فی الصلاۃ باب ۱۶۹، نمبر ۹۲۴۔

۲۵۴۸: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ يَحْيَى الْمُزَنِيُّ، قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيْسَ، قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَاصِمٍ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ ، وَزَادَ (وَأَنَّ مِمَّا أَحْدَثَ قَضٰى أَنْ لَا تَكَلَّمُوْا فِي الصَّلَاةِ). فَقَدْ أَخْبَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ، قَدْ نَسَخَ الْكَلَامَ فِي الصَّلَاةِ، وَلَمْ يَسْتَثْنِ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا .فَدَلَّ ذٰلِكَ عَلٰى كُلِّ الْكَلَامِ الَّذِيْ كَانُوْا يَتَكَلَّمُوْنَ فِي الصَّلَاةِ .فَهٰذَا وَجْهُ هٰذَا الْبَابِ مِنْ طَرِيْقِ تَصْحِيْحِ مَعَانِي الْآثَارِ .وَأَمَّا وَجْهُ ذٰلِكَ مِنْ طَرِيْقِ النَّظَرِ، فَإِنَّا قَدْ رَأَيْنَا أَشْيَاءَ يَدْخُلُ فِيْهَا الْعِبَادُ، تَمْنَعُهُمْ مِنْ أَشْيَاءَ .فَمِنْهَا الصَّلَاةُ تَمْنَعُهُمْ مِنَ الْكَلَامِ وَالْأَفْعَالِ الَّتِيْ لَا تُفْعَلُ فِيْهَا .وَمِنْهَا الصِّيَامُ، يَمْنَعُهُمْ مِنَ الْجِمَاعِ وَالطَّعَامِ وَالشَّرَابِ .وَمِنْهَا الْحَجُّ وَالْعُمْرَةُ، يَمْنَعَانِهِمْ مِنَ الْجِمَاعِ وَالطِّيْبِ وَاللِّبَاسِ وَمِنْهَا لِاعْتِكَافُ، يَمْنَعُهُمْ مِنَ الْجِمَاعِ وَالتَّصَرُّفِ .فَكَانَ مَنْ جَامَعَ فِيْ

صِيَامِهٖ أَوْ أَكَلَ أَوْ شَرِبَ نَاسِيًا -مُخْتَلَفًا فِيْ حُكْمِهٖ. فَقَوْمٌ يَقُوْلُوْنَ : لَا يُخْرِجُهٗ ذٰلِكَ مِنْ صِيَامِهٖ، تَقْلِيْدًا لِاٰثَارٍ رَوَوْهَا .وَقَوْمٌ يَقُوْلُوْنَ : قَدْ أَخْرَجَهٗ ذٰلِكَ مِنْ صِيَامِهٖ، وَكُلُّ مَنْ جَامَعَ فِيْ حَجَّتِهٖ أَوْ عُمْرَتِهٖ أَوْ اعْتِكَافِهٖ مُتَعَمِّدًا أَوْ نَاسِيًا فَقَدْ خَرَجَ بِذٰلِكَ مِمَّا كَانَ فِيْهِ مِنْ ذٰلِكَ .فَكَانَ مَا يُخْرِجُهٗ مِنْ هٰذِهِ الْأَشْيَاءِ إِذَا فَعَلَ ذٰلِكَ مُتَعَمِّدًا فَهُوَ يُخْرِجُهٗ مِنْهَا إِذَا فَعَلَهٗ غَيْرَ مُتَعَمِّدٍ وَكَانَ الْكَلَامُ فِي الصَّلَاةِ يَقْطَعُ الصَّلَاةَ إِذَا كَانَ عَلَى التَّعَمُّدِ كَذٰلِكَ .فَالنَّظَرُ -عَلٰى مَا ذَكَرْنَا مِنْ ذٰلِكَ - أَنْ يَكُوْنَ أَيْضًا يَقْطَعُهَا إِذَا كَانَ عَلَى السَّهْوِ وَيَكُوْنُ حُكْمُ الْكَلَامِ فِيْهَا عَلَى الْعَمْدِ وَالسَّهْوِ سَوَاءً كَمَا كَانَ حُكْمُ الْجِمَاعِ فِي الْإِعْتِكَافِ وَالْعُمْرَةِ عَلَى الْعَمْدِ وَالسَّهْوِ سَوَاءً .فَهٰذَا هُوَ النَّظَرُ أَيْضًا فِيْ هٰذَا الْبَابِ، وَقَدْ وَافَقَ مَا صَحَّحْنَا عَلَيْهِ مَعَانِيَ الْاٰثَارِ، وَهُوَ قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ وَأَبِيْ يُوْسُفَ وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى .فَإِنْ سَأَلَ سَائِلٌ عَنِ الْمَعْنَى الَّذِيْ لَهٗ لَمْ يَأْمُرْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُعَاوِيَةَ بْنَ الْحَكَمِ بِإِعَادَةِ الصَّلَاةِ لَمَّا تَكَلَّمَ فِيْهَا .قِيْلَ لَهٗ ذٰلِكَ لِأَنَّ الْحُجَّةَ لَمْ تَكُنْ قَامَتْ عِنْدَهٗ قَبْلَ ذٰلِكَ بِتَحْرِيْمِ الْكَلَامِ فِي الصَّلَاةِ فَلَمْ يَأْمُرْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِإِعَادَةِ الصَّلَاةِ لِذٰلِكَ .فَأَمَّا مَنْ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ بَعْدَ قِيَامِ الْحُجَّةِ بِنَسْخِ الْكَلَامِ فِي الصَّلَاةِ فَعَلَيْهِ أَنْ يُعِيْدَ الصَّلَاةَ .وَقَدْ يَجُوْزُ أَيْضًا أَنْ يَكُوْنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَمَرَهٗ بِإِعَادَةِ الصَّلَاةِ وَلٰكِنْ لَمْ يُنْقَلْ ذٰلِكَ فِيْ حَدِيْثِهٖ .وَقَدْ قَالَ قَوْمٌ : إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَسْجُدْ يَوْمَ ذِي الْيَدَيْنِ .

۲۵۴۸: سفیان نے عاصم سے نقل کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے روایت نقل کی ہے اور اس میں یہ اضافہ ہے کہ نیا حکم یہ ملا ہے کہ تم نماز میں کلام مت کرو۔ پس اس ارشاد میں جناب رسول اللہ ﷺ نے اس بات کی اطلاع دی کہ اللہ تعالیٰ نے نماز میں کلام کو منسوخ کر دیا ہے اور آپ نے اس میں کسی چیز کو مستثنیٰ نہیں کیا۔ پس اس سے یہ دلالت میسر ہو گئی کہ ہر وہ کلام جس کو وہ نماز میں کر لیا کرتے تھے وہ منسوخ کر دی گئی۔ یہ روایات کے معانی کو درست رکھنے کی ایک صورت ہے۔ البتہ بطور نظر و فکر اس کی صورت یہ ہو گی۔ ہم نے دیکھا کہ بعض چیزوں میں بندے جب داخل ہوتے ہیں تو ان کو بعض چیزوں سے منع کر دیا جاتا ہے۔ ان میں سے ایک نماز ہے کہ یہ کلام اور ان افعال سے روک دیتی ہے جو اس سے غیر متعلق ہیں۔ اسی طرح دوسرے نمبر پر روزہ ہے۔ یہ جماع اور کھانے پینے سے روک دیتا ہے اور تیسرا حج و عمرہ ہیں جو کہ جماع، خوشبو سے لباس سے روک دیتا ہے۔ ایک ان میں سے اعتکاف ہے جو کہ جماع اور تصرفات (تجارت) سے روک دیتا ہے۔ پس جس آدمی نے روزہ کی حالت میں جماع کر لیا یا بھول کر کھا پی لیا اس کا حکم مختلف فیہ ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ آثار کی پیروی کرتے ہوئے اس کا روزہ نہ ٹوٹے گا اور بعض

لوگ کہتے ہیں کہ اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا اور جو شخص حج یا عمرہ یا اعتکاف کی حالت میں جان بوجھ کر یا بھول کر جماع کر لیتا ہے تو وہ ان اعمال سے باہر ہو جائے گا۔ پس جن امور کو جان بوجھ کر کرنے سے وہ عبادت سے خارج ہو جاتا ہے اگر وہ بلا قصد و ارادہ بھی کر لے تب بھی وہ اس عبادت سے نکل جاتا ہے اور نماز میں جان بوجھ کر کلام یہ نماز کو توڑ دیتا ہے۔ اس مذکور بات پر قیاس ونظر کا تقاضا یہ ہے کہ جب کلام بھول کر کی جائے تو تب بھی نماز ٹوٹ جائے اور جان بوجھ کر کلام یا بھول کر حکم برابر ہو جیسا کہ اعتکاف و حج و عمرہ میں جماع کا حکم بھول اور قصد میں برابر ہے اور یہ بات معانی آثار کی تصحیح کے موافق ہے اور امام ابوحنیفہ ابو یوسف محمد رحمہم اللہ کا یہ قول ہے۔ اگر کوئی یہ سوال کرے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاوی بن حکم رضی اللہ عنہ کو نماز کے لوٹانے کا حکم نہیں فرمایا جبکہ انہوں نے اس میں گفتگو کی۔ تو ان کے جواب میں ہم یہ کہیں گے کہ ان کے ہاں اس وقت تک کلام کے نماز میں حرام ہونے کی حجت قائم نہ ہوئی تھی اس وجہ سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اعادہ نماز کا حکم نہیں فرمایا۔ رہا وہ شخص جو کلام کے نماز میں منسوخ ہونے کی حجت کو جان چکا تو اسے کلام کی صورت میں لوٹانا لازم ہے اور اس بات کا احتمال بھی موجود ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نماز کے لوٹانے کا حکم فرمایا ہو مگر ان کی اپنی روایت میں وہ منقول نہ ہوا۔ بعض علماء کا کہنا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالیدین والے دن سجدہ ہائے سہو بھی نہیں فرمائے۔ مستدل روایت ذیل میں ہے۔

**تخریج** : مسلم فی المساجد نمبر ۳٤۔

**حاصل روایات** : جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں یہ خبر دی ہے کہ نماز میں گفتگو کرنا منسوخ ہو چکا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے کسی چیز کو مستثنیٰ نہیں فرمایا اس سے یہ خود بخود ثابت ہو گیا کہ پہلے جو کلام بھی نماز میں کرتے تھے وہ تمام کا تمام منسوخ کر دیا گیا۔

آثار کو سامنے رکھ کر ہم نے ان کے معانی کا قریب ترین مفہوم بیان کر دیا۔

## نظر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ:

ہم نے غور سے دیکھا کہ تمام عبادات میں داخل ہونے سے جہاں کچھ چیزیں کرنا پڑتی ہیں تو دوسری چیزوں سے روک دیا جاتا ہے مثلاً جب نماز میں داخل ہوں تو کلام اور دیگر افعال کھانا پینا چلنا سب ممنوع قرار دیئے جاتے ہیں۔

جب روزے میں داخل ہوں تو جماع اور کھانے پینے سے روک دیا جاتا ہے۔

جب حج و عمرہ میں داخل ہوں تو جماع، خوشبو اور سلے کپڑوں سے روک دیا جاتا ہے۔

جب اعتکاف میں داخل ہوں تو جماع اور تجارت وغیرہ کی ممانعت کر دی جاتی ہے پس روزے میں جماع کرنے والا یا بھول کر کھانے والے کا حکم بعض کے ہاں یہ ہے کہ اس کا روزہ نہ ٹوٹے گا جیسا کہ آثار میں وارد ہے اور بعض کہتے ہیں اس کا روزہ ٹوٹ گیا۔

حج وعمرہ میں جماع کرنے یا اعتکاف میں جماع کرنے والا خواہ عمداً ہو یا نسیاناً اس کا حج وعمرہ اعتکاف باطل ہو جائے گا اس کے متعلق عمد وغیر عمد کا ایک ہی حکم ہے۔
اب نماز کو لیا تو اس پر سب کا اتفاق ہے کہ نماز میں عمداً کلام تو نماز کو فاسد کر دیتا ہے پس نظر کا تقاضا یہ ہے کہ بھول کر کلام کرنے والے کا بھی یہی حکم ہو اور کلام کا حکم سہو وعمد میں برابر ہے۔
نظر کے اعتبار سے بھی ہم نے آثار کے معانی کے مطابق مسئلہ کو ثابت کر دیا ہمارے ائمہ ثلاثہ ابوحنیفہ ابو یوسف محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کا یہی مسلک ہے۔

## ایک اشکال:

معاویہ بن حکم سلمی والی روایت میں کلام سے ممانعت تو فرمائی گئی مگر اعادہ کا حکم کیوں نہیں فرمایا۔
جواب: اعادہ کا حکم اس لئے نہیں فرمایا کہ کلام سے ممانعت کا حکم پہلے نہ ہوا تھا جب ممانعت کر دی گئی تو اس کے بعد کرنے والے کو اعادہ کا حکم دیا جائے گا۔
اور یہ بھی ممکن ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اعادہ کا حکم فرمایا جو اس روایت میں مذکور نہیں اور عدم ذکر عدم وجود کی علامت نہیں ہوتی۔

### مسئلہ سجدہ سہو

خلاصۃ المرام: یہاں ایک مسئلہ سجدہ سہو سے متعلق ضمناً ذکر کر رہے ہیں سجدہ سہو کا باب تو گزشتہ صفحات میں گزر چکا ہے صرف یہاں زہری رحمہ اللہ کی تردید کرنا چاہتے ہیں۔
زہری کا قول یہ ہے کہ ذوالیدین والے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ سہو نہیں کیا جیسا اس روایت میں ہے۔

۲۵۴۹: حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ رَبِيْعٌ الْمُؤَذِّنُ، قَالَ : ثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ : ثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ : سَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ بِالْمَدِيْنَةِ، فَمَا أَخْبَرَنِيْ أَحَدٌ مِنْهُمْ أَنَّهُ صَلَّاهُمَا، يَعْنِيْ سَجْدَةَ السَّهْوِ، يَوْمَ ذِي الْيَدَيْنِ .فَمَعْنٰى هٰذَا عِنْدَنَا، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ، أَنَّهُ إِنَّمَا يَجِبُ سُجُوْدُ السَّهْوِ فِي الصَّلَاةِ إِذَا فَعَلَ فِيْهَا مَا لَا يَنْبَغِيْ أَنْ يَفْعَلَ فِيْهَا .مِثْلَ الْقِيَامِ مِنَ الْقُعُوْدِ، أَوِ الْقُعُوْدِ فِيْ غَيْرِ مَوْضِعِ الْقُعُوْدِ، أَوْ مَا أَشْبَهَ ذٰلِكَ، مِمَّا لَوْ فُعِلَ عَلَى الْعَمْدِ، كَانَ فَاعِلُهُ مُسِيْئًا .فَأَمَّا مَا فُعِلَ فِيْهَا، مِمَّا لَيْسَ بِمَكْرُوْهٍ فِيْهَا، فَلَيْسَ فِيْهِ سُجُوْدُ السَّهْوِ، وَكَانَ حُكْمُ الصَّلَاةِ يَوْمَ ذِي الْيَدَيْنِ لَا بَأْسَ بِالْكَلَامِ فِيْهَا وَالتَّصَرُّفِ فِيْهَا .فَلَمَّا فَعَلَ ذٰلِكَ فِيْهَا عَلَى السَّهْوِ، وَكَانَ فَاعِلُهُ عَلَى الْعَمْدِ غَيْرَ مُسِيْءٍ، كَانَ فَاعِلُهُ عَلَى السَّهْوِ، غَيْرُ وَاجِبٍ سُجُوْدُ السَّهْوِ .فَهٰذَا مَذْهَبُ الَّذِيْنَ ذَهَبُوْا إِلٰى أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَسْجُدْ يَوْمَئِذٍ .وَهٰذَا حُجَّةٌ لِأَهْلِ الْمَقَالَةِ الَّتِي بَيَّنَّاهَا فِي هٰذَا الْبَابِ .وَكَانَ مَذْهَبُ الَّذِيْنَ ذَكَرُوْا أَنَّهُ سَجَدَ يَوْمَئِذٍ' أَنَّ الْكَلَامَ وَالتَّصَرُّفَ' وَإِنْ كَانَا قَدْ كَانَا مُبَاحَيْنِ فِي الصَّلَاةِ يَوْمَئِذٍ فَلَمْ يَكُنْ مِنَ الْمُبَاحِ يَوْمَئِذٍ' أَنْ يُسَلِّمَ فِي الصَّلَاةِ قَبْلَ أَوَانِ السَّلَامِ .فَلَمَّا سَلَّمَ النَّبِيُّ فِيْهَا سَلَامًا أَرَادَ بِهِ الْخُرُوْجَ مِنْهَا' عَلَى أَنَّهُ قَدْ كَانَ أَتَمَّهَا' وَكَانَ ذٰلِكَ مِمَّا لَوْ فَعَلَهُ فَاعِلٌ عَلَى الْعَمْدِ' كَانَ مُسِيْئًا' لَا فَعَلَهُ عَلَى السَّهْوِ' وَجَبَ فِيْهِ سُجُوْدُ السَّهْوِ .وَهٰذَا مَذْهَبُ أَهْلِ الْمَقَالَةِ فِي هٰذَا الْحَدِيْثِ .

۲۵۴۹: ابوذئب نے زہری سے نقل کیا ہے کہ میں نے مدینہ منورہ کے اہل علم سے سوال کیا تو ان میں سے کسی نے بھی ذوالیدین والی یہ خبر نہیں دی کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن سہو کے سجدے کیے ہوں اس روایت کا مطلب ہمارے ہاں (واللہ اعلم) یہ ہے سجدہ سہو اس وقت لازم ہوتا ہے جبکہ نماز میں ایسا کام کرے جو کرنا مناسب نہ ہو مثلاً قعدے کو چھوڑ کر اٹھ جانا یا قعدے کی جگہ نہ تھی مگر قعدہ کر دیا وغیرہ یعنی ایسے کام کہ اگر وہ جان بوجھ کر اختیار کرے تو وہ گناہگار ہوگا اور اگر اس نے کوئی ایسا فعل کیا جو اس میں مکروہ نہیں تو اس میں سجدہ سہو نہیں ذوالیدین کے دن نماز میں کلام وتصرف میں پابندی نہ تھی جب انہوں نے بھول کر کیا جان بوجھ کر کرنے والا جب گناہگار نہیں تو بھول کر کرنے والے پر سجدہ سہو واجب نہ ہوگا یہ ان لوگوں کے قول کے مطابق ہے جو اس دن سجدہ سہو کے قائل نہیں یہ مرجوح مذہب ہے۔ البتہ جمہور کے نزدیک سجدہ سہو کیا رہا کلام وغیرہ اگر یہ ان دنوں مباح تھیں تو مباح پر سجدہ سہو نہیں مثلاً سلام سے پہلے سلام پھیرنا جب نماز سے نکلنے کی نیت سے سلام پھیرا یہ سمجھتے ہوئے کہ آپ نماز پوری کر چکے اگر اس کو کوئی جان بوجھ کر کرے گا تو وہ گناہگار ہے مگر آپ نے بھول کر کیا تو سہو کا سجدہ لازم ہوا۔ ہمارے نزدیک اس روایت کا مفہوم یہ ہے (واللہ اعلم) کہ سجدہ سہو نماز میں اس وقت لازم ہے جب کوئی ایسا عمل کرے جس کا اس مقام پر کرنا درست نہ ہو۔ مثلاً قعدہ کی بجائے قیام کرنا اور قعدہ کے بغیر قعدہ کرنا اور اسی طرح وہ افعال کہ جن کو جان بوجھ کر کرے تو کرنے والا گناہ گار ہوگا۔ البتہ جو مکروہ نہ ہوں ان کے کر لینے سے سجدہ سہو لازم نہیں ہوتا اور ذوالیدین والے دن نماز میں کلام کرنے اور کلام میں کسی اور قسم کا تصرف کرنے میں کوئی حرج وگناہ نہ تھا اور انہوں نے یہ عمل بھول کر کیا۔ تو جب جان بوجھ کر کرنے والا بھی گناہ گار شمار نہ ہوتا تھا تو بھول کر کرنے پر سجدہ سہو کیوں کر لازم ہوگا یہ ان لوگوں کی بات ہے جو یہ کہتے ہیں کہ اس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن سجدہ سہو نہیں کیا اور یہ دلیل بھی انہی لوگوں کی ہے۔ مگر جو حضرات اس دن سجدہ کے قائل ہیں ان کا مذہب یہ ہے کہ اگرچہ اس موقع پر نماز میں کلام وتصرف درست تھا مگر وقت سلام سے پہلے سلام پھیر لینا جائز نہ تھا۔ پس جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو اس وقت آپ نماز سے باہر آنے کا ارادہ فرما رہے تھے اور یہ ایسی چیز ہے کہ اس کو قصد کے ساتھ کرنے میں گناہ گار ہوتا ہے اور بھول کرنے کی صورت میں سجدہ سہو لازم ہو جاتا ہے اور یہ ان لوگوں کا

قول ہے جو اس روایت پر کلام کرتے ہیں۔

# بَابُ الْاِشَارَةِ فِی الصَّلَاةِ

## نماز میں اشارہ

**خلاصۃ المرام:**

نمبر ①: نماز کے دوران سلام اور دیگر امور کے لئے اشارہ جس سے مخاطب کو مقصد سمجھ آ جائے یہ اہل ظواہر کے ہاں کلام کے حکم میں ہے اور مفسد صلاۃ ہے۔

نمبر ②: ائمہ اربعہ کے ہاں مفسد صلاۃ تو نہیں ہے البتہ مکروہ ضرور ہے۔

فریق اوّل کا مؤقف اور دلیل: ایسا اشارہ جس سے اشارہ کا مقصد معلوم ہو جائے وہ مفسد صلاۃ ہے اور اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اعادہ ضروری ہے جیسا اس روایت میں ہے۔

۲۵۵۰: حَدَّثَنَا فَهْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: أَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ عُتْبَةَ، عَنْ أَبِي غَطَفَانَ بْنِ طَرِيفٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (التَّسْبِيحُ لِلرِّجَالِ، وَالتَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ، وَمَنْ أَشَارَ فِي صَلَاتِهِ إِشَارَةً تُفْهَمُ مِنْهُ فَلْيُعِدْهَا). فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى أَنَّ الْإِشَارَةَ الَّتِي تُفْهَمُ إِذَا كَانَتْ مِنَ الرَّجُلِ فِي الصَّلَاةِ قَطَعَتْ عَلَيْهِ صَلَاتَهُ، وَحَكَمُوا لَهَا بِحُكْمِ الْكَلَامِ، وَاحْتَجُّوا فِي ذٰلِكَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ. وَخَالَفَهُمْ فِي ذٰلِكَ آخَرُونَ، فَقَالُوا: لَا تَقْطَعُ الْإِشَارَةُ الصَّلَاةَ. وَاحْتَجُّوا فِي ذٰلِكَ

۲۵۵۰: ابو غطفان بن طریف نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تسبیح مردوں کے لئے اور تصفیق عورتوں کے لئے ہے اور جس نے نماز میں ایسا اشارہ کیا جو مقصد کو ظاہر کرتا ہے وہ نماز کا اعادہ کرے۔ بعض علماء اس طرف گئے ہیں کہ جب کوئی شخص نماز میں ایسا اشارہ کرے جو سمجھا جاتا ہو تو اس سے نماز ٹوٹ جائے گی۔ انہوں نے اس پر کلام والا حکم لگایا اور انہوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے۔ ان سے اختلاف کرتے ہوئے دوسرے علماء نے کہا کہ اشارہ نماز کو نہیں توڑتا۔ ان کی دلیل ذیل کی روایات ہیں۔

**تخریج:** روایت نمبر ۲۵۳۵ کی تخریج ملاحظہ کریں۔

**حاصل روایات:** یہ ہے کہ ایسا اشارہ جس سے مقصد معلوم ہو جائے وہ نماز کو فاسد کر دیتا ہے اور اشارے جس کا حکم کلام سے کمتر نہیں ہے۔

فریق ثانی کا مؤقف اور دلائل: اشارہ کرنے سے نماز تو نہیں ٹوٹتی البتہ مکروہ ضرور ہے دلیل یہ روایات ہیں۔

۲۵۵۱: مَا حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ. ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نَافِعٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتٰى قُبَاءَ، فَسَمِعَتْ بِهِ الْأَنْصَارُ، فَجَاءُوْهُ يُسَلِّمُوْنَ عَلَيْهِ وَهُوَ يُصَلِّيْ، فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ بِيَدِهٖ بَاسِطًا كَفَّهٗ وَهُوَ يُصَلِّيْ).

۲۵۵۱: نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قبا میں تشریف لائے انصار کو اطلاع ہوئی وہ آ آ کر سلام کرنے لگے آپ اس وقت نماز میں مصروف تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہتھیلی کو دراز کر کے ان کی طرف نماز میں اشارہ فرمایا۔

**تخریج** : ابو داؤد فی الصلاة باب١٦٦، ٩٢۔

۲۵۵۲: حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِثْلَهٗ، غَيْرَ أَنَّهٗ قَالَ : (فَقُلْتُ لِبِلَالٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَصُهَيْبٍ كَيْفَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرُدُّ عَلَيْهِمْ وَهُوَ يُصَلِّيْ؟ قَالَ : يُشِيْرُ بِيَدِهٖ).

۲۵۵۲: نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے البتہ اس میں یہ فرمایا ہے کہ میں نے بلال رضی اللہ عنہ سے کہا اور صہیب رضی اللہ عنہ سے کہ تم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کس طرح نماز میں ان کے سلام کا جواب دیتے پایا انہوں نے بتلایا آپ ہاتھ سے اشارہ کر رہے تھے۔

**تخریج** : ترمذی فی الصلاة باب١٤، نمبر٣٦٨۔

۲۵۵۳: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ نُوْحٍ، عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ غَزْوَانَ، قَالَ : أَنَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ، غَيْرَ أَنَّهٗ قَالَ (فَقُلْتُ لِبِلَالٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : كَيْفَ كَانَ يَرُدُّ عَلَيْهِمْ؟).

۲۵۵۳: ابونوح عبدالرحمٰن بن غزوان نے ہشام بن سعد سے نقل کیا پھر اپنی اسناد سے روایت اسی طرح نقل کی ہے البتہ اس قدر فرق ہے کہ میں نے بلال کو کہا کہ کس طرح ان کو جواب دیتے تھے۔

۲۵۵۴: حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ. ح.

۲۵۵۴: ابن مرزوق نے ابوالولید سے نقل کیا۔

۲۵۵۵: وَحَدَّثَنَا رَبِيْعُ ٍ الْمُؤَذِّنُ، قَالَ : ثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ، قَالَ : ثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعِيْدٍ، عَنْ بُكَيْرٍ، عَنْ نَابِلٍ صَاحِبِ الْعَبَاءِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ (صُهَيْبٍ قَالَ : مَرَرْتُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّيْ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَرَدَّ إِلَيَّ بِإِشَارَةٍ). قَالَ ابْنُ مَرْزُوْقٍ فِيْ حَدِيْثِهٖ قَالَ لَيْثٌ أَحْسَبُهٗ قَالَ (بِإِصْبَعِهٖ).

۲۵۵۵: نابل صاحب عباء نے ابن عمر رضی اللہ عنہ انہوں نے صہیب رضی اللہ عنہ سے کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایسے وقت گزرا جب آپ نماز ادا فرما رہے تھے میں نے سلام کیا آپ نے اس کے جواب میں میری طرف اشارہ فرمایا۔

ابن مرزوق کہتے ہیں کہ لیث نے کہا میرا خیال یہ ہے کہ کہا اپنی انگلی سے اشارہ کیا۔

**تخریج** : ابو داؤد فی الصلاۃ باب ۱۶۶، نمبر ۹۲۵، دارمی ۳۶۴/۱، نسائی ۱۷۷/۱۔

۲۵۵۶: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ : حَدَّثَنِی اللَّیْثُ، قَالَ : حَدَّثَنِی ابْنُ عَجْلَانَ، عَنْ زَیْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ، عَنْ أَبِیْ سَعِیْدِ ِ الْخُدْرِیِّ، (أَنَّ رَجُلًا سَلَّمَ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَرَدَّ عَلَیْهِ بِإِشَارَةٍ وَقَالَ كُنَّا نَرُدُّ السَّلَامَ فِی الصَّلَاةِ، فَنُهِیْنَا عَنْ ذٰلِكَ). قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَفِیْ هٰذِهِ الْآثَارِ مَا قَدْ دَلَّ أَنَّ الْإِشَارَةَ لَا تَقْطَعُ الصَّلَاةَ، وَقَدْ جَاءَ تْ مَجِیْئًا مُتَوَاتِرًا، غَیْرَ مَجِیْءِ الْحَدِیْثِ الَّذِیْ خَالَفَهَا، فَهِیَ أَوْلٰی مِنْهُ .وَلَیْسَتَ الْإِشَارَةُ فِی النَّظَرِ مِنَ الْكَلَامِ فِیْ شَیْءٍ لِأَنَّ الْإِشَارَةَ، إِنَّمَا هِیَ حَرَكَةُ عُضْوٍ، وَقَدْ رَأَیْنَا حَرَكَةَ سَائِرِ الْأَعْضَاءِ غَیْرَ الْیَدِ فِی الصَّلَاةِ، لَا تَقْطَعُ الصَّلَاةَ، فَكَذٰلِكَ حَرَكَةُ الْیَدِ .فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ : فَإِذَا كَانَتَ الْإِشَارَةُ فِی الصَّلَاةِ عِنْدَكُمْ، قَدْ ثَبَتَ أَنَّهَا بِخِلَافِ الْكَلَامِ وَأَنَّهَا لَا تَقْطَعُ الصَّلَاةَ كَمَا یَقْطَعُهَا الْكَلَامُ، وَاحْتَجَجْتُمْ فِیْ ذٰلِكَ بِهٰذِهِ الْآثَارِ الَّتِیْ رَوَیْتُمُوْهَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَلِمَ كَرِهْتُمْ رَدَّ السَّلَامِ مِنَ الْمُصَلِّیْ بِالْإِشَارَةِ، وَقَدْ فَعَلَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْمَا رَوَیْتُمُوْهُ فِیْ هٰذِهِ الْآثَارِ؟ وَلَئِنْ كَانَ ذٰلِكَ حُجَّةً لَكُمْ فِیْ أَنَّ الْإِشَارَةَ لَا تَقْطَعُ الصَّلَاةَ، فَإِنَّهُ حُجَّةٌ عَلَیْكُمْ فِیْ أَنَّ الْإِشَارَةَ لَا بَأْسَ بِهَا فِی الصَّلَاةِ .قِیْلَ لَهُ : أَمَّا مَا احْتَجَجْنَا بِهٰذِهِ الْآثَارِ مِنْ أَجْلِهِ، وَهُوَ أَنَّ الْإِشَارَةَ لَا تَقْطَعُ الصَّلَاةَ، فَقَدْ ثَبَتَ ذٰلِكَ بِهٰذِهِ الْآثَارِ عَلٰی مَا احْتَجَجْنَا بِهِ مِنْهَا .وَأَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ إِبَاحَةِ الْإِشَارَةِ فِی الصَّلَاةِ فِیْ رَدِّ السَّلَامِ؟ فَلَیْسَ فِیْهَا دَلِیْلٌ عَلٰی ذٰلِكَ .وَذٰلِكَ أَنَّ الَّذِیْ فِیْهَا هُوَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَشَارَ إِلَیْهِمْ .فَلَوْ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : إِنَّ تِلْكَ إِشَارَةٌ أَرَدْتُ بِهَا رَدَّ السَّلَامِ عَلٰی مَنْ سَلَّمَ عَلَیَّ، ثَبَتَ بِذٰلِكَ أَنَّ كَذٰلِكَ حُكْمَ الْمُصَلِّیْ إِذَا سُلِّمَ عَلَیْهِ فِی الصَّلَاةِ .وَلٰكِنَّهُ لَمْ یَقُلْ مِنْ ذٰلِكَ شَیْئًا، فَاحْتَمَلَ أَنْ تَكُوْنَ تِلْكَ الْإِشَارَةُ كَانَتْ رَدًّا مِنْهُ لِلسَّلَامِ كَمَا ذَكَرْتُمْ .وَاحْتَمَلَ أَنْ یَكُوْنَ كَانَتْ مِنْهُ نَهْیًا لَهُمْ عَنِ السَّلَامِ عَلَیْهِ، وَهُوَ یُصَلِّیْ، فَلَمَّا لَمْ یَكُنْ فِیْ هٰذِهِ الْآثَارِ مِنْ هٰذَا شَیْءٌ، وَاحْتَمَلَتْ مِنَ التَّأْوِیْلِ مَا ذَهَبَ إِلَیْهِ كُلُّ وَاحِدٍ مِنَ الْفَرِیْقَیْنِ، لَمْ یَكُنْ مَا تَأَوَّلَ أَحَدُ الْفَرِیْقَیْنِ أَوْلٰی مِنْهَا، مِمَّا تَأَوَّلَ الْآخَرُ إِلَّا بِحُجَّةٍ

يُقِيمُهَا عَلٰى مُخَالِفِهٖ، إِمَّا مِنْ كِتَابٍ، وَإِمَّا مِنْ سُنَّةٍ، وَإِمَّا مِنْ إِجْمَاعٍ. فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ : فَمَا دَلِيْلُكُمْ عَلٰى كَرَاهَةِ ذٰلِكَ؟ قِيْلَ لَهٗ.

۲۵۵۶: عطاء بن یسار نے ابوسعیدؓ سے نقل کیا ہے کہ ایک آدمی نے جناب نبی اکرم ﷺ کو سلام کیا تو آپ ﷺ نے اس کو اشارہ سے جواب دیا ہم نماز میں سلام کا جواب دے لیتے تھے پھر ہمیں اس سے روک دیا گیا۔ امام طحاوی ﷫ کہتے ہیں یہ آثار اس بات پر دلالت کر رہے ہیں کہ اشارے سے نماز نہیں ٹوٹتی اور کثیر روایات اس سلسلہ میں آئی ہیں صرف ایک ہی روایت نہیں جیسا کہ روایت بالا ہے جو ان کے خلاف ہے۔ اشارہ عضو کی ایک حرکت ہے۔ یہ کلام نہیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ دیگر اعضاء جو ہاتھ کے علاوہ ہیں وہ جب حرکت کی وجہ سے نماز کو نہیں توڑتے تو ہاتھ کی حرکت کا بھی یہی حکم ہے۔ اگر کوئی شخص معترض ہو کہ تمہارے نزدیک جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ اشارہ کلام سے الگ چیز ہے اور کلام کی طرح یہ نماز کے لیے قاطع نہیں ہے اور تم نے ان آثار کو دلیل میں پیش کیا۔ تو جناب اشارہ سے نمازی کو سلام کا جواب دینے کو تم مکروہ قرار دیتے ہو حالانکہ یہ ان آثار میں جناب رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے جن کو آپ نے اپنی دلیل میں پیش کیا ہے کہ اشارہ نماز کے لیے قاطع نہیں ہے۔ تو یہی روایات تمہارے خلاف شاہد ہیں کہ نماز میں اشارہ کرنے میں کچھ قباحت نہیں۔ ان کے جواب میں کہا جائے گا۔ کہ ہم نے مندرجہ بالا روایات سے یہ استدلال کیا ہے کہ اشارہ نماز کو نہیں توڑتا اور یہ بات ان روایات سے ثابت ہے جس طرح ہم نے استدلال کیا ہے۔ رہی وہ بات جو تم نے نکالی ہے کہ سلام کا جواب دینے کے لیے اشارہ ہاتھ سے جائز ہے۔ تو اس روایت میں اس بات کی کوئی دلیل نہیں۔ وہ اس طرح کہ اس روایت میں تو اس طرح ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف اشارہ فرمایا۔ پس اگر جناب نبی اکرم ﷺ ہمیں یہ فرماتے کہ میں نے اس میں اشارہ اس لیے کیا ہے تاکہ اس آدمی کے سلام کا جواب دوں جس نے مجھے سلام کیا ہے تو اس سے ثابت ہو جائے گا کہ نمازی کو جب نماز میں سلام دیا جائے تو اس کا حکم یہ ہے۔ مگر آپ نے اس سلسلہ میں تو کوئی بات نہیں فرمائی۔ پس اس میں یہ احتمال ہے کہ یہ اشارہ آپ کی طرف سے سلام کا جواب ہو جیسا کہ تم نے کہا اور دوسرا احتمال یہ بھی ہے کہ نماز کے دوران سلام کی ممانعت ہو۔ جب ان روایات میں ان میں سے کوئی بات ثابت نہیں، ہر جماعت کے قول کے مطابق تاویل کا احتمال موجود ہے تو کسی ایک فریق کی تاویل کو قرآن وسنت واجماع کی دلیل کے بغیر بہتر قرار نہیں دیا جاسکتا۔ اگر کوئی یہ کہے کہ اس کی کراہیت کا آپ کے پاس کیا ثبوت ہے۔ تو جواب میں یہ روایت پیش کر دیں گے۔

**تخریج** : عزاه العینی الی البزار۔

**حاصل روایات:** اس سے معلوم ہو گیا کہ اشارہ قاطع صلاۃ نہیں ہے اور بہت سی روایات میں وارد ہے کہ اشارہ کلام کی جگہ نہیں یہ ایک عضو کی حرکت ہے نماز میں ہاتھ کے علاوہ اعضاء کی حرکات پائی جاتی ہیں اور ان سے نماز منقطع نہیں ہوتی اسی طرح ہاتھ کی

حرکت سے بھی نماز منقطع نہیں ہوتی۔

## ایک سوال:

جب ان روایات سے اشارہ کلام کے حکم میں نہیں اور اس سے نماز منقطع نہیں ہوتی جیسا کہ روایات مذکورہ سے آپ نے استدلال کیا جب آپ نے اشارہ کیا تو تم اسے جائز کہنے کی بجائے مکروہ کیوں کر قرار دیتے ہو اگر یہ عدم قطع صلاۃ میں حجۃ ہیں تو پھر اشارہ میں کوئی حرج نہ ہونا چاہئے اور تم اس کو مکروہ کہتے ہو۔

**جواب**: ہم نے جو آثار پیش کئے ان میں یہ تو معلوم ہوتا ہے کہ اشارہ قاطع صلاۃ نہیں اور ہم نے ان آثار سے اتنی ہی دلیل چاہی ہے باقی نماز میں ردسلام کے اشارے کو ان سے مباح ثابت کیا جائے تو اس کی کوئی دلیل موجود نہیں ہے اس میں صرف اتنی بات ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف اشارہ کیا۔

اگر آپ فرماتے کہ میرا مقصد اس اشارے سے سلام کا جواب ہے تو پھر اشارے کا مباح ہونا ثابت ہو سکتا تھا کہ ہر نمازی کو جب سلام کیا جائے تو اس کا یہی حکم ہے مگر آپ نے یہ نہیں فرمایا تو اس میں یہ احتمال پیدا ہو گیا کہ اس اشارے سے مقصود سلام کا جواب مقصود ہو جیسا تم کہتے ہو۔

دوسرا احتمال یہ بھی ہے کہ سلام نہ کرنے کا اشارہ ہو کہ میں نماز پڑھ رہا ہوں مجھے سلام مت کرو اب ہر دو احتمالوں میں سے ایک کو متعین کرنے کے لئے کتاب وسنت یا اجماع سے دلیل چاہئے اور بعض روایات سے ردسلام کی نفی ثابت ہوتی ہے اس لئے ممانعت کا نچلا درجہ کراہت کو قرار دینا ضروری ٹھہرا۔

**سوال**: کراہت کی دلیل پیش کرو۔

**جواب**: یہ دلیل کراہت کو ثابت کرتی ہے۔

۲۵۵۷: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا مُؤَمَّلٌ، قَالَ : ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، قَالَ : ثَنَا عَاصِمٌ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، قَالَ : (قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ كُنَّا نَتَكَلَّمُ فِي الصَّلَاةِ وَنَأْمُرُ بِالْحَاجَةِ وَنَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَى جِبْرَائِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَمِيْكَائِيْلَ وَكُلِّ عَبْدٍ صَالِحٍ يُعْلَمُ اسْمُهُ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ .فَقَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْحَبَشَةِ وَهُوَ يُصَلِّي، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ، فَأَخَذَنِي مَا قَدُمَ وَمَا حَدَثَ .فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ قُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَزَلَ فِيَّ شَيْءٌ ؟ قَالَ لَا، وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ مِنْ أَمْرِهِ مَا يَشَاءُ).

۲۵۵۷: ابو وائل نے بیان کیا کہ حضرت ابن مسعودؓ کہتے ہیں ہم نماز میں سلام کا جواب دے لیتے اور ضرورت کی بات کہہ لیتے اور کہتے جبرائیل پر سلام ہو میکائیل پر سلام ہو اور ہر اس صالح بندے پر سلام ہو جس کا نام معلوم ہو خواہ زمین میں ہو یا آسمان میں۔ پس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حبشہ سے آیا تو آپ کو نماز پڑھتے

پایا میں نے آپ کوسلام کیا آپ نے جواب نہ دیا تو میرے اوپر پریشانی طاری ہوگئی جب آپ نے نماز مکمل فرمائی تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کیا میرے متعلق کوئی چیز اتری ہے؟ فرمایا نہیں۔لیکن اللہ تعالیٰ جس تازہ حکم کو چاہتے ہیں اتارتے ہیں۔(یعنی کلام میں ممانعت کا حکم اتار دیا ہے)

**تخریج** : ای فی التوحید باب۴۲' ابو داؤد فی الصلاة باب۱٦٦' نمبر۹۲٤۔

**۲۵۵۸**: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ' قَالَ : ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى' قَالَ : أَنَا إِسْرَائِيْلُ' عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ' عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ' عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ خَرَجْتُ فِيْ حَاجَةٍ' وَنَحْنُ يُسَلِّمُ بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ فِي الصَّلَاةِ' ثُمَّ رَجَعْتَ فَسَلَّمْتُ، فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ وَقَالَ (إِنَّ فِي الصَّلَاةِ شُغْلًا).

**۲۵۵۸**: ابوالاحوص نے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں کسی کام سے نکلا ہم نماز میں ایک دوسرے کوسلام کرلیا کرتے تھے پھر میں لوٹا اور میں نے سلام کیا مگر آپ نے جواب نہ دیا اور فرمایا بے شک نماز میں ایک خاص مشغولیت ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے ذکر میں)

**تخریج** : بخاری فی العمل فی الصلاة باب۲' ۱۵' مسلم فی المساجد نمبر۳٤' ابو داؤد فی الصلاة باب۱٦٦' نمبر۹۲۳' ابن ماجه فی الاقامه باب۵۹' نمبر۱۰۱۹ مسند احمد ۱/۳٦' ٤۰۹۔

**۲۵۵۹**: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ' قَالَ : ثَنَا أَبُوْ دَاوٗدَ' قَالَ ثَنَا الْمَسْعُوْدِيُّ' عَنْ حَمَّادٍ' عَنْ إِبْرَاهِيْمَ' قَالَ : (قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَدِمْتُ مِنَ الْحَبَشَةِ وَعَهْدِيْ بِهِمْ وَهُمْ يُسَلِّمُوْنَ فِي الصَّلَاةِ' وَيَقْضُوْنَ الْحَاجَةَ' فَأَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ وَهُوَ يُصَلِّيْ' فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ .فَلَمَّا قَضٰى صَلَاتَهُ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ لِلنَّبِيِّ مِنْ أَمْرِهٖ مَا يَشَاءُ' وَقَدْ أَحْدَثَ لَكُمْ أَنْ لَا تَتَكَلَّمُوْا فِي الصَّلَاةِ' وَأَمَّا أَنْتَ أَيُّهَا الْمُسْلِمُ' فَالسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ).

**۲۵۵۹**: ابراہیم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں حبشہ سے لوٹا اور میرے زمانے میں نماز میں سلام کرتے تھے اور ضرورت کا کام کہہ لیتے تھے پس میں جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور آپ ﷺ کوسلام کیا جبکہ آپ ﷺ نماز میں مصروف تھے مگر آپ ﷺ نے میرے سلام کا جواب نہ دیا جب آپ ﷺ نے نماز مکمل کرلی تو فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر پر جو نیا حکم چاہتا ہے اتارتا ہے اب نیا حکم تمہارے لئے یہ آیا ہے کہ تم نماز میں کلام مت کرو باقی تم اے سلام کرنے والے پس تم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلام و رحمت ہو۔

**تخریج** : بخاری فی التوحید باب نمبر۴۲' ابو داؤد فی الصلاة باب۱٦٦' نمبر۹۲٤۔

۲۵۶۰: حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ : ثَنَا الْحِمَّانِيُّ، قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ أَبِي الْجَهْمِ، عَنْ أَبِي الرَّضْرَاضِ، عَنْ (عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كُنْتُ أُسَلِّمُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّلَاةِ فَيَرُدُّ عَلَيَّ .فَلَمَّا كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ، سَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ، فَوَجَدْتُ فِي نَفْسِي، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ مِنْ أَمْرِهِ مَا يَشَاءُ). قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَفِيْ حَدِيْثِ أَبِيْ بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيْ دَاوُدَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَدَّ عَلَى الَّذِيْ سَلَّمَ عَلَيْهِ فِي الصَّلَاةِ بَعْدَ فَرَاغِهِ مِنْهَا، فَذٰلِكَ دَلِيْلٌ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ مِنْهُ فِي الصَّلَاةِ رَدُّ السَّلَامِ عَلَيْهِ، لِأَنَّهُ لَوْ كَانَ ذٰلِكَ مِنْهُ لَأَغْنَاهُ عَنِ الرَّدِّ عَلَيْهِ بَعْدَ الْفَرَاغِ مِنَ الصَّلَاةِ كَمَا يَقُوْلُ الَّذِيْ يَرَى الرَّدَّ فِي الصَّلَاةِ بِالْإِشَارَةِ، وَأَنَّ الْمُصَلِّيَ إِذَا فَعَلَ ذٰلِكَ بِمَنْ يُسَلِّمُ عَلَيْهِ فِيْ صَلَاتِهِ فَلَا يَجِبُ عَلَيْهِ الرَّدُّ بَعْدَ فَرَاغِهِ مِنْ صَلَاتِهِ .وَفِيْ حَدِيْثِ أَبِيْ بَكْرَةَ أَيْضًا عَنْ مُؤَمَّلٍ (فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ فَأَخَذَنِيْ مَا قَدُمَ وَمَا حَدَثَ) .فَفِيْ ذٰلِكَ دَلِيْلٌ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ رَدَّ أَصْلًا بِالْإِشَارَةِ وَلَا غَيْرِهَا، لِأَنَّهُ لَوْ كَانَ رَدَّ عَلَيْهِ بِإِشَارَتِهِ، لَمْ يَقُلْ (لَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ) وَلَقَالَ (رَدَّ عَلَيَّ إِشَارَةً) وَلَمَّا أَصَابَهُ مِنْ ذٰلِكَ مَا أَخْبَرَ أَنَّهُ أَصَابَهُ مِمَّا قَدُمَ وَمِمَّا حَدَثَ .وَفِيْ حَدِيْثِ عَلِيِّ بْنِ شَيْبَةَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (إِنَّ فِي الصَّلَاةِ شُغْلًا) فَذٰلِكَ دَلِيْلٌ عَلَى أَنَّ الْمُصَلِّيَ مَعْذُوْرٌ بِذٰلِكَ الشُّغْلِ عَنْ رَدِّ السَّلَامِ عَلَى الْمُسَلِّمِ عَلَيْهِ، وَنَهْيٌ لِغَيْرِهِ عَنِ السَّلَامِ عَلَيْهِ .وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ مِنْ قَوْلِهِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

۲۵۶۰: ابوالرضراض نے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ میں نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرتا آپ نماز میں جواب دیتے ایک دن میں نے سلام کیا تو آپ نے جواب نہ دیا میں نے دل میں پریشانی محسوس کی اور اس کا تذکرہ آپ کو کر دیا تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے نیا حکم اتارتا ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی روایت میں مذکور ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سلام کا جواب نماز سے فراغت کے بعد دیا۔ یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ نماز میں آپ نے سلام کا جواب نہیں دیا۔ کیونکہ اگر نماز ہی میں جواب مرحمت فرما چکے ہوتے تو یہ چیز فراغت کے بعد سلام کے جواب سے بے نیاز کر دیتی' جیسا کہ وہ لوگ کہتے ہیں جو اشارہ کے ساتھ سلام کا جواب نماز میں درست مانتے ہیں اور جب نمازی نے سلام کرنے والے کو یہ اشارہ کر دیا تو نماز سے فراغت کے بعد جواب اس پر لازم نہیں ہے اور تو مل رحمہ اللہ نے جو روایت حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کی اس کے الفاظ یہ ہیں: ''**فلم یرد علی فاخذ لی ما قدم وما حدث**'' آپ نے مجھے جواب نہ دیا تو مجھے اگلی پچھلی پڑ گئی' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے کسی طرح اشارہ وغیرہ سے جواب نہیں دیا۔ کیونکہ اشارہ سے جواب دیا ہوتا تو ''لم یرد علی'' کے الفاظ نہ ہوتے بلکہ کہتے

"ردّ علی اشارۃ" اسی وجہ سے ان پر پریشانی سوار ہوگئی اور علی بن شیبہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ان فی الصلاۃ شغلا" نماز میں ایک خاص مشغولیت ہے۔ پس یہ اس بات کی دلیل ہے کہ نمازی اس مشغولیت کی وجہ سے سلام کے جواب سے معذور ہے اور دوسرے کو اسی لیے نمازی کو سلام دینے سے منع فرمایا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ملاحظہ ہو۔

**حاصل روایات:** پہلے نماز میں سلام کی اجازت تھی پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی ممانعت کردی اوپر گزرا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے بعد سلام کا جواب مرحمت فرمایا ابوبکرہ نے ابوداؤد سے بھی روایت نقل کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں کیئے ہوئے سلام کا جواب بعد میں مرحمت فرمایا۔ یہ ثبوت ہے کہ سلام کے جواب میں اشارہ کرنے کا مقصد سلام کا جواب دینا نہیں تھا اگر ایسا ہوتو بعد میں جواب کی ضرورت نہ تھی جیسا کہ نماز میں جواب سلام کو جائز کرنے والے کہتے ہیں اگر نمازی نے نماز میں اشارہ کردیا تو نماز سے فراغت کے بعد جواب واجب نہیں۔

ابوبکرہ کی روایت میں یہ بھی ہے کہ **فلم یرد فاخذنی ماقدم وحدث** ان الفاظ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اشارہ سے رد سلام مقصود نہ تھا اگر سلام کا جواب ہوجاتا تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ **لم یرد علی** نہ کہتے بلکہ کہتے کہ آپ نے اشارہ سے میرے سلام کا جواب دے دیا اور وہ یہ نہ کہتے کہ مجھے تو اپنی پڑ گئی۔

اور علی بن شیبہ کی روایت میں مذکور ہے کہ نماز میں خاص مشغولیت ہوتی ہے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ نمازی اس مشغولیت کی وجہ سے سلام کا جواب دینے سے معذور ہے اور دوسرے کو اسے سلام کرنا ممنوع ہے۔

## حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی شہادت:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد عبداللہ رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا۔

۲۵۶۱: مَا قَدْ حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ : أَنَا شَرِيْكٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ كَرِهَ أَنْ يُسَلِّمَ عَلَى الْقَوْمِ وَهُمْ فِي الصَّلَاةِ .وَقَدْ رُوِيَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذٰلِكَ، نَظِيْرُ مَا رُوِيَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۲۵۶۱: ابراہیم نے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ انہوں نے نماز میں مشغول لوگوں کو سلام کہنا مکروہ قرار دیا۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا وہ روایت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی نظیر ہے۔

## جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا ارشاد:

۲۵۶۲: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ : ثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ : ثَنَا هِشَامُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ : ثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ، عَنْ (جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ، فَبَعَثَنِيْ فِيْ حَاجَةٍ، فَانْطَلَقْتُ إِلَيْهَا، ثُمَّ رَجَعْتُ إِلَيْهِ وَهُوَ عَلٰى رَاحِلَتِهِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ، وَرَأَيْتُهُ يَرْكَعُ وَيَسْجُدُ، فَلَمَّا سَلَّمَ، رَدَّ عَلَيَّ).

۲۵۶۲: ابوالزبیر رحمہ اللہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے آپ نے مجھے کسی کام بھیجا میں چلا گیا پھر میں جب لوٹا تو اس وقت آپ اپنی اونٹنی پر سوار تھے میں نے سلام کیا آپ نے مجھے جواب نہ دیا میں نے آپ کو رکوع وسجدے کے اشارے کرتے پایا جب آپ نے سلام پھیر دیا تو میرے سلام کا جواب دیا۔

**تخریج** : مسلم فی المساجد نمبر۳۸، ابو داؤد فی الصلاۃ باب۱۶۶، نمبر۹۲۲، ابن ماجه فی الاقامه باب۵۹، فی الاقامه باب۵۹، نمبر۱۰۱۸۔

۲۵۶۳: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا هِشَامٌ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ .غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَقُلْ : (فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ) وَقَالَ :(فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ قَالَ : أَمَا إِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِيْ أَنْ أَرُدَّ عَلَيْكَ إِلَّا أَنِّيْ كُنْتُ أُصَلِّيْ). فَهٰذَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَيْضًا، قَدْ أَخْبَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ، وَأَنَّهُ لَمَّا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ رَدَّ عَلَيْهِ .فَالْكَلَامُ فِيْ هٰذَا مِثْلُ الْكَلَامِ فِيْمَا رَوَيْنَاهُ قَبْلَهُ، عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ .وَفِيْ حَدِيْثِ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : (أَمَا إِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِيْ أَنْ أَرُدَّ عَلَيْكَ إِلَّا أَنِّيْ كُنْتُ أُصَلِّيْ) فَأَخْبَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ رَدَّ عَلَيْهِ شَيْئًا، فَذٰلِكَ يَنْفِيْ أَنْ يَكُوْنَ رَدَّ عَلَيْهِ بِإِشَارَةٍ أَوْ غَيْرِهَا .

۲۵۶۳: ابوبکرہ نے ابوداؤد سے اس نے ہشام سے بیان کیا انہوں نے اپنی سند سے روایت کی البتہ یہ الفاظ نقل نہیں کئے لم یرد علی بلکہ یہ ہیں جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا مجھے تمہارے سلام کا جواب دینے سے نماز مانع تھی۔ یہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ جو یہ بتلا رہے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری بات کا جواب نہ دیا اور جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو تب آپ نے سلام کا جواب دیا۔ پس اس کے متعلق گفتگو سابقہ روایت کی گفتگو کی طرح ہے جس کو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے نقل کیا ہے اور روایت جابر رضی اللہ عنہ میں یہ بھی اضافہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اما انه لم يمنعني ان اردّ عليك الا انى كنت اصلّى'' ''بھئی میں نے نماز میں مصروفیت کی وجہ سے تمہارے سلام کا جواب نہیں دیا'' اور اس سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلایا کہ میں نے بالکل تمہارا جواب نہیں دیا۔ اس سے اس بات کی نفی ہوتی ہے کہ آپ نے اشارہ یا اور کسی طریق سے جواب دیا ہو۔

**حاصلِ روایات**: یہی جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بتلا رہے ہیں کہ آپ نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا اور جب نماز سے فارغ ہو گئے تو سلام کا جواب دیا پس یہ روایت بھی اشارے سے جواب سلام مراد لینے کے خلاف ہے جیسا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کے متعلق ہم کہہ چکے۔ جابر میں یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اما انه لم يمنعني ان ارد عليك الا انى كنت اصلى اس

میں آپ نے یہ بتلایا کہ مجھ پر سلام کا جواب لازم نہ تھا اس لئے اشارے سے جواب کا کوئی معنی ہی نہیں۔

۲۵۶۴: وَقَدْ حَدَّثَنَا ابن أَبِي دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ، قَالَ : ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ : ثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ، (عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَهُ لِبَعْضِ حَاجَتِهِ، فَجَاءَ وَهُوَ يُصَلِّيْ عَلٰى رَاحِلَتِهِ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَسَكَتَ، ثُمَّ أَوْمٰى بِيَدِهِ، ثُمَّ سَلَّمَ عَلَيْهِ، فَسَكَتَ ثَلَاثًا، فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ : أَمَّا إِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِيْ أَنْ أَرُدَّ عَلَيْكَ إِلَّا أَنِّيْ كُنْتُ أُصَلِّيْ). فَهٰذَا جَابِرٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَدْ أَخْبَرَ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْمٰى إِلَيْهِ بِيَدِهِ حِيْنَ سَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَمَا فَرَغَ مِنَ الصَّلَاةِ أَمَّا إِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِيْ أَنْ أَرُدَّ عَلَيْكَ إِلَّا أَنِّيْ كُنْتُ أُصَلِّيْ). فَأَخْبَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ رَدَّ عَلَيْهِ فِي الصَّلَاةِ .فَدَلَّ ذٰلِكَ أَنَّ تِلْكَ الْإِشَارَةَ الَّتِيْ كَانَتْ مِنْهُ فِي الصَّلَاةِ، لَمْ تَكُنْ رَدًّا، وَإِنَّمَا كَانَتْ نَهْيًا، وَهٰذَا جَائِزٌ .فَقَدْ رُوِيَ هٰذَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا قَدْ ذَكَرْنَا .وَقَدْ رُوِيَ عَنْهُ۔

۲۵۶۴: ابوالزبیر رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کسی کام بھیجا جب میں آیا تو آپ اونٹنی پر سواری کی حالت میں نماز ادا فرما رہے تھے میں نے سلام کیا آپ خاموش رہے پھر ہاتھ سے اشارہ کیا پھر میں نے سلام کیا آپ تین بار خاموش رہے جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا میں نماز میں تھا اس لئے تیرے سلام کا جواب نہیں دیا۔ یہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ جو اس روایت میں اطلاع دے رہے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کے وقت ان کی طرف اشارہ کیا' پھر نماز سے فراغت کے بعد فرمایا ''سنو بھئی! مجھے تمہارا جواب دینے سے نماز مانع تھی''۔ پس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ میں نے نماز میں سلام کا جواب نہیں دیا۔ اس سے یہ ثبوت مل گیا کہ آپ نے نماز میں جو اشارہ فرمایا یہ ان کے سلام کا جواب نہ تھا بلکہ یہ ممانعت تھی اور یہ درست ہے اور یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی جیسا ہم نے ذکر کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔

**تخریج** : روایت نمبر ۲۵۶۲ کو ملاحظہ کریں۔

یہ حضرت جابر بتلا رہے ہیں کہ جب میں نے سلام کیا تو آپ نے میری طرف اشارہ کیا اور سلام پھیرنے کے بعد فرمایا تیرے سلام کا جواب دینے سے مجھے نماز مانع تھی اس میں آپ نے بتلا دیا نماز میں سلام کا جواب لازم نہیں۔

ان روایات نے یہ بات کھول دی کہ نماز میں جو اشارہ آپ نے فرمایا تھا وہ جواب سلام کے لئے نہ تھا وہ روکنے کے لئے تھا کہ سلام مت کرو اور یہ اشارہ درست ہے۔

## حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا قول:

۲۵۶۵: مَا قَدْ حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ : ثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ : ثَنَا أَبِيْ قَالَ : ثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ :

حَدَّثَنِی أَبُوْ سُفْیَانَ، قَالَ : سَمِعْتُ جَابِرًا رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ یَقُوْلُ : مَا أُحِبُّ أَنْ أُسَلِّمَ عَلَی الرَّجُلِ وَهُوَ یُصَلِّیْ، وَلَوْ سَلَّمَ عَلَیَّ لَرَدَدْتُ عَلَیْهِ .

۲۵۶۵: ابوسفیان کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا میں نماز پڑھنے والے کو سلام کرنا پسند نہیں کرتا اور اگر وہ مجھے سلام کرتا تو میں اس کو لوٹا دیتا (یعنی منع کر دیتا ہوں) یہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ہیں کہ نمازی کو سلام کرنا مکروہ قرار دے رہے ہیں۔ جبکہ انہوں نے خود جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کی حالت میں سلام کیا تھا اور آپ نے ان کو اشارہ فرمایا۔ اگر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کیا جانے والا اشارہ سلام کا جواب ہوتا تو جابر رضی اللہ عنہ کبھی اس کو مکروہ قرار نہ دیتے' کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو منع نہیں کیا' لیکن آپ نے اس کو ناپسند فرمایا۔ آپ کا اس وقت اشارہ نمازی کو سلام کرنے کی ممانعت تھی۔ اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ جابر رضی اللہ عنہ نے تو اپنی اس روایت میں فرمایا اگر کوئی مجھے سلام کرے تو میں اس کا جواب دیتا ہوں۔ تو اس کے جواب میں اس طرح کہیں گے۔ کیا جابر رضی اللہ عنہ نے یہ کہا کہ میں نماز میں جواب دوں گا۔ تو اس کے متعلق یہ کہنا درست ہو گیا کہ میں نماز سے فراغت کے بعد سلام کا جواب دیتا ہوں اور ان کا طریق اس بات پر دلالت کرتا ہے۔ روایت ذیل میں ہے۔

۲۵۶۶: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَیْمَةَ، قَالَ : ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِشْکَابَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ مُعَاوِیَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، فَذَکَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ .فَهٰذَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَدْ کَرِهَ أَنْ یُسَلِّمَ عَلَی الْمُصَلِّیْ، وَقَدْ کَانَ سَلَّمَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ یُصَلِّیْ، فَأَشَارَ إِلَیْهِ .فَلَوْ کَانَتِ الْإِشَارَةُ الَّتِیْ کَانَتْ مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَدًّا لِلسَّلَامِ عَلَیْهِ إِذْ لَمَا کَرِهَ ذٰلِكَ، لِأَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَمْ یَنْهَهُ عَنْهُ، وَلٰکِنَّهُ إِنَّمَا کَرِهَ ذٰلِكَ لِأَنَّ إِشَارَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ، کَانَتْ عِنْدَهُ نَهْیًا مِنْهُ لَهُ عَنِ السَّلَامِ عَلَیْهِ وَهُوَ یُصَلِّیْ .فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ : فَقَدْ قَالَ جَابِرٌ فِیْ حَدِیْثِکُمْ هٰذَا (وَلَوْ سَلَّمَ عَلَیَّ لَرَدَدْتُ) قِیْلَ لَهُ : أَفَقَالَ جَابِرٌ (لَرَدَدْتُ فِی الصَّلَاةِ) قَدْ یَجُوْزُ أَنْ یَکُوْنَ أَرَادَ بِقَوْلِهِ (لَرَدَدْتُ) أَیْ بَعْدَ فَرَاغِیْ مِنَ الصَّلَاةِ .وَقَدْ دَلَّ عَلٰی ذٰلِكَ مِنْ مَذْهَبِهِ .

۲۵۶۶: ابو معاویہ نے اعمش سے روایت کی پھر اپنی اسناد سے روایت بیان کی۔

**حاصل روایات:** یہ جابر ہیں وہ نمازی کو سلام کرنا مکروہ قرار دے رہے ہیں انہوں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز میں سلام کیا تو آپ نے اشارہ کر دیا۔

اگر یہ اشارہ سلام کا جواب ہوتا تو جابر رضی اللہ عنہ آپ کو ناپسند کرتے کیونکہ آپ نے اس سے نہ روکا تھا اس کو جابر نے پسند اس لئے کیا کیونکہ آپ کا اشارہ جابر رضی اللہ عنہ کے نزدیک نمازی کو سلام کی ممانعت پر دلالت کرتا تھا۔

## اشکال:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے قول میں تو یہ لفظ ہیں کہ اگر مجھ پر کوئی سلام کرتا ہے تو میں جواب دیتا ہوں۔

**جواب**: کیا حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے یہ کہا ہے کہ میں نماز ہی میں جواب دیتا ہوں اور یہ عین ممکن ہے کہ لرددت ای بعد فراغی من الصلاۃ مراد ہو۔

امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس روایت سے یہ دلالت میسر آ گئی کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے پہلی روایت میں جس سلام کے لوٹانے کا تذکرہ کیا ہے وہ نماز سے فراغت کے بعد جواب دینا ہے اور یہ اس روایت کو موافق ہے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم نے نقل کی اور اس کا معنی اس پر دلالت کر رہا ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح کی روایت آئی ہے۔ جو ذیل میں ہے۔

اور یہ روایت بھی اس پر دلالت کرتی ہے۔

۲۵۶۷: مَا حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ زَیْدٍ قَالَ : ثَنَا مُوْسَی بْنُ دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا هَمَّامٌ قَالَ : سَأَلَ سُلَیْمَانُ بْنُ مُوْسٰی، عَطَاءً : أَسَأَلْتُ جَابِرًا عَنِ الرَّجُلِ یُسَلِّمُ عَلَیْكَ وَأَنْتَ تُصَلِّیْ، فَقَالَ : لَا تَرُدُّ عَلَیْهِ حَتّٰی تَقْضِیَ صَلَاتَكَ؟ فَقَالَ : نَعَمْ .قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَدَلَّ ذٰلِكَ أَنَّ الرَّدَّ الَّذِیْ أَرَادَ جَابِرٌ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فِی الْحَدِیْثِ الْأَوَّلِ، هُوَ الرَّدُّ بَعْدَ الْفَرَاغِ مِنَ الصَّلَاةِ، فَقَدْ وَافَقَ ذٰلِكَ، مَا رُوِیَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَدَلَّ مِنْ مَعْنَاهُ عَلٰی مَا ذَكَرْنَاهُ .وَقَدْ رُوِیَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِیْ هٰذَا نَحْوٌ مِنْ ذٰلِكَ .

۲۵۶۷: سلیمان بن موسیٰ نے عطاء سے سوال کیا کیا تم نے جابر رضی اللہ عنہ سے اس آدمی کا حکم معلوم کیا جو نماز کے دوران تم کو سلام کہے تو کہنے لگے کہ نماز پوری کرنے تک اس کو جواب مت دو؟ اس نے کہا جی ہاں۔ یہ ابن عباس رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے اپنی نماز میں مصروفیت کی حالت میں سلام کرنے والے کے سلام کا جواب نماز میں نہیں دیا بلکہ اس کی حرکت کو ناپسند کرتے ہوئے ہاتھ سے کچوکا دیا۔ جب حضرت ابن مسعود اور جابر رضی اللہ عنہما جن دونوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کی حالت میں خود سلام کیا تھا۔ انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس کو ناپسند کیا۔ تو اس سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی کہ آپ کا نماز میں اشارہ سلام کے جواب کی خاطر نہ تھا بلکہ ممانعت کے لیے تھا کیونکہ نماز سلام کی جگہ نہیں، کیونکہ سلام تو کلام ہے۔ اس کا جواب بھی کلام شمار ہوگا۔ پس جب نماز کلام کی جگہ نہیں ہے تو سلام کا جواب بھی کلام ہے۔ تو نماز اس کی جگہ نہیں۔ حالانکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسم کے اطراف کو پرسکون رکھنے کا حکم فرمایا ہے۔ ذیل کی روایت ملاحظہ ہو۔

**حاصل روایات**: اس سے معلوم ہوا کہ جابر رضی اللہ عنہ کے ہاں رد سے مراد نماز سے فراغت کے بعد جواب دینا ہے یہ جناب رسول

اللہ ﷺ کی روایت کے موافق ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اس کی تائید ملتی ہے ملاحظہ ہو۔

٢٥٦٨: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ خُشَيْشٍ، قَالَ : ثَنَا عَارِمٌ، قَالَ . ثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ، عَنْ قَيْسٍ، عَنْ عَطَاءٍ ، أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا سَلَّمَ عَلَيْهِ رَجُلٌ وَهُوَ يُصَلِّيْ، فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ شَيْئًا، وَغَمَزَهُ بِيَدِهٖ. فَهٰذَا ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَيْضًا لَمْ يَرُدَّ فِيْ صَلَاتِهٖ عَلَى الَّذِيْ سَلَّمَ عَلَيْهِ وَهُوَ فِيْهَا، وَلٰكِنَّهٗ غَمَزَهُ بِيَدِهٖ عَلَى الْكَرَاهَةِ مِنْهُ لِمَا فَعَلَ. فَلَمَّا كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ وَجَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، وَقَدْ كَانَا سَلَّمَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّيْ، قَدْ كَرِهَا مِنْ بَعْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّلَامَ عَلَى الْمُصَلِّيْ. فَثَبَتَ بِذٰلِكَ أَنَّ مَا كَانَ مِنْ إِشَارَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِيْ قَدْ عَلِمَاهَا مِنْهُ، لَمْ تَكُنْ رَدًّا وَإِنَّمَا كَانَتْ نَهْيًا، لِأَنَّ الصَّلَاةَ لَيْسَتْ بِمَوْضِعِ سَلَامٍ، لِأَنَّ السَّلَامَ كَلَامٌ، فَجَوَابُهٗ أَيْضًا كَذٰلِكَ . فَلَمَّا كَانَتِ الصَّلَاةُ لَيْسَتْ بِمَوْضِعِ كَلَامٍ، يَكُوْنُ رَدُّ السَّلَامِ لَمْ يَكُنْ أَيْضًا بِمَوْضِعِ سَلَامٍ . وَقَدْ أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَسْكِيْنِ الْأَطْرَافِ فِي الصَّلَاةِ .

٢٥٦٨: عطاء نے روایت کی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کو ایک آدمی نے سلام کیا جبکہ وہ نماز میں مصروف تھے آپ نے اس آدمی کو جواب نہ دیا مگر ہاتھ سے اسے کچوکا لگایا۔ جب جناب رسول اللہ ﷺ نے نماز میں سکون کا حکم فرمایا تو اشارہ سے سلام کا جواب اس حکم کی مخالفت ہے۔ کیوں کہ اس میں ہاتھ کا بلند کرنا اور انگلیوں کا حرکت دینا ہے۔ اس سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ نماز میں تسکین کے حکم میں اعضاء و اطراف کو نماز میں پرسکون رکھنا بھی شامل ہے۔ یہ قول جو اس باب میں بیان ہوا یہ امام ابوحنیفہ ابو یوسف محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔

## حاصلِ کلام:

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی نماز میں سلام کرنے والے کو جواب نہیں دیا بلکہ ناپسند کرتے ہوئے کچوکا لگایا اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور جابر رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ ﷺ کو نماز میں سلام کیا اور آپ ﷺ کے بعد نمازی پر سلام کو ناپسندیدہ قرار دیا۔

اس سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ جناب نبی اکرم ﷺ کا اشارہ مبارک جس کو انہوں نے معلوم کیا وہ سلام کا جواب نہ تھا بلکہ سلام سے منع کرنا مقصود تھا کیونکہ نماز سلام کی جگہ نہیں اس لئے کہ سلام کلام کی جنس ہے اور سلام کے جواب میں کلام انس ہے۔

اور نماز بالاتفاق کلام کی جگہ نہیں تو سلام کے جواب کی جگہ بھی نہ بنے گی اور جناب رسول اللہ ﷺ نے تو تمام جوڑوں کو سکون و اطمینان سے رکھنے کا حکم فرمایا ہے۔

٢٥٦٩: حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ فَهْدٌ، قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ : أَنَا شَرِيْكٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ : (دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْجِدَ

فَرَاٰى قَوْمًا يُصَلُّوْنَ وَقَدْ رَفَعُوْا اَيْدِيَهُمْ .فَقَالَ : مَالِيْ اَرَاكُمْ تَرْفَعُوْنَ اَيْدِيَكُمْ كَاَنَّهَا اَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ، اُسْكُنُوْا فِي الصَّلَاةِ). فَلَمَّا اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالسُّكُوْنِ فِي الصَّلَاةِ، وَكَانَ رَدُّ السَّلَامِ بِالْاِشَارَةِ فِيْهِ خُرُوْجٌ مِنْ ذٰلِكَ، لِاَنَّ فِيْهِ رَفْعَ الْيَدِ وَتَحْرِيْكَ الْاَصَابِعِ، ثَبَتَ بِذٰلِكَ اَنَّهُ قَدْ دَخَلَ فِيْمَا اَمَرَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ تَسْكِيْنِ الْاَطْرَافِ فِي الصَّلَاةِ .وَهٰذَا الْقَوْلُ الَّذِيْ بَيَّنَّا فِيْ هٰذَا الْبَابِ، قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ، وَاَبِيْ يُوْسُفَ، وَمُحَمَّدٍ، رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى .

۲۵۶۹: مسیب بن رافع نے حضرت جابر بن سمرہؓ سے نقل کیا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے آپ نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ وہ نماز پڑھ رہے ہیں اور انہوں نے اپنے ہاتھ اٹھا رکھے ہیں آپ نے فرمایا میں تمہیں دیکھ رہا ہوں کہ تم نماز میں گھوڑوں کی دموں کی طرح ہاتھوں کو اٹھانے والے ہو نماز میں سکون اختیار کرو۔

**تخریج** : مسلم فی الصلاۃ نمبر ۱۱۹۔

**حاصل روایات:** جب نماز میں تسکین اطراف کا حکم ہے تو اشارے سے سلام کرنا اس سے نکلنا ہے کیونکہ اس میں ہاتھ بلند ہوتا اور انگلیاں ہلتی ہیں اس سے ثابت ہوا کہ یہ بھی اس روایت کے تحت داخل ہے۔

یہ قول ہمارے ائمہ ابوحنیفہ ابو یوسف محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔

## بَابُ الْمُرُوْرِ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّيْ هَلْ يَقْطَعُ عَلَيْهِ ذٰلِكَ صَلَاتَهُ اَمْ لَا؟

## نمازی کے سامنے سے گزرنے پر نماز کا حکم

**خلاصۃ الزام :**

نمبر ①: امام احمد رحمہ اللہ اور اصحاب ظواہر نمازی کے آگے سے گزرنے پر نمازی کی نماز کو فاسد قرار دیتے ہیں۔

نمبر ②: دیگر تمام ائمہ ابوحنیفہ مالک وشافعی رحمہم اللہ نمازی کے آگے گزرنے سے نماز کو فاسد قرار نہیں دیتے۔

موقف فریق اوّل ودلائل: نماز کے آگے سے کسی چیز کا بھی گزرنا اس کی نماز کو فاسد کر دیتا ہے دلیل یہ ہے۔

۲۵۷۰: حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ : ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، قَالَ : ثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ يُوْنُسَ، وَمَنْصُوْرٌ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ، عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ، قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ شَيْءٌ اِذَا كَانَ بَيْنَ يَدَيْهِ كَاٰخِرَةِ الرَّحْلِ) وَقَالَ : (يَقْطَعُ

الصَّلَاةَ: الْمَرْأَةُ، وَالْحِمَارُ، وَالْكَلْبُ الْأَسْوَدُ). قَالَ (قُلْتُ : يَا أَبَا ذَرٍّ مَا بَالُ الْكَلْبِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْأَحْمَرِ وَالْأَبْيَضِ؟ فَقَالَ : يَا ابْنَ أَخِي سَأَلْتَنِي عَمَّا سَأَلْتُ عَنْهُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : إِنَّ الْكَلْبَ الْأَسْوَدَ شَيْطَانٌ).

۲۵۷۰: عبداللہ بن صامت نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی چیز نماز کو منقطع نہیں کرتی جبکہ نمازی اور گزرنے والے کے درمیان کجاوے کے پچھلے حصہ کے برابر کوئی بلند چیز ہو اور فرمایا نماز کو عورت' گدھا' سیاہ کتا منقطع کر دیتا ہے۔ عبداللہ ہیں میں نے دریافت کیا اے ابوذر! سیاہ کتے کا سرخ وسفید کے مقابلے میں کیا فرق ہے تو انہوں نے فرمایا اے بھتیجے! یہ سوال تو وہی ہے جو میں نے خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سیاہ کتا شیطان ہے۔

**تخریج** : مسلم فی الصلاۃ ۲۶۵/۲۶۶۶' ابو داؤد فی الصلاۃ باب ۱۰۹' مسند احمد ۱۴۹/۵' ۱۶۰' ۱۶۱۔

۲۵۷۱: حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: (إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ إِلَى سُتْرَةٍ فَلْيَدْنُ مِنْهَا لَا يَقْطَعَ الشَّيْطَانُ عَلَيْهِ صَلَاتَهُ)

۲۵۷۱: نافع بن جبیر نے سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب تم میں سے کوئی سترے کی طرف نماز پڑھے تو اسے سترے قریب ہو جانا چاہئے تا کہ شیطان اس کی نماز کو منقطع نہ کرے۔

**تخریج** : ابو داؤد فی الصلاۃ باب ۱۰۶' نمبر ۶۹۵۔

۲۵۷۲: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ : ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ : سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ زَيْدٍ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَفَعَهُ شُعْبَةُ، قَالَ : (يَقْطَعُ الصَّلَاةَ الْمَرْأَةُ الْحَائِضُ، وَالْكَلْبُ).

۲۵۷۲: قتادہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن زید سے سنا وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کرتے تھے شعبہ نے اسے مرفوع نقل کیا ہے۔

اس میں ہے کہ حائضہ عورت' اور کتا نماز کو توڑ دیتا ہے۔

**تخریج** : ابو داؤد فی الصلاۃ باب ۱۰۹' نمبر ۷۰۳' ابن ماجہ فی الاقامہ باب ۳۸' نمبر ۹۴۹۔

۲۵۷۳: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا الْمُقَدَّمِيُّ، قَالَ : ثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، قَالَ : ثَنَا أَبِي، عَنْ يَحْيَى، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : أَحْسَبُهُ قَدْ أَسْنَدَهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : (يَقْطَعُ الصَّلَاةَ الْمَرْأَةُ الْحَائِضُ، وَالْكَلْبُ وَالْحِمَارُ، وَالْيَهُودِيُّ، وَالنَّصْرَانِيُّ.

وَالْخِنْزِيْرُ، وَيَكْفِيْكَ إِذَا كَانُوْا مِنْكَ قَدْرَ رَمْيَةٍ، لَمْ يَقْطَعُوْا عَلَيْكَ صَلَاتَكَ).

۲۵۷۳: عکرمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے اور میرے خیال میں انہوں نے اس کی اسناد جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچائی ہے کہ فرمایا حائضہ عورت، کتا اور گدھا نماز کو منقطع کر دیتا ہے اسی طرح یہودی، نصرانی، خنزیر بھی۔ اور ایک تیر پھینکنے کے فاصلے پر ہوں پھر یہ گزر بھی جائیں تو تمہاری نماز منقطع نہ ہوگی۔

**تخریج** : ابو داؤد فی الصلاۃ باب ۱۰۹، نمبر ۷۰٤۔

۲۵۷۴: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ : ثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي عَرُوْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : (يَقْطَعُ الصَّلَاةَ الْكَلْبُ، وَالْحِمَارُ، وَالْمَرْأَةُ). قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلٰى هٰذِهِ الْآثَارِ فَقَالُوْا : يَقْطَعُ الصَّلَاةَ الْكَلْبُ الْأَسْوَدُ، وَالْمَرْأَةُ، وَالْحِمَارُ، إِذَا مَرُّوْا بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّيْ .وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ فَقَالُوْا : لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ شَيْءٌ مِنْ هٰذَا .وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ .

۲۵۷۴: حسن نے حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا کتا، گدھا، عورت نماز کو توڑ دیتے ہیں۔ کچھ علماء نے ان آثار کے پیش نظر فرمایا کہ سیاہ کتا، عورت، گدھا جب نمازی کے سامنے سے گزر جائیں تو نماز ٹوٹ جائے گی۔ دیگر علماء نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے کہا کہ ان میں سے کوئی چیز بھی نماز کے لیے گزرنے کی وجہ سے نماز کو توڑنے والی نہیں۔ ان کی دلیل یہ آثار ہیں۔

**تخریج** : ابن ماجه فی الاقامه باب ۳۸۰ نمبر ۹٤۹/۹۵۱۔

**حاصل روایات**: ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ سیاہ کتا، عورت اور گدھا نماز کو توڑ دیتے ہیں۔

## فریق ثانی کا موقف اور دلائل:

ان میں سے کوئی چیز بھی آگے سے گزرے تو نماز نہیں ٹوٹتی۔ دلائل یہ ہیں۔

۲۵۷۵: بِمَا حَدَّثَنَا يُوْنُسُ، قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ (ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : جِئْتُ أَنَا وَالْفَضْلُ، وَنَحْنُ عَلٰى أَتَانٍ، وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ بِعَرَفَةَ، فَمَرَرْنَا عَلٰى بَعْضِ الصَّفِّ، فَنَزَلْنَا عَنْهَا، وَتَرَكْنَاهَا تَرْتَعُ، فَلَمْ يَقُلْ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا).

۲۵۷۵: عبیداللہ بن عبداللہ رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ میں اور فضل گدھی پر سوار ہو کر آئے جبکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو عرفات میں نماز پڑھا رہے تھے ہم بعض صفوف کے آگے سے گزرے پھر اتر گئے اور گدھی کو چرنے چھوڑا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں کچھ نہ فرمایا۔

**تخریج** : بخاری فی الصلاۃ باب ۹۰ ' مسلم فی الصلاۃ نمبر ۲۵۴ ' ابو داؤد فی الصلاۃ بابنمبر ۱۱۲ ' نمبر ۷۱۵ ' ترمذی فی الصلاۃ باب ۱۳۵ ' نمبر ۳۲۷ ' ابن ماجہ فی الاقامہ باب ۳۸ ' نمبر ۹۴۷ ' مسند احمد ۲۱۹/۱۔

**۲۵۷۶: حَدَّثَنَا يُوْنُسُ، قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ : أَخْبَرَنِيْ مَالِكٌ وَيُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ ، إِلَّا أَنَّهُ قَالَ : (وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ بِ مِنًى).**

۲۵۷۶: مالک و یونس نے ابن شہاب سے نقل کیا انہوں نے اپنی اسناد سے اسی طرح روایت کی ہے البتہ یہ لفظ زائد ہیں: ورسول اللہ ﷺ یصلی بالناس بمنٰی۔

**۲۵۷۷: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ قَالَ : ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَامِرٍ، وَرَوْحٌ، وَوَهْبٌ قَالُوْا : ثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ الْجَزَّارِ عَنْ صُهَيْبٍ، عَنِ (ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : مَرَرْتُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ يُصَلِّيْ، وَأَنَا عَلَى حِمَارٍ، وَمَعِيْ غُلَامٌ مِنْ بَنِيْ هَاشِمٍ فَلَمْ يَنْصَرِفْ) .فَفِيْ حَدِيْثِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُمَا مَرَّا عَلَى الصَّفِّ .فَقَدْ يَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَا مَرَّا عَلَى الْمَأْمُوْمِيْنَ دُوْنَ الْإِمَامِ، فَكَانَ ذٰلِكَ غَيْرَ قَاطِعٍ عَلَى الْمَأْمُوْمِيْنَ وَلَمْ يَكُنْ فِيْ ذٰلِكَ دَلِيْلٌ عَلٰى حُكْمِ مُرُوْرِ الْحِمَارِ بَيْنَ يَدَيِ الْإِمَامِ .وَلٰكِنْ فِيْ حَدِيْثِ صُهَيْبٍ، (عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ مَرَّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَنْصَرِفْ). فَدَلَّ ذٰلِكَ عَلٰى أَنَّ مُرُوْرَ الْحِمَارِ بَيْنَ يَدَيِ الْإِمَامِ أَيْضًا، غَيْرُ قَاطِعٍ لِلصَّلَاةِ .وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي الْحَدِيْثِ الَّذِيْ ذَكَرْنَاهُ عَنْهُ فِي الْفَصْلِ الْأَوَّلِ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ أَبِيْ دَاوٗدَ أَنَّ الْحِمَارَ يَقْطَعُ الصَّلَاةَ فِيْ أَشْيَاءَ ذَكَرَهَا مَعَهُ فِيْ ذٰلِكَ الْحَدِيْثِ، قَالَ :(وَأَحْسَبُهُ قَدْ أَسْنَدَهُ). فَهٰذَا الْحَدِيْثُ الَّذِيْ رَوَيْنَاهُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَصُهَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، مُخَالِفٌ لِذٰلِكَ، فَأَرَدْنَا أَنْ نَعْلَمَ أَيُّهَا نَسَخَ الْأَمْرَ .فَنَظَرْنَا فِيْ ذٰلِكَ .**

۲۵۷۷: صہیب نے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کی ہے کہ میں جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا جبکہ آپ نماز ادا فرما رہے تھے اور میں گدھے پر سوار تھا اور میرے ساتھ بنی ہاشم کا ایک غلام تھا پس آپ نماز سے نہ پھرے۔ حضرت عبیداللہ نے حضرت ابن عباس ؓ سے نقل کیا کہ وہ دونوں صف کے آگے سے گزرے تو یہ ممکن ہے کہ ان کا گزر مقتدیوں کے سامنے سے ہو نہ کہ امام کے سامنے سے۔ پس اس سے مقتدیوں کی نماز نہیں ٹوٹتی۔ اس میں گدھے کے امام کے سامنے سے گزرنے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ مگر حضرت صہیب نے ابن عباس ؓ سے جو روایت کی ہے وہ یہ ہے کہ میں جناب رسول اللہ ﷺ کے سامنے سے گزرا مگر آپ نماز سے نہ پھرے۔ اس سے اس بات پر دلالت مل گئی کہ امام کے سامنے سے گدھے کے گزر جانے سے نماز نہیں ٹوٹتی۔ جبکہ فصل اول میں

منقولہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ گدھا وغیرہ اشیاء مذکورہ نماز کو قطع کرنے والی ہیں اور وہ روایت ابن ابی داؤد نے مرفوع بیان کی ہے۔ یہ روایت جس کو صہیب وعبید اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے یہ اس کے خلاف ہے۔ پس اب ہم جاننا چاہتے ہیں کہ یہ معلوم کریں کہ کس نے دوسری کو منسوخ ہوا۔ پس غور کے لیے مندرجہ روایات کو دیکھیں۔

**تخریج** : بخاری فی الصلاۃ باب ۹۰' ابو داؤد فی الصلاۃ باب ۱۲' نمبر ۷۱۶۔

عبید اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ ہم دونوں صف کے آگے سے گزرے اس میں یہ احتمال ہے کہ مقتدیوں کے آگے سے گزرے ہوں اور اس سے مقتدیوں کی نماز میں فرق نہیں پڑتا اس میں دلیل نہیں کہ گدھے کا امام کے آگے سے گزرنے کا کیا حکم ہے۔ اور روایت صہیب میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے سے گزرا مگر آپ نماز سے نہیں پھرے۔

اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حمار اگر امام کے سامنے سے گزرے تو نماز کو قطع کرنے والا نہیں۔

## ایک اشکال:

گزشتہ فصل میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں گدھے کے گزرنے کو نماز کا توڑنے والا قرار دیا گیا اور ابن ابی داؤد نے بھی اس کو مسند قرار دیا ہے اور عبید اللہ اور صہیب کی روایت میں اس کا اُلٹ ہے ان میں کون ناسخ ہے۔

**جواب** : ہم روایات کو پیش کر کے غور کرتے ہیں۔

**۲۵۷۸: فَإِذَا أَبُوْ بَكْرَةَ قَدْ حَدَّثَنَا قَالَ : ثَنَا مُؤَمَّلٌ، عَنْ سُفْيَانَ، قَالَ : ثَنَا سِمَاكٌ، عَنْ عِكْرِمَةَ، قَالَ : ذُكِرَ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ؟ قَالُوْا : الْكَلْبُ وَالْحِمَارُ .فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا (إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ) وَمَا يَقْطَعُ هٰذَا، وَلٰكِنَّهُ يُكْرَهُ .فَهٰذَا ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَدْ قَالَ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (إِنَّ الْحِمَارَ لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ) فَدَلَّ ذٰلِكَ عَلٰى أَنَّ مَا رَوٰى عَنْهُ عُبَيْدُ اللّٰهِ وَصُهَيْبٌ، كَانَ مُتَأَخِّرًا عَمَّا رَوَاهُ عَنْهُ عِكْرِمَةُ مِنْ ذٰلِكَ .وَقَدْ رُوِيَ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَدُلُّ عَلٰى أَنَّ الْحِمَارَ، أَيْضًا، لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ.**

۲۵۷۸: عکرمہ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ہاں تذکرہ کیا گیا کہ کون سی چیز نماز کو قطع کرنے والی ہے انہوں نے کہا کتا اور گدھا۔ اس پر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: **الیہ یصعد الکلم الطیب** (فاطر۔ ۱۰) پھر یہ نماز کو نہیں توڑتے البتہ مکروہ ہے۔ یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ہیں جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد فرما رہے ہیں کہ "گدھا نماز کو نہیں توڑتا" اس سے یہ دلالت مل گئی کہ عبید اللہ اور صہیب رحمہما اللہ کی روایت متاخر ہے جس کو عکرمہ نے ان سے بیان کیا۔ نیز فضل بن عباس رضی اللہ عنہما نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اس طرح کی روایت کی ہے جو اس پر دلالت

کرتی ہے کہ گدھا بھی نماز کو منقطع نہیں کرتا۔

**تخریج** : بیہقی فی السنن الکبریٰ ۲۷۷/۲۔

**حاصل روایات**: یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ہیں جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ فتویٰ دے رہے ہیں کہ گدھے کے گزرنے سے نماز نہیں ٹوٹتی اس سے ثابت ہو گیا کہ عبید اللہ صہیب کی روایت متاخر روایت ہے۔

## فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کی شہادت:

حضرت فضل رضی اللہ عنہ بھی گدھے کے گزرنے کو قاطع صلاۃ نہیں مانتے۔

۲۵۷۹: حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ .(الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : زَارَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَادِيَةٍ لَنَا، وَلَنَا كُلَيْبَةٌ وَحِمَارٌ تَرْعَيَانِ، فَصَلَّى الْعَصْرَ، وَهُمَا بَيْنَ يَدَيْهِ، فَلَمْ يُزْجَرَا، وَلَمْ يُؤَخَّرَا).

۲۵۷۹: عباس بن عبداللہ نے فضل بن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہماری زمین پر تشریف لائے ہمارے پاس ایک کتیا اور گدھا تھا جو چر رہے تھے آپ نے ہمارے ہاں نماز عصر ادا فرمائی اور وہ دونوں آپ کے سامنے تھے نہ ان کو ڈانٹا اور نہ ان کو وہاں سے ہٹایا۔

**تخریج** : ابو داؤد فی الصلاۃ باب ۱۱۳، نمبر ۷۱۸۔

۲۵۸۰: حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ، قَالَ : ثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ نَحْوَهُ.

۲۵۸۰: ایوب نے محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم اجمعین سے نقل کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے روایت بیان کی ہے۔

۲۵۸۱: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ : حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَيُّوْبَ ح .

۲۵۸۱: عبداللہ بن صالح نے لیث سے انہوں نے یحییٰ بن ایوب سے نقل کیا۔

۲۵۸۲: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ : ثَنَا ابْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ، قَالَ : أَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوْبَ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ فِيْ حَدِيْثِهِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَرَ .وَقَالَ ابْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ فِيْ حَدِيْثِهِ، قَالَ : حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ ثُمَّ ذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ ، غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ : (زَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبَّاسًا). فَقَدْ وَافَقَ هٰذَا الْحَدِيْثُ، حَدِيْثَ صُهَيْبٍ وَعُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اللَّذَيْنِ قَدَّمْنَا

ذِكْرَهُمَا فِي الْفَصْلِ الَّذِي قَبْلَ هٰذَا .ثُمَّ رَجَعْنَا إِلٰى حُكْمِ مُرُوْرِ الْكَلْبِ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي، كَيْفَ هُوَ؟ وَهَلْ يَقْطَعُ الصَّلَاةَ أَمْ لَا؟ .فَكَانَ أَحَدَ مَنْ رُوِيَ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ يَقْطَعُ الصَّلَاةَ، ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَدْ رَوَيْنَا ذٰلِكَ عَنْهُ فِي أَوَّلِ هٰذَا الْبَابِ .ثُمَّ قَدْ رَوَيْنَا فِي حَدِيْثِ الْفَضْلِ الَّذِي قَدْ ذَكَرْنَا مَا قَدْ خَالَفَهُ .ثُمَّ رَوَيْنَا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا بَعْدُ، مِنْ قَوْلِهِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَدِيْثِ عِكْرَمَةَ عَنْهُ، أَنَّ الْكَلْبَ لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ .فَدَلَّ ذٰلِكَ عَلٰى ثُبُوْتِ نَسْخِ ذٰلِكَ عِنْدَهُ، وَعَلٰى أَنَّ مَا رَوَاهُ الْفَضْلُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ فَصَلَ بَيْنَ الْكَلْبِ الْأَسْوَدِ مِنْ غَيْرِهِ مِنَ الْكِلَابِ، فَجَعَلَ الْأَسْوَدَ يَقْطَعُ الصَّلَاةَ وَجَعَلَ مَا سِوَاهُ بِخِلَافِ ذٰلِكَ، وَأَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ : (الْأَسْوَدُ شَيْطَانٌ). فَدَلَّ ذٰلِكَ عَلٰى أَنَّ الْمَعْنَى الَّذِي وَجَبَ لَهُ قَطْعُهُ إِنَّمَا هُوَ لِأَنَّهُ شَيْطَانٌ .فَأَرَدْنَا أَنْ نَنْظُرَ هَلْ عَارَضَ ذٰلِكَ شَيْءٌ ؟ .

۲۵۸۲: عبداللہ بن صالح نے اپنی روایت میں محمد بن عمر بن حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا۔ یہ روایت صہیب و عبیداللہ والی مذکورہ روایت کے موافق ہے جس کا فصل اوّل میں ہم تذکرہ کر آئے۔ ہم دوبارہ کتے کے نمازی کے سامنے سے گزرنے کے مسئلہ کی طرف لوٹتے ہیں کہ اس سے نماز ٹوٹ جائے گی یا نہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی شروع باب میں جو روایت گزری ہے اس سے تو کتا گزرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ پھر ہم نے حضرت فضل رضی اللہ عنہ کی روایت بھی ذکر کی جو اس کے خلاف ہے۔ پھر ہم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد فتویٰ ذکر کیا جو عکرمہ کی روایت سے نقل ہوا کہ کتا نماز کو نہیں توڑتا۔ اس سے اس بات کو ثبوت مل گیا کہ ان کے ہاں یہ حکم منسوخ ہو چکا اور فضل رضی اللہ عنہ والی روایت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت سے متاخر ہے۔ البتہ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت نقل کی ہے کہ آپ نے سیاہ اور دیگر کتوں میں فرق کیا' سیاہ کتے کو نماز کے لیے توڑنے والا قرار دیا ان کے علاوہ کو عدم قاطع اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس سلسلہ میں پوچھا گیا تو فرمایا: سیاہ کتا شیطان ہے۔ پس اس سے یہ دلالت مل گئی کہ توڑنے کا باعث سیاہ کتے کا شیطان ہونا ہے۔ اب ہم مزید روایات پر نظر ڈالتے ہیں کہ آیا اس کے معارض کوئی روایت موجود ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔ ابن ابی مریم نے اپنی روایت میں محمد بن عمر بن حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پھر اپنی سند سے روایت نقل کی ہے البتہ ان الفاظ کا فرق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔

## حاصل کلام:

یہ روایت اور صہیب و عبیداللہ کی وہ روایت جو انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کی ہے اس کے موافق ہے جس میں گدھے کا

گزرنا نماز کو نہ توڑنے والا بتلایا گیا ہے۔

## کتے وغیرہ کے گزرنے سے نماز ٹوٹتی ہے یا نہیں:

فصل اول میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت تو ظاہر کرتی ہے کہ نماز ٹوٹ جاتی ہے مگر فضل رضی اللہ عنہ کی روایت نمبر ۲۵۷۹ اس کے خلاف گزری پھر جناب ابن عباس رضی اللہ عنہما کا فتویٰ عکرمہ کی زبان سے فضل رضی اللہ عنہ کی روایت کی حمایت میں اوپر نقل کیا گیا کہ ان کا گزرنا نماز کو نہیں توڑتا۔

پس اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ ان کے ہاں اپنی بات منسوخ ہو چکی اور اب حکم اسی کے مطابق ہے جو روایت فصل میں موجود ہے کہ آپ نے نماز عصر اس حالت میں ادا فرمائی کہ کتا اور گدھا آپ کے سامنے سے ادھر ادھر آ جا رہے تھے۔

## ایک سوال:

عام کتے سے نہیں ٹوٹتی مگر سیاہ کتے سے ٹوٹ جاتی ہے۔

**جواب**: آپ سے جب اس کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا وہ شیطان ہے اس سے معلوم ہوا کہ ٹوٹنے کا سبب کتا نہیں بلکہ شیطان ہے۔

اب روایات پر غور کرتے ہیں کہ آیا اس کے کوئی روایت معارض موجود ہے یا موافق ہی ملتی ہیں۔

۲۵۸۳: فَإِذَا يُوْنُسُ قَدْ حَدَّثَنَا قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَنَّ مَالِكًا أَخْبَرَهُ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ سَعِيْدِ ، الْخُدْرِيِّ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : (إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ يُصَلِّيْ فَلَا يَدَعَنَّ أَحَدًا يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ، وَلْيَدْرَأْهُ مَا اسْتَطَاعَ، فَإِنْ أَبٰى فَلْيُقَاتِلْهُ، فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ).

۲۵۸۳: عبدالرحمٰن نے اپنے والد ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو وہ کسی کو اپنے سے آگے نہ گزرنے دے اور اسے دور کرے اور ہٹائے جہاں تک ممکن ہو اگر وہ انکار کرے تو اس سے لڑے بے شک وہ شیطان ہے۔

**تخریج**: مسلم فی الصلاۃ نمبر ۲۵۸، ابو داؤد فی الصلاۃ باب ۱۰۷، نمبر ۶۹۷، نسائی فی الاقامہ باب ۴۸، ابن ماجہ فی الاقامہ باب ۳۹، نمبر ۹۵۴، موطا مالک فی اسفر نمبر ۳۳، مسند احمد ۳/۳۴، ۴۴۔

۲۵۸۴: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ ظَفَرٍ، قَالَ : ثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيْرَةِ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ ، الْخُدْرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

۲۵۸۴: ابو صالح نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۲۵۸۵: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوٗدَ' قَالَ : ثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ حُمَيْدٍ' قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ' عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ' عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ' وَعَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ' عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ سَعِيْدٍ جَمِيْعًا' عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ' عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ' مِثْلَهٗ .فَفِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ : أَنَّ كُلَّ مَارٍّ بَيْنَ يَدَىَ الْمُصَلِّيْ شَيْطَانٌ' وَقَدْ سَوّٰى فِيْ هٰذَا بَيْنَ بَنِيْ آدَمَ وَبَيْنَ الْكَلْبِ الْاَسْوَدِ إِذَا مَرُّوْا بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّيْ .وَقَدْ رَوَوْا مِثْلَ ذٰلِكَ أَيْضًا' عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا' عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

۲۵۸۵: زید بن اسلم اور عبدالرحمٰن بن ابوزید دونوں نے ابوسعید الخدریؓ سے انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے روایت نقل کی۔ یہ روایت بتلا رہی ہے کہ نماز کے سامنے ہر گزرنے والا شیطان ہے اور اس میں انسان اور آگے گزرنے والے سیاہ کتے کو حکم میں برقرار دیا گیا ہے اور اسی طرح کی روایت حضرت ابن عمر ؓ نے بھی جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کی ہے۔

**حاصل روایات:** اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر وہ شے جو نمازی کے سامنے سے گزرنے وہ شیطان ہے خواہ وہ انسان ہو یا کتا ہو یا گدھا وغیرہ۔

اس کی نظیر ابن عمر ؓ سے مروی ہے۔

۲۵۸۶: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوٗدَ' قَالَ : ثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ حُمَيْدٍ' قَالَ : ثَنَا ابْنُ أَبِيْ فُدَيْكٍ' عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ' عَنْ صَدَقَةَ' عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ يُصَلِّيْ' فَلَا يَدَعَنَّ أَحَدًا يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ فَإِنْ أَبَى فَلْيُقَاتِلْهُ' فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ). قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَمَعْنٰى هٰذَا مَعْنٰى حَدِيْثِ أَبِيْ سَعِيْدٍ سَوَاءٌ' وَأَنَّ ابْنَ آدَمَ فِيْ مُرُوْرِهٖ بَيْنَ يَدَىْ أَخِيْهِ الْمُصَلِّيْ' مُرُوْرٌ لِقَرِيْنِهٖ أَيْضًا' بَيْنَ يَدَيْهِ' وَهُوَ شَيْطَانٌ. "ثُمَّ قَدْ أُجْمِعَ عَلٰى أَنَّ مُرُوْرَ بَنِيْ آدَمَ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ' فِيْ صَلَاتِهِمْ' لَا يَقْطَعُهَا' قَدْ رُوِيَ ذٰلِكَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ .

۲۵۸۶: صدقہ نے حضرت ابن عمر ؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو وہ کسی کو اپنے سامنے سے مت گزرنے دے اگر گزرنے والا انکار کرے تو اس سے لڑے اس لئے کہ اس کے ساتھ شیطان ہے۔ امام طحاوی ؒ کہتے ہیں کہ اس روایت کا مطلب اور ابوسعید ؓ والی روایت کا ایک ہی مطلب ہے اور انسان کا نمازی بھائی کے سامنے سے گزرنا وہ قرین شیطان کا گزرنا ہے۔ پھر اس پر تو تمام کا اتفاق ہے کہ انسانوں کے ایک دوسرے کے سامنے سے گزر جانے سے نماز منقطع نہیں ہوتی اور یہ بات جناب نبی اکرم ﷺ سے متعدد روایات میں آئی ہے۔ روایات ذیل میں ہیں۔

**تخریج** : بخاری فی الصلاة باب۱۰۰، بدء الخلق نمبر۱۱، الحدود باب۳۹، مسلم فی الصلاة نمبر۲۵۸، ابو داؤد فی الصلاة باب۱۰۷، نسائی فی القبله باب۸، والقسامة باب۴۷، دارمی فی الصلاة باب۱۲۵، مالك فی السفر نمبر۳۳، مسند احمد ۳۴/۳۔

**حاصل روایات**: اس روایت اور حدیث ابوسعید کا معنی یکساں ہے کہ انسان گزرے تو اس کے ساتھ بھی شیطان ہے جو نمازی کے سامنے سے اسے گزارتا ہے اور اس پر تو سب کا اتفاق ہے اگر انسان ایک دوسرے کے سامنے سے گزریں تو اس سے نماز تو نہیں ٹوٹتی اور یہ بات بہت سی روایات سے ثابت ہے۔

انسان کے گزرنے سے نماز نہ ٹوٹنے کی روایات ملاحظہ ہوں۔

۲۵۸۷: حَدَّثَنَا يُوْنُسُ، قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ كَثِيْرِ بْنِ كَثِيْرٍ، عَنْ بَعْضِ أَهْلِهِ، أَنَّهُ سَمِعَ (الْمُطَّلِبَ يَقُوْلُ : رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ، مِمَّا يَلِيْ بَابَ بَنِيْ سَهْمٍ، وَالنَّاسُ يَمُرُّوْنَ بَيْنَ يَدَيْهِ، وَلَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ شَيْءٌ).

۲۵۸۷: کثیر بن کثیر نے اپنے بعض گھر والے لوگوں سے سنا کہ اس آدمی نے مطلب کو کہتے سنا کہ میں نے جناب نبی اکرم ﷺ کو باب بنی سہم کے پاس نماز پڑھتے دیکھا اور لوگ آپ کے سامنے سے گزر رہے تھے اور آپ کے قبلہ کے درمیان کوئی چیز نہ تھی۔

**تخریج** : ابن ماجه فی الاقامه باب۳۶، نمبر۹۴۰۔

۲۵۸۸: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ : سَمِعْتُ ابْنَ جُرَيْجٍ يُحَدِّثُ عَنْ كَثِيْرِ بْنِ كَثِيْرٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهِ الْمُطَّلِبِ بْنِ أَبِيْ وَدَاعَةَ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ، غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ (لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الطَّوَافِ سُتْرَةٌ). قَالَ سُفْيَانُ : فَحَدَّثَنَا كَثِيْرُ بْنُ كَثِيْرٍ بَعْدَمَا سَمِعْتُهُ مِنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ : أَخْبَرَنِيْ بَعْضُ أَهْلِيْ، وَلَمْ أَسْمَعْهُ مِنْ أَبِيْ.

۲۵۸۸: کثیر بن کثیر نے اپنے والد سے، اپنے دادا مطلب بن ابی وداعہ سے نقل کیا پھر اسی طرح کی روایت نقل کی ہے البتہ اتنی بات زائد ہے آپ کے اور طواف کرنے والوں کے درمیان کوئی سترہ نہ تھا۔ سفیان کہتے ہیں کہ ہمیں کثیر بن کثیر نے اس وقت بیان کیا جبکہ میں نے ابن جریج سے یہ روایت سنی کثیر کہنے لگے ہمارے گھر والوں میں سے کسی نے بتلایا ہے میں نے یہ روایت اپنے والد سے براہ راست نہیں سنی۔

۲۵۸۹: حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ سِنَانٍ، قَالَ : ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ، قَالَ : أَنَا هِشَامٌ، أَرَاهُ عَنِ ابْنِ عَمِّ الْمُطَّلِبِ ابْنِ أَبِيْ وَدَاعَةَ، عَنْ كَثِيْرِ بْنِ كَثِيْرِ بْنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ أَبِيْ وَدَاعَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ.

۲۵۸۹: کثیر بن کثیر بن مطلب بن ابی وداعہ اپنے والد اپنے دادا سے انہوں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت نقل کی ہے۔

۲۵۹۰: حَدَّثَنَا أَبُوْ بِشْرٍ الرَّقِّيُّ، قَالَ : ثَنَا شُجَاعُ بْنُ الْوَلِيْدِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مِهْرَانَ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ صُبَيْحٍ، عَنْ مَسْرُوْقٍ أَنَّهُ قَالَ : (تَذَاكَرُوْا عِنْدَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا مَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ، فَقَالُوْا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ، اِلْكَلْبُ وَالْحِمَارُ وَالْمَرْأَةُ .فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا : لَقَدْ عَدَلْتُمُوْنَا بِالْكِلَابِ وَالْحَمِيْرِ، وَقَدْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ إِلٰى وَسَطِ السَّرِيْرِ وَأَنَا عَلَيْهِ مُضْطَجِعَةٌ، وَالسَّرِيْرُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ، فَتَبْدُوْ لِيْ الْحَاجَةُ فَأَكْرَهُ أَنْ أَجْلِسَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَأُوْذِيَهُ، فَأَنْسَلُّ مِنْ قِبَلِ رِجْلَيْهِ انْسِلَالًا).

۲۵۹۰: مسروق کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس اس بات پر مناظرہ کیا کہ کون سی چیز نماز کو توڑ دیتی ہے تو سب نے کہا کتا گدھا اور عورت نماز کو توڑ دیتے ہیں۔ اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تم نے ہمیں گدھے اور کتے کے برابر بنا دیا جناب رسول اللہ ﷺ چارپائی کے درمیان میں نماز ادا فرماتے اور میں آپ کے سامنے لیٹی ہوتی تھی میری چارپائی آپ کے اور قبلہ کے درمیان ہوتی تھی اگر اس دوران مجھے کوئی ضرورت پیش آتی تو میں بیٹھنا ناپسند کرتی کہ آپ کو ناگوار گزرے تو میں آپ کے پاؤں کی جانب سے کھسک کر چلی جاتی۔

**تخریج** : بخاری فی الصلاۃ باب ۱۰۵، مسلم فی الصلاۃ نمبر ۲۷۰، مسند احمد ۳۲/۶۔

۲۵۹۱: حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا وَهْبٌ، وَبِشْرُ بْنُ عُمَرَ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ (عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ وَأَنَا بَيْنَهُ، وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ، فَإِذَا أَرَدْتُ أَنْ أَقُوْمَ، كَرِهْتُ أَنْ أَقُوْمَ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَأَنْسَلُّ انْسِلَالًا).

۲۵۹۱: اسود نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا، وہ کہتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے ہوتے تھے اور میں آپ کے اور قبلہ کے درمیان لیٹی ہوتی تھی جب میں کھڑے ہونے کا ارادہ کرتی تو آپ کے سامنے کھڑے ہونے کی بجائے میں (پاؤں کی جانب سے) کھسک جاتی۔

**تخریج** : سابقہ تخریج ملاحظہ ہو۔

۲۵۹۲: حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، قَالَ : ثَنَا مَالِكٌ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ .ح .

۲۵۹۲: عبداللہ بن مسلمہ کہتے ہیں کہ ہمیں مالک نے ابوالنضر سے روایت کی۔

۲۵۹۳: وَحَدَّثَنَا يُوْنُسُ، قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ، وَأَشْهَبُ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ،

عَنْ (عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ أَمُدُّ رِجْلِي فِي قِبْلَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ يُصَلِّيْ، فَإِذَا سَجَدَ غَمَزَنِيْ فَرَفَعْتُهُمَا، فَإِذَا قَامَ مَدَدْتُهُمَا)۔

۲۵۹۳: ابوسلمہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ میں اپنی ٹانگیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبلہ کی جانب سے پھیلائے رکھتی جبکہ آپ نماز میں مصروف ہوتے جب آپ نے سجدہ کرنا ہوتا تو میرے جسم کو ہاتھ سے دباتے میں ٹانگیں ہٹالیتی پھر جب آپ قیام کرتے تو میں پھر ٹانگیں بچھالیتی۔

**تخریج** : بخاری فی الصلاة باب۱۰٤، مسلم فی الصلاة باب۲۷۲، ابو داؤد فی الصلاة باب۱۱۱، نمبر۷۱۲، نسائی فی الطهارة باب۱۱۹، موطا مالك فی صلاة اللیل نمبر۲، مسند احمد ٤٤/٦، ۱٤۸، ۲۲۵، ۲۵۵۔

۲۵۹۴: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ ، قَالَ : أَنَا زَائِدَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ قَالَ : (أَخْبَرَتْنِيْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ، وَهِيَ مُعْتَرِضَةٌ أَمَامَهُ فِي الْقِبْلَةِ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يُوْتِرَ، غَمَزَهَا بِرِجْلِهِ فَقَالَ تَنَحَّيْ)۔

۲۵۹۴: ابوسلمہ کہتے ہیں کہ مجھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتلایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا کرتے تھے اور میں آپ کے قبلہ والی جانب لیٹی ہوتی تھی جب آپ وتر پڑھنے کا ارادہ فرماتے تو اپنے پاؤں سے آپ مجھے دبا کر پیچھے ہٹنے کا اشارہ فرماتے۔

**تخریج** : ابو داؤد فی الصلاة باب۱۱۱، نمبر۷۱٤۔

۲۵۹۵: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يُوْنُسَ الْبَصْرِيُّ قَالَ : ثَنَا الْمُقْرِئُ قَالَ : ثَنَا مُوْسَى بْنُ أَيُّوْبَ، عَنْ عَمِّهِ إِيَاسِ بْنِ عَامِرٍ الْغَافِقِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ قَالَ : (كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَبِّحُ مِنَ اللَّيْلِ، وَعَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ)۔

۲۵۹۵: ایاس بن عامر غافقی نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو نماز پڑھتے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کے اور قبلہ کے درمیان حائل ہوتی تھیں۔

**تخریج** : بخاری فی الصلاة باب۲۲، مسند احمد ۹۹/۱۔

۲۵۹٦: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ يُوْنُسَ قَالَ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ (عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ، وَأَنَا مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ، عَلَى الْفِرَاشِ الَّذِيْ يَرْقُدُ عَلَيْهِ هُوَ وَأَهْلُهُ، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يُوْتِرَ أَيْقَظَنِيْ فَأَوْتَرْتُ)۔

۲۵۹۶: عروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو نماز پڑھتے رہتے اور میں آپ کے اور قبلہ کے درمیان بستر پر لیٹی رہتی جس پر آپ آرام فرمایا کرتے تھے جب وتر پڑھنے کا ارادہ فرماتے تو مجھے جگا دیتے (میں پاؤں سمیٹ لیتی) تو آپ وتر ادا فرماتے۔

**تخریج**: مسلم فی الصلاۃ نمبر۲۶۷' ابن ماجہ فی الاقامہ باب ٤٠' مسند احمد ٦/٦٤۔

۲۵۹۷: حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ' قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ' عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ' قَالَ : أَخْبَرَنِيْ عَطَاءٌ' عَنْ عُرْوَةَ' (عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ' وَهِيَ مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَ يَدَيْهِ).

۲۵۹۷: عروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو نماز پڑھ رہے تھے اور میں آپ کے سامنے لیٹی ہوئی تھی۔

**تخریج**: مسلم فی المسافرین ١٣٥' ابو دائود فی الصلاۃ باب ١١' مسند احمد ٩ / ٦٤

۲۵۹۸: وَحَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ' قَالَ : ثَنَا عَفَّانُ' قَالَ : ثَنَا وُهَيْبٌ' قَالَ : ثَنَا خَالِدٌ' عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ' عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِيْ سَلَمَةَ' عَنْ (أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ يُفْرَشُ لِيْ حِيَالَ مُصَلّٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ' كَانَ يُصَلِّيْ وَإِنِّيْ حِيَالَهُ).

۲۵۹۸: زینب بنت ابی سلمہ نے حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ آپ اپنے مصلّٰی کے سامنے میرے لئے بستر بچھاتے اور آپ نماز پڑھتے رہتے اور میں لیٹی رہتی تھی۔

**تخریج**: ابن ماجہ فی الاقامہ باب ٤٠' ٩٥٧' مسند احمد۔

۲۵۹۹: حَدَّثَنَا صَالِحٌ' قَالَ : ثَنَا سَعِيْدٌ' قَالَ : ثَنَا هُشَيْمٌ' قَالَ : أَنَا الشَّيْبَانِيُّ' عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ' قَالَ : حَدَّثَتْنِيْ خَالَتِيْ (مَيْمُوْنَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ' قَالَتْ : كَانَ فِرَاشِيْ حِيَالَ مُصَلّٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُبَّمَا وَقَعَ ثَوْبُهُ عَلَيَّ وَهُوَ يُصَلِّيْ). قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَقَدْ تَوَاتَرَتْ هٰذِهِ الْآثَارُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ' بِمَا يَدُلُّ عَلٰى أَنَّ بَنِيْ آدَمَ لَا يَقْطَعُوْنَ الصَّلَاةَ .وَقَدْ جُعِلَ كُلُّ مَارٍّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّيْ فِيْ حَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ وَأَبِيْ سَعِيْدٍ' عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْطَانًا .وَأَخْبَرَ أَبُوْ ذَرٍّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الْكَلْبَ الْأَسْوَدَ إِنَّمَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ' لِأَنَّهُ شَيْطَانٌ .فَكَانَتِ الْعِلَّةُ الَّتِيْ لَهَا جَعَلَهُ يَقْطَعُ الصَّلَاةَ' قَدْ جُعِلَتْ فِيْ بَنِيْ آدَمَ أَيْضًا .وَقَدْ ثَبَتَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُمْ لَا يَقْطَعُوْنَ الصَّلَاةَ' فَدَلَّ ذٰلِكَ أَنَّ كُلَّ مَارٍّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّيْ' مِمَّا هُوَ سِوٰى بَنِيْ آدَمَ كَذٰلِكَ أَيْضًا' لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ .وَالدَّلِيْلُ عَلٰى صِحَّةِ مَا ذَكَرْنَا أَيْضًا أَنَّ ابْنَ عُمَرَ مَعَ رِوَايَتِهٖ مَا ذَكَرْنَا عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَدْ رَوٰى عَنْهُ

مِنْ قَوْلِهِ مِنْ بَعْدِهِ مَا۔

۲۵۹۹: عبداللہ بن شداد کہتے ہیں کہ میری خالہ میمونہ بنت الحارث نے مجھے بیان کیا کہ میرا بستر جناب رسول اللہ ﷺ کے مصلیٰ کے سامنے ہوتا بسا اوقات آپ کا کپڑا مجھ پر آپڑتا جبکہ آپ نماز ادا فرما رہے ہوتے تھے۔ امام طحاوی ؒ فرماتے ہیں کہ یہ کثیر روایات جو جناب رسول اللہ ﷺ سے مروی ہیں اس بات کو ثابت کر رہی ہیں کہ انسان کے گزرنے سے نماز نہیں ٹوٹتی۔ بلکہ ابن عمر اور ابو سعید ؓ نے اپنی مرویات میں جناب نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا کہ ہر گزرنے والا شیطان ہے اور حضرت ابوذر ؓ کی روایت جناب رسول اللہ ﷺ سے یہ بتلا رہی ہے کہ سیاہ کتا نماز کو توڑ دیتا ہے کیونکہ وہ شیطان ہے۔ پس قطع کی علت جس نے نماز کو توڑ دیا' شیطان بتلائی گئی جو حیوان و انسان جو نمازی کے آگے سے گزریں دونوں میں بتلائی اور دوسری روایت میں جناب رسول اللہ ﷺ سے یہ ثابت ہو چکی کہ انسان کا گزرنا قاطع صلاۃ نہیں ہے اور اس مذکورہ بالا بیان کی درستی کی دلیل یہ ہے کہ ابن عمر ؓ سے جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرنے کے ساتھ ساتھ آپ کی وفات کے بعد ابن عمر ؓ کا یہ قول منقول ہے کہ مسلمان کی نماز کی کسی چیز کا گزرنا بھی قاطع نماز نہیں ہے۔

**تخریج**: بخاری فی الصلاۃ باب ۱۰۷' مسلم فی الصلاۃ ۲۷۳' ابن ماجہ فی الاقامہ باب ۴۰' نمبر ۹۵۸۔

**حاصل روایات**: ان کثیر روایات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ انسان کے آگے سے گزرنے یا لیٹنے سے نماز منقطع نہیں ہوتی اور ابن عمر' ابو سعید ؓ کی روایات میں تو نمازی کے سامنے سے گزرنے والے کو شیطان کہا گیا ہے اور ابوذر ؓ کی روایت میں سیاہ کتے کو نماز توڑنے والا قرار دیا۔ کیونکہ وہ شیطان ہے اس لئے نماز کو توڑ دیتا ہے اب نماز کو قطع کرنے والی علت تو ہر گزرنے والے میں موجود ہے خواہ وہ انسان ہو یا حیوان اور آپ ﷺ سے یہ بات ثابت ہو چکی کہ انسانوں کے گزرنے سے نماز نہیں ٹوٹتی تو انسان کے علاوہ بھی کسی چیز کے گزرنے سے نماز نہیں ٹوٹتی۔

## روایت ابن عمر ؓ کا جواب:

حضرت ابن عمر ؓ کی وہ روایت جو فصل اول میں گزر چکی اسی کے خلاف ان کا فتویٰ مذکور ہے ملاحظہ ہو۔

۲۶۰۰: حَدَّثَنَا يُونُسُ' قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ' عَنِ الزُّهْرِيِّ' عَنْ سَالِمٍ' قَالَ : قِيْلَ لِابْنِ عُمَرَ : أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عَيَّاشِ بْنِ رَبِيْعَةَ يَقُوْلُ (يَقْطَعُ الصَّلَاةَ الْكَلْبُ وَالْحِمَارُ). فَقَالَ' ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا (لَا يَقْطَعُ صَلَاةَ الْمُسْلِمِ شَيْءٌ) .

۲۶۰۰: سالم کہتے ہیں کہ کسی نے حضرت ابن عمر ؓ سے کہا کہ عبداللہ بن عیاش بن ربیعہ کہتا ہے کہ کتا اور گدھا نمازی کے آگے سے گزر جائیں تو نماز ٹوٹ جاتی ہے تو ابن عمر ؓ کہنے لگے مسلمان کی نماز کو کوئی چیز نہیں توڑتی۔ یعنی کسی چیز کا گزرنا۔

۲۶۰۱: حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ' قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ' عَنْ شُعْبَةَ' عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ' عَنْ نَافِعٍ' وَسَالِمٍ' عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ (لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ شَيْءٌ' وَادْرَءُ وْا مَا اسْتَطَعْتُمْ).

۲۶۶۰۱: سالم نے ابن عمر ؓ سے نقل کیا کہ نماز کو کوئی چیز آگے سے گزرنے سے نہیں توڑتی البتہ جہاں تک ممکن ہو اسے ہٹاؤ۔

**تخریج** : ابو داؤد فی الصلاۃ باب ۱۱۴' نمبر ۷۲۰۔

۲۶۰۲: حَدَّثَنَا صَالِحٌ' قَالَ : ثَنَا سَعِيْدٌ' قَالَ : ثَنَا هُشَيْمٌ' عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ' عَنْ نَافِعٍ' عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مِثْلَهُ .فَهٰذَا ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَدْ قَالَ هٰذَا بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ' وَقَدْ سَمِعَ ذٰلِكَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .فَقَدْ دَلَّ هٰذَا عَلٰى ثُبُوْتِ نَسْخِ مَا كَانَ سَمِعَهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ' حَتّٰى صَارَ مَا قَالَ بِهِ مِنْ هٰذَا' أَوْلٰى عِنْدَهُ .مِنْ ذٰلِكَ .وَأَمَّا الْقِتَالُ الْمَذْكُوْرُ فِيْ حَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا' وَأَبِيْ سَعِيْدٍ مِنَ الْمُصَلِّيْ' لِمَنْ أَرَادَ الْمُرُوْرَ بَيْنَ يَدَيْهِ' فَقَدْ يَحْتَمِلُ أَنْ يَكُوْنَ ذٰلِكَ أُبِيْحَ فِيْ وَقْتٍ كَانَتِ الْأَفْعَالُ فِيْهِ مُبَاحَةً فِي الصَّلَاةِ' ثُمَّ نُسِخَ ذٰلِكَ بِنَسْخِ الْأَفْعَالِ فِي الصَّلَاةِ .فَهٰذَا وَجْهُ هٰذَا الْبَابِ مِنْ طَرِيْقِ تَصْحِيْحِ مَعَانِي الْآثَارِ .وَأَمَّا وَجْهُهُ مِنْ طَرِيْقِ النَّظَرِ' فَإِنَّا رَأَيْنَاهُمْ لَا يَخْتَلِفُوْنَ فِي الْكَلْبِ غَيْرِ الْأَسْوَدِ' أَنَّ مُرُوْرَهُ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّيْ لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ .فَأَرَدْنَا أَنْ نَنْظُرَ فِيْ حُكْمِ الْأَسْوَدِ' هَلْ هُوَ كَذٰلِكَ أَمْ لَا؟ فَرَأَيْنَا الْكِلَابَ كُلَّهَا' حَرَامٌ أَكْلُ لُحُوْمِهَا' مَا كَانَ مِنْهَا أَسْوَدُ' وَمَا كَانَ مِنْهَا غَيْرَ أَسْوَدَ' فَلَمْ يَكُنْ حُرْمَةُ لُحُوْمِهَا لِأَلْوَانِهَا' وَلٰكِنْ لِعِلَلِهَا فِيْ أَنْفُسِهَا .وَكَذٰلِكَ كُلُّ مَا نُهِيَ أَكْلُهُ مِنْ كُلِّ ذِيْ نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ' وَكُلِّ ذِيْ مِخْلَبٍ مِنَ الطَّيْرِ' وَمِنَ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ' لَا يَفْتَرِقُ فِيْ ذٰلِكَ حُكْمُ شَيْءٍ مِنْهَا' لِاخْتِلَافِ أَلْوَانِهَا' وَكَذٰلِكَ أَسْآرُهَا كُلُّهَا .فَالنَّظَرُ عَلٰى ذٰلِكَ أَنْ يَكُوْنَ حُكْمُ الْكِلَابِ كُلِّهَا فِيْ مُرُوْرِهَا' بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّيْ سَوَاءً' فَكَمَا كَانَ غَيْرُ الْأَسْوَدِ مِنْهَا لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ' فَكَذٰلِكَ الْأَسْوَدُ .وَلَمَّا ثَبَتَ فِي الْكِلَابِ بِالنَّظَرِ مَا ذَكَرْنَا' كَانَ الْحِمَارُ أَوْلٰى أَنْ يَكُوْنَ كَذٰلِكَ' لِأَنَّهُ قَدْ اُخْتُلِفَ فِيْ أَكْلِ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ' فَأَجَازَهُ قَوْمٌ' وَكَرِهَهُ آخَرُوْنَ .فَإِذْ كَانَ مَا لَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ بِاتِّفَاقِ الْمُسْلِمِيْنَ' لَا يَقْطَعُ مُرُوْرُهُ الصَّلَاةَ' كَانَ مَا اُخْتُلِفَ فِيْ أَكْلِ لَحْمِهِ' أَحْرٰى أَنْ لَا يَقْطَعَ مُرُوْرُهُ الصَّلَاةَ .فَهٰذَا هُوَ النَّظَرُ فِيْ هٰذَا الْبَابِ' وَهُوَ قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ' وَأَبِيْ يُوْسُفَ' وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى .وَقَدْ رُوِيَ ذٰلِكَ أَيْضًا' عَنْ نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ، قَدْ ذَكَرْنَا، بَعْدَمَا رُوِيَ عَنْهُمْ، فِيمَا تَقَدَّمَ مِنْ هٰذَا الْبَابِ .وَقَدْ رُوِيَ عَنْهُمْ فِي ذٰلِكَ أَيْضًا .

۲۶۰۲: نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔ یہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ہیں جو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ کہہ رہے ہیں۔ یقیناً انہوں نے یہ بات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوگی۔ اس سے یہ دلالت مل گئی کہ جو کچھ انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا وہ منسوخ ہوا' تبھی تو یہ بات ان کے ہاں اس سے بہتر قرار پائی۔

اب رہی وہ روایت جس میں لڑنے کا تذکرہ ہے جس کو ابن عمر اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما نے روایت کیا ہے۔ اس میں احتمال ہے کہ یہ بھی اس وقت مباح تھا جب نماز میں کئی افعال مباح تھے پھر ان افعال کے منسوخ ہونے سے یہ بھی منسوخ ہو گیا۔ روایات کے معانی کی تصحیح کے لیے تو باب کا یہی مطلب ہے۔ اب نظر و فکر سے اس کو جانچتے ہیں۔ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ سب اس بات پر متفق ہیں کہ سیاہ کتے کے علاوہ کتا نمازی کے سامنے سے گزرے تو وہ نماز کو نہیں توڑتا۔ اب سیاہ کتے کا حکم دیکھنا چاہتے ہیں کہ وہ کس طرح ہے۔ چنانچہ ہم جانتے ہیں کہ تمام کتوں کا گوشت حرام ہے خواہ سیاہ ہو یا سفید وغیرہ اور سیاہ کے علاوہ میں گوشت کی حرمت کا سبب ان کی رنگتوں کا فرق نہیں بلکہ حرمت کا سبب وہ علل ہیں جو ان کی ذات میں پائی جاتی ہیں۔ اسی طرح وہ پرندے جو پنجے سے نوچ کر کھانے والے ہیں ان کے گوشت کی حرمت ان کی رنگت کی بناء پر نہیں اور گھریلو گدھے کا حکم ان کے رنگوں کے اختلاف سے مختلف نہیں ہوتا۔ ان کے جھوٹے کا بھی یہی حکم ہے۔ پس اس پر غور و فکر کا تقاضا یہ ہے کہ تمام کتے نماز کے سامنے گزرنے میں برابر ہیں تو جس طرح غیر سیاہ کتا نماز کے لیے قاطع نہیں اسی طرح سیاہ کتا بھی قاطع نہیں۔ مذکورہ قیاس کو سامنے رکھتے ہوئے کہا جائے گا کہ گدھا اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ اس کا حکم بھی یہی ہو۔ کیونکہ گھریلو گدھے کے گوشت میں بعض لوگوں نے اختلاف کیا' بعض نے اس کو جائز قرار دیا اور دوسروں نے اس کو مکروہ تحریمی قرار دیا۔ پس جب وہ جانور جن کا گوشت تمام مسلمان نہ کھانے پر متفق ہیں اس کے گزرنے سے نماز نہیں ٹوٹتی تو جس کے گوشت میں اختلاف ہے اس کے گزرنے سے بدرجہ اولیٰ نماز نہ ٹوٹنی چاہیے۔ اس باب میں نظر کا یہی تقاضا ہے اور یہی امام ابو حنیفہ' ابو یوسف' محمد رحمہم اللہ کا قول ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک عظیم جماعت سے مروی ہے۔ چند روایات اسی باب کے شروع میں گزریں۔ ان کی مرویات مزید ملاحظہ ہوں۔

**حاصل روایات:** یہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد فتویٰ دے رہے ہیں اور انہوں نے یقیناً جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہوگا۔

پس اس میں سابقہ روایت کے منسوخ ہونے کی واضح دلالت ہے کہ جو انہوں نے پہلے سنا تھا یہ اس سے اولیٰ تھا تبھی انہوں نے اختیار کیا۔

## مسئلہ قتال کا جواب:

رہا یہ کہ روایت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما و ابو سعید رضی اللہ عنہ میں گزرنے والے کے ساتھ لڑنے کا حکم ہے تو اس میں ایک احتمال یہ ہے کہ

اس وقت مباح تھا جب نماز میں کئی اور افعال مباح تھے پھر وہ افعال (کلام وغیرہ) جب منسوخ ہوئے تو یہ بھی منسوخ ہو گیا۔
یہ جو کچھ اب تک کہا گیا یہ آثار کے معانی کے تطبیق کو سامنے رکھ کر کہا گیا۔

## نظر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ:

غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات متفق علیہ ہے کہ سیاہ کتے کے علاوہ اگر کوئی کتا گزرے تو نماز نہیں ٹوٹتی اب ہم نے سیاہ کتے کے متعلق غور کیا کہ اس کا حکم وہی ہے یا مختلف ہے چنانچہ دیکھا کہ تمام کتوں کا گوشت حرام ہے خواہ کالے ہوں یا سرخ اور ان کے گوشت کی حرمت رنگت کی وجہ سے نہیں بلکہ بذات خود دوسری علتوں کی وجہ سے ہے جو دونوں میں پائی جاتی ہے اسی طرح ہر درندے کا گوشت کھانا حرام کیا گیا اور اسی طرح پنجے سے شکار کرنے والے پرندے کا گوشت بھی رحرام کیا گیا اس میں گھریلو پالتو گدھے وہ بھی حرمت میں شامل ہیں ان میں کوئی ایسا حرام جانور اور پرندہ نہیں کہ جن میں رنگت کے لحاظ سے حرمت کا فرق ہو بالکل اسی طرح ان کے جھوٹے پانی وغیرہ کا حکم بھی یکساں ہے نیلے پیلے کا چنداں فرق نہیں۔
پس تقاضائے نظر یہ ہے کہ تمام کتوں کے گزرنے کا حکم نمازی کے سامنے سے یکساں ہونا چاہئے کہ اگر سفید کتا نماز کو نہیں توڑتا تو سیاہ کے گزرنے سے بھی نماز نہ ٹوٹنی چاہئے۔ جب کتے کے متعلق یہ بات ثابت ہو چکی تو گدھا اس حکم کا اس سے زیادہ حقدار ہے کیونکہ اس کے گوشت کے متعلق تو بعض لوگوں سے حلت کا قول کیا ہے اگرچہ جمہور کا مسلک حرمت کا ہی ہے پس جب وہ کتا جس کا گوشت بالاتفاق حرام ہے اس کا گزرنا نماز کو نہیں توڑتا تو جس کے گوشت میں اختلاف ہو وہ زیادہ حقدار ہے کہ اس کے گزرنے سے نماز نہ ٹوٹے۔
یہ تقاضائے نظر ہے ہمارے ائمہ امام ابوحنیفہ' ابو یوسف' محمد رحمہم اللہ کا قول یہی ہے۔

## اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فتاویٰ جات:

۲۶۰۳: مَا حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا رَوْحٌ، قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ، وَسَعِيْدُ بْنُ أَبِي عَرُوْبَةَ، وَهِشَامُ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ عَلِيًّا وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَا : لَا يَقْطَعُ صَلَاةَ الْمُسْلِمِ شَيْءٌ، وَادْرَءُ وْا عَنْهَا مَا اسْتَطَعْتُمْ.

۲۶۰۳: سعید بن المسیب کہتے ہیں کہ حضرت علی' حضرت عثمان رضی اللہ عنہما نے فرمایا مسلمان کی نماز کو کسی کا گزرنا نہیں توڑتا البتہ گزرنے والے کو حتی الامکان روکا جائے۔

۲۶۰۴: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا رَوْحٌ، عَنْ إِسْرَائِيْلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ : لَا يَقْطَعُ صَلَاةَ الْمُسْلِمِ، الْكَلْبُ، وَلَا الْحِمَارُ، وَلَا الْمَرْأَةُ، وَلَا مَا سِوٰى ذٰلِكَ مِنَ الدَّوَابِّ، وَادْرَءُ وْا مَا اسْتَطَعْتُمْ.

۲۶۰۴: حارث نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ مسلمان کی نماز کو آگے گزرنے سے کتا' گدھا' عورت میں سے

کوئی چیز بھی نہیں توڑتی نہ اور کوئی جانور البتہ گزرنے والے کو حتی الامکان روکا جائے۔

۲۶۰۵: حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا وَهْبٌ قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُ كَانَ يُصَلِّيْ فَمَرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ رَجُلٌ .قَالَ : فَمَنَعْتُهُ فَغَلَبَنِيْ اِلَّا اَنْ يَّمُرَّ بَيْنَ يَدَيَّ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَكَانَ خَالَ ابْنِهٖ فَقَالَ : لَا يَضُرُّكَ.

۲۶۰۵: شعبہ سے سعید بن ابراہیم انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے ان کے سامنے سے آدمی گزرا انہوں نے اس کو روکا مگر وہ زور سے گزر گیا میں نے یہ بات عثمان رضی اللہ عنہ کو بتلائی (وہ ابراہیم کے ماموں لگتے تھے) تو انہوں نے فرمایا تیری نماز میں فرق نہیں پڑا (ابراہیم کی والدہ ام کلثومؓ بنت عقبہ حضرت عثمان کی اخیافی بہن تھیں)

۲۶۰۶: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ : حَدَّثَنِيْ بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرٍ اَنَّ بِشْرَ بْنَ سَعِيْدٍ وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ حَدَّثَاهُ اَنَّ اِبْرَاهِيْمَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ حَدَّثَهُمَا اَنَّهُ كَانَ فِيْ صَلَاةٍ فَمَرَّ بِهٖ سَلِيْطُ بْنُ اَبِيْ سَلِيْطٍ فَجَذَبَهُ اِبْرَاهِيْمُ فَخَرَّ فَشُجَّ .فَذَهَبَ اِلٰى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَاَرْسَلَ اِلَيَّ فَقَالَ لِيْ (مَا هٰذَا؟) فَقُلْتُ : مَرَّ بَيْنَ يَدَيَّ فَرَدَدْتُهُ لِئَلَّا يَقْطَعَ صَلَاتِيْ. قَالَ : وَيَقْطَعُ صَلَاتَكَ؟ قُلْتُ : اَنْتَ اَعْلَمُ قَالَ : اِنَّهُ لَا يَقْطَعُ صَلَاتَكَ .

۲۶۰۶: ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف نے بیان کیا کہ میں نماز میں مصروف تھا میرے سامنے سے سلیط بن ابی سلیط گزرا۔ ابراہیم نے اس کو کھینچا پس وہ گر پڑے اور ان کے سر پر زخم آ گیا سلیط عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے انہوں نے میری طرف پیغام بھیجا اور مجھے کہا یہ کیا حرکت ہے؟ میں نے کہا یہ میرے سامنے سے گزرا میں نے اس کو روکا تاکہ یہ میری نماز نہ توڑ دے آپ نے فرمایا اس کے گزرنے سے تیری نماز ٹوٹ جائے گی؟ میں نے کہا اس کا تو آپ کو علم ہے۔ آپ نے فرمایا اس کے گزرنے سے تمہاری نماز نہیں ٹوٹتی تھی۔

۲۶۰۷: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرَةَ قَالَ : ثَنَا رَوْحٌ قَالَ : ثَنَا اِسْرَائِيْلُ قَالَ : ثَنَا الزِّبْرِقَانُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ كَعْبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ : سَمِعْتُ حُذَيْفَةَ يَقُوْلُ : لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ شَيْءٌ .

۲۶۰۷: کعب بن عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت حذیفہ کو فرماتے سنا کسی کے آگے سے گزر جانے سے نماز نہیں ٹوٹتی۔

**نوٹ**: امام طحاوی رحمہ اللہ کا طرز عمل یہ ہے کہ جس مسئلہ کو دلائل سے مبرہن کر کے راجح قول کو ثابت کر چکتے ہیں تو اس پر مزید روشنی ڈالنے کے لئے آخر میں صحابہ و تابعین کے اعمال کو پیش کرتے ہیں یہاں اسی طرح کیا ہے۔

# بَابُ الرَّجُلِ يَنَامُ عَنِ الصَّلَاةِ أَوْ يَنْسَاهَا كَيْفَ يَقْضِيهَا

## چھوٹی ہوئی نماز کیسے ادا کی جائے؟

**خلاصۃ الزام:**

نمبر①: بعض اہل ظواہر جونماز رہ جائے اس کو دومرتبہ پڑھنے کو کہتے ہیں ایک جب یادآئے دوسرے جب اگلے دن اسی نماز کا وقت آئے۔

نمبر②: بعض محدثین کا قول ہے بعد والی نماز کے فرائض سے متصل ادا کرے گا۔

نمبر③: ائمہ اربعہ و جملہ محدثین رحمہم اللہ کے ہاں جس وقت یاد آئے اسی وقت پڑھنی لازم ہے ائمہ ثلاثہ اوقات ممنوعہ میں بھی درست کہتے ہیں مگر احناف اوقات ممنوعہ کے علاوہ میں لازم قرار دیتے ہیں۔

موقف فریق اوّل اور دلائل: متروکہ نماز کو دومرتبہ پڑھنا لازم ہے جب یاد آئے اور جب اگلے روز اس کا وقت آئے۔ دلائل یہ ہیں۔

۲۶۰۸: حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ قَالَ : ثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ الدَّارِيُّ قَالَ : ثَنَا مَسْلَمَةُ بْنُ عَلْقَمَةَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَوْلٰى بَنِي هَاشِمٍ عَنْ (ذِي مِخْبَرِ بْنِ أَخِي النَّجَاشِيِّ قَالَ : كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَنِمْنَا فَلَمْ نَسْتَيْقِظْ إِلَّا بِحَرِّ الشَّمْسِ فَتَنَحَّيْنَا مِنْ ذٰلِكَ الْمَكَانِ .قَالَ : فَصَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ حِيْنَ بَزَغَتِ الشَّمْسُ أَيْ طَلَعَتْ أَمَرَ بِلَالًا فَأَذَّنَ ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ فَصَلّٰى بِنَا الصَّلَاةَ .فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ قَالَ هٰذِهِ صَلَاتُنَا بِالْأَمْسِ).

۲۶۰۸: بنی ہاشم کے مولیٰ عباس بن عبدالرحمٰن نے ذی مخبر ابن اخی النجاشی سے روایت کی ہے کہ ہم جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے پس ہم سو گئے اور سورج کی گرمی سے ہم بیدار ہوئے پھر ہم اس جگہ سے دور ہوئے ہمیں جناب رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی جب دوسرا دن ہوا اور سورج طلوع ہوا تو بلال کو اذان کا حکم فرمایا انہوں نے اذان دی پھر ان کو اقامت کا حکم فرمایا پس ہمیں نماز پڑھائی جب نماز مکمل ہوگئی تو فرمایا یہ ہماری کل والی نماز ہے۔

**تخریج**: ابو داؤد فی الصلاۃ باب ۱۱، نمبر ٤٤٥۔

۲۶۰۹: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ : ثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ الطَّيَالِسِيُّ قَالَ : ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ

عَاصِمٍ الْاَحْوَلِ، عَنْ اَبِیْ مِجْلَزٍ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (مَنْ نَسِیَ صَلَاةً فَلْیُصَلِّهَا اِذَا ذَکَرَهَا مِنَ الْغَدِ لِلْوَقْتِ).

۲۶۰۹: ابومجلو نے حضرت سمرہ بن جندب سے انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ جو آدمی نماز پڑھنا بھول گیا تو اسے اگلے روز میں جب یاد آئے تو پڑھے۔

**تخریج** : بخاری فی المواقیت باب ۳۸۔

۲۶۱۰: حَدَّثَنَا اَبُوْ اُمَیَّةَ، قَالَ : ثَنَا شُرَیْحُ بْنُ النُّعْمَانِ الْجَوْهَرِیُّ، قَالَ : ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ بِشْرِ ابْنِ الْحَارِثِ، سَمِعْتُ سَمُرَةَ بْنَ جُنْدُبٍ یَقُوْلُ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ ذَکَرَ مِثْلَهُ .قَالَ اَبُوْ جَعْفَرٍ : فَذَهَبَ قَوْمٌ اِلٰی هٰذَا، فَقَالُوْا : هٰکَذَا یَفْعَلُ مَنْ نَامَ عَنْ صَلَاةٍ اَوْ نَسِیَهَا، وَاحْتَجُّوْا فِیْ ذٰلِكَ بِهٰذَیْنِ الْحَدِیْثَیْنِ .وَخَالَفَهُمْ فِیْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ فَقَالُوْا : بَلْ یُصَلِّیْهَا مَعَ الَّتِیْ تَلِیْهَا مِنَ الْمَکْتُوْبَةِ، وَلَیْسَ عَلَیْهِ غَیْرُ ذٰلِكَ .وَاحْتَجُّوْا فِیْ ذٰلِكَ بِمَا .

۲۶۱۰: بشر بن حارث کہتے ہیں کہ میں نے سمرہ بن جندبؓ سے سنا کہ فرماتے تھے جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پھر اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کچھ لوگ اس طرف گئے ہیں کہ جو شخص نماز سے سو جائے یا بھول جائے جب یاد آئے پڑھ لے۔انہوں نے مذکورہ بالا روایات سے استدلال کیا اور ان سے دیگر علماء نے اختلاف کیا اور کہا بلکہ وہ اس کو اپنی قریبی فرض نماز کے فرائض کے ساتھ ادا کر لے اور انہوں نے ان روایات سے استدلال کیا ہے۔

**تخریج** : مسند احمد ۲۲/۵۔

**حاصل روایات**: ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص سو جائے یا بھول کر اس سے نماز رہ جائے تو وہ جب یاد آئے اس وقت ادا کرے اور اگلے روز اسی وقت میں دوبارہ ادا کرے۔

## موقف فریق ثانی و دلائل:

متروکہ نماز کو بعد میں آنے والی نماز کے فرائض کے ساتھ ادا کرے صرف ایک مرتبہ ہی ادائیگی لازم ہے۔دلائل یہ ہیں:

۲۶۱۱: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ دَاوٗدَ، قَالَ : ثَنَا مَرْوَانُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ سَعْدٍ السَّمُرِیُّ، قَالَ : اَخْبَرَنِیْ مُحَمَّدُ ابْنُ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ حَبِیْبِ بْنِ سُلَیْمَانَ بْنِ سَمُرَةَ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ سَمُرَةَ، عَنْ حَبِیْبِ بْنِ سُلَیْمَانَ، عَنْ اَبِیْهِ، (عَنْ سَمُرَةَ اَنَّهُ کَتَبَ اِلٰی بَنِیْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یَاْمُرُهُمْ اِذَا شُغِلَ اَحَدُهُمْ عَنِ الصَّلَاةِ، اَوْ نَسِیَهَا حَتّٰی یَذْهَبَ حِیْنُهَا الَّذِیْ تُصَلّٰی فِیْهِ اَنْ یُصَلِّیَهَا مَعَ الَّتِیْ تَلِیْهَا مِنَ الصَّلَاةِ الْمَکْتُوْبَةِ). وَخَالَفَهُمْ فِیْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ فَقَالُوْا : بَلْ یُصَلِّیْهَا اِذَا ذَکَرَهَا،

وَإِنْ كَانَ ذٰلِكَ قَبْلَ دُخُوْلِ وَقْتِ الَّتِيْ تَلِيْهَا' وَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ غَيْرُ ذٰلِكَ .وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ بِحَدِيْثِ أَبِيْ قَتَادَةَ وَعِمْرَانَ' وَأَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ' (عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ نَامَ عَنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ حَتّٰى طَلَعَتِ الشَّمْسُ' فَصَلَّاهُمَا بَعْدَمَا اسْتَوَتْ' وَلَمْ يَنْتَظِرْ دُخُوْلَ وَقْتِ الظُّهْرِ) ، وَقَدْ ذَكَرْنَا ذٰلِكَ بِأَسَانِيْدِهٖ فِيْ غَيْرِ هٰذَا الْمَوْضِعِ مِنْ هٰذَا الْكِتَابِ .

۲۶۱۱: حبیب بن سلیمان نے سلیمان سے انہوں نے حضرت سمرہؓ سے نقل کیا کہ حضرت سمرہؓ نے اپنے بیٹوں کو لکھا جناب رسول اللہ ﷺ ہمیں اس وقت حکم فرماتے جبکہ ہم میں سے کوئی نماز سے مشغول ہو جاتا (اور وہ نماز اس سے رہ جاتی) یا بھول جاتا اور نماز کا وقت گزر جاتا تو آپ فرماتے اس کو اس نماز کے ساتھ پڑھا جائے جو فرض نماز اس کے قریب ہے' یہ دیگر حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے کہا۔ بلکہ اسے اسی وقت ادا کر لے جب اسے یاد آئے خواہ اگلی نماز کا وقت داخل ہونے سے پہلے ہی ہو۔ اس پر اس قضاء کے علاوہ کوئی چیز لازم نہیں۔ انہوں نے اس سلسلہ میں ابو قتادہ اور عمران اور ابو ہریرہ ؓ کی روایات سے استدلال کیا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نماز صبح سے سو گئے یہاں تک کہ سورج طلوع ہو گیا تو آپ نے اس کو سورج کی دھوپ کے برابر ہونے پر ادا فرما لیا' اس میں ظہر کے وقت کے داخل ہونے کا انتظار نہیں کیا۔ ہم اس روایت کو اس کے مکمل اسناد کے ساتھ دوسری جگہ ذکر کر چکے ہیں۔ دیگر روایات درج ذیل ہیں۔

**تخریج** : المعجم الکبیر ۷/۲۵٤۔

**حاصل روایات:** بھول جانے والی نماز آئندہ فرض نماز کے ساتھ ادا کی جائے اور یہ ایک ادائیگی اس پر لازم ہے اور کچھ نہیں۔

موقف فریق ثالث: بھولی ہوئی نماز کو جب یاد آئے اسی وقت اوقات مکروہ کو چھوڑ کر ادا کرے قریب والی نماز کا انتظار ضروری نہیں۔

دلائل روایات ابو قتادہ' عمران' حضرت ابو ہریرہ ؓ کی روایات ہیں۔

**۲۶۱۲: وَقَدْ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوُدَ' قَالَ : ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْوَاسِطِيُّ' عَنْ خَالِدٍ' عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ' عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ مَرْيَمَ' عَنْ أَبِيْهِ' قَالَ : (نَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهٗ عَنْ صَلَاةِ الْفَجْرِ حَتّٰى طَلَعَتِ الشَّمْسُ' فَأَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَالًا' فَأَذَّنَ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ' ثُمَّ أَمَرَهٗ فَأَقَامَ' فَصَلّٰى بِهِمَ الْمَكْتُوْبَةَ).**

۲۶۱۲: یزید بن مریم نے اپنے والد سے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام ؓ نماز فجر سے سو گئے یہاں تک کہ سورج طلوع ہو گیا آپ ﷺ نے بلال کو حکم دیا انہوں نے اذان دی پھر دو رکعت سنت ادا فرمائی پھر ان کو اقامت کہنے کا حکم فرمایا انہوں نے اقامت کہی تو آپ نے صحابہ کرام ؓ کو فرض نماز پڑھائی۔

**تخریج** : ۱/۱۰۲' نسائی فی المواقیت۔

۲۶۱۳: حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ، قَالَ : ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسٰى، قَالَ : أَنَا زَافِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ جَامِعِ بْنِ شَدَّادٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَلْقَمَةَ، عَنْ (ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ .فَلَمَّا كُنَّا بِدَهَاسٍ مِنَ الْأَرْضِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَكْلَؤُنَا اللَّيْلَةَ قَالَ بِلَالٌ : أَنَا، قَالَ إِذًا تَنَامُ فَنَامَ حَتّٰى طَلَعَتِ الشَّمْسُ، فَاسْتَيْقَظَ فُلَانٌ وَفُلَانٌ، فَقَالُوْا تَكَلَّمُوْا حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ، فَاسْتَيْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : اِفْعَلُوْا مَا كُنْتُمْ تَفْعَلُوْنَ، وَكَذٰلِكَ يَفْعَلُ مَنْ نَامَ أَوْ نَسِيَ). وَقَدْ رُوِيَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذٰلِكَ أَيْضًا .

۲۶۱۳: عبدالرحمٰن بن علقمہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ تبوک میں تھے۔ جب ہم ایک ریتلی زمین پر پہنچے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج رات کون ہماری نگرانی کرے گا بلال نے کہا میں۔ فرمایا پھر تو تو سو جائے گا وہ طلوع آفتاب تک سوتے رہے پس فلاں، فلاں بیدار ہوئے انہوں نے آپس میں کہا بات کرو تا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہو جائیں چنانچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہو گئے تو آپ نے فرمایا تم وہی کرو جو تم کیا کرتے تھے اور ہر نماز سے سونے والا یا بھولنے والا اسی طرح کرتا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اس سلسلہ میں روایات وارد ہیں۔

**تخریج** : ابو داؤد فی الصلاۃ باب ۱۰، نمبر ۴۴۷، مسند احمد ۱، ۴٦٤/۳۸٦۔

۲۶۱۴: مَا حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوٗدَ، قَالَ : ثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ، قَالَ : ثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : (مَنْ نَسِيَ صَلَاةً فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا). قَالَ هَمَّامٌ : ثُمَّ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ بِهٖ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَقَالَ : (أَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي).

۲۶۱۴: قتادہ نے انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کوئی نماز بھول گیا اسے اس وقت پڑھ لینی چاہئے جب اسے یاد آئے۔ ہمام راوی کہتے ہیں میں نے قتادہ کو بیان کرتے سنا تو انہوں نے اقم الصلاۃ لذکری کے الفاظ بھی کہے۔

**تخریج** : بخاری فی المواقیت باب ۳۷، مسلم فی المساجد ۳۱۴/۳۰۹، ۳۱٦/۳۱۵، ترمذی فی الصلاۃ باب ۱۷، نمبر ۱۷۸، نسائی فی المواقیت باب ۵۲، ۵۳۰، ابن ماجہ فی الصلاۃ باب ۱۰، ۱۱، ۲٦، والاقامہ باب ۱۲۲، موطا مالک ۲۵، مسند احمد ۳۱/۳۔

۲۶۱۵: حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ : ثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : (مَنْ نَسِيَ صَلَاةً فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا).

۲۶۱۵: ابوعوانہ نے قتادہ سے انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ اور انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے جو شخص کوئی نماز بھول جائے وہ یاد آنے پر پڑھ لے۔

**تخریج** : نسائی ۱, ۱۰۰ نحوہ۔

۲۶۱۶: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ، قَالَ : ثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ الْحَمِيْدِ، قَالَ : ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَبَاحٍ عَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ .فَفِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ مِنْ قَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَدُلُّ عَلٰى أَنْ لَا شَيْءَ عَلَيْهِ غَيْرُ قَضَائِهِ، لِأَنَّهُ ذَكَرَ مَنْ نَسِيَ صَلَاةً، ثُمَّ أَخْبَرَ بِمَا عَلَيْهِ .وَقَدْ رُوِيَ عَنْهُ أَيْضًا فِيْ ذٰلِكَ فِيْ غَيْرِ هٰذَا الْحَدِيْثِ، مَا قَدْ زَادَ عَلٰى هٰذَا اللَّفْظِ .

۲۶۱۶: عبداللہ بن رباح نے حضرت ابوقتادہؓ سے انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔اس روایت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس پر قضاء کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں ہے۔ کیونکہ آپ نے بھولی ہوئی نماز کا تذکرہ فرمایا۔آپ نے جو اس پر لازم ہوتا تھا وہ بتلایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے علاوہ بھی روایات ہیں جن میں اس سے اضافہ ہے۔ملاحظہ ہو۔

**حاصل روایات**: اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز بھولنے والے پر سوائے قضا نماز کے کوئی چیز لازم نہیں ہے۔

یہ روایت اس کے علاوہ الفاظ سے بھی روایت کی گئی ہے اور اس میں بعض لفظ زائد ہیں۔

۲۶۱۷: حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ : ثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ، قَالَ : ثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (مَنْ نَسِيَ صَلَاةً فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا، لَا كَفَّارَةَ لَهَا إِلَّا ذٰلِكَ). قَالَ : ثُمَّ سَمِعْتُهُ يُحَدِّثُ وَيَزِيْدُ فِيْهِ (أَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِيْ).

۲۶۱۷: قتادہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کوئی نماز بھول جائے اسے اس نماز کو اس وقت پڑھ لینا چاہئے جب اسے یاد آئے اس پر نماز بھولنے کا کوئی کفارہ نہیں ہے۔
راوی کہتے ہیں پھر میں نے ان کو خود بیان کرتے سنا تو وہ اس میں یہ اضافہ نقل کر رہے تھے۔اقم الصلاۃ لذکری۔

(طٰہٰ : ۱۴)

**تخریج** : بخاری و مسلم، ابو داؤد۔

۲۶۱۸: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَطَاءٍ، قَالَ : أَنَا سَعِيْدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : (مَنْ نَسِيَ صَلَاةً أَوْ نَامَ عَنْهَا، فَإِنَّ كَفَّارَتَهَا أَنْ يُصَلِّيَهَا إِذَا ذَكَرَهَا). فَلَمَّا قَالَ (لَا كَفَّارَةَ لَهَا إِلَّا ذٰلِكَ) اسْتَحَالَ أَنْ يَكُوْنَ عَلَيْهِ مَعَ ذٰلِكَ، غَيْرُهُ

لِأَنَّهُ لَوْ كَانَ عَلَيْهِ مَعَ ذٰلِكَ غَيْرُهُ إِذًا لَمَا كَانَ ذٰلِكَ كَفَّارَةً لَهَا .وَقَدْ رَوَى الْحَسَنُ عَنْ (عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ فِي حَدِيْثِ النَّوْمِ عَنِ الصَّلَاةِ حَتّٰى طَلَعَتِ الشَّمْسُ' أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّاهَا بِهِمْ .قَالَ : فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ' أَلَا نَقْضِيْهَا لِوَقْتِهَا مِنَ الْغَدِ؟ .فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَنْهَاكُمُ اللّٰهُ عَنِ الرِّبَا وَيَقْبَلُهُ مِنْكُمْ؟) وَقَدْ ذَكَرْنَا ذٰلِكَ بِإِسْنَادِهٖ فِي غَيْرِ هٰذَا الْمَوْضِعِ مِنْ هٰذَا الْكِتَابِ .فَلَمَّا سَأَلُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ' فَأَجَابَهُمْ بِمَا ذَكَرْنَا' اسْتَحَالَ أَنْ يَكُوْنُوْا عَرَفُوْا أَنْ يَقْضُوهَا مِنَ الْغَدِ إِلَّا بِمُعَايَنَتِهِمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ ذٰلِكَ فِيْمَا تَقَدَّمَ' أَوْ أَمَرَهُمْ بِهٖ أَمْرًا دَلَّ ذٰلِكَ عَلٰى نَسْخِ مَا رَوٰى ذُو مِخْبَرٍ وَسَمُرَةُ' وَأَنَّ هٰذَا كَانَ مُتَأَخِّرًا عَنْهُ' فَهُوَ أَوْلٰى مِنْهُ' لِأَنَّهُ نَاسِخٌ لَهُ .فَهٰذَا وَجْهُ هٰذَا الْبَابِ مِنْ طَرِيْقِ الْآثَارِ .وَأَمَّا مِنْ طَرِيْقِ النَّظَرِ فَإِنَّا رَأَيْنَا اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ' أَوْجَبَ الصَّلَاةَ لِمَوَاقِيْتِهَا' وَأَوْجَبَ الصِّيَامَ لِمِيْقَاتِهٖ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ ثُمَّ جَعَلَ عَلٰى مَنْ لَمْ يَصُمْ شَهْرَ رَمَضَانَ' عِدَّةً مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ' فَجَعَلَ قَضَاءَهُ فِي خِلَالِهٖ مِنَ الشُّهُوْرِ' وَلَمْ يَجْعَلْ مَعَ قَضَائِهٖ بِعَدَدِ أَيَّامِهٖ قَضَاءً مِثْلَهَا فِيْمَا بَعْدَ ذٰلِكَ .فَالنَّظَرُ عَلٰى مَا ذَكَرْنَا' أَنْ يَكُوْنَ كَذٰلِكَ الصَّلَاةُ إِذَا نُسِيَتْ' أَوْ فَاتَتْ' أَنْ يَكُوْنَ قَضَاؤُهَا يَجِبُ فِيْمَا بَعْدَهَا' وَإِنْ لَمْ يَكُنْ دَخَلَ وَقْتُ مِثْلِهَا .وَلَا يَجِبُ مَعَ قَضَائِهَا مَرَّةً قَضَاؤُهَا ثَانِيَةً قِيَاسًا وَنَظَرًا عَلٰى مَا ذَكَرْنَا مِنَ الصِّيَامِ الَّذِيْ وَصَفْنَا .وَهٰذَا قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ' وَأَبِيْ يُوْسُفَ' وَمُحَمَّدٍ' رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى .وَقَدْ رُوِيَ ذٰلِكَ عَنْ جَمَاعَةٍ مِنَ الْمُتَقَدِّمِيْنَ .

۲۶۱۸: قتادہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص کوئی نماز بھول جائے یا اس سے سو جائے اس کا کفارہ یہ ہے کہ اسے جب یاد آئے وہ ادا کرے۔ جب آپ نے یہ فرمایا کہ "لا کفارة لها الا ذلك" کہ اس کا یہی کفارہ ہے۔ تو اب یہ بات ناممکن ہے کہ اس کے ذمہ اس کے علاوہ اور چیز ہو۔ اگر اور کچھ لازم ہوتا تو اسی ہی کو کفارہ قرار نہ دیا جاتا اور حسن بصری رحمہ اللہ نے حضرت عمران رضی اللہ عنہ اس روایت میں تذکرہ کیا جس میں طلوع آفتاب تک نیند کا تذکرہ ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ان کو نماز پڑھائی۔ عمران کہتے ہیں ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم اس کو کل اس کے وقت میں قضاء نہ کریں۔ تو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا اللہ تعالیٰ تمہیں ربوا سے منع فرمائیں اور پھر تم سے قبول کریں۔ ہم نے اس روایت کو اس کی اسناد کے ساتھ اس کے علاوہ مقام میں ذکر کیا ہے۔ پس جب نبی اکرم ﷺ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سوال بھی کیا اور آپ نے ان کو مذکورہ جواب عنایت فرمایا تو یہ بات ناممکن ہے کہ انہوں نے قضاء کرنے کے متعلق جناب رسول اللہ ﷺ کے کسی سابقہ عمل یا حکم کے بغیر معلوم کیا ہو۔ اس سے یہ دلالت مل گئی کہ یہ ذومخبرہ اور سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے منسوخ ہونے کی

دلیل ہے اور یہ حکم متاخر ہے اور اس کا ناسخ ہونے کی وجہ سے اس سے اولیٰ ہے۔ آثار کے پیش نظر تو یہ اس باب کا حکم ہے۔ رہا نظر وفکر کے اعتبار سے تو وہ ہم اس طرح پاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں اپنے اپنے اوقات پر فرض فرمائی ہیں اور رمضان المبارک کے روزے کو ان کے وقت ماہ رمضان میں لازم فرمایا ہے۔ پھر جو رمضان المبارک کے روزے نہ رکھے اس کے لیے دوسرے دنوں سے گنتی کو مقرر فرمایا تو ان کی قضاء کو رمضان کے علاوہ مہینوں میں قرار دیا اور ان کی قضاء کے بعد اتنی تعداد اور اس کی مثل بطور قضاء رکھنے کا حکم نہیں فرمایا۔ پس غور وفکر کا تقاضا یہ ہے کہ نماز کا حکم بھی یہی ہو کہ جب وہ بھول جائے کہ اس کی قضاء ہی اس کے ذمہ لازم ہو خواہ اسی جیسی نماز کا وقت نہ داخل ہوا ہو اور اس کی ایک مرتبہ قضاء کے بعد دوسری مرتبہ لازم نہ ہو۔ ہماری مذکورہ بالا بحث سے قیاس ونظر کا یہی تقاضا معلوم ہوتا ہے جیسا کہ ہم نے روزے کے متعلق بیان کیا۔ یہ امام ابوحنیفہ ابو یوسف محمد رحمہم اللہ کا قول ہے اور متقدمین کی ایک جماعت سے بھی یہ بات مروی ہے۔ ملاحظہ ہو۔

**تخریج** : مسلم ۲٤۱/۱۔

**حاصل روایات:** جب اس روایت میں صاف فرمادیا کہ اس پر کفارہ نہیں ہے سوائے اس کے کہ وہ اس نماز کو پڑھ لے اب یہ بات ناممکن ہے کہ اس کے ذمہ اس نماز پر اور کوئی چیز لازم ہو کیونکہ اگر ہوتی تو پھر یہ نہ فرمایا جاتا کہ نماز پڑھنے کے علاوہ اس پر کوئی کفارہ نہیں ہے۔

اور حسن نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے حدیث :النوم عن الصلاۃ میں نقل فرمایا کہ سورج طلوع ہو گیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں وہ نماز پڑھائی عمران کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم اس کو اس کے وقت میں کل ادا نہ کریں تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا اللہ تعالیٰ تمہیں تو سود سے منع فرمائے اور تم سے اس کو پھر قبول کر لے؟ یہ روایت اپنی اسناد کے ساتھ پہلے مذکور ہو چکی ہے جب صحابہ کرام نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس سلسلہ میں سوال کیا اور آپ نے مذکورہ جواب عنایت فرمایا تو یہ ناممکن ہے کہ وہ یہ سمجھیں کہ وہ اس کو کل قضا کریں گے جبکہ وہ دیکھ چکے کہ آپ نے اس کو ابھی ادا فرمایا ہے یا ان کو ایسا حکم فرمایا ہے جو روایت ذومخمر اور سمرہ رضی اللہ عنہ کے حکم کو منسوخ ثابت کر رہا ہے اور یہ حکم اس کے بعد کا ہے اور ناسخ ہونے کی وجہ سے اولیٰ ہے۔

آثار کو سامنے رکھ کر یہ بات ہم نے عرض کر دی کہ فریق اوّل وثانی کی روایات منسوخ ہیں۔

## نظر طحاوی رحمہ اللہ:

ذرا غور سے نگاہ ڈالیں تو احکام الٰہی کے متعلق یہ بات نظر آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نماز کو اوقات پر لازم کیا ہے اور روزے شہر رمضان میں اپنے وقت پر فرض کیے ہیں پھر روزہ نہ رکھ سکنے والے پر رمضان کے دنوں کے برابر گنتی کو لازم کیا گیا ہے اور اس کی قضا علاوہ رمضان کسی بھی ماہ میں ادائیگی کی اجازت دی ہے ان کی قضا میں گنتی کو پورا کرنے کے علاوہ اور دنوں کی قضا کو ساتھ لاگو نہیں فرمایا۔

پس نظر کا تقاضا یہ ہے کہ نماز کو بھول جانے کی صورت میں ادائیگی کرتے ہوئے بھی یہی حکم ہو کہ فقط اتنی قضاء لازم ہو نہ تو اگلے دن اس کے وقت کے داخلے کا انتظار لازم ہو اور نہ ہی اس کی قضا دو مرتبہ لازم ہو نظر و قیاس اسی بات کو چاہتے ہیں جیسا کہ روزے کے بارے میں ذکر کیا گیا یہی ہمارے ائمہ ابوحنیفہ ابویوسف محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔

## اقوال متقدمین سے تائید:

۲۶۱۹: حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ، قَالَ : ثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : (مَنْ نَسِيَ صَلَاةً فَذَكَرَهَا مَعَ الْإِمَامِ فَلْيُصَلِّهِ مَعَهُ ثُمَّ لِيُصَلِّ الَّتِي نَسِيَ، ثُمَّ لِيُصَلِّ الْأُخْرٰى بَعْدَ ذٰلِكَ).

۲۶۱۹: نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا کہ جو نماز کو بھول جائے اسے امام کے ساتھ یاد آئے تو اس کے ساتھ وقتی نماز ادا کرے پھر بھولی ہوئی نماز پڑھے پھر دوسری اس کے بعد پڑھے۔

تخریج : دارقطنی فی سننہ ۱/۴۲۱' بیہقی فی السنن الکبریٰ ۲/۲۲۱۔

۲۶۲۰: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ عِمْرَانَ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ إِبْرَاهِيْمَ التَّرْجُمَانِيُّ، قَالَ : ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْجُمَحِيُّ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

۲۶۲۰: نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۲۶۲۱: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ : ثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ. وَقَوْلُهُ (فَلْيُصَلِّهِ مَعَهُ) فَذٰلِكَ مُحْتَمَلٌ -عِنْدَنَا- أَنْ يَفْعَلَ ذٰلِكَ عَلٰى أَنَّهَا لَهُ تَطَوُّعٌ.

۲۶۲۱: سعید بن عبدالرحمن نے روایت کی پھر انہوں نے اپنی سند سے اسی طرح نقل کی البتہ روایت کو مرفوع نقل نہیں کیا۔

فیصلہ: جو اوپر روایت میں گزرا اس میں احتمال ہے کہ اس کو نفلی نماز سمجھ کر پڑھے۔

۲۶۲۲: حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ : ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، قَالَ : ثَنَا هُشَيْمٌ، قَالَ : أَنَا مُغِيْرَةُ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، فِيْ رَجُلٍ نَسِيَ الظُّهْرَ، فَذَكَرَهَا، وَهُوَ فِي الْعَصْرِ. قَالَ : يَنْصَرِفُ فَيُصَلِّي الظُّهْرَ، ثُمَّ يُصَلِّي الْعَصْرَ.

۲۶۲۲: مغیرہ نے ابراہیم سے خبر دی کہ ایک آدمی نماز بھول گیا اسے عصر کے وقت یاد آیا تو ابراہیم فرمانے لگے وہ

نماز سے لوٹ جائے اور ظہر کی نماز پڑھے پھر عصر ادا کرے۔

۲۶۲۳: حَدَّثَنَا صَالِحٌ، قَالَ : ثَنَا سَعِيدٌ، قَالَ : ثَنَا هُشَيْمٌ، قَالَ : أَنَا مَنْصُورٌ وَيُونُسُ، عَنِ الْحَسَنِ، أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ : (يُتِمُّ الْعَصْرَ الَّتِي دَخَلَ فِيهَا، ثُمَّ يُصَلِّي الظُّهْرَ بَعْدَ ذٰلِكَ) .

۲۶۲۳: حسن رحمہ اللہ کہا کرتے تھے کہ یہ آدمی اس عصر کی نماز کو مکمل کرے پھر ظہر اس کے بعد ادا کرے۔

**نوٹ**: یہاں بھی امام طحاوی رحمہ اللہ نے فریق ثالث کے مسلک کے رجحان پر کثرت سے دلائل ذکر کئے پھر نظر ڈالی اور تائید کے طور پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کے فتاویٰ جات کو ذکر کیا۔ فجزاہ اللہ عنا و عن جمیع الامۃ۔

## بَابُ دِبَاغِ الْمَيْتَةِ، هَلْ يُطَهِّرُهَا أَمْ لَا؟

### مردار کا چمڑہ دباغت سے پاک ہوتا ہے یا نہیں؟

امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں بعض لوگوں کا خیال یہ ہے کہ مردار جانور کا چمڑہ پاک نہیں ہوتا خواہ اس کو رنگ لیا جائے اور اس پر نماز بھی درست نہیں۔ انہوں نے اس سلسلہ میں مندرجہ بالا روایات سے استدلال کیا ہے۔ مگر دیگر علماء نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے کہا جب مردار کے چمڑے یا اس کے پٹھوں کو دباغت دے دی جائے تو وہ پاک ہو جاتے ہیں ان سے نفع اٹھانے اور ان پر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ پہلے قول والوں کے خلاف ان کی دلیل حضرت ابن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ والی روایت سے ہے۔ جس کو ہم نے ذکر کر دیا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "مردار کے چمڑے اور پٹھوں سے مت نفع حاصل کرو" کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جب تک وہ مردار ہے اور اس کو دباغت نہیں دی گئی اس وقت تک اس سے فائدہ حاصل نہ کرو۔ کیونکہ جب مردار کی چربی کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے سائل کو اسی طرح کا جواب دیا۔ روایات ذیل میں ہیں۔

**خلاصۃ الزام**: امام مالک و احمد رحمہما اللہ کے ہاں مردار کا چمڑہ پٹھے کی طرح دباغت سے پاک نہیں ہوتا۔ اسی طرح ہڈی و سینگ بھی ناپاک ہیں۔ نمبر دو احناف و شوافع کے ہاں مردار کی کھال دباغت سے اور پٹھے سب پاک ہو جاتے ہیں البتہ شوافع سینگ وغیرہ کو ناپاک قرار دیتے ہیں۔

<u>فریق اوّل کا موقف اور دلیل</u>: مردار کی کھال دباغت سے ناپاک رہتی ہے اور پٹھے بھی اسی طرح ان سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ دلائل یہ ہیں۔

۲۶۲۴: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا أَبُو عَامِرٍ، وَوَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، قَالَا : ثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ (عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَكِيمٍ، قَالَ : قُرِئَ عَلَيْنَا كِتَابُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ بِأَرْضِ جُهَيْنَةَ، وَأَنَا غُلَامٌ شَابٌّ أَنْ لَا تَنْتَفِعُوا مِنَ الْمَيْتَةِ بِإِهَابٍ وَلَا عَصَبٍ).

۲۶۲۴: ابن ابی لیلیٰ نے عبداللہ بن حکیم سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط مبارک ہم کو پڑھ کر سنایا گیا ہم

اس وقت جہینہ کے علاقہ میں تھے میں اس وقت بھرپور جوان تھا خط کا مضمون یہ تھا مردار سے دباغت کر کے یا اس کے پٹھے سے ہرگز فائدہ مت اٹھاؤ۔

**تخریج** : بخاری فی البیوع باب ۱۵۱ ' الذبائح باب ۳ ' ابو داؤد فی اللباس باب ۳۹ ' نمبر ۴۱۲ ' ترمذی فی اللباس باب ۷ ' نمبر ۱۷۲۹ ' نسائی فی الفرع والعتیرة باب ۴ ' ۵ ' ابن ماجه فی اللباس باب ۲۶ ' نمبر ۳۶۱۳ ' دارمی فی الاضاحی باب ۲۰ ' مسند احمد ۴ / ۳۱۰۔

۲۶۲۵: حَدَّثَنَا أَبُوْ بِشْرٍ الرَّقِّيُّ ' قَالَ : ثَنَا شُجَاعٌ ' عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِیْ عُتْبَةَ ' عَنِ الْحَكَمِ ' فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ .غَيْرَ أَنَّهٗ قَالَ : (جَاءَ نَا كِتَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ).

۲۶۲۵: عبدالملک بن ابی عتبہ نے حکم سے روایت کی پھر انہوں نے اپنی سند سے روایت نقل کی ہے البتہ اس میں یہ الفاظ زائد ہیں: جاءنا کتاب رسول اللہ ﷺ۔

۲۶۲۶: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ يُوْنُسَ ' قَالَ : حَدَّثَنِیْ أَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ ' عَنِ الشَّيْبَانِيِّ ' عَنِ الْحَكَمِ ' فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ .غَيْرَ أَنَّهٗ قَالَ : (كَتَبَ إِلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ).

۲۶۲۶: اسباط بن محمد نے شیبانی سے انہوں نے حکم سے روایت نقل کی پھر اپنی اسناد سے روایت بیان کی ہے۔البتہ اس میں یہ الفاظ ہیں: کتب الینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

۲۶۲۷: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَمْرٍو الدِّمَشْقِيُّ ' قَالَ : ثَنَا أَبُوْ زُرْعَةَ ' قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُبَارَكِ ' قَالَ : ثَنَا صَدَقَةُ بْنُ خَالِدٍ ' عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِیْ مَرْيَمَ ' عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُخَيْمِرَةَ ' عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُكَيْمٍ ' قَالَ : حَدَّثَنِیْ (أَشْيَاخُ جُهَيْنَةَ ' قَالُوْا : أَتَانَا كِتَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ قُرِءَ إِلَيْنَا كِتَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَا تَنْتَفِعُوْا مِنَ الْمَيْتَةِ بِشَیْءٍ). قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلٰى أَنَّ جُلُوْدَ الْمَيْتَةِ لَا تَطْهُرُ ' وَإِنْ دُبِغَتْ ' وَلَا يَجُوْزُ الصَّلَاةُ عَلَيْهَا ' وَاحْتَجُّوْا فِیْ ذٰلِكَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ .وَخَالَفَهُمْ فِیْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ ' فَقَالُوْا : إِذَا دُبِغَ جِلْدُ الْمَيْتَةِ لَوْ عَصَبُهَا ' فَقَدْ طَهُرَ ' وَلَا بَأْسَ بِبَيْعِهٖ وَالْإِنْتِفَاعِ بِهٖ ' وَالصَّلَاةِ عَلَيْهَا .وَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ لَهُمْ عَلٰى أَهْلِ الْمَقَالَةِ الْأُوْلٰى فِيْمَا احْتَجُّوْا بِهٖ عَلَيْهِمْ ' مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ أَبِیْ لَيْلٰى الَّذِیْ ذَكَرْنَا ' أَنَّ قَوْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (لَا تَنْتَفِعُوْا مِنَ الْمَيْتَةِ بِإِهَابٍ وَلَا عَصَبٍ) فَقَدْ يَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ أَرَادَ بِذٰلِكَ مَا دَامَ مَيْتَةً غَيْرَ مَدْبُوْغٍ فَإِنَّهٗ قَدْ كَانَ يَسْأَلُ عَنِ الْإِنْتِفَاعِ لِشَحْمِ الْمَيْتَةِ ' فَأَجَابَ الَّذِیْ سَأَلَهٗ بِمِثْلِ هٰذَا .

۲۶۲۷: عبداللہ بن عکیم کہتے ہیں کہ مجھے جہینہ کے شیوخ نے بیان کیا کہ ہمارے پاس جناب رسول اللہ ﷺ کا خط آیا یا ہمارے لئے جناب رسول اللہ ﷺ کا خط پڑھا گیا کہ مردار کی کسی چیز سے فائدہ مت اٹھاؤ۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ

نے سوال کے ذریعہ کہ جس کا جواب جناب رسول اللہ ﷺ کی طرف سے یہ تھا کہ "مردار سے نفع حاصل نہ کرو" یہ خبر دی کہ یہ چربی سے فائدہ حاصل کرنے پر محمول ہے۔ مگر جس کو دباغت دی جائے یہاں تک کہ وہ مردار والی حالت سے نکل کر کسی اور معنی کو اختیار کرلے تو وہ پاک ہوجائے گی۔ جناب رسول اللہ ﷺ سے اس سلسلہ میں بہت سے صحیح و متواتر آثار وارد ہوئے ہیں جو اس معنی کی وضاحت کرنے والے ہیں اور اس دباغت سے اس کی پاکیزگی کی خبر دیتے ہیں۔ ذیل میں درج کیے جاتے ہیں۔

**تخریج** : ابو داؤد فی اللباس باب ۳۹' نمبر ۴۱۲۸۔

**حاصل روایات:** مردار کا چمڑہ پاک نہیں ہوسکتا خواہ اس کی دباغت کرلی جائے اور اس سے کسی قسم کا فائدہ حاصل نہیں کیا جاسکتا اگر اس کو دباغت دے دی جائے تب بھی اس پر نماز درست نہیں۔

موقف فریق ثانی و دلائل: مردار کا چمڑہ دباغت سے پاک ہوجاتا ہے اسی طرح اس کا پٹھہ بھی دباغت سے پاک ہوجاتا ہے تو وہ بھی پاک ہوجاتا ہے اس کو فروخت کرنے اور اس سے فائدہ اٹھانے اور اس پر نماز پڑھنے میں کوئی قباحت نہیں۔ دلیل یہ ہے۔

سابقہ روایات کا جواب: لا تنتفعوا من المیتۃ اس روایت کا یہ معنی بھی ہوسکتا ہے کہ جب تک وہ غیر مدبوغ رہیں آپ ﷺ سے مردار کی چربی کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے اسی طرح کا جواب دیا یعنی جب تک کھال کے ساتھ چربی لگی ہو تو حرام ہے اور دباغت سے چربی ختم ہوجاتی ہے اسی طرح اس سے مردار کی چربی کی حرمت مراد ہے۔

جیسا اس روایت سے واضح ہو رہا ہے۔

۲۶۲۸: حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ : ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ : حَدَّثَنِيْ زَمْعَةُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ (جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ : بَيْنَمَا أَنَا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَاءَهُ نَاسٌ، فَقَالُوْا : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِنَّ سَفِيْنَةً لَنَا انْكَسَرَتْ، وَإِنَّا وَجَدْنَا نَاقَةً سَمِيْنَةً مَيْتَةً، فَأَرَدْنَا أَنْ نَدْهُنَ بِهَا سَفِيْنَتَنَا، وَإِنَّمَا هِيَ عُوْدٌ، وَهِيَ عَلَى الْمَاءِ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَا تَنْتَفِعُوْا بِشَيْءٍ مِنَ الْمَيْتَةِ).

۲۶۲۸: ابوالزبیر ؓ نے جابر بن عبداللہ سے نقل کیا کہ ہم جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے اس وقت کچھ لوگ آئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ! ہماری ایک کشتی ٹوٹ گئی ہے ہم نے وہاں موٹی مردار اونٹنی پائی ہے ہم اس کی چربی کشتی پر مل کر اس کے سوراخ بند کرنا چاہتے ہیں اور وہ عود ہے اور کشتی پانی پر ہے آپ ﷺ نے فرمایا مردار کی کسی چیز سے نفع مت اٹھاؤ۔

**تخریج** : بخاری ۲۹۸/۱' مسلم ۲۳/۲۔

۲۶۲۹: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يُوْنُسَ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ، قَالَ : ثَنَا زَمْعَةُ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ. فَأَخْبَرَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِالسُّؤَالِ الَّذِيْ كَانَ قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ (لَا تَنْتَفِعُوْا بِالْمَيْتَةِ) جَوَابًا لَهُ' وَأَنَّ ذٰلِكَ عَلَى النَّهْيِ عَنِ الْاِنْتِفَاعِ بِشُحُوْمِهَا .فَأَمَّا مَا كَانَ يُدْبَغُ مِنْهَا حَتّٰى يَخْرُجَ مِنْ حَالِ الْمَيْتَةِ' وَيَعُوْدَ إِلٰى غَيْرِ مَعْنَى الْأُهُبِ' فَإِنَّهُ يَطْهُرُ بِذٰلِكَ .وَقَدْ جَاءَتْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آثَارٌ مُتَوَاتِرَةٌ صَحِيْحَةُ الْمَجِيْءِ، مُفَسَّرَةُ الْمَعْنٰى' تُخْبِرُ عَنْ طَهَارَةِ ذٰلِكَ الدِّبَاغِ .فَمِمَّا رُوِيَ فِيْ ذٰلِكَ

۲۶۲۹: ابو عاصم نے زمعہ سے بیان کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے روایت نقل کی ہے۔

**حاصل روایات:** اس روایت میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ **لاتنتفعوا بالمیتہ** کا فرمان چربی کے متعلق کئے جانے والے سوال کا جواب ہے گویا مردار کی چربی سے انتفاع کی ممانعت مذکور ہے باقی دباغت والی کھال وپٹھے تو مردار کی حالت سے نکل جاتے ہیں کچے چمڑے کے حکم میں نہیں رہتے۔

دباغت کے بعد کھال کی طہارت کے سلسلہ میں متواتر آثار وارد ہیں جنکا معنی بالکل واضح ہے ہم چند نقل کرتے ہیں۔

۲۶۳۰: مَا حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ' قَالَ : ثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ بَشَّارٍ' قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ' قَالَ : ثَنَا عَمْرٌو' عَنْ عَطَاءٍ' عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : (مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ مَيْتَةٍ لِمَيْمُوْنَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَقَالَ : لَوْ أَخَذُوْا إِهَابَهَا فَدَبَغُوْهُ فَانْتَفَعُوْا بِهٖ).

۲۶۳۰: عطاء نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک مردہ بکری کے پاس سے ہوا جو حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی تھی آپ نے فرمایا اگر اس کی کھال اتار کر دباغت کر لیتے اور اس سے فائدہ اٹھاتے تو مناسب تھا۔

**تخریج** : مسلم فی الحیض نمبر ۱۰۲' ابو داؤد فی اللباس باب ۳۸' نسائی فی الفرع باب ۵' مسند احمد ۳۲۹/۴' ۳۳۴۔

۲۶۳۱: حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ' قَالَ : أَنَا أُسَامَةُ' عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِيْ رَبَاحٍ' عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأَهْلِ شَاةٍ مَاتَتْ : أَلَا نَزَعْتُمْ جِلْدَهَا فَدَبَغْتُمُوْهُ' فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ).

۲۶۳۱: عطاء بن ابی رباح نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بکری والوں کو کہ جو مر گئی تم نے اس کی کھال کیوں نہ اتار لی' پھر اس کو دباغت دے کر اس سے فائدہ اٹھاتے۔

**تخریج** : ترمذی فی اللباس باب ۷' ۱۷۲۷۔

۲۶۳۲: حَدَّثَنَا أَبُوْ بِشْرٍ الرَّقِّيُّ' قَالَ : ثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ' عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ' قَالَ : أَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ' قَالَ : أَخْبَرَنِيْ عَطَاءٌ مُنْذُ حِيْنٍ' (عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا' قَالَ : أَخْبَرَتْنِيْ مَيْمُوْنَةُ عَنْ شَاةٍ مَاتَتْ' فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلَّا دَبَغْتُمْ إِهَابَهَا فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ).

۲۶۳۲: عطاء نے کچھ وقت سے مجھے ابن عباس ؓ سے یہ روایت نقل کی کہ مجھے میمونہ نے مردہ بکری کے بارے میں بتلایا تو جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تم نے اس کے چمڑے کو دباغت کر کے اس سے فائدہ کیوں نہ اٹھایا۔

**تخریج** : مسلم فی الحیض نمبر۱۰۳۔

۲۶۳۳: حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ، قَالَ : ثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ، وَأَسَدُ بْنُ مُوسٰى، قَالَا : ثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِي حَبِيْبٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، أَنَّهُ قَالَ : سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ : (مَاتَتْ شَاةٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَهْلِهَا أَلَا نَزَعْتُمْ جِلْدَهَا، فَدَبَغْتُمُوْهُ، فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ).

۲۶۳۳: عطاء بن ابی رباح کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباس ؓ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ ایک بکری مرگئی جناب رسول اللہ ﷺ نے بکری والوں کو فرمایا تم نے اس کی کھال کیوں نہ اتاری کہ اس کو دباغت دیتے اور فائدہ اٹھاتے۔

**تخریج** : روایت نمبر۲۶۳۱ کی تخریج ملاحظہ ہو۔

۲۶۳۴: حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ يَعْقُوْبَ بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : (مَاتَتْ شَاةٌ لِمَيْمُوْنَةَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلَّا انْتَفَعْتُمْ بِإِهَابِهَا قَالُوْا : إِنَّهَا مَيْتَةٌ، فَقَالَ : إِنَّ دِبَاغَ الْأَدِيْمِ طُهُوْرُهُ).

۲۶۳۴: عطاء نے حضرت ابن عباس ؓ سے نقل کیا کہ میمونہ ؓ کی ایک بکری مرگئی تو جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تم نے اس کی کھال کو دباغت کر کے اس سے کیوں فائدہ نہ اٹھایا انہوں نے کہا وہ تو مردار ہے آپ نے فرمایا کچے چمڑے کی طہارت دباغت کرنے میں ہے۔

**تخریج** : مسند احمد ۳۷۲/۱، ۴۷۶/۳، ۶/۵۔

۲۶۳۵: حَدَّثَنَا يُوْنُسُ، قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ وَعْلَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (أَيُّمَا إِهَابٍ دُبِغَ، فَقَدْ طَهُرَ).

۲۶۳۵: عبدالرحمٰن بن وعلہ نے ابن عباس ؓ سے نقل کیا کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو کچی کھال دباغت دے لی جائے تو وہ پاک ہو جاتی ہے یہ روایت کچھ الفاظ کے فرق سے ان مواضع میں موجود ہے۔

**تخریج** : مسلم فی الحیض ۱۰۵، ابو داؤد فی اللباس باب۳۸، ترمذی فی اللباس باب۷، نسائی فی الفرع باب۴، دارمی فی الاضاحی باب ۲۰، موطا مالک فی العید نمبر۱۷، مسند احمد ۲۱۹/۱، ۲۲۷، ۲۷۰، ۳۴۳، ۳۶۵، ۳۶۹۔

۲۶۳۶: حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ : أَنَا مَالِكٌ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنِ ابْنِ

وَعْلَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (إِذَا دُبِغَ الْأَدِيْمُ فَقَدْ طَهُرَ).

۲۶۳۶: ابن وعلہ نے ابن عباس ﷺ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کچے چمڑے کو دباغت دے دی جائے وہ پاک ہو جاتا ہے۔

**تخریج:** نمبر ۲۶۳۴ کو ملاحظہ کریں۔

۲۶۳۷: حَدَّثَنَا رَبِيْعٌ الْجِيزِيُّ قَالَ ثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ : أَنَا أَبُوْ غَسَّانَ قَالَ : حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ (عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ وَعْلَةَ أَنَّهُ قَالَ : قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا : إِنَّا نَغْزُوْ أَرْضَ الْمَغْرِبِ وَإِنَّمَا أَسْقِيَتُنَا جُلُوْدُ الْمَيْتَةِ .فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : أَيُّمَا مَسْكٍ دُبِغَ فَقَدْ طَهُرَ).

۲۶۳۷: عبدالرحمن بن وعلہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس ﷺ کو کہا ہم مغرب کی زمین میں جہاد کرتے تھے اور ہمارے مشکیزے مردار جانوروں کی کھالوں کے تھے (کھالوں کو دباغت دینے کے بعد بنائے گئے تھے) حضرت ابن عباس ﷺ کہنے لگے میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا جس کھال کو دباغت دے دی جائے وہ پاک ہو جاتی ہے۔

**اللغات:** مسك۔ چمڑہ۔

۲۶۳۸: حَدَّثَنَا رَبِيْعٌ الْجِيزِيُّ قَالَ : ثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ بَكْرِ بْنِ مُضَرَ قَالَ : ثَنَا أَبِي عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيْعَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا الْخَيْرِ يُخْبِرُ (عَنِ ابْنِ وَعْلَةَ أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَقَالَ : إِنَّا نَغْزُوْ هٰذَا الْمَغْرِبَ وَلَهُمْ قِرَبٌ يَكُوْنُ فِيهَا الْمَاءُ وَهُمْ أَهْلُ وَثَنٍ .فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا الدِّبَاغُ طُهُوْرٌ .فَقَالَ لَهُ ابْنُ وَعْلَةَ : عَنْ رَأْيِكَ أَمْ شَيْءٍ سَمِعْتَهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ : بَلْ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ).

۲۶۳۸: ابن وعلہ کی روایت ہے کہ میں نے ابن عباس ﷺ سے سوال کیا کہ ہم اس مغرب کے علاقہ میں جہاد میں جاتے ہیں ان لوگوں کے پاس مشکیزے ہوتے ہیں جن میں پانی پایا جاتا ہے وہ لوگ بت پرست ہیں ان کے پانی کا کیا حکم ہے ابن عباس ﷺ نے فرمایا دباغت کھال کو پاک کر دیتی ہے ابن وعلہ نے دوسرا سوال کیا یہ تم نے اپنے اجتہاد سے کہا یا جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا انہوں نے جواب دیا میں نے یہ جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔

**تخریج:** مسلم فی الحیض نمبر ۱۰۷۔

۲۶۳۹: حَدَّثَنَا رَبِيْعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ : ثَنَا أَسَدُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ : ثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ .ح .

۲۶۳۹: اسد بن موسیٰ نے عبدہ بن سلیمان سے روایت کی ہے۔

۲۶۴۰: وَحَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِسْحَاقَ بْنِ سَهْلٍ الْكُوفِيُّ قَالَ: ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى الْعَبْسِيُّ قَالَا جَمِيعًا: عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ (عَنْ سَوْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: مَاتَتْ لَنَا شَاةٌ فَدَبَغْنَا مَسْكَهَا فَمَا زِلْنَا نَنْتَبِذُ فِيهِ حَتّٰى صَارَ شَنًّا).

۲۶۴۰: عکرمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما انہوں نے امّ المؤمنین سودہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا کہ ہماری ایک بکری مرگئی ہم نے اس کی کھال کو دباغت دی ہم اس میں نبیذ بناتے رہے یہاں تک کہ وہ پرانی مشک بن گئی۔

**تخریج**: بخاری فی الایمان باب ۲۱ نسائی فی الفرع باب ٤ مسند احمد ٤٢٩/٦۔

**اللغات**: مسك۔ کھال ننتبذ۔ نبیذ کے لئے استعمال کرنا۔ شن۔ پرانی مشک۔

۲۶۴۱: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ دَاوُدَ وَفَهْدٌ قَالَا: ثَنَا أَبُو غَسَّانَ قَالَ: ثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (دِبَاغُ الْمَيْتَةِ طُهُورُهَا) هٰذَا لَفْظُ مُحَمَّدٍ وَأَمَّا فَهْدٌ فَقَالَ (دِبَاغُ الْمَيْتَةِ ذَكَاتُهَا).

۲۶۴۱: اسود نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مردہ جانور کی کھال کو دباغت دینے سے وہ پاک ہو جاتی ہے۔

یہ روایت محمد کے الفاظ ہیں فہد کے الفاظ یہ ہیں: دباغ المیتة ذکاتها۔

۲۶۴۲: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: ثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ: ثَنَا شَرِيكٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (دِبَاغُ الْمَيْتَةِ طُهُورُهَا).

۲۶۴۲: اسود نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مردار کی کھال کو دباغت دینا اس کو پاک کر دیتا ہے۔

۲۶۴۳: حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ: ثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ: ثَنَا أَبِي عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ: ثَنَا أَصْحَابُنَا عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

۲۶۴۳: اعمش کہتے ہیں ہمارے اصحاب نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح روایت کی ہے۔

۲۶۴۴: حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ: ثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ الْحَمِيدِ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ

عَنِ الْاَسْوَدِ، قَالَ : سَاَلْتُ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهَا عَنْ جُلُوْدِ الْمَیْتَةِ فَقَالَتْ : لَعَلَّ دِبَاغَهَا یَکُوْنُ طُهُوْرُهَا .

۲۶۴۴: اسود کہتے ہیں کہ میں نے جناب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مردار کی کھال کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے فرمایا ان کی دباغت ان کو یقیناً پاک کر دیتی ہے۔

۲۶۴۵: حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ : حَدَّثَنِی اللَّیْثُ، عَنْ کَثِیْرِ بْنِ فَرْقَدٍ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَالِكِ بْنِ حُذَافَةَ حَدَّثَهُ، عَنْ اُمِّهِ (الْعَالِیَةِ بِنْتِ سُبَیْعٍ، اَنَّ مَیْمُوْنَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهَا زَوْجَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَتْهَا اَنَّهُ مَرَّ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رِجَالٌ مِنْ قُرَیْشٍ، یَجُرُّوْنَ شَاةً لَهُمْ مِثْلَ الْحِمَارِ .فَقَالَ لَهُمُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَوْ اَخَذْتُمْ اِهَابَهَا قَالُوْا : اِنَّهَا مَیْتَةٌ قَالَ : یُطَهِّرُهَا الْمَاءُ وَالْقَرَظُ).

۲۶۴۵: عالیہ بنت سبیع (والدہ عبداللہ) کہتی ہیں کہ ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر قریش کے کچھ لوگوں کے پاس سے ہوا جو ایک مردار بکری گدھے کی طرح کھینچ رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا اگر تم اس کی کھال اتار لیتے انہوں نے کہا یہ مردہ ہے فرمایا اس کو پانی اور بلوط کا چھلکا پاک کر دے گا۔ (یہ دباغت کا ان دنوں طریقہ تھا) القرظ۔ بلوط کا درخت۔

**تخریج** : ابو داؤد فی اللباس باب۳۸، نمبر۴۱۲۶، نسائی فی الفرع باب۵، مسند احمد ۳۳۴/۶۔

۲۶۴۶: حَدَّثَنَا یُوْنُسُ، قَالَ : ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ : اَخْبَرَنِیْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ وَاللَّیْثُ، عَنْ کَثِیْرِ ابْنِ فَرْقَدٍ، فَذَکَرَ بِاِسْنَادِهٖ مِثْلَهُ .

۲۶۴۶: عمرو بن حارث اور لیث نے کثیر بن فرقد سے پھر انہوں نے اپنی اسناد سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔ یہ ہیں وہ آثار متواترہ جو دباغت سے چمڑے کی طہارت کو ثابت کرتے ہیں۔ اس کا مفہوم بالکل واضح ہے۔ چنانچہ یہ عبداللہ بن عکیم رضی اللہ عنہ کی روایت سے اولیٰ ہیں کیونکہ وہ ان آثار کے خلاف بات کی راہنمائی نہیں کرتی۔ اگر کوئی یہ اعتراض کرلے کہ مردار کے چمڑوں کی دباغت کا مباح ہونا اور ان کی طہارت اس دباغت کے ذریعہ یہ مردار کی حرمت سے پہلے تھی۔ تو اس کے مخالف دلیل اور اس کی دلیل کہ یہ حکم مردار کی تحریم کے بعد اور اللہ تعالیٰ کی اس تحریم میں داخل نہیں ہے۔ مندرجہ روایت ہے۔

۲۶۴۷: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ دَاوٗدَ، قَالَ : ثَنَا اَبُوْ عُمَرَ الْحَوْضِیُّ، قَالَ : ثَنَا هِشَامُ بْنُ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ قَتَادَةَ، عَنْ سَلْمَةَ بْنِ الْمُحَبِّقِ (اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دَعَا بِقِرْبَةٍ مِنْ عِنْدِ امْرَاَةٍ فِیْهَا مَاءٌ ، فَقَالَتْ : اِنَّهَا مَیْتَةٌ .فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

أَدَبَغْتِيهَا؟ فَقَالَتْ : نَعَمْ .فَقَالَ : دِبَاغُهَا ذَكَاتُهَا). فَقَدْ جَاءَتْ هٰذِهِ الْآثَارُ مُتَوَاتِرَةً فِي طُهُوْرِ جِلْدِ الْمَيْتَةِ بِالدِّبَاغِ وَهِيَ ظَاهِرَةُ الْمَعْنٰى .فَهِيَ أَوْلٰى مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُكَيْمٍ الَّذِيْ لَمْ يَدُلَّنَا عَلٰى خِلَافِ مَا جَاءَتْ بِهٖ هٰذِهِ الْآثَارُ .فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ : إِنَّ مَا كَانَ مِنْ إِبَاحَةِ دِبَاغِ جُلُوْدِ الْمَيْتَةِ وَطَهَارَتِهَا بِذٰلِكَ الدِّبَاغِ، إِنَّمَا كَانَ قَبْلَ تَحْرِيْمِ الْمَيْتَةِ، فَإِنَّ الْحُجَّةَ عَلَيْهِ فِيْ ذٰلِكَ .وَالدَّلِيْلُ عَلٰى أَنَّ ذٰلِكَ كَانَ بَعْدَ تَحْرِيْمِ الْمَيْتَةِ وَأَنَّ هٰذَا كَانَ غَيْرَ دَاخِلٍ فِيْمَا حَرُمَ مِنْهَا أَنَّ ابْنَ أَبِيْ دَاوُدَ .

۲۶۴۷: حارث بن قتادہ نے سلمہ بن محبق رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مشک منگوائی جو ایک عورت کے پاس تھی اس نے کہا یہ مردہ جانور کی کھال سے ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نے اس کی دباغت کی ہے اس نے کہا جی ہاں آپ نے فرمایا دباغت اس کو پاک کر دیتی ہے۔

**تخریج** : ابو داؤد فی اللباس باب۳۸، نمبر ۴۱۲۵، نسائی فی الفرع والعتیرة باب ۲۱۔

**حاصل روایات**: یہ متواتر آثار روایات میتہ کی کھال کے دباغت کے بعد پاک ہونے پر کھلے طور پر دلالت کر رہے ہیں یہ عبداللہ بن حکیم کی روایت سے اولیٰ تر ہیں جس میں دور تک ان آثار میں پائی جانے والی بات کے خلاف کوئی بات نہیں پائی جاتی۔

## ایک اشکال:

مردار کی کھال کا دباغت سے پاک ہو جانا یہ تحریم میتہ سے پہلے تھا میتہ کی تحریم کے بعد کھال کی تحریم بھی ثابت ہوگئی۔

**جواب**: تحریم میتہ کا حکم جب نازل ہوا تو اس حکم کا تعلق ان اجزاء سے تھا جو ماکولہ ہیں غیر ماکول اجزاء تو پہلے کی طرح اصل حکم پر رہے باقی یہ ارشادات تحریم میتہ کے بعد صادر فرمائے گئے ہیں پس تحریم میں تو داخل ہی نہیں۔ جیسا یہ روایات ثابت کر رہی ہیں۔

۲۶۴۸: قَدْ حَدَّثَنَا قَالَ : ثَنَا الْمُقَدَّمِيُّ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ، قَالَ : ثَنَا سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ .ح .

۲۶۴۸: ابوعوانہ نے سماک بن حرب سے روایت کی ہے۔

۲۶۴۹: وَحَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ : ثَنَا يُوْسُفُ بْنُ عَدِيٍّ، قَالَ : ثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : (مَاتَتْ شَاةٌ لِسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَقَالَتْ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَاتَتْ فُلَانَةُ، تَعْنِي الشَّاةَ، قَالَ : فَلَوْلَا أَخَذْتُمْ مَسْكَهَا؟ .فَقَالَتْ : نَأْخُذُ مَسْكَ شَاةٍ قَدْ مَاتَتْ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِنَّمَا قَالَ اللّٰهُ (قُلْ لَّا أَجِدُ فِيْمَا أُوْحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ) الْآيَةَ، فَإِنَّهُ لَا بَأْسَ بِأَنْ تَدْبُغُوْهُ فَتَنْتَفِعُوْا بِهٖ .قَالَتْ : فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهَا، فَسَلَخَتْ مَسْكَهَا فَدَبَغَتْهُ، فَاتَّخَذَتْ مِنْهُ قِرْبَةً، حَتّٰى تَخَرَّقَتْ) : فَفِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا سَأَلَتْهُ عَنْ ذٰلِكَ، قَرَأَ عَلَيْهَا الْآيَةَ الَّتِيْ نَزَلَ فِيْهَا

تَحْرِيْمُ الْمَيْتَةِ .فَأَعْلَمَهَا بِذٰلِكَ أَنَّ مَا حَرُمَ عَلَيْهِمْ بِتِلْكَ الْآيَةِ مِنَ الشَّاةِ حِيْنَ مَاتَتْ إِنَّمَا هُوَ الَّذِیْ يُطْعَمُ مِنْهَا إِذَا ذُكِّيَتْ لَا غَيْرُ، وَأَنَّ الْإِنْتِفَاعَ بِجُلُوْدِهَا إِذَا دُبِغَتْ، غَيْرُ دَاخِلٍ فِیْ ذٰلِكَ الَّذِیْ حَرُمَ مِنْهَا .وَقَدْ رَوٰى عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَيْضًا، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا نَحْوًا مِنْ ذٰلِكَ .

۲۶۴۹: عکرمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سودہؓ کی بکری مرگئی اس نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بکری مرگئی آپ نے فرمایا تم اس کی کھال کیوں نہ اتار لی؟ اس نے کہا کیا ہم مردہ بکری کی کھال اتار لیں؟ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: قل لا اجد فی ما اوحی الی محرما علی طاعم یطعمہ (۱۰ الانعام۔۱۴۵) اس میں کوئی حرج نہیں کہ تم اس کی کھال کو دباغت دے کر استعمال میں لاؤ۔ سودہ کہنے لگیں میں نے اس کی طرف پیغام بھیجا تو انہوں نے کھال اتروا کر اس کو دباغت دی پس اس سے میں نے ایک مشکیزہ بنایا (اس کو استعمال کرتی رہی) یہاں تک کہ وہ پھٹ گئی۔ اس روایت میں اس طرح ہے کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق سوال کیا گیا تو آپؐ نے اس کے سامنے تحریم مردار والی آیت تلاوت فرمائی اور اس کو بتلا دیا اس حکم کے ذریعہ مردار بکری کا کھانا حرام کر دیا گیا خواہ اس کو ذبح کر دیا جائے اس کے علاوہ نہیں اور دباغت کے بعد اس کے چمڑے سے فائدہ حاصل کرنا تو اس حرمت میں شامل نہیں۔ چنانچہ حضرت عبیداللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اس طرح کی روایت کی ہے۔ ملاحظہ ہو۔

**حاصل روایات:** اس روایت میں صاف موجود ہے کہ جب حضرت سودہؓ نے سوال کیا تو آپ نے تحریم میتہ والی آیت استشہاد میں پڑھی اور اسے بتلایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت سے اس مردہ بکری سے گوشت کو حرام کیا ہے اگر وہ ذبح کر لی جائے تو گوشت حلال ہوگا آپ نے واضح فرما دیا کہ جب چمڑے کو دباغت دے دی جائے تو وہ پاک ہو جاتا ہے وہ اس تحریم والی آیت کی تحریم میں شامل ہی نہیں اور عبیداللہ بن عبداللہ کی روایت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح کی موجود ہے۔ روایت یہ ہے۔

۲۶۵۰: حَدَّثَنَا يُوْنُسُ، قَالَ: أَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِیْ يُوْنُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ شَاةً مَيْتَةً أُعْطِيَتْهَا مَوْلَاةٌ لِمَيْمُوْنَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا مِنَ الصَّدَقَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَّا انْتَفَعْتُمْ بِجِلْدِهَا قَالُوْا : إِنَّهَا مَيْتَةٌ، قَالَ إِنَّمَا حَرُمَ أَكْلُهَا). فَدَلَّ ذٰلِكَ عَلٰى أَنَّ الَّذِیْ حَرُمَ مِنَ الشَّاةِ بِمَوْتِهَا، هُوَ الَّذِیْ يُرَادُ مِنْهَا لِلْأَكْلِ لَا غَيْرُ ذٰلِكَ مِنْ جُلُوْدِهَا وَعَصَبِهَا .فَهٰذَا وَجْهُ هٰذَا الْبَابِ مِنْ طَرِيْقِ الْآثَارِ .وَأَمَّا وَجْهُهُ مِنْ طَرِيْقِ النَّظَرِ، فَإِنَّا قَدْ رَأَيْنَا الْأَصْلَ الْمُجْتَمَعَ عَلَيْهِ أَنَّ الْعَصِيْرَ لَا بَأْسَ بِشُرْبِهٖ، وَالْإِنْتِفَاعِ بِهٖ، مَا لَمْ يَحْدُثْ فِيْهِ صِفَاتُ الْخَمْرِ .فَإِذَا حَدَثَتْ فِيْهِ صِفَاتُ الْخَمْرِ، حَرُمَ بِذٰلِكَ، ثُمَّ لَا يَزَالُ حَرَامٌ كَذٰلِكَ حَتّٰى تَحْدُثَ فِيْهِ صِفَاتُ الْخَلِّ

.فَإِذَا حَدَثَتْ فِيهِ صِفَاتُ الْخَلِّ حَلَّ .فَكَانَ يَحِلُّ بِحُدُوْثِ الصِّفَةِ' وَيَحْرُمُ بِحُدُوْثِ صِفَةٍ غَيْرِهَا' وَإِنْ كَانَ بَدَنًا وَاحِدًا .فَالنَّظَرُ عَلٰى ذٰلِكَ أَنْ يَكُوْنَ كَذٰلِكَ جِلْدُ الْمَيْتَةِ' يَحْرُمُ بِحُدُوْثِهِ صِفَةُ الْمَوْتِ فِيهِ' وَيَحِلُّ بِحُدُوْثِ صِفَةِ الْأَمْتِعَةِ فِيهِ مِنَ الثِّيَابِ وَغَيْرِهَا فِيهِ .وَإِذَا دُبِغَ فَصَارَ كَالْجُلُوْدِ وَالْأَمْتِعَةِ' فَقَدْ حَدَثَتْ فِيهِ صِفَةُ الْحَلَالِ .فَالنَّظَرُ عَلٰى مَا ذَكَرْنَا أَنْ يَحِلَّ أَيْضًا بِحُدُوْثِ تِلْكَ الصِّفَةِ فِيهِ .وَحُجَّةٌ أُخْرٰى : أَنَّا قَدْ رَأَيْنَا أَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ' لَمَّا أَسْلَمُوْا' لَمْ يَأْمُرْهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِطَرْحِ نِعَالِهِمْ وَخِفَافِهِمْ وَأَنْطَاعِهِمْ' الَّتِيْ كَانُوْا اتَّخَذُوْهَا فِيْ حَالِ جَاهِلِيَّتِهِمْ' وَإِنَّمَا كَانَ ذٰلِكَ مِنْ مَيْتَةٍ' أَوْ مِنْ ذَبِيحَةٍ .فَذَبِيحَتُهُمْ حِيْنَئِذٍ إِنَّمَا كَانَتْ ذَبِيحَةَ أَهْلِ الْأَوْثَانِ' فَهِيَ -فِيْ حُرْمَتِهَا عَلٰى أَهْلِ الْإِسْلَامِ- كَحُرْمَةِ الْمَيْتَةِ .فَلَمَّا لَمْ يَأْمُرْهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِطَرْحِ ذٰلِكَ' وَتَرْكِ الْاِنْتِفَاعِ بِهٖ' ثَبَتَ أَنَّ ذٰلِكَ كَانَ قَدْ خَرَجَ مِنْ حُكْمِ الْمَيْتَةِ وَنَجَاسَتِهَا بِالدِّبَاغِ' إِلٰى حُكْمِ سَائِرِ الْأَمْتِعَةِ وَطَهَارَتِهَا .وَكَذٰلِكَ كَانُوْا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا افْتَتَحُوْا بُلْدَانَ الْمُشْرِكِيْنَ لَا يَأْمُرُهُمْ بِأَنْ يَتَحَامَوْا خِفَافَهُمْ وَنِعَالَهُمْ وَأَنْطَاعَهُمْ وَسَائِرَ جُلُوْدِهِمْ' فَلَا يَأْخُذُوْا مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا' بَلْ كَانَ لَا يَمْنَعُهُمْ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ' فَذٰلِكَ دَلِيْلٌ أَيْضًا' عَلٰى طَهَارَةِ الْجُلُوْدِ بِالدِّبَاغِ .وَلَقَدْ رُوِيَ فِيْ هٰذَا عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ

۲۶۵۰: عبیداللہ بن عبداللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مردہ بکری پائی جو حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی لونڈی کو صدقہ میں دی گئی تھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے اس کی کھال سے فائدہ کیوں نہیں اٹھایا انہوں نے کہا کہ وہ مردہ ہے آپ نے فرمایا اس کا کھانا حرام ہے۔اس روایت سے یہ دلالت مل گئی کہ بکری کی موت سے جو چیز حرام ہوئی وہ اس کے گوشت کا کھانا ہے نہ کہ پوست اور پٹھا۔آثار کے پیش نظر اس باب کا یہی مفہوم ہے۔البتہ نظر وفکر کے لحاظ سے تو ملاحظہ فرمائیں۔ہم دیکھتے ہیں کہ ایک اتفاقی قاعدہ انگور کے نچوڑ سے فائدہ حاصل کرنا جائز ہے جب تک کہ اس میں شراب کی خصوصیات پیدا نہ ہوں' جب شراب کی صفات اس میں پیدا ہو جائیں تو اس سے وہ حرام ہو جائے گا۔پھر وہ حرام باقی رہے گا جب تک اس میں سرکہ کی صفات پیدا نہ کی جائیں۔پس جب اس میں سرکے والی صفات آ جائیں گی تو وہ حلال ہو جائے گا۔تو گویا وہ چند صفات کے آنے سے حرام ہوا اور جدید صفات کے پیدا ہونے سے حلال ہو گیا' جو پہلے سے مختلف تھیں۔اگرچہ اس کا وجود ایک ہی ہو۔پس غور وفکر کا تقاضا یہ ہے کہ مردار کے چمڑے کا حال بھی اسی طرح ہو۔کہ جب اس میں صفات میت پیدا ہو جائیں تو حرام ہو جائے اور جب اس میں برتنے کی چیزوں والی صفات آ جائیں تو وہ اس وقت حلال ہو جائیں مثلاً کپڑے وغیرہ۔جب اس میں دباغت کر لی گئی تو وہ چمڑے اور سامان کی طرح ہو گیا۔اس سے اس میں حلت کی

صفت آ گئی۔ اس گزشتہ بات پر قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ اس صفت کے آ جانے سے وہ حلال ہو جائے۔ ایک اور دلیل سنیئے! ہم دیکھتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب اسلام لائے تو آپؐ نے ان کو جوتے اور موزے اور چمڑے پھینک دینے کا حکم نہیں فرمایا جن کو انہوں نے زمانہ جاہلیت میں حاصل کیا تھا اور بلاشبہ وہ مردار کی کھال یا ذبیحہ کی کھال سے تھے اور ان کا ذبیحہ بھی تو بت پرستوں کا ذبیحہ ہے۔ بت پرستوں کا ذبیحہ مسلمان کے لیے مردار کا حکم رکھتا ہے۔ پس جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پھینکنے کا حکم نہ فرمایا اور ان کو اس سے فائدہ حاصل کرنے دیا۔ اس سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ وہ مردار کے حکم سے خارج تھے اور دباغت کی وجہ ان کی نجاست دوسرے سامان کی طرح طہارت میں بدل چکی تھی۔ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں اسی طرح رہتے تھے جب وہ مشرکین کے کسی علاقہ کو فتح کرتے تو آپ انہیں ان کے موزوں' جوتوں' چمڑوں دیگر کھالوں کو پھینکنے کا حکم نہ فرماتے تھے بلکہ ان کو ان میں سے کسی چیز کے استعمال سے نہ روکتے تھے۔ اس میں ان چمڑوں کے دباغت کے ساتھ پاک ہونے کی دلیل ہے۔ یہ بات حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اس طرح مروی ہے۔ ذیل میں ملاحظہ ہو

**تخریج** : بخاری فی الزکاۃ باب ٦١' مسلم فی الحیض نمبر١٠١' ابو داؤد فی اللباس باب٣٨' نمبر ٤١٢٠' نسائی فی الفرع والعتیرہ باب ٤' ابن ماجہ فی اللباس باب ٢٥' نمبر ٣٦١٠' موطا مالك نمبر١٦۔

**حاصل روایات:** مرنے سے بکری کا گوشت حرام ہوا اور وہی مراد ہے کھال اور پٹھے تو کھائے نہیں جاتے کہ وہ اس تحریم کے حکم میں آئیں۔

آثار کے طریقہ سے تو اس باب کا یہ حکم ہے۔ بطریق نظر اس کا حکم ہم بیان کئے دیتے ہیں۔

## نظر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ:

اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ عصیر عنب وغیرہ کو پینا اور اس سے فائدہ حاصل کرنے میں کوئی حرج نہیں جب تک کہ اس میں شراب کی خصوصیات پیدا نہ ہوں جب اس میں شراب کی خصوصیات آ جائیں گی تو وہ حرام ہوگا اور پھر وہ حرام ہی رہے گا یہاں تک کہ اس میں سرکہ کی صفات پیدا نہ ہوں جب سرکہ کی صفات آ جائیں تو حلال ہو جائے گا۔

تو گویا صفات کے پائے جانے سے اس کے حکم حلت و حرمت میں فرق پڑ گیا خواہ وہ ایک ہی شے تھی۔ پس مردار کے چمڑے کا حال بھی کچھ اسی طرح نظر آتا ہے موت کی صفت پیدا ہوتے ہی حرام ہو گیا اور کپڑے وغیرہ استعمالی چیز کی صفت پیدا ہونے سے حلال بن گیا دباغت سے پہلے وہ ناپاک تھا اب دباغت کے بعد وہ پاک ہو گیا۔

## نظر ثانی:

جب اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایمان لائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جوتے' موزے' بچھانے والے چمڑے پھینکنے کا حکم نہیں فرمایا جو انہوں نے زمانہ جاہلیت میں بنائے تھے حالانکہ وہ مردار جانور یا مذبوحہ جانوروں سے حاصل شدہ کھالوں سے بنے ہوئے تھے

بلکہ ان کا ذبیحہ بھی بتوں کے نام نیازات کا ذبیحہ تھا اور وہ تو مسلمان کے لئے مردار سے کم درجہ نہیں بلکہ اس سے بڑھ کر ہے۔ جب جناب رسول اللہ ﷺ نے ان کو پھینکنے دینے اور ان سے انتفاع ترک کرنے کا نہیں فرمایا تو اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ وہ دباغت کی وجہ سے نجاست سے خارج ہو چکے تھے اور ان کا حکم عام سامان کی طرح طہارت کا ہو چکا تھا بالکل اسی طرح جب صحابہ کرام نے مشرکین کے علاقوں کو فتح کیا تو ان کے جوتوں' موزوں اور تمام چمڑوں اور بچھانے والے چمڑوں سے بچنے کا حکم نہیں فرمایا کہ ان میں سے کسی چیز کو مت لو بلکہ ان کی کسی ایسی چیز سے نہیں روکا یہ بھی دلیل ہے کہ دباغت سے ان کے چمڑے وغیرہ پاک ہو گئے۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایات اس کی موید ہیں ملاحظہ ہوں۔

۲۶۵۱: مَا قَدْ حَدَّثَنَا فَهْدٌ' قَالَ : أَبُوْ غَسَّانَ' قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَاشِدٍ' عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوْسٰى' عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِيْ رَبَاحٍ' عَنْ (جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كُنَّا نُصِيْبُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَغَانِمِنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ الْأَسْقِيَةَ' فَنَقْتَسِمُهَا وَكُلُّهَا مَيْتَةٌ' فَنَنْتَفِعُ بِذٰلِكَ) ، فَدَلَّ ذٰلِكَ عَلٰى مَا ذَكَرْنَا .وَهٰذَا جَابِرٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ هٰذَا' وَقَدْ حَدَثَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ : (لَا تَنْتَفِعُوْا مِنَ الْمَيْتَةِ بِشَيْءٍ). فَلَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ -عِنْدَهُ- بِمُضَادٍّ لِهٰذَا. فَثَبَتَ أَنَّ مَعْنٰى حَدِيْثِهِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (لَا تَنْتَفِعُوْا مِنَ الْمَيْتَةِ بِشَيْءٍ) غَيْرُ مَعْنٰى حَدِيْثِهِ الْآخَرِ' وَأَنَّ الشَّيْءَ الْمُحَرَّمَ مِنَ الْمَيْتَةِ فِيْ ذٰلِكَ الْحَدِيْثِ' هُوَ غَيْرُ الْمُبَاحِ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ .فَكَذٰلِكَ أَيْضًا مَا رَوٰى عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُكَيْمٍ' عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ' مِمَّا نُهِيَ عَنِ الْإِنْتِفَاعِ بِهِ مِنَ الْمَيْتَةِ' وَهُوَ غَيْرُ مَا أَبَاحَ فِيْ هٰذِهِ الْآثَارِ مِنْ أُهُبِهَا الْمَدْبُوْغَةِ' حَتّٰى تَتَّفِقَ هٰذِهِ الْآثَارُ' وَلَا يُضَادُّ بَعْضُهَا بَعْضًا .وَهٰذَا الَّذِيْ ذَهَبْنَا إِلَيْهِ فِيْ هٰذَا الْبَابِ' مِنْ طَهَارَةِ جُلُوْدِ الْمَيْتَةِ بِالدِّبَاغِ' قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ' وَأَبِيْ يُوْسُفَ' وَمُحَمَّدٍ' رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى .

۲۶۵۱: عطاء بن ابی رباح نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ ہم جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مشرکین کے غنائم میں مشکیزے پاتے جو مردار کی کھالوں کے ہوتے ہم ان کو باہمی تقسیم کرتے اور ان سے نفع اٹھاتے۔ اس روایت مذکورہ سے یہ دلالت میسر آ گئی کہ یہی جابر رضی اللہ عنہ یہاں یہ فرما رہے ہیں اور دوسری طرف یہی اس "لا تنتفعوا......" (الحدیث) والی روایت کے راوی ہیں۔ پس یہ روایت اس روایت کے متضاد نہیں ہو سکتی۔ اس سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ ان کی "لا تنتفعوا......" (الحدیث) والی روایت کا معنی اس روایت سے مختلف ہے اور میتہ کی جو چیز حرام جس کا اس روایت میں تذکرہ ہے وہ اس چیز میں مذکور مباح چیز سے مختلف ہے۔ اسی طرح عبداللہ بن عکیم رضی اللہ عنہ نے جو جناب رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کی ہے جس میں مردار سے نفع اٹھانا حرام فرمایا وہ اس سے الگ چیز ہے جس کو ان آثار میں مباح قرار دیا گیا یعنی دباغت شدہ کھالیں اور یہ معنی اس لیے مانا

تا کہ آثار کا باہمی تضاد ایک دوسرے سے نہ رہے اور یہ جس کی طرف ہم اس باب میں گئے ہیں یعنی دباغت سے مردار کی کھالوں کا پاک ہو جانا' یہ امام ابوحنیفہ' ابو یوسف' محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔

**تخریج** : عزاه العینی الی البزاز۔

پس یہ روایت اس بات کی واضح دلیل ہے جو ہم نے نظر کے عنوان سے ذکر کی ہے اور یہی حضرت جابر رضی اللہ عنہ جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لا تنتفعوا من المیته بشی کا ارشاد نقل کرنے والے ہیں پس یہ روایت اس کے متضاد اسی صورت میں نہیں بنتی کہ اس چیز میں جس چیز کو مباح کہا گیا ہے وہ اس سے مختلف ہو جس کی اس میں ممانعت کی گئی ہے اور وہ گوشت ہے اور چربی جس کے انتفاع کی اجازت نہیں اور اس روایت میں کھال پٹھے وغیرہ مراد ہیں جو دباغت کے بعد پاک ہونے کی وجہ سے قابل استعمال بن گئے اسی طرح عبداللہ بن حکیم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو روایت کی ہے اس میں مردار کی جس چیز سے انتفاع کی ممانعت کی گئی ہے وہ اس سے مختلف ہے جس کا دوسری احادیث میں اثبات ہے اور وہ چمڑے ہیں جن کو دباغت دے لی جائے یہ معنی اسی لئے لیا گیا تا کہ آثار میں موافقت ہو جائے یہ بات کہ دباغت کے بعد مردار کی کھال پاک ہو جاتی ہے امام ابو حنیفہ وابو یوسف ومحمد رحمہم اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔

اس باب میں عام عادت کے خلاف طحاوی رحمہ اللہ نے یکے بعد دیگرے دو نظیریں پیش کی ہیں اور دوسری نظر کے سلسلہ میں عمل صحابی کو ذکر کر کے زوردار انداز سے اس کا معمول بہا ہونا واضح کیا ہے۔

## بَابُ الْفَخِذِ هَلْ هُوَ مِنَ الْعَوْرَةِ أَمْ لَا

### کیا ران ستر میں ہے؟

**خلاصۃ المرام** :

نمبر①: داؤد ظاہری وغیرہ کے ہاں ران ستر میں داخل نہیں ہے۔

نمبر②: تمام ائمہ کے ہاں ران ستر میں داخل ہے۔

موقف اول: ران ستر میں داخل نہیں اس لئے اس کا حکم ستر میں وہ نہیں جو مستورہ اعضاء کا ہے دلیل یہ ہے۔

۲۶۵۲: حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ' قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ' عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ' قَالَ : أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ خَالِدٍ' عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْمَدِيْنِيِّ' قَالَ : حَدَّثَتْنِيْ حَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا' قَالَتْ : (كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ قَدْ وَضَعَ ثَوْبَهُ بَيْنَ فَخِذَيْهِ' فَجَاءَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَاسْتَأْذَنَ' فَأَذِنَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى هَيْئَتِهٖ' ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِمِثْلِ هٰذِهِ الصِّفَةِ' ثُمَّ جَاءَ أُنَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهٖ' وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى هَيْئَتِهٖ ثُمَّ جَاءَ عُثْمَانُ

فَاسْتَأْذَنَ عَلَيْهِ، فَأَذِنَ لَهُ، ثُمَّ أَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَوْبَهُ فَتَجَلَّلَهُ، فَتَحَدَّثُوا، ثُمَّ خَرَجُوا .فَقُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، جَاءَ أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَنَاسٌ مِنْ أَصْحَابِكَ، وَأَنْتَ عَلَى هَيْئَتِكَ، فَلَمَّا جَاءَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ تَجَلَّلْتَ ثَوْبَكَ .فَقَالَ أَوَ لَا أَسْتَحْيِي مِمَّنْ تَسْتَحْيِي مِنْهُ الْمَلَائِكَةُ؟) قَالَتْ : وَسَمِعْتُ أَبِيْ وَغَيْرَهُ، يُحَدِّثُوْنَ نَحْوًا مِنْ هٰذَا .قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى أَنَّ الْفَخِذَ لَيْسَتْ مِنَ الْعَوْرَةِ، وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ .وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ، فَقَالُوْا : اَلْفَخِذُ عَوْرَةٌ، وَقَالُوْا : قَدْ رَوٰى هٰذَا الْحَدِيْثَ جَمَاعَةٌ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ، عَلٰى غَيْرِ مَا رَوَاهُ الَّذِيْنَ احْتَجَجْتُمْ بِرِوَايَتِهِمْ .فَمِنْ ذٰلِكَ مَا رُوِيَ فِيْ ذٰلِكَ .

۲۶۵۲: عبداللہ بن سعید المدینی نے حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن اپنا کپڑا اپنی رانوں کے درمیان رکھا تھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے اندر آنے کی اجازت مانگی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اندر آنے کی اجازت مرحمت فرمائی جبکہ آپ اسی حالت میں رہے پھر عمر رضی اللہ عنہ آئے تو آپ اپنی اسی ہیئت پر رہے پھر کچھ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آئے تو آپ اپنی اسی حالت پر قائم تھے پھر عثمان رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے اجازت طلب کی تو ان کو اجازت مل گئی اس وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا کپڑا لے کر کھلے حصہ کو ڈھانپ لیا یہ حضرات آپ سے باتیں کرتے رہے پھر چلے گئے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ابوبکر، عمر، علی رضوان اللہ علیہم اجمعین آئے اور آپ کے کچھ اور اصحاب آئے اور آپ اپنی ہیئت پر تشریف فرما رہے جب عثمان رضی اللہ عنہ آئے تو آپ نے اپنے کھلے حصہ کو ڈھانپ لیا تو آپ نے فرمایا کیا میں اس سے حیاء نہ کروں جس سے فرشتے حیاء کرتے ہیں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے ابیؓ وغیرہ سے بھی سنا کہ وہ بھی اسی طرح بیان کرتے ہیں۔ امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ علماء کی ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ ران ستر کا حصہ نہیں اور انہوں نے اس روایت بالا کو دلیل بنایا ہے۔ دیگر علماء کی جماعت نے ان سے اختلاف کیا اور فرمایا کہ ران ستر کا حصہ ہے۔ اس روایت کو اہل بیت کی ایک جماعت نے اس سے مختلف انداز میں نقل کیا جو تم نے نقل کر کے دلیل بنایا۔ چنانچہ ہم ان میں بعض کو ذیل میں نقل کرتے ہیں۔

**تخریج** : مسند احمد ۲۸۸/۶۔

**اللغات** :تجلل۔ ڈھانپ لینا۔

**حاصل روایات**: ران کے کچھ حصہ کا ظاہر ہونا یہ بتلا رہا ہے کہ ران ستر نہیں ہے ورنہ آپ تو کشف ستر کرنے والے نہ تھے۔

مؤقف فریق ثانی ودلائل: ران ستر کا حصہ ہے اور اس کو اسی طرح ڈھانپنا ضروری ہے جس طرح دیگر اعضاء مستورہ کو۔

۲۶۵۳: مَا حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ بْنِ فَارِسٍ، قَالَ : أَنَا مَالِكُ بْنُ

أَنَسٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: (أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اسْتَأْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَرَسُوْلُ اللّٰهِ لَابِسٌ مِرْطَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ، فَأَذِنَ لَهُ فَقَضَى إِلَيْهِ حَاجَتَهُ ثُمَّ خَرَجَ. ثُمَّ اسْتَأْذَنَ عَلَيْهِ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَهُوَ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ، فَقَضَى إِلَيْهِ حَاجَتَهُ، ثُمَّ خَرَجَ فَاسْتَأْذَنَ عَلَيْهِ عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَاسْتَوٰى جَالِسًا، وَقَالَ لِعَائِشَةَ اجْمَعِي عَلَيْكَ ثِيَابَكَ. فَلَمَّا خَرَجَ قَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ : مَالَكَ لَمْ تَفْزَعْ لِأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَمَا فَزِعْتُ لِعُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ؟ فَقَالَ : إِنَّ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ رَجُلٌ كَثِيْرُ الْحَيَاءِ، وَلَوْ أَذِنْتَ لَهُ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ، خَشِيْتُ أَنْ يَبْلُغَ فِي حَاجَتِهِ).

۲۶۵۳: یحییٰ بن سعید نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی جبکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنین کی چادر اوپر ڈالنے والے تھے آپ نے ان کو اجازت دے دی انہوں نے اپنی ضرورت پیش کی اور چلے گئے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی آپ اس وقت اسی حال میں تھے آپ نے ان کی ضرورت کو پورا کر دیا پھر وہ نکل کر چلے گئے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی آپ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا اپنے اوپر اپنے کپڑے سمیٹ لو جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ چلے گئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ آپ نے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے لئے اپنے کو اس طرح تیار نہیں کیا جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے اپنے کو تیار کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عثمان رضی اللہ عنہ بہت شدید حیادار آدمی ہیں اگر اسی حالت میں ان کو اجازت دے دیتا مجھے خطرہ تھا کہ وہ اپنی ضرورت کی بات نہ کہہ سکتے۔

**تخریج** : بیہقی ۳۲۶/۲۔

۲۶۵۴: حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ : ثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

۲۶۵۴: یحییٰ بن سعید بن العاص نے اپنے والد سے انہوں نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔

۲۶۵۵: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَزِيْزٍ الْأَيْلِيُّ، قَالَ : ثَنَا سَلَامَةُ بْنُ رَوْحٍ، قَالَ : ثَنَا عُقَيْلٌ، حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ، قَالَ : أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ أَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ (أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اسْتَأْذَنَ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)، ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَهُ.

۲۶۵۵: یحییٰ بن سعید بن العاص کہتے ہیں کہ حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے بتلایا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ

کے ہاں آنے کی اجازت مانگی پھر اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔

**تخریج** : مسلم ۲۷۷/۲۔

۲۶۵۶: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ، قَالَ : ثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُكَيْرٍ، قَالَ : حَدَّثَنِي اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، قَالَ : حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ، أَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْعَاصِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، حَدَّثَاهُ (أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اسْتَأْذَنَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)، ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَهُ . قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَهٰذَا أَصْلُ هٰذَا الْحَدِيْثِ، لَيْسَ فِيْهِ ذِكْرُ كَشْفِ الْفَخِذَيْنِ أَصْلًا . وَقَدْ جَاءَ تْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آثَارٌ مُتَوَاتِرَةٌ صِحَاحٌ فِيْهَا أَنَّ الْفَخِذَ مِنَ الْعَوْرَةِ . فَمِمَّا رُوِيَ عَنْهُ فِيْ ذٰلِكَ .

۲۶۵۶: یحییٰ بن سعید بن العاص کہتے ہیں کہ سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور عثمان رضی اللہ عنہ دونوں نے بیان کیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی پھر اسی طرح کی روایت کی ہے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ اس روایت اصل یہ ہے۔ اس میں رانوں کے ننگا کرنے کا سرے سے تذکرہ ہی نہیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متواتر صحیح روایات میں وارد ہوا ہے کہ ران ستر کا حصہ ہے۔ ہم ذیل میں چند درج کرتے ہیں۔

**تخریج** : ۲۷۷/۲۔

**حاصل روایات**: اس روایت کی اصل یہ ہے اس میں کشف فخذین کا اس میں سرے سے تذکرہ ہی نہیں کہ اس سے استدلال ہو بلکہ اس کے بالمقابل ران کے ستر ہونے سے متعلق بہت سی روایات وارد ہیں۔

ران ستر ہے روایات ملاحظہ ہوں۔

۲۶۵۷: مَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ عِمْرَانَ، قَالَ : ثَنَا الْقَوَارِيْرِيُّ، قَالَ : ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ، عَنْ سَعِيْدٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ حَبِيْبِ بْنِ أَبِيْ ثَابِتٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (الْفَخِذُ عَوْرَةٌ).

۲۶۵۷: عاصم بن ضمرہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ران ستر ہے۔

**تخریج** : بخاری فی الصلاۃ باب ۱۲، ترمذی فی الادب باب ۴۰۔

۲۶۵۸: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ، قَالَ : ثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، قَالَ : ثَنَا إِسْرَائِيْلُ، عَنْ أَبِيْ يَحْيٰى، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ : (خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأٰى فَخِذَ

رَجُلٍ، فَقَالَ فَخِذُ الرَّجُلِ مِنْ عَوْرَتِهِ).

۲۶۵۸: مجاہد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور آپ نے ایک آدمی کے ران کو دیکھا تو فرمایا کہ آدمی کا ران اس کا ستر ہے۔

**تخریج** : بیهقی ۳۲۲/۲، والترمذی ۱۰۷/۲، مثله۔

۲۶۵۹: وَحَدَّثَنَا بَحْرُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ : ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ : حَدَّثَنِي حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَحْشٍ، (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلٰى مَعْمَرٍ بِفِنَاءِ الْمَسْجِدِ، كَاشِفًا عَنْ طَرَفِ فَخِذِهِ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمِّرْ فَخِذَكَ يَا مَعْمَرُ، إِنَّ الْفَخِذَيْنِ عَوْرَةٌ).

۲۶۵۹: ابوکثیر نے محمد بن جحش رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر معمر کے پاس سے ہوا جبکہ وہ مسجد کے صحن میں تھا اور اس کے ران کی ایک جانب کھلی ہوئی تھی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے معمر اپنی ران کو ڈھانپ۔ دونوں ران ستر ہیں۔

**تخریج** : ترمذی فی الادب باب ٤٠، مسند احمد ٤٧٨/٣، ٢٩٠/٥۔

۲۶۶۰: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ مُصْعَبٍ، قَالَ : ثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِي كَثِيرٍ مَوْلٰى مُحَمَّدِ بْنِ جَحْشٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَحْشٍ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ.

۲۶۶۰: ابوکثیر مولیٰ محمد بن جحش نے محمد بن جحش رضی اللہ عنہ سے انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔

۲۶۶۱: حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ : ثَنَا الْحِمَّانِيُّ، قَالَ : ثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، وَعَبْدُ الْعَزِيزِ، قَالَ : ثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي كَثِيرٍ، مَوْلٰى مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ (مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَحْشٍ، قَالَ : كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْشِيْ فِي السُّوقِ، فَمَرَّ بِمَعْمَرٍ جَالِسًا عَلٰى بَابِهِ، مَكْشُوْفَةً فَخِذُهٗ فَقَالَ خَمِّرْ فَخِذَكَ، أَمَا عَلِمْتَ أَنَّهَا مِنَ الْعَوْرَةِ).

۲۶۶۱: ابوکثیر مولیٰ محمد بن عبداللہ نے محمد بن عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بازار جا رہا تھا آپ کا گزر معمر رضی اللہ عنہ کے پاس سے ہوا جو اپنے دروازے پر بیٹھے تھے اور ان کی ران کھلی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے ران کو ڈھانپ، کیا تمہیں معلوم نہیں کہ یہ ستر کا حصہ ہے۔

۲۶۶۲: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ، قَالَ : ثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، قَالَ : ثَنَا الْمُحْسِنُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ عَبْدِ

اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيْلٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُسْلِمِ بْنِ جَرْهَدٍ، عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (فَخِذُ الرَّجُلِ مِنْ عَوْرَتِهٖ) أَوْ قَالَ (مِنَ الْعَوْرَةِ).

۲۶۶۲: عبداللہ بن محمد بن عقیل نے عبداللہ بن مسلم بن جرہد نے اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا آدمی کی ران اس کے ستر کا حصہ ہے یا من العورہ کے لفظ فرمائے۔

۲۶۶۳: حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ : ثَنَا حَسَنٌ هُوَ ابْنُ صَالِحِ بْنِ حَيٍّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيْلٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَرْهَدٍ الْأَسْلَمِيِّ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ.

۲۶۶۳: عبداللہ بن محمد بن عقیل نے عبداللہ بن جرہد اسلمی نے اپنے والد سے انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح روایت کی ہے۔

۲۶۶۴: حَدَّثَنَا يُوْنُسُ، قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ : حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ، عَنْ (زُرْعَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جَرْهَدٍ، عَنْ أَبِيْهِ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ الصُّفَّةِ، أَنَّهٗ قَالَ : جَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدِيْ، وَفَخِذِيْ مُنْكَشِفَةٌ فَقَالَ خَمِّرْ عَلَيْكَ، أَمَا عَلِمْتُ أَنَّ الْفَخِذَ عَوْرَةٌ).

۲۶۶۴: ابوالنضر نے زرعہ بن عبدالرحمٰن بن جرہد نے اپنے والد سے نقل کیا یہ اصحاب صفہ میں سے تھے وہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف فرما تھے میری ران کھل گئی تو آپ نے فرمایا ران کو ڈھانپ لو کیا تم نہیں جانتے کہ ران ستر ہے۔

۲۶۶۵: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ : ثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ : ثَنَا يَحْيٰى عَنْ مِسْعَرٍ، قَالَ : ثَنَا أَبُو الزِّنَادِ، عَنْ عَمِّهٖ زُرْعَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جَرْهَدٍ، عَنْ جَدِّهٖ (جَرْهَدٍ، قَالَ : مَرَّ بِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيَّ بُرْدَةٌ قَدْ كَشَفْتُ عَنْ فَخِذِيْ فَقَالَ غَطِّ فَخِذَكَ، الْفَخِذُ عَوْرَةٌ). قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَهٰذِهِ الْآثَارُ الْمَرْوِيَّةُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، تُخْبِرُ أَنَّ الْفَخِذَ عَوْرَةٌ، وَلَمْ يُضَادَّهَا أَثَرٌ صَحِيْحٌ. فَقَدْ ثَبَتَ بِهَا أَنَّ الْفَخِذَ عَوْرَةٌ، تَبْطُلُ الصَّلَاةُ بِكَشْفِهَا، كَمَا تَبْطُلُ بِكَشْفِ مَا سِوَاهَا مِنَ الْعَوْرَاتِ. فَهٰذَا وَجْهُ هٰذَا الْبَابِ مِنْ طَرِيْقِ تَصْحِيْحِ مَعَانِي الْآثَارِ. وَأَمَّا وَجْهُ ذٰلِكَ مِنْ طَرِيْقِ النَّظَرِ، فَإِنَّا رَأَيْنَا الرَّجُلَ يَنْظُرُ مِنَ الْمَرْأَةِ الَّتِيْ لَا مَحْرَمَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهَا إِلٰى وَجْهِهَا وَكَفَّيْهَا، وَلَا يَنْظُرُ إِلٰى مَا فَوْقَ ذٰلِكَ، مِنْ رَأْسِهَا، وَلَا إِلٰى أَسْفَلِ مِنْهُ، مِنْ بَطْنِهَا، وَظَهْرِهَا، وَفَخِذَيْهَا، وَسَاقَيْهَا، وَرَأَيْنَاهُ فِيْ ذَاتِ الْمَحْرَمِ مِنْهُ لَا بَأْسَ أَنْ يَنْظُرَ مِنْهَا إِلٰى صَدْرِهَا، وَشَعْرِهَا،

وَوَجْهِهَا، وَرَأْسِهَا، وَسَاقِهَا، وَلَا يَنْظُرُ إِلٰى مَا بَيْنَ ذٰلِكَ مِنْ بَدَنِهَا .وَكَذٰلِكَ رَأَيْنَاهُ يَنْظُرُ مِنَ الْاَمَةِ الَّتِيْ لَا مِلْكَ لَهٗ عَلَيْهَا، وَلَا مَحْرَمَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهَا، فَكَانَ مَمْنُوْعًا مِنَ النَّظَرِ مِنْ ذَاتِ الْمَحْرَمِ مِنْهُ وَمِنَ الْاَمَةِ الَّتِيْ لَيْسَتْ بِمَحْرَمٍ لَهٗ، وَلَا مِلْكَ لَهٗ عَلَيْهَا -إِلٰى فَخِذِهَا، كَمَا كَانَ مَمْنُوْعًا مِنَ النَّظَرِ إِلٰى فَرْجِهَا فَصَارَ حُكْمُ الْفَخِذِ مِنَ النِّسَاءِ، كَحُكْمِ الْفَرْجِ، لَا كَحُكْمِ السَّاقِ .فَالنَّظَرُ عَلٰى ذٰلِكَ أَنْ يَكُوْنَ مِنَ الرِّجَالِ أَيْضًا كَذٰلِكَ، وَأَنْ يَكُوْنَ حُكْمُ فَخِذِ الرَّجُلِ فِي النَّظَرِ إِلَيْهِ، كَحُكْمِ فَرْجِهِ فِي النَّظَرِ إِلَيْهِ، لَا كَحُكْمِ سَاقِهِ. فَلَمَّا كَانَ النَّظَرُ إِلٰى فَرْجِهِ مُحَرَّمًا، كَانَ كَذٰلِكَ النَّظَرُ إِلٰى فَخِذِهِ مُحَرَّمًا، وَكَذٰلِكَ كُلُّ مَا كَانَ حَرَامًا عَلَى الرَّجُلِ أَنْ يَنْظُرَ إِلَيْهِ مِنْهُ إِلٰى ذَاتِ الْمَحْرَمِ مِنْهُ، فَحَرَامٌ عَلَى الرِّجَالِ أَنْ يَنْظُرَ إِلَيْهِ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ .وَكُلُّ مَا كَانَ حَلَالًا أَنْ يَنْظُرَ ذُو الْمَحْرَمِ مِنَ الْمَرْأَةِ ذَاتِ الْمَحْرَمِ مِنْهُ، فَلَا بَأْسَ أَنْ يَنْظُرَهُ الرِّجَالُ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ .فَهٰذَا هُوَ أَصْلُ النَّظَرِ فِيْ هٰذَا الْبَابِ، وَقَدْ وَافَقَ ذٰلِكَ مَا جَاءَتْ بِهِ الرِّوَايَاتُ الَّتِيْ رَوَيْنَاهَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .فَبِذٰلِكَ نَأْخُذُ، وَهُوَ قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ، وَأَبِيْ يُوْسُفَ، وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى

۲۶۶۵: ابوالزناد نے اپنے چچا زرعہ بن عبدالرحمٰن بن جرہد کے واسطے سے اپنے دادا جرہد سے بیان کیا کہ میرے پاس سے رسول اللہ ﷺ کا گزر ہوا اور میں چادر اوڑھے ہوئے تھا جس سے میری ران ظاہر ہوئی تو آپ نے فرمایا اپنی ران کو ڈھانپ لو ران ستر ہے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ سے مروی آثار اس بات کی نشاندہی کر رہے ہیں کہ ران ستر ہے اور ان کے مقابلہ میں کوئی صحیح روایت موجود نہیں ہے۔ پس ان آثار سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ران ستر ہے اور اس کے کھل جانے سے نماز باطل ہو جاتی ہے جیسا بقیہ ستر کے مقامات کھل جانے سے نماز باطل ہوتی ہے۔ اب رہا غور وفکر کے انداز سے اس بات کو جانچتے ہیں۔ ہم یہ بات پاتے ہیں کہ آدمی (ضرورت کے پیش نظر) غیر محرم عورت کے اعضاء چہرے اور ہتھیلیوں پر نگاہ ڈال سکتا ہے۔ اس سے اوپر والا حصہ سر اور اس سے نچلے حصہ پیٹ' پشت' ران' پنڈلیوں کو نہیں دیکھ سکتا اور محرم کے لیے اس کے سینے' بال' چہرے' سر' پنڈلیوں تک کو دیکھنا مباح ہے۔ ان کے مابین بقیہ بدن کو دیکھنا اسے بھی درست نہیں۔ اسی طرح ہم نے دیکھا کہ لونڈی جو غیر کی ملکیت ہو اور ان کے مابین کوئی محرم بھی موجود نہ ہو تو اس کے بھی محرم والے اعضاء کو دیکھ سکتا ہے۔ پس محرم عورت اور غیر ملک لونڈی کی ران کو دیکھنا اس طرح ممنوع ہے جیسا کہ اس کی شرمگاہ کو دیکھنا ممنوع ہے۔ پس عورتوں کے سلسلہ میں ران اور شرمگاہ کا حکم ایک جیسا ہے۔ اس کا حکم پنڈلی والا نہیں۔ پس نظر کا تقاضا یہی ہے کہ مردوں کے لیے بھی اسی طرح کا حکم ہو اور آدمی کی ران کو دیکھنا شرمگاہ کے دیکھنے کے حکم میں ہو نہ کہ پنڈلی کی طرح ہو۔ پس جب شرمگاہ کی طرف دیکھنا حرام ہے ران کی طرف دیکھنا بھی اسی طرح حرام ہے۔ اسی طرح ہر وہ

چیز مرد کو دیکھنا محرم کے معاملے میں حرام ہے تو مردوں کے معاملے میں بھی ایک دوسرے مرد کو ان اعضاء کی طرف دیکھنا حرام ہے اور ہر وہ عضو جو محرم عورت کے لیے محرم مرد کو دیکھنا حلال ہے تو مردوں کو بھی ان اعضاء کو دیکھنا کچھ حرج نہیں رکھتا۔ اس سلسلے میں قیاس یہی چاہتا ہے اور اس کی مؤید وہ روایات ہیں جن کو ہم جناب رسول اللہ ﷺ سے اوپر نقل کر چکے ہیں اور ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اور یہی ہمارے امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔

**تخریج** : مسند احمد ۳/۴۷۸۔

**حاصل روایات:** ان تمام آثار مرویہ سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ ران ستر کا حصہ ہے اور کوئی صحیح روایت ان کے متضاد موجود نہیں اس سے یہ ثابت ہوا کہ ران ستر ہے اور اس کے کھل جانے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے جس طرح دوسرے مستورہ اعضاء کے کھل جانے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

آثار کی تصحیح کے انداز سے تو یہی بات ثابت ہے اب نظر کے طریق سے ہم ثابت کرتے ہیں۔

## نظر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ:

شریعت کا حکم یہ ہے کہ غیر محرم عورت کی ہتھیلی، چہرہ، قدم کے علاوہ باقی کسی بھی حصہ کا دیکھنا حرام اور ناجائز ہے اور ذو رحم محرم اور دوسرے کی باندی کے سر کے بال، سینہ، پنڈلی، بازو وغیرہ کا دیکھنا مباح اور جائز ہے۔

لیکن ان عورتوں کی فخذ اور ران کا دیکھنا اسی طرح حرام اور ناجائز ہے جس طرح ان کے فرج کا دیکھنا حرام اور ناجائز ہے پس اس سے معلوم ہوا کہ عورتوں کی ران کا حکم شرمگاہ کی طرح ہے۔ پس اسی طرح مردوں کی ران کا حکم بھی مردوں کی شرمگاہ کی طرح ہوگا کہ جس طرح مردوں کے شرمگاہ کا دیکھنا حرام ہے اسی طرح ان کے ران کا دیکھنا بھی حرام ہوگا فلہٰذا تمام مردوں پر ان کی ران کا چھپانا واجب ہے۔

نیز اس طرح اپنے ذی رحم محرم عورت کے جن اعضاء کا دیکھنا مرد کے لئے حرام ہے دوسرے مرد کے ان اعضاء کا دیکھنا بھی حرام ہوگا۔

ہماری یہ نظر روایات صحیح صریحہ کے عین موافق ہے اس لئے یہی حکم مسلم ہے ہمارے علماء ثلاثہ امام ابوحنیفہ، ابو یوسف، محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کا یہی قول ہے۔ واللہ اعلم۔

# بَابُ الْاَفْضَلِ فِیْ صَلَاةِ التَّطَوُّعِ هَلْ هُوَ طُوْلُ الْقِيَامِ أَوْ كَثْرَةُ الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ؟

## نفلی نماز میں طول قیام افضل یا کثرت رکوع وسجود

**خلاصۃ المرام:**

نمبر ①: امام شافعی، احمد رحمہما اللہ کے ہاں کثرت رکعات اور کثرت سجود زیادہ افضل ہے۔

نمبر ②: امام ابو یوسف امام ابوحنیفہ اور جمہور فقہاء رحمہم اللہ کے ہاں طول قیام افضل ہے امام شافعی واحمد کا قول بھی اسی طرف ہے۔

مؤقف فریق اوّل: کثرت رکعات اور کثرت سجود افضل ہے دلائل یہ ہیں۔

۲۶۶۶: حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ : ثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ الْحَمِيْدِ الْحِمَّانِيُّ، قَالَ : ثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ وَخَدِيْجٌ، عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ، عَنِ (الْمُخَارِقِ، قَالَ : خَرَجْنَا حُجَّاجًا، فَمَرَرْنَا بِالرَّبَذَةِ فَوَجَدْنَا أَبَا ذَرٍّ قَائِمًا يُصَلِّيْ، فَرَأَيْتَهُ لَا يُطِيْلُ الْقِيَامَ، وَيُكْثِرُ الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ فَقُلْتُ لَهُ فِيْ ذٰلِكَ مَا أَلَوْتُ أَنْ أُحْسِنَ إِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ رَكَعَ رَكْعَةً، وَسَجَدَ سَجْدَةً، رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً، وَحَطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةً). قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى أَنَّ كَثْرَةَ الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ أَفْضَلُ فِيْ صَلَاةِ التَّطَوُّعِ مِنْ طُوْلِ الْقِيَامِ وَالْقِرَاءَةِ، وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ .وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ، فَقَالُوْا : طُوْلُ الْقِيَامِ فِيْ ذٰلِكَ أَفْضَلُ .وَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ لَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ، مَا قَدْ رَوَيْنَاهُ فِيْمَا تَقَدَّمَ مِنْ كِتَابِنَا هٰذَا (عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ سُئِلَ أَيُّ الصَّلَاةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ طُوْلُ الْقُنُوْتِ) وَفِيْ بَعْضِ مَا رَوَيْنَاهُ فِيْ ذٰلِكَ (طُوْلُ الْقِيَامِ). فَفَضَّلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ إِطَالَةَ الْقِيَامِ عَلٰى كَثْرَةِ الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ .وَلَيْسَ فِيْ حَدِيْثِ أَبِيْ ذَرٍّ الَّذِيْ ذَكَرْنَا، خِلَافٌ لِهٰذَا عِنْدَنَا لِأَنَّهُ قَدْ يَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ قَوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (مَنْ رَكَعَ لِلّٰهِ رَكْعَةً، وَسَجَدَ سَجْدَةً) عَلٰى مَا قَدْ أُطِيْلَ قَبْلَهُ مِنَ الْقِيَامِ .وَيَجُوْزُ أَيْضًا مَنْ (رَكَعَ لِلّٰهِ رَكْعَةً، وَسَجَدَ سَجْدَةً، رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً، وَحَطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةً) وَإِنْ زَادَ مَعَ ذٰلِكَ طُوْلَ الْقِيَامِ، كَانَ أَفْضَلَ، وَكَانَ مَا يُعْطِيْهِ اللّٰهُ ذٰلِكَ مِنَ الثَّوَابِ أَكْثَرَ .فَهٰذَا أَوْلٰى مَا حُمِلَ عَلَيْهِ مَعْنٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ، لِئَلَّا يُضَادَّ الْأَحَادِيْثَ الْأُخَرَ الَّتِيْ ذَكَرْنَا .وَمِمَّنْ قَالَ بِهٰذَا الْقَوْلِ الْآخَرِ فِيْ

إِطَالَةِ الْقِيَامِ، وَأَنَّهُ أَفْضَلُ مِنْ كَثْرَةِ الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ، مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ. حَدَّثَنِيْ بِذٰلِكَ ابْنُ أَبِيْ عِمْرَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِمَاعَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ وَهُوَ قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ، وَأَبِيْ يُوْسُفَ، وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى.

۲۶۶۶: ابواسحاق نے المخارق سے نقل کیا کہ ہم حج کے لئے روانہ ہوئے تو ہمارا گزر مقام ربذہ کے پاس سے ہوا ہم نے وہاں ابوذر رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھتے دیکھا چنانچہ انہیں دیکھا کہ وہ قیام طویل نہ فرماتے تھے البتہ رکوع وسجدے کثرت سے کرتے تھے میں نے ان سے اس سلسلے میں عرض کیا تو کہنے لگے مجھے اس کو خوب (طویل) کرنے کی پرواہ نہیں میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا جس نے ایک رکوع کیا اور ایک سجدہ کیا اللہ تعالیٰ اس سے اس کا ایک درجہ بڑھاتے ہیں اور ایک غلطی معاف فرماتے ہیں۔ امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بعض علماء کا قول ہے کہ نفل نماز میں طویل قیام اور قراءت کی نسبت رکوع اور سجدات کی کثرت افضل ہے اور انہوں نے روایت بالا کو دلیل بنایا۔ دوسرے علماء نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے کہا کہ طویل قیام افضل ہے اور ان کی دلیل وہ روایت ہے جو اسی کتاب میں ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کر آئے کہ آپ سے دریافت کیا گیا کہ کونسی نماز (نفلی) افضل ہے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ طویل قیام والی۔ بعض روایتوں میں قنوت کا لفظ آیا اور بعض میں قیام کا (ہر دو کا معنی ایک ہی ہے)۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طویل قیام کو کثرت رکوع اور سجود سے افضل قرار دیا اور رہی روایت ابوذر جو ہم نے ذکر کی ہے اس میں ہماری اس بات کے خلاف کوئی چیز نہیں، کیونکہ یہ عین ممکن ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی کہ جس میں آپ نے فرمایا کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے لیے ایک رکوع کیا یا ایک سجدہ کیا وہ اس بات پر محمول ہو کہ جو اس سے پہلے لمبا قیام کیا ہوا اور یہ بھی کہنا درست ہے کہ جس نے اللہ کے لیے ایک رکعت ادا کی اور ایک سجدہ کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے اس کا ایک درجہ بلند کرتے ہیں اور اس کا ایک گناہ مٹا دیتے ہیں اور اگر اس نے اس کے ساتھ ساتھ لمبے قیام کا اضافہ کر لیا تو یہ افضل ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو اس سے بڑھ کر ثواب دیں گے۔ یہ معنی جو ہم نے بیان کیا اس روایت سے مراد لینا بہتر ہے۔ تاکہ وہ دوسری حدیث کے خلاف نہ ہو جس کو ہم نے پیچھے ذکر کیا۔ جنہوں نے اس طویل قیام کو افضل قرار دیا کہ وہ زیادہ رکوع اور سجود سے بہتر ہے وہ امام محمد بن حسن رحمہ اللہ ہے اور مجھے یہ بات ابن ابی عمران نے نقل کی کہ یہی امام ابوحنیفہ اور ابویوسف رحمہما اللہ کا قول بھی ہے۔

**تخریج**: مسلم فی الصلاة ۲۲۵، عن ثوبان مولی رسول اللہ۔

**حاصل روایات**: اس روایت سے کثرت سجود رکوع کی افضلیت ثابت ہوتی ہے یہ طول قیام وقراءت سے افضل ہے۔

مؤقف فریق ثانی ودلائل: طول قیام وقراءت نوافل میں کثرت رکوع وسجود سے افضل ہے۔ دلائل یہ ہیں۔

ہم پہلے مسلم فی المسافرین نمبر ۱۶۴ کی روایت نقل کر آئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دریافت کیا گیا کہ نفلی نمازوں میں کون سی نماز

افضل ہے آپ نے فرمایا طویل قیام والی اس میں قنوت اور قیام دونوں لفظ وارد ہیں جن کا معنی ایک ہے تو اس ارشاد میں آپ نے طویل قیام کو کثرت رکوع وسجود سے افضل قرار دیا ہے اب روایات ابوذر رضی اللہ عنہ کا جواب ملاحظہ کریں۔

ج: روایت ابوذر رضی اللہ عنہ میں طویل قیام کے خلاف ایک بات بھی نہیں پائی جاتی کیونکہ اس ارشاد میں احتمالات ہیں۔

نمبر ①: جس نے اللہ تعالیٰ کے لئے ایک رکوع اور ایک سجدہ کیا اس کے ساتھ ساتھ کہ اس نے اس قیام کو لمبا کر لیا اس کو یہ عظیم الشان بدلہ ملے گا۔

نمبر ②: جس نے اللہ تعالیٰ کے لئے ایک رکوع' ایک سجدہ کیا اللہ تعالیٰ اس کے درجات بلند کریں گے اور گناہ مٹا دیں گے اور اگر اس سے قیام کو طویل کر لیا تو وہ اور بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے بڑھ کر ثواب دیں گے۔

اس حدیث سے یہ معنی لینا اولیٰ ہے تا کہ دوسری احادیث کے خلاف نہ رہے۔

طول قیام کو افضل قرار دینے والوں میں ہمارے ائمہ ثلاثہ ابوحنیفہ' ابویوسف' محمد رحمہم اللہ کا یہی قول ہے۔

## اس قول کی تائید:

۲۶۶۷ : حَدَّثَنَا فَهْدٌ' قَالَ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ' قَالَ : حَدَّثَنِیْ مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ' عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَارِثِ' عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَرْطَاةَ' عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ' (أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا رَاٰى فَتًى وَهُوَ يُصَلِّيْ قَدْ أَطَالَ صَلَاتَهُ. فَلَمَّا انْصَرَفَ مِنْهَا قَالَ مَنْ يَعْرِفُ هٰذَا قَالَ رَجُلٌ : أَنَا' فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ : لَوْ كُنْتُ أَعْرِفُهُ لَأَمَرْتُهُ أَنْ يُطِيْلَ الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ' فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِذَا قَامَ الْعَبْدُ يُصَلِّيْ أُتِيَ بِذُنُوْبِهٖ، فَجُعِلَتْ عَلٰى رَأْسِهٖ وَعَاتِقَيْهِ' فَكُلَّمَا رَكَعَ أَوْ سَجَدَ' تَسَاقَطَتْ عَنْهُ). فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ : فَفِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَفْضِيْلُ الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ' عَلَى الْقِيَامِ .فَقِيْلَ لَهُ : مَا فِيْهِ مَا ذَكَرْتُ، وَإِنَّمَا فِيْهِ' مَا يُعْطَاهُ الْمُصَلِّيْ عَلَى الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ مِنْ حَطِّ الذُّنُوْبِ عَنْهُ' وَلَعَلَّهُ يُعْطٰى بِطُوْلِ الْقِيَامِ' أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ .وَأَمَّا مَا فِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ' فَإِنَّ الَّذِيْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ تَفْضِيْلِهٖ طُوْلَ الْقِيَامِ' أَوْلٰى مِنْهُ۔

۲۶۶۷: جبیر بن نفیر کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک نوجوان کو نماز پڑھتے دیکھا جو کہ اپنی نماز کو طویل کرنے والا تھا جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو آپ نے فرمایا اس نوجوان سے کون واقف ہے ایک آدمی نے کہا اس کو میں جانتا ہوں عبداللہ کہنے لگے اگر میں اس کو جانتا تو اس کو کہتا کہ یہ رکوع اور سجود کو طویل کرے اس لئے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے جب بندہ نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو اس کے گناہوں کو لایا جاتا ہے اور وہ اس کے کندھوں پر سر پر رکھ دیئے جاتے ہیں وہ جب بھی رکوع یا سجدہ کرتا ہے تو گناہ اس سے گرتے چلے جاتے ہیں۔ اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ اس روایت میں تو رکوع اور سجدے کو قیام سے افضل کہا گیا ہے۔ تو اس کو

جواب میں یوں کہا جائے گا کہ بلاشبہ بات ہے جو تم نے ذکر کی۔ دراصل اس روایت میں نمازی کو رکوع اور سجدے پر ملنے والا ثواب اور اس سے مٹائے جانے والے گناہ اس کا تذکرہ ہے اور ممکن ہے کہ طویل قیام سے یہ ثواب اور بھی بڑھ جائے۔ باقی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وہ روایت جو قیام کی فضیلت کو ظاہر کرتی ہے وہ ہر اعتبار سے اولیٰ اور افضل ہے۔

## اشکال:

اس روایت سے تو رکوع، سجود کی قیام پر فضیلت معلوم ہو رہی ہے۔

### ج نمبر ①:

اس روایت سے رکوع و سجود کی قیام پر فضیلت ثابت نہیں ہوتی فقط اس میں نماز کے رکوع و سجود کی طوالت پر ملنے والے اجر کا تذکرہ ہے طول قیام اس کے خلاف نہیں۔

### ج نمبر ②:

قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تو طویل قیام کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے اس لئے وہ قول ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اعلیٰ و اولیٰ و افضل ہے اسی کو اختیار کیا جائے۔

تَمَّ كِتَابُ الصَّلَاةِ

# كِتَابُ الْجَنَائِزِ

## جنازوں کا بیان

• كتاب الجنائز ميں ۱۲ باب اور ۲۱٤ روايات و آثار هيں
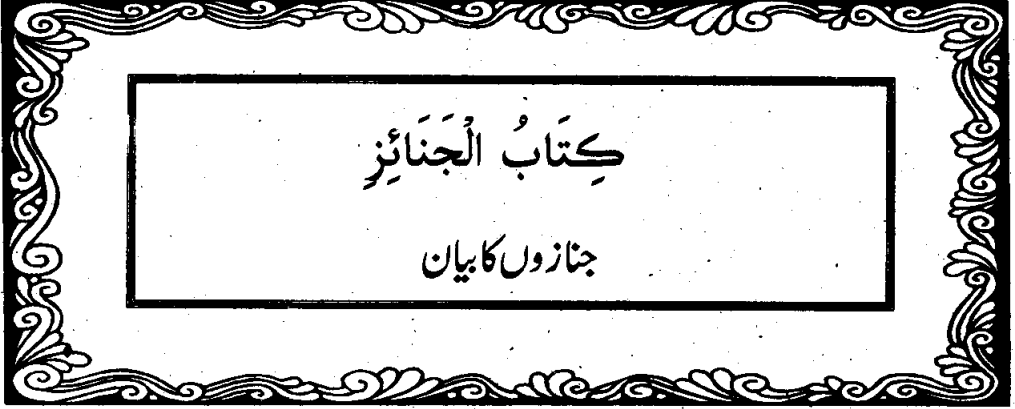
## بَابُ الْمَشْيِ فِي الْجَنَازَةِ كَيْفَ هُوَ؟

### جنازہ میں سے چلا جائے؟

**خلاصۃ المرام**: جنازہ قبرستان کی طرف کس رفتار سے لے جایا جائے؟

نمبر①: امام ابوحنیفہؒ اور ابو یوسفؒ ومحمدؒ کے ہاں تیز چلا جائے مگر دوڑ سے احتراز کیا جائے۔

نمبر②: ائمہ ثلاثہ اور جمہور کے ہاں جنازہ میانہ رفتار اور نرم گام سے لے جایا جائے۔

فریق اوّل کا مؤقف اور دلائل: قبرستان کی طرف میت کو لے جاتے ہوئے حتی الامکان تیزی اختیار کی جائے مگر دوڑ سے بچا جائے تا کہ زیادہ حرکت سے پیٹ سے نجاست نہ خارج ہو جائے۔

دلیل یہ روایات ہیں۔

۲٦٦٨ : حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ الْمَدَائِنِيُّ قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ (عَنْ عُيَيْنَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ : كُنَّا فِيْ جَنَازَةِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ، أَوْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ فَكَانُوْا يَمْشُوْنَ بِهَا مَشْيًا لَيِّنًا .قَالَ : فَكَانَ أَبُوْ بَكْرَةَ انْتَهَرَهُمْ وَرَفَعَ عَلَيْهِمْ صَوْتَهُ وَقَالَ : لَقَدْ رَأَيْتُنَا نَرْمُلُ بِهَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ).

۲٦٦٨: عیینہ بن عبدالرحمٰن نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ ہم ایک جنازہ میں تھے جو کہ عبدالرحمٰن بن سمرہ یا

عثمان بن ابی العاص کا تھا اور وہ لوگ جنازہ لے کر نرم رفتار سے جا رہے تھے تو ابوبکرہ نے ان کو بلند آواز سے ڈانٹا اور کہا کہ ہم نے تو جناب نبی اکرم ﷺ کے ساتھ جنازے میں چلتے ہوئے رمل کی کیفیت سے چلتے تھے (کندھوں کو ہلاتے ہوئے دوڑتے تھے)

**تخریج** : ابو داؤد فی الجنائز باب ٤٦، نمبر ٣١٨٢، نسائی فی الجنائز باب ٤٦۔

۲۶۶۹ : حَدَّثَنَا رَبِيْعٌ الْمُؤَذِّنُ، قَالَ : ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ : أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ : كُنْتُ جَالِسًا مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ بِالْبَقِيْعِ، فَطُلِعَ عَلَيْنَا بِجَنَازَةٍ فَأَقْبَلَ عَلَيْنَا ابْنُ جَعْفَرٍ يَتَعَجَّبُ مِنْ مَشْيِهِمْ بِهَا، فَقَالَ : عَجَبًا لِمَا تَغَيَّرَ مِنْ حَالِ النَّاسِ، وَاللّٰهِ إِنْ كَانَ إِلَّا الْجَمْزَ وَإِنْ كَانَ الرَّجُلُ لَيُلَاحِيَ الرَّجُلَ فَيَقُوْلُ : يَا عَبْدَ اللّٰهِ اتَّقِ اللّٰهَ، فَوَاللّٰهِ لَكَأَنَّكَ قَدْ جُمِزَ بِك .

۲۶۶۹: ابن ابی الزناد نے اپنے والد سے نقل کیا کہ میں عبداللہ بن جعفر کے ساتھ بقیع میں بیٹھا تھا کہ ایک جنازہ سامنے آیا عبداللہ ہماری طرف متوجہ ہوئے وہ ان لوگوں کے چلنے پر متعجب تھے کہنے لگے لوگوں کی حالت کے بدلنے پر تعجب ہے یہ تو تیز دوڑتھی اور آدمی دوسرے کو دور کرتے ہوئے کہتا اے عبداللہ سے ڈر۔ اللہ کی قسم! تو تو اس طرح ہے گویا کسی سے دوڑ لگا رکھی ہے۔

**تخریج** : المستدرک ۱/۵۰۷۔

۲۶۷۰ : حَدَّثَنَا يُوْنُسُ، قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ : أَخْبَرَنِي يُوْنُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ أُمَامَةَ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ (أَسْرِعُوْا بِالْجَنَازَةِ، فَإِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَرَّبْتُمُوْهَا إِلَى الْخَيْرِ، وَإِنْ كَانَتْ غَيْرَ ذٰلِكَ، كَانَ شَرًّا تَضَعُوْنَهُ عَنْ رِقَابِكُمْ) .

۲۶۷۰: ابو امامہ سہل بن حنیف نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا جنازے کو تیز لے چلو پس اگر وہ نیک ہے تو تم اسے خیر کے قریب کرنے والے بنو گے اور اگر وہ برا ہے تو تم شر کو اپنے کندھوں سے اتارنے والے ہو گے۔

**تخریج** : بخاری فی الجنائز باب ٥١، مسلم فی الجنائز ٥٠، ٥١، ابو داؤد فی الجنائز باب ٤٦، نسائی فی الاحنائز باب ٤٤، ابن ماجه فی الجنائز باب ١٥، موطا مالك فی الجنائز ٥٨، مسند احمد ٢/ ٢٤٠، ٤٨٨۔

۲۶۷۱ : حَدَّثَنَا يُوْنُسُ، قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ : أَخْبَرَنِي زَمْعَةُ بْنُ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ .

۲۶۷۱: سعید بن المسیب نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ انہوں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۲۶۷۲ : حَدَّثَنَا رَبِيْعُ الْمُؤَذِّنُ، قَالَ : ثَنَا أَسَدٌ، قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

۲۶۷۲: سعید بن المسیب نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۲۶۷۳ : حَدَّثَنَا يُوْنُسُ، قَالَ : ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ : أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ، عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مِهْرَانَ، (أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ -حِيْنَ حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ- قَالَ : أَسْرِعُوْا بِيْ، فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا وُضِعَ الرَّجُلُ الصَّالِحُ عَلٰى سَرِيْرِهِ، قَالَ : قَدِّمُوْنِيْ قَدِّمُوْنِيْ، وَإِذَا وُضِعَ الرَّجُلُ السُّوْءُ عَلٰى سَرِيْرِهِ، قَالَ : يَا وَيْلَتِيْ، أَيْنَ تَذْهَبُوْنَ بِيْ) . قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلٰى أَنَّ السُّرْعَةَ فِي السَّيْرِ بِالْجَنَازَةِ أَفْضَلُ مِنْ غَيْرِ ذٰلِكَ، وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ بِهٰذِهِ الْآثَارِ .وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ وَقَالُوْا : بَلْ يُمْشٰى بِهَا مَشْيًا لَيِّنًا، فَهُوَ أَفْضَلُ مِنْ غَيْرِ ذٰلِكَ .وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ بِمَا۔

۲۶۷۳: عبدالرحمن بن مہران نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ ان کی وفات کا وقت آیا تو فرمانے لگے مجھے جلد دفن کے لئے لے جانا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب نیک آدمی کو چارپائی پر رکھ دیا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے مجھے آگے بھیجو آگے بھیجو۔ اور جب برے آدمی کو چارپائی پر رکھا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے ہائے میری ہلاکت! تم مجھے کہاں لے جا رہے ہو۔ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض علماء نے کہا کہ جنازہ کے ساتھ جلدی چلنا آہستہ چلنے سے افضل ہے۔ انہوں مندرجہ بالا آثار سے دلیل لی ہے۔ دیگر علماء نے ان کی بات سے اختلاف کرتے ہوتے کہا کہ مناسب رفتار سے چلنا زیادہ افضل ہے۔

**تخریج** : بخاری فی الاجنائز باب ۵۱، ۵۳، نسائی فی الجنائز باب ٤٤، مسند احمد ۲۹۲/۲۔

**حاصل روایات:** ان روایات سے ظاہر ہو رہا ہے کہ جنازے کو جلد لے جانے کا اہتمام کرنا چاہئے تاکہ نیک کو اس کے ٹھکانے تک پہنچایا جائے اور برے کو اپنے کندھوں سے اتارا جائے۔

**اللغات:** انتھز۔ ڈانٹنا۔ جمز۔ تیز دوڑنا۔ رمل۔ کندھے ہلا کر دوڑنا۔

<u>فریق ثانی کا مؤقف مع دلائل:</u> جنازے کو آرام سے نرمی کے ساتھ لے کر چلنا چاہئے دلیل یہ روایات ہیں۔

۲۶۷۴ : حَدَّثَنَا مُبَشِّرُ بْنُ الْحَسَنِ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ، قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ لَيْثِ بْنِ أَبِيْ سُلَيْمٍ، قَالَ : سَمِعْتُ أَبَا بُرْدَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيْهِ (أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَيْهِ بِجَنَازَةٍ وَهُمْ يُسْرِعُوْنَ بِهَا، فَقَالَ لِيَكُنْ عَلَيْكُمُ السَّكِيْنَةُ) . فَلَمْ يَكُنْ -عِنْدَنَا- فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ حُجَّةٌ عَلٰى أَهْلِ الْمَقَالَةِ الْأُوْلٰى، لِأَنَّهُ قَدْ يَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ فِيْ مَشْيِهِمْ ذٰلِكَ عُنْفٌ، يُجَاوِزُ مَا أُمِرُوْا بِهٖ فِيْ

الْاَحَادِيْثِ الْاُوَلِ مِنَ السُّرْعَةِ، فَنَظَرْنَا فِيْ ذٰلِكَ : هَلْ نَجِدُ فِيْهِ دَلِيْلًا يَدُلُّنَا عَلٰى شَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ ؟ فَإِذَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ خُشَيْشٍ الْبَصْرِيُّ.

۲۶۷۴: لیث بن ابوسلیم کہتے ہیں کہ میں نے ابو بردہ رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک جنازہ گزرا وہ اسے تیز تیز لے جا رہے تھے آپ نے فرمایا تمہیں سکون اختیار کرنا چاہئے۔ ہمارے نزدیک اس روایات میں پہلے قول والوں کے خلاف کوئی دلیل نہیں کیونکہ عین ممکن ہے۔ ان کی چال میں ایسی تیزی ہو جو احادیث سابقہ میں مامور ہے تیزی سے تجاوز کرنے والی۔ پس اس پر ہم غور کرتے ہیں کہ آیا کوئی دلالت اس کے متعلق مل جاتی ہے جو ان میں سے کوئی بات کی طرف راہنمائی کرے چنانچہ عبداللہ بن محمد بصری کی روایت مل گئی۔

**تخریج** : ابن ماجه في الجنائز ۱۵، نمبر ۱۴۷۹، مسند احمد ۴۰۶/۴۔

## فریق اوّل کی طرف سے روایت کا جواب:

یہ روایت فریق ثانی کے حق میں فریق اوّل کے خلاف دلیل نہیں بن سکتی کیونکہ اس میں زیادہ تیز رفتاری جس میں وہ مبتلا تھے اس سے روکا گیا ہے اسی سے میت مشک کی طرح اچھل رہی تھی جس سے اس کے پیٹ کے اندر سے کسی نجاست کے نکلنے کا خدشہ تھا جس کی وجہ سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی تیزی سے روک دیا البتہ پہلی روایات میں مناسب انداز والی تیزی کا تذکرہ ہے اور دوڑ کی ممانعت ہے۔ گویا روایت میں تیز چلنے کی مطلقاً نفی نہیں ہے پس ان کا یہ مستدل نہ بنے گی ابو بردہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے علیکم بالقصد کہ تیز چلنے میں اعتدال برتنا چاہئے۔

۲۶۷۵ : قَدْ حَدَّثَنَا، قَالَ : ثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ، قَالَ : ثَنَا زَائِدَةُ، عَنْ لَيْثِ بْنِ أَبِيْ بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ : (مُرَّ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجَنَازَةٍ يُسْرِعُوْنَ بِهَا الْمَشْيَ وَهُوَ يَمْخُضُ تَمَخُّضَ الزِّقِّ فَقَالَ: عَلَيْكُمْ بِالْقَصْدِ بِجَنَائِزِكُمْ). فَفِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ أَنَّ الْمَيِّتَ كَانَ يَتَمَخَّضُ لِتِلْكَ السُّرْعَةِ، تَمَخُّضَ الزِّقِّ. فَيُحْتَمَلُ أَنْ يَكُوْنَ أَمَرَهُمْ بِالْقَصْدِ، لِأَنَّ السُّرْعَةَ، سُرْعَةٌ يُخَافُ مِنْهَا أَنْ يَكُوْنَ مِنَ الْمَيِّتِ شَيْءٌ، فَنَهَاهُمْ عَنْ ذٰلِكَ، فَكَانَ مَا أَمَرَهُمْ بِهِ مِنَ السُّرْعَةِ، فِي الْآثَارِ الْاُوَلِ، هِيَ أَقْصَدُ مِنْ هٰذِهِ السُّرْعَةِ. فَنَظَرْنَا فِيْ ذٰلِكَ أَيْضًا، هَلْ رُوِيَ فِيْهِ شَيْءٌ يَدُلُّنَا عَلٰى شَيْءٍ مِنْ هٰذَا الْمَعْنٰى؟

۲۶۷۵: اس روایت میں یہ بات موجود ہے کہ اس تیزی کی وجہ سے میت چارپائی پر اس طرح حرکت کرتی تھی جس طرح مشکیزہ حرکت کرتا ہے۔ تو اس میں اس بات کا احتمال ہے کہ ان کو میانہ روی کی تعلیم دی گئی ہو۔ کہ اس طرح کی تیزی سے میت کو کوئی معاملہ پیش آ سکتا ہے۔ پس آپ نے ان کو اس بات سے روک دیا۔ پس سابقہ روایات میں جس تیزی کا حکم ہے وہ اس کے بالمقابل اعتدال والی ہے۔ اب ہم یہ غور کرتے ہیں کہ آیا اس مفہوم پر دلالت

کرنے والی روایت بھی موجود ہے۔ چنانچہ روایت مل گئی۔

اب ہم ایسی روایت تلاش کرتے ہیں جو اس بات کی تصدیق کرے چنانچہ ملاحظہ ہو۔

۲۶۷۶ : فَإِذَا أَبُوْ أُمَيَّةَ، قَدْ حَدَّثَنَا قَالَ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى، قَالَ : أَنَا الْحَسَنُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ يَحْيَى الْجَابِرِ، عَنْ أَبِيْ مَاجِدٍ، عَنِ (ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَأَلْنَا نَبِيَّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ السَّيْرِ بِالْجَنَازَةِ، فَقَالَ مَا دُوْنَ الْخَبَبِ، فَإِنْ يَكُ مُؤْمِنًا فَمَا عُجِّلَ فَخَيْرٌ، وَإِنْ يَكُ كَافِرًا فَبُعْدًا لِأَهْلِ النَّارِ) . فَأَخْبَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ أَنَّ السَّيْرَ بِالْجَنَازَةِ هُوَ مَا دُوْنَ الْخَبَبِ .فَذٰلِكَ -عِنْدَنَا -دُوْنَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ فِيْ حَدِيْثِ أَبِيْ مُوْسٰى، حَتّٰى أَمَرَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا أَمَرَهُمْ بِهٖ مِنْ ذٰلِكَ وَمِثْلُ مَا أَمَرَهُمْ بِهٖ مِنَ السُّرْعَةِ فِيْ حَدِيْثِ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ .فَبِهٰذَا نَأْخُذُ، وَهُوَ قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ، وَأَبِيْ يُوْسُفَ، وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى .

۲۶۷۶: ابو ماجد نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے نقل کیا کہ ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنازہ کے ساتھ چلنے کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ ہلکی دوڑ سے کم ہو اگر وہ مؤمن صالح ہے تو جس کی طرف اسے لے جاتے ہیں وہ خیر ہے اور اگر وہ کافر ہے تو اہل نار کے لئے ہلاکت ہے۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روایت میں بتلایا کہ جنازے اس قدر تیزی سے لے جائیں کہ دوڑنے سے تو کم رفتار ہے۔ پس ہمارے نزدیک یہ رفتار اس سے کم درجہ ہے جس کا مذکورہ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ کی روایت میں گزرا۔ یہاں تک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو وہ حکم فرمایا جس کا اس روایت میں مذکور ہے۔ چنانچہ امام ابو حنیفہ ابو یوسف و محمد رحمہم اللہ کا یہی قول ہے۔

**تخریج** : ترمذی ۱۹۶/۱ ابن ماجہ ۱۰۶/۱۔

**حاصل روایات:** اس روایت میں آپ نے خبر دے دی کہ جنازے کو تیز لے کر تو چلنا چاہئے مگر وہ خبب یعنی ہلکی دوڑ سے کم ہو۔ ہمارے ہاں بھی یہی ہے اس طرح نہیں جیسا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت میں موجود ہے یہاں تک کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایسی تیزی سے روک دیا تو وہ تیزی جو روایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میں ہے وہی مطلوب ہے۔

اور ہمارے ائمہ ابو حنیفہ ابو یوسف محمد رحمہم اللہ کا یہی قول ہے۔

**اللغات** :المخض۔ زور سے حرکت دینا۔ الزق۔ مشک۔ اقصد۔ میانہ روی۔ بعد۔ ہلاکت و دوری۔

یہ باب بھی نظر طحاویؒ سے خالی ہے اور اس میں اپنے انداز کے خلاف فریق راجح کو پہلے ذکر کیا اور پھر دوسرے فریق مرجوح کو ذکر کر کے فریق اوّل کی طرف سے جواب دیا اور آخر میں راجح قول کی تائید ایک قولی روایت سے کی ہے۔

# بَابُ الْمَشْيِ فِي الْجَنَازَةِ أَيْنَ يَنْبَغِي أَنْ يَّكُوْنَ مِنْهَا ؟

## جنازہ میں کہاں چلا جائے؟

**خلاصۃ المرام**: جنازے سے آگے چلنا چاہئے یا پیچھے جائز تو ہر دو طرح ہے۔ افضلیت میں اختلاف ہے۔
نمبر ①: امام مالک، شافعی، احمد اور جمہور آگے چلنے کو افضل قرار دیتے ہیں۔
نمبر ②: ائمہ احناف جنازے کے پیچھے چلنے کو افضل گردانتے ہیں۔
فریق اوّل کا مؤقف اور مستدل روایات: جنازے سے آگے چلنا افضل ہے دلائل یہ ہیں۔

۲۶۷۷ : حَدَّثَنَا يُوْنُسُ، قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيْهِ قَالَ : (رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَمْشُوْنَ أَمَامَ الْجَنَازَةِ) .

۲۶۷۷: سالم نے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو جنازے سے آگے آگے چلتے دیکھا۔

**تخریج** : ابو داؤد فی الجنائز باب ۴۵، نمبر ۳۱۷۹، ترمذی فی الجنائز باب ۲۶، نمبر ۱۰۰۷، ابن ماجه فی الاجنائز باب ۱۶، نمبر ۱۴۸۲، مسند احمد ۸/۲، ۱۲۲۔

۲۶۷۸ : حَدَّثَنَا يُوْنُسُ، قَالَ . أَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ : أَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ (أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ يَمْشِيْ أَمَامَ الْجَنَازَةِ، قَالَ : وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ وَأَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ) .

۲۶۷۸: سالم عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق نقل کرتے ہیں کہ وہ جنازہ سے آگے آگے چلتے اور کہتے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کرتے تھے اور ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم اسی طرح کرتے تھے۔

۲۶۷۹ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَزِيْزٍ الْأَيْلِيُّ، قَالَ : ثَنَا سَلَامَةُ، عَنْ عُقَيْلٍ، قَالَ : حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ أَنَّ سَالِمًا أَخْبَرَ ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَهُ .

۲۶۷۹: ابن شہاب نے سالم سے نقل کیا پھر انہوں نے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔

۲۶۸۰ : حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ مَرْزُوْقٍ، وَابْنُ أَبِيْ دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ : حَدَّثَنِي اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، قَالَ : ثَنَا عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ . ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَهُ بِإِسْنَادِهِ

۲۶۸۰: لیث بن سعد نے عقیل بن خالد سے پھر انہوں نے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۲۶۸۱ : حَدَّثَنَا رَبِيْعٌ الْجِيْزِيُّ، قَالَ : ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ، قَالَ : ثَنِيْ يَحْيَى بْنُ أَيُّوْبَ، قَالَ : ثَنَا

عُقَيْلٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، (عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ يَمْشِيْ أَمَامَ الْجَنَازَةِ وَأَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمْشِيْ بَيْنَ يَدَيِ الْجَنَازَةِ وَأَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ) ، وَكَذٰلِكَ السُّنَّةُ فِي اتِّبَاعِ الْجَنَازَةِ .

۲۶۸۱: ابن شہاب نے سالم سے انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق نقل کیا کہ وہ جنازہ سے آگے آگے چلتے تھے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنازہ سے آگے چلتے اور ابوبکر و عمر و عثمان رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی جنازہ سے آگے چلتے۔ جنازوں کے ساتھ چلنے کا یہی طریقہ ہے۔

**تخریج** : نسائی فی الجنائز باب۵۸، موطا فی الجنائز نمبر۸، ابو داؤد فی الجنائز باب۴۵، ترمذی فی الجنائز باب۲۶، نمبر۱۰۰۸۔

۲۶۸۲ :حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، قَالَ : ثَنَا مَالِكٌ .ح .

۲۶۸۲: ابن مرزوق کہتے ہیں ہمیں قعنبی نے انہوں نے مالک سے روایت نقل کی۔

۲۶۸۳ :وَحَدَّثَنَا يُوْنُسُ، قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا أَخْبَرَهُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ : (كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِيْ أَمَامَ الْجَنَازَةِ، وَابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَالْخُلَفَاءُ) . هَلُمَّ جَرًّا إِلٰى يَوْمِنَا هٰذَا .قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلٰى أَنَّ الْمَشْيَ أَمَامَ الْجَنَازَةِ أَفْضَلُ مِنَ الْمَشْيِ خَلْفَهَا، وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ بِهٰذِهِ الْآثَارِ .وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ، فَقَالُوْا : الْمَشْيُ خَلْفَهَا أَفْضَلُ مِنَ الْمَشْيِ أَمَامَهَا .وَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ لَهُمْ عَلٰى أَهْلِ الْمَقَالَةِ الْأُوْلٰى، أَنَّ حَدِيْثَ ابْنِ عُيَيْنَةَ الَّذِيْ ذَكَرْنَاهُ فِيْ أَوَّلِ هٰذَا الْبَابِ، قَدْ رَوَاهُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ (سَالِمٍ، عَنْ أَبِيْهِ قَالَ : رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَمْشُوْنَ أَمَامَ الْجَنَازَةِ) فَصَارَ فِيْ ذٰلِكَ خَبَرًا مِنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَمَّا رَأٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ يَفْعَلُوْنَهُ فِيْ ذٰلِكَ .وَقَدْ يَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنُوْا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ شَيْئًا، وَغَيْرُهُ عِنْدَهُمْ أَفْضَلُ مِنْهُ لِلتَّوْسِعَةِ .كَمَا قَدْ (تَوَضَّأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّةً مَرَّةً) ، وَالْوُضُوْءُ اثْنَتَيْنِ اثْنَتَيْنِ أَفْضَلُ مِنْهُ، وَالْوُضُوْءُ ثَلَاثًا ثَلَاثًا أَفْضَلُ مِنْ ذٰلِكَ كُلِّهِ، وَلٰكِنَّهُ فَعَلَ مَا فَعَلَ مِنْ ذٰلِكَ لِلتَّوْسِعَةِ .ثُمَّ قَدْ خَالَفَ ابْنُ عُيَيْنَةَ فِيْ إِسْنَادِ هٰذَا الْحَدِيْثِ كُلُّ أَصْحَابِ الزُّهْرِيِّ غَيْرَهُ .فَرَوَاهُ مَالِكٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ : (كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِيْ أَمَامَ الْجَنَازَةِ) ، فَقَطَعَهُ .ثُمَّ رَوَاهُ عُقَيْلٌ وَيُوْنُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، قَالَ :(كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ يَمْشُوْنَ أَمَامَ الْجَنَازَةِ) هٰذَا مَعْنَاهُ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ

لَفْظُهُ كَذٰلِكَ، لِأَنَّ أَصْلَ حَدِيْثِهٖ، إِنَّمَا هُوَ عَنْ سَالِمٍ قَالَ : (كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَمْشِيْ أَمَامَ الْجَنَازَةِ، وَكَذٰلِكَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ) .فَصَارَ هٰذَا الْكَلَامُ كُلُّهُ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ، إِذَا هُوَ مِنْ سَالِمٍ، لَا مِنَ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، فَصَارَ حَدِيْثًا مُنْقَطِعًا، وَفِيْ حَدِيْثِ يَحْيَى بْنِ أَيُّوْبَ، عَنْ عُقَيْلٍ : وَكَذٰلِكَ السُّنَّةُ فِي اتِّبَاعِ الْجَنَازَةِ، زِيَادَةٌ عَلٰى مَا فِيْ حَدِيْثِ اللَّيْثِ وَسَلَامَةَ، عَنْ عُقَيْلٍ : فَكَذٰلِكَ أَيْضًا لَا حُجَّةَ فِيْهِ لِأَنَّهُ إِنَّمَا هُوَ مِنْ كَلَامِ سَالِمٍ، أَوْ مِنْ كَلَامِ الزُّهْرِيِّ .وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، مِمَّا سَنَرْوِيْهِ فِيْ مَوْضِعِهٖ مِنْ هٰذَا الْبَابِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ .وَقَالَ أَصْحَابُ الْمَقَالَةِ الْأُوْلٰى : وَقَدْ رُوِيَ عَنْ جَمَاعَةٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُمْ كَانُوْا يَمْشُوْنَ أَمَامَ الْجَنَازَةِ. وَذَكَرُوْا مَا۔

۲۶۸۳: ابن شہاب کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ جنازہ سے آگے چلتے ابن عمر ؓ اور خلفاء موجودہ کی یہی کیفیت ہے۔حضرت امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علماء کی ایک جماعت کا کہنا یہ ہے کہ جنازے کے آگے چلنا اس کے پیچھے چلنے سے افضل ہے انہوں نے ان روایات سے استدلال کیا ہے۔لیکن دوسرے علماء کہتے ہیں کہ آگے کی بجائے پیچھے چلنا زیادہ افضل ہے۔اول قول والوں کے خلاف ان کی دلیل پر ابن عیینہ والی روایت ہے جس کو ہم شروع باب میں ذکر کر آئے اور اس کو زھری نے بھی حضرت عبداللہؓ سے روایت کیا ہے کہ میں جناب رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو جنازے کے آگے چلتے دیکھا ہے۔تو اس میں ابن عمرؓ نے جناب رسول اللہ ﷺ ابوبکر، عمر، عثمان رضوان اللہ علیہم اجمعین کے افعال کی خبر دی ہے۔عین ممکن ہے کہ ان حضرات نے یہ عمل بیان جواز کے لئے کیا ہو جب کہ ان کے نزدیک دوسرا عمل افضل ہو اور یہ عمل امت کی آسانی کے لئے ہو جس طرح جناب رسول اللہ ﷺ نے اعضائے وضو کو ایک ایک مرتبہ دھویا۔حالانکہ دو دو مرتبہ اعضاء وضو کا دھونا اس سے افضل ہے اور تین تین مرتبہ دھونا ان تمام سے افضل ہے۔مگر آپ نے یہ عمل امت پر سہولت کے لئے کیا۔دوسری بات یہ ہے کہ کہ ابن عیینہ نے زھری کے تمام شاگردوں کے خلاف روایت نقل کی ہے۔مالک نے زھری سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ جنازے کے آگے چلتے، تو انہوں نے منقطع روایت ذکر کی پھر اس کو عقیل، یونس نے ابن شھاب سے انہوں نے سالم سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر وعمر وعثمان رضوان اللہ علیہم اجمعین جنازے کے آگے آگے چلتے تھے۔اس روایت کا یہ مفہوم ہے اگرچہ الفاظ روایت کی نقل کی ہے کہ ابن عمرؓ جنازے کے آگے چلتے تھے اور جناب رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر، عمر وعثمان رضوان اللہ علیہم اجمعین اسی طرح کرتے تھے۔پس اس روایت میں یہ تمام کلام سالم کا قول ہے نہ کہ ابن عمرؓ۔پس یہ منقطع روایت ہے۔اور روایت یحییٰ میں جو انہوں نے عقیل سے نقل کی ہے یہ الفاظ

زائد ہیں "فكذالك السنة فى اتباع الجنازه" یہ عقیل کی اس روایت پر اضافہ ہے جو اس سے لیث وسلامہ سے نقل کی ہے۔اسی طرح روایت میں کوئی دلیل نہیں کیونکہ یہ سالم یا زھری کا کلام بنتا ہے اور ابن عمرؓ کی روایت ہم عنقریب نقل کریں گے۔ پہلے قول والوں نے کہا کہ صحابہ کرام کی ایک جماعت کے متعلق منقول ہے کہ وہ جنازے کے آگے آگے چلتے تھے۔روایات ذیل میں ہیں۔

**حاصل روایات:** ان روایات سے جنازے سے آگے چلنا ثابت ہوتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فعل افضل ہے۔

## مؤقف فریق ثانی ودلائل وجوابات:

جنازے کے پیچھے چلنا افضل ہے جیسا کہ ہم روایات نقل کریں گے پہلے سابقہ روایات کے جوابات ملاحظہ ہوں۔

## جواب نمبر:

حدیث ابن عیینہ جو کہ تم ابتداء باب میں نقل کی ہے اس میں ابن عمر ؓ نے صرف جناب رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر وعمر ؓ کو جنازے سے آگے چلتے دیکھا اس سے تو زیادہ سے زیادہ بیان جواز ثابت ہوسکتا ہے افضلیت ثابت نہیں ہوتی یہ عمل انہوں نے توسع کے لئے کیا جیسا کہ آپ نے ایک ایک مرتبہ وضو فرمایا حالانکہ عادت مبارکہ تین تین مرتبہ کرنے کی تھی تو گویا توسع کے لئے کیا۔

## جواب نمبر۲ قد خالف ابن عيينه:

اس روایت میں ابن عیینہ نے زہری کے تمام شاگردوں کی مخالفت کی ہے نمبر ایک امام مالکؒ نے زہری سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ جنازہ سے آگے چلتے تھے پھر آپ نے یہ سلسلہ منقطع کر دیا۔

نمبر ②: عقیل ویونس نے زہری عن سالم یہ نقل کیا جناب رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر وعمر وعثمان ؓ جنازے سے آگے چلا کرتے تھے۔اگر چہ یہ لفظ تو نہیں مگر مفہوم یہی ہے کیونکہ ان کی اصل روایت تو سالم پر موقوف ہے تو اس روایت میں یہ تمام سالم کا کلام ہے ابن عمر ؓ کا بھی نہیں اس لحاظ سے یہ منقطع بن گئی یحییٰ بن ایوب نے عقیل سے یہ نقل کیا کہ اتباع جنائز میں سنت یہی ہے۔ یہ الفاظ: لیث و سلامه عن عقیل کی روایت پر اضافہ ہے حاصل یہ ہے کہ یہ روایت زیادہ سالم یا زہری کا کلام بنتا ہے۔ جناب رسول اللہ ﷺ کا قول نہ بنا تو دلیل نہ بن سکی اور ابن عمر ؓ کا عمل اس کے خلاف ہم فریق ثانی کے دلائل میں ذکر کریں گے۔ان شاءاللہ۔

## اشکال ودلیل فریق اوّل:

بہت سے صحابہ کرامؓ کے متعلق روایات وارد ہیں کہ وہ جنازہ سے آگے چلا کرتے تھے۔روایات ملاحظہ ہوں۔

۲۶۸۴ : حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ، سَمِعَ رَبِيْعَةَ بْنَ هَدِيْرٍ يَقُوْلُ :

رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقْدُمُ النَّاسَ أَمَامَ جَنَازَةِ زَيْنَبَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا .

۲۶۸۴: ربیعہ بن ہدیر کہتے ہیں کہ میں نے ابن خطاب ؓ کو زینب ؓ کے جنازے میں لوگوں سے آگے چلتے دیکھا۔

۲۶۸۵ : حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ : أَخْبَرَنِي مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ .

۲۶۸۵: مالک نے ابن المنکدر سے انہوں نے اپنی سند سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۲۶۸۶ : حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ، قَالَ : ثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ : ثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى، قَالَ : سَأَلْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ عَنِ الْمَشْيِ أَمَامَ الْجَنَازَةِ .فَقَالَ : نَعَمْ رَأَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَمْشِي أَمَامَ الْجَنَازَةِ .

۲۶۸۶: عبدالاعلیٰ کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن جبیر سے جنازہ سے آگے چلنے کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے کہا میں نے ابن عباس ؓ کو جنازے سے آگے چلتے دیکھا۔

۲۶۸۷ : حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ : ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ : أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي لَهِيعَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُغِيرَةِ أَنَّ أَبَا رَاشِدٍ، مَوْلَى مُعَيْقِيبِ بْنِ أَبِي فَاطِمَةَ، أَخْبَرَهُ أَنَّهُ رَأَى عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، وَطَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللّٰهِ، وَالزُّبَيْرَ بْنِ الْعَوَّامِ يَفْعَلُونَهُ .

۲۶۸۷: عبیداللہ بن مغیرہ کہتے ہیں کہ ابوراشد مولی معیقیب بن ابی فاطمہ نے بتلایا کہ میں نے عثمان بن عفان ؓ اور طلحہ بن عبیداللہ زبیر بن العوام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو جنازے کے آگے چلتا دیکھا۔

**حاصل روایات:** ان روایات سے ثابت ہوا کہ جنازے سے آگے چلنا پیچھے چلنے سے افضل ہے اسی طرح دیگر صحابہ کرام کا عمل بھی مذکور ہے۔

۲۶۸۸ : حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ : أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ صَالِحٍ، مَوْلَى التَّوْأَمَةِ، أَنَّهُ رَأَى أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، وَأَبَا أُسَيْدٍ السَّاعِدِيَّ، وَأَبَا قَتَادَةَ، يَمْشُونَ أَمَامَ الْجَنَازَةِ .قَالُوا : فَقَدْ دَلَّ هٰذَا عَلَى أَنَّ الْمَشْيَ أَمَامَ الْجَنَازَةِ أَفْضَلُ مِنَ الْمَشْيِ خَلْفَهَا .قِيلَ لَهُمْ : مَا دَلَّ ذٰلِكَ عَلَى شَيْءٍ مِمَّا ذَكَرْتُمْ، وَلٰكِنَّهُ أَبَاحَ الْمَشْيَ أَمَامَ الْجَنَازَةِ، وَهٰذَا مِمَّا لَا يُنْكِرُهُ مُخَالِفُهُمْ أَنَّ الْمَشْيَ أَمَامَ الْجَنَازَةِ مُبَاحٌ .وَإِنَّمَا اخْتَلَفْتُمْ أَنْتُمْ وَإِيَّاهُ فِي الْأَفْضَلِ مِنْ ذٰلِكَ، وَمِنَ الْمَشْيِ خَلْفَ الْجَنَازَةِ .فَإِنْ كَانَ عِنْدَكُمْ أَثَرٌ صَحِيحٌ فِيهِ أَنَّ الْمَشْيَ أَمَامَ الْجَنَازَةِ أَفْضَلُ مِنَ الْمَشْيِ خَلْفَهَا، ثَبَتَ بِذٰلِكَ مَا قُلْتُمْ، وَإِلَّا فَقَوْلُهُ إِلَى الْآنَ، مُكَافِئٌ لِقَوْلِكُمْ .وَإِنِ احْتَجُّوا فِي ذٰلِكَ

۲۶۸۸: مولی التوأمہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ' ابن عمر' ابو اسید ساعدی' ابو قتادہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو جنازہ سے آگے چلتے دیکھا۔ انہوں نے کہ اس سے یہ دلالت مل گئی کہ جنازے سے آگے چلنا پیچھے چلنے سے افضل ہے۔ ان کے جواب میں یہ کہا جائے گا۔ اس میں تو تمہاری مذکورہ بات پر کوئی دلالت نہیں ہے۔ پس اتنی بات ہے کہ اس سے جنازے کے آگے چلنا مباح ثابت ہو گیا۔ جس کا ان کے مخالفین انکار نہیں کرتے۔ اس لئے کہ اختلاف تمہارے اور ان کا افضلیت میں ہے کہ آگے چلنا یا پیچھے چلنا افضل ہے۔ پس اگر تمہارے پاس کوئی جنازے سے آگے چلنے کی افضلیت کو ظاہر کرتا ہے تو پھر آگے چلنا افضل ہو۔ ورنہ تو ان کا "قولہ الا الآن" ' ورنہ یہ تمہارے قول کے برابر ہے۔ اگر وہ اس روایت کو دلیل میں پیش کریں۔

۲۶۸۹: بِمَا حَدَّثَنَا يُوْنُسُ ' قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ ' عَنْ مَالِكٍ ' عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ' قَالَ : لَيْسَ مِنَ السُّنَّةِ الْمَشْىُ خَلْفَ الْجَنَازَةِ .قَالَ ابْنُ شِهَابٍ : وَالْمَشْىُ خَلْفَ الْجَنَازَةِ ' مِنْ خَطَأِ السُّنَّةِ .قِيْلَ لَهُمْ : هٰذَا كَلَامُ ابْنِ شِهَابٍ ' فَقَوْلُهُ فِىْ ذٰلِكَ ' كَقَوْلِكُمْ ' اِذْ كَانَ لِمُخَالِفِهٖ وَمُخَالِفِكُمْ مِنَ الْحُجَّةِ عَلَيْهِ وَعَلَيْكُمْ ' مَا سَنَذْكُرُهٗ فِىْ هٰذَا الْبَابِ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى .ثُمَّ رَجَعْنَا اِلٰى مَا رُوِىَ فِىْ هٰذَا الْبَابِ مِنَ الْآثَارِ ' هَلْ فِيْهِ شَىْءٌ يُبِيْحُ الْمَشْىَ خَلْفَ الْجَنَازَةِ فَاِذَا رَبِيْعٌ الْجِيْزِىُّ ' وَابْنُ أَبِىْ دَاوُدَ.

۲۶۸۹: ابن شہاب کہتے ہیں جنازے کے پیچھے چلنا سنت نہیں ہے۔ ابن شہاب کے اس قول سے معلوم ہوا کہ جب پیچھے چلنا سنت نہیں تو خلاف سنت ہے یہ تو ابن شہاب زہری کا قول ہے جو کہ نہ اثر صحابی ہے نہ قول رسول ہے پس فریق ثانی کے اپنے قول کے برابر ہے جس کو ان کے خلاف حجت میں پیش نہیں کر سکتے۔ ہم تو جنازے کے پیچھے چلنے کا سنت ہونا عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عمل صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت کرتے ہیں۔ روایت یہ ہے۔ اس کو ربیع اور ابن ابی داؤد نے نقل کیا۔ ابن شہاب کہتے ہیں کہ جنازے کے پیچھے چلنا خلاف سنت ہے۔ اس روایت کے جواب میں کہا جائے گا کہ یہ ابن شہاب کا کلام ہے اور اس سلسلہ میں اس کا اور تمہارا قول برابر ہے۔ اس لئے کہ اس کے اور تمہارے مخالفین کے پاس اس کے خلاف دلیل موجود ہے۔ ہم عنقریب اس لائیں ہے۔ اب ہم دوبارہ اس باب کے آثار کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ آیا ان آثار میں کوئی ایسی چیز ملتی ہے جو جنازے کے پیچھے چلنے کو مباح ثابت کرے۔ تو ربیع جیزی اور ابن ابی داود کی روایات مل گئیں۔ ان تمام صحابہ کرام کا یہ عمل ظاہر کرتا ہے کہ آگے چلنا افضل ہے۔

## الجواب۔ قیل لهم......:

ان آثار سے بھی اباحت اور جواز کا ثبوت تو ملتا ہے جس کا کوئی بھی منکر نہیں کلام تو افضلیت میں ہے جس کی کوئی صریح دلیل نہیں مل رہی ورنہ فریق ثانی کی بات تو تمہارے برابر ہے۔

## اشکال:

جنازے کے پیچھے چلنا خلاف سنت ہے اور ابن شہاب زہری بھی یہی کہتے ہیں پس خلاف سنت کو موافق سنت کا مقابل کیسے قرار دیں گے روایت ملاحظہ ہو۔

۲۶۹۰ :قَدْ حَدَّثَنَا، قَالَا : ثَنَا أَبُوْ زُرْعَةَ، قَالَ:أَنَا يُوْنُسُ بْنُ يَزِيْدَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، كَانُوْا يَمْشُوْنَ أَمَامَ الْجَنَازَةِ وَخَلْفَهَا) .

۲۶۹۰: ابن شہاب نے انسؓ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما جنازے کے آگے اور پیچھے بھی چلتے تھے۔

**تخریج** : ترمذی فی الجنائز باب۲۶، نمبر ۱۰۱۰، ابن ماجہ فی الجنائز باب۱۶، نمبر۱۴۸۳۔

۲۶۹۱ :حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ الْبُرْسَانِيُّ، عَنْ يُوْنُسَ بْنِ يَزِيْدَ، ثُمَّ ذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ .فَفِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمْشِيْ خَلْفَ الْجَنَازَةِ، كَمَا كَانَ يَمْشِيْ أَمَامَهَا .فَإِنْ كَانَ مَشْيُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، أَمَامَ الْجَنَازَةِ حُجَّةً لَكُمْ أَنَّ ذٰلِكَ أَفْضَلُ مِنَ الْمَشْيِ خَلْفَهَا، فَكَذٰلِكَ مَشْيُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا خَلْفَهَا، حُجَّةٌ لِمُخَالِفِكُمْ عَلَيْكُمْ أَنَّ ذٰلِكَ أَفْضَلُ مِنَ الْمَشْيِ أَمَامَهَا، فَقَدِ اسْتَوٰى خَصْمُكُمْ، وَأَنْتُمْ فِيْ هٰذَا الْبَابِ، فَلَا حُجَّةَ لَكُمْ فِيْهِ عَلَيْهِ .

۲۶۹۱: محمد بن بکر برسانی نے یونس بن یزید سے پھر انہوں نے اپنی سند سے روایت نقل کی ہے۔اس روایت میں یہ ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ جنازے کے پیچھے چلتے جیسا کہ آگے چلتے اگر جنازے رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا جازے سے آگے چلنا تمہاری دلیل ہے اور یہ پیچھے چلنے سے افضل ہے۔تو اسی طرح جناب رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا پیچھے چلنا تمہارے مخالفین کی دلیل ہے۔اور آگے چلنے سے ان کے ہاں افضل ہے۔اب اس سلسلے میں تم اور تمہارا حزب مکالف برابر ہو گیا۔پس اب تمہاری دلیل میں ان کے خلاف کوئی حجت نہ رہی۔

**تخریج** : ترمذی ۱/۱۹۶۔

**حاصل روایات**: اس روایت کے پیچھے چلنے کا سنت رسول اللہ ﷺ اور سنت خلفاء راشدین ہونا ثابت کر دیا اب مخالفین کے خلاف تمہارے پاس افضلیت کی کوئی وجہ موجود نہیں آگے اور پیچھے چلنے ہر دو کا مباح ہونا اس روایت سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ روایت یہ ہے۔

۲۶۹۲ :وَقَدْ حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، وَابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَا : ثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ بْنِ فَارِسٍ، قَالَ : ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ زِيَادِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (الرَّاكِبُ خَلْفَ الْجَنَازَةِ، وَالْمَاشِيْ، حَيْثُ شَاءَ مِنْهَا) . فَأَبَاحَ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ أَيْضًا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، الْمَشْيَ خَلْفَ الْجَنَازَةِ، كَمَا أَبَاحَ الْمَشْيَ أَمَامَهَا .وَلَيْسَ فِيْ شَيْءٍ مِمَّا ذَكَرْنَا مَا يَدُلُّ عَلَى الْأَفْضَلِ مِنْ ذٰلِكَ، مَا هُوَ ؟ .وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَا مَعْنَاهُ، قَرِيْبٌ مِنْ مَعْنٰى حَدِيْثِ الْمُغِيْرَةِ، وَلَمْ يَذْكُرْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

۲۶۹۲: زیاد بن جبیر نے اپنے والد سے انہوں نے مغیرہ بن شعبہؓ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سوار جنازے کے پیچھے چلے پیدل جہاں چاہے چلے۔اس روایت میں بھی جناب رسول اللہ ﷺ نے جنازے کے پیچھے چلنے کو مباح قرار دیا۔جیسا کہ آگے چلنے کو مباح قرار دیا ان روایاتؒ میں کسی ایک کے دوسرے سے افضل ہونے کی کوئی دلیل نہیں اور حضرت انس بن مالک ؓ سے ایسی روایت آتی ہے جس کا مفہوم روایت مغیرہ ؓ کے قریب ہے مگر اس میں جناب رسول اللہ ﷺ کا تذکرہ نہیں ہے۔

**تخریج** : ابو داؤد فی الجنائز باب۴۵، نمبر۳،۸؛ ترمذی فی الجنائز باب۴۲، نمبر۱۰۳۱؛ ابن ماجه فی الجنائز باب۱۵، نمبر۱۴۸۱۔

**حاصل روایات**: اس روایت میں فرمان نبوت سے جنازے کے آگے پیچھے چلنے کی اباحیت ثابت ہوئی پس خلاف سنت کہنا درست نہ رہا۔ان میں سے کسی روایت میں بھی آگے چلنے کی افضلیت مذکور نہیں۔حضرت انسؓ کی روایت بھی اس مفہوم کی مذکور ہے مگر اس میں مگر وہ مرفوع نہیں ہے۔روایت یہ ہے۔

۲۶۹۳ :حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ، قَالَ : ثَنَا يُوْسُفُ بْنُ عَدِيٍّ، قَالَ : ثَنَا بَكْرُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيْلِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فِي الرَّجُلِ يَتْبَعُ الْجَنَازَةَ .قَالَ : إِنَّمَا أَنْتُمْ مُشَيِّعُوْنَ لَهَا، فَامْشُوْا بَيْنَ يَدَيْهَا وَخَلْفَهَا، وَعَنْ يَمِيْنِهَا وَشِمَالِهَا .

۲۶۹۳: حمید الطویل نے انس بن مالکؓ سے اس آدمی کے متعلق دریافت کیا جو جنازے کے پیچھے چلے تو انہوں نے فرمایا تم تو جنازے کی مشایعت کرتے ہو اس کے آگے پیچھے دائیں بائیں چل سکتے ہو۔

۲۶۹۴ :حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ، قَالَ : ثَنَا ابْنُ عُفَيْرٍ، قَالَ :حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ أَيُّوْبَ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِثْلَهُ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذٰلِكَ أَيْضًا.

۲۶۹۴: ایوب نے حمید الطویل سے انہوں نے انسؓ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

حاصل یہ ہے: کہ اس روایت موقوفہ سے بھی جنازے کے آگے پیچھے دائیں بائیں چلنے کی وسعت ثابت ہوئی افضلیت والا مقصود حاصل نہ ہوا۔

فریق ثانی کے مزید دلائل: جنازے کے پیچھے چلنا افضل ہے۔ دلائل یہ ہیں۔

۲۶۹۵: مَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الْغَنِيِّ بْنُ رِفَاعَةَ اللَّخْمِيُّ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زِيَادٍ، قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَشْعَثَ بْنِ سُلَيْمٍ، قَالَ : سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ سُوَيْدِ بْنِ مُقْرِنٍ، قَالَ : سَمِعْتُ (الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ يَقُوْلُ: أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاتِّبَاعِ الْجَنَازَةِ) . فَفِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ أَنَّهُ أَمَرَهُمْ بِاتِّبَاعِ الْجَنَازَةِ، وَالْمُتَّبِعُ الْمَشْيَ، هُوَ الْمُتَأَخِّرُ عَنْهُ، لَا الْمُتَقَدِّمُ أَمَامَهُ، فَفِيْمَا ذَكَرْنَا، مَا قَدْ دَلَّ عَلٰى فَسَادِ قَوْلِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ الْمَشْيَ خَلْفَ الْجَنَازَةِ مِنْ خَطَإِ السُّنَّةِ .

۲۶۹۵: معاویہ بن سوید بن مقرن کہتے ہیں میں نے براء بن عازبؓ کو کہتے سنا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا کہ ہم جنازے کے پیچھے چلا کریں۔ اس روایت میں یہ فرمایا کہ آپ نے ان کو جنازے کے پیچھے چلنے کا حکم فرمایا. اور پیچھے چلنے والا جنازے سے متاخر ہوتا ہے۔ آگے اور مقدم نہیں۔ اس روایت میں زھری کے قول کی غلطی ظاہر ہوتی ہے۔ کہ جنازے کے پیچھے چلنا خلاف سنت ہے۔

**تخریج** : بخاری ۱۶۵/۱۔

**حاصل روایات:** اس روایت میں جنازے کے پیچھے چلنے کا حکم زبان نبوت سے ثابت ہو رہا ہے اتباع اور المتبع المشی کا معنی پیچھے چلنے والا ہی آتا ہے۔

اس ارشاد سے زہری کے قول کا غلط ہونا ثابت ہو گیا جو کہ جنازے کے پیچھے چلنا خلاف سنت کہہ رہے تھے۔۔ پس وہی افضل ہے جس کا حکم رسول اللہ ﷺ فرمائیں۔ مزید روایت ملاحظہ فرمائیں۔

۲۶۹۶: حَدَّثَنَا رَبِيْعٌ الْمُؤَذِّنُ، قَالَ : ثَنَا أَسَدٌ، قَالَ : ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ، قَالَ : قُلْتُ لِعَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، مَا تَقُوْلُ فِي الْمَشْيِ أَمَامَ الْجَنَازَةِ ؟ فَقَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (الْمَشْيُ خَلْفَهَا أَفْضَلُ مِنَ الْمَشْيِ أَمَامَهَا، كَفَضْلِ الْمَكْتُوْبَةِ عَلَى التَّطَوُّعِ). قَالَ: قُلْتُ، فَإِنِّيْ رَأَيْتُ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَمْشِيَانِ أَمَامَهَا، فَقَالَ (إِنَّمَا يَكْرَهَانِ أَنْ يُّحْرِجَا النَّاسَ) .

۲۶۹۶: عمرو بن حریث کہتے ہیں کہ میں نے علیؓ سے پوچھا آپ جنازے سے آگے چلنے کے متعلق کیا فرماتے ہیں تو علیؓ فرمانے لگے پیچھے چلنا آگے چلنے سے اتنا افضل ہے جتنا کہ فرض نماز نفل سے افضل ہے میں نے دوسرا سوال کیا میں نے تو ابوبکر و عمر رضوان اللہ علیہم اجمعین کو جنازہ کے آگے چلتے دیکھا ہے تو فرمایا وہ اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ لوگوں کو تنگی

میں مبتلا کریں (یعنی سب لوگ ان کے ساتھ چلنا پسند کرتے جس سے مجمع کو تکلیف ہوتی تو انہوں نے آگے چل کر اس تنگی سے لوگوں کو محفوظ کر دیا)۔

۲۶۹۷ :حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ، قَالَ : ثَنَا يُوسُفُ بْنُ عَدِيٍّ، قَالَ : ثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ أَبِي فَرْوَةَ الْهَمْدَانِيِّ، عَنْ زَائِدَةَ بْنِ خِرَاشٍ، قَالَ : ثَنَا ابْنُ أَبْزَى، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ : كُنْتُ أَمْشِي فِي جَنَازَةٍ فِيهَا أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ . فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَمْشِيَانِ أَمَامَهَا، وَعَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَمْشِي خَلْفَهَا يَدِي فِي يَدِهِ. فَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : أَمَا إِنَّ فَضْلَ الرَّجُلِ يَمْشِي خَلْفَ الْجَنَازَةِ، عَلَى الَّذِي يَمْشِي أَمَامَهَا، كَفَضْلِ صَلَاةِ الْجَمَاعَةِ عَلَى صَلَاةِ الْفَذِّ، وَإِنَّهُمَا لَيَعْلَمَانِ مِنْ ذٰلِكَ مِثْلَ الَّذِي أَعْلَمُ، وَلٰكِنَّهُمَا سَهْلَانِ يُسَهِّلَانِ عَلَى النَّاسِ .فَفِي هٰذَا الْحَدِيثِ تَفْضِيلُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ الْمَشْيَ خَلْفَ الْجَنَازَةِ، عَلَى الْمَشْيِ أَمَامَهَا .وَقَوْلُهُ (إِنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَعْلَمَانِ مِثْلَ مَا أَعْلَمُ، وَإِنَّهُمَا إِنَّمَا يَتْرُكَانِ ذٰلِكَ لِلتَّسْهِيلِ عَلَى النَّاسِ، لَا لِأَنَّ ذٰلِكَ أَفْضَلُ مِنْ غَيْرِهِ) . وَهٰذَا مِمَّا لَا يُقَالُ بِالرَّأْيِ، إِنَّمَا يُقَالُ وَيُعْلَمُ، بِمَا قَدْ وَقَفَهُمْ عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعَلَّمَهُمْ إِيَّاهُ مِنْ ذٰلِكَ .فَقَدْ ثَبَتَ بِتَصْحِيحِ مَا رَوَيْنَا، أَنَّ الْمَشْيَ خَلْفَ الْجَنَازَةِ، أَفْضَلُ مِنَ الْمَشْيِ أَمَامَهَا .

۲۶۹۷: ابن ابزی نے اپنے والد سے نقل کیا کہ میں جنازہ میں جا رہا تھا جس میں ابوبکر و عمر و علی رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی تھے ابو بکر و عمر رضوان اللہ علیہم اجمعین تو جنازے سے آگے تھے اور علیؓ اس کے پیچھے چل رہے تھے اور میرا ہاتھ ان کے ہاتھ میں تھا تو علیؓ نے فرمایا سنو! آدمی کے لئے بہتر یہ ہے کہ وہ جنازے کے پیچھے چلے اور آگے چلنے والے کے مقابلے میں اس کو اتنی فضیلت حاصل ہے جس قدر جماعت کی نماز کو منفرد کی نماز پر فضیلت حاصل ہے اور وہ دونوں حضرات اس بات کو جانتے ہیں جیسا میں جانتا ہوں مگر وہ لوگوں کے لئے سہولت پیدا کرتے ہیں۔ اس روایت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جنازے سے پیچھے چلنے کو آگے سے افضل قرار دیا اور اس کا یہ قول کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما اس بات کو اسی طرح جانتے تھے جیسے میں جانتا ہوں۔ انہوں نے لوگوں کی سہولت کے لئے اسے ترک کیا۔ اس وجہ سے نہیں کہ وہ اسے دوسرے افضل مانتے تھے اور یہ بات رائی و قیاس سے معلوم نہیں ہو سکتی۔ یہ جناب رسول اللہ کے بتلانے اور سکھانے سے ہی معلوم ہو سکتی ہے۔ ان روایات کی تصحیح کے انداز سے معلوم ہوا کہ جنازے کے پیچھے چلنا آگے چلنے سے افضل ہے۔

**حاصل روایات:** اس روایت میں زبان علیؓ سے جنازے کے پیچھے چلنے کو آگے چلنے پر فضیلت دی گئی ہے اور پھر ان کی زبان سے ابو بکر و عمر رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عمل کی تاویل بھی واضح کر دی گئی ہے کہ وہ فضیلت سمجھ کر نہیں چلتے بلکہ لوگوں کی سہولت ان کو پیش نظر ہے۔

علیؓ کا یہ فضیلت دینا اور پھر اس کا حوالہ دینا کہ وہ دونوں حضرات بھی جانتے ہیں یہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ علم ان کو زبان نبوت سے حاصل ہوا۔اس کی مزید تائید ملاحظہ ہو۔

۲۶۹۸: وَقَدْ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوُدَ، قَالَ: ثَنَا أَبُوْ الْيَمَانِ، الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ الْبَهْرَانِيُّ، فَقَالَ: ثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ، عَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ نَافِعٍ، قَالَ: خَرَجَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَأَنَا مَعَهُ عَلٰى جَنَازَةٍ فَرَاٰى مَعَهَا نِسَاءً، فَوَقَفَ ثُمَّ قَالَ: رُدُّهُنَّ، فَإِنَّهُنَّ فِتْنَةُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ ثُمَّ مَضٰى، فَمَشٰى خَلْفَهَا. فَقُلْتُ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، كَيْفَ الْمَشْيُ فِي الْجَنَازَةِ؟ أَمَامَهَا أَمْ خَلْفَهَا؟ فَقَالَ: أَمَا تَرَانِيْ أَمْشِيْ خَلْفَهَا؟ فَهٰذَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، لَمَّا سُئِلَ عَنِ الْمَشْيِ فِي الْجَنَازَةِ، أَجَابَ سَائِلَهُ، إِنَّهُ خَلْفَهَا، وَهُوَ الَّذِيْ رَوَيْنَا عَنْهُ فِي الْبَابِ الْأَوَّلِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمْشِيْ أَمَامَهَا. فَدَلَّ ذٰلِكَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ عَلٰى جِهَةِ التَّخْفِيْفِ عَلَى النَّاسِ، لِيُعَلِّمَهُمْ أَنَّ الْمَشْيَ خَلْفَ الْجَنَازَةِ، وَإِنْ كَانَ أَفْضَلَ مِنَ الْمَشْيِ أَمَامَهَا، لَيْسَ هُوَ مِمَّا لَا بُدَّ مِنْهُ، وَلَا مِمَّا يُحْرَجُ تَارِكُهُ، وَلٰكِنَّهُ مِمَّا لَهُ أَنْ يَفْعَلَهُ، وَيَفْعَلَ غَيْرَهُ. وَكَذٰلِكَ مَا رُوِيَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مِنْ ذٰلِكَ، فَرَوٰى عَنْهُ سَالِمٌ أَنَّهُ كَانَ يَمْشِيْ أَمَامَ الْجَنَازَةِ. فَدَلَّ ذٰلِكَ عَلٰى إِبَاحَةِ الْمَشْيِ أَمَامَهَا، لَا عَلٰى أَنَّ ذٰلِكَ أَفْضَلُ مِنَ الْمَشْيِ خَلْفَهَا، ثُمَّ رَوٰى عَنْهُ نَافِعٌ أَنَّهُ مَشٰى خَلْفَهَا. فَدَلَّ ذٰلِكَ أَيْضًا عَلٰى إِبَاحَتِهِ الْمَشْيَ خَلْفَهَا، لَا عَلٰى أَنَّ ذٰلِكَ أَفْضَلُ مِنْ غَيْرِهِ. فَلَمَّا سَأَلَهُ، أَخْبَرَهُ بِالْمَشْيِ الَّذِيْ يَنْبَغِيْ لَهُ أَنْ يَفْعَلَ فِي الْجَنَازَةِ خَلْفَهَا، عَلٰى أَنَّهُ هُوَ الَّذِيْ هُوَ أَفْضَلُ مِنْ غَيْرِهِ. وَقَدْ رَوَيْنَا فِيْ حَدِيْثِ الْبَرَاءِ (أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُمْ بِاتِّبَاعِ الْجَنَازَةِ)، وَالْأَغْلَبُ مِنْ مَعْنٰى ذٰلِكَ، هُوَ الْمَشْيُ خَلْفَهَا أَيْضًا. فَصَارَ بِذٰلِكَ مِنْ حَقِّ الْجَنَازَةِ، اتِّبَاعُهَا وَالصَّلَاةُ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ يُصَلِّيْ عَلَيْهَا يَكُوْنُ فِيْ صَلَاتِهِ عَلَيْهَا مُتَأَخِّرًا عَنْهَا. فَالنَّظَرُ عَلٰى ذٰلِكَ أَنْ يَكُوْنَ الْمُتَّبِعُ لَهَا فِي اتِّبَاعِهِ لَهَا، مُتَأَخِّرًا عَنْهَا، فَهٰذَا هُوَ النَّظَرُ مَعَ مَا قَدْ وَافَقَهُ مِنَ الْآثَارِ.

۲۶۹۸: نافع نے عبداللہ بن عمر ؓ سے نقل کیا کہ میں ایک جنازہ کے لئے ان کے ساتھ نکلا انہوں نے جنازے کے ساتھ عورتوں کو پایا تو وہ رک گئے پھر فرمایا ان کو واپس کردو یہ زندہ اور مردہ دونوں کے لئے فتنہ ہیں پھر چل دیئے اور پیچھے چلے میں نے کہا اے ابوعبدالرحمن! جنازے کے پیچھے چلنا کیسا ہے؟ آگے یا پیچھے چلیں۔ فرمایا کیا تم مجھے پیچھے چلتا نہیں دیکھ رہے۔ تو یہ عبداللہ بن عمر ؓ ہیں کہ جب ان سے جنازہ کے ساتھ چلنے کے متعلق سوال ہو انہوں نے سائل کو اپنے چلنے کا عمل مسائل کے سامنے رکھ دیا۔ یہ ابن عمرؓ ہیں باب کے شروع میں روایت کررہے

تھے کہ آپ جنازے لے کر آگے آگے چلتے۔ اس سے یہ دلالت مل گئی کہ آپ کا آگے چلنا لوگوں کے لئے حکم میں تخفیف کی غرض سے تھا تا کہ لوگوں کو سکھا دیا جائے اصل تو جنازے کے پیچھے چلنا آگے چلنے سے افضل ہے' مگر وہ لازم نہیں اور نہ ہی اس کا ترک کرنے والا گناہ کا مرتکب ہے بلکہ وہ ان کاموں سے ہے جس کو اختیار کرنا یا اس کے علاوہ کا اختیار کرنا درست ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اس کے متعلق اسی طرح مروی ہے۔ سالمؒ بیان کرتے ہیں کہ وہ جنازے کے آگے چلتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ آگے چلنا مباح ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ یہ پیچھے چلنے سے افضل ہے ۔ پھر ان سے نافع نے بیان کیا کہ وہ جنازے کے پیچھے چلتے تھے۔ اس سے بھی یہ دلالت میسر آئی کہ پیچھے چلنا مباح ہے۔ یہ معنیٰ نہیں کہ یہ آگے چلنے سے افضل ہے۔ پھر جب ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے بتلایا کہ جنازے ساتھ کس طرح چلنا چاہیے تو انہوں نے پیچھے چلنا بتلایا اور یہ کہ دوسری طرح چلنے سے یہ افضل ہے۔ ہم نے حضرت براء رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ نقل کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو جنازہ میں پیچھے چلنے کا حکم فرمایا اور اس کا غالب مفہوم پیچھے چلنا ہے۔ پس یہ جنازے کا حق بن گیا۔ کہ پیچھے چلا جائے اور نمازِ جنازہ پڑھی جائے اور نمازِ جنازہ میں اس سے پیچھے رہے۔ پس اس پر غور وفکر کا تقاضہ یہ ہے کہ پیچھے جانے والا بھی جنازے کے پیچھے چلے۔ قیاس کا تقاضہ یہی ہے اس کے ساتھ ساتھ کہ آثار بھی اس کے مؤید ہیں'

لیجئے یہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہیں جن کے قول کو فریق اوّل سے پیش کیا تھا خود ان کا فتویٰ اور عمل جنازہ میں پیچھے چلنے کا ہے اس سے بھی یہ بات ثابت ہوئی کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فصل اول میں جو بات نقل کی ہے اس کا مطلب یہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے چلنے سے لوگوں کو سہولت ہو جائے نہ یہ کہ یہ افضل ہے اور اگر اس کا مطلب یہ نہ بھی مانو۔ تب بھی اس قدر تو ثابت ہوگا کہ آگے نہ چلنے والا گناہگار نہیں کبھی اس کو کرے کبھی دوسرا عمل کرے بالکل اسی طرح سالم والی روایت کا مفہوم بھی یہی ہے کہ آگے چلنا بھی جائز و مباح ہے اور ثبوت یہ ہے کہ نافع ان کا پیچھے چلنا ثابت کر رہے ہیں اس سے بس اباحیت ثابت ہوگی نہ کہ افضلیت۔ پھر جب ان سے سوال ہوا تو انہوں نے پیچھے چلنے کا حکم فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ یہی ان کے ہاں افضل ہے۔ اور ہم نے براء بن عازبؓ سے اتباع جنائز والی روایت نقل کر دی جس کا معنی جنازے کے پیچھے چلنا متبادر ہے پس اس سے جنازہ کا یہ حق بن گیا کہ وہ اس کے پیچھے جائے اس پر نماز ادا کرے اور نماز میں بھی جنازہ مقدم ہوگا اور یہ متاخر ہوگا۔

## نظر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ:

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتباع جنازہ کا حکم دیا تو معلوم ہوا کہ جنازے کا پیچھا کیا جائے پیچھے چلا جائے۔ متبع متاخر ہوتا ہے اور متبع مقدم ہوتا ہے تو اس سے معلوم ہے کہ جب جنازے کو متبع کیا گیا تو چلنے والا پیچھے چلے گا تو وہ متبع بنے گا اور جنازہ متبع ہوگا پس نظر کے اعتبار سے بھی پیچھے چلنا افضل ہوا۔

اس کی تائید میں ابن عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان ملاحظہ کرلیں۔

۲۶۹۹ : وَقَدْ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوٗدَ' قَالَ : ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ' قَالَ : ثَنَا إِسْرَائِيْلُ' عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ

شَرِيْكٍ الْعَامِرِيِّ، قَالَ : سَمِعْتُ الْحَارِثَ بْنَ أَبِيْ رَبِيْعَةَ سَأَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، عَنْ أُمِّ وَلَدٍ لَهٗ نَصْرَانِيَّةٍ، مَاتَتْ .فَقَالَ لَهٗ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا : تَأْمُرُ بِأَمْرِكَ وَأَنْتَ بَعِيْدٌ مِنْهَا ثُمَّ تَسِيْرُ أَمَامَهَا، فَإِنَّ الَّذِيْ يَسِيْرُ أَمَامَ الْجَنَازَةِ لَيْسَ مَعَهَا .فَهٰذَا ابْنُ عُمَرَ يُخْبِرُ أَنَّ الَّذِيْ يَسِيْرُ أَمَامَ الْجَنَازَةِ لَيْسَ مَعَهَا .فَاسْتَحَالَ أَنْ يَكُوْنَ ذٰلِكَ عِنْدَهٗ كَذٰلِكَ، وَقَدْ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِيْ أَمَامَ الْجَنَازَةِ .فَثَبَتَ بِذٰلِكَ أَنَّ أَصْلَ حَدِيْثِ سَالِمٍ الَّذِيْ رَوَيْنَاهُ فِيْ أَوَّلِ هٰذَا الْبَابِ، إِنَّمَا هُوَ كَمَا رَوَاهُ مَالِكٌ ؟ عَنِ الزُّهْرِيِّ مَوْقُوْفًا أَوْ كَمَا رَوَاهُ عُقَيْلٌ وَيُوْنُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ مَوْقُوْفًا .لَا كَمَا رَوَاهُ ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ مَرْفُوْعًا .

۲۶۹۹: حارث بن ابی ربیعہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا میری نصرانی ام ولد مر گئی اس کا کیا حکم ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا اس کے بارے میں (دفن وغیرہ کا) حکم دو لیکن تم اس سے دور رہو پھر اس کے جنازے کے آگے چلو کیونکہ آگے چلنے والا وہ جنازے کے ساتھ شمار نہیں ہوتا۔ یہ ابن عمر رضی اللہ عنہ جو کہ یہ بتلا رہے ہیں کہ جنازے سے آگے چلنے والا گویا جنازہ کے ساتھ جانے والا نہیں اور یہ بات اس وقت تک کہنا ممکن نہیں جب کہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنازے سے آگے چلتے دیکھا۔ پس اس سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ سالم والی روایت کی اصل وہ جو ہم نے باب کے شروع میں مالک کے واسطے سے زھری سے موقوف نقل کی ہے یا جیسا عقیل و یونس نے زھری کی وساطت سے سالم سے موقوف نقل کی ہے۔ اس طرح نہیں جیسا ابن عیینہ نے زھری کے واسطہ سے مرفوعاً نقل کیا ہے۔

لو سنو! یہ ابن عمر رضی اللہ عنہما تو جنازے سے آگے چلنے والے کو جنازہ کے ساتھ نہ جانے والا فرما رہے ہیں پس یہ ناممکن ہے کہ وہ ایسی بات اپنی طرف سے کہیں جبکہ فصل اول کی روایات میں وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جنازے سے آگے چلنا نقل کر چکے ہیں اس سے یہ ثابت ہوا کہ سالم والی روایت کی اصل وہ ہے جو امام مالک نے زہری سے نقل کی ہے۔ وہ موقوف ہے مرفوع روایت نہیں ہے۔

مزید ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت دیکھیں۔

۲۷۰۰ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ، قَالَ : ثَنَا الْفِرْيَابِيُّ، قَالَ : ثَنَا إِسْرَائِيْلُ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ يَحْيٰى، عَنْ (مُجَاهِدٍ، قَالَ : كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا جَالِسًا، فَمَرَّتْ جَنَازَةٌ، فَقَامَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ثُمَّ قَالَ : قُمْ، فَإِنِّيْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ لِجَنَازَةِ يَهُوْدِيٍّ مَرَّتْ عَلَيْهِ .فَقِيْلَ : هَلْ لَكَ أَنْ تَتْبَعَهَا، فَإِنَّ فِيْ اتِّبَاعِ الْجَنَازَةِ أَجْرًا ؟ فَانْطَلَقْنَا نَمْشِيْ مَعَهَا، فَنَظَرَ فَرَأَى نَاسًا، فَقَالَ : مَا أُولٰئِكَ النَّاسُ بَيْنَ يَدَيِ الْجَنَازَةِ ؟ قُلْتُ : هُمْ أَهْلُ الْجَنَازَةِ،

فَقَالَ : مَا هُمْ مَعَ الْجَنَازَةِ وَلٰكِنْ كَتِفَيْهَا أَوْ وَرَاءَ هَا .فَبَيْنَمَا هُوَ يَمْشِي إِذْ سَمِعَ رَانَّةً فَاسْتَدَارَنِي وَهُوَ قَابِضٌ عَلٰى يَدِي فَاسْتَقْبَلَهَا فَقَالَ لَهَا شَرًّا حَرَمْتِيْنَا هٰذِهِ الْجَنَازَةَ اذْهَبْ يَا مُجَاهِدُ فَإِنَّكَ تُرِيْدُ الْأَجْرَ وَهٰذِهِ تُرِيْدُ الْوِزْرَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا أَنْ نَتْبَعَ الْجَنَازَةَ مَعَهَا رَانَّةٌ . فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ : وَكَيْفَ يَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ الْمَشْيُ خَلْفَ الْجَنَازَةِ أَفْضَلَ مِنَ الْمَشْيِ أَمَامَهَا ؟ وَقَدْ كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بِحَضْرَةِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ جَنَازَةِ زَيْنَبَ يُقَدِّمُ النَّاسَ أَمَامَهَا فَذٰلِكَ دَلِيْلٌ عَلٰى أَنَّهُ كَانَ لَا يَرَى الْمَشْيَ خَلْفَهَا أَصْلًا وَلَوْلَا ذٰلِكَ لَأَبَاحَهُ لِمَنْ مَشٰى خَلْفَهَا .قِيْلَ لَهُ : وَكَيْفَ يَجُوْزُ مَا ذَكَرْتُ؟ .وَقَدْ قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : إِنَّهُمَا -يُرِيْدُ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا - يَعْلَمَانِ أَنَّ الْمَشْيَ خَلْفَهَا أَفْضَلُ مِنَ الْمَشْيِ أَمَامَهَا ثُمَّ يَفْعَلُ هٰذَا الْمَعْنَى الَّذِيْ ذَكَرْتُ؟ وَلٰكِنَّهُ فَعَلَ ذٰلِكَ - عِنْدَنَا وَاللّٰهُ أَعْلَمُ - لِعَارِضٍ إِمَّا لِنِسَاءٍ كُنَّ خَلْفَهَا فَكَرِهَ لِلرِّجَالِ مُخَالَطَتَهُنَّ فَأَمَرَهُمْ بِتَقَدُّمِ الْجَنَازَةِ لِذٰلِكَ الْعَارِضِ لَا لِأَنَّهُ أَفْضَلُ مِنَ الْمَشْيِ خَلْفَهَا .وَقَدْ سَمِعْتُ يُوْنُسَ يَذْكُرُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ أَنَّهُ سَمِعَ مَنْ يَقُوْلُ ذٰلِكَ وَهُوَ أَوْلٰى مَا حُمِلَ عَلَيْهِ مَعْنٰى ذٰلِكَ الْحَدِيْثِ حَتّٰى لَا يُضَادَّ مَا ذَكَرَهُ عَلِيٌّ عَنْ أَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا .

۲۷۰۰: مجاہد کہتے ہیں میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا تھا ان کے پاس سے ایک جنازہ گزرا ابن عمر رضی اللہ عنہما کھڑے ہو گئے پھر فرمایا تم بھی اٹھو میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو ایک یہودی کا جنازہ گزرتے وقت کھڑے ہوتے دیکھا ان سے سوال ہوا کیا تم کو ان کے ساتھ جانا مناسب ہے اس لئے جنازے کے ساتھ جانے میں ثواب ہے؟ (وہ اٹھ کر چل دیئے ) ہم دونوں اس کے ساتھ چلتے گئے آپ کی نظر جنازہ کے آگے کچھ لوگوں پر پڑی میں نے کہا یہ جنازہ والے کے متعلقین ہیں یہ لوگ جنازہ کے ساتھ نہیں۔ وہ لوگ ساتھ ہیں جو اس کے دونوں اطراف اور پیچھے ہیں چلتے ہوئے انہوں نے ایک رونے والی عورت کو سنا میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے گھمایا اور اس کے سامنے کر کے فرمایا تو بہت بری ہے کہ اس جنازہ کے اجر سے محروم کر رہی ہے اے مجاہد جاؤ! تو تو اجر کا خواستگار تھا اور یہ گناہ چڑھا رہی ہے جناب رسول اللہ ﷺ نے ایسے جنازے کے ساتھ جانے سے روکا ہے جس کے ساتھ بین کرنے والی ہو۔ اگر کوئی معترض یہ کہے کہ یہ کس طرح ثابت ہو گیا کہ جنازے کے پیچھے چلنا آگے چلنے سے افضل ہے۔ حالانکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ صحابہ کرام کی موجودگی حضرت زینب کے جنازے میں لوگوں کو اس سے آگے بڑھاتے تھے۔ پس اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ وہ پیچھے چلنے کی کوئی اصل نہ پاتے تھے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو آپ پیچھے چلنے کو بھی مباح قرار دیتے؟ اس کے جواب میں اس طرح عرض کریں گے کہ تمہاری یہ بات کیسے درست ہے۔ حالانکہ حضرت علی

رضی اللہ عنہ کا قول گزرا کہ ان دونوں حضرات کا مقصد یہ ہے کہ وہ لوگوں کو سکھاتے ہیں کہ جنازے پیچھے چلنا آگے چلنے سے افضل ہے۔ پھر ان کا یہ طرزِ عمل اختیار کرنا تو اس کا مطلب ہمارے نزدیک یہ ہے۔ (واللہ اعلم) کہ یہ کسی عارضہ کی وجہ سے تھا۔ خواہ ان عورتوں کی وجہ سے جوان کے پیچھے تھیں تو آپ نے مردوں عورتوں کے اختلاط کو ناپسند کیا۔ اس سے انہوں نے مردوں کو جنازے سے آگے بڑھ جانے کا حکم فرمایا۔ تو اس کا سبب یہ عارضہ تھا نہ یہ کہ یہ چلنے سے افضل ہے۔ میں نے یونس سے سنا کروہ ابن وھب سے یہ بیان کرتے اور کہتے کہ اس نے یہ بات خود کہنے والے سے سنی۔ اس حدیث کا یہ معنی کرنا زیادہ بہتر ہے تاکہ یہ اس روایت کے خلاف نہ ہو۔ جس کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سابقہ سطور میں حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق ذکر کیا ہے۔

**اللغات**: کنفیھا۔ دونوں اطراف۔ رابہ۔ بین کرنے والی عورت۔ استدار۔ گھمایا۔

**تخریج** : ابن ماجه فی الجنائز باب۵۷' مسند احمد ۴۲۷/۲' ۵۲۸۔

## ایک اہم سوال:

جنازہ میں پیچھے چلنے کو کس طرح افضل کہا جا سکتا ہے جبکہ ام المؤمنین زینبؓ کے جنازے میں حضرت عمرؓ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں لوگوں کو جنازے سے آگے چلنے کا حکم فرمایا اگر وہ پیچھے چلنے کو افضل سمجھتے تو وہ آگے چلنے کا کیوں حکم فرماتے اس سے تو یہ معلوم ہو رہا ہے کہ وہ پیچھے چلنے کو درست نہ سمجھتے تھے۔

## الجواب:

تمہارا یہ کہنا درست نہیں ہے کیونکہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما جانتے ہیں کہ جنازے کے پیچھے چلنا آگے چلنے سے افضل ہے پھر عمر رضی اللہ عنہ کی بات کا یہ مطلب تم کس طرح لے سکتے ہو عمر رضی اللہ عنہ آگے چلنے کا حکم یا تو اس لئے دیا کہ کچھ عورتیں وہاں چلی آرہی تھیں مردوں کے ساتھ ان کے اختلاط کو روکنے کے لئے مردوں کو آگے چلنے کا حکم فرمایا اس لئے نہیں کہ وہ آگے چلنے کو افضل قرار دیتے تھے مشہور تابعی اسودؒ کا طرزِ عمل اس کی تصدیق کرتا ہے۔

حاصل اثر: یہ اسودؒ ہیں' جنہوں نے ابن مسعودؓ عمر فاروق' علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم کی طویل صحبت پائی ہے وہ جنازے سے آگے اسی وقت چلتے ہیں جب کوئی عارضہ پیش آجاتا ہے ورنہ پیچھے چلتے ہیں بس گزشتہ روایت کا مفہوم بھی یہی ہوگا اور عمر رضی اللہ عنہ کے فعل کو جو جنازہ زینب میں پیش آیا اسی قسم کے عارضہ پر محمول کریں گے۔

مزید تائید ملاحظہ فرمائیں۔

۲۷۰۱ : وَقَدْ حَدَّثَنَا فَهْدٌ' قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيْدٍ' قَالَ : أَنَا شَرِيْكٌ' عَنْ مُغِيْرَةَ' عَنْ إِبْرَاهِيْمَ' قَالَ : كَانَ الْأَسْوَدُ إِذَا كَانَ مَعَهَا نِسَاءٌ أَخَذَ بِيَدِيْ' فَتَقَدَّمْنَا نَمْشِيْ أَمَامَهَا' فَإِذَا لَمْ يَكُنْ مَعَهَا نِسَاءٌ' مَشَيْنَا خَلْفَهَا .فَهٰذَا الْأَسْوَدُ بْنُ يَزِيْدَ -عَلٰى طُوْلِ صُحْبَتِهٖ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ' وَعَلٰى صُحْبَتِهٖ

لِعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ -قَدْ كَانَ قَصْدُهُ فِي الْمَشْيِ مَعَ الْجَنَازَةِ إِلَى الْمَشْيِ خَلْفَهَا' إِلَّا أَنْ يَعْرِضَ لَهُ عَارِضٌ فَمَشٰى أَمَامَهَا لِذٰلِكَ الْعَارِضِ' لَا لِأَنَّ ذٰلِكَ أَفْضَلُ عِنْدَهُ مِنْ غَيْرِهٖ. فَكَذٰلِكَ عُمَرُ' مَا رَوَيْنَاهُ عَنْهُ فِيمَا فَعَلَهُ فِي جَنَازَةِ زَيْنَبَ' هُوَ عَلٰى هٰذَا الْمَعْنٰى -عِنْدَنَا -وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

۲۷۰۱: محمد نے ابراہیم سے نقل کیا کہ جب جنازے کے ساتھ عورتیں ہوتیں تو اسود میرے ہاتھ کو پکڑتے ہم ان کے آگے چلنے کے لئے آگے بڑھ جاتے۔ اور جب جب عورتیں نہ ہوتیں تو ہم جنازے پیچھے چلتے۔ یہ اسود بن یزید ہیں جنہوں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی طویل صحبت اٹھائی اور ان کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی صحبت بھی ملی ان کا طریقہ جنازہ میں پیچھے چلنے کا تھا سوائے اس صورت کے جب کوئی عارضہ پیش آ جائے۔ تو وہ اس عارضہ کی بناء پھر آگے چلتے اس بناء پر نہیں کہ یہ آگے چلنا پیچھے چلنے سے ان کے ہاں افضل ہے۔ پس اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے جنازہ میں کیا اس کا یہی مطلب ہمارے نزدیک ہے واللہ اعلم۔

۲۷۰۲ : وَقَدْ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ' قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي السَّرِيِّ' قَالَ : ثَنَا فُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ' قَالَ : ثَنَا مَنْصُوْرٌ' عَنْ إِبْرَاهِيْمَ .ح .

۲۷۰۲: فضیل بن عیاض کہتے ہیں کہ ہمیں منصور نے ابراہیم سے روایت نقل کی۔

۲۷۰۳ :وَحَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ' قَالَ : ثَنَا يُوْسُفُ بْنُ عَدِيٍّ' قَالَ : ثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ' عَنْ مُغِيْرَةَ' عَنْ إِبْرَاهِيْمَ' قَالَ : كَانُوْا يَكْرَهُوْنَ السَّيْرَ أَمَامَ الْجَنَازَةِ .فَهٰذَا إِبْرَاهِيْمُ يَقُوْلُ هٰذَا' وَإِذَا قَالَ (كَانُوْا) فَإِنَّمَا يَعْنِي بِذٰلِكَ أَصْحَابَ عَبْدِ اللّٰهِ' فَقَدْ كَانُوْا يَكْرَهُوْنَ هٰذَا' ثُمَّ يَفْعَلُوْنَهُ لِلْعُذْرِ' لِأَنَّ ذٰلِكَ هُوَ أَفْضَلُ مِنْ مُخَالَطَةِ النِّسَاءِ إِذَا قَرُبْنَ مِنَ الْجَنَازَةِ' فَأَمَّا إِذَا بَعُدْنَ مِنْهَا' أَوْ لَمْ يَكُنْ مَعَهَا نِسَاءٌ' فَإِنَّ الْمَشْيَ خَلْفَهَا أَفْضَلُ مِنَ الْمَشْيِ أَمَامَهَا وَعَنْ يَمِيْنِهَا' وَعَنْ شِمَالِهَا .وَهٰذَا قَوْلُ أَبِي حَنِيْفَةَ' وَأَبِي يُوْسُفَ' وَمُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ' رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى .

۲۷۰۳: مغیرہ نے ابراہیم سے نقل کیا کہ یہ حضرات شاگردان عبداللہ جنازہ کے آگے چلنا مکروہ خیال کرتے تھے۔ یہ ابراہیم ہیں جو اصحاب ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے متعلق بتلا رہے ہیں وہ سب جنازے سے آگے چلنے کو ناپسند قرار دیتے اور اگر کبھی کرتے تو وہ کسی خاص عذر کی بنا پر کرتے کیونکہ اس وقت عورتوں کی مخالطت سے جنازے سے آگے چلنا افضل ہے جب عورتیں نہ ہوں یا دور ہوں تو پھر پیچھے چلنا افضل ہے اس سے کہ آگے یا دائیں بائیں چلے۔

یہی امام ابوحنیفہ' ابو یوسف' محمد بن الحسن رحمہم اللہ کا قول ہے۔

**نوٹ:** اس باب میں امام نے مسلک راجح کو روایات اور جوابات سے خوب پختہ و مبرہن کیا ہے اور نظر کے بعد معمول کے مطابق اقوال تابعین سے مؤید کر دیا اس باب میں صرف افضل و غیر افضل کا اختلاف ہے۔

## بَابُ الْجَنَازَةِ تَمُرُّ بِالْقَوْمِ أَيَقُوْمُوْنَ لَهَا أَمْ لَا ؟

### جنازہ گزرنے پر کھڑا ہونا کیسا ہے؟

**خلاصۃ المرام:** جنازہ جب گزر رہا ہو تو اس وقت اسے دیکھ کر کھڑے ہونے کا حکم باقی ہے یا منسوخ ہو چکا۔

نمبر ①: امام شافعیؒ کے ہاں جنازے کو دیکھ کر کھڑے ہونا مستحب ہے۔

نمبر ۲: ائمہ احناف اور مالک و احمد کھڑے ہونے کے حکم کو منسوخ مانتے ہیں امام احمد کھڑے ہونے نہ ہونے میں اختیار دیتے ہیں۔

فریق اوّل کا مؤقف اور دلائل: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کھڑے ہونے کا ثبوت ہے اس لئے کھڑے ہونا مستحب ہے دلائل ملاحظہ ہوں۔

۲۷۰۴ : حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ، قَالَ : ثَنَا مُعَلَّى بْنُ مَنْصُوْرٍ، قَالَ : ثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ أُمَيَّةَ، عَنْ مُوْسَى بْنِ عِمْرَانَ بْنِ مَنَاحٍ أَنَّ أَبَانَ بْنَ عُثْمَانَ مَرَّتْ بِهٖ جَنَازَةٌ فَقَامَ لَهَا .

۲۷۰۴: موسیٰ بن عمران نے نقل کیا کہ ابان بن عثمان کے پاس سے جنازہ گزرا وہ جنازے کی خاطر کھڑے ہو گئے۔

**تخریج** : مسند احمد ۱/ ٦٤۔

۲۷۰۵ : حَدَّثَنَا يَزِيْدُ، قَالَ : ثَنَا دُحَيْمٌ، قَالَ : ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ هِشَامِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ أُمَيَّةَ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ . إِلَّا أَنَّهٗ قَالَ : رَأَيْتُ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَفْعَلُ ذٰلِكَ، وَأَخْبَرَنِيْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ .

۲۷۰۵: سعید بن مسلمہ نے اسماعیل بن امیہ سے اپنی اسناد کے ساتھ یہ اثر اسی طرح نقل کیا ہے البتہ یہ اضافہ بھی ہے کہ میں نے عثمانؓ کو ایسا کرتے دیکھا اور انہوں نے مجھے بتلایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا کرتے تھے۔

**تخریج** : مسندالبزار ۲/ ۲۱۔

۲۷۰۶ : حَدَّثَنَا رَبِيْعٌ الْمُؤَذِّنُ، قَالَ : ثَنَا أَسَدٌ، قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (إِذَا رَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُوْمُوْا لَهَا حَتّٰى تُوْضَعَ أَوْ تُخَلِّفَكُمْ) .

۲۷۰۶: سالم نے اپنے والد سے انہوں نے عامر بن ربیعہؓ سے نقل کیا کہ جناب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ یہاں تک کہ جنازہ کندھوں سے اتار دیا جائے یا آگے نکل جائے۔

**تخریج** : بخاری فی الجنائز باب۴۷، ۴۸، مسلم فی الجنائز نمبر۷۳، ۷۸، ابو داؤد فی الجنائز باب۴۳، نمبر۳۱۷۲، ترمذی

فی الجنائز باب ۵۱، نمبر ۱۰۴۲، نسائی فی الجنائز باب ۴۴، ۴۵، ۴۶، ابن ماجه فی الجنائز باب ۳۵، نمبر ۱۵۴۲، مسند احمد ۲۵/۳، ۴۱۔

۲۷۰۷ : حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي الْوَزِيْرِ، قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

۲۷۰۷: ابراہیم بن ابی الوزیر نے کہا ہمیں سفیان نے اپنی اسناد سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۲۷۰۸ : حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ سِنَانٍ، قَالَ : ثَنَا أَزْهَرُ بْنُ سَعْدٍ السَّمَّانُ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنْ (عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ، قَالَ : قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَيْتَ جَنَازَةً فَقُمْ) .

۲۷۰۸: نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے انہوں نے عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو جنازہ دیکھے تو کھڑا ہو جا۔

**تخریج** : عزاره العینی الی الطبرانی۔

۲۷۰۹ : حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مَهْدِيٍّ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ : أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ : أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ، قَالَ : أَخْبَرَنِيْ سَالِمٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (إِذَا رَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُوْمُوْا لَهَا حَتّٰى تُوْضَعَ أَوْ تُخَلِّفَكُمْ) .

۲۷۰۹: نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے انہوں نے عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ جب تم جنازہ دیکھو تو اس کے لئے کھڑے ہو جاؤ جب تک کہ وہ زمین پر رکھ نہ دیا جائے یا تم سے گزر نہ جائے۔

**تخریج** : مسند احمد ۴۴۵/۳۔

۲۷۱۰ : حَدَّثَنَا رَبِيْعٌ الْمُؤَذِّنُ، قَالَ : ثَنَا أَسَدٌ، قَالَ : ثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عَامِرِ ابْنِ رَبِيْعَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ.

۲۷۱۰: نافع نے ابن عمر انہوں عن عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہم سے انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

**تخریج** : ترمذی نسائی نحوة۔

۲۷۱۱ : حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ سِنَانٍ، وَمُبَشِّرُ بْنُ الْحَسَنِ، قَالَا : حَدَّثَنَا أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمُقْرِئُ، قَالَ : ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ أَيُّوْبَ، قَالَ : حَدَّثَنِيْ رَبِيْعَةُ بْنُ سَيْفٍ الْمَعَافِرِيُّ، عَنْ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّهُ قَالَ : (سَأَلَ رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، تَمُرُّ بِنَا جَنَازَةُ الْكَافِرِ فَنَقُوْمُ لَهَا ؟ قَالَ نَعَمْ فَإِنَّكُمْ لَسْتُمْ تَقُوْمُوْنَ لَهَا إِنَّمَا تَقُوْمُوْنَ إِعْظَامًا لِلَّذِىْ يَقْبِضُ النُّفُوْسَ) .

۲۷۱۱: ابوعبدالرحمٰن نے عبداللہ بن عمروؓ سے نقل کیا کہ ایک آدمی نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر ہمارے پاس سے کافر کا جنازہ گزرے تو کیا اس کے لئے کھڑے ہوں گے؟ فرمایا ہاں۔ تم اس میت کے لئے کھڑے نہیں ہوتے بلکہ تم (اس فرشتے کے لئے) کھڑے ہوتے ہو جو جان قبض کرتا ہے۔

**تخریج** : مسند احمد ۱۶۸/۲۔

۲۷۱۲ : حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ دَاوُدَ .ح .

۲۷۱۲: ابوبکرہ نے ابوداؤد سے اسی طرح اپنی سند سے بیان کیا۔

۲۷۱۳ : وَحَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ، قَالَا : ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنِ ابْنِ أَبِىْ لَيْلٰى، قَالَ : (قَعَدَ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ، وَقَيْسُ بْنُ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ بِالْقَادِسِيَّةِ، فَمَرَّ عَلَيْهِمَا بِجَنَازَةٍ فَقَامَا .فَقِيْلَ لَهُمَا : إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ، أَىْ مَجُوْسِىٌّ .فَقَالَا : إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَيْهِ جَنَازَةٌ، فَقَامَ، فَقِيْلَ لَهُ : إِنَّهُ يَهُوْدِىٌّ، فَقَالَ أَلَيْسَ مَيِّتًا ؟ أَوْ لَيْسَ نَفْسًا ؟) .

۲۷۱۳: ابن ابی لیلیٰ بیان کرتے ہیں کہ سہل بن حنیف اور قیس بن سعد بن عبادہؓ قادسیہ میں بیٹھے تھے ان کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو وہ دونوں کھڑے ہو گئے ان سے کہا گیا یہ مجوسی کا جنازہ ہے تو دونوں نے کہا جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو آپ کھڑے ہو گئے آپ کو بتلایا گیا یہ یہودی کا جنازہ ہے تو فرمایا کیا وہ مردہ نہیں؟ یا کیا وہ جاندار نہیں؟

**تخریج** : بخاری فی الجنائز باب ۴۹، مسلم فی الجنائز نمبر ۸۱۔

۲۷۱۴ : حَدَّثَنَا رَبِيْعٌ الْمُؤَذِّنُ، قَالَ : ثَنَا أَسَدٌ، قَالَ : ثَنَا ابْنُ لَهِيْعَةَ، عَنْ أَبِى الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : (قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ مَعَهُ لِجَنَازَةٍ حَتّٰى تَوَارَتْ).

۲۷۱۴: ابوالزبیر نے جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ ایک جنازہ کے لئے کھڑے ہو گئے۔ (اس وقت تک کھڑے رہے) یہاں تک کہ وہ آنکھوں سے غائب ہو گیا۔

**تخریج** : مسلم فی الجنائز نمبر ۷۹۔

۲۷۱۵ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ : ثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ : ثَنَا أَبَانُ .ح .

۲۷۱۵: مسلم بن ابراہیم نے ابان سے نقل کیا۔

۲۷۱۶ : وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِىْ دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ : ثَنَا أَبَانُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِىْ

كَثِيرٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ مِقْسَمٍ، عَنْ (جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ مَرَّتْ عَلَيْهِ جَنَازَةٌ فَقُمْنَا لِنَحْمِلَهَا، فَإِذَا جَنَازَةٌ يَهُوْدِيٌّ أَوْ يَهُوْدِيَّةٌ، فَقُلْنَا : يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، إِنَّهَا جَنَازَةُ يَهُوْدِيٍّ أَوْ يَهُوْدِيَّةٍ، فَقَالَ إِنَّ الْمَوْتَ فَزَعٌ، فَإِذَا رَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُوْمُوْا) .

۲۷۱۶: موسیٰ بن اسماعیل نے ابان سے انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے عن عبیداللہ بن مقسم سے انہوں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے جب کہ آپ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا ہم اٹھانے کے لئے کھڑے ہوئے تو معلوم ہوا کہ یہ یہودی مرد یا عورت کا جنازہ ہے ہم نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ یہودی مرد یا عورت کا جنازہ ہے فرمایا بلاشبہ موت گھبراہٹ ہے جب تم جنازہ دیکھوتو کھڑے ہوجایا کرو۔

**تخریج** : ابو داؤد ۴۵۲/۲۔

۲۷۱۷ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَيْمُوْنَ، قَالَ : ثَنَا الْوَلِيْدُ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيٰى، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ .

۲۷۱۷: ولید نے اوزاعی سے انہوں نے یحییٰ سے پھر اس نے اپنی سند سے روایت نقل کی ہے۔

۲۷۱۸ : حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا وَهْبٌ، قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ ابْنِ أَبِي السَّفَرِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ (أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ : مُرَّ عَلٰى مَرْوَانَ بِجَنَازَةٍ فَلَمْ يَقُمْ .فَقَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ : إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرَّ عَلَيْهِ بِجَنَازَةٍ فَقَامَ، فَقَامَ مَرْوَانُ) .

۲۷۱۸: شعبی نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ مروان پر ایک جنازہ گزارا گیا وہ اس کے لئے کھڑا نہ ہوا تو ابو سعید کہنے لگے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے جنازہ گزارا گیا تو آپ اس کے لئے کھڑے ہو گئے تو مروان (یہ سن کر) کھڑا ہو گیا۔

**تخریج** : مسند احمد ۴۷/۳۔

۲۷۱۹ : حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا وَهْبٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِيْ صَالِحٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (إِذَا رَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُوْمُوْا، فَمَنْ تَبِعَهَا فَلَا يَقْعُدْ حَتّٰى تُوْضَعَ) .

۲۷۱۹: سہیل بن ابی صالح نے اپنے والد سے انہوں نے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا کہ جب تم جنازہ دیکھوتو کھڑے ہو جاؤ جو جنازے کے پیچھے جائے وہ اس وقت تک نہ بیٹھے

جب تک جنازہ زمین پر نہ رکھ دیا جائے۔

**تخریج** : بخاری فی الجنائز باب ۴۸، مسلم فی الجنائز نمبر ۷۶، ۷۷، ابو داؤد فی الجنائز باب ۴۳، نمبر ۳۱۷۳۔

**۲۷۲۰** : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ : ثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ : ثَنَا أَبَانُ قَالَ : ثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ .

۲۷۲۰: ابوسلمہ نے ابوسعید الخدری سے انہوں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح روایت کی ہے۔

**۲۷۲۱** : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ : ثَنَا الْوَلِيدُ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ يَحْيَى . ح .

۲۷۲۱: ولید نے اوزاعی سے انہوں نے یحییٰ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

**۲۷۲۲** : وَحَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ دَاوُدَ قَالَ : ثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ سَعِيدٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ .

۲۷۲۲: یحییٰ نے ابوسلمہ سے انہوں نے ابوسعید سے انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح کی روایت کی ہے۔

**۲۷۲۳** : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ : ثَنَا الْوَهْبِيُّ قَالَ : ثَنَا ابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَرْجَانَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ عَلَى جَنَازَةٍ وَلَمْ يَمْشِ مَعَهَا فَلْيَقُمْ حَتّٰى تَغِيبَ عَنْهُ وَإِنْ مَشَى مَعَهَا فَلَا يَقْعُدْ حَتّٰى تُوضَعَ) . قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلٰى هٰذِهِ الْآثَارِ فَاتَّبَعُوْهَا وَجَعَلُوْهَا أَصْلًا وَقَلَّدُوْهَا وَأَمَرُوْا مَنْ مَرَّتْ بِهِ جَنَازَةٌ أَنْ يَقُوْمَ لَهَا حَتّٰى تَتَوَارٰى عَنْهُ وَمَنْ مَشَى مَعَهَا أَنْ لَا يَقْعُدَ حَتّٰى تُوضَعَ . وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ فَقَالُوْا : لَيْسَ عَلٰى مَنْ مَرَّتْ بِهِ جَنَازَةٌ أَنْ يَقُوْمَ لَهَا وَلِمَنْ تَبِعَهَا أَنْ يَجْلِسَ وَإِنْ لَمْ تُوضَعْ . وَقَالُوْا : أَمَّا قِيَامُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِجَنَازَةِ الْيَهُوْدِيِّ فِي الْحَدِيْثِ الَّذِيْ رَوَاهُ قَيْسُ بْنُ سَعْدٍ وَسَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ فَإِنَّ ذٰلِكَ لَمْ يَكُنْ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَنَّ مِنْ حُكْمِ الْجَنَائِزِ أَنْ يُقَامَ لَهَا وَلٰكِنْ لِمَعْنًى غَيْرِ ذٰلِكَ . وَذَكَرُوْا فِيْ ذٰلِكَ۔

۲۷۲۳: سعید بن مرجانہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی جنازہ پڑھے اور اس کے ساتھ نہ جانا ہو تو اسے اس وقت تک کھڑا رہنا چاہئے یہاں تک کہ وہ نظروں سے غائب ہو جائے اور اگر ساتھ جائے تو جنازے کے زمین پر رکھنے سے پہلے نہ بیٹھے۔ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کچھ علماء نے ان آثار کی اتباع کی اور ان کو اصل قرار دیکر ان کی تقلید کی اور انہوں نے کہا کہ جس شخص کے پاس سے جنازہ گزرے اسے اس وقت تک کھڑا رہنا چاہیے یہاں تک کہ نظروں سے اوجھل ہو اور اس کے ساتھ چلنے والا

جنازہ رکھنے سے پہلے نہ بیٹھے۔ دیگر علماء نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے کہا جس کے پاس سے جنازہ گزرے اسے کھڑے ہونے کی حاجت نہیں اور اس کے ساتھ چلنے والوں کو جنازہ رکھنے سے پہلے بیٹھنا جائز ہے۔ باقی رہی یہ بات کہ جناب رسول اللہ ﷺ یہودی کے جنازے کے لئے کھڑے ہوتے جیسا قیس بن سعد اور سہل بن حنیف رضی اللہ عنہما کی روایات میں ہے۔ آپ کا کھڑا ہونا جنازے کی وجہ سے نہ تھا۔ جنازے کے لئے کھڑا ہونا چاہیے مگر کسی اور وجہ سے نہ کہ اس بناء پر اور انہوں نے۔

**حاصل روایات:** ان روایات سے جنازے کے لئے کھڑا ہونا ثابت ہوا ہے اور اگر ساتھ نہ جانا چاہتا ہو تو غائب ہونے تک کھڑا رہے اور اگر ساتھ جائے تو جب تک جنازہ رکھا نہ جائے اس وقت تک نہ بیٹھے۔

مؤقف فریق ثانی ودلائل وجوابات: جس کے پاس سے جنازہ گزرے وہ کھڑا نہ ہو اور جنازہ رکھے جانے سے پہلے بھی بیٹھ سکتا ہے۔

پہلے فریق اوّل کی پیش کردہ روایات کا جواب دیا جاتا ہے۔

جواب نمبر ①: قیام النبی...... سے دیا کہ آپ ﷺ یہودی کے جنازے کے لئے بطور تکریم نہ کھڑے ہوئے تھے بلکہ ایک خاص وجہ سے کھڑے ہوئے جو اس روایت میں موجود ہے۔

۲۷۲۴ : مَا حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ : سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عُمَرَ، يُحَدِّثُ عَنِ الْحَسَنِ، وَابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، أَوْ عَنْ أَحَدِهِمَا (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَرَّتْ بِهٖ جَنَازَةُ يَهُوْدِيٍّ، فَقَامَ لَهَا وَقَالَ آذَانِيْ رِيْحُهَا) . فَدَلَّ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَلٰى أَنَّ قِيَامَهٗ كَانَ لَمَّا آذَاهُ رِيْحُهَا لِيَتَبَاعَدَ عَنْهُ، لَا لِغَيْرِ ذٰلِكَ .وَأَمَّا مَا رُوِيَ مِنْ قِيَامِهٖ لِجَنَازَةٍ (إِنَّمَا كَانَ) لِيُصَلِّيَ عَلَيْهَا .

۲۷۲۴: محمد بن عمر نے حسن اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کی ہے یا ایک سے نقل کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس سے یہودی کا جنازہ گزرا تو آپ اس کی وجہ سے کھڑے ہو گئے اور فرمایا مجھے اس کی بدبو نے تکلیف پہنچائی ہے۔

**حاصل روایات:** اس روایت سے ثابت ہو گیا کہ آپ کا قیام اس کی ایذاء دینے والی بدبو کی وجہ سے تھا اکرام کے لئے نہ تھا۔

جواب نمبر ②: یہود کے متعلق تو یہ علت معلوم ہو گئی اب رہا مسلمانوں کے جنازے کے لئے کھڑا ہونا تو اس کی علت اس روایت سے معلوم ہو رہی ہے ملاحظہ کریں۔

۲۷۲۵ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ سَعِيْدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ (أَنَّ الْعَبَّاسَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَالْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مَرَّتْ بِهِمَا جَنَازَةٌ، فَقَامَ الْعَبَّاسُ وَلَمْ يَقُمِ الْحَسَنُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَقَالَ الْعَبَّاسُ لِلْحَسَنِ : أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّتْ عَلَيْهِ جَنَازَةٌ فَقَامَ ؟ .فَقَالَ : نَعَمْ' وَقَالَ الْحَسَنُ لِلْعَبَّاسِ : أَمَا عَلِمْتُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ عَلَيْهَا ؟ قَالَ : نَعَمْ) . فَدَلَّ هٰذَا الْحَدِيْثُ أَنَّ قِيَامَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ' إِنَّمَا كَانَ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهَا' لَا لِأَنَّ مِنْ سُنَّتِهَا أَنْ يُقَامَ لَهَا .وَأَمَّا مَا ذُكِرَ مِنْ أَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْقِيَامِ لِلْجَنَازَةِ' وَمِنْ تَرْكِ الْقُعُوْدِ إِذَا اتُّبِعَتْ' حَتّٰى تُوْضَعَ' فَإِنَّ ذٰلِكَ قَدْ كَانَ' ثُمَّ نُسِخَ .

۲۷۲۵: قتادہ نے حسن سے روایت کی ہے کہ عباس بن عبدالمطلب اور حسن بن علی رضی اللہ عنہم کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو اس کے لئے عباس تو کھڑے ہو گئے مگر حسن کھڑے نہ ہوئے تو عباس رضی اللہ عنہ نے حسن کو کہا کیا تمہیں معلوم نہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے جنازہ گزرا تو آپ کھڑے ہو گئے تو حسنؓ نے کہا جی ہاں۔ حسنؓ نے عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کیا آپ کو معلوم نہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اس لئے کھڑے ہوتے تھے) کہ آپ نے اس پر جنازہ پڑھنا ہوتا تھا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا بات تو ایسے ہی ہے۔ یہ روایت اس بات پر دلالت کر رہی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کھڑا ہونا جنازہ پڑھنے کے لئے تھا۔ اس وجہ سے نہیں کہ یہ جنازہ کے سنن میں سے ہے ۔باقی جو آپ جنازہ کے لئے قیام کا تم نے ذکر کیا ہے اور جب جنازہ کے ساتھ جاتے تو رکھنے سے پہلے نہ بیٹھے یہ حکم پہلے موجود تھا پھر منسوخ ہو گیا۔ روایات ملاحظہ کریں۔

**حاصل روایات:** اس روایت سے یہ بات ثابت ہوئی کہ آپ جنازہ کے لئے کھڑے ہوتے تا کہ اس پر نمازِ جنازہ پڑھیں اس وجہ سے نہیں کہ کھڑا ہونا جنازے کی سنتوں میں سے ہے۔

اس موقف پر دلائل: جنازے کے لئے کھڑے ہونے کا حکم جن روایات میں وارد ہے وہ منسوخ نہیں اسی طرح جنازے کے ساتھ جانے والا اس وقت تک نہ بیٹھے جب تک جنازہ زمین پر نہ رکھا جائے اس پر مندرجہ ذیل روایات شاہد ہیں۔

۲۷۲۶ : حَدَّثَنَا يُوْنُسُ' قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ' قَالَ : أَخْبَرَنِيْ مَالِكٌ' عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ' عَنْ وَاقِدِ بْنِ عَمْرٍو' عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ' عَنْ مَسْعُوْدِ بْنِ الْحَكَمِ' عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : (قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ الْجَنَازَةِ حَتّٰى تُوْضَعَ' وَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ' ثُمَّ قَعَدَ بَعْدَ ذٰلِكَ' وَأَمَرَهُمْ بِالْقُعُوْدِ) .

۲۷۲۶: مسعود بن حکم نے حضرت علیؓ سے نقل کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنازہ کے ساتھ کھڑے رہتے جب تک کہ وہ رکھ نہ دیا جاتا اور لوگ بھی کھڑے رہتے پھر اس کے بعد آپ بیٹھتے اور صحابہ کرام کو بھی بیٹھنے کا حکم فرماتے۔

**تخریج** : مسلم فی الجنائز نمبر ۸۲/۸۳۔

۲۷۲۷ : حَدَّثَنَا يُوْنُسُ وَبَحْرٌ' قَالَا : ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ' قَالَ : أَخْبَرَنِيْ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدِ اللَّيْثِيُّ أَنَّ مُحَمَّدَ

ابْنَ عَمْرِو بْنِ عَلْقَمَةَ حَدَّثَهُ، عَنْ وَاقِدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ، عَنْ مَسْعُوْدِ بْنِ الْحَكَمِ الزُّرَقِيِّ، عَنْ عَلِيٍّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

۲۷۲۷: مسعود بن حکم زرقی نے حضرت علیؓ انہوں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۲۷۲۸: حَدَّثَنَا يُوْنُسُ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ وَاقِدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ مَسْعُوْدِ بْنِ الْحَكَمِ أَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُوْلُ (أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْقِيَامِ فِي الْجَنَازَةِ، ثُمَّ جَلَسَ بَعْدَ ذٰلِكَ، وَأَمَرَنَا بِالْجُلُوْسِ).

۲۷۲۸: مسعود بن حکم کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ کو کہتے سنا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے جنازہ میں ہمیں قیام کا حکم فرمایا پھر آپ بیٹھنے لگے اور ہمیں بھی بیٹھنے کا حکم فرمایا۔

**تخریج**: ابو داؤد فی الجنائز باب ۴۳، نمبر ۳۱۷۵، ترمذی فی الجنائز باب ۵۲، نمبر ۱۰۴۴۔

۲۷۲۹: حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ: ثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ، قَالَ: أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ، (عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ الْحَكَمِ بْنِ مَسْعُوْدِ الزُّرَقِيِّ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: شَهِدْتُ جَنَازَةً بِالْعِرَاقِ، فَرَأَيْتُ رِجَالًا قِيَامًا يَنْتَظِرُوْنَ أَنْ تُوْضَعَ، وَرَأَيْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُشِيْرُ إِلَيْهِمْ أَنِ اجْلِسُوْا فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَمَرَنَا بِالْجُلُوْسِ بَعْدَ الْقِيَامِ).

۲۷۲۹: اسماعیل بن حکم زرقی سے اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ میں عراق میں ایک جنازے میں حاضر ہوا میں نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ وہ منتظر ہیں کہ جنازہ رکھا جائے اور وہ تب بیٹھیں اور حضرت علیؓ کو دیکھا کہ وہ ان کو اشارہ فرما رہے ہیں کہ بیٹھ جاؤ جناب رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہونے کا حکم دینے کے بعد بیٹھنے کا حکم فرمایا ہے۔

۲۷۳۰: حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ: ثَنَا وَهْبٌ، قَالَ: ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ مَسْعُوْدِ بْنِ الْحَكَمِ، عَنْ (عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فَقُمْنَا، وَرَأَيْنَاهُ قَعَدَ فَقَعَدْنَا). فَقَدْ ثَبَتَ بِمَا ذَكَرْنَا أَنَّ الْقِيَامَ لِلْجَنَازَةِ قَدْ كَانَ ثُمَّ نُسِخَ. فَقَالَ قَوْمٌ: إِنَّمَا نُسِخَ ذٰلِكَ لِخِلَافِ أَهْلِ الْكِتَابِ، وَاحْتَجُّوْا فِي ذٰلِكَ۔

۲۷۳۰: مسعود بن حکم نے حضرت علیؓ سے نقل کیا کہ ہم نے جناب رسول اللہ ﷺ کو کھڑے دیکھا تو کھڑے ہو گئے اور جب بیٹھے دیکھا تو بیٹھ گئے۔ ان مذکورہ روایات سے یہ بات ثابت ہوئی کہ جنازہ کے لئے قیام تھا پھر منسوخ ہوا بعض علماء نے کہا کہ یہ اہل کتاب کی مخالفت کی بناء پر منسوخ ہوا اور انہوں نے ان روایات کو دلیل بنایا۔

**حاصل روایات**: ان روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ اولاً جنازے کے لئے قیام کا حکم تھا پھر منسوخ ہو گیا بعض لوگوں نے ان روایات کی وجہ سے قیام کے منسوخ ہونے کی وجہ یہود کی مخالفت بتلائی ہے۔

۲۷۳۱: بِمَا حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ' قَالَ : ثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسٰى' قَالَ : ثَنَا بِشْرُ بْنُ رَافِعٍ' عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سُلَيْمَانَ' عَنْ أَبِيْهِ' عَنْ جُنَادَةَ بْنِ أَبِيْ أُمَيَّةَ' عَنْ (عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ ذَكَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اتَّبَعَ جَنَازَةً' لَمْ يَجْلِسْ حَتّٰى تُوْضَعَ فِي اللَّحْدِ. قَالَ : فَعَرَضَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَبْرٌ مِنْ أَحْبَارِ الْيَهُوْدِ فَقَالَ : يَا مُحَمَّدُ هٰكَذَا نَفْعَلُ. قَالَ : فَجَلَسَ النَّبِيُّ وَقَالَ خَالِفُوْهُمْ) . وَلَيْسَ هٰذَا الْحَدِيْثُ -عِنْدَنَا- يَدُلُّ عَلٰى مَا ذَهَبُوْا إِلَيْهِ' لِأَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ رُوِيَ عَنْهُ .

۲۷۳۱: جنادہ بن ابی امیہ نے عبادہ بن صامتؓ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ جب کسی جنازہ کے ساتھ جاتے تو لحد میں رکھنے تک نہ بیٹھتے تھے۔ایک دن ایک یہودی عالم آپ کو ملا تو فرمایا اے محمد ﷺ ہم بھی اسی طرح کرتے ہیں عبادہ کہتے ہیں آپ بیٹھ گئے اور فرمایا ان کی مخالفت کرو۔ یہ روایت ہمارے اس بات پر دلالت نہیں کرتی جس کو انہوں نے اختیار کیا کیونکہ جناب رسول اللہ ﷺ سے یہ مروی ہے۔

**تخریج** : مسلم فی الجنائز نمبر۸٤۔

مگر اس روایت میں بتلائی گئی وجہ اس موضوع پر کمزور دلیل ہے کیونکہ آپ ﷺ کا معمول مبارک یہ تھا کہ جس کسی معاملے میں وحی ابھی نازل نہ ہوتی اور مشرکین واہل کتاب کا عمل باہمی متضاد ہوتا تو آپ اہل کتاب کے موافق عمل فرماتے رہتے تا آنکہ اس کے متعلق کوئی وحی اترتی تو پھر اس کے حکم کو اپناتے جیسا کہ یہ روایت دلالت کرتی ہے۔

۲۷۳۲: مَا حَدَّثَنَا يُوْنُسُ' قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ' قَالَ : أَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ' عَنِ ابْنِ شِهَابٍ' عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ' عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْدُلُ شَعْرَهُ' وَكَانَ الْمُشْرِكُوْنَ يَفْرُقُوْنَ رُءُ وْسَهُمْ) . وَكَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَسْدُلُوْنَ رُءُ وْسَهُمْ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ مُوَافَقَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ فِيْمَا لَمْ يُؤْمَرْ فِيْهِ بِشَيْءٍ .ثُمَّ فَرَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهُ .

۲۷۳۲: عبیداللہ بن عبداللہ نے ابن عباس ؓ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ بالوں کو کھلا چھوڑا کرتے تھے اور مشرکین مانگ نکالتے تھے اور اہل کتاب بھی اپنے بالوں کو کھلا چھوڑتے تھے آپ ﷺ اہل کتاب کی موافقت کو پسند فرماتے جب تک اس میں کوئی حکم نہ اترتا پھر جناب رسول اللہ ﷺ نے سر میں مانگ نکالنی شروع فرمائی۔
(جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم مل گیا)

**تخریج** : بخاری فی المناقب باب۲۳' مناقب الانصار باب۵۲' مسلم فی الفضائل نمبر۹۰' ابو داؤد فی الترجل باب۱۰' نمبر٤۱۸۸' نسائی فی الزینہ باب ٦۱' ابن ماجہ فی اللباس باب۳٦' نمبر۳٦۳۲' مسند احمد ۱' ۲۸۷/۳۲۰۔

۲۷۳۳: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُزَيْزٍ الْأَيْلِيُّ، قَالَ : ثَنَا سَلَامَةُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ : أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ. فَأَخْبَرَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَّبِعُ أَهْلَ الْكِتَابِ حَتّٰى يُؤْمَرَ بِخِلَافِ ذٰلِكَ. فَاسْتَحَالَ أَنْ يَكُونَ مَا أُمِرَ بِهِ مِنَ الْقُعُودِ فِي حَدِيثِ عُبَادَةَ هُوَ بِخِلَافِ أَهْلِ الْكِتَابِ قَبْلَ أَنْ يُؤْمَرَ بِخِلَافِهِمْ فِي ذٰلِكَ، لِأَنَّ حُكْمَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَكُونَ عَلٰى شَرِيعَةِ النَّبِيِّ الَّذِي كَانَ قَبْلَهُ، حَتّٰى يُحْدِثَ لَهُ شَرِيعَةٌ تَنْسَخُ مَا تَقَدَّمَهَا، قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (أُولٰئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهِ) . وَلٰكِنَّهُ تَرَكَ ذٰلِكَ -عِنْدَنَا- وَاللّٰهُ أَعْلَمُ حِينَ أَحْدَثَ اللّٰهُ لَهُ شَرِيعَةً فِي ذٰلِكَ، وَهُوَ الْقُعُودُ بِنَسْخِ مَا قَبْلَهَا، وَهُوَ الْقِيَامُ. وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْمَذْهَبُ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا.

۲۷۳۳: عقیل بن ابن شہاب سے اس نے کہا عبیداللہ نے مجھے خبر دی پھر انہوں نے اپنی سند سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔ پس حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ آپ اہل کتاب والی بات کو اپناتے یہاں تک کہ اس کے خلاف کا حکم ملتا۔ تو یہ بات ناممکن ہے کہ آپ کو حدیث عبادہ میں جو بیٹھنے کا حکم ملا وہ اہل کتاب کے طریقہ کی مخالفت کی وجہ سے ہو اور وہ اس سے پہلے ہو کہ آپ کو ان کی مخالفت کا حکم نہ ہوا ہو۔ کیونکہ آپ نے جس بات کا حکم دیا وہ کسی پہلے پیغمبر کی شریعت کا حکم ہو۔ یہاں تک کہ اس کے لئے منسوخ کرنے والا نیا حکم آئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا: "اولٰئک الذین ھدی اللہ فبھداھم اقتدہ" ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی۔ پس ان کی ہدایت کی اقتداء کرو۔ مگر ہمارے نزدیک اس کا ترک (واللہ اعلم) اس وقت ہوا جب اللہ تعالیٰ نے آپ کی شریعت کا حکم دیا۔ تو بیٹھنے کی وجہ پہلے حکم کا منسوخ ہونا ہے جو کہ قیام ہے۔ اور یہ طریقہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

**حاصل روایات:** ان دونوں روایتوں سے یہ بات واضح ہوگئی کہ آپ اہل کتاب کی موافقت کو مشرکین کے بالمقابل ترجیح دیتے جب تک کہ اس کے خلاف وحی سے حکم نہ آتا۔ پس اس اعتبار سے یہ ناممکن ہے کہ حدیث عبادہؓ میں قعود والا حکم ان کی مخالفت کی وجہ سے دیا اور وحی سے حکم نہ ہوا بلکہ اس کی حکم کی وجہ سابقہ حکم کا منسوخ ہونا ہی ہے سابقہ انبیاء علیہم السلام کے متعلق فرمان الٰہی ہے۔ اولئك الذين هدى الله فبهداهم اقتده (انعام۔۹۰) تو آپ کے چھوڑنے کی وجہ سابقہ کی تنسیخ ہے نہ کہ یہود کی مخالفت۔ اور اس کا ثبوت حضرت علیؓ کی اس روایت سے ہوتا ہے۔

۲۷۳۴: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ، قَالَ : ثَنَا لَيْثُ بْنُ أَبِي سُلَيْمٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ سَخْبَرَةَ، قَالَ : (كُنَّا قُعُودًا مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ نَنْتَظِرُ جَنَازَةً، فَمُرَّ بِجَنَازَةٍ أُخْرٰى، فَقُمْنَا، فَقَالَ : مَا هٰذَا الْقِيَامُ ؟ فَقُلْتُ : مَا تَأْتُونَا بِهِ، يَا أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ أَبُو مُوسٰى : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

إِذَا رَأَيْتُمْ جَنَازَةَ مُسْلِمٍ أَوْ يَهُودِيٍّ أَوْ نَصْرَانِيٍّ، فَقُومُوا، فَإِنَّكُمْ لَسْتُمْ لَهَا تَقُومُونَ، إِنَّمَا تَقُومُونَ لِمَنْ مَعَهَا مِنَ الْمَلَائِكَةِ .فَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : إِذَا صَنَعَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّةً وَاحِدَةً كَانَ يَتَشَبَّهُ بِأَهْلِ الْكِتَابِ فِي الشَّيْءِ ، فَإِذَا نُهِيَ عَنْهُ تَرَكَهُ). فَأَخْبَرَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي هٰذَا الْحَدِيْثِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِنَّمَا كَانَ قَامَ مَرَّةً فِي بَدْءِ أَمْرِهِ، عَلَى التَّشَبُّهِ مِنْهُ بِأَهْلِ الْكِتَابِ، وَعَلَى الِاقْتِدَاءِ بِمَنْ كَانَ قَبْلَهُ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ ، حَتّٰى أَحْدَثَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَهُ خِلَافَ ذٰلِكَ، وَهُوَ الْقُعُوْدُ .فَثَبَتَ بِذٰلِكَ مَا صَرَفْنَا إِلَيْهِ وَجْهَ حَدِيْثِ عُبَادَةَ .

۲۷۳۴: مجاہد نے ابن سخرہ سے نقل کیا کہ ہم علیؓ کے ساتھ ایک جنازہ کی انتظار میں بیٹھے تھے کہ وہاں سے ایک اور جنازہ گزرا تو ہم کھڑے ہو گئے تو آپ نے فرمایا تم کیوں کھڑے ہوئے میں نے کہا اے اصحاب محمد ﷺ تم اس سلسلے میں ہمیں کیا فرماتے ہو تو ابوموسیٰ ؓ کہنے لگے جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم کسی مسلمان یا یہودی یا نصرانی کا جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ کیونکہ تم اس شخص کے لئے کھڑے نہیں ہوتے ہو بلکہ تم ان فرشتوں کے لئے کھڑے ہوئے ہو جو اس کے ساتھ ہیں۔ حضرت علی ؓ نے اس روایت میں اس بات کی خبر دی کہ کہ جناب رسول اللہ ﷺ ابتداء میں ایک مرتبہ کھڑے ہوتے اس کا مقصد اہل کتاب کے ساتھ مشابہت تھی اور اپنے سے پہلے انبیاء اسلام کے طریقے کی پیروی تھی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کے خلاف نیا حکم دے دیا اور وہ بیٹھنے کا حکم تھا۔ اس سے وہ بات ثابت ہوئی جس کی طرف ہم حدیث عبادہ کا رخ موڑا ہے۔ حضرت علیؓ فرمانے لگے ایک مرتبہ یہ عمل رسول اللہ ﷺ نے کیا اور آپ کی عادت مبارکہ اہل کتاب سے مشابہت کی تھی جب اس سے روک دیا جاتا تو آپ اسے چھوڑ دیتے۔

**تخریج** : بخاری فی الجنائز باب ۴۹۔

**حاصل روایات:** اس روایت میں علیؓ نے واضح بتلایا کہ جناب رسول اللہ ﷺ ابتداء میں ایک مرتبہ اہل کتاب کی مشابہت میں کھڑے ہوئے اور پہلے انبیاء علیہم السلام کی اقتداء کرتے ہوئے یہ کیا یہاں تک کہ اس کے خلاف حکم آیا اور وہ بیٹھنے کا حکم تھا۔
پس اس سے حدیث عبادہؓ کی صحیح توجیہ ہوگئی۔

## ایک اور دلیل:

۲۷۳۵ :وَقَدْ حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيْدِ الْأَصْبَهَانِيُّ، قَالَ : ثَنَا شَرِيْكٌ، عَنْ عُثْمَانَ ابْنِ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ، قَالَ : تَذَاكَرْنَا الْقِيَامَ إِلَى الْجَنَازَةِ وَعِنْدَنَا عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ .فَقَالَ أَبُوْ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : قَدْ كُنَّا نَقُوْمُ، فَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : ذٰلِكَ وَأَنْتُمْ يَهُوْدٌ. فَمَعْنٰى هٰذَا أَنَّهُمْ كَانُوْا يَقُوْمُوْنَ عَلٰى شَرِيْعَتِهِمْ، ثُمَّ نُسِخَ ذٰلِكَ بِشَرِيْعَةِ الْإِسْلَامِ فِيْهِ .وَقَدْ ثَبَتَ بِمَا

وَصَفْنَا فِیْ هٰذَا الْبَابِ اَیْضًا نَسْخُ مَا رَوَیْنَاهُ فِیْ اَوَّلِهٖ، مِنَ الْآثَارِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فِی الْقِیَامِ لِلْجَنَازَةِ، بِالْآثَارِ الَّتِیْ رَوَیْنَاهَا بَعْدَ ذٰلِكَ .

۲۷۳۵: زید بن وہب کہتے ہیں کہ ہم نے باہمی جنازہ کے لئے قیام کے سلسلہ میں مذاکرہ کیا اس وقت ہمارے پاس علیؓ موجود تھے تو ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ہم تو کھڑے ہوتے تھے تو علیؓ نے فرمایا یہ تو یہود کا طرز عمل ہے کیا تم یہود ہو یعنی یہ حکم پہلے تھا پھر منسوخ ہو گیا۔ اس بات میں جو کچھ ہم نے بیان کیا اس سے شروع والے آثار جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں جن میں جنازے کے لئے قیام کا تذکرہ ہے ان آثار کی وجہ سے منسوخ ہیں جنکا ہم نے تذکرہ کیا۔

مندرجہ ذیل روایات بھی نسخ کی موید ہیں۔

۲۷۳۶: وَقَدْ حَدَّثَنَا یُوْنُسُ، قَالَ : اَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ : حَدَّثَنِیْ اَنَسُ بْنُ عِیَاضٍ، عَنْ اُنَیْسِ بْنِ اَبِیْ یَحْیٰی، قَالَ : سَمِعْتُ اَبِیْ یَقُوْلُ : كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَاَصْحَابُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَجْلِسُوْنَ قَبْلَ اَنْ تُوْضَعَ الْجَنَازَةُ .فَهٰذَا ابْنُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَدْ كَانَ یَفْعَلُ هٰذَا، وَقَدْ رُوِیَ عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِیْعَةَ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خِلَافُ ذٰلِكَ .فَدَلَّ تَرْكُهٗ لِذٰلِكَ اِلٰی مَا كَانَ یَفْعَلُ، عَلٰی ثُبُوْتِ نَسْخٍ، فَاَحْدَثَهٗ عَامِرُ بْنُ رَبِیْعَةَ .

۲۷۳۶: انیس بن ابی یحییٰ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو فرماتے سنا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اور دیگر اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم جنازہ رکھنے سے پہلے بیٹھ جاتے تھے۔ یہ ابن عمر رضی اللہ عنہما جو پہلے یہ عمل کرتے تھے اور عامر بن ربیعہ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اس کے خلاف نقل کیا ہے۔ پس اس سے جو پہلے کرتے تھے اس کے منسوخ ہونے کا ثبوت مل گیا تبھی تو عامر بن ربیعہ رضی الہ نے اس نئے حکم کو اختیار کیا۔

**حاصل:** یہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ہیں جو پہلے کھڑے ہونے کا عمل کرتے تھے پھر جب نسخ کا حکم ہوا تو اس کے خلاف یہ بیٹھنے لگے۔ عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے خلاف روایت نقل کی ہے۔

**حاصل:** اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ پہلا حکم منسوخ ہوا تبھی تو عامرؓ نے یہ حکم اپنایا یہ تابعی کا عمل بھی نقل کیا جا رہا ہے۔

۲۷۳۷: حَدَّثَنَا یُوْنُسُ اَیْضًا، قَالَ : اَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ : اَخْبَرَنِیْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْقَاسِمِ حَدَّثَهٗ اَنَّ الْقَاسِمَ كَانَ یَجْلِسُ قَبْلَ اَنْ تُوْضَعَ الْجَنَازَةُ، وَلَا یَقُوْمُ لَهَا، وَیُخْبِرُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا قَالَتْ : كَانَ اَهْلُ الْجَاهِلِیَّةِ یَقُوْمُوْنَ لَهَا اِذَا رَاَوْهَا، وَیَقُوْلُوْنَ : فِیْ اَهْلِكَ مَا اَنْتَ فِیْ اَهْلِكَ مَا اَنْتَ. فَهٰذِهٖ عَائِشَةُ تُنْكِرُ الْقِیَامَ لَهَا اَصْلًا، وَتُخْبِرُ اَنَّ ذٰلِكَ كَانَ مِنْ اَفْعَالِ اَهْلِ الْجَاهِلِیَّةِ .وَكَانَ اَبُوْ حَنِیْفَةَ، وَاَبُوْ یُوْسُفَ، وَمُحَمَّدٌ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی یَذْهَبُوْنَ فِیْ كُلِّ

مَا ذَكَرْنَا فِي هٰذَا الْبَابِ إِلٰى مَا قَدْ بَيَّنَّا نَسْخَهُ، لِمَا قَدْ خَالَفَهُ وَبِهٖ نَأْخُذُ

۲۷۳۷: عبدالرحمٰن بن قاسم کہتے ہیں کہ قاسم جنازہ رکھنے سے پہلے بیٹھ جاتے اور کھڑے نہ ہوتے اور اس کے متعلق عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے کہ وہ فرمایا کرتی تھیں زمانہ جاہلیت میں لوگ جنازے کو دیکھ کر اس کے لئے کھڑے ہو جاتے اور اس طرح کہتے: في اهلك ماانت في اهلك ماانت تو اپنے گھر میں نہیں گھر میں نہیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا تو جنازے کے لئے قیام کا بالکل انکار کرتی تھیں اور بتلاتیں کہ یہ اہل جاہلیت کا طرز عمل ہے۔ یہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ جو بالکل قیام کا انکار کرنے والی ہیں اور بتلا رہی ہیں کہ یہ زمانہ جاہلیت کے افعال سے ہیں۔ امام ابوحنیفہ، ابو یوسف، محمد رحمہم اللہ اس طرف گئے ہیں کہ یہ حکم تھا پھر منسوخ ہو گیا۔ اسی کو ہم اختیار کرنے والے ہیں۔ ہمارے ائمہ ابوحنیفہ، ابو یوسف، محمد رحمہم اللہ کا یہی قول ہے۔

**نوٹ:** یہ باب بھی نظر طحاوی سے خالی ہے جنازے کے لئے کھڑا ہونا منسوخ ہو چکا ہے اس پر عمل کرنا درست نہیں البتہ یہ بات ضمناً جان لینا مناسب ہے کہ جنازے کو لے جانے والے میت کو قبر میں رکھنے سے پہلے بلا کراہت احناف و شوافع و مالکیہ کے ہاں بیٹھ سکتے ہیں البتہ امام احمد بن حنبل کے ہاں میت کو قبر میں رکھنے سے پہلے ان کا بیٹھ جانا مکروہ ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

## بَابُ الرَّجُلِ يُصَلِّيْ عَلَى الْمَيِّتِ أَيْنَ يَنْبَغِيْ أَنْ يَقُوْمَ مِنْهُ

### امام جنازے میں کہاں کھڑا ہو؟

**خلاصۃ المرام:** امام کو جنازہ پڑھاتے وقت میت کے کس عضو کے برابر کھڑے ہو کر جنازہ پڑھانا چاہئے اس کے متعلق کتب مذاہب میں باہمی متضاد قول منقول ہیں صاحب نخب الافکار کا قول تقریباً جامع معلوم ہوتا ہے۔ (۱) امام ابوحنیفہ، احمد رحمہم اللہ کے ہاں مرد و عورت کے سینہ کے برابر کھڑے ہوں گے۔ (۲) امام شافعی، ابو یوسف، محمد رحمہم اللہ کے ہاں عورت کی کمر اور مرد کے سر کے برابر کھڑے ہوں گے۔ نخب الافکار جلد ۴ ص ۱۹۳۔

<u>فریق اوّل کا موقف اور دلائل:</u> مرد و عورت کے سینہ کے برابر کھڑا ہوا جائے اس کو احناف نے مفتیٰ بہ قرار دیا ہے دلائل یہ روایات ہیں۔

۲۷۳۸: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ، قَالَ: ثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى، قَالَ: أَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيْدٍ، عَنْ حُسَيْنِ بْنِ ذَكْوَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ، قَالَ: (صَلَّيْتُ خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى أُمِّ كَعْبٍ، مَاتَتْ وَهِيَ نُفَسَاءُ، فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلصَّلَاةِ عَلَيْهَا، وَسَطَهَا).

۲۷۳۸: عبداللہ بن بریدہ نے سمرہ بن جندب سے روایت کی ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ام

کعب کا جنازہ پڑھا جو کہ حالت نفاس میں فوت ہوگئیں تھیں آپ جنازے کے لئے میت کے درمیان یعنی سینہ کے برابر کھڑے ہوئے۔

**تخریج** : بخاری فی الجنائز باب ۶۳ مسلم فی الجنائز نمبر ۸۷' ابو داؤد فی الجنائز باب ۵۳' نمبر ۳۱۹۵' ترمذی فی الجنائز باب ۴۵' نمبر ۱۰۳۵' ابن ماجۃ فی الجنائز باب ۲۱' نمبر ۱۴۹۳' مسند احمد ۱۹/۵'۱۴۔

۲۷۳۹ : حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ' قَالَ : ثَنَا عَفَّانُ' قَالَ : ثَنَا هَمَّامٌ' قَالَ : ثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ' فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ. قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلٰى هٰذَا فَقَالُوْا : هٰذَا هُوَ الْمَقَامُ الَّذِيْ يَنْبَغِيْ لِلْمُصَلِّيْ عَلَى الْجَنَازَةِ أَنْ يَقُوْمَهٗ مِنَ الْمَرْأَةِ وَمِنَ الرَّجُلِ .وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ' وَقَالُوْا: أَمَّا الْمَرْأَةُ فَهٰكَذَا يَقُوْمُ لِلصَّلَاةِ عَلَيْهَا' وَأَمَّا الرَّجُلُ فَعِنْدَ رَأْسِهٖ. وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ ـ

۲۷۳۹ : ہمام نے حسین المعلم سے پھر انہوں نے اپنی اسناد سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ بعض علماء اس طرف گئے ہیں کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں جنازہ پڑھنے والا مرد و عورت کے لئے کھڑا ہوگا۔ دیگر علماء نے ان سے اختلاف کیا اور کہا کہ عورت کے لئے تو اسی طرح کھڑے ہوں گے البتہ مرد کے لئے اس کے سر کے پاس کھڑے ہوں گے اور انہوں نے ان روایات کو دلیل بنایا۔

**حاصل روایات**: ان روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ مرد و عورت کے لئے امام کے کھڑے ہونے کی جگہ اس کا سینہ ہے۔

فریق ثانی کا موقف اور دلائل: عورت کے لئے تو درمیان میں کھڑے ہوں گے مگر مرد کے لئے اس کے سر کے برابر کھڑے ہوں گے یہ امام شافعی' ابو یوسف رحمہم اللہ کا موقف ہے دلیل یہ ہے۔

۲۷۴۰ : بِمَا حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ' قَالَ : ثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِسْحَاقَ الْحَضْرَمِيُّ' قَالَ : ثَنَا هَمَّامٌ' قَالَ : ثَنَا أَبُوْ غَالِبٍ' قَالَ :(رَأَيْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ صَلَّى عَلٰى جَنَازَةِ رَجُلٍ' فَقَامَ عِنْدَ رَأْسِهٖ' وَجِيْءَ بِجَنَازَةِ امْرَأَةٍ' فَقَامَ عِنْدَ وَسَطِهَا .فَقَالَ لَهُ الْعَلَاءُ بْنُ زِيَادٍ : يَا أَبَا حَمْزَةَ' هٰكَذَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ ؟ قَالَ : نَعَمْ' فَالْتَفَتَ إِلَيْنَا الْعَلَاءُ بْنُ زِيَادٍ' فَقَالَ : احْفَظُوْا) .

۲۷۴۰ : ابو غالب کہتے ہیں کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے ایک آدمی کا جنازہ پڑھا تو آپ اس کے سر کے برابر کھڑے ہوئے اور ان کے پاس عورت کا جنازہ لایا گیا تو آپ درمیان میں کھڑے ہوئے۔ علاء بن زیاد نے کہا اے ابو حمزہ کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح کرتے تھے؟ انہوں نے کہا جی ہاں اس کے بعد علاء بن زیاد ہماری طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے تم اچھی طرح اس بات کو یاد کرلو۔

**تخریج** : ابو داؤد فی الجنائز باب ۵۳' نمبر ۳۱۹۴۔

۲۷۴۱ : حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ' قَالَ : ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ' قَالَ : أَخْبَرَنَا هَمَّامٌ' فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ

وَزَادَ (فَقَالَ لَهُ الْعَلَاءُ بْنُ زِيَادٍ : (يَا أَبَا حَمْزَةَ، هٰكَذَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْمُ مِنَ الْمَرْأَةِ حَيْثُ قُمْتَ، وَمِنَ الرَّجُلِ حَيْثُ قُمْتَ ؟ قَالَ : نَعَمْ) ).

۲۷۴۱: یزید بن ہارون کہتے ہیں کہ ہمیں ہمام نے خبر دی پھر انہوں نے اپنی اسناد سے روایت نقل کی ہے البتہ یہ اضافہ ہے کہ علاء بن زیاد نے کہا اے ابوحمزہ! کیا اسی طرح جناب رسول اللہ عورت کے لئے وہیں کھڑے ہوتے جہاں تم کھڑے ہوئے اور مرد کے لئے جہاں تم کھڑے ہوئے وہیں کھڑے ہوتے تھے انہوں نے کہا جی ہاں۔

**تخریج** : ترمذی فی الجنائز باب ۴۵، نمبر ۱۰۳۴، ابن ماجه فی الجنائز باب ۲۱، نمبر ۱۴۹۴۔

۲۷۴۲ :حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ : ثَنَا الْحِمَّانِيُّ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيْدٍ، عَنْ أَبِيْ غَالِبٍ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْمُ عِنْدَ رَأْسِ الرَّجُلِ، وَعَجِيْزَةِ الْمَرْأَةِ) . قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَبَيَّنَ أَنَسٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْمُ مِنَ الرَّجُلِ، عِنْدَ رَأْسِهِ وَمِنَ الْمَرْأَةِ مِنْ وَسَطِهَا، عَلٰى مَا فِيْ حَدِيْثِ سَمُرَةَ، فَوَافَقَ حَدِيْثَ سَمُرَةَ فِيْ حُكْمِ الْقِيَامِ مِنَ الْمَرْأَةِ فِي الصَّلَاةِ عَلَيْهَا كَيْفَ هُوَ، وَزَادَ عَلَيْهِ حُكْمَ الرَّجُلِ فِي الْقِيَامِ مِنْهُ لِلصَّلَاةِ عَلَيْهِ، فَهُوَ أَوْلٰى مِنْ حَدِيْثِ سَمُرَةَ .وَقَدْ قَالَ بِهٰذَا الْقَوْلِ، أَبُوْ يُوْسُفَ رَحِمَهُ اللّٰهُ فِيْمَا حَدَّثَنِيْ بِهِ ابْنُ أَبِيْ عِمْرَانَ، قَالَ : حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ شُجَاعٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبِيْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيْ يُوْسُفَ رَحِمَهُ اللّٰهُ .وَأَمَّا قَوْلُهُ الْمَشْهُوْرُ عَنْهُ فِيْ ذٰلِكَ، فَمِثْلُ قَوْلِ أَبِيْ حَنِيْفَةَ، وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ۔

۲۷۴۲: ابو غالب نے انسؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ آدمی کے لئے سر کے پاس اور عورت کے سرین کے برابر کھڑے ہوتے۔ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اس روایت میں بیان کر دیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ مرد کے پاس کھڑے ہوتے اور عورت کے لئے قد کے درمیان مین جیسا کہ سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے۔ پس یہ روایت سمرہ والی روایت کے موافق ہے کہ عورت کی نماز جنازہ کے وقت کہاں کھڑے ہوں اور اس میں مرد پر نمازِ جنازہ کے وقت قیام کا اضافہ ہے۔ پس یہ عمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے اولیٰ ہے اور ابی عمران کے بقول یہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا ملک ہے۔ اور مجھے یہ محمد بن شجاع نے حسن بن ابی مالک کی وساطت سے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے۔ البتہ ان کا مشہور قول تو امام ابوحنیفہ، محمد رحمہما اللہ کے قول کے مطابق ہے۔

**تخریج** : ابو داؤد فی الجنائز باب ۵۲، ۳۱۹۴۔

امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ حضرت انسؓ نے اس روایت میں یہ بتلا دیا کہ مرد کے لئے سر کے پاس آپ کھڑے ہوتے اور عورت کے لئے درمیان میں جیسا کہ حدیث سمرہؓ میں ہے۔ گویا عورت کے سلسلہ میں تو دونوں روایات کا حکم ایک دوسرے کی

روایت کے موافق ثابت ہو گیا البتہ انسؓ کی روایت میں مرد کے سلسلہ میں اضافہ ہے پس یہ روایت سمرہ کی روایت سے اولیٰ ہے اور امام ابو یوسفؒ کا قول بھی حسن بن ابی مالک کے بیان کے مطابق یہی ہے۔ البتہ ان کا مشہور قول امام ابو حنیفہؒ اور محمدؒ کے قول کے مطابق ہے جیسا کہ اس اثر میں ملاحظہ کریں۔

۲۷۴۳ : حَدَّثَنِيْ بِهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَبَّاسِ، قَالَ : ثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِيْ يُوْسُفَ رَحِمَهُ اللّٰهُ، عَنْ أَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ، قَالَ : يَقُوْمُ مِنَ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ بِحِذَاءِ الصَّدْرِ .وَلَمْ يَذْكُرْ مُحَمَّدٌ بَيْنَ أَبِيْ حَنِيْفَةَ وَأَبِيْ يُوْسُفَ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ فِيْ ذٰلِكَ خِلَافًا .وَقَدْ رُوِيَ فِيْ ذٰلِكَ أَيْضًا عَنْ إِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ .

۲۷۴۳: محمد بن الحسن نے ابو یوسفؒ سے انہوں نے امام ابو حنیفہؒ سے نقل کیا کہ مرد و عورت کے سینہ کے برابر کھڑے ہوں اور محمدؒ اللہ نے امام ابو حنیفہ' ابو یوسف رحمہما اللہ کے مابین کوئی اختلاف ذکر نہیں کیا اور یہ ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی مروی ہے۔

حاصل اثر: یہ ہے کہ امام ابو یوسفؒ کا قول امام صاحب کے موافق ہے اور امام ابراہیم نخعیؒ کا قول بھی یہی ہے جیسا کہ یہ اثر دلالت کرتا ہے۔

۲۷۴۴ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ : ثَنَا يُوْسُفُ بْنُ عَدِيٍّ، قَالَ : ثَنَا شَرِيْكُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغِيْرَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ : يَقُوْمُ الرَّجُلُ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَى الْجَنَازَةِ عِنْدَ صَدْرِهَا .قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : وَالْقَوْلُ الْأَوَّلُ أَحَبُّ إِلَيْنَا لِمَا قَدْ شَدَّهُ مِنَ الْآثَارِ الَّتِيْ رَوَيْنَاهَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

۲۷۴۴: شریک بن عبداللہ بن مغیرہ نے ابراہیمؒ سے نقل کیا کہ امام جنازہ میں میت کے سینہ کے برابر کھڑا ہو۔ حضرت ابو جعفر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ پہلا قول ہمیں پسند ہے اس لئے اس کی تائید میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آثار وارد ہوتے ہیں۔

## طحاویؒ کی ترجیح:

پہلا قول ہمارے نزدیک اولیٰ اور اعلیٰ ہے کیونکہ آثار روایات کے لحاظ سے وہ زیادہ پختہ ہے (البتہ اگر جنازے زیادہ ہو جائیں تو امام کے قریب افضل میت کو کیا جائے اور متعدد کو ایک بار پڑھا جائے یا الگ الگ پڑھا جائے ہر دو درست ہیں)۔

نوٹ: اس باب میں بھی نظر طحاویؒ نہیں ہے اور یہاں بھی عام ترتیب کے خلاف راجح قول کو پہلے ذکر کیا حالانکہ عام طور پر صاحب کتاب فریق مرجوح کو پہلے اور آخر میں راجح کو ذکر کرتے ہیں اس باب میں بھی اختلاف راجح مرجوح سے زائد نہیں۔

# بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ هَلْ يَنْبَغِي أَنْ تَكُونَ فِي الْمَسَاجِدِ أَوْ لَا؟

## جنازہ مسجد میں پڑھا جائے یا نہ؟

**خلاصۃ المرام**: مسجد میں نمازِ جنازہ کا کیا حکم ہے؟

نمبر ①: امام شافعیؒ واحمدؒ مسجد میں جنازہ پڑھنے میں کوئی حرج قرار نہیں دیتے جبکہ تلویث کا خطرہ نہ ہو۔

نمبر ②: احنافؒ مالکیہؒ نمازِ جنازہ مسجد میں مکروہ قرار دیتے ہیں خواہ جو صورت ہو۔

مؤقف فریق اوّل: مسجد میں نمازِ جنازہ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں مندرجہ روایات اس کی دلیل ہیں۔

۲۷۴۵ : حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدٍ، قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ، مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، (أَنَّ عَائِشَةَ حِينَ تُوُفِّيَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ، قَالَتْ : ادْخُلُوا بِهِ الْمَسْجِدَ حَتّٰى أُصَلِّيَ عَلَيْهِ، فَأَنْكَرَ النَّاسُ ذٰلِكَ عَلَيْهَا .فَقَالَتْ : لَقَدْ صَلّٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى سُهَيْلِ بْنِ الْبَيْضَاءِ فِي الْمَسْجِدِ) .

۲۷۴۵: ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن روایت کرتے ہیں کہ جب سعد بن ابی وقاصؓ کی وفات ہوئی تو عائشہ ؓ نے فرمایا ان کا جنازہ مسجد میں داخل کرو تا کہ میں بھی اس پر نماز پڑھ سکوں تو لوگوں نے ان پر نکیر کی۔ تو عائشہ ؓ نے کہا جناب رسول اللہ ﷺ نے سہیل بن بیضاءؓ کا جنازہ مسجد میں پڑھا تھا۔

**تخریج** : مسلم فی الجنائز نمبر۹۹، ابو داؤد فی الجنائز باب ۵۰ نمبر۳۱۸۹، ۳۱۹۰، ترمذی فی الجنائز باب ۴۴، نمبر۱۰۳۳، ابن ماجه فی الجنائز باب۲۹، نمبر۱۵۱۸۔

۲۷۴۶ : حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ : ثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، قَالَ ثَنَا مَالِكٌ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ .

۲۷۴۶: مالک نے ابوالنضرؒ انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے اس کو روایت کیا ہے۔

۲۷۴۷ : حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ بْنِ حَمْزَةَ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ أَمَرَتْ بِسَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَنْ يُمَرَّ بِهِ فِي الْمَسْجِدِ، ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَ حَدِيثِهِ عَنْ يَعْقُوبَ .قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ : فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلٰى هٰذَا

الْحَدِيْثِ، فَقَالُوْا : لَا بَأْسَ بِالصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ فِي الْمَسَاجِدِ .وَاحْتَجُّوْا فِي ذٰلِكَ أَيْضًا بِمَا۔

۲۷۴۷: عباد بن عبداللہ بن زبیر کہتے ہیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حکم فرمایا کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا جنازہ مسجد میں لایا جائے پھر یعقوب راوی جیسی روایت نقل کی ہے۔امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک جماعت علماء نے اس روایت کو اختیار کیا ان کا کہنا یہ ہے کہ مسجد میں نماز جنازہ پڑھے لینے میں کچھ حرج نہیں انہوں نے اس سلسلہ میں مندرجہ روایات سے استدلال کیا۔

**تخریج** : اخرجة الاربعة۔

**حاصل روایات**: ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مسجد میں جنازے پڑھنے میں کوئی قباحت نہیں ورنہ عائشہ رضی اللہ عنہا مسجد میں پڑھنے کا حکم نہ دیتیں نیز انہوں نے سہیل بن بیضاء کے جنازے کا حوالہ دیا جو خود مستقل ثبوت ہے۔

اور انہوں نے یہ دلیل بھی دی ہے۔

**موقف فریق ثانی**: مسجد میں نماز جنازہ ہر طور مکروہ ہے جیسا کہ ان روایات سے ثابت ہوتا ہے۔

۲۷۴۸ :حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ عُمَرَ صَلَّى عَلَيْهِ فِي الْمَسْجِدِ .وَخَالَفَهُمْ فِي ذٰلِكَ آخَرُوْنَ، فَكَرِهُوا الصَّلَاةَ عَلَى الْجَنَازَةِ فِي الْمَسَاجِدِ .وَاحْتَجُّوْا فِي ذٰلِكَ ـ

۲۷۴۸: عبدالعزیز بن محمد نے مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جنازہ مسجد میں پڑھا گیا۔دوسرے حضرات نے ان سے اختلاف کرتے ہوتے ہوئے کہا کہ مساجد میں نماز جنازہ مکروہ ہے اور انہوں نے ان روایات سے استدلال کیا ہے۔

۲۷۴۹ : بِمَا حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ، قَالَ : ثَنَا أَسَدٌ، قَالَ : ثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ صَالِحٍ مَوْلَى التَّوْأَمَةِ .ح .

۲۷۴۹: اسد نے ابن ابی الذئب سے انہوں نے صالح مولی التوأمہ سے نقل کیا ہے۔

۲۷۵۰ : وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ حُمَيْدٍ، قَالَ : ثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيْسٰى، عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (مَنْ صَلّٰى عَلٰى جَنَازَةٍ فِي مَسْجِدٍ فَلَا شَيْءَ لَهُ) . فَلَمَّا اخْتَلَفَتِ الرِّوَايَاتُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هٰذَا الْبَابِ، فَكَانَ فِيْمَا رَوَيْنَا فِي الْفَصْلِ الْأَوَّلِ إِبَاحَةُ الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَائِزِ فِي الْمَسَاجِدِ، وَفِيْمَا رَوَيْنَا فِي الْفَصْلِ الثَّانِي كَرَاهَةُ ذٰلِكَ، احْتَجْنَا إِلٰى كَشْفِ ذٰلِكَ لِنَعْلَمَ الْمُتَأَخِّرَ مِنْهُ، فَنَجْعَلَهُ نَاسِخًا لِمَا تَقَدَّمَ مِنْ ذٰلِكَ .فَلَمَّا كَانَ حَدِيْثُ عَائِشَةَ فِيْهِ دَلِيْلٌ عَلٰى

أَنَّهُمْ قَدْ كَانُوْا تَرَكُوْا الصَّلَاةَ عَلَى الْجَنَائِزِ فِي الْمَسْجِدِ، بَعْدَ أَنْ كَانَتْ تُفْعَلُ فِيْهِ، حَتَّى ارْتَفَعَ ذٰلِكَ مِنْ فِعْلِهِمْ، وَذَهَبَتْ مَعْرِفَةُ ذٰلِكَ مِنْ عَامَّتِهِمْ .فَلَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ عِنْدَهَا، لِكَرَاهَةٍ حَدَثَتْ، وَلٰكِنْ كَانَ ذٰلِكَ عِنْدَهَا، لِأَنَّ لَهُمْ أَنْ يُصَلُّوْا فِي الْمَسْجِدِ عَلٰى جَنَائِزِهِمْ، وَلَهُمْ أَنْ يُصَلُّوْا عَلَيْهَا فِيْ غَيْرِهٖ. وَلَا يَكُوْنُ صَلَاتُهُمْ فِيْ غَيْرِهٖ دَلِيْلًا عَلٰى كَرَاهَةِ الصَّلَاةِ فِيْهِ .كَمَا لَمْ تَكُنْ صَلَاتُهُمْ فِيْهِ دَلِيْلًا عَلٰى كَرَاهَةِ الصَّلَاةِ فِيْ غَيْرِهٖ. فَقَالَتْ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ مَاتَ سَعْدٌ مَا قَالَتْ لِذٰلِكَ .وَأَنْكَرَ عَلَيْهَا ذٰلِكَ النَّاسُ، وَهُمْ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ تَبِعَهُمْ .وَكَانَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَدْ عَلِمَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَسْخَ الصَّلَاةِ عَلَيْهِمْ فِي الْمَسْجِدِ بِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِيْ سَمِعَهُ مِنْهُ فِيْ ذٰلِكَ، وَأَنَّ ذٰلِكَ التَّرْكَ الَّذِيْ كَانَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَائِزِ فِي الْمَسْجِدِ، بَعْدَ أَنْ كَانَ يَفْعَلُهَا فِيْهِ، تَرْكُ نَسْخٍ .فَذٰلِكَ أَوْلٰى مِنْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ لِأَنَّ حَدِيْثَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا إِخْبَارٌ عَنْ فِعْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَالِ الْإِبَاحَةِ الَّتِيْ لَمْ يَتَقَدَّمْهَا نَهْيٌ .وَفِيْ حَدِيْثِ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِخْبَارٌ عَنْ نَهْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِيْ قَدْ تَقَدَّمَتْهُ الْإِبَاحَةُ .فَصَارَ حَدِيْثُ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَوْلٰى مِنْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، لِأَنَّهُ نَاسِخٌ لَهُ .وَفِيْ إِنْكَارِ مَنْ أَنْكَرَ ذٰلِكَ عَلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، وَهُمْ يَوْمَئِذٍ، أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَلِيْلٌ عَلٰى أَنَّهُمْ قَدْ كَانُوْا عَلِمُوْا فِيْ ذٰلِكَ، خِلَافَ مَا عَلِمَتْ، وَلَوْلَا ذٰلِكَ لَمَا أَنْكَرُوْا ذٰلِكَ عَلَيْهَا .وَهٰذَا الَّذِيْ ذَكَرْنَا مِنَ النَّهْيِ عَنِ الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ فِي الْمَسْجِدِ، وَكَرَاهَتِهَا، قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ، وَمُحَمَّدٍ، وَأَبِيْ يُوْسُفَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ .غَيْرَ أَنَّ أَصْحَابَ الْإِمْلَاءِ رَوَوْا عَنْ أَبِيْ يُوْسُفَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ ذٰلِكَ أَنَّهُ قَالَ : إِذَا كَانَ مَسْجِدٌ قَدْ أُفْرِدَ لِلصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ، فَلَا بَأْسَ بِأَنْ يُصَلِّيْ عَلَى الْجَنَائِزِ فِيْهِ .

۲۷۵۰: صالح بن ابی صالح نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا کہ جس نے کسی میت پر مسجد میں جنازہ پڑھا اس کو کچھ ثواب نہیں۔ جب اس سلسلہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقولہ روایات مختلف ہیں۔ پہلی روایات میں صراحت کے ساتھ مسجد میں نمازِ جنازہ کا تذکرہ ہے اور دوسری فصل میں مذکورہ روایت کراہت ظاہر کرتی ہیں۔ اس وجہ سے ہمیں ضرورت پڑی تاکہ یہ معلوم ہو کہ متاخر روایات کونسی ہیں اور ان کو پہلی روایات کا ناسخ قرار دیں۔ پس جب روایت عائشہ رضی اللہ عنہا میں اس بات کی دلیل ہے کہ صحابہ کرام نے مسجد میں نمازِ جنازہ کو ترک کر دیا تھا۔ جب کہ پہلے مسجد میں یہ عمل ہوتا تھا۔ پھر ان کے فعل سے اٹھ گیا اور عام لوگوں میں اس کی

پہچان بھی نہ رہی۔ تو یہ سلسلہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہاں کسی کراہت جدیدہ کی وجہ سے نہ تھا۔ بلکہ ان کے ہاں یہ اس لئے تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مسجد میں نماز جنازہ کی بھی اجازت تھی اور اس کے علاوہ دوسری جگہ بھی پڑھ سکتے تھے اور ان کا دوسری جگہ ادا کرنا مسجد میں پڑھنے کی کراہت کا ثبوت نہیں۔ جیسا کہ اس کا عکس مسجد میں پڑھنا دوسری جگہ پڑھ لینے کی کراہت پر دلیل نہ تھی۔ پس انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی وفات کے دن یہ بات فرمائی تو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تابعین رحمہم اللہ اس کا انکار کیا۔ اور حضرت ابوھریرہ نے مسجد میں نماز جنازہ کے پڑھنے کے حکم منسوخ ہونے کے سلسلہ میں خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مسجد میں پہلے جنازہ ادا کرنا اور پھر اس کو چھوڑنا یہ اس کے نسخ کا ثبوت ہے اور یہ روایت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس روایت میں جناب رسول اللہ کے اس فعل کی خبر دی ہے جو مباح ہونے کی حالت میں تھا اور اس وقت تک ممانعت کی اطلاع ہے جس سے پہلے جواز تھا پس حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ والی روایت حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے اولیٰ ہے۔ کیونکہ یہ اس کے لئے ناسخ ہے اور یہ صحابہ کرام کا اس عمل سے انکار اس بات کی دلیل ہے کہ ان کو ام المؤمنین کے قول کے خلاف علم تھا۔ اگر ان کو معلوم نہ ہوتا تو وہ مخالفت نہ کرتے اور یہ جو ہم نے مسجد میں نماز جنازہ کی کراہت اور ممانعت کا تذکرہ کیا ہے۔ یہ امام ابوحنیفہ اور محمد رحمہما اللہ کا قول ہے۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا قول بھی یہی ہے۔ البتہ اطلاع کرنے والوں نے امام ابو یوسفؒ سے اس طرح نقل کیا کہ آپ نے فرمایا جب مسجد خاص جنازہ کی نماز کے لئے بنائی گئی ہو تو اس میں نماز جنازہ پڑھنے میں کچھ حرج نہیں۔

**تخریج** : ابو داؤد فی الجنائز باب ۵۰، نمبر ۳۱۹۱، ابن ماجه فی الجنائز باب ۲۹، نمبر ۱۵۱۷، باختلاف یسیر من اللفظ۔

## کشفِ حقیقت:

جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایات جنازے کے مسجد میں مباح اور مکروہ کے سلسلہ میں مختلف ہوگئیں تو اب ناسخ و منسوخ کو پہچاننا ضروری ہے۔

روایت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ مسجد میں جنازہ ہوتا تھا پھر فعلی طور پر متروک ہوگیا اور عام لوگوں نے اس کو جان لیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں یہ ترک کراہت کی وجہ سے نہ تھا بلکہ اس کی وجہ یہ تھی کہ اپنے جنازے کے وہ ولی ہیں ان کو مسجد سے باہر پڑھنے یا مسجد میں پڑھنے کا اختیار حاصل ہے کسی اور جگہ پر ان کا نماز پڑھنا مسجد میں جنازے کی کراہت کی دلیل نہیں جیسا کہ ان کا نماز جنازہ مسجد میں پڑھنا دوسری جگہ پڑھنے کی کراہت کی دلیل نہیں اسی لئے انہوں نے سعد بن ابی وقاصؓ کی وفات پر وہ بات فرمائی جو اوپر مذکور ہوئی۔

مگر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اس قول پر نکیر فرمائی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسجد میں نماز جنازہ کے حکم کا منسوخ ہونا معلوم تھا اور وہ جانتے تھے کہ آپ کا یہ چھوڑنا پہلے حکم کو منسوخ کرنے والا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے ان کا قول اس لئے اولیٰ ہے کہ اس روایت میں فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ ہے جو اباحت کے زمانہ سے متعلق ہے

جبکہ ممانعت نہ ہوئی تھی اور نمبر ۲ روایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اس لئے بھی اولیٰ ہے کہ وہ ناسخ اور متاخر ہے۔

نمبر ۴: اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اس کا منسوخ ہونا جانتے تھے اگر نہ جانتے تو انکار نہ کرتے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس کا علم نہ تھا۔

نماز جنازہ کے مسجد میں ممنوع ہونے کا یہ قول ہمارے ائمہ امام ابوحنیفہ محمدؒ ابو یوسفؒ کا قول ہے۔

البتہ امالی ابو یوسفؒ میں ایک مزید مسئلہ تحریر کیا گیا ہے کہ اگر کوئی مسجد خاص جنائز کے لئے بنائی گئی ہو تو اس میں جنازہ ادا کرنے میں کوئی کراہت نہیں ہے۔

نوٹ: امام طحاویؒ نے یہاں امام محمدؒ کے نام کو ابو یوسفؒ سے مقدم نقل کیا کیونکہ ان کا اس مسئلہ میں ایک گونہ اختلاف تھا اس کی طرف اشارہ کرنے کے لئے آخر میں ان کا قول بمع اختلاف ذکر کر دیا اس باب میں جواز اور شدید کراہت کا اختلاف ہے یہ باب نظر طحاویؒ سے خالی ہے۔

## بَابُ التَّكْبِيْرِ عَلَى الْجَنَائِزِ كَمْ هُوَ؟

## جنازہ میں کتنی تکبیرات ہیں؟

خلاصۃ البرام: جنازہ میں کتنی تکبیرات ہیں۔

نمبر ۱: امام ابو یوسفؒ زفرؒ کے ہاں نماز جنازہ میں پانچ تکبیرات ہیں۔

نمبر ۲: تمام ائمہ اور جمہور فقہاء و محدثین کے ہاں چار تکبیرات ہیں جو کہ فرض ہیں۔

فریق اوّل کا مؤقف اور دلائل: جنازہ میں پانچ تکبیرات ہیں جیسا کہ ان روایات میں پایا جاتا ہے۔

۲۷۵۱: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ دَاوُدَ .

۲۷۵۱: ابوبکرہ نے ابوداؤد سے نقل کیا۔

۲۷۵۲: ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا وَهْبٌ، قَالَا : ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، قَالَ : كَانَ زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ يُصَلِّيْ عَلَى جَنَائِزِنَا فَيُكَبِّرُ أَرْبَعًا .فَكَبَّرَ يَوْمًا خَمْسًا، فَسُئِلَ عَنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ أَبُوْ بَكْرَةَ فِيْ حَدِيْثِهٖ، فَقَالَ : (كَبَّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسًا) . وَقَالَ ابْنُ مَرْزُوْقٍ فِيْ حَدِيْثِهٖ، فَقَالَ : (كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَبِّرُهَا أَوْ كَبَّرَهَا) .

۲۷۵۲: ابن ابی لیلیٰ کہتے ہیں کہ زید بن ارقمؓ ہمارے جنازوں پر چار تکبیرات کہا کرتے تھے ایک دن انہوں نے پانچ تکبیرات کہیں تو ان سے دریافت کیا گیا تو ابوبکرہ کی روایت میں ان سے یہ جواب نقل کیا گیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ تکبیرات کہیں۔ اور ابن مرزوق کی روایت میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانچ تکبیرات

کہا کرتے تھے یا کہیں۔

**تخریج** : ابو داؤد باب ٥٤، نمبر٣١٩٧، ترمذی فی الجنائز باب٣٧، نمبر١٠٢٣، ابن ماجه فی الجنائز باب٢٥، نمبر١٥٠٥۔

۲۷۵۳ :حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، قَالَ : أَنَا إِسْرَائِيلُ بْنُ يُونُسَ، قَالَ : ثَنَا (عَبْدُ الْأَعْلَى أَنَّهُ صَلَّى خَلْفَ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ عَلَى جَنَازَةٍ فَكَبَّرَ خَمْسًا .فَسَأَلَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي لَيْلَى، فَأَخَذَ بِيَدِهٖ، فَقَالَ : أَنَسِيتَ ؟ قَالَ : لَا، وَلٰكِنِّي صَلَّيْتُ خَلْفَ أَبِي الْقَاسِمِ خَلِيلِي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَبَّرَ خَمْسًا فَلَا أَتْرُكُهُ أَبَدًا) .

۲۷۵۳، عبدالاعلیٰ نے بیان کیا کہ میں نے زید بن ارقمؓ کے پیچھے ایک جنازہ کی نماز ادا کی تو انہوں نے پانچ تکبیرات کہیں ان سے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے پوچھا تو انہوں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کہا کیا تم بھول گئے؟ اس نے کہا نہیں لیکن میں نے اپنے خلیل ابوالقاسم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی تو انہوں نے پانچ تکبیرات کہی ہیں میں ان کو کبھی نہ چھوڑوں گا۔

**تخریج** : مسلم فی الجنائز نمبر٧٢۔

۲۷۵۴ :حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا عِيسَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ (يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ التَّيْمِيِّ قَالَ : صَلَّيْتُ مَعَ عِيسٰى مَوْلٰى حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ، عَلٰى جَنَازَةٍ، فَكَبَّرَ عَلَيْهَا خَمْسًا، ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيْنَا فَقَالَ : مَا وَهِمْتُ وَلَا نَسِيتُ، وَلٰكِنِّي كَبَّرْتُ كَمَا كَبَّرَ مَوْلَايَ، وَوَلِيُّ نِعْمَتِي، يَعْنِي حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ، صَلّٰى عَلٰى جَنَازَةٍ فَكَبَّرَ عَلَيْهَا خَمْسًا، ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيْنَا فَقَالَ : مَا وَهِمْتُ وَلَا نَسِيتُ، وَلٰكِنِّي كَبَّرْتُ كَمَا كَبَّرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) . قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ : فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلٰى أَنَّ التَّكْبِيرَ عَلَى الْجَنَائِزِ خَمْسًا، وَاحْتَجُّوا فِي ذٰلِكَ بِهٰذِهِ الْآثَارِ .وَخَالَفَهُمْ فِي ذٰلِكَ آخَرُونَ فَقَالُوا : بَلْ هِيَ أَرْبَعٌ، لَا يَنْبَغِي أَنْ يُزَادَ عَلٰى ذٰلِكَ، وَلَا يَنْقُصَ مِنْهُ .وَاحْتَجُّوا فِي ذٰلِكَ ـ

۲۷۵۴: یحییٰ بن عبداللہ تیمی کہتے ہیں کہ میں حذیفہ بن یمان کے مولیٰ عیسیٰ کے ساتھ ایک جنازہ پر نماز پڑھی تو عیسیٰ نے اس پر پانچ تکبیرات کہیں پھر ہماری طرف توجہ کر کے فرمایا نہ مجھے وہم ہوا اور نہ میں بھولا بلکہ میں اسی طرح تکبیرات کہہ رہا ہوں جیسے میرے مولیٰ ومحسن حذیفہ بن یمان نے ایک جنازہ کی نماز ادا کی اور اس پر پانچ تکبیرات کہیں پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر کہا نہ مجھے وہم ہوا اور نہ میں بھولا بلکہ میں نے اسی طرح تکبیرات کہی ہیں جیسا جناب رسول اللہ ﷺ نے کہی تھیں۔ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علماء کی ایک جماعت نے یہ کہا ہے کہ

جنازے کی تکبیرات پانچ ہیں انہوں نے ان روایات سے دلیل حاصل کی ہے۔مگر دیگر علماء نے ان کی بات سے اختلاف کرتے ہوئے فرمایا کہ تکبیرات چار ہیں ان سے کمی اور اضافہ درست نہیں۔انہوں نے ان روایات سے استدلال کیا ہے۔

**تخریج** : ابن ابی شیبه فی الجنائز ۳۰۳/۳۔

**حاصل روایات**: ان تمام روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جنازہ کی پانچ تکبیرات ہیں جو جناب رسول اللہ ﷺ اور صحابہ وتابعین سے ثابت ہیں پس اتنی کہی جائیں گی۔

موقف فریق ثانی: جنازے کی تکبیرات چار ہیں اس سے زیادہ نہ کہی جائیں۔مندرجہ ذیل روایات اس کو ثابت کرتی ہیں۔

۲۷۵۵ : بِمَا حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ' قَالَ : ثَنَا هُدْبَةُ' قَالَ : ثَنَا هَمَّامٌ' قَالَ : ثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ' عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّهُ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ (شَهِدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى عَلَى مَيِّتٍ' فَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعًا) .

۲۷۵۵: یحییٰ بن کثیر نے عبداللہ بن ابی قتادہؓ سے اور انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا کہ میں اس جنازے میں جناب نبی اکرم ﷺ کے ساتھ موجود تھا جو آپ نے ایک میت کا ادا کیا تو اس میں چار تکبیرات کہیں۔

۲۷۵۶ : حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ' قَالَ : ثَنَا أَبُو دَاوُدَ' عَنْ سُلَيْمِ بْنِ حِبَّانَ' عَنْ سَعِيدِ بْنِ مِينَاءَ' عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ (أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبَّرَ عَلَى النَّجَاشِيِّ أَرْبَعًا) .

۲۷۵۶: سعید بن میناء نے جابر بن عبداللہ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے نجاشی کے جنازے میں چار تکبیرات کہیں۔

**تخریج** : بخاری فی الجنائز باب ٦٤' مسلم فی الجنائز نمبر ٦٤۔

۲۷۵۷ : حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ' قَالَ : ثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ' قَالَ : ثَنَا شَرِيكٌ .ح .

۲۷۵۷: ابوالولید نے شریک سے روایت نقل کی ہے۔

۲۷۵۸ : وَحَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ' قَالَ : ثَنَا سَعِيدٌ' قَالَ : ثَنَا هُشَيْمٌ .ح .

۲۷۵۸: سعید نے ہشیم سے روایت نقل کی ہے۔

۲۷۵۹ : وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ' قَالَ : ثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى' قَالَ : ثَنَا هُشَيْمٌ' عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ الْأَنْصَارِيِّ' عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدٍ' عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ (أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى عَلَى قَبْرِ فِلَانَةَ' فَكَبَّرَ أَرْبَعًا) .

۲۷۵۹: خارجہ بن زید نے زید بن ثابتؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فلانہؓ کی قبر پر نماز پڑھی تو

چار تکبیرات کہیں۔

۲۷۶۰: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ : ثَنَا شَيْبَانُ قَالَ : ثَنَا سُوَيْدٌ أَبُوْ حَازِمٍ قَالَ : حَدَّثَنِيْ قَتَادَةُ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبَّرَ أَرْبَعًا) .

۲۷۶۰: عطاء نے جابر بن عبداللہ ؓ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے چار تکبیرات کہیں۔

**تخریج** : مسلم فی الجنائز نمبر ٦٥۔

۲۷۶۱: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ الْوَلِيْدِ قَالَ : ثَنَا شَرِيْكٌ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ سَلْمَانَ الْمُؤَذِّنِ قَالَ : (تُوُفِّيَ أَبُوْ شُرَيْحَةَ فَصَلّٰى عَلَيْهِ زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ فَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعًا .فَقُلْنَا : مَا هٰذَا ؟ فَقَالَ : هٰكَذَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ) .

۲۷۶۱: سلمان مؤذن کہتے ہیں کہ ابوشریحہ کی وفات ہوئی تو زید بن ارقمؓ نے ان کی نماز جنازہ پڑھی اور اس پر چار تکبیرات کہیں ہم نے کہا یہ کیا ہے تو انہوں نے کہا میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح کرتے دیکھا۔

۲۷۶۲: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوُدَ قَالَ : ثَنَا عَيَّاشٌ الرَّقَّامُ قَالَ : ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ يَحْيَى الْحِمْيَرِيُّ قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ حُسَيْنٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنْ أَبِيْهِ (أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعُوْدُ فُقَرَاءَ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَأَنَّهُ أُخْبِرَ بِامْرَأَةٍ مَاتَتْ فَدَفَنُوْهَا لَيْلًا فَلَمَّا أَصْبَحَ آذَنُوْهُ فَمَشٰى إِلٰى قَبْرِهَا فَصَلّٰى عَلَيْهَا وَكَبَّرَ أَرْبَعًا)

۲۷۶۲: زہری نے ابوامامہ بن سہل بن حنیف سے انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ فقراء اہل مدینہ کی عیادت کے لئے تشریف لے جاتے آپ کو ایک عورت کے متعلق بتلایا گیا کہ وہ فوت ہو گئی ہے اور صحابہ کرام نے اسے رات کو دفن کر دیا ہے جب صبح ہوئی تو صحابہ کرام نے اس کی اطلاع دی پس آپ اس کی قبر کی طرف تشریف لے گئے اور اس پر نماز جنازہ پڑھی اور پھر چار تکبیرات کہیں۔

**تخریج** : بخاری فی الجنائز باب ٦٤، مسلم فی الجنائز نمبر ٦٨، ترمذی فی الجنائز باب ٤٧، نمبر ١٠٣٧۔

۲۷۶۳: حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا وَهْبٌ قَالَ : ثَنَا أَبِيْ قَالَ : سَمِعَ النُّعْمَانَ يُحَدِّثُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ .

۲۷۶۳: زہری نے ابوامامہ سے انہوں نے کسی صحابی رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔

۲۷۶۴: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ : ثَنَا شَرِيْكٌ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ الْهَجَرِيِّ

قَالَ : (صَلّٰى بِنَا ابْنُ أَبِيْ أَوْفٰى عَلٰى ابْنَةٍ لَهُ فَكَبَّرَ عَلَيْهَا أَرْبَعًا، ثُمَّ وَقَفَ فَانْتَظَرْنَا بَعْدَ الرَّابِعَةِ تَسْلِيْمَهُ، حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُكَبِّرُ الْخَامِسَةَ، ثُمَّ سَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ : أَرَاكُمْ ظَنَنْتُمْ أَنِّيْ سَأُكَبِّرُ الْخَامِسَةَ، وَلَمْ أَكُنْ لِأَفْعَلَ ذٰلِكَ، وَهٰكَذَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ) .

۲۷۶۴: ابراہیم الہجری کہتے ہیں کہ ہمیں ابن ابی اوفیؓ نے اپنی ایک بیٹی کی نمازِ جنازہ پڑھائی تو اس پر انہوں نے چار تکبیرات کہیں پھر رک گئے تو ہم نے چوتھی تکبیر کے بعد سلام کا انتظار کیا یہاں تک کہ ہمیں یہ گمان گزرا کہ وہ پانچویں تکبیر کہیں گے پھر انہوں نے سلام پھیرا پھر کہنے لگے میرا خیال ہے کہ تم نے گمان کیا کہ میں پانچویں تکبیر کہوں گا مگر میں ایسا کرنے والا نہیں اس لئے کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح کرتے پایا ہے۔

**تخریج** : ابن ماجه فی الجنائز باب ٢٤، نمبر١٥٠٣۔

۲۷۶۵ : حَدَّثَنَا ابْنُ دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا الْحَوْضِيُّ، قَالَ . ثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ الْهَجَرِيِّ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهُ .

۲۷۶۵: خالد بن عبداللہ نے الہجری سے انہوں نے اپنی اسناد سے روایت نقل کی ہے۔

۲۷۶۶ : حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا وَهْبٌ، قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْهَجَرِيِّ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهُ.

۲۷۶۶: شعبہ نے الہجری سے پھر انہوں نے اپنی اسند سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۲۷۶۷ : حَدَّثَنَا يُوْنُسُ، قَالَ : ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ : أَخْبَرَنِيْ مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعٰى لِلنَّاسِ النَّجَاشِيَّ فِي الْيَوْمِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الْمُصَلّٰى، فَصَفَّ بِهِمْ، وَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعَ تَكْبِيْرَاتٍ).

۲۷۶۷: سعید بن المسیّب نے ابو ہریرہؓ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو نجاشی کی موت کی اس دن اطلاع دی جس دن اس کا انتقال ہوا پھر آپ عیدگاہ کی طرف نکلے اور صحابہ کرام کو صف میں کھڑا کیا اور جنازہ میں چار تکبیرات کہیں۔

**تخریج** : بخاری فی الجنائز باب ٦٤، مسلم فی الجنائز ٦٢/٦٣، ترمذی فی الجنائز باب ٣٧١، نمبر١٠٢٢۔

۲۷۶۸ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ : حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، قَالَ : حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ : أَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ .

۲۷۶۸: سعید بن المسیّب نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح روایت نقل کی

ہے۔

۲۷۶۹ :حَدَّثَنَا اَبُوْ بِشْرٍ الرَّقِّيُّ، قَالَ : ثَنَا شُجَاعٌ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ الْمُسَيِّبِ، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

۲۷۶۹: سعید بن المسیب نے بعض اصحاب نبی ﷺ سے انہوں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح کی روایت کی ہے۔

۲۷۷۰ :حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ : ثَنَا الْحِمَّانِيُّ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيْدٍ، عَنْ أَبِيْ غَالِبٍ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُكَبِّرُ أَرْبَعَ تَكْبِيْرَاتٍ عَلَى الْمَيِّتِ) . وَقَالُوْا فِيْ حَدِيْثِ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ الَّذِيْ بَدَأْنَا بِذِكْرِهٖ فِيْ هٰذَا الْبَابِ، أَنَّهُ كَانَ يُكَبِّرُ عَلَى الْجَنَائِزِ أَرْبَعًا قَبْلَ الْمَرَّةِ الَّتِيْ كَبَّرَ فِيْهَا خَمْسًا .وَلَا يَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ، وَقَدْ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ خِلَافَهُ إِلَّا لِمَعْنًى قَدْ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ .وَهُوَ مَا رَوَاهُ عَنْهُ سَلْمَانُ الْمُؤَذِّنُ فِيْ صَلَاتِهٖ عَلٰى أَبِيْ شُرَيْحَةَ فِيْ تَكْبِيْرِهٖ عَلَيْهِ أَرْبَعًا .وَيَحْتَمِلُ تَكْبِيْرُهُ عَلٰى تِلْكَ الْجَنَازَةِ خَمْسًا، أَنْ يَكُوْنَ ذٰلِكَ لِأَنَّ حُكْمَ ذٰلِكَ الْمَيِّتِ أَنْ يُكَبَّرَ عَلَيْهِ خَمْسًا، لِأَنَّهُ مِنْ أَهْلِ "بَدْرٍ" فَإِنَّهُمْ كَانُوْا يُفَضِّلُوْنَ فِي التَّكْبِيْرِ فِي الصَّلَاةِ عَلَيْهِمْ، عَلٰى مَا يُكَبَّرُ عَلٰى غَيْرِهِمْ .

۲۷۷۰: ابو غالب نے انسؓ سے کہ جناب نبی اکرم ﷺ میت پر چار تکبیرات کہتے تھے۔ان علماء نے حضرت زید بن ارقم ؓ کی وہ روایت جو شروع باب میں مذکور ہوئی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ چار تکبیرات کہتے تھے اس مرتبہ کے علاوہ جب انہوں نے پانچ کہیں .اور یہ کہنا ممکن نہیں کہ انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو جو عمل کرتے دیکھا اس کے خلاف عمل کیا ہو اور وہ وہی روایت ہے جس کو ربیع موذن نے ابو شریحہ ؓ کے جنازے کے سلسلہ میں ہے کہ آپ نے اس میں چار تکبیرات پڑھیں اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس جنازہ میں پانچ تکبیرات پڑھے ہوں۔اور حضرت زید ؓ کا ان پر پانچ تکبیرات کہنا اس میت کی وجہ سے ہو سکتا ہے کیونکہ وہ بدری ہیں اور وہ اہل بدر کو دوسروں پر تکبیرات سے فضیلت دیتے تھے۔

**تخریج** : ابو داؤد فی الجنائز باب۵۳، نمبر۳۱۹٤، ابن ماجه فی الجنائز باب ۲۱، نمبر١٤٩٤۔

## راجح و مرجوح کے مابین محاکمہ:

حضرت زید بن ارقمؓ کی پہلی روایت سے جنازے پر چار تکبیر پڑھنا ثابت ہوتا ہے اس موقع سے پہلے جس میں انہوں نے پانچ تکبیرات کہیں اور یہ تو جائز نہیں کہ انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو اور فعل کرتے دیکھا ہو اور وہ اس کے خلاف کریں یہ تبھی

ہوسکتا ہے کہ جب انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دوسرا عمل کرتے دیکھا ہو اور وہ ابوشریحہ رضی اللہ عنہ والا واقعہ ہے کہ ان پر آپ نے چار تکبیرات کہیں اب اس جنازے پر پانچ تکبیریں کہنا یہ دو احتمال رکھتا ہے۔

نمبر ۱: خاص اس میت کا یہی حکم ہو کہ اس پر پانچ تکبیرات کہی جائیں کیونکہ وہ اہل بدر میں سے ہو اہل بدر کے متعلق صحابہ کرام میں ایک تکبیر زیادہ کہنے کا طریقہ تھا۔

۲۷۷۱: وَحَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ: ثَنَا أَبُوْ دَاوُدَ. ح.

۲۷۷۱: ابوبکرہ نے ابوداؤد سے روایت نقل کی۔

۲۷۷۲: وَحَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ: ثَنَا وَهْبٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، قَالَ: قَالَ عُمَرُ: كُلُّ ذٰلِكَ قَدْ كَانَ خَمْسٌ وَأَرْبَعٌ، فَأَمَرَ عُمَرُ النَّاسَ بِأَرْبَعٍ -يَعْنِيْ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ. -

۲۷۷۲: سعید بن المسیّب سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ چار اور پانچ تکبیرات تھیں مگر عمر رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ میں چار کا حکم فرمایا۔

۲۷۷۳: حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ: ثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ زَيْدٍ (يَعْنِي ابْنَ أَبِي أُنَيْسَةَ) عَنْ حَمَّادٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ مُخْتَلِفُوْنَ فِي التَّكْبِيْرِ عَلَى الْجَنَائِزِ، لَا تَشَاءُ أَنْ تَسْمَعَ رَجُلًا يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَبِّرُ سَبْعًا، وَآخَرَ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَبِّرُ خَمْسًا، وَآخَرَ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَبِّرُ أَرْبَعًا إِلَّا سَمِعْتَهُ، فَاخْتَلَفُوْا فِيْ ذٰلِكَ، فَكَانُوْا عَلٰى ذٰلِكَ حَتّٰى قُبِضَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ. فَلَمَّا وَلِيَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَرَأَى اخْتِلَافَ النَّاسِ فِيْ ذٰلِكَ، شَقَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِ جِدًّا، فَأَرْسَلَ إِلٰى رِجَالٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَ: إِنَّكُمْ -مَعَاشِرَ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- مَتٰى تَخْتَلِفُوْنَ عَلَى النَّاسِ، يَخْتَلِفُوْنَ مِنْ بَعْدِكُمْ، وَمَتٰى تَجْتَمِعُوْنَ عَلٰى أَمْرٍ يَجْتَمِعُ النَّاسُ عَلَيْهِ؛ فَانْظُرُوْا أَمْرًا تَجْتَمِعُوْنَ عَلَيْهِ فَكَأَنَّمَا أَيْقَظَهُمْ. فَقَالُوْا: نِعْمَ مَا رَأَيْتَ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ، فَأَشِرْ عَلَيْنَا، فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: بَلْ أَشِيْرُوْا أَنْتُمْ عَلَيَّ، فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ. فَتَرَاجَعُوا الْأَمْرَ بَيْنَهُمْ، فَأَجْمَعُوْا أَمْرَهُمْ عَلٰى أَنْ يَجْعَلُوْا التَّكْبِيْرَ عَلَى الْجَنَائِزِ، مِثْلَ التَّكْبِيْرِ فِي الْأَضْحٰى وَالْفِطْرِ، أَرْبَعَ تَكْبِيْرَاتٍ، فَأُجْمِعَ أَمْرُهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ. فَهٰذَا عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَدْ رَدَّ الْأَمْرَ فِيْ ذٰلِكَ إِلٰى أَرْبَعِ تَكْبِيْرَاتٍ بِمَشُوْرَةِ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ عَلَيْهِ وَهُمْ حَضَرُوْا

مِنْ فِعْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَوَاهُ حُذَيْفَةُ' وَزَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ' فَكَأَنَّ مَا فَعَلُوْا مِنْ ذٰلِكَ عِنْدَهُمْ أَوْلٰى مِمَّا قَدْ كَانُوْا عَلِمُوْا .فَذٰلِكَ نَسْخٌ لِمَا قَدْ كَانُوْا عَلِمُوْا' لِأَنَّهُمْ مَأْمُوْنُوْنَ عَلٰى مَا قَدْ فَعَلُوْا كَمَا كَانُوْا مَأْمُوْنِيْنَ عَلٰى مَا قَدْ رَوَوْا . وَهٰكَذَا كَمَا أَجْمَعُوْا عَلَيْهِ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّوْقِيْتِ عَلٰى حَدِّ الْخَمْرِ' وَتَرْكِ بَيْعِ أُمَّهَاتِ الْأَوْلَادِ .فَكَانَ إِجْمَاعُهُمْ عَلٰى مَا قَدْ أَجْمَعُوْا عَلَيْهِ مِنْ ذٰلِكَ حُجَّةً' وَإِنْ كَانُوْا قَدْ فَعَلُوْا فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِلَافَهُ. فَكَذٰلِكَ مَا أَجْمَعُوْا عَلَيْهِ مِنْ عَدَدِ التَّكْبِيْرِ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ فَهُوَ حُجَّةٌ وَإِنْ كَانُوْا قَدْ عَلِمُوْا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِلَافَهُ. وَمَا فَعَلُوْا مِنْ ذٰلِكَ' وَأَجْمَعُوْا عَلَيْهِ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهُوَ نَاسِخٌ لِمَا قَدْ كَانَ فَعَلَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ : وَكَيْفَ يَكُوْنُ ذٰلِكَ نَاسِخًا' وَقَدْ كَبَّرَ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بَعْدَ ذٰلِكَ أَكْثَرَ مِنْ أَرْبَعٍ .وَذَكَرُوْا فِيْ ذٰلِكَ.

۲۷۷۳: حماد نے ابراہیمؒ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی اور لوگوں کا جنازہ کی تکبیرات کے متعلق اختلاف تھا کسی سے سات' کسی سے پانچ اور کسی سے چار تکبیرات کی بات سنتا تھا ان کی حالت زمانہ ابوبکرؓ تک یہی رہی جب عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے اور لوگوں کو اس میں مختلف پایا ان پر ان کا اختلاف گراں گزرا تو آپ نے اصحاب رسول ﷺ کی مجلس شوریٰ کو بلایا اور فرمایا تم وہ لوگ ہو جن کو صحبت نبوت میسر آئی ہے جب تم لوگوں میں اختلاف ہوگا تو بعد والے لوگ بھی اختلاف کریں گے اور جب تم ایک بات پر اتفاق کرلو گے تو اور لوگ بھی ایک بات پر جمع ہو جائیں گے تم اجتماعی بات دیکھ لو گویا ان کو خبردار کیا انہوں نے کہا آپ کی رائے بہت خوب ہے آپ ہمیں اشارہ فرمائیں تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا بلکہ تم مجھے مشورہ دو میں بھی تمہاری طرح کا انسان ہوں۔ چنانچہ انہوں نے معاملے کو ایک دوسرے پر لوٹایا اور اس بات پر اتفاق کیا کہ جنازے کی تکبیرات عیدالاضحیٰ اور عیدالفطر کی طرح (ایک رکعت میں) چار تکبیرات ہوں اور اس پر سب کا اتفاق ہوگیا۔ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے اس سلسلہ میں معاملے کو چار تکبیرات کی طرف اصحاب رسول اللہ ﷺ کے مشورہ سے لوٹایا حالانکہ وہ حضرت حذیفہ اور زید ارقم رضی اللہ عنہما والی روایت میں مذکور نبوی عمل کے وقت خود موجود تھے۔ پس انہوں نے جو کچھ کیا وہ ان کے ہاں اس سے اولیٰ تھا جس کو وہ جانتے تھے۔ پس یہ اس کے تھے ناسخ ہوا جس کو وہ جانتے تھے کیونکہ وہ اپنے اس فعل میں بھی مامون تھے۔ یہ اسی طرح ہے جیسا انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ کے بعد شراب کی حد مقرر کرنے میں اتفاق کیا اور ام ولدہ کی فروخت ترک کرنے پر اجماع کیا۔ ان کا اجماع اس بات کے لئے ہے جس پر انہوں نے اتفاق کیا وہ حجت ہے۔ اگرچہ انہوں نے زمانہ نبوت میں اس کے خلاف کیا تھا۔ پس اسی طرح جناب رسول اللہ ﷺ کے بعد

جنازے کی چار تکبیرات پر انہوں نے اجماع کر لیا وہ بھی محبت ہے اگر چہ انہوں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے جو جانا اور جو کیا وہ اس کے خلاف تھا اور جس بات کو انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ کے بعد اجماع کیا وہ اس کے لئے ناسخ تھا جو آپ ﷺ نے کہا اگر کوئی معترض کہے کہ یہ کس طرح ناسخ بن سکتا ہے۔ جب کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کے بعد چار سے زائد تکبیرات کہیں اور اس سلسلہ میں ذیل کے آثار پیش کیے۔

**تخریج** : مصنفه ابن ابی شیبه ۲/۴۹۵۔

**حاصل اثر**: اس اثر سے معلوم ہوا کہ جنازے کی چار تکبیرات پر صحابہ کرام کا اجماع ہو گیا تھا اور عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام کے مشورہ سے معاملے کو چار تکبیرات کی طرف لوٹا دیا حالانکہ تمام صحابہ کرام یا ان میں سے اکثریت اس موقعہ پر موجود تھی جو حذیفہ اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہم نے نقل کی ہے جو کچھ انہوں نے کہا وہ اس سے اولیٰ تھا جس کو وہ جانتے تھے اور یہ اس کے لئے نسخ تھا جو وہ جانتے تھے کیونکہ جو کچھ انہوں نے کیا وہ اس میں جناب رسول اللہ ﷺ کی طرف غلط نسبت کرنے میں مامون و محفوظ ہیں جس طرح کہ وہ آپ سے روایت کرنے میں محفوظ ہیں کہ وہ کوئی غلط بات آپ کی طرف منسوب کریں اور اس اجماع کی دوسری نظیر حد شراب اور ام ولدہ کی بیع کے ترک پر اجماع کرنے کی طرح ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ اجماع حجت ہے اگر چہ زمانہ رسول اللہ ﷺ میں ان میں سے بعض نے اس کے خلاف بھی عمل کیا ہو تکبیرات جنازہ کی تعداد پر اجماع اسی قسم سے ہے اور یہ آپ کے ایک قول و عمل پر اجماع ہے۔

اگر چہ پہلے بعض ایک فعل کو اپناتے تھے تو دوسرے دوسرے فعل کو اور یہ اجماع چونکہ آپ کے آخری عمل کو دیکھ کر کیا گیا اس لئے یہ پہلے عمل کا ناسخ ہے۔

## ایک اہم اشکال:

چار تکبیرات والی روایت کس طرح ناسخ ہے اگر زائد تکبیرات والی روایات منسوخ ہوتیں تو حضرت علیؓ سہل بن حنیفؓ کے جنازے پر چار سے زائد تکبیرات نہ کہتے۔ روایت ملاحظہ ہو۔

**۲۷۷۴: مَا حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ سِنَانٍ' قَالَ : ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْقَطَّانُ' قَالَ : ثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ' قَالَ : ثَنَا عَامِرٌ' عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَعْقِلٍ أَنَّ عَلِيًّا صَلّٰى عَلٰى سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ' فَكَبَّرَ عَلَيْهِ سِتًّا.**

۲۷۷۴: عبداللہ بن معقل کہتے ہیں کہ علیؓ نے سہل بن حنیف کی نمازِ جنازہ پڑھی تو چھ تکبیرات کہیں۔ ان سے کہا جائے گا۔ انہوں نے یہ اس لئے کیا کیونکہ وہ صحابی اہل بدر سے تھے اور ان پر نمازِ جنازہ پڑھنے میں یہی حکم تھا اور دوسروں پر پڑھی جانے والی نماز میں ان پر زیادہ تکبیرات پڑھی جائیں گی۔ اس کی دلیل یہ روایت ہے۔

**۲۷۷۵: حَدَّثَنَا يَزِيْدُ' قَالَ : ثَنَا يَحْيٰى' قَالَ : ثَنَا إِسْمَاعِيْلُ' قَالَ : ثَنَا مُوْسَى بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ صَلّٰى عَلٰى قَتَادَةَ فَكَبَّرَ عَلَيْهِ سَبْعًا. قِيْلَ لَهُ : إِنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِنَّمَا فَعَلَ ذٰلِكَ**

لِاَنَّ اَهْلَ بَدْرٍ كَانَ كَذٰلِكَ حُكْمُهُمْ فِي الصَّلَاةِ عَلَيْهِمْ، يُزَادُ فِيهَا مِنَ التَّكْبِيرِ، عَلٰى مَا يُكَبَّرُ عَلٰى غَيْرِهِمْ مِنْ سَائِرِ النَّاسِ .وَالدَّلِيْلُ عَلٰى ذٰلِكَ.

۲۷۷۵: موسیٰ بن عبداللہ کہتے ہیں کہ علیؓ نے قتادہ کی نمازِ جنازہ میں سات تکبیرات کہیں۔

## حل اشکال:

حضرت علیؓ نے یہ عمل بدری صحابہ کرام کی فضیلت کے پیشِ نظر کیا اہل بدر کی نمازِ جنازہ کا یہی حکم ہے دوسروں کے جنازہ کی نسبت ان پر زائد تکبیر کہی جائے گی اس کی دلیل یہ روایت ہے۔

۲۷۷۶: اَنَّ اِبْرَاهِيْمَ بْنَ مُحَمَّدٍ الصَّيْرَفِيَّ حَدَّثَنَا، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ، قَالَ : ثَنَا زَائِدَةُ، قَالَ : ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ اَبِيْ زِيَادٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَعْقِلٍ، قَالَ : صَلَّيْتُ مَعَ عَلِيٍّ عَلٰى جَنَازَةٍ، فَكَبَّرَ عَلَيْهَا خَمْسًا، ثُمَّ الْتَفَتَ فَقَالَ (اِنَّهُ مِنْ اَهْلِ بَدْرٍ) ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَ عَلِيٍّ عَلٰى جَنَائِزَ، كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ يُكَبِّرُ عَلَيْهَا اَرْبَعًا .

۲۷۷۶: عبداللہ بن مغفل کہتے ہیں کہ میں نے علیؓ کے ساتھ ایک جنازہ کی نماز پڑھی تو انہوں نے پانچ تکبیرات کہیں پھر متوجہ ہو کر فرمایا یہ بدری صحابی ہیں پھر میں نے علیؓ کے ساتھ کئی جنازے ادا کئے مگر ان میں آپ نے چار تکبیرات کہیں۔

۲۷۷۷: حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ : ثَنَا شَرِيْكٌ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ عَامِرٍ، عَنِ ابْنِ مَعْقِلٍ، قَالَ : صَلّٰى عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلٰى سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، فَكَبَّرَ عَلَيْهِ سِتًّا، ثُمَّ الْتَفَتَ اِلَيْنَا فَقَالَ : اِنَّهُ مِنْ اَهْلِ بَدْرٍ .

۲۷۷۷: عبداللہ بن معقل سے روایت ہے کہ علیؓ نے سہل بن حنیفؓ کی نمازِ جنازہ ادا کی اس پر چھ تکبیرات کہیں پھر میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا یہ اہل بدر سے ہے۔

۲۷۷۸: حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ : اَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ سَلْعٍ الْهَمْدَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ، قَالَ : كَانَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُكَبِّرُ عَلٰى اَهْلِ بَدْرٍ سِتًّا، وَعَلٰى اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسًا، وَعَلٰى سَائِرِ النَّاسِ اَرْبَعًا .فَهٰكَذَا كَانَ حُكْمُ الصَّلَاةِ عَلٰى اَهْلِ بَدْرٍ .

۲۷۷۸: عبد خیر نے روایت کی ہے کہ علیؓ اہل بدر پر چھ تکبیرات سے جنازہ پڑھتے اور دیگر اصحاب نبی ﷺ پر پانچ اور عام لوگوں پر چار تکبیرات سے جنازہ پڑھتے تھے۔

**حاصل روایات:** ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ چار سے زائد تکبیرات اصحاب بدر کے اعزاز کے لئے پڑھی جاتی تھیں اور عام لوگوں پر چار تکبیر سے جنازہ حضرت علیؓ کا معمول تھا اصحاب بدر کی یہ خصوصیت مسلم ہے جیسا اس اثر میں ہے۔

۲۷۷۹ : وَقَدْ حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ : ثَنَا زَيْدُ بْنُ أَخْزَمَ الطَّائِيُّ، قَالَ : ثَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ، قَالَ : ثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بَشِيرٍ، قَالَ : صَلَّيْتُ خَلْفَ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ، وَهَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ، وَإِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ، فَكَانُوا يُكَبِّرُونَ عَلَى الْجَنَائِزِ أَرْبَعًا .قَالَ هَمَّامٌ : وَجَمَعَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ النَّاسَ عَلَى أَرْبَعٍ إِلَّا عَلَى أَهْلِ بَدْرٍ، فَإِنَّهُمْ كَانُوا يُكَبِّرُونَ عَلَيْهِمْ خَمْسًا، وَسَبْعًا، وَتِسْعًا .فَدَلَّ مَا ذَكَرْنَا إِنَّمَا كَانُوا اجْتَمَعُوا عَلَيْهِ مِنْ عَدَدِ التَّكْبِيرِ الْأَرْبَعِ فِي عَهْدِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِنَّمَا كَانَ عَلَى غَيْرِ أَهْلِ بَدْرٍ، وَتَرَكُوا حُكْمَ أَهْلِ بَدْرٍ عَلَى مَا فَوْقَ الْأَرْبَعِ .فَمَا رُوِيَ عَنْ زَيْدِ ابْنِ أَرْقَمَ، مِمَّا ذَكَرْنَا، إِنَّمَا هُوَ لِأَنَّهُ كَانَ ذَهَبَ إِلَى هٰذَا الْمَذْهَبِ، فِيمَا نَرَى، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ .

۲۷۷۹: سلیمان بن بشیر کہتے ہیں کہ میں نے اسود بن یزید' ہمام بن حارث اور ابراہیم نخعیؒ کے پیچھے نمازِ جنازہ ادا کی یہ سب چار تکبیر سے جنازہ ادا کرتے تھے۔ ہمام کہتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اہل بدر کے علاوہ بقیہ امت پر نمازِ جنازہ کے لئے صحابہ کرام کو جمع کیا گویا اہل بدر اس عموم سے مستثنیٰ ہیں اصحاب بدر پر خصوصیت کے ساتھ پانچ' سات' نو تکبیرات بھی پڑھی گئی ہیں۔ مذکورہ روایات سے یہ دلالت مل گئی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے عہد فاروقی رضی اللہ عنہ میں اجماع کیا کہ تکبیرات چار ہیں اور یہ حکم کو چار سے زیادہ پر برقرار رکھا پس جو روایت ہم نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے وہ اس لئے نقل کی ہے کہ انہوں نے یہی رخ اختیار کیا ہے۔ جیسا ہماری رائے ہے (واللہ اعلم)

**حاصل روایات:** ان روایات سے اہل بدر پر چار سے زائد تکبیرات کا ثبوت ملتا ہے جبکہ دیگر پر علیؓ کا عمل بھی چار تکبیر پڑھنے کا تھا پس فاروق اعظمؓ کے زمانے میں اہل بدر کے علاوہ دوسرے لوگوں کے جنازے پر چار تکبیر کا اتفاق ہوا تھا اور جن صحابہ کرام سے چار سے زائد تکبیرات منقول ہیں وہ بدریین صحابہ کی خصوصیت کی وجہ سے ہے فلہٰذا ان کے عمل سے اس اجماع پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

اب زید بن ارقم اور حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما کی روایت کا آسان محمل نکل آیا اور چار تکبیر کا حکم ثابت رہا۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ایک روایت اور اس کا مفہوم۔

۲۷۸۰ : وَقَدْ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، وَقَالَ : ثَنَا حَجَّاجُ بْنُ الْمِنْهَالِ، قَالَ : أَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، قَالَ : ثَنَا دَاوُدَ بْنُ أَبِي هِنْدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ قَيْسٍ، قَالَ : قَدِمَ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ، فَمَاتَ لَهُمْ مَيِّتٌ، فَكَبَّرُوا عَلَيْهِ خَمْسًا، فَأَرَدْتُ أَنْ لَا أُحَيِّيَهُمْ، فَأَخْبَرَتِ ابْنَ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَقَالَ : لَيْسَ فِيهِ شَيْءٌ مَعْلُومٌ .فَهٰذَا يَحْتَمِلُ مَا ذَكَرْنَا فِي اخْتِلَافِ حُكْمِ الصَّلَاةِ عَلَى الْبَدْرِيِّينَ، وَعَلَى غَيْرِهِمْ .فَكَأَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ أَرَادَ بِقَوْلِهِ (لَيْسَ فِيهِ شَيْءٌ مَعْلُومٌ) أَيْ لَيْسَ فِيهِ شَيْءٌ

يُكَبِّرُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى النَّاسِ جَمِيعًا' لَا يُجَاوِزُ إِلَى غَيْرِهِ. وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ بِغَيْرِ هٰذَا اللَّفْظِ .

۲۷۸۰: شعبی نے علقمہ بن قیس سے روایت کی ہے کہ اہل شام میں سے کچھ لوگ آئے ان میں ایک آدمی کا انتقال ہو گیا انہوں نے اس کے نماز جنازہ میں پانچ تکبیرات کہیں میں نے چاہا کہ میں ان سے جھگڑوں تو میں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو خبر دی تو انہوں نے کہا اس میں کوئی چیز مقرر نہیں۔ اس میں احتمال یہ ہے بدریین کے متعلق نماز میں تکبیرات کا اختلاف اور اسی طرح غیر بدریین کے متعلق ایسا نہیں کہ جس سے دوسرے کی طرف تجاوز نہ ہو سکتا ہو۔ اس میں کوئی ایسی چیز نہیں جس میں دوسروں کی تجاوز نہ کر سکتے ہوں بلکہ تمام لوگوں پر نماز میں تکبیر کہی جائے گی۔ یہ روایت دیگر الفاظ سے بھی مروی ہے۔

اللغات: الاحیهم۔ جھگڑنا۔

لیس فیه شیء معلوم اس قول میں ایک احتمال یہ ہے کہ تکبیرات جنازہ میں بدریین اور غیر بدریین کے متعلق تعداد تکبیر کا اختلاف ہے اس لئے اسمیں ایک ایسی مقررہ حد نہیں کہ جس کی خلاف ورزی درست نہ ہو۔

یہ روایت دوسری سند سے اس طرح ہے۔

۲۷۸۱: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ' قَالَ : ثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ' قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ' قَالَ : ثَنَا الشَّيْبَانِيُّ' قَالَ : ثَنَا عَامِرٌ' عَنْ عَلْقَمَةَ أَنَّهُ ذَكَرَ ذٰلِكَ لِعَبْدِ اللّٰهِ' فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ (إِذَا تَقَدَّمَ الْإِمَامُ فَكَبِّرُوا بِمَا كَبَّرَ' فَإِنَّهُ لَا وَقْتَ وَلَا عَدَدَ) . وَهٰذَا -عِنْدَنَا -مَعْنَاهُ مَا ذَكَرْنَا أَيْضًا' لِأَنَّ الْإِمَامَ قَدْ يُصَلِّي حِينَئِذٍ عَلَى الْبَدْرِيِّينَ وَعَلَى غَيْرِهِمْ .فَإِنْ صَلَّى عَلَى الْبَدْرِيِّينَ فَكَبَّرَ عَلَيْهِمْ كَمَا يُكَبِّرُ عَلَى الْبَدْرِيِّينَ' وَذٰلِكَ مَا فَوْقَ الْأَرْبَعِ' فَكَبِّرُوا مَا كَبَّرَ .وَإِنْ صَلَّى عَلَى غَيْرِ الْبَدْرِيِّينَ' فَكَبَّرَ أَرْبَعًا كَمَا يُكَبِّرُ عَلَيْهِمْ' فَكَبِّرُوا كَمَا كَبَّرَ' لَا وَقْتَ وَلَا عَدَدَ فِي التَّكْبِيرِ فِي الصَّلَاةِ عَلَى جَمِيعِ النَّاسِ مِنَ الْبَدْرِيِّينَ وَغَيْرِهِمْ' لَا يُجَاوِزُ ذٰلِكَ إِلَى مَا هُوَ أَكْثَرُ مِنْهُ .وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ أَيْضًا' عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بِغَيْرِ هٰذَا اللَّفْظِ .

۲۷۸۱: عامر نے علقمہ بن قیس سے نقل کیا کہ میں نے یہ بات عبداللہ رضی اللہ عنہ کو بتلائی تو انہوں نے فرمایا جب کوئی دوسرا امامت کرائے تو جتنی تکبیرات وہ کہے اتنی تم کہو کیونکہ لا وقت ولا عدد۔ اس کا وقت و عدد متعین نہیں مطلب یہ ہے کہ ممکن ہے کہ امام بدریین پر نماز پڑھ رہا ہو اور ان کی وجہ سے تکبیرات میں اضافہ تو تک درست ہے تو تم بھی اقتداء میں اتنی تکبیرات سے جنازہ ادا کرو یا غیر بدری صحابہ کرام پر نماز پڑھ رہا ہو تو وہ چار پڑھے تو جتنی تکبیرات وہ کہے تم اتنی کہو اس نماز کا کوئی وقت متعین نہیں اور تمام لوگ خواہ وہ بدری ہوں یا غیر بدری ان میں تکبیر کی کوئی ایسی

تعداد نہیں کہ جس سے دوسرے کی طرف تجاوز نہ ہو سکے بلکہ بدریین میں دوسروں کی بنسبت زیادہ پڑھی جائیں گی۔
یہی روایت ایک اور سند اور متن کے ساتھ۔

۲۷۸۲ :حَدَّثَنَا فَهْدٌ' قَالَ : ثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ' قَالَ : ثَنَا زُهَيْرٌ' قَالَ : ثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ' عَنْ عَلْقَمَةَ' عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ' قَالَ : التَّكْبِيْرُ عَلَى الْجَنَازَةِ' لَا وَقْتَ وَلَا عَدَدَ' إِنْ شِئْتَ خَمْسًا' وَإِنْ شِئْتَ سِتًّا .فَهٰذَا مَعْنَاهُ' غَيْرُ مَعْنٰى مَا حَكٰى عَامِرٌ' عَنْ عَلْقَمَةَ' وَمَا حَكٰى عَامِرٌ عَنْ عَلْقَمَةَ مِنْ هٰذَا' فَهُوَ أَثْبَتُ' لِأَنَّ عَامِرًا قَدْ لَقِيَ عَلْقَمَةَ وَأَخَذَ عَنْهُ أَبُوْ إِسْحَاقَ فَلَمْ يَلْقَهُ' وَلَمْ يَأْخُذْ عَنْهُ' وَلِأَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ قَدْ رُوِيَ عَنْهُ فِي التَّكْبِيْرِ أَنَّهُ أَرْبَعٌ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ .

۲۷۸۲: علقمہ نے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ جنازہ کی تکبیر نہ اس کا وقت ہے اور نہ گنتی اگر چاہو تو پانچ اور اگر چاہو تو چھ۔اسکا معنیٰ اس کے علاوہ ہے جو عامر نے بیان کیا اور عامر کی علقمہ ؒ سے روایت زیادہ پختہ ہے کیونکہ عامر کی تو علقمہ سے ملاقات ثابت ہے اور ابواسحاق کی اس سے ملاقات بھی ثابت نہیں اور نہ اس نے اس سے روایت بھی حاصل نہیں کی کیونکہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت میں ان سے چار تکبیرات نقل کی گئی ہیں۔

**حاصل روایات:** اس روایت کا عامر کی روایت کے مقابلہ میں معنی مختلف ہے مگر عامر کی روایت اس سے پختہ ہے کیونکہ عامر کی خود علقمہ سے ملاقات اور حصول علم ثابت ہے جبکہ ابواسحاق کی علقمہ سے ملاقات ہی ثابت نہیں چہ جائیکہ حصول روایت ہو پس یہ روایت منقطع ہے اور عبداللہ رضی اللہ عنہ کی ایک دوسری روایت میں چار تکبیرات کا تذکرہ ہے وہ یہ روایت ہے۔

۲۷۸۳ :حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ' قَالَ : ثَنَا وَهْبٌ' قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ' عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْأَقْمَرِ' عَنْ أَبِيْ عَطِيَّةَ' قَالَ : سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ يَقُوْلُ (اَلتَّكْبِيْرُ عَلَى الْجَنَائِزِ أَرْبَعٌ كَالتَّكْبِيْرِ فِي الْعِيْدَيْنِ) .

۲۷۸۳: علی بن اقمر نے ابوعطیہ سے انہوں نے عبداللہ رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ عیدین کی طرح جنازے کی چار تکبیرات ہیں۔

۲۷۸۴ :حَدَّثَنَا فَهْدٌ' قَالَ : ثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ .ح .

۲۷۸۴: فہد نے ابونعیم سے روایت کی ہے۔

۲۷۸۵ :وَحَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ' قَالَ : ثَنَا مُؤَمَّلٌ' قَالَ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ' عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْأَقْمَرِ' عَنْ أَبِيْ عَطِيَّةَ' عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ' قَالَ : اَلتَّكْبِيْرُ فِي الْعِيْدَيْنِ أَرْبَعٌ' كَالصَّلَاةِ عَلَى الْمَيِّتِ .

۲۷۸۵: علی بن اقمر نے ابوعطیہ انہوں نے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ عیدین کی تکبیرات چار ہیں جیسا کہ نماز جنازہ میں۔

۲۷۸۶ :حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ' قَالَ : ثَنَا رَوْحٌ' قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ' عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْأَقْمَرِ' فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ

.فَهٰذَا عَبْدُ اللّٰهِ، لَمَّا سُئِلَ عَنِ التَّكْبِيرِ عَلَى الْجَنَازَةِ أَخْبَرَ أَنَّهُ أَرْبَعٌ، وَأَمَرَهُمْ فِي حَدِيثِ عَلْقَمَةَ أَنْ يُكَبِّرُوا مَا كَبَّرَ أَئِمَّتُهُمْ .فَلَوْ انْقَطَعَ الْكَلَامُ عَلَى ذٰلِكَ، لَكَانَ وَجْهُ حَدِيثِهِ عِنْدَنَا، عَلَى أَنَّ أَصْلَ التَّكْبِيرِ عِنْدَهُ أَرْبَعٌ، وَعَلَى أَنَّ مَنْ صَلّٰى خَلْفَ مَنْ يُكَبِّرُ أَكْثَرَ مِنْ أَرْبَعٍ، كَبَّرَ كَمَا كَبَّرَ إِمَامُهُ، لِأَنَّهُ قَدْ فَعَلَ مَا قَدْ قَالَهُ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ .وَقَدْ كَانَ أَبُوْ يُوْسُفَ يَذْهَبُ إِلَى هٰذَا الْقَوْلِ، وَلٰكِنَّ الْكَلَامَ لَمْ يَنْقَطِعْ عَلَى ذٰلِكَ، وَقَالَ (لَا وَقْتَ وَلَا عَدَدَ) . فَدَلَّ ذٰلِكَ عَلَى أَنَّ مَعْنَاهُ فِي ذٰلِكَ (لَا وَقْتَ عِنْدِي لِلتَّكْبِيرِ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَائِزِ، وَلَا عَدَدَ) عَلَى الْمَعْنَى الَّذِي ذَكَرْنَاهُ فِي أَهْلِ بَدْرٍ وَغَيْرِهِمْ .أَيْ لَا وَقْتَ وَلَا عَدَدَ فِي التَّكْبِيرِ فِي الصَّلَاةِ عَلَى النَّاسِ جَمِيعًا، وَلٰكِنْ جُمْلَتُهُ لَا وَقْتَ لَهَا وَلَا عَدَدَ، إِنْ كَانَ أَهْلُ بَدْرٍ -هٰكَذَا حُكْمُ الصَّلَاةِ عَلَيْهِمْ وَالصَّلَاةِ عَلَى غَيْرِهِمْ عَلَى مَا رَوَى عَنْهُ أَبُوْ عَطِيَّةَ، حَتّٰى لَا يَتَضَادَّ شَيْءٌ مِنْ ذٰلِكَ .ثُمَّ قَدْ رُوِيَ عَنْ أَكْثَرِ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَلَاتِهِمْ عَلَى جَنَائِزِهِمْ، أَنَّهُمْ كَبَّرُوا فِيهَا أَرْبَعًا .فَمِمَّا رُوِيَ عَنْهُمْ فِي ذٰلِكَ۔

۲۷۸۶: شعبہ نے علی بن اقمر سے پھر انہوں نے اپنی اسناد سے روایت نقل کی ہے۔ یہ عبداللہ رضی اللہ عنہ کہ جب ان سے جنازے کی تکبیرات کے متعلق دریافت کیا جاتا ہے تو وہ چار بتلاتے ہیں اور روایت علقمہ میں ان کو حکم دیتے ہیں کہ وہ اسی قدر تکبیرات کہیں جتنی ان کے ائمہ کہیں اگر بات یہاں پر ختم ہو جاتی تب بھی ہمارے ہاں ان کے کلام کی توجیہ ہے۔ کہ اصل تکبیرات ان کے ہاں چار ہیں اور وہ شخص جو چار سے زیادہ تکبیرات پڑھنے والا ہو تو اس کی اقتداء میں امام کی طرح تکبیرات کہے کیونکہ اس نے وہ فعل کیا جس کو بعض علماء نے اختیار کیا ہے۔ امام ابو یوسف اسی قول کو اختیار کرتے تھے۔ مگر بات یہاں تک منقطع نہیں ہوتی بلکہ انہوں نے کہا اس نماز کا نہ وقت ہے اور نہ عدد تکبیرات ہے۔ پس اس سے یہ دلالت مل گئی کہ ان کے قول "لا وقت عندی للتکبیر فی الصلاۃ علی الجنائز و لا عدد" الحدیث کا معنیٰ وہی ہے جو ہم نے اہل بدر اور دیگر کے متعلق ذکر کیا ہے یعنی تمام لوگوں پر نماز جنازہ میں تکبیر کے لئے وقت و عدد۔ اب ان کا جملہ لا وقت لھا و لا عدد کا مطلب یہ ہے کہ جب اہل بدر ہوں تو پھر تکبیرات میں وقت و عدد نہیں ان پر نماز کا حکم اسی طرح ہے اور دوسروں پر نماز اسی طرح پڑھی جائے گی جیسا ابو عطیہ نے نقل کیا۔ تا کہ کسی روایت کا تضاد نہ رہے۔ پھر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثریت کو پایا کہ وہ جنائز میں چار تکبیرات کہتے تھے۔ چند روایات درج ذیل ہیں۔

**حاصل کلام:** عبداللہ رضی اللہ عنہ سے جنازے کی تکبیرات کا سوال ہوتا ہے تو وہ چار بتلاتے ہیں اور حدیث علقمہ میں ان کو ائمہ کی اقتداء میں اسی قدر تکبیرات کا حکم فرماتے ہیں اگر بات یہاں تک ختم ہو جاتی تو ان کی بات کا مفہوم ہمارے ہاں یہ تھا کہ اصل تو چار تکبیرات ہیں اور اگر کوئی پانچ تکبیرات والے امام کی اقتداء کرے تو اقتداء وہ زائد تکبیرات کہہ لے اور ہمارے بعض علماء جیسے

امام ابو یوسفؒ اسی کے قائل ہیں مگر بات تو اس سے کچھ آگے ہے کہ انہوں نے لا وقت و لا عدد بھی فرمایا ہے تو اب اس کلام کا مطلب یہ ہے میرے نزدیک نمازِ جنازہ میں تکبیر کا کوئی وقت نہیں۔ اہل بدر پر ان کے لحاظ سے اور دوسروں پر چار تکبیر ہوں گی یعنی تمام لوگوں پر جنازے کی تکبیرات میں وقت وعدد یعنی اگر وہ اہل بدر ہوں گے تو یہی حکم ہوگا اور دوسروں پر نماز کی تکبیرات میں ابوعطیہ والی روایت کا لحاظ ہوگا تا کہ دونوں روایات میں تضاد نہ رہے مطلب یہ ہے لا وقت و لا عدد والی روایت اصحاب بدر اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ خاص ہے اور ابوعطیہ والی روایت میں عام لوگوں کا حکم بیان فرمایا۔

## دلیل کا نیا انداز:

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جنازے پڑھائے اور ان کے جنازے پڑھے گئے انہوں نے چار تکبیرات کا اہتمام کیا جیسا ان روایات سے ظاہر ہے۔

۲۷۸۷ :مَا حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ قَالَ : ثَنَا مُؤَمَّلٌ قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَامِرِ بْنِ شَقِيْقٍ عَنْ أَبِىْ وَائِلٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ جَمَعَ أَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُمْ عَنِ التَّكْبِيْرِ عَلَى الْجَنَازَةِ فَأَخْبَرَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ بِمَا رَأَى وَبِمَا سَمِعَ فَجَمَعَهُمْ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلٰى أَرْبَعِ تَكْبِيْرَاتٍ كَأَطْوَلِ الصَّلَوَاتِ صَلَاةِ الظُّهْرِ .

۲۷۸۷: ابو وائل کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جمع کر کے پوچھا کہ جنازے کی تکبیرات کتنی ہیں ہر ایک نے جو سنا تھا اور دیکھا تھا بتلا دیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو چار تکبیرات پر جمع کر دیا جو طویل پڑھی جانے والی ظہر کے برابر طویل ہوں گی۔ یہ روایت اس کے خلاف ہے جو رائے حضرت عمر اور علی رضی اللہ عنہما اہل بدر کے سلسلہ میں رکھتے تھے کہ ان پر چار سے زیادہ تکبیرات کہی جا ہیں۔

۲۷۸۸ : حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ : ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْقَطَّانُ قَالَ : ثَنَا إِسْمَاعِيْلُ عَنْ عَامِرٍ قَالَ : أَخْبَرَنِىْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبْزٰى قَالَ : صَلَّيْنَا مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلٰى زَيْنَبَ بِالْمَدِيْنَةِ فَكَبَّرَ عَلَيْهَا أَرْبَعًا .

۲۷۸۸: عبدالرحمن بن ابزی کہتے ہیں کہ ہم نے عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ام المومنین زینبؓ پر مدینہ میں نمازِ جنازہ پڑھی تو انہوں نے چار تکبیرات کہیں۔

۲۷۸۹ : حَدَّثَنَا يَزِيْدُ قَالَ : ثَنَا يَحْيٰى قَالَ : ثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ أَبِىْ خَالِدٍ قَالَ : ثَنَا عُمَيْرُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ : صَلَّيْتُ مَعَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلٰى يَزِيْدَ بْنِ الْمُكَفِّفِ فَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعًا .

۲۷۸۹: عمیر بن سعد کہتے ہیں کہ میں نے علیؓ کے ساتھ یزید بن المکفف پر نمازِ جنازہ ادا کی تو انہوں نے چار تکبیرات کہیں۔

۲۷۹۰ : حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ أَحْمَدَ، قَالَ : ثَنَا مِسْعَرٌ، عَنْ عُمَيْرٍ مِثْلَهُ .

۲۷۹۰: ابوبکرہ نے ابواحمد سے انہوں نے مسعر انہوں نے عمیر سے اسی طرح روایت کی۔

۲۷۹۱ : حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ، قَالَ : ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ، قَالَ : ثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ أَبِيْ خَالِدٍ، قَالَ : سَمِعْتُ عُمَيْرَ بْنَ سَعِيْدٍ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ .

۲۷۹۱: اسماعیل بن ابی خالد نے کہا کہ میں نے عمیر بن سعید سے پھر اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۲۷۹۲ : حَدَّثَنَا عَلِيٌّ، قَالَ : ثَنَا قَبِيْصَةُ، قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عُمَيْرِ بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ عَلِيٍّ مِثْلَهُ .

۲۷۹۲: اعمش نے عمیر بن سعید سے انہوں نے علیؓ سے اسی طرح روایت کی ہے۔

۲۷۹۳ : حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ، قَالَ : ثَنَا الْخَصِيْبُ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ، عَنْ أَبِيْ حُصَيْنٍ، عَنْ مُوْسَى بْنِ طَلْحَةَ، قَالَ : شَهِدْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، صَلّٰى عَلٰى جَنَائِزِ رِجَالٍ وَنِسَاءٍ، فَجَعَلَ الرِّجَالَ مِمَّا يَلِيْهِ، وَالنِّسَاءَ مِمَّا يَلِي الْقِبْلَةَ، ثُمَّ كَبَّرَ عَلَيْهِمْ أَرْبَعًا .

۲۷۹۳: موسیٰ بن طلحہ کہتے ہیں کہ میں عثمان بن عفانؓ کے ساتھ ایک جنازے میں شریک تھا انہوں نے مردوں اور عورتوں کا اکٹھا جنازہ پڑھایا مردوں کو اپنے قریب اور عورتوں کو قبلہ کے قریب کیا پھر ان پر چار تکبیرات کہیں۔

۲۷۹۴ : حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ أَحْمَدَ، قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ زَيْدِ بْنِ طَلْحَةَ، قَالَ : صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَلٰى جَنَازَةٍ فَكَبَّرَ عَلَيْهَا أَرْبَعًا .

۲۷۹۴: زید بن طلحہ کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباس ؓ کے پیچھے نمازِ جنازہ پڑھی تو انہوں نے اس میں چار تکبیریں کہیں۔

۲۷۹۵ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ : ثَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ : أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ أُمَامَةَ بْنُ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، وَكَانَ مِنْ كُبَرَاءِ الْأَنْصَارِ وَعُلَمَائِهِمْ، وَأَبْنَاءِ الَّذِيْنَ شَهِدُوْا بَدْرًا، مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَهُ أَنَّ السُّنَّةَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ أَنْ يُكَبِّرَ الْإِمَامُ، ثُمَّ يَقْرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ سِرًّا فِيْ نَفْسِهِ، ثُمَّ يَخْتِمَ الصَّلَاةَ فِي التَّكْبِيْرَاتِ الثَّلَاثِ. قَالَ الزُّهْرِيُّ : فَذَكَرْتُ الَّذِيْ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ أُمَامَةَ مِنْ ذٰلِكَ، لِمُحَمَّدِ بْنِ سُوَيْدٍ الْفِهْرِيِّ، فَقَالَ : وَأَنَا سَمِعْتُ الضَّحَّاكَ بْنَ قَيْسٍ يُحَدِّثُ، عَنْ حَبِيْبِ بْنِ مَسْلَمَةَ، فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ مِثْلَ الَّذِيْ حَدَّثَكَ أَبُوْ أُمَامَةَ .

۲۷۹۵: ابوامامہ بن سہل بن حنیف نے بتلایا یہ انصار کے سرداروں اور علماء سے تھے اور ان کے والد بدری صحابی تھے انہوں نے بتلایا کہ ایک صحابی رسول اللہ ﷺ نے مجھے بتلایا کہ امام جنازے میں پہلی تکبیر کہے پھر فاتحہ الکتاب دل میں پڑھے پھر نماز کو تین مزید تکبیرات سے مکمل کرے۔
زہری کہتے ہیں کہ میں نے ابوامامہ کی بات محمد بن سوید فہری کو بتلائی تو وہ کہنے لگے میں نے ضحاک بن قیس کو سنا کہ وہ حبیب بن مسلمہ سے اسی طرح بیان کرتے تھے جیسا تم ابوامامہ سے بیان کرتے ہو۔

۲۷۹۶ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوٗدَ، قَالَ : ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ، قَالَ : ثَنَا إِسْرَائِيْلُ، عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ كَبَّرَ عَلٰى عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَرْبَعًا .وَهٰذَا خِلَافُ مَا كَانَ عُمَرُ وَعَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَرَيَانِهِ فِيْ أَهْلِ بَدْرٍ، أَنْ يُكَبِّرَ فِي الصَّلَاةِ عَلَيْهِمْ مَا جَاوَزَ الْأَرْبَعَ .

۲۷۹۶: ابواسحاق نے حسن بن علیؓ کے متعلق نقل کیا کہ انہوں نے علیؓ پر چار تکبیرات کہیں۔

**نوٹ:** یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور علیؓ کا عمل اس روایت کے خلاف ہے جو پہلے مذکور ہوئی کہ وہ اہل بدر پر چار سے زیادہ تکبیرات کے قائل تھے کیونکہ حسنؓ نے اپنے والد کے سلسلہ میں ان کے عمل و فرمان کی ترجمانی کی ہے۔

۲۷۹۷ : حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ أَحْمَدَ، قَالَ : ثَنَا مِسْعَرٌ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ عُبَيْدٍ، قَالَ : صَلَّيْتُ خَلْفَ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَلٰى جَنَازَةٍ، فَكَبَّرَ عَلَيْهَا أَرْبَعًا، وَصَلَّيْتُ خَلْفَ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَلٰى جَنَازَةٍ، فَكَبَّرَ عَلَيْهَا أَرْبَعًا .

۲۷۹۷: ثابت بن عبید کہتے ہیں کہ میں نے زید بن ثابتؓ کے پیچھے ایک جنازہ کی نماز ادا کی تو انہوں نے چار تکبیرات کہیں اور میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے جنازہ پڑھا تو انہوں نے بھی چار تکبیرات کہیں۔

۲۷۹۸ : وَحَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ : ثَنَا ابْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ، قَالَ : حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ يَعْقُوْبَ، قَالَ : حَدَّثَنِيْ شُرَحْبِيْلُ بْنُ سَعْدٍ، قَالَ : صَلّٰى بِنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَلٰى جَنَازَةٍ فَكَبَّرَ أَرْبَعَ تَكْبِيْرَاتٍ .

۲۷۹۸: شرحبیل بن سعد کہتے ہیں کہ ہمیں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے ایک جنازہ پڑھایا تو انہوں نے چار تکبیرات کہیں۔

۲۷۹۹ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوٗدَ، قَالَ : ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ، قَالَ : ثَنَا إِسْرَائِيْلُ، عَنْ مُهَاجِرٍ أَبِي الْحَسَنِ، قَالَ : صَلَّيْتُ خَلْفَ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ عَلٰى جَنَازَةٍ .قَالَ (اجْتَمَعْتُمْ ؟) فَقُلْنَا : نَعَمْ، فَكَبَّرَ أَرْبَعًا .

۲۷۹۹: مہاجر ابوالحسن نے بیان کیا کہ میں نے براء بن عازبؓ کے ساتھ ایک جنازہ کی نماز پڑھی تو انہوں نے فرمایا

تم جمع ہو چکے ہم نے کہا جی ہاں تو انہوں نے چار تکبیرات سے نماز ادا کی۔

۲۸۰۰ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا أَحْمَدُ، قَالَ : ثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ، قَالَ : صَلَّيْتُ خَلْفَ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلَى جَنَائِزَ مِنْ رِجَالٍ وَنِسَاءٍ، فَسَوّٰى بَيْنَهُمْ وَكَبَّرَ أَرْبَعًا .فَهٰؤُلَاءِ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَذْكُوْرُوْنَ فِي هٰذِهِ الْآثَارِ، قَدْ كَانُوْا يُكَبِّرُوْنَ فِي صَلَاتِهِمْ عَلَى جَنَائِزِهِمْ أَرْبَعَ تَكْبِيْرَاتٍ، ثُمَّ لَا يُنْكِرُ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ غَيْرُهُمْ .فَدَلَّ ذٰلِكَ أَنَّ ذٰلِكَ هُوَ حُكْمُ التَّكْبِيْرِ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَائِزِ، وَأَنَّ مَا زَادَ عَلَى التَّكْبِيْرَاتِ الْأَرْبَعِ، فَإِنَّمَا كَانَ لِمَعْنًى خَاصٍّ، خُصَّ بِهٖ بَعْضُ الْمَوْتٰى، مِمَّنْ ذَكَرْنَا، مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ عَلٰى سَائِرِ النَّاسِ .فَثَبَتَ بِمَا ذَكَرْنَا أَنَّ التَّكْبِيْرَ عَلَى الْجَنَازَةِ أَرْبَعًا عَلَى النَّاسِ جَمِيْعًا، مِنْ بَعْدِ أَهْلِ بَدْرٍ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ .وَكَانَ مَذْهَبُ أَبِي حَنِيْفَةَ، وَسُفْيَانَ، وَأَبِي يُوْسُفَ، وَمُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ، فِي التَّكْبِيْرِ عَلَى الْجَنَائِزِ أَيْضًا مَا ذَكَرْنَا .وَقَدْ رُوِيَ ذٰلِكَ أَيْضًا، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ .

۲۸۰۰: عبداللہ بن موہب کہتے ہیں کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے کئی لوگوں کے جنازے اکٹھے ادا کئے جن میں مرد اور عورتیں شامل تھیں انہوں نے ان کو برابر رکھا اور چار تکبیرات کہیں۔ یہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کا تذکرہ ان آثار میں کیا گیا۔ وہ اپنی نمازِ جنازہ میں چار تکبیرات کہتے تھے۔ پھر اس سلسلہ میں ان پر کوئی نکیر نہ کرتا تھا۔ پس اس سے ثبوت مل گیا کہ جنازے کی تکبیرات کا یہی حکم تھا اور جو چار سے زائد تکبیرات ہیں ان کی خاص وجہ ہے جس کے لئے بعض مرنے والے مخصوص ہیں جن کا ہم نے اہل بدر میں سے تذکرہ کیا بقیہ لوگوں کی بجائے۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ جنازہ کی تکبیرات چار ہیں جو تمام لوگوں کے لئے لازم ہیں علاوہ اہل بدر کے جب تک دنیا باقی ہے۔ امام ابوحنیفہ' سفیان ابو یوسف' محمد بن الحسن رحمہم اللہ کا مذہب تکبیرات میں یہی ہے اور امام محمد بن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اسی طرح منقول ہے۔

**حاصل روایات:** یہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنازوں میں چار تکبیرات ہی کہہ رہے ہیں اور دوسرا کوئی نکیر وتنقید بھی نہیں کر رہا اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جنازہ کی تکبیرات کا یہی حکم ہے اور جو چار سے زائد منقول ہیں اس کی خاص وجہ ہے اور وہ اہل بدر کی خصوصیت ہے اب اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ قیامت تک آنے والے سب لوگوں کے لئے سوائے بدر کے چار تکبیرات ہی کہی جائیں گی۔

یہی امام ابوحنیفہ' ابو یوسف' محمد بن الحسن رحمہم اللہ کا مذہب ہے۔

## اقوال تابعین رحمۃ اللہ علیہم سے تائید:

مشہور تابعی محمد بن حنفیہ بھی اسی کے قائل تھے اثر ملاحظہ ہو۔

۲۸۰۱ :حَدَّثَنَا صَالِحٌ، قَالَ : ثَنَا سَعِيدٌ، قَالَ : ثَنَا هُشَيْمٌ، قَالَ أَنَا أَبُو حَمْزَةَ عِمْرَانُ بْنُ أَبِي عَطَاءٍ، قَالَ : شَهِدْتُ وَفَاةَ ابْنِ عَبَّاسٍ بِالطَّائِفِ، فَوَلِيَهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَنَفِيَّةِ فَصَلَّى عَلَيْهِ، فَكَبَّرَ أَرْبَعًا .

۲۸۰۱: عمران بن ابی عطاء کہتے ہیں کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت طائف میں موجود تھا ان کے ولی محمد بن حنفیہ تھے انہوں نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور چار تکبیرات کہیں۔

۲۸۰۲ :حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا أَبُو أَحْمَدَ، قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ أَبِي عَطَاءٍ، قَالَ : صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، فَكَبَّرَ أَرْبَعًا .

۲۸۰۲: عمران بن ابی عطاء کہتے ہیں کہ میں نے ابن حنفیہ کے پیچھے نمازِ جنازہ ادا کی جو کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی نمازِ جنازہ تھی انہوں نے اس میں چار تکبیرات کہیں۔

**نوٹ:** یہ باب بھی نظر طحاویؒ سے خالی ہے البتہ چار تکبیرات کے سلسلہ میں کثرت سے روایات ذکر کیں اور صحابہ کرام اور تابعین کے عمل سے اس کو خوب مضبوط کیا فریق اوّل کی طرف سے دو صحابہ اور فریق ثانی کی طرف سے دس صحابہ کی روایات ذکر کی ہیں اور نو صحابہ کرام کا عمل ذکر کیا ہے اور اجماع صحابہ کو ایک مستقل دلیل کے طور پر ذکر کیا ہے۔

# بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الشُّهَدَاءِ

## شہداء پر نمازِ جنازہ کا حکم

**خلاصۃ البرام:** شہید وہ شخص ہے جو کفار کے مقابلہ میں غزوہ میں شہید ہو پھر ظلماً قتل ہونے والا وغیرہ افراد شہداء کے حکم میں داخل ہیں۔ شہداءِ احد پر نمازِ جنازہ پڑھی گئی اس لئے شہید کی نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی البتہ امام شافعی واحمد نے دوبار پڑھنے کی اباحت نقل کی ہے جبکہ احناف اس کو مکروہ قرار دیتے ہیں البتہ جواز میں اختلاف نہیں شہید کو کفن تو دیا جائے مگر غسل نہ دیا جائے۔

(۱) امام شافعی، مالک واحمد رحمہم اللہ کے ہاں نمازِ جنازہ بھی نہ پڑھی جائے گی جیسا کہ غسل نہیں دیا جاتا۔ (۲) اور ائمہ احناف کے ہاں نمازِ جنازہ ادا کی جائے گی۔

فریق اوّل کا مؤقف اور دلائل: جس طرح شہید کو غسل کی ضرورت نہیں اسی طرح نمازِ جنازہ کی بھی ضرورت نہیں۔ دلائل یہ ہیں۔

۲۸۰۳ :حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ : ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ : أَخْبَرَنِي اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، حَدَّثَهُ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ أَخْبَرَهُ (أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ أَمَرَ بِدَفْنِ قَتْلَى أُحُدٍ بِدِمَائِهِمْ، وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِمْ، وَلَمْ يُغَسِّلُوا) . قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى هٰذَا الْحَدِيْثِ فَقَالُوْا : لَا يُصَلِّيْ عَلَى مَنْ قُتِلَ مِنَ الشُّهَدَاءِ فِي الْمَعْرَكَةِ، وَلَا عَلَى مَنْ جُرِحَ مِنْهُمْ فَمَاتَ قَبْلَ أَنْ يُحْمَلَ مِنْ مَكَانِهِ، كَمَا لَا يُغَسَّلُ، وَمِمَّنْ قَالَ بِذٰلِكَ أَهْلُ الْمَدِيْنَةِ .وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ، فَقَالُوْا : بَلْ يُصَلِّيْ عَلَى الشَّهِيْدِ .وَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ لَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ عَلٰى مُخَالِفِهِمْ، أَنَّ الَّذِيْ فِيْ حَدِيْثِ جَابِرٍ إِنَّمَا هُوَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِمْ .فَقَدْ يَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ تَرْكُهُ ذٰلِكَ، لِأَنَّ سُنَّتَهُمْ أَنْ لَا يُصَلِّيْ عَلَيْهِمْ، كَمَا كَانَ مِنْ سُنَّتِهِمْ أَنْ لَا يُغَسَّلُوْا .وَيَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ لَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِمْ، وَصَلّٰى عَلَيْهِمْ غَيْرُهُ، لِمَا كَانَ بِهِ حِيْنَئِذٍ مِنْ أَلَمِ الْجِرَاحِ، وَكَسْرِ الرُّبَاعِيَّةِ، وَمَا أَصَابَهُ يَوْمَئِذٍ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ .

۲۸۰۳: عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک کہتے ہیں کہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بتلایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقتولین احد کو خون سمیت دفن کرنے کا حکم فرمایا ان کو نہ غسل دیا گیا اور نہ ان کی نماز جنازہ پڑھی گئی۔

**تخریج** : بخاری فی الجنائز باب ۷٤، ترمذی فی الجنائز باب ٤٦، نمبر ۱۰۳٦، ابن ماجه فی الجنائز باب ۲۸، نمبر ۱۵۱٤۔

**حاصل روایات:** اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ شہداء کو جس طرح غسل نہیں دیا جاتا اسی طرح ان کی نماز جنازہ بھی نہ پڑھی جائے گی یہی قول اہل مدینہ نے اختیار کیا ہے۔

## روایت کا جواب:

روایت جابر رضی اللہ عنہ میں دو احتمال ہیں:

نمبر ①: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر نماز جنازہ نہیں پڑھی کیونکہ جس طرح ان کا غسل نہیں اسی طرح نماز جنازہ نہیں۔

نمبر ②: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنفس نفیس نماز جنازہ تو نہ پڑھی مگر دوسروں نے نماز جنازہ پڑھی کیونکہ آپ کو شدید زخم تھے اور ایک دانت بھی ٹوٹ گیا تھا۔

احد میں زخموں کی حالت کو یہ روایات ظاہر کرتی ہیں۔

۲۸۰۴ : فَإِنَّهُ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ، قَالَ : ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ : أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِيْ حَازِمٍ، وَسَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْجُمَحِيُّ، عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ .قَالَ سَعِيْدٌ فِيْ حَدِيْثِهِ : سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ .وَقَالَ ابْنُ أَبِيْ حَازِمٍ (عَنْ سَهْلٍ إِنَّهُ سُئِلَ عَنْ وَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ بِأَيِّ شَيْءٍ دُوْوِيَ ؟ قَالَ سَهْلٌ : كُسِرَتِ الْبَيْضَةُ عَلٰى رَأْسِهِ، وَكُسِرَتْ رُبَاعِيَتُهُ، وَجُرِحَ وَجْهُهُ، فَكَانَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تَغْسِلُهُ، وَكَانَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَسْكُبُ الْمَاءَ بِالْمِجَنِّ .فَلَمَّا رَأَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، أَنَّ الْمَاءَ لَا يَزِيْدُ الدَّمَ إِلَّا كَثْرَةً، أَخَذَتْ قِطْعَةَ حَصِيْرٍ فَأَحْرَقَتْهَا وَأَلْصَقَتْهَا عَلٰى

جُرْحِهٖ فَاسْتَمْسَكَ الدَّمُ) . يَخْتَلِفُ لَفْظُ ابْنِ أَبِىْ حَازِمٍ وَسَعِيْدٍ فِىْ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَالْمَعْنٰى وَاحِدٌ .

۲۸۰۴: ابوحازم نے سعید سے روایت کی ہے کہ میں نے سہل بن سعد سے سنا ہے ابن ابی حازم نے سہل سے نقل کیا سہل سے احد کے دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کے زخم کے متعلق پوچھا گیا کہ اس کا کس طرح علاج کیا گیا؟ تو سہل نے کہا آپ کے سر کا خود ٹوٹ گیا اور سامنے والا دانت بھی ٹوٹا۔ اور چہرہ مبارک (خود کی کڑیوں کے گھسنے سے) زخمی ہو گیا حضرت فاطمہؓ زخم کو دھو رہی تھیں اور علیؓ ڈھال سے پانی ڈال رہے تھے۔ جب فاطمہؓ نے دیکھا کہ پانی سے خون گھٹنے کی بجائے بڑھ رہا ہے تو چٹائی کا ٹکڑا لے کر اس کو جلایا اور اس کی راکھ زخم پر چمٹا دی جس سے خون رک گیا۔ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض علماء نے مذکورہ الصدر روایت کو اختیار کر کے کہا کہ معرکہ میں شہید ہونے والے پر نمازِ جنازہ نہ پڑھی جائے گی اور نہ اس پر جو میدان جنگ میں زخمی ہوا اور اپنے مقام کی طرف انتقال سے پہلے مر جائے جیسا کہ اسے غسل نہیں دیا جاتا اور یہ اہل مدینہ کا قول ہے۔ دوسرے علماء نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے کہا بلکہ شہید پر نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی اور ان کی اپنے مخالفین کے خلاف دلیل یہ ہے۔ کہ جابر رضی اللہ عنہ والی مذکورہ روایت کا جملہ "ان النبی لم یصل علیھم" اس کا معنیٰ ممکن ہے یہ ہو کہ آپ نے ان پر نمازِ جنازہ نہ پڑھی جائے جیسا کہ ان کے ہاں یہ طریقہ تھا کہ ان کو غسل نہ دیا جاتا۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ آپ نے خود ان پر نمازِ جنازہ نہیں پڑھی بلکہ دوسری نے نمازِ جنازہ پڑھی کیونکہ آپ کو زخموں کی وجہ سے سخت تکلیف تھی آپ کا باعیہ دانت ٹوٹ گیا اور مشرکین کی طرف سے سخت ایذاء پہنچی تھی۔ ابن ابی حازم اور سعید کے الفاظ تو مختلف ہیں مگر مفہوم ایک ہے۔

**تخریج** : بخاری فی المغازی باب۲۶، والجهاد باب ۸۰، ۸۵، والطب باب۲۷، مسلم فی الجهاد نمبر ۱۰۱، ترمذی فی تفسیر سورة نمبر۳، باب ۱۰، ۱۱، ابن ماجه فی الطب باب ۱۵، والفتن باب۲۳، مسند احمد ۳۱/۱، ۳۳، ۹۹، ۲۵۳، ۲۸۸۔

**نوٹ** : ابوحازم اور سعید کے الفاظ تو مختلف ہیں مگر معنیٰ ومفہوم ایک ہے۔

**اللغات** : البیضة۔ خود۔ رباعیة۔ سامنے کے دانت۔ المجن۔ ڈھال۔

۲۸۰۵ : حَدَّثَنَا يُوْنُسُ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نَافِعٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِىْ حَازِمٍ، عَنْ سَهْلٍ (أَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُصِيْبَ يَوْمَ أُحُدٍ فِىْ وَجْهِهٖ فَجُرِحَ، وَأَنَّ فَاطِمَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا ابْنَتَهٗ، أَحْرَقَتْ قِطْعَةً مِنْ حَصِيْرٍ، فَجَعَلَتْهُ رَمَادًا وَأَلْصَقَتْهُ عَلٰى وَجْهِهٖ. وَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى قَوْمٍ، أَدْمَوْا وَجْهَ رَسُوْلِ اللّٰهِ) .

۲۸۰۵: ابوحازم نے سہل سے نقل کیا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو احد کے دن چہرے پر زخم آیا آپ کی بیٹی فاطمہؓ نے چٹائی کا ایک ٹکڑا جلا کر اس کی راکھ کو چہرے کے زخم پر چپکا دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر یہ الفاظ تھے اللہ تعالیٰ کا

غضب اس قوم پر نازل ہو جنہوں نے اپنے پیغمبر کے چہرے کو زخمی کر دیا۔

**تخریج**: بخاری فی المغازی باب ۲٤، مسلم فی الجهاد نمبر ۱۰۲، مسند احمد ۲۸۸/۱۔

۲۸۰٦ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ، قَالَ : أَنَا أَبُوْ غَسَّانَ، قَالَ : حَدَّثَنِي أَبُوْ حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ : (هُشِمَتَ الْبَيْضَةُ عَلَى رَأْسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ، وَكُسِرَتْ رُبَاعِيَتُهُ، وَجُرِحَ وَجْهُهُ).

۲۸۰٦: ابو حازم نے سہل بن سعد سے نقل کیا کہ آپ کے سر مبارک پر خود ٹوٹ گیا اور آپ کے سامنے کے دانت ٹوٹ گئے اور چہرہ مبارک احد کے موقعہ پر زخمی ہو گیا۔

**تخریج**: بخاری فی الجهاد باب ۸۵، مسلم فی الجهاد نمبر ۱۰۱، ابن ماجه فی الطب باب ۱۵، مسند احمد ۱، ۳۳/۳۱۔

۲۸۰۷ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ، قَالَ : أَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (اشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلٰى قَوْمٍ أَدْمَوْا وَجْهَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَكَانُوْا أَدْمَوْا وَجْهَهُ يَوْمَئِذٍ، وَهَشَّمُوْا عَلَيْهِ الْبَيْضَةَ، وَكَسَرُوْا رُبَاعِيَتَهُ.

۲۸۰۷: ابو سلمہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا (ایسی قوم پر اللہ تعالیٰ کا غضب ٹوٹے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے چہرے کو خون آلود کر دیا) انہوں نے آپ کے چہرے کو خون آلود کر دیا اور خود ٹوٹ کر چہرے میں گھس گئی اور انہوں نے آپ کا دانت توڑ دیا۔

**تخریج**: روایت نمبر ۲۸۰٦ کو ملاحظہ کرو۔

۲۸۰۸ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ خُشَيْشٍ، قَالَ : ثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، قَالَ : ثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُسِرَتْ رُبَاعِيَتُهُ، يَوْمَ أُحُدٍ، وَشُجَّ وَجْهُهُ، فَجَعَلَ يَسْلُتُ الدَّمَ عَلٰى وَجْهِهِ، وَيَقُوْلُ كَيْفَ يُفْلِحُ قَوْمٌ شَجُّوْا وَجْهَ نَبِيِّهِمْ، وَكَسَرُوْا رُبَاعِيَتَهُ، وَهُوَ يَدْعُوْهُمْ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ). فَيَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَخَلَّفَ عَنِ الصَّلَاةِ عَلَيْهِمْ لِأَلَمٍ مَا نَزَلَ بِهِ وَصَلّٰى عَلَيْهِمْ غَيْرُهُ.

۲۸۰۸: ثابت بنانی نے انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا سامنے والا دانت احد کے دن ٹوٹ گیا اور چہرہ مبارک زخمی کر دیا گیا آپ اپنے چہرے سے خون پونچھ رہے تھے اور زبان مبارک پر یہ الفاظ تھے وہ قوم کیونکر کامیاب ہو گی جنہوں نے اپنے پیغمبر کے چہرے کو زخمی کر دیا اور ان کے سامنے والے دانت کو توڑ دیا حالانکہ وہ ان

کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلا رہا ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ ۔(آل عمران ۱۲۸)
پس یہ کہنا بھی درست ہے کہ آپ ﷺ درد کی وجہ سے ان پر جنازہ پڑھنے میں شامل نہ ہوئے ہوں اور دوسروں نے ان پر نمازِ جنازہ پڑھی ہو۔

**تخریج** : بخاری فی المغازی باب ۲۱' مسلم فی الجهاد نمبر ۱۰۳' ترمذی فی تفسیر سورة ۳' باب ۱۰' ۱۱' ابن ماجه فی الفتن باب ۲۳' مسند احمد ۹۹/۳' ۱۷۸' ۲۵۳' ۲۸۸۔

**اَللُّغَاتُ**:شج و جهه۔ چہرے کا زخمی ہونا۔ یسلت الدم۔ خون پونچھنا۔ الامر۔ اختیار۔

**حاصل روایات:** آپ کے سر' چہرے پر شدید زخموں کا آنا ان روایات سے معلوم ہو رہا ہے ان شدید زخموں کی وجہ سے عین ممکن ہے کہ آپ ﷺ نے نمازِ جنازہ بذات خود نہ پڑھی ہو اور دوسروں کو پڑھنے کا حکم فرمایا اور انہوں نے پڑھی ہو اگر چہ ابن وہب کی روایت اس طرح مذکور ہے۔

۲۸۰۹ : وَقَدْ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ' قَالَ : ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ' قَالَ : ثَنَا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ اللَّيْثِيُّ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ حَدَّثَهُ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُ أَنَّ شُهَدَاءَ أُحُدٍ لَمْ يُغَسَّلُوْا' وَدُفِنُوْا بِدِمَائِهِمْ' وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِمْ .فَفِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ مَا يَنْفِي الصَّلَاةَ عَلَيْهِمْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِنْ غَيْرِهٖ. فَنَظَرْنَا فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ' كَيْفَ هُوَ ؟ وَهَلْ زِيْدَ عَلَى ابْنِ وَهْبٍ فِيْهِ شَيْءٌ ؟

۲۸۰۹: ابن وہب نے اپنی سند سے انس بن مالکؓ سے نقل کیا ہے کہ شہداء احد کو غسل نہ دیا گیا بلکہ ان کے خون سمیت ان کو دفن کر دیا گیا اور ان پر نمازِ جنازہ بھی نہیں پڑھی گئی۔ اس روایت میں مذکور ہے کہ آپ نے ان میں سے کسی پر نمازِ جنازہ نہیں پڑھی صرف حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ پر پڑھی اور ان پر اس لئے پڑھی کیونکہ وہ شہداء احد میں سب سے افضل تھے۔ پس اگر شہداء کے متعلق طریقہ جنازہ نہ پڑھنے کا ہوتا تو آپ حمزہ رضی اللہ عنہ پر بھی جنازہ نہ پڑھتے جیسا کہ ان کو غسل نہ دیا تھا۔ اس لئے کہ شہداء کے متعلق طریقہ یہی تھا کہ ان کو غسل نہ دیا جاتا تھا۔ اس روایت یہ جو کچھ ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ پر نمازِ جنازہ پڑھی دوسروں پر نہ پڑھی۔ اس میں ایک احتمال یہ ہے کہ زخموں اور تکلیف کی شدت کی وجہ سے ان پر نمازِ جنازہ نہیں پڑھی اور دیگر لوگوں نے ان پر نمازِ جنازہ پڑھی۔ حالانکہ یہ روایات میں وارد ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور تمام شہداء پر نمازِ جنازہ پڑھی۔

**تخریج** : بخاری فی الجنائز ۷۲/۷۴' المغازی باب ۲۶' ابو داؤد فی الجنائز باب ۲۷' نمبر ۳۱۳۵' ترمذی فی الجنائز باب ۴۶' نمبر ۱۰۳۶' نسائی فی الجنائز باب ۶۲' الجهاد باب ۲۷' ابن ماجه فی الجنائز باب ۲۸' مسند احمد ۲۴۷/۱' ۴۳۱/۵۔

بظاہر یہ روایت فریق اوّل کی واضح دلیل ہے کہ ان پر نمازِ جنازہ نہیں مگر اس کے متعلق ہم عرض کرتے ہیں کہ اس روایت کو ابن وہب کے علاوہ دیگر روات نے اس کو کس طرح نقل کیا ہے تا کہ بات کھل جائے۔

## حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی نمازِ جنازہ:

۲۸۱۰ : فَإِذَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ قَدْ حَدَّثَنَا' قَالَ : ثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ بْنِ فَارِسٍ' قَالَ : أَنَا أُسَامَةُ' عَنِ الزُّهْرِيِّ' عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ يَوْمَ أُحُدٍ بِحَمْزَةَ' وَقَدْ جُدِعَ وَمُثِّلَ بِهِ فَقَالَ لَوْلَا أَنْ تَجْزَعَ صَفِيَّةُ لَتَرَكْتُهُ حَتّٰى يَحْشُرَهُ اللّٰهُ مِنْ بُطُوْنِ الطَّيْرِ وَالسِّبَاعِ .فَكَفَّنَهُ فِيْ نَمِرَةٍ' إِذَا خَمَّرَ رَأْسَهُ بَدَتْ رِجْلَاهُ' وَإِذَا خَمَّرَ رِجْلَيْهِ بَدَا رَأْسُهُ' فَخَمَّرَ رَأْسَهُ' وَلَمْ يُصَلِّ عَلٰى أَحَدٍ مِنَ الشُّهَدَاءِ غَيْرَهُ' وَقَالَ أَنَا شَهِيْدٌ عَلَيْكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ) . فَفِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ' لَمْ يُصَلِّ يَوْمَئِذٍ' عَلٰى أَحَدٍ مِنَ الشُّهَدَاءِ غَيْرَ حَمْزَةَ' فَإِنَّهُ صَلّٰى عَلَيْهِ' وَهُوَ أَفْضَلُ شُهَدَاءِ (أُحُدٍ) . فَلَوْ كَانَ مِنْ سُنَّةِ الشُّهَدَاءِ أَنْ لَا يُصَلّٰى عَلَيْهِمْ' لَمَا صَلّٰى عَلٰى حَمْزَةَ' كَمَا لَمْ يُغَسِّلْهُ' إِذْ كَانَ مِنْ سُنَّةِ الشُّهَدَاءِ أَنْ لَا يُغَسَّلُوْا .وَصَارَ مَا فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ' صَلّٰى عَلٰى حَمْزَةَ' وَلَمْ يُصَلِّ عَلٰى غَيْرِهٖ. فَهٰذَا يَحْتَمِلُ أَنْ يَكُوْنَ لَمْ يُصَلِّ عَلٰى غَيْرِهٖ' لِشِدَّةِ مَا بِهٖ مِمَّا ذَكَرْنَا' وَصَلّٰى عَلَيْهِمْ غَيْرُهُ مِنَ النَّاسِ .وَقَدْ جَاءَ فِيْ غَيْرِ هٰذَا الْحَدِيْثِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى يَوْمَئِذٍ' عَلٰى حَمْزَةَ' وَعَلٰى سَائِرِ الشُّهَدَاءِ .

۲۸۱۰: عثمان بن عمر نے اپنی سند سے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر میدان احد میں حمزہ رضی اللہ عنہ کے جسد کے پاس سے ہوا ان کے ناک' کان ہونٹ کاٹ کر ان کا مثلہ کیا گیا تھا تو آپ نے فرمایا اگر مجھے صفیہ کی گھبراہٹ کا خطرہ نہ ہوتا تو میں اس کو اسی طرح چھوڑتا یہاں تک کہ پرندوں اور درندوں کے پیٹ سے ان کا حشر ہوتا آپ نے حمزہ رضی اللہ عنہ کو دھاری دار چادر سے کفن دیا جس سے سر ڈھانپتے تو ان کے پاؤں ظاہر ہو جاتے اور جب پاؤں ڈھانپے جاتے تو سر ظاہر ہو جاتا ان کے سر کو ڈھانپ دیا گیا اور ان کے علاوہ کسی اور شہید احد پر آپ نے نمازِ جنازہ نہ پڑھی اور فرمایا میں قیامت کے دن تمہارا گواہ ہوں گا۔ یہ ابن عباس اور ابن زبیر رضی اللہ عنہم ہیں دونوں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی مذکورہ روایت کی مخالفت کر رہے ہیں اور اسی طرح کی روایت حضرت ابو مالک غفاری رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔

**تخریج** : ابو داؤد فی الجنائز باب ۲۷' نمبر ۳۱۳۶' ترمذی فی الجنائز باب ۳۱' نمبر ۱۰۱۶۔

**حاصل روایات:** اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حمزہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی احد کے شہید پر نمازِ جنازہ نہیں پڑھی مگر ان پر پڑھی اور حمزہ رضی اللہ عنہ شہداء احد میں سب سے زیادہ فضیلت والے ہیں اگر شہید کی نمازِ جنازہ نہیں تھی تو آپ حمزہ رضی اللہ عنہ پر نماز نہ پڑھتے جیسا کہ ان کو غسل نہ دیا گیا کیونکہ غسل نہ دینا یہ سنت شہداء تو ہے اب آپ کا ان پر نماز پڑھنا اور دوسروں پر نہ پڑھنا یہ احتمال رکھتا ہے۔

احتمال نمبر①: آپ کو زخموں کی وجہ سے دوسروں پر نماز پڑھنے کی تاب نہ تھی اس لئے صحابہ کرام نے دیگر تمام پر نماز جنازہ پڑھی۔
حالانکہ دیگر روایات حدیث یہ ثابت کرتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے حمزہؓ اور تمام شہداء احد پر نماز جنازہ پڑھی ہے۔
روایات ملاحظہ ہو۔

۲۸۱۱ : حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِيْ دَاوُدَ' قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ' قَالَ : ثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ' عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ زِيَادٍ' عَنْ مِقْسَمٍ' عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوْضَعُ بَيْنَ يَدَيْهِ يَوْمَ أُحُدٍ عَشَرَةٌ فَيُصَلِّيْ عَلَيْهِمْ' وَعَلٰى حَمْزَةَ' ثُمَّ يُرْفَعُ الْعَشَرَةُ' وَحَمْزَةُ مَوْضُوْعٌ' ثُمَّ يُوْضَعُ عَشَرَةٌ' فَيُصَلِّيْ عَلَيْهِمْ' وَعَلٰى حَمْزَةَ مَعَهُمْ) .

۲۸۱۱: مقسم نے ابن عباس ؓ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے سامنے احد کے دن دس دس شہداء کو رکھا جاتا اور ان پر نماز پڑھی جاتی اور حمزہ پر بھی پھر دس کو اٹھالیا جاتا اور حمزہ کو وہیں رہنے دیا جاتا پھر اور دس رکھے جاتے اور ان پر نماز پڑھی جاتی اور حمزہ پر ان کے ساتھ نماز پڑھی جاتی۔

**تخریج** : ابن ماجہ فی الجنائز باب۲۸' نمبر۱۵۱۳۔

۲۸۱۲ : حَدَّثَنَا فَهْدٌ' قَالَ : ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يُوْنُسَ' قَالَ : ثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ' عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ زِيَادٍ' عَنْ مِقْسَمٍ' عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : (أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ بِالْقَتْلٰى' فَجَعَلَ يُصَلِّيْ عَلَيْهِمْ' فَيُوْضَعُ تِسْعَةٌ وَحَمْزَةُ' فَيُكَبِّرُ عَلَيْهِمْ سَبْعَ تَكْبِيْرَاتٍ' ثُمَّ يُرْفَعُوْنَ وَيُتْرَكُ حَمْزَةُ' ثُمَّ يُجَاءُ بِتِسْعَةٍ فَيُكَبِّرُ عَلَيْهِمْ سَبْعًا حَتّٰى فَرَغَ عَنْهُمْ) .

۲۸۱۲: مقسم نے ابن عباس ؓ سے نقل کیا جناب رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا مقتولین کو لایا جائے آپ ان پر نماز پڑھنے لگے حمزہؓ کا جسد پڑا تھا نو اور لائے جاتے اور ان پر سات تکبیرات کہی جاتی تھیں پھر ان کو اٹھالیا جاتا اور حمزہؓ کو وہیں چھوڑ دیا جاتا پھر اور نو لائے جاتے اور ان پر تکبیرات کہی جاتیں یہاں تک کہ آپ جنازے سے فارغ ہو گئے۔

۲۸۱۳ : حَدَّثَنَا فَهْدٌ' قَالَ : ثَنَا يُوْسُفُ بْنُ بُهْلُوْلٍ' قَالَ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ إِدْرِيْسَ' عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ' قَالَ : حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ' عَنْ أَبِيْهِ' يَعْنِيْ (عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ يَوْمَ أُحُدٍ بِحَمْزَةَ فَسُجِّيَ بِبُرْدِهٖ ثُمَّ صَلّٰى عَلَيْهِ' فَكَبَّرَ تِسْعَ تَكْبِيْرَاتٍ' ثُمَّ أُتِيَ بِالْقَتْلٰى يُصَفُّوْنَ' وَيُصَلِّيْ عَلَيْهِمْ وَعَلَيْهِ مَعَهُمْ). فَهٰذَا ابْنُ عَبَّاسٍ' وَابْنُ الزُّبَيْرِ' قَدْ خَالَفَا أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ فِيْمَا رَوَيْنَاهُ عَنْهُ قَبْلَ هٰذَا .وَقَدْ رُوِيَ مِثْلُ هٰذَا أَيْضًا عَنْ أَبِيْ مَالِكٍ الْغِفَارِيِّ .

۲۸۱۳: یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر نے اپنے والد (دادا) عبداللہ بن زبیر سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے احد کے دن حکم فرمایا کہ حمزہ کے جسم کو چادر سے ڈھانپ دیا جائے پھر ان پر نمازِ جنازہ پڑھی اور نو تکبیرات کہیں پھر دیگر مقتولین کو صف میں رکھ دیا جاتا اور ان پر اور حمزہؓ پر نماز جنازہ پڑھی جاتی۔

**حاصل کلام:** یہ ابن عباس ؓ اور ابن زبیر ؓ اپنی روایت میں انس بن مالک کی روایت کے خلاف نقل کر رہے ہیں اور ان کے علاوہ ابو مالک غفاریؓ بھی ابن عباس ؓ کے حامی نظر آتے ہیں۔ روایت ابو مالک ملاحظہ ہو۔

۲۸۱۴ : حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ إِدْرِيْسَ، قَالَ : ثَنَا آدَمُ بْنُ إِيَاسٍ، قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ : سَمِعْتُ أَبَا مَالِكٍ الْغِفَارِيَّ، قَالَ : (كَانَ قَتْلٰى أُحُدٍ يُؤْتٰى بِتِسْعَةٍ وَعَاشِرُهُمْ حَمْزَةُ، فَيُصَلِّيْ عَلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ يُحْمَلُوْنَ، ثُمَّ يُؤْتٰى بِتِسْعَةٍ، فَيُصَلِّيْ عَلَيْهِمْ وَحَمْزَةُ مَكَانَهُ، حَتّٰى صَلّٰى عَلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) . وَقَدْ رُوِيَ أَيْضًا عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، (أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى عَلٰى قَتْلٰى أُحُدٍ، بَعْدَ مَقْتَلِهِمْ بِثَمَانِ سِنِيْنَ) .

۲۸۱۴: حصین بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ میں نے ابو مالک غفاریؓ سے سنا فرماتے تھے کہ مقتولین احد میں نو نو کر لایا جاتا اور ان میں دسویں حمزہؓ تھے ان پر رسول اللہ ﷺ نمازِ جنازہ پڑھتے پھر انہیں اٹھا لیا جاتا پھر نو اور لائے جاتے آپ ان پر اور حمزہؓ جو اپنی جگہ پڑے تھے نماز پڑھتے یہاں تک کہ آپ ﷺ نے تمام پر نمازِ جنازہ پڑھی اور عقبہ بن عامر کی روایت میں ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے مقتولین احد پر آٹھ سال بعد نمازِ جنازہ پڑھی۔

**تخریج** : بخاری فی المغازی باب۱۷، ابو داؤد فی الجنائز باب ۷۰، نمبر ۳۲۲۴۔

عقبہ بن عامرؓ کی روایت بھی اس کی موید ہے۔ ملاحظہ ہو۔

۲۸۱۵ : حَدَّثَنَا يُوْنُسُ، قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ : أَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو، وَابْنُ لَهِيْعَةَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ حَبِيْبٍ أَنَّ أَبَا الْخَيْرِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ يَقُوْلُ : (إِنَّ آخِرَ مَا خَطَبَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ صَلّٰى عَلٰى شُهَدَاءِ أُحُدٍ، ثُمَّ رَقِيَ عَلَى الْمِنْبَرِ، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ إِنِّيْ لَكُمْ فَرَطٌ وَأَنَا عَلَيْكُمْ شَهِيْدٌ) .

۲۸۱۵: ابوالخیر نے عقبہ بن عامر ؓ کو کہتے سنا جناب رسول اللہ ﷺ نے شہداء احد پر نمازِ جنازہ پڑھنے کے بعد منبر پر چڑھ کر ہمیں آخری خطبہ دیا اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا میں تم سے آگے جانے والا ہوں اور میں تم پر گواہ ہوں گا۔

**تخریج** : بخاری فی الجنائز باب ۶۱، والمناقب باب ۲۵، المغازی باب ۱۷، ۲۷، والرقاق باب ۷، ۵۳، نسائی فی الجنائز باب ۶۱، مسند احمد ۱۴۹/۴۔

**اللغات:** فرط۔ استقبالی۔

۲۸۱۶ : حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ، قَالَ : ثَنَا يُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ : ثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ حَبِيْبٍ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا، فَصَلّٰى عَلٰى أَهْلِ أُحُدٍ، صَلَاتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ) . فَفِيْ حَدِيْثِ عُقْبَةَ (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى عَلٰى قَتْلٰى أُحُدٍ، بَعْدَ مَقْتَلِهِمْ بِثَمَانِ سِنِيْنَ) ، فَلَا يَخْلُو صَلَاتُهُ عَلَيْهِمْ فِيْ ذٰلِكَ الْوَقْتِ مِنْ أَحَدِ ثَلَاثَةِ مَعَانٍ : إِمَّا أَنْ يَكُوْنَ سُنَّتُهُمْ كَانَتْ أَنْ لَا يُصَلِّيْ عَلَيْهِمْ، ثُمَّ نُسِخَ ذٰلِكَ الْحُكْمُ بَعْدُ، بِأَنْ يُصَلِّيْ عَلَيْهِمْ .أَوْ أَنْ تَكُوْنَ تِلْكَ الصَّلَاةُ الَّتِيْ صَلَّاهَا عَلَيْهِمْ تَطَوُّعًا، وَلَيْسَ لِلصَّلَاةِ عَلَيْهِمْ أَصْلٌ فِي السُّنَّةِ وَالْإِيْجَابِ .أَوْ يَكُوْنَ مِنْ سُنَّتِهِمْ أَنْ لَا يُصَلِّيْ عَلَيْهِمْ بِحَضْرَةِ الدَّفْنِ، وَيُصَلِّيْ عَلَيْهِمْ بَعْدَ طُوْلِ هٰذِهِ الْمُدَّةِ .لَا يَخْلُو فِعْلُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ هٰذِهِ الْمَعَانِي الثَّلَاثَةِ .فَاعْتَبَرْنَا ذٰلِكَ، فَوَجَدْنَا أَمْرَ الصَّلَاةِ عَلٰى سَائِرِ الْمَوْتٰى، هُوَ أَنْ يُصَلِّيْ عَلَيْهِمْ قَبْلَ دَفْنِهِمْ .ثُمَّ تَكَلَّمَ النَّاسُ فِي التَّطَوُّعِ عَلَيْهِمْ قَبْلَ أَنْ يُدْفَنُوْا، وَبَعْدَمَا يُدْفَنُوْنَ، فَجَوَّزَ ذٰلِكَ قَوْمٌ وَكَرِهَهُ آخَرُوْنَ .فَأَمْرُ السُّنَّةِ فِيْهِ أَوْكَدُ مِنَ التَّطَوُّعِ لِاجْتِمَاعِهِمْ عَلَى السُّنَّةِ وَاخْتِلَافِهِمْ فِي التَّطَوُّعِ .فَإِنْ كَانَ قَتْلٰى أُحُدٍ مِمَّنْ تَطَوَّعَ بِالصَّلَاةِ عَلَيْهِمْ كَانَ فِيْ ثُبُوْتِ ذٰلِكَ ثُبُوْتُ السُّنَّةِ فِي الصَّلَاةِ عَلَيْهِمْ قَبْلَ أَوَانِ وَقْتِ التَّطَوُّعِ بِهَا عَلَيْهِمْ وَكُلُّ تَطَوُّعٍ، فَلَهُ أَصْلٌ فِي الْفَرْضِ .فَإِنْ ثَبَتَ أَنَّ تِلْكَ الصَّلَاةَ كَانَتْ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَطَوُّعًا تَطَوَّعَ بِهِ، فَلَا يَكُوْنُ ذٰلِكَ إِلَّا وَالصَّلَاةُ عَلَيْهِمْ سُنَّةٌ، كَالصَّلَاةِ عَلٰى غَيْرِهِمْ .وَإِنْ كَانَتْ صَلَاتُهُمْ عَلَيْهِمْ، لِعِلَّةِ نَسْخِ فِعْلِهِ الْأَوَّلِ، وَتَرْكِهِ الصَّلَاةَ عَلَيْهِمْ، فَإِنَّ صَلَاتَهُ هٰذِهِ عَلَيْهِمْ، تُوْجِبُ أَنَّ مِنْ سُنَّتِهِمُ الصَّلَاةَ عَلَيْهِمْ، وَأَنَّ تَرْكَهُ الصَّلَاةَ عَلَيْهِمْ عِنْدَ دَفْنِهِمْ مَنْسُوْخٌ .وَإِنْ كَانَتْ صَلَاتُهُ عَلَيْهِمْ، إِنَّمَا كَانَتْ لِأَنَّ هٰكَذَا سُنَّتُهُمْ، أَنْ لَا يُصَلِّيْ عَلَيْهِمْ إِلَّا بَعْدَ هٰذِهِ الْمُدَّةِ، وَأَنَّهُمْ خُصُّوْا بِذٰلِكَ، فَقَدْ يُحْتَمَلُ أَنْ يَكُوْنَ كَذٰلِكَ حُكْمُ سَائِرِ الشُّهَدَاءِ ، أَنْ لَا يُصَلِّيْ عَلَيْهِمْ إِلَّا بَعْدَ مُضِيِّ مِثْلِ هٰذِهِ الْمُدَّةِ .وَيَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ سَائِرُ الشُّهَدَاءِ يُعَجَّلُ الصَّلَاةُ عَلَيْهِمْ غَيْرَ شُهَدَاءِ أُحُدٍ فَإِنَّ سُنَّتَهُمْ كَانَتْ تَأْخِيْرَ الصَّلَاةِ عَلَيْهِمْ أَنَّهُ قَدْ ثَبَتَ بِكُلِّ هٰذِهِ الْمَعَانِيْ أَنَّ مِنْ سُنَّتِهِمْ ثُبُوْتَ الصَّلَاةِ عَلَيْهِمْ إِمَّا بَعْدَ حِيْنٍ وَإِمَّا قَبْلَ الدَّفْنِ .ثُمَّ كَانَ الْكَلَامُ بَيْنَ الْمُخْتَلِفِيْنَ فِيْ وَقْتِنَا هٰذَا، إِنَّمَا هُوَ فِيْ إِثْبَاتِ الصَّلَاةِ عَلَيْهِمْ قَبْلَ الدَّفْنِ، أَوْ فِيْ تَرْكِهَا أَلْبَتَّةَ. فَلَمَّا ثَبَتَ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ، الصَّلَاةُ عَلَيْهِمْ بَعْدَ الدَّفْنِ كَانَتِ الصَّلَاةُ عَلَيْهِمْ قَبْلَ الدَّفْنِ أَحْرٰى وَأَوْلٰى. ثُمَّ قَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَيْرِ شُهَدَاءِ أُحُدٍ أَنَّهُ صَلّٰى عَلَيْهِمْ.

۲۸۱۶: ابوالخیر نے عقبہ بن عامرؓ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ ایک دن باہر نکلے اور اہل احد پر نماز جنازہ اسی طرح ادا کی جس طرح میت پر کی جاتی ہے۔ آپ کا ان پر اس وقت میں نماز جنازہ پڑھنا تین معانی کا احتمال رکھتا ہے۔ نمبر ۱ یا تو ان کے ہاں طریقہ یہ تھا کہ ان پر نماز نہ پڑھی جاتی تھی پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا نمبر ۲ یا وہ نماز جو ان پر پڑھی گئی وہ نفلی تھی اور اصل میں ان پر نہ نماز مسنون ہے نہ واجب۔ نمبر ۳ یا ان کے ہاں یہ طریقہ ہو کہ دفن کے وقت نماز نہ پڑھتے ہوں اور ان پر طویل مدت کے نماز پڑھتے ہوں۔ آپ کا یہ عمل مبارک ان تین معانی میں ایک احتمال ضروری رکھتا ہے۔ پس ہم نے جانچا تو ہم نے یہ بات پائی کہ نماز کا حکم تو عام مردوں پر ہے اور وہ اس طرح ہے کہ تدفین سے پہلے ان پر نماز جنازہ پڑھی جائے پھر لوگوں نے دفن سے قبل اور بعد اس کے نفل ہونے میں کلام کیا ہے۔ بعض علماء نے اس کو درست قرار دیا جب کہ دوسروں نے اس کو ناپسند کیا۔ سنت سے اس کا حکم نفل سے مؤکد ہے کیونکہ سنت ہونے پر اجماع ہے البتہ نفل ہونے میں اختلاف ہے۔ پس اگر مقتولین احد پر نماز نفلی نماز تھی تو پھر اس نماز کے ثبوت سے نفل کا وقت آنے سے قبل نماز کا ان پر سنت ہونا ثابت ہو رہا ہے۔ اور قاعدہ یہ ہے کہ ہر نفل کی فرض میں اصل پائی جاتی ہے۔ پس اگر یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ جائے جناب رسول اللہ ﷺ کی وہ نماز نفلی تھی اور آپ نے بطور نفل پڑھی تھی۔ تو یہ اسی صورت میں ہو سکتی ہے کہ نماز سنت ہو۔ جیسا کہ دوسروں پر نماز ہے۔ اور اگر ان پر نماز جنازہ پہلے فعل کے منسوخ ہونے کی بناء پر ہو اور ان پر نماز چھوڑنے کی وجہ ہو۔ تو آپ کا ان پر نماز پڑھنا اس بات کو لازم کرتا ہے کہ ان کے ہاں طریقہ ان پر نماز پڑھنے کا تھا اور دفن کے وقت ان پر نماز جنازہ کا ترک والا عمل منسوخ ہو چکا ہے۔ اور اگر آپ کا ان پر نماز پڑھنا اس بناء پر تھا کہ ان کے ہاں طریقہ یہی تھا کہ ان پر نماز اتنی مدت کے بعد پڑھی جائے اور یہ ان کی خصوصیت تھی۔ تو اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ تمام شہداء کا یہی حکم ہو کہ اتنا وقت گزر جانے کے بعد ان پر نماز جنازہ پڑھی جائے اور عین ممکن ہے کہ تمام شہداء پر جو شہداءِ اُحد کے علاوہ ہوں جلد نماز پڑھی جاتی ہو اور ان کے ہاں تاخیر کا طریقہ ہو۔ بہر صورت یہ معانی شہداء پر نماز جنازہ کو ثابت کرتے ہیں خواہ کچھ وقت کے بعد ہو یا دفن سے پہلے ہو۔ پھر آج تک اختلاف کرنے والوں میں یہ بات چلی آ رہی ہے کہ وہ دفن سے قبل ان کے لئے پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی یا قطعاً اسے چھوڑ دیا پس جب اس روایت نے دفن کے بعد بھی نماز ان پر ثابت کر دی تو اس سے بہتر یہ ہے کہ دفن سے پہلے پڑھی جائے۔ پھر آپ ﷺ سے شہداءِ اُحد کے علاوہ شہداء پر نماز جنازہ پڑھنا ثابت ہے۔ جیسا اس روایت میں ہے۔

عقبہ کی دوسری روایت میں ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے مقتولین احد پر ان کے قتل کے آٹھ سال بعد نماز جنازہ پڑھی۔

**تخریج**: ابو داؤد فی الجنائز باب ۷۰، نمبر ۳۲۲۳۔

## روایات میں محاکمہ:

آٹھ سال بعد نماز پڑھنے میں تین احتمال ہیں۔

نمبر①: شہداء پر نماز نہ پڑھنے کا طریقہ اولاً تھا اس لئے اس وقت نہ پڑھی پھر یہ منسوخ ہوا تو آپ کو نماز کا حکم ہوا آپ نے نمازِ جنازہ پڑھی۔
نمبر②: یہ دوبارہ پڑھی جانے والی نماز فرض نہ تھی بلکہ نفلی تھی فرض پہلے پڑھی جا چکی تھی گویا اس وقت تک نمازِ جنازہ کے سنت یا وجوب میں کوئی اصل نہ تھی۔
نمبر③: تدفین کے وقت شہداء پر نماز نہ پڑھی جاتی ہو کچھ مدت گزرنے کے بعد پڑھی جاتی ہو جب آپ کا یہ فعل ان میں سے کوئی ایک احتمال رکھتا ہے اس بات کا اعتبار کرتے ہوئے ہم نے دیکھا کہ نمازِ جنازہ کا حکم دفن سے پہلے تمام اموات کے متعلق پایا جاتا ہے البتہ دفن سے پہلے دوسری مرتبہ بطور نفل نمازِ جنازہ میں بعض لوگوں نے جائز قرار دیا اور دوسروں سے مکروہ قرار دیا اسی طرح دفن کے بعد بھی بطور تطوع نمازِ جنازہ میں یہی اختلاف پایا جاتا ہے۔
پہلا جنازہ جو کہ سنت طریقہ ہے وہ زیادہ موکد ہے کیونکہ اس پر تو سب کا اتفاق ہے اور نفل میں اختلاف ہے۔
اگر شہداء ان لوگوں سے ہیں جن پر بطور نفل نمازِ جنازہ پڑھی جاتی ہے تو اس نفل کے ثبوت کی وجہ سے ان پر نفل نماز سے پہلے ان پر نمازِ جنازہ کی مسنون نیت ثابت ہو جائے گی اس لئے کہ ہر نفل کے لئے فرض میں اصل ہوتی ہے اگر عقبہ بن عامرؓ کی روایت والی نماز حضور علیہ السلام کی طرف سے بطور نفل ثابت ہوتی ہے تو تمام اموات کی طرح شہداء کی نمازِ جنازہ کا مسنون ہونا ثابت ہو جائے گا۔
اور اگر شہداء کا دفن کر دینا بغیر نماز کے پہلے مقرر تھا تو یہ بات لازم آئے گی کہ آٹھ سال بعد آپ کا وہاں جا کر نماز پڑھنا پہلے حکم کو منسوخ کرنے والا ہے۔
اور اگر آٹھ سال بعد نماز پڑھنا شہداء کی نماز کا طریقہ تھا تو یہ شہداء کی خصوصیات سے ہے تو پھر یہ امکان ہے کہ ہر شہید کا حکم یہی ہو کہ سات یا آٹھ سال بعد اس کی قبر پر نمازِ جنازہ پڑھی جائے یا پھر یہ مان لیا جائے کہ شہداء احد کے علاوہ شہداء کا یہ حکم نہیں بلکہ دفن سے پہلے بعجلت تمام ان کی نماز پڑھی جائے جو صورت بھی مانیں شہداء پر نماز کا ثبوت مل جائے گا۔
پس اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ شہداء پر نماز مسنون طریقہ ہے اور یہ ثابت ہے خواہ مدت کے بعد یا دفن سے پہلے اب اس مختلف فی مسئلہ میں جب دفن کے بعد نماز ثابت ہو چکی تو دفن سے پہلے ان پر نماز پڑھنا تو بدرجہ اولیٰ ثابت ہو جائے گا اس بات کے ثبوت کے لئے مندرجہ ذیل روایت ملاحظہ فرمائیں۔

۲۸۱۷: فَمِنْ ذٰلِكَ مَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوٗدَ' قَالَ : ثَنَا نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ' قَالَ : أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ' قَالَ : أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عِكْرِمَةُ بْنُ خَالِدٍ أَنَّ ابْنَ أَبِي عَمَّارٍ' أَخْبَرَهُ' عَنْ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ' (أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَعْرَابِ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَآمَنَ بِهٖ وَاتَّبَعَهٗ وَقَالَ : أُهَاجِرُ مَعَكَ فَأَوْصٰى بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْضَ أَصْحَابِهٖ. فَلَمَّا كَانَتْ غَزْوَةٌ' غَنِمَ فِيهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْيَاءَ ' فَقَسَمَ وَقَسَمَ لَهٗ فَأَعْطٰى أَصْحَابَهٗ مَا قَسَمَ لَهٗ وَكَانَ يَرْعٰى ظَهْرَهُمْ

فَلَمَّا جَاءَ دَفَعُوْهُ إِلَيْهِ فَقَالَ : مَا هٰذَا ؟ قَالُوْا : قِسْمٌ قَسَمَهُ لَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَأَخَذَهُ فَجَاءَ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : يَا مُحَمَّدُ، مَا هٰذَا ؟ قَالَ : قَسَمْتُهُ لَكَ. قَالَ : مَا عَلٰى هٰذَا اتَّبَعْتُكَ، وَلٰكِنِّيْ اتَّبَعْتُكَ أَنْ أُرْمٰى هَاهُنَا -وَأَشَارَ إِلٰى حَلْقِهِ. بِسَهْمٍ فَأَمُوْتَ وَأَدْخُلَ الْجَنَّةَ. فَقَالَ: إِنْ تَصْدُقِ اللّٰهَ يَصْدُقْكَ. فَلَبِثُوْا قَلِيْلًا، ثُمَّ نَهَضُوْا إِلَى الْعَدُوِّ، فَأُتِيَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحْمَلُ، قَدْ أَصَابَهُ سَهْمٌ حَيْثُ أَشَارَ. فَقَالَ النَّبِيُّ : أَهُوَ هُوَ ؟ قَالُوْا : نَعَمْ. قَالَ : صَدَقَ اللّٰهَ فَصَدَقَهُ، وَكَفَّنَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ جُبَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَدَّمَهُ فَصَلّٰى عَلَيْهِ. فَكَانَ مِمَّا ظَهَرَ مِنْ صَلَاتِهِ عَلَيْهِ اَللّٰهُمَّ إِنَّ هٰذَا عَبْدُكَ، خَرَجَ مُهَاجِرًا فِيْ سَبِيْلِكَ، فَقُتِلَ شَهِيْدًا، أَنَا شَهِيْدٌ عَلَيْهِ). فَفِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ، إِثْبَاتُ الصَّلَاةِ عَلَى الشُّهَدَاءِ الَّذِيْنَ لَا يُغَسَّلُوْنَ، لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ، لَمْ يُغَسِّلِ الرَّجُلَ وَصَلّٰى عَلَيْهِ. فَثَبَتَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ أَنَّ كَذٰلِكَ حُكْمَ الشَّهِيْدِ الْمَقْتُوْلِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فِي الْمَعْرَكَةِ، يُصَلّٰى عَلَيْهِ وَلَا يُغَسَّلُ. فَهٰذَا حُكْمُ هٰذَا الْبَابِ مِنْ طَرِيْقِ تَصْحِيْحِ مَعَانِي الْآثَارِ. وَأَمَّا النَّظَرُ فِيْ ذٰلِكَ، فَإِنَّا رَأَيْنَا الْمَيِّتَ حَتْفَ أَنْفِهِ، يُغَسَّلُ وَيُصَلّٰى عَلَيْهِ، وَرَأَيْنَاهُ إِذَا صُلِّيَ عَلَيْهِ وَلَمْ يُغَسَّلْ، كَانَ فِيْ حُكْمِ مَنْ لَمْ يُصَلَّ عَلَيْهِ. فَكَانَتِ الصَّلَاةُ عَلَيْهِ مُضَمَّنَةً بِالْغُسْلِ الَّذِيْ يَتَقَدَّمُهَا. فَإِنْ كَانَ الْغُسْلُ قَدْ كَانَ، جَازَتِ الصَّلَاةُ عَلَيْهِ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ غُسْلٌ، لَمْ تَجُزِ الصَّلَاةُ عَلَيْهِ. ثُمَّ رَأَيْنَا الشَّهِيْدَ قَدْ سَقَطَ أَنْ يُغَسَّلَ، فَالنَّظَرُ عَلٰى ذٰلِكَ أَنْ يَسْقُطَ مَا هُوَ مُضَمَّنٌ بِحُكْمِ الْغُسْلِ. فَفِيْ هٰذَا مَا يُوْجِبُ تَرْكَ الصَّلَاةِ عَلَيْهِ إِلَّا أَنَّ فِيْ ذٰلِكَ مَعْنًى، وَهُوَ أَنَّا رَأَيْنَا غَيْرَ الشَّهِيْدِ يُغَسَّلُ، لِيُطَهَّرَ، وَهُوَ قَبْلَ أَنْ يُغَسَّلَ فِيْ حُكْمِ غَيْرِ الطَّاهِرِ، لَا يَنْبَغِي الصَّلَاةُ عَلَيْهِ وَلَا دَفْنُهُ عَلٰى حَالِهِ تِلْكَ، حَتّٰى يُنْقَلَ عَنْهَا بِالْغُسْلِ. ثُمَّ رَأَيْنَا الشَّهِيْدَ لَا بَأْسَ بِدَفْنِهِ عَلٰى حَالِهِ تِلْكَ قَبْلَ أَنْ يُغَسَّلَ، وَهُوَ فِيْ حُكْمِ سَائِرِ الْمَوْتَى الَّذِيْنَ قَدْ غُسِّلُوْا. فَالنَّظَرُ عَلٰى ذٰلِكَ أَنْ يَكُوْنَ الصَّلَاةُ عَلَيْهِمْ فِيْ حُكْمِ سَائِرِ الْمَوْتَى الَّذِيْنَ قَدْ غُسِّلُوْا. هٰذَا هُوَ النَّظَرُ فِيْ هٰذَا الْبَابِ مَعَ مَا قَدْ شَهِدَ لَهُ مِنَ الْآثَارِ، وَهُوَ قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ، وَأَبِيْ يُوْسُفَ، وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى.

۲۸۱۷: ابن ابی عمار نے بتلایا کہ شداد بن الہاد فرماتے تھے کہ ایک آدمی جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا ایمان لا کر ساتھ ہولیا اور کہنے لگا میں آپ کے ساتھ چلوں گا جناب نبی اکرم ﷺ نے اس کے متعلق ایک آدمی کو خصوصی ہدایت فرمائی جب غزوہ پیش آیا اور مال غنیمت میں کچھ مال آیا آپ نے تقسیم کیا تو تقسیم میں اس کا حصہ اس

کے ساتھیوں کو دیا وہ ان کے اموال واشیاء کا خیال رکھتا تھا جب وہ گلے کی نگہبانی سے واپس لوٹا تو انہوں نے اس کو وہ حصہ دیا اس سے پوچھا یہ کیا ہے۔انہوں نے بتلایا تیرا حصہ ہے وہ لے کر جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا اے محمد ﷺ یہ کیا ہے آپ نے فرمایا۔ یہ تیرا حصہ ہے۔اس نے کہا میں نے اس کی خاطر آپ کی پیروی نہیں کی بلکہ میں تو اس لئے آپ کے ساتھ آیا کہ میری طرف کافر تیر پھینکیں اور وہ میرے حلق میں لگ جائے اور اس سے میری موت واقع ہو جائے اور میں جنت میں چلا جاؤں آپ نے فرمایا اگر تو نے اللہ تعالیٰ سے سچا وعدہ کیا ہے تو اللہ تعالیٰ تمہیں سچا کر دے گا صحابہ کرام تھوڑی دیر ٹھہرے پھر دشمن کی طرف گئے اس کو وہیں تیر لگا جہاں اس نے اشارہ کیا تھا صحابہ کرام اس کو آپ کی خدمت میں اٹھالائے۔آپ نے پوچھا کیا یہ وہی ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں۔آپ نے فرمایا اس نے اللہ تعالیٰ سے سچا وعدہ کیا اللہ تعالیٰ نے اسے سچا کر دیا آپ ﷺ نے اس کو اپنے جبہ مبارک میں کفن دیا پھر اس کو سامنے کیا اور نمازِ جنازہ پڑھی۔آپ کی ان دعاؤں میں سے جو اس کے لئے مانگیں ایک یہ تھی۔ اللھم ان ہذا عبدک خرج مہاجرا فی سبیلک فقتل شہیدا' انا شہید علیہ۔اے اللہ تیرا یہ بندہ تیری راہ میں مہاجر بن کر نکلا پھر شہادت کی موت پائی میں اس پر گواہ ہوں۔اس روایت میں ان شہداء کی نمازِ جنازہ کا ثبوت مل رہا ہے جن کو غسل نہیں دیا جاتا کیونکہ جناب رسول اللہ ﷺ اس شخص کو غسل نہیں دیا مگر اس پر جنازہ پڑھا پس اس حدیث نے ثابت کر دیا کہ میدان جنگ میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل ہو جانے والے کا یہی حکم ہے۔کہ اس پر جنازہ تو پڑھیں مگر غسل نہ دیں۔اس باب کے آثار کے معانی کی تصحیح تو اسی صورت میں ہو سکتی ہے۔رہا غور و فکر کا معاملہ تو ملاحظہ ہو۔ہم یہ دیکھتے ہیں کہ طبعی موت کے ساتھ فوت ہونے والے پر غسل و جنازہ دونوں ہیں اور یہ بھی ہمارے سامنے ہے کہ جب ان کی نمازِ جنازہ بلا غسل ادا کر دی جائے تو یہ جنازہ نہ پڑھنے کے حکم میں ہے۔تو گویا اس کی نماز اس کے اس غسل کو اپنے اندر سمیٹنے والی ہے جو اسے نماز سے پہلے دیا جاتا ہے' اگر غسل ہوا تو جنازہ درست اور اگر غسل نہ کرایا گیا تو نمازِ جنازہ ہی درست نہ ہوتی۔دوسری طرف شہید پر نگاہ ڈالی کہ اس سے غسل تو ساقط ہو گیا۔ قیاس تو یہی چاہتا ہے کہ جو چیز غسل سے متعلق ہو غسل کے ترک سے اسے بھی ترک کر دیا جائے۔تو اس قیاس سے نمازِ جنازہ کا ترک لازم آتا ہے۔مگر یہاں ایک بات اس سے مختلف ہے وہ یہ ہے کہ جو شخص شہد نہ ہو اس کو غسل اس لئے دیا جاتا ہے تا کہ اسے پاک کیا جائے' وہ غسل سے پہلے حکماً غیر طاہر ہوتا ہے پس اس پر نمازِ جنازہ مناسب نہیں اور نہ اس کو اس حالت میں دفن مناسب ہے۔یہاں تک کہ غسل کے ذریعہ اس حالت کو بدلا جائے۔پھر شہید کو دیکھا کہ اسے غسل سے پہلے دفن میں چنداں حرج نہیں اور وہ اس حالت میں ان اموات کے حکم میں ہے جن کو غسل دیا گیا تو اس پر قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ ان پر جنازہ کا حکم وہی ہو جو عام مردوں کا ہے جن کو غسل دیا گیا ہو۔اس باب میں قیاس یہی ہے اور بہت سے آثار اس کے مؤید ہیں۔امام ابوحنیفہ' ابو یوسف' محمد رحمہم اللہ کا بھی قول یہی ہے۔

**حاصل روایات:** اس روایت میں ان شہداء پر جن کو غسل نہیں دی جاتی ان پر نمازِ جنازہ کا ثبوت ملتا ہے آپ نے اس کو غسل نہیں دلایا

اور نمازِ جنازہ ادا فرمائی۔

آثار کے پیش نظر تو اس باب کا یہی حکم ثابت ہوتا ہے کہ شہداء احد پر آٹھ سال بعد والی نماز نفل ہو یا فرض بہر صورت شہداء پر نمازِ جنازہ کے ثبوت کے لئے کافی ہے اور اس روایت نے عام شہداء پر نمازِ جنازہ کو ثابت کر دیا۔

## نظر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ:

وہ آدمی جو اپنی طبعی موت مرتا ہے تو اس کو غسل دے کر نمازِ جنازہ پڑھتے ہیں اگر بلا غسل اس کی نماز پڑھیں گے تو وہ نہ پڑھنے کے حکم میں ہے کیونکہ بلا غسل میت نمازِ جنازہ درست نہیں اور یہ غسل نماز سے پہلے ہوگا تب نماز ہوگی گویا نماز غسل کے ضمن میں آ گئی اگر غسل ہو چکا تو نماز درست اور اگر غسل نہیں تو اس پر نمازِ جنازہ درست نہیں۔

شہید کی موت غیر طبعی ہے اس پر غسل کے ساقط ہونے میں سب کا اتفاق ہے تو وہ نماز جو غسل کے ضمن میں تھی اس کو بھی ساقط ہونا چاہئے تھا مگر تھوڑا سا غور کیا جائے تو فرق واضح ہو جائے گا کہ عام میت کو غسل اس لئے دیا جاتا ہے تاکہ پاک ہو جائے اور غسل سے پہلے وہ پاک شمار نہیں ہوتا پس اس کو بغیر غسل و نماز دفن کرنا درست نہ ہوگا تاکہ غیر طہارت طہارت میں بدل جائے اور اس کے بالمقابل شہید کو بلا غسل دفن کرنے پر اتفاق ہے وہ بلا غسل اس میت کے حکم میں آ گیا ہے جس کو غسل دے کر پاک کر لیا گیا ہو پس نظر و قیاس کا تقاضہ یہ ہے غسل کے بغیر شہید کی نماز وہی حکم رکھتی ہے جو عام میت کی غسل کے بعد ہوتی ہے پس جب وہ بلا غسل غسل کے حکم میں ہے تو عام اموات کی طرح اس پر نماز بھی پڑھی جائے گی۔

یہی امام ابوحنیفہ' ابو یوسف' محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کا قول ہے اور آثار بھی اسی کے شاہد ہیں ایک فتویٰ نقل کیا جاتا ہے۔

## حضرت عبادہ بن اوفی رضی اللہ عنہ کا فتویٰ:

۲۸۱۸ : وَقَدْ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا الْخَطَّابُ بْنُ عُثْمَانَ الْفَوْزِيُّ، قَالَ : ثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ : سَمِعْتُ مَكْحُولًا يَسْأَلُ عُبَادَةَ بْنِ أَوْفَى النُّمَيْرِيَّ عَنِ الشُّهَدَاءِ يُصَلِّي عَلَيْهِمْ، فَقَالَ عُبَادَةُ : نَعَمْ .فَهٰذَا عُبَادَةُ بْنُ أَوْفَى يَقُولُ هٰذَا وَمَغَازِي أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا كَانَ جُلُّهَا هُنَاكَ نَحْوَ الشَّامِ، فَلَمْ يَكُنْ يَخْفٰى عَلٰى أَهْلِهٖ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ بِشُهَدَائِهِمْ مِنَ الْغُسْلِ وَالصَّلَاةِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ .

۲۸۱۸: مکحول نے عبادہ بن اوفیٰ سے شہداء کی نماز کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا نماز پڑھی جائے گی۔ یہ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بڑی بڑی جنگیں ملک شام کی جانب لڑی گئیں۔ وہاں کے ساکنین پر یہ بات مخفی نہ تھی کہ وہ شہداء کے کفن دفن' غسل کے متعلق کیا عمل کرتے تھے۔

**حاصل روایات:** یہ عبادہؓ وہ صحابی ہیں جو شام میں سکونت پذیر ہو گئے اور وہاں کی جنگوں میں کثرت سے شرکت کی ان پر شہداء کا

حال کس طرح مخفی رہ سکتا ہے پس ان کا فتویٰ مشاہداتی وزن بھی رکھتا ہے۔ واللہ اعلم۔

**نوٹ:** اس باب میں شہداء کی نمازِ جنازہ کے ثبوت میں چار صحابہ سے روایات پیش کی گئیں ابن عباس ابن زبیر ابو مالک غفاری عبادہ بن اوفی رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ایک محاکمہ جس سے روایات کا جواب دیا گیا اور نظر طحاویؒ سے باب کو مکمل کیا خصوصی عادت کے مطابق ایک صحابی کے فتویٰ پر باب کو ختم کیا یہ فتویٰ درحقیقت نظر کی تائید کے لئے لایا گیا ہے۔

## بَابُ الطِّفْلِ يَمُوْتُ، أَيُصَلِّيْ عَلَيْهِ أَمْ لَا ؟

## نابالغ پر نمازِ جنازہ ہے یا نہیں؟

**خلاصۃ المرام:**

نمبر①: حضرت سعید بن جبیرؒ وغیرہ نابالغ بچوں پر نماز کو مشروع قرار نہیں دیتے۔

نمبر②: تمام ائمہ و جمہور فقہاء کے ہاں نابالغ بچوں کی نماز تو بالغوں کی طرح لازم ہے البتہ شافعیہ و مالکیہ کے ہاں بچے کا چیخ مارنا ضروری ہے تب نماز پڑھی جائے گی ائمہ احناف و شوافع صرف زندہ پیدا ہونے پر اکتفاء قرار دیتے ہیں۔

فریق اوّل کا موقف اور دلائل: نابالغ بچے پر چنداں نمازِ جنازہ کی ضرورت نہیں دلائل مندرجہ ذیل روایات ہیں۔

۲۸۱۹: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِیْ عِمْرَانَ، قَالَ: ثَنَا أَبُوْ خَيْثَمَةَ، قَالَ: ثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: ثَنَا أَبِیْ عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِیْ بَكْرٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَفَنَ ابْنَهٗ إِبْرَاهِيْمَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ).

۲۸۱۹: عمرہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بیٹے ابراہیم کو نمازِ جنازہ پڑھائے بغیر دفن کر دیا۔

**تخریج**: ابو داؤد فی الجنائز باب ۴۹، نمبر ۳۱۸۷۔

۲۸۲۰: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِیْ دَاوٗدَ، قَالَ: ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى النَّيْسَابُوْرِیُّ، قَالَ: ثَنَا يَعْقُوْبُ، فَذَكَرَ مِثْلَهٗ. قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ: فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلٰى أَنَّهٗ لَا يُصَلِّیْ عَلَى الطِّفْلِ، وَاحْتَجُّوْا فِیْ ذٰلِكَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ. وَرَوَوْا فِیْ ذٰلِكَ أَيْضًا عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ۔

۲۸۲۰: محمد بن یحییٰ نیسابوری نے یعقوب سے نقل کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے اسی طرح روایت بیان کی ہے۔ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں علماء کی ایک جماعت کا کہنا یہ ہے کہ بچوں کی نمازِ جنازہ نہ پڑھی جائے گی اور انہوں نے اس روایت کو دلیل بنایا اور حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی روایت بھی لی۔

۲۸۲۱: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ: ثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ: ثَنَا عُقْبَةُ بْنُ يَسَارٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ جِحَاشٍ وَكَانَ ابْنَ أَخِيْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ: مَاتَ ابْنٌ لِسَمُرَةَ قَدْ كَانَ سُقِيَ فَسَمِعَ بُكَاءً فَقَالَ: (مَا هٰذَا؟) فَقَالُوْا عَلٰى فُلَانٍ مَاتَ فَنَهٰى عَنْ ذٰلِكَ ثُمَّ دَعَا بِطَسْتٍ وَنَقِيْرٍ فَغَسَلَ بَيْنَ يَدَيْهِ وَكُفِّنَ بَيْنَ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ لِمَوْلَاهُ فُلَانٍ: انْطَلِقْ بِهٖ إِلٰى حُفْرَتِهٖ فَإِذَا وَضَعْتَهٗ فِيْ لَحْدِهٖ فَقُلْ: بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ أَطْلِقْ عُقَدَ رَأْسِهٖ وَعُقَدَ رِجْلَيْهِ وَقُلْ: "اللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهٗ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهٗ" قَالَ: وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ.

۲۸۲۱: عثمان بن جحاش یہ سمرہ بن جندب کے بھتیجے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ سمرہ کا ایک بیٹا فوت ہوگیا جس نے پانی کا گھونٹ پیا تھا سمرہ نے رونے کی آواز سنی تو پوچھا یہ آواز کیسی ہے انہوں نے کہا یہ فلاں پر رونے کی آواز ہے جس کی وفات ہوگئی آپ نے اس زور والی آواز سے منع کر دیا پھر ایک تھال یا لکڑی کا برتن منگوایا اور اپنے سامنے اس کو غسل دلایا پھر ان کے سامنے کفن دیا گیا پھر اپنی لونڈی کو فرمایا اس کو اس کی قبر کی طرف لے جاؤ جب لحد میں رکھو تو کہنا: بسم اللہ وعلی سنۃ رسول اللہ! پھر اس کے سر کی اور پاؤں کی گرہ کھول دینا اور اس طرح کہنا: اللھم لاتحرمنا اجرہ ولاتفتنا بعدہ۔ عثمان کہتے ہیں کہ انہوں نے اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی۔

۲۸۲۲: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ: ثَنَا وَهْبٌ قَالَ: ثَنَا شُعْبَةُ يَعْنِيْ عَنْ خِلَاسٍ عَنِ ابْنِ جِحَاشٍ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ أَنَّ صَبِيًّا لَهٗ مَاتَ فَقَالَ: اِدْفِنُوْهُ وَلَا تُصَلُّوْا عَلَيْهِ فَإِنَّهٗ لَيْسَ عَلَيْهِ إِثْمٌ ثُمَّ ادْعُوا اللّٰهَ لِأَبَوَيْهِ أَنْ يَجْعَلَهٗ لَهُمَا فَرَطًا وَسَلَفًا. وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ فَقَالُوْا: بَلْ يُصَلِّيْ عَلَى الطِّفْلِ. وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ بِمَا۔

۲۸۲۲: ابن جحاش نے سمرہ بن جندبؓ سے نقل کیا کہ ان کا ایک بچہ فوت ہوگیا تو انہوں نے کہا اس کو دفن کردو اور اس پر نماز جنازہ مت پڑھو یہ بے گناہ ہے پھر اس کے والدین کے لئے دعا کرنا کہ وہ اس کو ان کا استقبالی اور ذخیرہ بنائے۔ اور دیگر علماء نے ان کی مخالفت کی ہے اور فرمایا بلکہ اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے ان کا استدلال اس طرح ہے۔

**حاصل روایات:** ان روایات سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ نابالغ بچوں پر نماز جنازہ نہ پڑھی جائے بلکہ اس کے بغیر دفن کر دیا جائے گا۔

## فریق ثانی کا موقف:

نابالغ بچے پر نماز جنازہ اسی طرح پڑھی جائے گی جیسے بالغ پر پڑھی جاتی ہے البتہ اس میں آثار زندگی کا وجود ضروری ہے اس کی تائید مندرجہ روایات سے ہے۔

۲۸۲۳ : حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ : أَنَا سُفْيَانُ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ عَمَّتِهِ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ : (جَاءَ تِ الْاَنْصَارُ بِصَبِيٍّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَقُلْتُ : وَقِيلَ لَهُ : هَنِيئًا لَهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، لَمْ يَعْمَلْ سُوءً ا قَطُّ، وَلَمْ يُدْرِكْهُ، عُصْفُوْرٌ مِنْ عَصَافِيْرِ الْجَنَّةِ. فَقَالَ : أَوْ غَيْرُ ذٰلِكَ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَمَّا خَلَقَ الْجَنَّةَ، خَلَقَ لَهَا أَهْلًا وَهُمْ فِيْ أَصْلَابِ آبَائِهِمْ وَخَلَقَ النَّارَ، وَخَلَقَ لَهَا أَهْلًا وَهُمْ فِيْ أَصْلَابِ آبَائِهِمْ) .

۲۸۲۳: عائشہ بنت طلحہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ انصار ایک بچے کو آپ کی خدمت میں لائے تا کہ اس پر جنازہ پڑھا جائے میں نے کہا یا اس کو کہا گیا خوش نصیب ہے کہ اس نے کوئی برا عمل نہیں کیا اور نہ برے عمل کو پایا یہ جنت کی چڑیا ہے آپ نے فرمایا کیا کچھ اور بھی۔ اللہ تعالیٰ نے جب جنت بنائی اور جنت کے اندر رہنے والے بنائے جبکہ وہ ابھی اپنے باپوں کی پشتوں میں تھے اور آگ کو بنایا اور آگے والے لوگ بنائے جبکہ وہ ابھی اپنے باپوں کی اصلاب میں تھے۔

**تخریج** : مسلم فی القدر ۳۰، ۳۱، نسائی فی الجنائز باب۵۸، ابن ماجه فی المقدمة باب ۱۰، مسند احمد ۴۱/۶، ۲۰۸۔

۲۸۲۴ : حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ : ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ : أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَبِيهِ (أَنَّ أَبَا طَلْحَةَ دَعَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى عُمَيْرِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، حِينَ تُوُفِّيَ فَأَتَاهُمْ فَصَلّٰى عَلَيْهِ، فَتَقَدَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ أَبُوْ طَلْحَةَ وَرَاءَ هُ. وَأُمُّ سُلَيْمٍ وَرَاءَ أَبِي طَلْحَةَ لَمْ يَكُنْ مَعَهُمْ غَيْرُهُمْ) ، وَإِنَّمَا كَانَ تَزَوُّجُ أَبِي طَلْحَةَ وَأُمِّ سُلَيْمٍ بَعْدَ قُدُوْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ بِمُدَّةٍ، وَعُمَيْرٌ وَلَدُهُ مِنْهَا فِيْ ذٰلِكَ النِّكَاحِ تُوُفِّيَ وَهُوَ طِفْلٌ، فَهٰذَا أَخُوْهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي طَلْحَةَ يَذْكُرُ (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى عَلَيْهِ) .

۲۸۲۴: اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ ابوطلحہؓ نے جناب رسول اللہ ﷺ کو عمیر بن ابی طلحہ پر نماز جنازہ کے لئے بلایا جب اس کی وفات ہوگئی آپ تشریف لائے اور اس پر نماز جنازہ پڑھی آپ ﷺ آگے بڑھے ابوطلحہ آپ پیچھے تھے اور امّ سلیم ابوطلحہ کے پیچھے تھیں ان کے ساتھ اور کوئی شامل نہ تھا ابوطلحہ نے امّ سلیم سے شادی اس وقت کی جب جناب رسول اللہ ﷺ کو مدینہ منورہ آئے کچھ وقت گزر گیا اور یہ عمیر اسی نکاح کے بعد پیدا ہوئے اور بچپن میں وفات پا گئے یہ ان کا بھائی عبداللہ بیان کر رہا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے عمیر کی نماز جنازہ پڑھی۔

۲۸۲۵ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُعَاوِيَةَ قَالَ : ثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ سَعِيْدٍ الْجُبَيْرِيُّ قَالَ : ثَنَا أَبِيْ عَنْ زِيَادِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ حَيَّةَ عَنْ أَبِيْهِ فِيْمَا يَحْسِبُ عَبْدُ الْعَزِيْزِ يَشُكُّ فِيْ أَبِيْهِ خَاصَّةً عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : (الطِّفْلُ يُصَلِّىْ عَلَيْهِ) .

۲۸۲۵: زیاد بن جبیر بن حیہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں (عبدالعزیز راوی کو ان کے والد کے متعلق شک ہے) وہ مغیرہ بن شعبہ سے نقل کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بچے پر نماز پڑھی جائے گی۔

**تخریج** : ترمذی فی الجنائز باب۴۲، نسائی فی الجنائز باب۵۵، ۵۶، ۵۹، ابن ماجہ فی الجنائز باب۲۶، نمبر۱۵۰۷، مسند احمد ۲۴۷/۴، ۲۵۲۔

۲۸۲۶ : حَدَّثَنَا أَبُوْ أُمَيَّةَ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ : ثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ عَنْ لَيْثٍ عَنْ عَامِرٍ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (أَحَقُّ مَنْ صَلَّيْتُمْ عَلَيْهِ أَطْفَالُكُمْ) . وَقَدْ قَالَ عَامِرٌ الشَّعْبِيُّ (إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَانَ صَلّٰى عَلَى ابْنِهِ إِبْرَاهِيْمَ) وَلَمْ يَكُنْ لِيَقُوْلَ ذٰلِكَ إِلَّا وَقَدْ كَانَ ثَبَتَ عِنْدَهُ .

۲۸۲۶: عامر نے براءؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے بچے تمہاری نماز جنازہ کے زیادہ حقدار ہیں اور عامر شعبی کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنے بیٹے ابراہیم کی نماز جنازہ پڑھی۔

امام طحاویؒ فرماتے ہیں عامر شعبیؒ بھی تو جناب رسول اللہ ﷺ کی طرف نسبت کر رہے ہیں جبکہ ان کے ہاں یہ چیز ثابت شدہ ہے۔

۲۸۲۷ : حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ : (مَاتَ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ ابْنُ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا فَصَلّٰى عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) .

۲۸۲۷: شعبی کہتے ہیں کہ ابراہیم بن رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی اس وقت ان کی عمر چھ ماہ تھی تو ان پر جناب نبی اکرم ﷺ نے نماز جنازہ پڑھی۔

**تخریج** : ابن ماجہ فی الجنائز باب۲۷، ۱۵۱۱/۱۵۲۰۔

۲۸۲۸ : حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَنْصُوْرٍ قَالَ : ثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ جَمِيْلٍ قَالَ : حَدَّثَنِيْ شَرِيْكٌ عَنْ جَابِرٍ فَذَكَرَ مِثْلَهُ بِإِسْنَادِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ (وَهُوَ ابْنُ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا أَوْ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ شَهْرًا) .فَفِيْ هٰذِهِ الْآثَارِ إِثْبَاتُ الصَّلَاةِ عَلَى الْأَطْفَالِ .فَلَمَّا تَضَادَّتِ الْآثَارُ فِيْ ذٰلِكَ وَجَبَ أَنْ نَنْظُرَ إِلٰى مَا عَلَيْهِ عَمَلُ الْمُسْلِمِيْنَ الَّذِيْ قَدْ جَرَتْ عَلَيْهِ عَادَاتُهُمْ فَيُعْمَلُ عَلٰى ذٰلِكَ وَيَكُوْنُ نَاسِخًا لِمَا

خَالَفَهُ .فَكَانَتْ عَادَةُ الْمُسْلِمِينَ الصَّلَاةَ عَلٰى أَطْفَالِهِمْ، فَثَبَتَ مَا وَافَقَ ذٰلِكَ مِنَ الْآثَارِ، وَانْتَفٰى مَا خَالَفَهُ .فَهٰذَا وَجْهُ هٰذَا الْبَابِ مِنْ طَرِيْقِ الْآثَارِ .وَأَمَّا وَجْهُهُ مِنْ طَرِيْقِ النَّظَرِ، فَإِنَّا رَأَيْنَا الْأَطْفَالَ يُغَسَّلُوْنَ بِاتِّفَاقِ الْمُسْلِمِيْنَ عَلٰى ذٰلِكَ .وَقَدْ رَأَيْنَا الْبَالِغِيْنَ كُلُّ مَنْ غُسِّلَ مِنْهُمْ، صُلِّيَ عَلَيْهِ، وَمَنْ لَمْ يُغَسَّلْ مِنَ الشُّهَدَاءِ فَفِيْهِ اخْتِلَافٌ .فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُصَلِّيْ عَلَيْهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ لَا يُصَلِّيْ عَلَيْهِ، فَكَانَ الْغُسْلُ لَا يَكُوْنُ إِلَّا وَبَعْدَهُ صَلَاةٌ، وَقَدْ يَكُوْنُ الصَّلَاةُ وَلَا غُسْلَ قَبْلَهَا .فَلَمَّا كَانَ الْأَطْفَالُ يُغَسَّلُوْنَ كَمَا يُغَسَّلُ الْبَالِغُوْنَ، ثَبَتَ أَنْ يُّصَلِّيْ عَلَيْهِمْ، كَمَا يُّصَلِّيْ عَلَى الْبَالِغِيْنَ .هٰذَا هُوَ النَّظَرُ فِيْ هٰذَا الْبَابِ، وَقَدْ وَافَقَ مَا جَرَتْ عَلَيْهِ عَادَةُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنَ الصَّلَاةِ عَلَى الْأَطْفَالِ .وَهُوَ قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ، وَأَبِيْ يُوْسُفَ، وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى، وَقَدْ رُوِيَ ذٰلِكَ عَنْ جَمَاعَةٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۲۸۲۸: شریک نے جابر سے اس نے اپنی اسناد سے روایت بیان کی ہے البتہ روایت میں اتنا فرق ہے کہ اس نے سولہ ماہ کہا ہے یا اٹھارہ ماہ کہا ہے۔ یہ آثار بچوں پر نمازِ جنازہ کو ثابت کرتے ہیں۔ پس روایات میں ظاہری طور پر تضاد ہے۔ تو یہ غور کرنا چاہیے کہ مسلمانوں کا معمول کیا چلا آ رہا ہے۔ تاکہ اس پر عمل کیا جائے اور وہ دوسرے حکم کا ناسخ ہو۔ تو مسلمانوں کی عادت بچوں پر نمازِ جنازہ کا ادا کرنا ہے۔ پس جو روایات اس کے مطابق ہیں وہ ثابت ہو گئیں اور مخالف روایات کی خود نفی ہو گئی آثار کے پیش نظر اس باب کا حکم یہ ہے باقی نظر وفکر کے لحاظ سے اس کی صورت یہ ہے ہم دیکھتے ہیں کہ مرنے والے بچوں کو بالاتفاق غسل دیا جاتا ہے اور یہ بھی ہمارے سامنے ہے کہ جن بالغین کو غسل دیتے ہیں ان پر نمازِ جنازہ بھی پڑھتے ہیں۔ اور جن کو غسل نہیں دیا جاتا (جیسے شہداء) تو ان کی نمازِ جنازہ میں اختلاف ہے پس بعض کی نمازِ جنازہ پڑھی گئی اور بعض کی نہ پڑھی گئی۔ پس جہاں غسل ہے اس کے بعد نماز ہے اور بعض اوقات جنازہ تو پڑھتے ہیں۔ مگر اس سے پہلے غسل نہیں ہوتا۔ تو جب بچوں کو بھی بڑوں کی طرح غسل دیا جاتا ہے۔ تو اس سے ثابت ہوا کہ بالغوں کی طرح ان کی نمازِ جنازہ بھی پڑھی جائے' اس باب میں قیاس اسی بات کو چاہتا ہے اور مسلمانوں کا معمول بھی اسی طرح ہے۔ چنانچہ امام ابوحنیفہ' ابو یوسف اور محمد رحمہم اللہ کا مسلک یہی ہے' اور یہی بات صحابہ کرام ؓ کی ایک جماعت سے بھی مروی ہے۔

**حاصل روایات:** ان آثار میں بچوں پر نمازِ جنازہ کا ثبوت موجود ہے اب ان روایات کا تقاضا تو یہی ہے کہ بچوں پر نمازِ جنازہ پڑھی جائے۔

امت کے اجماعی عمل سے تائیدی دلیل۔

اب آثار میں متضاد روایات ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کے عمل پر نگاہ ڈالی جائے گی جو کہ ان کی عادت ثانیہ کے طور پر

منقول چلا آرہا ہے یہ عمل خود اس بات کا شاہد ہوگا کہ پہلا حکم منسوخ ہے مسلمانوں کی شروع زمانہ سے عادت چلی آرہی ہے کہ وہ بچوں پر نمازِ جنازہ پڑھتے ہیں پس جو آثار اس کے مطابق ہیں وہ ثابت وقائم ہیں جبکہ دوسرے منفی ہیں۔

## نظر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ :

مسلمان بالاتفاق مرنے والے چھوٹے بچوں کو غسل وکفن دیتے ہیں اور بالغوں کے متعلق غسل وکفن کے بعد نمازِ جنازہ سب کے ہاں مسلّم ہے اور شہداء جن کو غسل نہیں دیا جاتا ان کی نمازِ جنازہ میں اختلاف ہے بعض ان پر نماز کے قائل ہیں جبکہ دوسرے نہیں۔ اور جن کو غسل دیا جاتا ہے ان کی نماز تو بہر حال پڑھی جاتی ہے اگرچہ کبھی نماز پڑھی جاتی ہے اور غسل نہیں دیا جاتا (جیسے شہداء)

**نتیجہ:** پس نتیجہ یہ نکلا کہ جب بچوں کو بالغوں کی طرح غسل دیا جاتا ہے تو ان پر نماز بدرجہ اولیٰ ثابت ہونی چاہئے جیسا کہ بالغوں پر نماز پڑھی جاتی ہے۔

پس بتقاضائے نظر بھی بچوں پر نماز کا ثبوت مل گیا امام ابوحنیفہ ابویوسف محمد رحمہم اللہ کا یہی قول ہے۔

## عمل صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین رحمہم اللہ سے تائید:

۲۸۲۹ : حَدَّثَنَا يُوْنُسُ، قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ يُوْنُسَ، عَنْ نَافِعٍ أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، صَلّٰى فِي الدَّارِ عَلٰى مَوْلُوْدٍ لَهُ، ثُمَّ أَمَرَ بِهِ، فَحُمِلَ، فَدُفِنَ.

۲۸۲۹: نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق بیان فرمایا انہوں نے ایک گھر میں ایک نومولود پر نمازِ جنازہ پڑھی پھر اس کو اُٹھانے اور دفن کرنے کا حکم فرمایا۔

۲۸۳۰ : حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ، قَالَ : ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ، قَالَ : أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَاشِدٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ : إِذَا اسْتَهَلَّ الصَّبِيُّ وُرِثَ، وَصُلِّيَ عَلَيْهِ.

۲۸۳۰: عطاء نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا جب بچہ پیدائش کے بعد چیخ مارے تو وہ وارث بھی بن جاتا ہے اور اس پر نمازِ جنازہ بھی پڑھی جاتی ہے۔

**تخریج** : ترمذی فی الجنائز باب۴۳، نمبر۱۰۳۲، ابن ماجه فی الجنائز باب۲۶، نمبر۱۵۰۸۔

۲۸۳۱ : حَدَّثَنَا يُوْنُسُ، قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنِ ابْنِ لَهِيْعَةَ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِي حَبِيْبٍ، عَنْ مَنْصُوْرِ بْنِ أَبِي مَنْصُوْرٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ اُسْتُفْتِيَ فِي صَبِيٍّ مَوْلُوْدٍ مَاتَ : أَيُصَلّٰى عَلَيْهِ؟ قَالَ : نَعَمْ.

۲۸۳۱: ابومنصور نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ ان سے کسی نے دریافت کیا اگر کوئی بچہ مرجائے تو کیا اُس پر نمازِ

جنازہ پڑھی جائے گی انہوں نے کہا جی ہاں۔

۲۸۳۲: حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا وَهْبٌ قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ : رَأَيْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ صَلّٰى عَلٰى مَنْفُوْسٍ لَمْ يَعْمَلْ خَطِيْئَةً قَطُّ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ (اَللّٰهُمَّ أَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ) .

۲۸۳۲: یحییٰ بن سعید بن المسیّب نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے متعلق نقل کیا کہ انہوں نے اس جان (نابالغ بچے) پر نمازِ جنازہ پڑھی جس نے کبھی غلطی نہ کی تھی میں نے سنا کہ وہ اس طرح دعا کر رہے ہیں: **اللّٰهم اعذه من عذاب القبر۔**

**تخریج** : بیهقی ۱۵/٤۔

**حاصل آثار:** ان روایات سے صحابہ کرام کا نمازِ جنازہ پڑھنا ثابت ہوتا ہے۔

**نوٹ:** فصل اول کی روایات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں جبکہ فصل ثانی میں حضرت عائشہ عبداللہ بن ابی طلحہ براء بن عازب مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی روایات جنازہ کی نماز کو ثابت کرنے والی ہیں نفی والی روایات مضمون کے اعتبار سے غیر مفصل ہیں جبکہ فصل ثانی کی روایات صریح ہیں نیز تابعین کے آثار اور صحابہ کرام کے اقوال و اعمال سے بھی فصل ثانی کی روایات کا مضمون ثابت ہوتا ہے۔ نظر سے بھی اسی کی معاونت ملتی ہے پس بچے پر نمازِ جنازہ کا ثبوت بے غبار ہو گیا۔

## بَابُ الْمَشْيِ بَيْنَ الْقُبُوْرِ بِالنِّعَالِ

## قبرستان میں جوتے سمیت چلنا

**خلاصۃ المرام:** ① قبرستان میں جوتوں سمیت چلنے کو امام احمدؒ اور ظاہریہ نے ممنوع و مکروہ قرار دیا ② اور امام ابو حنیفہ مالک و شافعی رحمہم اللہ کے ہاں اس میں کوئی کراہت نہیں۔

فریق اوّل کا مؤقف اور دلیل: قبرستان میں جوتے سمیت نہ چلنا چاہئے یہ ممنوع اور سخت مکروہ ہے دلیل یہ روایت ہے۔

۲۸۳۳: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ قَالَ : ثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ شَيْبَانَ قَالَ : ثَنَا خَالِدُ بْنُ سَمِيْرٍ قَالَ : حَدَّثَنِيْ بَشِيْرُ بْنُ نَهِيْكٍ عَنْ بَشِيْرِ بْنِ الْخَصَاصِيَةِ (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأٰى رَجُلًا يَمْشِيْ بَيْنَ الْقُبُوْرِ فِيْ نَعْلَيْنِ فَقَالَ : وَيْحَكَ يَا صَاحِبَ السِّبْتِيَّتَيْنِ أَلْقِ سِبْتِيَّتَيْكَ).

۲۸۳۳: بشیر بن نہیک نے بشیر بن خصاصیہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ جوتوں سمیت قبور کے درمیان چل رہا تھا تو آپ نے فرمایا تیرا ناس ہو اے سبتی نعل والے اپنے جوتے کو اتار

دے۔

**تخریج** : ابو داؤد فی الجنائز باب۷۴ نمبر ۳۲۳۰ نسائی فی الجنائز باب۱۰۷ ابن ماجه فی الجنائز باب۴۶ مسند احمد ۸۳/۵ ۸۴ نمبر ۲۲۴۔

۲۸۳۴ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ : ثَنَا الْحِمَّانِيُّ قَالَ : ثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَسْوَدِ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ. قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ : فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى هٰذَا الْحَدِيثِ فَكَرِهُوا الْمَشْيَ بِالنِّعَالِ بَيْنَ الْقُبُورِ. وَخَالَفَهُمْ فِي ذٰلِكَ آخَرُونَ فَقَالُوا : قَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ ذٰلِكَ الرَّجُلَ بِخَلْعِ النَّعْلَيْنِ لَا لِأَنَّهُ كَرِهَ الْمَشْيَ بَيْنَ الْقُبُورِ بِالنِّعَالِ لٰكِنْ لِمَعْنًى آخَرَ مِنْ قَذَرٍ رَآهُ فِيهِمَا يُقَذِّرُ الْقُبُورَ. وَقَدْ رَأَيْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى وَعَلَيْهِ نَعْلَاهُ ثُمَّ أُمِرَ بِخَلْعِهِمَا فَخَلَعَهُمَا وَهُوَ يُصَلِّي فَلَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ عَلَى كَرَاهَةِ الصَّلَاةِ فِي النَّعْلَيْنِ وَلٰكِنَّهُ لِلْقَذَرِ الَّذِي كَانَ فِيهِمَا. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَدُلُّ عَلَى إِبَاحَةِ الْمَشْيِ بَيْنَ الْقُبُورِ بِالنِّعَالِ.

۲۸۳۴: وکیع نے اسود سے روایت کی پھر اپنی اسناد سے روایت نقل کی ہے۔امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں نے اس روایت کو اختیار کرتے ہوئے جوتوں سمیت قبروں کے درمیان چلنے کی ممانعت فرمائی ہے۔ دیگر علماء نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے فرمایا کہ ممکن ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی کو کسی اور وجہ سے جوتا اتار کر قبور کے درمیان چلنے کا حکم دیا ہو مثلاً کوئی گندگی وغیرہ اس کے جوتے کے ساتھ لگی ہو۔اس بناء پر نہیں کہ قبرستان میں جوتا اتار کر چلنا چاہیے۔ہم دیکھتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جوتے کے ساتھ نماز پڑھا رہے تھے پھر آپ کو اس کے اتارنے کا حکم دیا تو آپ نے جوتے نماز کے دوران ہی اُتار دیے۔ یہ اس بناء پر نہیں کہ جوتوں کے ساتھ نماز پڑھنا مکروہ ہے بلکہ چلتے ہوئے کہیں ان کے ساتھ گندگی لگ گئی (جس سے اتارنے کا حکم ہوا) دوسری طرف جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی روایات منقول ہیں جو جوتوں سمیت قبور کے درمیان چلنے کو درست ثابت کرتی ہیں۔

**حاصل روایات:** ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ قبور کے درمیان جوتے سمیت چلنا سخت ناپسندیدہ ہے آپ نے فوراً جو اتارنے کا حکم فرمایا پس قبور کے درمیان چلتے ہوئے جوتے کا استعمال درست نہیں۔

فریق ثانی کا موقف: قبور کے درمیان جوتوں سمیت چلنے میں کوئی حرج نہیں دلائل درج ذیل ہیں پہلے سابقہ روایات کا جواب ملاحظہ فرمائیں۔

**جواب**: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص کو جوتے اتارنے کا حکم فرمایا اس کی وجہ امر شرعی نہیں بلکہ دوسری وجہ ہو سکتی ہے یعنی ا کے جوتے میں گندگی لگی ہو جس کی وجہ سے اسے جوتا اتارنے کا حکم فرمایا اور اس کی نظیر وہ روایت ہے جس میں وارد ہے کہ جناب

رسول اللہ ﷺ جوتے سمیت نماز پڑھ رہے تھے جبرائیل امین علیہ السلام نے جوتا اتارنے کا حکم دیا آپ نے اتار دیا جبکہ آپ نماز میں مصروف تھے یہ اس وجہ سے نہیں اتارا بلکہ جوتے سے گندگی چمٹی ہوئی تھی جس کی وجہ سے جوتا اتارا یہاں بھی جوتوں میں نجاست ہوگی جس کی بناء پر آپ نے اتارنے کا حکم فرمایا۔

## جوتے سمیت قبور کے درمیان چلنے کی اباحت پر روایات ملاحظہ فرمائیں:

۲۸۳۵ :حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِيْ إِيَاسٍ، قَالَ : ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَ حَدِيْثًا طَوِيْلًا فِي الْمُؤْمِنِ إِذَا دُفِنَ فِيْ قَبْرِهِ (وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ إِنَّهُ لَيَسْمَعُ خَفْقَ نِعَالِكُمْ حِيْنَ تُوَلُّوْنَ عَنْهُ مُدْبِرِيْنَ) .

۲۸۳۵: ابوسلمہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا انہوں نے مؤمن کو دفن کرنے کے متعلق طویل روایت نقل کی ہے آپ نے ارشاد فرمایا مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے بے شک وہ تمہارے جوتوں کی کھٹ کھٹاہٹ کو سنتا ہے جبکہ تم واپس لوٹتے ہو۔

**تخریج** : بخاری فی الجنائز باب ٦٧، مسلم فی الجنة نمبر ٧١، ابو داؤد فی السنة باب ٢٤، مسند احمد ٢٣٣/٢۔

۲۸۳۶ :حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَطَاءٍ، قَالَ : أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ .

۲۸۳۶: عبدالوہاب بن عطاء کہتے ہیں کہ ہمیں محمد بن عمرو نے اپنی اسناد سے روایت نقل کی ہے۔

۲۸۳۷ :حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ : ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حُمَيْدٍ، قَالَ : ثَنَا وَكِيْعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ السُّدِّيِّ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ رَفَعَهُ ،مِثْلَهُ .فَهٰذَا يُعَارِضُ الْحَدِيْثَ الْأَوَّلَ، إِذَا كَانَ مَعْنَاهُ عَلٰى مَا حَمَلَهُ عَلَيْهِ أَهْلُ الْمَقَالَةِ الْأُوْلٰى .وَلٰكِنَّا لَا نَحْمِلُهُ عَلَى الْمُعَارَضَةِ، وَنَجْعَلُ الْحَدِيْثَيْنِ صَحِيْحَيْنِ، فَنَجْعَلُ النَّهْيَ الَّذِيْ كَانَ فِيْ حَدِيْثِ بَشِيْرٍ، لِلنَّجَاسَةِ الَّتِيْ كَانَتْ فِي النَّعْلَيْنِ، لِئَلَّا يُنَجِّسَ الْقُبُوْرَ، كَمَا قَدْ نُهِيَ أَنْ يُتَغَوَّطَ عَلَيْهَا، أَوْ يُبَالَ .وَحَدِيْثُ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَدُلُّ عَلٰى إِبَاحَةِ الْمَشْيِ بِالنِّعَالِ الَّتِيْ لَا قَذَرَ فِيْهَا بَيْنَ الْقُبُوْرِ .فَهٰذَا وَجْهُ هٰذَا الْبَابِ، مِنْ طَرِيْقِ تَصْحِيْحِ مَعَانِي الْآثَارِ .وَقَدْ جَاءَتِ الْآثَارُ مُتَوَاتِرَةً عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا قَدْ ذَكَرْنَا عَنْهُ، مِنْ صَلَاتِهِ فِيْ نَعْلَيْهِ، وَمِنْ خَلْعِهِ إِيَّاهُمْ فِيْ وَقْتِ مَا خَلَعَهُمَا لِلنَّجَاسَةِ الَّتِيْ كَانَتْ فِيْهِمَا، وَمِنْ إِبَاحَةِ النَّاسِ الصَّلَاةَ فِي النِّعَالِ.

۲۸۳۷: سدی نے اپنے والد سے انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔ یہ روایت پہلی روایت کے معارض ہے جب کہ اس کا معنیٰ وہی لیا جائے جو قول اول کے قائلین نے اختیار کیا ہے۔ مگر ہم اس کو معارضہ پر محمول نہیں کرتے بلکہ دونوں روایات کو درست قرار دیتے ہیں۔ پس بشیر رضی اللہ عنہ والی روایت کو نعلین کو گندگی سے ملوث ہونے کی حالت پر محمول کرتے ہیں تاکہ قبرستان میں نجاست نہ پھیلے جیسا کہ قبرستان میں بول و براز سے منع کیا گیا ہے اور حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ والی روایت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ صاف جوتوں کے ساتھ قبرستان میں جایا جاسکتا ہے۔ آثار کے معانی کی تصحیح کی یہی صورت ہے اور نعلین میں نماز پڑھنے سے متعلق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کثیر روایات وارد ہوئی ہیں اور آپ کا ان کو اتارنا اس نعلین کے ساتھ لگنے والی نجاست کی وجہ سے تھا ورنہ نعلین پاک میں نماز مباح ہے مندرجہ روایات کو ملاحظہ کریں۔

**حاصل روایات:** یہ روایات پہلی روایات کے معارض ہیں جبکہ ان روایات کا مفہوم وہ لیا جائے جو فریق اوّل نے کہا ہے اور اگر دونوں احادیث میں تطبیق دی جائے کہ حضرت بشیرؓ والی روایت میں ممانعت کو ان لوگوں سے متعلق کیا جائے جن کے جوتے میں نجاست لگی ہوتا کہ اس سے قبور ملوث نہ ہوں جیسا کہ قبور پر پیشاب و پاخانہ سے منع کیا گیا ہے اور روایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو صاف جوتے کے ساتھ چلنے کی اباحت پر محمول کیا جائے۔

آثار کے معانی کو سامنے رکھ کر یہ بات ہم نے ذکر کر دی۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آثار متواترہ وارد ہیں جو نعلین کے پہننے کی حالت میں نماز فرض کے جواز کو ثابت کر رہے ہیں صرف وہ ایک موقعہ ہے جب کہ نعلینؑ سے نجاست لگ جانے کی وجہ سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دوران نماز اتار دیا تھا۔ روایات ملاحظہ ہوں۔

**۲۸۳۸: فَمِنْ ذٰلِكَ مَا قَدْ حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ : قَالَ : ثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ حَمْزَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ : (خَلَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعْلَيْهِ، وَهُوَ يُصَلِّيْ، فَخَلَعَ مَنْ خَلْفَهُ فَقَالَ مَا حَمَلَكُمْ عَلٰى خَلْعِ نِعَالِكُمْ؟ قَالُوْا : رَأَيْنَاكَ خَلَعْتَ فَخَلَعْنَا فَقَالَ إِنَّ جِبْرَائِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَخْبَرَنِيْ أَنَّ فِيْ أَحَدِهِمَا قَذَرًا، فَخَلَعْتُهُمَا لِذٰلِكَ، فَلَا تَخْلَعُوْا نِعَالَكُمْ) .**

۲۸۳۸: علقمہ نے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں جوتے نماز کے دوران اتار دیئے تو صحابہ کرام نے بھی اپنے جوتے اتار دیئے۔ (نماز کے بعد) آپ نے فرمایا تم نے اپنے جوتے کیوں اتارے؟ انہوں نے عرض کیا ہم نے آپ کو جوتے اتارتے دیکھا تو ہم نے بھی اتار دیئے آپ نے فرمایا مجھے جبرائیل علیہ السلام نے بتلایا کہ میرے ایک جوتے کے ساتھ نجاست لگی ہے تو میں نے دونوں اس وجہ سے اتار دیئے (کہ معلوم نہیں کہ کون سے جوتے کے ساتھ نجاست ہے) تم اپنے جوتے مت اتارو یعنی تمہیں اپنے

جوتے نہ اتارنے چاہئے تھے۔

**تخریج** : ابو داؤد فی الصلاۃ باب۸۸' نمبر ۶۵۰' مسند احمد ۹۲/۳۔

۲۸۳۹ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِیْ عَقِیْلٍ' قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زِیَادٍ' قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ' عَنْ أَبِیْ مَسْلَمَةَ' سَعِیْدِ بْنِ زَیْدٍ الْأَزْدِیِّ' قَالَ : (سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَكَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ فِی النَّعْلَیْنِ ؟ فَقَالَ : نَعَمْ) .

۲۸۳۹: ابوسلمہ سعید بن یزید ازدی کہتے ہیں کہ میں نے انس بن مالکؓ سے دریافت کیا کیا جناب رسول اللہ ﷺ نعلین میں نماز ادا فرماتے تھے؟ انہوں نے کہا جی ہاں۔

**تخریج** : بخاری ۵۶/۱' مسلم ۲۰۸/۱' ترمذی ۹۲/۱' نسائی ۱۲۵/۱۔

۲۸۴۰ : حَدَّثَنَا فَهْدٌ' قَالَ : ثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ' قَالَ : ثَنَا زُهَیْرُ بْنُ مُعَاوِیَةَ' قَالَ : ثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ' عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ قَیْسٍ وَلَمْ یَسْمَعْهُ مِنْهُ' أَنَّ (عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَتٰى أَبَا مُوْسَى الْأَشْعَرِیَّ' فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ .فَقَالَ أَبُوْ مُوْسٰى : تَقَدَّمْ یَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ' فَإِنَّك أَقْدَمُ سِنًّا' وَأَعْلَمُ .فَقَالَ : تَقَدَّمْ أَنْتَ' فَإِنَّمَا أَتَیْنَاك فِیْ مَنْزِلِكَ وَمَسْجِدِكَ' فَأَنْتَ أَحَقُّ' فَتَقَدَّمَ أَبُوْ مُوْسٰى' فَخَلَعَ نَعْلَیْهِ .فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ : مَا أَرَدْتَ إِلٰى خَلْعِهِمَا أَبِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى أَنْتَ ؟ لَقَدْ رَأَیْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ فِی الْخُفَّیْنِ وَالنَّعْلَیْنِ) .

۲۸۴۰: ابواسحاق نے علقمہ سے نقل کیا (اسحاق کا سماع علقمہ سے ثابت نہیں) کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ ابوموسیٰ اشعریؓ کے پاس آئے اور نماز کا وقت آ گیا تو ابوموسیٰ نے کہا اے ابوعبدالرحمٰن امامت کراؤ کیونکہ تم زیادہ علم اور زیادہ عمر والے ہو انہوں نے کہا تم آگے بڑھو اس لئے کہ ہم آپ کے ٹھکانے اور نماز کی جگہ میں آئے ہیں اور آپ زیادہ حقدار ہیں تو ابوموسیٰ اشعری آگے بڑھے اور انہوں نے اپنے نعل اتارے جب سلام پھیرا تو عبداللہ کہنے لگے تمہارا ان جوتوں کے اتارنے کا کیا مقصد تھا کیا تم طویٰ کی مقدس وادی میں تھے؟ ہم نے جناب رسول اللہ ﷺ کو اپنے خفین اور نعلین سمیت نماز ادا کرتے دیکھا۔

**تخریج** : ابن ماجه فی الاقامه باب۶۶' نمبر ۱۰۳۹۔

۲۸۴۱ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِیْ دَاوٗدَ' قَالَ : ثَنَا أَبُو الْوَلِیْدِ' قَالَ : ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ' عَنْ أَبِیْ نَعَامَةَ' عَنْ أَبِیْ نَضْرَةَ' عَنْ أَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ' قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ (إِذَا أَتٰى أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ' فَلْیَنْظُرْ فِیْ نَعْلَیْهِ' فَإِنْ كَانَ فِیْهِمَا أَذًى أَوْ قَذَرٌ' فَلْیَمْسَحْهُمَا' ثُمَّ لِیُصَلِّ فِیْهِمَا)

۲۸۴۱: ابونضرہ نے ابوسعید خدریؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم مسجد میں آؤ تو اپنے جوتوں کو دیکھ لیا کرو اگر ان میں گندگی چمٹی ہو تو صاف کر لو پھر ان میں نماز پڑھ لو۔

**تخریج** : مسند احمد ۹۲/۳۔

۲۸۴۲ : حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ (رَجُلٍ مِنْ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ كَعْبٍ، قَالَ : كُنْتُ جَالِسًا مَعَ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ رَجُلٌ : يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَنْتَ نَهَيْتَ النَّاسَ أَنْ يُصَلُّوْا فِيْ نِعَالِهِمْ ؟ فَقَالَ : مَا فَعَلْتُ، غَيْرَ أَنِّيْ وَرَبِّ هٰذِهِ الْحُرْمَةِ، رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى فِيْ هٰذَا الْمَقَامِ، وَأَنَّ نَعْلَيْهِ عَلَيْهِ) .

۲۸۴۲: بنی حارث بن کعب کے ایک آدمی نے بیان کیا کہ میں جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھا تھا تو ایک آدمی کہنے لگا اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کیا تم نے لوگوں کو جوتوں میں نماز پڑھنے سے روکا ہے تو انہوں نے جواب دیا میں نے ایسا نہیں کیا مجھے اس حرمت کے رب کی قسم ہے میں نے خود جناب نبی اکرم ﷺ کو اس مقام پر اپنے جوتوں سمیت نماز پڑھتے دیکھا ہے۔

**تخریج** : ابن ابی شیبہ ۱۷۹/۲، عبدالرزاق ۳۸۵/۱ مثلہ۔

۲۸۴۳ : حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ حُذَيْفَةَ، قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، قَالَ : أَخْبَرَنِيْ مَنْ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ : (إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى فِيْ نَعْلَيْهِ) .

۲۸۴۳: عبدالملک کہتے ہیں کہ مجھے اس نے بتلایا جس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنے نعلین میں نماز ادا فرمائی۔

۲۸۴۴ : حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ : أَنَا شَرِيْكٌ، عَنْ زِيَادٍ الْحَادِيْ، قَالَ : سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَذَكَرَ مِثْلَهُ .

۲۸۴۴: زیاد الحادی کہتے ہیں کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے خود سنا پھر اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔

۲۸۴۵ : حَدَّثَنَا رَبِيْعٌ الْجِيْزِيُّ وَصَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَا : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، قَالَ : ثَنَا مُجَمِّعُ بْنُ يَعْقُوْبَ الْأَنْصَارِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ : (قِيْلَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ حَبِيْبَةَ، مَا تَذْكُرُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؟ قَالَ : رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى فِيْ نَعْلَيْهِ) .

۲۸۴۵: محمد بن اسماعیل کہتے ہیں کہ عبداللہ بن ابی حبیبہ سے پوچھا گیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی کون سی بات تمہیں

یاد ہے انہوں نے کہا میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے اپنے نعلین میں نماز ادا کی۔

**تخریج** : مسند احمد ٣٣٤/٤۔

٢٨٤٦ : حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ، قَالَ : ثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهٖ (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، صَلّٰى حَافِيًا وَّمُنْتَعِلًا).

٢٨٤٦: عمرو بن شعیب نے اپنے والد و دادا سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ننگے پاؤں اور جوتے سمیت نماز ادا کی۔

**تخریج** : ابو داؤد فی الصلاة باب٨٨، نمبر٦٥٣، نسائی فی السهو باب١٠٠، ابن ماجه فی الاقامه باب٦٦، نمبر١٠٣٨، مسند احمد ١٧٤/٢، ٢٠٦۔

٢٨٤٧ : حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ حُذَيْفَةَ، عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنِ السُّدِّيِّ قَالَ : أَخْبَرَنِيْ مَنْ سَمِعَ ابْنَ حُرَيْثٍ يَقُوْلُ : (رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فِيْ نَعْلَيْنِ مَخْصُوْفَتَيْنِ).

٢٨٤٧: سدی کہتے ہیں کہ مجھے اس نے بتلایا جس نے ابن حریث سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے جناب نبی اکرم ﷺ کو اپنے چمڑہ چڑھے ہوئے نعلین میں نماز پڑھتے دیکھا۔

**تخریج** : ابن ابی شیبه ١٧٩/٢۔

٢٨٤٨ : حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا وَهْبٌ، وَأَبُو الْوَلِيْدِ، قَالَا : ثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَالِمٍ فِيْ حَدِيْثِ وَهْبٍ، عَنِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ أَوْسٍ، وَفِيْ حَدِيْثِ أَبِي الْوَلِيْدِ، قَالَ : (سَمِعْتُ رَجُلًا جَدُّهٗ أَوْسُ بْنُ أَبِيْ أَوْسٍ، قَالَ : كَانَ جَدِّيْ يُصَلِّيْ فَيَأْمُرُنِيْ أَنْ أُنَاوِلَهٗ نَعْلَيْهِ، فَيَنْتَعِلَ وَيَقُوْلَ : رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فِيْ نَعْلَيْهِ).

٢٨٤٨: نعمان بن سالم نے حدیث وہب میں عمرو بن اوس اور حدیث ابوالولید میں بیان کیا کہ میں نے اس آدمی سے سنا جس کا دادا اوس بن ابی اوس ہے کہ میرے دادا نماز پڑھنے لگتے تو مجھ سے جوتا منگواتے اور اس کو پہن کر کہتے کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو اپنے جوتوں سمیت نماز پڑھتے دیکھا۔

**تخریج** : ابن ماجه فی الاقامه باب٦٦، نمبر١٠٣٧۔

٢٨٤٩ : حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا وَهْبٌ، فَذَكَرَ مِثْلَ مَا ذَكَرَ أَبُوْ بَكْرَةَ، عَنْ وَهْبٍ .

٢٨٤٩: ابن مرزوق نے وہب سے پھر ابوبکرہ نے جو وہب سے نقل کیا اسی طرح روایت کی ہے۔

**تخریج** : ابن ابی شیبہ ۱۲۹/۲۔

۲۸۵۰ :حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا أَسَدٌ، قَالَ : ثَنَا قَيْسُ بْنُ الرَّبِيعِ، عَنْ عُمَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، يَعْنِي ابْنَ الْمُغِيْرَةِ الطَّائِفِيَّ، عَنْ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ، أَوْ أَوْسِ بْنِ أُوَيْسٍ، قَالَ : (أَقَمْتُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِصْفَ شَهْرٍ، فَرَأَيْتُهُ يُصَلِّي وَعَلَيْهِ نَعْلَانِ مُقَابَلَتَانِ).

۲۸۵۰: عبدالملک یعنی ابن المغیرہ طائفی نے اوس بن اوس یا اوس بن اویس سے روایت کی ہے کہ میں جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں نصف ماہ رہا میں نے دیکھا کہ آپ جوتوں سمیت نماز ادا فرما رہے ہیں وہ جوتے تسمہ دار ہیں۔

**تخریج** : مسند احمد۔

۲۸۵۱ :حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ رَبِيْعَةَ، قَالَ : ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ أَرْطَاةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ فَيْرُوْزَ، عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ (وَفْدَ ثَقِيْفٍ قَدِمُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالُوْا : فَرَأَيْنَاهُ يُصَلِّيْ، وَعَلَيْهِ نَعْلَانِ مُقَابَلَتَانِ) . فَلَمَّا كَانَ دُخُوْلُ الْمَسَاجِدِ بِالنِّعَالِ غَيْرَ مَكْرُوْهٍ، وَكَانَتِ الصَّلَاةُ بِهَا أَيْضًا غَيْرَ مَكْرُوْهَةٍ، كَانَ الْمَشْيُ بِهَا بَيْنَ الْقُبُوْرِ أَحْرٰى أَنْ لَا يَكُوْنَ مَكْرُوْهًا .وَهٰذَا قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ، وَأَبِيْ يُوْسُفَ، وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى .

۲۸۵۱: عبدالملک نے سعید بن فیروز سے انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا کہ وفد ثقیف جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا کہ ہم نے آپ کو دو تسمہ دار جوتوں میں نماز پڑھتے دیکھا۔ جب مساجد میں جوتوں کے ساتھ داخلہ مکروہ نہیں اور جوتوں کیساتھ نماز بھی مکروہ نہیں تو ان جوتوں کے ساتھ قبور کے درمیان چلنا زیادہ مناسب ہے کہ مکروہ نہ ہو۔ یہ امام ابوحنیفہ ابو یوسف محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔

**تخریج** : المعجم الکبیر ۲۱۹/۱۔

**حاصل روایات**: ان تمام روایات میں آپ ﷺ کا فرض و نفل نماز نعلین سمیت پڑھنا ثابت ہو رہا ہے تو اس میں کوئی کراہت کا شائبہ نہیں اور مسجد میں جوتوں سمیت داخل ہونا بھی درست ہے تو قبور کے درمیان چلنا بدرجہ اولیٰ درست اور غیر ممنوع اور غیر مکروہ ہوگا۔

یہ امام ابوحنیفہ ابو یوسف محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔

**اللغات** :نعلین سبتیین۔ سبت مقام کے بنے ہوئے جوتے۔ نعلین مخصوفین۔ دوہرے چمڑے والا جوتا۔ نعلان مقابلتان۔ تسمہ دار جوتے۔

**نوٹ** :اس باب میں فریق اوّل کی تو صرف ایک روایت حضرت شعبہؓ والی پیش کی گئی جو کہ محتمل ہے اور اس کے بالمقابل ابو

ہریرہ رضی اللہ عنہ والی روایت واضح ہے مزید دس صحابہ کی روایت جوتوں سمیت نماز اور مسجد میں، داخلے کو ثابت کر رہی ہیں تو قبرستان میں چلنا کوئی مسجد سے اعلیٰ نہیں کہ جوتا جائز ہو اور مسجد میں تو درست ہو پس یہ باب مکروہ تحریمی اور اس کے بالمقابل بلا کراہت اباحت کا باب ہے۔

## بَابُ الدَّفْنِ بِاللَّيْلِ

### رات کو تدفین

**خلاصۃ المرام:** ① امام حسن بصریؒ اور سعید بن المسیّب کے ہاں رات کو دفن مکروہ ہے ② جبکہ تمام ائمہ کے ہاں میت کو رات کے وقت دفن میں کوئی کراہت نہیں۔

**فریق اوّل کا موقف اور دلیل:** رات کو دفن کرنا مکروہ ہے جیسا کہ ان روایات میں موجود ہے۔

۲۸۵۲ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ : ثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ، قَالَ : ثَنَا مُبَارَكُ بْنُ فَضَالَةَ، قَالَ : ثَنَا نَصْرُ بْنُ رَاشِدٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ (رَجُلًا مِنْ بَنِي عُذْرَةَ، دُفِنَ لَيْلًا، وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَهٰى عَنِ الدَّفْنِ لَيْلًا) .

۲۸۵۲: نصر بن راشد نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ بنی عذرہ کا ایک آدمی رات کو دفن کر دیا گیا اور اس پر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ جنازہ نہ پڑھی تو آپ نے رات کو دفن سے روک دیا۔

**تخریج** : ابن ماجه في الجنائز باب ۳۰، نمبر ۱۵۲۱۔

۲۸۵۳ : حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِمْرَانَ، قَالَ : حَدَّثَنِيْ أَبِيْ، قَالَ : حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِيْ لَيْلٰى، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : (لَا تَدْفِنُوْا مَوْتَاكُمْ بِاللَّيْلِ) . قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَكَرِهَ قَوْمٌ دَفْنَ الْمَوْتٰى فِي اللَّيْلِ، وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ. وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ، فَلَمْ يَرَوْا بِالدَّفْنِ فِي اللَّيْلِ بَأْسًا. وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ.

۲۸۵۳: نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے مردوں کو رات کے وقت دفن مت کرو۔ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بعض علماء نے میت کو رات میں دفن کرنے کو مکروہ قرار دیا اور انہوں نے اس روایت کو دلیل بنایا۔ دیگر علماء نے ان سے اختلاف کیا ان کا ہاں کو دفن میں کچھ بھی ہرج نہیں ان کی دلیل مندرجہ روایات ہیں۔

**تخریج** : ابن ماجه في الجنائز باب ۳۰، نمبر ۱۵۱۹۔

**حاصل روایات:** ان روایات سے ثابت ہو رہا ہے کہ میت کی رات کو تدفین ممنوع و مکروہ ہے۔

## فریق ثانی کا موقف اور دلیل:

رات کو دفن میں کچھ کراہت نہیں جیسا کہ ان روایات سے ثابت ہوگا۔

۲۸۵۴ :بِمَا حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ أَحْمَدَ ، قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ : (رُئِيَ فِي الْمَقْبَرَةِ لَيْلًا نَارٌ ، فَإِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَبْرٍ ، وَهُوَ يَقُوْلُ : نَاوِلُوْنِيْ صَاحِبَكُمْ) .

۲۸۵۴:عمرو بن دینار نے جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ رات کو قبرستان میں آگ کی روشنی نظر آئی اچانک دیکھنے پر معلوم ہوا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں کھڑے ہیں اور فرما رہے ہیں اپنے ساتھی کو مجھے پکڑاؤ۔

**تخریج** : ترمذی فی الجنائز باب ٦٣ ' نمبر ١٠٥٧ ۔

۲۸۵۵ :حَدَّثَنَا فَهْدٌ ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ ، قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ الطَّائِفِيُّ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ ، قَالَ : أَخْبَرَنِيْ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ، أَوْ قَالَ : سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ مِثْلَهُ .وَزَادَ (هُوَ الرَّجُلُ الَّذِيْ كَانَ يَرْفَعُ صَوْتَهُ بِالْقُرْآنِ) . فَفِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ إِبَاحَةُ الدَّفْنِ فِي اللَّيْلِ .وَيَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ النَّهْيُ الَّذِيْ ذَكَرْنَا فِي الْبَابِ الْأَوَّلِ ، لَيْسَ مِنْ طَرِيْقِ كَرَاهَةِ الدَّفْنِ بِاللَّيْلِ ، وَلٰكِنْ لِإِرَادَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُصَلِّيَ عَلٰى جَمِيْعِ مَوْتَى الْمُسْلِمِيْنَ ، لِمَا يَكُوْنُ لَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ مِنَ الْفَضْلِ وَالْخَيْرِ بِصَلَاتِهِ عَلَيْهِمْ .

۲۸۵۵:عمرو بن دینار کہتے ہیں کہ مجھے جابر بن عبداللہ نے بتلایا یا میں نے جابر سے سنا ہے پھر روایت اسی طرح نقل کی البتہ یہ اضافہ ہے کہ وہ وہی شخص تھا جو بلند آواز سے قرآن پڑھتا تھا۔اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ رات میں دفن مباح ہے یہ کہنا ممکن ہے کہ اول میں مذکورہ روایت میں رات کو دفن کی کراہت نہ ہو۔ بلکہ مقصد یہ ہو مسلمان مرنے والوں پر نماز جنازہ پڑھنے کا ارادہ لوگوں کے سامنے ظاہر کیا جائے کیونکہ آپ کی نماز جنازہ ان کے لئے اضافہ خیر و فضیلت کا باعث تھی۔

جواب روایت (۱): دفن کی ممانعت والی روایت میں دفن کی ممانعت کراہت تدفین کی وجہ سے نہیں بلکہ آپ کی طبیعت میں یہ بات تھی کہ تمام اموات کی نماز جنازہ آپ خود ادا فرمائیں کیونکہ اس میں جو خیر و برکت ہے وہ اور کسی کی نماز جنازہ میں نہیں ہے جیسا فرمایا ان صلاتك سكن لهم آپ کی دعا ان کے سکون و اطمینان کا باعث ہے۔

## روایات سے تصدیق:

۲۸۵۶ : فَإِنَّهُ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ ، قَالَ : ثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى ، قَالَ : ثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ

حَكِيمٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : (لَا أَعْرِفَنَّ أَحَدًا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ مَاتَ إِلَّا آذَنْتُمُوْنِيْ لِلصَّلَاةِ عَلَيْهِ، فَإِنَّ صَلَاتِيْ عَلَيْهِمْ رَحْمَةٌ) .

۲۸۵۶: عثمان بن حکیم انصاری نے خارجہ بن زید بن ثابتؓ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم مجھے ہر فوت ہونے والے مسلمان کی اطلاع دو تا کہ میں اس پر نماز جنازہ پڑھوں میری نماز ان کے لئے رحمت ہے۔

**تخریج** : نسائی فی الجنائز باب ۹۴ ' ابن ماجه فی الجنائز باب ۳۲ ' مسند احمد ۳۸۸/٤۔

۲۸۵۷ : وَكَمَا حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ : ثَنَا الْحِمَّانِيُّ، قَالَ : ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِيْ رَافِعٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ دَخَلَ الْمَقْبَرَةَ فَصَلّٰى عَلٰى رَجُلٍ بَعْدَمَا دُفِنَ وَقَالَ : مُلِئَتْ هٰذِهِ الْمَقْبَرَةُ نُوْرًا بَعْدَ أَنْ كَانَتْ مُظْلِمَةً عَلَيْهِ) . فَيَكُوْنُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَادَ بِنَهْيِهِ عَنْ دَفْنِ الْمَوْتٰى فِي اللَّيْلِ، لِيَكُوْنَ هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْهِمْ، فَيُصِيْبُوْنَ بِصَلَاتِهِ مَا وَصَفْنَا مِنَ الْفَضْلِ .وَقَدْ قِيْلَ : إِنَّهُ إِنَّمَا نَهٰى عَنْ ذٰلِكَ لِمَعْنًى غَيْرِ هٰذَا .

۲۸۵۷: ابو رافع نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے آپ قبرستان میں داخل ہوئے اور وہاں ایک آدمی کی قبر پر دفن کے بعد نماز جنازہ پڑھی اور فرمایا یہ قبر اس کے لئے روشنی سے بھر دی گئی اس سے پہلے وہ اندھیر تھی۔ آپ ﷺ نے ان کو رات کے وقت مردوں کو دفن سے اس لئے منع فرمایا تا کہ آپ خود ان پر جنازہ پڑھیں اور آپ کے نماز پڑھنے سے ان کو سعادت میسر ہو اور یہ بھی کیا گیا کہ یہ ممانعت دفن کسی اور وجہ سے تھی۔

**تخریج** : مسلم فی الجنائز نمبر ۷۱۔

**حاصل روایات**: اس سے ثابت ہو گیا کہ ممانعت رات کے وقت دفن کی اس لئے فرمائی تا کہ کوئی میت آپ کی نماز جنازہ سے محروم نہ رہ جائے اور اس نماز جنازہ سے ان کو خوش نصیبی میسر ہو۔

جواب نمبر ②: کچھ لوگ اپنی اموات کو اچھی طرح کفن نہ دیتے تھے اور رات کو جیسے کیسے ہوتا دفن کر دیتے تو آپ نے رات کے وقت دفن کی ممانعت فرما دی تا کہ ان لوگوں کی غلط حرکت کا خاتمہ ہو۔ جیسا کہ اس روایت میں ہے۔

۲۸۵۸ : حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حُمْرَانَ، عَنْ أَشْعَثَ، عَنِ الْحَسَنِ، (أَنَّ قَوْمًا كَانُوْا يُسِيْئُوْنَ أَكْفَانَ مَوْتَاهُمْ، فَيَدْفِنُوْنَهُمْ لَيْلًا، فَنَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ دَفْنِ اللَّيْلِ) .فَأَخْبَرَ الْحَسَنُ أَنَّ النَّهْيَ عَنِ الدَّفْنِ لَيْلًا إِنَّمَا كَانَ لِهٰذِهِ الْعِلَّةِ، لَا لِأَنَّ اللَّيْلَ يُكْرَهُ الدَّفْنُ فِيْهِ .وَقَدْ رُوِيَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ نَحْوًا مِنْ ذٰلِكَ .

۲۸۵۸: اشعث نے حسنؒ سے روایت کی کہ کچھ لوگ اپنے اموات کے کفن اچھے طریقہ سے نہ دیتے تھے اور اسی

طرح میت کورات کے وقت دفن کر کے پیچھا چھڑاتے تو جناب رسول اللہ ﷺ نے رات کی تدفین سے ممانعت کر دی۔ حسنؒ نے بتلایا کہ رات کے وقت دفن سے ممانعت اس وجہ سے تھی اس بناء پر نہیں کہ رات کو دفن میں کچھ کراہت ہے اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے اسی طرح کی روایت آئی ہے۔

**حاصل روایات:** کہ رات کو تدفین کی ممانعت کا سبب یہ تھا اس وجہ سے نہیں کہ رات کو تدفین ممنوع و مکروہ ہے۔

## روایت جابر رضی اللہ عنہ سے وضاحت:

۲۸۵۹ : حَدَّثَنَا رَوْحٌ هُوَ ابْنُ الْفَرَجِ، قَالَ : ثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ، قَالَ : ثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ ابْنِ أَبِيْ جَعْفَرٍ، عَنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : (خَطَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَذَكَرَ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِهِ قُبِضَ، فَكُفِّنَ غَيْرَ طَائِلٍ، وَدُفِنَ لَيْلًا فَزَجَرَ أَنْ يُقْبَرَ رَجُلٌ لَيْلًا لِكَيْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ إِلَّا أَنْ يُضْطَرَّ إِلَى ذٰلِكَ وَقَالَ : إِذَا وَلِيَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُحْسِنْ كَفَنَهُ). فَجَمَعَ فِيْ هٰذَا - يَعْنِي الْحَدِيْثَ - الْعِلَّتَيْنِ اللَّتَيْنِ قِيْلَ إِنَّ النَّهْيَ كَانَ مِنْ أَجْلِهِمَا، فَلَا بَأْسَ بِالصَّلَاةِ عَلَى الْمَوْتٰى بِاللَّيْلِ وَدَفْنِهِمْ فِيْهِ أَيْضًا .وَهٰذَا قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ وَأَبِيْ يُوْسُفَ، وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى. وَقَدْ فُعِلَ ذٰلِكَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدُفِنَ بِاللَّيْلِ .

۲۸۵۹: زبیر نے جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے ایک دن خطبہ دیا اور ایک صحابہ کا تذکرہ ہوا جنہوں نے وفات پائی اوران کو اچھی طرح کفن نہیں دیا گیا اور رات ہی کو دفن کر دیا گیا آپ نے اس بات پر ڈانٹا کہ رات کو دفن کیا جائے تا کہ اسکی نماز جنازہ پڑھی جائے ہاں کوئی مجبوری ہو تو الگ بات ہے آپ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کا ذمہ لے تو اس کو اچھے انداز سے کفن دے۔ اس روایت وہ دونوں علتیں جمع کر دی گئیں جن کی بناء پر ممانعت کہی جاتی ہے۔ پس رات کے وقت میت پر نماز میں کچھ حرج نہیں اسی طرح دفن میں بھی۔ یہ امام ابوحنیفہ ابو یوسف محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔ جناب رسول اللہ ﷺ کی تدفین رات کے وقت میں ہوئی۔

**تخریج** : مسلم فی الجنائز نمبر ۴۹۔

**حاصل روایات:** اس روایت میں ممانعت کی دونوں وجوہ کو اپنے اندر جمع کر دیا ہے اس سے ثابت ہو گیا کہ میت پر نہ تو نماز جنازہ میں رات کے وقت کچھ حرج ہے اور نہ ہی ان کے دفن میں کوئی شرعی قباحت پائی جاتی ہے۔

یہی قول امام ابوحنیفہ ابو یوسف محمد رحمہم اللہ کا ہے۔

## تدفین رسول اللہ ﷺ سے استشہاد:

جناب رسول اللہ ﷺ کو رات کے وقت دفن کیا گیا جیسا کہ اس روایت میں وارد ہے۔

۲۸۶۰ : حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ : ثَنَا يُوْسُفُ بْنُ بُهْلُوْلٍ، قَالَ : ثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ

إِسْحَاقَ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : مَا عَلِمْنَا بِدَفْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى سَمِعْنَا صَوْتَ الْمَسَاحِيْ فِيْ آخِرِ اللَّيْلِ اللَّيْلَةَ الْاَرْبِعَاءَ .وَهٰذَا بِحَضْرَةِ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُنْكِرُهُ أَحَدٌ مِنْهُمْ .فَدَلَّ ذٰلِكَ عَلٰى أَنَّ مَا كَانَ مِنْ نَهْيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدَّفْنِ لَيْلًا إِنَّمَا كَانَ لِعَارِضٍ، لَا لِأَنَّ اللَّيْلَ يُكْرَهُ الدَّفْنُ فِيْهِ إِذَا لَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ لِعَارِضٍ .وَقَدْ قَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ : (ثَلَاثُ سَاعَاتٍ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَانَا أَنْ نُصَلِّيَ فِيْهِنَّ، وَأَنْ نَقْبُرَ فِيْهِنَّ مَوْتَانَا : حِيْنَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ حَتّٰى تَرْتَفِعَ، وَحِيْنَ يَقُوْمُ قَائِمُ الظَّهِيْرَةِ حَتّٰى يَمِيْلَ، وَحِيْنَ تَضِيْفُ الشَّمْسُ لِلْغُرُوْبِ حَتّٰى تَغْرُبَ) وَقَدْ ذَكَرْنَا ذٰلِكَ بِإِسْنَادِهٖ فِيْمَا تَقَدَّمَ مِنْ كِتَابِنَا هٰذَا .فَدَلَّ ذٰلِكَ أَنَّ مَا سِوٰى هٰذِهِ الْاَوْقَاتِ بِخِلَافِهَا فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْمَوْتٰى وَدَفْنِهِمْ فِي الْكَرَاهَةِ .

۲۸۶۰: عمرہ بنت عبدالرحمٰن نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ ہمیں دفن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم نہ ہوا یہاں تک کہ ہم نے کدالوں کی آوازیں بدھ کی رات کے آخری حصہ میں سنیں۔ یہ تمام عمل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں ہوا۔ ان میں سے کسی نے بھی انکار نہ کیا۔ اس سے یہ دلالت مل گئی کہ رات کو دفن کی ممانعت والا ارشاد کسی عارضہ کی بناء پر تھا۔ یہ وجہ نہ بھی کہ رات کو دفن میں کچھ قباحت ہے جب کہ وہ عارضہ نہ ہو۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے بتلایا کہ تین اوقات ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں ہمیں نماز سے منع فرمایا اور اس سے بھی منع فرمایا کہ ہم ان اوقات میں اپنے مردوں کو دفن کریں: ① جب کہ سورج طلوع ہو رہا ہو یہاں تک کہ وہ بلند نہ ہو جائے۔ ② دوپہر کا وقت ہو یہاں تک کہ ڈھل جائے۔ ③ سورج غروب ہو رہا ہو یہاں تک کہ مکمل غروب ہو جائے۔ اس روایت کو اسناد کے ساتھ اپنی اسی کتاب میں ذکر آئے۔ اس سے یہ دلالت مل گئی کہ ان اوقات کے علاوہ اوقات میں میت پر نماز وتدفین میں کراہت نہیں۔

**تخریج** : ابن ابی شیبه ۳۲/۳، مسلم ابو داؤد ترمذی ابن ماجه اخرجه۔

یہ دفن کا معاملہ تمام صحابہ کرام کی موجودگی میں ہوا اس پر کسی نے نکیر نہیں کی اس سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ رات کو دفن کی ممانعت کسی عارضہ سے تھی اس بناء پر نہیں کہ رات کو دفن کرنا ممنوع ہے اگر اس کو عارضہ کی وجہ سے تسلیم نہ کریں تو عقبہ بن عامرؓ کی روایت موجود ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں ہمیں نماز پڑھنے' میت کو دفن کرنے سے منع فرمایا وہ اوقات یہ ہیں طلوع آفتاب کے وقت جب تک کہ وہ بلند نہ ہو جائے اور دوپہر کے وقت جب تک ڈھل نہ جائے جب کہ غروب ہو رہا ہو یہاں تک کہ مکمل طور پر غروب نہ ہو جائے۔

**تخریج** : یہ روایت مسلم فی المسافرین ۲۹۳' ابو داؤد نمبر۳۱۹۲' نسائی فی المواقیت باب۳۱' ترمذی فی الجنائز باب ۴۱' ابن ماجه ۱۵۱۹' دارمی باب۱۴۲' مسند احمد ۱۵۲/۴۔

یہ روایت دلالت کرتی ہیں کہ ان کے علاوہ اوقات میں موتی پر نماز اور دفن میں کوئی کراہت نہیں اور رات تو ان کے علاوہ اوقات سے ہے۔

## عمل صحابہ سے استشہاد:

۲۸۶۱ :وَقَدْ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ' قَالَ : ثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُكَيْرٍ' قَالَ : حَدَّثَنِي اللَّيْثُ' عَنْ عُقَيْلٍ ح .

۲۸۶۱: عبداللہ بن بکیر نے لیث سے انہوں نے عقیل سے روایت نقل کی ہے۔

۲۸۶۲ :وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ' قَالَ : ثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ الضَّيْفِ' قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ' عَنْ مَعْمَرٍ' قَالَا جَمِيعًا' عَنِ الزُّهْرِيِّ' عَنْ عُرْوَةَ' عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : دَفَنَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا لَيْلًا .

۲۸۶۲: زہری نے عروہ عن عائشہ ؓ سے نقل کیا کہ علیؓ نے فاطمہؓ کو رات کے وقت دفن کیا۔

**تخریج** : مسلم فی الجهاد نمبر ۵۲۔

۲۸۶۳ :وَحَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ مَرْزُوقٍ' وَابْنُ أَبِي دَاوُدَ' قَالَا : ثَنَا أَبُو صَالِحٍ' قَالَ : حَدَّثَنِي اللَّيْثُ' عَنْ عُقَيْلٍ' عَنِ الزُّهْرِيِّ' فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ .فَهٰذَا عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَمْ يَرَ بِالدَّفْنِ فِي اللَّيْلِ بَأْسًا وَلَمْ يُنْكِرْ ذٰلِكَ أَبُو بَكْرٍ' وَعُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَلَا أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

۲۸۶۳: لیث نے عقیل عن زہری پھر انہوں نے اپنی سند سے روایت نقل کی ہے۔ یہ حضرت علی ؓ ہیں جو رات کے وقت تدفین میں کوئی حرج خیال نہیں کرتے اور اس پر حضرت ابوبکر و عمر ؓ اور نہ ان کے علاوہ کسی نے اس پر اعتراض کیا۔

۲۸۶۴ :حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ' قَالَ : ثَنَا حَجَّاجُ بْنُ الْمِنْهَالِ' قَالَ : ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ' عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : دُفِنَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَيْلًا .

۲۸۶۴: عروہ نے عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ ابوبکرؓ کو رات کے وقت دفن کیا گیا۔

**تخریج** : ابن ابی شیبہ ۳/۳۲۔

۲۸۶۵ :وَحَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ إِدْرِيسَ' قَالَ : ثَنَا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ' قَالَ : ثَنَا مُوسَى بْنُ عَلِيٍّ' قَالَ : سَمِعْتُ أَبِي عَنْ عُقْبَةَ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَهُ أَيُقْبَرُ بِاللَّيْلِ؟ فَقَالَ : نَعَمْ' قُبِرَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِاللَّيْلِ

فَلَا نَرٰی بِالدَّفْنِ لَیْلًا بَأْسًا .وَهُوَ قَوْلُ أَبِیْ حَنِیْفَةَ، وَأَبِیْ یُوْسُفَ، وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی .

۲۸۶۵: موسیٰ بن علی کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے عقبہ کے حوالہ سے سنا کہ ایک آدمی نے ان سے دریافت کیا کیا رات کو دفن کیا جائے گا؟ انہوں نے کہا۔ جی ہاں۔ ابوبکرؓ کو رات کے وقت دفن کیا گیا۔ ہم رات کے وقت دفن میں کچھ حرج خیال نہیں کرتے اور یہی امام ابوحنیفہ ابویوسف محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔

**تخریج** : ابن ابی شیبہ ۳۱/۳۔

**حاصل روایات:** یہ علی مرتضیٰؓ اور دیگر صحابہ کرام کا عمل ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ رات کو دفن کرنے میں کوئی سی کراہت بھی نہیں یہی امام ابوحنیفہ ابویوسف محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔

**نوٹ:** اس باب میں ثابت کیا کہ فریق اوّل کی روایات معلل ہیں اور اس کے علاوہ فریق ثانی کی روایات موضوع کو صراحۃً ثابت کرتی ہیں اور عمل صحابہ اس پر شاہد ہے پس رات کی تدفین میں کچھ قباحت نہیں یہ باب بھی نظر طحاویؒ سے خالی ہے۔

## بَابُ الْجُلُوْسِ عَلَی الْقُبُوْرِ

### قبور پر بیٹھنا

قبر پر قضائے حاجت یا سونے کے لئے بیٹھنا تو بالاتفاق ممنوع ہے البتہ ایصال ثواب کے لئے بیٹھنے کے متعلق اختلاف ہے۔

نمبر①: امام احمد، حسن بصری، شوافع کے ہاں قبر پر اس غرض سے بیٹھنا ممنوع و مکروہ ہے۔

نمبر②: احناف و مالکیہ کے ہاں اس میں کراہت اور ممانعت نہیں ہے۔

فریق اوّل کا مؤقف اور دلیل: قبر پر بیٹھنا مطلقاً ممنوع ہے۔ مندرجہ روایات اس کا ثبوت ہیں۔

۲۸۶۶ :حَدَّثَنَا یُوْنُسُ، قَالَ : ثَنَا یَحْیَی بْنُ حَسَّانَ، قَالَ : ثَنَا صَدَقَةُ بْنُ خَالِدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ یَزِیْدَ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ بِشْرِ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰهِ، عَنْ أَبِیْ إِدْرِیْسَ الْخَوْلَانِیِّ، عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ، عَنْ أَبِیْ مَرْثَدٍ الْغَنَوِیِّ، قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ (لَا تُصَلُّوْا إِلَی الْقُبُوْرِ، وَلَا تَجْلِسُوْا عَلَیْهَا) .

۲۸۶۶: واثلہ بن اسقع نے ابومرثد غنویؓ سے نقل کیا کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا قبور کی طرف نماز مت پڑھو اور نہ ان پر بیٹھو۔

**تخریج** : مسلم فی الجنائز نمبر۹۷، ۹۸، ابو داؤد فی الجنائز باب۷۳، نمبر۳۲۲۹، ترمذی فی الجنائز باب۵۷، نمبر۱۰۵۰، نسائی فی القبله باب۱۱۔

۲۸۶۷ : حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ، قَالَ : ثَنَا حَامِدُ بْنُ يَحْيٰى، قَالَ : ثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ يَزِيْدَ بْنِ جَابِرٍ، أَنَّهُ سَمِعَ بِشْرَ بْنَ عُبَيْدِ اللّٰهِ الْحَضْرَمِيَّ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ .

۲۸۶۷: عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر نے بشر بن عبیداللہ الحضرمی سے سنا پھر انہوں نے اپنی سند سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۲۸۶۸ : حَدَّثَنَا بَحْرُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ : ثَنَا ابْنُ بَكْرٍ، قَالَ : حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ يَزِيْدَ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ بِشْرٍ أَنَّهُ سَمِعَ وَاثِلَةَ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ .

۲۸۶۸: عبدالرحمٰن بن یزید نے بشر سے پھر انہوں نے اپنی سند سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۲۸۶۹ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ خُشَيْشٍ، قَالَ : ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ التَّيْمِيُّ، قَالَ : سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الْمُبَارَكِ يَقُوْلُ : ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ يَزِيْدَ بْنِ جَابِرٍ، قَالَ : سَمِعْتُ بِشْرَ بْنَ عُبَيْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ : سَمِعْتُ أَبَا إِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيَّ يَقُوْلُ : سَمِعْتُ وَاثِلَةَ بْنَ الْأَسْقَعِ يَقُوْلُ : سَمِعْتُ أَبَا مَرْثَدٍ الْغَنَوِيَّ يَقُوْلُ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ ذٰلِكَ .

۲۸۶۹: بشر نے ابوادریس خولانی کو کہتے سنا کہ میں نے واثلہ بن اسقع کو کہتے سنا ہے کہ ابو مرثد غنوی کہا کرتے تھے کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو اس طرح فرماتے سنا ہے۔

۲۸۷۰ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوٗدَ، قَالَ : ثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُكَيْرٍ، عَنِ ابْنِ لَهِيْعَةَ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ حَبِيْبٍ، عَنْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنِ النَّضْرِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ السُّلَمِيِّ، ثُمَّ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، قَالَ : (رَآنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى قَبْرٍ فَقَالَ : انْزِلْ عَنِ الْقَبْرِ، لَا تُؤْذِ صَاحِبَ الْقَبْرِ، فَلَا يُؤْذِيْكَ) .

۲۸۷۰: نضر بن عبیداللہ سلمی ثم الانصاری نے عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ مجھے جناب رسول اللہ ﷺ نے ایک قبر پر بیٹھا دیکھا تو فرمایا قبر والے کو مت ایذاء دو اور نہ یہ تمہیں ایذا پہنچائے۔

**تخریج** : مسلم فی الجنائز نمبر ۹۴، ترمذی فی الجنائز باب ۵۸، نمبر ۱۰۵۲، نسائی فی الجنائز باب ۹۶/۹۸، ابن ماجہ فی الجنائز باب ۴۳، مسند احمد ۲۹۵/۳۔

۲۸۷۱ : حَدَّثَنَا رَبِيْعٌ الْمُؤَذِّنُ، قَالَ : ثَنَا أَسَدٌ، قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَازِمٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : (نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ تَجْصِيْصِ الْقُبُوْرِ، وَالْكِتَابَةِ عَلَيْهَا، وَالْجُلُوْسِ عَلَيْهَا، وَالْبِنَاءِ عَلَيْهَا) .

۲۸۷۱: ابوالزبیر نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے قبور کو چونا گچ کرنے اور ان پر لکھنے اور

ان پر بیٹھنے اور تعمیر کرنے سے منع فرمایا۔

۲۸۷۲ :حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوٗدَ قَالَ : ثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ : ثَنَا حَفْصٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهَا .

۲۸۷۲: حفص نے ابو جریج سے پھر انہوں نے اپنی سند سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۲۸۷۳ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ : ثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ : ثَنَا مُبَارَكُ بْنُ فَضَالَةَ عَنْ نَصْرِ بْنِ رَاشِدٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى أَنْ نَجْلِسَ عَلَى الْقُبُوْرِ).

۲۸۷۳: نصر بن راشد نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبور پر بیٹھنے کی ممانعت فرمائی۔

۲۸۷۴ : حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ : ثَنَا الْخَصِيْبُ بْنُ نَاصِحٍ قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِيْ صَالِحٍ ح .

۲۸۷۴: عبدالعزیز بن مسلم نے سہیل بن ابی صالح سے روایت کی ہے۔

۲۸۷۵ :وَحَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ حُذَيْفَةَ قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (لَأَنْ يَجْلِسَ أَحَدُكُمْ عَلٰى جَمْرَةٍ حَتّٰى تُحَرِّقَ ثِيَابَهٗ وَتَخْلُصَ إِلٰى جِلْدِهٖ خَيْرٌ لَهٗ مِنْ أَنْ يَجْلِسَ عَلٰى قَبْرٍ) . قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلٰى هٰذِهِ الْآثَارِ فَقَلَّدُوْهَا وَكَرِهُوْا مِنْ أَجْلِهَا الْجُلُوْسَ عَلَى الْقُبُوْرِ .وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ فَقَالُوْا : لَمْ يَنْهَ عَنْ ذٰلِكَ لِكَرَاهَةِ الْجُلُوْسِ عَلَى الْقَبْرِ وَلٰكِنَّهٗ أُرِيْدَ بِهِ الْجُلُوْسُ لِلْغَائِطِ أَوِ الْبَوْلِ وَذٰلِكَ جَائِزٌ فِي اللُّغَةِ يُقَالُ : جَلَسَ فُلَانٌ لِلْغَائِطِ وَجَلَسَ فُلَانٌ لِلْبَوْلِ. وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ.

۲۸۷۵: سہیل بن ابی صالح نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم میں سے کوئی انگارے پر بیٹھے یہاں تک کہ وہ اس کے کپڑوں کو جلا ڈالے اور اس کے چمڑے تک پہنچ جائے یہ قبر پر بیٹھنے سے بہتر ہے۔ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کچھ لوگوں نے ان آثار کو سامنے رکھ کر ان کی تقلید اختیار کی اور ان کی وجہ سے قبور پر بیٹھنے کو مکروہ قرار دیا۔ جب کہ دیگر علماء نے ان کی رائے سے اختلاف کرتے ہوئے کہا۔ یہ بیٹھنا اس بناء پر ممنوع نہیں کہ قبر پر بیٹھنا ممنوع ہے۔ بلکہ بیٹھنے سے مراد پیشاب و پائخانہ کے لئے بیٹھنا مراد ہے۔

**تخریج** : مسلم فی الجنائز نمبر ۹۶، ابو داؤد فی الجنائز باب ۷۳ نمبر ۳۲۲۸، ابن ماجه فی الجنائز نمبر ۱۵۶۶۔

**حاصل روایات:** ان روایات سے قبور پر بیٹھنے کی ممانعت ثابت ہوتی ہے اور یہ ممانعت عام ہے بلکہ اس پر وعید بھی موجود ہے پس

قبر پر کسی طور پر بیٹھنا بھی ممنوع ہوگا۔

فریق ثانی کا موقف اور دلیل: قبور پر ایصال ثواب کے لئے بیٹھنا درست ہے جس کی دلیل یہ روایات ہیں۔

۲۸۷۶: بِمَا حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ، قَالَ: ثَنَا الْخَصِيْبُ، قَالَ: ثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ: ثَنَا عُثْمَانُ بْنُ حَكِيْمٍ، عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ، أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ قَالَ: هَلُمَّ يَا ابْنَ أَخِيْ، أُخْبِرْكَ إِنَّمَا (نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْجُلُوْسِ عَلَى الْقُبُوْرِ لِحَدَثِ غَائِطٍ، أَوْ بَوْلٍ). فَبَيَّنَ زَيْدٌ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ، الْجُلُوْسَ الْمَنْهِيَّ عَنْهُ فِي الْآثَارِ الْأُوَلِ مَا هُوَ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ نَحْوٌ مِنْ ذٰلِكَ.

۲۸۷۶: ابوامامہ نے زید بن ثابت سے نقل کیا کہ انہوں نے فرمایا۔ اے بھتیجے! آؤ میں تمہیں بتلاتا ہوں کہ آپ ﷺ نے قبور پر جس بناء پر بیٹھنے سے منع کیا ہے اس سے پیشاب و پاخانہ کے لئے بیٹھنا مراد ہے۔ اس روایت میں حضرت زید رضی اللہ عنہ نے واضح کر دیا کہ پہلے آثار میں جس بیٹھنے کی ممانعت وارد ہوئی ہے اس کی حقیقت کیا ہے ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھی اسی طرح مروی ہے ذیل میں ملاحظہ ہو۔

**حاصل روایات:** پہلی روایات میں جس بیٹھنے کی ممانعت ہے اس کو زیدؓ نے بتلا دیا کہ وہ قضائے حاجت کے لئے بیٹھنا ہے لہٰذا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی مضمون کی روایت منقول ہے۔ وہ ملاحظہ کر لیں۔

روایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ۔

۲۸۷۷: حَدَّثَنَا يُوْنُسُ، قَالَ: أَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ حُمَيْدٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ كَعْبٍ الْقُرَظِيَّ أَخْبَرَهُمْ، قَالَ: إِنَّمَا قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (مَنْ جَلَسَ عَلٰى قَبْرٍ يَبُوْلُ عَلَيْهِ، أَوْ يَتَغَوَّطُ، فَكَأَنَّمَا جَلَسَ عَلٰى جَمْرَةِ نَارٍ).

۲۸۷۷: محمد بن کعب القرظی نے بتلایا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی قبر پر پیشاب یا پاخانہ کے لئے بیٹھے وہ گویا کہ آگ کے انگارے پر بیٹھنے والا ہے۔

۲۸۷۸: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوُدَ، قَالَ: ثَنَا الْمُقَدَّمِيُّ، قَالَ: ثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ، قَالَ: ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ حُمَيْدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (مَنْ قَعَدَ عَلٰى قَبْرٍ، فَتَغَوَّطَ عَلَيْهِ أَوْ بَالَ، فَكَأَنَّمَا قَعَدَ عَلٰى جَمْرَةٍ). فَثَبَتَ بِذٰلِكَ أَنَّ الْجُلُوْسَ الْمَنْهِيَّ عَنْهُ فِي الْآثَارِ الْأُوَلِ، هُوَ هٰذَا الْجُلُوْسُ، فَأَمَّا الْجُلُوْسُ لِغَيْرِ ذٰلِكَ، فَلَمْ يَدْخُلْ فِيْ ذٰلِكَ النَّهْيِ. وَهٰذَا قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ، وَأَبِيْ يُوْسُفَ، وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى. وَقَدْ رُوِيَ ذٰلِكَ عَنْ عَلِيٍّ وَابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ.

۲۸۷۸: محمد بن کعب نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص قبر پر پیشاب یا پاخانہ کرنے بیٹھا وہ گویا انگارے پر بیٹھا۔ پس اس سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ وہ بیٹھنا جس کی ممانعت آثار والی میں پائی گئی ہے وہ یہی بیٹھنا ہے۔ اس کے علاوہ بیٹھنا ممانعت میں داخل نہیں اور یہ قول امام ابوحنیفہ' ابو یوسف' محمد رحمہم اللہ کا ہے اور حضرت علی اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہے۔

**حاصل روایات:** یہ کہ قبور پر جس بیٹھنے کی ممانعت ہے وہ پیشاب و پاخانہ کے لئے بیٹھنا ہے البتہ اس کے علاوہ بیٹھنا وہ اس میں داخل نہیں۔

یہی امام ابوحنیفہ' ابو یوسف' محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔

## عمل صحابہ رضی اللہ عنہم سے تائید:

۲۸۷۹: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ' قَالَ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ' قَالَ : حَدَّثَنِی بَكْرُ بْنُ مُضَرَ' عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ' عَنْ بُكَيْرٍ أَنَّ يَحْيَى بْنَ أَبِي مُحَمَّدٍ حَدَّثَهُ أَنَّ مَوْلًى لِآلِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يَجْلِسُ عَلَى الْقُبُوْرِ .وَقَالَ الْمَوْلٰى : كُنْتُ أَبْسُطُ لَهُ فِي الْمَقْبَرَةِ' فَيَتَوَسَّدُ قَبْرًا' ثُمَّ يَضْطَجِعُ .

۲۸۷۹: یحییٰ بن ابی محمد نے آل علی کے کسی غلام سے روایت کی کہ علی قبور پر بیٹھ جاتے علی عند کے معنی میں زیادہ بہتر ہے قبر کے پاس بیٹھنا غلام کہتا ہے میں قبرستان میں ان کے لئے چادر بچھا دیتا وہ قبر سے ٹیک لگا لیتے پھر وہیں لیٹ جاتے۔ (یہ روایت مجہول راوی سے مروی ہے)

۲۸۸۰: حَدَّثَنَا عَلِيٌّ' قَالَ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ' قَالَ : حَدَّثَنِی بَكْرٌ' عَنْ عَمْرٍو' عَنْ بُكَيْرٍ أَنَّ نَافِعًا حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ يَجْلِسُ عَلَى الْقُبُوْرِ ۔

۲۸۸۰: نافع بیان کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما قبور پر بیٹھ جایا کرتے تھے یعنی قبور کے پاس۔

**نوٹ:** ان روایات سے واقعہ فریق ثانی کا موقف صراحۃ ثابت نہیں ہوتا اور قضائے حاجت کے لئے بیٹھنا تو بالاتفاق ممنوع ہے موقعہ نزاع میں ایصال ثواب کے لئے بیٹھنا ہے جو کہ کسی صراحت سے ثابت نہیں۔ فی الجملہ روایات سے یہ موقف کمزور نظر آتا ہے۔ (واللہ اعلم مترجم)

# كِتَابُ الزَّكٰوةِ

## زکوٰۃ کا بیان
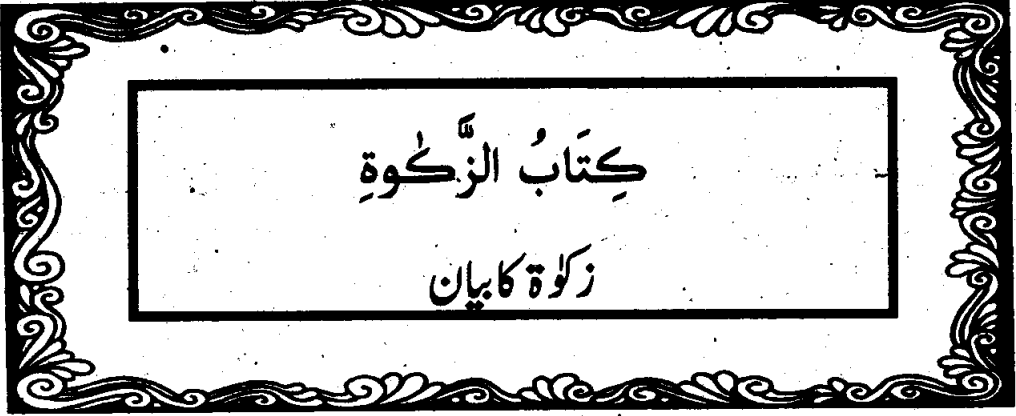
اس میں ۱۰ اباب اور ۲۰۸ روایات وآثار ہیں

## تمہید:

زکوٰۃ اسلام کا اہم رکن ہے حضرت صدیق اکبرؓ نے نماز وزکوٰۃ کے درمیان ماننے اور نہ ماننے سے فرق کرنے والے کے خلاف اعلان جہاد فرمایا قرآن مجید میں ان دونوں ارکان کو اکٹھا ذکر کیا گیا ہے اسی وجہ سے فقہاء رحمہم اللہ قرآن مجید کے انداز کو دیکھ کر کتاب الصلاۃ کے بعد کتاب الزکوٰۃ کو لاتے ہیں۔

اس کا لغوی معنی نمو، اضافہ اور ستھرائی و پاکیزگی ہے اس کے وجوب کے لئے مال کی ایک مخصوص مقدار مقرر ہے اس سے پہلے لازم نہیں اور جس کے پاس اتنی مقدار نہ ہو اس پر لازم نہیں اس کی ادائیگی کے لئے مال کا الگ حساب کرتے ہوئے تمام مقدار میں نیت زکوٰۃ کر لینا ہے یا وقتی طور پر ادائیگی کے وقت نیت کرنا جس مال میں سے دی جائے اس کا قرضے اور ضروریات سے فارغ ہونا شرط ہے دنیا میں اس کی ادائیگی فریضہ کی ادائیگی اور آخرت میں عظیم اجر کا استحقاق ہے اس کے دینے کا مقصد بخل اور حب مال میں افراط کا ازالہ کرنا ہے اور محتاجوں کی ضروریات کی کفالت ہے اس کی رکنیت کا منکر کافر ہے۔

## بَابُ الصَّدَقَةِ عَلٰى بَنِيْ هَاشِمٍ

### بنی ہاشم پر صدقہ

**خلاصۃ الباب:** ① محتاج کو جو شے اجر وثواب کی خاطر دی جائے وہ صدقہ ہے ② اور ہدیہ جو عطیہ اضافہ محبت کے لئے دیا

جائے ﴿۳﴾ اور ہبہ بلاعوض کوئی چیز کسی کو دے دینا ہے اور زکوٰۃ وہ مال جو مال نامی پر سال گزرنے کے بعد اڑھائی فیصد کے حساب سے کسی غیر ہاشمی مسلمان فقیر کو دیا جائے بنی ہاشم سے مراد زکوٰۃ کے سلسلہ میں نمبر ا حضور ﷺ کی مؤنث اولاد نمبر ۲ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نمبر ۳ حضرت حارث نمبر ۴ حضرت علیؓ عقیلؓ جعفرؓ کی اولاد مراد ہوگی بنولہب اور بنو مطلب اس میں شامل نہ ہوں گے۔
بنی ہاشم کو ہدیہ تو دیا جاسکتا ہے زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی خواہ بنی ہاشم ہی کو اپنی زکوٰۃ ہو نفلی صدقہ ان کے لئے بلا اختلاف جائز ہے موالی بنی ہاشم بھی صدقات واجبہ میں اپنے آقاؤں کے حکم میں ہوں گے زکوٰۃ وصدقات کو۔

نمبر ①: زکوٰۃ وصدقات کو بعض علماء نے خمس کے ختم ہو جانے کی وجہ سے جائز قرار دیا ہے۔
نمبر ②: اور ائمہ اور تمام محدثین کے ہاں بنی ہاشم کو صدقات واجبہ اور زکوٰۃ دینا ناجائز اور حرام ہے۔

## فریق اوّل کا مؤقف:

خمس کا سلسلہ جب بنی ہاشم کے لئے بند ہو گیا تو زکوٰۃ وصدقات ان کے لئے حلال اور درست ہیں دلیل یہ روایت ہے۔

۲۸۸۱ : حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ أَبِيْ دَاوُدَ' قَالَ : ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْوَاسِطِيُّ' قَالَ : ثَنَا شَرِيْكٌ' عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ' عَنْ عِكْرِمَةَ' عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : (قَدِمَتْ عِيْرٌ الْمَدِيْنَةَ' فَاشْتَرٰى مِنْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَتَاعًا فَبَاعَهُ بِرِبْحِ أَوَاقٍ فِضَّةً فَتَصَدَّقَ بِهَا عَلٰى أَرَامِلِ بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ثُمَّ قَالَ : لَا أَعُوْدُ أَنْ أَشْتَرِيَ بَعْدَهَا شَيْئًا أَبَدًا وَلَيْسَ ثَمَنُهُ عِنْدِيْ).

۲۸۸۱: عکرمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ ایک قافلہ مدینہ میں آیا جناب رسول اللہ ﷺ نے اس سے کچھ سامان خریدا پھر کئی اوقیہ چاندی کے بدلے فروخت کیا اور اس چاندی کو بنی عبدالمطلب کی رانڈ عورتوں پر خرچ کیا پھر فرمایا میں آئندہ ایسی کوئی چیز کبھی نہ خریدوں گا جس کی قیمت میرے پاس نہ ہو۔ (اوقیہ چالیس درہم کی مقدار ہے)۔

**تخریج** : ابو داؤد فی البویع باب۹' نمبر۲۳٤٤' مسند احمد ۲۳۵/۱۔

**حاصل روایات:** اس روایت میں تصدق کا لفظ صدقہ پر دلالت کر رہا ہے معلوم ہوتا ہے کہ بنی عبدالمطلب کی بیوہ عورتوں پر صدقہ لگ سکتا ہے تبھی آپ نے عنایت فرمایا۔

## فریق ثانی کا مؤقف اور دلائل:

بنی ہاشم پر صدقات حرام ہیں وہ اغنیاء کی طرح ہیں خواہ فقراء ہوں یا اغنیاء اور بنی ہاشم کے علاوہ جو چیز اغنیاء کے لئے حلال ہے وہ بنی ہاشم کے فقراء اور اغنیاء کے لئے حلال ہے آئندہ سطور میں دلائل پیش ہوں گے اس سے پہلے روایت سابقہ کا جواب ملاحظہ ہو۔

الجواب: روایت میں تصدق کا لفظ احتمال رکھتا ہے اس لئے ان کے موضوع پر دلیل نہیں بن سکتا آپ نے جو صدقہ ان بیواؤں و

بیکسوں پر کیا وہ فرض نہ ہو بلکہ نفلی ہو۔ ہم کئی اغنیاء کو دیکھتے ہیں کہ کوئی آدمی ان کے غلام ولونڈیوں پر صدقہ کرتا ہے اور وہ غنی کے لئے بھی حلال ہو جاتا ہے کیونکہ غلام کا مال آقا کو حلال ہے کیونکہ اغنیاء اور بنی ہاشم کو صدقات فرضیہ' کفارات وصدقات جن سے تقرب الی اللہ مقصود ہو (نذر نیاز وغیرہ) وہ حرام ہیں۔

رہا تبرعات اور ہبات وعطیات وہ تو درست ہیں اگرچہ ان کو صدقات کا نام دیا جاتا ہے تو جو مال اغنیاء پر حرام نہیں وہ بنی ہاشم پر بھی حرام نہیں اسی وجہ سے شروع باب والی روایت میں صدقہ سے ہبہ وتبرع مراد ہے اگرچہ لفظ تصدق کا ہے۔

دلیل نمبر ①: کیونکہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی یہ روایت موجود ہے۔

۲۸۸۲ :قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى هٰذَا الْحَدِيْثِ وَأَبَاحُوا الصَّدَقَةَ عَلَى بَنِيْ هَاشِمٍ .وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ' فَقَالُوْا : لَا يَجُوْزُ الصَّدَقَةُ مِنَ الزَّكَوَاتِ وَالتَّطَوُّعِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ عَلَى بَنِيْ هَاشِمٍ' وَهُمْ كَالْأَغْنِيَاءِ فَمَا حَرُمَ عَلَى الْأَغْنِيَاءِ مِنَ الصَّدَقَةِ فَهِيَ عَلَى بَنِيْ هَاشِمٍ حَرَامٌ' فُقَرَاءَ كَانُوْا أَوْ أَغْنِيَاءَ .وَكُلُّ مَا يَحِلُّ لِلْأَغْنِيَاءِ مِنْ غَيْرِ بَنِيْ هَاشِمٍ' فَهُوَ حَلَالٌ لِبَنِيْ هَاشِمٍ فُقَرَائِهِمْ وَأَغْنِيَائِهِمْ .وَلَيْسَ عَلَى أَهْلِ هٰذِهِ الْمَقَالَةِ عِنْدَنَا حُجَّةٌ فِي الْحَدِيْثِ الْأَوَّلِ' لِأَنَّهُ يَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ مَا تَصَدَّقَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذٰلِكَ عَلَى أَرَامِلِ بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَمْ يَجْعَلْهُ مِنْ جِهَةِ الصَّدَقَةِ الَّتِيْ تَحْرُمُ عَلَى بَنِيْ هَاشِمٍ فِيْ قَوْلِ مَنْ يُحَرِّمُهَا عَلَيْهِمْ وَلٰكِنْ جَعَلَهَا مِنْ جِهَةِ الصَّدَقَةِ الَّتِيْ تَحِلُّ لَهُمْ .فَإِنَّا قَدْ رَأَيْنَا الْأَغْنِيَاءَ مِنْ غَيْرِ بَنِيْ هَاشِمٍ قَدْ يَتَصَدَّقُ الرَّجُلُ عَلَى أَحَدِهِمْ بِدَارِهٖ أَوْ بِعَبْدِهٖ' فَيَكُوْنُ ذٰلِكَ جَائِزًا حَلَالًا' وَلَا يُحَرِّمُهُ عَلَيْهِ مَالُهُ .فَكَانَ مَا يَحْرُمُ عَلَيْهِ بِمَالِهٖ مِنَ الصَّدَقَاتِ' هُوَ الزَّكَوَاتُ وَالْكَفَّارَاتُ وَالصَّدَقَاتُ الَّتِيْ يُتَقَرَّبُ بِهَا إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى .فَأَمَّا الصَّدَقَاتُ الَّتِيْ يُرَادُ بِهَا طَرِيْقُ الْهِبَاتِ وَإِنْ سُمِّيَتْ صَدَقَاتٍ فَلَا' فَكَذٰلِكَ بَنُوْ هَاشِمٍ حَرُمَ عَلَيْهِمْ لِقَرَابَتِهِمْ مِنَ الصَّدَقَاتِ مِثْلُ مَا حَرُمَ عَلَى الْأَغْنِيَاءِ بِأَمْوَالِهِمْ .فَأَمَّا مَا كَانَ لَا يَحْرُمُ عَلَى الْأَغْنِيَاءِ بِأَمْوَالِهِمْ' فَإِنَّهُ لَا يَحْرُمُ عَلَى بَنِيْ هَاشِمٍ بِقَرَابَتِهِمْ .فَلِهٰذَا جَعَلْنَا مَا كَانَ تَصَدَّقَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَرَامِلِهِمْ مِنْ جِهَةِ الْهِبَاتِ وَإِنْ سُمِّيَ ذٰلِكَ صَدَقَةً' وَهٰذَا الَّذِيْ يَنْبَغِيْ أَنْ يُحْمَلَ تَأْوِيْلُ ذٰلِكَ الْحَدِيْثِ الْأَوَّلِ عَلَيْهِ ,لِأَنَّهُ قَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مَا قَدْ ـ: حَدَّثَنَا رَبِيْعٌ الْمُؤَذِّنُ' قَالَ : ثَنَا أَسَدٌ' قَالَ : ثَنَا سَعِيْدٌ وَحَمَّادٌ ابْنَا زَيْدٍ' عَنْ أَبِيْ جَهْضَمٍ مُوْسَى بْنِ سَالِمٍ' عَنْ (عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَ : دَخَلْنَا عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَقَالَ : مَا اخْتَصَّنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَيْءٍ دُوْنَ النَّاسِ إِلَّا بِثَلَاثِ أَشْيَاءَ' إِسْبَاغِ الْوُضُوْءِ' وَأَنْ لَا نَأْكُلَ الصَّدَقَةَ' وَأَنْ لَا نُنْزِيَ الْحُمُرَ عَلَى الْخَيْلِ).

۲۸۸۲: عبیداللہ بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم ابن عباس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں گئے انہوں نے کہا ہمیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزوں کے ساتھ باقی لوگوں میں سے خاص کیا ہے کامل طور پر وضو کرنا صدقہ نہ کھانا گدھے کی جفتی گھوڑے پر نہ کرائیں۔ امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کچھ علماء اس طرف گئے ہیں چنانچہ انہوں نے بنی ہاشم کے لئے صدقات کو مباح قرار دیا ہے۔ دیگر علماء نے ان سے اختلاف کرتے کہا کہ زکاۃ اور نفلی صدقات نبی ہاشم پر درست نہیں وہ مالداروں کی طرح ہیں جو مالداروں پر حرام وہی ان پر بھی حرام ہے خواہ بنو ہاشم تنگ دست ہوں یا مالدار اور ہر وہ چیز جو بنی ہاشم کے علاوہ مالداروں کے لئے درست ہے وہ بنی ہاشم کے فقراء واغنیاء سب پر حلال ہے۔ ہمارے نزدیک اس قول کے قائلین کے لئے اس روایت میں کوئی دلیل نہیں ہے۔ کیونکہ اس کے متعلق یہ کہنا درست ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بنی عبدالمطلب کی بیوہ عورتوں کو صدقہ دیا ہو اس صدقے کے طور پر نہ دیا ہو جو بنی ہاشم پر حرام ہے بقول ان لوگوں کے جوان پر حرام قرار دیتے ہیں بلکہ اس صدقہ کے طور پر دیا ہو جوان کے لئے حلال ہے۔ اس لئے کہ ہم غیر بنی ہاشم کے مالداروں کو دیکھتے ہیں کہ وہ بعض دوسروں کو اپنا مکان یا غلام صدقہ کر دیتے ہیں پس یہ اس لینے والے کے لئے جائز وحلال ہے اور یہ چیز اس پر اس کے مال کو حرام نہیں کرتا۔ اس کا وہ مال جو اس پر حرام ہے وہ صدقات زکوٰۃ کفارات اور ایسے صدقات تقرب الی اللہ کے لیے دیے جاتے ہیں۔ رہے ایسے صدقات جن سے مقصود ہبہ کرنا ہو خواہ اس کو صدقے کا نام بھی دے دیا جائے وہ حرام نہیں ہوتا۔ بعینہ یہی صورت بنو ہاشم کے سلسلہ میں ہے کہ ان پر قرابت کی وجہ سے صدقات اسی طرح حرام ہیں جیسا اغنیاء پر ان کے مال کے پائے جانے کی صورت میں ہے۔ رہے وہ صدقات جو اغنیاء پر ان کے مالوں کی موجودگی میں حرام نہیں وہ بنی ہاشم پر بھی قرابت کی وجہ سے حرام نہیں اسی وجہ سے ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس صدقہ کو جو آپ نے بیوگان پر کیا ہبہ کی مدد سے شمار کرتے اگرچہ نام اس کا صدقہ رکھا گیا ہے اور اس حدیث اول کی یہ تاویل مناسب ہے کیونکہ یہ روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اس طرح نقل کی گئی ہے۔

**تخریج**: ابوداؤد فی الصلاۃ باب ۱۲۷، نمبر ۸۰۸، ترمذی فی الجھاد باب ۲۳، نمبر ۱۷۰۱، نسائی فی الطھارۃ باب ۱۰۵، الخیل باب ۱۰، مسند احمد ۷۸/۱، ۹۵، ۲۳٤، ۲٤۹۔

۲۸۸۳ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ : ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي جَهْضَمٍ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

۲۸۸۳: حماد بن زید نے ابوجہضم سے پھر انہوں نے اپنی سند سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۲۸۸٤ بحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا أَبُو عُمَرَ الْحَوْضِيُّ، قَالَ : ثَنَا مُرَجَّى بْنُ رَجَاءٍ، عَنْ أَبِي جَهْضَمٍ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ. قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ : فَهٰذَا ابْنُ عَبَّاسٍ يُخْبِرُ فِي هٰذَا الْحَدِيْثِ أَنَّ رَسُوْلَ

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اخْتَصَّھُمْ اَنْ لَا یَاْکُلُوا الصَّدَقَۃَ .فَلَیْسَ یَخْلُو الْحَدِیْثُ الْاَوَّلُ مِنْ اَنْ یَّکُوْنَ عَلٰی مَا ذَکَرْنَا فِی الْفَصْلِ الْاَوَّلِ' فَیَکُوْنُ مَا اَبَاحَ لَھُمْ فِیْہِ' غَیْرَ مَا حَرَّمَ عَلَیْھِمْ فِیْ ھٰذَا الْحَدِیْثِ الثَّانِیْ' وَیَکُوْنُ مَعْنٰی کُلِّ وَاحِدٍ مِنْھُمَا عَلٰی مَا ذَکَرْنَا .اَوْ یَکُوْنُ الْحَدِیْثُ الْاَوَّلُ یُبِیْحُ مَا مَنَعَ مِنْہُ ھٰذَا الْحَدِیْثُ الثَّانِیْ' فَیَکُوْنُ ھٰذَا الْحَدِیْثُ الثَّانِیْ نَاسِخًا لَہٗ' لِاَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عَبَّاسٍ یُخْبِرُ فِیْہِ بَعْدَ مَوْتِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّھُمْ مَخْصُوْصُوْنَ بِہٖ دُوْنَ النَّاسِ' فَلَا یَجُوْزُ اَنْ یَّکُوْنَ ذٰلِکَ اِلَّا وَھُوَ قَائِمٌ فِیْ وَقْتِہٖ ذٰلِکَ .فَاِنِ احْتَجَّ مُحْتَجٌّ فِیْ اِبَاحَۃِ الصَّدَقَۃِ عَلَیْھِمْ بِصَدَقَاتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ .فَذَکَرَ مَا

۲۸۸۴: مرجی بن رجاء نے ابوجہضم سے انہوں نے اپنی سند سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔ یہ حضرت ابن عباس ؓ اس روایت میں خبر دے رہے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ان کو اس بات کے ساتھ خاص کیا کہ وہ صدقہ نہ کھائیں۔ پس پہلی روایت اس سے خالی نہیں کہ اس کا معنیٰ وہ کیا جائے جو ہم نے فصل اول میں بیان کیا تو اس صورت میں جس چیز کو ان کے لئے مباح کیا ہے وہ اس کے علاوہ ہے جو ان کے لئے اس دوسری روایت ذکر کی گئی اور ہر روایت کا مفہوم اپنے اپنے مقام پر درست رہا۔ یا پھر اس طرح کہا جائے کہ اول روایت میں اس صدقے کو مباح قرار دیا جب کہ اس دوسری روایت سے روک دیا پس اس صورت میں یہ ناسخ ہوگی کیونکہ ابن عباس ؓ جناب رسول اللہ ﷺ کو وفات کے بعد بتلا رہے ہیں کہ ہم بنی ہاشم کے لئے دوسروں کو چھوڑ کر یہ چیز خاص کی گئی اور یہ اسی صورت میں تسلیم کیا جا سکتا ہے جب کہ یہ ان کے زمانہ میں قائم و موجود ہو اگر کوئی معترض صدقہ کے مباح ہونے کے لیے جناب رسول اللہ ﷺ کے صدقات کو دلیل بناتے اور ان روایات کو پیش کرے۔

**حاصل روایات**: یہ روایات تو صدقے کو حرام قرار دے رہی ہیں اور پہلی روایت انہی ابن عباس ؓ کی صدقے کو حلال قرار کیسے دے سکتی ہے کہ ایک آدمی دو متضاد باتیں کہہ رہا ہے ان دونوں کی مطابقت کی صورت وہی ہے جو گزشتہ سطور میں مذکور ہوئی کہ وہاں صدقہ سے تبرعات مراد لئے جائیں۔

اب دونوں روایات اپنے اپنے مقامات پر درست رہیں۔ یا یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ حدیث اول میں جس چیز کو مباح قرار دیا گیا دوسری روایت میں اس کو حرام کہا گیا تو پہلا حکم منسوخ ہو گیا اور اس کے لئے قرینہ یہ ہے کہ یہ فتویٰ ابن عباس ؓ آپ کی وفات کے بعد کا ہے اور وہ تبھی خبر دے رہے ہیں جبکہ وہ اس بات پر قائم ہیں۔

جناب رسول اللہ ﷺ نے فدک وغیرہ کے خمس کو بنی ہاشم پر صدقہ فرمایا اس سے کسی کو انکار نہیں جیسا ان روایات میں وارد ہے۔

۲۸۸۵ : حَدَّثَنَا فَھْدٌ' قَالَ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ صَالِحٍ' قَالَ : حَدَّثَنِی اللَّیْثُ' قَالَ : حَدَّثَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدِ بْنِ مُسَافِرٍ عَنِ ابْنِ شِھَابٍ عَنْ عُرْوَۃَ بْنِ الزُّبَیْرِ اَنَّ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا

أَخْبَرَتْهُ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَتْ إِلٰى أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ تَسْأَلُهُ مِيْرَاثَهَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَفَاطِمَةُ حِيْنَئِذٍ تَطْلُبُ صَدَقَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ وَفَدَكَ، وَمَا بَقِيَ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ. فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (إِنَّا لَا نُوْرَثُ، مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ) إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ فِيْ هٰذَا الْمَالِ. وَإِنِّيْ وَاللّٰهِ لَا أُغَيِّرُ شَيْئًا مِنْ صَدَقَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ حَالِهَا الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَأَعْمَلَنَّ فِيْ ذٰلِكَ بِمَا عَمِلَ فِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

۲۸۸۵: عروہ بن زبیر نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا کہ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ کی طرف پیغام بھیجا وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اپنی وراثت مانگ رہی تھیں جو کہ مال فئی کے طور پر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دی تھیں اور فاطمہ رضی اللہ عنہا اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ کا مال جو مدینہ اور فدک اور خمس خیبر سے بچا تھا وہ مانگ رہی تھیں تو ابوبکرؓ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم وارث نہیں بنائے جاتے جو مال ہم چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے البتہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مال میں خرچہ ملے گا میں اللہ کی قسم! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقات کو ان کی اس حالت سے نہ بدلوں گا جس حالت میں وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھے اور ان کے متعلق میں وہ عمل جاری رکھوں گا جو ان میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے۔

**تخریج** : بخاری فی الخمس باب ۱، فضائل اصحاب باب ۱۲، المغازی باب ۱٤، ۳۸، والنفقات باب ۳، والفرائض باب ۳، والاعتصام باب ۵، مسلم فی الجهاد ٤۹/۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵٤، ۵٦، ابو داؤد فی الاماره باب ۱۹، ترمذی فی اسیر باب ٤٤، نسائی فی الفئی باب ۹، ۱٦، موطا مالك نمبر ۲۷، مسند احمد ۱، ٤، ٦، ۹، ۱۰، ٤۸، ٤۹، ٦۰، ۱٦۲، ۱۷۹، ۲۰۸، ۲/٤۰۳، ٦/۱٤۵، ۲٦۲۔

۲۸۸٦: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ مَرْزُوْقٍ وَابْنُ أَبِيْ دَاوُدَ، قَالَا : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ.

۲۸۸٦: ابن مرزوق اور ابوداؤد دونوں نے عبداللہ بن صالح سے نقل کیا۔

۲۸۸۷: وَحَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ، قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُكَيْرٍ، قَالَا : ثَنَا اللَّيْثُ، قَالَ : حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

۲۸۸۷: لیث کہتے ہیں کہ مجھے عقیل نے ابن شہاب سے روایت کی پھر انہوں نے اپنی اسناد سے روایت نقل کی ہے۔

۲۸۸۸: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مَهْدِيٍّ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ أَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ : أَخْبَرَنِيْ مَالِكُ بْنُ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ النَّصْرِيُّ، قَالَ أَرْسَلَ إِلَيَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَقَالَ اِنَّہٗ قَدْ حَضَرَ الْمَدِیْنَۃَ اَھْلُ اَبْیَاتٍ مِنْ قَوْمِکَ وَقَدْ اَمَرْنَا لَھُمْ بِرَضْخٍ فَاقْسِمْہُ فِیْھِمْ .فَبَیْنَا اَنَا کَذٰلِکَ اِذْ جَاءَ ہٗ یَرْفَأُ فَقَالَ : ھٰذَا عُثْمَانُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَسَعْدٌ وَالزُّبَیْرُ وَلَا اَدْرِیْ اَذَکَرَ طَلْحَۃَ اَمْ لَا یَسْتَأْذِنُوْنَ عَلَیْکَ فَقَالَ : ائْذَنْ لَھُمْ .قَالَ ثُمَّ مَکَثْنَا سَاعَۃً فَقَالَ : ھٰذَا الْعَبَّاسُ وَعَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا یَسْتَأْذِنَانِ عَلَیْکَ فَقَالَ : ائْذَنْ لَھُمَا .فَلَمَّا دَخَلَ الْعَبَّاسُ قَالَ : یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْضِ بَیْنِیْ وَبَیْنَ ھٰذَا الرَّجُلِ وَھُمَا حِیْنَئِذٍ فِیْمَا اَفَاءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ اَمْوَالِ بَنِی النَّضِیْرِ .فَقَالَ الْقَوْمُ : اقْضِ بَیْنَھُمَا یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاَرِحْ کُلَّ وَاحِدٍ مِنْھُمَا مِنْ صَاحِبِہٖ فَقَالَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ : اَنْشُدُکُمُ اللّٰہَ (اَیْ اَسْأَلُکُمْ بِاللّٰہِ) الَّذِیْ بِاِذْنِہٖ تَقُوْمُ السَّمَاوَاتُ وَالْاَرْضُ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ (لَا نُوْرَثُ مَا تَرَکْنَا صَدَقَۃٌ) قَالُوْا : قَدْ قَالَ ذٰلِکَ .ثُمَّ قَالَ لَھُمَا مِثْلَ ذٰلِکَ فَقَالَا : نَعَمْ .قَالَ : فَاِنِّیْ سَأُخْبِرُکُمْ عَنْ ھٰذَا الْفَیْءِ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ خَصَّ نَبِیَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِشَیْءٍ لَمْ یُعْطِہٖ غَیْرَہٗ فَقَالَ (مَا اَفَاءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مِنْھُمْ فَمَا اَوْجَفْتُمْ عَلَیْہِ مِنْ خَیْلٍ وَلَا رِکَابٍ) . فَکَانَتْ ھٰذِہٖ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَاصَّۃً ثُمَّ وَاللّٰہِ مَا احْتَازَھَا دُوْنَکُمْ وَلَا اسْتَأْثَرَ بِھَا عَلَیْکُمْ وَلَقَدْ قَسَمَھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیْنَکُمْ وَبَثَّھَا فِیْکُمْ حَتّٰی بَقِیَ مِنْھَا ھٰذَا الْمَالُ فَکَانَ یُنْفِقُ مِنْہُ عَلٰی اَھْلِہٖ رِزْقَ سَنَۃٍ ثُمَّ یَجْمَعُ مَا بَقِیَ مِنْہُ فَجَمَعَ مَالَ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ .فَلَمَّا قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبُوْ بَکْرٍ (اَنَا وَلِیُّ رَسُوْلِ اللّٰہِ بَعْدَہٗ اَعْمَلُ فِیْھَا بِمَا کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَعْمَلُ) ثُمَّ ذَکَرَ الْحَدِیْثَ .

۲۸۸۸: معمر نے زہری سے انہوں نے مالک بن اوس بن حدثان نضری سے وہ کہتے ہیں کہ مجھے عمر رضی اللہ عنہ نے بلوایا اور فرمایا مدینہ منورہ میں تمہاری قوم کے کچھ لوگ آئے ہیں ہم نے ان کو کچھ عطیہ دیا ہے وہ تم ان میں تقسیم کر دو اسی دوران یرفاء آ گیا اور اس نے کہا یہ عثمان' عبدالرحمٰن' سعد' زبیر رضی اللہ عنہم اجمعین۔ اور مجھے یاد نہیں کہ طلحہ کا نام لیا یا نہیں وہ آپ کے پاس داخلے کی اجازت چاہ رہے ہیں آپ نے فرمایا ان کو اجازت ہے راوی کہتا ہے پھر ہم کچھ دیر ٹھہرنے پائے تھے تو یرفاء نے کہا یہ عباس رضی اللہ عنہ و علی آپ کے ہاں آنے کی اجازت چاہتے ہیں آپ نے فرمایا انہیں اجازت دے دو جب عباس رضی اللہ عنہ آئے تو کہنے لگے اے امیر المؤمنین! میرے اور اس شخص کے درمیان فیصلہ کیجئے وہ اس وقت دونوں بنی نضیر کے اموال فئی پر نگران مقرر تھے دوسرے حضرات نے بھی کہا ان کے درمیان فیصلہ فرمائیں اور رضامندی کرا دیں عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تمہیں اس اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس کے حکم سے آسمان و زمین قائم ہیں کیا تم جانتے ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم وارث نہیں بنائے جاتے جو ہم چھوڑتے ہیں

وہ صدقہ ہوتا ہے ان سب نے کہا واقعی آپ نے یہ بات فرمائی ہے پھر خاص طور پر ان دونوں کو خطاب کر کے بھی یہی فرمایا ان دونوں نے بھی اس کا اقرار کیا پھر عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے میں تمہیں بتلاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ایسی چیز سے خاص کیا ہے جو اس نے اور کسی کو نہیں دی فرمایا: ﴿مَا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَا أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ﴾ (الحشر:۹) اور وہ جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور مال فئی دے دیا تم نے اس پر گھوڑے اور سواریاں نہیں دوڑائیں۔ پس یہ مال خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہو گئے آپ نے ان اموال کو تمہیں چھوڑ کر جمع نہیں کیا اور نہ اپنے کو تم پر ترجیح دی بلکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے درمیان تقسیم کیا اور تم میں بھیجا اور پھیلایا یہاں تک کہ اس میں سے یہ مال باقی رہ گیا آپ اس میں سے اپنے اہل پر سال کے دوران خرچ کرتے پھر جو بچ جاتا وہ جمع کر دیتے وہ اللہ تعالیٰ کا مال جمع ہوتا (یعنی بیت المال میں جمع کر دیتے) جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان اموال میں نائب و ولی ہوں میں ان میں وہی کروں گا جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے پھر روایت اسی طرح ذکر کیا۔

**تخریج** : مسلم فی الجهاد نمبر ۴۸۔

**اللُّغَات** :الرضخ۔ عطیہ۔ افاء۔ بطور فئی دینا۔

۲۸۸۹ :حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ' قَالَ : ثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ بَشَّارٍ' قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ' قَالَ : ثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ' عَنِ ابْنِ شِهَابٍ فَذَكَرَ مِثْلَهٗ بِإِسْنَادِهٖ وَأَثْبَتَ أَنَّ طَلْحَةَ كَانَ فِي الْقَوْمِ وَلَمْ يَقُلْ "وَبَثَّهَا فِيكُمْ . "

۲۸۸۹: عمرو بن دینار نے ابن شہاب سے نقل کیا پھر اسناد سے اسی طرح روایت کی البتہ فرق یہ ہے کہ طلحہ کو آنے والوں میں ثابت کیا اور بثھا فیکم کے لفظ نہیں کہے۔

۲۸۹۰ :حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ سِنَانٍ وَأَبُوْ أُمَيَّةَ' قَالَا : ثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ' قَالَ : ثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ' عَنِ ابْنِ شِهَابٍ' فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ وَقَالَ : فَكَانَ يُنْفِقُ مِنْهَا عَلٰى أَهْلِهٖ .

۲۸۹۰: مالک بن انس نے ابن شہاب سے پھر انہوں نے اپنی اسناد سے روایت نقل کی البتہ: فَكَانَ يُنْفِقُ مِنْهَا عَلٰى أَهْلِهٖ کے الفاظ مختلف ہیں۔

۲۸۹۱ :حَدَّثَنَا فَهْدٌ' قَالَ : ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ' قَالَ : ثَنَا أَبُوْ شِهَابٍ' عَنْ سُفْيَانَ وَوَرْقَاءَ' عَنْ أَبِي الزِّنَادِ' عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ' عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (لَا تَقْسِمُ وَرَثَتِيْ دِيْنَارًا مَا تَرَكْتُ بَعْدَ نَفَقَةِ أَهْلِيْ وَمُؤْنَةِ عَامِلِيْ فَهُوَ صَدَقَةٌ) . قَالُوْا : فَفِيْ حَدِيْثِ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ هٰذَا مَا يَدُلُّ عَلٰى أَنَّهَا كَانَتْ صَدَقَاتٍ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِقَوْلِهٖ (بَعْدَ مُؤْنَةِ عَامِلِيْ) وَعَامِلُهٗ لَا يَكُوْنُ إِلَّا وَهُوَ حَيٌّ .قَالُوْا : فَفِيْ هٰذِهِ الْآثَارِ' مَا

قَدْ دَلَّ عَلٰى أَنَّ الصَّدَقَةَ لِبَنِىْ هَاشِمٍ حَلَالٌ، لِأَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَهْلَهُ وَفِيهِمْ فَاطِمَةُ بِنْتُهُ، قَدْ كَانُوْا يَأْكُلُوْنَ مِنْ هٰذِهِ الصَّدَقَةِ فِىْ حَيَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . فَدَلَّ ذٰلِكَ عَلٰى اِبَاحَةِ سَائِرِ الصَّدَقَاتِ لَهُمْ، فَالْحُجَّةُ عَلَيْهِمْ فِىْ ذٰلِكَ، أَنَّ تِلْكَ الصَّدَقَةَ كَصَدَقَاتِ الْأَوْقَافِ، وَقَدْ رَأَيْنَا ذٰلِكَ يَحِلُّ لِلْأَغْنِيَاءِ . أَلَا تَرٰى أَنَّ رَجُلًا لَوْ أَوْقَفَ دَارَهُ عَلٰى رَجُلٍ غَنِيٍّ، أَنَّ ذٰلِكَ جَائِزٌ وَلَا يَمْنَعُهُ ذٰلِكَ غِنَاهُ، وَحُكْمُ ذٰلِكَ خِلَافُ حُكْمِ سَائِرِ الصَّدَقَاتِ مِنَ الزَّكٰوَاتِ وَالْكَفَّارَاتِ، وَمَا يُتَقَرَّبُ بِهٖ إِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، فَكَذٰلِكَ مَنْ كَانَ مِنْ بَنِىْ هَاشِمٍ ذٰلِكَ لَهُمْ حَلَالٌ وَحُكْمُهُ خِلَافُ حُكْمِ سَائِرِ الصَّدَقَاتِ الَّتِىْ قَدْ ذَكَرْنَا . ثُمَّ قَدْ جَاءَتْ بَعْدُ هٰذِهِ الْآثَارُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَوَاتِرَةً بِتَحْرِيْمِ الصَّدَقَةِ عَلٰى بَنِىْ هَاشِمٍ . فَمِمَّا جَاءَ فِىْ ذٰلِكَ .

۲۸۹۱: عبدالرحمن الاعرج نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری وراثت دینار کی صورت میں تقسیم نہ ہوگی میرے اہل وعیال کے خرچہ اور میرے گھریلو کام کرنے والوں کی اعانت کے علاوہ صدقہ ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس بات پر دلالت کر رہی ہے کہ وہ اموال جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں صدقات تھے اس لئے کہ اس روایت میں آپ کا ارشاد ''بعد مونة عاملی'' موجود ہے اور آپ کا عامل ہونا وہ آپ کی حیات مبارکہ ہی میں ہوسکتا ہے۔ ان آثار میں ایسی دلالت ملتی ہے جو اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ صدقات بنی ہاشم کے لئے حلال ہے۔ کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل اور ان میں آپ کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی ہے۔ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اس صدقہ سے کھاتے تھے۔ تو اس سے یہ دلالت مل گئی کہ یہ تمام صدقات کی طرح ان پر حلال تھا۔ پس ان کے خلاف اس سلسلہ میں حجت یہ ہے۔ کہ یہ صدقہ صدقات اوقاف کی طرح ہے۔ اور ہم جانتے ہیں کہ یہ مالداروں کے لئے بھی حلال ہیں۔ کیا تم نہیں جانتے کہ اگر ایک آدمی اپنا مکان ایک غنی پر وقف کر دیا۔ تو یہ جائز ہے اور اس کا غناء اس کے استعمال سے مانع نہ بنے گا اور اس کا حکم تمام صدقات جو زکوٰۃ و کفارات اور وہ صدقات جو تقرب الی اللہ کے لئے دیے جائیں ان سے مختلف ہے۔ پس اسی طرح جو شخص بنی ہاشم سے ہو اس کے لئے حلال ہے اور اس کا حکم دیگر صدقات سے الگ ہے جن کا ہم نے تذکرہ کیا۔ پھر اس کے بعد جناب ہاسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بنی ہاشم کے لئے صدقہ کی حرمت ثابت ہے۔ ذیل میں وہ درج ہے۔

**حاصل روایات:** ان روایات سے ان اموال کا صدقات ہونا معلوم ہوتا ہے اس کا ایک قرینہ مونت عاملین وہ عاملین آپ کی زندگی میں کام کرنے والے لوگ تھے ان اموال سے آپ کے اہل استعمال کرتے تھے ان میں فاطمہ بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھیں جب وہ ان صدقات سے کھاتے تھے تو بنی ہاشم کے لئے حلال تھے تبھی ان کو استعمال کرتے تھے پس ثابت ہوا سبھی صدقات ان کے لئے حلال ہیں۔

الجواب: ان صدقات کی حیثیت صدقات اوقاف جیسی تھی اور اوقاف کے صدقات اغنیاء کو بھی حلال ہیں جیسے کہ آدمی اگر اپنا گھر کسی غنی آدمی کو وقف کر دے تو یہ جائز ہے اور اس کی غناء اس میں مانع نہ ہوگی اور اس کا حکم زکوٰۃ و کفارات کے صدقات سے مختلف ہے بالکل اسی طرح یہ بنی ہاشم کے لئے بھی حلال ہے۔

## حرمتِ صدقہ کا ثبوت:

روایات متواترہ جن سے بنی ہاشم پر صدقات کی حرمت ثابت ہوتی ہے۔

**۲۸۹۲: مَا حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْزُوقٍ' قَالَ : ثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ' قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ' عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ' (عَنْ أَبِي الْجَوْزَاءِ السَّعْدِيِّ' قَالَ : قُلْتُ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ' مَا تَحْفَظُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؟ قَالَ : أَذْكُرُ أَنِّي أَخَذْتُ تَمْرَةً مِنْ تَمْرِ الصَّدَقَةِ فَجَعَلْتُهَا فِي فِيْ، فَأَخْرَجَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلُعَابِهَا فَأَلْقَاهَا فِي التَّمْرِ .قَالَ رَجُلٌ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ' مَا عَلَيْكَ فِي هٰذِهِ التَّمْرَةِ لِهٰذَا الصَّبِيِّ ؟ قَالَ إِنَّا -آلَ مُحَمَّدٍ -لَا يَحِلُّ لَنَا الصَّدَقَةُ) .**

۲۸۹۲: ابوالجوزاء اسعدی کہتے ہیں کہ میں نے حسن بن علی ؓ کو کہا تمہیں جناب رسول اللہ ﷺ کی کون سی بات یاد ہے تو وہ کہنے لگے مجھے یاد پڑتا ہے کہ میں نے صدقہ کی ایک کھجور کو منہ میں ڈال لیا تو جناب رسول اللہ ﷺ نے اسے لعاب سمیت نکال کر پھینک دیا ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! اس بچے کے اس ایک کھجور کھانے سے آپ پر کیا گناہ تھا؟ آپ نے فرمایا ہم آل محمد ﷺ کے لئے صدقہ حلال نہیں ہے۔

**تخریج** : مسلم فی الزکوٰۃ نمبر۱٦۱' ۱٦۸' نسائی فی الزکوٰۃ باب۹۵' ۹۷' ۹۸' مالك فی الصدقه نمبر۱۳' مسند احمد ۲۰۰/۱' ۳۲۹' ۲۷۹/۲' ٤٤٤' ٤٧٦' ٤٤٨/۳' ٤٩٠' ۱۸٦/٤' ۳٤۸' ۱۰/٦' ۱۰' ۳۹۰۔

**۲۸۹۳: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ وَابْنُ مَرْزُوقٍ' قَالَا : ثَنَا أَبُو عَاصِمٍ' عَنْ ثَابِتِ بْنِ عُمَارَةَ' عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ شَيْبَانَ' قَالَ : قُلْتُ لِلْحَسَنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ' فَذَكَرَ نَحْوَهُ' إِلَّا أَنَّهُ قَالَ فِي آخِرِهِ (وَلَا لِأَحَدٍ مِنْ أَهْلِهِ) .**

۲۸۹۳: ربیعہ بن شیبان کہتے ہیں کہ میں نے حسنؓ سے پوچھا پھر انہوں نے اسی طرح جواب دیا البتہ اتنا فرق ہے ولا لاحد من اہلہ کے الفاظ زائد ہیں۔

**۲۸۹۴: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ' قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ' قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ' عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلٰى' عَنِ الْحَكَمِ' عَنْ مِقْسَمٍ' عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا' قَالَ : (اُسْتُعْمِلَ أَرْقَمُ بْنُ أَرْقَمَ الزُّهْرِيُّ عَلَى الصَّدَقَاتِ' فَاسْتَتْبَعَ أَبَا رَافِعٍ' فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ فَقَالَ : يَا أَبَا رَافِعٍ' إِنَّ الصَّدَقَةَ حَرَامٌ عَلٰى مُحَمَّدٍ' وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ' وَإِنَّ مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْ أَنْفُسِهِمْ) .**

۲۸۹۴: مقسم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ ارقم بن ارقم زہری کو صدقات پر عامل بنایا گیا تو اس نے ابو رافع کو ساتھ چلنے کے لئے کہا وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے تو آپ نے فرمایا اے ابو رافع آل محمد پر صدقہ حرام ہے اور قوم کا مولیٰ انہی میں سے ہوتا ہے۔

**تخریج** : ابو داؤد فی الزکوٰۃ باب ۲۹' نمبر ۱۶۵۰۔

۲۸۹۵ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِیْ دَاوٗدَ' قَالَ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ ' قَالَ : ثَنَا جُوَیْرِیَةُ بْنُ أَسْمَاءَ' عَنْ مَالِكٍ' عَنِ الزُّهْرِیِّ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نَوْفَلِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ حَدَّثَهٗ، أَنَّ عَبْدَ الْمُطَّلِبِ بْنَ رَبِیْعَةَ بْنِ الْحَارِثِ حَدَّثَهٗ قَالَ : (اجْتَمَعَ رَبِیْعَةُ بْنُ الْحَارِثِ وَالْعَبَّاسُ ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَا : لَوْ بَعَثْنَا هٰذَیْنِ الْغُلَامَیْنِ لِیْ وَلِلْفَضْلِ بْنِ الْعَبَّاسِ عَلَی الصَّدَقَةِ فَأَدَّیَا مَا یُؤَدِّی النَّاسُ' وَأَصَابَا مَا یُصِیْبُ النَّاسُ .قَالَ : فَبَیْنَمَا هُمَا فِیْ ذٰلِكَ' جَاءَ عَلِیُّ بْنُ أَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ' فَوَقَفَ عَلَیْهِمَا' فَذَكَرَا لَهٗ ذٰلِكَ .فَقَالَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ : لَا تَفْعَلَا' فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ بِفَاعِلٍ .فَقَالَ رَبِیْعَةُ بْنُ الْحَارِثِ : مَا یَمْنَعُكَ مِنْ هٰذَا إِلَّا نَفَاسَةٌ عَلَیْنَا' فَوَاللّٰهِ لَقَدْ نِلْتَ صِهْرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَمَا نَفِسْنَاهُ عَلَیْكَ .فَقَالَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَا أَبُوْ حَسَنٍ أَرْسِلَاهُمَا' فَانْطَلَقَا' فَاضْطَجَعَ .فَلَمَّا صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ' سَبَقْنَاهُ إِلَی الْحُجْرَةِ' فَقُمْنَا عِنْدَ بَابِهَا حَتّٰی جَاءَ ' فَأَخَذَ بِآذَانِنَا وَقَالَ أَخْرِجَا مَا تُصَرِّرَانِ .ثُمَّ دَخَلَ وَدَخَلْنَا عَلَیْهِ' وَهُوَ یَوْمَئِذٍ عِنْدَ زَیْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ' فَتَوَاكَلْنَا الْكَلَامَ' ثُمَّ تَكَلَّمَ أَحَدُنَا قَالَ : یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ' أَنْتَ أَبَرُّ النَّاسِ وَأَوْصَلُ النَّاسِ' وَقَدْ بَلَغْنَا النِّكَاحَ' وَقَدْ جِئْنَاكَ لِتُؤَمِّرَنَا عَلٰی بَعْضِ الصَّدَقَاتِ' فَنُؤَدِّیَ إِلَیْكَ كَمَا یُؤَدُّوْنَ' وَنُصِیْبُ كَمَا یُصِیْبُوْنَ .فَسَكَتَ حَتّٰی أَرَدْنَا أَنْ نُكَلِّمَهٗ، وَجَعَلَتْ زَیْنَبُ تَلْمَعُ إِلَیْنَا مِنْ وَرَاءِ الْحِجَابِ أَنْ لَا تُكَلِّمَاهُ .فَقَالَ إِنَّ الصَّدَقَةَ لَا تَنْبَغِیْ لِآلِ مُحَمَّدٍ' إِنَّمَا هِیَ أَوْسَاخُ النَّاسِ' أُدْعُوَا لِیْ مَحْمِیَةَ وَكَانَ عَلَی الْخُمُسِ وَنَوْفَلَ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ .فَجَاءَ اهُ فَقَالَ لِمَحْمِیَةَ أَنْكِحْ هٰذَا الْغُلَامَ ابْنَتَكَ لِلْفَضْلِ بْنِ الْعَبَّاسِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَأَنْكَحَهٗ .وَقَالَ لِنَوْفَلِ بْنِ الْحَارِثِ أَنْكِحْ هٰذَا الْغُلَامَ ابْنَتَكَ فَأَنْكَحَنِیْ. وَقَالَ لِمَحْمِیَةَ أَصْدِقْ عَنْهُمَا مِنَ الْخُمُسِ كَذَا وَكَذَا). فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ : فَقَدْ أَصْدَقَ عَنْهُمَا مِنَ الْخُمُسِ' وَحُكْمُهٗ حُكْمُ الصَّدَقَاتِ .قِیْلَ لَهٗ : قَدْ یَجُوْزُ أَنْ یَكُوْنَ ذٰلِكَ مِنْ سَهْمِ ذَوِی الْقُرْبَی الَّذِیْ فِی الْخُمُسِ' وَذٰلِكَ خَارِجٌ مِنَ الصَّدَقَاتِ الْمُحَرَّمَةِ .عَلَیْهِمْ' لِأَنَّهٗ إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْهِمْ أَوْسَاخَ النَّاسِ' وَالْخُمُسُ لَیْسَ كَذٰلِكَ .

۲۸۹۵: عبداللہ بن عبداللہ بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب نے بیان کیا کہ عبدالمطلب بن ربیعہ بن حارث نے

مجھے بیان کیا کہ ربیعہ بن حارث اور عباس بن عبدالمطلب دونوں نے کہا کہ اگر ہم دوان دولڑکوں یعنی مجھے اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کو صدقات پر مقرر کردیں تو وہ فرض ادا کریں گے جو لوگ ادا کرتے ہیں اور وہ تنخواہ وغیرہ پا لیں گے جو دیگر عاملین کو ملتی ہے وہ دونوں اسی گفتگو میں مصروف تھے کہ علی بن ابی طالبؓ آ گئے اور ان کے پاس کھڑے ہو گئے دونوں نے اس بات کا تذکرہ ان سے کیا تو علیؓ نے کہا تم مت یہ بات کرو اللہ کی قسم آپ ایسا بالکل نہ کریں گے۔ حضرت ربیعہ بن حارث کہنے لگے تم تو ہم سے حسد کی بناء پر یہ بات کہتے ہو اللہ کی قسم! تم نے دامادی رسول پائی تو ہم نے ہرگز حسد نہ کیا۔ حضرت علیؓ کہنے لگے میں ابوالحسن ہوں (میں حسد نہیں کر سکتا) تم دونوں ان کو بھیج کر دیکھ لو۔ علیؓ لیٹ گئے۔ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ظہر پڑھ لی تو ہم حجرے کی طرف آپ سے پہلے پہنچ گئے اور دروازے کے پاس جا کھڑے ہوئے یہاں تک کہ آپ تشریف لائے تو آپ نے ہمارے کانوں کو پکڑ کر فرمایا اس بات کو تم دونوں دل سے نکال دو جو تم اپنے سینے میں جمع کرنے والے ہو پھر آپ حجرہ میں داخل ہوئے اور ہم بھی داخل ہو گئے اس دن آپ زینب بنت جحشؓ کے مکان میں تھے ہم نے گفتگو میں ایک دوسرے پر بھروسہ کیا پھر ہم میں سے ایک نے بات کی اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ لوگوں میں سب سے زیادہ محسن اور صلہ رحمی کرنے والے ہیں اور ہم بالغ ہو چکے ہیں ہم اس لئے آئے ہیں تا کہ آپ ہمیں کسی صدقہ کا عامل مقرر فرما دیں ہم لوگوں سے جمع کر کے اسی طرح ادا کریں گے جیسے دوسرے ادا کرتے ہیں اور ہمیں عمل کی تنخواہ مل جائے گی جیسے دوسروں کو ملتی ہے آپ نے خاموشی اختیار فرمائی۔ یہاں تک کہ ہم نے آپ سے (دوبارہ) گفتگو کا ارادہ کیا اور پردے پیچھے زینبؓ ہمیں اشارہ کر رہی تھیں (کہ بات نہ کرنا) پھر آپ نے فرمایا صدقہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لائق نہیں یہ لوگوں کی میل کچیل ہے۔ محمیہؓ (یہ خمس کے نگران تھے) کو بلاؤ اور نوفل بن حارث بن عبدالمطلب کو بلا لاؤ وہ دونوں آ گئے تو آپ نے محمیہ کو فرمایا تم اس لڑکے سے اپنی بیٹی کا نکاح کر دو یعنی فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ پس انہوں نے نکاح کر دیا اور نوفل بن حارث کو کہا تم اس لڑکے سے اپنی بیٹی کا نکاح کر دو چنانچہ انہوں نے میرا نکاح کر دیا اور محمیہؓ کو فرمایا ان دونوں کو خمس میں سے اتنی رقم مہر کے لئے دے دو۔ اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ ان کا مہر خمس میں سے دیا گیا اور خمس کا حکم بھی صدقات جیسا ہے۔ اس کے جواب میں کہا جائے گا۔ عین ممکن ہے کہ یہ ذوی القربی کے حصہ سے ہو جو کہ خمس میں مقرر ہے اور یہ ان صدقات سے خارج ہے جن کو حرام کیا گیا ہے۔ اس لئے کہ ان پر لوگوں کی میل کچیل حرام کی ہے اور خمس ان میں سے نہیں ہے۔

**تخریج** : مسلم فی الزکوٰۃ نمبر ۱۶۷۔

**حاصل روایات:** کہ صدقات آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو درست نہیں خمس میں سے ان کو کھانے کے لئے دیا جائے گا۔

**اللغات** : لقاسة۔ حسد۔ تصران۔ دل میں بات جمع کرنا۔ تلمع۔ اشارہ جو ہاتھ یا کپڑے سے کیا جائے۔ تواکل الکلام۔ بھروسہ کرنا۔ اصدق۔ مہر ادا کر دو۔ اوساخ۔ میل کچیل۔

: خمس کا حکم بھی تو صدقات جیسا ہے اس میں سے فضل اور عبدالمطلب کی بیویوں کا مہر ادا کیا گیا اس سے صدقات سے فائدہ اٹھانے کا جواز مل رہا ہے۔

: خمس میں ذوالقربیٰ کا حصہ بھی تو ہے اس میں سے دیا گیا ہوگا اور یہ حصہ تو محرم صدقات سے خارج ہے کیونکہ لوگوں کی میل کچیل ان پر حرام ہے اور خمس اس میں سے نہیں ہے اور خمس تو ہبہ اور ہدیہ کی قسم سے ہے وہ بلاشبہ آپ کے لئے درست ہے جیسا کہ یہ روایات مؤید ہیں۔

۲۸۹۶ : حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ أَنَا شَرِيْكٌ، عَنْ عُبَيْدٍ الْمُكْتِبِ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ، عَنْ سَلْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : (أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَدَقَةٍ فَرَدَّهَا، وَأَتَيْتُهُ بِهَدِيَّةٍ فَقَبِلَهَا) .

۲۸۹۶: ابوالطفیل نے سلمانؓ سے روایت کی کہ میں جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں صدقہ لایا تو آپ نے اس کو واپس کر دیا اور نہ لیا اور آپ کی خدمت میں ہدیہ لایا تو اسے قبول فرما لیا۔

۲۸۹۷ : حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ : ثَنَا يُوْسُفُ بْنُ بُهْلُوْلٍ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ إِدْرِيْسَ، قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ، عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِيْدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ : حَدَّثَنِي سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَذَكَرَ حَدِيْثًا طَوِيْلًا ذَكَرَ فِيْهِ (أَنَّهُ كَانَ عَبْدًا) قَالَ : فَلَمَّا أَمْسَيْتُ جَمَعْتُ مَا كَانَ عِنْدِي، ثُمَّ خَرَجْتُ حَتّٰى جِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِقُبَاءَ، فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ وَمَعَهُ نَفَرٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقُلْتُ إِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّهُ لَيْسَ بِيَدَيْكَ شَيْءٌ وَأَنَّ مَعَكَ أَصْحَابًا لَكَ، وَأَنْتُمْ أَهْلُ حَاجَةٍ وَغُرْبَةٍ، وَقَدْ كَانَ عِنْدِي شَيْءٌ وَضَعْتُهُ لِلصَّدَقَةِ، فَلَمَّا ذُكِرَ لِي مَكَانُكُمْ رَأَيْتُكُمْ أَحَقَّ بِهِ، ثُمَّ وَضَعْتُهُ لَهُ .فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُوْا أَوْ أَمْسِكُوْا ثُمَّ أَتَيْتُهُ بَعْدَ أَنْ تَحَوَّلَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ وَقَدْ جَمَعْتُ شَيْئًا، فَقُلْتُ : رَأَيْتُكَ لَا تَأْكُلُ الصَّدَقَةَ، وَقَدْ كَانَ عِنْدِي شَيْءٌ أَحْبَبْتُ أَنْ أُكْرِمَكَ بِهِ كَرَامَةً لَيْسَتْ بِصَدَقَةٍ، فَأَكَلَ وَأَكَلَ أَصْحَابُهُ).

۲۸۹۷: محمود بن لبید نے ابن عباس ؓ نے نقل کیا کہ مجھے سلمانؓ نے بیان کیا اور طویل روایت ذکر کی اس میں بیان کیا کہ میں غلام تھا جب شام کا وقت ہوا تو جو میرے پاس تھا میں نے اسے جمع کیا پھر میں نکلا یہاں تک کہ آپ کی خدمت میں پہنچا اس وقت آپ قباء میں تھے میں جب پہنچا تو صحابہ کرام کی ایک جماعت آپ کے ساتھ تھی میں نے کہا مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ آپ کے پاس کوئی چیز نہیں اور آپ کے کچھ ساتھی بھی آپ کے ساتھ ہیں اور تم مسافر اور ضرورت مند لوگ ہو میرے پاس صدقے کی چیز پڑی تھی جب میرے سامنے تمہاری حالت ذکر کی گئی تو مجھے تم سب سے زیادہ حقدار نظر آئے پھر میں نے وہ چیز آپ کے سامنے رکھ دی تو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کو تم

خود کھالو یا اپنے پاس محفوظ رکھ لو۔ پھر میں اس وقت آپ کی خدمت میں آیا جب آپ مدینہ منتقل ہو چکے تھے اور میں نے کچھ چیزیں جمع کر لی تھیں میں نے کہا میں نے آپ کو صدقہ نہ کھانے والا پایا میرے پاس ایسی چیز موجود تھی جس سے میرا دل چاہا کہ آپ کا اکرام کروں یہ صدقہ نہیں ہے پس آپ نے خود کھایا اور آپ کے اصحاب نے کھایا۔

۲۸۹۸ : حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ وَابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَا : ثَنَا وَهْبٌ، قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنِ ابْنِ أَبِيْ رَافِعٍ مَوْلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَنْ أَبِيْهِ (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ رَجُلًا مِنْ بَنِيْ مَخْزُوْمٍ عَلَى الصَّدَقَةِ .فَقَالَ لِأَبِيْ رَافِعٍ : اصْحَبْنِيْ كَيْمَا تُصِيْبَ مِنْهَا .فَقَالَ : حَتّٰى أَسْتَأْذِنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ، فَقَالَ إِنَّ آلَ مُحَمَّدٍ، لَا يَحِلُّ لَهُمُ الصَّدَقَةُ، وَإِنَّ مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْ أَنْفُسِهِمْ) .

۲۸۹۸: ابن ابی رافع رحمۃ اللہ علیہ مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے والد ابورافع رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی مخزوم کے ایک آدمی کو صدقہ پر عامل مقرر فرمایا اس نے ابورافع رضی اللہ عنہ کو کہا تم میرے ساتھ چلو تاکہ تمہیں بھی اس سے فائدہ ہو اس نے جانے کی حامی بھر لی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت کے لئے آئے اور اس بات کا تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے صدقہ حلال نہیں اور قوم کا مولیٰ انہی میں شمار ہوتا ہے یعنی تمہارے لئے صدقہ حلال نہیں ہے۔

**تخریج** : نمبر ۲۸۸۲ کی تخریج ملاحظہ کرلیں۔

۲۸۹۹ : حَدَّثَنَا رَبِيْعٌ الْمُؤَذِّنُ، قَالَ : ثَنَا أَسَدٌ، قَالَ : ثَنَا وَرْقَاءُ بْنُ عُمَرَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، قَالَ : (دَخَلْتُ عَلٰى أُمِّ كُلْثُوْمٍ بِنْتِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَقَالَتْ إِنَّ مَوْلًى لَنَا يُقَالُ لَهٗ هُرْمُزُ، أَوْ كَيْسَانُ، أَخْبَرَنِيْ أَنَّهٗ مَرَّ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَدَعَانِيْ فَجِئْتُ .فَقَالَ يَا أَبَا فُلَانٍ إِنَّا -أَهْلَ بَيْتٍ -قَدْ نُهِيْنَا أَنْ نَأْكُلَ الصَّدَقَةَ، وَإِنَّ مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْ أَنْفُسِهِمْ فَلَا تَأْكُلِ الصَّدَقَةَ).

۲۸۹۹: عطاء بن سائب کہتے ہیں کہ میں ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہا کی خدمت میں گیا تو کہنے لگیں ہمارے غلام ہرمز یا کیسان نے بتلایا کہ اس کا گزر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ہوا تو آپ نے مجھے بلایا میں حاضر ہو گیا تو فرمایا اے ابو فلاں ہم (اہل بیت) کو صدقہ سے منع کیا گیا ہے اور قوم کا غلام انہی میں سے ہوتا ہے پس تم صدقہ نہ کھانا۔

۲۹۰۰ : حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ : ثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ .

۲۹۰۰: حسین بن نصر نے شبابہ بن سوار سے روایت نقل کی۔

۲۹۰۱ : وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ : ثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ .ح .

۲۹۰۱: محمد بن خزیمہ نے علی بن جعد سے روایت نقل کی ہے۔

۲۹۰۲: وَحَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زِيَادٍ، قَالُوْا : ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : (أَخَذَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا تَمْرَةً مِنْ تَمْرِ الصَّدَقَةِ، فَأَدْخَلَهَا فِيْ فِيْهِ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِخْ كِخْ أَلْقِهَا أَلْقِهَا، أَمَا عَلِمْتُ أَنَّا لَا نَأْكُلُ الصَّدَقَةَ).

۲۹۰۲: محمد بن زیاد نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے صدقات کی کھجوروں میں سے ایک کھجور لے لی اور اسے اپنے منہ میں ڈال لیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو باہر پھینک دو پھینک دو۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ہم صدقہ نہیں کھاتے۔

**تخریج** : بخاری فی الزکوۃ باب ۶۲، مسلم فی الزکوۃ نمبر ۱۶۱۔

۲۹۰۳: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ وَابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَا : ثَنَا مَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ : ثَنَا بَهْزُ بْنُ حَكِيْمٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ : (كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُتِيَ بِالشَّيْءِ سَأَلَ أَهَدِيَّةٌ هُوَ أَمْ صَدَقَةٌ ؟ فَإِنْ قَالُوْا : هَدِيَّةٌ، بَسَطَ يَدَيْهِ، وَإِنْ قَالُوْا صَدَقَةٌ، قَالَ لِأَصْحَابِهِ كُلُوْا).

۲۹۰۳: بہز بن حکیم نے اپنے والد اور اپنے دادا سے نقل کیا جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب کوئی چیز لائی جاتی تو آپ دریافت فرماتے کیا یہ ہدیہ ہے یا صدقہ ہے؟ اگر کہتے کہ ہدیہ ہے تو آپ اپنا دست اس کو استعمال کے لئے دراز فرماتے اور اگر وہ کہتے کہ صدقہ ہے تو صحابہ کرام کو فرماتے اس کو کھالو۔

**تخریج** : بخاری فی الھبہ باب ۷، ترمذی فی الزکوۃ باب ۲۵، نمبر ۶۵۶، نسائی فی الزکوۃ باب ۹۸، مسند احمد ۳/۴۹۰، ۵/۵۔

۲۹۰۴: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ وَابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَا : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بَكْرٍ، عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيْمٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ إِبِلٍ سَائِمَةٍ (فِيْ كُلِّ أَرْبَعِيْنَ بِنْتُ لَبُوْنٍ، مَنْ أَعْطَاهَا مُؤْتَجِرًا أَيْ طَالِبَ أَجْرِهِ فَلَهُ أَجْرُهَا، وَمَنْ مَنَعَهَا فَإِنَّا آخِذُوْهَا مِنْهُ وَشَطْرَ إِبِلِهِ عَزْمَةٌ مِنْ عَزَمَاتِ رَبِّنَا لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ مِنَّا مِنْهَا شَيْءٌ).

۲۹۰۴: بہز بن حکیم نے اپنے والد اور اپنے دادا سے روایت کی کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ چرنے والے اونٹوں میں سے چالیس میں ایک بنت لبون ہے جس نے حلال اجر کے لئے دیا تو اس کا اجر اسے ملے گا اور جس نے نہ دیا ہم اس سے وصول کریں گے۔ اور اس کے بقیہ اونٹ میں سے کوئی چیز لینی حصول نہیں وہ ہمارے رب کی پختہ بات میں بات ہے۔

**تخریج** : ابو داؤد فی الزکوٰۃ باب ۵، نسائی فی الزکوٰۃ باب ۷٤، ۷، دارمی فی الزکوٰۃ باب ۳٦، مسند احمد ۲/۵، ٤۔

۲۹۰۵ : حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ وَابْنُ أَبِیْ دَاوٗدَ قَالَا : ثَنَا أَبُو الْوَلِیْدِ قَالَ : ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَۃَ عَنْ قَتَادَۃَ عَنْ أَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ (أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَمُرُّ فِی الطَّرِیْقِ بِالتَّمْرَۃِ فَمَا یَمْنَعُہٗ مِنْ أَخْذِھَا إِلَّا مَخَافَۃَ أَنْ تَکُوْنَ صَدَقَۃً) .

۲۹۰۵: قتادہ نے انسؓ سے نقل کیا کہ جناب نبی اکرم ﷺ کے گزرنے والے راستہ میں اگر کوئی کھجور پڑی ہوتی تو آپ اسے اس لئے نہ اٹھاتے کہ کہیں یہ صدقہ کی نہ ہو۔

**تخریج** : مسلم فی الزکوٰۃ نمبر ۱٦٦، ابو داؤد فی الزکوٰۃ باب ۲۹، نمبر ۱٦۵۱۔

۲۹۰٦ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَیْمَۃَ قَالَ : ثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ : ثَنَا یَحْیٰی عَنْ سُفْیَانَ قَالَ : ثَنَا مَنْصُوْرٌ عَنْ طَلْحَۃَ عَنْ أَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَأٰی تَمْرَۃً فَقَالَ لَوْلَا أَنِّیْ أَخَافُ أَنْ تَکُوْنَ صَدَقَۃً لَأَکَلْتُھَا) .

۲۹۰٦: طلحہ نے انسؓ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ایک کھجور راستہ میں پائی آپ نے فرمایا اگر مجھے خدشہ نہ ہوتا کہ یہ صدقہ کی ہے تو میں اسے کھالیتا۔

**تخریج** : مسلم فی الزکوٰۃ ۱٦٤/۱٦۵۔

۲۹۰۷ : حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ : ثَنَا الْحَکَمُ بْنُ مَرْوَانَ الضَّرِیْرُ ح .

۲۹۰۷: علی بن معبد نے حکم بن مروان الضریر سے بیان کیا۔

۲۹۰۸ : وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِیْ دَاوٗدَ قَالَ : ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ یُوْنُسَ قَالَ : ثَنَا مَعْرُوْفُ بْنُ وَاصِلٍ السَّعْدِیُّ قَالَ : حَدَّثَتْنَا حَفْصَۃُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا فِیْ سَنَۃِ تِسْعِیْنَ قَالَ ابْنُ أَبِیْ دَاوٗدَ فِیْ حَدِیْثِہٖ ابْنَۃُ طَلْقٍ تَقُوْلُ : ثَنَا (رُشَیْدُ بْنُ مَالِکٍ أَبُوْ عَمِیْرَۃَ قَالَ : کُنَّا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَأُتِیَ بِطَبَقٍ عَلَیْہِ تَمْرٌ فَقَالَ أَصَدَقَۃٌ أَمْ ھَدِیَّۃٌ ؟ قَالَ : بَلْ صَدَقَۃٌ فَوَضَعَہٗ بَیْنَ یَدَیِ الْقَوْمِ وَالْحَسَنُ یَتَعَفَّرُ بَیْنَ یَدَیْہِ فَأَخَذَ الصَّبِیُّ تَمْرَۃً فَجَعَلَھَا فِیْ فِیْہِ .فَأَدْخَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ إِصْبَعَہٗ وَجَعَلَ یَتَرَفَّقُ بِہٖ، فَأَخْرَجَھَا فَقَذَفَھَا ثُمَّ قَالَ إِنَّا -آلَ مُحَمَّدٍ -لَا نَأْکُلُ الصَّدَقَۃَ) .

۲۹۰۸: معروف بن واصل السعدی کہتے ہیں کہ ہمیں حفصہؓ نے ۹۰ھ میں بیان کیا ابن ابی داؤد نے اپنی روایت میں کہا کہ طلاق کی بیٹی کہتی ہے کہ ہمیں رشید بن مالک ابوعمیر نے بیان کیا کہ ہم جناب نبی اکرم ﷺ کے پاس تھے کہ ایک کھجور کا تھال لایا گیا آپ نے دریافت فرمایا کیا یہ صدقہ ہے یا ہدیہ؟ اس نے کہا صدقہ۔ آپ نے اسے لوگوں کے سامنے رکھ دیا اور حسن آپ کے سامنے مٹی میں کھیل رہے تھے بچے نے ایک کھجور منہ میں رکھ لی جناب

رسول اللہ ﷺ نے اپنی انگلی اس کے منہ میں ڈالی اور اس سے نرمی کرنے لگے تا کہ وہ نکال دے تو اس نے نکال دی آپ نے اسے پھینک دیا اور فرمایا ہم آل محمد ﷺ صدقہ نہیں کھاتے۔

**تخریج** : مسند احمد ۳/۴۹۰۔

۲۹۰۹ : حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ : ثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَكِيْمٍ الْاَوْدِيُّ، قَالَ : أَنَا شَرِيْكٌ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عِيْسٰى عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ لَيْلٰى، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ : (دَخَلْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَ الصَّدَقَةِ، فَتَنَاوَلَ الْحَسَنِ تَمْرَةً، فَأَخْرَجَهَا مِنْ فِيْهِ وَقَالَ إِنَّا -أَهْلَ بَيْتٍ -لَا يَحِلُّ لَنَا الصَّدَقَةُ أَوْ لَا نَأْكُلُ الصَّدَقَةَ).

۲۹۰۹: عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ میں آپ ﷺ کے ساتھ بیت الصدقہ میں داخل ہوا حسن نے ایک کھجور اٹھالی آپ ﷺ نے اسے ان کے منہ سے نکال دیا اور فرمایا ہم اہل بیت کے لئے صدقہ حلال نہیں یا فرمایا ہم صدقہ نہیں کھاتے۔

۲۹۱۰ : حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ : أَنَا شَرِيْكٌ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ ، غَيْرَ أَنَّهٗ قَالَ (إِنَّا -أَهْلَ بَيْتٍ -لَا يَحِلُّ لَنَا الصَّدَقَةُ) وَلَمْ يَشُكَّ .

۲۹۱۰: محمد بن سعید نے کہا ہمیں شریک نے بیان کیا پھر انہوں نے اپنی اسناد سے روایت نقل کی ہے البتہ اس میں لَا يَحِلُّ لَنَا الصَّدَقَةُ کے الفاظ ہیں او شک کا لفظ موجود نہیں۔

۲۹۱۱ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوٗدَ، قَالَ : ثَنَا نُعَيْمٌ، قَالَ : ثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ، قَالَ : أَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (إِنِّيْ لَأَنْقَلِبُ إِلٰى أَهْلِيْ فَأَجِدُ التَّمْرَةَ سَاقِطَةً عَلٰى فِرَاشِيْ فِيْ بَيْتِيْ، فَأَرْفَعُهَا لِآكُلَهَا، ثُمَّ أَخْشٰى أَنْ تَكُوْنَ صَدَقَةً فَأُلْقِيْهَا).

۲۹۱۱: ہمام بن منبہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں بعض اوقات گھر آتا ہوں تو اپنے بستر پر ایک کھجور گری ہوئی پاتا ہوں میں اسے کھانے کے لئے اٹھاتا ہوں پھر اس خطرے سے اس کو میں ڈال دیتا ہوں کہ کہیں صدقہ نہ ہو۔

**تخریج** : بخاری فی البیوع باب ٤، واللقطه باب ٦، مسلم فی الزکوٰۃ نمبر ۱۶۳۔

۲۹۱۲ : حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ الْخُرَاسَانِيُّ، قَالَ : ثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيْقٍ، قَالَ : ثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ، قَالَ : سَمِعْتُ أَبِيْ يَقُوْلُ (جَاءَ سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حِيْنَ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ بِمَائِدَةٍ عَلَيْهَا رُطَبٌ .فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا هٰذَا يَا سَلْمَانُ ؟ قَالَ : صَدَقَةٌ عَلَيْكَ وَعَلٰى أَصْحَابِكَ .قَالَ ارْفَعْهَا فَإِنَّا لَا نَأْكُلُ الصَّدَقَةَ فَرَفَعَهَا .فَجَاءَهُ مِنَ الْغَدِ بِمِثْلِهٖ، فَوَضَعَهٗ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ مَا هٰذَا يَا سَلْمَانُ ؟ قَالَ هَدِيَّةٌ .فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهِ انْبَسِطُوْا) . قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَهٰذِهِ الْآثَارُ كُلُّهَا قَدْ جَاءَتْ بِتَحْرِيْمِ الصَّدَقَةِ عَلٰى بَنِيْ هَاشِمٍ، وَلَا نَعْلَمُ شَيْئًا نَسَخَهَا وَلَا عَارَضَهَا إِلَّا مَا قَدْ ذَكَرْنَاهُ فِيْ هٰذَا الْبَابِ، مِمَّا لَيْسَ فِيْهِ دَلِيْلٌ عَلٰى مُخَالَفَتِهَا .فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ : تِلْكَ الصَّدَقَةُ، إِنَّمَا هِيَ الزَّكَاةُ خَاصَّةً، فَأَمَّا مَا سِوٰى ذٰلِكَ مِنْ سَائِرِ الصَّدَقَاتِ فَلَا بَأْسَ بِهٖ. قِيْلَ لَهٗ : فِيْ هٰذِهِ الْآثَارِ مَا قَدْ دَفَعَ مَا ذَهَبَ إِلَيْهِ، وَذٰلِكَ مَا فِيْ حَدِيْثِ بَهْزِ بْنِ حَكِيْمٍ (أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أُتِيَ بِالشَّيْءِ سَأَلَ أَهَدِيَّةٌ أَمْ صَدَقَةٌ فَإِنْ قَالُوْا صَدَقَةٌ قَالَ لِأَصْحَابِهٖ كُلُوْا) وَاسْتَغْنٰى بِقَوْلِ الْمَسْئُوْلِ (إِنَّهٗ صَدَقَةٌ) عَنْ أَنْ يَسْأَلَهٗ صَدَقَةٌ مِنْ زَكَاةٍ، أَمْ غَيْرِ ذٰلِكَ ؟ فَدَلَّ ذٰلِكَ عَلٰى أَنَّ حُكْمَ سَائِرِ الصَّدَقَاتِ فِيْ ذٰلِكَ سَوَاءٌ .وَفِيْ حَدِيْثِ سَلْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ : فَجِئْتُ فَقَالَ (أَهَدِيَّةٌ أَمْ صَدَقَةٌ فَقُلْتُ بَلْ صَدَقَةٌ، لِأَنَّهٗ بَلَغَنِيْ أَنَّكُمْ قَوْمٌ فُقَرَاءُ) فَامْتَنَعَ مِنْ أَكْلِهَا لِذٰلِكَ، وَإِنَّمَا كَانَ سَلْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ عَبْدًا، مِمَّنْ لَا يَجِبُ عَلَيْهِ زَكَاةٌ .فَدَلَّ ذٰلِكَ عَلٰى أَنَّ كُلَّ الصَّدَقَاتِ، مِنَ التَّطَوُّعِ وَغَيْرِهٖ، قَدْ كَانَ مُحَرَّمًا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعَلٰى سَائِرِ بَنِيْ هَاشِمٍ . وَالنَّظَرُ أَيْضًا يَدُلُّ عَلَى اسْتِوَاءِ حُكْمِ الْفَرَائِضِ وَالتَّطَوُّعِ فِيْ ذٰلِكَ، وَذٰلِكَ أَنَّا رَأَيْنَا غَيْرَ بَنِيْ هَاشِمٍ مِنَ الْأَغْنِيَاءِ وَالْفُقَرَاءِ -فِي الصَّدَقَاتِ الْمَفْرُوْضَاتِ وَالتَّطَوُّعِ -سَوَاءٌ مَنْ حَرُمَ عَلَيْهِ أَخْذُ صَدَقَةٍ مَفْرُوْضَةٍ، حَرُمَ عَلَيْهِ أَخْذُ صَدَقَةٍ غَيْرِ مَفْرُوْضَةٍ .فَلَمَّا حَرُمَ عَلٰى بَنِيْ هَاشِمٍ أَخْذُ الصَّدَقَاتِ الْمَفْرُوْضَاتِ، حَرُمَ عَلَيْهِمْ أَخْذُ الصَّدَقَاتِ غَيْرِ الْمَفْرُوْضَاتِ .فَهٰذَا هُوَ النَّظَرُ فِيْ هٰذَا الْبَابِ، وَهُوَ قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ، وَأَبِيْ يُوْسُفَ، وَمُحَمَّدٍ، رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى .وَقَدْ اُخْتُلِفَ عَنْ أَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ فِيْ ذٰلِكَ، فَرُوِيَ عَنْهُ أَنَّهٗ قَالَ : لَا بَأْسَ بِالصَّدَقَاتِ كُلِّهَا عَلٰى بَنِيْ هَاشِمٍ .وَذَهَبَ فِيْ ذٰلِكَ -عِنْدَنَا -إِلٰى أَنَّ الصَّدَقَاتِ إِنَّمَا كَانَتْ حَرُمَتْ عَلَيْهِمْ مِنْ أَجْلِ مَا جُعِلَ لَهُمْ فِي الْخُمُسِ، مِنْ سَهْمِ ذَوِي الْقُرْبٰى .فَلَمَّا انْقَطَعَ ذٰلِكَ عَنْهُمْ وَرَجَعَ إِلٰى غَيْرِهِمْ، بِمَوْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -حَلَّ لَهُمْ بِذٰلِكَ مَا قَدْ كَانَ مُحَرَّمًا عَلَيْهِمْ مِنْ أَجْلِ مَا قَدْ كَانَ أُحِلَّ لَهُمْ .وَقَدْ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيْ يُوْسُفَ، عَنْ أَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ فِيْ ذٰلِكَ، مِثْلَ قَوْلِ أَبِيْ يُوْسُفَ رَحِمَهُ اللّٰهُ فَبِهٰذَا نَأْخُذُ .فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ : أَفَتَكْرَهُهَا

عَلٰى مَوَالِيهِمْ ؟ قُلْتُ : نَعَمْ لِحَدِيْثِ أَبِيْ رَافِعٍ الَّذِيْ قَدْ ذَكَرْنَاهُ فِيْ هٰذَا الْبَابِ، وَقَدْ قَالَ ذٰلِكَ أَبُوْ يُوْسُفَ رَحِمَهُ اللّٰهُ فِيْ كِتَابِ الْإِمْلَاءِ ، وَمَا عَلِمْتُ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِنَا خَالَفَهُ فِيْ ذٰلِكَ .فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ : أَفَتَكْرَهُ لِلْهَاشِمِيِّ أَنْ يَعْمَلَ عَلَى الصَّدَقَةِ ؟ قُلْتُ : لَا .فَإِنْ قَالَ : وَلِمَ وَفِيْ حَدِيْثِ رَبِيْعَةَ بْنِ الْحَارِثِ وَالْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ الَّذِيْ ذَكَرْتُ مَنْعُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاهُمَا مِنْ ذٰلِكَ قُلْتُ :مَا فِيْهِ مَنْعٌ مِنْ ذٰلِكَ، لِأَنَّهُمْ سَأَلُوْهُ أَنْ يَسْتَعْمِلَهُمْ عَلَى الصَّدَقَةِ، لِيَسُدُّوْا بِذٰلِكَ فَقْرَهُمْ، فَسَدَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقْرَهُمْ بِغَيْرِ ذٰلِكَ .وَقَدْ يَجُوْزُ أَيْضًا أَنْ يَكُوْنَ أَرَادَ بِمَنْعِهِمْ أَنْ يُوَكِّلَهُمْ عَلَى الْعَمَلِ عَلٰى أَوْسَاخِ النَّاسِ، لَا لِأَنَّ ذٰلِكَ يَحْرُمُ عَلَيْهِمْ، لِاجْتِعَالِهِمْ مِنْهُ عِمَالَتَهُمْ عَلَيْهِ .وَقَدْ وَجَدْنَا مَا يَدُلُّ عَلٰى هٰذَا .

۲۹۱۲: حسین بن واقد کہتے ہیں کہ ہمیں عبداللہ بن بریدہ نے بیان کیا کہ میں نے اپنے والد سے سنا کہ سلمان الفارسی جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت گرامی میں آئے جبکہ آپ مدینہ منورہ تشریف لائے وہ ایک دسترخوان میں تازہ کھجور لائے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے سلمان یہ کیا ہے انہوں نے کہا صدقہ ہے جو آپ کی خدمت میں لایا ہوں آپ کے صحابہ کی خدمت میں لایا ہوں آپ نے فرمایا اسے اٹھالو ہم صدقہ نہیں کھاتے تو سلمان نے اس کو سامنے سے اٹھالیا اگلے دن بھی اسی طرح دسترخوان میں تازہ کھجور لائے اور آپ کے سامنے دسترخوان بچھادیا آپ نے دریافت کیا اے سلمان! یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا یہ ہدیہ ہے جناب رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کو فرمایا اس کو پھیلاؤ اور کھاؤ۔ امام طحاوی رحمہ اللہ کہتے ہیں یہ تمام آثار آمدہ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ بنی ہاشم پر صدقہ حرام ہے اور ہمیں کوئی ایسی نص معلوم نہیں جو ان کی ناسخ ہو اور ایسی نص بھی معلوم نہیں جو ان کے معارض ہو۔ سوائے اس روایت کے جس کچھ شروع باب میں ہم نے ذکر کیا اس میں اس کے صدقہ کوئی دلیل نہیں ہے اگر کسی کو یہ اعتراض ہو کہ اس صدقہ سے مراد تو خاص زکوۃ ہے۔ تو اس کے علاوہ صدقات میں تو کچھ حرج نہیں اس کے جواب میں کہا جائے گا۔ ان آثار میں اس کا جواب موجود ہے اور وہ اس طرح کہ بہز بن حکیم رضی اللہ عنہ والی روایت میں آیا ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ کے ہاں جب کوئی چیز لائی جاتی تو آپ دریافت فرماتے کیا یہ صدقہ ہے یا ہدیہ ہے۔ پھر اگر وہ کہتے کہ صدقہ ہے۔ تو آپ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فرماتے اسے کھاؤ اور اپنی اس بات کو کہ یہ صدقہ ہے۔ اس استفسار سے بے نیاز قرار دیتے کہ یہ زکوۃ ہے یا اور کچھ اس سے یہ دلالت مل گئی کہ تمام صدقات کا حکم یکساں ہے اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ میں آیا ہے کہ آپ نے دریافت فرمایا اھدیۃ ام صدقۃ تو میں نے کہا بلکہ صدقہ ہے۔ کیونکہ مجھے یہ معلوم ہوا کہ تمہارے ہاں تنگدستی ہے آپ نے اس بناء پر استعمال نہیں فرمایا اس وقت حضرت سلمان رضی اللہ عنہ غلام تھے جن پر زکوۃ سرے سے لازم نہیں ہوتی ۔ اس سے معلوم ہوا ان کے تمام صدقات نفلی تھے اور وہ آپ پر اور تمام بنی ہاشم پر حرام تھے غور و فکر بھی اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ فرائض

نوافل کا حکم اس سلسلہ میں برابر ہو اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم جانتے ہیں کہ بنی ہاشم کے مالدار اور فقراء صدقات فرضیہ اور نفلیہ میں یکساں ہیں۔ خواہ وہ ہوں کہ جن پر صدقات فرضیہ کا لینا حرام ہے تو ان پر صدقات نفلیہ کا لینا بھی حرام قرار دیا گیا۔ پس جب بنی ہاشم پر فرضی صدقات کا لینا حرام قرار ہو گیا تو غیر فرضی صدقات کا لینا بھی ان پر حرام قرار دیا۔ اس باب میں نظر و فکر اس کے متقاضی ہیں اور یہی امام ابوحنیفہ ابو یوسف محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے اس سلسلہ میں مختلف روایات آئی ہیں ایک روایت یہ ہے کہ بنی ہاشم کے لئے ان تمام صدقات کے استعمال میں کچھ حرج نہیں۔ ہمارے نزدیک اس طرف جانے کی وجہ یہ ہے کہ ان کے لئے صدقات اس وجہ سے حرام کیے جائیں کیوں کہ خمس غنیمت میں ان کا احصہ مقرر کیا گیا یعنی ذوی القربیٰ کا حصہ۔ پس جب ذوی القربیٰ کا حصہ وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے منقطع ہو گیا۔ تو (علامت حرمت ختم ہونے سے) ان کے لئے جو حرام ہوا تھا وہ ان کے لئے حلال ہو گیا اور یہ امام ابو یوسفؒ نے امام ابوحنیفہؒ سے نقل کی ہے۔ یہ ابو یوسفؒ کے قول کی طرح ہے ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں۔ اگر کوئی معترض یہ کہے۔ کیا موالی کے متعلق اس کو مکروہ قرار دیتے ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جی ہاں۔ اس کی دلیل حضرت ابورافع کی وہ روایت ہے جسے ہم نے اس باب میں ذکر کیا ہے اور یہ بات امام ابو یوسفؒ نے کتاب الاملاء میں کہی ہے اور اصحاب احناف کے متعلق مجھے تو معلوم نہیں کہ کسی نے اس سے اختلاف کیا ہو۔ اگر کوئی معترض یہ کہے کیا آپ کے ہاں ہاشمی کا صدقات پر عامل بننا مکروہ ہے؟ میں عرض کرتا ہوں کہ نہیں۔ اگر کوئی یہ کہے کہ یہ کیونکر ممنوع نہیں جبکہ ربیعہ بن حارث اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہما جن کے متعلق تم نے خود نقل کیا کہ آپ نے ان کو عامل بننے سے منع فرمایا۔ اس کا جواب یہ ہے۔ اس روایت میں منع والی کوئی بات موجود نہیں۔ کیونکہ انہوں نے آپ سے یہ سوال کیا تھا کہ آپ ان کو صدقات پر عامل بنائیں تا کہ اس سے ان کے فقر کا ازالہ ہو۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تنگدستی کا ازالہ عامل بنانے کے بغیر ہی کر دیا اور یہ بھی کہنا درست ہے کہ آپ کے روکنے کا مقصد یہ ہو کہ آپ ان کو لوگوں کی میل کچیل پر نگران کرنا نہ چاہتے ہوں۔ یہ معنیٰ نہیں کہ عامل بننا ان پر حرام تھا اور ان کے عمل کی تنخواہ اسی میں سے ادا کرنا تھی اور ہم ایسی روایات پاتے ہیں جو اس پر دلالت کرتی ہیں جو ذیل میں ہیں۔

**حاصل روایات:** ان تمام آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ بنی ہاشم پر صدقہ حرام ہے ان کے معارض یا ان کی تنسیخ کرنے والی کوئی روایت نہیں۔ اور جو روایت فریق اوّل نے دلیل بنائی تھی اس کی حقیقت ذکر کر کے جواب دے دیا گیا۔

## ایک اشتباہ:

کہ بنی ہاشم پر جو صدقہ حرام ہے وہ فقط زکوٰۃ ہے دیگر صدقات کی حرمت ثابت نہیں پس دوسرے صدقات میں چنداں قباحت نہیں۔

## ازالہ:

روایت بہز بن حکیم میں اس کا جواب ظاہر ہے کہ آپ ﷺ لانے والے کو کہتے ہیں کہ کیا یہ صدقہ ہے یا ہدیہ اور وہ اگر ہدیہ کہتا ہے آپ استعمال فرماتے ہیں اگر صدقہ کہتا ہے تو صحابہ کرام کو فرماتے ہیں کہ تم کھاؤ یہ سوال نہیں فرماتے کہ یہ صدقہ از قسم زکوٰۃ ہے یا دیگر تو معلوم ہوا کہ زکوٰۃ کے علاوہ صدقات بھی حرمت میں برابر کے شامل ہیں۔ نیز روایت سلمان میں آپ نے هدية ام صدقة؟ کا استفسار فرمایا انہوں نے صدقہ بتلایا تو آپ نے اس کے کھانے سے اعراض فرمایا سلمان ان دنوں فارسی غلام تھے اور ابھی مجوسی تھی اس پر زکوٰۃ کے وجوب کا کوئی معنی نہیں اس سے بھی قرینہ مل گیا کہ تمام قسم کے صدقات آپ ﷺ اور بنی ہاشم پر حرام ہیں۔

## نظر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ:

نظر کا تقاضا یہ ہے کہ غیر بنی ہاشم کے اغنیاء وفقراء جب صدقات مفروضہ اور تطوع کے حکم میں برابر ہیں تو صدقہ فرضیہ جس پر حرام ہو اس پر نفلیہ کا لینا حرام ہونا چاہئے پس جب بنی ہاشم پر فرضی صدقات کا استعمال حرام ہے تو ان پر نفلی صدقات کا لینا بھی حرام ہے۔

نظر کا یہی تقاضا ہے اور امام ابو یوسف، محمد، اور امام ابو حنیفہ رحمہم اللہ کا قول یہی ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے متعلق ایک قول یہ ہے کہ بنی ہاشم پر تمام قسم کے صدقات صرف کرنے میں حرج نہیں۔ اور ہمارے ہاں ان پر صدقات کی حرمت کی وجہ خمس میں ذوی القربیٰ کے حصہ کا مقرر ہونا تھا جب وہ منقطع ہو کر دوسروں کی طرف لوٹ گیا اور وفات رسول اللہ ﷺ سے ان پر جو چیز آپ کی وجہ سے حرام تھی وہ حلال ہو گئی اور سلیمان بن شعیب نے ان کا ایک قول امام ابو یوسفؒ کی طرح نقل کیا ہے ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں۔

## نظر در نظر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ:

ائمہ احناف کی طرف نفلی صدقات کی حرمت کا قول درست نہیں جمہور فقہاء احناف نے نفلی صدقات کو غنی اور ہاشمی کے لئے حلال قرار دیا اسی طرح امام صاحب کی طرف یہ نسبت بھی محل نظر ہے کہ خمس غنیمت کا سلسلہ ختم ہو جانے کی وجہ سے اب ہر قسم کے صدقات ہاشمیوں کو حلال ہیں یہ درست نظر نہیں آتا کیونکہ اوساخ انجاس ہونے والی علت تو فرض صدقات میں اب بھی پائی جاتی ہے پھر حکم کس طرح منقطع ہوا۔ البتہ آخر میں امام ابو یوسف کے مشہور قول کو اختیار کرنے کا اشارہ کر کے پہلی بات کی مجمل تردید کر دی حالانکہ اوپر تو تینوں ائمہ کا قول یکساں نقل کیا ہے۔ (واللہ اعلم)

## ایک اشکال:

بنی ہاشم پر تو صدقات واجبہ حرام ہیں مگر موالی بنی ہاشم کا حرمت میں وہی حکم ہے یا ان سے مختلف ہے۔

الجواب: ابورافع والی روایت اس سلسلہ میں واضح طور پر آپ نے فرمایا: مولی القوم من انفسھم اس لئے آزاد کردہ غلاموں پر صدقات کی حرمت ثابت رہے گی امام ابو یوسفؒ کی کتاب الاملاء میں مذکور ہے احناف میں اس کے متعلق کسی کا اختلاف میرے علم میں نہیں۔

س: بنی ہاشم عامل بن کر اجرت میں زکوٰۃ لے سکے گا یا نہیں۔

ج: بنی ہاشم عامل بن جائے تب بھی صدقات واجبہ میں سے اس کو لینا جائز نہیں احناف کا فتویٰ عدم جواز پر ہی ہے۔

مگر امام طحاویؒ کی رائے اس سلسلہ میں جواز کی ہے اس پر وارد اشکالات کا وہ جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اشکال اول: ربیعہؓ بن حارث اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ تو عامل مقرر فرمایا اور نہ صدقات واجبہ میں سے دیا بلکہ نکاح کر کے ان کے مہر خمس میں سے ادا کروا دیئے اگر عامل بننا حلال تھا تو آپ نے کیوں نہ بنایا۔

حل اشکال: آپ نے عامل بنانے سے انکار نہیں فرمایا روایت میں کوئی ایسی بات موجود نہیں انہوں نے اپنے فقر کے ازالہ کے لئے عامل بننے کا کہا آپ نے ان کے فقر کا ازالہ عمل کے بغیر کر دیا اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس لئے منع کر دیا ہو کہ تم لوگوں کی میل کچیل کھاؤ گے جبکہ تمہارے پاس طیب چیز موجود ہے اس لئے نہیں کہ ان کا عامل صدقہ بن کر اجرت لینا حرام تھا اور یہ بات ان روایات سے ثابت ہے۔

۲۹۱۳: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُمَيَّةَ قَالَ : ثَنَا قَبِيْصَةُ بْنُ عُقْبَةَ قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُوْسَى بْنِ أَبِيْ عَائِشَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ رَزِيْنٍ عَنْ أَبِيْ رَزِيْنٍ (عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قُلْتُ لِلْعَبَّاسِ سَلِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَعْمِلُكَ عَلَى الصَّدَقَاتِ .فَسَأَلَهُ فَقَالَ مَا كُنْتُ لِأَسْتَعْمِلَكَ عَلٰى غُسَّالَةِ ذُنُوْبِ النَّاسِ) . أَفَلَا تَرٰى أَنَّهُ إِنَّمَا كَرِهَ لَهُ الِاسْتِعْمَالَ عَلٰى غُسَّالَةِ ذُنُوْبِ النَّاسِ لَا لِأَنَّهُ حَرَّمَ ذٰلِكَ عَلَيْهِ لِحُرْمَةِ الْإِجْتِعَالِ مِنْهُ عَلَيْهِ .وَقَدْ كَانَ أَبُوْ يُوْسُفَ رَحِمَهُ اللّٰهُ يَكْرَهُ لِبَنِيْ هَاشِمٍ أَنْ يَعْمَلُوْا عَلَى الصَّدَقَةِ إِذَا كَانَتْ جُعَالَتُهُمْ مِنْهَا قَالَ "لِأَنَّ الصَّدَقَةَ تَخْرُجُ مِنْ مَالِ الْمُتَصَدِّقِ إِلَى الْأَصْنَافِ الَّتِيْ سَمَّاهَا اللّٰهُ تَعَالٰى فَيَمْلِكُ الْمُصَّدِّقُ بَعْضَهَا وَهِيَ لَا تَحِلُّ لَهُ .وَاحْتَجَّ فِيْ ذٰلِكَ أَيْضًا بِحَدِيْثِ أَبِيْ رَافِعٍ حِيْنَ سَأَلَهُ الْمَخْزُوْمِيُّ أَنْ يَخْرُجَ مَعَهُ لِيُصِيْبَ مِنْهَا وَمُحَالٌ أَنْ يُصِيْبَ مِنْهَا شَيْئًا إِلَّا بِعِمَالَتِهِ عَلَيْهَا وَاجْتِعَالِهِ مِنْهَا .وَخَالَفَ أَبَا يُوْسُفَ رَحِمَهُ اللّٰهُ فِيْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ فَقَالُوْا : لَا بَأْسَ أَنْ يَجْتَعِلَ مِنْهَا الْهَاشِمِيُّ لِأَنَّهُ إِنَّمَا يَجْتَعِلُ عَلٰى عَمَلِهِ وَذٰلِكَ قَدْ يَحِلُّ لِلْأَغْنِيَاءِ .فَلَمَّا كَانَ هٰذَا لَا يَحْرُمُ عَلَى الْأَغْنِيَاءِ الَّذِيْنَ يُحَرِّمُ عَلَيْهِمْ غِنَاهُمُ الصَّدَقَةَ كَانَ كَذٰلِكَ أَيْضًا فِي النَّظَرِ لَا يَحْرُمُ ذٰلِكَ عَلٰى بَنِيْ هَاشِمٍ الَّذِيْ يُحَرِّمُ عَلَيْهِمْ نَسَبُهُمْ أَخْذَ الصَّدَقَةِ .وَقَدْ رُوِيَ (عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا تَصَدَّقَ بِهِ عَلٰى بَرِيْرَةَ أَنَّهُ أَكَلَ مِنْهُ وَقَالَ هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ

وَلَنَا هَدِيَّةٌ).

۲۹۱۳: ابورزین نے علیؓ سے نقل کیا کہ میں نے عباس رضی اللہ عنہ سے کہا تم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہو کہ تمہیں صدقات کا عامل بنادیں عباس رضی اللہ عنہ نے مطالبہ کیا تو آپ نے فرمایا میں تمہیں لوگوں کے گناہوں کے دھون پر عامل بنانے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ کیا تم نہیں جانتے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اس بنا پر عامل بنانا ناپسند کیا کہ یہ لوگوں کے گناہوں کی میل ہے اس بناء پر نہیں کہ وہ ان پر حرام ہے اور اس پر عامل بنای کر اس میں سے ان کو وظیفہ دینا حرام ہے۔ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ بنی ہاشم کو عامل بنانا ناپسند کرتے تھے جب کہ ان کی تنخواہ اسی میں سے ہو۔ انہوں نے اس کی دلیل یہ بیان کی کہ بعض اوقات صدقہ صقدہ دینے والے کی اپنے مال میں سے نکل کر ان اصناف طرف چلا جاتا ہے جن کا اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں تذکرہ فرمایا ہے۔ اور صدقہ کرنے والا ان میں سے بعض کا مالک ہوتا ہے حالانکہ وہ اس کے لئے حرام ہے انہوں نے دوسری دلیل حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ کی روایت دی جب کہ مخزومی نے ان کو کہا کہ وہ بھی ان کے ساتھ جائیں تا کہ وہ بھی اس میں سے حصہ پاتے اور وہ حصہ اس کی کارکردگی اور تنخواہ ہی کا تھا۔ دیگر علماء نے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے اس سلسلہ میں اختلاف کیا اور انہوں نے فرمایا کہ ہاشمی کو اس تنخواہ دی جاسکتی ہے۔ کیونکہ وہ تو اپنے عمل کی مزدوری لیتا ہے اور یہ تنخواہ تو مالدار کو بھی درست ہے۔ جن کے غناء نے ان پر صدقے کو حرام کر دیا ہے۔ تو نظر و فکر کا تقاضہ یہ ہے کہ بنی ہاشم پر حرام نہ ہو۔ جن پر نسب صدقات لینے کو حرام کر رہا تھا۔ اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس صقدہ کے متعلق منقول ہے جو حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا پر کیا گیا تھا کہ اپ نے اس کو کھایا اور فرمایا وہ تیرے لئے صدقہ ہے اور ہمارے لیے ہدیہ ہے۔ روایات ذیل میں ہیں۔

**حاصل روایات:** اس روایت سے معلوم ہوا کہ آپ نے ان کو اس لئے عامل بنایا ناپسند فرمایا کہ وہ اموال لوگوں کے گناہوں کا دھون ہیں اس وجہ سے نہیں کہ عامل بنانا اور اس میں سے ان کو اجرت لینا حرام ہے۔

**مذاہب ائمہ:**

نمبر ①: امام ابو یوسفؒ کے ہاں بنی ہاشم کو عامل صدقات بنانے کے باوجود مدز کوۃ سے تنخواہ لینا مکروہ تحریمی ہے۔
نمبر ②: دیگر تمام ائمہ کے ہاں ہاشمی کو عامل بن جانے کی صورت میں صدقات واجبہ سے تنخواہ درست ہے۔

**فریق اوّل کی دلیل:** صدقہ صدقہ کرنے والے کے مال سے نکلتا ہے اور پھر ان آٹھ اقسام میں تقسیم کر دیا جاتا ہے جن کا تذکرہ **انما الصدقات** آیت میں پایا جاتا ہے اس طرح صدقہ کرنے والے تنخواہ کی صورت اپنے ہی دیئے ہوئے صدقہ میں سے بعض کا مالک بن جاتا ہے حالانکہ اپنے صدقے کو واپس کرنا اس پر حلال نہیں ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ ابو رافعؓ نے جب بنی مخزوم کے آدمی کے ساتھ جانے کی اجازت طلب کی تو آپ نے ان کو اس سے منع فرما دیا اگر اس تنخواہ میں کراہت نہ ہوتی تو آپ منع نہ فرماتے روایت ابو رافع گزشتہ صفحات میں موجود ہے۔

**فریق ثانی کا مؤقف:** کہ بنی ہاشم میں سے اگر کسی کو عامل مقرر کر دیا جائے تو اس کو اس مال یعنی صدقات واجبہ سے تنخواہ درست

ہے دلیل اور فریق اوّل کا جواب عرض کیا جاتا ہے۔

فریق اوّل کا جواب: بنی ہاشم کے سلسلہ میں اگر وہ اپنے بعض صدقے کا مالک بن جاتا ہے اور یہ کراہت کی وجہ ہے تو غنی اگر عامل بن جائے تو اس کے متعلق بعینہ یہی صورت پیش آتی ہے حالانکہ غنی عامل کو صدقات واجبہ سے تنخواہ لینا بالاتفاق درست ہے پس جب اغنیاء کے لئے یہ حلال ہے تو بنی ہاشم کے لئے بھی حلال ہوگا وہ اس کے عمل کا بدلہ ہے باقی ابورافع کو عمل اور اس کی تنخواہ کے حرام ہونے کی وجہ سے نہیں روکا بلکہ غسالۃ الناس اور گھٹیا ہونے کی وجہ سے نامناسب سمجھا کہ یہ ان کے مرتبہ کے مناسب نہیں۔

دلیل نمبر ①: مالدار کو جب تنخواہ درست ہے جبکہ ان پر صدقات واجب کے حرام ہونے کی وجہ مالداری ہے تو بتقاضائے نظر بنو ہاشم کو بھی یہ تنخواہ درست ہونی چاہئے کیونکہ ان کی وجہ حرمت تو نسب تھی۔

دلیل نمبر ②: حضرت بریرہؓ کو کسی نے کوئی چیز کھانے کی بطور صدقہ دی تو آپ ﷺ نے فرمایا بریرہؓ کے لئے یہ صدقہ ہے اور ہمارے لئے یہ ہدیہ ہے آپ نے اس کو استعمال فرمایا یہ بریرہؓ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی لونڈی تھیں انہوں نے اس کو پھر آزاد فرما دیا تھا روایت یہ ہے۔

۲۹۱۴ : حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ فَهْدٌ، قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيْدٍ الْأَصْبَهَانِيُّ، قَالَ : أَنَا شَرِيْكٌ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ (دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي الْبَيْتِ، رِجْلُ شَاةٍ مُعَلَّقَةٌ، فَقَالَ مَا هٰذِهٖ؟ فَقُلْتُ : تُصُدِّقَ بِهٖ عَلٰى بَرِيْرَةَ فَأَهْدَتْهُ لَنَا .فَقَالَ هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ، وَهُوَ لَنَا هَدِيَّةٌ ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَشُوِيَتْ) .

۲۹۱۴: اسود نقل کرتے ہیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب نبی اکرم ﷺ میرے ہاں تشریف لائے بکری کی ایک دستی لٹکی ہوئی تھی آپ نے فرمایا یہ کیا ہے؟ میں نے کہا یہ بریرہ کو بطور صدقہ ملی تھی اس نے ہمیں ہدیہ کی ہے تو آپ نے فرمایا وہ اس پر تو صدقہ ہے اور ہمارے لئے ہدیہ (کا حکم رکھتی) ہے پھر اس کو بھوننے کا حکم فرمایا وہ بھونی گئی (آپ نے تناول فرمائی)۔

**تخریج** : بخاری فی الزکوٰۃ باب ٦١، ٦٢، الهبه باب٧، النکاح باب١٨، الطلاق باب ١٤، ١٧، الفرائض باب١٩، مسلم فی الزکوٰۃ ١٧٠/١٧١، العتق ١٠، ١١، ١٤، ابو داؤد فی الزکوٰۃ باب٣٠، نسائی فی الزکوٰۃ باب٩٩، الطلاق باب٦، ٢٩، ٣٠، والعمرٰی باب٥، البیوع باب٧٨، ابن ماجه فی الطلاق باب٢٩، دارمی فی الطلاق باب١٥، موطا مالك ٢٥، مسند احمد ١، ٢٨١، ٣٦١، ٣، ١١٧، ١٣٠، ٦، ٤٦، ١١٥۔

۲۹۱۵ : حَدَّثَنَا يُوْنُسُ، قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا أَخْبَرَهٗ، عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : (دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْبُرْمَةُ تَفُوْرُ بِلَحْمٍ وَأُدْمٍ مِنْ أُدْمِ الْبَيْتِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَمْ أَرَ بُرْمَةً فِيْهَا

لَحْمٌ ؟ .قَالُوْا : بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، وَلٰکِنَّ ذٰلِكَ لَحْمٌ تُصُدِّقَ بِہٖ عَلٰی بَرِیْرَۃَ، وَاَنْتَ لَا تَاْکُلُ الصَّدَقَۃَ .فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھُوَ صَدَقَۃٌ عَلَیْھَا، وَھُوَ لَنَا ھَدِیَّۃٌ) .

۲۹۱۵: قاسم بن محمد نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے جبکہ ہنڈیا گوشت کے لئے ابل رہی تھی اور گھر کے لئے سالن تیار ہو رہا تھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ہنڈیا میں گوشت تو نہیں پک رہا؟ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں نہیں۔ ہنڈیا میں گوشت ہی ہے مگر یہ گوشت بریرہ کو بطور صدقہ دیا گیا اور آپ صدقہ کھاتے نہیں تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ اس کے لئے صدقہ ہے ہمارے لئے ہدیہ ہے۔

**تخریج** : سابقہ روایت کی تخریج ملاحظہ ہو۔

۲۹۱۶ : حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْلَمَۃَ، قَالَ : ثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ رَبِیْعَۃَ، فَذَکَرَ بِاِسْنَادِہٖ مِثْلَہٗ .

۲۹۱۶: سلیمان بن بلال نے ربیعہ سے نقل کیا پھر انہوں نے اپنی اسناد سے روایت نقل کی ہے۔

۲۹۱۷ : حَدَّثَنَا عَلِیٌّ، قَالَ : ثَنَا عَفَّانُ، قَالَ : ثَنَا ھَمَّامٌ، قَالَ : ثَنَا قَتَادَۃُ، عَنْ عِکْرَمَۃَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ : (تُصُدِّقَ عَلٰی بَرِیْرَۃَ بِصَدَقَۃٍ فَاَھْدَتْ مِنْھَا لِعَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا، فَذَکَرَتْ ذٰلِكَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ھُوَ لَنَا ھَدِیَّۃٌ، وَلَھَا صَدَقَۃٌ) .

۲۹۱۷: عکرمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا کو صدقہ دیا گیا وہ انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہدیہ کر دیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس کا تذکرہ ہوا تو آپ نے فرمایا وہ ہمارے لئے ہدیہ اور اس کے حق میں صدقہ ہے۔

**تخریج** : روایت ۲۹۱۵ کو ملاحظہ کریں۔

۲۹۱۸ : حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ دَاوٗدَ، قَالَ : ثَنَا الْوَھْبِیُّ، قَالَ : ثَنَا ابْنُ اِسْحَاقَ، عَنِ الزُّھْرِیِّ، عَنْ عُبَیْدِ بْنِ السَّبَّاقِ، عَنْ (جُوَیْرِیَۃَ بِنْتِ الْحَارِثِ، قَالَتْ : تُصُدِّقَ عَلٰی مَوْلَاۃٍ لِیْ بِعُضْوٍ مِنْ لَحْمٍ، فَدَخَلَ عَلَیَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ھَلْ عِنْدَکُمْ مِنْ عَشَاءٍ ؟ .فَقُلْتُ : یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، مَوْلَاتِیْ فُلَانَۃُ تُصُدِّقَ عَلَیْھَا بِعُضْوٍ مِنْ لَحْمٍ، فَاَھْدَتْہُ لِیْ وَاَنْتَ لَا تَاْکُلُ الصَّدَقَۃَ .فَقَالَ قَدْ بَلَغَتْ مَحِلَّھَا فَھَاتِیْہِ اَیْ نَاوِلِیْنِیْہِ فَاَکَلَ مِنْھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) .

۲۹۱۸: عبید بن السباق نے جویریہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا سے نقل کیا کہ میری ایک لونڈی کو گوشت کا ایک ٹکڑا بطور صدقہ دیا گیا تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں تشریف لائے اور آپ نے فرمایا کیا تمہارے پاس شام کے کھانے میں سے کوئی چیز ہے؟ میں نے گزارش کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری فلاں لونڈی کو گوشت کا ایک ٹکڑا صدقہ کے طور پر دیا

گیا اس نے وہ مجھے ہدیہ میں دیا ہے اور آپ تو صدقہ کی چیز نہیں کھاتے آپ نے فرمایا وہ صدقہ اپنے مقام پر پہنچ چکا (اور پھر آگے ہدیہ کیا جا چکا) پس وہ تم لے آؤ آپ نے اس میں سے کچھ کھایا۔

**تخریج** : بخاری فی الزکوٰۃ باب ٦٤، مسلم فی الزکوٰۃ نمبر ١٦٩۔

**۲۹۱۹** :حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ : ثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ : الزُّهْرِيُّ، قَالَ : أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ بْنُ السَّبَّاقِ، عَنْ جُوَيْرِيَةَ مِثْلَهُ .

۲۹۱۹: زہری نے عبید بن السباق انہوں نے جویریہؓ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

**۲۹۲۰** :حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمِنْهَالِ، قَالَ : ثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، قَالَ : ثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ، عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ : (دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَقَالَ هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ قَالَتْ : لَا إِلَّا شَيْءٌ بَعَثَتْ بِهٖ إِلَيْنَا نُسَيْبَةُ مِنَ الشَّاةِ الَّتِي بُعِثَتْ إِلَيْهَا مِنَ الصَّدَقَةِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهَا قَدْ بَلَغَتْ مَحِلَّهَا) .

۲۹۲۰: حفصہ بنت سیرین نے ام عطیہؓ سے نقل کیا ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ عائشہ ؓ کے ہاں تشریف لائے اور فرمایا کیا تمہارے پاس کوئی چیز کھانے کی پڑی ہے تو انہوں نے کہا اور تو کوئی چیز نہیں بس نسیبہ نے اس بکری میں سے کچھ گوشت بھیجا ہے جو آپ نے اس کو بطور صدقہ دی تھی تو وہ گوشت پڑا ہے تو جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا وہ اپنے ٹھکانے پہنچ چکی (یعنی مستحق تک صدقہ پہنچنے پر وہ اس میں سے جس کو چاہے دے وہ ہر ایک کو حلال ہے)

**تخریج** : نمبر ۲۹۱۹ کو ملاحظہ کریں۔

**۲۹۲۱** :حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ، قَالَ : ثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ، قَالَ : ثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ، عَنْ أَبِي مَعْنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْأَشَجِّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ وَهْبٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسَمَ غَنَمًا مِنَ الصَّدَقَةِ، فَأَرْسَلَ إِلٰى زَيْنَبَ الثَّقَفِيَّةِ بِشَاةٍ مِنْهَا، فَأَهْدَتْ زَيْنَبُ مِنْ لَحْمِهَا لَنَا . فَدَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ تُطْعِمُونَا ؟ قُلْنَا : لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، فَقَالَ أَلَمْ أَرَ لَحْمًا آنِفًا أُدْخِلَ عَلَيْكُمْ . قُلْنَا : يَا رَسُولَ اللّٰهِ ذَاكَ مِنَ الشَّاةِ الَّتِي أَرْسَلْتَ بِهَا إِلٰى زَيْنَبَ مِنَ الصَّدَقَةِ، وَأَنْتَ لَا تَأْكُلُ الصَّدَقَةَ، فَلَمْ نُحِبَّ أَنْ نُمْسِكَ مَا لَا تَأْكُلُ مِنْهُ . فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ أَدْرَكْتُه لَأَكَلْتُ مِنْهُ) . فَلَمَّا كَانَ مَا تُصُدِّقَ بِهٖ عَلٰى بَرِيرَةَ جَائِزًا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْلُهُ لِأَنَّهُ إِنَّمَا مَلَكَهُ بِالْهَدِيَّةِ، جَازَ أَيْضًا لِلْهَاشِمِيِّ أَنْ يَجْتَعِلَ مِنَ الصَّدَقَةِ، لِأَنَّهُ إِنَّمَا يَمْلِكُهُ بِعَمَلِهِ، لَا بِالصَّدَقَةِ . فَهٰذَا هُوَ النَّظَرُ، وَهُوَ أَصَحُّ مِمَّا ذَهَبَ إِلَيْهِ أَبُو يُوسُفَ رَحِمَهُ

اللّٰهُ فِيْ ذٰلِكَ .

۲۹۲۱: عبداللہ بن وہب نے امّ سلمہ ام المؤمنین ؓ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے صدقہ کی بکریاں تقسیم کیں اور ایک بکری زینب ثقفیہ ؓ کو بھیجی تو زینب ثقفیہ نے اس کا گوشت ہماری طرف بطور ہدیہ بھیجا پس جناب رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے اور فرمایا کیا تمہارے ہاں کوئی ایسی چیز موجود ہے جو تم ہمیں کھلاؤ؟ ہم نے عرض کی اللہ کی قسم! یارسول اللہ ﷺ ہمارے پاس کوئی چیز نہیں آپ نے فرمایا کیا میں نے وہ گوشت نہیں دیکھا جو تمہارے ہاں بھیجا گیا ہم نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! وہ اسی بکری کا گوشت ہے جو زینب کو بطور صدقہ دی گئی تھی اور آپ صدقہ نہیں کھاتے ہم نے پسند نہ کیا کہ ہم اس چیز کو اپنے پاس روک رکھیں جس کو آپ استعمال نہیں فرماتے جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر میں اسے پالیتا تو ضرور کھاتا۔ پس جب بریرہ ؓ پر کیا جانے والا صدقہ آپ ؐ پر حلال ہے۔ آپ نے اس کو استعمال فرمایا کیونکہ ہدیہ کے سبب آپ اس کے مالک بن گئے تو ہاشمی کے لئے بھی جائز ہے کہ وہ صدقات سے تنخواہ حاصل کرے وہ اپنے عمل کی وجہ سے اس کا مالک بن جائے گا۔ صدقہ کے سبب نہیں۔ نظر کے اعتبار سے یہی حکم ہے اور وہ اس سے زیادہ درست ہے جس کو امام ابویوسف ؒ نے اختیار کیا۔

حاصل روایات اور نظر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ: ان روایات سے جناب رسول اللہ ﷺ کا خود اس گوشت کا کھانا مذکور ہے جو صدقہ سے تھا پھر جس پر صدقہ کیا گیا اس نے ہدیہ کر دیا آپ نے اس کو استعمال فرمایا تو جب بریرہ ؓ پر صدقہ کی جانے والی چیز کا نبی اکرم ﷺ کے لئے استعمال کرنا جائز ہے کیونکہ تبدل ملک سے حکم میں تبدیلی آگئی تو بالکل اسی طرح ہاشمی کو عامل بن جانے کی صورت میں تنخواہ درست ہوگی کیونکہ وہ اپنے عمل کے بدلے اس کا مالک بنا ہے۔ نظر کا تقاضا بھی یہی ہے پس فریق ثانی کا مؤقف امام ابو یوسف ؒ کے مؤقف سے زیادہ مضبوط اور مدلل ہے۔ اور امام طحاوی ؒ کا اس میں رجحان بھی اسی طرف معلوم ہوتا ہے۔ صاحب درمختار نے امام ابویوسف ؒ کے قول کو راجح کہا ہے واللہ اعلم۔

نسیبہ یہ ام عطیہ بنت کعب ؓ کا نام ہے بڑی شان والی صحابیہ ہیں زینب ثقفیہ یہ حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کی زوجہ محترمہ کا نام ہے۔

## بَابُ ذِي الْمِرَّةِ السَّوِيِّ الْفَقِيْرِ هَلْ يَحِلُّ لَهُ الصَّدَقَةُ أَمْ لَا؟

### تندرست کمانے کے لائق فقیر کو صدقہ جائز ہے یا نہیں؟

**خلاصۃ المرام:**

نمبر ①: صحیح تندرست فقیر کو زکوٰۃ اور صدقہ واجبہ دینا جائز نہیں ہے اس کو امام احمد، شافعی رحمہم اللہ نے اختیار فرمایا ہے۔

نمبر②: ائمہ احناف اور امام مالک رحمہم اللہ کے ہاں فقیر خواہ تندرست ہو یا معذور سب کے لئے جائز ہے کہ وہ صدقات واجبہ لے۔

فریق اوّل کا موقف اور دلائل: تندرست فقیر کو صدقہ واجبہ دینا جائز نہیں ہے دلیل یہ ہے۔

۲۹۲۲ : حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ الْمِنْهَالِ قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ أَخْبَرَنِیْ سَعْدُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ : سَمِعْتُ رَيْحَانَ بْنَ يَزِيْدَ، وَكَانَ أَعْرَابِيًّا صَدُوْقًا، قَالَ : قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ (وَلَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِغَنِيٍّ وَلَا لِذِیْ مِرَّةٍ سَوِيٍّ) .

۲۹۲۲: سعد بن ابراہیم کہتے ہیں کہ میں نے ریحان بن یزید سے سنا کہ ایک دیہاتی بہت صدقہ دینے والا تھا تو عبداللہ بن عمرو نے اس کو فرمایا مالدار اور تندرست طاقت ور فقیر کو صدقہ حلال نہیں ہے۔

تخریج : ابو داؤد فی الزکوٰۃ باب ۲۴، ترمذی فی الزکوٰۃ باب ۲۳، نسائی فی الزکوٰۃ باب ۹۰، ابن ماجہ فی الزکوٰۃ باب ۲۶، دارمی فی الزکوٰۃ باب ۱۵، مسند احمد ۲/۱۶۴، ۱۹۲، ۴/۶۲، ۵/۳۷۵۔

اللغات: ذو مرۃ۔ طاقتور۔ السوی۔ تندرست، سالم بدن والا۔

۲۹۲۳ : حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا وَهْبٌ، قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَعْدٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِیْ عَامِرٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو يَقُوْلُ ذٰلِكَ .

۲۹۲۳: سعد نے بنی عامر کے ایک آدمی سے اس نے عبداللہ بن عمرو کو کہتے پایا اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۲۹۲۴ : حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ حُذَيْفَةَ .ح .

۲۹۲۴: ابن مرزوق نے ابوحذیفہ سے روایت کی۔

۲۹۲۵ : وَحَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَا : ثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ رَيْحَانَ بْنِ يَزِيْدَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ .

۲۹۲۵: ریحان بن یزید نے عبداللہ بن عمرو سے انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۲۹۲۶ : حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ الْمِنْهَالِ، قَالَ : ثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ الْيَمَامِيُّ، عَنْ سِمَاكٍ أَبِیْ زُمَيْلٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِیْ هِلَالٍ : قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ .

۲۹۲۶: سماک ابی زمیل نے بنی ہلال کے ایک شخص سے اس نے کہا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح سنا پھر ایسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۲۹۲۷ : حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ، قَالَ : ثَنَا مُعَلَّى بْنُ مَنْصُوْرٍ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ أَبِیْ

حُصَيْنٍ، عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِثْلَهُ

۲۹۲۷: ابوصالح نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۲۹۲۸: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ دَاوُدَ، عَنْ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ، عَنْ أَبِيْ حُصَيْنٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِثْلَهُ.

۲۹۲۸: سالم بن ابوالجعد نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۲۹۲۹: حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ. قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى أَنَّ الصَّدَقَةَ لَا تَحِلُّ لِذِي الْمِرَّةِ السَّوِيِّ، وَجَعَلُوْهُ فِيْهَا، كَالْغَنِيِّ، وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ بِهٰذِهِ الْآثَارِ. وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ، فَقَالُوْا : كُلُّ فَقِيْرٍ مِنْ قَوِيٍّ وَزَمِنٍ فَالصَّدَقَةُ لَهُ حَلَالٌ، وَذَهَبُوْا فِيْ تَأْوِيْلِ هٰذِهِ الْآثَارِ الْمُتَقَدِّمَةِ إِلَى أَنَّ قَوْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِذِيْ مِرَّةٍ سَوِيٍّ) أَيْ إِنَّهَا لَا تَحِلُّ لَهُ، كَمَا تَحِلُّ لِلْفَقِيْرِ الزَّمِنِ الَّذِيْ لَا يَقْدِرُ عَلَى غَيْرِهَا، فَيَأْخُذُهَا عَلَى الضَّرُوْرَةِ وَعَلَى الْحَاجَةِ، مِنْ جَمِيْعِ الْجِهَاتِ مِنْهُ إِلَيْهَا. فَلَيْسَ مِثْلُهُ ذِي الْمِرَّةِ السَّوِيِّ الْقَادِرِ عَلَى اكْتِسَابِ غَيْرِهَا فِيْ حِلِّهَا لَهُ، لِأَنَّ الزَّمِنَ الْفَقِيْرَ، يَحِلُّ لَهُ مِنْ قِبَلِ الزَّمَانَةِ، وَمِنْ قِبَلِ عَدَمِ قُدْرَتِهِ عَلَى غَيْرِهَا. وَذُو الْمِرَّةِ السَّوِيُّ إِنَّمَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ جِهَةِ الْفَقْرِ خَاصَّةً، وَإِنْ كَانَا جَمِيْعًا قَدْ يَحِلُّ لَهُمَا أَخْذُهَا، فَإِنَّ الْأَفْضَلَ لِذِي الْمِرَّةِ السَّوِيِّ تَرْكُهَا وَالْأَكْلُ مِنَ الْاِكْتِسَابِ بِعَمَلِهِ. وَقَدْ يُغَلَّظُ الشَّيْءُ مِنْ هٰذَا، فَيُقَالُ : لَا يَحِلُّ، أَوْ لَا يَكُوْنُ كَذَا، عَلَى أَنَّهُ غَيْرُ مُتَكَامِلِ الْأَسْبَابِ الَّتِيْ بِهَا يَحِلُّ ذٰلِكَ الْمَعْنَى، وَإِنْ كَانَ ذٰلِكَ الْمَعْنٰى قَدْ يَحِلُّ بِمَا دُوْنَ تَكَامُلِ تِلْكَ الْأَسْبَابِ. مِنْ ذٰلِكَ، مَا رُوِيَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ (لَيْسَ الْمِسْكِيْنُ بِالطَّوَّافِ وَلَا بِالَّذِيْ تَرُدُّهُ التَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ وَاللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ، وَلٰكِنَّ الْمِسْكِيْنَ الَّذِيْ لَا يَسْأَلُ، وَلَا يُفْطَنُ لَهُ فَيُتَصَدَّقُ عَلَيْهِ). فَلَمْ يَكُنِ الْمِسْكِيْنُ الَّذِيْ يَسْأَلُ خَارِجًا مِنْ أَسْبَابِ الْمَسْكَنَةِ وَأَحْكَامِهَا، حَتّٰى لَا يَحِلَّ لَهُ أَخْذُ الصَّدَقَةِ، وَحَتّٰى لَا يُجْزِءَ مَنْ أَعْطَاهُ مِنْهَا شَيْئًا، مِمَّا أَعْطَاهُ مِنْ ذٰلِكَ وَلٰكِنَّ ذٰلِكَ عَلَى أَنَّهُ لَيْسَ بِمِسْكِيْنٍ مُتَكَامِلٍ أَسْبَابِ الْمَسْكَنَةِ. فَكَذٰلِكَ قَوْلُهُ (لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِذِيْ مِرَّةٍ سَوِيٍّ) أَيْ إِنَّهَا لَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ جَمِيْعِ الْأَسْبَابِ الَّتِيْ بِهَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ، وَإِنْ كَانَ قَدْ تَحِلُّ لَهُ بِبَعْضِ تِلْكَ الْأَسْبَابِ. وَاحْتَجَّ أَهْلُ الْمَقَالَةِ الْأُوْلٰى

لِمَذْهَبِهِمْ أَيْضًا۔

۲۹۲۹: ابو غسان نے ابوبکر بن عیاش سے پھر انہوں نے اپنی اسناد سے روایت نقل کی ہے۔امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں علماء کی ایک جماعت کہتی ہے کہ صدقہ تندرست وصحت مند طاقت والے آدمی کو دینا درست نہیں اور انہوں نے اس مالدار کی طرح قرار دیا اور آثار بالا سے استدلال کیا۔ان کی اس بات سے علماء کی دوسری جماعت نے اختلاف کیا اور فرمایا فقر خواہ صحت مند ہو یا اپاہج اس کے لئے صدقہ حلال ہے۔انہوں نے ان آثار متقدمہ کی تاویل کرتے ہوئے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی **لا تحل الصدقه لذی مرة سوی الحدیث** کا مطلب یہ ہے کہ صدقہ اس کے لیے اس طرح جائز نہیں جس طرح ایک اپاہج کے لیے جائز ہے جو کہ کمانے کی قدرت نہیں رکھتا اور حاجت مند ہونے کی بناء پر لیتا ہے اور وہ ہر اعتبار سے محتاج ہے۔پس جو شخص صحت منداور طاقتور ہے وہ حالت صدقہ میں اپاہج فقیر کی طرح نہیں اس کے لئے تو اپاہج ہونا کمانے کی قدرت نہ ہونے کی بناء پر صدقہ حلال ہے اور تندرست فقیر کے لئے صرف محتاجی کی وجہ سے حلال ہے۔اگر چہ صدقہ تو دونوں کے لئے حلال ہے مگر تندرست وصحت مند کے لئے بہتر یہ ہے کہ وہ صدقہ نہ لے بلکہ اپنے کام سے کمائی کر کے کھائے یہ افضل و بہتر ہے۔بعض اوقات مختلف احکام میں اس لئے سختی اختیار کی جاتی ہے اور یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ یہ حلال نہیں (کہ اس کے لئے بہتر ہوتا) یا اس وجہ اس میں حلال ہونے کے اسباب پورے نہیں اگر چہ اسباب پورے نہ ہونے کی صورت میں اسے صدقہ لینا درست ہے۔چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد اسی قسم سے ہے۔**لیس المسکین بالطواف ولا بالذی ترده** ...... پس وہ مسکین جو لوگوں سے سوال کرے وہ اسباب مسکینی سے نہ تو خارج ہے اور نہ اس کے احکام سے الگ کر کے کہ یہ کہا جائے کہ اس کو صدقہ لینا حلال نہیں اور دینے والے کا صدقہ بھی نہیں ہوگا بلکہ اس کا مطلب یہ ہے۔کہ وہ ایسا مسکین نہیں ہے کہ جس میں مسکینی کے اسباب کامل طور پر موجود ہوں۔پس اسی طرح یہ ارشاد **لا تحل الصدقة لذی مرة سوی**) کا مطلب یہ ہے کہ اس کے لئے تمام اسباب حلت کے اعتبار سے حلال نہیں اگر چہ ان میں سے سے بعض اسباب کے پائے جانے کی وجہ سے صدقہ اس کو حلال ہو۔اول قول کے قائلین نے اپنے استدلال کے لئے ان روایات کو بھی اختیار کیا جو ذیل میں ہیں۔

**حاصل روایات:** صحت مند تنو توش والے فقیر کو صدقہ واجبہ دینا جائز اور حلال نہیں ہے۔

موقف فریق ثانی: ہر فقیر جو تندرست ہو یا لولا لنگڑا اس کو صدقہ واجبہ زکوٰۃ وغیرہ حلال ہے مندرجہ روایات کا پہلے جواب ذکر کریں گے پھر دلائل نقل کریں گے۔

الجواب: **لاتحل الصدقة لذی مرة** اس کا معنی یہ ہے کہ یہ صدقہ اسکے لئے ہر اعتبار سے اس طرح درست نہیں جس طرح اپاہج کو دیا جانے والا صدقہ کیونکہ وہ تمام اعتبارات سے مستحق ہے اور فقط فقیر ہونے کی وجہ سے حقدار بنا ہے اس کو کمانے کی قوت حاصل نہیں جبکہ اس کو وہ قوت حاصل ہے اگر چہ اس کا لے لینا اس کو درست ہے مگر افضل یہ ہے کہ وہ نہ لے بلکہ اپنی کمائی کے مال

سے کھائے اور ایسے مواقع میں سختی کے طور پر لا تحل کا لفظ استعمال کیا گیا اسی طرح لا یکون کذا کا لفظ بھی استعمال ہوتا ہے جس سے یہ اشارہ کرنا مقصود ہوتا ہے کہ اس شے میں یہ سارے اسباب نہیں ہیں اگرچہ بعض اسباب کی وجہ سے وہ چیز درست ہے جیسا کہ اس روایت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لیس المسکین الحدیث کہہ کر در در پھرنے والے اور مانگنے کے عادی شخص سے مسکینی کی نفی فرمائی ہے حالانکہ ظاہری اسباب میں سے اکثر اسباب تو اس میں جمع ہیں مگر بعض نہ پائے جانے سے مسکنت کی نفی فرمائی حالانکہ یہاں مقصود اس عادت کی جوصلہ شکنی ہے جو گداگری کی صورت میں نمایاں ہے حقیقی مسکین اس کو قرار دیا گیا جو بالکل سوال نہ کرے بلکہ اپنی مسکنت کو چھپائے پھرتا ہے اب اس روایت میں لیس المسکین سے یہ ہرگز مراد نہیں کہ اس کو صدقہ لینا حلال نہیں یا اس کو صدقہ دینا جائز نہیں گویا کمال مسکنت کی نفی مراد ہے بالکل اسی طرح لا تحل الحدیث کی نفی سے کامل اسباب حلت کی نفی ہے۔

## اشکال:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں صدقہ کے سلسلہ میں وارد ہے لاحق فیھا لقوی مکتسب اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تندرست کمائی کے قابل تن و توش والے کو صدقہ لینے کا قطعاً استحقاق نہیں روایات یہ ہیں۔

۲۹۳۰ : بِمَا حَدَّثَنَا أَبُوْ أُمَيَّةَ، قَالَ : ثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ قَالَ : ثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ، قَالَ : (حَدَّثَنِيْ رَجُلَانِ مِنْ قَوْمِيْ، أَنَّهُمَا أَتَيَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقْسِمُ الصَّدَقَةَ فَسَأَلَاهُ مِنْهَا، فَرَفَعَ الْبَصَرَ وَخَفَضَهُ، فَرَآهُمَا جَلْدَيْنِ قَوِيَّيْنِ فَقَالَ : إِنْ شِئْتُمَا فَعَلْتُ، وَلَا حَقَّ فِيْهَا لِغَنِيٍّ، وَلَا لِقَوِيٍّ مُكْتَسِبٍ).

۲۹۳۰: عبیداللہ بن علوی بن الخیار نے بیان کیا کہ مجھے میری قوم کے دو آدمیوں نے بتلایا کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس وقت آئے جب آپ صدقات کی تقسیم فرما رہے تھے ہم نے آپ سے صدقے کا سوال کیا تو آپ نے پہلے نگاہ اٹھائی پھر جھکا لی اور دیکھا کہ ہم مضبوط اور طاقت ور ہیں تو فرمایا اگر تم دونوں چاہتے ہو تو میں دے دیتا ہوں مگر اس صدقہ میں کسی مالدار اور کمائی کرنے والے طاقت ور کا حق نہیں ہے۔

**تخریج** : ابو داؤد فی الزکوٰۃ باب ۲۴، نمبر ۱۷۳۳، نسائی فی الزکوٰۃ باب ۹۱، مسند احمد ۵/٤، ۳٦۲/۲۲٤۔

۲۹۳۱ : حَدَّثَنَا يُوْنُسُ، قَالَ : ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ : أَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، وَاللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ.

۲۹۳۱: لیث نے ہشام بن عروہ سے پھر انہوں نے اپنی اسناد سے اسی طرح روایت کی ہے۔

۲۹۳۲ : حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ الْمِنْهَالِ، قَالَ : ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، وَهَمَّامٌ، عَنْ هِشَامٍ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ. قَالُوْا : فَقَدْ قَالَ لَهُمَا (لَا حَقَّ فِيْهَا لِقَوِيٍّ مُكْتَسِبٍ) فَدَلَّ ذٰلِكَ عَلٰى

أَنَّ الْقَوِيَّ الْمُكْتَسِبَ لَا حَظَّ لَهُ فِي الصَّدَقَةِ، وَلَا تُجْزِءُ مَنْ أَعْطَاهُ مِنْهَا شَيْئًا .فَالْحُجَّةُ لِلْآخَرِيْنَ عَلَيْهِمْ فِيْ ذٰلِكَ، أَنَّ قَوْلَهُ (إِنْ شِئْتُمَا فَعَلْتُ وَلَا حَقَّ فِيْهَا لِغَنِيٍّ) أَيْ إِنَّ غِنَاكُمَا يَخْفٰى عَلَيَّ، فَإِنْ كُنْتُمَا غَنِيَّيْنِ، فَلَا حَقَّ لَكُمَا فِيْهَا، وَإِنْ شِئْتُمَا فَعَلْتُ، لِأَنِّيْ لَمْ أَعْلَمْ بِغِنَاكُمْ، فَمُبَاحٌ لِي إِعْطَاؤُكُمَا، وَحَرَامٌ عَلَيْكُمَا أَخْذُ مَا أَعْطَيْتُكُمَا إِنْ كُنْتُمَا تَعْلَمَانِ مِنْ حَقِيْقَةِ أُمُوْرِكُمَا فِي الْغِنَى، خِلَافَ مَا أَرَى مِنْ ظَاهِرِكُمَا الَّذِي اسْتَدْلَلْتُ بِهٖ عَلَى فَقْرِكُمَا .فَهٰذَا مَعْنٰى قَوْلِهٖ (أَنْ شِئْتُمَا فَعَلْتُ وَلَا حَقَّ فِيْهَا لِغَنِيٍّ) . وَأَمَّا قَوْلُهُ (وَلَا لِقَوِيٍّ مُكْتَسِبٍ) فَذٰلِكَ عَلٰى أَنَّهُ لَا حَقَّ لِلْقَوِيِّ الْمُكْتَسِبِ مِنْ جَمِيْعِ الْجِهَاتِ الَّتِيْ يَجِبُ الْحَقُّ فِيْهَا، فَعَادَ مَعْنٰى ذٰلِكَ إِلٰى مَعْنٰى مَا ذَكَرْنَا مِنْ قَوْلِهٖ (وَلَا لِذِيْ مِرَّةٍ قَوِيٍّ) . وَقَدْ يُقَالُ : " فُلَانٌ عَالِمٌ حَقًّا "إِذَا تَكَامَلَتْ فِيْهِ الْأَسْبَابُ الَّتِيْ بِهَا يَكُوْنُ الرَّجُلُ عَالِمًا، وَلَا يُقَالُ "هُوَ عَالِمٌ حَقًّا "إِذَا كَانَ دُوْنَ ذٰلِكَ، وَإِنْ كَانَ عَالِمًا .فَكَذٰلِكَ لَا يُقَالُ "فَقِيْرٌ حَقًّا " إِلَّا لِمَنْ تَكَامَلَتْ فِيْهِ الْأَسْبَابُ الَّتِيْ يَكُوْنُ بِهَا الْفَقِيْرُ فَقِيْرًا، وَإِنْ كَانَ فَقِيْرًا، وَلِهٰذَا قَالَ لَهُمَا (وَلَا حَقَّ فِيْهَا لِقَوِيٍّ مُكْتَسِبٍ) أَيْ : وَلَا حَقَّ لَهُ فِيْهَا، حَتّٰى يَكُوْنَ بِهٖ مِنْ أَهْلِهَا حَقًّا، وَهُوَ قَوِيٌّ مُكْتَسِبٌ .وَلَوْلَا أَنَّهُ يَجُوْزُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِعْطَاؤُهُ لِلْقَوِيِّ الْمُكْتَسِبِ، إِذَا كَانَ فَقِيْرًا، لَمَا قَالَ لَهُمَا (إِنْ شِئْتُمَا فَعَلْتُ). وَهٰذَا أَوْلٰى مَا حُمِلَتْ عَلَيْهِ هٰذِهِ الْآثَارُ، لِأَنَّهَا إِنْ حُمِلَتْ عَلٰى مَا حَمَلَهَا عَلَيْهِ أَهْلُ الْمَقَالَةِ الْأُوْلٰى، ضَادَّتْ سِوَاهَا، مِمَّا قَدْ رُوِيَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۲۹۳۲: حماد بن سلمہ اور ہمام نے ہشام سے پھر انہوں نے اپنی اسناد سے روایت کی ہے۔قول اول والوں نے اس طرح استدلال کیا ہے۔ کہ آپ نے ان کو فرمایا کہ اس صدقہ میں طاقت ور کمائی کرنے والے کا کوئی حق نہیں ہے۔ اس سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ طاقت ور کمائی کرنے والے کا صدقہ میں کوئی حصہ نہیں اور نہ اس کو دینے والے کا حصہ ادا ہوگا۔ دوسرے علماء کی دلیل یہ ہے۔ کہ آپ نے ان کو فرمایا ان شئتما فعلت و لا حق فیھا لغنی ''یعنی تمہاری مالداری میرے سامنے ظاہر نہیں ہے۔ اگر تو تم مالدار ہو تو تمہارا اس سے کچھ حق نہیں اور اگر تم چاہتے ہو (اور اپنے کو مستحق خیال کرتے ہو) تو میں دے دیتا ہوں کیونکہ مجھے تمہارے غناء کا علم نہیں پس مجھے تو جائز ہے کہ میں تمہارے ظاہر کو دیکھ کر دے دوں اور اگر تم دونوں اپنے کو حقیقتاً غنی جانتے ہوئے لیتے ہو تو میں جو کچھ دوں گا وہ تم پر حرام ہے۔ اس لئے کہ وہ تمہارے ظاہر کے خلاف ہے جس سے استدلال کر کے میں نے تمہیں فقیر خیال کیا (اور دے رہا ہوں) پس یہ اس ارشاد ان شئتما فعلت و لا حق فیھا لغنی'' الحدیث کا مطلب ہے۔ رہا آپ کا ارشاد ''و لا لقوی مکتسب'' پس یہ اس لحاظ سے ہے کہ طاقت ور کمانے والا تمام جہات سے اس صدقے کا

حقدار نہیں (اگر چہ بعض جہات اس میں موجود ہیں) پس اس روایت کا مفہوم اس روایت کے مفہوم کی طرح ہو گیا ولا لذی مرۃ قوی) جو ہم نے بیان کر آئے محاورہ میں کہتے ہیں "فلان عالم حقًا" جبکہ اس میں وہ تمام اسباب کمال جمع ہوں جن سے کامل عالم ہوتا ہے۔ اس کو ہو عالم حقًا نہیں کہتے جس میں تمام اسباب علم جمع نہ ہوں اگر چہ وہ عالم ہو پس اسی طرح یہ نہیں کہتے: "ھو فقیر حقًا" کہ وہ واقعی فقیر ہے جب تک کہ اس میں تمام اسباب فقر موجود نہ ہو۔ اگر چہ وہ محتاج وفقیر ہو۔ اسی وجہ سے آپ ﷺ نے ان کو فرمایا لا حق فیھا لقوی مکتسب' یعنی اس کا اس میں کچھ حق نہیں جب تک کہ وہ اس کے واقعی مستحق لوگوں میں سے نہ ہو جائے اگر چہ وہ طاقتور کمائی کرنے والا ہو۔ اگر طاقتور کمانے والے کو دینا جائز نہ ہوتا جب کہ وہ فقیر محتاج ہو تو آپ ان کو ہرگز یہ نہ فرماتے "ان شئتما فعلت' 'اگر تم چاہتے ہو تو میں معاونت کر دیتا ہوں۔ ان آثار کا یہ سب سے بہتر مفہوم ہے کیونکہ اگر قول اول والوں کی بات پر محمول کیا جائے تو ان روایات کے علاوہ بقیہ تمام روایات جو جناب نبی اکرم ﷺ سے مروی ہیں باہمی متضاد ہو جائیں گی ذیل کی روایات ملاحظہ ہوں۔

**حاصل روایات:** آپ کا یہ فرمانا: لا حق لغنی ولا لقوی مکتسب اس بات کو ظاہر کر رہا ہے کہ تندرست وتوانا کو صدقہ واجبہ لینا حلال وجائز نہیں ہے اور دینے والے کو دینا درست نہیں ہے۔

الجواب: ان شئتما فعلت ولا حق فیھا لغنی اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ تمہارا غنی ہونا میرے سامنے مخفی ہے اگر تم دونوں مالدار ہو تو تمہیں اس کا لینا درست نہیں ہے اور اگر تم چاہتے ہو اور اپنا محتاج ہونا ظاہر کرتے ہو تو تم پر اعتماد کر کے میں تمہیں دے دیتا ہوں کیونکہ تمہارا حال مجھ پر مخفی ہے ایسی صورت میں مجھے دینا تمہیں مباح ہے مگر صدقہ کا لینا تم پر حرام ہے اگر تم دونوں یہ جانتے ہوئے کہ مالدار ہو اور یہ مال وصول کرتے ہو۔

ولا لقوی مکتسب طاقت ور کمانے والے کا اس مال میں حق نہیں کیونکہ تمام اعتبارات سے وہ مستحق نہیں اس سے زیادہ ضرورت مند لوگ موجود ہیں پس اس کا معنی ولا لذی مرہ والا بن جائے گا۔ اسی طرح کامل فقیر اسے کہا جائے گا جس میں تمام اسباب فقر موجود ہوں اسی وجہ سے ان کو فرمایا کہ اس میں تندرست کمائی والے کا کوئی حق نہیں جب تک کہ وہ مستحقین میں شامل نہ ہو جائے بلکہ طاقتور کمائی والا ہو اگر ان کو طاقتور ہونے کی وجہ سے باوجود فقیر ہونے کے دینا درست نہ ہوتا تو آپ یہ نہ فرماتے ان شئتما فعلت کہ اگر پسند کرتے ہو تو دے دیتا ہوں ان الفاظ سے مفت خوری اور ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھنے کی عادت کا قلع قمع مقصود ہے کیونکہ بے نیازی بہترین عادت ہے اس مضمون پر روایت کو محمول کرنے کی وجہ سے روایات کا مفہوم باہمی متضاد نہ ہوگا بلکہ ان میں مضبوط موافقت پیدا ہو جائے گی۔

## بے نیازی کی عمدہ عادت پر چند استشہادات:

۲۹۴۳: فَمِنْ ذٰلِكَ مَا حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ: ثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ الزَّهْرَانِيُّ، قَالَ: ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، (عَنْ هِلَالِ بْنِ حُصَيْنٍ، قَالَ: نَزَلْتُ دَارَ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ بِالْمَدِيْنَةِ، فَضَمَّنِي وَإِيَّاهُ

الْمَجْلِسُ، فَقَالَ : أَصْبَحُوْا ذَاتَ يَوْمٍ وَقَدْ عَصَبُوْا عَلٰى بَطْنِهِ حَجَرًا مِنَ الْجُوْعِ .فَقَالَتْ لَهُ امْرَأَتُهُ أَوْ أُمُّهُ : لَوْ أَتَيْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْتَهُ، فَقَدْ أَتَاهُ فُلَانٌ فَسَأَلَهُ فَأَعْطَاهُ، وَأَتَاهُ فُلَانٌ فَسَأَلَهُ فَأَعْطَاهُ .فَقُلْتُ : لَا وَاللّٰهِ، حَتّٰى أَطْلُبَ، فَطَلَبْتُ، فَلَمْ أَجِدْ شَيْئًا، فَاسْتَبَقْتُ إِلَيْهِ وَهُوَ يَخْطُبُ وَهُوَ يَقُوْلُ : مَنِ اسْتَغْنٰى أَغْنَاهُ اللّٰهُ، وَمَنِ اسْتَعَفَّ أَعَفَّهُ اللّٰهُ، وَمَنْ سَأَلَنَا إِمَّا أَنْ نَبْذُلَ لَهُ وَإِمَّا أَنْ نُوَاسِيَهُ، وَمَنِ اسْتَعَفَّ عَنَّا وَاسْتَغْنٰى أَحَبُّ إِلَيْنَا مِمَّنْ سَأَلَنَا .قَالَ : فَرَجَعْتُ، فَمَا سَأَلْتُ أَحَدًا بَعْدُ، فَمَا زَالَ اللّٰهُ يَرْزُقُنَا حَتّٰى مَا أَعْلَمُ بَيْتًا فِي الْمَدِيْنَةِ أَكْبَرَ سُؤَالًا مِنَّا) .

۲۹۳۳: ہلال بن حسین کہتے ہیں کہ میں ابوسعید خدریؓ کے ہاں مدینہ میں گیا میں ان کی مجلس میں بیٹھا تھا تو کہنے لگے کہ گھر والوں نے ایک صبح کو اس حالت میں پایا کہ ابوسعید نے پیٹ پر بھوک سے پتھر باندھ رکھے تھے اس پر ان کی بیوی یا والدہ نے کہا اگر تم جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاتے تو مناسب تھا آپ کے ہاں فلاں شخص گیا آپ نے اس کو دے دیا اور فلاں شخص نے سوال کیا آپ نے اسے دے دیا میں نے ان سے کہا اللہ کی قسم! میں پہلے تلاش کروں گا اگر نہ ملی تو پھر جاؤں گا میں نے کھانے کی چیز تلاش کی مجھے کوئی چیز نہ ملی میں آپ کی خدمت میں پہنچا اس وقت آپ خطبہ میں یہ ارشاد فرما رہے تھے جو شخص اللہ تعالیٰ سے غنا طلب کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو غنی کر دیتا ہے اور جو سوال سے بچتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو سوال سے بچاتا ہے جو شخص ہم سے مانگے گا ہم یا تو اس کو دے دیں گے یا اس سے ہمدردی کا اظہار کریں گے (اگر نہ ہوگا) جو ہم سے سوال کرنے سے بچے گا اور غناء اختیار کرے گا وہ ہمیں ان کی بنسبت زیادہ پسند ہے جو ہم سے سوال کریں گے ابوسعید کہنے لگے میں یہ سن کر واپس لوٹا اس کے بعد میں نے کسی سے نہ مانگا اور اللہ تعالیٰ ہمیں اس وقت سے رزق عنایت فرما رہے ہیں یہاں تک کہ مدینہ منورہ میں میرے علم کے مطابق کوئی گھر ایسا نہیں جہاں اس قدر کثرت سے سوال کرنے والے آتے ہوں جتنے ہمارے ہاں آتے ہیں۔

**تخریج** : بخاری فی الرقاق باب ۲۰، الزکوٰۃ باب ۱۸، ۵، مسلم فی الزکوٰۃ نمبر ۱۲۴، ابو داؤد فی الزکوٰۃ باب ۲۸، ترمذی فی البر باب ۷۶، دارمی فی الزکوٰۃ باب ۱۸، موطا مالک فی الصلاۃ ۷، مسند احمد ۱۲/۳، ۴۴، ۴۷، ۹۳، ۴۳۴۔

۲۹۳۴: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمِنْهَالِ، قَالَ ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ، قَالَ : ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ عَرُوْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ هِلَالِ بْنِ مُرَّةَ، (عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ : أَعْوَزْنَا مَرَّةً، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اسْتَعَفَّ أَعَفَّهُ اللّٰهُ، وَمَنِ اسْتَغْنٰى أَغْنَاهُ اللّٰهُ، وَمَنْ سَأَلَنَا أَعْطَيْنَاهُ .قَالَ : قُلْتُ فَلَأَسْتَعِفَّ فَيُعِفَّنِي اللّٰهُ، وَلَأَسْتَغْنِ فَيُغْنِيَنِي اللّٰهُ .قَالَ : فَوَاللّٰهِ مَا كَانَ إِلَّا أَيَّامٌ حَتّٰى إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسَمَ زَبِيْبًا فَأَرْسَلَ إِلَيْنَا مِنْهُ، ثُمَّ قَسَمَ شَعِيْرًا، فَأَرْسَلَ إِلَيْنَا مِنْهُ ثُمَّ سَالَتْ عَلَيْنَا الدُّنْيَا، فَغَرَّقَتْنَا إِلَّا مَنْ عَصَمَ

اللہ)۔

۲۹۳۴: ہلال بن مرہ نے ابوسعید خدریؓ سے نقل کیا کہ ایک مرتبہ ہمیں شدید محتاجی نے آلیا تو میں جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا اور میں نے اس کا تذکرہ کیا تو جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو سوال سے بچے گا اللہ تعالیٰ اس کو سوال سے محفوظ کر دیں گے اور جو غناء اختیار کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو غنی بنا دیں گے اور جو ہم سے سوال کرے گا ہم اسے دے دیں گے ابوسعید کہتے ہیں میں نے سوال سے دامن کو بچالیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے سوال سے محفوظ رکھا اور میں نے اللہ تعالیٰ سے غنا مانگا اس نے مجھے غناء عنایت فرما دیا ابوسعید کہتے ہیں ابھی چند دن گزرے تھے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے کشمش تقسیم فرمائی تو اس میں سے کچھ ہمارے ہاں بھیجی پھر جو تقسیم کئے اس میں سے کچھ ہماری طرف بھیجے پھر تو ہم پر دنیا بہہ پڑی اور اس نے ہمیں ڈبو دیا مگر وہ بچا جس کو اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا۔

۲۹۳۵ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِیْ دَاوٗدَ' قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمِنْهَالِ' قَالَ : ثَنَا يَزِيْدُ' قَالَ : ثَنَا هِشَامٌ' عَنْ قَتَادَةَ' عَنْ هِلَالِ بْنِ حُصَيْنٍ أَخِیْ بَنِیْ مُرَّةَ بْنِ عَبَّادٍ' عَنْ أَبِیْ سَعِيْدٍ' عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ .قَالَ ابْنُ أَبِیْ دَاوٗدَ' هٰذَا هُوَ الصَّحِيْحُ .قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَهٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ (مَنْ سَأَلَنَا أَعْطَيْنَاهُ) وَيُخَاطِبُ بِذٰلِكَ أَصْحَابَهٗ' وَأَكْثَرُهُمْ صَحِيْحٌ لَا زَمَانَةَ بِهٖ إِلَّا أَنَّهٗ فَقِيْرٌ' فَلَمْ يَمْنَعْهُمْ مِنْهَا لِصِحَّتِهِمْ' فَقَدْ دَلَّ ذٰلِكَ عَلٰى مَا ذَكَرْنَا وَفَضَّلَ مَنِ اسْتَعَفَّ وَلَمْ يَسْأَلْ' عَلٰى مَنْ سَأَلَ' فَلَمْ يَسْأَلْهُ أَبُوْ سَعِيْدٍ لِذٰلِكَ' وَلَوْ سَأَلَهٗ لَأَعْطَاهُ' إِذْ قَدْ كَانَ بَذَلَ ذٰلِكَ لَهٗ' وَلِأَمْثَالِهٖ مِنْ أَصْحَابِهٖ. وَقَدْ رُوِیَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْضًا مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ' مَا يَدُلُّ عَلٰى مَا ذَكَرْنَا .

۲۹۳۵: ہلال بن حصین جو بنی مرہ بن عباد کے بھائی ہیں انہوں نے ابوسعید خدریؓ اور انہوں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے ابن ابی داؤد نے اس کی تصحیح کی ہے۔امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں' یہ جناب رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مخاطب کر کے فرما رہے ہیں کہ جو شخص ہم سے مانگے گا ہم اسے دیں گے۔اکثر صحابہ کرام تندرست و توانا اور صحت مند تھے۔معذور واپاہج نہ تھے۔وہ تنگ دست تھے تو ان کی صحت مندی کی وجہ سے آپ نے ان سے صدقہ کو روکا اور نہ حرام قرار دیا۔تو اس سے یہ بات ثابت ہوگئی جو ہم نے اوپر ذکر کی آپ نے سوال نہ کرنے کو افضل قرار دیا مگر سوال کرنے والے سے نہیں پوچھا۔حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے سوال سے بچتے ہوئے سوال نہیں کیا اگر وہ سوال کرتے تو آپ ان کو ضرور عنایت فرماتے اللہ تعالیٰ نے اس کا بدل ان کو عنایت کر دیا اور اسی طرح اور بھی ان کے ساتھی تھے جناب رسول اللہ ﷺ سے بھی اس کے علاوہ سند سے روایت وارد ہے جو ہماری اس بات پر دلالت کرتی ہے۔

**حاصل روایات:** ان روایات میں جہاں غنا اختیار کرنے اور سوال سے بچنے کی خوبی بیان کی گئی ہے وہاں دوسری طرف یہ اشارہ بھی مل رہا ہے کہ ہم سے سوال کرے گا ہم اس کو دے دیں گے صحابہ کرام کی اکثریت صحت مند تھی کئی حضرات ان میں فقیر محتاج تھے تو ان کی صحت وتندرستی یہ فقر کے ہوتے ہوئے استحقاق صدقہ سے مانع نہ تھی ابوسعیدؓ کا کمال استغناء ثابت ہو رہا ہے سوال نہیں کیا اللہ تعالیٰ نے غنی کر دیا اگر سوال کرتے تو جناب رسول اللہ ﷺ ضرور عنایت فرما دیتے پس ثابت ہوا کہ فقیر وغریب جو تندرست و قوی ہو اس کو تندرست وقوی کو صدقہ لینا دینا جائز ہے۔

اس پر مستدل دیگر روایات ملاحظہ ہوں۔

۲۹۳۶: حَدَّثَنَا يُوْنُسُ، قَالَ: ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زِيَادِ بْنِ أَنْعُمَ، عَنْ زِيَادِ بْنِ نُعَيْمٍ، أَنَّهُ سَمِعَ (زِيَادَ بْنَ الْحَارِثِ الصُّدَائِيَّ يَقُوْلُ: أَمَّرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى قَوْمِيْ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، أَعْطِنِيْ مِنْ صَدَقَاتِهِمْ، فَفَعَلَ وَكَتَبَ لِيْ بِذٰلِكَ كِتَابًا. فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَعْطِنِيْ مِنَ الصَّدَقَةِ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَمْ يَرْضَ بِحُكْمِ نَبِيٍّ وَلَا غَيْرِهٖ فِي الصَّدَقَاتِ، حَتّٰى حَكَمَ فِيْهَا هُوَ مِنَ السَّمَاءِ، فَجَزَّأَهَا ثَمَانِيَةَ أَجْزَاءٍ، فَإِنْ كُنْتَ مِنْ تِلْكَ الْأَجْزَاءِ أَعْطَيْتُكَ مِنْهَا). قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ: فَهٰذَا الصُّدَائِيُّ، قَدْ أَمَّرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى قَوْمِهٖ، وَمُحَالٌ أَنْ يَكُوْنَ أَمَّرَهُ وَبِهٖ زَمَانَةٌ. ثُمَّ قَدْ سَأَلَهُ مِنْ صَدَقَةِ قَوْمِهٖ، وَهِيَ زَكَاتُهُمْ فَأَعْطَاهُ مِنْهَا، وَلَمْ يَمْنَعْهُ مِنْهُ لِصِحَّةِ بَدَنِهٖ. ثُمَّ سَأَلَهُ الرَّجُلُ الْآخَرُ بَعْدَ ذٰلِكَ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (إِنْ كُنْتَ مِنَ الْأَجْزَاءِ الَّذِيْنَ جَزَّأَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ الصَّدَقَةَ فِيْهِمْ أَعْطَيْتُكَ مِنْهَا). فَرَدَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ حُكْمَ الصَّدَقَاتِ إِلٰى مَا رَدَّهَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَيْهِ بِقَوْلِهٖ (إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِيْنِ) الْآيَةَ". فَكُلُّ مَنْ وَقَعَ عَلَيْهِ اسْمُ الْمُصَنَّفِ مِنْ تِلْكَ الْأَصْنَافِ، فَهُوَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ الَّذِيْنَ جَعَلَهَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُمْ فِيْ كِتَابِهٖ، وَرَسُوْلُهٗ فِيْ سُنَّتِهٖ، زَمِنًا كَانَ أَوْ صَحِيْحًا. وَكَانَ أَوْلَى الْأَشْيَاءِ بِنَا، فِي الْآثَارِ الَّتِيْ رَوَيْنَاهَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفَصْلِ الْأَوَّلِ مِنْ قَوْلِهٖ (لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِذِيْ مِرَّةٍ سَوِيٍّ) مَا حَمَلْنَاهَا عَلَيْهِ، لِئَلَّا يَخْرُجَ مَعْنَاهَا مِنَ الْآيَةِ الْمُحْكَمَةِ الَّتِيْ ذَكَرْنَا، وَلَا مِنْ هٰذِهِ الْأَحَادِيْثِ الْأُخَرِ الَّتِيْ رَوَيْنَا. وَيَكُوْنُ مَعْنٰى ذٰلِكَ كُلِّهٖ، مَعْنًى وَاحِدًا يُصَدِّقُ بَعْضُهٗ بَعْضًا. ثُمَّ قَدْ رَوٰى قَبِيْصَةُ بْنُ الْمُخَارِقِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَا قَدْ دَلَّ عَلٰى ذٰلِكَ أَيْضًا.

۲۹۳۶: زیاد بن نعیم کہتے ہیں کہ میں نے زیاد بن حارث صدائی کو کہتے سنا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے مجھے میری

قوم پر امیر بنایا میں نے عرض کیا مجھے ان کے صدقات میں سے کچھ عنایت فرمائیں آپ نے دے دیا اور میرے لئے اس سلسلے میں ایک تحریر کروا کر عنایت فرمایا اس وقت آپ کی خدمت میں ایک آدمی آیا اور اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ مجھے صدقہ میں سے کچھ دیں پس جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کسی نبی اور غیر نبی کے فیصلے کو صدقات کے سلسلہ میں پسند نہیں کیا یہاں تک کہ آسمان سے اس کے متعلق فیصلہ اتار دیا اور اس کو آٹھ اقسام پر بانٹ دیا اگر تم ان میں سے ہو تو میں تجھے دے دیتا ہوں۔امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ حضرت صدائی رضی اللہ عنہ ہیں جن کو جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنی قوم پر عامل بنایا اور یہ بات ناممکن ہے کہ آپ اس کو امیر بنائیں اور وہ اپاہج ہوں۔آپ سے انہوں نے اپنی قوم کے صدقات میں سوال کیا اور وہ اس قوم کے اموال زکوٰۃ تھے تو آپ نے ان کو اس میں سے عنایت فرمایا اور ان کے قوی و صحت مند ہونے کی وجہ سے منع نہ فرمایا۔پھر اس کے بعد دوسرے آدمی نے سوال کیا۔تو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔اگر تم ان لوگوں میں شامل ہو جن پر اللہ تعالیٰ نے صدقہ کو تقسیم کرنے کا حکم دیا تو میں تمہیں اس میں سے دیتا ہوں۔پس جناب رسول اللہ ﷺ نے صدقہ کا حکم ان لوگوں کی طرف لوٹا دیا جن کی اللہ تعالیٰ نے لوٹایا ہے۔**انما الصدقات للفقراء والمساکین**......۔پس ہر وہ شخص جو ان اصناف کے تحت داخل ہوگا اس پر صدقہ درست ہوگا۔جن کا تذکرہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب اور اس کے رسول اللہ ﷺ اپنی سنت میں فرماتے ہیں خواہ وہ شخص اپاہج ہو یا تندرست۔ہمارے لئے فصل اول میں مذکورہ آثار میں وہی معنی **لا تحل الصدقة**......۔کا لینا مناسب ہے جو ہم نے بیان کیا ہے۔تا کہ اس کا مفہوم آیت محکمہ اور دیگر احادیث باہر نہ نکلے۔بلکہ تمام کا معنی ایک ہو جو ایک دوسرے پر صادق آسکے دوسری بات یہ ہے کہ حضرت قبیصہ بن المخارق رضی اللہ عنہ کی جناب رسول اللہ ﷺ سے منقولہ روایت بھی اسی بات پر دلالت کرتی ہے۔

**تخریج** : ابو داؤد فی الزکوٰۃ باب ۲۴' نمبر ۱۶۳۰۔

**حاصلِ روایات:** یہ زیاد بن حارث کو جناب رسول اللہ ﷺ نے صداء قبیلہ کا امیر مقرر فرمایا پھر انہوں نے آپ سے قوم کے صدقات سے کچھ سوال کیا تو آپ نے عنایت فرما دیا ان کے تندرست ہونے کی وجہ سے ممانعت نہیں فرمائی پھر دوسرے نے سوال کیا تو اس کو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تو مستحقین سے ہے تو میں تجھے دے دیتا ہوں تو جناب رسول اللہ ﷺ نے بھی زکوٰۃ کے حقدار انہی کو قرار دیا جن کو قرآن مجید نے مستحق کہا۔**انما الصدقات للفقراء الایة (التوبہ ۶۰)** ان اصناف میں سے جس میں وہ شامل ہوگا مستحق بن جائے گا خواہ وہ لنگڑا ہو یا صحت مند۔

پس بہتر یہ ہے کہ فصل اول کی روایات کو اسی پر محمول کیا جائے جو معنی ہم کر آئے ہیں تا کہ روایات کا توافق ہو جائے اور سب کا ایک معنی ہو کر روایات اکٹھی ہو سکیں اور ان کا معنی ایک دوسرے سے متضاد ہونے کی بجائے ایک دوسرے کی تصدیق کرے۔

قبیصہ بن مخارق رضی اللہ عنہ کی روایت۔

۲۹۳۷ :حَدَّثَنَا يُوْنُسُ، قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ هَارُوْنَ بْنِ رِئَابٍ، عَنْ كِنَانَةَ بْنِ نُعَيْمٍ (عَنْ قَبِيْصَةَ بْنِ الْمُخَارِقِ أَنَّهُ تَحَمَّلَ بِحَمَالَةٍ، فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ فِيْهَا فَقَالَ نُخْرِجُهَا عَنْكَ مِنْ إِبِلِ الصَّدَقَةِ، أَوْ نَعَمِ الصَّدَقَةِ .يَا قَبِيْصَةُ إِنَّ الْمَسْأَلَةَ حَرُمَتْ إِلَّا فِيْ ثَلَاثٍ، رَجُلٍ تَحَمَّلَ بِحَمَالَةٍ فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ حَتّٰى يُؤَدِّيَهَا ثُمَّ يُمْسِكُ، وَرَجُلٍ أَصَابَتْهُ جَائِحَةٌ فَاجْتَاحَتْ مَالَهُ، فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ حَتّٰى يُصِيْبَ قِوَامًا مِنْ عَيْشٍ، أَوْ سِدَادًا مِنْ عَيْشٍ ثُمَّ يُمْسِكُ، وَرَجُلٍ أَصَابَتْهُ حَاجَةٌ حَتّٰى تَكَلَّمَ ثَلَاثَةٌ مِنْ ذَوِي الْحِجَا مِنْ قَوْمِهِ أَنْ حَلَّتْ حَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ حَتّٰى يُصِيْبَ قِوَامًا مِنْ عَيْشٍ، أَوْ سِدَادًا مِنْ عَيْشٍ ثُمَّ يُمْسِكُ، وَمَا سِوٰى ذٰلِكَ مِنَ الْمَسْأَلَةِ فَهُوَ سُحْتٌ) .

۲۹۳۷: کنانہ بن نعیم نے قبیصہ بن مخارقؓ سے نقل کیا ہے کہ میں نے ایک ذمہ داری اٹھائی اور اس سلسلہ میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے سوال کیا تو آپ نے فرمایا تم اس کو صدقہ کے اونٹوں سے لے لینا۔ ابل الصدقہ یا نعم الصدقہ کا لفظ فرمایا۔

پھر فرمایا اے قبیصہ سوال تین آدمیوں کو درست ہے۔

نمبر①: جس آدمی نے کسی کی ضمانت اٹھائی وہ اس پر پڑ گئی وہ اس وقت تک سوال کرسکتا ہے جب تک اس کی ادائیگی کرنا ہوگی۔

نمبر②: وہ آدمی جس کو کوئی آسمانی آفت پہنچی جس سے اس کا مال جاتا رہا اس کو اس وقت تک سوال درست ہے یہاں تک کہ گزر اوقات یا مناسب گزارا پالے پھر وہ رک جائے۔

نمبر③: وہ آدمی جس کو کوئی ضرورت پیش آئی اس نے اپنی قوم کے تین عقل مند آدمیوں سے اس کے پیش آنے کی بات کی اس سے وہ محتاج ہوگیا تو اس کو اس وقت تک سوال درست ہے جب تک مناسب گزر اوقات نہ پالے یا ضرورت پوری ہوجائے پھر وہ سوال سے رک جائے ان کے علاوہ سوال جہنم کی آگ ہے۔

**تخریج** : مسلم فی الزکوٰۃ ۱۰۹، ابو داؤد فی الزکوٰۃ باب۲۶، نمبر ۱۶۴۰، نسائی فی الزکوٰۃ باب ۸۰، دارمی فی الزکوٰۃ باب۳۷، مسند احمد ۴۷۷/۳۔

۲۹۳۸ :حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ ثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ : ثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ هَارُوْنَ بْنِ رِئَابٍ، عَنْ كِنَانَةَ بْنِ نُعَيْمٍ الْعَدَوِيِّ، عَنْ قَبِيْصَةَ بْنِ الْمُخَارِقِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ.

۲۹۳۸: کنانہ بن نعیم عدوی نے قبیصہ بن المخارقؓ سے انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح روایت بیان کی ہے۔

**تخریج** : روایت نمبر ۲۹۳۸ کی ملاحظہ ہو۔

۲۹۳۹ :حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ الْمِنْهَالِ، قَالَ : ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ هَارُوْنَ بْنِ

رِئَابٍ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ ، وَزَادَ (رَجُلٍ تَحَمَّلَ بِحَمَالَةٍ عَنْ قَوْمِهِ أَرَادَ بِهَا الْإِصْلَاحَ) . فَأَبَاحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ لِذِي الْحَاجَةِ أَنْ يَسْأَلَ لِحَاجَتِهٖ، حَتّٰى يُصِيْبَ قِوَامًا مِنْ عَيْشٍ، أَوْ سِدَادًا مِنْ عَيْشٍ .فَدَلَّ ذٰلِكَ أَنَّ الصَّدَقَةَ لَا تَحْرُمُ بِالصِّحَّةِ إِذَا أَرَادَ بِهَا الَّذِيْ تُصُدِّقَ بِهَا عَلَيْهِ سَدَّ فَقْرٍ .وَإِنَّمَا تَحْرُمُ عَلَيْهِ إِذَا كَانَ يُرِيْدُ بِهَا غَيْرَ ذٰلِكَ مِنَ التَّكَثُّرِ وَنَحْوِهٖ، وَمَنْ يُرِيْدُ بِهَا ذٰلِكَ، فَهُوَ مِمَّنْ يَطْلُبُهَا لِسِوَى الْمَعَانِي الثَّلَاثَةِ الَّتِيْ ذَكَرَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَدِيْثِ قَبِيْصَةَ بْنِ مُخَارِقٍ، الَّذِيْ ذَكَرْنَا، فَهُوَ عَلَيْهِ سُحْتٌ .وَقَدْ رَوٰى سَمُرَةُ أَيْضًا مِثْلَ ذٰلِكَ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

۲۹۳۹: حماد بن سلمہ نے ہارون بن رئاب سے پھر انہوں نے اپنی سند سے روایت نقل کی ہے البتہ اس میں یہ اضافہ ہے کہ کسی آدمی نے کسی قوم کا ذمہ اصلاح کے لئے اٹھایا۔ اس ارشاد میں جناب رسول اللہ ﷺ نے حاجت والے کے لئے مباح کر دیا کہ وہ اپنی حاجت کے متعلق سوال کرے اور اس وقت تک سوال کر سکتا ہے' جب تک کہ مناسب گزراوقات یا بہتر حالت گزران نہ پالے۔ اس سے یہ دلالت مل گئی کہ صدقہ صحت کی وجہ سے حرام نہیں ہوتا جب کہ وہ شخص جس کو صدقہ دیا گیا ہے وہ اپنی فقر والی حالت کا ازالہ چاہتا ہو۔ وہ بلاشبہ اس پر اس وقت حرام ہوگا جب کہ اس کا مقصد مال میں کثرت کرنا وغیرہ ہو اور جس کا یہ ارادہ ہو وہ ان لوگوں سے ہے۔ جو ان مقاصد کے علاوہ مانگنے والوں سے ہے' جن کا تذکرہ جناب رسول اللہ ﷺ نے قبیصہ بن مخارق رضی اللہ عنہ والی روایت میں فرمایا وہ صدقہ اس مانگنے والے کے لیے نری آگ ہے۔ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے بھی جناب رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔ جو ذیل میں ہے۔

**حاصل روایات:** اس روایت میں جناب رسول اللہ ﷺ نے حاجت مند کے لئے سوال کو درست قرار دیا یہاں تک کہ وہ مناسب گزراوقات پالے اور اس کی ضرورت پوری ہو جائے اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ صدقہ صحت مند ہونے کی وجہ سے حرام نہیں ہوتا جبکہ اس سے اس کی ضرورت فقر کو پورا کرنا مقصود ہو حرام اس وقت ہے جبکہ اس سے مال کو بڑھانے وغیرہ کا ارادہ کیا جائے اور جو آدمی اس کے علاوہ کسی غرض کے لئے حاصل کرتا ہے وہ اس کے لئے آگ اور حرام ہے۔

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی روایت۔

۲۹۴۰ :حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ، قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ عُقْبَةَ، قَالَ : سَمِعْتُ سَمُرَةَ بْنَ جُنْدُبٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (السَّائِلُ كُدُوْحٌ يَكْدَحُ بِهَا الرَّجُلُ وَجْهَهٗ، فَمَنْ شَاءَ أَبْقٰى عَلٰى وَجْهِهٖ، وَمَنْ شَاءَ تَرَكَ، إِلَّا أَنْ يَسْأَلَ الرَّجُلُ ذَا سُلْطَانٍ، أَوْ يَسْأَلَ فِيْ أَمْرٍ لَا يَجِدُ مِنْهُ بُدًّا) .

۲۹۴۰: زید بن عقبہ کہتے ہیں کہ میں نے سمرہ بن جندبؓ سے انہوں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کی ہے سوال کرنے والا اپنے چہرے کونوچنے والا ہے جوآدمی نوچنے کے آثار کواپنے چہرے پر باقی رکھے اور جو چاہے سوال نہ کرکے اس کو بچائے البتہ جوآدمی مرتبہ والے حاکم سے سوال کرے یا ایسے معاملے میں سوال کرے جس میں کوئی چارہ کار نہ ہو۔(تو درست ہے)۔

**تخریج** : ابو داؤد فی الزکوٰۃ باب۲۶' نمبر۱۶۳۹' نسائی فی الزکوٰۃ باب۹۲' مسند احمد ۹۴/۲' ۱۹/۵' ۲۲۔

۲۹۴۱ :حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ' قَالَ : ثَنَا وَهْبٌ' قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ' فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ .

۲۹۴۱: وہب نے شعبہ سے پھر انہوں نے اپنی اسناد سے روایت نقل کی ہے۔

۲۹۴۲ :حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوُدَ' قَالَ : ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ' قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ' عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ' عَنْ زَيْدِ بْنِ عُقْبَةَ' عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ' عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ .قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَقَدْ أَبَاحَ هٰذَا الْحَدِيْثُ الْمَسْأَلَةَ فِيْ كُلِّ أَمْرٍ لَا بُدَّ مِنَ الْمَسْأَلَةِ فِيْهِ' فَدَخَلَ فِيْ ذٰلِكَ مَا أُبِيْحَتْ فِيْهِ الْمَسْأَلَةُ فِيْ حَدِيْثِ قَبِيْصَةَ' وَزَادَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَلَيْهِ' مَا سِوٰى ذٰلِكَ مِنَ الْأُمُوْرِ الَّتِيْ لَا بُدَّ مِنْهَا' وَفِيْ ذٰلِكَ إِبَاحَةُ الْمَسْأَلَةِ بِالْحَاجَةِ خَاصَّةً' لَا بِالزَّمَانَةِ .وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَنَسٍ' عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَا الْمَعْنٰى.

۲۹۴۲: زید بن عقبہ نے سمرہ بن جندبؓ سے انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔اس روایت میں ہر ایسے کام کے سلسلہ میں سوال کو درست قرار دیا جہاں سوال لازم ہو۔اس میں وہ بات بھی شامل ہے جس میں حضرت قبیصہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں مانگنا مباح قرار دیا گیا۔اس روایت میں کچھ اضافہ ہے جو کہ نہایت ضروری ہیں ان میں خاص طور پر ضرورت کے پیش نظر مانگنا ہے۔اپاہج ہونا نہیں اور حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بھی جناب نبی اکرم ﷺ سے اس طرح کی روایت نقل کی ہے۔

**حاصل روایات** : اس روایت نے ہر ایسے موقع کے لئے سوال کو جائز کر دیا جس کے بغیر چارہ نہ ہو ان میں جہاں وہ لوگ شامل ہیں جو سابقہ روایت قبیصہؓ میں موجود ہیں اور اس میں ایک اور کا اضافہ فرمایا کہ ایسا کام کہ جس میں کام کہ جن میں سوال کے علاوہ چارہ کار نہ ہو اس سے یہ صاف معلوم ہوا کہ سوال کا مباح ہونا ضرورت خاصہ فقر وغیرہ کی بنیاد پر ہے اس کا دارومدار اپاہج پن اور بیمار ہونا نہیں۔

حضرت انسؓ کی روایت۔

۲۹۴۳ : مَا قَدْ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ' قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيُّ' قَالَ : حَدَّثَنِي الْأَخْضَرُ بْنُ عَجْلَانَ' عَنْ أَبِيْ بَكْرٍ الْحَنَفِيِّ' عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (أَنَّ رَجُلًا مِنَ

الْاَنْصَارِ، اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ. فَقَالَ إِنَّ الْمَسْأَلَةَ لَا تَصْلُحُ إِلَّا لِثَلَاثٍ، لِغُرْمٍ مُوْجِعٍ، أَوْ دَمٍ مُفْظِعٍ، أَوْ فَقْرٍ مُدْقِعٍ) . قَالَ اَبُوْ جَعْفَرٍ : فَكُلُّ هٰذِهِ الْاُمُوْرِ، مِمَّا لَا بُدَّ مِنْهُ، فَقَدْ دَخَلَ ذٰلِكَ أَيْضًا فِيْ مَعْنٰى حَدِيْثِ سَمُرَةَ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذٰلِكَ أَيْضًا۔

۲۹۴۳: ابوبکر حنفیؒ نے نقل کیا کہ ایک انصاری جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور اس نے سوال کیا تو آپ نے فرمایا سوال تین آدمیوں کو جائز و مناسب ہے۔ امام طحاوی ؒ فرماتے ہیں کہ یہ تمام ضروری امور حضرت سمرہ ؓ کی روایت کے معنیٰ میں داخل ہیں اور حضرت ابوسعید ؓ نے بھی جناب نبی اکرم ﷺ سے بھی اسی طرح کی بھی روایت کی ہے۔

نمبر①: تکلیف دہ چٹی کا شکار ہونے والا۔

نمبر②: دم دیت قتل جس میں قاتل کے ورثاء کے پاس دینے کو مال نہ ہو۔

نمبر③: فقر جو سخت ہونے کی وجہ سے پریشانی میں مبتلا کر دے۔

**تخریج** : ابو داؤد فی الزکوٰۃ باب۲۶' نمبر۱۶۴۱' ترمذی فی الزکوٰۃ باب۲۳' نمبر۶۵۳' ابن ماجہ فی التجارات باب۲۵' مسند احمد ۳' ۱۲۷/۱۱۴۔

امام طحاویؒ فرماتے ہیں یہ تمام چیزیں جو اس حدیث میں مذکور ہیں یہ اس حکم کے تحت داخل ہیں جن کا تذکرہ سمرہ اور قبیصہؓ کی روایت میں ہوا ہے۔

حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت۔

۲۹۴۴: مَا قَدْ حَدَّثَنَا فَهْدٌ هُوَ ابْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ : ثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيْعِ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عِمْرَانَ الْبَارِقِيِّ، عَنْ عَطِيَّةَ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ، قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِغَنِيٍّ، إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، أَوِ ابْنِ السَّبِيْلِ، أَوْ يَكُوْنَ لَهُ جَارٌ فَيَتَصَدَّقَ عَلَيْهِ، فَيُهْدِيَ لَهُ، أَوْ يَدْعُوَهُ) .

۲۹۴۴: عطیہ بن سعد نے ابوسعید خدریؓ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ صدقہ کسی مالدار کو اس وقت حلال ہے جبکہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں (جہاد میں) ہو یا پھر سفر میں ہو یا اس کا پڑوسی ہو اس کو مستحق ہونے کی وجہ سے صدقہ دیا جائے اور وہ اس کو ہدیہ میں دے یا اسکی دعوت کرے۔

**تخریج** : ابو داؤد فی الزکوٰۃ باب۲۵' نمبر۱۶۳۷' ابن ماجہ فی الزکوٰۃ باب۲۷' نمبر۱۸۴۱۔

۲۹۴۵: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْجَارُوْدِ، قَالَ : ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى، قَالَ : أَنَا ابْنُ أَبِيْ لَيْلٰى، عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ. فَأَبَاحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ الصَّدَقَةَ لِلرَّجُلِ، إِذَا كَانَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، أَوْ ابْنِ السَّبِيْلِ، فَقَدْ جَمَعَ ذٰلِكَ الصَّحِيْحَ، وَغَيْرَ الصَّحِيْحِ .فَدَلَّ ذٰلِكَ أَيْضًا، عَلٰى أَنَّ الصَّدَقَةَ، إِنَّمَا تَحِلُّ بِالْفَقْرِ، كَانَتْ مَعَهُ الزَّمَانَةُ، أَوْ لَمْ تَكُنْ .وَقَدْ رُوِيَ عَنْ وَهْبِ بْنِ خَنْبَشٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

۲۹۴۵: عطیہ نے ابوسعیدؓ سے انہوں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔تو جناب رسول اللہ ﷺ نے اس آدمی کو جو مسافر ہو یا جہاد میں ہو صدقہ دینا جائز قرار دیا اس میں صحت مند اور بیمار کو جمع فرمایا اس سے اس بات کا ثبوت مل گیا کہ صدقہ فقر واحتیاج کی وجہ سے جائز ہوتا ہے۔خواہ وہ معذور ہو یا نہ ہو۔حضرت وھب بن خنبش ؓ نے جناب نبی اکرم ﷺ سے اس طرح روایت کی ہے۔ذیل میں ملاحظہ ہو۔

**حاصلِ روایات:** اس روایت میں جناب رسول اللہ ﷺ نے غیر تندرست وصحت مند کا لحاظ کئے بغیر صدقے کا حقدار مجاہد، مسافر کو بھی قرار دیا ہے۔اس سے ثابت ہو گیا کہ صدقہ کے لئے محتاج ہونا چاہئے اپاہج لنگڑا، اندھا ہونا ضروری نہیں۔

حضرت وہب بن خنبشؓ کی روایت۔

۲۹۴۶ :مَا قَدْ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُمَيَّةَ، قَالَ : ثَنَا الْمُعَلَّى بْنُ مَنْصُوْرٍ، قَالَ : أَخْبَرَنِيْ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ : أَخْبَرَنِيْ مُجَالِدٌ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ وَهْبٍ، قَالَ : (جَاءَ رَجُلٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ وَاقِفٌ بِعَرَفَةَ، فَسَأَلَهُ رِدَاءَهُ، فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ، فَذَهَبَ بِهِ، ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْمَسْأَلَةَ لَا تَحِلُّ إِلَّا مِنْ مُدْقِعٍ أَوْ غُرْمٍ مُفْظِعٍ، وَمَنْ سَأَلَ النَّاسَ لِيُثْرِيَ بِهِ لَهُ، فَإِنَّهُ خُمُوْشٌ فِيْ وَجْهِهِ، وَرَضْفٌ يَأْكُلُهُ مِنْ جَهَنَّمَ، إِنْ قَلِيْلًا فَقَلِيْلٌ، وَإِنْ كَثِيْرًا فَكَثِيْرٌ) . فَأَخْبَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْضًا فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ أَنَّ الْمَسْأَلَةَ تَحِلُّ بِالْفَقْرِ، وَالْغُرْمِ، فَذٰلِكَ دَلِيْلٌ عَلٰى أَنَّهَا تَحِلُّ بِهٰذَيْنِ الْمَعْنَيَيْنِ خَاصَّةً، وَلَا يَخْتَلِفُ فِيْ ذٰلِكَ الزَّمِنُ وَلَا غَيْرُهُ.

۲۹۴۶: شعبی نے وہبؓ سے نقل کیا کہ ایک آدمی جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا جبکہ آپ عرفات میں وقوف فرما رہے تھے اس نے آپ سے اوڑھنے والی چادر مانگی آپ نے اس کو عنایت فرما دی وہ لے کر چلا گیا پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ سوال۔اس روایت میں جناب نبی اکرم ﷺ نے خبر دی کہ فقر واحتیاج کی وجہ سے سوال کیا جائز ہو جاتا ہے۔اسی طرح تو یہ اس بات کا ثبوت ہے۔کہ ان دو حالتوں میں خصوصاً سوال درست وحلال ہو جاتا ہے اس میں معذوری وغیرہ کا فرق نہیں ہے۔مزید روایات ذیل میں ہیں۔

نمبر①: شدید فقر جو ہلاک کن ہو۔

نمبر②: رسوا کن چٹی کی صورت میں درست ہے۔جس نے مالدار بننے کے لئے سوال کیا وہ اس کے چہرے پر خراش ہو گا۔اور جہنم کا گرم پتھر ہو گا جس کو وہ کھائے گا اگر تھوڑا ہو گا تو تھوڑا اور زیادہ سوال ہو گا تو زیادہ گرم پتھر کھانا پڑے گا۔

**تخریج** : ترمذی فی الزکوٰۃ باب ۲۳، نمبر ۶۵۳۔

**اللغات**: الرضف۔ گرم پتھر۔ مدقع ذلیل کرنے والا۔ مفظع۔ رسواکن۔ ثری۔ پٹری۔ مالدار ہونا۔

**حاصل روایات**: اس روایت سے معلوم ہوا کہ سوال فقر سے درست ہوتا ہے یا چٹی پڑ جانے سے جائز ہے یہ کھلی دلیل ہے کہ یہ حلت ان اسباب کی بناء پر ہے اس میں معذور واپاہج ہونے یا صحت مند ہونے کا دخل نہیں۔

حضرت حبشی بن جنادہؓ کی روایت۔

۲۹۴۷ : وَقَدْ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ ، قَالَ : ثَنَا مُخَوَّلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ، قَالَ : ثَنَا إِسْرَائِيلُ ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ ، عَنْ حُبْشِيِّ بْنِ جُنَادَةَ ، قَالَ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ (مَنْ سَأَلَ مِنْ غَيْرِ فَقْرٍ ، فَإِنَّمَا يَأْكُلُ الْجَمْرَ) .

۲۹۴۷: ابواسحاق نے حبشی بن جنادہؓ سے نقل کیا ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا جس نے محتاجی کے بغیر سوال کیا وہ گویا انگارے کھا رہا ہے۔

**تخریج** : ابن ماجه فی الزکوٰۃ باب ۲۶، نمبر ۱۸۳۸۔

**حاصل روایات**: یہ حبشی بن جنادہؓ ہیں جنہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے جو بات بیان کی وہ ان پہلی روایات کے عین موافق ہے کہ سوال کا استحقاق فقر کے باعث ہے نہ کہ کسی اور سبب سے۔

۲۹۴۸ : حَدَّثَنَا فَهْدٌ ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ ، قَالَ : ثَنَا إِسْرَائِيلُ ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ . فَهٰذَا حُبْشِيٌّ قَدْ حَكٰى هٰذَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَوَافَقَ مَا حَكٰى مِنْ ذٰلِكَ ، مَا حَكَاهُ الْآخَرُوْنَ ، مِنْ أَنَّ الْمَسْأَلَةَ إِنَّمَا تَحِلُّ بِالْفَقْرِ . وَقَدْ جَاءَتِ الْآثَارُ أَيْضًا ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ مُتَوَاتِرَةً .

۲۹۴۸: ابوغسان نے اسرائیل سے روایت کی پھر اپنی اسناد سے اسی طرح بیان کی۔ تو یہ حبشی رضی اللہ عنہ ہیں جو جناب نبی اکرم ﷺ سے نقل کر رہے ہیں کہ فقر کے بغیر مانگنے والا شعلے کھانے والا ہے تو یہ ارشاد دوسرے قول والوں کی بات کے موافق ہے کہ فقر سے سوال درست ہو جاتا ہے۔ جناب رسول اللہ ﷺ سے کثیر روایات وارد ہیں چند ملاحظہ ہوں۔

## مزید استشہاد کے لئے آثارِ نبویہ ﷺ:

۲۹۴۹ : حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ ، قَالَ : ثَنَا الْفِرْيَابِيُّ . ح .

۲۹۴۹: حسین بن نصر نے فریابی سے نقل کیا۔

۲۹۵۰ : وَحَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ مَرْزُوْقٍ ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ ، قَالَا جَمِيْعًا : عَنْ سُفْيَانَ ، عَنْ حَكِيْمِ بْنِ

جُبَيْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ النَّخَعِيِّ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (لَا يَسْأَلُ عَبْدٌ مَسْأَلَةً وَلَهُ مَا يُغْنِيْهِ إِلَّا جَاءَتْ شَيْنًا، أَوْ كُدُوْحًا، أَوْ خُدُوْشًا، فِيْ وَجْهِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .قِيْلَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، وَمَاذَا غِنَاهُ؟ قَالَ خَمْسُوْنَ دِرْهَمًا وَحِسَابُهَا مِنَ الذَّهَبِ) .

۲۹۵۰: عبدالرحمٰن بن یزید نخعی نے اپنے والد سے انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب کوئی بندہ ایسی حالت میں سوال کرتا ہے جبکہ اس کے پاس ایسی چیز موجود ہے جو اس کو مستغنی کرسکتی ہے وہ اس کے لئے قیامت کے دن چہرے پر خراش وزخم ہوگا کسی نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس کی غناء کیا ہے فرمایا پچاس درہم اوراس کا حساب سونے سے ہوگا۔

**تخریج** : ابن ماجه فی الزكوٰة باب ۲٦' نمبر ۱۸٤۰۔

۲۹۵۱ :حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ الْبَغْدَادِيُّ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ هِشَامٍ الرِّفَاعِيُّ، قَالَ : ثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ .غَيْرَ أَنَّهٗ قَالَ (كُدُوْحًا فِيْ وَجْهِهٖ) وَلَمْ يَشُكَّ وَزَادَ (فَقِيْلَ لِسُفْيَانَ : لَوْ كَانَتْ مِنْ غَيْرِ حَكِيْمٍ ؟ فَقَالَ : حَدَّثَنَاهُ زُبَيْدٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ، مِثْلَهٗ) .

۲۹۵۱: یحییٰ بن آدم نے سفیان سے نقل کی پھر اپنی اسناد سے روایت کی البتہ صرف کدوحاً کا لفظ بولا ہے اور یہ اضافہ ہے سفیان سے کہا گیا اگر یہ غیر حکیم سے روایت ہو؟ تو انہوں نے فرمایا ہم اس کو زبید عن محمد بن عبدالرحمٰن بن یزید سے اسی طرح روایت کریں گے۔

۲۹۵۲ :حَدَّثَنَا أَبُوْ بِشْرٍ الرَّقِّيُّ، قَالَ : ثَنَا أَيُّوْبُ بْنُ سُوَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ، قَالَ : حَدَّثَنِيْ رَبِيْعَةُ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ أَبِيْ كَبْشَةَ السَّلُوْلِيِّ، قَالَ : حَدَّثَنِيْ سَهْلُ بْنُ الْحَنْظَلِيَّةِ، قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ (مَنْ سَأَلَ النَّاسَ عَنْ ظَهْرِ غِنًى، فَإِنَّمَا يَسْتَكْثِرُ مِنْ جَمْرِ جَهَنَّمَ .قُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، وَمَا ظَهْرُ غِنًى؟ قَالَ أَنْ يَعْلَمَ أَنَّ عِنْدَ أَهْلِهٖ مَا يُغَدِّيْهِمْ، أَوْ مَا يُعَشِّيْهِمْ) .

۲۹۵۲: ابو کبشہ سلولی نے کہا مجھے سہل بن الحنظلیہ نے بیان کیا اس نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا جو شخص مالدار ہو کہ لوگوں سے مانگتا پھرتا ہے وہ اپنے لئے جہنم کے انگاروں کا ڈھیر بنا رہا ہے میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مالداری کیا ہے؟ فرمایا وہ جانتا ہو کہ اس کے اہل میں اتنی چیزیں ہیں جوان کو صبح یا شام کافی ہوسکتی ہیں۔

**تخریج** : ابو داؤد فی الزكوٰة باب ۲٤' نمبر ۱٦۲۹۔

۲۹۵۳ :حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِیْ دَاوُدَ' قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عُمَرَ الْحَوْضِیُّ' قَالَ : ثَنَا یَزِیْدُ بْنُ زُرَیْعٍ' عَنْ سَعِیْدِ بْنِ أَبِیْ عَرُوْبَةَ' عَنْ قَتَادَةَ' عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِی الْجَعْدِ' عَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِیْ طَلْحَةَ' عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (مَنْ سَأَلَ وَلَهُ مَا يُغْنِيْهِ' جَاءَ تْ شَيْنًا فِیْ وَجْهِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ).

۲۹۵۳: معدان بن ابی طلحہ نے ثوبان سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اس وقت سوال کیا جبکہ اس کے پاس اتنا مال تھا جو اس کو دوسروں سے بے پروا کرنے والا ہے قیامت کے دن اس کے چہرے پر عیب ہوگا۔

**تخریج** : دارمی فی الزکوٰۃ باب ۱۷' مسند احمد ۲۸۱/۵۔

۲۹۵۴ :حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِیْ دَاوُدَ' قَالَ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ : قَالَ : ثَنَا ابْنُ أَبِی الرِّجَالِ' عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِیِّ' عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : (مَنْ سَأَلَ' وَلَهُ قِيْمَةُ أُوْقِيَّةٍ فَقَدْ أَلْحَفَ).

۲۹۵۴: عبدالرحمٰن بن ابی سعید نے اپنے والد ابوسعید الخدریؓ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اس وقت سوال کیا جبکہ اس کے پاس ایک اوقیہ چاندی کی قیمت تھی اس نے اصرار سے مانگا۔

**تخریج** : ابو داؤد فی الزکوٰۃ باب ۲۴' نمبر ۱۶۲۸۔

۲۹۵۵ :حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ' قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ صَالِحِ الْأَزْدِیُّ' قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفُضَيْلِ' عَنْ عُمَارَةَ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِیْ زُرْعَةَ' عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (مَنْ سَأَلَ النَّاسَ أَمْوَالَهُمْ تَكَثُّرًا' فَإِنَّمَا هُوَ جَمْرٌ' فَلْيَسْتَقِلَّ مِنْهُ' أَوْ لِيَسْتَكْثِرْ).

۲۹۵۵: ابوزرعہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے لوگوں سے مال بڑھانے کے لئے مانگا وہ مال انگارہ ہے خواہ اس کو تھوڑا طلب کرے یا زیادہ۔

**تخریج** : ابن ماجه فی الزکوٰۃ باب ۱۶' نمبر ۱۸۳۸۔

۲۹۵۶ :حَدَّثَنَا يُوْنُسُ' قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ' أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ' عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ' (عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِیْ أَسَدٍ قَالَ : نَزَلْتُ وَأَهْلِیْ' بِبَقِيْعِ الْغَرْقَدِ' فَقَالَ لِیْ أَهْلِیْ :اذْهَبْ إِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْأَلْهُ لَنَا شَيْئًا نَأْكُلُهُ' وَجَعَلُوْا يَذْكُرُوْنَ حَاجَتَهُمْ .فَذَهَبْتُ إِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدْتُ عِنْدَهُ رَجُلًا يَسْأَلُهُ' وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : لَا أَجِدُ مَا أُعْطِيْكَ فَوَلَّى الرَّجُلُ وَهُوَ مُغْضَبٌ وَهُوَ يَقُوْلُ : لَعَمْرِیْ إِنَّكَ لَتُفَضِّلُ مَنْ شِئْتَ .فَقَالَ

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ لَيَغْضَبُ عَلٰى أَنْ لَا أَجِدَ مَا أُعْطِيْهِ، مَنْ سَأَلَ مِنْكُمْ، وَعِنْدَهُ أُوقِيَّةٌ أَوْ عِدْلُهَا فَقَدْ سَأَلَهَا إِلْحَافًا .قَالَ الْأَسَدِيُّ : فَقُلْتُ لِلَّقْحَةِ لَنَا خَيْرٌ مِنْ أُوقِيَّةٍ قَالَ : وَالْأُوقِيَّةُ أَرْبَعُوْنَ دِرْهَمًا، قَالَ : فَرَجَعْتُ وَلَمْ أَسْأَلْهُ .فَقَدِمَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذٰلِكَ بِشَعِيْرٍ وَزَبِيْبٍ وَزُبْدٍ، فَقَسَمَ لَنَا مِنْهُ حَتّٰى أَغْنَانَا اللّٰهُ).

۲۹۵۶: عطاء بن یسار نے بنی اسد کے ایک آدمی سے نقل کیا کہ میں اپنے اہل وعیال سمیت بقیع غرقد میں اترا مجھے میرے گھر والوں نے کہا تم جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جاؤ اور ان سے کھانے کی کوئی چیز مانگ لاؤ اور گھر والے اپنی ضروریات ذکر کرنے لگے پس میں جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گیا میں نے آپ کے ہاں ایک سائل کو پایا جو کہہ رہا تھا مجھے کچھ دو اور آپ فرما رہے تھے میرے پاس تجھے دینے کو کچھ نہیں وہ آدمی پیٹھ پھیر کر چل دیا اور وہ ناراضی سے کہہ رہا تھا۔ میری عمر کی قسم! تم جس پر چاہتے ہو مہربانی کرتے ہو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ اس بات پر ناراض ہے کہ میں اسے دینے کے لئے کچھ نہیں پاتا جس آدمی نے ایسے وقت سوال کیا جبکہ اس کے پاس ایک اوقیہ یا بدل ہو تو وہ اصرار سے سوال کرنے والوں میں شمار ہوگا اسدی کہتے ہیں کہ میں نے کہا ہمارے پاس اوقیہ سے بہتر گابھن اونٹنی موجود ہے جبکہ اوقیہ چالیس درہم کے برابر وزن چاندی کو کہا جاتا ہے اسدی کہتے ہیں میں لوٹ آیا اور آپ سے سوال نہ کیا۔ اس کے بعد جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس جو کشمش آئی اس کو ہم میں تقسیم فرمایا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں غنی کر دیا۔

**تخریج** : ابو داؤد فی الزکوٰۃ باب ۲۴، نمبر ۱۶۲۷۔

۲۹۵۷ : حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا مُؤَمَّلٌ، قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ الْهَجَرِيِّ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : (الْأَيْدِيْ ثَلَاثٌ : فَيَدُ اللّٰهِ الْعُلْيَا، وَيَدُ الْمُعْطِي الَّتِيْ تَلِيْهَا، وَيَدُ السَّائِلِ السُّفْلٰى إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، فَاسْتَعْفِفْ مَا اسْتَطَعْتَ، وَلَا تَعْجِزْ عَنْ نَفْسِكَ، وَلَا تُلَامُ عَلٰى كَفَافٍ وَاِذَا آتَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا فَلْيُرَ عَلَيْكَ) . قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَكَانَتِ الْمَسْأَلَةُ الَّتِيْ أَبَاحَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذِهِ الْآثَارِ كُلِّهَا هِيَ لِلْفَقْرِ لَا غَيْرِهِ. وَكَانَ تَصْحِيْحُ مَعَانِيْ هٰذِهِ الْآثَارِ -عِنْدَنَا- يُوْجِبُ أَنَّ مَنْ قَصَدَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَوْلِهِ (لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِذِيْ مِرَّةٍ سَوِيٍّ) ، هُوَ غَيْرُ مَنِ اسْتَثْنَاهُ مِنْ ذٰلِكَ فِيْ حَدِيْثِ وَهْبِ بْنِ خَنْبَشٍ بِقَوْلِهِ (إِلَّا مِنْ فَقْرٍ مُدْقِعٍ، أَوْ غُرْمٍ مُفْظِعٍ) وَأَنَّهُ الَّذِيْ يُرِيْدُ بِمَسْأَلَتِهِ أَنْ يُكْثِرَ مَالَهُ، وَيَسْتَغْنِيَ مِنْ مَالِ الصَّدَقَةِ، حَتّٰى تَصِحَّ هٰذِهِ الْآثَارُ، وَتَتَّفِقَ مَعَانِيْهَا وَلَا تَتَضَادَّ .وَهٰذَا الْمَعْنَى الَّذِيْ حَمَلْنَا عَلَيْهِ وُجُوْهَ هٰذِهِ الْآثَارِ، هُوَ قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ، وَأَبِيْ يُوْسُفَ، وَمُحَمَّدٍ، رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى.

فَإِنْ سَأَلَ سَائِلٌ عَنْ مَعْنَى حَدِيْثِ عُمَرَ الْمَرْوِيِّ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَحْوٍ مِنْ هٰذَا.

۲۹۵۷: ابوالاحوص نے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاتھ تین قسم ہیں۔ ①: اللہ کا ہاتھ تو بلندیوں والا ہے۔ ②: دینے والے کا ہاتھ جو اس (یداللہ) کے قریب ہے۔ ③: سائل کا ہاتھ نیچا ہے اور قیامت تک نیچا ہے جہاں تک ہو سکے سوال سے بچو اپنے نفس کو عاجز مت قرار دے گزراوقات موجود ہو تو تو قابل ملامت نہیں جب تیرے پاس مال آجائے تو اس کا اثر تم پر نظر آنا چاہئے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ سوال صرف فقر کی وجہ سے مباح ہے نہ کچھ اور تو روایات کے معانی کی درستی کا تقاضہ یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا: **لا تحل الصدقة لذی مرة سوی**...... تو اس سے مراد وہ لوگ نہیں کہ جن کو روایت **وھب بن خنبش میں الآمن فقر مدقع او غرم مفظع** سے مستثنیٰ فرمایا ہے بلکہ وہ شخص مراد ہے جو سوال کر کے مال کی کثرت اور مالِ صدقہ سے مالدار بننا چاہتا ہے تا کہ یہ روایات درست ثابت ہوں اور ان کے معانی یکساں ہو کر تضاد ختم ہو اور ان روایات سے جن وجوہ کو ہم نے ذکر کیا وہی درست مفہوم ہے اور یہی امام ابوحنیفہ، ابو یوسف، محمد رحمہم اللہ کا مسلک ہے۔ اگر معترض یہ کہے عمر رضی اللہ عنہ والی روایت کا پھر کیا مفہوم بنے گا۔ جو ذیل میں ہے۔

**تخریج**: مسلم فی الزکوٰۃ نمبر ۹۴، ابو داؤد فی الزکوٰۃ باب ۲۸، ۱۶۴۸/۱۶۴۹۔

**حاصلِ روایات**: ان روایات مزیدہ سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ سوال کی اباحت کا سبب فقر ہے تندرست و معذور کا اس میں فرق نہیں ہے۔

ان آثار کے معانی میں تطبیق کا راستہ وہی بہتر ہے جو ہم نے اختیار کیا ہے کہ **لاتحل الصدقه لذی مرة سوی** میں جس کا قصد کیا گیا ہے وہ اس وہب بن خنبش رضی اللہ عنہ والی روایت کے مستثنیات سے الگ ہیں اور جن کے لئے حرام کیا گیا وہ وہی لوگ ہیں جو مال کو بڑھانے کی غرض سے سوال کریں اور مالدار بننے کے لئے سوال کریں بھوک کو روکنے سد رمق والے لوگ اس میں شامل نہیں ان کو تندرست ہوں یا بیمار سوال حلال ہے۔

یہی ہمارے ائمہ ابوحنیفہ و ابو یوسف و محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔

## ایک اہم اشکال:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ صاحب حیثیت کو تنخواہ مال زکوٰۃ سے مالدار ہونے کے باوجود لینا درست ہے جبکہ گزشتہ روایات میں گزراوقات والے کو لینے پر عذاب کی دھمکی دی گئی ہے روایت عمر رضی اللہ عنہ یہ ہے۔

۲۹۵۸: وَهُوَ مَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوٗدَ قَالَ: ثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ: أَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ:

ثَنَا السَّائِبُ بْنُ يَزِيْدَ أَنْ حُوَيْطِبَ بْنَ عَبْدِ الْعُزّٰى أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ السَّعْدِيِّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَدِمَ عَلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ خِلَافَتِهٖ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ : (أَلَمْ أُحَدَّثْ أَنَّكَ تَلِيْ مِنْ أَعْمَالِ النَّاسِ أَعْمَالًا فَإِذَا أُعْطِيْتَ الْعُمَالَةَ كَرِهْتَهَا) فَقَالَ : نَعَمْ .فَقَالَ عُمَرُ : فَمَا تُرِيْدُ إِلٰى ذٰلِكَ ؟ قُلْتُ : إِنَّ لِيْ أَفْرَاسًا وَأَعْبُدًا وَأَنَا أَتَّجِرُ وَأُرِيْدُ أَنْ يَكُوْنَ عُمَالَتِيْ صَدَقَةً عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ .فَقَالَ عُمَرُ : فَلَا تَفْعَلْ فَإِنِّيْ قَدْ كُنْتُ أَرَدْتُ الَّذِيْ أَرَدْتُ وَقَدْ (كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِيْنِي الْعَطَاءَ فَأَقُوْلُ : أَعْطِهِ مَنْ هُوَ أَفْقَرُ إِلَيْهِ مِنِّيْ حَتّٰى أَعْطَانِيْ مَرَّةً مَالًا فَقُلْتُ لَهُ ذٰلِكَ .فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : خُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ فَمَا جَاءَكَ مِنْ هٰذَا الْمَالِ وَأَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَلَا سَائِلٍ فَخُذْهُ وَمَا لَا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ). قَالَ : فَفِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَحْرِيْمُ الْمَسْأَلَةِ أَيْضًا .قِيْلَ لَهُ : لَيْسَ هٰذَا عَلٰى أَمْوَالِ الصَّدَقَاتِ إِنَّمَا هٰذَا عَلَى الْأَمْوَالِ الَّتِيْ يَقْسِمُهَا الْإِمَامُ عَلَى النَّاسِ فَيَقْسِمُهَا عَلٰى أَغْنِيَائِهِمْ وَفُقَرَائِهِمْ .كَمَا فَرَضَ عُمَرُ لِأَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ دَوَّنَ الدَّوَاوِيْنَ فَفَرَضَ لِلْأَغْنِيَاءِ مِنْهُمْ وَلِلْفُقَرَاءِ فَكَانَتْ تِلْكَ الْأَمْوَالُ يُعْطَاهَا النَّاسُ لَا مِنْ جِهَةِ الْفَقْرِ وَلٰكِنْ لِحُقُوْقِهِمْ فِيْهَا .فَكَرِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُمَرَ حِيْنَ أَعْطَاهُ الَّذِيْ كَانَ أَعْطَاهُ مِنْهَا قَوْلَهُ : (أَعْطِهِ مَنْ هُوَ أَفْقَرُ إِلَيْهِ مِنِّيْ) . أَيْ : إِنِّيْ لَمْ أُعْطِكَ ذٰلِكَ لِأَنَّكَ فَقِيْرٌ إِنَّمَا أَعْطَيْتُكَ ذٰلِكَ لِمَعْنًى آخَرَ غَيْرِ الْفَقْرِ .ثُمَّ قَالَ لَهُ (خُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ) فَدَلَّ ذٰلِكَ أَيْضًا أَنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَمْوَالِ الصَّدَقَاتِ لِأَنَّ الْفَقِيْرَ لَا يَنْبَغِيْ لَهُ أَنْ يَأْخُذَ مِنَ الصَّدَقَاتِ مَا يَتَّخِذُهُ مَالًا كَانَ ذٰلِكَ عَنْ مَسْأَلَةٍ مِنْهُ أَوْ عَنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ .ثُمَّ قَالَ : " فَمَا جَاءَكَ مِنْ هٰذَا الْمَالِ الَّذِيْ هٰذَا حُكْمُهُ وَأَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ أَيْ تَأْخُذُهُ بِغَيْرِ إِشْرَافٍ .وَالْإِشْرَافُ : أَنْ تُرِيْدَ بِهٖ مَا قَدْ نُهِيْتُ عَنْهُ .وَقَدْ يَحْتَمِلُ قَوْلُهُ (وَلَا مُشْرِفٍ) أَيْ : وَلَا تَأْخُذْ مِنْ أَمْوَالِ الْمُسْلِمِيْنَ أَكْثَرَ مِمَّا يَجِبُ لَكَ فِيْهَا فَيَكُوْنُ ذٰلِكَ شَرَفًا فِيْهَا (وَلَا سَائِلٍ) أَيْ : وَلَا سَائِلٍ مِنْهَا مَا لَا يَجِبُ لَكَ .فَهٰذَا وَجْهُ هٰذَا الْبَابِ -عِنْدَنَا - وَاللّٰهُ أَعْلَمُ .فَأَمَّا مَا جَاءَ فِيْ أَمْوَالِ الصَّدَقَاتِ فَقَدْ أَتَيْنَا بِمَعَانِيْ ذٰلِكَ فِيْمَا تَقَدَّمَ ذِكْرُهُ مِنْ هٰذَا الْبَابِ .

۲۹۵۸: عبداللہ بن السعدی نے بتلایا کہ میں عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ان کی خلافت کے زمانہ میں گیا تو انہوں نے مجھے فرمایا کیا میں نے تجھے نہیں بتلایا کہ تم لوگوں کے اعمال کے ذمہ دار بنتے ہو اور جب تمہیں تنخواہ دی جاتی ہے تو تم اس کو ناپسند کرتے ہو میں نے کہا جی ہاں! تو عمر کہنے لگے تیرے تنخواہ واپس کرنے سے کیا مقصد ہے میں نے کہا

میرے پاس گھوڑے اور غلام ہیں اور میں تجارت بھی کرتا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ میری تنخواہ مسلمانوں پر صدقہ بن جائے عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے ایسا نہ کرو میں نے بھی وہی ارادہ کیا جو تو نے ظاہر کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے عطیہ دیتے تو میں کہتا جو مجھ سے زیادہ ضرورت مند ہے اس کو دے دیں یہاں تک کہ ایک مرتبہ مجھے مال دیا تو میں نے یہی بات کہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو لے لو اور اپنے پاس جمع کر لو تمہارے پاس جو مال (بلا اشراف) بلا سوال اور بلا توقع آ جائے تو اس کو لے لو۔ جو ایسا نہ ہو تو اس کی طلب میں اپنے کو مت لگاؤ۔ اگر کوئی معترض کہے کہ اس روایت میں بھی سوال کی ممانعت ہے۔ اس کے جواب میں کہا جائے گا اس روایت میں اموال صدقہ نہیں بلکہ اس سے وہ اموال مراد ہیں جن کو حاکم اغنیاء اور فقراء میں تقسیم کرتا ہے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اموال مقرر کیے اور وہ ان میں سے اغنیاء اور فقراء سب کو تقسیم فرماتے۔ یہ اموال ان کی محتاجی کی وجہ سے نہیں بلکہ ان کے حقوق کے بناء پر ان کو دیا جاتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عطیہ دیا اور انہوں نے واپس کرنا چاہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو ناپسند فرمایا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ مجھ سے زیادہ ضرورت مند کو دے دیا جاتے تو آپ نے فرمایا یہ تمہارے فقیر کی وجہ سے نہیں دیا جارہا بلکہ یہ اسکے علاوہ بات کے پیش نظر ہے۔ پھر آپ نے ان کو فرمایا اس مال کو لے کر اسے اپنی ملکیت بناؤ۔ اس سے یہ ثبوت مل گیا کہ مال صدقات سے نہ تھا۔ کیونکہ محتاج کے لئے تو مناسب نہیں کہ وہ مال کو اکٹھا کرنے کے لئے صدقہ لے۔ خواہ وہ سوال کر کے حاصل کرے یا بغیر سوال اسے دیا جائے۔ پھر آپ نے ان کو یہ بھی فرمایا کہ جو اس قسم کا مال تمہارے پاس آئے اور تم اس کی طرف امید باندھنے والے نہ ہو تو اسے لے لو اور اشراف یہ ہے کہ تم اس مال کی طمع رکھنے والے ہو جس سے تمہیں روکا گیا ہے اور لا مشرف کا قول اس بات کا بھی احتمال رکھتا ہے۔ کہ اس میں اس بات کی ممانعت ہے کہ مسلمانوں کے اموال میں سے اپنے حصہ سے زائد نہ لو۔ اگر لو گے تو وہ دوسروں پر برتری بن جائے گی جو کہ درست نہیں' ولا سائل: کا مطلب یہ ہے کہ تم مت اس مال کا سوال کرو جو تمہارا حق نہیں بنتا۔ ہمارے ہاں اس باب کی یہ صورت ہے۔ واللہ اعلم باقی جو آثار اموال صدقہ کے سلسلہ میں آئے ہیں ان کے معانی کی وضاحت اس باب کی پہلی سطور میں کر آئے ہیں۔

**تخریج** : ابو داؤد فی الزکوٰۃ باب ۲۸' نمبر ۱۶۴۷۔

**حاصل روایات**: اس روایت سے بھی مطلق سوال کی حرمت ثابت ہوتی ہے۔

الجواب: اول تو یہ مال صدقات سے متعلق نہیں بلکہ اس کا تعلق اس مال سے ہے جو امام المسلمین لوگوں کے اغنیاء وفقراء سب پر تقسیم کرتا ہے وہ مراد ہے۔ اس کی نظیر وہ اموال ہیں جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بطور عطیہ سال میں مقرر فرمایا اس میں ان کے فقراء واغنیاء سب کو برابر دیا جاتا تھا یہ انکے حق کی وجہ سے دیا جاتا اس میں فقر کا لحاظ نہ تھا۔

پس اسی وجہ سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ کے اس قول کو ناپسند فرمایا آپ کے فرمان کا مقصد یہ تھا کہ یہ مال تمہیں

فقر کی وجہ سے نہیں دیا جارہا بلکہ یہ اور وجہ سے دیا جارہا ہے پھر فرمایا اس کو لے کر اپنے مال میں جمع کر لو اس سے یہ واضح ہو گیا کہ وہ مال مال صدقات سے نہ تھا کیونکہ فقیر کو بھی صدقات سے وہ مال لینے کی اجازت نہیں جس پر وہ امیر بن سکے خواہ سوال سے ہو یا غیر سوال سے۔

پھر فرمایا جو مال اس قسم کا ہو اور تیرا میلان اس کی طرف نہ ہو تو اسے لے لو۔

اللغات: اشراف۔ جو چیز ممنوع ہو اس کا ارادہ کرنا۔ ولا مشرف۔ اس کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ جس قدر تیرا وظیفہ بنایا گیا ہے اسی کو باقی رکھو یہ باعث مشرف ہوگا ولا سائل کا معنی جو تمہارا حق نہیں اس کو مت مانگو ہمارے ہاں اس روایت کا یہی مطلب ہے صدقات کے سلسلہ میں ہم پہلے بات کہہ چکے۔

نوٹ: اس باب میں امام طحاویؒ اپنے دلائل کی روایات کا مفہوم ساتھ ساتھ بتلاتے گئے ہیں بلاضرورت مانگنے پر وعید کی روایات کو چار صحابہ سے اور پھر چھ صحابہ کرام سے پیش کیا اور روایت عمر رضی اللہ عنہ اور وعید والی روایت میں شاندار تطبیق پیش کر کے ان کا محل متعین کیا ہے۔ اپنے موقف کو پوری قوت سے پیش کیا ہے یہ اختلاف جواز عدم جواز کا ہے۔

# بَابُ الْمَرْأَةُ هَلْ يَجُوْزُ لَهَا أَنْ تُعْطِيَ زَوْجَهَا زَكَاةَ مَالِهَا أَمْ لَا ؟

## کیا بیوی اپنے خاوند کو اپنے مال کی زکوٰۃ دے سکتی ہے؟

خلاصۃ المرام: بیوی اپنے خاوند کو زکوٰۃ دے سکتی ہے یا نہیں اس میں امام ابو یوسف، محمد، شافعی رحمہم اللہ کے ہاں بیوی اپنے خاوند کو اپنے مال سے زکوٰۃ دے سکتی ہے اور زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔

نمبر ۲: جبکہ امام ابو حنیفہ و مالک رحمہما اللہ کے ہاں بیوی خاوند کو زکوٰۃ نہیں دے سکتی اگر دے دی تو ادا نہ ہوگی۔

فریق اوّل کا موقف و دلائل: بیوی اپنے خاوند کو اپنے مال سے زکوٰۃ دے سکتی ہے۔ دلیل یہ روایت ہے۔

۲۹۵۹: حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ : ثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، قَالَ : ثَنَا أَبِيْ، عَنِ الْأَعْمَشِ، قَالَ : حَدَّثَنِيْ شَقِيْقٌ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ : فَذَكَرْتُهُ لِإِبْرَاهِيْمَ، فَحَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ، عَنْ أَبِيْ عُبَيْدَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِ اللّٰهِ، مِثْلَهُ سَوَاءً. قَالَتْ : (كُنْتُ فِي الْمَسْجِدِ فَرَآنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ تَصَدَّقْنَ وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ) . (وَكَانَتْ زَيْنَبُ تُنْفِقُ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ وَأَيْتَامٍ فِيْ حِجْرِهَا فَقَالَتْ لِعَبْدِ اللّٰهِ : سَلْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَيُجْزِءُ عَنِّيْ أَنْ أُنْفِقَ عَلَيْكَ، وَعَلٰى أَيْتَامٍ فِيْ حِجْرِيْ مِنَ

الصَّدَقَةِ ؟ قَالَ : سَلِیْ أَنْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .فَانطَلَقْتُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَوَجَدْتِ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ عَلَى الْبَابِ، حَاجَتُهَا مِثْلُ حَاجَتِىْ .فَمَرَّ عَلَيْنَا بِلَالٌ، فَقُلْتُ : سَلْ لَنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : هَلْ يُجْزِءُ عَنِّىْ أَنْ أَتَصَدَّقَ عَلٰى زَوْجِى وَأَيْتَامٍ فِىْ حِجْرِىْ مِنَ الصَّدَقَةِ ؟ وَقُلْنَا : لَا تُخْبِرْ بِنَا .قَالَتْ : فَدَخَلَ فَسَأَلَهُ، فَقَالَ مَنْ هُمَا ؟ قَالَ : زَيْنَبُ، قَالَ أَیُّ الزَّيَانِبِ هِیَ ؟ قَالَ : امْرَأَةُ عَبْدِ اللّٰهِ؟ فَقَالَ نَعَمْ يَكُوْنُ لَهَا أَجْرُ الْقَرَابَةِ وَأَجْرُ الصَّدَقَةِ) . قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلٰى أَنَّ الْمَرْأَةَ جَائِزٌ لَهَا أَنْ تُعْطِیَ زَوْجَهَا مِنْ زَكَاةِ مَالِهَا، وَاحْتَجُّوْا فِىْ ذٰلِكَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ، وَمِمَّنْ ذَهَبَ إِلٰى ذٰلِكَ، أَبُوْ يُوْسُفَ، وَمُحَمَّدٌ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ .وَخَالَفَهُمْ فِىْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ، مِنْهُمْ أَبُوْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ، فَقَالُوْا : لَا يَجُوْزُ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تُعْطِیَ زَوْجَهَا مِنْ زَكَاةِ مَالِهَا، كَمَا لَا يَجُوْزُ لَهُ أَنْ يُعْطِيَهَا مِنْ زَكَاةِ مَالِهِ .وَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ لَهُمْ عَلٰى أَهْلِ الْمَقَالَةِ الْأُوْلٰى، فِىْ حَدِيْثِ زَيْنَبَ الَّذِى احْتَجُّوْا بِهِ عَلَيْهِمْ، أَنَّ تِلْكَ الصَّدَقَةَ الَّتِىْ حَضَّ عَلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ ذٰلِكَ الْحَدِيْثِ إِنَّمَا كَانَتْ مِنْ غَيْرِ الزَّكٰوةِ .

۲۹۵۹: عمرو بن حارث نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی زینب ثقفیہؓ سے نقل کیا (یہ روایت شقیق عن عمرو اور ابوعبید عن عمرو دونوں اسناد سے ایک جیسی ہے۔ زینب کہتی ہیں کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں دیکھ کر فرمایا تم عورتیں صدقہ کرو خواہ اپنے زیورات سے کرنا پڑے یہ زینب اپنے خاوند عبداللہ اور پرورش میں لئے ہوئے چند یتامیٰ پر اپنا مال خرچ کرتیں انہوں نے اپنے خاوند عبداللہ کو کہا کیا میرے لئے تجھ پر صدقہ خرچ کرنا درست ہو جائے گا اور اسی طرح ان زیر پرورش یتیموں پر؟ (انہوں نے تو دریافت نہ کیا) پس میں خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچی تو وہاں ایک اور انصاری عورت اپنی ضرورت کی خاطر آپ کے دروازہ پر تھی دونوں کا کام ایک تھا ہمارے پاس سے بلال کا گزر ہوا تو میں نے کہا کہ ہماری طرف سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کر دو کیا مجھے صدقہ کا مال اپنے خاوند اور زیر سرپرستی یتامیٰ پر خرچ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور تم ہمارے نام مت بتلانا زینب کہتی ہیں وہ داخل ہوئے اور آپ سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا وہ دونوں کون کون ہیں؟ انہوں نے کہا وہ زینب ہے۔ آپ نے فرمایا وہ کون سی زینب ہے؟ انہوں نے کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی! آپ نے فرمایا ہاں اس کو قرابت اور صدقے دونوں کا اجر ہوگا۔ امام طحاوی فرماتے ہیں کہ بعض علماء نے اس سے یہ استدلال کیا کہ عورت اپنے خاوند کو زکوٰۃ دے سکتی ہے اور یہ قول امام ابو یوسف، محمد رحمہما اللہ نے اختیار کیا۔ دیگر علماء نے ان کی بات سے اختلاف کرتے ہوئے کہا کہ کسی عورت کو جائز نہیں کہ وہ اپنے خاوند کو زکوٰۃ دے جیسا کہ کسی مرد کو جائز نہیں کہ وہ اپنی بیوی کو زکوٰۃ دے اور پہلے قول والوں کے خلاف انہوں نے اسی حدیث زینب رضی اللہ عنہا سے استدلال کرتے ہوئے کہا کہ یہ صدقہ جس پر اس حدیث

میں آمادہ کیا گیا وہ زکوٰۃ کے علاوہ ہے اور اس کی وضاحت اس روایت ذیل میں ملاحظہ ہو۔

**تخریج** : بخاری فی الزکوٰۃ باب۳۳، ۴۸، مسلم فی العیدین نمبر۴، والزکوٰۃ ۴۶، ترمذی فی الزکوٰۃ باب۱۲، نسائی فی الزکوٰۃ باب۱۹، ۸۲، دارمی فی الصلاۃ باب۲۲۴، الزکوٰۃ باب۲۳، مسند احمد ۳۷۶/۱۔

**حاصل روایات:** اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ بیوی کو اپنے خاوند پر زکوٰۃ خرچ کرنے میں کوئی حرج نہیں بلکہ اسے زیادہ ثواب ملے گا اور زکوٰۃ بھی ادا ہو جائے گی۔

استدلال کا جواب: لفظ صدقہ سے استدلال کر کے زکوٰۃ مراد لینا اس روایت میں درست نہیں بلکہ اس سے غیر واجب صدقات مراد ہیں جس کی دلیل یہ روایت ہے ملاحظہ کریں۔

۲۹۶۰ : وَقَدْ بَيَّنَ ذٰلِكَ مَا قَدْ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ : ثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، (عَنْ رَيْطَةَ بِنْتِ عَبْدِ اللّٰهِ، امْرَأَةِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، وَكَانَتِ امْرَأَةً صَنْعَاءَ ، وَلَيْسَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَالٌ، فَكَانَتْ تُنْفِقُ عَلَيْهِ وَعَلٰى وَلَدِهِ مِنْهَا .فَقَالَتْ : لَقَدْ شَغَلْتَنِي -وَاللّٰهِ -أَنْتَ وَوَلَدُكَ عَنِ الصَّدَقَةِ، فَمَا أَسْتَطِيْعُ أَنْ أَتَصَدَّقَ مَعَكُمْ بِشَيْءٍ .فَقَالَ مَا أُحِبُّ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكِ فِيْ ذٰلِكَ أَجْرٌ، أَنْ تَفْعَلِي .فَسَأَلَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هِيَ وَهُوَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، إِنِّيْ امْرَأَةٌ ذَاتُ صَنْعَةٍ، أَبِيْعُ مِنْهَا، وَلَيْسَ لِوَلَدِي وَلَا لِزَوْجِيْ شَيْءٌ، فَشَغَلُوْنِيْ فَلَا أَتَصَدَّقُ، فَهَلْ لِيْ فِيْهِمْ أَجْرٌ ؟ .فَقَالَ لَكِ فِيْ ذٰلِكَ أَجْرُ مَا أَنْفَقْتِ عَلَيْهِمْ، فَأَنْفِقِيْ عَلَيْهِمْ) . فَفِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ أَنَّ تِلْكَ الصَّدَقَةَ، مِمَّا لَمْ يَكُنْ فِيْهِ زَكَاةٌ .وَ(رَيْطَةُ هٰذِهِ هِيَ زَيْنَبُ امْرَأَةُ عَبْدِ اللّٰهِ، لَا نَعْلَمُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ كَانَتْ لَهُ امْرَأَةٌ غَيْرُهَا فِيْ زَمَنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) . وَالدَّلِيْلُ عَلٰى أَنَّ تِلْكَ الصَّدَقَةَ كَانَتْ تَطَوُّعًا كَمَا ذَكَرْنَا، قَوْلُهَا (كُنْتُ امْرَأَةً صَنْعَاءَ ، أَصْنَعُ بِيَدِيْ فَأَبِيْعُ مِنْ ذٰلِكَ، فَأُنْفِقُ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ) . فَكَانَ قَوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِيْ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ، وَفِي الْحَدِيْثِ الْأَوَّلِ، جَوَابًا لِسُؤَالِهَا هٰذَا .وَفِيْ حَدِيْثِ رَيْطَةَ هٰذَا (كُنْتُ أُنْفِقُ مِنْ ذٰلِكَ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ، وَعَلٰى وَلَدِهِ مِنِّيْ) . وَقَدْ أَجْمَعُوْا عَلٰى أَنَّهُ لَا يَجُوْزُ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تُنْفِقَ عَلٰى وَلَدِهَا مِنْ زَكَاتِهَا .فَلَمَّا كَانَ مَا أَنْفَقَتْ عَلٰى وَلَدِهَا لَيْسَ مِنَ الزَّكَاةِ، فَكَذٰلِكَ مَا أَنْفَقَتْ عَلٰى زَوْجِهَا لَيْسَ هُوَ أَيْضًا مِنَ الزَّكٰوةِ .وَقَدْ رُوِيَ أَيْضًا عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَدُلُّ أَنَّ تِلْكَ الصَّدَقَةَ الَّتِيْ أَبَاحَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْفَاقَهَا عَلٰى زَوْجِهَا، كَانَتْ مِنْ غَيْرِ الزَّكٰوةِ .

۲۹۶۰: عبید اللہ نے رائطہ بنت عبد اللہ جو ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی تھی روایت کی ہے یہ بہت دستکار عورت تھی اور

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس بالکل مال نہ تھا یہ اپنی محنت کے کام سے ان پر اور اپنی اولاد پر خرچ کرتی تھیں ایک دن کہنے لگیں مجھے تو اور تیری اولاد نے صدقہ سے مشغول کر دیا میں تمہارے خرچ کے ہوتے ہوئے صدقہ نہیں کر سکتی ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہنے لگے اگر اس خرچہ کا تمہیں اجر نہ ملے تو پھر میں اس خرچ کرنے کو پسند نہیں کرتا (یعنی تم نہ کرو) جناب عبداللہ نے اور زینبؓ دونوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ میں دستکار عورت ہوں وہ چیزیں میں فروخت کرتی ہوں میرے خاوند اور اولاد کے پاس مال نہیں ان پر خرچ نے مجھے صدقے سے روک دیا ہے میں صدقہ نہیں کر سکتی کیا مجھے ان پر خرچ میں اجر وثواب ملے گا یا نہیں؟ آپ نے فرمایا تمہیں اس میں اجر ملے گا جو ان پر خرچ کرو گی تم خرچ کرتی رہو۔ اس روایت میں اس بات کی وضاحت ہے کہ وہ صدقہ زکوٰۃ سے نہ تھا اور ریطہ یہ وہی زینب ہیں جو کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ ہیں۔ ہمارے علم میں یہ بات نہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی زینب کے علاوہ کوئی اور بیوی ہو۔ اور اس بات کی دلیل کہ وہ صدقہ نفلیہ تھا جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ان کا یہ قول ہے **کنت امراۃ صنعاء اصنع بیری فابیع من ذلك فانفق علی عبد اللہ**" کہ میں دست کاری سے واقف عورت تھی پس میں اپنے ہاتھ سے کام کر کے اس کو فروخت کرتی اور اسے اپنے اوپر اور عبداللہ پر خرچ کرتی۔ پس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد جو اس روایت اور اس سے پہلی روایت میں وارد ہے وہ اس کے اسی کمائی کے مال سے متعلق سوال ہے اور اس حدیث ریطہ میں یہ الفاظ "**کنت انفق من ذلك علی عبد اللہ وعلی ولدہ منی**" کہ اس سے عبداللہ اور اپنی اولاد پر خرچ کرتی ہوں۔ اور اس پر تو تمام کا اجماع ہے کہ عورت کو اپنی اولاد پر زکوٰۃ کا خرچ کرنا جائز نہیں ہے پس جب وہ اس میں سے اپنی اولاد پر خرچ کرتی ہیں تو اس کا زکوٰۃ سے نہ ہونا ظاہر ہوا پس اسی طرح جو وہ عبداللہ پر خرچ کرتی ہیں وہ بھی زکوٰۃ سے نہ ہو اور حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میں جو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد ہوئی ہے۔ وہ بھی اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ وہ صدقہ جس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کے لئے مباح قرار دیا کہ وہ اپنے خاوند پر خرچ کرے وہ زکوٰۃ کے علاوہ تھا۔ روایت ذیل میں ہے۔

**تخریج**: بخاری فی الزکوٰۃ باب ٤٦۔

**حاصل روایات**: اس صدقہ سے مراد زکوٰۃ نہیں بلکہ نفلی صدقات ہیں جیسا کہ اس قرینہ سے ظاہر ہوتا ہے میں ایک دستکار عورت ہوں اس کمائی سے میں اپنے خاوند اور اولاد پر صرف کرتی ہوں اب زکوٰۃ تو سال کے بعد آتی ہے جب بھی کوئی کمائی کرے اس وقت ہی لازم تو نہیں ہو جاتی پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پہلی روایت کے لئے کافی جواب ہے کہ تمہیں ان پر مال خرچ کرنے سے دوہرا ثواب ملے گا خرچ کرتی رہو پس جس خرچہ کی آپ نے اجازت مرحمت فرمائی وہ زکوٰۃ نہ تھا اور غیر زکوٰۃ کے صرف میں کسی کو اختلاف نہیں بلکہ ہمارے پاس تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت موجود ہے جو اس بات پر صاف دلالت کرتی ہے کہ زینب ثقفیہؓ کے لئے مباح کیا جائے والا خرچہ وہ زکوٰۃ نہ تھا روایت آتی ہے۔

فریق ثانی کا موقف اور دلیل: زکوۃ کو اپنے خاوند اور اولاد پر صرف کرنا جائز نہیں اگر صرف کیا تو زکوۃ ادا نہ ہوگی۔

۲۹۶۱ :حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ : ثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ، قَالَ : ثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ أَبِي كَثِيْرٍ الْأَنْصَارِيُّ، عَنْ عُمَرَ ابْنِ نُبَيْهٍ الْكَعْبِيِّ، عَنِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْصَرَفَ مِنَ الصُّبْحِ يَوْمًا، فَأَتٰى عَلَى النِّسَاءِ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ، مَا رَأَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَدِيْنٍ أَذْهَبَ بِعُقُوْلِ ذَوِي الْأَلْبَابِ مِنْكُنَّ، وَإِنِّي قَدْ رَأَيْتُ أَنَّكُنَّ أَكْثَرُ أَهْلِ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَتَقَرَّبْنَ إِلَى اللّٰهِ بِمَا اسْتَطَعْتُنَّ .وَكَانَ فِي النِّسَاءِ امْرَأَةُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، فَانْقَلَبَتْ إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَأَخْبَرَتْهُ بِمَا سَمِعَتْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَخَذَتْ حُلِيًّا لَهَا .فَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَيْنَ تَذْهَبِيْنَ بِهٰذَا الْحُلِيِّ ؟ فَقَالَتْ : أَتَقَرَّبُ بِهٖ إِلَى اللّٰهِ وَإِلٰى رَسُوْلِهٖ، لَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ لَا يَجْعَلَنِيْ مِنْ أَهْلِ النَّارِ .قَالَ : هَلُمِّيْ بِذٰلِكَ وَيْلَكِ تَصَدَّقِيْ بِهٖ عَلَيَّ وَعَلٰى وَلَدِيْ فَقَالَتْ : لَا وَاللّٰهِ، حَتّٰى أَذْهَبَ بِهٖ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .فَذَهَبَتْ تَسْتَأْذِنُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوْا : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ هٰذِهٖ زَيْنَبُ تَسْتَأْذِنُ، فَقَالَ أَيُّ الزَّيَانِبِ هِيَ ؟ قَالُوْا : امْرَأَةُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ. فَدَخَلَتْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ : إِنِّيْ سَمِعْتُ مِنْكَ مَقَالَةً، فَرَجَعْتُ إِلَى ابْنِ مَسْعُوْدٍ فَحَدَّثْتُهُ، فَأَخَذْتُ حُلِيِّيْ أَتَقَرَّبُ بِهٖ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَإِلَيْكَ، رَجَاءَ أَنْ لَا يَجْعَلَنِي اللّٰهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ .فَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : تَصَدَّقِيْ بِهٖ عَلَيَّ وَعَلٰى بَنِيَّ، فَإِنَّا لَهٗ مَوْضِعٌ، فَقُلْتُ لَهٗ : حَتّٰى أَسْتَأْذِنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَصَدَّقِيْ بِهٖ عَلَيْهِ وَعَلٰى بَنِيْهِ، فَإِنَّهُمْ لَهٗ مَوْضِعٌ) .

۲۹۶۱: مقبری نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک صبح کی نماز سے لوٹے تو مسجد میں عورتوں والی جگہ سے گزر ہوا تو آپ نے ان کو فرمایا۔ اے عورتوں کی جماعت میں خیال کرتا ہوں کہ تم دین و عقل میں ناقص ہو مگر بڑے بڑے عقلاء کی عقلوں کو اڑا دیتی ہو اور میں نے دیکھا کہ تمہاری اکثریت جہنم میں قیامت کے دن ہوگی پس تمہیں مناسب ہے کہ جس قدر ہو سکے تم اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرو۔ ان میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی بھی تھیں وہ عبداللہ کی طرف لوٹ آئیں اور ان کو اس بات کی اطلاع دی جو اس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی اور اپنے زیورات لئے تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہنے لگے یہ زیور کہاں لے جاؤ گی اس نے جواب دیا میں اس سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا قرب حاصل کروں گی شاید کہ میں اس سے جہنم سے بچ جاؤں عبداللہ کہنے لگے اس کو روکو! تمہارا ناس ہو! اور مجھ پر اور میری اولاد پر خرچ کرو زینب کہنے لگی اللہ کی قسم میں ایسا نہ کروں گی جب تک کہ میں

ان کو جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں نہ لے جاؤں۔ چنانچہ وہ گئیں اور آپ ﷺ سے اجازت طلب کی جو حضرات اندر تھے انہوں نے بتلایا کہ زینب آئی ہیں! اور آپ کے ہاں آنے کی اجازت چاہتی ہیں آپ نے فرمایا یہ کون سی زینب ہے؟ انہوں نے بتلایا یہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی ہیں (اجازت ملنے پر) وہ جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں داخل ہوئیں۔ اور عرض کی میں نے آپ کا ارشاد سنا ہے میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ہاں گئی اور اس کو آپ کی بات ذکر کی پھر میں اپنا زیور لائی ہوں تا کہ اس سے میں اللہ تعالیٰ کا قرب اور آپ کا قرب (تعمیل ارشاد) حاصل کروں اس امید پر کہ اللہ تعالیٰ مجھے جہنم سے محفوظ کر دے۔ مگر ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتا ہے کہ اس مال کو مجھ پر اور میری اولاد پر خرچ کرو میں اس کا حقدار ہوں میں نے اس کی بات سن کر کہا یہ اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک جناب رسول اللہ ﷺ سے اجازت نہ لے لوں جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اس پر اور اس کی اولاد پر خرچ کرو وہ اس کے خرچ کا محل ہیں۔

**تخریج** : مسند احمد ۳۷۳/۲، ۳۷٤۔

۲۹۶۲ : حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ الْحَكَمِ الْجِيْزِيُّ، قَالَ : ثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ : ثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ : أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ .قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَبَيَّنَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي هٰذَا الْحَدِيْثِ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا أَرَادَ بِقَوْلِهِ (تَصَدَّقِي) فِي الصَّدَقَةِ، التَّطَوُّعِ الَّتِي تُكَفِّرُ الذُّنُوْبَ .وَفِي حَدِيْثِهِ قَالَ (فَجَاءَ بِحُلِيٍّ لَهَا إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ خُذْ هٰذَا أَتَقَرَّبُ بِهِ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَإِلَى رَسُوْلِهِ .فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَصَدَّقِي بِهِ عَلَى عَبْدِ اللّٰهِ، وَعَلَى بَنِيْهِ، فَإِنَّهُمْ لَهُ مَوْضِعٌ) فَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى الصَّدَقَةِ بِكُلِّ الْحُلِيِّ، وَذٰلِكَ مِنَ التَّطَوُّعِ، لَا مِنَ الزَّكَاةِ، لِأَنَّ الزَّكَاةَ لَا تُوْجِبُ الصَّدَقَةَ بِكُلِّ الْمَالِ، وَإِنَّمَا تُوْجِبُ الصَّدَقَةَ بِجُزْءٍ مِنْهُ .فَهٰذَا أَيْضًا دَلِيْلٌ عَلَى فَسَادِ تَأْوِيْلِ أَبِي يُوْسُفَ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَمَنْ ذَهَبَ إِلَى قَوْلِهِ لِلْحَدِيْثِ الْأَوَّلِ .فَقَدْ بَطَلَ بِمَا ذَكَرْنَا، أَنْ يَكُوْنَ فِي حَدِيْثِ زَيْنَبَ مَا يَدُلُّ أَنَّ الْمَرْأَةَ تُعْطِي زَوْجَهَا مِنْ زَكَاةِ مَالِهَا إِذَا كَانَ فَقِيْرًا .وَإِنَّمَا نَلْتَمِسُ حُكْمَ ذٰلِكَ بَعْدُ مِنْ طَرِيْقِ النَّظَرِ وَشَوَاهِدِ الْأُصُوْلِ، فَاعْتَبَرْنَا ذٰلِكَ، فَوَجَدْنَا الْمَرْأَةَ -بِاتِّفَاقِهِمْ -لَا يُعْطِيْهَا زَوْجُهَا مِنْ زَكَاةِ مَالِهِ، وَإِنْ كَانَتْ فَقِيْرَةً، وَلَمْ تَكُنْ فِي ذٰلِكَ كَغَيْرِهَا، لِأَنَّا رَأَيْنَا الْأُخْتَ يُعْطِيْهَا أَخُوْهَا مِنْ زَكَاتِهِ إِذَا كَانَتْ فَقِيْرَةً، وَإِنْ كَانَ عَلَى أَخِيْهَا أَنْ يُنْفِقَ عَلَيْهَا، وَلَمْ تَخْرُجْ بِذٰلِكَ مِنْ حُكْمِ مَنْ يُعْطَى مِنَ الزَّكٰوةِ .فَثَبَتَ بِذٰلِكَ أَنَّ الَّذِي يَمْنَعُ الزَّوْجَ مِنْ إِعْطَاءِ زَوْجَتِهِ مِنْ زَكَاةِ مَالِهِ، لَيْسَ هُوَ

وُجُوْبَ النَّفَقَةِ لَهَا عَلَيْهِ، وَلٰكِنَّهُ السَّبَبُ الَّذِیْ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا، فَصَارَ ذٰلِكَ كَالنَّسَبِ الَّذِیْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ وَالِدَيْهِ فِیْ مَنْعِ ذٰلِكَ إِيَّاهُ مِنْ إِعْطَائِهِمَا مِنَ الزَّكٰوةِ .فَلَمَّا ثَبَتَ بِمَا ذَكَرْنَا أَنَّ سَبَبَ الْمَرْأَةِ الَّذِیْ مَنَعَ زَوْجَهَا أَنْ يُعْطِيَهَا مِنْ زَكَاةِ مَالِهِ وَإِنْ كَانَتْ فَقِيْرَةً هُوَ كَالسَّبَبِ الَّذِیْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ وَالِدَيْهِ الَّذِیْ يَمْنَعُهُ مِنْ إِعْطَائِهِمَا مِنْ زَكَاتِهِ، وَإِنْ كَانَا فَقِيْرَيْنِ، وَرَأَيْنَا الْوَالِدَيْنِ لَا يُعْطِيَانِهِ أَيْضًا مِنْ زَكَاتِهِمَا، إِذَا كَانَ فَقِيْرًا، فَكَانَ الَّذِیْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ وَالِدَيْهِ مِنَ النَّسَبِ يَمْنَعُهُ مِنْ إِعْطَائِهِمَا مِنَ الزَّكَاةِ، وَيَمْنَعُهُمَا مِنْ إِعْطَائِهِ مِنَ الزَّكٰوةِ .فَكَذٰلِكَ السَّبَبُ الَّذِیْ بَيْنَ الزَّوْجِ وَالْمَرْأَةِ، لَمَّا كَانَ يَمْنَعُهُ مِنْ إِعْطَائِهَا مِنَ الزَّكَاةِ، كَانَ أَيْضًا يَمْنَعُهَا مِنْ إِعْطَائِهِ مِنَ الزَّكٰوةِ .وَقَدْ رَأَيْنَا هٰذَا السَّبَبَ بَيْنَ الزَّوْجِ وَالْمَرْأَةِ يَمْنَعُ مِنْ قَبُوْلِ شَهَادَةِ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا لِصَاحِبِهِ، فَجُعِلَا فِیْ ذٰلِكَ كَذَوِی الرَّحِمِ الْمَحْرَمِ، الَّذِیْ لَا يَجُوْزُ شَهَادَةُ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا لِصَاحِبِهِ وَرَأَيْنَا أَيْضًا كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا، لَا يَرْجِعُ فِيْمَا وَهَبَ لِصَاحِبِهِ، فِیْ قَوْلِ مَنْ يُجِيْزُ الرُّجُوْعَ فِی الْهِبَةِ فِيْمَا بَيْنَ الْقَرِيْبَيْنِ .فَلَمَّا كَانَ الزَّوْجَانِ فِيْمَا ذَكَرْنَا، قَدْ جُعِلَا كَذَوِی الرَّحِمِ الْمَحْرَمِ فِيْمَا مُنِعَ فِيْهِ مِنْ قَبُوْلِ الشَّهَادَةِ، وَمِنَ الرُّجُوْعِ فِی الْهِبَةِ، كَانَا فِی النَّظَرِ أَيْضًا فِیْ إِعْطَاءِ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا صَاحِبَهُ مِنَ الزَّكٰوةِ كَذٰلِكَ .فَهٰذَا هُوَ النَّظَرُ فِیْ هٰذَا الْبَابِ، وَهُوَ قَوْلُ أَبِیْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی .

۲۹۶۲: ابوسعید المقبر ی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس روایت میں واضح کر دیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارشاد ''تصدقی'' میں صدقہ نفلی کا ارادہ فرمایا جو کہ گناہوں کا کفارہ بنتا ہے۔اوران کی روایت میں ہے فجاء ت بحلی لها الی رسول الله ﷺ فقالت یا رسول الله خذ هذا اتقرب به الی الله عزوجل والی رسوله فقال لها رسول الله ﷺ تصدقی به علی عبد الله وعلی بنیه فانهم له موضع) زینب اپنے تمام زیورات لے کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہنے لگیں یا رسول اللہ ان زیورات سے میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا قرب حاصل کرنا چاہتی ہوں ۔تو ان کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو ابن مسعود اور اس کی اولاد پر صرف کر دو وہ اس کے خرچ کا محل ہیں۔تو یہ تمام زیورات صدقہ نفلیہ ہی ہوسکتا ہے۔زکوۃ نہیں ہوسکتی کیونکہ زکوۃ میں تمام مال کا خرچ لازم نہیں ہوتا بلکہ اس کے (چالیسویں) حصہ کا خرچ لازم ہے۔یہ اس بات کی دلیل ہے کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ اور دیگر حضرات جو ان کے حامی ہیں ان کا پہلی روایت سے یہ استدلال غلط ہے اور جو ہم نے مذکورہ بحث کی ہے اس سے اس حدیث زینب رضی اللہ عنہا کے متعلق یہ کہی گئی بات باطل ہوگئی کہ عورت اپنے خاوند کو جب کہ وہ محتاج ہو زکوۃ دے سکتی ہے۔اب ہم اس کا حکم نظر وفکر سے

تلاش کرتے ہیں اور اصول کے شواہد سے اسے جانچتے ہیں۔ پس ہم نے دیکھا کہ بالاتفاق عورت کو اس کا خاوند زکوٰۃ نہیں دے سکتا۔ اگرچہ وہ محتاج ہو۔ وہ اس سلسلہ میں دیگر عورتوں کی طرح نہیں کیونکہ ہم نے دیکھا کہ بہن اگر محتاج ہو تو اس کا بھائی اسے زکوٰۃ دے سکتا ہے۔ اگرچہ اس کی ذمہ داری ہے کہ وہ بہن پر خرچ کرے مگر اس کے باوجود وہ ان لوگوں سے نہیں نکلتی جن کو زکوٰۃ دی جاتی ہے۔ پس اس سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ بیوی کو خاوند کے زکوٰۃ دینے سے رکاوٹ یہ بات نہیں کہ خاوند پر اس کا خرچہ لازم ہے۔ بلکہ اصل وجہ ان کے مابین زکوٰۃ سے مانع وہ رشتہ ازدواج ہے جو کہ اس نسبی رشتہ کی طرح بن گیا جو اس کے اور والدین کے مابین ہے اور ان کو زکوٰۃ دینے سے مانع ہے۔ اگرچہ وہ محتاج ہوں۔ اور اسی طرح والدین بھی اپنی زکوٰۃ اولاد کو نہیں دے سکتے اگرچہ وہ محتاج ہی کیوں نہ ہو۔ پس یہ نسبی رشتہ بیٹے کے لئے مانع ہے کہ وہ والدین کو زکوٰۃ دے اور والدین کے لئے جارح ہے کہ وہ اپنی اولاد کو زکوٰۃ دیں۔ پس اسی طرح وہ سبب جو میاں بیوی میں پایا جاتا ہے جب مرد کے لئے مانع ہے کہ وہ عورت کو اپنی زکوٰۃ دے تو وہ عورت کے لیے بھی مانع ہے کہ وہ اپنی زکوٰۃ شوہر کو دے اور ہم دیکھتے ہیں کہ یہی سبب میاں بیوی کے مابین اس بات سے مانع ہے کہ ایک کی گواہی دوسرے کے حق میں قبول کی جائے اس سلسلے میں وہ دونوں ذی رحم محرم کی طرح قرار دیئے گئے ہیں وہ ذی رحم کہ جن کی گواہی ایک دوسرے کے لئے جائز نہیں۔ اور ہم نے یہ بھی دیکھا کہ انہوں نے جو ایک دوسرے کو ھبہ کیا ہو ایک دوسرے کی طرف نہ لوٹا دیں گے۔ یہ ان لوگوں کے نزدیک ہے جو اقرباء کے مابین ھبہ کے رجوع کو جائز قرار دیتے ہیں جب میاں بیوی اس حال میں ہوئے اور ان کو ذی رحم محرم کی طرح عدم قبول شہادت میں قرار دیا گیا۔ اور ھبہ کے رجوع میں بھی۔ تو قیاس کا تقاضہ یہ ہے کہ ایک دوسرے کو زکوٰۃ دینے میں وہ یہی حکم رکھتے ہیں۔ نظر کا تقاضا یہی ہے اور یہی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مسلک ہے۔

**حاصل روایات:** اس تفصیلی روایت سے ثابت ہوگیا تصدقی سے نفلی صدقہ جس سے سیئات کا کفارہ ہو وہی مراد ہے زکوٰۃ تو خود فرض ہے اور ایک روایت میں فجاء ت بحلی لها الی رسول الله ﷺ الحدیث کہ وہ اپنے زیورات لے کر آپ کی خدمت میں آئیں اور کہنے لگیں یا رسول اللہ ﷺ یہ زیورات لے لیں اس سے میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا قرب حاصل کرنا چاہتی ہوں۔

جناب رسول اللہ ﷺ نے اس کو فرمایا اس کو تم عبداللہ اور اس کی اولاد پر صرف کرو وہ اس کے حقدار ہیں۔ یہ فرمان ان تمام زیورات سے متعلق ہے اور یہ نفلی صدقہ ہی ہوسکتا ہے زکوٰۃ نہیں بن سکتی کیونکہ زکوٰۃ میں مال کا چالیسواں حصہ دیا جاتا ہے کل مال نہیں دیا جاتا۔ اس سے بھی امام ابو یوسفؒ وغیرہ کی تاویل کا غلط ہونا ثابت ہوتا ہے اس سے یہ قول تو بالکل غلط ثابت ہوگیا کہ عورت اپنی زکوٰۃ اپنے خاوند یا اولاد کو دے حضرت زینبؓ کی روایت میں اس کی کوئی دلیل نہیں ہے۔

## نظر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ:

اب ہم اصول کے مزید شواہد تلاش کرتے ہیں تا کہ اس کے لحاظ سے ہم استدلال کر سکیں چنانچہ اس بات پر سب کو متفق پایا گیا ہے کہ خاوند اپنی بیوی کو زکوٰۃ نہیں دے سکتا خواہ فقیر و محتاج ہو کیونکہ عورت کا حکم اس سلسلے میں دوسروں کی طرح نہیں ہے جیسا کہ بہن کو اس کا بھائی جب کہ وہ فقیرہ ہو تو دے سکتا ہے اگرچہ بھائی کا حق بنتا ہے کہ وہ اپنی بہن پر خرچ کرے اس حق خرچہ کے باوجود وہ مستحقین سے خارج نہیں ہوتی۔

اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ خاوند کو زکوٰۃ اپنی بیوی کو دینا اس لئے ممنوع نہیں کہ خاوند کے ذمہ اس کا خرچہ لازم ہے بلکہ اس کا سبب وہ رشتہ زوجیت ہے جو دونوں کے مابین پایا جاتا ہے پس بیوی بھی ان نسبی رشتوں کی طرح ہوگئی جو ممانعت زکوٰۃ میں رشتہ نسب کی وجہ سے شامل ہوتے ہیں ان کا فقر ان کو اس کی زکواۃ کا حقدار نہیں بنا سکتا۔

جب یہ بات ثابت ہو چکی کہ خاوند کی زکوٰۃ عورت پر اسی وجہ سے نہیں لگ سکتی کیونکہ ان میں رشتہ زوجیت پایا گیا خواہ وہ عورت فقیرہ کیوں نہ ہو اور اس سبب نے ان میں ولدیت والے سبب کا مفہوم پیدا کر دیا کہ خواہ والد کتنا غریب ہو بیٹا اس کو زکوٰۃ نہیں دے سکتا دوسری طرف والدین بھی اپنی زکوٰۃ بیٹے کو نہیں دے سکتے جبکہ وہ فقیر ہو کیونکہ یہاں بھی رشتہ نسب ہی زکوٰۃ کے دینے میں مانع ہے بالکل اسی طرح بیوی اور خاوند میں بھی رشتہ زوجیت عورت کی زکوٰۃ کے لئے مانع ہے کہ وہ خاوند کو دے سکے۔

## نظیر نظر یا دلیل آخر:

خاوند اور بیوی میں رشتہ زوجیت اس بات سے مانع ہے کہ ان میں سے کسی کی گواہی دوسرے کے حق میں قابل قبول نہیں اس میں ان کو ذی رحم محرم کی طرح قرار دیا گیا ہے جن میں سے کسی کی شہادت دوسرے کے خلاف یا حق میں قابل قبول نہیں۔ اور وہ لوگ جو ہبہ میں رجوع کے قائل ہیں وہ بھی ذی رحم کے درمیان رجوع ہبہ کے قائل نہیں ہیں پس جب قبول اور شہادت میں یہ ذی رحم کی طرح ہیں تو نظر کا تقاضہ یہ ہے کہ ہر ایک زکوٰۃ دینے میں بھی ماں باپ اور بیٹے کی طرح قرار پائیں گے۔

یہ نظر و نظیر کا تقاضا ہے۔

امام ابوحنیفہؒ کا یہی قول ہے۔

**نوٹ:** اس باب میں پیش کیا جانے والا اختلاف جواز اور عدم جواز کا ہے امام طحاویؒ نے فریق اوّل کی دلیل پیش کر کے پھر اس کا جواب اور فریق ثانی کے نقل و عقل سے دلائل پیش کئے ہیں بلکہ نظر کی نظیر پیش کر کے بھی بات کو مزید روشن کیا ہے امام طحاویؒ کا اپنا رجحان بھی فریق ثانی کا قول معلوم ہوتا ہے۔

# بَابُ الْخَيْلِ السَّائِمَةِ هَلْ فِيهَا صَدَقَةٌ أَمْ لَا؟

## چرنے والے گھوڑوں کی زکوٰۃ کا کیا حکم ہے؟

**خلاصۃ البرام:** جن گھوڑوں کو خود چارہ ڈالا جائے اور جہاد اور گھریلو استعمال کے لئے ہوں ان میں بالکل زکوٰۃ نہیں اور تجارتی گھوڑوں میں بالاتفاق زکوٰۃ ہے جن گھوڑوں کا گھریلو چارے پر گزارا ہو خواہ نسل کے لئے پالیں ان پر بھی زکوٰۃ نہیں اسی طرح جہادی گھوڑوں پر بھی زکوٰۃ نہیں چرنے والے تجارتی گھوڑوں پر بالاتفاق زکوٰۃ ہے اور فقط نر ہی ہوں تب بھی زکوٰۃ نہیں البتہ ایسے گھوڑے جن کا چرنے پر گزر ہو اور نر و مادہ دونوں ہوں اور نسل کشی کے لئے پالے جائیں۔ ① ان میں امام ابوحنیفہؒ و زفرؒ کے ہاں زکوٰۃ لازم ہے ② اور ائمہ ثلاثہ اور صاحبین کے ہاں زکوٰۃ لازم نہیں۔

### فریق اوّل کا موقف اور دلیل:

جو گھوڑے چرنے والے نر و مادہ نسل کشی کے لئے پالیں ان پر ایک دینار سالانہ سے زکوٰۃ دی جائے گی۔ یہ روایت دلیل ہے۔

۲۹۶۳: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ : ثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ الْخَيْلَ فَقَالَ هِيَ لِثَلَاثَةٍ لِرَجُلٍ أَجْرٌ وَلِرَجُلٍ سِتْرٌ وَعَلَى رَجُلٍ وِزْرٌ فَأَمَّا الَّذِي هِيَ لَهُ سِتْرٌ فَالرَّجُلُ يَتَّخِذُهَا تَكَرُّمًا وَتَجَمُّلًا وَلَا يَنْسٰى حَقَّ ظُهُورِهَا وَبُطُونِهَا فِي عُسْرِهَا وَيُسْرِهَا).

۲۹۶۳: سہیل بن ابی صالح نے اپنے والد سے انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑے کا ذکر فرمایا کہ وہ تین قسم ہیں۔

نمبر ①: آدمی کے لئے اجر کا باعث ہے۔

نمبر ②: آدمی کے لئے باعث ستر ہے۔

نمبر ③: آدمی کے لئے بوجھ ہے وہ گھوڑا جو ستر کا باعث ہے وہ جس کو عزت و جمال کے لئے پالا ہو اور اس میں وہ گھوڑے کا حق نہ بھولتا ہو اس کو خوب خوراک اور مناسب سواری و بار برداری کرتا ہو جو تنگ دست ہو یا خوش حال۔ (اجر والا جو جہاد وغیرہ دینی مقاصد کے لئے پالا جائے اور بوجھ وہ گھوڑا جو ریاکاری اور دکھلاوے کے لئے پالا جائے)۔

**تخریج:** بخاری فی الشرب باب۱۲، والجهاد باب۴۸، والمناقب باب۲۸، و تفسیر سورة نمبر۹۹، باب۱، والاعتصام باب۲۴، مسلم فی الزكوٰة نمبر۲۴، ۲۶، ترمذی فی فضائل الجهاد باب۱۰، نسائی فی الخیل باب۱، ابن ماجه فی الجهاد باب۱۴، مالك فی الجهاد ۳، مسند احمد ۲۶۲/۲، ۳۸۳۔

۲۹۶۴ : حَدَّثَنَا يُوْنُسُ، قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ السَّمَّانِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ، غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ (وَلَمْ يَنْسَ حَقَّ اللّٰهِ فِيْ رِقَابِهَا وَلَا فِيْ ظُهُوْرِهَا) فَقَطْ.

۲۹۶۴: ابو صالح السمان نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح روایت نقل کی ہے البتہ یہ لفظ مختلف ہیں اس نے اس کی گردن کے سلسلہ میں اس کا حق اور اللہ تعالیٰ کا حق نہیں بھلایا۔

**تخریج**: سابقہ تخریج ملاحظہ ہو۔

۲۹۶۵ : حَدَّثَنَا يُوْنُسُ، قَالَ : ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ : حَدَّثَنِيْ هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ. قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى وُجُوْبِ الصَّدَقَةِ فِي الْخَيْلِ، إِذَا كَانَتْ ذُكُوْرًا وَإِنَاثًا، وَكَانَ صَاحِبُهَا يَلْتَمِسُ نَسْلَهَا. وَاحْتَجُّوْا فِيْ إِيْجَابِهِمُ الزَّكَاةَ فِيْهَا بِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (وَلَمْ يَنْسَ حَقَّ اللّٰهِ فِيْهَا). قَالُوْا : فَفِيْ هٰذَا دَلِيْلٌ أَنَّ لِلّٰهِ فِيْهَا حَقًّا، وَهُوَ كَحَقِّهِ فِيْ سَائِرِ الْأَمْوَالِ الَّتِيْ يَجِبُ فِيْهَا الزَّكَاةُ. وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ بِمَا رُوِيَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.

۲۹۶۵: ہشام بن سعد نے زید بن اسلم سے پھر انہوں نے اپنی اسناد سے روایت نقل کی ہے۔ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بعض علماء اس طرف گئے ہیں کہ گھوڑوں میں صدقہ لازم ہے جب کہ نر و مادہ دونوں مخلوط ہوں اور ان کا مالک ان کی نسل کشی چاہتا ہو۔ انہوں نے وجوب زکوٰۃ کے لئے اس ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے استدلال کیا "ولم ینس حق اللہ فیھا" ان کا کہنا ہے۔ اس میں دلیل ہے کہ ان میں اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔ وہ لزوم زکوٰۃ میں دیگر اموال کی طرح ہیں اور انہوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت سے بھی استدلال کیا جو ذیل میں ہے۔

**حاصل روایات**: ان روایات سے معلوم ہوتا ہے۔ ولم ینس حق اللہ فیھا کا جملہ اس لئے لایا گیا کہ ان میں اللہ تعالیٰ کا حق واجب بتلایا جائے اگر وہ اس کا خیال نہ کرے گا تو اس پر بوجھ رہے گا اللہ تعالیٰ کا حق تمام اموال میں زکوٰۃ ہے تو اس میں بھی اللہ تعالیٰ کا حق یہی ہوگا پس زکوٰۃ لازم ہوگی اس کی شہادت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عمل سے ملتی ہے ملاحظہ ہو۔

۲۹۶۶ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ، قَالَ : ثَنَا جُوَيْرِيَةُ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ السَّائِبَ بْنَ يَزِيْدَ أَخْبَرَهُ، قَالَ : رَأَيْتُ أَبِيْ يُقَوِّمُ الْخَيْلَ، وَيَدْفَعُ صَدَقَتَهَا إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.

۲۹۶۶: زہری نے سائب بن یزید سے نقل کیا کہ میں نے اپنے والد کو دیکھا کہ وہ گھوڑے رکھتے تھے اور ان کی زکوٰۃ عمر رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجتے تھے۔

۲۹۶۷ : حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ، قَالَ : ثَنَا الْخَصِيبُ بْنُ نَاصِحٍ، قَالَ : ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يَأْخُذُ مِنَ الْفَرَسِ عَشْرَةً، وَمِنَ الْبِرْذَوْنِ خَمْسَةً.

۲۹۶۷: قتادہ نے انسؓ سے روایت کی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ ایک عربی گھوڑے سے دس درہم اور فارسی اور چھوٹے گھوڑے سے پانچ درہم سالانہ وصول کرتے تھے۔

۲۹۶۸ : حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عُمَرَ، وَالْحَجَّاجُ بْنُ الْمِنْهَالِ، قَالَا : ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ. وَمِمَّنْ ذَهَبَ إِلَى هٰذَا الْقَوْلِ أَيْضًا، أَبُوْ حَنِيْفَةَ، وَزُفَرُ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ. وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ، مِنْهُمْ أَبُوْ يُوْسُفَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ، فَقَالُوْا : لَا صَدَقَةَ فِي الْخَيْلِ السَّائِمَةِ أَلْبَتَّةَ. وَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ لَهُمْ عَلٰى أَهْلِ الْمَقَالَةِ الْأُوْلٰى فِيْمَا احْتَجُّوْا بِهِ لِقَوْلِهِمْ، مِنْ قَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (وَلَمْ يَنْسَ حَقَّ اللّٰهِ فِيْهَا) أَنَّهُ قَدْ يَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ ذٰلِكَ الْحَقُّ حَقًّا سِوَى الزَّكٰوةِ. فَإِنَّهُ قَدْ رُوِيَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۲۹۶۸: ابو عمر اور حجاج بن منہال دونوں نے حماد بن سلمہؒ سے پھر انہوں نے اپنی سند سے روایت نقل کی ہے۔ اس قول کو جن علماء نے اختیار کیا وہ امام ابوحنیفہ اور زفر رحمہما اللہ ہیں۔ دوسرے علماء نے ان سے اختلاف کیا ان کا امام ابو یوسف اور محمد بن الحسن رحمہما اللہ ہیں انہوں نے کہا کہ چرنے والے گھوڑوں میں بالکل زکوٰۃ نہیں۔ اول قول کے قائلین کے خلاف اسی روایت کے الفاظ "لم ینس حق اللہ فیھا" سے استدلال کرتے ہوئے کہا کہ یہ کہنا درست ہے کہ اس حق سے مراد زکوٰۃ کے علاوہ ہو چنانچہ جناب رسول اللہ سے مروی ہے۔ ملاحظہ ہو۔

**حاصل روایات و آثار:** ان روایات میں اللہ تعالیٰ کے جس حق کا ذکر ہے وہ زکوٰۃ ہے کیونکہ اس کے علاوہ اموال میں اور کوئی حق لازم نہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عمل نے اس کی توثیق کر دی پس چرنے والے نر مادہ گھوڑوں پر زکوٰۃ ہوگی۔

فریق ثانی کا مؤقف اور دلائل: چرنے والے گھوڑے جو نسل کشی کے لئے رکھے جائیں ان میں زکوٰۃ نہیں ہے۔

سابقہ دلیل کا جواب: حق اللہ جس کا تذکرہ روایت میں پایا جاتا ہے زکوٰۃ کے علاوہ بھی ہو سکتا ہے جیسا کہ یہ روایت ظاہر کر رہی ہے۔

۲۹۶۹ : مَا حَدَّثَنَا رَبِيْعٌ الْمُؤَذِّنُ، قَالَ : ثَنَا أَسَدٌ، قَالَ : ثَنَا شَرِيْكُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ أَبِيْ حَمْزَةَ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: (فِي الْمَالِ حَقٌّ سِوَى الزَّكٰوةِ وَتَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ (لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ) إِلٰى آخِرِ الْآيَةِ) . فَلَمَّا رَأَيْنَا الْمَالَ قَدْ جُعِلَ فِيْهِ حَقٌّ سِوَى الزَّكَاةِ، احْتُمِلَ أَنْ يَكُوْنَ ذٰلِكَ الْحَقُّ، الَّذِيْ ذَكَرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ فِي الْخَيْلِ، هُوَ ذٰلِكَ الْحَقُّ أَيْضًا. وَحُجَّةٌ أُخْرٰى أَنَّ الزَّكَاةَ فِي الْحَدِيْثِ الَّذِيْ رَوَيْنَاهُ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، إِنَّمَا هُوَ فِي الْخَيْلِ الْمُرْتَبِطَةِ، لَا فِي الْخَيْلِ السَّائِمَةِ .وَحُجَّةٌ أُخْرٰى، أَنَّا قَدْ رَأَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ الْإِبِلَ السَّائِمَةَ أَيْضًا فَقَالَ (فِيْهَا حَقٌّ) فَسُئِلَ عَنْ ذٰلِكَ الْحَقِّ مَا هُوَ فَقَالَ "(إِطْرَاقُ فَحْلِهَا، وَإِعَارَةُ دَلْوِهَا، وَمَنِيْحَةُ سَمِيْنِهَا) .

۲۹۶۹: عامر نے فاطمہ بنت قیسؓ سے انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے کہ آپ نے فرمایا مال میں زکوٰۃ کے علاوہ حق ہے اور پھر یہ آیت تلاوت فرمائی: لیس البر ان تولو وجوھکم (البقرہ : ۱۷۷) ہم جانتے ہیں کہ مال میں زکوٰۃ کے علاوہ حق بھی رکھا گیا ہے۔ تو اس میں اس بات کا احتمال ہے کہ اس سے گھوڑوں میں جو حق ذکر کیا گیا ہے وہ زکوٰۃ کے علاوہ ہو۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی جو روایت ذکر کی گئی ہے وہ باندھے والے گھوڑوں سے متعلق ہے چرنے والوں سے متعلق نہیں ہے۔ ایک اور دلیل یہ ہے کہ ہم جانتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے چرنے والے اونٹوں کا تذکرہ فرمایا اور ارشاد فرمایا ان میں حق ہے' پھر آپ سے اس حق کے متعلق سوال ہوا تو فرمایا: نر اونٹ جفتی کے لئے دینا اور پانی کے لئے عاریتاً ڈول دے دینا' اور دودھ والا جانور استعمال کے لئے دے دینا۔

**تخریج** : ابن ماجه فی الزکوٰۃ باب۳۔

جب مال میں زکوٰۃ کے علاوہ حق بتلایا گیا ہے تو حق اللہ سے مراد جو گھوڑوں کے سلسلہ میں ذکر کیا گیا وہ وہی زکوٰۃ کے علاوہ ثابت ہونے والا حق ہے۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ والی روایت میں جن کا تذکرہ ہے اس سے باندھ کر چارہ ڈالے جانے والے گھوڑے مراد ہیں اس سے چرنے والے گھوڑے مراد ہی نہیں باندھے جانے والے گھوڑوں میں تو بالاتفاق زکوٰۃ نہیں۔

تیسری بات یہ ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے چرنے والے اونٹوں کا بھی تذکرہ فرمایا اور ان کے متعلق فرمایا ان میں حق ہے پھر اس حق کا سوال کیا گیا کہ وہ کیا ہے؟ تو فرمایا نر گھوڑے کو جفتی کے لئے ازاد چھوڑنا اس کو پانی پلانے کے لئے ڈول عاریتاً دے دینا اس میں سے موٹے کو استعمال کے لئے دینا۔

**تخریج** : مسلم فی الزکوٰۃ نمبر ۲۸۔

اسی روایت کو جابر رضی اللہ عنہ نے بھی نقل کیا۔

۲۹۷۰ :حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ حُذَيْفَةَ، قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .فَلَمَّا كَانَتِ الْإِبِلُ أَيْضًا فِيْهَا حَقٌّ غَيْرُ الزَّكَاةِ، أُحْتُمِلَ أَنْ يَكُوْنَ كَذٰلِكَ، الْخَيْلُ .وَأَمَّا مَا احْتَجُّوْا بِهٖ، مِمَّا رَوَيْنَاهُ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَلَا حُجَّةَ لَهُمْ فِيْهِ أَيْضًا عِنْدَنَا، لِأَنَّ عُمَرَ لَمْ يَأْخُذْ ذٰلِكَ مِنْهُمْ، عَلٰى أَنَّهٗ وَاجِبٌ

عَلَيْهِمْ .وَقَدْ بَيَّنَ السَّبَبَ الَّذِيْ مِنْ أَجْلِهِ أَخَذَ ذٰلِكَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، حَارِثَةُ بْنُ مُضَرِّبٍ.

۲۹۷۰: ابوالزبیر نے جابر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح نقل کیا ہے۔جب اونٹوں میں بھی زکوٰۃ کے علاوہ حق ہے۔تو یہ احتمال ہے کہ گھوڑوں میں بھی اسی طرح ہو۔رہی وہ روایت جس کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا گیا ہے۔ہمارے نزدیک اس میں ان کے حق میں کوئی دلیل نہیں ہے کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے اس لئے نہیں لیا کہ وہ ان کے ذمہ واجب ہے۔حارثہ بن مضرب نے آپ سے وہ سبب بھی کھول دیا جس کی بناء پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے لیا تھا۔روایت ذیل میں ہے۔

**حاصل روایات:** یہ ہے جب اونٹوں میں بھی زکوٰۃ کے علاوہ حق ہے تو گھوڑوں کے متعلق بھی یہی احتمال ہے پس حق سے زکوٰۃ کو متعین مراد لینا درست نہ رہا۔

دوسری دلیل کا جواب: روایت عمر رضی اللہ عنہ میں بھی اس بات کی دلیل نہیں کہ گھوڑوں میں زکوٰۃ لازم ہے کیونکہ عمر رضی اللہ عنہ کے لینے سے یہ کہاں لازم آیا کہ وہ زکوٰۃ تھی ہم حارثہ بن مضرب کی روایت پیش کرتے ہیں جو گھوڑوں پر وصول کئے جانے والے اس مال کی حقیقت پر روشنی ڈالے گی۔ملاحظہ ہو۔

۲۹۷۱: حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْقَاسِمِ الْمَعْرُوْفُ بِسُحَيْمٍ الْحَرَّانِيُّ، قَالَ : ثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ، عَنْ حَارِثَةَ بْنِ مُضَرِّبٍ، قَالَ : حَجَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، فَأَتَاهُ أَشْرَافٌ مِنْ أَشْرَافِ أَهْلِ الشَّامِ، قَالُوْا : يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ، إِنَّا قَدْ أَصَبْنَا دَوَابَّ وَأَمْوَالًا، فَخُذْ مِنْ أَمْوَالِنَا صَدَقَةً تُطَهِّرُنَا بِهَا، وَتَكُوْنُ لَنَا زَكَاةً .فَقَالَ : هٰذَا شَيْءٌ لَمْ يَفْعَلْهُ اللَّذَانِ كَانَا قَبْلِيْ، وَلٰكِنِ انْتَظِرُوْا حَتّٰى أَسْأَلَ الْمُسْلِمِيْنَ، فَسَأَلَ أَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِيْهِمْ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالُوْا : حَسَنٌ، وَعَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَاكِتٌ لَمْ يَتَكَلَّمْ مَعَهُمْ .فَقَالَ : مَا لَكَ يَا أَبَا الْحَسَنِ لَا تَتَكَلَّمُ قَالَ : قَدْ أَشَارُوْا عَلَيْكَ، وَلَا بَأْسَ بِمَا قَالُوْا، إِنْ لَمْ يَكُنْ أَمْرًا وَاجِبًا وَلَا جِزْيَةً رَاتِبَةً يُؤْخَذُوْنَ بِهَا .قَالَ : فَأَخَذَ مِنْ كُلِّ عَبْدٍ عَشَرَةً، وَمِنْ كُلِّ فَرَسٍ عَشَرَةً، وَمِنْ كُلِّ هَجِيْنٍ ثَمَانِيَةً، وَمِنْ كُلِّ بِرْذَوْنٍ أَوْ بَغْلٍ، خَمْسَةَ دَرَاهِمَ فِي السَّنَةِ، وَرَزَقَهُمْ كُلَّ شَهْرٍ، وَلِلْفَرَسِ عَشَرَةَ دَرَاهِمَ، وَالْهَجِيْنِ ثَمَانِيَةً، وَالْبَغْلِ خَمْسَةً، وَالْمَمْلُوْكُ جَرِيْبَيْنِ كُلَّ شَهْرٍ .فَدَلَّ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَلٰى أَنَّ مَا أَخَذَ مِنْهُمْ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنْ أَجْلِهِ، مَا كَانَ أَخَذَ مِنْهُمْ فِيْ ذٰلِكَ، أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ زَكَاةً وَلٰكِنَّهَا صَدَقَةٌ غَيْرُ زَكَاةٍ .وَقَدْ قَالَ لَهُمْ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِنَّ هٰذَا لَمْ يَفْعَلْهُ اللَّذَانِ كَانَا قَبْلِيْ، يَعْنِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ .فَدَلَّ ذٰلِكَ عَلٰى أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

لَمْ يَأْخُذَا، مِمَّا كَانَ بِحَضْرَتِهِمَا، مِنَ الْخَيْلِ صَدَقَةً وَلَمْ يُنْكِرْ عَلٰى عُمَرَ مَا قَالَ مِنْ ذٰلِكَ، أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَدَلَّ قَوْلُ عَلِيٍّ لِعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا : (قَدْ أَشَارُوْا عَلَيْكَ، إِنْ لَمْ يَكُنْ جِزْيَةً رَاتِبَةً وَخَرَاجًا وَاجِبًا "). وَقَبُوْلُ عُمَرَ ذٰلِكَ مِنْهُ، أَنَّ عُمَرَ إِنَّمَا كَانَ أَخَذَ مِنْهُمْ بِسُؤَالِهِمْ إِيَّاهُ أَنْ يَأْخُذَ مِنْهُ، فَيَصْرِفَهُ فِي الصَّدَقَاتِ، وَأَنَّ لَهُمْ مَنْعَ ذٰلِكَ مِنْهُ مَتٰى أَحَبُّوْا، ثُمَّ سَلَكَ عُمَرُ بِالْعَبِيْدِ أَيْضًا فِيْ ذٰلِكَ، مَسْلَكَ الْخَيْلِ، وَلَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ بِدَلِيْلٍ عَلٰى أَنَّ الْعَبِيْدَ الَّذِيْنَ لِغَيْرِ التِّجَارَةِ، يَجِبُ فِيْهِمْ صَدَقَةٌ وَإِنَّمَا كَانَ ذٰلِكَ عَلَى التَّبَرُّعِ مِنْ مَوَالِيْهِمْ بِإِعْطَاءِ ذٰلِكَ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ : (عَفَوْتُ لَكُمْ عَنْ صَدَقَةِ الْخَيْلِ وَالرَّقِيْقِ) .

۲۹۷۱: ابواسحاق نے حارثہ بن مضرب سے نقل کیا کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کیا جب اہل شام کے شرفا آپ سے ملے تو انہوں نے کہا اے امیر المؤمنین ہمارے بہت سے چوپائے اور مال ہیں آپ ہمارے اموال سے صدقہ وصول کر کے ان مالوں کو پاک کر دیں اور وہ ہمارے لئے پاکیزگی اور نمو کا باعث بنے اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ کام مجھ سے پہلے دونوں ہستیوں نے نہیں کیا لیکن تم انتظار کرو میں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس سلسلہ میں استفسار کرتا ہوں انہوں نے ان سے سوال کیا ان میں علیؓ بھی تھے سب نے کہا ٹھیک ہے مگر حضرت علیؓ خاموش تھے ان کے ساتھ جواب میں شریک نہ ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا! ابوالحسن تم کیوں بات نہیں کرتے؟ انہوں نے جواب میں کہا انہوں نے آپ کو مشورہ دے دیا اور جو انہوں نے کہا اس میں کوئی حرج نہیں ہے اگر یہ واجبی حکم نہ ہو اور نہ جزیہ مقررہ ہو جو ان سے لیا جاتا ہے حارثہ کہتے ہیں کہ انہوں نے ہر غلام پر دس اور ہر گھوڑے پر دس درہم اور مخلط نسل گھوڑے پر آٹھ اور فارسی گھوڑے اور خچر پر پانچ پانچ درہم سالانہ اور ان کو ہر ماہ خالص نسل گھوڑے پر دس درہم، مخلط نسل گھوڑے کے لئے آٹھ اور فارسی گھوڑے اور خچر پھر پانچ خچر کے لئے پانچ درہم ماہانہ اور غلام کو دو جریب جو ہر ماہ دینے کرنے کا حکم فرمایا۔ یہ روایت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے جو اپنے طور پر لیا تھا وہ زکوٰۃ نہ تھی بلکہ وہ زکوٰۃ کے علاوہ صدقہ تھا اور وصول کرنے سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو فرمایا یہ وہ عمل ہے جو کہ مجھ سے پہلے دو ہستیوں نے نہیں کیا یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ اس سے یہ دلالت مل گئی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے گھوڑوں کی زکوٰۃ نہیں لی اور جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کا بھی کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے انکار نہیں کیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جو بات فرمائی وہ اس بات پر دلالت کرتی ہے۔ قداشارو اعلیك ان لم یکن جزیة راتبة وخراجاً واجبام (صحابہ کرام نے آپ کو مشورہ دیا ہے (اس کو لے لیا جائے) اگر یہ بطور واجب جزیہ اور خراج کے نہ ہو اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اس کو قبول کرنا اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے ان کے مطالبے پر لیا تھا کہ ان سے وصول کر کے اس کو

صدقات میں شامل کرلیں اور ان کو اس کے روکنے کا اختیار تھا جب بھی ان کو پسند ہو۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے غلاموں کے سلسلہ میں یہی راہ اختیار فرمائی اور یہ اس بات کی دلیل نہیں کہ تجارت کے علاوہ غلاموں پر صدقہ لازم ہے۔ آپ نے تو ان کے اموال سے جو کچھ لیا وہ نفلی صدقہ اور عطیہ کے طور پر تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی جناب رسول اللہ سے اسی طرح کی بات نقل کی ہے کہ میں نے تم سے گھوڑوں اور غلاموں کی زکوٰۃ معاف کردی

**حاصل روایات:** اس روایت سے ثابت ہو رہا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو مقرر کیا وہ زکوٰۃ نہیں تھی بلکہ اس کے علاوہ صدقہ تھا۔

اور عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو فرمایا یہ فعل مجھ سے پہلے دونوں ہستیوں نے نہیں کیا اس سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ صدقہ جناب ابو بکرؓ نے ان سے وصول نہیں کیا اور عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام کی موجودگی میں یہ بات کہی اور ان پر کسی نے نکیر نہیں فرمائی اور زکوٰۃ تو اللہ تعالیٰ کا فریضہ ہے اس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ نے کبھی نہیں چھوڑا۔

اسی طرح علیؓ کا قول کہ ان کا مشورہ صائب ہے بشرطیکہ یہ خراج لازمہ اور مقررہ جزیہ نہ ہو اور عمر رضی اللہ عنہ نے بھی ان کے مطالبے پر ان سے لیا خود لاگو نہیں کیا اور صدقات کے مواقع میں اس کو صرف کیا اور ان کو اپنی مرضی کے مطابق روکنے کی اجازت دی پھر عمر رضی اللہ عنہ نے گھوڑوں اور غلاموں میں ایک ہی طریقہ اختیار فرمایا اور یہ اس بات کی دلیل نہیں کہ وہ غلام جو تجارت کے لئے نہ ہوں ان میں زکوٰۃ لازم ہے بلکہ یہ تو ان کے آقاؤں کی طرف سے بطور تبرع تھا اور اس سلسلے میں حضرت علیؓ کی روایت جو انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرمائی وہ واضح ثبوت ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے گھوڑوں اور غلاموں کا صدقہ تم سے معاف کردیا۔

**تخریج** : ابو داؤد فی الزکوٰۃ باب ۵، نمبر ۱۵۷۴، ترمذی فی الزکوٰۃ باب ۳، نمبر ۶۲۰، نسائی فی الزکوٰۃ باب ۱۸، ابن ماجہ فی الزکوٰۃ باب ۴، دارمی فی الزکوٰۃ باب ۷، مسند احمد ۱، ۱۲/۱۸، ۱۱۲/۱۴۸، ۱۴۶، ۱۳۲، ۱۴۵/۱۳۲۔

۲۹۷۲ : حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ فَهْدٌ، قَالَ : ثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، قَالَ : ثَنَا أَبِيْ، عَنِ الْأَعْمَشِ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

۲۹۷۲: اسی روایت کو عاصم بن ضمرہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے۔

**تخریج** : سابقہ تخریج بین السطور کو ملاحظہ کریں۔

۲۹۷۳ : حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ، قَالَ : ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ ، قَالَ : أَنَا سُفْيَانُ، وَشَرِيْكٌ، عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ .

۲۹۷۳: دوسری سند سے حارث نے انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے۔

۲۹۷۴ : حَدَّثَنَا رَبِيْعٌ الْجِيْزِيُّ، قَالَ : ثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِسْحَاقَ بْنِ أَبِيْ عُبَادَةَ، قَالَ : ثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مِثْلَهٗ .فَذٰلِكَ أَيْضًا يَنْفِيْ أَنْ يَكُوْنَ فِي الْخَيْلِ صَدَقَةٌ .فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ : فَقَدْ قَرَنَ مَعَ ذٰلِكَ الرَّقِيْقَ' فَلَمَّا كَانَ ذٰلِكَ لَا يَنْفِيْ أَنْ تَكُوْنَ الصَّدَقَةُ وَاجِبَةً فِي الرَّقِيْقِ إِذَا كَانُوْا لِلتِّجَارَةِ' فَكَذٰلِكَ لَا يَنْفِيْ ذٰلِكَ أَنْ تَكُوْنَ الزَّكَاةُ وَاجِبَةً فِي الْخَيْلِ إِذَا كَانَتْ سَائِمَةً .وَكَمَا كَانَ قَوْلُهٗ (قَدْ عَفَوْتُ لَكُمْ عَنْ صَدَقَةِ الرَّقِيْقِ) إِنَّمَا هُوَ عَلَى الرَّقِيْقِ لِلْخِدْمَةِ خَاصَّةً' فَكَذٰلِكَ قَوْلُهٗ (قَدْ عَفَوْتُ لَكُمْ عَنْ صَدَقَةِ الْخَيْلِ) إِنَّمَا هُوَ عَلٰى خَيْلِ الرُّكُوْبِ خَاصَّةً .قِيْلَ لَهٗ : هٰذَا يَحْتَمِلُ مَا ذَكَرْتُ، وَإِذَا بَطَلَ أَنْ يَنْتَفِيَ الزَّكَاةُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ' انْتَفَتْ بِمَا ذَكَرْنَا قَبْلَهٗ، مِمَّا فِيْ حَدِيْثِ حَارِثَةَ' لِأَنَّ فِيْهِ أَنَّ عَلِيًّا قَالَ لِعُمَرَ مَا قَدْ ذَكَرْنَا' فَدَلَّ ذٰلِكَ أَنَّ مَعْنٰى قَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا' كَانَ عِنْدَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ' عَلٰى نَفْيِ الزَّكٰوةِ مِنْهَا' وَإِنْ كَانَتْ سَائِمَةً .وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مَعْنَاهُ قَرِيْبٌ مِنْ مَعْنٰى حَدِيْثِ عَاصِمٍ' وَالْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ .

۲۹۷۴: ابواسحاق نے حارث سے انہوں نے جناب علی رضی اللہ عنہ سے' انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح نقل کیا ہے یہ تمام روایات بھی گھوڑوں میں صدقہ فرضیہ کی نفی کرتی ہیں۔ یہ روایت بھی گھوڑوں میں زکوٰۃ کے لازم ہونے کے منافی ہے اگر کوئی معترض یہ کہے کہ ان کو غلاموں کے ساتھ ملا کر ذکر کیا گیا ہے اور جب غلام تجارت کے لئے ہوں تو اس وقت وجوب زکوٰۃ کی نفی نہیں ہوتی اسی طرح چرنے والے گھوڑوں سے بھی زکوٰۃ کی نفی نہیں ہوتی اور آپ کا ارشاد گرامی کہ میں نے تم سے صدقہ کو معاف کر دیا یہ خدمت کے غلاموں کے ساتھ مخصوص ہے۔ اسی طرح آپ کا ارشاد تم سے گھوڑوں کا صدقہ معاف کر دیا یہ سواری کے گھوڑوں کے ساتھ خاص ہے۔ اس کے جواب میں عرض کریں گے۔ اگر آپ نے جو احتمال ذکر کیا یہ بھی بجا ہے۔ جب روایت سے زکوٰۃ کا انتفاء باطل ہوا تو جو ہم نے سابقہ سطور میں ذکر کیا' اس سے اس کی نفی ہو جائے گی اور حدیث حارثہ میں یہ واضح طور پر موجود ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اگر یہ بطور فرض جزیہ یا خراج کے طور پر وصول نہ کیا جائے تو اس کے لینے میں حرج نہیں۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس قول سے گھوڑوں کی زکوٰۃ کی نفی مراد ہے اگرچہ وہ چرنے والے ہوں اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی اس کے ہم معنیٰ روایت وارد ہوئی ہے۔۔ جو کہ حدیث عاصم اور حارث کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملتی جلتی ہے۔ روایات ذیل میں ہیں۔

## اس روایت پر اشکال:

گھوڑوں اور غلاموں کو اکٹھا ذکر فرمایا گیا ہے اور غلاموں میں جب تجارت کے ہوں تو زکوٰۃ لازم ہے اور اس ارشاد سے ان کی نفی نہیں ہوتی تو گھوڑے جب چرنے والے ہوں تو ان کی صدقہ واجبہ سے نفی کس طرح ثابت ہوگی۔

## ازالہ:

ہم نے تسلیم کر لیا کہ اس سے زکوٰۃ کی نفی نہیں ہوتی تو زکوٰۃ کی نفی حدیث سے ثابت ہو رہی ہے کیونکہ اس میں یہ بات واضح موجود ہے کہ حضرت علیؓ نے عمرؓ کو یہ بات کہی اس سے ثابت ہوا کہ علیؓ کے ہاں جناب رسول اللہ ﷺ کے قول کا مطلب ان سے سائمہ ہونے کے باوجود زکوٰۃ کی نفی تھی اور خود ابو ہریرہؓ نے جناب نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے جس کا معنی عاصم حارث عن علیؓ والی روایت کے قریب قریب ہیں۔

وہ روایت یہ ہے:

**۲۹۷۵: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زِيَادٍ، قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ، قَالَ : سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ يُحَدِّثُ، عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِيْ عَبْدِهٖ وَلَا فِيْ فَرَسِهٖ صَدَقَةٌ).**

۲۹۷۵: عراک بن مالک نے حضرت ابو ہریرہؓ سے انہوں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ مسلمان پر اس کے غلام اور گھوڑے پر صدقہ (واجبہ) نہیں ہے۔

**تخریج** : بخاری فی الزکوٰۃ باب۴۸، مسلم فی الزکوٰۃ ۸، ابو داؤد فی الزکوٰۃ باب ۱۱، ۱۵۹۵، ترمذی فی الزکوٰۃ باب۸، نمبر۶۲۸، نسائی فی الزکوٰۃ باب۱۶، ۱۷، ابن ماجه فی الزکوٰۃ باب۱۵، دارمی فی الزکوٰۃ باب ۱۰، موطا مالك ۳۷، فی الزکوٰۃ مسند احمد ۲، ۲۴۲/۴۱۰، ۴۲۰، ۴۳۲/۴۷۰، ۴۷۷۔

**۲۹۷۶: حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا وَهْبٌ وَسَعِيْدُ بْنُ عَامِرٍ، قَالَا : ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ عِرَاكٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ.**

۲۹۷۶: عراک نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔

**۲۹۷۷: حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ حُذَيْفَةَ، قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ.**

۲۹۷۷: سفیان نے عبداللہ بن دینار سے پھر انہوں نے اپنی اسناد سے اسی طرح روایت کی ہے۔

**۲۹۷۸: حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ : ثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، قَالَ : ثَنَا مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ.**

۲۹۷۸: مالک نے عبداللہ بن دینار پھر انہوں نے اپنی اسناد سے روایت نقل کی۔

**۲۹۷۹: حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عِيْسَى بْنِ فُلَيْحٍ، قَالَ : ثَنَا أَبُو الْأَسْوَدِ النَّضْرُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ، عَنْ**

سُلَيْمَانَ، قَالَ أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ هُوَ ابْنُ بِلَالِ بْنِ فُلَيْحٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

۲۹۷۹: احمد بن علی بن بلال بن فلیح نے عبداللہ بن دینار سے روایت کی ہے پھر انہوں نے اپنی اسناد سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۲۹۸۰: حَدَّثَنَا يُوْنُسُ، قَالَ: ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدِ اللَّيْثِيُّ، عَنْ مَكْحُوْلٍ، عَنْ عِرَاكٍ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

۲۹۸۰: مکحول نے عراک سے پھر انہوں نے اپنی اسناد سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۲۹۸۱: حَدَّثَنَا رَبِيْعٌ الْمُؤَذِّنُ، قَالَ: ثَنَا أَسَدٌ، قَالَ: ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ خُثَيْمِ بْنِ عِرَاكٍ، عَنْ أَبِيْهِ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ. فَلَمَّا لَمْ يَكُنْ فِيْ شَيْءٍ مِمَّا ذَكَرْنَا مِنْ هٰذِهِ الْآثَارِ، دَلِيْلٌ عَلٰى وُجُوْبِ الزَّكٰوةِ فِي الْخَيْلِ السَّائِمَةِ، وَكَانَ فِيْهَا مَا يَنْفِي الزَّكَاةَ مِنْهَا، ثَبَتَ بِتَصْحِيْحِ هٰذِهِ الْآثَارِ قَوْلُ الَّذِيْنَ لَا يَرَوْنَ فِيْهَا زَكَاةً. فَهٰذَا وَجْهُ هٰذَا الْبَابِ، مِنْ طَرِيْقِ الْآثَارِ. وَأَمَّا وَجْهُهُ مِنْ طَرِيْقِ النَّظَرِ، فَإِنَّا رَأَيْنَا الَّذِيْنَ يُوْجِبُوْنَ فِيْهَا الزَّكَاةَ، لَا يُوْجِبُوْنَهَا حَتّٰى تَكُوْنَ ذُكُوْرًا وَإِنَاثًا، يَلْتَمِسُ مِنْهَا صَاحِبُهَا نَسْلَهَا، وَلَا تَجِبُ الزَّكَاةُ فِيْ ذُكُوْرِهَا خَاصَّةً، وَلَا فِيْ إِنَاثِهَا خَاصَّةً، وَكَانَتِ الزَّكَوَاتُ الْمُتَّفَقُ عَلَيْهَا فِي الْمَوَاشِي السَّائِمَةِ، تَجِبُ فِي الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ، ذُكُوْرًا كَانَتْ كُلُّهَا، أَوْ إِنَاثًا. فَلَمَّا اسْتَوٰى حُكْمُ الذُّكُوْرِ خَاصَّةً فِيْ ذٰلِكَ، وَحُكْمُ الْإِنَاثِ خَاصَّةً، وَحُكْمُ الذُّكُوْرِ وَالْإِنَاثِ، وَكَانَتِ الذُّكُوْرُ مِنَ الْخَيْلِ خَاصَّةً، وَالْإِنَاثُ مِنْهَا خَاصَّةً لَا تَجِبُ فِيْهَا زَكَاةٌ -كَانَ كَذٰلِكَ فِي النَّظَرِ -الْإِنَاثُ مِنْهَا وَالذُّكُوْرُ إِذَا اجْتَمَعَتْ، لَا تَجِبُ فِيْهَا زَكَاةٌ. وَحُجَّةٌ أُخْرٰى، أَنَّا قَدْ رَأَيْنَا الْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ، لَا زَكَاةَ فِيْهَا، وَإِنْ كَانَتْ سَائِمَةً، وَالْإِبِلَ وَالْبَقَرَ وَالْغَنَمَ، فِيْهَا الزَّكَاةُ إِذَا كَانَتْ سَائِمَةً، وَإِنَّمَا الْاِخْتِلَافُ فِي الْخَيْلِ. فَأَرَدْنَا أَنْ نَنْظُرَ أَيُّ الصِّنْفَيْنِ هِيَ بِهٖ أَشْبَهُ، فَنَعْطِفُ حُكْمَهُ عَلٰى حُكْمِهٖ، فَرَأَيْنَا الْخَيْلَ ذَوَاتِ حَوَافِرَ، وَكَذٰلِكَ الْحَمِيْرَ وَالْبِغَالَ، هِيَ ذَوَاتُ حَوَافِرَ أَيْضًا، وَكَانَتِ الْمَوَاشِيْ مِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ وَالْإِبِلِ، ذَوَاتِ أَخْفَافٍ، فَذُو الْحَافِرِ بِذِي الْحَافِرِ أَشْبَهُ مِنْهُ بِذِي الْخُفِّ. فَثَبَتَ بِذٰلِكَ أَنْ لَا زَكَاةَ فِي الْخَيْلِ، كَمَا لَا زَكَاةَ فِي الْحَمِيْرِ وَالْبِغَالِ، وَهٰذَا قَوْلُ أَبِيْ يُوْسُفَ وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ، وَهُوَ أَحَبُّ الْقَوْلَيْنِ إِلَيْنَا، وَقَدْ رُوِيَ ذٰلِكَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ.

۲۹۸۱: حماد بن زید نے خثیم بن عراک عن ابیہ سے پھر اس نے اپنی سند سے روایت اسی طرح نقل کی ہے۔ پس جب ان تمام آثار میں چرنے والے گھوڑوں کی زکوٰۃ کے سلسلہ میں کوئی بات نہیں بلکہ ان میں اس کے بالمقابل

زکوٰۃ کی نفی پائی جاتی ہے۔ان آثار کی تصحیح کے تقاضے سے ان حضرات کا قول ثابت ہو گیا جو ان میں زکوٰۃ کے قائل نہیں۔آثار کے طریقے سے اس بات کی صورت یہ ہے۔باقی نظر وفکر کے لحاظ سے اس کی وضاحت اس طرح ہے ۔ہم دیکھتے ہیں کہ جو حضرات ان میں زکوٰۃ کے قائل ہیں وہ صرف اس صورت میں لازم کہتے ہیں جب نر،مادہ مخلوط ہوں اور ان کے مالک کا مقصد بھی نسل کشی ہو۔اگر فقط نر ہوں یا فقط مادہ ہوں تو ان میں ان کے ہاں بھی زکوٰۃ لازم نہیں حالانکہ جن جانوروں کی زکوٰۃ پر اتفاق ہے۔مثلاً اونٹ گائے' بکری وغیرہ تو ان کے نر،مادہ دونوں میں لازم ہے۔جب ان جانوروں میں زکوٰۃ کا حکم ایک جیسا ہے خواہ نر ہوں یا مادہ یا مخلوط۔حکم یکساں ہے۔صرف نر گھوڑوں اور صرف مادہ میں زکوٰۃ لازم نہیں تو قیاس یہی چاہتا ہے کہ مخلوط میں بھی زکوٰۃ لازم نہ ہو۔دوسری دلیل یہ ہے کہ ہم بخوبی جانتے ہیں کہ گدھے اور خچر میں زکوٰۃ نہیں اگرچہ وہ چرنے والے ہوں۔جب کہ اونٹ گائے بکریاں چرنے والے ہوں تو ان میں زکوٰۃ ہے۔اختلاف گھوڑوں میں ہے۔اب ہم دیکھتے ہیں کہ گھوڑے ان دونوں میں سے کس کے ساتھ زیادہ مشابہت رکھتے ہیں تاکہ ان کا حکم اس کے ساتھ ملایا جائے۔پس ہم جانتے ہیں کہ گھوڑا سم والا جانور ہے اور گدھے اور خچر بھی سم والے ہیں جب کہ گائے' بکری اور اونٹ موزے اور (کھر والے) جانور ہے پس سم والے جانور کی سم والے جانور سے مشابہت بنسبت موزے والے زیادہ ہے۔پس اس سے یہ ثابت ہوا' کہ خچر اور گدھے کی طرح گھوڑے میں بھی زکوٰۃ نہیں یہ قول امام ابو یوسف' محمد رحمہما اللہ کا ہے اور ہمارے ہاں ایسے قول زیادہ پسندیدہ ہے اور یہ قول حضرت سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے بھی مروی ہے۔ذیل میں ملاحظہ ہو۔

**حاصل روایات:** جب ان منقولہ روایات میں چرنے والے گھوڑوں پر وجوب زکوٰۃ کا ثبوت نہیں تو یہ گھوڑے بھی ان میں شامل ہو گئے جن پر سے زکوٰۃ کی نفی کی گئی ہے اس سے ان لوگوں کی بات ثابت ہو گئی جو زکوٰۃ خیل کی نفی کرتے ہیں۔

## نظر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ:

گھوڑوں کے متعلق بعض حضرات زکوٰۃ کو لازم کرتے ہیں اور دوسرے لازم نہیں کرتے جب تک کہ نر و مادہ مخلوط نہ ہوں اور مالک کا مقصد پالنے سے نسل کشی ہو اور اگر فقط نر ہوں تو زکوٰۃ لازم نہیں اسی طرح اگر مادہ ہوں تب بھی لازم نہیں اور اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ جن جانوروں پر زکوٰۃ لازم ہے وہ سال بھر یا اس کا اکثر حصہ چرنے والے ہی ہیں۔مثلاً اونٹ' گائے' بکری خواہ تمام نر ہوں یا مادہ حکم میں فرق نہیں جب گھوڑوں میں نر کا حکم خاص ہو گیا اور مادہ کا حکم بھی خاص ہو گیا کہ زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی تو مخلوط میں بھی زکوٰۃ لازم نہیں ہونی چاہیے تاکہ حکم مختلف نہ ہو بلکہ ایک ہی رہے۔

ایک اور نظری دلیل ملاحظہ ہو۔

• گدھے اور خچر میں بالاتفاق زکوٰۃ نہیں ہے اگرچہ سائمہ ہوں اور اونٹ' بکری' گائے میں زکوٰۃ ہے جبکہ وہ سائمہ ہوں گھوڑے میں اختلاف ہے اب ہم دیکھتے ہیں کہ ان میں گھوڑے کی مشابہت کس سے زیادہ ہے چنانچہ گھوڑا گھر والا جانور ہے اور گدھے اور خچر بھی اسی طرح اسی نوع کے ہیں اور گائے' بکری' اونٹ ذات الاخفاف سے ہیں (مگر یہ درست نہیں صرف اونٹ

ذات الاخفاف سے ہے) صرف گائے' بکری کے کھر درمیان سے پھٹے ہوتے ہیں اور گھوڑے کے کھر پھٹے ہوئے نہیں اب ذات الاخفاف کو حکم میں ذات الاخفاف کے مشابہ ہونا چاہئے اور ذات الحوافر کو ذات الحوافر کے ساتھ حکم میں مطابقت ہونی چاہئے۔تو جس طرح خچر اور گدھے میں زکوٰۃ نہیں گھوڑے میں بھی زکوٰۃ نہیں ہونی چاہئے۔

یہ امام ابو یوسف' محمد رحمہم اللہ کا قول ہے اور دونوں میں سے ہمیں زیادہ پسند یہی قول ہے۔

## تابعین کے قول سے تائید:

۲۹۸۲ : حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا وَهْبٌ، قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ، وَقَالَ : قُلْت لِسَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، أَعَلَى الْبَرَاذِيْنِ صَدَقَةٌ ؟ فَقَالَ : أَوَ عَلَى الْخَيْلِ صَدَقَةٌ ؟

۲۹۸۲: شعبہ نے عبداللہ بن دینار سے نقل کیا کہ میں نے سعید بن المسیبؒ سے دریافت کیا کیا چھوٹے گھوڑوں پر زکوٰۃ فرض ہے؟ انہوں نے کہا کیا عربی گھوڑوں پر زکوٰۃ ہے یعنی نہیں ہے۔

**تخریج** : مصنفه ابن ابی شيبه۔

**لغوی حل:** اس باب میں زکوٰۃ کے لزوم عدم لزوم کا اختلاف ہے فریق ثانی کے دلائل کو بڑی زور وقوت سے پیش کیا ہے نظر ثانی میں کافی کمزوری ہے اگر یہ قول ثبوت میں قوی بھی ہو مگر احتیاط امام صاحب کے قول میں ہے۔

## بَابُ الزَّكَاةِ هَلْ يَأْخُذُهَا الْإِمَامُ أَمْ لَا ؟

### کیا امام زکوٰۃ وصول کرے گا؟

**خلاصۃ الزام** :اموال ظاہرہ مال مویشی اور عشری زمین کو کہتے ہیں اور اموال باطنہ سونا' چاندی' نقدی اور مالی تجارت کو کہا جاتا ہے صدقات واجبہ کو حاکم مسلمان کا نمائندہ وصول زبردستی کر سکتا ہے یا نہیں۔ ① حضرت حسن بصری' ابراہیم نخعی رحمہم اللہ کے ہاں مسلمان حاکم زکوٰۃ زبردستی وصول نہیں کر سکتا لوگ خود حاکم تک پہنچائیں یا اس کا عامل لے یا لوگ غرباء تک خود پہنچا دیں ہر دو باتیں برابر ہیں۔

نمبر ②: ائمہ اربعہ اور جمہور فقہاء حاکم وقت کو اس سلسلے میں مختار مانتے ہیں احناف کے ہاں اموال ظاہرہ و باطنہ میں فرق نہیں وہ خود وصول کر کے بیت المال میں جمع کرے یا لوگوں کو فقراء تک پہنچانے کی خود اجازت دے دے۔

## فریق اوّل کا موقف:

اموالِ زکوٰۃ میں حاکم کو زبردستی زکوٰۃ وعشر وصول کرنے کا اختیار نہیں لوگوں کی مرضی پر موقوف ہے خود بنفس نفیس دیں یا حاکم کے نمائندہ کو دیں دلیل یہ ہے۔

۲۹۸۳ : حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوٗدَ، قَالَ : ثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ، قَالَ : ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ (أَنَّ وَفْدَ ثَقِيْفٍ قَدِمُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُمْ لَا تُحْشَرُوْا وَلَا تُعْشَرُوْا) .

۲۹۸۳: حسین نے عثمان بن ابی العاصؓ سے نقل کیا کہ وفد ثقیف جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا اپنے اموال و مواشی کو عامل کے لئے جمع مت کرو کہ وہ اس میں سے زکوٰۃ وصول کرلے اور عشر ادا کرنا تم پر لازم نہیں۔

**تخریج** : ابو داؤد فی الامارہ باب ۲۶، مسند احمد ۲۱۸/۴۔

**اللغات**: لا تحشروا۔ عامل کے لئے اموال کو ایک جگہ جمع کرنا۔ لاتعشروا۔ عشر ادا مت کرو۔

۲۹۸۴ : حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوٗدَ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ : ثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ إِسْرَائِيْلَ بْنِ يُوْنُسَ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ مُهَاجِرٍ الْبَجَلِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ، قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (يَا مَعْشَرَ الْعَرَبِ، احْمَدُوا اللّٰهَ، إِذْ رَفَعَ عَنْكُمُ الْعُشُوْرَ) .

۲۹۸۴: عمرو بن حریث نے حضرت سعید بن زید ؓ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اہل عرب اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرو اس لئے کہ اس نے تم سے عشر کو اٹھالیا ہے۔

۲۹۸۵ : حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ أَحْمَدَ، قَالَ : ثَنَا إِسْرَائِيْلُ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْمُهَاجِرِ، عَنْ رَجُلٍ حَدَّثَهُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ .

۲۹۸۵: عمرو بن حریث نے سعید بن زیدؓ سے انہوں نے کہا میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے آپ نے اسی طرح فرمایا جیسا روایت بالا میں گزرا۔

۲۹۸۶ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوٗدَ، قَالَ : ثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ وَالْحِمَّانِيُّ، قَالَا : ثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ حَرْبِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ جَدِّهِ أَبِي أُمِّهِ، عَنْ أَبِيْهِ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ عُشُوْرٌ، إِنَّمَا الْعُشُوْرُ عَلٰى أَهْلِ الذِّمَّةِ) . قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلٰى أَنَّ الْإِمَامَ لَيْسَ لَهُ أَنْ يَبْعَثَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ مَنْ يَتَوَلّٰى عَلٰى أَخْذِ صَدَقَاتِهِمْ، وَلٰكِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ بِالْخِيَارِ، إِنْ شَاءُوْا أَدَّوْهَا إِلَى الْإِمَامِ فَتَوَلّٰى وَضْعَهَا فِيْ مَوَاضِعِهَا الَّتِيْ أَمَرَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهَا، وَإِنْ شَاءُوْا فَرَّقُوْهَا فِيْ تِلْكَ الْمَوَاضِعِ . وَلَيْسَ لِلْإِمَامِ أَنْ يَأْخُذَهَا

مِنْهُمْ بِغَيْرِ طِيْبِ أَنْفُسِهِمْ، وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ بِهٰذِهِ الْآثَارِ الَّتِيْ رَوَيْنَاهَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِمَا رُوِيَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.

۲۹۸۶: حرب بن عبیداللہ نے اپنے دادا ابوامیہ سے انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلمانوں پر عشر نہیں عشور تو اہل ذمہ پر ہیں۔ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علماء کی ایک جماعت کہتی ہے کہ امام المسلمین کو یہ حق نہیں کہ وہ کسی شخص کو مسلمانوں سے زکوٰۃ وصول کرنے پر مقرر کرے۔ بلکہ مسلمان اس میں خود مختار ہیں کہ اگر وہ چاہیں تو امام کو دیں پھر وہ مذکورہ مصارف پر خرچ کرے جہاں اللہ تعالیٰ نے صرف کا حکم دیا ہے اور اگر وہ چاہیں تو خود خرچ کریں امام کو ان کی مرضی کے خلاف لینے کا قطعاً حق نہیں بنتا۔ انہوں مندرجہ بالا روایات جو ہم نے جناب رسول اللہ ﷺ سے نقل کی ہیں ان سے استدلال کیا اور اسی طرح ان آثار سے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے وارد ہوئے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

**تخریج** : ابو داؤد فی الامارة باب۳۳، ترمذی فی الزکوٰة باب ۱۱، مسند احمد ۴۳۳، ۳۲۳/۴۷۴۔

**حاصل روایات:** ان روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ حاکم وقت کو اختیار نہیں کہ وہ مسلمانوں پر کسی کو زبردستی مسلط کر کے ان سے عشر وصول کرے البتہ بطیب خاطر اگر وہ دیں یا خود صدقات کے مقامات پر لگائیں تو یہ ان کی مرضی پر موقوف ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول اس کا موید ہے۔

## حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان:

۲۹۸۷: حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ: ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: أَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ، قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ، أَكَانَ عُمَرُ يُعَشِّرُ الْمُسْلِمِيْنَ؟ قَالَ: لَا. وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ، فَقَالُوْا: لِلْإِمَامِ أَنْ يُوَلِّيَ أَصْحَابَ الْأَمْوَالِ صَدَقَاتِ أَمْوَالِهِمْ، حَتّٰى يَضَعُوْهَا مَوَاضِعَهَا، وَلِلْإِمَامِ أَيْضًا أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْهَا مُصَدِّقِيْنَ، حَتّٰى يَعْشُرُوْهَا، وَيَأْخُذُوا الزَّكَاةَ مِنْهَا. وَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ عَلٰى أَهْلِ الْمَقَالَةِ الْأُوْلٰى لَهُمْ، أَنَّ الْعُشْرَ الَّذِيْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَهُ عَنِ الْمُسْلِمِيْنَ، هُوَ الْعَشْرُ الَّذِيْ كَانَ يُؤْخَذُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، وَهُوَ خِلَافُ الزَّكَاةِ، وَكَانُوْا يُسَمُّوْنَهُ الْمَكْسَ، وَهُوَ الَّذِيْ رَوٰى عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ فِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا۔

۲۹۸۷: مسلم بن یسار کہتے ہیں کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کیا عمر رضی اللہ عنہ مسلمانوں سے عشر وصول کرتے تھے انہوں نے کہا نہیں۔ دیگر حضرات نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے فرمایا کہ امام المسلمین کو اس بات کا اختیار ہے کہ مال والوں کو خود ان مصارف زکوٰۃ پر صرف کی اجازت دے اور اس کو یہ بھی اختیار ہے کہ وہ عامل وساعی بھیج کر ان سے زکوٰۃ کو وصول کرے۔ قول اوّل کے قائلین کے خلاف ان کی دلیل یہ ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے

مسلمانوں سے جو عشر معاف فرمایا اس سے مراد وہ ٹیکس تھا جو زمانہ جاہلیت میں سردار وصول کرتے تھے۔ وہ زکوٰۃ نہ تھی بلکہ وہ ٹیکس ہی کہلاتا تھا اور یہی وہ روایت ہے جس کو حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا۔ روایت ذیل میں ہے۔

**حاصل اثر:** اس اثر کا حاصل بھی یہی ہے کہ مسلمانوں پر عشر نہیں نہ ان سے وصول کیا جائے گا۔

## فریق ثانی کا مؤقف اور دلائل و جواب:

امام اموال ظاہرہ و باطنہ کی زکوٰۃ عامل کے ذریعہ زبردستی بھی وصول کرسکتا ہے بشرطیکہ بیت المال ہو اور وہ اس میں جمع کرائی جائے اس پر یہ روایات شاہد ہیں۔

اولاً فریق اوّل کے قول کا جواب پیش کرتے ہیں۔

الجواب: گزشتہ روایات میں جس کی ممانعت مذکور ہے وہ وہی عشر ہے جو جاہلیت میں وصول کیا جاتا تھا یہ مکس کہلاتا تھا یہ اسی طرح کا ظالمانہ ٹیکس تھا جیسا آج کل کے ظالمانہ ٹیکس ہیں اسلام نے اس کا خاتمہ کر دیا اس کا زکوٰۃ و عشر اسلامی سے کوئی تعلق نہیں۔ اور عقبہ بن عامرؓ کی روایت میں اس کا تذکرہ موجود ہے۔

## روایت حضرت عقبہ بن عامرؓ:

۲۹۸۸: حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ شِمَاسَةَ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ صَاحِبُ مَكْسٍ) يَعْنِي :عَاشِرًا .فَهٰذَا هُوَ الْعَشْرُ الْمَرْفُوعُ عَنِ الْمُسْلِمِينَ، وَأَمَّا الزَّكَاةُ فَلَا .وَقَدْ بَيَّنَ ذٰلِكَ أَيْضًا مَا

۲۹۸۸: عبدالرحمٰن بن شماسہ نے عقبہ بن عامرؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹیکس لینے والا جنت میں نہ جائے گا۔

**تخریج** : ابو داؤد فی الامارۃ باب۷، دارمی فی الزکوٰۃ باب۲۸، مسند احمد ٤، ١٤٣/١٥٠۔

یہی وہ زمانہ جاہلیت کا عشر (یعنی سردار کا آمدنی میں دسواں حصہ) ہے جس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ختم کیا زکوٰۃ کا اس سے کچھ تعلق نہیں دوسری روایات میں اس کو بیان کیا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

۲۹۸۹: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ، قَالَ : ثَنَا الْخَصِيبُ، قَالَ : ثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، (عَنْ حَرْبِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَخْوَالِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعْمَلَهُ عَلَى الصَّدَقَةِ، وَعَلَّمَهُ الْإِسْلَامَ، وَأَخْبَرَهُ بِمَا يَأْخُذُ فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ كُلَّ الْإِسْلَامِ قَدْ عَلِمْتُهُ إِلَّا الصَّدَقَةَ، أَفَأُعْشِرُ الْمُسْلِمِينَ ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا يُعْشَرُ الْيَهُودِ

وَالنَّصَارٰی) . فَفِیْ هٰذَا الْحَدِیْثِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَهٗ عَلَی الصَّدَقَةِ، وَأَمَرَهٗ أَنْ لَا یُعَشِّرَ الْمُسْلِمِیْنَ، وَقَالَ لَهٗ : إِنَّمَا الْعُشُوْرُ عَلَی الْیَهُوْدِ وَالنَّصَارٰی .فَدَلَّ ذٰلِكَ أَنَّ الْعُشُوْرَ الْمَرْفُوْعَةَ عَنِ الْمُسْلِمِیْنَ، هِیَ خِلَافُ الزَّکٰوةِ .وَمِمَّا یُبَیِّنُ ذٰلِكَ أَیْضًا.

۲۹۸۹: عطاء بن السائب نے حرب بن عبیداللہ سے انہوں نے اپنے اخوال میں سے ایک آدمی سے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اس کو صدقہ کا عامل مقرر فرمایا اور اس کو اسلام کے احکام سکھائے اور اسے بتلایا اتنا کچھ تم نے لینا ہے اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے صدقے کے سواء سارا اسلام سکھا دیا کیا میں عشر وصول کروں گا؟ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہود و نصاریٰ پر دسواں حصہ ہے۔ اس روایت میں ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ان کو صدقات پر مقرر فرمایا اور ان کو حکم فرمایا کہ وہ مسلمانوں دسواں کے حصہ وصول نہ کریں اور ارشاد فرمایا ٹیکس تو یہود و نصاری پر ہوتے ہیں۔ اس سے یہ دلالت مل گئی کہ وہ عشر جس کی معافی کا اعلان فرمایا وہ زکوٰۃ سے الگ چیز ہے۔ اس کی وضاحت حسین بن نصر کی روایت سے ہوتی ہے۔

**تخریج** : سابقہ تخریج ملاحظہ ہو۔

**حاصل روایات**: اس روایت میں جناب رسول اللہ ﷺ نے اس کو صدقات کا عامل بنایا اور مسلمانوں سے عشر نہ وصول کرنے کا حکم فرمایا اور فرمایا کہ عشور تو یہود و نصاریٰ پر ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں سے جو عشر اٹھایا گیا وہ زکوٰۃ کے علاوہ ہے اس سلسلہ میں مندرجہ روایت اس کی وضاحت کرتی ہے روایت یہ ہے۔

۲۹۹۰ : أَنَّ حُسَیْنَ بْنَ نَصْرٍ حَدَّثَنَا قَالَ : ثَنَا الْفِرْیَابِیُّ، قَالَ : أَنَا سُفْیَانُ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، (عَنْ حَرْبِ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰهِ الثَّقَفِیِّ، عَنْ خَالٍ لَهٗ مِنْ بَکْرِ بْنِ وَائِلٍ، قَالَ : أَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْتُهٗ عَنِ الْإِبِلِ وَالْغَنَمِ أَعْشُرُهُنَّ ؟ قَالَ إِنَّمَا الْعُشُوْرُ عَلَی الْیَهُوْدِ وَالنَّصَارٰی، وَلَیْسَ عَلَی الْمُسْلِمِیْنَ) . فَدَلَّ هٰذَا عَلٰی أَنَّ الْعُشْرَ الَّذِیْ لَیْسَ عَلَی الْمُسْلِمِیْنَ، الْمَأْخُوْذَ مِنَ الْیَهُوْدِ وَالنَّصَارٰی، هُوَ خِلَافُ الزَّکَاةِ، لِأَنَّ مَا یُؤْخَذُ مِنَ النَّصَارٰی وَالْیَهُوْدِ مِنْ ذٰلِكَ، إِنَّمَا هُوَ حَقٌّ لِلْمُسْلِمِیْنَ وَاجِبٌ عَلَیْهِمْ، کَالْجِزْیَةِ الْوَاجِبَةِ لَهُمْ عَلَیْهِمْ، وَالزَّکَاةُ لَیْسَتْ کَذٰلِكَ، لِأَنَّهَا إِنَّمَا تُؤْخَذُ طَهَارَةً لِرَبِّ الْمَالِ، وَهُوَ مُثَابٌ عَلٰی أَدَائِهَا .وَالْیَهُوْدِ وَالنَّصَارٰی لَیْسَ مَا یُؤْخَذُ مِنْهُمْ مِنَ الْعُشْرِ، طَهَارَةً لَهُمْ، وَلَا هُمْ مُثَابُوْنَ عَلَیْهِ .فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، مَا یُؤْخَذُ مِنْهُمْ مِمَّا لَا ثَوَابَ لَهُمْ عَلَیْهِ، وَأَقَرَّ ذٰلِكَ عَلَی الْیَهُوْدِ وَالنَّصَارٰی .

۲۹۹۰: حرب بن عبیداللہ ثقفی نے اپنے ماموں سے جو بکر بن وائل سے ہیں بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ میں جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا اور میں نے آپ سے اونٹوں اور بکریوں کے عشر کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا

یہ عشور تو یہود و نصاریٰ پر ہیں مسلمانوں پر واجب نہیں۔ اس سے یہ دلالت میسر آ گئی کہ دسواں حصہ مسلمانوں پر لازم نہیں اور وہ یہود و نصاری سے وصول کیا جاتا ہے وہ زکوٰۃ کے خلاف ہے۔ کیونکہ جو کچھ یہود نصاریٰ سے لیا جاتا ہے وہ مسلمانوں کا حق ہے اور ان پر جزیہ کی طرح لازم ہے حالانکہ زکوٰۃ کی یہ صورت نہیں ہے۔ کیونکہ وہ مالدار کے مال پاکیزگی کے لیے لی جاتی ہے اور اس کی ادائیگی پر ثواب ہے جس کو یہود و نصاریٰ سے جو دسواں حصہ وصول کیا جاتا ہے وہ ان کی طہارت کا باعث نہیں اور نہ ہی ان کو اس پر کچھ ثواب ہے۔ تو جناب رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں سے وہ چیز ہٹا دی جس میں ان کو کچھ ثواب نہیں اور یہود و نصاریٰ پر قائم رہنے دیا۔

**تخریج** : ابو داؤد فی الامارہ باب۳۳' ترمذی فی الزکوٰۃ باب ۱۱' مسند احمد ۴۷۴/۳' ۳۲۲/۴۔

**حاصل روایات:** یہ ہے کہ اس سے مراد وہ عشر ہے جو مسلمانوں پر لازم نہیں اور وہ یہود و نصاریٰ سے وصول کیا جاتا تھا یہ زکوٰۃ سے مختلف ہے یہ اس جزیہ کی طرح ہے جو ان پر واجب ہے حالانکہ زکوٰۃ تو اس طرح نہیں کیونکہ زکوٰۃ تو مسلمانوں کے اموال کی پاکیزگی کے لئے لی جاتی ہے اور دینے والے کو ثواب بھی ملتا ہے اور یہود و نصاریٰ سے لیا جانے والا جزیہ نہ تو ان کے اموال کی طہارت کا باعث ہے اور نہ ان کو اس کی ادائیگی پر کچھ ثواب ہے چنانچہ ان سے لئے جانے والے ٹیکس کو مسلمانوں سے ختم کر دیا جن میں کوئی ثواب نہ تھا اور یہود و نصاریٰ پر اسے برقرار رکھا گیا۔

۲۹۹۱ :حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ وَإِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ' قَالَا : ثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ' قَالَ : ثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ' عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مِهْرَانَ' (أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ كَتَبَ إِلٰى أَيُّوْبَ بْنِ شُرَحْبِيْلَ أَنْ خُذْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ' مِنْ كُلِّ أَرْبَعِيْنَ دِيْنَارًا' دِيْنَارًا' وَمِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ كُلِّ عِشْرِيْنَ دِيْنَارًا' دِيْنَارًا' إِذَا كَانُوْا يُرِيْدُوْنَهَا' ثُمَّ لَا تَأْخُذْ مِنْهُمْ شَيْئًا حَتّٰى رَأْسِ الْحَوْلِ' فَإِنِّيْ سَمِعْتُ ذٰلِكَ مِمَّنْ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ' يَقُوْلُ ذٰلِكَ) . فَفِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُصَدِّقِيْنَ أَنْ يَأْخُذُوْا مِنْ أَمْوَالِ الْمُسْلِمِيْنَ مَا ذَكَرْنَا' وَمِنْ أَمْوَالِ أَهْلِ الذِّمَّةِ مَا وَصَفْنَا .وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ' مَا قَدْ وَافَقَ هٰذَا .

۲۹۹۱: عبدالرحمٰن بن مہران کہتے ہیں کہ عمر بن عبدالعزیزؒ نے ایوب بن شرحبیل کو لکھا کہ مسلمانوں سے ہر چالیس دینار پر ایک دینار اور اہل کتاب سے ہر بیس دینار ہر ایک دینار جب کہ وہ دینا چاہتے ہوں پھر سال کے گزرنے تک ان سے کچھ مت لو میں نے یہ باتیں اس سے سنی ہیں جس نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ یہی فرمار ہے تھے۔ پس اس روایت میں ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے زکوٰۃ لینے والوں کو فرمایا کہ وہ مسلمانوں کے اموال سے وہی وصول کریں جس کا ہم نے تذکرہ کیا اور اہل ذمہ کے مال میں سے وہ جو ہم کہہ آئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح فرمایا جو ہم ذکر کیا ہے۔

**حاصل روایات:** اس روایت میں آپ ﷺ نے عاملوں کو حکم فرمایا ہے کہ وہ مسلمانوں کے اموال سے چالیسواں اور ذمیوں کے

اموال سے بیسواں حصہ وصول کریں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول بھی اس کے موافق ہے ملاحظہ ہو۔

۲۹۹۲ : حَدَّثَنَا أَبُوْ بِشْرٍ الرَّقِّيُّ، قَالَ : ثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيْرِيْنَ، قَالَ : أَرْسَلَ إِلَيَّ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَأَبْطَأْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَيَّ فَأَتَيْتُهُ، فَقَالَ (إِنْ كُنْتُ أَرَى أَنِّيْ لَوْ أَمَرْتُكَ أَنْ تَعَضَّ عَلَى حَجَرٍ كَذَا وَكَذَا ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِيْ لَفَعَلْتَ، أَخْبَرْتُ لَكَ عَمَلًا، فَكَرِهْتَه أَوْ أَكْتُبُ لَكَ سُنَّةَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ؟ قَالَ : قُلْتُ، اُكْتُبْ لِيْ سُنَّةَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ .قَالَ : فَكَتَبَ خُذْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ، مِنْ أَرْبَعِيْنَ دِرْهَمًا، دِرْهَمًا، وَمِنْ أَهْلِ الذِّمَّةِ مِنْ كُلِّ عِشْرِيْنَ دِرْهَمًا، دِرْهَمًا، وَمِمَّنْ لَا ذِمَّةَ لَهُ، مِنْ كُلِّ عَشَرَةِ دَرَاهِمَ، دِرْهَمًا .قَالَ : قُلْتُ، مَنْ لَا ذِمَّةَ لَهُ ؟ قَالَ : الرُّوْمُ كَانُوْا يَقْدُمُوْنَ مِنَ الشَّامِ .فَلَمَّا فَعَلَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ هٰذَا بِحَضْرَةِ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) ، فَلَمْ يُنْكِرْهُ عَلَيْهِ مِنْهُمْ أَحَدٌ مُنْكِرٌ، كَانَ ذٰلِكَ حُجَّةً وَإِجْمَاعًا مِنْهُمْ عَلَيْهِ .فَهٰذَا وَجْهُ هٰذَا الْبَابِ مِنْ طَرِيْقِ الْآثَارِ .وَأَمَّا وَجْهُهُ مِنْ طَرِيْقِ النَّظَرِ، فَإِنَّا قَدْ رَأَيْنَاهُمْ، أَنَّهُمْ لَا يَخْتَلِفُوْنَ أَنَّ لِلْإِمَامِ أَنْ يَبْعَثَ إِلٰى أَرْبَابِ الْمَوَاشِيْ السَّائِمَةِ حَتّٰى يَأْخُذَ مِنْهُمْ صَدَقَةَ مَوَاشِيْهِمْ إِذَا وَجَبَتْ فِيْهَا الصَّدَقَةُ، وَكَذٰلِكَ يَفْعَلُ فِيْ ثِمَارِهِمْ، ثُمَّ يَضَعُ ذٰلِكَ فِيْ مَوَاضِعِ الزَّكَوَاتِ عَلٰى مَا أَمَرَهُ بِهِ عَزَّ وَجَلَّ، لَا يَأْبٰى ذٰلِكَ أَحَدٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ .فَالنَّظَرُ عَلٰى ذٰلِكَ أَنْ يَكُوْنَ بَقِيَّةُ الْأَمْوَالِ أَنَّ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَأَمْوَالَ التِّجَارَاتِ كَذٰلِكَ .فَأَمَّا مَعْنٰى قَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ عُشُوْرٌ، إِنَّمَا الْعُشُوْرُ عَلَى الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى) .فَعَلٰى مَا قَدْ فَسَّرْتُهُ فِيْمَا تَقَدَّمَ مِنْ هٰذَا الْبَابِ، وَقَدْ سَمِعْتُ أَبَا بَكْرَةَ يَحْكِيْ ذٰلِكَ، عَنْ أَبِيْ عُمَرَ الضَّرِيْرِ .وَهٰذَا كُلُّهُ قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ، وَأَبِيْ يُوْسُفَ، وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ .وَقَدْ رُوِيَ عَنْ يَحْيَى بْنِ آدَمَ فِيْ تَفْسِيْرِ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ عُشُوْرٌ، إِنَّمَا الْعُشُوْرُ عَلَى الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى) مَعْنًى غَيْرُ الْمَعْنَى الَّذِيْ ذَكَرْنَا، وَذٰلِكَ أَنَّهُ قَالَ : إِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ لَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ بِمُرُوْرِهِمْ عَلَى الْعَاشِرِ فِيْ أَمْوَالِهِمْ مَا لَمْ يَكُنْ وَاجِبًا عَلَيْهِمْ، لَوْ لَمْ يَمُرُّوْا بِهَا عَلَيْهِ، لِأَنَّ عَلَيْهِمُ الزَّكَاةَ عَلٰى أَيِّ حَالٍ كَانُوْا عَلَيْهَا .وَالْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى لَوْ لَمْ يَمُرُّوْا بِأَمْوَالِهِمْ عَلَى الْعَاشِرِ، لَمْ يَجِبْ عَلَيْهِمْ فِيْهَا شَيْءٌ .فَالَّذِيْ رَفَعَ عَنِ الْمُسْلِمِيْنَ، هُوَ الَّذِيْ يُوْجِبُهُ الْمُرُوْرُ بِالْمَالِ عَلَى الْعَاشِرِ، وَلَمْ يُرْفَعْ ذٰلِكَ عَنِ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى .

۲۹۹۲: انس بن سیرین کہتے ہیں کہ میری طرف انس بن مالکؓ نے پیغام بھیجا میں نے تاخیر کر دی انہوں نے دوبارہ پیغام بھیجا تو میں حاضر ہوا انس کہنے لگے مجھے خیال آیا کہ میں تجھے حکم دیتا کہ فلاں فلاں پتھر چباؤ تا کہ تم مجھے راضی کرو تو ایسا حکم دے سکتا تھا میں نے تمہیں ایک بات بتلائی اور تو نے اسے ناپسند کیا' کیا میں تمہیں عمر رضی اللہ عنہ کا طریقہ لکھ دوں' میں نے عرض کیا کہ آپ مجھے عمر رضی اللہ عنہ کا طریقہ لکھ دو۔ ابن سیرین کہتے ہیں کہ انہوں نے یہ لکھ کر دیا کہ مسلمانوں سے ہر چالیس پر ایک درہم اور ذمیوں سے ہر بیس پر ایک درہم لو اور جو ذمی نہیں ہیں ان کے ہر دس درہم سے ایک درہم لو ابن سیرین کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا غیر ذمی سے مراد کون لوگ ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا رومی لوگ جو شام سے اسلامی مملکت میں داخل ہوتے تھے وہ مراد ہیں (ان سے ہر گزرنے پر یہ ٹیکس لیا جائے گا) جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں اس کو نافذ کیا تو کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے ان کی مخالفت نہ کی تو یہ اس معاملے میں دلیل اور اجماع صحابہ کرام ہے۔ آثار کے طریق سے اس باب کی وضاحت اسی طرح ہے اب رہا نظر و فکر کے طور پر تو اس کی وضاحت اس طرح ہے۔ ہم یہ بات جانتے ہیں کہ امام چرنے والے جانوروں کے مالکوں کے ہاں کسی بھی بھیج سکتا ہے جب کہ ان میں زکوٰۃ لازم ہو۔ اسی طرح وہ پھلوں کے سلسلہ میں بھی کر سکتا ہے۔ پھر وہ اس زکوٰۃ کو مصارف زکوٰۃ پر خرچ کرے گا جن کا تذکرہ قرآن مجید میں ہے۔ اس سے تو کسی کو قطعاً انکار نہیں۔ پس قیاس کا تقاضہ یہ ہے کہ بقیہ اموال سونا' چاندی' تجارتی اموال بھی اسی طرح ہوں۔ باقی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا مفہوم ہے کہ مسلمانوں پر دسواں نہیں بلاشبہ دسواں تو یہود و نصاریٰ پر ہے۔ اس کی وضاحت سابقہ سطور میں کی جا چکی طحاوی کہتے ہیں میں نے خود ابوبکرہ کی سند سے اس کو ابو عمر الضریر سے نقل کیا ہے۔ یہی امام ابوحنیفہ ابو یوسف اور محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔ یحییٰ بن آدم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول: لیس علی المسلمین عشور...... کا معنیٰ ہمارے معنیٰ سے مختلف نقل کیا ہے اور وہ اس طرح کہ مسلمانوں پر عاشر کے پاس سے گزرنے پر کچھ لازم نہ آئے گا۔ جب تک ان پر گزر جانے کے بغیر واجب نہ ہو۔ کیونکہ ان کے ذمہ تو صرف زکوٰۃ ہے۔ وہ کسی بھی حالت میں ہو اور یہود و نصاریٰ اگر عاشر کے پاس سے نہ گزریں تو ان پر بھی کچھ لازم نہ ہوگا۔ پس وہ چیز جو مسلمانوں سے ہٹالی گئی تو وہی ہے جو مال کے ساتھ عاشر کے قریب گزرنے سے لازم ہوتی ہے اور وہ یہود نصاریٰ سے نہیں ہٹائی گئی۔

**حاصل روایات:** جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام کی موجودگی میں یہ کیا اور کسی نے انکار نہیں کیا تو یہ دلیل اجماعی بن گئی آثار سے تو یہ بات ثابت ہوتی ہے۔

## دلیل نظری:

اس بات میں تو کسی کا اختلاف نہیں کہ حاکم ارباب مویشی کی طرف جو کہ چرنے والے ہوں عامل بھیجے تا کہ وہ ان سے مویشیوں کی زکوٰۃ وصول کرے جب زکوٰۃ ان پر لازم ہو جائے پھلوں کے سلسلہ میں بھی یہی حکم ہے پھر اس زکوٰۃ کو ان مقامات پر

صرف کرے جن کا اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم فرمایا ہے کوئی مسلمان اس کا انکار نہ کرے پس جب ان اموال کا یہ حکم اتفاقی ہے تو نظر کا تقاضا یہ ہے کہ سونے اور چاندی اور مال تجارت کا بھی یہی حکم ہو۔

باقی جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد: **لیس علی المسلمین عشور انما العشور علی الیھود و النصاریٰ** اس کے متعلق پہلے ذکر کر چکے کہ اس سے مراد وہ ٹیکس ہے جو ان پر لگایا جاتا ہے اسلامی عشر وزکوٰۃ مراد نہیں ہے اور یہ وضاحت میں نے ابوبکرہ سے خود سنی ہے وہ اسے ابوعمر الضریر کی طرف نسبت کر کے بیان کرتے تھے۔

یہی امام ابوحنیفہؒ وابویوسفؒ ومحمدؒ کا قول ہے۔

## لیس علی المسلمین عشور کا ایک اور معنی:

یحییٰ بن آدمؒ فرماتے ہیں کہ اس ارشاد کا معنی یہ ہے کہ مسلمانوں کا جب عاشر یا مرور کے پاس سے گزر ہو تو ان پر عشر کی ادائیگی اس وقت تک لازم نہیں جب تک کہ ان پر سال نہ گزرا ہو۔ اگر سال پورا ہو کہ زکوٰۃ لازم ہو جائے تو زکوٰۃ لازم ہو جائے گی اگر عاشر نہ وصول کرے تو وہ از خود ادا کرے مگر اس کے بالمقابل اگر یہود ونصاریٰ کا گزر عاشر وغیرہ کے پاس سے ہو تو خواہ ان کے مال پر سال گزرا ہو یا نہ گزرا ہو تب بھی ان کو عشر لازم ہے مگر وہ پوری مملکت میں پھرنے کے لئے ایک چوکی پر ادا کیا جائے گا اور اگر وہ عاشر کے پاس سے نہ گزرے تو یہ عشر بھی لازم نہ ہوگا اس سے یہ ثابت ہوا کہ فصل اول کی روایات میں عشر سے یہود ونصاریٰ کا یہ عشر مراد ہے جس کو مسلمانوں سے ختم کر دیا گیا مگر وہ غیر مسلموں پر لاگو ہے۔

## بَابُ ذَوَاتِ الْعَوَارِ هَلْ تُؤْخَذُ فِيْ صَدَقَاتِ الْمَوَاشِيْ أَمْ لَا ؟

### صدقات میں کس طرح کے جانور لئے جائیں؟

**خلاصۃ المرام**: اس باب کو یہاں اس لئے قائم فرمایا تا کہ بتلایا جائے کہ ساعی وعامل کو صدقات میں کس قسم کے جانور وصول کرنے چاہئیں۔ اس کے متعلق علماء کی دو رائے ہیں۔

نمبر ①: امام مالک اور ظاہریہ کے ہاں جوان سال اونٹ، بوڑھے اونٹ اور عیب دار اونٹ تینوں ملا کر لئے جائیں گے۔

نمبر ②: ائمہ اربعہ اور جمہور فقہاء ومحدثین کے ہاں عمدہ اوسط، گھٹیا درجہ کے جانوروں میں سے درمیانے درجے کے جانور لئے جائیں گے نہ اعلیٰ اور نہ بالکل ادنیٰ جیسا کہ صاف ارشادات نبوت میں موجود ہے۔ **ایاکم و کرائم اموالھم (مسلم)**

فریق اوّل کا مؤقف اور دلائل: جوان سال بوڑھے اور عیب دار ملا کر لئے جائیں۔ دلیل یہ روایات ہیں۔

۲۹۹۳: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ: ثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ، قَالَ: ثَنَا عُيَيْنَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: (بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُصَدِّقًا فِيْ أَوَّلِ الْإِسْلَامِ فَقَالَ: خُذِ الشَّارِفَ وَالْبِكْرَ، وَذَوَاتِ الْعَيْبِ، وَلَا تَأْخُذْ حَزَرَاتِ النَّاسِ). قَالَ هِشَامٌ:

أَرٰى ذٰلِكَ لِيَسْتَأْلِفَهُمْ ثُمَّ جَرَتِ السُّنَّةُ بَعْدَ ذٰلِكَ .

۲۹۹۳: ہشام نے عروہ سے انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شروع اسلام میں (جب مدینہ منورہ میں زکوٰۃ فرض ہوئی) ایک عامل بھیجا اور اس کو فرمایا ان کے اموال سے بوڑھی اونٹنی اور جوان سال اونٹ اور عیب والے جانور وصول کرنا لوگوں کے اعلیٰ اموال سے مت لینا۔ ہشام راوی کہتے ہیں میرے خیال میں یہ ان کو مانوس کرنے کے لئے شروع میں فرمایا آئندہ ایک طریقہ جاری ہوا۔

اللغات: الشارف۔ بوڑھی اونٹنی۔ خزرات۔ عمدہ مال البکر۔ جوان سال اونٹ۔

۲۹۹۴: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ : ثَنَا يَعْقُوبُ، قَالَ : ثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ. قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى تَقْلِيدِ هٰذَا الْخَبَرِ، وَقَالُوْا : هٰكَذَا يَنْبَغِيْ لِلْمُصَدِّقِ أَنْ يَأْخُذَ .وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ، فَقَالُوْا : لَا يَأْخُذُ فِي الصَّدَقَاتِ ذَاتَ عَيْبٍ، وَإِنَّمَا يَأْخُذُ عِدْلًا مِنَ الْمَالِ .وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ.

۲۹۹۴: ہشام نے اپنے والد سے انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے جو اسی طرح ہے۔ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک گروہ علماء نے اس روایت کو اختیار کیا اور کہا کہ صدقہ کی وصولی کرنے والے کو اسی طرح لینا چاہیے۔ مگر دیگر حضرات نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے کہا زکوٰۃ میں عیب والا جانور نہ لیا جائے بلکہ درمیانی قسم کا جانور وصول کرے ان کی دلیل یہ روایت ذیل ہے۔

**تخریج** : بخاری فی الزکوٰۃ باب۱ ٤، ابو داؤد فی الزکوٰۃ باب٥، ترمذی فی الزکوٰۃ باب٤، ابن ماجه فی الزکوٰۃ باب١٠، نمبر١٨٠٠، ابن ابی شیبه۔

**حاصل روایات:** عامل ان اموال میں سے تمام اقسام کے جانور لے عیب دار' درمیانے' بوڑھے۔

فریق ثانی کا مؤقف اور دلائل: درمیانی قسم کا جانور لیا جائے گا عیب والا نہ لیا جائے گا یہ روایت دلیل ہے۔

۲۹۹۵: بِمَا حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيُّ، قَالَ : حَدَّثَنِيْ أَبِيْ، عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ (أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيْقَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَمَّا اُسْتُخْلِفَ، وَجَّهَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِلَى الْبَحْرَيْنِ، فَكَتَبَ لَهُ هٰذَا الْكِتَابَ .هٰذِهٖ فَرِيْضَةٌ يَعْنِي الصَّدَقَةَ الَّتِيْ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ الَّتِيْ أَمَرَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهَا رَسُوْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .فَمَنْ سُئِلَهَا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى وَجْهِهَا فَلْيُعْطِهَا، وَمَنْ سُئِلَ فَوْقَهَا فَلَا يُعْطِهٖ، فَذَكَرَ فَرَائِضَ الصَّدَقَةِ وَقَالَ لَا يُؤْخَذُ فِي الصَّدَقَةِ هَرِمَةٌ، وَلَا ذَاتُ عَوَارٍ، وَلَا تَيْسُ الْغَنَمِ) .

۲۹۹۵: ثمامہ بن عبداللہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خلافت کے زمانہ میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو

بحرین کی طرف روانہ کیا اوران کو یہ خط تحریر کر کے دیا یہ صدقہ فرض ہے جس کو جناب رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں پر مقرر فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ پر مقرر کرنے کا حکم فرمایا ہے پس جو آدمی اس کو اسی انداز سے طلب کرے اس کو دے دو اور جو اس سے زیادہ کا مطالبہ کرے اس کو نہ دیا جائے پھر آپ نے اس میں صدقے کے فرائض ذکر کئے اور فرمایا صدقہ میں بوڑھی اونٹنی نہ لی جائے اور نہ عیب والا جانور لیا جائے اور نہ بکریوں کا جفتی کرنے والا نر لیا جائے۔

**۲۹۹۶ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ : ثَنَا الْحَكَمُ بْنُ مُوسٰى، قَالَ : ثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ قَالَ : ثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ : حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهٖ (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ كِتَابًا إِلَى أَهْلِ الْيَمَنِ فِيهِ الْفَرَائِضُ وَالسُّنَنُ، فَكَتَبَ فِيهِ لَا يُؤْخَذُ فِي الصَّدَقَةِ هَرِمَةٌ، وَلَا ذَاتُ عَوَارٍ، وَلَا تَيْسُ الْغَنَمِ) . فَهٰكَذَا كَانَتْ كُتُبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ تَجْرِي مِنْ بَعْدِهٖ، وَكَتَبَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بَعْدَ ذٰلِكَ .فَدَلَّ مَا ذَكَرْنَا عَلَى نَسْخِ مَا فِي حَدِيثِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا الَّذِي بَدَأْنَا بِذِكْرِهٖ فِي هٰذَا الْبَابِ .وَفِيهِ أَيْضًا مَا يَدُلُّ عَلَى تَقْدِيمِهٖ بِمَا رَوَيْنَاهُ بَعْدَهُ، وَهُوَ قَوْلُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا (إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَبْعَثُ مُصَدِّقًا فِي صَدْرِ الْإِسْلَامِ، فَأَمَرَهُ بِذٰلِكَ) ، وَنُسِخَ ذٰلِكَ بِمَا ذَكَرْنَا فِي كِتَابِ أَبِي بَكْرٍ لِأَنَسٍ، وَفِي كِتَابِ عَمْرِو ابْنِ حَزْمٍ .وَهٰذَا كُلُّهُ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ، وَأَبِي يُوسُفَ، وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى .**

۲۹۹۶: زہری نے ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے انہوں نے اپنے والد اور اپنے دادا سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اہل یمن کے نام ایک خط لکھا اس میں فرائض وسنن دونوں کو ذکر فرمایا اس میں یہ بھی لکھا صدقات میں بہت بوڑھا جانور اور عیب دار جانور اور جفتی نر نہ لیا جائے اسی طرح جناب رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر و عمر رضوان اللہ علیہم اجمعین کے خطوط اور علیؓ کے خطوط چلتے رہے۔ اس سے یہ دلالت مل گئی کہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں جو کچھ مذکور ہے جو کہ اس باب کے شروع میں لکھا گیا ہے وہ منسوخ ہے۔ نیز اس سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جو فرمایا۔ کہ ''**ان رسول اللہ کان یبعث مصدقا فی صدر الاسلام فامرہ بذلک**'' کہ جناب رسول اللہ ﷺ شروع اسلام میں مصدق کو بھیجتے اور اس کو حکم دیتے یہ منسوخ ہے اور یہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خط اور حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کے خطوط میں مذکورہ احکام سے منسوخ ہوا۔ یہ امام ابوحنیفہ ابو یوسف، محمد رحمہم اللہ کا یہی قول ہے۔

**حاصل کلام:** روایت عائشہ رضی اللہ عنہا جو مذکور ہے یہ خطوط اس کے نسخ کی دلیل ہیں اور اسی روایت میں خود صراحت موجود ہے کہ یہ

بات بالکل ابتدائی دور کی بات ہے صدیق اکبرؓ اور عمرو بن حزمؓ کے خطوط اس کے بعد ہیں وہ اس قول کے منسوخ ہونے کا ثبوت ہیں یہ اوپر جو ہم ذکر کر آئے یہ امام ابوحنیفہؒ ابو یوسفؒ محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔

مویشیوں کے متعلق نصاب میں ذرا سی تفصیل ہے اونٹوں کا نصاب ۵ پر ایک بکرے سے شروع ہوتا ہے ایک سو بیس میں دو حقے لازم آتے ہیں بشرطیکہ سائمہ ہوں گائے اور بھینس میں بیس نصاب ہے اور اس پر ایک سال کا بچھڑا لازم ہے پھر ساٹھ میں دو تبیعے ہیں پھر دس پر فریضہ بدلتا رہے گا بکریوں کا نصاب چالیس پر ایک بکرا پھر ایک سو بیس کے بعد دو بکریاں لازم ہوں گی جن لوگوں کے جانور چرنے میں اکٹھے ہوں تو نصاب میں وہ الگ الگ شمار ہوں گے اور جو ملک میں مشترک ہوں ان پر مشترک طور پر صدقہ لیا جائے گا الگ الگ کر کے نصاب کو ضائع نہ کیا جائے گا۔

**نوٹ:** اس باب میں نسخ و غیر نسخ کا اختلاف ہے اور حضرت عمرو بن حزمؓ کو یہ خط کیوں کہ وفات سے تھوڑا عرصہ پہلے لکھا گیا اس لئے اس کے مندرجات اس سے ماقبل کے یقیناً ناسخ ہوں گے کیونکہ زمانہ ناسخ و منسوخ کی واضح تعیین ہے۔

## بَابُ زَكٰوةِ مَا يَخْرُجُ مِنَ الْأَرْضِ

### اراضی کی پیداوار میں عشر کا وجوب

**خلاصۃ المرام:** غلہ کی کتنی مقدار میں عشر لازم ہوگا۔

نمبر ①: ائمہ ثلاثہ اور ابو یوسفؒ محمد رحمہم اللہ غلہ کی مقدار میں پانچ وسق سے کم میں زکوٰۃ نہیں مانتے پانچ وسق موجودہ وزن میں نو کوئنٹل ۴۴ کلو ۸۰۷ گرام ہے۔

نمبر ②: امام ابوحنیفہؒ و ابراہیم نخعیؒ حمادؒ کے ہاں عشر ہر صورت میں لازم ہے خواہ پیداوار کم ہو یا زیادہ۔

فریق اوّل کا مؤقف و دلائل: پانچ وسق تک پیداوار اراضی کے پہنچنے کے بغیر زکوٰۃ نہیں ہے دلائل یہ روایات ہیں ملاحظہ ہوں۔

۲۹۹۷ : حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ، قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (لَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ، وَلَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ، وَلَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ أَوَاقٍ صَدَقَةٌ).

۲۹۹۷: عروہ بن یحییٰ مازنی نے اپنے والد سے انہوں نے ابو سعید خدریؓ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پانچ وسق سے کم مقدار اور پانچ اونٹ سے کم اونٹوں میں پانچ اوقیہ سے کم مقدار چاندی میں زکوٰۃ نہیں ہے۔

**تخریج** : بخاری فی الزکوٰۃ باب ٤، ٣٢، البیوع باب ٨٣، المساقاۃ باب ١٧، مسلم فی الزکوٰۃ نمبر ١، ٣، ٤، ٦، البیوع نمبر ٧١، ابو داؤد فی الزکوٰۃ باب ٢، ١، البیوع باب ٢، ٩٨، ٢٩٦، ترمذی فی الزکوٰۃ باب ٧، والبیوع باب ٦٣، نسائی فی الزکوٰۃ باب ٥، ١٨، ٢١، ابن ماجہ فی الزکوٰۃ باب ٦، دارمی فی الزکوٰۃ باب ١١، موطا فی الزکوٰۃ نمبر ١، ٢، البیوع نمبر ١٤، مسند احمد

۲/۹۲/۲، ۶/۳، ۴۵، ۵۹، ۶۰۔

۲۹۹۸ : حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ ' قَالَ : ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَامِرٍ ' قَالَ : ثَنَا هَمَّامٌ ' عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ ' عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى ' فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ .

۲۹۹۸: یحییٰ بن سعید نے عمرو بن یحییٰ سے انہوں نے اپنی اسناد سے روایت نقل کی ہے۔

۲۹۹۹ : حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ ' قَالَ : ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ ' قَالَ : أَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ ' عَنْ عَمْرٍو ' فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ .

۲۹۹۹: یحییٰ بن سعید نے عمرو بن یحییٰ سے انہوں نے اپنی اسناد سے روایت نقل کی ہے۔

۳۰۰۰ : حَدَّثَنَا يُوْنُسُ ' قَالَ : ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ ' قَالَ : أَخْبَرَنِىْ يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَالِمٍ ' وَمَالِكٌ ' وَسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ ' وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ ' أَنَّ عَمْرَو بْنَ يَحْيٰى حَدَّثَهُمْ ' فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ .

۳۰۰۰: سفیان ثوری اور عبداللہ بن عمر' مالک' یحییٰ بن عبداللہ نے عمرو بن یحییٰ سے روایت کی انہوں نے اپنی اسناد سے نقل کی ہے۔

۳۰۰۱ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِىْ دَاوُدَ ' قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمِنْهَالِ ' قَالَ : ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ ' قَالَ : ثَنَا رَوْحُ بْنُ الْقَاسِمِ ' عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى ' فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ .

۳۰۰۱: روح بن قاسم نے عمرو بن یحییٰ سے اپنی اسناد سے روایت نقل کی ہے۔

۳۰۰۲ : حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ ' قَالَ : ثَنَا أَبُوْ حُذَيْفَةَ ' قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ ' عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ أُمَيَّةَ ' عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ ' عَنْ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ ' عَنْ أَبِىْ سَعِيْدٍ ' عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ .

۳۰۰۲: محمد بن یحییٰ نے یحییٰ بن عمارہ سے انہوں نے ابوسعیدؓ انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۳۰۰۳ : حَدَّثَنَا يُوْنُسُ ' قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ ' أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهٗ ' عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ صَعْصَعَةَ الْمَازِنِيِّ ' عَنْ أَبِيْهِ ' عَنْ أَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ ' عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ .

۳۰۰۳: محمد بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن مازنی نے اپنے والد سے انہوں نے ابوسعیدؓ سے انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۳۰۰۴ :حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ سِنَانٍ، قَالَ : ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ، قَالَ : أَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (لَا صَدَقَةَ فِيْ شَيْءٍ مِنَ الزَّرْعِ أَوِ الْكَرْمِ حَتّٰى يَكُوْنَ خَمْسَةَ أَوْسُقٍ، وَلَا فِي الرِّقَّةِ حَتّٰى تَبْلُغَ مِئَتَيْ دِرْهَمٍ) .

۳۰۰۴: عمرو بن دینار نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھیتی کی کسی چیز یا انگور میں اس وقت تک عشر نہیں جب تک پانچ وسق تک نہ پہنچ جائے اور نہ غلام میں یہاں تک کہ دو سو درہم تک پہنچ جائے۔

۳۰۰۵ :حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ، قَالَ : ثَنَا الْخَصِيْبُ، قَالَ : ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (لَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ) .

۳۰۰۵: ابوالزبیر نے جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ وسق سے کم پیداوار میں زکوٰۃ نہیں۔

**تخریج** : روایت نمبر ۲۹۹۷ ملاحظہ ہو۔

۳۰۰۶ :حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ، قَالَ : ثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوْسَى الْأَشْيَبُ، قَالَ : ثَنَا شَيْبَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ لَيْثِ بْنِ أَبِي سُلَيْمٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (لَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسٍ مِنَ الْإِبِلِ صَدَقَةٌ، وَلَا خَمْسِ أَوَاقٍ، وَلَا خَمْسَةِ أَوْسَاقٍ صَدَقَةٌ) .

۳۰۰۶: نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۵ سے کم تعداد اونٹوں میں زکوٰۃ نہیں اور نہ ہی پانچ سے کم اوقیہ اور پانچ وسق سے کم میں زکوٰۃ ہے۔

۳۰۰۷ :حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، قَالَ : ثَنَا لَيْثٌ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ .

۳۰۰۷: عبدالوارث نے کہا ہمیں لیث پھر انہوں نے اپنی اسناد سے روایت بیان کی۔

۳۰۰۸ :حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ أَيُّوْبَ بْنِ مُوْسٰى، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ نَحْوَهُ، وَلَمْ يَرْفَعْهُ .

۳۰۰۸: نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اسی طرح کی روایت کی مگر مرفوع بیان نہیں کی۔

۳۰۰۹ :حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ : ثَنَا نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ، قَالَ : ثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ مَعْمَرٍ،

عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

۳۰۰۹: سہیل بن ابی صالح نے اپنے والد سے انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح کی روایت کی ہے۔

۳۰۱۰: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوٗدَ قَالَ: ثَنَا الْحَكَمُ بْنُ مُوْسٰى، قَالَ: ثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنَ دَاوٗدَ قَالَ: حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهٖ (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ إِلٰى أَهْلِ الْيَمَنِ بِكِتَابٍ، فِيْهِ الْفَرَائِضُ وَالسُّنَنُ، فَكَتَبَ فِيْهِ مَا سَقَتِ السَّمَاءُ أَوْ كَانَ سَحًّا، أَوْ بَعْلًا فِيْهِ الْعُشْرُ إِذَا بَلَغَ خَمْسَةَ أَوْسُقٍ، وَمَا سُقِيَ بِالرِّشَاءِ أَوْ بِالدَّالِيَةِ، فَفِيْهِ نِصْفُ الْعُشْرِ إِذَا بَلَغَ خَمْسَةَ أَوْسُقٍ). قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ: فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلٰى هٰذِهِ الْآثَارِ، فَقَالُوْا: لَا تَجِبُ الصَّدَقَةُ فِيْ شَيْءٍ مِنَ الْحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرِ وَالتَّمْرِ وَالزَّبِيْبِ، حَتّٰى يَكُوْنَ خَمْسَةَ أَوْسُقٍ. وَكَذٰلِكَ كُلُّ شَيْءٍ مِمَّا تُخْرِجُ الْأَرْضُ، مِثْلُ: الْحِمَّصِ، وَالْعَدَسِ، وَالْمَاشِ، وَمَا أَشْبَهَ ذٰلِكَ، فَلَيْسَ فِيْ شَيْءٍ مِنْهُ صَدَقَةٌ حَتّٰى يَبْلُغَ هٰذَا الْمِقْدَارَ أَيْضًا. وَمِمَّنْ ذَهَبَ إِلٰى ذٰلِكَ أَبُوْ يُوْسُفَ، وَمُحَمَّدٌ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ، وَأَهْلُ الْمَدِيْنَةِ. وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ، فَأَوْجَبُوا الصَّدَقَةَ فِيْ قَلِيْلِ ذٰلِكَ أَوْ كَثِيْرِهٖ وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ.

۳۰۱۰: ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے اپنے والد اپنے دادا سے انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل یمن کو ایک خط لکھا جس میں فرائض و سنن تھے اور اس میں یہ بھی لکھا تھا جس کو بارش سیراب کرے یا بہتا پانی سیراب کرے یا کھجور کا درخت نہر کے کنارے ہو اس میں عشر ہے جبکہ پانچ وسق کو پہنچ جائے اور جو اسی یا راہٹ سے پلایا جائے اس میں نصف عشر ہے بشرطیکہ مقدار پانچ وسق تک پہنچ جائے۔ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علماء کی ایک جماعت نے ان آثار کو اختیار کیا کہ گندم، جو، کھجور، کشمش جب تک پانچ وسق نہ ہوں ان میں صدقہ نہیں۔ اسی طرح ہر وہ چیز جو زمین سے نکلے مثلاً چنا، مسور، ماش وغیرہ اجناس میں بھی پانچ وسق کی مقدار سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ اس قول کو امام ابو یوسف، محمد اور اہل مدینہ رحمہم اللہ نے اختیار کیا۔ مگر علماء کی دوسری جماعت نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے قلیل و کثیر میں صدقے کو لازم کیا ہے۔

**اللغات**: الرشاء۔ ڈول و رسّی سے سیراب ہو۔ بعل۔

**حاصل روایات**: ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ زمینی پیداوار میں چنا، مسور، ماش وغیرہ ان میں سے کسی بھی چیز میں صدقہ لازم نہیں جب تک پانچ وسق نہ ہو جائیں پانچ وسق کی مقدار متعین ہے اس سے کم پیداوار میں عشر نہیں ہے۔

فریق ثانی کا موقف اور دلائل: زمین کی پیداوار جو بھی ہو اس میں عشر ہے کسی مقدار کی پابندی نہیں جیسا یہ روایات ثابت کر رہی ہیں۔

۳۰۱۱ : بِمَا حَدَّثَنَا رَبِيْعٌ الْمُؤَذِّنُ، قَالَ : ثَنَا أَسَدٌ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، قَالَ حَدَّثَنِيْ عَاصِمُ بْنُ أَبِي النَّجُوْدِ، عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ، (عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، قَالَ : بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْيَمَنِ، فَأَمَرَنِيْ أَنْ آخُذَ مِمَّا سَقَتِ السَّمَاءُ الْعُشْرَ، وَمِمَّا سُقِيَ بَعْلًا نِصْفَ الْعُشْرِ) .

۳۰۱۱: ابووائل نے معاذ بن جبلؓ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن کی طرف عامل بنا کر بھیجا اور حکم فرمایا کہ جس زمین کو بارش کا پانی سیراب کرے اس میں عشر ہے اور جو راہٹ سے سیراب ہو اس میں میں نصف عشر ہے۔

تخریج : ابن ماجه فی الزکوٰۃ باب ۱۷' نمبر ۱۸۱۸۔

۳۰۱۲ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ .

۳۰۱۲: عبدالحمید بن صالح نے ابوبکر بن عیاش سے نقل کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے روایت نقل کی ہے۔

۳۰۱۳ : حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ وَهْبٍ، قَالَ : ثَنَا عَمِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ، قَالَ : أَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (فِيْمَا سَقَتِ السَّمَاءُ الْعُشُوْرُ، وَفِيْمَا سُقِيَ بِالسَّانِيَةِ نِصْفُ الْعُشُوْرِ) .

۳۰۱۳: سالم نے اپنے والد سے انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا جس کو بارش کا پانی سیراب کرے ان میں عشر ہے اور جو اونٹنی سے سیراب کیا جائے اس میں نصف عشر ہے۔

اللغات: السانیہ جمع السوانی راہٹ چلانے والی اونٹنی۔

تخریج : بخاری فی الزکوٰۃ باب ۵۷' مسلم دی الزکوٰۃ ۸' ابو داؤد فی الزکوٰۃ باب ۱۲' نسائی فی الزکوٰۃ باب ۲۵' ابن ماجه فی الزکوٰۃ باب ۱۷' دارمی فی الزکوٰۃ باب ۲۹' مسند احمد ۳۴۱/۳' ۳۵۳۔

۳۰۱۴ : حَدَّثَنَا رَبِيْعٌ الْجِيْزِيُّ، قَالَ : ثَنَا أَبُو الْأَسْوَدِ، قَالَ : ثَنَا ابْنُ لَهِيْعَةَ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ حَبِيْبٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيْهِ (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَضَ فِيْمَا سَقَتِ الْأَنْهَارُ وَالْعُيُوْنُ، أَوْ كَانَ عَثَرِيًّا يُسْقٰى بِالسَّمَاءِ الْعُشُوْرَ وَفِيْمَا سُقِيَ بِالنَّاضِحِ نِصْفَ الْعُشُوْرِ) .

۳۰۱۴: سالم نے اپنے والد سے انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے کہ جس کو نہریں اور چشمے سیراب کریں یا اس کو بادل سیراب کرے ان میں عشر ہے اور جس کو اونٹ راہٹ سے پلائیں ان میں

نصف عشر ہے۔

**تخریج** : بخاری فی الزکوٰۃ باب ۵۵، ترمذی فی الزکوٰۃ باب ۱۴۔

**اللغات**: عشری بارش سے سیراب ہونے والی کھیتی۔ الناضح۔ راہٹ والا اونٹ۔

۳۰۱۵ : حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ سِنَانٍ، قَالَ : ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، قَالَ : أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ، قَالَ : حَدَّثَنِي يُوْنُسُ بْنُ يَزِيْدَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ .

۳۰۱۵: سالم نے اپنے والد سے انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۳۰۱۶ : حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ سِنَانٍ، قَالَ : ثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ، قَالَ : ثَنَا ابْنُ لَهِيْعَةَ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِي حَبِيْبٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ .

۳۰۱۶: سالم نے اپنے والد سے انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۳۰۱۷ : حَدَّثَنَا يُوْنُسُ، قَالَ : ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ : حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ أَبَا الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَذْكُرُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ (فِيْمَا سَقَتِ الْأَنْهَارُ وَالْغَيْمُ الْعُشُوْرُ، وَفِيْمَا سُقِيَ بِالسَّانِيَةِ نِصْفُ الْعُشُوْرِ) . قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَفِيْ هٰذِهِ الْآثَارِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ فِيْمَا سَقَتِ السَّمَاءُ مَا ذُكِرَ فِيْهَا، وَلَمْ يُقَدِّرْ فِيْ ذٰلِكَ مِقْدَارًا .فَفِيْ ذٰلِكَ مَا يَدُلُّ عَلٰى وُجُوْبِ الزَّكٰوةِ فِيْ كُلِّ مَا خَرَجَ مِنَ الْأَرْضِ، قَلَّ أَوْ كَثُرَ .فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ مِمَّنْ يَذْهَبُ إِلٰى قَوْلِ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ : إِنَّ هٰذِهِ الْآثَارَ الَّتِيْ رَوَيْتَهَا فِيْ هٰذَا الْفَصْلِ غَيْرُ مُضَادَّةٍ لِلْآثَارِ الَّتِيْ رَوَيْتَهَا فِي الْفَصْلِ الْأَوَّلِ، إِلَّا أَنَّ الْأُوْلٰى مُفَسَّرَةٌ، وَهٰذِهِ مُجْمَلَةٌ، فَالْمُفَسَّرُ مِنْ ذٰلِكَ أَوْلٰى مِنَ الْمُجْمَلِ .قِيْلَ لَهُ : هٰذَا مُحَالٌ، لِأَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَ فِيْ هٰذِهِ الْآثَارِ، أَنَّ ذٰلِكَ الْوَاجِبَ مِنَ الْعُشْرِ، أَوْ نِصْفِ الْعُشْرِ، فِيْمَا يُسْقٰى بِالْأَنْهَارِ أَوْ بِالْعُيُوْنِ أَوْ بِالرِّشَاءِ أَوْ بِالدَّالِيَةِ، فَكَانَ وَجْهُ الْكَلَامِ عَلٰى كُلِّ مَا خَرَجَ مِمَّا سُقِيَ بِذٰلِكَ .وَقَدْ رَوَيْتُمْ أَنْتُمْ (عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ رَدَّ مَاعِزًا عِنْدَ مَا جَاءَ، فَأَقَرَّ عِنْدَهُ بِالزِّنَا أَرْبَعَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ رَجَمَهُ بَعْدَ ذٰلِكَ) . وَرَوَيْتُمْ (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأُنَيْسٍ اُغْدُهْ عَلَى امْرَأَةِ هٰذَا، فَإِنِ اعْتَرَفَتْ، فَارْجُمْهَا) . فَجَعَلْتُمْ هٰذَا دَلِيْلًا، عَلٰى أَنَّ الِاعْتِبَارَ بِالْإِقْرَارِ بِالزِّنَا مَرَّةً وَاحِدَةً، لِأَنَّ ذٰلِكَ ظَاهِرُ قَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (فَإِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا) . وَلَمْ تَجْعَلُوْا

حَدِيْثَ مَاعِزٍ الْمُفَسَّرَ، قَاضِيًا عَلٰى حَدِيْثِ أُنَيْسٍ الْمُجْمَلِ، فَيَكُوْنُ الِاعْتِرَافُ الْمَذْكُوْرُ فِيْ حَدِيْثِ أُنَيْسٍ الْمُجْمَلِ، هُوَ الِاعْتِرَافَ الْمَذْكُوْرَ فِيْ حَدِيْثِ مَاعِزٍ الْمُفَسَّرِ. فَإِذْ كُنْتُمْ قَدْ فَعَلْتُمْ هٰذَا فِيْمَا ذَكَرْنَا، فَمَا تُنْكِرُوْنَ عَلٰى مَنْ فَعَلَ فِيْ أَحَادِيْثِ الزَّكَوَاتِ مَا وَصَفْنَا، بَلْ حَدِيْثُ أُنَيْسٍ أَوْلٰى أَنْ يَكُوْنَ مَعْطُوْفًا عَلٰى حَدِيْثِ مَاعِزٍ، لِأَنَّهُ ذَكَرَ فِيْهِ الِاعْتِرَافَ. وَالْإِقْرَارُ مَرَّةً وَاحِدَةً لَيْسَ هُوَ اعْتِرَافًا بِالزِّنَا الَّذِيْ يُوْجِبُ الْحَدَّ عَلَيْهِ فِيْ قَوْلِ مُخَالِفِكُمْ. وَحَدِيْثُ مُعَاذٍ وَابْنِ عُمَرَ وَجَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فِي الزَّكَاةِ، إِنَّمَا فِيْهِ ذِكْرُ إِيْجَابِهَا فِيْمَا سُقِيَ بِكَذَا، وَفِيْمَا سُقِيَ بِكَذَا. فَذٰلِكَ أَوْلٰى أَنْ يَكُوْنَ مُضَادًّا لِمَا فِيْهِ ذِكْرُ الْأَوْسَاقِ، مِنْ حَدِيْثِ أُنَيْسٍ، لِحَدِيْثِ مَاعِزٍ. وَقَدْ حُمِلَ حَدِيْثُ مُعَاذٍ وَجَابِرٍ وَابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، عَلٰى مَا ذَكَرْنَا، وَذَهَبَ فِيْ مَعْنَاهُ إِلٰى مَا وَصَفْنَا، إِبْرَاهِيْمُ النَّخَعِيُّ، وَمُجَاهِدٌ.

۳۰۱۷: ابوالزبیر نے بیان کیا کہ انہوں نے جابر رضی اللہ عنہ سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کو ندی اور بادل سیراب کرے اس میں عشر ہے اور جس کو راہٹ سے پلایا جائے اس میں نصف عشر ہے۔ امام طحاویؒ فرماتے ہیں ان روایات میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بارش سے سیراب ہونے والی کھیتی میں صدقے کو لازم فرمایا اس میں کسی مقدار کی تعیین نہیں فرمائی۔ اس سے یہ دلالت ملتی ہے کہ زمین سے نکلنے والی ہر چیز پر صدقہ لازم ہے۔ اگر کوئی معترض یہ کہے کہ تم نے اس فصل میں جن روایات کو نقل کیا وہ شروع باب کی روایات سے متضاد نہیں بس یہ کہہ سکتے ہیں کہ پہلی روایات میں یہ وضاحت ہے اور ان میں اجمال پس مفصل مجمل سے اولیٰ ہیں۔ اس شخص کے جواب میں یہ کہا جائے گا کہ یہ بات ناممکن ہے کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان روایات میں یہ خبر دی کہ دسواں یا بیسواں حصہ ان اراضی میں لازم ہے۔ جن کو چشموں ڈولوں اور راہٹ سے سیراب کیا جائے۔ اب رہا ان احادیث کو مجمل اور ان کو مفسر قرار دینا تو ہر مقام پر یہ محمول نہیں کیا جاتا ہاں فریق اوّل کے ہاں مفسر کا متروک ہو کر مجمل پر عمل ہونا تسلیم شدہ ہے ملاحظہ کریں ماعز اسلمیؓ کا اقرار زنا چار مرتبہ ہے اور اس کو مسلم نے فی الحدود ص ۷۱ میں نقل کیا ہے اور دوسری طرف انیس بن ضحاک اسلمیؓ کی روایت میں عورت والے واقعہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کل صبح جا کر اس عورت سے دریافت کر لو اگر وہ اقرار کر لے تو اس کو رجم کر دینا مسلم فی الحدود نمبر ۲۵ میں یہ روایت موجود ہے چنانچہ اس عورت نے اقرار کیا تو اس کو سنگسار کر دیا گیا تمہارے ہاں حدیث انیسؓ کے پیش نظر چار مرتبہ اقرار ضروری نہیں بلکہ ایک مرتبہ کو کافی کہتے ہو اس قاعدہ کو باب الزکوٰۃ میں کیوں مسلم نہیں مانتے ہو کہ مجمل کو مفسر پر محمول کر کے اقرار کو چار مرتبہ ضروری قرار نہیں دیتے تو یہاں بھی ان روایات کو جو بقول تمہارے مجمل ہیں اسی عام پر حکم پر رکھیں گے اور تخصیص مقدار والی روایات پر محمول نہ کریں گے پس روایات

معاذ، ابن عمر، جابر جو ہر پیداوار میں عشر ثابت کرتی ہیں خواہ اس کی مقدار کم ہو یا زیادہ انہی کو افضل قرار دے کر ان کو معمول بہا ٹھہرایا جائے گا او ساق والی روایات سے استدلال درست نہ ہوگا چنانچہ تابعین میں امام ابراہیم و مجاہد رحمہم اللہ نے اسی کے موافق فتویٰ اختیار کیا ہے۔

**حاصل روایات:** ان روایات سے ثابت ہوتا ہے جس کو بارش سے سیرابی ملے خواہ وہ مقدار میں قلیل ہو یا کثیر اس میں عشر ہے اس کی کوئی مقدار مقرر نہیں ہے۔

## اشکال:

فصل اول کی روایات تو مفصل ہیں اور فصل ثانی کی روایات مجمل ہیں تو مجمل کو مفسر پر محمول کرنا چاہئے پس پانچ وسق سے کم مقدار میں عشر واجب نہیں ہوگا۔

## حل اشکال:

یہ بات ناممکن ہے کیونکہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ان آثار میں بتلایا کہ عشر یا نصف عشر کا وجوب ہر اس مال میں ہے جو نہر یا چشمہ یا ڈول یا راہٹ سے سیراب کیا گیا ہو اور ہر اس مقدار کے لئے ہے جو ان پانیوں سے سیراب ہوئی ہو۔

اب رہا ان احادیث کو مجمل اور ان کو مفسر قرار دینا تو ہر مقام پر یہ محمول نہیں کیا جاتا ہاں فریق اوّل کے ہاں مفسر کا متروک ہو کر مجمل پر عمل ہونا تسلیم شدہ ہے ملاحظہ کریں ماعز اسلمیؓ کا اقرار زنا چار مرتبہ ہے اور اس کو مسلم نے فی الحدود ص ۷۰ میں نقل کیا ہے اور دوسری طرف انیس بن ضحاک اسلمیؓ کی روایت میں عورت والے واقعہ میں آپ ﷺ نے فرمایا کل صبح جا کر اس عورت سے دریافت کرلو اگر وہ اقرار کرلے تو اس کو رجم کر دینا مسلم فی الحدود نمبر ۲۵ میں یہ روایت موجود ہے چنانچہ اس عورت نے اقرار کیا تو اس کو سنگسار کر دیا گیا تمہارے ہاں حدیث انیسؓ کے پیش نظر چار مرتبہ اقرار ضروری نہیں بلکہ ایک مرتبہ کو کافی کہتے ہو اس قاعدہ کو باب الزکوٰۃ میں اس قاعدہ کو کیوں مسلم نہیں مانتے ہو کہ مجمل کو مفسر پر محمول کر کے اقرار کو چار مرتبہ ضروری قرار نہیں دیتے تو یہاں بھی ان روایات کو جو بقول تمہارے مجمل ہیں اسی عام پر حکم پر رکھیں گے اور تخصیص مقدار والی روایات پر محمول نہ کریں گے پس روایات معاذ، ابن عمر، جابر رضی اللہ عنہم اجمعین جو ہر پیداوار میں عشر ثابت کرتی ہیں خواہ اس کی مقدار کم ہو یا زیادہ انہی کو افضل قرار دے کر ان کو معمول بہا ٹھہرایا جائے گا او ساق والی روایات سے استدلال درست نہ ہوگا چنانچہ تابعین میں امام ابراہیم و مجاہد رحمہم اللہ کو اسی کے موافق فتویٰ دیتے ہوئے پاتے ہیں جو چند سطور کے بعد ہم نقل کریں گے۔

نیز فریق ثانی کی روایات کو قبولیت حاصل ہوئی حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اپنے عمال کو اس کے مطابق حکم فرمایا۔

پانچ وسق والی روایت کا حکم ساعی و مصدق کو ہے کہ اگر وہ غلہ کی مقدار اس سے کم پائے تو صدقہ وصول نہیں کر سکتا بلکہ مالک خود فقراء میں تقسیم کر دے۔

ابراہیم و مجاہد کی روایات یہ ہیں۔

۳۰۱۸ : حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ الْأَصْبَهَانِيِّ، قَالَ : أَنَا شَرِيْكٌ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ (فِيْ كُلِّ شَيْءٍ أَخْرَجَتِ الْأَرْضُ الصَّدَقَةُ) .

۳۰۱۸: شریک نے منصور سے انہوں نے ابراہیم سے نقل کیا ہر چیز جو زمین نکالے اس میں صدقہ ہے۔

۳۰۱۹ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ، قَالَ : ثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ، قَالَ : ثَنَا مُوْسَى بْنُ أَعْيَنَ، عَنْ خُصَيْفٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ : سَأَلْتُهُ عَنْ زَكٰوةِ الطَّعَامِ فَقَالَ (فِيْمَا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ، الْعُشْرُ وَنِصْفُ الْعُشْرِ) .وَالنَّظَرُ الصَّحِيْحُ أَيْضًا يَدُلُّ عَلٰى ذٰلِكَ، وَذٰلِكَ أَنَّا رَأَيْنَا الزَّكَوَاتِ تَجِبُ فِي الْأَمْوَالِ وَالْمَوَاشِيْ، فِيْ مِقْدَارٍ مِنْهَا مَعْلُوْمٍ، بَعْدَ وَقْتٍ مَعْلُوْمٍ، وَهُوَ الْحَوْلُ، فَكَانَتْ تِلْكَ الْأَشْيَاءُ تَجِبُ بِمِقْدَارٍ مَعْلُوْمٍ، وَوَقْتٍ مَعْلُوْمٍ .ثُمَّ رَأَيْنَا مَا تُخْرِجُ الْأَرْضُ، يُؤْخَذُ مِنْهُ الزَّكَاةُ، فِيْ وَقْتِ مَا تُخْرِجُ، وَلَا يُنْتَظَرُ بِهٖ وَقْتٌ .فَلَمَّا سَقَطَ أَنْ يَكُوْنَ لَهٗ وَقْتٌ يَجِبُ فِيْهِ الزَّكَاةُ بِحُلُوْلِهٖ، سَقَطَ أَنْ يَكُوْنَ لَهٗ مِقْدَارٌ يَجِبُ الزَّكَاةُ فِيْهِ بِبُلُوْغِهٖ .فَيَكُوْنُ حُكْمُ الْمِقْدَارِ وَالْمِيْقَاتِ فِيْ هٰذَا سَوَاءً، إِذَا سَقَطَ أَحَدُهُمَا سَقَطَ الْآخَرُ، كَمَا كَانَا فِي الْأَمْوَالِ الَّتِيْ ذَكَرْنَا، سَوَاءً، لِمَا ثَبَتَ أَحَدٌ ثَبَتَ الْآخَرُ .فَهٰذَا هُوَ النَّظَرُ، وَهُوَ قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى .

۳۰۱۹: خصیف نے مجاہد سے نقل کیا کہ میں نے ان سے کھانے کی اشیاء کے صدقہ سے متعلق سوال کیا تو انہوں نے فرمایا اس کے قلیل و کثیر میں عشر اور نصف عشر ہے۔ درست غور و فکر بھی اسی بات پر دلالت کرتا ہے کہ ہم یہ جانتے ہیں کہ اموال اور مویشیوں میں زکوٰۃ کی مقررہ مقدار سال گزرنے کے بعد لازم ہے۔ تو ان اشیاء میں ایک مقدار معلوم ایک مخصوص وقت میں لازم ہے پھر ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ زمین کی پیداوار میں جو زکوٰۃ لی جاتی ہے وہ اسی وقت ہے جب وہ پیداوار ہو اس کے لئے کسی وقت کا انتظار نہیں کیا جاتا جب اس کی زکوٰۃ کے لئے وقت ساقط ہو گیا تو اس کی مقدار واجبہ بھی ساقط ہونی چاہیے جس تک پہنچنے پر زکوٰۃ دی جائے۔ پس اس میں وقت و مقدار کا حکم یکساں ہوگا جب ایک ساقط ہوگا تو دوسرا بھی ساقط ہو جائے گا۔ جیسا کہ مذکورہ اموال میں یہ دونوں چیزیں برابر ہیں۔ کہ جب ایک ثابت ہو تو دوسری بھی ثابت ہو جائے نظر کا یہی تقاضا ہے۔ یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

## نظر طحاوی رحمہ اللہ:

جانوروں اور اموال تجارت اور اموال باطنہ میں وجوب زکوٰۃ کے لئے سال گزرنے کی شرط ہے مالک نصاب ہونا کافی نہیں ہے اور پیداوار زمینی میں وجوب عشر کے لئے سال بھر گزرنے کی شرط کسی کے ہاں بھی نہیں بلکہ جس وقت پیداوار تیار ہو جائے اسی وقت لازم ہے اور مویشی اور اموال تجارات میں بھی حولان حول کی شرط ہے اور مقدار نصاب بھی شرط کی گئی ہے پس

پیداوار اراضی میں جس طرح سال گزرنے کی شرط نہیں ہے بالکل اس میں نصاب کی مقدار کی شرط پانچ وسق وہ بھی نہ ہوگی۔ جس میں ایک شرط لازم ہوتی ہے اس میں دوسری شرط بھی ساتھ لازم ہوتی ہے اور جس میں ایک شرط نہیں ہے اس میں دوسری شرط بھی ساتھ لازم نہیں ہوگی۔

یہی امام ابوحنیفہ کا مسلک ہے اور احوط مسلک یہی ہے۔

## اصطلاحات کی وضاحت:

وسق: ایک وسق کا وزن ایک کوئنٹل ۸۸ کلو ۹۵۶ گرام ۸۰۰ ملی گرام ہوتا ہے ۵ وسق کا وزن ۹ کوئنٹل ۴۴ کلو ۸۴۷ گرام۔

صاع: ۱۲ ماشہ کے تولہ سے ۲۷۰ تولہ ہوتا ہے۔ ۳ کلو ۱۴۹ گرام ۸۰۰ ملی گرام ہے۔

تولہ: ۱۲ ماشے۔ ۱۱ گرام ۶۶۴ ملی گرام ہے۔ ایضاح النوادر ص ۱۸ ج ۱۔

اوقیہ: ۴۰ درہم ۵ اوقیہ ۔ ۲۰۰ درہم۔

ا۔ تولہ۔ ۱۲۲ اگرام ۲۷۴ ملی گرہم جبکہ تولہ ۱۲ ماشہ کا ہو۔ (مترجم)

نوٹ: فریق اوّل کی روایات پانچ صحابہ سے مروی ہیں اور فریق ثانی کی روایات تین صحابہ کرام سے مروی ہیں فریق دوم کی روایات میں معاذ بن جبلؓ کی روایت کی وجہ سے وزن زیادہ ہے کیونکہ وہ وفات سے تھوڑے دنوں پہلے کی ہے واللہ اعلم بالصواب امام طحاویؒ کا رجحان فریق ثانی کی طرف ہے۔

# بَابُ الْخَرْصِ

## کھیتی یا پھل کا اندازہ کرنا

خلاصۃ البراء: امام مالک، شافعی، احمد رحمہم اللہ کے ہاں پکنے کے قریب جب پھل وغیرہ پہنچ جائیں تو اس وقت ماہرین کو بھیج کر ان میں اندازہ کیا جائے جب عشر مقدار مقرر ہو جائے تو اس کا تیسرا یا چوتھا حصہ مؤنث کے نام سے چھوڑ دیا جائے باقی حکومت وصول کرے وہ چوتھائی بعض کے ہاں عشر سے مستثنیٰ ہے جبکہ بعض کے نزدیک بذات خود اس کا عشر نکال کر مالک فقراء کو دے۔

نمبر ۲: پھل تیار ہونے پر کٹ جائیں تو اس وقت اندازہ کیا جائے اور ثلث یا ربع خرچہ اہل وعیال کے لئے مستثنیٰ کر دیا جائے گا۔ (بذل)

## فریق اوّل کا موقف اور دلائل:

جب کھیتی پکنے کے قریب ہو جائے تو اس وقت اندازہ ماہرین سے کرایا جائے اور ثلث و ربع مستثنیٰ ہوگا اس کا عشر وہ ذاتی طور پر فقراء کو دے گا۔

۳۰۲۰: حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ سِنَانٍ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نَافِعٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : (كَانَتِ الْمَزَارِعُ تُكْرٰى عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَلٰى أَنَّ لِرَبِّ الْأَرْضِ، مَا عَلَى السَّاقِيْ مِنَ الزَّرْعِ، وَطَائِفَةٍ مِنَ التِّبْنِ، لَا أَدْرِيْ كَمْ هُوَ ؟ قَالَ نَافِعٌ : فَجَاءَ رَافِعُ بْنُ خَدِيْجٍ، وَأَنَا مَعَهُ، فَقَالَ : إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطٰى خَيْبَرَ يَهُوْدَ، عَلٰى أَنَّهُمْ يَعْمَلُوْنَهَا وَيَزْرَعُوْنَهَا، عَلٰى أَنَّ لَهُمْ نِصْفَ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا مِنْ ثَمَرٍ أَوْ زَرْعٍ، عَلٰى أَنْ نُقِرَّكُمْ فِيْهَا مَا بَدَا لَنَا .قَالَ : فَخَرَصَهَا عَلَيْهِمْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَصَاحُوْا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَرْصِهٖ؟ .فَقَالَ لَهُمْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ : أَنْتُمْ بِالْخِيَارِ، إِنْ شِئْتُمْ فَهِيَ لَكُمْ، وَإِنْ شِئْتُمْ فَهِيَ لَنَا، نَخْرُصُهَا وَنُؤَدِّيْ إِلَيْكُمْ نِصْفَهَا .فَقَالُوْا : بِهٰذَا قَامَتِ السَّمٰوَاتُ، وَالْأَرْضُ) .

۳۰۲۰: نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں زمین ٹھیکہ پر دی جاتی تھی اس کا طریقہ یہ تھا کہ زمین کے مالک کو اتنی مقدار ملے گی جتنی کھیت کے پانی کے کنارے کے قریب ہے اور کچھ بھوسہ دیا جائے گا مجھے معلوم نہیں اس کی مقدار کیا تھی نافع کہتے ہیں کہ رافع بن خدیج آئے اور میں ان کے ساتھ تھا تو انہوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کو خیبر کی زمینیں اس شرط پر عنایت فرمائیں کہ وہ کام کریں گے اور کھیتی لگائیں گے اور کل پیداوار کا نصف مسلمانوں کو دیں گے خواہ غلہ ہو یا پھل اور جب تک مناسب ہوگا ہم تمہیں یہاں ٹھہرائیں گے پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن رواحہ کو اندازہ کرنے کے لئے مقرر فرمایا تو انہوں نے ان کے اندازے کی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں فریاد کی؟ تو جناب عبداللہ نے فرمایا تمہیں اس میں اختیار ہے اگر چاہو تم لے لو اور اگر ہم چاہیں گے ہم لے لیں گے ہم اندازہ کریں گے اور اس کا نصف جو بنے گا وہ تمہیں ادا کر دیں گے وہ کہنے لگے یہی وہ عدل وانصاف ہے جس کی وجہ سے آسمان وزمین قائم ہیں۔

تخریج : ابن ماجه فی الزکاة باب ۱۸، نمبر ۱۸۲۰۔

۳۰۲۱: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَوْنٍ الزِّيَادِيُّ، قَالَ : ثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ، قَالَ : ثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ (أَفَاءَ اللّٰهُ خَيْبَرَ فَأَقَرَّهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَمَا كَانُوْا، وَجَعَلَهَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَهُمْ .فَبَعَثَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ رَوَاحَةَ فَخَرَصَهَا عَلَيْهِمْ ثُمَّ قَالَ يَا مَعْشَرَ الْيَهُوْدِ، أَنْتُمْ أَبْغَضُ الْخَلْقِ إِلَيَّ، قَتَلْتُمْ أَنْبِيَاءَ اللّٰهِ، وَكَذَبْتُمْ عَلَى اللّٰهِ، وَلَيْسَ يَحْمِلُنِيْ بُغْضِيْ إِيَّاكُمْ أَنْ أَحِيْفَ عَلَيْكُمْ، وَقَدْ خَرَصْتُ عَلَيْكُمْ بِعِشْرِيْنَ أَلْفِ وَسْقٍ مِنْ تَمْرٍ، فَإِنْ شِئْتُمْ فَلَكُمْ، وَإِنْ شِئْتُمْ فَلِيْ) .

۳۰۲۱: ابوالزبیر نے جابرؓ سے روایت کی ہے اللہ تعالیٰ نے مال فئی کے طور پر خیبر عنایت فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے ان کو ان زمینوں پر برقرار رکھا جیسا پہلے تھے اور اس پیداوار کو اپنے اور ان کے مابین بانٹ لیا پھر آپ نے عبداللہ بن رواحہؓ کو بھیجا انہوں نے اندازہ لگایا پھر فرمایا اے یہود! تم میرے ہاں مخلوق میں مبغوض ترین لوگ ہو تم نے انبیاء علیہم السلام کو قتل کیا اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھے مگر میرا بغض تمہارے متعلق مجھے اس بات پر آمادہ نہ کرے گا کہ میں پر ظلم کروں میں نے تمہارے متعلق اندازہ لگایا کہ کھجور کی مقدار بیس ہزار وسق ہوگی اگر تم چاہو تم لے لو اور اگر چاہو مجھے دے دو۔

۳۰۲۲: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوٗدَ، قَالَ : ثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نَافِعٍ، قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، (عَنْ عَتَّابِ بْنِ أُسَيْدٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهٗ أَنْ يَخْرُصَ الْعِنَبَ زَبِيْبًا، كَمَا يَخْرُصَ الرُّطَبَ) . قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَذَهَبَ قَوْمٌ، أَنَّ الثَّمَرَةَ الَّتِيْ يَجِبُ فِيْهَا الْعُشْرُ، هٰكَذَا حُكْمُهَا، تُخْرَصُ وَهِيَ رُطَبٌ تَمْرًا، فَيُعْلَمُ مِقْدَارُهَا، فَتُسَلَّمُ إِلٰى رَبِّهَا، وَيُمْلَكُ بِذٰلِكَ حَقُّ اللّٰهِ تَعَالٰى فِيْهَا، وَيَكُوْنُ عَلَيْهِ مِثْلُهَا مَكِيْلَةً ذٰلِكَ تَمْرًا، وَكَذٰلِكَ يُفْعَلُ فِي الْعِنَبِ، وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ بِهٰذِهِ الْآثَارِ .وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ، فَكَرِهُوْا ذٰلِكَ وَقَالُوْا : لَيْسَ فِيْ شَيْءٍ مِنْ هٰذِهِ الْآثَارِ أَنَّ الثَّمْرَةَ كَانَتْ رُطَبًا فِيْ وَقْتِ مَا خُرِصَتْ فِيْ حَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ وَجَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا .وَكَيْفَ يَجُوْزُ أَنْ يَّكُوْنَ كَانَتْ رُطَبًا حِيْنَئِذٍ، فَتُجْعَلَ لِصَاحِبِهَا حَقَّ اللّٰهِ فِيْهَا بِمَكِيْلَةِ ذٰلِكَ تَمْرًا يَكُوْنُ عَلَيْهِ نَسِيْئَةً .وَقَدْ (نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ التَّمْرِ فِيْ رُءُوْسِ النَّخْلِ بِالتَّمْرِ كَيْلًا) ، (وَنَهٰى عَنْ بَيْعِ الرُّطَبِ بِالتَّمْرِ نَسِيْئَةً) ، وَجَاءَتْ بِذٰلِكَ عَنْهُ الْآثَارُ الْمَرْوِيَّةُ الصَّحِيْحَةُ، قَدْ ذَكَرْنَا ذٰلِكَ فِيْ غَيْرِ هٰذَا الْمَوْضِعِ مِنْ كِتَابِنَا هٰذَا، وَلَمْ يَسْتَثْنِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذٰلِكَ شَيْئًا .فَلَيْسَ وَجْهُ مَا رَوَيْنَا فِي الْخَرْصِ عِنْدَنَا، عَلٰى مَا ذَكَرْتُمْ، وَلٰكِنَّ وَجْهَ ذٰلِكَ عِنْدَنَا -وَاللّٰهُ أَعْلَمُ- أَنَّهٗ إِنَّمَا أُرِيْدَ بِخَرْصِ ابْنِ رَوَاحَةَ، لِيَعْلَمَ بِهٖ مِقْدَارَ مَا فِيْ أَيْدِيْ كُلِّ قَوْمٍ مِنَ الثِّمَارِ، فَيُؤْخَذُ مِثْلُهٗ بِقَدْرِهٖ فِيْ وَقْتِ الصِّرَامِ، لَا أَنَّهُمْ يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ شَيْئًا مِمَّا يَجِبُ لِلّٰهِ فِيْهِ بِبَدَلٍ لَا يَزُوْلُ ذٰلِكَ الْبَدَلُ عَنْهُمْ .وَكَيْفَ يَجُوْزُ ذٰلِكَ ؟ وَقَدْ يَجُوْزُ أَنْ تُصِيْبَ بَعْدَ ذٰلِكَ آفَةٌ فَتُتْلِفَهَا، أَوْ نَارٌ فَتُحْرِقَهَا، فَتَكُوْنُ مَا يُؤْخَذُ مِنْ صَاحِبِهَا بَدَلًا مِنْ حَقِّ اللّٰهِ تَعَالٰى فِيْهَا مَأْخُوْذًا مِنْهُ، بَدَلًا مِمَّا لَمْ يُسَلَّمْ لَهٗ .وَلٰكِنَّهٗ إِنَّمَا أُرِيْدَ بِذٰلِكَ الْخَرْصِ مَا ذَكَرْنَا، وَكَذٰلِكَ فِيْ حَدِيْثِ عَتَّابِ بْنِ أُسَيْدٍ، فَهُوَ عَلٰى مَا وَصَفْنَا مِنْ ذٰلِكَ أَيْضًا. وَقَدْ دَلَّ عَلٰى ذٰلِكَ أَيْضًا.

۳۰۷۲: سعید بن المسیب سے عتاب بن اسیدؓ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ انگور کا اندازہ کشمش کے طور پر لگایا جائے جیسا کہ تازہ کھجور سے کھجور کا اندازہ کیا جاتا ہے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ نے فرمایا علماء کی ایک جماعت نے فرمایا کہ جس پھل میں عشر واجب ہے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ جب وہ تر کھجور کی صورت میں ہو تو اس کی مقدار معلوم کر لی جائے اور اس کے مالک کے ان کو سپرد کر دیا جائے اس سے ان میں اللہ تعالیٰ کا حق اس مالک پر لازم ہو جائے گا۔ جب وہ پک جائیں اسی کیل سے کھجور اس پر لازم ہو گی انگوروں کے سلسلہ میں بھی اسی طرح کیا جائے گا۔ انہوں نے ان آثار کو دلیل نہ بنایا مگر دوسرے علماء نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے اس کو مکروہ قرار دیا اور کہا کہ ان آثار میں اس سلسلہ کی کوئی بات نہیں ہے کہ کھجور کو تر حالت میں اندازہ کیا جائے۔ نہ تو حدیث ابن عمر میں اور نہ جابر ؓ میں تو پھر یہ کہنا کیسے درست ہوا کہ تر کھجور سے ہی ان کھجوروں کے مالک پر کیل کے ذریعے سے حق لازم کر دیا جائے اور وہ پکی ہوئی کھجور تو اس کے ذمہ ادھار ہو جائے گی حالانکہ جناب رسول اللہ ﷺ نے درخت کے اوپر کھجور کے بدلے میں کھجور کو کیل کرنے سے منع فرمایا اسی طرح آپ نے تر کھجوروں کو خشک کھجور کے بدلے ادھار فروخت سے منع فرمایا اور اس سلسلے میں بہت ساری صحیح روایات وارد ہیں جن کو ہم نے اپنی اسی کتاب میں دوسرے مقام پر ذکر کیا ہے۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے کسی صورت کو مستثنیٰ نہیں فرمایا۔ فلہٰذا ہمارے ہاں اندازہ کرنے کے سلسلے میں وہ صورت نہیں ہے جو تم نے بیان کی ہے بلکہ ہمارے اس کہنے کا مطلب یہ ہے (واللہ اعلم) کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ سے اندازہ لگوانے کا مطلب یہی تھا تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ جماعت کے پاس کتنا پھل ہے تاکہ کٹائی کے وقت اتنا پھل ان سے لے لیا جائے۔ اس کا یہ معنیٰ نہیں ہے کہ وہ اندازہ کرنے سے اس چیز کے مالک بن گئے جس میں اللہ کا حق ان پر واجب ہو گیا اور جس کا بدل ادا کرنا ان کو ضروری ہو گیا۔ آپ ہی فرمائیں کہ یہ کس طرح جائز ہے کہ اس کے بعد کہ آفت سے وہ پھل ہلاک ہو جائے یا آگ سے جل جائے تو گویا مالک سے ایسی چیز کا بدل لیا جا رہا ہے جو اس نے وصول ہی نہیں کی۔ پس اس اندازہ سے وہی مراد ہے جو ہم نے مراد لیا اور حضرت عتاب بن اسید ؓ کی روایت میں اسی بات کا تذکرہ ہے جو ہم نے بیان کی اور یہ روایت بھی اس پر دلالت کر رہی ہے۔

**تخریج**: ابو داؤد فی الزکاۃ باب ۱۴، نمبر ۱۶۰۳۔

**حاصل روایات**: کھجور کا اندازہ رطب (تازہ کھجور) کی صورت میں لگایا جائے گا اور انگور کا اندازہ بھی بطور کشمش لگایا جائے گا مکمل تیار ہونے کا انتظار نہ کیا جائے گا جیسا کہ آثار بالا اس پر دلالت کرتے ہیں۔

## فریق ثانی کا موقف:

جب پھل اور کھیتی کٹ جائے اس وقت ان کا اندازہ کیا جائے گا پہلے اندازہ نہ کیا جائے گا۔

## سابقہ موقف کا جواب:

فریق اوّل کے استدلال کے لئے ابن عمر رضی اللہ عنہما اور جابرؓ کی روایات میں کوئی گنجائش نہیں اور ہو بھی کیسے سکتی ہے کھجور تو ابھی رطب حالت میں ہے اور اس کے بدلے میں پختہ کھجور دی جا رہی ہے اور رطب ابھی درختوں کی ٹہنیوں پر ہے یہ بیع مزابنہ بن جائے گی جو کہ شرع میں ممنوع ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کی اس وقت بیع سے منع فرمایا جبکہ ابھی وہ درخت سے اتاری نہ گئی ہو اور رطب کو پکی کھجور کے بدلے ادھار بیچنے سے منع فرمایا ہے اور اس سلسلہ میں کئی روایات وارد ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشر میں کوئی چیز مستثنیٰ نہیں کی ہے۔

خرص کی وجہ وہ نہیں جو تم بیان کرتے ہو بلکہ اس کی وجہ دیگر ہے تا کہ ہمیں ان پھلوں کے متعلق اندازہ ہو جائے کہ ان کے پاس ہمارے پھل کتنے ہیں جب پھل توڑا جائے تو اس اندازہ کے مطابق ان سے لے لیا جائے یہ مطلب نہیں کہ وہ اس میں سے اللہ تعالیٰ کے حق کے مالک بن جائیں ایسے بدل کے ذریعہ مالک بن جائیں جو بدل ان سے زائل نہ ہو۔

اور اس کو درست کس طرح قرار دیا جا سکتا ہے جبکہ ابھی پھل اپنی میعاد کو نہیں پہنچا اس دوران اگر پھل کسی آفت سے تباہ ہو جائے یا بگولہ سے جل جائے تو اللہ تعالیٰ کے حق کا ہم نے وہ بدل وصول کر لیا جو مال ابھی مالک کے سپرد نہیں ہوا اور نہ اس کو پہنچا تو یہ وصولی کس چیز پر ہوگی۔

بلکہ خرص سے مراد وہی ہے کہ مزارع اور کارندہ اس میں خیانت کا مرتکب نہ ہو اسی وجہ سے اتنے دنوں کی مؤنت اس کے لئے مستثنیٰ کی گئی روایت عتاب بن اسیدؓ کا بھی یہی معنی ہے اس کی دلیل یہ روایت ہے۔

روایت سہل بن حثمہؓ۔

۳۰۲۳ : مَا حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ، قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَسْعُوْدِ بْنِ نِيَارٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ، قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (إِذَا خَرَصْتُمْ فَخُذُوْا، وَدَعُوا الثُّلُثَ، فَإِنْ لَمْ تَدَعُوا الثُّلُثَ، فَدَعُوا الرُّبُعَ) .فَقَدْ عَلِمْنَا أَنَّ ذٰلِكَ لَا يَكُوْنُ فِيْ وَقْتِ مَا يُؤْخَذُ الزَّكَاةُ، لِأَنَّ ثَمَرَتَهُ لَوْ بَلَغَتْ مِقْدَارَ مَا يَجِبُ فِيْهِ الزَّكَاةُ، لَمْ يُحَطَّ عَنْهُ شَيْءٌ مِمَّا وَجَبَ عَلَيْهِ فِيْهَا، فَأَخَذَ مِنْهُ مَا وَجَبَ عَلَيْهِ فِيْهَا بِكَمَالِهِ، هٰذَا مِمَّا اتَّفَقَ عَلَيْهِ الْمُسْلِمُوْنَ .وَلٰكِنَّ الْحَطِيْطَةَ الْمَذْكُوْرَةَ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ إِنَّمَا هِيَ قَبْلَ ذٰلِكَ فِيْ وَقْتِ مَا يَأْكُلُ مِنَ الثَّمَرَةِ أَهْلُهَا، قَبْلَ أَوَانِ أَخْذِ الزَّكٰوةِ مِنْهَا .فَأَمَرَ الْخُرَّاصَ أَنْ يُلْقُوْا مِمَّا يَخْرُصُوْنَ، الْمِقْدَارَ الْمَذْكُوْرَ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ، لِئَلَّا يُحْتَسَبَ بِهِ عَلٰى أَهْلِ الثِّمَارِ فِيْ وَقْتِ أَخْذِ الزَّكٰوةِ مِنْهُمْ .وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ يَأْمُرُ الْخُرَّاصَ بِذٰلِكَ أَيْضًا .

۳۰۲۳: عبدالرحمٰن بن مسعود بن دینار نے سہل بن ابی حثمہؓ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم

اندازہ کر لو تو کم از کم ثلث کو چھوڑ دو اور اگر تم ثلث نہ چھوڑ و تو ربع تو ضرور چھوڑ دو۔ ہمیں معلوم ہو گیا کہ یہ اس وقت کا حکم نہیں جب زکوۃ لی جائے کیونکہ جب پھل کی مقدار اتنی ہو جائے جس پر زکوۃ لازم ہے تو جتنی زکوۃ لازم ہے اس سے کم نہیں کیا جا سکتا بلکہ پورے واجب کو وصول کیا جائے گا اس پر پوری امت کا اتفاق ہے تو اس روایت میں جتنی مقدار کو چھوڑنے کا تذکرہ ہے تو وہ اس وقت کی بات ہے جب زکوۃ کی ادائیگی سے پہلے مالکوں کو اس سے کھانے کی ضرورت پڑتی ہے تو اندازہ لگانے والے کو حکم دے دیا کہ پھل کی جس مقدار کا وہ اندازہ لگائیں اس میں ثلث یا ربع کو چھوڑ دیں تا کہ باغات کا عشر وصول کرتے ہوئے اس کو حساب میں شامل نہ کیا جائے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اندازہ لگانے والے کو اس بات کا حکم فرماتے تھے' جیسا کہ اگلے اثر سے واضح ہے۔

**تخریج** : ترمذی فی الزکاۃ باب ۱۷' نمبر ۶۴۳' نسائی فی الزکاۃ باب ۲۶' دارمی فی البیوع باب ۷۶' مسند احمد ۴۴۸/۳' ۲/۴' ۳۔

**حاصل روایات:** اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اندازہ اس وقت نہیں جبکہ زکوۃ لی جاتی ہے کیونکہ اگر وہ پھل اسی اندازے کے مطابق کٹنے کے وقت نکل آیا تو اس وقت اس میں سے کچھ کم نہ کیا جائے گا اس کے تمام پر عشر ہو گا اس پر تو تمام امت مسلمہ کا اتفاق ہے۔

بقیہ وہ کمی جس کا تذکرہ اس روایت میں وارد ہے وہ پھل کے پکنے کے قریب قریب ہونے کے موقعہ پر ہے اور وہ زکوۃ سے پہلے کا زمانہ ہے۔

پس اس سے ثابت ہوا کہ اندازے کا حکم اسے کٹائی سے پہلے ہے اسی لئے خراص کو ثلث یا ربع منہا کرنے کا حکم دیا تا کہ وہ بوقت زکوۃ اس میں شمار نہ ہو اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی یہ مروی ہے کہ وہ خراص کو یہ حکم فرماتے تھے۔

۳۰۲۴ : حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ' قَالَ : ثَنَا يُوْسُفُ بْنُ عَدِيٍّ' قَالَ : ثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ' عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ' عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ' عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ' قَالَ : بَعَثَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَهْلَ بْنَ أَبِيْ حَثْمَةَ يَخْرُصُ عَلَى النَّاسِ' فَأَمَرَهُ - إِذَا وَجَدَ الْقَوْمَ فِيْ نَخْلِهِمْ- أَنْ لَا يَخْرُصَ عَلَيْهِمْ مَا يَأْكُلُوْنَ' فَهٰذَا أَيْضًا دَلِيْلٌ عَلَى مَا ذَكَرْنَا .وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِيْ حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ أَيْضًا فِيْ صِفَةِ خَرْصِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَدُلُّ عَلَى مَا ذَكَرْنَا .

۳۰۲۴: سعید بن المسیب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے سہل بن حثمہ کو حکم دیا وہ لوگوں کے پھلوں کا اندازہ لگائے اور فرمایا جب لوگوں کو کھجوروں میں پاؤ تو جو وہ کھالیں اس کو خرص میں شمار نہ کرو۔ یہ ہماری بات کی دلیل ہے اور حضرت ابو حمید ساعدی نے بھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح کی بات نقل کی ہے۔

**حاصل روایات:** یہ روایت بھی کھلی دلیل ہے کہ وہاں اندازہ کٹنے سے قبل مراد ہے جبکہ پھل کھانے کے قابل ہو جائے اسی لئے کھانے پینے کو مستثنیٰ کر دیا اور حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ کی روایت بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خرص کے سلسلہ میں اس کی مؤید ہے۔

روایت ابوحمید ساعدیؓ۔

۳۰۲۵ : وَحَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ أَبِيْ دَاوٗدَ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَمْرٍو الدِّمَشْقِيُّ، قَالَا : ثَنَا الْوُحَاظِيُّ .ح .وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، وَأَحْمَدُ بْنُ دَاوٗدَ، قَالَا : ثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، قَالَا : ثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، قَالَ : ثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى الْمَازِنِيُّ، عَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ، (عَنْ أَبِيْ حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ، قَالَ : خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ فَأَتَيْنَا وَادِيَ الْقُرٰى عَلٰى حَدِيْقَةِ امْرَأَةٍ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُخْرُصُوْهَا فَخَرَصَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَرَصْنَاهَا عَشْرَةَ أَوْسُقٍ وَقَالَ أَحْصِيهَا حَتّٰى أَرْجِعَ إِلَيْكِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى .فَلَمَّا قَدِمْنَاهَا سَأَلَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ حَدِيْقَتِهَا كَمْ بَلَغَ تَمْرُهَا ؟ قَالَتْ : عَشْرَةَ أَوْسُقٍ) . فَفِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ أَيْضًا أَنَّهُمْ خَرَصُوْهَا وَأَمَرُوْهَا بِأَنْ تُحْصِيَهَا حَتّٰى يَرْجِعُوْا إِلَيْهَا .فَذٰلِكَ دَلِيْلٌ عَلٰى أَنَّهَا لَمْ تُمَلَّكْ بِخَرْصِهِمْ إِيَّاهَا مَا لَمْ تَكُنْ مَالِكَةً لَهُ قَبْلَ ذٰلِكَ .وَإِنَّمَا أَرَادُوْا ذٰلِكَ أَنْ يَعْلَمُوْا مِقْدَارَ مَا فِيْ نَخْلِهَا خَاصَّةً، ثُمَّ يَأْخُذُوْنَ مِنْهَا الزَّكَاةَ فِيْ وَقْتِ الصِّرَامِ، عَلٰى حَسَبِ مَا يَجِبُ فِيْهَا .فَهٰذَا هُوَ الْمَعْنٰى فِيْ هٰذِهِ الْآثَارِ عِنْدَنَا، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ .وَقَدْ قَالَ قَوْمٌ فِي الْخَرْصِ غَيْرَ هٰذَا الْقَوْلِ، قَالُوْا : إِنَّهُ قَدْ كَانَ فِيْ أَوَّلِ الزَّمَانِ يَفْعَلُ مَا قَالَ أَهْلُ الْمَقَالَةِ الْأُوْلٰى مِنْ تَمْلِيْكِ الْخُرَّاصِ أَصْحَابَ الثِّمَارِ حَقَّ اللّٰهِ فِيْهَا، وَهِيَ رُطَبٌ، بِبَدَلٍ يَأْخُذُوْنَهُ مِنْهُمْ تَمْرًا، ثُمَّ نُسِخَ ذٰلِكَ بِنَسْخِ الرِّبَا فَرُدَّتِ الْأُمُوْرُ إِلٰى أَنْ لَا يُؤْخَذَ فِي الزَّكَوَاتِ إِلَّا مَا يَجُوْزُ فِي الْبِيَاعَاتِ .وَذَكَرُوْا فِيْ ذٰلِكَ مَا

۳۰۲۵: سہل بن سعد الساعدی نے ابوحمید الساعدیؓ سے نقل کیا کہ ہم جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ تبوک میں نکلے ہمارا گزر وادی القریٰ میں ایک عورت کے کھجوروں کے باغ کے پاس سے ہوا تو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اندازہ کرو ہم نے اور جناب رسول اللہ ﷺ نے اس کا اندازہ دس وسق سے لگایا آپ نے فرمایا اس کو اتنی مقدار میں جمع کر کے رکھنا ہم واپسی پر ان شاء اللہ تعالیٰ وصول کر لیں گے جب ہم تبوک سے واپس لوٹے تو اس عورت سے جناب رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ کھجور کی کتنی مقدار حاصل ہوئی اس نے کہا دس وسق۔ اس روایت میں بھی یہ بات بتلائی گئی کہ انہوں نے اندازے کا حکم دیا اور اسے واپسی تک محفوظ کرنے کا حکم فرمایا اس سے یہ ثبوت مل گیا کہ اندازہ کرنے کی وجہ سے وہ عورت اس کی مالک نہیں بنی اگر وہ پہلے سے اس کی مالک نہ ہو صرف اس اندازے سے مقصد یہ تھا کہ کھجوروں کی وہ مقدار معلوم ہو جائے پھر وہ کٹائی کے وقت جتنی اس کے اندر زکوٰۃ بنتی ہے اتنی وہ وصول کر لے۔ ہمارے نزدیک ان آثار کا یہی مطلب ہے۔ واللہ اعلم۔ بعض لوگوں نے ''خرص'' کے

بارے میں ایک دوسرے قول کو اپنایا ہے کہ یہ شروع زمانہ میں تو تھا جیسا کہ اوّل قول والے علماء نے کہا کہ اندازہ کرنے والے لوگ پھل والوں کو اللہ کے حق کا مالک بنا دیتے تھے جب کہ ابھی کھجور تر حالت میں ہوتی تھی اور پھر وہ اس کے بدلے میں ان سے خشک کھجور لے لیا کرتے تھے پھر یہ حکم سود کے منسوخ ہونے سے منسوخ ہو گیا اور تمام معاملات اس طرف لوٹا دیئے گئے کہ زکوۃ میں وہ چیز لی جائے جس کی خرید و فروخت درست ہو جیسا کہ یہ روایت بتلا رہی ہے۔

**تخریج** : بخاری فی الزکاۃ باب ٥٦۔

**حاصل روایات:** اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ رطب کی حالت میں اندازہ کیا گیا اور اس کو کھجور خشک کر کے جمع کرنے کا حکم فرمایا اور واپسی پر وصولی کا وعدہ فرمایا اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ وہ عورت خرص سے ان کی مالک نہ بنی بلکہ اس خرص کا مقصد یہ تھا کہ کھجوروں کی مقدار کا اندازہ ہو جائے پھر کٹائی کے موقعہ پر اس سے زکوۃ وصول کر لی جائے گی جتنی اس کے ذمہ بنے گی۔ آثار سامنے رکھتے ہوئے یہی مفہوم ہے۔ بعض علماء نے خرص کی تشریح ایک دوسرے انداز سے کی ہے۔

## خرص کی دوسری توجیہہ:

فریق اوّل نے جو روایات پیش کی ہیں شروع میں خراص کے اندازے کے بعد وہ مالک بن جاتا تھا جبکہ رطب ہی ہوتی تھی اور وہ اس کے بدلے تمر لے لیتے تھے مگر جب سود کو منسوخ کیا تو اس حکم کو بھی منسوخ کر دیا گیا اور معاملہ اس طرف لوٹا دیا گیا کہ جن چیزوں کی بیع جائز و درست ہے ان پر ہی زکوۃ وصول کی جائے مندرجہ روایات شاہد ہیں جن میں سے ایک یہ ہے۔

روایات جابرؓ۔

٣٠٢٦ : حَدَّثَنَا رَبِيْعُ الْمُؤَذِّنُ ، قَالَ : ثَنَا أَسَدٌ ، قَالَ : ثَنَا ابْنُ لَهِيْعَةَ ، قَالَ : ثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ ، عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْخَرْصِ وَقَالَ أَرَأَيْتُمْ إِنْ هَلَكَ الثَّمَرُ أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ مَالَ أَخِيْهِ بِالْبَاطِلِ) . فَهٰذَا وَجْهُ هٰذَا الْبَابِ مِنْ طَرِيْقِ الْآثَارِ . وَأَمَّا وَجْهُهُ مِنْ طَرِيْقِ النَّظَرِ ، فَإِنَّا قَدْ رَأَيْنَا الزَّكَاةَ تَجِبُ فِيْ أَشْيَاءَ مُخْتَلِفَةٍ ، مِنْهَا : الذَّهَبُ ، وَالْفِضَّةُ ، وَالثِّمَارُ الَّتِيْ تُخْرِجُهَا الْأَرْضُ ، وَالنَّخْلُ ، وَالشَّجَرُ ، وَالْمَوَاشِي السَّائِمَةُ . فَكُلٌّ قَدْ أَجْمَعَ أَنَّ رَجُلًا لَوْ وَجَبَتْ عَلَيْهِ عَلٰى مَالِهِ وَهُوَ ذَهَبٌ أَوْ فِضَّةٌ ، أَوْ مَاشِيَةٌ سَائِمَةٌ ، فَسَلَّمَ ذٰلِكَ لَهُ الْمُصَدِّقُ ، عَلٰى مَا لَا يَجُوْزُ عَلَيْهِ الْبِيَاعَاتُ ، أَنَّ ذٰلِكَ غَيْرُ جَائِزٍ لَهُ . أَلَا تَرٰى أَنَّ رَجُلًا لَوْ وَجَبَتْ عَلَيْهِ فِيْ دَرَاهِمِهِ الزَّكَاةُ ، فَبَاعَ ذٰلِكَ مِنْهُ الْمُصَدِّقُ بِذَهَبٍ نَسِيْئَةً ، أَنَّ ذٰلِكَ لَا يَجُوْزُ . كَذٰلِكَ لَوْ بَاعَهُ مِنْهُ بِذَهَبٍ ، ثُمَّ فَارَقَهُ قَبْلَ أَنْ يَقْبِضَهُ ، لَمْ يَجُزْ ذٰلِكَ . وَكَذٰلِكَ لَوْ وَجَبَتْ عَلَيْهِ فِيْ مَاشِيَتِهِ الزَّكَاةُ ، ثُمَّ سَلَّمَ ذٰلِكَ لَهُ الْمُصَدِّقُ ، بِبَدَلٍ مَجْهُوْلٍ ، أَوْ بِبَدَلٍ مَعْلُوْمٍ إِلٰى أَجَلٍ مَجْهُوْلٍ ، فَذٰلِكَ كُلُّهُ حَرَامٌ غَيْرُ جَائِزٍ . فَكَانَ

كُلُّ مَا حَرُمَ فِي الْبِيَاعَاتِ فِي بَيْعِ النَّاسِ ذٰلِكَ، بَعْضِهِمْ مِنْ بَعْضٍ، قَدْ دَخَلَ فِيهِ حُكْمُ الْمُصَدِّقِ فِي بَيْعِهِ إِيَّاهُ مِنْ رَبِّ الْمَالِ الَّذِي فِيهِ الزَّكَاةُ الَّتِي يَتَوَلَّى الْمُصَدِّقُ أَخْذَهَا مِنْهُ .فَلَمَّا كَانَ مَا ذَكَرْنَا كَذٰلِكَ فِي الْأَمْوَالِ الَّتِي وَصَفْنَا، كَانَ النَّظَرُ عَلَى ذٰلِكَ أَيْضًا أَنْ يَكُونَ كَذٰلِكَ حُكْمُ الثِّمَارِ .فَكَمَا لَا يَجُوزُ بَيْعُ رُطَبٍ بِتَمْرٍ نَسِيئَةً فِي غَيْرِ مَا فِيهِ الصَّدَقَاتُ، فَكَذٰلِكَ لَا يَجُوزُ فِيمَا فِيهِ الصَّدَقَاتُ، فِيمَا بَيْنَ الْمُصَدِّقِ، وَبَيْنَ رَبِّ الْمَالِ .فَهٰذَا هُوَ النَّظَرُ أَيْضًا فِي هٰذَا الْبَابِ، وَقَدْ عَادَ ذٰلِكَ أَيْضًا إِلَى مَا صَرَفْنَا إِلَيْهِ الْآثَارَ الْمَرْوِيَّةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِي قَدَّمْنَا ذِكْرَهَا .فَبِذٰلِكَ نَأْخُذُ، وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ، وَأَبِي يُوسُفَ، وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى.

۳۰۲۶: ابوالزبیر نے جابرؓ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے خرص سے منع فرمایا اور فرمایا تمہارا کیا خیال ہے اگر پھل برباد ہو جائے کیا تم پسند کرتے ہو کہ اپنے بھائی کا مال ناجائز ذریعہ سے کھاؤ۔ یہ تو آثار کے انداز سے اس باب کی وضاحت ہے۔ باقی غور وفکر کے طور پر اس کا حکم اس طرح ہے کہ ہم جانتے ہیں کہ زکوٰۃ مختلف اشیاء میں لازم ہوتی ہے۔ ان میں سونا' چاندی' پھل جو زمین سے (غلہ جات کی صورت میں) نکلیں۔ کھجور اور دیگر پھل اور چرنے والے مویشی وغیرہ۔ اس پر سب کا اجماع ہے کہ اگر کسی شخص پر اس کے مال میں جب کہ وہ سونا' چاندی' چرنے والے جانور ہوں اور زکوٰۃ وصول کرنے والا اس کو ایسی چیز اس کے بدلے میں دے جس کی بیع جائز نہیں تو یہ مصدق کو جائز نہیں۔ کیا تم نہیں جانتے کہ اگر کسی آدمی کے دراہم میں زکوٰۃ لازم ہوتی۔ زکوٰۃ لینے والے نے اس سے سونے کے بدلے ادھار خرید لی۔ تو یہ بھی جائز نہیں۔ اسی طرح اگر اس نے اسے سونے کے بدلے خرید لیا۔ پھر قبضہ سے پہلے جدا ہو گئے تو یہ بھی جائز نہیں اسی طرح اگر اس کے مویشیوں میں زکوٰۃ لازم ہوتی۔ پھر عامل نے اس کو بدل نامعلوم جو نامعلوم مدت کے لئے ہے اس کو دے دیا یہ سب حرام اور ناجائز صورتیں ہیں تو ہر وہ چیز کو جس کا لوگوں کو باہمی خرید وفروخت کرنا حرام ہے۔ تو صدقہ وصول کرنے والا اس مال کے مالک سے جس میں زکوٰۃ لازم ہوئی اور یہ مصدق اس کی وصول کا ذمہ دار بنا وہ چیز بھی اسی حکم میں شامل ہے۔ پس جب یہ باتیں جن کا تذکرہ ہوا اموال مذکور کے سلسلہ میں اسی طرح ہیں۔ تو نظر کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ پھلوں کا حکم بھی اسی طرح ہو۔ پس جس طرح تر کھجور کو پختہ کھجور کے بدلے صدقات کے علاوہ مواقع میں ادھار فروخت نہیں کیا سکتا۔ بالکل اسی طرح وہ اموال جن میں صدقات ہیں صدقہ وصول کرنے والے اور مال کے مالک کے مابین ان کی فروخت درست نہیں۔ اس باب میں نظر کا یہی تقاضا ہے۔ یہ لوٹ کر مضمون وہی بن گیا جس کا تذکرہ آثار مرویہ میں کیا گیا ہے۔ ہم انہی کو اختیار کرتے ہیں اور یہی امام ابوحنیفہ' ابو یوسف' محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔

**تخریج** : مسند احمد ۳/۳۹۴۔

گویا آثار سے ہم نے اپنے مؤقف کو ثابت کر دیا کہ زکوٰۃ کٹائی کے بعد وصول کی جائیگی اب ہم دلیل عقلی پیش کرتے ہیں۔

نظر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ:

زکوٰۃ مختلف چیزوں میں فرض ہوتی ہے مثلاً سونا' چاندی' زمینی پیداوار پھل' غلہ' درخت' چرنے والے مویشی وغیرہ اس میں سب کا اتفاق ہے کہ جس مال میں جو چیز لازم ہو وہی عامل کو دے اور جن میں بیع جائز نہ ہو وہ دینا جائز نہیں ذرا غور فرمائیں کہ اگر دراہم میں زکوٰۃ لازم ہوئی ہو مصدق نے سونے کے بدلے ادھار اس کو بیچ دیا تو یہ جائز نہیں اور اگر اس نے اسی طرح خرید لیا پھر قبضہ سے پہلے جدا ہو گیا تب بھی جائز نہیں اسی طرح اگر مواشی کی زکوٰۃ لازم ہوئی پھر اس نے مصدق کے سپرد کر دیئے مگر رقم طے نہ کی یا رقم تو معلوم تھی مگر مدت نامعلوم تھی یہ سب صورتیں حرام ہیں حاصل یہ ہوا کہ عقد بیع میں جو جہالت حرام اور ناجائز ہے وہی مقدار زکوٰۃ اور مقدار عشر میں بھی حرام اور ناجائز ہے اور جس طرح بیع سلم میں مسلم فیہ کی مقدار کا نامعلوم ہونا جائز نہیں اسی طرح مقدار زکوٰۃ اور عشر کی ناواقفی ناجائز ہے فلہٰذا نامعلوم مقدار کا عوض جائز نہیں جیسا سابقہ مثالوں سے معلوم ہو چکا۔

اس سے ثابت ہوا کہ بیع کے سلسلہ میں جو جہالت جائز نہیں وہی زکوٰۃ وعشر کے سلسلہ میں بھی جائز نہیں جس طرح تمام اموال میں بیع کے موقع پر بدل یا مدت کی جہالت اس کی درستی کو مانع ہے اسی طرح زمین کی پیداوار اور درختوں کے پھلوں کی زکوٰۃ وعشر میں جہالت اس کی درستی کے خلاف اور اس کو ناجائز قرار دیتی ہے پس خرص کو معیار قرار دے کر حتمی زکوٰۃ وعشر کا فیصلہ درست نہیں ہوگا۔

ہمارے علماء ثلاثہ ابوحنیفہ' ابو یوسف' محمد رحمہم اللہ کا یہی مسلک ہے۔

نوٹ: اس بات میں امام طحاویؒ نے تطبیق کی جو شکل ذکر فرمائی اس سے تمام روایات اپنے اپنے مقام پر درست رہتی ہیں کہ خرص تو رطب کی صورت میں ہوگا اور اسی لئے ثلث یا ربع مزارع کو چھوڑا جائے گا توڑنے اور کٹنے کے بعد تو تمام کی زکوٰۃ وصول کی جائے گی۔ واللہ اعلم۔

## بَابُ مِقْدَارِ صَدَقَةِ الْفِطْرِ

### صدقہ فطر

خلاصۃ الزام: صدقۃ الفطر کی مقدار تمام اشیاء میں گندم اور آٹے کے علاوہ مکمل ایک صاع ہے مثلاً کھجور' کشمش' جو' جوار وغیرہ گندم وآٹا کے متعلق اختلاف ہے۔

نمبر ①: امام مالک وشافعی رحمہم اللہ کے نزدیک گندم وآٹا میں ایک صاع لازم ہے۔

نمبر ②: احناف اور جمہور فقہاء گندم اور اس کے آٹے سے نصف صاع ہے اور امام ابوحنیفہ کے ہاں تو کشمش میں بھی نصف صاع ہے امام احمد کا قول بھی یہی ہے۔

## فریق اوّل کا موقف اور دلائل:

گندم اور آٹا میں بھی دیگر اشیاء کی طرح ایک صاع لازم ہے ان میں تفاوت نہ ہوگا۔
دلیل یہ روایات ہیں:

۳۰۲۷: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ : ثَنَا قَبِيصَةُ بْنُ عُقْبَةَ قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ عَنْ (أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ : كُنَّا نُعْطِي زَكَاةَ الْفِطْرِ مِنْ رَمَضَانَ صَاعًا مِنْ طَعَامٍ أَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ أَقِطٍ) .

۳۰۲۷: عیاض بن عبداللہ بن سعید نے ابوسعید خدریؓ سے نقل کیا کہ ہم صدقۃ الفطر رمضان میں طعام سے ایک صاع اور کھجور جو اور پنیر میں سے ایک ایک صاع دیا کرتے تھے۔

**تخریج** : بخاری فی الزکاۃ باب ۷۵ مسلم فی الزکاۃ نمبر ۱۷۔

۳۰۲۸: حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا أَخْبَرَهُ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ سَمِعَ (أَبَا سَعِيدٍ يَقُولُ : كُنَّا نُخْرِجُ صَدَقَةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ طَعَامٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ أَقِطٍ أَوْ صَاعًا مِنْ زَبِيبٍ) .

۳۰۲۸: عیاض بن عبداللہ کہتے ہیں میں نے ابوسعیدؓ کو فرماتے سنا کہ ہم طعام یا جو یا کھجور یا پنیر یا کشمش سے ایک ایک صاع صدقۃ الفطر نکالتے تھے۔

۳۰۲۹: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ : ثَنَا دَاوُدَ بْنُ قَيْسٍ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ (أَبِي سَعِيدٍ قَالَ : كُنَّا نُخْرِجُ إِذْ كَانَ فِينَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -صَدَقَةَ الْفِطْرِ إِمَّا صَاعًا مِنْ طَعَامٍ وَإِمَّا صَاعًا مِنْ تَمْرٍ وَإِمَّا صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ وَإِمَّا صَاعًا مِنْ زَبِيبٍ وَإِمَّا صَاعًا مِنْ أَقِطٍ فَلَمْ نَزَلْ نُخْرِجُهُ حَتّٰى قَدِمَ مُعَاوِيَةُ حَاجًّا أَوْ مُعْتَمِرًا فَكَانَ فِيمَا كَلَّمَ بِهِ النَّاسَ فَقَالَ أَدُّوا مُدَّيْنِ مِنْ سَمْرَاءِ الشَّامِ يَعْدِلُ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ) .

۳۰۲۹: عیاض بن عبداللہ بن سعد نے ابوسعید خدریؓ سے نقل کیا کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں صدقۃ الفطر گندم یا کھجور یا جو یا کشمش یا پنیر میں سے ایک ایک صاع نکالا کرتے تھے ہم اسی طرح نکالتے رہے یہاں تک کہ امیر معاویہؓ حج یا عمرہ کے لئے آئے تو انہوں نے لوگوں سے کہا تم شام کی گندم کے دو مدّ دیا کرو وہ جو کے ایک صاع کے برابر ہے۔

**تخریج** : ابو داؤد فی الزکاۃ باب ۲۰ نمبر ۱۶۱۶ ابن ماجہ فی الزکاۃ باب ۲۱ نمبر ۱۸۲۹۔

۳۰۳۰: حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ : أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نَافِعٍ عَنْ دَاوُدَ بْنِ قَيْسٍ عَنْ عِيَاضٍ فَذَكَرَ

بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

۳۰۳۰: داؤد بن قیس نے عیاض بن عبداللہ سے پھر انہوں نے اپنی اسناد سے روایت نقل کی ہے۔

۳۰۳۱: حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ: أَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: ثَنَا دَاوٗدُ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ، وَزَادَ: قَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ (أَمَّا أَنَا فَلَا أَزَالُ أُخْرِجُ كَمَا كُنْتُ أُخْرِجُ).

۳۰۳۱: عثمان بن عمر نے داؤد سے پھر اس نے اپنی سند سے روایت بیان کی ہے اس میں یہ اضافہ ہے کہ میں تو اب تک اسی طرح گندم کا بھی ایک ہی نکالتا ہوں جیسا پہلے نکالتا تھا۔

۳۰۳۲: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوٗدَ، قَالَ: ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمِنْهَالِ، قَالَ: ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ، قَالَ: ثَنَا رَوْحُ بْنُ الْقَاسِمِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عِيَاضٍ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ (: كَانُوْا فِيْ صَدَقَةِ رَمَضَانَ مَنْ جَاءَ بِصَاعٍ مِنْ شَعِيْرٍ قُبِلَ مِنْهُ، وَمَنْ جَاءَ بِصَاعٍ مِنْ أَقِطٍ قُبِلَ مِنْهُ، وَمَنْ جَاءَ بِصَاعٍ مِنْ تَمْرٍ قُبِلَ مِنْهُ، وَمَنْ جَاءَ بِصَاعٍ مِنْ زَبِيْبٍ قُبِلَ مِنْهُ.)

۳۰۳۲: عیاض نے ابوسعیدؓ سے روایت کی ہے کہ صدقۃ الفطر میں جو شخص جو کا صاع لاتا اس سے قبول کر لیا جاتا اور جو پنیر کا صاع لاتا وہ اس سے قبول کر لیا جاتا اور کھجور کا صاع لاتا تو اس سے قبول کر لیا جاتا اور جو کشمش کا صاع لاتا وہ اس سے قبول کر لیا جاتا۔

۳۰۳۳: حَدَّثَنَا رَبِيْعُ الْمُؤَذِّنُ، قَالَ: ثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ. ح.

۳۰۳۳: ربیع المؤذن نے شعیب بن لیث سے نقل کی ہے۔

۳۰۳۴: وَحَدَّثَنَا يُوْنُسُ، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَا: ثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ حَبِيْبٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُثْمَانَ أَنَّ عِيَاضَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَهُ أَنَّ (أَبَا سَعِيْدٍ قَالَ إِنَّمَا كُنَّا نُخْرِجُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ، أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيْرٍ، أَوْ صَاعَ أَقِطٍ، لَا نُخْرِجُ غَيْرَهُ، فَلَمَّا كَثُرَ الطَّعَامُ فِيْ زَمَنِ مُعَاوِيَةَ جَعَلُوْهُ مُدَّيْنِ مِنْ حِنْطَةٍ).

۳۰۳۴: عیاض بن عبداللہ نے بیان کیا کہ ابوسعید خدریؓ نے فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہم کھجور کا ایک صاع اسی طرح جو پنیر کا ایک ایک صاع نکالتے تھے اس کے علاوہ نہ نکالتے تھے جب گندم امیر معاویہ کے زمانے میں زیادہ ہوئی تو لوگوں نے گندم کے دو مد مقرر کر دیئے۔

**تخریج**: بخاری فی الزکاۃ نمبر ۷۶۔

۳۰۳۵: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوٗدَ، قَالَ: ثَنَا الْوَهْبِيُّ، قَالَ: ثَنَا ابْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ (عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَعِيْدٍ، وَهُوَ يُسْأَلُ عَنْ صَدَقَةِ الْفِطْرِ، قَالَ:

لَا أُخْرِجُ إِلَّا مَا كُنْتُ أُخْرِجُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، صَاعًا مِنْ تَمْرٍ، أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيْرٍ، أَوْ صَاعًا مِنْ زَبِيْبٍ، أَوْ صَاعًا مِنْ أَقِطٍ .فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ : أَوْ مُدَّيْنِ مِنْ قَمْحٍ ؟ فَقَالَ : لَا، تِلْكَ قِيْمَةُ مُعَاوِيَةَ، لَا أَقْبَلُهَا، وَلَا أَعْمَلُ بِهَا) . قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلٰى هٰذِهِ الْآثَارِ، فَقَالُوْا فِيْ صَدَقَةِ الْفِطْرِ : مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُعْطِيَهَا مِنَ الْحِنْطَةِ، أَعْطَاهَا صَاعًا، وَكَذٰلِكَ إِنْ أَحَبَّ أَنْ يُعْطِيَهَا مِنَ الشَّعِيْرِ، أَوِ التَّمْرِ، أَوِ الزَّبِيْبِ .وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ، فَقَالُوْا : يُعْطِي صَدَقَةَ الْفِطْرِ مِنَ الْحِنْطَةِ، نِصْفَ صَاعٍ، وَمِمَّا سِوَى الْحِنْطَةِ مِنَ الْأَصْنَافِ الَّتِيْ ذَكَرْنَا، صَاعًا .وَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ لَهُمْ عَلٰى أَهْلِ الْمَقَالَةِ الْأُوْلٰى، أَنَّ حَدِيْثَ أَبِيْ سَعِيْدٍ الَّذِيْ احْتَجُّوْا بِهٖ عَلَيْهِمْ، إِنَّمَا فِيْهِ إِخْبَارٌ عَمَّا كَانُوْا يُعْطُوْنَ .وَقَدْ يَجُوْزُ أَنْ كَانُوْا يُعْطُوْنَ مِنْ ذٰلِكَ مَا عَلَيْهِمْ، وَيَزِيْدُوْنَ فَضْلًا، لَيْسَ عَلَيْهِمْ .وَقَدْ رُوِيَ عَنْ غَيْرِ أَبِيْ سَعِيْدٍ فِي الْحِنْطَةِ، خِلَافُ مَا رُوِيَ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ .فَمِنْ ذٰلِكَ مَا حَدَّثَنَا رَبِيْعٌ الْمُؤَذِّنُ، قَالَ : ثَنَا أَسَدٌ .ح .

۳۰۳۵: عیاض بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوسعید الخدری ؓ سے سنا جبکہ ان سے صدقۃ الفطر کا سوال ہوا کہ میں تو آج بھی وہی نکالتا ہوں جو جناب رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں نکالا کرتا تھا وہ کھجور' جو' کشمش' پنیر ہر ایک میں سے ایک ایک صاع ہے ایک آدمی نے کہا یا گندم کے دو مد؟ تو آپ نے فرمایا نہیں یہ معاویہ نے قیمت لگائی ہے میں اس کو قبول نہیں کرتا اور نہ ہی میں اس پر عمل کروں گا۔امام طحاوی ؒ فرماتے ہیں علما کی ایک جماعت نے ان آثار کو اختیار کرتے ہوئے کہا جو شخص صدقۃ الفطر گندم سے ادا کرنا چاہے تو وہ گندم کا ایک صاع اور جو یا کھجور اور کشمش دینا چاہیے تو وہ بھی اسی قدر ہوں گے۔مگر دیگر علماء نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے کہا کہ گندم سے نصف صاع صدقۃ الفطر دے اور جو وغیرہ سے پورا صاع ادا کرے۔قول اول کے قائلین کے خلاف ان کی دلیل یہ ہے کہ حضرت ابوسعید ؓ کی جس روایت سے استدلال کیا اس میں تو اس بات کی اطلاع ہے جو وہ دیا کرتے تھے اور اس میں یہ کہنا ممکن ہے کہ وہ اس میں سے وہ بھی دیتے تھے جو ان پر لازم تھا اور کچھ زائد اپنے طور پر دیتے ہوں اور حضرت ابوسعید ؓ کے علاوہ دیگر صحابہ کرام سے گندم کے متعلق اس کے خلاف روایت وارد ہے۔ذیل میں ملاحظہ ہو۔

**حاصل روایات:** یہ ہے کہ گندم' پنیر' کشمش' جو ان میں سے ہر چیز کا ایک صاع صدقۃ الفطر میں دیا جائے گا کسی چیز میں باہمی تفاوت نہیں ہے۔

## فریق ثانی کا موقف اور دلائل:

گندم سے نصف صاع اور بقیہ تمام چیزوں سے ایک صاع دیا جائے گا۔

روایت ابوسعیدؓ سے استدلال کا جواب: حضرت ابوسعید الخدریؓ والی روایت میں جو مقدار مذکور ہے وہ صحابہ کرام کے عمل کو ظاہر کرتی ہے صحابہ کرام اس لازم مقدار کے علاوہ بھی دیتے ہوں گے جو ان پر لازم تو نہ تھا مگر تبرعاً دیتے تھے اور ابوسعیدؓ سے گندم سے متعلق اس کے خلاف روایت وارد ہے وہ وہی روایت ہے جس کو ربیع موذن نے اسد سے اپنی سند کے ساتھ نقل کیا ہے نمبر ۳۰۳۹۔

## مستدلات فریق ثانی:

۳۰۳۶ :وَحَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ : ثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ، قَالَ : ثَنَا أَسَدٌ، قَالَ : ثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ .وَقَالَ ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ، (عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَتْ كُنَّا نُؤَدِّي زَكَاةَ الْفِطْرِ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُدَّيْنِ مِنْ قَمْحٍ).

۳۰۳۶: فاطمہ بنت المنذر نے اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ ہم جناب رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں صدقۃ الفطر گندم کے دو مد نکالا کرتے تھے۔

۳۰۳۷ :حَدَّثَنَا فَهْدٌ، وَعَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَا : ثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ، قَالَ : أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، أَنَّ هِشَامَ بْنَ عُرْوَةَ حَدَّثَهُ، عَنْ أَبِيهِ (أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا كَانَتْ تُخْرِجُ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَهْلِهَا، الْحُرِّ مِنْهُمْ وَالْمَمْلُوْكِ، مُدَّيْنِ مِنْ حِنْطَةٍ، أَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ بِالْمُدِّ، أَوْ بِالصَّاعِ الَّذِي يَتَبَايَعُوْنَ بِهِ).

۳۰۳۷: ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے انہوں نے اسماء بنت ابی بکرؓ سے نقل کیا ہے کہ ہم جناب رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں اپنے گھر کے آزاد و غلام کی طرف سے گندم کے دو مد یا کھجور کا ایک صاع دیتے تھے یہ ادائیگی اس مد یا صاع کے ذریعہ ہوتی جس سے وہ تجارت میں کام لیتے تھے۔

۳۰۳۸ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُزَيْزٍ، قَالَ : ثَنَا سَلَامَةُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ (أَسْمَاءَ، قَالَتْ : كُنَّا نُخْرِجُ زَكَاةَ الْفِطْرِ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُدَّيْنِ .) فَهٰذِهِ أَسْمَاءُ تُخْبِرُ أَنَّهُمْ كَانُوْا يُؤَدُّوْنَ فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَكَاةَ الْفِطْرِ مُدَّيْنِ مِنْ قَمْحٍ .وَمُحَالٌ أَنْ يَكُوْنُوْا يَفْعَلُوْنَ هٰذَا إِلَّا بِأَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لِأَنَّ هٰذَا لَا يُؤْخَذُ -حِيْنَئِذٍ -إِلَّا مِنْ جِهَةِ تَوْقِيفِهِ إِيَّاهُمْ عَلَى مَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ مِنْ ذٰلِكَ .فَتَصْحِيْحُ مَا رُوِيَ عَنْ أَسْمَاءَ، وَمَا رُوِيَ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ، أَنْ يُجْعَلَ مَا كَانُوْا يُؤَدُّوْنَ عَلَى مَا

ذَكَرَتْ (يَعْنِي أَسْمَاءَ) هُوَ الْفَرْضُ، وَمَا كَانُوْا يُؤَدُّوْنَ عَلٰى مَا ذَكَرَهُ أَبُوْ سَعِيْدٍ زِيَادَةً عَلٰى ذٰلِكَ، هُوَ تَطَوُّعٌ .وَالدَّلِيْلُ عَلٰى صِحَّةِ مَا ذَكَرْنَا مِنْ هٰذَا أَنَّ أَبَا بَكْرَةَ،

۳۰۳۸: عروہ نے اسماءؓ سے روایت کی ہے کہ ہم صدقۃ الفطر جناب رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں دو مد نکالتے تھے۔ یہ حضرت اسماء بنت ابی بکر ؓ بتلا رہی ہیں کہ صحابہ کرام زمانہ نبوت میں صدقۃ الفطر گندم کے دو مد ادا کرتے تھے اور یہ بات ناممکن ہے کہ صحابہ کرام یہ عمل جناب رسول اللہ ﷺ کے حکم کے بغیر کرتے ہوں۔ کیونکہ اسوقت یہ آپ ﷺ سے حاصل کر کے جوان پر واجب ہوتا وہ کرتے تھے۔ پس حضرت اسماء اور حضرت ابو سعید ؓ کی روایات کی تصحیح اسی طرح ممکن ہے کہ حضرت ابو سعید والی روایت میں مذکورہ مقدار کو نفل پر محمول کیا جائے اور حضرت اسماء ؓ والی روایت کو فرضی صدقہ پر محمول کریں اس کی دلیل یہ روایت ہے۔

**حاصل روایات:** یہ اسماء بنت ابی بکرؓ بتلا رہی ہیں کہ وہ زمانہ نبوت میں صدقۃ الفطر گندم سے دو مد نکالا کرتے تھے یہ بات ناممکن ہے کہ وہ اپنی مرضی سے نکالتے ہوں کیونکہ صدقۃ الفطر توقیفی ہے اجتہادی نہیں۔

## تطبیق:

حضرت اسماءؓ اور ابو سعید خدریؓ کی روایات میں موافقت کی صورت یہ ہے کہ اسماءؓ نے جو ذکر کیا یہ مقدار فرض ہے اور ابو سعیدؓ کی روایت میں جس کا تذکرہ ہے وہ تبرعاً اور تطوعاً ہے۔

اس کی دلیل ابوبکرہؓ کی روایت ہے۔

۳۰۳۹: قَدْ حَدَّثَنَا قَالَ : ثَنَا حَجَّاجُ بْنُ الْمِنْهَالِ، قَالَ : ثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ يُوْنُسَ، عَنِ الْحَسَنِ، أَنَّ مَرْوَانَ بَعَثَ إِلٰى أَبِيْ سَعِيْدٍ : أَنِ ابْعَثْ إِلَيَّ بِزَكَاةِ رَقِيْقِكَ .فَقَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ لِلرَّسُوْلِ : إِنَّ مَرْوَانَ لَا يَعْلَمُ، إِنَّمَا عَلَيْنَا أَنْ نُعْطِيَ لِكُلِّ رَأْسٍ، عِنْدَ كُلِّ فِطْرٍ، صَاعًا مِنْ تَمْرٍ، أَوْ نِصْفَ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ .فَهٰذَا أَبُوْ سَعِيْدٍ، قَدْ أَخْبَرَ فِيْ هٰذَا، بِمَا عَلَيْهِ فِيْ زَكَاةِ الْفِطْرِ، عَنْ عَبِيْدِهٖ، فَدَلَّ ذٰلِكَ عَلٰى مَا ذَكَرْنَا، وَأَنَّ مَا رُوِيَ عَنْهُ مِمَّا زَادَ عَلٰى ذٰلِكَ، كَانَ اخْتِيَارًا مِنْهُ، وَلَمْ يَكُنْ فَرْضًا .وَقَدْ جَاءَتِ الْآثَارُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا فَرَضَهُ فِيْ زَكَاةِ الْفِطْرِ، مُوَافَقَةً لِهٰذَا أَيْضًا .

۳۰۳۹: یونس نے حسن سے نقل کیا کہ مروان نے ابو سعیدؓ کی طرف پیغام بھیجا کہ اپنے غلام کی زکوٰۃ فطر بھیج دو تو ابو سعیدؓ نے قاصد کو کہا مروان کو علم نہیں ہمارے ذمہ لازم ہے کہ ہم ہر شخص کی طرف سے صدقۃ الفطر گندم کا ایک صاع یا نصف صاع گندم ادا کریں۔ یہ حضرت ابو سعید ؓ ہیں جو یہ بتاتے ہیں کہ ان پر غلام کا صدقہ فطر کتنی مقدار میں ہے۔ یہ بھی تو اس بات پر دلیل ہے۔ جو کچھ ان سے زیادہ دینے کے بارے میں مروی ہے تو وہ ان کی اختیار بات تھی ان پر فرض نہ تھا۔ جناب رسول اللہ ﷺ اور اس کے موافق جناب رسول اللہ سے روایات بھی آتی ہیں ذیل

میں ملاحظہ ہوں۔

**حاصل روایات:** اس روایت میں تو ابوسعیدؓ نے زکوۃ فطر گندم سے نصف صاع بتلایا ہے اس سے یہ ثابت ہوا کہ فریق اوّل کی نقل کردہ روایات میں فرض سے زائد بطور تطوع اور تبرع دیا گیا ہے وہ فرض مقدار نہیں ہے اس کی موافقت میں روایات وارد ہیں۔

صدقۃ الفطر کے وجوب کی روایات۔

۳۰۴۰ :حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا عَارِمٌ .ح .

۳۰۴۰:ابراہیم بن مرزوق نے عارم سے روایت نقل کی ہے۔

۳۰۴۱ :وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوٗدَ، قَالَ : ثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَا : ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوْبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : (أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَدَقَةِ الْفِطْرِ، عَنْ كُلِّ صَغِيْرٍ وَكَبِيْرٍ، حُرٍّ وَعَبْدٍ، صَاعًا مِنْ شَعِيْرٍ، أَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ، قَالَ : فَعَدَلَهُ النَّاسُ بِمُدَّيْنِ مِنْ حِنْطَةٍ) .

۳۰۴۱: نافع نے ابن عمر ؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے ہر چھوٹے بڑے، آزاد، غلام کی طرف سے جو کا ایک صاع، کھجور کا ایک صاع مقرر کیا لوگوں نے اس کا معادلہ دو مد گندم سے کرلیا۔

**تخریج** : بخاری فی الزکاة باب۷۶/۷۷، مسلم فی الزکاة ۱۴/۱۵، ابو داؤد فی الزکاة باب۲۰، نمبر۱۶۱۱، ترمذی فی الزکاۃ باب۳۵، نمبر۶۷۶، ابن ماجه فی الزکاة باب۲۱، نمبر۱۸۲۶۔

۳۰۴۲ :حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ، قَالَ : ثَنَا قَبِيْصَةُ، قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ .

۳۰۴۲: نافع نے ابن عمر ؓ سے انہوں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۳۰۴۳ :حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، قَالَ : ثَنَا يَحْيَى بْنُ عِيْسٰى، عَنِ ابْنِ أَبِيْ لَيْلٰى، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مِثْلَهُ .

۳۰۴۳: نافع نے ابن عمر ؓ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۳۰۴۴ :حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ سِنَانٍ، قَالَ : ثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ الطَّيَالِسِيُّ، وَبِشْرُ بْنُ عُمَرَ، قَالَا : ثَنَا لَيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ ، غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرِ التَّعْدِيْلَ .

۳۰۴۴: نافع نے ابن عمر ؓ سے انہوں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح روایت کی البتہ تعدیل کا تذکرہ نہیں ہے۔

۳۰۴۵ :حَدَّثَنَا يُوْنُسُ، قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَنَّ مَالِكًا أَخْبَرَهُ . ح .

۳۰۴۵: ابن وہب سے خبر دی کہ مالک نے ہمیں خبر دی ہے۔

۳۰۴۶ :وَحَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، قَالَ : ثَنَا مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ .غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ : (عَنْ كُلِّ حُرٍّ وَعَبْدٍ، ذَكَرٍ وَأُنْثٰى، مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ) .

۳۰۴۶: نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح روایت نقل کی ہے البتہ یہ لفظ مختلف ہیں: عَنْ كُلِّ حُرٍّ وَعَبْدٍ، ذَكَرٍ وَأُنْثٰى، مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ کے الفاظ زائد ہیں۔

**تخریج** : روایت ۳۰۴۲ کی تخریج ملاحظہ ہو۔

۳۰۴۷ :حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ : ثَنَا عَمْرُو بْنُ طَارِقٍ، قَالَ : أَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوْبَ، عَنْ يُوْنُسَ بْنِ يَزِيْدَ، أَنَّ نَافِعًا أَخْبَرَهُ قَالَ : قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا (فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَكَاةَ الْفِطْرِ، صَاعًا مِنْ تَمْرٍ، أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيْرٍ، عَلٰى كُلِّ إِنْسَانٍ، ذَكَرٍ حُرٍّ، أَوْ عَبْدٍ، مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ .) قَالَ : وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ (فَجَعَلَ النَّاسُ عَدْلَهُ مُدَّيْنِ مِنْ حِنْطَةٍ) . فَقَوْلُ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا (فَجَعَلَ النَّاسُ عَدْلَهُ مُدَّيْنِ مِنْ حِنْطَةٍ) إِنَّمَا يُرِيْدُ أَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِيْنَ يَجُوْزُ تَعْدِيْلُهُمْ، وَيَجِبُ الْوُقُوْفُ عِنْدَ قَوْلِهِمْ .فَإِنَّهُ قَدْ رُوِيَ عَنْ عُمَرَ مِثْلُ ذٰلِكَ فِيْ كَفَّارَةِ الْيَمِيْنِ، أَنَّهُ قَالَ لِيَسَارِ بْنِ نُمَيْرٍ (إِنِّيْ أَحْلِفُ أَنْ لَا أُعْطِيَ أَقْوَامًا شَيْئًا، ثُمَّ يَبْدُو لِيْ فَأَفْعَلُ، فَإِذَا رَأَيْتَنِيْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ، فَأَطْعِمْ عَنِّيْ عَشَرَةَ مَسَاكِيْنَ، كُلَّ مِسْكِيْنٍ نِصْفَ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ، أَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ شَعِيْرٍ) . وَرُوِيَ عَنْ عَلِيٍّ مِثْلُ ذٰلِكَ، وَسَنَذْكُرُ ذٰلِكَ فِيْ مَوْضِعِهِ مِنْ كِتَابِنَا هٰذَا، إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى، مِنْ أَنَّهُ قَدْ رُوِيَ عَنْ عُمَرَ، وَعَنْ أَبِيْ بَكْرٍ أَيْضًا، وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، فِيْ صَدَقَةِ الْفِطْرِ، أَنَّهَا مِنَ الْحِنْطَةِ نِصْفُ صَاعٍ، وَسَنَذْكُرُ ذٰلِكَ أَيْضًا فِيْ هٰذَا الْبَابِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى .فَدَلَّ ذٰلِكَ عَلٰى أَنَّهُمْ هُمَ الْمُعَدِّلُوْنَ لِمَا ذَكَرْنَا مِنَ الْحِنْطَةِ، بِالْمِقْدَارِ مِنَ الشَّعِيْرِ، وَالتَّمْرِ الَّذِيْ ذَكَرْنَا، وَلَمْ يَكُوْنُوْا يَفْعَلُوْنَ ذٰلِكَ إِلَّا بِمُشَاوَرَةِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِجْمَاعِهِمْ لَهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ .فَلَوْ لَمْ يَكُنْ رُوِيَ لَنَا فِيْ مِقْدَارِ مَا يُعْطٰى مِنَ الْحِنْطَةِ فِيْ زَكَاةِ الْفِطْرِ إِلَّا هٰذَا التَّعْدِيْلُ، لَكَانَ ذٰلِكَ -عِنْدَنَا - حُجَّةً عَظِيْمَةً فِيْ ثُبُوْتِ ذٰلِكَ الْمِقْدَارِ مِنَ الْحِنْطَةِ، وَأَنَّهُ نِصْفُ صَاعٍ .فَكَيْفَ وَقَدْ رُوِيَ -مَعَ ذٰلِكَ -عَنْ أَسْمَاءَ، أَنَّهَا كَانَتْ

تُخْرِجُ ذٰلِكَ الْمِقْدَارَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْضًا .ثُمَّ قَدْ رُوِيَ فِيْ غَيْرِ هٰذِهِ الْآثَارِ الَّتِيْ ذَكَرْنَاهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يُوَافِقُ ذٰلِكَ أَيْضًا .فَمِنْ ذٰلِكَ.

۳۰۴۷: نافع نے عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے زکوٰۃ فطر کھجور سے ایک صاع اور ایک صاع جو ہر انسان آزاد و غلام پر مسلمانوں میں سے فرض کی۔ عبداللہ کہا کرتے تھے کہ لوگوں نے اس کے بدلے دو مد گندم مقرر کر لی۔ پس ابن عمر رضی اللہ عنہ کا قول فجعل الناس عدلہ مدین من حطۃ' الناس سے مراد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں جن کا اسے برابر ٹھہرانا جائز ہے اور ان کے قول پر رک جانا ضروری ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کفارہ قسم کے سلسلہ میں اسی طرح کا قول منقول ہے۔ کہ انہوں نے یسار بن نمیر کو فرمایا کہ میں قسم اٹھالیتا ہوں کہ بعض لوگوں کو کچھ نہ دوں گا۔ پھر میرے سامنے یہ بات آتی ہے کہ مجھے ان کو دینا چاہیے تو ان کو دیتا ہوں۔ پس جب تم مجھے ایسا کرتے ہوئے پاؤ تو میری طرف سے دس مساکین کو کھانا کھلا دو کہ ہر مسکین کو نصف صاع گندم یا ایک صاع کھجور یا جو دؤ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی اس طرح کی روایت آئی ہے جس کو اپنے موقعہ پر ہم اپنی اس کتاب میں ذکر کریں گے ان شاء اللہ تعالیٰ اور حضرت عمر اور حضرت ابو بکر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم سے صدقۃ الفطر کے متعلق اسی طرح کی روایت آئی ہے کہ اس کی مقدار گندم سے نصف صاع ہے۔ یہ روایات عنقریب ہم اسی باب میں ذکر کریں گے۔ پس اس سے یہ دلالت مل گئی کہ وہ گندم کی اس مقدار کو جو اور کھجور کے برابر قرار دینے والے تھے جس کا ہم نے تذکرہ کیا اور وہ ایسا اصحاب رسول اللہ ﷺ کے مشورے اور اتفاق سے کرتے تھے۔ پس اگر گندم کی اس مقدار کے متعلق صدقۃ الفطر میں کھجور وغیرہ کے متعلق برابری کی یہی روایات ہوتیں۔ تو دلیل کے لئے کافی تھیں کہ وہ مقدار نصف صاع ہے۔ مگر اس کے ساتھ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی روایت موجود ہے کہ وہ زمانہ نبوت میں یہی مقدار دیتی تھیں۔ پھر اس سلسلہ اور بھی آثار جناب رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق مروی ہیں جن میں بعض ذیل میں ہیں۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ کے اس قول کا مطلب الناس سے اصحاب رسول اللہ ﷺ مراد ہیں جن کی تعدیل درست ہے ان کے قول پر اکتفا لازم ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کفارہ قسم میں مروی ہے کہ انہوں نے یسار بن نمیر کو فرمایا میں بعض اوقات یہ قسم اٹھاتا ہوں کہ بعض لوگوں کو کچھ نہ دوں پھر میرے سامنے کوئی بات آتی ہے تو میں کر دیتا ہوں جب میں دیکھتا ہوں کہ میں نے اپنی قسم کے خلاف کر دیا تو میں دس مساکین کو کھانا کھلا دیتا ہوں ہر مسکین کو نصف صاع گندم یا ایک صاع کھجور یا جو دیتا ہوں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح کی روایت وارد ہے جس کو ہم اپنے مقام پر اس کتاب میں ذکر کریں گے (ان شاء اللہ) اور ابو بکر و عمر عثمان رضوان اللہ علیہم اجمعین سے صدقۃ الفطر میں منقول ہے کہ وہ گندم سے نصف صاع ہے آئندہ ذکر کریں گے۔

اس سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ گندم کے متعلق جو اور کھجور کے مقابلے میں تعدیل والی بات وہ مشورہ سے ہوئی اور اس پر صحابہ کرامؓ کا اجماع ہوا اگر اور کوئی روایت نہ بھی ہوتی یہ اجماع صحابہ کرام ہمارے لئے کافی حجت تھا اور یہ گندم کے نصف صاع صدقۃ الفطر ہونے میں عظیم حجت ہے اس اجماع کے ساتھ حضرت اسماءؓ کی روایت گزری کہ ہم نصف صاع گندم صدقہ فطر میں

جناب رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ادا کیا کرتے تھے اس کے علاوہ بھی ایسے آثار موجود ہیں جو اس بات کو صراحت سے ثابت کرتے ہیں۔

تائیدی آثار وروایات ملاحظہ ہوں جن میں تین مرفوع سات موقوف ہیں۔

۳۰۴۸ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ : ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ رَاشِدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ أَبِي صُعَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (صَاعٌ مِنْ بُرٍّ، أَوْ قَمْحٍ، عَنْ كُلِّ اثْنَيْنِ، حُرٍّ، أَوْ عَبْدٍ، ذَكَرٍ أَوْ أُنْثٰى، أَمَّا غَنِيُّكُمْ فَيُزَكِّيهِ اللّٰهُ، وَأَمَّا فَقِيرُكُمْ، فَيَرُدُّ عَلَيْهِ مِمَّا أَعْطٰى.

۳۰۴۸: زہری نے ثعلبہ بن ابی صعیر سے انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ گندم کا ایک صاع دو آدمیوں کی طرف سے خواہ وہ آزاد ہو یا غلام مرد ہو یا عورت۔ جو غنی ہیں ان کا تزکیہ ہو جائے گا اور فقیر کو اللہ تعالیٰ جو اس نے دیا ہے لوٹا دے گا۔

**تخریج** : ابو داؤد فی الزکاۃ باب ۲۱، نمبر ۱۶۱۹۔

۳۰۴۹ : حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ : ثَنَا عَفَّانُ، قَالَ : ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ رَاشِدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ أَبِي صَعِيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (أَدُّوْا زَكَاةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ، أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيْرٍ، أَوْ نِصْفَ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ أَوْ قَالَ قَمْحٍ عَنْ كُلِّ إِنْسَانٍ صَغِيْرٍ أَوْ كَبِيْرٍ، ذَكَرٍ أَوْ أُنْثٰى، حُرٍّ أَوْ مَمْلُوْكٍ، غَنِيٍّ أَوْ فَقِيْرٍ).

۳۰۴۹: زہری نے ثلبہ نے ابی صعیر سے انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا صدقۃ الفطر ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو یا آدھا صاع گندم ہر انسان کی طرف سے ادا کرو خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا مرد ہو یا عورت آزاد ہو یا غلام مالدار ہو یا فقیر۔

۳۰۵۰ : حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مَهْدِيٍّ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : (زَكَاةُ الْفِطْرِ عَنْ كُلِّ حُرٍّ وَعَبْدٍ، ذَكَرٍ أَوْ أُنْثٰى، صَغِيْرٍ أَوْ كَبِيْرٍ، غَنِيٍّ أَوْ فَقِيْرٍ، صَاعٌ مِنْ تَمْرٍ، أَوْ نِصْفُ صَاعٍ مِنْ قَمْحٍ قَالَ مَعْمَرٌ وَبَلَغَنِيْ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّهُ كَانَ يَرْفَعُهُ).

۳۰۵۰: زہری نے عبدالرحمٰن اعرج سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے نقل کیا کہ صدقۃ الفطر ہر آزاد و غلام، مرد و عورت، بچے بوڑھے، مالدار و فقیر کی طرف سے کھجور کا ایک صاع اور گندم کا نصف صاع ادا کرو۔

## معمر کا قول:

معمر کہتے ہیں کہ مجھے زہری سے یہ بات پہنچی ہے کہ وہ اس کو مرفوع بیان کرتے تھے۔

۳۰۵۱ : حَدَّثَنَا رَبِيْعُ الْمُؤَذِّنُ، قَالَ : ثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ، قَالَ : قَالَ اللَّيْثُ : حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ، وَعُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ (، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَضَ زَكَاةَ الْفِطْرِ مُدَّيْنِ مِنْ حِنْطَةٍ) .

۳۰۵۱: ابن شہاب نے سعید بن المسیب سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے صدقۃ الفطر گندم کے دو مد مقرر کیے ہیں۔

۳۰۵۲ : حَدَّثَنَا يُوْنُسُ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ : ثَنَا اللَّيْثُ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

۳۰۵۲: عبداللہ بن یوسف نے لیث سے پھر انہوں نے اپنی سند سے اسی طرح بیان کیا۔

۳۰۵۳ : حَدَّثَنَا رَبِيْعُ الْجِيْزِيُّ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ زُرْعَةَ، قَالَ : أَنَا حَيْوَةُ قَالَ : أَنَا عُقَيْلٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيِّبِ، وَأَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، وَعُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ يَقُوْلُوْنَ : (أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِزَكَاةِ الْفِطْرِ، بِصَاعٍ مِنْ تَمْرٍ، أَوْ بِمُدَّيْنِ مِنْ حِنْطَةٍ .)

۳۰۵۳: ابن شہاب نے نقل کیا ہے کہ سعید بن المسیب کہا کرتے تھے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ صدقۃ الفطر کھجور کا ایک صاع یا دو مد گندم کے ادا کیے جائیں گے۔

۳۰۵۴ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ، قَالَ : أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ أَيُّوْبَ، قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، وَعُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ، وَالْقَاسِمِ، وَسَالِمٍ. قَالُوْا : (أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَدَقَةِ الْفِطْرِ، بِصَاعٍ مِنْ شَعِيْرٍ، أَوْ مُدَّيْنِ مِنْ قَمْحٍ) .

۳۰۵۴: ابن شہاب نے سعید بن المسیب اور عبیداللہ بن عبداللہ بن عقبہ اور قاسم و سالم ان تمام سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے صدقۃ الفطر کے متعلق حکم فرمایا کہ جو کا ایک صاع یا گندم کے دو مد ادا کیے جائیں۔

۳۰۵۵ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الْغَفَّارِ بْنُ دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيْدٍ وَعُبَيْدِ اللّٰهِ وَالْقَاسِمِ وَسَالِمٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ .

۳۰۵۵: ابن شہاب نے سعید اور عبیداللہ اور قاسمؒ سالمؒ سے نقل کیا انہوں نے جناب نبی اکرم ﷺ کا ارشاد اس

طرح بیان فرمایا ہے۔

۳۰۵۶ : حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوٗدَ قَالَ : ثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ : ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الْخَالِقِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ (سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ قَالَ : كَانَتِ الصَّدَقَةُ تُعْطٰى عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا نِصْفَ صَاعٍ مِنْ حِنْطَةٍ .) فَقَدْ جَاءَ تْ هٰذِهِ الْآثَارُ الَّتِيْ ذَكَرْنَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحِنْطَةِ بِمِثْلِ مَا عَدَلَهُ النَّاسُ بَعْدَهُ وَأَبُوْ سَعِيْدٍ فَقَدْ رُوِيَ عَنْهُ مِنْ رَأْيِهٖ مَا يُوَافِقُ ذٰلِكَ وَلَمْ يُخَالِفْ مَا رُوِيَ عَنْهُ مَا ذَكَرَهُ عَنْهُ عِيَاضُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ فِيْ قَوْلِهٖ (تِلْكَ قِيْمَةُ مُعَاوِيَةَ لَا أَقْبَلُهَا وَلَا أَعْمَلُ بِهَا) لِأَنَّهٗ فِيْ ذٰلِكَ لَمْ يُنْكِرِ الْقِيْمَةَ وَإِنَّمَا أَنْكَرَ الْمُقَوِّمَ .فَهٰذَا مَا رُوِيَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ صَدَقَةِ الْفِطْرِ وَقَدْ ذَكَرْنَا بَعْضَ مَا رُوِيَ عَنْ أَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فِيْ ذٰلِكَ .وَقَدْ رُوِيَ فِيْ ذٰلِكَ أَيْضًا عَنْ أَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ مَا يُوَافِقُ ذٰلِكَ .

۳۰۵۶: عبدالخالق شیبانی نے سعید بن المسیب سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر' عمر رضی اللہ عنہم اجمعین کے زمانے میں نصف صاع گندم سے دیا جاتا تھا۔گندم کے متعلق یہ روایات جناب رسول اللہ ﷺ سے وارد ہوتی ہیں یہ اسی طرح ہیں جیسا کہ آپ کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے برابری قائم کی اور حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کی رائے بھی اس کے موافق موجود ہے۔اور وہ قول اس کے مخالف نہیں جو حضرت عیاض بن عبد اللہ نے ان سے نقل کیا ہے کہ "**تلك قيمة معاويه لا اقبلها و لا اعمل بها**" کہ یہ معاویہ نے قیمت مقرر کی ہے میں اس کو نہ قبول کرتا ہوں اور نہ اس پر عمل کرتا ہوں کیونکہ انہوں نے اس قیمت کا انکار نہیں کیا بلکہ قیمت لگانے والے کا انکار کیا۔صدقۃ الفطر کے متعلق تو یہ بات آپ ﷺ سے مروی ہے۔حضرت ابو بکر' عمر و عثمان رضی اللہ عنہم سے جو اس سلسلہ میں وارد ہوا ہے وہ بھی ہم نے ذکر کیا ہے اور ان کی مزید روایات بھی اس کی موافقت کرنے والی ہیں جو ذیل میں درج ہیں۔

**حاصل روایات و آثار:** گندم کے متعلق مندرجہ بالا روایات جن کا ہم نے تذکرہ کیا ہے یہ اسی طرح ہیں جس طرح کہ فریق اوّل کی تعدیل والی روایات ہیں بلکہ حضرت ابو سعیدؓ کی روایت ان کے موافق موجود ہے اب رہی وہ روایت جس کو عیاض بن عبداللہ نے اس طرح بیان کیا **تلك قيمة معاويه لا اقبلها ولا اعمل بها** تو ان روایات کو سامنے رکھ کر اس کی تاویل یہ ہو سکتی ہے کہ انہوں نے قیمت کا انکار نہیں کیا بلکہ قیمت لگانے والے کا انکار کیا۔

گندم کے سلسلہ میں آثار سے ہم ثابت کر چکے ہیں کہ یہ جناب رسول اللہ ﷺ نے مقرر فرمائی ہے اس کو خود کسی نے مقرر نہیں کیا یہ توقیفی چیز ہے۔

## آثار وفتاوی جات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے تائید:

۳۰۵۷ : حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عُمَرَ، وَهِلَالُ بْنُ يَحْيٰى، قَالَا : أَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ، عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ، عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ قَالَ : أَخْبَرَنِيْ مَنْ دَفَعَ إِلٰى أَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ صَاعَ بُرٍّ بَيْنَ اثْنَيْنِ .

۳۰۵۷: عاصم احول نے ابوقلابہ سے نقل کیا کہ مجھے اس نے بتلایا جس نے ابوبکرؓ کو خود دو آدمیوں کی طرف سے گندم کا ایک صاع بطور صدقۃ الفطر ادا کیا۔

۳۰۵۸ : حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عُمَرَ، قَالَ : أَنَا حَمَّادٌ، عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ أَرْطَاةَ، قَالَ : ذَهَبْتُ أَنَا وَالْحَكَمُ بْنُ عُتَيْبَةَ إِلٰى زِيَادِ بْنِ النَّضْرِ، فَحَدَّثَنَا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نَافِعٍ أَنَّ أَبَاهُ سَأَلَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ : (إِنِّيْ رَجُلٌ مَمْلُوْكٌ، فَهَلْ فِيْ مَالِيْ زَكَاةٌ ؟) . فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (إِنَّمَا زَكَاتُكَ عَلٰى سَيِّدِكَ، أَنْ يُؤَدِّيَ عَنْكَ عِنْدَ كُلِّ فِطْرٍ، صَاعًا مِنْ شَعِيْرٍ، أَوْ تَمْرٍ، أَوْ نِصْفَ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ) .

۳۰۵۸: عبداللہ بن نافع نے اپنے والد نافع سے نقل کیا کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا صدقۃ الفطر کتنا ہے جبکہ میں غلام ہوں؟ تو آپ نے فرمایا تیرا صدقۃ الفطر تیرے آقا پر ہے کہ وہ ہر فطر کے موقعہ پر ایک صاع جو سے یا نصف صاع گندم سے ادا کرے۔

۳۰۵۹ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا نُعَيْمٌ، عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ ابْنِ أَبِيْ صُعَيْرٍ، قَالَ : كُنَّا نُخْرِجُ زَكَاةَ الْفِطْرِ عَلٰى عَهْدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ نِصْفَ صَاعٍ .

۳۰۵۹: زہری نے ثعلبہ بن ابی صعیر سے نقل کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ہم گندم کا نصف صاع صدقۃ الفطر کے طور پر ادا کیا کرتے تھے۔

۳۰۶۰ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا الْقَوَارِيْرِيُّ، قَالَ : ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ، قَالَ : خَطَبَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ فِيْ خُطْبَتِهِ : (أَدُّوْا زَكَاةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ، أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيْرٍ، عَنْ كُلِّ صَغِيْرٍ وَكَبِيْرٍ، حُرٍّ وَمَمْلُوْكٍ، ذَكَرٍ وَأُنْثٰى) .

۳۰۶۰: ابوقلابہ نے ابی الاشعث سے نقل کیا کہ عثمان بن عفانؓ نے ہمیں خطبہ دیا اور خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ صدقۃ الفطر کھجور کا ایک صاع یا جو کا ایک صاع ہر چھوٹے بڑے' آزاد غلام' مرد و عورت کی طرف سے ادا کرو۔

۳۰۶۱ : حَدَّثَنَا أَبُوْ زُرْعَةَ : عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَمْرٍو الدِّمَشْقِيُّ، قَالَ : ثَنَا الْقَوَارِيْرِيُّ . فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ عَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ خَطَبَهُمْ فَقَالَ : (أَدُّوْا زَكَاةَ الْفِطْرِ مُدَّيْنِ مِنْ حِنْطَةٍ) وَلَمْ يَذْكُرْ مَا سِوٰى ذٰلِكَ، مِمَّا ذَكَرَهُ ابْنُ أَبِيْ دَاوُدَ . فَهٰذَا أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَدْ أَجْمَعُوْا عَلٰى ذٰلِكَ، مِمَّا ذَكَرْنَا . وَقَدْ رُوِيَ مِثْلُ ذٰلِكَ أَيْضًا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا .

۳۰۶۱: ابوزرعہ عبدالرحمٰن بن عمرو دمشقی کہتے ہیں ہمیں قواریری نے اپنی اسناد سے بیان کیا کہ عثمانؓ نے خطبہ دیا اور فرمایا صدقۃ الفطر گندم کے دو مد ادا کرو قواریری نے اس کے علاوہ اشیاء کا تذکرہ نہیں کیا جن کا تذکرہ ابن ابی داؤد نے کیا ہے۔ یہ حضرت ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم ہیں کہ جن کا اس بات پر اتفاق ہے۔ جیسا ہم نے ذکر کیا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اس کی مثل مروی ہے۔

**حاصل روایات:** آثار بالا سے ثابت ہوگیا کہ ابوبکر و عمر و عثمان رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اس پر اتفاق ہے کہ گندم سے صدقۃ الفطر نصف صاع ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول بھی اس کے موافق ہے ملاحظہ ہو۔

## قول ابن عباس رضی اللہ عنہما:

۳۰۶۲ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، قَالَ : ثَنَا يَحْيَى بْنُ عِيْسٰى، عَنِ ابْنِ أَبِيْ لَيْلٰى، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : (أَمَرْتُ أَهْلَ الْبَصْرَةِ إِذْ كُنْتُ فِيْهِمْ أَنْ يُعْطُوْا عَنِ الصَّغِيْرِ وَالْكَبِيْرِ، وَالْحُرِّ وَالْمَمْلُوْكِ، مُدَّيْنِ مِنْ حِنْطَةٍ) وَقَدْ رُوِيَ مِثْلُ ذٰلِكَ أَيْضًا عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ وَغَيْرِهِ مِنَ التَّابِعِيْنَ۔

۳۰۶۲: عطاء نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا کہ میں نے اہل بصرہ کو حکم دیا جبکہ میں وہاں مقیم (گورنر) تھا کہ وہ ہر چھوٹے بڑے آزاد و غلام کی طرف سے گندم دو مد بطور صدقۃ الفطر ادا کریں۔ اس کی مثل حضرت عمر بن عبدالعزیز وغیرہ تابعین رحمہم اللہ سے بھی مروی ہے۔

## اقوالِ تابعین رحمہم اللہ سے تائید:

۳۰۶۳ : حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حُمْرَانَ، قَالَ : ثَنَا عَوْفٌ، قَالَ : كَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ إِلٰى عَدِيِّ بْنِ أَرْطَاةَ كِتَابًا، فَقَرَأَهُ عَلٰى مِنْبَرِ الْبَصْرَةِ، وَأَنَا أَسْمَعُ : (أَمَّا بَعْدُ فَمُرْ مَنْ قِبَلَكَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ أَنْ يُخْرِجُوْا زَكَاةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ نِصْفَ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ) .

۳۰۶۳: عوف بیان کرتے ہیں کہ عمر بن عبدالعزیزؒ نے عدی بن ارطاۃ کی طرف لکھا اور انہوں نے وہ عمر کا خط بصرہ کے منبر پر سنایا میں ان سامعین میں موجود تھا حمد و صلاۃ کے بعد! تمام مسلمانوں کو حکم دو کہ وہ صدقۃ الفطر گندم سے

نصف صاع اور کھجور سے ایک صاع نکالیں۔

۳۰۶۴ : حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عُمَرَ، قَالَ : أَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، وَمُجَاهِدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِثْلَهُ.

۳۰۶۴: منصور نے ابراہیم ومجاہد رحمہم اللہ سے اسی طرح نقل کیا ہے۔

۳۰۶۵ : حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ (فِيْ زَكَاةِ الْفِطْرِ، صَاعٌ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سِوَى الْحِنْطَةِ، وَالْحِنْطَةِ نِصْفُ صَاعٍ).

۳۰۶۵: منصور نے مجاہد سے صدقۃ الفطر کے متعلق نقل کیا ہے کہ گندم کے علاوہ ہر چیز سے ایک صاع نکالا جائے اور گندم سے نصف صاع ادا کیا جائے۔

۳۰۶۶ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ خُشَيْشٍ، قَالَ : ثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ : ثَنَا هِشَامٌ، قَالَ : ثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ فِيْ زَكَاةِ رَمَضَانَ، قَالَ : (صَاعَ تَمْرٍ، أَوْ نِصْفَ صَاعِ بُرٍّ).

۳۰۶۶: قتادہ نے سعید بن المسیب سے صدقۃ الفطر کے متعلق نقل کیا کہ کھجور سے ایک صاع یا گندم سے نصف صاع۔

۳۰۶۷ : حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا أُرَاهُ عَفَّانَ، قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ : سَأَلْتُ الْحَكَمَ وَحَمَّادًا وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْقَاسِمِ عَنْ صَدَقَةِ الْفِطْرِ فَقَالُوْا (نِصْفَ صَاعِ حِنْطَةٍ). فَهٰذَا كُلُّ مَا رَوَيْنَا فِيْ هٰذَا الْبَابِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَنْ أَصْحَابِهِ مِنْ بَعْدِهِ، وَعَنْ تَابِعِيْهِمْ مِنْ بَعْدِهِمْ، كُلُّهَا عَلٰى أَنَّ صَدَقَةَ الْفِطْرِ مِنَ الْحِنْطَةِ نِصْفُ صَاعٍ، وَمِمَّا سِوَى الْحِنْطَةِ صَاعٌ. وَمَا عَلِمْنَا أَنَّ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا مِنَ التَّابِعِيْنَ، رُوِيَ عَنْهُ خِلَافُ ذٰلِكَ، فَلَا يَنْبَغِيْ لِأَحَدٍ أَنْ يُخَالِفَ ذٰلِكَ، إِذْ كَانَ قَدْ صَارَ إِجْمَاعًا فِيْ زَمَنِ أَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ إِلٰى زَمَنِ مَنْ ذَكَرْنَا مِنَ التَّابِعِيْنَ. ثُمَّ النَّظَرُ أَيْضًا قَدْ دَلَّ ذٰلِكَ، وَذٰلِكَ أَنَّا رَأَيْنَاهُمْ قَدْ أَجْمَعُوْا عَلٰى أَنَّهَا مِنَ الشَّعِيْرِ وَالتَّمْرِ صَاعٌ. فَنَظَرْنَا فِيْ حُكْمِ الْحِنْطَةِ فِي الْأَشْيَاءِ الَّتِيْ تُؤَدّٰى عَنْهَا التَّمْرُ وَالشَّعِيْرُ كَيْفَ هُوَ؟ فَوَجَدْنَا كَفَّارَاتِ الْأَيْمَانِ قَدْ أُجْمِعَ أَنَّ الْإِطْعَامَ فِيْهَا مِنْ هٰذِهِ الْأَصْنَافِ أَيْضًا، ثُمَّ اخْتُلِفَ فِيْ مِقْدَارِهَا مِنْهَا. فَقَالَ قَوْمٌ مِقْدَارُ ذٰلِكَ مِنَ التَّمْرِ وَالشَّعِيْرِ، نِصْفُ صَاعٍ، وَمِنَ الْحِنْطَةِ مُدٌّ مِثْلُ نِصْفِ ذٰلِكَ. وَقَالَ آخَرُوْنَ : بَلْ هُوَ مِنَ الْحِنْطَةِ، نِصْفُ صَاعٍ وَمِمَّا سِوٰى ذٰلِكَ، صَاعٌ. وَكُلُّهُمْ قَدْ عَدَلَ الْحِنْطَةَ بِمِثْلَيْهَا مِنَ التَّمْرِ وَالشَّعِيْرِ، فَكَانَ

النَّظَرُ عَلٰى ذٰلِكَ، إِذَا كَانَتْ صَدَقَةُ الْفِطْرِ صَاعًا مِنَ التَّمْرِ وَالشَّعِيْرِ، أَنْ يَكُوْنَ مِنَ الْحِنْطَةِ مِثْلُ نِصْفِ ذٰلِكَ، وَهُوَ نِصْفُ صَاعٍ .فَهٰذَا هُوَ النَّظَرُ فِيْ هٰذَا الْبَابِ أَيْضًا، وَقَدْ وَافَقَ ذٰلِكَ مَا جَاءَتْ بِهِ الْآثَارُ الَّتِيْ ذَكَرْنَا فَبِذٰلِكَ نَأْخُذُ، وَهُوَ قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ، وَأَبِيْ يُوْسُفَ، وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى .

۳۰۶۷: شعبہ کہتے ہیں کہ میں نے حکم اور حماد اور عبدالرحمٰن بن القاسم تینوں سے صدقۃ الفطر کے متعلق دریافت کیا تو سب کا جواب یہ تھا کہ گندم سے نصف صاع نکالا جائے گا۔ یہ تمام روایات باب جن کو ہم نے جناب رسول اللہ ﷺ اور آپ کے بعد آپ کے صحابہ کرام اور ان کے بعد تابعینؒ سے نقل کیا ان سے ثابت ہوتا ہے کہ گندم کی صدقۃ الفطر میں مقدار نصف صاع ہے اور گندم کے علاوہ صاع ہے' اور ہمارے علم میں کوئی صحابی رسول اللہ ﷺ اور کوئی تابعیؒ ایسا نہیں ہے جس نے اس کے خلاف روایت کی ہو۔ پس کسی کو جائز نہیں کہ وہ اس کی مخالفت کرے کیونکہ خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں اس پر اجماع رہا اور تابعین کے زمانہ تک اسی طرح رہا۔ پھر قیاس بھی اس کا مؤید ہے' وہ اس طرح کہ ہم جانتے ہیں کہ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ جو اور کھجور کی مقدار فطر ایک صاع ہے۔ پھر ہم نے ان چیزوں میں گندم کا حکم معلوم کیا جن میں جو اور کھجور دی جاتی ہے کہ ان کی کیفیت کیا ہے۔ ہم نے یہ بات پائی کہ قسم کے کفارات میں انہی اقسام سے کھانا کھلانے کا حکم ہے۔ پھر اس کی مقدار میں اختلاف ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس کی مقدار کھجور اور جو سے نصف صاع اور گندم سے اس کا نصف یعنی ایک مُد ہے۔ مگر دوسرے حضرات کا کہنا ہے کہ گندم سے صرف نصف صاع اور بقیہ اشیاء سے کامل صاع ہے۔ ان تمام نے گندم کے مقابلے میں دوگنا کھجور اور جو مقرر کیے ہیں۔ تو غور وفکر کا تقاضا یہ ہے کہ جب صدقۃ الفطر کھجور اور جو سے ایک صاع ہے تو گندم اس کا نصف یعنی نصف صاع ہو۔ اس باب میں قیاس اسی کو چاہتا ہے۔ اور آثار مذکورہ بھی اس کے مؤید ہیں اور امام ابوحنیفہ ابو یوسف' محمد رحمہم اللہ کا قول بھی یہی ہے اور ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں۔

**حاصل روایات:** اس باب میں ہم نے جناب رسول اللہ ﷺ سے مرفوع روایات اور صحابہ کرام کے آثار اور جلیل القدر تابعین کے آثار نقل کیے ہیں جو اس بات پر متفق نظر آتے ہیں کہ گندم سے صدقۃ الفطر نصف صاع ہے جبکہ اس کے علاوہ سے ایک صاع دیا جائے گا اور یہ توقیفی ہے ہماری معلومات میں کسی صحابی رسول ﷺ اور تابعی کا قول اس کے خلاف نظر نہیں آیا۔

اب کسی کو جائز نہیں کہ وہ اس کی مخالفت کرتے ہوئے من مانی کرے اور اس پر ابوبکر و عمر و عثمان رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانہ میں اجماع ہو گیا اور تابعین کے زمانہ تک اس اجماع کی خلاف ورزی نظر نہیں آتی۔

اب بطریق نظر اس کو ملاحظہ کرتے ہیں تو وہ بھی اس کے عین موافق نظر آتا ہے وہ آئندہ سطور میں لکھا جاتا ہے۔

## نظر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ:

اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ جو اور کھجور سے ایک صاع صدقۃ الفطر ہو گا مگر گندم کے متعلق اختلاف ہوا کہ اس کی مقدار

کیا ہے تو ہم نے دوسرے مواقع پر نگاہ ڈالی کہ گندم اور دوسری اشیاء باہمی موازنہ میں کس طرح استعمال کی جاتی ہیں۔
چنانچہ کفارات قسم کو دیکھنے سے معلوم ہوا کہ اس بات پر سب کا اتفاق ہے ان تمام اصناف سے طعام دینا جائز ہے پھر مقدار میں اختلاف ہوا بعض نے کہا کہ کھجور، جو تو نصف صاع اور گندم کا ایک مدوہ نصف صاع کے برابر و مماثل ہے۔
دوسروں نے کہا کہ گندم نصف صاع اور اس کے علاوہ کامل صاع دیئے جائیں گے اب اس مثال سے ظاہر ہو رہا ہے کہ سب نے گندم کو کھجور اور جو کے مقابلے نصف قرار دیا ہے پس نظر کا تقاضا یہی ہے کہ صدقۃ الفطر میں جب کھجور اور جو کا ایک صاع ہے تو گندم لازماً نصف صاع ہی ہونی چاہئے یہ نظر بھی آثار کے موافق و مؤید ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اور یہ ہمارے ائمہ ابو حنیفہ، ابو یوسف، محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔

## صدقۃ الفطر کی حیثیت:

علامہ عینیؒ کے بقول شوافع و مالکیہ اور اہل ظواہر کے ہاں یہ سنت ہے مگر جمہور مالکیہ اور شوافع و حنابلہ نووی کے قول کے مطابق اس کی فرضیت کے قائل ہیں اور احناف کے ہاں یہ واجب ہے۔

## وجوب صدقۃ الفطر کی حیثیت:

ائمہ ثلاثہ رحمہم اللہ کے ہاں تو جس کے پاس ایک دن رات کی خوراک موجود ہے اس پر بھی لازم ہے احناف کے ہاں ضروریات اصلیہ کے علاوہ وقتی طور پر نصاب کی مقدار صدقۃ الفطر کو لازم کر دیتی ہے نصاب نامی شرط نہیں ہے۔ صدقۃ الفطر کی مقدار اجتہادی نہیں بلکہ توقیفی ہے اگرچہ زمانہ حال میں اشیاء کی قیمتوں میں خاصا تفاوت ہے مگر اس کی مقدار جن جن اشیاء میں جو مقرر ہے وہی رہے گی صحابہ کرام نے جن ممالک پر حکمرانی کی ان میں کھجور کے مقابلے گندم کثرت سے تھی مگر انہوں نے اس مقدار میں تبدیلی نہیں کی جیسے کہ مصر وغیرہ۔
**نوٹ**: امام طحاویؒ نے مرفوع روایات کے علاوہ خلفاء راشدین کے فتاویٰ اور تابعین سے بطور نمونہ چار تابعین کے فتاویٰ نقل کئے ہیں جن سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ گندم کے نصف صاع کی مقدار صحابہ کرام اور تابعین کے زمانہ سے معروف چلی آ رہی ہے خود تجویز کردہ نہیں۔

# بَابُ وَزْنِ الصَّاعِ كَمْ هُوَ ؟

## صاع کا وزن کتنا؟

**خلاصۃ البرام**: صاع کی مقدار میں اختلاف ہے جو کہ گہری نگاہ ڈالنے سے لفظی رہ جاتا ہے اس کو سامنے رکھ کر عرض کرتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ، محمد، ابراہیم نخعی رحمہم اللہ کے ہاں صاع آٹھ رطل کا ہوتا ہے۔
نمبر ۲: امام ابو یوسف، شافعی و مالک، احمد رحمہم اللہ کے ہاں پانچ رطل اور ثلث رطل صاع کا وزن ہے۔

دراصل عراقی آٹھ رطل کا وزن ایک ہزار چالیس درہم کے مساوی ہے اسی طرح مدنی ۵ رطل اور ثلث کا بھی ایک ہزار چالیس درہم کے برابر وزن ہے۔

فریق اوّل کا مؤقف اور دلائل: عراقی صاع کا وزن آٹھ رطل ہے اس سے کم زیادہ نہیں دلیل یہ روایت ہے۔

۳۰۶۸ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِیْ عِمْرَانَ، قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُجَاعٍ، وَسُلَیْمَانُ ابْنُ بَكَّارٍ، وَأَحْمَدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ الرَّمَادِیُّ، قَالُوْا : ثَنَا یَعْلٰی بْنُ عُبَیْدٍ، عَنْ مُوْسَی الْجُهَنِیِّ، عَنْ (مُجَاهِدٍ، قَالَ : دَخَلْنَا عَلٰی عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا، فَاسْتَسْقٰی بَعْضُنَا فَأُتِیَ بِعُسٍّ، قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَغْتَسِلُ بِمِثْلِ هٰذَا .قَالَ مُجَاهِدٌ فَحَزَرْتُهٗ فِیْمَا أَحْزِرُ، ثَمَانِیَةَ أَرْطَالٍ، تِسْعَةَ أَرْطَالٍ، عَشَرَةَ أَرْطَالٍ) . قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَذَهَبَ ذَاهِبُوْنَ إِلٰی أَنَّ وَزْنَ الصَّاعِ ثَمَانِیَةُ أَرْطَالٍ، وَاحْتَجُّوْا فِیْ ذٰلِكَ بِهٰذَا الْحَدِیْثِ، وَقَالَ : لَمْ یَشُكَّ مُجَاهِدٌ فِی الثَّمَانِیَةِ،وَإِنَّمَا شَكَّ فِیْمَا فَوْقَهَا، فَثَبَتَتْ الثَّمَانِیَةُ بِهٰذَا الْحَدِیْثِ، وَانْتَفٰی مَا فَوْقَهَا، وَمِمَّنْ قَالَ بِهٰذَا الْقَوْلِ أَبُوْ حَنِیْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ .وَخَالَفَهُمْ فِیْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ، فَقَالُوْا : وَزْنُهٗ خَمْسَةُ أَرْطَالٍ وَثُلُثُ رَطْلٍ، وَمِمَّنْ قَالَ بِذٰلِكَ أَبُوْ یُوْسُفَ رَحِمَهُ اللّٰهُ، وَقَالُوْا : هٰذَا الَّذِیْ كَانَ یَغْتَسِلُ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هُوَ صَاعٌ وَنِصْفٌ .وَذَكَرُوْا فِیْ ذٰلِكَ مَا۔

۳۰۶۸: موسیٰ جہنی نے مجاہد سے نقل کیا کہ ہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے ہم میں سے بعض نے پانی مانگا تو انہوں نے بڑی ہنڈیا یا بڑا پیالہ منگوایا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرمانے لگیں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس جیسے برتن کی مقدار پانی سے غسل فرما لیتے تھے میں نے اس کو ماپا تو پیمائش میں وہ آٹھ رطل، نو رطل، دس رطل کے برابر تھا۔امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بعض علماء اس طرف گئے ہیں کہ صاع کا وزن آٹھ رطل ہے۔انہوں نے اس روایت کو دلیل بنایا ہے۔ان کا کہنا یہ ہے کہ امام مجاہدؒ نے اٹھ رطل میں شک ظاہر نہیں کیا البتہ زائد میں شک ظاہر کیا تو اس روایت نے آٹھ رطل کو ثابت اور زائد کی نفی کر دی۔اس بات کو اختیار کرنے والوں میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ بھی ہیں۔مگر دوسرے علماء نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے کہا کہ صاع کا وزن پانچ رطل اور ۱/۳ رطل ہے۔امام ابو یوسف بھی اس قول کو اختیار کرنے والے ہیں ان کا کہنا یہ ہے کہ آپ جس پانی سے غسل فرماتے وہ ڈیڑھ صاع تھا اور انہوں نے ذیل کی روایات ذکر کیں۔

**تخریج** : نسائی فی الطهارة باب۱٤۳، مسند احمد ٦/٥۔

**اللغات**: العس بڑی ہنڈیا یا بہت بڑا پیالہ۔

**حاصل روایات**: صاع کا وزن آٹھ رطل ہے جیسا اس روایت میں موجود ہے مجاہد کو نو اور دس میں شک ہے مگر آٹھ تو متعین ہے پس

صاع کا وزن آٹھ رطل ہوا۔

فریق ثانی کا مؤقف اور دلائل و جواب: صاع کا وزن ۵ رطل اور ثلث رطل ہے اور یہی وہ پانی کی مقدار ہے جس سے جناب نبی اکرم ﷺ غسل فرماتے تھے اور اس کی مقدار ڈیڑھ صاع ہے جیسا ان روایات میں ہے۔

۳۰۶۹ : حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ : ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ، قَالَ : ثَنَا زَائِدَةُ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بُرْقَانَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ (عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ وَهُوَ الْفَرَقُ).

۳۰۶۹: زہری نے عروہ سے انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا کہ میں اور جناب رسول اللہ ﷺ ایک برتن سے غسل کرتے اور وہ الفرق ہے۔

تخریج : بخاری فی الغسل باب۲، مسلم فی الحیض ۴۰/۴۱، ابو داؤد فی الطهارة باب۹۶، نسائی فی الطهارة باب۱۴۳، ۱۴۴، الغسل باب۸، دارمی فی الوضو باب۶۸، مالك فی الطهارة ۶۸ موطا مالك فی الطهارة نمبر۶۸، مسند احمد ۳۷/۱، ۱۹۹۔

۳۰۷۰ : حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ، قَالَ : ثَنَا أَسَدُ بْنُ مُوْسٰى، قَالَ : ثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ (عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ مِنْ قَدَحٍ وَاحِدٍ يُقَالُ لَهُ الْفَرَقُ)

۳۰۷۰: زہری نے عروہ سے انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ میں اور جناب رسول اللہ ﷺ ایک برتن سے غسل کرتے تھے جس کو الفرق کہتے تھے۔

تخریج : سابقہ تخریج نمبر ۳۰۷۰ ملاحظہ ہو۔

۳۰۷۱ : حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمُقْرِءُ، قَالَ : ثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، قَالَ : حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ نَحْوَهُ. قَالُوْا : فَلَمَّا ثَبَتَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ الَّذِيْ رُوِيَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَغْتَسِلُ، هُوَ وَهِيَ مِنَ الْفَرَقِ، وَالْفَرَقُ ثَلَاثَةُ آصُعٍ، كَانَ مَا يَغْتَسِلُ بِهٖ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا صَاعًا وَنِصْفًا. فَإِذَا كَانَ ذٰلِكَ ثَمَانِيَةَ أَرْطَالٍ، كَانَ الصَّاعُ ثُلُثَيْهَا، وَهُوَ خَمْسَةُ أَرْطَالٍ، وَثُلُثُ رَطْلٍ، وَهٰذَا قَوْلُ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ أَيْضًا. فَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ عَلَيْهِمْ لِأَهْلِ الْمَقَالَةِ الْأُوْلٰى أَنَّ حَدِيْثَ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا إِنَّمَا فِيْهِ ذِكْرُ الْفَرَقِ الَّذِيْ كَانَ يَغْتَسِلُ مِنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهِيَ لَمْ تَذْكُرْ مِقْدَارَ الْمَاءِ الَّذِيْ كَانَ يَكُوْنُ فِيْهِ، هَلْ هُوَ مِلْؤُهُ، أَوْ أَقَلُّ مِنْ ذٰلِكَ ؟ فَقَدْ يَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ يَغْتَسِلُ هُوَ وَهِيَ

بِمِلْئِهٖ، وَيَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ كَانَ يَغْتَسِلُ هُوَ وَهِيَ بِأَقَلَّ مِنْ مِلْئِهٖ، مِمَّا هُوَ صَاعَانِ، فَيَكُوْنُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ مُغْتَسِلًا بِصَاعٍ مِنْ مَاءٍ، وَيَكُوْنُ مَعْنَى هٰذَا الْحَدِيْثِ مُوَافِقًا لِمَعَانِي الْأَحَادِيْثِ الَّتِي رُوِيَتْ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ كَانَ يَغْتَسِلُ بِصَاعٍ. فَإِنَّهُ قَدْ رُوِيَ عَنْهُ فِي ذٰلِكَ.

۳۰۷۱: لیث بن سعد نے کہا کہ مجھے ابن شہاب نے اپنی سند سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔ ان حضرت کا کہنا یہ ہے کہ جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ بات ثابت ہوئی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ ایک فرق پانی سے غسل کرتے تھے اور فرق کی مقدار تین صاع ہے۔ تو غسل کے لئے ہر ایک کا پانی 1½ صاع ہوا۔ جب یہ آٹھ رطل ہوا۔ تو ایک صاع اس کے دوثلث کے برابر ہوا اور وہ مقدار (۵) پانچ رطل اور 1/3 رطل ہے۔ یہ قول کو اہل مدینہ کا بھی ہے۔ اول قول والے ان کے خلاف دلیل دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ حضرت عروہ نے جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کی ہے۔ اس میں اس فرق (مقدار) کا ذکر ہے جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور خود عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا غسل کرتے تھے مگر اس میں پانی کی مقدار کا تذکرہ نہیں' آیا وہ بھرا ہوا ہوتا تھا یا اس سے کم؟ ممکن ہے کہ وہ بھرے ہوئے سے غسل فرماتے ہوں۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ ان کے غسل کے وقت وہ بھرا ہوا نہ ہو یعنی وہ دو صاع ہو اور ہر ایک کا غسل ایک صاع پانی سے ہو۔ اس صورت میں اس روایت کا مفہوم ان روایات کے موافق ہو جائے گا جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں کہ آپ ایک صاع سے غسل کرتے تھے۔ اس سلسلہ میں ذیل کی روایات پر نظر ڈالیں۔

**حاصل روایات:** ان تمام روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عائشہ رضی اللہ عنہا ایک فرق سے غسل فرماتے تھے فرق تین صاع کا ہوتا ہے تو ہر ایک کے لئے غسل پر صرف ہونے والا پانی ڈیڑھ صاع بنا جب اس کو آٹھ رطل کا تسلیم کریں تو صاع اس کے دوثلث ہوا حالانکہ وہ تو پانچ رطل اور ثلث رطل ہے اور یہ اہل مدینہ کا قول ہے پس آٹھ رطل ڈیڑھ صاع ہوا جبکہ صاع ۵ رطل اور ثلث رطل ہے۔

فریق اوّل کا جواب: یہ روایت عائشہ رضی اللہ عنہا میں فرق کا تذکرہ ہے جس سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل فرمایا کرتے تھے مگر روایت میں پانی کی مقدار کا تذکرہ نہیں کہ وہ بھرا ہوتا تھا یا اس میں کچھ پانی ہوتا تھا ہر دو احتمال ہیں۔ ۔ فرق نامی برتن پورا بھرا ہوا ہو۔
نمبر ②: کم بھرا ہو اور اس سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عائشہ رضی اللہ عنہا غسل کرتے ہوں اور وہ کم بھرے کی مقدار دو صاع ہو تو ہر ایک ایک صاع پانی سے غسل کرنے والے تھے اس صورت میں یہ روایت ان روایات کے موافق ہو جائے گی جن میں ایک صاع کا ذکر آیا ہے جیسا کہ یہ روایت ہے۔

۳۰۷۲: مَا حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ: ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ الْأَصْبَهَانِيِّ، قَالَ: أَنَا عَبْدُ الرَّحِيْمِ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ (كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ بِالْمُدِّ، وَيَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ).

۳۰۷۲: صفیہ بنت شیبہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مد سے وضو اور ایک صاع سے غسل فرماتے تھے۔

**تخریج** : بخاری فی الوضو باب۴۷' مسلم فی الحیض ۵۱' ابو داؤد فی الطهارة باب ٤٤' ترمذی فی الطهارة باب٤٢' ونسائی فی المیاه باب۱۳' ابن ماجه فی الطهارة باب۱' دارمی فی الوضو باب۲۳' مسند احمد ۳۰۳/۳' ٦' ۱۳۳/۲۸۰' ۲۱۹۔

۳۰۷۳ : حَدَّثَنَا فَهْدٌ' قَالَ : ثَنَا الْحِمَّانِیُّ' قَالَ : ثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ' عَنِ الزُّهْرِيِّ' عَنْ عُرْوَةَ' عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا' عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ' مِثْلَهٗ .

۳۰۷۳: زہری نے عروہ انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔

۳۰۷۴ : حَدَّثَنَا فَهْدٌ' قَالَ : ثَنَا الْحِمَّانِیُّ' قَالَ : ثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ' عَنْ مُسْلِمٍ (يَعْنِي الْمُلَائِيَّ) عَنْ إِبْرَاهِيْمَ' عَنْ عَلْقَمَةَ' عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ (كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ .)

۳۰۷۴: علقمہ نے نقل کیا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک صاع سے غسل فرماتے تھے۔

۳۰۷۵ : حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوٗدَ' قَالَ : ثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ' قَالَ : ثَنَا هَمَّامٌ' عَنْ قَتَادَةَ' عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ' عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَغْتَسِلُ بِقَدْرِ الصَّاعِ' وَيَتَوَضَّأُ بِقَدْرِ الْمُدِّ) .

۳۰۷۵: صفیہ بنت شیبہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صاع کی مقدار سے غسل اور مد کی مقدار سے وضو فرماتے تھے۔

۳۰۷٦ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ' قَالَ : ثَنَا مُسْلِمٌ' قَالَ : ثَنَا أَبَانُ' عَنْ قَتَادَةَ' عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ' عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ (كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ وَيَتَوَضَّأُ بِالْمُدِّ) .

۳۰۷٦: صفیہ بنت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صاع کے ساتھ غسل کرتے اور مد کے ساتھ وضو کرتے تھے۔

۳۰۷۷ : حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ' قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَطَاءٍ ' عَنْ سَعِيْدٍ' عَنْ قَتَادَةَ' فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ ، غَيْرَ أَنَّهٗ قَالَ : بِالْمُدِّ وَنَحْوِهٖ.

۳۰۷۷: سعید نے قتادہ سے پھر انہوں نے اپنی اسناد سے اسی طرح روایت نقل کی ہے البتہ یہ لفظ مختلف ہیں بالمدو نحوہ۔

۳۰۷۸ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَبَّاسِ بْنِ الرَّبِيعِ، قَالَ : ثَنَا أَسَدٌ، قَالَ : ثَنَا الْمُبَارَكُ بْنُ فَضَالَةَ، قَالَ : حَدَّثَتْنِي أُمِّي، عَنْ مُعَاذَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ (كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ بِالْمُدِّ، وَيَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ).

۳۰۷۸: معاذہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مد سے وضو اور صاع سے غسل فرماتے تھے۔

۳۰۷۹ : حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ، قَالَ : ثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ، قَالَ : ثَنَا بَقِيَّةُ، عَنْ عُتْبَةَ بْنِ أَبِي حَكِيمٍ، قَالَ : حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ عَتِيكٍ، قَالَ : (سَأَلْنَا أَنَسًا عَنِ الْوُضُوءِ الَّذِي يَكْفِي الرَّجُلَ مِنَ الْمَاءِ فَقَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ مِنْ مُدٍّ فَيُسْبِغُ الْوُضُوءَ، وَعَسَى أَنْ يَفْضُلَ مِنْهُ. قَالَ سَأَلْنَاهُ عَنِ الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ : كَمْ يَكْفِي مِنَ الْمَاءِ ؟ قَالَ : الصَّاعُ، فَسَأَلْتُ عَنْهُ : أَعَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذِكْرُ الصَّاعِ ؟ قَالَ : نَعَمْ، مَعَ الْمُدِّ.)

۳۰۷۹: عبداللہ بن جبیر بن عتیک کہتے ہیں کہ ہم نے انس سے پوچھا کہ وضو کے لئے کتنا پانی کفایت کرے گا تو کہنے لگے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مد سے کامل وضو کرتے اور ایسا بھی ہوتا کہ اس سے بچ جاتا پھر ہم نے ان سے سوال کیا کہ غسل جنابت کے لئے کتنا پانی کفایت کر جائے گا تو انہوں نے کہا ایک صاع۔ میں نے ان سے پوچھا یہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے صاع کا تذکرہ موجود ہے انہوں نے کہا ہاں مد سمیت تذکرہ ہے۔

**تخریج** : بخاری فی الوضو باب ۴۹، مسلم فی الحیض ۵۱۔

۳۰۸۰ : حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ، قَالَ : ثَنَا أَسَدٌ، قَالَ : ثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ : (كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ بِالْمُدِّ، وَيَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ).

۳۰۸۰: سالم بن ابی الجعد نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مد سے وضو اور صاع سے غسل کرتے تھے۔

۳۰۸۱ : حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ : ثَنَا بِشْرٌ، قَالَ : ثَنَا أَبُو رَيْحَانَةَ، عَنْ سَفِينَةَ، مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ قَالَ (كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُغَسِّلُهُ الصَّاعُ مِنَ الْمَاءِ، وَيُوَضِّئُهُ الْمُدُّ مِنَ الْمَاءِ). فَفِي هٰذِهِ الْآثَارِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ يَغْتَسِلُ بِصَاعٍ، وَلَيْسَ فِيهِ

مِقْدَارٌ وَزْنِ الصَّاعِ كَمَا هُوَ ؟ وَفِيْ حَدِيْثِ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ذِكْرُ وَزْنِ مَا كَانَ يَغْتَسِلُ بِهٖ، وَهُوَ ثَمَانِيَةُ أَرْطَالٍ .وَفِيْ حَدِيْثِ عُرْوَةَ (عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا كَانَتْ تَغْتَسِلُ هِيَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ، هُوَ الْفَرَقُ) . فَفِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ، ذِكْرُ مَا كَانَا يَغْتَسِلَانِ مِنْهُ خَاصَّةً، وَلَيْسَ فِيْهِ ذِكْرُ مِقْدَارِ الْمَاءِ الَّذِيْ كَانَا يَغْتَسِلَانِ بِهٖ. وَفِي الْآثَارِ الْأُخَرِ، ذِكْرُ مِقْدَارِ الْمَاءِ الَّذِيْ كَانَ يَغْتَسِلُ بِهٖ، وَأَنَّهُ كَانَ صَاعًا .فَثَبَتَ بِذٰلِكَ، لَمَّا صَحَّتْ هٰذِهِ الْآثَارُ، وَجُمِعَتْ وَكُشِفَتْ مَعَانِيْهَا -أَنَّهُ كَانَ يَغْتَسِلُ مِنْ إِنَاءٍ هُوَ الْفَرَقُ، وَبِصَاعٍ وَزْنُهُ ثَمَانِيَةُ أَرْطَالٍ .فَثَبَتَ بِذٰلِكَ مَا ذَهَبَ إِلَيْهِ أَبُوْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ .وَقَدْ قَالَ بِذٰلِكَ أَيْضًا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ .وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَيْضًا، مَا يَدُلُّ عَلٰى هٰذَا الْمَعْنٰى .

۳۰۸۱: ابوریحانہ نے سفینہ مولیٰ امّ سلمہؓ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ پانی کا ایک صاع آپ کو غسل کرادیتا اور پانی کا ایک مد وضو کرادیتا۔ یہ روایات بتلا رہی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ ایک صاع پانی سے غسل فرماتے تھے مگر ان روایات میں صاع کا وزن مذکور نہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی وہ روایت جس کو مجاہدؒ نے نقل کیا اس میں مقدار کا ذکر موجود ہے۔ کہ جس سے آپ غسل فرماتے تھے اور وہ آٹھ رطل ہے اور وہ روایت جس کو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عروہؒ نے نقل کیا۔ وہ یہ ہے کہ میں اور جناب رسول اللہ ﷺ ایک برتن سے غسل کرتے تھے وہ فرق ہے۔ تو اس روایت میں غسل والے برتن کا تذکرہ ہے مقدار کا ذکر نہیں جس سے غسل کیا جاتا تھا۔ دوسری روایات میں پانی کی وہ مقدار مذکور ہے جس سے آپ غسل کرتے تھے کہ وہ ایک صاع تھا پس اس سے ثابت ہوگیا جب کہ یہ آثار درست ہیں ان کو اکٹھا کر کے ان کے معانی کو کھولا گیا تو وہ یہی تھے کہ آپ فرق نامی برتن سے غسل فرماتے اور ایک صاع سے غسل فرماتے جس کا وزن آٹھ رطل ہے۔ پس اس سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ثابت ہوگیا اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا قول بھی یہی ہے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی ایسی روایات وارد ہیں جو اس مفہوم کو ثابت کرتی ہیں۔

**حاصل روایات:** ان تمام روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ ایک صاع سے غسل فرماتے تھے اور ان روایات میں صاع کا وزن مذکور نہیں جیسا کہ مجاہد کی اس روایت میں موجود ہے جو عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ غسل کا پانی آٹھ رطل ہوتا تھا اور عروہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا والی روایت میں آپ دونوں کا فرق نامی برتن سے غسل کرنا مذکور ہے۔ اور اس روایت میں دونوں کے غسل کا تذکرہ ہے مگر پانی کی مقدار مذکور نہیں ہے۔

اور دوسرے آثار میں غسل کے پانی کی مقدار مذکور ہے کہ وہ ایک صاع تھا اب اس سے مندرجہ ذیل نتائج نکل آئے جبکہ ان آثار کو جمع کیا اور ان کی حقیقت کو جانچا کہ آپ ایک فرق سے غسل فرماتے اور اس صاع سے جس کا وزن آٹھ رطل تھا اس سے امام ابوحنیفہؒ اور محمدؒ کا قول ثابت ہوا۔ بلکہ انس بن مالکؓ سے بھی اس معنی کی تائید مذکور ہے۔

روایت انس رضی اللہ عنہ ملاحظہ ہو:

۳۰۸۲: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عِمْرَانَ' قَالَ : ثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ الْحَمِيْدِ الْحِمَّانِيُّ' قَالَ : ثَنَا شَرِيْكٌ' عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عِيْسٰى' عَنِ ابْنِ جُبَيْرٍ' عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : (كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ بِالْمُدِّ' وَهُوَ رَطْلَانِ) .

۳۰۸۲: ابن جبیر نے انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مد سے وضو فرماتے جس کی مقدار دو رطل تھی۔

**تخریج** : ترمذی فی الصلاۃ باب۷۶' نمبر ۶۰۹۔

۳۰۸۳: حَدَّثَنَا فَهْدٌ' قَالَ : ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ' قَالَ : ثَنَا شَرِيْكٌ' عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عِيْسٰى' عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ "يَعْنِي بْنَ جُبَيْرٍ "عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : (كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ' يَتَوَضَّأُ بِرَطْلَيْنِ' وَيَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ) . فَهٰذَا أَنَسٌ قَدْ أَخْبَرَ أَنَّ مُدَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَطْلَانِ' وَالصَّاعُ أَرْبَعَةُ أَمْدَادٍ .فَإِذَا ثَبَتَ أَنَّ الْمُدَّ رَطْلَانِ' ثَبَتَ أَنَّ الصَّاعَ ثَمَانِيَةُ أَرْطَالٍ .فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ : فَإِنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ' قَدْ رُوِيَ عَنْهُ خِلَافُ هٰذَا' فَذَكَرَ .

۳۰۸۳: عبداللہ بن جبیرؒ نے انس رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو رطل سے وضو اور ایک صاع سے غسل فرماتے تھے۔ یہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہیں جو یہ بتلاتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مد دو رطل اور صاع چار مد کا تھا۔ پس یہ بات ثابت ہوگئی کہ ایک مد۔ دو رطل ہے تو یہ خود ثابت ہوگیا کہ ایک صاع آٹھ رطل ہوتا ہے۔ اگر کوئی معترض یہ کہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اس کے خلاف بھی مروی ہے۔

**تخریج** : ابو داؤد فی الطھارۃ باب ٤٤' نمبر ۹۵۔

**حاصل روایات:** انس رضی اللہ عنہ کی ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مد دو رطل کا تھا اور صاع چار مد کا تھا پس جب یہ ثابت ہوگیا کہ مد دو رطل کا ہے تو صاع کا آٹھ رطل ہونا ثابت ہوگیا۔

## ایک اشکال:

اس روایت کے خلاف حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ملاحظہ ہو۔

۳۰۸۴: مَا حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ' قَالَ : ثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ الطَّيَالِسِيُّ' قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ' قَالَ : أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جُبَيْرٍ' سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ (إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَوَضَّأُ بِالْمَكُّوْكِ' وَيَغْتَسِلُ بِخَمْسِ مَكَاكِيَّ) . قَالَ : فَهٰذَا الْحَدِيْثُ يُخَالِفُ الْحَدِيْثَ الْأَوَّلَ .قِيْلَ لَهُ : مَا فِيْ هٰذَا -عِنْدَنَا -خِلَافٌ لَهُ' لِأَنَّ حَدِيْثَ شَرِيْكٍ إِنَّمَا فِيْهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَوَضَّأُ بِالْمُدِّ، وَقَدْ وَافَقَهُ عَلٰى ذٰلِكَ، عَتَبَةُ بْنُ أَبِي حَكِيْمٍ فَرَوٰى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جُبَيْرٍ نَحْوًا مِنْ ذٰلِكَ .فَلَمَّا رَوٰى شُعْبَةُ مَا ذَكَرْنَا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جُبَيْرٍ، احْتُمِلَ أَنْ يَكُوْنَ أَرَادَ بِالْمَكُّوْكِ، الْمُدَّ، لِأَنَّهُمْ كَانُوْا يُسَمُّوْنَ الْمُدَّ مَكُّوْكًا، فَيَكُوْنُ الَّذِي كَانَ يَتَوَضَّأُ بِهٖ مُدًّا، وَيَكُوْنُ الَّذِي يَغْتَسِلُ بِهٖ خَمْسَةَ مَكَاكِيَّ، يَغْتَسِلُ بِأَرْبَعَةٍ مِنْهَا، وَهِيَ أَرْبَعَةُ أَمْدَادٍ، وَهِيَ صَاعٌ، وَيَتَوَضَّأُ بِآخَرَ، وَهُوَ مُدٌّ .فَجَمَعَ فِي هٰذَا الْحَدِيْثِ مَا كَانَ يَتَوَضَّأُ بِهٖ لِلْجَنَابَةِ، وَمَا كَانَ يَغْتَسِلُ بِهٖ لَهَا .وَأَفْرَدَ فِي حَدِيْثِ عُتْبَةَ، مَا كَانَ يَغْتَسِلُ بِهٖ لَهَا خَاصَّةً، دُوْنَ مَا كَانَ يَتَوَضَّأُ بِهٖ، وَأَنَّ ذٰلِكَ الْوُضُوْءَ لَهَا أَيْضًا .وَسَمِعْتُ ابْنَ أَبِي عِمْرَانَ يَقُوْلُ : سَمِعْتُ ابْنَ الثَّلْجِيِّ يَقُوْلُ : إِنَّمَا قُدِّرَ الصَّاعُ عَلٰى وَزْنِ مَا يَعْتَدِلُ كَيْلُهٗ وَوَزْنُهٗ مِنَ الْمَاشِ وَالزَّبِيْبِ وَالْعَدَسِ، فَإِنَّهٗ يُقَالُ : إِنَّ كَيْلَ ذٰلِكَ وَوَزْنَهٗ سَوَاءٌ .

۳۰۸۴: عبداللہ بن عبداللہ بن جبیر کہتے ہیں میں نے انس بن مالکؓ کو کہتے سنا کہ جناب رسول اللہ ﷺ ایک مکوک سے وضواور پانچ مکا کی سے غسل فرماتے تھے۔کوئی معترض یہ کہے کہ یہ روایت پہلی حدیث کے خلاف ہے اس کے جواب میں یہ کہیں گے۔ ہمارے ہاں تو اس روایت میں کوئی بات اس کے خلاف نہیں کیونکہ حضرت شریک ؓ کی روایت میں ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ ایک مد پانی سے وضوفر ماتے اور حضرت عتبہ بن حکیم عبداللہ بن جبیر ؓ سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔ جب شعبہ نے عبداللہ بن جبیر ؓ سے مذکورہ روایت نقل کی تو اب اس میں اس بات کا احتمال ہے کہ مکوک سے مراد مد ہو۔ کیونکہ وہ مد کو مکوک کہتے تھے پس آپ کے وضو کی مقدار ایک مد تھی اور غسل والا پانی پانچ مکوک ہوتا تھا۔ان میں سے چار سے غسل فرماتے اور وہ چار مد ہیں اور یہی صاع ہیں اور باقی سے وضوفرماتے اور وہ ایک مد ہوتا۔پس اس طرح اس روایت میں جنابت کے لئے وضواور غسل کو اکٹھا ذکر کیا گیا اور حدیث عتبہ ؓ میں فقط غسل جنابت کا ذکر کیا وضو نہیں اور اسی غسل جنابت میں وضو بھی ہو جاتا تھا۔ میں نے ابن ابی عمرانؒ کو کہتے سنا کہ میں نے ابن ثلجیؒ کو کہتے سنا کہ صاع کے وزن کا اندازہ لگایا گیا تو اس کا وزن و ماپ ماش، کشمش، مسور کے برابر ہے اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ اس کا وزن اور ماپ برابر ہے۔

**تخریج** : مسلم فی الحیض نمبر ٥٠، ابو داؤد فی الطهارة باب٤٤، ترمذی فی الحنة باب٧٦، نسائی فی الطهارة باب١٤٣/٥٨، والمیاه باب١٣، دارمی فی الوضو باب٢٣، مسند احمد ٣، ١١٢/١١٦، ٢٨٢، ٢٩٠۔

## ازالہ:

اس روایت میں کوئی بات بھی ان روایات کے مخالف نہیں ہے کیونکہ شریک راوی والی روایت میں جناب رسول اللہ ﷺ کا مد کے ساتھ وضوفرمانا مذکور ہے اور یہ اس کے موافق ہے اور اس کی موافقت میں عتبہ بن ابی حکیم کی عبداللہ بن جبیر سے اسی طرح

کی روایت ہے۔

پس جب شعبہ نے عبداللہ بن جبیر سے گزشتہ روایات کی طرح روایت کردی تو اس روایت میں احتمال پیدا ہو گیا کہ مکوک سے مراد مد ہے کیونکہ وہ لوگ مکوک اور مد کو ایک دوسرے پر بولتے تھے پس جس سے وضو فرماتے تھے جب اس کی مقدار مد ثابت ہوگئی تو پانچ مکا کی سے غسل کرتے ان میں چار سے غسل یہ چار مد ہوتے اور وہی ایک صاع بنا اور بقیہ سے وضو کرتے اور وہ مد ہوا پس اس روایت میں جنابت کے لئے آپ کا وضو فرمانا اور غسل کرنا دونوں مذکور ہوئے۔

اور حدیث عتبہ میں فقط غسل کا تذکرہ ہے وضو کا تذکرہ نہیں اور یہ وضو بھی غسل ہی کی خاطر ہوتا تھا۔

میں نے ابن ابی عمران کو کہتے سنا کہ ابن ثلجی کہا کرتے تھے صاع کا لفظ اس وزن پر بولا گیا جو ماش' زبیب' دال کی پیمائش میں اس کے برابر ہو جیسا کہ امام ابو یوسفؒ سے منقول ہے۔

۳۰۸۵ :حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عِمْرَانَ' قَالَ : أَنَا عَلِيُّ بْنُ صَالِحٍ' وَبِشْرُ بْنُ الْوَلِيْدِ جَمِيْعًا' عَنْ أَبِي يُوْسُفَ قَالَ (قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ فَأَخْرَجَ إِلَيَّ مَنْ أَثِقُ بِهٖ صَاعًا' فَقَالَ : هٰذَا صَاعُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ' فَقَدَّرْتُهٗ' فَوَجَدْتُهٗ خَمْسَةَ أَرْطَالٍ وَثُلُثَ رَطْلٍ) . وَسَمِعْتُ ابْنَ أَبِي عِمْرَانَ' يَقُوْلُ (يُقَالُ إِنَّ الَّذِيْ أَخْرَجَ هٰذَا لِأَبِيْ يُوْسُفَ .هُوَ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ) . وَسَمِعْتُ أَبَا حَازِمٍ يَذْكُرُ' أَنَّ مَالِكًا سُئِلَ عَنْ ذٰلِكَ' فَقَالَ : (هُوَ تَحَرِّيْ عَبْدِ الْمَلِكِ لِصَاعِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ). فَكَانَ مَالِكٌ لَمَّا ثَبَتَ عِنْدَهٗ أَنَّ عَبْدَ الْمَلِكِ تَحَرّٰى ذٰلِكَ مِنْ صَاعِ عُمَرَ' وَصَاعُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ' صَاعُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ قُدِّرَ صَاعُ عُمَرَ' عَلٰى خِلَافِ ذٰلِكَ .

۳۰۸۵: علی بن صالح اور بشر بن الولید دونوں نے بیان کیا کہ امام ابو یوسفؒ نے فرمایا میں خود مدینہ منورہ آیا (تاکہ صاع کی تحقیق کروں تو امام مالک نے) میری قابل اعتماد شخصیت نے صاع نکال کر دکھایا اور کہنے لگے یہ جناب نبی اکرم ﷺ کا صاع ہے تو میں نے اس کو ماپا تو ۵ رطل اور ثلث رطل پایا ابن ابی عمران نے قابل اعتماد آدمی کا نام مالک بن انس بتلایا ہے اور ابو حازم کو میں نے کہتے سنا کہ جب مالک سے اس بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا یہ جانچ پڑتال کرنے والا عبدالملک تھا اور اس نے عمر رضی اللہ عنہ کے صاع کے سلسلہ میں تحری کی تھی جب مالک کے ہاں یہ بات ثابت ہوگئی کہ عبدالملک سے صاع عمر کی تحری کی اور صاع عمر ہی صاع نبی ﷺ تھا اور صاع عمر کا اندازہ اس کے خلاف تھا جیسا کہ ان روایات سے معلوم ہوتا ہے۔

۳۰۸۶ :فَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوٗدَ' قَالَ : ثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ حُمَيْدٍ' قَالَ : ثَنَا وَكِيْعٌ' عَنْ عَلِيِّ بْنِ صَالِحٍ' عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ' عَنْ مُوْسَى بْنِ طَلْحَةَ قَالَ الْحَجَّاجِيُّ (صَاعُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ).

۳۰۸۶: ابو اسحاق نے موسیٰ بن طلحہ سے روایت کی ہے عمر رضی اللہ عنہ کا صاع الحجاجی تھا۔

۳۰۸۷ : حَدَّثَنَا أَحْمَدُ قَالَهُ : ثَنَا يَعْقُوبُ قَالَ : ثَنَا وَكِيعٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ : عَيَّرْنَا صَاعَ عُمَرَ فَوَجَدْنَاهُ حَجَّاجِيًّا وَالْحَجَّاجِيُّ عِنْدَهُمْ ثَمَانِيَةُ أَرْطَالٍ بِالْبَغْدَادِيِّ .

۳۰۸۷: مغیرہ نے ابراہیم سے نقل کیا ہے کہ ہم نے صاع عمر رضی اللہ عنہ کی پیائش واندازہ کیا تو اسے حجاجی پایا حجاجی ان کے ہاں آٹھ رطل بغدادی کا ہوتا ہے۔

۳۰۸۸ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ بِشْرٍ الْكُوفِيُّ قَالَ : ثَنَا شَرِيكٌ عَنْ مُغِيرَةَ وَعُبَيْدَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ : وَضَعَ الْحَجَّاجُ قَفِيزَهُ عَلَى صَاعِ عُمَرَ .فَهٰذَا أَوْلَى مِمَّا ذَكَرَ مَالِكٌ مِنْ تَحَرِّي عَبْدِ الْمَلِكِ لِأَنَّ التَّحَرِّيَ لَيْسَ مَعَهُ حَقِيقَةٌ وَمَا ذَكَرَهُ إِبْرَاهِيمُ وَمُوسَى بْنُ طَلْحَةَ مِنَ الْعِيَارِ مَعَهُ حَقِيقَةٌ .فَهٰذَا أَوْلَى وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيقُ .

۳۰۸۸: مغیرہ اور عبیدہ نے ابراہیم سے بیان کیا کہ حجاج نے اپنا قفیز صاع عمر رضی اللہ عنہ کے مطابق بنایا۔ یہ اس سے بہتر ہے جس کا تذکرہ امام مالکؒ نے کیا کہ عبدالملک نے تحری کی۔ کیونکہ سوچ و بچار میں حقیقت نہیں اور جو بات حضرت ابراہیمؒ اور موسیٰ بن طلحہؒ نے ذکر کی ہے۔ اس کے ساتھ حقیقت ہے۔ جو کہ اولیٰ ہے وباللہ التوفیق۔

**حاصلِ روایات:** یہ ہے کہ تحری عبدالملک والی روایت سے یہ بات جس کو ابراہیم اور موسیٰ بن طلحہ نے اندازہ سے تعبیر کیا ہے یہ اولیٰ و اعلیٰ ہے پس اصل کے لحاظ سے صاع کا وزن ۵ رطل اور ثلث رطل ہوا اور یہی مقدار عراقی و بغدادی صاع کے لحاظ سے آٹھ رطل ہے۔ پس اختلاف صرف نزاع لفظی ہوا نہ کہ حقیقی۔

**نوٹ:** اس باب میں امام ابوحنیفہؒ کے اسم گرامی کو دو مرتبہ لائے گزشتہ اوراق میں ایسا نہیں ہوا دلائل کے انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب کے قول کو راجح قرار دینا چاہتے ہیں اسی لئے ضمنی طور پر بھی اس کے لئے روایات کثرت سے ذکر کر دیں۔
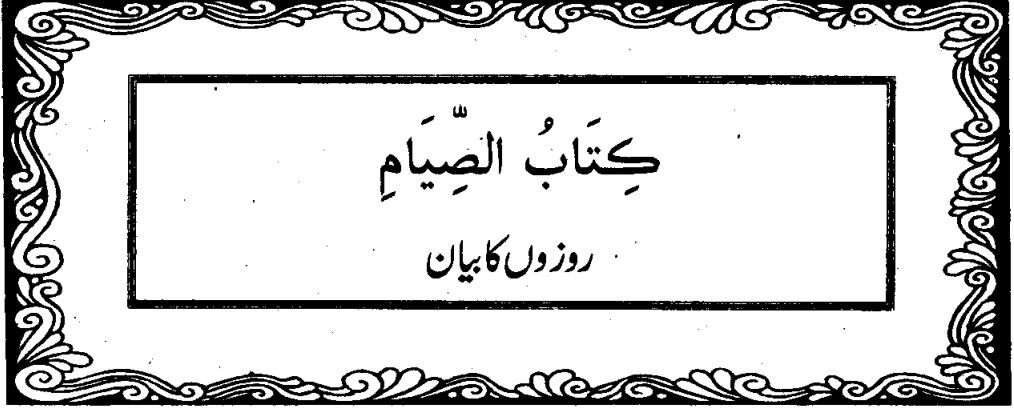
# كِتَابُ الصِّيَامِ

## روزوں کا بیان

## بَابُ الْوَقْتِ الَّذِيْ يَحْرُمُ فِيْهِ الطَّعَامُ عَلَى الصِّيَامِ

### جس وقت روزہ دار پر کھانا حرام ہے اس کے بیان میں

**خلاصۃ المرام:**

نمبر ①: معمر واعمش کے ہاں صبح صادق کے بعد طلوع آفتاب تک کھانے پینے کی اجازت ہے۔

نمبر ②: ائمہ اربعہ اور جمہور فقہاء ومحدثین کے ہاں صبح صادق کے بعد کھانا پینا جماع جائز نہیں ہے۔

### فریق اوّل کا موقف اور دلیل:

صبح صادق کے بعد طلوع آفتاب تک کھانے کی اجازت ہے جس کی دلیل یہ روایت ہے۔

۳۰۸۹ : حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ : ثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ : ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَاصِمِ بْنِ بَهْدَلَةَ عَنْ (زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ قَالَ : تَسَحَّرْتُ ثُمَّ انْطَلَقْتُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَمَرَرْتُ بِمَنْزِلِ حُذَيْفَةَ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فَأَمَرَ بِلِقْحَةٍ فَحُلِبَتْ وَبِقِدْرٍ فَسُخِّنَتْ ثُمَّ قَالَ كُلْ فَقُلْتُ إِنِّيْ أُرِيْدُ الصَّوْمَ قَالَ : وَأَنَا أُرِيْدُ الصَّوْمَ .قَالَ : فَأَكَلْنَا ثُمَّ شَرِبْنَا ثُمَّ أَتَيْنَا الْمَسْجِدَ فَأُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ قَالَ : هٰكَذَا فَعَلَ بِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ صَنَعْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .قُلْتُ : بَعْدَ الصُّبْحِ ؟ قَالَ : بَعْدَ الصُّبْحِ غَيْرَ أَنَّ الشَّمْسَ لَمْ تَطْلُعْ) . قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَفِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ عَنْ حُذَيْفَةَ

أَنَّهُ أَكَلَ بَعْدَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ، وَهُوَ يُرِيْدُ الصَّوْمَ وَيَحْكِيْ مِثْلَ ذٰلِكَ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .وَقَدْ جَاءَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِلَافُ ذٰلِكَ، فَهُوَ مَا قَدْ رَوَيْنَا عَنْهُ مِمَّا تَقَدَّمَ ذِكْرُنَا لَهُ فِيْ كِتَابِنَا هٰذَا أَنَّهُ قَالَ (إِنَّ بِلَالًا يُنَادِيْ بِلَيْلٍ، فَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا، حَتّٰى يُنَادِيَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ) . وَأَنَّهُ قَالَ (لَا يَمْنَعَنَّ أَحَدَكُمْ أَذَانُ بِلَالٍ مِنْ سُحُوْرِهٖ، فَإِنَّهُ إِنَّمَا يُؤَذِّنُ لِيَنْتَبِهَ نَائِمُكُمْ، وَلِيَرْجِعَ قَائِمُكُمْ) ثُمَّ وَصَفَ الْفَجْرَ بِمَا قَدْ وَصَفَهُ بِهٖ. فَدَلَّ ذٰلِكَ عَلٰى أَنَّهُ هُوَ الْمَانِعُ لِلطَّعَامِ وَالشَّرَابِ وَمَا سِوٰى ذٰلِكَ، مِمَّا يُمْنَعُ مِنْهُ الصَّائِمُ .فَهٰذِهِ الْآثَارُ الَّتِيْ ذَكَرْنَا مُخَالِفَةٌ لِحَدِيْثِ حُذَيْفَةَ .وَقَدْ يَحْتَمِلُ حَدِيْثُ حُذَيْفَةَ عِنْدَنَا -وَاللّٰهُ أَعْلَمُ -أَنْ يَكُوْنَ كَانَ قَبْلَ نُزُوْلِ قَوْلِهٖ تَعَالٰى (وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ) .

۳۰۸۹: زر بن حبیش سے روایت ہے کہ میں نے سحری کا کھانا کھایا پھر میں مسجد کی طرف روانہ ہو گیا میں حضرت حذیفہؓ کے مکان کے پاس سے گزرا تو ان کے ہاں مکان میں داخل ہوا انہوں نے ایک اونٹنی کا دودھ دھونے کا حکم دیا وہ دوہا گیا اور ہانڈی گرم کی گئی پھر مجھے فرمانے لگے کھاؤ میں نے کہا میں نے کہا میں روزہ رکھنا چاہتا ہوں انہوں نے کہا میں بھی روزہ رکھنا چاہتا ہوں پھر ہم نے کھایا اور مسجد میں آئے تو جماعت کھڑی ہو گئی حذیفہ کہنے لگے جناب رسول اللہ ﷺ نے میرے ساتھ ایسا ہی کیا یا یہ کہا کہ میں جناب رسول اللہ ﷺ کی معیت میں ایسا کیا میں نے تعجب سے پوچھا کیا صبح کے بعد بھی کھانے کی اجازت ہے بس سورج نکلنے کی کسر باقی ہے۔امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی اس روایت میں مذکور ہے کہ میں نے طلوع فجر کے بعد کھایا اور میرا روزے کا ارادہ تھا اور انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے بھی اس طرح کی روایت کی ہے۔حالانکہ جناب رسول اللہ سے اس کے خلاف روایات بھی آتی ہیں اور وہ وہی روایات ہیں جن کو ہم پہلے ذکر کر آئے کہ آپ نے ارشاد فرمایا۔ بلال رضی اللہ عنہ تو رات ہی کو اذان دے دیتا ہے۔تم اس وقت تک کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ ابن ام کلثوم اذان دے" اور یہ بھی فرمایا: لا یمنعن احد کھم...... ہرگز تمہیں بلال کی اذان سحری سے نہ روکے اس لئے کہ وہ تو اذان دیتے ہیں تاکہ سونے والا جاگ جائے اور قیام والا واپس لوٹ آئے۔پھر فجر کی تعریف فرمائی جس طرح فرمائی۔اس سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ صبح کا وجود کھانے اور پینے اور دیگر اشیاء جو روزہ دار کے لئے ممنوع ہیں ان کے لئے رکاوٹ ہے۔ یہ روایات مذکورہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ والی روایت کے خلاف ہیں اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ والی روایت کی یہ تاویل بھی ہو سکتی ہے (واللہ اعلم) یہ حکم آیت **کلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسور من الفجر ثم اتموا الصیام الی اللیل**...... کے نزول سے پہلے کی بات ہے۔جیسا ذیل

کی روایات مشیر ہیں۔

**تخریج** : مسند احمد ۳۹٦/۵۔

**حاصل روایات:** اس روایت سے معلوم ہو رہا ہے کہ حذیفہؓ روزے کا ارادہ ہونے کے باوجود صبح صادق کے بعد کھایا پیا اور انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے بھی اسی طرح کی بات نقل کی ہے۔

## فریق ثانی کا موقف اور دلائل:

صبح صادق کے بعد کھانا' پینا اور جماع سب ناجائز ہیں اس سے روزہ باقی نہ رہے گا اس کے کچھ دلائل کی روایات جو اوقات اذان کے سلسلہ میں بیان کی گئیں جیسے آپ نے فرمایا بلال رات کو اذان دے دیتے ہیں تم کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ ابن ام مکتوم اذان دیں۔ بخاری فی الصوم باب ۱۷' اسی طرح فرمایا تمہیں اذان بلال سحری سے منع نہ کر دے وہ اس لئے اذان دیتے ہیں تاکہ سونے والا بیدار ہو جائے اور قیام کرنے والا لوٹ آئے۔ مسلم فی الصیام نمبر ۳۹' پھر آپ نے صبح صادق کی بھی وضاحت فرمائی ان روایات سے یہ بات ثابت ہے کہ صبح صادق کا طلوع کھانے پینے وغیرہ سے مانع ہے۔

روایات حذیفہؓ کے متعلق جواب یہ ہے۔

نمبر ①: یہ اس آیت کے نزول سے پہلے کی بات ہے **كلوا واشربوا حتى يتبيين لكم الخيط الابيض**...... (البقرہ۔۱۸۷) اُتری جیسا کہ ان روایات سے بھی ایسے اشارات ملتے ہیں۔

**۳۰۹۰ :فَإِنَّهُ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ بْنِ مُوْسٰی، قَالَ : ثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ سَالِمٍ' قَالَ : ثَنَا هُشَيْمٌ' قَالَ : أَنَا حُصَيْنٌ وَمُجَالِدٌ' عَنِ الشَّعْبِيِّ' قَالَ : أَخْبَرَنَا (عَدِيُّ بْنُ حَاتِمٍ' قَالَ : لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ (وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمَ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ) عَمَدْتُ إِلٰى عِقَالَيْنِ' أَحَدُهُمَا أَسْوَدُ' وَالْآخَرُ أَبْيَضُ' فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ إِلَيْهِمَا' فَلَا يَتَبَيَّنُ لِي الْأَبْيَضُ مِنَ الْأَسْوَدِ .فَلَمَّا أَصْبَحْتُ غَدَوْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ' فَأَخْبَرْتُهُ بِالَّذِيْ صَنَعْتُ' فَقَالَ إِنَّ وِسَادَكَ لَعَرِيْضٌ' إِنَّمَا ذٰلِكَ بَيَاضُ النَّهَارِ وَسَوَادُ اللَّيْلِ .)**

۳۰۹۰: شعبی نے عدی بن حاتمؓ سے نقل کیا کہ جب وکلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض (البقرہ۔۱۸۷) آیت اتری تو میرے پاس سیاہ وسفید دو عقال تھے میں نے ان پر نگاہ ڈالنا شروع کی مجھے سفید سے سیاہ ممتاز نہ ہو رہا تھا صبح کے وقت میں جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو اس بات کی اطلاع دی آپ نے فرمایا تیرا تکیہ تو بڑا عریض ہے اس سے مراد دن کا سپید اور رات کا اندھیرا ہے۔

**تخریج** : بخاری فی تفسیر سورۃ ۲' باب ۲۸' مسلم فی الصیام ۳۳' ابو داؤد فی الصوم باب ۱۷' دارمی فی الصوم باب ۷۔

**۳۰۹۱ :حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ' قَالَ : ثَنَا حَجَّاجُ بْنُ الْمِنْهَالِ' قَالَ : ثَنَا هُشَيْمٌ' قَالَ : ثَنَا حُصَيْنٌ**

بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَدِيٍّ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ.

۳۰۹۱: شعبی نے عدی سے انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔

۳۰۹۲: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، قَالَ: ثَنَا يُوْسُفُ بْنُ عَدِيٍّ، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ إِدْرِيْسَ الْأَوْدِيُّ، عَنْ حُصَيْنٍ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ.

۳۰۹۲: عبداللہ بن ادریس اودی نے حصین سے پھر انہوں نے اپنی سند سے روایت بیان کی ہے۔

۳۰۹۳: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوٗدَ، قَالَ: ثَنَا الْمُقَدَّمِيُّ، قَالَ: ثَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ (وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ) جَعَلَ الرَّجُلُ يَأْخُذُ خَيْطًا أَبْيَضَ وَخَيْطًا أَسْوَدَ، فَيَضَعُهُمَا تَحْتَ وِسَادَةٍ فَيَنْظُرُ مَتٰى يَسْتَبِيْنُهُمَا فَيَتْرُكُ الطَّعَامَ. قَالَ: فَبَيَّنَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ذٰلِكَ، وَنَزَلَتْ (مِنَ الْفَجْرِ). فَلَمَّا كَانَ حُكْمُ هٰذِهِ الْآيَةِ قَدْ كَانَ أَشْكَلَ عَلٰى أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَيَّنَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُمْ مِنْ ذٰلِكَ مَا بَيَّنَ، وَحَتّٰى أَنْزَلَ (مِنَ الْفَجْرِ) بَعْدَمَا قَدْ كَانَ أَنْزَلَ (حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ) فَكَانَ الْحُكْمُ أَنْ يَأْكُلُوْا وَيَشْرَبُوْا، حَتّٰى يَتَبَيَّنَ ذٰلِكَ لَهُمْ، حَتّٰى نَسَخَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِقَوْلِهٖ (مِنَ الْفَجْرِ) عَلٰى مَا ذَكَرْنَا، مَا قَدْ بَيَّنَهٗ سَهْلٌ فِيْ حَدِيْثِهٖ. وَاحْتُمِلَ أَنْ يَكُوْنَ مَا رَوٰى حُذَيْفَةُ مِنْ ذٰلِكَ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ قَبْلَ نُزُوْلِ تِلْكَ الْآيَةِ، فَلَمَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ تِلْكَ الْآيَةَ، أَحْكَمَ ذٰلِكَ، وَرَدَّ الْحُكْمَ إِلٰى مَا بَيَّنَ فِيْهَا. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْضًا فِيْ ذٰلِكَ.

۳۰۹۳: ابوحازم نے سہل بن سعد ساعدیؓ سے نقل کیا ہے کہ جب آیت: وکلوا واشربوا حتٰی یتبین لکم ...... (البقرہ:۱۸۷) نازل ہوئی تو لوگ سیاہ اور سفید دھاگہ لے کر تکیے کے نیچے رکھتے اور ان کو دیکھتے رہتے جب ایک دوسرے سے ممتاز ہوتے تو اس وقت کھانا چھوڑتے۔ سہل کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے وضاحت فرما دی اور "من الفجر" کے الفاظ اُتار دیئے۔ جب اس آیت کا حکم صحابہ پر قابل اشکال ہوا تو اللہ تعالیٰ نے مِنَ الْفَجْرِ سے اس کی وضاحت کردی کہ صبح کے اچھی طرح سپید ہونے تک کھا پی سکتے ہو اور پہلے حکم کو منسوخ کردیا جیسا کہ ہم حضرت سہل رضی اللہ عنہ کی روایت کے ضمن میں ذکر کر آئے ہیں اور دوسرا احتمال وہ بھی ہے جو پیچھے ہم نے ذکر کیا کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ والی روایت کا حکم نزول آیت سے پہلے کا ہے جب اللہ تعالیٰ نے وہ آیت اتار دی تو اس حکم کو اصل کی طرف لوٹا کر محکم کردیا جیسا کہ ذیل کی روایت واضح کررہی ہے۔

**تخریج** : بخاری فی الصوم باب ۱٦، مسلم دی الصیام نمبر ۳٤۔

**حاصل روایات:** جب اس آیت نے اصحاب رسول اللہ ﷺ کے لئے اشکال پیدا کیا تو اللہ تعالیٰ نے وضاحت کر دی اور "من الفجر" کے الفاظ اتارے اس کے بعد کہ حتٰی یتبین لکم الخیط الابیض (البقرہ۔۱۸۷) پہلے کھانے پینے کا حکم تھا یہاں تک کہ "من الفجر" سے اس کو منسوخ کر دیا اور روایت نمبر ۳۰۹۳ میں یہ مذکور ہوا۔

نمبر ۲: دوسرا احتمال یہ ہے کہ حذیفہؓ نے جو بات نقل کی وہ نزول آیت سے پہلے کی ہو جب آیت اتار کر وضاحت کر دی اور اس حکم کو محکم کر دیا۔

اور اس سلسلہ میں یہ روایت مؤید ہے۔

۳۰۹۴ :مَا حَدَّثَنَا اَبُوْ اُمَيَّةَ قَالَ : ثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ وَالْخَضِرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ شُجَاعٍ قَالَا : ثَنَا مُلَازِمُ ابْنُ عَمْرٍو قَالَ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بَدْرٍ السُّحَيْمِيُّ قَالَ : حَدَّثَنِيْ جَدِّيْ قَيْسُ بْنُ طَلْقٍ قَالَ : حَدَّثَنِيْ أَبِيْ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا يَهِيْدَنَّكُمُ السَّاطِعُ الْمُصْعِدُ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَعْتَرِضَ لَكُمُ الْاَحْمَرُ وَأَشَارَ بِيَدِهٖ وَأَعْرَضَهَا) . فَلَا يَجِبُ تَرْكُ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى نَصًّا وَأَحَادِيْثَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَوَاتِرَةً قَدْ قَبِلَتْهَا الْاُمَّةُ وَعَمِلَتْ بِهَا مِنْ لَدُنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْيَوْمِ ـ إِلٰى حَدِيْثٍ قَدْ يَجُوْزُ أَنْ يَّكُوْنَ مَنْسُوْخًا بِمَا ذَكَرْنَاهُ فِيْ هٰذَا الْبَابِ وَهٰذَا قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ وَأَبِيْ يُوْسُفَ وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى .

۳۰۹۴: قیس بن طلق کہتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا کہ جناب نبی اللہ ﷺ نے فرمایا تم کھاتے پیتے رہو تمہیں اوپر کو چڑھنے والی روشنی نہ روکے۔ اس وقت تک کھاؤ یہاں تک کہ سامنے چوڑائی میں سرخی ظاہر ہو اور دست مبارک سے اس کی چوڑائی کی طرف اشارہ کیا۔ تو اس سے قرآن مجید کی کسی نص یا حدیث متواتر میں سے کسی کا ترک بھی لازم نہیں آتا جن احادیث کو امت نے آج تک قبول کر کے اس پر عمل قائم کیا ہوا ہے اور عین ممکن ہے کہ یہ روایت اس آیت سے منسوخ ہو جیسا کہ ہم اسی باب میں ذکر کر آئے۔ یہ امام ابوحنیفہ ابو یوسف اور محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔

**حاصل روایات:** اس روایت اور دیگر روایات اور آیت سے صبح صادق کے بعد کھانے کی اجازت کا منسوخ ہونا ثابت ہوتا ہے روایات حذیفہؓ کے بالمقابل نہ تو کسی آیت کا نسخ لازم آتا ہے بلکہ امت کا متواتر اجماعی عمل روایت حذیفہ کے نسخ کا منہ بولتا ثبوت ہے اس لئے اس روایت پر عمل ہرگز درست نہ ہوگا بلکہ نصوص متواترہ امت کے اجماعی عمل اور اشارۃ النص پر ہی عمل کیا جائے گا۔

یہ امام ابوحنیفہؒ وابو یوسف محمدؒ کا قول ہے۔

**نوٹ:** اس باب میں پہلی مرتبہ تذکرہ مذاہب کے بغیر روایت کا ذکر کر کے اس کا نسخ روایات واجماع امت سے ثابت کیا

ہے باقی سنداً بھی یہ روایت درجہ رابع کی کتب سے متعلق ہے۔ واللہ اعلم۔

## بَابُ الرَّجُلِ يَنْوِى الصِّيَامَ بَعْدَمَا يَطْلُعُ الْفَجْرَ

## طلوعِ فجر کے بعد روزے کی نیت

**خلاصۃ المرام:** قضاء رمضان نذر غیر معین اور کفارہ کے روزوں کی نیت سب کے ہاں بالاتفاق رات سے کرنا شرط ہے ورنہ روزہ ادا نہ ہوگا البتہ نفلی روزے کے متعلق ① امام مالک رات سے نیت کو ضروری قرار دیتے ہیں اور ② باقی تمام ائمہ کے نزدیک رات کو نیت ضروری نہیں ماقبل الزوال تک نیت کی جاسکتی ہے اور ① رمضان المبارک اور نذر معین کے روزے میں ائمہ ثلاثہ رحمہم اللہ رات سے نیت ضروری قرار دیتے ہیں ورنہ روزہ درست نہ ہوگا ② مگر احناف ان میں بھی نوافل کی طرح زوال سے پہلے تک نیت کو درست مانتے ہیں۔

### فریق اوّل کا مؤقف اور دلیل:

رمضان المبارک کے وقتی روزے نذر معین میں رات سے نیت لازم ہے نفل کی طرح زوال آفتاب تک نیت کی رخصت ہرگز نہیں ان کا حکم نوافل سے مختلف ہے دلیل یہ روایت ہے۔

روایت حفصہ رضی اللہ عنہا۔

۳۰۹۵ : حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ : ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ : أَخْبَرَنِي ابْنُ لَهِيعَةَ، وَيَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (مَنْ لَمْ يُبَيِّتِ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ، فَلَا صِيَامَ لَهُ).

۳۰۹۵: سالم نے اپنے والد سے انہوں نے حفصہؓ سے انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے فجر سے پہلے رات کو نیت نہ کی اس کا کوئی روزہ نہیں۔

**تخریج** : نسائی فی الصیام باب۶۸، دارمی فی الصوم باب ۱۰۔

۳۰۹۶ : حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ : ثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

۳۰۹۶: عبداللہ بن یوسف نے ابن لہیعہ سے نقل کیا پھر اس نے اپنی سند سے اسی طرح روایت بیان کی ہے۔

۳۰۹۷ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ هِشَامٍ الرُّعَيْنِيُّ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ : حَدَّثَنِي اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ. قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ : فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى أَنَّ الرَّجُلَ إِذَا لَمْ يَنْوِ الدُّخُولَ فِي الصِّيَامِ قَبْلَ طُلُوعِ الْفَجْرِ، لَمْ يُجْزِهِ أَنْ يَصُومَ يَوْمَهُ ذٰلِكَ، بِنِيَّةٍ

تَحْدُثُ لَهُ بَعْدَ ذٰلِكَ، وَاحْتَجُّوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ. وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ، فَقَالُوْا: هٰذَا الْحَدِيْثُ لَا يَرْفَعُهُ الْحُفَّاظُ الَّذِيْنَ يَرْوُوْنَهٗ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، وَيَخْتَلِفُوْنَ عَنْهُ فِيْهِ اخْتِلَافًا يُوْجِبُ اضْطِرَابَ الْحَدِيْثِ بِمَا هُوَ دُوْنَهٗ. وَلٰكِنْ - مَعَ ذٰلِكَ - نُثْبِتُهٗ، وَنَجْعَلُهٗ عَلٰى خَاصٍّ مِنَ الصَّوْمِ، وَهُوَ الصَّوْمُ الْفَرْضُ، الَّذِيْ لَيْسَ فِيْ أَيَّامٍ بِعَيْنِهَا، مِثْلَ الصَّوْمِ فِي الْكَفَّارَاتِ، وَقَضَاءِ رَمَضَانَ، وَمَا أَشْبَهَ ذٰلِكَ.

۳۰۹۷: لیث بن سعد نے یحییٰ بن ایوب سے پھر انہوں نے اپنی اسناد سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علماء کی ایک جماعت اس طرف رائے رکھتی ہے کہ اگر کوئی آدمی طلوع فجر سے پہلے روزے کی نیت نہ کرے تو اس دن اس کے بعد نیت کر کے روزہ رکھنا اس کو جائز نہیں۔ مذکورہ بالا روایات سے انہوں نے استدلال کیا ہے۔ جبکہ علماء کی دوسری جماعت نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے کہا کہ پہلی بات یہ ہے کہ ابن شہاب سے جن حفاظ محدثین نے روایت نقل کی ہے وہ اس کو مرفوع نقل نہیں کرتے اور اس کے بارے میں ایسا اختلاف ذکر کرتے ہیں جو نیچے والے حضرات میں حدیث کے اضطراب کا باعث ہے۔ مگر اس کمزوری کے باوجود ہم اسے تسلیم کرتے ہوئے خاص روزے سے متعلق کرتے ہیں یعنی وہ فرض روزہ جو اپنے معینہ دنوں کی بجائے دیگر دنوں میں رکھا جائے جیسا کہ کفارات اور قضائے رمضان کے روزے۔ رہا حدیث کا حفاظ کے ہاں اختلاف تو وہ مندرجہ روایات سے ظاہر ہے۔

**حاصل روایات:** ان روایات سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ رات سے روزے کی نیت ضروری ہے ورنہ روزہ درست نہ ہوگا۔

## فریق ثانی کا موقف اور دلائل:

رمضان المبارک اور نذر معین کے روزے کی نیت رات سے کرنا ضروری ہے نفل کی طرح اس کی نیت میں زوال آفتاب تک تاخیر نیت جائز نہیں ہے دلائل آئندہ سطور میں مذکور ہیں۔ اولاً سابقہ روایت کا جواب ملاحظہ ہو۔

## سابقہ روایت سے استدلال کا جواب:

نمبر ①: اس روایت کا دارومدار ابن شہاب پر ہے اور ان کے چار شاگرد اس روایت کو نقل کرتے ہیں امام مالک، ابن عیینہ، معمر، عبداللہ بن ابی بکر رحمہم اللہ ہیں۔ عبداللہ بن ابی بکر کے علاوہ بقیہ سب نے اس کو موقوف نقل کیا صرف انہوں نے مرفوع نقل کیا یہ روایت حفاظ حدیث کی نقل کے خلاف ہونے کی وجہ سے قابل استدلال نہ ہوگی۔

موقوف یہ روایت ہے:

۳۰۹۸: فَأَمَّا مَا ذَكَرْنَا مِنْ رِوَايَةِ الْحُفَّاظِ لِهٰذَا الْحَدِيْثِ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، وَمِنَ اخْتِلَافِهِمْ عَنْهُ فِيْهِ.

۳۰۹۸: مالک نے ابن شہاب سے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت شروع باب میں مذکور ہوئی ہے۔

۳۰۹۹ : فَإِنَّ إِبْرَاهِيمَ بْنَ مَرْزُوقٍ حَدَّثَنَا قَالَ : ثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، قَالَ : ثَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَائِشَةَ وَحَفْصَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، بِذٰلِكَ الَّذِيْ ذَكَرْنَاهُ فِيْ أَوَّلِ هٰذَا الْبَابِ .

۳۰۹۹: ابن عینیہ نے عن ابن شہاب سے انہوں نے حمزہ بن عبداللہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت حفصہ سے انہوں نے بھی مرفوع نقل نہیں کی۔

۳۱۰۰ : حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا رَوْحٌ، قَالَ : ثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ حَفْصَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، بِذٰلِكَ، وَلَمْ يَرْفَعْهُ .

۳۱۰۰: معمر نے زہری سے انہوں نے سالم سے انہوں نے ابن عمر ؓ سے انہوں نے حفصہ ؓ سے انہوں نے بھی مرفوع نقل نہیں کی۔

ان تینوں حفاظ حدیث کے علاوہ بھی اس روایت کو نقل کیا گیا ہے اور اس میں ابن عمر ؓ کا تذکرہ ہے امّ المؤمنین ؓ کا تذکرہ سند میں نہیں کیا گویا ابن عمر ؓ سے بھی موقوف منقول ہے۔

ملاحظہ ہو:

۳۱۰۱ : حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مَهْدِيٍّ، قَالَ : أَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ : أَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا بِذٰلِكَ، وَلَمْ يَرْفَعْهُ .فَهٰذَا مَالِكٌ، وَمَعْمَرٌ، وَابْنُ عُيَيْنَةَ، وَهُمُ الْحُجَّةُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَدِ اخْتَلَفُوْا فِيْ إِسْنَادِ هٰذَا الْحَدِيْثِ كَمَا ذَكَرْنَا .وَقَدْ رَوَاهُ أَيْضًا عَنِ الزُّهْرِيِّ، غَيْرُ هٰؤُلَآءِ، عَلٰى خِلَافِ مَا رَوَاهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ أَيْضًا .

۳۱۰۱: صالح بن ابی الاخضر نے ابن شہاب سے انہوں نے سالم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے نہ تو روایت کو مرفوع قرار دیا اور نہ امّ المؤمنین حفصہ ؓ کا ذکر کیا۔ یہ امام مالک اور معمر و ابن عیینہ ہیں جو کہ امام زہری کی اسناد میں حجت سمجھے جاتے ہیں ان تینوں کا ہی اس کی سند میں اختلاف ہے اور عبداللہ بن ابی بکر نے بھی زہری سے اس کو اس طرح نقل کیا ہے۔

۳۱۰۲ : حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا رَوْحٌ، قَالَ : ثَنَا صَالِحُ بْنُ أَبِي الْأَخْضَرِ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، حَدَّثَهُ عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيْهِ بِذٰلِكَ، وَلَمْ يَذْكُرْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، وَلَمْ يَرْفَعْهُ .

۳۱۰۲: صالح بن ابی الاخضر نے ابن شہاب سے انہوں نے سائب بن یزید سے انہوں نے وہب بن ابی وداعہ سے انہوں نے حفصہ ؓ سے انہوں نے بھی موقوف نقل کی ہے۔

۳۱۰۳ : حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا رَوْحٌ، قَالَ : ثَنَا صَالِحُ بْنُ أَبِي الْأَخْضَرِ، قَالَ : ثَنَا ابْنُ شِهَابٍ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ، عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ أَبِيْ وَدَاعَةَ، عَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا بِذٰلِكَ، وَلَمْ يَرْفَعْهُ

ثُمَّ قَدْ رَوَاهُ نَافِعٌ أَيْضًا، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا بِذٰلِكَ، وَلَمْ يَذْكُرْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَيْضًا، وَلَمْ يَرْفَعْهُ.

۳۱۰۳: موسیٰ بن عقبہ نے نافع سے انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس طرح موقوف نقل کی ہے۔ پھر اس روایت کو ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نافع نے نقل کیا اور انہوں نے بھی نہ تو حضرت حفصہ کا واسطہ ذکر کیا اور نہ اس کو مرفوع نقل کیا۔

**حاصل روایات:** ان اسناد بالا نے یہ حقیقت کھول دی کہ یہ روایت موقوف ہے مرفوع نہیں اس کو خواہ ام المؤمنین حفصہؓ پر موقوف مانا جائے یا ابن عمر رضی اللہ عنہما پر موقوف تسلیم کیا جائے مرفوع روایات کے بالمقابل اسے تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔

جواب نمبر ②: اس روایت سے مراد قضاء رمضان، نذر غیر معین اور صوم کفارہ ہیں اب یہ موقوف بھی اپنے مقام پر معمول بھی رہے گی۔

## دلائل:

۳۱۰۴: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ: ثَنَا رَوْحٌ، قَالَ: ثَنَا مَالِكٌ عَنْ يُوْنُسَ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ، عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مِثْلَهُ. فَهٰذَا هُوَ أَصْلُ هٰذَا الْحَدِيْثِ، وَقَدْ رُوِيَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْضًا فِيْ إِبَاحَةِ الدُّخُوْلِ فِي الصِّيَامِ بَعْدَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ.

۳۱۰۴: حضرت نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اسی طرح روایت کی ہے اس روایت کی اصل ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طلوع فجر کے بعد روزے میں داخل ہونے کا ارشاد منقول ہے ذیل میں ملاحظہ ہو۔

۳۱۰۵: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، وَإِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ، وَعَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ، قَالُوْا: ثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، قَالَ: ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيَى، عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ، عَنْ (عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ طَعَامًا، فَجَاءَ يَوْمًا فَقَالَ هَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ ذٰلِكَ الطَّعَامِ؟ فَقُلْتُ: لَا، قَالَ فَإِنِّيْ صَائِمٌ).

۳۱۰۴: عائشہ بنت طلحہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ایک خاص کھانے کو پسند فرماتے تھے ایک دن آپ تشریف لائے اور فرمایا کیا وہ کھانا تمہارے پاس موجود ہے میں نے عرض کیا نہیں فرمایا پھر میں نے روزہ کی نیت کر لی۔

**تخریج**: مسلم فی الصیام نمبر ۱۷۰، ابو داؤد فی الصوم باب ۷۲، نمبر ۲۴۵۵، ابن ماجہ فی الصیام باب ۲۶۔

۳۱۰۶: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ، قَالَ: ثَنَا رَوْحٌ، قَالَ: ثَنَا الثَّوْرِيُّ، عَنْ طَلْحَةَ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ. فَذٰلِكَ عِنْدَنَا، عَلَى خَاصٍّ مِنَ الصَّوْمِ أَيْضًا، وَهُوَ التَّطَوُّعُ يَنْوِيْهِ الرَّجُلُ، بَعْدَمَا يُصْبِحُ فِيْ صَدْرِ

النَّهَارِ الْأَوَّلِ .وَقَدْ عَمِلَ بِذٰلِكَ جَمَاعَةٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَعْدِهٖ.

۳۱۰۵: ثوری نے طلحہ سے پھر انہوں نے اپنی اسناد سے روایت نقل کی ہے۔ یہ ہمارے ہاں صوم نفلی کے ساتھ خاص ہے کہ صبح کرنے کے بعد دن کے پہلے حصے میں اس کی نیت کر سکتا ہے اور اصحاب رسول اللہ ﷺ کی بہت بڑی جماعت نے اس پر عمل کیا ہے۔ چنانچہ یہ آثار ذیل میں درج کیے جاتے ہیں۔

**حاصل روایات:** ان روایات میں نفلی روزہ مراد ہے اور اس میں رات کو نیت کرنا سوائے امام مالک کے سب کے ہاں درست ہے۔

## عمل صحابہ رضی اللہ عنہم سے تصدیق:

۳۱۰۶ :حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا وَهْبٌ، وَرَوْحٌ، قَالَا : ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ (إِذَا أَصْبَحَ أَحَدُكُمْ ثُمَّ أَرَادَ الصَّوْمَ بَعْدَمَا أَصْبَحَ، فَإِنَّهُ بِأَحَدِ النَّظَرَيْنِ).

۳۱۰۶: ابوالاحوص نے عبداللہ سے روایت کی ہے کہ جب تم میں سے کوئی روزے کا ارادہ رکھتا ہو اور صبح ہو چکی تو وہ دو حال میں ہے ایک جس کو چاہے اپنائے۔

۳۱۰۷ :حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ (مَتٰى أَصْبَحْتَ يَوْمًا، فَأَنْتَ عَلٰى أَحَدِ النَّظَرَيْنِ، مَا لَمْ تَطْعَمْ أَوْ تَشْرَبْ، إِنْ شِئْتَ فَصُمْ، وَإِنْ شِئْتَ فَأَفْطِرْ) .

۳۱۰۷: ابوالاحوص نے عبداللہ سے نقل کیا کہ جب تو اس حال میں صبح کرے کہ تیرے سامنے دو صورتیں ہیں جب تک کہ کھایا پیا نہ جائے روزہ رکھ لو یا روزہ نہ رکھو۔

۳۱۰۸ :حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا زُهَيْرٌ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ، عَنِ الْحَارِثِ الْأَعْوَرِ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، مِثْلَهٗ .

۳۱۰۸: ابواسحاق نے حارث اعور سے انہوں نے علی رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۳۱۰۹ : حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ حُذَيْفَةَ، قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّ حُذَيْفَةَ بَدَا لَهُ الصَّوْمُ، بَعْدَمَا زَالَتِ الشَّمْسُ، فَصَامَ .

۳۱۰۹: سعید بن عبیدہ نے ابوعبدالرحمٰن سے نقل کیا کہ حذیفہؓ خیال ہوا کہ میں (نفلی) روزہ رکھوں اس وقت سورج ڈھل چکا تھا تو انہوں نے روزہ رکھ لیا۔

۳۱۱۰ :حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا رَوْحٌ، قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَلْمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ، رَجُلٍ مِنْ بَنِیْ أَسَدٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْهُمْ، أَنَّهُ لَزِمَ غَرِيْمًا لَهُ، فَأَتَى ابْنَ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ : إِنِّیْ لَزِمْتُ غَرِيْمًا لِیْ مِنْ مُرَادٍ إِلٰى قَرِيْبٍ مِنَ الظُّهْرِ، وَلَمْ أَصُمْ، وَلَمْ أُفْطِرْ .قَالَ : إِنْ شِئْتَ فَصُمْ، وَإِنْ شِئْتَ فَأَفْطِرْ .

۳۱۱۰:سلمہ بن کھیل نے مستورد سے نقل کیا کہ بنی اسد کے ایک آدمی نے بنی اسد کے ایک آدمی سے نقل کیا کہ اس نے اپنے قرضہ والے کو پکڑا اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا میں نے ظہر کے قریب تک اپنے قرض والے کو لازم پکڑنا ہے میں نے نہ تو روزہ رکھا ہے اور نہ کچھ کھایا پیا ہے انہوں نے فرمایا تمہاری مرضی ہے روزہ رکھ لو یا افطار کرلو۔

۳۱۱۱ :حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا رَوْحٌ، قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِیْ بِشْرٍ، قَالَ : قَالَ رَجُلٌ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ : إِنِّیْ تَسَحَّرْتُ، ثُمَّ بَدَا لِیْ أَنْ أُفْطِرَ .قَالَ : إِنْ شِئْتَ فَأَفْطِرْ، كَانَ أَبُوْ طَلْحَةَ يَجِيْءُ فَيَقُوْلُ (هَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ طَعَامٍ ؟) فَإِنْ قَالُوْا (لَا) قَالَ (إِنِّیْ صَائِمٌ)

۳۱۱۱:ابو بشر کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے انس بن مالکؓ سے کہا میں نے سحری کھائی پھر میرا دل چاہا کہ میں افطار کر لوں (اور روزہ نہ رکھوں) انہوں نے کہا اگر تم چاہو تو افطار کرلو۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ گھر میں آتے اور کہتے کیا تمہارے پاس کھانا ہے؟ اگر وہ نفی میں جواب دیتے تو یہ کہتے میں نے روزہ رکھ لیا۔

۳۱۱۲ :حَدَّثَنَا رَبِيْعٌ الْجِيْزِيُّ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ : ثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَيَّاشٍ، قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيْدَ الرَّحَبِیُّ، عَنْ شَهْرِ بْنِ أَبِیْ حُبَيْشٍ، وَلَمْ يَكُنْ بَقِیَ مِمَّنْ شَهِدَ قَتْلَ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ غَيْرُهُ، أَنَّ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَصْبَحَ فِی الْيَوْمِ الَّذِیْ قُتِلَ فِيْهِ فَقَالَ : إِنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَتَيَانِیْ فِیْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ، فَقَالَا لِیْ (يَا عُثْمَانُ إِنَّكَ مُفْطِرٌ عِنْدَنَا اللَّيْلَةَ) (وَإِنِّیْ أُشْهِدُكُمْ أَنِّیْ قَدْ أَوْجَبْتُ الصِّيَامَ)

۳۱۱۲:محمد بن یزید رحبی نے شہر بن ابی حبیش سے نقل کیا قتل عثمان کے موقعہ پر جو موجود ہے ان میں سے اس کے سواء اور کوئی نہ بچا کہ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے دن صبح کی اور فرمانے لگے میں نے خواب دیکھا کہ ابوبکر و عمر رضوان اللہ علیہم اجمعین آج رات میرے پاس آئے اور دونوں کہنے لگے اے عثمان رات کی افطاری تمہاری ہمارے ہاں ہے میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنے لئے روزہ کو لازم کرلیا۔

۳۱۱۳ :حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِیْ دَاوٗدَ، قَالَ : ثَنَا الْوُحَاظِیُّ، قَالَ : ثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، قَالَ : حَدَّثَنِیْ عَمْرُو بْنُ أَبِیْ عَمْرٍو، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ كَانَ يُصْبِحُ حَتّٰى يُظْهِرَ، ثُمَّ يَقُوْلُ (وَاللّٰهِ لَقَدْ

أَصْبَحْتُ، وَمَا أُرِيْدُ الصَّوْمَ، وَمَا أَكَلْتُ مِنْ طَعَامٍ وَلَا شَرَابٍ مُنْذُ الْيَوْمِ، وَلَأَصُوْمَنَّ يَوْمِي هٰذَا).

۳۱۱۳: عکرمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ صبح سے دوپہر تک وقت گزر جاتا پھر فرماتے جب صبح ہوتی تو میں روزے سے نہ تھا لیکن میں نے آج اب تک کچھ کھایا پیا نہیں میں آج ضرور روزہ رکھوں گا۔

۳۱۱۴: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ، قَالَ : ثَنَا رَوْحٌ، قَالَ : ثَنَا سَعِيْدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ أَبَا طَلْحَةَ كَانَ يَأْتِي أَهْلَهُ مِنَ الضُّحَى فَيَقُوْلُ : هَلْ عِنْدَكُمْ غَدَاءٌ ؟ فَإِنْ قَالُوْا "لَا" "صَامَ ذٰلِكَ الْيَوْمَ.

۳۱۱۴: قتادہ نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ ابوطلحہ چاشت کے وقت اپنے گھر تشریف لاتے اور فرماتے کیا تمہارے ہاں صبح کا کھانا موجود ہے؟ اگر وہ نفی میں جواب دیتے تو اس دن کا روزہ رکھ لیتے۔

۳۱۱۵: حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا وَهْبٌ، قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ : سَمِعْتُ أَبَا الْفَيْضِ، قَالَ : سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سِيَارٍ الدِّمَشْقِيَّ، قَالَ : سَاوَمَ أَبُو الدَّرْدَاءِ رَجُلًا بِفَرَسٍ، فَحَلَفَ أَنْ لَا يَبِيْعَهُ .فَلَمَّا مَضَى، قَالَ : تَعَالَ إِنِّي أَكْرَهُ أَنْ أُؤَثِّمَكَ، إِنِّي لَمْ أَعُدِ الْيَوْمَ مَرِيْضًا، وَلَمْ أُطْعِمْ مِسْكِيْنًا، وَلَمْ أُصَلِّ الضُّحَى، وَلٰكِنِّي بَقِيَّةَ يَوْمِي صَائِمٌ .

۳۱۱۵: عبداللہ بن سیار دمشقی کہتے ہیں کہ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی سے گھوڑے کا سودا کیا اس آدمی نے قسم اٹھالی کہ میں اسے فروخت نہ کروں گا۔ جب وہ چل دیا تو آپ نے اسے بلا کر فرمایا میں تمہیں گناہ میں ڈالنا نہیں چاہتا میں آج کسی مریض کی عیادت نہ کروں گا اور کسی مسکین کو کھانا نہ کھلاؤں گا اور چاشت کے نفل نہ پڑھوں گا لیکن میں بقیہ دن روزہ رکھوں گا۔

۳۱۱۶: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ، قَالَ : ثَنَا رَوْحٌ، قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ : أَنَا أَيُّوْبُ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، قَالَ : حَدَّثَتْنَا أُمُّ الدَّرْدَاءِ، أَنَّ أَبَا الدَّرْدَاءِ كَانَ يَجِيْءُ فَيَقُوْلُ : (هَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ طَعَامٍ ؟) فَإِنْ قَالُوْا (لَا) قَالَ : (إِنِّي صَائِمٌ) .

۳۱۱۶: ایوب نے ابوقلابہ سے روایت کی ہے کہ ہمیں ام الدرداء رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ باہر سے تشریف لاتے اور فرماتے کیا آپ کے ہاں کھانا موجود ہے؟ اگر گھر والے نفی میں جواب دیتے تو کہتے میں نے روزہ رکھ لیا۔

۳۱۱۷: حَدَّثَنَا عَلِيٌّ، قَالَ : ثَنَا رَوْحٌ، قَالَ : ثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي عُتْبَةَ، أَنَّ أَبَا أَيُّوْبَ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ أَيْضًا .

۳۱۱۷: عبداللہ بن عتبہ نے بیان کیا کہ ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بھی اسی طرح کرتے تھے۔

۳۱۱۸: حَدَّثَنَا عَلِيٌّ، قَالَ : ثَنَا رَوْحٌ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ : زَعَمَ عَطَاءٌ أَنَّهُ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ .فَهٰذَا

الصِّيَامُ الَّذِيْ يُجْزِءُ فِيْهِ النِّيَّةُ بَعْدَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ، الَّذِيْ جَاءَ فِيْهِ الْحَدِيْثُ، الَّذِيْ ذَكَرْنَا، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَمِلَ بِهِ مَنْ ذَكَرْنَا مِنْ أَصْحَابِهِ مِنْ بَعْدِهِ، هُوَ صَوْمُ التَّطَوُّعِ .وَقَدْ رُوِيَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْضًا (أَنَّهُ أَمَرَ النَّاسَ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ بَعْدَمَا أَصْبَحُوْا أَنْ يَصُوْمُوْا) ، وَهُوَ حِيْنَئِذٍ عَلَيْهِمْ صَوْمُهُ فَرْضٌ، كَمَا صَارَ صَوْمُ رَمَضَانَ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلَى النَّاسِ فَرْضًا، وَرُوِيَتْ عَنْهُ فِيْ ذٰلِكَ آثَارٌ سَنَذْكُرُهَا فِيْ بَابِ صَوْمِ يَوْمِ عَاشُوْرَاءَ، فِيْمَا بَعْدَ هٰذَا الْبَابِ، مِنْ هٰذَا الْكِتَابِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى .فَلَمَّا جَاءَ تْ هٰذِهِ الْآثَارُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مَا ذَكَرْنَا، لَمْ يَجُزْ أَنْ يُجْعَلَ بَعْضُهَا مُخَالِفًا لِبَعْضٍ، فَتَنَافٰى، وَيَدْفَعُ بَعْضُهَا بَعْضًا، مَا وَجَدْنَا السَّبِيْلَ إِلَى تَصْحِيْحِهَا، وَتَخْرِيْجِ وَجْهِهَا .فَكَانَ حَدِيْثُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا الَّذِيْ ذَكَرْنَاهُ عَنْهَا فِيْ هٰذَا الْبَابِ، فِيْ صَوْمِ التَّطَوُّعِ، فَكَذٰلِكَ وَجْهُهُ عِنْدَنَا .وَكَانَ مَا رُوِيَ فِيْ عَاشُوْرَاءَ فِي الصَّوْمِ الْمَفْرُوْضِ فِي الْيَوْمِ الَّذِيْ بِعَيْنِهِ. فَكَذٰلِكَ حُكْمُ الصَّوْمِ الْمَفْرُوْضِ فِيْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ جَائِزٌ أَنْ يُعْقَدَ لَهُ النِّيَّةُ بَعْدَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ .وَمِنْ ذٰلِكَ شَهْرُ رَمَضَانَ فَهُوَ فَرْضٌ فِيْ أَيَّامٍ بِعَيْنِهَا كَيَوْمِ عَاشُوْرَاءَ إِذَا كَانَ فَرْضًا فِيْ يَوْمٍ بِعَيْنِهِ. فَكَمَا كَانَ يَوْمُ عَاشُوْرَاءَ يُجْزِءُ مَنْ نَوٰى صَوْمَهُ بَعْدَمَا أَصْبَحَ، فَكَذٰلِكَ شَهْرُ رَمَضَانَ يُجْزِءُ مَنْ نَوٰى صَوْمَ يَوْمٍ مِنْهُ كَذٰلِكَ .وَبَقِيَ بَعْدَ هٰذَا مَا رَوَيْنَا فِيْ حَدِيْثِ حَفْصَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهُوَ -عِنْدَنَا -فِي الصَّوْمِ الَّذِيْ هُوَ خِلَافُ هٰذَيْنِ الصَّوْمَيْنِ، مِنْ صَوْمِ الْكَفَّارَاتِ، وَقَضَاءِ شَهْرِ رَمَضَانَ، حَتّٰى لَا يُضَادَّ ذٰلِكَ شَيْئًا مِمَّا ذَكَرْنَاهُ فِيْ هٰذَا الْبَابِ وَغَيْرِهِ. وَيَكُوْنُ حُكْمُ النِّيَّةِ الَّتِيْ يَدْخُلُ بِهَا فِي الصَّوْمِ، عَلٰى ثَلَاثَةِ أَوْجُهٍ .فَمَا كَانَ مِنْهُ فَرْضًا فِيْ يَوْمٍ بِعَيْنِهِ، كَانَتْ تِلْكَ النِّيَّةُ مُجْزِئَةً قَبْلَ دُخُوْلِ ذٰلِكَ الْيَوْمِ فِي اللَّيْلِ، وَفِيْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ أَيْضًا وَمَا كَانَ مِنْهُ فَرْضًا لَا فِيْ يَوْمٍ بِعَيْنِهِ، كَانَتِ النِّيَّةُ الَّتِيْ يَدْخُلُ بِهَا فِي اللَّيْلَةِ الَّتِيْ قَبْلَهُ، وَلَمْ تَجُزْ بَعْدَ دُخُوْلِ الْيَوْمِ .وَمَا كَانَ مِنْهُ تَطَوُّعًا كَانَتِ النِّيَّةُ الَّتِيْ يَدْخُلُ بِهَا فِيْهِ فِي اللَّيْلِ الَّذِيْ قَبْلَهُ، وَفِي النَّهَارِ الَّذِيْ بَعْدَ ذٰلِكَ .فَهٰذَا هُوَ الْوَجْهُ الَّذِيْ يُخَرَّجُ عَلَيْهِ الْآثَارُ الَّتِيْ ذَكَرْنَا، وَلَا تَتَضَادُّ، فَهُوَ أَوْلٰى مَا حُمِلَتْ عَلَيْهِ .وَإِلٰى ذٰلِكَ كَانَ يَذْهَبُ أَبُوْ حَنِيْفَةَ، وَأَبُوْ يُوْسُفَ، وَمُحَمَّدٌ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ .إِلَّا أَنَّهُمْ كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ (مَا كَانَ مِنْهُ يُجْزِءُ النِّيَّةُ فِيْهِ بَعْدَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ، مِمَّا ذَكَرْنَا، فَإِنَّهَا تُجْزِءُ فِيْ صَدْرِ النَّهَارِ الْأَوَّلِ، وَلَا تُجْزِءُ فِيْمَا بَعْدَ ذٰلِكَ) .

۳۱۱۸: ابن جریج نے بیان کیا کہ عطاء کا خیال یہ ہے کہ ابوایوبؓ ایسا کرتے تھے۔ یہ روزے جن میں طلوع فجر کے

بعد نیت کرنا درست ہے ان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے روایت آئی ہے اور صحابہ کرام نے بھی آپ کے بعد اس پر عمل کیا ہے اور یہ نفلی روزہ ہی ہے۔ چنانچہ جناب رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے کہ عاشوراء کے دن جناب نبی اکرم ﷺ نے صبح کے بعد لوگوں کو روزہ رکھنے کا حکم دیا اور یہ روزہ اس وقت ان پر فرض تھا جس طرح رمضان کا روزہ بعد میں فرض ہوا اور اس سلسلے میں ہم روایات اسی کتاب میں ذکر کریں گے۔ پس جب یہ آثار جناب رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح ثابت ہیں جیسا ہم نے بیان کیا تو ان کو ایک دوسرے کا متضاد قرار دینا بھی درست نہیں کیونکہ اس طرح سے وہ ایک دوسرے کے منافی ہو کر ایک دوسرے ہی کی تردید کریں گی جس سے ہم صحیح معانی کو نہیں نکال سکیں گے۔ اسی وجہ سے ہم نے اس باب میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت جس کو ذکر کر آئے ہیں وہ نفلی روزے سے متعلق ہے جیسا ہم نے بیان کر دیا۔ ہمارے ہاں اس کا یہی معنیٰ ہے اور عاشورہ کے سلسلہ میں آنے والی روایت وہ معین دن میں فرضی روزے سے متعلق ہے۔ معین دنوں کے فرض روزے کی نیت طلوع فجر کے بعد بھی ہو سکتی ہے۔ رمضان المبارک کے روزوں کا یہی حکم ہے۔ کیونکہ وہ بھی معین دنوں کی طرح معین فرض روزے ہیں۔ پس جس طرح عاشورہ کے دن طلوع فجر کے بعد روزنے کی نیت درست تھی رمضان المبارک کے روزے کا حکم بھی یہی ہے۔ کہ اس کا روزہ جائز ہوگا۔ اب رہی وہ روایت جس کو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کیا ہے۔ تو ہمارے ہاں اس کا تعلق ان دو اقسام یعنی کفارے اور قضاء رمضان کے روزے سے متعلق ہے اور معنیٰ اس وجہ سے اختیار کیا تاکہ یہ روایت دیگر روایات کے خلاف نہ ہو جو اس باب میں مذکور ہوئیں۔ پس روزے کی نیت کے سلسلہ میں تین صورتیں ہوتیں نمبر ۱ وہ روزے جو مقررہ دنوں میں فرض ہیں ان کو رات کی نیت اور دن کی نیت سے بھی ادا کیا جا سکتا ہے نمبر ۲ وہ روزے غیر معینہ دنوں میں فرض ہیں ان کی نیت رات کو صرف ہو سکتی ہے۔ طلوع فجر کے بعد نہیں جا سکتی۔ اور نفلی روزے کی نیت سابقہ رات اور آئندہ دن (کے نصف) میں کی جا سکتی ہے۔ یہی وہ صورت ہے جس میں آثار پر عمل ہو سکتا ہے اور کسی میں تضاد نہیں ہوتا اور اس پر محمول کرنا اولیٰ ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مسلک ہے البتہ امام ابو یوسف و محمد رحمہما اللہ کہتے ہیں کہ جن روزوں میں طلوع فجر کے بعد نیت کرنا درست ہے ان میں دن کے ابتدائی حصہ میں نیت کی جا سکتی ہے۔ اور اس کے بعد درست نہیں۔

**حاصل روایات:** ان تمام روایات میں طلوع فجر کے بعد روزہ کی نیت کرنے کا تذکرہ اور صحابہ کرام کا عمل اسی کی تائید کرتا ہے یہ نفلی روزہ ہے۔

دوسری طرف یوم عاشورہ کے روزے کے سلسلہ میں وارد ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے طلوع آفتاب کے بعد اس کے روزہ کی نیت کا حکم فرمایا تھا اور ان دنوں یہ روزہ فرض تھا جیسا کہ بعد میں رمضان فرض ہوا اس سلسلہ کی روایات ہم یوم عاشورہ کے باب میں ذکر کریں گے۔

یہ مذکورہ بالا آثار ہم نے ذکر کر دیئے اس میں یہ طرز عمل تو درست نہیں کہ بعض آثار کو ایک دوسرے کے مخالف قرار دے کر بعض کو رد کریں اور دوسروں کو قبول کریں اور موافقت کی صورت نہ پائیں۔

پس روایت عائشہ رضی اللہ عنہا تو نفلی روزے کے سلسلہ میں ہے اور یوم عاشورہ والی روایت فرض روزہ کے معین دن میں ہونے سے متعلق ہے۔

پس جس طرح عاشورہ کے روزہ کی نیت طلوع آفتاب کے بعد درست ہے رمضان المبارک کا روزہ یہی حکم رکھتا ہے طلوع فجر کے بعد نیت کر سکتا ہے۔

اب رہی روایت حفصہؓ جو شروع باب میں مذکور ہوئی وہ ان دونوں کے مخالف ہے اس کو صوم کفارات اور قضاء رمضان پر محمول کریں گے اب اس طرح تمام روایات میں توافق پیدا ہو گیا۔

## روزہ میں نیت سے داخلہ کی تین صورتیں:

① جو روزے معین دنوں کے ہیں ان کی نیت تو اگلے دن کے لئے رات سے اور دن کے وقت بھی نیت درست ہے۔

② فرض غیر معین میں رات سے نیت ضروری ہے دن کو جائز نہیں ہے۔

③ اور نفلی روزے کی نیت رات سے کرو یا نصف یوم سے پہلے کر لو ہر دو طرح درست ہے۔

یہ تطبیق جو ہم نے پیش کی ہے اس سے روزہ سے متعلق تمام روایات اپنے مقام پر فٹ ہو گئیں تضاد باقی نہیں رہا ہمارے ہاں یہی اولیٰ ہے۔

یہ امام ابوحنیفہ ابو یوسف محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔ بس اس میں اس قدر اضافہ ہے کہ طلوع فجر کے بعد زوال سے پہلے تک تو ان میں نیت درست ہے جن میں نیت طلوع کے بعد کی جا سکتی ہے البتہ پچھلے پہر نیت درست نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

# بَابُ مَعْنٰی قَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ : شَهْرَا عِيْدٍ لَا يَنْقُصَانِ رَمَضَانُ وَذُو الْحِجَّةِ

## عیدین کے مہینے رمضان و ذی الحجہ کم نہیں ہوتے

**خلاصۃ المرام**: اس باب سے صرف اس ارشاد نبوت کی وضاحت کرنا چاہتے ہیں اس میں علماء کی تین جماعتیں ہیں۔

نمبر ①: امام احمد فرماتے ہیں کہ ایک سال میں یہ دو مہینے ۲۹ کے نہیں ہوتے۔ ایک ۲۹ تو دوسرا تیس کا ہوگا۔

نمبر ②: امام اسحاقؒ کہتے ہیں ثواب کے لحاظ سے ان میں کمی نہیں آتی خواہ ۲۹ کے ہوں یا تیس کے۔

نمبر ③: جمہور فقہاء نے دونوں اقوال کو جمع کیا کہ ایک سال میں دونوں مہینے ۲۹ کے نہیں ہوتے اور اگر ایک انتیس کا ہو تب بھی

ثواب میں کمی نہیں آتی امام طحاوی کا رجحان تیسرے قول کی طرف معلوم ہوتا ہے۔

۳۱۱۹ : حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْزُوقٍ، وَعَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ، قَالَا : ثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، قَالَ : أَنَا حَمَّادٌ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَالِمٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : (شَهْرَا عِيدٍ، لَا يَنْقُصَانِ، رَمَضَانُ وَذُو الْحِجَّةِ).

۳۱۱۹: عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ نے اپنے والد سے انہوں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے کہ عید کے دو مہینے کم نہیں ہوتے یعنی رمضان وذوالحجہ۔

**تخریج** : بخاری فی الصوم باب۱۲، مسلم فی الصیام ۳۱/۳۲، ابو داؤد فی الصوم باب۴، ترمذی فی الصوم باب۸، ابن ماجہ فی الصوم باب۹، مسند احمد ۵، ۴۸/۳۸، ۵۱/۵۔

۳۱۲۰ : حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ : ثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ بْنِ فَارِسٍ، قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ. قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ : فَفِي هٰذَا الْحَدِيثِ، أَنَّ هٰذَيْنِ الشَّهْرَيْنِ، لَا يَنْقُصَانِ، فَتَكَلَّمَ النَّاسُ فِي مَعْنٰى ذٰلِكَ. فَقَالَ قَوْمٌ : لَا يَنْقُصَانِ، أَيْ لَا يَجْتَمِعُ نُقْصَانُهُمَا فِي عَامٍ وَاحِدٍ. وَقَدْ يَجُوزُ أَنْ يَنْقُصَ أَحَدُهُمَا. وَهٰذَا قَوْلٌ قَدْ دَفَعَهُ الْعِيَانُ، لِأَنَّا قَدْ وَجَدْنَاهُمَا يَنْقُصَانِ فِي أَعْوَامٍ، وَقَدْ يُجْمَعُ ذٰلِكَ فِي كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا. فَدَفَعَ ذٰلِكَ قَوْمٌ، بِهٰذَا وَبِحَدِيثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي قَدْ ذَكَرْنَاهُ فِي غَيْرِ هٰذَا الْمَوْضِعِ، أَنَّهُ قَالَ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ : (صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ، وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ، فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَعُدُّوا ثَلَاثِينَ). وَبِقَوْلِهِ : (إِنَّ الشَّهْرَ قَدْ يَكُونُ تِسْعًا وَعِشْرِينَ، وَقَدْ يَكُونُ ثَلَاثِينَ). فَأَخْبَرَ أَنَّ ذٰلِكَ جَائِزٌ فِي كُلِّ شَهْرٍ مِنَ الشُّهُورِ. وَسَنَذْكُرُ ذٰلِكَ بِإِسْنَادِهِ فِي مَوْضِعِهِ مِنْ كِتَابِنَا هٰذَا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ. وَذَهَبَ آخَرُونَ إِلَى تَصْحِيحِ هٰذِهِ الْآثَارِ كُلِّهَا، وَقَالُوا : أَمَّا قَوْلُهُ (صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ، وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ) فَإِنَّ الشَّهْرَ قَدْ يَكُونُ تِسْعًا وَعِشْرِينَ، وَقَدْ يَكُونُ ثَلَاثِينَ، فَذٰلِكَ كُلُّهُ كَمَا قَالَ، وَهُوَ مَوْجُودٌ فِي الشُّهُورِ كُلِّهَا. وَأَمَّا قَوْلُهُ (شَهْرَا عِيدٍ لَا يَنْقُصَانِ، رَمَضَانُ وَذُو الْحِجَّةِ) فَلَيْسَ ذٰلِكَ -عِنْدَنَا- عَلٰى نُقْصَانِ الْعَدَدِ، وَلٰكِنَّهُمَا فِيهِمَا مَا لَيْسَ فِي غَيْرِهِمَا مِنَ الشُّهُورِ، فِي أَحَدِهِمَا الصِّيَامُ، وَفِي الْآخَرِ الْحَجُّ. فَأَخْبَرَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُمَا لَا يَنْقُصَانِ، وَإِنْ كَانَا تِسْعًا وَعِشْرِينَ، وَهُمَا شَهْرَانِ كَامِلَانِ، كَانَا ثَلَاثِينَ ثَلَاثِينَ أَوْ تِسْعًا وَعِشْرِينَ تِسْعًا وَعِشْرِينَ، لِيُعْلَمَ بِذٰلِكَ أَنَّ الْأَحْكَامَ فِيهِمَا، وَإِنْ كَانَا تِسْعًا وَعِشْرِينَ تِسْعًا وَعِشْرِينَ، مُتَكَامِلَةٌ فِيهِمَا، غَيْرُ نَاقِصَةٍ عَنْ حُكْمِهَا إِذَا كَانَا ثَلَاثِينَ ثَلَاثِينَ. فَهٰذَا وَجْهُ تَصْحِيحِ هٰذِهِ الْآثَارِ الَّتِي

ذَكَرْنَاهَا فِيْ هٰذَا الْبَابِ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

۳۱۲۰: عبدالرحمن بن ابی بکرہ نے اپنے والد سے انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس روایت میں مذکور ہے کہ یہ دو مہینے کم نہیں ہوتے لوگوں نے اس روایت کے معنیٰ میں کافی کلام کیا ہے۔بعض لوگوں نے کہا کہ ایک سال کے اندر یہ مہینے اکٹھے کم نہیں ہوتے یہ ممکن ہے کہ ان میں سے ایک کم ہو۔اس قول کو مشاہدے نے مسترد کر دیا کیونکہ ہم یہ بات پاتے ہیں کہ یہ کئی سالوں میں اکٹھے کم ہوتے اور بعض اوقات ان میں سے ہر ایک میں یہ بات پائی جاتی ہے۔دوسرے لوگوں نے اس کا جواب اس روایت سے دیا جس کو دوسرے موقع پر ہم نے ذکر کیا ہے۔کہ آپ نے فرمایا۔رمضان المبارک کا روزہ چاند دیکھ کر رکھو اور افطار رمضان بھی چاند دیکھ کر کرو۔اگر چاند تم پر غائب رہے تو مہینے کی گنتی تیس دن سے پوری کر لو اور آپ کا دوسرا یہ ارشاد کہ مہینہ انتیس دن کا ہوتا ہے اور کبھی تیس روز کا ہوتا ہے۔تو اس میں آپ نے یہ بات واضح کر دی کہ مہینے کا کم ہونا ہر ماہ میں پایا جانا ممکن ہے۔ہم ان روایات کو اسناد کے ساتھ اپنے موقعہ پر لائیں گے ان شاء اللہ۔مگر علماء کی دوسری جماعت نے ان روایات کی تصحیح اس طرح کی ہے۔کہ آپ ﷺ کے یہ فرمانے کا مطلب یہ ہے مہینہ گھٹتا اور بڑھتا ۲۹، ۳۰ کا ہوتا رہتا ہے۔یہ سب مہینوں کے لئے برابر ہے۔رہا خصوصی طور پر ان دو مہینوں کے متعلق یہ فرمانا کہ کم نہیں ہوتے اس سے گنتی میں کمی مراد نہیں بلکہ ان مہینوں میں جو اعمال ہوا دا کیے جاتے ہیں ایک میں روزے اور دوسرے میں حج۔تو جناب رسول اللہ ﷺ نے خبر دی کہ یہ دونوں کم نہیں ہوتے اگرچہ انتیس کے ہوں بلکہ یہ دونوں مہینے کامل ہیں خواہ تیس تیس کے ہوں یا انتیس انتیس دن کے ہوں۔تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ ان کے احکام انتیس یا تیس ہونے سے ناقص نہیں ہوتے یعنی ان کا ثواب کامل و مکمل رہتا ہے۔اس باب کے آثار کی تصحیح اسی طرح سے ہو سکتی ہے۔واللہ اعلم۔

مؤقف اول: کہ دونوں مہینے ایک سال میں ۲۹ کے نہیں ہوتے ایک ۲۹ کا ہوگا تو دوسرا تیس کا ہوگا۔

الجواب نمبر ①: اس قول کو بڑے علماء نے مسترد کر دیا کہ بارہا دونوں مہینے ۲۹ کے ہوئے اور کبھی دونوں تیس کے ہوئے تجربہ نے اس معنیٰ کو مسترد کر دیا۔

نمبر ②: بعض نے کہا کہ اس حدیث کی وجہ سے یہ مفہوم غلط ثابت ہوتا ہے صوموا لرؤیته و افطر والرؤیته فان غم علیکم فعدوا ثلاثین" بخاری فی الصوم

باب ۱۱: مسلم فی الصیام ۱۸/۱۹، اور آپ کا یہ ارشاد: ان الشھر قد یکون تسحار وعشرین وقد یکون ثلاثین" کہ مہینہ کبھی ۲۹ اور کبھی تیس کا ہوتا ہے اور یہ ہر مہینے سے متعلق ہے کسی کی تخصیص نہیں فرمائی پس سابقہ مطلب اس کے خلاف ہونے کی وجہ سے غلط ہوا۔

ایک اور جماعت کا قول یہ ہے کہ یہ تمام آثار درست ہیں آپ کا ارشاد صوموا الرؤیته وافطر والرؤیته، مہینہ کبھی ۲۹

اور کبھی تیس کا ہوتا ہے اور یہ بات مہینوں میں اسی طرح موجود ہے رہا۔ شهر عيد لا ينقصان اس سے مراد گنتی کی کمی نہیں ہے بلکہ ان میں دو ایسی عبادات پائی جاتی ہیں جو دوسرے مہینوں میں نہیں پائی جاتیں روزے اور حج۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو خبر دی کہ یہ دونوں مہینے ثواب کے لحاظ سے کامل ہیں جو گنتی میں ۲۹ کے ہوں یا تیس کے ان کے احکام اسی طرح ثابت ہیں خواہ گنتی میں کم ہو جائیں۔

نوٹ: اس آخری توجیہ سے تمام آثار اپنے اپنے مقام پر درست رہتے ہیں واللہ اعلم۔

یہ باب بھی مذاہب کا نام لئے بغیر ذکر کیا ہے اور آخری قول کا انداز اس کے رجحان کو ظاہر کرتا ہے اور امام موصوف کا میلان بھی اسی کی طرف ہے۔

## بَابُ الْحُكْمِ فِيْ مَنْ جَامَعَ أَهْلَهُ فِيْ رَمَضَانَ مُتَعَمِّدًا

### روزے میں جان بوجھ کر جماع کر لینے کا حکم

خلاصۃ البرام: کفارہ صوم میں ائمہ ثلاثہ مؤمن غلام کا آزاد کرنا ضروری قرار دیتے ہیں احناف کے ہاں کوئی سا غلام کافی ہے اسی طرح کفارہ میں گندم کی مقدار ائمہ ثلاثہ ربع صاع ۱/۴ بھی کافی قرار دیتے ہیں مگر احناف نصف صاع کی مقدار کو لازم کہتے ہیں اور کھانے پینے سے روزے کو اگر فاسد کر دیا تو امام شافعی واحمد صرف قضاء کو واجب کہتے ہیں جبکہ حنفیہ اور مالکیہ قضاء کے ساتھ کفارہ بھی واجب قرار دیتے ہیں اور بھول کر کھانے پینے اور جماع سے امام احمد مظاہر یہ قضاء کے ساتھ کفارہ کو لازمی مانتے ہیں مگر احناف و شوافع کسی چیز کو لازم نہیں مانتے بلکہ روزے کو درست کہتے ہیں اب رہا کہ جماع سے روزے کو توڑنے میں کفارہ اور اس کی ترتیب یہ ہے۔

نمبر ①: امام عبداللہ مصری کے ہاں مفارہ نہیں صرف قضا ضروری ہے۔

نمبر ②: مالکیہ و حنابلہ قضاء و کفارہ دونوں کو لازم کہتے ہیں مگر کفارہ میں ترتیب کو ضروری نہیں کہتے۔

نمبر ③: احناف شوافع قضاء و کفارہ اور کفارہ میں ترتیب کو لازم کہتے ہیں یہاں یہی آخری مسئلہ زیر بحث آئے گا۔

فریق اوّل کا مؤقف اور دلائل: جان بوجھ کر جماع سے صرف قضا ضروری ہے کفارہ لازم نہیں مستدل یہ روایت ہے۔

۳۱۴۱: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ، قَالَ: ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ، قَالَ: أَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا (أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ لَهُ أَنَّهُ احْتَرَقَ، فَسَأَلَهُ عَنْ أَمْرِهِ فَقَالَ: وَقَعْتُ عَلَى امْرَأَتِيْ فِيْ رَمَضَانَ. فَأُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِكْتَلٍ يُدْعَى الْعَرَقَ، فِيْهِ تَمْرٌ، فَقَالَ: أَيْنَ الْمُحْتَرِقُ؟ فَقَامَ الرَّجُلُ. فَقَالَ: تَصَدَّقْ بِهٰذَا). قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ: فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى أَنَّ

مَنْ وَقَعَ بِأَهْلِهٖ فِيْ رَمَضَانَ، فَعَلَيْهِ أَنْ يَتَصَدَّقَ، فَلَا يَجِبُ عَلَيْهِ مِنَ الْكَفَّارَةِ غَيْرُ الصَّدَقَةِ. وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ، فَقَالُوْا : بَلْ يَجِبُ عَلَيْهِ أَنْ يُعْتِقَ رَقَبَةً أَوْ يَصُوْمَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ، أَوْ يُطْعِمَ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا، أَيَّ ذٰلِكَ مَا شَاءَ فَعَلَ. وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ.

۳۱۲۱: عباد بن عبداللہ بن زبیر نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ ایک آدمی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور آپ کے سامنے اس نے بیان کیا کہ وہ تباہ ہو گیا ہے آپ نے اس کے معاملے کی تفصیل دریافت کی تو اس نے بتلایا میں نے رمضان میں اپنی بیوی سے جماع کر لیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک عرق نام کا برتن لایا گیا جس میں کھجوریں تھیں آپ نے فرمایا محترق کہاں ہے؟ وہ کھڑا ہوا تو آپ نے فرمایا لو اس کو صدقہ کر دو۔ امام طحاویؒ فرماتے ہیں بعض علماء اس طرف گئے ہیں کہ جو شخص رمضان المبارک میں اپنی بیوی سے جماع کرے اس پر صدقہ لازم ہے۔ اس صدقہ کے علاوہ اس پر کچھ کفارہ نہیں۔ انہوں نے اپنی دلیل میں اس اوپر والی روایت سے استدلال کیا ہے۔

**تخریج** : بخاری فی الصوم باب ۲۹، مسلم فی الصیام ۸۵، ابو داؤد فی الصوم باب ۳۸۔

**حاصل روایات:** اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ جو اپنی بیوی سے رمضان میں جماع کرے اس پر قضاء لازم ہوگی کفارہ نہ ہوگا صرف صدقہ کرے گا جس کی مقدار بھی متعین نہیں جیسا کہ ایک مکتل کھجور اس کے لئے کافی قرار دی گئی۔

## فریق ثانی کا مؤقف اور دلائل:

رمضان کا روزہ جس نے جماع سے توڑا اس پر قضاء اور کفارہ دونوں لازم ہیں مگر کفارے میں اسے تینوں میں سے جس کا چاہے اختیار ہے ترتیب لازم نہیں ہے۔ دلیل یہ روایات ہیں۔

۳۱۲۲ : بِمَا حَدَّثَنَا يُوْنُسُ، قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ : حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (أَنَّ رَجُلًا أَفْطَرَ فِيْ رَمَضَانَ، فِيْ زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُكَفِّرَ بِعِتْقِ رَقَبَةٍ، أَوْ صِيَامِ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ، أَوْ إِطْعَامِ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا، فَقَالَ : لَا أَجِدُ فَأُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَقٍ فِيْهِ تَمْرٌ، فَقَالَ : خُذْ هٰذَا فَتَصَدَّقْ بِهٖ. فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، إِنِّيْ لَا أَجِدُ أَحَدًا أَحْوَجَ إِلَيْهِ مِنِّيْ، فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَدَتْ أَنْيَابُهٗ، ثُمَّ قَالَ : كُلْهُ).

۳۱۲۲: حمید بن عبدالرحمٰن نے ابو ہریرہؓ سے نقل کیا کہ ایک آدمی نے رمضان کا روزہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں توڑ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ایک گردن آزاد کرنے یا مسلسل دو ماہ روزہ رکھنے یا ساٹھ مساکین کو کھانا کھلانے کا حکم فرمایا اس نے کہا میرے پاس ان کی طاقت نہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک کھجوروں کا ٹوکرا لایا گیا تو

آپ نے اسے فرمایا یہ لو اور اس کو صدقہ کر دو اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں اپنے سے زیادہ کسی کو محتاج نہیں پاتا آپ ﷺ اس قدر ہنسے کہ آپ کی داڑھیں ظاہر ہو گئیں پھر فرمایا تم اسے کھالو۔

۳۱۲۳: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، قَالَ : ثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ : حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ (أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ رَجُلًا، أَفْطَرَ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ، أَنْ يُعْتِقَ رَقَبَةً أَوْ صِيَامَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ، أَوْ إِطْعَامَ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا .) قَالُوْا : فَإِنَّمَا أَعْطَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَا أَعْطَاهُ مِمَّا أَمَرَهُ أَنْ يَتَصَدَّقَ بِهٖ، بَعْدَ أَنْ أَخْبَرَهُ بِمَا عَلَيْهِ فِيْ ذٰلِكَ، مِمَّا بَيَّنَهُ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ حَدِيْثِهٖ هٰذَا .وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ أَيْضًا، فَقَالُوْا : بَلْ يَعْتِقُ رَقَبَةً إِنْ كَانَ لَهَا وَاجِدًا، أَوْ يَصُوْمُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ، إِنْ كَانَ لِلرَّقَبَةِ غَيْرَ وَاجِدٍ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ ذٰلِكَ، أَطْعَمَ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا .فَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ لَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ أَنَّ حَدِيْثَ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ الَّذِيْ ذَكَرْنَاهُ فِي الْفَصْلِ الَّذِيْ قَبْلَ هٰذَا الْفَصْلِ قَدْ دَخَلَ فِيْهِ حَدِيْثُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كَمَا ذَكَرُوْا .وَأَصْلُ حَدِيْثِ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ذٰلِكَ فِيْهِ مِنَ التَّبْدِئَةِ بِالرَّقَبَةِ إِنْ كَانَ الْمُجَامِعُ لَهَا وَاجِدًا، وَالتَّثْنِيَةِ بِالصِّيَامِ بَعْدَهَا، إِنْ كَانَ الْمُجَامِعُ لِلرَّقَبَةِ غَيْرَ وَاجِدٍ، وَالتَّثْلِيْثِ بِالْإِطْعَامِ بَعْدَهُمَا إِنْ كَانَ الْمُجَامِعُ ؛ لَهُمَا غَيْرَ وَاجِدٍ، هٰكَذَا أَصْلُ الْحَدِيْثِ الَّذِيْ رَوَاهُ الزُّهْرِيُّ فِيْ ذٰلِكَ .كَذٰلِكَ رَوَاهُ عَنْهُ سَائِرُ النَّاسِ غَيْرَ مَالِكٍ وَابْنِ جُرَيْجٍ، وَبَيَّنُوْا فِيْهِ الْقِصَّةَ بِطُوْلِهَا كَيْفَ كَانَتْ، وَكَيْفَ أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْكَفَّارَةِ فِيْ ذٰلِكَ .

۳۱۲۳: حمید بن عبدالرحمن نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے ایک آدمی کو حکم دیا جس نے رمضان کا روزہ توڑ دیا تھا کہ وہ گردن آزاد کرے یا دو ماہ کے مسلسل روزے رکھے یا ساٹھ مساکین کو کھانا کھلائے۔انہوں نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اس کو جو کچھ دیا وہ اسے صدقہ کرنے کے لئے دیا یہ اس کے بعد ہے کہ آپ نے اسے بتلایا کہ اس پر کیا لازم ہے۔وہ وہی ہے جس کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث میں بیان فرمایا۔مگر علماء کی ایک اور جماعت ان سے اختلاف کرتے ہوئے کہا کہ اگر اس کو غلام میسر ہو تو اسے آزاد کرے۔اگر یہ میسر نہ ہو تو دو ماہ مساکین کو کھانا کھلائے اور انہوں نے اپنی دلیل میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی وہ روایت پیش کی ہے جس کا فصل اول میں ہم نے تذکرہ کیا ہے اور اس میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت بھی شامل ہے جیسا انہوں نے ذکر کیا۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کی اصل گردن کی آزادی سے ابتداء کرتا ہے جب کہ جماع کرنے والے کو میسر ہو۔دوسرے نمبر پر روزہ ہے جب کہ جماع کرنے والا غلام نہ رکھتا ہو پھر تیسرا نمبر کھانا کھلانا ہے۔اگر جماع کرنے والے کے پاس ان دونوں میں سے کوئی نہ ہو۔اس روایت کی اصل جیسی

اصل زہری والی روایت کی بھی ہے۔ مالک بن جریج رحمۃ اللہ علیہما کے علاوہ رواۃ نے زہری سے اسی طرح روایت کی ہے ۔انہوں نے طویل قصہ تفصیل سے ذکر کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفارے کا حکم کس طرح دیا۔

**حاصل روایات:** ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ اسے دیا اور اس کے صدقہ کرنے کا حکم فرمایا وہ اس کو اس کی اطلاع دینے کے بعد کہ اس پر یہ چیزیں لازم ہیں جیسا کہ روایت ابو ہریرہؓ میں مذکور ہے ان روایات سے ثابت ہوا کہ ان میں سے کسی ایک چیز کا کرنا اس کے ذمہ تھا جس کو چاہے وہ اختیار کرے ان میں ترتیب کی پابندی نہیں۔ اَوْ تخییر کو ظاہر کرتا ہے۔

## موقف فریق ثالث:

کہ جماع سے روزہ توڑنے والے پر قضاء و کفارہ ضروری ہے اور ہر سہ میں ترتیب ضروری ہے کہ اولاً گردن آزاد کرے اگر میسر آئے اور اگر میسر نہ ہو تو دو ماہ کے مسلسل روزے رکھے اور اگر اس کی استطاعت نہیں تو ساٹھ مساکین کو کھانا کھلائے۔

## موقف ثانی اور اول کا جواب:

روایت عائشہ رضی اللہ عنہا مجمل ہے اور روایت ابو ہریرہؓ مفصل ہے پس مجمل کو مفصل پر محمول کیا جائے گا اور اس مفصل روایت کو مالک' ابن جریج نے اپنے استاذ زہری سے نقل کیا مگر دیگر تمام شاگردوں نے زہری سے جو روایت نقل کی ہے اس میں پوری ترتیب کی وضاحت ہے اس لئے اس طویل روایت کو اختیار کریں گے جس کو دیگر ائمہ نے زہری سے نقل کیا ہے ہم وہ تفصیلی روایت نقل کرتے ہیں۔

۳۱۲۴ : حَدَّثَنِیْ فَهْدٌ' قَالَ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ' قَالَ : حَدَّثَنِی اللَّیْثُ' قَالَ : حَدَّثَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدِ بْنِ مُسَافِرٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ' عَنْ حُمَیْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ' (أَنَّ أَبَا هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : بَیْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ : یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَکْتُ .فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَیْلَکَ' مَا لَکَ قَالَ .وَقَعْتُ عَلَى امْرَأَتِیْ' وَأَنَا صَائِمٌ فِیْ رَمَضَانَ .فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَهَلْ تَجِدُ رَقَبَةً تُعْتِقُهَا ؟ فَقَالَ : لَا .فَقَالَ : فَهَلْ تَسْتَطِیْعُ أَنْ تَصُوْمَ شَهْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ ؟ قَالَ : لَا وَاللّٰهِ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ .قَالَ فَهَلْ تَجِدُ طَعَامَ سِتِّیْنَ مِسْکِیْنًا ؟ قَالَ : لَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ' فَسَکَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ. فَبَیْنَمَا نَحْنُ عَلٰى ذٰلِکَ' أُتِیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَقٍ فِیْهِ تَمْرٌ' وَالْعَرَقُ : الْمِکْتَلُ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَیْنَ السَّائِلُ آنِفًا ؟ خُذْ هٰذَا فَتَصَدَّقْ بِهٖ. فَقَالَ الرَّجُلُ : أَعَلٰى أَهْلِ أَفْقَرَ مِنِّیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَوَاللّٰهِ مَا بَیْنَ لَابَتَیْهَا یُرِیْدُ الْحَرَّتَیْنِ أَفْقَرُ مِنْ أَهْلِ بَیْتِیْ.

فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَدَتْ أَنْيَابُهُ ثُمَّ قَالَ أَطْعِمْهُ أَهْلَكَ) . قَالَ : فَصَارَتِ الْكَفَّارَةُ إِلٰى عِتْقِ رَقَبَةٍ أَوْ صِيَامِ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ أَوْ إِطْعَامِ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا .

۳۱۲۴: عبدالرحمٰن بن خالد نے ابن شہاب سے انہوں نے حمید بن عبدالرحمٰن سے روایت کی ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں موجود تھے ایک آدمی آ کر کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ میں تباہ ہو گیا آپ نے فرمایا تم پر افسوس ہے تم کیا کہتے ہو اس نے کہا کہ میں نے رمضان کے روزے کی حالت میں بیوی سے جماع کر لیا۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا کیا تم گردن آزاد کرنے کے لئے پاتے ہو اس نے کہا نہیں پھر آپ نے فرمایا کیا تم دو ماہ کے مسلسل روزے رکھنے کی طاقت پاتے ہو اس نے کہا نہیں یا رسول اللہ ﷺ۔ آپ نے فرمایا کیا تم ساٹھ مساکین کو کھانا کھلانے کی طاقت پاتے ہو اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں ایسا نہیں کر سکتا اس پر جناب رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے ہم اسی حالت میں تھے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس کھجوروں کا ایک ٹوکرا لایا گیا آپ نے دریافت فرمایا ابھی سوال کرنے والا کہاں ہے؟ یہ کھجور لے کر اس کو صدقہ کر دو۔ وہ آدمی کہنے لگا کیا میں ان لوگوں پر تقسیم کروں جو مجھ سے زیادہ فقیر محتاج ہوں؟ اللہ کی قسم مدینہ کے دونوں سنگلاخوں کے درمیان میرے گھر والوں سے زیادہ محتاج کوئی نہیں۔ پس جناب رسول اللہ ﷺ یہ سن کر ہنس دیئے یہاں تک کہ آپ کی داڑھیں ظاہر ہو گئیں پھر آپ نے فرمایا اپنے گھر والوں کو کھلا دو۔

راوی کہتے ہیں کہ کفارہ گردن آزاد کرنا یا دو ماہ کے مسلسل روزے یا ساٹھ مساکین کو کھانا کھلانا ہوا۔

**تخریج** : بخاری فی الصوم باب ۳۱۔

۳۱۲۵ :حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ : ثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ : أَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ .فَهٰذَا هُوَ الْحَدِيْثُ عَلٰى وَجْهِهٖ وَإِنَّمَا جَاءَ حَدِيْثُ مَالِكٍ وَابْنِ جُرَيْجٍ فِيْ ذٰلِكَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَلٰى لَفْظِ قَوْلِ الزُّهْرِيِّ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ : فَصَارَتِ الْكَفَّارَةُ إِلٰى عِتْقِ رَقَبَةٍ أَوْ صِيَامِ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ أَوْ إِطْعَامِ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا .فَالتَّخْيِيْرُ هُوَ كَلَامُ الزُّهْرِيِّ عَلٰى مَا تَوَهَّمَ مَنْ لَمْ يَحْكِهٖ فِيْ حَدِيْثِهٖ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

۳۱۲۵: شعیب نے زہری سے پھر انہوں نے اپنی سند سے روایت نقل کی ہے۔ یہ روایت اپنے اصل انداز سے ہے البتہ اس میں مالک اور ابن جریج کی روایت زہری سے زہری کے الفاظ سے جو اس حدیث میں آتے ہیں آئی ہے۔ پس کفارہ گردن آزاد کرنے یا دو ماہ کے مسلسل روزے یا ساٹھ مساکین پر مشتمل ہے اور جن لوگوں نے حضرت ابو ہریرہ ؓ والی روایت میں تخییر کا ذکر کیا انہوں نے اپنے وہم کے مطابق اسے زہری کا کلام قرار دیا ہے۔

**حاصل روایات**: یہ ہے کہ اس روایت سے یہ بات واضح ہو گئی کہ تخییر کے الفاظ جو امام مالک اور ابن جریج رحمہم اللہ کی روایت میں

موجود ہیں وہ کلام زہری ہے جیسا کہ کلام زہری اس روایت میں موجود ہے باقی کلام رسول اللہ ﷺ میں تو ترتیب ہے تخییر کا لفظ موجود نہیں ہے جیسا کہ زہری سے دیگر جن رواۃ نے نقل کیا تخییر کے بغیر نقل کیا ہے۔

## روایات ملاحظہ ہوں:

۳۱۲۶ : حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ يَحْيَى الْمُزَنِيّ، قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيْسَ، قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ ، غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ قَوْلَهُ (فَصَارَتْ سُنَّةً) إِلَى آخِرِ الْحَدِيْثِ .

۳۱۲۶: سفیان بن عینیہ نے زہری سے پھر انہوں نے اپنی سند سے اسی طرح روایت نقل کی ہے فقط ''فصارت سنۃ'' کے الفاظ نہیں ہیں۔

۳۱۲۷ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ : ثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ .

۳۱۲۷: حجاج بن منہال نے سفیان سے انہوں نے اپنی سند سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۳۱۲۸ : حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ : ثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ، قَالَ : ثَنَا أَبِيْ، قَالَ : سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ رَاشِدٍ، يُحَدِّثُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ .

۳۱۲۸: نعمان بن راشد نے زہری سے نقل کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے روایت اسی طرح نقل کی ہے۔

۳۱۲۹ : حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ حَفْصَةَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ .

۳۱۲۹: محمد بن ابی حفصہ نے ابن شہاب سے روایت اپنی اسناد کے ساتھ اسی طرح نقل کی ہے۔

۳۱۳۰ : حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ ، وَقَالَ (خَمْسَةَ عَشَرَ صَاعًا تَمْرًا) وَلَمْ يَشُكَّ .

۳۱۳۰: منصور نے زہری سے پھر انہوں نے اپنی اسناد سے اسی طرح روایت نقل کی ہے صرف انہوں نے بغیر شک کے پندرہ صاع کھجور نقل کی ہیں۔

۳۱۳۱ : حَدَّثَنَا رَبِيْعٌ الْمُؤَذِّنُ، قَالَ : ثَنَا بِشْرُ بْنُ بَكْرٍ، قَالَ : حَدَّثَنِي الْأَوْزَاعِيُّ، قَالَ : سَأَلْتُ الزُّهْرِيَّ، عَنْ رَجُلٍ جَامَعَ امْرَأَتَهُ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ. فَقَالَ : حَدَّثَنِيْ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، قَالَ : حَدَّثَنِيْ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ، غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرِ الْأَصْعَ .فَكَانَ مَا

رَوَيْنَا فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ قَدْ دَخَلَ فِيْهِ مَا فِي الْحَدِيْثَيْنِ الْأَوَّلَيْنِ، لِأَنَّ فِيْهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ (أَتَجِدُ رَقَبَةً ؟ قَالَ : لَا' قَالَ فَصُمْ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ .قَالَ : مَا أَسْتَطِيْعُ' قَالَ فَأَطْعِمْ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ؟) . فَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا أَمَرَهُ بِكُلِّ صِنْفٍ مِنْ هٰذِهِ الْأَصْنَافِ الثَّلَاثَةِ لِمَا لَمْ يَكُنْ وَاجِدًا لِلصِّنْفِ الَّذِيْ ذَكَرَهُ لَهُ قَبْلَهُ.فَلَمَّا أَخْبَرَهُ الرَّجُلُ أَنَّهُ غَيْرُ قَادِرٍ عَلٰى شَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرْقٍ فِيْهِ تَمْرٌ' فَكَانَ ذِكْرُ الْعَرْقِ وَمَا كَانَ مِنْ دَفْعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاهُ إِلَى الرَّجُلِ' وَأَمْرِهِ إِيَّاهُ بِالصَّدَقَةِ - هُوَ الَّذِيْ رَوَتْهُ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فِيْ حَدِيْثِهَا الَّذِيْ بَدَأْنَا بِرِوَايَتِهِ. فَحَدِيْثُ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ هٰذَا أَوْلٰى مِنْهُ' لِأَنَّهُ قَدْ كَانَ قَبْلَ الَّذِيْ فِيْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا شَيْءٌ قَدْ حَفِظَهُ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ' وَلَمْ تَحْفَظْهُ عَائِشَةُ' فَهُوَ أَوْلٰى' لِمَا قَدْ زَادَهُ.وَأَمَّا حَدِيْثُ مَالِكٍ وَابْنِ جُرَيْجٍ' فَهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ' عَلٰى مَا قَدْ ذَكَرْنَا' وَقَدْ بَيَّنَّا الْعِلَّةَ فِيْ ذٰلِكَ فِيْمَا تَقَدَّمَ مِنْ هٰذَا الْبَابِ .فَثَبَتَ بِمَا ذَكَرْنَا مِنَ الْكَفَّارَةِ فِي الْإِفْطَارِ بِالْجِمَاعِ فِي الصِّيَامِ' فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ' مَا فِيْ حَدِيْثِ مَنْصُوْرٍ' وَابْنِ عُيَيْنَةَ' وَمَنْ وَافَقَهُمَا' عَنِ الزُّهْرِيِّ' عَنْ حُمَيْدٍ' عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ' عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ' وَهُوَ قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ' وَأَبِيْ يُوْسُفَ' وَمُحَمَّدٍ' رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى

۳۱۳۱: اوزاعی نے بیان کیا کہ میں نے زہری سے اس آدمی کے متعلق سوال کیا جس نے اپنی بیوی سے رمضان میں جماع کیا تو انہوں نے مجھے اس طرح روایت بیان کی کہ مجھے حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف نے بیان کیا انہوں نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی انہوں نے اسی طرح روایت نقل کی مگر صاع کی مقدار کا تذکرہ نہیں کیا۔ تو جو کچھ ہم نے اس روایت میں ذکر کیا اس میں پہلی دو روایات بھی شامل ہوگئیں۔ کیونکہ اس میں جناب نبی اکرم ﷺ نے اسے فرمایا کیا تمہارے پاس آزادی کے لئے گردن موجود ہے۔ اس نے جواب دیا نہیں۔ آپ نے فرمایا دو ماہ کے روزے رکھو اس نے عرض کیا میں اس کی طاقت نہیں رکھتا۔ آپ نے فرمایا ساٹھ مساکین کو کھانا دو' تو جناب نبی اکرم ﷺ نے اس تینوں اقسام میں سے ہر ایک کا حکم اس صورت میں دیا کہ جب وہ ان سے پہلی کو نہ پائے پس جب اس شخص نے یہ خبر دی کہ وہ ان میں سے کسی کی قدرت نہیں رکھتا تو جناب نبی اکرم ﷺ کے پاس اس کے بعد کھجوروں کا ٹوکرا آیا۔ تو ٹوکرے کا تذکرہ اور اس کا آدمی کے حوالے کرنا اور اس کے صدقہ کا حکم تو روایت عائشہ صدیقہ ؓ میں بھی موجود ہے جس کا شروع میں ہم تذکرہ کر آئے۔ پس حضرت ابو ہریرہ ؓ والی روایت اس سے اولیٰ ہے کیونکہ حضرت عائشہ صدیقہ ؓ کی روایت میں جس بات کا تذکرہ ہے وہ وہی روایت ہے جس سے ہم نے ابتداء کی ہے۔ پس روایت ابو ہریرہ ؓ اس سے اولیٰ اور بہتر ہے۔ کیونکہ پہلے کی وہ بات جو حدیث عائشہ

صدیقہ رضی اللہ عنہا میں ہے اس کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے تو یاد رکھا اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یاد نہیں رکھا۔ پس روایت ابو ہریرہ صدیقہ اولیٰ ہے اس لئے کہ اس میں اضافہ ہے رہی روایت مالک و ابن جریج تو ان دونوں زہری ہی سے روایت کی ہے جیسا ہم نے ذکر کر دیا اور اس کی وجہ سے اسی باب میں ذکر دی۔ اس سے وہ کفارہ ثابت ہوا جو رمضان المبارک میں جماع کی صورت میں لازم ہوتا جیسا کہ حضرت منصور اور ابن عیینہ رحمہما اللہ اور ان کے موافق حضرات نے زہری کی وساطت سے حمید سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے یہی امام ابو حنیفہ ابو یوسف، محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔

**حاصل روایات:** جو روایت ہم نے نقل کی ہے اس میں وہ دونوں پہلی احادیث داخل ہیں جو شروع باب میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور ابو ہریرہؓ سے مروی ہیں۔ اور اس میں یہ بھی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا کیا تمہارے پاس غلام ہے اس نے کہا نہیں آپ نے فرمایا پھر دو ماہ کے مسلسل روزے رکھو اس نے کہا میں اس کی استطاعت نہیں پاتا آپ نے فرمایا پھر ساٹھ مساکین کو کھانا کھلاؤ'' تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو تین اقسام کا حکم فرمایا اور جب پہلی قسم کا میسر نہ ہونا معلوم ہوا تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری اور پھر تیسری قسم ذکر فرمائی۔ جب اس نے سب سے عجز کا اظہار کیا تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک ٹوکرا کھجور لائی گئی پھر ٹوکرے اور اس کی کھجوروں کے عنایت فرمانے کا تذکرہ ہے اور اس بات کا تذکرہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص طور پر اسی کو صدقہ کا حکم فرمایا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں بھی اسی کا تذکرہ ہے تو اس روایت میں جس قدر تفصیل ہے وہ روایت عائشہ رضی اللہ عنہا میں محفوظ نہیں ہے اور ثقہ راوی کا اضافہ بالاتفاق معتبر ہے اور مالک و ابن جریج والی روایت کی وجہ بھی ہم ذکر کر آئے۔

پس اس سے ثابت ہو گیا کہ رمضان کے روزہ کو جماع سے توڑنے میں کفارہ کی کیفیت وہی ہوگی جو روایت منصور، ابن عیینہ اور ان کے موافق رواۃ سے ذکر کی ہے۔

یہی ہمارے ائمہ ثلاثہ کا قول ہے یعنی ابو حنیفہ، ابو یوسف، محمد رحمہم اللہ۔

# بَابُ الصِّيَامِ فِي السَّفَرِ

## سفر میں روزے کا حکم

**خلاصۃ المرام:** سفر میں روزہ سے متعلق علماء کی معروف رائے یہ ہیں:

نمبر ①: حضرت حسن بصریؒ اور اہل ظواہر سفر میں روزے کو ناجائز قرار دیتے ہیں رکھ لیا تو اس کا اعادہ واجب ہے۔

نمبر ②: امام احمد و شعبی و مجاہد رحمہم اللہ کے ہاں روزہ ناجائز تو نہیں مگر افضل روزہ نہ رکھنا ہے اگر رکھ لیا تو اعادہ کی ضرورت نہیں۔

نمبر ③: عبداللہ بن مبارک اور سفیان ثوری، لیث رحمہم اللہ روزہ رکھنا اور نہ رکھنا دونوں کی حیثیت برابر ہے۔

نمبر ④: امام ابو حنیفہ و شافعی و مالک رحمہم اللہ کے ہاں روزے میں مشقت نہ ہو تو روزہ رکھنا افضل ہے۔

فریق اوّل کا مؤقف اور دلیل: سفر میں روزہ جائز نہیں رکھ لیا تو اعادہ لازم ہے حتی قال بعضھم سے یہی لوگ مراد ہیں۔ دلیل یہ ہے۔

۳۱۳۲ : حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ شَیْبَۃَ، قَالَ : ثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَۃَ، قَالَ : ثَنَا شُعْبَۃُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْحَسَنِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ الْاَنْصَارِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ : (کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ سَفَرٍ، فَرَاٰی زِحَامًا، وَرَجُلًا قَدْ ظُلِّلَ عَلَیْہِ، فَسَأَلَ مَا ھٰذَا ؟ .فَقَالُوْا : صَائِمٌ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ مِنَ الْبِرِّ أَنْ تَصُوْمُوْا فِی السَّفَرِ) .

۳۱۳۲: محمد بن عمرو بن الحسن نے جابرؓ سے نقل کیا ہے جناب رسول اللہ ﷺ سفر میں تھے آپ نے لوگوں کا اکٹھ دیکھا کہ ایک آدمی ہے اور اس پر لوگ سایہ کرنے والے ہیں آپ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ انہوں نے بتلایا کہ یہ روزہ دار ہے جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سفر میں تمہارا روزہ رکھنا نیکی نہیں۔

**تخریج** : بخاری فی الصوم باب۳۶، مسلم فی الصیام ۹۲، ابو داؤد فی الصوم باب۱۸، نسائی فی الصیام باب۴۶، ابن ماجہ فی الصیام باب ۱۱، دارمی فی الصوم باب۱۵، مسند احمد ۴۳۴/۵،۶۲۹۹/۳۔

۳۱۳۳ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِیْ دَاوٗدَ، قَالَ : ثَنَا أَبُو الْوَلِیْدِ، قَالَ : ثَنَا شُعْبَۃُ، فَذَکَرَ بِإِسْنَادِہٖ مِثْلَہٗ .

۳۱۳۳: ابوالولید نے شعبہ سے روایت اپنی اسناد سے نقل کی ہے۔

۳۱۳۴ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَیْمُوْنَ الْبَغْدَادِیُّ، قَالَ : ثَنَا الْوَلِیْدُ بْنُ مُسْلِمٍ، قَالَ : ثَنَا الْاَوْزَاعِیُّ، عَنْ یَحْیَی بْنِ أَبِیْ کَثِیْرٍ، قَالَ : حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَوْبَانَ، قَالَ حَدَّثَنِیْ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ : (مَرَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ فِیْ سَفَرٍ، فِیْ ظِلِّ شَجَرَۃٍ یُرَشُّ عَلَیْہِ الْمَاءُ فَقَالَ مَا بَالُ ھٰذَا ؟ .قَالُوْا : صَائِمٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، قَالَ لَیْسَ مِنَ الْبِرِّ الصِّیَامُ فِی السَّفَرِ، فَعَلَیْکُمْ بِرُخْصَۃِ اللّٰہِ الَّتِیْ رَخَّصَ لَکُمْ فَاقْبَلُوْھَا).

۳۱۳۴: محمد بن عبدالرحمٰن بن ثوبان نے جابر بن عبداللہ سے نقل کیا ہے جناب رسول اللہ ﷺ کا گزر ایک درخت کے سایہ کے نیچے سے ہوا جس پر پانی کا چھڑکاؤ کیا جا رہا تھا تو آپ نے فرمایا یہ کس مقصد کے لئے ہے؟ انہوں نے بتلایا یا رسول اللہ ﷺ یہ روزہ دار ہے آپ نے فرمایا سفر میں روزہ نیکی نہیں تم پر لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اس رخصت کو جو اس نے عنایت کی ہے قبول کرو۔

۳۱۳۵ : حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُصَفًّی، قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ الْاَبْرَشُ، قَالَ : ثَنَا عُبَیْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ : قَالَ النَّبِیُّ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (لَیْسَ مِنَ الْبِرِّ الصِّیَامُ فِی السَّفَرِ) .

۳۱۳۵: نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں۔

نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں۔

۳۱۳۶: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ شَیْبَۃَ، قَالَ : ثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَۃَ، قَالَ : ثَنَا ابْنُ جُرَیْجٍ، قَالَ : أَخْبَرَنِی ابْنُ شِہَابٍ، أَنَّ صَفْوَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ أَنَّ صَفْوَانَ أَخْبَرَہٗ عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ ، عَنْ کَعْبِ بْنِ عَاصِمٍ الْاَشْعَرِیِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ (لَیْسَ مِنَ الْبِرِّ أَنْ تَصُوْمُوْا فِی السَّفَرِ) .

۳۱۳۶: صفوان نے ام الدرداء سے انہوں نے کعب بن عاصم اشعری رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں۔

۳۱۳۷: حَدَّثَنَا عَلِیٌّ، قَالَ : ثَنَا رَوْحٌ، قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِیْ حَفْصَۃَ، عَنِ ابْنِ شِہَابٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ، عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ ، عَنْ کَعْبِ بْنِ عَاصِمٍ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (لَیْسَ مِنَ الْبِرِّ الصِّیَامُ فِی السَّفَرِ) .

۳۱۳۷: صفوان بن عبداللہ نے ام الدرداء رضی اللہ عنہا سے انہوں نے کعب بن عاصم رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے۔

۳۱۳۸: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ النُّعْمَانِ السَّقَطِیُّ، قَالَ : ثَنَا الْحُمَیْدِیُّ، قَالَ : ثَنَا سُفْیَانُ، قَالَ : سَمِعْتُ الزُّہْرِیَّ یَقُوْلُ (أَخْبَرَنِیْ صَفْوَانُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ، فَذَکَرَ بِإِسْنَادِہٖ مِثْلَہٗ). قَالَ سُفْیَانُ : فَذُکِرَ لِیْ أَنَّ الزُّہْرِیَّ کَانَ یَقُوْلُ، وَلَمْ أَسْمَعْ أَنَا مِنْہُ (لَیْسَ مِنْ البر الصیام فِی السفر) . قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَذَہَبَ قَوْمٌ إِلَی الْإِفْطَارِ فِیْ شَہْرِ رَمَضَانَ فِی السَّفَرِ، زَعَمُوْا أَنَّہٗ أَفْضَلُ مِنَ الصِّیَامِ، وَاحْتَجُّوْا فِیْ ذٰلِکَ بِہٰذِہِ الْآثَارِ، حَتّٰی قَالَ بَعْضُہُمْ : إِنَّ مَنْ صَامَ فِی السَّفَرِ لَمْ یُجْزِہِ الصَّوْمَ، وَعَلَیْہِ قَضَاؤُہٗ فِیْ أَہْلِہٖ، وَرَوَوْہُ عَنْ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ .

۳۱۳۸: سفیان کہتے ہیں کہ میں نے زہری کو کہتے سنا کہ وہ فرماتے تھے مجھے صفوان بن عبداللہ نے بیان کیا پھر انہوں نے اپنی اسناد سے روایت نقل کی ہے۔ بعض علماء اس بات کو اختیار کرنے والے ہیں کہ رمضان المبارک میں جو شخص سفر کرے اسے افطار کرنا روزے کی بنسبت افضل ہے' انہوں نے ان آثار بالا کو اپنی دلیل میں پیش کیا۔ جب کہ دوسروں نے کہا جس نے سفر رمضان میں اختیار کیا اور روزہ رکھا اس کا روزہ درست نہ ہوگا۔ اور وہ گھر جا کر اس کی قضاء کرے اسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اثر قرار دیا ہے۔

**تخریج** : مسند احمد ۴۳۴/۵۔

سفیان کہتے ہیں کہ مجھے بتلایا گیا کہ زہری کہا کرتے تھے میں نے خود نہیں سنا لیس من ید ...... یہ بلا الف لام لائے یا الف اور میم لے آئے ہیں یہ دونوں طرح درست ہے۔

**حاصل روایات:** ان روایات سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ سفر میں روزہ درست نہیں اور اگر کسی نے رکھ لیا تو اس پر قضا لازم ہوگی کیونکہ روزہ پایا ہی نہ گیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے یہ ارشاد اس مفہوم کی تائید کرتے ہیں۔

۳۱۳۹: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِیْ عَقِیْلٍ، قَالَ: ثَنَا سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَةَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَمَرَ رَجُلًا صَامَ فِی السَّفَرِ أَنْ یُعِیْدَ وَرَوَوْهُ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَیْضًا.

۳۱۳۹: عبداللہ بن عامر بیان کرتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اس آدمی کو جس نے سفر میں روزہ رکھا تھا روزہ لوٹانے کا حکم فرمایا اور اس باب کو ابو ہریرہؓ سے بھی روایت کیا ہے۔

روایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ۔

۳۱۴۰: حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ: ثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِیْلَ النَّهْدِیُّ، قَالَ: ثَنَا زُهَیْرٌ، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الْكَرِیْمِ الْجَزَرِیُّ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ الْمُحَرَّرِ بْنِ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: صُمْتُ رَمَضَانَ فِی السَّفَرِ، فَأَمَرَنِیْ أَبُوْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنْ أُعِیْدَ الصِّیَامَ فِیْ أَهْلِیْ. وَخَالَفَهُمْ فِیْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ فَقَالُوْا: إِنْ شَاءَ صَامَ، وَإِنْ شَاءَ أَفْطَرَ، وَلَمْ یُفَضِّلُوْا فِیْ ذٰلِكَ فِطْرًا عَلٰی صَوْمٍ، وَلَا صَوْمًا عَلٰی فِطْرٍ. وَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ لَهُمْ عَلٰی أَهْلِ الْمَقَالَةِ الْأُوْلٰی، فِیْمَا احْتَجُّوْا بِهٖ عَلَیْهِمْ، فِیْ قَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ (لَیْسَ مِنَ الْبِرِّ الصِّیَامُ فِی السَّفَرِ) أَنَّهٗ قَدْ یَحْتَمِلُ غَیْرَ مَا حَمَلُوْهُ عَلَیْهِ. یَحْتَمِلُ (لَیْسَ مِنَ الْبِرِّ الَّذِیْ هُوَ أَبَرُّ الْبِرِّ، وَأَعْلٰی مَرَاتِبِ الْبِرِّ، الصَّوْمُ فِی السَّفَرِ، وَإِنْ كَانَ الصَّوْمُ فِی السَّفَرِ بِرًّا إِلَّا أَنَّ غَیْرَهٗ مِنَ الْبِرِّ، أَبَرُّ مِنْهُ). كَمَا قَالَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ (لَیْسَ الْمِسْكِیْنُ بِالطَّوَّافِ الَّذِیْ تَرُدُّهُ التَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ، وَاللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ. قَالُوْا: فَمَنِ الْمِسْكِیْنُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ الَّذِیْ یَسْتَحْیِیْ أَنْ یَسْأَلَ، وَلَا یَجِدُ مَا یُغْنِیْهِ، وَلَا یُفْطَنُ لَهٗ فَیُعْطٰی).

۳۱۴۰: عطاء نے محرر بن ابی ہریرہؓ سے نقل کیا کہ میں نے سفر میں رمضان کا روزہ رکھا تو مجھے ابو ہریرہؓ نے گھر پہنچنے پر روزہ لوٹانے کا حکم دیا۔ اور علماء کی دوسری جماعت نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے کہا کہ اس کی مرضی پر موقوف ہے خواہ روزہ رکھے یا افطار کرے انہوں افطار کو روزہ پر فضیلت نہیں دی اور نہ روزے کو افطار پر۔ پہلے قول والوں کے خلاف ان کی وہ دلیل ہے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد میں ہے۔ لیس من البر الصیام من السفر۔ کہ

اس میں ایک احتمال تو یہ ہے جو پہلے قول والوں نے لیا ہے اور اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ یہ کوئی اعلیٰ درجے کی نیکی نہیں اور اعلیٰ مراتب والی نیکی نہیں کہ آدمی سفر میں روزہ رکھے اگرچہ روزہ رکھنا سفر میں مطلقاً نیکی ہے۔ مگر دوسری نیکیاں اس سے بڑھ کر ہیں اور اس کی نظیر آپ ﷺ کا ارشاد ہے **لیس المسکین با لطواف الذی تردہ التمرۃ و التمرتان واللقمۃ واللقمتان**۔ کہ کامل مسکین وہ نہیں جو لوگوں پر گھومتا پھرے اور اس کو ایک کھجور اور دو کھجور اور ایک لقمہ اور دو لقمے دے کر لوٹا دیا جائے۔ صحابہ نے عرض کیا پھر یا رسول اللہ ﷺ مسکین کون ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا جس کو سوال سے حیا آتی ہے مگر اس کے پاس اتنا مال نہیں جو اس کو دوسروں سے بے نیاز کر دے اور لوگ اس کو مسکین بھی نہیں جانتے کہ اس کو دیں یعنی اس میں کامل مسکین کی نفی کی گئی ہے۔

ان روایات وفتاوئ جات سے معلوم ہوتا ہے کہ سفر میں روزہ رکھ لینے سے روزے کا دوبارہ رکھنا ضروری ہے۔

## فریق ثانی کا موقف:

اور دلیل سفر میں روزہ رکھنا درست ہے روزہ رکھنا نہ رکھنا برابر ہے۔

دلیل: سطور بالا میں مذکور تمام روایات ان کی مستدل ہیں **لیس من البر الصیام فی السفر** اس روایت میں اور احتمال بھی ہے البر سے کمال بر کی نفی مراد ہو تو روزہ کے کمال کی سفر میں نفی کی ہے۔ اس بات کی نفی نہیں کہ مطلقاً رکھنے والے کا روزہ ہی نہ ہوگا اور دوبارہ قضا کرنا پڑے گا گویا اس میں اس کا روزہ رکھنا اور نہ رکھنا برابر قرار دیا گیا اور اس کی نظیر یہ روایت ہے **لیس المسکین بالطواف الذی تردہ التمرۃ والتمرتان واللقمہ واللقمتان** کہ وہ شخص مسکین نہیں جو لوگوں کے ہاں جائے اور ایک دو لقمے یا کھجوریں اس کو واپس کر دیں یعنی ہر ایک سے مانگتا پھرے صحابہ کرام نے عرض کیا کہ پھر مسکین کون ہے تو فرمایا جو لوگوں سے سوال کرنے میں حیاء کرے اور اس کے پاس اتنا مال نہ ہو جو اس کو مستغنی کر دے اور نہ اس کو غریب سمجھا جاتا ہو کہ اسے کوئی دے دے اس روایت کو (بخاری فی الزکاۃ باب ۵۵' مسلم فی الزکاۃ نمبر ۱۰۱' ابوداؤد فی الزکاۃ باب ۲۴) نے نقل کیا ہے۔

اس مفہوم کی تائید یہ روایات کرتی ہیں۔

۳۱۴۱: حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ ابْنُ أَبِیْ دَاوٗدَ' قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عُمَرَ الْحَوْضِیُّ' قَالَ : ثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ' عَنِ الْهَجَرِیِّ' عَنْ أَبِی الْأَحْوَصِ' عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ' عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

۳۱۴۱: ابوالاحوص نے عبداللہ سے انہوں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے۔

۳۱۴۲: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ شَيْبَةَ' قَالَ : ثَنَا قَبِيْصَةُ' قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ' عَنْ إِبْرَاهِيْمَ الْهَجَرِیِّ' فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ .

۳۱۴۲: سفیان نے ابراہیم ہجری سے نقل کیا پھر انہوں نے اپنی اسناد سے ذکر کیا ہے۔

۳۱۴۳: حَدَّثَنَا يُوْنُسُ' قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ' قَالَ : أَخْبَرَنِیْ ابْنُ أَبِیْ ذِئْبٍ' عَنْ أَبِی الْوَلِيْدِ' عَنْ أَبِیْ

هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، نَحْوَهُ.

۳۱۴۳: ابوالولید نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔

۳۱۴۴: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُمَيَّةَ، قَالَ: ثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ، قَالَ: ثَنَا ابْنُ ثَوْبَانَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْفَضْلِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِثْلَهُ.

۳۱۴۴: اعرج نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۳۱۴۵: حَدَّثَنَا يُوْنُسُ، قَالَ: ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِثْلَهُ. فَلَمْ يَكُنْ مَعْنٰى قَوْلِه (لَيْسَ الْمِسْكِيْنُ بِالطَّوَّافِ) عَلٰى مَعْنَى إِخْرَاجِهِ إِيَّاهُ مِنْ أَسْبَابِ الْمَسْكَنَةِ كُلِّهَا، وَلٰكِنَّهُ أَرَادَ بِذٰلِكَ (لَيْسَ الْمِسْكِيْنَ الْمُتَكَامِلُ الْمَسْكَنَةَ، وَلٰكِنَّ الْمِسْكِيْنَ الْمُتَكَامِلَ الْمَسْكَنَةِ، الَّذِيْ لَا يَسْأَلُ النَّاسَ، وَلَا يُعْرَفُ فَيُتَصَدَّقُ عَلَيْهِ). فَكَذٰلِكَ قَوْلُهُ (لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصِّيَامُ فِي السَّفَرِ) لَيْسَ ذٰلِكَ عَلَى إِخْرَاجِ الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ مِنْ أَنْ يَكُوْنَ بِرًّا، وَلٰكِنَّهُ عَلٰى مَعْنٰى (لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الَّذِيْ هُوَ أَبَرُّ الْبِرِّ، الصَّوْمُ فِي السَّفَرِ)، لِأَنَّهُ قَدْ يَكُوْنُ الْإِفْطَارُ هُنَاكَ أَبَرَّ مِنْهُ إِذَا كَانَ عَلَى التَّقَوِّيْ لِلِقَاءِ الْعَدُوِّ، وَمَا أَشْبَهَ ذٰلِكَ. فَهٰذَا مَعْنًى صَحِيْحٌ، وَهُوَ أَوْلٰى مَا حُمِلَ عَلَيْهِ مَعْنٰى هٰذِهِ الْآثَارِ حَتّٰى لَا تَتَضَادَّ هِيَ وَغَيْرُهَا، مِمَّا قَدْ رُوِيَ فِيْ هٰذَا الْبَابِ أَيْضًا.

۳۱۴۵: اعرج نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح روایت کی ہے۔ آپ ﷺ کے ارشاد لیس المسکین بالطواف کا معنیٰ یہ نہیں کہ اس میں مسکینی کا کوئی سبب نہیں پایا جاتا بلکہ مراد یہ ہے کہ وہ کامل مسکنت والا مسکین نہیں کامل مسکنت والا مسکین وہ ہے جو نہ تو لوگوں سے سوال کرتا ہے اور نہ اس کو لوگ مسکین سمجھتے ہیں کہ اس کو صدقہ دیں پس اسی طرح روایت لیس من البر الصیام فی السفر (الحدیث) اس میں روزے کو مطلقاً نیکی سے نہیں نکالا گیا بلکہ اس کو اعلیٰ درجے کی نیکی سے نکالا گیا ہے کیونکہ بسا اوقات افطار کرنا اس سے زیادہ نیکی ہے مثلاً جب کہ دشمن سے سامنے کا خطرہ ہو وغیرہ۔ یہی مطلب درست ہے اور اس معنیٰ سے یہ زیادہ بہتر ہے جس پر قول اول والوں نے محمول کیا ہے اور اس کا مقصد یہ ہے تا کہ اس باب کی منقولہ روایات میں تضاد نہ رہے۔ چنانچہ ان روایات کو ملاحظہ فرمائیں۔

**حاصل روایات:** یہی ہے کہ مسکنت کی نفی سے تمام اسباب مسکنت کی نفی مراد نہیں بلکہ اس سے کامل المسکنت شخص مراد ہے بالکل اسی طرح لیس من البر والی روایت میں روزے کو مطلق نیکی کے کام سے نکالنا مقصود نہیں بلکہ کامل بر کی نفی ہے کہ سفر میں روزہ کامل نیکی نہیں کیونکہ سفر کے بعض مواقع ایسے ہیں جہاں افطار اس سے زیادہ بڑی نیکی بن جاتی ہے مثلاً جب دشمن کا سامنا مقصود ہو۔

یہ معنی درست ہے اور اس معنی سے اولیٰ ہے جس پر فریق اوّل سے محمول کیا ہے اور اس کا مقصد روایات سے تضاد کا دور کرنا ہے۔

بعض اوقات سفر میں روزے سے افطار کے بڑھ جانے کا ثبوت۔

۳۱۴۶: فَإِنَّهُ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ، قَالَ: أَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلٰى مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ فِيْ رَمَضَانَ، فَصَامَ حَتّٰى بَلَغَ الْكَدِيْدَ، ثُمَّ أَفْطَرَ، فَأَفْطَرَ النَّاسُ مَعَهُ، وَكَانُوْا يَأْخُذُوْنَ بِالْأَحْدَثِ فَالْأَحْدَثِ مِنْ أَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.)

۳۱۴۶: عبیداللہ بن عبداللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ والے سال رمضان میں مکہ کی طرف روانہ ہوئے انہوں نے روزے رکھے یہاں تک کہ آپ مقام کدید میں پہنچے پھر آپ نے افطار کر دیا اور لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ افطار کر دیا صحابہ کرام آپ کے حکم میں سے جو نیا ہوتا اس کو اختیار کرنے والے تھے (کیونکہ وہ سابقہ کا ناسخ ہوتا)

**تخریج** : بخاری فی الصوم باب ۳٤، مسلم فی الصیام ۸۸، ابو داؤد باب ٤۳۔

۳۱۴۷: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ، قَالَ: ثَنَا رَوْحٌ، قَالَ: ثَنَا مَالِكٌ وَابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَا: أَنَا ابْنُ شِهَابٍ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

۳۱۴۷: مالک وابن جریج دونوں نے کہا کہ ہمیں ابن شہاب نے اپنی اسناد سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۳۱۴۸: حَدَّثَنَا عَلِيٌّ، قَالَ: ثَنَا رَوْحٌ، قَالَ: ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِثْلَهُ. غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ (حَتّٰى أَتَى عُسْفَانَ).

۳۱۴۸: منصور نے مجاہد سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح روایت کی ہے صرف یہاں کدید کی بجائے عسفان کا تذکرہ ہے۔

۳۱۴۹: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ: ثَنَا أَبُوْ دَاوُدَ، قَالَ: ثَنَا شُعْبَةُ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

۳۱۴۹: ابوداؤد نے شعبہ سے انہوں نے اپنی اسناد سے روایت کی ہے۔

۳۱۵۰: حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ: ثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ، قَالَ: ثَنَا إِسْرَائِيْلُ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِثْلَهُ.

۳۱۵۰: منصور نے مجاہد سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۳۱۵۱ : حَدَّثَنَا رَبِيْعٌ الْمُؤَذِّنُ، قَالَ ثَنَا أَبُوْ زُرْعَةَ، قَالَ : ثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ، قَالَ : ثَنَا أَبُو الْأَسْوَدِ، عَنْ عِكْرَمَةَ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، حَدَّثَهُ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَامَ الْفَتْحِ فِيْ رَمَضَانَ، فَصَامَ حَتّٰى بَلَغَ الْكَدِيْدَ، فَبَلَغَهُ أَنَّ النَّاسَ شَقَّ عَلَيْهِمُ الصِّيَامُ. فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَدَحٍ مِنْ لَبَنٍ، فَأَمْسَكَهُ فِيْ يَدِهٖ، حَتّٰى رَآهُ النَّاسُ وَهُوَ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ حَوْلَهُ، ثُمَّ شَرِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَفْطَرَ، فَنَاوَلَهُ رَجُلًا إِلٰى جَنْبِهٖ فَشَرِبَ. فَصَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السَّفَرِ وَأَفْطَرَ).

۳۱۵۱: عکرمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ والے سال رمضان میں مکہ کی طرف روانہ ہوئے اور کدید تک پہنچنے تک روزے رکھتے رہے آپ کو اطلاع ملی کہ لوگوں پر روزہ گراں ہو گیا ہے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ کا پیالہ منگوایا اور اس کو اپنے ہاتھ میں تھاما۔ یہاں تک کہ لوگوں نے دیکھ لیا آپ اپنی اونٹنی پر سوار تھے پھر اس کو پیا اور روزہ افطار کر دیا پھر اس پیالے کو آپ کے ایک جانب شخص نے لے کر پی لیا۔

۳۱۵۲ : حَدَّثَنَا عَلِيٌّ، قَالَ : ثَنَا رَوْحٌ قَالَ : ثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَافَرَ فِيْ رَمَضَانَ، فَاشْتَدَّ الصَّوْمُ عَلٰى رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِهٖ، فَجَعَلَتْ رَاحِلَتُهُ تَهِيْمُ بِهٖ تَحْتَ الشَّجَرِ. فَأُخْبِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَمْرِهٖ، فَدَعَا بِإِنَاءٍ، فَلَمَّا رَآهُ النَّاسُ عَلٰى يَدِهٖ، أَفْطَرُوْا).

۳۱۵۲: ابوالزبیر نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں سفر کیا آپ کے صحابہ میں سے ایک پر روزہ گراں ہوا اس کی اونٹنی اس کو لے کر درخت کے نیچے گھومنے لگی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع ہوئی آپ نے ایک برتن منگوایا جب لوگوں نے آپ کے دست اقدس میں برتن دیکھا تو انہوں نے بھی افطار کر دیا۔

۳۱۵۳ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ وَفَهْدٌ، قَالَا : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ : حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، قَالَ : ثَنَا ابْنُ الْهَادِ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : (خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ فِيْ رَمَضَانَ، فَصَامَ حَتّٰى بَلَغَ كُرَاعَ الْغَمِيْمِ، فَصَامَ النَّاسُ مَعَهُ. فَبَلَغَهُ أَنَّ النَّاسَ قَدْ شَقَّ عَلَيْهِمُ الصِّيَامُ، يَنْظُرُوْنَ فِيْمَا فَعَلَ، فَدَعَا بِقَدَحٍ مِنْ مَاءٍ بَعْدَ الْعَصْرِ، فَشَرِبَ وَالنَّاسُ يَنْظُرُوْنَ. فَبَلَغَهُ أَنَّ نَاسًا صَامُوْا بَعْدُ، فَقَالَ أُوْلٰئِكَ الْعُصَاةُ).

۳۱۵۳: جعفر بن محمد نے اپنے والد سے انہوں نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح والے سال رمضان میں روانہ ہوئے آپ کراع غمیم کے مقام تک روزے سے رہے اور لوگ بھی روزہ رکھتے رہے آپ کو اطلاع ملی کہ روزہ لوگوں پر گراں ہو گیا ہے۔ وہ آپ کے فعل کے منتظر ہیں آپ نے پانی کا ایک پیالہ منگوایا اس

وقت عصر کے بعد کا وقت تھا۔ آپ نے لوگوں کو دیکھتے ہوئے نوش فرمالیا۔ پھر آپ کو اطلاع ملی کہ کچھ لوگوں نے اس کے بعد بھی روزے رکھے ہیں تو آپ نے فرمایا: اولئک العصاۃ وہ نافرمان ہیں۔

**تخریج** : مسلم فی الصیام نمبر ۹۰۔

۳۱۵۴ : حَدَّثَنَا بَحْرُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ : ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ : أَخْبَرَنِیْ مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ (قَزْعَةَ قَالَ : سَأَلْتُ أَبَا سَعِيْدٍ عَنْ صِيَامِ رَمَضَانَ فِي السَّفَرِ .فَقَالَ : خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ رَمَضَانَ عَامَ الْفَتْحِ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ وَنَصُوْمُ حَتّٰى بَلَغَ مَنْزِلًا مِنَ الْمَنَازِلِ فَقَالَ إِنَّكُمْ قَدْ دَنَوْتُمْ مِنْ عَدُوِّكُمْ وَالْفِطْرُ أَقْوٰى لَكُمْ. فَأَصْبَحْنَا مِنَّا الصَّائِمُ وَمِنَّا الْمُفْطِرُ ثُمَّ سِرْنَا فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا فَقَالَ إِنَّكُمْ تُصَبِّحُوْنَ عَدُوَّكُمْ وَالْفِطْرُ أَقْوٰى لَكُمْ فَأَفْطِرُوْا فَكَانَتْ عَزِيْمَةً مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .ثُمَّ لَقَدْ رَأَيْتُنِیْ أَصُوْمُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ ذٰلِكَ وَبَعْدَ ذٰلِكَ) .

۳۱۵۴: قزعہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو سعیدؓ سے رمضان کے روزہ سے متعلق دریافت کیا کہ وہ سفر میں درست ہے یا نہیں تو وہ کہنے لگے ہم جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ فتح والے سال رمضان المبارک میں ہی مکہ کی طرف نکلے تھے جناب رسول اللہ ﷺ بھی روزہ رکھتے رہے اور ہم بھی یہاں تک کہ ایک منزل پر پہنچے تو آپ نے فرمایا اب تم اپنے دشمن سے بالکل قریب پہنچ گئے ہو اس وقت افطار تمہارے لئے زیادہ قوت کا باعث ہے ہم نے اس حال میں صبح کی کہ بعض ہم میں سے روزہ رکھنے والے اور بعض افطار کرنے والے تھے پھر ہم چلتے رہے اور ایک پڑاؤ پر آپ نے فرمایا صبح تمہارا دشمن سے سامنا ہوگا اس لئے افطار زیادہ قوت کا باعث ہے پس تم افطار کر دو یہ جناب رسول اللہ ﷺ کی طرف سے حتمی بات تھی۔

پھر اس کے بعد میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کے اپنے کو روزہ رکھتے اور افطار کرتے دونوں حالتوں میں پایا۔

**تخریج** : مسلم فی الصیام ۱۰۲ ابو داؤد فی الصوم باب ۴۳۔

۳۱۵۵ : حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ : ثَنَا ابْنُ أَبِیْ مَرْيَمَ قَالَ : أَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوْبَ قَالَ : حَدَّثَنِیْ حُمَيْدُ الطَّوِيْلُ أَنَّ بَكْرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَهُ قَالَ : سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُوْلُ (إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِیْ سَفَرٍ وَمَعَهُ أَصْحَابُهُ فَشَقَّ عَلَيْهِمُ الصَّوْمُ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِإِنَاءٍ فَشَرِبَ وَهُوَ عَلٰى رَاحِلَتِهِ وَالنَّاسُ يَنْظُرُوْنَ إِلَيْهِ) .

۳۱۵۵: بکر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ میں نے انس ؓ سے سنا کہ جناب رسول اللہ ﷺ ایک سفر میں تھے اور آپ کے صحابہ بھی آپ کے ساتھ تھے ان پر روزہ گراں گزرا ہے جناب رسول اللہ ﷺ نے ایک برتن منگوایا اور اس

حال میں پانی پیا کہ آپ اپنی اونٹنی پر سوار تھے اور لوگ اس منظر کو دیکھ رہے تھے۔

۳۱۵۶ : حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، قَالَ : ثَنَا مَالِكٌ، عَنْ سُمَيٍّ، عَنْ أَبِیْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، (عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ : رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعَرْجِ فِی الْحَرِّ وَهُوَ يَصُبُّ عَلٰى رَأْسِهِ الْمَاءَ، وَهُوَ صَائِمٌ مِنَ الْعَطَشِ، أَوْ مِنَ الْحَرِّ. ثُمَّ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا بَلَغَ الْكَدِيْدَ أَفْطَرَ)

۳۱۵۶: ابوبکر بن عبدالرحمن نے اصحاب رسول اللہ ﷺ میں سے ایک سے نقل کیا کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو مقام عرج میں دیکھا گرمی کا موسم تھا اور آپ اپنے سر مبارک پر پانی ڈال رہے تھے پیاس یا گرمی کی شدت سے آپ پانی ڈال رہے تھے پھر جب جناب رسول اللہ ﷺ مقام کدید میں پہنچے تو آپ نے روزہ افطار کر دیا۔

۳۱۵۷ : حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ، قَالَ : ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ، قَالَ : ثَنَا عَطِيَّةُ بْنُ قَيْسٍ، عَنْ قَزَعَةَ بْنِ يَحْيٰى، عَنْ (أَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ : خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلَيْلَتَيْنِ مَضَتَامِنْ رَمَضَانَ، فَخَرَجْنَا صُوَّامًا حَتّٰى بَلَغَ الْكَدِيْدَ، فَأَمَرَنَا بِالْإِفْطَارِ، فَأَصْبَحْنَا، وَمِنَّا الصَّائِمُ، وَمِنَّا الْمُفْطِرُ. فَلَمَّا بَلَغْنَا مَرَّ الظُّهْرَانِ، أَعْلَمَنَا بِلِقَاءِ الْعَدُوِّ، وَأَمَرَنَا بِالْإِفْطَارِ). قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَفِیْ هٰذِهِ الْآثَارِ، إِثْبَاتُ جَوَازِ الصَّوْمِ فِی السَّفَرِ، وَأَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا كَانَ تَرْكُهُ إِيَّاهُ إِبْقَاءً عَلٰى أَصْحَابِهٖ. أَفَيَجُوْزُ لِأَحَدٍ أَنْ يَقُوْلَ فِیْ ذٰلِكَ الصَّوْمِ : إِنَّهٗ لَمْ يَكُنْ بِرًّا ؟ لَا يَجُوْزُ هٰذَا وَلٰكِنَّهٗ بِرٌّ. وَقَدْ يَكُوْنُ الْإِفْطَارُ أَبَرَّ مِنْهُ إِذَا كَانَ يُرَادُ بِهِ الْقُوَّةُ لِلِقَاءِ الْعَدُوِّ، الَّذِیْ أَمَرَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ بِالْفِطْرِ مِنْ أَجْلِهٖ. وَلِهٰذَا الْمَعْنٰى قَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَاللّٰهُ أَعْلَمُ -(لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصَّوْمُ فِی السَّفَرِ) عَلٰى هٰذَا الْمَعْنَى الَّذِیْ ذَكَرْنَا. فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ : إِنَّ فِطْرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَمْرَهٗ أَصْحَابَهٗ بِذٰلِكَ بَعْدَ صَوْمِهٖ وَصَوْمِهِمُ الَّذِیْ لَمْ يَكُنْ يَنْهَاهُمْ عَنْهُ. نَاسِخٌ لِحُكْمِ الصَّوْمِ فِی السَّفَرِ أَصْلًا. قِيْلَ لَهٗ : وَمَا دَلِيْلُكَ عَلٰى مَا ذَكَرْتَ ؟ وَفِیْ حَدِيْثِ أَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ الَّذِیْ قَدْ ذَكَرْنَاهُ فِی الْفَصْلِ الَّذِیْ قَبْلَ هٰذَا أَنَّهٗ كَانَ يَصُوْمُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ فِی السَّفَرِ بَعْدَ ذٰلِكَ ؟ فَدَلَّ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَلٰى أَنَّ الصَّوْمَ فِی السَّفَرِ بَعْدَ إِفْطَارِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَذْكُوْرِ فِیْ هٰذِهِ الْآثَارِ، مُبَاحٌ. وَقَدْ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، وَهُوَ أَحَدُ مَنْ رُوِیَ عَنْهُ فِیْ إِفْطَارِ النَّبِيِّ مَا ذَكَرْنَا.

۳۱۵۷: قزعہ بن یحییٰ نے ابوسعید خدری ؓ سے نقل کیا کہ ہم جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جب ( مکہ کی طرف )

نکلے تو تیسری تاریخ رمضان المبارک کی تھی ہم روزہ کے ساتھ سفر کرتے رہے یہاں تک کہ مقام کدید میں پہنچے تو آپ ﷺ نے ہمیں افطار کا حکم فرمایا اگلی صبح ہم میں بعض روزہ دار تھے اور بعض افطار کرنے والے تھے جب ہم مرالظہر ان میں پہنچ گئے تو آپ ﷺ نے دشمن کا سامنا کرنے کی اطلاع دی اور ہمیں افطار کا حکم دیا۔ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ روایات اس بات کو ثابت کرتی ہیں کہ سفر میں روزہ جائز ہے اور جناب نبی اکرم ﷺ نے اس کو صحابہ کی دشواری کے پیش نظر چھوڑا۔ تو آپ ہی بتلائیے کہ کیا یہ کہنا درست ہے کہ یہ روزہ نیکی نہیں ہے یہ کہنا بالکل جائز نہیں روزہ نیکی ہے۔ لیکن افطار اس سے بڑی نیکی ہے جب کہ اس افطار سے مقصود دشمن سے مقابلہ کے لئے اپنے کو تیار کرنا ہو۔ چنانچہ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے ان کو ارشاد فرمایا۔ لیس من البر الصیام فی السفر۔ اس ارشاد کا یہی مفہوم ہے پھر اگر کوئی معترض یہ کہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا روزہ رکھنے کے بعد افطار کرنا اور صحابہ کو اس کا حکم کرنا وہ روزہ کہ جس سے آپ نے پہلے ان کو منع نہیں کیا تھا تو قطعی طور پر سفر میں روزہ کے حکم کو منسوخ کرنے والا ہے۔ تو اس کے جواب میں یہ کہا جائے گا کہ آپ کے پاس اپنی بات کی کیا دلیل ہے حالانکہ حضرت ابو سعید خدری والی روایت جس کو ہم پہلی فصل میں ذکر آئے اس میں یہ بات موجود ہے کہ وہ جناب نبی اکرم ﷺ کے ساتھ سفر میں اس کے بعد بھی روزے رکھتے رہے۔ تو اس روایت سے یہ دلالت مل گئی۔ کہ سفر میں جناب رسول اللہ ﷺ کے روزہ افطار کرنے کے بعد بھی روزہ مباح تھا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما جو اس افطار والی روایت کے روات میں سے ایک ہیں وہ بھی یہی بات فرماتے ہیں۔ روایت ملاحظہ ہو۔

**تخریج** : نمبر ۳۱۵۵ کی تخریج ملاحظہ ہو۔

**حاصل روایات:** ان روایات سے یہ روزِ روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے سفر میں روزہ رکھا بھی ہے اور صحابہ کرام کی خاطر اس کو افطار فرما دیا پس یہ کہنا درست نہیں کہ سفر میں روزہ نیکی ہی نہیں روایت میں نیکی سے کمال بر مراد لیا جائے گا اور کبھی افطار کرنا اس سے زیادہ نیکی بن جاتی ہے جبکہ دشمن سے مقابلہ ہو جیسا کہ آپ ﷺ نے افطار کا حکم فرمایا اس موقعہ کے باوجود جنہوں نے روزہ رکھا تھا ان کو فرمایا لیس من البر الحدیث اور دوسرے ارشاد میں ان کو عصاۃ فرمایا موقعہ ومحل کے اعتبار سے یہ روایت اپنے محل میں واضح ہے۔

## ایک ضمنی اشکال:

آپ ﷺ کا خود افطار کرنا اور صحابہ کرام کو افطار کا حکم دینا واضح کرتا ہے کہ سفر کے روزے کو یہ چیز مطلقاً منسوخ کرنے والی ہے۔

## ازالہ:

تم اپنی بات کی دلیل پیش کرو حالانکہ حدیث ابو سعیدؓ میں اس کے خلاف موجود ہے کہ آپ اس کے بعد سفر میں روزہ رکھ بھی

لیتے اور افطار بھی کر لیتے تھے اس روایت سے ثابت ہوا کہ یہ ناسخ نہیں بلکہ آپ کا عمل اس کا موضح ہے کہ باہمت کو روزہ رکھنا چاہئے اگر چھوڑے تب بھی مباح ہے اور یہ بات ابن عباس رضی اللہ عنہما جو اس روایت کے راوی ہیں انہوں نے بھی کہی ہے۔

روایت ابن عباس رضی اللہ عنہما ملاحظہ ہو۔

۳۱۵۸ :مَا حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ : ثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ، قَالَ : ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ ابْنِ مَالِكٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ (إِنَّمَا أَرَادَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِالْفِطْرِ فِي السَّفَرِ التَّيْسِيرَ عَلَيْكُمْ، فَمَنْ يَسُرَ عَلَيْهِ الصِّيَامُ فَلْيَصُمْ، وَمَنْ يَسُرَ عَلَيْهِ الْفِطْرُ فَلْيُفْطِرْ) .

۳۱۵۸: طاؤس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ نے سفر میں افطار کا حکم دے کر تم پر آسانی فرمائی ہے۔ پس جس کو ہمت ہو وہ روزہ رکھے اور جس کو افطار میں آسانی ہو وہ افطار کرے۔

۳۱۵۹ :حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا رَوْحٌ، قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ (إِنْ شَاءَ صَامَ، وَإِنْ شَاءَ أَفْطَرَ) . فَهٰذَا ابْنُ عَبَّاسٍ لَمْ يَجْعَلْ إِفْطَارَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السَّفَرِ بَعْدَ صِيَامِهِ فِيهِ، نَاسِخًا لِلصَّوْمِ فِي السَّفَرِ، وَلٰكِنَّهُ جَعَلَهُ عَلَى جِهَةِ التَّيْسِيرِ .فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ : فَمَا مَعْنٰى قَوْلِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي حَدِيثِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الَّذِي ذَكَرْتَهُ عَنْهُ فِي ذٰلِكَ (وَكَانُوا يَأْخُذُونَ بِالْأَحْدَثِ فَالْأَحْدَثِ مِنْ أَمْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) ؟ قِيلَ لَهُ : مَعْنٰى ذٰلِكَ -عِنْدَنَا- وَاللّٰهُ أَعْلَمُ -أَنَّهُمْ لَمْ يَكُونُوا عَلِمُوا قَبْلَ ذٰلِكَ أَنَّ لِلْمُسَافِرِ أَنْ يُفْطِرَ فِي السَّفَرِ، كَمَا لَيْسَ لَهُ أَنْ يُفْطِرَ فِي الْحَضَرِ .وَكَانَ حُكْمُ الْحَضَرِ وَحُكْمُ السَّفَرِ فِي ذٰلِكَ -عِنْدَهُمْ- سَوَاءً حَتّٰى أَحْدَثَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ الْفِعْلَ الَّذِي أَبَاحَهُ لَهُمُ الْإِفْطَارَ فِي أَسْفَارِهِمْ، فَأَخَذُوا ذٰلِكَ عَلٰى أَنَّ لَهُمُ الْإِفْطَارَ عَلَى الْإِبَاحَةِ، وَلَهُمْ تَرْكُ الْإِفْطَارِ .فَهٰذَا مَعْنٰى حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا هٰذَا، وَيَدُلُّ عَلٰى ذٰلِكَ مَا قَدْ ذَكَرْنَاهُ عَنْهُ مِنْ قَوْلِهِ الَّذِي وَصَفْنَا، وَقَدْ ذَكَرْنَا عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذٰلِكَ قَرِيبًا، مِمَّا ذَكَرْنَاهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .ثُمَّ قَدْ رُوِيَ عَنْ أَنَسٍ، مَا يَدُلُّ عَلٰى أَنَّ مَعْنٰى ذٰلِكَ عِنْدَهُ، مِثْلُ مَعْنَاهُ الَّذِي ذَكَرْنَاهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا .

۳۱۵۹: منصور نے مجاہد سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما نقل کیا ہے کہ اگر چاہے تو روزہ رکھ لے اور اگر چاہے تو افطار کرے۔ یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہیں جنہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر میں روزہ رکھنے کے بعد افطار کر لینے کو آئندہ سفر میں روزے کو ناسخ نہیں بنایا بلکہ اس کو سہولت کا حکم قرار دیا ہے۔ اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ ابن عباس کی روایت جو عبداللہ بن عبداللہ نے ان سے نقل کی ہے اس کے یہ الفاظ: کانوا یاخذون

بالا حدث فالاحدث من امر رسول اللہ ﷺ۔ کہ صحابہ کرام جناب رسول اللہ ﷺ کے نئے سے نئے حکم کو اختیار کرنے والے تھے۔ تو ان کے جواب میں یہ کہا جائے گا۔ واللہ اعلم کہ صحابہ کرام کو اس سے پہلے معلوم نہیں تھا کہ مسافر سفر میں افطار کر سکتا ہے جیسا کہ اس کو اقامت کی حالت میں روزہ کے ترک کی اجازت نہیں ہے اور حضر اور سفر کا حکم ان کے ہاں یکساں تھا۔ یہاں تک کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے وہ نیا فعل کیا جس نے ان کے لیے سفر کے لئے افطار کو مباح کر دیا پس ان نے اس حکم کو اس طور پر اختیار کیا کہ ان کے لیے افطار بھی مباح ہے اور ترک افطار بھی۔ حضرت ابن عباس کی روایت کا یہی معنیٰ ہے اور اس پر دوسری دلالت وہ ہے جس کو ہم نے پہلے بیان کر دیا ہے اور ہم نے اس کے قریب قریب روایت حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی نبی اکرم ﷺ سے نقل کر آئے ہیں جس کو ہم نے اور اسی کے قریب حضرت ابن عباس سے بھی منقول ہے پھر حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی اس مفہوم کی روایت آئی ہے جس کو ہم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پہلے ذکر کر آئے ہیں۔

**حاصل کلام:** ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تو جناب رسول اللہ ﷺ کے افطار کو ناسخ قرار نہیں دیا بلکہ اس کو امت کی سہولت والی جانب قرار دیا ہے۔

## اشکال:

ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اس روایت کا کیا معنیٰ ہے کانوا یاخذون بالاحدث فالاحدث من امر رسول اللہ ﷺ؟ اس سے تو نسخ کا ثبوت مل رہا ہے۔

## ازالہ:

اس کا مطلب یہ ہے کہ پہلے صحابہ کرام کو معلوم نہ تھا کہ مسافر کو حالت سفر میں افطار کی اجازت ہے جیسا کہ صحت کے ساتھ گھر میں موجود ہوتے ہوئے وہ افطار نہیں کر سکتا۔ حکم سفر و سفر اولاً برابر تھا یہاں تک کہ آپ ﷺ نے افطار کو سفر میں مباح قرار دیا پس صحابہ کرام نے اسی کو اختیار کیا کہ سفر میں روزے رکھنا اور افطار کرنا مباح قرار دیا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس قول کا یہی مطلب ہے اور اس پر خود ان کا وہ قول بھی دلالت کر رہا ہے اور انس رضی اللہ عنہ کی وہ روایت اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی جناب رسول اللہ ﷺ سے نقل کردہ روایت بھی دلالت کر رہی ہے۔ پھر انس رضی اللہ عنہ نے خود یہی معنی اس قول کا بیان فرمایا ہے۔ روایت یہ ہے۔

۳۱۶۰: حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يُونُسَ، قَالَ: ثَنَا اَبُو حُذَيْفَةَ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَاصِمٍ، وَهُوَ الْاَحْوَلُ، قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، عَنْ صَوْمِ شَهْرِ رَمَضَانَ، فِي السَّفَرِ فَقَالَ (الصَّوْمُ أَفْضَلُ).

۳۱۶۰: عاصم احول کہتے ہیں کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ رمضان میں سفر کی حالت میں روزے کا کیا حکم

ہے تو انہوں نے فرمایا روزہ افضل ہے۔

۳۱۶۱ :حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ : ثَنَا الْحَسَنُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ (إِنْ أَفْطَرْتَ فَرُخْصَةٌ، وَإِنْ صُمْتَ فَالصَّوْمُ أَفْضَلُ) .

۳۱۶۱: حسن بن صالح نے عاصم سے انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ انہوں نے فرمایا اگر تم افطار کرو تو تیرے لئے رخصت ہے اور اگر روزہ رکھو تو روزہ افضل ہے۔

۳۱۶۲ :حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا رَوْحٌ، قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ : سَمِعْتُ عَاصِمًا يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسٍ قَالَ (إِنْ شِئْتَ فَصُمْ، وَإِنْ شِئْتَ فَأَفْطِرْ، وَالصَّوْمُ أَفْضَلُ) . وَكَانَ مِمَّا احْتَجَّ بِهٖ أَيْضًا أَهْلُ الْمَقَالَةِ الْأُوْلٰى فِيْ دَفْعِهِمُ الصَّوْمَ فِي السَّفَرِ، مَا قَدْ ذَكَرْنَاهُ فِيْ غَيْرِ هٰذَا الْمَوْضِعِ، مِنْ قَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (إِنَّ اللّٰهَ وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ الصِّيَامَ .) قَالُوْا : فَلَمَّا كَانَ الصِّيَامُ مَوْضُوْعًا عَنْهُ، كَانَ إِذَا صَامَهُ، فَقَدْ صَامَهُ، وَهُوَ غَيْرُ مَفْرُوْضٍ عَلَيْهِ، فَلَا يُجْزِيْهِ .فَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ لِلْآخَرِيْنَ عَلَيْهِمْ فِيْ ذٰلِكَ أَنَّهٗ قَدْ يَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ ذٰلِكَ الصِّيَامُ الَّذِيْ وَضَعَهٗ عَنْهُ هُوَ الصِّيَامُ الَّذِيْ لَا يَكُوْنُ لَهٗ مِنْهُ بُدٌّ فِيْ تِلْكَ الْأَيَّامِ، كَمَا لَا بُدَّ لِلْمُقِيْمِ مِنْ ذٰلِكَ، وَفِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ مَا قَدْ دَلَّ عَلٰى هٰذَا الْمَعْنٰى .أَلَا تَرَاهُ يَقُوْلُ (وَعَنِ الْحَامِلِ وَالْمُرْضِعِ) . أَفَلَا تَرٰى أَنَّ الْحَامِلَ وَالْمُرْضِعَ إِذَا صَامَتَا رَمَضَانَ أَنَّ ذٰلِكَ يُجْزِيْهِمَا أَوْ أَنَّهُمَا لَا تَكُوْنَانِ، كَمَنْ صَامَ قَبْلَ وُجُوْبِ الصَّوْمِ عَلَيْهِ بَلْ جَعَلَ مَا يَجِبُ الصَّوْمُ عَلَيْهِمَا بِدُخُوْلِ الشَّهْرِ، فَجَعَلَ لَهُمَا، تَأْخِيْرَهٗ لِلضَّرُوْرَةِ وَالْمُسَافِرُ فِيْ ذٰلِكَ مِثْلُهُمَا .وَهٰذَا أَوْلٰى مَا حُمِلَ عَلَيْهِ هٰذَا الْأَثَرُ، حَتّٰى لَا يُضَادَّ غَيْرَهٗ مِنَ الْآثَارِ الَّتِيْ قَدْ ذَكَرْنَاهَا فِيْ هٰذَا الْبَابِ .وَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ عَلٰى أَهْلِ الْمَقَالَةِ الْأُوْلَى الَّتِيْ قَدْ ذَكَرْنَاهَا لِأَهْلِ الْمَقَالَةِ الثَّانِيَةِ، الَّتِيْ وَصَفْنَاهَا -أَنَّا قَدْ رَأَيْنَاهُمْ كَانُوْا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ أَنْ أَبَاحَ لَهُمُ الْإِفْطَارَ فِي السَّفَرِ يَصُوْمُوْنَ فِيْهِ .فَمِمَّا رُوِيَ فِيْ ذٰلِكَ۔

۳۱۶۲: عاصم نے انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ اگر تم چاہو روزہ رکھو اور اگر چاہو تو افطار کرو مگر روزہ افضل ہے۔ ان روایات میں سے جن سے پہلے قول والوں نے سفر میں روزے کے متعلق اس روایت کو بھی پیش کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان اللہ وضع عن المسافر الصیام کہ اللہ تعالیٰ نے مسافر سے روزے کو اٹھا لیا ہے انہوں نے اس سے استدلال کرتے ہوئے کہا کہ جب اللہ نے اس سے روزے کو اٹھا لیا اور اس نے اگر روزہ رکھ لیا تو اس نے صرف روزہ رکھا جو کہ اس پر فرض نہیں تھا پس وہ فرضی روزے کی جگہ کام نہیں دے گا۔ دوسرے علماء کی طرف سے ان کے جواب میں یہ کہا گیا کہ عین ممکن ہے کہ جس روزے کو اس سے ہٹایا گیا وہ وہی روزہ ہو جس کو انہی دنوں میں رکھنا

ضروری تھا جیسا کہ مقیم کے لیے ضروری ہے کہ وہ رمضان کے انہی دنوں میں روزے رکھے اور یہ روایت ہمارے اس مفہوم پر دلالت کر رہی ہے کیا ہم نہیں جانتے ہو کہ حاملہ اور مرضعہ سے بھی روزے کو اٹھالیا گیا ہے تو جناب کیا فرماتے ہیں کہ اگر حاملہ اور مرضعہ رمضان المبارک کا روزہ رکھ لیں تو ان کے لیے کافی ہو جائے گا؟ یا وہ ان لوگوں کی طرح نہیں ہوں گی کہ جس نے روزے کے لازم ہونے سے پہلے روزے کو رکھ لیا۔ بلکہ مہینے کے داخل ہوتے ہی ان پر روزہ لازم ہو جاتا ہے۔ البتہ ضرورت کی وجہ سے ان کے لئے تاخیر کی اجازت دی گئی۔ مسافر کا حال بھی اس سلسلے میں انہی کی طرح ہے اور اس معنیٰ پر اس اثر کو محمول کرنا زیادہ بہتر ہے تا کہ یہ اثر اس باب میں مذکورہ روایات کے خلاف نہ ہو اور پہلے قول والوں کے خلاف ایک اور دلیل بھی موجود ہے جس کو ہم بیان کرتے ہیں۔ وہ اس طرح کہ ہم یہ جانتے ہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس کے بعد بھی روزہ رکھتے رہے کہ جب آپ ﷺ نے ان کے لئے سفر میں افطار کو مباح کر دیا چنانچہ اس سلسلہ کی روایات ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

## اشکالِ ثالث:

جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے **ان اللہ وضع عن المسافر الصیام۔**

**تخریج** : ابو داؤد فی الصوم باب۴۳، ترمذی فی الصوم باب ۲۱، نسائی فی الصیام باب ۵۰، ابن ماجہ فی الصیام باب۱۲، مسند احمد ۳۴۷/۴، ۲۹/۵۔

جب اس روایت کے مطابق روزہ اس سے ہٹالیا گیا جب وہ روزہ رکھے بھی تو وہ ایسا روزہ رکھ رہا ہے جو اس پر فرض نہیں۔ پس اس کا فرض سمجھ کر رکھنا جائز نہ ہوگا۔

## ازالہ:

یہ عین ممکن ہے کہ یہ روزہ جو اس سے ہٹایا گیا وہ روزہ ہو جس کے رکھنے کے بغیر کوئی چارہ کار نہ ہو جیسا کہ مقیم صحیح کو روزہ کے بغیر چارہ کار نہیں اور خود اس روایت میں **عن الحامل و المرضع** کے الفاظ اس مفہوم کی تائید کرتے ہیں آپ غور کریں کہ حاملہ اور مرضعہ اگر رمضان کا روزہ رکھ لیں تو کفایت کر جائے گا وہ ان کی طرح ہرگز شمار نہ ہوں گی جو وجوب صوم سے پہلے روزہ رکھ لیں بلکہ ان کا وہی روزہ شمار ہوگا جو مہینہ کے داخل ہونے کی صورت میں ہوتا ہے یعنی فرض روزہ اور تاخیر کے لئے ان کے حق میں گنجائش رکھی گئی اور مسافر کو ان کی مثل قرار دیا گیا یہ تاویل اس بات سے بہتر ہے کہ روایات کو باہمی متضاد ماننا پڑے۔

سفر میں روزے کے مباح ہونے کے مزید دلائل ملاحظہ ہوں۔

**۳۱۶۳: مَا حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ سِنَانٍ، وَرَبِيْعٌ الْجِيْزِيُّ، وَصَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالُوْا : ثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، قَالَ : ثَنَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حَيَّانَ الدِّمَشْقِيِّ، عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ قَالَتْ : (قَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ لَقَدْ رَأَيْتُنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْضِ أَسْفَارِهٖ فِيْ يَوْمٍ شَدِيْدِ الْحَرِّ،**

حَتّٰى إِنَّ الرَّجُلَ لَيَضَعُ يَدَهُ عَلٰى رَأْسِهِ مِنْ شِدَّةِ الْحَرِّ، وَمَا مِنَّا صَائِمٌ إِلَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ).

۳۱۶۳: عثمان بن حیان دمشقی نے ام الدرداءؓ سے نقل کیا کہ ابوالدرداءؓ فرماتے تھے ہم نے اپنے کو جناب رسول اللہ ﷺ کی معیت میں ایک سخت گرم دن میں سفر میں پایا۔ گرمی اس قدر شدید تھی کہ لوگ سخت حرارت کی وجہ سے گرمی سے حفاظت کے لئے سروں پر ہاتھ رکھ رہے تھے اور ہم میں سے صرف جناب رسول اللہ ﷺ اور عبداللہ بن رواحہ روزے سے تھے۔

**تخریج** : بخاری فی الصوم باب۳۵' مسلم فی الصیام ۱۰۸/۱۰۹۔

۳۱۶۴ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ يُوْنُسَ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِيْ نَضْرَةَ، عَنْ (جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ، فَمِنَّا الصَّائِمُ، وَمِنَّا الْمُفْطِرُ، فَلَمْ يَكُنْ يَعِيْبُ بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ).

۳۱۶۴: ابونضرہ نے جابرؓ سے نقل کیا کہ ہم جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے ہم میں سے بعض روزہ سے تھے اور بعض افطار کرنے والے تھے اور کوئی ایک دوسرے پر نکتہ چینی نہ کرتا تھا (کہ تو نے روزہ کیوں رکھا اور کیوں نہیں رکھا)

**تخریج** : مسلم فی الصیام ۹۷۔

۳۱۶۵ : حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ، قَالَ : ثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ : سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيْ نَضْرَةَ، عَنْ (أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ لِتِسْعِ عَشْرَةَ أَوْ لِسَبْعِ عَشْرَةَ، مِنْ رَمَضَانَ، فَصَامَ صَائِمُوْنَ، وَأَفْطَرَ مُفْطِرُوْنَ، فَلَمْ يَعِبْ هٰؤُلَاءِ عَلٰى هٰؤُلَاءِ، وَلَا هٰؤُلَاءِ عَلٰى هٰؤُلَاءِ).

۳۱۶۵: ابونضرہ نے ابوسعید الخدریؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ۱۹ رمضان یا سترہ رمضان کو فتح مکہ کے دن موجود تھے بعض روزہ رکھنے والوں نے روزہ رکھا اور افطار کرنے والوں نے افطار کیا لیکن کسی نے ایک دوسرے کو عیب نہیں لگایا (روزہ رکھنے نہ رکھنے کا)

**تخریج** : مسلم فی الصیام ۹۳' ۹۴۔

۳۱۶۶ : حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ، قَالَ : ثَنَا رَوْحٌ، قَالَ ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ عَرُوْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ، غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ : (لِثِنْتَيْ عَشْرَةَ).

۳۱۶۶: سعید بن ابی عروبہ نے قتادہ سے نقل کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے اسی طرح روایت نقل کی البتہ انہوں نے

۱۲ رمضان بتلایا۔

۳۱۶۷ : حَدَّثَنَا عَلِيٌّ، قَالَ : ثَنَا رَوْحٌ، قَالَ : ثَنَا هِشَامُ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ قَتَادَةَ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ ، غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ (لِثَمَانِ عَشْرَةَ) .

۳۱۶۷: ہشام بن ابوعبداللہ نے قتادہ سے نقل کیا پھر انہوں نے اپنی اسناد سے اسی طرح روایت نقل کی تاریخ ۱۸ رمضان بتلائی۔

۳۱۶۸ : حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا وَهْبٌ، قَالَ : ثَنَا هِشَامٌ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ .

۳۱۶۸: وہب نے ہشام سے پھر انہوں نے اپنی اسناد سے روایت اسی طرح نقل کی ہے۔

۳۱۶۹ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ : ثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ : ثَنَا هِشَامٌ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ ، غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ فَتْحَ مَكَّةَ

۳۱۶۹: مسلم بن ابراہیم نے ہشام سے روایت نقل کی ہے پھر انہوں نے اپنی اسناد سے اسی طرح روایت نقل کی ہے البتہ فتح مکہ کا تذکرہ نہیں کیا۔

۳۱۷۰ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، قَالَ : ثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ مُوَرِّقٍ الْعِجْلِيِّ، عَنْ (أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ، فَنَزَلْنَا فِي يَوْمٍ شَدِيدِ الْحَرِّ، فَمِنَّا الصَّائِمُ، وَمِنَّا الْمُفْطِرُ، فَنَزَلْنَا فِي يَوْمٍ حَارٍّ وَأَكْثَرُنَا ظِلًّا صَاحِبُ الْكِسَاءِ ، وَمِنَّا مَنْ يَسْتُرُ الشَّمْسَ بِيَدِهِ، فَسَقَطَ الصُّوَّامُ، وَقَامَ الْمُفْطِرُونَ، فَضَرَبُوا الْأَبْنِيَةَ، وَسَقُوا الرِّكَابَ .فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَهَبَ الْمُفْطِرُونَ بِالْأَجْرِ الْيَوْمَ) .

۳۱۷۰: مورق عجلی نے انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں گئے ہم ایک پڑاؤ میں اترے سخت گرمی کا موسم تھا ہم سے بعض روزے سے تھے اور بعض افطار کرنے والے تھے وہ دن سخت گرمی کا تھا اور ہماری اکثریت کپڑوں والوں سے سایہ حاصل کرنے والی تھی اور بعض دھوپ کو اپنے ہاتھ سے روکنے والے تھے۔(منزل پر پہنچ کر) تو روزہ دار گر پڑے اور بے روزہ اٹھے انہوں نے خیمے نصب کئے اور سواریوں کو پانی پلایا اس پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج تو افطار کرنے والے اجر میں بڑھ گئے۔

**تخریج** : مسلم فی الصیام ۱۰۰۔

۳۱۷۱ : حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَنَّ مَالِكًا أَخْبَرَهُ، عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ، عَنْ (أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَافَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ، فَلَمْ يَعِبِ الصَّائِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ، وَلَا الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ) . فَدَلَّ مَا ذَكَرْنَا فِي هٰذِهِ الْآثَارِ أَنَّ مَا كَانَ مِنْ

إِفْطَارِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمْرِهِ أَصْحَابَهُ بِذٰلِكَ، لَيْسَ عَلَى الْمَنْعِ مِنَ الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ، وَأَنَّهُ عَلَى الْإِبَاحَةِ لِلْإِفْطَارِ .وَقَدْ رُوِيَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ صَامَ فِي السَّفَرِ وَأَفْطَرَ .

۳۱۷۱: حمید الطویل نے انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان میں سفر کیا روزہ دار افطار والے کی عیب جوئی کرنے والا نہ تھا۔ ہم نے گذشتہ سطور میں جو آثار ذکر کیے وہ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا افطار کرنا اور صحابہ کرام کو افطار کا حکم دینا وہ سفر میں روزہ کی ممانعت کے لئے نہ تھا بلکہ اس سے افطار کا ان کے لئے مباح کرنا مقصود تھا' جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سفر میں روزہ رکھنے اور افطار کرنے ہر دو کی روایات وارد ہیں۔

**تخریج** : بخاری فی الصوم باب ۳۷'

**حاصل روایات**: ان تمام روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سفر میں روزے سے روکنا اس لئے تھا تا کہ سفر میں افطار کی اجازت ثابت ہو جائے اور جو لوگ سختی سے روزہ کو سفر میں لازم کرنے والے تھے ان پر واضح ہو جائے کہ ہر دو صورت جائز ہیں بقدر ہمت جس کو اختیار کیا جائے مباح ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے خود بنفس نفیس سفر میں افطار اور روزہ دونوں طرح کے ثبوت ملتے ہیں۔ روایات ملاحظہ ہوں۔

۳۱۷۲ : حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ، قَالَ : ثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، قَالَ : ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِي عَرُوْبَةَ، عَنْ عَبْدِ السَّلَامِ، عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَصُوْمُ فِي السَّفَرِ وَيُفْطِرُ) .

۳۱۷۲: علقمہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں روزہ رکھتے اور افطار کرتے تھے۔

**تخریج** : مسلم فی الصیام ۸۹' ابن ماجه فی الصیام باب ۱۰۔

۳۱۷۳ : حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ : ثَنَا الْحَسَنُ بْنُ بِشْرٍ، قَالَ : ثَنَا الْمُعَافَى بْنُ عِمْرَانَ، عَنْ مُغِيْرَةَ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ (عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ صَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فِي السَّفَرِ وَأَفْطَرَ) . فَدَلَّ ذٰلِكَ عَلٰى أَنَّ لِلْمُسَافِرِ أَنْ يَصُوْمَ، وَلَهُ أَنْ يُفْطِرَ .وَقَدْ (سَأَلَ حَمْزَةُ الْأَسْلَمِيُّ، رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ، فَقَالَ لَهُ إِنْ شِئْتَ فَصُمْ، وَإِنْ شِئْتَ فَأَفْطِرْ).

۳۱۷۳: عطاء نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں روزہ بھی رکھا اور افطار بھی کیا ہے۔ یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ مسافر کو روزہ رکھنا اور چھوڑنا بھی جائز ہے اور حضرت حمزہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سفر کے روزے سے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا اگر چاہو تو روزہ رکھ لو اور

اگر چاہو تو افطار کرو۔ روایات ذیل میں درج ہیں۔

**حاصل روایات:** اس روایت سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مسافر کو روزہ رکھنے اور افطار کرنے میں اختیار حاصل ہے خود حمزہ اسلمیؓ نے سفر میں روزہ رکھنے کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا اگر چاہو تو روزہ رکھ لو اور اگر چاہو تو افطار کر لو۔

**تخریج** : بخاری فی الصوم باب ۳۳' مسلم فی الصوم ۳ : ۱' ابو داؤد فی الصوم باب ۴۳' ترمذی فی الصوم باب ۱۹۔

۳۱۷۴ : حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ عَلِیُّ بْنُ شَیْبَةَ' قَالَ : ثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ' قَالَ : ثَنَا سَعِیْدٌ' وَهِشَامُ بْنُ أَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ' عَنْ قَتَادَةَ' عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ یَسَارٍ' عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو الْأَسْلَمِیِّ.

۳۱۷۴: سلیمان بن یسار نے حمزہ بن عمرو اسلمیؓ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۳۱۷۵ : حَدَّثَنَا یَزِیْدُ بْنُ سِنَانٍ' قَالَ : ثَنَا أَبُوْ بَكْرٍ الْحَنَفِیُّ' قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الْحَمِیْدِ بْنُ جَعْفَرٍ' قَالَ : حَدَّثَنِیْ عِمْرَانُ بْنُ أَبِیْ أَنَسٍ' عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ یَسَارٍ' عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو الْأَسْلَمِیِّ' مِثْلَهٗ.

۳۱۷۵: سلیمان بن یسار نے حمزہ بن عمرو اسلمیؓ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۳۱۷۶ : حَدَّثَنَا یُوْنُسُ' قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ' أَنَّ مَالِكًا أَخْبَرَهٗ' عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ' عَنْ أَبِیْهِ' عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ (أَنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَمْرٍو الْأَسْلَمِیَّ' قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَصُوْمُ فِی السَّفَرِ ؟ وَكَانَ كَثِیْرَ الصِّیَامِ .فَقَالَ لَهُ النَّبِیُّ إِنْ شِئْتَ فَصُمْ' وَإِنْ شِئْتَ فَأَفْطِرْ) . فَهٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَبَاحَ الصَّوْمَ فِی السَّفَرِ لِمَنْ شَاءَ ذٰلِكَ' وَالْفِطْرَ لِمَنْ شَاءَ ذٰلِكَ .فَثَبَتَ بِهٰذَا وَبِمَا ذَكَرْنَاهُ قَبْلَهٗ أَنَّ صَوْمَ رَمَضَانَ فِی السَّفَرِ جَائِزٌ .وَذَهَبَ قَوْمٌ إِلٰی أَنَّهٗ لَا فَضْلَ لِمَنْ صَامَ رَمَضَانَ فِی السَّفَرِ' عَلٰی مَنْ أَفْطَرَ وَقَضَاهُ بَعْدَ ذٰلِكَ .وَقَالُوْا : لَیْسَ أَحَدُهُمَا أَفْضَلَ مِنَ الْآخَرِ' وَاحْتَجُّوْا فِیْ ذٰلِكَ بِتَخْیِیْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ' حَمْزَةَ بْنَ عَمْرٍو' بَیْنَ الْإِفْطَارِ فِی السَّفَرِ' وَالصَّوْمِ' وَلَمْ یَأْمُرْهُ بِأَحَدِهِمَا دُوْنَ الْآخَرِ .وَخَالَفَهُمْ فِیْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ' فَقَالُوْا : الصَّوْمُ فِی السَّفَرِ فِیْ شَهْرِ رَمَضَانَ' أَفْضَلُ مِنَ الْإِفْطَارِ .وَقَالُوْا لِأَهْلِ الْمَقَالَةِ الَّتِیْ ذَكَرْنَا (لَیْسَ فِیْمَا ذَكَرْتُمُوْهُ مِنْ تَخْیِیْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِحَمْزَةَ' بَیْنَ الصَّوْمِ فِی السَّفَرِ' وَالْفِطْرِ .دَلِیْلٌ عَلٰی أَنَّهٗ لَیْسَ أَحَدُهُمَا أَفْضَلَ مِنَ الْآخَرِ' وَلٰكِنْ إِنَّمَا خَیَّرَهٗ بِمَا لَهٗ أَنْ یَفْعَلَهٗ' مِنَ الْإِفْطَارِ وَالصَّوْمِ' وَقَدْ رَأَیْنَا شَهْرَ رَمَضَانَ یَجِبُ بِدُخُوْلِهِ الصَّوْمُ عَلَی الْمُسَافِرِیْنَ' وَالْمُقِیْمِیْنَ جَمِیْعًا إِذَا كَانُوْا مُكَلَّفِیْنَ) . فَلَمَّا كَانَ دُخُوْلُ رَمَضَانَ' هُوَ الْمُوْجِبُ لِلصِّیَامِ عَلَیْهِمْ جَمِیْعًا' كَانَ مَنْ عَجَّلَ مِنْهُمْ أَدَاءَ مَا وَجَبَ عَلَیْهِ' أَفْضَلَ' مِمَّنْ أَخَّرَهٗ .فَثَبَتَ بِمَا ذَكَرْنَا أَنَّ الصَّوْمَ فِی السَّفَرِ' أَفْضَلُ مِنَ الْفِطْرِ' وَهُوَ قَوْلُ أَبِیْ حَنِیْفَةَ' وَأَبِیْ یُوْسُفَ'

وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ ‌.وَقَدْ رُوِیَ ذٰلِكَ أَيْضًا عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَعَنْ نَفَرٍ مِنَ التَّابِعِيْنَ .

۳۱۷۶: عروہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا کہ حمزہ اسلمی نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کیا میں سفر میں روزہ رکھوں؟ یہ بہت زیادہ روزہ رکھنے والے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا یہ تمہاری مرضی ہے روزہ رکھ لو یا نہ رکھو بلکہ افطار کرلو۔ یہ جناب رسول اللہ ہیں کہ آپ نے سفر میں روزہ کے رکھنے کو مباح قرار دیا۔ اس سے اور جو ہم نے اس سے پہلے ذکر کیا۔ یہ بات ثابت ہوگئی کہ رمضان المبارک کا روزہ سفر میں درست ہے۔ بعض علماء اس طرف گئے ہیں کہ جو شخص رمضان المبارک میں سفر کے دوران روزہ رکھے اور وہ شخص جو رمضان کا روزہ سفر کی وجہ سے بعد میں قضاء کرے ان کے روزے برابر ہیں کوئی ایک دوسرے سے افضل نہیں ہے۔ انہوں نے اس سلسلہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روزہ رکھنے اور نہ رکھنے میں حضرت حمزہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کو اختیار دینے سے استدلال کیا ہے۔ کہ آپ نے ان میں سے کسی ایک کا حکم نہیں فرمایا۔ مگر دیگر علماء نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے کہا کہ رمضان المبارک کا روزہ حالت سفر میں اس کے افطار سے افضل ہے۔ انہوں نے پہلے قول والوں کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ جو کچھ تم نے بیان کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کو روزہ رکھنے اور چھوڑنے کا اختیار دیا اس میں کسی کو دوسرے پر افضل نہ ہونے کی کوئی دلیل نہیں بلکہ آپ نے ان کو رکھنے اور نہ رکھنے کا اختیار دیا اور ہم یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ ماہ رمضان کی آمد پر مکلفین پر روزہ فرض ہو جاتا ہے جب روزہ فرض ہوا تو ادائیگی میں جلدی کرنے والا اس کو مؤخر کرنے والے سے افضل ہے۔ پس اس مذکورہ بات سے ثابت ہوگیا سفر میں روزہ رکھنا اس کے ترک سے افضل ہے اور امام ابوحنیفہ، ابو یوسف، محمد رحمہم اللہ کا بھی یہی قول ہے اور تابعین کی ایک جماعت اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بھی یہی مروی ہے۔

**حاصل روایات:** آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں روزہ رکھنے اور نہ رکھنے کو مباح قرار دیا ان روایات سے یہ بات واضح ہوگئی کہ سفر میں روزہ جائز ہے گناہ نہیں۔

**فریق ثالث کا مؤقف اور دلیل:** سفر میں روزہ رکھنا یا نہ رکھنا دونوں حالتیں برابر ہیں ان میں سے کسی کو دوسرے پر افضلیت نہیں دی جا سکتی دلیل میں حضرت حمزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کی روایت جو اوپر گزری کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان شئت فصم وان شئت فافطر ۳۱۷۶ سے جواب مرحمت فرمایا جس سے دونوں حالتوں کی برابری ظاہری ہوتی ہے کسی کی برتری ثابت نہیں ہوتی۔

## فریق رابع کا مؤقف اور دلائل اور سابقہ اقوال کے جوابات:

رمضان المبارک کے مہینے میں مسافر کا روزہ رکھنا اس کے افطار سے بہتر ہے۔

**سابقہ اقوال کا جواب:** تم نے حضرت حمزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کی روایت سے جو تخییر اخذ کی ہے کہ سفر میں روزہ اور فطر برابر ہے یہ درست نہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنی مرضی پر عمل کا اختیار دیا خواہ افطار کرے یا روزہ رکھے باقی ہم نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ رمضان کی

آمد سے مسافرین اور مقیم تمام پر روزہ فرض ہو جاتا ہے جبکہ وہ بالغ ہوں تو دخول رمضان تمام پر روزے کو لازم کرنے والا ہے تو جو آدمی اپنے فریضہ کی جلد ادائیگی چاہتا ہو تو اپنے فریضہ میں تاخیر کرنے والے سے افضل ہے پس اس سے ثابت ہوا کہ روزہ سفر میں افطار سے افضل ہے۔

اور یہ ہمارے ائمہ ابوحنیفہ ابو یوسف محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔

## تائیدی اقوال تابعین رحمہم اللہ:

حضرت انس بن مالکؓ سے بھی یہ قول مروی ہے اور اسی طرح تابعین کی ایک عظیم جماعت اسی پر عمل پیرا ہے۔

**۳۱۷۷ :حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ، قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ (الصَّوْمُ أَفْضَلُ، وَالْإِفْطَارُ رُخْصَةٌ) يَعْنِيْ : فِي السَّفَرِ.**

۳۱۷۷: حماد نے سعید بن جبیرؒ سے نقل کیا کہ سفر میں روزہ افضل اور افطار رخصت ہے۔

**۳۱۷۸ :حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا رَوْحٌ، قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ اِبْرَاهِيْمَ، وَسَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، وَمُجَاهِدٍ أَنَّهُمْ قَالُوْا فِي الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ (إِنْ شِئْتَ صُمْتَ، وَإِنْ شِئْتَ أَفْطَرْتَ، وَالصَّوْمُ أَفْضَلُ).**

۳۱۷۸: حماد نے ابراہیم اور سعید بن جبیر اور مجاہد رحمہم اللہ سے نقل کیا کہ سفر میں روزہ اگر چاہو تو رکھ لو اور چاہو افطار کر لو مگر روزہ افضل ہے۔

**۳۱۷۹ :حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا رَوْحٌ، قَالَ : ثَنَا حَبِيْبٌ، عَنْ عَمْرِو بْنِ هَرِمٍ، قَالَ : سُئِلَ جَابِرُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ صِيَامِ رَمَضَانَ فِي السَّفَرِ .فَقَالَ (يَصُوْمُ مَنْ شَاءَ إِذَا كَانَ يَسْتَطِيْعُ ذٰلِكَ، مَا لَمْ يَتَكَلَّفْ أَمْرًا يَشُقُّ عَلَيْهِ، وَإِنَّمَا أَرَادَ اللّٰهُ تَعَالٰى بِالْإِفْطَارِ، التَّيْسِيْرَ عَلٰى عِبَادِهِ) .**

۳۱۷۹: عمرو بن ہرم کہتے ہیں کہ جابر بن زید سے پوچھا گیا کہ رمضان کے دوران سفر میں روزہ رکھنا کیسا ہے؟ تو فرمایا۔ اگر طاقت رکھتا ہو تو جو چاہے روزہ رکھے جب تک کہ کسی امر میں تکلف سے کام نہ لینا پڑے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے سفر میں افطار کی اجازت سے بندوں پر آسانی فرمائی ہے۔

**۳۱۸۰ :حَدَّثَنَا يُوْنُسُ، قَالَ : أَنَا بِشْرُ بْنُ بَكْرٍ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ : حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ أَبِيْ كَثِيْرٍ، قَالَ : حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا كَانَتْ تَصُوْمُ فِي السَّفَرِ فِي الْحَرِّ .فَقُلْتُ : مَا حَمَلَهَا عَلٰى ذٰلِكَ ؟ فَقَالَ : إِنَّهَا كَانَتْ تُبَادِرُ .فَهٰذِهِ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كَانَتْ تَرَى الْمُبَادَرَةَ بِصَوْمِ رَمَضَانَ فِي السَّفَرِ، أَفْضَلَ مِنْ تَأْخِيْرِ ذٰلِكَ إِلَى الْحَضَرِ .وَكَانَ أَيْضًا،**

مِمَّا احْتَجَّ بِهٖ مَنْ كَرِهَ الصَّوْمَ فِي السَّفَرِ.

۳۱۸۰: قاسم بن محمد نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا وہ گرمی کے اسفار میں بھی روزہ رکھتی تھیں میں نے پوچھا ان کو اس بات پر کس چیز نے آمادہ کیا؟ اس نے جواب دیا وہ اعمال میں جلدی کرنے والی تھیں۔تو یہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہیں جو رمضان المبارک کے روزے کو سفر میں جلدی رکھنے کو گھر پہنچ کر اسے تاخیر سے رکھنے سے افضل جانتی تھیں۔جو لوگ سفر میں روزے کو مکروہ قرار دیتے ہیں۔انہوں نے اس روایت سے بھی استدلال کیا۔

**حاصلِ روایات:** عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا رمضان المبارک میں سفر میں روزہ رکھنے والی تھیں اس سے عمل میں سبقت اور مبادرت مقصود تھی اور یہ گھر مین واپس آکر ادا کرنے سے افضل واعلیٰ تھا تبھی تو وہ اس پر عمل پیرا تھیں۔

## ضمنی اشکال:

مندرجہ ذیل روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ سفر میں روزہ افضل کیا ہوتا بلکہ ناپسند اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز عمل کے خلاف ہے۔

روایت یہ ہے۔

۳۱۸۱: مَا حَدَّثَنَا يُوْنُسُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ .ح وَحَدَّثَنَا رَبِيْعٌ الْمُؤَذِّنُ، قَالَ : ثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ، قَالَا : ثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ حَبِيْبٍ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنْ مَنْصُوْرٍ الْكَلْبِيِّ، أَنَّ دِحْيَةَ بْنَ خَلِيْفَةَ، خَرَجَ مِنْ قَرْيَتِهٖ بِدِمَشْقَ، إِلٰى قَدْرِ قَرْيَةِ عُقْبَةَ فِيْ رَمَضَانَ، فَأَفْطَرَ وَمَعَهُ أُنَاسٌ، وَكَرِهَ آخَرُوْنَ أَنْ يُفْطِرُوْا .فَلَمَّا رَجَعَ إِلٰى قَرْيَتِهٖ، قَالَ (وَاللّٰهِ لَقَدْ رَأَيْتُ الْيَوْمَ أَمْرًا، مَا كُنْتُ أَظُنُّ أَنْ أَرَاهُ : إِنَّ قَوْمًا رَغِبُوْا عَنْ هَدْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهٖ) يَقُوْلُ ذٰلِكَ لِلَّذِيْنَ صَامُوْا، ثُمَّ قَالَ (اللّٰهُمَّ اقْبِضْنِيْ إِلَيْكَ) . فَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ لِلَّذِيْنَ اسْتَحَبُّوا الصَّوْمَ فِي السَّفَرِ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ، أَنَّ دِحْيَةَ إِنَّمَا ذَمَّ مَنْ رَغِبَ عَنْ هَدْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهٖ، فَمَنْ صَامَ فِيْ سَفَرِهٖ كَذٰلِكَ، فَهُوَ مَذْمُوْمٌ، وَمَنْ صَامَ فِيْ سَفَرِهٖ غَيْرَ رَاغِبٍ عَنْ هَدْيِهٖ، بَلْ عَلَى التَّمَسُّكِ بِهَدْيِهٖ فَهُوَ مَحْمُوْدٌ۔

۳۱۸۱: منصور کلبی روایت کرتے ہیں حضرت دحیہ کلبیؓ اپنی بستی سے نکلے جو دمشق میں واقع تھی آپ قریہ عقبہؓ جو معمولی فاصلہ کی مقدار پر واقع تھی رمضان میں سفر کرنا چاہتے تھے انہوں نے افطار کیا اور کچھ لوگ بھی ان کے ساتھ تھے جنھوں نے افطار کیا اور دوسروں نے افطار نہ کیا جب وہ اپنی بستی کی طرف لوٹے تو کہنے لگے اللہ کی قسم میں نے آج ایسا معاملہ دیکھا ہے میرے تو خیال میں بھی یہ بات نہ تھی کہ مجھے دیکھنے کا موقعہ ملے گا۔پس جو لوگ سفر میں روزے بہتر قرار دیتے ہیں اس روایت میں ان کی دلیل یہ ہے کہ حضرت کلبی رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کی مذمت فرمائی جنہوں

نے جناب رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سیرت سے اعراض کیا پس جس شخص نے اپنے سفر میں صحابہ کرام اور جناب رسول اللہ ﷺ کی سیرت سے اعراض کرتے ہوئے روزہ رکھا وہ قابل مذمت ہے اور جو شخص اپنے سفر میں آپ کے عمل سے گریز نہ کرتے ہوئے بلکہ اس کو مضبوطی سے تھامتے ہوئے روزہ رکھے تو وہ قابل تعریف ہے۔

کچھ لوگوں نے جناب رسول اللہ ﷺ کے طرز عمل سے منہ موڑ لیا۔ (یہ بات آپ نے ان لوگوں کو کہی جنہوں نے روزہ رکھا تھا پھر کہنے لگے اللهم اقبضني اليك)

**حاصل روایات:** اس روایت میں حضرت دحیہؓ نے ان لوگوں کی مذمت فرمائی جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے طرز عمل کی خلاف ورزی کر کے سفر میں روزہ رکھا پس جو شخص سفر میں روزہ رکھے وہ قابل مذمت ہے نہ کہ قابل مدح۔ پس سفر میں روزے کی افضلیت کہاں رہی۔

**⑦:** گزشتہ روایات میں جناب رسول اللہ ﷺ کی طرف سے سفر میں اس کا جواز اور مباح ہونا تو ثابت ہو چکا جس سے مذمت والا پہلو ختم ہو گیا وہ ان صحابیؓ کا اجتہاد ہے باقی افضلیت کے ثبوت کے لئے آخر میں روایت پیش کرتے ہیں۔

۳۱۸۲ :حَدَّثَنَا رَبِيْعُ الْجِيزِيُّ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ زُرْعَةَ، قَالَ : أَنَا حَيْوَةُ، قَالَ : أَنَا أَبُو الْأَسْوَدِ، أَنَّهُ سَمِعَ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ يُحَدِّثُ، عَنْ أَبِي مُرَاوِحٍ الْأَسْلَمِيِّ، عَنْ (حَمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو الْأَسْلَمِيِّ، صَاحِبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، إِنِّي أَسْرُدُ الصِّيَامَ، أَفَأَصُوْمُ فِي السَّفَرِ ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِنَّمَا هِيَ رُخْصَةٌ مِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ لِلْعِبَادِ، مَنْ قَبِلَهَا فَحَسَنٌ جَمِيْلٌ، وَمَنْ تَرَكَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ) . قَالَ : وَكَانَ حَمْزَةُ يَصُوْمُ الدَّهْرَ فِي السَّفَرِ وَالْحَضَرِ، وَكَانَ أَبُوْ مُرَاوِحٍ كَذٰلِكَ، وَكَانَ عُرْوَةُ كَذٰلِكَ .فَدَلَّ مَا ذَكَرْنَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الصَّوْمَ فِي السَّفَرِ أَفْضَلُ مِنَ الْإِفْطَارِ، وَأَنَّ الْإِفْطَارَ إِنَّمَا هُوَ رُخْصَةٌ .

۳۱۸۲: ابومراوح اسلمی نقل کرتے ہیں کہ صحابی رسول حضرت حمزہ بن عمرو اسلمیؓ نے خود سوال کیا یا رسول اللہ ﷺ میں ہمیشہ روزہ رکھتا ہوں اس لئے حالت سفر میں بھی روزہ رکھتا ہوں تو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سفر میں روزہ کے افطار کی بندوں کو رخصت ملی ہے جس نے اس کو قبول کر لیا تو بہت اچھا اور خوب ہے اور جس نے اس کو ترک کیا (روزہ رکھا) اس پر کوئی گناہ نہیں۔ پس جو کچھ ہم نے جناب رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا کہ روزہ سفر میں افطار سے افضل ہے اور بلاشبہ افطار کی رخصت ہے۔

عروہؒ کا بیان ہے کہ حمزہ ہمیشہ سفر و حضر میں روزہ رکھتے اور ابومراوح بھی اسی طرح روزہ رکھتے بلکہ خود عروہ بھی اسی طرح کرتے۔

**تخریج** : مسلم فی الصیام نمبر ۱۰۷۔

**حاصل روایات:** اس روایت سے ثابت ہوا کہ روزہ سفر میں افطار سے افضل ہے اور افطار تو رخصت ہے۔

روایت عائشہ رضی اللہ عنہا ملاحظہ ہو۔

۳۱۸۳ :وَقَدْ حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْجِيزِيُّ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ زُرْعَةَ، قَالَ : أَنَا حَيْوَةُ، قَالَ : أَنَا أَبُوَ الْأَسْوَدِ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كَانَتْ تَصُوْمُ الدَّهْرَ، فِي السَّفَرِ، وَالْحَضَرِ .

۳۱۸۳: عروہ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہمیشہ روزہ رکھتیں خواہ سفر ہو یا حضر۔

**تنبیہ** :اس باب میں فریق اوّل کے ساتھ تو جائز و ناجائز کا اختلاف ہے جبکہ بقیہ تین فریق کا اختلاف افضل وغیر افضل کا ہے طحاویؒ کا رجحان سب سے آخری قول کی طرف ہے اس لئے اس کے متعلق اگر کسی روایت سے ذرا اشکال ہوا تو وہ بھی نقل کر کے جواب میں روایت ذکر کر دی ایسا معلوم دیتا ہے کہ یہ روایت تکمیل باب سے پہلے یاد آئی اس لئے وہیں ذکر کر کے جواب دے دیا۔

# بَابُ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ

## عرفہ کے دن کا روزہ

**خلاصۃ المرام** :عرفہ کا دن اسلام میں ایک عظیم مقام رکھتا ہے اس کو قرآن مجید میں یوم مشہود فرمایا گیا ہے احناف و شوافع اس کو جمعہ کے دن سے افضل ٹھہراتے ہیں جبکہ حنابلہ جمعہ کو افضل مانتے ہیں اس دن کا روزہ حجاج و غیر حجاج کے لئے یوم النحر کے روزے کی طرح ممنوع ہے۔ ① یہ ظاہریہ کا قول ہے ② مگر ائمہ اربعہ اور جمہور فقہاء و محدثین حاجی کے لئے عرفات میں روزے کو مکروہ کہتے ہیں مگر غیر حاجی کے لئے اس دن کے روزے کو افضل و باعث ثواب قرار دیتے ہیں۔

### فریق اوّل کا موقف اور دلیل:

عرفہ کے دن کو صاف صاف عید کا دن فرمایا گیا اور عید کے دن روزہ حرام ہے پس اس دن بھی حجاج و غیر حجاج کے لئے روزہ حرام ہے۔ دلیل ملاحظہ ہو۔

۳۱۸۴ : حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ، قَالَ : ثَنَا بِشْرُ بْنُ بَكْرٍ .ح .وَحَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ .

۳۱۸۴: بشر بن بکر نے فہد سے انہوں نے ابونعیم سے روایت نقل کی ہے۔

۳۱۸۵ : ح وَحَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ إِدْرِيْسَ، وَصَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَا : ثَنَا أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمُقْرِءُ، قَالُوْا : ثَنَا مُوْسٰى بْنُ عَلِيٍّ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عُقْبَةَ .وَقَالَ بَكْرٌ وَصَالِحٌ فِيْ حَدِيْثِهِمَا : قَالَ : سَمِعْتُ أَبِيْ يُحَدِّثُ، عَنْ عُقْبَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : (إِنَّ أَيَّامَ الْأَضْحٰى وَأَيَّامَ التَّشْرِيْقِ،

وَيَوْمَ عَرَفَةَ، يَوْمُ عِيدِ أَهْلِ الْإِسْلَامِ، أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ) . قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى هٰذَا الْحَدِيْثِ، فَكَرِهُوْا بِهِ صَوْمَ يَوْمِ عَرَفَةَ، وَجَعَلُوْا صَوْمَهُ كَصَوْمِ يَوْمِ النَّحْرِ .وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ، فَقَالُوْا : لَا بَأْسَ بِصَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ .وَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ لَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ أَنَّهُ قَدْ يَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا أَرَادَ بِنَهْيِهِ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ بِالْمَوْقِفِ، لِأَنَّهُ هُنَاكَ عِيْدٌ وَلَيْسَ فِيْ غَيْرِهِ كَذٰلِكَ، وَقَدْ بَيَّنَ ذٰلِكَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ .

۳۱۸۵: بکر وصالح نے اپنی روایات میں اپنے والد سے نقل کیا انہوں نے عقبہ اور انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا کہ ایام اضحیٰ اور ایام تشریق اور یوم عرفہ یہ سب عید کے ایام ہیں اہل اسلام کے لئے کھانے پینے کے دن ہیں۔امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض علماء نے اس روایت کو اختیار کرتے ہوئے کہا کہ عرفہ کے دن کا روزہ مکروہ ہے اور اس کو وہ یوم نحر کے روزے کی طرح قرار دیتے ہیں۔دیگر علماء نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے فرمایا کہ عرفہ کے دن کا روزہ رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ان کی دلیل یہ ہے کہ یہ عین ممکن ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد میدان عرفات میں روزہ رکھنے کی ممانعت ہو۔کیونکہ وہاں وہ عید کی ہے جب کہ دوسرے مقامات پر اس طرح نہیں اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس کو اسی طرح بیان فرمایا روایت ملاحظہ ہو۔

**تخریج**: مسلم فی الصیام نمبر۱٤۲، ابو داؤد فی الاضافی باب۱۰، ترمذی فی الصوم باب۵۸، نسائی فی الحج باب۱۵۳، والفرع والعتیرة باب۲، والایمان باب۷، ابن ماجه فی الصیام باب۳۵، دارمی فی الصوم باب٤۷، موطا مالك نمبر۱۳۵، مسند احمد ٤/۱۵۲، ۵/۷۵، ۲۲٤۔

## مؤقف فریق ثانی ودلائل وجوابات:

حجاج کے لئے عرفہ کے روز عرفات میں روزہ مکروہ ہے تاکہ وقوف میں خلل نہ آئے البتہ دیگر مقامات میں روزہ افضل ہے۔

## سابقہ مؤقف کا جواب:

روایت میں ممانعت کا تعلق میدان عرفات میں موجود حجاج سے متعلق ہے دوسرے مقامات پر وہ وجہ نہیں پائی جاتی تو حکم نہ لگے گا دوسرے مقام کے لئے وہ عید نہیں اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں اس کی وضاحت موجود ہے۔

روایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ملاحظہ ہو۔

۳۱۸۶ :حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيْسَ الْمَكِّيُّ، وَابْنُ أَبِيْ دَاوُدَ، قَالَا : ثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ .ح .

۳۱۸۶: محمد بن ادریس مکی اور ابن ابی داؤد دونوں نے سلیمان بن حرب سے روایت نقل کی ہے۔

۳۱۸۷ :وَحَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ دَاوُدَ، قَالَا : ثَنَا حَوْشَبُ بْنُ عَقِيْلٍ، عَنْ مَهْدِيٍّ الْهَجَرِيِّ،

عَنْ عِكْرَمَةَ، قَالَ : (كُنَّا مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي بَيْتِهِ، فَحَدَّثَنَا (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ صِيَامِ يَوْمِ عَرَفَةَ بِعَرَفَةَ) . فَأَخْبَرَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّهْيَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ، إِنَّمَا هُوَ بِعَرَفَةَ خَاصَّةً .فَاحْتَجَّ أَهْلُ الْمَقَالَةِ الْأُوْلٰى لِقَوْلِهِمْ أَيْضًا۔

۳۱۸۷: عکرمہ کہتے ہیں کہ ہم ابو ہریرہؓ کے ساتھ ان کے گھر میں بیٹھے تھے انہوں نے فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے عرفات میں عرفہ کے دن روزے سے منع فرمایا۔ پس حضرت ابو ہریرہ ؓ نے بتلایا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے عرفہ کے دن روزے کی جو ممانعت فرمائی ہے وہ میدان عرفات کے ساتھ خاص ہے۔ اول قول والوں نے اس روایت کو بھی اپنی دلیل میں پیش کیا ہے روایت ذیل میں ہے۔

**تخریج** : ابو داؤد فی الصوم باب۶۳' ابن ماجه فی الصیام باب ۴۰ ۔

**حاصل روایات:** اس روایت میں ابو ہریرہؓ نے بتلایا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے خاص میدان عرفات میں عرفہ کے دن روزے سے منع کیا ہے پس غیر حجاج کو عرفات یا دیگر مقامات پر روزے کی ممانعت نہ ہوگی۔

## اشکال:

انہوں نے اس روایت کو بھی دلیل بنایا ہے۔

۳۱۸۸ :بِمَا حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ حُذَيْفَةَ، قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ أُمَيَّةَ، عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ : (لَمْ يَصُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا أَبُوْ بَكْرٍ، وَلَا عُمَرُ، وَلَا عُثْمَانُ وَلَا عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ يَوْمَ عَرَفَةَ) . قِيْلَ لَهُمْ هٰذَا أَيْضًا -عِنْدَنَا- عَلَى الصِّيَامِ يَوْمَ عَرَفَةَ بِالْمَوْقِفِ، وَقَدْ بَيَّنَ ذٰلِكَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِيْ غَيْرِ هٰذَا الْحَدِيْثِ .

۳۱۸۸: نافع نے ابن عمر ؓ سے نقل کیا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر و عمر اور عثمان و علی رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کسی نے بھی عرفہ کے دن روزہ نہیں رکھا۔ ان کے جواب میں ہم کہیں گے اس روایت سے مراد ہمارے ہاں میدان عرفات میں روزہ کی ممانعت ہے اور اس کا ثبوت ابن عمر ؓ کی اس روایت ذیل سے واضح ہوتی ہے۔

## ازالہ:

ہمارے ہاں اس روایت کا مطلب یہ ہے کہ موقف عرفات میں ان میں سے کسی نے بھی روزہ نہیں رکھا اور دوسرے مقام کے روزے کی اس سے نفی ثابت نہیں ہوتی خود عبداللہ بن عمر ؓ نے یہ معنی اس روایت کے علاوہ میں ذکر کیا ہے۔

روایت ابن عمر ؓ ملاحظہ ہو۔

۳۱۸۹ : حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، وَأَبُوْ دَاوٗدَ، قَالَا : ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ نَجِيْحٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ رَجُلٍ (أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ بِالْمَوْقِفِ، فَقَالَ : خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَصُمْهُ وَمَعَ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَلَمْ يَصُمْهُ، وَمَعَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَلَمْ يَصُمْهُ، وَمَعَ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَلَمْ يَصُمْهُ، وَأَنَا لَا أَصُوْمُهُ، وَلَا آمُرُكَ وَلَا أَنْهَاكَ، فَإِنْ شِئْتَ فَلَا تَصُمْهُ). فَبَيَّنَ هٰذَا الْحَدِيْثُ أَنَّ مَا رَوَى نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا هُوَ عَلَى الصَّوْمِ فِي الْمَوْقِفِ .وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ فِي الْأَمْرِ بِصَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ۔

۳۱۸۹: عبداللہ بن ابی نجیح نے اپنے والد سے انہوں نے ایک آدمی سے بیان کیا کہ ایک آدمی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ عرفہ کے دن میدان عرفات میں روزے کا کیا حکم تو انہوں نے جواب دیا ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میدان عرفات کی طرف نکلے آپ روزے سے نہ تھے اور ابوبکر کے ساتھ میدان عرفات کی طرف نکلے انہوں نے بھی روزہ نہ رکھا اور عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکلے انہوں نے بھی روزہ نہ رکھا اور عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکلے اور انہوں نے بھی روزہ نہ رکھا اور میں بھی روزہ نہیں رکھتا اور تجھے روزہ کا حکم نہیں کرتا اور نہ اس سے روکتا ہوں اگر تم مناسب سمجھو تو روزہ نہ رکھو۔ تو اس روایت نے واضح کر دیا کہ سابقہ روایت میں نافع نے جو ابن عمر رضی اللہ عنہ سے عرفہ کے روز روزہ کی نفی کی ہے اس کا تعلق موقف عرفات سے ہے۔ مزید ثبوت میں روایت ذیل ملاحظہ کریں۔

**تخریج** : ترمذی فی الصوم باب ٤٧۔

**حاصل روایات:** اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جس روزے کی عرفہ کے دن ممانعت ہے وہ میدان عرفات میں روزہ رکھنا ہے جو کہ کسی نے نہیں رکھا۔

## ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یوم عرفہ کے روزے کا ثبوت:

۳۱۹۰ : مَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوٗدَ، قَالَ : ثَنَا سَهْلُ بْنُ بَكَّارٍ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ، قَالَ : ثَنَا رَقَبَةُ، عَنْ جَبَلَةَ بْنِ سُحَيْمٍ، قَالَ : سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، سُئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ، وَيَوْمِ عَرَفَةَ، فَأَمَرَ بِصِيَامِهِمَا .وَقَدْ رُوِيَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ثَوَابِ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، وَأَبِيْ قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ.

۳۱۹۰: جبلہ بن سحیم کہتے ہیں کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو فرماتے سنا جبکہ ان سے جمعہ کے دن اور عرفہ کے دن روزہ رکھنے سے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے ان دونوں دنوں کے روزے کا حکم فرمایا۔ خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرفہ کے دن روزہ رکھنے کا ثواب منقول ہے وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ دونوں کی روایات میں وارد ہے۔

روایت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ یہ ہے۔

۳۱۹۱ : مَا قَدْ حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا رَوْحٌ، قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ : سَمِعْتُ غَيْلَانَ بْنَ جَرِيْرٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَعْبَدٍ عَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ، (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ فَقَالَ : يُكَفِّرُ السَّنَةَ الْمَاضِيَةَ وَالْبَاقِيَةَ) ..

۳۱۹۱: عبداللہ بن محمد نے ابوقتادہ انصاریؓ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یوم عرفہ کے روزے کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا ایک سال گزشتہ اور ایک سال آئندہ کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔

**تخریج** : ابو داؤد فی الصوم باب ٤٦۔

۳۱۹۲ : حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا وَهْبٌ، قَالَ : ثَنَا أَبِيْ، قَالَ : سَمِعْتُ غَيْلَانَ بْنَ جَرِيْرٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَعْبَدٍ الزِّمَّانِيِّ عَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ، قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (إِنِّيْ أَحْتَسِبُ عَلَى اللّٰهِ فِيْ صِيَامِ يَوْمِ عَرَفَةَ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِيْ قَبْلَهُ، وَالسَّنَةَ الَّتِيْ بَعْدَهُ)

۳۱۹۲: عبداللہ بن معبد زمانی نے ابوقتادہؓ سے نقل کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ وہ یوم عرفہ کے روزے پر ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہ معاف کر دے گا۔ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ عاشوراء کا روزہ واجب ہے اور صبح کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کو روزے کا حکم دینا اس بات کا ثبوت ہے کہ جب کوئی دن روزے کا مقرر ہو اور رات کو نیت نہ کی جا سکے تو صبح کے بعد قبل الزوال وہ نیت کر سکتا ہے جب کہ اہل علم نے اس سلسلہ میں ارشاد فرمایا ہے۔ یوں عاشوراء کے روزے کے سلسلہ میں اس سے زائد روایات بھی وارد ہیں۔

**تخریج** : ابن ماجه فی الصیام باب ٤٠۔

۳۱۹۳ : حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ : ثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِيْنٍ، قَالَ : ثَنَا الْمُعْتَمِرُ، قَالَ : قَرَأْتُ عَلَى الْفُضَيْلِ، قَالَ : حَدَّثَنِيْ أَبُوْ حَرِيْزٍ، أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ يَقُوْلُ : (سَأَلَ رَجُلٌ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ، قَالَ : كُنَّا وَنَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعْدِلُهُ بِصَوْمِ سَنَةٍ) . فَثَبَتَ بِهٰذَا الْأَثَرِ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّرْغِيْبُ فِيْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ. فَدَلَّ ذٰلِكَ أَنَّ مَا كُرِهَ مِنْ صَوْمِهِ فِي الْآثَارِ الْأُوَلِ، هُوَ لِلْعَارِضِ الَّذِيْ ذَكَرْنَا مِنَ الْوُقُوْفِ بِعَرَفَةَ، لِشِدَّةِ تَعَبِهِمْ، وَهٰذَا قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ، وَأَبِيْ يُوْسُفَ، وَمُحَمَّدٍ، رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى .

۳۱۹۳: ابوحریز بیان کرتے ہیں کہ میں نے سعید بن جبیرؒ کو کہتے سنا کہ ایک آدمی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ یوم عرفہ کا روزہ کیا مقام رکھتا ہے تو کہنے لگے ہم اس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سال کے روزے کے برابر سمجھتے تھے۔ جناب رسول اللہ کے متعلق اس اثر سے عرفہ کے دن روزہ رکھنے کی ترغیب ثابت ہوئی۔ پس اس سے

ثبوت مل گیا کہ پہلی روایات کے مطابق اس دن روزہ رکھنے کی کراہت اس وجہ سے ہے جو ہم نے بیان کی ہے یعنی وقوف عرفات کیونکہ اس میں کافی مشقت ہے۔امام ابوحنیفہ ابو یوسف محمد رحمہم اللہ کا یہی قول ہے۔

**حاصل روایات:** ان روایات سے یہ بات ثابت ہوئی کہ عرفہ کے دن کا روزہ عرفات کے علاوہ دوسرے مقام پر بڑا درجہ رکھتا ہے۔ جیسا کہ ان دو ترغیبی روایات سے ثابت ہوتا ہے اور جن روایات سے ممانعت معلوم ہوتی ہے وہ کسی عارضہ کی وجہ سے ہے مثلاً وقوف عرفات وغیرہ میں کیونکہ وہاں مشقت شدید ہوتی ہے۔

ہمارے ائمہ امام ابوحنیفہ ابو یوسف محمد رحمہم اللہ کا یہی قول ہے۔

# بَابُ صَوْمِ يَوْمِ عَاشُوْرَاءَ

## عاشورہ کے دن کا روزہ

**خلاصۃ المرام:** دس محرم الحرام کو عاشورہ کہا جاتا ہے اس کی وجہ تسمیہ خواہ دس انبیاء علیہم السلام پر اکرام خداوندی کا نزول ہو یا اور کچھ۔اس میں بڑے بڑے واقعات پیش آئے جیسے غرق فرعون وغیرہ بعض فقہاء نے اس دن کھانے کی گھر میں وسعت کو مستحب کہا ہے نزول رمضان سے پہلے یہ روزہ فرض تھا اب یہ استحباب کے درجہ میں ہے نزول سے قبل کی حیثیت واضح کرنے کے لئے یہ باب لایا گیا ہے امام ابوحنیفہ واحمد رحمہم اللہ کے ہاں اس کا روزہ رمضان سے پہلے فرض تھا اب مستحب ہے۔

نمبر②: رمضان سے پہلے بھی مسنون تھا اب استحباب کے درجہ میں ہے۔

نمبر③: بالقصد تنہا عاشورہ کا روزہ مکروہ ہے یہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول ہے۔

مؤقف فریق اوّل و دلائل: نزول رمضان سے قبل اس کا روزہ فرض تھا اب فرضیت منسوخ ہو کر استحباب رہ گیا دلائل یہ روایات ہیں۔

۳۱۹۴ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا الْوَهْبِيُّ، قَالَ : ثَنَا ابْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ (حَبِيْبِ بْنِ هِنْدِ بْنِ أَسْمَاءَ، عَنْ أَبِيْهِ قَالَ : بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى قَوْمِيْ مِنْ أَسْلَمَ فَقَالَ قُلْ لَهُمْ فَلْيَصُوْمُوْا يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ فَمَنْ وَجَدْتَ مِنْهُمْ قَدْ أَكَلَ مِنْ صَدْرِ يَوْمِهٖ، فَلْيَصُمْ آخِرَهٗ).

۳۱۹۴: حبیب بن ہند بن اسماء نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے میری قوم اسلم کی طرف روانہ فرمایا تو فرمایا ان کو کہو کہ وہ عاشورہ کے دن کا روزہ رکھیں جس کو تم اس حالت میں پاؤ کہ وہ شروع دن میں کھا چکا ہے تو وہ دن کے آخری حصہ تک کھانے سے رکا رہے۔

**تخریج** : بخاری فی الصوم باب ٦٩۔

۳۱۹۵ : حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ، قَالَ : ثَنَا رَوْحٌ، قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، (عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَلْمَةَ الْخُزَاعِيِّ، هُوَ أَبُو الْمِنْهَالِ، عَنْ عَمِّهِ قَالَ : غَدَوْنَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَبِيْحَةَ يَوْمِ عَاشُوْرَاءَ، وَقَدْ تَغَدَّيْنَا، فَقَالَ : أَصُمْتُمْ هٰذَا هٰذَا الْيَوْمَ ؟ فَقُلْنَا : قَدْ تَغَدَّيْنَا، قَالَ : فَأَتِمُّوْا بَقِيَّةَ يَوْمِكُمْ) .

۳۱۹۵: عبدالرحمٰن بن سلمہ خزاعی یہی ابن المنہال ہیں انہوں نے اپنے چچا سے نقل کیا ہے کہ ہم صبح سویرے جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اس دن عاشورہ تھا اور ہم نے صبح کا کھانا کھالیا تھا آپ نے فرمایا کیا تم نے آج کا روزہ رکھا ہے؟ ہم نے کہا ہم تو صبح کا کھانا کھا چکے ہیں اس پر آپ ﷺ نے فرمایا اپنا بقیہ دن (بغیر کھائے پئے) پورا کرو۔

**تخریج** : ابو داؤد فی الصوم باب ٦٥، نمبر ٢٤٤٧، ابن ماجه فی الصیام باب ٤١، مسند احمد ٤٠٩/٥۔

۳۱۹۶ : حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ، قَالَ : حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زِيَادٍ، قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ : سَمِعْتُ أَبَا الْمِنْهَالِ، يُحَدِّثُ عَنْ عَمِّهِ، وَكَانَ مِنْ أَسْلَمَ (أَنَّ أُنَاسًا أَتَوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ بَعْضَهُمْ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ فَقَالَ : أَصُمْتُمَ الْيَوْمَ ؟ فَقَالُوْا : لَا، وَقَدْ أَكَلْنَا فَقَالَ : فَصُوْمُوْا بَقِيَّةَ يَوْمِكُمْ) . قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَفِيْ هٰذِهِ الْآثَارِ وُجُوْبُ صَوْمِ يَوْمِ عَاشُوْرَاءَ، وَفِيْ أَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاهُمْ بِصَوْمِهِ، بَعْدَمَا أَصْبَحُوْا دَلِيْلٌ عَلٰى أَنَّ مَنْ كَانَ فِيْ يَوْمٍ عَلَيْهِ صَوْمُهُ بِعَيْنِهِ ؛ وَلَمْ يَكُنْ نَوٰى صَوْمَهُ مِنَ اللَّيْلِ ؛ أَنَّهُ يُجْزِيْهِ أَنْ يَنْوِيَ صَوْمَهُ بَعْدَمَا أَصْبَحَ، إِذَا كَانَ ذٰلِكَ قَبْلَ الزَّوَالِ، عَلٰى مَا قَالَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِيْ ذٰلِكَ .وَقَدْ رُوِيَ فِيْ صَوْمِ يَوْمِ عَاشُوْرَاءَ مَا زَادَ عَلٰى مَا ذَكَرْنَا.

۳۱۹۶: قتادہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوالمنہال کو اپنے چچا سے یہ بات بیان کرتے سنا یہ اسلم قبیلہ سے تھے کہ کچھ لوگ عاشورہ کے روز جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے آپ نے ان کو فرمایا کیا تم نے روزہ رکھا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں ہم تو کھانا کھا چکے آپ نے فرمایا اپنا بقیہ دن (کھانے پینے سے) رکے رہو۔

**تخریج** : اسی طرح کی روایت ابو داؤد فی الصوم باب ٦٥، نسائی فی الصیام باب ٦٥، ابن ماجه فی الصیام باب ٤١، مسند احمد ٧٨/٤، ٤٠٩/٥۔

**حاصل روایات** : ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ عاشورہ کے دن کے روزہ کا جناب رسول اللہ ﷺ نے ان کو حکم فرمایا جبکہ وہ کھانا کھا چکے تھے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ جو شخص اس روز کو شروع میں پائے اس پر معینہ دن کا روزہ لازم ہے اور جو رات کو نیت نہ کر سکے اگر کچھ نہ کھایا پیا ہو تو وہ روزہ کی نیت کر سکتا ہے اور یہ زوال سے پہلے تک گنجائش ہے۔

اس سلسلہ کی مزید روایات

۳۱۹۷ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ : ثَنَا الْحِمَّانِيُّ، قَالَ : ثَنَا يُوسُفُ بْنُ يَزِيدَ، قَالَ : ثَنَا خَالِدُ بْنُ ذَكْوَانَ ؛ عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ ؛ قَالَ : سَأَلْتُهَا عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَاشُوْرَاءَ .فَقَالَتْ : (بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْأَمْصَارِ مَنْ كَانَ أَصْبَحَ صَائِمًا فَلْيَقُمْ عَلٰى صَوْمِهٖ، وَمَنْ كَانَ أَصْبَحَ مُفْطِرًا فَلْيُتِمَّ آخِرَ يَوْمِهٖ) فَلَمْ نَزَلْ نَصُوْمُهُ بَعْدُ وَنُصَوِّمُهُ صِبْيَانَنَا وَهُمْ صِغَارٌ وَنَتَّخِذُ لَهُمُ اللُّعْبَةَ مِنَ الْعِهْنِ ؛ فَإِذَا سَأَلُوْنَا الطَّعَامَ أَعْطَيْنَاهُمُ اللُّعْبَةَ .فَفِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ أَنَّهُمْ كَانُوْا يَمْنَعُوْنَ صِبْيَانَهُمُ الطَّعَامَ، وَيُصَوِّمُوْنَهُمْ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ .وَهٰذَا -عِنْدَنَا -غَيْرُ جَائِزٍ، لِأَنَّ الصِّبْيَانَ غَيْرُ مُتَعَبَّدِيْنَ بِصِيَامٍ وَلَا بِصَلَاةٍ، وَلَا بِغَيْرِ ذٰلِكَ .وَكَيْفَ يَكُوْنُوْنَ مُتَعَبَّدِيْنَ بِشَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ، وَقَدْ رَفَعَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَنْهُمَ الْقَلَمَ ؟'' .

۳۱۹۷: خالد بن ذکوان کہتے ہیں کہ میں نے ربیع بنت معوذؓ سے یوم عاشورہ کے متعلق دریافت کیا تو وہ کہنے لگیں جناب رسول اللہ ﷺ نے شہروں میں آدمی روانہ کر کے حکم فرمایا۔ جس نے صبح روزہ کی حالت میں کی ہے وہ اپنے روزے پر قائم رہے اور جس نے صبح کے وقت کچھ کھا پی لیا ہے وہ اپنے دن کا اجر پورا کرے (یعنی دن کو کھانے سے گریز کرے) چنانچہ ہم یہ روزہ رکھتے رہے اور ہمارے بچے بھی رکھتے رہے حالانکہ وہ چھوٹے تھے اور ہم ان کو بہلانے کے لئے کھلونے دیتے جو کہ اون سے بہلاوے کے لئے بنائے جاتے تا کہ وہ کھانے سے رکے رہیں (یہ بچوں میں روزہ کا شوق پیدا کرنے کے لئے)۔ پس اس روایت سے یہ معلوم ہوا کہ وہ بچوں سے کھانے کو روک کر ان سے عاشوراء کا روزہ رکھوائے ہمارے ہاں یہ طریق درست نہیں۔ کیونکہ بچے تو نماز روے کے مکلف نہیں وہ ان عبادات کے کس طرح ذمہ دار ہوں جب کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو مرفوع القلم قرار دیا۔

**تخریج** : مسلم فی الصیام روایت ۳٦۔

**تنبیہ:** اس روایت میں بچوں کے روزے رکھنے کا ذکر ہے بچوں پر غیر مکلّف ہونے کی وجہ سے روزہ فرض نہیں ہے البتہ ترغیب اور روزے کے شوق کو تیز کرنے کے لئے ایسا کرنا درست ہے جیسا کہ دس سال کے بچوں کو مار کر نماز پڑھانے کا حکم ہے البتہ اس سے فرضیت روزہ پر استدلال چنداں درست نہیں کیونکہ بچے تو مرفوع القلم ہیں جیسا اس روایت میں موجود ہے۔

۳۱۹۸ : حَدَّثَنَا يُوْنُسُ، قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ : أَخْبَرَنِيْ جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِيْ ظَبْيَانَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ (رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ، عَنِ الصَّبِيِّ حَتّٰى يَكْبَرَ، وَعَنِ النَّائِمِ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ، وَعَنِ الْمَجْنُوْنِ حَتّٰى يُفِيْقَ) .

۳۱۹۸: عبداللہ بن عباس ؓ نے علی بن ابی طالبؓ سے نقل کیا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین آدمی

مرفوع القلم ہیں بچہ یہاں تک کہ وہ بالغ ہو اور سونے والے سے یہاں تک کہ وہ بیدار ہو اور مجنون سے یہاں تک کہ اس کو افاقہ ہو۔ عاشوراء کے دن کے روزہ کی منسوخی کے متعلق جناب رسول اللہ ﷺ سے صحیح روایات مروی ہیں ۔ذیل میں ملاحظہ کی جائیں۔

**تخریج** : بخاری فی الطلاق باب ۱۱' والحدود باب ۲۲' ابو داؤد فی الحدود باب ۱۷' نسائی فی الطلاق باب ۲۱' ابن ماجه فی الطلاق باب ۱۵' دارمی فی الحدود باب ۱' مسند احمد ۱۱۸/۱' ۱۱' ۱۰۱/۶۔

**۳۱۹۹** : حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ' قَالَ : ثَنَا عَفَّانَ' قَالَ : ثَنَا حَمَّادٌ' عَنْ اِبْرَاهِيْمَ' عَنِ الْاَسْوَدِ' عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا' عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ' مِثْلَهٗ .وَقَدْ رُوِيَ فِيْ نَسْخِ صَوْمِ يَوْمِ عَاشُوْرَاءَ' عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آثَارٌ صَحِيْحَةٌ .

**۳۱۹۹**: اسود نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔

## نسخ فرضیت کی روایات:

**۳۲۰۰** : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوُدَ' قَالَ : ثَنَا الْوَهْبِيُّ' قَالَ : ثَنَا الْمُبَارَكُ بْنُ فَضَالَةَ' عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ اِسْمَاعِيْلَ' عَنْ شَقِيْقِ بْنِ سَلْمَةَ' قَالَ : دَخَلْتُ عَلَى ابْنِ مَسْعُوْدٍ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ ' وَعِنْدَهٗ رُطَبٌ' فَقَالَ : (اُدْنُهْ) فَقُلْتُ : اِنَّ هٰذَا يَوْمُ عَاشُوْرَاءَ ' وَأَنَا صَائِمٌ' فَقَالَ (اِنَّ هٰذَا الْيَوْمَ اُمِرْنَا بِصِيَامِهٖ قَبْلَ رَمَضَانَ) .

**۳۲۰۰**: شقیق بن سلمہ کہتے ہیں کہ میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس عاشورہ کے دن گیا ان کے ہاں تازہ کھجور پڑی تھی وہ فرمانے لگے قریب آ جاؤ میں نے کہا یہ عاشورہ کا دن ہے اور میں نے روزہ رکھا ہوا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ ہمیں اس دن کے روزے کا حکم رمضان کی فرضیت سے پہلے تھا۔

**۳۲۰۱** : حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ' قَالَ : ثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ' قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ' عَنْ أَبِيْهِ' عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ' عَنْ قَيْسِ بْنِ السَّكَنِ' عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ' قَالَ : أَتَاهُ رَجُلٌ وَهُوَ يَأْكُلُ' فَقَالَ لَهٗ : هَلُمَّ' فَقَالَ : اِنِّيْ صَائِمٌ' فَقَالَ لَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ (كُنَّا نَصُوْمُهٗ' ثُمَّ تُرِكَ) يَعْنِيْ : يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ .

**۳۲۰۱**: قیس بن سکن نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ ان کے پاس ایک آدمی آیا جبکہ وہ کھانا کھا رہے تھے انہوں نے کہا آ جاؤ! اس آدمی نے کہا میں روزے سے ہوں اس کو عبداللہ نے فرمایا ہم یہ روزہ رکھتے تھے پھر یہ چھوڑ دیا گیا۔

**تخریج** : مسلم فی الصوم نمبر ۱۲۳۔

**۳۲۰۲** : حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ مَرْزُوْقٍ' وَابْنُ أَبِيْ دَاوُدَ' قَالَا : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ' قَالَ : حَدَّثَنِيْ

اللَّيْثُ، قَالَ : أَخْبَرَنِي عُقَيْلٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ : أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِصِيَامِ يَوْمِ عَاشُوْرَاءَ، قَبْلَ أَنْ يُفْرَضَ رَمَضَانُ، فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ، فَقَالَ مَنْ شَاءَ صَامَ عَاشُوْرَاءَ، وَمَنْ شَاءَ أَفْطَرَ) .

۳۲۰۲: عروہ بن زبیر نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشورہ کے روزہ کا حکم دیا اور یہ رمضان کی فرضیت سے پہلے کی بات ہے جب رمضان فرض ہوا تو پھر اختیار دیا گیا کہ جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے افطار کرے۔

**تخریج** : بخاری فی الصوم باب۳۸، مسلم فی الصیام نمبر ۱۱٦، نسائی فی الصیام باب ۵۵ ٦۱، موطا مالك ۳٤۔

۳۲۰۳ : حَدَّثَنَا رَبِيْعٌ الْمُؤَذِّنُ، قَالَ : ثَنَا أَسَدٌ وَشُعَيْبٌ، قَالَا : ثَنَا اللَّيْثُ، قَالَ حَدَّثَنِي يَزِيْدُ بْنُ أَبِي حَبِيْبٍ، أَنَّ عِرَاكًا أَخْبَرَهُ أَنَّ عُرْوَةَ أَخْبَرَهُ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِثْلَهُ .

۳۲۰۳: عروہ نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۳۲۰۴ : حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا شَيْبَانُ، عَنِ الْأَشْعَثِ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي ثَوْرٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : (كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا بِصَوْمِ عَاشُوْرَاءَ وَيُحِثُّنَا عَلَيْهِ وَيَتَعَاهَدُنَا عَلَيْهِ، فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ، لَمْ يَأْمُرْنَا، وَلَمْ يَنْهَنَا، وَلَمْ يَتَعَاهَدْنَا عَلَيْهِ) .

۳۲۰۴: ابوثور نے جابر بن سمرہؓ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عاشورہ کے روزہ کا حکم فرماتے اور اس کی خوب نگرانی واہتمام فرماتے تھے پھر جب رمضان المبارک فرض ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ حکم فرمایا اور نہ منع فرمایا اور نہ اہتمام فرمایا اور نہ دیکھ بھال فرمائی۔

**تخریج** : مسلم فی الصیام نمبر۱۲۵۔

۳۲۰۵ : حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، قَالَ : سَمِعْتُ شُعْبَةَ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُخَيْمِرَةَ، عَنْ أَبِي عَمَّارٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ قَالَ (أُمِرْنَا بِصَوْمِ عَاشُوْرَاءَ قَبْلَ أَنْ يُفْرَضَ رَمَضَانُ، فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ لَمْ نُؤْمَرْ، وَلَمْ نُنْهَ عَنْهُ، وَنَحْنُ نَفْعَلُهُ) .

۳۲۰۵: ابوعمارہ نے قیس بن سعد بن عبادہؓ سے نقل کیا کہ ہمیں رمضان کی فرضیت سے پہلے روزے کا حکم تھا جب رمضان فرض ہو گیا تو ہمیں نہ حکم دیا گیا اور نہ منع کیا گیا مگر ہم اس کو ادا کرتے رہے۔

**تخریج** : اسی طرح کی روایت بخاری فی الصوم باب۱، ٦۹، مسلم فی الصیام ۱۱۳/۱۱٦، ابو داؤد فی الصوم باب٦۳، دارمی

فی الصوم باب ٤٦، مالك فی الصوم ٣٣۔

۳۲۰۶ : حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ شَیْبَةَ، قَالَ : ثَنَا رَوْحٌ، قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ قَالَ : سَمِعْتُ الْحَكَمَ، قَالَ : سَمِعْتُ، الْقَاسِمَ بْنَ مُخَیْمِرَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِیْلٍ، عَنْ قَیْسِ بْنِ سَعْدٍ، مِثْلَهُ.

۳۲۰۶: عروہ بن شرحبیل نے قیس بن سعد سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۳۲۰۷ : حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا سَعِیْدُ بْنُ عَامِرٍ، عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُخَیْمِرَةَ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهُ .فَفِیْ هٰذِهِ الْآثَارِ نَسْخُ وُجُوْبِ صَوْمِ یَوْمِ عَاشُوْرَاءَ، وَدَلِیْلُ أَنَّ صَوْمَهُ قَدْ رُدَّ إِلَی التَّطَوُّعِ، بَعْدَ أَنْ كَانَ فَرْضًا .وَقَدْ رُوِیَتْ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ آثَارٌ أُخَرُ، فِیْهَا دَلِیْلٌ عَلٰی أَنَّ صَوْمَهُ، كَانَ اخْتِیَارًا، لَا فَرْضًا.

۳۲۰۷: حکم نے قاسم بن مخیمرہ سے پھر انہوں نے اپنی اسناد سے روایت نقل کی ہے۔ ان روایات میں عاشوراء کے دن روزہ کا منسوخ ہونا مذکور ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اس دن کے روزے کو نفل قرار دیا گیا جب کہ یہ پہلے فرض تھا۔ جناب رسول اللہ ﷺ سے اس کے علاوہ روایات بھی وارد ہیں جو اس بات کو ثابت کرتی ہیں کہ اس روزہ کے رکھنے اور نہ رکھنے کا اختیار تھا فرض نہ تھا۔ ان میں سے چند ذیل میں ہیں۔

**حاصل روایات:** ان روایات سے ثابت ہوا کہ رمضان المبارک کی فرضیت سے پہلے یہ روزہ فرض تھا پھر فرضیت منسوخ ہو کر دوبارہ تطوع اور نفل کی طرف لوٹ آیا۔

## موقف فریق ثانی:

یہ روزے فرض نہ تھے نہ ہوئے کہ ان کے منسوخ ہونے کی نوبت آئی بس جو حیثیت پہلے تھی وہی باقی رہی شروع میں بھی رکھنے نہ رکھنے کا اختیار تھا تو آخر میں بھی یہی رہا۔

جیسا کہ ان روایات سے ظاہر ہوتا ہے۔

۳۲۰۸ : .فَمِنْهَا مَا حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، وَعَلِیُّ بْنُ شَیْبَةَ، قَالَا : ثَنَا رَوْحٌ، قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِیْ بِشْرٍ، عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ (لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِیْنَةَ، وَجَدَ الْیَهُوْدَ یَصُوْمُوْنَ یَوْمَ عَاشُوْرَاءَ، فَسَأَلَهُمْ ؛ فَقَالُوْا : هٰذَا الْیَوْمُ الَّذِیْ أَظْهَرَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِیْهِ مُوْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ عَلٰی فِرْعَوْنَ .فَقَالَ أَنْتُمْ أَوْلٰی بِمُوْسٰی مِنْهُمْ، فَصُوْمُوْهُ) فَفِیْ هٰذَا الْحَدِیْثِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، إِنَّمَا صَامَهُ شُكْرًا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فِیْ إِظْهَارِ مُوْسٰی عَلٰی فِرْعَوْنَ، فَذٰلِكَ عَلَی الْاِخْتِیَارِ، لَا عَلَی الْفَرْضِ .

۳۲۰۸: سعید بن جبیر نے ابن عباس ؓ سے نقل کیا کہ جب جناب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو آپ نے یہود

کو عاشورہ کے دن کا روزہ رکھتے پایا آپ نے ان سے دریافت کیا (کہ یہ روزہ کیوں کر رکھتے ہو) تو انہوں نے کہا اس دن اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو فرعون پر غلبہ عنایت فرمایا تو آپ نے فرمایا تم ان کی نسبت موسیٰ علیہ السلام سے زیادہ قریب ہو۔ پس تم روزہ رکھو۔ اس روایت نے واضح کر دیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اس دن کا روزہ اس شکریہ میں رکھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرعون پر جناب موسیٰ علیہ السلام کو غلبہ عنایت فرمایا۔ پس اس روزے میں اختیار ہوا نہ کہ فرضیت۔ ذیل کی روایات ملاحظہ ہوں۔

**تخریج** : بخاری فی الصوم باب ۶۹' مسلم فی الصیام ۱۲۷۔

**حاصلِ روایات:** اس روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہود شکریہ کا روزہ رکھتے تھے اور اس طرح کے روزے تو اختیاری ہوتے ہیں نہ کہ فرض۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ملاحظہ ہو۔

**۳۲۰۹ :وَقَدْ حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ' وَابْنُ مَرْزُوْقٍ' قَالَا : ثَنَا رَوْحٌ' قَالَ : ثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ' قَالَ : ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ يَزِيْدَ' أَنَّهُ سَمِعَ (ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ مَا عَلِمْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَحَرَّى صِيَامَ يَوْمٍ عَلٰى غَيْرِهٖ' إِلَّا هٰذَا الْيَوْمَ' يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ' أَوْ شَهْرَ رَمَضَانَ) .**

۳۲۰۹: ابو یزید کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو فرماتے سنا کہ میرے علم میں نہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ اس دن کے روزہ کا جس قدر اہتمام فرماتے تھے اور کسی (نفلی) روزہ کا اتنا اہتمام نہ ہوتا تھا یا پھر رمضان کا اہتمام ہوتا۔

**تخریج** : مسلم فی الصیام ۱۳۱۔

**۳۲۱۰ :حَدَّثَنَا رَبِيْعٌ الْجِيْزِيُّ' قَالَ : ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْأَزْرَقِيُّ' قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْوَرْدِ' قَالَ : سَمِعْتُ ابْنَ أَبِيْ مُلَيْكَةَ يَقُوْلُ : حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ يَزِيْدَ' عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ' عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (لَيْسَ لِيَوْمٍ فَضْلٌ عَلٰى يَوْمٍ فِي الصِّيَامِ' إِلَّا شَهْرَ رَمَضَانَ' وَيَوْمَ عَاشُوْرَاءَ) .**

۳۲۱۰: عبیداللہ بن ابی یزید نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے نقل فرمایا کہ کسی دن کے روزے کو دوسرے دن کے روزے پر فضیلت حاصل نہیں سوائے رمضان المبارک اور عاشورہ کے روزے کے۔

**۳۲۱۱ :حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ' وَابْنُ مَرْزُوْقٍ' قَالَا : ثَنَا رَوْحٌ' قَالَ : ثَنَا حَاجِبُ بْنُ عُمَرَ قَالَ : سَمِعْتُ (الْحَكَمَ بْنَ الْأَعْرَجِ' يَقُوْلُ : قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ أَخْبِرْنِيْ عَنْ يَوْمِ عَاشُوْرَاءَ .قَالَ عَنْ أَيِّ بَالِهٖ تَسْأَلُ ؟ قُلْتُ : أَسْأَلُ عَنْ صِيَامِهٖ' أَيَّ يَوْمٍ أَصُوْمُ ؟ قَالَ إِذَا أَصْبَحْتَ مِنْ تَاسِعَةٍ' فَأَصْبِحْ صَائِمًا .قُلْتُ :**

كَذٰلِكَ كَانَ يَصُوْمُ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؟ قَالَ نَعَمْ .) فَهٰذَا ابْنُ عَبَّاسٍ قَدْ رُوِىَ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَصُوْمُ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ .وَقَدْ دَلَّ ذٰلِكَ عَلٰى صَوْمِهٖ، ذٰلِكَ أَنَّهُ كَانَ اخْتِيَارًا لَا فَرْضًا' مَا قَدْ رَوَاهُ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ' عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِىْ إِخْبَارِهٖ بِالْعِلَّةِ الَّتِىْ مِنْ أَجْلِهَا صَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ .

۳۲۱۱: حکم بن اعرج کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ آپ مجھے یوم عاشورہ کے متعلق بتلائیں تو وہ کہنے لگے کیا تم اس کے روزے سے متعلق پوچھتے ہو کہ میں کسی دن روزہ رکھوں تو فرمانے لگے جب تم نویں کی صبح کرو تو روزہ رکھو۔ میں نے پوچھا؟ کیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح روزہ رکھتے تھے اس پر انہوں نے کہا جی ہاں! تو یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہیں جن کی روایت گزری کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عاشوراء کا روزہ رکھتے تھے۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ کا روزہ نفلی تھا نہ کہ فرض۔ حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ نے ان روایات میں جو انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کی ہیں۔ ان میں اس علت کو واضح کیا جس کی بناء پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن روزہ رکھا۔ روایت ملاحظہ کریں۔

**تخریج** : مسلم فی الصیام نمبر ۱۳۲' ابو داؤد فی الصوم باب ٦٤۔

**حاصل روایات** : یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بتلا رہے ہیں کہ وہ عاشورہ کے دن کا روزہ رکھتے تھے یہ بھی دلیل ہے کہ روزہ اختیاری تھا فرض نہ تھا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی سعید بن جبیر والی روایت میں مذکور علت بھی اس بات کی مؤید نظر آتی ہے۔

۳۲۱۲ :وَقَدْ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَنْصُوْرٍ' قَالَ : ثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ جَمِيْلٍ' قَالَ : ثَنَا شَرِيْكٌ' عَنْ جَابِرٍ' عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ' عَنْ أَبِىْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ' عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ' كَانَ يَصُوْمُ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ) . فَقَدْ يَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ ذٰلِكَ أَيْضًا' مِنْ أَجْلِ الْمَعْنَى الَّذِىْ ذَكَرَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا .

۳۲۱۲: ابوعبدالرحمٰن نے علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عاشورہ کے دن کا روزہ رکھتے تھے۔ اس روایت میں جو کچھ مذکور ہے ممکن ہے کہ یہ اسی بنیاد پر ہو جو روایت ابن عباس رضی اللہ عنہما میں منقول ہوئی یعنی رکھنے نہ رکھنے کا اختیار تھا تاکید نہ تھی۔

۳۲۱۳ :وَقَدْ حَدَّثَنَا فَهْدٌ' قَالَ : ثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ' قَالَ : ثَنَا إِسْرَائِيْلُ' عَنْ ثُوْرٍ' قَالَ : سَمِعْتُ (عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ يَقُوْلُ : هٰذَا يَوْمُ عَاشُوْرَاءَ فَصُوْمُوْهُ فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْمُرُ بِصَوْمِهٖ). فَقَدْ يَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ ذٰلِكَ لِلْعِلَّةِ الَّتِىْ ذَكَرْنَاهَا أَيْضًا .

۳۲۱۳: ثور کہتے ہیں کہ عبداللہ بن زبیر سے میں نے سنا یہ عاشورہ کا دن ہے پس تم روزہ رکھو اس لئے کہ جناب

رسول اللہ ﷺ اس کے روزے کا حکم فرماتے تھے۔
امام طحاویؒ فرماتے ہیں ممکن ہے کہ یہ روزے کا حکم اس علت کی بنا پر ہو جس کا ہم نے تذکرہ کیا۔

۳۲۱۴ :حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ : ثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَيْسَرَةَ الْوَاسِطِيُّ قَالَ : ثَنَا مَزِيْدَةُ بْنُ جَابِرٍ عَنْ أُمِّهِ أَنَّ عُثْمَانَ اسْتَعْمَلَ أَبَا مُوْسٰى عَلَى الْكُوْفَةِ فَقَالَ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ (صُوْمُوْا هٰذَا الْيَوْمَ فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَصُوْمُهُ) . فَهٰذَا الْحَدِيْثُ يَحْتَمِلُ مَا فِيْ حَدِيْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَيْضًا .

۳۲۱۴: مزیدہ بن جابر نے اپنی والدہ سے نقل کیا کہ عثمانؓ نے ابوموسیٰؓ کو کوفہ کا عامل بنایا تو انہوں نے عاشورہ کے دن کہا آج کے دن روزہ رکھو اس لئے کہ جناب رسول اللہ ﷺ روزہ رکھتے تھے۔
اس روایت میں بھی وہی احتمال ہے جو روایت ابن عباس ؓ میں ہم نے ذکر کیا۔

۳۲۱۵ :حَدَّثَنَا رَبِيْعٌ الْجِيْزِيُّ قَالَ : ثَنَا أَسَدٌ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنِ الْحُرِّ بْنِ الصَّيَّاحِ عَنْ هُنَيْدَةَ بْنِ خَالِدٍ عَنْ امْرَأَتِهِ عَنْ بَعْضِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَصُوْمُ تِسْعَ ذِي الْحِجَّةِ وَيَوْمَ عَاشُوْرَاءَ وَثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ) فَهٰذَا أَيْضًا مِثْلُ الَّذِيْ قَبْلَهُ.

۳۲۱۵: ہنیدہ بن خالد نے اپنی بیوی سے نقل کیا اس نے ازواج النبی ﷺ میں سے کسی سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نو ذی الحجہ اور یوم عاشورہ ہر ماہ میں تین دن کے روزے رکھتے تھے یہ روایت بھی ماقبل کی طرح ہے۔

۳۲۱۶ :حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ : ثَنَا الْحِمَّانِيُّ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عُمَيْسٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (قَدْ كَانَ يَوْمُ عَاشُوْرَاءَ يَوْمًا يَصُوْمُهُ الْيَهُوْدُ وَيَتَّخِذُوْنَهُ عِيْدًا فَصُوْمُوْهُ أَنْتُمْ) . فَفِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِصَوْمِهِ لِأَنَّ الْيَهُوْدَ كَانَتْ تَصُوْمُهُ .وَقَدْ أَخْبَرَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِيْ حَدِيْثِهِ بِالْعِلَّةِ الَّتِيْ مِنْ أَجْلِهَا كَانَتِ الْيَهُوْدُ تَصُوْمُهُ أَنَّهَا عَلَى الشُّكْرِ مِنْهُمْ لِلّٰهِ تَعَالٰى فِيْ إِظْهَارِهِ مُوْسٰى عَلٰى فِرْعَوْنَ وَأَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْضًا صَامَهُ كَذٰلِكَ وَالصَّوْمُ لِلشُّكْرِ اخْتِيَارٌ لَا فَرْضٌ .

۳۲۱۶: ابن شہاب نے ابوموسیٰؓ سے نقل کیا کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا عاشورہ کا دن وہ تھا جس میں یہود روزہ رکھتے تھے اور اس کو عید کے طور پر مناتے تھے پس تم بھی روزہ رکھو۔ یہ روایت بتلا رہی ہے کہ جناب رسول اللہ نے اس دن کے روزے کا حکم فرمایا اور یہود یہ روزہ اس شکریہ کے طور پر رکھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو

فرعون پر غلبہ عنایت فرمایا۔اور آپ ﷺ نے بھی اسی طور پر روزہ رکھا اور شکر کا روزہ اختیار ہوتا ہے نہ کہ فرض۔
ذیل کی روایات۔ملاحظہ کریں۔اس روایت میں آپ نے ان کو روزے کا حکم فرمایا جس کا مقصد گناہوں کا کفارہ
اور ثواب کا حصول تھا اور یہ ہماری پیش کردہ روایت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے خلاف نہیں کیونکہ یہ عین ممکن ہے کہ آپ
اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اس بات پر شکرگزاری کرتے ہوئے روزہ رکھتے ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ سے ادا کرتے ہو کہ
موسیٰ علیہ السلام نے اس کے ذریعہ شکر یہ ادا کیا پس اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ گزشتہ سال کے گناہ مٹا دیتے ہوں

**تخریج** : بخاری فی الصوم باب ٦٩' مسلم فی الصیام ١٢٩۔

**حاصلِ روایات:** روایات بالا اور خصوصاً یہ روایت ظاہر کر رہی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے روزہ رکھنے کا اس لئے حکم فرمایا
کیونکہ یہودی نجات بنی اسرائیل اور غرق فرعون کی خوشی میں یہ روزہ رکھتے تھے گویا یہ صوم تشکر تھا جناب رسول اللہ ﷺ نے بھی
بطور تشکر رکھنے کا حکم فرمایا تشکر میں تو اختیار رہتا ہے نہ کہ فرضیت۔

**۳۲۱۷ : حَدَّثَنَا يُوْنُسُ، قَالَ : ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ : حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَاللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (مَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَصُوْمَ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ فَلْيَصُمْهُ، وَمَنْ لَمْ يُحِبَّ فَلْيَدَعْهُ).**

۳۲۱۷: نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے جو تم میں روزہ رکھنا پسند کرے تو وہ عاشورہ کا
روزہ رکھے اور جو نہ چاہے نہ رکھے۔

**تخریج** : مسلم فی الصیام ١١٧' ١١٨' ابو داؤد فی الصوم باب ٦٤' ابن ماجہ فی الصیام باب ٤١۔

**۳۲۱۸ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا الْوَهْبِيُّ، قَالَ : ثَنَا ابْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ يَوْمِ عَاشُوْرَاءَ (إِنَّ هٰذَا يَوْمٌ كَانَتْ قُرَيْشٌ تَصُوْمُهُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَمَنْ شَاءَ أَنْ يَصُوْمَهُ فَلْيَصُمْهُ، وَمَنْ شَاءَ أَنْ يَتْرُكَهُ فَلْيَتْرُكْهُ)**

۳۲۱۸: نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے' جو آدمی چاہے پس اس کا
روزہ رکھ لے اور جو چھوڑنا چاہے وہ چھوڑ دے۔

**تخریج** : سابقہ تخریج نمبر ٣٢١٨۔

**۳۲۱۹ : حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا رَوْحٌ، قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ : سَمِعْتُ غَيْلَانَ بْنَ جَرِيْرٍ، يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَعْبَدٍ، عَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ قُلْتُ (الْأَنْصَارِيِّ ؟) قَالَ : الْأَنْصَارِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ فِيْ صَوْمِ يَوْمِ عَاشُوْرَاءَ (إِنِّيْ أَحْتَسِبُ عَلَى اللّٰهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِيْ قَبْلَهُ).**

۳۲۱۹: عبداللہ بن معبد نے ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا کہ آپ نے عاشورہ کے

روزے کے متعلق فرمایا میں اللہ تعالیٰ سے امید کرتا ہوں کہ وہ اس کے ذریعہ ایک سال پہلے کے گناہ معاف فرما دیتے ہیں۔

**تخریج** : مسلم فی الصیام ۱۹۶، ۱۹۷، ابو داؤد فی الصوم باب۵۳، ترمذی فی الصوم باب۴۶، ابن ماجه فی الصیام باب ۴۰، مسند احمد ۳۰۸/۵۔

۳۲۲۰ :حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ، قَالَ : ثَنَا أَبِیْ، قَالَ : سَمِعْتُ غَيْلَانَ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ .

۳۲۲۰: وہب بن جریر نے اپنے والد سے نقل کیا انہوں نے غیلان سے سنا پھر انہوں نے اپنی سند سے روایت نقل کی ہے۔

۳۲۲۱ : حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُوْنَ، وَحَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ غَيْلَانَ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ .فَفِیْ هٰذَا الْحَدِيْثِ أَنَّهُ أَمَرَهُمْ بِصَوْمِهِ احْتِسَابًا لِمَا ذَكَرَ فِيْهِ مِنَ الْكَفَّارَةِ، وَلَيْسَ هٰذَا بِمُخَالِفٍ -عِنْدَنَا - لِحَدِيْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ، لِأَنَّهُ قَدْ يَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ كَانَ يَصُوْمُهُ شُكْرًا لِلّٰهِ، لَمَّا أَظْهَرَ مُوْسٰى عَلٰى فِرْعَوْنَ، فَيَشْكُرُ اللّٰهَ بِهِ، مَا شَكَرَهُ بِهِ مِنْ ذٰلِكَ، فَيُكَفِّرُ بِهِ عَنِ السَّنَةِ الْمَاضِيَةِ .

۳۲۲۱: مہدی بن میمون اور حماد بن زید نے غیلان سے نقل کیا پھر انہوں نے اپنی اسناد سے روایت ذکر کی ہے۔

**حاصل روایات**: اس روایت میں احتساب کا تذکرہ ہے مگر یہ حدیث ابن عباس کے خلاف نہیں کیونکہ حصول ثواب کی غرض تو شکر کے روزے سے بھی پوری ہوتی ہے اور اس شکریہ کی وجہ سے سال گزشتہ کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہوں کیونکہ لإن شکرو لازیدنکم (الایہ) کا وعدہ بھی تو موجود ہے پس اس سے بھی وجوب ثابت نہ ہوا۔

۳۲۲۲ :حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ وَابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَا : ثَنَا رَوْحٌ، قَالَ : ثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ عَامَ حَجَّ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُوْلُ : يَا أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ، أَيْنَ عُلَمَاؤُكُمْ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِیْ هٰذَا الْيَوْمِ "هٰذَا يَوْمُ عَاشُوْرَاءَ، وَلَمْ يُكْتَبْ عَلَيْكُمْ صِيَامُهُ، وَأَنَا صَائِمٌ، فَمَنْ شَاءَ فَلْيَصُمْ، وَمَنْ شَاءَ فَلْيُفْطِرْ ." فَقَدْ يَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ أَرَادَ بِقَوْلِهِ (وَلَمْ يُكْتَبْ عَلَيْكُمْ صِيَامُهُ) أَیْ صِيَامُ ذٰلِكَ الْيَوْمِ فِیْ ذٰلِكَ الْعَامِ .وَلَيْسَ فِیْ هٰذَا نَفْیُ أَنْ يَكُوْنَ قَدْ كَانَ كُتِبَ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ فِيْمَا تَقَدَّمَ ذٰلِكَ الْعَامَ مِنَ الْأَعْوَامِ، ثُمَّ نُسِخَ بَعْدَ ذٰلِكَ عَلٰى مَا تَقَدَّمَ مِنَ الْأَحَادِيْثِ الْأُوَلِ .فَقَدْ ثَبَتَ نَسْخُ صَوْمِ يَوْمِ عَاشُوْرَاءَ الَّذِیْ كَانَ فَرْضًا، وَأَمَرَ بِذٰلِكَ عَلَى الِاخْتِيَارِ، وَأَخْبَرَ بِمَا فِیْ ذٰلِكَ مِنَ الثَّوَابِ فَصَوْمُهُ حَسَنٌ، وَهُوَ الْيَوْمُ الْعَاشِرُ، قَدْ

قَالَ ذٰلِكَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِيْ حَدِيْثِ الْحَكَمِ بْنِ الْأَعْرَجِ، وَذَكَرَ ذٰلِكَ أَيْضًا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .وَقَدْ رُوِيَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذٰلِكَ أَيْضًا.

۳۲۲۲: حمید بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ میں نے حج والے سال حضرت معاویہؓ سے سنا جبکہ وہ منبر پر خطبہ میں کہہ رہے تھے اے اہل مدینہ تمہارے علماء کہاں ہیں؟ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو اس دن کے متعلق کہتے سنا کہ یہ عاشورہ کا دن ہے اس کا روزہ تم پر فرض نہیں کیا گیا جو چاہے اس کا روزہ رکھ لے اور جو چاہے وہ افطار کرے۔ ممکن ہے کہ انہوں نے اپنے قول ولم يُكتَب عليكم صيامُهٗ" سے اس دن کا روزہ اس سال کا مراد لیا ہو۔ اس میں اس بات کی نفی نہیں کہ یہ پہلے گذشتہ سالوں میں فرض تھا پھر یہ منسوخ کیا گیا۔ جیسا کہ پہلی مذکورہ روایات میں گزرا۔ پس یوم عاشوراء کے دن روزہ منسوخ ہوا۔ اس کے بعد کہ یہ پہلے فرض تھا اور اس کا حکم اختیاری کر دیا گیا اور اس کے ثواب کی اطلاع دی' اس کا روزہ رکھنا بہت بہتر ہے اور وہ دسویں تاریخ کا روزہ ہے۔ حکم بن اعرج والی روایت میں یہ ابن عباس ؓ سے نقل کیا گیا اور جناب رسول اللہ ﷺ سے بھی روایت کیا گیا اور جناب رسول اللہ ﷺ سے مزید روایات ذیل میں ہیں۔

**تخریج** : بخاری فی الصوم باب ۶۹' مسلم فی الصیام ۱۲۶۔

**حاصل روایات:** اس روایت بالا میں **لم يكتب عليكم صيامه** کے الفاظ سے مراد اس دن کا روزہ اس سال فرض نہیں کیا گیا اس میں فرض ہو کر منسوخ ہونے کی نفی نہیں بلکہ حضرت معاویہ اس کی موجودہ حالت بتلا رہے ہیں کہ اب اس کے روزے کی حیثیت فرضیت والی نہیں ہے باقی فرض ہو کر نسخ کی روایت گزشتہ سطور میں ذکر کی جا چکی ہیں اب روزہ رکھ لیا جائے تو ثواب ہے نہ رکھنے میں کوئی حرج نہیں ابن عباس ؓ کی روایت سے واضح ہوتا ہے کہ یہ دسویں کا دن ہی ہے اس سے نویں تاریخ مراد لینا درست نہیں ہے۔

روایت ملاحظہ ہو۔

۳۲۲۳: مَا حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ، قَالَ : ثَنَا أَسَدٌ، قَالَ : ثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (لَئِنْ عِشْتُ الْعَامَ الْقَابِلَ، لَأَصُوْمَنَّ يَوْمَ التَّاسِعِ يَعْنِيْ عَاشُوْرَاءَ) .

۳۲۲۳: عبداللہ بن عمیر ؓ نے ابن عباس ؓ سے انہوں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے کہ اگر میں آئندہ سال زندہ رہا تو میں نویں تاریخ یعنی عاشورہ کا روزہ رکھوں گا۔

**تخریج** : مسلم فی الصیام ۱۳۴' ابو داؤد فی الصوم باب ۶۵' ابن ماجہ فی الصیام باب ۴۱۔

۳۲۲۴: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ، وَأَبُوْ دَاوُدَ، قَالَا : ثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ

مِثْلَهٗ ، غَيْرَ أَنَّهٗ قَالَ (لَأَصُوْمَنَّ عَاشُوْرَاءَ ' يَوْمَ التَّاسِعِ) .

۳۲۲۴: ابو عامر اور ابو داؤد دونوں نے ابن ابی ذئب سے نقل کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے اسی طرح بیان کیا صرف فرق یہ ہے کہ لَأَصُوْمَنَّ عَاشُوْرَاءَ پہلے اور يَوْمَ التَّاسِعِ بعد میں لائے۔

۳۲۲۵ : حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ وَعَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ' قَالَا : ثَنَا رَوْحٌ' قَالَ : ثَنَا ابْنُ أَبِیْ ذِئْبٍ' فَذَكَرَ مِثْلَ حَدِيْثِ سُلَيْمَانَ .فَقَوْلُهٗ (لَأَصُوْمَنَّ عَاشُوْرَاءَ ' يَوْمَ التَّاسِعِ) إِخْبَارٌ مِنْهُ' عَلٰى أَنَّهٗ يَكُوْنُ ذٰلِكَ الْيَوْمُ' يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ ' وَقَوْلُهٗ (لَأَصُوْمَنَّ يَوْمَ التَّاسِعِ) يَحْتَمِلُ (لَأَصُوْمَنَّ يَوْمَ التَّاسِعِ مَعَ الْعَاشِرِ) أَیْ لِئَلَّا أَقْصِدَ بِصَوْمِی إِلٰی يَوْمِ عَاشُوْرَاءَ بِعَيْنِهٖ' كَمَا يَفْعَلُ الْيَهُوْدُ' وَلٰكِنْ أَخْلِطُهٗ بِغَيْرِهٖ' فَأَكُوْنُ قَدْ صُمْتُهٗ' بِخِلَافِ مَا تَصُوْمُهٗ يَهُوْدُ .وَقَدْ رُوِیَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَا يَدُلُّ عَلٰی هٰذَا الْمَعْنٰی .

۳۲۲۵: روح نے ابن ابی ذئب سے نقل کیا پھر انہوں نے اپنی اسناد سے روایت اسی طرح نقل کی جیسا حدیث سلیمان میں وارد ہے۔ آپ کے ارشاد: ''لا صومن عاشوراء یوم التاسع ''اس میں آپ نے یہ خبر دی کہ یہ دن عاشورہ کا دن ہے اور نویں تاریخ کے روزہ کا مطلب یہ ہے۔ کہ میں نویں تاریخ کو دسویں کے ساتھ ملا کر روزہ رکھوں گا تا کہ دسویں دن کے روزہ رکھنے سے یہود جیسا قصد نہ ہونے پاتے کہ وہ صرف دسویں کا روزہ رکھتے ہیں بلکہ میں اسے دوسرے روزے سے ملا کر رکھوں گا تا کہ میرا روزہ یہود کے روزہ سے مختلف رہے۔ حضرت ابن عباس ؓ سے اس معنیٰ کی روایات وارد ہیں جو ذیل میں ہے۔

**حاصل روایات:** ان روایات میں نویں کو عاشورہ کہا گیا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ میں دسویں کے ساتھ نویں کو ملا کر روزہ رکھوں گا تا کہ یہود کی مخالفت ہو جائے وہ فقط دسویں کا روزہ رکھتے ہیں اور ابن عباس ؓ نے گزشتہ روایات کا خود معنیٰ یہی بتلایا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

۳۲۲۶ : حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ' قَالَ : ثَنَا رَوْحٌ' قَالَ : ثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ' قَالَ : أَخْبَرَنِیْ عَطَاءٌ أَنَّهٗ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ (خَالِفُوا الْيَهُوْدَ' وَصُوْمُوْا يَوْمَ التَّاسِعِ وَالْعَاشِرِ) . فَدَلَّ ذٰلِكَ عَلٰی أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ' قَدْ صَرَفَ قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (لَئِنْ عِشْتُ إِلٰی قَابِلٍ لَأَصُوْمَنَّ يَوْمَ التَّاسِعِ) إِلٰی مَا صَرَفْنَاهُ إِلَيْهِ .وَقَدْ جَاءَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ ذٰلِكَ أَيْضًا.

۳۲۲۶: عطا نے ابن عباس ؓ کو فرماتے سنا یہود کی مخالفت کرو اور نویں اور دسویں کا روزہ ملا کر رکھو۔ اس روایت سے یہ دلالت مل گئی کہ حضرت ابن عباس ؓ نے جناب رسول اللہ ﷺ کے ارشاد لئن عشت لاصومن یوم التاسع کا معنیٰ وہی لیا ہے جو ہم نے ذکر کیا ہے اور یہ معنیٰ جناب رسول اللہ ﷺ سے بھی مروی ہے جیسا کہ ذیل کی روایت میں ہے۔

**حاصلِ روایات:** ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کو کہ اگر میں آئندہ سال زندہ رہا تو نویں کا روزہ بھی ساتھ رکھوں گا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ مفہوم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے پیش نظر کیا ہے۔ وہ ارشاد یہ ہے۔

۳۲۲۷ : مَا حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِمْرَانَ بْنِ أَبِي لَيْلَى، قَالَ : حَدَّثَنِي أَبِي، قَالَ : حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي لَيْلَى، عَنْ دَاوُدَ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ ابْنِ عَبَّاسٍ، (عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَوْمِ يَوْمِ عَاشُوْرَاءَ صُوْمُوْهُ، وَصُوْمُوْا قَبْلَهُ يَوْمًا، أَوْ بَعْدَهُ يَوْمًا، وَلَا تَتَشَبَّهُوْا بِالْيَهُوْدِ)

۳۲۲۷: داؤد بن علی نے اپنے والد سے اور اپنے ابن دادا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یوم عاشورہ کے روزے کے متعلق نقل کیا ہے کہ اس کا روزہ رکھو اور اس سے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد روزہ رکھو اور یہود کی مشابہت مت اختیار کرو۔

۳۲۲۸ : حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ : ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ شِهَابٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ . فَثَبَتَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ مَا ذَكَرْنَاهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا أَرَادَ بِصَوْمِ التَّاسِعِ، أَنْ يُدْخِلَ صَوْمَهُ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ، فِي غَيْرِهِ مِنَ الصِّيَامِ، حَتّٰى لَا يَكُوْنَ مَقْصُوْدًا إِلٰى صَوْمِهِ بِعَيْنِهِ. كَمَا جَاءَ عَنْهُ فِي صَوْمِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ .

۳۲۲۸: ابوشہاب نے ابن ابی لیلیٰ سے روایت کی اور انہوں نے پھر اپنی اسناد سے نقل کی ہے۔ پس اس روایت سے ہماری مذکورہ بات ثابت ہوگئی کہ نویں تاریخ کے روزے سے آپ کا مقصد یہ تھا کہ عاشوراء کے روزے کو دوسرے میں داخل کر دیا جائے تا کہ معین دن کا روزہ مقصود نہ رہے جیسا کہ جمعہ کے روزے کے بارے میں آیا ہے جو ذیل کی روایات سے معلوم ہو رہا ہے۔

**حاصلِ روایات:** ان روایات سے یہ بات ثابت ہوئی کہ یوم تاسع یعنی نویں تاریخ کا تذکرہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارشاد میں اس لئے فرمایا تا کہ اس کے روزہ کو بھی یوم عاشورہ میں داخل فرمائیں تا کہ معینہ دن کا روزہ ہی مقصود نہ رہے اور یہ اسی طرح ہے جیسا کہ جمعہ کے دن کے روزہ کے سلسلہ میں وارد ہے۔

روایت یہ ہے۔

۳۲۲۹ : حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيْدٍ الْأَصْبَهَانِيُّ، قَالَ أَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ سَعِيْدٍ وَهُوَ ابْنُ أَبِي عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ مُسَيَّبٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ : (دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى جُوَيْرِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَهِيَ صَائِمَةٌ . فَقَالَ لَهَا أَصُمْتِ أَمْسِ ؟ قَالَتْ : لَا، قَالَ أَفَلَا تَصُوْمِيْنَ غَدًا ؟ قَالَتْ : لَا، قُلْتَ فَأَفْطِرِيْ إِذًا) .

۳۲۲۹: عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جویریہؓ کے ہاں جمعہ کے دن تشریف

لے گئے وہ روزے سے تھیں آپ نے فرمایا کیا تم نے کل گزشتہ روزہ رکھا ہے اس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا کیا تم کل روزہ رکھو گی؟ انہوں نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا پھر افطار کردو (کیونکہ تم نے جمعہ کے روزے کو اپنی طرف سے لازم قرار دے دیا)

**تخریج** : بخاری فی الصوم باب ٦٣۔

۳۲۳۰ : حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زِيَادٍ، قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ : سَمِعْتُ أَبَا أَيُّوْبَ الْعَتَكِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ جُوَيْرِيَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا، ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَهٗ .

۳۲۳۰: قتادہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوایوب عتکی کو جویریہؓ سے یہ روایت نقل کرتے سنا کہ جناب نبی اکرم ﷺ ان کے ہاں تشریف لائے اور پھر گزشتہ روایت کی طرح روایت نقل کی ہے۔

۳۲۳۱ : حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ، قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ، وَحَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، وَهَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ .

۳۲۳۱: شعبہ اور حماد بن سلمہ اور ہمام نے قتادہ سے روایت کی پھر انہوں نے اپنی سند سے روایت اسی طرح نقل کی ہے۔

۳۲۳۲ : حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا رَوْحٌ، قَالَ : ثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (لَا تَصُوْمُوْا يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِلَّا أَنْ تَصُوْمُوْا قَبْلَهٗ يَوْمًا، أَوْ بَعْدَهٗ يَوْمًا) .

۳۲۳۲: ابوسلمہ نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم جمعہ کے دن مت روزہ رکھو مگر یہ کہ اس سے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد روزہ رکھو۔

**تخریج** : بخاری فی الصوم باب ٦٣، مسلم فی الصیام ١٤٧۔

۳۲۳۳ : حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ إِدْرِيْسَ، قَالَ : ثَنَا آدَمُ، قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ، قَالَ : سَمِعْتُ رَجُلًا مِنْ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ كَعْبٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بِمِثْلِ مَعْنَاهُ .

۳۲۳۳: عبدالملک بن عمیر کہتا ہے کہ میں نے بنی حارث بن کعب کے ایک آدمی سے سنا جو ابوہریرہؓ سے پھر جناب رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح کے ہم معنی روایت نقل کرتا تھا۔

۳۲۳۴ : حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ : أَنَا شَرِيْكٌ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ

زِيَادٍ الْحَارِثِيِّ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

۳۲۳۴: عبدالملک بن عمیر نے زید حارثی سے انہوں نے ابو ہریرہؓ عن رسول اللہ ﷺ اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔

۳۲۳۵: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوُدَ، قَالَ: ثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ سَلَّامِ بْنِ مِسْكِيْنٍ، قَالَ: ثَنَا أَبِيْ، قَالَ: سَأَلْتُ الْحَسَنَ عَنْ صِيَامِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ، فَقَالَ (نُهِيَ عَنْهُ إِلَّا فِيْ أَيَّامٍ مُتَتَابِعَةٍ). ثُمَّ قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَبُوْ رَافِعٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (نَهٰى عَنْ صِيَامِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ إِلَّا فِيْ أَيَّامٍ قَبْلَهُ، أَوْ بَعْدَهُ).

۳۲۳۵: قاسم بن سلام بن مسکین نے اپنے والد سے نقل کیا کہ میں نے حسن سے جمعہ کے دن روزہ رکھنے سے متعلق سوال کیا تو انہوں نے فرمایا اس سے منع کیا گیا ہے مگر یہ کہ پے در پے روزوں کے دوران آ جائے پھر کہنے لگے کہ مجھے ابو رافع نے ابو ہریرہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کے دن (خصوصاً) روزہ رکھنے سے منع فرمایا البتہ اس سے ایک یا کئی دن پہلے یا بعد روزہ رکھا جائے۔

۳۲۳۶: حَدَّثَنَا رَبِيْعٌ الْمُؤَذِّنُ، قَالَ: ثَنَا أَسَدٌ، قَالَ: ثَنَا ابْنُ لَهِيْعَةَ، قَالَ: ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ أَبِيْ حَبِيْبٍ، أَنَّ أَبَا الْخَيْرِ حَدَّثَهُ، أَنَّ حُذَيْفَةَ الْبَارِقِيَّ حَدَّثَهُ، أَنَّ جُنَادَةَ بْنَ أَبِيْ أُمَيَّةَ الْأَزْدِيَّ حَدَّثَهُ، (أَنَّهُمْ دَخَلُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ، فَقَرَّبَ إِلَيْهِمْ طَعَامًا فَقَالَ كُلُوْا فَقَالُوْا: نَحْنُ صِيَامٌ. فَقَالَ أَصُمْتُمْ أَمْسِ قَالُوْا: لَا، قَالَ أَفَصَائِمُوْنَ غَدًا؟ قَالُوْا: لَا، قَالَ فَأَفْطِرُوْا).

۳۲۳۶: حذیفہ بارقی نے بیان کیا کہ جنادہ بن ابی امیہ ازدیؓ نے بتلایا کہ ہم جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جمعہ کے دن حاضر ہوئے ہمارے سامنے کھانا رکھا گیا اور آپ نے فرمایا کھاؤ۔ ہم نے عرض کیا ہم روزے سے ہیں آپ نے پوچھا کیا تم نے کل گزشتہ کا روزہ رکھا ہے ہم نے عرض کیا نہیں پھر آپ نے فرمایا کیا تمہارا کل روزہ رکھنے کی نیت ہے کہا گیا نہیں۔ آپ نے فرمایا پھر افطار کر دو۔

۳۲۳۷: حَدَّثَنَا بَحْرُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ: ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ لُدَيْنٍ الْأَشْعَرِيِّ، أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ صِيَامِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ، فَقَالَ: عَلَى الْخَبِيْرِ وَقَعْتَ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ (إِنَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عِيْدُكُمْ، فَلَا تَجْعَلُوْا يَوْمَ عِيْدِكُمْ، يَوْمَ صِيَامِكُمْ، إِلَّا أَنْ تَصُوْمُوْا قَبْلَهُ، أَوْ بَعْدَهُ). فَكَمَا كُرِهَ أَنْ يُقْصَدَ إِلٰى يَوْمِ الْجُمُعَةِ بِعَيْنِهِ بِصِيَامٍ إِلَّا أَنْ يُخْلَطَ بِيَوْمٍ قَبْلَهُ، أَوْ بِيَوْمٍ بَعْدَهُ، فَيَكُوْنُ قَدْ دَخَلَ فِيْ صِيَامٍ، حَتّٰى صَارَ مِنْهُ. وَكَذٰلِكَ - عِنْدَنَا - سَائِرُ الْأَيَّامِ لَا يَنْبَغِيْ أَنْ يَقْصِدَ إِلٰى صَوْمِ يَوْمٍ مِنْهَا بِعَيْنِهِ، كَمَا لَا

يَنۡبَغِیۡ أَنۡ يُقۡصَدَ إِلٰی صَوۡمِ يَوۡمِ عَاشُوۡرَاءَ ، أَوۡ يَوۡمِ الۡجُمُعَةِ لِأَعۡيَانِهِمَا .وَلٰكِنۡ يَقۡصِدُ إِلَی الصِّيَامِ فِیۡ أَیِّ الۡأَيَّامِ كَانَ .وَإِنَّمَا أُرِيۡدَ بِمَا ذَكَرۡنَا مِنَ الۡكَرَاهَةِ الَّتِیۡ وَصَفۡنَا، التَّفۡرِقَةُ بَيۡنَ شَهۡرِ رَمَضَانَ، وَبَيۡنَ سَائِرِ مَا يَصُوۡمُ النَّاسُ غَيۡرَهُ .لِأَنَّ شَهۡرَ رَمَضَانَ مَقۡصُوۡدٌ بِصَوۡمِهٖ إِلٰی شَهۡرٍ بِعَيۡنِهٖ، لِأَنَّ فَرِيۡضَةَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰی عِبَادِهٖ، صَوۡمُهُمۡ إِيَّاهُ بِعَيۡنِهٖ إِلَّا مِنۡ عُذۡرٍ مِنۡهُمۡ، بِمَرَضٍ، أَوۡ سَفَرٍ، وَغَيۡرُهُ مِنَ الشُّهُوۡرِ لَيۡسَ كَذٰلِكَ .فَهٰذَا وَجۡهُ مَا رُوِیَ فِیۡ صَوۡمِ يَوۡمِ عَاشُوۡرَاءَ ، عَنۡ رَسُوۡلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ، قَدۡ بَيَّنَّاهُ فِیۡ هٰذَا الۡبَابِ وَشَرَحۡنَاهُ

۳۲۳۷: عامر بن لدین اشعری کہتے ہیں کہ میں نے ابو ہریرہؓ سے جمعہ کے دن روزہ رکھنے سے متعلق سوال کیا تو انہوں نے کہا تم نے جاننے والے سے پوچھا۔ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا جمعہ کا دن تمہاری عید ہے پس اپنی عید کے دن کو اپنے روزے کا دن مت بناؤ۔ البتہ اگر اس سے پہلے یا بعد روزہ رکھو اور (ساتھ ملا کر اس کا روزہ رکھو تو درست ہے) تو جس طرح جناب رسول اللہ ﷺ نے اس بات کو ناپسند فرمایا کہ کوئی شخص جمعہ کے روزہ کو مقصود بنا کر رکھے۔ البتہ یہ صورت ہو سکتی ہے کہ بعد یا پہلے کا دن روزہ بھی رکھ لے۔ اس طرح وہ مسلسل روزوں میں شامل ہو جائے گا۔ ہمارے نزدیک تمام دنوں کا یہی حکم ہے کسی معین دن کا قصد کرنا مناسب نہیں جیسا کہ عاشوراء یا جمعہ کے دن کا روزہ قصد کر کے رکھنا مناسب نہیں بلکہ جس دن چاہے روزہ رکھنے کا ارادہ کر لے۔ رہی وہ کراہت جس کا ہم نے تذکرہ کیا تو اس کا مقصد یہ ہے کہ رمضان المبارک اور دوسرے دنوں میں فرق کرنا چاہیے کیونکہ رمضان المبارک میں روزہ رکھنا معین طور پر مقصود ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس مہینے کو فرضی روزہ کے لئے معین فرما دیا جس کو صرف بیماری اور سفر کے عذر کی وجہ سے چھوڑا جا سکتا ہے مگر دوسرے مہینوں کا معاملہ اس طرح نہیں عاشوراء کے روزے کے متعلق جناب رسول اللہ ﷺ کے جو ارشاد آتے ہیں ان کا مطلب وہی ہے جس کی تشریح ہم اس بات میں کر چکے ہیں۔

**حاصل روایات:** جس طرح ان روایات میں جمعہ کے نفلی روزہ کو مقصود بالذات بنا کر رکھنے کی ممانعت کی گئی بالکل اسی طرح عاشورہ کے روزے کو مقصود بالذات بنا کر رکھنے کی ممانعت کی گئی ہاں اس کے ساتھ ایک دن پہلے یا بعد کو ملا لیا جائے تو پھر دوسرے روزوں میں داخل ہونے کی وجہ سے درست ہو جائے گا۔

ہمارے ہاں تو تمام نفلی روزوں کے سلسلہ میں یہی حکم ہے کہ ان میں سے کسی دن کو مقصود بنا کر روزہ رکھو کہ اس کے علاوہ کو نہ شامل کرے بلکہ عملی طور پر درست نہ سمجھے تو یہ جائز نہیں ہے اس سے ہماری مراد کراہت ہے جیسا کہ ہم نے بیان کر دیا تا کہ رمضان المبارک اور دیگر غیر فرضی روزے مقصود بالذات ہیں اس لئے کہ وہ فریضہ خداوندی ہے اور اس معین مہینہ کے روزے بندوں پر لازم ہیں ہاں اگر کوئی عذر مرض، سفر وغیرہ کا پیش آئے وہ الگ بات ہے کسی دوسرے مہینہ یا دن کو معین کر کے اس کا روزہ ہمیشہ لازم کر لینے کی اجازت نہیں ہے یہ صورت ان روایات کی ہے جو یوم عاشورہ کے سلسلہ میں وارد ہوئی ہیں ہم نے

ضروری وضاحت کردی ہے۔

**خلاصہ**: امام طحاویؒ نے فرضیت صوم عاشورہ کے نسخ کے بعد استحباب پر پانچ صحابہ کی روایات پیش کی ہیں اور جو ابتداء فرضیت کے ہی قائل نہیں۔ان کے ہاں اب بھی پہلی حالت استحباب پر باقی ہے اس کے لئے آٹھ صحابہ سے روایات نقل کی ہیں اور ایک دن پہلے یا بعد ملا کر اب بھی اس کا روزہ رکھنے میں عدم حرج کی روایات پانچ صحابہ سے ذکر کی ہیں۔

امام طحاویؒ کا رجحان بقائے استحباب کے ساتھ ساتھ اس طرف ہے کہ اس دن کا اکیلا روزہ مکروہ ہے بعض روایات مسلم سے معلوم ہوتا ہے کہ قریش بھی اس دن کا روزہ رکھتے تھے (مسلم ۳۵۸ ج ۱) اور دوسری روایات میں یہود مدینہ کو روزہ رکھتے دیکھنے کی روایت ہے تو ان میں چنداں تضاد نہیں عام مسلمانوں کو مدینہ منورہ میں جا کر معلوم ہوا کہ آپ ﷺ مکہ میں بھی رکھتے تھے۔

## بَابُ صَوْمِ يَوْمِ السَّبْتِ

### ہفتہ کے دن کا روزہ

**خلاصۃ المرام**: اللہ تعالیٰ کی طرف سے جمعہ کے دن کو خصوصی فضیلت والا بنا کر اُمت مسلمہ کو عنایت کیا گیا اسی طرح یہود کے لئے ہفتہ اور نصاریٰ کے لئے اتوار کا دن ان کے ہاں باعظمت شمار ہوتا ہے۔ (۱) اس دن کے روزے کا حکم مجاہدؒ طاؤس اور ابراہیم رحمہم اللہ کے ہاں کراہت تحریمی کا ہے (۲) اور ائمہ اربعہ اور جمہور فقہاء و محدثین کے ہاں روزہ درست ہے۔ (۳) البتہ احناف کے ہاں ایک دن آگے پیچھے ساتھ ملانے کے بغیر روزہ رکھنا مکروہ ہے۔

### فریق اوّل کا موقف اور دلائل:

ہفتہ کے دن روزہ رکھنا مکروہ تحریمی ہے دلیل یہ روایت ہے۔

۳۲۳۸ : حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ هُوَ اِبْرَاهِيْمُ، قَالَ : ثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيْدَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ، عَنْ اُخْتِهٖ (الصَّمَّاءِ، قَالَتْ : قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَصُوْمَنَّ يَوْمَ السَّبْتِ فِيْ غَيْرِ مَا افْتُرِضَ عَلَيْكُنَّ، وَلَوْ لَمْ تَجِدْ اِحْدَاكُنَّ اِلَّا لِحَاءَ شَجَرَةٍ، اَوْ عُوْدَ عِنَبٍ، فَلْتَمْضُغْهُ). قَالَ اَبُوْ جَعْفَرٍ : فَذَهَبَ قَوْمٌ اِلَى هٰذَا الْحَدِيْثِ، فَكَرِهُوْا صَوْمَ يَوْمِ السَّبْتِ تَطَوُّعًا . وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ، فَلَمْ يَرَوْا بِصَوْمِهٖ بَأْسًا . وَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ عَلَيْهِمْ فِيْ ذٰلِكَ، اَنَّهُ قَدْ جَاءَ الْحَدِيْثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ (نَهٰى عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ اِلَّا اَنْ يُصَامَ قَبْلَهُ يَوْمٌ، اَوْ بَعْدَهُ يَوْمٌ .) وَقَدْ ذَكَرْنَا ذٰلِكَ بِاَسَانِيْدِهٖ، فِيْمَا تَقَدَّمَ مِنْ كِتَابِنَا هٰذَا، فَالْيَوْمُ الَّذِيْ بَعْدَهُ، هُوَ يَوْمُ السَّبْتِ . فَفِيْ هٰذِهِ الْآثَارِ الْمَرْوِيَّةِ فِيْ هٰذَا، اِبَاحَةُ صَوْمِ يَوْمِ السَّبْتِ

تَطَوُّعًا، وَهِیَ أَشْهَرُ وَأَظْهَرُ فِیْ أَیْدِی الْعُلَمَاءِ ، مِنْ هٰذَا الْحَدِیْثِ الشَّاذِّ، الَّذِیْ قَدْ خَالَفَهَا .وَقَدْ (أَذِنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ صَوْمِ عَاشُوْرَاءَ وَحَضَّ عَلَیْهِ) ، وَلَمْ یَقُلْ إِنْ کَانَ یَوْمَ السَّبْتِ فَلَا تَصُوْمُوْهُ .فَفِیْ ذٰلِكَ دَلِیْلٌ عَلٰی دُخُوْلِ کُلِّ الْاَیَّامِ فِیْهِ .وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ (أَحَبُّ الصِّیَامِ إِلَی اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، صِیَامُ دَاوُدَ عَلَیْهِ السَّلَامُ، کَانَ یَصُوْمُ یَوْمًا وَیُفْطِرُ یَوْمًا) وَسَنَذْکُرُ ذٰلِكَ بِإِسْنَادِهٖ فِیْ مَوْضِعِهٖ مِنْ کِتَابِنَا هٰذَا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی .فَفِیْ ذٰلِكَ أَیْضًا، التَّسْوِیَةُ بَیْنَ یَوْمِ السَّبْتِ، وَبَیْنَ سَائِرِ الْاَیَّامِ .وَقَدْ أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَیْضًا بِصِیَامِ أَیَّامِ الْبِیْضِ وَرُوِیَ عَنْهُ فِیْ ذٰلِكَ.

۳۲۳۸: خالد بن معدان نے عبداللہ بن بسر سے انہوں نے اپنی بہن صماء بنت بسرؓ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم ہفتے کے دن کا روزہ فرض روزوں کے علاوہ مت رکھو اگر اس دن کوئی چیز کھانے کی میسر نہ ہو تو درخت کا چھلکا یا انگور کی لکڑی لے کر اس کو چبالو۔ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض علماء نے اس روایت کے پیش نظر یہ بات اختیار کی کہ ہفتہ کے دن روزہ رکھنا مکروہ ہے۔ مگر دیگر علماء نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے کہا کہ ہفتے کے دن روزہ رکھنے میں کچھ حرج نہیں۔ پہلے قول کے قائلین کے خلاف ان کی دلیل وہ روایت ہے کہ جس میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کے دن کا روزہ رکھنا ممنوع ہے مگر یہ کہ ایک دن اس سے پہلے یا ایک دن بعد کا روزہ رکھا جائے۔ یہ روایت ہم اسی کتاب میں گذشتہ ابواب میں ذکر کر چکے ہیں۔ تو جمعے کے بعد والا دن یہی ہفتہ کا دن بنتا ہے۔ ان روایات میں ہفتے کے دن روزہ رکھنے کا جواز ملتا ہے اور یہ روایت محدثین کے ہاں اس شاذ روایت سے زیادہ مشہور ہے جو اس کے خلاف وارد ہوئی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے عاشوراء کے روزہ کی اجازت ہی مرحمت نہیں فرمائی بلکہ اس کی ترغیب بھی فرمائی۔ مگر آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ اگر یہ دن ہفتے والے دن کے برابر آجائے تو روزہ مت رکھو۔ تو اس میں اس بات کا خود ثبوت مل گیا کہ تمام دنوں کا روزہ رکھنا اس میں شامل ہے اور جناب رسول اللہ ﷺ نے یہ بات فرمائی کہ اللہ کے ہاں محبوب روزہ داؤد علیہ السلام کا ہے کہ وہ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے ہم اپنی اسی کتاب میں اس روایت کو اسناد کے ساتھ نقل کریں گے (ان شاء اللہ) اس میں ہفتے کا دن اور دوسرے دن کے برابر ہیں۔ ایک بات یہ ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے بیض کے دنوں کا روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔ جیسا ذیل کی روایت میں ہے۔

**تخریج** : ابو داؤد فی الصوم باب ۵۲، ترمذی فی الصوم باب ۴۳، ابن ماجه فی الصیام باب ۳۸، باختلاف یسیر من اللفظ۔

**حاصل روایات** : یہ کہ اس دن کے روزے کی اس سختی سے ممانعت فرمائی گئی کہ اگر کھانے کی کوئی چیز میسر نہ ہو تو لکڑی چبا کر افطار کر لینے کی تاکید فرمائی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس دن کا روزہ شدید کراہت رکھتا ہے۔

## فریق ثانی کا موقف اور دلائل وجوابات:

اس دن کے روزے میں کراہت نہیں آگے پیچھے ایک دن ساتھ ملا لیا جائے تو بہت بہتر ہے۔

## سابقہ موقف کا جواب:

جناب رسول اللہ ﷺ کے ارشادات میں جمعہ کے دن اکیلا روزہ رکھنے کی ممانعت وارد ہے البتہ اس سے پہلے ایک دن یا بعد والا دن ملا لیا جائے تو قباحت نہیں گزشتہ سطور میں یہ روایت مذکور ہے اب جمعہ کے بعد والا دن ساتھ ملا کر رکھنے کی اجازت دی تو جمعہ کے بعد ہفتہ ہی ہے تو ہفتے کے روزے کا جواز تو ثابت ہو گیا حرمت کی نفی تو ثابت ہو گئی۔ نیز یہ روایت جس سے ہفتہ کے دن کا روزہ مباح ثابت ہو رہا ہے یہ مشہور روایت ہے اور فریق اوّل کی مستدل تو شاذ روایت ہے پس اس کے مقابل نہ ہونے کی وجہ سے قابل عمل نہ ہوگی۔

## دوسرا زاویہ نگاہ:

مزید ملاحظہ کریں عاشورہ کے روزے پر آمادہ کیا مگر اس میں یہ تو بالکل نہیں کہا کہ اگر ہفتہ کا دن اس دن میں پڑ جائے تو تم روزہ نہ رکھو ایسا نہ کہنا اس بات کا ثبوت ہے کہ تمام ایام اس حکم میں داخل ہیں عاشورہ کا روزہ تو نفل ہے جس کا ہفتہ کے دن ثبوت مل رہا ہے۔ پس ہفتہ کے روزہ کی ممانعت تحریمی ثابت نہ رہی۔

## ایک اور زاویہ نگاہ سے:

جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ: **احب الصیام الی اللہ عزوجل صیام داؤد کان یصوم یوما و یفطر یوما** تو ظاہر ہے کہ یہ روزے نفلی تھے اور ایک دن افطار اور ایک دن روزہ رکھنے میں دو ہفتوں کے دوران ایک مرتبہ تو ہفتہ کا دن ضرور آئے گا اس روایت سے ہفتہ اور دیگر ایام میں کم از کم برابری کا ثبوت مہیا ہوتا ہے۔

**تخریج**: یہ روایت بخاری باب۵۶' احادیث الانبیاء باب۳۷' مسلم فی الصیام ۱۸۱' ابو داؤد فی الصوم باب۵۳' نسائی فی الصیام باب۷۵' ابن ماجہ فی الصیام باب ۳۱' مسند احمد ۱۵۸/۲' ۲۹۷/۵ میں موجود ہے۔

ذرا غور فرمائیں: ایام بیض کے روزے ان کا جناب رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا اور آپ سے ان کا خود رکھنا بھی ثابت ہے مگر ان روایات میں یہ استثناء کہیں نہیں کہ اگر ہفتہ کا دن آ جائے تو روزہ مت رکھو اس سے ثابت ہوا کہ ہفتہ کے روزہ کی ممانعت تحریمی نہیں ہو سکتی ایام بیض کی روایات' بخاری باب الصوم۔

**تخریج**: بخاری فی الصوم باب ۶۰' ابو داؤد فی الصوم باب۶۷' نسائی فی الصیام باب ۷۰' ابن ماجہ فی الصیام باب ۲۹' دارمی فی الصوم باب۳۸' مسند احمد ۵/۴' ۲۸/۱۶۵۔ میں موجود ہیں۔

نیز صماء بنت بسر والی روایت شاذ اور مضطرب ہے جس سے کیا جانے والا استدلال اتنی صریح روایات کے بالمقابل کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔

ایام بیض کے سلسلہ کی روایات ملاحظہ ہوں۔

۳۲۳۹ :مَا حَدَّثَنَا یُوْنُسُ، قَالَ : ثَنَا سُفْیَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، وَحَکِیْمٌ، عَنْ مُوْسَی بْنِ طَلْحَۃَ، عَنِ ابْنِ الْحَوْتَکِیَّۃِ، عَنْ أَبِیْ ذَرٍّ (أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَجُلٍ أَمَرَہٗ بِصِیَامِ ثَلَاثَ عَشْرَۃَ، وَأَرْبَعَ عَشْرَۃَ، وَخَمْسَ عَشْرَۃَ) .

۳۲۳۹: ابن حوتکیہ نے ابوذرؓ سے نقل کیا کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے ایک آدمی کو تیرہ، چودہ، پندرہ تاریخ کے روزہ کا حکم فرمایا۔

۳۲۴۰ :حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا حِبَّانُ، قَالَ : ثَنَا حُمَامٌ، قَالَ : ثَنَا أَنَسُ بْنُ سِیْرِیْنَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِکِ بْنِ قَتَادَۃَ بْنِ مِلْحَانَ الْقَیْسِیِّ، عَنْ أَبِیْہِ، قَالَ : (کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَأْمُرُنَا أَنْ نَصُوْمَ لَیَالِیَ الْبِیْضِ، ثَلَاثَ عَشْرَۃَ، وَأَرْبَعَ عَشْرَۃَ، وَخَمْسَ عَشْرَۃَ، وَقَالَ ہِیَ کَہَیْئَۃِ الدَّھْرِ) وَقَدْ یَدْخُلُ السَّبْتُ فِیْ ھٰذِہٖ، کَمَا یَدْخُلُ فِیْھَا غَیْرُہٗ، مِنْ سَائِرِ الْاَیَّامِ .فَفِیْھَا أَیْضًا اِبَاحَۃُ صَوْمِ یَوْمِ السَّبْتِ تَطَوُّعًا .وَلَقَدْ أَنْکَرَ الزُّھْرِیُّ حَدِیْثَ الصَّمَّاءِ فِیْ کَرَاھَۃِ صَوْمِ یَوْمِ السَّبْتِ، وَلَمْ یَعُدَّہٗ مِنْ حَدِیْثِ أَھْلِ الْعِلْمِ، بَعْدَ مَعْرِفَتِہٖ بِہٖ.

۳۲۴۰: انس بن سیرین نے عبدالملک بن قتادہ بن ملحان قیسی نے اپنے والد سے نقل کیا جناب رسول اللہ ﷺ ہمیں ایام بیض میں یعنی تیرہ، چودہ، پندرہ تاریخ کو روزہ کا حکم فرماتے تھے اور آپ فرماتے یہ اسی طرح ہے جیسا کہ اس نے ہمیشہ روزے رکھے۔ اس میں ہفتہ دوسرے دنوں کی طرح داخل ہے اور اس سے ہفتے کے دن کے نفلی روزہ کا مباح ہونا ثابت ہوتا ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ امام زہری رحمۃ اللہ علیہ نے ہفتے کے دن روزے کی کراہت والی حضرت صماء والی روایت کو منکر قرار دیا اور اس کی پہچان کے بعد اس کو اہل علم کی روایت میں شمار نہیں کیا جیسا کہ اگلے اثر سے ثابت ہو رہا ہے۔

**تخریج** : ابو داؤد فی الصوم باب ٦٧، نمبر ٢٤٤٩۔

**حاصل روایات:** ایام بیض میں روزے کا حکم فرمایا تو کبھی نہ کبھی تو ان دنوں میں ہفتہ ضرور آتا ہے اس سے کراہت تحریمی کی نفی ہو کر یوم سبت میں روزے کی اباحت ثابت ہوگئی۔

امام زہریؒ نے یوم سبت کے دن روزہ کی ممانعت والی روایت کا انکار کیا ہے چنانچہ ان سے جب اس کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے اس کو ثقہ راویوں کی روایت قرار نہیں دیا۔

۳۲۴۱ :حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَیْدِ بْنِ ھِشَامٍ الرُّعَیْنِیُّ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ : حَدَّثَنِی اللَّیْثُ، قَالَ : سُئِلَ الزُّھْرِیُّ عَنْ صَوْمِ یَوْمِ السَّبْتِ، فَقَالَ (لَا بَأْسَ بِہٖ) . فَقِیْلَ لَہٗ : فَقَدْ رُوِیَ عَنِ

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ كَرَاهَتِهٖ، فَقَالَ ذَاكَ حَدِيْثٌ حِمْصِيٌّ، فَلَمْ يَعُدَّهُ الزُّهْرِيُّ حَدِيْثًا يُقَالُ بِهٖ، وَضَعَّفَهُ .وَقَدْ يَجُوْزُ عِنْدَنَا، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ، إِنْ كَانَ ثَابِتًا، أَنْ يَكُوْنَ إِنَّمَا نُهِيَ عَنْ صَوْمِهٖ، لِئَلَّا يُعَظَّمَ بِذٰلِكَ، فَيُمْسَكَ عَنِ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ وَالْجِمَاعِ فِيْهِ، كَمَا يَفْعَلُ الْيَهُوْدُ .فَأَمَّا مَنْ صَامَهُ لَا لِإِرَادَةِ تَعْظِيْمِهٖ، وَلَا لِمَا تُرِيْدُ الْيَهُوْدُ بِتَرْكِهَا السَّعْيَ فِيْهِ، فَإِنَّ ذٰلِكَ غَيْرُ مَكْرُوْهٍ .فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ : فَقَدْ رَخَّصَ فِيْ صِيَامِ أَيَّامٍ بِعَيْنِهَا مَقْصُوْدَةٍ بِالصَّوْمِ، وَهِيَ أَيَّامُ الْبِيْضِ، فَهٰذَا دَلِيْلٌ عَلٰى أَنْ لَا بَأْسَ بِالْقَصْدِ بِالصَّوْمِ إِلٰى يَوْمٍ بِعَيْنِهٖ. قِيْلَ لَهُ : إِنَّهُ قَدْ قِيْلَ إِنَّ أَيَّامَ الْبِيْضِ إِنَّمَا أُمِرَ بِصَوْمِهَا، لِأَنَّ الْكُسُوفَ يَكُوْنُ فِيْهَا، وَلَا يَكُوْنُ فِيْ غَيْرِهَا، وَقَدْ أُمِرْنَا بِالتَّقَرُّبِ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ بِالصَّلَاةِ وَالْعَتَاقِ (لَيْلَتَهُ) وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِنْ أَعْمَالِ الْبِرِّ عِنْدَ الْكُسُوفِ .فَأَمَرَ بِصِيَامِ هٰذِهِ الْأَيَّامِ لِيَكُوْنَ ذٰلِكَ بِرًّا مَفْعُولًا بِعَقِبِ الْكُسُوفِ، فَذٰلِكَ صِيَامٌ غَيْرُ مَقْصُوْدٍ بِهٖ إِلٰى يَوْمٍ بِعَيْنِهٖ فِيْ نَفْسِهٖ. وَلٰكِنَّهُ صِيَامٌ مَقْصُوْدٌ بِهٖ فِيْ وَقْتٍ شُكْرًا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ لِعَارِضٍ كَانَ فِيْهِ، فَلَا بَأْسَ بِذٰلِكَ .كَذٰلِكَ أَيْضًا يَوْمُ الْجُمُعَةِ إِذَا صَامَهُ رَجُلٌ شُكْرًا لِعَارِضٍ، مِنْ كُسُوفِ شَمْسٍ أَوْ قَمَرٍ، أَوْ شُكْرًا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، فَلَا بَأْسَ بِذٰلِكَ، وَإِنْ لَمْ يَصُمْ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ يَوْمًا .

۳۲۴۱: لیثی نے بیان کیا کہ زہری سے یوم سبت کے روزے سے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا اس میں کچھ قباحت نہیں سائل نے کہا کہ اس سلسلہ میں جناب رسول اللہ ﷺ سے کراہت کی روایت منقول ہے تو انہوں نے فرمایا وہ حمصی روایت ہے اس کو انہوں نے روایت ہی شمار نہیں کیا کہ جس پر ضعف کا حکم لگائیں۔ ہمارے نزدیک اگر یہ روایت پایہ ثبوت کو پہنچ جائے تو اس کے متعلق یہ کہنا ممکن ہے (واللہ اعلم) کہ اس دن روزہ رکھنے کی اس وجہ سے ممانعت فرمائی تاکہ کہیں اس دن کی تعظیم کی خاطر یہ اس دن کھانے پینے اور جماع سے نہ رک جائے جیسا یہود کے ہاں مروج ہے۔ اگر ترک سے یہ مقصود نہ ہو تو پھر روزے میں کچھ قباحت نہیں۔ اگر کوئی معترض یہ کہے کہ معین دنوں کے روزہ کی بالقصد اجازت دی گئی ہے اور وہ ایام بیض کے روزے ہیں اس سے ثابت ہوا کہ بالقصد کسی دن کو متعین کر کے روزہ رکھنے میں کچھ حرج نہیں اس کے جواب میں کہا جائے گا۔ کہ ایام بیض کے روزے کا حکم ایک قول کے مطابق اس وجہ سے دیا گیا کیونکہ سورج گرہن انہی دنوں میں (عموماً) ہوتا ہے۔ دوسرے دنوں میں نہیں ہوتا اور اس موقعہ پر ہمیں نماز اور غلاموں کو آزاد کر کے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا حکم ہے۔ تو ان دنوں میں روزے کا حکم ہے تاکہ کسوف کے بعد یہ نیک عمل ہو۔ معینہ دنوں میں روزے مقصود نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایسے روزے ہیں جن سے بارگاہ الٰہی میں شکر مقصود ہے جو ایک عارضہ کی وجہ سے ادا کیا جا رہا ہے پس ان میں کچھ حرج نہیں۔ اسی طرح جمعہ کا روزہ بھی جب کوئی شخص کسی عارضہ کسوف و خوف کی وجہ سے بطور شکر یہ رکھے یا مطلق شکریہ

مقصود ہو اس میں کچھ حرج نہیں اگر اس کے بعد یا پہلے روزہ نہ رکھے۔

## ایک تاویل:

بصورت تسلیم ہم کہیں گے کہ اس کے روزے کی ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ اس کی تعظیم پیدا نہ ہو اور یہود کی طرح مسلمان اس دن کھانے پینے اور جماع کو غلط قرار نہ دے لیں البتہ جو شخص اس کی تعظیم کا خیال کئے بغیر روزہ رکھے اور یہود کی باتوں کا خیال کئے بغیر روزہ رکھے اس میں کچھ کراہت نہیں ہے۔

## اشکال:

روزے کے لئے ایام کو مقصد بنا کر روزہ رکھنے میں کوئی حرج نظر نہیں آتا جبکہ ایام بیض کے روزے بطور نمونہ موجود ہیں۔ تو اسی طرح بالقصد کسی معینہ دن کا روزہ ضمنی نہ ہوا۔ پس بالقصد ہفتہ کا دن معین کر کے روزہ ممنوع نہ ہوا۔

## ازالہ:

ایام بیض میں روزے رکھنے کا حکم اس وجہ سے ہوا کیونکہ چاند گرہن انہی دنوں میں ہوتا ہے اس کے علاوہ میں نہیں ہوتا اور کسوف کے موقعہ پر ہمیں اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل ہونے والے اعمال نماز غلام آزاد کرنا وغیرہ کا حکم دیا گیا ہے پس ان ایام میں روزے کا حکم دیا تا کہ کسوف کے بعد یہ نیک اعمال ہوں ذاتی اعتبار سے یہ مقصود بالذات دن کے روزے نہیں بلکہ اس دن کو اللہ تعالیٰ کے شکریہ کے لئے بوجہ عارضہ مقصود بنایا گیا ہے پس ان کے رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔

اسی طرح اگر کوئی شخص جمعہ کے دن کا روزہ کسی عارضہ کی وجہ سے بطور شکریہ رکھے جیسے سورج' چاند گرہن یا بارگاہ الٰہی میں بطور تشکر رکھے تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے خواہ اس سے پہلے اور بعد روزہ نہ رکھے۔

یہ باب امام طحاویؒ نے روایت کا جواب دینے میں زیادہ تر وقت صرف کیا اپنے مؤقف کی روایات کم تعداد میں ذکر کی ہیں اور الزامی جوابات بھی ایک گونہ اصل دلیل کا کام دیتے ہیں اصل جب کراہت میں تحریمی ہونے کا ثبوت مسترد کر دیا گیا تو اب اصل کا ثبوت خود مہیا ہو گیا اس باب میں بھی ائمہ احناف کی طرف منسوب کر کے کوئی قول پیش نہیں کیا گیا۔

# بَابُ الصَّوْمِ بَعْدَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ إِلٰی رَمَضَانَ

## نصف شعبان کے بعد روزہ

**خلاصۃ المرام**: نصف شعبان کے بعد رمضان کی آمد آمد ہوتی ہے اس لئے نصف شعبان کے بعد ① بعض ائمہ حسن بصری' ابن سیرین' عطاء رحمہم اللہ نے بہر حال روزہ مکروہ قرار دیا ہے۔

نمبر②: جبکہ ائمہ اربعہ اور تمام فقہاء و محدثین نے نصف شعبان کے بعد روزے میں کسی قسم کا حرج قرار نہیں دیا۔

## فریق اوّل کا موقف اور دلیل:

نصف شعبان کے بعد روزہ مکروہ ہے دلیل یہ روایات ہیں۔

۳۲۴۲ : حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا حِبَّانُ وَيَعْقُوْبُ بْنُ إِسْحَاقَ، قَالَا : ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ الْقَاصُّ، قَالَ : ثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (لَا صَوْمَ بَعْدَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ حَتّٰى رَمَضَانَ) . قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلٰى كَرَاهَةِ الصَّوْمِ بَعْدَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ إِلٰى رَمَضَانَ، وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ .وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ، فَقَالُوْا : لَا بَأْسَ بِصَوْمِ شَعْبَانَ كُلِّهِ، وَهُوَ حَسَنٌ غَيْرُ مَنْهِيٍّ عَنْهُ .وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ.

۳۲۴۲: علاء بن عبدالرحمٰن نے اپنے والد سے نقل کیا انہوں نے ابو ہریرہؓ سے نقل کیا کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نصف شعبان کے بعد رمضان تک کوئی روزہ نہیں۔ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض علماکرام نے نصف سے رمضان المبارک تک روزے کو مکروہ قرار دیا ہے اور انہوں نے اس روایت کو اپنی دلیل میں پیش کیا ہے۔ دیگر علماء کرام نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے کہا کہ تمام شعبان کے روزے رکھنے میں کچھ حرج نہیں خوب ہے اور اس کی ممانعت نہیں ان روایات سے انہوں نے استدلال کیا ہے۔

**تخریج** : ابو داؤد فی الصوم باب۱۳، باختلاف سیرین اللفظ ترمذی فی الصوم باب۳۸، باختلاف لفظ یسیر۔

**حاصل روایات:** نصف شعبان کے بعد روزہ رکھنا درست نہیں ہے۔

## فریق ثانی کا موقف:

نصف شعبان کے بعد رمضان سے پہلے روزہ رکھنا کسی قسم کے حرج سے خالی ہے اس لئے کہ جناب رسول اللہ ﷺ سے خود روزہ رکھنا ثابت ہے۔ روایات ملاحظہ ہوں۔

۳۲۴۳ : بِمَا حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ : ثَنَا عَمِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ، قَالَ : حَدَّثَنِيْ فُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ : (كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرِنُ شَعْبَانَ بِرَمَضَانَ) .

۳۲۴۳: نافع نے ابن عمر ؓ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ شعبان کو (روزے کے ذریعہ) رمضان سے ملاتے تھے۔

۳۲۴۴ : حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يُوْنُسَ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ حُذَيْفَةَ، قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُوْرٍ،

عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ، عَنْ (أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : مَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَامَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ إِلَّا شَعْبَانَ وَرَمَضَانَ) .

۳۲۴۴: ابوسلمہ نے امّ سلمہ امّ المؤمنینؓ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو کبھی دو ماہ کے مسلسل روزے سوائے شعبان رمضان کے رکھتے نہیں پایا۔

**تخریج** : ابو داؤد فی الصوم باب۱۲، ترمذی فی الصوم باب۳۷۔

۳۲۴۵ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ : ثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، قَالَ : ثَنَا أَبُو الْغُصْنِ ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : (كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ يَوْمَيْنِ مِنْ كُلِّ جُمُعَةٍ، لَا يَدَعُهُمَا فَقُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، رَأَيْتُكَ لَا تَدَعُ صَوْمَ يَوْمَيْنِ مِنْ كُلِّ جُمُعَةٍ .قَالَ أَيُّ يَوْمَيْنِ ؟ قُلْتُ : يَوْمَ الِاثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيسِ، قَالَ ذَاكَ يَوْمَانِ، تُعْرَضُ فِيْهَا الْأَعْمَالُ عَلٰى رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، فَأُحِبُّ أَنْ يُعْرَضَ عَمَلِيْ وَأَنَا صَائِمٌ) .

۳۲۴۵: ابوسعید مقبری نے اسامہ بن زیدؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ ہر جمعہ سے (سات دنوں میں سے) دو دن کے روزے رکھتے اور ان کو ترک نہ فرماتے تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ ہر جمعہ کے دنوں میں دو دن کا روزہ ضرور رکھتے ہیں اور ان کو ترک نہیں فرماتے آپ نے فرمایا کون سے دو دن؟ میں نے کہا سوموار اور جمعرات آپ نے فرمایا یہ دو دن ایسے ہیں جن میں بندوں کے اعمال رب العالمین کی بارگاہ میں پیش ہوتے ہیں پس میں نے پسند کیا کہ میرا عمل بھی ایسی حالت میں پیش ہو کہ میں روزے سے ہوں۔

**تخریج** : ترمذی فی الصوم باب٤٤، ابن ماجہ فی الصیام باب٤٢۔

۳۲۴۶ : حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ سِنَانٍ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، قَالَ : ثَنَا ثَابِتٌ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ .وَزَادَ (قَالَ : (وَمَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ مِنْ شَهْرٍ، مَا يَصُوْمُ مِنْ شَعْبَانَ، فَقُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، رَأَيْتُكَ تَصُوْمُ مِنْ شَعْبَانَ، مَا لَا تَصُوْمُ مِنْ غَيْرِهٖ مِنَ الشُّهُوْرِ قَالَ هُوَ شَهْرٌ يَغْفُلُ النَّاسُ عَنْهُ، بَيْنَ رَجَبٍ وَرَمَضَانَ، وَهُوَ شَهْرٌ يُرْفَعُ فِيْهِ الْأَعْمَالُ إِلٰى رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، فَأُحِبُّ أَنْ يُرْفَعَ عَمَلِيْ وَأَنَا صَائِمٌ) .

۳۲۴۶: عبدالرحمٰن بن مہدی نے کہا ہمیں ثابت نے بیان کیا پھر ثابت نے اپنی سند سے روایت نقل کی ہے اور اس میں یہ اضافہ ہے میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو کسی ماہ میں اتنے روزے رکھتے نہیں دیکھا جتنا کہ آپ شعبان میں رکھا کرتے تھے میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں نے دیکھا کہ آپ شعبان میں اتنے زیادہ روزے رکھتے ہیں جو دوسرے مہینوں میں نہیں رکھتے آپ نے فرمایا یہ وہ شان والا مہینہ ہے جس کے متعلق لوگ غفلت کا شکار ہیں یہ

رجب ورمضان کے درمیان میں واقع ہے اس میں اعمال اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کئے جاتے ہیں میں پسند کرتا ہوں کہ میرے اعمال ایسی حالت میں پیش ہوں کہ میں روزے کی حالت میں ہوں۔

**تخریج** : نسائی فی الصیام باب ۷۰' مسند احمد ۲۰۱/۵۔

۳۲۴۷ : حَدَّثَنَا فَهْدٌ' قَالَ : ثَنَا ابْنُ مَرْيَمَ' قَالَ : أَنَا نَافِعٌ' عَنْ يَزِيْدَ' يَعْنِي يَزِيْدَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُسَامَةَ' أَنَّ ابْنَ الْهَادِ حَدَّثَهُ' أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَهُ' عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ' عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ (مَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ فِي شَهْرٍ' مَا كَانَ يَصُوْمُ فِي شَعْبَانَ' كَانَ يَصُوْمُهُ كُلَّهُ إِلَّا قَلِيْلًا' بَلْ كَانَ يَصُوْمُهُ كُلَّهُ).

۳۲۴۷: ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی ماہ میں اتنے روزے نہ رکھا کرتے تھے جتنے کہ شعبان میں رکھتے تھے آپ چند دن چھوڑ کر سارا شعبان روزے سے گزارتے بلکہ اس طرح کہہ لو کہ سارا شعبان ہی روزے رکھتے تھے۔

**تخریج** : ابو داؤد فی الصوم باب ۵۹' ترمذی فی الصوم باب ۳۷۔

۳۲۴۸ : حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ' قَالَ : ثَنَا أَبُوْ دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ' قَالَ : ثَنَا هِشَامٌ' عَنْ يَحْيَى' عَنْ أَبِي سَلَمَةَ' قَالَ : حَدَّثَتْنِي عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَصُوْمُ مِنَ السَّنَةِ أَكْثَرَ مِنْ صِيَامِهِ فِي شَعْبَانَ' فَإِنَّهُ كَانَ يَصُوْمُهُ كُلَّهُ).

۳۲۴۸: ابوسلمہ کہتے ہیں کہ مجھے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سال میں شعبان سے زیادہ کسی ماہ میں روزے نہ رکھتے تھے بلکہ اس طرح کہہ سکتے ہیں کہ آپ تمام شعبان روزہ رکھتے تھے۔

**تخریج** : سابقہ تخریج ملاحظہ ہو نمبر ۳۲۴۸۔

۳۲۴۹ : حَدَّثَنَا يُوْنُسُ' قَالَ : أَنَا بِشْرٌ' عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ' قَالَ : حَدَّثَنِي يَحْيَى' قَالَ : حَدَّثَنِي أَبُوْ سَلَمَةَ' قَالَ : حَدَّثَتْنِي عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا' فَذَكَرَ مِثْلَهُ.

۳۲۴۹: ابوسلمہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی پھر اسی طرح بیان کی ہے۔

۳۲۵۰ : حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ' قَالَ : حَدَّثَنَا عَمِّي' قَالَ : ثَنَا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ اللَّيْثِيُّ' قَالَ : حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ' عَنْ (أَبِي سَلَمَةَ قَالَ : سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنْ صِيَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ كَانَ يَصُوْمُ حَتّٰى نَقُوْلَ لَا يُفْطِرُ' وَيُفْطِرُ حَتّٰى نَقُوْلَ لَا يَصُوْمُ' وَكَانَ يَصُوْمُ شَعْبَانَ' أَوْ عَامَّةَ شَعْبَانَ) .

۳۲۵۰: ابوسلمہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روزے کے سلسلہ میں

دریافت کیا تو وہ فرمانے لگیں آپ جب روزہ رکھنا شروع فرماتے تو ہم محسوس کرتیں کہ اب آپ افطار نہ فرمائیں گے اور جب افطار کرتے تو اس طرح لگتا کہ آپ روزہ نہ رکھیں گے آپ شعبان کے روزے رکھتے یا شعبان کے اکثر دنوں کا روزہ رکھتے تھے۔

**تخریج** : ابو داؤد فی الصوم باب ۵۹۔

۳۲۵۱ :حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ : ثَنَا رَوْحٌ قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ قَالَ : ثَنَا يَزِيْدُ الرِّشْكُ عَنْ مُعَاذَةَ الْعَدَوِيَّةِ قَالَتْ : (سُئِلَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ؟ قَالَتْ نَعَمْ .فَقِيْلَ لَهَا : مِنْ أَيِّهِ .قَالَتْ : مَا كَانَ يُبَالِيْ مِنْ أَيِّ الشَّهْرِ صَامَهَا) قَالُوْا : فَفِيْ هٰذِهِ الْآثَارِ دَلِيْلٌ عَلٰى أَنْ لَا بَأْسَ بِصَوْمِ شَعْبَانَ كُلِّهِ فَكَانَ مِنْ حُجَّةِ الْأَوَّلِيْنَ عَلَيْهِمْ أَنَّ الَّذِي رُوِيَ فِيْ هٰذِهِ الْأَخْبَارِ إِنَّمَا هُوَ إِخْبَارٌ عَنْ فِعْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا قَبْلَ ذٰلِكَ مِمَّا فِيْهِ النَّهْيُ إِخْبَارٌ عَنْ قَوْلِهِ فَكَانَ يَنْبَغِيْ أَنْ يُصَحَّحَ الْحَدِيْثَانِ جَمِيْعًا .فَجُعِلَ مَا فَعَلَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ مُبَاحًا لَهُ وَمَا نَهٰى عَنْهُ كَانَ مَحْظُوْرًا عَلٰى غَيْرِهِ فَيَكُوْنُ حُكْمُ غَيْرِهِ فِيْ ذٰلِكَ خِلَافَ حُكْمِهِ حَتّٰى يَصِحَّ الْحَدِيْثَانِ جَمِيْعًا وَلَا يَتَضَادَّانِ .فَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ عَلَيْهِمْ فِيْ ذٰلِكَ أَنَّ فِيْ حَدِيْثِ أُسَامَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ فِيْ شَعْبَانَ (هُوَ شَهْرٌ يَغْفُلُ النَّاسُ عَنْ صَوْمِهِ). فَدَلَّ ذٰلِكَ أَنَّ صَوْمَهُمْ إِيَّاهُ أَفْضَلُ مِنَ الْإِفْطَارِ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْضًا مَا يَدُلُّ عَلٰى مَا ذَكَرْنَا۔

۳۲۵۱: معاذہ عدویہ کہتی ہیں کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کیا جناب رسول اللہ ﷺ ہر ماہ میں تین دن روزہ رکھتے تھے پھر پوچھا گیا یہ کس ماہ کی بات ہے؟ کہنے لگیں آپ اس بات کی پرواہ نہ کرتے تھے کہ کس ماہ میں رکھ رہے ہیں (یعنی ہر ماہ میں رکھتے تھے) وہ علماء ان روایات کو سامنے رکھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ تمام شعبان کے روزے رکھنے میں قباحت نہیں۔ ان روایات کا جواب دیتے ہوئے فریق اوّل نے کہا کہ ان روایات میں تو عمل رسول اللہ ﷺ مذکور ہے اور پہلی روایات جن میں ممانعت مذکور ہے وہ آپ کا قول ہے تو دونوں روایات کی تطبیق وتصحیح کا تقاضا ہے کہ عمل کو آپ سے مخصوص قرار دیا جائے اور ممانعت امت کے لئے تسلیم کی جائے۔ پس دوسروں کا حکم آپ ﷺ سے الگ ہوا تا کہ دونوں روایات میں تصحیح ثابت ہو کر تضاد نہ رہے۔ دوسرے قول والوں کی طرف سے ان کے خلاف دلیل یہ ہے حضرت اسامہ نقل کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ ایسا مہینہ ہے کہ جس میں لوگ روزہ رکھنے سے غافل ہیں'' تو اس ارشاد سے دلالت حاصل ہوگئی کہ اس میں لوگوں کو روزہ رکھنا افطار سے افضل ہے اور جناب رسول اللہ کا ارشاد اس بات کی تائید کرتا ہے روایات ذیل ملاحظہ کریں۔

**حاصل روایات:** ان روایات میں اس بات کا ثبوت مہیا ہو گیا کہ آپ شعبان میں روزے رکھتے بلکہ کثرت سے رکھتے تھے پس شعبان میں روزہ رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔

## فریق اوّل کا اشکال:

یہ تمام روایات جو آپ نے ذکر کی ہیں ان میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کی خبر ہے اور فعل میں تو تخصیص کا احتمال ہے پس یہ فعل تو آپ کی ذات سے خاص ہوا اور پہلی روایت میں آپ کے قول وارشاد کا ذکر ہے پس ممانعت کا تعلق امت سے ہے اس لئے یہ روایات ہمارے مؤقف کے حق میں ہیں ان میں سے کوئی روایت ہمارے مؤقف کے خلاف نہیں۔

## الجواب:

آپ کا یہ جواب کافی نہیں ہر فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے ساتھ خاص نہیں جب تک کہ اس میں تخصیص کی خاص دلیل نہ پائی جائے جبکہ یہاں تخصیص کی بجائے حکم کے عام ہونے کا ثبوت مل رہا ہے مثلاً روایت اسامہ میں وارد ہے "هو شهر يغفل الناس عن صومه" اس روایت میں واضح اشارہ ہے کہ لوگوں کا روزہ رکھنا اس ماہ میں ان کے افطار سے بہتر ہے اور اس کے متعلق یہ کہنا درست نہ رہا کہ یہ آپ کی خصوصیت ہے باقی صراحت کے ساتھ دیگر روایات میں یہ بات پائی جاتی ہے۔

۳۲۵۲ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ : ثَنَا مُوْسٰى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ : ثَنَا صَدَقَةُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (أَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ شَعْبَانُ) .

۳۲۵۲: ثابت نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان کے فرض روزوں کے بعد (نفلی روزوں میں) سب سے زیادہ فضیلت والے روزے ماہ شعبان کے ہیں۔

۳۲۵۳ : حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ صَالِحٍ الْأَزْدِيُّ قَالَ : ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ عَنْ صَدَقَةَ بْنِ مُوْسٰى عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : (سُئِلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الصَّوْمِ أَفْضَلُ ؟ يَعْنِي بَعْدَ رَمَضَانَ قَالَ صَوْمُ شَعْبَانَ تَعْظِيْمًا لِرَمَضَانَ) .

۳۲۵۳: ثابت نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون سے روزے افضل ہیں؟ یعنی رمضان کے بعد۔ آپ نے فرمایا شعبان کے روزے رمضان کی عظمت کی خاطر رکھنا سب سے افضل ہے۔

**تخریج** : ترمذی فی الزکاۃ باب ۲۸۔

۳۲۵۴ : حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ التَّيْمِيُّ قَالَ : أَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيْرِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

لِرَجُلٍ هَلْ صُمْتَ مِنْ سَرَرِ شَعْبَانَ ؟ قَالَ : لَا .قَالَ فَإِذَا أَفْطَرْتَ رَمَضَانَ فَصُمْ يَوْمَيْنِ) .

۳۲۵۴: مطرف بن عبداللہ بن شخیر نے عمران بن حصینؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم نے شعبان کے آخری دنوں میں روزہ رکھا ہے۔ اس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا جب رمضان مکمل کرلو تو پھر دو روزے رکھو۔

**تخریج** : بخاری فی الصوم باب٦٢، مسلم فی الصیام نمبر١٩٩، ابو داؤد فی الصوم باب٨، مسند احمد ٤٢٨/٤، ٤٤٤۔

**اللغات**: سَرَرِ شعبان۔ شعبان کی آخری راتیں۔

۳۲۵۵ : حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ : ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ قَالَ : أَنَا حَمَّادٌ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ هُوَ ابْنُ الشِّخِّيْرِ عَنْ عِمْرَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ (صُمْ يَوْمًا) .قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : وَهٰذَا فِي آخِرِ شَعْبَانَ فَفِي هٰذِهِ الْآثَارِ مِنْ أَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمَّتَهُ مَا قَدْ وَافَقَ فِعْلَهُ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْهُ فِي ذٰلِكَ أَيْضًا.

۳۲۵۵: مطرف بن عبداللہ اور یہی ابن شخیر ہیں انہوں نے عمرانؓ سے نقل کیا انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح نقل کیا صرف فرق یہ ہے۔ "صم یوما" یومین کی بجائے مذکور ہے۔ اور یہ روایت بھی وارد ہے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ یہ شعبان کا اواخر ہے۔ ان آثار میں جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو وہ حکم فرمایا جو آپ کے فعل کے مناسب ہے نیز آپ سے اس سلسلہ کی روایات بھی آئی ہیں۔ ذیل میں موجود ہیں۔

۳۲۵٦ :مَا حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ دَاوُدَ قَالَ : ثَنَا هِشَامُ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيْرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (لَا تَقَدَّمُوْا رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ وَلَا يَوْمَيْنِ إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ رَجُلٌ كَانَ يَصُوْمُ صِيَامًا فَلْيَصُمْهُ)

۳۲۵٦: ابوسلمہ نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے نقل کیا کہ رمضان سے ایک یا دو دن پہلے روزہ مت رکھو البتہ اس شخص کے ان دنوں میں یہ روزہ آ جائے جو ہمیشہ روزہ رکھتا ہے تو وہ روزہ رکھ لے۔

**تخریج** : بخاری فی الصوم باب١٤، مسلم فی الصیام ٢١، ابو داؤد فی الصیام باب٤، ١١، ترمذی فی الصوم باب٢، ٤، ٣٨، نسائی فی الصیام باب١٣، ٣١، ابن ماجه فی الصیام باب٥، دارمی فی الصوم ٢، ٤، مسند احمد ٢/١، ٢٢١، ٢٣٤، ٤٧٧/٤٠٨۔

۳۲۵۷ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ : ثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ : ثَنَا هِشَامٌ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهُ.

۳۲۵۷: مسلم بن ابراہیم نے ہشام سے روایت کی پھر انہوں نے اپنی سند سے روایت نقل کی ہے۔

۳۲۵۸ : حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا رَوْحٌ قَالَ : ثَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِيْ سَلْمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ فَذَكَرَ مِثْلَهُ.

۳۲۵۸: ابوسلمہ نے ابوہریرہؓ سے روایت کی انہوں نے اسی طرح روایت بیان فرمائی۔

۳۲۵۹ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوٗدَ قَالَ : ثَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِيْ سَلْمَةَ قَالَ : سَمِعْتُ الْأَوْزَاعِيَّ قَالَ : حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ أَبِيْ كَثِيْرٍ قَالَ : حَدَّثَنِيْ أَبُوْ سَلْمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

۳۲۵۹: ابوسلمہ نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۳۲۶۰ : حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا رَوْحٌ قَالَ : ثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ وَهِشَامُ بْنُ أَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ يَحْيٰى فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهُ.

۳۲۶۰: حسین المعلم اور ہشام بن ابی عبداللہ نے یحییٰ سے روایت کی پھر انہوں نے اپنی اسناد سے اسی طرح روایت بیان کی ہے۔

۳۲۶۱ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوٗدَ قَالَ : ثَنَا الْوُحَاظِيُّ يَعْنِيْ يَحْيَى بْنَ صَالِحٍ قَالَ : ثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِيْ سَلْمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

۳۲۶۱: ابوسلمہ نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۳۲۶۲ : حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهُ. فَلَمَّا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (إِلَّا أَنْ يُوَافِقَ ذٰلِكَ صَوْمًا كَانَ يَصُوْمُهُ أَحَدُكُمْ فَلْيَصُمْهُ) دَلَّ ذٰلِكَ عَلٰى دَفْعِ مَا قَالَ أَهْلُ الْمَقَالَةِ الْأُوْلٰى وَعَلٰى أَنَّ مَا بَعْدَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ إِلَى رَمَضَانَ حُكْمُ صَوْمِهٖ حُكْمُ صَوْمِ سَائِرِ الدَّهْرِ الْمُبَاحِ صَوْمُهُ فَلَمَّا ثَبَتَ هٰذَا الْمَعْنَى الَّذِيْ ذَكَرْنَا دَلَّ ذٰلِكَ أَنَّ النَّهْيَ الَّذِيْ كَانَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَدِيْثِ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ الَّذِيْ ذَكَرْنَاهُ فِيْ أَوَّلِ هٰذَا الْبَابِ لَمْ يَكُنْ إِلَّا عَلَى الْإِشْفَاقِ مِنْهُ عَلٰى صُوَّامِ رَمَضَانَ لَا لِمَعْنًى غَيْرِ ذٰلِكَ وَكَذٰلِكَ نَأْمُرُ مَنْ كَانَ الصَّوْمُ بِقُرْبِ رَمَضَانَ يَدْخُلُهُ بِهٖ ضَعْفٌ يَمْنَعُهُ مِنْ صَوْمِ رَمَضَانَ أَنْ لَا يَصُوْمَ حَتّٰى يَصُوْمَ رَمَضَانَ لِأَنَّ صَوْمَ رَمَضَانَ أَوْلٰى بِهٖ مِنْ صَوْمِ مَا لَيْسَ عَلَيْهِ صَوْمُهُ فَهٰذَا هُوَ الْمَعْنَى الَّذِيْ يَنْبَغِيْ أَنْ يُحْمَلَ عَلَيْهِ مَعْنٰى ذٰلِكَ الْحَدِيْثِ حَتّٰى لَا يُضَادَّ غَيْرَهُ مِنْ

هٰذِهِ الْاَحَادِيْثِ .وَقَدْ رُوِیَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا اَمَرَ بِهٖ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو مَا يَدُلُّ عَلٰى ذٰلِكَ اَيْضًا .

۳۲۶۲: عبدالوہاب نے محمد بن عمرو سے پھر انہوں نے اپنی اسناد سے روایت نقل کی ہے۔پس جب جناب رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا کہ: "الا ان یوافق ذلك صوما كان یصومه احد كم فلیصمه" مگر یہ کہ اس روزے کے موافق ہو جائے جس کو وہ رکھتا رہتا ہے تو وہ روزہ رکھ سکتا ہے۔اس روایت نے اول قول والوں کی بات کی تردید کردی اور یہ بات بھی ثابت کردی کہ نصف شعبان کے بعد رمضان تک روزق رکھنے کا حکم بقیہ دنوں کے روزہ کی طرح ہے۔تو جب یہ معنیٰ ثابت ہو گیا تو اس سے یہ دلالت میسر آ گئی کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں جس ممانعت کا تذکرہ ہے جسے شروع باب میں ذکر کیا گیا ہے۔اس کا مقصد یہ ہے کہ آپ نے رمضان المبارک کا روزہ رکھنے والوں کے لئے کمزوری کا قطرہ محسوس کیا اور کوئی اس کی وجہ نہیں اسی طرح ہم بھی اس آدمی کو جو روزہ رکھنے کی وجہ سے کمزور ہو جاتا ہے۔یہی حکم دیتے ہیں کہ وہ رمضان المبارک تک روزہ نہ رکھے کیونکہ رمضان المبارک کا روزہ تو اس غیر فرضی روزے سے افضل ہے۔(کہیں رمضان کا روزہ کمزوری کی وجہ سے نہ چھوٹ جائے) تو اس روایت کو اس معنیٰ پر محمول کریں گے تاکہ دیگر روایات کے متضاد نہ ہو اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی روایت جو جناب رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے اس میں یہ دلالت پائی جاتی ہے۔روایات ذیل میں درج ہیں۔

**حاصل روایات:** جب جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنے ارشاد میں یہ بات فرمادی ہاں اگر وہ آخری دن کا روزہ اگر تم میں سے کسی کے ہمیشہ رکھے جانے والے روزے کے دن کے موافق آجائے تو وہ روزہ رکھے اس سے فریق اوّل کے ہر دو دعووں کی تردید ہوتی ہے کہ نصف شعبان سے ابتداء رمضان تک روزہ رکھنا آپ کی خصوصیت ہے اور دوسروں کے لئے درست نہیں۔اور ان روایات سے یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ ایام ممنوعہ کے علاوہ بقیہ تمام دنوں میں نفلی روزہ درست ہے جب یہ معنی ثابت ہو گیا تو اب نہی والی روایت جو ابو ہریرہؓ سے مروی ہے اس کا مطلب یہ ہوگا کہ رمضان کا روزہ رکھنے والے پر شفقت کرتے ہوئے آپ نے چند دن رمضان سے قبل روزہ رکھنے کی ممانعت فرمائی تاکہ یہ نفلی روزے کی وجہ سے نقاہت کا شکار ہو کر فرضی روزہ سے محروم نہ رہ جائے نفلی روزے تو بعد میں رکھے جاسکتے ہیں رمضان المبارک کا روزہ چھوٹ جانے پر اپنا بدل نہیں رکھتا اس معنی پر روایت کو محمول کیا جائے گا تاکہ روایات میں باہمی تضاد نہ ہو اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ بات موجود ہے۔ملاحظہ ہو۔صیام داؤد علیہ السلام۔

۳۲۶۳ : حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ اَوْسٍ رَجُلٍ مِنْ ثَقِيْفٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ : قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (اَحَبُّ الصِّيَامِ اِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ صِيَامُ دَاوٗدَ كَانَ يَصُوْمُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا)

۳۲۶۳: ثقیف کے ایک آدمی نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا' جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کو تمام صیام میں زیادہ محبوب داؤد علیہ السلام کے روزے ہیں وہ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے۔

**تخریج**: بخاری فی الصوم باب۵۶' احادیث الانبیاء باب۳۷' مسلم فی الصیام ۱۸۸/۱۸۱' ۲۰۲/۲۰۱' ابو داؤد فی الصوم باب۵۳' نسائی فی الصیام باب۷۵' ابن ماجه فی الصیام باب ۳۱' مسند احمد ۱۵۸/۲' ۵' ۳۱۱/۲۹۷۔

۳۲۶۴: حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ إِدْرِيْسَ قَالَ : ثَنَا آدَمُ .

۳۲۶۴: بکر بن ادریس نے آدم سے روایت نقل کی ہے۔

۳۲۶۵: وَحَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا رَوْحٌ قَالَا : ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ زِيَادِ بْنِ أَبِي الْفَيَّاضِ قَالَ : سَمِعْتُ عِيَاضًا قَالَ : سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو يُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ .

۳۲۶۵: عیاض نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔

۳۲۶۶: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ وَعَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ قَالَا ثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ : ثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ : أَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ أَنَّ عَمْرَو بْنَ أَوْسٍ أَخْبَرَهُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (أَحَبُّ الصِّيَامِ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ صِيَامُ دَاوُدَ وَكَانَ يَصُوْمُ نِصْفَ الدَّهْرِ) .

۳۲۶۶: عمرو بن اوس نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب روزے داؤد علیہ السلام کے ہیں وہ آدھا زمانہ روزے رکھتے تھے یعنی ایک دن چھوڑ کر۔

۳۲۶۷: حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ يَعْنِي إِبْرَاهِيْمَ قَالَ ثَنَا عَفَّانَ قَالَ : ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلْمَةَ قَالَ : ثَنَا ثَابِتٌ عَنْ شُعَيْبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ (عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي فَسَأَلَهُ عَنِ الصِّيَامِ فَقَالَ لَهُ صُمْ يَوْمًا وَلَكَ عَشَرَةُ أَيَّامٍ قَالَ : زِدْنِيْ يَا رَسُوْلَ فَإِنِّيْ بِيْ قُوَّةً قَالَ صُمْ يَوْمَيْنِ وَلَكَ تِسْعَةُ أَيَّامٍ قَالَ : زِدْنِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَإِنَّ بِيْ قُوَّةً .قَالَ صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَكَ ثَمَانِيَةُ أَيَّامٍ)

۳۲۶۷: شعیب نے اپنے والد عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے نفلی روزوں کے سلسلہ میں دریافت کیا آپ نے فرمایا ایک دن روزہ رکھو تمہارے لئے دس دن ہیں یعنی مہینے میں تین دن روزے رکھ لیا کرو میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اپنے میں اس سے

زائد کی قوت پاتا ہوں آپ نے فرمایا پھر دو دن روزہ رکھو اور تیرے لئے نو دن ہیں میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں اس سے زیادہ کی قوت پاتا ہوں انہوں نے کہا تین دن روزے رکھو اور تیرے لئے آٹھ دن ہیں۔

۳۲۶۸ :حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ : ثَنَا رَوْحٌ قَالَ : ثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ (عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ : قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ حَسْبِكَ أَنْ تَصُومَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ بِكُلِّ حَسَنَةٍ عَشْرَةُ أَمْثَالِهَا فَذٰلِكَ صَوْمُ الدَّهْرِ كُلِّهِ فَشَدَّدْتُ عَلٰى نَفْسِي فَشَدَّدَ عَلَيَّ .فَقُلْتُ : إِنِّي أُطِيقُ غَيْرَ ذٰلِكَ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ .فَقَالَ صُمْ صَوْمَ نَبِيِّ اللّٰهِ دَاوُدَ قُلْتُ : وَمَا صَوْمُ دَاوُدَ نَبِيِّ اللّٰهِ .قَالَ نِصْفُ الدَّهْرِ)

۳۲۶۸: ابوسلمہ نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ مجھے جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ صوم الدھر کی طرح بن جائے گا پس میں نے اپنے اوپر سختی کی تو مجھ پر سختی کر دی گئی میں نے کہا میں تو اسکے علاوہ کی طاقت رکھتا ہوں جو اس سے زیادہ ہو۔ تو آپ نے فرمایا تو تم اللہ تعالیٰ کے پیغمبر حضرت داؤد علیہ السلام والے روزے رکھو میں نے کہا وہ صوم داؤد کیا ہیں آپ نے فرمایا وہ آدھا زمانہ کے روزے ہیں یعنی ایک دن روزہ ایک دن افطار۔

۳۲۶۹ :حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ : ثَنَا بِشْرٌ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ : حَدَّثَنِي يَحْيٰى فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

۳۲۶۹: اوزاعی نے یحییٰ سے روایت کی پھر انہوں نے اپنی اسناد سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۳۲۷۰ :حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ : ثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي حَفْصَةَ قَالَ : ثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ (عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ : بَلَغَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّي أَقُولُ لَأَصُومَنَّ الدَّهْرَ فَقَالَ صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ قُلْتُ : فَإِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ صُمْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمَيْنِ .قُلْتُ : فَإِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ فَصُمْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمًا فَذٰلِكَ صَوْمُ دَاوُدَ وَهُوَ أَعْدَلُ الصِّيَامِ)

۳۲۷۰: ابوسلمہ بن عبدالرحمن نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کو میری یہ بات پہنچی کہ میں یہ کہتا ہوں میں ہمیشہ روزہ رکھوں گا تو آپ نے مجھے بلا کر فرمایا تم ہر ماہ میں تین دن روزہ رکھا کرو میں نے کہا میں تو اس سے زائد کی طاقت رکھتا ہوں آپ نے فرمایا ایک دن روزہ رکھو اور دو دن افطار کرو میں نے کہا میں اس سے زائد کی ہمت رکھتا ہوں آپ نے فرمایا ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن افطار کرو یہ صوم داؤد ہیں اور یہ تمام (نفلی) روزوں میں متوسط درجہ کے روزے ہیں۔

۳۲۷۱ :حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ مَرْزُوقٍ وَابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَا : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ : حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ : حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَعِيدًا أَخْبَرَهُ وَأَبَا سَلَمَةَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو قَالَ :

أَخْبَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ مِثْلَهٗ.

۳۲۷۱: ابوسلمہ نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کو میرے متعلق اطلاع ملی پھر انہوں نے اسی طرح روایت ذکر کی۔

۳۲۷۲: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ وَفَهْدٌ قَالَا : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ : حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ : حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ أَبِيْ سَلْمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ.

۳۲۷۲: ابوسلمہ نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۳۲۷۳: حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا وَهْبٌ وَرَوْحٌ قَالَا : ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ هِلَالٍ أَوْ هِلَالِ بْنِ طَلْحَةَ قَالَ : سَمِعْتُ (عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو يَقُوْلُ : قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : يَا عَبْدَ اللّٰهِ صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ أَمْثَالِهَا .قُلْتُ : اِنِّيْ أُطِيْقُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ صُمْ صَوْمَ دَاوٗدَ كَانَ يَصُوْمُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا)

۳۲۷۳: طلحہ بن ہلال یا ہلال بن طلحہ کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا اے عبداللہ! ہر ماہ میں تین دن روزے رکھا کرو ارشادِ الٰہی ہے من جاء بالحسنة فله عشر امثالها۔ (الانعام۱۶۰) نیکی کرنے والے کو دس گنا بدلہ ملے گا میں نے عرض کی! میں تو اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں آپ نے فرمایا تو تم داؤد علیہ السلام والے روزے رکھا کرو وہ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے تھے۔

۳۲۷۴: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ : ثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ الْمُخْتَارِ قَالَ : ثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ قَالَ : حَدَّثَنِيْ أَبُوْ قِلَابَةَ قَالَ : حَدَّثَنِيْ أَبُو الْمَلِيْحِ قَالَ : دَخَلْتُ مَعَ أَبِيك زَيْدِ بْنِ عَمْرٍو عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ فَحَدَّثَنَا (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذُكِرَ لَهٗ صَوْمَهٗ قَالَ : فَدَخَلَ عَلَيَّ فَأَلْقَيْتُ لَهٗ وِسَادَةً مِنْ أُدْمٍ حَشْوُهَا لِيْفٌ فَجَلَسَ عَلَى الْأَرْضِ وَقَالَ لِيْ اِنَّمَا يَكْفِيْكَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ قُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَخَمْسَةُ أَيَّامٍ قُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَسَبْعَةُ أَيَّامٍ قُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَتِسْعَةُ أَيَّامٍ قُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ : فَأَحَدَ عَشَرَ يَوْمًا قُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ : أَظُنُّهٗ قَالَ : ثَلَاثَةَ عَشَرَ يَوْمًا قُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَا صِيَامَ فَوْقَ صِيَامِ دَاوٗدَ شَطْرَ الدَّهْرِ صِيَامُ يَوْمٍ وَإِفْطَارُ يَوْمٍ)

۳۲۷۴: ابوالمليح نے بیان کیا کہ میں ابو قلابہ کے والد زید بن عمرو کے ساتھ عبداللہ بن عمرو کی خدمت میں گیا تو انہوں نے ہمیں بیان کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے سامنے میرے روزے کا تذکرہ ہوا تو آپ میرے ہاں تشریف لائے میں نے آپ کے لئے چمڑے کا گدا بچھایا جس میں کھجور کا چھلکا بھرا تھا آپ زمین پر بیٹھ گئے اور مجھے فرمایا اے عبداللہ! تمہیں ہر ماہ تین دن کے روزے کافی ہیں میں نے کہا یارسول اللہ ﷺ! (میں اس سے زائد کی طاقت رکھتا ہوں) آپ نے فرمایا پھر پانچ دن۔ میں نے کہا یارسول اللہ ﷺ! (میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں) آپ نے فرمایا پھر سات دن میں نے کہا یارسول اللہ ﷺ! آپ نے فرمایا پھر نو دن۔ میں نے کہا یارسول اللہ ﷺ! (میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں) تو آپ نے فرمایا گیارہ دن۔ میں نے کہا یارسول اللہ ﷺ! (میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں) کہتے ہیں میرا خیال ہے آپ نے تیرہ دن فرمائے میں نے کہا یارسول اللہ ﷺ میں اس سے زائد کی طاقت رکھتا ہوں آپ نے فرمایا۔ پھر کوئی روزہ صیام داؤد علیہ السلام سے افضل نہیں آدھا زمانہ۔ ایک دن روزہ ایک دن افطار۔

۳۲۷۵ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ قَالَ : ثَنَا زَائِدَةُ بْنُ قُدَامَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ (عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ تَصُوْمُ ؟ قُلْتُ : أَصُوْمُ فَلَا أُفْطِرُ قَالَ صُمْ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ قُلْتُ : إِنِّيْ أَقْوٰى مِنْ ذٰلِكَ ؟ قَالَ : فَلَمْ يَزَلْ يُنَاقِصُنِيْ وَأُنَاقِصُهُ حَتّٰى قَالَ فَصُمْ أَحَبَّ الصِّيَامِ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ صَوْمَ دَاوُدَ صَوْمَ يَوْمٍ وَإِفْطَارَ يَوْمٍ) .

۳۲۷۵: عطاء بن سائب کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم کیسے روزے رکھتے ہو؟ میں نے کہا کہ میں روزے مسلسل رکھتا ہوں آپ نے فرمایا تم ہر ماہ میں تین دن کے روزے رکھا کرو۔ میں نے کہا میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں عبداللہ! کہتے ہیں آپ مجھ سے سوال جواب کرتے رہے یہاں تک کہ آپ نے فرمایا پھر تم اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب ترین روزے رکھو اور وہ صیام داؤد علیہ السلام ہیں ایک دن کا روزہ اور ایک دن کا افطار۔

۳۲۷۶ : حَدَّثَنَا أَبُوْ أُمَيَّةَ قَالَ : ثَنَا عَلِيُّ بْنُ قَادِمٍ قَالَ : ثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ أَبِيْ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي الْعَاصِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ : (قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَمْ أُنَبَّأْ أَنَّكَ تَصُوْمُ الدَّهْرَ وَتَقُوْمُ اللَّيْلَ ؟ قَالَ : قُلْتُ إِنِّيْ أَقْوٰى قَالَ إِنَّكَ إِذَا فَعَلْتَ نَفِهَتْ لَهُ النَّفْسُ وَهَجَمَتْ لَهُ الْعَيْنُ قَالَ : قُلْتُ : إِنِّيْ أَقْوٰى قَالَ فَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ قَالَ : قُلْتُ : إِنِّيْ أَقْوٰى قَالَ فَصُمْ صَوْمَ أَخِيْ دَاوُدَ كَانَ يَصُوْمُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا وَلَا يَفِرُّ إِذَا لَاقٰى) .

۳۲۷۶: ابوالعاص نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا مجھے بتلایا نہیں گیا کہ تم ہمیشہ روزہ رکھتے ہو اور رات کو قیام کرتے ہو عبداللہ کہتے ہیں میں نے کہا میں اس کی ہمت رکھتا ہوں آپ نے فرمایا اگر تم ایسا کرو گے تو نفس تھک جائے گا اور آنکھ دھنس جائے گی میں نے کہا میں اس کی طاقت رکھتا ہوں آپ نے فرمایا پھر تین دن کے روزے ہر ماہ میں رکھو میں نے کہا میں اس کی طاقت رکھتا ہوں آپ نے فرمایا پھر میرے بھائی داؤد علیہ السلام کے روزے رکھو وہ ایک دن افطار کرتے اور ایک دن روزہ رکھتے تھے۔ اور جب دشمن کا سامنا ہوتا تو فرار اختیار نہ کرتے۔

**تخریج**: بخاری فی الصوم باب ۵۹' احادیث الانبیاء باب ۳۷' مسلم فی الصیام ۱۸۸' نسائی فی الصیام باب ۷۸۔

۳۲۷۷ : حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ : ثَنَا أَسَدٌ قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ أَبِيْ ثَابِتٍ قَالَ : سَمِعْتُ أَبَا الْعَبَّاسِ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ وَكَانَ شَاعِرًا وَكَانَ لَا يُتَّهَمُ فِي الْحَدِيْثِ قَالَ : سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو فَذَكَرَ مِثْلَهُ.

۳۲۷۷: حبیب بن ابی ثابت کہتے ہیں کہ میں نے ابوالعباس سے سنا یہ ایک مکی آدمی تھا شاعر تھا مگر احادیث کی نقل میں متہم نہیں تھا وہ کہتے تھے کہ میں نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے سنا پھر انہوں نے اسی طرح روایت ذکر کی۔

۳۲۷۸ : حَدَّثَنَا أَبُوْ أُمَيَّةَ قَالَ : ثَنَا شُرَيْحٌ قَالَ : ثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ : أَنَا حُصَيْنٌ وَمُغِيْرَةُ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ صُمْ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ) ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَهُ.

۳۲۷۸: مجاہد رحمہ اللہ نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا ہر ماہ میں تین دن کے روزے رکھو پھر اسی طرح روایت نقل کی۔

۳۲۷۹ : حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ قَالَ : سَمِعْت غَيْلَانَ بْنَ جَرِيْرٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَعْبَدٍ الزِّمَّانِيِّ عَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ قَالَ : (سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمَّنْ يَصُوْمُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا .قَالَ ذَاكَ صَوْمُ دَاوُدَ قَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَكَيْفَ مَنْ يَصُوْمُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمَيْنِ قَالَ وَدِدْتُ أَنِّيْ طُوِّقْتُ عَلٰى ذٰلِكَ) فَلَمَّا أَبَاحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذِهِ الْآثَارِ الْمُتَوَاتِرَةِ صَوْمَ يَوْمٍ وَإِفْطَارَ يَوْمٍ مِنْ سَائِرِ الدَّهْرِ دَلَّ ذٰلِكَ أَنَّ صَوْمَ مَا بَعْدَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ مِمَّا قَدْ دَخَلَ فِيْ إِبَاحَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَهٰذَا قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ وَأَبِيْ يُوْسُفَ وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى .

۳۲۷۹: عبداللہ بن معبد الزمانی نے ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ سے اس شخص کے متعلق

دریافت کیا گیا جوایک دن روزہ رکھے اور ایک دن افطار کرے آپ نے فرمایا یہ داؤد علیہ السلام والے روزے ہیں اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! وہ آدمی کیسا ہے جو ایک دن روزہ رکھتا اور دو دن افطار کرتا ہے آپ نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ میں اس کی طاقت پاتا۔ جب جناب رسول اللہ ﷺ نے ان آثارِ متواترہ میں ایک دن روزہ اور ایک دن افطار کی ہمیشہ اجازت مرحمت فرمائی۔ تو اس سے واضح دلالت مل گئی کہ اس اباحت میں شعبان کا آخری آدھا حصہ بھی داخل ہے۔ جس کی رخصت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کو دی ہے۔ امام ابوحنیفہ' ابو یوسف' محمد رحمہم اللہ کا بھی یہی قول ہے۔

**تخریج** : مسلم فی الصیام ۱۹۶' ابو داؤد فی الصوم باب ۵۳' ابن ماجه فی الصیام باب ۳۱' مسند احمد ۳۱۱/۵۔

**حاصل روایات:** ان آثار متواترہ میں ایک دن روزہ اور ایک دن افطار کو جب عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے لئے مباح قرار دیا گیا ہے اور تمام دنوں کے لئے ایسا کرنے کی اجازت دی گئی ہے تو نصف شعبان کے دن بھی اس میں شامل ہیں ورنہ استثناء کیا جاتا جو کہ کسی روایت میں موجود نہیں پس نفلی روزے کی اباحت ایام ممنوعہ کے علاوہ تمام دنوں میں ثابت ہوگئی۔

یہی امام ابوحنیفہ' ابو یوسف' محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔

**تنبیہ** : اس باب میں بھی کراہت اور اباحت کا اختلاف ہے امام طحاویؒ کا رجحان فریق ثانی کی طرف ہے جناب رسول اللہ ﷺ سے شعبان کے روزے رکھنے کو نو روایات سے پیش کیا اور شعبان کے روزے کی فضیلت والی روایات کو پانچ اسناد سے ذکر کیا پھر آخر میں صیام داؤد کی افضلیت کو جو شعبان و غیر شعبان سب کو شامل ہے سولہ اسناد سے نقل کیا ہے جس سے اباحت خوب ثابت ہوگئی۔

## بَابُ الْقُبْلَةِ لِلصَّائِمِ

## روزہ دار کے لئے بوسہ کا حکم

**خلاصۃ الزام** : بوس و کنار سے مذی کا خروج ہو جائے تو امام مالک و احمد کے ہاں روزہ ٹوٹ جائے گا البتہ کفارہ لازم نہ ہوگا اور امام ابوحنیفہ و شافعیؒ کے ہاں روزہ تو نہ ٹوٹے گا البتہ مکروہ ہو جائے گا اور اگر بوس و کنار سے انزال ہو جائے تو پھر بالاتفاق روزہ بھی ٹوٹ جائے گا اور قضا لازم آئے گی کفارہ نہ ہوگا اور اگر نہ انزال ہو اور نہ مذی خارج ہو تو اس بوس و کنار کا کیا حکم ہے؟

① ابراہیم نخعی روزہ کے فساد اور امام مالک کراہت تحریمی کا قول کرتے ہیں ② اور امام ابو حنیفہ کے ہاں نفس پر قابو والے کو بالکراہت درست ہے امام احمد کے ہاں بلا کراہت درست ہے۔

### فریق اوّل کا موقف اور دلائل:

امام ابراہیم اور مالکؒ کے ہاں اس سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے یا کم از کم کراہت تحریمی کا ارتکاب لازم آتا ہے۔ دلائل یہ

ہیں۔

۳۲۸۰ : حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ قَالَ : ثَنَا إِسْرَائِيْلُ عَنْ زَيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِي يَزِيْدَ الضَّبِّيِّ عَنْ مَيْمُوْنَةَ بِنْتِ سَعْدٍ قَالَتْ : (سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْقُبْلَةِ لِلصَّائِمِ فَقَالَ أَفْطَرَا جَمِيْعًا) قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلٰى هٰذَا فَقَالُوْا : لَيْسَ لِلرَّجُلِ أَنْ يُقَبِّلَ فِيْ صَوْمِهِ وَإِنْ قَبَّلَ فَقَدْ أَفْطَرَ وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ أَيْضًا بِمَا

۳۲۸۰: ابو یزید ضبی نے میمونہ بنت سعدؓ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ سے روزہ دار کے لئے بوسہ سے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا دونوں کا روزہ ٹوٹ گیا۔ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض علماء نے روایت بالا کو اختیار کر کے کہا کہ روزہ کی حالت میں بوسہ کی اجازت نہیں اگر اس نے بوسہ لیا تو اس کا روزہ جاتا رہا اور انہوں مزید ان روایات کو بھی دلیل میں پیش کیا روایات ذیل میں درج ہیں۔

**تخریج** : ابن ماجه فی الصیام باب۱۹۔

۳۲۸۱ : حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ : ثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ قَالَ : قُلْتُ لِأَبِيْ أُسَامَةَ : أَحَدَّثَكُمْ عُمَرُ بْنُ حَمْزَةَ ؟ قَالَ : أَخْبَرَنِيْ سَالِمٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ عُمَرُ : رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ فَرَأَيْتُهُ لَا يَنْظُرُنِيْ فَقُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا شَأْنِيْ؟ قَالَ : " أَلَسْتَ الَّذِيْ تُقَبِّلُ وَأَنْتَ صَائِمٌ "فَقُلْتُ : وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ إِنِّيْ لَا أُقَبِّلُ بَعْدَ هٰذَا وَأَنَا صَائِمٌ فَأَقَرَّ بِهِ ثُمَّ قَالَ "نَعَمْ "وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ أَيْضًا بِمَا رُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.

۳۲۸۱: سالم نے ابن عمر ؓ سے روایت نقل کی ہے کہ عمر ؓ کہنے لگے میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا میں نے آپ کو اس حال میں پایا کہ آپ میری طرف دیکھتے ہی نہیں میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! میرا کیا معاملہ ہے؟ (کہ جس سے آپ اعراض فرما رہے ہیں) آپ نے فرمایا کیا تو وہی نہیں جو روزے کی حالت میں بوسہ لیتا ہے؟ میں نے کہا مجھے اس ذات کی قسم ہے جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں آئندہ روزہ کی حالت میں کبھی بوسہ نہ لوں گا میں اس پر برقرار رہوں گا تو آپ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ اور انہوں نے اس سلسلہ میں ابن مسعود ؓ کی ان روایات سے بھی استدلال کیا ہے۔ روایات ذیل میں ہیں۔

۳۲۸۲ : حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ عَنْ هَانِئٍ وَكَانَ يُسَمَّى الْهِزْهَازَ قَالَ : سُئِلَ عَبْدُ اللّٰهِ عَنِ الْقُبْلَةِ لِلصَّائِمِ فَقَالَ (يَقْضِيْ يَوْمًا آخَرَ)

۳۲۸۲: ھانی جس کا لقب ہزھاز ہے کہتے ہیں کہ عبداللہ سے روزہ دار کے بوسہ کے سلسلہ میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا وہ اس روزے کی قضا کرے۔

۳۲۸۳ :حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ قَالَ : ثَنَا مُؤَمَّلٌ قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ هِلَالٍ عَنِ الْهِزْهَازِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ مِثْلَهُ وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ أَيْضًا بِمَا رُوِيَ عَنْ عُمَرَ مِنْ قَوْلِهٖ .

۳۲۸۳: سفیان نے منصور سے انہوں نے ھلال عن ھزھاز سے انہوں نے عبداللہؓ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۳۲۸۴ :حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ عَنِ ابْنِ أَبِيْ ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ أَنَّ عُمَرَ كَانَ يَنْهٰى عَنِ الْقُبْلَةِ لِلصَّائِمِ.

۳۲۸۴: سعید بن المسیب کہتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ روزہ دار کو بوسہ سے منع فرماتے تھے۔

۳۲۸۵ :حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ زَاذَانَ قَالَ : قَالَ عُمَرُ : لَأَنْ أَعَضَّ عَلٰى جَمْرَةٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُقَبِّلَ وَأَنَا صَائِمٌ وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ أَيْضًا بِمَا رُوِيَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ .

۳۲۸۵: عمران بن مسلم نے زاداں سے نقل کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں کسی انگارے کو منہ میں ڈالوں یہ مجھے روزہ کی حالت میں بوسہ سے زیادہ محبوب ہے۔

۳۲۸۶ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ : ثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ : ثَنَا مُوْسٰى بْنُ أَعْيَنَ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيْمِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ فِي الرَّجُلِ يُقَبِّلُ امْرَأَتَهٗ وَهُوَ صَائِمٌ فَقَالَ : يَنْقُضُ صَوْمَهٗ وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ فَلَمْ يَرَوْا بِالْقُبْلَةِ لِلصَّائِمِ بَأْسًا إِذَا لَمْ يُخَفْ مِنْهَا أَنْ تَدْعُوَهٗ إِلٰى غَيْرِهَا مِمَّا يُمْنَعُ مِنْهُ الصَّائِمُ .وَكَانَ مِنْ حُجَّتِهِمْ فِيْمَا احْتَجَّ بِهٖ عَلَيْهِمْ أَهْلُ الْمَقَالَةِ الْأُوْلٰى أَنَّهٗ قَدْ رُوِيَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ إِبَاحَتِهِ الْقُبْلَةَ لِلصَّائِمِ مَا هُوَ أَظْهَرُ مِنْ حَدِيْثِ مَيْمُوْنَةَ بِنْتِ سَعْدٍ وَأَوْلٰى أَنْ يُؤْخَذَ بِهٖ وَهُوَ مَا۔

۳۲۸۶: سعید بن المسیب سے عبدالکریم نے سوال کیا کہ روزہ دار کے بوسہ کا کیا حکم ہے تو فرمایا اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا۔ دوسروں نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے کہا کہ روزہ دار کے لئے بوسہ میں کچھ حرج نہیں بشرطیکہ اس کو خطرہ نہ ہو کہ وہ ان چیزوں میں مبتلا ہو جائے گا جو روزہ دار کے لئے ممنوع ہیں۔ قول اول والوں کے خلاف جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی روایات نقل کی ہیں جو حضرت میمونہ بنت سعد کی روایات سے زیادہ ظاہر اور استدلال کے لئے زیادہ بہتر ہیں۔

**حاصل روایات:** ان تمام روایات وآثار سے معلوم ہوتا ہے کہ روزہ دار کو بوسہ ممنوع ہے اور ایسا کرنے کی صورت میں اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا۔

## فریق ثانی کا مؤقف اور دلائل اور سابقہ دلائل کے جوابات:

روزہ دار کو بوسہ میں حرج نہیں جبکہ اس سے روزہ دار کے کسی ممنوعہ چیز میں ابتلاء کا خطرہ نہ ہو۔

الجواب نمبر ①: میمونہ بنت سعدؓ کی روایت سے زیادہ واضح اور پختہ روایات بوسہ کی اباحت کو ثابت کرتی ہیں پس ان کو اختیار کرنا اس سے زیادہ اولیٰ ہے۔ روایت ملاحظہ ہو۔

۳۲۸۷ : حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ : ثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ قَالَ : ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْأَشَجِّ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ (عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ هَشَشْتُ يَوْمًا فَقَبَّلْتُ وَأَنَا صَائِمٌ فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ فَعَلْتُ الْيَوْمَ أَمْرًا عَظِيمًا قَبَّلْتُ وَأَنَا صَائِمٌ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتَ لَوْ تَمَضْمَضْتَ بِمَاءٍ وَأَنْتَ صَائِمٌ ؟ .فَقُلْتُ : لَا بَأْسَ بِذٰلِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفِيمَ ؟) .

۳۲۸۷: جابر بن عبداللہ نے عمر بن خطابؓ سے نقل کیا ایک دن مجھے نشاط آئی تو میں نے روزے کی حالت میں بیوی کا بوسہ لے لیا پھر میں جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے کہا آج میں نے بڑا گناہ کیا ہے کہ روزے کی حالت میں میں نے بوسہ لے لیا اس پر جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارا کیا خیال ہے اگر تم روزہ کی حالت میں مضمضمہ کرو تو میں نے کہا اس میں تو کچھ حرج نہیں۔ تو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو پھر بوسہ سے کیا حرج لازم آئے گا۔ یعنی کچھ حرج نہیں ہے۔

**تخریج** : ابو داؤد فی الصوم باب۳۳' دارمی فی الصوم باب ۳۱' مسند احمد ۱ ۲۱۱' ۵۲۔

**اللغات:** ھششت۔ خوشی میں آنا۔ نشاط میں آنا۔

۳۲۸۸ : حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ : ثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ قَالَ : أَنَا لَيْثُ بْنُ سَعْدٍ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ فَهٰذَا الْحَدِيثُ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ مَعْرُوفٌ لِلرُّوَاةِ وَلَيْسَ كَحَدِيثِ مَيْمُونَةَ بِنْتِ سَعْدٍ الَّذِي رَوَاهُ عَنْهَا أَبُو يَزِيدَ الضَّبِّيُّ وَهُوَ رَجُلٌ لَا يُعْرَفُ فَلَا يَنْبَغِي أَنْ يُعَارَضَ حَدِيثُ مَنْ ذَكَرْنَا بِحَدِيثِ مِثْلِهِ مَعَ أَنَّهُ قَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ حَدِيثُهُ ذٰلِكَ عَلَى مَعْنَى خِلَافِ مَعْنَى حَدِيثِ عُمَرَ هٰذَا وَيَكُونُ جَوَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي فِيهِ جَوَابًا لِسُؤَالٍ سُئِلَ فِي صَائِمَيْنِ بِأَعْيَانِهِمَا عَلَى قِلَّةِ ضَبْطِهِمَا لِأَنْفُسِهِمَا فَقَالَ ذٰلِكَ فِيهِمَا أَيْ أَنَّهُ إِذَا كَانَتِ الْقُبْلَةُ مِنْهُمَا فَقَدْ كَانَ مَعَهَا غَيْرُهَا مِمَّا قَدْ

يَضُرُّهُمَا وَهٰذَا أَوْلٰى مِمَّا حُمِلَ عَلَيْهِ مَعْنَاهُ حَتّٰى لَا يُضَادَّ غَيْرَهُ وَأَمَّا حَدِيْثُ عُمَرَ بْنِ حَمْزَةَ فَلَيْسَ أَيْضًا إِسْنَادُهُ كَحَدِيْثِ بُكَيْرٍ الَّذِيْ قَدْ ذَكَرْنَا لِأَنَّ عُمَرَ بْنَ حَمْزَةَ لَيْسَ مِثْلَ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ فِيْ جَلَالَتِهٖ وَمَوْضِعِهٖ مِنَ الْعِلْمِ وَإِتْقَانِهٖ مَعَ أَنَّهُمَا لَوْ تَكَافَئَا لَكَانَ حَدِيْثُ بُكَيْرٍ أَوْلَاهُمَا لِأَنَّهٗ قَوْلٌ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْيَقَظَةِ وَذٰلِكَ قَوْلٌ قَدْ قَامَتْ بِهِ الْحُجَّةُ عَلٰى عُمَرَ وَحَدِيْثُ عُمَرَ بْنِ حَمْزَةَ إِنَّمَا هُوَ عَلٰى قَوْلٍ حَكَاهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّوْمِ وَذٰلِكَ مِمَّا لَا تَقُوْمُ بِهِ الْحُجَّةُ فَهُمَا تَقُوْمُ بِهِ الْحُجَّةُ أَوْلٰى مِمَّا لَا تَقُوْمُ بِهِ الْحُجَّةُ ثُمَّ هٰذَا ابْنُ عُمَرَ قَدْ حَدَّثَ عَنْ أَبِيْهِ بِمَا حَكَاهُ عُمَرُ بْنُ حَمْزَةَ فِيْ حَدِيْثِهٖ ثُمَّ قَالَ بَعْدَ أَبِيْهِ بِخِلَافِ ذٰلِكَ .

۳۲۸۸: شبابہ بن سوار کہتے ہیں کہ ہمیں لیث بن سعد نے روایت کی پھر انہوں نے اپنی اسناد سے اسی طرح روایت بیان کی۔ یہ روایت صحیح سند اور معروف روات والی ہے یہ میمونہ بنت سعد والی روایت کی طرح نہیں جس کو ابو یزید ضبی جیسے غیر معروف آدمی نے روایت کیا ہے۔ پس یہ اس روایت کی معارض نہیں بن سکتی۔ دوسری بات یہ ہے کہ عین ممکن ہے کہ اس کا مفہوم حضرت عمر رضی اللہ عنہ والی روایت کے خلاف ہو۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب ان دو مخصوص روزہ داروں متعلق ہو جن کا اپنے اوپر پورا قابو نہ تھا۔ تو ان دونوں کے متعلق یہ بات فرمائی۔ کہ جب اس مزاج کے لوگ بوسہ لیں تو یہ بوسہ ان کے لئے دوسرے شرع کے خلاف کاموں میں ابتلاء کے خطرے کی وجہ سے نقصان دہ ہوگا۔ اس روایت یہ مفہوم اس بات سے اولیٰ ہے جس پر اس کو محمول کیا گیا ہے تاکہ یہ روایت دیگر روایات سے متضاد نہ ہو۔ اسی طرح حضرت عمر بن حمزہ کی روایت اپنی سند کے لحاظ سے حضرت بکیر کی روایت جیسی نہیں جس کو ہم نے نقل کیا ہے۔ کیونکہ حضرت عمر بن حمزہ اپنے مقام علمی اور عظمت وشان اور ثقاہت میں بکیر بن عبد اللہ کے برابر نہیں اگر بالفرض برابر مان بھی لیں پھر بھی بکیر کی روایت دونوں میں سے اولیٰ ہے۔ کیونکہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حالت بیداری کا قول ہے۔ اور اس روایت کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خلاف حجت قائم ہو چکی ہے اور حضرت عمر بن حمزہ والی روایت وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خواب میں مذکورہ واقعہ ہے اور ایسی روایت جس سے حجت قائم ہوتی ہو وہ اس روایت سے اولیٰ ہے جس سے دلیل نہ بن سکتی ہو۔ پھر ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے والد سے وہی بات نقل کی جوان کو عمر بن حمزہ نے اپنی حدیث میں کہی پھر اپنے والد کے بعد اس کے خلاف فتویٰ دیا ملاحظہ ہو۔

**حاصلِ روایات:** یہ روایت صحیح الاسناد ہے اور ان کے راوی بھی معروف ہیں اس کے برخلاف میمونہ والی روایت میں ابو یزید ضبی نامی راوی آج تک معلوم نہیں ہو سکا کہ کون ہے پس متروک و مجہول روات والی روایت اس صحیح روایت کی مقابل نہ ہوگی اگر بالفرض اس کو درست مان لیں تو وہ عمومی حکم کو ثابت نہیں کر سکتی بلکہ اس کا معنی یہ ہوگا کہ خاص ایسے آدمیوں نے اس کے متعلق پوچھا جو نفس پر قابو نہ رکھ سکتے تھے تو آپ نے ان کو یہ جواب دیا پس اس طرح یہ روایت اس صحیح روایت کے متضاد بھی نہ رہے گی۔

نمبر ②: عمر بن حمزہ والی روایت کی اسناد بھی حدیث بکیر جیسی نہیں ہیں کیونکہ عمر بن حمزہ بکیر سے جلالت علم و اتقان میں کم درجہ ہے۔

اگر بالفرض اس سے چشم پوشی کر لیں تب بھی حدیث بکیر اس روایت سے اولیٰ ہے کیونکہ وہ بیداری میں جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے اور اس کے بالمقابل خواب کی بات ہے جس سے کسی کے خلاف حجت قائم نہیں کی جاسکتی۔

پھر دوسری بات یہ ہے کہ ابن عمر ؓ اس روایت میں تو عمر ؓ سے یہ بات نقل کر رہے ہیں مگر خود فتویٰ اس کے خلاف دے رہے ہیں معلوم ہوتا ہے ان کے نزدیک بھی یہ فتویٰ اس روایت سے اولیٰ ہے۔

## فتویٰ ابن عمر ؓ:

۳۲۸۹: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ : ثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ : ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ مُوَرِّقٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الْقُبْلَةِ لِلصَّائِمِ فَأَرْخَصَ فِيهَا لِلشَّيْخِ وَكَرِهَهَا لِلشَّابِّ فَدَلَّ ذٰلِكَ أَنَّ هٰذَا كَانَ -عِنْدَهُ- أَوْلَى مِمَّا حَدَّثَهُ بِهِ عُمَرُ مِمَّا ذَكَرَهُ عُمَرُ بْنُ حَمْزَةَ فِي حَدِيثِهِ .وَأَمَّا مَا قَدْ احْتَجُّوا بِهِ مِنْ قَوْلِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَإِنَّهُ قَدْ رُوِيَ عَنْهُ أَيْضًا خِلَافُ ذٰلِكَ

۳۲۸۹: مورق نے ابن عمر ؓ سے نقل کیا کہ ان سے روزہ دار کے بوسہ کے سلسلہ میں پوچھا گیا تو انہوں نے بوڑھے کے حق میں اس کی اجازت دی اور جوان کے حق میں ممانعت فرمائی اور ناپسند قرار دیا۔ اس سے یہ ثبوت مل گیا کہ یہ ان کے ہاں اس سے بہتر تھا۔ جوان کو حضرت عمر ؓ نے ان کو بیان کی اور جس کو عمر بن حمزہ اپنی روایت میں لائے۔ باقی قول ابن مسعود ؓ جس کو انہوں نے اپنا مستدل بنایا تو ان سے اس کے خلاف روایت بھی مروی ہے جیسا ذیل میں ہے۔

اس فتویٰ سے بھی یہ بات ثابت ہوئی کہ عمر بن حمزہ والی منامی روایت سے ابن عمر ؓ کے ہاں یہ عمل اولیٰ و بہتر تھا۔

نمبر ③: روایت ابن مسعود ؓ کا جواب یہ ہے کہ راوی کا خود اپنا عمل اس روایت کے خلاف ہے اس روایت کا منسوخ ہونا ثابت ہوتا ہے۔

روایت ابن مسعود ؓ ملاحظہ فرمائیں۔

۳۲۹۰: حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ : ثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ : ثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ طَارِقٍ عَنْ حَكِيمِ بْنِ جَابِرٍ قَالَ : كَانَ ابْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُبَاشِرُ امْرَأَتَهُ وَهُوَ صَائِمٌ فَقَدْ تَكَافَأَ هٰذَا الْحَدِيثُ وَمَا رَوَى الْهِزْهَازُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ وَأَمَّا مَا ذَكَرُوهُ مِنْ قَوْلِ سَعِيدٍ يَعْنِي ابْنَ الْمُسَيِّبِ أَنَّهُ يَنْقُضُ صَوْمَهُ فَإِنَّ مَا رُوِيَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ تَشْبِيهِهِ ذٰلِكَ بِالْمَضْمَضَةِ أَوْلَى مِنْ قَوْلِ سَعِيدٍ ثُمَّ قَالَ بِذٰلِكَ جَمَاعَةٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا سَنَذْكُرُ ذٰلِكَ عَنْهُمْ فِي

آخِرِ هٰذَا الْبَابِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ .وَقَدْ جَاءَ تِ الْاٰثَارُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَوَاتِرَةً بِأَنَّهُ كَانَ يُقَبِّلُ وَهُوَ صَائِمٌ فَمِنْ ذٰلِكَ.

۳۲۹۰:حکیم بن جابر کہتے ہیں کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اپنی بیوی سے روزہ کی حالت میں بوس و کنار کرتے تھے۔تو ان کی یہ روایت اور ہزہاز والی روایت دونوں ایک دوسری کے خلاف ہوگئیں۔اب رہا ابن مسیّب رحمۃ اللہ علیہ کا قول کو بوس و کنار والے کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارشاد میں اس کو کلی سے مشابہت دی وہ ابن مسیّب رحمۃ اللہ علیہ کے قول سے بہتر ہے۔پھر اس کو صحابہ کرام کی ایک جماعت نے نقل کیا جس کو باب کے اخر میں ہم ذکر کریں گے ان شاء اللہ) اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے متواتر روایات آئی ہیں کہ آپ حالت روزہ میں بوسہ لے لیا کرتے تھے۔

اب عمل راوی جب فتویٰ کے خلاف ہوا تو وہ روایت متروک و منسوخ ہوئی۔

نمبر ④: سعید بن المسیبؒ کا فتویٰ تو اس کا جواب یہ ہے کہ سعید کا یہ فتویٰ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مضمضہ والے ارشاد کے خلاف ہے اس لئے مسترد ہوگا اور سعید بن المسیب کی روایت سے جو عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ والی روایت کے خلاف ہونے کی وجہ سے مردار و مسترد ہوگا۔

مستدل روایات ملاحظہ ہوں۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متواتر روایات سے یہ بات ثابت ہے کہ آپ روزہ کی حالت میں اپنی ازواج کا بوسہ لیتے تھے۔

۳۲۹۱ :حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَطَاءٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ عَرُوْبَةَ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا (أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصِيْبُ مِنَ الرُّءُ وْسِ وَهُوَ صَائِمٌ)

۳۲۹۱:عبداللہ بن شقیق نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم روزے کی حالت میں چہرے سے فائدہ اٹھاتے تھے۔

اللغات:یصیب من الرؤس۔یہ چہرہ کے بوسہ سے کنایہ ہے۔چہرہ سر کا حصہ ہے۔

۳۲۹۲ :حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوُدَ قَالَ : ثَنَا عَيَّاشٌ الرَّقَّامُ قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ عَرُوْبَةَ عَنْ أَيُّوْبَ قَالَ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ شَقِيْقٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ فَمَا دَرَيْتُ مَا هُوَ حَتّٰى قِيْلَ : الْقُبْلَةُ

۳۲۹۲:عبداللہ بن شقیق نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت اسی طرح نقل کی

ہے عبداللہ بن شقیق کہتے ہیں میں اس کنایہ کو نہ سمجھ سکا یہاں تک کہ بتلایا گیا کہ اس سے (قُبلہ یعنی بوسہ مراد ہے۔

۳۲۹۳ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ثَنَا الْوَهْبِيُّ هُوَ أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ : ثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ : أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ (عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُقَبِّلُهَا وَهُوَ صَائِمٌ) .

۳۲۹۳: زینب بنت ابی سلمہ نے امّ سلمہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ روزہ کی حالت میں اسے بوسہ دے لیا کرتے تھے۔

**تخریج** : بخاری فی الصوم باب۲۴' مسلم فی الصیام ۶۲' ۶۳' ابو داؤد فی الصوم باب۳۴' دارمی فی المقدمہ باب۵۳' الوضو باب۱۰۷' الصوم باب۲۱' مسند احمد ۳۹/۶' ۲۸۰۔

۳۲۹۴ : حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ : ثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ : ثَنَا هِشَامُ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ ذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

۳۲۹۴: یحییٰ نے ابوسلمہؓ سے پھر انہوں نے اپنی اسناد سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۳۲۹۵ : حَدَّثَنَا رَبِيْعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ : ثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ قَالَ : ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ (عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّهَا قَالَتْ قَبَّلَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ صَائِمٌ) .

۳۲۹۵: زینب بنت ابی سلمہ نے امّ سلمہؓ سے نقل کیا وہ فرماتی ہیں مجھے رسول اللہ ﷺ نے روزہ کی حالت میں بوسہ دیا۔

۳۲۹۶ : حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ : ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى قَالَ : أَنَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيٰى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ فَرُّوْخَ قَالَ : (أَتَتْ أُمَّ سَلَمَةَ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ : إِنَّ زَوْجِي يُقَبِّلُنِي وَأَنَا صَائِمَةٌ .فَقَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُنِي وَهُوَ صَائِمٌ وَأَنَا صَائِمَةٌ)

۳۲۹۶: عبداللہ بن فروخ کہتے ہیں کہ ایک عورت امّ سلمہؓ کی خدمت میں آئی کہ میرا خاوند مجھے اس حال میں بوسہ دیتا ہے کہ میں روزہ سے ہوتی ہوں تو امّ سلمہؓ نے جواب دیا جناب رسول اللہ ﷺ روزہ کی حالت میں میرا بوسہ لیتے تھے اور میں بھی روزے سے ہوتی تھی۔

۳۲۹۷ : حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ الرَّقِّيُّ قَالَ : ثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ الضَّرِيْرُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ صُبَيْحٍ عَنْ شُتَيْرِ بْنِ شَكَلٍ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (أَنَّهُ قَبَّلَ وَهُوَ صَائِمٌ) .

۳۲۹۷: شتیر بن شکل نے حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا سے انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق نقل کیا کہ آپ روزہ کی حالت میں میرا بوسہ لے لیا کرتے تھے۔

**تخریج** : مسلم فی الصیام نمبر۷۳۔

**۳۲۹۸ : حَدَّثَنَا رَبِيْعُ الْمُؤَذِّنُ قَالَ : ثَنَا أَسَدٌ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُسْلِمٍ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ.**

۳۲۹۸: ابوعوانہ نے منصور سے انہوں نے مسلم سے روایت نقل کی اور اپنی اسناد سے اسی طرح نقل کی ہے۔

**۳۲۹۹ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوٗدَ قَالَ : ثَنَا ابْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ قَالَ : أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ قَالَ : حَدَّثَنِيْ أَبِيْ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ أَخْبَرَهٗ (عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُقَبِّلُهَا وَهُوَ صَائِمٌ) .**

۳۲۹۹: علی بن حسین نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کو روزہ کی حالت میں بوسہ لے لیا کرتے تھے۔

**تخریج** : مسلم فی الصیام ۶۹/۷۲، ۷۳۔

**۳۳۰۰ : حَدَّثَنَا رَبِيْعُ الْمُؤَذِّنُ قَالَ : ثَنَا أَسَدٌ قَالَ : ثَنَا ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا مِثْلَهٗ.**

۳۳۰۰: علی بن حسین نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔

**۳۳۰۱ : حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا هَارُوْنُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ الْخَزَّازُ قَالَ : ثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ : ثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَرُوْبَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا مِثْلَهٗ.**

۳۳۰۱: ابوسلمہ نے عروبۃ بن زبیر سے انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔

**۳۳۰۲ : حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ .أَنَا سَعِيْدٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا مِثْلَهٗ .**

۳۳۰۲: ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے نقل کیا انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

**۳۳۰۳ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ : ثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ : ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ هِشَامٍ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ.**

۳۳۰۳: حماد نے ہشام سے روایت نقل کی ہے پھر اپنی اسناد سے اسی طرح روایت کی ہے۔

**۳۳۰۴ : حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ : ثَنَا شُجَاعُ بْنُ الْوَلِيْدِ قَالَ : ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ :**

حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا مِثْلَهُ وَزَادَ (وَكَانَتْ تَقُوْلُ : وَأَيُّكُمْ أَمْلَكُ لِأَرَبِهٖ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؟) .

۳۳۰۴: عبیداللہ بن عمر نے قاسم سے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اسی طرح سے روایت نقل کی ہے اور اس میں یہ اضافہ ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرمانے لگیں تم میں سے کون ہے جس کو اپنی خواہش پر اس طرح کنٹرول ہو جس طرح آپ کو تھا؟

**تخریج** : بخاری فی الحیض باب ٥' الصوم باب٢٣' مسلم فی الحیض حدیث نمبر٢' الصیام ٦٤' ٦٥' ابو داؤد فی الطهارة باب١٠٦' الصوم باب٣٣' ترمذی فی الصوم باب٣٢' ابن ماجه فی الطهارة باب١٠٦' الصیام باب١٩' مسند احمد ٤٠/٦' ٩٨' ١١٣' ١٢٦' ٢٠١' ٢٠٤' ٢٠٦' ٢١٦' ٢٣٠۔

**اللغات**: املک زیادہ قدرت والا۔ لِأَرَبِهٖ: حاجت۔

۳۳۰۵ : حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ يَحْيَى الْمُزَنِيُّ قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيْسَ الشَّافِعِيُّ قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ قَالَ : قُلْتُ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ أَحَدَّثَكَ أَبُوْكَ (عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُقَبِّلُهَا وَهُوَ صَائِمٌ) ؟ قَالَ : فَطَأْطَأَ (أَيْ خَفَضَ) رَأْسَهُ وَاسْتَحْيَا قَلِيْلًا وَسَكَتَ ثُمَّ قَالَ (نَعَمْ)

۳۳۰۵: سفیان کہتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمٰن بن قاسم سے کہا کیا تمہارے والد نے تمہیں کوئی عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت بیان کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزے کی حالت میں بوسہ دے لیا کرتے تھے؟ سفیان کہتے ہیں کہ انہوں نے اپنا سر شرم سے جھکایا اور کچھ دیر خاموشی کے بعد فرمایا جی ہاں۔ درست ہے۔

۳۳۰۶ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ هُوَ ابْنُ مَيْمُوْنٍ الْبَغْدَادِيُّ قَالَ : ثَنَا الْوَلِيْدُ هُوَ ابْنُ مُسْلِمٍ قَالَ : ثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيٰى.

۳۳۰۶: ابوسلمہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ کی حالت میں اس کا بوسہ لے لیا کرتے تھے۔

۳۳۰۷ : قَالَ حَدَّثَنِي أَبُوْ سَلَمَةَ (عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُقَبِّلُهَا وَهُوَ صَائِمٌ) حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ ثَنَا بِشْرٌ هُوَ ابْنُ بَكْرٍ قَالَ : ثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهُ .

۳۳۰۷: ابن بکر نے اوزاعی سے پھر انہوں نے اپنی اسناد سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۳۳۰۸ : حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ مَرْزُوْقٍ وَابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَا : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ : حَدَّثَنِي

اللَّيْثُ قَالَ : حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ : أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلْمَةَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ فَذَكَرَ مِثْلَهُ .

۳۳۰۸: ابوسلمہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے پھر انہوں نے اپنی اسناد سے اسی طرح روایت بیان کی ہے۔

۳۳۰۹ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوُدَ قَالَ : ثَنَا عَيَّاشٌ الرَّقَّامُ قَالَ : عَبْدُ الْأَعْلٰى قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ (عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ : جَمَعَ لِيْ أَبِيْ أَهْلِيْ فِيْ رَمَضَانَ فَأَدْخَلَهُمْ عَلَيَّ فَدَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَسَأَلْتُهَا عَنِ الْقُبْلَةِ يَعْنِيْ لِلصَّائِمِ فَقَالَتْ لَيْسَ بِذٰلِكَ بَأْسٌ قَدْ كَانَ مَنْ هُوَ خَيْرُ النَّاسِ يُقَبِّلُ) .

۳۳۰۹: نافع نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا کہ میرے والد نے میرے گھر والوں کو رمضان میں میرے ساتھ جمع کیا اور میرے ہاں داخل کیا میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں گیا اور ان سے بوسہ کے متعلق دریافت کیا کہ کیا وہ روزہ دار کو درست ہے تو انہوں نے جواب دیا اس میں حرج نہیں اور لوگوں میں سب سے بہتر ہستی وہ بھی روزہ کی حالت میں بوسہ لے لیتے تھے (یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)۔

۳۳۱۰ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوُدَ قَالَ : ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَسَدٍ قَالَ : ثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا (أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُقَبِّلُ وَهُوَ صَائِمٌ) .

۳۳۱۰: یحییٰ بن سعید نے عمرۃ سے انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم روزہ کی حالت میں بوسہ لے لیا کرتے تھے۔

۳۳۱۱ : حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا وَهْبٌ قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ مَعْمَرٍ (عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ : أَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُقَبِّلَنِيْ فَقُلْتُ : إِنِّيْ صَائِمَةٌ فَقَالَ وَأَنَا صَائِمٌ فَقَبَّلَنِيْ).

۳۳۱۱: طلحہ بن عبیداللہ بن معمر نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا کہ وہ فرماتی تھیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بوسہ دینے کا ارادہ فرمایا تو میں نے کہا میں روزہ سے ہوں آپ نے فرمایا میں بھی روزہ سے ہوں پھر آپ نے میرا بوسہ لیا۔

۳۳۱۲ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ : ثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ : ثَنَا عُمَرُ بْنُ أَبِيْ زَائِدَةَ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيِّ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : (مَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَمْتَنِعُ مِنْ وُجُوْھِنَا وَھُوَ صَائِمٌ)۔

۳۳۱۲: اسود نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ روزہ کی حالت میں جناب رسول اللہ ﷺ کو ہمارے چہرہ سے کوئی چیز نہ روکتی تھی (یعنی بوسے سے)

۳۳۱۳: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرَۃَ قَالَ : ثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ عَنْ (الْاَسْوَدِ قَالَ : انْطَلَقْتُ اَنَا وَعَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْعُوْدٍ اِلٰی عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا نَسْاَلُھَا عَنِ الْمُبَاشَرَۃِ ثُمَّ خَرَجْنَا وَلَمْ نَسْاَلْھَا .فَرَجَعْنَا فَقُلْنَا : یَا اُمَّ الْمُؤْمِنِیْنَ اَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُبَاشِرُ وَھُوَ صَائِمٌ .قَالَتْ : نَعَمْ وَکَانَ اَمْلَکَکُمْ لِاَرَبِہٖ) فَسُؤَالُ عَبْدِ اللّٰہِ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا عَنْ ھٰذَا دَلِیْلٌ عَلٰی اَنَّہٗ لَمْ یَکُنْ عِنْدَہٗ فِیْ ذٰلِکَ شَیْءٌ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی اَخْبَرَتْہُ بِہٖ عَائِشَۃُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا فَدَلَّ ذٰلِکَ عَلٰی اَنَّ مَا رُوِیَ عَنْہُ مِمَّا قَدْ وَافَقَ ذٰلِکَ کَانَ مُتَاَخِّرًا عَمَّا رُوِیَ عَنْہُ مِمَّا خَالَفَ ذٰلِکَ

۳۳۱۳: اسود کہتے ہیں کہ میں اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں گئے کہ ہم عائشہ رضی اللہ عنہا سے جسم سے جسم ملانے کے متعلق دریافت کریں پھر ہم بغیر پوچھے واپس آ گئے مگر پھر ہم نے لوٹ کر پوچھا اے امّ المؤمنین ! کیا جناب رسول اللہ ﷺ روزے کی حالت میں اپنا جسم جسم سے ملاتے تھے انہوں نے کہا جی ہاں ! مگر آپ اپنی خواہش پر سب سے زیادہ قابو رکھنے والے تھے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سوال اس بات کا ثبوت ہے کہ ان کو اس سلسلہ میں کوئی چیز معلوم نہ تھی پھر حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ان کو بتلائی۔ اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ جو ان سے اس کے موافق مروی ہے وہ بعد میں ہے اور جو اس کے مخالف مروی ہے وہ پہلے کی بات ہے۔

**تخریج** : بخاری فی الصوم باب۲۳' مسلم فی الصیام نمبر۶۸' ابن ماجه فی الصیام باب ۲۰۔

**نکتہ**: عبداللہ رضی اللہ عنہ کا استفسار بتلا رہا ہے کہ ان کے پاس اس سلسلہ کی پہلے کوئی روایت موجود نہ تھی یہاں تک کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کو اس کی اطلاع دی اس سے معلوم ہوا کہ ان کی جو روایت اس کے خلاف ہے وہ اس مسئلہ کے معلوم کرنے سے پہلے کی ہے اور جو موافق ہے وہ اس سے بعد کی ہے۔

۳۳۱۴: حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ عَنْ (الْاَسْوَدِ وَمَسْرُوْقٍ قَالَا : سَاَلْنَا عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا اَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُبَاشِرُ وَھُوَ صَائِمٌ ؟ فَقَالَتْ نَعَمْ وَلٰکِنَّہٗ کَانَ اَمْلَکَ لِاَرَبِہٖ مِنْکُمَا اَوْ لِاَمْرِہٖ) اَلشَّکُّ مِنْ اَبِیْ عَاصِمٍ .

۳۳۱۴: اسود و مسروق کہتے ہیں کہ ہم دونوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ کیا جناب رسول اللہ ﷺ اپنے جسم کو جسم سے روزے کی حالت میں ملاتے (بوس و کنار کرنا) تو انہوں نے کہا۔ جی ہاں۔ لیکن آپ تم میں سب سے

زیادہ اپنی خواہش پر قدرت رکھتے تھے۔ابوعاصم راوی کو اربہ یا امرہ میں شبہ ہے۔

۳۳۱۵: حَدَّثَنَا اَبُوْ بِشْرٍ الرَّقِّيُّ قَالَ : ثَنَا شُجَاعٌ عَنْ حُرَيْثِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوْقٍ (عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ رُبَّمَا قَبَّلَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَاشَرَنِيْ وَهُوَ صَائِمٌ وَاَمَّا اَنْتُمْ فَلَا بَأْسَ بِهٖ لِلشَّيْخِ الْكَبِيْرِ الضَّعِيْفِ) .

۳۳۱۵: مسروق نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ کی حالت میں بارہا مجھ سے بوس و کنار کیا ہے مگر تم میں (یعنی تمہارے لئے اجازت نہیں) البتہ زیادہ بوڑھے کے لئے حرج نہیں۔

۳۳۱۶: حَدَّثَنَا رَبِيْعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ : ثَنَا اَسَدٌ قَالَ : ثَنَا شَيْبَانُ اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ هُوَ الْاَوْدِيُّ قَالَ : (سَاَلْنَا عَائِشَةَ عَنِ الرَّجُلِ يُقَبِّلُ وَهُوَ صَائِمٌ فَقَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُ وَهُوَ صَائِمٌ) .

۳۳۱۶: عمرو بن میمون الاودی کہتے ہیں کہ ہم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس آدمی کے متعلق پوچھا جو روزہ کی حالت میں بوسہ لے تو فرمانے لگیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ کی حالت میں بوسہ لے لیتے تھے۔

۳۳۱۷: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ قَالَ : ثَنَا اِسْرَائِيْلُ عَنْ زِيَادٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ (عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُنِيْ وَاَنَا صَائِمَةٌ) .

۳۳۱۷: عمرو بن میمون نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ کی حالت میں میرا بوسہ لے لیا کرتے تھے۔

۳۳۱۸: حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ الْمُقْرِءُ قَالَ : ثَنَا مُوْسٰى بْنُ عَلِيٍّ قَالَ : سَمِعْتُ اَبِيْ يَقُوْلُ : حَدَّثَنِي (اَبُوْ قَيْسٍ مَوْلٰى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ : بَعَثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو اِلٰى اُمِّ سَلْمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَلْهَا اَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُ وَهُوَ صَائِمٌ فَاِنْ قَالَتْ لَا فَقُلْ : اِنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تُخْبِرُ النَّاسَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُقَبِّلُ وَهُوَ صَائِمٌ .فَاَتَيْتُ اُمَّ سَلْمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَاَبْلَغْتُهَا السَّلَامَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَقُلْتُ : اَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُ وَهُوَ صَائِمٌ ؟ فَقَالَتْ : لَا فَقُلْتُ : اِنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تُخْبِرُ النَّاسَ اَنَّهٗ كَانَ يُقَبِّلُ وَهُوَ صَائِمٌ فَقَالَتْ لَعَلَّهٗ اَنَّهٗ لَمْ يَكُنْ يَتَمَالَكُ عَنْهَا حُبًّا اَمَّا اِيَّايَ فَلَا) . وَقَدْ تَوَاتَرَتْ هٰذِهِ الْاٰثَارُ عَنْ

رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يُقَبِّلُ وَهُوَ صَائِمٌ فَدَلَّ ذٰلِكَ أَنَّ الْقُبْلَةَ غَيْرُ مُفْطِرَةٍ لِلصَّائِمِ فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ : كَانَ ذٰلِكَ مِمَّا قَدْ خُصَّ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا تَرَى إِلٰى قَوْلِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا (وَأَيُّكُمْ كَانَ أَمْلَكَ لِأَرَبِهٖ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؟) قِيْلَ لَهٗ : إِنَّ قَوْلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا هٰذَا إِنَّمَا هُوَ عَلٰى أَنَّهَا لَا تَأْمَنُ عَلَيْهِمْ وَلَا يَأْمَنُوْنَ عَلٰى أَنْفُسِهِمْ مَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمَنُهٗ عَلٰى نَفْسِهٖ لِأَنَّهٗ كَانَ مَحْفُوْظًا وَالدَّلِيْلُ عَلٰى أَنَّ الْقُبْلَةَ عِنْدَهَا لَا تُفْطِرُ الصَّائِمَ مَا قَدْ رَوَيْنَا عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ (فَأَمَّا أَنْتُمْ فَلَا بَأْسَ بِهٖ لِلشَّيْخِ الْكَبِيْرِ الضَّعِيْفِ) أَرَادَتْ بِذٰلِكَ أَنَّهٗ لَا يُخَافُ مِنْ أَرَبِهٖ فَدَلَّ ذٰلِكَ عَلٰى أَنَّ مَنْ لَمْ يَخَفْ مِنَ الْقُبْلَةِ وَهُوَ صَائِمٌ شَيْئًا آخَرَ وَأَمِنَ عَلٰى نَفْسِهٖ أَنَّهَا لَهٗ مُبَاحَةٌ وَقَدْ ذَكَرْنَا عَنْهَا فِيْ بَعْضِ هٰذِهِ الْآثَارِ أَنَّهَا سُئِلَتْ عَنِ الْقُبْلَةِ لِلصَّائِمِ فَقَالَتْ -جَوَابًا لِذٰلِكَ السُّؤَالِ -(كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُ وَهُوَ صَائِمٌ) . فَلَوْ كَانَ حُكْمُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذٰلِكَ عِنْدَهَا خِلَافَ حُكْمِ غَيْرِهٖ مِنَ النَّاسِ إِذًا لَمَا كَانَ مَا عَلِمَتْهُ مِنْ فِعْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَوَابًا لِمَا سُئِلَتْ عَنْهُ مِنْ فِعْلِ غَيْرِهٖ وَقَدْ سَأَلَهَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ لَمَّا جَمَعَ لَهٗ أَبُوْهُ أَهْلَهٗ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ عَنْ مِثْلِ ذٰلِكَ فَقَالَتْ (كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ) . وَهٰذَا عِنْدَنَا لِأَنَّهَا كَانَتْ تَأْمَنُ عَلَيْهِ فَدَلَّ مَا ذَكَرْنَا عَلَى اسْتِوَاءِ حُكْمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَائِرِ النَّاسِ -عِنْدَهَا -فِيْ حُكْمِ الْقُبْلَةِ إِذَا لَمْ يَكُنْ مَعَهَا الْخَوْفُ عَلٰى مَا بَعْدَهَا مِمَّا تَدْعُو إِلَيْهِ وَهُوَ أَيْضًا فِي النَّظَرِ كَذٰلِكَ لِأَنَّا قَدْ رَأَيْنَا الْجِمَاعَ وَالطَّعَامَ وَالشَّرَابَ قَدْ كَانَ ذٰلِكَ كُلُّهٗ حَرَامًا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ صِيَامِهٖ كَمَا هُوَ حَرَامٌ عَلٰى سَائِرِ أُمَّتِهٖ فِيْ صِيَامِهِمْ ثُمَّ هٰذِهِ الْقُبْلَةُ قَدْ كَانَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَلَالًا فِيْ صِيَامِهٖ فَالنَّظَرُ عَلٰى مَا ذَكَرْنَا أَنْ يَكُوْنَ أَيْضًا حَلَالًا لِسَائِرِ أُمَّتِهٖ فِيْ صِيَامِهِمْ أَيْضًا وَيَسْتَوِيْ حُكْمُهٗ وَحُكْمُهُمْ فِيْهَا كَمَا يَسْتَوِيْ فِيْ سَائِرِ مَا ذَكَرْنَا وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْضًا مَا يَدُلُّ عَلَى اسْتِوَاءِ حُكْمِهٖ وَحُكْمِ أُمَّتِهٖ فِيْ ذٰلِكَ.

۳۳۱۸: ابوقیس مولیٰ عمرو بن العاص کہتے ہیں کہ مجھے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے امّ سلمہؓ کی خدمت میں بھیجا کہ ان سے پوچھ آئیں کہ کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزے کی حالت میں ان کا بوسہ لے لیا کرتے تھے چنانچہ میں امّ سلمہؓ کی خدمت میں آیا اور ابن عمر کا سلام ان کو پہنچایا۔ اور میں نے کہا کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزے کی حالت میں بوسہ

لے لیا کرتے تھے انہوں نے کہا نہیں۔ میں نے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے لوگوں کو خبر دی ہے کہ آپ روزے کی حالت میں بوسہ لے لیا کرتے تھے وہ کہنے لگیں شاید ان سے متعلق ایسا ہو کیونکہ اس کی محبت کے بارے میں آپ اختیار نہ رکھتے تھے (یعنی ان سے شدید محبت تھی) یعنی ان کا بوسہ لیا ہو عین ممکن ہے مگر میرے سلسلہ میں یہ بات پیش نہیں آئی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کثیر روایات سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ آپ حالت روزہ میں بوسہ لے لیا کرتے تھے۔اس سے یہ ثبوت میسر آ گیا کہ بوسہ سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔اگر کوئی معترض یہ کہے کہ یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت تھی۔ کیا تم حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اس قول کو نہیں جانتے **وایکم کان املك لا ربه من رسول الله** صلی اللہ علیہ وسلم '' کہ تم میں سے کس کو آپ کی طرح اپنے اوپر قابو ہے۔اس کے جواب میں یہ کہا جائے۔ کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول اس بات پر دلالت کر رہا ہے ان کو ان لوگوں کے نفوس کے سلسلہ میں اطمینان نہ تھا۔ جو اطمینان جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے نفس پر تھا کیونکہ آپ معصوم و محفوظ تھے۔ رہی اس بات کی دلیل کہ بوسہ آپ کے ہاں افطار صوم کا باعث نہ تھا۔ گزشتہ سطور میں ذکر کیا **فاما انتم فلا باس به للشیخ الکبیر**۔الحدیث باقی رہے تم تو بوڑھے کمزور کے لئے کچھ حرج نہیں۔ان کا مقصد اس سے یہ ہے کہ جس کو اپنے متعلق شہوت کا ڈر نہ ہو اور اسے اپنے اوپر اطمینان ہو تو بوسہ اس کے لئے جائز ہے۔ہم نے بعض روایات انہی سے ذکر کیں کہ ان سے روزہ دار کے بوسہ سے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے اس سوال کے جواب میں فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ کی حالت میں بوسہ لے لیا کرتے تھے۔اگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم لوگوں کے متعلق اس سے مختلف ہوتا تو پھر وہ اس کا جواب آپ عمل سے ظاہر ہونے والا نہ دیتیں اور ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے اس وقت سوال کیا جب کہ ان کے والد نے ان کے گھر والوں کو رمضان المبارک میں ایک جگہ جمع کیا تو انہوں نے فرمایا کہ ''**کان رسول الله** صلی اللہ علیہ وسلم **یفعل ذلك**'' کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ عمل کرتے تھے۔ ہمارے ہاں اس کی تاویل یہ ہے کہ وہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق مطمئن تھیں۔ پس اس سے یہ دلالت مل گئی کہ اس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر لوگوں کا حکم بوسہ کے سلسلہ میں برابر ہے جب کہ اس کو اس بات کا خوف نہ ہو جس کی طرف بوسہ دعوت دیتا ہے۔اور نظر کے لحاظ سے بھی اسی طرح حکم رکھتا ہے کیونکہ ہم یہ بات پاتے ہیں کہ روزے کی حالت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کھانا' پینا اور جماع اسی طرح حرام تھا جیسا دوسرے لوگوں پر۔ پھر یہ بوسہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حلال تھا۔تو نظر و فکر کا تقاضا یہ ہے کہ ہماری مذکورہ بات کے مطابق یہ تمام لوگوں کے لئے بھی جائز و حلال ہو اور آپ کا حکم اور باقی امت کا حکم اس میں برابر ہو جیسا بقیہ امور میں برابر ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی روایات مروی ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اس میں آپ کا اور امت کا حکم برابر ہے۔ ذیل میں ملاحظہ کریں۔

**حاصل روایات:** ان تمام روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ بوسہ سے روزہ نہیں ٹوٹتا جبکہ اس سے کسی اگلے فعل کا ارتکاب نہ کرے اور نہ اس میں مبتلا ہو۔

## سرسری اشکال:

یہ تو جناب رسول اللہ ﷺ کی خصوصیت معلوم ہوتی ہے جیسا کہ ایکم کان املک لاربہ من رسول اللہ ﷺ؟ کے لفظ اس پر دلیل ہیں۔

## الجواب بالصواب:

حضرت عائشہ ؓ نے یہ بات ان کے نفوس پر عدم اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہی اور ظاہر ہے کہ ان کو بھی اپنے نفوس پر وہ اعتماد حاصل نہ تھا جو جناب رسول اللہ ﷺ کو اپنی ذات پر تھا کیونکہ آپ تو معصوم و محفوظ من اللہ تھے۔

باقی بوسہ ان کے ہاں بھی روزہ کے لئے مفطر نہ تھا جیسا فاما انتم۔ فلا بأس به للشيخ الكبير الضعيف کا قول بتلا رہا ہے ان کی مراد یہ تھی کہ آپ کو اپنی خواہش کے سلسلہ میں خطرہ نہ تھا چنانچہ جس کو خطرہ نہ ہو کہ اس کی خواہش غالب آ کر اگلے کام میں مبتلا کر دے گی تو اس کے لئے مباح اور جائز ہے بعض آثار میں ان سے سوال کرنے پر انہوں نے فرمایا کہ آپ ﷺ روزہ کی حالت میں بوسہ لے لیا کرتے تھے اگر ان کے ہاں اور لوگوں کا حکم الگ ہوتا تو وہ جناب رسول اللہ ﷺ کا فعل ان کے جواب میں نقل نہ فرمائیں یہ فعل نقل کرنا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ دوسرے لوگوں کا بھی حکم یہی ہے اور عبداللہ بن عمر نے خود اپنے متعلق اس قسم کا سوال کیا تو انہوں نے فعل رسول اللہ ﷺ سے جواب دیا معلوم ہوا کہ دوسرے لوگوں کا حکم بھی یہی تھا کہ بوسہ مفطر صوم نہیں ہے۔

اور ہمارے ہاں یہ حکم کس لئے تھا کہ آپ کو اپنی خواہش پر پوری قدرت تھی اور عائشہ ؓ کی روایات سے یہ دلالت بھی ملتی ہے کہ جب خواہش کا خوف نہ ہو تو یہی حکم ہے اور خوف ہو تو باز رہے جس طرح روایات سے یہ بات ثابت ہے تقاضائے نظر بھی اسی طرح ہے۔

## نظر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ:

روزے کی حالت میں کھانا' پینا' جماع یہ سب چیزیں جس طرح جناب رسول اللہ ﷺ پر حرام تھیں اسی طرح تمام امت پر بھی روزے کی حالت میں یہ حرام ہیں اور روزے کی حالت میں جب بوس و کنار آپ کے لئے حلال ہے تو بلا کراہت امت کے لئے بھی حلال ہونا چاہئے پس جس طرح جماع میں حکم یکساں ہے اسی طرح بوسہ میں بھی حکم یکساں ہونا چاہئے۔ یہ روایات مزید اس پر دلالت کرتی ہیں۔

۳۳۱۹: مَا حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا أَخْبَرَهُ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ (أَنَّ رَجُلًا قَبَّلَ امْرَأَتَهُ وَهُوَ صَائِمٌ فَوَجَدَ مِنْ ذٰلِكَ وَجْدًا شَدِيدًا فَأَرْسَلَ امْرَأَتَهُ تَسْأَلُ لَهُ عَنْ ذٰلِكَ فَدَخَلَتْ عَلٰى أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهَا

فَأَخْبَرَتْهَا أُمُّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُقَبِّلُ وَهُوَ صَائِمٌ فَرَجَعَتْ فَأَخْبَرَتْ بِذٰلِكَ زَوْجَهَا فَزَادَهُ شَرًّا وَقَالَ : لَسْنَا مِثْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِلُّ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِرَسُوْلِهِ مَا شَاءَ ثُمَّ رَجَعَتِ الْمَرْأَةُ إِلٰى أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَوَجَدَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَالُ هٰذِهِ الْمَرْأَةِ ؟ فَأَخْبَرَتْهُ أُمُّ سَلَمَةَ فَقَالَ أَلَا أَخْبَرْتِيهَا أَنِّيْ أَفْعَلُ ذٰلِكَ .فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا : قَدْ أَخْبَرْتُهَا فَذَهَبَتْ إِلٰى زَوْجِهَا فَأَخْبَرَتْهُ فَزَادَهُ شَرًّا وَقَالَ يُحِلُّ اللّٰهُ لِرَسُوْلِهِ مَا شَاءَ فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ إِنِّيْ لَأَتْقَاكُمْ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَأَعْلَمُكُمْ بِحُدُوْدِهِ)۔ " فَدَلَّ ذٰلِكَ عَلٰى مَا ذَكَرْنَا فَهٰذَا وَجْهُ هٰذَا الْبَابِ مِنْ طَرِيْقِ الْآثَارِ وَهُوَ قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ وَأَبِيْ يُوْسُفَ وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَقَدْ رُوِيَ عَنِ الْمُتَقَدِّمِيْنَ فِيْ ذٰلِكَ.

۳۳۱۹: زید بن اسلم نے عطاء بن یسار سے نقل کیا کہ ایک آدمی نے روزے کی حالت میں اپنی بیوی کا بوسہ لیا پھر اسے اس کا بہت غم ہوا اس نے اپنی بیوی کو بھیجا تا کہ وہ اس سلسلہ میں پوچھے۔ وہ ام سلمہؓ ام المؤمنین کی خدمت میں گئی اور اس کا تذکرہ کیا تو امّ سلمہؓ نے اسے اطلاع دی کہ آپ روزے کی حالت میں بوسہ لیتے تھے۔ وہ لوٹ کر اپنے خاوند کے ہاں آئی اور اس کو اطلاع دی مگر اس بات نے اس کے غم کو اور بڑھا دیا وہ کہنے لگا ہم تو جناب رسول اللہ ﷺ کی طرح نہیں اللہ تعالیٰ اپنے رسول کے لئے جو چیز چاہے حلال کرے وہ عورت دوبارہ لوٹ کر امّ سلمہؓ کی خدمت میں گئی تو اس نے جناب رسول اللہ ﷺ کو ان کے مکان میں پایا آپ نے فرمایا اس عورت کا کیا معاملہ ہے امّ سلمہؓ نے آپ کو اطلاع دی تو آپ نے فرمایا کیا تم نے اس کو نہیں بتلایا کہ میں ایسا کرتا ہوں امّ سلمہؓ کہنے لگیں میں نے اس کو اطلاع دی ہے مگر یہ اپنے خاوند کے ہاں گئی اور اس کو اس بات کی اطلاع دی تو اس کے غم میں اضافہ ہوا اور اس نے کہا اللہ تعالیٰ تو اپنے رسول اللہ ﷺ کے لئے جو چاہے حلال کر دے اس پر جناب رسول اللہ ﷺ کو غصہ آ گیا اور فرمایا میں تم میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہوں اور تم میں سب سے زیادہ اس کی حدود سے واقف ہوں۔ اس سے بات پر دلالت مل گئی جو ہم نے بیان کی ہے۔ آثار کو سامنے رکھتے ہوئے اس باب کی یہی صورت ہے اور یہ امام ابوحنیفہ ابو یوسف محمد رحمہم اللہ کا قول ہے اور متقدمین سے بھی اسی طرح منقول ہے۔ آثار ذیل میں ہیں۔

**تخریج** : مسلم فی الصیام نمبر ۷۴۔

**حاصل روایات**: یہ روایت دلالت کر رہی ہے کہ جو حکم اس سلسلہ میں جناب رسول اللہ ﷺ کا ہے وہی حکم دیگر افراد کا بھی ہے آثار کے لحاظ سے اس باب کا یہ حکم ہم نے ثابت کر دیا۔

ہمارے ائمہ ابوحنیفہ ابو یوسف محمد رحمہم اللہ کا یہی قول ہے۔

## آثار صحابہؓ سے تائید:

۳۳۲۰ : مَا حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ : ثَنَا بِشْرُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ : حَدَّثَنِي الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ : حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ أَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ سَالِمٍ الدَّوْسِيِّ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ وَسَأَلَهُ رَجُلٌ : أَتُبَاشِرُ وَأَنْتَ صَائِمٌ ؟ فَقَالَ (نَعَمْ) .

۳۳۲۰: سالم دوسی کہتے ہیں سعد بن ابی وقاصؓ سے کسی نے سوال کیا کیا روزہ کی حالت میں بوس وکنار کرتے ہو انہوں نے کہا۔ ہاں۔

۳۳۲۱ : حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا أَخْبَرَهُ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ سُئِلَ عَنِ الْقُبْلَةِ لِلصَّائِمِ فَرَخَّصَ فِيْهَا لِلشَّيْخِ وَكَرِهَهَا لِلشَّابِّ .

۳۳۲۱: عطاء بن یسار کہتے ہیں کہ ابن عباس ؓ سے روزہ کے بوسہ کے سلسلہ میں سوال کیا گیا تو انہوں نے بوڑھے کو اجازت دی اور نوجوان کے لئے اس کو ناپسند قرار دیا۔

۳۳۲۲ : حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي النَّضْرِ أَنَّ عَائِشَةَ بِنْتَ طَلْحَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا كَانَتْ عِنْدَ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ عَلَيْهَا زَوْجُهَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ وَهُوَ صَائِمٌ فَقَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا (مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَدْنُوَ مِنْ أَهْلِكَ فَتُقَبِّلَهَا ؟) قَالَ : أُقَبِّلُهَا وَأَنَا صَائِمٌ .قَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا (نَعَمْ) .

۳۳۲۲: عائشہ بنت طلحہ نے بتلایا کہ میں ام المؤمنین عائشہ ؓ کے ہاں تھی اس وقت میرا خاوند عبداللہ بن عبدالرحمٰن ان کے ہاں آیا وہ روزہ سے تھا تو حضرت عائشہ ؓ نے اسے فرمایا تمہیں اپنے اہل سے قریب ہوکر اس کو بوسہ لینے میں کون سی چیز مانع ہے تو عبداللہ نے کہا کیا روزہ کی حالت میں میں اس کا بوسہ لوں؟ عائشہ ؓ نے فرمایا۔ ہاں۔

۳۳۲۳ : حَدَّثَنَا رَبِيْعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ : ثَنَا شُعَيْبٌ قَالَ : ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْأَشَجِّ عَنْ أَبِيْ مُرَّةَ مَوْلٰى عَقِيْلٍ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ عِقَالٍ أَنَّهُ قَالَ : سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا (مَا يَحْرُمُ عَلَيَّ مِنِ امْرَأَتِيْ وَأَنَا صَائِمٌ ؟) قَالَتْ (فَرْجُهَا) فَهٰذِهِ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تَقُوْلُ فِيْمَا يَحْرُمُ عَلَى الصَّائِمِ مِنِ امْرَأَتِهِ وَمَا يَحِلُّ لَهُ مِنْهَا مَا قَدْ ذَكَرْنَا فَدَلَّ ذٰلِكَ عَلٰى أَنَّ الْقُبْلَةَ كَانَتْ مُبَاحَةً عِنْدَهَا لِلصَّائِمِ الَّذِيْ يَأْمَنُ عَلٰى نَفْسِهِ وَمَكْرُوْهَةً لِغَيْرِهِ لَيْسَ لِأَنَّهَا حَرَامٌ عَلَيْهِ وَلٰكِنَّهُ لِأَنَّهُ لَا يَأْمَنُ إِذَا فَعَلَهَا مِنْ أَنْ تَغْلِبَهُ شَهْوَتُهُ حَتّٰى يَقَعَ فِيْمَا يَحْرُمُ عَلَيْهِ.

۳۳۲۳: حکیم بن عقال کہتے ہیں کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ روزے کی حالت میں مجھ پر میری بیوی کی کون سی چیز حرام ہے؟ انہوں نے جواب دیا۔ شرمگاہ۔ یہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہیں جو یہ بتلا رہی ہیں کہ روزہ دار کو اپنی بیوی سے کیا چیز حرام ہے اور کیا چیز جائز و حلل ہے جس کو ہم نے ذکر کر دیا۔ اس سے یہ دلالت مل گئی کہ ان کے ہاں اس روزہ دار کے لئے بوسہ جائز تھا جس کو اپنے اوپر اطمینان اور دوسرے کے لئے مکروہ تھا۔ یہ بات نہیں کہ وہ اس پر حرام تھا۔ لیکن اس بات کے پیش نظر کہ جب وہ بوسہ لے گا اور اسے اپنے اوپر اطمینان نہیں تو اس پر اس کی شہوت غالب آ کر وہ اس کو حرام میں مبتلا کر دے گی۔

**حاصل روایات:** یہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرما رہی ہیں کہ روزہ دار کے لئے جماع کے علاوہ اپنی بیوی سے ہر چیز حلال ہے پس اس سے یہ ثابت ہوا کہ ان کے ہاں بوسہ اس کے لئے مباح تھا جس کو اپنے نفس پر قابو ہو اور جس کو قابو نہ ہو اس کے لئے وہ درست قرار نہ دیتی تھیں اس بناء پر نہیں کہ وہ بوسہ اس کے لئے حرام ہے بلکہ اس وجہ سے کہ کہیں وہ غلبہ شہوت میں حرام کا ارتکاب نہ کر بیٹھے گویا احتیاطاً ممانعت فرماتی تھیں۔

۳۳۲۴: وَقَدْ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِیْ دَاوٗدَ قَالَ : ثَنَا ابْنُ أَبِیْ مَرْیَمَ قَالَ : أَنَا یَحْیٰی بْنُ أَیُّوْبَ قَالَ : حَدَّثَنِیْ عُقَیْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ صُعَیْرٍ الْعُذْرِیِّ هٰکَذَا قَالَ ابْنُ أَبِیْ مَرْیَمَ - وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مَسَحَ وَجْهَهٗ - أَنَّهٗ أَخْبَرَهٗ أَنَّهٗ سَمِعَ أَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَنْهَوْنَ الصَّائِمَ عَنِ الْقُبْلَةِ وَیَقُوْلُوْنَ إِنَّهَا تَجُرُّ إِلٰی مَا هُوَ أَکْبَرُ مِنْهَا فَقَدْ بَیَّنَ فِیْ هٰذَا الْحَدِیْثِ الْمَعْنَی الَّذِیْ مِنْ أَجْلِهٖ کَرِهَهَا مَنْ کَرِهَهَا لِلصَّائِمِ وَأَنَّهٗ إِنَّمَا هُوَ خَوْفُهُمْ عَلَیْهِ مِنْهَا أَنْ یَجُرَّهٗ إِلٰی مَا هُوَ أَکْبَرُ مِنْهَا فَذٰلِكَ دَلِیْلٌ عَلٰی أَنَّهٗ إِذَا ارْتَفَعَ ذٰلِكَ الْمَعْنَی الَّذِیْ مِنْ أَجْلِهٖ مَنَعُوْهُ مِنْهَا أَنَّهَا لَهٗ مُبَاحَةٌ.

۳۳۲۴: ابن شہاب نے ثعلبہ بن صعیر عذری سے نقل کیا ابن ابی مریم نے اس طرح کہا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چہرے پر مسح کیا تھا اور اس نے بتلایا کہ میں نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ وہ روزہ دار کو بوسہ سے منع کرتے تھے اور کہتے یہ چیز اس سے بڑے فعل کی طرف کھینچ کر لے جانے والی ہے۔ اس روایت میں اس مطلب کو واضح طور پر ذکر کر دیا گیا جس کی بناء پر بوسے کو روزہ دار کے لئے منع کیا گیا اور جن کے لئے ناپسند کیا گیا وہ اس بات کا خوف ہے کہ یہ بوسہ ان کو اس سے بڑی بات میں مبتلا نہ کر دے۔ اس سے یہ دلیل مل گئی کہ جب بات نہ پائی جاتی ہو تو وہ بوسہ اس کے لئے مباح ہوگا۔

**حاصل روایات:** اس روایت سے بھی معلوم ہوا کہ ممانعت کی وجہ اور کراہت کی وجہ حرمت نہیں بلکہ اس کی وجہ روزہ دار کا اس کی وجہ سے اس سے بڑے فعل میں ابتلاء کا خطرہ ہے یہ اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ جس میں یہ وجہ نہ پائی جائے اس پر ممانعت کا حکم نہ لگے گا بلکہ اس کے لئے مباح ہوگا۔

۳۳۲۵ :وَقَدْ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ : ثَنَا هِشَامُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الدِّمَشْقِيُّ الْعَطَّارُ قَالَ : ثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ أَبِي حَيَّانَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ : سَأَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ قُبْلَةِ الصَّائِمِ .فَقَالَ عَلِيٌّ (يَتَّقِي اللّٰهَ وَلَا يَعُودُ) فَقَالَ عُمَرُ : إِنْ كَانَتْ هٰذِهِ لَقَرِيبَةٌ مِنْ هٰذِهِ فَقَوْلُ عَلِيٍّ (يَتَّقِي اللّٰهَ وَلَا يَعُودُ) يَحْتَمِلُ (وَلَا يَعُودُ لَهَا ثَانِيَةً) أَيْ لِأَنَّهَا مَكْرُوهَةٌ لَهُ مِنْ أَجْلِ صَوْمِهِ وَيَحْتَمِلُ (وَلَا يَعُودُ) أَيْ يُقَبِّلُ مَرَّةً بَعْدَ مَرَّةٍ فَيَكْثُرُ ذٰلِكَ مِنْهُ فَيَتَحَرَّكُ لَهُ شَهْوَتُهُ فَيَخَافُ عَلَيْهِ مِنْ ذٰلِكَ مُوَاقَعَةَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَقَوْلُ عُمَرَ (هٰذِهِ قَرِيبَةٌ مِنْ هٰذِهِ) أَيْ أَنَّ هٰذِهِ الَّتِي كَرِهْتَهَا لَهُ قَرِيبَةٌ مِنَ الَّتِي أَبَحْتَهَا لَهُ أَوْ إِنَّ هٰذِهِ الَّتِي أَبَحْتَهَا لَهُ قَرِيبَةٌ مِنَ الَّتِي كَرِهْتَهَا لَهُ فَلَا دَلَالَةَ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ وَلٰكِنَّ الدَّلَالَاتِ فِيمَا قَدْ تَقَدَّمَهُ مِمَّا قَدْ ذَكَرْنَاهُ قَبْلَهُ .

۳۳۲۵: ابو حبان تیمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ سے روزہ دار کے بوسہ کے سلسلہ میں سوال کیا تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور دوبارہ ایسا نہ کرے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ان کانت ہذہ لقریبۃ من ہذہ تو علی رضی اللہ عنہ نے دوبارہ یہی جملہ فرمایا۔اس روایت میں اگر چہ کوئی دلالت ایسی نہیں لیکن اس سے پہلی روایات میں ایسی دلالتیں موجود ہیں جو ہم پہلے ذکر کر چکے

یتقی اللّٰہ و لا یعود اس جملے میں دو احتمال ہیں۔

نمبر①: کہ ایک دفعہ بوس و کنار کر لیا تو دوبارہ نہ کرے کیونکہ روزے کی وجہ سے یہ مکروہ ہے۔

نمبر②: ایک بوسہ دے دیا تو بس بار بار بوسہ نہ شروع کر دے کہ یہ چیز اس کی شہوت کو ابھار دے گی اور کہیں وہ اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیز میں مبتلا نہ ہو جائے۔قول عمر رضی اللہ عنہ ھذہ قریبۃ من ھذہ آپ کا قول تو اس کے قریب ہے جس کو میں نے مکروہ سمجھا ہے۔

نمبر③: میں نے جس کو مباح قرار دیا ہے وہ آپ کے اس قول کے قریب ہے جس کو آپ نے مکروہ قرار دیا ہے۔

یہ مجمل مکالمہ ہے جس سے کوئی بات ظاہر نہیں ہوتی مگر ماقبل آثار اور صحابہ کرام کے ارشادات میں ایسے دلائل ہیں جو کسی مزید دلیل کے محتاج نہیں ہیں۔واللہ اعلم۔

## بَابُ الصَّائِمِ يَقِيْءُ

### روزہ دار کو قے آئے

خلاصۃ البراز : منہ بھر کر قے جان بوجھ کر کر ڈالی یا منہ بھر کر قے بلا قصد آئی مگر قصداً اسے لوٹا لیا ان دونوں صورتوں میں سب کے ہاں بالاتفاق روزہ ٹوٹ جاتا ہے اس کے علاوہ جتنی صورتیں ہیں ان میں اختلاف ہے۔

نمبر ①: امام اوزاعی وعطا کے ہاں قے بلا اختیار یا بالاختیار خواہ کم ہو یا زیادہ بہرحال اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔
نمبر ②: اوپر مذکور دونوں صورتیں اور بالقصد جان بوجھ کر کم مقدار قے میں امام ابو یوسف تو روزہ کو فاسد نہیں مانتے جبکہ امام محمد کے ہاں روزہ فاسد ہو جاتا ہے ان تینوں صورتوں کے علاوہ بقیہ صورتوں میں روزے کے فساد اور عدم فساد میں اختلاف ہے امام اوزاعی ہر حال میں فساد صوم کے قائل ہیں جبکہ دیگر تمام ائمہ فقہاء روزہ کو فاسد نہیں مانتے۔
فریق اوّل کا مؤقف اور دلائل: قے کم ہو یا زیادہ بالقصد ہو یا بلا اختیار اس سے بہرحال روزہ ٹوٹ جاتا ہے دلائل یہ روایات ہیں۔

۳۳۲۶ : حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ : ثَنَا أَبِىْ عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِىْ كَثِيْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَمْرٍو الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ يَعِيْشَ بْنِ الْوَلِيْدِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِىْ طَلْحَةَ عَنْ أَبِى الدَّرْدَاءِ (أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاءَ فَأَفْطَرَ) قَالَ : فَلَقِيْتُ ثَوْبَانَ فِىْ مَسْجِدِ دِمَشْقٍ فَقَالَ (صَدَقَ أَنَا صَبَبْتُ لَهُ وَضُوْءَهُ)

۳۳۲۶: معدان بن ابی طلحہ نے ابوالدرداءؓ سے نقل کیا کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے قے کی پس روزہ افطار کر دیا معدان کہتے ہیں کہ میں ثوبانؓ سے ملا وہ جامع مسجد دمشق میں تھے تو انہوں نے کہا ابوالدرداءؓ نے درست کہا ہے میں نے ہی آپ کے لئے وضو کا پانی ڈالا۔

**تخریج** : ابو داؤد فی الصوم باب۳۲، دارمی فی الصوم باب ۲٤، مسند احمد ۱۹۵/۵، ٤٤٣/٦۔

۳۳۲۷ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِىْ دَاوٗدَ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِىْ كَثِيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ يَعِيْشَ بْنِ الْوَلِيْدِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ مَعْدَانَ بْنِ طَلْحَةَ عَنْ أَبِى الدَّرْدَاءِ ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَهٗ قَالَ ابْنُ أَبِىْ دَاوٗدَ قَالَ أَبُوْ مَعْمَرٍ هٰكَذَا قَالَ عَبْدُ الْوَارِثِ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو .

۳۳۲۷: معدان بن طلحہ نے ابوالدرداء سے روایت نقل کی پھر اسی طرح بیان کی ابن ابی داؤد نے کہا کہ ابو معمر نے کہا اسی طرح عبدالوارث، عبداللہ بن عمرو نے کہا۔

۳۳۲۸ : حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ قَالَ : ثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ الْجُوْدِيِّ عَنْ بَلْجٍ رَجُلٍ مِنْ مَهْرَةَ عَنْ أَبِىْ شَيْبَةَ الْمَهْرِيِّ قَالَ : قُلْتُ لِثَوْبَانَ حَدِّثْنَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : (رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاءَ فَأَفْطَرَ) قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلٰى أَنَّ الصَّائِمَ إِذَا قَاءَ فَقَدْ أَفْطَرَ وَاحْتَجُّوْا فِىْ ذٰلِكَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ وَخَالَفَهُمْ فِىْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ فَقَالُوْا : إِنِ اسْتَقَاءَ أَفْطَرَ وَإِنْ ذَرَعَهُ الْقَىْءُ لَمْ يُفْطِرْ وَقَالُوْا : قَدْ يَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ قَوْلُهٗ (قَاءَ

فَأَفْطَرَ) أَيْ قَاءَ فَضَعُفَ فَأَفْطَرَ وَقَدْ يَجُوزُ هٰذَا فِي اللُّغَةِ وَاحْتَجَّ الْأَوَّلُوْنَ لِقَوْلِهِمْ أَيْضًا.

۳۳۲۸: ابوشیبہ مہری کہتے ہیں کہ میں نے ثوبان سے کہا ہم کو جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد سناؤ انہوں نے کہا میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے قے کی پھر روزہ افطار کر دیا۔ امام طحاویؒ فرماتے ہیں بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ روزہ دار جو جب قے آ گئی تو اس کا روزہ ٹوٹ گیا۔ انہوں نے اپنی دلیل میں اس روایت کو پیش کیا ہے دیگر علماء نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے کہا اگر اس نے جان بوجھ کر قے کی تو اس کا روزہ جاتا رہا اور اس کو قے آ گئی تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹا۔

**حاصل روایات:** ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو قے آئی پھر آپ نے روزہ افطار کر دیا روزہ قے سے ٹوٹا تو تبھی بعد میں آپ نے مفطرات کو استعمال فرمایا ورنہ ضرورت نہ تھی۔

الجواب: ان روایات میں تو مذکور نہیں کہ قے سے روزہ ٹوٹ گیا بلکہ بعد میں آپ نے افطار کر دیا تو اس سے یہ تو لازم نہ آیا کہ قے سے روزہ ٹوٹا ہے بلکہ عین ممکن ہے قے آئی جس کی وجہ سے کمزوری ضعف پیدا ہوا تو آپ نے روزہ افطار کر دیا اور لغوی اعتبار سے یہ اطلاق ہوتا رہتا ہے۔

## فریق اوّل کی دلیل ثانی:

۳۳۲۹: بِمَا حَدَّثَنَا رَبِيْعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ : ثَنَا أَسَدٌ قَالَ ثَنَا ابْنُ لَهِيْعَةَ قَالَ : ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ أَبِيْ حَبِيْبٍ قَالَ : أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ مَرْزُوْقٍ عَنْ حَنَشٍ عَنْ فَضَالَةَ بِنِ عُبَيْدٍ قَالَ : (دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَرَابٍ فَقَالَ لَهُ بَعْضُنَا أَلَمْ تُصْبِحْ صَائِمًا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنِّيْ قِئْتُ).

۳۳۲۹: حنش نے فضالہ بن عبید سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے پانی منگوایا ہم میں سے بعض نے کہا یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ نے آج روزہ نہیں رکھا آپ نے فرمایا کیوں نہیں۔ لیکن مجھے قے آ گئی۔

**تخریج:** ابن ماجه فی الصیام باب۱٦' مسند احمد ١٨/٦' ٢٠/٢١۔

۳۳۳۰: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ قَالَ : ثَنَا رَوْحٌ . ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ : ثَنَا حَجَّاجٌ .

۳۳۳۰: محمد بن خزیمہ کہتے ہیں ہمیں حجاج نے بیان کیا۔

۳۳۳۱: وَحَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ : ثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ قَالُوْا : ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ أَبِيْ مَرْزُوْقٍ عَنْ حَنَشٍ عَنْ فَضَالَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ قِيْلَ لَهُمْ : وَهٰذَا أَيْضًا مِثْلُ الْأَوَّلِ يَجُوْزُ (وَلٰكِنِّيْ قِئْتُ فَضَعُفْتُ عَنِ الصَّوْمِ فَأَفْطَرْتُ) وَلَيْسَ فِيْ هٰذَيْنِ الْحَدِيْثَيْنِ دَلِيْلٌ عَلٰى أَنَّ الْقَيْءَ كَانَ مُفْطِرًا لَهُ إِنَّمَا فِيْهِ أَنَّهُ قَاءَ فَأَفْطَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ وَقَدْ رُوِيَ فِيْ حُكْمِ الصَّائِمِ إِذَا قَاءَ أَوِ اسْتَقَاءَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مُفَسَّرًا.

۳۳۳۱: حنش نے فضالہ بن عبیدؓ سے انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح روایت کی ہے۔ان دونوں روایات میں اس بات کی کوئی دلیل نہیں ہے کہ قے سے روزہ ٹوٹا۔البتہ اس میں اتنی بات ہے کہ آپ نے قے کی پھر اس کے بعد روزہ افطار کر دیا اور قے آنے اور جان بوجھ کر کرنے میں روزے کے حکم سے متعلق آپ ﷺ سے واضح روایت وارد ہے۔ذیل میں ملاحظہ ہو۔

الجواب: ان روایات کا مفہوم بھی تو وہی ہے کہ مجھے قے آئی جس کی وجہ سے ضعف پیدا ہوا پس میں نے افطار کر لیا تفصیلی روایات ہمارے اس جواب کی مؤید ہیں۔

## فریق ثانی کا موقف:

اگر کوئی جان بوجھ کر منہ بھر کر قے کر دے تو اس کا روزہ ٹوٹ گیا اور قے آ گئی تو اس کا روزہ نہ ٹوٹے گا۔دلائل یہ ہیں۔

۳۳۳۲ :مَا قَدْ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ : ثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ : ثَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (مَنْ ذَرَعَهُ الْقَيْءُ وَهُوَ صَائِمٌ فَلَيْسَ عَلَيْهِ قَضَاءٌ وَمَنِ اسْتَقَاءَ فَلْيَقْضِ) " فَبَيَّنَ هٰذَا الْحَدِيْثُ كَيْفَ حُكْمُ الصَّائِمِ إِذَا ذَرَعَهُ الْقَيْءُ أَوِ اسْتَقَاءَ وَأَوْلَى الْأَشْيَاءِ بِنَا أَنْ تُحْمَلَ الْآثَارُ عَلٰى مَا فِيْهِ اتِّفَاقُهَا وَتَصْحِيْحُهَا لَا عَلٰى مَا فِيْهِ تَنَافِيْهَا وَتَضَادُّهَا فَيَكُوْنُ مَعْنَى الْحَدِيْثَيْنِ الْأَوَّلَيْنِ عَلٰى مَا وَصَفْنَا حَتّٰى لَا يُضَادَّ مَعْنَاهُمَا مَعْنٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ فَهٰذَا حُكْمُ هٰذَا الْبَابِ مِنْ طَرِيْقِ تَصْحِيْحِ مَعَانِي الْآثَارِ وَأَمَّا حُكْمُهُ مِنْ طَرِيْقِ النَّظَرِ فَإِنَّا رَأَيْنَا الْقَيْءَ حَدَثًا فِيْ قَوْلِ بَعْضِ النَّاسِ وَغَيْرَ حَدَثٍ فِيْ قَوْلِ الْآخَرِيْنَ وَرَأَيْنَا خُرُوْجَ الدَّمِ كَذٰلِكَ وَكُلٌّ قَدْ أَجْمَعَ أَنَّ الصَّائِمَ إِذَا فَصَدَ عِرْقًا أَنَّهُ لَا يَكُوْنُ بِذٰلِكَ مُفْطِرًا وَكَذٰلِكَ لَوْ كَانَتْ بِهٖ عِلَّةٌ فَانْفَجَرَتْ عَلَيْهِ دَمًا مِنْ مَوْضِعٍ مِنْ بَدَنِهٖ فَكَانَ خُرُوْجُ الدَّمِ مِنْ حَيْثُ ذَكَرْنَا مِنْ بَدَنِهٖ وَاسْتِخْرَاجُهُ إِيَّاهُ سَوَاءٌ فِيْمَا ذَكَرْنَا وَكَذٰلِكَ هُمَا فِي الطَّهَارَةِ .وَكَانَ خُرُوْجُ الْقَيْءِ مِنْ غَيْرِ اسْتِخْرَاجٍ مِنْ صَاحِبِهٖ إِيَّاهُ لَا يَنْقُضُ الصَّوْمَ فَالنَّظَرُ عَلٰى مَا ذَكَرْنَا أَنْ يَكُوْنَ خُرُوْجُهُ بِاسْتِخْرَاجِ صَاحِبِهٖ إِيَّاهُ كَذٰلِكَ لَا يَنْقُضُ الصَّوْمَ فَلَمَّا كَانَ الْقَيْءُ لَا يُفْطِرُهُ فِي النَّظَرِ كَانَ مَا ذَرَعَهُ مِنَ الْقَيْءِ أَحْرٰى أَنْ يَكُوْنَ كَذٰلِكَ .فَهٰذَا حُكْمُ هٰذَا الْبَابِ أَيْضًا مِنْ طَرِيْقِ النَّظَرِ وَلٰكِنَّ اتِّبَاعَ مَا رُوِيَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْلٰى وَهٰذَا قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ وَأَبِيْ يُوْسُفَ وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَعَامَّةِ الْعُلَمَاءِ .وَقَدْ رُوِيَ ذٰلِكَ عَنْ جَمَاعَةٍ مِنَ

الْمُتَقَدِّمِیْنَ

۳۳۳۲: محمد بن سیرین نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کو قے پیش آئے اور وہ روزے سے تھا تو اس پر روزے کی قضا نہیں (اس کا روزہ باقی ہے) جس نے خود جان بوجھ کرقے کی تو وہ قضا کرے (کہ اس کا روزہ ٹوٹ گیا) اس روایت نے یہ بات کھول دی کہ جب قے آ جائے یا جب وہ جان بوجھ کرقے کرڈالے دونوں کا کیا حکم ہے اور بہتر یہ ہے کہ آثار کو ایسی بات پر محمول کریں جس میں روایات کے معانی میں باہمی تضاد نہ ہو۔ آثار کے معانی کی تصحیح کے پیش نظر اس باب کی یہی صورت ہے۔ باقی نظر وفکر کے لحاظ سے اس کا حکم اس طرح ہے کہ ہم جانتے ہیں کہ بعض علماء قے کو حرث میں شمار کرتے اور دوسرے کہتے ہیں کہ وہ حرث نہیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ خون نکلنے کا حکم بھی اسی طرح ہے۔ سب کا اس بات پر اتفاق ہے۔ اگر روزہ دار اپنی رگ سے خون نکلوائے تو اس سے روزہ نہیں جاتا۔ اسی طرح کسی تکلیف کی وجہ سے اگر جسم کے کسی حصہ سے خون نکلے تو اس ضمن میں خون کا نکلنا اور نکالنا دونوں برابر ہیں اور طہارت کے سلسلہ میں بھی دونوں برابر ہیں۔ اور قے جب تک خود نہ نکالی جائے اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ جیسا کہ ہم نے ذکر کیا قیاس کا تقاضا یہی ہے۔ اسی طرح خود قے کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ جب قیاس کے مطابق اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا تو وہ قے جو غالب آئے اور مجبور کردے اس سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اگر غور وفکر کے انداز سے لیا جائے تو اس لحاظ سے بھی اس کا حکم یہی ہے مگر جناب رسول اللہ ﷺ کے ارشادات کی اتباع زیادہ بہتر ہے۔ یہ امام ابوحنیفہ ابو یوسف اور محمد رحمہم اللہ اور عام علماء کا قول ہے اور متقدمین کی ایک جماعت سے بھی یہی بات منقول ہے۔ آثار متقدمین ذیل میں ہیں۔

اللُّغَاتُ: ذرعہ غالب آ جائے زبردستی نکل جائے۔ استقاء جان بوجھ کرقے کی۔ یقض قضاء کرے۔

**تخریج**: ابو داؤد فی الصوم باب۳۲' ترمذی فی الصوم باب۲۵' ابن ماجه فی الصیام باب۱۶' دارمی فی الصوم باب۲۵' مالك فی الصیام ۴۷' مسند احمد ۴۹۸/۲۔

## سب سے بہتر طریق:

امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ سب سے بہتر یہ ہے کہ آثار کو ایسی بات پر محمول کریں جو اتفاقی ہو ایسی بات پر محمول نہ کرنا چاہئے جس سے روایات میں تضاد و منافات پیدا ہو۔ چنانچہ پہلی دو روایات کا معنی وہی ہے آپ کو قے آ گئی جس سے ضعف ہوا تو آپ نے روزہ افطار کر لیا اس سے روایات میں تضاد پیدا نہیں ہوتا اسی طرح جان بوجھ کرقے کرنے والے کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ آثار کے پیش نظر اس باب کا یہی حکم ہے۔ طریق نظر سے بھی ملاحظہ فرمائیں۔

## نظر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ:

قے کو بعض ائمہ حدث (وضو توڑنے والی) مانتے ہیں اور دوسروں کے ہاں یہ حدث نہیں اسی طرح خون کا جسم کے کسی حصہ سے نکلنا بعض کے ہاں حدث کا سبب نہیں۔ اور اس پر تو سب کا اتفاق ہے کہ جب روزہ دار فصد کروائے تو اس کا روزہ نہ ٹوٹے گا اسی طرح حکم ہے جب اس کو کوئی تکلیف ہو اور بدن کی کسی جگہ سے خون پھوٹ پڑا تو یہی حکم ہے۔

تو خون کا جسم کے کسی مقام سے نکلنا اور نکلوانا دونوں حکم میں برابر ہیں کہ مفطر صوم نہیں تو طہارت کے متعلق بھی یہی حکم ہونا چاہئے۔

پس قے کا نکلنا بغیر کسی قصد و ارادہ کے روزے کو نہ توڑے گا تو نظر کا تقاضا یہ ہے کہ اس کا زبردستی نکالنا بھی اسی طرح روزے کو نہ توڑے مگر ہم نے اس میں نص پر عمل کرتے ہوئے قیاس کو چھوڑ دیا اس کو ناقص بوجہ نص کہا اور بلا قصد کو اپنے اصل پر باقی رکھا کہ زبردستی نکلنے والی قے سے زیادہ مناسب ہے کہ روزہ نہ ٹوٹے۔

ہمارے امام ابو حنیفہ، ابو یوسف، محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کا یہی قول ہے اور عام علماء بھی یہی کہتے ہیں۔

## اقوال متقدمین سے شہادت:

۳۳۳۳: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ قَالَ : ثَنَا رَوْحٌ قَالَ : ثَنَا مَالِكٌ وَصَخْرُ بْنُ جُوَيْرِيَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ (مَنِ اسْتَقَاءَ وَهُوَ صَائِمٌ فَعَلَيْهِ الْقَضَاءُ وَمَنْ ذَرَعَهُ الْقَيْءُ فَلَيْسَ عَلَيْهِ الْقَضَاءُ).

۳۳۳۳: نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق نقل کیا کہ جس نے روزے کی حالت میں جان بوجھ کر قے کی اس پر قضا لازم ہے اور جس کو قے خود پیش آ گئی اس پر قضا نہیں یعنی اس کا روزہ درست ہے۔

۳۳۳۴: حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا الْقَعْنَبِيُّ قَالَ : ثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مِثْلَهُ.

۳۳۳۴: نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۳۳۳۵: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ : ثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ : ثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ سَلَمَةَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ مِثْلَهُ.

۳۳۳۵: حماد بن سلمہ نے حماد سے انہوں نے ابراہیم سے اسی طرح روایت کی ہے۔

۳۳۳۶: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ : ثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ : ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ حُمَيْدٍ عَنِ الْحَسَنِ مِثْلَهُ.

۳۳۳۶: حجاج نے حماد سے انہوں نے حمید سے انہوں نے حسن بصری رحمہ اللہ سے اسی طرح روایت کی ہے۔

۳۳۳۷ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ : ثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ : ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ حِبَّانَ السُّلَمِيِّ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ مِثْلَهُ.

۳۳۳۷: حجاج نے حماد سے انہوں نے حبان سلمی سے انہوں نے قاسم بن محمدؒ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

**حاصل روایات:** اس مسئلہ میں بھی روزے کے فساد اور عدم فساد کا اختلاف ہے نص صریح کی وجہ سے مجمل نصوص کو اس پر محمول کر کے عمل کیا گیا ہے۔ یہاں قیاس نص کے مخالف آیا تو نص کو ترجیح دے کر قیاس کو ترک کر دیا گیا۔

## بَابُ الصَّائِمِ يَحْتَجِمُ

### روزہ دار جو سینگی لگوائے

**خلاصۃ البرام:** روزے کی حالت میں پچھنے لگوانے سے روزہ میں فساد و کراہت ہے یا دونوں میں سے کچھ بھی نہیں۔ چنانچہ امام احمد بن حنبل اور اوزاعی رحمہم اللہ کے ہاں پچھنے لگوانے سے دونوں کا روزہ فاسد ہو جاتا ہے۔

ائمہ احناف اور دیگر تمام ائمہ کے ہاں پچھنے لگوانے بلا کراہت درست ہیں کسی کا روزہ بھی فاسد نہیں ہوتا۔

فریق اوّل کا مؤقف اور دلائل: پچھنے لگانے اور لگوانے والا اگر دونوں روزہ دار ہوں تو ان کے روزے فاسد ہو جائیں گے قضا لازم ہوگی۔

**مستدل روایات:**

۳۳۳۸ : حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ : ثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ : ثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ مَطَرٍ الْوَرَّاقِ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُزَنِيِّ عَنْ أَبِيْ رَافِعٍ قَالَ : دَخَلْتُ عَلٰى أَبِيْ مُوْسٰى وَهُوَ يَحْتَجِمُ لَيْلًا فَقُلْتُ : لَوْلَا كَانَ هٰذَا نَهَارًا فَقَالَ (أَتَأْمُرُنِيْ أَنْ أُهْرِيْقَ دَمِيْ وَأَنَا صَائِمٌ) . وَقَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ (أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُوْمُ) "

۳۳۳۸: ابو رافع کہتے ہیں کہ میں ابو موسیٰؓ کی خدمت میں گیا وہ رات کو سینگی لگوا رہے تھے میں نے کہا یہ دن کو کیوں نہ لگوائی تو کہنے لگے کیا تم مجھے حکم دیتے ہو کہ میرا خون روزے کی حالت میں بہایا جائے حالانکہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا: افطر الحاجم والمحجوم۔

**تخریج** : بخاری فی الصوم باب۳۲، ابو داؤد فی الصوم باب۲۸، ترمذی فی الصوم باب۵۹، ابن ماجہ فی الصیام باب۱۸ دارمی فی الصوم باب۲۶، مسند احمد ۳۶۴/۲، ۴۶۵/۳، ۱۲۳/۴، ۱۲۴، ۲۱۰/۵، ۱۲/۶، ۱۵۷۔

۳۳۳۹ : حَدَّثَنَا رَبِيْعٌ الْجِيْزِيُّ قَالَ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ : ثَنَا ابْنُ لَهِيْعَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ

شُعَيْبٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ (أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُوْمُ).

۳۳۳۹: عمرو بن شعیب نے عروہ سے انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سنگی لگوانے اور لگانے والے کا روزہ ٹوٹ گیا۔

۳۳۴۰: حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ: ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَأَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ قَالَا: ثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ: شَهِدَ عِنْدِيْ نَفَرٌ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ مِنْهُمَ الْحَسَنُ بْنُ أَبِي الْحَسَنِ عَنْ مَعْقِلٍ الْأَشْجَعِيِّ أَنَّهُ قَالَ: (مَرَّ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَحْتَجِمُ لِثَمَانِ عَشْرَةَ لَيْلَةً خَلَتْ مِنْ رَمَضَانَ فَقَالَ أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُوْمُ)

۳۳۴۰: عطاء بن سائب کہتے ہیں کہ میرے پاس اہل بصرہ کے ایک گروہ نے گواہی دی جس میں حسن بن ابی الحسن بھی تھے کہ معقل اشجعی رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ میرے پاس سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوا اور میں پچھنے لگوا رہا تھا۔ یہ اٹھارہ رمضان کی بات ہے تو آپ نے فرمایا سینگی لگانے اور لگوانے والے کا روزہ ٹوٹ گیا۔

۳۳۴۱: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ: ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيُّ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ الْأَشْعَرِيِّ عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُوْمُ).

۳۳۴۱: عبدالرحمٰن بن غنم اشعری نے ثوبان مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سینگی لگانے اور لگوانے والے کا روزہ جاتا رہا۔

۳۳۴۲: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ قَالَ: ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَامِرٍ قَالَ: ثَنَا سَعِيْدٌ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ.

۳۳۴۲: سعید بن عامر کہتے ہیں کہ ہمیں سعید نے بیان کیا پھر انہوں نے اپنی اسناد سے روایت نقل کی ہے۔

۳۳۴۳: حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ: ثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَابْلُتِّيُّ قَالَ: ثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ أَبِيْ كَثِيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَبُوْ قِلَابَةَ قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَبُوْ أَسْمَاءَ الرَّحَبِيُّ عَنْ ثَوْبَانَ (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فِيْ رَمَضَانَ فِيْ ثَمَانِيَ عَشْرَةَ فَمَرَّ بِرَجُلٍ يَحْتَجِمُ فَقَالَ أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُوْمُ).

۳۳۴۳: ابو اسماء رحبی نے ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھارہ رمضان کو نکلے آپ کا گزر ایک آدمی کے پاس سے ہوا جو سینگی لگوا رہا تھا تو آپ نے فرمایا حاجم و محجوم کا روزہ جاتا رہا۔

۳۳۴۴ :حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَيْمُوْنٍ قَالَ : ثَنَا الْوَلِيْدُ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ عَنْ يَحْيٰى قَالَ : حَدَّثَنِيْ اَبُوْ قِلَابَةَ اَنَّ اَبَا اَسْمَاءَ حَدَّثَهُ اَنَّ ثَوْبَانَ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَهُ ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَهُ.

۳۳۴۴: ابو قلابہ نے بیان کیا کہ ابو اسماء نے مجھے بیان کیا کہ ثوبانؓ جو مولیٰ رسول اللہ ﷺ ہیں انہوں نے مجھے بیان کیا ہے پھر اسی طرح روایت ذکر کی ہے۔

۳۳۴۵ :حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ : ثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيْعِ قَالَ : ثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ لَيْثٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (اَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُوْمُ).

۳۳۴۵: عطاء نے عائشہ ؓ سے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: افطر الحاجم والمحجوم

۳۳۴۶ :حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ دَاوٗدَ قَالَ : ثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ قَالَ : ثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ خَالِدٍ وَمَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ اَبِي الْاَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ (اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ فِيْ رَمَضَانَ عَلٰى رَجُلٍ يَحْتَجِمُ فَقَالَ اَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُوْمُ)

۳۳۴۶: اشعث صنعانی نے شداد بن اوسؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا گزر رمضان میں ایک ایسے آدمی کے پاس سے ہوا جو سینگی لگوا رہا تھا تو آپ نے فرمایا: افطر الحاجم والمحجوم۔

۳۳۴۷ :حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يُوْنُسَ قَالَ : ثَنَا اَبُوْ حُذَيْفَةَ قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ فَذَكَرَ بِاِسْنَادِهٖ مِثْلَهُ .

۳۳۴۷:

۳۳۴۸ :حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ : الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيْعِ قَالَ : ثَنَا دَاوٗدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْعَطَّارُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ : قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (اَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمُسْتَحْجِمُ)

۳۳۴۸:

۳۳۴۹ :حَدَّثَنَا رَبِيْعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ : ثَنَا اَسَدٌ قَالَ : ثَنَا ابْنُ لَهِيْعَةَ قَالَ : ثَنَا عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ (اَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُوْمُ) قَالَ اَبُوْ جَعْفَرٍ .فَذَهَبَ قَوْمٌ اِلٰى اَنَّ الْحِجَامَةَ تُفْطِرُ الصَّائِمَ حَاجِمًا

كَانَ أَوْ مَحْجُوْمًا وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ بِهٰذِهِ الْآثَارِ .وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ فَقَالُوْا : لَا تُفْطِرُ الْحِجَامَةُ حَاجِمًا وَلَا مَحْجُوْمًا وَقَالُوْا : لَيْسَ فِيْمَا رَوَيْتُمُوْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قَوْلِهٖ (أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُوْمُ) مَا يَدُلُّ أَنَّ ذٰلِكَ الْفِطْرَ كَانَ مِنْ أَجْلِ الْحِجَامَةِ قَدْ يَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَ أَنَّهُمَا أَفْطَرَا بِمَعْنًى آخَرَ وَصَفَهُمَا بِمَا كَانَا يَفْعَلَانِهٖ حِيْنَ أَخْبَرَ عَنْهُمَا بِذٰلِكَ كَمَا يَقُوْلُ (فَسَقَ الْقَائِمُ) لَيْسَ إِنَّهٗ فَسَقَ بِقِيَامِهٖ وَلٰكِنَّهٗ فَسَقَ بِمَعْنًى غَيْرِ الْقِيَامِ وَقَدْ رُوِىَ عَنْ أَبِى الْأَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ وَهُوَ أَحَدُ مَنْ رَوَىٰ ذٰلِكَ الْحَدِيْثَ فِيْ هٰذَا الْمَعْنٰى۔

۳۳۴۹: سعید بن میتب نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا: **افطر الحاجم و المحجوم**۔امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔بعض علماء کا خیال یہ ہے کہ سینگی لگانے والے کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے انہوں نے ان آثار کو اپنا مستدل بنایا اور دیگر علماء نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے کہا کہ سینگی لگانے اور لگوانے والے کا روزہ نہیں ٹوٹتا۔(ان روایات کے جواب میں انہوں نے کہا) کہ ان روایات میں ''**افطر الحاجم و المحجوم**'' میں تو اس بات کی کوئی دلیل نہیں کہ سینگی لگانے کی وجہ سے ٹوٹا۔عین ممکن ہے کہ آپ ﷺ نے کسی اور بناء پر ان کے روزہ ٹوٹنے کا ذکر فرمایا ہو۔مگر بیان کرتے ہوئے ان کے وقتی عمل کا ذکر کیا۔جیسا کوئی اس طرح کہے کہ کھڑا ہونے والا فاسق ہوگیا۔اس کا یہ معنیٰ نہیں ہے کہ وہ کھڑا ہونے کی وجہ سے فاسق ہوا بلکہ فسق کی اور کوئی وجہ ہے اس مفہوم کو ابوالاشعث صنعانی نے بھی اپنی روایت میں ذکر کیا ہے اور وہ اس حدیث میں من جملہ رواۃ کے ہیں' روایت ذیل میں ہے۔

**حاصل روایات**: ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ سینگی لگوانے اور لگانے والا اگر دونوں روزہ دار ہوں تو دونوں کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور ان پر قضا لازم ہوگی۔

## فریق ثانی کا مؤقف اور دلائل و جواب:

سینگی لگوانے اور لگانے والے میں سے کسی کا بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔جب ٹوٹا نہیں تو قضا کیسی۔باقی روایت کے سلسلہ میں گزارش یہ ہے۔

الجواب: اس روایت سے آپ کا استدلال درست نہیں کیونکہ یہ روایت اس بات پر دلالت نہیں کرتی کہ یہ سینگی لگانا یا لگوانا۔روزہ ٹوٹنے کا باعث ہے ممکن ہے کہ افطار تو کسی اور سبب سے ہوا اور آپ نے موقعہ کے فعل کو افطار سے تعبیر کر دیا جیسا کہ ابوالاشعث صنعانی کی روایت خود اس پر دلالت کرتی ہے جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا **افطر الحاجم و المحجوم**۔کیونکہ وہ دونوں اس وقت غیبت میں مصروف تھے اور افطار سے بھی وہ افطار مراد نہیں جو کھانے پینے اور جماع سے ہوتا ہے بلکہ افطار اس اعتبار سے فرمایا کہ ان کا عمل ضائع ہوگیا ان کا روزہ رکھنا اور افطار کرنا برابر ٹھہرا۔یہ غیبت والا افطار قضا کا باعث نہیں۔روایت یہ ہے۔

۳۳۵۰ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ : ثَنَا الْوُحَاظِيُّ قَالَ : ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ رَبِيْعَةَ الدِّمَشْقِيُّ عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ قَالَ : إِنَّمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُوْمُ) لِأَنَّهُمَا كَانَا يَغْتَابَانِ وَهٰذَا الْمَعْنٰى مَعْنًى صَحِيْحٌ وَلَيْسَ إِفْطَارُهُمَا ذٰلِكَ كَالْإِفْطَارِ بِالْأَكْلِ وَالشُّرْبِ وَالْجِمَاعِ وَلٰكِنَّهُ حَبِطَ أَجْرُهُمَا بِاغْتِيَابِهِمَا فَصَارَا بِذٰلِكَ مُفْطِرَيْنِ لَا أَنَّهُ إِفْطَارٌ يُوْجِبُ عَلَيْهِمَا الْقَضَاءَ وَهٰذَا كَمَا قِيْلَ : الْكَذِبُ يُفْطِرُ الصَّائِمَ لَيْسَ يُرَادُ بِهِ الْفِطْرُ الَّذِيْ يُوْجِبُ الْقَضَاءَ إِنَّمَا هُوَ عَلٰى حُبُوْطِ الْأَجْرِ بِذٰلِكَ كَمَا يُحْبَطُ بِالْأَكْلِ وَالشُّرْبِ .وَهٰذَا نَظَرُ مَا حَمَلْنَاهُ نَحْنُ عَلَيْهِ مِنَ التَّأْوِيْلِ الَّذِيْ ذَكَرْنَاهُ وَقَدْ رَوٰى جَمَاعَةٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذٰلِكَ مَعْنًى آخَرَ

۳۳۵۰: ابوالاشعث صنعانی کہتے ہیں بلاشبہ جناب رسول اللہ ﷺ نے افطر الحاجم والمحجوم فرمایا کیونکہ وہ دونوں غیبت میں مصروف تھے۔روایت کا یہ معنیٰ درست ہے اوران دونوں کا افطار اس طرح کا نہیں جیسا کھانے' پینے اور جماع کی وجہ سے ہوتا ہے۔ بلکہ غیبت کے سبب انکا ثواب جاتا رہا اس طرح وہ روزہ توڑنے والے قرار پائے۔ یہ توڑنا اس طرح کا نہیں جس سے قضاء لازم ہوتی ہو اور یہ اسی طرح ہے جیسے کہا جائے کہ جھوٹ روزہ دار کا روزہ توڑ دیتا ہے۔اس سے مراد قضاء لازم آنے والا توڑنا نہیں بلکہ اس سے اجر کا ضائع ہونا مراد ہے جیسا بظاہر کھانے پینے سے روزہ بھی ٹوٹ جاتا ہے اور اجر بھی چھوٹ جاتا ہے۔ یہ مذکورہ تاویل جیسی نظر ہے۔صحابہ کرام ؓ کی ایک جماعت نے اس سلسلہ میں ایک اور معنی بھی نقل کیا ہے۔ذیل کی روایات میں ملاحظہ ہو۔

یہ مفہوم درست ہے جیسا کہتے ہیں الکذب یفطر الصائم اس سے وہ افطار مراد نہیں ہوتا جس سے قضا لازم ہوتی ہے بلکہ ضیاع اجر والا افطار مراد ہے جیسا کہ کھانے پینے سے روزہ بظاہراً بھی ٹوٹ جاتا ہے اور اجر بھی حبط ہو جاتا ہے۔

## اصحاب رسول اللہ ﷺ سے روایت کا ایک اور معنیٰ:

۳۳۵۱ :حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ الْكَيْسَانِيُّ قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زِيَادٍ قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ النَّاجِيْ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ (إِنَّمَا كَرِهْنَا أَوْ كُرِهَتِ الْحِجَامَةُ لِلصَّائِمِ مِنْ أَجْلِ الضَّعْفِ)

۳۳۵۱: ابوالمتوکل ناجی نے ابوسعید الخدریؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم نے سینگی کو اس لئے ناپسند کیا کہ یہ ضعف و کمزوری کا باعث بنتی ہے تو گویا ضعف کا باعث ہونے کی وجہ سے اس کو مفطر کہہ دیا گیا۔

۳۳۵۲ : حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ : سَأَلَ ثَابِتُ الْبُنَانِيُّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ (هَلْ كُنْتُمْ تَكْرَهُوْنَ الْحِجَامَةَ لِلصَّائِمِ ؟) قَالَ (لَا إِلَّا مِنْ أَجْلِ الضَّعْفِ) .

۳۳۵۲: حمید کہتے ہیں کہ ثابت بنانی نے انس بن مالکؓ سے پوچھا کہ کیا تم روزہ دار کے لئے سینگی کو ناپسند کرتے ہو انہوں نے کہا نہیں۔ البتہ کمزوری کی وجہ سے ناپسند کرتے تھے۔

۳۳۵۳: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ : ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ قَالَ : أَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيْلُ قَالَ : سُئِلَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنِ الْحِجَامَةِ لِلصَّائِمِ فَقَالَ (مَا كُنْتُ أَرَى الْحِجَامَةَ تُكْرَهُ لِلصَّائِمِ إِلَّا مِنَ الْجَهْدِ)

۳۳۵۳: حمید الطویل کہتے ہیں کہ انس بن مالکؓ سے پوچھا گیا کہ روزہ دار کے لئے سینگی کا کیا حکم ہے تو فرمایا میں سینگی کو روزہ دار کے لئے اس لئے ناپسند کرتا ہوں کہ اس سے کمزوری و مشقت پیدا ہوتی ہے۔

۳۳۵۴: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوُدَ قَالَ : ثَنَا هَدِيَّةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ : ثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيْرَةِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ (مَا كُنَّا نَدَعُ الْحِجَامَةَ إِلَّا كَرَاهَةَ الْجَهْدِ).

۳۳۵۴: سلیمان بن المغیرہ نے ثابت سے انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ ہم تھکن و تکلیف کی ناپسندیدگی کی وجہ سے روزہ دار کے لئے سینگی کو ترک کرتے تھے۔

**تخریج** : بخاری فی الصوم باب ۳۲، ابو داؤد فی الصوم باب ۳۰۔

۳۳۵۵: حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ : أَنَا شَرِيْكٌ عَنْ جَابِرٍ عَنْ أَبِيْ جَعْفَرٍ وَسَالِمٍ عَنْ سَعِيْدٍ وَمُغِيْرَةَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ وَلَيْثٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ (إِنَّمَا كُرِهَتِ الْحِجَامَةُ لِلصَّائِمِ مَخَافَةَ الضَّعْفِ) فَدَلَّتْ هٰذِهِ الْآثَارُ عَلٰى أَنَّ الْمَكْرُوْهَ مِنْ أَجْلِهِ الْحِجَامَةُ فِي الصِّيَامِ هُوَ الضَّعْفُ الَّذِيْ يُصِيْبُ الصَّائِمَ فَيُفْطِرُ مِنْ أَجْلِهِ بِالْأَكْلِ وَالشُّرْبِ وَقَدْ رُوِيَ نَحْوٌ مِنْ هٰذَا الْمَعْنٰى عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ

۳۳۵۵: ابراہیم ولیث نے مجاہد سے انہوں عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ میں روزہ دار کے لئے سینگی کو اس لئے ناپسند کرتا ہوں کہ اس سے ضعف پیدا نہ ہو جائے۔ روایات سے یہ وضاحت مل گئی کہ روزے کی حالت سینگی لگوانے کی کراہت کا اصل باعث وہ کمزوری ہے جو اس کی بناء پر پیش آتی ہے اور وہ اس کمزوری کے لئے کھانے کی بناء پر روزہ توڑ دیتا ہے۔ حضرت ابو العالیہؒ نے بھی قریباً اسی مفہوم کو ذکر کیا ہے۔ روایت ذیل میں ہے۔

**حاصل روایات** : ان روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ روزے میں سینگی کے ناپسند ہونے کی وجہ ضعف کا خطرہ ہے جو کہ خون کے نکلنے کی وجہ سے روزہ دار کو پیش آتا ہے اور اس کے ازالہ کے لئے پھر وہ کھاپی کر روزہ افطار کر دیتا ہے گویا یہ سبب کا سبب ہونے کی وجہ سے ممنوع ہے۔

## تابعین رحمۃ اللہ علیہم سے اس معنی کی تصدیق:

۳۳۵۶ :حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ : ثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ : ثَنَا حَمَّادٌ قَالَ : أَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ أَنَّ أَبَا الْعَالِيَةِ قَالَ (إِنَّمَا كُرِهَتْ مَخَافَةَ أَنْ يُغْشٰى عَلَيْهِ) قَالَ فَأَخْبَرْتُ بِذٰلِكَ أَبَا قِلَابَةَ فَقَالَ لِي إِنْ غُشِيَ عَلَيْهِ يُسْقَى الْمَاءَ وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْمَعْنٰى أَيْضًا بِعَيْنِهِ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ۔

۳۳۵۶: حماد نے عاصم احول سے بیان کیا کہ ابوالعالیہ کہنے لگے میں سینگی کو روزہ دار کے لئے اس وجہ سے ناپسند کرتا ہوں کہ کہیں اس کی وجہ سے اس پر غشی نہ آ جائے حماد کہتے ہیں کہ میں نے ابوقلابہ کو یہ بات بیان کی تو وہ مجھے فرمانے لگے اگر اس پر غشی طاری ہو جائے تو اس کو پانی پلایا جائے۔ یہی مفہوم من وعن سالم بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بیان کیا ہے۔

## سالم بن عبداللہ کا قول:

۳۳۵۷ :حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ : ثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ : أَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ قَالَ : حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ : سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَهُوَ يَذْكُرُ قَوْلَ النَّاسِ (أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُوْمُ) فَقَالَ الْقَاسِمُ : لَوْ أَنَّ رَجُلًا حَجَمَ يَدَهُ أَوْ بَعْضَ جَسَدِهِ مَا يُفْطِرُهُ ذٰلِكَ فَقَالَ سَالِمٌ : إِنَّمَا كُرِهَتِ الْحِجَامَةُ لِلصَّائِمِ مَخَافَةَ أَنْ يُغْشٰى عَلَيْهِ فَيُفْطِرَ وَالْمَعْنَى الَّذِي رُوِيَ فِي تَأْوِيلِ ذٰلِكَ عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ كَأَنَّهُ أَشْبَهُ بِذٰلِكَ لِأَنَّ الضَّعْفَ لَوْ كَانَ هُوَ الْمَقْصُوْدَ بِالنَّهْيِ إِلَيْهِ لَمَا كَانَ الْحَاجِمُ دَاخِلًا فِي ذٰلِكَ فَإِذَا كَانَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُوْمُ قَدْ جُمِعَا فِي ذٰلِكَ أَشْبَهَ أَنْ يَكُوْنَ ذٰلِكَ لِمَعْنًى وَاحِدٍ هُمَا فِيهِ سَوَاءٌ مِثْلُ الْغِيْبَةِ الَّتِي هُمَا فِيهَا سَوَاءٌ كَمَا قَالَ أَبُو الْأَشْعَثِ .وَقَدْ رُوِيَ أَيْضًا عَنِ الشَّعْبِيِّ وَإِبْرَاهِيمَ أَنَّهُمَا قَالَا (إِنَّمَا كُرِهَتْ مِنْ أَجْلِ الضَّعْفِ أَيْضًا)

۳۳۵۷: یحییٰ بن سعید کہتے ہیں کہ میں نے قاسم بن محمد کو افطر الحاجم والمحجوم کا تذکرہ کرتے سنا تو قاسم کہنے لگے اگر کوئی آدمی اس کے ہاتھ یا جسم کے کسی حصہ پر سینگی لگائے تو یہ چیز اس کے روزے کو نہ توڑے گی سالم کہنے لگے میں تو روزہ دار کے لئے سینگی اس لئے ناپسند کرتا ہوں کہ کہیں اس کی وجہ سے روزہ دار پر غشی نہ آ جائے اور پھر اسے روزہ توڑنا پڑے۔ حضرت اشعث کی تاویل میں جس معنیٰ کو ذکر کیا گیا وہ زیادہ بہتر ہے۔ اسلئے کہ اگر ممانعت کی وجہ کمزوری ہوتی تو سینگی لگانے والا اس میں شامل نہ ہوتا۔ پھر جب اس میں سینگی لگانے اور لگوانے والا شامل ہیں تو وہ بات سب سے بہتر ہوگی جو ان دونوں میں پائی جائے گی مثلاً غیبت دونوں میں برابر ہے۔ جیسا کہ ابوالاشعث نے فرمایا اور حضرت شعبی اور ابراہیم سے بھی مروی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ کمزوری کی وجہ سے مکروہ ہے۔ روایات

ذیل میں ہیں۔

**استدراک:** ابوالاشعث کی اس تاویل میں ضعف کو مقصود مانا جائے تو پھر محجوم تو اس کا شکار ہے مگر حاجم پر وہ درست نہ بیٹھے گی البتہ جو تاویل ان دونوں کو جمع کرنے والی ہے وہ غیبت وغیرہ والی ہے کہ توبیخ کے طور پر دونوں کو فرمایا اور غیبت میں تو شریک بھی دونوں ہیں۔

## ابراہیم و شعبی رحمہما اللہ کا قول:

۳۳۵۸ : حَدَّثَنَا يَزِيْدُ هُوَ ابْنُ سِنَانٍ قَالَ : ثَنَا يَحْيَى الْقَطَّانُ قَالَ : ثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ : سَأَلْتُ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْحِجَامَةِ لِلصَّائِمِ فَقَالَ (اِنَّمَا كُرِهَتْ مِنْ اَجْلِ الضَّعْفِ) .

۳۳۵۸: اعمش کہتے ہیں کہ میں نے ابراہیم سے پوچھا کہ سینگی کا کیا حکم ہے تو انہوں نے کہا میں کمزوری کے پیدا ہو جانے کی وجہ سے اس کو ناپسند کرتا ہوں۔

۳۳۵۹ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ : ثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ : ثَنَا حَمَّادٌ قَالَ : اَنَا دَاوٗدَ عَنِ الشَّعْبِيِّ اَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ احْتَجَمَ وَهُوَ صَائِمٌ .وَقَالَ الشَّعْبِيُّ (اِنَّمَا كُرِهَتِ الْحِجَامَةُ لِاَنَّهَا تُضْعِفُهٗ) وَقَدْ رُوِيَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اِبَاحَةِ الْحِجَامَةِ لِلصَّائِمِ.

۳۳۵۹: داؤد نے شعبی سے خبر دی کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے روزے کی حالت میں سینگی لگوائی شعبی کہنے لگے میں تو سینگی کو اس لئے ناپسند کرتا ہوں کیونکہ اس سے ضعف پیدا ہوتا ہے۔

## اباحت حجامت پر دلیل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم:

۳۳۶۰ :مَا حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ دَاوٗدَ قَالَ : ثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ عِكْرَمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : (احْتَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ صَائِمٌ)

۳۳۶۰: عکرمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگی لگوائی اور آپ اس وقت روزے سے تھے۔

**تخریج** : بخاری فی الطب باب ۱۱' ابو داؤد فی الصوم باب ۲۸' ۲۹' ۳۰' ترمذی فی الصوم باب ۶۱/۵۹' ابن ماجه فی الصیام باب ۱۸' مالك فی الصیام ۳۲/۳۰۔

۳۳۶۱ :حَدَّثَنَا رَبِيْعٌ الْجِيْزِيُّ قَالَ : ثَنَا اَبُو الْاَسْوَدِ وَهُوَ النَّضْرُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ الْمُرَادِيُّ قَالَ : اَنَا ابْنُ لَهِيْعَةَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنْ عِكْرَمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ.

۳۳۶۱: عکرمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح روایت کی ہے۔

۳۳۶۲ :حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ : ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ : حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عِكْرَمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

۳۳۶۲: عکرمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۳۳۶۳ :حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيُّ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ الشَّهِيْدِ عَنْ مَيْمُوْنِ بْنِ مِهْرَانَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : (احْتَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ صَائِمٌ).

۳۳۶۳: میمون بن مہران نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کی حالت میں جبکہ آپ روزے سے تھے سینگی کھنچوائی۔

۳۳۶۴ :حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ قَالَ : ثَنَا مَسْعُوْدُ بْنُ سَعْدٍ الْجُعْفِيُّ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ (احْتَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ وَهُوَ صَائِمٌ مُحْرِمٌ)

۳۳۶۴: مقسم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگی لگوائی جبکہ آپ مدینہ اور مکہ کے درمیان میں روزے سے تھے اور احرام باندھ رکھا تھا۔

۳۳۶۵ :حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ : ثَنَا الْفِرْيَابِيُّ .

۳۳۶۵: حسین بن نصر نے کہا کہ ہمیں فریابی نے بیان کیا۔

۳۳۶۶ :حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ وَأَبُوْ حُذيفةَ قَالُوْا : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَزِيْدَ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ .

۳۳۶۶: ابو عاصم اور ابو حذیفہ نے بیان کیا کہ سفیان نے یزید سے پھر انہوں نے اپنی اسناد سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۳۳۶۷ :حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا وَهْبٌ قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ وَهُوَ صَائِمٌ)

۳۳۶۷: مقسم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے کی حالت میں سینگی لگوائی۔

۳۳۶۸ :حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ : ثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ : ثَنَا يَزِيْدُ

بْنُ أَبِیْ زِیَادٍ فَذَکَرَ بِإِسْنَادِہٖ مِثْلَهٗ .وَزَادَ (وَهُوَ صَائِمٌ مُحْرِمٌ) .

۳۳۶۸: عبدالعزیز بن مسلم کہتے ہیں کہ ہمیں یزید بن ابی زیاد نے بیان کیا پھر انہوں نے اپنی اسناد سے اسی طرح روایت نقل کی ہے اور یہ اضافہ ہے وھو صائم محرم کہ آپ روزے سے تھے اور احرام باندھا ہوا تھا۔

۳۳۶۹ :حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِمْرَانَ قَالَ : حَدَّثَنِیْ أَبِیْ قَالَ : حَدَّثَنِی ابْنُ أَبِیْ لَیْلٰی عَنِ الْحَکَمِ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا (عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ احْتَجَمَ وَهُوَ صَائِمٌ مُحْرِمٌ بَیْنَ مَکَّةَ وَالْمَدِیْنَةِ) .

۳۳۶۹: مقسم نے ابن عباس ﷠ سے روایت نقل کی کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے سینگی لگوائی جبکہ آپ احرام کی حالت میں روزے سے تھے اور یہ مکہ اور مدینہ کے درمیان کا واقعہ ہے۔

۳۳۷۰ :حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِیْ دَاوٗدَ قَالَ : ثَنَا یُوْسُفُ بْنُ عَدِیٍّ قَالَ : ثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ (أَنَّ أَبَا طَیْبَةَ حَجَّمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ صَائِمٌ فَأَعْطَاهُ أَجْرَهٗ) وَلَوْ کَانَ حَرَامًا مَا أَعْطَاهُ .فَدَلَّ فِعْلُهٗ هٰذَا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی أَنَّ الْحِجَامَةَ لَا تُفْطِرُ الصَّائِمَ وَلَوْ کَانَتْ مِمَّا یُفْطِرُ الصَّائِمَ إِذًا لَمَا احْتَجَمَ وَهُوَ صَائِمٌ فَهٰذَا وَجْهُ هٰذَا الْبَابِ مِنْ طَرِیْقِ تَصْحِیْحِ الْآثَارِ وَأَمَّا وَجْهُهٗ مِنْ طَرِیْقِ النَّظَرِ فَإِنَّا رَأَیْنَا خُرُوْجَ الدَّمِ أَغْلَظَ أَحْوَالِهٖ أَنْ یَکُوْنَ حَدَثًا یَنْتَقِضُ بِهِ الطَّهَارَةُ وَقَدْ رَأَیْنَا الْغَائِطَ وَالْبَوْلَ خُرُوْجُهُمَا حَدَثٌ یُنْتَقَضُ بِهِ الطَّهَارَةُ وَلَا یَنْقُضُ الصِّیَامَ فَالنَّظَرُ عَلٰی ذٰلِكَ أَنْ یَکُوْنَ الدَّمُ کَذٰلِكَ وَقَدْ رَأَیْنَا الصَّائِمَ لَا یُفْطِرُهٗ فَصْدُ الْعِرْقِ فَالْحِجَامَةُ فِی النَّظَرِ أَیْضًا کَذٰلِكَ وَهُوَ قَوْلُ أَبِیْ حَنِیْفَةَ وَأَبِیْ یُوْسُفَ وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی۔

۳۳۷۰: عاصم نے انس ﷜ سے نقل کیا کہ ابوطیبہ نے آپ کی سینگی لگائی جبکہ آپ روزے سے تھے پھر آپ نے اس کو اس کی سینگی لگانے کی اجرت عنایت فرمائی اگر اجرت حرام ہوتی تو آپ اس کو عنایت نہ فرماتے۔ آپ کا یہ فعل اس پر دلالت کرتا ہے کہ سینگی سے روزہ نہیں ٹوٹتا اگر اس سے روزہ ٹوٹتا تو آپ سینگی نہ لگواتے جب کہ آپ تو روزے سے تھے۔ آثار و روایات کی درستی کے لحاظ سے اس باب کی یہی صورت ہے۔ باقی نظر و فکر کے لحاظ سے ہم یہ بات پاتے ہیں کہ خون نکلنے کی سخت ترین صورت یہ ہے کہ اس سے وضوٹوٹ جاتا ہے اسی طرح بول و براز کے نکلنے سے بھی وضوٹوٹ جاتا ہے مگر روزہ نہیں ٹوٹتا پس غور وفکر اسی بات کو چاہتا ہے کہ خون کا بھی یہی حکم ہو اور ہم یہ بھی پاتے ہیں اگر رگ میں سے خون نکالا جاتے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا تو قیاس یہی چاہتا ہے کہ سینگی سے روزہ نہ ٹوٹے امام ابوحنیفہ ابو یوسف محمد رحمہم اللہ کا قول یہی ہے۔

**تخریج** : بخاری فی البیوع باب۳۹، ۹۵، والاجارہ باب۱۷، والطب باب۱۳، مسلم فی المساقاۃ ۶۲، ابو داؤد فی البیوع

باب۳۸' ترمذی فی البیوع باب۴۸' دارمی فی البیوع باب۷۹' مالکفی الستیذان ۲٦' مسند احمد ۳/ ۱۰۰' ۱۷۴' ۱۸۲۔

البتہ روزے کا تذکرہ صحاح میں موجود نہیں ہے جبکہ روایت ابن عباس رضی اللہ عنہما میں موجود ہے نمبر ۳۳۶۱۔

**حاصل روایات:** آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حجامت کرانا یہ دلالت کررہا ہے کہ اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اگر اس سے روزہ ٹوٹتا ہوتا تو آپ سینگی نہ لگواتے جبکہ آپ روزہ کی حالت میں تھے نمبر ۳۳۶۰ میں صراحت سے موجود ہے۔

تصحیح آثار کے طور پر تو یہ صورت ذکر کردی اب طریق نظر سے ملاحظہ کرلیں۔

## نظر طحاوی بقلم طحاوی رحمہ اللہ:

خروج دم کی سب سے سخت حالت یہ ہے کہ اس سے وضوٹوٹ جائے اور طہارت ختم ہو جائے اور پیشاب و پاخانہ کے خروج سے بھی طہارۃ ٹوٹ جاتی ہے مگران سے روزہ نہیں ٹوٹتا نظر کا تقاضا یہ ہے کہ خون بھی اسی طرح ہو اور ہم نے نگاہ دوڑائی تو دیکھا کہ رگ کسے فصد سے روزہ نہیں ٹوٹتا پس پچھنے اور سینگی بھی ظاہر میں اسی طرح ہے بلکہ اس سے کم تر ہے۔

امام ابوحنیفہ' ابو یوسف' محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کا بھی یہی قول ہے۔

## تائیدی اقوال تابعین رحمہم اللہ:

۳۳۷۱ :وَقَدْ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ : ثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ : ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ أَنَّ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ وَالْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ كَانَا لَا يَرَيَانِ بِالْحِجَامَةِ لِلصَّائِمِ بَأْسًا وَقَالَا : أَرَأَيْتُ لَوْ اِحْتَجَمَ عَلٰى ظَهْرِ كَفِّهٖ أَكَانَ ذٰلِكَ يُفْطِرُهٗ؟

۳۳۷۱: یحییٰ بن سعید کہتے ہیں کہ سالم بن عبداللہ اور قاسم بن محمد دونوں روزہ دار کے حق میں سینگی لگوانے میں کوئی حرج خیال نہ کرتے تھے۔ اور وہ کہا کرتے تھے کہ تم بتلاؤ اگر ہتھیلی کی پشت پر سینگی لگوائی جائے تو کیا یہ اس کے روزے کو توڑ دے گی؟ (جب اس کو کوئی بھی مفطر صوم خیال نہیں کرتا تو اسی طرح پشت و کمر وغیرہ پر سینگی سے کیوں کر ٹوٹ جائے گا۔

**خلاصہ:** اس باب میں روزے کے فساد وعدم فساد کا اختلاف ہے امام طحاوی رحمہ اللہ کی رائے فریق ثانی کے ساتھ ہے اس لئے سات صحابہ سے نقل کردہ روایت کا جواب خوب تطبیقی انداز سے دیا پھر تین صحابہ سے دس اسناد کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے روزے کی حالت سینگی لگوانے کا ثبوت پیش کیا۔ پھر تائید میں نظری دلیل اور اقوال تابعین کو ذکر کیا۔

## بَابُ الرَّجُلِ يُصْبِحُ فِيْ يَوْمٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ جُنُبًا هَلْ يَصُوْمُ أَمْ لَا ؟

### جنابت والا روزہ رکھ سکتا ہے یا نہیں؟

**خلاصۃ المرام** : جس شخص نے جنابت کی حالت میں صبح کی اس کا روزہ درست ہے یا نہیں۔

نمبر①: حسن بصری عطاء بن رباح رحمہم اللہ وغیرہ نے طلوع فجر تک غسل کو مؤخر کرنے کی صورت میں روزے کو درست قرار نہیں دیا قضاء لازم ہوگی۔

نمبر②: ائمہ اربعہ جمہور صحابہ وتابعین نے اس کے روزے کو ہر حال میں درست قرار دیا خواہ غفلت ونسیان سے غسل میں تاخیر کرے یا قصداً تاخیر کی ہو۔

فریق اوّل کا مؤقف ودلائل: جو شخص جنابت سے صبح کرے اور صبح صادق سے قبل غسل نہ کرے اس کا روزہ درست نہ ہوگا اسے روزے کی قضا لازم ہے۔

۳۳۷۲ :حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ : أَنَّ مَالِكًا أَخْبَرَهُ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلٰى أَبِيْ بَكْرٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يَقُوْلُ : كُنْتُ أَنَا وَأَبِيْ عِنْدَ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ وَهُوَ أَمِيْرُ الْمَدِيْنَةِ فَذَكَرَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يَقُوْلُ : " مَنْ أَصْبَحَ جُنُبًا أَفْطَرَ ذٰلِكَ الْيَوْمَ "فَقَالَ مَرْوَانُ : أَقْسَمْتُ عَلَيْكَ لَتَذْهَبَنَّ إِلٰى أُمَّيِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَائِشَةَ وَأُمِّ سَلْمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَتَسْأَلُهُمَا عَنْ ذٰلِكَ قَالَ : فَذَهَبَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَذَهَبْتُ مَعَهُ حَتّٰى دَخَلْنَا عَلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَسَلَّمَ عَلَيْهَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ثُمَّ قَالَ : (يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ إِنَّا كُنَّا عِنْدَ مَرْوَانَ فَذُكِرَ لَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يَقُوْلُ (مَنْ أَصْبَحَ جُنُبًا أَفْطَرَ ذٰلِكَ الْيَوْمَ) فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا بِئْسَ مَا قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ أَتَرْغَبُ عَمَّا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ ؟ "فَقَالَ : لَا وَاللّٰهِ .قَالَ : " (فَأَشْهَدُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يُصْبِحُ جُنُبًا مِنْ جِمَاعٍ غَيْرِ احْتِلَامٍ ثُمَّ يَصُوْمُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ) . قَالَ : ثُمَّ خَرَجْنَا حَتّٰى دَخَلْنَا عَلٰى أُمِّ سَلْمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَسَأَلَهَا عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَتْ كَمَا قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَخَرَجْنَا حَتّٰى جِئْنَا إِلٰى مَرْوَانَ فَذَكَرَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ مَا قَالَتَا فَقَالَ مَرْوَانُ :أَقْسَمْتُ عَلَيْكَ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ لَتَرْكَبَنَّ دَابَّتِيْ فَإِنَّهَا بِالْبَابِ فَلْتَذْهَبَنَّ إِلٰى أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِأَرْضِهِ بِالْعَقِيْقِ فَلْتُخْبِرَنَّهُ بِذٰلِكَ فَرَكِبَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ

وَرَكِبْتُ مَعَهُ حَتّٰى أَتَيْنَا أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَتَحَدَّثَ مَعَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ سَاعَةً ثُمَّ ذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (لَا عِلْمَ لِيْ بِذٰلِكَ إِنَّمَا أَخْبَرَنِيْهِ مُخْبِرٌ).

۳۳۷۲: سمی مولیٰ ابی بکر بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوبکر بن عبدالرحمٰن کو کہتے سنا کہ میں اور میرے والد دونوں مروان بن حکم حاکم مدینہ کے ہاں تھے اس کے ہاں یہ تذکرہ چلا کہ ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ جس نے صبح صادق جنابت کی حالت میں کی اس کا روزہ نہ ہوگا۔

مروان نے کہا میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ تم دونوں امّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور امّ المؤمنین امّ سلمہؓ کے ہاں جاؤ اور ان دونوں سے اس کے متعلق پوچھ کر آؤ چنانچہ عبدالرحمٰن گئے اور میں بھی ان کے ساتھ گیا ہم دونوں عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں پہنچے اور عبدالرحمٰن نے سلام پیش کیا پھر کہا۔ اے امّ المؤمنین! ہم مروان کے ہاں تھے ان کے ہاں ابو ہریرہؓ کی یہ بات ذکر کی گئی کہ جس نے جنابت کی حالت میں صبح کی اس کا روزہ درست نہیں ہوتا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اے عبدالرحمٰن! ابو ہریرہؓ نے غلط کہا کیا تم اس سے اعراض کرو گے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے؟ عبدالرحمٰن نے جواب دیا نہیں۔ اللہ کی قسم!

وہ کہنے لگیں میں گواہی دیتی ہوں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جماع اہل کے ساتھ جنابت کی حالت میں صبح کرتے نہ کہ احتلام سے پھر آپ اس دن کا روزہ اسی حالت میں رکھتے۔

عبدالرحمٰن کہتے ہیں پھر وہاں سے نکلے اور امّ سلمہؓ کی خدمت میں پہنچے اور ان سے اس سلسلہ میں دریافت کیا تو انہوں نے وہی کہا جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تھا۔

پھر ان کے ہاں سے نکل کر ہم مروان کے پاس آئے اور عبدالرحمٰن نے امہات المؤمنین کا قول اس کے سامنے نقل کیا۔

تو مروان نے کہا۔ اے ابو محمد میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ تم میرے گھوڑے پر سوار ہو جاؤ وہ دروازہ کے باہر موجود ہے اور مقام عقیق میں ابو ہریرہؓ کی زمین پر جا کر ان کو اس بات کی اطلاع دو۔

چنانچہ عبدالرحمٰن سوار ہوئے اور میں بھی ان کے ساتھ سوار ہوا یہاں تک کہ ہم ابو ہریرہؓ کی خدمت میں آئے عبدالرحمٰن نے پہلے ان کے ساتھ کچھ دیر باتیں کیں پھر ان کے سامنے اس مسئلہ کا تذکرہ کیا۔

ابو ہریرہؓ کہنے لگے مجھے اس بات کا کچھ علم نہیں مجھے تو ایک بتلانے والے نے بتلایا ہے۔

**تخریج**: بخاری فی الصوم باب ۲۲، مسلم فی الصیام ۷۵، مسند احمد ۳۴/۶، ۳۶۔

۳۳۷۳: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ: ثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: ثَنَا حَمَّادٌ قَالَ: ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَوْنٍ عَنْ رَجَاءِ بْنِ حَيْوَةَ عَنْ يَعْلَى بْنِ عُقْبَةَ قَالَ: أَصْبَحْتُ جُنُبًا وَأَنَا أُرِيْدُ الصَّوْمَ فَأَتَيْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ لِيْ "أَفْطِرْ" فَأَتَيْتُ مَرْوَانَ فَسَأَلْتُهُ وَأَخْبَرْتُهُ بِقَوْلِ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَبَعَثَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْحَارِثِ إِلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَسَأَلَهَا فَقَالَتْ: (كَانَ النَّبِيُّ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ لِصَلَاةِ الْفَجْرِ وَرَأْسُهُ يَقْطُرُ مِنْ جِمَاعٍ ثُمَّ يَصُوْمُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ) .فَرَجَعَ إِلٰى مَرْوَانَ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ: ائْتِ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَأَخْبِرْهُ فَأَتَاهُ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ : (أَمَا إِنِّيْ لَمْ أَسْمَعْهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا حَدَّثَنِيْهِ الْفَضْلُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)

۳۳۷۳: رجاء بن حیوہ نے یعلی بن عقبہ سے نقل کیا کہ میں نے جنابت کی حالت میں صبح کی ہے اور میں روزہ رکھنا چاہتا تھا چنانچہ میں ابو ہریرہؓ کی خدمت میں آیا اور ان سے سوال کیا تو انہوں نے کہا تم افطار کرو یعنی تمہارا روزہ نہ ہو گا۔

پھر میں مروان کے پاس آیا اور میں نے اس سے پوچھا اور میں نے اس کو ابو ہریرہؓ کے قول کی اطلاع دی تو انہوں نے عبدالرحمٰن بن حارث کو عائشہ ؓ کی خدمت میں بھیج کر ان سے سوال کیا تو انہوں نے کہا جناب رسول اللہ ﷺ نماز فجر کے لئے تشریف لے جاتے جبکہ جماع کے غسل سے آپ کے سر مبارک سے پانی کے قطرے ٹپک رہے ہوتے تھے پھر آپ اس دن کا روزہ بھی رکھ لیتے۔ پس عبدالرحمٰن مروان کی طرف لوٹ کر آیا اور اس کو اس بات کی اطلاع دی تو اس نے کہا تم ابو ہریرہؓ کی خدمت میں جاؤ اور ان کو اطلاع دے دو عبدالرحمٰن ابو ہریرہؓ کی خدمت میں گئے اور ان کو اطلاع دی تو انہوں نے کہا میں نے جو بات بیان کی ہے وہ میں نے خود جناب نبی اکرم ﷺ سے نہیں سنی ہے بلکہ مجھے تو فضل بن عباس نے جناب نبی اکرم ﷺ سے بیان کی ہے۔

۳۳۷۴ : حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ : ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ قَالَ : أَنَا ابْنُ عَوْنٍ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ نَحْوَهُ. قَالَ ابْنُ عَوْنٍ : فَقُلْتُ لِرَجَاءٍ مَنْ حَدَّثَكَ عَنْ يَعْلَى؟ قَالَ : إِيَّايَ حَدَّثَ يَعْلَى. قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَذَهَبَ ذَاهِبُوْنَ إِلٰى مَا رَوٰى أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنْ ذٰلِكَ عَنِ الْفَضْلِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا بِهِ وَقَلَّدُوْهُ وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ فَقَالُوْا : يَغْتَسِلُ وَيَصُوْمُ يَوْمَهُ ذٰلِكَ وَذَهَبُوْا فِيْ ذٰلِكَ إِلٰى مَا رَوَيْنَاهُ فِي الْفَصْلِ الْأَوَّلِ عَنْ عَائِشَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۳۳۷۴: یزید بن ہارون نے ابن عونؒ سے پھر انہوں نے اپنی اسناد سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض علماء نے حضرت ابو ہریرہ ؓ والی ان روایات کو لیا جن کو فضل ؓ نے جناب رسول اللہ ﷺ سے نقل کیا اور اسی کو اپنایا۔ دیگر علماء نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے کہا کہ وہ غسل کرے اور اس دن کا روزہ رکھے اور اس سلسلہ میں انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ اور سلمہ ؓ کی روایات جو انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے نقل کی ہیں ان سے استدلال کیا ہے۔

ابن عون کہتے ہیں کہ میں نے رجاء کو کہا تمہیں یعلیٰ سے یہ بات کس نے بیان کی اس نے کہا مجھے خود یعلیٰ نے یہ بات بیان کی ہے۔

**حاصل روایات:** ان روایات بالا سے جن کو ابو ہریرہؓ نے نقل کیا معلوم ہوتا ہے کہ جو آدمی جنابت کی حالت میں صبح صادق کرے وہ روزہ نہیں رکھ سکتا اگر رکھے گا تو اس کا روزہ نہ ہوگا بلکہ فاسد ہوگا کچھ لوگوں نے اسی کو اختیار کر کے اپنایا۔

## فریق ثانی کا موقف:

جنابت کی حالت میں صبح صادق کرنے والے کا روزہ ہر حال میں درست ہے اس کے لئے حضرت عائشہ ؓ اور ام سلمہؓ کی روایات شاہد ہیں۔ ملاحظہ ہوں۔

۳۳۷۵ :.وَإِلٰى مَا حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ قَالَ : حَدَّثَنَا أَبُوْ دَاوُدَ وَرَوْحٌ قَالَا : ثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ قَالَ : سَمِعْتُ أَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ : دَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَتْنِي (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصْبِحُ جُنُبًا ثُمَّ يَغْتَسِلُ ثُمَّ يَغْدُو إِلَى الْمَسْجِدِ وَرَأْسُهُ يَقْطُرُ ثُمَّ يَصُوْمُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ) فَأَخْبَرْتُهُ مَرْوَانَ فَقَالَ : ائْتِ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَأَخْبِرْهُ بِذٰلِكَ فَقُلْتُ : إِنَّهُ لِي صَدِيْقٌ فَأَعْفِنِيْ فَقَالَ : عَزَمْتُ عَلَيْكَ لَتَأْتِيَنَّهُ فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَأَبِيْ إِلٰى أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَأَخْبَرْتُ بِذٰلِكَ فَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَعْلَمُ مِنِّيْ .قَالَ شُعْبَةُ : وَفِي الصَّحِيْفَةِ "أَعْلَمُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنِّيْ . "

۳۳۷۵: حکم کہتے ہیں کہ میں نے ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام کو اپنے والد سے یہ بات بیان کرتے سنا کہ میں عائشہ ؓ ام المؤمنین کی خدمت میں گیا انہوں نے مجھے بتلایا کہ جناب رسول اللہ ﷺ جنابت کی حالت میں صبح کرتے پھر غسل فرماتے پھر مسجد کی طرف اس حالت میں جاتے کہ آپ کے سر مبارک سے غسل کے پانی کے قطرات ٹپک رہے ہوتے تھے پھر آپ اس دن کا روزہ بھی رکھ لیتے۔

پس میں نے اس بات کی اطلاع مروان کو دی تو اس نے کہا تم ابو ہریرہؓ کے ہاں جاؤ اور ان کو اس بات کی اطلاع دو۔ میں نے کہا وہ میرے دوست ہیں اس لئے ان کے ہاں جانے سے میں معذرت کرتا ہوں مروان نے کہا میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ تم ضرور بضرور جاؤ۔ چنانچہ میں اور میرے والد دونوں ابو ہریرہؓ کی خدمت میں آئے اور میں نے ان کو اس کی اطلاع دی تو ابو ہریرہؓ کہنے لگے۔ عائشہ ؓ مجھ سے زیادہ علم والی ہیں شعبہ کہتے ہیں رجسٹر میں اس طرح ہے اعلم برسول اللہ منی کہ وہ جناب رسول اللہ ﷺ کو مجھ سے زیادہ جاننے والی ہیں۔

۳۳۷۶ :حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ : أَنَا دَاوُدَ بْنُ أَبِيْ هِنْدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ

عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَخِيْهِ أَبِىْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ كَانَ يَصُوْمُ وَلَا يُفْطِرُ فَدَخَلَ عَلٰى أَبِيْهِ يَوْمًا وَهُوَ مُفْطِرٌ فَقَالَ لَهُ : مَا شَأْنُكَ الْيَوْمَ مُفْطِرًا ؟ قَالَ : إِنِّىْ أَصَابَتْنِىْ جَنَابَةٌ فَلَمْ أَغْتَسِلْ حَتّٰى أَصْبَحْتُ فَأَفْتَانِىْ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنْ أُفْطِرَ فَأَرْسَلُوْا إِلٰى عَائِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا يَسْأَلُوْنَهَا فَقَالَتْ : (كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُصِيْبُهُ الْجَنَابَةُ فَيَغْتَسِلُ بَعْدَمَا يُصْبِحُ ثُمَّ يَخْرُجُ وَرَأْسُهُ يَقْطُرُ مَاءً فَيُصَلِّىْ لِأَصْحَابِهِ ثُمَّ يَصُوْمُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ) .

۳۳۷۶: عمر بن عبدالرحمٰن نے اپنے بھائی ابوبکر بن عبدالرحمٰن کے متعلق نقل کیا کہ وہ مسلسل روزہ رکھتے اور افطار نہ کرے ایک دن وہ اپنے والد کی خدمت میں گئے اور انہوں نے روزہ نہیں رکھا تھا تو ابوبکر نے کہا کیا معاملہ ہے کہ تم نے آج روزہ نہیں رکھا؟ وہ کہنے لگے مجھے جنابت کی حالت نے آلیا اور میں غسل نہ کر سکا یہاں تک کہ پو پھوٹ پڑی اور مجھے ابوہریرہؓ نے فتویٰ دیا کہ میں روزہ نہیں رکھ سکتا۔

سب نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں آدمی بھیجا ان سے مسئلہ پوچھا تو انہوں نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنابت کی حالت پیش آئی پھر آپ صبح کے طلوع ہونے کے بعد غسل فرماتے پھر نماز کے لئے اس حال میں نکلتے کہ آپ کے سر مبارک سے غسل کے پانی کے قطرات ٹپک رہے ہوتے تھے اور آپ اپنے صحابہ کرام کو نمازِ فجر پڑھاتے پھر اس دن کا روزہ بھی رکھ لیتے۔

۳۳۷۷ : حَدَّثَنَا عَلِىٌّ قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ : ثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ عَنْ أَبِىْ عِيَاضٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ بَعَثَهُ إِلٰى أُمِّ سَلَمَةَ وَعَائِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : فَلَقِيْتُ غُلَامَهَا نَافِعًا يَعْنِىْ أُمَّ سَلَمَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَ : فَأَرْسَلْتُهُ إِلَيْهَا فَرَجَعَ إِلَىَّ فَأَخْبَرَنِىْ أَنَّهَا قَالَتْ : (إِنَّ نَبِىَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصْبِحُ جُنُبًا مِنْ غَيْرِ احْتِلَامٍ ثُمَّ يُصْبِحُ صَائِمًا) ثُمَّ أَتَىْ عَائِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا غُلَامَهَا ذَكْوَانَ أَبَا عَمْرٍو فَأَخْبَرَتْهُ (أَنَّ نَبِىَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصْبِحُ جُنُبًا مِنْ غَيْرِ احْتِلَامٍ ثُمَّ يُصْبِحُ صَائِمًا) فَأَتَيْتُ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ فَأَخْبَرْتُهُ بِقَوْلِهِمَا فَقَالَ : (أَقْسَمْتُ عَلَيْكَ لَتَأْتِيَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ فَلَتُخْبِرَنَّهُ بِقَوْلِهِمَا فَأَتَيْتُهُ فَأَخْبَرْتُهُ) فَقَالَ : (هُنَّ أَعْلَمُ)

۳۳۷۷: ابوعیاض نے عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام سے نقل کیا کہ مروان بن حکم نے مجھے امّ سلمہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیجا۔ چنانچہ میں ان کے غلام نافع کو ملا یعنی امّ سلمہؓ کے غلام نافع کو۔ اور میں نے اس کو ان کی خدمت میں بھیجا وہ میرے پاس لوٹ کر آیا اور مجھے بتلایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلا احتلام جنابت کی حالت میں صبح کرتے پھر صبح روزہ بھی رکھ لیتے پھر یعنی میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں آیا اور ان کے ہاں ان کے غلام

ذکوان ابوعمرو کو بھیجا تو انہوں نے بتلایا کہ نبی اللہ ﷺ بلا احتلام جنابت کی حالت میں صبح کرتے پھر صبح کو روزہ بھی رکھتے چنانچہ میں مروان کے پاس آیا اور اس کو اس کی اطلاع دی تو اس نے کہا میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ تم ضرور ابوہریرہؓ کی خدمت میں جاؤ اور ان کو عائشہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما کے قول کی اطلاع دو چنانچہ میں ان کی خدمت میں پہنچا اور ان کو اس کی اطلاع دی تو انہوں نے سن کر فرمایا وہ مجھ سے زیادہ آپ کی ذات گرامی کو جاننے والی ہیں۔

**تخریج** : مسلم فی الصیام نمبر۷۷۔

۳۳۷۸ : حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِیْ بَكْرٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : (كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصْبِحُ جُنُبًا ثُمَّ يَصُوْمُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ) .

۳۳۷۸: سمی نے ابوبکر سے انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جناب رسول اللہ ﷺ جنابت کی حالت میں صبح کرتے پھر اس دن کا روزہ رکھ لیتے۔

۳۳۷۹ : حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ : ثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيْعِ قَالَ : ثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِیْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ : قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا : ((كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ إِلٰى صَلَاةِ الْفَجْرِ وَرَأْسُهُ يَقْطُرُ مِنْ غُسْلِ الْجَنَابَةِ ثُمَّ يَصُوْمُ يَوْمَهُ)).

۳۳۷۹: عمارہ نے ابوبکر بن عبدالرحمٰن سے نقل کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نماز فجر کے لئے نکلتے اور غسل جنابت کے پانی کے قطرات آپ کے سر مبارک سے ٹپک رہے ہوتے تھے پھر آپ اس دن روززہ بھی رکھتے تھے۔

**تخریج** : ابن ماجہ فی الصیام باب۲۷۔

۳۳۸۰ : حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ قَالَ : ثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِی ابْنُ شِهَابٍ عَنْ أَبِیْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ وَأُمِّ سَلْمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا زَوْجَیِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُدْرِكُهُ الْفَجْرُ وَهُوَ جُنُبٌ ثُمَّ يَصُوْمُ) .

۳۳۸۰: ابن شہاب نے ابوبکر بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام سلمہؓ امہات المؤمنین سے نقل کیا کہ جناب نبی اکرم ﷺ کو جنابت کی حالت میں فجر کا وقت ہو جاتا پھر آپ روزہ بھی رکھ لیتے۔

**تخریج** : بخاری فی الصوم باب۲۲' مسلم فی الصیام ۷۶' ۷۷۔

۳۳۸۱ : حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ : ثَنَا لَيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ أَبِیْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ وَأُمِّ سَلْمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا زَوْجَیِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُمَا حَدَّثَتَاهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مِثْلَهُ.

۳۳۸۱: عبدالرحمان بن حارث بن ہشام نے ابوبکر بن عبدالرحمن عن ابیہ سے روایت کی اس نے حضرت عائشہ وامّ سلمہ رضی اللہ عنہما امہات المومنین سے نقل کیا کہ ان دونوں نے اس کو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح کی روایت بیان کی ہے۔

۳۳۸۲: حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ: أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا أَخْبَرَهُ عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ وَأُمِّ سَلْمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ وَزَادَ (فِي رَمَضَانَ).

۳۳۸۲: عبدربہ بن سعید نے ابوبکر بن عبدالرحمن نے عائشہ وامّ سلمہ رضی اللہ عنہما سے انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے اس میں صرف ''فی رمضان'' کا اضافہ ہے۔

۳۳۸۳: حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ: أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا أَخْبَرَهُ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِي بَكْرٍ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

۳۳۸۳: سمی نے ابوبکر سے انہوں نے اپنی اسناد سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۳۳۸۴: حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ: ثَنَا أَبُو غَسَّانَ قَالَ: ثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ ثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ.

۳۳۸۴: ابواسحاق نے اسود سے اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۳۳۸۵: حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ: ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ: ثَنَا زَائِدَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ.

۳۳۸۵: عطاء نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔

۳۳۸۶: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ: ثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: ثَنَا حَمَّادٌ قَالَ: أَنَا عَاصِمُ بْنُ بَهْدَلَةَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ

۳۳۸۶: ابوصالح نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کو نقل کیا ہے۔

۳۳۸۷: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ: ثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: ثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُثْمَانَ الْقُرَشِيُّ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ

۳۳۸۷: ابن ابی ملیکہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کو روایت کیا ہے۔

۳۳۸۸ : حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَطَاءٍ قَالَ : أَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ عَامِرِ بْنِ أَبِيْ أُمَيَّةَ عَنْ أُمِّ سَلْمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ أَيْضًا

۳۳۸۸: عامر بن ابی امیہ نے ام سلمہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کو نقل کیا ہے۔

۳۳۸۹ : حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ : ثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ .

۳۳۸۹: ہمام نے قتادہ سے پھر اس نے اپنی اسناد سے اسی طرح روایت بیان کی ہے۔

۳۳۹۰ : حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ قَالَ : ثَنَا رَوْحٌ قَالَ : ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ.

۳۳۹۰: سعید بن ابی عروبہ نے قتادہ سے پھر اس نے اپنی اسناد سے روایت نقل کی ہے۔

۳۳۹۱ : حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ قَالَ : ثَنَا رَوْحٌ قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ .ح وَ

۳۳۹۱: ابوبکرہ نے روح سے اس نے شعبہ سے روایت نقل کی ہے۔

۳۳۹۲ : حَدَّثَنَا يَزِيْدُ هُوَ ابْنُ سِنَانٍ قَالَ : ثَنَا يَحْيَى الْقَطَّانُ قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ وَزَادَ (فَرَدَّ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فُتْيَاهُ عَلٰى هٰذَا الْخَبَرِ) قَالُوْا : فَلَمَّا تَوَاتَرَتِ الْآثَارُ بِمَا ذَكَرْنَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَجُزْ لَنَا خِلَافُ ذٰلِكَ إِلٰى غَيْرِهٖ فَكَانَ مِنْ حُجَّةِ أَهْلِ الْمَقَالَةِ الْأُوْلٰى عَلَيْهِمْ فِيْ ذٰلِكَ أَنْ قَالُوْا : هٰذَا الَّذِيْ رَوَتْهُ أُمُّ سَلْمَةَ وَعَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا إِنَّمَا أَخْبَرَتَا بِهٖ عَنْ فِعْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَخْبَرَ الْفَضْلُ فِيْ حَدِيْثِ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قَدْ خَالَفَ ذٰلِكَ فَقَدْ يَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ كَانَ حُكْمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذٰلِكَ عَلٰى مَا ذَكَرَتْ عَائِشَةُ وَأُمُّ سَلْمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِيْ حَدِيْثِهِمَا وَيَكُوْنُ حُكْمُ سَائِرِ النَّاسِ عَلٰى مَا ذَكَرَهُ الْفَضْلُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَكُوْنُ الْخَبَرَانِ غَيْرَ مُتَضَادَّيْنِ عَلٰى مَا يُخَرَّجُ عَلَيْهِ مَعَانِي الْآثَارِ .فَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ لِلْآخَرِيْنَ عَلَيْهِمْ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ هُوَ الَّذِيْ رَوٰى حَدِيْثَ الْفَضْلِ وَقَدْ رَجَعَ عَنْ فُتْيَاهُ إِلٰى قَوْلِ عَائِشَةَ وَأُمِّ سَلْمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَعَدَّ ذٰلِكَ أَوْلٰى مِمَّا حَدَّثَهُ الْفَضْلُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهٰذَا حُجَّةٌ فِيْ هٰذَا الْبَابِ وَحُجَّةٌ أُخْرٰى : أَنَّا قَدْ وَجَدْنَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ مَا يَدُلُّ عَلٰى حُكْمِ النَّاسِ فِيْ ذٰلِكَ أَيْضًا كَحُكْمِهٖ.

۳۳۹۲: شعبہ نے قتادہ سے پھر اس نے اپنی اسناد سے روایت نقل کی اور یہ اضافہ کیا کہ حضرت ابوہریرہؓ نے اپنے فتویٰ کو چھوڑ کر اس روایت کو اختیار کر لیا۔ جب جناب رسول اللہ ﷺ سے یہ روایات کثرت کے ساتھ وارد ہیں تو اب کے خلاف دوسری طرف جانا جائز نہیں۔ اول قول کے قائلین نے اپنے قول کی حمایت میں دوسرے قول والوں کے خلاف یہ دلیل پیش کی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ اور امّ سلمہ رضی اللہ عنہما کی روایات میں جناب رسول اللہ ﷺ کے ایک عمل کی اطلاع دی گئی ہے۔ دوسری طرف حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت فضل رضی اللہ عنہ سے اس کے خلاف خبر نقل کی ہے۔ تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے لیے وہی عمل ہو۔ حضرت عائشہ صدیقہ اور امّ سلمہ رضی اللہ عنہما کی روایات میں مذکور ہے اور امت کے لئے وہ عمل ہے جو روایت حضرت فضل رضی اللہ عنہ میں منقول ہے۔ جب یہ معنیٰ آثار کا لیا جائے تو روایات کا باہمی تضاد نہیں رہتا مگر دوسرے حضرات کی طرف سے ان کے جواب میں یہ کہا جاتا ہے کہ یہی حضرت فضل رضی اللہ عنہ جن سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے۔ انہوں نے آپ کی وفات کے بعد ایسا فتویٰ دیا جو حضرت عائشہ صدیقہ اور امّ سلمہ رضی اللہ عنہما کے قول کے بالکل موافق ہے اور خود فضل رضی اللہ عنہ نے اس کو اس سے اولیٰ قرار دیا جو انہوں نے خود جناب رسول اللہ ﷺ سے نقل کیا تھا۔ پس اس باب میں یہی دلیل ہے۔ اس سلسلہ کی دوسری دلیل یہ ہے۔ کہ اس معاملے میں وہی حکم عام لوگوں کا ہے جو کہ آپ کے لئے ہے۔ جیسا مندرجہ روایت سے ثابت ہوتا ہے۔

**حاصل روایات:** ان متواتر روایات سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ جنابت سے صبح کرنے والے کا روزہ درست ہے ان متواتر روایات کی خلاف ورزی درست نہیں۔

## سرسری اشکال:

فریق اوّل نے کہا کہ ان روایات میں حضرت عائشہ و امّ سلمہ رضی اللہ عنہما نے فعل رسول اللہ ﷺ نقل کیا جبکہ وہ آپ کے ساتھ مخصوص ہے۔

اور اس کے بالمقابل روایت ابوہریرہؓ عن فضلؓ میں قول رسول اللہ ﷺ ہے جو امت کے لئے حکم ہے پس یہ تمام روایات تو ہمارے مدعیٰ کے خلاف نہیں اور کوئی دلیل ہے تو پیش کرو۔

**ج:** ابوہریرہؓ جو اس کے راوی ہیں انہوں نے خود اپنی بات سے امہات المؤمنینؓ کے قول کی طرف رجوع کر لیا ان کا یہ رجوع فضلؓ کی روایت سے اولیٰ ہے پس ہماری دلیل اپنے مقام پر قائم رہی جبکہ فریق اوّل کی دلیل کی بنیاد ہی ختم ہوگئی ہم جناب رسول اللہ ﷺ سے اس حکم کا عام ہونا ثابت کرتے ہیں وہ بھی ملاحظہ کر لیں۔

۳۳۹۳: حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا أَخْبَرَهٗ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَعْمَرٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ

أَبِیْ یُوْنُسَ مَوْلٰی عَائِشَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ (أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ وَاقِفٌ عَلَی الْبَابِ وَأَنَا أَسْمَعُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّیْ أُصْبِحُ جُنُبًا وَأَنَا أُرِیْدُ الصَّوْمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَأَنَا أُصْبِحُ جُنُبًا وَأَنَا أُرِیْدُ الصَّوْمَ فَأَغْتَسِلُ وَأَصُوْمُ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّكَ لَسْتَ مِثْلَنَا قَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَاللّٰهِ إِنِّیْ لَأَرْجُوْ أَنْ أَکُوْنَ أَخْشَاکُمْ لِلّٰهِ وَأَعْلَمَکُمْ بِمَا أَتَّقِیْ) فَلَمَّا کَانَ جَوَابُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِذٰلِكَ السَّائِلِ هُوَ إِخْبَارُهُ عَنْ فِعْلِ نَفْسِهٖ فِیْ ذٰلِكَ ثَبَتَ بِذٰلِكَ أَنَّ حُکْمَهُ فِیْ ذٰلِكَ وَحُکْمَ غَیْرِهٖ سَوَاءٌ فَهٰذَا وَجْهُ هٰذَا الْبَابِ مِنْ طَرِیْقِ تَصْحِیْحِ مَعَانِی الْآثَارِ وَأَمَّا وَجْهُهُ مِنْ طَرِیْقِ النَّظَرِ فِیْ ذٰلِكَ فَإِنَّا قَدْ رَأَیْنَاهُمْ أَجْمَعُوْا أَنَّ صَائِمًا لَوْ نَامَ نَهَارًا فَأَجْنَبَ أَنَّ ذٰلِكَ لَا یُخْرِجُهُ عَنْ صَوْمِهٖ فَأَرَدْنَا أَنْ نَنْظُرَ أَنَّهُ هَلْ یَکُوْنُ دَاخِلًا فِی الصَّوْمِ وَهُوَ کَذٰلِكَ ؟ أَوْ یَکُوْنُ حُکْمُ الْجَنَابَةِ إِذَا طَرَأَتْ عَلَی الصَّوْمِ خِلَافَ حُکْمِ الصَّوْمِ إِذَا طَرَأَ عَلَیْهَا ؟ فَرَأَیْنَا الْأَشْیَاءَ الَّتِیْ تَمْنَعُ مِنَ الدُّخُوْلِ فِی الصَّوْمِ مِنَ الْحَیْضِ وَالنِّفَاسِ إِذَا طَرَأَ ذٰلِكَ عَلَی الصَّوْمِ أَوْ طَرَأَ عَلَیْهِ الصَّوْمُ فَهُوَ سَوَاءٌ أَلَا تَرٰی أَنَّهُ لَیْسَ لِحَائِضٍ أَنْ تَدْخُلَ فِی الصَّوْمِ وَهِیَ حَائِضٌ وَأَنَّهَا لَوْ دَخَلَتْ فِی الصَّوْمِ طَاهِرًا ثُمَّ طَرَأَ عَلَیْهَا الْحَیْضُ فِیْ ذٰلِكَ الْیَوْمِ أَنَّهَا بِذٰلِكَ خَارِجَةٌ مِنَ الصَّوْمِ فَکَانَتِ الْأَشْیَاءُ الَّتِیْ تَمْنَعُ مِنَ الدُّخُوْلِ فِی الصَّوْمِ هِیَ الْأَشْیَاءَ الَّتِیْ إِذَا طَرَأَتْ عَلَی الصَّوْمِ أَبْطَلَتْهُ .وَکَانَتِ الْجَنَابَةُ إِذَا طَرَأَتْ عَلَی الصَّوْمِ بِاتِّفَاقِهِمْ جَمِیْعًا لَمْ تُبْطِلْهُ فَالنَّظَرُ عَلٰی مَا ذَکَرْنَا أَنْ یَکُوْنَ کَذٰلِكَ إِذَا طَرَأَ عَلَیْهَا الصَّوْمُ لَمْ تَمْنَعْ مِنَ الدُّخُوْلِ فِیْهِ فَثَبَتَ بِذٰلِكَ مَا قَدْ وَافَقَ مَا رَوَتْهُ أُمُّ سَلَمَةَ وَعَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا وَهٰذَا قَوْلُ أَبِیْ حَنِیْفَةَ وَأَبِیْ یُوْسُفَ وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی

۳۳۹۳: ابو یونس مولیٰ عائشہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا کہ ایک شخص نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا جبکہ وہ دروازے کے باہر کھڑا تھا اور میں اندر کی جانب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب سن رہی تھی۔ میں جنابت کی حالت میں صبح کروں اور میرا روزہ رکھنے کا ارادہ ہو تو کیا درست ہے؟ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جنابت کی حالت میں صبح کرتا ہوں اور میں روزہ رکھنا چاہتا ہوں تو میں غسل کرتا ہوں اور روزے کی نیت کر لیتا ہوں اس نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ہم جیسے نہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کی اگلی پچھلی خطائیں معاف کر دیں یہ بات سن کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ آ گیا اور فرمایا اللہ کی قسم میں امید کرتا ہوں کہ میں تم میں سے سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہوں اور زیادہ تقویٰ والی چیزوں کو تم سے زیادہ جاننے والا ہوں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سائل کو اپنے فعل کی اطلاع دی تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس سلسلہ میں آپ کا اور دوسروں کا حکم برابر تھا۔ اس باب کے معانی کی

تصحیح کے لحاظ سے اس باب کی یہ صورت تھی البتہ غور وفکر کے لحاظ سے اس کا حکم کچھ اس طرح ہے۔ کہ ہمیں یہ بات معلوم ہے کہ اس بات پر تو تمام کا اتفاق ہے کہ اگر روزہ دار کو دن کے اوقات میں احتلام پیش آ جائے تو اس سے اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا۔ پس اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ حالت جنابت میں روزہ کی ابتداء کرنے والے اور اس کا حکم اس کے موافق ہے یا خلاف کہ جو دن کے وقت حالت جنابت والا ہو جاتا ہے۔ ہم نے غور کیا کہ کون کون سی چیزیں روزے میں داخلے کے لئے مانع ہیں ان میں سے حیض ونفاس ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ حائضہ اور نفساء روزہ نہیں رکھ سکتی اگر یہ چیزیں اسے حالت روزہ میں پیش آ جائیں تو اس کے روزے کو توڑ دیتی ہیں۔ اس پر تمام متفق ہیں کہ روزہ کی حالت میں جنابت والی حالت سے روزہ نہیں ٹوٹتا قیاس کا تقاضا ہمارے مذکورہ بیان کے مطابق یہی ہے کہ روزے کی ابتداء کے لئے جنابت مانع نہیں ہے۔ اس سے یہ بات ثابت ہوگئی جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایات کے مطابق ہے۔ امام ابوحنیفہ، ابویوسف، محمد رحمہم اللہ کا بھی یہی قول ہے۔

**تخریج** : مسلم فی الصیام ۷۹، ابو داؤد فی الصوم باب ۳۶، مالک فی الصیام ۹، مسند احمد ۶۷/۶، ۱۲۲، ۲۴۵، ۲۲۶۔

**حاصل روایات**: جب اس سائل کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سوال کا جواب دیا تو یہ آپ کی طرف سے اس بات کی اطلاع ہے کہ جو میرا فعل ہے اور اس کا جو حکم ہے بعینہ تمہارے اس فعل کا حکم وہی ہے اس میں کچھ فرق نہیں۔

آثار کے معنی کی تصحیح کے لئے تو ہم نے روایات میں پوری تطبیق کر دی البتہ نظری طریق سے بھی فریق ثانی کی بات بھاری ہے اور درست ہے۔

## نظر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ :

اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ اگر روزہ دار کو دن میں احتلام ہو جائے تو اس کا روزہ فاسد نہ ہوگا اب ذرا توجہ فرمائیں کہ آیا جنابت کی حالت میں وہ روزے میں داخل ہو سکتا ہے یا نہیں کیا اس بات میں کوئی فرق نمایاں طور پر نظر آتا ہے کہ جب روزے پر جنابت کی حالت ڈالی جائے تو جو روزے کا حال رہتا ہے آیا وہی رہتا ہے جبکہ جنابت پر روزے کو ڈالا جائے یا مختلف ہو جاتا ہے۔

ذرا غور کریں حائض روزے میں داخل نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ حائض ہے اور اگر وہ طہارت کی حالت میں روزے میں داخل ہوئی مگر اسی دن اس کو حیض شروع ہو گیا تو حیض کی وجہ سے وہ روزے سے نکل جائے گی۔

**نتیجہ** : پس نتیجہ یہ نکلا کہ وہ اشیاء جو روزے میں داخل ہونے سے رکاوٹ ہیں وہی جب روزے پر طاری ہو جائیں تو روزے کو باطل کرتی ہیں۔ اور جو ایسی نہیں ان کا یہ حکم نہیں پس جنابت جب روزے پر طاری ہوئی تو بالاتفاق روزہ قائم رہا باطل نہ ہوا پس نظر کا تقاضہ یہ ہے کہ جب جنابت پر روزہ طاری کیا جائے گا تو وہ جنابت روزے میں داخل ہونے کے لئے رکاوٹ نہ بنے گی۔

پس تقاضا نظر نے بھی روایت عائشہ وامّ سلمہ رضی اللہ عنہما کو ثابت کر دیا

یہی امام ابوحنیفہ، ابو یوسف، محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔

**حل:** اس باب میں بھی روزے کے فساد اور عدم فساد کا اختلاف ہے فریق اوّل کی طرف سے ایک دلیل اور اشکال ہے فریق دوم کی طرف سے جواب اور دلائل اور فریق اوّل کا رجوع تک منقول ہے پھر آخر میں نظری دلیل ہے البتہ اقوال کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔

## بَابُ الرَّجُلِ يَدْخُلُ فِي الصِّيَامِ تَطَوُّعًا ثُمَّ يُفْطِرُ

### نفل روزہ توڑنے سے قضا ہے یا نہیں؟

**خلاصۃ البرام:** امام شافعی و امام مالک رحمہم اللہ دیگر علماء کے ہاں نفلی روزہ عذر یا بلا عذر توڑنے سے قضا لازم نہ ہوگی۔

نمبر ②: اکابر صحابہؓ امام ابوحنیفہ و مالک رحمہم اللہ کے ہاں نفل روزہ عذر و بلا عذر توڑنے میں بہر صورت قضاء لازم ہوگی۔

فریق اوّل کا مؤقف اور دلائل: نفلی روزے کا حکم نفل والا ہے اس کو توڑنے اور مکمل کرنے کا مکمل اختیار ہے بلا عذر توڑنے سے بھی قضا لازم نہ ہوگی کہ اپنے اصل سے نہ بدلے گا دلائل یہ ہیں۔

۳۳۹۴ :حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ الطَّيَالِسِيُّ .

۳۳۹۴: ابن مرزوق نے ابوالولید الطیالسی سے نقل کیا۔

۳۳۹۵ :وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ : ثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ .

۳۳۹۵: علی بن شیبہ نے روح بن عبادہ سے نقل کیا۔

۳۳۹۶ :وَحَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ : ثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ قَالُوْا : ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ هَارُوْنَ بْنِ أُمِّ هَانِئٍ أَوْ ابْنِ بِنْتِ أُمِّ هَانِئٍ عَنْ (أُمِّ هَانِئٍ قَالَتْ : دَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا صَائِمَةٌ فَنَاوَلَنِيْ فَضْلَ شَرَابِهٖ فَشَرِبْتُ ثُمَّ قُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ كُنْتُ صَائِمَةً وَإِنِّيْ كَرِهْتُ أَنْ أَرُدَّ سُؤْرَكَ فَقَالَ إِنْ كَانَ مِنْ قَضَاءِ يَوْمٍ مِنْ رَمَضَانَ فَصُوْمِيْ يَوْمًا مَكَانَهٗ وَإِنْ كَانَ تَطَوُّعًا فَإِنْ شِئْتُ فَاقْضِيْهِ وَإِنْ شِئْتُ فَلَا تَقْضِيْهِ) قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلٰى هٰذَا فَزَعَمُوْا أَنَّ مَنْ دَخَلَ فِيْ صَوْمٍ تَطَوُّعًا ثُمَّ أَفْطَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْ عُذْرٍ أَوْ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ أَنَّهٗ لَا قَضَاءَ عَلَيْهِ وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ فَقَالُوْا : عَلَيْهِ قَضَاءُ يَوْمٍ مَكَانَهٗ وَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ لَهُمْ عَلٰى أَهْلِ الْمَقَالَةِ الْأُوْلٰى أَنَّ حَدِيْثَ أُمِّ هَانِئٍ إِنَّمَا رَوَاهُ كَمَا ذَكَرُوْا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ وَقَدْ رَوَاهُ غَيْرُهٗ مِمَّنْ لَيْسَ فِي الضَّبْطِ بِدُوْنِهٖ عَلٰى خِلَافِ ذٰلِكَ

۳۳۹۶: سماک بن حرب نے ہارون بن ام ہانی یا ابن بنت ام ہانی عن ام ہانی نقل کیا کہ میں جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گئی میں روزے سے تھی آپ ﷺ نے اپنا جوٹھا پانی مجھے عنایت فرمایا تو میں نے پی لیا پھر میں نے کہا یارسول اللہ ﷺ! میں نے تو روزہ رکھا تھا مگر میں نے آپ کے جوٹھے کو مسترد کرنا مناسب نہ سمجھا آپ نے فرمایا۔ اگر تمہارا روزہ قضاء رمضان کا ہے تو اس کی جگہ ایک روزہ رکھ لینا اور اگر وہ نفلی روزہ ہے تو تمہاری مرضی ہے قضا کر لو یا نہ قضا کرو۔ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علماء کی ایک جماعت کا کہنا ہے کہ جو شخص نفلی روزہ رکھے پھر اسے توڑ دے اس پر قضاء نہیں مگر دیگر علماء نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے کہا کہ اسے ایک دن کا روزہ قضاء کرنا ہو گا۔ اوّل قول کے قائلین کے متعلق ان کی دلیل یہ ہے کہ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کی روایت کو حماد بن سلمہ نے روایت کیا ہے۔ جب کہ ان کے برابر درجہ کے حفاظ اس کے خلاف روایت کرتے ہیں۔ ذیل میں ملاحظہ ہو۔

**تخریج** : مسلم فی الصیام ۱۶۹' ابو داؤد فی الصوم باب۷۲' ترمذی فی الصوم باب ۳٤' مسند احمد ۳٤۳/٦' ٤٢٤۔

**حاصل روایات:** ان روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ نفلی روزہ عذر و بلا عذر توڑنے کی صورت میں اس کی قضا لازم نہیں ہے۔

## فریق ثانی کا مؤقف:

نفلی روزے کو رکھنے کے بعد اگر توڑ دیا جائے تو قضا لازم آئے گی مندرجہ روایات اس کی دلیل ہیں۔

## سابقہ مؤقف کا جواب:

مندرجہ بالا روایت کو حماد بن سلمہ سے نقل کیا گیا ہے جبکہ حماد کے علاوہ دیگر روات نے اس سے مختلف انداز سے نقل کیا ہے جو ضبط و اتقان میں حماد کے برابر کے لوگ ہیں۔

روایت ملاحظہ ہو۔

۳۳۹۷ :حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوٗدَ قَالَ : ثَنَا مُسَدَّدٌ .

۳۳۹۷: احمد بن داؤد نے مسدد سے نقل کیا۔

۳۳۹۸ :وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوٗدَ قَالَ : ثَنَا الْمُقَدَّمِيُّ قَالَا : ثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنِ ابْنِ أُمِّ هَانِئٍ عَنْ جَدَّتِهٖ أُمِّ هَانِئٍ سَمِعَهٗ مِنْهَا قَالَتْ (إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِشَرَابٍ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ فَنَاوَلَنِيْ فَشَرِبْتُهٗ وَكُنْتُ صَائِمَةً فَكَرِهْتُ أَنْ أَرُدَّ فَضْلَ سُؤْرِهٖ فَقُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ كُنْتُ صَائِمَةً فَقَالَ لَهَا تَقْضِيْنَ عَنْكَ شَيْئًا ؟ قَالَتْ : لَا قَالَ فَلَا يَضُرُّكِ) .

۳۳۹۸: احمد بن داؤد نے المقدمی سے دونوں نے ابوعوانہ عن سماک بن حرب عن ابن ام ہانی نے اپنی دادی ام ہانی سے خود سن کر بیان کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس فتح مکہ کے دن مشروب لایا گیا پس آپ نے وہ مجھے دیا تو میں نے پی لیا حالانکہ میں نے اس وقت روزہ رکھا تھا مگر میں نے آپ کے بچے ہوئے پانی کو مسترد کرنا پسند نہ کیا۔

پھر میں نے کہا یارسول اللہ ﷺ! میں نے تو روزہ رکھا تھا آپ نے فرمایا اپنی طرف سے کیا قضا کرلوگی تو میں نے کہا نہیں آپ نے فرمایا (پھر تمہیں گناہ نہیں) پس نقصان وہ نہیں۔

**تخریج** : سابقہ روایت نمبر ۳۳۹۷ کی تخریج ملاحظہ ہو۔ مسلم ۱۶۹۔

**۳۳۹۹ : حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ : ثَنَا أَسَدُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ .ح**

۳۳۹۹: اسد بن موسیٰ نے ابوعوانہ سے پھر انہوں نے اپنی اسناد سے روایت نقل کی ہے۔

**۳۴۰۰ : حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ : ثَنَا أَسَدٌ قَالَ : ثَنَا قَيْسُ بْنُ الرَّبِيْعِ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنِ الرَّجُلِ مِنْ آلِ جَعْدَةَ بْنِ هُبَيْرَةَ عَنْ جَدَّتِهٖ (أُمِّ هَانِئٍ قَالَتْ : دَخَلْتُ أَنَا وَفَاطِمَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ فَجَلَسْتُ عَنْ يَمِيْنِهٖ فَدَعَا بِشَرَابٍ فَشَرِبَ ثُمَّ نَاوَلَنِيْ فَشَرِبْتُ وَأَنَا صَائِمَةٌ فَقُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أُرَانِيْ إِلَّا قَدْ أَثِمْتُ أَوْ أَتَيْتُ حِنْثًا عَرَضْتُ عَلَيَّ وَأَنَا صَائِمَةٌ فَكَرِهْتُ أَنْ أَرُدَّ عَلَيْكَ .فَقَالَ هَلْ كُنْتِ تَقْضِيْنَ يَوْمًا مِنْ رَمَضَانَ .فَقَالَتْ : لَا قَالَ فَلَا بَأْسَ)**

۳۴۰۰: سماک بن حرب نے آل جعدہ بن ہبیرہ کے ایک آدمی سے اس نے اپنی دادی ام ہانیؓ سے نقل کیا کہتی ہیں کہ میں اور فاطمہؓ فتح مکہ کے روز جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گئیں میں آپ کے دائیں جانب بیٹھ گئی آپ نے پانی منگوایا اور اس میں سے کچھ پیا پھر مجھے عنایت فرمایا تو میں نے پی لیا حالانکہ میں روزے سے تھی میں نے کہا یارسول اللہ ﷺ! میرے خیال میں میں نے گناہ کا ارتکاب کیا یا میری قسم ٹوٹ گئی ہے آپ نے مجھے پانی دیا جبکہ میں روزے سے تھی تو میں نے اسی طرح واپس کرنا ناپسند کیا آپ نے فرمایا کیا تم رمضان کے روزے کی قضا کر رہی تھی؟ اس نے کہا نہیں آپ نے فرمایا پھر تم پر کوئی حرج نہیں۔

**۳۴۰۱ : حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ : ثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيْعِ .ح**

۳۴۰۱: فہد نے حسن بن ربیع سے روایت کی ہے۔

**۳۴۰۲ : وَحَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَ : ثَنَا يُوْسُفُ بْنُ عَدِيٍّ قَالَا : ثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكٍ عَنِ ابْنِ أُمِّ هَانِئٍ عَنْ أُمِّ هَانِئٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ غَيْرَ أَنَّهٗ قَالَ (فَلَا يَضُرُّكِ) فَقَدْ خَالَفَ مَا رَوٰى قَيْسٌ وَأَبُوْ عَوَانَةَ وَأَبُو الْأَحْوَصِ مَا رَوٰى حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ لِأَنَّ حَمَّادًا قَالَ فِيْ حَدِيْثِهٖ (إِنْ كَانَ قَضَاءً مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ فَصُوْمِيْ يَوْمًا مَكَانَهٗ وَإِنْ كَانَ تَطَوُّعًا فَإِنْ شِئْتِ فَاقْضِيْهِ وَإِنْ شِئْتِ لَا تَقْضِيْهِ) فَكَانَ ذٰلِكَ عَلٰى أَنَّهٗ لَا يَجِبُ الْقَضَاءُ عَلَيْهَا إِذَا كَانَ تَطَوُّعًا وَقَالَ**

الْآخَرُوْنَ فِيْ حَدِيْثِهِمْ (أَتَقْضِيْنَ شَيْئًا مِنْ رَمَضَانَ ؟ قَالَتْ : لَا قَالَ فَلَا يَضُرُّك) أَيْ أَنَّك لَسْتُ بِآثِمَةٍ فِيْ إِفْطَارِك مِنْ هٰذَا التَّطَوُّعِ وَلَيْسَ فِيْ ذٰلِكَ مَا يَنْفِيْ أَنْ يَكُوْنَ عَلَيْهَا قَضَاءُ يَوْمٍ مَكَانَهُ فَقَدْ اضْطَرَبَ حَدِيْثُ سِمَاكٍ هٰذَا ثُمَّ نَظَرْنَا هَلْ رَوٰى عَنْ غَيْرِهِ مِمَّا فِيْهِ دَلَالَةٌ عَلٰى شَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ ؟

۳۴۰۲: سماک نے ابن ام ہانی سے اس نے ام ہانیؓ سے انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے اس میں فقط اتنا فرق ہے۔ فلا یضرک اس سے تمہارا کچھ نقصان نہ ہوگا۔ یعنی گناہ نہ ہوگا۔ پس جو قیس' ابوعوانہؒ اور ابوالاحوصؒ نے روایت کیا وہ حماد بن سلمہؒ کی روایت کے خلاف ہے۔ کیونکہ حماد کی روایت میں ہے: ان کان قضاء من شهر رمضان فصوصی یو مام مالکانہ'...... کہ اگر وہ قضاء رمضان کا روزہ ہو تو اس کی جگہ ایک روزہ رکھنا اور اگر نفلی روزہ ہو تو قضاء کرنے یا نہ کرنے میں تمہاری مرضی ہے اس سے معلوم ہوا کہ نفلی روزے کی قضاء نہیں۔ مگر دیگر حضرات اپنی روایت میں کہتے ہیں کہ آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا تم رمضان کے روزے کی قضاء کر رہی ہو۔ تو اس کی جگہ ایک دن کا روزہ رکھ لو۔ اور اگر نفلی روزہ ہے تو خواہ تو قضاء کر لے یا نہ کرے'' پس نفل میں قضاء کا مرضی پر موقوف ہونا اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ قضاء لازم نہ ہو اور دوسرے حضرات نے اپنی روایت کے الفاظ'' اتقضین شیئا من رمضان؟ قالت: لا قال لا یضرک) کیا تم نے رمضان کے کسی روزے کی قضاء کی ہے انہوں نے کہا تو آپ نے فرمایا اس سے تمہیں کچھ نقصان نہیں (کیونکہ تاخیر میں کچھ حرج نہیں ہے) مطلب یہ ہے۔ کہ تم اپنے اس نفلی روزے کو افطار کر لینے میں گنہ گار نہیں ہو اور اس میں اس بات کی نفی نہیں ہے کہ اس پر ایک دن کی قضاء اس کی جگہ لازم ہو۔ سماک راوی کی یہ روایت مضطرب ہے۔ پھر ہم نے دیگر روایات پر نظر ڈالی کہ آیا اُن میں سے کسی میں ان باتوں میں سے کسی پر کچھ دلالت ملتی ہو۔ تو یہ ربیع الجیزی کی روایت مل گئی۔ ذیل میں ملاحظہ کریں۔

**حاصل روایات:** قیس' ابوعوانہ' ابوالاحوص کی روایات حماد بن سلمہ کی روایت کے خلاف ہیں وہاں ان کان قضاء من رمضان' فصومی یوما مکانه وان کان تطوعا۔ فان شئت فاقضیه وان شئت فلا تقضیه'' اس سے قضا کا اس پر لازم نہ ہونا صاف معلوم ہو رہا ہے جبکہ نفلی روزہ ہو اور دیگر روایت کے الفاظ أتقضین شیئا من رمضان؟ قالت لا۔ قال فلا یضرک۔ مطلب یہ ہے کہ تم افطار کی وجہ سے گناہ گار نہیں ہو۔ اس میں قضا کی نفی نہیں۔ پس سماک کی یہ روایت مضطرب ہے پس اس سے عدم قضا پر استدلال درست نہیں ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ آیا کوئی روایت ایسی ملتی ہے۔ جو ان میں سے کسی ایک طرف کو متعین کر دے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔

۳۴۰۳: فَإِذَا رَبِيْعٌ الْجِيْزِيُّ قَدْ حَدَّثَنَا قَالَ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ قَالَ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْعُمَرِيُّ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ (عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ أَصْبَحْتُ أَنَا وَحَفْصَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا صَائِمَتَيْنِ مُتَطَوِّعَتَيْنِ فَأُهْدِيَ لَنَا طَعَامٌ فَأَفْطَرْنَا عَلَيْهِ فَدَخَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْنَاہُ فَقَالَ اقْضِیَا یَوْمًا مَکَانَہٗ) فَفِیْ ھٰذَا دَلِیْلٌ عَلٰی أَنَّ حُکْمَ الْإِفْطَارِ فِی الصَّوْمِ التَّطَوُّعِ أَنَّہٗ مُوْجِبٌ لِلْقَضَاءِ فَکَانَ مِمَّا یَحْتَجُّ بِہٖ أَھْلُ الْمَقَالَۃِ الْأُوْلٰی فِیْ فَسَادِ ھٰذَا الْحَدِیْثِ أَنَّ أَصْلَہٗ لَیْسَ عَنْ عُرْوَۃَ عَنْ عَائِشَۃَ وَإِنَّمَا أَصْلُہٗ مَوْقُوْفٌ عَلٰی مَنْ دُوْنَ عُرْوَۃَ وَذٰلِکَ أَنَّ یُوْنُسَ۔

۳۴۰۳: ابن شہاب نے عروہ سے انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا کہ میں نے اور حفصہؓ نے نفلی روزے رکھ لئے ہمارے پاس ہدیہ کے طور پر کھانا بھیجا گیا (انہوں نے کھانے پر مجبور کیا) تو ہم نے آپ سے اس سلسلہ میں استفسار کیا آپ نے فرمایا اس کی جگہ ایک دن قضا کر لینا۔ اس روایت میں اس بات کی دلیل مل گئی کہ نفلی روزہ افطار کر لینے کی صورت میں قضاء واجب ہے۔ رہی وہ روایت جس کو قول اول کے قائلین نے دلیل بنایا تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس روایت میں شدید کمزوری ہے کہ اس کی اصل حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ثابت نہیں بلکہ یہ عروہ سے نچلے روات پر موقوف ہے۔ ذیل کا اثر ملاحظہ ہو۔

**تخریج**: ابو داؤد فی الصوم باب ۷۳' ترمذی فی الصوم باب ۳۶۔

**حاصل روایات**: اس روایت میں صاف دلیل ہے کہ نفلی روزے میں افطار کرنے سے قضا لازم ہے۔

## روایت زہری پر اشکال:

اس روایت کا مدار زہری پر ہے اور زہری نے اس کو عروہ سے نقل کیا مگر زہری خود معترف ہے کہ میں نے عروہ سے یہ روایت نہیں سنی جیسا کہ ہم مندرجہ روایات سے ثابت کرتے ہیں۔

۳۴۰۴: حَدَّثَنَا قَالَ: أَنَا ابْنُ وَھْبٍ أَنَّ مَالِکًا أَخْبَرَہٗ عَنِ ابْنِ شِھَابٍ أَنَّ عَائِشَۃَ وَحَفْصَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا أَصْبَحَتَا صَائِمَتَیْنِ ثُمَّ ذَکَرَ مِثْلَہٗ قَالُوْا : فَھٰذَا ھُوَ أَصْلُ الْحَدِیْثِ قَالُوْا : وَقَدْ سُئِلَ الزُّھْرِیُّ عَنْ ذٰلِکَ : ھَلْ سَمِعَہٗ مِنْ عُرْوَۃَ ؟ فَقَالَ : لَا وَذَکَرُوْا مَا

۳۴۰۴: ابن وہب نے خبر دی کہ مالک نے ابن شہاب سے نقل کیا کہ عائشہ وحفصہ رضی اللہ عنہما کہتی ہیں کہ ہم نے روزے کی حالت میں صبح کی پھر اسی طرح سے روایت نقل کی ہے۔

یہ اس حدیث کی اصل ہے زہری سے خود دریافت کیا گیا کہ کیا اس نے عروہ سے سنا ہے تو اس نے نفی میں جواب دیا۔

۳۴۰۵: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِیْ دَاوٗدَ قَالَ: ثَنَا نُعَیْمٌ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُیَیْنَۃَ یَقُوْلُ (سُئِلَ الزُّھْرِیُّ) عَنْ حَدِیْثِ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا (أَصْبَحْتُ أَنَا وَحَفْصَۃُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا صَائِمَتَیْنِ) فَقِیْلَ لَہٗ : أَحَدَّثَکَ عُرْوَۃُ ؟ فَقَالَ : لَا .

۳۴۰۵: ابن عیینہ کہتے ہیں کہ زہری سے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق دریافت کیا گیا کہ اصبحت انا وحفصہؓ صائمتین' کیا تم سے عروہ نے بیان کی ہے انہوں نے کہا نہیں۔

۳۴۰۶ : حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ : ثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ : ثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ : قُلْتُ لِابْنِ شِهَابٍ : أَحَدَّثَكَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؟ قَالَ (مَنْ أَفْطَرَ مِنْ تَطَوُّعِهِ فَلْيَقْضِهِ) ؟) فَقَالَ : لَمْ أَسْمَعْ مِنْ عُرْوَةَ فِي ذٰلِكَ شَيْئًا وَلٰكِنْ حُدِّثْتُ فِي خِلَافَةِ سُلَيْمَانَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ

۳۴۰۶: ابن جریج کا بیان ہے کہ میں نے ابن شہاب کو کہا کیا تمہیں عروہ بن زبیر نے عائشہ عن النبی ﷺ؟ روایت بیان کی ہے کہ من افطر من تطوعه فليقضه تو اس نے کہا میں نے عروہ سے اس سلسلہ میں کوئی بات نہیں سنی لیکن مجھے کسی نے سلیمان بن عبدالملک کی خلافت کے زمانہ میں یہ بات بیان کی۔

۳۴۰۷ : حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ قَالَ : ثَنَا رَوْحٌ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ وَزَادَ (وَلٰكِنْ حَدَّثَنِي فِي خِلَافَةِ سُلَيْمَانَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ أُنَاسٌ عَنْ بَعْضِ مَنْ كَانَ يَسْأَلُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا) أَنَّهَا قَالَتْ (أَصْبَحْتُ أَنَا وَحَفْصَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا صَائِمَتَيْنِ) ثُمَّ ذَكَرَ الْحَدِيْثَ يَعْنِي نَحْوَ حَدِيْثِ رَبِيْعٍ الْجِيْزِيِّ فَقَدْ فَسَدَ هٰذَا الْحَدِيْثُ بِمَا قَدْ دَخَلَ فِي إِسْنَادِهِ مِمَّا ذَكَرْنَا وَقَدْ رُوِيَ فِي ذٰلِكَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَيْضًا مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ.

۳۴۰۷: ابوبکرہ نے روح سے پھر انہوں نے اپنی سند سے روایت نقل کی ہے اور اس میں یہ اضافہ ہے لیکن مجھے خلافت سلیمان بن عبدالملک کے زمانہ میں ایسے شخص نے بتلائی جو عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھتا رہتا تھا کہ انہوں نے فرمایا اصبحت انا و حفصة صائمتين" پھر انہوں نے ربیع الجیزی کی طرح روایت بیان کی۔ یہ روایت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اس کے علاوہ دوسری سند سے مروی ہے۔

پس یہ روایت مجہول راوی کی وجہ سے ساقط اعتبار ہوگئی قابل استدلال نہ رہی اور دوسرے اعتبار سے موقوف ثابت ہوتی ہے تو موقوف روایت سے کیونکر استدلال درست ہوگا۔

ح :وقدروى فى ذلك سے دیا گیا۔

اس روایت کو اس سند کے علاوہ دوسری سند سے نقل کیا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

۳۴۰۸ :مَا حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ : ثَنَا عَمِّي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ : أَخْبَرَنِي جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَذَكَرَ مِثْلَ حَدِيْثِ رَبِيْعٍ الْجِيْزِيِّ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ (فَبَدَرَتْنِي حَفْصَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا بِالْكَلَامِ وَكَانَتِ ابْنَةَ أَبِيْهَا) .

۳۴۰۸: جریر بن حازم نے یحییٰ بن سعید سے انہوں نے عمرہ سے اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے جیسا کہ ربیع الجیزی کی روایت ہے صرف ان الفاظ کا اضافہ ہے۔ فبدرتنی حفصہ بالکلام وکانت ابنة ابیھا' کہ حفصہ نے

کلام میں مجھ سے سبقت کی آخر وہ عمر کی بیٹی ہے۔

۳۴۰۹ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِیْ عِمْرَانَ قَالَ : ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عِیْسَی الْمِصْرِیُّ قَالَ : ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ فَكَانَ مِمَّا احْتَجَّ بِهٖ أَهْلُ الْمَقَالَةِ الْأُوْلٰی فِیْ إِفْسَادِ هٰذَا الْحَدِیْثِ أَیْضًا أَنَّ حَمَّادَ بْنَ زَیْدٍ قَدْ رَوَاهُ عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ مَوْقُوْفًا لَیْسَ فِیْهِ عَمْرَةُ۔

۳۴۰۹: احمد بن عیسیٰ مصری نے ابن وہب سے پھر انہوں نے اپنی سند سے روایت نقل کی ہے یہ روایت عمرہ کے واسطہ کے بغیر بھی مذکور ہے۔

۳۴۱۰ : حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ ابْنُ أَبِیْ عِمْرَانَ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ الرَّمَادِیُّ قَالَ : ثَنَا عَلِیُّ بْنُ الْمَدِیْنِیِّ قَالَ : ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ بِذٰلِكَ یَعْنِیْ : وَلَمْ یَذْكُرْ عَمْرَةَ فَهٰذَا هُوَ أَصْلُ الْحَدِیْثِ وَقَدْ رُوِیَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا أَیْضًا فِیْ هٰذَا مِنْ غَیْرِ هٰذَا الْوَجْهِ۔

۳۴۱۰: حماد بن زید عن یحییٰ بن سعید نے عمرہ کے تذکرہ کے بغیر موقوف نقل کی ہے۔ یہ اس روایت کی اصل ہے۔
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بھی اس سند کے علاوہ مروی ہے۔
مگر موقوف ہونا چنداں نقصان دہ نہیں کیونکہ دوسری سند سے مرفوع منقول ہے وہ روایت یہ ہے۔

۳۴۱۱ : مَا حَدَّثَنَا إِسْمَاعِیْلُ بْنُ یَحْیَی الْمُزَنِیّ قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِیْسَ الشَّافِعِیُّ قَالَ : ثَنَا سُفْیَانُ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ یَحْیَی بْنِ طَلْحَةَ عَنْ عَمَّتِهٖ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ عَنْ (عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ : یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا قَدْ خَبَّأْنَا لَكَ حَیْسًا فَقَالَ أَمَا إِنِّیْ كُنْتُ أُرِیْدُ الصَّوْمَ وَلٰكِنْ قَرِّبِیْهِ سَأَصُوْمُ یَوْمًا مَكَانَ ذٰلِكَ) قَالَ مُحَمَّدٌ هُوَ ابْنُ إِدْرِیْسَ سَمِعْتُ سُفْیَانَ عَامَّةَ مُجَالَسَتِیْ إِیَّاهُ لَا یَذْكُرُ فِیْهِ (سَأَصُوْمُ یَوْمًا مَكَانَ ذٰلِكَ) ثُمَّ إِنِّیْ عَرَضْتُ عَلَیْهِ الْحَدِیْثَ قَبْلَ أَنْ یَمُوْتَ بِسَنَةٍ فَأَجَازَ فِیْهِ (سَأَصُوْمُ یَوْمًا مَكَانَ ذٰلِكَ) . فَفِیْ هٰذَا الْحَدِیْثِ ذِكْرُ وُجُوْبِ الْقَضَاءِ وَفِیْ حَدِیْثِ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا مَا قَدْ وَافَقَ ذٰلِكَ وَلَیْسَ فِیْ حَدِیْثِ أُمِّ هَانِءٍ مَا یُخَالِفُ مَا قَدْ ذَكَرْنَا فَأَقَلُّ أَحْوَالِ حَدِیْثِ عُرْوَةَ وَعَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنْ یَكُوْنَ مَوْقُوْفًا عَلٰی مَنْ هُوَ دُوْنَهُمَا وَقَدْ وَافَقَهٗ حَدِیْثٌ مُتَّصِلٌ وَهُوَ حَدِیْثُ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ فَالْقَوْلُ بِذٰلِكَ مِنْ جِهَةِ الْحَدِیْثِ أَوْلٰی مِنَ الْقَوْلِ بِخِلَافِهٖ وَأَمَّا النَّظَرُ فِیْ ذٰلِكَ فَإِنَّا قَدْ رَأَیْنَا أَشْیَاءَ تَجِبُ عَلَی الْعِبَادِ بِإِیْجَابِهِمْ إِیَّاهَا عَلٰی أَنْفُسِهِمْ مِنْهَا الصَّلَاةُ وَالصَّدَقَةُ وَالصِّیَامُ وَالْحَجُّ وَالْعُمْرَةُ فَكَانَ مَنْ أَوْجَبَ شَیْئًا مِنْ ذٰلِكَ عَلٰی

نَفْسِهِ فَقَالَ (لِلّٰهِ عَلَيَّ كَذَا وَكَذَا) وَجَبَ عَلَيْهِ الْوَفَاءُ بِذٰلِكَ .وَرَأَيْنَا أَشْيَاءَ يَدْخُلُ فِيهَا الْعِبَادُ فَيُوْجِبُوْنَهَا عَلٰى أَنْفُسِهِمْ بِدُخُوْلِهِمْ فِيهَا مِنْهَا الصَّلَاةُ وَالصِّيَامُ وَالْحَجُّ وَمَا ذَكَرْنَا فَكَانَ مَنْ دَخَلَ فِيْ حَجَّةٍ أَوْ عُمْرَةٍ ثُمَّ أَرَادَ إِبْطَالَهَا وَالْخُرُوْجَ مِنْهَا لَمْ يَكُنْ لَهُ ذٰلِكَ وَكَانَ بِدُخُوْلِهِ فِيهَا فِيْ حُكْمِ مَنْ قَالَ (لِلّٰهِ عَلَيَّ حَجَّةٌ) فَعَلَيْهِ الْوَفَاءُ بِهَا فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ : إِنَّمَا مَنَعْنَاهُ مِنَ الْخُرُوْجِ مِنْهُمَا لِأَنَّهُ لَا يُمْكِنُهُ الْخُرُوْجُ مِنْهَا إِلَّا بِتَمَامِهَا وَلَيْسَتِ الصَّلَاةُ وَالصِّيَامُ كَذٰلِكَ لِأَنَّهُمَا قَدْ يَبْطُلَانِ وَيَخْرُجُ مِنْهُمَا بِالْكَلَامِ وَالطَّعَامِ وَالشَّرَابِ وَالْجِمَاعِ قِيلَ لَهُ : إِنَّ الْحَجَّةَ وَالْعُمْرَةَ وَإِنْ كَانَا كَمَا ذَكَرْتَ فَإِنَّا قَدْ رَأَيْنَاكَ تَزْعُمُ أَنَّ مَنْ جَامَعَ فِيهِمَا فَعَلَيْهِ قَضَاؤُهُمَا وَالْقَضَاءُ يَدْخُلُ فِيهِ بَعْدَ خُرُوْجِهِ مِنْهُمَا فَقَدْ جَعَلْتُ عَلَيْهِ الدُّخُوْلَ فِيْ قَضَائِهِمَا إِنْ شَاءَ أَوْ أَبٰى مِنْ أَجْلِ إِفْسَادِهِ لَهُمَا فَهٰذَا الَّذِيْ يَقْضِيهِ بَدَلٌ مِنْهُ مِمَّا كَانَ وَجَبَ عَلَيْهِ بِدُخُوْلِهِ فِيهِ لَا بِإِيْجَابٍ كَانَ مِنْهُ قَبْلَ ذٰلِكَ فَلَوْ كَانَ الْعِلَّةُ فِيْ لُزُوْمِ الْحَجَّةِ وَالْعُمْرَةِ إِيَّاهُ حِيْنَ أَحْرَمَ بِهِمَا وَبُطْلَانِ الْخُرُوْجِ مِنْهُمَا هِيَ مَا ذَكَرْتَ مِنْ عَدَمِ رَفْضِهِمَا وَلَوْلَا ذٰلِكَ كَانَ لَهُ الْخُرُوْجُ مِنْهُمَا كَمَا كَانَ لَهُ الْخُرُوْجُ مِنَ الصَّلَاةِ وَالصِّيَامِ بِمَا ذَكَرْنَا مِنَ الْأَشْيَاءِ الَّتِيْ تَخْرُجُ مِنْهُمَا إِذًا لَمَا وَجَبَ عَلَيْهِ قَضَاؤُهُمَا لِأَنَّهُ غَيْرُ قَادِرٍ عَلٰى أَنْ لَا يَدْخُلَ فِيهِ فَلَمَّا كَانَ ذٰلِكَ غَيْرَ مُبْطِلٍ عَنْهُ وُجُوْبَ الْقَضَاءِ وَكَانَ فِيْ ذٰلِكَ كَمَنْ عَلَيْهِ قَضَاءُ حَجَّةٍ قَدْ أَوْجَبَهَا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى نَفْسِهِ بِلِسَانِهِ كَانَ كَذٰلِكَ أَيْضًا فِي النَّظَرِ مَنْ دَخَلَ فِيْ صَلَاةٍ أَوْ صِيَامٍ فَأَوْجَبَ ذٰلِكَ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى نَفْسِهِ بِدُخُوْلِهِ فِيهِ ثُمَّ خَرَجَ مِنْهُ فَعَلَيْهِ قَضَاؤُهُ وَيُقَالُ لَهُ أَيْضًا : وَقَدْ رَأَيْنَا الْعُمْرَةَ مِمَّا قَدْ يَجُوْزُ رَفْضُهَا بَعْدَ الدُّخُوْلِ فِيهَا فِيْ قَوْلِنَا وَقَوْلِكَ وَبِذٰلِكَ جَاءَتِ السُّنَّةُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ (قَوْلِهِ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا دَعِيْ عَنْكِ الْعُمْرَةَ وَأَهِلِّيْ بِالْحَجِّ) وَسَنَذْكُرُ ذٰلِكَ بِإِسْنَادِهِ فِيْ مَوْضِعِهِ مِنْ كِتَابِنَا هٰذَا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى فَلَمْ يَكُنْ لِلدَّاخِلِ فِي الْعُمْرَةِ إِذَا كَانَ قَادِرًا عَلٰى رَفْضِهَا وَالْخُرُوْجِ مِنْهَا أَنْ يَخْرُجَ مِنْهَا فَيُبْطِلَهَا ثُمَّ لَا يَجِبُ عَلَيْهِ قَضَاؤُهَا .وَكَانَ مَنْ دَخَلَ فِيهَا بِغَيْرِ إِيْجَابٍ مِنْهُ لَهَا قَبْلَ ذٰلِكَ لَيْسَ لَهُ الْخُرُوْجُ مِنْهَا قَبْلَ تَمَامِهَا إِلَّا مِنْ عُذْرٍ فَإِنْ خَرَجَ مِنْهَا فَأَبْطَلَهَا بِعُذْرٍ أَوْ بِغَيْرِ عُذْرٍ فَعَلَيْهِ قَضَاؤُهَا فَالصَّلَاةُ وَالصَّوْمُ أَيْضًا فِي النَّظَرِ كَذٰلِكَ لَيْسَ لِمَنْ دَخَلَ فِيهِمَا الْخُرُوْجُ مِنْهُمَا وَإِبْطَالُهُمَا إِلَّا مِنْ عُذْرٍ وَإِنْ خَرَجَ مِنْهُمَا قَبْلَ إِتْمَامِهِ إِيَّاهُمَا بِعُذْرٍ أَوْ بِغَيْرِ عُذْرٍ فَعَلَيْهِ قَضَاؤُهُمَا فَهٰذَا هُوَ النَّظَرُ فِيْ هٰذَا الْبَابِ وَهُوَ قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ وَأَبِيْ يُوْسُفَ وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ وَقَدْ رُوِيَ مِثْلُ ذٰلِكَ أَيْضًا عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ

رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

۳۴۱۱: طلحہ بن یحییٰ بن طلحہ نے اپنی پھوپھی عائشہ بنت طلحہ سے انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے تو میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم نے آپ کے لئے حلوا چھپا کر رکھا ہے آپ نے فرمایا میں روزے کا ارادہ رکھتا تھا لیکن لاؤ (میں استعمال کرتا ہوں) میں اس کے بدلے کسی اور دن روزہ رکھ لوں گا۔ امام شافعی کہتے ہیں کہ میں نے سفیان سے عام طور پر مجالس میں یہ روایت سنی وہ اس میں: "ساصوم یوما مکان ذلك" کے الفاظ بیان نہیں کرتے تھے پھر میں نے وفات سے ایک سال پہلے ان کو یہ روایت سنائی تو انہوں نے ساصوم یوما فکان ذلک" کے اضافہ کو درست قرار دیا۔ اس روایت میں قضاء کے واجب ہونے کا ذکر ہے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت بھی ان کے موافق ہے اور ام ہانی رضی اللہ عنہا کی روایت میں اس کے خلاف کوئی بات نہیں باقی حضرت عروہ اور عمرہ والی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا والی روایت کم از کم ان سے نیچے والے رواۃ پر موقوف ہے اور اس کے موافق حضرت عائشہ بنت طلحہ رضی اللہ عنہا کی متصل روایت ہے۔ پس حدیث کے اصول کے لحاظ سے یہ اس کے خلاف قول اختیار کرنے سے اولیٰ ہے۔ اس سلسلہ میں نظر و فکر کا تقاضہ یہ ہے کہ ہم بخوبی جانتے ہیں کہ بعض امور بندے پر لازم کرنے سے لازم ہو جاتے ہیں۔ ان میں سے نماز، روزہ، حج، عمرہ اور صدقہ ہے۔ تو جو شخص اس میں سے کسی چیز کے متعلق یہ کہے کہ "للہ علیّ کذا وکذا" کہ مجھ پر اللہ کے لئے ان میں سے فلاں چیز اس طرح اس طرح ہے۔ تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس نذر کو پورا کرے اور بعض ایسے امور ہیں کہ بندے ان میں داخل ہو کر ان کو اپنے اوپر واجب کرنے والے ہیں مثلاً نماز، حج اور جن کا ہم نے ذکر کیا۔ پس جو شخص حج یا عمرہ میں داخل ہو کر پھر ان کو باطل کرنے کا ارادہ کرے یا ان سے نکلنا چاہے۔ تو اس کے لئے اس کا اختیار نہیں۔ تو اس کو شروع کرنے سے اس آدمی کے حکم میں ہو گیا جس نے کہا: "لله علی حجة" کہ اللہ تعالیٰ کے لئے مجھ پر حج لازم ہے۔ اگر کوئی معترض یہ کہے کہ ہم نے اس کو نکلنے سے اس وجہ سے روکتے ہیں کیونکہ ان کو مکمل کرنے کے بغیر وہ اس سے باہر نہیں آ سکتا اس کے بخلاف روزے اور نماز کی یہ صورت نہیں اس لئے کہ وہ بعض اوقات گفتگو، کھانے، پینے اور جماع کے ساتھ بھی ان سے خارج ہو جاتا ہے۔ اس کے جواب میں ہم کہیں گے اگرچہ حج وعمرہ کی صورت تو اسی طرح ہے جیسا تم کہتے ہو۔ مگر ہم یہ جانتے ہیں۔ کہ بقول تمہارے جو شخص ان میں جماع کرے اس پر ان کی قضاء لازم ہے اور قضاء میں اس وقت داخل ہوگا جب کہ وہ ان سے نکلے تم نے اس پر قضاء کرنا لازم کر دیا خواہ وہ چاہے یا نہ چاہے اس لئے کہ اس نے دونوں کو فاسد کر دیا ہے۔ یہ قضاء تو اس کا بدل ہے جو اس میں داخل ہونے کی وجہ سے اس کے ذمہ واجب ہو چکا تھا۔ اس کے محض واجب کر دینے سے نہیں۔ اگر حج وعمرہ کا احرام باندھنے کے بعد حج وعمرہ کے اس کے ذمہ لازم ہونے اور ان سے الگ نہ ہونے کا سبب وہی ہے جو تم نے ذکر کیا کہ وہ ان کو ترک نہیں کر سکتا اور اگر یہ علت مذکورہ نہ ہوتی تو اسے فراغت جائز تھی جیسا کہ وہ نماز،

روزے وغیرہ اشیاء کو چھوڑ سکتا ہے۔تو اس صورت میں اس پر ان کی قضاء لازم نہ ہوگی کیونکہ وہ اس قضاء کو شروع کرنے کی قدرت نہیں رکھتا۔ پس جب اس کی عدم قدرت اس کے ذمہ سے قضاء کو باطل نہیں کرتی اور اس کا حال اس آدمی کی طرح ہے کہ جس کے ذمہ ایسے حج کی قضاء ہو جس کو اس نے اللہ تعالیٰ کی خاطر اپنے اوپر زبان سے لازم کیا ہو۔نظر کا بھی یہی تقاضا ہے کہ جو آدمی نماز' روزے کو شروع کرے اور ان کو شروع کر کے رضائے الٰہی کے لئے اپنے اوپر لازم کرے پھر ان سے نکل جائے تو اس پر قضاء لازم ہوگی اور اس کو یہ کہا جائے گا کہ ہم یہ جانتے ہیں کہ عمرہ ان کاموں میں سے ہے جس کو ہمارے اور تمہارے نزدیک شروع کرنے کے بعد چھوڑنا جائز ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا عمرہ چھوڑ کر حج کا احرام باندھو۔تو یہ چیز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے ثابت ہے۔ہم اس روایت کو اسی کتاب میں اس کے مقام پر ذکر کریں گے' ان شاء اللہ تعالیٰ۔ پس یہ بات نہیں ہے کہ جو شخص عمرہ میں داخل ہو اور عمرہ کرنے کی قدرت بھی ہو اور وہ اسے جان بوجھ چھوڑ دے تو اس پر قضاء لازم نہ ہو اور وہ شخص جو اپنے اوپر لازم کرنے کے بغیر اس کو شروع کرے تو وہ بغیر عذر کے اسے مکمل کرنے کے بغیر چھوڑ نہیں سکتا اور اگر وہ کسی عذر یا بلا عذر اسے ترک کر دے تو اس پر قضاء ہے۔تو نظر کا تقاضا یہی چاہتا ہے کہ نماز اور روزے کا یہی حکم ہو کہ جو شخص ان کو شروع کر دے اس کو بلا عذر چھوڑنا جائز نہیں اور بلا عذر چھوڑنے سے قضاء لازم ہوگی۔اس باب میں نظر کا یہی تقاضا ہے اور امام ابوحنیفہ ابو یوسف' محمد رحمہم اللہ کا قول بھی اسی طرح ہے اور بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے یہ مروی ہے۔

**تخریج** : مسلم فی الصیام ۱۶۹/ ۱۷۰' ابو داؤد فی الصوم باب ۷۱' نسائی فی الصیام باب ۶۷' مسند احمد ۴۹/۶' ۲۰۷۔

**حاصل روایات:** اس روایت میں قضا کا لازم ہونا ثابت ہو رہا ہے اور یہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے موافق ہے اور ام ہانی رضی اللہ عنہا والی روایت میں اس کے خلاف کوئی چیز موجود نہیں ہے۔

اب رہا یہ سوال کہ یہ روایت موقوف ہے تو اس میں کچھ قباحت نہیں جبکہ مرفوع روایت عائشہ بنت طلحہ اس کے موافق ہے پس یہ قول اس کے مخالف قول سے بہتر ہے جبکہ وہاں نہ مرفوع روایت ہے اور نہ موقوف۔دوسری بات یہ ہے کہ جریر بن حازم کی روایت سے موقوف ہونے میں جو جہالت تھی اس کا ازالہ ہونے کی وجہ سے یہ روایت مرفوع کی طرح ہو گئی پس اس پر اشکال درست نہیں اب نظر کے لحاظ سے اس بات کو بیان کیا جاتا ہے۔

## نظر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ :

بندوں پر اشیاء کے وجوب کی دو صورتیں ہیں نمبرا وجوب قولی اور وجوب فعلی اور یہ ان عبادات' نماز' صدقہ' روزہ' حج' عمرہ سب میں درست ہے چنانچہ جو آدمی اس طرح کہے: لله علی کذا و کذا تو سب کے ہاں اس پر اس کی ادائیگی لازم ہو جاتی ہے یہ تو قول سے اپنے اوپر لازم کرنا ہے بالکل اسی طرح ان افعال میں داخل ہو کر ان کو لازم کر لینا مثلاً حج' عمرہ ان میں جو احرام باندھ کر داخل ہو جائے اس کی تکمیل سب مانتے ہیں اور ان کی تکمیل اسی طرح ضروری قرار دیتے ہیں جس طرح کوئی...... علی

حجۃ کہہ کر اس پر لازم ہو جاتا ہے اب نماز اور روزے کا بھی یہی حکم ہونا چاہئے کہ جب عملاً ان میں داخل ہو جائے تو توڑ دینے سے اس پر تکمیل لازم ہونی چاہئے۔

## ایک اشکال:

حج وعمرہ جن کی ابتداء کے بعد تکمیل کو لازم کیا جاتا ہے کیونکہ ان کو شروع کرنے کے بعد نکلنے کی اور کوئی صورت نہیں سوائے اس کے کہ وہ ان کو پورا کرے مثلاً احرام باندھنے والا اگر حج کو فاسد کر دیتا ہے تو اسے حج کے ارکان میں آخر تک شرکت کرنا لازم ہے اسی جگہ احرام کو توڑ نہیں سکتا۔ اگر چہ اگلے سال اس پر حج کی قضا بھی لازم ہے۔

باقی رہی نماز و روزہ تو ان میں نکلنے کا راستہ موجود ہے جب چاہے نکل جائے پس ان کو اس پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے جو کسی طرح درست نہیں۔

ج: حج وعمرہ کا حکم اگر چہ ایسا ہی ہے جیسا کہ آپ نے ذکر کیا تاہم اس بات کو آپ بخوبی جانتے ہیں کہ جس شخص نے جماع کر کے اپنے حج وعمرہ کو فاسد کر دیا ہے اس پر دونوں کی قضا لازم ہے اور قضا کا لازم ہونا اور قضا میں اس کا مصروف ہونا اسی وقت ممکن ہے جبکہ پہلے ان سے خارج ہو یقیناً آپ نے حاجی اور معتمر کے ہر فاسد شدہ حج یا عمرہ کی قضا کو لازم کر دیا ہے حاجی یا عمرہ کرنے والے کے حج یا عمرہ کو فاسد کر دینے کی وجہ سے حاجی یا عمرہ کرنے والا قضا کرنا چاہتا ہو یا نہ چاہتا ہو بہرصورت اس کو قضا کرنا پڑے گا فلہٰذا حج وعمرہ جن کو وہ قضا کر رہا ہے یہ اس اصل حج وعمرہ کا بدل ہے جو اس پر داخل ہونے یا شروع کرنے کی وجہ سے لازم ہو چکا تھا۔ بطور نذر داخل ہونے سے پہلے اپنے اوپر واجب کرنے کی وجہ سے نہیں ہے یعنی لزوم قول کی وجہ سے لازم نہیں ہوا بلکہ فعلی طور پر لازم کرنے کی وجہ سے لازم ہوا ہے۔

پس جس وقت حج وعمرہ کا احرام باندھا تھا اس وقت سے حج یا عمرہ اس پر لازم ہو جائے اور ان دونوں کو چھوڑ دینے کے عدم جواز کی علت وہی ہوئی جو تم نے ذکر کی اور اگر علت مذکورہ نہ ہوتی تو حج یا عمرہ کرنے والے کو حج وعمرہ سے اسی وقت خارج ہو جانا جائز ہوتا جس طرح نمازی کے لئے نماز سے اور روزہ دار کے لئے روزہ سے امور مفسدہ کے پیش آنے پر نکلنا جائز ہو جاتا ہے۔

اس صورت میں تو اس کی قضا بھی اس پر لازم نہ ہوئی اس لئے کہ وہ ارکان حج یا عمرہ سے نکلنے کی قدرت نہیں رکھتا۔

پس جب فاسد کرنے والے معاملات سے حج یا عمرہ کو فاسد کرنے کے بعد ارکان حج کی تکمیل میں باقی رہنا اس پر قضا کے وجوب کو باطل نہیں کرتا اور وہ اس شخص کے حکم میں ہو جاتا ہے جس نے نذر وغیرہ سے اپنے اوپر اس کو لازم یا واجب کر لیا ہو جس کی وجہ سے اس پر حج کی تکمیل لازم ہو چکی ہے۔

بالکل اسی طرح نظر و قیاس کا تقاضہ یہ ہے کہ جس نے نماز و روزہ کو شروع کے بعد فاسد کر دیا ہو اس پر قضا لازم واجب ہو جائے۔

## ایک اور انداز سے:

عمرہ کا احرام باندھ لینے کے بعد سب کے ہاں اس کا چھوڑ دینا درست ہے اور جناب رسول اللہ ﷺ سے یہ بات ثابت ہے جیسا کہ روایت عائشہ رضی اللہ عنہا میں وارد ہے کہ آپ نے اس کو فرمایا تم عمرہ کو ترک کردو اور حج کے ارکان مکمل کرنے کے بعد احرام کھول دو چنانچہ انہوں نے اسی طرح کیا مگر اس کے باوجود جو آدمی عمرہ ادا کر سکتا ہے اس کو عمرہ ترک کرنے کی اجازت نہیں ہے اگر اس نے ترک کر دیا تو قضا لازم ہو جائے گی پس معلوم ہوا کہ نفلی عمرہ شروع کرنے کے بعد فاسد کرنے سے قضا لازم ہو جاتی ہے اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ اعذار مختلف ہیں بعض اعذار طبعیہ اور فطریہ ہیں جس طرح حیض و نفاس تو اس قسم کے عذر پیش آنے کی صورت میں ترک عمرہ سے قضا لازم نہیں ہے دوسری قسم کے وہ اعذار ہیں جو خارجی اسباب سے پیش آئیں اژدحام' بھیڑ کی وجہ سے طواف و سعی کی قدرت نہ پا سکا اور عرفات کا دن آ گیا اور یہ عمرہ چھوڑ کر چلا گیا تو اس قسم کے اعذار کی صورت میں ترک عمرہ قضا کو لازم کرنے والا ہے۔ پس اس قسم کے اعذار پیش آ جائیں اور عمرہ ترک ہو جائے تو عمرہ کی قضا لازم ہو گی۔ تیسری قسم کے عذر وہ ہیں جو اپنے اختیار میں ہیں مثلاً نفلی عمرہ کا احرام باندھا پھر شہوت نے غلبہ کیا عمرہ ادا کرنے سے قبل جماع کر لیا تو قضا واجب ہے تو بالکل اسی پر قیاس کرتے ہوئے نفل نماز و نفل روزہ بھی شروع سے واجب ہو جاتے ہیں پس جو شخص ان دونوں کو شروع کرے اس کے لئے بلا عذر شدید کے باطل کرنا جائز نہیں ہے اور اگر عذر یا بلا عذر تکمیل سے پہلے باطل کر دے گا تو اس پر قضا و لازم ہو جائے گی نظر کا تقاضا بھی یہی ہے اور ہمارے علماء امام ابوحنیفہ' ابو یوسف' محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کا قول بھی یہی ہے۔

## اصحاب رسول اللہ ﷺ سے تائیدی دلیل:

۳۴۱۱: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ : ثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ أَخْبَرَ أَصْحَابَهُ أَنَّهُ صَائِمٌ ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْهِمْ وَرَأْسُهُ يَقْطُرُ فَقَالُوْا : أَوْ لَمْ تَكُ صَائِمًا ؟ قَالَ (بَلَى وَلٰكِنِّي مَرَّتْ جَارِيَةٌ لِي فَأَعْجَبَتْنِي فَأَصَبْتُهَا وَكَانَتْ حَسَنَةً هَمَمْتُ بِهَا وَأَنَا قَاضِيْهَا يَوْمًا آخَرَ) .

۳۴۱۲: سعید بن ابی الحسن نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے انہوں نے اپنے احباب کو بتلایا کہ ان کا روزہ ہے پھر گھر سے باہر تشریف لائے تو ان کے سر سے پانی کے قطرات ٹپک رہے تھے انہوں نے کہا کیا آپ روزہ سے نہ تھے انہوں نے کہا کیوں نہیں لیکن میرے پاس سے میری لونڈی کا گزر ہوا تو وہ مجھے پسند آئی میں نے اس کی خوبصورتی کی وجہ سے اس کا قصد کیا اور قربت کر لی بقیہ میں اپنے روزے کی اور دن قضا کر لوں گا۔

۳۴۱۳: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَ : ثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُكَيْرٍ قَالَ : ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ : حَدَّثَنِي زِيَادُ بْنُ الْجَصَّاصِ عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ : صُمْتُ يَوْمَ عَرَفَةَ فَجَهَدَنِي الصَّوْمُ فَأَفْطَرْتُ فَسَأَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ فَقَالَ (يَوْمًا آخَرَ مَكَانَهُ) .

۳۴۱۳: زیاد بن جصاص نے انس بن سیرین سے بیان کیا کہ میں نے عرفہ کے دن روزہ رکھا مجھے روزے نے پریشان کیا تو میں نے روزہ افطار کر دیا چنانچہ اس کے متعلق میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا اس کی جگہ دوسرے دن سے قضا کرلو۔

**حاصل روایات:** نفل روزے کو توڑ دینا تو درست ہے مگر اس کی قضا لازم ہوگی۔

# بَابُ الصَّوْمِ يَوْمَ الشَّكِّ

## یوم شک کا روزہ

**خلاصۃ الرام:** انتیس کو مطلع صاف نہ ہو اور چاند کا کوئی شرعی ثبوت نہ ہو تو اگلے دن کو یوم شک کہا جائے گا۔ آیا اس دن نفل روزہ رکھنا درست ہے یا نہیں۔

نمبر ①: امام شافعیؒ اور سفیان ثوریؒ ابن مبارک یوم شک میں نفل روزہ مطلقاً مکروہ قرار دیتے ہیں۔

نمبر ②: امام ابوحنیفہ احمدؒ مالک رحمہم اللہ بھی نفل روزہ کے جواز کے قائل ہیں۔ باقی رمضان کی نیت سے روزہ مکروہ تحریمی ہوگا اور امام شافعی کے ہاں درست ہی نہ ہوگا قضاء رمضان وغیرہ کی نیت سے روزہ سب کے ہاں مکروہ ہے شک والی نیت سے بالکل روزہ نہ ہوگا رمضان اور نفل کے درمیان دائر نیت سے بھی مکروہ ہے۔ خواص یا معمول والے روزہ رکھ سکتے ہیں۔ مطلق نفل کے متعلق اختلاف یہ ہے۔

## فریق اوّل کا موقف:

یوم شک میں نفل روزہ کسی بھی نیت سے مکروہ ہے۔ دلیل یہ روایت ہے۔

۳۴۱۴: حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ : ثَنَا : أَبُوْ سَعِيْدٍ الْأَشَجُّ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ خَالِدٍ سُلَيْمَانُ بْنُ حَيَّانَ الْأَزْدِيُّ الْأَحْمَرُ عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنْ صِلَةَ قَالَ : كُنَّا عِنْدَ عَمَّارٍ فَأُتِيَ بِشَاةٍ مَصْلِيَّةٍ فَقَالَ لِلْقَوْمِ : كُلُوْا فَتَنَحّٰى رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ وَقَالَ : إِنِّيْ صَائِمٌ قَالَ : عَمَّارٌ : مَنْ صَامَ الْيَوْمَ الَّذِيْ يُشَكُّ فِيْهِ فَقَدْ عَصَى أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَكَرِهَ قَوْمٌ صَوْمَ الْيَوْمِ الَّذِيْ يُشَكُّ فِيْهِ وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ فَلَمْ يَرَوْا بِصَوْمِهِ تَطَوُّعًا بَأْسًا قَالُوْا : وَإِنَّمَا الصَّوْمُ الْمَكْرُوْهُ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ هُوَ الصَّوْمُ عَلٰى أَنَّهٗ مِنْ رَمَضَانَ فَأَمَّا تَطَوُّعًا فَلَا بَأْسَ بِهٖ وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ بِمَا قَدْ رَوَيْنَاهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَيْرِ هٰذَا الْمَوْضِعِ مِنْ قَوْلِهٖ (لَا تَتَقَدَّمُوْا رَمَضَانَ بِيَوْمٍ وَلَا بِيَوْمَيْنِ إِلَّا أَنْ يُوَافِقَ ذٰلِكَ صَوْمًا كَانَ

يَصُوْمُهٗ أَحَدُكُمْ فَلْيَصُمْهُ).

۳۴۱۴: عمرو بن قیس نے ابو اسحاق سے انہوں نے صلہ سے نقل کیا کہ ہم عمار بن یاسرؓ کے ہاں تھے چنانچہ ایک بھنی ہوئی بکری لائی گئی تو انہوں نے لوگوں کو فرمایا کھاؤ اس وقت قوم میں سے ایک آدمی ایک طرف ہو گیا اور کہنے لگا میں روزے سے ہوں تو عمارؓ نے فرمایا جس نے یوم شک کا روزہ رکھا اس نے ابوالقاسم ﷺ کی نافرمانی کی۔ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علماء کی ایک جماعت نے شک کے دن روزے کو مکروہ قرار دیا ہے۔ مگر دوسروں نے ان کی بات سے اختلاف کرتے ہوئے کہا کہ نفلی روزہ رکھ لینے میں کچھ حرج نہیں' ان کا کہنا یہ ہے کہ جس مکروہ روزے کا تذکرہ اس روایت میں ہے وہ رمضان المبارک کی نیت سے روزہ رکھنا ہے۔ جب کہ نفلی روزے میں کچھ قباحت نہیں۔ انہوں نے اس سلسلہ میں جناب رسول اللہ ﷺ کے ارشاد سے استدلال کیا ہے جس کو ہم دوسرے مقام پر ذکر کر چکے ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ نے فرمایا ''لا تتقد موا رمضان بیوم و لا بیومین الا ان یوافق ذلك صومًا كان يصومه احدكم فليصمه'' کہ رمضان سے ایک دو دن پہلے روزہ نہ رکھو مگر یہ کہ وہ اس روزے کے موافق ہو جاتے جو وہ رکھتا تھا تو وہ روزہ رکھ لے۔

**تخریج** : ابو داؤد فی الصوم باب ۱۰' ترمذی فی الصوم باب۳۔

**حاصل روایات**: یہ ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کا مطلب یہی ہے کہ اس دن کا روزہ رکھنا مطلقاً مکروہ ہے اور نفلی روزہ تو خاص طور پر منع ہے۔

## فریق ثانی کا مؤقف:

نفلی روزہ کی نیت سے روزے میں کوئی کراہت نہیں ہے۔

## روایت بالا کا مفہوم:

فریق اوّل نے نفلی روزے کے سلسلے میں اس سے جو استدلال کیا وہ درست نہیں روایت سے اس روزے کی ممانعت کی گئی ہے جو رمضان کی نیت سے رکھا جائے گا اور اس کی کراہت میں تو کوئی شبہ نہیں باقی نفلی روزے کے جواز کی دلیل یہ روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لاتتقدموا رمضان بیوم و لا بیومین الا ان یوافق ذلك صومًا كان يصومه احدكم فليصمه''۔ رمضان سے ایک دو دن پہلے روزہ نہ رکھو مگر یہ کہ وہ تم میں کسی کی عادت کے موافق آ جائے۔

**تخریج** : بخاری فی الصوم باب ۱۴' مسلم فی الصیام روایت ۲۱' ابو داؤد فی الصوم باب۷' ترمذی فی الصوم باب ۲' ۴' ۳۸۔

یعنی رمضان سے ایک دو دن پہلے روزہ مت رکھو مگر اس صورت میں کہ روزے رکھنے کی عادت ہو اور اس عادت کے موافق وہ دن بھی آ گیا تو اس کو رکھ لے۔

**حاصل کلام**: یہ ہے کہ رمضان کی نیت سے تو شک کے دن روزہ درست نہیں البتہ نفلی روزے میں کوئی حرج نہیں ہے واللہ اعلم۔

# کِتَابُ مَنَاسِکَ الْحَجِ

## حج کے افعال کا بیان
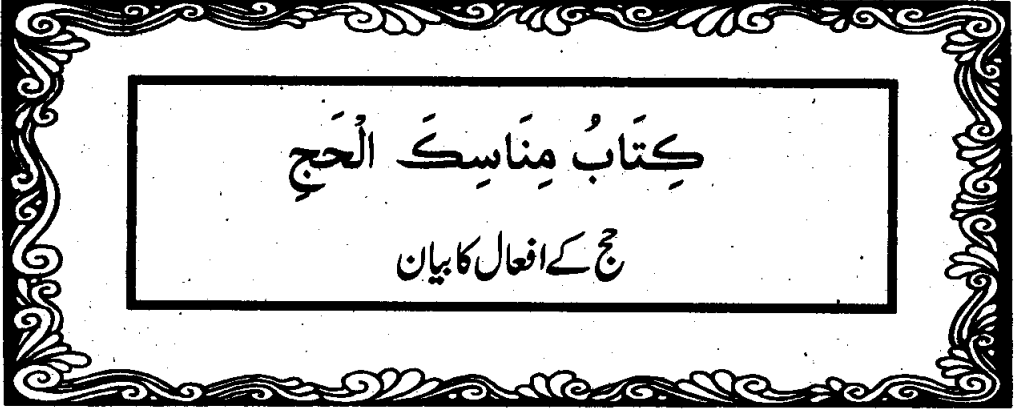
## بَابُ الْمَرْأَةِ لَا تَجِدُ مَحْرَمًا هَلْ يَجِبُ عَلَيْهَا فَرْضُ الْحَجِّ أَمْ لَا ؟

### جس عورت کو محرم میسر نہ ہو کیا اس پر حج ہے؟

**خلاصۃ المرام**: روزے کے بعد اس کا لانا مناسب ہے روزے سال میں ایک مرتبہ فرض ہیں تو یہ عمر میں ایک مرتبہ فرض ہے حج کا معنی قصد کرنا ہے مگر شرع میں مخصوص ایام میں مخصوص افعال کے ساتھ بیت اللہ الحرام کا قصد کرنا حج کہلاتا ہے گزشتہ اقوام میں بھی حج تھا اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی کے عملی اعتراف کا نام حج ہے کہ کفن پہن کر اس کے دروازے کا سوالی بنتا ہے یہ فنائیت کا انتہائی مقام ظاہر کرتا ہے ہجرت سے قبل ہر سال آپ نے بھی حج کیا البتہ ۹ ھ میں حج فرض ہونے کے بعد آپ نے صرف حجۃ الوداع ہی کیا بیت المعمور کی سیدھ میں زمین پر بننے والا اولین گھر بیت اللہ ہے زمین کا اولین حصہ جس کو پانی سے ظاہر کیا گیا وہ بیت اللہ والا حصہ ہے حج کے لازم ہونے کے لئے مالدار آزاد مسلمان ہونے کے ساتھ راستے کا پرامن ہونا اور صحت مند ہونا ضروری ہے اولین فرصت میں حج ادا کرنا چاہئے استطاعت کے باوجود تاخیر سے گناہ گار ہوگا مگر حج قضا نہ ہوگا عمرہ سنت مؤکدہ ہے امام شافعیؒ اس کو واجب کہتے ہیں موجودہ باب میں عورت کے سفر کی شرعی حیثیت اور پھر سفر حج میں محرم لازم ہوگا یا محرم کے نہ پائے جانے کی صورت میں اس سے حج ساقط ہوگا اس مسئلہ میں شدید اختلافی آرا ہیں امام طحاوی نے چھ مذاہب کی طرف اشارات کئے ہیں۔

نمبر ①: عامر شعبی واہل ظواہر کے ہاں عورت کو بلا محرم شرعی مطلقا سفر حج ہو یا دیگر جائز نہیں۔
نمبر ②: عطاءؒ ایک ۲۳ کلومیٹر منزل سے کم مسافت بلا محرم وزوج کر سکتی ہے اس سے زیادہ نہیں۔
نمبر ③: ایک دن رات سے کم مسافت بلا محرم وزوج کر سکتی ہے خواہ قابل اطمینان عورتوں اور مردوں کے ساتھ ہو یہ امام شافعیؒ و مالکؒ کا مسلک ہے متاخرین احناف کا فتویٰ اسی کے موافق ہے۔
نمبر ④: حسن بصریؒ وقتادہؒ کے ہاں دو دن رات کی مسافت بلا محرم جائز ہے۔
نمبر ⑤: امام ابو حنیفہؒ وابو یوسفؒ ومحمدؒ تین دن رات کا سفر بلا محرم وزوج کر سکتی ہے اگر اس سے زیادہ مسافت ہو تو حج بھی بلا محرم فرض نہ ہوگا۔
نمبر ⑥: زہریؒ اور امام شافعیؒ و مالکؒ کے ہاں بلا محرم وزوج اس کے سفر میں حج نہیں امام احمد کا قول بھی یہی نقل کیا گیا ہے۔
فریق اوّل: بغیر محرم شرعی عورت کا سفر کسی بھی غرض سے ہو جائز نہیں اس کو طحاویؒ نے فذھب قوم الی ان المرأۃ تسافر سے ذکر کیا ہے۔

۳۴۱۵: حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ أَبَا مَعْبَدٍ مَوْلٰى ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ : قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا : (خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ فَقَالَ لَا تُسَافِرِ امْرَأَةٌ إِلَّا وَمَعَهَا ذُوْ مَحْرَمٍ وَلَا يَدْخُلْ عَلَيْهَا رَجُلٌ إِلَّا وَمَعَهَا ذُوْ مَحْرَمٍ .فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ قَدِ اكْتُتِبْتُ فِيْ غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا وَقَدْ أَرَدْتُ أَنْ أَحُجَّ بِامْرَأَتِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُحْجُجْ مَعَ امْرَأَتِكَ)

۳۴۱۵: عمرو نے ابو معبد مولیٰ ابن عباس ؓ کو کہتے سنا کہ ابن عباس ؓ فرماتے تھے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا اور فرمایا کوئی عورت اس وقت تک سفر نہ کرے جب تک کہ اس کے ساتھ اس کا محرم نہ ہو اور نہ اس کے پاس کوئی آدمی جائے جب تک کہ اس کے ساتھ اس کا ذی محرم نہ ہو ایک آدمی اٹھا اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں فلاں غزوہ میں مکاتب بنایا گیا ہوں اور میں اپنی بیوی کے ساتھ حج کا ارادہ کرتا ہوں اس سوال کے جواب میں جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو۔

**تخریج** : بخاری فی تقصیرالصلاۃ باب۴، والصید باب۲۶، والصلاۃ فی مسجد مکہ باب۶، والصوم باب۶۷، مسلم فی الحج ۴۱۳، ۴۲۴، ترمذی الرضاع باب۱۵، ابن ماجہ فی المناسک باب۷، مالک فی الاسیذان ۳۷، مسند احمد ۲۲/۱، ۱۳/۲، ۱۹، ۳۴/۳، ۴۵، ۵۲، ۷۱، ۷۷۔

۳۴۱۶: حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ : ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ : ثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَمْرٍو فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ .

۳۴۱۶: ابن وہب نے ابن جریج سے انہوں نے عمرو سے پھر انہوں نے اپنی اسناد سے روایت نقل کی ہے۔

۳۴۱۷ : حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ بَكَّارُ بْنُ قُتَيْبَةَ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ قَالَ : أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ : أَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ أَبِيْ مَعْبَدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ .

۳۴۱۷: ابن جریج نے عمرو بن دینار سے انہوں نے ابو معبد سے انہوں نے ابن عباس ؓ انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۳۴۱۸ : حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَ : ثَنَا حَامِدُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ : ثَنَا ابْنُ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (لَا تُسَافِرُ الْمَرْأَةُ إِلَّا وَمَعَهَا ذُوْ مَحْرَمٍ) قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلٰى أَنَّ الْمَرْأَةَ لَا تُسَافِرُ سَفَرًا قَرِيْبًا وَلَا بَعِيْدًا إِلَّا مَعَ ذِيْ مَحْرَمٍ وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ بِهٰذِهِ الْآثَارِ. وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ فَقَالُوْا : كُلُّ سَفَرٍ هُوَ دُوْنَ الْبَرِيْدِ فَلَهَا أَنْ تُسَافِرَ بِلَا مَحْرَمٍ وَكُلُّ سَفَرٍ يَكُوْنُ بَرِيْدًا فَصَاعِدًا فَلَيْسَ لَهَا أَنْ تُسَافِرَ إِلَّا بِمَحْرَمٍ وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ.

۳۴۱۸: سعید بن ابی سعید المقبری نے ابو ہریرہؓ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی عورت اس وقت تک سفر نہ کرے جب تک اس کے ساتھ ذی رحم محرم نہ ہو۔ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ علماء کی ایک جماعت کہتی ہے کہ عورت بلا محرم سفر نہ کرے خواہ وہ سفر قریب ہو یا دور۔ ان کی مستدل یہ روایات ہیں مگر دوسرے حضرات نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے کہا کہ عورت ایک برید کے برابر سفر محرم کر سکتی ہے اور ایک برید سے زیادہ سفر محرم کے بغیر درست نہیں ان کی دلیل ان روایات سے ہے۔

**حاصل روایات:** ان روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی عورت کو کسی حال میں دور یا نزدیک تھوڑا یا زیادہ سفر بلا محرم نہ کرنا چاہئے ان روایات میں ممانعت مطلق ہے پس بلا محرم عورت کو سفر میں نہ جانا چاہئے۔

## فریق ثانی کا موقف:

ایک برید سے کم سفر تو بلا محرم جائز ہے اس سے زائد جائز نہیں اس کو طحاوی نے خالفهم فی ذلك آخرون سے ذکر کیا ہے۔

۳۴۱۹ : بِمَا حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عُمَرَ هُوَ الضَّرِيْرُ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ قَالَ : أَنَا سُهَيْلُ بْنُ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (لَا تُسَافِرُ امْرَأَةٌ بَرِيْدًا إِلَّا مَعَ زَوْجٍ أَوْ ذِيْ رَحِمٍ مَحْرَمٍ)

۳۴۱۹: سعید بن ابی سعید المقبری نے ابو ہریرہؓ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی عورت ایک برید تک سفر نہ کرے جب تک کہ اس کے ساتھ اس کا خاوند یا ذی رحم محرم نہ ہو۔

تخریج : ابو داؤد فی المناسک باب ۲۔

۳۴۲۰ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ : ثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ الْمُخْتَارِ عَنْ سُهَيْلٍ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ .قَالُوْا : فَفِيْ تَوْقِيْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَرِيْدَ مَا يَدُلُّ عَلٰى أَنَّ مَا دُوْنَهُ بِخِلَافِهِ.وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ فَقَالُوْا : إِذَا كَانَ سَفَرٌ هُوَ دُوْنَ الْيَوْمِ فَلَهَا أَنْ تُسَافِرَ بِلَا مَحْرَمٍ وَكُلُّ سَفَرٍ يَكُوْنُ يَوْمًا فَصَاعِدًا فَلَيْسَ لَهَا أَنْ تُسَافِرَ إِلَّا بِمَحْرَمٍ وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ.

۳۴۲۰: معلّٰی بن اسد کہتے ہیں کہ ہمیں عبدالعزیز بن المختار نے انہوں نے سہیل سے پھر انہوں نے اپنی اسناد سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔وہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کا ایک برید کے فاصلہ کو مقرر کرنا اس بات کا ثبوت ہے کہ اس سے کم فاصلہ کا حکم اس کے خلاف ہے۔مگر دوسرے حضرات نے ان کی بات سے اختلاف کرتے ہوئے کہا ہے کہ جب ایک دن سے کم سفر ہوتو عورت محرم کے بغیر بھی سفر کر سکتی ہے مگر ایک دن یا زیادہ کا سفر ہوتو محرم کے بغیر سفر نہیں کر سکتی۔انہوں نے ان روایات سے استدلال کیا ہے۔

**حاصل روایات:** ایک برید سے کم سفر میں محرم کی ضرورت نہیں اس سے زائد سفر میں محرم ضروری ہے اس میعاد کو مقرر کرنا اس سے کم مقدار کو خارج اور بقیہ تمام کو داخل کرتا ہے۔

## فریق ثالث کا موقف:

اگر سفر ایک دن رات سے کم ہوتو بلا محرم سفر درست ہے اس سے زائد ہوتو بلا محرم جائز نہیں آج کل کے فساد زمانہ کی وجہ سے متاخرین احناف نے اسی پر فتویٰ دیا ہے اسی کو طحاویؒ نے خالفهم فی ذلك آخرون سے تعبیر کیا ہے۔دلائل یہ روایات ہیں۔

۳۴۲۱ : بِمَا حَدَّثَنَا أَبُوْ أُمَيَّةَ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ : ثَنَا شَيْبَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُسَافِرُ يَوْمًا فَمَا فَوْقَهُ إِلَّا وَمَعَهَا ذُوْ حُرْمَةٍ)

۳۴۲۱: ابوسعید نے اپنے والد سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے سنا کہ وہ فرماتے تھے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی عورت کے لئے جائز نہیں کہ وہ ایک دن یا اس سے زائد کا سفر بلا ذی رحم محرم کرے۔

۳۴۲۲ : حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ قَالَ : ثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَقُلْ (فَمَا فَوْقَهُ)

۳۴۲۲: ابن ابی ذئب نے مقبری سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح فرمایا البتہ ''فما فوقہ'' کے الفاظ نقل نہیں کئے۔

۳۴۲۳ : حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ.

۳۴۲۳: مالک نے سعید مقبری سے پھر انہوں نے اپنی اسناد سے اسی طرح روایت کی ہے۔

۳۴۲۴ : حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ : سَمِعْتُ يَزِيْدَ بْنَ هَارُوْنَ قَالَ : أَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ .ح

۳۴۲۴: حسین بن نصر کہتے ہیں کہ میں نے یزید بن ہارون سے سنا ان کو ابن ابی ذئب نے خبر دی۔

۳۴۲۵ : وَحَدَّثَنَا رَبِيْعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ : ثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ : ثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ قَالُوْا : فَفِيْ تَوْقِيْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا دَلِيْلٌ عَلٰى أَنَّ مَا هُوَ أَقَلُّ مِنْهُ بِخِلَافِهٖ. وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ فَقَالُوْا : كُلُّ سَفَرٍ هُوَ دُوْنَ اللَّيْلَتَيْنِ فَلَهَا أَنْ تُسَافِرَهٗ بِغَيْرِ مَحْرَمٍ وَكُلُّ سَفَرٍ يَكُوْنُ لَيْلَتَيْنِ فَصَاعِدًا فَلَيْسَ لَهَا أَنْ تُسَافِرَهٗ بِغَيْرِ مَحْرَمٍ وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ بِمَا

۳۴۲۵: ابن ابی ذئب نے مقبری عن ابیہ سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔ ان کا کہنا یہ ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا ایک دن کو متعین کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس سے کم مدت کا حکم اس کے خلاف ہے۔ مگر دیگر علماء نے ان کی بات سے اختلاف کرتے ہوئے کہا کہ دو راتوں سے کم مدت کا سفر عورت بغیر محرم کر سکتی ہے مگر دو راتوں سے زیادہ کا سفر محرم کے بغیر درست نہیں۔ ان کی دلیل یہ روایات ہیں۔ ملاحظہ ہوں۔

**حاصل روایات**: ان روایات میں ایک دن کی تعیین اس بات کو ثابت کرتی ہے اس سے کم سفر ہو تو پھر محرم کے بغیر سفر کر سکتی ہے۔

## فریق رابع کا موقف و دلائل:

ہر وہ سفر جس کی مقدار دو راتوں سے کم ہو اس کے لئے بلا محرم سفر درست ہے دو راتیں یا اس سے زائد سفر بلا محرم نہیں کر سکتی یہ حسن و قتادہ کا قول ہے ان کا تذکرہ خالفھم فی ذلک آخرون سے کیا ہے۔

۳۴۲۶ : حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ قَالَ : ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَامِرٍ قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ قَزَعَةَ مَوْلٰى زِيَادٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ (لَا تُسَافِرِ الْمَرْأَةُ مَسِيْرَةَ لَيْلَتَيْنِ إِلَّا مَعَ زَوْجٍ أَوْ ذِيْ مَحْرَمٍ) .

۳۴۲۶: قزعہ مولیٰ زیاد نے ابو سعید الخدریؓ سے نقل کیا کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ کوئی عورت دو راتوں کی راہ اس وقت تک سفر مت کرے جب تک اس کے ساتھ اس کا خاوند نہ ہو یا ذی رحم محرم نہ ہو۔

**تخریج** : بخاری فی الصید باب ۲۶' مسلم فی الحج ۴۱۶/۴۱۹۔

۳۴۲۷ : حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ : ثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ : ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ .قَالُوْا : فَفِيْ تَوْقِيْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذٰلِكَ لَيْلَتَيْنِ دَلِيْلٌ عَلٰى أَنَّ حُكْمَ مَا هُوَ دُوْنَهُمَا بِخِلَافِ حُكْمِهِمَا وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ فَقَالُوْا : كُلُّ سَفَرٍ يَكُوْنُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَصَاعِدًا فَلَيْسَ لَهَا أَنْ تُسَافِرَ إِلَّا مَعَ مَحْرَمٍ وَكُلُّ سَفَرٍ يَكُوْنُ دُوْنَ ذٰلِكَ فَلَهَا أَنْ تُسَافِرَ بِغَيْرِ مَحْرَمٍ وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ.

۳۴۲۷: علی بن معبد نے عبیداللہ بن عمرو سے انہوں نے عبدالملک سے پس انہوں نے اسی طرح اپنی اسناد سے روایت نقل کی ہے۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے اس کے لیے دو کا وقت مقرر فرمایا اس سے یہ دلیل مل گئی کہ اس سے کم وقت کا سفر اور حکم رکھتا ہے۔ دیگر علماء نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے کہا کہ ہر وہ سفر جو تین ایام یا اس سے زیادہ کا سفر محرم کے بغیر نہیں کر سکتی اور اس سے کم مدت کا سفر وہ بلا محرم کر سکتی ہے اور انہوں نے اس روایت کو اپنا مستدل بنایا ہے۔

**حاصل روایات:** ان روایات میں دو راتوں کی تعیین اس بات کی دلیل ہے کہ اس سے کم سفر ہو تو ذی رحم محرم کی حاجت نہیں اور اگر اتنا یا اس سے زیادہ ہو تو یہ جائز نہیں

## فریق خامس کا موقف:

امام ابوحنیفہ ابو یوسف محمد رحمہم اللہ کے ہاں تین دن رات سے کم کی مسافت کے لئے سفر میں محرم کی ضرورت نہیں اس سے زائد کے لئے لازم ہے دلیل یہ روایات ہیں۔

۳۴۲۸ : بِمَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوُدَ قَالَ : ثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ : ثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ أَنْ تُسَافِرَ مَسِيْرَةَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ إِلَّا مَعَ مَحْرَمٍ)

۳۴۲۸: نافع نے ابن عمر ؓ سے نقل کیا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی عورت کے لئے جائز نہیں کہ وہ تین دن کا سفر بغیر محرم کے کرے۔

**تخریج** : بخاری فی تقصیر الصلاۃ باب ٤، مسلم فی الحج ٤١٣۔

۳۴۲۹ : حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا مَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ : ثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الْكَرِيْمِ بْنُ مَالِكٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ .

۳۴۲۹: عمرو بن شعیب نے اپنے والد سے انہوں نے عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت کی ہے عبداللہ نے جناب

رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

٣٤٣٠: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِیْ دَاوٗدَ قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمِنْهَالِ قَالَ : ثَنَا یَزِیْدُ بْنُ زُرَیْعٍ قَالَ : ثَنَا رَوْحُ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ سُهَیْلِ بْنِ أَبِیْ صَالِحٍ عَنْ أَبِیْهِ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ (لَا یَحِلُّ لِامْرَأَةٍ أَنْ تُسَافِرَ مَسِیْرَةَ ثَلَاثَةِ أَیَّامٍ إِلَّا مَعَ رَجُلٍ یَحْرُمُ عَلَیْهَا نِكَاحُهَا).

٣٤٣٠: ابوصالح نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی عورت کے لئے جائز نہیں کہ وہ تین دن یا اس سے زیادہ کا سفر کسی ایسے شخص کے بغیر کرے جس کا اس سے نکاح جائز نہیں۔

**تخریج** : مسلم فی الحج ٤٢٢۔

٣٤٣١: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ یُوْنُسَ قَالَ : ثَنَا یَحْیَی بْنُ عِیْسَی وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَیْرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِیْ صَالِحٍ عَنْ أَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ (لَا تُسَافِرَ الْمَرْأَةُ سَفَرًا ثَلَاثَةَ أَیَّامٍ فَصَاعِدًا إِلَّا وَمَعَهَا زَوْجُهَا أَوْ ابْنُهَا أَوْ أَخُوهَا أَوْ ذُو رَحِمٍ مَحْرَمٍ مِنْهَا) غَیْرَ أَنَّ ابْنَ نُمَیْرٍ قَالَ فِیْ حَدِیْثِهٖ (فَوْقَ ثَلَاثٍ)

٣٤٣١: ابوصالح نے ابوسعید الخدریؓ سے روایت کی جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی عورت تین دن کا سفر اپنے خاوند یا بیٹے یا بھائی یا ذی رحم محرم کے ساتھ کرے ابن نمیر نے کہا فوق ثلاث تین دن سے زائد۔

**تخریج** : مسلم فی الحج ٤٢٣، ابو داؤد فی المناسك باب ٢، ابن ماجه فی المناسك باب ٧۔

٣٤٣٢: حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ : ثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ : ثَنَا أَبِیْ عَنِ الْأَعْمَشِ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ وَقَالَ (سَفَرَ ثَلَاثَةِ أَیَّامٍ).

٣٤٣٢: ابی نے اعمش سے پھر انہوں نے اپنی اسناد سے روایت نقل کی اور یہ الفاظ ہیں سفر ثلاثہ ایام۔ تین دن کا سفر۔

٣٤٣٣: حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ : ثَنَا مُوْسَی بْنُ إِسْمَاعِیْلَ أَبُوْ سَلَمَةَ قَالَ : ثَنَا وَهْبُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ : ثَنَا سُهَیْلٌ عَنْ أَبِیْهِ وَعَنِ الْمَقْبُرِیِّ حَدَّثَاهُ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ رَفَعَهٗ قَالَ (لَا تُسَافِرِ امْرَأَةٌ فَوْقَ ثَلَاثِ لَیَالٍ إِلَّا مَعَ بَعْلٍ أَوْ ذِیْ رَحِمٍ مَحْرَمٍ) قَالُوْا : فَفِیْ تَوْقِیْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ الثَّلَاثَ فِیْ ذٰلِكَ دَلِیْلٌ عَلٰی أَنَّ حُكْمَ مَا دُوْنَ الثَّلَاثِ بِخِلَافِ ذٰلِكَ وَمِمَّنْ قَالَ بِهٰذَا الْقَوْلِ أَبُوْ حَنِیْفَةَ وَأَبُوْ یُوْسُفَ وَمُحَمَّدٌ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی فَقَدْ اتَّفَقَتْ هٰذِهِ الْآثَارُ كُلُّهَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ تَحْرِیْمِ السَّفَرِ ثَلَاثَةَ أَیَّامٍ عَلَی الْمَرْأَةِ بِغَیْرِ ذِیْ مَحْرَمٍ وَاخْتَلَفَتْ مَا دُوْنَ الثَّلَاثِ فَنَظَرْنَا فِیْ

ذٰلِكَ فَوَجَدْنَا النَّهْيَ عَنِ السَّفَرِ بِلَا مَحْرَمٍ مَسِيْرَةَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فَصَاعِدًا ثَابِتًا بِهٰذِهِ الْآثَارِ كُلِّهَا وَكَانَ تَوْقِيْتُهُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فِيْ ذٰلِكَ إِبَاحَةَ السَّفَرِ دُوْنَ الثَّلَاثِ لَهَا بِغَيْرِ مَحْرَمٍ وَلَوْلَا ذٰلِكَ لَمَا كَانَ لِذِكْرِهِ الثَّلَاثَ مَعْنًى .وَنَهٰى نَهْيًا مُطْلَقًا وَلَمْ يَتَكَلَّمْ بِكَلَامٍ يَكُوْنُ فَضْلًا وَلٰكِنَّهُ ذَكَرَ الثَّلَاثَ لِيُعْلَمَ أَنَّ مَا دُوْنَهَا بِخِلَافِهَا وَهٰكَذَا الْحَكِيْمُ يَتَكَلَّمُ بِمَا يَدُلُّ عَلٰى غَيْرِهٖ لِيُغْنِيَهُ عَنْ ذِكْرِ مَا يَدُلُّ كَلَامُهُ ذٰلِكَ عَلَيْهِ وَلَا يَتَكَلَّمُ بِالْكَلَامِ الَّذِيْ لَا يَدُلُّ عَلٰى غَيْرِهٖ وَهُوَ يَقْدِرُ أَنْ يَتَكَلَّمَ بِكَلَامٍ يَدُلُّ عَلٰى غَيْرِهٖ وَهٰذَا تَفَضُّلٌ مِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ لِنَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ إِذْ آتَاهُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ الَّذِيْ لَيْسَ فِيْ طَبْعِ غَيْرِهِ الْقُوَّةُ عَلَيْهِ ثُمَّ رَجَعْنَا إِلٰى مَا كُنَّا فِيْهِ فَلَمَّا ذَكَرَ الثَّلَاثَ وَثَبَتَ بِذِكْرِهٖ إِيَّاهَا إِبَاحَةُ مَا هُوَ دُوْنَهَا ثُمَّ مَا رُوِيَ عَنْهُ فِيْ مَنْعِهَا مِنَ السَّفَرِ مِنْ دُوْنِ الثَّلَاثِ مِنَ الْيَوْمِ وَالْيَوْمَيْنِ وَالْبَرِيْدِ فَكُلُّ وَاحِدٍ مِنْ تِلْكَ الْآثَارِ وَمِنَ الْأَثَرِ الْمَرْوِيِّ فِي الثَّلَاثِ مَتٰى كَانَ بَعْدَ الَّذِيْ خَالَفَهُ نَسَخَهُ إِنْ كَانَ النَّهْيُ عَنْ سَفَرِ الْيَوْمِ بِلَا مَحْرَمٍ بَعْدَ النَّهْيِ عَنْ سَفَرِ الثَّلَاثِ بِلَا مَحْرَمٍ فَهُوَ نَاسِخٌ لَهُ وَإِنْ كَانَ خَبَرُ الثَّلَاثِ هُوَ الْمُتَأَخِّرَ عَنْهُ فَهُوَ نَاسِخٌ لَهُ فَقَدْ ثَبَتَ أَنَّ أَحَدَ الْمَعَانِي الَّتِيْ دُوْنَ الثَّلَاثِ نَاسِخَةٌ لِلثَّلَاثِ أَوْ الثَّلَاثُ نَاسِخَةٌ لَهَا فَلَمْ يَخْلُ خَبَرُ الثَّلَاثِ مِنْ أَحَدِ وَجْهَيْنِ إِمَّا أَنْ يَكُوْنَ هُوَ الْمُتَقَدِّمَ أَوْ يَكُوْنَ هُوَ الْمُتَأَخِّرَ .فَإِنْ كَانَ هُوَ الْمُتَقَدِّمَ فَقَدْ أَبَاحَ السَّفَرَ أَقَلَّ مِنْ ثَلَاثٍ بِلَا مَحْرَمٍ ثُمَّ جَاءَ بَعْدَهُ النَّهْيُ عَنْ سَفَرِ مَا هُوَ دُوْنَ الثَّلَاثِ بِغَيْرِ مَحْرَمٍ فَحَرَّمَ مَا حَرَّمَ الْحَدِيْثُ الْأَوَّلُ وَزَادَ عَلَيْهِ حُرْمَةً أُخْرٰى وَهُوَ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الثَّلَاثِ فَوَجَبَ اسْتِعْمَالُ الثَّلَاثِ عَلٰى مَا أَوْجَبَهُ الْأَثَرُ الْمَذْكُوْرُ فِيْهِ .وَإِنْ كَانَ هُوَ الْمُتَأَخِّرَ وَغَيْرُهُ الْمُتَقَدِّمَ فَهُوَ نَاسِخٌ لِمَا تَقَدَّمَهُ وَالَّذِيْ تَقَدَّمَهُ غَيْرُ وَاجِبِ الْعَمَلِ بِهٖ فَحَدِيْثُ الثَّلَاثِ وَاجِبٌ اسْتِعْمَالُهُ عَلَى الْأَحْوَالِ كُلِّهَا وَمَا خَالَفَهُ فَقَدْ يَجِبُ اسْتِعْمَالُهُ إِنْ كَانَ هُوَ الْمُتَأَخِّرَ وَلَا يَجِبُ إِنْ كَانَ هُوَ الْمُتَقَدِّمَ فَالَّذِيْ قَدْ وَجَبَ عَلَيْنَا اسْتِعْمَالُهُ وَالْأَخْذُ بِهٖ فِي الْوَجْهَيْنِ أَوْلٰى مِمَّا قَدْ يَجِبُ اسْتِعْمَالُهُ فِيْ حَالٍ وَتَرْكُهُ فِيْ حَالٍ وَفِيْ ثُبُوْتِ مَا ذَكَرْنَا دَلِيْلٌ عَلٰى أَنَّ الْمَرْأَةَ لَيْسَ لَهَا أَنْ تَحُجَّ إِذَا كَانَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْحَجِّ مَسِيْرَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ إِلَّا مَعَ مَحْرَمٍ فَإِذَا عَدِمَتِ الْمَحْرَمَ وَكَانَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ مَكَّةَ الْمَسَافَةُ الَّتِيْ ذَكَرْنَا فَهِيَ غَيْرُ وَاجِدَةٍ لِلسَّبِيْلِ الَّذِيْ يَجِبُ عَلَيْهَا الْحَجُّ بِوُجُوْدِهٖ وَقَدْ قَالَ قَوْمٌ (لَا بَأْسَ بِأَنْ تُسَافِرَ الْمَرْأَةُ بِغَيْرِ مَحْرَمٍ) وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ بِمَا

٣٤٤٣: سہیل نے اپنے والد اور مقبری سے دونوں نے ابو ہریرہؓ اور ابو ہریرہؓ جناب رسول اللہ ﷺ سے کہ کوئی

عورت تین رات سے زیادہ سفر نہ کرے مگر کہ اس کے ساتھ اس کا خاوند یا ذی رحم محرم ہو۔ان علماء کا کہنا یہ ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنے اس ارشاد میں تین دن کی تعیین فرمائی ہے اور یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اس سے کم کا حکم اس کے خلاف ہے۔حضرت امام ابوحنیفہ ابو یوسف محمد رحمہم اللہ نے بھی اسی قول کو اختیار کیا ہے۔تو ان تمام آثار میں یہ بات بالاتفاق ثابت ہے کہ عورت کے لئے تین دن کا سفر بلا محرم تین دن سے کم میں اختلاف ہے ہم نے اس میں غور کر کے دیکھا کہ محرم کے بغیر تین دن یا اس سے زائد سفر کی ممانعت ان روایات سے ثابت ہے اور ان روایات میں تین دن کا تعیین یہ ظاہر کرتا ہے۔کہ عورت تین دن سے کم مدت کا سفر بغیر محرم کے کر سکتی ہے اگر یہ بات نہ ہوتی تو تین دن کے تعیین کا چنداں فائدہ نہ ہوتا ممانعت تو مطلق ہے اور آپ نے کوئی کلام نہیں فرمایا بلکہ صرف تین کا ذکر کیا تا کہ معلوم ہو جائے کہ اس سے کم مدت کا حکم اس کے خلاف ہے۔دانا آدمی کی گفتگو اسی طرح کی ہوتی ہے جو غیر پر بھی دلالت کرتی ہے اور جس پر اس کا کلام دلالت کرتا ہے تا کہ اس کے بیان کی ضرورت نہ رہے اور جو بات اس کے غیر پر دلالت نہیں کرتی اس کے ساتھ وہ کلام نہیں کرتا۔حالانکہ وہ اس بات پر قادر ہوتا ہے کہ ایسی گفتگو کرے جو اس کے غیر پر بھی دلالت کرے اور یہ اللہ تعالیٰ کا اپنے پیغمبر ﷺ پر احسان ہے کہ آپ کو جوامع کلم کا وصف خاص عنایت فرمایا جب کہ کسی دوسرے کی فطرت میں یہ قوت مطابقت نہیں۔ہم دوبارہ زیر بحث موضوع کی طرف آتے ہیں کہ جب آپ نے تین کا ذکر فرمایا تو اس سے کم مدت کے سفر کا جواز خود ثابت ہو گیا۔ پھر آپ سے ایک دن دو دن اور ایک برید سفر کی ممانعت بھی روایات میں آئی ہے۔ان تمام روایات میں اور تین دن کے متعلق روایت میں ہے جو بعد میں ثابت ہو گی وہ ماقبل کم مدت کے لئے ناسخ ہو گی۔اگر بلا محرم عورت کے ایک دن سفر کی ممانعت تین دن سفر والی روایت سے مؤخر ہو تو وہ اس کے لئے ناسخ ہو گی اور تین دن والی روایت بعد والی ثابت ہو تو یہ ناسخ ہو گی۔اس سے ثابت ہوا کہ تین دن سے کم مدت کے سلسلہ میں جو کچھ روایات میں آیا ہے۔ان میں سے کوئی روایت تین دن کے لئے ناسخ نہ ہو گی اور تین دن والی ان کے لیے ناسخ ہو گی۔تین دنوں کے متعلق روایات ان دو باتوں سے خالی نہیں وہ مقدم ہو گی یا مؤخر۔اگر وہ مقدم ہو بلا محرم تین دن کا سفر جائز ہو گا پھر بلا محرم تین دن سے کم مدت کے سفر کے سلسلہ میں ممانعت وارد ہوئی ہے۔اس سے وہ کچھ حرام ہوا جو پہلی روایت سے حرام تھا اور مزید ایک حرمت بڑھادی اور وہ یہ مدت ہے جو اس کے اور تین دنوں کے درمیان ہے۔پس تین کا استعمال اس پر لازم ہوا جیسا کہ مذکورہ روایت اس کے وجوب کو ثابت کرتی ہے۔اور اگر وہ متاخر ہو اور اس کے علاوہ روایات مقدم ہو تو یہ ان مقدم روایات کی ناسخ ہو گی اور مقدم پر عمل لازم نہ ٹھہرے گا۔پس تین پر عمل تو بہر حال واجب ہے اور جو اس کے خلاف ہے وہ اگر متاخر ہے۔تو اس پر عمل لازم ہے۔مگر مقدم ہونے کی صورت میں اس پر عمل لازم نہیں۔تو وہ بات جس پر عمل کرنا اور اس کو اختیار کرنا دونوں صورتوں میں واجب ہے اور وہ اس سے اولیٰ ہے۔جس پر عمل کسی صورت میں واجب ہوتا ہے اور کسی صورت میں واجب نہیں ہوتا۔جو کچھ ہم نے

عرض کیا اس کے ثابت ہونے کی صورت میں اس بات کی دلیل ہے کہ عورت کے مسکن اور مقام حج کے درمیان تین دن کا فاصلہ ہو تو محرم کے بغیر اس کو حج کرنا جائز نہیں اور اگر کہ مکرمہ اور اس کے مابین مذکورہ مسافت تو وہ راستہ کی طاقت رکھنے والوں میں شامل نہ ہوگی جس کے پائے جانے کی وجہ سے حج فرض ہوتا ہے۔ دوسرے علماء کہتے ہیں کہ عورت کو بلا محرم سفر حج میں کچھ حرج نہیں ہے۔ انہوں نے دو روایات سے استدلال کیا ہے۔ روایات ذیل میں ہیں۔

**حاصل روایات:** تین دن کو خاص طور پر ذکر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تین سے کم کا حکم اس کے خلاف ہے ان تمام روایات میں تین کی تعیین کھلے طور پر موجود ہے جبکہ دیگر روایات جو اس سے کم مدت کو بیان کر رہی ہیں وہ مختلف ہیں۔

سابقہ روایات کا جواب جن کو فریق اوّل، دوم، سوم، چہارم میں پیش کیا ہے ان تمام روایات میں غور سے معلوم ہوتا ہے کہ بغیر محرم کے جس سفر کی ممانعت ہے وہ تین دن یا اس سے زائد سفر سے متعلق ہیں۔

آپ ﷺ کا تین دن مقرر کرنا اس بات کو خود ثابت کر رہا ہے کہ تین دن رات سے کم مسافت وہ بغیر محرم کر سکتی ہے اگر اس بات کو تسلیم نہ کیا جائے تو پھر تین دن کی قید کا کوئی فائدہ نظر نہیں آتا پس اس قید کا تقاضہ یہی ہے کہ تین دن سے کم سفر کو بلا محرم مباح قرار دیا جائے اور تین دن اور اس سے زائد سفر کو ناجائز قرار دیا جائے۔

ممانعت مطلق ہے اور زائد سے متعلق کلام نہیں فرماتی لیکن تین کا ذکر اس لئے کر دیا تا کہ یہ معلوم ہو جائے کہ اس سے کم میں حکم اس کے خلاف ہے حکیم کا کلام اسی طرح ہوتا ہے کہ دوسری بات کے ذکر پر دلالت کرتے ہوئے اس کے تذکرے سے بے نیاز کر دیتی ہے اور وہ ایسی کلام نہیں کرتا جس میں دوسری چیزوں کے متعلق دلالت نہ ہو اور آپ کو ایسی کلام پر قدرت تھی جو دوسری بات پر دلالت کرنے والی ہو یہ آپ کا معجزہ ہے کیونکہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے جوامع الکلم سے نوازا ہے جس کی کسی دوسرے میں طاقت نہیں۔

اب ہم اصل بات کی طرف لوٹتے ہیں کہ تین کا تذکرہ کر کے اس سے کم کا مباح ہونا ثابت کر دیا تو تین والی روایات کے تذکرہ نے اس کم والی روایات میں مذکورہ مدت کو منسوخ کر دیا مگر نسخ کے لئے تو مقدم و مؤخر کا معلوم ہونا ضروری ہے اگر تین سے کم مدت والی روایات کا زمانہ بعد کا ثابت ہو جائے تو وہ ناسخ بن جائیں گی اور اگر ثلاث والی روایات کا زمانہ بعد والا ثابت ہو جائے تو وہ ناسخ بن جائیں گے ان دونوں باتوں کو سامنے رکھ کر تین والی روایات کی دو صورتیں بنیں گی۔ مقدم ہو یا مؤخر۔

اگر مقدم مانیں تو تین دن سے کم مدت والا سفر بغیر محرم کے مباح ہو گیا پھر اس سے کم مدت کی ممانعت بغیر محرم کے ثابت ہوئی تو اس سے تین دن کا سفر بلا محرم حرام تھا اب اس پر حرمت میں اضافہ ہوا کہ تین کی بجائے دو کی حرمت رہ گئی تو تین کی حرمت تو اپنے مقام پر برقرار رہی۔ اور اگر تین کو زمانہ کے لحاظ سے متاخر مانیں اور دوسروں کو مقدم مانیں کہ اولاً ایک دن کی اباحت پھر دو دن کی کر دی گئی اور پھر اس کو بڑھا کر تین دن کر دیا گیا تو یہ تمام کی ناسخ بن جائے گی تو اس صورت میں بھی تین سے کم واجب العمل نہ رہیں۔

پس اس سے تین والی روایت ہر حال میں واجب العمل رہی اور دوسری روایات تین والی روایت سے متاخر ہوں تو واجب العمل رہیں اور اگر مقدم ہوں تو واجب العمل نہ رہیں اب ہمارا فرض یہ ہے کہ ہم اس روایت کو لیں جو ہر صورت میں قابل استعمال ہے بجائے اس کے کہ ایسی روایت اختیار کریں جو بعض صورتوں میں قابل استعمال ہو اور بعض میں نہ ہو اب جب کہ ہم تین دن والی روایت کو ثابت کر چکے تو اس سے یہ دلیل میسر آ گئی کہ عورت کو اس وقت تک حج جائز نہیں جبکہ اس کا سفر بیت اللہ سے تین دن رات یا اس سے زائد ہو جب تک کہ اس کے ساتھ اس کا محرم نہ ہو اگر محرم نہ ہو اور فاصلہ تین دن رات کا ہو تو وہ ان لوگوں میں شمار ہو گی جو استطاعت نہیں رکھتے اور جب استطاعت ہو گی تو حج لازم ہو گا۔

فریق سادس کا مؤقف: ابن شہاب زہری وغیرہ کا ہے کہ بلا محرم شرعی عورت کو عام سفر اور سفر حج کی اجازت ہے بلکہ نیک مرد یا دیگر عورتوں کے ساتھ وہ سفر کر سکتی ہے۔ دلیل یہ ہے۔

۳۴۳۴: حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ : ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ : أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا سَمِعَتْهَا تَقُولُ فِي الْمَرْأَةِ تَحُجُّ وَلَيْسَ مَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ فَقَالَتْ : مَا لِكُلِّهِنَّ ذُو مَحْرَمٍ

۳۴۳۴: ابن شہاب نے عمرہ سے اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ وہ فرماتی تھیں عورت اس وقت بھی حج کرے جبکہ اس کے ساتھ محرم نہ ہو کیونکہ ہر عورت کو محرم میسر نہیں۔

۳۴۳۵: حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ : ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنِ اللَّيْثِ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ حَدَّثَهُ عَنْ عَمْرَةَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أُخْبِرَتْ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يُفْتِي أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (لَا يَصْلُحُ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تُسَافِرَ إِلَّا وَمَعَهَا مَحْرَمٌ) " فَقَالَتْ (مَا لِكُلِّهِنَّ ذُو مَحْرَمٍ) فَإِنَّ الْحُجَّةَ عَلَيْهِمْ فِي ذٰلِكَ مَا قَدْ تَوَاتَرَتْ بِهِ الْآثَارُ الَّتِي قَدْ ذَكَرْنَاهَا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهِيَ حُجَّةٌ عَلَى كُلِّ مَنْ خَالَفَهَا فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ : إِنَّ الْحَجَّ لَمْ يَدْخُلْ فِي السَّفَرِ الَّذِي نَهَى عَنْهُ فِي تِلْكَ الْآثَارِ فَالْحُجَّةُ عَلَى ذٰلِكَ الْقَائِلِ حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ الَّذِي بَدَأْنَا بِذِكْرِهِ فِي هٰذَا الْبَابِ إِذْ يَقُولُ : خَطَبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ (لَا تُسَافِرِ امْرَأَةٌ إِلَّا مَعَ مَحْرَمٍ .فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ : إِنِّي أَرَدْتُ أَنْ أَحُجَّ بِامْرَأَتِي وَقَدِ اكْتُتِبْتُ فِي غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا قَالَ أُحْجُجْ بِامْرَأَتِكَ) فَدَلَّ ذٰلِكَ عَلَى أَنَّهَا لَا يَنْبَغِي لَهَا أَنْ تَحُجَّ إِلَّا بِهِ وَلَوْلَا ذٰلِكَ لَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "وَمَا حَاجَتُهَا إِلَيْكَ لِأَنَّهَا تَخْرُجُ مَعَ الْمُسْلِمِينَ وَأَنْتَ فَامْضِ لِوَجْهِكَ فِيمَا اكْتُتِبْتَ " فَفِي تَرْكِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَأْمُرَهُ بِذٰلِكَ وَأَمْرِهِ أَنْ يَحُجَّ مَعَهَا دَلِيلٌ عَلَى أَنَّهَا لَا يَصْلُحُ لَهَا الْحَجُّ إِلَّا بِهِ فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ : قَدْ رَوَيْتُمْ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ قَالَ (لَا تُسَافِرِ امْرَأَةٌ مَسِيرَةَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ) وَقَدْ رُوِيَ عَنْهُ مِنْ قَوْلِهِ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِلَافُ ذٰلِكَ فَذَكَرَ:

۳۴۳۵: ابن شہاب نے عمرہ سے انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا کہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فتویٰ دیتے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت کے لئے اس وقت تک سفر درست نہیں جب تک کہ اس کے ساتھ محرم نہ ہو تو اس پر عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہر عورت کا تو محرم نہیں ہوتا۔ ان مستدلین کے خلاف دلیل وہ کثیر روایات ہیں جن کو ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے۔ اگر کوئی معترض یہ کہے کہ حج کا سفر اس سفر میں شامل ہی نہیں جس کی بلا محرم ممانعت کی گئی ہے تو ان کے جواب میں ہم یہ کہیں گے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی وہ روایت جو اس باب کی ابتداء میں مذکور ہو چکی ہے وہ تمہارے جواب کے لئے کافی ہے کہ اس میں مذکور ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا اور فرمایا عورت اپنے محرم ہی کے ساتھ سفر کرے۔ ایک شخص نے آپ سے سوال کیا کہ حضرت میں اپنی بیوی سمیت حج کرنا چاہتا ہوں اور فلاں غزوہ میں میرا نام درج کیا گیا ہے۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو۔ اس سے یہ دلالت مل گئی کہ عورت کو اپنے محرم کے بغیر حج درست نہ تھا اگر یہ بات نہ ہوتی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو فرما دیتے کہ اسے تو تیری ضرورت نہیں ہے کیونکہ وہ دوسرے مسلمانوں کے ساتھ حج کرے گی تو اپنے مقررہ غزوہ کی طرف چلے جا۔ آپ کے غزوہ ترک کرانے اور اپنی بیوی کے ساتھ حج کا حکم دینے میں دلیل یہ ہے کہ اس کو حج اپنی بیوی کے ساتھ ضروری ہے۔ (ممکن ہے پھر محرم میسر نہ ہو) ایک معترض کا کہنا یہ ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کوئی عورت تین دن کی مسافت پر محرم کے علاوہ سفر نہ کرے۔ مگر ان کا اپنا فتویٰ اس کے مخالف ہے ملاحظہ ذیل ہو۔

ج: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول جب متواتر روایات مرفوعہ کے خلاف ہے تو اس کو ترک کر دیا جائے گا اور ان روایات کو لیا جائے گا نیز موقعہ قیاس کا نہیں پس نقل کو ترجیح حاصل ہوگی۔

## سرسری اشکال:

ان روایات میں جس سفر کی ممانعت کی گئی ہے وہ عام سفر ہیں حج ان میں داخل نہیں وہ اس سے مستثنیٰ ہے۔

ج: سفر حج کا اس سے مستثنیٰ کہنا درست نہیں ہم باب کی ابتداء میں روایات ابن عباس رضی اللہ عنہما نقل کر آئے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ کوئی عورت بغیر محرم کے سفر نہ کرے تو ایک آدمی نے کھڑے ہو کر سوال کیا کہ میں اپنی بیوی کے ساتھ حج کر ارادہ رکھتا ہوں اور فلاں غزوہ میں' میں نے اپنے آقا سے مکاتبت کر لی ہے تو کیا بدل کتابت کو جمع کرنا زیادہ ضروری ہے یا میں حج پر چلا جاؤں آپ نے فرمایا تم حج پر جاؤ۔

اس سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ عورت کو بلا محرم حج درست نہیں اگر ایسا نہ ہوتا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو فرماتے کہ تیری ضرورت نہیں وہ مسلمانوں کے قافلہ کے ساتھ حج کرے آپ کا اسے اپنی بیوی کے ساتھ حج کا حکم دینا یہ اس بات کی کھلی

دلیل ہے کہ اس کا حج محرم کے بغیر نہ ہوگا۔

## دوسرا اشکال:

تم نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کی زبانی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا عورت تین دن رات کا سفر بغیر محرم کے نہ کرے۔ حالانکہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا فتویٰ اس کے خلاف منقول ہے۔ وہ ملاحظہ کرلیں۔

۳۴۳۶ : مَاحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ : ثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرٍ أَنَّ نَافِعًا حَدَّثَهُ أَنَّهُ كَانَ يُسَافِرُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا الْمَوَالِيَاتُ لَهُ لَيْسَ مَعَهُنَّ ذُوْ مَحْرَمٍ قِيْلَ لَهُ : مَا هٰذَا بِخِلَافٍ لِمَا رَوَيْنَا عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَنَّا لَمْ نَرْوِ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهْيًا أَنْ تُسَافِرَ الْمَرْأَةُ سَفَرًا أَيَّ سَفَرٍ كَانَ إِلَّا بِمَحْرَمٍ وَلٰكِنَّا رَوَيْنَا عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهٰى أَنْ تُسَافِرَ الْمَرْأَةُ سَفَرًا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ إِلَّا مَعَ ذِيْ مَحْرَمٍ فَكَانَ ذٰلِكَ نَاهِيًا لَهَا عَنِ السَّفَرِ الَّذِيْ مِقْدَارُ مَسَافَتِهِ الثَّلَاثُ إِلَّا بِمَحْرَمٍ وَمُبِيْحًا لَمَا هُوَ أَقَلُّ مِنْهُ مَسَافَةً بِغَيْرِ مَحْرَمٍ فَقَدْ يَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ السَّفَرُ الَّذِيْ كَانَ يُسَافِرُهُ مَعَهُ هٰؤُلَاءِ الْمَوَالِيَاتُ بِغَيْرِ مَحْرَمٍ هُوَ السَّفَرُ الَّذِيْ لَمْ يَدْخُلْ فِيْمَا نَهٰى عَنْهُ مَا رَوَيْنَا عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاحْتَجَّ آخَرُوْنَ فِيْ إِبَاحَةِ السَّفَرِ لِلْمَرْأَةِ بِغَيْرِ مَحْرَمٍ بِمَا رُوِيَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا كَانَتْ تُسَافِرُ بِغَيْرِ مَحْرَمٍ۔

۳۴۳۶: نافع بیان کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ اپنی آزاد کردہ لونڈیوں کے ساتھ سفر کرتے تھے جبکہ ان کے ساتھ ان کا کوئی محرم نہ ہوتا تھا حالانکہ آزاد کردہ لونڈی تو غیر محرم کے حکم میں ہے۔ اس کے جواب میں ہم یہ عرض کریں گے کہ یہ روایت اس کے مخالف جو ہم نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کی وساطت سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی ہے۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم نے مطلق ممانعت نقل نہیں ہے کہ عورت کوئی سا سفر بھی بلا محرم نہ کرے بلکہ ہم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی وساطت سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت کی ہے کہ آپ نے عورت کو محرم کے علاوہ تین دن کا سفر کرنے سے منع فرمایا ہے تو اس میں محرم کے بغیر تین دن کی مسافت پر سفر کرنے کی ممانعت ہے اور اس سے کم مسافت کا سفر درست ہے۔ تو عین ممکن ہے کہ ان کے ساتھ محرم کے بغیر لونڈیوں کا سفر وہ سفر ہو جو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کردہ ممانعت میں داخل نہیں۔ دوسرے علماء نے بلا محرم سفر کے مباح پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی یہ روایت پیش کی ہے کہ وہ بلا محرم سفر کرتی تھیں روایت ذیل میں ہے۔

ج: یہ روایت اس کے خلاف نہیں چونکہ جناب نبی اکرم ﷺ سے جو روایت نقل کی گئی ہے اس میں یہ مذکور نہیں کہ ہر تھوڑے زیادہ سفر کے لئے محرم لازم ہے بلکہ ابن عمر رضی اللہ عنہ والی روایت میں تین دن رات کی ممانعت ہے اور اس سے کم سفر کے مباح ہونے میں کلام نہیں پس سفر جس کا تذکرہ آپ کی پیش کردہ روایت میں ہے وہ مباح سفر سے ہے پس دونوں میں تضاد نہیں۔

## ایک اور اشکال:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ بغیر محرم عورت کو مطلقاً سفر درست ہے۔

ج: روایت یہ ہے۔

۳۴۳۷ : فَحَدَّثَنِي بَعْضُ أَصْحَابِنَا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُقَاتِلٍ الرَّازِيِّ لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا عَنْ حَكَّامٍ الرَّازِيِّ قَالَ : سَأَلْتُ أَبَا حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ (هَلْ تُسَافِرُ الْمَرْأَةُ بِغَيْرِ مَحْرَمٍ ؟) فَقَالَ : لَا نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُسَافِرَ امْرَأَةٌ مَسِيْرَةَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فَصَاعِدًا إِلَّا وَمَعَهَا زَوْجُهَا أَوْ أَبُوهَا أَوْ ذُو رَحِمٍ مِنْهَا قَالَ حُكَّامٌ : فَسَأَلْتُ الْعَرْزَمِيَّ فَقَالَ : لَا بَأْسَ بِذٰلِكَ .

۳۴۳۷: یہ روایت حکام الرازی نے محمد بن مقاتل رازی سے نقل کی ہے کہ میں نے ابو حنیفہؒ سے پوچھا کہ کیا عورت بغیر محرم کے سفر کر سکتی ہے؟ تو انہوں نے فرمایا نہیں کیونکہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین دن رات کا سفر عورت اپنے خاوند یا والد یا ذی رحم محرم کے ساتھ کرے حکام کہتے ہیں میں نے عرزمی سے سوال کیا تو اس نے کہا اس میں کچھ حرج نہیں۔ اور یہ روایت نقل کر دی۔

۳۴۳۸ : حَدَّثَنِي عَطَاءٌ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كَانَتْ تُسَافِرُ بِلَا مَحْرَمٍ قَالَ : فَأَتَيْتُ أَبَا حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ فَأَخْبَرْتُهُ بِذٰلِكَ فَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ لَمْ يَدْرِ الْعَرْزَمِيُّ مَا رَوٰى كَانَ النَّاسُ لِعَائِشَةَ مَحْرَمًا فَمَعَ أَيِّهِمْ سَافَرَتْ فَقَدْ سَافَرَتْ مَعَ مَحْرَمٍ وَلَيْسَ النَّاسُ لِغَيْرِهَا مِنَ النِّسَاءِ كَذٰلِكَ وَكُلُّ الَّذِي أَثْبَتْنَا فِي هٰذَا الْبَابِ مِنْ مَنْعِ الْمَرْأَةِ مِنَ السَّفَرِ مَسِيْرَةَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ إِلَّا مَعَ مَحْرَمٍ وَمِنْ إِبَاحَةِ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لَهَا مِنَ السَّفَرِ بِغَيْرِ مَحْرَمٍ وَمِنْ أَنَّ الْمَرْأَةَ لَا يَجِبُ عَلَيْهَا فَرْضُ الْحَجِّ إِلَّا بِوُجُوْدِهَا الْمَحْرَمَ مَعَ وُجُوْدِ سَائِرِ السَّبِيْلِ الَّذِي يَجِبُ بِوُجُوْدِهَا فَرْضُ الْحَجِّ .قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَبِي يُوْسُفَ وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى .

۳۴۳۸: عطاء نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا کہ وہ بغیر محرم کے سفر کرتی تھیں راوی کہتا ہے میں ابو حنیفہؒ کے پاس آیا اور ان کو اس کی اطلاع دی تو ابو حنیفہؒ نے فرمایا عرزمی کو اس روایت کا مفہوم سمجھ نہ آیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تو سب کی ماں تھیں اور تمام لوگ ان کے محرم تھے تو ان میں سے جس کے ساتھ انہوں نے سفر کیا تو محرم کے ساتھ کیا دوسری عورتوں کا حکم ان جیسا نہیں۔ پس ان کے فعل سے استدلال باطل ہے۔ اس باب میں ہم نے جو کچھ ثابت کیا کہ

عورت تین دن کا سفر بلا محرم نہیں کر سکتی اور اس سے کم سفر بلا محرم بھی درست ہے۔اسی طرح عورت پر حج کی فرضیت کی شرط محرم کا وجود ہے اور یہ استطاعت سبیل میں شامل ہے جس کی وجہ سے اس پر حج فرض ہوتا ہے۔امام ابوحنیفہ ابو یوسف محمد رحمہم اللہ کا یہی قول ہے۔

**حاصل روایات:** اس باب میں تین دن یا اس سے زیادہ بلا محرم سفر کی ممانعت اور اس سے کم سفر کا بلا محرم جواز اور اگر حج کا سفر زیادہ ہو تو اس عورت پر حج لازم نہیں یہ سب ہمارے ائمہ ابوحنیفہ ابو یوسف محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔ ۷ شوال ۱۴۲۸ھ۔

## بَابُ الْمَوَاقِيتِ الَّتِي يَنْبَغِي لِمَنْ أَرَادَ الْإِحْرَامَ أَنْ لَا يَتَجَاوَزَهَا

### میقات احرام

**خلاصۃ البرام:** مواقیت یہ میقات کی جمع ہے۔احرام باندھنے کا وقت یا جگہ کو کہا جاتا ہے حج میں ارکان امام شافعیؒ کے ہاں احرام وقوف عرفات سعی صفا مروہ طواف وحلق۔مگر امام مالکؒ نے حلق کے بغیر چار ارکان بتلائے امام ابوحنیفہؒ کے ہاں احرام شرط اور سعی واجب ہے اور ارکان حج وقوف عرفات اور طواف زیارت ہیں۔میقات احادیث کی رو سے چھ ہیں۔

نمبر ①: اہل مدینہ اور اس طرف سے آنے والے تبوک اردن ینبوع وغیرہ کے لوگوں کا میقات ذوالحلیفہ ہے۔

نمبر ②: جبل قرن یہ عرفات سے طائف کی طرف پڑتا ہے ریاض اور خلیجی ممالک سے آنے والوں کا میقات ہے۔

نمبر ③: جحفہ اس کو رابغ بھی کہا جاتا ہے یہ شام مصر الجزائر سوڈان افریقی ممالک کا میقات ہے۔براعظم یورپ کا میقات بھی یہی ہے۔

نمبر ④: یلملم بحری راستہ سے جدہ جہاز جو پاکستان ہند برما بنگلہ دیش ملائشیا انڈونیشیاء آسٹریلیائی علاقوں اور اہل یمن کا میقات ہے۔

نمبر ⑤: اہل مدین کا میقات وادی عقیق ہے۔

نمبر ⑥: ذات عرق اس کے متعلق اختلاف ہے۔① امام شافعی سفیان ابن سیرین کے ہاں اہل عراق وادی عقیق سے احرام باندھیں افضل یہی ہے ان کا میقات مقرر نہیں ہے مگر ② امام ابوحنیفہ مالک احمد اور جمہور فقہاء رحمہم اللہ ذات عرق کو متعین میقات مانتے ہیں۔یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اس باب میں اسی سے متعلق بحث کی گئی ہے یہی چائنا خراسان ازبکستان روس وغیرہ ممالک کا میقات ہے۔

فریق اوّل کا موقف اور دلیل: اہل عراق وغیرہ کا میقات مقرر نہیں ان کو وادی عقیق سے احرام باندھنا افضل ہے البتہ وہ جس میقات سے گزریں ان کے لئے وہی میقات ہے دلیل یہ روایات ہیں۔

۳۴۳۹ :حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ حُذَيْفَةَ قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : (وَقَّتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلِأَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ وَلِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَ وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ) وَلَمْ أَسْمَعْهُ مِنْهُ قِيْلَ لَهُ : فَالْعِرَاقُ؟ قَالَ : لَمْ يَكُنْ يَوْمَئِذٍ عِرَاقٌ۔

۳۴۳۹: عبداللہ بن دینار نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مدینہ کے لئے ذوالحلیفہ اور اہل شام کے لئے جحفہ اور اہل نجد کے لئے قرن اور اہل یمن کے لئے یلملم اور یہ میں نے ان سے نہیں سنا۔ ان سے پوچھا گیا کہ اہل عراق کے لئے تو انہوں نے فرمایا ان دنوں عراق (کا علاقہ اسلام میں) نہ تھا۔

**تخریج** : بخاری فی الحج باب۷، ۹، والصید باب۱۸، مسلم فی الحج ۱۲/۱۱، ابو داؤد فی المناسك باب۸، نسائی فی المناسك باب۱۹، ۲۰/۲۱، ۲۲/۲۱، دارمی فی المناسك باب۵، مسند احمد باب ۲۳۸/۱، ۴۶/۲، ۵۸، ۸۱، ۱۸۱، ۱۰۷۔

۳۴۴۰ :حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ : ثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ : ثَنَا جَرِيْرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيْدِ عَنْ صَدَقَةَ بْنِ يَسَارٍ قَالَ : سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ فَذَكَرَ مِثْلَهُ قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَذَهَبَ قَوْمٌ عَلَى أَنَّ أَهْلَ الْعِرَاقِ لَا وَقْتَ لَهُمْ فِي الْإِحْرَامِ كَوَقْتِ سَائِرِ الْبُلْدَانِ وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ وَقَالُوْا : كَذٰلِكَ سَائِرُ الْأَحَادِيْثِ الْأُخَرُ الْمَرْوِيَّةُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذِكْرِ مَوَاقِيْتِ الْإِحْرَامِ لَيْسَ فِيْ شَيْءٍ مِنْهَا لِلْعِرَاقِ ذِكْرٌ ثُمَّ ذَكَرُوْا فِيْ ذٰلِكَ مَا

۳۴۴۰: جریر بن عبدالحمید نے صدقہ بن یسار سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا وہ اسی طرح بیان کرتے تھے۔ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک جماعت علماء کا کہنا ہے کہ اہل عراق کا کوئی میقات نہیں جیسا دیگر شہروں کے میقات مقرر ہیں اور انہوں نے دلیل میں اس روایت کو پیش کیا۔ اسی طرح دیگر احادیث جن میں مواقیت کا تذکرہ ان میں عراق کا کہیں تذکرہ نہیں پایا جاتا۔ پھر ذیل کی روایات ذکر کیں۔

۳۴۴۱ :حَدَّثَنَا يُوْنُسُ وَرَبِيْعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَا : ثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ قَالَ : ثَنَا وُهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ : ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَّتَ لِأَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلِأَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ وَلِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَ وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ ثُمَّ قَالَ : فَهِيَ لَهُنَّ وَلِكُلِّ مَنْ أَتَى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِهِنَّ فَمَنْ كَانَ أَهْلُهُ دُوْنَ الْمِيْقَاتِ فَمِنْ حَيْثُ يَشَاءُ حَتّٰى يَأْتِيَ ذٰلِكَ عَلَى أَهْلِ مَكَّةَ).

۳۴۴۱: عبداللہ بن طاؤس نے اپنے والد سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہل مدینہ کے لئے ذوالحلیفہ اور اہل شام کے لئے جحفہ اور اہل نجد کے لئے قرن اور اہل یمن کے لئے

یلملم مقرر فرمایا پھر فرمایا کہ یہ ہر اس شخص کے لئے میقات ہیں جس کا ان پر گزر ہو جو آدمی میقات کے اندر کا رہنے والا ہو وہ جہاں سے چاہے احرام باندھے یہاں تک کہ اہل مکہ پر آئے یعنی حرم سے باہر تک۔

۳۴۴۲: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ : ثَنَا كَثِيرُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ : ثَنَا جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ قَالَ : سَأَلْتُ عَمْرَو بْنَ دِينَارٍ عَنْ امْرَأَةٍ حَاجَّةٍ مَرَّتْ بِالْمَدِينَةِ فَأَتَتْ (ذَا الْحُلَيْفَةِ) وَهِيَ حَائِضٌ فَقَالَ لَهَا يُجْزِئُهَا لَوْ تَقَدَّمَتْ إِلَى الْجُحْفَةِ فَأَحْرَمَتْ مِنْهَا فَقَالَ عَمْرٌو : نَعَمْ حَدَّثَنَا طَاوُسٌ وَلَا تَحْسَبَنَّ فِينَا أَحَدًا أَصْدَقَ لَهْجَةً مِنْ طَاوُسٍ قَالَ : قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَقَّتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَهُ إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ مِنْ قَوْلِهِ (فَمَنْ كَانَ أَهْلُهُ) إِلَى آخِرِ الْحَدِيثِ قَالُوا فَكَذَلِكَ أَهْلُ الْعِرَاقِ مَا أَتَوْا عَلَيْهِ مِنْ هَذِهِ الْمَوَاقِيتِ فَهُوَ وَقْتٌ لَهُمْ وَمَا سِوَاهَا فَلَيْسَ بِوَقْتٍ لَهُمْ وَذَكَرُوا فِي ذَلِكَ أَيْضًا مَا

۳۴۴۲: جعفر بن برقان کہتے ہیں کہ میں نے عمرو بن دینار سے پوچھا کہ اس عورت کا کیا حکم ہے جو ذوالحلیفہ سے گزرے تو وہ حج کا احرام باندھے یا نہیں تو انہوں نے کہا اس کو گزر جانا چاہئے اگر وہ جحفہ سے گزرے تو وہاں سے احرام باندھ لے عمرو کہنے لگے ہمیں طاوس نے بیان کیا اور طاوس سے زیادہ سچی بات والا کوئی نہیں وہ کہتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میقات مقرر فرمائے پھر اسی طرح روایت نقل کی البتہ انہوں نے فمن کان اھلہ سے لیکر آخر تک جملہ نقل نہیں کیا۔ انہوں نے کہا کہ اہل عراق کا گزر ان مذکورہ مواقیت میں سے جس سے ہو تو وہی ان کی میقات ہوگی دوسری نہ ہوگی۔ اس سلسلہ میں یہ روایت بھی ذکر کی ہے۔

**تخریج** : بخاری فی الحج باب۹۔

۳۴۴۳: حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : (يُهِلُّ أَهْلُ الْمَدِينَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ وَأَهْلُ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَةِ وَأَهْلُ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ) قَالَ عَبْدُ اللَّهِ : وَبَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "(يُهِلُّ أَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ)

۳۴۴۳: نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اہل مدینہ ذوالحلیفہ سے اہل شام جحفہ سے اور اہل نجد قرن سے احرام باندھیں عبداللہ کہتے ہیں مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اہل یمن یلملم سے احرام باندھیں۔

**تخریج** : بخاری فی الحج باب۸، مسلم فی الحج ۱۳، ترمذی فی الحج باب۱۷، نسائی فی المناسک باب۱۷، ۱۸، ۲۱، ابن ماجہ فی المناسک باب۱۳، مالک فی الموطا الحج باب۲۲، مسند احمد ۳۳۲/۱، ۴۸/۲، ۵۵، ۶۵۔

۳۴۴۴ :حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا وَهْبٌ قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ .ح .

۳۴۴۴:ابن مرزوق نے وہب سے انہوں نے شعبہ سے روایت نقل کی ہے۔

۳۴۴۵ :وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ : ثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ قَالَ .ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ : سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ : (وَقَّتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلِاَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ وَلِاَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَ وَلِاَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ) .

۳۴۴۵: نافع نے ابن عمر ﷞ سے انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے سفیان کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن دینار سے سنا انہوں نے ابن عمر ﷞ کو فرماتے سنا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اہل مدینہ کے لئے ذوالحلیفہ اور اہل شام کے لئے جحفہ اور اہل نجد کے لئے قرن اور اہل یمن کے لئے یلملم میقات مقرر فرمایا۔

**تخریج** : روایت نمبر ۳۴۴۰ کی تخریج ملاحظہ ہو۔

۳۴۴۶ : حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ : اَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَنَّ مَالِكًا اَخْبَرَهُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ فَقَالُوْا : بَلْ مِيْقَاتُ اَهْلِ الْعِرَاقِ ذَاتُ عِرْقٍ وَقَّتَ ذٰلِكَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا وَقَّتَ سَائِرَ الْمَوَاقِيْتِ لِاَهْلِهَا وَذَكَرُوْا فِيْ ذٰلِكَ مَا

۳۴۴۶: عبداللہ بن دینار نے ابن عمر ﷞ سے انہوں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح روایت کی ہے۔ دوسرے علماء نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے کہا اہل عراق کا میقات نے ذات عرق ہے۔ جناب نبی اکرم ﷺ نے اس کو اس کے لئے دیگر مواقیت کی طرح مقرر فرمایا' روایات ذیل ملاحظہ ہوں۔

**حاصل روایات**: ان تمام روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل عراق کے لئے کوئی میقات مقرر نہیں جس میقات پر ان کا گزر ہو گا وہی ان کا میقات ہے۔

## فریق ثانی کا موقف:

اہل عراق کے لئے جناب رسول اللہ ﷺ نے میقات مقرر فرمایا ہے جس طرح دیگر میقات مقرر فرمائے ہیں اور وہ ذات عرق ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل روایات سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔

۳۴۴۷ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ دَاوٗدَ قَالَ : ثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيْدَ الْقُطْرُبُلِّيُّ وَهِشَامُ بْنُ بَهْرَامَ الْمَدَائِنِيُّ قَالَا : ثَنَا الْمُعَافَى بْنُ عِمْرَانَ عَنْ اَفْلَحَ بْنِ حُمَيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ

عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (وَقَّتَ لِأَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلِأَهْلِ الشَّامِ وَمِصْرَ الْجُحْفَةَ وَلِأَهْلِ الْعِرَاقِ ذَاتَ عِرْقٍ وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ)

۳۴۴۷: قاسم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مدینہ کے لئے ذوالحلیفہ' اہل شام و مصر کے لئے جحفہ اور اہل عراق کے لئے ذات عرق اور اہل یمن کے لئے یلملم میقات مقرر فرمائے۔

**تخریج** : مسلم فی الحج باب۱۶' ابو داؤد فی المناسك باب۸۔

۳۴۴۸: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ: ثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ قَالَ: أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: وَأَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَسْأَلُ عَنِ الْمُهَلِّ فَقَالَ: سَمِعْتُ ثُمَّ انْتَهٰى أَرَاهُ يُرِيْدُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (يُهِلُّ أَهْلُ الْمَدِيْنَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ وَالطَّرِيْقُ الْآخَرُ مِنَ الْجُحْفَةِ وَيُهِلُّ أَهْلُ الْعِرَاقِ مِنْ ذَاتِ عِرْقٍ وَيُهِلُّ أَهْلُ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ وَيُهِلُّ أَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ)

۳۴۴۸: ابوالزبیر نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے سنا کہ احرام باندھنے والے کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا میں نے سنا پھر آخر تک روایت بیان کی میرا خیال ہے کہ اس سے مراد جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے کہ اہل مدینہ ذوالحلیفہ اور دوسرے راستے سے جائیں تو جحفہ اور اہل عراق ذات طرق سے احرام باندھیں اور اہل نجد قرن سے اور اہل یمن یلملم سے احرام باندھیں۔

۳۴۴۹: حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ: ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ: ثَنَا حَفْصٌ هُوَ ابْنُ غِيَاثٍ عَنِ الْحَجَّاجِ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: (وَقَّتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلِأَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ وَلِأَهْلِ الْعِرَاقِ ذَاتَ عِرْقٍ).

۳۴۴۹: عطاء نے جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مدینہ کے لئے ذوالحلیفہ اور اہل شام کے لئے جحفہ اور اہل یمن کے لئے یلملم اور اہل عراق کے لئے ذات عرق میقات مقرر کیا۔

۳۴۵۰: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عُثْمَانَ وَعَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَا: ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ: أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سُوَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي هِلَالُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّهُ سَمِعَ (رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَّتَ لِأَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلِأَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ وَلِأَهْلِ الْبَصْرَةِ ذَاتَ عِرْقٍ وَلِأَهْلِ الْمَدَائِنِ الْعَقِيْقَ مَوْضِعٌ قُرْبَ ذَاتِ عِرْقٍ) فَقَدْ ثَبَتَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذِهِ الْآثَارِ مِنْ وَقْتِ أَهْلِ الْعِرَاقِ كَمَا ثَبَتَ مِنْ وَقْتِ مَنْ سِوَاهُمْ بِالْآثَارِ الَّتِي قَبْلَهَا. وَهٰذَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَقَدْ رَوٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ تَوْقِيْتِهِ مَا قَدْ ذَكَرْنَاهُ عَنْهُ فِي الْفَصْلِ الَّذِي قَبْلَ هٰذَا ثُمَّ قَدْ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ

عَنْهُمَا مِنْ بَعْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذٰلِكَ.

۳۴۵۰: ہلال بن زید کہتے ہیں کہ مجھے انس بن مالک نے بتلایا کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ نے اہل مدینہ کے لئے ذوالحلیفہ اہل شام کے لئے جحفہ اور اہل بصرہ کے لئے ذات عرق اور اہل مدائن کے لئے عقیق (یہ ذات عرق کے قریب جگہ ہے) کو میقات مقرر فرمایا۔ ان روایات سے اہل عراق کے لئے بھی جناب رسول اللہ ﷺ کی جانب سے میقات کا مقرر ہونا دیگر مواقیت کی طرح ثابت ہوگیا۔ یہ ابن عمر ؓ ہیں۔ جو جناب نبی اکرم ﷺ سے اہل عراق کیلئے مقررہ میقات کا ذکر فرما رہے ہیں اور آپ کے بعد وہ نقل کر رہے ہیں۔

**حاصل روایات:** ان روایات سے اہل عراق کے لئے ذات عرق کا میقات ثابت ہوگیا جیسا کہ دیگر مواقیت ثابت ہیں۔

ابن عمر ؓ والی روایت: اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ ابن عمر ؓ خود ذات عرق کو اہل عراق کا میقات تسلیم کر رہے ہیں جیسا کہ اس روایت میں موجود ہے۔

۳۴۵۱: مَا حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوٗدَ قَالَ : ثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ ثَنَا وَكِيْعٌ قَالَ : ثَنَا جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ عَنْ مَيْمُوْنِ بْنِ مِهْرَانَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (وَقَّتَ لِأَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلِأَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ وَلِأَهْلِ الطَّائِفِ قَرْنَ) قَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا : وَقَالَ النَّاسُ لِأَهْلِ الْمَشْرِقِ ذَاتِ عِرْقٍ .فَهٰذَا ابْنُ عُمَرَ يُخْبِرُ أَنَّ النَّاسَ قَدْ قَالُوْا ذٰلِكَ وَلَا يُرِيْدُ ابْنُ عُمَرَ مِنَ النَّاسِ إِلَّا أَهْلَ الْحُجَّةِ وَالْعِلْمِ بِالسُّنَّةِ وَمُحَالٌ أَنْ يَكُوْنُوْا قَالُوْا ذٰلِكَ بِآرَائِهِمْ لِأَنَّ هٰذَا لَيْسَ مِمَّا يُقَالُ مِنْ جِهَةِ الرَّأْيِ وَلٰكِنَّهُمْ قَالُوْا بِمَا أَوْقَفَهُمْ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ قَائِلٌ : وَكَيْفَ يَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَّتَ لِأَهْلِ الْعِرَاقِ يَوْمَئِذٍ مَا وَقَّتَ وَالْعِرَاقُ إِنَّمَا كَانَتْ بَعْدَهُ؟ قِيْلَ لَهُ : كَمَا وَقَّتَ لِأَهْلِ الشَّامِ مَا وَقَّتَ وَالشَّامُ إِنَّمَا فُتِحَتْ بَعْدَهُ فَإِنْ كَانَ يُرِيْدُ بِمَا وَقَّتَ لِأَهْلِ الشَّامِ مَنْ كَانَ فِي النَّاحِيَةِ الَّتِي افْتُتِحَتْ حِيْنَئِذٍ مِنْ قِبَلِ الشَّامِ فَكَذٰلِكَ يُرِيْدُ بِمَا وَقَّتَ لِأَهْلِ الْعِرَاقِ مَنْ كَانَ فِي النَّاحِيَةِ الَّتِي افْتُتِحَتْ حِيْنَئِذٍ مِنْ قِبَلِ الْعِرَاقِ مِثْلَ جَبَلِ طَيِّءٍ وَنَوَاحِيْهَا .وَإِنْ كَانَ مَا وَقَّتَ لِأَهْلِ الشَّامِ إِنَّمَا هُوَ لِمَا عَلِمَ بِالْوَحْيِ أَنَّ الشَّامَ سَتَكُوْنُ دَارَ إِسْلَامٍ فَكَذٰلِكَ مَا وَقَّتَ لِأَهْلِ الْعِرَاقِ إِنَّمَا هُوَ لِمَا عَلِمَ بِالْوَحْيِ أَنَّ الْعِرَاقَ سَتَكُوْنُ دَارَ إِسْلَامٍ فَإِنَّهُ قَدْ كَانَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ مَا سَيَفْعَلُهُ أَهْلُ الْعِرَاقِ فِي زَكَوَاتِهِمْ مَعَ ذِكْرِهِ مَا سَيَفْعَلُهُ أَهْلُ الشَّامِ فِي زَكَوَاتِهِمْ

۳۴۵۱: میمون بن مہران نے ابن عمر ؓ سے روایت کی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے اہل مدینہ کے لئے ذوالحلیفہ' اہل شام کے لئے جحفہ اور اہل یمن کے لئے یلملم اور اہل طائف کے لئے قرن کو میقات مقرر فرمایا۔ ابن

عمر کہتے ہیں کہ لوگ کہتے ہیں کہ اہل مشرق کے لئے ذات عرق ہے۔ یہ ابن عمر ؓ کہہ رہے ہیں کہ لوگ کہتے ہیں اور ابن عمر ؓ کی مرادلوگوں سے یہاں اہل علم وتقویٰ ہیں اور یہ بات ممکن نہیں کہ انہوں نے یہ اپنی رائے سے کہی ہے۔ کیونکہ یہ اجتہادی چیزوں سے نہیں' بلکہ انہوں نے وہی بات کہی جس کی اطلاع جناب رسول اللہ ﷺ نے ان کو دی۔ اگر کوئی معترض یہ کہے کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ نے اہل عراق کے لئے میقات مقرر کیا جب کہ عراق اس وقت تک اہل اسلام کے پاس نہ تھا۔ اس جواب یہ ہے کہ اہل شام کے لئے میقات مقرر فرمایا حالانکہ شام دور صدیقی میں فتح ہوا۔ اصل مقصد اہل شام کے میقات کا یہ تھا کہ جو اس جانب بسنے والے لوگ ہیں۔ اسی طرح عراق کے میقات سے جانب عراق مراد ہے۔ مثلاً طی کے پہاڑ اور ان کے اطراف اور اگر اہل شام کے لئے میقات کی تقریری وحی الٰہی سے ہوئی تو وحی سے یہ علم ہوا کہ عنقریب شام دارالاسلام ہوگا۔ پس اہل عراق کے میقات کا بھی یہی حال ہے کہ آپ کو وحی سے معلوم ہوا کہ عراق عنقریب اہل عراق اپنی زکوٰۃ میں وہ کچھ کریں گے جو اہل شام اپنی زکوٰۃ کے سلسلہ میں کریں گے۔ ذیل کی روایت ملاحظہ ہو۔

**حاصل روایات:** یہ ابن عمر ؓ خود بتلا رہے ہیں کہ لوگ کہتے ہیں کہ اہل مشرق کے لئے ذات عرق ہے۔ الناس سے یہاں عام لوگ ہرگز مراد نہیں یہ توقیفی چیز ہے اور اہل علم ہی اس سے مراد ہیں تو وہ اپنی طرف سے نہیں کہہ سکتے کیونکہ یہ آپ ﷺ کے بتلانے پر موقوف ہے۔

## ایک اعتراض:

یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے اہل عراق کے لئے میقات مقرر کر دیا حالانکہ اس وقت اہل عراق مسلمان ہی نہ تھے۔

**جواب**: اس وقت اہل شام بھی مسلمان نہ تھے جیسا ان کے لئے میقات مقرر کیا اسی طرح اہل عراق کے لئے میقات مقرر فرمایا ممالک کی وہ اطراف اہل جزیرۃ العرب کے لئے تو موجود تھیں تمام لوگ جزیرہ عرب کے میقات کے اندر تو نہیں رہتے تھے۔ اہل شام سے مراد شام والی جانب مراد ہے اور اہل عراق والی جانب کا کچھ علاقہ آپ کے زمانے میں فتح ہوا تھا مثلاً جبل طیی اور ان کے اطراف' اہل شام کے لئے میقات اس لئے اگر مقرر فرمایا کہ وہ عنقریب مسلمان ہوں گے تو اہل عراق کے لئے بھی ان کے مسلمان ہونے کی خوشخبری وحی سے مل چکی تھی اسی طرح زکوٰۃ کے سلسلہ میں بھی انہوں نے اسی طرح کرنا تھا جس طرح کہ اہل شام نے کرنا تھا۔ ان روایات کو ملاحظہ کریں۔

۳۴۵۲: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ الْبُغْدَادِيُّ قَالَ: ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ .ح.

۳۴۵۲: عبدالعزیز بغدادی نے احمد بن یونس سے روایت نقل کی ہے۔

۳۴۵۳: وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوُدَ قَالَ: ثَنَا الْوُحَاظِيُّ .ح

۳۴۵۳: ابن ابی داؤد نے وحاظی سے روایت کی۔

۳۴۵۴: وَحَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ قَالُوْا : ثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (مَنَعَتِ الْعِرَاقُ قَفِيْزَهَا وَدِرْهَمَهَا وَمَنَعَتِ الشَّامُ مُدَّهَا وَدِيْنَارَهَا وَمَنَعَتْ مِصْرُ إِرْدَبَّهَا وَدِيْنَارَهَا وَعُدْتُمْ كَمَا بَدَأْتُمْ وَعُدْتُمْ كَمَا بَدَأْتُمْ وَعُدْتُمْ كَمَا بَدَأْتُمْ) " ثُمَّ يَشْهَدُ عَلٰى ذٰلِكَ لَحْمُ أَبِيْ هُرَيْرَةَ وَدَمُهُ يَزِيْدُ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِيْ قِصَّةِ الْحَدِيْثِ فَهٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ ذَكَرَ مَا سَيَفْعَلُهُ أَهْلُ الْعِرَاقِ مِنْ مَنْعِ الزَّكٰوةِ قَبْلَ أَنْ يَكُوْنَ عِرَاقٌ وَذَكَرَ مِثْلَ ذٰلِكَ فِيْ أَهْلِ الشَّامِ وَأَهْلِ مِصْرَ قَبْلَ أَنْ يَكُوْنَ الشَّامُ وَمِصْرُ لِمَا أَعْلَمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنْ كَوْنِهِمَا مِنْ بَعْدِهٖ فَكَذٰلِكَ مَا ذَكَرَهُ مِنَ التَّوْقِيْتِ لِأَهْلِ الْعِرَاقِ مَعَ ذِكْرِهِ التَّوْقِيْتَ لِغَيْرِهِمَ الْمَذْكُوْرِيْنَ هُوَ لِمَا أَخْبَرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى أَنَّهُ سَيَكُوْنُ مِنْ بَعْدِهٖ وَهٰذَا الَّذِيْ ذَكَرْنَاهُ مِنْ تَثْبِيْتِ هٰذِهِ الْمَوَاقِيْتِ الَّتِيْ وَصَفْنَاهَا لِأَهْلِ الْعِرَاقِ وَلِمَا ذَكَرْنَا مَعَهُمْ قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ وَأَبِيْ يُوْسُفَ وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى .

۳۴۵۴: ابوصالح نے ابوہریرہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اہل عراق اپنے قفیز اور درہم کو روک لیں گے اہل شام اپنے مد اور دینار کو روک لیں گے اور اہل مصر اپنے اردب اور دینار کو روک لیں گے اور تم لوگ لوٹ جاؤ گے جیسا تمہاری ابتداء ہوئی اور تم لوٹ جاؤ گے جیسا تمہاری ابتداء ہوئی اور تم لوٹ جاؤ گے جیسے تمہاری ابتداء ہوئی پھر اس پر ابوہریرہؓ کا گوشت وخون گواہ ہے وہ ایک دوسرے سے آگے بڑھیں گے۔ اور جناب رسول اللہ ﷺ نے یہ تذکرہ فرمایا کہ عنقریب اہل عراق زکوٰۃ کا انکار کریں گے۔ حالانکہ اس وقت عراق مسلمانوں کے پاس نہ تھا اور اسی طرح اہل شام کے اور اہل مصر کے متعلق آپ نے ان کے مسلمانوں کے پاس ہونے سے پہلے خبر دی اس بناء پر کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتلایا کہ یہ آپ کے بعد (آپ کی امت کے پاس) ہوں گے اور اہل عراق کے لئے آپ نے میقات کا دیگر مواقیت کے ساتھ ذکر فرمایا اور وہ اللہ تعالیٰ کے خبر دینے سے تھا کہ وہ عنقریب ہوگا۔ یہ اہل عراق کے لئے میقات کا ثبوت دیگر مواقیت سمیت یہ امام ابوحنیفہ، ابویوسف اور محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔

**حاصل روایات:** اس روایت میں جناب رسول اللہ ﷺ نے اہل عراق کے طرز عمل کے بارے میں وحی سے بتلایا کہ وہ زکوٰۃ کو روک لیں گے۔ حالانکہ اس وقت تک اہل عراق نہ تھے اسی طرح اہل شام، مصر کا تذکرہ ان کے مسلمان ہونے سے پہلے فرمایا کیونکہ ان کا حلقہ اسلام میں آنا آپ کو وحی سے بتلا دیا گیا تھا۔ بالکل میقات کا معاملہ اسی طرح ہے کہ وہ وحی الٰہی سے ان کے مسلمان ہونے سے پہلے بتلا دیا۔ ان مواقیت کا ثبوت اہل عراق سمیت جس کا ہم نے تذکرہ کیا یہ ہمارے ائمہ ثلاثہ امام ابوحنیفہ،

ابو یوسف ؒ و محمد رحمہم اللہ کا مسلک ہے۔

**نوٹ:** اس باب میں بھی نظر کا دخل نہیں کیونکہ میقات کی تقرری وحی الٰہی سے ہوئی ہے ایک بھی روایت ثبوت مدعا کے لئے کافی جبکہ دوسری طرف انکار ہے روایت نہیں۔ اس زمانہ میں اہل عراق کا پیمانہ جو قفیز تھا جس کی مقدار آٹھ مُد کے برابر تھی اور سکے کے طور پر درہم استعمال ہوتا تھا اہل شام کا پیمانہ مُدئی کہلاتا تھا جو پندرہ مُد کے برابر تھا اور رائج الوقت سکہ دینار کہلاتا تھا اور اہل مصر کے پیمانے کا نام اردب تھا جو چوبیس صاع کے برابر تھا اور سکے کو وہ بھی دینار کہتے تھے۔

میقات: احرام باندھنے کے مقامات۔ ان مقامات سے بلا احرام تجاوز کرنے والے پر دم لازم ہے اگر آگے دوسرا میقات ہے تب تو مکروہ تحریمی ہے احرام عظمت حرم کے لئے باندھا جاتا ہے۔

# بَابُ الْاِهْلَالِ مِنْ أَيْنَ يَنْبَغِي أَنْ يَّكُوْنَ ؟

## احرام کہاں سے باندھا جائے؟

**خلاصۃ المرام:** احرام میقات یا اس سے پہلے گھر سے باندھ لیا جائے بلا کراہت درست ہے اس کو امام ابوحنیفہ ؒ و شافعی ؒ نے اختیار کیا مگر امام مالک کے ہاں میقات پر احرام افضل ہے اہل مدینہ کا میقات بالاتفاق ذوالحلیفہ ہے مگر اس میں کون سی جگہ افضل ہے امام عطاء و اوزاعی رحمہم اللہ جبل بیداء پر احرام باندھنے کو افضل گنتے ہیں۔

نمبر②: امام ابوحنیفہ ؒ واحمد ؒ اور مالک ؒ و شافعی ؒ کے ہاں مسجد ذوالحلیفہ سے احرام افضل ہے۔

نمبر③: امام مالک ؒ و شافعی ؒ کا قول ثانی یہ ہے کہ اونٹنی پر سوار ہو کر احرام افضل ہے۔

## فریق اوّل کا موقف اور دلائل:

جبل بیداء سے احرام باندھنا افضل ہے جیسا کہ آپ نے سواری پر سوار ہو کر جبل بیداء پر چڑھ کر احرام باندھا۔ ذھب قوم الی ھذا سے اس قول کی طرف اشارہ ہے۔

۳۴۵۵ : حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا وَهْبٌ قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِیْ حَسَّانَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا (أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِذِی الْحُلَيْفَةِ ثُمَّ أُتِيَ بِرَاحِلَتِهٖ فَرَكِبَهَا فَلَمَّا اسْتَوَتْ بِهٖ عَلَى الْبَيْدَاءِ أَهَلَّ) .

۳۴۵۵: ابو حسان نے ابن عباس ؓ سے روایت کی کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے ذوالحلیفہ میں نماز ادا فرمائی پھر اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے جب وہ بیداء مقام پر چڑھ گئی تو آپ نے تلبیہ کہا۔

**تخریج** : بخاری فی الحج باب۲۳' ۲٤' والجهاد باب۵۳' مسلم فی الحج ۲۱/۲۰' ابو داؤد فی المناسك باب۱٤/۲۱' نسائی فی المناسك باب٥٤/٥٦' دارمی فی المناسك باب۸۲' مالك فی الحج ۲۹/۳۳' مسند احمد ۱/۲٦۰' ۲/۱۸'

۳۲۰/۳۔

۳۴۵۶ : حَدَّثَنَا رَبِيْعُ الْمُؤَذِّنُ قَالَ : ثَنَا أَسَدُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ : ثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ : ثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ رَكِبَ نَاقَتَهُ الْقَصْوَاءَ فَلَمَّا اسْتَوَتْ بِهٖ عَلَى الْبَيْدَاءِ أَهَلَّ) .

۳۴۵۶: جعفر بن محمد نے اپنے والد سے انہوں نے جابرؓ کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر اپنی اونٹنی قصواء پر سوار ہوئے جب وہ بیداء پر چڑھ گئی تو آپ نے تلبیہ کہا۔

۳۴۵۷ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَيْمُوْنٍ قَالَ : ثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَمْرٍو وَهُوَ الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ عَطَاءٍ هُوَ ابْنُ أَبِيْ رَبَاحٍ أَنَّهٗ سَمِعَهٗ يُحَدِّثُ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَعْنِيْ سَمِعَهٗ يُخْبِرُ عَنْ (إِهْلَالِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ حِيْنَ اسْتَوَتْ بِهٖ رَاحِلَتُهٗ) قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلٰى هٰذَا فَاسْتَحَبُّوا الْإِحْرَامَ مِنَ الْبَيْدَاءِ لِإِحْرَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهَا وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ فَقَالُوْا : قَدْ يَجُوْزُ أَنْ يَّكُوْنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْرَمَ مِنْهَا لَا لِأَنَّهٗ قَصَدَ أَنْ يَّكُوْنَ إِحْرَامُهٗ مِنْهَا خَاصَّةً لِفَضْلٍ فِي الْإِحْرَامِ مِنْهَا عَلَى الْإِحْرَامِ مِمَّا سِوَاهَا وَقَدْ رَأَيْنَاهُ فَعَلَ أَشْيَاءَ فِيْ حَجَّتِهٖ فِيْ مَوَاضِعَ لَا لِفَضْلٍ قَصَدَهٗ فِيْ تِلْكَ الْمَوَاضِعِ مِمَّا يَفْضُلُ بِهٖ غَيْرُهَا مِنْ سَائِرِ الْمَوَاضِعِ مِنْ ذٰلِكَ نُزُوْلُهٗ بِالْمُحَصَّبِ مِنْ مِنًى فَلَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ لِأَنَّهٗ سُنَّةٌ وَلٰكِنَّهٗ لِمَعْنًى آخَرَ قَدِ اخْتَلَفَ النَّاسُ فِيْهِ مَا هُوَ ؟ فَرُوِيَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فِيْ ذٰلِكَ .

۳۴۵۷: عطاء بن ابی رباح نے جابرؓ سے نقل کیا کہ وہ ذوالحلیفہ سے جناب رسول اللہ ﷺ کے تلبیہ کو بیان کررہے تھے کہ جب آپ اونٹنی پر درست ہو کر بیٹھ گئے۔ حضرت امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ علماء کی ایک جماعت کا قول یہ ہے کہ مقام بیداء میں احرام باندھنے کو پسند کرتے ہیں کیونکہ جناب نبی اکرم ﷺ نے وہیں سے احرام باندھا۔ مگر دیگر علماء نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے کہا۔ کہ یہ عین ممکن ہے۔ کہ آپ نے احرام اس نیت سے نہ باندھا ہو کہ وہاں سے احرام باندھنا دوسرے مقامات سے زیادہ افضل ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے اپنے حج میں بعض مقامات پر بعض امور انجام دیے مگر ان کا مقصد یہ نہ تھا کہ وہ مقامات دوسرے مقامات سے افضل ہیں ان میں ایک منی کی وادی محصب میں اترنا بھی ہے۔ لوگوں نے اس کی حقیقت کے متعلق مختلف کلام کیا ہے۔

**حاصل روایات:** ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے مقام بیداء پر تلبیہ کہا ہے اس لئے وہاں سے احرام

کے لئے تلبیہ کہنا افضل ہے۔

## فریق ثانی کا موقف اور دلائل:

مسجد ذوالحلیفہ سے احرام افضل ہے نوافل پڑھنے کے فوراً بعد تلبیہ کہے۔ خالفهم في ذلك سے اسی طرف اشارہ ہے۔

## فریق اوّل کی دلیل کا جواب:

مقام بیداء پر تشریف لے جا کر آپ نے اگر احرام باندھا بھی ہے تو اس بنا پر نہیں کہ وہ احرام کی افضل جگہ ہے بلکہ اس کی مصلحت یہ معلوم ہوتی ہے کہ بلند مقام سے زیادہ سے زیادہ لوگ آپ کے احرام اور تلبیہ کو دیکھ سکیں اس کی بہت سی نظیریں افعال حج میں ملتی ہیں مثلاً طواف زیارت کے لئے جب آپ منیٰ سے مکہ تشریف لائے تو آپ نے بطن محصب میں نزول اجلال فرمایا تا کہ طواف زیارت کے لئے سامان کو ہلکا کر لیا جائے۔ چنانچہ ابورافع کو آپ نے خیمہ لگانے کا حکم دیا تو انہوں نے بطن محصب میں خیمہ لگا دیا چنانچہ آپ وہیں اتر پڑے تو جس طرح وادی محصب میں اترنا اس بناء پر نہیں تھا کہ یہاں اترنا مسنون ہے بلکہ دوسری مصلحت کی خاطر تھا بالکل اسی طرح مقام بیداء پر تلبیہ کی بھی اور مصلحت تھی نہ کہ افضلیت۔ جیسا کہ یہ روایات اس کو ثابت کرتی ہیں۔

۳۴۵۸: مَا حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ : أَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ (عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ لَهُ إِنَّمَا كَانَ مَنْزِلًا نَزَلَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَنَّهُ كَانَ أَسْمَحَ لِلْخُرُوْجِ وَلَمْ يَكُنْ عُرْوَةُ يَحْصَبُ وَلَا أَسْمَاءُ بِنْتُ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا) وَرُوِيَ عَنْ أَبِيْ رَافِعٍ أَنَّهُ قَالَ : إِنَّمَا أَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَضْرِبَ لَهُ الْخَيْمَةَ وَلَمْ يَأْمُرْنِيْ بِمَكَانٍ بِعَيْنِهٖ فَضَرَبْتُهَا بِالْمُحَصَّبِ.

۳۴۵۸: ہشام بن عروہ نے عروہ سے انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے وہ فرماتی تھیں کہ یہ ایک اترنے کا ٹھکانہ تھا جہاں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس لئے اترے کیونکہ (طواف زیارت سے فراغت کے بعد منیٰ کی طرف) نکلنے کے لئے یہ آسان ترین راستہ ہے عروہ اور اسماء بنت ابی بکر بطن محصب میں نہ ٹھہرتے تھے۔ اور ابورافع سے روایت ہے کہ مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیمہ لگانے کا حکم دیا اور کسی مقام کو معین نہیں فرمایا۔ میں نے محصب میں خیمہ لگا دیا تو آپ وہیں فروکش ہو گئے۔

**تخریج** : بخاری فی الحج باب۱۴۸، مسلم فی الحج نمبر۳۳۹۔

۳۴۵۹: حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ ابْنُ أَبِيْ عِمْرَانَ قَالَ : ثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ صَالِحِ ابْنِ كَيْسَانَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ رَافِعٍ وَرُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا.

۳۴۵۹: صالح بن کیسان نے سلیمان بن یسار سے انہوں نے ابورافع سے روایت نقل کی ہے۔

**تخریج** : مسلم فی الحج ٣٤٢۔

٣٤٦٠ : مَا حَدَّثَنَا رَبِيْعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ : ثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ : ثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ شُعْبَةَ يَعْنِيْ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ (إِنَّمَا كَانَتِ الْمُحَصَّبُ لِأَنَّ الْعَرَبَ كَانَتْ تَخَافُ بَعْضُهَا بَعْضًا فَيَرْتَادُوْنَ فَيَخْرُجُوْنَ جَمِيْعًا فَجَرَى النَّاسُ عَلَيْهَا) .

٣٤٦٠: شعبہ مولیٰ ابن عباس ﷠ روایت کرتے ہیں کہ ابن عباس ﷠ نے کہا کہ مقام محصب کو اس لئے منتخب فرمایا گیا کیونکہ عرب کے بعض قبائل کو ایک دوسرے سے خطرہ تھا وہ رائد روانہ کرتے پھر اکٹھے ہو کر نکلتے۔ لوگوں کی یہ عادت تھی۔

**تخریج** : مسلم فی الحج ٣٤١۔

٣٤٦١ : حَدَّثَنَا رَبِيْعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ : ثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ : ثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ صَالِحٍ مَوْلَى التَّوْأَمَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مِثْلَهٗ غَيْرَ أَنَّهٗ قَالَ : " قَدْ كَانَتْ تَمِيْمٌ وَرَبِيْعَةُ يَخَافُ بَعْضُهَا بَعْضًا . "

٣٤٦١: صالح مولی التوامہ نے ابن عباس ﷠ سے اسی طرح روایت نقل کی اور اس میں بھی ذکر کیا کہ بنو تمیم اور ربیعہ ایک دوسرے سے خطرہ محسوس کرتے تھے۔

٣٤٦٢ : حَدَّثَنَا رَبِيْعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ : ثَنَا أَسَدٌ قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ (لَيْسَ الْمُحَصَّبُ بِشَيْءٍ إِنَّمَا هُوَ مَنْزِلٌ نَزَلَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَلَمَّا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ حَصَّبَ وَلَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ التَّحْصِيْبُ لِأَنَّهٗ سُنَّةٌ فَكَذٰلِكَ يَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ أَحْرَمَ حِيْنَ صَارَ عَلَى الْبَيْدَاءِ لَا لِأَنَّ ذٰلِكَ سُنَّةٌ وَقَدْ أَنْكَرَ قَوْمٌ أَنْ يَكُوْنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْرَمَ مِنَ الْبَيْدَاءِ وَقَالُوْا : مَا أَحْرَمَ إِلَّا مِنْ عِنْدِ الْمَسْجِدِ وَرَوَوْا ذٰلِكَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا .

٣٤٦٢: عطاء نے ابن عباس ﷠ سے نقل کیا کہ محصب میں اترنا کوئی ثواب کی چیز نہیں یہ اترنے کی جگہ ہے جہاں جناب رسول اللہ ﷺ نے نزول اجلال فرمایا۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے وادی محصب میں قیام فرمایا اور یہ قیام محصب اس کے سنت ہونے کی بناء پر نہ تھا۔ پس اسی طرح جائز ہے کہ آپ نے بیداء میں پہنچ کر احرام باندھا ہو۔ دیگر جماعت علماء نے مقام بیداء کے احرام کا انکار کیا بلکہ وہ کہتے ہیں کہ آپ نے مسجد کے پاس سے احرام باندھا اور حضرت ابن عمر ﷠ سے انہوں نے اسے روایت کیا ہے۔ روایت ذیل میں ہے۔

**حاصل روایات**: جب آپ کا محصب میں اترنا خود محصب کے اترنے کی سنیت کے لئے نہ تھا پس اسی طرح درست ہے کہ آپ نے

آپ ﷺ کے احرام باندھنے کے متعلق اختلاف کیا ہے بعض نے کہا مسجد سے باندھا بعض نے کہا جب اونٹنی پر سیدھے بیٹھ گئے اور وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور بعض نے کہا جب آپ مقام بیداء پر پہنچے اس وقت احرام باندھا تو ابن عباس ؓ فرمانے لگے آؤ میں تمہیں وجہ اختلاف کی نشاندہی کرتا ہوں۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے مسجد سے احرام باندھا جن لوگوں نے آپ کو اس وقت دیکھا انہوں نے اس کو بیان کر دیا۔ پھر جب آپ اونٹنی پر برابر بیٹھ گئے تو اس وقت تلبیہ کہا تو اس موقعہ پر جن لوگوں نے دیکھا انہوں نے پہلے آپ کا تلبیہ نہ سنا تھا تو انہوں نے بیان کر دیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ابھی احرام باندھا ہے پھر جب آپ بیداء پہاڑی پر چڑھے تو تلبیہ کہا اس وقت ان لوگوں نے دیکھا جنہوں نے پہلی دو مرتبہ نہ دیکھا تھا تو انہوں نے مقام بیداء سے احرام کی خبر دی درحقیقت آپ ﷺ کا احرام باندھنا وہ مسجد ہی سے تھا۔ تو حضرت ابن عباس ؓ نے وہ وجہ بیان کر دی جس سے ان میں اختلاف پیدا ہوا کہ جناب نبی اکرم ﷺ کا احرام باندھنا جس سے حج کی ابتداء ہوتی ہے اور آدمی حج میں داخل ہو جاتا ہے وہ مسجد ہی سے تھا۔ اسی کو ہم اختیار کرتے ہیں ہم اسی کو ہم اختیار کرتے ہیں آدمی کے لئے مناسب یہ ہے کہ جب وہ احرام کا ارادہ کرے تو دو رکعت نماز ادا کرے پھر ان کے بعد وہ احرام باندھے جیسا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح کیا اور یہ امام ابوحنیفہ ابو یوسف محمد رحمہم اللہ کا قول ہے اور حسن بن محمدؒ نے اس سلسلہ میں کچھ روایت کیا ہے جو ابن عباس ؓ سے مروی ہے۔ ملاحظہ ہو۔

**تخریج** : ابو داؤد فی المناسك باب ۲۱۔

**حاصل روایات:** حضرت ابن عباس ؓ کی روایت میں یہ بتلا دیا گیا کہ اصل اختلاف کا سبب کیا تھا اور آپ نے احرام دراصل مسجد ہی سے باندھا تھا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں جب آدمی احرام باندھے تو دو رکعت نماز ادا کرے پھر ان کے بعد تلبیہ کہے یہی مسنون طریق احرام ہے۔

یہی قول امام ابوحنیفہ ابو یوسف محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کا ہے۔

## تائیدی قول:

امام حسن بن محمد بن علیؒ نے ابن عباس ؓ جیسی بات کہی ہے۔

۳۳۷۳ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ : ثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ قَالَ : ثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ : أَخْبَرَنِيْ حَبِيْبُ بْنُ أَبِيْ ثَابِتٍ أَنَّهُ سَمِعَ الْحَسَنَ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ يَقُوْلُ : (كُلُّ ذٰلِكَ قَدْ فَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَهَلَّ حِيْنَ اسْتَوَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ وَقَدْ أَهَلَّ حِيْنَ جَاءَ الْبَيْدَاءَ) .

۳۳۷۳ : حبیب بن ابی ثابت کہتے ہیں کہ میں نے حسن بن محمد بن علیؒ کو کہتے سنا یہ سب آپ نے کیا آپ نے اس وقت بھی تلبیہ کہا جب اونٹنی آپ کو لے کر اٹھ کھڑی ہوئی اور اس وقت بھی تلبیہ کہا جب آپ مقام بیداء پر بلند ہوئے۔

عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (أَنَّهُ كَانَ يُهِلُّ إِذَا اسْتَوَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ قَائِمَةً) قَالَ : وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُمَا يَفْعَلُهُ.

۳۴۶۷: نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا کہ آپ اس وقت تلبیہ کہتے جب آپ کی اونٹنی آپ کو لے کر سیدھی کھڑی ہو جاتی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کا عمل بھی اسی پر تھا۔

۳۴۶۸: حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا مَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ : ثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ : أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ : (بَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ حَتّٰى أَصْبَحَ فَلَمَّا رَكِبَ رَاحِلَتَهُ وَاسْتَوَتْ بِهِ أَهَلَّ)

۳۴۶۸: محمد بن منکدر نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالحلیفہ میں رات گزاری جب صبح ہو گئی اور آپ اپنی اونٹنی پر درست ہو کر بیٹھ گئے تو آپ نے تلبیہ کہا۔

**تخریج** : ابو داؤد فی المناسك باب ۲۱۔

۳۴۶۹: حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ : ثَنَا حَجَّاجُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ الْأَزْرَقُ قَالَ : ثَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ : ثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ. قَالُوْا : وَيَنْبَغِيْ أَنْ يَكُوْنَ ذٰلِكَ بَعْدَمَا تَنْبَعِثُ بِهِ نَاقَتُهُ وَذَكَرُوْا فِيْ ذٰلِكَ مَا

۳۴۶۹: ابن شہاب نے انس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔ اور انہوں نے کہا مناسب یہ ہے کہ یہ اس کے بعد ہو کہ آپ کی اونٹنی آپ کو لے کر اٹھ کھڑی ہو اور انہوں نے مندرجہ روایات کو ذکر کیا ہے۔

۳۴۷۰: مَا حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُمَا قَالَ : (لَمْ أَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهِلُّ حَتّٰى تَنْبَعِثَ بِهِ رَاحِلَتُهُ)

۳۴۷۰: عبید بن جریج نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تلبیہ کہتے نہیں دیکھا یہاں تک کہ آپ کی اونٹنی سیدھی کھڑی نہ ہو جاتی۔

۳۴۷۱: حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ : ثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُمَا قَالَ : (كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وَضَعَ رِجْلَهُ فِي الْغَرْزِ وَانْبَعَثَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ قَائِمَةً أَهَلَّ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ) فَلَمَّا اخْتَلَفُوْا فِيْ ذٰلِكَ أَرَدْنَا أَنْ نَنْظُرَ مِنْ أَيْنَ جَاءَ اخْتِلَافُهُمْ ؟

۳۴۷۱: نافع نے ابن عمر ؓ سے نقل کیا کہ جب جناب رسول اللہ ﷺ نے رکاب میں پاؤں مبارک رکھا اور اونٹنی آپ کو لے کر سیدھی کھڑی ہوگئی تو ذوالحلیفہ سے آپ نے احرام باندھا۔ پس جب وہ اس سلسلہ میں مختلف ہیں تو اب ہم یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ یہ اختلاف کس جگہ سے آیا ہے۔

**اللغات:** الغرز۔ اونٹنی کی رکاب۔ جو چمڑے یا بالوں کی رسی سے بنی ہو۔ انبعث۔ اٹھنا۔

**تخریج** : مسلم فی الحج ۲۷۔

## مقام اختلاف کی تلاش:

اب ہم نے غور کیا تو تین باتیں سامنے آئیں ایک جماعت نے کہا مسجد ذوالحلیفہ سے آپ نے احرام باندھا۔

نمبر ②: اونٹنی پر پورے طور پر بیٹھ گئے تب احرام باندھا۔

نمبر ③: بیداء پہاڑی پر چڑھ کر احرام باندھا۔

اس سلسلے میں ابن عباس ؓ کا بیان پڑھیے۔

۳۴۷۲ : فَإِذَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ إِسْحَاقَ بْنِ سَهْلٍ الْكُوْفِيُّ قَدْ حَدَّثَنَا إِمْلَاءً قَالَ : ثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ : ثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ عَنْ خُصَيْفٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ : قِيْلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا : كَيْفَ اخْتَلَفَ النَّاسُ فِيْ إِهْلَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؟ فَقَالَتْ طَائِفَةٌ : أَهَلَّ فِيْ مُصَلَّاهُ وَقَالَتْ طَائِفَةٌ : حِيْنَ اسْتَوَتْ بِهٖ رَاحِلَتُهٗ. وَقَالَتْ طَائِفَةٌ : حِيْنَ عَلَا عَلَى الْبَيْدَاءِ. فَقَالَ : سَأُخْبِرُكُمْ عَنْ ذٰلِكَ (إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهَلَّ فِيْ مُصَلَّاهُ فَشَهِدَهٗ قَوْمٌ فَأَخْبَرُوْا بِذٰلِكَ فَلَمَّا اسْتَوَتْ بِهٖ رَاحِلَتُهٗ أَهَلَّ فَشَهِدَهٗ قَوْمٌ لَمْ يَشْهَدُوْهُ فِي الْمَرَّةِ الْأُوْلٰى فَقَالُوْا : أَهَلَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّاعَةَ فَأَخْبَرُوْا بِذٰلِكَ فَلَمَّا عَلَا عَلَى الْبَيْدَاءِ أَهَلَّ فَشَهِدَهٗ قَوْمٌ لَمْ يَشْهَدُوْهُ فِي الْمَرَّتَيْنِ الْأُوْلَيَيْنِ فَقَالُوْا : أَهَلَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّاعَةَ فَأَخْبَرُوْا بِذٰلِكَ وَإِنَّمَا كَانَ إِهْلَالُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مُصَلَّاهُ) فَبَيَّنَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا الْوَجْهَ الَّذِيْ مِنْهُ جَاءَ اخْتِلَافُهُمْ وَأَنَّ إِهْلَالَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي ابْتَدَأَ الْحَجَّ وَدَخَلَ بِهٖ فِيْهِ كَانَ فِيْ مُصَلَّاهُ .فَبِهٰذَا نَأْخُذُ وَيَنْبَغِيْ لِلرَّجُلِ إِذَا أَرَادَ الْإِحْرَامَ أَنْ يُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يُحْرِمُ فِيْ دُبُرِهِمَا كَمَا فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهٰذَا قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ وَأَبِيْ يُوْسُفَ وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَقَدْ رُوِيَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدٍ فِيْ ذٰلِكَ شَيْءٌ مِمَّا رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

۳۴۷۲: خصیف نے سعید بن جبیر سے انہوں نے بیان کیا کہ ابن عباس ؓ سے دریافت کیا گیا کہ لوگوں نے

احرام اس وقت باندھا جبکہ بیداء پر چڑھے اس وجہ سے نہیں کہ وہ مسنون تھا۔

## فریق ثانی کی مزید دلیل:

جناب رسول اللہ ﷺ نے مسجد ذوالحلیفہ سے احرام باندھا۔ وقد انکر قوم سے انہی کی طرف اشارہ ہے۔ دلیل یہ روایت ہے۔

۳۴۶۳: حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ : قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ مُوْسَى ابْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهٗ قَالَ (بَيْدَاؤُكُمْ هٰذِهِ الَّتِيْ تَكْذِبُوْنَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهَا مَا أَهَلَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا مِنْ عِنْدِ الْمَسْجِدِ) يَعْنِيْ مَسْجِدَ ذِي الْحُلَيْفَةِ.

۳۴۶۳: موسیٰ بن عقبہ نے سالم سے انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا کہ تمہارا یہ بیداء جس سے تم جناب رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ بولتے ہو جناب رسول اللہ ﷺ نے مسجد سے احرام باندھا ہے یعنی مسجد ذوالحلیفہ سے۔

**تخریج** : مسلم فی الحج ۲۳' ابو داؤد فی المناسك باب ۲۱' ترمذی فی الحج باب ۸۔

۳۴۶۴: حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا أَخْبَرَهٗ عَنْ مُوْسٰى فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ.

۳۴۶۴: مالک نے بتلایا کہ مجھے موسیٰ نے خبر دی پھر انہوں نے اپنی اسناد سے اسی طرح ذکر کیا۔

۳۴۶۵: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا الْخَصِيْبُ قَالَ : ثَنَا وُهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ مُوْسٰى فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ قَالُوْا : وَإِنَّمَا كَانَ ذٰلِكَ بَعْدَمَا رَكِبَ رَاحِلَتَهٗ وَذَكَرُوْا فِيْ ذٰلِكَ مَا

۳۴۶۵: وہیب بن خالد نے موسیٰ سے پھر انہوں نے اپنی اسناد سے روایت نقل کی ہے۔ اور آپ نے یہ اس کے بعد کیا کہ جب آپ اپنی اونٹنی پر سوار ہو گئے اور اس کی دلیل مندرجہ روایات ہیں۔

**فریق ثالث کا مؤقف**: اونٹنی پر درست طور پر سوار ہو کر تلبیہ کہنا افضل ہے اس کی دلیل یہ روایات ہیں۔

۳۴۶۶: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا مَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ : ثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ : أَخْبَرَنِيْ صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا (أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهَلَّ حِيْنَ اسْتَوَتْ بِهٖ رَاحِلَتُهٗ قَائِمَةً).

۳۴۶۶: نافع نے ابن عمر ؓ سے روایت کی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے اس وقت تلبیہ کہا جب آپ کی اونٹنی آپ کو لے کر سیدھی کھڑی ہو گئی۔

**تخریج** : مسلم فی الحج ۲۸۔

۳۴۶۷: حَدَّثَنَا رَبِيْعٌ الْجِيْزِيُّ قَالَ : ثَنَا أَسَدٌ قَالَ : ثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ

# بَابُ التَّلْبِيَةِ كَيْفَ هِيَ؟

## تلبیہ کی کیفیت کیا ہوگی؟

**خلاصۃ الزام**: تلبیہ کو امام ابوحنیفہؒ نے شرط وفرض احرام قرار دیا اور امام مالک نے واجب کہا جبکہ شافعیؒ واحمدؒ نے سنت قرار دیا اور اہل ظواہر نے رکن حج قرار دیا ہے۔ ① الفاظ تلبیہ میں امام ابوحنیفہ' شافعی واحمد رحمہم اللہ کے ہاں تعظیم باری کے الفاظ سے اضافہ درست ہے۔

نمبر②: امام مالک وابو یوسف وطحاوی رحمہم اللہ ان منصوص الفاظ پر اضافے کو مکروہ قرار دیتے ہیں۔

## فریق اوّل کا مؤقف:

تلبیہ کے الفاظ پر تعظیم باری تعالیٰ کے الفاظ سے اضافہ درست ہے اس قول کی نسبت امام طحاویؒ امام محمدؒ اور ثورؒ واوزاعیؒ کی طرف درست مانتے ہیں۔

تلبیہ کے الفاظ یہ ہیں:

۳۴۷۴: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ : ثَنَا الْمُقَدَّمِيُّ قَالَ : ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبَانَ بْنِ تَغْلِبَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ : (كَانَتْ تَلْبِيَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ) ۔

۳۴۷۴: عبدالرحمٰن بن یزید نے عبداللہ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا تلبیہ یہ تھا "لبیک اللھم لبیک لبیک لاشریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک"

**تخریج** : بخاری فی الحج باب۲۶' مسلم فی الحج نمبر۱۴۷' ۲۶۹' ۲۷۱' ابو داؤد فی المناسک باب۲۲' ترمذی فی الحج باب۹۷' نسائی فی المناسک باب۵۴' ۶۰' ابن ماجه فی المناسک باب۱۵' ۸۴' دارمی فی المناسک باب۱۳' ۱۵' مسند احمد ۳۰۲/۱' ۳۷۴' ۳/۲' ۷۶' ۱۹۱/۵' ۳۹۰/۶۔

۳۴۷۵: حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ : ثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيْعِ قَالَ : ثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِي عَطِيَّةَ قَالَ : قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا (إِنِّي لَأَحْفَظُ كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُلَبِّي) فَذَكَرَ ذٰلِكَ أَيْضًا

۳۴۷۵: ابوعطیہ کہتے ہیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کس طرح تلبیہ کہتے پھر انہوں نے اسی طرح ذکر کیا۔

۳۴۷۶: حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ : ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

أَنَّ تَلْبِيَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ كَذٰلِكَ وَزَادَ (وَالْمُلْكُ لَا شَرِيْكَ لَكَ) .

۳۴۷۶: نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تلبیہ اسی طرح تھا۔ البتہ ''والملک لاشریک لک'' کا اضافہ ہے۔

۳۴۷۷: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ : ثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ : ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ : أَنَا أَيُّوْبُ وَعُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مِثْلَهُ .

۳۴۷۷: نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اسی طرح نقل کیا ہے۔

۳۴۷۸: حَدَّثَنَا رَبِيْعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ : ثَنَا أَسَدٌ قَالَ : ثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ الْمَدِيْنِيُّ قَالَ : ثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (لَبّٰى فِيْ حَجَّتِهٖ كَذٰلِكَ أَيْضًا)

۳۴۷۸: جعفر بن محمد نے اپنے والد سے انہوں نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حج میں اسی طرح تلبیہ کہا۔

۳۴۷۹: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُمَيَّةَ قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ عَنْ زِيَادٍ قَالَ : ثَنَا شَرْقِيُّ بْنُ قَطَامِيٍّ قَالَ : أَنَا أَبُوْ طَلْقٍ الْعَائِذِيُّ قَالَ : سَمِعْتُ شُرَحْبِيْلَ بْنَ الْقَعْقَاعِ يَقُوْلُ : سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ مَعْدِ يْكَرِبَ يَقُوْلُ : لَقَدْ رَأَيْتُنَا مُنْذُ قَرِيْبٍ وَنَحْنُ إِذَا حَجَجْنَا نَقُوْلُ : لَبَّيْكَ تَعْظِيْمًا إِلَيْكَ عُذْرًا هٰذِيْ زَبِيْدُ قَدْ أَتَتْكَ قَسْرًا تَغْدُوْا بِهِمْ مُضْمَرَاتٌ شَزَرًا يَقْطَعْنَ حِيْنًا وَحَيَالًا وَعَرًا قَدْ خَلَّفُوا الْأَنْدَادَ خِلْوًا صِفْرًا وَنَحْنُ الْيَوْمَ نَقُوْلُ كَمَا عَلَّمَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .قَالَ : قُلْتُ كَيْفَ عَلَّمَكُمْ ؟ فَذَكَرَ التَّلْبِيَةَ عَلٰى مِثْلِ مَا فِي الْحَدِيْثِ الَّذِيْ قَبْلَ هٰذَا .فَأَجْمَعَ الْمُسْلِمُوْنَ جَمِيْعًا عَلٰى أَنَّهُ هٰكَذَا يُلَبّٰى بِالْحَجِّ غَيْرَ أَنَّ قَوْمًا قَالُوْا : لَا بَأْسَ لِلرَّجُلِ أَنْ يَزِيْدَ فِيْهَا مِنَ الذِّكْرِ لِلّٰهِ مَا أَحَبَّ وَهُوَ قَوْلُ مُحَمَّدٍ وَالثَّوْرِيِّ وَالْأَوْزَاعِيِّ وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ .

۳۴۷۹: ابوطلق عائذی کہتے ہیں کہ میں نے شرحبیل بن قعقاع سے کہتے سنا کہ میں نے عمرو بن معدیکرب کو کہتے سنا کہ زمانہ قریب (جاہلیت) میں جب ہم حج کرتے تو اس طرح کہتے۔ ①: ہم تیری عظمت کے لئے تیری دعوت بار بار قبول کرتے ہیں اور یہ قبیلہ زبید تیری بارگاہ میں مجبور ہو کر حاضر ہوا ہے۔ ②: ان کو پتلی کمر والے گھوڑے سختی کے ساتھ ان کو صبح سویرے لے کر چلے ہیں وہ گھوڑے ہلاکتوں اور دشوار گزار گھاٹیوں کو طے کرنے والے ہیں۔ ③: انہوں نے اپنے معبودوں کو بالکل خالی چھوڑ دیا ہے۔ اب ہم وہی کہتے ہیں جو ہمیں سکھایا گیا ہے۔ شرحبیل کہتے ہیں کہ میں نے کہا کس طرح تم کو سکھایا چنانچہ انہوں نے اس طرح بیان کیا جس طرح حدیث

میں آیا ہے مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آپ حج کا تلبیہ اسی طرح کہتے تھے۔ البتہ بعض لوگوں نے کہا کہ آدمی کے لئے کچھ حرج نہیں کہ اس میں ذکر کے کچھ الفاظ کا اضافہ کرے جو اسے پسند ہوں یہ امام محمدؒ ثوری اوزاعی رحمہم اللہ کا قول ہے اور انہوں نے مندرجہ روایت سے استدلال کیا۔

## فریق اوّل کے موقف کی دلیل:

۳۴۸۰ : بِمَا حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ : ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ .ح .وَحَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ قَالَا : ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ سَلْمَةَ قَالَ ابْنُ وَهْبٍ : إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الْفَضْلِ حَدَّثَهُ. وَقَالَ أَبُوْ عَامِرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْفَضْلِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ : كَانَ مِنْ تَلْبِيَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (لَبَّيْكَ إِلٰهَ الْحَقِّ لَبَّيْكَ) .وَذَكَرُوْا فِيْ ذٰلِكَ أَيْضًا عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا.

۳۴۸۰: عبداللہ بن فضل نے عبدالرحمٰن اعرج سے اور انہوں نے ابو ہریرہؓ سے نقل کیا کہ وہ فرماتے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا تلبیہ یہ تھا۔ "لبیک الٰہ الحق لبیک" اور انہوں نے اس سلسلہ میں حضرت ابن عمر ؓ سے بھی روایت نقل کی ہے۔

**تخریج** : نسائی فی المناسك باب ٥٤، ابن ماجه فی المناسك باب ١٥۔

## ابن عمر ؓ کی روایت:

۳۴۸۱ :مَا حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ : ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا أَخْبَرَهُ . ح . وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ : ثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ : ثَنَا حَمَّادٌ قَالَ : أَنَا أَيُّوْبُ وَعُبَيْدُ اللّٰهِ قَالُوْا جَمِيْعًا عَنْ نَافِعٍ قَالَ : كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَزِيْدُ فِي التَّلْبِيَةِ عَلَى التَّلْبِيَةِ الَّتِيْ قَدْ ذَكَرْنَاهَا عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ بِيَدَيْكَ لَبَّيْكَ وَالرَّغْبَاءُ إِلَيْكَ وَالْعَمَلُ) قَالُوْا : فَلَا بَأْسَ أَنْ يُزَادَ فِي التَّلْبِيَةِ مِثْلُ هٰذَا وَشِبْهِهٖ. وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ فَقَالُوْا : لَا يَنْبَغِيْ أَنْ يُزَادَ فِي التَّلْبِيَةِ عَلٰى مَا قَدْ عَلَّمَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ عَلٰى مَا ذَكَرْنَا فِيْ حَدِيْثِ عَمْرِو بْنِ مَعْدِ يَكْرِبَ ثُمَّ فَعَلَهُ هُوَ فِي الْحَدِيْثِ الْآخَرِ وَلَمْ يُعَلِّمْ ذٰلِكَ مَنْ عَلَّمَهُ وَهُوَ نَاقِصٌ عَنِ التَّلْبِيَةِ وَلَا قَالَ لَهُ (لَبِّ بِمَا شِئْتَ) مِمَّا هُوَ مِنْ جِنْسِ هٰذَا بَلْ عَلَّمَهُ كَمَا عَلَّمَ التَّكْبِيْرَ فِي الصَّلَاةِ وَمِمَّا يَنْبَغِيْ أَنْ يُفْعَلَ فِيْهَا مِمَّا سِوَى التَّكْبِيْرِ فَكَمَا لَا يَنْبَغِيْ أَنْ يَتَعَدّٰى فِيْ ذٰلِكَ شَيْئًا مِمَّا عَلَّمَهُ فَكَذٰلِكَ لَا يَنْبَغِيْ أَنْ يَتَعَدّٰى فِي التَّلْبِيَةِ شَيْئًا مِمَّا عَلَّمَهُ .وَقَدْ رُوِيَ نَحْوٌ مِنْ هٰذَا عَنْ

سَعْدٍ

۳۴۸۱: نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اس تلبیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہ بھی پڑھتے۔ لبیک لبیک لبیک سعدیك والخیر بیدیك' لبیك والرغباء الیك والعمل۔ وہ علماء کہتے ہیں کہ اس قسم کے الفاظ کو تلبیہ میں بڑھانے سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔ مگر دوسرے حضرات نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو جو تلبیہ سکھایا اس میں اضافہ مناسب نہیں ہے۔ ہم نے اسے حضرت عمرو بن معدیکرب رضی اللہ عنہ کی روایت میں ذکر کیا ہے۔ پھر آپ نے اس پر عمل بھی کیا جیسا دیگر روایات میں ہے اور آپ نے جس کو سکھایا تو اسے ناقص نہیں سکھایا اور نہ یہ فرمایا کہ اس کی قسم سے جو چاہو کہہ لو۔ بلکہ اس کو نماز کی تکبیر کی طرح سکھایا جس طرح وہاں تکبیر کے علاوہ عمل مناسب نہیں اسی طرح تلبیہ بھی سکھاتے ہوئے الفاظ پر اضافہ مناسب نہیں جیسا کہ وہاں تکبیر کے سکھاتے ہوئے الفاظ پر اضافہ مناسب نہیں اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح کی روایت ہے۔ ملاحظہ ہو۔

**تخریج** : مالك فی الحج ۲۸' دارمی فی المناسك باب ۱۳' نمبر ۳۴' مسند احمد ۷۷/۲۔

**حاصل روایات:** ان دونوں آثار صحابہ کرام سے ثابت ہوتا ہے کہ اس پر تعظیم کے الفاظ سے اضافہ درست ہے۔

فریق ثانی کا مؤقف اور استدلال: تلبیہ میں اسی پر اکتفار کیا جائے گا جو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا اور بتلایا جیسا کہ شروع باب کی روایات میں تلبیہ مذکور ہے۔

فریق اوّل کا جواب: بعض صحابہ کرام سے یہ روایات اگرچہ منقول ہیں مگر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تلبیہ سکھاتے ہوئے یہ نہیں فرمایا کہ جس طرح چاہو تلبیہ پڑھ لو بلکہ نماز کی تکبیر اور التحیات کی طرح اس کو بھی اسی طرح سکھایا پس اس پر ذرا بھی اضافہ نہ کیا جائے گا بلکہ انہی الفاظ پر اکتفاء ہوگا۔

## فریق ثانی کے لئے سعدؓ کا تائیدی ارشاد:

۳۴۸۲ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِیْ دَاوٗدَ قَالَ : ثَنَا أَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَرْدِیُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِیْ سَلْمَةَ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِیْهِ أَنَّهٗ سَمِعَ رَجُلًا یُلَبِّیْ یَقُوْلُ (لَبَّیْكَ ذَا الْمَعَارِجِ لَبَّیْكَ) قَالَ سَعْدٌ : مَا هٰكَذَا كُنَّا نُلَبِّیْ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ .فَهٰذَا سَعْدٌ قَدْ كَرِهَ الزِّیَادَةَ عَلٰی مَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَّمَهُمْ مِنَ التَّلْبِیَةِ فَبِهٰذَا نَأْخُذُ۔

۳۴۸۲: عبداللہ بن ابی سلمہ نے عامر بن سعد عن ابیہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے ایک آدمی کو تلبیہ کے یہ الفاظ کہتے سنا: لبیكَ ذاالمعارج لبیك' تو سعدؓ نے اس کو فرمایا ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس طرح

تلبیہ نہ کہتے تھے۔ حضرت سعدؓ ہیں جنہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سکھائے ہوتے تلبیہ پر اضافے کو ناپسند فرمایا۔ ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں۔

**حاصل روایات:** حضرت سعدؓ کا اس کی اس حرکت کو ناپسند کرنا اس پر دلالت کرتا ہے کہ اس تلبیہ پر اضافہ درست نہیں جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا ہے۔ ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں۔

**نوٹ:** اس باب میں امام طحاویؒ نے قول ثانی کو راجح قرار دیا اور یہ امام ابو یوسفؒ کا قول ہے اور احتیاط اسی میں ہے۔

## بَابُ التَّطَيُّبِ عِنْدَ الْإِحْرَامِ

## احرام باندھتے وقت خوشبو کا حکم

**خلاصۃ البرام:** احرام باندھتے وقت خوشبو لگانے میں تو کوئی اختلاف نہیں۔ البتہ اختلاف اس میں ہے کہ ایسی خوشبو جس کا رنگ واثر باقی رہے وہ درست ہے یا نہیں امام مالک، عطاء رحمہم اللہ کے ہاں احرام کے وقت ایسی خوشبو کا استعمال جس کا رنگ بعد میں باقی رہے اس کا استعمال مکروہ ہے۔

نمبر ۲: ائمہ ثلاثہ اور ابن عباس و عبداللہ بن زبیر ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہم کے ہاں مطلقاً خوشبو لگانا درست ہے کچھ حرج نہیں۔

فریق اوّل کا مؤقف اور دلیل: احرام کے وقت ایسی خوشبو جس کا رنگ چڑھ جائے یا تہہ جم جائے اس کا استعمال کرنا مکروہ ہے۔

**دلیل:**

۳۴۸۳: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ بَكَّارُ بْنُ قُتَيْبَةَ قَالَ : ثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ قَالَ : ثَنَا أَبِيْ قَالَ : سَمِعْتُ قَيْسَ بْنَ سَعْدٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجِعْرَانَةِ وَعَلَيْهِ جُبَّةُ صُوْفٍ وَهُوَ مُصْفِرٌ لِحْيَتَهُ وَرَأْسَهُ فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ قَدْ أَحْرَمْتُ وَأَنَا كَمَا تَرٰى فَقَالَ (انْزِعْ عَنْكَ الْجُبَّةَ وَاغْسِلْ عَنْكَ الصُّفْرَةَ وَمَا كُنْتُ صَانِعًا فِيْ حَجِّكَ فَاصْنَعْهُ فِيْ عُمْرَتِكَ). فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ فَكَرِهُوْا بِهِ التَّطَيُّبَ عِنْدَ الْإِحْرَامِ وَقَالُوْا بِمَا رُوِيَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا .

۳۴۸۳: عطاء نے صفوان بن یعلی بن امیہ سے انہوں نے اپنے والد سے بیان کیا کہ ایک آدمی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اس وقت آیا جب آپ جعرانہ میں تھے اس نے اونی جبہ پہن رکھا تھا اور اس کی داڑھی اور سر پر زرد رنگ تھا اور کہنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں احرام باندھنا چاہتا ہوں اور میری حالت آپ دیکھ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا جبہ اتارو اور زردی کو دھو ڈالو اور جو حج میں کیا جاتا ہے وہی عمرہ میں کرو یعنی احرام باندھ کر طواف و سعی۔ بعض علماء نے اس روایت کو اختیار کرتے ہوئے احرام کے وقت خوشبو کو مکروہ قرار دیا ہے اور انہوں نے

حضرت عمر اور عثمان رضی اللہ عنہما کی روایات کو اختیار کرتے ہیں۔

**تخریج** : بخاری فی الحج باب۷، مسلم فی الحج ۹/ ۱۰، نسائی فی المناسك باب ٤٤، مسند احمد ٤/ ٢٢٤۔

**۳۴۸۴** : حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا الْخَصِيْبُ بْنُ نَاصِحٍ قَالَ : ثَنَا وَهْبُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَجَدَ رِيْحَ طِيْبٍ وَهُوَ بِذِى الْحُلَيْفَةِ فَقَالَ : مِمَّنْ هٰذِهِ الرِّيْحُ الطَّيِّبَةُ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ (مِنِّى) فَقَالَ عُمَرُ : مِنْكَ لَعَمْرِىْ مِنْكَ لَعَمْرِىْ .فَقَالَ مُعَاوِيَةُ (لَا تُعَجِّلْ عَلَيَّ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ إِنَّ أُمَّ حَبِيْبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا طَيَّبَتْنِىْ وَأَقْسَمَتْ عَلَيَّ) . فَقَالَ لَهُ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : (وَأَنَا أَقْسَمْتُ عَلَيْكَ لَتَرْجِعَنَّ إِلَيْهَا فَتَغْسِلَهُ عِنْدَهَا فَرَجَعَ إِلَيْهَا فَغَسَلَهُ فَلَحِقَ النَّاسَ بِالطَّرِيْقِ)

۳۴۸۴: نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ذوالحلیفہ میں خوشبو کی مہک محسوس کی آپ نے فرمایا یہ پاکیزہ خوشبو کدھر سے آرہی ہے تو معاویہ کہنے لگے مجھ سے آرہی ہے تو عمر کہنے لگے میری عمر کی قسم تجھ سے، تجھ سے۔تو معاویہ کہنے لگے۔اے امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ! جلدی مت کرو۔ام حبیبہ رضی اللہ عنہا ام المؤمنین نے مجھے خوشبو لگائی ہے اور مجھے قسم دی ہے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ تم ضرور واپس لوٹ کر انہی کے ہاں اس کو دھو کر آؤ جناب معاویہ ان کے پاس لوٹ کر گئے اور اس کو دھو کر پھر لوگوں سے راستہ میں آملے۔

**۳۴۸۵** : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ : ثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ : ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوْبَ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ.

۳۴۸۵: حجاج نے حماد سے انہوں نے ایوب سے پھر انہوں نے اپنی اسناد سے روایت نقل کی ہے۔

**۳۴۸۶** : حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهٗ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَسْلَمَ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مِثْلَهٗ .

۳۴۸۶: مالک نے نافع سے انہوں نے اسلم سے انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

**۳۴۸۷** : حَدَّثَنَا رَبِيْعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ : ثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ قَالَ : ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَسْلَمَ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِثْلَهٗ.

۳۴۸۷: نافع نے اسلم سے انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔

**۳۴۸۸** : حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا وَهْبٌ قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ : كُنْتُ مَعَ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِذِى الْحُلَيْفَةِ فَرَأٰى رَجُلًا يُرِيْدُ أَنْ يُحْرِمَ وَقَدْ دَهَنَ رَأْسَهٗ فَأَمَرَ بِهٖ فَغَسَلَ رَأْسَهٗ بِالطِّيْنِ وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ فَلَمْ يَرَوْا بِالتَّطَيُّبِ عِنْدَ الْإِحْرَامِ بَأْسًا .فَقَالُوْا :

أَمَّا حَدِيْثُ يَعْلٰى فَلَا حُجَّةَ فِيْهِ لِمَنْ خَالَفَنَا وَذٰلِكَ أَنَّ الطِّيْبَ الَّذِيْ كَانَ عَلٰى ذٰلِكَ الرَّجُلِ إِنَّمَا كَانَ صُفْرَةً وَهُوَ خَلُوْقٌ فَذٰلِكَ مَكْرُوْهٌ لِلرَّجُلِ لَا لِلْإِحْرَامِ وَلٰكِنَّهٗ لِأَنَّهٗ مَكْرُوْهٌ فِيْ نَفْسِهٖ فِيْ حَالِ الْإِحْلَالِ وَفِيْ حَالِ الْإِحْرَامِ وَإِنَّمَا أُبِيْحَ مِنَ الطِّيْبِ عِنْدَ الْإِحْرَامِ مَا هُوَ حَلَالٌ فِيْ حَالِ الْإِحْلَالِ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ يَعْلٰى مَا بَيَّنَ أَنَّ ذٰلِكَ الَّذِيْ أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ الرَّجُلَ بِغَسْلِهٖ كَانَ خَلُوْقًا .

۳۴۸۸: اعد بن ابراہیم نے اپنے والد سے نقل کیا کہ میں عثمانؓ کے ساتھ ذوالحلیفہ میں تھا انہوں نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ سر پر تیل لگائے ہوئے احرام باندھنے کا ارادہ کر رہا ہے۔ حضرت عثمان نے اس کو مٹی کے ساتھ سر دھونے کا حکم دیا (تا کہ چکناہٹ کے اثرات ختم ہو جائیں) اس نے مٹی سے اپنا سر دھویا۔ مگر دیگر علماء نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے احرام کے وقت خوشبو میں کوئی حرج قرار نہیں دیا۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت یعلی ؓ والی روایت میں قول اول کے قائلین کے حق میں کوئی دلیل نہیں۔ کیونکہ اس شخص نے تو زرد رنگ کی خلوق نامی خوشبو لگا رکھی تھی۔ اور وہ مرد کے لئے ویسے ہی حرام ہے۔ احرام کی وجہ سے ممنوع نہیں وہ مطلق طور پر مرد کے لئے ناجائز ہے خواہ حالت احرام ہو یا نہ۔ احرام کے وقت وہ خوشبو درست ہے جو غیر احرام کی حالت میں جائز ہو۔ حضرت یعلی ؓ کی روایت میں ہے کہ وہ خوشبو جس کو دھونے کا حکم دیا وہ خلوق تھی۔ جیسا ذیل کی روایات میں ہے۔

فریق ثانی کا مؤقف اور دلائل و جوابات: احرام باندھتے وقت خوشبو لگانے میں کچھ قباحت نہیں ہے۔ احرام باندھنے کے بعد خوشبو حرام ہے۔

سابقہ مؤقف کا جواب: یعلی بن امیہ والی روایت میں جس خوشبو کا ذکر ہے وہ زرد رنگ کی خوشبو ہے جو عورتوں کے ساتھ خاص ہے مردوں کے لئے اس کا استعمال مکروہ ہے۔ اس کا نام خلوق ہے تو ممانعت اس کی وجہ سے فرمائی احرام کی وجہ سے نہ فرمائی۔ جب بلا احرام وہ درست نہیں تو احرام باندھتے وقت بدرجہ اولیٰ درست نہ ہو گی احرام کے وقت وہ خوشبو لگانا درست ہے جو بلا احرام لگائی جا سکتی ہے اور یعلی بن امیہ کی روایت میں یہ بات واضح ہوتی ہے۔ روایت یہ ہے۔

۳۴۸۹ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوُدَ قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمِنْهَالِ قَالَ : ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ : ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ عَرُوْبَةَ عَنْ مَطَرٍ الْوَرَّاقِ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ يَعْلٰى بْنِ مُنْيَةَ (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى رَجُلًا لَبّٰى بِعُمْرَةٍ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ وَشَيْءٌ مِنْ خَلُوْقٍ فَأَمَرَهٗ أَنْ يَنْزِعَ الْجُبَّةَ وَيَمْسَحَ خَلُوْقَهٗ وَيَصْنَعَ فِيْ عُمْرَتِهٖ مَا يَصْنَعُ فِيْ حَجَّتِهٖ).

۳۴۸۹: عطاء نے یعلی بن منیہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ عمرے کا تلبیہ کہہ رہا ہے اور اس نے جبہ بھی پہن رکھا ہے اور کچھ خلوق بھی لگا رکھی ہے پس آپ نے اسے جبہ اتارنے اور خلوق کو

پونچھنے کا حکم فرمایا اور یہ حکم فرمایا وہ اپنے عمرہ میں اسی طرح کرے جیسا حج میں کرتے ہیں یعنی احرام وغیرہ باندھے جیسے حج میں باندھتے ہیں۔

**تخریج** : مسلم فی الحج ۷۔

۳۴۹۰ : حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ : ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ : حَدَّثَنِي اللَّيْثُ أَنَّ عَطَاءَ بْنَ أَبِي رَبَاحٍ حَدَّثَهُ عَنِ ابْنِ يَعْلَى بْنِ مُنْيَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

۳۴۹۰: عطاء نے یعلیٰ بن منیہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح روایت کی ہے۔

۳۴۹۱ : حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا حِبَّانُ بْنُ هِلَالٍ قَالَ : ثَنَا هَمَّامٌ قَالَ : ثَنَا عَطَاءٌ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ (وَاغْسِلْ عَنْكَ أَثَرَ الْخَلُوْقِ أَوِ الصُّفْرَةِ).

۳۴۹۱: عطاء نے صفوان بن یعلیٰ بن امیہ نے اپنے والد سے انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔ البتہ یہ الفاظ زائد ہیں اپنے سے زردی یا خلوق کا اثر دھو ڈال۔

۳۴۹۲ : حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ : ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ : ثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ : أَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ وَمَنْصُوْرٌ وَابْنُ أَبِي لَيْلٰى عَنْ عَطَاءٍ عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ (أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّي أَحْرَمْتُ وَعَلَيَّ جُبَّتِي هٰذِهِ وَعَلَى جُبَّتِهِ رَدُوْعٌ مِنْ خَلُوْقٍ وَالنَّاسُ يَسْخَرُوْنَ مِنِّي فَأَطْرَقَ عَنْهُ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ اخْلَعْ عَنْكَ هٰذِهِ الْجُبَّةَ وَاغْسِلْ عَنْكَ هٰذَا الزَّعْفَرَانَ وَاصْنَعْ فِي عُمْرَتِكَ مَا كُنْتَ صَانِعًا فِي حَجَّتِكَ) فَبَيَّنَتْ لَنَا هٰذِهِ الْآثَارُ أَنَّ ذٰلِكَ الطِّيْبَ الَّذِي أَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِغَسْلِهِ كَانَ خَلُوْقًا وَذٰلِكَ مَنْهِيٌّ عَنْهُ فِي حَالِ الْإِحْلَالِ وَحَالِ الْإِحْرَامِ فَيَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَادَ بِأَمْرِهِ إِيَّاهُ بِغَسْلِهِ لَمَا كَانَ مِنْ نَهْيِهِ أَنْ يَتَزَعْفَرَ الرَّجُلُ لَا لِأَنَّهُ طِيْبٌ تَطَيَّبَ بِهِ قَبْلَ الْإِحْرَامِ ثُمَّ حَرَّمَهُ عَلَيْهِ الْإِحْرَامُ. فَأَمَّا مَا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَهْيِهِ الرِّجَالَ عَنِ التَّزَعْفُرِ.

۳۴۹۲: عطاء نے یعلیٰ بن امیہ سے نقل کیا کہ ایک شخص جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ! میں نے احرام باندھنا ہے اور میں نے یہ جبہ پہن رکھا ہے اور میرا جبہ زعفران سے لت پت ہے اور لوگ مجھ سے تمسخر کرتے ہیں آپ نے اس سے تھوڑی دیر کے لئے سر جھکایا پھر فرمایا اپنے جبہ کو اتار دو اور اپنے سے یہ زعفران دھو ڈالو اور اپنے عمرہ میں وہی کچھ کرو جو تم اپنے حج میں کرتے ہو (یعنی احرام طواف سعی) ہمیں ان آثار

نے واضح کر دیا کہ وہ خوشبو جس کو دھونے کا حکم فرمایا وہ خلوق تھی۔ یہ خوشبو تو احرام اور غیر احرام ہر دو حالت میں ممنوع ہے۔ تو یہ عین ممکن ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دھونے کا حکم اس لئے دیا ہو کہ مرد کو زعفران لگانے کی ممانعت فرمائی ہے۔ اس بناء پر نہیں کہ یہ وہ خوشبو تھی جو احرام سے پہلے لگائی جاتی ہے پھر احرام نے اس کو نا جائز بنا دیا۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کو لگانے سے اس طرح منع فرمایا جیسا مندرجہ روایات میں ہے۔

**اللغات**: ردعہ۔ زعفران میں لت پت ہونا۔

**تخریج**: بخاری فی العمرہ باب ۱۰، مسند احمد ۲۲۴/۴، مسلم فی الحج ۶، ابو داؤد فی المناسك باب ۳۰، نسائی فی الحج باب ۵۰۔

**حاصل روایات**: ان روایات سے ثابت ہوا کہ جس خوشبو کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دھونے کا حکم دیا وہ خلوق تھی اور خلوق کو احرام کے بغیر بھی استعمال کرنا جائز نہیں احرام میں کیونکر جائز ہوتا۔

دوسرا جواب: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دھونے کا اس لئے حکم فرمایا کیونکہ آپ نے مردوں کو زعفران کا رنگ لگانے سے منع فرمایا ہے اس وجہ سے نہیں کہ وہ خوشبو ہے جس کو بطور خوشبو استعمال کریں تو بلا احرام جائز ہے بلکہ مردوں کو اس کا استعمال بلا احرام بھی درست نہیں پس دھونے کا حکم زعفرانی رنگ میں لت پت ہونے کی وجہ سے تھا اس وجہ سے نہیں کہ وہ خوشبو ہے جس کا احرام کے وقت لگانا درست نہ ہو مندرجہ ذیل روایات مرد کے لئے زعفران میں لت پت ہونے کا ثبوت ہیں۔ ملاحظہ ہوں۔

## ممانعت تزعفر کی روایات:

۳۴۹۳: فَإِنَّ ابْنَ أَبِي دَاوُدَ حَدَّثَنَا قَالَ : ثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : (نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَتَزَعْفَرَ الرَّجُلُ)

۳۴۹۳: عبدالعزیز بن صہیب نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا کہ مرد اپنے آپ کو زعفران کے رنگ میں رنگ لے۔

۳۴۹۴: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ قَالَ : ثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ : ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : (نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّزَعْفُرِ لِلرِّجَالِ).

۳۴۹۴: عبدالعزیز بن صہیب نے انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کو زعفران میں لت پت ہونے سے منع فرمایا۔

**تخریج**: بخاری فی اللباس باب ۳۳، مسلم فی اللباس ۷۷، ابو داؤد فی الترجل باب ۸، ترمذی فی الادب باب ۵۱، نسائی فی الزینہ باب ۷۳۔

۳۴۹۵ :حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ : ثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ : ثَنَا حَمَّادٌ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

۳۴۹۵: حجاج نے حماد سے پھر انہوں نے اپنی اسناد سے روایت نقل کی ہے۔

۳۴۹۶ :حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ : ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ ابْنِ عُلَيَّةَ قَالَ (أَرَاهُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ) عَنْ أَنَسٍ قَالَ : (نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلَ أَنْ يَتَزَعْفَرَ)

۳۴۹۶: عبدالعزیز بن صہیب نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آدمی کو زعفران میں لت پت ہونے سے منع فرمایا۔

۳۴۹۷ :حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ : ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ : ثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : (نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ عَنِ التَّزَعْفُرِ)

۳۴۹۷: عبدالعزیز بن صہیب نے انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زعفران میں لت پت ہونے سے منع فرمایا۔

۳۴۹۸ :حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ عِمْرَانَ وَابْنُ أَبِيْ دَاوُدَ قَالَا : ثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ قَالَ : أَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِيْ إِسْمَاعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : (نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّزَعْفُرِ) قَالَ عَلِيٌّ : فِيْمَا ذَكَرَ ابْنُ أَبِيْ عِمْرَانَ خَاصَّةً ثُمَّ لَقِيْتُ إِسْمَاعِيْلَ فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ وَأَخْبَرْتُهُ أَنَّ شُعْبَةَ حَدَّثَنَا بِهِ عَنْهُ فَقَالَ لِيْ : لَيْسَ هٰكَذَا حَدَّثْتُه إِنَّمَا حَدَّثْتُهُ (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى أَنْ يَتَزَعْفَرَ الرَّجُلُ) قَالَ ابْنُ أَبِيْ عِمْرَانَ : أَرَادَ بِذٰلِكَ أَنَّ النَّهْيَ الَّذِيْ كَانَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذٰلِكَ وَقَعَ عَلَى الرِّجَالِ خَاصَّةً دُوْنَ النِّسَاءِ .

۳۴۹۸: عبدالعزیز بن صہیب نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زعفران میں لت پت سے منع فرمایا۔علی بن جعد کہتے ہیں جیسا کہ ابن ابی عمران نے خاص طور پر ذکر کیا ہے کہ پھر میں اسماعیل بن ابراہیم سے ملا اوران سے اس کے متعلق پوچھا اور میں نے ان کو بتلایا کہ شعبہ نے ہمیں اس طرح بیان کیا ہے۔تو وہ مجھے کہنے لگے میں نے تو ان کو اس طرح بیان نہیں کیا میں نے ان کو اس طرح بیان کیا: ان رسول اللہ انہیان یتزعفر الرجل'' ابن ابی عمران کہنے لگے اسماعیل کی مراد یہ تھی کہ میں نے جو روایت نقل کی تھی اس کا مفہوم یہ تھا کہ زعفران میں لت پت ہونے کی ممانعت مردوں کے ساتھ مخصوص ہے۔عورتوں سے اس کا تعلق نہیں جیسا کہ پہلی روایت کے عموم سے ممانعت کا ثبوت حسب کے لئے ہو رہا ہے۔

۳۴۹۹ :حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوُدَ قَالَ : ثَنَا الْمُقَدَّمِيُّ قَالَ : ثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَطَاءٍ

بْنِ السَّائِبِ قَالَ : سَمِعْتُ أَبَا حَفْصِ بْنِ عَمْرٍو يُحَدِّثُ (عَنْ يَعْلَى أَنَّهُ مَرَّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُتَخَلِّقٌ فَقَالَ : إِنَّكَ امْرَأَةٌ ؟ فَقَالَ : لَا قَالَ : اذْهَبْ فَاغْسِلْهُ)

۳۴۹۹: ابوحفص بن عمرو نے یعلیٰ سے نقل کیا کہ جناب نبی اکرم ﷺ کے پاس سے میرا گزر ہوا اور میں نے خلوق لگا رکھی تھی۔ آپ نے فرمایا کیا تو عورت ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ تو آپ نے فرمایا جا کر خلوق کو دھو ڈالو۔

تخریج : ترمذی فی الادب باب ۵۱' نسائی فی الزینہ باب ۳۴۔

مگر اس میں الفاظ یہ ہیں "ان النبی ﷺ ابصر رجلا متخلقا فقال اذهب فاغسله"

۳۵۰۰ : حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ .ح .

۳۵۰۰: ابوبکر نے ابوعامر سے روایت نقل کی ہے۔

۳۵۰۱ : وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ : ثَنَا رَوْحٌ قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ رَجُلٍ مِنْ ثَقِيْفٍ عَنْ يَعْلَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ .هٰكَذَا قَالَ أَبُوْ بَكْرَةَ فِيْ حَدِيْثِهٖ وَقَالَ عَلِيٌّ فِيْ حَدِيْثِهٖ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ : سَمِعْتُ أَبَا حَفْصِ بْنِ عَمْرٍو وَأَبَا عَمْرِو بْنِ حَفْصٍ الثَّقَفِيَّ .

۳۵۰۱: شعبہ نے عطاء بن سائب سے انہوں نے ثقیف کے ایک آدمی سے اس نے یعلیٰ بن امیہ سے انہوں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔ ابوبکرہ نے اپنی روایت میں اسی طرح کہا ہے۔ اور علی بن جعد نے عطاء بن سائب سے اپنی روایت کو ابوحفص بن عمرو سے نقل کیا ہے اور ابوعمرو بن حفص ثقفی ہے۔ (دوسرا نسخہ اوابا عمرو بن حفص کا ہے)

۳۵۰۲ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوُدَ قَالَ : ثَنَا عَيَّاشٌ الرَّقَّامُ قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى قَالَ : ثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ أَوْ مَطَرٌ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (أَلَا وَطِيْبُ الرِّجَالِ رِيْحٌ لَا لَوْنٌ أَلَا وَطِيْبُ النِّسَاءِ لَوْنٌ لَا رِيْحٌ)

۳۵۰۲: سعید نے قتادہ یا مطر سے انہوں نے حسن سے انہوں نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ خبردار! مردوں کی خوشبو وہ ہے جس میں خوشبو ہو مگر رنگ نہ ہو اور عورتوں کی خوشبو وہ ہے جس میں رنگ ہو مہک نہ ہو۔

تخریج : ابو داؤد فی الترجل باب ۸۔

۳۵۰۳ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَجَّاجِ الْحَضْرَمِيُّ قَالَ : ثَنَا صَاعِدُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ : ثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ قَالَ : ثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

۳۵۰۳: حمید نے انس بن مالکؓ سے انہوں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۳۵۰۴ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوُدَ قَالَ : ثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ : ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ سَالِمٍ الْعَلَوِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : (جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ صُفْرَةٌ فَلَمَّا قَامَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ أَمَرْتُمْ هٰذَا يَدَعُ هٰذِهِ الصُّفْرَةَ) قَالَ : (وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُوَاجِهُ الرَّجُلَ لِشَيْءٍ فِيْ وَجْهِهٖ)

۳۵۰۴: سالم علوی نے انس بن مالکؓ سے کہ ایک آدمی جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا اور اس پر زردی کا نشان تھا جب وہ اٹھ کر چل دیا تو جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اگر تم اس آدمی کو کہتے کہ یہ اس زردی کو چھوڑ دیتا تو مناسب تھا راوی کہتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ (حیاء کی وجہ سے) اس آدمی کو آمنے سامنے کچھ نہ فرماتے۔

۳۵۰۵ : حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ أَحْمَدَ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ جَعْفَرٍ الرَّازِيّ عَنِ الرَّبِيْعِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ جَدَّيْهِ قَالَا : سَمِعْنَا أَبَا مُوْسٰى يَقُوْلُ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (لَا تُقْبَلُ صَلَاةُ رَجُلٍ وَفِيْ جَسَدِهٖ شَيْءٌ مِنْ خَلُوْقٍ) ..

۳۵۰۵: ربیع بن انس نے اپنے دونوں دادوں سے بیان کیا دونوں نے ابوموسیٰؓ کو کہتے سنا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس آدمی کی نماز قبول نہیں ہوتی جس کے جسم پر خلوق کا کچھ بھی اثر ہو۔

**تخریج** : ابو داؤد فی الترجل باب۸، مسند احمد ۴۰۳/۴۔

۳۵۰۶ : حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ قَالَ : ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَامِرٍ قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ أُمِّ حَبِيْبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ الرَّجُلِ الَّذِيْ كَانَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : (أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَاجَةٍ وَأَنَا مُتَخَلِّقٌ فَقَالَ : اذْهَبْ فَاغْتَسِلْ فَذَهَبْتُ فَاغْتَسَلْتُ ثُمَّ جِئْتُ فَقَالَ اذْهَبْ فَاغْتَسِلْ فَذَهَبْتُ فَأَخَذْتُ شَيْئًا فَجَعَلْتُ أَتَتَبَّعُ بِهٖ وَضَرَهٗ). فَنَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرِّجَالَ فِيْ هٰذِهِ الْآثَارِ كُلِّهَا عَنِ التَّزَعْفُرِ فَإِنَّمَا أَمَرَ الرَّجُلَ الَّذِيْ أَمَرَهٗ بِغَسْلِ طِيْبِهِ الَّذِيْ كَانَ عَلَيْهِ فِيْ حَدِيْثِ يَعْلٰى لِأَنَّهٗ لَمْ يَكُنْ مِنْ طِيْبِ الرِّجَالِ وَلَيْسَ فِيْ ذٰلِكَ دَلِيْلٌ عَلٰى حُكْمِ مَنْ أَرَادَ الْإِحْرَامَ هَلْ لَهٗ أَنْ يَتَطَيَّبَ بِطِيْبٍ يَبْقٰى عَلَيْهِ بَعْدَ الْإِحْرَامِ أَمْ لَا ؟ وَأَمَّا مَا رَوَوْهُ عَنْ عُمَرَ وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِيْ ذٰلِكَ فَإِنَّهٗ قَدْ خَالَفَهُمَا فِيْ ذٰلِكَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا۔

۳۵۰۶: اسحٰق بن سوید نے ام حبیبہؓ سے اس شخص کے متعلق نقل کیا ہے جو کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک غرض سے اس حالت میں آیا کہ خلوق لگائے ہوئے تھا آپ نے اسے فرمایا جاؤ اور اسے دھوؤ۔ چنانچہ وہ گیا اور

اسے دھو کر واپس آیا تو آپ نے فرمایا جاؤ اور اسے دھو ڈالو۔ وہ گیا اور اس کی چکناہٹ اور میل کچیل کا پیچھا کرنے لگا۔ ان تمام روایات میں جناب رسول اللہ ﷺ نے مردوں کو زعفران کے لگانے کی ممانعت فرمائی' حضرت یعلی ؓ کی روایت کے مطابق آپ نے ایک آدمی کو خوشبو دھونے کا حکم فرمایا اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ مردوں کی خوشبو نہ تھی۔ ان کی اس روایت میں اس بات کی کوئی دلیل نہیں ہے کہ جو شخص احرام باندھنے کا ارادہ رکھتا ہو وہ اس قسم کی خوشبو جس کا اثر باقی رہ سکتا ہے لگا سکتا ہے یا نہیں۔ رہی وہ روایات جن کو انہوں نے حضرت عمر و عثمان ؓ سے نقل کیا ہے۔ تو حضرت ابن عباس ؓ نے اس سلسلہ میں ان سے اختلاف کیا ہے۔

**تخریج** : ابو داؤد فی الترجل باب ۸۔

**حاصل روایات**: ان روایات میں جناب رسول اللہ ﷺ نے زعفران میں مرد کو لت پت ہونے سے منع فرمایا اور یعلیٰ والی روایت میں ممانعت کی وجہ مردوں کے لئے اس کے استعمال کا درست نہ ہونا ہے یہ وجہ نہیں کہ احرام باندھتے ہوئے احرام میں لگا سکتا ہے یا نہیں لگا سکتا خواہ اس کا اثر اس کے بعد باقی رہنے والا ہو یا نہ رہنے والا ہو پس یعلیٰ والی روایت فریق اول کا مستدل بننے کے مناسب نہیں ہے اب روایات عمر و عثمان ؓ کی روایات تو وہ عبداللہ بن عباس ؓ کی روایت کے خلاف ہیں جیسا کہ ان روایات سے معلوم ہوتا ہے۔

۳۵۰۷ : حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ : ثَنَا عُيَيْنَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهٗ قَالَ : انْطَلَقْتُ حَاجًّا فَرَافَقَنِيْ عُثْمَانُ بْنُ أَبِي الْعَاصِ فَلَمَّا كَانَ عِنْدَ الْإِحْرَامِ قَالَ : (اغْسِلُوْا رُءُوْسَكُمْ بِهٰذَا الْخِطْمِيِّ الْأَبْيَضِ وَلَا يَمَسَّ أَحَدٌ مِنْكُمْ غَيْرَهٗ) فَوَقَعَ فِيْ نَفْسِي مِنْ ذٰلِكَ شَيْءٌ. فَقَدِمْتُ مَكَّةَ فَسَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ وَابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَأَمَّا ابْنُ عُمَرَ فَقَالَ : " مَا أُحِبُّهٗ " . وَأَمَّا ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ : أَمَّا أَنَا فَأُضَمِّخُ بِهٖ رَأْسِيْ ثُمَّ أُحِبُّ بَقَاءَهٗ فَهٰذَا ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَدْ خَالَفَ عُمَرَ وَعُثْمَانَ وَابْنَ عُمَرَ وَعُثْمَانَ بْنَ أَبِي الْعَاصِ فِيْ ذٰلِكَ . وَقَدْ رُوِيَ فِيْ ذٰلِكَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَدُلُّ عَلٰى إِبَاحَتِهٖ.

۳۵۰۷: عیینہ بن عبدالرحمن نے اپنے والد سے نقل کیا کہ میں حج کو گیا میرے ساتھ عثمان بن ابی العاص ؓ تھے جب احرام کا وقت آیا تو وہ کہنے لگے تم لوگ اپنے سروں کو سفید خطمی سے دھو لو اور اس کے علاوہ تم کسی چیز کو مت چھونا۔ مجھے اس کے متعلق اشکال ہوا چنانچہ میں مکہ پہنچا تو میں نے ابن عمر' ابن عباس ؓ سے پوچھا ابن عمر کا جواب یہ تھا کہ میں اس کو پسند نہیں کرتا باقی ابن عباس ؓ کہنے لگے میں تو اس کو خوب سر پر ملوں گا پھر میں چاہوں گا کہ یہ میرے سر پر باقی رہے۔ تو یہ ابن عباس ؓ ہیں جنہوں نے حضرت عمر' عثمان اور ابن عمر اور عثمان بن ابی العاص ؓ کی مخالفت کی ہے اور اس سلسلہ میں جناب نبی اکرم ﷺ سے اس کی اباحت و جواز پر روایات وارد ہیں۔

**حاصل روایات:** اس میں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ابن عمر، عمر، عثمان، عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہم کی مخالفت کی ہے اوران کی یہ بات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طرزِ عمل کے موافق ہے۔

روایات ملاحظہ ہوں۔

۳۵۰۸ : حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ يَعْنِيْ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ : ثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ (عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلٰى وَبِيْصِ الطِّيْبِ فِيْ مَفْرِقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ)

۳۵۰۸: اسود نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ گویا میں اس وقت بھی اس منظر کو دیکھ رہی ہوں کہ آپ نے احرام باندھا ہوا ہے اور خوشبو کی چمک ابھی تک آپ کی مانگ میں دکھائی دے رہی ہے۔ (جو احرام باندھنے سے پہلے لگائی تھی)

**تخریج** : بخاری فی الغسل باب۱۹، والحج باب۱۸، واللباس باب۷۰، معم فی الحج ۴۰/۳۹، ۴۲/۴۱، ۴۳، ابو داؤد فی المناجات باب۱۰، نسائی فی المناسك باب۴۲/۴۱، ابن ماجه فی المناسك باب۱۸، مسند احمد ۴۱/۶، ۲۵۰/۱۰۹، ۲۰۹/۲۵۴، ۲۲۴/۳۲۰، ۲۵۴/۲۶۴، ۲۶۷/۲۸۰۔

۳۵۰۹ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ قَالَ : أَنَا شُعْبَةُ فَذَكَرَ مِثْلَهٗ بِإِسْنَادِهٖ.

۳۵۰۹: عبداللہ بن رجاء نے شعبہ سے پھر انہوں نے اپنی سند سے روایت نقل کی ہے۔

۳۵۱۰ : حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ دَاوٗدَ وَأَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ قَالَا : ثَنَا هِشَامُ بْنُ أَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ .

۳۵۱۰: ہشام بن ابو عبداللہ نے حماد سے انہوں نے ابراہیم سے پھر انہوں نے اپنی سند سے روایت نقل کی ہے۔

۳۵۱۱ : حَدَّثَنَا ابْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ : ثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ : ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ حَمَّادٍ وَعَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ .

۳۵۱۱: حماد نے عطاء بن سائب سے انہوں نے ابراہیم سے انہوں نے اپنی سند سے روایت نقل کی ہے۔

۳۵۱۲ : حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ : ثَنَا الْفِرْيَابِيُّ قَالَ : ثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ .

۳۵۱۲: عبدالرحمن بن اسود نے اپنے والد سے انہوں نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۳۵۱۳ : حَدَّثَنَا ابْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ قَالَ : أَنَا إِسْرَائِيْلُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنْ

عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَسْوَدِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ (عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا كَانَتْ تُطَيِّبُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَطْيَبِ مَا تَجِدُ مِنَ الطِّيْبِ قَالَتْ : حَتّٰى إِنِّي لَأَرٰى وَبِيْصَ الطِّيْبِ فِي رَأْسِهٖ وَلِحْيَتِهٖ)

۳۵۱۳: عبدالرحمٰن بن اسود نے اپنے والد سے انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے وہ فرماتی ہیں کہ میں جناب رسول اللہ ﷺ کو عمدہ ترین قسم کی خوشبو لگایا کرتی تھی یہاں تک کہ میں خوشبو کی چمک آپ کی مانگ اور داڑھی کے بالوں میں نمایاں پاتی۔

۳۵۱۴: حَدَّثَنَا ابْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ زَيْدٍ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي الْغَمْرِ قَالَ : أَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الزُّهْرِيُّ عَنْ مُوْسٰى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ (عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : كُنْتُ أُطَيِّبُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْغَالِيَةِ الْجَيِّدَةِ عِنْدَ إِحْرَامِهٖ).

۳۵۱۴: نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ میں جناب رسول اللہ ﷺ کو احرام باندھنے کے وقت غالیہ نامی عمدہ خوشبو لگایا کرتی تھی۔

۳۵۱۵: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا الْخَصِيْبُ بْنُ نَاصِحٍ قَالَ : ثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَخِيهِ عُثْمَانَ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ طَيَّبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ إِحْرَامِهٖ بِأَطْيَبِ مَا أَجِدُ.

۳۵۱۵: عروہ نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ میں جناب رسول اللہ ﷺ کو اپنے ہاں کی عمدہ ترین خوشبو لگایا کرتی تھی۔

**تخریج**: مسلم فی الحج ۳۷' مسند احمد ۱۳/۶' ۱۶۲' ۲۰۷' ۲۰۹' ۲۴۵' ۲۵۴/ ۲۵۸۔

۳۵۱۶: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ : ثَنَا شُجَاعُ بْنُ الْوَلِيْدِ قَالَ : ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ : حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ عَنْ (عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : طَيَّبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيَّ لِإِحْرَامِهٖ قَبْلَ أَنْ يُحْرِمَ).

۳۵۱۶: قاسم نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا کہ میں نے آپ ﷺ کو احرام سے پہلے خود خوشبو اپنے ہاتھ سے لگائی۔

**تخریج**: بخاری فی الحج باب ۱۸' مسلم فی الحج ۳۲/ ۵۳۔

۳۵۱۷: حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ : أَخْبَرَنِيْ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ أَنَّ الْقَاسِمَ حَدَّثَهٗ عَنْ (عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ طَيَّبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَرَمِهٖ حِيْنَ أَحْرَمَ) قَالَ

أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ : وَحَدَّثَنِي أَبُوْ بَكْرِ بْنُ حَزْمٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ .

۳۵۱۷: قاسم نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا کہ وہ فرماتی تھیں جب آپ نے احرام باندھا تو میں نے خود آپ کو خوشبو لگائی۔ اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے ابوبکر بن حزم سے عمرہ نے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کو بیان فرمایا ہے۔

۳۵۱۸ : حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ .

۳۵۱۸: قاسم نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۳۵۱۹ : حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهُ .

۳۵۱۹: شعبہ نے عبدالرحمٰن بن قاسم سے انہوں نے پھر اپنی اسناد سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۳۵۲۰ : حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ قَالَ : ثَنَا أَفْلَحُ هُوَ ابْنُ حُمَيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ .

۳۵۲۰: قاسم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۳۵۲۱ : حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ .

۳۵۲۱: عبدالرحمٰن بن القاسم نے اپنے والد سے انہوں نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۳۵۲۲ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوٗدَ قَالَ : ثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ : ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ (عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : طَيَّبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَرَمِهٖ وَلِحِلِّهٖ) .

۳۵۲۲: قاسم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ میں نے خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو احرام کی تیاری کے موقعہ پر احرام سے فراغت کے وقت خوشبو لگائی۔

**تخریج** : مسلم فی الحج ۳۱۔

۳۵۲۳ : حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ

عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ : (سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا بِأَيِّ شَيْءٍ طَيَّبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؟ فَقَالَتْ : بِأَطْيَبِ الطِّيْبِ عِنْدَ إِحْلَالِهِ وَقَبْلَ أَنْ يُحْرِمَ).

۳۵۲۳: عروہ نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ میں نے ان سے دریافت کیا تم نے کس چیز سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو لگائی تو فرمانے لگیں! آپ کو احرام باندھنے سے پہلے اور احرام سے فراغت کے بعد عمدہ قسم کی خوشبو لگائی۔

۳۵۲۴ :حَدَّثَنَا نَصْرٌ قَالَ : ثَنَا الْخَصِيْبُ قَالَ : ثَنَا وُهَيْبٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ (عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : طَيَّبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحُرْمِهِ وَلِحِلِّهِ)

۳۵۲۴: عطاء نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو احرام باندھنے سے پہلے اور احرام کھولنے کے بعد خود خوشبو لگائی۔

۳۵۲۵ :حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ : (قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا طَيَّبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْحِلِّ وَالْإِحْرَامِ) . قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَقَدْ تَوَاتَرَتْ هٰذِهِ الْآثَارُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِإِبَاحَتِهِ الطِّيْبَ عِنْدَ الْإِحْرَامِ وَأَنَّهُ قَدْ كَانَ يَبْقٰى فِيْ مَفَارِقِهِ بَعْدَ الْإِحْرَامِ .وَقَدْ رُوِيَ ذٰلِكَ أَيْضًا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِيْمَا تَقَدَّمَ مِمَّا رَوَيْنَا فِيْ هٰذَا الْبَابِ وَقَدْ رُوِيَ فِيْ ذٰلِكَ أَيْضًا عَنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۳۵۲۵: عطاء نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو احرام سے پہلے اور احرام کھولنے کے بعد خوشبو لگایا کرتی تھی۔ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کثیر روایات سے احرام کے وقت میں خوشبو کے لگانے کا جواز و اباحت ثابت ہو رہی ہے اور احرام کے باندھنے کے بعد بھی آپ کی چوٹی پر باقی رہتی تھی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی یہی بات مروی ہے جیسا کہ ہم نے اس باب میں روایت کیا ہے اور دیگر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اس سلسلہ میں روایات آئی ہیں۔

**حاصل روایات**: ان کثیر روایات سے یہ بات ثابت ہو رہی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھنے کے وقت خوشبو لگائی ہے اور احرام کے بعد بھی خوشبو کی چمک آپ کے سر مبارک کی مانگ میں باقی رہتی تھی اور یہی بات پہلے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالہ سے نقل کر آئے ہیں۔

## اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل و فتویٰ سے استشہاد:

۳۵۲۶ :حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ تَمَّامٍ أَبُو الْكَرَوَّسِ قَالَ : ثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُكَيْرٍ قَالَ :

حَدَّثَنِی مَیْمُوْنُ بْنُ یَحْیٰی بْنُ مُسْلِمِ بْنِ الْاَشَجِّ عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ بُکَیْرٍ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ : سَمِعْتُ اُسَامَةَ بْنَ زَیْدٍ یَقُوْلُ : سَمِعْتُ عَائِشَةَ بِنْتَ سَعْدٍ تَقُوْلُ :(کُنْتُ اُشْبِعُ رَأْسَ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ لِحَرَمِهٖ بِالطِّیْبِ).

٣٥٢٦: مخرمہ بن بکیر نے اپنے والد سے انہوں نے اسامہ بن زیدؓ سے نقل کیا وہ کہا کرتے تھے کہ میں نے عائشہ بنت سعد کو کہتے سنا کہ میں سعد بن ابی وقاصؓ کا سر خوشبو سے خوب رنگ دیا کرتی تھی جبکہ وہ احرام باندھنا چاہتے تھے۔

٣٥٢٧ : حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا حِبَّانُ بْنُ هِلَالٍ قَالَ : ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ قَالَ : ثَنَا زَیْدُ بْنُ اَسْلَمَ قَالَ : حَدَّثَتْنِیْ دُرَّةٌ قَالَتْ : (کُنْتُ اُشْبِعُهٗ بِالْغَالِیَةِ اُغَلِّقُ رَأْسَ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا بِالْمِسْكِ وَالْعَنْبَرِ عِنْدَ اِحْرَامِهَا) .

٣٥٢٧: درہ بیان کرتی ہیں کہ میں احرام کے وقت حضرت عائشہ ؓ کا سر غالیہ نامی خوشبو سے پر کر دیتی تھی اور کستوری اور عنبر سے ان کا سر احرام کے وقت چپکا دیتی۔

٣٥٢٨ : حَدَّثَنَا اَبُوْ بِشْرٍ الرَّقِّیُّ قَالَ : ثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ .ح .

٣٥٢٨: ابوالبر البرقی نے حجاج بن محمد سے۔

٣٥٢٩ :وَحَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ قَالَ : اَخْبَرَتْنِیْ حَکِیْمَةُ قَالَ اَبُوْ عَاصِمٍ ابْنَةُ اَبِیْ حَکِیْمٍ عَنْ اُمِّهَا ابْنَةِ النَّجَّارِ اَنَّ اَزْوَاجَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کُنَّ یَجْعَلْنَ عَصَائِبَ فِیْهِنَّ الْوَرْسُ وَالزَّعْفَرَانُ فَیَعْصِبْنَ بِهَا اَسَافِلَ شُعُوْرِهِنَّ عَلٰی جِبَاهِهِنَّ قَبْلَ اَنْ یُحْرِمْنَ ثُمَّ یُحْرِمْنَ کَذٰلِكَ یَزِیْدُ اَحَدُهُمَا عَلٰی صَاحِبِهٖ فِیْ قِصَّةِ الْحَدِیْثِ

٣٥٢٩: ابی حکیم کی بیٹی حکیمہ اپنی والدہ ابنۃ النجار سے بیان کیا کہ ازواج مطہرات ایسی پٹیاں باندھتیں جن میں ورس اور زعفران ہوتی وہ ان کو اپنے بالوں کے نیچے پیشانیوں پر احرام سے پہلے باندھ لیتیں۔ پھر احرام باندھتیں۔ حدیث کے واقعہ میں روات میں سے ہر ایک دوسرے پر اضافہ کرتا ہے۔

٣٥٣٠ : حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا الْخَصِیْبُ بْنُ نَاصِحٍ قَالَ : ثَنَا وُهَیْبٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَیْرِ اَنَّهٗ کَانَ یَتَطَیَّبُ بِالْغَالِیَةِ الْجَیِّدَةِ عِنْدَ الْاِحْرَامِ فَهٰذَا قَدْ جَاءَ فِیْ ذٰلِكَ عَمَّنْ ذَکَرْنَاهُ فِیْ هٰذِهِ الْآثَارِ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا یُوَافِقُ مَا قَدْ رَوَتْهُ عَائِشَةُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ تَطْیِیْبِهٖ عِنْدَ الْاِحْرَامِ وَبِهٰذَا

كَانَ يَقُوْلُ أَبُوْ حَنِيْفَةَ وَأَبُوْ يُوْسُفَ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ .وَأَمَّا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ رَحِمَهُ اللّٰهُ فَإِنَّهُ كَانَ يَذْهَبُ فِيْ ذٰلِكَ إِلٰى مَا رُوِيَ عَنْ عُمَرَ وَعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ وَعُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ وَابْنِ عُمَرَ مِنْ كَرَاهَتِهِ وَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ لَهُ فِيْ ذٰلِكَ أَنَّ مَا ذُكِرَ فِيْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا مِنْ تَطْيِيْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ الْإِحْرَامِ إِنَّمَا فِيْهِ أَنَّهَا كَانَتْ تُطَيِّبُهُ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُحْرِمَ .فَقَدْ يَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ كَانَتْ تَفْعَلُ بِهِ هٰذَا ثُمَّ يَغْتَسِلُ إِذَا أَرَادَ الْإِحْرَامَ فَيَذْهَبُ بِغَسْلِهِ عَنْهُ مَا كَانَ عَلٰى بَدَنِهِ مِنْ طِيْبٍ وَيَبْقٰى فِيْهِ رِيْحُهُ. فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ : فَقَدْ (قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فِيْ حَدِيْثِ كُنْتُ أَرَى وَبِيْصَ الطِّيْبِ فِيْ مَفَارِقِهِ بَعْدَمَا أَحْرَمَ) قِيْلَ لَهُ : قَدْ يَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ ذٰلِكَ وَقَدْ غَسَلَهُ كَمَا ذَكَرْنَا وَهٰكَذَا الطِّيْبُ رُبَّمَا غَسَلَهُ الرَّجُلُ عَنْ وَجْهِهِ أَوْ عَنْ يَدِهِ فَيَذْهَبُ وَيَبْقٰى وَبِيْصُهُ .فَلَمَّا احْتَمَلَ مَا رُوِيَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا مِنْ ذٰلِكَ مَا ذَكَرْنَا نَظَرْنَا هَلْ فِيْمَا رُوِيَ عَنْهَا شَيْءٌ يَدُلُّ عَلٰى ذٰلِكَ ؟

۳۵۳۰: ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے پھر انہوں نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ وہ غالیہ نامی عمدہ خوشبو احرام باندھنے کے وقت لگاتے تھے۔ یہ آثار جن کا ہم نے تذکرہ کیا جن کو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نقل کیا وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت کے موافق ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احرام باندھنے کے وقت خوشبو لگاتے تھے۔ امام ابوحنیفہ اور ابو یوسف رحمہما اللہ کا قول یہی ہے۔ البتہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس سلسلہ میں حضرت عمر و عثمان' عثمان بن ابی العاص اور ابن عمر رضی اللہ عنہم کی روایات کو اپنا کر اس کو مکروہ قرار دیا اس سلسلہ میں ان کی دلیل یہ ہے کہ کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں آپ کو خوشبو لگانے کا تذکرہ ہے وہ ارادہ احرام کے موقعہ کی بات ہے' عین ممکن ہے کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا ایسا کرتی ہوں پھر احرام باندھتے وقت آپ اس کو دھوڈالتے ہوں اور دھونے سے خوشبو چلی جاتی اور صرف مہک باقی رہ جاتی ہو۔ اگر کوئی معترض یہ کہے کہ روایت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا میں یہ ہے کنت اری و بیص الطیب فی مفارقه بعد ما احرم'' کہ میں آپ کے سر مبارک پر خوشبو کی چمک پاتی تھی۔ تو اس کے جواب میں یہ کہا جائے گا کہ ممکن ہے کہ دھونے کے بعد وہ باقی رہتی ہو جیسا کہ ہم نے ذکر کیا اور خوشبو کا معاملہ یہی ہے کہ بسا اوقات آدمی اس کو اپنے چہرے یا ہاتھ سے دھوڈالتا ہے وہ زائل ہو جاتی ہے مگر اس کی چمک باقی رہتی ہے۔ پس جب روایت میں اس بات کا احتمال پیدا ہو گیا تو اب ہم یہ جاننا چاہتے ہیں کہ آیا اس پر دلالت کرنے والی بات ان سے مروی ہے۔ چنانچہ روایت ''فھو'' مل گئی۔

**حاصل آثار:** یہ تمام آثار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کے موافق ہیں جو انہوں نے آپ کے احرام باندھنے کے وقت خوشبو کے سلسلہ میں نقل کی ہے۔ اور اس قول کو امام ابوحنیفہ اور ابو یوسف رحمہم اللہ نے اختیار کیا ہے۔

امام محمدؒ کا قول: فریق اوّل کی طرف سے فریق ثانی کے دلائل کا جواب دیا جارہا ہے۔

فتاویٰ صحابہ کا جواب: امام محمدؒ کا قول حضرت عمر، عثمان اور عثمان بن ابی العاص اور ابن عمر رضی اللہ عنہم کے مطابق ہے کہ وہ سب احرام کے وقت خوشبو کو مکروہ خیال کرتے تھے۔ کراہت والے قول میں زیادہ احتیاط ہے تاکہ یہ اپنے احرام کو خطرے کے مقام پر کھڑا کرنے والا نہ ہو۔

روایت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا جواب: حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا میں احرام کے وقت خوشبو لگانا مذکور ہے تو اس کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ احرام سے پہلے ہوا اور احرام سے پہلے عین ممکن ہے کہ آپ غسل کر لیتے ہوں اور اس غسل کی وجہ سے بدن سے تمام خوشبو اتر جاتی ہو اور فقط خوشبو رہ جاتی ہو۔

## اس جواب پر اشکال:

روایت میں تو صاف لفظ موجود ہے کہ میں آپ کی مانگ پر خوشبو کی چمک دیکھتی تھی تو یہ صرف خوشبو نہ ہوئی بلکہ خوشبو کا بقیہ اثر ہوا اس سے اس تاویل کا غلط ہونا ثابت ہوا۔

## جواب اشکال:

یہ عین ممکن ہے کہ اس کو دھوڈالا ہو اور یہ پانی کا اثر ہو بسا اوقات آدمی اپنے چہرے یا ہاتھ سے خوشبو کو دھوڈالتا ہے اور اس کی چمک پھر بھی باقی رہتی ہے۔ اب روایت عائشہ رضی اللہ عنہا میں جب احتمال پیدا ہو گیا تو ہم نے روایات میں تلاش کیا جو کہ ان دونوں احتمالات میں ایک کو متعین کر دے۔ چنانچہ یہ روایت ہے۔

۳۵۳۱ : فَإِذَا فَهْدٌ قَدْ حَدَّثَنَا قَالَ : ثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ قَالَ ثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ : سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ الطِّيْبِ عِنْدَ الْإِحْرَامِ فَقَالَ : مَا أُحِبُّ أَنْ أُصْبِحَ مُحْرِمًا يَنْضَحُ مِنِّىْ رِيْحُ الطِّيْبِ .فَأَرْسَلَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا بَعْضَ بَنِيْهِ إِلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا لِيُسْمِعَ أَبَاهُ مَا قَالَتْ قَالَ : (فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَا طَيَّبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ طَافَ فِيْ نِسَائِهِ فَأَصْبَحَ مُحْرِمًا) فَسَكَتَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَدَلَّ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَلٰى أَنَّهُ قَدْ كَانَ بَيْنَ إِحْرَامِهِ وَبَيْنَ تَطْيِيْبِهَا إِيَّاهُ غُسْلٌ لِأَنَّهُ لَا يَطُوْفُ عَلَيْهِنَّ إِلَّا اغْتَسَلَ .فَكَأَنَّهَا إِنَّمَا أَرَادَتْ بِهٰذِهِ الْأَحَادِيْثِ الْاِحْتِجَاجَ عَلٰى مَنْ كَرِهَ أَنْ يُوْجَدَ مِنَ الْمُحْرِمِ بَعْدَ إِحْرَامِهِ رِيْحُ الطِّيْبِ كَمَا كَرِهَ ذٰلِكَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَأَمَّا بَقَاءُ نَفْسِ الطِّيْبِ عَلٰى بَدَنِ الْمُحْرِمِ بَعْدَمَا أَحْرَمَ وَإِنْ كَانَ إِنَّمَا تَطَيَّبَ بِهِ قَبْلَ الْإِحْرَامِ فَلَا تَفْقَهُمْ هٰذَا الْحَدِيْثَ فَإِنَّ مَعْنَاهُ مَعْنًى لَطِيْفٌ .فَقَدْ بَيَّنَّا وُجُوْهَ هٰذِهِ الْآثَارِ فَاحْتَجْنَا بَعْدَ ذٰلِكَ أَنْ

نَعْلَمَ كَيْفَ وَجْهُ مَا نَحْنُ فِيهِ مِنَ الِاخْتِلَافِ مِنْ طَرِيقِ النَّظَرِ .فَاعْتَبَرْنَا ذٰلِكَ فَرَأَيْنَا الْإِحْرَامَ يَمْنَعُ مِنْ لُبْسِ الْقَمِيصِ وَالسَّرَاوِيلَاتِ وَالْخِفَافِ وَالْعَمَائِمِ وَيَمْنَعُ مِنَ الطِّيبِ وَقَتْلِ الصَّيْدِ وَإِمْسَاكِهِ. ثُمَّ رَأَيْنَا الرَّجُلَ إِذَا لَبِسَ قَمِيصًا أَوْ سَرَاوِيلًا قَبْلَ أَنْ يُحْرِمَ ثُمَّ أَحْرَمَ وَهُوَ عَلَيْهِ أَنَّهُ يُؤْمَرُ بِنَزْعِهِ وَإِنْ لَمْ يَنْزِعْهُ وَتَرَكَهُ عَلَيْهِ كَانَ كَمَنْ لَبِسَهُ بَعْدَ الْإِحْرَامِ لُبْسًا مُسْتَقْبَلًا فَيَجِبُ عَلَيْهِ فِي ذٰلِكَ مَا يَجِبُ عَلَيْهِ فِيهِ لَوِ اسْتَأْنَفَ لُبْسَهُ بَعْدَ إِحْرَامِهِ .كَذٰلِكَ لَوْ صَادَ صَيْدًا فِي الْحِلِّ وَهُوَ حَلَالٌ فَأَمْسَكَهُ فِي يَدِهِ ثُمَّ أَحْرَمَ وَهُوَ فِي يَدِهِ أُمِرَ بِتَخْلِيَتِهِ وَإِنْ لَمْ يُخَلِّهِ كَانَ إِمْسَاكُهُ إِيَّاهُ بَعْدَ إِحْرَامِهِ بِصَيْدٍ كَانَ مِنْهُ بَعْدَ إِحْرَامِهِ الْمُتَقَدِّمِ كَإِمْسَاكِهِ إِيَّاهُ بَعْدَ إِحْرَامِهِ بِصَيْدٍ كَانَ مِنْهُ بَعْدَ إِحْرَامِهِ .فَلَمَّا كَانَ مَا ذَكَرْنَا كَذٰلِكَ وَكَانَ الطِّيبُ مُحَرَّمًا عَلَى الْمُحْرِمِ بَعْدَ إِحْرَامِهِ كَحُرْمَةِ هٰذِهِ الْأَشْيَاءِ كَانَ ثُبُوتُ الطِّيبِ عَلَيْهِ بَعْدَ إِحْرَامِهِ وَإِنْ كَانَ قَدْ تَطَيَّبَ قَدْ قَبْلَ إِحْرَامِهِ كَتَطْيِيبِهِ بِهِ بَعْدَ إِحْرَامِهِ قِيَاسًا وَنَظَرًا عَلٰى مَا بَيَّنَّا .فَهٰذَا هُوَ النَّظَرُ فِي هٰذَا الْبَابِ وَبِهِ نَأْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ رَحِمَهُ اللّٰهُ .

۳۵۳۱: ابراہیم بن محمد بن المنتشر نے اپنے والد سے نقل کیا کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے خوشبو کے متعلق سوال کیا کہ آیا احرام کے وقت لگانا درست ہے تو انہوں نے فرمایا کہ میں اس کو پسند نہیں کرتا کہ میں صبح کے وقت احرام باندھوں اور مجھ سے خوشبو مہک رہی ہو۔ پھر ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے کسی بیٹے کو عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیجا تا کہ ان کا ارشاد معلوم ہو تو اس بیٹے نے نقل کیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو لگائی پھر آپ نے اپنی ازواج کے ہاں چکر لگایا پھر صبح کو احرام باندھا تو یہ سن کر ابن عمر رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے۔امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس روایت میں اس بات کی دلالت موجود ہے کہ آپ کے احرام باندھنے اور خوشبو لگانے کے مابین غسل کا فاصلہ پایا گیا کیونکہ آپ اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے پاس غسل کے بغیر نہ جاتے تھے۔تو گویا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ان روایات سے ان لوگوں کے خلاف استدلال کیا ہے جو اس بات کو مکروہ قرار دیتے ہیں کہ احرام کے بعد اس سے خوشبو آئے جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اس کو پسند نہ فرمایا۔باقی احرام کے بعد محرم کے جسم پر خوشبو کا باقی رہنا جب کہ اس نے احرام سے پہلے خوشبو لگائی ہو۔پس اس روایت کا معنی ہماری سمجھ میں نہیں آتا اس لئے کہ اس کا معنی نہایت لطیف ہے۔ہم ان آثار کی وجوہ بیان کر چکے پس ہمیں اس بات کی ضرورت پیش آئی کہ ہم بطریق نظر اس اختلاف کی صورت معلوم کریں پس ہم نے پڑتال کی تو ہم نے احرام کو قمیص' پاجامہ' موزہ' پگڑی کا مانع پایا اور خوشبو' شکار کرنے اور اس کے قتل سے بھی مانع پایا۔پھر ہم نے جانا کہ اگر آدمی قمیص' پاجامہ احرام سے پہلے پہن لے پھر احرام باندھے اور وہ پاجامہ پہنے ہو تو اسے اس کے اتار ڈالنے کا کہا جائے گا۔اگر وہ اسے نہ اتارے اور اپنے جسم پر باقی رہنے دے تو اس کا حال اسی طرح شمار ہوگا جیسا اس نے

احرام کے بعد مستقبل کے لباس کے طور پر پہن رکھا ہے۔ اس پر وہ چیز لازم ہوگی جو بعد میں پہننے سے لازم آتی ہے جب کہ وہ احرام کے بعد دوبارہ سلے ہوئے کپڑے پہن لے۔ اسی طرح اگر اس نے شکار کرلیا جب کہ وہ حِل میں تھا اور وہ اس وقت حلال تھا پھر اسے تھامے رکھا۔ پھر اس نے احرام باندھ لیا تو اس شکار کو اپنے ہاتھ سے چھوڑنے کا کہا جائے گا۔ اگر اس نے شکار نہ چھوڑا تو اس کا حکم احرام کے بعد شکار کرنے والے کی طرح ہے۔ جس شکار کو احرام باندھنے کی حالت میں پکڑا۔ اسی طرح خوشبو محرم کے لئے حرام ہے جیسا یہ چیزیں حرام ہیں تو اس پر خوشبو کا باقی رہنا خواہ اس نے احرام سے پہلے خوشبو لگائی ہو وہ احرام کے بعد خوشبو لگانے کی طرح ہے۔ قیاس ونظر کا یہی تقاضا ہے۔ جیسا کہ ہم نے وضاحت کر دی۔ اس باب میں قیاس یہی ہے اور اسی کو ہم (طحاوی رحمۃ اللہ علیہ) نے اختیار کیا اور یہ امام محمد بن الحسن رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

**تخریج** : مسلم فی الحج ۴۷/۴۹۔

**حاصل روایات** : اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے احرام اور خوشبو کے درمیان غسل کا فاصلہ ہے کیونکہ جب آپ عورتوں کے ہاں جاتے تو پھر غسل جنابت بھی ضرور کرتے تھے (مگر عورتوں کے ہاں جانے سے ان سے قربت کرنا کیسے لازم ہوا کہ غسل کو لازم مان لیا جائے) اس اعتبار سے یہ تمام روایات اس کے خلاف حجت ہیں جو احرام کے بعد محرم سے خوشبو کے آنے کو بھی مکروہ خیال کرتے ہیں جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما مکروہ خیال کرتے تھے۔ احرام کے بعد نفس خوشبو کا رہ جانا اگرچہ اس نے احرام سے پہلے لگائی ہو وہ ہم اس حدیث سے نہیں سمجھتے اس کا معنی ایک لطیف معنی ہے ان آثار کی وجوہ تو ہم بیان کر چکے ہیں۔

## نظر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ :

ہم دیکھتے ہیں کہ احرام میں قمیص، پاجامہ، موزہ، پگڑی، خوشبو، شکار کرنا اور اس کو روک کر رکھنا سب ناجائز ہیں۔

پھر غور کرنے سے معلوم ہوا کہ جب کوئی آدمی قمیص یا پاجامہ احرام سے پہلے پہن لے اور پھر وہ احرام اسی طرح باندھ لے کہ وہ پاجامہ پہنے ہوئے ہو تو اس کو پاجامہ اتارنے کے لئے کہا جائے گا اگر وہ اتار دے تو ٹھیک ورنہ پاجامہ کو اسی طرح باقی رکھنے کی صورت میں اس کا حکم اسی طرح ہوگا جیسا کسی نے احرام باندھ کر پاجامہ پہن لیا ہو اس صورت میں اس پر دم لازم آتا ہے تو اس حالت کو باقی رکھنے سے بھی دم لازم ہوگا جیسا کہ نئے سرے سے پہننے سے لازم آتا ہے۔

بالکل اسی طرح اگر اس نے حلال ہونے کی حالت میں حرم سے باہر شکار کیا پھر اس کو اس نے اپنے پاس محبوس رکھا پھر احرام باندھ لیا۔ جبکہ وہ شکار زندہ اس کے پاس محبوس تھا تو اس کو حکم دیا جائے گا کہ وہ شکار کو چھوڑ دے اگر اس نے نہ چھوڑا تو اس کا احرام کے بعد شکار کو پکڑنا جو حکم رکھتا وہی حکم اس پکڑے ہوئے شکار کو اپنے ہاں محبوس رکھنے کا ہے ان میں کوئی تفاوت نہیں بلکہ ہر دو حالتوں میں دم لازم ہوگا۔

پس اس کو سامنے رکھتے ہوئے احرام کے بعد احرام سے پہلے لگائی ہوئی خوشبو کا باقی رکھنا احرام کے بعد خوشبو لگانے کی طرح ہے۔ قیاس ونظر کا یہی تقاضا ہے اور یہ امام محمد کا قول ہے اور ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں۔

نوٹ: اس موقعہ پر بھی طحاویؒ کا قول جمہور احناف کے خلاف ہے روایات کی تاویلات میں کچھ زبردستی نظر آتی ہے۔ روایت کے اعتبار سے شیخین کا قول زیادہ مضبوط نظر آتا ہے۔ واللہ اعلم۔

وللناس فیما یعشقون مذاهب۔

# بَابُ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ

## ضرورتِ شدیدہ میں محرم کے لباس پہن لینے کا حکم

خلاصۂ البرام: احرام کی حالت میں ضرورت شدیدہ کی بناء پر اگر کسی حاجی نے سلا ہوا کپڑا پہن لیا تو کفارہ لازم ہوگا یا نہیں۔

① امام شافعی احمد رحمہم اللہ کے ہاں ضرورت شدیدہ سے کپڑا پہننا جائز ہے اور اس پر کچھ کفارہ لازم نہیں۔

نمبر②: امام ابوحنیفہؒ و مالک رحمہم اللہ کے ہاں ضرورت شدیدہ کی وجہ سے کپڑا اور موزہ استعمال تو کر سکتے ہیں مگر اس کا کفارہ ادا کرنا لازم ہے۔

### فریق اوّل کا مؤقف اور دلیل:

ضرورت شدیدہ کی وجہ سے سلا ہوا کپڑا اور موزہ پہنا جا سکتا ہے اور اس کی وجہ سے کسی قسم کا کفارہ لازم نہ ہوگا۔ جیسا کہ یہ روایات ثابت کرتی ہیں۔

۳۵۳۲: حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ وَسُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ .ح

۳۵۳۲: ابن مرزوق نے ابوالولید اور سلیمان بن حرب سے روایت کی ہے۔

۳۵۳۳: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ : ثَنَا حَجَّاجُ بْنُ الْمِنْهَالِ قَالُوْا : ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ : سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ زَيْدٍ يَقُوْلُ : سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ : سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَةَ يَقُوْلُ (مَنْ لَمْ يَجِدْ إِزَارًا لَبِسَ سَرَاوِيْلًا وَمَنْ لَمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ لَبِسَ خُفَّيْنِ)

۳۵۳۳: جابر بن زید نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو کہتے سنا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میدان عرفات میں یہ فرماتے سنا جس کو تہبند میسر نہ ہو وہ شلوار پہن لے اور جس کے پاس جوتا نہ ہو وہ موزے پہن لے۔

**تخریج**: باختلاف یسیر من اللفظ۔ بخاری فی اللباس باب ۱۴، ۳۷/ والصید باب ۱۵، ۱۶/ مسلم فی الحج ۴/۵، ابو داؤد فی المناسک باب ۳۱، نسائی فی المناسک باب ۳۲، والزینه باب ۹۹، ابن ماجه فی المناسک باب ۹، دارمی فی المناسک باب ۹، مسند احمد ۱، ۲۱۵، ۲۲۱، ۲۷۹، ۲۸۵۔

۳۵۳۴: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ جَابِرِ

بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ (عَرَفَةَ).

۳۵۳۴: جابر بن عبداللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح روایت نقل کی مگر عرفہ کا ذکر نہیں کیا۔

۳۵۳۵: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ: ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ: أَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: أَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

۳۵۳۵: سعید بن منصور نے ہشیم سے انہوں نے عمرو بن دینار سے انہوں نے اپنی اسناد سے روایت نقل کی ہے۔

۳۵۳۶: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ: ثَنَا سَعِيْدٌ قَالَ: ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ وَسُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَخْطُبُ فَذَكَرَ مِثْلَهُ.

۳۵۳۶: جابر بن زید نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انہوں نے کہا کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطبہ دیتے سنا پھر اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۳۵۳۷: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ قَالَ: ثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَذَكَرَ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَقُلْ (وَهُوَ يَخْطُبُ).

۳۵۳۷: جابر بن زید نے ابن عباس رضی اللہ عنہما پھر انہوں نے اسی طرح روایت ذکر کی ہے البتہ انہوں نے ہو یخطب کے الفاظ نقل نہیں کئے۔

۳۵۳۸: حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ: ثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ أَبِي الشَّعْثَاءِ قَالَ: أَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَذَكَرَ نَحْوَهُ. قُلْتُ (وَلَمْ يَقُلْ يُقَطِّعُهُمَا؟) قَالَ (لَا).

۳۵۳۸: ابوالشعثاء نے ابن عباس رضی اللہ عنہما انہوں نے اسی طرح روایت بیان کی ہے کہ میں نے آپ کو خطبہ دیتے سنا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا! کیا آپ نے یقطعهما نہیں کہا۔ انہوں نے کہا نہیں۔

۳۵۳۹: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ الْحَكَمِ الْجِيْزِيُّ الْكُوْفِيُّ قَالَ: ثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ: ثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ قَالَ: ثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (مَنْ لَمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ وَمَنْ لَمْ يَجِدْ إِزَارًا فَلْيَلْبَسْ سَرَاوِيْلًا) قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ: فَذَهَبَ إِلَى هٰذِهِ الْآثَارِ قَوْمٌ فَقَالُوْا: مَنْ لَمْ يَجِدْ إِزَارًا وَهُوَ مُحْرِمٌ لَبِسَ سَرَاوِيْلًا وَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ

وَمَنْ لَمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ لَبِسَ خُفَّيْنِ وَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ .وَخَالَفَهُمْ فِي ذٰلِكَ آخَرُوْنَ فَقَالُوْا : أَمَّا مَا ذَكَرْتُمُوْهُ مِنْ لُبْسِ الْمُحْرِمِ الْخُفَّ وَالسَّرَاوِيْلَ عَلَى الضَّرُوْرَةِ فَنَحْنُ نَقُوْلُ بِذٰلِكَ وَنُبِيْحُ لَهُ لُبْسَهُ لِلضَّرُوْرَةِ الَّتِي هِيَ بِهٖ. وَلٰكِنَّا نُوْجِبُ عَلَيْهِ مَعَ ذٰلِكَ الْكَفَّارَةَ وَلَيْسَ فِيْمَا رَوَيْتُمُوْهُ نَفْيٌ لِوُجُوْبِ الْكَفَّارَةِ وَلَا فِيْهِ وَلَا فِي قَوْلِنَا خِلَافٌ لِشَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ .لِأَنَّا لَمْ نَقُلْ : لَا يَلْبَسُ الْخُفَّيْنِ إِذَا لَمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ وَلَا السَّرَاوِيْلَ إِذَا لَمْ يَجِدْ إِزَارًا .وَلَوْ قُلْنَا ذٰلِكَ كُنَّا مُخَالِفِيْنَ لِهٰذَا الْحَدِيْثِ وَلٰكِنَّا قَدْ أَبَحْنَا لَهُ اللِّبَاسَ كَمَا أَبَاحَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ أَوْجَبْنَا عَلَيْهِ مَعَ ذٰلِكَ الْكَفَّارَةَ بِالدَّلَائِلِ الْقَائِمَةِ الْمُوْجِبَةِ لِذٰلِكَ .وَقَدْ يُحْتَمَلُ أَيْضًا قَوْلُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (مَنْ لَمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ) عَلٰى أَنْ يَقْطَعَهُمَا مِنْ تَحْتِ الْكَعْبَيْنِ فَيَلْبَسُهُمَا كَمَا يَلْبَسُ النَّعْلَيْنِ .وَقَوْلُهُ (مَنْ لَمْ يَجِدْ إِزَارًا فَيَلْبَسْ سَرَاوِيْلًا) عَلٰى أَنْ يَشُقَّ السَّرَاوِيْلَ فَيَلْبَسُهُ كَمَا يَلْبَسُ الْإِزَارَ .فَإِنْ كَانَ هٰذَا الْحَدِيْثُ أُرِيْدَ بِهٖ هٰذَا الْمَعْنٰى فَلَسْنَا نُخَالِفُ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ وَنَحْنُ نَقُوْلُ بِذٰلِكَ وَنُثْبِتُهُ .وَإِنَّمَا وَقَعَ الْخِلَافُ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ فِي التَّأْوِيْلِ لَا فِي نَفْسِ الْحَدِيْثِ لِأَنَّا قَدْ صَرَفْنَا الْحَدِيْثَ إِلٰى وَجْهٍ يَحْتَمِلُهُ فَاعْرِفُوْا مَوْضِعَ خِلَافِ التَّأْوِيْلِ مِنْ مَوْضِعِ خِلَافِ الْحَدِيْثِ فَإِنَّهُمَا مُخْتَلِفَانِ وَلَا تُوْجِبُوْا عَلٰى مَنْ خَالَفَ تَأْوِيْلَكُمْ خِلَافًا لِذٰلِكَ الْحَدِيْثِ .وَقَدْ بَيَّنَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْضَ ذٰلِكَ .

۳۵۳۹: ابوالزبیر نے جابرؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو جوتا نہ پائے وہ موزے پہن لے اور جس کو تہبند میسر نہ ہو وہ پاجامہ پہن لے۔ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بعض علماء نے اس بات کو اختیار کیا جس شخص کو چادر میسر نہ ہو اور وہ احرام باندھنا چاہتا ہو تو وہ پاجامہ پہن لے اس پر کچھ لازم نہ آئے گا اور جس شخص کے پاس جوتے نہ ہوں وہ موزے پہن لے اس کے ذمہ کوئی ضمان لازم نہ ہوگا مگر دوسرے علماء نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے فرمایا کہ جو کچھ تم نے محرم کی مجبوری کے سلسلہ میں شلوار اور موزے کے پہننے کا ذکر کیا ہے ہم بھی اسے تسلیم کرتے ہیں اور تمہاری پیش کردہ روایت میں کفارے کی نفی نہیں ہے۔ اور اس میں اور ہمارے قول میں کوئی باہمی تضاد نہیں پایا جاتا کیونکہ ہم یہ تو نہیں کہتے کہ جوتے اور ازار کے نہ ملنے کی صورت میں وہ موزے اور پاجامہ نہ پہنے۔ اگر ہم یہ بات کہتے تو تب ہماری بات روایت کے مخالف ہوتی۔ مگر ہم نے اس کے لئے اس لباس کو جائز رکھا ہے جس کو جناب رسول اللہ ﷺ نے پہننا درست قرار دیا ہے۔ پھر دیگر دلائل سے اس پر کفارے کو لازم قرار دیا۔ جناب رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کہ جو شخص جوتے نہ پائے وہ موزے پہننے میں یہ احتمال ہے کہ جو ان کو استعمال کرے وہ ٹخنوں سے نیچے تک کاٹ کر جوتے کی طرح بنالے اور استعمال کرے۔ اور آپ کے ارشاد گرامی

کہ جس کو ازار میسر نہ ہو وہ پاجامہ پہن لے اس میں بھی احتمال ہے کہ وہ اسے کاٹ کر ازار کی طرح بنالے اگر اس حدیث کا یہ مفہوم لیا جائے تو یہ ہمارے ذرہ بھر خلاف نہیں ہے ہم تو اس کے قائل اور اس کو ثابت کرنے والے ہوں گے تو ہمارے اور تمہارے درمیان صرف تاویل میں فرق ہوا' نفس روایت میں اختلاف نہ ہوا کیونکہ ہم نے اس کا وہ مفہوم لیا جس کا اس میں احتمال ہے تمہیں چاہے کہ حدیث سے اختلاف اور تاویل سے اختلاف میں واضح فرق کو پہچانو۔ یہ دونوں الگ الگ چیزیں ہیں جو تمہاری تاویل سے اختلاف کرتا ہے تو اسے حدیث کا مخالف قرار دیتے ہو۔ ہماری تائید کی بعض باتیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی ان روایات میں ملاحظہ کرلیں۔

**تخریج** : مسلم فی الحج ٥۔

**حاصل روایات:** ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جس کو تہبند میسر نہ ہو اور وہ احرام باندھنا چاہتا ہو تو وہ پاجامہ پہن لے اسی طرح جس کو جوتا مہیا نہ ہو تو وہ احرام کی حالت میں موزے پہن لے اس کو کچھ بھی کفارہ ادا نہ کرنا پڑے گا۔

فریق ثانی کا مؤقف اور دلائل و جوابات: محرم اگر ازار اور نعل میسر نہ آنے کی وجہ سے پاجامہ اور موزہ استعمال کرے تو جائز اور درست ہے اور ضرورت کا تقاضا ہے لیکن اس کے باوجود اس پر کفارہ لازم ہوگا۔

مؤقف اول کا جواب نمبر ①: سابقہ تمام روایات میں کوئی ایسی روایت نہیں جو کفارہ کی نفی کرتی ہو ان میں صرف مجبوری کی حالت میں ان کے استعمال کا جواز مذکور ہے اور ہمارے مؤقف کی نفی نہیں پس ہمارے ثبوت کفارہ کی روایات اپنے مقام پر ثابت رہیں گی۔

جواب نمبر ②: من لم یجد نعلین فلیلبس خفین کہ جس کے پاس جوتا نہ ہو وہ موزے کو ٹخنوں سے نیچے کاٹ کر جوتے کی طرح بنالے اور پہنے رکھے اور اسی طرح سراویل کو چیر کر ازار کی طرح بنالے اور پہنے رکھے اس میں کفارہ بھی نہ ہوگا اور اس کا کام بھی بن جائے گا اب روایات ہمارے مؤقف کے عین مطابق بن گئی گویا اصل اختلاف نفس روایت میں نہیں بلکہ تاویل روایت میں ہے ہم نے حدیث کو محتمل معانی کی طرف پھیر کر روایات میں موافقت پیدا کرلی اور تمہاری تاویل کو تسلیم کرنے کی صورت میں ان روایات کی کھلی خلاف ورزی لازم آتی ہے۔

ہمارے اس دوسرے جواب کی تائید عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت سے ہو رہی ہے۔

## روایت ابن عمر رضی اللہ عنہما:

٣٥٤٠ : حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ : ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ قَالَ : قَالَ أَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ نَافِعٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا (أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا نَلْبَسُ مِنَ الثِّيَابِ اِذَا أَحْرَمْنَا ؟ فَقَالَ لَا تَلْبَسُوْا السَّرَاوِيْلَاتِ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا الْبَرَانِسَ وَلَا الْخِفَافَ إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ أَحَدٌ لَيْسَتْ لَهٗ نَعْلَانِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ)

۳۵۴۰: نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا جب ہم احرام باندھیں تو کیا پہنیں تو آپ نے فرمایا پگڑیاں' پاجامے' ٹوپیاں' موزے مت پہنو البتہ وہ آدمی جس کے ہاں جوتے نہ ہوں وہ اپنے موزے ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ ڈالے۔

**تخریج**: بخاری فی الصید باب۱۳' ۱۵/۱۳' والحج باب۲۱' باب۹' موطا مالك فی الحج ۸' مسند احمد ۲۹/۲' ۳۲/۳٤' ۱۱۹/۷۷۔

۳۵۴۱ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ يُوْنُسَ قَالَ : ثَنَا أَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِي عَرُوْبَةَ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ .

۳۵۴۱: نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔

۳۵۴۲ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ : ثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ : ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلْمَةَ عَنْ أَيُّوْبَ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ .

۳۵۴۲: حماد بن سلمہ نے ایوب سے انہوں نے اپنی اسناد سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۳۵۴۳ : حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهٗ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ .

۳۵۴۳: نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔

۳۵۴۴ : حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ إِبْرَاهِيْمَ الْغَافِقِيُّ قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ هُوَ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ .

۳۵۴۴: زہری نے سالم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔

۳۵۴۵ : حَدَّثَنَا رَبِيْعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ : ثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ : ثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ .

۳۵۴۵: ابن ابی ذئب نے زہری سے انہوں نے اپنی اسناد سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۳۵۴۶ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ : ثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُسْلِمٍ .ح .

۳۵۴۶: حجاج نے عبدالعزیز بن مسلم سے روایت نقل کی ہے۔

۳۵۴۷ : وَحَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهٗ قَالَا جَمِيْعًا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مِثْلَهٗ .

۳۵۴۷: عبداللہ بن دینار نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۳۵۴۸ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ : ثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ قَالَ : أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ (مَنْ لَمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ وَلْيَشُقَّهُمَا مِنْ عِنْدِ الْكَعْبَيْنِ) فَهٰذَا ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يُخْبِرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلُبْسِ الْخُفَّيْنِ الَّذِي أَبَاحَهُ لِلْمُحْرِمِ كَيْفَ هُوَ وَأَنَّهُ بِخِلَافِ مَا يَلْبَسُ الْحَلَالُ .وَلَمْ يُبَيِّنِ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فِي حَدِيثِهِ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَحَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَوْلَاهُمَا .وَإِذَا كَانَ مَا أَبَاحَ لِلْمُحْرِمِ مِنْ لُبْسِ الْخُفَّيْنِ هُوَ بِخِلَافِ مَا يَلْبَسُ الْحَلَالُ فَكَذٰلِكَ مَا أَبَاحَ لَهُ مِنْ لُبْسِ السَّرَاوِيلِ هُوَ بِخِلَافِ مَا يَلْبَسُ الْحَلَالُ .فَهٰذَا حُكْمُ هٰذَا الْبَابِ مِنْ طَرِيقِ تَصْحِيحِ مَعَانِي الْآثَارِ .وَأَمَّا النَّظَرُ عَلَى ذٰلِكَ فَإِنَّا رَأَيْنَاهُمْ لَمْ يَخْتَلِفُوا فِيمَنْ وَجَدَ إِزَارًا أَنَّ لُبْسَ السَّرَاوِيلِ لَهُ غَيْرُ مُبَاحٍ لِأَنَّ الْإِحْرَامَ قَدْ مَنَعَهُ مِنْ ذٰلِكَ .وَكَذٰلِكَ مَنْ وَجَدَ نَعْلَيْنِ فَحَرَامٌ عَلَيْهِ لُبْسُ الْخُفَّيْنِ مِنْ غَيْرِ ضَرُورَةٍ فَأَرَدْنَا أَنْ نَنْظُرَ فِي لُبْسِ ذٰلِكَ مِنْ طَرِيقِ الضَّرُورَةِ كَيْفَ هُوَ ؟ وَهَلْ يُوجِبُ كَفَّارَةً أَوْ لَا يُوجِبُهَا۔؟ فَاعْتَبَرْنَا ذٰلِكَ فَرَأَيْنَا الْإِحْرَامَ يَنْهٰى عَنْ أَشْيَاءَ قَدْ كَانَتْ مُبَاحَةً قَبْلَهُ مِنْهَا : لُبْسُ الْقَمِيصِ وَالْعَمَائِمِ وَالْخِفَافِ وَالسَّرَاوِيلَاتِ وَالْبَرَانِسِ .وَكَانَ مَنِ اضْطُرَّ فَوَجَدَ الْحَرَّ فَغَطّٰى رَأْسَهُ وَوَجَدَ الْبَرْدَ فَلَبِسَ ثِيَابَهُ أَنَّهُ قَدْ فَعَلَ مَا هُوَ مُبَاحٌ لَهُ فِعْلُهُ وَعَلَيْهِ الْكَفَّارَةُ مَعَ ذٰلِكَ وَحَرَّمَ عَلَيْهِ الْإِحْرَامُ أَيْضًا حَلْقَ الرَّأْسِ إِلَّا مِنْ ضَرُورَةٍ .وَكَانَ مَنْ حَلَقَ رَأْسَهُ مِنْ ضَرُورَةٍ فَقَدْ فَعَلَ مَا هُوَ لَهُ مُبَاحٌ وَالْكَفَّارَةُ عَلَيْهِ وَاجِبَةٌ .فَكَانَ حَلْقُ الرَّأْسِ لِلْمُحْرِمِ فِي غَيْرِ حَالِ الضَّرُورَةِ -إِذَا أُبِيحَ فِي حَالِ الضَّرُورَةِ لَمْ يَكُنْ إِبَاحَتُهُ تُسْقِطُ الْكَفَّارَةَ بَلِ الْكَفَّارَةُ فِي ذٰلِكَ كُلِّهِ وَاجِبَةٌ فِي حَالِ الضَّرُورَةِ كَهِيَ فِي غَيْرِ حَالِ الضَّرُورَةِ .وَكَذٰلِكَ لُبْسُ الْقَمِيصِ الَّذِي حَرُمَ عَلَيْهِ فِي غَيْرِ حَالِ الضَّرُورَةِ .فَإِذَا كَانَتِ الضَّرُورَةُ فَأُبِيحَ ذٰلِكَ لَهُ لَمْ يَسْقُطْ بِذٰلِكَ الضَّمَانُ فَكَانَتِ الْكَفَّارَةُ عَلَيْهِ وَاجِبَةً فِي ذٰلِكَ كُلِّهِ فَلَمْ يَكُنِ الضَّرُورَةُ فِي شَيْءٍ مِمَّا ذَكَرْنَا تُسْقِطُ كَفَّارَةً كَانَتْ تَجِبُ فِي شَيْءٍ فِي غَيْرِ حَالِ الضَّرُورَةِ وَإِنَّمَا تُسْقِطُ الْآثَامَ خَاصَّةً .فَكَذٰلِكَ الضَّرُورَاتُ فِي لُبْسِ الْخِفَافِ وَالسَّرَاوِيلَاتِ لَا تُوجِبُ سُقُوطَ الْكَفَّارَاتِ الَّتِي كَانَتْ تَجِبُ لَوْ لَمْ تَكُنْ تِلْكَ الضَّرُورَاتُ وَلٰكِنَّهَا تَرْفَعُ الْآثَامَ خَاصَّةً .فَهٰذَا هُوَ النَّظَرُ فِي هٰذَا الْبَابِ أَيْضًا وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَبِي يُوسُفَ وَمُحَمَّدٍ ۔ رَحِمَهُمُ اللَّهُ تَعَالٰى ۔

۳۵۴۸: عبداللہ بن دینار کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو کہتے سنا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو جوتے نہ پائے وہ ٹخنوں کی جگہ سے ان کو چیر دے۔ تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے موزے پہننے کی خبر دے رہے ہیں کہ محرم ان کو کس طرح استعمال کرے اور یہ طریقہ غیر محرم کے پہننے کے طریقہ کے خلاف ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنی روایت میں اس قسم کی کوئی بات بیان نہیں فرمائی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ والی روایت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہر روایت سے اولیٰ ہے۔ تو جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موزوں کو محرم کے لئے پہننے کا طریقہ بتلا دیا جو غیر محرم سے مختلف ہے۔ تو بالکل اسی طرح اس کے لئے پاجامہ پہننے کا جو طریقہ بتلایا گیا ہے وہ غیر محرم سے مختلف ہے۔ روایات کی تصحیح کے طریقہ پر یہ بیان و وضاحت ہے جہاں تک قیاس و نظر کا تعلق ہے۔ وہ یہ ہے کہ اس میں کسی کو اختلاف نہیں ہے کہ ازار پہننے والے کو پاجامہ کا استعمال جائز نہیں۔ کیونکہ یہ احرام کے خلاف ہے اسی طرح جس کو جوتا میسر ہو اس کے لئے موزوں کا استعمال درست نہیں ہے۔ اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ بوقت ضرورت ان کے پہننے کا طریق کار کیا ہے اور کیا اس سے کفارہ لازم ہوگا یا نہیں؟ ہم نے پڑتال کی تو معلوم ہوا کہ احرام کی وجہ سے بعض چیزیں ممنوع تھیں۔ ان میں قمیص' پگڑیاں' موزے' دستانے' پاجامہ' شلوار وغیرہ شامل ہیں۔ اب جو شخص گرمی سے مجبوری ہو کر سر کو ڈھانپ لے یا سردی کی وجہ سے کپڑے پہن لے۔ اس نے ایسا کام کیا ہے جو اس کے لئے جائز مگر اس پر کفارہ تو لازم ہوگا۔ اور احرام کے پیش نظر اس پر سر کا مونڈوانا بھی حرام ہے۔ اب جو شخص ضرورت کی وجہ سے سر منڈوائے گا وہ ایک جائز کام کرتا ہے۔ مگر اس پر کفارہ لازم ہوتا ہے۔ محرم کے لئے ضرورت میں جو چیز جائز ہوگی تو عدم ضرورت میں وہ عدم جواز کی طرف لوٹے گی۔ تو اس محرم سے یہ چیز کفارے کو ساقط نہ کرے گی۔ بلکہ عدم ضرورت کی طرح سر منڈانے میں جو کفارہ آتا ہے۔ وہ ضرورت کے وقت منڈانے میں اسی طرح لازم رہے گا۔ قمیص کے متعلق بھی یہی احتمال ہے کہ بلاضرورت اس کا پہننا ناجائز ہے جب ضرورت میں اس کو جائز قرار دیا جائے گا تو اس سے ضمان ساقط نہ ہوگی اور یہ سب صورتیں اس پر کفارے کو واجب قرار دیں گی۔ پس جب کفارہ ضرورت کے بغیر کسی عمل سے لازم آتا ہے۔ تو وہ ضرورت کی بناء پر ساقط نہ ہوگا۔ صرف ان کا گناہ نہ ہوگا۔ اسی طرح موزوں' پاجاموں کے پہننے کی صورت ان سے کفارے کو ساقط نہ کرے گی۔ جو کفارہ کو بلاضرورت استعمال سے لازم آتا ہے۔ یہ اس سے گناہ کو زائل کر دیتی ہے۔ اس باب میں نظر کا تقاضہ ہے یہی امام ابوحنیفہ ابو یوسف' محمد رحمہم اللہ کا مسلک ہے۔

**تخریج** : مسند احمد ۴۷/۲۔

**حاصل روایات:** ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی روایت میں محرم کے لئے موزے پہننے کی کیفیت ذکر کی ہے جبکہ اس کے بالمقابل روایت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس وضاحت سے خالی ہے جب ان چیزوں کو محرم کے لئے پہننا درست قرار دیا گیا تو ان کے پہننے کا طریق کار بھی بتلا دیا اور وہ حلال کی صورت میں پہننے کا جو طریق کار ہے اس کے خلاف ہے اسی طرح جو سراویل پہننے کی اجازت دی وہ

حلال ہونے کی صورت میں پہنے جانے والے سراویل سے مختلف ہے۔

آثار کے طریقہ سے یہ بات اسی طرح ثابت ہو رہی ہے۔

## نظر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ:

ہم نے غور و فکر کیا تو اس میں کسی قسم کا اختلاف نہ پایا کہ جس آدمی کو ازار میسر ہو وہ سراویل نہیں پہن سکتا نہ اس کے لئے جائز ہے اس میں اس کا احرام مانع ہے۔

اسی طرح جس کو جوتے میسر ہوں اسے بلاضرورت موزوں کا استعمال جائز نہیں ہے۔ اب ہم نے ضرورۃً اس کے استعمال پر غور کیا کہ آیا اس سے کفارہ لازم آنا چاہئے یا نہیں۔

چنانچہ ہم نے دیکھا احرام نے کئی ایسی چیزوں سے منع کر دیا ہے جو پہلے مباح تھیں مثلاً قمیص' پگڑی' ٹوپی' موزے' شلوار' پاجامہ وغیرہ اب جو شخص گرمی یا سردی سے مجبور ہو گیا اور اس نے مجبوری میں ان چیزوں کو استعمال کیا تو اس نے مباح فعل کیا مگر اس کے باوجود اس پر کفارہ ہوگا۔ اسی طرح احرام کی حالت میں سر کا منڈوانا بھی حرام ہے ہاں اگر اس سے ضرورۃً سر منڈوایا تو اس پر کفارہ واجبہ ہوگا اگرچہ اس نے فعل مباح کو اختیار کیا۔

**نتیجہ:** اب اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ سر کا منڈوانا جو محرم کے لئے ضرورۃً جائز قرار دیا گیا وہ کفارے کو ساقط نہیں کرتا بلکہ بہر صورت کفارہ لازم آتا ہے خواہ ضرورت کی حالت ہو یا بلاضرورت۔

بالکل اسی طرح قمیص کا پہننا بلاضرورت حرام ہے جب ضرورت نے اس کے لئے اس کا استعمال مباح قرار دیا تو کفارہ اس سے ساقط نہ ہو بلکہ ہر صورت میں کفارہ لازم رہا۔ ضرورت سے صرف گناہ کو ساقط کیا۔ اسی طرح شلوار' موزہ کے سلسلہ میں ان کا ضرورۃً استعمال کفارات کو ساقط نہ کرے گا جو کفارات عدم ضرورت کے استعمال سے لازم آئے بلکہ صرف ضرورت گناہ کو ساقط کرے گی۔

اس باب میں نظر کا بھی یہی تقاضہ ہے یہی امام ابوحنیفہ' ابو یوسف' محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔

# بَابُ لُبْسِ الثَّوْبِ الَّذِيْ قَدْ مَسَّهُ وَرْسٌ أَوْ زَعْفَرَانٌ فِي الْإِحْرَامِ

## کیا محرم زعفران سے رنگا کپڑا پہن سکتا ہے

**خلاصۃ الزام:**

نمبر①: عروہ اور مجاہد رحمہم اللہ اور ابن حزمؒ کے ہاں ورس وزعفران سے رنگے ہوئے کپڑے کا استعمال مطلقاً ناجائز ہے۔

نمبر②: ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کے ہاں اگر اس کپڑے کو دھو کر صاف کر لیا تو محرم کو بلا کراہت پہننا جائز اور درست ہے۔

فریق اوّل کا مؤقف اور دلائل: ورس وزعفران سے رنگے ہوئے کپڑے کا استعمال محرم کے لئے خواہ اس کو دھو لیا جائے تب بھی جائز نہیں ہے۔ جیسا ان روایات سے ثابت ہوتا ہے۔

۳۵۴۹ : حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ دَاوٗدَ وَأَبُوْ صَالِحٍ كَاتِبُ اللَّيْثِ قَالَا : ثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (لَا تَلْبَسُوْا ثَوْبًا مَسَّهُ وَرْسٌ أَوْ زَعْفَرَانٌ) يَعْنِيْ فِي الْإِحْرَامِ.

۳۵۴۹: سالم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا احرام میں اس کپڑے کو مت استعمال کرو جس کو ورس وزعفران نے چھوا ہو۔

**تخریج** : بخاری فی العلم باب۵۳' والصلاۃ باب۹' الحج باب۲۱' ۲۳' واللباس باب۱۳' ۱۴' ۱۵۰' مسلم فی الحج ۱' ۲' ابو داؤد فی المناسك باب۳۱' ترمذی فی الحج باب۱۸' نسائی فی المناسك باب ۳۰/۲۸' ۳۱' ابن ماجه فی المناسك باب۱۹' دارمی فی المناسك باب۹' موطا مالك ۸' مسند احمد ۴/۲ ۸۰' ۵۴' ۵۶' ۵۹' ۶۳' ۶۵' ۷۷۔

۳۵۵۰ : حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ.

۳۵۵۰: عبداللہ بن دینار نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح روایت کی ہے۔

۳۵۵۱ : حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهٗ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ.

۳۵۵۱: نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے انہوں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۳۵۵۲ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ : ثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ : ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ

عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلٰى هٰذِهِ الْآثَارِ فَقَالُوْا : كُلُّ ثَوْبٍ مَسَّهُ وَرْسٌ أَوْ زَعْفَرَانٌ فَلَا يَحِلُّ لُبْسُهُ فِي الْإِحْرَامِ وَإِنْ غُسِلَ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يُبَيِّنْ فِيْ هٰذِهِ الْآثَارِ مَا غُسِلَ مِنْ ذٰلِكَ مِمَّا لَمْ يُغْسَلْ فَنَهْيُهُ عَلٰى ذٰلِكَ كُلِّهِ .وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ فَقَالُوْا : مَا غُسِلَ مِنْ ذٰلِكَ حَتّٰى صَارَ لَا يَنْفَضُ فَلَا بَأْسَ بِلُبْسِهِ فِي الْإِحْرَامِ لِأَنَّ الثَّوْبَ الَّذِيْ صُبِغَ إِنَّمَا نُهِيَ عَنْ لُبْسِهِ فِي الْإِحْرَامِ لَمَّا كَانَ قَدْ دَخَلَهُ مِمَّا هُوَ حَرَامٌ عَلَى الْمُحْرِمِ فَإِذَا غُسِلَ فَخَرَجَ ذٰلِكَ مِنْهُ ذَهَبَ الْمَعْنَى الَّذِيْ كَانَ لَهُ النَّهْيُ وَعَادَ الثَّوْبُ إِلٰى أَصْلِهِ الْأَوَّلِ قَبْلَ أَنْ يُصِيبَهُ ذٰلِكَ الَّذِيْ غُسِلَ مِنْهُ .وَقَالُوْا : هٰذَا كَالثَّوْبِ الطَّاهِرِ يُصِيبُهُ النَّجَاسَةُ فَيَنْجُسُ بِذَلك فَلَا تَجُوْزُ الصَّلَاةُ فِيْهِ فَإِذَا غُسِلَ حَتّٰى يَخْرُجَ مِنْهُ النَّجَاسَةُ طَهُرَ وَحَلَّتِ الصَّلَاةُ فِيْهِ .وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذٰلِكَ أَنَّهُ اسْتَثْنٰى مِمَّا حَرَّمَهُ عَلَى الْمُحْرِمِ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالَ (إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ غَسِيْلًا) .

۳۵۵۲: نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض علماء نے اس آثار کو اختیار کرتے ہوئے فرمایا کہ جس کپڑے میں ورس وزعفران لگی ہو اس کا استعمال احرام میں درست نہیں ہے۔خواہ اسے دھوڈالا جائے کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان آثار میں دھوئے جانے والا کپڑے کو نہ دھوئے جانے والے سے الگ ذکر نہیں فرمایا پس ممانعت دونوں ہی قسموں سے متعلق ہوگئی۔مگر دیگر علماء نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے فرمایا جس کپڑے کو دھولیں اور اس سے مہک ختم ہو جائے اسے حالت احرام میں استعمال کرنا چنداں حرج نہیں رکھتا اور ورس وزعفران سے رنگے ہوئے کپڑے کی ممانعت کا سبب یہ کہ وہ ایسا کپڑا پہن کر احرام میں داخل ہو رہا ہے۔جس کا استعمال محرم پر حرام ہے۔جب وہ دھوڈالا گیا تو وہ اس حکم سے نکل گیا اور وجہ ممانعت جاتی رہی اور کپڑا اپنی اصل حالت میں لوٹ آیا جو کہ اس سے پہنچنے سے پہلے کی حالت تھی۔اس کپڑے کا حال اس پاک کپڑے جیسا ہے کہ جس کو نجاست لگ گئی تو اس کے ساتھ نماز جائز نہ رہی جب نجاست سے پاک کر دیا گیا اور نجاست کو زائل کر دیا تو وہ پاک ہو گیا۔اس کے ساتھ نماز جائز ہوگی۔اس سلسلہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد ہے کہ آپ نے محرم پر حرام ہونے والی صورت سے اس کو مستثنیٰ کر کے بیان فرمایا اور فرمایا مگر اس صورت میں کہ اسے دھوڈالا جائے۔

**حاصل روایات:** ان تمام روایات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ہر وہ کپڑا جس کو زعفران یا ورس نے چھوا ہو خواہ اسے دھولیا جائے یا نہ دھویا جائے ہر صورۃ میں اس کا استعمال ناجائز ہے کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کپڑے کے مغسول وغیر مغسول ہونے میں کوئی فرق نہیں فرمایا۔

## فریق ثانی کا موقف:

ورس وزعفران جس کپڑے کو لگ جائے اور اس کو دھوڈالا جائے یہاں تک کہ وہ نہ جھڑے تو محرم کو اسے احرام میں استعمال کرنا درست ہے کیونکہ دھوڈالنے کی وجہ سے وہ ممانعت والی وجہ ختم ہوگئی اور کپڑا اپنی اس حالت پر آ گیا جو زعفران سے پہلے تھی اور اس کی مثال اس پاک کپڑے جیسی ہے جس کو نجاست پہنچنے سے وہ نجس ہوگیا اس میں نماز ناجائز ہوگئی پھر جب اسے دھولیا گیا اور نجاست کا اثر اس سے جاتا رہا تو وہ کپڑا پاک ہوگیا اور اس میں نماز بھی درست و جائز ہوگئی اور جناب رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اس کے استثناء کا ثبوت بھی ملتا ہے۔"الا ان یکون غسیلاً"

روایت ملاحظہ ہو۔

۳۵۵۳ :حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ فَهْدٌ قَالَ : ثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ الْحَمِيْدِ الْاَزْدِيُّ قَالَ : ثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ .ح .

۳۵۵۳: یحییٰ بن عبدالحمید ازدی نے ابومعاویہ سے نقل کیا۔

۳۵۵۴ :حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عِمْرَانَ قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ صَالِحِ الْاَزْدِيُّ قَالَ : ثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ الْحَدِيْثِ الَّذِيْ ذَكَرْنَاهُ فِيْ اَوَّلِ هٰذَا الْبَابِ وَزَادَ (اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ غَسِيْلًا) . قَالَ ابْنُ اَبِيْ عِمْرَانَ : وَرَاَيْتُ يَحْيٰى بْنَ مَعِيْنٍ وَهُوَ يَتَعَجَّبُ مِنَ الْحِمَّانِيِّ اَنْ يُحَدِّثَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ (هٰذَا عِنْدِيْ) . ثُمَّ وَثَبَ مِنْ فَوْرِهٖ فَجَاءَ بِاَصْلِهٖ فَاَخْرَجَ مِنْهُ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ اَبِيْ مُعَاوِيَةَ كَمَا ذَكَرَهُ يَحْيَى الْحِمَّانِيُّ فَكَتَبَهُ عَنْهُ يَحْيٰى بْنُ مَعِيْنٍ فَقَدْ ثَبَتَ بِمَا ذَكَرْنَا اسْتِثْنَاءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْغُسْلَ مِمَّا قَدْ مَسَّهٗ وَرْسٌ اَوْ زَعْفَرَانٌ .وَهٰذَا قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَاَبِيْ يُوْسُفَ وَمُحَمَّدٍ - رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى -وَقَدْ رُوِيَ ذٰلِكَ عَنْ نَفَرٍ مِنَ الْمُتَقَدِّمِيْنَ .

۳۵۵۴: نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے جو ہم اس باب کے شروع میں ذکر کر آئے مگر اس میں یہ اضافہ موجود ہے۔''الا ان یکون غسیلاً'' تو جو کچھ ہم نے ذکر کیا اس سے ثابت ہوا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ورس اور زعفران سے رنگے ہوئے کپڑے سے دھلے ہوئے کپڑے کو مستثنیٰ فرمایا۔امام ابوحنیفہ ابو یوسف محمد رحمہم اللہ کا یہی قول ہے۔متقدمین کی ایک جماعت سے بھی یہ قول مروی ہے۔ذیل میں ملاحظہ ہو۔

تحقیق: ابن ابی عمران کہتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن معین کو دیکھا کہ وہ حمانی سے تعجب کر رہے تھے جبکہ وہ اس روایت کو بیان کر رہا تھا تو عبدالرحمٰن بن صالح ان کو کہنے لگے یہ روایت تو میرے پاس بھی موجود ہے پھر فوراً اٹھ کر گئے اور اپنے اصل مخطوطہ کو لے آئے اور اس سے یہ حدیث نکال کر ان کو دکھائی جس کی سند یہ تھی۔یحییٰ حمانی عن ابی معاویہ الی آخر الحدیث تو

یحییٰ بن معین نے اس سے یہ روایت لکھ لی۔

**تخریج** : مسند احمد ۲/۴۱۔

**حاصل روایات**: اس روایت سے جناب رسول اللہ ﷺ کو ورس وزعفران والے دھوئے ہوئے کپڑے کو مستثنیٰ کرنا ثابت ہو گیا۔
یہی قول امام ابوحنیفہ' ابو یوسف' محمد رحمہم اللہ کا ہے۔

## اقوالِ متقدمین سے استشہاد:

۳۵۵۵ : حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا وَهْبٌ قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِیْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ أَنَّهُ أَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ لَهُ : إِنِّیْ أُرِيْدُ أَنْ أُحْرِمَ وَلَيْسَ لِی إِلَّا هٰذَا الثَّوَابُ ثَوْبٌ مَصْبُوْغٌ بِزَعْفَرَانٍ. قَالَ : آللّٰهُ مَا تَجِدُ غَيْرَهُ ؟ فَحَلَفَ فَقَالَ : (اغْسِلْهُ وَأَحْرِمْ فِيْهِ) .

۳۵۵۵: ابو بشر نے سعید بن المسیب کے متعلق نقل کیا کہ ان کے پاس ایک آدمی آ کر کہنے لگا میں احرام باندھنا چاہتا ہوں اور میرے پاس صرف یہ زعفران سے رنگا ہوا کپڑا ہے انہوں نے قسم دے کر کہا کیا تم اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا کر کہتے ہو کہ تمہارے پاس اس کے سوا کوئی کپڑا نہیں ہے تو اس نے قسم اٹھائی تو آپ نے فرمایا اس کو دھوڈالو اور پھر اسے احرام میں استعمال کرو۔

۳۵۵۶ : حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ لَيْثٍ عَنْ طَاوٗسٍ قَالَ : إِذَا كَانَ فِی الثَّوْبِ زَعْفَرَانٌ أَوْ وَرْسٌ فَغُسِلَ فَلَا بَأْسَ أَنْ يُحْرِمَ فِيْهِ .

۳۵۵۶: لیث نے طاؤس سے نقل کیا کہ جب کپڑے پر ورس وزعفران ملا جلا لگ گیا پھر اس نے اسے دھوڈالا تو اس کپڑے کو احرام میں استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

۳۵۵۷ : حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عُمَرَ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْمُغِيْرَةِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ فِی الثَّوْبِ يَكُوْنُ فِيْهِ وَرْسٌ أَوْ زَعْفَرَانٌ فَغُسِلَ (إِنَّهُ لَمْ يَرَ بَأْسًا أَنْ يُحْرِمَ فِيْهِ) .

۳۵۵۷: مغیرہ نے ابراہیم نخعیؒ سے ایسے کپڑے کے متعلق دریافت کیا گیا جس میں زعفران یا ورس لگ گیا ہو اور پھر اس کو دھو لیا گیا۔ تو اس کو احرام کے لئے استعمال کر لینے میں حرج نہیں ہے۔

**نوٹ**: اس باب میں بھی جواز اور عدم جواز کا اختلاف ہے اس باب میں روایات وآثار پر اکتفا کیا گیا یہ باب بھی نظر سے خالی ہے استثناء والی روایت کے بعد مجمل روایات کی تفصیل ہو جانے سے تمام روایات میں شاندار تطبیق ہو گئی۔

## بَابُ الرَّجُلِ يُحْرِمُ وَعَلَيْهِ قَمِيْصٌ كَيْفَ يَنْبَغِيْ لَهُ

# أَنْ يَخْلَعَهُ ؟

## حالت احرام میں پہنے ہوئے کپڑے کو کیسے اتارے؟

**خلاصۃ البراہ:** جس شخص نے احرام اس حالت میں باندھا کہ اس نے قمیص یا جبہ پہن رکھا تھا اب اس کو کس طرح اتارا جائے اس میں دو مذاہب ہیں۔

نمبر ①: ابراہیم نخعیؒ اور شعبیؒ کہتے ہیں کہ اس کو معتاد طریقہ سے اتار نہیں سکتا بلکہ گریبان پھاڑ کر پاؤں کی طرف سے نکالا جائے کیونکہ سر کی طرف سے نکالنے میں دو جرم ہوئے ایک سلا ہوا کپڑا احرام میں پہننا اور دوسرا سر کو ڈھانپنا۔

نمبر ②: ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کے ہاں جبے کو پھاڑنے کی ضرورت نہیں عادت کے مطابق سر کی طرف سے اتارنا درست ہے۔

فریق اول کا مؤقف اور دلائل وشواہد: کہ اگر احرام اس حالت میں باندھا کہ جبہ بھی زیب تن تھا اب اس کو اتارنا ضروری ہے اتارنے کے لئے گریبان کو پھاڑ کر اتارا جائے گا۔ معتاد طریقہ سے اتارنا درست نہیں۔

دلیل یہ روایت ہے۔

۳۵۵۸ : حَدَّثَنَا رَبِيْعُ الْمُؤَذِّنُ قَالَ : ثَنَا أَسَدٌ قَالَ : ثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَطَاءِ بْنِ لَبِيْبَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ جَابِرٍ عَنْ (جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ : كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا فِي الْمَسْجِدِ فَقَدَّ قَمِيْصَهُ مِنْ جَيْبِهٖ حَتّٰى أَخْرَجَهُ مِنْ رِجْلَيْهِ فَنَظَرَ الْقَوْمُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّيْ أُمِرْتُ بِبُدْنِي الَّتِيْ بَعَثْتُ بِهَا أَنْ يُقَلَّدَ الْيَوْمَ وَيُشْعَرَ عَلٰى كَذَا وَكَذَا فَلَبِسْتُ قَمِيْصِيْ وَنَسِيْتُ لَمْ أَكُنْ لِأُخْرِجَ قَمِيْصِيْ مِنْ رَأْسِيْ) وَكَانَ بَعَثَ بِبُدْنِهٖ وَأَقَامَ بِالْمَدِيْنَةِ .قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ :فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلٰى هٰذَا فَقَالُوْا : لَا يَنْبَغِيْ لِلْمُحْرِمِ أَنْ يَخْلَعَهُ كَمَا يَخْلَعُ الْحَلَالُ قَمِيْصَهُ لِأَنَّهُ إِذَا فَعَلَ ذٰلِكَ غَطّٰى رَأْسَهُ وَذٰلِكَ عَلَيْهِ حَرَامٌ فَأَمَرَ بِشَقِّهٖ لِذٰلِكَ .وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ فَقَالُوْا : بَلْ يَنْزِعُهُ نَزْعًا وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ بِحَدِيْثِ (يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ الَّذِيْ أَحْرَمَ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ فَأَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَهُ أَنْ يَنْزِعَهَا نَزْعًا) وَقَدْ ذَكَرْنَا ذٰلِكَ فِيْ بَابِ التَّطْيِيْبِ عِنْدَ الْإِحْرَامِ .فَقَدْ خَالَفَ ذٰلِكَ حَدِيْثُ جَابِرٍ الَّذِيْ ذَكَرْنَا وَإِسْنَادُهُ أَحْسَنُ مِنْ إِسْنَادِهٖ. فَإِنْ كَانَتْ هٰذِهِ الْأَشْيَاءُ تُثْبِتُ الْإِسْنَادَ فَإِنَّ حَدِيْثَ يَعْلٰى مَعَهُ مِنْ صِحَّةِ الْإِسْنَادِ مَا لَيْسَ مَعَ حَدِيْثِ جَابِرٍ .وَأَمَّا وَجْهُ ذٰلِكَ مِنْ طُرُقِ النَّظَرِ فَإِنَّا رَأَيْنَا الَّذِيْنَ كَرِهُوْا نَزْعَ الْقَمِيْصِ إِنَّمَا كَرِهُوْا ذٰلِكَ لِأَنَّهُ يُغَطِّيْ رَأْسَهُ إِذَا نَزَعَ قَمِيْصَهُ .فَأَرَدْنَا أَنْ نَنْظُرَ هَلْ يَكُوْنُ تَغْطِيَةُ

الرَّأْسِ فِي الْإِحْرَامِ عَلٰى كُلِّ الْجِهَاتِ مَنْهِيًّا عَنْهَا أَمْ لَا ؟ فَرَأَيْنَا الْمُحْرِمَ نُهِيَ عَنْ لُبْسِ الْقَلَانِسِ وَالْعَمَائِمِ وَالْبَرَانِسِ فَنُهِيَ أَنْ يُلْبِسَ رَأْسَهُ شَيْئًا كَمَا نُهِيَ أَنْ يُلْبِسَ بَدَنَهُ الْقَمِيْصَ .وَرَأَيْنَا الْمُحْرِمَ لَوْ حَمَلَ عَلٰى رَأْسِهِ شَيْئًا ثِيَابًا أَوْ غَيْرَهَا لَمْ يَكُنْ بِذٰلِكَ بَأْسًا وَلَمْ يَدْخُلْ ذٰلِكَ فِيْمَا قَدْ نُهِيَ عَنْ تَغْطِيَةِ الرَّأْسِ بِالْقَلَانِسِ وَمَا أَشْبَهَهَا لِأَنَّهُ غَيْرُ لَابِسٍ مَكَانَ النَّهْيِ إِنَّمَا وَقَعَ مِنْ ذٰلِكَ عَلٰى تَغْطِيَةِ مَا يُلْبِسُهُ الرَّأْسَ لَا عَلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ مِمَّا يُغَطّٰى بِهٖ. وَكَذٰلِكَ الْأَبْدَانُ نُهِيَ عَنْ إِلْبَاسِهَا الْقَمِيْصَ وَلَمْ يُنْهَ عَنْ تَحْلِيْلِهَا بِالْأُزُرِ .فَلَمَّا كَانَ مَا وَقَعَ عَلَيْهِ النَّهْيُ مِنْ هٰذَا فِي الرَّأْسِ إِنَّمَا هُوَ الْإِلْبَاسُ لَا لِتَغْطِيَةِ الَّتِيْ لَيْسَتْ بِإِلْبَاسٍ وَكَانَ إِذَا نَزَعَ قَمِيْصَهُ فَلَاقٰى ذٰلِكَ رَأْسَهُ فَلَيْسَ ذٰلِكَ بِإِلْبَاسٍ مِنْهُ لِرَأْسِهٖ شَيْئًا إِنَّمَا ذٰلِكَ تَغْطِيَةٌ مِنْهُ لِرَأْسِهٖ .وَقَدْ ثَبَتَ بِمَا ذَكَرْنَا أَنَّ النَّهْيَ عَنْ لُبْسِ الْقَلَانِسِ لَمْ يَقَعْ عَلٰى تَغْطِيَةِ الرَّأْسِ وَإِنَّمَا وَقَعَ عَلٰى إِلْبَاسِ الرَّأْسِ فِيْ حَالِ الْإِحْرَامِ مَا يَلْبَسُ فِيْ حَالِ الْإِحْلَالِ .فَلَمَّا خَرَجَ بِذٰلِكَ مَا أَصَابَ الرَّأْسَ مِنَ الْقَمِيْصِ الْمَنْزُوْعِ مِنْ حَالِ تَغْطِيَةِ الرَّأْسِ الْمَنْهِيِّ عَنْهَا ثَبَتَ أَنَّهُ لَا بَأْسَ بِذٰلِكَ قِيَاسًا وَنَظَرًا عَلٰى مَا ذَكَرْنَا .وَهٰذَا قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ وَأَبِيْ يُوْسُفَ وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَقَدْ اخْتَلَفَ الْمُتَقَدِّمُوْنَ فِيْ ذٰلِكَ .

۳۵۵۸: عبدالملک بن جابر نے جابر بن عبداللہؓ سے روایت کی ہے کہ میں جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا' آپ نے اپنا قمیص گریبان سے پھاڑ ڈالا یہاں تک کہ اس کو اپنے پاؤں کی طرف سے نکالا تو لوگوں نے جناب نبی اکرم ﷺ کی طرف دیکھا تو آپ نے فرمایا میں نے اپنی قربانی کے اونٹوں سے متعلق ان کو حکم دیا ہے جن کو آج قلادہ ڈالنے کے لئے بھیجا ہے اور اس لئے بھیجا تا کہ ان کو اس طرح اشعار کیا جائے تو میں نے اپنا قمیص پہنا اور میں اسے اتارنا بھول گیا اب میں اپنا قمیص سر کی جانب سے نہ نکالوں گا۔ آپ اس وقت اپنی قربانی کے جانور بھیج چکے تھے اور مدینہ منورہ میں ہی اقامت اختیار کرنے والے تھے۔ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علماء کی ایک جماعت نے اس کو اختیار کرتے ہوئے فرمایا کہ محرم کو قمیص اس طرح نہ اتارنی چاہیے جس طرح غیر محرم اتارتا ہے۔ کیونکہ ایسا کرنے سے اس کا سر ڈھانکا جائے گا اور یہ ناجائز ہے۔ پس اس کو کہا جائے گا کہ وہ اسے پھاڑ ڈالے۔ مگر دیگر علماء نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے کہا کہ اسے جس طرح چاہے اتار لے ان کی دلیل حضرت یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔ کہ انہوں نے احرام باندھا اور اس وقت وہ جبہ پہنے ہوئے تھے پھر وہ جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ان کو اتارنے کا حکم فرمایا اور یہ بات ہم باب التطیب عند الاحرام میں ذکر کر آئے ہیں مگر حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت اس کے خلاف ہے اور اس کی سند بھی اس سے مضبوط وقوی ہے۔ اگر دونوں روایات کا صحت کے لحاظ سے توازن کریں تو حضرت یعلی رضی اللہ عنہ کی روایت کو وہ

مقام حاصل ہے جو حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت کو حاصل نہیں ہے۔اور نظر وفکر کے لحاظ سے اس کی وضاحت اس طرح کہ جو لوگ قمیص کو اتارنا ناپسند کرتے ہیں ان کے ہاں اس کی وجہ یہ ہے کہ قمیص اتارتے وقت وہ سر کو ڈھانپ لے گی اب ہم اس بات کو جانچتے ہیں کہ آیا احرام کی ہر صورت میں سر ڈھانپنا ممنوع ہے یا نہیں چنانچہ غور سے معلوم ہوا کہ محرم کو ٹوپی' پگڑی' اور کوٹ وغیرہ کے ذریعہ ڈھانپنے سے تو منع کیا گیا ہے اور اس پر کوئی چیزیں پہن لینے کی بھی ممانعت کی گئی۔جس طرح بدن پر قمیص کے پہننے سے منع کیا گیا اور ہم اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ اگر محرم سر پر کوئی کپڑا رکھے تو اس میں کچھ حرج نہیں اور یہ سر کو ٹوپی کے ساتھ ڈھانپنے کے حکم میں نہیں کیونکہ وہ اسے پہننے والا نہیں ہے۔تو ممانعت کی صورت یہ ہوگئی کہ جو شخص اس کو پہن کر سر کو ڈھانپے محض ڈھانپنا تاوان کا سبب نہیں۔ بالکل اسی طرح جسم پر قمیص پہننے کی ممانعت ہے ڈھانپنے کی نہیں احرام کی چادر سے جسم ڈھانپنے میں کچھ حرج نہیں۔ تو جب ممانعت پہننے کی ہے اس ڈھانپنے کی نہیں ہے جس کو پہننا قرار نہ دیا جائے جب قمیص اتاری جائے گی تو وہ سر کو ملے گی تو اس کو پہننا کوئی شمار نہیں کرتا بلکہ یہ تو سر کو ڈھانپنا ہے۔پس یہ ممنوع نہ ہوگا۔اس تمام بحث سے یہ بات ہوئی کہ ٹوپی پہننے کی ممانعت میں سر کا کپڑے سے ڈھانپ شامل نہیں ہے۔سر پر ایسی چیز پہننا ممنوع ہے جو احرام کے علاوہ حالت میں پہنی جاتی ہے۔جبکہ قمیص اتارتے وقت سر سے ٹکرانے کی صورت ڈھانپنے کا اطلاق نہیں ہوتا جو کہ ممانعت میں شامل ہو۔پس قیاس کے لحاظ سے بھی اس میں کچھ حرج معلوم نہیں ہوتا۔یہی امام ابوحنیفہ' ابو یوسف' محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔البتہ متقدمین کے اقوال اس سلسلہ میں مختلف منقول ہیں۔ذیل میں ملاحظہ ہوں۔

**اللغات**: قد قمیصه۔ پھاڑنا۔

**تخریج**: مسند احمد ۴۰۰/۳۔

**حاصل روایات**: یہ ہے کہ اگر محرم احرام باندھتے وقت قمیص اتارنا بھول گیا تو اب وہ قمیص کو معتاد طریقہ سے نہ اتارے بلکہ اسے پھاڑ کر پاؤں کی جانب سے نکالے۔

## فریق ثانی کا مؤقف اور دلائل وا جوبہ:

قمیص کو معتاد طریقہ سے اتارنے میں چنداں قباحت نہیں ہے اور اس کی دلیل باب التطیب عند الاحرام میں یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ والی روایت گزری ہے کہ انہوں نے احرام باندھا اور جبہ زیب تن رہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کیا تو آپ نے اسے اتارنے کا حکم فرمایا پھاڑنے کا حکم نہیں فرمایا۔

## سابقہ مؤقف کا جواب:

یہ روایت یعلی سند کے اعتبار سے روایت جابر رضی اللہ عنہ سے بدرجہا بہتر ہے پس مضبوط روایت کو چھوڑ کر کمزور روایت کو اختیار کرنا درست نہیں۔

## دوسرا جواب:......نظر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ:

ہم نے غور کیا کہ سر کا ڈھانپنا ہر اعتبار سے ممنوع ہے یا نہیں۔ چنانچہ نظر ڈالنے سے معلوم ہوا کہ محرم کو ٹوپی پگڑی وغیرہ پہننا ممنوع ہے اور سر پر کسی ایک بھی چیز کا پہننا اسی طرح ممنوع ہے جیسا کہ بدن پر قمیص کا استعمال ممنوع ہے محرم کے متعلق جب سوچ وفکر کی تو اس طرح معلوم ہوا کہ اگر محرم اپنے سر پر کپڑوں کی گٹھڑی یا اور کوئی چیز اٹھاتا ہے تو اس میں کچھ حرج نہیں اور یہ اس میں شامل نہیں جو کہ سر کو ٹوپی رومال وغیرہ سے ڈھانپا جاتا ہے کیونکہ اس کو کوئی بھی پہننے والا نہیں کہتا تو ممانعت کا حکم اس سے متعلق ہے جو چیز پہننے میں شمار ہوئی کسی دوسری چیز پر یہ حکم نہیں لگتا جو کہ سر کو ڈھانپے۔

بالکل اسی طرح قمیص کا پہننا ممنوع ہے ازار بنا کر اس کے کھولنے سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

**حاصل کلام**: یہ ہوا کہ سر کے سلسلہ میں احرام کے وقت کسی چیز کا پہننا ممنوع ہے اور قمیص اتارتے ہوئے سر کو ڈھانپنے کی صورت پیش آئے گی پہننے کی نہ ہوگی اور یہ بات پہلے ثابت ہو چکی ہے کہ ٹوپیاں پہننے کی تو ممانعت ہے سر ڈھانپے یا اس پر سایہ کرنے کی ممانعت نہیں ہے اور سر پر پہننے والی وہی چیز حالت احرام میں پہننے میں شمار ہوگی جو حالت احرام میں پہننے کے دائرہ میں شامل ہے۔

سر سے کھینچی جانے والی قمیص جب احلال کی صورت میں پہننے میں شامل نہیں تو حالت احرام میں بھی وہ پہننے والی چیزوں میں شمار نہ ہوگی پس اس سے ثابت ہوا کہ قمیص کو اتارنے میں کوئی حرج نہیں قیاس ونظر بھی اسی طرح کہتے ہیں۔

امام ابوحنیفہ ابو یوسف محمد رحمہم اللہ کا یہی قول ہے۔

## متقدمین کے اقوال میں اختلاف:

**۳۵۵۹ : حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ : ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ : ثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ : أَنَا يُوْنُسُ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ .وَأَخْبَرَا مُغِيْرَةَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ وَالشَّعْبِيِّ أَنَّهُمْ قَالُوْا : اِذَا أَحْرَمَ الرَّجُلُ وَعَلَيْهِ قَمِيْصٌ فَلْيَخْرِقْهُ عَلَيْهِ حَتّٰى يَخْرُجَ مِنْهُ .**

۳۵۵۹: یونس نے حسن بن محمد بن علیؒ سے اسی طرح روایت کی ہے اور مغیرہ نے ابراہیم وشعبی دونوں سے نقل کیا کہ جب آدمی احرام باندھ لے اور وہ قمیص پہننے والا ہو تو اسے چاہئے کہ اسے پھاڑ کر اس سے نکل جائے۔

**۳۵۶۰ : حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَ : ثَنَا يُوْسُفُ بْنُ عَدِيٍّ قَالَ : ثَنَا شَرِيْكٌ عَنْ سَالِمٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِثْلَهٗ ..**

۳۵۶۰: شریک نے سالم سے انہوں نے سعید بن جبیرؒ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

**۳۵۶۱ : حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زِيَادٍ قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُغِيْرَةِ**

وَحَمَّادٌ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ : اِذَا أَحْرَمَ الرَّجُلُ وَعَلَيْهِ قَمِيْصٌ قَالَ أَحَدُهُمَا : يَشُقُّهُ وَقَالَ الْآخَرُ : يَخْلَعُهُ مِنْ قِبَلِ رِجْلَيْهِ ..

۳۵۶۱: مغیرہ وحماد دونوں نے ابراہیم سے نقل کیا کہ جب کسی نے اس حالت میں احرام باندھ لیا کہ اس کے جسم پر قمیص موجود تھی تو ایک نے کہا اس کو پھاڑ ڈالے دوسرے نے کہا اس کو پاؤں کی جانب سے اتار دے۔

۳۵۶۲: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِیْ رَبَاحٍ (أَنَّ رَجُلًا يُقَالُ لَهٗ يَعْلَى بْنُ أُمَيَّةَ أَحْرَمَ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ فَأَمَرَهُ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَنْزِعَهَا) قَالَ قَتَادَةُ : قُلْتُ لِعَطَاءٍ : إِنَّمَا كُنَّا نَرٰى أَنْ يَشُقَّهَا فَقَالَ عَطَاءٌ (إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ)

۳۵۶۲: قتادہ نے عطاء بن ابی رباح سے نقل کیا کہ ایک آدمی جس کا نام یعلیٰ بن امیہ تھا انہوں نے اس حالت میں احرام باندھا کہ ان پر جبہ تھا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے جبہ اتارنے کا حکم فرمایا قتادہ کہتے ہیں کہ میں نے عطاء سے پوچھا ہمارے خیال میں تو اسے قمیص پھاڑ دینا چاہیے تو عطاء کہنے لگے: "ان اللہ لا یحب الفساد" اللہ تعالیٰ بلاوجہ بگاڑ کو پسند نہیں فرماتے۔

۳۵۶۳: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِیْ سَلَمَةَ الْأَزْدِيِّ قَالَ : سَمِعْتُ عِكْرَمَةَ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ أَحْرَمَ وَعَلَيْهِ قَبَاءٌ قَالَ : يَخْلَعُهُ فَهٰذَا عَطَاءٌ وَعِكْرِمَةُ قَدْ خَالَفَ اِبْرَاهِيْمَ وَالشَّعْبِيَّ وَسَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ وَذَهَبَا إِلٰى مَا ذَهَبْنَا إِلَيْهِ مِنْ حَدِيْثِ يَعْلٰى.

۳۵۶۳: ابوسلمہ ازدی کہتے ہیں کہ میں نے عکرمہ کو فرماتے سنا جبکہ ان سے اس آدمی کے متعلق سوال کیا گیا جو اس حالت میں احرام باندھے کہ اس نے قباء پہن رکھی ہو تو وہ کہنے لگے اسے اتار دے۔ یہ عطاء، عکرمہ کے اقوال ابراہیم، شعبی، ابن جبیر رحمہم اللہ سے مختلف ہیں۔ اول دو کا رُجحان روایت یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ کی طرف ہے جو کہ ہمارا موقف ہے۔

**حاصل روایات:** عطاء و عکرمہ کا قول ابراہیم، شعبی اور سعید بن جبیر کے خلاف ہے اور وہ دونوں اسی طرف گئے ہیں جو روایت یعلیٰ بن امیہ میں وارد ہے۔

## بَابُ مَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ بِهٖ مُحْرِمًا فِیْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ

### حجۃ الوداع میں آپ نے کون سا احرام باندھا؟

**خلاصۃ المرام:** زمانہ اسلام سے پہلے حج کے مہینوں میں عمرہ کو افجر الفجور کہا جاتا تھا اسلام نے اس کو باطل کر دیا۔ ① امام مالک کے ہاں تو اب بھی حج کے مہینوں میں عمرہ مکروہ ہے ② مگر شافعی واحمد رحمہم اللہ نے سال کی ہر گھڑی میں بلاکراہت جواز

ثابت کیا ہے۔ ③ امام ابوحنیفہ صرف یوم عرفہ' یوم نحر اور ایام تشریق میں عمرے کو ارکان حج میں امکان خلل کی وجہ سے مکروہ قرار دیتے ہیں حج کی اول قسم کو افراد کہا جاتا ہے مکہ سے باہر والے لوگ کسی بھی میقات سے فقط حج کا احرام باندھیں اور طواف قدوم کے بعد احرام میں رہیں یوم نحر میں رمی جمرہ عقبہ کے بعد احرام کھولیں۔ اس پر قربانی لازم نہیں ایک طواف اور ایک سعی لازم ہے۔

نمبر ②: دوسری قسم حج تمتع ہے میقات سے عمرہ کا احرام باندھ لیں افعال عمرہ کے بعد حلال ہو جائیں پھر ایام حج میں گھر یا بیت اللہ شریف سے حج کا احرام باندھیں یوم نحر کو جمرہ عقبہ کی رمی کے بعد دم تمتع ادا کر کے حلال ہوں۔

نمبر ③: تیسری قسم قران ہے حج و عمرہ کا اکٹھا احرام میقات سے باندھیں افعال عمرہ کر کے احرام نہ کھولیں اسی احرام سے حج ادا کریں پھر یوم نحر میں رمی کے بعد دم شکر سے فارغ ہو کر احرام کھولیں اس پر دو طواف اور دو سعی لازم ہوتی ہیں ان میں سب سے افضل یہ تیسری قسم ہے اسی بات کو ثابت کرنے کے لئے یہ باب قائم کیا گیا ہے اس مسئلہ سے متعلق علماء کے تین مذاہب معروف ہیں۔

نمبر ①: امام مالک ابراہیم نخعی' مجاہد رحمہم اللہ حج افراد کو سب سے افضل قرار دیتے ہیں۔

نمبر ②: امام احمد' شافعی اور حسن بصری رحمہم اللہ کے ہاں تمتع سب سے افضل ہے۔ ③ ائمہ احناف اور سفیان ثوری قران کو افضل قرار دیتے ہیں۔ تفصیلی روایات ملاحظہ ہوں۔

## فریق اوّل کا مؤقف اور دلائل:

حج افراد سب سے افضل ہے جیسا کہ ان روایات سے ثابت ہو رہا ہے ذهب قوم سے یہی لوگ مراد ہیں۔

۳۵۶۴ : حَدَّثَنَا يُوْنُسُ' قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ' عَنْ أَبِيْهِ' عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْرَدَ الْحَجَّ)

۳۵۶۴: قاسم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج افراد فرمایا ہے۔

**تخریج** : مسلم فی الحج باب ۱۲۲' ابو داؤد فی المناسك باب ۲۳۔

۳۵۶۵ : حَدَّثَنَا رَبِيْعٌ الْمُؤَذِّنُ' قَالَ : ثَنَا أَسَدٌ هُوَ ابْنُ مُوْسٰى -قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ' عَنْ مَنْصُوْرٍ' عَنْ إِبْرَاهِيْمَ' عَنِ الْأَسْوَدِ' عَنْ (عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا وَلَا نَرٰى إِلَّا أَنَّهُ الْحَجُّ)

۳۵۶۵: اسود نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ ہم مدینہ منورہ سے نکلے اور ہمارا خیال یہی تھا کہ آپ فقط حج کریں گے۔

**تخریج** : بخاری فی الحج باب ۱۷' ابو داؤد فی المناسك باب ۲۳۔

۳۵۶۶ : حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ' قَالَ : ثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ' قَالَ : ثَنَا مَالِكٌ' عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ نَوْفَلٍ' عَنْ عُرْوَةَ' عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ (خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ، عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ، وَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِحَجٍّ وَعُمْرَةٍ، وَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِالْحَجِّ، وَأَهَلَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَجِّ فَأَمَّا مَنْ أَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ، فَحَلَّ، وَأَمَّا مَنْ أَهَلَّ بِالْحَجِّ، أَوْ جَمَعَ بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ، فَلَمْ يُحِلَّ، حَتّٰى يَوْمِ النَّحْرِ).

۳۵۶۶: عروہ نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں حجۃ الوداع کے سال نکلے ہم میں بعض وہ تھے جو عمرہ کا احرام باندھنے والے تھے اور دوسرے حج و عمرہ کا احرام باندھنے والے تھے اور بعض نے صرف حج کا احرام باندھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج ہی کا احرام باندھا پھر جنہوں نے فقط عمرہ کا احرام باندھا وہ عمرہ کر کے حلال ہو گئے اور جنہوں نے حج کا احرام باندھا یا حج و عمرہ کا اکٹھا احرام باندھا وہ حلال نہ ہوئے یہاں تک کہ یوم نحر آیا۔

**تخریج**: بخاری فی الحج باب ۳٤، مسلم فی الحج ۱۱۸۔

۳۵۶۷: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوٗدَ، قَالَ: ثَنَا ابْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ، قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ عَلْقَمَةُ بْنُ أَبِيْ عَلْقَمَةَ، عَنْ أُمِّهٖ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ النَّاسَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَقَالَ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَبْدَأَ بِالْعُمْرَةِ قَبْلَ الْحَجِّ فَلْيَفْعَلْ، وَأَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْرَدَ الْحَجَّ).

۳۵۶۷: علقمہ بن ابی علقمہ نے اپنی والدہ سے انہوں نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے دن حکم فرمایا جو شخص عمرے کی ابتداء حج سے پہلے چاہتا ہو وہ کرے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج افراد کیا۔

**تخریج**: مسلم فی الحج ۱۱٤۔

۳۵۶۸: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ: ثَنَا الْخَصِيْبُ، قَالَ: ثَنَا وُهَيْبٌ، عَنْ مَنْصُوْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أُمِّهٖ، عَنْ أَسْمَاءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: (قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهٗ مُهِلِّيْنَ بِالْحَجِّ)

۳۵۶۸: منصور بن عبدالرحمٰن نے اپنی والدہ سے انہوں نے اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حج کا احرام باندھنے والے تھے۔

**تخریج**: مسند احمد ٦/ ۳۵۰۔

۳۵۶۹: حَدَّثَنَا رَبِيْعٌ الْمُؤَذِّنُ، قَالَ: ثَنَا أَسَدٌ، قَالَ: ثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: ثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ حَدِيْثِهِ الطَّوِيْلِ، فَقَالَ (فَأَهَلَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالتَّوْحِيْدِ، وَلَمْ يَزِدْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى النَّاسِ شَيْئًا، وَلَسْنَا نَنْوِىْ إِلَّا الْحَجَّ، وَلَا نَعْرِفُ الْعُمْرَةَ)

٣٥٦٩: جعفر بن محمد نے اپنے والد سے انہوں نے جابر بن عبداللہ ؓ سے طویل روایت میں ذکر کیا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اکیلا حج کا احرام باندھا اور اس پر کچھ بھی اضافہ نہیں فرمایا ہم صرف حج ہی کی نیت کرتے تھے اور عمرہ کو نہ جانتے تھے۔

**تخریج** : مسلم فی الحج ١٤٧۔

٣٥٧٠: حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ : ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ : أَخْبَرَنِى اللَّيْثُ وَابْنُ لَهِيْعَةَ، عَنْ أَبِى الزُّبَيْرِ، عَنْ (جَابِرٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : أَقْبَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُهِلِّيْنَ بِالْحَجِّ مُفْرِدًا) قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلٰى هٰذَا فَقَالُوْا : الْإِفْرَادُ أَفْضَلُ مِنَ التَّمَتُّعِ وَالْقِرَانِ، وَقَالُوْا : بِهٖ كَانَ أَحْرَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَخَالَفَهُمْ فِىْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ، فَقَالُوْا : اَلتَّمَتُّعُ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ أَفْضَلُ مِنَ الْإِفْرَادِ وَالْقِرَانِ، وَقَالُوْا : هُوَ الَّذِىْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَهٗ فِىْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَذَكَرُوْا فِىْ ذٰلِكَ.

٣٥٧٠: ابوالزبیر نے جابر ؓ سے نقل کیا ہے کہ ہم جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج افراد کا احرام باندھنے والے تھے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ نے فرمایا بعض علماء ؒ نے اس بات کو اختیار کیا کہ حج افراد تمتع اور قران سے افضل ہے اور جناب رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں اس کا احرام باندھا تھا۔ علماء کی دوسری جماعت نے فرمایا تمتع اس عمرہ کے ساتھ حج سے ملا ہو ہے۔ یہ افراد قران سے افضل ہے اور انہوں نے یہ بھی کہا کہ حجۃ الوداع میں آپ ﷺ نے یہی اختیار فرمایا اور ذیل کی روایات پیش کی جاتی ہیں۔

**حاصل روایات:** ان روایات سے معلوم ہوتا کہ آپ ﷺ نے حج افراد کا احرام باندھا اور افضلیت اسی قسم میں ہے جس کو جناب رسول اللہ ﷺ نے اختیار فرمایا پس حج افراد کا سب سے افضل ہونا ثابت ہوگیا۔

## فریق ثانی کا مؤقف اور دلیل و جواب:

حج تمتع سب سے افضل ہے کیونکہ جناب رسول اللہ ﷺ نے حج تمتع فرمایا جیسا کہ ان روایات سے ثابت ہوتا ہے۔

٣٥٧١: مَا حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ، قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ قَالَ : اجْتَمَعَ عَلِىٌّ وَعُثْمَانُ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا بِ (عُسْفَانَ) وَعُثْمَانُ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ يَنْهٰى عَنِ الْمُتْعَةِ فَقَالَ لَهٗ عَلِىٌّ : مَا تُرِيْدُ إِلٰى أَمْرٍ قَدْ فَعَلَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَنْهٰى عَنْهُ فَقَالَ : دَعْنَا مِنْكَ، فَقَالَ : إِنِّىْ لَا أَسْتَطِيْعُ أَنْ أَدَعَكَ، ثُمَّ أَهَلَّ عَلِىُّ بْنُ أَبِىْ طَالِبٍ

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِهِمَا جَمِيْعًا۔

۳۵۷۱: سعید بن المسیب روایت کرتے ہیں کہ علی وعثمان رضی اللہ عنہما مقام عُسفان میں جمع ہوئے جبکہ عثمانؓ حج تمتع سے روک رہے تھے تو علی رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا تمہارا اس بات سے منع کرنے کا کیا مقصد ہے جس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود کیا تو انہوں نے کہا تم ہمیں مت کچھ کہو تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں تمہیں اس حالت میں چھوڑ نہیں سکتا پھر علی رضی اللہ عنہ نے دونوں کا اکٹھا احرام باندھا۔

**تخریج** : بخاری فی الحج باب ۳٤۔

۳۵۷۲ : حَدَّثَنَا رَبِيْعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ : ثَنَا أَسَدٌ، قَالَ : ثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَرْمَلَةَ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ قَالَ : (حَجَّ عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَلَمْ تَسْمَعْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَمَتَّعَ ؟ قَالَ : بَلٰى)

۳۵۷۲: سعید بن المسیب سے روایت ہے کہ عثمانؓ نے حج کیا تو ان کو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں!

۳۵۷۳ : حَدَّثَنَا يُوْنُسُ، قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ وَالضَّحَّاكَ بْنَ قَيْسٍ، عَامَ حَجَّ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ، وَهُمَا يَذْكُرَانِ التَّمَتُّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَقَالَ الضَّحَّاكُ : (لَا يَصْنَعُ ذٰلِكَ إِلَّا مَنْ جَهِلَ أَمْرَ اللّٰهِ) فَقَالَ سَعْدٌ (بِئْسَ مَا قُلْتَ يَا ابْنَ أَخِي) فَقَالَ الضَّحَّاكُ (فَإِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَدْ نَهٰى عَنْ ذٰلِكَ) فَقَالَ سَعْدٌ (قَدْ صَنَعَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَنَعْنَاهَا مَعَهُ)

۳۵۷۳: محمد بن عبداللہ بن حارث نے بیان کیا کہ میں نے سعد بن ابی وقاصؓ اور ضحاک بن قیسؓ سے اسی وقت سنا جبکہ معاویہ بن ابی سفیان نے حج کروایا وہ دونوں حج تمتع کا ذکر کر رہے تھے۔ تو ضحاک کہنے لگے حج وعمرہ تو وہی جمع کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ناواقف ہو۔ اس پر سعد کہنے لگے۔ اے بھتیجے تم نے بہت غلط بات کی۔ تو ضحاک نے سن کر کہا عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے منع فرمایا ہے تو اس کے جواب میں سعد کہنے لگے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود تمتع کیا تو ہم نے آپ کے ساتھ تمتع کیا ہے۔

**تخریج** : ترمذی فی الحج باب ۱۲، نسائی فی المناسك باب ۵۰۔

۳۵۷۴ : حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ : ثَنَا مَالِكٌ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهُ۔

۳۵۷۴: بشر بن عمر کہتے ہیں کہ ہمیں مالک نے بیان کیا پھر انہوں نے اپنی اسناد سے روایت نقل کی ہے۔

٣٥٧٥ : حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ ثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ غُنَيْمِ بْنِ قَيْسٍ، قَالَ : سَأَلْتُ سَعْدَ بْنَ مَالِكٍ عَنْ مُتْعَةِ الْحَجِّ فَقَالَ : فَعَلْنَاهَا وَهُوَ يَوْمَئِذٍ مُشْرِكٌ بِالْعَرْشِ يَعْنِي مُعَاوِيَةَ، يَعْنِي (عُرُوش بُيُوْتِ مَكَّةَ)

٣٥٧٥: غنیم بن قیس نے بیان کیا کہ میں نے سعد بن مالک سے حج تمتع کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے کہا ہم نے یہ کیا ہے۔ جبکہ معاویہ بیوت مکہ میں شرک کی حالت میں تھا (ابھی اسلام نہ لائے تھے)

**تخریج** : مسلم فی الحج ١٦٤، مسند احمد ١/١٨١۔

٣٥٧٦ : حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُسْلِمٍ وَهُوَ الْقُرِّيُّ، قَالَ : سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ (أَهَلَّ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَجِّ، وَأَهَلَّ هُوَ بِالْعُمْرَةِ، فَمَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ لَمْ يَحِلَّ، وَمَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ أَحَلَّ، وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَلْحَةُ، مِمَّنْ مَعَهُمَا الْهَدْيُ، فَلَمْ يُحِلَّا)

٣٥٧٦: شعبہ نے مسلم القری سے بیان کیا انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو فرماتے سنا کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا احرام باندھا اور آپ نے خود عمرہ کا احرام باندھا پس جن کے ساتھ ہدی تھے وہ حلال نہ ہوئے اور جن کے ساتھ ہدی کا جانور نہ تھا وہ حلال ہو گئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور طلحہ رضی اللہ عنہ ان لوگوں سے تھے جن کے ساتھ ہدی تھی اس لئے آپ نے احرام نہیں کھولا۔

**تخریج** : ابو داؤد فی المناسك باب ٢٤، باختصار۔

٣٥٧٧ : حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ الْمَرْوَزِيِّ قَالَ : ثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيْقٍ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ حَمْزَةَ، عَنْ لَيْثٍ هُوَ ابْنُ أَبِيْ سُلَيْمٍ ح

٣٥٧٧: ابوحمزہ نے لیث سے انہوں نے ابن ابی سلیم سے روایت نقل کی ہے۔

٣٥٧٨ : وَحَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ، قَالَ : ثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ (تَمَتَّعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى مَاتَ، وَأَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَتّٰى مَاتَ، وَعُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَتّٰى مَاتَ، وَعُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَتّٰى مَاتَ) قَالَ سُلَيْمَانُ فِيْ حَدِيْثِهِ (وَأَوَّلُ مَنْ نَهٰى عَنْهَا مُعَاوِيَةُ)

٣٥٧٨: لیث نے طاؤس سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمتع کیا یہاں تک کہ آپ کی وفات ہو گئی اور ابو بکر نے تمتع کیا یہاں تک کہ ان کی وفات ہوئی اور عمر رضی اللہ عنہ نے وفات تک تمتع کیا اور عثمان رضی اللہ عنہ نے وفات تک تمتع کیا۔

سلیمان نے اپنی روایت میں ذکر کیا کہ سب سے پہلا شخص جس نے تمتع سے منع کیا وہ معاویہؓ ہیں۔

**تخریج** : ترمذی فی الحج باب ۱۲ ' نسائی فی المناسك باب ۵۰۔

۳۵۷۹ : حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ : ثَنَا الْحِمَّانِيُّ قَالَ : ثَنَا شَرِيْكُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَرِيْكٍ، قَالَ : تَمَتَّعْتُ فَسَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ وَابْنَ عَبَّاسٍ وَابْنَ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، فَقَالُوْا (هُدِيْتُ لِسُنَّةِ نَبِيِّكَ، تَقَدَّمَ ثُمَّ تَطُوْفُ ثُمَّ تُحِلُّ)

۳۵۷۹: عبداللہ بن شریک روایت کرتے ہیں کہ میں نے حج تمتع کیا تو میں نے ابن عمرؓ ابن عباسؓ ابن الزبیر ؓ سے دریافت کیا تو سب نے کہا تم نے سنت نبوت کو پالیا آگے بڑھو پھر طواف کرو (اور سعی کر کے) احرام کھول دو۔

۳۵۸۰ : حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ، قَالَ : ثَنَا شَرِيْكٌ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ نَحْوَهُ، غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ أَبُوْ غَسَّانَ : أَظُنُّهُ قَالَ (لِسُنَّةِ نَبِيِّكَ افْعَلْ كَذَا، ثُمَّ أَحْرِمْ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ وَافْعَلْ كَذَا، وَافْعَلْ كَذَا)

۳۵۸۰: ابوغسان نے شریک سے نقل کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے روایت بیان کی بس اتنا فرق ہے کہ ابوغسان نے بیان کیا کہ میرے خیال میں ان کے الفاظ یہ تھے: "لسنة نبيك افعل كذا ثم احرم يوم الترويه" اور یہ کرو اور یہ کرو۔ (انہوں نے عمرہ اور حج کے افعال کی وضاحت کر دی)۔

۳۵۸۱ : حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا وَهْبٌ، قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِيْ حَمْزَةَ، قَالَ : تَمَتَّعْتُ فَنَهَانِيْ نَاسٌ عَنْهَا فَسَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَأَمَرَ لِيْ بِهَا فَتَمَتَّعْتُ فَنِمْتُ فَأَتَانِيْ آتٍ فِي الْمَنَامِ فَقَالَ (عُمْرَةٌ مُتَقَبَّلَةٌ، وَحَجٌّ مَبْرُوْرٌ) فَأَتَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ (اللّٰهُ أَكْبَرُ سُنَّةُ أَبِي الْقَاسِمِ، أَوْ سُنَّةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)

۳۵۸۱: شعبہ ابوحمزہ سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے حج تمتع کا ارادہ کیا تو مجھے کچھ لوگوں نے روکا تو میں نے ابن عباس ؓ سے اس سلسلہ میں سوال کیا تو انہوں نے مجھے تمتع کرنے کا حکم فرمایا پس میں نے تمتع کیا اور مجھے نیند آ گئی تو مجھے خواب آیا تو کسی کہنے والے نے آواز دی۔ تمہارا عمرہ مقبول اور حج مبرور کی بشارت ہو۔ اس کے بعد بیدار ہو کر میں ابن عباس ؓ کی خدمت میں آیا اور ان کو اس کی اطلاع دی تو کہنے لگے اللہ اکبر یہ جناب ابوالقاسم یا جناب رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔

۳۵۸۲ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوٗدَ، قَالَ : ثَنَا الْوَهْبِيُّ هُوَ أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ، قَالَ : ثَنَا ابْنُ إِسْحَاقَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ قَالَ (إِنِّيْ لَجَالِسٌ مَعَ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِي الْمَسْجِدِ إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ، فَسَأَلَهُ عَنِ التَّمَتُّعِ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ) فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ (حَسَنٌ جَمِيْلٌ) فَقَالَ : فَإِنَّ

أَبَاكَ كَانَ يَنْهٰى عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ (وَيْلَكَ، فَإِنْ كَانَ أَبِيْ قَدْ نَهٰى عَنْ ذٰلِكَ، وَقَدْ فَعَلَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَمَرَ بِهٖ، فَبِقَوْلِ أَبِيْ تَأْخُذُ، أَمْ بِأَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؟) قَالَ : بِأَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ (قُمْ عَنِّيْ) .

۳۵۸۲: زہری نے سالم سے روایت کی ہے کہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ مسجد میں بیٹھا تھا جبکہ ان کے پاس ایک شامی آدمی آیا اور ان سے حج تمتع کے متعلق سوال کیا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ بہت خوب اور عمدہ ہے اس نے کہا تمہارے والد تو اس سے منع کرتے تھے۔ تو انہوں نے کہا تم پر افسوس! اگر بالفرض میرے والد نے منع کیا ہو اور ادھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کیا ہو تو کس کی بات کو لے گا۔ اس نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو اختیار کروں گا اس پر ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا بس یہاں سے چلے جاؤ!

**تخریج** : ترمذی فی الحج باب ۱۲۔

۳۵۸۳ : حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ سِنَانٍ وَابْنُ أَبِيْ دَاوٗدَ، قَالَا : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ : حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، قَالَ : حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ : حَدَّثَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ (تَمَتَّعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ وَأَهْدٰى وَسَاقَ مَعَهُ الْهَدْىَ مِنْ ذِى الْحُلَيْفَةِ، وَبَدَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ، ثُمَّ أَهَلَّ بِالْحَجِّ، وَتَمَتَّعَ النَّاسُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ)

۳۵۸۳: سالم بن عبداللہ نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں تمتع کیا اور ہدی کے جانوروں کو ذوالحلیفہ سے روانہ کیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ سے ابتداء کی پھر حج کا احرام باندھا اور لوگوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کو عمرہ کے ساتھ ملا کر کرنے کا نفع اٹھایا۔

۳۵۸۴ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوٗدَ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ : حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، قَالَ : حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ : أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ (عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ تَمَتُّعِهٖ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ، وَتَمَتُّعِ النَّاسِ مَعَهٗ بِمِثْلِ الَّذِيْ أَخْبَرَنِيْ بِهٖ) سَالِمٌ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ : فَقَدْ رَوَيْتُمْ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فِيْ أَوَّلِ هٰذَا الْبَابِ خِلَافَ هٰذَا فَرَوَيْتُمْ عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْرَدَ الْحَجَّ) وَرَوَيْتُمْ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ نَوْفَلٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ (خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ، فَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ، وَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِحَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ، وَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِالْحَجِّ، وَأَهَلَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَجِّ) وَرَوَيْتُمْ عَنْ أُمِّ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ، أَفْرَدَ الْحَجَّ وَلَمْ يَعْتَمِرْ) قِيْلَ لَهُ : قَدْ يَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ الْإِفْرَادُ الَّذِيْ ذَكَرَهُ هٰذَا، عَلٰى مَعْنًى لَا يُخَالِفُ مَعْنٰى مَا رَوَى الزُّهْرِيُّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَذٰلِكَ أَنَّهُ قَدْ يَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ الْإِفْرَادُ الَّذِيْ ذَكَرَهُ الْقَاسِمُ، عَنْ عَائِشَةَ، إِنَّمَا أَرَادَتْ بِهِ إِفْرَادَ الْحَجِّ فِيْ وَقْتِ مَا أَحْرَمَ، وَإِنْ كَانَ قَدْ أَحْرَمَ بَعْدَ خُرُوْجِهِ مِنْهُ بِعُمْرَةٍ فَأَرَادَتْ أَنَّهُ لَمْ يَخْلِطْهُ فِيْ وَقْتِ إِحْرَامِهِ بِهِ، بِإِحْرَامٍ بِعُمْرَةٍ، كَمَا فَعَلَ غَيْرُهُ، مِمَّنْ كَانَ مَعَهُ وَأَمَّا حَدِيْثُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَإِنَّهَا أَخْبَرَتْ أَنَّ مِنْهُمْ، مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ لَا حَجَّةَ مَعَهَا، وَمِنْهُمْ مَنْ أَهَلَّ بِحَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ، يَعْنِيْ مَقْرُوْنَتَيْنِ، وَمِنْهُمْ مَنْ أَهَلَّ بِالْحَجِّ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْ ذٰلِكَ التَّمَتُّعَ فَقَدْ يَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ الَّذِيْ قَدْ كَانُوْا أَحْرَمُوْا بِالْعُمْرَةِ، أَحْرَمُوْا بَعْدَهَا بِحَجَّةٍ، لَيْسَ حَدِيْثُهَا هٰذَا، يَنْفِيْ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا وَأَنَّهَا قَالَتْ (وَأَهَلَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَجِّ مُفْرِدًا) ، فَقَدْ يَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ ذٰلِكَ الْحَجُّ الْمُفْرَدُ، بَعْدَ عُمْرَةٍ قَدْ كَانَتْ تَقَدَّمَتْ مِنْهُ مُفْرَدَةً فَيَكُوْنُ قَدْ أَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ مُفْرَدَةٍ، عَلٰى مَا فِيْ حَدِيْثِ الْقَاسِمِ، وَمُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عُرْوَةَ ثُمَّ أَحْرَمَ بَعْدَ ذٰلِكَ بِحَجَّةٍ، عَلٰى مَا فِيْ حَدِيْثِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، حَتّٰى تَتَّفِقَ هٰذِهِ الْآثَارُ، وَلَا تَتَضَادَّ فَأَمَّا مَعْنٰى مَا رَوَتْ أُمُّ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْرَدَ الْحَجَّ وَلَمْ يَعْتَمِرْ) ، فَقَدْ يَجُوْزُ أَنْ تَكُوْنَ تُرِيْدُ بِذٰلِكَ أَنَّهُ لَمْ يَعْتَمِرْ فِيْ وَقْتِ إِحْرَامِهِ بِالْحَجِّ كَمَا فَعَلَ بَعْضُ مَنْ كَانَ مَعَهُ، وَلٰكِنَّهُ اعْتَمَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ

۳۵۸۴: عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جناب رسول اللہ ﷺ کے حج تمتع کی خبر دی اور لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ تمتع کیا جیسا کہ مجھے سالم نے عبداللہ عن رسول اللہ ﷺ خبر دی۔ اگر کوئی معترض یہ کہے کہ ہم نے اس باب کی ابتداء میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اس کے خلاف روایت نقل کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے حج افراد فرمایا ہے اور دوسری روایت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اس طرح نقل کی کہ ہم جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع والے سال نکلے ہم میں سے بعض نے عمرے اور بعض نے حج وغیرہ اور بعض نے فقط حج کا احرام باندھا ہوا تھا۔ اور جناب رسول اللہ ﷺ نے بھی فقط حج کا احرام باندھا۔'' اسی طرح تیسری روایت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اس طرح روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع والے سال حج افراد کا احرام باندھا اور عمرہ نہیں کیا۔'' اس کو جواب میں یہ کہا جائے گا وہ افراد جس کا تذکرہ ان روایات مذکورہ بالا میں ہے۔ ممکن

ہے کہ وہ افراد اس طرح کا ہو جو زہریؒ کی اس روایت کے مفہوم کے مخالف نہ ہو۔ جو انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کی ہے اور عین ممکن ہے کہ وہ اس طرح ہو کہ جس افراد کو قاسم نے پہلی روایت میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کیا ہے اس سے ان کی مراد یہ ہے کہ جب آپ نے احرام باندھا تو حج افراد کا باندھا اگرچہ اس سے فراغت کے بعد عمرہ کا احرام باندھا ہو بلکہ ان کی مراد یہ کہ حج کے احرام کے ساتھ عمرے کے احرام کو نہیں ملایا جیسا کہ آپ کے کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا۔ رہی دوسری روایت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس میں انہوں نے یہ خبر دی ہے' کہ ان میں سے بعض نے فقط عمرے کا احرام باندھا اور بعض نے فقط حج کا احرام باندھا۔ اس روایت میں تمتع کا تذکرہ نہیں ہے تو عین ممکن ہے۔ کہ جنہوں نے پہلے عمرے کا احرام باندھا انہوں نے اس کے بعد حج کا احرام بھی باندھا ہو' ان کی اس روایت میں اس بات کی کچھ بھی نفی نہیں ہے اور حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا تو یہ فرما رہی ہیں واھل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالحج مفردا'' تو یہ کہنا ممکن ہے کہ اس سے مراد وہ حج مفرد ہو۔ اس عمرہ کے بعد جو آپ نے پہلے فقط عمرے ہی کا احرام باندھا جیسا کہ قاسم و محمد بن عبدالرحمٰن کی روایات میں ہے کہ پھر آپ نے اس کے بعد حج کا احرام باندھا۔ جیسا کہ زہری والی روایت میں عروہ سے منقول ہے۔ (یہ اس لئے کہا) تا کہ آثار متفق ہو جائیں اور ان میں تضاد نہ رہے۔ رہی ام علقمہ نے جو حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ: (ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افرد الحج ولم یعتمر) تو عین ممکن ہے کہ اس سے حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مراد یہ ہو کہ آپ نے حج کا احرام باندھتے وقت عمرہ نہیں کیا جیسا کہ آپ کے ساتھ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کیا۔ بلکہ اس کے بعد عمرہ کیا۔

**حاصل روایات:** ان تمام روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حج حج تمتع تھا۔

## ایک اشکال:

شروع باب میں تم نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت جس کو قاسم نے نقل کیا اس میں واضح طور پر موجود ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج افراد کیا۔

نمبر ②: اسی طرح عروہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت۔

نمبر ③: ام علقمہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایات ان تمام رویات میں تو حج افراد کا واضح تذکرہ ہے۔ اور عمرہ نہ کرنے کا صاف ذکر ہے۔

**ج:**

نمبر ①: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے حج کے احرام کے ساتھ ملا کر عمرے کا احرام نہیں باندھا حج کا پہلے احرام باندھا پھر عمرے کا احرام باندھا دوسروں کی طرح نہیں کیا کہ جنہوں نے دونوں کا احرام ملا کر باندھا تھا فقط حج کے احرام کو افرادالحج سے تعبیر کیا۔ ارکان عمرہ کی ادائیگی کے بعد حج کا احرام باندھنا یا حج کا احرام باندھ کر پھر عمرہ کا احرام باندھنا یہ تمتع

کے منافی نہیں ہے۔

نمبر۲: روایت عروہ میں حضرت عائشہؓ سے یہ بتلایا کہ بعض نے فقط عمرے کا احرام باندھ رکھا تھا حج کا احرام ساتھ نہ تھا اور بعض نے حج وعمرہ دونوں کا احرام باندھ رکھا تھا یعنی دونوں کا اکٹھا احرام باندھا اور بعض نے فقط حج کا احرام تمتع کے تذکرہ کے بغیر باندھا اس کا یہ مطلب ہوسکتا ہے کہ جنہوں نے عمرہ کا احرام باندھا انہوں نے اس کے بعد حج کا احرام فراغت عمرہ کے بعد باندھ لیا تو یہ روایت حج تمتع کی بالکل نفی نہیں کرتی۔

نمبر۳: عائشہ صدیقہ ؓ کی یہ روایت اهل رسول اللہ ﷺ بالحج مفرداً۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ عمرہ الگ سے مکمل کرنے کے بعد اس حج کا احرام باندھا اس لئے اس کو مفرد سے تعبیر کیا' مفرد عمرے کا تذکرہ روایت قاسم اور محمد عن عروہ میں موجود ہے پھر حج کا احرام مفرد باندھا جیسا کہ روایت زہری میں وارد ہے۔ اس سے ان روایات کے مابین اختلاف نہ رہا۔

نمبر۴: روایت ام علقمہ: ان رسول اللہ افرد بالحج ولم یعتمر "اس کا معنی یہ ہے کہ حج کے احرام کے وقت آپ نے عمرہ نہیں کیا جیسا کہ آپ کے بعض اصحاب نے کیا بلکہ پہلے عمرہ الگ احرام سے آپ کر چکے تھے تو حج کے ساتھ عمرہ نہیں کیا۔ یا مطلب یہ ہے۔ حج کے احرام سے آپ نے عمرہ نہیں کیا بلکہ حج کے بعد عمرہ کیا جیسا کہ اس روایت میں ہے۔

۳۵۸۵ : حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ' قَالَ : ثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ' قَالَ : ثَنَا ابْنُ لَهِيْعَةَ' عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ مَوْلٰى أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا حَدَّثَهُ' أَنَّهُ سَمِعَ أَسْمَاءَ لَمَّا مَرَّتْ بِالْحَجُوْنِ تَقُوْلُ (صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ لَقَدْ نَزَلْنَا مَعَهُ هٰهُنَا وَنَحْنُ خِفَافُ الْحَقَائِبِ' قَلِيْلٌ ظُهُوْرُنَا قَلِيْلَةٌ أَزْوَادُنَا فَاعْتَمَرْتُ أَنَا وَأُخْتِيْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا' وَالزُّبَيْرُ' وَفُلَانٌ وَفُلَانٌ' فَلَمَّا مَسَحْنَا الْبَيْتَ' أَحْلَلْنَا' ثُمَّ أَهْلَلْنَا مِنَ الْعَشِيِّ بِالْحَجِّ) فَهٰذِهِ أَسْمَاءُ تُخْبِرُ أَنَّ مَنْ كَانَ حِيْنَئِذٍ ابْتَدَأَ بِعُمْرَةٍ' فَقَدْ أَحْرَمَ بَعْدَهَا بِحَجَّةٍ' فَصَارَ بِهَا مُتَمَتِّعًا

۳۵۸۵: ابوالاسود سے روایت ہے کہ اسماء بنت ابی بکرؓ کے مولیٰ عبداللہ نے بیان کیا کہ اس نے اسماء سے سنا جبکہ ان کا گزر وادی حجون سے ہوا تو وہ کہنے لگیں اللہ تعالیٰ کے رسول پر رحمتیں نازل ہوں۔ ہم آپ کے ساتھ یہاں اترے ہمارے پاس سامان کم اور سواریاں تھوڑی تھیں۔ زادراہ بھی تھوڑا تھا میں اور میری بہن عائشہ ؓ نے عمرے کا احرام باندھا اور زبیر اور فلاں فلاں ہمارے ساتھ تھے جب ہم نے بیت اللہ کا طواف کرلیا تو ہم نے احرام کھول دیا پھر شام کو حج کا احرام باندھ لیا۔ یہ حضرت اسماء ؓ اس بات کی خبر دے رہی ہیں کہ جن حضرات نے اس وقت عمرہ سے ابتداء کی تھی انہوں نے اس کے بعد حج کا حرام باندھا تو اس کے ذریعہ وہ متمتع ہوگئے۔ روایات ذیل میں ہیں۔

**تخریج** : مسلم فی الحج ۱۹۳' ابن ماجه فی المناسك باب ۴۱۔

**حاصل روایات:** یہ ہے کہ اسماء خبر دے رہی ہیں کہ جنہوں نے عمرہ سے ابتداء کی تھی انہوں نے اس کے بعد حج کا احرام باندھا اس

سے وہ متمتع بن گئے جناب رسول اللہ ﷺ نے بھی اسی طرح کیا۔

## فریق ثانی کی تمتع پر دلالت کرنے والی دیگر روایات:

۳۵۸۶ : حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ، قَالَ : ثَنَا الْخَصِيْبُ، قَالَ : ثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ عِمْرَانَ، قَالَ : (تَمَتَّعْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَزَلَ فِيْهَا الْقُرْآنُ، فَلَمْ يَنْهَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَمْ يَنْسَخْهَا شَيْءٌ، ثُمَّ قَالَ رَجُلٌ بِرَأْيِهِ مَا شَاءَ)

۳۵۸۶: مطرف نے عمران سے روایت کی کہ ہم نے جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تمتع کیا اور اس دوران قرآن مجید اترا۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے ہمیں تمتع سے منع نہیں کیا اور نہ اس میں سے کوئی چیز منسوخ کی اب اس کے بعد جو آدمی اپنی رائے سے جو کہتا ہے کہتا رہے۔

**تخریج** : بخاری فی الحج باب ۳۶۔

۳۵۸۷ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ : ثَنَا حَجَّاجٌ، قَالَ : ثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، قَالَ (تَمَتَّعْنَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتْعَةَ الْحَجِّ، فَلَمْ يَنْهَنَا عَنْهَا وَلَمْ يُنْزِلِ اللّٰهُ فِيْهَا نَهْيًا)

۳۵۸۷: حسن نے عمران بن حصین ؓ سے روایت کی ہے کہ ہم نے جناب رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں حج تمتع کیا اور آپ نے ہمیں اس سے نہ روکا اور نہ ہی اللہ تعالیٰ نے اس میں کوئی وحی اتاری۔

**تخریج** : ابن ماجه فی المناسك باب ٤٠۔

۳۵۸۸ : حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ، قَالَ : ثَنَا الْخَصِيْبُ، قَالَ : ثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيْ نَضْرَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ : (تَمَتَّعْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا وَلِيَ عُمَرُ، خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ إِنَّ الْقُرْآنَ هُوَ الْقُرْآنُ، وَإِنَّ الرَّسُوْلَ هُوَ الرَّسُوْلُ، وَإِنَّهُمَا كَانَتَا مُتْعَتَانِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مُتْعَةُ الْحَجِّ، فَافْصِلُوْا بَيْنَ حَجِّكُمْ وَعُمْرَتِكُمْ، فَإِنَّهُ أَتَمُّ لِحَجِّكُمْ، وَأَتَمُّ لِعُمْرَتِكُمْ، وَالْأُخْرٰى مُتْعَةُ النِّسَاءِ، فَأَنْهٰى عَنْهَا وَأُعَاقِبُ عَلَيْهَا)

۳۵۸۸: ابونضرہ نے جابر بن عبداللہؓ سے روایت کی کہ ہم نے جناب رسول اللہ ﷺ کی معیت میں تمتع کیا جب عمر ؓ والی بنے تو لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا قرآن قرآن ہے اور رسول رسول ہیں جناب رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں دو متعے تھے ایک متعۃ الحج پس تم اپنے حج وعمرہ میں فصل کرو۔ وہ تمہارے حج کے لئے تکمیل کا باعث ہے اور عمرہ زیادہ مکمل کرنے والا ہے اور دوسرا عورتوں کا متعہ ہے پس میں اس سے روکتا ہوں اور اس پر سزا دوں گا۔

**تخریج** : مسلم فی الحج ١٤٥۔

۳۵۸۹ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِیْ دَاوُدَ‘ قَالَ : ثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ حَرْبٍ‘ قَالَ : ثَنَا حَمَّادٌ‘ عَنْ عَاصِمٍ‘ عَنْ أَبِیْ نَضْرَةَ‘ عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ (مُتْعَتَانِ فَعَلْنَاهُمَا عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا عَنْهُمَا عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَلَمْ نَعُدْ إِلَیْهِمَا) وَقَدْ رُوِیَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قَوْلِهٖ مَا یَدُلُّ عَلٰی أَنَّهٗ کَانَ کَذٰلِکَ أَیْضًا

۳۵۸۹: ابونضرہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ دو متعے ایسے ہیں جن کو ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کیا ہمیں عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے روک دیا اب ہم ان کی طرف لوٹ نہیں سکتے۔اور جناب رسول اللہ سے بھی ایسی روایات ہیں جو اس پر دلالت کرتی ہیں کہ آپ بھی اسی حالت میں تھے۔

۳۵۹۰ : حَدَّثَنَا یُوْنُسُ‘ قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِکًا حَدَّثَهٗ‘ عَنْ نَافِعٍ‘ عَنِ ابْنِ عُمَرَ‘ عَنْ (حَفْصَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَنَّهَا قَالَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا شَأْنُ النَّاسِ حَلُّوْا بِعُمْرَةٍ‘ وَلَمْ تَحْلِلْ أَنْتَ مِنْ عُمْرَتِکَ ؟ فَقَالَ : إِنِّیْ لَبَّدْتُ رَأْسِیْ‘ وَقَلَّدْتُ هَدْیِیْ‘ فَلَا أَحِلُّ حَتّٰی أَنْحَرَ) فَدَلَّ هٰذَا الْحَدِیْثُ أَنَّهٗ کَانَ مُتَمَتِّعًا لِأَنَّ الْهَدْیَ الْمُقَلَّدَ‘ لَا یَمْنَعُ مِنَ الْحِلِّ إِلَّا فِی الْمُتْعَةِ خَاصَّةً هٰذَا إِنْ کَانَ ذٰلِکَ الْقَوْلُ مِنْهُ بَعْدَ طَوَافِهٖ لِلْعُمْرَةِ وَقَدْ یُحْتَمَلُ أَیْضًا أَنْ یَّکُوْنَ هٰذَا الْقَوْلُ کَانَ مِنْهُ‘ قَبْلَ أَنْ یُحْرِمَ بِالْحَجِّ‘ وَقَبْلَ أَنْ یَطُوْفَ لِلْعُمْرَةِ‘ فَکَانَ ذٰلِکَ حُکْمَهٗ‘ لَوْلَا سِیَاقُهُ الْهَدْیَ‘ یَحِلُّ کَمَا یَحِلُّ النَّاسُ‘ بَعْدَ أَنْ یَطُوْفَ فَلَمْ یَطُفْ‘ حَتّٰی أَحْرَمَ بِالْحَجِّ‘ فَصَارَ قَارِنًا فَلَیْسَ یَخْلُوْ حَدِیْثُ حَفْصَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا الَّذِیْ ذَکَرْنَا‘ مِنْ أَحَدِ هٰذَیْنِ التَّأْوِیْلَیْنِ وَعَلٰی أَیِّهِمَا کَانَ فِی الْحَقِیْقَةِ‘ فَإِنَّهٗ قَدْ نَفٰی قَوْلَ مَنْ قَالَ (إِنَّهٗ کَانَ مُفْرِدًا بِحَجَّةٍ لَمْ یَتَقَدَّمْهَا عُمْرَةٌ‘ وَلَمْ یَکُنْ مَعَهَا عُمْرَةٌ) وَخَالَفَهُمْ فِیْ ذٰلِکَ آخَرُوْنَ‘ فَقَالُوْا : بَلِ الْقِرَانُ فِیْ ذٰلِکَ بَیْنَ الْعُمْرَةِ وَالْحَجَّةِ أَفْضَلُ مِنْ إِفْرَادِ الْحَجِّ‘ وَمِنَ التَّمَتُّعِ بِالْعُمْرَةِ إِلَی الْحَجِّ وَقَالُوْا : کَذٰلِکَ فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَذَکَرُوْا فِیْ ذٰلِکَ.

۳۵۹۰: نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گزارش کی لوگ تو عمرہ کر کے حلال ہو گئے مگر آپ نے اپنے عمرے کا احرام نہیں کھولا تو آپ نے فرمایا۔ میں نے بالوں کو تلبید کر دی ہے (ذرا سی گوند وغیرہ لگانا تا کہ بال جمے رہیں منتشر نہ ہوں اس کو تلبید کہتے ہیں) اور میں نے اپنے ہدی کو قلادہ ڈال دیا (قلادہ۔ ہدی کے گلے میں ڈالا جانے والا پٹا یا چمڑہ وغیرہ) میں اس وقت تک حلال نہ ہوں گا یہاں تک کہ میں قربانی کو ذبح نہ کرلوں۔تو یہ روایت اس بات پر دلالت کر رہی ہے کہ آپ تمتع کرنے والے تھے۔اس لئے کہ قلادہ والا ہدی حلال ہونے سے صرف تمتع کی صورت میں مانع ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم

نے یہ بات عمرے کا طواف کر لینے کے بعد فرمائی اور یہ بھی احتمال ہے کہ آپ کا یہ ارشاد احرام حج سے پہلے کا ہو اور عمرے کا طواف کرنے سے بھی پہلے فرمایا ہو۔ پس یہی اس کا حکم تھا۔ اگر آپ نے ہدی روانہ نہ کی ہوتی تو آپ دوسرے حضرات کی طرح احرام کو طواف کے بعد کھول دیتے۔ تو آپ نے طواف نہ کیا بلکہ اس سے پہلے حج کا احرام باندھ لیا پس اس سے آپ قارن بن گئے۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا والی مذکورہ روایت میں ان دو میں سے ایک تاویل پائی جاتی ہے خواہ حقیقت میں جو صورت بھی ہو۔ پس اس سے ان لوگوں کے قول کی تو نفی ہو گئی کہ جنہوں نے یہ کہا کہ آپ نے حج افراد کیا اور اس سے پہلے عمرہ نہیں کیا اور نہ اس کے ساتھ عمرہ کیا جب کہ دیگر علماء کی جماعت نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے کہا قران یعنی حج وغیرہ کو ملانا افضل ہے۔ یہ حج افراد تمتع دونوں سے افضل ہے۔

ان کا کہنا یہ ہے کہ جناب رسول اللہ نے حجۃ الوداع میں اسی طرح کیا تھا۔ انہوں نے مندرجہ روایات کو ذکر کیا۔

**تخریج** : بخاری فی الحج باب ۳٤، ۷ ۱۰ ۱۲۶/۱، المغازی باب۷۷، واللباس باب٦۹، مسلم فی الحج ۱۷۷/۲۷۵، ۱۷۹، ابو داؤد فی المناسك باب ۲٤، نسائی فی المناسك باب ٦۱/٤۰، ابن ماجه فی المناسك باب ۷۲، مالك فی الحج ۱۸۰، مسند احمد ۲۸۳/٦۔

**حاصل روایات** : ان روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ تمتع کرنے والے تھے کیونکہ متمتع اگر ہدی روانہ کر دے تو وہ افعال عمرہ کے بعد بھی احرام نہیں کھول سکتا اور اگر یہ بات طواف عمرہ کے بعد فرمائی ہو یا احرام بالحج سے پہلے فرمائی ہو یا طواف عمرہ سے پہلے فرمائی ہو بہر صورت حکم یہی ہوگا اگر آپ ہدی روانہ فرماتے تو آپ اسی طرح عمرہ کے بعد احرام کھول دیتے جیسے دوسرے لوگوں نے کیا اور آپ حج کا احرام باندھنے تک طواف نہ کرتے تو آپ قارن بن جاتے۔ ( قارن حج وعمرہ اکٹھا کرنے والا ) اب دونوں تاویلات میں جو بھی اختیار کی جائے اس سے حج افراد والی بات تو ختم ہو گئی۔

## فریق ثالث کا مؤقف اور دلائل و جوابات :

حج افراد و تمتع سے افضل قران ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں قران ہی کیا۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل روایات سے ثابت ہوتا ہے۔ روایات ملاحظہ ہوں۔

۳۵۹۱ : مَا حَدَّثَنَا يُوْنُسُ، قَالَ : اَنَا بِشْرُ بْنُ بَكْرٍ، عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ قَالَ : حَدَّثَنِيْ عَبْدَةُ بْنُ اَبِيْ لُبَابَةَ، قَالَ : حَدَّثَنِيْ شَقِيْقُ بْنُ سَلَمَةَ، قَالَ : حَدَّثَنِيْ رَجُلٌ مِنْ تَغْلِبَ يُقَالُ لَهٗ ابْنُ مَعْبَدٍ، قَالَ (اَهْلَلْتُ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ جَمِيْعًا) ، فَلَمَّا قَدِمْتُ عَلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ذَكَرْتُ لَهٗ اِهْلَالِيْ فَقَالَ : (هُدِيْتَ لِسُنَّةِ نَبِيِّكَ اَوْ لِسُنَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)

۳۵۹۱ : شقیق بن سلمہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے بنی تغلب کے ایک آدمی نے بیان کیا جس کو ابن معبد کہتے تھے کہ میں نے حج وعمرہ کا اکٹھا احرام باندھا جب میں عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا اور میں نے ان کو اپنا احرام بتلایا تو انہوں نے فرمایا تو اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راستہ پانے والا ہے یا کہا تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو پانے والا ہے۔

۳۵۹۲ : حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ : أَنَا شَرِيْكٌ، عَنْ مَنْصُوْرٍ وَالْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِىْ وَائِلٍ، مِثْلَهُ

۳۵۹۲: منصور و اعمش نے ابووائل سے اسی طرح کی روایت بیان کی ہے۔

۳۵۹۳ : حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ سِنَانٍ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ : أَنَا مَنْصُوْرٌ، قَالَ : سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ يُحَدِّثُ أَنَّ الصَّبِيَّ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ.

۳۵۹۳: شعبہ نے منصور سے انہوں نے ابووائل سے نقل کیا کہ وہ اس طرح بیان کرتے تھے کہ الصبی نے اسی طرح روایت نقل کی۔

۳۵۹۴ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ : ثَنَا حَجَّاجٌ، قَالَ : ثَنَا حَمَّادٌ، قَالَ : أَنَا سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ، عَنْ أَبِىْ وَائِلٍ مِثْلَهُ.

۳۵۹۴: حماد نے سلمہ بن کھیل سے انہوں نے ابووائل سے اسی طرح روایت بیان کی۔

۳۵۹۵ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ : ثَنَا حَجَّاجٌ، قَالَ : ثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ بَهْدَلَةَ، عَنْ أَبِىْ وَائِلٍ مِثْلَهُ.

۳۵۹۵: حماد نے عاصم بن بھدلہ عن ابی وائل سے اسی طرح روایت نقل کی۔

۳۵۹۶ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ، قَالَ : أَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، قَالَ : سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ.

۳۵۹۶: شعبہ نے حکم سے انہوں نے ابووائل سے سنا پھر اسی طرح روایت نقل کی۔

۳۵۹۷ : حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زِيَادٍ، قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ أَبِىْ وَائِلٍ مِثْلَهُ.

۳۵۹۷: شعبہ نے حکم سے انہوں نے ابووائل سے اسی طرح روایت کی۔

۳۵۹۸ : حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ : ثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ الرَّبِيْعِ، قَالَ : ثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِىْ وَائِلٍ قَالَ : قَالَ الصَّبِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ فَذَكَرَ نَحْوَهُ فَقَالَ الَّذِيْنَ أَنْكَرُوا الْقِرَانَ : إِنَّمَا قَوْلُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ هُدِيْتَ لِسُنَّةِ نَبِيِّكَ عَلَى الدُّعَاءِ مِنْهُ لَهُ لَا عَلَى تَصْوِيْبِهِ إِيَّاهُ فِىْ فِعْلِهِ إِيَّاهُ فِىْ فِعْلِهِ فَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ عَلَيْهِمْ فِىْ ذٰلِكَ، مِمَّا يَدُلُّ عَلَى أَنَّ ذٰلِكَ لَمْ يَكُنْ مِنْ عُمَرَ عَلَى جِهَةِ الدُّعَاءِ .

۳۵۹۸: ابوالاحوص نے اعمش سے انہوں نے ابووائل سے وہ کہتے ہیں کہ صبی بن معبد نے کہا پھر اسی طرح بیان کیا۔ پس وہ لوگ جنہوں نے حج قران کا انکار کیا وہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول: "هديت بسنة نبيك"

اس سے اس کے لئے دعا مقصود ہے فعل کو درست قرار دینا نہیں۔ ان کے خلاف یہ دلیل موجود ہے کہ یہ بطور دعا نہیں (بلکہ تصویب فعل مراد تھی) روایت ذیل میں ہے۔

## حدیث لِسُنَّةِ نَبِيِّكَ کا معنی:

اس جملہ کا معنی تمتع و افراد کو افضل کہنے والوں نے یہ لے لیا کہ یہ دعائیہ جملہ ہے کہ تم نے اچھا نہیں کیا اللہ تعالیٰ تمہیں سنت نبوی کی ہدایت فرمائے مگر زیادہ درست یہ ہے کہ یہ جملہ آپ نے ان کے فعل کی تصدیق و تحسین کے لئے فرمایا۔

اس کی دلیل یہ روایت ہے۔

۳۵۹۹ :أَنَّ فَهْدًا حَدَّثَنَا قَالَ : ثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، قَالَ : ثَنَا أَبِيْ، قَالَ : ثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ : حَدَّثَنِيْ شَقِيْقٌ، قَالَ : حَدَّثَنِي الصُّبَيّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ (كُنْتُ حَدِيْثَ عَهْدٍ بِنَصْرَانِيَّةٍ فَلَمَّا أَسْلَمْتُ لَمْ آلُ أَنْ أَجْتَهِدَ فَأَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ وَحَجَّةٍ جَمِيْعًا فَمَرَرْتُ بِالْعُذَيْبِ بِسَلْمَانَ بْنِ رَبِيْعَةَ، وَزَيْدِ بْنِ صُوحَانَ، فَسَمِعَانِيْ وَأَنَا أُهِلُّ بِهِمَا جَمِيْعًا فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ : أَيُّهُمَا جَمِيْعًا ؟ وَقَالَ الْآخَرُ دَعْهُ فَهُوَ أَضَلُّ مِنْ بَعِيْرِهِ قَالَ فَانْطَلَقْتُ وَكَانَ بَعِيْرِيْ عَلٰى عُنُقِي فَقَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ فَلَقِيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَصَصْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ إِنَّهُمَا لَمْ يَقُوْلَا شَيْئًا هُدِيْتُ لِسُنَّةِ نَبِيِّكَ).

۳۵۹۹: شقیق نے صبی بن معبد سے نقل کیا کہ میں نیا نیا مسلمان ہوا اور نصرانیت کو چھوڑا۔ میں نے دین میں کوشش سے کوئی کمی نہ چھوڑی پس میں نے حج و عمرہ کا اکٹھا احرام باندھا۔ میں مقام عذیب میں سلیمان بن ربیعہ اور زید بن صوحان کے پاس سے گزرا انہوں نے مجھ سے سنا کہ میں حج و عمرہ کا اکٹھا تلبیہ کہتا ہوں۔ تو وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے۔ ان دونوں میں کون ایک دوسرے کے ساتھ جمع ہونے والا ہے؟ دوسرے نے کہا اس کو اس کے حال پر چھوڑ دو یہ تو اپنے اونٹ سے زیادہ گمراہ ہے۔ صبی کہتے ہیں یہ بات سن کر میں چل دیا۔ میرا اونٹ بڑا تیز رفتار تھا چنانچہ میں مدینہ منورہ پہنچا اور عمر بن خطابؓ سے ملا اور ان سے سارا ماجرا کہہ سنایا تو انہوں نے فرمایا۔ ان دونوں نے کسی کام کی بات نہیں کہی تو نے اپنے پیغمبر ﷺ کی سنت کو پالیا ہے۔

**تخریج** : ابن ماجه في المناسك باب ۳۸۔

۳۶۰۰ :حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ، قَالَ : ثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ، قَالَ : أَنَا وَكِيْعٌ، قَالَ : ثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ شَقِيْقٍ، عَنِ الصُّبَيّ بْنِ مَعْبَدٍ قَالَ (أَهْلَلْتُ بِهِمَا جَمِيْعًا فَمَرَرْتُ بِسَلْمَانَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَزَيْدِ بْنِ صُوحَانَ، فَعَابَا ذٰلِكَ عَلَيَّ) فَلَمَّا قَدِمْتُ عَلٰى عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ (إِنَّهُمَا لَمْ يَقُوْلَا شَيْئًا هُدِيْتُ لِسُنَّةِ نَبِيِّكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَدَلَّ قَوْلُهُ (هُدِيْتُ لِسُنَّةِ نَبِيِّكَ) بَعْدَ قَوْلِهِ (إِنَّهُمَا لَمْ يَقُوْلَا شَيْئًا) أَنَّ ذٰلِكَ كَانَ مِنْهُ عَلَى التَّصْوِيْبِ مِنْهُ، لَا عَلَى الدُّعَاءِ وَقَدْ رُوِيَ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ مَا یَدُلُّ عَلٰی ذٰلِكَ اَیْضًا

۳۶۰۰: شقیق نے صبی بن معبد سے نقل کیا کہ میں نے حج وعمرہ کا اکٹھا احرام باندھا تو میرا گزر سلیمان بن ربیعہ اور زید بن صوحان کے پاس سے ہوا ان دونوں نے اس سلسلے میں مجھے قصوروار گردانا جب میں عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا اوران کو میں نے سارا واقعہ سنایا تو انہوں نے فرمایا ان دونوں نے غلط بات کہی ہے تم نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو پالیا ہے۔ تو آپ کے هدیت لسنة نبیك‘‘ سے جو کہ آپ نے (انهما لم یقولا شیئًا) بعد فرمایا یہ درحقیقت ان کے فعل کی تصویب وتصدیق تھی دعا مقصود نہ تھی۔ چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے جو روایت نقل کی ہے وہ بھی اس پر دلالت کرتی ہے۔ ذیل میں روایات ملاحظہ ہوں۔

**حاصل روایات:** انهما لا یقولا شیئًا کے بعد هدیت لسنة نبیك ان کے قول کی تصدیق ہے نہ کہ کلمہ دعائیہ جیسا کہ دوسرے فریق نے سمجھا۔

## اس مفہوم کی تصدیقی روایات:

ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عمر رضی اللہ عنہ کے اقوال۔

۳۶۰۱: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَیْمُوْنٍ، قَالَ: ثَنَا الْوَلِیْدُ بْنُ مُسْلِمٍ، قَالَ: ثَنَا الْاَوْزَاعِیُّ، قَالَ: ثَنَا یَحْیَی بْنُ اَبِیْ كَثِیْرٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا (عَنْ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِالْعَقِیْقِ یَقُوْلُ اَتَانِی اللَّیْلَةَ آتٍ مِنْ رَبِّیْ فَقَالَ صَلِّ فِیْ هٰذَا الْوَادِی الْمُبَارَكِ وَقُلْ: عُمْرَةٌ فِیْ حَجَّةٍ)

۳۶۰۱: عکرمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مقام عقیق میں سنا کہ آج رات میرے رب کی طرف سے آنے والے میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھے کہا تم اس وادی مبارک میں نماز نفل ادا کرو اور اس طرح کہو میں عمرہ کو حج میں داخل کرتا ہوں۔

**تخریج:** بخاری فی الحج باب ۳٤، ابو داؤد فی المناسك باب ۲٤۔

۳۶۰۲: حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ: ثَنَا هَارُوْنُ بْنُ اِسْمَاعِیْلَ، قَالَ: ثَنَا عَلِیُّ بْنُ الْمُبَارَكِ، قَالَ: ثَنَا یَحْیَی بْنُ اَبِیْ كَثِیْرٍ، فَذَكَرَ بِاِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ فَاَخْبَرَ عُمَرُ فِیْ هٰذَا الْحَدِیْثِ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ اَتَاهُ آتٍ مِنْ رَبِّهٖ فَقَالَ لَهٗ قُلْ (عُمْرَةٌ فِیْ حَجَّةٍ) فَلَمَّا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَانَ اُمِرَ اَنْ یَجْعَلَ عُمْرَةً فِیْ حَجَّةٍ، اسْتَحَالَ اَنْ یَكُوْنَ مَا فَعَلَ خِلَافًا لِمَا اُمِرَ بِهٖ فَاِنْ قَالَ قَائِلٌ وَكَیْفَ یَجُوْزُ اَنْ یُنْقَلَ هٰذَا عَنْ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَقَدْ نَهٰی عَنِ الْمُتْعَةِ؟ وَقَدْ ذَكَرْتُمْ ذٰلِكَ عَنْهُ فِیْ حَدِیْثِ مَالِكٍ، عَنِ الزُّهْرِیِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ؟

اس میں ایک احتمال تو یہ ہے جو پہلے قول والوں نے لیا ہے اور اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ یہ کوئی اعلیٰ درجے کی نیکی نہیں اور اعلیٰ مراتب والی نیکی نہیں کہ آدمی سفر میں روزہ رکھے اگرچہ روزہ رکھنا سفر میں مطلقاً نیکی ہے۔ مگر دوسری نیکیاں اس سے بڑھ کر ہیں اور اس کی نظیر آپ ﷺ کا ارشاد ہے **لیس المسکین با لطواف الذی تر دہ التمرۃ و التمرتان واللقمۃ واللقمتان** ۔ کہ کامل مسکین وہ نہیں جو لوگوں پر گھومتا پھرے اور اس کو ایک کھجور اور دو کھجور اور ایک لقمہ اور دو لقمے دے کر لوٹا دیا جائے۔ صحابہ نے عرض کیا پھر یا رسول اللہ ﷺ مسکین کون ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا جس کو سوال سے حیا آتی ہے مگر اس کے پاس اتنا مال نہیں جو اس کو دوسروں سے بے نیاز کر دے اور لوگ اس کو مسکین بھی نہیں جانتے کہ اس کو دیں یعنی اس میں کامل مسکین کی نفی کی گئی ہے۔

ان روایات وفتاویٰ جات سے معلوم ہوتا ہے کہ سفر میں روزہ رکھ لینے سے روزے کا دوبارہ رکھنا ضروری ہے۔

## فریق ثانی کا مؤقف:

اور دلیل سفر میں روزہ رکھنا درست ہے روزہ رکھنا نہ رکھنا برابر ہے۔

دلیل: سطور بالا میں مذکور تمام روایات ان کی متدل ہیں **لیس من البر الصیام فی السفر** اس روایت میں اور احتمال بھی ہے البر سے کمال بر کی نفی مراد ہو تو روزہ کے کمال کی سفر میں نفی کی ہے۔ اس بات کی نفی نہیں کہ مطلقاً رکھنے والے کا روزہ ہی نہ ہوگا اور دوبارہ قضا کرنا پڑے گا گویا اس میں اس کا روزہ رکھنا اور نہ رکھنا برابر قرار دیا گیا اور اس کی نظیر یہ روایت ہے **لیس المسکین بالطواف الذی تر دہ التمرۃ و التمرتان واللقمہ واللقمتان** کہ وہ شخص مسکین نہیں جو لوگوں کے ہاں جائے اور ایک دو لقمے یا کھجوریں اس کو واپس کر دیں یعنی ہر ایک سے مانگتا پھرے صحابہ کرام نے عرض کیا کہ پھر مسکین کون ہے تو فرمایا جو لوگوں سے سوال کرنے میں حیاء کرے اور اس کے پاس اتنا مال نہ ہو جو اس کو مستغنی کر دے اور نہ اس کو غریب سمجھا جاتا ہو کہ اسے کوئی دے دے اس روایت کو (بخاری فی الزکاۃ باب ۵۵ مسلم فی الزکاۃ نمبر ۱۰۱ ابوداؤد فی الزکاۃ باب ۲۴) نے نقل کیا ہے۔

اس مفہوم کی تائید یہ روایات کرتی ہیں۔

۳۱۴۱: حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ ابْنُ أَبِیْ دَاوٗدَ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عُمَرَ الْحَوْضِیُّ، قَالَ : ثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ الْهَجَرِیِّ، عَنْ أَبِی الْاَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ .

۳۱۴۱: ابوالاحوص نے عبداللہ سے انہوں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے۔

۳۱۴۲: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ شَیْبَةَ، قَالَ : ثَنَا قَبِیْصَةُ، قَالَ : ثَنَا سُفْیَانُ، عَنْ اِبْرَاهِیْمَ الْهَجَرِیِّ، فَذَكَرَ بِاِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ .

۳۱۴۲: سفیان نے ابراہیم ہجری سے نقل کیا پھر انہوں نے اپنی اسناد سے ذکر کیا ہے۔

۳۱۴۳: حَدَّثَنَا یُوْنُسُ، قَالَ : اَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ : أَخْبَرَنِی ابْنُ أَبِیْ ذِئْبٍ، عَنْ أَبِی الْوَلِیْدِ، عَنْ أَبِیْ

فریق اوّل کا مؤقف اور دلیل: سفر میں روزہ جائز نہیں رکھ لیا تو اعادہ لازم ہے حتی قال بعضھم سے یہی لوگ مراد ہیں۔ دلیل یہ ہے۔

۳۱۳۲ : حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ، قَالَ : ثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْحَسَنِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : (كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ، فَرَأٰى زِحَامًا، وَرَجُلًا قَدْ ظُلِّلَ عَلَيْهِ، فَسَأَلَ مَا هٰذَا ؟ . فَقَالُوْا : صَائِمٌ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ أَنْ تَصُوْمُوْا فِي السَّفَرِ) .

۳۱۳۲: محمد بن عمرو بن الحسن نے جابرؓ سے نقل کیا ہے جناب رسول اللہ ﷺ سفر میں تھے آپ نے لوگوں کا اکٹھ دیکھا کہ ایک آدمی ہے اور اس پر لوگ سایہ کرنے والے ہیں آپ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ انہوں نے بتلایا کہ یہ روزہ دار ہے جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سفر میں تمہارا روزہ رکھنا نیکی نہیں۔

**تخریج** : بخاری فی الصوم باب۳۶، مسلم فی الصیام ۹۲، ابو داؤد فی الصوم باب۱۸، نسائی فی الصیام باب۴۶، ابن ماجہ فی الصیام باب۱۱، دارمی فی الصوم باب۱۵، مسند احمد ۴۳۴/۵،۲۹۹/۳۔

۳۱۳۳ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوٗدَ، قَالَ : ثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ، قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ .

۳۱۳۳: ابوالولید نے شعبہ سے روایت اپنی اسناد سے نقل کی ہے۔

۳۱۳۴ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَيْمُوْنَ الْبَغْدَادِيُّ، قَالَ : ثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ، قَالَ : ثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ، قَالَ : حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَوْبَانَ، قَالَ حَدَّثَنِيْ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ : (مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ فِيْ سَفَرٍ، فِيْ ظِلِّ شَجَرَةٍ يُرَشُّ عَلَيْهِ الْمَاءُ فَقَالَ مَا بَالُ هٰذَا ؟ . قَالُوْا : صَائِمٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصِّيَامُ فِي السَّفَرِ، فَعَلَيْكُمْ بِرُخْصَةِ اللّٰهِ الَّتِيْ رَخَّصَ لَكُمْ فَاقْبَلُوْهَا).

۳۱۳۴: محمد بن عبدالرحمن بن ثوبان نے جابر بن عبداللہ سے نقل کیا ہے جناب رسول اللہ ﷺ کا گزر ایک درخت کے سایہ کے نیچے سے ہوا جس پر پانی کا چھڑکاؤ کیا جا رہا تھا تو آپ نے فرمایا یہ کس مقصد کے لئے ہے؟ انہوں نے بتلایا یا رسول اللہ ﷺ یہ روزہ دار ہے آپ نے فرمایا سفر میں روزہ نیکی نہیں تم پر لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اس رخصت کو جو اس نے عنایت کی ہے قبول کرو۔

۳۱۳۵ : حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُصَفًّى، قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ الْأَبْرَشُ، قَالَ : ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ

جاتا رہا پھر منسوخ ہو گیا عنقریب ہم اس کے نسخ کی روایات کا ذکر کریں گے۔اسی کو عمر رضی اللہ عنہ نے قانونی شکل دے کر اس کے کرنے والوں کو باز رہنے کے لئے سزا مقرر فرمائی۔

البتہ وہ متعہ الحج جس کا تذکرہ قرآن مجید میں موجود ہے **فمن تمتع بالعمرة الى الحج الاية البقره ۱۹۶** اس کو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف خود کیا بلکہ آپ کے صحابہ کرام نے بھی کیا اس سے عمر رضی اللہ عنہ کا روکنا ناممکن ہے بلکہ عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو مستحب قرار دے کر اس پر لوگوں کو آمادہ کیا ہے۔

استحباب تمتع کی روایات کا عمر رضی اللہ عنہ سے ثبوت ملاحظہ ہو۔

**۳۶۰۵ : حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زِيَادٍ، قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، قَالَ : سَمِعْت طَاوُسًا يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : يَقُوْلُوْنَ : إِنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ نَهٰى عَنِ الْمُتْعَةِ، قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (لَوِ اعْتَمَرْتُ فِيْ عَامٍ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ حَجَجْتُ لَجَعَلْتُهَا مَعَ حَجَّتِيْ)**

۳۶۰۵: طاؤس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے تمتع سے منع کر دیا ہے۔ حالانکہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے اگر میں ایک سال میں دو مرتبہ عمرہ کرلوں پھر میں اسی سال حج بھی کروں تو میں عمرے کو حج کے ساتھ بھی ملالوں گا۔

**۳۶۰۶ : حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ سَلَمَةَ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَذَكَرَ مِثْلَهُ فَهٰذَا ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَدْ أَنْكَرَ أَنْ يَكُوْنَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ نَهٰى عَنِ التَّمَتُّعِ، وَذَكَرَ عَنْهُ أَنَّهُ اِسْتَحَبَّ الْقِرَانَ، فَدَلَّ ذٰلِكَ أَنَّ الْمُتْعَةَ الَّتِيْ تَوَعَّدَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَنْ فَعَلَهَا بِالْعُقُوْبَةِ، هِيَ الْمُتْعَةُ الْأُخْرٰى فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ : رُوِيَ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ أَمَرَ بِإِفْرَادِ الْحَجِّ، وَذَكَرَ فِيْ ذٰلِكَ.**

۳۶۰۶: طاؤس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا پھر انہوں نے اسی طرح ذکر کیا ہے۔ یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہیں جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق تمتع کی ممانعت کا انکار فرماتے ہیں اور ان کے متعلق ذکر کرتے ہیں کہ انہوں نے قران کو ناپسند فرمایا۔ تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ جس تمتع کے متعلق عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو دھمکایا اور ڈرایا وہ دوسرا تمتع ہے۔ اگر کوئی معترض یہ کہے کہ آپ کے متعلق مروی ہے کہ آپ نے حج افراد کیا اور یہ روایت پیش کرے۔

**حاصل روایات:** یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ہیں جنہوں نے فصل اول کی روایت میں متعہ کی نفی کرنے پر عمر رضی اللہ عنہ پر تعجب کیا مگر اس روایت میں وہی ان سے قران یا تمتع کو مستحب قرار دے رہے ہیں معلوم ہوا کہ جس متعہ سے عمر رضی اللہ عنہ نے منع فرمایا اور کرنے والوں کو سزا

کی دھمکی دی وہ تمتع وہ نہیں جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ بلکہ وہ اور چیز ہے۔ جس کو منسوخ کر دیا گیا۔ لفظی تشابہ سے بعض لوگوں نے وہی سمجھ لیا۔

## اشکال ثانی:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف حج تمتع کے استحباب کی نسبت کس طرح درست ہے جبکہ عمر رضی اللہ عنہ تو لوگوں کو حج افراد کی ترغیب و تحریض دلاتے تھے جیسا کہ یہ روایات ثابت کر رہی ہیں۔

## تحریض افراد کی عمری روایات:

۳۶۰۷: مَا حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ: ثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: ثَنَا إِسْرَائِيْلُ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ الْأَعْلٰى، قَالَ: سَمِعْتُ سُوَيْدًا يَقُوْلُ: سَمِعْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ (أَفْرِدُوْا بِالْحَجِّ) قِيْلَ لَهُ: لَيْسَ ذٰلِكَ عِنْدَنَا - عَلٰى كَرَاهَتِهِ، لِمَا سِوَى الْإِفْرَادِ مِنَ التَّمَتُّعِ وَالْقِرَانِ، وَلٰكِنَّهُ لِإِرَادَتِهِ مَعْنًى آخَرَ سِوٰى ذٰلِكَ، قَدْ بَيَّنَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا.

۳۶۰۷: ابراہیم بن عبدالاعلیٰ کہتے ہیں کہ میں نے سوید سے سنا وہ کہا کرتے تھے کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا ہے کہ حج افراد کیا کرو۔ اسکے جواب میں یہ کہا جائیگا۔ ہمارے ہاں اس کا مطلب افراد کے علاوہ یعنی تمتع و قران کو ناپسند کرنا نہیں بلکہ آپ نے ایک دوسرا مفہوم مراد لیا ہے جس کو ابن عمر رضی اللہ عنہما اس طرح بیان کرتے ہیں۔

ح: حج افراد کا حکم دینا اس بنیاد پر ہرگز نہ تھا کہ وہ قران و تمتع کو ناپسند قرار دیتے تھے بلکہ اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ چاہتے تھے لوگ سال کے بقیہ ایام میں بھی بیت اللہ میں آئیں اور وہاں لوگوں کی ہر زمانہ میں کثرت رہے جیسا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی روایات میں یہ بات بیان کی ہے۔

## روایات ابن عمر رضی اللہ عنہما:

۳۶۰۸: حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ: ثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: ثَنَا مَالِكٌ ح

۳۶۰۸: ابن مرزوق نے بشر بن عمر سے انہوں نے مالک سے روایت نقل کی ہے۔

۳۶۰۹: وَحَدَّثَنَا يُوْنُسُ، قَالَ: أَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَنَّ مَالِكًا أَخْبَرَهُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ (افْصِلُوْا بَيْنَ حَجِّكُمْ وَعُمْرَتِكُمْ، فَإِنَّهُ أَتَمُّ لِحَجِّ أَحَدِكُمْ، وَأَتَمُّ لِعُمْرَتِهِ أَنْ يَعْتَمِرَ فِيْ غَيْرِ أَشْهُرِ الْحَجِّ)

۳۶۰۹: نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے اپنے حج و عمرہ کو الگ کیا کرو یہ چیز تمہارے عمرے کو اور حج کو زیادہ مکمل کرنے والی ہے اور عمرے کو زیادہ مکمل کرنے والی ہے کہ اگر وہ اشہر حج کے علاوہ میں عمرہ کرے۔

وقت عصر کے بعد کا وقت تھا۔ آپ نے لوگوں کو دیکھتے ہوئے نوش فرمالیا۔ پھر آپ کو اطلاع ملی کہ کچھ لوگوں نے اس کے بعد بھی روزے رکھے ہیں تو آپ نے فرمایا: اولئک العصاۃ وہ نافرمان ہیں۔

**تخریج**: مسلم فی الصیام نمبر ۹۰۔

۳۱۵۴: حَدَّثَنَا بَحْرُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ: ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِیْ مُعَاوِیَةُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ رَبِیْعَةَ بْنِ یَزِیْدَ، عَنْ (قَزَعَةَ، قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا سَعِیْدٍ عَنْ صِیَامِ رَمَضَانَ فِی السَّفَرِ. فَقَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ رَمَضَانَ عَامَ الْفَتْحِ، فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَصُوْمُ وَنَصُوْمُ، حَتّٰی بَلَغَ مَنْزِلًا مِنَ الْمَنَازِلِ فَقَالَ إِنَّكُمْ قَدْ دَنَوْتُمْ مِنْ عَدُوِّكُمْ، وَالْفِطْرُ أَقْوٰی لَكُمْ. فَأَصْبَحْنَا، مِنَّا الصَّائِمُ، وَمِنَّا الْمُفْطِرُ، ثُمَّ سِرْنَا فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا، فَقَالَ إِنَّكُمْ تُصَبِّحُوْنَ عَدُوَّكُمْ، وَالْفِطْرُ أَقْوٰی لَكُمْ، فَأَفْطِرُوْا فَكَانَتْ عَزِیْمَةً مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ. ثُمَّ لَقَدْ رَأَیْتُنِیْ أَصُوْمُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ ذٰلِكَ وَبَعْدَ ذٰلِكَ).

۳۱۵۴: قزعہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے رمضان کے روزہ سے متعلق دریافت کیا کہ وہ سفر میں درست ہے یا نہیں تو وہ کہنے لگے ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فتح والے سال رمضان المبارک میں ہی مکہ کی طرف نکلے تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی روزہ رکھتے رہے اور ہم بھی یہاں تک کہ ایک منزل پر پہنچے تو آپ نے فرمایا اب تم اپنے دشمن سے بالکل قریب پہنچ گئے ہو اس وقت افطار تمہارے لئے زیادہ قوت کا باعث ہے ہم نے اس حال میں صبح کی کہ بعض ہم میں سے روزہ رکھنے والے اور بعض افطار کرنے والے تھے پھر ہم چلتے رہے اور ایک پڑاؤ پر آپ نے فرمایا صبح تمہارا دشمن سے سامنا ہوگا اس لئے افطار زیادہ قوت کا باعث ہے پس تم افطار کر دو یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حتمی بات تھی۔

پھر اس کے بعد میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے کو روزہ رکھتے اور افطار کرتے دونوں حالتوں میں پایا۔

**تخریج**: مسلم فی الصیام ۱۰۲، ابو داؤد فی الصوم باب ۴۳۔

۳۱۵۵: حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ: ثَنَا ابْنُ أَبِیْ مَرْیَمَ، قَالَ: أَنَا یَحْیَی بْنُ أَیُّوْبَ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ حُمَیْدٌ الطَّوِیْلُ أَنَّ بَكْرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَهٗ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا یَقُوْلُ (إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِیْ سَفَرٍ وَمَعَهٗ أَصْحَابُهٗ، فَشَقَّ عَلَیْهِمُ الصَّوْمُ، فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِإِنَاءٍ، فَشَرِبَ وَهُوَ عَلٰی رَاحِلَتِهٖ، وَالنَّاسُ یَنْظُرُوْنَ إِلَیْهِ).

۳۱۵۵: بکر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے اور آپ کے صحابہ بھی آپ کے ساتھ تھے ان پر روزہ گراں گزر رہا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک برتن منگوایا اور اس

هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ.

۳۱۴۳: ابوالولید نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔

۳۱۴۴: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُمَيَّةَ قَالَ : ثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ : ثَنَا ابْنُ ثَوْبَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْفَضْلِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

۳۱۴۴: اعرج نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۳۱۴۵: حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ : ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ . فَلَمْ يَكُنْ مَعْنٰى قَوْلِهِ (لَيْسَ الْمِسْكِيْنُ بِالطَّوَّافِ) عَلٰى مَعْنَى إِخْرَاجِهِ إِيَّاهُ مِنْ أَسْبَابِ الْمَسْكَنَةِ كُلِّهَا وَلٰكِنَّهُ أَرَادَ بِذٰلِكَ (لَيْسَ الْمِسْكِيْنَ الْمُتَكَامِلُ الْمَسْكَنَةِ وَلٰكِنَّ الْمِسْكِيْنَ الْمُتَكَامِلَ الْمَسْكَنَةِ الَّذِيْ لَا يَسْأَلُ النَّاسَ وَلَا يُعْرَفُ فَيُتَصَدَّقُ عَلَيْهِ) . فَكَذٰلِكَ قَوْلُهُ (لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصِّيَامُ فِي السَّفَرِ) لَيْسَ ذٰلِكَ عَلٰى إِخْرَاجِ الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ مِنْ أَنْ يَكُوْنَ بِرًّا وَلٰكِنَّهُ عَلٰى مَعْنٰى (لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الَّذِيْ هُوَ أَبَرُّ الْبِرِّ الصَّوْمُ فِي السَّفَرِ) ، لِأَنَّهُ قَدْ يَكُوْنُ الْإِفْطَارُ هُنَاكَ أَبَرَّ مِنْهُ إِذَا كَانَ عَلَى التَّقَوِّيْ لِلِقَاءِ الْعَدُوِّ وَمَا أَشْبَهَ ذٰلِكَ . فَهٰذَا مَعْنًى صَحِيْحٌ وَهُوَ أَوْلٰى مَا حُمِلَ عَلَيْهِ مَعْنٰى هٰذِهِ الْآثَارِ حَتّٰى لَا تَتَضَادَّ هِيَ وَغَيْرُهَا مِمَّا قَدْ رُوِيَ فِيْ هٰذَا الْبَابِ أَيْضًا .

۳۱۴۵: اعرج نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح روایت کی ہے۔ آپ ﷺ کے ارشاد لیس المسکین بالطواف کا معنیٰ یہ نہیں کہ اس میں مسکینی کا کوئی سبب نہیں پایا جاتا بلکہ مراد یہ ہے کہ وہ کامل مسکنت والا مسکین نہیں کامل مسکنت والا مسکین وہ ہے جو نہ تو لوگوں سے سوال کرتا ہے اور نہ اس کو لوگ مسکین سمجھتے ہیں کہ اس کو صدقہ دیں پس اسی طرح روایت لیس من البر الصیام فی السفر (الحدیث) اس میں روزے کو مطلقاً نیکی سے نہیں نکالا گیا بلکہ اس کو اعلیٰ درجے کی نیکی سے نکالا گیا ہے کیونکہ بسا اوقات افطار کرنا اس سے زیادہ نیکی ہے مثلاً جب کہ دشمن سے سامنے کا خطرہ ہو وغیرہ۔ یہی مطلب درست ہے اور اس معنیٰ سے یہ زیادہ بہتر ہے جس پر قول اول والوں نے محمول کیا ہے اور اس کا مقصد یہ ہے تاکہ اس باب کی منقولہ روایات میں تضاد نہ رہے۔ چنانچہ ان روایات کو ملاحظہ فرمائیں۔

**حاصل روایات:** یہی ہے کہ مسکنت کی نفی سے تمام اسباب مسکنت کی نفی مراد نہیں بلکہ اس سے کامل المسکنت شخص مراد ہے بالکل اسی طرح لیس من البر والی روایت میں روزے کو مطلق نیکی کے کام سے نکالنا مقصود نہیں بلکہ کامل بر کی نفی ہے کہ سفر میں روزہ کامل نیکی نہیں کیونکہ سفر کے بعض مواقع ایسے ہیں جہاں افطار اس سے زیادہ بڑی نیکی بن جاتی ہے مثلاً جب دشمن کا سامنا مقصود ہو۔

صِيَامٌ.

۳۶۱۲: صدقہ بن یسار کہتے ہیں کہ ذوالحجہ کے عشرہ اول میں عمرہ کرنا مجھے بقیہ ذوالحجہ کے دنوں میں عمرہ سے زیادہ محبوب ہے۔ میں نے یہ بات نافع کو بیان کی تو انہوں نے اس بات کی تصدیق کی اور فرمایا وہ عمرہ جس میں ہدی اور روزہ ہو وہ بغیر ہدی اور بغیر روزے والے عمرے سے بہتر ہے۔

۳۶۱۳ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ : ثَنَا حَجَّاجٌ، قَالَ : ثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ جُمْهَانَ، قَالَ (حَجَجْنَا وَفِينَا رَجُلٌ أَعْجَمِيٌّ، فَلَبَّى بِالْعُمْرَةِ وَالْحَجِّ، فَعِبْنَا ذٰلِكَ عَلَيْهِ فَسَأَلْنَا ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَقُلْنَا : إِنَّ رَجُلًا مِنَّا لَبَّى بِالْعُمْرَةِ وَالْحَجِّ فَمَا كَفَّارَتُهُ؟ قَالَ رَجَعَ بِأَجْرَيْنِ، وَتَرْجِعُوْنَ بِأَجْرٍ وَاحِدٍ)

۳۶۱۳: عطاء بن سائب نے کثیر بن جمہان سے نقل کیا کہ ہم نے حج کیا اور ہم میں ایک غیر فصیح آدمی تھا اس نے حج و عمرہ دونوں کا تلبیہ کہا ہم نے اسے عار دلائی پھر ہم نے جناب ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سوال کیا کہ ایک آدمی نے ہمارے قافلہ میں حج و عمرہ دونوں کا تلبیہ کہا ہے اس پر کیا کفارہ لازم ہوگا؟ انہوں نے فرمایا اس کو دو اجر ملیں گے اور تم ایک اجر لے کر لوٹو گے۔

۳۶۱۴ : حَدَّثَنَا يُوْنُسُ، قَالَ : ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ، عَنْ صَدَقَةَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ (وَاللّٰهِ لَأَنْ أَعْتَمِرَ قَبْلَ الْحَجِّ وَأُهْدِيَ، أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَعْتَمِرَ بَعْدَ الْحَجِّ فِيْ ذِي الْحِجَّةِ) فَهٰذَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَيْضًا، قَدْ فَضَّلَ الْعُمْرَةَ الَّتِيْ فِيْ أَشْهُرِ الْحَجِّ، عَلَى الْعُمْرَةِ الَّتِيْ فِيْ غَيْرِ أَشْهُرِ الْحَجِّ فَدَلَّ ذٰلِكَ عَلٰى صِحَّةِ مَا رَوَى ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لِأَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَوْ كَانَ سَمِعَ ذٰلِكَ مِنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَمَا فِيْ حَدِيْثِ عُقَيْلٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ إِذًا، لَمَا قَالَ بِخِلَافِ ذٰلِكَ، لِأَنَّهُ قَدْ سَمِعَ أَبَاهُ قَالَهُ بِحَضْرَةِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَا يُنْكِرُهُ عَلَيْهِ مُنْكِرٌ، وَلَا يَدْفَعُهُ عَنْهُ دَافِعٌ، وَهُوَ أَيْضًا، فَلَا يَدْفَعُهُ عَنْهُ وَلَا يَقُوْلُ لَهُ : إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَانَ فَعَلَ هٰذَا وَلٰكِنَّ الْمَحْكِيَّ فِيْ ذٰلِكَ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ هُوَ إِرَادَةُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنْ يُزَارَ الْبَيْتُ، وَبَاقِي الْكَلَامِ بَعْدَ ذٰلِكَ فَكَلَامُ سَالِمٍ، خَلَطَهُ الزُّهْرِيُّ بِرِوَايَتِهِ، فَلَمْ يَتَمَيَّزْ فَأَمَّا قَوْلُهُ (إِنَّ الْعُمْرَةَ فِيْ أَشْهُرِ الْحَجِّ، لَا تَتِمُّ إِلَّا بِالْهَدْيِ لِمَنْ يَجِدُ الْهَدْيَ، أَوْ بِالصِّيَامِ لِمَنْ لَا يَجِدُ الْهَدْيَ) فَثَبَتَ بِذٰلِكَ تَمَامُ الْعُمْرَةِ فِيْ غَيْرِ أَشْهُرِ الْحَجِّ إِذَا كَانَ ذٰلِكَ غَيْرَ وَاجِبٍ فِيْهَا، وَأَوْجَبَ النُّقْصَانَ فِي الْعُمْرَةِ الَّتِيْ فِيْ أَشْهُرِ الْحَجِّ، إِذَا كَانَ وَاجِبًا فِيْهَا، وَهٰذَا كُلُّهُ إِذَا كَانَ الْحَجُّ يَتْلُوْهَا فَإِنَّ الْحَجَّةَ

عَلٰى مَنْ ذَهَبَ إِلٰى ذٰلِكَ -عِنْدَنَا وَاللّٰهُ أَعْلَمُ -أَنَّا رَأَيْنَا الْهَدْيَ الَّذِيْ يَجِبُ فِي الْمُتْعَةِ وَالْقِرَانِ، يُؤْكَلُ بِاتِّفَاقِ الْمُتَقَدِّمِيْنَ جَمِيْعًا، وَرَأَيْنَا الْهَدْيَ الَّذِيْ يَجِبُ لِنُقْصَانٍ فِي الْعُمْرَةِ أَوْ فِي الْحَجَّةِ، لَا يُؤْكَلُ مِنْهُ بِاتِّفَاقِهِمْ جَمِيْعًا فَلَمَّا كَانَ الْهَدْيُ الْوَاجِبُ فِي الْمُتْعَةِ وَالْقِرَانِ يُؤْكَلُ مِنْهُ، ثَبَتَ أَنَّهُ غَيْرُ وَاجِبٍ، لِنُقْصَانٍ فِي الْعُمْرَةِ، أَوْ فِي الْحَجَّةِ الَّتِيْ بَعْدَهَا، لِأَنَّهُ لَوْ كَانَ لِنُقْصَانٍ، لَكَانَ مِنْ أَشْكَالِ الدِّمَاءِ الْوَاجِبَةِ لِلنُّقْصَانِ، وَلَكَانَ لَا يُؤْكَلُ مِنْهُ، كَمَا لَا يُؤْكَلُ مِنْهَا، وَلٰكِنَّهُ دَمُ فَضْلٍ، وَإِصَابَةُ خَيْرٍ.

۳۶۱۴: صدقہ بن یسار نے ابن عمر ؓ سے روایت کی ہے کہ اللہ کی قسم حج سے پہلے میں عمرہ کروں اور ہدی روانہ کروں یہ مجھے ذوالحجہ میں حج کے بعد عمرے سے زیادہ محبوب و پسندیدہ ہے۔ تو یہ ابن عمر ؓ ہیں جو حج کے مہینوں میں عمرے کو دوسرے مہینوں سے افضل قرار دے رہے ہیں۔ پس یہ اس بات کے درست ہونے کی دلالت ہے جو حضرت ابن عباس ؓ نے حضرت عمر ؓ سے روایت کی ہے۔ کیونکہ اگر حضرت ابن عمر ؓ حضرت عمر ؓ سے وہ بات سنتے جو عقیل والی روایت میں بواسطہ زہری نقل کی گئی ہے۔ تو وہ قطعاً اس کے خلاف نہ فرماتے کیونکہ انہوں نے اپنے والد سے سنا ہوتا جو بات آپ نے صحابہ کرام کی موجودگی میں ارشاد فرمائی اور کسی نے بھی اس کا انکار نہیں کیا اور نہ رد کیا اور وہ اس کی تردید کرتے ہوئے یہ نہ فرماتے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اس طرح کیا۔ بلکہ حضرت عمر ؓ سے جو کچھ بیان کیا گیا وہ اسی وجہ سے تھا کہ آپ کا یہ ارادہ تھا کہ بیت اللہ شریف کی بار بار زیارت کی جائے اور باقی کلام تو حضرت سالم کا کلام ہے جس کو زہری نے اپنی روایت میں مخلوط کر کے ذکر کر دیا اور دونوں کے مابین اس نے امتیاز نہیں کیا۔ رہا ان کا قول **ان العمرة في اشهر الحج لا تتم الا بالهدی** الحدیث کہ عمرہ تو حج کے زمانہ میں ہدی کے ساتھ یا اس کے بدل روزے سے مکمل ہوتا ہے کہ ہدی کی طاقت نہ رکھتا ہو۔ پس اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ ایام حج کے علاوہ میں عمرہ مکمل ہو جاتا ہے جب کہ وہ (ہدی) اس میں واجب نہ ہو اور اس عمرہ میں نقص رہ جاتا ہے جو اشہر حج میں ہو اور اس میں اس نے ہدی کو اپنے اوپر واجب کیا ہو۔ یہ تمام صورتیں تب ہیں جب کہ حج عمرے کے بعد ہو۔ جو لوگ اس قول کے قائل ہیں ہمارے ہاں ان کے خلاف دلیل یہ ہے (واللہ اعلم) ہم یہ بات بخوبی جانتے ہیں کہ تمتع اور قران کی واجب ہدی کا گوشت بالاتفاق کھایا جاتا ہے متقدمین اس پر متفق ہیں۔ دوسری طرف ہم یہ دیکھتے ہیں کہ وہ ہدی جو حج یا عمرہ میں کسی کوتاہی کی بناء پر لازم آتی ہے اسے بالاتفاق محرم نہیں کھا سکتا۔ پس جب یہ ہدی متعہ و قرآن والی کھائی جاتی ہے تو معلوم ہوا یہ حج و عمرہ کے کسی نقصان کی وجہ سے ہدی نہیں دی جا رہی اگر یہ نقصان کی وجہ سے ہوتی تو یہ ان واجب خونوں کی طرح ہوتا اور اس کو متمتع کیلئے کھانا درست نہ ہوتا جیسا دوسرے ہدایا کو کھایا نہیں جا سکتا بلکہ یہ شکرانے کا دم ہے جو خیر کے میسر آنے کی وجہ سے ہے۔

بالا حدث فالاحدث من امر رسول اللہ ﷺ۔ کہ صحابہ کرام جناب رسول اللہ ﷺ کے نئے سے نئے حکم کو اختیار کرنے والے تھے۔ تو ان کے جواب میں یہ کہا جائے گا۔ واللہ اعلم کہ صحابہ کرام کو اس سے پہلے معلوم نہیں تھا کہ مسافر سفر میں افطار کر سکتا ہے جیسا کہ اس کو اقامت کی حالت میں روزہ کے ترک کی اجازت نہیں ہے اور حضر اور سفر کا حکم ان کے ہاں یکساں تھا۔ یہاں تک کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے وہ نیا فعل کیا جس نے ان کے لیے سفر کے لئے افطار کو مباح کر دیا پس ان نے اس حکم کو اس طور پر اختیار کیا کہ ان کے لیے افطار بھی مباح ہے اور ترک افطار بھی۔ حضرت ابن عباس کی روایت کا یہی معنیٰ ہے اور اس پر دوسری دلالت وہ ہے جس کو ہم نے پہلے بیان کر دیا ہے اور ہم نے اس کے قریب قریب روایت حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی نبی اکرم ﷺ سے نقل کر آئے ہیں جس کو ہم نے اور اسی کے قریب حضرت ابن عباس سے بھی منقول ہے پھر حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی اس مفہوم کی روایت آئی ہے جس کو ہم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پہلے ذکر کر آئے ہیں۔

**حاصل کلام:** ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تو جناب رسول اللہ ﷺ کے افطار کو ناسخ قرار نہیں دیا بلکہ اس کو امت کی سہولت والی جانب قرار دیا ہے۔

## اشکال:

ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اس روایت کا کیا معنی ہے کانوا یأخذون بالاحدث فالاحدث من امر رسول اللہ ﷺ؟ اس سے تو نسخ کا ثبوت مل رہا ہے۔

## ازالہ:

اس کا مطلب یہ ہے کہ پہلے صحابہ کرام کو معلوم نہ تھا کہ مسافر کو حالت سفر میں افطار کی اجازت ہے جیسا کہ صحت کے ساتھ گھر میں موجود ہوتے ہوئے وہ افطار نہیں کر سکتا۔ حکم سفر و سفر اولاً برابر تھا یہاں تک کہ آپ ﷺ نے افطار کو سفر میں مباح قرار دیا پس صحابہ کرام نے اسی کو اختیار کیا کہ سفر میں روزے رکھنا اور افطار کرنا مباح قرار دیا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس قول کا یہی مطلب ہے اور اس پر خود ان کا وہ قول بھی دلالت کر رہا ہے اور انس رضی اللہ عنہ کی وہ روایت اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی جناب رسول اللہ ﷺ سے نقل کردہ روایت بھی دلالت کر رہی ہے۔ پھر انس رضی اللہ عنہ نے خود یہی معنی اس قول کا بیان فرمایا ہے۔ روایت یہ ہے۔

۳۱۶۰ : حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يُونُسَ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ حُذَيْفَةَ قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَاصِمٍ، وَهُوَ الْأَحْوَلُ، قَالَ : سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، عَنْ صَوْمِ شَهْرِ رَمَضَانَ، فِي السَّفَرِ فَقَالَ (الصَّوْمُ أَفْضَلُ) .

۳۱۶۰: عاصم احول کہتے ہیں کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ رمضان میں سفر کی حالت میں روزے کا کیا حکم

حال میں پانی پیا کہ آپ اپنی اونٹنی پر سوار تھے اور لوگ اس منظر کو دیکھ رہے تھے۔

۳۱۵۶ : حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، قَالَ : ثَنَا مَالِكٌ، عَنْ سُمَيٍّ، عَنْ أَبِیْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، (عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ : رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعَرْجِ فِی الْحَرِّ وَهُوَ يَصُبُّ عَلٰى رَأْسِهِ الْمَاءَ، وَهُوَ صَائِمٌ مِنَ الْعَطَشِ، أَوْ مِنَ الْحَرِّ. ثُمَّ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا بَلَغَ الْكَدِيْدَ أَفْطَرَ)

۳۱۵۶: ابوبکر بن عبدالرحمٰن نے اصحاب رسول اللہ ﷺ میں سے ایک سے نقل کیا کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو مقام عرج میں دیکھا گرمی کا موسم تھا اور آپ اپنے سر مبارک پر پانی ڈال رہے تھے پیاس یا گرمی کی شدت سے آپ پانی ڈال رہے تھے پھر جب جناب رسول اللہ ﷺ مقام کدید میں پہنچے تو آپ نے روزہ افطار کر دیا۔

۳۱۵۷ : حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ، قَالَ : ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ، قَالَ : ثَنَا عَطِيَّةُ بْنُ قَيْسٍ، عَنْ قَزْعَةَ بْنِ يَحْيٰى، عَنْ (أَبِیْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِیِّ قَالَ : خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلَيْلَتَيْنِ مَضَتَا مِنْ رَمَضَانَ، فَخَرَجْنَا صُوَّامًا حَتّٰى بَلَغَ الْكَدِيْدَ، فَأَمَرَنَا بِالْإِفْطَارِ، فَأَصْبَحْنَا وَمِنَّا الصَّائِمُ، وَمِنَّا الْمُفْطِرُ. فَلَمَّا بَلَغْنَا مَرَّ الظَّهْرَانِ، أَعْلَمَنَا بِلِقَاءِ الْعَدُوِّ، وَأَمَرَنَا بِالْإِفْطَارِ) . قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَفِیْ هٰذِهِ الْآثَارِ، إِثْبَاتُ جَوَازِ الصَّوْمِ فِی السَّفَرِ، وَأَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا كَانَ تَرْكُهُ إِيَّاهُ إِبْقَاءً عَلٰى أَصْحَابِهٖ. أَفَيَجُوْزُ لِأَحَدٍ أَنْ يَقُوْلَ فِیْ ذٰلِكَ الصَّوْمِ : إِنَّهٗ لَمْ يَكُنْ بِرًّا ؟ لَا يَجُوْزُ هٰذَا وَلٰكِنَّهٗ بِرٌّ. وَقَدْ يَكُوْنُ الْإِفْطَارُ أَبَرَّ مِنْهُ إِذَا كَانَ يُرَادُ بِهِ الْقُوَّةُ لِلِقَاءِ الْعَدُوِّ، الَّذِیْ أَمَرَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ بِالْفِطْرِ مِنْ أَجْلِهٖ. وَلِهٰذَا الْمَعْنٰى قَالَ لَهُمُ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَاللّٰهُ أَعْلَمُ - (لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصَّوْمُ فِی السَّفَرِ) عَلٰى هٰذَا الْمَعْنَى الَّذِیْ ذَكَرْنَا. فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ : إِنَّ فِطْرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَمْرَهُ أَصْحَابَهٗ بِذٰلِكَ بَعْدَ صَوْمِهٖ وَصَوْمِهِمْ الَّذِیْ لَمْ يَكُنْ يَنْهَاهُمْ عَنْهُ. نَاسِخٌ لِحُكْمِ الصَّوْمِ فِی السَّفَرِ أَصْلًا. قِيْلَ لَهٗ : وَمَا دَلِيْلُكَ عَلٰى مَا ذَكَرْتَ ؟ وَفِیْ حَدِيْثِ أَبِیْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِیِّ الَّذِیْ قَدْ ذَكَرْنَاهُ فِی الْفَصْلِ الَّذِیْ قَبْلَ هٰذَا أَنَّهٗ كَانَ يَصُوْمُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ فِی السَّفَرِ بَعْدَ ذٰلِكَ ؟ فَدَلَّ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَلٰى أَنَّ الصَّوْمَ فِی السَّفَرِ بَعْدَ إِفْطَارِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَذْكُوْرِ فِیْ هٰذِهِ الْآثَارِ، مُبَاحٌ. وَقَدْ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، وَهُوَ أَحَدُ مَنْ رَوٰى عَنْهُ فِیْ إِفْطَارِ النَّبِیِّ مَا ذَكَرْنَا.

۳۱۵۷: قزعہ بن یحییٰ نے ابوسعید خدریؓ سے نقل کیا کہ ہم جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جب ( مکہ کی طرف )

اپنے اجتہاد کو اجتہاد عثمان پر ترجیح دینا اس بات کی دلیل تھی کہ وہ قران کی فضیلت جناب رسول اللہ ﷺ سے ثابت جانتے تھے۔

## قران کے متعلق روایت ابن عباس ﷠:

۳۶۱۸ : حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ' قَالَ : ثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى' قَالَ : ثَنَا دَاوُدَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ' عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ' عَنْ عِكْرِمَةَ' عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ (اعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعَ عُمَرَ' عُمْرَةَ الْجُحْفَةِ' وَعُمْرَتَهُ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ' وَعُمْرَتَهُ مِنَ الْجِعْرَانَةِ' وَعُمْرَتَهُ مَعَ حَجَّتِهِ' وَحَجَّ حَجَّةً وَاحِدَةً) فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ' فَكَيْفَ تَقْبَلُوْنَ هٰذَا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَقَدْ رَوَيْتُمْ عَنْهُ فِي الْفَصْلِ الْأَوَّلِ (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَمَتَّعَ ؟) قِيْلَ لَهُ : قَدْ يَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْرَمَ فِيْ بَدْءِ أَمْرِهِ بِعُمْرَةٍ' فَمَضٰى فِيْهَا مُتَمَتِّعًا بِهَا' ثُمَّ أَحْرَمَ بِحَجَّةٍ قَبْلَ طَوَافِهِ' فَكَانَ فِيْ بَدْءِ أَمْرِهِ مُتَمَتِّعًا' وَفِيْ آخِرِهِ قَارِنًا فَأَخْبَرَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِي الْحَدِيْثِ الْأَوَّلِ بِتَمَتُّعِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ' لِيَنْفِيَ قَوْلَ مَنْ كَرِهَ الْمُتْعَةَ' وَأَخْبَرَ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ الثَّانِيْ بِقِرَانِهِ عَلٰى مَا كَانَ صَارَ إِلَيْهِ أَمْرُهُ بَعْدَ إِحْرَامِهِ بِالْحَجَّةِ فَثَبَتَ بِذٰلِكَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَانَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ' مُتَمَتِّعًا بَعْدَ إِحْرَامِهِ بِالْعُمْرَةِ' إِلٰى أَنْ أَحْرَمَ بِالْحَجَّةِ' فَصَارَ بِذٰلِكَ قَارِنًا۔

۳۶۱۸: عکرمہ نے ابن عباس ﷠ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے چار عمرے کئے نمبرا ایک عمرۃ جحفہ نمبر۲ عمرۃ القضاۃ نمبر۳ عمرہ جعرانہ نمبر۴ حجۃ الوداع کا عمرہ جو حج کے ساتھ کیا اور حج ایک ہی فرمایا یعنی حجۃ الوداع۔ اگر کوئی معترض یہ کہے کہ ابن عباس ﷠ کی یہ روایت تم نے کس طرح قبول کر لی جبکہ تم فصل اول میں ان سے یہ نقل کر چکے ہو (ان رسول اللہ ﷺ تمتع) کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے تمتع کیا۔ تو اس کے جواب میں ہم یہ کہیں گے کہ یہ کہنا درست ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنے حج کی ابتداء میں عمرہ کا احرام باندھا اور اس میں متمتع کی حیثیت سے چلتے رہے پھر آپ نے طواف سے پہلے حج کا احرام باندھ لیا تو آپ اپنے معاملے کی ابتداء میں متمتع تھے اور حج کے سلسلہ میں اختتام کے اعتبار سے آپ قارن تھے۔ پس ابن عباس ﷠ نے اپنی فصل اول والی روایت میں یہ خبر دی کہ آپ نے تمتع کیا تا کہ ان لوگوں کے قول کی نفی ہو جائے جو تمتع کو مکروہ قرار دیتے ہیں اور اس دوسری روایت میں اس بات کی اطلاع دی کہ آپ نے قران کیا اس لئے کہ حج کا احرام باندھنے کے بعد آپ قارن بن گئے تھے۔ پس اس سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ جناب رسول اللہ ﷺ ابتداء امر میں احرام عمرہ کے بعد متمتع تھے اور جب آپ نے حج کا احرام باندھا تو آپ اس سے قارن بن گئے۔

**تخریج** : بخاری فی الغازی باب۳۵' مسلم فی الحج ۲۱۷/۲۲۰' ابو داؤد فی المناسك باب۷۹' ترمذی فی الحج باب۶'

۷ ابن ماجه فی المناسك باب ۵۰ مسند احمد ۱/۲۴۶، ۳۲۱۔

## ایک اشکال:

ابن عباس ﷺ کی یہ روایت کس طرح قران پر محمول کرتے ہو جبکہ تم نے فصل اول میں ابن عباس ﷺ سے تمتع کی روایت نقل کی ہے۔

## ج:

فصل اول کی روایات میں ابتداء کا تذکرہ ہے جبکہ آپ نے احرام باندھا اور اسی حالت پر چلتے رہے پھر آپ نے طواف سے قبل حج کا احرام باندھ لیا تو آپ ابتداء میں متمتع تھے اور انتہا میں قارن تھے گویا روایت اول میں تمتع کی خبر دے کر ابن عباس ﷺ نے ان لوگوں کی بات کی نفی کی جو تمتع کو ناپسند کرتے تھے اور اس روایت ثانیہ سے آپ کے قران کی خبر دی کہ احرام کی یہ اختتامی حالت تھی اس سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ جناب رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع میں ابتداء احرام عمرہ کے بعد متمتع تھے پھر جب حج کا احرام باندھ لیا تو آپ قارن بن گئے۔

## روایت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا:

۳۶۱۹: وَقَدْ حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ: ثَنَا النُّفَيْلِيُّ، قَالَ: ثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، قَالَ: ثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ، عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: (سُئِلَ ابْنُ عُمَرَ: كَمِ اعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ: مَرَّتَيْنِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا لَقَدْ عَلِمَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِ اعْتَمَرَ ثَلَاثًا سِوٰى عُمْرَتِهِ الَّتِيْ قَرَنَهَا بِحَجَّتِهِ) فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ: فَكَيْفَ تَقْبَلُوْنَ مِثْلَ هٰذَا عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا؟ وَقَدْ رَوَيْتُمْ عَنْهَا فِيْ أَوَّلِ هٰذَا الْبَابِ مَا قَدْ رَوَيْتُمْ مِنْ إِفْرَادِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَمَتُّعِهِ عَلٰى مَا ذَكَرْتُمْ؟ قِيْلَ لَهُ: ذٰلِكَ عِنْدَنَا -وَاللّٰهُ أَعْلَمُ- عَلٰى نَظِيْرِ مَا صَحَّحْنَا عَلَيْهِ حَدِيْثَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَيَكُوْنُ مَا عَلِمَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا مِنْ أَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ ابْتَدَأَ فَأَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ، وَلَمْ يَقْرُنْهَا حِيْنَئِذٍ بِحَجَّةٍ، فَمَضٰى فِيْهَا عَلٰى أَنْ يَحُجَّ وَقْتَ الْحَجِّ، فَكَانَ فِيْ ذٰلِكَ مُتَمَتِّعًا بِهَا ثُمَّ أَحْرَمَ بِحَجَّةٍ مُفْرَدَةٍ فِيْ إِحْرَامِهِ بِهَا لَمْ يَبْتَدِءْ مَعَهَا إِحْرَامًا بِعُمْرَةٍ، فَصَارَ بِذٰلِكَ قَارِنًا لَهَا إِلٰى عُمْرَتِهِ الْمُتَقَدِّمَةِ فَقَدْ كَانَ فِيْ إِحْرَامِهِ عَلٰى أَشْيَاءَ مُخْتَلِفَةٍ، كَانَ فِيْ أَوَّلِهِ مُتَمَتِّعًا، ثُمَّ صَارَ مُحْرِمًا بِحَجَّةٍ أَفْرَدَهَا فِيْ إِحْرَامِهِ، فَلَزِمَتْهُ مَعَ الْعُمْرَةِ الَّتِيْ كَانَ قَدَّمَهَا، فَصَارَ فِيْ مَعْنَى الْمُقَارِنِ وَالْمُتَمَتِّعِ وَأَرَادَتْ -يَعْنِيْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا- بِذِكْرِهَا الْإِفْرَادَ، خِلَافًا لِلَّذِيْنَ يَرَوْنَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهَلَّ بِهِمَا

۱۲ رمضان بتلایا۔

۳۱۶۷ : حَدَّثَنَا عَلِيٌّ، قَالَ : ثَنَا رَوْحٌ، قَالَ : ثَنَا هِشَامُ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ قَتَادَةَ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ ، غَيْرَ أَنَّهٗ قَالَ (لِثَمَانِ عَشْرَةَ) .

۳۱۶۷: ہشام بن ابوعبداللہ نے قتادہ سے نقل کیا پھر انہوں نے اپنی اسناد سے اسی طرح روایت نقل کی تاریخ ۱۸ رمضان بتلائی۔

۳۱۶۸ : حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا وَهْبٌ، قَالَ : ثَنَا هِشَامٌ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ .

۳۱۶۸: وہب نے ہشام سے پھر انہوں نے اپنی اسناد سے روایت اسی طرح نقل کی ہے۔

۳۱۶۹ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ : ثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ : ثَنَا هِشَامٌ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ ، غَيْرَ أَنَّهٗ لَمْ يَذْكُرْ فَتْحَ مَكَّةَ

۳۱۶۹: مسلم بن ابراہیم نے ہشام سے روایت نقل کی ہے پھر انہوں نے اپنی اسناد سے اسی طرح روایت نقل کی ہے البتہ فتح مکہ کا تذکرہ نہیں کیا۔

۳۱۷۰ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ مُوَرِّقٍ الْعِجْلِيِّ، عَنْ (أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ، فَنَزَلْنَا فِيْ يَوْمٍ شَدِيْدِ الْحَرِّ، فَمِنَّ الصَّائِمُ، وَمِنَّا الْمُفْطِرُ، فَنَزَلْنَا فِيْ يَوْمٍ حَارٍّ وَأَكْثَرُنَا ظِلًّا صَاحِبُ الْكِسَاءِ ، وَمِنَّا مَنْ يَسْتُرُ الشَّمْسَ بِيَدِهٖ، فَسَقَطَ الصُّوَّامُ، وَقَامَ الْمُفْطِرُوْنَ، فَضَرَبُوا الْأَبْنِيَةَ، وَسَقَوا الرِّكَابَ .فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَهَبَ الْمُفْطِرُوْنَ بِالْأَجْرِ الْيَوْمَ) .

۳۱۷۰: مورق عجلی نے انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں گئے ہم ایک پڑاؤ میں اترے سخت گرمی کا موسم تھا ہم سے بعض روزے سے تھے اور بعض افطار کرنے والے تھے وہ دن سخت گرمی کا تھا اور ہماری اکثریت کپڑوں والوں سے سایہ حاصل کرنے والی تھی اور بعض دھوپ کو اپنے ہاتھ سے روکنے والے تھے۔ (منزل پر پہنچ کر) تو روزہ دار گر پڑے اور بے روزہ اٹھے انہوں نے خیمے نصب کئے اور سواریوں کو پانی پلایا اس پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج تو افطار کرنے والے اجر میں بڑھ گئے۔

**تخریج** : مسلم فی الصیام ۱۰۰۔

۳۱۷۱ : حَدَّثَنَا يُوْنُسُ، قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَنَّ مَالِكًا أَخْبَرَهٗ، عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيْلِ، عَنْ (أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَافَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَمَضَانَ، فَلَمْ يَعِبِ الصَّائِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ، وَلَا الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ) . فَدَلَّ مَا ذَكَرْنَا فِيْ هٰذِهِ الْآثَارِ، أَنَّ مَا كَانَ مِنْ

ہے تو انہوں نے فرمایا روزہ افضل ہے۔

۳۱۶۱: حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ: ثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: ثَنَا الْحَسَنُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ (إِنْ أَفْطَرْتَ فَرُخْصَةٌ، وَإِنْ صُمْتَ فَالصَّوْمُ أَفْضَلُ).

۳۱۶۱: حسن بن صالح نے عاصم سے انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ انہوں نے فرمایا اگر تم افطار کرو تو تیرے لئے رخصت ہے اور اگر روزہ رکھو تو روزہ افضل ہے۔

۳۱۶۲: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ: ثَنَا رَوْحٌ، قَالَ: ثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ عَاصِمًا يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسٍ قَالَ (إِنْ شِئْتَ فَصُمْ، وَإِنْ شِئْتَ فَأَفْطِرْ، وَالصَّوْمُ أَفْضَلُ). وَكَانَ مِمَّا احْتَجَّ بِهِ أَيْضًا أَهْلُ الْمَقَالَةِ الْأُوْلَى فِيْ دَفْعِهِمُ الصَّوْمَ فِي السَّفَرِ، مَا قَدْ ذَكَرْنَاهُ فِيْ غَيْرِ هٰذَا الْمَوْضِعِ، مِنْ قَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (إِنَّ اللّٰهَ وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ الصِّيَامَ.) قَالُوْا: فَلَمَّا كَانَ الصِّيَامُ مَوْضُوْعًا عَنْهُ، كَانَ إِذَا صَامَهُ، فَقَدْ صَامَهُ، وَهُوَ غَيْرُ مَفْرُوْضٍ عَلَيْهِ، فَلَا يُجْزِيْهِ. فَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ لِلْآخَرِيْنَ عَلَيْهِمْ فِيْ ذٰلِكَ أَنَّهُ قَدْ يَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ ذٰلِكَ الصِّيَامُ الَّذِيْ وَضَعَهُ عَنْهُ، هُوَ الصِّيَامُ الَّذِيْ لَا يَكُوْنُ لَهُ مِنْهُ بُدٌّ فِيْ تِلْكَ الْأَيَّامِ، كَمَا لَا بُدَّ لِلْمُقِيْمِ مِنْ ذٰلِكَ، وَفِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ مَا قَدْ دَلَّ عَلٰى هٰذَا الْمَعْنٰى. أَلَا تَرَاهُ يَقُوْلُ (وَعَنِ الْحَامِلِ وَالْمُرْضِعِ). أَفَلَا تَرٰى أَنَّ الْحَامِلَ وَالْمُرْضِعَ إِذَا صَامَتَا رَمَضَانَ أَنَّ ذٰلِكَ يُجْزِيْهِمَا أَوْ أَنَّهُمَا لَا تَكُوْنَانِ، كَمَنْ صَامَ قَبْلَ وُجُوْبِ الصَّوْمِ عَلَيْهِ بَلْ جَعَلَ مَا يَجِبُ الصَّوْمُ عَلَيْهِمَا بِدُخُوْلِ الشَّهْرِ، فَجَعَلَ لَهُمَا، تَأْخِيْرَهُ لِلضَّرُوْرَةِ وَالْمُسَافِرُ فِيْ ذٰلِكَ مِثْلُهُمَا. وَهٰذَا أَوْلٰى مَا حُمِلَ عَلَيْهِ هٰذَا الْأَثَرُ، حَتّٰى لَا يُضَادَّ غَيْرَهُ مِنَ الْآثَارِ الَّتِيْ قَدْ ذَكَرْنَاهَا فِيْ هٰذَا الْبَابِ. وَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ عَلٰى أَهْلِ الْمَقَالَةِ الْأُوْلَى الَّتِيْ قَدْ ذَكَرْنَاهَا لِأَهْلِ الْمَقَالَةِ الثَّانِيَةِ، الَّتِيْ وَصَفْنَاهَا - أَنَّا قَدْ رَأَيْنَاهُمْ كَانُوْا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ أَنْ أَبَاحَ لَهُمُ الْإِفْطَارَ فِي السَّفَرِ يَصُوْمُوْنَ فِيْهِ. فَمِمَّا رُوِيَ فِيْ ذٰلِكَ۔

۳۱۶۲: عاصم نے انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ اگر تم چاہو روزہ رکھو اور اگر چاہو تو افطار کرو مگر روزہ افضل ہے۔ ان روایات میں سے جن سے پہلے قول والوں نے سفر میں روزے کے متعلق اس روایت کو بھی پیش کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان اللہ وضع عن المسافر الصیام کہ اللہ تعالیٰ نے مسافر سے روزے کو اٹھا لیا ہے انہوں نے اس سے استدلال کرتے ہوئے کہا کہ جب اللہ نے اس سے روزے کو اٹھا لیا اور اس نے اگر روزہ رکھ لیا تو اس نے صرف روزہ رکھا جو کہ اس پر فرض نہیں تھا پس وہ فرضی روزے کی جگہ کام نہیں دے گا۔ دوسرے علماء کی طرف سے ان کے جواب میں یہ کہا گیا کہ عین ممکن ہے کہ جس روزے کو اس سے ہٹایا گیا وہ وہی روزہ ہو جس کو انہی دنوں میں رکھنا

پڑھتے ہوئے مکہ پہنچے اور بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا' مروہ کے درمیان سعی کی۔ اور اس پر کسی چیز کا اضافہ نہ کیا اور نہ قربانی کی اور نہ حلق کرایا۔ اور جو چیزیں احرام میں حرام ہیں ان میں سے کسی چیز کو حلال نہیں کیا یہاں تک کہ یوم النحر آ گیا (افعال حج ادا کیئے) پھر حلق کیا اور انہوں نے خیال کیا کہ انہوں نے طواف حج کو اپنے پہلے طواف میں پورا کر دیا ہے۔ پھر انہوں نے فرمایا جناب نبی اکرم ﷺ نے اسی طرح کیا۔ (ابن عمر ؓ کا اجتہاد یہی ہے کہ قران میں ایک طواف وسعی ہے' احناف کے ہاں اس میں دو طواف اور دو سعی ہیں)

۳۶۲۲ : حَدَّثَنَا رَبِيْعُ الْمُؤَذِّنُ، قَالَ : ثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ، عَنْ نَافِعٍ (أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَرَادَ الْحَجَّ عَامَ نَزَلَ الْحَجَّاجُ بِابْنِ الزُّبَيْرِ فَقِيْلَ لَهُ : إِنَّ النَّاسَ كَائِنٌ بَيْنَهُمْ قِتَالٌ، وَإِنَّا نَخَافُ أَنْ يَصُدُّوكَ عَنِ الْبَيْتِ فَقَالَ (لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ) إِذًا أَصْنَعُ كَمَا صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِنِّيْ أُشْهِدُكُمْ أَنِّيْ قَدْ أَوْجَبْتُ حَجًّا مَعَ عُمْرَتِيْ، ثُمَّ خَرَجَ حَتّٰى إِذَا كَانَ بِظَهْرِ الْبَيْدَاءِ قَالَ مَا شَأْنُ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ إِلَّا وَاحِدًا، أُشْهِدُكُمْ أَنِّيْ قَدْ أَوْجَبْتُ حَجًّا مَعَ عُمْرَتِيْ وَأَهْدٰى هَدْيًا اشْتَرَاهُ بِقُدَيْدٍ فَانْطَلَقَ يُهِلُّ بِهِمَا جَمِيْعًا، حَتّٰى قَدِمَ مَكَّةَ، فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، وَلَمْ يَزِدْ عَلٰى ذٰلِكَ، وَلَمْ يَنْحَرْ، وَلَمْ يَحْلِقْ، وَلَمْ يُقَصِّرْ، وَلَمْ يَحِلَّ مِنْ شَيْءٍ حُرِّمَ عَلَيْهِ، حَتّٰى كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ، فَنَحَرَ، وَحَلَقَ وَرَأٰى أَنْ قَدْ قَضٰى طَوَافَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ بِطَوَافِهِ الْأَوَّلِ وَكَذٰلِكَ فَعَلَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ) صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ : فَكَيْفَ تَقْبَلُوْنَ مِثْلَ هٰذَا عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَقَدْ رَوَيْتُمْ عَنْهُ فِيْمَا تَقَدَّمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَمَتَّعَ ؟ فَجَوَابُنَا لَهُ فِيْ ذٰلِكَ، مِثْلُ جَوَابِنَا لَهُ فِيْ حَدِيْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا.

۳۶۲۲: نافع نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمر ؓ نے اس سال حج کا ارادہ کیا جس سال حجاج نے ابن الزبیر پر حملہ کیا۔ لوگوں نے کہا کہ لڑائی کا خطرہ ہے اور وہ لوگ تمہیں بیت اللہ سے روک دیں گے۔ تو انہوں نے کہا جناب رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی میں میرے لئے اسوہ حسنہ ہے۔ میں اس طرح کروں گا جیسا جناب رسول اللہ ﷺ نے کیا میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنے عمرہ کے ساتھ حج کو لازم کر لیا پھر وہاں سے نکلے یہاں تک کہ بیداء ٹیلے کی پشت پر پہنچے تو کہنے لگے حج و عمرہ کا معاملہ تو یکساں ہے میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنے عمرہ کے ساتھ حج کو لازم کر لیا۔ اور مقام قدید سے ہدی کو خرید کر ساتھ چلایا۔ پھر دونوں کا تلبیہ پڑھتے ہوئے مکہ پہنچے اور بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا و مروہ کے مابین سعی کی اور اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کیا اور نہ قربانی کی نہ سر منڈایا اور نہ قصر کیا۔ اور احرام کے خلاف کوئی چیز اختیار نہ کی احرام پر قائم رہے (افعال حج ادا کیئے) یہاں تک کہ یوم نحر آ گیا تو

قربانی ذبح کی اور سر منڈایا اور انہوں نے خیال کیا کہ انہوں نے طواف قدوم کر کے حج وعمرہ دونوں کے طواف کو پورا کر لیا ہے اور کہنے لگے اسی طرح جناب رسول اللہ ﷺ نے کیا۔ اگر کوئی معترض یہ کہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت تم نے کیونکر قبول کر لی جب کہ انہوں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے ان کی سند سے یہ روایت کی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے تمتع کیا ہے، تو اس کے جواب میں ہم وہی کہیں گے جو پہلے روایت حضرت ابن عباس، عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما کے سلسلہ میں ہم کہہ آئے ہیں۔

## اس روایت پر ضمنی اعتراض:

ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت قران کے سلسلہ میں کس طرح قبول کی جا سکتی ہے جبکہ ان سے تمتع کی روایات ابھی چند صفحات پہلے گزریں۔

ج: اس موقعہ پر ہم تو وہی جواب عرض کریں گے جو روایت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا دے آئے اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ذکر کر دیا گیا جس کا حاصل یہی ہے کہ پہلے تو انہوں نے افراد کا تذکرہ ان لوگوں کے لئے کر دیا جو شروع میں حج وعمرہ کا احرام باندھنے کے قائل تھے پھر تمتع کا سلسلہ چلتا رہا تا آنکہ اکیلے حج کا احرام باندھا اور یہ احرام افعال عمرہ کی ادائیگی سے پہلے باندھنے کی وجہ سے قران بن گیا۔

## روایت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے قران کا ثبوت:

عبداللہ بن شخیر نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نے جناب نبی اکرم ﷺ کو حج وعمرہ دونوں کا تلبیہ کہتے سنا۔

## سرسری اشکال:

یہ روایت کس طرح قابل قبول ہوگی جبکہ خود عمران رضی اللہ عنہ فصل ثانی میں تمتع کی روایت نقل کر آئے۔

جواب: اس روایت کا جواب وہی ہے جو حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں دیا جا چکا کہ ابتداء میں آپ متمتع تھے انتہاء میں آپ قارن بن گئے۔

## ثبوت قران کے لئے عمران بن حصین کی روایت:

۳۶۲۳: وَقَدْ حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ: ثَنَا الْحِمَّانِيُّ، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ، عَنْ سَعِيْدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيْرِ، (عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُلَبِّيْ بِعُمْرَةٍ وَحَجَّةٍ) فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ: فَقَدْ رَوَيْتُمْ عَنْ عِمْرَانَ أَيْضًا فِيْمَا تَقَدَّمَ فِيْ هٰذَا الْبَابِ (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَمَتَّعَ)، فَكَيْفَ تَقْبَلُوْنَ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَنَ؟ فَجَوَابُنَا لَهُ فِيْ ذٰلِكَ، مِثْلُ جَوَابِنَا فِيْ حَدِيْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

۳۶۲۳: عبداللہ بن شخیر نے عمران بن حصینؓ سے روایت نقل کی ہے انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو حج وعمرہ کا تلبیہ کہتے سنا ہے۔ اگر کوئی معترض یہ کہے کہ عمران بن حصین ﷛ سے شروع باب میں یہ روایت کی ہے۔ ان رسول اللہ ﷺ تمتع' الحدیث کہ آپ نے حج تمتع کیا تو اب یہ روایت قران کیسے قابل قبول ہوگی۔ اس کے جواب میں وہی کہا جائے گا جو حضرت ابن عباس ﷟ کی روایت کے سلسلہ میں مذکور ہوا۔

## اشکال:

اس روایت کو آپ قران کی کس طرح دلیل بنا سکتے ہیں جبکہ گزشتہ فصل میں ان کی روایت تمتع کے ثبوت میں پیش کی گئی ہے۔

## حل اشکال:

اس کا جواب ہم عرض کر چکے کہ ابتداء میں اگر آپ متمتع تھے اس لئے انہوں نے اس روایت میں تمتع کا ذکر کیا اور انتہا کے لحاظ سے قارن تھے اس لئے قران کا ذکر اس روایت میں آیا۔

## قران کے ثبوت میں روایات انس رضی اللہ عنہ:

۳۶۲۴: وَقَدْ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ مَرْزُوْقٍ' قَالَ : ثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ' قَالَ : ثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ' عَنْ حُمَيْدٍ' عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ لَبّٰى بِعُمْرَةٍ وَحَجَّةٍ وَقَالَ لَبَّيْكَ بِعُمْرَةٍ وَحَجَّةٍ) فَذَكَرَ بَكْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُزَنِيّ لِابْنِ عُمَرَ قَوْلَ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : ذَهَلَ أَنَسٌ ، (إِنَّمَا أَهَلَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَجِّ' وَأَهْلَلْنَا بِهٖ مَعَهٗ، فَلَمَّا قَدِمْنَا مَكَّةَ قَالَ مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهٗ هَدْيٌ فَلْيُحْلِلْ) قَالَ بَكْرٌ : فَرَجَعْتُ إِلٰى أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَأَخْبَرْتُهٗ بِقَوْلِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَلَمْ يَزَلْ يَذْكُرُ ذٰلِكَ حَتّٰى مَاتَ.

۳۶۲۴: حمید نے انس ﷛ سے انہوں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کی کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے عمرہ اور حج کا تلبیہ کہا اور اس طرح کہا لبیك بعمرہ و حجة۔ بکر بن عبداللہ مزنی نے ابن عمر ﷟ کے سامنے انس ﷛ کا یہ قول بیان کیا تو انہوں نے کہا انس ﷛ کو ذھول ہو گیا جناب رسول اللہ ﷺ نے حج کا احرام باندھا اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ احرام حج باندھا۔ جب ہم مکہ میں پہنچے تو آپ نے فرمایا جس کے پاس ہدی نہ ہو وہ (افعال عمرہ کر کے) حلال ہو جائے۔

بکر مزنی کہتے ہیں کہ میں نے واپس لوٹ کر اس کا تذکرہ انس ﷛ کے سامنے کیا وہ وفات تک اس قول کا تذکرہ کرتے رہے۔

۳۶۲۵ :حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ : ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، قَالَ : ثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، قَالَ : ثَنَا حُمَيْدٌ، قَالَ : وَحَدَّثَنِي بَكْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِثْلَهُ قَالَ : بَكْرٌ، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِابْنِ عُمَرَ فَقَالَ ((ذَهَلَ أَنَسٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِنَّمَا أَهَلَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَجِّ، وَأَهْلَلْنَا بِهِ)

۳۶۲۵: بکر بن عبداللہ نے انس رضی اللہ عنہ سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے بکر کہتے ہیں کہ میں نے اس بات کا تذکرہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس کیا تو انہوں نے کہا انس کو ذہول ہوا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا احرام باندھا اور ہم نے بھی حج کا احرام باندھا۔

۳۶۲۶ :حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ هُوَ ابْنُ نَصْرٍ قَالَ : سَمِعْتُ يَزِيْدَ بْنَ هَارُوْنَ، قَالَ : أَنَا حُمَيْدٌ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ بِإِسْنَادِهِ وَزَادَ (فَلَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيُحْلِلْ وَكَانَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَدْيٌ فَلَمْ يَحِلَّ)

۳۶۲۶: یزید بن ہارون کہتے ہیں کہ ہمیں حمید نے خبر دی پھر انہوں نے اپنی سند سے اسی طرح روایت نقل کی ہے اور اس میں یہ اضافہ ہے جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مکہ) تشریف لے آئے تو آپ نے فرمایا جن کے پاس ہدی نہ ہو وہ حلال ہو جائے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہدی تھی اس لئے وہ حلال نہیں ہوئے۔ کیا تم دیکھتے نہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی اس بات کا انکار کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج و عمرہ کا اکٹھا احرام باندھا" ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ہاں یہی تھا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا احرام باندھا پھر بعد میں اس کو عمرہ بنالیا اور اس کے ساتھ حج کو ملایا پس آپ اس وقت قارن بن گئے تو ان کے نزدیک ابتداء احرام میں آپ مفرد تھے۔ پھر دوسری طرف حضرت انس رضی اللہ عنہ سے متواتر روایات ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کا احرام اکٹھا باندھا۔

۳۶۲۷ :حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ : ثَنَا حَجَّاجٌ، قَالَ : ثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ بَكْرٍ قَالَ : أَخْبَرْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا بِقَوْلِ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ (نَسِيَ أَنَسٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) فَلَمَّا رَجَعَ قَالَ بَكْرٌ لِأَنَسٍ : إِنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ نَسِيَ فَقَالَ أَنْ يَعُدُّوْنَا إِلَّا صِبْيَانًا، بَلْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ (لَبَّيْكَ بِعُمْرَةٍ وَحَجَّةٍ مَعًا) أَفَلَا تَرٰى أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا إِنَّمَا أَنْكَرَ عَلٰى أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَوْلَهُ (إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهَلَّ بِهِمَا جَمِيْعًا ؟) وَإِنَّمَا كَانَ الْأَمْرُ عِنْدَ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهَلَّ بِحَجَّةٍ، ثُمَّ صَيَّرَهَا عُمْرَةً بَعْدَ ذٰلِكَ، وَأَضَافَ إِلَيْهَا حَجَّةً، فَصَارَ حِيْنَئِذٍ قَارِنًا فَأَمَّا فِي بَدْءِ

إِحْرَامِهِ، فَإِنَّهُ كَانَ - عِنْدَهُ - مُفْرِدًا، ثُمَّ قَدْ تَوَاتَرَتْ الرِّوَايَاتُ بَعْدَ ذٰلِكَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِدُخُوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهِمَا جَمِيْعًا

۳۶۲۷: حمید نے بکر مزنی سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو انس رضی اللہ عنہ کے قول کی اطلاع دی تو انہوں نے کہا کہ انس رضی اللہ عنہ کو بھول لگی ہے۔ بکر نے واپس لوٹ کر انس رضی اللہ عنہ کو بتلایا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما تو یہ کہتے ہیں کہ انس بھول گئے تو انس کہنے لگے وہ بچے ہونے کی وجہ سے ہم پر تجاوز کرتے ہیں بلکہ میں نے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خود فرماتے سنا "لبیك بعمرة و حجة معا"۔

**تخریج** : مسلم فی الحج ۱۸۵۔

**حاصل روایات**: ابن عمر رضی اللہ عنہما نے انس رضی اللہ عنہ کی اس بات کا انکار کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کا اکٹھا احرام باندھا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ہاں بات یہ تھی کہ پہلے آپ مفرد تھے پھر اس کو عمرہ بنالیا اور اس کے ساتھ حج کو ملالیا تو آپ اس وقت قارن بن گئے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے نزدیک شروع میں آپ حج افراد والے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی بہت سی روایات اس بات کو ثابت کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کا احرام باندھا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی مزید روایات ملاحظہ ہوں

۳۶۲۸: حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا حِبَّانُ، قَالَ : ثَنَا وُهَيْبٌ، قَالَ : ثَنَا أَيُّوْبُ، عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا اسْتَوَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ عَلَى الْبَيْدَاءِ، جَمَعَ بَيْنَهُمَا).

۳۶۲۸: ابوقلابہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب اونٹنی پر بیٹھ کر مقام بیداء میں پہنچے تو آپ نے حج وعمرہ دونوں کو جمع کیا۔

**تخریج** : بخاری فی الحج باب ۲۷۔

۳۶۲۹: حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بَكْرٍ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ح

۳۶۲۹: حمید نے انس رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کی ہے۔

۳۶۳۰: وَحَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ، قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِيْ قَزَعَةَ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ (لَبَّيْكَ بِعُمْرَةٍ وَحَجَّةٍ)

۳۶۳۰: ابوقزعہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا۔ "لبیک بعمرۃ وحجۃ"

**تخریج** : ابو داؤد فی المناسك باب ۲۴۔

۳۶۳۱ :حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ : ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ شِهَابٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِثْلَهُ.

۳۶۳۱: ثابت بنانی نے انس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۳۶۳۲ :حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ : ثَنَا حَجَّاجٌ، قَالَ : ثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِثْلَهُ.

۳۶۳۲: حماد نے حمید سے انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔

۳۶۳۳ :حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ، قَالَ : ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو هُوَ الرَّقِّيُّ، عَنْ أَيُّوْبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ وَحُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ (أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كُنْتُ رَدِيْفَ أَبِي طَلْحَةَ وَرُكْبَتِي تَمَسُّ رُكْبَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَزَالُوْا يَصْرُخُوْنَ بِهِمَا جَمِيْعًا بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ)

۳۶۳۳: حمید بن ہلال نے انس رضی اللہ عنہ روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا پیچھے بیٹھنے والا سوار تھا اور میرا گھٹنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنے کو چھونے والا تھا اور تمام زور زور سے حج وعمرہ کا اکٹھا تلبیہ پڑھ رہے تھے۔

۳۶۳۴ :حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ : سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُوْلُ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ (لَبَّيْكَ بِعُمْرَةٍ وَبِحَجَّةٍ مَعًا)

۳۶۳۴: یحییٰ بن اسحاق کہتے ہیں کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا: "لبیک بعمرۃ وبحجۃ معا"۔

۳۶۳۵ :حَدَّثَنَا أَبُوْ أُمَيَّةَ، قَالَ : ثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ الْكِلَابِيُّ ح

۳۶۳۵: ابوامیہ کہتے ہیں میں نے عمرو بن عاصم کلابی سے بیان کیا۔

۳۶۳۶ :وَحَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ الْكَيْسَانِيُّ، قَالَ : ثَنَا الْخَصِيْبُ، قَالَا : ثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ ( : اعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُمْرَةً مِنَ الْجُحْفَةِ، وَعُمْرَةً مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ، وَعُمْرَةً مِنَ الْجِعْرَانَةِ، وَعُمْرَةً حَيْثُ قَسَّمَ غَنَائِمَ حُنَيْنٍ، وَعُمْرَةً مَعَ حَجَّتِهِ، وَحَجَّ حَجَّةً وَاحِدَةً)

۳۶۳۶: قتادہ نے انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام جحفہ سے عمرے کا احرام باندھا اور

ایک عمرہ القضاۃ کیا ایک عمرہ جعرانہ سے ادا فرمایا ایک عمرہ جہاں حنین کی غنیمتیں تقسیم فرمائیں اور ایک عمرہ حج کے ساتھ کیا اور آپ نے ایک ہی حج ادا فرمایا۔

**تخریج** : ابو داؤد فی المناسک باب ۷۹۔

۳۶۳۷ : حَدَّثَنَا أَبُوْ أُمَيَّةَ قَالَ : ثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوْسَى وَابْنُ نُفَيْلٍ قَالَا : ثَنَا أَبُوْ خَيْثَمَةَ، عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِيْ أَسْمَاءَ، عَنْ (أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : خَرَجْنَا نَصْرُخُ بِالْحَجَّةِ فَلَمَّا قَدِمْنَا مَكَّةَ أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَجْعَلَهَا عُمْرَةً وَقَالَ لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِيْ مَا اسْتَدْبَرْتُ، لَجَعَلْتُهَا عُمْرَةً، وَلٰكِنِّيْ سُقْتُ الْهَدْيَ، وَقَرَنْتُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ) قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَفِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ مِنْ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَرَنَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ، فَقَدْ دَلَّ ذٰلِكَ عَلٰى صِحَّةِ قَوْلِ مَنْ أَخْبَرَ مَنْ فَعَلَهُ بِمَا يُوَافِقُ ذٰلِكَ.

۳۶۳۷ : ابو اسماء نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم (مدینہ سے) نکلے اور ہم صرف حج کا تلبیہ کہہ رہے تھے جب ہم مکہ پہنچے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو عمرہ بنانے کا حکم دیا اور فرمایا۔ اگر مجھے اس بات کا پہلے علم ہوتا جو اب مجھے معلوم ہوئی (کہ تم سب پریشان ہو گے) تو میں بھی اس کو عمرہ بنالیتا لیکن میں نے ہدی روانہ کی ہے اور حج و عمرہ کو جمع کر لیا ہے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس روایت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے کہ آپ نے حج و عمرہ ملا کر کیا اس سے اس بات کی صحت کی دلالت مل گئی جنہوں نے اس کے موافق قول کیا ہے۔

**حاصل روایات** : ان روایات اور خصوصاً اس آخری روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج و عمرہ ملا لیا تھا اس سے ان لوگوں کے قول کی تصدیق ہوتی ہے جو آپ کے حج کو حج قران مانتے ہیں۔

## قرآن کے متعلق مزید کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی گواہی:

۳۶۳۸ : وَقَدْ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ ح

۳۶۳۸ : یونس نے عبداللہ بن یوسف سے بیان کیا۔

۳۶۳۹ : وَحَدَّثَنَا رَبِيْعٌ الْمُؤَذِّنُ، قَالَ : ثَنَا شُعَيْبٌ، قَالَا : ثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ حَبِيْبٍ، عَنْ أَسْلَمَ أَبِيْ عِمْرَانَ، أَنَّهُ قَالَ : حَجَجْتُ مَعَ مَوَالِيْ فَدَخَلْتُ عَلٰى أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، فَسَمِعْتُهَا تَقُوْلُ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ (أَهِلُّوْا، يَا آلَ مُحَمَّدٍ، بِعُمْرَةٍ فِيْ حَجَّةٍ) وَهٰذَا أَيْضًا مِثْلُ ذٰلِكَ.

۳۶۳۹ : اسلم ابی عمران کہتے ہیں کہ میں نے اپنے موالی کے ساتھ حج ادا کی تو میں ام سلمہ کی خدمت میں آیا اور ان کو یہ کہتے سنا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والو! تو اس طرح احرام باندھو حج و عمرہ

کی ساتھ نیت کرتے ہیں یہ بھی سابقہ روایت کی طرح ہے۔

**تخریج** : مسند احمد ۲۹۷/۶۔

۳۶۴۰ :وَقَدْ حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ : ثَنَا الْحِمَّانِيُّ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ خَالِدٍ، وَأَبُوْ مُعَاوِيَةَ ح

۳۶۴۰: حمانی نے ابو خالد سے انہوں نے ابومعاویہ سے روایت نقل کی ہے۔

۳۶۴۱ :وَحَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ : ثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ : ثَنَا أَبِيْ، قَالُوْا جَمِيْعًا : عَنِ الْحَجَّاجِ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ أَبِيْ طَلْحَةَ (أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَرَنَ بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ)

۳۶۴۱: حسن بن سعد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انہوں نے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بیان کیا کہ آپ نے حج و عمرہ میں قران کیا۔

**تخریج** : ابن ماجه فی المناسك باب ۳۸۔

۳۶۴۲ : حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ وَعَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ، قَالَا : ثَنَا مَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ : ثَنَا دَاوُدُ بْنُ يَزِيْدَ الْأَوْدِيُّ، قَالَ : سَمِعْتُ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ مَيْسَرَةَ الزَّرَّادَ، قَالَ : سَمِعْتُ النَّزَّالَ بْنَ سَبْرَةَ يَقُوْلُ : سَمِعْتُ سُرَاقَةَ بْنَ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ يَقُوْلُ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ (دَخَلَتِ الْعُمْرَةُ فِي الْحَجِّ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ) قَالَ : وَقَرَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَقَدِ اخْتَلَفُوْا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ إِحْرَامِهِ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ، مَا كَانَ فَقَالُوْا : مَا رَوَيْنَا، وَتَنَازَعُوْا فِيْ ذٰلِكَ عَلٰى مَا قَدْ ذَكَرْنَا وَقَدْ أَحَاطَ عِلْمُنَا أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ إِلَّا عَلٰى أَحَدِ تِلْكَ الْمَنَازِلِ الثَّلَاثَةِ، إِمَّا مُتَمَتِّعٌ، وَإِمَّا مُفْرِدٌ، وَإِمَّا قَارِنٌ فَأَوْلٰى بِنَا أَنْ نَنْظُرَ إِلٰى مَعَانِيْ هٰذِهِ الْآثَارِ وَنَكْشِفَهَا، لِنَعْلَمَ مِنْ أَيْنَ جَاءَ اخْتِلَافُهُمْ فِيْهَا، وَنَقِفَ مِنْ ذٰلِكَ عَلٰى إِحْرَامِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كَانَ فَاعْتَبَرْنَا ذٰلِكَ، فَوَجَدْنَا الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ : إِنَّهُ أَفْرَدَ يَقُوْلُوْنَ : كَانَ إِحْرَامُهُ بِالْحَجِّ مُفْرَدًا، لَمْ يَكُنْ مِنْهُ قَبْلَ ذٰلِكَ إِحْرَامٌ بِغَيْرِهِ وَقَالَ آخَرُوْنَ : بَلْ قَدْ كَانَ قَبْلَ إِحْرَامِهِ بِتِلْكَ الْحَجَّةِ أَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ، ثُمَّ أَضَافَ إِلَيْهَا هٰذِهِ الْحَجَّةَ، هٰكَذَا يَقُوْلُ الَّذِيْنَ قَالُوْا : قَرَنَ وَقَدْ أَخْبَرَ جَابِرٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ حَدِيْثِهِ، وَهُوَ أَحَدُ الَّذِيْنَ قَالُوْا : (إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْرَدَ) ، (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْرَمَ بِالْحَجَّةِ حِيْنَ اسْتَوَتْ بِهِ نَاقَتُهُ عَلَى الْبَيْدَاءِ) وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ : مِنْ عِنْدِ الْمَسْجِدِ، وَهُوَ أَيْضًا مِمَّنْ قَالَ : (إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْرَدَ بِالْحَجِّ فِيْ أَوَّلِ إِحْرَامِهِ) فَكَانَ بَدْءُ إِحْرَامِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ عِنْدَ ابْنِ عُمَرَ، وَجَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ بَعْدَ

خُرُوْجِهٖ مِنَ الْمَسْجِدِ وَقَدْ بَيَّنَّا عَنْهُ فِيْمَا تَقَدَّمَ مِنْ كِتَابِنَا هٰذَا أَنَّهٗ قَدْ كَانَ أَحْرَمَ فِيْ دُبُرِ الصَّلَاةِ فِی الْمَسْجِدِ فَيُحْتَمَلُ أَنْ يَّكُوْنَ الَّذِيْنَ قَالُوْا إِنَّهٗ قَرَنَ، سَمِعُوْا تَلْبِيَتَهٗ فِی الْمَسْجِدِ بِالْعُمْرَةِ، ثُمَّ سَمِعُوْا بَعْدَ ذٰلِكَ تَلْبِيَتَهُ الْأُخْرٰی، خَارِجًا مِنَ الْمَسْجِدِ بِالْحَجِّ خَاصَّةً فَعَلِمُوْا أَنَّهٗ قَرَنَ، وَسَمِعَهُ الَّذِيْنَ قَالُوْا إِنَّهٗ أَفْرَدَ وَقَدْ لَبّٰى بِالْحَجِّ خَاصَّةً، وَلَمْ يَكُوْنُوْا سَمِعُوْا تَلْبِيَتَهٗ قَبْلَ ذٰلِكَ بِالْعُمْرَةِ، فَقَالُوْا أَفْرَدَ وَسَمِعَهٗ قَوْمٌ أَيْضًا وَقَدْ لَبّٰى فِی الْمَسْجِدِ بِالْعُمْرَةِ، وَلَمْ يَسْمَعُوْا تَلْبِيَتَهٗ بَعْدَ خُرُوْجِهٖ مِنْهُ بِالْحَجِّ، ثُمَّ رَأَوْهُ بَعْدَ ذٰلِكَ يَفْعَلُ مَا يَفْعَلُ الْحَاجُّ، مِنَ الْوُقُوْفِ بِعَرَفَةَ وَمَا أَشْبَهَ ذٰلِكَ، وَكَانَ ذٰلِكَ -عِنْدَهُمْ- بَعْدَ خُرُوْجِهٖ مِنَ الْعُمْرَةِ فَقَالُوْا تَمَتَّعَ فَرَوٰی كُلُّ قَوْمٍ مَا عَلِمُوْا وَقَدْ دَخَلَ جَمِيْعُ مَا عَلِمَهُ الَّذِيْنَ قَالُوْا أَفْرَدَ، وَمَا عَلِمَهُ الَّذِيْنَ قَالُوْا إِنَّهٗ تَمَتَّعَ فِيْمَا عَلِمَ الَّذِيْنَ قَالُوْا إِنَّهٗ قَرَنَ، لِأَنَّهُمْ أَخْبَرُوْا عَنْ تَلْبِيَتِهٖ بِالْعُمْرَةِ ثُمَّ عَنْ تَلْبِيَتِهٖ بِالْحَجَّةِ بِعَقِبِ ذٰلِكَ فَصَارَ مَا ذَهَبُوْا إِلَيْهِ مِنْ ذٰلِكَ وَمَا رَوَوْا، أَوْلٰی مِمَّا ذَهَبَ إِلَيْهِ مَنْ خَالَفَهُمْ وَمَا رَوَوْا ثُمَّ قَدْ وَجَدْنَا بَعْدَ ذٰلِكَ أَفْعَالَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَدُلُّ عَلٰى أَنَّهٗ كَانَ قَارِنًا، وَذٰلِكَ أَنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا يَخْتَلِفُ عَنْهُ أَنَّهٗ لَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ أَمَرَ أَصْحَابَهٗ أَنْ يُحِلُّوْا إِلَّا مَنْ كَانَ سَاقَ مِنْهُمْ هَدْيًا وَثَبَتَ هُوَ عَلَى إِحْرَامِهٖ فَلَمْ يَحِلَّ مِنْهُ إِلَّا فِيْ وَقْتِ مَا يَحِلُّ الْحَاجُّ مِنْ حَجِّهٖ وَقَالَ (لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِيْ مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا سُقْتُ الْهَدْیَ وَلَجَعَلْتُهَا عُمْرَةً فَمَنْ كَانَ لَيْسَ مَعَهٗ هَدْیٌ، فَلْيَحْلِلْ، وَلْيَجْعَلْهَا عُمْرَةً) هٰكَذَا حَكَاهُ عَنْهُ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، وَهُوَ مِمَّنْ يَقُوْلُ : إِنَّهٗ أَفْرَدَ، وَسَنَذْكُرُ ذٰلِكَ وَمَا رُوِیَ فِيْهِ فِيْ بَابِ فَسْخِ الْحَجِّ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى فَلَوْ كَانَ إِحْرَامُهٗ ذٰلِكَ كَانَ بِحَجَّةٍ، لَكَانَ هَدْيُهُ الَّذِیْ سَاقَهٗ تَطَوُّعًا، فَهَدْیُ التَّطَوُّعِ لَا يَمْنَعُ مِنَ الْإِحْلَالِ الَّذِیْ يَحِلُّهُ الرَّجُلُ إِذَا لَمْ يَكُنْ مَعَهٗ هَدْیٌ وَلَكَانَ حُكْمُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَإِنْ كَانَ قَدْ سَاقَ هَدْيًا -كَحُكْمِ مَنْ لَمْ يَسُقْ هَدْيًا، لِأَنَّهٗ لَمْ يَخْرُجْ عَلٰى أَنْ يَتَمَتَّعَ فَيَكُوْنُ ذٰلِكَ الْهَدْیُ لِلْمُتْعَةِ، فَتَمْنَعُهٗ مِنَ الْإِحْلَالِ الَّذِیْ كَانَ يَحِلُّهٗ، لَوْ لَمْ يَسُقْ هَدْيًا أَلَا تَرٰی أَنَّ رَجُلًا لَوْ خَرَجَ يُرِيْدُ التَّمَتُّعَ فَأَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ، أَنَّهٗ إِذَا طَافَ لَهَا، وَسَعٰی، وَحَلَقَ، حَلَّ مِنْهَا، وَلَوْ كَانَ سَاقَ هَدْيًا لِمُتْعَتِهٖ لَمْ يَحِلَّ حَتّٰى يَوْمِ النَّحْرِ، وَلَوْ سَاقَ هَدْيًا تَطَوُّعًا، حَلَّ قَبْلَ يَوْمِ النَّحْرِ بَعْدَ فَرَاغِهٖ مِنَ الْعُمْرَةِ فَثَبَتَ بِذٰلِكَ أَنَّ هَدْیَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَمَّا كَانَ قَدْ مَنَعَهٗ مِنَ الْإِحْلَالِ، وَأَوْجَبَ ثُبُوْتَهٗ عَلَى الْإِحْرَامِ إِلٰى يَوْمِ النَّحْرِ، أَنَّ حُكْمَهٗ، غَيْرُ حُكْمِ هَدْیِ التَّطَوُّعِ، فَانْتَفٰى بِذٰلِكَ قَوْلُ مَنْ قَالَ : إِنَّهٗ كَانَ مُفْرِدًا وَقَدْ ذَكَرْنَا فِيْمَا تَقَدَّمَ مِنْ هٰذَا الْبَابِ، (عَنْ حَفْصَةَ أَنَّهَا قَالَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَأْنُ النَّاسِ حَلُّوْا، وَلَمْ تَحِلَّ أَنْتَ مِنْ عُمْرَتِكَ ؟ فَقَالَ إِنِّيْ قَلَّدْتُ هَدْيِي وَلَبَّدْتُ رَأْسِيْ، فَلَا أَحِلُّ حَتّٰى أَنْحَرَ) فَدَلَّ ذٰلِكَ عَلٰى مَا ذَكَرْنَا، وَعَلٰى أَنَّ ذٰلِكَ الْهَدْىَ، كَانَ هَدْيًا بِسَبَبِ عُمْرَةٍ يُرَادُ بِهَا قِرَانٌ أَوْ مُتْعَةٌ فَنَظَرْنَا فِيْ ذٰلِكَ، فَإِذَا حَفْصَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَدْ دَلَّ حَدِيْثُهَا هٰذَا، عَلٰى أَنَّ ذٰلِكَ الْقَوْلَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ بِمَكَّةَ، لِأَنَّهُ كَانَ مِنْهُ بَعْدَمَا حَلَّ النَّاسُ وَقَدْ يَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ طَافَ قَبْلَ ذٰلِكَ، أَوْ لَمْ يَطُفْ فَإِنْ كَانَ قَدْ طَافَ قَبْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ أَحْرَمَ بِالْحَجَّةِ مِنْ بَعْدُ، فَإِنَّمَا كَانَ مُتَمَتِّعًا، وَلَمْ يَكُنْ قَارِنًا، لِأَنَّهُ إِنَّمَا أَحْرَمَ بِالْحَجَّةِ بَعْدَ فَرَاغِهِ مِنْ طَوَافِ الْعُمْرَةِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ طَافَ قَبْلَ ذٰلِكَ، حَتّٰى أَحْرَمَ بِالْحَجَّةِ، فَقَدْ كَانَ قَارِنًا، لِأَنَّهُ قَدْ لَزِمَتْهُ الْحَجَّةُ قَبْلَ طَوَافِهِ لِلْعُمْرَةِ فَلَمَّا احْتَمَلَ ذٰلِكَ مَا ذَكَرْنَا، كَانَ أَوْلَى الْأَشْيَاءِ بِنَا أَنْ نَحْمِلَ هٰذِهِ الْآثَارَ، عَلٰى مَا فِيْهِ اتِّفَاقُهَا، لَا عَلٰى مَا فِيْهِ تَضَادُّهَا فَكَانَ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ وَابْنُ عَبَّاسٍ وَعِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ، وَعَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، قَدْ رَوَيْنَا عَنْهُمْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَمَتَّعَ، وَرَوَيْنَا عَنْهُمْ أَنَّهُ قَرَنَ، وَقَدْ ثَبَتَ مِنْ قَوْلِهِ مَا يَدُلُّ، عَلٰى أَنَّهُ قَدِمَ مَكَّةَ، وَلَمْ يَكُنْ أَحْرَمَ بِالْحَجِّ قَبْلَ ذٰلِكَ فَإِنْ جَعَلْنَا إِحْرَامَهُ بِالْحَجَّةِ، كَانَ قَبْلَ الطَّوَافِ لِلْعُمْرَةِ، ثَبَتَ الْحَدِيْثَانِ جَمِيْعًا، فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَانَ مُتَمَتِّعًا إِلٰى أَنْ أَحْرَمَ بِالْحَجَّةِ، فَصَارَ قَارِنًا وَإِنْ جَعَلْنَا إِحْرَامَهُ بِالْحَجَّةِ، كَانَ بَعْدَ طَوَافِهِ لِلْعُمْرَةِ، جَعَلْنَاهُ مُتَمَتِّعًا، وَنَفَيْنَا أَنْ يَكُوْنَ قَارِنًا، فَجَعَلْنَاهُ مُتَمَتِّعًا فِيْ حَالٍ، وَقَارِنًا فِيْ حَالٍ فَثَبَتَ بِذٰلِكَ أَنَّ طَوَافَهُ لِلْعُمْرَةِ، كَانَ بَعْدَ إِحْرَامِهِ بِالْحَجَّةِ، فَثَبَتَ بِذٰلِكَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَدْ كَانَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ قَارِنًا فَقَالَ قَائِلٌ : مِمَّنْ كَرِهَ الْقِرَانَ وَالتَّمَتُّعَ، لِمَنِ اسْتَحَبَّهُمَا : اعْتَلَلْتُمْ عَلَيْنَا بِقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ (فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ) فِيْ إِبَاحَةِ الْمُتْعَةِ، وَلَيْسَ ذٰلِكَ كَذٰلِكَ، وَإِنَّمَا تَأْوِيْلُ هٰذِهِ الْآيَةِ، مَا رُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ.

۳۶۴۲: نزال بن سبرہ کہتے تھے کہ میں نے سراقہ بن مالک بن جعشم رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا عمرہ قیامت تک کے لئے حج میں داخل ہو گیا اور یہ بھی کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں قران کیا۔ علماء نے جناب رسول اللہ کے احرام سے متعلق جو حجۃ الوداع میں آپ نے باندھا اختلاف کیا ہے کہ وہ کیسا تھا جو ہم نے گذشتہ سطور میں بیان کیا وہ انہوں نے کہا اور باہمی اختلاف کیا جو مذکور ہوا مگر ہمارے علم کی حد تک یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ آپ تین میں سے کسی ایک حالت پر تھے۔ خواہ وہ تمتع کی ہو یا افراد یا قران کی ہو۔ ہمارے لئے مناسب ترین بات یہی ہے کہ پہلے ہم روایات کے معانی کو واضح کریں تا کہ موقعہ اختلاف کی

تعین ہو اور آپ کے احرام سے متعلق معلوم ہو جائے کہ کون سا تھا۔ پس ہم نے پڑتال کی تو معاملے کو اس طرح پایا
① جو حضرات حج افراد کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں آپ نے حج افراد کا احرام باندھا اس سے پہلے اور کوئی احرام نہ تھا۔ ② آپ نے اس احرام حج سے قبل عمرے کا احرام باندھا پھر اس کے ساتھ اس حج کو ملایا۔ اسی طرح وہ لوگ کہتے ہیں جو اس بات کے قائل ہیں کہ آپ نے قران کیا۔ چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ جو افراد کے قائلین سے ہیں کہتے ہیں کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی مقام بیداء میں سیدھی کھڑی ہوگئی تو آپ نے حج کا احرام باندھا ۔اسی طرح ابن عمر رضی اللہ عنہما جو کہتے ہیں کہ آپ نے حج افراد کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ آپ نے اپنا پہلا احرام مسجد کے قریب سے باندھا۔ تو حاصل یہ ہے کہ حضرات ابن عمر اور جابر رضی اللہ عنہم کے بیان کے مطابق آپ کے احرام کی ابتداء مسجد سے باہر آجانے کے بعد ہوئی۔ ان حضرات سے ہم اپنی اس کتاب میں ثابت کر چکے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے بعد مسجد میں احرام باندھا۔ تو اس بات کا احتمال پیدا ہو گیا کہ جن لوگوں نے قران کا قول کیا انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عمرے کا تلبیہ سنا۔ پھر انہوں نے مسجد کے باہر دوسرا تلبیہ حج کے لئے سنا۔ پس انہوں نے اس سے جان لیا کہ آپ نے قران فرمایا اور جن لوگوں نے افراد کا قول اختیار کیا۔ انہوں نے فقط حج کا تلبیہ سنا۔ انہوں نے اس سے پہلے والا عمرے کا تلبیہ نہیں سنا تھا۔ اس لئے انہوں نے حج افراد کا قول کر دیا۔ اور ایک اور جماعت نے مسجد میں آپ کو عمرے کا تلبیہ کہتے سنا اور نکلنے کے بعد حج کا تلبیہ آپ کی زبان سے نہ سنا پھر انہوں نے اس کے بعد دیکھا کہ آپ نے حجاج کی طرح میدان عرفات میں وقوف فرمایا وغیرہ اور دیگر اعمال ادا فرمائے۔ تو ان کے ہاں آپ کا یہ عمل عمرے سے فراغت کے بعد تھا۔ پس انہوں نے تمتع کا قول کر دیا۔ گویا جس جماعت نے جو جانا وہ روایت کر دیا۔ پس ان لوگوں کی بات جنہوں نے افراد و تمتع کہا ان لوگوں کی بات میں شامل ہو گئی جنہوں نے قرآن کا قول کیا۔ کیونکہ انہوں نے پہلے عمرے اور اس کے بعد حج کے تلبیہ کی اطلاع دی۔ پس انہوں نے اپنے مؤقف سے متعلق جو روایت کی وہ ان کے مخالف روایت کرنے والوں سے اولیٰ و اعلیٰ قرار پائی۔ ② پھر ہم نے یہ دیکھا کہ آپ کے افعال قارن ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ وہ اس طرح کہ جب اس سب کا اتفاق ہے کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں پہنچے تو آپ نے صحابہ کرام کو حکم فرمایا کہ جو لوگ ہدی لانے والے ہیں ان کے علاوہ باقی لوگ (عمرہ کر کے) احرام کھول دیں آپ نے بھی اپنا احرام برقرار رکھا اور اسے صرف اس وقت کھولا جب حج کرنے والا حج کا احرام کھولتا ہے۔ اور یہ بات ارشاد فرمائی: **لو استقبلت من امری ماستدبرت ماسقت الهدی......** اگر مجھ پر یہ بات پہلے ظاہر ہوتی جو بعد کو ظاہر ہوئی تو میں اس کو عمرہ بنا لیتا۔ پس جس کے ساتھ ہدی نہ ہو وہ احرام کھول دے اور اس کو عمرہ بنا لے" حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے یہ روایت آپ سے اسی طرح نقل کی ہے حالانکہ وہ تو حج افراد کے قائلین سے ہیں۔ ہم عنقریب اس روایت کو اور جو روایات فسخ حج کے سلسلہ میں مروی ہیں ذکر کریں گے۔ اگر آپ کا یہ احرام فقط حج کا ہوتا تو پھر ہدی کا لے جانا نفلی تھا اور نفلی ھدی احرام عمرہ کے کھولنے سے

مانع نہیں ہے جس طرح ہدی نہ لے جانے والا کھولتا ہے اور آپ کا حکم بھی ھدی نہ لے جانے والے کی طرح ہوتا خواہ آپ ھدی اپنے ساتھ لائے تھے۔ کیونکہ اس طرح وہ متمتع ہونے سے نہ نکلے گا۔ پس اس کی یہ ھدی متعہ کی بن جائے گی اور اسے حلال ہونے سے مانع بن جائے گی جو کہ اس کے لئے حلال تھا اگر وہ ہدی نہ لاتا۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اگر کوئی شخص تمتع کا ارادہ کر کے جائے اور عمرے کا احرام باندھے۔ جب وہ عمرے کا طواف کرتا اور سعی کر لیتا ہے اور حلق کروا کر حلال ہو جاتا ہے۔ اگر وہ اپنے ساتھ ہدی لایا ہو تو یوم نحر سے پہلے حلال نہ ہوگا اور اگر اس نے نفلی ھدی چلائی تھی تو عمرہ سے فراغت کے بعد یوم نحر سے پہلے ہی وہ حلال ہو جائے گا۔ پس اس سے بات ثابت ہوئی کہ جب آپ ﷺ کی ھدی احرام کے کھولنے میں رکاوٹ تھی اور اس نے آپ پر احرام کو یوم نحر تک کے لئے لازم کر دیا تو اس کا حکم نفلی ھدی کے حکم جیسا نہ تھا۔ پس اس سے ان لوگوں کے قول کی نفی ہوگئی جو کہتے ہیں کہ آپ حج افراد کے کرنے والے تھے اور ہم نے اس باب میں پہلے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی روایت نقل کی ہے۔ کہ میں نے دریافت کیا کہ لوگوں کا کیا معاملہ ہے کہ انہوں نے احرام کھول دیے اور آپ نے عمرے کا احرام نہیں کھولا؟ آپ نے فرمایا میں نے تو اپنی ھدی کو قلادہ ڈالا اور اپنے سر کو تلبید کی ہے۔ پس میں قربانی کرنے تک احرام نہ کھولوں گا۔ پس اس سے وہ دلالت مل گئی جو ہم نے ذکر کی نیز یہ بھی معلوم ہو گیا کہ وہ ہدی عمرے کی وجہ سے تھی خواہ حج سے قران مراد میں یا تمتع۔ پس اس سلسلہ میں غور کیا تو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی رایت اس کا ثبوت ہے کہ آپ ﷺ نے یہ جواب مکہ میں دیا۔ کیونکہ یہ بات آپ کے احرام کھولنے کے بعد فرمائی اور یہ بھی ممکن ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اس سے پہلے طواف کر لیا پھر احرام حج باندھا تو آپ تمتع تھے قارن نہ تھے کیونکہ آپ نے عمرہ کے طواف سے فراغت پا کر پھر حج کا احرام باندھا اور اگر آپ نے حج کا احرام باندھنے سے پہلے طواف نہ کیا تھا۔ تو آپ قارن تھے کیونکہ آپ پر طواف عمرہ سے پہلے حج لازم ہو چکا تھا۔ پس جب اس بات کا احتمال ہوا تو ہمیں سب سے اول یہ چاہیے کہ ان روایات کو متفق علیہ بات پر حمل کریں نہ کہ متضاد قول پر۔ پس ہم نے حضرت علی، ابن عباس، عمران بن حصین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے تمتع کیا اور انہی سے ہم نے روایات نقل کیں کہ آپ نے قرآن کیا۔ اور یہ بات تو آپ کے ارشاد سے ثابت ہوتی ہے۔ کہ آپ جب مکہ مکرمہ میں تشریف لائے تو اس سے پہلے آپ نے حج کا احرام نہ باندھا تھا۔ پس اگر ہم آپ کے احرام حج کو عمرہ سے پہلے قرار دیں تو وہ احادیث جمع ہو جائیں گی۔ تو جناب رسول اللہ ﷺ احرام حج تک متمتع تھے پھر آپ قارن ہوئے اور اگر ہم آپ کے احرام حج کو طواف عمرہ کے بعد قرار دیں تو آپ کو متمتع قرار دیں گے اور آپ کے قارن ہونے کی نفی کریں گے۔ پس اس طرح آپ کو ایک حالت میں متمتع اور دوسری حالت میں قارن قرار دیں گے۔ پس اس سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ آپ کا عمرہ کے لئے طواف احرام حج باندھنے کے بعد تھا اور اس سے ثابت ہو جائے گا کہ آپ حجۃ الوداع میں قارن تھے۔ قرآن و تمتع کو جن حضرات نے مکروہ قرار دیا انہوں نے ان کے پسند کرنے

والوں پر اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ تم نے آیت فمن تمتع بالعمرة الی الحج فما استیسر من الھدی...... کو اباحت تمتع کے لئے بطور دلیل پیش کیا ہے حالانکہ یہ اس طرح نہیں ہے۔اس آیت کی تفسیر تو ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے اس طرح مروی ہے۔ذیل میں ملاحظہ ہو۔

**حاصل روایات:** ان صحابہ کی روایات سے بھی آپ کا حج قران ہی ثابت ہوتا ہے۔

## آپ نے کونسا احرام باندھا؟

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجۃ الوداع کے موقعہ پر احرام میں اختلاف ہے چنانچہ کسی نے فقط عمرہ کسی نے حج مفرد کسی نے حج وعمرہ کا ذکر کیا ہے جیسا کہ تفصیل سے روایات ملاحظہ کر لی گئیں۔ہم یہ سمجھتے ہیں کہ آپ کی تینوں میں سے ایک حالت تھی۔نمبر ا مفرد نمبر ۲ متمتع نمبر ۳ قارن۔پس زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم ان آثار کی چھان بین کر کے اختلافی مقام کو واضح کریں کہ یہ اختلاف کہاں سے پیدا ہوا تا کہ آپ کے احرام کے متعلق صحیح بات پر مطلع ہوں۔

## نظر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ:

ہم نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کی ایک جماعت کہتی ہے کہ آپ نے حج افراد کا احرام باندھا اور آپ کا اس کے علاوہ اس سے پہلے احرام نہ تھا۔

دوسروں نے کہا آپ نے حج کا احرام باندھنے سے پہلے عمرہ کا احرام باندھا ہوا تھا پھر حج کے احرام کو اضافی ملایا ہے اسی طرح وہ لوگ کہتے ہیں جو قران کے قائل ہیں۔

حالانکہ جابر رضی اللہ عنہ نے اپنی روایت میں بتلایا اور وہ ان لوگوں میں سے ایک ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فقط حج کا احرام باندھا جب آپ کی اونٹنی بیداء ٹیلہ پر بلند ہوئی۔اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ آپ نے ابتداء حج مفرد کا احرام باندھا۔اور اس وقت تلبیہ کہا جب آپ مسجد کے پاس تھے تو ابن عمر رضی اللہ عنہما اور جابر رضی اللہ عنہ کے ہاں آپ کے احرام کی ابتداء مسجد سے نکلنے کے بعد ہوئی۔ہم پہلے واضح کر آئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں نماز کے بعد احرام باندھ لیا۔

پس اب اس میں یہ احتمال پیدا ہوا کہ جن لوگوں نے قران کا قول کیا ہے انہوں نے آپ کا تلبیہ مسجد کے اندر سنا پھر انہوں نے آپ کا تلبیہ دوسری بار مسجد سے باہر خاص طور پر حج کے بارے میں سنا۔

**نتیجہ:** تو انہوں نے اس سے نتیجہ نکالا کہ آپ نے قران کیا ہے اور جنہوں نے حج کو مفرد قرار دیا انہوں نے صرف حج کا تلبیہ سنا انہوں نے اس سے پہلے فقط عمرہ والا تلبیہ نہ سنا تھا تو انہوں نے حج کے متعلق کہہ دیا کہ آپ نے حج افراد کیا ہے۔

کچھ وہ لوگ تھے جنہوں نے مسجد میں آپ کا فقط عمرے والا تلبیہ سنا اور مسجد سے باہر نکل کر آپ کے تلبیہ حج کو نہ سنا تھا۔پھر انہوں نے آپ کو افعال حج ادا کرتے پایا مثلاً وقوف عرفات وغیرہ تو ان کے ہاں آپ کے یہ افعال' عمرہ سے فراغت کے بعد تھے۔اس لئے انہوں نے تمتع کا قول کر دیا گویا جو کسی نے جانا اپنے علم کے مطابق روایت کر دیا جن لوگوں نے قران کا قول کیا

تھا۔ان کی بات میں افراد و تمتع دونوں داخل و شامل ہو گئے کیونکہ ان کو آپ کے پہلے تلبیہ عمرہ اوراس کے بعد تلبیہ حج کا علم تھا پس یہ ان لوگوں کا قول ان تمام اقوال کا جامع ہونے کی وجہ سے افراد و تمتع والوں سے بہتر و اولیٰ ٹھہرا۔

ایک اور انداز سے نظر دوڑائیں: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال حج پر غور کیا تو وہ قران والے نظر آئے اس میں تمام روات متفق ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ پہنچ کر اپنے صحابہ کرام کو فرمایا کہ وہ احرام کو کھول دیں صرف وہ احرام میں رہے جو ہدی لایا ہو۔آپ ہدی لائے تھے اس لئے آپ اپنے احرام پر قائم رہے اس احرام کو اسی وقت کھولا جب یوم نحر کو حجاج کھولتے ہیں اور آپ نے فرمایا۔اگر مجھے اپنے معاملے کا انجام پہلے معلوم ہوتا جو بعد کو معلوم ہوا تو میں ہدی ساتھ نہ لاتا اور میں اس کو عمرہ بنا کر احرام سے فارغ ہو جاتا پس جس کے پاس ہدی نہ ہو وہ احرام کھول دے اوراس کو عمرہ بنالے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں اسی طرح وارد ہیں حالانکہ جابر رضی اللہ عنہ ہی آپ کے بارے میں حج افراد کی روایت نقل کر رہے ہیں۔ہم مزید فسخ حج میں ذکر کریں گے۔

پس اگر یہ آپ کا احرام فقط حج ہی کا ہوتا تو آپ کا ہدی تطوع تھا اور ہدی تطوع کا اصول یہ ہے کہ وہ احلال سے مانع نہیں بنتا جبکہ وہ اس کے ساتھ نہ ہو۔اگر ہدی روانہ کر بھی دیا ہو تو اس کا حکم وہی ہے جو ہدی روانہ نہ کرنے والے کا ہوتا ہے کیونکہ اس نے ہدی کو تمتع کے لئے نہیں نکالا پس یہ ہدی تمتع بن کر اسے احلال سے روک دے گی جو احلال ہدی نہ لے جانے کی صورت میں درست تھا۔

غور فرمائیں اگر کوئی آدمی تمتع کرنے کا ارادہ رکھتا ہو پھر اس نے عمرے کا احرام باندھ لیا جب وہ اس کا طواف وسعی کر چکا تو حلق کروا کر اس سے حلال ہو گیا اور اگر اس نے قربانی کا جانور ساتھ لیا تھا تو پھر حلال نہیں ہو سکتا یوم نحر کو حلق کرا کر حلال ہو سکے گا اور اگر اس نے نفلی ھدی روانہ کی ہے تو پھر یوم نحر سے پہلے ہی افعال عمرہ کے بعد احرام سے فارغ ہو سکتا ہے۔

اس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ آپ کے ہدایا نے آپ کو احلال سے روک دیا اور یوم نحر تک احرام پر قائم رہنے کو ثابت کر دیا تو آپ کے ان ہدایا کا حکم ہدی تطوع سے الگ ہو گیا اس سے ان لوگوں کا قول نادرست ہو گیا جو کہتے ہیں کہ آپ کا حج مفرد تھا۔

نیز ہم حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی روایت ذکر کر چکے کہ انہوں نے احرام کھول دیئے اور آپ نے اپنے عمرہ کا احرام نہیں کھولا تو آپ نے ان کو جواباً فرمایا میں نے اپنے ہدی کو قلادہ ڈالا اور سر کے بالوں میں تلبیہ کی ہوئی ہے پس میں ہدایا کو نحر کرنے کے بغیر احرام سے فارغ نہ ہوں گا اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ یہ ہدی اس عمرہ کے باعث ہے جس سے قران مراد لیا جائے یا متعہ۔

ہم نے مزید غور فکر کیا تو ان کی روایت میں یہ بات مل گئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات مکہ پہنچ کر فرمائی اور یہ ارشاد اس وقت فرمایا جبکہ لوگ عمرہ سے فارغ ہو گئے۔

اب ایک اور قابل غور پہلو ملاحظہ ہو۔

یہ دونوں احتمال ہیں کہ آپ نے پہلے طواف کر لیا ہو اور پھر یہ فرمایا ہو یا طواف سے پہلے یہ بات فرمائی ہو۔

اگر طواف کی ادائیگی کے بعد حج کا احرام باندھا تو پھر آپ کا متمتع ہونا واضح ہو گیا اور قران ثابت نہ ہو سکا کیونکہ آپ نے عمرہ کے ارکان سے فراغت کے بعد احرام حج باندھا۔

اور اگر ارکان عمرہ کی ادائیگی سے پہلے آپ نے حج کا احرام باندھ لیا ہو تو آپ کا قران ثابت ہو گیا کیونکہ آپ نے عمرہ کی ادائیگی سے پہلے حج کو لازم کر لیا۔

ان دو احتمالات کی موجودگی میں ہماری ذمہ داری یہ ہے کہ ہم آثار کو تضاد کی بجائے تطبیق کی طرف لائیں۔

فیصلہ کی گھڑی آن پہنچی: پس علی بن ابی طالب' ابن عباس' عمران بن حصین اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم کی روایات گزریں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج تمتع کیا اور ہم نے ان کی روایات قران کے سلسلہ میں بھی نقل کی ہیں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد اپنے مقام پر ثابت ہو چکا کہ آپ مکہ تشریف لائے اور اس وقت تک آپ نے حج کا احرام نہ باندھا تھا۔

تو ہم نے صورت تطبیق یہ دی کہ آپ نے جو احرام باندھا وہ عمرہ کے لئے تھا اس طرح دونوں احادیث اپنے اپنے مقام پر ثابت رہیں گی آپ اس وقت تک متمتع تھے یہاں تک کہ آپ نے حج کا احرام باندھا تو آپ قارن بن گئے ہم نے آپ کے احرام حج کو عمرہ کے احرام کے بعد قرار دیا ہے اور آپ کو متمتع قرار دیا ہے اور آپ سے قران کی ایک حالت میں نفی کی ہے پس ایک حالت میں آپ کو متمتع اور ایک حال میں قارن قرار دیا ہے۔

پس اس سے ثابت ہوا کہ آپ کا پہلا طواف عمرہ کا تھا اور احرام کے بعد آپ کا طواف وہ حج کا تھا اس سے یہ بات عیاں ہو گئی کہ آپ حجۃ الوداع میں قارن تھے۔

## ایک اہم ترین اشکال:

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں: فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ [البقرہ ۱۹۶] فرمایا اس سے تم نے تمتع کے مباح اور درست ہونے کا استدلال کیا ہے حالانکہ اس سے وہ تمتع مراد نہیں جو تم مراد لے رہے ہو بلکہ اس سے مراد وہ ہے جو عبداللہ بن زبیر نے قسم کھا کر بیان کیا۔ کہ احرام حج باندھ کر چل دیا راستہ میں دشمن نے روکا یہاں تک کہ ایام حج گزر گئے دشمن سے چھوڑا یہ اسی احرام سے عمرہ کر کے حلال ہوا گویا اس احصار والے احرام سے عمرے کا فائدہ اٹھایا یہ تمتع آیت میں مراد ہے۔ ''کما قال ابن الزبیر رضی اللہ عنہ'' روایت ملاحظہ ہو۔

۳۶۴۳: فَذَكَرَ مَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَجَّاجِ وَنَصْرُ بْنُ مَرْزُوْقٍ' قَالَا : ثَنَا الْخَصِيْبُ بْنُ نَاصِحٍ' قَالَ : ثَنَا وُهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ' عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ سُوَيْدٍ' قَالَ : سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ وَهُوَ يَخْطُبُ يَقُوْلُ (يَا أَيُّهَا النَّاسُ' أَلَا إِنَّهُ وَاللّٰهِ مَا التَّمَتُّعُ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ' كَمَا تَصْنَعُوْنَ' وَلٰكِنَّ التَّمَتُّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ أَنْ يَخْرُجَ الرَّجُلُ حَاجًّا' فَيَحْبِسَهُ عَدُوٌّ' أَوْ مَرَضٌ' أَوْ أَمْرٌ يُعْذَرُ بِهٖ حَتّٰى تَذْهَبَ أَيَّامُ الْحَجِّ فَيَأْتِيَ الْبَيْتَ فَيَطُوْفَ بِهٖ سَبْعًا' وَيَسْعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ' وَيَتَمَتَّعَ بِحِلِّهٖ إِلَى الْعَامِ الْمُقْبِلِ' فَيَحُجَّ وَيُهْدِيَ)

۳۶۴۳: اسحاق بن سوید نقل کرتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو خطبہ دیتے سنا وہ کہہ رہے تھے اے

لوگو! تمتع وہ نہیں جو تم عمرے کو حج کے ساتھ ملا کر کرتے ہو بلکہ تمتع بالعمرہ الی الحج کا مصداق یہ ہے کہ آدمی حج کا احرام باندھ کر روانہ ہو پھر اسے دشمن یا مرض یا عذر روک دے تا آنکہ ایام حج گزر جائیں۔ پھر وہ آزاد ہو کر بیت اللہ میں آئے اور اس کا طواف وسعی کر کے حلال ہو جائے اور آئندہ سال وہ حج بھی کرے اور دم احصار کی ہدی بھی روانہ کرے۔

۳۶۴۴ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ : ثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ : ثَنَا حَمَّادٌ قَالَ : أَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سُوَيْدٍ فَذَكَرَ نَحْوَهُ قَالَ فَهٰذَا تَأْوِيْلُ هٰذِهِ الْآيَةِ قِيْلَ لَهُمْ : لَئِنْ وَجَبَ أَنْ يَكُوْنَ تَأْوِيْلُهَا كَذٰلِكَ لِقَوْلِ ابْنِ الزُّبَيْرِ فَإِنَّ تَأْوِيْلَهَا أَحْرٰى أَنْ لَا يَكُوْنَ كَذٰلِكَ لِمَا رَوَيْنَاهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَنْ أَصْحَابِهٖ مِنْ بَعْدِهٖ مِثْلِ عُمَرَ وَعَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَمَنْ ذَكَرْنَا مَعَهُمَا فِيْمَا تَقَدَّمَ مِنْ هٰذَا الْبَابِ.

۳۶۴۴: حماد نے اسحاق بن سوید سے روایت نقل کی انہوں نے اسی طرح روایت بیان کی ہے۔ جب اس آیت کا مصداق اس قسم کا تمتع ہے تو اس کو تمتع حج بالعمرہ کی دلیل بنا کر پیش کرنا درست نہ ہوا۔ وہ کہتے ہیں کہ جب اس آیت کی تفسیر یہ ہے تو ان کو جواب میں عرض کیا جائے گا کہ اگر اس آیت کی یہ تفسیر ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق لازم ہے تو جناب وہ روایات جو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائیں اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے روایت کی ہیں جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر اصحاب تو ان روایات کی روشنی میں اس تاویل کا نہ ہونا زیادہ مناسب ہے۔ ذیل کی روایات ملاحظہ ہیں۔

**حاصل :**

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب توجیہ اکابر صحابہ کی توجیہ کے خلاف ہے اور خود سیاق آیت کے بھی خلاف ہے جیسا کہ ہم عنقریب ثابت کریں گے۔

روایات صحابہ کرام ملاحظہ ہوں۔

۳۶۴۵ : وَقَدْ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ أَوْ مَالِكِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ أَبِيْ نَصْرٍ قَالَ (أَهْلَلْتُ بِالْحَجِّ فَأَدْرَكْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقُلْتُ : إِنِّيْ أَهْلَلْتُ بِالْحَجِّ أَفَأَسْتَطِيْعُ أَنْ أَضُمَّ إِلَيْهِ؟) فَقَالَ (لَا لَوْ كُنْتَ أَهْلَلْتَ بِالْعُمْرَةِ ثُمَّ أَرَدْتَ أَنْ تُضِيْفَ إِلَيْهَا الْحَجَّ فَعَلْتَ)

۳۶۴۵: مالک بن حارث نے ابونصر سے نقل کیا کہ میں نے حج کا احرام باندھا پھر مجھے علی مرتضیٰ مل گئے میں نے ان سے دریافت کیا میں نے حج کا احرام باندھ لیا ہے۔ کیا میں اس کے ساتھ عمرے کو ملا سکتا ہوں تو انہوں نے فرمایا

نہیں۔البتہ اگر تو نے عمرے کا احرام باندھا ہوتا پھر تیرا ارادہ حج کو اس کے ساتھ ملانے کا ہوتا تو تو کر سکتا تھا۔

۳۶۴۶ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ : ثَنَا حَجَّاجٌ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ زِيَادٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ، عَنْ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ، قَالَ : كُنَّا مَعَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فَسَمِعْنَا رَجُلًا يَهْتِفُ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ، فَقَالَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (مَنْ هٰذَا ؟) قَالُوْا : عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَسَكَتَ

۳۶۴۶: علی بن حسین نے مروان بن حکم سے نقل کیا کہ ہم عثمانؓ کے ساتھ ہم نے ایک آدمی کی آواز سنی جو بلند آواز سے حج وعمرے کا تلبیہ کہہ رہا ہے۔عثمان نے پوچھا یہ کون ہے؟ انہوں نے بتلایا یہ علی ؓ ہیں تو عثمانؓ خاموش ہو گئے۔

۳۶۴۷ : حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ، قَالَ : ثَنَا الْخَصِيْبُ، قَالَ : ثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ جُرَيِّ بْنِ كُلَيْبٍ، وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ أَنَّ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ خَطَبَ، فَنَهٰى عَنِ الْمُتْعَةِ فَقَامَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَلَبّٰى بِهِمَا، فَأَنْكَرَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ذٰلِكَ، فَقَالَ لَهٗ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (إِنَّ أَفْضَلَنَا فِيْ هٰذَا الْأَمْرِ، أَشَدُّنَا اتِّبَاعًا لَهٗ)

۳۶۴۷: جری بن کلیب اور عبداللہ بن شقیق کہتے ہیں کہ عثمانؓ نے خطبہ دیا انہوں نے تمتع سے منع کیا تو علی ؓ کھڑے ہوئے اور حج وعمرہ دونوں کا تلبیہ کہا اس کو عثمانؓ نے ناپسند کیا تو علی ؓ نے فرمایا اس معاملے میں ہم میں افضل وہ ہے جو آپ کی اتباع میں زیادہ مضبوط ہے۔

۳۶۴۸ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ : ثَنَا حَجَّاجٌ، قَالَ : ثَنَا هُشَيْمٌ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ بِشْرٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ الْيَشْكُرِيِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ (لَوْ أَهْلَلْتُ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ، طُفْتُ لَهُمَا طَوَافًا وَاحِدًا، وَلَكُنْتُ مُهْدِيًا) قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَهٰذَا مَنْ ذَكَرْنَا مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَدْ صَرَفَ تَأْوِيْلَ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ (فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ) إِلٰى خِلَافِ مَا صَرَفَهٗ إِلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ، وَهُوَ أَصَحُّ التَّأْوِيْلَيْنِ عِنْدَنَا، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ، لِأَنَّ فِي الْآيَةِ مَا يَدُلُّ عَلٰى فَسَادِ تَأْوِيْلِ ابْنِ الزُّبَيْرِ، لِأَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ (فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ، فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ) وَالصِّيَامُ فِي الْحَجِّ، لَا يَكُوْنُ بَعْدَ فَوْتِ الْحَجِّ، وَلٰكِنَّهٗ قَبْلَ فَوْتِهٖ ثُمَّ قَالَ (وَسَبْعَةٍ إِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ، ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ أَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ) فَكَانَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ إِنَّمَا جَعَلَ الْمُتْعَةَ، وَأَوْجَبَ فِيْهَا مَا أَوْجَبَ عَلٰى مَنْ فَعَلَهَا إِذَا لَمْ يَكُنْ أَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَقَدْ أَجْمَعَتِ الْأُمَّةُ أَنَّ مَنْ كَانَ أَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، أَوْ غَيْرَ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ، فَفَاتَهُ الْحَجُّ، أَنَّ

حُكْمَهُ فِي ذٰلِكَ وَحُكْمَ غَيْرِهِ سَوَاءٌ وَأَنَّ بِحُضُورِ أَهْلِهِ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ لَا يُخَالِفُ بِبُعْدِهِمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَثَبَتَ بِذٰلِكَ أَنَّ الْمُتْعَةَ الَّتِي ذَكَرَهَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي هٰذِهِ الْآيَةِ هِيَ الَّتِي يَفْتَرِقُ فِيهَا مَنْ كَانَ أَهْلُهُ بِحَضْرَةِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَنْ كَانَ أَهْلُهُ بِغَيْرِ حَضْرَةِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَذٰلِكَ فِي التَّمَتُّعِ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ الَّتِي كَرِهَهَا مُخَالِفُنَا وَقَدْ رَوَى عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ فِي ذٰلِكَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

۳۶۴۸: سلیمان یشکری نے جابر بن عبداللہ سے روایت کی ہے۔ اگر میں حج وعمرہ کا احرام باندھوں اوران کے لئے میں ایک طواف کروں تو میں ضرور سیدھی راہ پانے والا ہوں۔ امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ہم نے تذکرہ کیا انہوں نے آیت: ﴿فمن تمتع بالعمرة......﴾ کی تاویل وتفسیر حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی تفسیر سے مختلف کی ہے ہمارے ہاں یہ تاویل اس سے بدرجہ اولیٰ ہے (واللہ اعلم) کیونکہ خود آیت کریمہ میں ہی تفسیر ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے درست نہ ہونے کی دلیل موجود ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص حج کے ساتھ عمرہ کا فائدہ اٹھائے وہ جو جانور میسر ہو وہ لے جائے اور جس کو میسر نہ ہو وہ ایام حج میں تین دن کے روزے رکھے اور وہ روزے حج کے فوت ہونے کے بعد نہیں بلکہ پہلے رکھے جاتے ہیں پھر ارشاد فرمایا کہ سات روزے گھر لوٹ کر رکھو یہ کل دس مکمل ہوئے یہ اس شخص کے لئے اجازت ہے جس کا گھر مسجد حرام کے پاس نہ ہو۔ تو اللہ تعالیٰ تمتع اور اس کے کرنے والے پر جو چیز لازم ہوتی ہے اس کو ان لوگوں کے لئے مقرر فرمایا جو مکہ مکرمہ کے رہائشی نہ ہو ں اور امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ مکی اور غیر مکی سے اگر حج فوت ہو جائے تو ان کا ایک ہی حکم ہے۔ مسجد حرام سے قرب کی بناء پر اس کا حکم اس حکم کے خلاف نہ ہوگا جو مسجد حرام سے دور رہنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ اس آیت کریمہ میں جس تمتع کا تذکرہ ہے۔ یہ وہی ہے جس میں حرم اور غیر اہل حرم سے مختلف ہے۔ اور یہ حج کے ساتھ عمرہ ملا کر کرنے والا تمتع ہے جس کو فریق معترض مکروہ قرار دیتے ہیں روایت ابن عباس ذیل میں ملاحظہ ہو۔

**حاصل روایات:** ان تمام اصحاب کرام نے فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ کی تفسیر وہی قرار دی جو اس کے الفاظ کے [illegible]یب تر ہے کہ اس سے حج تمتع ہی مراد ہے یہ دونوں میں اعلیٰ تاویل ہے جو سیاق آیت کے مطابق ہے۔ کیونکہ تمتع کرنے والے کو [illegible]ی نہ ہونے کی صورت میں حج کے دنوں میں تین روزے اور گھر آ کر سات روزے رکھنے کا حکم ہے اور حج کو فوت ہونے کی ص[illegible]ت میں تو یہ ممکن ہی نہیں رہتا۔ دوسرا تمتع کی اجازت باہر والے شخص کو دی گئی۔ مسجد حرام کے رہنے والے کو نہیں دی گئی۔

اور پوری امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ جس سے حج فوت ہو جائے خواہ وہ حرم مکہ کا مقیم ہو یا باہر سے آنے والا مسا[illegible] دونوں کا حکم یکساں ہے۔ دونوں کے حکم میں کوئی فرق نہیں۔ اگلے سال ان کو حج کرنا ہوگا۔ اور اس آیت میں تمتع کا حق صرف [illegible] کو دیا گیا جو باہر سے آنے والے ہوں مسجد حرام کے پاس ہونے والے مراد نہیں اور یہ صورت حج تمتع میں ہو سکتی ہے جس کو ا[illegible]

صحابہ کرام نے بیان کیا۔ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ تاویل میں ممکن نہیں۔

## ایام حج میں عمرہ کرنے کی وجہ:

اہل جاہلیت محرم کو صفر قرار دیتے اور کہتے اذا برأ الدبر و عفا الاثرو انسلخ صفر۔ حلت العمرة لمن اعتمر" جب سواری کا زخم درست ہو جائے اور نشان مٹ جائے صفر گزر جائے تو تب عمرہ حلال ہے۔حج کے مہینوں میں عمرے کو بڑا گناہ قرار دیتے جیسا کہ روایت ابن عباس رضی اللہ عنہما میں ہے۔

۳۶۴۹ :مَا قَدْ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ : ثَنَا الْمُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ، قَالَ : ثَنَا وُهَيْبٌ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ طَاوُسٍ، عَنْ (ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانُوْا يَرَوْنَ أَنَّ الْعُمْرَةَ فِيْ أَشْهُرِ الْحَجِّ، مِنْ أَفْجَرِ الْفُجُوْرِ قَالَ : وَكَانُوْا يُسَمُّوْنَ الْمُحَرَّمَ صَفَرًا وَيَقُوْلُوْنَ : إِذَا بَرَأَ الدَّبَرْ، وَعَفَا الْأَثَرْ، وَانْسَلَخَ صَفَرْ حَلَّتَ الْعُمْرَةُ لِمَنْ اعْتَمَرْ فَقَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ صَبِيْحَةَ رَابِعِهٖ وَهُمْ مُلَبُّوْنَ بِالْحَجِّ، فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَجْعَلُوْهَا عُمْرَةً قَالُوْا : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَيُّ حِلٍّ نَحِلُّ ؟ قَالَ الْحِلُّ كُلُّهُ) فَهٰذَا ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَدْ أَخْبَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا فَسَخَ الْحَجَّ إِلَى الْعُمْرَةِ، لِيُعَلِّمَ النَّاسَ خِلَافَ مَا كَانُوْا يَكْرَهُوْنَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، وَلِيَعْلَمُوْا أَنَّ الْعُمْرَةَ فِيْ أَشْهُرِ الْحَجِّ مُبَاحَةٌ، كَهِيَ فِيْ غَيْرِ أَشْهُرِ الْحَجِّ فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ : فَقَدْ ثَبَتَ بِهٰذَا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ إِحْرَامَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا كَانَ بِحَجَّةٍ مُفْرَدَةٍ، فَقَدْ خَالَفَ هٰذَا مَا رَوَيْتُمْ عَنْهُ مِنْ تَمَتُّعِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقِرَانِهٖ قِيْلَ لَهٗ : مَا فِيْ هٰذَا خِلَافٌ لِذٰلِكَ، لِأَنَّهٗ قَدْ يَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ إِحْرَامُهٗ أَوَّلًا، كَانَ بِحَجَّةٍ حَتّٰى قَدِمَ مَكَّةَ فَفَسَخَ ذٰلِكَ بِعُمْرَةٍ، ثُمَّ أَقَامَ عَلَيْهَا عَلٰى أَنَّهَا عُمْرَةٌ، وَقَدْ عَزَمَ أَنْ يُحْرِمَ بَعْدَهَا بِحَجَّةٍ، فَكَانَ فِيْ ذٰلِكَ مُتَمَتِّعًا، ثُمَّ لَمْ يَطُفْ لِلْعُمْرَةِ حَتّٰى أَحْرَمَ بِالْحَجَّةِ، فَصَارَ بِذٰلِكَ قَارِنًا فَهٰذِهٖ وُجُوْهُ أَحَادِيْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَدْ صَحَّتْ وَالْتَأَمَتْ، عَلٰى أَنَّ الْقِرَانَ كَانَ قَبْلَهُ التَّمَتُّعُ وَالْإِفْرَادُ، فَلَمْ تَتَضَادَّ إِلَّا أَنَّ فِيْ قَوْلِهٖ (لَوْلَا أَنِّيْ سُقْتُ الْهَدْيَ لَحَلَلْتُ كَمَا حَلَّ أَصْحَابِيْ) دَلِيْلًا عَلٰى أَنَّ سِيَاقَهُ الْهَدْيَ قَدْ كَانَتْ فِيْ وَقْتٍ قَدْ أَحْرَمَ فِيْهِ بِعُمْرَةٍ، يُرِيْدُ بِهَا التَّمَتُّعَ إِلَى الْحَجَّةِ، لِأَنَّهٗ لَوْ لَمْ يَكُنْ فَعَلَ ذٰلِكَ، لَكَانَ هَدْيُهٗ ذٰلِكَ تَطَوُّعًا، وَالتَّطَوُّعُ مِنَ الْهَدْيِ غَيْرُ مَانِعٍ مِنَ الْإِحْلَالِ الَّذِيْ يَكُوْنُ لَوْ لَمْ يَكُنِ الْهَدْيُ فَدَلَّ ذٰلِكَ عَلٰى أَنَّ إِحْرَامَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ أَوَّلًا بِعُمْرَةٍ، ثُمَّ أَتْبَعَهَا حَجَّةً، عَلَى السَّبِيْلِ الَّذِيْ ذَكَرْنَا فِيْمَا تَقَدَّمَ مِنْ هٰذَا الْبَابِ وَلِمَا ثَبَتَ بِمَا وَصَفْنَا إِبَاحَةَ الْعُمْرَةِ فِيْ أَشْهُرِ الْحَجِّ، أَرَدْنَا أَنْ نَنْظُرَ، هَلِ الْهَدْيُ

الْوَاجِبُ فِي الْقِرَانِ كَانَ لِنُقْصَانٍ دَخَلَ الْعُمْرَةَ أَوَ الْحَجَّةَ إِذَا قُرِنَتَا أَمْ لَا ؟ فَرَأَيْنَا ذٰلِكَ الْهَدْيَ يُؤْكَلُ مِنْهُ وَكَذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَهُ.

۳۶۴۹: عبداللہ بن طاؤس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا کہ (اہل جاہلیت) عمرے کو حج کے مہینوں میں عظیم ترین گناہ قرار دیتے تھے۔ یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ہیں جو یہ بتلا رہے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کو فسخ کر کے عمرہ کے ساتھ ملا لیا تاکہ وہ لوگوں کو جاہلیت کے طرز عمل کے خلاف بات سکھلائیں اور لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ حج کے مہینوں میں اسی طرح مباح ہے جیسا کہ حج کے مہینوں کے علاوہ مہینوں میں مباح ہے اگر کوئی معترض یہ کہے کہ جناب اس روایت نے تو ثابت کر دیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حج، حج افراد تھا اور یہ بات تو اس روایت کے خلاف ہے جو تم پہلے ثابت کر چکے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حج تمتع اور قران تھا۔ اسکے جواب میں یہ عرض کیا جائے گا۔ کہ اس میں کچھ قباحت نہیں کیونکہ یہ عین ممکن ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا احرام ابتداء میں حج افراد کا ہو جب آپ مکہ تشریف لائے تو آپ نے اس کو فسخ کر کے عمرہ میں تبدیل کر لیا پھر اس احرام عمرہ میں قائم رہے اور آپ عمرہ کے بعد حج کا پختہ ارادہ فرما چکے تھے تو آپ اس میں تمتع بن گئے۔ پھر آپ نے عمرہ کا طواف اس وقت تک نہ کیا یہاں تک کہ حج کا احرام باندھا پس اس سے آپ قارن بن گئے۔ یہ روایت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی صورتیں ہیں جو کہ صحیح ہو گئیں اور آپس میں موافق ہو گئیں اس طرح کہ قران سے پہلے تمتع اور افراد تھا۔ پس ان روایات میں تضاد نہ رہا البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ آپ نے فرمایا: "لو لا انی سقت الھدی لحللت کما حل اصحابی" "اگر میں نے ہدی روانہ نہ کی ہوتی تو میں بھی عمرے سے حلال ہو جاتا جیسا کہ میرے اصحاب نے عمرہ کر کے احرام کھول دیا" یہ ارشاد اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کا ہدی روانہ کرنا ایسے وقت میں تھا جب کہ آپ کا عمرہ کا احرام باندھنے والے تھے اور آپ کا ارادہ اس سے حج تمتع کا تھا کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو پھر آپ کی ہدی نفلی ٹھہرتی ہے اور نفلی ہدی عمرے سے حلال ہونے کے لئے رکاوٹ نہیں ہے جیسا اس کے لئے کوئی مانع نہیں جو ہدی نہ رکھتا ہو۔ پس اس سے دلالت میسر آ گئی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا احرام پہلے تو عمرہ کے لئے تھا پھر حج کے لئے اس طریق سے ہو گیا جیسا کہ ہم نے اس کتاب میں بیان کیا اور ہمارے اس بیان سے حج کے مہینوں میں عمرہ کی اباحت بھی ثابت ہو گئی۔ اب ہم یہ جانتے ہیں کہ ہم غور کریں کہ آیا قران میں جو قربانی واجب ہوتی ہے وہ اس نقصان کی بناء پر ہے جو نقصان حج و عمرہ کو ملانے کی وجہ سے ہوا یا کچھ اور۔ پس ہم جانتے ہیں کہ اس ھدی کا گوشت کھایا جاتا ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح اپنے ہدایا کا گوشت کھایا تھا روایت ملاحظہ ہو۔

**تخریج**: بخاری فی الحج باب ۳٤، مناقب الانصار باب ۲٦، مسلم فی الحج ۱۹۸، نسائی فی المناسك باب ۷۷، مسند احمد ۱/ ۲۵۲۔

اس رسم بد کو باطل کرنے کے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۴ ذوالحجہ کو حج کا تلبیہ کہتے ہوئے تشریف لائے تو آپ نے صحابہ

کرام کواسے نسخ کر کے عمرہ بنانے کا حکم دیا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کون سے حل میں اہم اتریں گے؟ آپ نے فرمایا۔ حل تمام کا تمام اترنے کی جگہ ہے۔

**حاصل روایات**: یہ ہوا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ خبر دی کہ آپ نے حج کو فسخ کر کے عمرے کو اختیار کیا تا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ ایام حج میں عمرہ نہ ممنوع ہے اور نہ گناہ ہے۔ بلکہ حج کے مہینوں کے علاوہ دنوں کی طرح ایام حج میں بھی عمرہ درست ہے۔

## اس پر ایک اشکال:

ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حج حج مفرد تھا۔ حالانکہ یہ بات ان روایات کے خلاف ہے جو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حج تمتع کے متعلق مذکور ہو چکیں۔

**ج**: یہ بات اس کے مخالف نہیں ہے کیونکہ یہ جائز ہے کہ پہلے آپ کا احرام حج کا ہو اور اسی حالت میں آپ مکہ تشریف لائے۔ پھر آپ نے اس رسم کے ابطال کے لئے حج کو فسخ کر کے عمرے کا احرام باندھ لیا ہو۔ پھر عمرے کی حالت میں اقامت اختیار کی ہو اور اس کے بعد حج کا پختہ ارادہ کیا ہو۔ تو اس حالت میں آپ متمتع ہوئے پھر عمرہ کا طواف کرنے سے پہلے حج کا احرام باندھ لیا تو اس سے قارن بن گئے۔ اس طرح سے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تمام روایات باہمی مل گئیں اور درست ہو گئیں اور ان میں کوئی تضاد باقی نہ رہا۔ کہ قران ہی پہلے تمتع اور افراد تھا۔

البتہ لو لا انی سقت الهدی لحللت الحدیث یہ جملہ دلالت کر رہا ہے کہ ہدی اس وقت روانہ فرمائی جب آپ عمرے کا احرام باندھ چکے تھے اس سے مراد حج تمتع ہے اگر آپ احرام کھول دیتے تو پھر یہ نفلی ہدی کہلاتی۔ نفلی ہدی حلال ہونے سے مانع نہیں ہے جیسا ہدی نہ ہونے کی صورت میں ہوتا ہے۔

اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا احرام پہلے عمرے کا تھا پھر اس کے بعد حج کا احرام باندھا ہے جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر آئے حج کے مہینوں میں عمرہ کا جواز ثابت ہو گیا۔

## دم قران پر ایک نظر:

قران میں واجب ہونے والی ہدی پر ہم نے غور کیا کہ یہ جبر نقصان کی ہدی ہے جو حج وعمرہ کو ملانے کی وجہ سے لازم آیا یا یہ دم شکر ہے جو دو عبادات کی اکٹھی توفیق میسر آنے کی وجہ سے ادا کیا گیا ہے چنانچہ ہم نے دیکھا کہ یہ ہدی کھائی جاتی ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح کیا ہے۔

جیسا کہ اس روایت میں ہے۔

۳۶۵۰ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ وَفَهْدٌ، قَالَا : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ : حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، قَالَ : حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي الْحَدِيْثِ الطَّوِيْلِ قَالَ : (وَكَانَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَدِمَ مِنَ الْيَمَنِ بِهَدْيٍ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَكَانَ جَمَاعَةُ الْهَدْيِ الَّذِيْ قَدِمَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلِيٌّ مِنَ الْيَمَنِ، مِائَةَ بَدَنَةٍ، فَنَحَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهَا ثَلَاثًا وَسِتِّيْنَ بِيَدِهٖ، وَنَحَرَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَبْعَةً وَثَلَاثِيْنَ، فَأَشْرَكَ عَلِيًّا فِيْ هَدْيِهٖ ثُمَّ أَخَذَ مِنْ كُلِّ بَدَنَةٍ بِضْعَةً فَجُعِلَتْ فِيْ قِدْرٍ فَطُبِخَتْ، فَأَكَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنْ لَحْمِهَا وَشَرِبَ مِنْ مَرَقِهَا) فَلَمَّا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ ثَبَتَ عَنْهُ بِمَا ذَكَرْنَا قَبْلَ هٰذَا الْفَصْلِ، أَنَّهٗ قَرَنَ وَأَنَّهٗ كَانَ عَلَيْهِ لِذٰلِكَ هَدْيٌ، ثُمَّ أَهْدٰى هٰذِهِ الْبُدْنَ الَّتِيْ ذَكَرْنَا، فَأَكَلَ مِنْ كُلِّ بَدَنَةٍ مَا وَصَفْنَا، ثَبَتَ بِذٰلِكَ إِبَاحَةُ الْأَكْلِ مِنْ هَدْيِ الْمُتْعَةِ وَالْقِرَانِ فَلَمَّا كَانَ ذٰلِكَ الْهَدْيُ، مِمَّا يُؤْكَلُ مِنْهُ، اعْتَبَرْنَا حُكْمَ الدِّمَاءِ الْوَاجِبَةِ لِلنُّقْصَانِ، هَلْ هِيَ كَذٰلِكَ أَمْ لَا ؟ فَرَأَيْنَا الدَّمَ الْوَاجِبَ مِنْ قَصِّ الْأَظَافِرِ، وَحَلْقِ الشَّعْرِ، وَالْجِمَاعِ، وَكُلُّ دَمٍ يَجِبُ لِتَرْكِ شَيْءٍ مِنَ الْحَجَّةِ، لَا يُؤْكَلُ شَيْءٌ مِنْ ذٰلِكَ، فَكَانَ كُلُّ دَمٍ وَجَبَ لِإِسَاءَةٍ أَوْ لِنُقْصَانٍ، لَا يُؤْكَلُ مِنْهُ، وَكَانَ دَمُ الْمُتْعَةِ وَالْقِرَانِ، يُؤْكَلُ مِنْهُمَا فَثَبَتَ بِذٰلِكَ أَنَّهُمَا وَجَبَا لِمَعْنًى، خِلَافِ الْإِسَاءَةِ وَالنُّقْصَانِ فَهٰذِهٖ حُجَّةٌ قَاطِعَةٌ عَلٰى مَنْ كَرِهَ الْقِرَانَ وَالتَّمَتُّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ ثُمَّ الْكَلَامُ بَعْدَ ذٰلِكَ، بَيْنَ الَّذِيْنَ جَوَّزُوا التَّمَتُّعَ وَالْقِرَانَ، فِيْ تَفْضِيْلِ بَعْضِهِمَ الْقِرَانَ عَلَى التَّمَتُّعِ، وَفِيْ تَفْضِيْلِ الْآخَرِيْنَ التَّمَتُّعَ عَلَى الْقِرَانِ فَنَظَرْنَا فِيْ ذٰلِكَ، فَكَانَ فِي الْقِرَانِ تَعْجِيْلُ الْإِحْرَامِ بِالْحَجِّ، وَفِي التَّمَتُّعِ تَأْخِيْرُهٗ، فَكَانَ مَا عُجِّلَ مِنَ الْإِحْرَامِ بِالْحَجِّ، فَهُوَ أَفْضَلُ وَأَتَمُّ لِذٰلِكَ الْإِحْرَامِ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ (وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ، ) قَالَ (إِتْمَامُهَا أَنْ تُحْرِمَ بِهِمَا مِنْ دُوَيْرَةِ أَهْلِكَ)

۳۶۵۰: جعفر بن محمد نے اپنے والد سے انہوں نے جابر بن عبداللہؓ سے طویل حدیث میں بیان کیا کہ جناب علی ؓ جناب رسول اللہ ﷺ کے لئے یمن سے ہدی کے جانور لائے ان کی تعداد ایک سو اونٹ تھی پس جناب رسول اللہ ﷺ نے تریسٹھ اونٹ اپنے دست اقدس سے نحر فرمائے اور علی ؓ نے سینتیس ذبح کئے آپ ﷺ نے ان کو اپنی ہدی میں شریک فرمایا پھر ان میں سے ہر ایک اونٹ سے ایک ایک ٹکڑا لیا اور اس کو ایک ہنڈیا میں ڈال کر پکایا گیا۔ پس جناب رسول اللہ ﷺ اور علی ؓ نے اس گوشت میں سے کچھ گوشت کھایا اور اس کا شوربہ پیا۔ جب ہماری سابقہ گفتگو سے آپ کا قارن ہونا ثابت ہو گیا اور آپ پر یہ ہدی اسی بناء پر تھی۔ پھر آپ نے اپنے مذکورہ ہدایا ذبح کیے اور ہر اونٹ کے گوشت سے تھوڑا تھوڑا گوشت تناول فرمایا۔ تو اس سے ثابت ہوا کہ تمتع و قران کی ہدی کا گوشت کھانا جائز ہے۔ پس جب یہ ہدی ان قربانیوں میں سے تھی جن کا گوشت کھایا جاتا ہے تو ہم نے نقصان کی بناء پر لازم ہونے والی قربانیوں پر غور کیا کہ ان کا حکم اس طرح ہے یا اس سے مختلف تو ہم نے یہ بات پائی کہ ناخن تر

شوانے' بال کاٹنے اور جماع کی وجہ سے واجب شدہ قربانی اور ہر وہ قربانی جو کسی عمل کے ترک پر لازم ہوئی ہو اس میں سے کھانا جائز نہیں۔ جب قربانی کسی گناہ کے ارتکاب یا کسی باعث لازم ہو تو سے کھانا جائز نہیں۔ اور تمتع وقران کی قربانی سے کھایا جاسکتا ہے۔ تو اس سے ثابت ہو گیا کہ یہ قربانیاں گناہ یا ترک عمل کے علاوہ اور کسی وجہ سے لازم ہوتی ہیں۔ پس یہ ان لوگوں کے خلاف پختہ دلیل ہے۔ جو حج وعمرہ کے قران وتمتع کو مکروہ جانتے ہیں۔ اب اس کے بعد تمتع وقران کو جائز قرار دینے والوں کے مابین اختلاف ہے۔ بعض علماء نے قران کو تمتع پر اور دوسروں نے تمتع کو قران پر فضیلت دی ہے۔ ہم نے اس سلسلہ میں غور کر کے دیکھا کہ قران کی صورت میں حج کا احرام جلد باندھا جاتا ہے اور تمتع کی صورت میں اس احرام میں تاخیر ہوتی ہے۔ وہ حج جس کا احرام جلد باندھا جائے وہ افضل اور زیادہ کامل ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد **واتمع الحج والعمرة لله......** کے متعلق اس طرح تفسیر وارد ہے کہ اس کا اتمام یہ ہے کہ اپنے گھر سے احرام باندھ لے۔

**تخریج** : ابو داؤد فی المناسك باب ٥٦' ابن ماجه فی المناسك باب ٨٤' دارمی فی المناسك باب ٣٤۔

**حاصل کلام:** جب پہلے آپ کے حج سے متعلق ثابت ہو چکا کہ وہ قران تھا اور یہ ہدایا دم قران تھا جناب رسول اللہ ﷺ نے ہر اونٹ سے گوشت لے کر استعمال فرمایا۔ تو اس سے ہدی تمتع اور قران کے گوشت کو کھانے کی اباحت ثابت ہوئی جب یہ ان ہدایا میں سے ہوا کہ جن کا گوشت کھایا جاتا ہے۔ تو اب دم جبر پر غور کیا کہ ان کو کھانا درست ہے یا نہیں چنانچہ ناخن اتارنے' بال مونڈنے' جماع کرنے' حج کی کسی ضروری چیز کو چھوڑ دینے پر جتنے دم دیئے جاتے ہیں ان کا کھانا درست نہیں۔ اور دم تمتع وقران کو کھانا جائز ہے۔ تو اس سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ دونوں دم جبر نہیں ہیں بلکہ دم شکر ہیں اس سے ان لوگوں کی بات نادرست ثابت ہوئی جو قران وتمتع کو جائز قرار نہیں دیتے۔

## قران وتمتع میں افضلیت کا فیصلہ نظری دلیل سے:

تمتع وقران میں افضل کون ہے روایات سے ہم ثبوت دے چکے اب دلیل سے جب ہم دیکھتے ہیں کہ قران میں حج کا احرام جلد باندھا جاتا ہے جبکہ تمتع میں آٹھویں کو باندھا جاتا ہے تو وہ حج جس میں احرام جلد باندھا جائے وہ اس حج سے افضل ہے جس میں احرام تاخیر سے باندھا جائے علی رضی اللہ عنہ کا قول اس آیت کی تفسیر ''واتموا الحج والعمرة لله'' (البقرہ۔۱۹۶) میں وارد ہے کہ اتمام سے مراد یہ ہے کہ ان کا احرام اپنے گھر سے ہی باندھ لے۔

روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ ہے:

۳۶۵۱ : حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ ابْنُ مَرْزُوْقٍ' قَالَ : ثَنَا وَهْبٌ' عَنْ شُعْبَةَ' عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ' عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَمَةَ' عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَلَمَّا كَانَ فِي الْقِرَانِ تَقْدِيْمُ الْاِحْرَامِ بِالْحَجِّ عَلَى الْوَقْتِ الَّذِيْ يُحْرِمُ بِهٖ فِي التَّمَتُّعِ' كَانَ الْقِرَانُ أَفْضَلَ مِنَ التَّمَتُّعِ وَكُلَّمَا أَثْبَتْنَا وَصَحَّحْنَا فِيْ هٰذَا الْبَابِ' هُوَ قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ' وَأَبِيْ يُوْسُفَ وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى .

۳۶۵۱: شعبہ نے عمرو بن مرہ سے انہوں نے عبداللہ بن سلمہ سے انہوں نے علی رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کی ہے۔ جب قران میں احرام حج تمتع کے احرام سے مقدم ہے تو قران افضل ہے اور جو کچھ ہم نے اس باب میں ثابت وصحیح قرار دیا وہ امام ابوحنیفہ ابو یوسف ومحمد رحمہم اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔

**حاصل روایات:** جب قران میں احرام حج اس وقت سے پہلے باندھ لیا جاتا ہے جو کہ حج تمتع میں ہوتا ہے تو قران تمتع سے افضل ہوا یہ جن روایات کو ہم نے تطبیق سے ترجیح دی اور دلائل ترجیح وافر مقدار میں ذکر کر دیئے یہ ہمارے ائمہ ابوحنیفہ ابو یوسف محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔

اس باب میں جہاں جہاں اشکال پیش کر کے جوابات دیئے گئے ہیں دراصل یہ ان صحابہ کرام سے وارد ہونے والی ان روایات کا روایات سے جواب ہے اور پھر اشکال کی صورت میں ذکر کر کے مزید روایات سے تائید کر کے جواب یہ سونے پر سہاگہ امام طحاوی رحمہ اللہ کی کوشش کا محور یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ روایات میں تطبیق پیدا ہو کر موافقت پیدا ہو جائے تا کہ کسی روایت کا قصداً ترک لازم نہ آئے۔ بہت کم محدثین اس گھاٹی کو اپنانے والے ہیں۔ للہ درہ ما احسن طریقه۔ اس باب میں قران وتمتع کو افراد پر فضیلت اور قران وتمتع کا جواز اور اشہر حج میں عمرے کا جواز اور ہدی تمتع وقران کے کھانے کا جواز جیسے اہم مسائل پر بحث کر کے آخر میں قران کی تمتع پر افضلیت کو ثابت کر کے باب ختم کیا لفظ متعہ کا استعمال نمبر ا حج کا احرام باندھ کر پھر مکہ مکرمہ پہنچ کر طواف وسعی کر کے حلق کے بعد احرام کھول دیا جائے یہ پہلے جائز تھا پھر منسوخ ہو چکا۔

نمبر ۲: حج کا احرام باندھ کر پھر اسے فسخ کر کے عمرہ کا احرام باندھ کر سعی وحلق کے بعد احرام کھول دیا جائے یہ بھی پہلے جائز تھا پھر منسوخ ہوا۔

نمبر ۳: موسم حج میں احرام باندھے پھر روک لیا جائے تا آنکہ ایام حج گزر جائیں پھر چھوٹنے پر عمرہ کے افعال ادا کر کے احرام کھول دے۔

نمبر ۴: میقات سے عمرہ کا احرام باندھ کر عمرہ کے افعال ادا کرے پھر حلال ہو جائے اور ایام حج میں حج کا احرام باندھے۔

نمبر ۵: متعہ النساء یہ بھی حرام ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں جس متعہ پر وعید ہے وہ پہلی تینوں منسوخ اقسام اور یہ پانچویں قسم مراد ہے۔ چوتھی قسم ہرگز مراد نہیں ہے۔

## بَابُ الْهَدْیِ يُسَاقُ لِمُتْعَةٍ أَوْ قِرَانٍ هَلْ يُرْكَبُ أَمْ لَا ؟

### ہدی پر سواری کا کیا حکم ہے؟

**خلاصۃ المرام:** ① ہدی کے جانور کا دودھ استعمال کرنا بلا کراہت جائز ہے كذا قال احمد۔ ② مگر ائمہ ثلاثہ کے ہاں دودھ کا استعمال درست نہیں اگر کر لیا تو تاوان لازم ہوگا البتہ امام مالک تاوان کے قائل نہیں۔ ① ہدی کے جانور پر سواری اسحاق بن راہویہ کے ہاں بلا کراہت جائز ہے ② جبکہ ائمہ اربعہ کے ہاں بلا ضرورت سواری کرنا جائز نہیں۔ ضرورت شدیدہ کی صورت

میں جائز ہے۔ اگر اس سے جانور میں کمزوری آئی تو تاوان ادا کرے گا۔

## فریق اوّل کا موقف اور دلائل:

ہدی قران و تمتع پر بلا کراہت سواری درست ہے اس میں کسی قسم کی قباحت نہیں ہے۔ دلیل یہ روایات ہیں۔

**۳۶۵۲ : حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ (أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا يَسُوقُ بَدَنَةً قَالَ ارْكَبْهَا فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّهَا بَدَنَةٌ، قَالَ ارْكَبْهَا وَيْلَكَ)**

۳۶۵۲: اعرج نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ ہدی کے جانور کو ہانک رہا ہے آپ نے فرمایا اس پر سوار ہو جاؤ۔ وہ کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ یہ ہدی کا اونٹ ہے آپ نے فرمایا۔ تم اس پر سوار ہو جاؤ! تم پر افسوس ہے۔

**تخریج** : بخاری فی الحج باب۱۰۳/۱۱۲، والوصایاباب۱۲، الادب باب۹۵، مسلم فی الحج ۳۷۱/۳۷۳، ابو داؤد فی ناسك باب۱۷، ترمذی فی الحج باب۷۲، نسائی فی الحج باب۷۳/۷٤، ابن ماجه فی المناسك باب۱۰۰، دارمی فی المناسك باب۶۹، مالك فی الحج ۱۳۵، مسند احمد ۲٤٥/۲، ٤۷۳، ٤۷۸، ۹۹/۳، ۱۰٦، ۲۳٤، ۲٥۱، ۲۷٦، ۲۹۱۔

**۳۶۵۳ : حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ : أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِثْلَهُ.**

۳۶۵۳: ابن عجلان نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔

**۳۶۵۴ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا الْوَهْبِيُّ، قَالَ : ثَنَا ابْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ عَمِّهِ مُوسَى بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ لَهُ فِي الثَّالِثَةِ أَوْ الرَّابِعَةِ "ارْكَبْهَا وَيْحَكَ "**

۳۶۵۴: موسیٰ بن یسار نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح کی روایت کی ہے۔ البتہ اس میں اتنا اضافہ ہے کہ آپ نے اس کو تیسری یا چوتھی مرتبہ فرمایا تم پر تعجب ہے سوار ہو جاؤ۔

**۳۶۵۵ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ : ثَنَا حَجَّاجٌ، قَالَ : ثَنَا حَمَّادٌ، هُوَ ابْنُ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : (مَرَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ يَسُوقُ بَدَنَةً، قَالَ ارْكَبْهَا قَالَ : إِنَّهَا بَدَنَةٌ، قَالَ ارْكَبْهَا)**

۳۶۵۵: ابو سلمہ نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا گزر ایک آدمی کے پاس سے ہوا جو ہدی کو ہانک رہا تھا آپ نے اسے فرمایا سوار ہو جاؤ۔ اس نے کہا یہ ہدی کا جانور ہے۔ آپ نے فرمایا تب بھی سوار

ہو جاؤ۔

۳۶۵۶ : حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا مُؤَمَّلٌ، قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مُوْسَى بْنِ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِثْلَهُ.

۳۶۵۶: موسیٰ بن ابوعثمان نے اپنے والد سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح کی روایت کی ہے۔

۳۶۵۷ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا الْمُقَدَّمِيُّ، قَالَ : ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ، قَالَ : ثَنَا مُعْتَمِرٌ، عَنْ أَيُّوْبَ، عَنْ عِكْرَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ رَأَى رَجُلًا يَسُوْقُ بَدَنَةً قَالَ ارْكَبْهَا قَالَ : إِنَّهَا بَدَنَةٌ، قَالَ ارْكَبْهَا بِسَيْرِهَا الَّذِي فِي عُنُقِهَا قَالَ : فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ يُسَايِرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي عُنُقِهَا نَعْلٌ).

۳۶۵۷: عکرمہ نے ابو ہریرہؓ انہوں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا وہ ہدی کو چلا رہا ہے آپ نے اسے فرمایا تو سوار ہو جا اس نے کہا وہ تو ہدی کا جانور ہے آپ نے فرمایا تو اس کی گردن والی علامت کے باوجود سوار ہو جا۔ ابو ہریرہؓ کہتے ہیں میں نے اس کو دیکھا کہ وہ جناب نبی اکرم ﷺ کے ساتھ اس کو چلا رہا تھا اس حال میں کہ اس کی گردن میں ہدی کی علامت "نعل" پڑی ہوئی تھی۔

۳۶۵۸ : حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ حُمَيْدٍ، قَالَ : ثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ حَجَّاجِ بْنِ أَرْطَاةَ، عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ رَأَى رَجُلًا يَسُوْقُ بَدَنَةً، قَالَ (ارْكَبْهَا، وَمَا أَنْتُمْ بِمُسْتَنِّيْنَ سُنَّةً أَهْدَى مِنْ سُنَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)

۳۶۵۸: نافع نے ابن عمر ؓ سے روایت کی کہ انہوں نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ قربانی کے جانور کو ہانک رہا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اس پر سوار ہو جاؤ۔ تمہیں سنت محمد ﷺ سے بہتر اپنانے کی راہ نہ ملے گی۔

۳۶۵۹ : حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ، قَالَ : ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ، قَالَ : أَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيْلُ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : (مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ وَهُوَ يَسُوْقُ بَدَنَةً قَالَ ارْكَبْهَا قَالَ : إِنَّهَا بَدَنَةٌ، قَالَ ارْكَبْهَا)

۳۶۵۹: حمید الطویل نے انس بن مالکؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا گزر ایک ایسے شخص کے پاس سے ہوا جو ہدی کے ایک اونٹ کو چلا رہا تھا۔ آپ نے فرمایا تم اس پر سوار ہو جاؤ اس نے کہا یہ تو ہدی کا جانور ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اس کے باوجود اس پر سوار ہو جاؤ۔

۳۶۶۰ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ خُشَيْشٍ الْبَصْرِيُّ، قَالَ : ثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ : ثَنَا

هِشَامٌ وَشُعْبَةُ، قَالَا : ثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِثْلَهُ قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلٰى أَنَّ الرَّجُلَ إِذَا سَاقَ بَدَنَةً لِمُتْعَةٍ أَوْ قِرَانٍ أَنَّ لَهُ أَنْ يَرْكَبَهَا، وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ بِهٰذِهِ الْآثَارِ وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ، فَقَالُوْا : إِنَّمَا كَانَ هٰذَا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِضُرٍّ رَآهُ مِنَ الرَّجُلِ، فَأَمَرَهُ بِمَا أَمَرَهُ بِهِ لِذٰلِكَ وَهٰكَذَا نَقُوْلُ نَحْنُ : لَا بَأْسَ بِرُكُوْبِهَا فِيْ حَالِ الضَّرُوْرَةِ، وَلَا يَجُوْزُ فِيْ حَالِ الْوُجُوْدِ فَاحْتَمَلَ أَنْ يَكُوْنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِذٰلِكَ لِلضَّرُوْرَةِ كَمَا قَالُوْا، وَاحْتَمَلَ أَنْ يَكُوْنَ ذٰلِكَ لَا لِلضَّرُوْرَةِ، وَلٰكِنْ لِأَنَّ حُكْمَ الْبُدْنِ كُلِّهَا كَذٰلِكَ، تُرْكَبُ فِيْ حَالِ الضَّرُوْرَةِ، وَفِيْ حَالِ الْوُجُوْدِ فَنَظَرْنَا فِيْ ذٰلِكَ،

۳۶۶۰: ہشام شعبہ دونوں نے قتادہ سے انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح روایت کی ہے۔امام طحاوی کہتے ہیں کہ جب ایک آدمی تمتع یا قران کی ھدی روانہ کرے تو وہ اس پر سواری کرسکتا ہے اس قول کو علماء کی ایک جماعت نے اختیار کیا ہے۔اورانہوں نے اس سلسلہ میں ان آثار کو بطور دلیل کے پیش کیا۔اور دیگر حضرات نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے کہا یہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس آدمی کی شدید حاجت کو دیکھ کر خاص اجازت تھی اور اس کو یہ حکم دیا اور ہم بھی اسی طرح کہتے ہیں کہ ضرورت کے وقت اس پر سواری کرنے میں کچھ حرج نہیں مگر دوسری سواری کی موجودگی میں یہ درست نہیں ہے پس اس روایت میں یہ احتمال پیدا ہو گیا کہ یہ حکم آپ نے ضرورت کے پیش نظر دیا جیسا کہ دوسرے قول والوں نے کہا ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ ضرورت کی وجہ سے نہ ہو۔لیکن تمام ہدیا کے جانوروں کا حکم ہے کہ ضرورت کے وقت ان پر سواری کی جاسکتی ہے۔پس اب ہم اس میں غور کرتے ہیں۔

**حاصل روایات:** ان روایات میں ہدی پر سواری کا آپ حکم فرما رہے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ سوار ہونے میں کوئی حرج نہیں خواہ ضرورت ہو یا نہ ہو۔

## فریق ثانی کا مؤقف:

ہدی کے جانور پر سواری بلا ضرورت ناجائز ہے ضرورت شدیدہ ہو تو تب جائز ہے۔اور اگر سوار ہونے سے جانور کو نقصان ہوا تو اس کا ضمان لازم ہوگا۔

## سابقہ مؤقف کا جواب:

ان روایات میں جس شخص کو آپ نے سواری کا حکم دیا وہ ضرورۃً ہے۔ضرورت کو عام قانون کے طور پر استعمال نہیں کر سکتے۔اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ضرورت کی خاطر نہ ہو۔اب اس کے لئے روایات پر نظر ڈالتے ہیں کہ وہ کس جانب کی تصدیق کرتی ہیں۔

۳۶۶۱: فَإِذَا نَصْرُ بْنُ مَرْزُوْقٍ قَدْ حَدَّثَنَا، قَالَ : ثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ، قَالَ : ثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأٰى رَجُلًا يَسُوْقُ بَدَنَةً وَقَدْ جَهِدَ، قَالَ ارْكَبْهَا قَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّهَا بَدَنَةٌ، قَالَ ارْكَبْهَا)

۳۶۶۱: حمید نے انس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے ایک آدمی کو ہدی کا جانور ہانکتے دیکھا وہ آدمی تھکاوٹ سے چور چور تھا۔ آپ نے فرمایا۔ سوار ہو جاؤ۔ اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہدی کا جانور ہے۔

۳۶۶۲: حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ، وَالنُّفَيْلِيُّ، قَالَا : ثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، قَالَ : ثَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيْلُ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأٰى رَجُلًا يَسُوْقُ بَدَنَةً فَكَأَنَّهُ رَأٰى بِهٖ جَهْدًا فَقَالَ ارْكَبْهَا فَقَالَ : إِنَّهَا بَدَنَةٌ، قَالَ ارْكَبْهَا، وَإِنْ كَانَتْ بَدَنَةً) وَقَدْ رُوِيَ فِيْ حَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا حَرْفٌ يَدُلُّ عَلٰى هٰذَا الْمَعْنٰى أَيْضًا.

۳۶۶۲: ثابت نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ ہدی کا جانور ہانک رہا ہے آپ نے اس آدمی کو سخت مشقت میں پایا۔ تو اسے فرمایا سوار ہو جاؤ۔ اس نے کہا وہ ہدی کا جانور ہے۔ آپ نے فرمایا سوار ہو جاؤ۔ اگرچہ وہ ہدی کا جانور ہے۔ اور حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما ایسے الفاظ موجود ہیں جو اسی مفہوم کو ظاہر کرتے ہیں۔ روایت ابن عمر رضی اللہ عنہما ملاحظہ ہو۔

۳۶۶۳: حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ : ثَنَا الْحِمَّانِيُّ، قَالَ : ثَنَا هُشَيْمٌ، عَنِ الْحَجَّاجِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ فِي الرَّجُلِ إِذَا سَاقَ بَدَنَةً فَأَعْيٰى (ارْكَبْهَا، وَمَا أَنْتُمْ بِمُسْتَنِّيْنَ سُنَّةً أَهْدٰى مِنْ سُنَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَدَلَّ ذٰلِكَ أَيْضًا أَنَّ مَا أَمَرَ بِهِ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَأَخْبَرَ أَنَّهُ سُنَّةُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ رُكُوْبُ الْبَدَنَةِ فِيْ حَالِ الضَّرُوْرَةِ ثُمَّ الْتَمَسْنَا حُكْمَ رُكُوْبِ الْهَدْيِ فِيْ غَيْرِ حَالِ الضَّرُوْرَةِ، هَلْ نَجِدُ لَهٗ ذِكْرًا فِيْ غَيْرِ هٰذِهِ الْآثَارِ،

۳۶۶۳: نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ وہ اس آدمی کے بارے میں جو ہدی بھیجے اور وہ تھکاوٹ سے عاجز آ جائے تو وہ اس پر سوار ہو جائے اور تمہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ سے بہتر طریقہ نہ ملے گا۔ اس روایت سے یہ دلالت مل گئی کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جس بات کا حکم دیا اور جس کے متعلق یہ اطلاع دی کہ وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ وہ یہی ہے کہ ضرورت کے وقت ھدی کے جانور پر سواری درست ہے۔ اب ہم بلا ضرورت ھدی کے جانور پر سواری کا حکم تلاش کرتے ہیں کیا دوسرے آثار میں اس کا تذکرہ پایا جاتا ہے۔ روایت ذیل میں ہے۔

۳۶۶۴: فَإِذَا فَهْدٌ قَدْ حَدَّثَنَا، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ خَالِدٍ الْأَحْمَرُ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (ارْكَبُوا الْهَدْيَ بِالْمَعْرُوْفِ، حَتّٰى تَجِدُوْا ظَهْرًا)

۳۶۶۴: ابوالزبیر نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہدی پر مناسب انداز سے سواری کرتے رہو یہاں تک کہ تم سواری پالو۔

**تخریج** : مسلم فی الحج ۳۷۵۔

۳۶۶۵: حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ سِنَانٍ، قَالَ : ثَنَا ابْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ ح

۳۶۶۵: یزید بن سنان کہتے ہیں کہ ہمیں ابن ابی مریم نے بیان کیا۔

۳۶۶۶: وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ، قَالَا : ثَنَا ابْنُ لَهِيْعَةَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، (عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ رُكُوْبِ الْهَدْيِ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ ارْكَبْهَا بِالْمَعْرُوْفِ إِذَا أُلْجِئْتَ إِلَيْهَا، حَتّٰى تَجِدَ ظَهْرًا) فَأَبَاحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ رُكُوْبَهَا فِيْ حَالِ الضَّرُوْرَةِ، وَمَنَعَ مِنْ ذٰلِكَ إِذَا ارْتَفَعَتِ الضَّرُوْرَةُ وَوُجِدَ غَيْرُهَا فَثَبَتَ بِذٰلِكَ أَنَّ هٰذَا حُكْمُ الْهَدْيِ مِنْ طَرِيْقِ الْآثَارِ، تُرْكَبُ لِلضَّرُوْرَاتِ، وَتُتْرَكُ لِارْتِفَاعِ الضَّرُوْرَاتِ ثُمَّ اعْتَبَرْنَا حُكْمَ ذٰلِكَ مِنْ طَرِيْقِ النَّظَرِ، كَيْفَ هُوَ ؟ فَرَأَيْنَا الْأَشْيَاءَ عَلٰى ضَرْبَيْنِ فَمِنْهَا مَا الْمِلْكُ فِيْهِ مُتَكَامِلٌ، لَمْ يَدْخُلْهُ شَيْءٌ يُزِيْلُ عَنْهُ شَيْئًا مِنْ أَحْكَامِ الْمِلْكِ، كَالْعَبْدِ الَّذِيْ لَمْ يُدَبِّرْهُ مَوْلَاهُ، وَكَالْأَمَةِ الَّتِيْ لَمْ تَلِدْ مِنْ مَوْلَاهَا، وَكَالْبَدَنَةِ الَّتِيْ لَمْ يُوْجِبْهَا صَاحِبُهَا فَكُلُّ ذٰلِكَ جَائِزٌ بَيْعُهُ، وَجَائِزٌ الْإِنْتِفَاعُ بِهٖ، وَجَائِزٌ تَمْلِيْكُ مَنَافِعِهٖ بِإِبْدَالٍ، وَبِلَا إِبْدَالٍ وَمِنْهَا مَا قَدْ دَخَلَهُ شَيْءٌ مَنَعَ مِنْ بَيْعِهٖ وَلَمْ يَزُلْ عَنْهُ حُكْمُ الْإِنْتِفَاعِ بِهٖ، مِنْ ذٰلِكَ أُمُّ الْوَلَدِ الَّتِيْ لَا يَجُوْزُ لِمَوْلَاهَا بَيْعُهَا، وَالْمُدَبَّرُ فِيْ قَوْلِ مَنْ لَا يَرٰى بَيْعَهُ فَذٰلِكَ لَا بَأْسَ بِالْإِنْتِفَاعِ بِهٖ وَبِتَمْلِيْكِ مَنَافِعِهٖ لِلَّذِيْ يُرِيْدُ أَنْ يَنْتَفِعَ بِهَا بِبَدَلٍ، أَوْ بِلَا بَدَلٍ فَكَانَ مَالُهُ أَنْ يَنْتَفِعَ بِهٖ، فَلَهُ أَنْ يَمْلِكَ مَنَافِعَهُ مَنْ شَاءَ بِإِبْدَالٍ، وَبِلَا إِبْدَالٍ ثُمَّ رَأَيْنَا الْبَدَنَةَ إِذَا أَوْجَبَهَا رَبُّهَا، فَكُلٌّ قَدْ أَجْمَعَ أَنَّهُ لَا يَجُوْزُ لَهُ أَنْ يُؤَاجِرَهَا وَلَا يَتَعَوَّضَ بِمَنَافِعِهَا بَدَلًا فَلَمَّا كَانَ لَيْسَ لَهُ تَمْلِيْكُ مَنَافِعِهَا بِبَدَلٍ، كَانَ كَذٰلِكَ لَيْسَ لَهُ الْإِنْتِفَاعُ بِهَا، وَلَا يَكُوْنُ لَهُ الْإِنْتِفَاعُ بِشَيْءٍ إِلَّا شَيْءٍ لَهُ التَّعَوُّضُ بِمَنَافِعِهٖ إِبْدَالًا مِنْهَا فَهٰذَا هُوَ النَّظَرُ أَيْضًا، وَهُوَ قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ، وَأَبِيْ يُوْسُفَ، وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ وَقَدْ رُوِيَ ذٰلِكَ عَنْ جَمَاعَةٍ مِنَ الْمُتَقَدِّمِيْنَ

۳۶۶۶: ابوالزبیر نے جابر رضی اللہ عنہ سے رکوب ہدی کے سلسلہ میں روایت کیا ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا۔ اس پر خوش اسلوبی سے سواری کرو جب کہ تم مجبور ہو جاؤ۔ یہاں تک کہ تمہیں اور سواری میسر ہو جائے۔ پس اس روایت میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ضرورت کے وقت سواری کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی اور ضرورت پورا ہونے پر روک دیا۔ اور دوسری بات پائی گئی پس آثار کے پیش نظر تو ھدی کا حکم یہی ہے۔ کہ ان پر ضرورت کے لئے سواری کی جاسکتی ہے اور اختتام ضرورت پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اب بطور نظر وفکر اس کا حکم دیکھنا چاہتے ہیں کہ وہ کیا ہوگا۔ ہم نے اشیاء کو دو قسم پر پایا بعض اشیاء وہ ہیں جن میں ملک کامل ہے۔ اور اس میں کوئی چیز ملک کے حکم کو زائل نہیں کرسکتی مثلاً وہ غلام جس کو آقا نے مدبر نہ بنایا ہو۔ اور وہ لونڈی جس سے آقا کی اولاد نہ ہوئی ہو۔ اسی طرح وہ ہدی کا جانور جس کی قربانی کو ھدی روانہ کرنے والے نے اپنے اوپر لازم نہ کیا ہو۔ ان سب کا فروکت کرنا اور ان سے فائدہ حاصل کرنا جائز ہے اور تبادلے میں ان کے منافع کا کسی کو مالک بنانا بھی جائز ہے اور بلا بدل بھی مالک منافع بنایا جاسکتا ہے اور دوسری قسم وہ ہے کہ جس میں کسی ایسی چیز کی مداخلت کی وجہ سے اس کی بیع کو ناجائز قرار دیا مگر اس سے مالک کی ملک زائل نہیں ہوئی' اور نہ اس سے نفع اٹھانے کا حکم زائل ہوا ان میں سے ام والد ہے کہ اس کے آقا کو اس کی فروخت درست نہیں ہے۔ اسی طرح مدبران لوگوں کے بقول جو اس کی بھی بیع کے قائل نہیں۔ ان سے انتفاع میں کچھ حرج نہیں جو شخص ان چیزوں سے نفع حاصل کرنا چاہے خواہ بدل کے ذریعہ یا بلا بدل وہ ان کے منافع کا مالک بن جائے گا اور ان سے نفع اٹھانے میں کچھ حرج نہیں وہ اس کا مال ہے وہ اس سے نفع اٹھاسکتا ہے اور اس کو حق حاصل ہے کہ وہ اس کے منافع کا مالک بدلے کے ساتھ یا بلا بدل کے جس کو چاہے بنائے۔ پھر ہم دیکھتے ہیں ہدی کو اس کے مالک نے اپنے اوپر لازم کیا پس سب کا اس پر اتفاق ہے کہ وہ اس کو اجرت پر نہیں دے سکتا اور نہ اس کے منافع کا بدل لے سکتا ہے۔ پس جب بدل کے ساتھ اس کے منافع کا مالک بنانا جائز نہیں تو ان سے نفع اٹھانا بھی جائز نہیں پس اس چیز سے نفع حاصل کیا جاسکتا ہے۔ جس کے منافع کے عوض و بدلہ کا لین دین جائز ہو۔ قیاس کا یہی تقاضہ ہے اور امام ابوحنیفہ' ابو یوسف' محمد رحمہم اللہ کا یہی قول ہے۔

**تخریج** : مسلم فی الحج ۳۷۵' ابو داؤد فی المناسک باب ۱۷' نسائی فی المناسک باب ۷۶۔

ان روایات کا حاصل یہ ہے کہ ضرورت شدیدہ کی صورت میں تو جائز ہے اور جب ضرورت ختم ہو جائے اور دوسری سواری مل جائے تو پھر سواری کرنا منع ہے۔

پس اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ ہدی کا یہ حکم آثار کے طریقہ پر ہے۔ ضرورت کے وقت سواری' بلا ضرورت سواری درست نہیں۔

## نظر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ:

دلیل نمبر ①: غور کرنے سے معلوم ہوا کہ مملوکہ اشیاء کی دو قسمیں ہیں۔ نمبر ا وہ اشیاء جن کی ملک کامل ہے اور کوئی چیز ایسی داخل

نہیں کی جو احکام ملک میں سے کسی چیز کو زائل کر سکے جیسے مطلق غلام جو مدبر نہ ہو' لونڈی جو ام ولد نہ ہو اور ہدی کا جانور جس کو نذر وغیرہ سے واجب نہ کیا ہو۔ ان سب کی فروخت بھی جائز اور ان سے فائدہ حاصل کرنا بھی جائز ہے۔ اور کرایہ بھی دینا جائز ہے اور بغیر عوض کے استعمال کے لئے دینا بھی درست ہے۔ نمبر۲ دوسری قسم وہ اشیاء جس پر کوئی ایسی چیز داخل ہو گئی جس نے اس کی بیع کو روک دیا مگر انتفاع کو برقرار رکھا جیسے ام ولد کے کو آقا کو اس کی فروخت درست نہیں اسی طرح بعض علماء کے ہاں مدبر کی بیع بھی جائز نہیں۔ ان سے انتفاع بھی درست ہے اور ان کے منافع کا کسی کو مالک بنانا جو ان سے فائدہ حاصل کرنا چاہتا ہو خواہ تملیک منافع بالبدل ہوں یا بلا بدل ہوں جائز ہے۔

اب اصول یہ نکل آیا جس چیز سے پورے طور پر انتفاع کر سکتا ہے تو اس کے منافع کا بالبدل یا بلا بدل مالک بھی بنا سکتا ہے۔ وہ مملوک اشیاء جن کو اجارہ پر دے کر ان کے عوض سے فائدہ اٹھانا جائز نہیں ان سے بلاضرورت خود خدمت لینا بھی جائز نہین۔ پھر جب ہدی کے جانور کو اجارہ پر دے کر اس کے بدل سے فائدہ اٹھانا جائز نہیں۔ اس پر سب کا اتفاق ہے تو اس سے از خود فائدہ اٹھانا بھی بلاضرورت جائز نہ ہونا چاہئے۔ پس بلاضرورت ہدی کے جانور سے سواری کا کام لینا درست نہ ہو گا نظر کا تقاضا یہی ہے۔ یہ امام ابوحنیفہ' ابو یوسف' محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔

## علماء متقدمین سے ثبوت:

۳۶۶۷ :حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ' قَالَ : ثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ' قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ' أَرَاهُ عَنْ مُغِيْرَةَ' عَنْ اِبْرَاهِيْمَ' قَالَ : لَا يَشْرَبُ لَبَنَ الْبُدْنَةِ' وَلَا يَرْكَبُهَا اِلَّا أَنْ يَضْطَرَّ إِلٰى ذٰلِكَ.

۳۶۶۷: شعبہ نے بیان کیا میرے خیال میں اس نے مغیرہ سے اور اس نے ابراہیم سے نقل کیا کہ ہدی کی اونٹنی کا دودھ نہ پیا جائے اور نہ اس پر سواری کرے مگر اس صورت میں جبکہ مجبور ہو جائے۔

۳۶۶۸ :حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ' قَالَ : ثَنَا حَجَّاجٌ' قَالَ : ثَنَا حَمَّادٌ قَالَ : ثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ' عَنْ أَبِيْهِ قَالَ : الْبُدْنَةُ اِذَا احْتَاجَ إِلَيْهَا سَائِقُهَا' رَكِبَهَا رُكُوْبًا غَيْرَ قَادِحٍ

۳۶۶۸: ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے نقل کیا کہ جب ہدی کے جانور کا چلانے والا سواری کے لئے ضرورت محسوس کرے تو اس پر اس طرح کی سواری کر سکتا ہے جو تکلیف دہ نہ ہو۔

۳۶۶۹ :حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ' قَالَ : ثَنَا حَجَّاجٌ' قَالَ : ثَنَا حَمَّادٌ' عَنْ قَيْسٍ' عَنْ عَطَاءٍ مِثْلَهُ وَقَدْ رُوِيَ عَنِ الْمُتَقَدِّمِيْنَ فِيْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ (لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ إِلٰى أَجَلٍ مُسَمًّى)

۳۶۶۹: حجاج نے کہا ہمیں حماد نے قیس سے انہوں نے عطاء سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔

﴿لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ إِلٰى أَجَلٍ مُسَمًّى﴾ [الحج : ۳۳]

دلیل نمبر ③: اس آیت کی تفسیر میں متقدمین نے نقل فرمایا ہے۔

۳۶۷۰ :مَا حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ ' عَنْ شُعْبَةَ ' عَنِ الْحَكَمِ ' عَنْ مُجَاهِدٍ ح

۳۶۷۰: ابن ابی نجیح نے مجاہد سے لکم فیھا منافع ...... کی تفسیر میں نقل کیا کہ منافع میں ان کی پشت اور دودھ اور اون بال ہیں جن کا استعمال ہدی بنا لینے سے پہلے پہلے جائز ہے۔

۳۶۷۱ :وَحَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ ' قَالَ : ثَنَا أَبُوْ حُذَيْفَةَ ' عَنْ سُفْيَانَ وَحِبَّانَ ' عَنْ حَمَّادٍ ' كِلَيْهِمَا ' عَنِ ابْنِ أَبِيْ نَجِيْحٍ ' عَنْ مُجَاهِدٍ (لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى) قَالَ : فِيْ ظُهُوْرِهَا وَأَلْبَانِهَا ' وَأَصْوَافِهَا ' وَأَوْبَارِهَا ' حَتّٰى تَصِيْرَ بُدْنًا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ ' قَالَ : ثَنَا حَجَّاجٌ ' قَالَ : ثَنَا حَمَّادٌ ' قَالَ : أَنَا ابْنُ أَبِيْ نَجِيْحٍ ' عَنْ مُجَاهِدٍ (لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى) قَالَ : هِيَ الْإِبِلُ يُنْتَفَعُ بِهَا حَتّٰى تُقَلَّدَ

۳۶۷۱: ابن ابی نجیح نے مجاہد سے لکم فیھا منافع الآیہ کی تفسیر میں لکھا ہے اس سے مراد اونٹ ہیں جن سے منافع کی اس وقت تک اجازت ہے جب تک ان کو ہدی نہ بنایا جائے۔

۳۶۷۲ : حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ ' قَالَ : ثَنَا أَبُوْ دَاوُدَ ' قَالَ : ثَنَا وَرْقَاءُ ' عَنْ مَنْصُوْرٍ ' عَنْ إِبْرَاهِيْمَ (لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى) قَالَ : إِنْ احْتَاجَ إِلَى ظَهْرِهَا رَكِبَ وَإِنْ احْتَاجَ إِلَى لَبَنِهَا شَرِبَ ' يَعْنِي الْبُدْنَ

۳۶۷۲: منصور نے ابراہیم سے لکم فیھا منافع ...... کے متعلق نقل کیا ہے۔ کہ اگر ضرورت ہو تو ان پر سواری درست ہے اسی طرح اگر ضرورت پڑ جائے تو دودھ سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

## بَابُ مَا يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ مِنَ الدَّوَابِّ

### محرم کو کن جانوروں کا قتل جائز ہے؟

خلاصۃ المرام: محرم کے لئے حالت احرام میں اور حلال کے لئے حدود حرم میں ان جانوروں کے قتل کا ثبوت احادیث سے ملتا ہے۔ ۱: سانپ ۲: چوہا ۳: بچھو ۴: گرگٹ ۵: چیل ۶: گندگی کھانے والا کوا ۷: کاٹنے والا کتا۔ (کذا فی مسلم ج ۱ نسائی جلد نمبر ۲)

کلب عقور سے کیا مراد ہے۔

نمبر ①: امام مالک و شافعیؒ کے ہاں اس سے ہر کاٹنے والا درندہ مراد ہے۔

نمبر ②: امام ابوحنیفہ ابویوسف و محمد رحمہم اللہ کے ہاں اس سے کاٹنے والا کتا مراد ہے مگر ذئب و بھیڑیا بھی اس کی طرح ہے۔

## فریق اوّل کا موقف اور دلیل:

کلب عقور سے مراد کوئی خاص حیوان نہیں بلکہ ہر قسم کے ایذا دینے اور کاٹنے والے جانور شیر وغیرہ بھی اس میں شامل ہیں مندرجہ ذیل روایات اس کی دلیل ہیں۔

۳۶۷۳: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ: ثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ، قَالَ: أَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْعَجْلَانِ، عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِ حَدِيثِ مَالِكٍ وَاللَّيْثِ، يَعْنِي أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ يُقْتَلْنَ فِي الْحَرَمِ: الْعَقْرَبُ، وَالْحِدَأُ، وَالْغُرَابُ، وَالْفَأْرَةُ، وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ) إِلَّا أَنَّهُ قَالَ فِي حَدِيثِهِ (وَالْحَيَّةُ وَالذِّئْبُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ)

۳۶۷۳: ابوصالح نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے۔ جو کہ حدیث مالک و لیث کی طرح ہے۔ یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پانچ جانوروں کو حرم میں بھی قتل کر دو۔ بچھو، چیل، کوا، چوہا، کاٹنے والا کتا۔ البتہ انہوں نے اپنی روایت میں سانپ، بھیڑیا اور کاٹنے والا کتا کہا ہے۔

**تخریج**: بخاری فی الصید باب۷، مسلم فی الحج ۷۳/۶۷، ۷۹/۷۶، ابو داؤد فی المناسك باب۳۹، نسائی فی الحج باب۸۳/۸۲، ۱۱۴/۱۱۳، ۱۱۹/۱۱۶، مالك فی الحج ۸۹/۸۸، ۹۰، مسند احمد ۲، ۳۲/۸، ۷۷/۶۵۔

۳۶۷۴: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ: ثَنَا أَبُو حُذَيْفَةَ، قَالَ: ثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ (الْكَلْبُ الْعَقُورُ: الْأَسَدُ)

۳۶۷۴: ابوصالح نے ابوہریرہؓ سے نقل کیا کاٹنے والا کتا سے شیر مراد ہے۔

۳۶۷۵: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ: ثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَ: ثَنَا حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ، عَنِ ابْنِ سِيلَانَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِثْلَهُ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى هٰذَا فَقَالُوا: الْكَلْبُ الْعَقُورُ الَّذِي أَبَاحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَتْلَهُ، هُوَ الْأَسَدُ، وَكُلُّ سَبُعٍ عَقُورٍ، فَهُوَ دَاخِلٌ فِي ذٰلِكَ وَخَالَفَهُمْ فِي ذٰلِكَ آخَرُونَ فَقَالُوا: الْكَلْبُ الْعَقُورُ، هُوَ الْكَلْبُ الْمَعْرُوفُ، وَلَيْسَ الْأَسَدُ مِنْهُ فِي شَيْءٍ وَقَالُوا: لَيْسَ فِي حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الْكَلْبَ الْعَقُورَ هُوَ الْأَسَدُ، وَإِنَّمَا ذٰلِكَ مِنْ قَوْلِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَقَدْ وَجَدْنَا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْضًا، مَا يَدْفَعُ ذٰلِكَ، وَهُوَ مَا

۳۶۷۵: ابن سیلان نے ابو ہریرہؓ سے اسی طرح روایت کی ہے۔ امام طحاوی فرماتے ہیں کہ علماء کی ایک جماعت کا قول یہ ہے کہ کاٹنے والا کتا جس کے قتل کو محرم کے لئے جائز قرار دیا وہ شیر ہے بلکہ ہر درندہ عقور (کاٹنے والا) ہونے کی وجہ سے اس میں داخل ہے۔ مگر دوسری جماعت نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے کہا کہ "الکلب العقور" سے وہ یہی مشہور کتا مراد ہے۔ شیر کا اس سے کچھ تعلق نہیں اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جو جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کی ہے اس میں یہ آپ نے کہیں نہیں فرمایا کہ کاٹنے والے کتے سے شیر مراد ہے بلکہ یہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے اور ہم نے جناب رسول اللہ ﷺ سے ایسی روایات پائی ہیں جو اس کی تردید کر رہی ہیں۔ روایات ذیل میں ہیں۔

**حاصل روایات:** کلب عقور جس کے قتل کو محرم کے لئے مباح کیا اس سے مراد شیر ہے۔ اور ہر درندہ کاٹنے والا ہے اور وہ اس حکم میں داخل ہے۔

## فریق ثانی کا مؤقف:

کلب معقر سے معروف کاٹنے والا کتا ہی مراد ہے اس سے اسد مراد نہیں۔

## سابقہ مؤقف کا جواب:

روایت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم ﷺ کا ارشاد نہیں کہ کلب عقور شیر ہے بلکہ یہ ابو ہریرہؓ کا کلام ہے۔ اور خود جناب رسول اللہ ﷺ کے کلام میں بھی ایسی چیزیں موجود ہیں جو اس بات کی تردید کرتی ہیں۔

روایات ملاحظہ ہوں:

۳۶۷۶: حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ سِنَانٍ، قَالَ: ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ الْبُرْسَانِيُّ، قَالَ: أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِيْ عَمَّارٍ أَخْبَرَهُ، قَالَ: (سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ الضَّبُعِ فَقُلْتُ: آكُلُهَا؟ قَالَ: نَعَمْ قُلْتُ: أَصَيْدٌ هِيَ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَقُلْتُ: وَسَمِعْتُ ذٰلِكَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ: نَعَمْ).

۳۶۷۶: عبدالرحمن بن ابی عمار نے بتلایا کہ میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے بجو کے بارے میں دریافت کیا تو میں نے کہا کیا میں اس کو کھا سکتا ہوں؟ انہوں نے کہا ہاں میں نے کہا کیا وہ شکار ہے انہوں نے کہا ہاں۔ میں نے کہا کیا تم نے یہ بات جناب نبی اکرم ﷺ سے سنی ہے تو انہوں نے کہا ہاں۔

**تخریج:** ابو داؤد فی الاطعمه باب ۳۱۔

۳۶۷۷: حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ سِنَانٍ، قَالَ: ثَنَا حِبَّانُ وَشَيْبَانُ وَهُدْبَةُ، قَالُوْا: ثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ ح

۳۶۷۷: حبان، شیبان اور ہدبہ سب نے بیان کیا کہ ہمیں جریر بن حازم نے بیان کیا۔

۳۶۷۸ :وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ ح

۳۶۷۸:علی بن شیبہ نے ابوغسان سے روایت کی ہے۔

۳۶۷۹ :وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ : ثَنَا حَجَّاجُ بْنُ الْمِنْهَالِ، قَالَ : ثَنَا جَرِيْرٌ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، قَالَ : ثَنَا ابْنُ أَبِيْ عَمَّارٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ الضَّبُعِ فَقَالَ هِيَ مِنَ الصَّيْدِ وَجَعَلَ فِيْهَا إِذَا أَصَابَهَا الْمُحْرِمُ كَبْشًا).

۳۶۷۹:ابن ابی عمار نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بجو کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا یہ شکار میں سے ہے اوراس کو قتل کرنے کی صورت میں آپ نے ایک مینڈھا ذبح کرنے کا حکم دیا۔

**تخریج** : ابو داؤد فی الاطعمه باب۳۱، ترمذی فی الاطعمه باب٤، ابن ماجه فی العید باب١٥، دارمی فی المناسك باب ۹۰۔

۳۶۸۰ :حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ كَامِلٍ قَالَ : ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَيُّوْبَ، قَالَ : حَدَّثَنِيْ إِسْمَاعِيْلُ بْنُ أُمَيَّةَ وَابْنُ جُرَيْجٍ، وَجَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَيْرٍ حَدَّثَهُمْ، قَالَ : حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِيْ عَمَّارٍ، أَنَّهُ (سَأَلَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ الضَّبُعِ، فَقَالَ : آكُلُهَا ؟ فَقَالَ : نَعَمْ قُلْتُ : أَصَيْدٌ هِيَ ؟ قَالَ : نَعَمْ، قُلْتُ : أَسَمِعْتُ ذٰلِكَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؟ قَالَ : نَعَمْ)

۳۶۸۰:عبدالرحمن بن ابی عمار نے جابر رضی اللہ عنہ سے بجو کے متعلق سوال کیا کہ کیا میں اسے کھا سکتا ہوں انہوں نے کہا ہاں۔ میں نے کہا کیا وہ شکار ہے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ میں نے کہا کیا تم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات سنی ہے؟ انہوں نے کہا ہاں۔

**تخریج** : ترمذی فی الاطعمه باب ٤۔

۳۶۸۱ :حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ سِنَانٍ، قَالَ : ثَنَا حِبَّانُ ح

۳۶۸۱:یزید بن سنان نے حبان سے روایت کی ہے۔

۳۶۸۲ :وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عُمَرَ الْحَوْضِيُّ، قَالَا : ثَنَا حَسَّانُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ الصَّائِغِ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ، وَزَادَ وَجَعَلَ فِيْهَا إِذَا أَصَابَهَا الْمُحْرِمُ كَبْشًا مُسِنًّا، وَتُؤْكَلُ

۳۶۸۲:عطاء نے جابر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح روایت نقل کی ہے اوراس میں یہ

اضافہ ہے آپ نے اس میں مقرر فرمایا کہ جب محرم اس کو قتل کر دے تو وہ جرمانہ میں ایک دنبہ دے اور اس کو کھایا جائے گا۔

**تخریج** : ابن ماجہ فی المناسك باب ۹۰۔

۳۶۸۳ :حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ : ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ : ثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ مَنْصُوْرِ بْنِ زَاذَانَ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قُضِيَ فِي الضَّبُعِ -إِذَا قَتَلَهَا الْمُحْرِمُ -بِكَبْشٍ فَلَمَّا كَانَتِ الضَّبُعُ هِيَ سَبُعٌ وَلَمْ يُبِحِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَتْلَهَا وَجَعَلَهَا صَيْدًا وَجَعَلَ عَلٰى قَاتِلِهَا الْجَزَاءَ دَلَّنَا ذٰلِكَ عَلٰى أَنَّ الْكَلْبَ الْعَقُوْرَ لَيْسَ هُوَ السَّبُعَ وَبَطَلَ بِذٰلِكَ مَا ذَهَبَ إِلَيْهِ أَبُوْ هُرَيْرَةَ وَكَانَ الْكَلْبُ الْعَقُوْرُ هُوَ الْكَلْبُ الَّذِيْ تَعْرِفُهُ الْعَامَّةُ فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ : فَلِمَ لَا تُبِيْحُوْنَ قَتْلَ الذِّئْبِ ؟ قِيْلَ لَهُ : لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ يُقْتَلْنَ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ) فَذَكَرَ الْخَمْسَ مَا هُنَّ فَذِكْرُ الْخَمْسِ يَدُلُّ عَلٰى أَنَّ غَيْرَ الْخَمْسِ حُكْمُهُ غَيْرُ حُكْمِهِنَّ وَإِلَّا لَمْ يَكُنْ لِذِكْرِهِ الْخَمْسَ مَعْنًى فَالَّذِيْنَ أَبَاحُوْا قَتْلَ الذِّئْبِ أَبَاحُوْا قَتْلَ جَمِيْعِ السِّبَاعِ وَالَّذِيْنَ مَنَعُوْا قَتْلَ الذِّئْبِ حَظَرُوْا قَتْلَ سَائِرِ السِّبَاعِ غَيْرَ الْكَلْبِ الْعَقُوْرِ خَاصَّةً وَقَدْ ثَبَتَ خُرُوْجُ الضَّبُعِ مِنَ الْقَتْلِ وَلَمْ يَكُنْ كَلْبًا عَقُوْرًا وَثَبَتَ أَنَّ الْكَلْبَ الْعَقُوْرَ هُوَ الْكَلْبُ الَّذِيْ تَعْرِفُهُ الْعَامَّةُ فَأَمَّا مَا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا يُقْتَلُ فِي الْإِحْرَامِ وَالْحَرَمِ.

۳۶۸۳: عطاء نے جابر بن عبداللہؓ سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے بجو کے سلسلہ میں اس وقت ایک دنبہ دینے کا فیصلہ فرمایا جبکہ ایک محرم نے اس کو قتل کر دیا۔ جب بجو درندہ ہونے کے باوجود جناب نبی اکرم ﷺ نے اس کے قتل کو مباح قرار نہیں دیا بلکہ اس کو شکار قرار دیا اور اس کے قاتل پر ضمان واجب کر دی تو اس سے یہ دلالت میسر آئی کہ کٹ کھنا درندہ نہیں ہے اور اس سے اس بات کا نادرست ہونا ثابت ہوا جو حضرت ابو ہریرہ ؓ نے کہی ہے اور اس کتے سے یہی معروف کتا مراد ہوگا۔ اگر کوئی معترض کہے کہ تم پھر بھیڑیے کے قتل کو کیونکہ جائز قرار نہیں دیتے تو اس کے جواب میں یہ کہا جائے گا کیوں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ پانچ جانور ایسے ہیں جو حل و حرم دونوں میں قتل کیے جائیں گے۔ آپ نے ان پانچ کا ذکر فرمایا کہ وہ کیا ہیں پس انہی پانچ کا تذکرہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ پانچ کے علاوہ کا حکم ان سے مختلف ہے ورنہ پانچ کے تذکرہ کا کوئی فائدہ نہیں رہے وہ لوگ جنہوں نے بھیڑیے کے قتل کو مباح قرار دیا انہوں نے تمام درندوں کا مارنا جائز قرار دیا اور وہ لوگ جنہوں نے بھیڑیے کے قتل کو ناجائز قرار دیا' انہوں نے تمام درندوں کے قتل سے روکا ہے سوائے کاٹنے والے کتے کے اور بجو کے قتل کا حکم سے

خارج ہونا ثابت ہو چکا وہ کاٹنے والا کتا نہیں اور یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ کاٹنے والے کتے سے معروف کتا مراد ہے۔ باقی آپ ﷺ نے حرم اور احرام میں قتل کیے جانے والے جانوروں کا خود ذکر فرمایا ہے۔ روایات ذیل میں ہیں۔

**تخریج** : مالك فی الحج ۲۳۰۔

**حاصل کلام**: بجو درندہ ہے مگر جناب رسول اللہ ﷺ نے اس کے قتل کو جائز قرار نہیں دیا اور اس کو شکار قرار دیا اور اس کے قاتل پر جرمانہ مقرر فرمایا۔ تو اس سے ثابت ہوا کہ کلب عقور وہ درندوں میں شمار نہیں۔ جبکہ بجو درندہ ہو کر شکار کے حکم میں داخل ہو گیا تو پھر کلب عقور بول کر تمام درندے کس طرح مراد ہو سکتے ہیں۔ پس کلب عقور سے وہی معروف کتا ہی مراد ہوگا نہ کہ کچھ اور۔ کیونکہ درندوں کے قتل کے حلال ہونے کا مسئلہ قیاسی نہیں بلکہ توقیفی ہے۔

## ایک اشکال: لِمَ لا تبیحون قتل الذئب سے:

بھیڑیئے کے قتل کو کیوں حلال نہیں کیا گیا جبکہ یہ انتہائی خطرناک ہے۔

## الجواب: لانّ النبی ﷺ سے:

جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خمسٌ من الدواب الحدیث آپ نے خاص طور پر پانچ کا نام لیا اس سے ظاہر فرما دیا کہ ان کا حکم اور دوسروں کا حکم مختلف ہے۔ ورنہ پانچ کے عدد کو ذکر کا کوئی مطلب نہیں۔ پس وہ لوگ جنہوں نے بھیڑیئے کے قتل کو مباح قرار دیا تو انہوں نے تمام درندوں کے قتل کو مباح کہا ہے اور وہ لوگ جنہوں نے بھیڑیئے کے قتل سے ممانعت کی ہے انہوں نے تمام درندوں سے سوائے کاٹنے والے کتے کے ممانعت کی ہے اور سابقہ روایات سے بجو کا اس سے مستثنیٰ ہونا ثابت ہو چکا۔ کلب عقور اس استثناء میں شامل نہیں اس سے یہ بات بالکل واضح ہوگئی کہ کلب عقور سے یہی معروف کتا مراد ہے۔

حرم اور احرام میں قتل کیے جانے والے جانوروں کی جناب نبی اکرم ﷺ نے نشان دہی خود فرمائی ہے۔ روایات ملاحظہ ہوں۔

## زبانِ نبوت سے نشاندہی:

۳۶۸۴: فَمَا حَدَّثَنَا عِیْسَی بْنُ اِبْرَاهِیْمَ الْغَافِقِیُّ، وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَا : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ، قَالَ : أَخْبَرَنِیْ یُوْنُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِیْهِ، قَالَ : قَالَتْ حَفْصَةُ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ (خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ یَقْتُلُهُنَّ الْمُحْرِمُ، الْغُرَابُ، وَالْحِدَأُ، وَالْفَأْرَةُ، وَالْعَقْرَبُ، وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ)

۳۶۸۴: سالم نے اپنے والد سے انہوں نے کہا کہ حفصہؓ نے کہا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چار جانور ایسے

ہیں جو محرم بھی قتل کر سکتا ہے کوا، چیل، چوہا، بچھو، کاٹنے والا کتا۔

**تخریج** : نمبر ۳۶۷۴ ملاحظہ کریں۔

۳۶۸۵ : حَدَّثَنَا رَبِيْعُ الْجِيزِيُّ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ زُرْعَةَ، قَالَ : أَنَا يُوْنُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ : قَالَتْ حَفْصَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَهُ.

۳۶۸۵: سالم نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے انہوں نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر اسی طرح روایت نقل کی۔

۳۶۸۶ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ : ثَنَا حَجَّاجٌ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ، قَالَ : ثَنَا زَيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَمَّا يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ فَقَالَ : أَخْبَرَتْنِيْ إِحْدٰى نِسْوَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَأْمُرُ، ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَهُ.

۳۶۸۶: ابوعوانہ نے بیان کیا کہ ہمیں زید بن جبیر رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ ایک آدمی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سوال کیا کہ محرم کون سے جانوروں کو قتل کر سکتا ہے تو انہوں نے فرمایا مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک زوجہ محترمہ نے بیان کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا حکم فرماتے تھے پھر اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۳۶۸۷ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، قَالَ : ثَنَا أَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ

۳۶۸۷: نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ محرم کن جانوروں کو قتل کر سکتا ہے۔ پھر انہوں نے اسی طرح کی روایت کی ہے۔

۳۶۸۸ : حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ سِنَانٍ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى بْنُ حَمَّادٍ، قَالَ : ثَنَا وُهَيْبٌ، قَالَ : ثَنَا أَيُّوْبُ ح

۳۶۸۸: عبدالاعلیٰ بن حماد نے وہیب سے انہوں نے ایوب سے روایت نقل کی ہے۔

۳۶۸۹ : وَحَدَّثَنَا يَزِيْدُ : قَالَ : ثَنَا مُوْسٰى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ : ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ أَيُّوْبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِثْلَهُ.

۳۶۸۹: حماد بن سلمہ نے ایوب سے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔

۳۶۹۰ :حَدَّثَنَا رَبِيْعٌ الْمُؤَذِّنُ، قَالَ : ثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ، قَالَ : ثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِثْلَهُ.

۳۶۹۰: نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۳۶۹۱ :حَدَّثَنَا يَزِيْدُ، قَالَ : ثَنَا شَيْبَانُ، قَالَ : ثَنَا جَرِيْرٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِثْلَهُ.

۳۶۹۱: نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۳۶۹۲ :حَدَّثَنَا يُوْنُسُ، قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ : أَخْبَرَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

۳۶۹۲: نافع اور عبداللہ بن دینار دونوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۳۶۹۳ :حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ : ثَنَا حَجَّاجٌ، قَالَ : ثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ أَيُّوْبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِثْلَهُ.

۳۶۹۳: ایوب نے نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۳۶۹۴ :حَدَّثَنَا يَزِيْدُ، قَالَ : ثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، قَالَ : قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِثْلَهُ.

۳۶۹۴: عبداللہ بن دینار نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۳۶۹۵ :حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا وَهْبٌ، قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ شُعْبَةُ : قُلْتُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؟ قَالَ (نَعَمْ، وَهُوَ مُتَنَاقَلٌ مِثْلُهُ)

۳۶۹۵: عبداللہ بن دینار نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے شعبہ کہتے ہیں میں نے ان سے سوال کیا تم نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات بیان کی ہے۔ انہوں نے کہا۔ جی ہاں۔ وہ اس طرح نقل کرنے والے ہیں۔

۳۶۹۶ :حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ، قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِثْلَهُ.

۳۶۹۶: سعید بن المسیب نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔

۳۶۹۷ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ : ثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ ، غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ (الْغُرَابُ الْأَبْقَعُ)

۳۶۹۷: مسلم بن ابراہیم نے کہا ہمیں شعبہ نے بیان کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے روایت نقل کی ہے البتہ غراب کے ساتھ الابقع کی قید بھی لگی ہوئی ہے۔

۳۶۹۸ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ : ثَنَا الْحَجَّاجُ قَالَ : ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (خَمْسٌ فَوَاسِقُ يُقْتَلْنَ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ : الْكَلْبُ الْعَقُورُ وَالْفَأْرَةُ وَالْحِدَأُ وَالْغُرَابُ وَالْعَقْرَبُ)

۳۶۹۸: ہشام نے عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ فاسق جاندار ہیں جن کو حل وحرم میں قتل کیا جائے گا۔ کاٹنے والا کتا' چوہا' چیل' بچھو' کوا۔

**تخریج** : مسلم فی الحج ٦٨/٦٧' ٦٩' نسائی فی المناسك باب١١٣/١١٤' ١١٨/١١٩' ابن ماجه فی المناسك باب ٩١' مالك فی الحج ٩٠' مسند احمد ٣٣/٦' ٩٧/٨٧' ٢٥٩/٢٦١۔

۳۶۹۹ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ : ثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ : ثَنَا مُوسَى بْنُ أَعْيَنَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ عَنِ ابْنِ أَبِي نُعْمٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ (يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ الْحَيَّةَ وَالْعَقْرَبَ وَالْفَأْرَةَ الْفُوَيْسِقَةَ) قَالَ يَزِيدُ : وَعَدَّ غَيْرَ هَذَا فَلَمْ أَحْفَظْ قَالَ قُلْتُ : وَلِمَ سُمِّيَتِ الْفَأْرَةُ (الْفُوَيْسِقَةُ ؟) قَالَ :(اسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ وَقَدْ أَخَذَتْ فَأْرَةٌ فَتِيلَةً لِتُحْرِقَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْتَ فَقَامَ إِلَيْهَا فَقَتَلَهَا وَأَحَلَّ قَتْلَهَا لِكُلِّ مُحْرِمٍ أَوْ حَلَالٍ) فَهَذَا مَا أَبَاحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمُحْرِمِ قَتْلَهُ فِي إِحْرَامِهِ وَأَبَاحَ لِلْحَلَالِ قَتْلَهُ فِي الْحَرَمِ وَعَدَّ ذَلِكَ خَمْسًا فَذَلِكَ يَنْفِي أَنْ يَكُونَ حُكْمُ أَشْكَالِ شَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ كَحُكْمِ هَذِهِ الْخَمْسِ هَذِهِ إِلَّا مَا اتُّفِقَ عَلَيْهِ مِنْ ذَلِكَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنَاهُ فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ : فَقَدْ رَأَيْنَا الْحَيَّةَ مُبَاحًا قَتْلُهَا فِي ذَلِكَ كُلِّهِ كَذَلِكَ جَمِيعُ الْهَوَامِّ فَإِنَّمَا ذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذَلِكَ الْعَقْرَبَ خَاصَّةً فَجَعَلْتُمْ كُلَّ الْهَوَامِّ كَذَلِكَ فَمَا تُنْكِرُونَ أَنْ يَكُونَ السِّبَاعُ كَذَلِكَ أَيْضًا فَيَكُونُ مَا ذُكِرَ إِبَاحَةُ قَتْلِهِ مِنْهُنَّ إِبَاحَةَ مِثْلِهِ لِقَتْلِ جَمِيعِهِنَّ ؟ قِيلَ لَهُ : قَدْ أَوْجَدْنَاكَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَصًّا فِي

الضَّبُعُ، وَهِيَ مِنَ السِّبَاعِ، أَنَّهَا غَيْرُ دَاخِلَةٍ فِيمَا أَبَاحَ قَتْلَهُ مِنَ الْخَمْسِ فَثَبَتَ بِذٰلِكَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يُرِدْ قَتْلَ سَائِرِ السِّبَاعِ بِإِبَاحَتِهِ قَتْلَ الْكَلْبِ الْعَقُورِ، وَإِنَّمَا أَرَادَ بِذٰلِكَ خَاصًّا مِنَ السِّبَاعِ ثُمَّ قَدْ رَأَيْنَاهُ أَبَاحَ مَعَ ذٰلِكَ أَيْضًا قَتْلَ الْغُرَابِ وَالْحِدَأِ، وَهُمَا مِنْ ذَوِي الْمِخْلَبِ مِنَ الطَّيْرِ، وَقَدْ أَجْمَعُوا أَنَّهُ لَمْ يُرِدْ بِذٰلِكَ كُلَّ ذِي مِخْلَبٍ مِنَ الطَّيْرِ، لِأَنَّهُمْ قَدْ أَجْمَعُوا أَنَّ الْعَقَارِبَ وَالصَّقْرَ وَالْبَازِيَ، ذُو مِخْلَبٍ، وَأَنَّهُمْ غَيْرُ مَقْتُولِيْنَ فِي الْحَرَمِ، كَمَا يُقْتَلُ الْغُرَابُ وَالْحِدَأُ وَإِنَّمَا الْإِبَاحَةُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِقَتْلِ الْغُرَابِ وَالْحِدَأِ عَلَيْهِمَا خَاصَّةً، لَا عَلٰى مَا سِوَاهُمَا مِنْ كُلِّ ذِي مِخْلَبٍ مِنَ الطَّيْرِ وَأَجْمَعُوا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَاحَ قَتْلَ الْعَقْرَبِ فِي الْإِحْرَامِ وَالْحَرَمِ وَأَجْمَعُوا أَنَّ جَمِيْعَ الْهَوَامِّ مِثْلُهَا وَأَنَّ مُرَادَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِإِبَاحَةِ قَتْلِ الْعَقْرَبِ، إِبَاحَةُ قَتْلِ جَمِيْعِ الْهَوَامِّ فَذُو النَّابِ مِنَ السِّبَاعِ بِذِي الْمِخْلَبِ مِنَ الطَّيْرِ أَشْبَهَ مِنْهُ بِالْهَوَامِّ مَعَ مَا قَدْ بَيَّنَ ذٰلِكَ، وَشَدَّهُ مَا رَوَاهُ جَابِرٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَدِيْثِ الضَّبُعِ فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ : إِنَّمَا جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُكْمَ الضَّبُعِ كَمَا ذَكَرْتُ، لِأَنَّهَا تُؤْكَلُ، فَأَمَّا مَا كَانَ لَا يُؤْكَلُ مِنَ السِّبَاعِ، فَهُوَ كَالْكَلْبِ قِيْلَ لَهُ : قَدْ غَلِطْتُ فِي التَّشْبِيْهِ، لِأَنَّا قَدْ رَأَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَبَاحَ قَتْلَ الْغُرَابِ وَالْحِدَأَةِ وَالْفَأْرَةِ، وَأَكْلُ لُحُوْمِ هٰؤُلَاءِ مُبَاحٌ عِنْدَكُمْ، فَلَمْ يَكُنْ إِبَاحَةُ أَكْلِهِنَّ مِمَّا يُوْجِبُ حُرْمَةَ قَتْلِهِنَّ فَكَذٰلِكَ الضَّبُعُ لَيْسَ إِبَاحَةُ أَكْلِهَا أَوْجَبَ حُرْمَةَ قَتْلِهَا، وَإِنَّمَا مَنَعَ مِنْ قَتْلِهَا أَنَّهَا صَيْدٌ، وَإِنْ كَانَتْ سَبُعًا فَكُلُّ السِّبَاعِ كَذٰلِكَ إِلَّا الْكَلْبَ الَّذِي خَصَّهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بِمَا خَصَّهُ بِهِ. فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ : فَكَيْفَ تَكُوْنُ سَائِرُ السِّبَاعِ كَذٰلِكَ، وَهِيَ لَا تُؤْكَلُ ؟ قِيْلَ لَهُ : قَدْ يَكُوْنُ مِنَ الصَّيْدِ مَا لَا يُؤْكَلُ، وَمُبَاحٌ لِلرَّجُلِ صَيْدُهُ لِيُطْعِمَهُ كِلَابَهُ، إِذَا كَانَ فِي الْحِلِّ حَلَالًا وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ قَتْلِ الْحَيَّةِ أَيْضًا فِي الْحَرَمِ

۳۶۹۹: ابن ابی نعیم نے ابوسعید الخدریؓ سے انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے نقل کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا محرم سانپ، بچھو، چوہا، چوہیا کو قتل کرسکتا ہے۔ یہ وہ حیوانات ہیں جن کے قتل کو جناب نبی اکرم ﷺ نے محرم کے لئے ان کا قتل مباح قرار دیا اور حرم میں بھی ان کے قتل کو مباح قرار دیا اور پانچ کو آپ نے شمار کیا۔ پس اس سے ان کے ہم شکل کے حکم کا یہی ہونے کی نفی ہوگئی مگر یہ کہ جس کے متعلق اتفاق ہو جائے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی مراد یہی ہے۔ اگر معترض کہے کہ ہم جانتے ہیں کہ ان تمام صورتوں میں سانپ کا قتل جائز ہے۔ اسی طرح تمام حشرات ارضی کا حکم ہے۔ باقی جناب نبی اکرم ﷺ نے ان میں سے صرف خصوصیت سے بچھو کو ذکر کیا اور تم نے حشرات الارض

کے متعلق یہی قول کیا پھر تم اس بات کا کیوں انکار کرتے ہو کہ درندوں کے لئے یہ حکم نہیں۔ جن جانوروں کے قتل کو مباح قرار دیا گیا تو ان کے مثل جانوروں کے قتل کا حکم انہی جیسا ہونا چاہیے۔ اس کے جواب میں یہ کہا جائے گا۔ ہم نے تو آپ کے سامنے بجو کے متعلق نص پیش کی حالانکہ وہ درندہ ہے اور وہ ان پانچ میں داخل نہیں جن کے قتل کو آپ نے جائز قرار دیا۔ اس سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے کاٹنے والے کتے کا ذکر کرتے وقت دیگر تمام درندے مراد نہیں لیے بلکہ خاص درندے مراد لیے ہیں۔ پھر اس کے ساتھ ہم یہ بھی پاتے ہیں کہ آپ نے کوے اور چیل کا قتل جائز قرار دیا اور یہ دونوں پنجے سے شکار کرنے والے پرندوں سے ہیں اور اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ آپ نے تمام پنجے والے پرندے مراد نہیں ہیں کیونکہ اس پر سب متفق ہیں کہ عقاب، شکرا اور باز باوجودیکہ پنجے والے پرندے ہیں مگر ان کے حرم میں قتل کا حکم نہیں جیسا کہ کوے اور چیل کو قتل کیا جائے گا۔ آپ ﷺ نے صرف کوے اور چیل کے قتل کو خصوصاً مباح قرار دیا ان کے علاوہ ہر پنجے والا پرندہ مراد نہیں ہے۔ اور اس پر بھی اتفاق ہے کہ بچھو کا قتل حرم و احرام دونوں میں جائز ہے اور اس پر بھی اتفاق ہے کہ تمام حشرات اس کی مثل ہیں اور جناب نبی اکرم ﷺ کے بچھو کے قتل کی اباحت سے تمام حشرات الارض کے قتل کو مباح کرنا ہے اور کچلیوں والے درندے پنجے والے پرندوں کے ساتھ حشرات کی بنسبت زیادہ مشابہت رکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ آپ نے اس کو واضح کیا اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت ضبع نے اس بات کو اور زیادہ پختہ کر دیا ہے۔ اگر کوئی معترض یہ کہے کہ آپ ﷺ نے تو اس میں بجو کا حکم بیان فرمایا۔ کیونکہ اسے کھایا جاتا ہے، باقی رہے وہ درندے جن کو کھایا نہیں جاتا ان کا حکم کتے جیسا ہے اس کے جواب میں یہ کہیں گے۔ کہ تم نے تشبیہ میں غلطی کی ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے چیل، کوے اور چوہیا کا قتل جائز قرار دیا اور تمہارے ہاں تو ان کے گوشت کا کھانا جائز ہے تو ان کے کھانے کی اباحت نے ان کے قتل کی حرمت کو لازم نہیں کیا پس اسی طرح بجو کے کھانے کا جواز بھی اس کے حرمت قتل کو واجب نہیں کرتا۔ بلکہ اس کے قتل کی ممانعت شکار ہونے کی وجہ سے ہے۔ اگرچہ وہ درندہ ہے۔ پس ہر درندے کا حکم سوائے کتے کے یہی ہے۔ کتے کو جناب نبی اکرم ﷺ نے اس حکم میں سے خاص فرمایا ہے۔ اگر کوئی یہ اعتراض کرے تمام درندے اس کی مثل کس طرح ہو گئے حالانکہ وہ تو کھائے نہیں جاتے تو اس کے جواب میں یہ کہا جائے گا۔ بعض اوقات ایسی چیزیں بھی شکار ہوتی ہیں جن کو کھایا نہیں جاتا مگر آدمی کو انکا شکار اپنے کتوں کو کھلانے کے لئے حلال ہے۔ جب کہ وہ حل میں احرام سے باہر ہو اور جناب نبی اکرم ﷺ سے سانپ کے قتل میں روایت وارد ہے ذیل میں ملاحظہ ہوں۔ اور یزید بن ابی زیاد کہتے ہیں کہ ابن ابی نعیم نے ان کے علاوہ بھی شمار کیے مگر وہ مجھے یاد نہ رہے۔ میں نے ابن ابی نعیم سے پوچھا (فَارہ) چوہیا کو فویسقہ کیوں کہا گیا انہوں نے جواب دیا کہ ایک دن جناب رسول اللہ ﷺ بیدار ہوئے تو دیکھا کہ چوہیا چراغ کی بتی کو تھامے ہوئے ہے تاکہ جناب رسول اللہ ﷺ کے گھر کو آگ لگائے آپ جلدی سے اٹھے اور اس کو ہلاک کر دیا اور

اس کے قتل کو محرم وغیر محرم کے لئے جائز قرار دیا۔

**تخریج** : نسائی فی المناسك باب۸۸' ابن ماجه فی المناسك باب۹۱' مسند احمد ۸۰/۳۔

**حاصل روایات**: یہی وہ وجہ ہے جس سے آپ ﷺ نے محرم کو احرام کی حالت میں ان کے قتل کو جائز کر دیا اور حرم میں حلال کے لئے ان کا قتل درست قرار دیا اور ان کی تعداد پانچ بتلائی اس سے اس بات کی نفی ہوتی ہے کہ ان کے ہم شکلوں کا یہی حکم ہو۔ البتہ جس کو جناب رسول اللہ ﷺ مراد لے کر ان میں شامل فرمائیں۔

## ایک اشکال: قد رأینا الحیة مباحًا:

جب سانپ کا قتل بھی مباح ہے اور دوسرے حشرات الارض کا قتل بھی جائز ہے حالانکہ روایت میں صرف بچھو کا تذکرہ ہے۔ تو بقیہ کا قتل مثلیت کی وجہ سے ثابت ہوا۔ یہاں مثلیت درست ہے۔ درندوں میں مثلیت کیوں نہیں چل سکتی؟ وجہ فرق کیا ہے؟

## الجواب: قدا وجدنا......:

نمبر①: بجو جا سباع سے ہے اس کو درندہ ہونے کے باوجود سباع میں شمار نہیں فرمایا بلکہ اس کے قتل پر جرمانہ رکھا گیا وہ ان پانچ میں بھی شامل نہیں جن کا قتل مباح ہے اس سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ تمام درندوں کا قتل مقصود نہیں بعض درندوں کا قتل مراد ہے جن سے عموماً واسطہ پڑتا ہے۔

نمبر②: پھر ہم نے دیکھا کہ کوے' چیل کے قتل کا خاص طور پر حکم فرمایا حالانکہ یہ دونوں پنجے سے نوچنے والے پرندے ہیں اور اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ اس سے تمام پنجے سے نوچنے والے پرندے مراد نہیں ہیں اور نہ حل وحرم میں ان کا قتل درست ہے۔ اور اس پر اجماع ہے کہ پنجے سے نوچنے والے پرندوں میں باز اور شکرہ شامل ہیں مگر ان کو حرم میں قتل نہیں کیا جا سکتا جیسا کہ کوا اور چیل۔

بلاشبہ کوے اور چیل کو خاص طور پر قتل کا حکم ان کے ساتھ خاص ہے ہر پنجے والے پرندے پر یہ حکم نہ لگے گا۔

نمبر③: اس پر بھی اتفاق ہے کہ بچھو کو احرام اور حرم میں قتل کا حکم ہے اور اس پر سب کا اتفاق ہے کہ تمام کیڑے مکوڑے اس کی مثل ہیں اور آپ کا اس کے قتل کو مباح قرار دینا ان کے قتل کی اجازت دینا ہے اور کچلیوں والے درندے' پنجے سے نوچنے والے پرندوں کے ساتھ کیڑوں مکوڑوں کی بنسبت زیادہ مشابہت رکھتے ہیں اس کے ساتھ ساتھ کہ جو ان کے متعلق بیان کر دیا اور اس کو جابر رضی اللہ عنہ کی روایت نے جو انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے بجو کے متعلق ذکر کی ہے اور پختہ کر دیا۔

## اشکال۔ جعل النبی ﷺ......:

جناب رسول اللہ ﷺ نے بجو کا جو حکم بیان فرمایا ہے اس پر دوسرے درندوں کو قیاس نہیں کر سکتے کیوں کہ یہ ماکول اللحم ہے اور دوسرے درندے اس طرح نہیں ہیں۔

## الجواب۔قد غلطت.......:

تم نے تشبیہ کا غلط پہلو اختیار کیا کیونکہ ہم نے دیکھا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے کوے، چیل، چوہا کے قتل کو مباح قرار دیا۔ حالانکہ ان کا گوشت تم اہل ظواہر کے ہاں کھانا درست ہے تو ان کے گوشت کی اباحت ان کے قتل کی حرمت کو لازم نہیں کرتی۔ بالکل اسی طرح بجو کے گوشت کو کھانے کی اباحت اس کے قتل کی حرمت کو لازم کرنے والی نہیں۔ بلکہ اس کو شکار قرار دے کر اس کے قتل کی ممانعت کر دی گئی۔ اگر یہ درندہ ہے تو تمام درندوں کا حکم یہی ہے۔ سوائے اس کلب عقور کے جس کو جناب رسول اللہ ﷺ نے خاص کر دیا۔

## اشکال: کیف تکون سائر السباع:

تمام درندے بجو کی طرح کیسے ہو سکتے ہیں جبکہ وہ مأکول اللحم ہے باقی درندے حکم میں اس کے ساتھ مشابہت رکھنے والے کس طرح ہوئے جبکہ اس کا گوشت کھایا جاتا ہے اور وہ غیر مأکول ہیں۔

## الجواب: قد یکون من الصید:

بعض شکار ایسے ہوتے ہیں جو ماکول اللحم نہیں مگر مسلمان کو ان کا شکار اس لئے حلال کیا گیا تاکہ وہ اپنے کتوں کو کھلائے۔ جبکہ وہ حل میں حلال ہو۔

جناب رسول اللہ ﷺ سے سانپ کے متعلق روایت ثابت ہے کہ اس کو حرم میں بھی قتل کیا جائے۔ روایت یہ ہے۔

۳۷۰۰ : مَا حَدَّثَنَا أَبُوْ أُمَيَّةَ، قَالَ : ثَنَا مُوْسٰى بْنُ دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا حَفْصٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ اِبْرَاهِيْمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ (أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَتْلِ الْحَيَّةِ، وَنَحْنُ بِمِنًى) فَقَدْ دَلَّ ذٰلِكَ أَنَّ سَائِرَ الْهَوَامِّ، مُبَاحٌ قَتْلُهُ فِي الْإِحْرَامِ وَالْحَرَمِ وَجَمِيْعُ مَا صَحَّحْنَا فِيْ هٰذَا الْبَابِ، هُوَ قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ، وَأَبِيْ يُوْسُفَ وَمُحَمَّدٍ، رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى، غَيْرَ الذِّئْبِ فَإِنَّهُمْ جَعَلُوْهُ فِيْ ذٰلِكَ كَالْكَلْبِ سَوَاءً .

۳۷۰۰: اسود نے عبداللہ سے روایت کی ہے کہ ہمیں جناب رسول اللہ ﷺ نے سانپ کو قتل کا حکم دیا جبکہ ہم منیٰ میں تھے۔ اس سے اس بات پر دلالت مل گئی کہ حالت احرام اور حرم میں بھی تمام حشرات کو مارنا جائز ہے۔ اس باب میں جن روایات کی تصحیح بیان کی ہے وہ ایام ابوحنیفہ، ابو یوسف و محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔ البتہ انہوں نے بھیڑیئے کو کتے کی طرح قرار دیا ہے

**تخریج** : بخاری فی الصید باب ۷۔

اس سے ثابت ہوا کہ تمام کیڑے مکوڑے بچھو کے حکم میں داخل ہیں اور ان کا قتل مباح ہے۔

اس باب میں وہ تمام روایات جن کو بیان کیا ہے یہ امام ابوحنیفہ ابو یوسف محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔البتہ بھیڑیے کے علاوہ کوانہوں نے کلب عقور کی طرح قرار دیا ہے۔

# بَابُ الصَّيْدِ يَذْبَحُهُ الْحَلَالُ فِي الْحِلِّ هَلْ لِلْمُحْرِمِ أَنْ يَأْكُلَ مِنْهُ أَمْ لَا؟

## کیا محرم کسی کا کیا ہوا شکار کھا سکتا ہے؟

خلاصۃ المرام: حدود حرم کا شکار محرم وغیر محرم ہر ایک کے لئے مردار کے حکم میں ہے اسی طرح محرم کا حالت احرام میں شکار خواہ کسی صورت کا ہو مردار کا حکم رکھتا ہے۔

پھر شکار کا بدلہ لازم ہے۔البتہ ائمہ ثلاثہ مثل صوری میں صوری کو اور بقیہ میں معنوی کو لازم کہتے ہیں جبکہ امام ابوحنیفہ بہر طور مثل معنوی کے قائل ہیں۔اب رہا یہ مسئلہ کہ اگر غیر محرم حدود حرم سے باہر شکار کر کے لائے تو محرم کے لئے اس کا استعمال درست ہے یا نہیں اس میں امام شعبی لیث ومجاہد رحمہم اللہ شکار کا گوشت محرم کے لئے کھانا ناجائز قرار دیتے ہیں خواہ اس کا اس میں دخل ہو یا نہ۔

نمبر②: امام مالک وشافعی احمد رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ جو شکار محرم کی خاطر کیا جائے وہ بھی مردار ہے۔اگر وہ اس کے لئے نہ ذبح کیا جائے تو اس کا گوشت اس کے لئے حلال ہے۔

نمبر③: ائمہ احناف کے ہاں جس شکار میں محرم کا دخل نہ ہو خواہ محرم کی خاطر ہو اس کا کھانا حلال ہے۔

### فریق اوّل کا مؤقف:

محرم کے لئے کسی قسم کے شکار کا گوشت استعمال کرنا درست نہیں خواہ اس کی خاطر ذبح کیا جائے یا نہ۔قالوا لا یحل سے یہی لوگ مراد ہیں۔

### دلائل:

۳۷۰۱: حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ، قَالَ : ثَنَا أَسَدٌ ح

۳۷۰۱: ربیع المؤذن نے اسد سے روایت بیان کی ہے۔

۳۷۰۲: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ : ثَنَا حَجَّاجٌ، قَالَا : ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ (أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ نَزَلَ قُدَيْدًا، فَأُتِيَ

بِالْحَجَلِ فِي الْجِفَانِ شَائِلَةً بِأَرْجُلِهَا، فَأَرْسَلَ إِلَى عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَجَاءَهُ وَالْخَبَطُ يَتَحَاتُّ مِنْ يَدَيْهِ، فَأَمْسَكَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَأَمْسَكَ النَّاسُ فَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَنْ هَاهُنَا مِنْ أَشْجَعَ ؟ هَلْ عَلِمْتُمْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَهُ أَعْرَابِيٌّ بِبَيْضَاتٍ وَتَتْمِيرٍ، أَيْ بِحَمِيرِ وَحْشٍ فَقَالَ أَطْعِمْهُنَّ أَهْلَكَ، فَإِنَّا حُرُمٌ قَالُوْا : نَعَمْ) قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى هٰذَا الْحَدِيْثِ فَقَالُوْا : لَا يَحِلُّ لِلْمُحْرِمِ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ صَيْدٍ قَدْ ذَبَحَهُ حَلَالٌ، لِأَنَّ الصَّيْدَ نَفْسَهُ حَرَامٌ عَلَيْهِ، فَلَحْمُهُ أَيْضًا حَرَامٌ عَلَيْهِ وَاحْتَجُّوْا فِي ذٰلِكَ أَيْضًا.

۳۷۰۲: عبداللہ بن حارث بن نوفل بیان کرتے ہیں کہ عثمانؓ مقام قدید میں اترے تو ان کے پاس چکور ایک بڑے برتن میں لائے گئے جبکہ ان پرندوں کے پاؤں اوپر کو اٹھ رہے تھے انہوں نے علی رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا وہ جب آئے تو ان کے ہاتھوں سے پتے گر رہے تھے۔ پس علی رضی اللہ عنہ (اس کے کھانے سے) رک گئے اور لوگ بھی رک گئے تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا۔ یہاں قبیلہ اشجع کا کوئی شخص موجود ہے؟ کیا تم جانتے ہو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک بدو چند انڈے اور کچھ کھجوریں یا حمار وحشی کا چھوٹا بچہ شکار کر کے لایا تھا آپ نے فرمایا یہ اپنے گھر والوں کو کھلاؤ ہم تو احرام کی حالت میں ہیں۔ اشجع کے لوگوں نے کہا یہ بات بالکل درست ہے۔ امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ بعض علماء نے اس روایت کو اختیار کرتے ہوئے کہا کسی محرم کو شکار کا گوشت دوست نہیں خواہ اسے غیر محرم نے ذبح کیا ہو کیونکہ اس پر حرام ہے اور انہوں نے اس روایت کو دلیل بنایا ہے۔

**تخریج** : ابو داؤد فی المناسک باب ٤٠، مسند احمد ١٠٤/١۔

**اللغات** : الحجل۔ یہ حجلہ کی جمع ہے۔ چکور کونج، الجفان جمع جفنۃ بڑا پیالہ۔ شائلة بارجلها۔ اوپر کو پاؤں اٹھانا۔ الخبط۔ جھڑنے والے پتے، یتحات۔ گرنا عبداللہ بن حارث۔ یہ حضرت عثمان کی طرف سے طائف کے گورنر تھے۔ امسك۔ کھانے سے رکنا۔ حمیرة الوحش۔ جنگلی گدھے کا بچہ۔

۳۷۰۳ : بِمَا حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِمْرَانَ، قَالَ : ثَنَا أَبِيْ، قَالَ : ثَنَا ابْنُ أَبِيْ لَيْلٰى، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيْمِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِلَحْمِ صَيْدٍ وَهُوَ مُحْرِمٌ، فَلَمْ يَأْكُلْهُ)

۳۷۰۳: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شکار کا گوشت لایا گیا جبکہ آپ احرام کی حالت میں تھے آپ نے اس کو استعمال نہ فرمایا۔

**تخریج** : ابن ماجه فی المناسك باب ۹۲، مسند احمد ١٠٥/١۔

۳۷۰۴ : حَدَّثَنَا يُوْنُسُ، قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيْمِ، عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ الْجَدَلِيِّ، عَنِ

الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُهْدِيَ لَهُ وَشِيْقَةُ ظَبْيٍ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَرَدَّهُ) قَالَ يُوْنُسُ : سَمِعْتُهُ كُلَّهُ مِنْ سُفْيَانَ غَيْرَ قَوْلِهِ (وَشِيْقَةُ) فَإِنِّيْ لَمْ أَفْهَمْ ذٰلِكَ مِنْهُ وَحَدَّثَنِيْهِ بَعْضُ أَصْحَابِنَا عَنْهُ وَلَيْسَ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ ذِكْرُ عِلَّةِ رَدِّهِ لَحْمَ الصَّيْدِ مَا هِيَ ؟ فَقَدْ يُحْتَمَلُ أَنْ يَكُوْنَ ذٰلِكَ لِعِلَّةِ الْإِحْرَامِ وَيُحْتَمَلُ أَنْ يَكُوْنَ لِغَيْرِ ذٰلِكَ فَلَا دَلَالَةَ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ لِأَحَدٍ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا مِنْ رَأْيِهَا فِي الصَّيْدِ يَصِيْدُهُ الْحَلَالُ فَيَذْبَحُهُ أَنَّهُ لَا بَأْسَ بِأَكْلِهِ لِلْمُحْرِمِ

۳۷۰۴: حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو احرام کی حالت میں ہرن کے گوشت کا ایک ٹکڑا ہدیہ کیا گیا تو آپ نے اسے واپس فرما دیا۔ اس روایت میں آپ کے گوشت کو رد کرنے کی علت مذکور نہیں ہے۔ یہ احتمال بھی ہے کہ یہ احرام کی علت سے ہو دوسرا احتمال یہ بھی ہے کہ اس کے علاوہ اور وجہ ہو۔ اس روایت میں کسی ایک مؤقف پر دلالت نہیں ہے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے شکار کے متعلق مروی ہے کہ جس شکار کو غیر محرم شکار کرے اور وہی ذبح کرے محرم کو اس کے کھانے میں چنداں حرج نہیں۔

یونس راوی کہتے ہیں کہ میں نے سفیان سے یہ تمام روایت سنی ہے البتہ وشیقہ کا لفظ مجھے سمجھ نہ آیا ہمارے بعض دیگر دوستوں نے مجھے ان کی طرف سے نقل کیا۔

**تخریج** : مسند احمد ۴۰/۶، ۲۲۵۔

**اللغات** : وشیقه۔ گوشت کا وہ ٹکڑا جس کو خرابی سے بچانے کے لئے آدھا بھون کر سفر میں ساتھ لیا جائے تا کہ موقعہ بموقعہ استعمال ہو سکے۔ بعض نے خشک گوشت کا ٹکڑا مراد لیا ہے۔

**سابقہ مؤقف کا جواب**: لیس فی هذا الحدیث...... اس روایت میں گوشت کو واپس کرنے کی علت مذکور نہیں کہ اسے شکار ہونے کی وجہ سے مسترد کیا اور احرام کی وجہ سے واپس کیا یا کسی اور وجہ سے۔ پس شکار کے گوشت کے محرم کے لئے حرام ہونے کی اس میں کوئی دلیل موجود نہیں ہے بلکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا عمل اس کے خلاف موجود ہے۔

روایات عائشہ رضی اللہ عنہا ملاحظہ ہوں

۳۷۰۵: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ قَالَ : حَدَّثَنِيْ شَيْخٌ كَخَيْرِ الشُّيُوْخِ يُقَالُ لَهُ (عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عِمْرَانَ الْفُرَيْعِيُّ) قَالَ : سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ شِمَاسٍ يَقُوْلُ : أَتَيْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَسَأَلْتُهَا عَنْ لَحْمِ الصَّيْدِ يَصِيْدُهُ الْحَلَالُ ثُمَّ يُهْدِيْهِ لِلْمُحْرِمِ فَقَالَتْ اخْتَلَفَ فِيْهِ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمِنْهُمْ مَنْ حَرَّمَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ أَحَلَّهُ وَمَا أَرَى بِشَيْءٍ مِنْهُ بَأْسًا

۳۷۰۵: عبداللہ بن شماس کہتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں آیا اور ان سے شکار کے اس گوشت کو حکم دریافت کیا جو حلال آدمی محرم کو بطور ہدیہ بھیجے تو انہوں نے فرمایا اس میں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اختلاف کیا ہے بعض نے اس کو حلال کہا اور میرے ہاں بھی اس میں کوئی حرج نہیں۔

۳۷۰۶ : حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا وَهْبٌ قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ، أَوْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عِمْرَانَ، رَجُلٍ مِنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شِمَاسٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا مِثْلَهُ فَهٰذِهٖ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، لَمْ يَكُنْ رَدُّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَحْمَ الصَّيْدِ عَلَى الْحَلَالِ عِنْدَهَا عَلٰى مَا قَدْ دَلَّهَا عَلٰى حُرْمَتِهٖ عَلَى الْمُحْرِمِ وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ أَيْضًا.

۳۷۰۶: عبداللہ بن شماس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔ یہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا فرما رہی ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شکار کا گوشت حلال کو اس لئے رد نہ کیا تھا کہ جو اس کی محرم کے لئے حرمت پر دلالت کرے۔ البتہ انہوں اس روایت سے بھی استدلال کیا ہے۔

**حاصل روایات:** یہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہیں وہ بیان کر رہی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شکار کا گوشت واپس نہیں فرمایا چہ جائیکہ وہ اسے محرم کے لئے حرام قرار دیں۔

## فریق اوّل کی دلیل ثانی:

۳۷۰۷ : بِمَا حَدَّثَنَا أَبُوْ بِشْرٍ الرَّقِّيُّ، قَالَ : ثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ لِزَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ (حَدَّثْتَنِيْ أَنْتَ (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُهْدِيَ لَهٗ عُضْوُ صَيْدٍ وَهُوَ مُحْرِمٌ، فَلَمْ يَقْبَلْهُ)

۳۷۰۷: طاؤس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ انہوں نے زید بن ارقم کو کہا تم نے مجھے بیان کیا تھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شکار کا ایک عضو پیش کیا گیا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حالت احرام میں تھے آپ نے اسے قبول نہیں فرمایا۔

۳۷۰۸ : حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَاوُسٍ، قَالَ : لَمَّا قَدِمَ زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ أَتَاهُ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَقَالَ : (أَهْدٰى رَجُلٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَحْمَ صَيْدٍ فَرَدَّهٗ وَقَالَ إِنِّيْ حَرَامٌ).

۳۷۰۸: طاؤس سے روایت ہے کہ جب زید بن ارقم آئے تو ان کے پاس ابن عباس رضی اللہ عنہما آئے اور کہنے لگے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شکار کا گوشت بطور ہدیہ لایا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مسترد فرمایا اور فرمایا میں احرام کی حالت میں ہوں۔

**تخریج** : مسلم فی الحج ٥٥۔

۳۷۰۹ :حَدَّثَنَا رَبِیْعٌ الْمُؤَذِّنُ، قَالَ : ثَنَا أَسَدٌ، قَالَ : ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلْمَةَ، عَنْ قَیْسٍ، عَنْ عَطَاءٍ أَنَّ (ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لِزَیْدِ بْنِ أَرْقَمَ هَلْ عَلِمْتُ أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أُهْدِیَ لَهُ عُضْوُ صَیْدٍ وَهُوَ مُحْرِمٌ، فَلَمْ یَقْبَلْهُ؟ قَالَ نَعَمْ) فَهٰذَا أَیْضًا مِثْلُ حَدِیْثِ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، وَفِیْهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا رَدَّ ذٰلِكَ الْعُضْوَ عَلَی الَّذِیْ أَهْدَاهُ إِلَیْهِ، لِأَنَّهُ حَرَامٌ وَاحْتَجُّوْا فِیْ ذٰلِكَ أَیْضًا.

۳۷۰۹: عطاء نے ابن عباس ؓ سے روایت کی کہ انہوں نے زید بن ارقم ؓ کو کہا کیا آپ کو معلوم ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں شکار کا ایک عضو پیش کیا گیا جبکہ آپ حالت احرام میں تھے۔ مگر آپ نے اسے قبول نہ فرمایا تو زید کہنے لگے : جی ہاں۔ (یہ روایت بھی پہلی روایت کی طرح ہے)۔ اس میں یہ بھی ہے کہ آپ نے اس گوشت کو ہدیہ دینے والے کی طرف واپس کر دیا کیونکہ وہ حرام تھا۔ ان کے جواب میں یہ کہا جائے گا کہ یہ مضطرب روایت ہے۔ بعض رواۃ نے تو اسے مذکورہ صورت میں روایت کیا جب کہ دوسروں نے اس کو اس طرح روایت کرتے ہوئے کہا کہ آپ کی طرف حمار وحشی ہدیہ میں بھیجا گیا تھا۔

**تخریج** : ابو داؤد فی المناسك باب ٤٠۔

۳۷۱۰ :بِمَا حَدَّثَنَا یُوْنُسُ، قَالَ : ثَنَا سُفْیَانُ، عَنْ عُیَیْنَةَ عَنِ الزُّهْرِیِّ، عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ (الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ، قَالَ : مَرَّبِیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا بِالْأَبْوَاءِ وَبِوَدَّانَ، فَأَهْدَیْتُ لَهُ لَحْمَ حِمَارِ وَحْشٍ، فَرَدَّهُ عَلَیَّ، فَلَمَّا رَأَی الْكَرَاهَةَ فِیْ وَجْهِیْ، قَالَ لَیْسَ بِنَا رَدٌّ عَلَیْكَ، وَلٰكِنَّا حُرُمٌ)

۳۷۱۰: ابن عباس ؓ نے صعب بن جثامہ ؓ سے روایت کی کہ میں مقام ابواء اور ودان میں تھا میرے پاس سے آپ ﷺ کا گزر ہوا آپ کو حمار وحشی کا گوشت ہدیہ میں پیش کیا گیا تو آپ نے مجھے واپس کر دیا جب واپس کرنے کی کراہت میرے چہرے پر محسوس فرمائی تو فرمایا۔ ہم واپس نہ کرے اگر احرام میں نہ ہوتے۔

**تخریج** : ابن ماجه فی المناسك باب ۹۲۔

۳۷۱۱ : حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ شُعَیْبٍ، قَالَ : ثَنَا أَسَدٌ، قَالَ : ثَنَا الْمَسْعُوْدِیُّ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ رَاشِدٍ، عَنِ الزُّهْرِیِّ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ فَقِیْلَ لَهُمْ : هٰذَا حَدِیْثٌ مُضْطَرِبٌ، قَدْ رَوَاهُ قَوْمٌ عَلٰی مَا ذَكَرْنَا، وَرَوَاهُ آخَرُوْنَ، فَقَالُوْا : إِنَّمَا أُهْدِیَ إِلَیْهِ حِمَارًا وَحْشِیًّا

۳۷۱۱: اسحاق بن راشد نے زہری سے انہوں نے اپنی اسناد سے اسی طرح روایت بیان کی ہے۔

۳۷۱۲ : حَدَّثَنَا يُوْنُسُ ، قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ الصَّعْبَ بْنَ جَثَّامَةَ أَهْدَى لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِمَارًا وَحْشِيًّا ، ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَ حَدِيْثِهِ عَنْ سُفْيَانَ .

۳۷۱۲: عبیداللہ بن عبداللہ نے ابن عباس ﷠ سے روایت کی ہے کہ صعب بن جثامہ ؓ نے ایک حمار وحشی جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا پھر سفیان کی طرح روایت نقل کی ہے۔

**تخریج** : بخاری فی الصید باب ٦ ، مسلم فی الحج ٥٠ ۔

۳۷۱۳ : حَدَّثَنَا يُوْنُسُ ، قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ ، قَالَ : أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ .

۳۷۱۳: ابن ابی ذئب نے ابن شہاب سے پھر انہوں نے اپنی سند سے اسی طرح روایت بیان کی ہے۔

۳۷۱۴ : حَدَّثَنَا يُوْنُسُ ، قَالَ : ثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ ، عَنْ أَبِيْهِ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ فَفِي هٰذِهِ الْأَحَادِيْثِ ، أَنَّ الْهَدِيَّةَ الَّتِيْ رَدَّهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الصَّعْبِ مِنْ أَجْلِ أَنَّهُ حَرَامٌ ، كَانَتْ حِمَارًا وَحْشِيًّا فَإِنْ كَانَ ذٰلِكَ كَذٰلِكَ ، فَإِنَّ هٰذَا لَا يَخْتَلِفُ أَحَدٌ فِيْ حُرْمَتِهِ عَلَى الْمُحْرِمِ ، غَيْرَ أَنَّ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَدْ رَوٰى هٰذَا الْحَدِيْثَ ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَزَادَ فِيْهِ حَرْفًا ، عَلٰى مَا رَوَاهُ عُبَيْدُ اللّٰهِ ، بَيَّنَ بِذٰلِكَ الْحَرْفِ أَنَّ الْحِمَارَ كَانَ مَذْبُوْحًا .

۳۷۱۴: شعیب بن لیث نے اپنے والد سے انہوں نے ابن شہاب زہری سے پھر انہوں نے اپنی سند سے روایت بیان کی ہے۔ ان احادیث سے معلوم ہو رہا ہے کہ وہ ہدیہ جس کو جناب رسول اللہ ﷺ نے صعب ﷛ کی طرف محرم ہونے کی وجہ سے واپس فرمایا۔ وہ گورخر تھا اگر یہ اسی طرح ہو تو پھر اس کے محرم پر حرام ہونے میں کسی کو بھی اختلاف نہیں۔ البتہ ابن جبیرؒ نے ابن عباس ﷠ سے اس طرح روایت کیا کہ عبیداللہ نے ایک حرف کا اضافہ کر دیا اور اس حرف سے واضح کر دیا کہ وہ گورخر ذبح کیا ہوا تھا۔ روایات ذیل میں ہیں۔

۳۷۱۵ : حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ ، قَالَ : ثَنَا الْفِرْيَابِيُّ ، قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ ، عَنْ أَبِي الْهُذَيْلِ ، عَنْ مَعْبَدِ بْنِ جُبَيْرٍ ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ (الصَّعْبَ بْنَ جَثَّامَةَ أَهْدَى لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِمَارًا وَحْشِيًّا فَرَدَّهُ ، وَكَانَ مَذْبُوْحًا) .

۳۷۱۵: ابوالہذیل نے معبد بن جبیر سے انہوں نے ابن عباس ﷠ سے روایت کی ہے کہ صعب بن جثامہ ؓ نے جناب رسول اللہ ﷺ کو ایک حمار وحشی بطور ہدیہ پیش کیا آپ نے اس کو واپس کر دیا اور وہ ذبح شدہ تھا۔

۳۷۱۶ : حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ دَاوُدَ ، قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ حَبِيْبِ بْنِ أَبِيْ ثَابِتٍ ، عَنْ

سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا (أَنَّ الصَّعْبَ بْنَ جَثَّامَةَ أَهْدَى لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِمَارًا وَحْشِيًّا يَقْطُرُ دَمًا، فَرَدَّهُ عَلَيْهِ، وَقَالَ إِنِّيْ حَرَامٌ) فَفِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ أَنَّ ذٰلِكَ كَانَ مَذْبُوْحًا، وَقَدْ رَدَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَنَّهُ حَرَامٌ وَقَدْ رُوِيَ أَيْضًا عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ عَجُزَ حِمَارِ وَحْشٍ أَوْ فَخِذَ حِمَارٍ۔

۳۷۱۶: سعید بن جبیر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا کہ صعب بن جثامہؓ نے جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک حمار وحشی پیش کیا جس سے خون کے قطرات ٹپک رہے تھے۔ آپ ﷺ نے اس کو واپس کر دیا اور فرمایا میں حالت احرام میں ہوں۔ اس روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ وہ ذبح کیا ہوا تھا اور جناب رسول اللہ ﷺ نے محرم ہونے کی وجہ سے واپس کر دیا اور ابن جبیر رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بھی روایت کی ہے۔ کہ وہ گورخر کی سرین یا ران تھی۔

**تخریج** : مسلم فی الحج ۵۳۔

۳۷۱۷ : حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : حَدَّثَنِيْ أَبُوْ عَامِرٍ، وَوَهْبٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا (أَنَّ الصَّعْبَ بْنَ جَثَّامَةَ أَهْدَى لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَجُزَ حِمَارِ وَحْشٍ، وَهُوَ بِقُدَيْدٍ، يَقْطُرُ دَمًا، فَرَدَّهُ)

۳۷۱۷: سعید بن جبیر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ صعب بن جثامہؓ نے جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حمار وحشی کی ایک ران بطور ہدیہ بھیجی جبکہ آپ مقام قدید میں تھے اس ران سے خون ٹپک رہا تھا آپ ﷺ نے واپس فرما دی۔

**تخریج** : مسلم فی الحج ۵۴۔

۳۷۱۸ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ : ثَنَا حَجَّاجُ بْنُ الْمِنْهَالِ، قَالَ : ثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ : سَمِعْتُ مَنْصُوْرًا عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ ، غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ (رِجْلُ حِمَارٍ).

۳۷۱۸: منصور نے حکم بن عتیبہ سے پھر انہوں نے اپنی سند سے روایت کی البتہ اس میں رِجل حمار کے لفظ لائے ہیں۔

۳۷۱۹ : حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوٗدَ، قَالَ : ثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، وَحَبِيْبِ بْنِ أَبِيْ ثَابِتٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا (أَنَّ الصَّعْبَ بْنَ جَثَّامَةَ أَهْدٰى إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ أَحَدُهُمَا عَجُزُ حِمَارٍ وَقَالَ الْآخَرُ فَخِذُ حِمَارِ وَحْشٍ،

يَقْطُرُ دَمًا، فَرَدَّهُ) فَقَدِ اتَّفَقَتْ هٰذِهِ الْآثَارُ الْمَرْوِيَّةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِيْ حَدِيْثِ الصَّعْبِ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَدِّهِ الْهَدِيَّةَ عَلَيْهِ، أَنَّهَا كَانَتْ فِيْ لَحْمِ صَيْدٍ غَيْرِ حَيٍّ، فَذٰلِكَ حُجَّةٌ لِمَنْ كَرِهَ لِلْمُحْرِمِ أَكْلَ لَحْمِ الصَّيْدِ، وَإِنْ كَانَ الَّذِيْ تَوَلّٰى صَيْدَهُ وَذَبْحَهُ، حَلَالًا وَقَدْ رُوِيَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِلَافُ ذٰلِكَ

۳۷۱۹: سعید بن جبیر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضرت صعب بن جثامہؓ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حمار وحشی کی ران بھیجی جس سے خون ٹپک رہا تھا آپ نے واپس کر دی ایک راوی نے عجز حمار اور دوسرے نے فخذ حمار کہا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حدیث صعب رضی اللہ عنہ میں روایات اس پر متفق ہیں کہ آپ نے ھدیہ واپس فرمایا اور وہ ھدیہ اس شکار کا گوشت تھا نہ کہ زندہ حیوان۔ پس اس میں ان حضرات کی دلیل نکل رہی ہے جنہوں نے شکار کا گوشت محرم کے لئے مکروہ قرار دیا ہے خواہ اس شکار کا کرنے والا اور ذبح کرنے والا غیر محرم ہو اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے خلاف روایات وارد ہیں روایات ملاحظہ ہوں۔ علماء کی ایک جماعت نے اس بات کو اختیار کر کے کہا کہ ہر وہ شکار جو محرم کی خاطر کیا جائے خواہ اس کا شکار کرنے والا غیر محرم ہو مگر وہ شکار محرم کے لئے حرام ہے جیسا کہ وہ شکار حرام ہے جس کو محرم خود شکار کرے۔ دیگر علماء نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے کہا ہر وہ شکار جس کو غیر محرم نے شکار کیا ہو اس کا گوشت غیر محرم و محرم کے لئے حلال ہے۔ ان کی دلیل مطلب کی روایت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے: "اویصادلکم" اس میں ایک احتمال یہ ہے "او یصادلکم بامر لکم" وہ تمہارے لئے تمہارے حکم سے شکار کیا جائے۔ پس اگر یہ اسی طرح ہے تو ان کے ہاں اس کا حکم یہی ہے کہ ہر وہ شکار جس کو غیر محرم شکار کرے مگر محرم کے حکم سے اس کی خاطر کرے تو وہ بھی محرم کے لئے حرام ہے۔ حالانکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سی احادیث آئی ہیں جو شکار کے گوشت کو محرم کیلئے حلال ثابت کرتی ہیں جس شکار کو غیر محرم نے شکار کیا ہو اور اس میں محرم کا حکم شامل نہ ہو اور اس کی اعانت سے شکار کیا گیا ہو۔

**حاصل روایات:** ان روایات کو ملاحظہ کر لیا۔ زید بن ارقمؓ کی روایت مجمل ہے اس میں واضح نہیں کہ کیوں مسترد فرمایا۔ ممکن ہے رد کرنے کی وجہ دوسری ہو۔ پس وہ بھی فریق اوّل کی مستدل نہیں اور حضرت صعب بن جثامہؓ کی روایت سے بھی استدلال درست نہیں کیونکہ وہ مضطرب ہے۔ اضطراب ملاحظہ ہو۔

اس روایت کو نقل کرنے والے ابن عباس رضی اللہ عنہما ہیں ان سے ان کے دو شاگرد عبید اللہ بن عبد اللہ اور سعید بن جبیر نقل کرنے والے ہیں۔ اور ان دونوں کی روایت کا مدار ابن شہاب پر ہے ابن شہاب کے چار شاگرد سفیان بن عیینہ' اسحاق بن راشد' مالک' ابن ابی ذئب رحمہم اللہ ہیں۔ ان میں سفیان و اسحاق کے الفاظ لحم حمار فردہ کے الفاظ ہیں۔ اور مالک و ابن ابی ذئب کے الفاظ حمارًا وحشیا یعنی زندہ شکاری جانور ہے۔

دوسرا اضطراب: سعید کے تین شاگرد ابو الہذیل' حبیب بن ابی ثابت' حکم بن عتیبہ ہیں۔ ان میں پہلے دو ابو الہذیل اور حبیب

نے پورا جانور ہدیہ کرنے کو بیان کیا گویا آپ کے لئے ذبح کیا گیا۔

تیسرا اضطراب: حکم نے سرین یاران کا تذکرہ کیا۔ان شدید اضطرابات کی وجہ سے یہ متعین نہیں ہوسکتا ہے۔زندہ شکار پیش ہوایا ذبح شدہ۔پس یہ روایت بھی قابل استدلال نہ رہی۔

## فریق ثانی کا موقف اور دلیل:

محرم کے لئے اگر شکار کیا جائے تو اس کا استعمال حرام ہے۔البتہ ویسے شکار کا گوشت کھانا جائز ہے۔جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے۔دلیل یہ روایات ہیں۔

**۳۷۲۰ : حَدَّثَنَا يُوْنُسُ، قَالَ : ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ : أَخْبَرَنِیْ يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، وَيَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَالِمٍ، عَنْ عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ، عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَنْطَبٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (لَحْمُ الصَّيْدِ حَلَالٌ لَكُمْ، وَأَنْتُمْ حُرُمٌ، مَا لَمْ تَصِيْدُوْهُ أَوْ يُصَدْ لَكُمْ)**

۳۷۲۰: مطلب بن عبداللہ بن حطب نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا شکار کا گوشت تمہارے لئے حلال ہے جبکہ تم حالت احرام میں ہو۔جب کہ تم نے شکار نہ کیا ہو یا تمہارے لئے شکار نہ کیا گیا ہو۔

**تخریج** : ابو داؤد فی المناسك باب ٤٠، ترمذی فی الحج باب ٣٥، نسائی فی المناسك باب ٨١، مسند احمد ٣٦٢/٣، ٣٨٧۔

**۳۷۲۱ : حَدَّثَنَا رَبِيْعٌ الْمُؤَذِّنُ، قَالَ : ثَنَا أَسَدٌ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَرْدِيُّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِيْ عَمْرٍو، عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.**

۳۷۲۱: عمرو بن ابی عمرو نے ایک انصاری سے روایت کی ہے انہوں نے جابر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح روایت کی ہے۔

**۳۷۲۲ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا ابْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ، قَالَ : أَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سُوَيْدٍ، قَالَ : حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ أَبِيْ عَمْرٍو، عَنِ الْمُطَّلِبِ، عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلٰى هٰذَا، فَقَالُوْا : كُلُّ صَيْدٍ صِيْدَ مِنْ أَجْلِ مُحْرِمٍ، وَإِنْ كَانَ الَّذِيْ صَادَهُ حَلَالٌ، فَهُوَ حَرَامٌ عَلٰى ذٰلِكَ الْمُحْرِمِ، كَمَا يَحْرُمُ عَلَيْهِ مَا تَوَلّٰى هُوَ صَيْدَهُ بِنَفْسِهِ وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ فَقَالُوْا : كُلُّ صَيْدٍ صَادَهُ حَلَالٌ، فَلَحْمُهُ حَلَالٌ لِكُلِّ مُحْرِمٍ وَحَلَالٌ وَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ لَهُمْ فِيْ حَدِيْثِ**

الْمُطَّلِبِ الَّذِیْ ذَکَرْنَا، أَنَّ قَوْلَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ (أَوْ یُصَادَ لَکُمْ) یُحْتَمَلُ أَنْ یَکُوْنَ أَرَادَ بِهِ "أَوْ یُصَادَ لَکُمْ بِأَمْرِکُمْ "فَإِنْ کَانَ ذٰلِکَ کَذٰلِکَ، فَإِنَّهُمْ أَیْضًا کَذٰلِکَ یَقُوْلُوْنَ : کُلُّ صَیْدٍ صَادَهُ حَلَالٌ لِمُحْرِمٍ بِأَمْرِهِ، فَهُوَ حَرَامٌ عَلٰی ذٰلِکَ الْمُحْرِمِ، وَقَدْ رُوِیَتْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَحَادِیْثُ جَاءَتْ مَجِیْئًا مُتَوَاتِرًا فِیْ إِبَاحَةِ لَحْمِ الصَّیْدِ الَّذِیْ قَدْ صَادَهُ الْحَلَالُ لِلْمُحْرِمِ إِذَا لَمْ یَکُنْ صَادَهُ بِأَمْرِهِ، وَلَا بِمَعُوْنَتِهِ إِیَّاهُ عَلَیْهِ.

۳۷۲۲: مطلب نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

**حاصل روایات:** ہر وہ شکار جو محرم کی خاطر شکار نہ کیا جائے یا اس کے شکار کرنے میں اس کا اشارہ کنایہ شامل نہ ہو وہ حلال ہے' تائید مزید......

ج اور جو محرم کی خاطر کیا جائے وہ حلال نہیں جیسا کہ روایات بالا سے ثابت ہو رہا ہے۔

## فریق ثالث کا موقف اور دلائل و جوابات:

ہر وہ شکار جس کو غیر محرم نے شکار کیا ہو وہ محرم و غیر محرم ہر ایک کے لئے حلال ہے۔

## سابقہ موقف کا جواب:

ان یصاد لکم کی روایت دو احتمال رکھتی ہے یعنی تمہارے حکم اور مشورہ سے شکار کیا جائے تو اس کے حرام ہونے میں کسی کو کلام نہیں۔

ج کیونکہ اس میں اس کا دخل ہو گیا اور وہ احتمال بھی ہے مگر ضعیف ہے کیونکہ پہلے احتمال کی تائید میں بہت سی روایات وارد ہیں۔ ملاحظہ ہوں۔

۳۷۲۳ : حَدَّثَنَا أَبُوْ بِشْرٍ الرَّقِّیُّ، قَالَ : ثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ، قَالَ : أَخْبَرَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْکَدِرِ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ التَّیْمِیِّ عَنْ أَبِیْهِ (عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عُثْمَانَ قَالَ : کُنَّا مَعَ طَلْحَةَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰہِ وَنَحْنُ حُرُمٌ فَأُهْدِیَ لَهُ طَیْرٌ، وَطَلْحَةُ رَاقِدٌ، فَمِنَّا مَنْ أَکَلَ وَمِنَّا مَنْ تَوَرَّعَ فَلَمَّا اسْتَیْقَظَ طَلْحَةُ، وَقُدِّمَ بَیْنَ یَدَیْهِ، أَکَلَهُ فِیْمَنْ أَکَلَهُ وَقَالَ أَکَلْتُهُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ)

۳۷۲۳: عبدالرحمن بن عثمان کہتے ہیں کہ ہم طلحہ بن عبیداللہ کے ساتھ تھے ہم احرام کی حالت میں تھے۔ ہمارے لئے پرند ہدیہ کئے گئے اس وقت طلحہ رضی اللہ عنہ سو رہے تھے ہم میں سے بعض نے کھایا اور دوسروں نے پرہیز کیا۔ جب وہ بیدار ہوئے اور وہ ان کے سامنے رکھے گئے تو انہوں نے کھانے والوں کی طرح کھایا۔ اور فرمایا میں نے یہ

گوشت جناب رسول اللہ ﷺ کی معیت میں بھی کھایا۔

**تخریج** : مسلم فی الحج ٦٥۔

۳۷۲۴ : حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ : ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ قَالَ : أَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ عِيْسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ عُمَيْرِ بْنِ سَلْمَةَ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَهْزٍ، (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِالرَّوْحَاءِ فَإِذَا هُوَ بِحِمَارٍ وَحْشٍ عَقِيْرٍ فِيْهِ سَهْمٌ قَدْ مَاتَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعُوْهُ حَتّٰى يَجِيْءَ صَاحِبُهُ فَجَاءَ الْبَهْزِيُّ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ : هِيَ رَمْيَتِيْ فَكُلُوْهُ، فَأَمَرَ أَبَا بَكْرٍ أَنْ يَقْسِمَهُ بَيْنَ الرِّفَاقِ وَهُمْ مُحْرِمُوْنَ، ثُمَّ سَارَ حَتّٰى إِذَا كَانَ بِالْأُثَايَةِ إِذَا هُوَ بِظَبْيٍ مُسْتَظِلٍّ فِيْ حُقُفِ جَبَلٍ فِيْهِ سَهْمٌ وَهُوَ حَيٌّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ قِفْ هَاهُنَا لَا يَرَاهُ أَحَدٌ حَتّٰى تَمْضِيَ الرِّفَاقَ)

۳۷۲۴: عمیر بن سلمہ نے بنو بہز کے ایک آدمی سے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ مقام روحاء کے پاس سے گزرے۔ اچانک ایک حمار وحشی جو کہ لنگڑا ہو چکا تھا اور تیر اس کی ٹانگ میں موجود تھا اس کی جان نکل چکی تھی آپ ﷺ نے فرمایا اس کو اس وقت چھوڑ دو یہاں تک کہ اس کا شکاری آ جائے۔ اسی وقت ایک بہزی آ نکلا اور کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ یہ میرے تیر سے شکار ہوا ہے۔ آپ اس کو استعمال فرمائیں۔ آپ ﷺ نے ابوبکرؓ کو حکم دیا کہ اپنے رفقاء میں تقسیم کر دیں اس وقت وہ تمام احرام کی حالت میں تھے پھر آپ روانہ ہو گئے اور مقام اثابہ میں پہنچے تو ایک ہرن پہاڑی کے غار میں سایہ لے رہا تھا تیر اس کو لگا ہوا تھا اور وہ ابھی زندہ تھا۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو فرمایا تم یہاں کھڑے ہو جاؤ تا کہ اس کو کوئی نہ دیکھے اور قافلہ کے ساتھی گزر جائیں (کیونکہ اگر کوئی محرم اس پر تعرض کرے گا تو کسی کے لئے حلال نہ رہے گا)

۳۷۲۵ : حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ : أَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، ثُمَّ ذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

۳۷۲۵: یحییٰ بن سعید نے محمد بن ابراہیم سے پھر انہوں نے اپنی سند سے روایت نقل کی ہے۔

۳۷۲۶ : حَدَّثَنَا رَبِيْعٌ الْجِيْزِيُّ قَالَ : ثَنَا أَبُو الْأَسْوَدِ قَالَ : أَنَا نَافِعُ بْنُ يَزِيْدَ، عَنِ ابْنِ الْهَادِ، أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَهُ عَنْ عِيْسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ (عُمَيْرِ بْنِ سَلْمَةَ الضَّمْرِيِّ قَالَ : بَيْنَا نَحْنُ نَسِيْرُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَعْضِ أَفْنَاءِ الرَّوْحَاءِ وَهُوَ مُحْرِمٌ، إِذَا حِمَارٌ مَعْقُوْرٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعُوْهُ، فَيُوْشِكُ صَاحِبُهُ أَنْ يَأْتِيَهُ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ بَهْزٍ، هُوَ الَّذِيْ عَقَرَ الْحِمَارَ فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، شَأْنُكُمْ بِهٰذَا الْحِمَارِ فَأَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَسَّمَهُ بَيْنَ النَّاسِ) ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ مَا فِيْ حَدِيْثِ يَزِيْدَ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ هَارُوْنَ

۳۷۲۶: عیسیٰ بن طلحہ نے عمیر بن سلمہ ضمیریؓ سے روایت کی ہے کہ اسی دوران کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روحاء کے میدان میں جا رہے تھے اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم احرام سے تھے۔ اچانک آپ کی نگاہ ایک وحشی گدھے پر پڑی جس کی کھونچیں کٹی ہوئیں تھیں۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو اسی حال میں چھوڑ دو شاید اس کا مالک شکاری آ جائے۔ اچانک ایک بہزی آدمی آ نکلا اسی نے اس کی کھونچیں کاٹی تھیں۔ اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ حمار وحشی آپ کو ہدیہ ہے۔ پس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ کو حکم دیا تو انہوں نے لوگوں میں تقسیم کر دیا۔ پھر انہوں نے اسی طرح روایت کی ہے جیسا کہ یزید بن ہارون سے یزید نے روایت کی ہے۔

**تخریج** : ۳۷۲۵ کی تخریج ملاحظہ ہو۔

۳۷۲۷: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ وَفَهْدٌ، قَالَا : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ : حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ : حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ، ثُمَّ ذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهُ فَفِيْ حَدِيْثِ طَلْحَةَ وَعُمَيْرِ بْنِ سَلْمَةَ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ أَبَاحَ لِلْمُحْرِمِيْنَ أَكْلَ لَحْمِ الصَّيْدِ الَّذِيْ تَوَلّٰى صَيْدَهُ الْحَلَالُ فَقَدْ خَالَفَ ذٰلِكَ حَدِيْثَ عَلِيٍّ وَزَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ وَالصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرَ أَنَّ حَدِيْثَ طَلْحَةَ، وَحَدِيْثَ عُمَيْرِ بْنِ سَلْمَةَ هٰذَيْنِ، لَيْسَ فِيْهِمَا دَلِيْلٌ عَلٰى حُكْمِ الصَّيْدِ إِذَا أَرَادَ الْحَلَالُ بِهِ الْمُحْرِمَ فَنَظَرْنَا فِيْ ذٰلِكَ فَإِذَا ابْنُ أَبِيْ دَاوٗدَ قَدْ

۳۷۲۷: لیث نے ابن الہاد سے پھر اس نے اپنی سند سے روایت نقل کی ہے۔ حضرت طلحہ اور عمیر بن سلمہ رضی اللہ عنہما کی وہ روایت جو انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی اس میں محرم کے لئے شکار کے گوشت کا کھانا حلال قرار دیا گیا جس شکار کو کسی حلال نے کیا ہو اور یہ روایت حضرت علی، زید بن ارقم اور صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہم کی ان روایات کے خلاف ہے جو انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی ہیں البتہ روایت طلحہ اور عمیر بن سلمہ رضی اللہ عنہما میں اس بات کا کوئی حکم موجود نہیں جب کہ کوئی شکار غیر محرم نے محرم کی نیت سے کیا ہو۔ پس اس میں ہم نے جانچ پڑتال کی تو یہ روایات مل گئیں جو ذیل میں درج ہیں۔

**حاصل روایات**: طلحہ اور عمیر بن سلمہؓ کی روایات میں اتنی بات ثابت ہو چکی ہے کہ حلال کا کیا ہوا شکار محرم کو کھانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ اور یہ روایتیں حضرت، زید بن ارقم اور صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہم کی روایات کے خلاف ہیں۔ البتہ اس بات کی دلیل چاہئے کہ اگر حلال محرم کا ارادہ کر کے شکار کرے تو وہ اس کے لئے حلال ہوگا یا نہیں۔ چنانچہ آئندہ سطور میں ہم اس کی دلیل پیش کریں گے۔

٣٧٢٨ :حَدَّثَنَا قَالَ : ثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ الرَّقَّامُ قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عِيَاضٍ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ : (بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَا قَتَادَةَ الْاَنْصَارِيَّ عَلَى الصَّدَقَةِ وَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ وَهُمْ مُحْرِمُوْنَ حَتّٰى نَزَلُوْا عُسْفَانَ فَإِذَا هُمْ بِحِمَارِ وَحْشٍ قَالَ : وَجَاءَ أَبُوْ قَتَادَةَ وَهُوَ حِلٌّ فَنَكَّسُوْا رُءُ وْسَهُمْ كَرَاهِيَةَ أَنْ يَحُدُّوْا أَبْصَارَهُمْ فَيَفْطِنَ فَرَآهُ فَرَكِبَ فَرَسَهُ وَأَخَذَ الرُّمْحَ فَسَقَطَ مِنْهُ فَقَالَ نَاوِلُوْنِيْهِ فَقَالُوْا:مَا نَحْنُ بِمُعِيْنِيْكَ عَلَيْهِ بِشَيْءٍ فَحَمَلَ عَلَيْهِ فَعَقَرَهُ فَجَعَلُوْا يَشْوُوْنَ مِنْهُ ثُمَّ قَالُوْا : رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَظْهُرِنَا قَالَ : وَكَانَ تَقَدَّمَهُمْ فَلَحِقُوْهُ فَسَأَلُوْهُ فَلَمْ يَرَ بِذٰلِكَ بَأْسًا) .

٣٧٢٨: عبیداللہ بن عیاض بن عبداللہ نے ابوسعید انصاریؓ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ابوقتادہ انصاریؓ کو صدقات پر عامل مقرر فرمایا۔ آپ ﷺ اور صحابہ کرام احرام باندھ کر روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ مقام عسفان میں پہنچ گئے اچانک ایک وحشی گدھا سامنے آیا۔ ابوسعید کہتے ہیں کہ ابوقتادہؓ آئے وہ غیر محرم تھے صحابہ کرام نے شکار کی طرف نگاہ دوڑانے سے اپنی نگاہیں ہٹالیں کہ ابوقتادہ کو خبر کا ذریعہ نہ بنے۔ ابوقتادہ تو شکار کو پہلے دیکھ چکے تھے وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور اپنا نیزہ لیا وہ گر پڑا انہوں نے کہا مجھے پکڑا دو۔ انہوں نے کہا ہم اس سلسلہ میں تیری کوئی مدد کرنے والے نہیں انہوں نے شکار پر حملہ کر کے اس کو شکار کر لیا بعض اس میں سے گوشت لے کر بھوننے لگے۔ پھر کہنے لگے ہمارے درمیان جناب رسول اللہ ﷺ موجود ہیں۔ اور آپ ﷺ ان سے کچھ آگے بڑھ گئے تھے وہ آپ ﷺ سے جا ملے اور آپ ﷺ سے اس کے متعلق دریافت کیا آپ ﷺ نے اس میں کوئی حرج قرار نہ دیا۔

**تخریج** : بخاری فی الصید باب ٢، مسلم فی الحج ٥٦۔

**حاصل روایات:** حضرت ابوقتادہؓ کو عامل مقرر فرمایا تھا وہ اس علاقہ کی طرف جا رہے تھے اور راستہ اکٹھا تھا یا عمرۃ القضاۃ کے موقعہ پر آپ ﷺ نے خود دشمنوں کی شرارتوں کے خطرے کے پیش نظر ان کو اس بات کی نگرانی پر مقرر کیا تھا۔ مسلم جلد ایک کی روایت سے عمرۃ الحدیبیہ کا واقعہ لگتا ہے واللہ اعلم۔

٣٧٢٩ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوُدَ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عُمَرَ الْحَوْضِيُّ قَالَ : أَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ : أَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ (عَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ أَنَّهُ كَانَ عَلٰى فَرَسٍ وَهُوَ حَلَالٌ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ مُحْرِمُوْنَ فَبَصُرَ بِحِمَارِ وَحْشٍ فَنَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُعِيْنُوْهُ فَحَمَلَ عَلَيْهِ فَصَرَعَ أَتَانًا فَأَكَلُوْا مِنْهُ).

۳۷۲۹: عباد بن تمیم نے ابوقتادہؓ سے روایت کی ہے کہ میں اپنے گھوڑے پر سوار تھا میں نے احرام نہیں باندھا تھا اس وقت جناب رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام احرام سے تھے۔ ابوقتادہ نے ایک حمار وحشی دیکھا آپ نے صحابہ کرام کو ان کی کسی قسم کی اعانت سے منع فرما دیا۔ انہوں نے حملہ کر کے اس کو بچھالیا اور وہ شکار ہمارے پاس لائے سب نے اس میں سے کھایا۔

**تخریج**: مسلم فی الحج ٦٠۔

۳۷۳۰: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ : ثَنَا حَجَّاجُ بْنُ الْمِنْهَالِ قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ قَالَ : أَخْبَرَنِیْ عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ وَهْبٍ، (عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِیْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهٗ كَانَ فِیْ قَوْمٍ مُحْرِمِيْنَ، وَلَيْسَ هُوَ مُحْرِمًا وَهُمْ يَسِيْرُوْنَ، فَرَاٰى حِمَارًا، فَرَكِبَ فَرَسَهٗ فَصَرَعَهٗ، فَأَتَوا النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلُوْهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ أَشَرْتُمْ أَوْ صِدْتُمْ أَوْ قَتَلْتُمْ ؟ قَالُوْا : لَا، قَالَ فَكُلُوْا).

۳۷۳۰: عبداللہ بن ابوقتادہ نے اپنے والد ابوقتادہؓ سے بیان کیا کہ میں محرمین کے ساتھ چل رہا تھا اور احرام باندھے ہوئے نہیں تھا۔ ہم چلے جا رہے تھے ابوقتادہ نے ایک حمار وحشی دیکھا وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور اسے شکار کر لائے صحابہ کرام اس کو آپ ﷺ کی خدمت میں لائے اور آپ ﷺ سے اس کے متعلق سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم نے اشارہ کیا یا شکار کیا یا قتل کیا؟ انہوں نے کہا نہیں آپ ﷺ نے فرمایا پس اس کو کھاؤ۔

**تخریج** : مسلم فی الحج ٦١، نسائی فی المناسك باب ٨١، دارمی فی المناسك باب٢٢، مسند احمد ٥/ ٣٠٢۔

۳۷۳۱ : حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهٗ، عَنْ أَبِی النَّضْرِ، عَنْ نَافِعٍ مَوْلٰى أَبِیْ قَتَادَةَ، (عَنْ أَبِیْ قَتَادَةَ بْنِ رِبْعِیٍّ أَنَّهٗ كَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَتّٰى إِذَا كَانَ بِبَعْضِ طَرِيْقِ مَكَّةَ تَخَلَّفَ مَعَ أَصْحَابٍ لَهٗ مُحْرِمِيْنَ وَهُوَ غَيْرُ مُحْرِمٍ فَرَأٰى حِمَارًا وَحْشِيًّا فَاسْتَوٰى عَلٰى فَرَسِهٖ، ثُمَّ سَأَلَ أَصْحَابَهٗ أَنْ يُنَاوِلُوْهُ سَوْطَهٗ، فَأَبَوْا، فَسَأَلَهُمْ رُمْحَهٗ، فَأَبَوْا، فَأَخَذَهٗ ثُمَّ شَدَّ عَلَى الْحِمَارِ فَقَتَلَهٗ فَأَكَلَ مِنْهُ بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبٰى بَعْضُهُمْ فَلَمَّا أَدْرَكُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، سَأَلُوْهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ إِنَّمَا هِیَ طُعْمَةٌ أَطْعَمَكُمُوْهَا اللّٰهُ)

۳۷۳۱: نافع مولیٰ ابوقتادہ نے ابوقتادہ بن ربعیؓ سے روایت کی ہے کہ میں جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا مکہ کے کسی راستہ میں وہ اپنے محرم ساتھیوں کے ساتھ پیچھے رہ گئے۔ یہ غیر محرم تھے چنانچہ انہوں نے ایک حمار وحشی دیکھا اور اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے پھر اپنے ساتھیوں سے کہا کہ وہ ان کو ان کا کوڑا پکڑا دیں انہوں نے انکار کر دیا پھر اپنے نیزے کے متعلق سوال کیا انہوں نے اس سے بھی انکار کر دیا۔ انہوں نے اپنا نیزہ اور کوڑا خود لے کر شکار پر

حملہ کیا اور اس کو قتل کر دیا۔ اس شکار میں سے بعض نے کھایا اور بعض نے انکار کر دیا جب یہ حضرات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جا ملے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق دریافت کیا آپ نے فرمایا وہ تو تمہارا لقمہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں کھلایا ہے۔

**تخریج** : بخاری فی الجهاد باب۸۸، والذبائح باب۱۰، ۱۱/۱ مسلم فی الحج ۵۷، ابو داؤد فی المناسك باب ۴۰، ترمذی فی الحج باب ۲۵، نسائی فی المناسك باب۷۸، دارمی فی الفرائض باب ۲۱، مالك فی الحج ۷۶، مسند احمد ۳۰۱/۵۔

۳۷۳۲ : حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ مِثْلَهُ ، وَزَادَ (إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَلْ مَعَكُمْ مِنْ لَحْمِهِ شَيْءٌ ؟ فَقَدْ عَلِمْنَا أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ لَمْ يَصِدْهُ فِيْ وَقْتِ مَا صَادَهُ إِرَادَةً مِنْهُ أَنْ يَكُوْنَ لَهُ خَاصَّةً، وَإِنَّمَا أَرَادَ أَنْ يَكُوْنَ لَهُ وَلِأَصْحَابِهِ الَّذِيْنَ كَانُوْا مَعَهُ) فَقَدْ أَبَاحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ لَهُ وَلَهُمْ، وَلَمْ يُحَرِّمْهُ عَلَيْهِمْ لِإِرَادَتِهِ أَنْ يَكُوْنَ لَهُمْ مَعَهُ وَفِيْ حَدِيْثِ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ وَهْبٍ : أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلَهُمْ فَقَالَ (أَشَرْتُمْ، أَوْ صِدْتُمْ، أَوْ قَتَلْتُمْ ؟ قَالُوْا : لَا، قَالَ فَكُلُوْا) فَدَلَّ ذٰلِكَ أَنَّهُ إِنَّمَا يَحْرُمُ عَلَيْهِمْ إِذَا فَعَلُوْا شَيْئًا مِنْ هٰذَا، وَلَا يَحْرُمُ عَلَيْهِمْ بِمَا سِوٰى ذٰلِكَ وَفِيْ ذٰلِكَ دَلِيْلٌ أَنَّ مَعْنٰى قَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَدِيْثِ عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ (أَوْ يُصَادَ لَكُمْ) أَنَّهُ عَلٰى مَا صِيْدَ لَهُمْ بِأَمْرِهِمْ فَهٰذَا وَجْهُ هٰذَا الْبَابِ مِنْ طَرِيْقِ الْآثَارِ الْمَرْوِيَّةِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَدْ قَالَ بِهٰذَا الْقَوْلِ أَيْضًا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

۳۷۳۲: عطاء بن یسار نے ابی قتادہؓ سے اسی طرح کی روایت کی ہے اور اس میں یہ اضافہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہارے پاس اس کا کچھ گوشت موجود ہے؟ ہم جان چکے تھے کہ ابوقتادہؓ نے ایسے وقت میں فقط آپ کے لئے شکار نہیں کیا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ان اصحابؓ کے لئے کیا جو آپ کے ساتھ تھے۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شکار کو اپنے اور اپنے اصحاب کے لئے مباح قرار دیا اور ابوقتادہ کے اس ارادہ کی وجہ سے کہ یہ آپ اور آپ کے اصحاب کے لئے ہوگا آپ نے اس کو حرام قرار نہیں دیا اور عثمان بن عبداللہ کی روایت میں یہ لفظ ہیں ( اشرتم او صدتم او قتلتم قالوا لا قال فکلوا ) کیا تم نے شکار کے لئے اشارہ کیا یا خود شکار کیا یا تم نے شکار خود قتل کیا تو انہوں نے کہا نہیں آپ نے فرمایا اسے کھاؤ اس سے یہ دلالت میسر آئی کہ ان کے لئے حرام اس وقت ہوگا جب کہ وہ ان مذکورہ بالا چیزوں میں سے کوئی ایک کریں۔ اس کے علاوہ وہ شکار ان کے لئے حرام نہ ہوگا۔ اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا مطلب جو حدیث عمرو مولیٰ مطلب

میں آیا ہے(اویصا دلکم) کہ اس سے محرم کے حکم سے شکار کرنا مراد ہے۔ آثار کو سامنے رکھتے ہوئے اس باب کا یہی حکم ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بھی یہی قول ہے۔

**تخریج** : مسلم فی الحج ۳۳۔

**حاصل روایات**: آپ ﷺ نے یہ شکار اپنے اور ان کے لئے مباح قرار دیا اور ان پر حرام قرار نہیں دیا باوجودیکہ حضرت ابوقتادہؓ نے عبداللہ بن موہب کی روایت میں تو یہ بھی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ان سے دریافت کیا کہ کیا تم نے شکار کی طرف اشارہ کیا' شکار کیا یا شکار کو قتل کیا؟ انہوں نے نفی میں جواب دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا پس اس کو کھاؤ۔ اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ ان پر حرام ہونے کی صورت یہ ہے کہ جب وہ ان تینوں کاموں میں سے کسی ایک کا ارتکاب کریں اس کے علاوہ ان پر حرام نہ ہو گا۔

اس میں یہ دلیل مل گئی کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کا مطلب جو کہ روایت عمر و مولیٰ المطلب میں موجود ''اویصادلکم'' یعنی ان کے کہنے پر ان کے لئے شکار کیا گیا ہو۔

آثار مرویہ کے لحاظ سے تو یہی مفہوم ہوگا اس قول کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اختیار فرمایا ہے۔

۳۷۳۳ : حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا هَارُوْنُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ : ثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ : ثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِيْ سَلْمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الشَّامِ اسْتَفْتَاهُ فِيْ لَحْمِ الصَّيْدِ وَهُوَ مُحْرِمٌ' فَأَمَرَهُ بِأَكْلِهِ قَالَ : فَلَقِيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَأَخْبَرْتُهُ بِمَسْأَلَةِ الرَّجُلِ فَقَالَ : بِمَا أَفْتَيْتَهُ ' فَقُلْتُ : بِأَكْلِهِ فَقَالَ : وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ أَفْتَيْتَهُ بِغَيْرِ ذٰلِكَ' لَعَلَوْتُكَ بِالدِّرَّةِ إِنَّمَا نُهِيْتَ أَنْ تَصْطَادَهُ.

۳۷۳۳: یحییٰ بن ابی سلمہ نے ابو ہریرہؓ سے نقل کیا کہ ایک شامی آدمی نے مجھ سے احرام کی حالت میں شکار کے گوشت سے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے اسے استعمال کرنے کا حکم دیا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں پھر میں عمر رضی اللہ عنہ سے ملا اور میں نے ان کو اس مسئلہ کی خبر دی تو انہوں نے فرمایا تم نے پھر کیا فتویٰ دیا تو میں نے کھانے کا کہا۔ اس پر وہ فرمانے لگے مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تو اس کے علاوہ فتویٰ دیتا تو میں درہ سے تمہاری خدمت کرتا۔ بلاشبہ تمہیں اس کے شکار سے روکا گیا ہے۔

۳۷۳۴ : حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهٗ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ أَنَّهٗ سَمِعَ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيِّبِ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَذَكَرَ مِثْلَهٗ غَيْرَ أَنَّهٗ قَالَ (لَفَعَلْتُ بِكَ) يَتَوَعَّدُهٗ.

۳۷۳۴: سعید بن المسیب نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے انہوں نے اسی طرح روایت بیان کی۔ البتہ یہ الفاظ زائد ہیں۔ اگر تو اس کے خلاف فتویٰ دیتا تو میں تمہیں سمجھ لیتا (ڈرایا)

۳۷۳۵ : حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُحَدِّثُ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَذَكَرَ مِثْلَهُ.

۳۷۳۵: ابن شہاب نے سالم سے روایت ہے کہ انہوں نے ابو ہریرہؓ سے سنا وہ عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق بیان کرتے پھر اسی طرح کی روایت ذکر کی ہے۔

۳۷۳۶ : حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ مَرْزُوْقٍ، وَابْنُ أَبِيْ دَاوُدَ، قَالَا : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ : حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ : حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ فَلَمْ يَكُنْ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لِيُعَاقِبَ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ فُتْيَاهُ فِيْ هٰذَا، بِخِلَافِ مَا يَرَى، وَالَّذِيْ عِنْدَهُ فِيْ ذٰلِكَ مِمَّا يُخَالِفُ مَا أَفْتَى بِهِ رَأْيًا وَلٰكِنَّ ذٰلِكَ -عِنْدَنَا -وَاللّٰهُ أَعْلَمُ -لِأَنَّهُ قَدْ كَانَ أَخَذَ عِلْمَ ذٰلِكَ مِنْ غَيْرِ جِهَةِ الرَّأْيِ

۳۷۳۶: لیث نے عقیل سے انہوں نے ابن شہاب سے روایت کی پھر انہوں نے اپنی اسناد سے اسی طرح روایت بیان کی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کسی صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے ذاتی فتویٰ پر سزا نہ دیتے تھے۔ بس اس رائے پر سزا دیتے جس میں وہ سمجھتے کہ یہ رائے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل کے خلاف جا رہی ہے۔ (اور اس رائے دینے والے کو وہ معلوم نہیں اور انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ قول و فعل دیکھا اور سنا ہے) بقیہ اجتہادی مسائل میں وہ کبھی سزا نہ دیتے۔

۳۷۳۷ : حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ قَالَ : ثَنَا مُؤَمَّلٌ قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ أَنَّ كَعْبًا سَأَلَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ الصَّيْدِ يَذْبَحُهُ الْحَلَالُ فَيَأْكُلُهُ الْحَرَامُ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (لَوْ تَرَكْته لَرَأَيْتُكَ لَا تَفْقَهُ شَيْئًا) وَقَدْ احْتَجَّ فِيْ ذٰلِكَ الْمُخَالِفُوْنَ لِهٰذَا الْقَوْلِ.

۳۷۳۷: اسود سے روایت ہے کہ کعبؓ نے عمر رضی اللہ عنہ سے اس شکار کے متعلق پوچھا جس کو حلال ذبح کرے اور محرم اس کو کھائے یا نہیں تو آپ نے فرمایا اگر تم اس کو چھوڑ دو گے تو میں سمجھوں گا کہ تم میں کچھ سمجھ بوجھ نہیں۔ اس قول کے مخالف حضرات نے حضرت علی رضی اللہ عنہ والی اس روایت سے استدلال کیا ہے۔

## ایک اشکال:

حرم علیکم صید البر مادمتم حرمًا (المائدہ۔۹۶) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شکار اور اس کے گوشت کو محرم کے لئے حرام قرار دینے میں اس آیت سے استدلال کیا تو اب آیت کے مطلق حکم کو احادیث سے کیوں کر مقید کیا جا سکتا ہے۔ تفصیلی روایت پہلے بھی گزری دوبارہ درج کی جا رہی ہے۔

۳۷۳۸ : بِمَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ : ثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ

زِيَادٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ أَبِيْهِ قَالَ : كُنَّا مَعَ عُثْمَانَ وَعَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِمَكَانِ كَذَا وَكَذَا، قُرِّبَ إِلَيْهِمْ طَعَامٌ قَالَ : فَرَأَيْتُ جَفْنَةً كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلٰى عَرَاقِيْبِ الْيَعَاقِيْبِ، فَلَمَّا رَأٰى ذٰلِكَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَامَ، فَقَامَ مَعَهُ نَاسٌ قَالَ فَقِيْلَ : وَاللّٰهِ مَا أَشَرْنَا، وَلَا أَمَرْنَا، وَلَا صِدْنَا فَقِيْلَ لِعُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَا قَامَ هٰذَا وَمَنْ مَعَهُ إِلَّا كَرَاهِيَةً لِطَعَامِكَ فَدَعَاهُ فَقَالَ : مَا كَرِهْتَ مِنْ هٰذَا ؟ فَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ مَتَاعًا لَكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ، وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا) ثُمَّ انْطَلَقَ قَالَ : فَذَهَبَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِلٰى أَنَّ الصَّيْدَ وَلَحْمَهُ حَرَامٌ عَلَى الْمُحْرِمِ قِيْلَ لَهُمْ : فَقَدْ خَالَفَهُ فِيْ ذٰلِكَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَطَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ، وَعَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، وَأَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَقَدْ تَوَاتَرَتِ الرِّوَايَاتُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا يُوَافِقُ مَا ذَهَبُوْا إِلَيْهِ وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ (وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا) يَحْتَمِلُ مَا حُرِّمَ عَلَيْهِمْ مِنْهُ، هُوَ أَنْ يَصِيْدُوْهُ أَلَا تَرٰى إِلٰى قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ (يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَقْتُلُوْا الصَّيْدَ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ وَمَنْ قَتَلَهُ مِنْكُمْ مُتَعَمِّدًا فَجَزَاءٌ مِثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ) فَنَهَاهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ هٰذِهِ الْآيَةِ عَنْ قَتْلِ الصَّيْدِ وَأَوْجَبَ عَلَيْهِمُ الْجَزَاءَ فِيْ قَتْلِهِمْ إِيَّاهُ فَدَلَّ مَا ذَكَرْنَا أَنَّ الَّذِيْ حُرِّمَ عَلَى الْمُحْرِمِيْنَ مِنَ الصَّيْدِ، هُوَ قَتْلُهُ وَقَدْ رَأَيْنَا النَّظَرَ أَيْضًا يَدُلُّ عَلٰى هٰذَا، وَذٰلِكَ أَنَّهُمْ أَجْمَعُوْا أَنَّ الصَّيْدَ يُحَرِّمُهُ الْإِحْرَامُ عَلَى الْمُحْرِمِ، وَيُحَرِّمُهُ الْحَرَمُ عَلَى الْحَلَالِ وَكَانَ مَنْ صَادَ صَيْدًا فِي الْحِلِّ فَذَبَحَهُ فِي الْحِلِّ، ثُمَّ أَدْخَلَهُ الْحَرَمَ، فَلَا بَأْسَ بِأَكْلِهِ إِيَّاهُ فِي الْحَرَمِ وَلَمْ يَكُنْ إِدْخَالُهُ لَحْمَ الصَّيْدِ الْحَرَمَ كَإِدْخَالِهِ الصَّيْدَ نَفْسَهُ وَهُوَ حَيٌّ الْحَرَمَ، لِأَنَّهُ لَوْ كَانَ كَذٰلِكَ، لَنَهٰى عَنْ إِدْخَالِهِ وَلَصَنَعَ مِنْ أَكْلِهِ إِيَّاهُ فِيْهِ كَمَا يُمْنَعُ مِنَ الصَّيْدِ فِيْ ذٰلِكَ كُلِّهِ، وَلَكَانَ إِذَا أَكَلَهُ فِي الْحَرَمِ، وَجَبَ عَلَيْهِ مَا وَجَبَ فِيْ قَتْلِ الصَّيْدِ فَلَمَّا كَانَ الْحَرَمُ لَا يَمْنَعُ مِنْ لَحْمِ الصَّيْدِ الَّذِيْ صِيْدَ فِي الْحِلِّ، كَمَا يَمْنَعُ مِنَ الصَّيْدِ الْحَيِّ، كَانَ النَّظَرُ عَلٰى ذٰلِكَ أَنْ يَكُوْنَ كَذٰلِكَ الْإِحْرَامُ أَيْضًا، يَحْرُمُ عَلَى الْمُحْرِمِ الصَّيْدُ الْحَيُّ، وَلَا يَحْرُمُ عَلَيْهِ لَحْمُهُ إِذَا تَوَلَّى الْحَلَالُ ذَبْحَهُ، قِيَاسًا، وَنَظَرًا عَلٰى مَا ذَكَرْنَا مِنْ حُكْمِ الْمُحْرِمِ فَهٰذَا هُوَ النَّظَرُ فِيْ هٰذَا الْبَابِ، وَهُوَ قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ، وَأَبِيْ يُوْسُفَ، وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى .

۳۷۳۸: عبداللہ بن حارثؓ نے اپنے والد سے بیان کیا کہ ہم عثمان وعلی رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھے جب ہم فلاں فلاں مقام پر پہنچے تو ان کے سامنے کھانا پیش کیا گیا۔ عبداللہ کہتے ہیں میں نے ایک بڑا پیالہ دیکھا گویا اس کا منظر اب بھی

میرے سامنے ہے کہ نر چکوروں کی ایڑیاں نظر آ رہی ہیں۔ جب علی رضی اللہ عنہ نے یہ حال دیکھا تو اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان کے ساتھ تھوڑے سے لوگ اٹھ گئے ان سے کہا گیا اللہ کی قسم ہم نے نہ اشارہ کیا اور نہ ہم نے شکار کیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو کہا گیا کہ یہ لوگ تمہارے کھانے سے نفرت کی وجہ سے اٹھ گئے ہیں۔ حضرت عثمانؓ نے ان کو بلا بھیجا اور پوچھا آپ نے کھانے میں سے کون سی چیز ناپسند کی؟ تو علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: احل لکم صید البحر وطعامہ الی حرم علیکم صید البر مادمتم حرما (المائدہ:۹۶) یہ آیت پڑھ کر چلے گئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ علی رضی اللہ عنہ کے ہاں محرم پر شکار کا گوشت بہر صورت حرام تھا۔ ان کے جواب میں کہا جائے گا۔ کہ ان کی اس رائے کے خلاف حضرت عمر طلحہ عائشہ صدیقہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم ہیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کثرت سے روایات وارد ہوئی ہیں جو ان حضرات کے قول کے موافق ہیں۔ رہی آیت **و حرم علیکم صید البر مادمتم حرما**) اس میں احتمال ہے کہ شکار میں سے جو ان پر حرام ہوا وہ خود ان کا اپنے طور پر شکار کرنا ہو۔ کیا تم اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں نظر نہیں ڈالتے: **یاَیھا الذین امنوا تقتلوا الصید**...... اے ایمان والو! تم احرام کی حالت میں شکار مت کرو۔ جو شخص تم میں سے جان بوجھ کر شکار کرے گا تو وہ اس کا بدلہ اسی جیسے چوپائے سے دے" تو اللہ تعالیٰ نے شکار کے قتل سے محرم کو منع فرمایا اور اس کے قتل میں ان پر جزاء کو لازم کیا۔ اس بات سے یہ دلالت میسر ہوئی کہ محرم پر شکار کا قتل حرام ہے اور نظر کا بھی یہی تقاضا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ احرام کی وجہ سے محرم پر شکار حرام ہوا ہے اور غیر محرم پر شکار کو حرم کی حدود حرام کرنے والی ہیں۔ وہ شخص جس نے حرم سے باہر میں شکار کیا اور پھر اسے حرم کی حدود سے باہر ہی ذبح کیا پھر اس گوشت کو حرم میں داخل کیا تو حرم کے اندر اس گوشت کے کھانے میں کچھ حرج نہیں اور اس کا حرم میں شکار کے گوشت کو لانا حرم کے اندر شکار کو بنفس نفیس لانے کی طرح نہیں ہے جب کہ وہ شکار زندہ ہوا گر شکار زندہ ہو تو اس کا حرم میں داخلہ بھی ممنوع ہے اور حرم میں اس کے گوشت کا کھانا بھی ممنوع ہے اور حرم میں اس کے کھانے سے وہی واجب ہوتا ہے جو شکار کے قتل میں واجب ہوتا ہے۔ پس جب حرم اس شکار کے گوشت سے منع نہیں کرتا جو غیر حرم میں شکار کیا گیا ہو۔ جیسا کہ زندہ شکار سے روکا جاتا ہے تو اس میں نظر وفکر کا تقاضا بھی یہی ہے کہ احرام کا حکم بھی یہی ہو کہ محرم پر زندہ شکار تو حرام ہو اور شکار کا گوشت حرام نہ ہو بشرطیکہ اس کو غیر محرم نے شکار کر کے ذبح کیا ہو قیاس ونظر یہی چاہتے ہیں۔ اس باب میں نظر یہی ہے اور یہی امام ابو حنیفہ ابو یوسف و محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔

**جواب**: حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اس اجتہادی تفسیر کے بالمقابل حضرت عمر طلحہ عائشہ ابو ہریرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تفسیر اس کے خلاف ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کثیر روایات ان کی موافقت کر رہی ہیں آیت کو روایت سے مقید نہیں کیا بلکہ دوسری آیت سے مقید ہے۔ یا ایھا الذین امنوا لاتقتلوا الصید و انتم حرم ..... اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شکار کرنے کی ممانعت مراد ہے جس کے ارتکاب پر جزاء لازم کی گئی ہے روایات حدیث نے آیت کے اس مفہوم کو مزید صاف کر دیا اب محرم کے لئے قتل صید تو حرام ہی رہا۔

## نظر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ:

جب غور کیا تو اس بات پر اتفاق نظر آیا کہ شکار کو محرم پر حرام کرنے والا احرام ہے اور حلال پر شکار کو حرام کرنے والا حرم ہے۔جس شخص نے حلال ہونے کی حالت میں حل میں شکار کیا پھر اس کو حرم کی سرزمین میں لے آیا اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں خواہ حل میں کھائے یا حرم میں شکار کے گوشت کو حرم میں داخل کرنے کا وہ حکم نہ ہوا جو شکار کو زندہ حرم میں داخل کرنے کا ہے کیونکہ اس کو زندہ داخل کرنے کی صورت میں اس کا کھانا بھی اسی طرح ممنوع ہوگا جیسا کہ اس کو حرم میں شکار کرنا ممنوع ہے اگر اس نے اس کو حرم میں کھایا تو اس پر وہی ضمان لازم ہوگا جو شکار کرنے پر لازم آتا ہے۔

**نتیجہ**: پس نتیجہ یہ نکلا کہ جب حل میں کئے جانے والے شکار کے گوشت کو حرم استعمال سے نہیں روکتا جیسا کہ زندہ شکار سے روکتا ہے تو نظر کا تقاضا یہ ہے کہ احرام کا حکم بھی یہی ہونا چاہئے کہ اسے گوشت کھانا ممنوع نہ ہو مگر زندہ کا شکار کرنا ممنوع رہے بشرطیکہ وہ شکار اس نے خود ذبح نہ کیا ہو بلکہ کسی حلال نے کیا ہو۔نظر و قیاس کا یہی تقاضا ہے۔

امام ابوحنیفہ ابو یوسف محمد رحمہم اللہ کا یہی قول ہے۔

اس میں طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے فریق ثالث کو ترجیح دیتے ہوئے بہت سی روایات مسئلہ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالنے کے لئے پیش کیں آخر میں نظر سے کام لیا اس باب کا اختلاف بھی جواز اور عدم جواز کا ہے۔

## بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ رُؤْيَةِ الْبَيْتِ

### زیارت بیت اللہ کے وقت ہاتھ اٹھانے کا کیا حکم ہے؟

**خلاصۃ المرام**: بارہ مواقع میں ہاتھ اٹھانا ثابت ہے ان میں چار مواقع پر صرف ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں بقیہ سات مواقع پر ہاتھ اٹھا کر دعا بھی کی جاتی ہے۔

چار مواقع: تکبیر تحریمہ تکبیرات عیدین تکبیر قنوت استلام حجر اسود کے وقت۔

سات مواقع: صفا پر مروہ پر وقوف عرفات کے دن وقوف مزدلفہ کے وقت جمرہ اولیٰ اور وسطیٰ کی رمی کے بعد نماز استسقاء کے بعد نماز کسوف کے بعد۔

مختلف فیہ موقعہ: بیت اللہ شریف پر نگاہ پڑتے وقت دعا کے لئے ہاتھ اٹھانا۔ابراہیم نخعیؒ اور سعیدؒ کے ہاں بیت اللہ شریف پر نگاہ کے وقت ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا مسنون اور مستحب ہے۔ائمہ احناف اور مالک و حنبل کے ہاں اٹھا کر دعا کرنا مکروہ ہے۔مگر صاحب بذل نے امام ابوحنیفہ و شافعی رحمہم اللہ کی طرف کراہت کی نسبت کا انکار کیا بلکہ قول اول کی تائید کی ہے۔واللہ اعلم۔

فریق اوّل کا مؤقف اور دلیل: بیت اللہ شریف پر نگاہ پڑنے کا موقعہ قبولیت دعا کا موقعہ ہے اس لئے یہاں دعا اور ہاتھ اٹھانا مسنون و مستحب ہے۔دلیل یہ روایات ہیں۔

۳۷۳۹ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِیْ دَاوٗدَ قَالَ : ثَنَا نُعَیْمُ بْنُ حَمَّادٍ قَالَ : ثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰی قَالَ : ثَنَا ابْنُ أَبِیْ لَیْلٰی، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عَمْرٍو عَنِ الْحَکَمِ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (تُرْفَعُ الْاَیْدِیْ فِیْ سَبْعِ مَوَاطِنَ، فِی افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ، وَعِنْدَ الْبَیْتِ، وَعَلَی الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، وَبِعَرَفَاتٍ وَبِالْمُزْدَلِفَةِ، وَعِنْدَ الْجَمْرَتَیْنِ)

۳۷۳۹: نافع نے ابن عمر ؓ سے انہوں نے حکم عن مقسم سے انہوں نے ابن عباس ؓ سے روایت کی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا سات مقامات پر ہاتھ اٹھائے جائیں گے نماز کی افتتاحی تکبیر میں، بیت اللہ کے پاس، صفا پر، مروہ پر، عرفات میں، مزدلفہ میں، رمی جمرتین کے بعد۔

۳۷۴۰ : حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ : ثَنَا الْحِمَّانِیُّ، قَالَ : ثَنَا الْمُحَارِبِیُّ، عَنِ ابْنِ أَبِیْ لَیْلٰی، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَکَانَ هٰذَا الْحَدِیْثُ مَأْخُوْذًا بِهٖ، لَا نَعْلَمُ أَحَدًا خَالَفَ شَیْئًا مِنْهُ، غَیْرَ رَفْعِ الْیَدَیْنِ عِنْدَ الْبَیْتِ، فَإِنَّ قَوْمًا ذَهَبُوْا إِلٰی ذٰلِکَ، وَاحْتَجُّوْا بِهٰذَا الْحَدِیْثِ وَخَالَفَهُمْ فِیْ ذٰلِکَ آخَرُوْنَ، فَکَرِهُوْا رَفْعَ الْیَدَیْنِ عِنْدَ رُؤْیَةِ الْبَیْتِ وَاحْتَجُّوْا فِیْ ذٰلِکَ

۳۷۴۰: نافع نے ابن عمر ؓ سے انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح روایت بیان کی ہے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو اپنایا گیا ہے ہمارے علم میں نہیں کہ کسی نے اس کے جزء سے اختلاف کیا سوائے بیت اللہ کے پاس ہاتھ اٹھانے کے۔ اس میں بعض علماء کہتے ہیں کہ ہاتھ اٹھاتے جائیں گے۔ اور ان کی دلیل یہ روایت ہے اور دیگر حضرات نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے کہا کہ جب بیت اللہ کو دیکھیں تو اس وقت ہاتھ اٹھانا مکروہ ہے اور انہوں نے مندرجہ ذیل سے استدلال کیا ہے۔

## فریق ثانی کا موقف اور دلیل:

بیت اللہ کو دیکھنے کے وقت ہاتھ اٹھانا مکروہ ہے۔ دلیل یہ ہے۔

۳۷۴۱ : بِمَا حَدَّثَنَا إِبْرَاهِیْمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِیْرٍ قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِیْ قَزَعَةَ الْبَاهِلِیِّ، عَنِ الْمُهَاجِرِ، عَنْ (جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهٗ سُئِلَ، عَنْ رَفْعِ الْاَیْدِیْ عِنْدَ الْبَیْتِ فَقَالَ : ذَاکَ شَیْءٌ یَفْعَلُهُ الْیَهُوْدُ، قَدْ حَجَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمْ یَفْعَلْ ذٰلِکَ) فَهٰذَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ یُخْبِرُ أَنَّ ذٰلِکَ مِنْ فِعْلِ الْیَهُوْدِ، وَلَیْسَ مِنْ فِعْلِ أَهْلِ الْإِسْلَامِ، وَأَنَّهُمْ قَدْ حَجُّوْا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ یَفْعَلْ ذٰلِکَ فَإِنْ کَانَ هٰذَا الْبَابُ یُؤْخَذُ

مِنْ طَرِيْقِ الْإِسْنَادِ، فَإِنَّ هٰذَا الْإِسْنَادَ أَحْسَنُ مِنْ إِسْنَادِ الْحَدِيْثِ الْأَوَّلِ وَإِنْ كَانَ ذٰلِكَ يُؤْخَذُ مِنْ طَرِيْقِ تَصْحِيْحِ مَعَانِي الْآثَارِ، فَإِنَّ جَابِرًا قَدْ أَخْبَرَ أَنَّ ذٰلِكَ مِنْ فِعْلِ الْيَهُوْدِ فَقَدْ يَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِهِ عَلَى الْاِقْتِدَاءِ مِنْهُ بِهِمْ، إِذْ كَانَ حُكْمُهُ أَنْ يَكُوْنَ عَلَى شَرِيْعَتِهِمْ لِأَنَّهُمْ أَهْلُ كِتَابٍ، حَتّٰى يُحْدِثَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ شَرِيْعَةً تَنْسَخُ شَرِيْعَتَهُمْ، ثُمَّ حَجَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَالَفَهُمْ، فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِذًا مِنْ مُخَالَفَتِهِمْ فَحَدِيْثُ جَابِرٍ أَوْلَى، لِأَنَّ فِيْهِ مَعَ تَصْحِيْحِ هٰذَيْنِ الْحَدِيْثَيْنِ النَّسْخَ لِحَدِيْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَإِنْ كَانَ يُؤْخَذُ مِنْ طَرِيْقِ النَّظَرِ فَإِنَّا قَدْ رَأَيْنَا الرَّفْعَ الْمَذْكُوْرَ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ عَلَى ضَرْبَيْنِ، فَمِنْهُ رَفْعٌ لِتَكْبِيْرِ الصَّلَاةِ، وَمِنْهُ رَفْعٌ لِلدُّعَاءِ فَأَمَّا مَا لِلصَّلَاةِ، فَرَفْعُ الْيَدَيْنِ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ وَأَمَّا مَا لِلدُّعَاءِ ، فَرَفْعُ الْيَدَيْنِ عِنْدَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَبِجَمْعٍ وَ (عَرَفَةَ) وَعِنْدَ الْجَمْرَتَيْنِ فَهٰذَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .وَقَدْ رُوِىَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْضًا فِيْ رَفْعِ الْيَدَيْنِ بِعَرَفَةَ.

۳۷۴۱: مہاجر نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے بیت اللہ کے پاس ہاتھ اٹھانے سے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا یہ وہ چیز ہے جو یہود کرتے تھے ہم نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کیا آپ نے یہ نہیں کیا۔ یہ جابر رضی اللہ عنہ ہیں جو اس بات کی نشاندہی فرمارہے ہیں کہ یہ یہود کا فعل ہے۔ اہل اسلام کا فعل نہیں ہے۔ ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کیا اور آپ نے یہ فعل نہیں کیا اور اس باب کو سند کے لحاظ سے لیا جائے۔ تو اس روایت کی سند شروع باب میں مذکور روایت کی سند سے اعلیٰ ہے اور اگر اس کو آثار کے معانی کی تصحیح کے طور پر لیا جائے تو جابر رضی اللہ عنہ سے یہ اطلاع دی کہ یہ یہود کا فعل اور طرز عمل ہے۔ عین ممکن ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اقتداء کے طور پر شروع میں حکم فرمایا ہو۔ اس لئے کہ آپ ان کے اہل کتاب ہونے کی وجہ سے ان کے طریقے کا حکم فرماتے جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی شریعت کو منسوخ کرنے والا حکم نہ ملتا۔ پھر آپ نے حج کیا اور ان کی مخالفت فرمائی اور ہاتھ نہیں اٹھائے۔ پس جابر رضی اللہ عنہ کی روایت اولیٰ ہے کیونکہ اس میں ان دونوں روایات کی تصحیح کے ساتھ ساتھ ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم کی روایات کی تنسیخ بھی پائی جاتی ہے۔ اور اگر فکر ونظر کے لحاظ سے لیں۔ تو ہم یہ بات پاتے ہیں کہ اس حدیث میں مذکور ہاتھ اٹھانا دو قسم پر ہے۔ ① نماز کی تکبیر کے لئے ہاتھ اٹھانا ہے۔ ② دعا کے لئے ہاتھ اٹھانا ہے۔ جس رفع یدین کا تعلق نماز سے ہے تو وہ ابتداء نماز میں ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں اور جس رفع یدین کا تعلق دعا سے ہے تو اس کا تعلق صفا، مروہ، مزدلفہ، عرفات اور دونوں جمرات کے پاس ہاتھ اٹھانا ہے اور یہ سب کے ہاں متفق علیہ ہے۔ جیسا اس روایت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

میدان عرفات میں ہاتھ اٹھانے کا تذکرہ ہے۔
تتمہ دلیل: اگر اس بات کو اسناد کے لحاظ سے جانچا جائے تو حدیث ثانی کی سند پہلی سے اعلیٰ ہے اور اگر معانی آثار کی تصحیح کا لحاظ کیا جائے تب بھی یہ روایت بہتر ہے کیونکہ ممکن ہے کہ ابتداء اس کا حکم ملا ہو کیونکہ یہ ان کی شریعت کے مطابق ہے جب اللہ تعالیٰ نے شریعت محمدیہ کے احکام اتار دیئے تو دوسرے احکام کی طرح یہ بھی منسوخ ہو گیا جناب رسول اللہ ﷺ نے ۱۰ ہجری میں وفات سے ۸۰ روز پہلے حج کیا ہے جبکہ شریعت کی تکمیل کا اعلان کر دیا گیا اور آپ نے ہاتھ نہیں اٹھائے تو معلوم ہوا کہ یہ حکم منسوخ ہو گیا پس جابر رضی اللہ عنہ کی روایت کو لیا جائے تو تینوں روایات میں تطبیق ہو جاتی ہے۔

## نظر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ یا دلیل ثانی:

مذکورہ روایت میں جس ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے اس کی دو قسمیں ہیں تکبیر صلاۃ کے لئے' دعا کے لئے۔
پس ان میں سے جس کا تعلق نماز سے ہے وہ افتتاح نماز کے لئے رفع یدین ہے اور جو دعا کے لئے تو وہ صفاء' مروہ' عرفات' مزدلفہ' جمرتین کے پاس ہاتھ اٹھانا متفق علیہ ہے۔ عرفات کے رفع یدین کے سلسلہ میں جناب رسول اللہ ﷺ سے روایت بھی ثابت ہے۔ روایت یہ ہے۔

۳۷۴۲ : مَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ : ثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ : ثَنَا حَمَّادٌ' عَنْ بِشْرِ بْنِ حَرْبٍ' عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُوْ بِعَرَفَةَ وَكَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ نَحْوَ ثُنْدُوَتِهِ) فَأَرَدْنَا أَنْ نَنْظُرَ فِي رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ رُؤْيَةِ الْبَيْتِ هَلْ هُوَ كَذٰلِكَ أَمْ لَا' فَرَأَيْنَا الَّذِيْنَ ذَهَبُوْا إِلٰى ذٰلِكَ' ذَهَبُوْا أَنَّهُ لَا لِعِلَّةِ الْإِحْرَامِ' وَلٰكِنْ لِتَعْظِيْمِ الْبَيْتِ وَقَدْ رَأَيْنَا الرَّفْعَ بِعَرَفَةَ وَالْمُزْدَلِفَةِ' وَعِنْدَ الْجَمْرَتَيْنِ' وَعَلَى الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ' إِنَّمَا أُمِرَ بِذٰلِكَ مِنْ طَرِيْقِ الدُّعَاءِ فِي الْمَوْطِنِ الَّذِيْ جَعَلَ ذٰلِكَ الْوُقُوْفَ فِيْهِ لِعِلَّةِ الْإِحْرَامِ وَقَدْ رَأَيْنَا مَنْ صَارَ إِلٰى عَرَفَةَ' أَوْ مُزْدَلِفَةَ' مَوْضِعِ رَمْيِ الْجِمَارِ' أَوِ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ' وَهُوَ غَيْرُ مُحْرِمٍ' أَنَّهُ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ لِتَعْظِيْمِ شَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ فَلَمَّا ثَبَتَ أَنَّ رَفْعَ الْيَدَيْنِ لَا يُؤْمَرُ بِهٖ فِيْ هٰذِهِ الْمَوَاطِنِ إِلَّا لِعِلَّةِ الْإِحْرَامِ' وَلَا يُؤْمَرُ بِهٖ فِيْ غَيْرِ الْإِحْرَامِ' كَانَ كَذٰلِكَ' لَا يُؤْمَرُ بِرَفْعِ الْيَدَيْنِ لِرُؤْيَةِ الْبَيْتِ فِيْ غَيْرِ الْإِحْرَامِ فَإِذَا ثَبَتَ أَنْ لَا يُؤْمَرَ بِذٰلِكَ فِيْ غَيْرِ الْإِحْرَامِ' ثَبَتَ أَنْ لَا يُؤْمَرَ بِهٖ أَيْضًا فِي الْإِحْرَامِ وَحُجَّةٌ أُخْرٰى : أَنَّا قَدْ رَأَيْنَا مَا يُؤْمَرُ بِرَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَهٗ فِي الْإِحْرَامِ' مَا كَانَ مَأْمُوْرًا بِالْوُقُوْفِ عِنْدَهٗ' مِنَ الْمَوَاطِنِ الَّتِيْ ذَكَرْنَا وَقَدْ رَأَيْنَا جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ جَمْرَةً كَغَيْرِهَا مِنَ الْجِمَارِ .غَيْرَ أَنَّهٗ لَا يُوْقَفُ عِنْدَهَا' فَلَمْ يَكُنْ هُنَاكَ رَفْعٌ فَالنَّظْرُ عَلٰى ذٰلِكَ أَنْ يَكُوْنَ الْبَيْتُ' لَمَّا لَمْ يَكُنْ عِنْدَهٗ وُقُوْفٌ' أَنْ لَا يَكُوْنَ عِنْدَهٗ رَفْعٌ' قِيَاسًا وَنَظَرًا عَلٰى مَا ذَكَرْنَا مِنْ ذٰلِكَ وَهٰذَا الَّذِيْ أَثْبَتْنَاهُ بِالنَّظْرِ' هُوَ قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ' وَأَبِيْ يُوْسُفَ' وَمُحَمَّدٍ'

رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی وَقَدْ رُوِیَ فِیْ ذٰلِكَ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ النَّخَعِیِّ۔

۳۷۴۲: بشر بن حرب نے جناب ابوسعید خدریؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ عرفات میں دعا فرما رہے تھے اور آپ کے دست مبارک سینہ تک اٹھے تھے۔ اب ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ بیت اللہ شریف کے دیدار کے وقت ہاتھ اٹھانا آیا وہ اسی طرح ہے یا نہیں جن حضرات نے اس کو اختیار کیا ہے وہ اس کو احرام کی وجہ سے نہیں بلکہ بیت اللہ کی تعظیم کی خاطر مانتے ہیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ میدان عرفات اور مزدلفہ اور منیٰ میں جمرتین کے پاس اسی طرح صفا اور مروہ پر جہاں وقوف کیا جاتا ہے۔ وہاں ہاتھ اٹھانے کا حکم احرام کی وجہ سے دیا گیا ہے کیونکہ ان مقامات میں وقوف احرام کی ہی وجہ سے ہے۔ ہم یہ بات پاتے ہیں کہ اگر کوئی غیر محرم عرفات یا مزدلفہ جمرتین صفا و مروہ کے پاس جائے تو وہ کسی چیز کی تعظیم کے لئے وہاں ہاتھ نہ اٹھائے گا۔ پس جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ ان مقامات پر ہاتھوں کے اٹھانے کا حکم صرف احرام کی وجہ سے دیا گیا۔ یہ حکم غیر احرام میں نہ ہوگا۔ اسی طرح بیت اللہ کو دیکھتے وقت بھی رفع یدین کا حکم نہ دیا جائے گا جب کہ آدمی احرام میں نہ ہو۔ پس جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ احرام کے علاوہ میں یہ حکم نہ دیا جائے گا تو اس سے یہ بات خود ثابت ہوگئی کہ احرام کی حالت میں بھی اس کا حکم بھی نہ دیا جائے گا۔ ایک اور دلیل یہ ہے۔ کہ ہم یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ جن مقامات پر رفع یدین کا حکم ہوا ہے ان مقامات پر وقوف کا حکم بھی ملا ہے ان مقامات کا تذکرہ ہم کر چکے۔ ہم یہ بات بھی پاتے ہیں کہ جمرہ عقبہ بھی بقیہ جمرتین کی طرح ہے مگر اس کے پاس وقوف نہیں پس وہاں رفع یدین نہیں۔ پس اس پر غور وفکر کا تقاضا یہ ہے کہ جب بیت اللہ کے پاس وقف نہیں تو اس کے پاس رفع یدین بھی نہیں قیاس ونظر اسی کو چاہتے ہیں اور یہ جو چیز ہم نے نظر سے پیش کی یہ امام ابوحنیفہ ابویوسف محمد رحمہم اللہ کا قول ہے اور ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے بھی یہ منقول ہے۔

**تخریج**: مسند احمد ۱۳/۳۔

**حاصل روایات**: مندرجہ بالا دونوں قسم کے رفع یدین کو سامنے رکھ کر دیکھتے ہیں کہ آیا بیت اللہ کے پاس ہاتھوں کا اٹھانا ان میں سے کون سی قسم سے متعلق ہے جو لوگ اس رفع یدین کے قائل ہیں وہ یہ مانتے ہیں کہ یہ رفع یدین تعظیم بیت اللہ کے لئے ہے احرام کی وجہ سے نہیں۔ عرفات میں ہاتھ اٹھانا اسی طرح مزدلفہ میں اور جمرتین کے پاس اور صفا اور مروہ پر یہ تمام وہ مقامات ہیں جن کا وقوف احرام کی وجہ سے مقرر ہوا اور وہاں دعا کا حکم بھی اسی وجہ سے ہوا۔

ہم نے غور کیا کہ اگر کوئی غیر محرم صفا' مروہ' رمی جمار' مزدلفہ وعرفات میں جائے تو ان مقامات پر ان کی تعظیم کے لئے ہاتھ اٹھا کر دعا نہ کرے گا۔ پس جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ ان مقامات میں رفع یدین کا سبب احرام ہے۔ غیر احرام میں اس کا حکم نہ ہوگا بلکہ اسی طرح رؤیت بیت اللہ کے وقت غیر احرام میں ہاتھ نہ اٹھائے جائیں گے جب غیر حرام میں اس کا حکم نہ دیا جائے گا تو احرام میں بھی حکم نہ دیا جائے گا۔

## نظر کا دوسرا انداز:

جن مقامات پر رفع یدین کا حکم ہوا وہ احرام کی وجہ سے ہے اور وہ مواقع مخصوص ہیں۔ قیاس کا دخل نہیں دیکھیں کہ جمرہ عقبہ بھی دوسرے جمرات کی طرح ہے البتہ اس کے پاس کھڑا نہیں ہوا جاتا مگر وہاں رفع یدین کا حکم نہیں ہے۔ پس نظر کا تقاضا یہ ہے کہ بیت اللہ کے پاس بھی وقوف نہیں تو اس کے پاس رفع بھی نہیں۔ یہ بات جو ہم نے نظر سے ثابت کی ہے یہ امام ابوحنیفہ ابو یوسف، محمد رحمہم اللہ کا قول ہے مگر طحاوی رحمہ اللہ نے رؤیت بیت اللہ کے وقت ہاتھ اٹھانے کو مستحب لکھا ہے۔

## متقدمین سے تائید:

۳۷۴۳ :مَا حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِيْ يُوْسُفَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ أَبِيْ حَنِيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ، عَنْ اِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ قَالَ (تُرْفَعُ الْأَيْدِيْ فِيْ سَبْعِ مَوَاطِنَ : فِي افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ، وَفِي التَّكْبِيْرِ لِلْقُنُوْتِ فِي الْوِتْرِ، وَفِي الْعِيْدَيْنِ، وَعِنْدَ اسْتِلَامِ الْحَجَرِ، وَعَلَى الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، وَبِجَمْعٍ وَعَرَفَاتٍ، وَعِنْدَ الْمَقَامَيْنِ عِنْدَ الْجَمْرَتَيْنِ) قَالَ أَبُوْ يُوْسُفَ رَحِمَهُ اللّٰهُ : فَأَمَّا فِي افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ فِي الْعِيْدَيْنِ، وَفِي الْوِتْرِ، وَعِنْدَ اسْتِلَامِ الْحَجَرِ، فَيَجْعَلُ ظَهْرَ كَفَّيْهِ إِلَى وَجْهِهِ، وَأَمَّا فِي الثَّلَاثِ الْأُخَرِ، فَيَسْتَقْبِلُ بِبَاطِنِ كَفَّيْهِ وَجْهَهُ فَأَمَّا مَا ذَكَرْنَا فِي افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ، فَقَدْ اتَّفَقَ الْمُسْلِمُوْنَ عَلَى ذٰلِكَ جَمِيْعًا وَأَمَّا التَّكْبِيْرَةُ فِي الْقُنُوْتِ فِي الْوِتْرِ، فَإِنَّهَا تَكْبِيْرَةٌ زَائِدَةٌ فِيْ تِلْكَ الصَّلَاةِ، وَقَدْ أَجْمَعَ الَّذِيْنَ يَقْنُتُوْنَ قَبْلَ الرُّكُوْعِ عَلَى الرَّفْعِ مَعَهَا فَالنَّظَرُ عَلَى ذٰلِكَ، أَنْ يَكُوْنَ كَذٰلِكَ كُلُّ تَكْبِيْرَةٍ زَائِدَةٍ فِيْ كُلِّ صَلَاةٍ، فَتَكْبِيْرُ الْعِيْدَيْنِ الزَّائِدُ فِيْهَا عَلَى سَائِرِ الصَّلَاةِ، كَذٰلِكَ أَيْضًا وَأَمَّا عِنْدَ اسْتِلَامِ الْحَجَرِ، فَإِنَّ ذٰلِكَ جُعِلَ تَكْبِيْرًا يُفْتَتَحُ بِهِ الطَّوَافُ، كَمَا يُفْتَتَحُ بِالتَّكْبِيْرِ الصَّلَاةُ وَأَمَرَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْضًا.

۳۷۴۳: طلحہ بن مصرف نے ابراہیم نخعیؒ کے متعلق بیان کیا کہ انہوں نے فرمایا سات مقام پر ہاتھ اٹھائے جائیں گے۔ تکبیر افتتاح، تکبیر قنوت وتر، عیدین، استلام حجر کے وقت، صفا مروہ پر، عرفات میں، جمرتین کے پاس۔ امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں عیدین میں یا وتر یا استلام حجر کے وقت تو اپنی ہتھیلیوں کی پشت اپنے چہرے کی طرف کرے اور تین دوسرے مقامات پر اپنی ہتھیلیوں کے اندرونی حصے کو اپنے چہرے کی طرف کرے۔ افتتاح نماز میں تو تمام مسلمانوں کا رفع یدین پر اتفاق ہے اور تکبیر قنوت وتر میں یہ تکبیر زائد ہے جو لوگ رکوع سے پہلے قنوت مانتے ہیں وہ اس کے ساتھ رفع یدین کو ضروری قرار دیتے ہیں۔ پس نظر کا تقاضا یہ ہے کہ ہر نماز جس میں زائد تکبیرات ہوں اس میں رفع یدین ہو۔ تکبیرات عیدین زائد ہیں جو بقیہ نمازوں سے زائد ہیں۔ ان میں حکم اسی طرح ہے۔ باقی حجر

اسود کو بوسہ دینے کے وقت پس یہ تکبیر افتتاح طواف کے لئے مقرر کی گئی ہے۔ جیسا کہ تکبیر سے نماز کا افتتاح کیا جاتا ہے اور جناب رسول اللہ ﷺ نے بھی اس کا حکم فرمایا ہے۔

## نظر طحاوی رحمہ اللہ علیہ:

نظر کا تقاضا یہ ہے کہ ہر وہ تکبیر جو نماز میں زائد ہو اس کا یہی حکم ہے کہ اس کے لئے ہاتھ اٹھائے جائیں گے تکبیر عیدین وہ تمام نمازوں کی تکبیر سے زائد ہے اس لئے اس میں بھی ہاتھ اٹھائے جائیں گے۔ باقی رہا استلام حجر تو اس کو تکبیر افتتاح نماز کی طرح قرار دیا جس طرح کہ تکبیر سے طواف شروع کرتے ہیں جیسا کہ تکبیر سے نماز کو شروع کیا جاتا ہے اور جناب رسول اللہ ﷺ نے اس کا حکم فرمایا ہے۔ روایت یہ ہے۔

۳۷۴۴ :حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي يَعْفُوْرٍ الْعَبْدِيِّ قَالَ : سَمِعْتُ أَمِيْرًا كَانَ عَلٰى مَكَّةَ، مِنْ طَرَفِ الْحَجَّاجِ عَنْهَا سَنَةَ ثَلَاثٍ وَسَبْعِيْنَ يَقُوْلُ (كَانَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ رَجُلًا قَوِيًّا، وَكَانَ يُزَاحِمُ عَلَى الرُّكْنِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا حَفْصٍ، أَنْتَ رَجُلٌ قَوِيٌّ، وَإِنَّكَ تُزَاحِمُ عَلَى الرُّكْنِ، فَتُؤْذِي الضَّعِيْفَ، فَإِذَا رَأَيْتَ خَلْوَةً فَاسْتَلِمْهُ، وَإِلَّا فَكَبِّرْ وَامْضِ)

۳۷۴۴: ابو یعفور عبدی کہتے ہیں کہ میں نے مکہ کے گورنر سے سنا جو کہ ۷۳ھ میں حجاج کی طرف سے حاکم تھا وہ کہتے ہیں عمر رضی اللہ عنہ ایک طاقتور آدمی تھے اور وہ رکن حجر پر لوگوں سے مزاحمت کرتے تھے تو جناب نبی اکرم ﷺ نے اس کو کہا اے ابو حفص! تم طاقت ور آدمی ہو تم رکن کے پاس بھیڑ بناؤ گے پس اس طرح تم کمزور کو ایذا دو گے پس اگر خالی جگہ پاؤ تو استلام کرلو ورنہ تکبیر کہہ کر آگے روانہ ہو جاؤ۔

**تخریج** : مسند احمد ۲۸/۱۔

۳۷۴۵ :حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ : ثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ، عَنْ أَبِي يَعْفُوْرٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ خُزَاعَةَ قَالَ : وَكَانَ الْحَجَّاجُ اسْتَعْمَلَهُ عَلٰى مَكَّةَ، ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَهُ فَلَمَّا جَعَلَ ذٰلِكَ التَّكْبِيْرَ يُفْتَتَحُ بِهِ الطَّوَافُ، كَالتَّكْبِيْرِ الَّذِي جُعِلَ يُفْتَتَحُ بِهِ الصَّلَاةُ أُمِرَ بِالرَّفْعِ فِيْهِ، كَمَا يُؤْمَرُ بِالرَّفْعِ فِي التَّكْبِيْرِ لِافْتِتَاحِ الصَّلَاةِ، وَلَا سِيَّمَا إِذْ قَدْ جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ صَلَاةً

۳۷۴۵: ابو یعفور نے خزاعہ کے ایک آدمی سے بیان کیا جس کو حجاج نے مکہ پر عامل بنایا تھا پھر اس نے اسی طرح روایت بیان کی ہے۔ پس جب یہ تکبیر افتتاح طواف کے لئے مقرر کی گئی ہے اس تکبیر کی طرح جو نماز کو شروع کرنے کے لئے مقرر کی گئی ہے تو اس میں ہاتھ اٹھانے کا حکم ہے جیسا کہ نماز کو شروع کرنے والی تکبیر میں رفع یدین کا حکم ہے۔ خصوصاً جب کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے بیت اللہ کے طواف کو بمنزلہ نماز قرار دیا ہے۔

**حاصل کلام**: سابقہ روایات سے معلوم ہو رہا ہے کہ طواف کی ابتداء بھی تکبیر سے ہوگی اور اس کی ابتداء میں افتتاح نماز کی طرح

تکبیر کہی جائے گی تو اس میں تکبیر صلاۃ کی طرح ہاتھ اٹھائے جائیں گے اور خاص طور پر اس وجہ سے بھی اٹھائے جائیں کیونکہ جناب نبی اکرم ﷺ نے طواف بیت اللہ کو نماز قرار دیا۔

۳۷۴۶: حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ : ثَنَا أَسَدٌ ح

۳۷۴۶: ربیع المؤذن سے اسد سے روایت کی ہے۔

۳۷۴۷: وَحَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ : ثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَا : ثَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ صَلَاةٌ، إِلَّا أَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ أَحَلَّ لَكُمُ النُّطْقَ، فَمَنْ نَطَقَ فَلَا يَنْطِقْ إِلَّا بِخَيْرٍ) فَهٰذِهِ الْعِلَّةُ الَّتِي لَهَا وَجَبَ الرَّفْعُ فِيمَا زَادَ عَلَى مَا فِي الْحَدِيثِ الْأَوَّلِ وَأَمَّا الرَّفْعُ عَلَى الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، وَبِجَمْعٍ، وَ (عَرَفَاتٍ) وَعِنْدَ الْمَقَامَيْنِ عِنْدَ الْجَمْرَتَيْنِ، فَإِنَّ ذٰلِكَ قَدْ جَاءَ مَنْصُوصًا فِي الْخَبَرِ الْأَوَّلِ وَهٰذَا الَّذِي وَصَفْنَا مِنْ هٰذِهِ الْمَعَانِي الَّتِي ثَبَّتْنَاهَا، قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ، وَأَبِي يُوسُفَ، وَمُحَمَّدٍ، رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالَى .

۳۷۴۷: طاؤس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انہوں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کی ہے کہ طواف بیت اللہ نماز کی طرح ہے بس فرق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں گفتگو کو حلال قرار دیا ہے پس جو شخص گفتگو کرے وہ بھلائی کی بات کرے۔ یہ وہ علت ہے جس کی بناء پر حدیث اول سے زائد مذکورہ مقامات پر ہاتھ اٹھانا واجب ہے۔ باقی صفا' مروہ' مزدلفہ وعرفات اور جمرتین کے پاس کے ہاتھوں کا اٹھانا یہ خبر اول کی نص میں موجود ہے۔ یہ اس روایت کا معنی ہے جس کو ہم کھول دیا ہے۔ یہ امام ابوحنیفہ' ابو یوسف' محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔

**تخریج** : دارمی فی المناسك باب ۳۲۔

**حاصل کلام**: یہ ہے کہ اس علت کی وجہ سے ہاتھ اٹھانے کا حکم اس مقام پر لازم ہوا دوسرے مقامات پر ہاتھ اٹھانا جیسے صفا' مروہ' عرفات' جمرتین کے پاس' تو یہ نص میں وارد ہیں۔

ان آثار کے یہ معانی جن کو ہم نے ثابت کیا ہے امام ابوحنیفہ' ابو یوسف' محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔

## بَابُ الرَّمَلِ فِي الطَّوَافِ

### طواف میں رمل کا حکم

**خلاصۃ الزام**: رمل سینہ تان کر تیز چلنے کو کہتے ہیں اس کا حکم عمرۃ القضاۃ کے موقعہ پر مشرکین کے اعتراض کے ازالہ کے لئے ہوا بعد میں اس کو ہمیشہ کے لئے باقی رکھا گیا عمرۃ القضاۃ کے موقع پر مشرکین کا قیام جبل قیقعان پر تھا جو باب مدینہ اور باب

حدیبیہ کے مقابل رکن شامی وعراقی کی طرف واقع ہے رمل کا حکم مکی اور آفاقی ہر ایک کے لئے ہر اس طواف میں ہے جس کے بعد سعی ہو رمل کا حکم عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور ان کے شاگردوں کے ہاں زمانہ نبوت کے ساتھ خاص تھا مگر ائمہ اربعہ اور جمہور کے ہاں قیامت تک باقی ہے۔

## فریق اوّل کا مؤقف اور دلائل:

رمل کا حکم زمانہ نبوت کے ساتھ خاص تھا جو وقتی علت کے پیش نظر تھا علت جانے سے حکم بھی جاتا رہا دلیل یہ ہے۔

۳۷۴۸ : حَدَّثَنَا رَبِيْعُ الْمُؤَذِّنُ قَالَ : ثَنَا أَسَدٌ قَالَ : ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي عَاصِمٍ الْغَنَوِيِّ (عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ : قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا : زَعَمَ قَوْمُكَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ رَمَلَ بِالْبَيْتِ وَأَنَّ ذٰلِكَ سُنَّةٌ قَالَ : صَدَقُوْا وَكَذَبُوْا قُلْتُ : مَا صَدَقُوْا وَمَا كَذَبُوْا ؟ قَالَ صَدَقُوْا رَمَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَيْتِ وَكَذَبُوْا لَيْسَتْ بِسُنَّةٍ إِنَّ قُرَيْشًا قَالَتْ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ : دَعُوْا مُحَمَّدًا وَأَصْحَابَهُ حَتّٰى يَمُوْتُوْا مَوْتَ النَّغَفِ فَلَمَّا صَالَحُوْهُ عَلٰى أَنْ يَجِيْءَ فِي الْعَامِ الْمُقْبِلِ فَيُقِيْمَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ بِمَكَّةَ فَقَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ وَالْمُشْرِكُوْنَ عَلٰى جَبَلِ قُعَيْقِعَانَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهِ اُرْمُلُوْا بِالْبَيْتِ ثَلَاثًا وَلَيْسَتْ بِسُنَّةٍ) قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلٰى أَنَّ الرَّمَلَ فِي الطَّوَافِ لَيْسَ بِسُنَّةٍ وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ وَقَالُوْا إِنَّمَا كَانَ الرَّمَلُ لِيَرَى الْمُشْرِكُوْنَ أَنَّ بِهِمْ قُوَّةً وَأَنَّهُمْ لَيْسُوْا بِضُعَفَاءَ لَا لِأَنَّ ذٰلِكَ سُنَّةٌ وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ أَيْضًا.

۳۷۴۸ : ابوالطفیل کہتے ہیں میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا آپ کی قوم کا خیال ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ میں رمل کیا اور یہ سنت ہے انہوں نے کہا انہوں نے سچ کہا اور جھوٹ بولا۔ میں نے کہا کون سی بات انہوں نے درست کہی اور کون سی جھوٹی کہی۔ انہوں نے جواب دیا کہ اتنی بات تو درست ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے طواف بیت اللہ میں رمل کیا اور اس بات میں جھوٹ بولا کہ یہ سنت ہے' یہ سنت نہیں ہے۔ قریش نے حدیبیہ کے زمانہ میں کہا تھا محمد ﷺ اور ان کے اصحاب کو چھوڑ دو یہاں تک کہ نتھنوں کے کیڑے کی طرح مر جائیں۔ جب انہوں نے صلح کر لی کہ مسلمان اگلے سال عمرہ کے لئے آئیں اور تین روز تک وہ مکہ میں قیام کریں تو جناب رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام آئے اس وقت مشرکین جبل قیقعان پر چڑھ گئے تو جناب رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو فرمایا بیت اللہ کے پہلے تین چکروں میں رمل کرو اور یہ ہمیشہ کی سنت نہیں ہے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں بعض علماء اس طرف گئے کہ طواف میں رمل سنت نہیں ہے اور انہوں نے اس روایت سے استدلال کیا ہے اور کہا کہ یہ صرف مشرکین کے سامنے قوت کے مظاہرہ کے لئے تھا کہ ہم کمزور نہیں ہیں۔ اس بنا پر نہیں کہ یہ ایک

مستقل طریقہ ہے اور انہوں نے ان روایات سے استدلال کیا۔

**تخریج** : مسلم فی الحج ۲۳۷' ابو داؤد فی المناسک باب ۵۰۔

۳۷۴۹ : بِمَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوٗدَ قَالَ : ثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ : ثَنَا حَمَّادٌ' عَنْ أَيُّوْبَ' عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ' عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : (قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ وَأَصْحَابُهٗ فَقَالَ الْمُشْرِكُوْنَ : إِنَّهٗ يَقْدَمُ عَلَيْكُمْ قَوْمٌ قَدْ وَهَنَتْهُمْ حُمَّى يَثْرِبَ' فَلَمَّا قَدِمُوْا قَعَدَ الْمُشْرِكُوْنَ مِمَّا يَلِي الْحَجَرَ فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابَهٗ أَنْ يَرْمُلُوا الْأَشْوَاطَ الثَّلَاثَةَ' وَأَنْ يَمْشُوْا مَا بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَلَمْ يَمْنَعْهُ أَنْ يَأْمُرَهُمْ بِأَنْ يَرْمُلُوا الْأَشْوَاطَ الْأَرْبَعَةَ إِلَّا إِبْقَاءً عَلَيْهِمْ)

۳۷۴۹: سعید بن جبیر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام سمیت مکہ میں تشریف لائے مشرکین نے کہا کچھ لوگ آ رہے ہیں جن کو یثرب کے بخاروں نے کمزور کر دیا ہے جب وہ آ گئے تو مشرکین مقام حجر کے قریب بیٹھ گئے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو پہلے تین چکروں میں رمل کا حکم فرمایا اور رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان آرام سے چلنے کا حکم فرمایا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کہنے لگے ان کو چار چکروں میں رمل کا حکم بطور شفقت نہیں فرمایا۔

**تخریج** : بخاری فی الحج باب ۵۵' والمغازی باب ۴۳' مسلم فی الحج ۴۰' ابو داؤد فی المناسک باب ۵۰' نسائی فی المناسک باب ۱۵۵' مسند احمد ۱' ۲۹۰/۲۹۵' ۳۰۶/۳۷۳۔

۳۷۵۰ : حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا حَجَّاجُ بْنُ نُصَيْرٍ قَالَ : ثَنَا فِطْرُ بْنُ خَلِيْفَةَ' عَنْ (أَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ : قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا زَعَمَ قَوْمُكَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَمَلَ بِالْبَيْتِ وَأَنَّهَا سُنَّةٌ قَالَ : صَدَقُوْا وَكَذَبُوْا' قَدْ رَمَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَيْتِ' وَلَيْسَتْ بِسُنَّةٍ' وَلٰكِنْ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ وَالْمُشْرِكُوْنَ عَلٰى قُعَيْقِعَانَ' وَبَلَغَهٗ أَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ : إِنَّ بِهٖ وَبِأَصْحَابِهٖ هُزَالًا فَقَالَ لِأَصْحَابِهٖ ارْمُلُوْا' أَرُوْهُمْ أَنَّ بِكُمْ قُوَّةً فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْمُلُ مِنَ الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ إِلَى الرُّكْنِ الْيَمَانِيِّ' فَإِذَا تَوَارٰى عَنْهُمْ مَشٰى) قَالُوْا : فَلَا تَرٰى أَنَّهٗ أَمَرَهُمْ أَنْ يَمْشُوْا فِي الْأَشْوَاطِ الثَّلَاثَةِ' فِيْمَا بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ حَيْثُ لَا يَرَاهُمَ الْمُشْرِكُوْنَ' وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَرْمُلُوْا فِيْمَا بَقِيَ مِنْ هٰذِهِ الْأَشْوَاطِ لِيُرُوْهُمْ فَلَمَّا كَانَ قَدْ أَمَرَهُمْ بِالرَّمَلِ حَيْثُ يَرَوْنَهُمْ' وَبِتَرْكِهٖ حَيْثُ لَا يَرَوْنَهُمْ' ثَبَتَ بِذٰلِكَ أَنَّ الرَّمَلَ كَانَ مِنْ أَجْلِهِمْ' لَا مِنْ أَجْلِ أَنَّهٗ سُنَّةٌ قَالُوْا : وَمِمَّا دَلَّ عَلٰى ذٰلِكَ أَنَّهٗ لَمْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ لَمَّا حَجَّ' وَذَكَرُوْا فِيْ ذٰلِكَ.

۳۷۵۰: ابوالطفیل کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا تمہاری قوم کا خیال یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ میں رمل کیا اور یہ سنت ہے انہوں نے جواب دیا انہوں نے کچھ سچ اور کچھ جھوٹ بولا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ میں رمل کیا مگر یہ سنت نہیں ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تشریف لائے' مشرکین جبل قیقعان پر چڑھ گئے آپ کو یہ اطلاع ملی کہ مشرکین کہتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام کو کمزوری نے آلیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو رمل کا حکم فرمایا کہ مشرکین کو دکھاؤ کہ ہم میں کوئی کمی نہیں آئی پس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجر اسود سے رکن یمانی تک رمل فرماتے۔ پھر جب ان سے چھپ جاتے تو اپنی حالت پر چلتے۔ اول فریق کے علماء کہتے ہیں کہ کیا تم یہ بات نہیں پاتے کہ آپ نے ان کو پہلے تین چکروں دوارکان کے درمیان معمول کے مطابق چلنے کا حکم فرمایا جہاں مشرکین ان کو نہ دیکھتے تھے اور چکر کے بقیہ حصہ میں ان کو رمل کا حکم فرمایا تا کہ کفار کو (قوت) دکھائیں پس جب ان کو رمل کا حکم صرف اسی جانب تھا جہاں مشرکین ان کو دیکھتے تھے اور جہاں نہ دیکھتے وہاں رمل کو ترک کرتے تھے تو اس سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ رمل ان کفار کی وجہ سے تھا۔ اس طور پر نہ تھا کہ یہ طواف کا ایک مستقل طریقہ ہے۔ انہوں نے دوسری دلیل دیتے ہوئے کہا کہ آپ نے حج کے موقعہ پر ایسا نہیں کیا اور اس میں انہوں نے یہ روایات ذکر کیں۔

**تخریج** : فی الحج ۲۳۷' مسند احمد ۱' ۲۳۸/۲۲۹۔

**حاصل روایات:** غور کریں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تین چکروں میں رکن یمانی اور رکن حجر کے درمیان جہاں مشرکین ان کو نہ دیکھتے تھے چلنے کا حکم فرمایا اور ان چکروں کے بقیہ حصہ میں مشرکین کو دکھانے کے لئے رمل کا حکم فرمایا پس جب رمل کا حکم ان کو دکھانے کے لئے کیا اور جہاں وہ نہ دیکھتے تھے وہاں رمل کو چھوڑ دیا تو اس سے ثابت ہوا رمل انہی کی وجہ سے تھا اس وجہ سے نہ تھا کہ یہ سنت ہے اور اس کی دلیل یہ ہے۔ کہ حج کے موقعہ پر آپ نے رمل نہیں کیا جیسا اس روایت میں ہے۔

۳۷۵۱ : مَا حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ : ثَنَا يَحْيَى الْحِمَّانِيّ قَالَ : ثَنَا قَيْسٌ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا (أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَمَلَ فِي الْعُمْرَةِ، وَمَشٰى فِي الْحَجِّ) أَفَلَا تَرٰى أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَرْمُلْ فِيْ حَجَّتِهِ حَيْثُ عُدِمَ الَّذِيْنَ مِنْ أَجْلِهِمْ رَمَلَ فِيْ عُمْرَتِهٖ وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ فَقَالُوْا : الرَّمَلُ فِي الْأَشْوَاطِ الثَّلَاثَةِ الْأُوَلِ سُنَّةٌ، لَا يَنْبَغِي تَرْكُهَا فِي الْحَجِّ، وَلَا فِي الْعُمْرَةِ وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ.

۳۷۵۱: مجاہد نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ میں رمل کیا اور حج میں عام معمول کے مطابق چلے۔

**تخریج** : ابو داؤد فی المناسك باب ۵۱' کی طرح روایت ہے۔

**حاصل روایات:** آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں رمل نہیں کیا کیونکہ یہ مشرکین کی وجہ سے کیا اور اب مکہ دار الاسلام بن چکا تھا اور

مشرک مسلمان بن چکے تھے۔ پس اس کا مسنون ہونا ثابت نہ ہوا۔

## فریق ثانی کا موقف اور دلیل:

پہلے تین چکروں میں رمل سنت ہے حج میں اس کو چھوڑنا جائز نہیں اور نہ ہی عمرہ میں اس کو چھوڑنا درست ہے دلائل یہ ہیں اور یہ سابقہ روایات ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کا جواب بھی ہیں۔

۳۷۵۲ :بِمَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ : ثَنَا الْحَجَّاجُ قَالَ : ثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْتَمَرَ مِنَ الْجِعْرَانَةِ، فَرَمَلَ بِالْبَيْتِ ثَلَاثًا، وَمَشٰى أَرْبَعَةَ أَشْوَاطٍ) فَفِي هٰذَا الْحَدِيْثِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَمَلَ الْأَشْوَاطَ كُلَّهَا، وَقَدْ كَانَ فِي بَعْضِهَا حَيْثُ يَرَاهُ الْمُشْرِكُوْنَ، وَفِي بَعْضِهَا حَيْثُ لَا يَرَوْنَهُ فَفِي رَمَلِهِ حَيْثُ لَا يَرَوْنَهُ، دَلِيْلٌ عَلٰى أَنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَجْلِهِمْ رَمَلَ، وَلٰكِنْ لِمَعْنًى آخَرَ.

۳۷۵۲: ابوالطفیل نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جعرانہ سے عمرہ کیا تو بیت اللہ کے طواف میں رمل فرمایا یہ رمل پہلے تین چکروں میں تھا اور بقیہ چار حکروں میں اپنی رفتار سے چلے۔ یہ حدیث بتلا رہی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام چکروں میں رمل فرمایا اور بعض میں تو اس جگہ جہاں مشرکین دیکھ لیں اور بعض میں اس جگہ جہاں وہ نہ دیکھتے تھے۔ آپ کے اس مقام پر رمل میں جہاں مشرکین نہ دیکھتے تھے اس بات کی دلیل ہے کہ یہ ان کی وجہ سے نہ تھا بلکہ کسی اور مقصد کی کا خاطر تھا۔

تخریج : ابو داؤد فی المناسك باب ٥٠۔

اسلوب روایات: اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام چکروں میں رمل فرمایا بعض میں ایسی جگہ ہیں کہ مشرکین دیکھ لیں اور بعض میں ہے کہ جہاں مشرکین نہ بھی دیکھتے ہوں آپ کے اس جگہ رمل کرنے میں جہاں مشرکین نہ دیکھتے ... یہ ثابت ہوتا ہے کہ رمل فقط انہی کی خاطر نہ تھا بلکہ اس کی اور وجہ بھی تھی۔

۳۷۵۳ :وَقَدْ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ : ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْوَاسِطِيُّ قَالَ : ثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ (رَمَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْحَجَرِ إِلَى الْحَجَرِ) ، فَهٰذَا الْحَدِيْثُ مِثْلُ الَّذِي قَبْلَهُ.

۳۷۵۳: ابوالطفیل کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر سے حجر تک رمل کیا یہ روایت پہلی روایت کی طرح ہے۔

۳۷۵۴ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ يُوْنُسَ قَالَ : ثَنَا أَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ،

عَنْ نَافِعٍ قَالَ (كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَرْمُلُ مِنَ الْحَجَرِ إِلَى الْحَجَرِ ثَلَاثًا، وَيَمْشِيْ أَرْبَعًا عَلَى هَيْئَتِهِ قَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ)

۳۷۵۴: نافع نے روایت کی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما تین چکروں میں حجر سے حجر تک رمل کرتے تھے اور چار چکروں میں اپنے انداز سے چلتے تھے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح کرتے تھے۔

**تخریج** : مسلم فی الحج ۲۳۳۔

۳۷۵۵: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ : ثَنَا عَفَّانُ قَالَ : ثَنَا سُلَيْمُ بْنُ أَخْضَرَ قَالَ : ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا (أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْمُلُ مِنَ الْحَجَرِ إِلَى الْحَجَرِ) فَهٰذَا مِثْلُ الَّذِيْ قَبْلَهُ أَيْضًا وَقَدِ اسْتَدَلَّ بِذٰلِكَ، عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَلَى مَا ذَكَرْنَا، فَفَعَلَهُ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَهُ، إِلَّا أَنَّهُ لَيْسَ فِيْ ذٰلِكَ، أَنَّهُ فَعَلَهُ فِيْ حَجٍّ وَلَا فِيْ عُمْرَةٍ فَقَدْ يَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ ذٰلِكَ كَانَ مِنْهُ وَهُوَ حَاجٌّ، فَيُخَالِفُ ذٰلِكَ مَا رَوَى عَنْهُ مُجَاهِدٌ وَقَدْ يَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ ذٰلِكَ كَانَ مِنْهُ فِيْ عُمْرَةٍ، فَيَكُوْنُ مَذْهَبُهُ كَانَ أَنْ يَرْمُلَ فِي الْعُمْرَةِ، وَلَا يَرْمُلَ فِي الْحَجَّةِ وَمِمَّا يَدُلُّ أَيْضًا عَلَى ثُبُوْتِ الرَّمَلِ، وَأَنَّهُ سُنَّةٌ مَاضِيَةٌ فِي الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ فَعَلَهُ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ، حَيْثُ لَا عَدُوَّ يُرِيْهِ قُوَّتَهُ فَمَا رُوِيَ عَنْهُ فِيْ ذٰلِكَ، مَا

۳۷۵۵: نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حجر سے حجر تک رمل کرتے یہ روایت بھی پہلی روایت کی طرح ہے۔ اس روایت سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے استدلال کیا ہے۔ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اسی طرح کیا جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا ہاں اتنی بات ہے کہ روایت میں یہ مذکور نہیں کہ آپ نے یہ حج میں کیا یا عمرہ میں۔ یہ ممکن ہے کہ حج کی حالت میں کیا ہو۔ اس صورت میں یہ مجاہد والی روایت کے خلاف ہوگا۔ اور عین ممکن ہے کہ یہ عمرہ میں کیا ہو تو اس صورت میں ان کا مذہب عمرہ میں رمل ہ تھا اور حج میں رمل کا نہ تھا اور جو بات ثبوت رمل پر دلالت کرتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ یہ حج و عمرہ میں پہلے سے چلا آ رہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں بھی اسے کیا جب کہ وہاں کوئی دشمن نہ تھا جس کے سامنے قوت کا مظاہرہ کرنا ہو۔ اس سلسلہ میں یہ روایات ملاحظہ ہوں۔

**حاصل روایات**: ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں عمرہ جعرانہ کا تذکرہ ہے اور موقف اول میں مذکورہ روایت کا تعلق عمرۃ القضاۃ یا حدیبیہ سے ہے حنین کے غنائم کے بعد والا یہ عمرہ سابقہ علت کے ختم ہونے کے باوجود رمل کو ثابت کر رہا ہے۔ پس ابن عباس رضی اللہ عنہما کی پہلی روایت سے استدلال درست نہیں اسی طرح روایت ابن عمر رضی اللہ عنہما میں مجاہد والی روایت کے خلاف خود ابن عمر رضی اللہ عنہما کا فعل

مذکور ہے راوی کا عمل روایت کے خلاف اس کے سابقہ روایت پر اعتماد کو ختم کر دیتا ہے اور اگر ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ ثابت ہو جائے کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں رمل فرمایا تو سرے سے وہ روایت باطل ہو جائے گی۔ چنانچہ یہ روایت اس کو ثابت کرتی ہے۔

## روایت ابن عمر رضی اللہ عنہما:

۳۷۵۶ :حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ قَالَ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نَافِعٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَعٰى ثَلَاثَةً وَمَشٰى أَرْبَعَةً، حِيْنَ قَدِمَ فِي الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ، حِيْنَ كَانَ اعْتَمَرَ)

۳۷۵۶: نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین میں سعی کی (رمل کیا) اور چار چکروں میں اپنی حالت کے مطابق چلے جبکہ آپ نے حج وعمرہ کیا اور جب آپ نے عمرہ کیا۔

**تخریج** : مسلم فی الحج ۲۳۱۔

۳۷۵۷ :حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ يَحْيَى الْمُزَنِيُّ قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيْسَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ عِيَاضٍ، عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بِمِثْلِ مَعْنَاهُ فَهٰذَا خِلَافُ مَا رَوٰى مُجَاهِدٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَقَدْ رُوِيَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، (عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ رَمَلَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ)

۳۷۵۷: نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما اور انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

**حاصل روایات:** ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اس روایت نے ثابت کر دیا کہ حج وعمرہ دونوں میں رمل سنت ہے اور آپ نے خود کیا ہے پس مجاہد والی روایت سے استدلال کرنا باطل ہے۔

## فریق ثانی کی دلیل مزید:

۳۷۵۸ :حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ وَفَهْدٌ قَالَا :حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ : حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ : حَدَّثَنِي الْهَادِ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ (طَافَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ سَبْعًا، رَمَلَ مِنْهَا ثَلَاثًا، وَمَشٰى أَرْبَعًا)

۳۷۵۸: جعفر بن محمد نے اپنے والد سے انہوں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں سات چکر لگائے ان میں سے پہلے تین چکروں میں رمل کیا اور چار میں اپنی حالت کے مطابق چلتے رہے۔

**تخریج**: مسلم فی الحج ۱۵۰۔

۳۷۵۹ : حَدَّثَنَا رَبِيْعُ الْمُؤَذِّنُ قَالَ : ثَنَا أَسَدٌ قَالَ : ثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ : ثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ.

۳۷۵۹: حاتم بن اسماعیل نے جعفر بن محمد سے پھر انہوں نے اپنی اسناد سے روایت نقل کی ہے۔ اور اسی طرح روایت کی ہے۔

۳۷۶۰ : حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَنَّ مَالِكًا أَخْبَرَهٗ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَافَ سَبْعًا رَمَلَ فِيْ ثَلَاثَةٍ مِنْهُنَّ، مِنَ الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ إِلَى الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ) فَلَمَّا ثَبَتَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهٗ رَمَلَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ، وَلَا عَدُوَّ، ثَبَتَ أَنَّهٗ لَمْ يَفْعَلْهُ، إِذَا كَانَ الْعَدُوُّ مِنْ أَجْلِ الْعَدُوِّ وَلَوْ كَانَ فَعَلَهٗ إِذْ كَانُوْا مِنْ أَجْلِهِمْ، لَمَا فَعَلَهٗ فِيْ وَقْتِ عَدَمِهِمْ، فَثَبَتَ بِذٰلِكَ أَنَّ الرَّمَلَ فِي الطَّوَافِ، مِنْ سُنَنِ الْحَجِّ الْمَفْعُوْلَةِ فِيْهِ، الَّتِيْ لَا يَنْبَغِيْ تَرْكُهَا وَقَدْ فَعَلَ ذٰلِكَ أَيْضًا أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَعْدِهٖ.

۳۷۶۱: جعفر بن محمد نے اپنے والد سے انہوں نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف کے سات چکر لگائے ان میں سے تین میں رمل کیا جو کہ حجر سے حجر تک تھا۔ پس جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ آپ نے حجۃ الوداع میں رمل کیا جب کہ اس وقت کوئی دشمن نہ تھا تو اس سے یہ ثابت ہوگیا کہ جب آپ نے پہلے کیا تو دشمن کی وجہ سے نہیں کیا اگر ان کی وجہ سے کیا ہوتا تو ان کے نہ ہونے کی حالت میں آپ اس کو اختیار نہ فرماتے پس اس سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ طواف میں رمل ہے اور یہ حج کے اندر کیے جانے والے ان اعمال سے ہے جن کا ترک کرنا مناسب نہیں ہے اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے بعد اسے کیا ہے۔

**تخریج**: مسلم فی الحج ۲۳۵، ترمذی فی الحج باب ۳۴، ابن ماجه فی المناسك باب ۲۹۔

**حاصل روایات**: جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حجۃ الوداع میں رمل کرنا ثابت ہوگیا جبکہ اس وقت دشمن کا کوئی نام ونشان نہ تھا تو اس سے یہ خود ثابت ہوگیا کہ دشمن کی موجودگی میں جو کیا وہ فقط دشمن کی وجہ سے نہ تھا اگر یہ فقط کفار کی خاطر کیا جانے والا فعل ہوتا تو ان کی عدم موجودگی میں اس کو انجام دینے کی چنداں حاجت نہ تھی اس سے یہ ثابت ہوگیا کہ رمل طواف میں کرنا سنن حج سے ہے اور اس کا کرنا بہر صورت ضروری ہے۔

## اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رمل کا ثبوت:

۳۷۶۱ : حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ : ثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ الْحُنَيْنِيُّ، عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ،

عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَرَ قَالَ (فِيمَا الرَّمَلُ الْآنَ، وَالْكَشْفُ عَنِ الْمَنَاقِبِ) وَقَدْ نَفَى اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ الشِّرْكَ وَأَهْلَهُ عَلٰى ذٰلِكَ لَا نَدَعُ شَيْئًا عَمِلْنَاهُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

۳۷۶۱: زید بن اسلم نے اپنے والد سے انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ انہوں نے فرمایا اب رمل کیوں جبکہ اللہ تعالیٰ نے شرک اور اہل شرک کی بیخ کنی کر دی یعنی عملی طور پر اس کی عقلی وجہ کوئی نہیں مگر ہم کسی ایسے عمل کو چھوڑنے کے لئے تیار نہیں جس کو ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھا اور آپ کے ساتھ کیا۔

**تخریج**: ابو داؤد فی المناسك باب ۵۰۔

۳۷۶۲: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ يُونُسَ قَالَ: ثَنَا يَحْيَى بْنُ عِيسٰى، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ (لَمَّا حَجَّ عُمَرُ، رَمَلَ ثَلَاثًا) وَهٰذَا بِحَضْرَةِ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَا يُنْكِرُهُ عَلَيْهِ مِنْهُمْ أَحَدٌ

۳۷۶۲: عطاء نے یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ جب عمر رضی اللہ عنہ نے حج کیا تو تین چکروں میں رمل کیا۔

**حاصل روایات**: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام کی موجودگی میں یہ عمل کیا اور کسی نے نکیر نہیں کی جو اس بات کی دلیل ہے کہ رمل جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بھی ثابت ہے اور یہ سنت مستمرہ ہے پس اس سے اس کی سنیت کا ثبوت مل گیا۔

۳۷۶۳: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ: ثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: ثَنَا فُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ، عَنْ مَنْصُورِ بْنِ الْمُعْتَمِرِ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ (قَدِمْتُ مَكَّةَ مُعْتَمِرًا، فَتَبِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ، فَرَمَلَ ثَلَاثًا، وَمَشٰى أَرْبَعًا)

۳۷۶۳: شقیق نے مسروق سے نقل کیا کہ میں مکہ میں عمرہ کے لئے آیا پس میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پیچھے چل دیا وہ مسجد میں داخل ہوئے اور طواف کے پہلے تین چکروں میں رمل کیا اور چار چکروں میں اپنی رفتار سے چلے۔

۳۷۶۴: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ: ثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: ثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ إِذَا قَدِمَ مَكَّةَ، طَافَ بِالْبَيْتِ، وَرَمَلَ، ثُمَّ طَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، وَإِذَا لَبّٰى بِهَا مِنْ مَكَّةَ، لَمْ يَرْمُلْ بِالْبَيْتِ، وَأَخَّرَ الطَّوَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ إِلٰى يَوْمِ النَّحْرِ، وَكَانَ لَا يَرْمُلُ يَوْمَ النَّحْرِ فَفِي هٰذَا عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ يَرْمُلُ فِي الْحَجَّةِ إِذَا كَانَ إِحْرَامُهُ بِهَا مِنْ غَيْرِ مَكَّةَ فَهٰذَا خِلَافُ مَا رَوَاهُ عَنْهُ مُجَاهِدٌ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا يَخْلُو مَا رَوَاهُ عَنْهُ مُجَاهِدٌ مِنْ أَحَدِ وَجْهَيْنِ، إِمَّا أَنْ يَكُونَ مَنْسُوخًا، فَمَا نَسَخَهُ فَهُوَ أَوْلٰى مِنْهُ أَوْ يَكُونُ غَيْرَ صَحِيحٍ عَنْهُ، فَهُوَ أَحْرٰى أَنْ لَا يَعْمَلَ بِهِ، وَأَنْ يَجِبَ الْعَمَلُ بِخِلَافِهِ وَلَمَّا ثَبَتَ مَا ذَكَرْنَا مِنَ الرَّمَلِ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ عَدَمِ الْمُشْرِكِينَ، وَعَنْ أَصْحَابِهِ مِنْ

بَعْدِهٖ فِي الْاَشْوَاطِ الْاُوَلِ الثَّلَاثَةِ، ثَبَتَ اَنَّ ذٰلِكَ مِنْ سُنَّةِ الطَّوَافِ عِنْدَ الْقُدُوْمِ، وَاَنَّهٗ لَا يَنْبَغِيْ لِاَحَدٍ مِنَ الرِّجَالِ تَرْكُهٗ اِذَا كَانَ قَادِرًا عَلَيْهِ وَهٰذَا قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ، وَاَبِيْ يُوْسُفَ، وَمُحَمَّدٍ، رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى .

۳۷۶۴: نافع بیان کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ جب مکہ تشریف لائے تو بیت اللہ کا طواف کرتے اور رمل کرتے پھر صفا و مروہ کے درمیان سعی کرتے اور جب مکہ سے احرام باندھتے تو پھر رمل نہ کرے اور صفا و مروہ کی سعی کو یوم نحر پر مؤخر کرتے اور نحر کے دن طواف زیارت میں رمل نہ کرتے تھے۔ اس روایت میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ ثبوت مل رہا ہے کہ وہ حج میں اس وقت رمل نہ کرتے تھے جب کہ ان کا احرام غیر مکی ہوتا۔ یہ روایت اس کے خلاف ہے جو مجاہدؒ نے ان کے واسطہ سے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی ہے۔ مجاہدؒ نے جو بات نقل کی وہ دو حال سے خالی نہیں نمبر ا وہ منسوخ ہے اور اس کی ناسخ اس سے اولیٰ ہے نمبر ۲ یہ ان سے صحیح سند سے ثابت نہیں پس ایسی روایت قابل عمل نہ ہوئی اور اس کے خلاف روایت پر عمل واجب ہوا۔ جب مذکور رمل جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکین کے نہ ہونے کی حالت میں ثابت ہو گیا اور وہ بھی پہلے تین چکروں میں تو اس سے یہ بات پختہ ہو گئی کہ یہ طواف قدوم میں سنت ہے اور کسی مرد کو اس کا ترک مناسب نہیں جب کہ اسے اس کی قدرت ہو یہی امام ابو حنیفہ ابو یوسف، محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔

**حاصل روایات:** اس روایت میں ابن عمر رضی اللہ عنہ کا یہ طرز عمل معلوم ہو رہا ہے کہ جب مکہ کے باہر سے احرام باندھتے تو طواف میں رمل کرتے اور جب مکہ سے احرام حج باندھتے تو اس کے طواف میں رمل نہ کرتے۔

یہ روایت اس کے خلاف ہے جو فصل اول میں ان سے مجاہدؒ نے نقل کی ہے اب روایت مجاہد کی دو صورتیں ہیں۔

نمبر①: اس کو منسوخ تسلیم کیا جائے پس ناسخ روایت اس سے اولیٰ و اعلیٰ ہے۔

نمبر②: سرے سے وہ روایت ہی درست نہیں پس اس پر عمل کرنا مناسب نہیں اس کے مخالف روایت جو کہ ثابت ہے اس پر عمل لازم ہے۔

جب سال مشرکین کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام سے رمل ثابت ہے اور پہلے تین چکروں میں ثابت ہے اور طواف قدوم کی سنت ہے تو اب کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ قدرت کے باوجود اس کو ترک کرے۔

یہی ہمارے ائمہ ابو حنیفہ، ابو یوسف، محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔

# بَابُ مَا يُسْتَلَمُ مِنَ الْأَرْكَانِ فِي الطَّوَافِ

## کن ارکان کا استلام ہے؟

**خلاصۃ المرام**: استلام ہاتھ سے چھونے اور ہاتھ پھیرنے کو کہتے ہیں اور تقبیل بوسہ دینے کو کہا جاتا ہے۔ حجر اسود اور رکن یمانی کا استلام ہے اور تقبیل فقط حجر اسود کی ہے یا چاروں ارکان کا استلام ہے۔ ① حضرت معاویہ، حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہم اور عروہ و سوید رحمہم اللہ چاروں ارکان کا استلام مسنون قرار دیتے ہیں۔

نمبر ②: حضرت عمر، ابن عباس رضی اللہ عنہم اور ائمہ اربعہ، جمہور فقہاء، حجر اسود اور رکن یمانی کا استلام مسنون مانتے ہیں۔

## فریق اوّل کا مؤقف اور دلیل:

بیت اللہ شریف کے طواف کے وقت چاروں ارکان کا استلام کیا جائے گا۔ دلیل یہ ہے۔

۳۷۶۵ : حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ : ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ : ثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ قَالَ : ثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ (كُنَّا نَسْتَلِمُ الْأَرْكَانَ كُلَّهَا).

۳۷۶۵: ابوالزبیر نے جابر بن عبداللہ سے نقل کیا کہ ہم تمام ارکان کا استلام کیا کرتے تھے۔

۳۷۶۶ : وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ : ثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ : ثَنَا وَكِيْعٌ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ طَهْمَانَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، مِثْلَهُ .قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى أَنَّ مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ، فَيَنْبَغِيْ لَهُ أَنْ يَسْتَلِمَ أَرْكَانَهُ كُلَّهَا، وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ فَقَالُوْا : لَا يَنْبَغِيْ أَنْ يَسْتَلِمَ مِنَ الْأَرْكَانِ فِي الطَّوَافِ غَيْرَ الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ .وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ بِمَا

۳۷۶۶: ابوالزبیر نے جابر رضی اللہ عنہ سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں علماء کی ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ جو شخص بیت اللہ شریف کا طواف کرے۔ اسے چاہیے کہ وہ اس کے تمام ارکان کو بوسہ دیا اور انہوں نے اس کی دلیل میں مذکورہ بالا روایت کو پیش کیا۔ مگر علماء کی دوسری جماعت نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے کہا طواف میں دو یمانی ارکان کو بوسہ دے جائے گا اور انہوں نے ذیل کی روایات سے استدلال کیا ہے۔

**حاصل روایات**: اس اثر سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا تمام ارکان کو استلام کرنا ثابت ہو رہا ہے۔

فریق ثانی کا مؤقف اور دلائل: صرف رکن یمانی اور حجر اسود کا استلام درست اور مسنون ہے بقیہ کا نہیں۔ یہ روایات ثبوت ہیں۔

۳۷۶۷ :حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ أَبِیْ دَاوُدَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، لَمْ یَکُنْ یَمُرُّ بِهٰذَیْنِ الرُّکْنَیْنِ، الْاَسْوَدِ، وَالْیَمَانِیِّ، إِلَّا اسْتَلَمَهُمَا فِی الطَّوَافِ، وَلَا یَسْتَلِمُ هٰذَیْنِ الْاٰخَرَیْنِ).

۳۷۶۷: نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر طواف میں جب رکن حجر اور یمانی کے پاس سے ہوتا تو آپ ان کا استلام فرماتے اور دوسرے دو ارکان کا استلام نہ فرماتے تھے۔

**تخریج** : ابو داؤد فی المناسک باب۴۷۔

۳۷۶۸ :حَدَّثَنَا یَزِیْدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ فَذَکَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ.

۳۷۶۸: یزید بن سنان نے ابو عاصم سے پھر انہوں نے اپنی اسناد سے روایت ذکر کی ہے۔

۳۷۶۹ :حَدَّثَنَا یَزِیْدُ وَابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَا : ثَنَا أَبُو الْوَلِیْدِ الطَّیَالِسِیُّ .ح .

۳۷۶۹: یزید اور ابن مرزوق دونوں نے ابو الولید طیالسی سے روایت کی ہے۔

۳۷۷۰ :وَحَدَّثَنَا یَزِیْدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ : ثَنَا اللَّیْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِیْهِ قَالَ (لَمْ أَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَمْسَحُ مِنَ الْبَیْتِ إِلَّا الرُّکْنَیْنِ الْیَمَانِیَیْنِ) .

۳۷۷۰: ابن شہاب نے سالم سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت اللہ شریف کے دو ارکان یمانی کے علاوہ کسی رکن کو ہاتھ لگاتے نہیں دیکھا۔

**تخریج** : بخاری فی الحج باب ۵۹، مسلم فی الحج ۲۴۲۔

۳۷۷۱ :حَدَّثَنَا یُوْنُسُ قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِیْ یُوْنُسُ، عَنْ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِیْهِ قَالَ : (لَمْ یَکُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَسْتَلِمُ مِنْ أَرْکَانِ الْبَیْتِ إِلَّا الرُّکْنَ الْاَسْوَدَ، وَالَّذِیْ یَلِیْهِ مِنْ نَحْوِ دَارِ الْجُمَحِیِّیْنَ).

۳۷۷۱: سالم نے اپنے والد سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارکان بیت اللہ میں سے رکن اسود اور جو رکن دار جمحیین کے قریب ہے (رکن یمانی) ان کا استلام فرماتے تھے۔

**تخریج** : مسلم فی الحج ۲۴۳۔

۳۷۷۲ :حَدَّثَنَا رَبِیْعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ : ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنِ اللَّیْثِ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ .فَذَکَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ .

۳۷۷۲: لیث نے ابن شہاب سے پھر انہوں نے اپنی سند سے روایت نقل کی ہے۔

۳۷۷۳ :حَدَّثَنَا یُوْنُسُ قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَنَّ مَالِکًا حَدَّثَهٗ، عَنْ سَعِیْدِ بْنِ أَبِیْ سَعِیْدٍ الْمَقْبُرِیِّ،

عَنْ عُبَيْدِ بْنِ جُرَيْجٍ أَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا (رَأَيْتُكَ لَا تَمَسُّ مِنَ الْأَرْكَانِ إِلَّا الْيَمَانِيَّيْنِ). فَقَالَ (رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَا يَمَسُّ مِنَ الْأَرْكَانِ إِلَّا الْيَمَانِيَيْنِ).

۳۷۷۳: عبید بن جریج نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو کہا تم صرف دو یمانی ارکان کا استلام کرتے ہو تو انہوں نے فرمایا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان دونوں ارکان کے علاوہ اور کسی رکن کو چھوتے نہیں دیکھا۔

**تخریج** : مسلم فی الحج ۲۴۵۔

۳۷۷۴ : حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَ : ثَنَا زُهَيْرُ بْنُ عَبَّادٍ قَالَ : ثَنَا عَتَّابُ بْنُ بَشِيْرٍ الْجَزَرِيُّ، عَنْ خُصَيْفٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ (مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِيْ سُفْيَانَ، طَافَ بِالْبَيْتِ الْحَرَامِ، فَجَعَلَ يَسْتَلِمُ الْأَرْكَانَ كُلَّهَا .فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا لِمَ تَسْتَلِمُ هٰذَيْنِ الرُّكْنَيْنِ، وَلَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَلِمُهُمَا ؟ .فَقَالَ مُعَاوِيَةُ لَيْسَ مِنَ الْبَيْتِ شَيْءٌ مَهْجُوْرٌ .فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا (لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ) قَالَ : صَدَقْتَ). فَهٰذِهِ الْآثَارُ كُلُّهَا، تُخْبِرُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ يَسْتَلِمُ فِيْ طَوَافِهِ غَيْرَ الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ .وَمَعَ هٰذِهِ الْآثَارِ مِنَ التَّوَاتُرِ، مَا لَيْسَ مَعَ الْأَثَرِ الْأَوَّلِ .وَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ عِنْدَنَا -وَاللّٰهُ أَعْلَمُ لِمَنْ ذَهَبَ إِلٰى هٰذِهِ الْآثَارِ أَيْضًا، عَلٰى مَنْ ذَهَبَ إِلٰى مَنْ خَالَفَهَا -أَنَّ الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ، هُمَا مَبْنِيَّانِ عَلٰى مُنْتَهَى الْبَيْتِ مِمَّا يَلِيْهِمَا، وَالْآخَرَانِ لَيْسَا كَذٰلِكَ، لِأَنَّ الْحِجْرَ وَرَاءَ هُمَا، وَهُوَ مِنَ الْبَيْتِ، وَقَدْ أَجْمَعُوْا أَنَّ مَا بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ لَا يُسْتَلَمُ، لِأَنَّهُ لَيْسَ بِرُكْنٍ لِلْبَيْتِ .فَكَانَ يَجِيْءُ فِي النَّظَرِ أَنْ يَكُوْنَ كَذٰلِكَ الرُّكْنَانِ الْآخَرَانِ، لَا يُسْتَلَمَانِ، لِأَنَّهُمَا لَيْسَا بِرُكْنَيْنِ لِلْبَيْتِ .وَقَدْ رُوِيَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحِجْرِ، أَنَّهُ مِنَ الْبَيْتِ.

۳۷۷۴: مجاہد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ معاویہ بن ابی سفیانؓ نے بیت اللہ کا طواف کیا اور تمام ارکان کو بوسہ دینے لگے۔ تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ان دو عراقی ارکان کا تم کیوں استلام کرتے ہو۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا استلام نہ کرتے تھے۔ تو معاویہؓ نے جواب دیا بیت اللہ کا کوئی حصہ مہجور و متروک نہیں ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ...... امیر معاویہؓ نے کہا کہ تم نے درست کہا۔ (یعنی غلطی کو تسلیم کر لیا) یہ تمام آثار جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے اس بات کی خبر دے رہے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے طواف دو یمانی ارکان کے علاوہ کسی رکن کا استلام نہ فرماتے تھے دوسری بات یہ ہے کہ ان آثار میں وہ تواتر ہے جو پہلے اثر کو حاصل نہیں اور ہمارے ہاں ایک دلیل (واللہ اعلم) یہ بھی ہے جس کو اس قول ثانی کے قائلین

اول قول والے کے خلاف اختیار کرتے ہیں۔ کہ یمانی ارکان بیت اللہ کی اصل حد پر تعمیر کیے گئے ہیں جب کہ دوسرے دونوں ارکان اس طرح نہیں کیونکہ مقام حجران کے پچھلی جانب ہے حالانکہ وہ بیت اللہ کا حصہ ہے اور اس پر اس کا اتفاق ہے کہ ارکان یمانی کے مابین بیت اللہ کے حصہ کا استلام نہ کیا جائے گا کیونکہ وہ بیت اللہ کے ارکان نہیں۔ پس نظر وفکر میں یہ بات آتی ہے کہ دوسرے ارکان کا بھی یہی حکم ہو کہ ان کا استلام نہ ہو کیونکہ وہ بیت اللہ شریف کے ارکان نہیں اور جناب رسول اللہ ﷺ سے حجر (حطیم) کے متعلق مروی ہے کہ وہ بیت اللہ شریف کا حصہ ہے۔

**حاصل روایات:** یہ تمام آثار اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ استلام صرف دو ارکان کا ہے اور وہی جناب رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے اور پھر ان آثار کے ساتھ امت کا متواتر عمل ایک مستقل دلیل ہے جس کی پشتی بانی دلیل اول کو قطعاً حاصل نہیں ہے۔

## نظر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ یا دلیل ثانی:

غور سے دیکھا جائے تو یہ بات صاف معلوم ہوگی کہ رکن حجر اور یمانی دونوں اپنی اصل جگہ پر قائم ہیں جو کہ بیت اللہ کے مشرقی جانب آخری کونے ہیں مگر اس کے برخلاف ارکان عراقی وشامی وہ دیوار کا حصہ ہیں بیت اللہ شریف کی حدود اس سے آگے حطیم سمیت ہے اور اس پر سب کا اتفاق ہے کہ استلام ارکان کا ہے۔ دیوار کا نہیں ہے اسی وجہ سے ارکان یمانی کے درمیان دیوار کے حصہ کو استلام کرنے کا کوئی بھی قائل نہیں۔ تو جب وہ رکن اصل نہیں بلکہ دیوار کا حصہ ہیں ان کا استلام نہ کیا جائے گا۔ کیونکہ وہ ارکان بیت حقیقۃً نہیں۔ اور حجر اسود کے رکن بیت ہونے کا ثبوت بہت سی روایات سے ملتا ہے ہم ان کو یہاں درج کرتے ہیں۔

## حطیم کے بیت اللہ کا حصہ ہونے کی روایات:

۳۷۷۵: مَا حَدَّثَنَا رَبِيْعُ الْمُؤَذِّنُ قَالَ : ثَنَا أَسَدٌ قَالَ : ثَنَا شَيْبَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَبُوْ مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَشْعَثِ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ، (عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحِجْرِ، فَقَالَ : هُوَ مِنَ الْبَيْتِ .فَقُلْتُ : مَا مَنَعَهُمْ أَنْ يُدْخِلُوْهُ فِيْهِ؟ قَالَ عَجَزَتْ بِهِمَ النَّفَقَةُ).

۳۷۷۵: اسود بن یزید نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے حجر اسود کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا یہ بیت اللہ کا حصہ ہے میں نے پوچھا پھر انہوں نے اس کو بیت اللہ میں کیوں شامل نہیں کیا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا خرچہ کی تنگی نے ان کو اس سے عاجز کر دیا کہ وہ اس کو تعمیر میں شامل کریں۔

**تخریج** : ابن ماجه في المناسك باب ۳۱۔

۳۷۷۶ : حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ : ثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيْعِ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ الْأَحْوَصِ، عَنِ الْأَشْعَثِ، عَنِ

الْاَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ : (قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا : سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحِجْرِ أَمِنَ الْبَيْتِ هُوَ ؟ قَالَ نَعَمْ .قُلْتُ : مَا لَهُمْ لَمْ يُدْخِلُوْهُ فِي الْبَيْتِ .قَالَ إِنَّ قَوْمَكَ قَصَّرَتْ بِهِمَ النَّفَقَةُ .فَقُلْتُ : مَا شَأْنُ بَابِهِ مُرْتَفِعٌ ؟ قَالَ فَعَلَ قَوْمُكَ لِيُدْخِلُوْا مَنْ شَاءُ وْا، وَيَمْنَعُوْا مَنْ شَاءُ وْا، وَلَوْلَا أَنَّ قَوْمَكَ حَدِيْثٌ عَهْدُهُمْ بِجَاهِلِيَّةٍ، فَأَخَافُ أَنْ تُنْكِرَ قُلُوْبُهُمْ ذٰلِكَ، لَنَظَرْتُ أَنْ أُدْخِلَ الْحِجْرَ فِي الْبَيْتِ، وَأَنْ أُلْزِقَ بَابَهُ بِالْأَرْضِ).

۳۷۷۶: اسود بن یزید سے روایت ہے کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حطیم کے متعلق دریافت کیا کہ کیا وہ بیت اللہ کا حصہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جی ہاں۔ میں نے کہا پھر انہوں نے اسے بیت اللہ کی عمارت میں کیونکر داخل نہ کیا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا۔ تمہاری قوم کے پاس رقم ختم ہوگئی میں نے پوچھا بیت اللہ کا دروازہ اتنا بلند کیوں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تمہاری قوم نے اپنی برتری برقرار رکھنے کے لئے کیا تا کہ جس کو وہ چاہیں داخل ہونے دیں جس کو وہ نہ چاہیں داخل نہ ہونے دیں اگر تمہاری قوم نئی نئی مسلمان نہ ہوتی جس سے مجھے خطرہ ہے کہ ان کے دل اسلام سے برگشتہ ہو جائیں گے تو میرا خیال تھا کہ میں حطیم کو بیت اللہ میں داخل کر دیتا اور دروازہ کو زمین کے برابر کر دیتا۔

**تخریج** : بخاری فی الحج باب ۴۲، والمتنی باب ۹، مسلم فی الحج ۴۰۵، دارمی فی المناسك باب ۴۴۔

۳۷۷۷: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ دَاوُدَ قَالَ : ثَنَا سُلَيْمُ بْنُ حِبَّانَ قَالَ : ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مِيْنَاءَ قَالَ : حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ قَالَ : حَدَّثَتْنِي (عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا لَوْلَا أَنَّ قَوْمَكَ حَدِيْثُوْ عَهْدٍ بِالْجَاهِلِيَّةِ، لَهَدَمْتُ الْكَعْبَةَ وَأَلْزَقْتُهَا بِالْأَرْضِ، وَجَعَلْتُ لَهَا بَابَيْنِ، بَابًا شَرْقِيًّا، وَبَابًا غَرْبِيًّا، وَلَزِدْتُ سِتَّةَ أَذْرُعٍ مِنَ الْحِجْرِ فِي الْبَيْتِ، إِنَّ قُرَيْشًا اسْتَقْصَرَتْهُ لَمَّا بَنَتَ الْبَيْتَ).

۳۷۷۷: عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اگر تمہاری قوم نئی نئی مسلمان نہ ہوتی۔ تو میں کعبہ کو گرا کر اس کا دروازہ زمین سے چمٹا دیتا اور اس کے دو دروازے مشرقی اور مغربی جانب بنا دیتا اور چھ ہاتھ حصہ جو بیت اللہ سے چھوٹ گیا ہے وہ اس میں شامل کر دیتا۔ جب قریش نے بیت اللہ کی تعمیر کی تو ان کے ہاں خرچہ کم ہوگیا۔

**تخریج** : بخاری فی الحج باب ۴۲، مسلم فی الحج ۴۰۱، نسائی فی المناسك باب ۱۲۵، دارمی فی المناسك باب ۴۴، مسند احمد ۱۷۹/۶، ۲۳۹۔

۳۷۷۸: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ قَالَ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بَكْرٍ السَّهْمِيُّ قَالَ : ثَنَا حَاتِمُ بْنُ أَبِيْ صَغِيْرَةَ، عَنْ

أَبِى قَزَعَةَ أَنَّ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ مَرْوَانَ، بَيْنَمَا هُوَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ، إِذْ قَالَ قَائِلٌ : عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ حَيْثُ يَكْذِبُ عَلٰى أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ يَقُوْلُ : سَمِعْتُهَا وَهِيَ تَقُوْلُ : (إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا عَائِشَةُ لَوْلَا حِدْثَانُ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِ، لَنَقَضْتُ الْبَيْتَ حَتّٰى أَزِيْدَ فِيْهِ مِنَ الْحِجْرِ). فَقَالَ الْحَارِثُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِى رَبِيْعَةَ (لَا تَقُلْ ذٰلِكَ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ، فَأَنَا سَمِعْتُ أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ تَقُوْلُهُ) قَالَ : وَدِدْتُ أَنِّى كُنْتُ سَمِعْتُ هٰذَا مِنْكَ قَبْلَ أَنْ أَهْدِمَهُ فَتَرَكْتُهُ .فَلَمَّا ثَبَتَ أَنَّ الْحِجْرَ مِنَ الْبَيْتِ، وَأَنَّ الرُّكْنَيْنِ اللَّذَيْنِ يَلِيَانِهِ لَيْسَا بِرُكْنَيْنِ لِلْبَيْتِ، ثَبَتَ أَنَّهُمَا كَمَا بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ .فَكَمَا كَانَ بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ لَا يُسْتَلَمُ، فَكَذٰلِكَ هٰذَانِ أَيْضًا -فِى النَّظَرِ- لَا يُسْتَلَمَانِ .وَقَدِ اسْتَدَلَّ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا بِمَا اسْتَدْلَلْنَا بِهِ مِنْ هٰذَا فِى تَرْكِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتِلَامَ ذَيْنِكَ الرُّكْنَيْنِ .

۳۷۷۸: ابوقزعہ سے روایت ہے کہ عبدالملک بن مروان بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا اس نے کہا ابن زبیر کو اللہ تعالیٰ ہلاک کرے کہ وہ امّ المؤمنین ؓ کے متعلق جھوٹ بولتا تھا کہ میں نے امّ المؤمنین سے سنا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔اے عائشہ ؓ اگر تمہاری قوم کفر کے قریب زمانہ والی نہ ہوتی تو میں بیت اللہ کو توڑتا اور اس میں حطیم کو داخل کر دیتا۔حارث بن عبدالرحمن بن ربیعہ نے کہا اے امیر المؤمنین آپ اس طرح نہ کہیں یہ بات تو میں نے خود امّ المؤمنین سے سنی ہے۔اس پر عبدالملک کہنے لگا۔کاش یہ بات میں تم سے اس سے پہلے سن لیتا تو میں اسے نہ گراتا۔جب یہ بات ثابت شدہ حقیقت بن گئی کہ مقام حجر یہ بیت اللہ شریف کا حصہ ہے اس سے متصل دونوں ارکان بیت اللہ کے اصل ارکان نہیں تو یہ خود ثابت ہو گیا کہ وہ دونوں ارکان یمانی ارکان کے مابین دیوار کی طرح ہیں جیسا کہ اس کا استلام نہیں اسی طرح اس کا بھی استلام نہیں نظر وفکر اسی کے متقاضی ہیں کہ ان کا استلام نہ کیا جائے۔ان دو ارکان کے متعلق جناب رسول اللہ ﷺ کے استلام نہ کرنے کے سلسلہ میں حضرت ابن عمر ؓ نے اسی طرح سے ہمارے والا استدلال کیا۔

**تخریج** : بخاری فی العلم باب۴۸، الحج باب۴۲، مسلم فی الحج ۴۰۴، نسائی فی المناسك باب۱۲۵، دارمی فی المناسك باب ۴۴، مسند احمد ۶، ۲/۵۷، ۱۰، ۲۶۲/۲۵۴۔

**حاصل روایات**: جب یہ بات ثابت ہو چکی کہ حطیم بیت اللہ کا حصہ ہے اور رکن شامی وعراقی یہ حقیقی رکن نہیں ہیں۔تو اس سے یہ ثابت ہوا کہ یہ اسی طرح ہیں جیسا کہ ارکانِ یمانیہ کے درمیان کا حصہ ہے جس طرح وہ حصہ کسی کے نزدیک قابل استلام نہیں اسی طرح یہ بھی قابل استلام نہیں۔نظر کا تقاضا یہ نکلے کہ ان کا استلام نہ کیا جائے۔ان دونوں ارکان کا استلام چھوڑنے پر حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے اسی طرح استدلال کیا ہے۔

## استدلال ابن عمر رضی اللہ عنہما:

۳۷۷۹ :حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (أَلَمْ تَرَىْ أَنَّ قَوْمَكِ حِيْنَ بَنَوا الْكَعْبَةَ، اقْتَصَرُوْا عَنْ قَوَاعِدِ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ .قَالَتْ : فَقُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، أَفَلَا تَرُدُّهَا عَلٰى قَوَاعِدِ اِبْرَاهِيْمَ .قَالَ لَوْلَا حِدْثَانُ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِ). قَالَ : فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا (لَئِنْ كَانَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا سَمِعَتْ ذٰلِكَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَرٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَكَ اسْتِلَامَ الرُّكْنَيْنِ اللَّذَيْنِ يَلِيَانِ الْحِجْرَ إِلَّا أَنَّ الْبَيْتَ لَمْ يَتِمَّ عَلٰى قَوَاعِدِ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ). فَثَبَتَ بِهٰذِهِ الْآثَارِ مَا ذَكَرْنَا، وَأَنَّهُ لَا يَنْبَغِيْ أَنْ يَسْتَلِمَ مِنْ أَرْكَانِ الْبَيْتِ إِلَّا الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ .وَهٰذَا قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ، وَأَبِيْ يُوْسُفَ، وَمُحَمَّدٍ، رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى .

۳۷۷۹: عبداللہ بن محمد بن ابی بکرؓ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے خبر دی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا تو نہیں دیکھتی کہ جب تمہاری قوم قریش نے کعبہ تعمیر کیا تو انہوں نے ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں سے اسے کم کر دیا۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم اس کو ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر نہ لوٹا دیں؟ آپ نے فرمایا۔ اگر وہ (قریش) نئے نئے مسلمان نہ ہوئے اور ان کا کفر والا زمانہ قریب نہ ہوتا (تو میں ایسا کر دیتا) اس پر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہنے لگے اگر عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن رکھی ہے تو میرا خیال یہ ہے کہ حطیم کے قریب والے ارکان کا استلام جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وجہ سے ترک فرمایا کیونکہ بیت اللہ شریف ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر نہیں (اور یہ رکن اپنے مقام پر نہیں ہیں پس قابل استلام نہیں)۔ ان آثار سے یہ بات ثابت ہوئی کہ بیت اللہ کے ارکان میں سے صرف دو یمانی ارکان کا استلام ہے۔ یہ امام ابوحنیفہ، ابو یوسف، محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔

پس آثار سے یہ بات ثابت ہوئی کہ صرف ارکان یمانیہ کا استلام کیا جائے گا۔

یہی امام ابوحنیفہ، ابو یوسف، محمد رحمہم اللہ اور تمام فقہاء کا قول ہے۔

**نوٹ:** اس باب کا اختلاف بھی جائز ناجائز کا ہے ارکان یمانیہ کے سوا دوسرے ارکان کا استلام جائز نہیں ہے۔

# بَابُ الصَّلَاةِ لِلطَّوَافِ بَعْدَ الصُّبْحِ وَبَعْدَ الْعَصْرِ

## طواف کی نماز صبح وعصر کی نماز کے بعد پڑھی جاسکتی ہے یا نہیں؟

**خلاصۃ المرام:** ہر طواف کے بعد دو رکعت امام احمد و مالک کے ہاں مسنون اور احناف کے نزدیک واجب ہیں۔ مسلسل کئی طواف کی نماز اکٹھی کراہت تنزیہی کے ساتھ درست ہے یہ دو رکعت حطیم کعبہ یا مقام ابراہیم کے پاس یا مسجد میں جہاں جگہ ملے جائز ہیں۔ سعی کے بعد دو نفل مستحب ہیں اور مطلب بن ابی وداعہ کی روایت سے ثابت ہیں۔ طواف میں نمازی کے آگے سے گزرنا گناہ نہیں طواف کی رکعات فجر وعصر کے بعد ① امام احمد وشافعی رحمہم اللہ کے ہاں بلا کراہت درست ہیں اور ② احناف کے معروف مسلک کے مطابق مکروہ تحریمی ہیں ③ اور ابراہیم نخعی اور سفیان وعطاء، خود طحاوی رحمہم اللہ کے ہاں اصفرار سے پہلے تک بلا کراہت جائز ہیں۔

## فریق اوّل کا موقف ودلیل:

طواف کی دو رکعات عصر وفجر کے بعد بلا کراہت درست ہیں دلیل یہ ہے۔

۳۷۸۰ : حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى، قَالَ : أَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنِ ابْنِ بَابَاهُ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَفَعَهُ أَنَّهُ قَالَ : (يَا بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، لَا تَمْنَعُوْا أَحَدًا يَطُوْفُ بِهٰذَا الْبَيْتِ وَيُصَلِّيْ أَيَّ سَاعَةٍ شَاءَ، مِنْ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ).

۳۷۸۰: ابن باباہ نے جبیر بن مطعمؓ سے انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اے بنی عبدالمطلب! تم تو کسی کو اس بیت اللہ کا طواف کرنے سے مت روکو اور نہ نماز سے روکو خواہ وہ کسی وقت نماز ادا کرے رات کا وقت ہو یا دن کا۔

۳۷۸۱ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ، قَالَ : ثَنَا حَسَّانُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ مَرْدَانُبَةَ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (يَا بَنِيْ عَبْدَ مَنَافٍ إِنْ وَلِيْتُمْ هٰذَا الْأَمْرَ، فَلَا تَمْنَعُوْا أَحَدًا طَافَ بِهٰذَا الْبَيْتِ وَصَلّٰى أَيَّ سَاعَةٍ شَاءَ، مِنْ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ). قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى إِبَاحَةِ الصَّلَاةِ لِلطَّوَافِ فِي اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، فَلَا يَمْنَعُ مِنْ ذٰلِكَ، عِنْدَهُمْ، وَقْتٌ مِنَ الْأَوْقَاتِ الْمَنْهِيِّ عَنِ الصَّلَاةِ فِيْهَا، وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ بِهٰذِهِ الْآثَارِ. وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ، فَقَالُوْا : لَا حُجَّةَ لَكُمْ فِيْ هٰذِهِ الْآثَارِ، لِأَنَّ مَا أَبَاحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهَا، وَأَمَرَ بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، أَوْ بَنِيْ عَبْدِ

مَنَافٍ أَنْ لَا يَمْنَعُوْا أَحَدًا مِنْهُ مِنَ الطَّوَافِ وَالصَّلَاةِ' هُوَ الطَّوَافُ عَلٰى سَبِيْلِ مَا يَنْبَغِيْ أَنْ يُطَافَ' وَالصَّلَاةُ عَلٰى سَبِيْلِ مَا يَنْبَغِيْ أَنْ تُصَلّٰى' فَأَمَّا عَلٰى مَا سِوٰى ذٰلِكَ فَلَا .أَلَا تَرٰى أَنَّ رَجُلًا لَوْ طَافَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانًا' أَوْ عَلٰى غَيْرِ وُضُوْءٍ ' أَوْ جُنُبًا' أَنَّ عَلَيْهِمْ أَنْ يَمْنَعُوْهُ مِنْ ذٰلِكَ' لِأَنَّهُ طَافَ عَلٰى غَيْرِ مَا يَنْبَغِي الطَّوَافُ عَلَيْهِ .وَلَيْسَ ذٰلِكَ بِدَاخِلٍ فِيْمَا أَمَرَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَا يَمْنَعُوْا مِنْهُ مِنَ الطَّوَافِ .فَكَذٰلِكَ قَوْلُهُ (لَا تَمْنَعُوْا أَحَدًا يُصَلِّي) هُوَ عَلٰى مَا قَدْ أُمِرَ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ مِنَ الطَّهَارَةِ' وَسَتْرِ الْعَوْرَةِ' وَاسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ فِي الْأَوْقَاتِ الَّتِيْ قَدْ أُبِيْحَتِ الصَّلَاةُ فِيْهَا' فَأَمَّا مَا سِوٰى ذٰلِكَ' فَلَا .وَقَدْ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهْيًا عَامًّا' عَنِ الصَّلَاةِ عِنْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ' وَعِنْدَ غُرُوْبِهَا' وَنِصْفَ النَّهَارِ' وَبَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ' وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغِيْبَ الشَّمْسُ' وَتَوَاتَرَتْ بِذٰلِكَ الْآثَارُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ ذُكِرَتْ بِأَسَانِيْدِهَا فِيْ غَيْرِ هٰذَا الْمَوْضِعِ مِنْ هٰذَا الْكِتَابِ .فَكَانَ مِمَّا احْتَجَّ بِهٖ أَهْلُ الْمَقَالَةِ الْأُوْلٰى لِقَوْلِهِمْ فِيْ ذٰلِكَ مَا

۳۷۸۱: عطاء نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بنی عبد مناف! اگر تم اس معاملے کے ذمہ دار ہو تو کسی کو اس گھر کا طواف کرنے اور کسی بھی وقت میں نماز پڑھنے سے مت روکو۔ خواہ وہ دن رات کی کوئی سی گھڑی ہو۔ امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ علماء کی ایک جماعت نے یہ موقف اختیار کیا کہ طواف کی نماز دن اور رات کے کسی وقت میں پڑھی جا سکتی ہے اس کے لئے کوئی ممنوع وقت نہیں خواہ وہ ممنوعہ اوقات سے ہو۔ ان کی دلیل یہ مذکورہ بالا آثار ہیں۔ دیگر علماء نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے فرمایا کہ ان آثار میں کوئی اثر بھی آپ کی دلیل نہیں بن سکتا۔ کیوں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی عبدالمطلب اور بنی عبد مناف کو یہ فرمایا اے بنی عبدالمطلب و بنی عبد مناف تم کسی کو طواف اور نماز سے مت منع کرو۔ اس نماز و طواف سے مراد وہ نماز و طواف ہے جو اس طریق پر ہو جو مناسب ہے کہ نماز پڑھی جائے اور جیسا مناسب ہے طواف کیا جائے۔ باقی جو اس کے علاوہ ہے وہ درست نہیں۔ کیا تم یہ بات نہیں پاتے کہ اگر کوئی شخص بیت اللہ شریف کا ننگا طواف کر لے یا بلا وضو کر لے یا جنابت کے ساتھ طواف کرے تو ان متولیوں کو لازم ہے کہ اسے منع کریں کیونکہ وہ غیر مناسب انداز سے طواف کر رہا ہے اور یہ اس ممانعت میں داخل نہیں کہ جس کے متعلق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ترک کا حکم فرمایا۔ پس اسی طرح آپ کا ارشاد (لا تمنعوا احداً یصلی) کی مراد بھی یہی ہے کہ جو اس طریقے سے نماز ادا کر رہا ہو جس شرائط و آداب سے ادائیگی کا حکم ہے مثلاً طہارت' ستر عورت اور استقبال قبلہ نماز کے اوقات مباحہ کا لحاظ کر کے نماز پڑھی جائے۔ باقی جو ان کا لحاظ کیے بغیر ادا کرے وہ مراد نہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلوع و غروب

اور نصف النھار کے اوقات میں نماز کی عمومی نفی فرمائی اسی طرح نماز صبح کے بعد طلوع آفتاب تک اور عصر کے بعد غروب آفتاب تک نماز (نفل) سے روکا گیا اور یہ کثیر و متواتر روایات ہیں جو اسی کتاب میں اپنے موقعہ پر مذکور ہیں اہل مقالہ اول نے اپنے استدلال کے لئے ان روایات کا سہارا لیا ہے۔

**تخریج** : ابو داؤد فی المناسك باب۵۲ ' ترمذی فی الحج باب۴۲ ' نسائی فی المواقیت باب۴۱ ' ابن ماجه فی الاقامه باب۱۴۹ ' دارمی فی المناسك باب۹۔

**حاصل روایات**: ان دونوں روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ بیت اللہ شریف میں جس طرح طواف کی دن رات کی ہر گھڑی میں اجازت ہے اسی طرح نماز کی بھی ہر وقت اجازت ہے نماز فرض و نفل' واجب میں سے کوئی ہو۔ طواف کی دو رکعت کے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں خواہ کسی وقت فارغ ہوں۔

## فریق ثانی کا مؤقف اور دلیل:

نماز عصر و فجر کے بعد طلوع و غروب تک طواف کی دو رکعات پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

## سابقہ مؤقف کا جواب:

ان دونوں روایات میں تمہارے استدلال کی کوئی بات نہیں بلکہ اس سے مراد طواف کا جو طریق کار مناسب ہے اس کے مطابق اور نماز کا جو طریق کار مقرر ہے اس کے مطابق ادا کرنا مراد ہے جن اوقات میں دوسرے مقامات میں نماز درست ہے ان میں یہاں بھی درست ہے اور جن اوقات میں دوسرے مقام پر نماز ممنوع ہے یہاں بھی ممنوع ہے اور ان اوقات ممنوعہ میں روکنا یہ اس ممانعت میں داخل نہیں۔ ذرا غور کرو کہ بیت اللہ کا بغیر کپڑوں کے ننگے طواف کرنا حرام ہے۔ اسی طرح بلا وضو یا جنابت کی حالت میں ناجائز ہے ان چیزوں کے پیش آنے کی صورت میں وہ طواف کرنے والے کو روک سکتے ہیں یہ ممانعت میں شامل نہیں ہے اسی طرح نماز کے لئے طہارت' ستر عورت' استقبال قبلہ اور اوقات مباحہ کا ہونا جس طرح دوسری جگہ شرط ہے یہاں بھی شرط ہے اگر کوئی بلا استقبال قبلہ نماز پڑھے تو اسے روکا جائے گا یہ اس نہی میں داخل نہ ہوگا۔

جناب رسول اللہ ﷺ نے طلوع آفتاب اور غروب آفتاب کے وقت نماز سے اور اسی طرح نصف النھار کے وقت اور صبح کے بعد طلوع تک اور عصر کے بعد غروب تک نماز سے منع فرمایا ہے پس یہ طواف کی رکعات اس ممانعت میں شامل ہوں گی اور ان کی ادائیگی ان اوقات خمسہ میں نہ ہوگی۔

## فریق اوّل کی ایک اور مستدل روایت:

۳۷۸۲ : حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ' قَالَ : ثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدٍ' قَالَ : ثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ' عَنْ اِبْرَاهِيمَ بْنِ طَهْمَانَ' عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ' عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَابَاهُ' قَالَ : طَافَ أَبُو الدَّرْدَاءِ بَعْدَ الْعَصْرِ وَصَلّٰى قَبْلَ مَغَارِبِ الشَّمْسِ .فَقُلْتُ : أَنْتُمْ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُوْلُوْنَ (لَا

صَلَاةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ). فَقَالَ : إِنَّ هٰذَا الْبَلَدَ لَيْسَ كَسَائِرِ الْبُلْدَانِ .فَقَالُوْا : فَقَدْ دَلَّ قَوْلُ أَبِي الدَّرْدَاءِ عَلٰى أَنَّ الصَّلَاةَ لِلطَّوَافِ لَمْ يَدْخُلْ فِيْهَا نَهْيٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الصَّلَاةِ فِي الْأَوْقَاتِ الَّتِيْ ذَكَرْتُمْ .قِيْلَ لَهُمْ : فَأَنْتُمْ لَا تَقُوْلُوْنَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ، لِأَنَّا قَدْ رَأَيْنَاكُمْ تَكْرَهُوْنَ الصَّلَاةَ بِمَكَّةَ فِي الْأَوْقَاتِ الْمَنْهِيِّ عَنِ الصَّلَاةِ فِيْهَا لِغَيْرِ الطَّوَافِ، لِنَهْيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلَاةِ فِيْ تِلْكَ الْأَوْقَاتِ، وَلَا تُخْرِجُوْنَ حُكْمَ مَكَّةَ فِيْ ذٰلِكَ مِنْ حُكْمِ سَائِرِ الْبُلْدَانِ وَأَبَا الدَّرْدَاءِ فَقَدْ أَخْرَجَ فِي الْحَدِيْثِ الَّذِي احْتَجَجْتُمْ بِهِ حُكْمَ مَكَّةَ مِنْ حُكْمِ سَائِرِ الْبُلْدَانِ سِوَاهَا فِي الْمَنْعِ مِنَ الصَّلَوَاتِ فِيْ ذٰلِكَ، وَأَخْبَرَ أَنَّ النَّهْيَ لَمْ يَدْخُلْ حُكْمُهَا فِيْهِ، وَأَنَّهُ إِنَّمَا أُرِيْدَ بِهِ مَا سِوَاهَا مَعَ أَنَّهُ قَدْ خَالَفَ أَبَا الدَّرْدَاءِ فِيْ ذٰلِكَ، عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.

۳۷۸۲: ابوالزبیر نے عبداللہ بن باباہ سے روایت کی ہے کہ ابوالدرداءؓ نے عصر کے بعد طواف کیا اور غروب آفتاب سے پہلے طواف کی دو رکعت ادا کر لیں میں نے کہا تم اصحاب محمد ﷺ کہتے ہو کہ عصر کے بعد غروب تک کوئی نماز نہیں ہوتی۔ تو انہوں نے فرمایا۔ اس شہر مکہ کا حکم عام شہروں والا نہیں ہے۔ قول اول کے قائلین کا کہنا یہ ہے کہ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کی روایت اس پر دلالت کر رہی ہے کہ طواف والی نماز اس نہی میں داخل ہی نہیں جس میں اوقات مذکورہ میں نماز ممنوع ہے۔ ان کے جواب میں ہم عرض کریں گے۔ کہ تم بھی اس حدیث کے مطابق عمل پیرا نہیں ہو کیونکہ ہم یہ بات پاتے ہیں کہ تم از خود مکہ شریف میں ان ممنوعہ اوقات میں دیگر نمازوں کی ادائیگی مکروہ جانتے ہو اس لئے کہ جناب رسالت مآب ﷺ نے ان اوقات میں نماز کی ممانعت فرمائی ہے اور اس سلسلہ میں تم مکہ مکرمہ کا حکم دوسرے شہروں سے الگ قرار نہیں دیتے ہو۔ دوسری بات یہ ہے کہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے تو اسی روایت سے تمام نمازوں کے سلسلہ میں مکہ کے حکم کو دوسرے شہروں سے الگ قرار دیا ہے اور یہ صاف بتلایا کہ نہی میں مکہ مکرمہ شامل و داخل نہیں ہے۔ بلکہ ممانعت میں دوسرے شہر مراد ہیں۔ اور ایک بات یہ بھی ہے۔ حضرت ابوالدرد رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس معاملے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اختلاف کیا ہے۔

**حاصل روایات:** ابوالدرداءؓ کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ طواف کی رکعات ان اوقات کی نہی میں داخل نہیں ہیں۔

اس روایت کا جواب: حضرت ابوالدرداءؓ کی روایت میں تو رکعات طواف کے علاوہ دیگر تمام نمازوں کے سلسلہ میں کسی بھی وقت طلوع و غروب و زوال میں پڑھنے کا جواز نکل رہا ہے۔ حالانکہ فریق اوّل تو اس کا قائل نہیں۔ صرف طواف کی رکعات کے سلسلہ میں اس بات کا قائل ہوا ہے تو ان نمازوں کے استثنا کی وجہ بتلائیں یا پھر اس روایت سے استدلال چھوڑ دیں اس روایت کے بالمقابل حضرت عمرؓ معاذ بن عفراء ابن عمر رضی اللہ عنہم کا عمل موجود ہے جو عصر و فجر کے بعد طواف کی رکعات کی ممانعت ثابت کر رہا ہے

پس طواف کی رکعات کے لئے مکہ مکرمہ کا اس حکم سے استثناء روایت ابوالدرداء سے ثابت نہیں ہو سکتا۔

## روایات حضرت عمر، معاذ، ابن عمر رضی اللہ عنہم:

۳۷۸۳ : حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِيِّ قَالَ : طَافَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِالْبَيْتِ بَعْدَ الصُّبْحِ فَلَمْ يَرْكَعْ، فَلَمَّا صَارَ بِذِي طُوًى وَطَلَعَتِ الشَّمْسُ، صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ .

۳۷۸۳: عبدالرحمن بن عبدالقاری کہتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے صبح کے بعد بیت اللہ کا طواف کیا اور رکعات طواف ادا نہ کیں روانہ ہو کر جب مقام ذی طویٰ میں پہنچ گئے اور سورج طلوع ہو چکا تو دو رکعت نماز ادا کی۔

۳۷۸۴ : حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِيِّ، مِثْلَهُ . فَهٰذَا عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَمْ يَرْكَعْ حِينَئِذٍ، لِأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ وَقْتَ صَلَاةٍ، وَأَخَّرَ ذٰلِكَ إِلٰى أَنْ دَخَلَ عَلَيْهِ وَقْتُ الصَّلَاةِ فَصَلّٰى، وَهٰذَا بِحَضْرَةِ سَائِرِ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمْ يُنْكِرْهُ عَلَيْهِ مِنْهُمْ مُنْكِرٌ، وَلَوْ كَانَ ذٰلِكَ الْوَقْتُ عِنْدَهُ، وَقْتَ صَلَاةٍ لِلطَّوَافِ، لَصَلّٰى، وَلَمَا أَخَّرَ ذٰلِكَ، لِأَنَّهُ لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ طَافَ بِالْبَيْتِ أَنْ لَا يُصَلِّيَ حِينَئِذٍ إِلَّا مِنْ عُذْرٍ . وَقَدْ رُوِيَ عَنْ مُعَاذِ ابْنِ عَفْرَاءَ مِثْلُ ذٰلِكَ، وَقَدْ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ فِيمَا تَقَدَّمَ مِنْ هٰذَا الْكِتَابِ . وَقَدْ رُوِيَ مِثْلُ ذٰلِكَ أَيْضًا عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا .

۳۷۸۴: ابن شہاب نے حمید بن عبدالرحمن بن عبدالقاری سے اسی طرح روایت کی ہے۔ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے اس وقت نماز ادا نہ کی کیوں کہ وہ ان کے ہاں نماز کا وقت نہ تھا اور اس کو مؤخر کیا یہاں تک کہ ان کے ہاں نماز کا وقت ہو گیا اور یہ فعل حضرت عمر رضی اللہ عنہ اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بڑی جماعت کی موجودگی میں انجام دیا اور ان میں سے کسی نے انکار نہ کیا۔ اگر وہ ان کے ہاں رکعات طواف کا وقت ہوتا تو آپ اس وقت میں ادا فرماتے اور مؤخر نہ کرتے کیونکہ جو شخص طواف کرے تو اس کے بلا عذر نماز طواف کو مؤخر نہ کرنا چاہیے۔ حضرت معاذ بن عفراء اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح منقول ہے اور اسی کتاب میں ہم یہ پہلے بیان کر آئے ہیں۔

**حاصل روایات:** یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے اس وقت رکعات طواف ادا نہیں کیں کیونکہ ان کے ہاں وہ نماز کا وقت نہ تھا اور اس کو مؤخر کیا یہاں تک کہ نماز کا وقت آیا تو انہوں نے نماز ادا کی اور یہ بہت سے صحابہ کرام کی موجودگی میں کیا لیکن کسی نے ان پر نکیر نہیں کی اگر وہ وقت طواف کی نماز کا ہوتا تو وہ ضرور نماز ادا کر لیتے اور مقام ذی طویٰ تک مؤخر نہ کرتے کیونکہ جو بیت اللہ کا طواف کرے اسے کسی عذر کے بغیر اس نماز کو مؤخر کرنا درست نہیں ہے اور اسی طرح کی روایت حضرت معاذ بن عفراءؓ سے بھی منقول گزشتہ اوراق میں ذکر کر چکے۔ اسی طرح ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہم یہاں درج کرتے ہیں۔

۳۷۸۵ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ : ثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ : ثَنَا هَمَّامٌ قَالَ : أَنَا نَافِعٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَدِمَ مَكَّةَ عِنْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ، فَطَافَ وَلَمْ يُصَلِّ إِلَّا بَعْدَمَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ .وَالنَّظَرُ يَدُلُّ عَلٰى ذٰلِكَ أَيْضًا، لِأَنَّا قَدْ رَأَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (نَهٰى عَنْ صِيَامِ يَوْمِ الْفِطْرِ وَيَوْمِ النَّحْرِ) ، فَكُلٌّ قَدْ أَجْمَعَ أَنَّ ذٰلِكَ فِيْ سَائِرِ الْبُلْدَانِ سَوَاءٌ .فَالنَّظَرُ عَلٰى ذٰلِكَ أَنْ يَكُوْنَ مَا نَهٰى عَنْهُ مِنَ الصَّلَوَاتِ، فِي الْأَوْقَاتِ الَّتِيْ نَهٰى عَنِ الصَّلَوَاتِ فِيْهَا، فِيْ سَائِرِ الْبُلْدَانِ كُلِّهَا عَلَى السَّوَاءِ .فَبَطَلَ بِذٰلِكَ قَوْلُ مَنْ ذَهَبَ إِلَى إِبَاحَةِ الصَّلَاةِ لِلطَّوَافِ فِي الْأَوْقَاتِ الْمَنْهِيِّ عَنِ الصَّلَاةِ فِيْهَا .ثُمَّ افْتَرَقَ الَّذِيْنَ خَالَفُوْا أَهْلَ الْمَقَالَةِ الْأُوْلٰى فِيْ ذٰلِكَ عَلٰى فِرْقَتَيْنِ .فَقَالَتْ فِرْقَةٌ مِنْهُمْ : لَا يُصَلِّي فِيْ شَيْءٍ مِنْ هٰذِهِ الْخَمْسَةِ الْأَوْقَاتِ لِلطَّوَافِ، كَمَا لَا يُصَلِّي فِيْهَا لِلتَّطَوُّعِ، وَمِمَّنْ قَالَ ذٰلِكَ أَبُوْ حَنِيْفَةَ، وَأَبُوْ يُوْسُفَ، وَمُحَمَّدٌ، رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى .وَقَدْ وَافَقَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ، مَا رَوَيْنَا عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَمُعَاذِ ابْنِ عَفْرَاءَ، وَابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا .وَقَالَتْ فِرْقَةٌ : يُصَلِّي لِلطَّوَافِ بَعْدَ الْعَصْرِ، قَبْلَ اصْفِرَارِ الشَّمْسِ، وَبَعْدَ الصُّبْحِ، قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ، وَلَا يُصَلِّي لِذٰلِكَ فِي الْأَوْقَاتِ الثَّلَاثَةِ الْبَوَاقِي الْمَنْهِيِّ عَنِ الصَّلَاةِ فِيْهَا، وَمِمَّنْ قَالَ ذٰلِكَ، مُجَاهِدٌ، وَإِبْرَاهِيْمُ النَّخَعِيُّ، وَعَطَاءٌ .

۳۷۸۵: حضرت نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نماز صبح کے وقت مکہ میں آئے اور بیت اللہ کا طواف کیا مگر نماز طواف اس وقت ادا نہ کی یہاں تک کہ سورج طلوع ہوا۔اس پر نظر کا تقاضا یہ ہے کہ ان اوقات ممنوعہ میں نمازوں کی ممانعت کا تعلق تمام شہروں سے برابر ہو۔اس سے ان لوگوں کا قول نادرست ثابت ہوا جو رکعات طواف کی ادائیگی کو اوقات ممنوعہ میں جائز قرار دیتے ہیں۔پھر وہ حضرات جنہوں نے قول اول کے قائلین سے اختلاف کیا ان کی دو جماعتیں ہو گئیں۔ایک جماعت یہ کہتی ہے کہ طواف کی ان رکعات کو ان پانچوں اوقات میں سے کسی میں بھی ادا نہ کیا جائے گا جیسا کہ نوافل کو ان پانچ اوقات میں پڑھا نہیں جاتا اور یہ قول امام ابو حنیفہ ابو یوسف محمد رحمہم اللہ کا ہے اور حضرت عمر معاذ بن عفراء اور ابن عمر رضی اللہ عنہم کا قول بھی روایات میں اسی طرح ہے۔ان میں سے دوسری جماعت نے کہا کہ طواف کی رکعات کو عصر کے بعد سورج کے زرد ہونے سے پہلے ادا کر سکتے ہیں اور اسی طرح صبح کے بعد طلوع آفتاب سے پہلے بھی ادا کر سکتے ہیں البتہ باقی تین اوقات میں ان کی ادائیگی نہیں کی جا سکتی یہ مجاہد ابراہیم نخعی عطاء اور تابعین رحمہم اللہ کا قول ہے۔

**حاصل روایات:** اس روایت سے بھی ثابت ہے کہ نماز فجر اور نماز عصر کے بعد اوقات ممنوعہ عن النفل میں نماز طواف درست نہیں۔

## نظری دلیل:

نظر کا تقاضا بھی یہی ہے کیونکہ ہم نے جناب رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے یوم فطر و نحر کے روزے سے منع فرمایا اور سب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ حکم مکہ سمیت تمام شہروں کا ہے پس نظر کا تقاضا یہ ہے کہ جن اوقات میں نمازوں سے منع کیا گیا ہے یہ ممانعت بھی تمام شہروں کو شامل ہو۔ اس سے ان لوگوں کی بات غلط ثابت ہوگئی جو نماز طواف کو اوقات ممنوعہ میں جائز قرار دینے والے ہیں۔

اب فریق ثانی میں دو جماعتیں بن گئیں ایک جماعت جس میں ائمہ احناف رحمہم اللہ ہیں کہ ان پانچ اوقات میں رکعات طواف بھی ادا نہیں کی جا سکتیں جیسا کہ نوافل ادا نہیں کئے جا سکتے اس کی دلیل میں حضرت عمر، معاذ بن عفراء اور ابن عمر رضی اللہ عنہم کی روایات ہیں۔

جبکہ دوسری جماعت جس میں امام مجاہد، ابراہیم نخعی، عطاء رحمہم اللہ شامل ہیں وہ کہتے ہیں کہ اوقات ثلاثہ میں تو ان رکعات کو ادا نہیں کیا جا سکتا البتہ عصر کے بعد اصفرار آفتاب سے پہلے اور فجر کے بعد طلوع سے پہلے تک رکعات طواف کو ادا کیا جا سکتا ہے۔

## اقوال مجاہد، ابراہیم و عطاء رحمہم اللہ:

۳۷۸۶ : حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدٍ، قَالَ : ثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ (طُفْ وَصَلِّ مَا كُنْتَ فِي وَقْتٍ، فَإِذَا ذَهَبَ الْوَقْتُ فَأَمْسِكْ).

۳۷۸۶: مغیرہ نے ابراہیم سے نقل کیا کہ انہوں نے فرمایا طواف کرو اور نماز پڑھو جب تک وقت کی حدود میں ہو جب وقت چلا جائے تو رک جاؤ۔

۳۷۸۷ : حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، قَالَ : ثَنَا يَعْقُوبُ، قَالَ : ثَنَا ابْنُ أَبِي غَنِيَّةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ عَطَاءٍ، مِثْلَهُ.

۳۷۸۷: عبدالملک بن ابی سلیمان نے عطاء سے اسی طرح روایت کی ہے۔

۳۷۸۸ : حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، قَالَ : ثَنَا يَعْقُوبُ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ، وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسٰى، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ (طُفْ). قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ (بَعْدَ الصُّبْحِ وَبَعْدَ الْعَصْرِ، وَصَلِّ مَا كُنْتَ فِي وَقْتٍ) وَقَالَ ابْنُ رَجَاءٍ : فِي وَقْتِ صَلَاةٍ. وَقَدْ رُوِيَ مِثْلُ ذٰلِكَ أَيْضًا عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا.

۳۷۸۸: عثمان بن اسود نے مجاہد سے نقل کیا انہوں نے فرمایا طواف کرو عبیداللہ نے پوچھا صبح کے بعد اور عصر کے بعد اور جب تک وقت ہو نماز پڑھو۔ اور ابن رجاء نے نماز کے وقت کے اندر۔ اور اسی طرح کی روایت ابن عمر رضی اللہ عنہما

سے بھی ہے۔

۳۷۸۹ :حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، قَالَ : ثَنَا يَعْقُوبُ، قَالَ : ثَنَا ابْنُ أَبِي غُنَيَّةَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ ذَرٍّ، عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ : كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَطُوفُ بَعْدَ الْعَصْرِ، وَيُصَلِّي مَا كَانَتِ الشَّمْسُ بَيْضَاءَ حَيَّةً، فَإِذَا اصْفَرَّتْ وَتَغَيَّرَتْ، طَافَ طَوَافًا وَاحِدًا، حَتّٰى يُصَلِّيَ الْمَغْرِبَ، ثُمَّ يُصَلِّي وَيَطُوفُ بَعْدَ الصُّبْحِ، وَيُصَلِّي مَا كَانَ فِي غَلَسٍ، فَإِذَا أَسْفَرَ، طَافَ طَوَافًا وَاحِدًا، ثُمَّ يَجْلِسُ حَتّٰى تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ، وَيُمْكِنَ الرُّكُوعُ.

۳۷۸۹: مجاہد سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما عصر کے بعد طواف کرتے اور جب تک سورج سفید درست رہتا نماز پڑھتے رہتے جب زرد پڑ جاتا اور اس میں تبدیلی پیدا ہو جاتی تو وہ ایک طواف کرتے یہاں تک کہ نماز مغرب ادا کرتے پھر نماز طواف ادا کرتے اور پھر صبح کے بعد طواف کرتے اور اندھیرے میں فجر کی نماز ادا کرتے جب روشنی ہو جاتی تو ایک طواف کرتے پھر طلوع آفتاب تک بیت اللہ میں بیٹھتے یہاں تک کہ نماز ممکن ہو جاتی۔

۳۷۹۰ :حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ : ثَنَا حَجَّاجٌ، قَالَ : ثَنَا حَمَّادٌ، قَالَ : أَنَا مُوسٰى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ سَالِمٍ وَعَطَاءٍ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ يَطُوفُ بَعْدَ الصُّبْحِ وَبَعْدَ الْعَصْرِ أُسْبُوعًا، وَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، مَا كَانَ فِي وَقْتِ صَلَاةٍ .فَهٰذَا عَطَاءٌ، قَدْ قَالَ بِرَأْيِهِ مَا قَدْ ذَكَرْنَا .وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ (لَا تَمْنَعُوا أَحَدًا يَطُوفُ بِهٰذَا الْبَيْتِ وَيُصَلِّي أَيَّ سَاعَةٍ شَاءَ، مِنْ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ). فَقَدْ حُمِلَ ذٰلِكَ، عَلَى خِلَافِ مَا ذَهَبَ إِلَيْهِ أَهْلُ الْمَقَالَةِ الْأُولٰى .وَكَانَ النَّظَرُ فِي ذٰلِكَ -لَمَّا اخْتَلَفُوا هٰذَا الِاخْتِلَافَ -أَنَّا رَأَيْنَا طُلُوعَ الشَّمْسِ وَغُرُوبَهَا، وَنِصْفَ النَّهَارِ، يَمْنَعُ مِنْ قَضَاءِ الصَّلَوَاتِ الْفَائِتَاتِ، وَبِذٰلِكَ جَاءَتِ السُّنَّةُ (عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي تَرْكِهِ قَضَاءَ الصُّبْحِ الَّتِي نَامَ عَنْهَا إِلَى ارْتِفَاعِ الشَّمْسِ وَبَيَاضِهَا). فَإِذَا كَانَ مَا ذَكَرْنَا يَنْهٰى عَنْ قَضَاءِ الْفَرَائِضِ الْفَائِتَاتِ، فَهُوَ عَنِ الصَّلَوَاتِ لِلطَّوَافِ أَنْهٰى .وَقَدْ قَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ (ثَلَاثُ سَاعَاتٍ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَانَا أَنْ نُصَلِّيَ فِيهِنَّ، وَأَنْ نَقْبُرَ فِيهِنَّ مَوْتَانَا، حِينَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ بَازِغَةً حَتّٰى تَرْتَفِعَ، وَحِينَ يَقُومُ قَائِمُ الظَّهِيرَةِ حَتّٰى تَمِيلَ، وَحِينَ تَضَيَّفُ الشَّمْسُ لِلْغُرُوبِ حَتّٰى تَغْرُبَ) وَقَدْ ذَكَرْنَا ذٰلِكَ بِإِسْنَادِهِ فِيمَا تَقَدَّمَ مِنْ كِتَابِنَا هٰذَا .فَإِذَا كَانَتْ هٰذِهِ الْأَوْقَاتُ تَنْهٰى عَنِ الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَائِزِ، فَالصَّلَاةُ لِلطَّوَافِ أَيْضًا كَذٰلِكَ، وَكَذٰلِكَ كَانَتِ الصَّلَاةُ بَعْدَ الْعَصْرِ قَبْلَ تَغَيُّرِ الشَّمْسِ، وَبَعْدَ الصُّبْحِ قَبْلَ

طُلُوْعِ الشَّمْسِ، مُبَاحَةً عَلَى الْجَنَائِزِ، وَمُبَاحَةً فِيْ قَضَاءِ الصَّلَاةِ الْفَائِتَةِ، وَمَكْرُوْهَةً فِي التَّطَوُّعِ، وَكَانَ الطَّوَافُ يُوْجِبُ الصَّلَاةَ حَتّٰى يَكُوْنَ وُجُوْبُهَا كَوُجُوْبِ الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَائِزِ. فَالنَّظَرُ عَلٰى مَا ذَكَرْنَا أَنْ يَّكُوْنَ حُكْمُهَا بَعْدَ وُجُوْبِهَا، كَحُكْمِ الْفَرَائِضِ الَّتِيْ قَدْ وَجَبَتْ، وَحُكْمِ الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَائِزِ الَّتِيْ قَدْ وَجَبَتْ. فَتَكُوْنُ الصَّلَاةُ لِلطَّوَافِ، تُصَلّٰى فِيْ كُلِّ وَقْتٍ يُّصَلِّي فِيْهِ عَلَى الْجَنَائِزِ، وَتُقْضٰى فِيْهِ الصَّلَاةُ الْفَائِتَةُ، وَلَا تُصَلّٰى فِيْ كُلِّ وَقْتٍ لَا يُصَلِّي فِيْهِ عَلَى الْجَنَازَةِ، وَلَا تُقْضٰى فِيْهِ صَلَاةٌ فَائِتَةٌ. فَهٰذَا هُوَ النَّظَرُ عِنْدَنَا، فِيْ هٰذَا الْبَابِ، عَلٰى مَا قَالَ عَطَاءٌ، وَإِبْرَاهِيْمُ، وَمُجَاهِدٌ، وَعَلٰى مَا قَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَإِلَيْهِ نَذْهَبُ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ. وَهُوَ خِلَافُ قَوْلِ أَبِيْ حَنِيْفَةَ، وَأَبِيْ يُوْسُفَ، وَمُحَمَّدٍ، رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى.

۳۷۹۰: سالم وعطاء بیان کرتے ہیں کہ ابن عمر ﷺ صبح کے بعد طواف کرتے اور عصر کے بعد ایک ہفتہ طواف کرتے اور جب تک نماز کا وقت ہوتا طواف کی دو رکعت ادا کرتے یہ عطاء ہیں انہوں نے یہ اپنے اجتہاد سے کہا جو ہم نے بیان کیا ہے حالانکہ انہوں نے ابن عباس ﷺ سے فصل اول میں روایت نقل کی ہے۔ جو اس کے خلاف ہے مگر ان کی رائے اس کے خلاف تھی جس کا اظہار انہوں نے مندرجہ بالا اثر میں کر دیا۔

## نظر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ:

جناب رکعات طواف کے سلسلہ میں اختلاف ہوا تو ہم نے اس کو پاٹنے کے لئے غور کیا کہ طلوع آفتاب اور غروب آفتاب اور نصف النہار فوت شدہ نمازوں کو ادائیگی سے روک دیتے ہیں اور جناب رسول اللہ ﷺ کا طریقہ نماز فجر کی قضا میں یہی منقول ہے کہ آپ ارتفاع آفتاب تک رکے رہے جب قضا فرائض ممنوع ہوئے تو طواف کی رکعات بدرجہ اولیٰ ممنوع ہوں گی اور عقبہ بن عامرؓ کی روایت تین اوقات کے متعلق گزر چکی کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ان میں نماز پڑھنے اموات کو دفن کرنے (نمازِ جنازہ پڑھنا مراد ہے کیونکہ نماز کے بعد دفن ہوگا) جبکہ سورج طلوع ہو رہا ہو یہاں تک کہ بلند ہو جائے اور جب دو پہر کا وقت یہاں تک کہ زوال ہو جائے اور جب سورج غروب کی طرف جھک رہا ہو یہاں تک کہ غروب ہو جائے۔ (مسلم فی المسافرین ۲۹۳) گزشتہ صفحات میں اوقات مکروہ کے باب میں یہ روایت ذکر ہو چکی۔

جب ان تین اوقات میں نمازِ جنازہ سے بھی روک دیا گیا تو طواف کی رکعات بھی لازماً ممنوع ہوں گی اسی طرح عصر کے بعد اصفرار آفتاب سے پہلے نماز اور صبح کے بعد طلوع آفتاب سے پہلے نماز۔ ان دو اوقات میں نوافل کی ممانعت کر دی گئی مگر جنائز کو مباح کر دیا گیا اور فوت شدہ نمازوں کو بھی مباح قرار دیا گیا طواف کی رکعات نفل نہیں بلکہ واجب ہیں۔ یہاں تک کہ ان کا وجوب نمازِ جنازہ کی طرح ہے۔ پس نظر کا تقاضا یہ ہے کہ وجوب کے بعد ان کا حکم فرائض کی طرح ہو جو کہ لازم ہیں اور نمازِ جنازہ کی طرح ہو جو کہ واجب و لازم ہے۔ پس نماز طواف ہر اس وقت میں پڑھی جا سکتی ہے جس میں جنازہ جائز ہو سکتا ہے اور فوت

شدہ نماز قضاء کی جا سکتی ہے اور ان اوقات میں نہیں پڑھ سکتے جن میں نہ جنازہ پڑھ سکتے ہیں اور نہ نماز فائتہ ادا ہو سکتی ہے نظر کا یہی تقاضا ہے اس کو عطاء ابراہیم ومجاہد نے اختیار کیا اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے اور ہمارا اپنا رجحان بھی یہی ہے اور سفیان ثوری کا قول یہی ہے اور یہ ائمہ احناف کے قول کے خلاف ہے ہمارے متاخرین علماء میں علامہ عبدالحیٔ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔

**تخریج**: امام طحاوی رحمہ اللہ نے اب تک جہاں اپنا رجحان ظاہر کیا وہاں صرف اشارہ اور کنایہ استعمال کیا مگر یہ پہلا موقعہ ہے کہ انہوں نے "الیه نذهب" کہہ کر اپنے رجحان کی ترجمانی کی۔ کعات طواف کا وجوب بھی اسی کا متقاضی ہے۔

## بَابُ مَنْ أَحْرَمَ بِحَجَّةٍ فَطَافَ لَهَا قَبْلَ أَنْ يَقِفَ بِعَرَفَةَ

### حج کا احرام باندھ کر وقوف عرفات سے پہلے طواف کرنے کا کیا حکم ہے؟

**خلاصۃ البرام**: احرام حج باندھ کر پھر اس احرام کو فسخ کر کے عمرہ کا احرام باندھ کر ارکان عمرہ ادا کرنا جائز ہے یا نہیں۔ ① امام احمد عطاء رحمہم اللہ احرام کو فسخ کر کے عمرے کا احرام باندھنا درست ہے ② جبکہ امام ابوحنیفہ مالک شافعی رحمہم اللہ کے ہاں فسخ حج الی العمرہ کسی حال میں جائز نہیں۔ احرام حج کو باقی رکھ کر یوم نحر کی رمی کے بعد احرام کھولنا واجب ہے۔

یہ عطاء رحمہ اللہ نے مذکورہ بات اپنے اجتہاد سے کہی ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جناب نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا: (لا تمنعوا احد أ یطوف بھذا البیت ویصلی ای ساعة شاء من لیل ونهار) کسی کو بھی اس گھر کے طواف اور نماز سے دن اور رات کی کسی گھڑی میں مت منع کرو اور اس ارشاد نبوت کو اول قول والوں کے خلاف محمول کیا گیا ہے۔ جب کہ ان کے مابین یہ اختلاف پایا جاتا ہے تو اس میں ہم نظر وفکر سے جانچتے ہیں۔ ہم نے دیکھا کہ طلوعِ آفتاب اور غروبِ آفتاب اور نصف النہار یہ فوت شدہ نمازوں کی قضاء سے بھی مانع ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طرزِ عمل نمازِ فجر کی قضاء کے سلسلہ میں یہی ہے کہ آپ نے سورج کے بلند اور سفید ہونے کا انتظار کیا جب فوت شدہ فرائض ممنوع ہیں تو طواف کی نماز تو ان اوقات میں بدرجہ اولیٰ ممنوع ہوگی اور حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں ہمیں نماز ادا کرنے اور مردوں کو دفن کرنے (یعنی نماز جنازہ پڑھنے (سے منع فرمایا جب ① کہ سورج طلوع ہو رہا ہو یہاں تک کہ وہ بلند ہو جائے اور جب دوپہر کا وقت ہو یہاں تک کہ سورج ڈھل جائے اور جب سورج غروب کی طرف جھک رہا ہو یہاں تک کہ وہ غروب جائے۔ ہم نے یہ روایت اسناد کے ساتھ اسی کتاب میں ذکر کی ہے۔ جب ان اوقات میں نمازِ جنازہ بھی ممنوع ہے۔ تو رکعات طواف بھی اسی طرح ہیں اور اس طرح نماز عصر کے بعد سورج کی زردی سے پہلے اور نمازِ فجر کے بعد طلوعِ آفتاب سے پہلے نمازِ جنازہ فوت شدہ نمازِ فجر جائز ہے اور نوافل مکروہ ہیں طواف کی وجہ سے نماز اسی طرح واجب ہے جیسا کہ نمازِ جنازہ۔ پس نظر وفکر کا تقاضا یہ ہے کہ اس کا حکم وجوب کے بعد ان فرائض جیسا ہو جو لازم ہو چکے اور نمازِ جنازہ جیسا حکم ہو جو واجب ہو چکی پس طواف کی رکعات ان تمام اوقات میں پڑھی جا سکتی ہیں جن میں جنازہ کی نماز پڑھی جا سکتی ہے اور فوت شدہ نماز ان میں ادا ہو سکتی ہے اور ان اوقات میں درست نہیں جن میں نمازِ جنازہ نہیں پڑھی جا سکتی اور نہ اس میں فوت شدہ نماز ادا ہو سکتی ہو۔ اس باب میں ہمارے

ہاں نظر کا یہی تقاضا ہے۔ جیسا کہ عطاء اور ابراہیم اور مجاہد رحمہم اللہ کا قول ہے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ مروی ہے اور اسی کی طرف میرا (طحاوی) رجحان ہے اور یہ سفیان ثوری رحمہ اللہ کا قول ہے اور یہ امام ابوحنیفہ، ابو یوسف، محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کے قول کے خلاف ہے۔

## فریق اوّل کا موقف اور دلائل:

حج کے احرام کو اپنی مرضی سے فسخ کرنا اور اس پر عمرے کا احرام باندھنا درست ہے اس میں کچھ قباحت نہیں دلیل یہ ہے۔

۳۷۹۱ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ : ثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ قَالَ : ثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ يَقُوْلُ : (لَا يَطُوْفُ أَحَدٌ بِالْبَيْتِ حَاجٌّ وَلَا غَيْرُهُ إِلَّا حَلَّ بِهِ). قُلْتُ لَهُ : مِنْ أَيْنَ كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَأْخُذُ ذٰلِكَ ؟ .قَالَ : مِنْ قِبَلِ قَوْلِهٖ تَعَالٰى (ثُمَّ مَحِلُّهَا إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ). فَقُلْتُ لَهُ : (فَإِنَّمَا ذٰلِكَ بَعْدَ الْمُعَرَّفِ) قَالَ : كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَرَاهُ قَبْلَ الْمُعَرَّفِ وَبَعْدَهُ .قَالَ : (وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَأْخُذُهَا مِنْ (أَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابَهُ أَنْ يُحِلُّوْا فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ' فَالَهَا فِيْ غَيْرِ مَرَّةٍ).

۳۷۹۱: عطاء نے خبر دی کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے جو حاجی بیت اللہ کا طواف نہیں کرتا وہ اس سے حلال ہو سکتا ہے میں نے ان کو کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ کہاں سے اخذ کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ کے قول ثم محلھا الی البیت العتیق الحج۔۳۳) میں نے کہا یہ تو عرفات کے بعد کا تذکرہ ہے تو کہنے لگے ابن عباس رضی اللہ عنہما کا خیال تھا کہ یہ عرفات سے پہلے اور بعد دونوں طرح درست ہے اور کہنے لگے ابن عباس رضی اللہ عنہما جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس امر سے اخذ کرتے تھے جو آپ نے حجۃ الوداع میں حلال ہونے کا حکم دیا اور آپ نے یہ بات مجھے کئی مرتبہ فرمائی۔

۳۷۹۲ : حَدَّثَنَا رَبِيْعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ : ثَنَا أَسَدٌ قَالَ : ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ' عَنْ أَيُّوْبَ' عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ أَنَّ عُرْوَةَ قَالَ لِابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا : أَضْلَلْتَ النَّاسَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ : وَمَا ذَاكَ يَا عُرَيَّةُ ؟ قَالَ : تُفْتِي النَّاسَ أَنَّهُمْ إِذَا طَافُوْا بِالْبَيْتِ فَقَدْ حَلُّوْا' وَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَجِيْئَانِ مُلَبِّيَيْنِ بِالْحَجِّ فَلَا يَزَالَانِ مُحْرِمَيْنِ إِلٰى يَوْمِ النَّحْرِ .قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : بِهٰذَا ضَلَلْتُمْ ؟ أُحَدِّثُكُمْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتُحَدِّثُوْنِيْ عَنْ أَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ؟ فَقَالَ عُرْوَةُ : (إِنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَا أَعْلَمَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْكَ).

۳۷۹۲: ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں کہ عروہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا اے ابن عباس رضی اللہ عنہما! تم نے لوگوں کو گمراہ کر دیا انہوں نے کہا اے عریہ وہ کیا ہے؟ عروہ نے کہا تم لوگوں کو فتویٰ دیتے ہو کہ جب وہ بیت اللہ کا طواف کر لیں تو حلال ہو جائیں گے حالانکہ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما حج کا تلبیہ کہتے ہوئے آئے اور یوم نحر تک احرام میں رہتے ابن عباس رضی اللہ عنہما کہنے لگے اس سے تو تم گمراہ ہوئے میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کرتا ہوں اور تم مجھے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی بات کرتے ہو۔

عروہ کہنے لگے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو تم سے زیادہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق واقفیت تھی۔

**تخریج** : بخاری فی الحج باب ۳٤۔

۳۷۹۳ : حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زِيَادٍ، قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ قَتَادَةُ قَالَ : سَمِعْتُ أَبَا حَسَّانَ الرَّقَاشِيَّ، أَنَّ (رَجُلًا قَالَ لِابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا : يَا ابْنَ عَبَّاسٍ، مَا هٰذِهِ الْفُتْيَا الَّتِيْ قَدْ تَفَشَّتْ عَنْكَ ؟ أَنَّ مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ فَقَدْ حَلَّ ؟ قَالَ : سُنَّةُ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنْ رَغِمْتُمْ).

۳۷۹۳: ابو حسان رقاشی کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو کہا اے ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ کیا فتویٰ ہے جو تیری طرف سے مشہور ہوا کہ جس نے بیت اللہ کا طواف کر لیا وہ حلال ہو گیا۔ وہ کہنے لگے یہ تمہارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اگرچہ تم کو ناپسند ہو۔

۳۷۹۴ : حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ : ثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ .ح .

۳۷۹۴: علی بن معبد نے شبابہ بن سوار سے روایت نقل کی۔

۳۷۹۵ : وَحَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زِيَادٍ .ح .

۳۷۹۵: حسین بن نصر نے عبدالرحمن بن زیاد سے روایت نقل کی ہے۔

۳۷۹۶ : وَحَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ دَاوٗدَ، قَالُوْا : ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ : سَمِعْتُ طَارِقَ بْنَ شِهَابٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : (قَدِمْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُنِيْخٌ بِالْبُطْحَاءِ فَقَالَ لِيْ : بِمَ أَهْلَلْتَ؟ قَالَ قُلْتُ : أَهْلَلْت كَإِهْلَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : قَدْ أَحْسَنْتَ، طُفْ بِالْبَيْتِ، وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، ثُمَّ أَحِلَّ) فَفَعَلْت .فَأَتَيْتُ امْرَأَةً مِنْ قَيْسٍ فَفَلَّتْ رَأْسِيْ فَكُنْتُ أُفْتِي النَّاسَ بِذٰلِكَ، حَتّٰى كَانَ زَمَانُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ .فَقَالَ رَجُلٌ : يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ، رُوَيْدًا بَعْضَ فُتْيَاكَ، فَإِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا أَحْدَثَ أَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي النُّسُكِ

بَعْدَكَ فَقُلْتُ : يَا أَيُّهَا النَّاسُ مَنْ كُنَّا أَفْتَيْنَاهُ فُتْيَا فَلْيَتَّئِدْ، فَإِنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَادِمٌ فَبِهِ فَائْتَمُّوا. فَلَمَّا قَدِمَ عُمَرُ أَتَيْتُهُ ، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ لِي عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : (إِنْ تَأْخُذْ بِكِتَابِ اللّٰهِ، فَإِنَّ كِتَابَ اللّٰهِ يَأْمُرُنَا بِالْإِتْمَامِ وَإِنْ تَأْخُذْ بِسُنَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَحِلَّ حَتّٰى بَلَغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ).

۱۷۹۶: ابن شہاب نے ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت کی ہے کہ میں جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا جبکہ آپ ﷺ اپنی اونٹنی بطحاء میں بٹھانے والے تھے آپ ﷺ نے فرمایا تم نے کیا کیا احرام باندھا؟ میں نے کہا میں نے وہی احرام باندھا جو اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ﷺ نے باندھا آپ ﷺ نے فرمایا تم نے خوب کیا۔ بیت اللہ کا طواف کرو اور صفا مروہ کی سعی کر کے حلال ہو جاؤ۔ میں نے ایسا ہی کیا پھر میں قیس کی ایک عورت کے پاس آیا اس نے میرے تھوڑے سے بال لئے (کاٹے) میں لوگوں کو یہی فتویٰ دیتا رہا کہ حج کے احرام کو عمرہ میں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ یہاں تک کہ عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا تو ایک شخص نے کہا اے عبداللہ بن قیس اپنے فتویٰ کو چھوڑ دو تمہیں معلوم نہیں کہ امیر المؤمنین نے تیرے بعد کون سی نئی بات پیدا کی چنانچہ میں نے کہا اے لوگو! میں نے جن کو فتویٰ دیا سو دیا اب امیر المؤمنین تشریف لا رہے ہیں ان کی اقتداء کرو پس جب عمر رضی اللہ عنہ آ گئے تو میں ان کی خدمت میں آیا اور اس بات کا ان کے سامنے تذکرہ کیا تو عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے ہمیں اللہ تعالیٰ کی کتاب پر عمل کرنا چاہئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں تکمیل کا حکم دیا ہے اور سنت رسول اللہ ﷺ کو اپنانا چاہئے جناب رسول اللہ ﷺ اس وقت تک حلال نہ ہوئے یہاں تک کہ ہدی اپنے حلال کے مقام تک نہیں پہنچی یعنی نحر کے دن رمی کے بعد۔

**تخریج** : بخاری فی الحج باب ۳۲' مسلم فی الحج ۱۵٤۔

۱۷۹۷ : حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ : ثَنَا أَسَدُ بْنُ مُوسٰى، قَالَ : ثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْمَدِينِيُّ، قَالَ : ثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ : دَخَلْنَا عَلٰى جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ فَسَأَلْتُهُ عَنْ حَجَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَ : (إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَثَ تِسْعَ سِنِينَ لَمْ يَحُجَّ، ثُمَّ أُذِّنَ فِي النَّاسِ فِي الْعَاشِرَةِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاجٌّ. فَقَدِمَ الْمَدِينَةَ بَشَرٌ كَثِيرٌ يَلْتَمِسُ أَنْ يَأْتَمَّ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجْنَا حَتّٰى إِذَا أَتَيْنَا ذَا الْحُلَيْفَةِ، فَصَلّٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ، ثُمَّ رَكِبَ الْقَصْوَاءَ ، حَتّٰى إِذَا اسْتَوَتْ بِهِ عَلَى الْبَيْدَاءِ ، وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَظْهُرِنَا وَيَنْزِلُ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ وَهُوَ يَعْرِفُ تَأْوِيلَهُ مَا عَمِلَ مِنْ شَيْءٍ عَمِلْنَا بِهِ، فَأَهَلَّ بِالتَّوْحِيدِ وَأَهَلَّ النَّاسُ بِهٰذَا الَّذِي يُهِلُّونَ بِهِ، وَلَمْ يَرُدَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ شَيْئًا، وَلَزِمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَلْبِيَتَهُ.

قَالَ جَابِرٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : لَسْنَا نَنْوِي إِلَّا الْحَجَّ لَسْنَا نَعْرِفُ الْعُمْرَةَ حَتّٰى إِذَا كُنَّا آخِرَ طَوَافٍ عَلَى الْمَرْوَةِ قَالَ إِنِّيْ لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِيْ مَا اسْتَدْبَرْتُ، مَا سُقْتُ الْهَدْيَ وَلَجَعَلْتُهَا عُمْرَةً فَمَنْ كَانَ لَيْسَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيَحْلِلْ وَلْيَجْعَلْهَا عُمْرَةً .فَحَلَّ النَّاسُ وَقَصَّرُوْا إِلَّا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ كَانَ مَعَهُ الْهَدْيُ .فَقَامَ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عُمْرَتُنَا هٰذِهِ لِعَامِنَا هٰذَا أَمْ لِلْأَبَدِ ؟ فَقَالَ : فَشَبَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَابِعَهُ فِي الْأُخْرٰى فَقَالَ دَخَلَتِ الْعُمْرَةُ هٰكَذَا فِي الْحَجِّ مَرَّتَيْنِ .فَحَلَّ النَّاسُ كُلُّهُمْ وَقَصَّرُوْا إِلَّا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ). قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : وَقَوْلُ سُرَاقَةَ هٰذَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَوَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاهُ يُحْتَمَلُ أَنْ يَكُوْنَ أَرَادَ بِهِ عُمْرَتَنَا هٰذِهِ فِيْ أَشْهُرِ الْحَجِّ لِلْأَبَدِ أَوْ لِعَامِنَا هٰذَا لِأَنَّهُمْ لَمْ يَكُوْنُوْا يَعْرِفُوْنَ الْعُمْرَةَ فِيْمَا مَضَى فِيْ أَشْهُرِ الْحَجِّ وَيَعُدُّوْنَ ذٰلِكَ مِنْ أَفْجَرِ الْفُجُوْرِ .فَأَجَابَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ "هِيَ لِلْأَبَدِ."

۳۷۹۷: جعفر بن محمد نے اپنے والد سے نقل کیا کہ ہم جابر بن عبداللہ ؓ کے ہاں گئے اوران سے جناب رسول اللہ ﷺ کے حج کے سلسلہ میں پوچھا تو کہنے لگے جناب رسول اللہ ﷺ نو سال مدینہ منورہ میں ٹھہرے اور آپ نے حج نہیں کیا۔ پھر دسویں سال آپ ﷺ نے لوگوں میں حج کا اعلان کر دیا کہ میں حج کو جارہا ہوں یہ خبر سن کر بہت سے لوگ مدینہ منورہ پہنچے ان کی طلب یہ تھی کہ جناب نبی اکرم ﷺ کی راہنمائی میں حج کریں چنانچہ ہم نکلے یہاں تک کہ ذوالحلیفہ میں پہنچے۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں نماز ادا فرمائی۔ پھر آپ قصواء پر سوار ہوئے یہاں تک کہ آپ ﷺ جب مقام بیداء پر بلند ہوئے اور رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان تھے اوران پر قرآن مجید اترتا تھا اور آپ ﷺ اس کی تفسیر جانتے تھے جس پر آپ ﷺ نے عمل کیا ہم نے اس پر عمل کیا آپ ﷺ نے اکیلا احرام باندھا اور لوگوں نے یہی احرام باندھا جناب رسول اللہ ﷺ نے ان کی کسی چیز کی تردید نہیں فرمائی آپ ﷺ نے تلبیہ لازم کرلیا۔ جابر ؓ کہتے ہیں کہ ہم صرف حج کی نیت کرنے والے تھے ہم عمرہ کو نہ جانتے تھے یہاں تک کہ جب ہم نے مروہ کا آخری چکر لگایا تو آپ ﷺ نے فرمایا اگر مجھے اپنی اس بات کا پہلے علم ہوتا جو بعد کو معلوم ہوا تو میں ہدی ساتھ نہ لاتا اور میں اس کو عمرہ بنالیتا پس جس کے ساتھ ہدی موجود نہیں وہ حلال ہو جائے اور اس کو عمرہ بنالے پھر لوگوں نے احرام کھول لئے اور قصر کرلیا سوائے جناب رسول اللہ ﷺ اور ان لوگوں کے جن کے ساتھ ہدی موجود تھے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ حضرت سراقہ ؓ کا جناب اکرم ﷺ سے سوال اور جناب رسول اللہ ﷺ کا ان کو جواب یک یہ احتمال رکھتا ہے کہ ہمارا یہ عمرہ حج کے مہینوں میں ہمیشہ کے لئے ہو یا ہمارے اسی سال کے لئے ہو۔ کیونکہ وہ لوگ حج کے مہینوں میں عمرے کو درست قرار نہ دیتے تھے بلکہ اس کو افجر الفجر قرار دیتے تھے۔

تو جناب رسول اللہ ﷺ سے اس کو جواب دیا کہ یہ ہمیشہ کے لئے اشہر حج میں ہے۔

اس وقت سراقہ بن مالک بن جعشم رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر کہا یا رسول اللہ ﷺ! ہمارا یہ عمرہ فقط ہمارے اسی سال کے لئے ہے یا ہمیشہ کے لئے۔ اس پر جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنی انگلیوں کو انگلیوں میں ڈالا اور فرمایا عمرہ حج میں اس طرح داخل ہو چکا۔ یہ بات دو مرتبہ فرمائی پس تمام لوگوں نے احرام کھول دیئے اور قصر کرا لئے سوائے نبی اکرم ﷺ کے اور وہ جن کے پاس ہدی کے جانور موجود تھے۔

**تخریج** : مسلم فی الحج ۱۴۷' ابو داؤد فی المناسك باب ۲۳۔

## طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

سراقہ کا سوال اور جناب رسول اللہ ﷺ کا جواب اس بات کا احتمال رکھتا ہے کہ اس سے مراد یہ ہو کہ ہمارا یہ عمرہ ہمیشہ کے لئے یا صرف ہمارے اس سال کے لئے حج میں داخل ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہمیشہ کے لئے۔ کیونکہ وہ لوگ عمرے کو حج کے مہینوں میں گناہ کا کام سمجھتے تھے۔ آپ ﷺ نے اس کی مذمت فرمائی۔

۳۷۹۸ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ وَفَهْدٌ قَالَا : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ : حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ ، غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ سُؤَالَ سُرَاقَةَ وَلَا جَوَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاهُ .

۳۷۹۸: ابن الہاد نے جعفر بن محمد سے روایت کی پھر انہوں نے اپنی اسناد سے روایت ذکر کی البتہ اس میں سراقہ کا سوال اور جناب نبی اکرم ﷺ کا جواب مذکور نہیں ہے۔

۳۷۹۹ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ : ثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ : ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : (قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ لِأَرْبَعٍ خَلَوْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ .فَلَمَّا طَافُوْا بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِجْعَلُوْهَا عُمْرَةً) فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ لَبَّوْا فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ قَدِمُوْا فَطَافُوْا بِالْبَيْتِ وَلَمْ يَطُوْفُوْا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ .

۳۷۹۹: عطاء نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ ﷺ مکہ تشریف لائے جبکہ ذی الحجہ کے چار دن گزر چکے تھے جب آپ نے طواف اور سعی کر لی تو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کو عمرہ بنا لو جب ترویہ کا دن آیا تو انہوں نے حج کا تلبیہ کہا۔ جب نحر کا دن آیا وہ آئے اور بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا و مروہ کی سعی نہ کی۔

**تخریج** : ابو داؤد فی المناسك باب ۲۳۔

۳۸۰۰ : حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ قَالَ : ثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ قَالَ : ثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ

عَنْ عَطَاءٍ ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : (قَدِمْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ، صَبِيْحَةَ رَابِعَةٍ، فَأَمَرَنَا أَنْ نَحِلَّ، قُلْنَا : أَيُّ حِلٍّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ .قَالَ الْحِلُّ كُلُّهُ، فَلَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِيْ مَا اسْتَدْبَرْتُ، لَصَنَعْتُ مِثْلَ الَّذِيْ تَصْنَعُوْنَ).

۳۸۰۰: عطاء نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ آئے یہ ۴ ذی الحجہ تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حلال ہونے کا حکم دیا ہم نے کہا کیسا حلال ہوں؟ آپ نے فرمایا مکمل طور پر حلال ہو جاؤ۔ اگر مجھے اس معاملے کا پہلے علم ہوتا جو بعد میں معلوم ہوا تو میں اسی طرح کرتا جیسا تم کرنے والے ہو۔

**تخریج** : بخاری فی الحج باب ۳۴، مسلم فی الحج ۱۳۸/۱۳۶، ابو داؤد فی المناسك باب ۲۳، نسائی فی الحج باب ۷۷/۵۸، مسند احمد ۲۹۲/۳۔

۳۸۰۱ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرُّعَيْنِيُّ، قَالَ : ثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ، قَالَ : ثَنَا مُوْسَى بْنُ أَعْيَنَ، عَنْ خُصَيْفٍ، عَنْ عَطَاءٍ ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : (لَمَّا قَدِمْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ، سَأَلَ النَّاسَ بِمَا أَحْرَمْتُمْ ؟ فَقَالَ أُنَاسٌ أَهْلَلْنَا بِالْحَجِّ وَقَالَ آخَرُوْنَ قَدِمْنَا مُتَمَتِّعِيْنَ وَقَالَ آخَرُوْنَ أَهْلَلْنَا بِإِهْلَالِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ .فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ قَدِمَ وَلَمْ يَسُقْ هَدْيًا فَلْيَحْلِلْ، فَإِنِّيْ لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِيْ مَا اسْتَدْبَرْتُ لَمْ أَسُقِ الْهَدْيَ، حَتّٰى أَكُوْنَ حَلَالًا .فَقَالَ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكِ بْنُ جُعْشُمٍ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، عُمْرَتُنَا هٰذِهِ لِعَامِنَا، أَمْ لِلْأَبَدِ ؟ فَقَالَ بَلْ لِأَبَدِ الْأَبَدِ).

۳۸۰۱: عطاء نے جابر رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ جب ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع میں مکہ پہنچے تو لوگوں سے سوال کیا تم نے کیا احرام باندھا؟ کچھ لوگوں نے کہا ہم نے حج کا احرام باندھا ہے دوسروں نے کہا ہم نے تمتع کا ارادہ کیا اور کچھ لوگوں نے کہا ہم نے وہی احرام باندھا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا ہے۔ آپ نے ان سے فرمایا جو حج کے لئے آیا اور اس نے ہدی روانہ نہیں کی وہ حلال ہو جائے میں اگر اپنے معاملے کو پہلے جانتا ہوتا جو مجھے بعد میں معلوم ہوا تو میں بھی ہدی روانہ نہ کرتا یہاں تک کہ میں حلال ہو جاتا اس پر سراقہ بن مالک نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہمارا یہ عمرہ ہمارے اسی سال کے لئے ہے یا ہمیشہ کے لئے (حج کے ساتھ ہے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے۔

**تخریج** : مسلم فی الحج ۱۴۱۔

۳۸۰۲ : حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ : حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، قَالَ : حَدَّثَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِيْ رَبَاحٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ (أَهَلَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَهْلَلْنَا مَعَهُ بِالْحَجِّ خَالِصًا، حَتَّى إِذَا قَدِمْنَا مَكَّةَ رَابِعَةَ ذِي الْحِجَّةِ، فَطُفْنَا بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، ثُمَّ أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ يَكُنْ سَاقَ هَدْيًا أَنْ يَحِلَّ، قَالَ : وَلَمْ يَعْزِمْ فِيْ أَمْرِ النِّسَاءِ .قَالَ جَابِرٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : فَقُلْنَا تَرَكْنَا، حَتَّى إِذَا لَمْ يَكُنْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ عَرَفَةَ إِلَّا خَمْسُ لَيَالٍ، أَمَرَنَا نَحِلُّ، فَنَأْتِي عَرَفَاتٍ وَالْمَذْيُ يَقْطُرُ مِنْ مَذَاكِيْرِنَا، وَلَمْ يَحْلِلْ هُوَ، فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ سَاقَ الْهَدْيَ .فَبَلَغَ قَوْلُنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَامَ فَخَطَبَ النَّاسَ، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ ذَكَرَ الَّذِيْ بَلَغَهُ مِنْ قَوْلِهِمْ فَقَالَ لَقَدْ عَلِمْتُمْ أَنِّيْ أَصْدَقُكُمْ وَأَتْقَاكُمْ لِلّٰهِ وَأَبَرُّكُمْ، وَلَوْلَا أَنِّيْ سُقْتُ الْهَدْيَ لَحَلَلْتُ، وَلَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِيْ مَا اسْتَدْبَرْتُ، مَا أَهْدَيْتُ). قَالَ جَابِرٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : فَسَمِعْنَا وَأَطَعْنَا فَحَلَلْنَا .

۳۸۰۲: عطاء بن ابی رباح نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھا اور ہم نے آپ کے ساتھ خالص حج کا احرام باندھا یہاں تک کہ جب ہم مکہ پہنچے تو چار ذی الحجہ تھی ہم نے طواف اور سعی صفاء مروہ کی۔ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا جس نے ہدی روانہ نہیں کی وہ حلال ہو جائے۔ جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے متعلق کوئی مستقل بات نہیں فرمائی۔ جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم نے کہا ہم تو چھوڑ دیئے گئے جب ہمارے اور عرفہ کے درمیان پانچ راتیں رہ گئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ ہم حلال ہو جائیں ہم نے کہا ہم عرفات میں آئیں گے اس حال میں کہ مذی ہمارے مذاکیر سے ٹپک رہی ہوگی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام نہ کھولا اس لئے کہ آپ ہدی روانہ کر چکے تھے۔

ہماری بات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچ گئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کا تذکرہ کیا جو ہماری طرف سے پہنچی تھی آپ نے فرمایا تم جانتے ہو کہ میں تم میں سب سے زیادہ سچا اور سب سے زیادہ تقویٰ والا ہوں اور سب سے زیادہ نیکی والا ہوں اگر میں نے ہدی روانہ نہ کی ہوتی تو میں ضرور حلال ہو جاتا۔ اور اگر مجھے اپنے اس معاملے کا پہلے علم ہوتا جو بعد کو علم ہوا تو میں ہدی روانہ ہی نہ کرتا۔ جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم سنا اور مان لیا اور احرام کھول دیا۔

۳۸۰۳ : حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا مَكِّيٌّ، قَالَ : ثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ : أَخْبَرَنِيْ أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا وَهُوَ يُخْبِرُ عَنْ حَجَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (أَمَرَنَا بَعْدَمَا طُفْنَا أَنْ نَحِلَّ، وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (إِذَا أَرَدْتُمْ أَنْ تَنْطَلِقُوْا إِلَى مِنًى، فَأَهِلُّوْا) فَأَهْلَلْنَا مِنَ الْبَطْحَاءِ) .

۳۸۰۳: ابوالزبیر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا وہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حج کے متعلق اطلاع

دے رہے تھے۔ جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں طواف کے بعد حلال ہونے کا حکم فرمایا۔ اور ارشاد فرمایا۔ جب تم منیٰ کا ارادہ کرو تو احرام باندھ لو چنانچہ ہم نے بطحاء سے احرام باندھا۔

**تخریج** : مسلم فی الحج ۱۳۹۔

۳۸۰۴ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَيْمُوْنٍ، قَالَ : ثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ عَطَاءٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ يُحَدِّثُ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ (أَهْلَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ بِالْحَجِّ خَالِصًا، لَا نَخْلِطُهُ بِعُمْرَةٍ .فَقَدِمْنَا مَكَّةَ لِأَرْبَعِ لَيَالٍ خَلَوْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ، فَلَمَّا طُفْنَا بِالْبَيْتِ، وَسَعَيْنَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَجْعَلَهَا عُمْرَةً، وَأَنْ نَخْلُوَ إِلَى النِّسَاءِ .فَقُلْنَا : لَيْسَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ عَرَفَةَ إِلَّا خَمْسُ لَيَالٍ، فَنَخْرُجُ إِلَيْهَا وَذَكَرُ أَحَدِنَا يَقْطُرُ مَنِيًّا .فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّيْ لَأَبَرُّكُمْ وَأَصْدَقُكُمْ، فَلَوْلَا الْهَدْيُ، لَحَلَلْتُ .فَقَامَ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مُتْعَتُنَا هٰذِهِ، لِعَامِنَا هٰذَا أَمْ لِلْأَبَدِ ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ بَلْ لِأَبَدِ الْأَبَدِ). فَكَانَ سُؤَالُ سُرَاقَةَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَذْكُوْرُ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ، إِنَّمَا هُوَ عَلَى الْمُتْعَةِ، أَيْ : إِنَّا قَدْ صَارَتْ حَجَّتُنَا الَّتِيْ كُنَّا دَخَلْنَا أَوَّلًا، عُمْرَةً، ثُمَّ قَدْ أَحْرَمْنَا بَعْدَ حِلِّنَا مِنْهَا بِحَجَّةٍ فَصِرْنَا مُتَمَتِّعِيْنَ، فَمُتْعَتُنَا هٰذِهِ لِعَامِنَا هٰذَا خَاصَّةً، فَلَا نَفْعَلُ ذٰلِكَ فِيْمَا بَعْدُ أَمْ لِلْأَبَدِ ؟ فَنَتَمَتَّعُ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ، كَمَا تَمَتَّعْنَا فِيْ عَامِنَا هٰذَا ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ لِلْأَبَدِ . "وَلَيْسَ ذٰلِكَ عَلٰى أَنَّ لَهُمْ فِيْمَا بَعْدُ أَنْ يَحِلُّوْا مِنْ حَجَّةٍ قَبْلَ عَرَفَةَ، لِطَوَافِهِمْ بِالْبَيْتِ، وَلِسَعْيِهِمْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ .وَسَنَذْكُرُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا بَعْدَ هٰذَا مِنْ هٰذَا الْكِتَابِ مَا يَدُلُّ عَلٰى أَنَّ ذٰلِكَ الْإِحْلَالَ الَّذِيْ كَانَ مِنْهُمْ قَبْلَ عَرَفَةَ، خَاصًّا لَهُمْ، لَيْسَ لِمَنْ بَعْدَهُمْ، وَنَضَعُهُ فِيْ مَوْضِعِهِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى.

۳۸۰۴: عطاء نے جابر رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ذوالحلیفہ سے فقط حج کا احرام باندھا اس میں ہم نے عمرہ کی ملاوٹ نہ کی۔ ذی الحجہ کی چار تاریخ کو ہم مکہ پہنچے جب ہم طواف سے فارغ ہو چکے اور صفاء و مروہ کے مابین سعی بھی کر لی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ ہم اس کو عمرہ بنالیں اور عورتوں سے خلوت کی بھی اجازت دی۔ ہم نے کہا ہمارے اور عرفہ کے درمیان اب صرف پانچ راتیں باقی ہیں تو کیا ہم عرفات اس حالت میں جائیں گے کہ ہمارے مذاکیر سے منی کے قطرات ٹپک رہے ہوں گے اس پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں تم میں سب سے زیادہ نیک اور سچا ہوں۔ اگر ہدی نہ ہوتی تو میں بھی حلال ہو جاتا۔ یہ بات سن کر سراقہ بن مالک کھڑے ہوئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے اس کو ہمارے اس سال کے لئے

تمتع بنا دیا یا ہمیشہ ہمیش کے لئے؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے۔ تو حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ کا وہ سوال جو اس روایت میں مذکور ہے۔ وہ حج تمتع سے متعلق تھا یعنی ہم اپنے اس حج میں سے پہلے عمرہ میں داخل ہوئے پھر اس سے حلال ہونے کے بعد ہم نے حج کا احرام باندھا اس سے ہم متمتع بن گئے تو کیا یہ ہمارا تمتع اس سال کے ساتھ خاص ہے کہ اسے آئندہ نہ کریں یا ہمیشہ کے لئے ہے ہم عمرہ کو حج کے ساتھ کریں گے جیسا اس سال ہم نے تمتع کیا تو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلکہ ہمیشہ کے لئے یہ اسی طرح ہے۔ یہ بات اس طرح نہ تھی کہ ان کے لئے جائز ہے کہ وہ حج سے عرفات سے پہلے ہی طواف بیت اللہ سعی صفا و مروہ کر کے فارغ ہو جائیں عنقریب ہم اپنی اسی کتاب میں یہ ذکر کریں گے کہ اُن کا یہ حلال ہونا جو عرفہ سے پہلے پیش آیا یہ انہی کے ساتھ خاص تھا یہ بعد والوں کے لئے درست نہیں ہم اسے اس کے موقعہ پر بیان کریں گے۔

**تخریج** : ابن ماجه فی المناسك باب ٤١۔

## قول طحاوی رحمہ اللہ:

اس روایت سے معلوم ہو رہا ہے کہ سراقہ رضی اللہ عنہ کا سوال متعہ حج کے سلسلہ میں تھا کہ ہمارا یہ حج جس کی ابتداء ہم نے عمرہ سے کی پھر ہم اس سے حلال ہو کر حج کا احرام باندھیں گے تو اس سے ہم متمتع ہو جائیں گے کیا یہ تمتع ہمارے اسی سال کے ساتھ خاص ہے کہ بعد میں ہم نہیں کر سکتے یا ہمیشہ کے لئے ہے کیا ہم عمرہ کو حج کے ساتھ ملا کر تمتع کریں جیسا کہ ہم نے اس سال تمتع کیا؟ تو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلکہ ہمیشہ کے لئے اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان کے لئے بعد میں یہ حکم ہے کہ حج کے احرام سے عرفہ سے پہلے طواف بیت اللہ اور سعی صفا سے حلال ہوں۔ عنقریب ہم جناب رسول اللہ ﷺ سے ذکر کریں گے کہ حکم انہی کے لئے خاص تھا بعد والوں کے لئے نہ تھا۔ ہم یہ اپنے موقعہ پر ذکر کریں گے۔

**۳۸۰۵ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ : ثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ : ثَنَا حَمَّادٌ قَالَ : ثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا (أَنَّ النَّبِيَّ وَأَصْحَابَهُ قَدِمُوْا مَكَّةَ مُلَبِّيْنَ بِالْحَجِّ .فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ شَاءَ أَنْ يَجْعَلَهَا عُمْرَةً إِلَّا مَنْ كَانَ مَعَهُ الْهَدْىُ).**

۳۸۰۵: بکر بن عبداللہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام مکہ میں حج کا تلبیہ کہتے ہوئے آئے تو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جو چاہے اس کو عمرہ بنا لے البتہ وہ شخص عمرہ نہیں بنا سکتا جس کے ساتھ ہدی ہو۔

**۳۸۰۶ : حَدَّثَنَا رَبِيْعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ : ثَنَا أَسَدٌ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ (عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : خَرَجْنَا وَلَا نَرَى إِلَّا أَنَّهُ الْحَجُّ فَلَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ طَافَ وَلَمْ يَحِلَّ وَكَانَ مَعَهُ الْهَدْىُ فَطَافَ مَنْ مَعَهُ مِنْ نِسَائِهِ**

وَأَصْحَابِهٖ، فَحَلَّ مِنْهُمْ مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ الْهَدْيُ).

۳۸۰۶: اسود نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے ہم مدینہ سے نکلے ہمارے خیال میں صرف حج تھا جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ پہنچے اور طواف کر کے آپ نے احرام نہ کھولا اور آپ کے ساتھ ہدی تھی آپ کے ساتھ جو اصحاب اور ازواج تھیں انہوں نے بھی طواف کیا پس وہ تو حلال ہو گئے جن کے ساتھ ہدی نہ تھی۔

**تخریج** : بخاری فی الحج باب ۳٤۔

۳۸۰۷ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ : ثَنَا حَجَّاجُ بْنُ الْمِنْهَالِ، قَالَ : ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ، قَالَ : ثَنَا دَاوٗدُ، عَنْ أَبِيْ نَضْرَةَ عَنْ (أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ : خَرَجْنَا مِنَ الْمَدِيْنَةِ نَصْرُخُ بِالْحَجِّ صُرَاخًا، فَلَمَّا قَدِمْنَا طُفْنَا .فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْعَلُوْهَا عُمْرَةً، إِلَّا مَنْ كَانَ مَعَهُ الْهَدْيُ فَلَمَّا كَانَ عَشِيَّةُ عَرَفَةَ، أَهْلَلْنَا بِالْحَجِّ).

۳۸۰۷: ابونضرہ نے ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ہم مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے حج کا تلبیہ کہہ رہے تھے جب ہم مکہ پہنچ گئے اور طواف کر لیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو عمرہ بنالو۔ سوائے اس شخص کے کہ جس کے پاس ہدی ہو۔ جب عرفہ کی رات ہوئی تو ہم نے حج کا احرام باندھا۔

۳۸۰۸ : حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا الْخَصِيْبُ، قَالَ : ثَنَا وُهَيْبٌ، عَنْ مَنْصُوْرٍ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أُمِّهٖ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : (قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهٗ مُهِلِّيْنَ بِالْحَجِّ، وَكَانَ مَعَ الزُّبَيْرِ الْهَدْيُ .فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهٖ مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ الْهَدْيُ فَلْيَحْلِلْ). قَالَتْ : فَلَمْ يَكُنْ مَعِيْ عَامَئِذٍ هَدْيٌ فَأَحْلَلْتُ .

۳۸۰۸: عبدالرحمن نے اپنی والدہ سے انہوں نے اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے کہتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ حج کا تلبیہ کہتے آئے اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہدی بھی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام کو فرمایا۔ جس کے ساتھ ہدی نہ ہو وہ حلال ہو جائے۔ اسماء کہتی ہیں کہ میرے پاس اس سال ہدی نہ تھی اس لئے میں نے احرام کھول دیا۔

**تخریج** : ابن ماجہ فی المناسک باب ٤١۔

۳۸۰۹ : حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا حِبَّانُ بْنُ هِلَالٍ، قَالَ : ثَنَا وُهَيْبٌ، قَالَ : ثَنَا أَيُّوْبُ، عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ بِالْمَدِيْنَةِ أَرْبَعًا، وَصَلَّى الْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ، وَبَاتَ بِهَا حَتّٰى أَصْبَحَ، فَلَمَّا صَلَّى الصُّبْحَ، رَكِبَ

رَاحِلَتَهُ، فَلَمَّا انْبَعَثَتْ بِهِ، سَبَّحَ وَكَبَّرَ، حَتَّى إِذَا اسْتَوَتْ بِهِ عَلَى الْبَيْدَاءِ جَمَعَ بَيْنَهُمَا فَلَمَّا قَدِمْنَا مَكَّةَ أَمَرَهُمْ رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَحِلُّوْا)، فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ أَهَلُّوْا بِالْحَجِّ.

۳۸۰۹: ابوقلابہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز مدینہ منورہ میں چار رکعت ادا فرمائی اور عصر کی نماز ذوالحلیفہ میں دو رکعت ادا کی اور وہیں رات گزاری جب صبح ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز ادا فرما چکے تو اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے جب اونٹنی آپ کو لے کر اٹھ کھڑی ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تسبیح اور تکبیر کہی جب اونٹنی مقام بیداء پر بلند ہوئی تو تسبیح و تکبیر کو اکٹھا کہا جب ہم مکہ پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو حکم فرمایا کہ وہ احرام کھول دیں اور جب ترویہ کا دن آئے تو احرام حج باندھ لیں۔

**تخریج** : بخاری فی الحج باب ۲۷۔

۳۸۱۰: حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا مَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِيْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَبِيْ مَلِيْحٍ، عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ : (حَجَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدْنَا عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا تَنْزِعُ ثِيَابَهَا .فَقَالَ لَهَا مَا لَكِ قَالَتْ : أُنْبِئْتُ أَنَّكَ قَدْ أَحْلَلْتَ وَأَحْلَلْتَ أَهْلَكَ .فَقَالَ : أَحَلَّ مَنْ لَيْسَ مَعَهُ هَدْيٌ، فَأَمَّا نَحْنُ فَلَمْ نَحْلِلْ لِأَنَّ مَعَنَا هَدْيًا حَتَّى نَبْلُغَ عَرَفَاتٍ). قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى هٰذِهِ الْآثَارِ فَقَلَّدُوْهَا، وَقَالُوْا : مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ قَبْلَ وُقُوْفِهِ بِعَرَفَةَ، وَلَمْ يَكُنْ سَاقَ هَدْيًا، فَقَدْ حَلَّ .وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ فَقَالُوْا : لَيْسَ لِأَحَدٍ دَخَلَ فِيْ حَجَّةٍ أَنْ يَخْرُجَ مِنْهَا إِلَّا بِتَمَامِهَا، وَلَا يُحِلُّهُ مِنْهَا شَيْءٌ قَبْلَ يَوْمِ النَّحْرِ، مِنْ طَوَافٍ وَلَا غَيْرِهِ. وَقَالُوْا : أَمَّا مَا ذَكَرْتُمُوْهُ مِنْ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ (ثُمَّ مَحِلُّهَا إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ) فَهٰذَا فِي الْبُدْنِ لَيْسَ فِي الْحَاجِّ، وَمَعْنَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ هَاهُنَا هُوَ الْحَرَمُ كُلُّهُ، كَمَا قَالَ فِي الْآيَةِ الْأُخْرَى : (حَتَّى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ) فَالْحَرَمُ هُوَ مَحِلُّ الْهَدْيِ، لِأَنَّهُ يُنْحَرُ فِيْهِ، فَأَمَّا بَنُوْ آدَمَ فَإِنَّمَا مَحِلُّهُمْ فِيْ حَجِّهِمْ يَوْمُ النَّحْرِ .وَأَمَّا مَا احْتَجُّوْا بِهِ مِنَ الْآثَارِ الَّتِيْ ذَكَرْنَاهَا عَنْ رَسُوْلِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ أَمْرِهِ أَصْحَابَهُ بِالْحِلِّ مِنْ حَجِّهِمْ، بِطَوَافِهِمُ الَّذِيْ طَافُوْهُ قَبْلَ عَرَفَةَ، فَإِنَّ ذٰلِكَ -عِنْدَنَا- كَانَ خَاصًّا لَهُمْ فِيْ حَجَّتِهِمْ تِلْكَ، دُوْنَ سَائِرِ النَّاسِ بَعْدَهُمْ .وَالدَّلِيْلُ عَلَى ذٰلِكَ مَا.

۳۸۱۰: ابوملیح نے معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کیا ہم نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو احرام کے کپڑے اتارتے ہوئے پایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھے کیا ہوا؟ انہوں نے جواب دیا۔ مجھے خبر پہنچی ہے کہ آپ نے احرام کھول دیا اور آپ کے گھر والوں نے بھی احرام کھول دیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ حلال ہوئے ہیں جن کے پاس ہدی کا جانور نہیں ہے باقی ہم حلال نہ ہوں گے کیونکہ ہمارے پاس ہدی ہیں۔ ہم تو

عرفات پہنچ کر (یعنی یوم نحر کو ہدی نحر کر کے احرام کھولیں گے) امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں بعض نے ان آثار کو اختیار کرتے ہوئے کہا کہ جس نے وقوف عرفات سے پہلے بیت اللہ کا طواف کرلیا اور اس نے ہدی روانہ نہ کیا تھا وہ احرام سے فارغ ہو گیا۔ مگر دوسرے علماء نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے کہا۔ جو شخص حج کا احرام باندھ لے اسے تکمیل کے بغیر اس سے نکلنا جائز نہیں اور نحر کے دن سے پہلے اس کو طواف وغیرہ کوئی چیز بھی احرام سے فارغ نہیں کرسکتی اور انہوں نے یہ بھی کہا کہ تم نے جو اللہ تعالیٰ کا ارشاد (ثم محلها الى البيت العتيق) ذکر کیا ہے' یہ تو ہدایا سے متعلق ہے نہ کہ حجاج سے اور البیت العتیق سے مراد مکمل سرزمین حرم ہے۔ جیسا کہ دوسری آیت میں آیا ہے۔ (حتى يبلغ الهدى محله) پس سرزمین حرم وہ ہدی کے ذبح ہونے کی جگہ ہے کیونکہ وہیں اس کو نحر کیا جائے گا۔ البتہ انسان (حجاج) کے حج سے حلال ہونے کی جگہ نحر کا دن ہے۔ رہے وہ آثار جن کو جناب رسول اللہ ﷺ سے صحابہ کرام کے سلسلہ میں ہم نے ذکر فرمایا کہ وہ طواف کے ذریعہ اپنے حج سے حلال ہو گئے وہ طواف جو انہوں نے عرفہ سے قبل کیا تھا ہمارے نزدیک یہ ان کی خصوصیت صرف اس حج کے لئے تھی۔ بعد والے لوگوں کے لئے یہ حکم نہیں اس کی دلیل یہ روایات ہیں۔

**حاصل روایات:** ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جنہوں نے احرام حج یا عمرہ باندھا ہو اور ساتھ ہدی نہ ہو تو طواف وسعی کے بعد وہ اپنے احرام کو کھول سکتا ہے۔ یعنی حج کے احرام کو تبدیل کر کے عمرہ بنا سکتا ہے جیسا کہ یہاں ان سب لوگوں نے کیا جن کے پاس ہدی نہ تھی۔

## موقف فریق ثانی:

حج کا احرام باندھ لینے کے بعد اس کو مکمل کرنے سے پہلے بدلنے کا حق نہیں یوم نحر سے پہلے اس کے لئے کوئی صورت حلال ہونے کی نہیں خواہ ہدی ساتھ ہو یا نہ ہو۔ البتہ عمرہ والا اپنے احرام سے فارغ ہوسکتا ہے۔

## سابقہ موقف کا جواب نمبر ①:

باقی تم نے :ثم محلها الى البيت العتيق۔ (الحج: ۳۳) اس آیت کو پیش کیا تو اس سے استدلال درست نہیں کیونکہ یہ قربانی کے جانوروں کے متعلق ہے حجاج کے متعلق نہیں ہے اور بیت عتیق سے سارا حرم مراد ہے۔ جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا حتى يبلغ الهدى محله (البقرہ:۱۹۶) تو یہاں بالاتفاق حرم مراد ہے کیونکہ ہدی حرم میں نحر کی جاتی ہے البتہ انسان کا حلال ہونا تو یوم نحر ہی کو ہے۔

نمبر ②: جو روایات ذکر کی گئی ہیں کہ صحابہ کرامؓ اپنے حج سے حلال ہوئے اور اس کا سبب وہ طواف تھا جو انہوں نے عرفہ سے پہلے ادا کیا تو یہ صحابہ کرام کے لئے خصوصی حکم اس موقعہ پر نازل ہوا بعد والے لوگوں کے لئے نہیں اور اس کی دلیل ملاحظہ ہو۔

۳۸۱۱ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عِمْرَانَ قَالَ : ثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَإِسْحَاقُ بْنُ أَبِي إِسْرَائِيلَ، عَنْ عَبْدِ

الْعَزِيْزِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنِ ابْنِ بِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ أَبِيْهِ قَالَ : (قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، أَرَأَيْتَ فَسْخَ حَجِّنَا هٰذَا، لَنَا خَاصَّةً أَمْ لِلنَّاسِ عَامَّةً .قَالَ : بَلْ لَكُمْ خَاصَّةً).

۳۸۱۱: ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن نے ابن بلال بن حارث سے انہوں نے اپنے والد سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے گزارش کی یارسول اللہ ﷺ کیا آپ کا خیال یہ ہے کہ ہمارا یہ حج فسخ ہو جائے گا اور یہ فسخ ہمارے ساتھ خاص ہوگا یا عام لوگوں کے لئے یہی حکم ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ یہ تمہارے ساتھ خاص ہے۔

**تخریج** : ابن ماجه فی المناسك باب ۴۲۔

۳۸۱۲ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوُدَ، وَصَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَا : ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، قَالَ : ثَنَا مَنْصُوْرٌ، قَالَ : ثَنَا الدَّرَاوَرْدِيُّ، قَالَ : سَمِعْتُ رَبِيْعَةَ بْنَ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يُحَدِّثُ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ بِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ الْمُزَنِيِّ، عَنْ أَبِيْهِ مِثْلَهُ .

۳۸۱۲: ربیعہ بن ابوعبدالرحمٰن نے حارث بن بلال بن حارث مزنی سے انہوں نے اپنے والد سے اسی طرح روایت بیان کی ہے۔

۳۸۱۳ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ عِمْرَانَ قَالَ : ثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ أَبِيْ إِسْرَائِيْلَ، قَالَ : أَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنِ الْمُرَقَّعِ بْنِ صَيْفِيٍّ، عَنْ (أَبِيْ ذَرٍّ قَالَ : إِنَّمَا كَانَ فَسْخُ الْحَجِّ لِلرَّكْبِ الَّذِيْنَ كَانُوْا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ).

۳۸۱۳: عیسیٰ بن یونس نے یحییٰ بن سعید انصاریؒ سے انہوں نے مرقع بن صیفی انہوں نے ابوذرؓ سے روایت کی ہے کہ حج کا فسخ صرف ان سواروں کے ساتھ خاص تھا جنہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ کی معیت میں حج کیا تھا۔

۳۸۱۴ : حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ : حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنِ الْمُرَقَّعِ الْأَسَدِيِّ، عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ الْغِفَارِيِّ أَنَّهُ قَالَ : (كَانَ مَا أَمَرَنَا بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ دَخَلْنَا مَكَّةَ أَنْ نَجْعَلَهَا عُمْرَةً وَنَحِلَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ أَنَّ تِلْكَ كَانَتْ لَنَا خَاصَّةً رُخْصَةً مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دُوْنَ النَّاسِ) .

۳۸۱۴: مرقع اسدی نے ابوذر غفاریؓ سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ جب ہم مکہ میں داخل ہوئے تو جناب رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا کہ ہم اس حج کو عمرہ بنا لیں اور ہم حلال ہو جائیں اور یہ رخصت جناب رسول اللہ ﷺ کی طرف سے خاص ہمارے لئے تھی بعد والے لوگوں کے لیے نہ تھی۔

**تخریج** : ابن ماجه فی المناسك باب ۴۲۔

۳۸۱۵ : حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ : ثَنَا حَفْصٌ، هُوَ ابْنُ غِيَاثٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ

سَعِیْدٍ قَالَ : حَدَّثَنِی الْمُرَقِّعُ الْاَسَدِیُّ قَالَ : قَالَ اَبُوْ ذَرٍّ (لَا وَالَّذِیْ لَا اِلٰهَ غَیْرُهٗ، مَا كَانَ لِاَحَدٍ اَنْ یُّهِلَّ بِحَجَّةٍ ثُمَّ یَفْسَخَهَا بِعُمْرَةٍ اِلَّا الرَّكْبُ الَّذِیْنَ كَانُوْا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ).

۳۸۱۵: مرقع اسدی کہتے ہیں کہ ابوذر غفاریؓ نے فرمایا اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں کسی کے لئے جائز نہیں تھا کہ وہ حج کا احرام باندھے پھر اس کو فسخ کر کے اس کو عمرہ بنا لے یہ ان سواریوں اور قافلے کے لئے خاص حکم تھا جنہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ کی معیت میں حج ادا کیا تھا۔

۳۸۱۶ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَیْمَةَ قَالَ : ثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ قَالَ : اَخْبَرَنِی الْمُرَقِّعُ، عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ : (مَا كَانَ لِاَحَدٍ بَعْدَنَا اَنْ یُّحْرِمَ بِالْحَجِّ، ثُمَّ یَفْسَخَهٗ بِعُمْرَةٍ).

۳۸۱۶: مرقع نے ابوذر غفاریؓ سے بیان کیا کہ ہمارے بعد کسی کو اجازت نہیں کہ وہ حج کا احرام باندھے پھر اس کو فسخ کر کے عمرہ بنا لے۔

۳۸۱۷ : حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا وَهْبٌ قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ الْاَكْرَمِ، عَنْ اِبْرَاهِیْمَ التَّیْمِیِّ، عَنْ اَبِیْهِ اَنَّهٗ قَالَ فِیْ مُتْعَةِ الْحَجِّ (لَیْسَتْ لَكُمْ وَلَسْتُمْ مِنْهَا فِیْ شَیْءٍ).

۳۸۱۷: ابراہیم تیمی اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے متعہ حج کے سلسلہ میں فرمایا یہ تم لوگوں کے لئے نہیں اور نہ تم اس میں سے کچھ اختیار کر سکتے ہو۔

۳۸۱۸ : حَدَّثَنَا فَهْدٌ هُوَ ابْنُ سُلَیْمَانَ، قَالَ : ثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِیَاثٍ، قَالَ : ثَنَا اَبِیْ، قَالَ : ثَنَا الْاَعْمَشُ، قَالَ : حَدَّثَنِیْ اِبْرَاهِیْمُ التَّیْمِیُّ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ : قَالَ اَبُوْ ذَرٍّ : (اِنَّمَا كَانَتِ الْمُتْعَةُ لَنَا خَاصَّةً، اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُتْعَةَ الْحَجِّ).

۳۸۱۸: ابراہیم تیمی نے اپنے والد سے نقل کیا کہ ابوذرؓ نے فرمایا کہ متعہ حج ہمارے لئے خاص تھا یعنی اصحاب رسول اللہ ﷺ کی خصوصیت تھی (متعہ حج سے مراد حج کا احرام باندھ کر پھر اس کو عمرہ بنا لینا اور پھر ترویہ کے دن حج کا احرام باندھنا)

۳۸۱۹ : حَدَّثَنَا اَبُوْ بِشْرٍ الرَّقِّیُّ قَالَ : ثَنَا شُجَاعُ بْنُ الْوَلِیْدِ، عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ مِهْرَانَ، وَهُوَ الْاَعْمَشُ، فَذَكَرَ بِاِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ . وَزَادَ (یَعْنِی الْفَسْخَ).

۳۸۱۹: شجاع بن الولید نے سلیمان بن مہران سے انہی کو اعمش کہتے ہیں پھر اعمش نے اپنی سند سے روایت نقل کی ہے البتہ اس روایت میں فسخ کے لفظ کا اضافہ ہے۔

۳۸۲۰ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَیْمَةَ قَالَ : ثَنَا الْحَجَّاجُ، قَالَ : ثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ، عَنْ مُعَاوِیَةَ بْنِ اِسْحَاقَ،

عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ : (سُئِلَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ مُتْعَةِ الْحَجِّ، فَقَالَ : كَانَتْ لَنَا، لَيْسَتْ لَكُمْ).

۳۸۲۰: ابراہیم تیمی نے اپنے والد سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عثمانؓ سے متعۃ الحج کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا یہ ہمارے ساتھ خاص تھا تمہارے لئے یہ حکم نہیں۔

۳۸۲۱ : حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ : ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ، وَصَالِحُ بْنُ مُوْسٰى الطَّلْحِيُّ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ إِسْحَاقَ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ، غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ : (سُئِلَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَوْ سَأَلْتُهُ).

۳۸۲۱: صالح بن موسیٰ طلحی نے معاویہ بن اسحاق سے پھر انہوں نے اپنی اسناد سے اسی طرح روایت کی ہے۔ البتہ انہوں نے اتنا فرق کیا ہے۔ ''سئل عثمانؓ یا سألتہ''

۳۸۲۲ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ : ثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ : ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ : ثَنَا دَاوٗدُ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ نَضْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُوْلُ : " قَامَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ خَطِيْبًا حِيْنَ اسْتُخْلِفَ، فَقَالَ : (إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ كَانَ رَخَّصَ لِنَبِيِّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَاءَ، أَلَا وَإِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِ انْطَلَقَ بِهِ، فَأَحْصِنُوْا فُرُوْجَ هٰذِهِ النِّسَاءِ، وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ، كَمَا أَمَرَكُمْ).

۳۸۲۲: ابونضرہ کا بیان ہے کہ میں نے ابوسعید خدریؓ کو فرماتے سنا کہ عمرؓ خطبہ دینے کھڑے ہوئے جبکہ وہ خلافت پر متمکن ہوئے تو انہوں نے فرمایا بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ کے لئے جو چاہی رخصت عنایت فرمائی۔ سنو! خبردار۔ اب جناب رسول اللہ ﷺ دنیا سے رخصت ہو گئے۔ تم ان عورتوں کی عزت کی حفاظت کرو اور اپنے حج وعمرہ کو اسی طرح پورا کرو جس طرح تمہیں حکم دیا گیا ہے۔

۳۸۲۳ : حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ : ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ، قَالَ ثَنَا أَبُوْ شِهَابٍ عَنْ دَاوٗدَ بْنِ أَبِيْ هِنْدَ، عَنْ أَبِيْ نَضْرَةَ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ : (قَدِمْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَصْرُخُ بِالْحَجِّ صُرَاخًا، فَلَمَّا قَدِمْنَا مَكَّةَ، طُفْنَا بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ، أَحْرَمْنَا بِالْحَجِّ) ، فَلَمَّا كَانَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : (إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ كَانَ رَخَّصَ لِنَبِيِّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا شَاءَ، فَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ). قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : وَيَدْخُلُ فِيْ هٰذَا أَيْضًا، حَدِيْثُ أَبِيْ مُوْسٰى الَّذِيْ قَدْ ذَكَرْنَاهُ فِيْ أَوَّلِ هٰذَا الْبَابِ .

۳۸۲۳: ابونضرہ نے ابوسعید خدریؓ سے روایت کی ہے کہ ہم جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کا تلبیہ کہتے آئے جب ہم مکہ پہنچے اور بیت اللہ کا طواف اور صفامروہ سے فارغ ہوئے (تو ہم نے احرام کھول دیئے) پھر جب ترویہ کا دن آیا تو ہم نے حج کا احرام باندھا پھر جب عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا تو انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو جو چاہا رخصت دی اور جس موقعہ پر چاہا دی۔ اب تم اپنے حج وعمرہ کی تکمیل کرو یعنی ان کو فسخ کرنے کا تمہیں اختیار نہیں ہے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس حکم میں حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ والی روایت بھی داخل ہے۔ جس کو اس باب کے شروع میں ہم ذکر کر آئے۔

**تخریج** : مسلم فی الحج ۲۱۲/۲۱۱، مسند احمد ۵/۳، ۷۱، ۷۵، ۲۶۶/۱۴۸۔

## طحاوی رحمہ اللہ کا قول:

اس رخصت کو خاص کرنے کے لئے بطور ثبوت وہ روایت بھی دلیل ہے جس کو ابوموسیٰ اشعریؓ نے بیان کیا اور ہم نے اس باب کی فصل اول میں بیان کی ہے۔

۳۸۲۴ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِیْ دَاوٗدَ قَالَ : ثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ : ثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِیْ نَضْرَةَ، (عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : مُتْعَتَانِ فَعَلْنَاهُمَا، عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنْهُمَا عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَلَنْ نَعُوْدَ إِلَیْهِمَا).

۳۸۲۴: ابونضرہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ دو ایسے متعے ہیں جن کو زمانہ نبوت میں ہم نے کیا اور ان سے عمر رضی اللہ عنہ نے منع کیا پس ہم ہرگز ان کی طرف نہ لوٹیں گے۔

۳۸۲۵ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَیْمَةَ قَالَ : ثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ قَالَ : أَخْبَرَنِیْ کَثِیْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ رَجُلٌ مِنْ مُزَیْنَةَ، عَنْ بَعْضِ أَجْدَادِهٖ، أَوْ أَعْمَامِهٖ، أَنَّهٗ قَالَ : (مَا کَانَ لِأَحَدٍ بَعْدَنَا أَنْ یُحْرِمَ بِالْحَجِّ، ثُمَّ یَفْسَخَهٗ بِعُمْرَةٍ)

۳۸۲۵: یحییٰ بن سعید کہتے ہیں مجھے کثیر بن عبداللہ نے خبر دی یہ مزینہ سے ہیں انہوں نے اپنے کسی دادا سے یا چچاؤں سے بیان کیا کہ ہمارے بعد کسی کو یہ جائز نہیں کہ وہ حج کا احرام باندھے پھر اس کو فسخ کر کے عمرہ بنالے۔

۳۸۲۶ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِیْ دَاوٗدَ قَالَ : ثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْفَرْوِیُّ، قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَفْصٍ عَنْ کَثِیْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ بَکْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ هِلَالٍ صَاحِبِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ . فَقَدْ بَیَّنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْمَا ذَکَرْنَا عَنْهُ فِیْ هٰذِهِ الْآثَارِ أَنَّ ذٰلِكَ الْفَسْخَ الَّذِیْ کَانَ أَمَرَ بِهٖ أَصْحَابَهٗ خَاصًّا لَهُمْ، لَیْسَ لِأَحَدٍ مِنَ النَّاسِ بَعْدَهُمْ، وَخَالَفْنَا بِمَا رُوِیَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ ذٰلِكَ مَا رَوَیْنَاهُ عَمَّنْ ذَکَرْنَا فِیْ هٰذَا الْفَصْلِ مِنْ

أَصْحَابِهِ لِأَنَّ ذٰلِكَ -عِنْدَنَا -مِمَّا لَا يَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنُوْا قَالُوْهُ بِآرَائِهِمْ، وَإِنَّمَا قَالُوْهُ مِنْ جِهَةِ مَا وَقَفُوْا عَلَيْهِ، فَهُمْ فِيْمَا قَالُوْا فِيْ ذٰلِكَ، كَمَنْ أَضَافَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .فَقَدْ ثَبَتَ بِتَصْحِيْحِ هٰذِهِ الْآثَارِ، أَنَّ الْخُرُوْجَ بِالْحَجِّ، لَا يَكُوْنُ إِلَّا بِالطَّوَافِ بِالْبَيْتِ .وَقَدْ أَنْكَرَ قَوْمٌ فَسْخَ الْحَجِّ، وَذَكَرُوْا فِيْ ذٰلِكَ مَا

۳۸۲۶: کثیر بن عبداللہ نے بکر بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے عبداللہ بن ہلالؓ سے اسی طرح روایت بیان کی (گزشتہ سند کا اجمال دور کردیا) جناب رسول اللہ ﷺ نے ان آثار میں واضح فرمادیا۔ کہ فسخ جس کا آپ نے اپنے صحابہ کرام کو حکم فرمایا یہ ان کے ساتھ خاص تھا۔ ان کے بعد کسی کے لئے یہ درست نہیں ہم نے جناب رسول اللہ ﷺ سے مروی روایات میں صحابہ کرام کے آثار کو بھی ملا دیا ہے کیونکہ یہ بات اپنی رائے سے کہنا ممکن نہیں۔ وہ روایات اس باب کی ابتداء میں ہم ذکر کرآئے ہیں صحابہ کرام نے یہ باتیں آپ سے اطلاع پانے کے بعد ذکر کی ہیں۔ گویا انہوں نے آپ ہی کی طرف نسبت کر کے یہ بات بیان کی ہے۔ ان آثار کی تصحیح سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ حج سے خروج طواف بیت اللہ ہی سے ہوسکتا ہے۔ بعض حضرات نے حج کے فسخ کا انکار کیا اور یہ روایات اپنی دلیل میں ذکر کیں۔

**حاصل روایات:** ان روایات میں جناب رسول اللہ ﷺ نے واضح فرمادیا کہ یہ فسخ کا حکم صحابہ کرام کے ساتھ خاص تھا بعد والے لوگوں کے لئے درست نہیں ہم نے جناب رسول اللہ ﷺ کے ارشادات اور صحابہ کرام کے آثار اس سلسلہ میں ملا کر بیان کئے کیونکہ یہ توقیفی چیز ہے جس کو اپنی رائے سے کہنا ممکن نہیں اور اجتہاد کا اس میں کوئی دخل نہیں پس ان کا قول اس سلسلہ میں اسی روایت کی طرح ہے جس کی نسبت جناب رسول اللہ ﷺ کی طرف کر کے بیان کی جائے۔

ان آثار سے یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ حج سے خروج طواف بیت اللہ کے بغیر ممکن نہیں۔ بعض نے فسخ حج کا انکار کیا اور انہوں نے اپنے استدلال میں مندرجہ ذیل روایات کو پیش کیا ہے۔

استدلال: فسخ حج کا قول درست نہیں یوم نحر تک سب بدستور سابقہ احرام میں رہے یہ روایات اس کی مؤید ہیں۔

۳۸۲۷ : حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ : ثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : (خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُجَّاجًا، فَمَا حَلَلْنَا مِنْ شَيْءٍ أَحْرَمْنَا بِهِ، حَتّٰى كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ). فَمِنَ الْحُجَّةِ عَلٰى مَنْ احْتَجَّ بِهٰذَا أَنَّ بَكْرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَدْ رَوٰى عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابَهُ قَدِمُوْا مَكَّةَ مُلَبِّيْنَ بِالْحَجِّ، فَقَالَ : مَنْ شَاءَ أَنْ يَجْعَلَهَا عُمْرَةً فَلْيَفْعَلْ، إِلَّا مَنْ كَانَ مَعَهُ الْهَدْيُ) وَقَدْ ذُكِرَ ذٰلِكَ بِإِسْنَادِهِ فِيْ هٰذَا الْبَابِ .فَفِيْ هٰذَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلّٰى

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ لَهُمْ أَنْ يَحِلُّوا إِنْ شَاءُ وا" إِلَّا أَنَّهُ عَزَمَ عَلَيْهِمْ بِذٰلِكَ .فَيَجُوزُ أَنْ يَكُونُوا لَمْ يَحِلُّوا، وَقَدْ كَانَ لَهُمْ أَنْ يَحِلُّوا، فَقَدْ عَادَ ذٰلِكَ إِلَى فَسْخِ الْحَجِّ لِمَنْ شَاءَ أَنْ يَفْسَخَهُ إِلَى عُمْرَةٍ .وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَيْضًا فِي ذٰلِكَ مَا

۳۸۲۷: نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں نکلے ہم حج کا ارادہ رکھتے تھے ہم نے کوئی احرام نہیں کھولا یہاں تک کہ نحر کا دن آیا۔ جن حضرات نے روایت بالا کو اپنے استدلال میں پیش کیا ان کے خلاف دلیل یہ ہے کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب مکہ میں حج کا تلبیہ کہتے ہوئے داخل ہوئے۔ تو آپ نے فرمایا جو پسند کرے اس کو عمرہ بنالے البتہ وہ شخص جس کے ساتھ ہدی کا جانور ہو۔ اور یہ روایت اپنی اسناد کے ساتھ اسی باب میں مذکور ہو چکی۔ اس روایت میں یہ بھی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے یہ مقرر فرمایا کہ اگر وہ پسند کریں تو حلال ہو جائیں بلکہ آپ نے ان پر یہ بات مؤکد کر دی۔ پس یہ کہنا بھی درست ہے کہ انہوں نے احرام نہ کھولا اور ان کے لئے احرام کھولنا درست تھا۔ تو یہ بات حج کے فسخ ہی کی طرف لوٹی کہ جو چاہے اسے فسخ کرے اور عمرہ بنالے اور اس سلسلہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت آئی ہے۔ ذیل میں ملاحظہ ہو۔

**ح**: اس روایت کو عبداللہ بن رجاء نے انہی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل فرمایا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام حج کا تلبیہ پڑھتے ہوئے مکہ پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو چاہے اس کو عمرہ بنالے البتہ وہ آدمی عمرہ بنا کر احرام نہیں کھول سکتا جس کے پاس ہدی ہو۔ یہ دونوں روایات میں تعارض ہوا تو اب تطبیق کی صرف ایک شکل ہے وہ یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کو عمرہ بنا کر حلال ہونے کو لازم نہیں فرمایا بلکہ رخصت کے درجہ میں رکھا کہ جو چاہے ایسا کرے اور جو چاہے اپنے احرام پر قائم رہے اور یوم نحر کے دن حلال ہو چنانچہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے رخصت کو استعمال نہیں کیا بلکہ احرام پر قائم رہے تو پہلی روایت میں بیان واقعہ ہے اور اشکال والی روایت میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کا اپنا عمل مذکور ہے۔ اب تضاد روایات ختم ہو گیا۔

## اشکالِ ثانی۔ روایات عائشہ رضی اللہ عنہا سے استدلال:

۳۸۲۸ : حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ : ثَنَا مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ نَوْفَلٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ : (خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ، فَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ، وَمِنَّا مِنْ أَهَلَّ بِحَجٍّ وَعُمْرَةٍ، وَمِنَّا مِنْ أَهَلَّ بِالْحَجِّ، وَأَهَلَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَجِّ). فَأَمَّا مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ، فَحَلَّ، وَأَمَّا مَنْ أَهَلَّ بِالْحَجِّ، أَوْ جَمَعَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ، فَلَمْ يَحِلُّوا حَتّٰى كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ .فَقَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ ذٰلِكَ عِنْدَهَا كَمَا

كَانَ عِنْدَ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَلٰى مَا قَدْ ذَكَرْنَا .فَهٰذَا وَجْهُ هٰذَا الْبَابِ مِنْ طَرِيْقِ تَصْحِيْحِ مَعَانِي الْآثَارِ .وَأَمَّا وَجْهُ ذٰلِكَ مِنْ طَرِيْقِ النَّظَرِ، فَإِنَّا قَدْ وَجَدْنَا الْأَصْلَ أَنَّ مَنْ أَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ وَطَافَ لَهَا وَسَعَى، أَنَّهُ قَدْ فَرَغَ مِنْهَا وَلَهُ أَنْ يَحْلِقَ وَيَحِلَّ، هٰذَا إِذَا لَمْ يَكُنْ سَاقَ هَدْيًا .وَرَأَيْنَاهُ إِذَا كَانَ قَدْ سَاقَ هَدْيًا لِمُتْعَةٍ فَطَافَ لِعُمْرَتِهٖ وَسَعَى، لَمْ يَحِلَّ مِنْ عُمْرَتِهٖ، حَتّٰى يَوْمِ النَّحْرِ، فَيَحِلُّ مِنْهَا وَمِنْ حَجَّتِهٖ إِحْلَالًا وَاحِدًا، وَبِذٰلِكَ جَاءَ تِ السُّنَّةُ (عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَوَابًا لِحَفْصَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا لَمَّا قَالَتْ لَهُ مَا بَالُ النَّاسِ حَلُّوْا وَلَمْ تَحِلَّ أَنْتَ مِنْ عُمْرَتِكَ .قَالَ : إِنِّيْ لَبَّدْتُ رَأْسِيْ، وَقَلَّدْتُ هَدْيِيْ، فَلَا أَحِلُّ حَتّٰى أَنْحَرَ) فَكَانَ الْهَدْيُ الَّذِيْ سَاقَهُ لِمُتْعَتِهِ الَّتِيْ لَا يَكُوْنُ عَلَيْهِ فِيْهَا هَدْيٌ إِلَّا بِأَنْ يَحُجَّ بَعْدَهَا، يَمْنَعُهُ مِنْ أَنْ يَحِلَّ بِالطَّوَافِ حَتّٰى يَوْمِ النَّحْرِ، لِأَنَّ عَقْدَ إِحْرَامِهٖ هٰكَذَا كَانَ، أَنْ يَدْخُلَ فِيْ عُمْرَةٍ فَيُتِمَّهَا، فَلَا يَحِلَّ مِنْهَا حَتّٰى يُحْرِمَ بِحَجَّةٍ ثُمَّ يَحِلَّ مِنْهُمَا وَمِنَ الْعُمْرَةِ الَّتِيْ قَدَّمَهَا قَبْلَهَا مَعًا .وَكَانَتِ الْعُمْرَةُ لَوْ أَمَرَهُمْ بِهَا مُنْفَرِدَةً، حَلَّ مِنْهَا بِفَرَاغِهٖ مِنْهَا إِذَا حَلَقَ، وَلَمْ يَنْتَظِرْ بِهٖ يَوْمَ النَّحْرِ .وَكَانَ إِذَا سَاقَ الْهَدْيَ لِحَجَّةٍ، يُحْرِمُ بِهَا بَعْدَ فَرَاغِهٖ مِنْ تِلْكَ الْعُمْرَةِ، بَقِيَ عَلٰى إِحْرَامِهٖ إِلٰى يَوْمِ النَّحْرِ .فَلَمَّا كَانَ الْهَدْيُ الَّذِيْ هُوَ مِنْ سَبَبِ الْحَجِّ، يَمْنَعُهُ الْإِحْلَالَ بِالطَّوَافِ بِالْبَيْتِ قَبْلَ يَوْمِ النَّحْرِ، كَانَ دُخُوْلُهُ فِي الْحَجِّ أَحْرٰى أَنْ يَمْنَعَهُ مِنْ ذٰلِكَ إِلٰى يَوْمِ النَّحْرِ .فَهٰذَا هُوَ النَّظَرُ أَيْضًا عِنْدَنَا، وَهُوَ قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ، وَأَبِيْ يُوْسُفَ، وَمُحَمَّدٍ، رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى .

۳۸۲۸: عروہ نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں روانہ ہوئے یہ حجۃ الوداع والے سال کی بات ہے ہم میں سے بعض تو عمرے کا احرام باندھنے والے تھے اور بعض حج وعمرہ دونوں کا احرام باندھنے والے تھے اور بعض صرف حج کا احرام باندھنے والے تھے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا احرام باندھا۔ تو جن لوگوں نے عمرے کا احرام باندھا تھا وہ طواف وسعی کے بعد حلال ہو گئے اور جنہوں نے حج کا احرام باندھا یا حج وعمرہ کو جمع کیا وہ یوم نحر تک حلال نہ ہوئے۔ عین ممکن ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا بھی اس کو ابن عمر رضی اللہ عنہ کی طرح قرار دیتی ہوں۔ جیسا کہ ہم نے بیان کر دیا۔ روایات کے معانی کی تصحیح کو سامنے رکھتے ہوئے اس کی توجیہ یہی ہے۔ اب غور وفکر کے لحاظ سے جانچتے ہیں۔ ہم نے یہ قاعدہ پایا کہ جس آدمی نے احرام عمرہ باندھا اور اس کے لئے اس نے طواف وسعی کی تو وہ اس سے فارغ ہو گیا اسے سر منڈانا اور احرام کھولنا دونوں درست ہیں شرط یہ ہے کہ اس نے ہدی روانہ نہ کی ہو اور ہم یہ بات بھی پاتے ہیں کہ عمرہ کے لئے طواف وسعی کرنے کے بعد ہدی بھیجنے والا شخص نحر کے دن تک اپنے احرام سے فارغ نہیں ہو سکتا وہ حج وعمرہ کے دونوں احرام

سے بیک وقت نکلے گا۔ جب حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا کہ کیا وجہ ہے کہ لوگوں نے تو احرام عمرہ کھول دیا اور آپ نے نہیں کھولا۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ میں نے سر پر گوند لگا رکھی ہے اور میں نے ہدی کو قلادہ ڈالا ہے۔ پس میں نحر کرنے تک احرام نہ کھولوں گا۔ آپ نے تمتع کے لئے ہدی چلائی تھی جو حج کے علاوہ آپ پر لازم نہ تھی اسی وجہ سے آپ نے حج کے بعد احرام نہ کھولا۔ یہاں تک کہ نحر کا دن آیا۔ کیونکہ اس طرح احرام باندھنے سے آپ پر لازم ہو چکا تھا کہ عمرہ کے احرام کو مکمل کریں یہاں تک کہ حج کا احرام باندھیں۔ پھر اس سے اور پہلے والے احرام عمرہ سے بیک وقت باہر آئیں اور اگر آپ صرف عمرہ ہی کا احرام باندھے ہوتے تو اس سے فراغت کے بعد سر منڈوا کر آپ احرام کھول دیتے۔ اور قربانی کے دن کا انتظار نہ کرتے اور حج کے لئے ہدی چلانے کی صورت میں اس عمرہ سے فراغت کے بعد اس حج کا احرام باندھتے تو نحر کے دن تک احرام اسی طرح برقرار رہتا پس جب حج کی وجہ سے ہدی ہے تو حج شروع کرنے کی وجہ سے زیادہ مناسب ہے کہ یوم نحر سے پہلے احرام نہ کھولا جائے۔

ہمارے ہاں قیاس کا تقاضا یہی ہے۔ امام ابوحنیفہ ابو یوسف محمد رحمہم اللہ کا قول یہی ہے۔

**تخریج** : مسلم فی الحج ۱۱۸' ابو داؤد فی المناسك باب۲۳' ابن ماجه فی المناسك باب۳۷۔

## طریق استدلال:

اس روایت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ فسخ حج بالعمرہ کا حکم نہیں دیا گیا۔

**ج** : حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت گزشتہ اوراق میں گزر چکی کہ جن لوگوں نے حج کا احرام باندھا تھا اور ہدی روانہ نہ کی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو طواف و سعی کے بعد احرام کھولنے کا حکم فرمایا۔ یہ روایت جو اشکال میں پیش کی گئی مجمل ہے اس میں ہدی روانہ نہ کرنے والوں کا حکم واضح نہیں کیا گیا۔ مجمل کو تفصیلی روایت پر پیش کیا جائے گا اس سے اشکال پیش ہی نہ آئے گا۔

معانی آثار کے پیش نظر اس باب میں یہ بات ثابت ہوئی۔

## نظر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ:

نظر کے طریقہ سے اس کی توجیہ یہ ہے کہ ہم نے یہ قانون اور اصول پایا ہے کہ جو شخص عمرہ کا احرام باندھ لیتا ہے اس کے لئے طواف و سعی کر کے حلال ہو جانا جائز ہے جبکہ ہدی کا جانور ساتھ نہ لایا ہو جب اپنے ساتھ دم تمتع کا جانور لائے تو یوم النحر سے پہلے طواف و سعی کے بعد احرام کھول دینا جائز نہیں ہے۔ بلکہ یوم النحر میں حج و عمرہ دونوں کا احرام ایک ساتھ کھول دے گا اور اسی کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مروی ہے جو حضرت حفصہ کے سوال کے جواب میں واقع ہوئی ہے اس وقت حضرت حفصہ نے عرض کیا کہ حضرت تمام لوگوں نے احرام کھول دیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کیوں نہیں کھولا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا کہ میں نے سر پر تلبیہ کر رکھی ہے اور قربانی کے ہدی کو قلادہ ڈالا ہے (جو اس کے روانہ کرنے کی علامت ہے) اس لئے میں قربانی کرنے تک حلال نہیں ہو سکتا۔ فلہٰذا اس نیت سے تمتع کی قربانی کو ساتھ لانا کہ اس کے لانے کے بعد حج کرنا ہے یہی چیز اس کو یوم

نحر تک حلال ہونے سے روک دے گی کیونکہ اس طرح کے احرام سے عمرہ میں داخل ہو کر ارکان عمرہ ادا کرنے کے بعد حلال ہونا جائز نہیں ہے۔ یہاں تک کہ حج کا احرام باندھ لے اور حج و عمرہ دونوں کے احرام سے ایک ساتھ حلال ہو۔ اور اگر تنہا عمرہ کا احرام باندھ لیا ہو تو صرف ارکان عمرہ ادا کرنے کے بعد احرام کو کھول دینا جائز ہے اس صورت میں یوم نحر کا انتظار کرنے کی حاجت نہیں ہے اور اگر اپنے ساتھ حج کے لئے ہدی کا جانور بھی لائے تو اس عمرہ کے ارکان ادا کر کے احرام کی حالت میں یوم نحر تک قائم رہنا ضروری ہے اور جب ہدی جو کہ اسباب حج سے ہے وہ یوم نحر سے پہلے طواف کر لینے کے باوجود حلال ہونے میں رکاوٹ بن جاتی ہے تو باقاعدہ احرام کے ذریعہ حج میں داخل ہو جانے کی صورت میں یوم نحر سے پہلے احرام کھولنے کی ممانعت بدرجہ اولیٰ ثابت ہو جائے گی۔

نظر و قیاس اسی کے متقاضی ہیں۔

ہمارے ائمہ ثلاثہ ابو حنیفہ ابو یوسف محمد رحمہم اللہ کا قول یہی ہے۔

**نوٹ:** اگرچہ امام طحاوی رحمہ اللہ نے اس باب کو طویل کیا مگر اصل مسئلہ کی تنقیح اس کے بغیر ممکن نہ تھی اس تطویل پر تعریض بے جا ہے۔ فقط حج کا احرام اس کی روایات عمرہ و حج تمتع کی روایات فسخ حج کا ثبوت اس چو روایات سے اشکالات اور روایات سے ان کے جوابات دینے کے بعد اب ابتداء آپ نے احرام عمرہ باندھا ہو یا حج آپ کی خصوصیت فسخ حج والی بات سے حج قران والا معاملہ بالکل واضح کر دیا۔ واللہ اعلم۔

## بَابُ الْقَارِنِ، كَمْ عَلَيْهِ مِنَ الطَّوَافِ لِعُمْرَتِهِ وَلِحَجَّتِهِ؟

۳۸۲۹ : حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَنْصَارِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيْسَ الْمَكِّيُّ، قَالَا : ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (مَنْ جَمَعَ بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ كَفَاهُ لَهُمَا طَوَافٌ وَاحِدٌ، وَسَعْيٌ وَاحِدٌ، ثُمَّ لَا يَحِلُّ حَتّٰى يَحِلَّ مِنْهُمَا جَمِيْعًا) . قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ، فَقَالُوْا : عَلَى الْقَارِنِ بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ، طَوَافٌ وَاحِدٌ لَا يَجِبُ عَلَيْهِ مِنَ الطَّوَافِ غَيْرُهُ. وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ، فَقَالُوْا : بَلْ يَطُوْفُ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا طَوَافًا وَاحِدًا، وَيَسْعٰى لَهُمَا سَعْيًا . وَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ لَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ أَنَّ هٰذَا الْحَدِيْثَ خَطَأٌ أَخْطَأَ فِيْهِ الدَّرَاوَرْدِيُّ، فَرَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَإِنَّمَا أَصْلُهُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ نَفْسِهِ، هٰكَذَا رَوَاهُ الْحُفَّاظُ، وَهُمْ مَعَ هٰذَا، فَلَا يَحْتَجُّوْنَ بِالدَّرَاوَرْدِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَصْلًا فَكَيْفَ يَحْتَجُّوْنَ بِهٖ فِيْ هٰذَا . فَأَمَّا مَا رَوَاهُ الْحُفَّاظُ مِنْ ذٰلِكَ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، فَمَا

۳۸۲۹: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص حج اور عمرہ کو جمع کرے تو اسے ایک طواف

اور ایک ہی سعی کافی ہے، پھر وہ اس وقت تک حلال نہیں ہوگا جب تک کہ وہ دونوں کے افعال سے فارغ نہ ہو جائے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بعض علماء نے اس روایت سے استدلال کرتے ہوئے کہا کہ قارن پر حج و عمرہ کا طرف ایک طواف ہے اس سے زائد طواف نہیں دیگر علماء نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے کہا۔ ہر ایک کیلئے ایک ایک طواف لازم ہے اور ہر ایک کی ایک ایک سعی کرے۔ ان کی دلیل یہ ہے۔ کہ اس حدیث میں دراوردی راوی سے خطاء واقع ہوئی ہے کہ اس نے اس کو جناب رسول اللہ ﷺ کی طرف مرفوع کردیا حالانکہ اصل یہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا اثر ہے حفاظ نے اس کو اسی طرح بتلایا ہے اور دوسری بات دراوردی ان کے ہاں قابل حجت نہیں ہے خصوصا جو وہ عبیداللہ کی روایت سے نقل کرے۔ پس اس سے انکا استدلال نہایت کمزور ہے، عبداللہ سے حفاظ نے اس روایت کو اس طرح نقل کیا ہے۔

۳۸۳۰ : حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ : ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، قَالَ : ثَنَا هُشَيْمٌ، قَالَ : ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ .عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ (إِذَا قَرَنَ، طَافَ لَهُمَا طَوَافًا وَاحِدًا، فَإِذَا فَرَّقَ، طَافَ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا طَوَافًا وَسَعْيًا) . فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ : فَقَدْ رَوٰى أَيُّوْبُ بْنُ مُوْسٰى، وَمُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَا يَعُوْدُ مَعْنَاهُ إِلٰى مَعْنٰى مَا رَوَى الدَّرَاوَرْدِيُّ .وَقَدْ ذُكِرَ فِيْ ذٰلِكَ.

۳۸۳۰: عبیداللہ نے نافع سے انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے وہ فرمایا کرتے تھے جب حج قران کرے تو وہ ان دونوں کے لئے ایک طواف کرے اور جب جدا جدا کرے تو ہر ایک کیلئے ایک طواف اور سعی الگ الگ کرے۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ ایوب بن موسیٰ بن عقبہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور انہوں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح کی روایت کی ہے جس کا معنیٰ دراوردی والی روایت کی طرف لوٹتا ہے۔ اس سلسلہ میں یہ روایت ہے۔

**تخریج** : ابن ماجه فی المناسك باب ۳۹۔

**حاصل روایات**: یہ ہوا کہ دراوردی نے روایت میں غلطی کی ہے۔ جبکہ حفاظ دوسری طرح روایت کرتے ہیں۔

## ایک اشکال:

آپ تو دراوردی کی غلطی بتلا رہے ہیں جبکہ موسیٰ بن عقبہ اور ایوب بن موسیٰ نے بھی نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما عن النبی ﷺ اسی کے ہم معنی روایت نقل کی ہے تو دراوردی کی خطاء ثابت نہ ہوئی۔ موسیٰ بن عقبہ اور ایوب بن موسیٰ کی روایت یہ ہے۔

۳۸۳۱ : مَا حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوٗدَ، قَالَ : ثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ حُمَيْدٍ، قَالَ : ثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَيُّوْبَ بْنِ مُوْسٰى، عَنْ نَافِعٍ، (أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا خَرَجَ مِنَ الْمَدِيْنَةِ إِلٰى مَكَّةَ مُهِلًّا بِعُمْرَةٍ، مَخَافَةَ

الْحَصْرِ، ثُمَّ قَالَ مَا شَأْنُهُمَا إِلَّا وَاحِدًا، أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ قَرَنْتُ إِلَى عُمْرَتِي حَجَّةً ثُمَّ قَدِمَ فَطَافَ لَهُمَا طَوَافًا وَاحِدًا وَقَالَ : هٰكَذَا فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ).

۳۸۳۱: ایوب بن موسیٰ نے نافع سے انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ وہ مدینہ منورہ سے مکہ کی طرف عمرہ کا احرام باندھ کر روانہ ہوئے احصار کا خطرہ تھا پھر فرمانے لگے عمرے اور حج کا معاملہ تو یکساں ہے۔ میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنے عمرہ کے ساتھ حج کو ملالیا ہے پھر مکہ پہنچے تو ان کے لئے ایک طواف کیا پھر کہنے لگے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح کیا۔

۳۸۳۲: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، قَالَ : ثَنَا يَعْقُوْبُ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، نَحْوَهُ. قَالُوْا : فَقَدْ وَافَقَ هٰذَا مَا رَوَى الدَّرَاوَرْدِيُّ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قِيْلَ لَهُمْ : فَكَيْفَ يَجُوْزُ أَنْ تَقْبَلُوْا هٰذَا، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ؟

۳۸۳۲: موسیٰ بن عقبہ نے نافع سے انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔ انہوں نے کہا دراوردی کی روایت کے یہ روایت موافق ہوگئی ہے ان سے کہا جائے گا کہ تمہارا اسے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے قبول کرنا کس طرح درست ہوا جب کہ ان کی روایت موجود ہے ذیل میں ملاحظہ ہو۔

**حاصل روایات:** ان دونوں روایات سے معلوم ہوا کہ دراوردی کی بات درست ہے۔

## الجواب:

۳۸۳۳: وَقَدْ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ سِنَانٍ، وَابْنُ أَبِيْ دَاوُدَ قَالَا : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ : حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ : حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ : أَخْبَرَنِيْ سَالِمٌ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : (تَمَتَّعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ، وَأَهْدَى وَسَاقَ الْهَدْىَ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ، وَبَدَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ، ثُمَّ أَهَلَّ بِالْحَجِّ، وَتَمَتَّعَ النَّاسُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ) . فَهٰذَا ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، يُخْبِرُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ مُتَمَتِّعًا، وَأَنَّهُ بَدَأَ فَأَحْرَمَ بِالْعُمْرَةِ .

۳۸۳۳: ابن شہاب نے کہا کہ مجھے سالم نے بتلایا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمتع کیا یعنی حجۃ الوداع میں عمرہ کے ساتھ حج کو ملایا اور ذوالحلیفہ سے ہدی روانہ کی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرے

کے تلبیہ سے ابتداء کی پھر حج کا احرام باندھا اور لوگوں نے بھی جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عمرے کے ساتھ حج کو ملایا۔ یہ ابن عمر رضی اللہ عنہما جناب رسول اللہ ﷺ سے خبر دے رہے ہیں کہ آپ حجۃ الوداع میں تمتع کرنے والے تھے اور آپ نے ابتداء میں عمرہ کا احرام باندھا۔

**حاصلِ روایات:** یہ ابن عمر رضی اللہ عنہما خبر دے رہے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع میں متمتع تھے اور آپ ﷺ نے ابتداء عمرے کے احرام سے کی۔

**تخریج** : ابو داؤد فی المناسك باب ۲٤۔

۳۸۳۴ : وَقَدْ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ : ثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ : ثَنَا حَمَّادٌ قَالَ : أَنَا حُمَيْدٌ، عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا (أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابَهُ قَدِمُوْا مَكَّةَ مُلَبِّيْنَ بِالْحَجِّ .فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ شَاءَ فَلْيَجْعَلْهَا عُمْرَةً إِلَّا مَنْ كَانَ مَعَهُ الْهَدْيُ) . فَأَخْبَرَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِيْ حَدِيْثِ بَكْرٍ هٰذَا، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَ مَكَّةَ، وَهُوَ مُلَبٍّ بِالْحَجِّ .وَقَدْ أَخْبَرَ فِيْ حَدِيْثِ سَالِمٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَدَأَ، فَأَحْرَمَ بِالْعُمْرَةِ .فَهٰذَا مَعْنَاهُ -عِنْدَنَا، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ -أَنَّهُ كَانَ أَحْرَمَ أَوَّلًا بِحَجَّةٍ، عَلٰى أَنَّهَا حَجَّةٌ، ثُمَّ فَسَخَهَا فَصَيَّرَهَا عُمْرَةً، فَلَبّٰى بِالْعُمْرَةِ، ثُمَّ تَمَتَّعَ بِهَا إِلَى الْحَجِّ، حَتّٰى يَصِحَّ حَدِيْثُ سَالِمٍ وَبَكْرٍ هٰذَيْنِ، وَلَا يَتَضَادَّانِ .وَفَسْخُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَجَّ الَّذِيْ كَانَ فَعَلَهُ وَأَمَرَ بِهٖ أَصْحَابَهُ، هُوَ بَعْدَ طَوَافِهِمْ بِالْبَيْتِ، قَدْ ذَكَرْنَا ذٰلِكَ فِيْ بَابِ فَسْخِ الْحَجِّ، فَأَغْنَانَا ذٰلِكَ عَنْ إِعَادَتِهٖ هَاهُنَا .فَاسْتَحَالَ بِذٰلِكَ أَنْ يَكُوْنَ الطَّوَافُ الَّذِيْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَهُ لِلْعُمْرَةِ، الَّتِي انْقَلَبَتْ إِلَيْهَا حَجَّتُهُ مُجْزِيًا عَنْهُ، مِنْ طَوَافِ حَجَّتِهِ الَّتِيْ أَحْرَمَ بِهَا بَعْدَ ذٰلِكَ .وَلٰكِنَّ وَجْهَ ذٰلِكَ -عِنْدَنَا، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ -أَنَّهُ لَمْ يَطُفْ لِحَجَّتِهٖ قَبْلَ يَوْمِ النَّحْرِ، لِأَنَّ الطَّوَافَ الَّذِيْ يُفْعَلُ قَبْلَ يَوْمِ النَّحْرِ فِي الْحَجَّةِ، إِنَّمَا يُفْعَلُ لِلْقُدُوْمِ، لَا لِأَنَّهُ مِنْ صُلْبِ الْحَجَّةِ .فَاكْتَفَى ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا بِالطَّوَافِ الَّذِيْ كَانَ فَعَلَهُ بَعْدَ الْقُدُوْمِ فِيْ عُمْرَتِهٖ عَنْ إِعَادَتِهٖ فِيْ حَجَّتِهٖ .وَهٰذَا مِثْلُ مَا قَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَيْضًا مِنْ فِعْلِهٖ .

۳۸۳۴: بکر بن عبداللہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ اور آپ کے اصحاب مکہ میں حج کا تلبیہ کہتے ہوئے پہنچے اس پر جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو چاہے وہ اس کو عمرہ بنالے البتہ جس کے ساتھ ہدی ہو وہ عمرہ نہیں بنا سکتا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بکر بن عبداللہ کی روایت میں خبر دی ہے کہ آپ ﷺ مکہ تشریف لائے تو آپ حج کا تلبیہ کہنے والے تھے اور سالم والی روایت میں انہوں نے خبر دی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ

نے ابتداء عمرہ کے احرام سے فرمائی۔ ہمارے ہاں اس روایت کا معنیٰ (واللہ اعلم) یہ ہے کہ پہلے آپ حج کا احرام باندھنے والے تھے کہ وہ مطلق حج ہے پھر اس کو فسخ کر دیا اسے عمرہ بنالیا اور عمرے کا تلبیہ کہا۔ پھر آپ نے اسکے ساتھ حج کا فائدہ حاصل کیا تا کہ سالم و بکر کی دونوں روایات درست ہو جائیں اور ان میں باہمی تضاد نہ رہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس حج کا ارادہ کیا تھا اس کو فسخ کر دیا اور اپنے صحابہ کرام کو بھی اسی کا حکم فرمایا اور یہ ان کے طواف بیت اللہ کے بعد کی بات ہے۔ ہم نے فسخ حج میں اس کی تفصیل کر کے دوبارہ تذکرہ سے بے نیاز کر دیا ہے۔ یہ بات تو ناممکن ہے کہ آپ کا وہ طواف جسے آپ نے عمرہ کے لئے کیا جسکو آپ نے حج میں تبدیل کر لیا وہ اس کیلئے بھی کافی ہو اور اس حج کے لئے بھی مکتفی بنے جس کا احرام آپ نے بعد کو باندھا لیکن ہمارے ہاں اس کی وجہ (واللہ اعلم) یہ ہے کہ آپ نے یوم نحر سے قبل اپنے حج کا طواف نہیں کیا کیونکہ وہ طواف جو یوم نحر سے پہلے حج میں کیا جاتا ہے وہ تو طواف قدوم ہے اور اسی لئے کیا جاتا ہے۔ وہ حج کا رکن نہیں ہے۔ پس ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس طواف پر اکتفاء کیا جو آپ نے قدوم کے بعد اس عمرہ کے لئے کیا جس کو آپ نے حج سے بدل لیا اور یہ اسی طرح ہے جیسا ابن عمر رضی اللہ عنہما کا اپنا فعل مروی ہے۔ ذیل میں ملاحظہ ہو۔

**تخریج** : مسند احمد ۲۸/۲۔

**حاصل روایات:** اب اس روایت سے معلوم ہو رہا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تلبیہ حج کے ساتھ داخل ہوئے جبکہ روایت سالم میں یہ آیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کی ابتداء عمرہ سے فرمائی۔

طریق تطبیق: ہمارے ہاں ان کا مفہوم یہ ہے کہ ابتداء میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا احرام باندھا اس طور پر کہ وہ فقط حج ہے پھر اس کو فسخ کیا اور اس کو عمرہ بنالیا اور عمرہ کا تلبیہ کہا پھر اس کو حج کے ساتھ ملا کر تمتع بنایا اب اس طرح دونوں روایات کا تضاد ختم ہو گیا۔ مندرجہ بالا صورت سے یہ بات ناممکن ہو جاتی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ پہنچ کر جو طواف و سعی فرمائی وہ اس حج کے لئے کافی تھی جس کا احرام ہی بعد میں باندھا اور یہ اسی وقت درست ہو سکتا ہے جب اس بات کو مان لیا جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا طواف و سعی یوم نحر کو ادا فرمایا رہا وہ طواف و سعی جو یوم نحر سے پہلے کی وہ طواف قدوم سے تھی حج کے لئے نہ تھی اور یہاں انہوں نے صرف طواف قدوم پر اکتفا فرمایا اور حج میں طواف کا اعادہ نہیں کیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ اشکال میں پیش کردہ روایت میں صرف ابن عمر رضی اللہ عنہما کا عمل ثابت ہو رہا ہے اور انہوں نے اپنے عمل کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے تشبیہ دی تو وہ صرف عمرے کو حج کے ساتھ ملانے والے عمل میں موافقت کا بیان ہے۔ اور اس کی مثال ابن عمر رضی اللہ عنہما کے عمل میں ایوب بن موسیٰ کی روایت میں موجود ہے۔

## روایات ایوب بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ:

۳۸۳۵ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ : ثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ : ثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ إِذَا قَدِمَ مَكَّةَ رَمَلَ بِالْبَيْتِ، ثُمَّ طَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، وَإِذَا لَبّٰى مِنْ

مَكَّةَ بِهَا، لَمْ يَرْمُلْ بِالْبَيْتِ وَأَخَّرَ الطَّوَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ إِلَى يَوْمِ النَّحْرِ، وَكَانَ لَا يَرْمُلُ يَوْمَ النَّحْرِ .فَدَلَّ مَا ذَكَرْنَا أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَ إِذَا أَحْرَمَ بِالْحَجَّةِ مِنْ مَكَّةَ، لَمْ يَطُفْ لَهَا إِلَى يَوْمِ النَّحْرِ .فَكَذَٰلِكَ مَا رُوِيَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِحْرَامِهِ بِالْحَجَّةِ الَّتِي أَحْرَمَ بِهَا بَعْدَ فَسْخِ حَجَّتِهِ الْأُولَى، لَمْ يَكُنْ طَافَ لَهَا إِلَى يَوْمِ النَّحْرِ .فَلَيْسَ فِي حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حُكْمِ طَوَافِ الْقَارِنِ لِعُمْرَتِهِ وَحَجَّتِهِ، شَيْءٌ .وَثَبَتَ بِمَا ذَكَرْنَا أَيْضًا، خَطَأُ الدَّرَاوَرْدِيِّ فِي حَدِيثِ عُبَيْدِ اللَّهِ الَّذِي وَصَفْنَاهُ .وَاحْتَجَّ أَهْلُ الْمَقَالَةِ الْأُولَى لِقَوْلِهِمْ أَيْضًا بِمَا

۳۸۳۵: ایوب نے نافع سے انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا کہ جب آپ مکہ آتے تو طواف میں رمل کرتے پھر سعی صفا مروہ کرتے اور جب مکہ سے احرام باندھتے تو تم طواف میں رمل نہ کرتے اور سعی صفا و مروہ کو موخر کرتے تآنکہ نحر کا دن آتا تو سعی کرتے اور یوم نحر کے طواف میں رمل نہ کرتے۔ اس سے یہ دلالت حاصل ہوگئی کہ جب ابن عمر رضی اللہ عنہما مکہ سے احرام باندھتے تو یوم نحر تک طواف نہ کرتے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اسی طرح اپنے اس حج کے سلسلہ میں روایت وارد ہوئی ہے جس کا آپ نے پہلے حج کو فسخ کرنے کے بعد احرام باندھا۔ آپ نے اس کے لئے یوم نحر تک طواف نہ کیا۔ پس روایت ابن عمر رضی اللہ عنہما اس طواف کا کوئی حکم موجود نہیں ہے جو قارن اپنے حج و عمرہ کے لئے کرے۔ جو کچھ ہم نے سابقہ سطور میں ذکر کیا اس سے دراوردی نے عبیداللہ کی روایت میں جو خطاء کی ہے وہ ثابت ہوگئی اور قول کے قائلین نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت کو بھی دلیل میں نے پیش کیا۔

**حاصل روایات:** اس روایت سے یہ بات ثابت ہوئی کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما جب مکہ سے حج کا احرام باندھتے تو یوم نحر تک طواف کو مؤخر کرتے اسی طرح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا جو احرام باندھا جو کہ عمرے کے بعد اور پہلے حج کو فسخ کرنے کے بعد تھا تو اس کا طواف نحر کے دن فرمایا۔

پس ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں قارن کے عمرہ اور حج کے سلسلہ میں کوئی بات نہیں ہے اس بات سے دراوردی کی وہ غلطی جو اس سے روایت عبیداللہ میں کی ہے واضح ہوگئی۔

## فریق اوّل کی ایک اور دلیل:

۳۸۳۶: حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ : ثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ قَالَ : ثَنَا مَالِكٌ .ح .

۳۸۳۶: ابن مرزوق نے بشر بن عمر سے انہوں نے مالک سے روایت کی ہے۔

۳۸۳۷: وَحَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ (عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ : خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ،

فَأَهْلَلْنَا بِعُمْرَةٍ، ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْىٌ، فَلْيُهْلِلْ بِالْحَجِّ مَعَ الْعُمْرَةِ، ثُمَّ لَا يَحِلَّ حَتّٰى يَحِلَّ مِنْهُمَا جَمِيْعًا .فَقَدِمْتُ مَكَّةَ وَأَنَا حَائِضٌ لَمْ أَطُفْ بِالْبَيْتِ، وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، فَشَكَوْتُ ذٰلِكَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ انْقُضِي رَأْسَكِ وَامْتَشِطِيْ وَأَهِلِّيْ بِالْحَجِّ، وَدَعِي الْعُمْرَةَ .فَلَمَّا قَضَيْتُ الْحَجَّ أَرْسَلَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِلَى التَّنْعِيمِ فَاعْتَمَرْتُ فَقَالَ هٰذِهِ مَكَانُ عُمْرَتِكِ) . قَالَتْ (فَطَافَ الَّذِيْنَ أَهَلُّوْا بِالْعُمْرَةِ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، ثُمَّ حَلُّوْا، ثُمَّ طَافُوْا طَوَافًا آخَرَ بَعْدَ أَنْ رَجَعُوْا مِنْ مِنًى لِحَجِّهِمْ .وَأَمَّا الَّذِيْنَ جَمَعُوْا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ، فَإِنَّمَا طَافُوْا لَهُمَا طَوَافًا وَاحِدًا) . قَالُوْا : فَهٰذِهِ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَدْ قَالَتْ (وَأَمَّا الَّذِيْنَ جَمَعُوْا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ، فَإِنَّمَا طَافُوْا طَوَافًا وَاحِدًا) وَهُمْ كَانُوْا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَبِأَمْرِهِ كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ .فَفِيْ ذٰلِكَ مَا يَدُلُّ، عَلٰى أَنَّ عَلَى الْقَارِنِ لِحَجَّتِهِ وَعُمْرَتِهِ طَوَافًا وَاحِدًا، لَيْسَ عَلَيْهِ غَيْرُ ذٰلِكَ .فَكَانَ مِنْ حُجَّتِنَا عَلَيْهِمْ لِمُخَالِفِهِمْ، أَنَّا قَدْ رَوَيْنَا عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فِيْمَا تَقَدَّمَ مِنْ هٰذَا الْبَابِ (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ تَمَتَّعَ، وَتَمَتَّعَ النَّاسُ مَعَهُ). وَالْمُتَمَتِّعُ قَدْ عَلِمْنَا أَنَّهُ الَّذِيْ يُهِلُّ بِحَجَّةٍ بَعْدَ طَوَافِهِ لِلْعُمْرَةِ .ثُمَّ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فِيْ حَدِيْثِ مَالِكٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ (عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ، فَأَهْلَلْنَا بِعُمْرَةٍ فَأُخْبِرْتُ أَنَّهُمْ دَخَلُوْا فِيْ إِحْرَامِهِمْ كَمَا يَدْخُلُ الْمُتَمَتِّعُوْنَ .قَالَتْ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْىٌ فَلْيُهْلِلْ بِالْحَجِّ مَعَ الْعُمْرَةِ، ثُمَّ لَا يَحِلَّ حَتّٰى يَحِلَّ مِنْهُمَا) .وَلَمْ يُبَيِّنْ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ، الْمَوْضِعَ الَّذِيْ قَالَ لَهُمْ هٰذَا الْقَوْلَ فِيْهِ .فَقَدْ يَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ قَالَهُ لَهُمْ قَبْلَ دُخُوْلِ مَكَّةَ، أَوْ بَعْدَ دُخُوْلِ مَكَّةَ قَبْلَ الطَّوَافِ، فَيَكُوْنُوْنَ قَارِنِيْنَ بِتِلْكَ الْحَجَّةِ الْعُمْرَةَ، الَّتِيْ كَانُوْا أَحْرَمُوْا بِهَا قَبْلَهَا .وَيَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ قَالَ لَهُمْ ذٰلِكَ بَعْدَ طَوَافِهِمْ لِلْعُمْرَةِ، فَيَكُوْنُوْنَ مُتَمَتِّعِيْنَ بِتِلْكَ الْحَجَّةِ الَّتِيْ أَمَرَهُمْ بِالْإِحْرَامِ بِهَا .فَنَظَرْنَا فِيْ ذٰلِكَ، فَوَجَدْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَأَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ أَخْبَرَا فِيْ حَدِيْثَيْهِمَا، اللَّذَيْنِ رَوَيْنَاهُمَا عَنْهُمَا، فِيْ بَابِ فَسْخِ الْحَجِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذٰلِكَ الْقَوْلَ فِيْ آخِرِ طَوَافٍ عَلَى الْمَرْوَةِ .فَعَلِمْنَا أَنَّ قَوْلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فِيْ حَدِيْثِ مَالِكٍ .وَأَمَّا الَّذِيْنَ جَمَعُوْا بَيْنَ الْعُمْرَةِ وَالْحَجِّ أَنَّهَا تَعْنِيْ جَمْعَ

مُتْعَةٍ، لَا جَمْعَ قِرَانٍ، قَالَتْ (فَإِنَّمَا طَافُوْا طَوَافًا وَاحِدًا) أَيْ : فَإِنَّمَا طَافُوْا طَوَافًا بَعْدَ جَمْعِهِمْ بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ، الَّتِيْ كَانُوْا قَدْ طَافُوْا لَهَا طَوَافًا وَاحِدًا، لِأَنَّ حَجَّتَهُمْ تِلْكَ الْمَضْمُوْمَةَ مَعَ الْعُمْرَةِ، كَانَتْ مَكِّيَّةً، وَالْحَجَّةُ الْمَكِّيَّةُ لَا يُطَافُ لَهَا قَبْلَ عَرَفَةَ، إِنَّمَا يُطَافُ لَهَا بَعْدَ عَرَفَةَ، عَلَى مَا كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُ فِيْمَا قَدْ رَوَيْنَاهُ عَنْهُ .فَقَدْ عَادَ مَعْنَى مَا رَوَيْنَا عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فِيْ هٰذَا الْبَابِ، وَمَا صَحَّحْنَا مِنْ ذٰلِكَ لِنَفْيِ التَّضَادِّ عَنْهُ، إِلٰى مَعْنَى مَا رَوَيْنَا عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَمَا صَحَّحْنَا مِنْ ذٰلِكَ .فَلَيْسَ شَيْءٌ مِنْ هٰذَا يَدُلُّ عَلَى حُكْمِ الْقَارِنِ حَجَّةً كُوْفِيَّةً، مَعَ عُمْرَةٍ كُوْفِيَّةٍ كَيْفَ طَوَافُهُ لَهُمَا، هَلْ هُوَ طَوَافٌ وَاحِدٌ، أَوْ طَوَافَانِ ؟ وَاحْتَجَّ الَّذِيْنَ ذَهَبُوْا إِلٰى أَنَّ الْقَارِنَ يَجْزِيْهِ لِعُمْرَتِهِ وَحَجَّتِهِ طَوَافٌ وَاحِدٌ أَيْضًا، بِمَا حَدَّثَنَا رَبِيْعٌ الْمُؤَذِّنُ، قَالَ : ثَنَا أَسَدٌ .ح .

۳۸۳۷: عروہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ ہم جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع میں نکلے ہم نے عمرے کا احرام باندھا پھر آپ ﷺ نے فرمایا جس کے پاس ہدی ہو وہ حج کا احرام باندھے پھر اس سے اسی وقت حلال ہو جب دونوں سے حلال ہوتے ہیں۔ میں مکہ میں پہنچی تو ایام حیض شروع ہو گئے اور میں بیت اللہ کا طواف نہ کر سکی اور نہ صفا مروہ کر سکی۔ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اس کی شکایت کی آپ نے فرمایا اپنا سر کھول دو اور کنگھی کرو اور حج کا احرام باندھ لینا اور عمرہ کو ترک کر دو۔ پس جب میں نے حج ادا کر لیا تو جناب رسول اللہ ﷺ نے مجھے جناب عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کے ساتھ تنعیم کی طرف بھیجا چنانچہ میں نے عمرے کا احرام باندھا تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ تیرے عمرے کی جگہ عمرہ ہوا۔ انہوں نے کہا کہ۔ یہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہیں جنہوں نے کہا ہے۔ **واما الذین جمعوا بین الحج و العمرة**...... اور وہ لوگ جنہوں نے حج وعمرہ کو اکٹھا کیا وہ ایک طواف کریں گے صحابہ کرام جناب رسول اللہ ﷺ کی معیت میں تھے اور وہ آپ کے حکم سے یہ افعال کر رہے تھے ۔اس روایت سے یہ دلالت مل رہی ہے کہ قارن پر اپنے حج وعمرہ کی وجہ سے ایک طواف لازم ہے اس کے علاوہ اس پر کوئی طواف نہیں ہے۔ پس ہماری ان کے خلاف دلیل یہ ہے۔ کہ عقیل نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے تمتع کیا اور لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ تمتع کیا۔ اور تمتع کرنے والے اپنے عمرہ سے فارغ ہو کر حج کا تلبیہ کہیں مالک کی سند سے مروی روایت میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم جناب رسول اللہ ﷺ کے معیت میں حجۃ الوداع کے لئے روانہ ہوئے ہم نے عمرہ کا احرام باندھا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ وہ احرام میں تمتع کرنے والے کی طرح داخل ہوئے۔ وہ کہتی ہیں پھر جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کے پاس ھدی ہو وہ حج کا تلبیہ عمرہ کے ساتھ ہی کہے پھر وہ اس احرام سے باہر نہیں ہو سکتا جب تک کہ دو احراموں سے حلال نہ ہو جائے۔ اس روایت میں اس جگہ کی نشاندہی نہیں فرمائی کہ آپ نے یہ بات کس وقت فرمائی۔ یہ ممکن ہے کہ آپ نے یہ بات داخلہ مکہ سے پہلے فرمائی یا داخلہ کے بعد اور طواف سے پہلے

فرمائی پس اس صورت میں وہ اس حج کو عمرہ کے ساتھ ملانے والے ہوں گے جس کا پہلے احرام باندھا تھا۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ آپ نے ان کو طواف عمرہ کے بعد ارشاد فرمایا ہو۔ پس اس صورت میں اس حج کی وجہ سے تمتع کرنے والے ہوں گے وہ حج کہ جس کے احرام کا آپ نے ان کو حکم فرمایا پس اس میں ہم نے غور کیا تو حضرت ابوسعید اور جابر رضی اللہ عنہما کی روایت مل گئیں جن کو باب فسخ الحج میں ذکر کیا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات مروہ کی سعی کے آخری چکر میں فرمائی۔ پس اس سے ہمیں معلوم ہو گیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں جو مالک نے نقل کی ہے: اما الذین جمعوا بین العمرة الحج'' پھر وہ لوگ جنہوں عمرہ اور حج کو جمع کیا تو ان کی مراد جمع سے تمتع سے جمع کرنا ہے قران سے جمع کرنا نہیں ہے۔ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ انہوں نے ایک طواف کیا یعنی حج و عمرہ جمع کرنے کے بعد انہوں نے ایک طواف کیا کیونکہ ان حج عمرہ کے ساتھ ملا ہوا تھا اور وہ حج بھی مکی تھا اور مکی حج کے لئے عرفہ سے پہلے کوئی طواف نہیں ہے اس کے لئے عرفہ کے بعد اسی طرح طواف کیا جائے گا جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کرتے تھے جیسا کہ ہم نے ان سے روایات ذکر کیں۔ پس روایت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا معنیٰ بھی اسی طرف لوٹ آیا جو تصحیح آثار اور نفی تضاد کے لئے ہم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ تو اس میں اس قارن کا کوئی حکم موجود نہیں جو کہ کوفہ وغیرہ سے حج قران کرے کہ وہ ایک طواف کرے یا دو۔ وہ لوگ جو قارن کے لئے حج و عمرہ کا ایک طواف قرار دیتے ہیں۔ انہوں نے اس روایت سے بھی استدلال کیا ہے۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جنہوں نے عمرے کا احرام باندھا تھا انہوں نے طواف سعی کر کے احرام کھول دیا پھر انہوں نے ایک اور طواف کیا جبکہ وہ منیٰ سے حج کر کے لوٹے (طواف زیارت) البتہ وہ لوگ جنہوں نے حج و عمرہ کو جمع کیا تو انہوں نے ایک ہی طواف کیا۔

**تخریج** : بخاری فی الحیض باب۱۵/۱۶' والحج باب۳۱' والعمرہ باب۵/۷' المغازی باب۷۷' مسلم فی الحج ۱۱۱/۱۱۳' ۱۱۵' ابو داؤد فی المناسك باب۲۳' نسائی فی الطهارة باب۱۵۰' والمناسك ۲۲۳' مسند ۶/۱۶۴' ۱۷۷' ۱۹۱' ۲۴۶۔

**حاصل روایات**: اس روایت میں دونوں فریق تمتع کرنے والے ہیں مگر انہوں نے ایک طواف کیا ہے حالانکہ وہ حج و عمرہ کو جمع کرنے والے ہیں اور یہ وہ لوگ تھے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو جو حکم فرماتے وہ وہی کرتے اس سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ قارن پر اس کے حج و عمرہ کی وجہ سے ایک طواف لازم ہوتا ہے۔

## الجواب:

ہم اس سے پہلے ذکر کر آئے کہ زہری عن عروہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا روایت میں یہ مذکور ہوا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع میں متمتع تھے اور لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ تمتع کیا اور تمتع کے متعلق تو سب کو معلوم ہے کہ جو شخص حج کا احرام اس وقت باندھے جبکہ وہ عمرے کا طواف کر چکا ہو تو اس کو ایک طواف یوم نحر کو کرنا ہوگا۔

پھر دوسری بات یہ ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مالک عن زہری عن عروہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے کہ ہم جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں حجۃ الوداع کے موقعہ پر نکلے ہم نے عمرے کا احرام باندھا اس میں انہوں نے یہ خبر دی کہ وہ احرام میں تمتع کرنے والوں کی طرح داخل ہوئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے ساتھ ہدی ہو وہ حج مع العمرہ کا احرام باندھ لے پھر اس سے حلال نہ ہو جب تک کہ دونوں سے حلال نہ ہو جائے (یوم نحر کو)

اس روایت میں یہ واضح نہیں فرمایا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یہ بات کس مقام پر فرمائی۔

نمبر ①: یہ بھی عین ممکن ہے کہ مکہ مکرمہ پہنچنے سے پہلے فرمایا ہو۔

نمبر ②: مکہ مکرمہ میں داخلہ کے بعد مگر طواف سے قبل ان دونوں صورتوں میں وہ قارن بن جائیں گے کیونکہ عمرہ کے احرام سے انہوں نے حج کو ملالیا۔

نمبر ③: اور یہ بھی ممکن ہے کہ طواف عمرہ کرنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یہ بات فرمائی ہو۔ اس صورت میں وہ متمتع ہوں گے کیونکہ عمرہ سے فارغ ہو کر حج کا احرام باندھا ہے اب ہم نے روایات پر غور کیا کہ کون سا احتمال ان میں درست ہے تو ہم نے جابر بن عبداللہ اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت پائی جن کو باب فسخ الحج میں ذکر کیا گیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات طواف مروہ سے فراغت کے بعد فرمائی۔

اس سے ہمیں معلوم ہو گیا کہ روایت مالک میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول اور وہ لوگ کہ جنہوں نے حج و عمرہ کو جمع کیا ہے اس جمع سے ان کی مراد جمع تمتع ہے جمع قران نہیں ہے پس انما طافوا طوافا واحدا کا مطلب یہ ہوگا کہ انہوں نے صفا و مروہ کی سعی کے بعد جمع کر کے پھر ایک طواف اور ایک سعی کی اس لئے کہ اس اعلان اور حکم کے بعد جس حج کا احرام باندھا تھا وہ حج مکی ہے حج مدنی نہیں اور حج مکی کے متعلق اتفاق ہے کہ وقوف عرفات کے بعد ہوتا ہے جیسا کہ ایوب بن موسیٰ کی روایت میں گزرا ہے۔ اب ابن عمر رضی اللہ عنہ اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایات کا حاصل یہ ہوا کہ قارن کا تذکرہ ہی نہیں کیونکہ آفاقی جب حدود مکہ میں داخلے سے پہلے عمرے کے ساتھ حج کو ملالے گا تو اس کے اوپر کتنے طواف وسعی ہیں اسی میں اختلاف ہے جبکہ ان روایات میں اس کا کچھ ذکر ہی نہیں اس لئے ان سے قارن کے طواف پر استدلال ہی درست نہیں اور حج کوفی سے مراد آفاقی یعنی باہر سے آنے والا ہی مراد ہے۔

## فریق اوّل کی دلیل ثالث:

اس روایت کو بھی قارن کے ذمہ ایک طواف وسعی پر استدلال کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔

۳۸۳۸: وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوٗدَ قَالَ : ثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا : ثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِىْ نَجِيْحٍ عَنْ عَطَاءٍ (عَنْ عَائِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا إِذَا رَجَعْتُ إِلٰى مَكَّةَ فَإِنَّ طَوَافَكِ يَكْفِيْكِ لِحَجِّكِ وَعُمْرَتِكِ) . قَالُوْا : فَقَدْ أَخْبَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الَّذِیْ عَلَيْهَا لِحَجَّتِهَا وَعُمْرَتِهَا' طَوَافٌ وَاحِدٌ .قِيْلَ لَهُمْ : لَيْسَ هٰكَذَا لَفْظُ هٰذَا الْحَدِيْثِ الَّذِیْ رَوَيْتُمُوْهُ' إِنَّمَا لَفْظُهُ أَنَّهُ قَالَ (طَوَافُكِ لِحَجِّكِ يَجْزِيْكِ لِحَجِّكِ وَعُمْرَتِكِ) فَأَخْبَرَ أَنَّ الطَّوَافَ الْمَفْعُوْلَ لِلْحَجِّ يَجْزِيْكِ عَنِ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ' وَأَنْتُمْ لَا تَقُوْلُوْنَ هٰذَا' إِنَّمَا تَقُوْلُوْنَ إِنَّ طَوَافَ الْقَارِنِ' طَوَافٌ لِقِرَانِهِ لَا لِحَجَّتِهِ دُوْنَ عُمْرَتِهِ' وَلَا لِعُمْرَتِهِ دُوْنَ حَجَّتِهِ' مَعَ أَنَّ غَيْرَ ابْنِ أَبِیْ نَجِيْحٍ' مِنْ أَصْحَابِ عَطَاءٍ' قَدْ رُوِیَ هٰذَا الْحَدِيْثُ بِعَيْنِهِ عَنْ عَطَاءٍ' عَلٰى مَعْنًى غَيْرِ هٰذَا الْمَعْنٰى .

۳۸۳۸: عطاء نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا جب تم مکہ لوٹ جاؤ تمہارا یہ طواف تمہارے حج وعمرہ کے لئے کافی ہے۔انہوں نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی خبر دی ہے کہ اس کے حج وعمرہ کی وجہ سے اس پر ایک طواف لازم ہوگا اس کے جواب میں ان کو کہا جائے گا۔اس روایت کے الفاظ اس طرح نہیں جیسا کہ تم نے روایت پیش کی اس کے الفاظ اس طرح ہیں طوافك لحجك يجز يلك لحجك وعمر تلك) کہ تمہارا حج کا طواف تمہارے حج وعمرہ کے لئے کافی ہو جائے گا۔اس میں اس بات کی اطلاع دی ہے کہ وہ حج کے لئے کیا جانے والا طواف تمہارے حج وعمرہ کے لئے کفایت کرے گا اور تمہارے ہاں یہ بات نہیں بلکہ تم تو کہتے ہو کہ قارن کا طواف اس کے حج وعمرہ کے لئے کافی ہے۔مگر تم یہ نہیں کہتے بلکہ تم کہتے ہو کہ قارن کا طواف اس کے حج کے لئے نہیں عمرے کے بغیر اور نہ فقط عمرہ کا بغیر حج کے ہے اور یہ بات بھی ہے کہ ابن ابی نجیح جو عطاء کے شاگردوں سے ہیں کے علاوہ دیگر نے اس روایت کو علماء سے بعینہ اس کے علاوہ مفہوم میں ذکر کیا ہے۔

**تخریج** : ابو داؤد فی المناسك باب۵۳' مسند احمد ۱۲۳/۶' ۲۵۳۔

طریق استدلال: اس روایت سے معلوم ہو رہا ہے حج وعمرہ کرنے والے پر ایک طواف ہے۔

## الجواب:

جن الفاظ سے آپ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت نقل کر رہے ہیں وہ اس روایت کے الفاظ نہیں بلکہ روایت کے الفاظ اس طرح ہیں "طوافك لحجك يجزيك و عمرتك" یعنی تمہارے حج کا طواف تمہارے حج وعمرہ کے لئے کافی ہے حالانکہ تم بھی اس کے قائل نہیں ہو بلکہ تم کہتے ہو قارن کا طواف تو حج قران ہی کے لئے ہوگا یعنی ایک طواف ہوگا یہ مطلب نہیں کہ عمرہ کی نیت نہ ہو بلکہ صرف حج کی۔اور یہ بھی نہیں کہ طواف حج کی نیت تو نہیں مگر صرف عمرے کی نیت سے طواف کیا جائے تو وہ دونوں کو کافی ہو جائے۔عطاء بن ابی رباح کے دو شاگرد اس روایت کو نقل کر رہے ہیں مذکور بالا اشکال والی روایت عبداللہ بن ابی نجیح نے نقل کی یہ بہت مختصر روایت ہے دوسرے شاگرد عبدالملک ہیں ان کی روایت مفصل ہے اس کو ملاحظہ کر لینے کے بعد کوئی اعتراض باقی

نہیں رہتا۔روایت یہ ہے۔

۳۸۳۹ : حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ : ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، قَالَ : ثَنَا هُشَيْمٌ، قَالَ : أَنَا حَجَّاجٌ، وَأَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ، عَنْ عَطَاءٍ، (عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ : قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، أَكُلُّ أَهْلِكَ يَرْجِعُ بِحَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ غَيْرِيْ؟ قَالَ انْفِرِيْ فَإِنَّهُ يَكْفِيْكِ) . قَالَ حَجَّاجٌ فِيْ حَدِيْثِهِ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ : أَلَحَّتْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَمَرَهَا أَنْ تَخْرُجَ إِلَى التَّنْعِيْمِ، فَتُهِلَّ مِنْهُ بِعُمْرَةٍ، وَبَعَثَ مَعَهَا أَخَاهَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِيْ بَكْرٍ، فَأَهَلَّتْ مِنْهُ بِعُمْرَةٍ، ثُمَّ قَدِمَتْ فَطَافَتْ وَسَعَتْ وَقَصَّرَتْ، وَذَبَحَ عَنْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ : ذَبَحَ عَنْهَا بَقَرَةً فَأَخْبَرَ عَبْدُ الْمَلِكِ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا بِقِصَّتِهَا بِطُوْلِهَا، وَأَنَّهَا إِنَّمَا أَحْرَمَتْ بِالْعُمْرَةِ فِيْ وَقْتٍ مَا كَانَ لَهَا أَنْ تَنْفِرَ بَعْدَ فَرَاغِهَا مِنَ الْحَجَّةِ وَالْعُمْرَةِ، وَأَنَّ الَّذِيْ ذُكِرَ أَنَّهُ يَكْفِيْهَا، هُوَ الْحَجُّ مِنَ الْحَجَّةِ وَالْعُمْرَةِ، لَا الطَّوَافُ. فَقَدْ بَطَلَ أَنْ يَكُوْنَ فِيْ حَدِيْثِ عَطَاءٍ هٰذَا حُجَّةٌ، فِيْ حُكْمِ طَوَافِ الْقَارِنِ كَيْفَ هُوَ. وَاحْتَجَّ مَنْ ذَهَبَ أَيْضًا فِي الْقَارِنِ أَنَّهُ يَطُوْفُ لِعُمْرَتِهِ وَحَجَّتِهِ طَوَافًا وَاحِدًا.

۳۸۳۹: عبدالملک نے عطاء سے انہوں نے عائشہ ؓ روایت کی ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گزارش کی کہ یارسول اللہ ﷺ آپ کی تمام ازواج حج وعمرہ دونوں کی سعادت سے بہرہ ور ہو کر لوٹیں گی مگر میں اس سے محروم رہوں گی تو اس کے جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا تم کوچ کرو تمہارے لئے حج ہی دونوں کی جگہ کافی ہے اس پر عائشہ ؓ نے اصرار کیا جیسا کہ حجاج راوی نے عطاء سے اپنی روایت میں الحت علی رسول اللہ ﷺ کے الفاظ ہیں تو آپ ﷺ نے ان کو مقام تنعیم سے احرام عمرہ باندھنے کا حکم فرمایا اور ان کے بھائی عبدالرحمن بن ابی بکر کو ان کے ساتھ بھیجا وہاں سے انہوں نے عمرہ کا احرام باندھا پھر انہوں نے آ کر طواف وسعی کی اور قصر کی۔ان کی طرف سے جناب رسول اللہ ﷺ نے دم شکر دیا۔عبدالملک کی روایت میں گائے ذبح کرنے کا ذکر ہے۔پس عبدالملک نے اپنی روایت میں حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے ان کا واقعہ تفصیل سے لکھا ہے۔ انہوں نے عمرہ کا احرام اس وقت باندھا جب کہ وہ حج وعمرہ سے فارغ ہو کر کوچ کرنے والی تھیں اور یہ بھی ذکر کیا گیا کہ ان کو یہی کافی ہے تو مطلب حج ہے جو حج وعمرہ کی طرف سے کافی تھا نہ کہ طواف۔پس روایت عطاء میں طواف قارن کے حکم سے متعلق اس سے استدلال باطل ہو گیا کہ اس کی کیفیت کیا تھی اور وہ لوگ جو حج وعمرہ کا ایک طواف مانتے ہیں انہوں نے اس روایت سے بھی استدلال کیا ہے۔

**تخریج** : بخاری فی الحج باب ۳٤، مسلم فی الحج ۱۲۸، مسند احمد ۱۲۲/٦۔

**حاصل روایات:** اس روایت سے ثابت ہوا کہ حج سے فراغت کے بعد یہ بات آپ نے فرمائی کہ تمہارا یہ حج تمہارے حج وعمرہ کی طرف سے کافی ہے اس سے طواف ہرگز مراد نہیں۔ پس قارن کے طواف کے سلسلہ میں اس کو دلیل بنانا باطل ہے۔

## فریق اوّل کی دلیل رابع:

قارن کے لئے ایک طواف اور ایک سعی پر اس روایت سے بھی استدلال کیا جاتا ہے۔

۳۸۴۰ : بِمَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ : ثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ قَالَ : ثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ : وَأَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ : (دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى عَائِشَةَ وَهِيَ تَبْكِي، فَقَالَ مَا لَكِ تَبْكِيْنَ . قَالَتْ : أَبْكِي لِأَنَّ النَّاسَ حَلُّوْا، وَلَمْ أَحْلِلْ، وَطَافُوْا بِالْبَيْتِ وَلَمْ أَطُفْ، وَهٰذَا الْحَجُّ قَدْ حَضَرَ كَمَا تَرٰى فَقَالَ هٰذَا أَمْرٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلٰى بَنَاتِ آدَمَ، فَاغْتَسِلِيْ وَأَهِلِّيْ بِالْحَجِّ، ثُمَّ حُجِّيْ، وَاقْضِيْ مَا يَقْضِي الْحَاجُّ، غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوْفِيْ بِالْبَيْتِ، وَلَا تُصَلِّيْ قَالَتْ : فَفَعَلْتُ ذٰلِكَ، فَلَمَّا طَهُرْتُ قَالَ طُوْفِيْ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، ثُمَّ قَدْ حَلَلْتِ مِنْ حَجِّكِ وَعُمْرَتِكِ . فَقُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ أَجِدُ فِيْ نَفْسِيْ مِنْ عُمْرَتِيْ أَنِّيْ لَمْ أَكُنْ طُفْتُ حَتّٰى حَجَجْتُ فَأَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ، فَأَعْمَرَهَا مِنَ التَّنْعِيْمِ) .

۳۸۴۰: ابوالزبیر نے جابر بن عبداللہؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ عائشہ ؓ کے پاس آئے تو وہ رو رہی تھیں آپ ﷺ نے فرمایا تم کیوں رو رہی ہو؟ کہنے لگیں میں اس لئے رو رہی ہوں کہ لوگوں نے احرام کھول دیئے اور میں نے احرام نہیں کھولا۔ انہوں نے بیت اللہ کا طواف کیا اور میں نے طواف نہیں کیا۔ اور یہ حج کا موقعہ سر پر ہے آپ ﷺ نے فرمایا یہ معاملہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے جو بناتِ آدم کو لازم ہے۔ تم غسل کر کے حج کا احرام باندھ لو۔ پھر حج کرو اور جو حجاج عمل انجام دیتے ہیں تم بھی کرتی رہو۔ بس کہ تم بیت اللہ کا طواف نہ کرنا اور نہ نماز پڑھنا۔ عائشہ صدیقہ ؓ کہتی ہیں میں نے اسی طرح کیا جب میں پاک ہوگئی تو آپ نے فرمایا تم بیت اللہ کا طواف اور سعی کرلو پھر تم اپنے حج وعمرہ سے حلال ہو چکی میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں اپنے دل میں اپنے عمرے کے متعلق تکلیف محسوس کرتی ہوں اس لئے کہ میں نے حج تک طواف نہ کیا تھا۔ (پھر آپ نے عبدالرحمٰن کو حکم فرمایا اس نے تنعیم کے مقام سے عمرہ کرایا۔

**تخریج** : بخاری فی الحیض باب ۱'۷' الحج باب ۸۱' مسلم فی الحج ۱۱۹ / ۱۲۰' ابو داؤد فی المناسك باب۲۳' نسائی فی الطهارة باب ۱۸۲' المناسك باب ۵۱' والحیض باب ۱' ابن ماجه فی المناسك باب ۳٦' دارمی فی المناسك باب ۳۱' مالك فی الحج ۲۲٤' مسند احمد ۳۹/٦' ۲۱۹' ۲۷۳۔

۳۸۴۱ : حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ : أَخْبَرَنِي اللَّيْثُ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ

اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِثْلَهُ. قَالُوْا : فَقَدْ أَمَرَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ مُحْرِمَةٌ بِالْعُمْرَةِ وَالْحَجَّةِ، أَنْ تَطُوْفَ بِالْبَيْتِ وَتَسْعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ تَحِلَّ .فَدَلَّ ذٰلِكَ عَلٰى أَنَّ حُكْمَ الْقَارِنِ فِيْ طَوَافِهِ لِحَجَّتِهِ وَعُمْرَتِهِ، هُوَ كَذٰلِكَ، وَأَنَّهُ طَوَافٌ وَاحِدٌ، لَا شَيْءَ عَلَيْهِ مِنَ الطَّوَافِ غَيْرُهُ. فَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ عَلٰى أَهْلِ هٰذِهِ الْمَقَالَةِ الْأُخْرٰى أَنَّ حَدِيْثَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا هٰذَا، قَدْ رُوِيَ عَلٰى غَيْرِ مَا ذَكَرْنَا ..

۳۸۴۱: ابوالزبیر رحمہ اللہ نے جابر بن عبداللہؓ سے روایت کی ہے انہوں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح روایت کی ہے۔انہوں نے کہا کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو حکم فرمایا جب کہ وہ عمرہ وحج کا احرام باندھے ہوئے تھیں کہ وہ بیت اللہ کا طواف اور صفاء مروہ کے مابین سعی کرے پھر حلال ہو'' پس اس سے یہ دلالت مل گئی کہ طواف میں قارن کا حکم حج وعمرہ دونوں کے لئے ہے اور وہ اسی طرح ایک طواف ہے۔اس طواف کے علاوہ اس پر اور کوئی چیز نہیں ہے۔اس قول کے قائلین کے خلاف دلیل یہ ہے کہ یہ روایت اس مذکورہ طریق کے علاوہ دوسرے انداز سے بھی روایت کی گئی ہے۔

**حاصل روایات:** جناب رسول اللہ ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو احرام کی حالت میں عمرے اور حج کا حکم دیا اور بیت اللہ کے طواف وسعی کرنے کے بعد حلال ہونے کا حکم فرمایا اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ قارن کو اپنے حج وعمرہ کی طرف سے ایک طواف وسعی کافی ہے دوسرا کوئی طواف اس کے ذمہ نہیں ہے۔

## الجواب:

اس روایت کو دوسری اسناد سے اس طرح بیان کیا گیا ہے تا کہ اس سند کی کمزوری ظاہر ہو جاوے۔ روایت عروہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا۔

۳۸۴۲ : حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَا : ثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ، قَالَ : أَخْبَرَنِيْ ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ : أَخْبَرَنِيْ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ عُرْوَةَ، (عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ : أَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ شَاءَ أَنْ يُهِلَّ بِالْحَجِّ، وَمَنْ شَاءَ فَلْيُهْلِلْ بِالْعُمْرَةِ .قَالَتْ كُنْتُ مِمَّنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ، فَحِضْتُ، وَدَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَنِيْ أَنْ أَنْقُضَ رَأْسِيْ، وَأَمْتَشِطَ، وَأَدَعَ عُمْرَتِيْ) .

۳۸۴۲: عروہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا کہ جو چاہے حج کا احرام باندھے اور جو چاہے عمرے کا احرام باندھے۔عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں ان میں سے تھی جنہوں نے عمرے کا احرام باندھا۔مگر مجھے حیض شروع ہوا اور جناب نبی اکرم ﷺ میرے ہاں تشریف لائے اور مجھے حکم فرمایا کہ اپنا سر

کھول لوں اور کنگھی کروں اور اپنے عمرے کو چھوڑ دوں۔

**تخریج** : مسلم فی الحج ۱۱۵۔

۳۸۴۳ :حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ' قَالَ : ثَنَا يُوسُفُ بْنُ عَدِيٍّ' قَالَ : ثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ' عَنْ إِسْرَائِيلَ' عَنْ زَيْدِ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ عِكْرَمَةَ' عَنْ عَائِشَةَ' مِثْلَهُ .

۳۸۴۳: عکرمہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اسی طرح روایت کی ہے۔

۳۸۴۴ :حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ' قَالَ : ثَنَا يُوسُفُ بْنُ عَدِيٍّ' قَالَ : ثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ' عَنْ نَافِعٍ' عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ' مِثْلَهُ .فَفِي هٰذَا الْحَدِيثِ' أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهَا - حِينَ حَاضَتْ - أَنْ تَدَعَ عُمْرَتَهَا' وَذٰلِكَ قَبْلَ طَوَافِهَا لَهَا .فَكَيْفَ يَكُونُ طَوَافُهَا فِي حَجَّتِهَا الَّتِي أَحْرَمَتْ بِهَا بَعْدَ ذٰلِكَ' يُجْزِءُ عَنْهَا مِنْ حَجَّتِهَا تِلْكَ' وَمِنْ عُمْرَتِهَا الَّتِي قَدْ رَفَضَتْهَا ؟ هٰذَا مُحَالٌ .وَقَدْ رَوَى الْأَسْوَدُ عَنْهَا فِي ذٰلِكَ أَيْضًا.

۳۸۴۴: ابن ابی ملیکہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔اس روایت میں یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حیض آنے پر اسے حکم دیا کہ وہ اپنا عمرہ چھوڑ دے اور یہ اس کے طواف سے پہلے کی بات ہے کس طرح ممکن ہے کہ وہ اس حج کا طواف پہلے کر لیں جس کا احرام بعد میں باندھا اور وہ طواف اس کے حج وعمرہ کی طرف سے کافی ہو جائے جس عمرہ کو اس نے مجبوراً چھوڑ دیا۔ یہ ناممکن بات ہے۔اس روایت میں یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو حکم فرمایا جب کہ ان کو ایام حیض پیش آ گئے کہ وہ عمرہ کو ترک کر دے اور یہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے طواف سے پہلے کی بات ہے۔پس کس طرح ان کا وہ طواف جو انہوں نے حج کے لئے کرنا تھا اور اس کا احرام بعد میں باندھا وہ اس حج کے طواف اور اس عمرہ کے طواف کی جگہ کام دے گا جس عمرہ کو انہوں نے فسخ کر دیا۔ یہ بات ناممکن ہے اور اسود رحمہ اللہ نے بھی ان سے اس سلسلہ میں روایت نقل کی ہے۔روایت اسودؒ ذیل میں ہے۔

۳۸۴۵ :مَا حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ' قَالَ : ثَنَا أَسَدٌ' قَالَ : ثَنَا أَبُو عَوَانَةَ' عَنْ مَنْصُورٍ' عَنْ إِبْرَاهِيمَ' عَنِ الْأَسْوَدِ' عَنْ (عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا وَلَا نُرَى إِلَّا أَنَّهُ الْحَجُّ' فَلَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ' طَافَ وَلَمْ يَحِلَّ' كَانَ مَعَهُ الْهَدْيُ' فَطَافَ مَنْ مَعَهُ مِنْ نِسَائِهِ وَأَصْحَابِهِ' فَحَلَّ مِنْهُمْ مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ الْهَدْيُ .قَالَ : وَحَاضَتْ هِيَ قَالَتْ فَقَضَيْنَا مَنَاسِكَنَا مِنْ حَجَّتِنَا' فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ الْحَصْبَةِ لَيْلَةُ النَّفْرِ' قُلْتُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَيَرْجِعُ أَصْحَابُكَ بِحَجٍّ وَعُمْرَةٍ' وَأَرْجِعُ أَنَا بِحَجٍّ ؟ .قَالَ أَمَا كُنْتُ طُفْتُ بِالْبَيْتِ لَيَالِيَ قَدِمْنَا ؟ قَالَتْ : قُلْتُ لَا قَالَ انْطَلِقِي مَعَ أَخِيكِ إِلَى التَّنْعِيمِ' فَأَهِلِّي

بِعُمْرَةٍ، ثُمَّ مَوْعِدُكِ مَكَانُ كَذَا وَكَذَا) . فَفِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ مَا يَدُلُّ عَلٰى أَنَّهَا قَدْ كَانَتْ خَرَجَتْ مِنْ عُمْرَتِهَا الَّتِيْ صَارَتْ، مَكَانَ حَجَّتِهَا بِفَسْخِ الْحَجِّ بِحَيْضَتِهَا إِلٰى عَرَفَةَ، قَبْلَ طَوَافِهَا لَهَا ,لِأَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا "أَمَا كُنْتُ طُفْتُ لَيَالِيَ قَدِمْنَا ؟ "أَيْ : لَوْ كُنْتُ طُفْتُ، كَانَتْ قَدْ تَمَّتْ لَكِ عُمْرَتُكِ مَعَ حَجَّتِكِ الَّتِيْ قَدْ فَرَغْتُ مِنْهَا .فَلَمَّا أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا لَمْ تَكُنْ طَافَتْ لَيَالِيَ قَدِمُوْا، جَعَلَهَا -بِمَا فَعَلَتْ بَعْدَ ذٰلِكَ لِحَجِّهَا، مِنْ وُقُوْفِهَا بِعَرَفَةَ، أَوْ تَوَجُّهِهَا إِلَيْهَا - خَارِجَةً مِنْ عُمْرَتِهَا فَأَمَرَهَا أَنْ تَعْتَمِرَ أُخْرَىٰ مَكَانَهَا مِنَ التَّنْعِيمِ .فَكَيْفَ يَجُوْزُ لِقَائِلٍ أَنْ يَقُوْلَ إِنَّ طَوَافَهَا بِالْبَيْتِ لِحَجَّةٍ هِيَ فِيْهَا، يَكُوْنُ لِتِلْكَ الْحَجَّةِ، وَلِعُمْرَةٍ أُخْرَىٰ قَدْ خَرَجَتْ مِنْهَا قَبْلَ ذٰلِكَ ؟ هٰذَا عِنْدَنَا مُحَالٌ .وَقَدْ رَوَى الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فِيْ ذٰلِكَ، مَا

۳۸۴۵: اسود نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ ہم مدینہ منورہ سے نکلے اور ہمارا خیال فقط حج ہی کا تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ تشریف لائے اور طواف کر کے حلال نہ ہوئے آپ کے پاس ہدی تھی پس آپ کے ساتھ ازواج اور اصحاب نے طواف کیا۔ وہ حلال ہو گئے جن کے پاس ہدی نہیں تھی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حیض کے ایام شروع ہوئے پس ہم نے اپنے حج کے احکام ادا کئے جب ایام تشریق کے بعد والی رات آئی (لیلۃ الحصبہ اس رات کو منیٰ سے واپسی پر محصب میں اترتے ہیں) تو میں نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ کے اصحاب تو حج وعمرہ کے ساتھ واپس جائیں اور میں فقط حج کے ساتھ لوٹ جاؤں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا تم نے ان راتوں میں طواف نہیں کیا جب ہم مکہ آئے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے بھائی کے ساتھ تنعیم جاؤ اور عمرہ کا احرام باندھو پھر تم فلاں فلاں جگہ پہنچ جاؤ۔ یہ روایت اس بات پر دلالت کر رہی ہے۔ کہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنے عمرہ سے نکل گئیں جو فسخ حج کے سبب ان کے حج کی جگہ حیض کے پیش آنے کی بناء پر آیا تھا اس لئے کہ وہ اس عمرے کا طواف کیے بغیر عرفات کی طرف گئیں۔ کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا کہ تو اس عمرے سے فارغ ہو گئی ہے جب کہ اس نے اطلاع دی کہ میں نے مکہ پہنچنے کی راتوں میں طواف نہیں کیا تھا آپ نے ان کے ان افعال کو جو حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنے حج کے لئے کیے مثلاً وقوف عرفات یا اس کی طرف روانہ ہونا وغیرہ ان کو عمرہ سے نکالنے والا قرار دیا۔ اسی وجہ سے آپ نے ان کو حکم دیا کہ وہ اس کی جگہ مقام تنعیم سے احرام عمرہ باندھے۔ اب اس قائل کو کس طرح یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ یہ کہے کہ ان کا طواف حج کے لئے تھا۔ اور وہ اس بعد والے حج اور دوسرے عمرے کے لئے کافی ہو جائے گا حالانکہ وہ اس عمرے سے تو وہ پہلے نکل چکیں۔ ہمارے ہاں یہ بات ناممکن ہے اور قاسم بن محمد نے بھی اس سلسلہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔ ذیل میں ملاحظہ ہو۔

**تخریج** : بخاری فی الحج باب ۳٤، مسلم فی الحج ۱۲۸، ابو داؤد فی المناسك باب ۲۳۔

**حاصل روایات:** یہ روایت دلالت کر رہی ہے کہ وہ اپنے اس عمرہ سے نکل گئی تھیں جو حج کے فسخ کے بعد انہوں نے باندھا تھا اور نکلنے کا سبب حیض تھا۔ حیض عرفات سے پہلے پیش آیا اور عمرہ کا طواف بھی ابھی نہ کیا تھا کیونکہ جناب رسول اللہ ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا: اما کنت طفت بالبیت لیالی قدمنا؟ یعنی اگر تو نے حیض سے قبل طواف کر لیا ہوتا تو تیرا عمرہ تیرے حج کے ساتھ پورا ہو جاتا جس سے تو فارغ ہو چکی۔

جب عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو اطلاع دی کہ ان راتوں میں میں نے طواف نہیں کیا تو حج کے لئے کیے جانے والے افعال وقوف عرفات وغیرہ کو عمرہ سے خارج قرار دیا اور تنعیم سے الگ عمرہ کرنے کا حکم دیا۔

اب اس کے باوجود پھر کسی کو کیا حق ہے کہ وہ یہ کہے کہ ان کا حج والا طواف حج کا بھی تھا اور اس عمرے کا بھی تھا جس کو حیض کی وجہ سے وہ فسخ کر چکی تھیں اور نکل چکی تھیں ہمارے ہاں تو یہ ناممکن بات ہے۔ عبدالرحمٰن بن قاسم عن ابیہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ملاحظہ ہو۔

۳۸۴۶ : مَا حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ (عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا نَذْكُرُ إِلَّا الْحَجَّ، فَلَمَّا جِئْنَا سَرِفَ طَمِثْتُ، فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَبْكِي فَقَالَ مَا يُبْكِيْكِ ؟ فَقُلْتُ : لَوَدِدْتُ أَنِّيْ لَمْ أَحُجَّ الْعَامَ، أَوْ لَمْ أَخْرُجِ الْعَامَ، قَالَ لَعَلَّكِ نُفِسْتِ ؟ .قُلْتُ : نَعَمْ، قَالَ فَإِنَّ هٰذَا أَمْرٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى بَنَاتِ آدَمَ، فَافْعَلِيْ مَا يَفْعَلُ الْحُجَّاجُ، غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوْفِيْ بِالْبَيْتِ .قَالَتْ : فَلَمَّا جِئْنَا مَكَّةَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهِ اجْعَلُوْهَا عُمْرَةً فَحَلَّ النَّاسُ إِلَّا مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ فَكَانَ الْهَدْيُ مَعَهُ، وَمَعَ أَبِيْ بَكْرٍ، وَعُمَرَ، وَعُثْمَانَ، وَذِي الْيَسَارَةِ، ثُمَّ أَهَلُّوْا بِالْحَجِّ .فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ، طَهُرْتُ، فَأَرْسَلَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَفَضْتُ فَأَتَى بِلَحْمِ بَقَرٍ، فَقُلْتُ مَا هٰذَا ؟ فَقَالُوْا : أَهْدَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نِسَائِهِ الْبَقَرَ، حَتّٰى إِذَا كَانَتْ لَيْلَةُ الْحَصْبَةِ قُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَرْجِعُ النَّاسُ بِحَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ وَأَرْجِعُ بِحَجَّةٍ، فَأَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِيْ بَكْرٍ فَأَرْدَفَنِيْ خَلْفَهُ، فَإِنِّيْ أَذْكُرُ أَنِّيْ كُنْتُ أَنْعَسُ، فَيَضْرِبُ وَجْهِيْ مُؤْخِرَةَ الرَّحْلِ، حَتّٰى جِئْنَا التَّنْعِيْمَ فَأَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ، جَزَاءَ عُمْرَةِ النَّاسِ الَّتِي اعْتَمَرُوْا بِهَا) فَهٰذَا مِثْلُ الْحَدِيْثِ الَّذِيْ قَبْلَهُ، وَقَدْ رَوَاهُ عُرْوَةُ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَبْيَنَ مِنْ ذٰلِكَ .

۳۸۴۶: عبدالرحمٰن بن قاسم نے اپنے والد سے انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ ہم جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے اور ہم حج ہی کا تذکرہ کرنے والے تھے جب ہم مقام سرف میں پہنچے تو مجھے حیض آنے لگا

پس جناب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو میں رو رہی تھی۔ آپ نے پوچھا کیوں روتی ہو میں نے کہا میں تو خواہش رکھتی ہوں کاش کہ میں اس سال حج نہ کرتی یا اس سال حج کے لئے نہ نکلتی آپ نے فرمایا شاید تمہیں ایام آ گئے؟ میں نے کہا جی ہاں۔ فرمایا یہ بات اللہ تعالیٰ کی طرف سے بنات آدم کی مجبوری ہے۔ تم وہی کرو جو حجاج کرتے ہیں البتہ بیت اللہ کا طواف نہ کرنا عائشہ صدیقہ کہتی ہیں جب ہم مکہ پہنچ گئے تو جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کو فرمایا اس کو عمرہ بنا لو تو سب لوگوں نے احرام کھول دیا سوائے ان لوگوں کے جن کے ساتھ ہدی تھی اور آپ ﷺ کے ساتھ بھی ہدی کے جانور تھے اسی طرح ابو بکر و عمر عثمان رضی اللہ عنہم اور صاحب وسعت اصحاب رضی اللہ عنہم کے پاس بھی پھر انہوں نے حج کا احرام باندھا جب یوم نحر آیا میں نے غسل طہارت کیا تو جناب رسول اللہ ﷺ نے مجھے مکہ بھیجا میں نے طواف زیارت کیا تو گائے کا گوشت لایا گیا میں نے کہا یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں کی طرف سے گائے کی ہدی دی ہے جب واپسی کی رات آئی میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ لوگ حج و عمرہ کے ساتھ لوٹیں گے اور میں صرف حج کے ساتھ لوٹوں گی تو آپ ﷺ نے عبدالرحمن بن ابی بکرؓ کو حکم فرمایا انہوں نے مجھے اپنے پیچھے بٹھایا مجھے اچھی طرح یاد پڑتا ہے کہ میں سانس لیتی تو وہ میرا چہرہ کجاوے کی پچھلی جانب مارتے۔ (مراد تیز رفتاری سے سواری کو چلانا ہے) یہاں تک کہ ہم تنعیم میں آئے پس میں نے عمرے کا احرام باندھا یہ اس عمرے کی جگہ تھا جو لوگوں نے عمرہ کیا تھا یہ روایت پہلی روایت کی طرح ہے۔

**تخریج** : بخاری فی الحیض باب۷، مسلم فی الحج ۱۲۰، دارمی فی المناسک باب۸۲، مسند احمد ۲۷۳/۶۔

عروہ نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت اور زیادہ وضاحت سے بیان کی ہے۔ روایت عروہ یہ ہے۔

۳۸۴۷ : حَدَّثَنَا رَبِيْعُ الْمُؤَذِّنُ، قَالَ : ثَنَا أَسَدٌ، قَالَ : ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ (عَائِشَةَ قَالَتْ : خَرَجْنَا مُوَافِيْنَ لِلْهِلَالِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ شَاءَ أَنْ يُهِلَّ بِالْحَجِّ، فَلْيُهْلِلْ، وَمَنْ شَاءَ أَنْ يُهِلَّ بِالْعُمْرَةِ، فَلْيُهْلِلْ، فَأَمَّا أَنَا فَإِنِّيْ أُهِلُّ بِالْحَجِّ، لِأَنَّ مَعِي الْهَدْيَ .قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِالْحَجِّ، وَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ، وَأَمَّا أَنَا فَإِنِّيْ أَهْلَلْتُ بِالْعُمْرَةِ، فَوَافَانِيْ يَوْمُ عَرَفَةَ وَأَنَا حَائِضٌ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعِيْ عَنْكَ عُمْرَتَكِ، وَانْقُضِي شَعْرَكِ، وَامْتَشِطِيْ، ثُمَّ لَبِّيْ بِالْحَجِّ فَلَبَّيْتُ بِالْحَجِّ .فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ الْحَصْبَةِ وَطَهُرْتُ، أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِيْ بَكْرٍ، فَذَهَبَ بِيْ إِلَى التَّنْعِيْمِ، فَلَبَّيْتُ بِالْعُمْرَةِ) ، قَضَاءً لِعُمْرَتِهَا .فَبَيَّنَتْ عَائِشَةُ أَنَّ حَجَّتَهَا كَانَتْ مَفْصُوْلَةً مِنْ عُمْرَتِهَا، قَدْ كَانَتْ فِيْمَا بَيْنَهُمَا، نَقَضَتْ شَعْرَهَا وَامْتَشَطَتْ .فَكَيْفَ يَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ طَوَافُهَا لِحَجَّتِهَا، الَّتِيْ بَيْنَهَا وَبَيْنَ عُمْرَتِهَا مَا ذَكَرْنَا مِنَ الْإِحْلَالِ يُجْزِءُ عَنْهَا لِعُمْرَتِهَا وَلِحَجَّتِهَا ؟ هٰذَا

مُحَالٌ، وَهُوَ أَوْلَى مِنْ حَدِيثِ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، لِأَنَّ ذٰلِكَ إِنَّمَا أَخْبَرَ فِيهِ جَابِرٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِقِصَّةِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، وَأَنَّهَا لَمْ تَكُنْ حَلَّتْ بَيْنَ عُمْرَتِهَا وَحَجَّتِهَا، وَأَخْبَرَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فِي هٰذَا بِأَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاهَا قَبْلَ دُخُولِهَا فِي حَجَّتِهَا، أَنْ تَدَعَ عُمْرَتَهَا، وَأَنْ تَفْعَلَ مَا يَفْعَلُ الْحَلَالُ، بِمَا ذَكَرَتْ فِي حَدِيثِهَا .وَدَلَّ ذٰلِكَ أَيْضًا عَلٰى أَنَّ حَدِيثَ عَطَاءٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، كَمَا رَوَاهُ عَنْهُ الْحَجَّاجُ، وَعَبْدُ الْمَلِكِ، لَا كَمَا رَوَاهُ عَنْهُ ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ .وَاحْتَجَّ أَيْضًا الَّذِينَ قَالُوا : يَطُوفُ الْقَارِنُ لِحَجَّتِهِ وَعُمْرَتِهِ طَوَافًا وَاحِدًا.

۳۸۴۷: ہشام بن عروہ نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا کہ ہم چاند کی تاریخ کے مطابق نکلے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا جو چاہے حج کا احرام باندھے اور جو چاہے عمرہ کا احرام باندھے باقی میں تو حج کا احرام باندھوں گا اس لئے کہ میرے ساتھ ہدی ہے عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ہم میں سے بعض لوگوں نے حج کا احرام باندھا اور بعض نے عمرے کا اور میں نے عمرے کا احرام باندھا۔مگر عرفہ کے دنوں میں مجھے حیض آنے لگا۔تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنے عمرہ کو ترک کر دو اور اپنے بالوں کو کھول ڈالو۔اور کنگھی کر لو پھر حج کا تلبیہ کہو پس میں نے حج کا تلبیہ کہا۔جب منیٰ سے واپسی کی رات آئی اور میں حیض سے پاک ہوگئی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا وہ مجھے تنعیم لائے پس میں نے عمرہ کا تلبیہ اپنے عمرے کی قضا کے لئے کہا۔پس حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان کر دیا کہ میرا حج عمرہ سے الگ تھا اور ان دونوں کے مابین انہوں نے اپنے بالوں کو کنگھی کی اور کھولا۔تو اب آپ ہی فرمائیں کہ یہ کس طرح جائز ہے کہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کا طواف ان کے حج کے لئے تھا وہ حج جو کہ اس حج اور ان کے عمرے کے مابین تھا کہ وہ طواف ان کے حج وعمرہ دونوں کے لیے کافی ہو یہ بالکل ناممکن ہے اور یہ روایت ابوالزبیر کی روایت سے اولیٰ ہے جو انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کیونکہ اس میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے صرف حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ ذکر کیا ہے اور عمرہ اور حج کے مابین احرام کھولنے کا تذکرہ نہیں ہے۔جب کہ اس روایت میں حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حج شروع کرنے سے قبل ترک عمرہ اور احرام سے خارج لوگوں والے افعال کا حکم فرمایا اور میں نے اسی طرح کیا جیسا کہ روایت میں مذکور ہے اور اس سے یہ دلالت میسر آ گئی کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عطا والی روایت تو حجاج وعبدالملک والی روایت کی طرح ہے ابن ابی نجیح کی طرح نہیں۔جو لوگ قارن کے لئے حج وعمرہ کا ایک ہی طواف مانتے ہیں ان کی مستدل روایت ذیل میں ہے۔

**تخریج** : مسلم فی الحج ۱۱۵، ابو داؤد فی المناسک باب۲۳، نسائی فی المناسك باب۴۸، مسند احمد ۱۹۱/۶۔

**حاصل روایات:** اس روایت میں جناب عائشہ رضی اللہ عنہا نے واضح کیا ہے کہ میں نے عمرے سے علیحدگی اختیار کر لی تھی اور حج اور سابقہ

احرام عمرہ کے درمیان بالوں کو کھول کر کنگھی بھی کی تھی۔

پھر کیسے کہا جاسکتا ہے کہ ان کا یہ طواف حج کے لئے تھا جس کے اور عمرے کے درمیان بالکل بال کھول کر کنگھی کرنے کا بھی معاملہ ہوا ہے کیا یہ طواف ان کے حج وعمرہ دونوں کے لئے کفایت کرسکتا ہے؟ یہ ناممکن بات ہے یہ ابوالزبیر عن جابر رضی اللہ عنہ کی روایت سے اولیٰ ہے اس لئے کہ اس میں جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ وہ اپنے عمرہ اور حج کے درمیان حلال نہیں ہوئیں اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس روایت میں اطلاع دی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اس کو حج میں داخلے سے پہلے اپنے سابقہ عمرہ کو چھوڑنے کا حکم فرمایا تھا اور ان افعال کا حکم فرمایا جو حلال کرتا ہے اس سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچی کہ روایت عائشہ رضی اللہ عنہا وہ درست ہے جس کو حجاج وعبدالملک نے عطاء عن عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کیا ہے نہ کہ وہ جس کو ابو نجیح نے بیان کیا اب حاصل یہ ہوا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا طواف حج فسخ شدہ عمرہ کی طرف سے کفایت کرنے والا نہیں کیونکہ عمرہ حج سے بالکل الگ ہے پس اس روایت سے استدلال درست نہیں۔

فریق اوّل کی دلیل خامس: اس روایت سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ حج قران کرنے والے کو ایک طواف وسعی کافی ہے۔

۳۸۴۸: بِمَا حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدٍ، قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَازِمٍ، قَالَ : ثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ أَرْطَاةَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ (أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَنَ بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ، فَطَافَ لَهُمَا طَوَافًا وَاحِدًا) . قِيلَ لَهُمْ : مَا أَعْجَبَ هٰذَا، إِنَّكُمْ تَحْتَجُّونَ بِمِثْلِ هٰذَا، وَقَدْ رَوَيْتُمْ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرٍ (أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْرَدَ الْحَجَّ) . (وَعَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ وَالْأَوْزَاعِيِّ، وَعَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، وَقَيْسِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُمْ قَدِمُوا صَبِيحَةَ رَابِعَةٍ مُهِلِّينَ بِالْحَجِّ، فَأَمَرَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَجْعَلُوهَا عُمْرَةً، وَهُوَ عَلَى الصَّفَا فِي آخِرِ طَوَافٍ) ، فَكَيْفَ تَقْبَلُونَ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَتَدَّعُونَ مِثْلَ هٰذَا ؟ فَإِنِ احْتَجُّوا فِي ذٰلِكَ.

۳۸۴۸: ابوالزبیر رضی اللہ عنہ نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج وعمرہ میں قران کیا اور ان کے لئے ایک طواف کیا۔ ان کے جواب میں کہا جائے گا۔ نہایت عجیب بات ہے کہ تم اس جیسی روایت سے استدلال کرتے ہو۔ حالانکہ تم جعفر کی سند سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ذکر کر چکے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج افراد کیا اور ابن جریج اور اوزاعی اور عمرو بن دینار اور قیس بن سعد کی جابر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ذکر کر چکے کہ وہ چوتھی صبح کو حج کا احرام باندھے ہوئے آئے تو جناب رسول اللہ نے اسے عمرہ بنانے کا حکم دیا اس وقت آپ صفا پر طواف کے آخری چکر میں تھے'' تم اس جیسی روایت کس طرح قبول کرتے ہو اور اس جیسا دعویٰ کر رہے ہو۔ فریق اوّل سے اس روایت کو بھی فریق ثانی کے خلاف دلیل میں پیش کیا۔

**تخریج** : ترمذی فی الحج باب ۱۰۲۔

ج: عجیب بات ہے کہ تم اس قسم کی روایت سے استدلال کرتے ہو حالانکہ تم جعفر بن محمد عن جابر رضی اللہ عنہ روایت کر چکے ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج میں افراد کیا۔

نمبر ۲: ابن جریج واوزاعی' عمرو بن دینار کی روایت سے جواب ابن جریج' اوزاعی' عمرو بن دینار' قیس بن سعدان سب نے عطاء عن جابر رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ ہم چار ذی الحجہ کو حج کا تلبیہ کہتے ہوئے مکہ پہنچے ہمیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کو عمرہ بنا لینے کا حکم فرمایا اور یہ اس وقت فرمایا جب آپ صفا پر اپنا آخری چکر مکمل فرما رہے تھے۔آپ ابوالزبیر کی روایت ان اساطین علم کے مقابلے میں قبول کر رہے ہیں۔دلیل میں تعارض کی وجہ سے استدلال درست نہیں۔

## ایک اور اشکال: یہ روایت فریق ثانی کے خلاف ہے:

۳۸۴۹ :بِمَا حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ سِنَانٍ' قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ' قَالَ : ثَنَا رَبَاحُ بْنُ أَبِيْ مَعْرُوْفٍ' عَنْ عَطَاءٍ' عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَزِيْدُوْا عَلٰى طَوَافٍ وَاحِدٍ .قِيْلَ لَهُمْ : إِنَّمَا يَعْنِيْ جَابِرٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِهٰذَا الطَّوَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ' وَقَدْ بَيَّنَ ذٰلِكَ عَنْهُ أَبُو الزُّبَيْرِ .

۳۸۴۹: عطاء نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ایک طواف سے زیادہ طواف نہ کرتے تھے۔اس کے جواب میں یہ کہا جائے گا۔اس طواف سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی مراد صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا ہے۔ اور یہ بات ان سے ابوالزبیرؒ نے بیان کی ہے۔روایت ذیل میں ہے۔

ج: ابوالزبیر کی روایت خود اس کی وضاحت کے لئے کافی ہے کہ اس سے مراد صفا مروہ کے مابین سعی مراد ہے۔ملاحظہ ہو۔

۳۸۵۰ : حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ' قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ' عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ' عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ' سَمِعَ جَابِرًا يَقُوْلُ (لَمْ يَطُفِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا أَصْحَابُهُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ إِلَّا طَوَافًا وَاحِدًا) .وَإِنَّمَا أَرَادَ جَابِرًا بِهٰذَا' أَنْ يُخْبِرَهُمْ أَنَّ السَّعْيَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ' لَا يُفْعَلُ فِيْ طَوَافِ يَوْمِ النَّحْرِ' وَلَا فِيْ طَوَافِ الصَّدْرِ' كَمَا يُفْعَلُ فِيْ طَوَافِ الْقُدُوْمِ .وَلَيْسَ فِيْ شَيْءٍ مِنْ هٰذَا' دَلِيْلٌ عَلٰى أَنَّ مَا عَلَى الْقَارِنِ مِنَ الطَّوَافِ لِعُمْرَتِهِ وَحَجَّتِهِ' هُوَ طَوَافٌ وَاحِدٌ' أَوْ طَوَافَانِ .فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ : فَقَدْ صَحَّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مِنْ قَوْلِهِ فِي الْقَارِنِ' أَنَّهُ يَطُوْفُ لِعُمْرَتِهِ وَحَجَّتِهِ طَوَافًا وَاحِدًا' فَإِلٰى قَوْلِ مَنْ تُخَالِفُوْنَ قَوْلَهُ فِيْ ذٰلِكَ ؟ قِيْلَ لَهُ : إِلٰى قَوْلِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ' وَعَبْدِ اللّٰهِ .

۳۸۵۰: ابوالزبیر رضی اللہ عنہ نے جابر بن عبداللہؓ سے سنا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے صفا و مروہ کے درمیان ایک طواف کیا ہے۔اس سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ ہے کہ ان کو بتلانا چاہتے ہیں صفا و مروہ کی سعی یوم نحر کے طواف میں نہیں کی جاتی اور نہ طواف صدر میں کی جاتی ہے۔جیسا طواف قدوم میں کی جاتی ہے مگر اس

روایت کے کسی حصہ میں یہ ثبوت نہیں ہے کہ قارن پر اس کے حج وعمرہ کا ایک طواف ہے یا دو طواف ہیں۔ اگر کوئی معترض یہ کہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے قارن کے متعلق صحیح روایت میں ثابت ہے کہ وہ اپنے حج وعمرہ میں ایک طواف کرتے تھے۔ تو اس سلسلہ میں ان کا قول ترک کر کے ان کے خلاف کس کا قول لیتے ہو۔ تو ان کو جواب میں کہا جائے گا۔ ہم ان کا قول چھوڑ کر حضرت علی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول کو اختیار کرتے ہیں۔ جو کہ ذیل میں مذکور ہے۔

**حاصل روایات:** اس روایت سے جابر رضی اللہ عنہ یہ خبر دینا چاہتے ہیں کہ صفا ومروہ کے درمیان سعی یوم نحر والے طواف میں نہیں کی جاتی اور نہ طواف صدر میں کی جاتی ہے جیسا کہ طواف قدوم میں کی جاتی ہے۔

پس اس روایت میں اس بات کی کوئی دلیل نہیں کہ قارن پر اس کے حج وعمرہ کا ایک طواف یا دو طواف لازم ہیں۔ پس یہ اشکال بھی بے حقیقت ہے۔

اشکال دوم: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ قارن اپنے حج قران میں ایک طواف کرے گا اس میں ان کے قول کو کس کے مخالف قرار دو گے۔

**ج**: حج قران میں دو طواف اور دو سعی کے لئے ہم حضرت علی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول کو اختیار کریں گے چنانچہ قول علیؓ ملاحظہ ہو۔

۳۸۵۱ : حَدَّثَنَا يُوْنُسُ، قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، أَوْ مَالِكِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ أَبِيْ نَصْرٍ، قَالَ : أَهْلَلْتُ بِالْحَجِّ، فَأَدْرَكْتُ عَلِيًّا فَقُلْتُ لَهُ : إِنِّيْ أَهْلَلْتُ بِالْحَجِّ، أَفَأَسْتَطِيْعُ أَنْ أُضِيْفَ إِلَيْهِ عُمْرَةً .قَالَ (لَا، لَوْ كُنْتُ أَهْلَلْتُ بِالْعُمْرَةِ، ثُمَّ أَرَدْتُ أَنْ تَضُمَّ إِلَيْهَا الْحَجَّ، ضَمَمْتُهُ). قَالَ : قُلْتُ، كَيْفَ أَصْنَعُ إِذَا أَرَدْتُ ذٰلِكَ ؟ قَالَ : تَصُبُّ عَلَيْكَ إِدَاوَةً مِنْ مَاءٍ، ثُمَّ تُحْرِمُ بِهِمَا جَمِيْعًا، وَتَطُوْفُ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا طَوَافًا .

۳۸۵۱: ابو نصر کہتے ہیں کہ میں نے حج کا احرام باندھنے کا ارادہ کیا میری حضرت علیؓ سے ملاقات ہوگئی میں نے ان سے مسئلہ دریافت کیا۔ کیا میں اس کے ساتھ عمرہ کو ملا سکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ ہاں اگر تو نے عمرے کا احرام باندھا ہوتا پھر تم حج کا ارادہ کر لیتے تو یہ ملانا جائز تھا۔ میں نے پوچھا۔ اگر میرا یہ ارادہ بن جائے تو میں کس طرح ادا کروں؟ آپ نے فرمایا۔ اپنے اوپر پانی کا لوٹا بہا کر غسل کر لو پھر دونوں کا اکٹھا احرام باندھ لو اور ان میں سے ہر ایک کے لئے ایک ایک طواف کرو۔

۳۸۵۲ : حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ : أَخْبَرَنِيْ مَنْصُوْرٌ، عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ أَبِيْ نَصْرٍ السُّلَمِيِّ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، مِثْلَهُ .قَالَ أَبُوْ دَاوُدَ، قَالَ مَنْصُوْرٌ، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِمُجَاهِدٍ، فَقَالَ : مَا كُنَّا نُفْتِي النَّاسَ إِلَّا بِطَوَافٍ وَاحِدٍ، فَأَمَّا الْآنَ، فَلَا .

۳۸۵۲: ابونصر سلمی نے حضرت علیؓ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔
ابوداؤد کہتے ہیں کہ منصور نے کہا میں نے اس روایت کا تذکرہ جابر ﷺ کے سامنے کیا تو فرمانے لگے ہم تو ایک طواف کا فتویٰ دیتے اب دو طواف کا فتویٰ دیا کریں گے۔

۳۸۵۳ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَجَّاجِ، قَالَ : ثَنَا الْخَصِيبُ، قَالَ : ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ عَطَاءٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ وَمَالِكِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أُذَيْنَةَ، قَالَ : سَأَلْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَذَكَرَ مِثْلَهُ .

۳۸۵۳: عبدالرحمٰن بن اُذینہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ سے سوال کیا تو انہوں نے اسی طرح روایت بیان کی۔

۳۸۵۴ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ ثَنَا حَجَّاجٌ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ .

۳۸۵۴: ابوعوانہ نے سلیمان سے انہوں نے پھر اپنی اسناد سے روایت اسی طرح نقل کی ہے۔

۳۸۵۵ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ ثَنَا حَجَّاجٌ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيْ نَصْرٍ، مِثْلَهُ .قَالَ مَنْصُوْرٌ : فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِمُجَاهِدٍ فَقَالَ : مَا كُنْتُ أُفْتِي النَّاسَ إِلَّا بِطَوَافٍ وَاحِدٍ، فَأَمَّا الْآنَ، فَلَا .

۳۸۵۵: ابوعوانہ نے منصور سے انہوں نے ابراہیم سے انہوں نے مالک سے انہوں نے ابونصر سے روایت اسی طرح نقل کی ہے۔
منصور کہتے ہیں میں نے مجاہد کو یہ بات بیان کی تو کہنے لگے میں تو لوگوں کو ایک طواف کا فتویٰ دیتا تھا اب میں وہ فتویٰ نہ دوں گا (یعنی اس سے رجوع کرتا ہوں)

۳۸۵۶ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ عِمْرَانَ، قَالَ : ثَنَا شُجَاعُ بْنُ مَخْلَدٍ .ح .

۳۸۵۶: ابوعمران نے شجاع بن مخلد سے روایت نقل کی ہے۔

۳۸۵۷ : وَحَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ : ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، قَالَا : ثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ مَنْصُوْرِ بْنِ زَاذَانَ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ زِيَادِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَعَبْدِ اللّٰهِ، قَالَا (الْقَارِنُ يَطُوْفُ طَوَافَيْنِ، وَيَسْعَى سَعْيَيْنِ) . فَهٰذَا عَلِيٌّ وَعَبْدُ اللّٰهِ، قَدْ ذَهَبَا فِيْ طَوَافِ الْقَارِنِ إِلَى خِلَافِ مَا ذَهَبَ إِلَيْهِ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا .وَأَمَّا وَجْهُ ذٰلِكَ مِنْ طَرِيْقِ النَّظَرِ، فَإِنَّا رَأَيْنَا الرَّجُلَ إِذَا أَحْرَمَ بِحَجَّةٍ، وَجَبَتْ عَلَيْهِ بِمَا فِيْهَا مِنَ الطَّوَافِ بِالْبَيْتِ، وَالسَّعْيِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ،

وَوَجَبَ عَلَيْهِ فِي انْتِهَاكِ مَا قَدْ حُرِّمَ عَلَيْهِ بِإِحْرَامِهِ بِهَا، مِنَ الْكَفَّارَاتِ، مَا يَجِبُ عَلَيْهِ فِي ذٰلِكَ .كَذٰلِكَ إِذَا أَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ، وَجَبَتْ عَلَيْهِ أَيْضًا بِمَا فِيهَا مِنَ الطَّوَافِ بِالْبَيْتِ وَالسَّعْيِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، وَوَجَبَ عَلَيْهِ فِي انْتِهَاكِ مَا حُرِّمَ عَلَيْهِ بِإِحْرَامِهِ بِهَا مِنَ الْكَفَّارَاتِ، مَا يَجِبُ عَلَيْهِ فِي ذٰلِكَ .وَكَانَ إِذَا جَمَعَهُمَا، فَكُلٌّ قَدْ أَجْمَعَ أَنَّهُ فِي حُرْمَتَيْنِ، حُرْمَةِ حَجٍّ، وَحُرْمَةِ عُمْرَةٍ .فَكَانَ يَجِيْءُ فِي النَّظَرِ أَنْ يَجِبَ عَلَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا، مِنَ الطَّوَافِ وَالسَّعْيِ، وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِنَ الْكَفَّارَاتِ، فِي انْتِهَاكِ الْحُرَمِ، الَّتِي حُرِّمَتْ عَلَيْهِ فِيهَا، مَا كَانَ يَجِبُ عَلَيْهِ لَهَا، لَوْ أَفْرَدَهَا .فَأُدْخِلَ عَلٰى هٰذَا الْقَوْلِ فَقِيْلَ : فَقَدْ رَأَيْنَا الْحَلَالَ يُصِيبُ الصَّيْدَ فِي الْحَرَمِ، فَيَجِبُ عَلَيْهِ الْجَزَاءُ، لِحُرْمَةِ الْحَرَمِ، وَرَأَيْنَا الْمُحْرِمَ يُصِيبُ صَيْدًا فِي الْحِلِّ، فَيَجِبُ عَلَيْهِ الْجَزَاءُ لِحُرْمَةِ الْحَرَامِ .وَرَأَيْنَا الْمُحْرِمَ إِذَا أَصَابَ صَيْدًا فِي الْحَرَمِ، وَجَبَ عَلَيْهِ جَزَاءٌ وَاحِدٌ، لِحُرْمَةِ الْإِحْرَامِ، وَدَخَلَ فِيهِ حُرْمَةُ الْجَزَاءِ، لِحُرْمَةِ الْحَرَمِ .وَهُوَ فِي وَقْتِ مَا أَصَابَ ذٰلِكَ الصَّيْدَ فِي حُرْمَتَيْنِ، فِي حُرْمَةِ إِحْرَامٍ، وَحُرْمَةِ حَرَمٍ، فَلِمَ يَجِبُ عَلَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنَ الْحُرْمَتَيْنِ، مَا كَانَ يَجِبُ عَلَيْهِ لَهَا لَوْ أَفْرَدَهَا .قَالُوْا : فَكَذٰلِكَ الْقَارِنُ، فِيمَا كَانَ يَجِبُ عَلَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْ عُمْرَتِهِ وَحَجَّتِهِ، لَوْ أَفْرَدَهَا، لَا يَجِبُ عَلَيْهِ فِي ذٰلِكَ لَمَّا جَمَعَهُمَا إِلَّا مِثْلُ مَا يَجِبُ عَلَيْهِ فِي أَحَدِهِمَا، وَيَدْخُلُ مَا كَانَ يَجِبُ عَلَيْهِ لِلْأُخْرَى، لَوْ كَانَتْ مُفْرَدَةً فِي ذٰلِكَ .قِيْلَ لَهُ : إِنَّكُمْ لَمْ تَقْطَعُوْا أَنَّ مَا يَجِبُ عَلَى الْمُحْرِمِ فِي قَتْلِهِ الصَّيْدَ فِي الْحَرَمِ، جَزَاءٌ وَاحِدٌ .وَقَدْ قَالَ أَبُوْ حَنِيْفَةَ، وَأَبُوْ يُوْسُفَ، وَمُحَمَّدٌ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ : إِنَّ الْقِيَاسَ كَانَ عِنْدَهُمْ فِي ذٰلِكَ، أَنَّهُ يَجِبُ عَلَيْهِ جَزَاءَانِ جَزَاءٌ لِحُرْمَةِ الْإِحْرَامِ، وَجَزَاءٌ لِحُرْمَةِ الْحَرَمِ، وَأَنَّهُمْ إِنَّمَا خَالَفُوْا ذٰلِكَ اسْتِحْسَانًا .وَلٰكِنَّا، لَا نَقُوْلُ فِي ذٰلِكَ، كَمَا قَالُوْا، بَلِ الْقِيَاسُ عِنْدَنَا فِي ذٰلِكَ، مَا ذَكَرُوْا أَنَّهُمْ اسْتَحْسَنُوْهُ .وَذٰلِكَ أَنَّا رَأَيْنَا الْأَصْلَ الْمُجْتَمَعَ عَلَيْهِ، أَنَّهُ يَجُوْزُ لِلرَّجُلِ أَنْ يَجْمَعَ بَيْنَ حَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ، وَلَا يَجْمَعَ بَيْنَ حَجَّتَيْنِ، وَلَا بَيْنَ عُمْرَتَيْنِ .فَكَانَ لَهُ أَنْ يَجْمَعَ بِإِحْرَامٍ وَاحِدٍ، بَيْنَ شَكْلَيْنِ مُخْتَلِفَيْنِ، فَيَدْخُلَ بِذٰلِكَ فِيهِمَا، وَلَا يَجْمَعَ بَيْنَ شَيْئَيْنِ مِنْ صِنْفٍ وَاحِدٍ .فَلَمَّا كَانَ مَا ذَكَرْنَا كَذٰلِكَ، كَانَ لَهُ أَنْ يَجْمَعَ أَيْضًا بِأَدَائِهِ جَزَاءً وَاحِدًا، مَا يَجِبُ عَلَيْهِ بِحُرْمَتَيْنِ مُخْتَلِفَتَيْنِ، وَحُرْمَةِ الْحَرَمِ، الَّتِي لَا يُجْزِءُ فِيهَا الصَّوْمُ، وَحُرْمَةِ الْإِحْرَامِ الَّتِي يُجْزِءُ فِيهَا الصَّوْمُ، وَيَكُوْنُ بِذٰلِكَ الْجَزَاءِ الْوَاحِدِ مُؤَدِّيًا، عَمَّا يَجِبُ عَلَيْهِ فِيهِمَا .فَلَمْ يَكُنْ لَهُ أَنْ يَجْمَعَ بِأَدَائِهِ جَزَاءً وَاحِدًا، عَمَّا يَجِبُ عَلَيْهِ فِي انْتِهَاكِ حُرْمَتَيْنِ مُؤْتَلِفَتَيْنِ مِنْ شَكْلٍ وَاحِدٍ، وَهُمَا حُرْمَةُ

الْعُمْرَةِ، وَحُرْمَةُ الْحَجِّ .كَمَا لَمْ يَكُنْ لَهُ أَنْ يَدْخُلَ بِإِحْرَامٍ وَاحِدٍ فِي حُرْمَةِ شَيْئَيْنِ مُؤْتَلِفَيْنِ .وَلَمَّا كَانَ مَا ذَكَرْنَا أَيْضًا كَذَلِكَ وَكَانَ الطَّوَافُ لِلْحَجَّةِ، وَالطَّوَافُ لِلْعُمْرَةِ، مِنْ شَكْلٍ وَاحِدٍ، لَمْ يَكُنْ بِطَوَافٍ وَاحِدٍ دَاخِلًا فِيهِمَا، وَلَمْ يَكُنْ ذَلِكَ الطَّوَافُ مُجْزِئًا عَنْهُمَا، وَاحْتَاجَ أَنْ يَدْخُلَ فِي كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا دُخُولًا عَلَى حِدَةٍ، قِيَاسًا وَنَظَرًا عَلَى مَا ذَكَرْنَا، مِمَّا يَجْمَعُهُ بِإِحْرَامٍ وَاحِدٍ، مِنَ الْحَجَّةِ وَالْعُمْرَةِ الْمُخْتَلِفَيْنِ، وَمِمَّا ذَكَرْنَا، مِمَّا لَا يَجْمَعُهُ مِنَ الْحَجَّتَيْنِ الْمُؤْتَلِفَتَيْنِ، وَالْعُمْرَتَيْنِ الْمُؤْتَلِفَتَيْنِ .فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ : فَقَدْ رَأَيْنَاهُ يَحِلُّ مِنْ حَجَّتِهِ وَعُمْرَتِهِ بِحَلْقٍ وَاحِدٍ، وَلَا يَكُونُ عَلَيْهِ غَيْرُ ذَلِكَ، فَكَذَلِكَ أَيْضًا يَطُوفُ لَهُمَا طَوَافًا وَاحِدًا، وَيَسْعَى لَهُمَا سَعْيًا وَاحِدًا، لَيْسَ عَلَيْهِ غَيْرُ ذَلِكَ .قِيلَ لَهُ : قَدْ رَأَيْنَاهُ يَحِلُّ بِحَلْقٍ وَاحِدٍ مِنْ إِحْرَامَيْنِ مُخْتَلِفَيْنِ، لَا يَجْزِيهِ فِيهِمَا إِلَّا طَوَافَانِ مُخْتَلِفَانِ .وَذَلِكَ أَنَّ رَجُلًا لَوْ أَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ، فَطَافَ لَهَا وَسَعَى، وَسَاقَ الْهَدْيَ، ثُمَّ حَجَّ مِنْ عَامِهِ، فَصَارَ بِذَلِكَ مُتَمَتِّعًا، أَنَّهُ كَانَ حُكْمُهُ يَوْمَ النَّحْرِ، أَنْ يَحْلِقَ حَلْقًا وَاحِدًا، فَيَحِلَّ بِذَلِكَ مِنْهُمَا جَمِيعًا .فَكَانَ يَحِلُّ بِحَلْقٍ وَاحِدٍ مِنْ إِحْرَامَيْنِ مُخْتَلِفَيْنِ، قَدْ كَانَ دَخَلَ فِيهِمَا دُخُولًا مُتَفَرِّقًا .وَلَمْ يَكُنْ مَا وَجَبَ مِنْ ذَلِكَ مِنْ حُكْمِ الْحَلْقِ، مُوجِبًا أَنَّ حُكْمَ الطَّوَافِ لَهُمَا كَانَ كَذَلِكَ، وَأَنَّهُ طَوَافٌ وَاحِدٌ، بَلْ هُوَ طَوَافَانِ .فَكَذَلِكَ مِمَّا ذَكَرْنَا مِنْ حَلْقِ الْقَارِنِ لِعُمْرَتِهِ وَحَجَّتِهِ حَلْقًا وَاحِدًا، لَا يَجِبُ بِهِ أَنْ يَكُونَ كَذَلِكَ لِحُكْمِ طَوَافِهِ لَهُمَا طَوَافًا وَاحِدًا .وَلَمَّا كَانَ قَدْ يَحِلُّ فِي الْإِحْرَامَيْنِ اللَّذَيْنِ قَدْ دَخَلَ فِيهِمَا دُخُولًا مُتَفَرِّقًا، بِحَلْقٍ وَاحِدٍ، كَانَ فِي الْإِحْرَامَيْنِ اللَّذَيْنِ قَدْ دَخَلَ فِيهِمَا دُخُولًا وَاحِدًا، أَحْرَى أَنْ يَحِلَّ مِنْهُمَا كَذَلِكَ .فَهَذَا هُوَ النَّظَرُ فِي هَذَا الْبَابِ، عَلَى مَا رُوِيَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَعَبْدِ اللَّهِ، مِنْ وُجُوبِ الطَّوَافِ لِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنَ الْعُمْرَةِ وَالْحَجَّةِ، وَعَلَى مَا ذَكَرْنَا مِنَ النَّظَرِ عَلَى ذَلِكَ، مِنْ وُجُوبِ الْجَزَاءِ لِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا فِي انْتِهَاكِ حُرْمَتِهِمَا .وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ، وَأَبِي يُوسُفَ، وَمُحَمَّدٍ، رَحِمَهُمُ اللَّهُ تَعَالَى .

۳۸۵۷: زیاد بن مالک نے علیؓ اور ابن مسعود سے روایت نقل کی ہے کہ قارن دو طواف اور دو سعی کرے گا۔ یہ حضرت علی وابن مسعود رضی اللہ عنہما ہیں جو قارن کے متعلق اس بات کے قائل ہیں کہ وہ دو طواف کرے گا اور دو سعی اس پر لازم ہوگی۔ بحث ونظر کے لحاظ سے اس کی صورت یہ ہوگی کہ ہم اس بات کو پاتے ہیں کہ جب اس نے اپنے حج کا احرام باندھا تو اس پر طواف بیت اللہ اور سعی صفا ومروہ واجب ہوگئی اور احرام کی وجہ سے جو چیزیں اس پر لازم ہوئی ہیں ان کی خلاف ورزی سے اس پر کفارات بھی لازم ہو گئے۔ جیسا کہ عمرے کا احرام باندھنے والے پر لازم ہوتے ہیں اور اس پر بیت اللہ کا طواف اور صفا مروہ کی سعی بھی لازم ہوگی اور احرام کی سبب حرمتی میں جو چیزیں لازم

آتی ہیں وہ کفارات اس پر لازم ہو گئے ہیں جو حج وعمرہ کرنے والے پر لازم ہوتے ہیں' اور جب اس نے دونوں کو جمع کر لیا تو سب کا اس پر اتفاق ہے کہ وہ دو احراموں میں ہے۔ ایک احرام حج اور دوسرا احرام عمرہ' اور قیاس ونظر تو یہی کہتے ہیں کہ اس پر ان میں سے ہر ایک کی وجہ سے طواف وسعی لازم ہو اور اسی طرح دیگر بے حرمتی کے کفارات نے اسے بچنا ضروری تھا اور اگر وہ حج افراد کرتا تو اس پر یہ لازم ہوتے۔ اس قول پر اعتراض کیا گیا ہے کہ ہم یہ بات پاتے ہیں کہ اگر غیر محرم حرم میں شکار کرے تو حرم کی بے حرمتی سے اس پر بدلہ لازم ہوتا ہے اور یہ بات بھی پاتے ہیں کہ محرم اگر حرم میں شکار کرے تو اس پر ایک جزاء احرام کی بے حرمتی کی وجہ سے لازم آتی ہے۔ تو احرام کی بے حرمتی اور حرم کی بے حرمتی میں ایک سزا لازم ہوتی ہے یہاں ہر حرمت کی وجہ سے اس پر دو سزائیں لازم نہ ہوں گی جوان کے الگ ہونے کی وجہ سے لازم ہوتی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ قارن کا بھی یہی حکم ہے۔ کہ اس کے مفرد حج پر جو چیز لازم آتی ہے دونوں کو جمع کرنے کی صورت میں بھی وہی واجب ہوگا جو ایک میں واجب ہوتا تھا اور وہ ایک دوسرے میں داخل ہو جائیں گے جیسا کہ اگر وہ مفرد ہونے کی صورت میں تھا۔ اس کے جواب میں یہ کہا جائے گا۔ کہ تم کیسے قطعی طور پر کہتے ہو کہ محرم کے حرم میں شکار کرنے پر ایک بدلہ لازم ہوتا ہے جب کہ امام ابوحنیفہ' ابو یوسف' محمد رحمہم اللہ نے فرمایا ہے۔ ان کے ہاں قیاس کا تقاضا یہی ہے کہ اس پر دو جزاء لازم ہوں ایک حرمت احرام کی وجہ سے اور دوسری حرمت حرم کی بناء پر مگر انہوں نے بطور استحسان اس کی مخالفت کی ہے۔ مگر ہم اس سلسلہ میں ان کی طرح نہیں کہتے۔ بلکہ ہمارے ہاں قیاس وہ ہے جس کو انہوں نے خلاف قیاس قرار دیا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ قاعدہ اتفاقی ہے کہ انسان کو حج وعمرہ کو اکٹھا کرنا درست ہے' مگر دو حج یا دو عمرے جمع نہیں کر سکتا۔ اس کے لئے یہ تو جائز ہے کہ ایک احرام میں دو مختلف شکلوں کو جمع کرے۔ اور اس صورت میں وہ دونوں میں داخل ہو سکے گا مگر ایک قسم کی دو عبادتوں کو اسے جمع کرنا درست نہیں جب یہ بات اسی طرح ہے جیسا کہ ہم نے ذکر کی ہے۔ تو اس کے لیے جائز ہے کہ اپنی ادائیگی میں دو مختلف حرمتوں سے لازم ہونے والا کفارہ ایک بدلے میں جمع کرے۔ ایک حرم کی حرمت ہے کہ جس میں روزہ رکھنا درست نہیں اور دوسری حرمت احرام ہے جس میں روزہ درست ہے۔ اور وہ حرمت احرام جس میں روزہ جائز ہے تو اس جزاء سے وہ ان دونوں کی وجہ سے لازم ہونے والی جزاء کو ادا کرنے والا شمار ہوگا۔ مگر اس کے لئے یہ جائز نہیں ہے۔ کہ دو ملی ہوئی حرمتوں پر ایک ہی بدلہ ادا کرے ایک حرمت عمرہ اور دوسری حرمت حج جیسا کہ وہ ایک احرام کے ساتھ دو ملی ہو حرمتوں میں داخل نہیں ہو سکتا۔ جب یہ مذکورہ بات اسی طرح ہے۔ تو حج کا طواف اور عمرہ کا طواف ایک شکل کی وجہ سے ایک دوسرے کے طواف میں داخل نہ ہوگا اور یہ طواف دونوں کی طرف سے کفایت کرنے والا ہوگا۔ بلکہ اس بات کی ضرورت ہوگی کہ ان دونوں میں سے ہر ایک میں الگ الگ داخل ہوگا۔ قیاس ونظر کا تقاضا یہی ہے جس کو ہم نے ذکر کیا ہے۔ کہ ایک احرام سے حج وعمرہ جو باہم مختلف ہیں دونوں کو جمع کر سکتا ہے۔ یہ ان میں سے ہے جن کو وہ جمع کر سکتا ہے اور دو حج اور دو عمرے ملا کر ایک

احرام میں جمع نہیں کیے جاسکتے۔اگر کوئی اعتراض کرے ہم یہ بات تو پاتے ہیں حج وعمرہ کے احرام سے ایک حلق کے ذریعہ باہر آجاتا ہے اور اس پر ایک حلق کے علاوہ کچھ لازم نہیں پس اسی طرح یہاں بھی طواف وسعی ایک ایک مرتبہ ہو اور چیز لازم نہ ہو۔اس کے جواب میں کہا جائے گا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ دو مختلف احراموں سے ایک حلق سے باہر آجاتا ہے۔جن میں اس پر دو مختلف طواف لازم ہیں اور اس کی صورت یہ ہے کہ اگر کوئی شخص عمرے کا احرام باندھے اور اس کے لئے طواف وسعی کرے اور ہدی بھی روانہ کرے پھر اسی سال حج بھی کرے تو اس سے وہ متمتع بن جائے گا۔اور اس کو نحر کے دن ایک مرتبہ سر منڈانا لازم ہے اور اس کی وجہ سے وہ دونوں مختلف احراموں سے فارغ ہو جائے گا۔حالانکہ ان میں وہ الگ الگ داخل ہوا اور اس پر ایک حلق کا حکم اس پر ایک طواف کو لازم کرنے والا نہ ہوگا بلکہ اس پر دو طواف آئیں گے۔پس اسی طرح قارن کا حلق بھی ایک دفعہ حج عمرہ دونوں کے لئے ہوگا مگر اس سے یہ لازم نہ آئے گا کہ اس کے ذمہ ایک طواف لازم ہو۔جب دونوں احرام جن میں متفرق طور پر داخل ہوا ایک حلق سے باہر آسکتا ہے۔تو پھر وہ دونوں احرام جن میں ایک ہی مرتبہ داخل ہوا اس میں بدرجہ اولیٰ ایک حلق سے باہر آسکتا ہے۔اس باب میں تقاضائے قیاس یہی ہے جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہر ایک یعنی عمرہ اور حج کے لئے ایک ایک طواف لازم ہوگا۔جیسا کہ ہم نے قیاس میں وجوب جزاء کے سلسلہ میں ذکر کیا ہے اور ان کی حرمت توڑنے میں جزاء الگ الگ ہوگی اور یہی امام ابو حنیفہ ابو یوسف اور محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔

**حاصل روایات:** یہ حضرت علیؓ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ جو طواف قارن میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے خلاف فتویٰ دے رہے ہیں۔پس ان دو حضرات کا فتویٰ راجح ہوگا۔

## فریق اوّل کی آخری نظری دلیل:

جب کوئی آدمی حج وعمرہ کا احرام باندھ لے تو اس پر طواف وسعی واجب ہو جاتے ہیں اور اس کے لئے ضروری ہو جاتا ہے کہ جو چیزیں احرام سے حرام کی ہیں ان کا ارتکاب نہ کرے اگر وہ ارتکاب کرے تو اس پر کفارہ لازم ہو جاتا ہے۔

اسی طرح جب اس نے عمرے کا احرام باندھا تو اس پر طواف وسعی لازم ہوئے اور احرام کی خلاف ورزی میں کفارہ واجب ہو جاتا ہے۔اور جب اس نے ان دونوں کو جمع کر لیا تو سب کا اس پر اتفاق ہے کہ وہ دو احراموں میں ہے۔نمبرا: ایک حرمت حج اور دوسرا حرمت عمرہ۔تقاضا نظر تو یہی ہے کہ ہر ایک کی وجہ سے ایک ایک طواف وسعی لازم ہو اور کفارات والے افعال کے ارتکاب سے الگ الگ جرمانہ لازم ہو۔جیسا اگر الگ صرف حج کا احرام باندھا جاتا یا فقط عمرہ کا احرام باندھا جاتا تو ہر ایک کی طرف سے الگ الگ طواف وسعی اور الگ الگ جرمانہ لازم ہوتا مگر جرمانہ کے حق میں ایک کو دوسرے میں داخل تسلیم کیا مفرد بالحج کی طرح ایک کفارہ لازم کیا گیا اس کی نظیر یہ ہے کہ اگر حلال نے حدود حرم کے شکار کو مار ڈالا تو حرمت حرم کی وجہ سے اس پر ایک جرمانہ لازم آئے گا اور اسی طرح اگر محرم حج یا عمرہ نے حرم سے باہر شکار مار ڈالا تو حرمت احرام کی وجہ سے اس پر ایک جرمانہ

لازم ہوگا لیکن اگر محرم نے حدود حرم کے شکار کو قتل کر دیا تو حرمت حرم اور احرام کی وجہ سے بظاہر تو دو جرمانے لازم ہونے چاہییں مگر دو لازم نہیں بلکہ حرمت حرم اور احرام دونوں کے جرم میں تداخل مان کر ایک ہی جرمانہ لازم کیا جاتا ہے بالکل اسی طرح قارن جو حج وعمرہ کو جمع کرنے والا ہے اس کے اعمال میں تداخل مان کر ایک طواف وسعی لازم ہوگی۔ جیسا کہ جرم کی صورت میں ایک جرمانہ لازم آتا ہے۔ پس اس نظر سے ثابت ہوا کہ طواف وسعی بھی قارن کے ذمہ ایک ہی لازم ہوگی۔

## الجواب للنظر:

جناب یہ تم قطعی طور پر نہیں کہہ سکتے کہ قارن پر ایک جرمانہ لازم آتا ہے بلکہ ائمہ احناف کے ہاں تو دو جزائیں آنی چاہیں البتہ اس قیاس کی مخالفت بطور استحسان کی ہے اور استحسان کے طور پر ایک جرمانہ لازم کیا گیا ہے۔

مگر ہم اس سے فروتر کہتے ہیں کہ اس میں ایک قاعدہ کلیہ کو سامنے رکھو کہ حج وعمرہ کو جمع کرنا جائز ہے مگر دو حج یا دو عمرے کو جمع کرنا بالاتفاق جائز نہیں ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ مختلف شکلوں کو ایک احرام میں جمع کر سکتے ہیں۔ مگر دو متحد شکلوں کو ایک احرام میں جمع کرنا درست نہیں ہے۔ فلہذا جس طرح ایک احرام میں دو متحد شکلوں کو جمع نہیں کیا جا سکتا اسی طرح دو مختلف شکلوں کو ایک احرام میں جمع کرنا جائز ہے تو بالکل اسی طرح دو مختلف حرمتوں کی حالت میں لازم ہونے والا جرمانہ جرم کی وجہ سے ایک جرم شمار ہو کر ایک ہوگا اور حرمت احرام اور حرمت حرم میں باہمی فرق ہے۔

نمبر ①: حرمت حرم کی وجہ سے جو جرمانہ لازم ہوتا ہے وہ روزے کی صورت میں ادا نہیں کیا جا سکتا مگر حرمت احرام کا جرمانہ روزے کی صورت میں ادا کرنا درست ہے۔

اس کے بالمقابل حرمت عمرہ اور حرمت حج دونوں دو متحد حرمتیں ہیں یعنی دونوں میں حرمت کا باعث احرام ہے۔ تو جس طرح ایک صنف کی دو متحد شکلوں کو ایک احرام میں جمع کرنا جائز نہیں ہے۔ جیسا کہ دو حج یا دو عمرے کو ایک ساتھ جمع کرنا جائز نہیں ہے۔ اور دو الگ اصناف کے دو مختلف معاملوں کو ایک احرام میں جمع کرنا جائز ہے۔ جیسا کہ عمرہ اور حج کو ایک ساتھ ایک احرام سے بھی ادا کرنا جائز ہے تو اسی طرح دو مختلف حرمتیں یعنی حرمت احرام اور حرمت حرم کے تاوان کو بھی ایک دوسرے میں داخل کر کے جمع کرنا تو جائز ہوگا مگر دو متحد حرمتوں یعنی احرام حج اور حرمت احرام عمرہ کے تاوان کو ایک دوسرے میں داخل کر کے جمع کرنا جائز نہیں ہوگا۔ جب یہ ضابطہ اسی طرح ثابت ہوا تو اب طواف حج اور طواف عمرہ جو کہ شکل واحد کی قسم سے ہیں دونوں کو ایک دوسرے میں داخل کر کے ایک ہی طواف کرنا دونوں کی طرف سے کفایت نہ کرے گا پس اصل قیاس یہ ہے کہ جو ہم نے عرض کیا نہ کہ وہ جو تم پیش کر رہے ہو۔

## آخری اشکال:

قارن کے لئے حج وعمرہ میں ایک حلق کافی ہے تو اسی طرح طواف وسعی بھی ایک کافی ہونی چاہئے۔

## حل اشکال:

آپ نے طواف کو حلق پر قیاس کیا یہ قیاس ہی درست نہیں قارن کو حج وعمرہ میں ایک حلق بلاشبہ کافی ہے مگر طواف کا یہ حکم نہیں کیونکہ اگر کوئی شخص ایام حج میں عمرہ کا احرام باندھ لیتا ہے اور ہدی بھی روانہ کرتا ہے تو ارکان عمرہ کی ادائیگی کے بعد وہ احرام نہیں کھول سکتا۔ بلکہ اسی حالت میں حج کا احرام باندھ کر ارکان حج ادا کرنے کے بعد نحر کے دن حج وعمرہ دونوں کی طرف سے ایک حلق کرا کر احرام کھول دے گا۔ حالانکہ اس پر عمرہ اور حج میں سے ہر ایک کے لئے الگ الگ طواف اور الگ الگ سعی کرنا ضروری تھی تو جب دونوں کے لئے ایک حلق وہاں کافی ہوا یہاں بھی کافی ہوا مگر وہ دو طواف لازم ہوئے تو یہاں ایک طواف پر اکتفاء کیسے درست ہوا۔

**حاصل کلام:** یہ ہوا کہ جس طرح تمتع بالہدی میں ایک حلق کی وجہ سے ایک طواف کافی نہیں ہو سکتا بلکہ دو ہی لازم ہوں گے اسی طرح قارن کے لئے بھی ایک حلق کی وجہ سے ایک طواف کافی نہ ہوگا بلکہ دو طواف وسعی کرنا لازم ہوں گے اور اسی طرح ایک جنایت میں دو جرمانے لازم ہوں گے۔ نمبر ایک حرمت عمرہ کو خراب کرنے کا اور دوسرا حرمت حج کو توڑنے کا ہمارے ائمہ ثلاثہ رحمہم اللہ کا قول یہی ہے۔

**نوٹ:** یہ باب ایسا ہے کہ جس میں طحاویؒ نے اپنے دلائل ذکر نہیں کئے بس ان کے دلائل کے جوابات پر اکتفا کیا درحقیقت ان کے اعتراضات کے جوابات ہی دفاعی اور الزامی دلائل ہیں۔ اب تک کتاب میں اس طرح کا کوئی باب نہیں گزرا جس میں فریق ثانی کی طرف سے کوئی دلیل ذکر نہ کی گئی بلکہ پیش آنے والے اعتراضات کے جوابات ہوں۔ واللہ اعلم۔

# بَابُ حُكْمِ الْوُقُوفِ بِالْمُزْدَلِفَةِ

## وقوف مزدلفہ کا حکم

**خلاصۃ الزام:** مزدلفہ میں وقوف کے سلسلہ میں تین مسالک منقول ہیں:

نمبر ①: حسن بصری ابراہیم نخعی رحمہم اللہ کے ہاں وقوف مزدلفہ رکن اور فرض ہے۔

نمبر ②: ائمہ اربعہ اور جمہور فقہاء ومحدثین کے ہاں وقوف مزدلفہ واجب یا سنت مؤکدہ ہے۔

نمبر ③: عطاء واوزاعی رحمہم اللہ کے ہاں وقوف مزدلفہ سنت مؤکدہ ہے۔

## فریق اوّل کا مؤقف اور دلائل:

وقوف مزدلفہ رکن ہے اگر فوت ہو جائے تو حج ادا نہ ہوگا۔ ذهب قوم الى ان الوقوف سے پہلا فریق ہی مراد ہے۔

## دلائل:

۳۸۵۸ : حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ سِنَانٍ، قَالَ : ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ قَالَ : أَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ أَبِيْ خَالِدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ (عُرْوَةَ بْنِ مُضَرِّسٍ قَالَ : أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجَمْعٍ فَقُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، هَلْ لِيْ مِنْ حَجٍّ وَقَدْ أَنْضَيْتُ رَاحِلَتِيْ؟ فَقَالَ : مَنْ صَلَّى مَعَنَا هٰذِهِ الصَّلَاةَ، وَقَدْ وَقَفَ مَعَنَا قَبْلَ ذٰلِكَ وَأَفَاضَ مِنْ عَرَفَةَ لَيْلًا أَوْ نَهَارًا فَقَدْ تَمَّ حَجُّهُ وَقَضَى تَفَثَهُ).

۳۸۵۸: شعبی نے عروہ بن مضرسؓ سے نقل کیا کہ میں جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا جبکہ آپ مزدلفہ میں تھے میں نے سوال کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا میرا حج قبول ہوگا جب کہ میں نے چلا چلا کر اپنی اونٹنی کو کمزور کر ڈالا آپ ﷺ نے فرمایا جس نے ہمارے ساتھ یہ نماز (نماز فجر) ادا کی اور اس سے پہلے اس نے ہمارے ساتھ وقوف مزدلفہ کیا اور وہ عرفات سے ہو کر لوٹا خواہ دن رات کی کسی گھڑی میں ہو اس کا حج پورا ہو گیا اور اس نے اپنے میل کچیل کو دور کر لیا یعنی احرام کھول کر مونچھیں ناخن بال وغیرہ لے لئے اور میل کچیل دور کر لی۔

**تخریج** : ابو داؤد فی المناسك باب۶۸، ترمذی فی الحج باب۵۷، نسائی فی الحج باب۲۱۱، ابن ماجه فی المناسك باب۵۷، مسند احمد ۴، ۱۵/۲، ۲۶۱۔

۳۸۵۹ : حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : أَنَا وَهْبٌ، قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ ابْنِ أَبِي السَّفَرِ وَإِسْمَاعِيْلَ بْنِ أَبِيْ خَالِدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ .وَزَكَرِيَّا عَنِ الشَّعْبِيِّ وَدَاوُدَ بْنِ أَبِيْ هِنْدَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ مُضَرِّسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ .

۳۸۵۹: ابن ابی السفر اور اسماعیل بن ابی خالد نے شعبی سے اور انہوں نے عروہ بن مضرس عن النبی ﷺ اسی طرح روایت بیان کی ہے۔

۳۸۶۰ : حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ، قَالَ : ثَنَا حَامِدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ : ثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ أَبِيْ خَالِدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، وَابْنِ أَبِيْ زَائِدَةَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، وَزَكَرِيَّا عَنِ الشَّعْبِيِّ، وَدَاوُدَ بْنِ أَبِيْ هِنْدَ قَالَ : سَمِعْتُ (عُرْوَةَ بْنَ مُضَرِّسِ بْنِ أَوْسِ بْنِ حَارِثَةَ بْنِ لَامٍ الطَّائِيَّ يَقُوْلُ : أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمُزْدَلِفَةَ، فَقُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ جِئْتُ مِنْ جَبَلَيْ طَيِّءٍ، وَوَاللّٰهِ مَا جِئْتُ حَتّٰى أَتْعَبْتُ نَفْسِيْ وَأَنْضَيْتُ رَاحِلَتِيْ، وَمَا تَرَكْتُ جَبَلًا مِنْ هٰذِهِ الْجِبَالِ إِلَّا وَقَدْ وَقَفْتُ عَلَيْهِ، فَهَلْ لِيْ مِنْ حَجٍّ ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَنْ شَهِدَ مَعَنَا هٰذِهِ الصَّلَاةَ، صَلَاةَ الْفَجْرِ بِالْمُزْدَلِفَةِ، وَقَدْ كَانَ وَقَفَ بِعَرَفَةَ قَبْلَ ذٰلِكَ لَيْلًا أَوْ نَهَارًا، فَقَدْ تَمَّ حَجُّهُ، وَقَضَى تَفَثَهُ). قَالَ

سُفْيَانُ، وَزَادَ زَكَرِيَّا فِيهِ، وَكَانَ أَحْفَظَ الثَّلَاثَةِ لِهٰذَا الْحَدِيثِ، قَالَ : (فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَتَيْتُ هٰذِهِ السَّاعَةَ مِنْ جَبَلَيْ طَيِّءٍ، قَدْ أَكْلَلْتُ رَاحِلَتِيْ، وَأَتْعَبْتُ نَفْسِيْ، فَهَلْ لِيْ مِنْ حَجٍّ ؟ فَقَالَ : مَنْ شَهِدَ مَعَنَا هٰذِهِ الصَّلَاةَ، وَوَقَفَ مَعَنَا حَتّٰى نُفِيْضَ، وَقَدْ كَانَ وَقَفَ قَبْلَ ذٰلِكَ بِعَرَفَةَ، مِنْ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ فَقَدْ تَمَّ حَجُّهُ، وَقَضٰى تَفَثَهُ). قَالَ سُفْيَانُ : وَزَادَ دَاوُدَ بْنُ أَبِيْ هِنْدَ، قَالَ : أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ بَرَقَ الْفَجْرُ، ثُمَّ ذَكَرَ الْحَدِيْثَ .قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلٰى أَنَّ الْوُقُوْفَ بِالْمُزْدَلِفَةِ فَرْضٌ، لَا يَجُوْزُ إِلَّا بِإِصَابَتِهِ.وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ بِقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ (فَإِذَا أَفَضْتُمْ مِنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوْا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ) وَبِهٰذَا الْحَدِيْثِ الَّذِيْ رَوَيْنَاهُ .وَقَالُوْا ذَكَرَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيْ كِتَابِهِ الْمَشْعَرَ الْحَرَامَ، كَمَا ذَكَرَ عَرَفَاتٍ، وَذَكَرَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سُنَّتِهِ، فَحُكْمُهُمَا وَاحِدٌ، لَا يُجْزِءُ الْحَجُّ إِلَّا بِإِصَابَتِهَا .وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ فَقَالُوْا : أَمَّا الْوُقُوْفُ بِعَرَفَةَ، فَهُوَ مِنْ صُلْبِ الْحَجِّ الَّذِيْ لَا يُجْزِءُ الْحَجُّ إِلَّا بِإِصَابَتِهِ، وَأَمَّا الْوُقُوْفُ بِمُزْدَلِفَةَ، فَلَيْسَ كَذٰلِكَ .وَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ لَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ أَنَّ قَوْلَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ (فَإِذَا أَفَضْتُمْ مِنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوْا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ) لَيْسَ فِيْهِ دَلِيْلٌ عَلٰى أَنَّ ذٰلِكَ عَلَى الْوُجُوْبِ لِأَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ إِنَّمَا ذَكَرَ الذِّكْرَ، وَلَمْ يَذْكُرِ الْوُقُوْفَ، وَكُلٌّ قَدْ أَجْمَعَ أَنَّهُ لَوْ وَقَفَ بِمُزْدَلِفَةَ، وَلَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ أَنَّ حَجَّهُ تَامٌّ .فَإِذَا كَانَ الذِّكْرُ الْمَذْكُوْرُ فِي الْكِتَابِ، لَيْسَ مِنْ صُلْبِ الْحَجِّ، فَالْمَوْطِنُ الَّذِيْ يَكُوْنُ ذٰلِكَ الذِّكْرُ فِيْهِ، الَّذِيْ لَمْ يُذْكَرْ فِي الْكِتَابِ، أَحْرٰى أَنْ لَا يَكُوْنَ فَرْضًا .وَقَدْ ذَكَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى أَشْيَاءَ فِيْ كِتَابِهِ مِنَ الْحَجِّ، وَلَمْ يُرِدْ بِذِكْرِهَا إِيْجَابَهَا، حَتّٰى لَا يُجْزِءَ الْحَجُّ إِلَّا بِإِصَابَتِهَا فِيْ قَوْلِ أَحَدٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ .مِنْ ذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالٰى (إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا) وَكُلٌّ قَدْ أَجْمَعَ أَنَّهُ لَوْ حَجَّ وَلَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، أَنَّ حَجَّهُ قَدْ تَمَّ، وَعَلَيْهِ دَمٌ مَكَانَ مَا نَزَلَ مِنْ ذٰلِكَ .فَكَذٰلِكَ ذِكْرُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ فِيْ كِتَابِهِ لَيْسَ فِيْ ذٰلِكَ دَلِيْلٌ عَلٰى إِيْجَابِهِ حَتّٰى لَا يُجْزِءَ الْحَجُّ إِلَّا بِإِصَابَتِهِ.وَأَمَّا مَا فِيْ حَدِيْثِ عُرْوَةَ بْنِ مُضَرِّسٍ، فَلَيْسَ فِيْهِ دَلِيْلٌ أَيْضًا عَلٰى مَا ذَكَرُوْا لِأَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّمَا قَالَ فِيْهِ : (مَنْ صَلّٰى مَعَنَا صَلَاتَنَا هٰذِهِ، وَقَدْ كَانَ أَتٰى عَرَفَةَ قَبْلَ ذٰلِكَ مِنْ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ فَقَدْ تَمَّ حَجُّهُ وَقَضٰى تَفَثَهُ). فَذَكَرَ الصَّلَاةَ، وَكُلٌّ قَدْ أَجْمَعَ عَلٰى أَنَّهُ لَوْ بَاتَ بِهَا، وَوَقَفَ وَنَامَ عَنِ الصَّلَاةِ فَلَمْ يُصَلِّهَا مَعَ الْإِمَامِ حَتّٰى فَاتَتْهُ، أَنَّ حَجَّهُ تَامٌّ .فَلَمَّا كَانَ حُضُوْرُ الصَّلَاةِ

مَعَ الْإِمَامِ الْمَذْكُوْرُ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ، لَيْسَ مِنْ صُلْبِ الْحَجِّ الَّذِيْ لَا يُجْزِءُ الْحَجُّ إِلَّا بِإِصَابَتِهِ، كَانَ الْمَوْطِنُ الَّذِيْ تَكُوْنُ فِيْهِ تِلْكَ الصَّلَاةُ، الَّذِيْ لَمْ يُذْكَرْ فِي الْحَدِيْثِ، أَحْرٰى أَنْ لَا يَكُوْنَ كَذٰلِكَ . فَلَمْ يَتَحَقَّقْ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ ذِكْرُ الْفَرْضِ إِلَّا لِعَرَفَةَ خَاصَّةً . وَقَدْ رَوٰى عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ يَعْمُرَ الدِّيْلِيُّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَدُلُّ عَلٰى ذٰلِكَ .

۳۸۶۰: داؤد بن ابی ہند نے عروہ بن مضرس بن روس بن حارثہ بن لائم الطائی کہتے ہیں کہ میں جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مزدلفہ میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں جبال طے سے آیا ہوں میں اس حالت میں پہنچا ہوں کہ میں نے اپنی اونٹنی کو تھکا دیا اور سواری کو کمزور کر ڈالا اور میں نے ان پہاڑوں میں سے ہر ایک پر وقوف کیا ہے کیا میرا حج ہو گیا؟ تو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس آدمی نے ہماری اس نماز میں شرکت کی یعنی مزدلفہ میں نماز فجر پڑھی اور اس سے پہلے عرفات سے ہو کر لوٹا ہو خواہ دن میں یا رات میں تو اس کا حج پورا ہوا اور اس کی میل کچیل دور ہوئی۔ امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں' بعض علماء نے اس قول کو اختیار کیا کہ وقوف مزدلفہ فرض ہے اور جب تک وہاں قیام نہ کرے حج درست نہ ہوگا۔ انہوں نے اپنی دلیل اس آیت **فاذا افضتم من عرفات فاذكروا الله عند المشعر الحرام)** اور اس مذکورۃ الصدر روایت سے لی۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں مشعر حرام کا ذکر فرمایا ہے۔ جیسا کہ عرفات کا تذکرہ فرمایا ہے اور آپ نے حدیث میں اس کا تذکرہ فرمایا اور دونوں کا حکم تو ایک جیسا ہے۔ حج دونوں کو پانے کے بغیر درست نہ ہوگا۔ دوسرے حضرات نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے کہا ہے۔ کہ وقوف عرفات تو حج کا اصل رکن ہے۔ اس کو پالینے کے بغیر حج درست نہیں رہا وقوف مزدلفہ وہ اس حکم میں نہیں ہے اور اس سلسلہ میں ان کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہی ارشاد ہے: **فاذا افضتم من عرفات فاذكرو الله عند المشعر الحرام**...... اس آیت میں مزدلفہ کے وجوب کی کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تو آیت ذکر کا تذکرہ فرمایا ہے۔ وقوف کا تو تذکرہ بھی نہیں اور سب کا اس پر اتفاق ہے کہ اگر وہ مزدلفہ میں وقوف کرے مگر اللہ تعالیٰ کو یاد نہ کرے تو اس کا حج پھر بھی پورا ہے۔ اس لئے کہ آیت میں مذکورہ ذکر یہ حج کے فرائض سے نہیں ہے۔ جب وہ مقام کہ جہاں یہ ذکر کیا جاتا ہے۔ وہ کتاب اللہ میں مذکور نہیں تو زیادہ مناسب یہ ہے کہ وہاں کا وقوف فرض نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کئی اشیاء کا تذکرہ حج کے سلسلہ میں فرمایا مگر ان کے تذکرہ سے ثبوت فرضیت مراد نہیں کہ اس کے پالینے کے بغیر حج ہی درست نہ ہو۔ یہ کسی عالم کا قول تو کجا کسی معان کو بھی یہ قول نہیں کہ اس کا حج نہ ہو۔ ان میں سے یہ آیت ہے: "**ان الصفا والمروہ من شعائر الله فمن حج البيت او اعتمر فلا جناح عليه ان يطوف بهما**" اس میں صفا مروہ کی سعی کا تذکرہ فرمایا اور اس پر سب کا اتفاق ہے کہ اگر کسی شخص نے حج کیا اور صفا و مروہ کا طواف نہ کیا تو اس کا حج تام ہو جائیگا اور ترک سعی کی وجہ سے اس پر دم لازم ہوگا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے مشعر حرام کا تذکرہ فرمایا یہ اسکے وجوب کی دلیل نہیں ہے کہ اسکا حج ہی اسکے بغیر درست نہ ہو۔ رہی روایت عروہ بن مضرس رحمہ اللہ تو اس میں بھی اوّل قول

والوں کی کوئی دلیل نہیں ہے اس لئے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اس کے متعلق فرمایا جس نے ہمارے ساتھ ہماری یہ نماز ادا کی اور وہ اس سے پہلے دن اور رات کی کسی گھڑی میں عرفات میں حاضر ہوا اس کا حج مکمل ہو گیا۔ وہ اپنی میل کچیل اتارے۔ آپ نے نماز کا تذکرہ فرمایا اور اس پر تمام کا اتفاق ہے کہ اگر وہ مزدلفہ میں رات گزارے اور نماز سے سو رہا اور امام کے ساتھ نماز میں شریک نہ ہوا یہاں تک کہ وہ نماز فوت ہو گئی تو اس کا حج کامل ہے۔ پس جب امام کے ساتھ مزدلفہ والی نماز میں حاضری حج کا رکن نہیں ہے کہ اس کے بغیر حج نہ ہوتا ہو۔ تو وہ مقام جہاں یہ نماز پڑھی جاتی ہے اس کا حدیث میں تذکرہ بھی نہیں وہ زیادہ مناسب ہے کہ اس کا وقوف رکن حج نہ ٹھہرے۔ پس اس روایت سے مزدلفہ کی فرضیت ثابت نہ ہو سکی صرف عرفہ کی فرضیت ثابت ہو رہی ہے اور عبدالرحمٰن بن یعمر دیلی رضی اللہ عنہ نے جناب نبی اکرم ﷺ سے بھی اس طرح روایت نقل کی ہے۔ جو اس پر دلالت کرتی ہے۔ ذیل میں ملاحظہ ہو۔ سفیانؒ کہتے ہیں کہ زکریا نے جو کہ اس حدیث کے تینوں رواۃ میں زیادہ حافظہ والے راوی ہیں یہ بھی ذکر کیا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں اس وقت جبال طے سے آیا ہوں میں نے اپنی اونٹنی کو تھکا دیا اور اپنے نفس کو بھی عاجز کر دیا کیا میرا حج مقبول ہوگا آپ نے فرمایا جو شخص ہمارے ساتھ اس نماز میں حاضر ہوا اور ہمارے لوٹنے تک اس نے ہمارے ساتھ وقوف کیا اور وہ اس سے پہلے عرفات میں وقوف کر چکا تھا خواہ رات یا دن کی کسی گھڑی میں ہو پس اس کا حج مکمل ہوا اور اس نے اپنی میل کچیل کو دور کیا۔ سفیانؒ کہتے ہیں داؤد بن ابی ہند نے یہ الفاظ زیادہ نقل کئے ہیں کہ میں جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا جب کہ فجر چمک اٹھی تھی پھر اسی طرح باقی روایت بیان کی۔

**تخریج** : ابو داؤد فی المناسك باب۲۸: ترمذی فی الحج باب۵۷، نسائی فی المناسك باب۲۱۱، دارمی فی المناسك باب۵٤، مسند احمد ٤/۲٦۱۔

**اللغات** : انضیت راحلتی۔ میں نے سواری کو کمزور کر دیا۔ قضی تفثه۔ میل کچیل دور کرنا۔ اکللت راحلتی۔ عاجز و ماندہ کرنا۔ برق الفجر۔ فجر کا روشن ہونا۔ اتعبت۔ تھکانا۔

**حاصل روایات** : اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وقوف عرفات کی طرح وقوف مزدلفہ بھی لازم ہے ان دونوں کو آپ ﷺ نے تکمیل حج کا حصہ بتلایا۔ دونوں کو ایک ہی انداز میں ذکر فرمایا۔ نیز قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: **فاذا افضتم من عرفات فاذکروا اللّٰہ عندالمشعر الحرام** (البقرہ آیت ۱۹۸) اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں عرفات کی طرح مشعر حرام کا بھی اسی طرح ذکر فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں رکن ہیں ان دونوں کو پالینے کے بغیر حج نہ ہوگا جس طرح وقوف عرفات کے فوت ہونے سے حج فوت ہو جاتا ہے اسی طرح وقوف مزدلفہ کے فوت ہونے سے حج فوت ہو جاتا ہے۔

## فریق ثانی کا موقف اور دلائل و جوابات:

وقوف مزدلفہ واجب یا کم از کم سنت مؤکدہ ہے۔ **خالفهم فی ذلك آخرون** سے یہی مراد ہیں۔ امام مالک کے ہاں یہاں لمحہ بھر اترنے کے بغیر گزرا تو دم لازم امام شافعی نصف رات سے پہلے منیٰ چلا گیا تو دم لازم بعد میں گیا تو دم نہ آئے گا امام ابو

حنیفہ کے ہاں رات گزارنا سنت اور طلوع فجر کے بعد طلوع آفتاب سے ذرا پہلے تک وقوف واجب ہے۔اس کے فوت ہونے پر دم لازم ہے۔

سابقہ مؤقف کا جواب: آیت جس کو استدلال میں پیش کیا گیا اس میں وقوف مزدلفہ کی فرضیت پر کوئی دلیل نہیں ہے اس لئے کہ آیت کریمہ میں صرف تذکرہ فرمایا گیا ہے وقوف کا تو ذکر بھی نہیں اور اس میں ذکر کا حکم فرمایا گیا ہے اس پر سب کا اتفاق ہے کہ اگر کسی نے مزدلفہ میں وقوف کیا اور اللہ تعالیٰ کو یاد نہ کیا تب بھی اس کا حج تام ہے۔تو ذکر کا ذکر موجود ہے مگر وہ فرض نہیں تو وقوف جس کا ذکر بھی نہیں وہ کیسے فرض ہو گیا اللہ تعالیٰ نے حج کے اور کئی مناسک کا تذکرہ قرآن مجید میں فرمایا ہے مگر ان کے تذکرہ سے بالاتفاق ان کا وجوب مراد نہیں ہے۔مثلاً اللہ تعالیٰ کا ارشاد: **ان الصفا و المروۃ من شعائر اللہ فمن حج البیت او اعتمر الایہ (البقرہ آیت ۱۵۸)** تو کسی کے ہاں بھی صفا مروہ ایسا رکن نہیں کہ اس کے فوت ہو جانے سے حج فوت ہو جاتا ہو بلکہ اس کے بغیر حج تام ہو جاتا ہے۔البتہ اس کے ترک سے ایک دم لازم ہے تو جس طرح صفا و مروہ کی سعی قرآن مجید میں مذکور ہونے کے باوجود فرض نہیں ہے۔وقوف مزدلفہ بھی فرض نہ ہوگا اگرچہ مشعر حرام کا تذکرہ قرآن مجید میں موجود ہے۔

روایت عروہ بن مضرسؓ کا جواب: اس روایت میں بھی وقوف مزدلفہ کی فرضیت پر کوئی دلیل نہیں ہے اس لئے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے ہمارے ساتھ نمازِ فجر پڑھتی اور اس سے پہلے وہ عرفات سے ہو کر آیا تھا خواہ دن کے کسی حصہ میں یا اس رات کے کسی حصہ میں تو اس کا حج تمام ہوا اور اس نے اپنی میل کچیل کو دور کیا۔آپ ﷺ نے اس میں نمازِ فجر کا ذکر فرمایا ہے حالانکہ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ اگر کسی نے مزدلفہ میں رات گزاری اور وقوف کیا مگر نماز سے سویا رہا اور امام کے ساتھ نماز ادا نہیں کی یہاں تک کہ نماز فوت ہوگئی تو اس کا حج کامل ہو گیا جب وہ نماز جس کا تذکرہ روایت میں موجود ہے جب امام کے ساتھ فوت ہو جانے کی حالت میں تب بھی حج کامل ہو جاتا ہے تو روایت مذکورہ میں مذکور نماز جب حج کا رکن نہیں تو وہ مقام جہاں یہ نماز پڑھی جاتی ہے اس کا رکن حج نہ ہونا بدرجہ اولیٰ ثابت ہوگا۔

اس حدیث سے تو صرف وقوف عرفات کا رکن حج ہونا ثابت ہو رہا ہے اور عبدالرحمٰن بن یعمر دیلیؒ نے جناب رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کی ہے۔جو اس پر دلالت کرتی ہے۔

## فریق ثانی کی دلیل نمبر ①:

روایت عبدالرحمٰن دیلی رضی اللہ عنہ۔

**۳۸۶۱ :حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ : ثَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ، قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْمَرَ الدِّيلِيِّ قَالَ : (رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاقِفًا بِعَرَفَاتٍ، فَأَقْبَلَ أُنَاسٌ مِنْ أَهْلِ نَجْدٍ فَسَأَلُوهُ عَنِ الْحَجِّ .فَقَالَ : الْحَجُّ يَوْمُ عَرَفَةَ، وَمَنْ أَدْرَكَ جَمْعًا قَبْلَ صَلَاةِ الصُّبْحِ، فَقَدْ أَدْرَكَ الْحَجَّ أَيَّامَ مِنًى ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، أَيَّامَ التَّشْرِيقِ (فَمَنْ تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ وَمَنْ تَأَخَّرَ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ) ثُمَّ أَرْدَفَ خَلْفَهُ رَجُلًا يُنَادِي بِذٰلِكَ) .**

۳۸۶۱: بکیر بن عطاء نے عبدالرحمن بن دیلیؓ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو عرفات میں وقوف کی حالت میں دیکھا کچھ نجد کے لوگ آگے بڑھے اور انہوں نے حج کے سلسلہ میں سوالات کئے آپ نے فرمایا۔ حج یوم عرفہ ہے۔ جس نے دسویں کی نماز صبح سے پہلے پہلے مزدلفہ کو پالیا اس نے حج کو پالیا۔ منیٰ تین دن ایام تشریق ہیں جس نے پہلے دو دنوں میں جلدی کی (یعنی ۱۱' ۱۲ کو رمی کر لی اور پھر مکہ لوٹ گیا) تو اس پر کچھ گناہ نہیں جو تیسرے دن بھی ٹھہرا اس پر بھی کچھ گناہ نہیں (البقرہ ۲۰۳) پھر آپ ﷺ نے اپنے پیچھے ایک آدمی کو بٹھایا جو لوگوں میں اس کا اعلان کرے۔

**تخریج** : ابو داؤد فی المناسك باب۶۸' ترمذی فی الحج باب۵۷' ابن ماجه فی المناسك باب۵۷۔

۳۸۶۲ :حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ : ثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ' عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَطَاءٍ' عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْمُرَ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَهُ ، وَلَمْ يَذْكُرْ سُؤَالَ أَهْلِ نَجْدٍ' وَلَا إِرْدَافَهُ الرَّجُلَ .فَفِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ أَنَّ أَهْلَ نَجْدٍ سَأَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَجِّ' فَكَانَ جَوَابُهُ لَهُمْ (الْحَجُّ يَوْمُ عَرَفَةَ) وَقَدْ عَلِمْنَا أَنَّ جَوَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الْجَوَابُ التَّامُّ' الَّذِیْ لَا نَقْصَ فِيْهِ' وَلَا فَضْلَ' لِأَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَدْ آتَاهُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَخَوَاتِمَهُ فَلَوْ كَانَ عِنْدَمَا سَأَلُوْهُ عَنِ الْحَجِّ أَرَادُوْا بِذٰلِكَ مَا لَا بُدَّ مِنْهُ فِي الْحَجِّ' لَكَانَ يَذْكُرُ عَرَفَةَ' وَالطَّوَافَ' وَمُزْدَلِفَةَ' وَمَا يُفْعَلُ مِنَ الْحَجِّ .فَلَمَّا تَرَكَ ذٰلِكَ فِيْ جَوَابِهِ إِيَّاهُمْ' عَلِمْنَا أَنَّ مَا أَرَادُوْا بِسُؤَالِهِمْ إِيَّاهُ عَنِ الْحَجِّ' هُوَ مَا إِذَا فَاتَ' فَاتَ الْحَجُّ' فَأَجَابَهُمْ بِأَنْ قَالَ (الْحَجُّ يَوْمُ عَرَفَةَ) . فَلَوْ كَانَتْ مُزْدَلِفَةُ كَعَرَفَةَ' لَذَكَرَ لَهُمْ مُزْدَلِفَةَ' مَعَ ذِكْرِهِ عَرَفَةَ' وَلٰكِنَّهُ ذَكَرَ عَرَفَةَ خَاصَّةً' لِأَنَّهَا صُلْبُ الْحَجِّ' الَّذِي إِذَا فَاتَ' فَاتَ الْحَجُّ .ثُمَّ قَالَ كَلَامًا مُسْتَأْنَفًا' لِيَعْلَمَ النَّاسُ أَنَّ مَنْ أَدْرَكَ جَمْعًا' قَبْلَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ' فَقَدْ أَدْرَكَ الْحَجَّ' لَيْسَ عَلٰى مَعْنٰى أَنَّهُ أَدْرَكَ جَمِيْعَ الْحَجِّ' لِأَنَّهُ قَدْ ثَبَتَ فِيْ أَوَّلِ كَلَامِهِ (الْحَجُّ عَرَفَةَ) فَأَوْجَبَ بِذٰلِكَ أَنَّ فَوْتَ عَرَفَةَ' فَوْتُ الْحَجِّ .ثُمَّ قَالَ (وَمَنْ أَدْرَكَ جَمْعًا قَبْلَ صَلَاةِ الصُّبْحِ' فَقَدْ أَدْرَكَ الْحَجَّ) لَيْسَ عَلٰى مَعْنٰى أَنَّهُ لَمْ يَبْقَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَجِّ شَيْءٌ' لِأَنَّ بَعْدَ ذٰلِكَ طَوَافُ الزِّيَارَةِ' وَهُوَ وَاجِبٌ لَا بُدَّ مِنْهُ' وَلٰكِنْ فَقَدْ أَدْرَكَ الْحَجَّ' بِمَا تَقَدَّمَ لَهُ مِنَ الْوُقُوْفِ بِعَرَفَةَ .فَهٰذَا أَحْسَنُ مَا خُرِّجَ مِنْ مَعَانِيْ هٰذِهِ الْآثَارِ' وَصُحِّحَتْ عَلَيْهِ وَلَمْ تَتَضَادَّ .وَأَمَّا وَجْهُ ذٰلِكَ مِنْ طَرِيْقِ النَّظَرِ' فَإِنَّا قَدْ رَأَيْنَا الْأَصْلَ الْمُجْتَمَعَ عَلَيْهِ أَنَّ لِلضَّعَفَةِ أَنْ يَتَعَجَّلُوْا مِنْ جَمْعٍ بِلَيْلٍ .وَكَذٰلِكَ أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُغَيْلِمَةَ بَنِیْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ' وَسَنَذْكُرُ ذٰلِكَ فِيْ مَوْضِعِهِ مِنْ كِتَابِنَا هٰذَا' إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى .وَرَخَّصَ لِسَوْدَةَ فِيْ تَرْكِ الْوُقُوْفِ بِهَا .

۳۸۶۲: بکیر بن عطاء نے عبدالرحمٰن بن یعمر سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پھر اسی طرح روایت نقل کی ہے مگر اس میں اہل نجد کے سوال کا تذکرہ نہیں اور نہ اس بات کا تذکرہ ہے کہ اعلان کے لئے آپ ﷺ نے کسی کو پیچھے بٹھایا۔ اس روایت میں ہم یہ بات پاتے ہیں کہ اہل نجد نے جناب رسول اللہ ﷺ سے حج کے متعلق سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا حج عرفہ کا نام ہے اور یہ بات بخوبی جانتے ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا جواب ایسا کامل جواب ہے جس میں کسی کمی اور اضافے کی گنجائش نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جوامع الکلم کا معجز عنایت فرمایا تھا۔ اور شاندار اختتام بھی۔ اگر ان حضرات کا سوال حج کے وقت یہ ارادہ ہوتا کہ حج میں کیا کیا ضروری امور ہیں تو آپ عرفہ' طواف' مزدلفہ کا ذکر فرماتے اور جو دیگر افعال حج میں ادا کیے جاتے ہیں جب آپ نے ان تمام کا تذکرہ ترک فرمایا تو اس سے ہمیں یہ معلوم ہو گیا کہ ان لوگوں کے سوال کا مقصد یہ تھا کہ وہ کون سی چیز ہے جس کے رہ جانے سے حج رہ جاتا ہے۔ تو آپ ﷺ نے ان کو جواب دیا: الحج یوم عرفة۔ کہ حج یوم عرفہ کی حاضری ہے۔ اگر مزدلفہ عرفہ کی طرح ہوتا تو آپ لازماً اس کی طرح اس کا بھی تذکرہ فرماتے۔ آپ نے خصوصاً عرفہ کا تو ذکر فرمایا مگر مزدلفہ کا نہیں کیونکہ حج کا اصل رکن یہی ہے کہ جس کے رہ جانے سے حج رہ جاتا ہے۔ پھر آپ نے بطور جملہ مستانفہ کلام فرمایا تا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے۔ کہ جس نے مزدلفہ کو طلوع فجر سے پہلے پہلے پالیا۔ اس نے گویا حج کو پالیا اس ادراک کا یہ معنیٰ نہیں ہے کہ اس نے تمام حج کو پالیا کیونکہ شروع کلام میں یہ ثابت ہو چکی "الحج عرفة" تو اس کلام سے آپ نے فوات عرفہ کو فوت حج قرار دیا پس اس سے یہ لازم آیا کہ عرفات کا فوت ہو جانا حج کے رہ جانے کا باعث ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ جس نے مزدلفہ کو نماز صبح سے پہلے پالیا تو اس نے حج کو پالیا اسکا یہ مطلب نہیں کہ اب اس کا کوئی فرض حج باقی نہیں رہا۔ کیونکہ ابھی تو طواف زیارت باقی ہے جو کہ واجب ہے اور اس کا کرنا ضروری ہے۔ لیکن اس نے حج کو پالیا یعنی جو پہلے وقوف عرفات کر لیا اس نے اس سے حج کو تو پالیا۔ ان آثار کے معانی کو اس انداز سے اختیار کرنا نہایت شاندار ہے۔ اس سے تضاد باقی نہیں رہتا۔ باقی نظر و فکر کے انداز سے اس کی صورت یہ ہے۔ کہ یہ بات پاتے ہیں کہ اس پر تمام متفق ہیں کہ کمزور لوگوں کو مزدلفہ سے رات ہی کو روانہ کر دیا جائے اور جناب رسول اللہ ﷺ نے غلمان بنی عبدالمطلب کے متعلق یہی حکم فرمایا ہم ان شاء اللہ اس روایت کو اپنے موقعہ لائیں گے اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو ترک وقوف کی رخصت مرحمت فرمائی جیسا اس روایت ذیل میں ہے۔

**حاصل روایات:** اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ اہل نجد نے جناب رسول اللہ ﷺ سے حج کے متعلق سوال کیا۔ آپ ﷺ نے ان کو فرمایا "الحج یوم عرفة" ہم اس بات کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ آپ کا جواب کامل جواب ہے جس میں نہ کمی ہے اور نہ اضافہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جوامع الکلم سے نوازا تھا اگر حج کے متعلق سوال کرتے ہوئے وہ ان تمام چیزوں کا سوال کرتے جو حج کی ضروریات ہیں تو آپ ان کے سامنے عرفات' طواف' مزدلفہ اور دیگر مناسک حج کا ذکر فرماتے۔

مگر آپ ﷺ نے ان کے جواب میں تمام باتوں کو چھوڑ کر صرف عرفات کا ذکر فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ ان کا سوال حج کی

ایسی چیز سے متعلق تھا جس کے فوت ہونے سے حج فوت ہو جاتا ہو تو آپ ﷺ نے ان کو جواب مرحمت فرمایا "الحج یوم عرفة" اگر مزدلفہ بھی عرفات کی طرح ہوتا تو آپ مزدلفہ کا ذکر بھی ساتھ فرماتے مگر آپ نے عرفہ کا خاص طور پر ذکر فرمایا کیونکہ وہ حج کا اصل رکن ہے جس کے فوت ہونے سے حج فوت ہو جاتا ہے پھر آپ نے الگ سے فرمایا نماز صبح سے پہلے مزدلفہ کو پالیا تو اس نے حج کو پالیا اس کا یہ معنی نہیں کہ اب حج کا کوئی عمل اس کے ذمہ باقی نہیں رہا کیونکہ اس کے بعد طواف زیارت باقی ہے جو کہ واجبات حج سے ہے لیکن اس نے حج کو پالیا اس وجہ سے کہ اس کا مرکزی رکن وقوف عرفات ادا کر چکا۔

بلکہ روایت میں ایک جملہ خاص طور پر قابل توجہ ہے۔ مزدلفہ کے وقوف کے لئے عرفات کا وقوف تلازم کے طور پر ذکر کیا۔ کہ اگر وہ وقوف عرفات نہ پائے اور مزدلفہ کا وقوف پالے تب بھی حج نہیں ملے گا ارشاد یہ ہے: **وقف معنا حتی نفیض وقد کان وقف قبل ذلك لعرفة من لیل او نهار فقدتم حجه**" قد کان وقف جملہ حالیہ ہے گویا وقوف مزدلفہ کے ساتھ یہ حال نہ ہوگا تو پھر حج تمام نہ ہوگا فتدبر۔ مذکورہ بالا توجیہ سے آثار کا تعارض و تضاد جاتا رہے گا۔

## نظر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ:

اس بات پر سب متفق ہیں کہ ضعیف و کمزور لوگ بوڑھے عورتیں بچے رات ہی جلدی کر کے منیٰ پہنچ جائیں اور آپ ﷺ نے عورتوں اور بچوں کو منیٰ کی طرف رات ہی روانہ فرما دیا تھا۔ عنقریب وہ روایات آئیں گی۔ اسی طرح سودہؓ کو بھاری جسم ہونے کی وجہ سے وقوف مزدلفہ ترک کر کے منیٰ آنے کی اجازت مرحمت فرمادی تھی۔ روایت یہ ہے۔

۳۸۶۳ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ : ثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ : ثَنَا حَمَّادٌ قَالَ : أَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ (عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَتْ سَوْدَةُ الْمَرْأَةُ ثَبِطَةً، ثَقِيلَةً فَاسْتَأْذَنَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُفِيضَ مِنْ جَمْعٍ، قَبْلَ أَنْ تَقِفَ فَأَذِنَ لَهَا، وَلَوَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ اسْتَأْذَنْته فَأَذِنَ لِي) . قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ : فَسَقَطَ عَنْهُمَ الْوُقُوفُ بِمُزْدَلِفَةَ لِلْعُذْرِ، وَرَأَيْنَا عَرَفَةَ لَا بُدَّ مِنَ الْوُقُوفِ بِهَا، وَلَا يَسْقُطُ ذٰلِكَ لِعُذْرٍ .فَمَا سَقَطَ بِالْعُذْرِ، فَهُوَ الَّذِي لَيْسَ مِنْ صُلْبِ الْحَجِّ، وَمَا لَا بُدَّ مِنْهُ، فَلَا يَسْقُطُ بِعُذْرٍ وَلَا بِغَيْرِهِ، فَهُوَ الَّذِي مِنْ صُلْبِ الْحَجِّ .أَلَا تَرٰى أَنَّ طَوَافَ الزِّيَارَةِ هُوَ مِنْ صُلْبِ الْحَجِّ، وَأَنَّهُ لَا يَسْقُطُ عَنِ الْحَائِضِ بِالْعُذْرِ، وَأَنَّ طَوَافَ الصَّدْرِ لَيْسَ مِنْ صُلْبِ الْحَجِّ، وَهُوَ يَسْقُطُ عَنِ الْحَائِضِ بِالْعُذْرِ، وَهُوَ الْحَيْضُ .فَلَمَّا كَانَ الْوُقُوفُ بِمُزْدَلِفَةَ مِمَّا يَسْقُطُ بِالْعُذْرِ، كَانَ مِنْ شَكْلِ مَا لَيْسَ بِفَرْضٍ، فَثَبَتَ بِذٰلِكَ مَا وَصَفْنَا .وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ، وَأَبِي يُوسُفَ، وَمُحَمَّدٍ، رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى.

۳۸۶۳: قاسم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے سودہؓ نے بھاری بھر کم جسامت کی وجہ سے جناب رسول اللہ ﷺ سے مزدلفہ سے منیٰ لوٹنے کی اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے اجازت مرحمت فرمادی اور میری بھی تمنا

تھی کہ کاش میں بھی اجازت طلب کر لیتی تو مجھے بھی اجازت مل جاتی۔ امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں آپ ﷺ نے ان کے لئے عذر کی وجہ سے وقوف مزدلفہ کو ساقط کر دیا اور ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ وقوف عرفہ کسی سے بھی عذر کی وجہ سے بھی ساقط نہیں۔ پس جس کو ساقط کیا گیا معلوم ہوا وہ رکن حج نہیں اور جس کو ساقط نہیں کیا وہ رکن حج ہوا اسی وجہ سے کسی بھی عذر سے وہ ساقط نہ ہوا اور نہ بلا عذر ساقط ہوا ذرا توجہ تو کرو۔ کہ طواف زیادہ بھی ارکان حج سے ہے اسی لئے وہ حائض سے بھی باوجود عذر کے ساقط نہیں اور طواف ساقط ہو جاتا ہے۔ پس جب یہ بات دیکھی کہ وقوف مزدلفہ تو عذر سے ساقط ہو جاتا ہے اور یہ اس کی صورت ہے جو فرض نہیں پس اس سے یہ ثابت ہو گیا جو ہم نے بیان کیا اور وہ امام ابوحنیفہ ابو یوسف و محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔

**تخریج**: بخاری فی الحج باب۹۸' مسلم فی الحج ۲۹۳/۲۹۴' نسائی فی الحج باب۲۰۹/۲۱۴' ابن ماجه فی المناسك باب۶۲' دارمی فی المناسك باب۵۳' مسند احمد ۶' ۳۰/۹۴' ۹۴/۱۳۳' ۱۶۴/۲۱۴۔

## قول طحاویؒ:

عذر کی وجہ سے ان سے وقوف مزدلفہ کو ساقط فرما دیا اور عرفات کے بارے میں ہم دیکھتے ہیں کہ اس کا وقوف کسی سے بھی ساقط نہیں فرمایا نہ بچے سے نہ عورت سے نہ لنگڑے نہ اپاہج سے معلوم ہوا عرفات عذر کی وجہ سے ساقط بھی نہیں ہو سکتا اور جو عذر کی وجہ سے ساقط ہو جائے وہ حج کا بنیادی رکن نہیں کہ جس کے بغیر چارہ کار نہ ہو وہ عذر و بلا عذر کسی صورت سے ساقط نہیں ہوتا پس وہی حج کا بنیادی رکن ہے غور کرو کہ طواف زیارت وہ حج کا رکن ہے وہ حائضہ عورت سے بھی ساقط نہیں ہوتا بہر صورت کرنا پڑتا ہے۔ اور طواف صدر وہ ارکان حج سے نہیں وہ عذر حیض کی وجہ سے ساقط ہو جاتا ہے۔

پس جب وقوف مزدلفہ عذر کمزوری کی وجہ سے ساقط ہوا تو یہ ان کے ساتھ ہوا جو کہ فرض نہیں۔ گویا تقاضائے نظر سے بھی مزدلفہ کا وقوف فرض ثابت نہیں ہوتا یہی ہمارے ائمہ ثلاثہ' ابوحنیفہ' ابو یوسف' محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔

**نوٹ**: اس باب میں وقوف مزدلفہ کی عدم فرضیت پر دو دلیلیں پیش کی گئی ہیں اور فریق اوّل کے جوابات دے کر اس بات کو بے غبار ثابت کیا ہے۔

## بَابُ الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ بِجَمْعٍ كَيْفَ هُوَ ؟

### مزدلفہ میں جمع بین الصلاتین کا حکم

**خلاصۃ البرام**: باب کے عنوان سے تو صرف مزدلفہ میں دو نمازوں کو جمع کا مسئلہ بیان کرنا مقصود ہے مگر ضمناً اس عنوان کے تحت جمع بین الصلاتین فی العرفات بھی ذکر کر دیا جائے گا اسی طرح منیٰ میں قصر صلاۃ کا مسئلہ بھی مذکور ہوگا عرفات کے میدان میں مسافر امام تو بالاتفاق دو رکعت پڑھائے گا اور اس کی اقتداء میں مسافر تو قصر کریں گے مقیمین کے متعلق امام مالک قصر کے قائل ہیں البتہ ائمہ ثلاثہ قصر کی بجائے اتمام کو لازم کہتے ہیں موجودہ زمانہ میں امام حج مسافر ہے اس لئے مسافروں کو جماعت

کے ساتھ قصر لازم ہے۔ عرفات میں عصر کو ظہر کے وقت میں جمع تقدیم کے ساتھ امام ابوحنیفہ احمد' مالک کے ہاں ایک اذان اور دو اقامتوں سے ادا کریں گے۔ امام مالک کے مشہور قول میں دو اذان اور دو اقامت کے ساتھ ادا کی جائیں گی۔ اب رہا مزدلفہ میں جمع تاخیر ہوگی مغرب کو عشاء کے وقت ادا کریں گے۔ ① امام مالک دو اذان اور دو اقامت سے نماز کو واجب کہتے ہیں۔

نمبر ②: احناف کے ہاں ایک اذان اور ایک اقامت سے دونوں نمازیں ادا کی جائیں گی۔

نمبر ③: امام احمد' شافعی کے ہاں ایک اذان اور دو اقامت کے ساتھ دونوں نمازیں ادا کی جائیں۔

فریق اوّل کا مؤقف اور دلیل: مغرب و عشاء کو جمع تاخیر کے ساتھ دو اذان اور دو اقامت سے ادا کریں **ذهب قوم الی هذين** سے یہی مراد ہیں۔ دلائل یہ ہیں۔

**۳۸۶۴ : حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ : ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى قَالَ : أَنَا إِسْرَائِيْلُ، عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ (خَرَجْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِلٰى مَكَّةَ، فَلَمَّا أَتٰى جَمْعًا، صَلَّى الصَّلَاتَيْنِ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا بِأَذَانٍ وَإِقَامَةٍ، وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا) .**

۳۸۶۴: عبدالرحمٰن بن یزید کہتے ہیں کہ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ کی طرف نکلا جب ہم مزدلفہ میں آئے آپ نے دو نمازیں پڑھائیں ہر ایک ایک اذان اور اقامت سے ادا فرمائی اور ان کے درمیان کوئی نماز (نفلی) نہیں پڑھی۔

**تخریج** : بخاری فی الحج باب ۹۸۔

**۳۸۶۵ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوُدَ قَالَ : ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ : ثَنَا إِسْرَائِيْلُ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ أَنَّهُ صَلّٰى مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ صَلَاتَيْنِ مَرَّتَيْنِ بِجَمْعٍ، كُلَّ صَلَاةٍ بِأَذَانٍ وَإِقَامَةٍ، وَالْعَشَاءُ بَيْنَهُمَا .قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلٰى هٰذَيْنِ الْحَدِيْثَيْنِ فَزَعَمُوْا أَنَّ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ ، يُجْمَعُ بَيْنَهُمَا بِمُزْدَلِفَةَ بِأَذَانَيْنِ وَإِقَامَتَيْنِ .وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ فَقَالُوْا : أَمَّا الْأُوْلٰى مِنْهُمَا، فَتُصَلّٰى بِأَذَانٍ وَإِقَامَةٍ، وَأَمَّا الثَّانِيَةُ، فَتُصَلّٰى بِلَا أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ .وَقَالُوْا : أَمَّا مَا كَانَ مِنْ فِعْلِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَمِنْ تَأْذِيْنِهِ لِلثَّانِيَةِ، فَإِنَّمَا فَعَلَ ذٰلِكَ، لِأَنَّ النَّاسَ قَدْ كَانُوْا تَفَرَّقُوْا لِعَشَائِهِمْ، فَأَذَّنَ لِيَجْمَعَهُمْ .وَكَذٰلِكَ نَقُوْلُ نَحْنُ إِذَا تَفَرَّقَ النَّاسُ عَنِ الْإِمَامِ لِعَشَاءٍ أَوْ لِغَيْرِهِ، أَمَرَ الْمُؤَذِّنَ فَأَذَّنَ لِيَجْتَمِعُوْا لِأَذَانِهِ. فَهٰذَا مَعْنٰى مَا رُوِيَ فِيْ هٰذَا عَنْ عُمَرَ، وَالَّذِيْ رُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، فَهُوَ مِثْلُ هٰذَا أَيْضًا .**

۳۸۶۵: اسود نے روایت کی ہے کہ میں نے جناب عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مزدلفہ میں دو مرتبہ دو نمازیں پڑھیں۔ ہر نماز اذان و اقامت کے ساتھ پڑھی مگر شام کا کھانا ان دونوں کے درمیان تناول کیا۔ امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ

بعض علماء نے ان روایات کو سامنے رکھ کر یہ خیال کیا کہ مغرب وعشاء مزدلفہ میں دو اذان اور دو اقامت سے جمع کی جائیں گی۔ مگر دیگر علماء نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے کہا ان میں سے پہلی نماز تو ایک اذان اور اقامت پڑھی جائے گی۔ باقی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عشاء کے لئے اذان دلانا اس لئے تھا کہ لوگ کھانا کھانے کے لئے منتشر ہو گئے تو ان کو جمع کرنے کے لئے اذان دلوائی اور ہم بھی اسی طرح کہتے ہیں جب لوگ امام سے منتشر ہو جائیں تو ان کے جمع کرنے کے لئے اذان دی جاسکتی ہے۔ خواہ کھانے یا کسی دوسری ضرورت کے لئے منتشر ہوں۔ پس آپ نے موذن کو حکم دیا تا کہ اذان کی وجہ سے وہ جمع ہو جائیں اور اسی طرح کی روایت حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی اس کی مثل مروی ہے روایت ذیل میں ہے۔

**حاصل روایات:** ان دونوں روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مزدلفہ میں مغرب وعشاء الگ الگ اذان واقامت سے ادا کی جائیں گی۔

فریق ثانی کا مؤقف اور دلیل وجواب: ایک اذان اور ایک اقامت سے دونوں نمازوں کو ادا کیا جائے گا ان دونوں نمازوں میں سنن سے بھی فاصلہ نہ کیا جائے گا۔

فریق اوّل کا جواب: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فعل کی تاویل یہ ہے کہ آپ نے کھانے کا فاصلہ فرمایا اور لوگ اس کے لئے منتشر ہو گئے تھے تو ان کو جمع کرنے کے لئے اذان دوبارہ دلوائی اور اب بھی اگر لوگ حاجات کے لئے منتشر ہو جائیں تو ان کو جمع کرنے کے لئے اذان دی جاسکتی ہے۔ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے فعل کی تاویل یہی ہے کہ انہوں نے عشاء کا کھانا مغرب کے بعد تناول فرمایا تو لوگوں کے منتشر ہونے کی وجہ سے اذان دلوائی گئی۔ اس لئے ان دونوں افعال سے ہر ایک نماز کے لئے اذان واقامت کے ضروری ہونے پر استدلال درست نہیں ہے۔ جیسا کہ یہ روایت ہے۔

## روایت ابن مسعود رضی اللہ عنہ:

۳۸۶۶ : حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ: كَانَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَادَ يَجْعَلُ الْعَشَاءَ بِالْمُزْدَلِفَةِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ .فَقَدْ عَادَ مَعْنٰى مَا رُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ فِيْ هٰذَا، إِلٰى مَعْنٰى مَا رُوِيَ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَيْضًا .ثُمَّ نَظَرْنَا مَا رُوِيَ فِيْ ذٰلِكَ إِذَا صَلَّيْنَا مَعًا، كَيْفَ نَفْعَلُ فِيْهِمَا.

۳۸۶۶: عبدالرحمٰن بن یزید کہتے ہیں کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ عشاء کی نماز مزدلفہ میں ادا کرتے مگر دونوں نمازوں کے درمیان کھانا تناول فرماتے تو اس روایت کا مفہوم بھی فعل عمر رضی اللہ عنہ کی طرح ہو گیا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ والی روایت کا معنیٰ لوٹ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت کی طرح ہو گیا۔ پھر ہم نے ان دونوں کو اکٹھا پڑھنے کے سلسلہ میں مروی روایات میں غور کیا کہ ان کو اکٹھا پڑھنے کا کیا طریقہ ہوگا۔ روایات ذیل میں ہیں۔

## بلا فصل پڑھنے کی روایات:

۳۸۶۷ : فَإِذَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَدْ حَدَّثَنَا قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ أَنَّهُ

صَلّٰی مَعَ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ بِجَمْعٍ الْمَغْرِبَ ثَلَاثًا' وَالْعِشَاءَ رَکْعَتَیْنِ' بِاِقَامَةٍ وَاحِدَةٍ .ثُمَّ حَدَّثَ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا صَنَعَ مِثْلَ ذٰلِكَ' وَحَدَّثَ ابْنُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ مِثْلَ ذٰلِكَ' فِیْ ذٰلِكَ الْمَکَانِ .

۳۸۶۷: حکم کہتے ہیں میں نے سعید بن جبیر کے ساتھ مزدلفہ میں نماز مغرب تین رکعت اور عشاء دو رکعت ادا کی انہوں نے (ایک اذان) ایک اقامت سے دونوں نمازیں ادا کیں پھر کہنے لگے ابن عمر ؓ اسی طرح کرتے تھے اور ابن عمر ؓ نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اس مقام پر اسی طرح کیا۔ یہ ابن عمر ؓ جناب رسول ﷺ کی طرف سے بتلا رہے ہیں کہ آپ نے ان دونوں نمازوں کو ادا کیا اور ان کے مابین اذان نہیں کہی اور نہ اقامت کہی اور ابن عمر ؓ سے ان الفاظ کے علاوہ الفاظ سے بھی روایت آئی ہے۔

۳۸۶۸: حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا أَبُو الْوَلِیْدِ قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ' عَنِ الْحَکَمِ أَنَّهٗ صَلّٰی مَعَ سَعِیْدِ ابْنِ جُبَیْرٍ بِجَمْعٍ الْمَغْرِبَ ثَلَاثًا' وَالْعِشَاءَ رَکْعَتَیْنِ' بِاِقَامَةٍ وَاحِدَةٍ .ثُمَّ حَدَّثَ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا صَنَعَ مِثْلَ ذٰلِكَ' وَحَدَّثَ ابْنُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ مِثْلَ ذٰلِكَ' فِیْ ذٰلِكَ الْمَکَانِ .

۳۸۶۸: حکم بیان کرتے ہیں کہ میں نے سعید بن جبیرؒ کے ساتھ مزدلفہ میں مغرب تین رکعت اور عشاء دو رکعت ادا فرمائی۔ اور اقامت ایک ہی کہی پھر انہوں نے بیان کیا کہ ابن عمر ؓ نے اسی طرح کیا اور ابن عمر ؓ نے بیان کیا کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے اس جگہ اسی طرح کیا۔

۳۸۶۹: حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا أَبُو الْوَلِیْدِ قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ قَالَ : أَخْبَرَنِی الْحَکَمُ بْنُ عُتَیْبَةَ' وَسَلَمَةُ بْنُ کُهَیْلٍ قَالَا : صَلّٰی بِنَا سَعِیْدُ بْنُ جُبَیْرٍ بِاِقَامَةٍ الْمَغْرِبَ ثَلَاثًا' فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ فَصَلّٰی رَکْعَتَیِ الْعِشَاءِ ' ثُمَّ حَدَّثَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهٗ صَنَعَ بِهِمْ فِیْ ذٰلِكَ الْمَکَانِ مِثْلَ ذٰلِكَ' وَحَدَّثَ ابْنُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ بِهِمْ فِیْ ذٰلِكَ الْمَکَانِ مِثْلَ ذٰلِكَ .

۳۸۶۹: سلمہ بن کہیل اور حکم بن عتیبہ دونوں بیان کرتے ہیں کہ سعید بن جبیر نے ہمیں نماز مغرب تین رکعت ایک اقامت کے ساتھ پڑھائی جب سلام پھیرا تو اٹھ کر عشاء دو رکعت پڑھائی پھر ابن عمر ؓ سے بیان کیا کہ انہوں نے اس مقام پر اسی طرح کیا اور ابن عمر ؓ نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اس جگہ ہمیں اسی طرح نماز پڑھائی۔

**تخریج** : ترمذی فی حج باب ۵۶۔

۳۸۷۰ :حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرَةَ قَالَ : ثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ قَالَ : شَهِدْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ أَقَامَ بِجَمْعٍ الصَّلَاةَ وَأَحْسَبُهُ قَالَ (أَذَّنَ) فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثَلَاثًا، ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى الْعِشَاءَ رَكْعَتَيْنِ بِالْإِقَامَةِ الْأُوْلَى، وَحَدَّثَ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا صَنَعَ فِيْ هٰذَا الْمَكَانِ هٰذَا، وَحَدَّثَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ مِثْلَ ذٰلِكَ .

۳۸۷۰: حکم بیان کرتے ہیں کہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ مزدلفہ میں موجود تھا انہوں نے جماعت کرائی اور میرا خیال ہے کہ انہوں نے فرمایا اذان دو پھر مغرب تین رکعت پھر اٹھے اور عشاء دو رکعت پڑھائی نئی اقامت نہیں کہی سابقہ اقامت پر اکتفار کیا۔ اور انہوں نے بیان کیا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس جگہ اسی طرح کیا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ اسی طرح کیا۔

۳۸۷۱ :حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ : ثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، عَنْ سَلَمَةَ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ (صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِجَمْعٍ بِإِقَامَةٍ وَاحِدَةٍ) .

۳۸۷۱: سعید بن جبیر نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے انہوں نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب وعشاء کی نماز مزدلفہ میں ایک اقامت سے پڑھائی۔

**تخریج** : بخاری فی تقصیر الصلاة باب ٦، مسلم فی الحج ٢٨٨۔

۳۸۷۲ :حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا وَهْبٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِثْلَهُ .

۳۸۷۲: عبداللہ بن مالک نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۳۸۷۳ :حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ . ح .

۳۸۷۳: ابن مرزوق نے ابو عامر انہوں نے سفیان سے روایت نقل کی ہے۔

۳۸۷۴ : وَحَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ : سَمِعْتُ يَزِيْدَ بْنَ هَارُوْنَ قَالَ : أَنَا سُفْيَانُ بْنُ سَعِيْدٍ الثَّوْرِيُّ، عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ، (عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ : صَلَّيْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا الْمَغْرِبَ ثَلَاثًا، وَالْعِشَاءَ رَكْعَتَيْنِ بِإِقَامَةٍ وَاحِدَةٍ .فَقِيْلَ لَهُ : يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، مَا هٰذَا .فَقَالَ : صَلَّيْتُهُمَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَا الْمَكَانِ بِإِقَامَةٍ وَاحِدَةٍ) .

۳۸۷۴: عبداللہ بن مالک نے کہا کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پیچھے نماز مغرب تین رکعت اور عشاء دو رکعت ایک

اقامت سے ادا کیں۔ان سے سوال ہوا کہ اے ابوعبدالرحمٰن! یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا میں نے یہ دونوں نمازیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس جگہ ایک اقامت سے ادا کیں۔

٣٨٧٥ : حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَ : ثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ : ثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ قَالَ .ثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ، (عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ : صَلّٰى بِنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ بِالْمُزْدَلِفَةِ صَلَاةَ الْمَغْرِبِ بِإِقَامَةٍ لَيْسَ مَعَهَا أَذَانٌ ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ، ثُمَّ سَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ : الصَّلَاةُ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى الْعِشَاءَ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ سَلَّمَ .فَقَالَ لَهُ مَالِكُ بْنُ الْحَارِثِ مَا هٰذِهِ الصَّلَاةُ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ؟ قَالَ صَلَّيْتُ هَاتَيْنِ الصَّلَاتَيْنِ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَا الْمَكَانِ، لَيْسَ مَعَهُمَا أَذَانٌ) .

٣٨٧٥: مالک بن حارث کہتے ہیں کہ ہمیں ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مزدلفہ میں نماز مغرب تین رکعت صرف اقامت سے پڑھائی اذان نہ دی پھر سلام پھیر کر فرمایا نماز حاضر ہے پھر کھڑے ہو کر عشاء دو رکعت پڑھائی پھر سلام پھیرا ان کو مالک بن حارث نے کہا اے ابوعبدالرحمٰن یہ کیسی نماز ہے؟ انہوں نے کہا میں نے یہ دونوں نمازیں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس جگہ ادا کیں ان کے ساتھ اذان نہ تھی۔

٣٨٧٦ : حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ أَبِيْ نَجِيْحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ : حَدَّثَنِيْ أَرْبَعَةٌ كُلُّهُمْ ثِقَةٌ، مِنْهُمْ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ، وَعَلِيٌّ الْأَزْدِيُّ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ صَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِالْمُزْدَلِفَةِ بِإِقَامَةٍ وَاحِدَةٍ .فَهٰذَا ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يُخْبِرُ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ صَلَّاهُمَا، وَلَمْ يُؤَذِّنْ بَيْنَهُمَا، وَلَمْ يُقِمْ .وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِيْ هٰذَا شَيْءٌ بِلَفْظٍ، غَيْرِ هٰذَا اللَّفْظِ .

٣٨٧٦: مجاہد کہتے ہیں کہ مجھے چار آدمیوں نے بیان کیا ان میں سعید بن جبیر اور علی ازدی رحمہم اللہ ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مزدلفہ میں نماز مغرب و عشاء ایک اقامت سے ادا کیں۔

**تخریج** : مسلم فی الحج ٢٨٨۔

**حاصل روایات**: یہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ہیں جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق خبر دے رہے ہیں کہ انہوں نے یہ نمازیں اسی طرح ادا کیں ان کے درمیان اذان نہیں دی اور نہ اقامت کہی۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایات جو دیگر الفاظ سے مروی ہیں۔

٣٨٧٧ : حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ : أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ أَبِيْهِ (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، صَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِالْمُزْدَلِفَةِ جَمِيْعًا، لَمْ يُنَادِ فِيْ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا إِلَّا بِالْإِقَامَةِ، وَلَمْ يُسَبِّحْ بَيْنَهُمَا، وَلَا عَلٰى إِثْرِ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا) .

۳۸۷۷: سالم بن عبداللہ نے اپنے والد سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب وعشاء کی نماز مزدلفہ میں اکٹھی پڑھائی ان دونوں میں سے کسی کے لئے اذان نہیں دی فقط اقامت کہی اوران کے مابین تسبیح (نوافل) سے بھی فاصلہ نہیں کیا اور نہ ان کے بعد نوافل ادا کئے۔

**تخریج** : مسلم فی الحج ۲۸۷' ابن ماجه فی المناسك باب ۶۰۔

۳۸۷۸ : حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ يَحْيَى الْمُزَنِيّ قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيْسَ الشَّافِعِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ أَبِيْ ذِئْبٍ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ ، غَيْرَ أَنَّهٗ قَالَ (لَمْ يُنَادِ بَيْنَهُمَا، وَلَا عَلٰى إِثْرِ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا إِلَّا بِإِقَامَةٍ) . وَهٰكَذَا حِفْظِيْ عَنْ يُوْنُسَ، عَنِ ابْنِ وَهْبٍ، غَيْرَ أَنِّيْ وَجَدْتُهٗ فِيْ كِتَابِيْ نَصَصْتُهٗ فِي الْحَدِيْثِ الَّذِيْ قَبْلَ هٰذَا .

۳۸۷۸: عبداللہ بن نافع نے ابن ابی ذئب سے روایت کی پھرانہوں نے اپنی اسناد سے روایت نقل کی ہے البتہ اتنا فرق ہے۔ یہ کہا کہ ان کے درمیان اذان نہیں دی اور نہ ان میں سے کسی ایک کے بعد سوائے اقامت کے اور کچھ نہیں کہا۔

## قول طحاویؒ:

یونس عن ابن وہب کی روایت میری یادداشت میں اسی طرح ہے البتہ مخطوطہ میں پہلی روایت کی طرح ہے۔

۳۸۷۹ : حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ قَالَ : ثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيْهِ (أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ بِجَمْعٍ، لَمْ يُنَادِ فِيْ كُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا إِلَّا بِإِقَامَةٍ، وَلَمْ يُسَبِّحْ بَيْنَهُمَا) . فَقَوْلُهٗ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ (وَلَمْ يُنَادِ فِيْ كُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا إِلَّا بِإِقَامَةٍ) فَذٰلِكَ مُحْتَمِلٌ أَنْ يَكُوْنَ أَرَادَ بِذٰلِكَ الْإِقَامَةَ الَّتِيْ أَقَامَهَا لِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا .وَيَحْتَمِلُ الْإِقَامَةَ الَّتِيْ أَقَامَهَا لَهُمَا، غَيْرَ أَنَّ أَوْلَى الْأَشْيَاءِ بِنَا أَنْ نَحْمِلَ ذٰلِكَ عَلَى الْإِقَامَةِ الَّتِيْ أَقَامَهَا، لِيَتَّفِقَ مَعْنٰى ذٰلِكَ، وَمَعْنٰى مَا رَوَيْنَاهُ قَبْلَ ذٰلِكَ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِيْ أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيِّ، وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، مَا يُوَافِقُ مِنْ ذٰلِكَ أَيْضًا .

۳۸۷۹: سالم نے اپنے والد سے انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ میں دونمازوں کو جمع کیا ان میں سے ہرایک میں اذان نہیں دی فقط اقامت کہی۔ اوران کے درمیان کوئی نفل نماز ادا نہیں کی۔ اس روایت میں ان کا یہ قول (ولم يناد في كل واحدة منهما الا باقامة) کہ اقامت کے علاوہ ان میں سے کسی میں بھی اذان نہیں دی گئی'' اس میں دواحتمال ہیں نمبر۱ اس سے مراد وہ اقامت ہے جو ہرایک

کے لئے کہی گئی نمبر۲ اس سے وہ اقامت مراد ہو جو دونوں کے لئے کہی گئی۔ البتہ ہمارے ہاں اس کا بہتر مطلب یہ ہے کہ اس سے وہ اقامت مراد لیجائے جس سے دونوں نمازوں کو قائم کیا گیا تا کہ اس روایت اور اس قبل منقولہ روایات کا معنی متضاد نہ ہو۔ ابن جبیر نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی وساطت سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ابو ایوب انصاری اور براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے اس کے موافق روایت نقل کی ہے۔

**الم يناد في كل واحدة منهما الا باقامة** اس جملے میں دو احتمال ہیں نمبر ایک ہر ایک کے لئے اقامت کہی۔ نمبر دو دونوں کے لئے ایک اقامت کہی۔ ہم دوسرا معنی لیتے ہیں تا کہ سعید بن جبیر نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے جو روایت نقل کی ہے اس کے ساتھ اس کی موافقت ہو جائے۔

اور ابو ایوب انصاری براء بن عازب سے اس کے موافق روایات وارد ہیں۔ روایت ابو ایوب انصاری۔

۳۸۸۰ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ الرُّوْمِيُّ قَالَ : أَنَا قَيْسُ بْنُ الرَّبِيعِ قَالَ : أَنَا غَيْلَانُ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِيْ أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ (صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِإِقَامَةٍ وَاحِدَةٍ) .

۳۸۸۰: عبداللہ بن یزید انصاری نے ابو ایوب انصاری سے نقل کیا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب و عشاء کی نمازیں مزدلفہ میں ایک اقامت سے پڑھیں۔

روایت براء رضی اللہ عنہ۔

۳۸۸۱ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوُدَ قَالَ : ثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ قَالَ : أَنَا أَبُوْ يُوْسُفَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِثْلَهُ .وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ فَقَالُوْا : بَلْ يُصَلِّي الْأُوْلٰى مِنْهُمَا بِأَذَانٍ وَإِقَامَةٍ وَالثَّانِيَةَ بِإِقَامَةٍ بِلَا أَذَانٍ .وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ بِمَا

۳۸۸۱: عبداللہ بن یزید نے براء بن عازب سے انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے اور دوسروں نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے کہا بلکہ پہلی اذان و اقامت اور دوسری نماز فقط اقامت سے ادا کی جائے گی اور انہوں نے مندرجہ ذیل روایات سے استدلال کیا ہے۔

**حاصل روایات:** ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مغرب و عشاء کی نماز ایک اذان اور ایک اقامت سے پڑھی جائیں گی۔

فریق ثالث کا موقف: ایک اذان اور دو اقامت کے ساتھ مغرب و عشاء کی نمازیں پڑھی جائیں گی۔ دلیل یہ روایات ہیں۔

۳۸۸۲ : حَدَّثَنَا رَبِيْعٌ الْمُؤَذِّنُ فَقَالَ : ثَنَا أَسَدٌ قَالَ : ثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا أَتَى الْمُزْدَلِفَةَ صَلّٰى بِهَا الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ ، بِأَذَانٍ وَاحِدٍ وَإِقَامَتَيْنِ) . فَفِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ صَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِأَذَانٍ وَإِقَامَتَيْنِ، وَهٰذَا خِلَافُ مَا رَوٰى مَالِكُ بْنُ الْحَارِثِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ .وَقَدْ أَجْمَعُوْا أَنَّ الْأَوَّلَ مِنَ الصَّلَاتَيْنِ اللَّتَيْنِ تُجْمَعَانِ بِعَرَفَةَ يُؤَذَّنُ لَهَا وَيُقَامُ، فَالنَّظَرُ عَلٰى ذٰلِكَ، أَنْ يَكُوْنَ كَذٰلِكَ حُكْمُ الْأُوْلٰى مِنَ الصَّلَاتَيْنِ اللَّتَيْنِ تُجْمَعَانِ بِجَمْعٍ .

۳۸۸۲: جعفر بن محمد نے اپنے والد سے انہوں نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مزدلفہ میں تشریف لائے تو وہاں مغرب وعشاء ایک اذان اور دو اقامت سے ادا کیں۔اس روایت میں یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مغرب وعشاء ایک اذان اور دو اقامت کے ساتھ کے ساتھ ادا کیں اور یہ روایت مالک بن حارث نے جو ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے اس کے خلاف ہے اور اس پر سب کا اتفاق ہے۔دونوں نمازیں جن کو عرفہ میں جمع کیا جاتا ہے۔اس کے لئے ایک اذان اور اقامت کہی جاتی ہے۔پس نظر وفکر کا تقاضا یہی ہے کہ دونوں نمازیں جن کو مزدلفہ میں جمع کیا جاتا ہے۔ان کا حکم پہلی نمازوں جیسا ہو۔

**حاصل روایات:** یہ روایت مالک بن حارث نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے جو روایت کی ہے اس کے خلاف ہے اس میں ایک اذان اور دو اقامت کا تذکرہ ہے اور اس بات پر اتفاق ہے کہ عرفات میں جو نمازیں اکٹھی پڑھی جاتی ہیں ان کے لئے ایک اذان اور اقامت کہی جاتی ہے پس اسے سامنے رکھتے ہوئے مزدلفہ میں جمع کی جانے والی نمازوں کا بھی یہی حکم ہونا چاہئے۔

۳۸۸۳ :حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ : أَخْبَرَنِيْ مَالِكٌ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ ،عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُوْلُ : (دَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَرَفَةَ، حَتّٰى إِذَا كَانَ بِالشِّعْبِ نَزَلَ فَبَالَ، ثُمَّ تَوَضَّأَ، فَلَمْ يُسْبِغِ الْوُضُوْءَ، فَقُلْتُ لَهُ : الصَّلَاةَ، فَقَالَ : الصَّلَاةُ أَمَامَكَ .فَرَكِبَ حَتّٰى جَاءَ بِالْمُزْدَلِفَةِ، فَنَزَلَ فَتَوَضَّأَ فَأَسْبَغَ الْوُضُوْءَ ، ثُمَّ أُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ، ثُمَّ أَنَاخَ كُلُّ إِنْسَانٍ بَعِيْرَهُ فِيْ مَنْزِلِهِ، ثُمَّ أُقِيْمَتَ الْعِشَاءُ ، فَصَلَّاهَا، وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا شَيْئًا) . فَقَدْ اُخْتُلِفَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّلَاتَيْنِ بِمُزْدَلِفَةَ، هَلْ صَلَّاهُمَا مَعًا ؟ أَوْ عَمِلَ بَيْنَهُمَا عَمَلًا ؟ فَرُوِيَ فِيْ ذٰلِكَ مَا قَدْ ذَكَرْنَا فِيْ حَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَأُسَامَةَ .وَاخْتُلِفَ عَنْهُ كَيْفَ صَلَّاهُمَا ؟ فَقَالَ بَعْضُهُمْ : بِأَذَانٍ وَإِقَامَةٍ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ : بِأَذَانٍ وَإِقَامَتَيْنِ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ : بِإِقَامَةٍ وَاحِدَةٍ لَيْسَ مَعَهُمَا أَذَانٌ فَلَمَّا اخْتَلَفُوْا فِيْ ذٰلِكَ عَلٰى مَا ذَكَرْنَا، وَكَانَتِ الصَّلَاتَانِ يُجْمَعُ بَيْنَهُمَا بِمُزْدَلِفَةَ، وَهُمَا الْمَغْرِبُ وَالْعِشَاءُ ، كَمَا يُجْمَعُ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ بِعَرَفَةَ، وَهُمَا الظُّهْرُ وَالْعَصْرُ، فَكَانَ هٰذَا الْجَمْعُ فِيْ هٰذَيْنِ الْمَوْطِنَيْنِ جَمِيْعًا لَا يَكُوْنُ إِلَّا لِمُحْرِمٍ فِيْ حُرْمَةِ الْحَجِّ، فَلَا يَكُوْنُ لِحَلَالٍ وَلَا لِمُعْتَمِرٍ غَيْرِ حَاجٍّ، وَكَانَتِ الصَّلَاتَانِ بِعَرَفَةَ تُصَلّٰى أَحَدُهُمَا فِيْ إِثْرِ صَاحِبَتِهَا، وَلَا يُعْمَلُ بَيْنَهُمَا عَمَلٌ، وَكَانَتَا يُؤَذَّنُ

لَهُمَا أَذَانًا وَاحِدًا، وَيُقَامُ لَهُمَا إِقَامَتَيْنِ كَمَا يُفْعَلُ بِعَرَفَةَ سَوَاءً. هٰذَا هُوَ النَّظَرُ فِي هٰذَا الْبَابِ وَهُوَ خِلَافُ قَوْلِ أَبِي حَنِيفَةَ، وَأَبِي يُوسُفَ، وَمُحَمَّدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَذٰلِكَ أَنَّهُمْ كَانُوا يَذْهَبُونَ فِي الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ بِعَرَفَةَ إِلَى مَا ذَكَرْنَا، وَيَذْهَبُونَ فِي الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ بِمُزْدَلِفَةَ إِلَى أَنْ يَجْعَلُوا ذٰلِكَ بِأَذَانٍ وَإِقَامَةٍ وَاحِدَةٍ، وَيَحْتَجُّونَ فِي ذٰلِكَ بِمَا رُوِيَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ. وَكَانَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ يَذْهَبُ فِي ذٰلِكَ إِلَى أَنْ يُصَلِّيَهُمَا بِإِقَامَةٍ وَاحِدَةٍ لَا أَذَانَ مَعَهُمَا، عَلَى مَا رَوَيْنَا عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي رَوَيْنَاهُ عَنْ جَابِرٍ مِنْ هٰذَا، أَحَبُّ إِلَيْنَا، لِمَا شَهِدَ لَهُ النَّظَرُ، ثُمَّ وَجَدْنَا بَعْدَ ذٰلِكَ حَدِيثَ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَدْ عَادَ إِلَى مَعْنَى حَدِيثِ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.

۳۸۸۳: کریب مولیٰ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انہوں نے اسامہ بن زیدؓ سے روایت نقل کی ہے کہ کریب نے اسامہ کو کہتے سنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرفہ سے روانہ ہوئے جب گھاٹی میں پہنچے تو سواری سے اتر کر پیشاب سے فراغت حاصل کی پھر پورا وضو نہیں کیا صرف ہاتھ دھوئے میں نے کہا نماز قریب ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز تمہارے آگے یعنی مزدلفہ میں پڑھی جائے گی پھر آپ سوار ہوئے یہاں تک کہ مزدلفہ میں تشریف لائے اور اتر کر پورا وضو فرمایا پھر نماز پڑھائی مغرب کی نماز پڑھانے کے بعد ہر آدمی نے اپنے اونٹ کو اپنے ٹھکانے پر بٹھایا پھر عشاء کی جماعت کھڑی کی گئی وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھائی۔ ان کے درمیان کوئی چیز (نماز نفل) نہیں پڑھی گئی۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مزدلفہ کی نماز کے سلسلہ میں مختلف روایات وارد ہیں کہ آیا آپ نے ان کو اکٹھا ادا فرمایا یا ان کے مابین بھی کوئی عمل کیا اس سلسلہ میں روایت ابن عمر رضی اللہ عنہما مذکورہ اور روایت اسامہ رضی اللہ عنہ آتی ہیں ان سے بھی مختلف روایت ہے کہ آپ نے ان دونوں نمازوں کو کس طرح پڑھا۔ نمبر ا بعض نے کہا ایک اذان واقامت کے ساتھ نمبر ۲ ایک اذان اور دو اقامت کے ساتھ نمبر ۳ بعض نے کہا ایک اقامت سے بغیر اذان ادا فرمائیں۔ جب ان روایات میں اس قدر اختلاف ہے۔ تو دونوں نمازیں مغرب وعشاء کو مزدلفہ میں اکٹھا پڑھا جائے۔ جیسا کہ عرفہ میں ظہر وعصر کو جمع کرتے ہیں۔ یہ دونوں جمع ان دونوں مقامات میں حرمت حج کے لئے صرف محرم کے لئے ہے۔ یہ کسی عمرہ کرنے والے یا حلال کے لئے جائز نہیں اور دونوں کے لیے ایک اذان دی جائے گی اور دو اقامتیں کہی جائیں گی۔ جیسا کہ عرفہ میں کیا جاتا ہے۔ اس باب میں باب نظر وفکر کا یہی تقاضا ہے اور یہ امام ابوحنیفہ ابو یوسف، محمد رحمہم اللہ کے قول کے خلاف ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ عرفات میں دونوں نمازوں کو مذکورہ صورت میں جمع کرتے ہیں اور مزدلفہ میں دونوں نمازوں کی جمع اس طرح مانتے ہیں کہ اذان اور اقامت ایک کہی جائے گی۔ اور ان کی دلیل حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے اور سفیان ثوری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ان دونوں نمازوں کو بلا اذان مگر ایک اقامت سے پڑھا جائے گا۔ جیسا کہ ہم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی اور وہ روایت جو ہم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے۔ یہ قول ہمیں پسند ہے اس لئے کہ نظر وفکر اس کے لئے شاہد ہے

پھر ہم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت پالی اور اس کا مفہوم بھی روایت جابر رضی اللہ عنہ کی طرف لوٹ آیا۔

**تخریج** : مسلم فی الحج ٢٧٦۔

## نظر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ :

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مزدلفہ کی نمازوں کے متعلق مختلف روایات وارد ہوئی ہیں کہ آیا ان دونوں کو اکٹھا ادا کیا گیا یا ان کے درمیان کوئی اور عمل کیا۔ ہم نے اس سلسلہ میں یہ اسامہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایات ذکر کی ہیں۔ جن سے دونوں کے درمیان کوئی نہ کوئی ثابت ہو رہا ہے۔ اور اس میں بھی اختلاف ہے کہ ان کے پڑھنے کی کیفیت کیا ہے۔ بعض نے اذان واقامت نقل کی۔ بعض نے ایک اذان اور دو اقامتیں نقل کیں بعض نے فقط اقامت نقل کی جس کے ساتھ اذان بھی نہ تھی۔ جب اس قدر اختلاف پایا گیا تو ہم نے غور کیا کہ دو نمازیں عرفات اور مزدلفہ میں جمع کی جاتی ہیں۔ عرفات میں ایک اذان اور دو اقامت کے ساتھ دونوں نمازیں ادا ہوتی ہیں۔ تو مزدلفہ میں جمع تاخیر ہے تو مغرب وعشاء کو اسی طرح ایک اذان اور دو اقامت سے ادا کرنا مسنون ہوگا تاکہ دو جمعوں کی کیفیت ایک رہے۔ کیونکہ یہ دونوں جمعیں محرم بالحج کے لئے خاص ہیں۔ عمرہ کرنے والا یا حلال ان کو جمع نہیں کرسکتا۔ ان کو ادا کرتے ہوئے جس طرح عرفات میں درمیان میں کوئی عمل نہیں کیا جاتا اسی طرح مزدلفہ میں بھی ادائیگی کے وقت کوئی عمل درمیان میں انجام نہ دیا جائے۔

نظر کا تقاضا یہی ہے۔ یہ نظر امام ابوحنیفہ اور ابو یوسف، محمد رحمہم اللہ کے خلاف ہے۔ کیونکہ ان کے ہاں عرفات میں تو ایک اذان اور دو اقامت ہیں مگر مزدلفہ میں وہ اس کے قائل نہیں بلکہ ایک اذان اور ایک اقامت کے قائل ہیں ان کے ہاں اس کے ثبوت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے جس کو سفیان ثوریؒ نے نقل کیا ہے کہ مزدلفہ میں دونوں نمازوں کو صرف ایک اذان اور ایک اقامت سے ادا کیا جائے گا۔

حالانکہ سفیان ثوریؒ تو صرف ایک اقامت کے قائل ہیں اذان کو بھی ضروری قرار نہیں دیتے اس کے ثبوت میں بھی ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت پیش کرتے ہیں جو فصل ثانی میں گزری ہے۔ اور ہم فصل ثالث میں بیان کردہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کرتے ہیں اور یہ روایت موافق قیاس ہونے کی وجہ سے قابل ترجیح ہوگی۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی ایک روایت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت کے موافق ہے۔ روایت ابن عمر رضی اللہ عنہ۔

۳۸۸۴ : وَذٰلِكَ أَنَّ هَارُوْنَ بْنَ كَامِلٍ وَفَهْدًا، حَدَّثَانَا قَالَا : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ : حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، قَالَ : حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدِ بْنِ مُسَافِرٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : (جَمَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ، وَهِيَ الْمُزْدَلِفَةُ صَلَّى الْمَغْرِبَ ثَلَاثًا، ثُمَّ سَلَّمَ، ثُمَّ أَقَامَ الْعِشَاءَ فَصَلَّاهَا رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ سَلَّمَ، لَيْسَ بَيْنَهُمَا سَجْدَةٌ) فَهٰذَا يُخْبِرُ أَنَّهُ صَلَّاهُمَا بِإِقَامَتَيْنِ .وَقَدْ وَجَدْنَا عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا نَفْسِهِ مِمَّا لَمْ يَرْفَعْهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ أَذَّنَ لَهُمَا .

۳۸۸۴: سالم بن عبداللہ نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب وعشاء کو مزدلفہ میں جمع فرمایا مغرب تین رکعت ادا فرمائی پھر سلام پھیرا پھر عشاء کی اقامت کہی اور اس کو دو رکعت ادا کیا پھر سلام پھیرا ان کے درمیان کوئی نماز نہ تھی۔ یہ روایت خبر دے رہی ہے کہ آپ نے دو اقامتوں سے دونوں نمازوں کو ادا کیا اور ہمیں یہ روایت بھی ملی ہے جس کو انہوں نے مرفوع قرار نہیں دیا کہ ان دونوں نمازوں کے لئے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اذان کہی۔

**حاصل روایات:** اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اس نماز کو دو قافلوں سے ادا کیا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس میں یہ بھی بیان نہیں کیا کہ آپ نے ان دونوں کے لئے اذان دی گئی ہو۔

۳۸۸۵ :حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ : ثَنَا حَجَّاجُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ، قَالَ : ثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ : أَنَا بِشْرٌ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ، بِأَذَانٍ وَإِقَامَةٍ، وَلَمْ يَجْعَلْ بَيْنَهُمَا شَيْئًا .فَكَانَ مُحَالًا أَنْ يَكُوْنَ أَدْخَلَ فِيْ ذٰلِكَ أَذَانًا إِلَّا وَقَدْ عَلِمَهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ رَوَيْنَاهُ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنْ هٰذَا أَحَبُّ إِلَيْنَا، لِمَا شَهِدَ لَهُ مِنَ النَّظَرِ .

۳۸۸۵: سعید بن جبیر نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ انہوں نے مغرب وعشاء کو مزدلفہ میں جمع کیا اور ایک اذان اور اقامت کہی ان کے درمیان اور کوئی چیز نہیں کی۔ اور یہ بات ناممکن ہے کہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھے بغیر اذان کہی ہو اور جو کچھ ہم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ ہمارے ہاں زیادہ پسندیدہ ہے اس لئے کہ قیاس اس کا مؤید ہے۔

**حاصل روایات:** یہ بات ناممکن ہے کہ انہوں نے اپنی طرف سے اس میں اذان داخل کر دی ہو سوائے اس کے کہ انہوں نے اسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کو جانا ہو۔ حاصل یہ ہوا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایات میں باہمی تعارض پایا جاتا ہے۔ مگر جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں موجود نہیں اسی لئے ہم نے اس کو راجح قرار دیا ہے۔ اور نظر کا تقاضا بھی یہی ہے۔

**نوٹ:** اس باب میں طحاوی رحمہ اللہ کا رجحان فریق ثالث کی طرف ہے اسی وجہ سے اس کی ترجیح کے لئے آخری دم تک زور لگایا اور آخر میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں تعارض والی بات کی وجہ سے اس کو مرجوع قرار دیا حالانکہ کثرت طرق سے فریق ثانی کا مؤقف مضبوط ہے۔ واللہ اعلم۔

## بَابُ وَقْتِ رَمْيِ جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ لِلضُّعَفَاءِ الَّذِيْنَ يُرَخَّصُ لَهُمْ فِيْ تَرْكِ الْوُقُوْفِ بِالْمُزْدَلِفَةِ

### کمزور لوگ جمرہ عقبہ کی کس وقت رمی کریں؟

خلاصۃ المرام: جمرہ عقبہ کی رمی میں ضعیف مردوں عورتوں بچوں کو کس حد تک گنجائش ہے۔ منیٰ کی طرف مزدلفہ سے انہیں رات کو آنے کی اجازت ہے مگر طلوع فجر سے پہلے رمی میں اختلاف ہے۔

نمبر ①: امام شافعیؒ درست قرار دیتے ہیں۔

نمبر ②: ائمہ ثلاثہ کے ہاں طلوع فجر سے پہلے جائز نہیں بعد میں طلوع آفتاب سے پہلے مکروہ ہے۔ طلوع آفتاب کے بعد مسنون ہے۔

فریق اوّل کا مؤقف اور دلائل: معذور اور کمزور عورتوں کو طلوع آفتاب سے پہلے جمرہ عقبہ کی رمی جائز ہے۔ دلیل یہ روایات ہیں۔

۳۸۸۶ : حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ .

۳۸۸۶: ابن مرزوق نے ابوعامر سے روایت نقل کی ہے۔

۳۸۸۷ : وَحَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ : ثَنَا ابْنُ أَبِيْ وَهْبٍ، عَنِ ابْنِ أَبِيْ ذِئْبٍ، عَنْ شُعْبَةَ، مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، (عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ : كُنْتُ فِيْمَنْ بَعَثَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ فَرَمَيْنَا الْجَمْرَةَ مَعَ الْفَجْرِ) .

۳۸۸۷: شعبہ مولیٰ ابن عباس نے ابن عباس ؓ سے روایت نقل کی ہے کہ میں بھی ان میں شامل تھا جن کو جناب رسول اللہ ﷺ نے یوم النحر (کی رات کو مزدلفہ سے منیٰ بھیج دیا) پس ہم نے جمرہ عقبہ کی رمی فجر کے ساتھ ہی کر لی۔

۳۸۸۸ : حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ : ثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ : ثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي الصَّفِيْرِ، عَنْ عَطَاءٍ قَالَ : أَخْبَرَنِيْ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْعَبَّاسِ لَيْلَةَ الْمُزْدَلِفَةِ اذْهَبْ بِضُعَفَائِنَا وَنِسَائِنَا، فَلْيُصَلُّوْا الصُّبْحَ بِمِنًى، وَلْيَرْمُوْا جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ قَبْلَ أَنْ يُصِيْبَهُمْ دَفْعَةُ النَّاسِ) . قَالَ : فَكَانَ عَطَاءٌ يَفْعَلُهُ بَعْدَمَا كَبِرَ، وَضَعُفَ .قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلٰى أَنَّ لِلضَّعَفَةِ أَنْ يَرْمُوْا جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ بَعْدَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ، وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ .وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ فَقَالُوْا : لَا يَنْبَغِيْ لَهُمْ أَنْ يَرْمُوْهَا حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، فَإِنْ رَمَوْهَا قَبْلَ ذٰلِكَ، أَجْزَأَتْهُمْ وَقَدْ أَسَاءُوْا .وَقَالُوْا : لَمْ يَذْكُرْ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِيْ حَدِيْثِ شُعْبَةَ مَوْلَاهُ أَنَّهُمْ رَمَوْا الْجَمْرَةَ عِنْدَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ بِأَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاهُمْ بِذٰلِكَ .وَقَدْ يَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنُوْا فَعَلُوْا ذٰلِكَ بِالتَّوَهُّمِ مِنْهُمْ أَنَّهُ وَقْتُ الرَّمْيِ لَهَا، وَوَقْتُهُ فِي الْحَقِيْقَةِ غَيْرُ ذٰلِكَ .وَأَمَّا مَا رَوَاهُ عَطَاءٌ عَنْهُ، فَإِنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ وَقْتَ رَمْيِ جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ، هَلْ هُوَ بَعْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ ؟ أَوْ قَبْلَ ذٰلِكَ؟ وَاحْتَجَّ أَهْلُ الْمَقَالَةِ الْأُوْلٰى لِقَوْلِهِمْ أَيْضًا.

۳۸۸۸: عطاء نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عباس رضی اللہ عنہ کو مزدلفہ کی رات فرمایا تم ہمارے کمزوروں اور عورتوں کو لے جاؤ تاکہ وہ صبح کی نماز منیٰ میں ادا کریں اور جمرہ عقبہ کی رمی اس سے پہلے پہلے ادا کرلیں کہ لوگوں کی بھیڑ ان کو پہنچے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں علماء کی ایک جماعت کہتی ہے کہ کمزور لوگ طلوع صبح صادق کے بعد جمرہ عقبہ کو کنکریاں مار سکتے ہیں اور انہوں نے مذکورۃ الصدر روایت کو اپنا مستدل بنایا ہے۔ مگر دیگر علماء نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے فرمایا کہ طلوع آفتاب تک کنکریاں مارنا مناسب نہیں ہے اگر انہوں نے اس سے پہلے کنکریاں ماردیں تو وہ کافی ہو جائیں گی مگر وہ غلطی کرنے والے ہیں۔ ان کا کہنا یہ ہے کہ روایت شعبہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس بات کا ذکر نہیں کیا کہ انہوں نے طلوع صبح صادق کے وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے کنکریاں ماری تھیں۔ عین ممکن ہے کہ انہوں نے یہ خیال کر کے کنکریاں ماریں کہ یہ مارنے کا وقت ہے۔ جب کہ حقیقت میں اس کا وقت اس کے علاوہ ہو اور عطاء رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جو روایت کیا ہے اس میں بھی جمرہ عقبہ کی کنکریوں کا وقت مذکور نہیں کہ آیا وہ طلوع آفتاب سے پہلے تھا یا بعد اول قول کے قائلین نے اپنے مؤقف کے لئے اس روایت کو بھی اپنا مستدل بنایا ہے۔ روایت ذیل میں ہے۔

راوی کہتے ہیں کہ عطاءؒ کبر وضعف کی عمر میں اسی طرح کرتے تھے۔

## فریق ثانی کا مؤقف اور جوابات و دلائل:

طلوع آفتاب سے پہلے رمی درست نہیں اگر رمی کرلی تو کفایت کر جائے گی مگر مکروہ ہے طلوع فجر سے قبل تو جائز ہی نہیں۔

سابقہ مؤقف کا جواب: ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں اس کا تذکرہ نہیں کہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے جمرہ عقبہ کی رمی کی اور یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ انہوں نے طلوع فجر سمجھ کر رمی کی ہو اور فجر اس وقت تک طلوع نہ ہوئی ہو احتمال کی وجہ سے حجت نہ بنی۔

روایت عطاء میں سرے سے رمی جمرہ عقبہ کا وقت مذکور ہی نہیں کہ آیا وہ طلوع آفتاب کے بعد تھی یا پہلے۔ پس یہ روایت مستدل ہی نہیں۔

## فریق اوّل کی ایک اور مستدل روایت:

۳۸۸۹: بِمَا حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ : أَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ يُقَدِّمُ ضَعَفَةَ أَهْلِهِ فَيَقِفُوْنَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَالْمُزْدَلِفَةِ بِلَيْلٍ، فَيَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ مَا بَدَا لَهُمْ، ثُمَّ يَدْفَعُوْنَ قَبْلَ أَنْ يَقِفَ الْإِمَامُ، وَقَبْلَ أَنْ يَدْفَعَ .فَمِنْهُمْ مَنْ يَقْدَمُ مِنًى لِصَلَاةِ الْفَجْرِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَقْدَمُ بَعْدَ ذٰلِكَ، فَإِذَا قَدِمُوْا رَمَوْا الْجَمْرَةَ .وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ : رَخَّصَ لِأُولٰئِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .فَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ عَلَيْهِمْ لِأَهْلِ الْمَقَالَةِ الْأُخْرٰى، أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ

عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ لَهُمْ فِيْ رَمْيِ جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ حِيْنَئِذٍ .وَقَدْ يَجُوْزُ أَنْ تَكُوْنَ الرُّخْصَةُ الَّتِيْ كَانَ رَخَّصَهَا لَهُمْ هِيَ الدَّفْعُ' مِنْ مُزْدَلِفَةَ بِلَيْلٍ خَاصَّةً .وَاحْتَجُّوْا أَيْضًا فِيْ ذٰلِكَ بِمَا

۳۸۸۹: سالم نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ وہ اپنے اہل میں عورتوں اور بچوں کو پہلے بھیج دیتے کہ وہ مشعر حرام و مزدلفہ میں وقوف کرتے اور اللہ تعالیٰ کا تھوڑی دیر ذکر کرتے پھر امام حج کے وقوف سے پہلے منیٰ کو روانہ ہو جاتے اور اس کے چلنے سے پہلے جاتے۔ ان میں بعض تو نمازِ فجر کے وقت منیٰ پہنچ جاتے اور بعض اس سے کچھ دیر بعد اور جب وہ آجاتے اسی وقت جمرہ کی رمی کر لیتے۔ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے کہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رخصت دی ہے۔ قول اول کے قائلین کے خلاف دوسرے قول والوں کی دلیل یہ ہے۔ کہ روایت ابن عمر رضی اللہ عنہما میں یہ بات قطعاً مذکور نہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جمرہ عقبہ کی کنکریاں مارنے کی رخصت دی۔ عین ممکن ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو صرف مزدلفہ سے رات کے جانے کی اجازت دی ہو۔ انہوں نے اس سلسلہ میں ذیل کی روایت سے استدلال کیا ہے۔

بخاری فی الحج باب۹۸' مسلم فی الحج مسلم فی الحج ۳۰۴' ترمذی فی الحج باب۵۸' مسند احمد ۳۲۶/۱۔

ل: اس میں رخصت کی وضاحت نہیں کہ اسے سے کیا مراد ہے منیٰ رات کو آنے یا رمی جمرہ عقبہ کی۔ یہ عین ممکن ہے کہ اس سے مزدلفہ سے پہلے منیٰ آنے کی رخصت مراد ہو۔ (ویسے سیاق روایت سے رمی جمرہ ہی مراد معلوم ہوتی ہے)

## فریقِ اوّل کی ایک مزید دلیل:

۳۸۹۰ : حَدَّثَنَا رَبِيْعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ : ثَنَا أَسَدٌ' قَالَ : ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ سَالِمٍ' عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ : أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ مَوْلٰى (أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ : أَيْ بُنَيَّ' هَلْ غَابَ الْقَمَرُ لَيْلَةَ جَمْعٍ ؟ وَهِيَ تُصَلِّيْ' وَنَزَلَتْ عِنْدَ الْمُزْدَلِفَةِ .قَالَ : قُلْتُ لَا فَصَلَّتْ سَاعَةً' ثُمَّ قَالَتْ : أَيْ بُنَيَّ' هَلْ غَابَ الْقَمَرُ ؟ أَوْ قَدْ غَابَ' فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَتْ : فَارْتَحِلُوْا إِذًا' فَارْتَحَلْنَا بِهَا حَتّٰى رَمَتِ الْجَمْرَةَ' ثُمَّ رَجَعَتْ فَصَلَّتِ الصُّبْحَ فِيْ مَنْزِلِهَا .فَقُلْتُ لَهَا : أَيْ هَنْتَاهُ لَقَدْ غَلَّسْتِنَا قَالَتْ : كَلَّا يَا بُنَيَّ' إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذِنَ لِلظُّعُنِ) . فَقَدْ يُحْتَمَلُ أَنْ يَكُوْنَ أَرَادَ التَّغْلِيسَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الدَّفْعِ مِنْ مُزْدَلِفَةَ' وَيَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ أَرَادَ التَّغْلِيسَ فِي الرَّمْيِ فَأَخْبَرَتْهُ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذِنَ لَهُمْ فِي التَّغْلِيسِ لَمَّا سَأَلَهَا عَنِ التَّغْلِيسِ بِهِ مِنْ ذٰلِكَ .وَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ لِلَّذِيْنَ ذَهَبُوْا إِلٰى أَنَّ وَقْتَ رَمْيِهِمْ بَعْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ۔

۳۸۹۰: عبداللہ مولیٰ اسماء بنت ابی بکرؓ روایت کرتے ہیں کہ اسماء فرماتیں اے بیٹے! کیا مزدلفہ کی رات کا چاند

غروب ہو گیا ہے وہ اس وقت نماز ادا فرما رہی تھیں وہ مزدلفہ میں اتریں۔ عبداللہ کہتے ہیں میں نے کہا۔ نہیں۔ پھر انہوں نے کچھ دیر نماز پڑھی پھر کہنے لگیں۔ اے بیٹے۔ کیا چاند غروب ہو گیا یا قریب الغروب ہے میں نے کہا جی ہاں تو فرمانے لگیں۔ پھر تم کوچ کرو۔ ہم نے ان کے ساتھ کوچ کیا یہاں تک (منیٰ پہنچ کر) انہوں نے جمرہ عقبہ کی رمی کی پھر اپنے ٹھکانے پر پہنچ کر فجر کی نماز ادا کی۔ عبداللہ کہتے ہیں میں نے ان سے کہا اے محترمہ! تو نے بہت اندھیرے میں روانگی اختیار کی۔ وہ کہنے لگیں اے بیٹے ایسا نہیں! جناب رسول اللہ ﷺ نے ہمیں کوچ کی اجازت مرحمت فرمائی۔ اس روایت میں یہ احتمال بھی ہے کہ آپ ﷺ نے اندھیرے میں مزدلفہ سے واپسی کا حکم فرمایا ہو اور یہ بھی جائز ہے کہ کنکریاں مارنے کے وقت اندھیرا مراد ہو۔ اس لئے کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے ان کے پوچھنے پر بتلایا کہ آپ نے ان کو اندھیرے میں کنکریاں مارنے کی اجازت دی ہے۔ اور ان لوگوں کی دلیل جن کے ہاں طلوع آفتاب کے بعد جمرہ کی رمی ہے۔ انہوں نے اس روایت ذیل سے استدلال کیا ہے۔

**ح**: تغلیس کے متعلق دو احتمال ہیں۔

نمبر ①: مزدلفہ سے روانگی میں تغلیس مراد ہو۔

نمبر ②: رمی میں تغلیس مراد ہو کہ جب انہوں نے سوال کیا تو آپ نے اجازت مرحمت فرما دی ہو۔ جب احتمال پیدا ہوا تو استدلال درست نہ رہا۔

## فریق ثانی کے دلائل:

۳۸۹۱: مَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ: ثَنَا الْمُقَدَّمِيُّ، قَالَ: ثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ: أَنَا كُرَيْبٌ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا (أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْمُرُ نِسَاءَهُ وَثَقَلَهُ صَبِيحَةَ جَمْعٍ أَنْ يُفِيضُوا مَعَ أَوَّلِ الْفَجْرِ بِسَوَادٍ، وَلَا يَرْمُوا الْجَمْرَةَ إِلَّا مُصْبِحِينَ). فَفِي هٰذَا الْحَدِيثِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُمْ بِالْإِفَاضَةِ مَعَ أَوَّلِ الْفَجْرِ، وَأَنْ لَا يَرْمُوا حَتّٰى يُصْبِحُوا. فَدَلَّ ذٰلِكَ عَلٰى أَنَّ الْوَقْتَ الَّذِي أَمَرَهُمْ بِالرَّمْيِ فِيهِ، لَيْسَ أَوَّلُهُ طُلُوعَ الْفَجْرِ، وَلٰكِنَّ أَوَّلَهُ الْإِصْبَاحُ الَّذِي بَعْدَ ذٰلِكَ.

۳۸۹۱: کریب نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ اپنی عورتوں اور بوجھ کے متعلق مزدلفہ کی صبح کو حکم فرماتے کہ وہ اندھیرے میں فجر کے پہلے وقت میں روانہ ہو جائیں مگر رمی جمرہ صبح کے وقت کریں۔ اس روایت میں یہ ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ان کو فجر کی ابتداء میں لوٹنے اور صبح کے وقت رمی کا حکم فرمایا تھا۔ پس اس سے یہ دلالت مل گئی کہ کنکریاں مارنے کا یہ وقت طلوع فجر نہیں بلکہ صبح کا ابتدائی حصہ ہے جو صبح صادق کے بعد ہوتا ہے۔ روایت ذیل ملاحظہ ہو۔

**حاصل روایات**: اس روایت میں بتلا دیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ان کو اول فجر کے وقت روانگی کی اجازت کے ساتھ رمی جمرہ

میں صبح کی قید کا اضافہ فرمادیا۔اس سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ طلوع فجر کے جس پہلے وقت میں ان کو رمی کا حکم دیا اس کی ابتداء صبح ہے جو کہ فجر کے بعد ہوتی ہے۔

۳۸۹۲ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ : ثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ : أَنَا الْحَجَّاجُ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مِقْسَمٍ، (عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَهُ فِي الثَّقَلِ وَقَالَ : لَا تَرْمُوا الْجِمَارَ حَتّٰى تُصْبِحُوْا) . فَاحْتَمِلَ أَنْ يَكُوْنَ ذٰلِكَ الْإِصْبَاحُ، هُوَ طُلُوْعُ الشَّمْسِ، وَاحْتَمِلَ أَنْ يَكُوْنَ قَبْلَ ذٰلِكَ، فَنَظَرْنَا فِيْ ذٰلِكَ .

۳۸۹۲: مقسم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سامان کے ساتھ بھیج دیا اور فرمایا صبح سے پہلے رمی جمار مت کرو۔عین ممکن ہے کہ اس سے طلوع آفتاب مراد ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس سے پہلے کا وقت ہو۔پس ہم نے اس کے متعلق بحث و کرید کی۔

**تخریج** : بخاری فی الصید باب۶۵، مسلم فی الحج ۳۰۳، ترمذی فی الحج باب۵۸، مسند احمد ۱، ۲۷۲/۲۴۵، ۳۴۶/۳۳۴۔

الاصباح اس میں دو احتمال ہیں طلوع آفتاب، طلوع فجر کے بعد کا وقت۔اب ان دونوں احتمالوں میں تعیین کی ضرورت ہے چنانچہ روایت ملاحظہ ہو۔

۳۸۹۳ : فَإِذَا ابْنُ أَبِيْ دَاوُدَ قَدْ حَدَّثَنَا قَالَ : ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يُوْنُسَ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : (قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبَنِيْ هَاشِمٍ يَا بَنِيْ أَخِي تَعَجَّلُوْا قَبْلَ حَازِمِ النَّاسِ، وَلَا تَرْمُوا الْجَمْرَةَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ) .

۳۸۹۳: مقسم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بنی ہاشم! اے میرے بھائی کی اولاد لوگوں کے تنگ باندھنے (کوچ کرنے) سے پہلے کوچ کرو مگر طلوع آفتاب سے پہلے رمی مت کرو۔

۳۸۹۴ : حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ : ثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ : ثَنَا الْمَسْعُوْدِيُّ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مِقْسَمٍ ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : (قَدَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَعَفَةَ أَهْلِهِ، لَيْلَةَ جَمْعٍ .قَالَ : فَأَتَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْسَانًا مِنْهُمْ، فَحَرَّكَ فَخِذَهُ وَقَالَ لَا تَرْمِيَنَّ جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ، حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ) .

۳۸۹۴: مقسم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ مزدلفہ کی رات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کمزوروں کو

پہلے بھیج دیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے ایک انسان کے پاس آئے اور اس کے ران کو حرکت دی اور فرمایا جمرہ عقبہ کو ہرگز رمی نہ کرنا جب تک کہ سورج طلوع نہ ہو چکے۔

**تخریج** : بخاری فی الحج ۹۸' مسلم فی الحج ۳۰۴' ترمذی فی الحج باب۵۸' مسند احمد ۱' ۳۲۶/۳۴۴۔

۳۸۹۵ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ يُوْنُسَ قَالَ : ثَنَا يَحْيَى بْنُ عِيْسَى .ح .

۳۸۹۵: عمرو بن یونس نے یحییٰ بن عیسیٰ سے روایت نقل کی ہے۔

۳۸۹۶ : وَحَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ' قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ .ح .

۳۸۹۶: ابن مرزوق نے محمد بن کثیر سے روایت نقل کی ہے۔

۳۸۹۷ : وَحَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ' قَالَ : ثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ قَالُوْا : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ' عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ' عَنِ الْحَسَنِ الْعُرَنِيِّ (عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدَّمَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُغَيْلِمَةَ بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ' مِنْ جَمْعٍ بِلَيْلٍ' فَجَعَلَ يَلْطَخُ أَفْخَاذَنَا وَيَقُوْلُ : أَيْ بَنِيَّ لَا تَرْمُوْا جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ) .

۳۸۹۷: سلمہ بن کہیل نے حسن عرنی سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بنی عبدالمطلب کے چھوٹے بچے مزدلفہ کی رات ہی کو آگئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری رانوں کو تھپکی دینے لگے۔ اور فرمانے لگے۔ اے بچو! جمرہ عقبہ کی رمی طلوع آفتاب سے پہلے مت کرنا۔

**تخریج** : ابو داؤد فی المناسك باب۶۵' نسائی فی المناسك باب۲۲۲' ابن ماجه فی المناسك باب۶۲' مسند احمد ۱' ۲۳۴/۳۱۱۔

**اللغات**: یلطخ۔ تھپکی لگانا۔

۳۸۹۸ : حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ أَنَّ ابْنَ أَبِيْ لَيْلٰى' قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ' قَالَ : حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِيْ لَيْلٰى' عَنِ الْحَكَمِ' عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ : فَكَانَ يَأْخُذُ بِعَضُدِ كُلِّ إِنْسَانٍ مِنَّا .

۳۸۹۸: مقسم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح روایت کی ہے البتہ اتنا فرق ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر ہر انسان کے بازو سے پکڑ کر فرماتے۔

۳۸۹۹ : حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ' عَنْ سُفْيَانَ' عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ' عَنِ الْحَسَنِ الْعُرَنِيِّ' عَنْ (ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : أَفَضْنَا مِنْ جَمْعٍ' فَلَمَّا أَنْ صِرْنَا بِمِنًى' قَالَ : رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَرْمُوْا جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ) . فَبَيَّنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُمْ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَقْتَ الْإِصْبَاحِ الَّذِيْ أَمَرَهُمْ بِالرَّمْيِ فِيْهِ، فِي الْحَدِيْثِ الَّذِيْ فِي الْفَصْلِ الَّذِيْ قَبْلَ هٰذَا، وَأَنَّهُ بَعْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ .فَهٰذَا الْحَدِيْثُ هُوَ أَوْلٰى مِنْ حَدِيْثِ شُعْبَةَ، مَوْلٰى ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، لِأَنَّ هٰذَا قَدْ تَوَاتَرَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا بِأَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِيَّاهُمْ عَلٰى مَا ذَكَرْنَا .وَلِأَنَّ الْإِفَاضَةَ مِنْ مُزْدَلِفَةَ إِنَّمَا رَخَّصَ لِلضُّعَفَاءِ فِيْهَا لَيْلًا، لِئَلَّا يُصِيْبَهُمْ حُطْمَةُ النَّاسِ فِيْ وَقْتِ إِفَاضَتِهِمْ فَإِذَا صَارُوْا إِلٰى " مِنًى "أَمْكَنَهُمْ مِنْ رَمْيِ جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ، بَعْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ، قَبْلَ مَجِيْءِ النَّاسِ، مَا يُمْكِنُ غَيْرَ الضُّعَفَاءِ إِذَا جَاءُوْا وَلِأَنَّ غَيْرَ الضُّعَفَاءِ ، إِنَّمَا يَأْتُوْنَهُمْ فِيْ وَقْتِ مَا يُفِيضُوْنَ، وَذٰلِكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ، هٰكَذَا أَمَرَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۳۸۹۹: حسن عرنی نے ابن عباس ؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم مزدلفہ سے لوٹے۔ جب ہم منیٰ سے روانہ ہونے لگے تو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا طلوع آفتاب سے پہلے رمی مت کرو۔ اس روایت میں جناب رسول اللہ ﷺ نے صبح کے وقت کی وضاحت فرمائی جس میں ان کو کنکریاں مارنے کی اجازت مرحمت فرمائی تھی اور ہم اس روایت کو اسی فصل میں پہلے ذکر کر آئے اور وہ وقت طلوع آفتاب کے بعد کا وقت ہے۔ پس یہ روایت شعبہ مولیٰ ابن عباس ؓ کی روایت سے اولیٰ ہے کیونکہ یہ جناب نبی اکرم ﷺ سے تواتر کے ساتھ ثابت ہے کہ آپ نے ان کو مذکورہ بات کا حکم فرمایا اور مزدلفہ سے واپسی کا اجازت نامہ تو کمزور لوگوں کے لئے تھا تاکہ بھیڑ بھاڑ سے بچ جائیں۔ پس منیٰ میں پہنچ جانے کے بعد ان کو لوگوں کے پہنچنے سے پہلے طلوع آفتاب کے بعد کنکریاں مارنا ممکن ہو جاتا ہے۔ جب طاقت ور آ جائیں تو پھر ضعفاء کو کنکریاں مارنا ممکن نہیں رہتا اور طاقتور لوگ طلوع کے بعد آتے ہیں اور یہ وقت تو طلوع آفتاب سے پہلے کا ہے۔ آپ ﷺ نے ان کو اسی طرح حکم فرمایا۔

**حاصل روایات:** اس سے معلوم ہوا کہ اس الاصباح سے مراد جس میں رمی کا حکم فرمایا وہ طلوع آفتاب کے بعد کا وقت ہے۔

**تخریج** : بخاری فی الحج باب ۱۰۰، مسلم فی المساجد ۲۸۷، ابو داؤد فی المناسك باب ٤، ترمذی فی الحج باب ۵۸/ ۶۰، نسائی فی الحج باب ۲۱۳۔

**حاصل روایات:** اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ صبح سے مراد طلوع آفتاب ہے یہ روایت شعبہ مولیٰ ابن عباس ؓ کی روایت سے اولیٰ ہے کیونکہ امر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ یہ بات ابن عباس ؓ سے تواتر سے پہنچی ہے۔

نمبر ②: کمزوروں کو تو رات لوٹنے کی اس لئے اجازت مرحمت فرمائی تاکہ وہ لوگوں کی بھیڑ سے بچ جائیں جب وہ رات کو منیٰ پہنچ چکیں گے تو وہ جمرہ عقبہ کی رمی لوگوں کے پہنچنے سے پہلے کر لیں گے کیونکہ لوگوں کی آمد پر ان کو رمی ممکن نہیں۔ یہ ضعفاء کے علاوہ دوسروں کے لئے نہیں کیونکہ وہ تو طلوع آفتاب سے پہلے لوٹیں گے ان کو جناب رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح حکم فرمایا۔ یہ روایات اس کی دلیل ہیں۔

۳۹۰۰ :حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا وَهْبٌ، قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، ح .

۳۹۰۰:وہب نے شعبہ سے انہوں نے ابن اسحاق سے روایت نقل کی ہے۔

۳۹۰۱ :وَحَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ سِنَانٍ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ قَالَ : كُنَّا وُقُوْفًا مَعَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِجَمْعٍ، فَقَالَ : (إِنَّ أَهْلَ الْجَاهِلِيَّةِ كَانُوْا لَا يُفِيضُوْنَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، وَيَقُوْلُوْنَ أَشْرِقْ ثَبِيْرُ وَأَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالَفَهُمْ، فَأَفَاضَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ) .

۳۹۰۱:ابواسحاق نے عمرو بن میمون سے روایت نقل کی ہے کہ ہم عمر فاروقؓ کے ساتھ مزدلفہ میں وقوف کرنے والے تھے۔انہوں نے فرمایا اہل جاہلیت طلوع آفتاب سے پہلے مزدلفہ سے نہ لوٹتے تھے اور وہ کہا کرتے تھے۔اے جبل ثبیر تو سورج کی چمک دکھا۔اور جناب رسول اللہ ﷺ نے ان کی مخالفت کی اور طلوع آفتاب سے پہلے مزدلفہ سے لوٹے۔

**تخریج** : بخاری فی الحج باب ۱۰۰، ترمذی فی الحج باب ۶۰، نسائی فی المناسك باب ۲۱۳، ابن ماجه فی المناسك باب ۶۱، دارمی فی المناسك باب ۵۵، مسند احمد ۱، ۴۲/۳۹، ۵۲/۵۰۔

۳۹۰۲ :حَدَّثَنَا رَبِيْعُ الْمُؤَذِّنُ قَالَ : ثَنَا أَسَدٌ .ح .

۳۹۰۲:ربیع المؤذن سے کہا ہمیں اسد نے بیان کیا۔

۳۹۰۳ :وَحَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ قَالَ : ثَنَا إِسْرَائِيْلُ، عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ قَالَ : كُنَّا وُقُوْفًا مَعَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِجَمْعٍ، فَقَالَ : إِنَّ أَهْلَ الْجَاهِلِيَّةِ كَانُوْا لَا يُفِيضُوْنَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، وَيَقُوْلُوْنَ "أَشْرِقْ ثَبِيْرُ كَمَا نُغِيْرُ "وَأَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالَفَهُمْ فَأَفَاضَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ بِقَدْرِ صَلَاةِ الْمُسَافِرِ، صَلَاةَ الصُّبْحِ .فَلَمَّا كَانَ غَيْرُ الضُّعَفَاءِ إِنَّمَا يُفِيضُوْنَ مِنْ مُزْدَلِفَةَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ بِهٰذِهِ الْمُدَّةِ الْيَسِيْرَةِ أَمْكَنَ الضُّعَفَاءَ الَّذِيْنَ قَدْ تَقَدَّمُوْهُمْ إِلَى "مِنًى "أَنْ يَرْمُوا الْجَمْرَةَ بَعْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ قَبْلَ مَجِيْءِ الْآخَرِيْنَ إِلَيْهِمْ فَلَمْ يَكُنْ لِلرُّخْصَةِ لِلضُّعَفَاءِ أَنْ يَرْمُوْا قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ مَعْنًى، لِأَنَّ الرُّخْصَةَ إِنَّمَا تَكُوْنُ فِيْ مِثْلِ هٰذَا لِلضَّرُوْرَةِ، وَهٰذَا لَا ضَرُوْرَةَ فِيْهِ .فَثَبَتَ بِذٰلِكَ مَا ذَكَرْنَا مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ الَّذِيْ رَوَيْنَاهُ فِيْ تَأْخِيْرِ رَمْيِ جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ إِلَى طُلُوْعِ الشَّمْسِ، وَهُوَ قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ وَأَبِيْ يُوْسُفَ، وَمُحَمَّدٍ، رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى .

۳۹۰۳:ابواسحاق نے عمرو بن میمون سے روایت کی ہے کہ ہم عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مزدلفہ میں وقوف کرنے والے تھے تو آپ نے فرمایا اہل جاہلیت طلوع آفتاب سے پہلے مزدلفہ سے نہ لوٹتے تھے اور ان کا مقولہ یہ تھا۔اے جبل ثبیر

چمک دکھاتا کہ ہم کوچ کریں جناب رسول اللہ ﷺ نے ان کی مخالفت فرمائی اور طلوع آفتاب سے پہلے روانہ ہوئے۔ جتنی دیر میں مسافر نماز صبح پڑھتا ہے۔ جب کہ لوگ مزدلفہ سے طلوع آفتاب سے تھوڑی دیر پہلے لوٹتے تھے تو کمزور لوگ جو پہلے منیٰ میں آجاتے تو ان کے لئے دوسرے لوگوں کے آنے سے پہلے کنکریاں مارنا ممکن ہو جاتا فلہذا کمزور لوگوں کو طلوع آفتاب سے پہلے کنکریاں مارنے کی اجازت کا کوئی مطلب نہیں۔ کیونکہ ایسے مواقع میں کسی خاص ضرورت کی بناء پر اجازت دی جاتی ہے اور یہاں چنداں حاجت نہیں۔ اس سے وہ بات ثابت ہوگئی جو ہم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کے دوران ذکر کی ہے۔ کہ جمرہ عقبہ کی کنکریاں کو طلوع آفتاب تک مؤخر کیا جائے اور یہی امام ابوحنیفہ ابو یوسف محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔

اب جبکہ یہ ثابت ہو چکا کہ مزدلفہ سے واپسی طلوع آفتاب سے پہلے ہوگی اور دوسروں کی آمد سے پہلے منیٰ پہنچنے کی اجازت ہے مگر رمی کرنے کی اجازت نہیں کہ وہ طلوع آفتاب سے پہلے کر لیں کیونکہ اس موقعہ کی رخصت ضرورت کے لئے ہے اور رمی میں چنداں ضرورت نہیں۔ اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت جس میں طلوع آفتاب کے بعد رمی کا ذکر ہے وہی درست ہے۔ اور ہمارے ائمہ ثلاثہ ابوحنیفہ ابو یوسف محمد رحمہم اللہ کا یہی قول ہے۔

## بَابُ رَمْيِ جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ لَيْلَةَ النَّحْرِ قَبْلَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ

### طلوعِ فجر سے پہلے جمرہ عقبہ کی کنکریوں کا حکم

**خلاصۃ المرام**: طلوع فجر سے پہلے رات ہی کو معذور لوگ جمرہ عقبہ کی رمی کر سکتے ہیں یہ امام شافعیؒ کا قول ہے۔

نمبر ②: ائمہ ثلاثہ کے ہاں معذورین کے لئے جمرہ عقبہ کی رمی طلوع فجر سے پہلے جائز نہیں اگر انہوں نے کر لی تو اعادہ نہ کرنے کی صورت میں دم لازم ہے۔

### فریق اوّل کا مؤقف اور دلیل:

طلوع فجر سے پہلے رمی جمرہ عقبہ کر لینے میں معذورین کو کچھ حرج نہیں ان پر کچھ بھی لازم نہ ہوگا۔ دلیل یہ ہے۔

۳۹۰۴: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ : ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ التَّيْمِيُّ قَالَ : أَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ (أَنَّ يَوْمَ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا دَارَ إِلَى يَوْمِ النَّحْرِ فَأَمَرَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ جَمْعٍ أَنْ تُفِيْضَ، فَرَمَتْ جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ، وَصَلَّتِ الْفَجْرَ بِمَكَّةَ) .قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى أَنَّ رَمْىَ جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ، لَيْلَةَ النَّحْرِ، قَبْلَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ، جَائِزٌ .وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ .وَقَالُوْا : لَا يَجُوْزُ أَنْ تَكُوْنَ صَلَّتِ الصُّبْحَ بِمَكَّةَ إِلَّا وَقَدْ كَانَ رَمْيُهَا جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ قَبْلَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ لِبُعْدِ مَا بَيْنَ الْمَوْضِعَيْنِ .وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ

فَقَالُوْا : لَا يَجُوْزُ لِأَحَدٍ أَنْ يَرْمِيَهَا قَبْلَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ، وَمَنْ رَمَاهَا قَبْلَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ، فَهُوَ فِيْ حُكْمِ مَنْ لَمْ يَرْمِ، وَعَلَيْهِ أَنْ يُعِيْدَ الرَّمْيَ فِيْ وَقْتِ الرَّمْيِ، فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ، كَانَ عَلَيْهِ لِذٰلِكَ دَمٌ. وَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ لَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ، أَنَّ هٰذَا الْحَدِيْثَ قَدْ اُخْتُلِفَ فِيْهِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، فَرُوِيَ عَنْهُ عَلٰى مَا ذَكَرْنَا، وَرُوِيَ عَنْهُ عَلٰى خِلَافِ ذٰلِكَ.

۳۹۰۴: عروہ بیان کرتے ہیں کہ ام سلمہؓ کی باری کا دن یوم نحر والا تھا چنانچہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ان کو حکم فرمایا کہ وہ مزدلفہ کی رات لوٹ جائے جمرہ عقبہ کی رمی کو انہوں نے رات کو انجام دیا اور نمازِ فجر مکہ میں ادا کی۔ امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ نحر کی رات جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارنا طلوع آفتاب سے پہلے جائز ہے اور انہوں نے اس سلسلہ میں اس روایت کو اپنا مستدل بنایا ہے اور یہ فرمایا کہ حج کی نماز مکہ مکرمہ میں اسی صورت میں پڑھی جا سکتی ہے کہ انہوں نے طلوع فجر سے پہلے جمرہ عقبہ کو کنکریاں ماری ہوں۔ اس لئے کہ دونوں مقامات کے مابین فاصلہ پایا جاتا ہے مگر دیگر حضرات نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے فرمایا کہ کسی شخص کو طلوع فجر سے پہلے کنکریاں مارنا درست نہیں ہے اور جس نے کنکریاں مارلیں وہ ایسا ہے کہ اس نے سرے سے کنکریاں نہیں ماریں۔ اور اسے ضروری ہے کہ وہ کنکریوں کے وقت میں دوبارہ کنکریاں مارے۔ اور اگر اس نے دوبارہ کنکریاں نہ ماریں تو اس پر دم لازم ہوگا۔ ان کی دلیل اس کے متعلق یہ ہے کہ اس حدیث میں حضرت ھشام بن عروہ رحمہ اللہ سے مختلف الفاظ مروی ہیں۔ ان سے وہ الفاظ بھی مروی ہیں جو ہم نے ابھی ذکر کیے مگر اس کے خلاف بھی روایت انہی سے وارد ہے۔ ذیل میں ملاحظہ ہو۔

**حاصل روایات:** یہ ہے کہ مکہ مکرمہ میں فجر کی نماز تبھی ممکن ہے کہ جمرہ عقبہ کی رمی رات کو کر لی جائے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ طلوع فجر سے قبل رمی جمرہ عقبہ درست ہے۔

فریق ثانی کا مؤقف اور جوابات و دلائل: طلوع فجر سے پہلے کسی کو رمی جمرہ عقبہ کی اجازت نہیں اگر کر لی تو اعادہ ضروری اگر اعادہ نہ کیا تو دم لازم ہے اس روایت کا جواب یہ ہے۔

①: اس روایت کے راوی ہشام بن عروہ ہیں۔ ان کی دونوں روایات میں تعارض ہے دوسری روایت یہ ہے۔

۳۹۰۵: حَدَّثَنَا رَبِيْعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ : ثَنَا أَسَدٌ قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَازِمٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِيْ سَلَمَةَ، (عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : أَمَرَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ أَنْ تُوَافِيَ مَعَهُ صَلَاةَ الصُّبْحِ بِمَكَّةَ) . فَفِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهَا بِمَا أَمَرَهَا بِهِ مِنْ هٰذَا، يَوْمَ النَّحْرِ فَذٰلِكَ عَلٰى صَلَاةِ الصُّبْحِ فِي الْيَوْمِ الَّذِيْ بَعْدَ يَوْمِ النَّحْرِ وَهٰذَا خِلَافُ الْحَدِيْثِ الْأَوَّلِ وَقَدْ عَجَّلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْضًا مِنْ أَزْوَاجِهِ أُمَّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَكَانَ مُضِيُّهُمْ إِلٰى "مِنًى" وَبِهَا صَلَّوْا صَلَاةَ

الصُّبْحَ، وَلَمْ يَتَوَجَّهُوْا، حِيْنَئِذٍ، إِلَى مَكَّةَ .فَمِمَّا رُوِيَ فِيْ ذٰلِكَ، مَا

۳۹۰۵: عروہ نے زینب بنت ابی سلمہ عن ام سلمہؓ سے روایت کی ہے کہ مجھے جناب رسول اللہ ﷺ نے یوم نحر کو حکم فرمایا کہ وہ آپ کے ساتھ صبح کی نماز مکہ میں ادا کرے۔اس روایت میں یہ ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو جو حکم دیا سو دیا۔یہ صبح کی نماز یوم نحر سے اگلے روز کی ہے اور یہ پہلی روایت کے خلاف ہے اور جناب رسول اللہ ﷺ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سمیت اپنی ازواج مطہرات منیٰ کی طرف جلدی جانے کا حکم فرمایا تھا اور وہاں ان تمام نے نمازِ فجر ادا فرمائی اور اسی وقت وہ مکہ کی طرف روانہ نہ ہوتے۔ذیل کی روایات سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

**تخریج** : مسند احمد ۲۹۱/۶۔

تو ان دونوں روایات میں تضاد ہے کہ ایک میں فجر کی نماز دسویں صبح کو مکہ میں پڑھنے کا حکم ہے اور دوسری میں گیارہ تاریخ کی فجر مکہ مکرمہ میں پڑھنے کا حکم ہے۔جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج کو ام سلمہؓ سمیت منیٰ کی طرف جانے کا حکم فرمایا تھا اور ان تمام نے فجر کی نماز منیٰ میں ادا فرمائی ہے اور اسی وقت وہ مکہ کی طرف روانہ نہیں ہوئے۔اس کی مؤید یہ روایتیں بھی ہیں۔

۳۹۰۶ :حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ حُمَيْدٍ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ (سَوْدَةَ بِنْتَ زَمْعَةَ، اسْتَأْذَنَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُصَلِّيَ يَوْمَ النَّحْرِ الصُّبْحَ بِ مِنًى فَأَذِنَ لَهَا) وَكَانَتِ الْمَرْأَةُ ثَبِطَةً فَوَدِدْتُ أَنِّيْ اسْتَأْذَنْته كَمَا اسْتَأْذَنَتْهُ .

۳۹۰۶: عبدالرحمٰن بن القاسم نے اپنے والد سے روایت نقل کی انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ سودہ بنت زمعہؓ نے جناب رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کی کہ وہ صبح کی نماز منیٰ میں پڑھ لیں تو آپ نے اجازت دیدی وہ بھاری جسامت والی عورت تھیں میرا بھی دل چاہا کہ میں بھی آپ سے اجازت لے لوں جیسا انہوں نے اجازت لی ہے۔

**تخریج** : بخاری فی الحج باب۹۸، مسلم فی الحج ۲۹۳/۲۹۴، نسائی فی الحج باب۲۰۹/۲۱۰، ابن ماجه فی المناسك باب۶۲، دارمی فی المناسك باب۵۳، مسند احمد ۹۴/۳۰/۶، ۱۳۳/۹۹۔

۳۹۰۷ :حَدَّثَنَا رَبِيْعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ : ثَنَا أَسَدٌ قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ شَوَّالٍ أَنَّهُ سَمِعَ (أُمَّ حَبِيْبَةَ تَقُوْلُ : كُنَّا نُغَلِّسُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ إِلٰى مِنًى) . فَفِيْ هٰذَا أَنَّهُمْ كَانُوْا يُفِيْضُوْنَ بَعْدَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ، فَهٰذَا أَبْعَدُ لَهُمْ مِمَّا فِي الْحَدِيْثِ الْأَوَّلِ وَقَدْ ذَكَرْنَا فِي الْبَابِ الَّذِيْ قَبْلَ هٰذَا الْبَابِ فِيْ حَدِيْثِ أَسْمَاءَ أَنَّهَا رَمَتْ، ثُمَّ رَجَعَتْ إِلٰى مَنْزِلِهَا فَصَلَّتِ الْفَجْرَ، فَقَالَ لَهَا عَبْدُ اللّٰهِ : لَقَدْ غَلَّسْتِنَا فَقَالَتْ : (رَخَّصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلظُّعُنِ) . فَأَخْبَرَتْ أَنَّ مَا قَدْ كَانَ رَخَّصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذٰلِكَ لِلظُّعُنِ، هُوَ الْإِفَاضَةُ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ، فِيْ وَقْتِ مَا يَصِيْرُوْنَ إِلٰى "مِنًى "فِيْ حَالٍ مَا لَهُمْ أَنْ يُصَلُّوْا صَلَاةَ الصُّبْحِ .وَلَمَّا اضْطَرَبَ حَدِيْثُ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَلٰى مَا ذَكَرْنَا، لَمْ يَكُنِ الْعَمَلُ بِمَا رَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ سَلْمَةَ أَوْلٰى مِمَّا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ خَازِمٍ .وَقَدْ ذَكَرَ حَمَّادُ بْنُ سَلْمَةَ فِيْ حَدِيْثِهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا أَرَادَ بِتَعْجِيْلِهِ أُمَّ سَلْمَةَ إِلٰى حَيْثُ عَجَّلَهَا، لِأَنَّهُ يَوْمُهَا أَيْ لِيُصِيْبَ مِنْهَا فِيْ يَوْمِهَا ذٰلِكَ، مَا يُصِيْبُ الرَّجُلُ مِنْ أَهْلِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ يَوْمِ النَّحْرِ، فَلَمْ يَبْرَحْ بِ "مِنًى "، وَلَمْ يَطُفْ طَوَافَ الزِّيَارَةِ إِلَى اللَّيْلِ .

۳۹۰۷: سالم بن شوال نے ام حبیبہؓ سے سنا کہ وہ فرماتی تھیں ہم جناب رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں اندھیرے میں مزدلفہ سے منیٰ چلی جاتیں تھیں۔اس روایت میں یہ ہے کہ وہ لوگ طلوع فجر کے بعد منیٰ کی طرف واپس آتے تھے اور یہ روایت اول کے مخالف ہے اور اس سے پہلے باب میں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی روایت کے ضمن میں ذکر کیا کہ انہوں نے کنکریاں ماریں اور پھر وہ اپنی منزل کی طرف لوٹ آئیں پھر نمازِ فجر ادا کی تو ان کو عبداللہ نے کہا کہ آپ نے ہمیں اندھیرے میں اٹھادیا تو انہوں نے جواب دیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو کوچ کی اجازت دی ہے۔تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے بتلادیا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو جس بات کی اجازت دی وہ مزدلفہ سے واپسی تھی تا کہ وہ منیٰ پہنچ کر صبح کی نماز ادا کرسکیں۔جب ہشام رحمہ اللہ کی روایت میں یہ اضطراب مذکورہ پایا گیا تو پھر حماد بن سلمہ کی روایت پر عمل محمد بن حازم رحمہ اللہ کی روایت سے اولیٰ نہ ہوگا۔حالانکہ حماد بن سلمہ رحمہ اللہ نے اپنی روایت میں ذکر کیا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے امّ سلمہ رضی اللہ عنہا کو اس لئے جلد جانے کا حکم فرمایا کہ وہ ان کی باری کا دن تھا اور آپ ان سے ازدواجی تعلق چاہتے تھے اور جناب رسول اللہ ﷺ نے اس دن ابھی منیٰ سے کوچ نہیں فرمایا تھا اور نہ ہی آپ نے رات تک طواف زیارت کیا تھا۔

**تخریج** : مسلم فی الحج ۲۹۹۔

**حاصل روایات:** یہ روایت بتلا رہی ہے کہ وہ طلوع فجر کے بعد روانہ ہوتے اور شروع باب والی روایت اس کے خلاف ہے اور اس سے پہلے باب میں اسماءؓ کی روایت بیان کر چکے ہیں کہ انہوں نے رمی کی پھر اپنے ٹھکانہ پر لوٹ کر نمازِ فجر ادا کی تو ان کو عبداللہؓ نے کہا (اماں جان!) آپ نے اندھیرے میں جلد روانگی اختیار کی ہے تو اسماءؓ نے جواب دیا جناب رسول اللہ ﷺ نے کوچ کی ہمیں رخصت دی ہے اس سے معلوم ہوا کہ ان کو ایسے وقت کوچ کی اجازت دی تھی کہ وہ نماز صبح منیٰ میں ادا کریں۔اب روایت ہشام بن عروہ میں اضطراب ثابت ہوا تو حماد بن سلمہ کی روایت پر عمل کرنا محمد بن حازم کی روایت پر عمل سے بہتر نہ رہا۔اور حماد بن سلمہ کی روایت میں یہ ہے کہ امّ سلمہؓ کی تعجیل کا مقصد یہ تھا کہ وہ یوم نحر سے اگلے دن مکہ پہنچ جائیں۔تا کہ ان کی باری کا حق ادا ہو اور اس کی ادائیگی جناب رسول اللہ ﷺ کے منیٰ جانے رمی کرنے اور پھر نحر کر کے طواف زیارت کرنے پر موقوف ہے حالانکہ

آپ ﷺ تو ابھی مزدلفہ میں ہی تشریف فرما تھے۔ نہ منیٰ گئے نہ نحر کیا نہ طواف زیارت۔

یہ روایت اس بات کی تصدیق کرتی ہے کہ آپ ﷺ نے طواف زیارت رات کو کیا۔

۳۹۰۸ : حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ : ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْقَطَّانُ، قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ قَالَ : حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ طَارِقٍ عَنْ طَاوُسٍ، وَأَبُو الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، وَابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَّرَ طَوَافَ الزِّيَارَةِ إِلَى اللَّيْلِ) .

۳۹۰۸: ابوالزبیر ؓ نے عائشہ ؓ اور ابن عباس ؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے طواف زیارت کو رات تک مؤخر فرمایا۔

**تخریج** : بخاری فی الحج باب۱۲۹، ابو داؤد فی المناسك باب۸۲، ترمذی فی الحج باب۸۰، ابن ماجه فی المناسك باب۷۷، مسند احمد ۲۸۸/۱، ۳۰۹، ۲۴۳/۲۱۵۔

۳۹۰۹ : حَدَّثَنَا فَهْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ : ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حُمَيْدٍ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ خَالِدٍ الْأَحْمَرُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ : (أَفَاضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ آخِرِ يَوْمِهِ) ، فَلَمَّا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَطُفْ طَوَافَ الزِّيَارَةِ يَوْمَ النَّحْرِ إِلَى اللَّيْلِ، اسْتَحَالَ أَنْ يَكُوْنَ بِهِ -إِلٰى حُضُوْرِ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا إِلٰى مَكَّةَ قَبْلَ ذٰلِكَ -حَاجَةٌ لِأَنَّهُ إِنَّمَا يُرِيْدُهَا لِأَنَّهُ فِيْ يَوْمِهَا، وَلِيُصِيْبَ مِنْهَا مَا يُصِيْبُ الرَّجُلُ مِنْ أَهْلِهِ، وَذٰلِكَ لَا يَحِلُّ لَهُ مِنْهَا إِلَّا بَعْدَ الطَّوَافِ .فَأَشْبَهَ الْأَشْيَاءِ -عِنْدَنَا، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ -أَنْ يَكُوْنَ أَمَرَهَا أَنْ تُوَافِيَ صَلَاةَ الصُّبْحِ بِمَكَّةَ فِيْ غَدِ يَوْمِ النَّحْرِ، فِيْ وَقْتٍ يَكُوْنُ فِيْهِ حَلَالًا بِمَكَّةَ، وَقَدْ عَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ وَقْتَ رَمْيِ جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ فِيْ يَوْمِ النَّحْرِ، بِفِعْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

۳۹۰۹: عبدالرحمٰن بن القاسم نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے کہ وہ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ دن کے آخر میں (مکہ) کی طرف لوٹے۔ جب کہ جناب رسول اللہ ﷺ یوم نحر کی رات تک طواف زیارت بھی نہ کیا تھا۔ تو بات ناممکن ہے کہ آپ کو اس طواف سے قبل حضرات امّ سلمہ ؓ سے کوئی حاجت ہو۔ کیونکہ یہ ان کی باری کا دن تھا اور آپ نے ان سے وہی بات چاہی جو ایک مرد اپنی بیوی سے چاہتا ہے اور یہ طواف زیارت کے بعد ہی حلال ہو سکتا تھا ہمارے ہاں سب سے بہتر یہی معلوم ہوتا ہے (واللہ اعلم) کہ آپ نے ان کو یہ حکم فرمایا کہ وہ یوم نحر کے دوسرے دن مکہ مکرمہ میں نمازِ فجر ادا کریں، جب کہ آپ مکہ میں احرام سے فارغ ہو چکے ہوں گے۔ اور مسلمانوں نے آپ کے کنکریاں مارنے کا عمل جمرہ عقبہ کی رمی سے معلوم کر لیا تھا۔

**تخریج** : ابو داؤد فی المناسك باب۷۷، مسند احمد ۹۰/۶۔

**حاصل روایات:** جب اس روایت سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ آپ ﷺ نے یوم نحر رات تک ابھی طواف زیارت نہ کیا تھا تو یہ ناممکن

بات ہے کہ یوم نحر کی صبح آپ امّ سلمہؓ کے ساتھ مکہ میں موجود ہوں کیونکہ ان کو فرمانے کا مقصد ان کے حق کی ادائیگی تھی جو طواف زیارت سے قبل ممکن ہی نہیں۔

پس اس کی سب سے بہتر توجیہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے ان سے یوم سے اگلے دن مکہ میں ملاقات کا وعدہ فرمایا جبکہ آپ احرام سے فارغ ہو جائیں گے اور مسلمانوں نے جمرہ عقبہ کی رمی کا وقت یوم نحر کو جناب رسول اللہ ﷺ کے فعل سے معلوم کر لیا۔ جیسا کہ یہ روایات اس کی تائید کر رہی ہیں۔

۳۹۱۰: حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ : ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ يَوْمَ النَّحْرِ ضُحًى، وَمَا سِوَاهَا بَعْدَ الزَّوَالِ) .

۳۹۱۰: ابوالزبیر ؒ نے جابر ؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ سے یوم نحر چاشت کے وقت جمرہ عقبہ کی رمی فرمائی اور ان کے علاوہ جمرات کی رمی زوال کے بعد فرمائی۔

۳۹۱۱: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوٗدَ قَالَ : ثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ : ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِثْلَهٗ .

۳۹۱۱: ابوالزبیر ؒ نے جابر ؓ سے انہوں نے جناب نبی اکرم ﷺ نے اسی طرح کی روایت کی ہے۔

۳۹۱۲: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ : ثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ : ثَنَا حَمَّادٌ، قَالَ : أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِثْلَهٗ .فَعَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ بِذٰلِكَ أَنَّ الْوَقْتَ الَّذِيْ رَمَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهِ الْجِمَارَ، هُوَ وَقْتُهَا .فَأَرَدْنَا أَنْ نَنْظُرَ، هَلْ رَخَّصَ لِلضَّعَفَةِ فِي الرَّمْيِ قَبْلَ ذٰلِكَ أَمْ لَا ؟ فَوَجَدْنَاهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ تَقَدَّمَ إِلَى ضَعَفَةِ بَنِيْ هَاشِمٍ، حِيْنَ قَدَّمَهُمْ إِلَى "مِنًى "أَنْ لَا تَرْمُوا الْجَمْرَةَ إِلَّا بَعْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ .فَعَلِمْنَا بِذٰلِكَ أَنَّ الضَّعَفَةَ لَمْ يُرَخِّصْ لَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ، أَنْ يَتَقَدَّمُوْا عَلٰى غَيْرِ الضَّعَفَةِ، وَأَنَّ وَقْتَ رَمْيِهِمْ جَمِيْعًا، وَقْتٌ وَاحِدٌ، وَهُوَ بَعْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ .فَهٰذَا هُوَ وَجْهُ هٰذَا الْبَابِ، مِنْ طَرِيْقِ الْآثَارِ .وَأَمَّا مِنْ طَرِيْقِ النَّظَرِ، فَإِنَّا قَدْ رَأَيْنَاهُمْ أَجْمَعُوْا أَنَّ رَمْيَ جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ لِلْيَوْمِ الثَّانِيْ بَعْدَ يَوْمِ النَّحْرِ فِي اللَّيْلِ قَبْلَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ، أَنَّ ذٰلِكَ لَا يَجْزِيْهِ حَتّٰى يَكُوْنَ رَمْيُهٗ لَهَا فِيْ يَوْمِهَا .فَالنَّظَرُ عَلٰى ذٰلِكَ أَنْ يَكُوْنَ كَذٰلِكَ هِيَ فِيْ يَوْمِ النَّحْرِ، لَا يَجُوْزُ أَنْ تُرْمٰى إِلَّا فِيْ يَوْمِهَا، وَإِنْ كَانَ بَعْضُ يَوْمِهَا فِيْ ذٰلِكَ أَفْضَلَ مِنْ بَعْضٍ الْيَوْمِ الثَّانِي الرَّمْيُ فِيْهِ أَفْضَلُ مِنَ الرَّمْيِ فِيْ بَعْضِهِ، وَهٰذَا قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ وَأَبِيْ يُوْسُفَ، وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى .وَقَدْ وَجَدْتُ فِيْ كِتَابِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سُوَيْدٍ بِخَطِّهٖ عَنِ الْأَثْرَمِ، مِمَّا

ذَكَرَ لَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سُوَيْدٍ أَنَّ الْأَثْرَمَ أَجَازَهُ لِمَنْ كَتَبَهُ مِنْ خَطِّهٖ ذٰلِكَ، وَأَجَازَهُ لَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سُوَيْدٍ عَنِ الْأَثْرَمِ، يَعْنِيْ (أَبَا بَكْرٍ) قَالَ: قَالَ لِيْ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ، يَعْنِيْ (أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ) رَحِمَهُ اللّٰهُ حَدَّثَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ زَيْنَبَ، (عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهَا أَنْ تُوَافِيَهُ يَوْمَ النَّحْرِ بِمَكَّةَ) ، وَلَمْ يُسْنِدْ ذٰلِكَ، غَيْرُ أَبِيْ مُعَاوِيَةَ، وَهُوَ خَطَأٌ .قَالَ أَحْمَدُ : وَقَالَ وَكِيْعٌ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيْهِ مُرْسَلًا (أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهَا أَنْ تُوَافِيَهُ صَلَاةَ الصُّبْحِ يَوْمَ النَّحْرِ بِمَكَّةَ) ، أَوْ نَحْوَ هٰذَا .قَالَ : وَهٰذَا أَيْضًا عَجَبٌ قَالَ أَبُوْ عُبَيْدِ اللّٰهِ : وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَا يَصْنَعُ بِمَكَّةَ يَوْمَ النَّحْرِ ؟ كَأَنَّهُ يُنْكِرُ ذٰلِكَ .قَالَ : فَجِئْتُ إِلٰى يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ : عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهَا أَنْ تُوَافِيَ لَيْسَ شَأْنَهُ قَالَ : وَفَرْقٌ بَيْنَ ذِيْ وَيَوْمِ النَّحْرِ صَلَاةُ الْفَجْرِ بِالْأَبْطَحِ .قَالَ : وَقَالَ لِيْ يَحْيٰى : سَلْ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ، هُوَ ابْنُ مَهْدِيٍّ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ : هٰكَذَا عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيْهِ (تُوَافِيْ) . ثُمَّ قَالَ لِيْ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ : رَحِمَ اللّٰهُ يَحْيٰى، مَا كَانَ أَضْبَطَهُ، وَأَشَدَّهُ (كَانَ مُحَدِّثًا) وَأَثْنٰى عَلَيْهِ، فَأَحْسَنَ الثَّنَاءَ عَلَيْهِ .

۳۹۱۲: ابوالزبیر نے جابر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح کی روایت کی ہے۔پس مسلمانوں کو معلوم ہو گیا کہ وہ وقت جس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمرہ عقبہ کی رمی کی ہے وہی اس کا وقت ہے۔اب ہم اس پر غور کرنا چاہیں گے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ضعفاء کو رمی کی پہلے اجازت مرحمت فرمائی ہے یا نہیں۔پس ہم آپ کی طرف سے یہ پیش رفت ان کو روانہ کرنے سے پہلے فرماتے ہیں کہ تم منیٰ میں جمرہ کی رمی طلوع آفتاب سے پہلے نہ کرنا پس اس سے یہ معلوم ہو گیا کہ ان کو رمی کی رخصت نہ دی تھی۔البتہ وہ طاقتور لوگوں سے آگے بڑھ جائیں مگر رمی کا وقت ان کا اور ان کا ایک ہے اور وہ طلوع آفتاب ہے۔آثار کو سامنے رکھیں تو اس باب کی یہی صورت ہے۔البتہ بطریق نظر وفکر دیکھتے ہیں۔کہ اس بات پر تمام کا اتفاق ہے کہ دوسرے دن جمرہ عقبہ کی رمی یوم نحر سے اگلے روز طلوع آفتاب سے پہلے رات کے وقت میں ہے اور یہ اس وقت تک درست نہیں ہو سکتا جب تک کہ آپ کی رمی جمرہ عقبہ کی رمی کے دن میں ہی ہو۔اگر چہ اس دن کا بعض حصہ یوم ثانی کے بعض حصہ سے افضل ہے اور اس میں رمی کرنا بعض دن میں رمی سے افضل ہے۔میں نے عبداللہ بن سوید کی کتاب میں خود ان کے خط سے اثرم (ابوبکر) سے یہ منقول دیکھا کہ اثرم نے اس لکھنے والے کو بھی اجازت دی ہے اور عبداللہ نے اسی وساطت سے ہمیں میں اجازت دی۔کہ مجھے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ ابو معاویہ کی سند سے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم فرمایا کہ وہ نحر کے دن مکہ میں ملاقات کرے' اس روایت کو ابو معاویہ کے علاوہ کسی نے مرفوع قرار نہیں دیا امام احمد ہیں یہ روایت درست نہیں۔وکیع نے اس کو مرسل

نقل کیا کہ وہ آپ ﷺ کے ساتھ نحر کے روز مکہ میں ملاقات کرے یا اسی طرح کے الفاظ ہیں اور یہ بھی عجیب بات ہے۔امام احمد فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے نحر کے روز مکہ میں کیا کرتا تھا یا اسی طرح کے الفاظ فرمائے۔ گویا امام احمدؒ نے اس کا انکار کیا ہے۔راوی کہتے ہیں پھر میں یحییٰ بن سعید سے ملا اور ان سے یہ سوال کیا تو انہوں نے کہا کہ ہشام والی یہ روایت آپ کی شان کے مناسب نہیں اور آپ نے تو نحر کے روز مقام ابطح میں نمازِ فجر ادا کی۔ پھر یحییٰ مجھے کہنے لگے اس کے متعلق عبدالرحمٰن بن مہدی سے بھی پوچھ لو۔تو میں نے عبدالرحمٰن سے پوچھا تو انہوں یحییٰ کی موافقت کرتے ہوئے کہا سفیان سے روایت اسی طرح ہے۔پھر میں ابوعبداللہ امام احمد رحمہ اللہ کے پاس آیا تو انہوں نے یحییٰ کے حفظ وضبط کی تعریف فرمائی اور خوب تعریف فرمائی۔

**حاصل روایات:** مسلمانوں کو آپ ﷺ کے فعل مبارک سے معلوم ہو گیا کہ جمرہ عقبہ کی رمی کا وقت طلوع آفتاب کے بعد ہے۔ آثار سے اب تک جمرہ عقبہ کی رمی کا وقت طلوع آفتاب کے بعد ثابت ہوا۔یہ فریق ثانی کی گویا دلیل اول ہے۔

## دلیل ثانی۔نظر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ:

اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ جمرہ عقبہ کی رمی دوسرے دن رات کو طلوع فجر سے پہلے پہلے ہے اور یہ رمی اس وقت درست ہے جبکہ یہ رمی اپنے وقت مقررہ پر ہو۔پس نظر کا تقاضا یہ ہے کہ یوم نحر کی رمی بھی اسی طرح اپنے مقررہ وقت پر ہونی چاہئے اور وہ یوم نحر ہے۔اور یوم نحر کے کسی حصہ میں اس کی رمی اگلے دن اس کی رمی کرنے سے افضل ہے۔

یہ امام ابوحنیفہ ابو یوسف محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔

## استدراک:

میں نے عبداللہ بن سوید کی کتاب میں ان کے اپنے خط سے اثرم سے منقول پایا کہ ابوعبداللہ یعنی احمد بن حنبلؒ نے مجھے فرمایا۔ہمیں ابومعاویہ نے ہشام بن عروہ عن ابیہ عن زینب عن ام سلمہؓ روایت کی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے ان سے یوم نحر کے دن مکہ میں ملاقات کا وعدہ فرمایا۔یہ روایت ابومعاویہ کے علاوہ اور کسی نے مرفوع بیان نہیں کی۔یہ روایت خطاء پر محمول ہے اس کو وکیع نے مرسل ذکر کیا ہے اور یہ بھی عجیب ہے امام احمد فرمانے لگے جناب نبی اکرم ﷺ نے یوم نحر کو مکہ میں صبح کے وقت کیا کرنا تھا۔

اثرم کہتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن سعید سے ملاقات کی تو انہوں نے فرمایا روایت میں واضح فرق ہے۔کیونکہ یوم نحر کو جناب رسول اللہ ﷺ نے نمازِ فجر مقام ابطح (مزدلفہ) میں ادا فرمائی۔پھر یحییٰ کہنے لگے تم عبدالرحمٰن بن مہدی سے بھی دریافت کرو۔میں نے ان سے دریافت کیا تو انہوں نے یحییٰ بن سعید کی موافقت فرماتے ہوئے کہا سفیان نے ہشام عن ابیہ سے اسی طرح روایت کی ہے۔ابوبکر اثرم کہتے ہیں میں امام احمدؒ کی خدمت میں لوٹا اور اس بات کا ذکر کیا تو انہوں نے یحییٰ کے ضبط کی تحسین وتعریف فرمائی۔

**نوٹ:** اس باب کا زیادہ تر مضمون گزشتہ باب میں بیان ہو چکا تھا ان روایات کو دوبارہ لانے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔تائیدی

روایات اور نظری دلیل پر اکتفاء کیا گیا ہے۔ آخر میں سند کی تحقیق نے بات کو صاف کر دیا کہ وہ روایت ہی سرے سے قابل اعتبار نہیں۔ اس لئے جواب کی ضرورت نہیں۔

## بَابُ الرَّجُلِ يَدَعُ رَمْيَ جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ يَوْمَ النَّحْرِ ثُمَّ يَرْمِيهَا بَعْدَ ذٰلِكَ

### جمرہ عقبہ کی رمی نحر کے دن کی بجائے بعد میں کرنے کا کیا حکم ہے؟

**خلاصۃ المرام**: جمرہ عقبہ کی رمی کا وقت طلوع آفتاب سے غروب آفتاب تک ہے غروب کے بعد کیا حکم ہے اس میں تین قول ہیں۔

نمبر①: نحر کے دن غروب آفتاب کے بعد رمی سے ایک دم بھی لازم ہو جائے گا اس کو امام مالک وسفیان رحمہم اللہ نے اختیار کیا۔

نمبر②: غروبِ آفتاب کے بعد گیارہ کی صبح صادق تک کراہت کے ساتھ رمی درست ہے اگر اس سے بھی مؤخر کیا تو دم لازم ہوگا اور یوم ثالث کے غروب سے پہلے تک یہی حکم ہے بعد میں صرف دم لازم ہوگا اس کو امام ابوحنیفہ نے اختیار کیا۔

نمبر③: امام شافعی، احمد، ابو یوسف، محمد رحمہم اللہ کے ہاں یوم ثانی کی صبح صادق سے لے کر یوم ثالث کے غروب آفتاب تک رمی میں کراہت تو ہے مگر دم نہیں البتہ یوم ثالث کے غروب آفتاب پر دم لازم ہوگا۔

فریق اوّل وثانی کا موقف اور دلیل: یوم نحر کے غروب آفتاب سے صبح صادق تک امام مالکؒ کے ہاں دم لازم نہ ہوگا البتہ یوم ثانی کی صبح صادق سے یوم ثالث کے غروب تک بالاتفاق رمی کے ساتھ دم بھی لازم ہوگا۔ دلیل یہ روایت ہے۔

۳۹۱۳: حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ : ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ : حَدَّثَنِيْ عُمَرُ بْنُ قَيْسٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "(الرَّاعِيْ يَرْعٰى بِالنَّهَارِ وَيَرْمِيْ بِاللَّيْلِ) . قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَذَهَبَ أَبُوْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ إِلٰى أَنَّ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ دَلَالَةً عَلٰى أَنَّ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ، وَقْتٌ وَاحِدٌ لِلرَّمْيِ فَقَالَ (إِنْ تَرَكَ رَجُلٌ رَمْيَ جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ فِيْ يَوْمِ النَّحْرِ، ثُمَّ رَمَاهَا بَعْدَ ذٰلِكَ فِي اللَّيْلَةِ الَّتِيْ بَعْدَهُ، فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ، وَإِنْ لَمْ يَرْمِهَا، حَتّٰى أَصْبَحَ مِنْ غَدِهٖ، رَمَاهَا، وَعَلَيْهِ دَمٌ، لِتَأْخِيْرِهٖ إِيَّاهَا إِلٰى خُرُوْجِ وَقْتِهَا، وَهُوَ طُلُوْعُ الْفَجْرِ مِنْ يَوْمِئِذٍ) . وَخَالَفَهُ فِيْ ذٰلِكَ، أَبُوْ يُوْسُفَ، وَمُحَمَّدٌ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ فَقَالَا : إِذَا ذَكَرَهَا فِيْ شَيْءٍ مِنْ أَيَّامِ الرَّمْيِ، رَمَاهَا وَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ غَيْرُ ذٰلِكَ، مِنْ دَمٍ وَلَا غَيْرِهٖ، وَإِنْ لَمْ يَذْكُرْهَا حَتّٰى مَضَتْ أَيَّامُ الرَّمْيِ فَذَكَرَهَا، وَلَمْ يَرْمِهَا كَانَ عَلَيْهِ فِيْ تَرْكِهَا دَمٌ . وَاحْتَجَّ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فِيْ ذٰلِكَ عَلٰى أَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ.

۳۹۱۳: عطاء نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چرواہے دن کو اونٹ چرائیں اور رات کو رمی کریں۔ امام طحاوی رحمہ اللہ کہتے ہیں۔ کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں یہ دلالت میسر آ رہی ہے کہ دن اور رات یہ رمی کا وقت ہے۔ اور فرمایا کہ اگر کوئی شخص جمرہ عقبہ کی رمی یوم نحر کو ترک کر دے پھر اس نے گیارہ کی رات کو رمی کر لی تو اس پر کچھ بھی لازم نہیں اور اگر اس نے رات کو رمی نہ کی یہاں تک کہ گیارہ کی صبح ہو گئی تو اس پر ایک قربانی لازم ہو گی کیونکہ اس نے خروج وقت تک اس کو مؤخر کر دیا اور وہ گیارہ تاریخ کی طلوع فجر ہے۔ امام ابو یوسف و محمد رحمہما اللہ نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے کہا کہ جب اسے یہ رمی ایام رمی میں سے کسی دن میں یاد آ گئی اور اس نے کنکریاں مارلیں تو اس پر کوئی چیز لازم نہ ہو گی بعد میں یاد آئی تو اب کنکریاں نہ مارے اس پر رمی کے ترک کی وجہ سے دم کفارہ لازم ہے۔ انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے خلاف اس روایت کو دلیل بنایا ہے۔

**حاصل روایات:** جب چرواہوں کو غروب کے بعد اجازت دی گئی تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ دوسرے دن کی صبح صادق تک اس پر کوئی چیز نہیں۔ البتہ دوسرے دن کی صبح جانے پر تاخیر کا دم لازم ہو گا۔

## فریق ثالث کا مؤقف اور دلیل:

یوم ثالث تک ایام رمی ہیں اس تک رمی کو مؤخر کرنے سے اس پر کوئی چیز لازم نہ ہو گی البتہ ایام رمی گزرنے سے اس پر دم لازم ہو گا دلیل یہ روایت ہے۔

۳۹۱۴: بِمَا حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ : أَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِي الْبَدَّاحِ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ (أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ لِلرِّعَاءِ أَنْ يَتَعَاقَبُوْا، فَكَانُوْا يَرْمُوْنَ غُدْوَةَ يَوْمِ النَّحْرِ وَيَدَعُوْنَ لَيْلَةً وَيَوْمًا، ثُمَّ يَرْمُوْنَ مِنَ الْغَدِ). فَفِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ أَنَّهُمْ كَانُوْا يَرْمُوْنَ غُدْوَةَ يَوْمِ النَّحْرِ ثُمَّ يَدَعُوْنَ يَوْمًا وَلَيْلَةً ثُمَّ يَرْمُوْنَ الْغَدَ. فَقَدْ كَانُوْا يَرْمُوْنَ رَمْيَ الْيَوْمِ الثَّانِيْ فِي الْيَوْمِ الثَّالِثِ، وَلَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ بِمُوْجِبٍ عَلَيْهِمْ دَمًا، وَلَا بِمُوْجِبٍ أَنَّ حُكْمَ الْيَوْمِ الثَّالِثِ فِي الرَّمْيِ لِلْيَوْمِ الثَّانِيْ، خِلَافُ حُكْمِ الْيَوْمِ الرَّابِعِ. فَفِيْ ذٰلِكَ دَلِيْلٌ أَنَّ مَنْ تَرَكَ رَمْيَ جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ فِيْ يَوْمِ النَّحْرِ، فَذَكَرَهَا فِيْ شَيْءٍ مِنْ أَيَّامِ التَّشْرِيْقِ أَنَّهُ رَمْيٌ وَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ. ثُمَّ النَّظَرُ فِيْ ذٰلِكَ يَشْهَدُ لِهٰذَا الْقَوْلِ أَيْضًا، وَذٰلِكَ أَنَّا رَأَيْنَا أَشْيَاءَ تُفْعَلُ فِي الْحَجِّ، الدَّهْرُ كُلُّهُ وَقْتٌ لَهَا، مِنْهَا السَّعْيُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، وَطَوَافُ الصَّدَرِ، وَمِنْهَا أَشْيَاءُ تُفْعَلُ فِيْ وَقْتٍ خَاصٍّ، هُوَ وَقْتُهَا خَاصَّةً مِنْهَا رَمْيُ الْجِمَارِ. فَكَانَ مَا الدَّهْرُ وَقْتٌ لَهُ مِنْ هٰذِهِ الْأَشْيَاءِ مَتٰى فُعِلَ، فَلَا شَيْءَ عَلٰى فَاعِلِهِ مَعَ فِعْلِهِ إِيَّاهُ، مِنْ دَمٍ وَلَا غَيْرِهِ. وَمَا كَانَ مِنْهَا لَهُ وَقْتٌ خَاصٌّ مِنَ الدَّهْرِ إِذَا لَمْ يُفْعَلْ فِيْ وَقْتِهِ، وَجَبَ عَلٰى تَارِكِهِ الدَّمُ. فَكَانَ مَا كَانَ مِنْهَا يُفْعَلُ لِبَقَاءِ وَقْتِهِ، فَلَا شَيْءَ

عَلَى فَاعِلِهٖ غَيْرُ فِعْلِهٖ إِيَّاهُ، وَمَا كَانَ مِنْهَا لَا يُفْعَلُ لِعَدَمِ وَقْتِهٖ، وَجَبَ مَكَانَهُ الدَّمُ .وَكَانَتْ جَمْرَةُ الْعَقَبَةِ إِذَا رُمِيَتْ مِنْ غَدِ يَوْمِ النَّحْرِ قَضَاءً عَنْ رَمْيِ يَوْمِ النَّحْرِ، فَقَدْ رُمِيَتْ فِي يَوْمٍ هُوَ مِنْ وَقْتِهَا، وَلَوْلَا ذٰلِكَ لَمَا أُمِرَ بِرَمْيِهَا كَمَا لَا يُؤْمَرُ تَارِكُهَا إِلَّا بَعْدَ انْقِضَاءِ أَيَّامِ التَّشْرِيْقِ بِرَمْيِهَا بَعْدَ ذٰلِكَ .فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الثَّانِيْ مِنْ أَيَّامِ النَّحْرِ، هُوَ وَقْتٌ لَهَا، وَقَدْ ذَكَرْنَا مِمَّا قَدْ أَجْمَعُوْا عَلَيْهِ أَنَّ مَا فُعِلَ فِيْ وَقْتِهٖ مِنْ أُمُوْرِ الْحَجِّ، فَلَا شَيْءَ عَلَى فَاعِلِهٖ، وَكَانَ كَذٰلِكَ هٰذَا الرَّامِيْ لَهَا، لَمَّا رَمَاهَا فِيْ وَقْتِهَا، فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ .فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ : إِنَّمَا أَوْجَبْنَا عَلَيْهِ الدَّمَ بِتَرْكِهٖ رَمْيَهَا يَوْمَ النَّحْرِ وَفِي اللَّيْلَةِ الَّتِيْ بَعْدَهُ لِلْإِسَاءَةِ الَّتِيْ كَانَتْ مِنْهُ فِيْ ذٰلِكَ .قِيْلَ لَهُ : فَقَدْ رَأَيْنَا تَارِكَ طَوَافِ الصَّدْرِ حَتّٰى يَرْجِعَ إِلٰى أَهْلِهٖ، وَتَارِكَ السَّعْيِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، حَتّٰى يَرْجِعَ إِلٰى أَهْلِهٖ مُسِيْئَيْنِ وَأَنْتَ تَقُوْلُ : إِنَّهُمَا إِذَا رَجَعَا فَفَعَلَا مَا كَانَا تَرَكَا مِنْ ذٰلِكَ أَنَّ إِسَاءَتَهُمَا لَا تُوْجِبُ عَلَيْهِمَا دَمًا، لِأَنَّهُمَا قَدْ فَعَلَا مَا فَعَلَا مِنْ ذٰلِكَ فِيْ وَقْتِهٖ .فَكَذٰلِكَ الرَّامِي الْيَوْمَ الثَّانِيَ مِنْ أَيَّامِ مِنًى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ، لَمَا كَانَ وَجَبَ عَلَيْهِ فِيْ يَوْمِ النَّحْرِ رَامِيًا لَهَا فِيْ وَقْتِهَا فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ فِيْ ذٰلِكَ غَيْرُ رَمْيِهَا .فَهٰذَا هُوَ النَّظَرُ فِيْ هٰذَا الْبَابِ، وَهُوَ قَوْلُ أَبِيْ يُوْسُفَ، وَمُحَمَّدٍ، رَحِمَهُمَا اللّٰهُ تَعَالٰى.

۳۹۱۴: ابوالبداح نے عاصم بن عدیؓ سے نقل کیا کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے چرواہوں کو رخصت دی کہ وہ باری باری آئیں وہ یوم نحر کی صبح کو رمی کر رہے تھے اور ایک دن رات چھوڑ کر پھر وہ اگلے روز رمی کر رہے تھے۔اس روایت میں غدوۃ یوم النحر کہ انہوں نے یوم نحر کی صبح کو کنکریاں ماریں پھر ایک دن چھوڑ کر اگلی صبح کو کنکریاں مارتے تھے۔گویا انہوں نے دوسرے دن کی رمی تیسرے دن کی اور اس سے ان پر دم لازم نہ ہوا اور اس سے یہ بھی لازم نہیں کہ دوسرے دن کی کنکریوں کو اگر تیسرے دن مار لیا یا چوتھے دن مار لیا تو اس سے کچھ لازم نہیں آتا ہے۔اس سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ جس شخص نے جمرہ عقبہ کی کنکریاں نحر کے دن ترک کر دیں اور اسے پھر ایام تشریق میں یاد آیا کہ اس پر کنکریاں ابھی رہ گئی ہیں تو اس پر کچھ بھی لازم نہ ہوگا۔نظر وفکر بھی اس قول کی تائید کرتے ہیں اور اس کی صورت یہ ہے کہ ہم دیکھتے کہ حج میں بعض اعمال ایسے ہیں جو ایام حج میں ہر گھڑی کیے جاسکتے ہیں ان میں سے سعی صفا اور مروہ اور طواف صدر ہیں۔اور بعض وہ اعمال ہیں جو مخصوص اوقات میں کیے جاسکتے ہیں ان میں جمرات کی کنکریاں ہیں۔پس ان میں سے وہ اشیاء جن کا زمانہ مقرر ہے وہ اگر اس وقت سے ہٹائیں گے تو اس کے تارک پر قربانی لازم ہوگی اور جس کا وقت مقرر نہیں اسے کسی وقت میں کر لینے سے کچھ بھی لازم نہ آئے گا۔اور ان میں سے جو افعال اپنے باقی وقت میں کیے جاسکتے ہوں ان افعال میں ان افعال کی بقیہ وقت میں ادائیگی کے علاوہ اور کچھ لازم نہ ہوگا اور وہ افعال جو اس طرح ہوں کہ وقت نہ ہونے کی وجہ سے ادا نہ کیے جاسکتے ہوں تو ان کی جگہ قربانی لازم ہوگی۔جمرہ عقبہ کو جب یوم نحر سے اگلی صبح کنکریاں یوم نحر کے بدلے میں مار لی گئیں تو گویا یہ کنکریاں اپنے وقت

میں ماری گئیں اگر یہ کنکریاں درست نہ ہوتیں تو چرواہوں کو اگلے روز میں مارنے کا حکم نہ ہوتا۔ جیسا کہ ان کنکریوں کے چھوڑنے والے کو ایام تشریق کے بعد کنکریاں مارنے کا حکم نہ دیا جائے گا۔ پس جب دوسرا دن ایام نحر میں وہ رمی کا وقت ہے اور اس بات پر سب کا اتفاق ہے۔ کہ امور حج میں جو چیز اپنے وقت میں انجام دیجائے گی تو اس پر کوئی چیز لازم نہ ہوگی۔ اور یہ کنکریاں مارنے والا اسی طرح ہے کہ اس نے کنکریاں اس کے وقت میں ماری ہیں۔ پس اس پر کچھ لازم نہ ہوگا۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ ہم نے اس پر دم اس لئے لازم کیا ہے کیونکہ اس نے نحر کے دن رمی کو ترک کیا ہے اور بعد والی رات کو بھی اس نے کنکریاں ترک کر کے گناہ کیا ہے اس لئے دم لازم ہوا۔ اس کے جواب میں یہ کہا جائے گا۔ ہم جانتے ہیں کہ جس آدمی نے طواف صدر چھوڑ دیا اور وہ اپنے گھر لوٹ آیا۔ اسی طرح صفا مروہ کی سعی ترک کی اور گھر لوٹ آیا۔ ان دونوں مسائل میں اس کا ترک گناہ ہے۔ مگر آپ ان پر دم کو لازم نہیں کرتے کیونکہ ان دونوں نے جو فعل کیا وہ اپنے وقت میں کیا۔ پس اسی طرح دوسرے دن کنکریاں مارنے والا اگر چہ وہ یوم نحر کی کنکریاں مارنے والا ہو اپنے وقت میں کنکریاں مارنے والا ہے اس لئے اس پر کچھ لازم نہ آئے گا۔ پس فقط کنکریاں ہی لازم ہوں گی۔ نظر و فکر اسی کو چاہتے ہیں اور یہی امام ابو یوسف و محمد رحمہما اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔

**تخریج** : مسند احمد ۴۵۰/۵۔

**حاصل روایات** : اس روایت میں غدوۃ یوم النحر ثابت کر رہا ہے کہ جمرہ عقبہ کی رمی انہوں نے وقت پر کر لی البتہ اس کے بعد کی رمی ایک دن رات چھوڑ کر کی۔ یوم ثانی کی رمی یوم ثالث میں کی۔ اور اس میں کوئی دم لازم نہیں دوسرے اور تیسرے دن کی رمی میں کوئی فرق نہیں۔ البتہ یوم رابع کا حکم مختلف ہے۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جمرہ عقبہ کی رمی اگر یوم نحر کو نہ کی جائے پھر اس کو ایام تشریق میں یاد آنے پر کر لی تو اس پر بھی کچھ لازم نہیں۔

## دلیل ثانی۔ نظر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ :

حج میں کئی کام ایسے ہیں جن کے لئے وقت کی کھلی چھٹی ہے کہ ان کو کسی وقت انجام دینے سے وہ ادا ہو جاتے ہیں۔ مثلاً صفا و مروہ کی سعی، طواف صدر۔ دوسرے نمبر پر وہ کام ہیں جن کا خاص وقت مقرر ہے ان میں رمی جمار ہے۔ پس جس فعل کا کوئی خاص وقت نہیں اس کے کسی وقت کر لینے میں کوئی دم لازم نہیں آتا۔ اور اس کے بالمقابل جن کا وقت مقرر ہے۔ جب ان کو وقت پر نہ کیا جائے تو دم لازم آتا ہے۔ پھر ان میں سے جن کا وقت باقی ہوتا ہے تو بقاء وقت کی وجہ سے تاخیر کے باوجود ان پر کوئی چیز لازم نہیں آتی اب اس فعل کو انجام دینا ضروری ہوتا ہے اور اگر ان کا وقت ہی باقی نہ رہے تو پھر اس کی جگہ دم لازم ہو جاتا ہے۔

اب یہاں جمرہ عقبہ کی رمی جب اگلے روز یوم نحر کی قضاء کے طور پر کر لی گئی تو رمی کا وقت باقی ہونے کی وجہ سے گویا وہ اپنے وقت پر ہو گئی۔ اگر اس کو تسلیم نہ کیا جائے تو پھر اس کی رمی کی اجازت نہ دی جاتی جیسا کہ ایام تشریق کے ختم ہونے پر اس کی رمی کا حکم نہیں دیا جاتا بلکہ رمی کا حکم ہوتا ہے۔

پس جب ایام نحر کا دوسرا دن رمی کا وقت ہے تو سابقہ قاعدہ کے مطابق جو امور اپنے وقت میں کر لئے جائیں ان پر کوئی ضمان لازم نہیں۔ یہ رمی کرنے والے بھی انہی میں شامل ہیں۔اس لئے کہ اس نے اپنے وقت میں رمی کی ہے پس اس پر کچھ لازم نہیں۔

## ایک اشکال:

یوم نحر کی رمی چھوڑ دینے کی وجہ سے اس پر دم لازم کیا گیا کیونکہ اس نے گناہ کا ارتکاب کیا ہے۔اس وجہ سے نہیں کہ رمی کا وقت نکل گیا۔

## الجواب:

اگر کسی شخص نے طواف صدر چھوڑ دیا یا صفا و مروہ کے درمیان سعی چھوڑ دی اور وہ اپنے گھر واپس لوٹ آیا تو یہ دونوں گناہ گار تو ہوں گے مگر ان کے ارتکاب کراہت کی وجہ سے ان پر کچھ جرمانہ لازم نہ آئے گا۔اور اگر وہ لوٹ کر طواف صدر اور سعی صفا و مروہ کر لیں تو تب بھی تاخیر کی وجہ سے ان پر کچھ بھی لازم نہ ہوگا۔ کیونکہ انہوں نے اس وقت کے اندر اس کو ادا کر لیا۔تو جس طرح طواف صدر اور سعی میں تاخیر سے گناہ تو ہوگا مگر کوئی جرمانہ لازم نہ ہوگا یہی حکم یوم نحر کی رمی کو ایام تشریق تک مؤخر کرنے کا ہے۔کہ تاخیر سے لازم تو کچھ نہ ہوگا البتہ تاخیر کا گناہ ہوگا۔

امام ابو یوسف، محمد رحمہم اللہ کا یہی قول ہے۔

نوٹ: امام طحاویؒ نے بھی اسی دوسرے قول کو اختیار کر کے راجح قرار دیا ہے اور آج کل کے حالات میں اسی قول پر فتویٰ دینا چاہئے کیونکہ رمی جمرہ عقبہ کے ہجوم میں ہر سال کئی جانیں تلف ہو جاتی ہیں۔

# بَابُ التَّلْبِيَةِ مَتٰى يَقْطَعُهَا الْحَاجُّ

## حاجی کب تلبیہ بند کرے؟

### خلاصۃ المرام:

نمبر ①: احناف، شوافع و حنابلہ سب کے ہاں استلام حجر اسود یعنی ابتداء طواف کے وقت تلبیہ منقطع کر دے۔

نمبر ②: امام مالکؒ کے ہاں حدود حرم میں داخل ہوتے ہی تلبیہ ختم کر دے یہ عمرہ کا احرام باندھنے والے کا حکم ہے۔البتہ محرم بالحج کے متعلق تین قول معروف ہیں۔

نمبر ①: امام مالکؒ و حسن بصریؒ کے ہاں جب منیٰ سے عرفات جائے تو تلبیہ بند کر دے۔

نمبر ②: اوزاعیؒ اور ابن شہابؒ کے ہاں عرفات میں زوال کے بعد وقوف کے وقت تلبیہ ختم کرے۔

نمبر③: امام ابوحنیفہ وشافعی، احمد رحمہم اللہ کے ہاں جمرہ عقبہ کی رمی تک تلبیہ جاری رکھے گا۔ رمی سے ختم کر دے گا۔

## فریق اوّل وثانی کا موقف:

وقوف عرفات کے وقت یا اس کی طرف روانگی سے تلبیہ ختم کر دیا جائے گا۔ ان کو نقال قوم سے ذکر کیا گیا ہے۔ دلائل یہ ہیں۔

۳۹۱۵ : حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ : ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ قَالَ : أَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ سَلْمَةَ، هُوَ الْمَاجِشُوْنِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ حُسَيْنٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ سَلْمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ (عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ : كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَبِيْحَةَ عَرَفَةَ، فَمِنَّا الْمُهِلُّ، وَمِنَّا الْمُكَبِّرُ، فَأَمَّا نَحْنُ فَكُنَّا نُكَبِّرُ، وَنَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .قَالَ : فَقُلْتُ لَهُ : الْعَجَبُ لَكُمْ، كَيْفَ لَمْ تَسْأَلُوْهُ مَا قَدْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ فِيْ ذٰلِكَ)

۳۹۱۵: عبداللہ بن عبداللہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں عرفہ کی صبح کے وقت موجود تھے۔ ہم میں بعض لا الہ الا اللہ اور بعض اللہ اکبر پڑھنے والے تھے البتہ ہم تکبیر کہتے تھے جبکہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ راوی کہتے ہیں میں نے ان سے کہا تم پر تعجب ہے کہ تم نے یہ کیوں نہ پوچھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کر رہے تھے۔

**تخریج** : مسند احمد ۲/ ۳۰، ۱٤۷۔

۳۹۱۶ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ يُوْنُسَ قَالَ : أَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ الضَّرِيْرُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ (أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ قَالَ : كُنْتُ رِدْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشِيَّةَ عَرَفَةَ، فَكَانَ لَا يَزِيْدُ عَلَى التَّكْبِيْرِ وَالتَّهْلِيْلِ، وَكَانَ إِذَا وَجَدَ فَجْوَةً نَصَّ) .

۳۹۱۶: ہشام نے عروہ سے روایت کی انہوں نے اسامہ بن زیدؓ سے روایت کی۔ کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی پر آپ کے پیچھے سوار تھا۔ یہ عرفہ کی شام کی بات ہے آپ صرف تکبیر و تہلیل پڑھتے تھے۔ اور جب وہ راستے میں وسعت پاتے تو تیز چلتے تھے۔

**تخریج** : بخاری فی الحج باب۹۲، مسلم فی الحج ۲۸۳، ابو داؤد فی المناسك باب۶۳، نسائی فی المناسك باب۲۰۵/ ۲۱٤، ابن ماجه فی المناسك باب۵۸، مالك فی الحج ۱۷۶، مسند احمد ۵، ۲۰۲/ ۲۰۵، ۲۱۰۔

۳۹۱۷ : حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ، عَنْ (مُحَمَّدِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ الثَّقَفِيِّ أَنَّهُ سَأَلَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَهُمَا غَادِيَانِ إِلَى عَرَفَةَ -كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُوْنَ فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ، مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ؟ قَالَ : كَانَ يُهِلُّ الْمُهِلُّ مِنَّا، فَلَا يُنْكِرُ عَلَيْهِ، وَيُكَبِّرُ الْمُكَبِّرُ، فَلَا يُنْكِرُ عَلَيْهِ) .

۳۹۱۷: محمد بن ابی بکر ثقفی نے انس بن مالکؓ سے سوال کیا جبکہ یہ دونوں عرفات کی طرف جا رہے تھے۔ تم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں آج کے دن کیا کرتے تھے۔ تو انہوں نے جواب میں فرمایا۔ تہلیل کہنے والا تہلیل اور تکبیر والا تکبیر پڑھتا آپ کسی کو نہ روکتے تھے۔

**تخریج**: بخاری فی الحج باب۸۶، مسلم فی الحج ۲۷۴، مالك فی الحج ۴۳، مسند احمد ۱۱۰/۳، ۲۴۰۔

۳۹۱۸: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَ : ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ : ثَنَا ابْنُ أَبِيْ فُدَيْكٍ قَالَ : حَدَّثَنِي (عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ قَالَ : أَدْرَكْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَنَحْنُ غَادِيَانِ مِنْ مِنًى إِلٰى عَرَفَاتٍ فَقُلْتُ لَهُ : كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُوْنَ فِيْ هٰذِهِ الْغَدَاةِ ؟ فَقَالَ : سَأُخْبِرُكَ، كُنْتُ فِيْ رَكْبٍ، فِيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَكَانَ يُهِلُّ الْمُهِلُّ، فَلَا يُنْكِرُ عَلَيْهِ، وَيُكَبِّرُ الْمُكَبِّرُ، فَلَا يُنْكِرُ عَلَيْهِ، وَلَسْتُ أُثْبِتُ مَا فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذٰلِكَ) .

۳۹۱۸: عبداللہ بن محمد بن ابی بکر کہتے ہیں کہ میں نے انس بن مالکؓ کو پالیا جبکہ ہم منیٰ سے عرفات جا رہے تھے میں نے کہا آپ آج کی صبح کیا کرتے تھے انس کہنے لگے میں تمہیں ابھی بتلاتا ہوں۔ میں اس قافلہ میں تھا جس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے آپ تہلیل و تکبیر کہنے والے کو منع نہ فرماتے۔ مگر مجھے پختہ یاد نہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے۔

**تخریج**: ۳۹۱۸ کی تخریج ملاحظہ کر لیں۔

۳۹۱۹: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوُدَ قَالَ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ : حَدَّثَنِي ابْنُ لَهِيْعَةَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ قَالَ : سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ الْإِهْلَالِ يَوْمَ عَرَفَةَ فَقَالَ : كُنَّا نُهِلُّ مَا دُوْنَ عَرَفَةَ، وَنُكَبِّرُ يَوْمَ عَرَفَةَ .قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلٰى أَنَّ الْحَاجَّ لَا يُلَبِّيْ بِعَرَفَةَ، وَاخْتَلَفُوْا فِيْ قَطْعِهِ لِلتَّلْبِيَةِ مَتٰى يَنْبَغِيْ أَنْ يَكُوْنَ ؟ فَقَالَ قَوْمٌ : حِيْنَ يَتَوَجَّهُ إِلٰى عَرَفَاتٍ، وَقَالَ قَوْمٌ : حِيْنَ يَقِفُ بِعَرَفَاتٍ، وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ بِهٰذِهِ الْآثَارِ .وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ فَقَالُوْا : بَلْ يُلَبِّي الْحَاجُّ حَتّٰى يَرْمِيَ جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ وَقَالُوْا : لَا حُجَّةَ لَكُمْ فِيْ هٰذِهِ الْآثَارِ الَّتِي احْتَجَجْتُمْ بِهَا عَلَيْنَا، لِأَنَّ الْمَذْكُوْرَ فِيْهَا أَنَّ بَعْضَهُمْ كَانَ يُكَبِّرُ، وَبَعْضَهُمْ كَانَ يُهِلُّ لَا يَمْنَعُ أَنْ يَكُوْنُوْا فَعَلُوْا ذٰلِكَ وَلَهُمْ أَنْ يُلَبُّوْا فَإِنَّ الْحَاجَّ -فِيْمَا قَبْلَ يَوْمِ عَرَفَةَ -لَهُ أَنْ يُكَبِّرَ، وَلَهُ أَنْ يُهِلَّ، وَلَهُ أَنْ يُلَبِّيَ، فَلَمْ يَكُنْ تَكْبِيْرُهُ وَتَهْلِيْلُهُ، يَمْنَعَانِهِ مِنَ التَّلْبِيَةِ .فَكَذٰلِكَ مَا ذَكَرْتُمُوْهُ مِنْ تَهْلِيْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَكْبِيْرِهٖ يَوْمَ عَرَفَةَ، لَا يَمْنَعُ ذٰلِكَ مِنَ التَّلْبِيَةِ .وَقَدْ جَاءَ تْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آثَارٌ مُتَوَاتِرَةٌ، بِتَلْبِيَتِهٖ بَعْدَ عَرَفَةَ إِلٰى أَنْ رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ.

۳۹۱۹: ابوالزبیر کہتے ہیں کہ میں نے جابر بن عبداللہؓ سے پوچھا کہ عرفہ کے دن تہلیل کا کیا حکم ہے تو انہوں نے فرمایا ہم عرفات سے ادھر تک تہلیل اور عرفہ کے دن تکبیر کہتے تھے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں بعض علماء کا رجحان یہ ہے کہ حاجی عرفہ میں تلبیہ نہ کہے۔ اس بارے میں اختلاف کیا گیا کہ تلبیہ کب منقطع کیا جائے؟ نمبر ا بعض لوگ کہتے ہیں جب عرفات کی طرف روانہ ہو۔ نمبر ۲ وقوف عرفات کے وقت انہوں نے مندرجہ بالا آثار سے استدلال کیا دوسروں نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے کہا حاجی جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارنے تک تلبیہ کہے اور ان آثار کے جواب میں یہ کہا کہ ان آثار میں تمہارے حق میں کوئی دلیل نہیں پائی جاتی۔ اس لئے کہ ان آثار میں تو صرف اس قدر بات ہے کہ بعض لوگ تکبیر کہتے اور بعض لوگ لا الہ الا اللہ پڑھتے تھے اور یہ بات اس سے مانع نہیں کہ انہوں نے یہ بھی کہا ہو اور تلبیہ بھی پڑھا ہو۔ کیونکہ حجاج تکبیر، تہلیل اور تلبیہ نویں ذی الحجہ سے پہلے کہہ سکتا تھا۔ اس کی تکبیر و تہلیل تلبیہ سے مانع نہ تھے۔ اسی طرح تم نے جو نویں ذوالحجہ کو جو تکبیر و تہلیل کا ذکر کیا وہ تلبیہ سے مانع نہیں جبکہ نو ذوالحجہ کے بعد کنکریاں مارنے تک تلبیہ کے متعلق جناب نبی اکرم ﷺ سے متواتر روایات مروی ہیں۔ روایات ملاحظہ ہو۔

**حاصل روایات:** ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حاجی عرفہ میں تلبیہ نہ پڑھے۔ البتہ اس کو ترک کے متعلق بعض نے روانگی عرفات کا وقت اور بعض نے وقوف عرفات بتلایا ہے۔

## فریق ثالث کا مؤقف:

رمی جمرہ عقبہ کے وقت تلبیہ منقطع کیا جائے گا۔ اس سے پہلے تلبیہ تکبیر و تہلیل سب درست ہے۔

سابقہ مؤقف کا جواب: ان روایات میں انقطاع کا وقت وقوف عرفات یا روانگی عرفات ہے اس کی کوئی دلیل موجود نہیں تکبیر و تہلیل کا پڑھنا جس کا تذکرہ روایات بالا میں پایا جاتا ہے وہ تلبیہ کے خلاف نہیں۔ اسی طرح جناب رسول اللہ ﷺ کا تلبیہ و تہلیل وہ بھی تلبیہ سے قطعاً مانع نہیں ہے۔ جناب رسول اللہ ﷺ سے عرفات کے بعد تلبیہ کے ثبوت کی کثرت سے روایات وارد ہیں۔ چند مذکور ذیل ہیں۔

۳۹۲۰: فَمِنْ ذٰلِكَ مَا حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ : ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ : ثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ أَبَانَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ : وَقَفْتُ مَعَ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَكَانَ يُلَبِّيْ حَتّٰى رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ فَقُلْتُ : يَا أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ مَا هٰذَا ؟ فَقَالَ : كَانَ أَبِيْ يَفْعَلُ ذٰلِكَ، وَأَخْبَرَنِيْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ. قَالَ : فَرَجَعْتُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا : صَدَقَ، أَخْبَرَنِي الْفَضْلُ أَخِيْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبّٰى حَتَّى انْتَهٰى، أَوْلَاهَا، وَكَانَ رَدِيْفَهُ).

۳۹۲۰: عکرمہ کہتے ہیں کہ میں حسین بن علیؓ کے ساتھ وقوف کر رہا تھا وہ جمرہ عقبہ کی رمی تک تلبیہ پڑھتے رہے۔ میں نے پوچھا۔ اے عبداللہ یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا میرے والد ایسا کرتے تھے اور انہوں نے مجھے بتلایا کہ جناب رسول اللہ ﷺ اسی طرح کرتے تھے۔ عکرمہ کہتے ہیں کہ میں ابن عباس ؓ کی خدمت میں آیا اور میں نے ان کو اس کی اطلاع دی تو انہوں نے فرمایا۔ حسینؓ نے سچ کہا مجھے میرے بھائی فضلؓ نے اطلاع دی کہ جناب رسول اللہ ﷺ آخر تک تلبیہ کہتے رہے۔ اور ان کی بات اولیٰ ہے کیونکہ وہ جناب رسول اللہ ﷺ کے پیچھے اونٹنی پر سوار تھے۔

۳۹۲۱ : حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ : ثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ : ثَنَا إِسْرَائِيْلُ، عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ الْفَضْلِ (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبّٰى حَتّٰى رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ) .

۳۹۲۱: معبد بن جبیر نے ابن عباس ؓ سے روایت کی انہوں نے فضلؓ سے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے جمرہ عقبہ کی رمی تک تلبیہ کہا۔

**تخریج** : ابو داؤد في المناسك باب۲۷، نسائی في المناسك باب۲۱٦، ابن ماجه في المناسك باب٦۹، مسند احمد ۱، ۲۱۰/۲۱٦، ۲۸۳/۳٤٤۔

۳۹۲۲ : حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ : ثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ : ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيْمِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ الْفَضْلِ قَالَ : كُنْتُ رِدْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ .

۳۹۲۲: سعید بن جبیرؒ نے ابن عباس ؓ سے انہوں نے فضلؓ سے انہوں نے بیان کیا کہ میں جناب رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی پر پیچھے سوار تھا۔ پھر اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۳۹۲۳ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ : ثَنَا يَحْيَى بْنُ عِيْسٰى ح .

۳۹۲۳: محمد بن عمرو نے یحییٰ بن عیسیٰ سے۔

۳۹۲۴ : وَحَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَا : ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ حَبِيْبِ بْنِ أَبِيْ ثَابِتٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبّٰى حَتّٰى رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ) .

۳۹۲۴: سعید بن جبیر نے ابن عباس ؓ سے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے جمرہ عقبہ کی رمی تک تلبیہ کہا۔

**تخریج** : روایت ۳۹۲۲ کی تخریج ملاحظہ ہو۔

۳۹۲۵ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ : ثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ : ثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ قَيْسٍ، عَنْ عَطَاءٍ

، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ الْفَضْلِ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِثْلَهٗ.

۳۹۲۵: عطاء نے ابن عباس ؓ انہوں نے فضل ؓ انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح روایت کی ہے۔

۳۹۲۶ : حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ : ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى قَالَ : أَنَا شَرِيْكٌ، عَنْ (ثُوَيْرٍ، عَنْ أَبِيْهِ قَالَ : حَجَجْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ، فَلَمْ يَزَلْ يُلَبِّيْ حَتّٰى رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ .قَالَ : وَلَمْ يَسْمَعِ النَّاسَ يُلَبُّوْنَ عَشِيَّةَ عَرَفَةَ فَقَالَ : أَيُّهَا النَّاسُ أَنَسِيتُمْ ؟ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ، لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُلَبِّيْ حَتّٰى رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ) .

۳۹۲۶: ثویر نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ میں نے عبداللہ کے ساتھ حج کیا آپ جمرہ عقبہ کی رمی تک تلبیہ کہتے رہے۔ عبداللہ نے لوگوں کا عرفہ کی شام تلبیہ نہ سنا تو انہوں نے فرمایا اے لوگو! کیا تم بھول گئے مجھے اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو خود جمرہ عقبہ کی رمی تک تلبیہ کہتے دیکھا۔

۳۹۲۷ : حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ الزَّهْرَانِيُّ قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ قَالَ : أَخْبَرَنِي الْحَكَمُ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ: حَجَجْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ، فَلَمَّا أَفَاضَ إِلَى جَمْعٍ، جَعَلَ يُلَبِّي فَقَالَ رَجُلٌ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ : أَنَسِيَ النَّاسُ أَمْ ضَلُّوْا ؟ ثُمَّ لَبّٰى حَتّٰى رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ .

۳۹۲۷: عبدالرحمٰن بن یزید کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ کے ساتھ حج کیا جب وہ مزدلفہ کی طرف روانہ ہوئے تو تلبیہ پڑھنے لگے۔ ایک بدو نے کہا تو عبداللہ کہنے لگے کیا لوگ بھول گئے یا گمراہ ہو گئے۔ پھر انہوں نے تلبیہ کہا یہاں تک کہ جمرہ عقبہ کی رمی کی۔

۳۹۲۸ : حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ : ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حُمَيْدٍ الْكُوْفِيُّ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ أَبِيْ ذُبَابٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَخْبَرَةَ قَالَ : (لَبّٰى عَبْدُ اللّٰهِ وَهُوَ مُتَوَجِّهٌ إِلٰى عَرَفَاتٍ .فَقَالَ أُنَاسٌ : مَنْ هٰذَا الْأَعْرَابِيُّ .فَالْتَفَتَ إِلَيَّ عَبْدُ اللّٰهِ فَقَالَ : أَضَلَّ النَّاسُ أَمْ نَسُوْا ؟ وَاللّٰهِ مَا زَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُلَبِّيْ حَتّٰى رَمَى الْجَمْرَةَ إِلَّا أَنْ يَخْلِطَ ذٰلِكَ بِتَهْلِيْلٍ أَوْ بِتَكْبِيْرٍ) .

۳۹۲۸: مجاہد نے عبداللہ بن سخبرہ سے روایت کی کہ عبداللہ نے اس وقت تلبیہ کہا جب کہ وہ عرفات کی طرف جا رہے تھے۔

کچھ لوگوں نے کہا یہ بدو کون ہے؟ میں عبداللہ کی طرف متوجہ ہوا تو انہوں نے کہا کیا لوگ بھول گئے یا گمراہ ہو گئے؟ اللہ کی

قسم رسول اللہ ﷺ جمرہ عقبہ کی رمی تک تلبیہ کہتے رہے۔البتہ کبھی تہلیل اور تکبیر بھی ملا لیتے تھے۔

۳۹۲۹ :حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ مُصْعَبٍ، قَالَ : ثَنَا الدَّرَاوَرْدِيُّ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ أَبِي ذُبَابٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ الْمَكِّيِّ، عَنْ (ابْنِ سَخْبَرَةَ قَالَ : غَدَوْتُ مَعَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ غَدَاةَ جَمْعٍ، وَهُوَ يُلَبِّي فَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَضَلَّ النَّاسُ أَمْ نَسُوْا ؟ أَشْهَدُ لَكُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَبَّىٰ حَتّٰى رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ) .

۳۹۲۹: مجاہد مکی نے ابن سخبرہ سے روایت کی ہے کہ میں صبح سویرے مزدلفہ کی صبح کو عبداللہؓ کے پاس گیا تو وہ تلبیہ پڑھ رہے تھے اس پر ابن مسعود ؓ نے فرمایا کیا لوگ بھول گئے یا گمراہ ہو گئے میں گواہی دیتا ہوں کہ ہم جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے آپ تلبیہ کہتے رہے یہاں تک کہ جمرہ عقبہ کے پاس آئے۔

۳۹۳۰ :حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ، قَالَ : ثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ : ثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ كَثِيْرِ بْنِ مُدْرِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ، قَالَ : قَالَ (عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ وَنَحْنُ بِجَمْعٍ سَمِعْتُ الَّذِي أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ يُلَبِّي فِي هٰذَا الْمَكَانِ لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ) .

۳۹۳۰: عبدالرحمٰن بن یزید کہتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود ؓ کہنے لگے جبکہ ہم مزدلفہ میں تھے میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو اس جگہ لبیک اللھم لبیک کہتے سنا۔اس وقت سورہ بقرہ کی بعض آیات اتاری گئیں۔

**تخریج** : مسلم فی الحج ۲۶۹/۲۷۰، ۲۷۱، نسائی فی المناسك باب۲۱۲، مسند احمد ۳۷۴/۱۔

۳۹۳۱ :حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَبْدِ الْأَوَّلِ الْأَحْوَلُ، قَالَا : ثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ حُصَيْنٍ، ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَهُ بِإِسْنَادِهِ .

۳۹۳۱: یحییٰ بن آدم نے سفیان سے انہوں نے حصین سے پھر انہوں نے اپنی اسناد سے روایت نقل کی ہے۔

۳۹۳۲ :حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ : ثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِيْنٍ، قَالَ : ثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ، قَالَ : ثَنَا أَبِي، قَالَ : سَمِعْتُ يُوْنُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : (كَانَ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ رِدْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَرَفَةَ إِلَى الْمُزْدَلِفَةِ، ثُمَّ أَرْدَفَ الْفَضْلَ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مِنْ مُزْدَلِفَةَ إِلَى مِنًى، فَكِلَاهُمَا قَالَا لَمْ يَزَلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُلَبِّي حَتّٰى رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ) . فَقَدْ جَاءَتْ هٰذِهِ الْآثَارُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ كَانَ يُلَبِّي حَتّٰى رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ، وَصَحَّ مَجِيْئُهَا، وَلَمْ يُخَالِفْهَا، عِنْدَنَا، مَا قَدَّمْنَاهُ فِي أَوَّلِ هٰذَا الْبَابِ، لِمَا قَدْ شَرَحْنَا وَبَيَّنَّا .وَهٰذَا (الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، فَقَدْ كَانَ رَدِيْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حِيْنَ دَفَعَ مِنْ عَرَفَةَ، وَقَدْ رَأَى رَسُوْلَ اللّٰهِ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَةَ يُلَبِّي حِينَئِذٍ' وَبَعْدَ ذٰلِكَ) . وَقَدْ ذَكَرْنَا عَنْ (أُسَامَةَ أَنَّهُ قَالَ : كُنْتُ رَدِيفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَةَ' فَلَمْ يَكُنْ يَزِيْدُ التَّهْلِيْلَ وَالتَّكْبِيْرَ فَدَلَّتْ تَلْبِيَتُهُ بِعَرَفَةَ أَنَّهُ قَدْ كَانَ لَهُ أَنْ يُلَبِّيَ أَيْضًا بِعَرَفَةَ' وَأَنَّهُ إِنَّمَا كَانَ تَكْبِيْرُهُ وَتَهْلِيْلُهُ بِعَرَفَةَ' كَمَا كَانَ لَهُ قَبْلَهَا' لَا أَنْ يَجْعَلَ مَكَانَ التَّلْبِيَةِ تَهْلِيْلًا وَتَكْبِيْرًا) . أَلَا تَرَى إِلٰى قَوْلِ عَبْدِ اللّٰهِ فِيْ حَدِيْثِ مُجَاهِدٍ : (لَبَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ) ، إِلَّا أَنَّهُ رُبَّمَا كَانَ خَلَطَ ذٰلِكَ بِتَكْبِيْرٍ وَتَهْلِيْلٍ .فَأَخْبَرَ عَبْدُ اللّٰهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ' قَدْ كَانَ يَخْلِطُ التَّكْبِيْرَ بِالتَّهْلِيْلِ' وَكَانَ التَّهْلِيْلُ وَالتَّكْبِيْرُ' لَا يَدُلَّانِ عَلٰى أَنْ لَا تَلْبِيَةَ فِيْ وَقْتِهَا' وَالتَّلْبِيَةُ فِيْ ذٰلِكَ الْوَقْتِ' تَدُلُّ عَلٰى أَنَّ ذٰلِكَ الْوَقْتَ كَانَ وَقْتَ تَلْبِيَتِهِ. فَثَبَتَ بِتَصْحِيْحِ هٰذِهِ الْآثَارِ أَنَّ وَقْتَ التَّلْبِيَةِ إِلٰى أَنْ يَرْمِيَ جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ يَوْمَ النَّحْرِ .فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ : فَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِلَافُ مَا صَحَّحْتُمْ عَلَيْهِ هٰذِهِ الْآثَارَ' وَذَكَرَ.

۳۹۳۲: عبیداللہ بن عبداللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔اسامہ بن زیدؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیٹھے تھے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عرفات سے مزدلفہ تشریف لے جا رہے تھے۔ پھر آپ نے فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کو مزدلفہ سے منیٰ تک پیچھے بٹھا لیا۔ دونوں نے بتلایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمرہ عقبہ کی رمی تک تلبیہ کہتے رہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارنے تک آپ تلبیہ پڑھتے رہے اور یہ روایات صحیح و درست ہیں اور وہ روایات جو شروع باب میں آئی ہیں اور ہم نے ان کی وضاحت کی ہے۔ وہ اس کے خلاف نہیں۔ یہ فضل بن عباس رضی اللہ عنہ ہیں جو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھے جب کہ آپ عرفات سے روانہ ہوئے۔ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عرفات کے اس موقعہ پر اور بعد میں بھی تلبیہ کہتے سنا اور ہم نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ میں عرفات میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری پر پیچھے بیٹھا ہوا تھا اور آپ اس وقت صرف تکبیر و تہلیل کہہ رہے تھے اور عرفہ کے بعد آپ کا تلبیہ کہنا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ عرفات میں بھی تلبیہ کہہ سکتے تھے اور آپ کا عرفات میں تکبیر و تہلیل اسی طرح تھا جیسا کہ آپ سے پہلے کہتے تھے ایسا نہیں کہ آپ نے تکبیر و تہلیل تلبیہ کی جگہ کہی۔ کیا تم دیکھتے کہ وہ فرماتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمرہ عقبہ کی کنکریاں مارنے تک تلبیہ کہتے رہے۔ البتہ بعض اوقات درمیان میں تکبیر و تہلیل کہتے تھے۔ تو اس میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس بات کی اطلاع دی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی تکبیر کو تہلیل سے ملا دیتے تھے اور یہ اس بات کی دلالت نہیں کہ اس وقت میں تلبیہ نہیں ہے اور تلبیہ کا وجود یہ ثابت کرتا ہے کہ یہ تلبیہ کا وقت ہے۔ پس ان آثار کی تصحیح سے معلوم ہو گیا کہ یوم نحر کو جمرہ عقبہ کنکریاں مارنے تک تلبیہ کا وقت ہے۔ اگر کوئی معترض کہے کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان روایات کے خلاف روایات بھی وارد ہیں جو ذیل میں درج ہیں۔

**تخریج** : بخاری فی الحج باب۲۲' ۹۳' ۹۹' ۱۰۱' مسلم فی الحج ۲۶۷/۲۶۶' ترمذی فی الحج باب۷۸' نسائی فی المناسك باب۲۰٤ ۲۲۹/۲۲۲' ابن ماجه فی المناسك باب۶۹' دارمی فی المناسك باب۶۰' مسند احمد ۱۱٤/۱' ۲۱۰' ۲۱٤' ۲۲۶۔

**حاصل روایات:** ان آثار سے ثابت ہو رہا ہے کہ آپ ﷺ نے جمرہ عقبہ کی رمی تک تلبیہ کہا سابقہ روایات فصل اول اس کے خلاف نہیں کیونکہ ان میں تہلیل و تکبیر کا تذکرہ ہے۔ اور وہ تلبیہ کے خلاف نہیں جیسا پہلے ذکر کر آئے۔ یہ فضل ؓ جناب رسول اللہ ﷺ کے مزدلفہ سے منیٰ واپسی تک ردیف تھے وہ بھی عرفہ سے بعد تلبیہ کو بیان کر رہے ہیں۔ اور اسامہ ؓ کی روایت عرفات میں تلبیہ کو ثابت کرتی ہے۔ کبھی آپ تلبیہ کبھی تہلیل اور کبھی تکبیر کہتے تھے یہ نہیں کہ تلبیہ کی جگہ تہلیل و تکبیر کہتے تھے۔ بلکہ ابن مسعود ؓ کی روایت میں اور صاف فرمایا کہ آپ ﷺ تکبیر و تہلیل سے ملا کر اور کبھی الگ تلبیہ رمی جمرہ عقبہ تک کرتے رہے۔ معلوم ہوا کہ یہ تمام وقت تلبیہ تکبیر و تہلیل کا ہے۔

پس ثابت ہو گیا کہ جمرہ عقبہ کی رمی تک تلبیہ کہنا چاہئے۔

## سرسری اشکال:

بعض صحابہ کرام ؓ کا عمل اس کے خلاف معلوم ہوتا ہے جیسا کہ یہ روایات ذکر کی جا رہی ہیں۔

۳۹۳۳ : مَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِیْ دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا ابْنُ أَبِیْ مَرْیَمَ، قَالَ : أَنَا مُوْسَی بْنُ یَعْقُوْبَ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ عَمِّهٖ، عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَیْرِ، عَنْ أَبِیْهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ کَانَ یُهِلُّ یَوْمَ عَرَفَةَ حَتّٰی یَرُوْحَ۔

۳۹۳۳: عامر بن عبداللہ بن زبیر نے اپنے والد سے نقل کیا کہ عمر ؓ لا الہ الا اللہ عرفہ کے دن پڑھتے رہتے یہاں تک کہ وہاں سے لوٹتے۔

۳۹۳۴ : حَدَّثَنَا یُوْنُسُ، قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَنَّ مَالِکًا حَدَّثَهٗ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِیْهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا کَانَتْ تَتْرُکُ التَّلْبِیَةَ إِذَا رَاحَتْ إِلَی الْمَوْقِفِ. فَمِنَ الْحُجَّةِ عَلَیْهِمْ لِأَهْلِ الْمَقَالَةِ الْأُخْرٰی أَنَّ الْقَاسِمَ، لَمْ یُخْبِرْ فِیْ حَدِیْثِهِ الَّذِیْ رَوَیْنَاهُ عَنْهُ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ : إِنَّ التَّلْبِیَةَ تَنْقَطِعُ قَبْلَ الْوُقُوْفِ بِعَرَفَةَ. وَإِنَّمَا أَخْبَرَ عَنْ فِعْلِهَا فَقَالَ : کَانَتْ تَتْرُکُ التَّلْبِیَةَ إِذَا رَاحَتْ إِلَی الْمَوْقِفِ. فَقَدْ یَجُوْزُ أَنْ تَکُوْنَ کَانَتْ تَفْعَلُ ذٰلِکَ، لَا عَلٰی أَنَّ وَقْتَ التَّلْبِیَةِ قَدِ انْقَطَعَ، وَلٰکِنْ لِأَنَّهَا تَأْخُذُ فِیْمَا سِوَاهَا مِنَ الذِّکْرِ، مِنَ التَّکْبِیْرِ وَالتَّهْلِیْلِ، کَمَا لَهَا أَنْ تَفْعَلَ ذٰلِکَ قَبْلَ یَوْمِ عَرَفَةَ أَیْضًا، وَلَا یَکُوْنُ ذٰلِکَ دَلِیْلًا عَلَی انْقِطَاعِ التَّلْبِیَةِ، وَخُرُوْجِ وَقْتِهَا. وَکَذٰلِکَ مَا رَوَاهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَیْرِ، عَنْ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فِیْ ذٰلِکَ أَیْضًا، وَهُوَ مِثْلُ هٰذَا.

۳۹۳۴: عبدالرحمٰن بن قاسم نے عائشہ ؓ سے روایت کی ہے کہ وہ جب موقف عرفات کی طرف روانہ ہوتیں تو

تلبیہ چھوڑ دیتیں۔ان کے خلاف دوسرے قول والوں کی دلیل یہ ہے کہ قاسم رحمہ اللہ نے اپنی اس روایت میں یہ بات نہیں بتلائی کہ "وقوف عرفات سے پہلے تلبیہ قطع کر دیا جائے۔صرف حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے فعل کا ذکر کیا گیا ہے اور کہا کہ جب حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا موقف کی طرف جاتیں تو تلبیہ ترک کر دیتیں۔عین ممکن ہے کہ آپ یہ عمل اس لئے نہ کرتی ہوں کہ تلبیہ کا وقت ختم ہو گیا بلکہ اس کے علاوہ تکبیر و تہلیل اذکار کو اختیار کرتی تھیں جیسا کہ عرفہ کے دن سے پہلے آپ کر سکتی تھیں۔پس یہ ترک تلبیہ اور اس کے وقت چلے جانے کا ثبوت نہیں ہے۔اسی طرح ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے جو نقل کیا وہ بھی اس کیمثل ہے۔ملاحظہ ہو۔

ح: اس روایت میں تو ان کے قول کی نہیں بلکہ فعل کی خبر دی گئی اس لئے اس میں یہ احتمال موجود ہے کہ وہ اسے وقتی طور پر کرتی ہوں اس بات کی کوئی دلیل نہیں کہ وہ اسے اس لئے ترک کرتی تھیں کہ تلبیہ کا وقت ختم ہو گیا اور عبداللہ بن زبیر کی روایت جو عمر رضی اللہ عنہ سے متعلق ہے اس کی یہی تاویل مناسب ہے کہ وہ وقتی طور پر اسی کو پڑھتے یہ نہیں کہ تلبیہ کا وقت جاتا رہا۔واللہ اعلم۔

## عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا اس کے خلاف عمل:

۳۹۳۵ :وَقَدْ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ شَیْبَةَ قَالَ : ثَنَا یَزِیْدُ بْنُ هَارُوْنَ قَالَ : أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَسْوَدِ قَالَ : حَجَجْتُ مَعَ الْأَسْوَدِ .فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ عَرَفَةَ وَخَطَبَ ابْنُ الزُّبَيْرِ بِعَرَفَةَ فَلَمَّا لَمْ يَسْمَعْهُ يُلَبِّیْ صَعِدَ إِلَيْهِ الْأَسْوَدُ فَقَالَ : مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تُلَبِّيَ ؟ فَقَالَ : أَوَ يُلَبِّي الرَّجُلُ إِذَا كَانَ فِیْ مِثْلِ مَقَامِك هٰذَا .قَالَ الْأَسْوَدُ : نَعَمْ سَمِعْت عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُلَبِّیْ فِیْ مِثْلِ مَقَامِكَ هٰذَا ثُمَّ لَمْ يَزَلْ يُلَبِّیْ حَتّٰى صَدَرَ بَعِيْرُهُ عَنِ الْمَوْقِفِ قَالَ : فَلَبّٰى ابْنُ الزُّبَيْرِ .

۳۹۳۵: عبدالرحمن بن اسود کہتے ہیں کہ میں نے اسود کے ساتھ حج کیا جب عرفہ کا دن آیا اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے عرفات میں خطبہ دیا جب اسود نے ان سے تلبیہ نہ سنا تو اسود ان کی طرف گئے اور کہنے لگے تلبیہ کیوں نہیں کہتے؟ تو انہوں نے کہا کیا آدمی اس مقام پر بھی تلبیہ کہے گا؟ تو اسود کہنے لگے جی ہاں۔میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو اس مقام پر تلبیہ کہتے سنا پھر وہ موقف سے لوٹنے تک تلبیہ کہتے رہتے۔یہ بات سن کر ابن زبیر تلبیہ پڑھنے لگے۔

۳۹۳۶ : حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ صَخْرِ بْنِ جُوَيْرِيَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَسْوَدِ قَالَ : سَمِعْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ يَخْطُبُ يَوْمَ عَرَفَةَ فَقَالَ (إِنَّ هٰذَا يَوْمُ تَسْبِيْحٍ وَتَكْبِيْرٍ وَتَهْلِيْلٍ فَسَبِّحُوْا وَكَبِّرُوْا فَجَدَّ إِلَيَّ يَعْنِی الْأَسْوَدَ يُحَرِّشُ النَّاسَ حَتّٰى صَعِدَ إِلَيْهِ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ أَشْهَدُ عَلٰى عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهٗ لَبّٰى عَلَى الْمِنْبَرِ فِیْ هٰذَا الْيَوْمِ) فَقَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ (لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ) . أَفَلَا تَرٰى أَنَّ الْأَسْوَدَ لَمَّا أَخْبَرَ ابْنَ الزُّبَيْرِ بِتَلْبِيَةِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

فِيْ مِثْلِ يَوْمِهِ ذٰلِكَ' قَبِلَ ذٰلِكَ مِنْهُ وَأُخِذَ بِهِ فَلَبّٰى' وَلَمْ يَقُلْ لَهُ ابْنُ الزُّبَيْرِ (إِنِّيْ قَدْ رَأَيْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَا يُلَبِّيْ فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ) عَلٰى مَا قَدْ رَوَاهُ عَامِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْهِ' عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ .وَلٰكِنَّ ابْنَ الزُّبَيْرِ إِنَّمَا حَضَرَ مِنْ عُمَرَ تَرْكَ التَّلْبِيَةِ يَوْمَئِذٍ' وَلَمْ يُخْبِرْهُ عُمَرُ أَنَّ ذٰلِكَ التَّرْكَ إِنَّمَا كَانَ مِنْهُ لِخُرُوْجِ وَقْتِ التَّلْبِيَةِ فَكَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ ابْنِ الزُّبَيْرِ لِخُرُوْجِ وَقْتِ التَّلْبِيَةِ .فَلَمَّا أَخْبَرَهُ الْأَسْوَدُ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِأَنَّهُ لَبّٰى يَوْمَئِذٍ' عَلِمَ ابْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ ذٰلِكَ الْوَقْتَ الَّذِيْ لَمْ يَكُنْ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَبّٰى فِيْهِ' وَقْتٌ لِلتَّلْبِيَةِ' وَأَنَّ ذٰلِكَ التَّرْكَ الَّذِيْ كَانَ مِنْ عُمَرَ إِنَّمَا كَانَ لِغَيْرِ خُرُوْجِ وَقْتِ التَّلْبِيَةِ' فَتَوَهَّمَ ابْنُ الزُّبَيْرِ هُوَ أَنَّهُ لِخُرُوْجِ وَقْتِ التَّلْبِيَةِ' وَلَيْسَ كَذٰلِكَ فَلَبّٰى وَرَأَى أَنَّ مَا أَخْبَرَهُ بِهِ الْأَسْوَدُ عَنْ عُمَرَ' مِنْ تَلْبِيَتِهِ أَوْلٰى مِمَّا رَآهُ هُوَ مِنْهُ فِيْ تَرْكِ التَّلْبِيَةِ .

۳۹۳۶: عبدالرحمٰن بن اسود کہتے ہیں کہ میں نے ابن الزبیر کو سنا کہ وہ عرفہ کے دن خطبہ دے رہے ہیں اس میں فرمانے لگے یہ تسبیح تہلیل کا دن ہے اس میں تسبیح و تہلیل خوب کرو۔ لوگوں کو چیرتے ہوئے جلدی سے اسود میری طرف بڑھے یہاں تک کہ منبر پر چڑھ گئے اس وقت ابن زبیر ؓ بھی منبر پر تھے اور کہنے لگے۔ میں عمر ؓ کے متعلق گواہی دیتا ہوں کہ وہ آج کے دن منبر پر بھی تلبیہ کہتے تھے۔ ابن الزبیر ؓ یہ سن کر کہنے لگے لبیک اللھم لبیک۔ کیا تم یہ معلوم نہیں کر رہے کہ جب اسود رحمہ اللہ نے ابن زبیر ؓ کو صرف عمر ؓ کے متعلق بتلایا کہ اس جیسے دن میں حضرت عمر ؓ تلبیہ کہتے تھے اور ابن زبیر ؓ نے ان کی بات کو قبول کر لیا اور تلبیہ کہا' ابن زبیر ؓ نے اسود کو یہ نہیں کہا کہ میں نے حضرت عمر ؓ کو دیکھا کہ انہوں نے تلبیہ نہیں کہا۔ جیسا کہ عامر بن عبداللہ نے حضرت عمر ؓ سے روایت کیا مگر ابن زبیر ؓ حضرت عمر ؓ کے پاس اس وقت حاضر ہوئے جب انہوں نے تلبیہ ترک کیا اور حضرت عمر ؓ نے ان کو یہ نہیں بتلایا کہ میں نے اس کا وقت ختم ہونے کی وجہ سے تلبیہ ترک کیا ہے۔ ابن زبیر ؓ کے ہاں یہ تلبیہ کا وقت نکل جانے کے سبب ترک تھا۔ پس جب اسود رحمہ اللہ نے حضرت عمر ؓ کے متعلق یہ اطلاع دی کہ آپ نے اس دن بھی تلبیہ کہا ہے۔ تو ابن زبیر ؓ کو معلوم ہو گیا کہ حضرت عمر ؓ نے اس وقت تلبیہ نہیں کہا یہ وقت تلبیہ کا ہے اور ان کے ترک تلبیہ کی وجہ خروج وقت نہیں بلکہ دوسری وجہ تھی۔ ابن زبیر ؓ کو وقتی طور پر نہ پڑھنے سے یہ خیال ہوا کہ وہ ترک وقت تلبیہ کے نکل جانے کی بناء پر ہے حالانکہ ایسا نہیں تھا پس انہوں نے تلبیہ کہا انہوں نے سمجھ لیا کہ اسود رحمہ اللہ نے جو عمر ؓ کے تلبیہ سے متعلق فرمایا ہے۔ وہ اس روایت سے جو ترک تلبیہ سے متعلق اسودؒ کا قول اولیٰ ہے۔ روایت ذیل میں ملاحظہ ہو۔

**حاصل روایات:** ذرا غور کرو کہ اسود نے جب ابن زبیر ؓ کو اطلاع دی کہ عمر ؓ یہاں تلبیہ کہتے تھے تو انہوں نے تلبیہ کہنا شروع کر دیا۔ ابن الزبیر ؓ نے انکار نہیں کیا کہ میں نے تو عمر ؓ کو دیکھا کہ وہ تلبیہ نہ کہتے تھے۔ جیسا کہ عامر بن عبداللہ بن زبیر کی روایت میں عمر ؓ کے متعلق گزرا لیکن ابن الزبیر ؓ جس وقت عمر ؓ کے پاس گئے تو انہوں نے تلبیہ ترک کر دیا

مگر عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو یہ تو نہیں بتلایا کہ یہ تلبیہ کا وقت نہیں یا اس کا وقت جاتا رہا۔ حالانکہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کو ان کے ترک سے یہ بات سمجھ آئی مگر جب اسود نے ان کو فعل عمری سے خبردار کیا تو انہوں نے فوراً قبول کرلیا اور سمجھ لیا کہ میرا علم ان کے متعلق درست نہ تھا۔ وہ ترک وقت تلبیہ کے خروج کی وجہ سے نہیں تھا۔ اسی لئے انہوں نے قبول کر کے تلبیہ کہنا شروع کر دیا پس یہ اسود والی روایت اس سے اولیٰ واعلیٰ ہے بلکہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کے فعل سے خود اس کا شافی وکافی جواب ہے۔

۳۹۳۷ : حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ' قَالَ : ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ' قَالَ : أَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ أَبِيْ خَالِدٍ' عَنْ وَبَرَةَ قَالَ : صَعِدَ الْأَسْوَدُ بْنُ يَزِيْدَ إِلَى ابْنِ الزُّبَيْرِ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ عَرَفَةَ' فَسَارَّهُ بِشَيْءٍ' ثُمَّ نَزَلَ الْأَسْوَدُ وَلَبَّى ابْنُ الزُّبَيْرِ' فَظَنَّ النَّاسُ أَنَّ الْأَسْوَدَ أَمَرَهُ بِذٰلِكَ .

۳۹۳۷: وبرہ کہتے ہیں کہ اسود بن یزید ابن الزبیر کے منبر پر بیٹھنے کی حالت میں منبر پر چڑھے اور یہ عرفہ کے دن کی بات ہے اور ان کے کان میں کوئی بات کہی پھر اسود نیچے اترے اور ابن الزبیر رضی اللہ عنہ نے تلبیہ شروع کر دیا لوگوں نے خیال کیا کہ اسود نے ان کو اس بات کا حکم دیا ہے۔

۳۹۳۸ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ' قَالَ : ثَنَا حَجَّاجٌ' قَالَ : ثَنَا حَمَّادٌ' عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ' عَنْ عَطَاءٍ' عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ : سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُلَبِّيْ غَدَاةَ الْمُزْدَلِفَةِ .

۳۹۳۸: عطاء نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نے عمر ابن الخطاب کو مزدلفہ کی صبح تلبیہ پڑھتے دیکھا۔

۳۹۳۹ : حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ' قَالَ : ثَنَا وَهْبٌ' قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ' عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ' عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ' قَالَ : كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بِعَرَفَةَ فَلَبَّى عَبْدُ اللّٰهِ' فَلَمْ يَزَلْ عَبْدُ اللّٰهِ يُلَبِّيْ حَتّٰى رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ .فَقَالَ رَجُلٌ : مَنْ هٰذَا الَّذِيْ يُلَبِّيْ فِيْ هٰذَا الْمَوْضِعِ ؟ قَالَ : وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فِيْ تَلْبِيَتِهِ شَيْئًا مَا سَمِعْتُهُ مِنْ أَحَدٍ (لَبَّيْكَ عَدَدَ التُّرَابِ) . فَفِيْ هٰذِهِ الْآثَارِ أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يُلَبِّيْ بِعَرَفَةَ' وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَأَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ فَعَلَ ذٰلِكَ مِنْ بَعْدِهِ لَمَّا أَخْبَرَهُ الْأَسْوَدُ بِهِ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ' وَلَمْ يُنْكِرْ ذٰلِكَ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْآفَاقِ' فَذٰلِكَ إِجْمَاعٌ وَحُجَّةٌ' وَهٰذَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ' قَدْ فَعَلَ ذٰلِكَ .فَثَبَتَ بِفِعْلِ مَنْ ذَكَرْنَا' لِمُوَافَقَتِهِمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ فِعْلِهِ ذٰلِكَ -أَنَّ التَّلْبِيَةَ فِي الْحَجِّ لَا تَنْقَطِعُ' حَتّٰى تُرْمٰى جَمْرَةُ الْعَقَبَةِ' وَهُوَ قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ' وَأَبِيْ يُوْسُفَ' وَمُحَمَّدٍ' رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى .

۳۹۳۹: عبدالرحمٰن بن یزید کہتے ہیں کہ میں عبداللہ کے ساتھ عرفات میں موجود تھا عبداللہ نے تلبیہ کہا اور وہ تلبیہ پڑھتے رہے یہاں تک کہ جمرہ عقبہ کے پاس آئے ایک آدمی کہنے لگا یہاں یہ تلبیہ پڑھنے والا کون ہے؟ عبداللہ نے اپنے تلبیہ میں ایسی چیز کہی جو میں نے کسی سے نہیں سنی وہ یہ کلمات تھے: لبیک عدد التراب ان روایات میں یہ بات

موجود ہے کہ جناب عمر رضی اللہ عنہ عرفہ میں منبر پر تلبیہ کہتے تھے اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے بھی معلوم ہونے پر اس عمل کو اپنایا جب کہ حضرت اسود رحمہ اللہ نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو یہ بتلایا تو اطراف والوں میں سے کسی شخص نے ان پر اعتراض نہ کیا پس یہ اجماع اور مستقل دلیل ہے۔ یہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے یہی طرز اختیار کیا۔ تو جن لوگوں کا ہم نے تذکرہ کیا تو چونکہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موافقت کی ہے۔ پس ان کے عمل نے یہ ثابت کر دیا کہ جمرہ عقبہ کی کنکریاں یوم نحر کے دن مارنے تک تلبیہ کو ترک نہ کیا جائے۔ چنانچہ امام ابو حنیفہ ابو یوسف و محمد رحمہم اللہ کا قول یہی ہے۔

**حاصل آثار:** ان آثار سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ عرفات میں عمر رضی اللہ عنہ تلبیہ پڑھتے تھے اس حال میں کہ وہ منبر پر بیٹھے ہوئے تھے اور انکے بعد ابن الزبیر رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح کیا جب ان کو اسود نے عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق اطلاع دی۔ اس بات کو کسی نے ناپسند نہیں کیا یہ اجماع اور حجت ہے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ بھی اس کو کر رہے ہیں اس سے ثابت ہوا کہ ان کا فعل جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کے موافق ہے حج میں رمی جمرہ عقبہ تک تلبیہ روکا نہ جائے گا یہی امام ابوحنیفہ ابو یوسف محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔

## بَابُ اللِّبَاسِ وَالطِّيْبِ مَتٰى يَحِلَّانِ لِلْمُحْرِمِ ؟

### محرم کب لباس وخوشبو استعمال کر سکتا ہے؟

**خلاصۃ المرام:** طوافِ زیارت سے پہلے سلا ہوا کپڑا اور خوشبو دونوں کا استعمال درست نہیں اس کو ابن الزبیر رضی اللہ عنہ نے اختیار کیا۔

نمبر ②: امام مالک وحسن بصری رحمہم اللہ سلا ہوا کپڑا تو حلق کے بعد جائز مگر خوشبو طواف زیارت سے پہلے جائز نہیں۔

نمبر ③: ائمہ ثلاثہ جمہور فقہاء ومحدثین رحمہم اللہ رمی وحلق کے بعد سلا کپڑا اور خوشبو دونوں کو جائز قرار دیتے ہیں البتہ جماع طواف زیارت کے بعد درست ہے۔

### فریق اوّل کا موقف:

رمی وحلق کے بعد سلا ہوا کپڑا اور خوشبو جائز نہیں۔ دلیل یہ روایت ہے۔

۳۹۴۰ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِیْ دَاوٗدَ قَالَ : ثَنَا ابْنُ أَبِیْ مَرْيَمَ قَالَ : أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ لَهِيعَةَ قَالَ : ثَنَا أَبُو الْأَسْوَدِ، عَنْ عُرْوَةَ عَنْ جُدَامَةَ بِنْتِ وَهْبٍ أُخْتِ عُكَّاشَةَ بْنِ وَهْبٍ (أَنَّ عُكَّاشَةَ بْنَ وَهْبٍ صَاحِبَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَإِخَالُهُ آخَرَ، جَاءَ اهَا حِيْنَ غَابَتِ الشَّمْسُ يَوْمَ النَّحْرِ فَأَلْقَيَا قَمِيْصَهَا فَقَالَتْ : مَالَكُمَا ؟ فَقَالَا : إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَمْ يَكُنْ أَفَاضَ مِنْ هُنَا فَلْيُلْقِ ثِيَابَهُ) وَكَانُوْا تَطَيَّبُوْا وَلَبِسُوْا الثِّيَابَ .

۳۹۴۰: عروہ نے جدافہ بنت وہب جو کہ عکاشہ بن وہب کی (ماں شریک) بہن ہیں وہ بیان کرتی ہیں کہ عکاشہ بن وہب صحابی رسول اللہ ﷺ اور ان کا دوسرا بھائی عکاشہ بن محصن (ماں شریک بھائی) میرے خیمے میں آئے جبکہ یوم نحر کا سورج ڈوب چکا تھا اور انہوں نے اپنے قمیص نکال رکھے تھے۔ میں نے پوچھا تمہیں کیا ہوا؟ دونوں نے کہا جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو یہاں سے مکہ طواف زیارت (شام سے پہلے) نہ کر سکا وہ اپنے سلے کپڑے اتار دے حالانکہ یہ اپنے قمیصوں کو خوشبو لگا کر پہن چکے تھے۔

۳۹۴۱: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عُثْمَانَ قَالَ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ : ثَنَا ابْنُ لَهِيْعَةَ، عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ (أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مُحْصَنٍ قَالَتْ : دَخَلَ عَلَيَّ عُكَّاشَةُ بْنُ مُحْصَنٍ وَآخَرُ فِي مِنًى مَسَاءَ يَوْمِ الْأَضْحَى فَنَزَعَا ثِيَابَهُمَا، وَتَرَكَا الطِّيْبَ. فَقُلْتُ : مَالَكُمَا؟ فَقَالَا : إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَنَا مَنْ لَمْ يُفِضْ إِلَى الْبَيْتِ مِنْ عَشِيَّةِ هٰذِهِ، فَلْيَدَعِ الثِّيَابَ وَالطِّيْبَ) .قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَذَهَبَ إِلٰى هٰذَا قَوْمٌ فَقَالُوْا : لَا يَحِلُّ اللِّبَاسُ وَالطِّيْبُ لِأَحَدٍ، حَتّٰى يَحِلَّ لَهُ النِّسَاءُ، وَذٰلِكَ حِيْنَ يَطُوْفُ طَوَافَ الزِّيَارَةِ، وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ .وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ فَقَالُوْا : إِذَا رَمَى وَحَلَقَ، حَلَّ لَهُ اللِّبَاسُ .وَاخْتَلَفُوْا فِي الطِّيْبِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ : حُكْمُهُ حُكْمُ اللِّبَاسِ، فَيَحِلُّ كَمَا يَحِلُّ اللِّبَاسُ، وَقَالَ آخَرُوْنَ : حُكْمُهُ حُكْمُ الْجِمَاعِ، فَلَا يَحِلُّ حَتّٰى يَحِلَّ الْجِمَاعُ .وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ.

۳۹۴۱: عروہ نے ام قیس بنت محصن (یہ عکاشہ کی حقیقی بہن ہیں) کہتی ہیں کہ میرے ہاں عکاشہ بن محصن آئے اور ان کے ساتھ دوسرا صاحب بھی تھا۔ یہ یوم نحر کو منیٰ میں شام کا وقت تھا (ان دونوں نے سلے کپڑے پہن رکھے تھے) ان کو اتارا ہوا تھا اور خوشبو کو چھوڑ دیا تھا۔ میں نے ان کو کہا تم دونوں کو کیا ہوا دونوں کہنے لگے جناب رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا ہے کہ جو شام تک طواف زیارت کے لئے مکہ نہیں گیا وہ سلے کپڑے اتار دے اور خوشبو ترک کر دے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بعض علماء اس طرف گئے ہیں کہ لباس اور خوشبو کسی شخص کے لئے اس وقت تک حلال نہیں جب تک کہ اس کے لئے عورتیں حلال نہ ہو جائیں اور یہ اس وقت حلال ہے جب وہ طواف زیارت سے فارغ ہو جائے۔ انہوں نے مندرجہ بالا روایت کو استدلال میں پیش کیا ہے۔ دوسرے علماء نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے کہا۔ کہ جب وہ کنکریاں مار کر حلق کرے تو اس کو لباس پہننا جائز ہے۔ البتہ خوشبو کے سلسلہ میں اختلاف کیا ہے۔ بعض علماء نے کہا کہ یہ لباس کا حکم رکھتی ہے اور لباس کی طرح اس کا لگانا بھی جائز ہے۔ جبکہ دوسرے علماء نے کہا کہ اس کا حکم جماع کی طرح ہے پس جماع کے حلال ہونے تک خوشبو حلال نہیں ان کی دلیل ذیل کی روایات ہیں۔

## فریق ثانی وثالث کا موقف اور دلیل:

رمی وحلق کے بعد اس کو لباس درست ہے البتہ خوشبو میں فریق ثانی اس کو ناجائز قرار دیتا ہے اور فریق ثالث لباس کی طرح

قرار دے کر جائز کہتا ہے۔

فریق ثالث کی دلیل یہ روایت ہے۔

۳۹۴۲ :بِمَا حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ : ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ، قَالَ : أَنَا الْحُجَّاجُ بْنُ أَرْطَاةَ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (إِذَا رَمَيْتُمْ وَحَلَقْتُمْ، فَقَدْ حَلَّ الطِّيْبُ وَالثِّيَابُ وَكُلُّ شَيْءٍ إِلَّا النِّسَاءَ).

۳۹۴۲: عمرہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رمی اور حلق کر چکو تو تمہارے لئے سلے کپڑے اور خوشبو حلال اور ہر چیز حلال ہے سوائے عورتوں کے۔

۳۹۴۳ :حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ : ثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ قَالَ : ثَنَا الْحُجَّاجُ بْنِ أَرْطَاةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِثْلَهُ.

۳۹۴۳: زہری نے عمرہ سے انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح روایت کی ہے۔

۳۹۴۴ :حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ : أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ : أَخْبَرَنِيْ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ اللَّيْثِيُّ أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ حَدَّثَهُ عَنْ (عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : طَيَّبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحِلِّهِ حِيْنَ حَلَّ، قَبْلَ أَنْ يَطُوْفَ بِالْبَيْتِ) . قَالَ أُسَامَةُ : وَحَدَّثَنِيْ أَبُوْ بَكْرِ بْنُ حَزْمٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِثْلَهُ.

۳۹۴۴: قاسم بن محمد نے رائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حلال ہونے پر خوشبو لگائی۔ اور یہ طواف زیارت سے پہلے کی بات ہے اسامہ کہنے لگے مجھے ابو بکر بن حزم عن عمرہ عن عائشہ رضوان اللہ علیہم اجمعین انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح کی روایت نقل فرمائی۔

۳۹۴۵ :حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِثْلَهُ.

۳۹۴۵: عبد الرحمٰن بن قاسم نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح روایت بیان فرمائی۔

۳۹۴۶ :حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : ثَنَا أَفْلَحُ بْنُ حُمَيْدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِثْلَهُ.

۳۹۴۶: قاسم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح روایت نقل فرمائی۔

۳۹۴۷ :حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ . ح .

۳۹۴۷: ابن مرزوق نے بشر بن عمر سے انہوں نے شعبہ سے روایت کی ہے۔

۳۹۴۸ : وَحَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ .

۳۹۴۸: سفیان نے عبدالرحمن بن قاسم سے پھر انہوں نے اپنی سند سے روایت کی ہے۔

۳۹۴۹ : حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ : ثَنَا شُجَاعُ بْنُ الْوَلِيْدِ قَالَ : ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ : حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِثْلَهٗ .

۳۹۴۹: قاسم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح روایت کی ہے۔

۳۹۵۰ : حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ قَالَ : ثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ : ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ .

۳۹۵۰: زہیر نے عبیداللہ بن عمر سے انہوں نے اپنی سند سے روایت نقل کی ہے۔

۳۹۵۱ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ : ثَنَا حَجَّاجٌ، قَالَ : ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِثْلَهٗ. فَهٰذِهٖ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تُخْبِرُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّطَيُّبِ بَعْدَ الرَّمْيِ وَالْحَلْقِ، قَبْلَ طَوَافِ الزِّيَارَةِ، بِمَا قَدْ ذَكَرْنَاهُ .فَقَدْ عَارَضَ ذٰلِكَ حَدِيْثَ ابْنِ لَهِيْعَةَ الَّذِیْ بَدَأْنَا بِذِكْرِهٖ فِیْ هٰذَا الْبَابِ فَهٰذِهٖ أَوْلٰى لِأَنَّ مَعَهَا مِنَ التَّوَاتُرِ وَصِحَّةِ الْمَجِيْءِ، مَا لَيْسَ مَعَ غَيْرِهَا مِثْلُهٗ. ثُمَّ قَدْ رُوِیَ أَيْضًا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلُ ذٰلِكَ، غَيْرَ أَنَّهٗ زَادَ عَلَيْهِ مَعْنًى آخَرَ

۳۹۵۱: سالم بن عبداللہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔ یہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہیں جو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اطلاع دے رہی ہیں کہ آپ نے کنکریاں مارنے اور حلق کے بعد طواف زیارت سے قبل خوشبو لگائی' جیسا مذکور ہے۔ یہ روایت ابن لہیعہ کی روایت کے خلاف جس کو ابتداء میں ذکر کیا گیا۔ مگر یہ روایت اولیٰ ہے کیونکہ تواتر صحت میں دوسری روایت اس کی مماثل نہیں۔ پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح کی روایت وارد ہے۔ مگر انہوں نے ایک اور مفہوم کا اضافہ کیا ہے۔ روایت ملاحظہ کریں۔

**حاصل روایات:** یہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں جو خود رمی و حلق کے بعد طواف زیارت سے پہلے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو لگا رہی ہیں۔

سابقہ مؤقف کا جواب: فصل اول کی روایت جس کو ابن لہیعہ کی سند سے مؤقف اول میں پیش کیا گیا یہ روایت اس سے سند کے

اعتبار سے قوی تر ہے یہ جس تواتر سند سے ثابت ہے وہ نہیں پس اس کو ترجیح ہوگی۔

## ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تائیدی روایات:

۳۹۵۲ :حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ قَالَ : ثَنَا مُؤَمَّلٌ ح .

۳۹۵۲:ابوبکرہ نے مومل سے روایت نقل کی ہے۔

۳۹۵۳ :وَحَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ' قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ' عَنْ سُفْيَانَ' عَنْ سَلْمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ' عَنِ الْحَسَنِ الْعُرَنِيِّ' عَنِ (ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ إِذَا رَمَيْتُمَ الْجَمْرَةَ' فَقَدْ حَلَّ لَكُمْ كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا النِّسَاءَ .فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ : وَالطِّيْبُ .فَقَالَ : أَمَّا أَنَا فَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُضَمِّخُ رَأْسَهُ بِالْمِسْكِ' أَفَطِيْبٌ هُوَ) ؟ فَفِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ مِنْ قَوْلِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مَا قَدْ ذَكَرْنَا مِنْ إِبَاحَةِ كُلِّ شَيْءٍ إِلَّا النِّسَاءَ' إِذْ رَمَيْتُ الْجَمْرَةَ' وَلَا يَذْكُرُ فِيْ ذٰلِكَ الْحَلْقَ .وَفِيْهِ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُضَمِّخُ رَأْسَهُ بِالْمِسْكِ وَلَمْ يُخْبِرْ بِالْوَقْتِ الَّذِيْ فَعَلَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ .وَقَدْ يَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ ذٰلِكَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ الْحَلْقِ' وَيَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ بَعْدَهُ إِلَّا أَنَّ أَوْلَى الْأَشْيَاءِ بِنَا' أَنْ نَحْمِلَ ذٰلِكَ' عَلٰى مَا يُوَافِقُ مَا قَدْ ذَكَرْنَاهُ' عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا لَا عَلٰى مَا يُخَالِفُ ذٰلِكَ .فَيَكُوْنُ مَا رَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ مِنْ ذٰلِكَ كَانَ بَعْدَ رَمْيِهِ الْجَمْرَةَ وَحَلْقِهِ' عَلٰى مَا فِيْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا .ثُمَّ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يُعَدُّ بِرَأْيِهِ إِذَا رَمَى فَقَدْ حَلَّ لَهُ بِرَمْيِهِ أَنْ يَحْلِقَ' حَلَّ لَهُ أَنْ يَلْبَسَ وَيَتَطَيَّبَ .وَهٰذَا مَوْضِعٌ يَحْتَمِلُ النَّظَرَ' وَذٰلِكَ أَنَّ الْإِحْرَامَ يَمْنَعُ مِنْ حَلْقِ الرَّأْسِ وَاللِّبَاسِ وَالطِّيْبِ' فَيُحْتَمَلُ أَنْ يَكُوْنَ حَلْقُ الرَّأْسِ إِذَا حَلَّ' حَلَّتْ هٰذِهِ الْأَشْيَاءُ' وَاحْتُمِلَ أَنْ لَا يَحِلَّ حَتّٰى يَكُوْنَ الْحَلْقُ .فَاعْتَبَرْنَا ذٰلِكَ' فَرَأَيْنَا الْمُعْتَمِرَ' يَحْرُمُ عَلَيْهِ بِإِحْرَامِهِ فِيْ عُمْرَتِهِ' مَا يَحْرُمُ عَلَيْهِ بِإِحْرَامِهِ فِيْ حَجَّتِهِ.ثُمَّ إِذَا رَأَيْنَاهُ إِذَا طَافَ : بِالْبَيْتِ وَسَعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ' فَقَدْ حَلَّ لَهُ أَنْ يَحْلِقَ وَلَا يَحِلُّ لَهُ النِّسَاءُ' وَلَا الطِّيْبُ' وَلَا اللِّبَاسُ حَتّٰى يَحْلِقَ .فَلَمَّا كَانَتْ حُرْمَةُ الْعُمْرَةِ قَائِمَةً حَلَّ لَهُ أَنْ يَحْلِقَ' وَلَا يَكُوْنُ إِذَا حَلَّ لَهُ أَنْ يَحْلِقَ فِيْ حُكْمِ مَنْ حَلَّ لَهُ' مَا سِوٰى ذٰلِكَ مِنَ اللِّبَاسِ وَالطِّيْبِ' كَانَ كَذٰلِكَ فِي الْحَجَّةِ' لَا يَجِبُ لِمَا حَلَّ لَهُ الْحَلْقُ فِيْهَا أَنْ يَحِلَّ لَهُ شَيْءٌ مِمَّا سِوَاهُ' مِمَّا كَانَ حَرُمَ عَلَيْهِ بِهَا حَتّٰى يَحْلِقَ' قِيَاسًا وَنَظَرًا عَلٰى مَا أَجْمَعُوْا عَلَيْهِ فِي الْعُمْرَةِ .ثُمَّ رَجَعْنَا إِلَى النَّظَرِ بَيْنَ هٰذَيْنِ الْفَرِيْقَيْنِ جَمِيْعًا وَبَيْنَ أَهْلِ الْمَقَالَةِ الْأُوْلَى الَّذِيْنَ ذَهَبُوْا إِلٰى حَدِيْثِ

عُكَّاشَةَ. فَرَأَيْنَا الرَّجُلَ قَبْلَ أَنْ يُحْرِمَ يَحِلُّ لَهُ النِّسَاءُ، وَالطِّيبُ، وَاللِّبَاسُ، وَالصَّيْدُ، وَالْحَلْقُ، وَسَائِرُ الْأَشْيَاءِ الَّتِي تَحْرُمُ عَلَيْهِ بِالْإِحْرَامِ، فَإِذَا أَحْرَمَ، حَرُمَ عَلَيْهِ ذٰلِكَ كُلُّهُ بِسَبَبٍ وَاحِدٍ، وَهُوَ الْإِحْرَامُ. فَاحْتَمَلَ أَنْ يَكُونَ كَمَا حَرُمَتْ عَلَيْهِ بِسَبَبٍ وَاحِدٍ أَنْ يَحِلَّ مِنْهَا أَيْضًا بِسَبَبٍ وَاحِدٍ، وَاحْتَمَلَ أَنْ يَحِلَّ مِنْهَا بِأَشْيَاءَ مُخْتَلِفَةٍ، إِحْلَالًا بَعْدَ إِحْلَالٍ. فَاعْتَبَرْنَا ذٰلِكَ، فَرَأَيْنَاهُمْ قَدْ أَجْمَعُوا أَنَّهُ إِذَا رَمَى، فَقَدْ حَلَّ لَهُ الْحَلْقُ، هٰذَا مِمَّا لَا اخْتِلَافَ فِيهِ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ، وَأَجْمَعُوا أَنَّ الْجِمَاعَ حَرَامٌ عَلَيْهِ عَلَى حَالَتِهِ الْأُولَى، فَثَبَتَ أَنَّهُ حَلَّ مِمَّا قَدْ كَانَ حَرُمَ عَلَيْهِ بِسَبَبٍ وَاحِدٍ بِأَسْبَابٍ مُخْتَلِفَةٍ. فَبَطَلَ بِهٰذِهِ الْعِلَّةِ الَّتِي ذَكَرْنَا. فَلَمَّا ثَبَتَ أَنَّ الْحَلْقَ يَحِلُّ لَهُ إِذَا رَمَى، وَأَنَّهُ مُبَاحٌ لَهُ بَعْدَ حَلْقِ رَأْسِهِ أَنْ يَحْلِقَ مَا شَاءَ مِنْ شَعْرِ بَدَنِهِ، وَيَقُصَّ أَظْفَارَهُ، أَرَدْنَا أَنْ نَنْظُرَ، هَلْ حُكْمُ اللِّبَاسِ حُكْمُ ذٰلِكَ أَوْ حُكْمُهُ حُكْمُ الْجِمَاعِ، فَلَا يَحِلُّ حَتّٰى يَحِلَّ الْجِمَاعُ؟ فَاعْتَبَرْنَا ذٰلِكَ، فَرَأَيْنَا الْمُحْرِمَ بِالْحَجِّ إِذَا جَامَعَ قَبْلَ أَنْ يَقِفَ بِعَرَفَةَ، فَسَدَ حَجُّهُ، وَرَأَيْنَاهُ إِذَا حَلَقَ شَعْرَهُ أَوْ قَصَّ أَظْفَارَهُ، وَجَبَتْ عَلَيْهِ فِي ذٰلِكَ فِدْيَةٌ، وَلَمْ يَفْسُدْ بِذٰلِكَ حَجُّهُ. وَرَأَيْنَا لَوْ لَبِسَ ثِيَابًا قَبْلَ وُقُوفِهِ بِعَرَفَةَ لَمْ يَفْسُدْ عَلَيْهِ بِذٰلِكَ إِحْرَامُهُ، وَوَجَبَتْ عَلَيْهِ فِي ذٰلِكَ فِدْيَةٌ. فَكَانَ حُكْمُ اللِّبَاسِ، قَبْلَ عَرَفَةَ، مِثْلَ حُكْمِ قَصِّ الشَّعْرِ وَالْأَظْفَارِ، لَا مِثْلَ حُكْمِ الْجِمَاعِ. فَالنَّظَرُ عَلٰى ذٰلِكَ أَنْ يَكُونَ حُكْمُهُ أَيْضًا بَعْدَ الرَّمْيِ وَالْحَلْقِ كَحُكْمِهَا، لَا كَحُكْمِ الْجِمَاعِ فَهٰذَا هُوَ النَّظَرُ فِي ذٰلِكَ. فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ: فَقَدْ رَأَيْنَا الْقُبْلَةَ حَرَامًا عَلَى الْمُحْرِمِ، بَعْدَ أَنْ يَحْلِقَ، وَهِيَ قَبْلَ الْوُقُوفِ بِعَرَفَةَ، فِي حُكْمِ اللِّبَاسِ، لَا فِي حُكْمِ الْجِمَاعِ، فَلِمَ لَا كَانَ اللِّبَاسُ بَعْدَ الْحَلْقِ أَيْضًا كَهِيَ؟ قِيلَ لَهُ: إِنَّ اللِّبَاسَ بِالْحَلْقِ، أَشْبَهُ مِنْهُ بِالْقُبْلَةِ، لِأَنَّ الْقُبْلَةَ هِيَ بَعْضُ أَسْبَابِ الْجِمَاعِ، وَحُكْمُهَا حُكْمُهُ، تَحِلُّ حَيْثُ يَحِلُّ، وَتَحْرُمُ حَيْثُ يَحْرُمُ، فِي النَّظَرِ فِي الْأَشْيَاءِ كُلِّهَا. وَالْحَلْقُ وَاللِّبَاسُ لَيْسَا مِنْ أَسْبَابِ الْجِمَاعِ إِنَّمَا هُمَا مِنْ أَسْبَابِ إِصْلَاحِ الْبَدَنِ، فَحُكْمُ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِحُكْمِ صَاحِبِهِ، أَشْبَهُ مِنْ حُكْمِهِ بِالْقُبْلَةِ، فَقَدْ ثَبَتَ بِمَا ذَكَرْنَا أَنَّهُ لَا بَأْسَ بِاللِّبَاسِ بَعْدَ الرَّمْيِ وَالْحَلْقِ. وَقَدْ قَالَ ذٰلِكَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَهُ.

۳۹۵۴: حسن عرنی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جب تم جمرہ عقبہ کی رمی کر لو تو عورتوں کے علاوہ تمہارے لئے ہر چیز حلال ہو جاتی ہے ان کو ایک آدمی نے پوچھا کیا خوشبو بھی۔ تو انہوں نے فرمایا میں نے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کا سر مبارک کستوری سے لت پت تھا۔ تم بتلاؤ کیا وہ خوشبو ہے؟ اس روایات حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول کہ عورتوں کے سواء ہر چیز حلال ہو گئی جب کہ جمرہ عقبہ کو کنکریاں ماری ہیں" ذکر کیا

ہے۔انہوں نے اس روایت سرمنڈانے کا تذکرہ نہیں کیا اور اس روایت یہ بات بھی موجود ہے کہ انہوں نے جناب رسول اللہ کو دیکھا کہ آپ نے سر مبارک پر کستوری لگائی مگر اس روایت میں یہ اطلاع موجود نہیں کہ آپ نے یہ عمل کس وقت کیا۔عین ممکن ہے کہ آپ نے سرمنڈانے سے پہلے یہ فعل کیا ہو اور عین ممکن ہے کہ حلق کے بعد ایسا کیا ہو۔زیادہ بہتر بات یہ ہے کہ اس اجمال کو اسی وضاحت پر محمول کریں جو اس روایت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا میں ہے۔نہ کہ اس کے خلاف۔پس اس صورت میں یہ جمرہ کی کنکریوں اور حلق کے بعد ہو گا جیسا حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ذکر کیا۔پھر ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میری رائے یہ ہے کہ جب رمی کر لی تو رمی سے ہی یہ حلال ہو گیا کہ وہ حلق کروائے اور اس کے لئے لباس وخوشبو درست ہو گئے۔یہ موقعہ غور وفکر کا ہے۔کہ احرام تو سرمنڈانے اور لباس پہننے اور خوشبو سے روکتا ہے۔پس یہ اس بات پر محمول کیا جائے کہ جب سرمنڈانا جائز ہو گیا تو تمام چیزیں اسے جائز ہو گئیں اور یہ بھی احتمال ہے کہ وہ اس وقت تک حلال نہیں جب تک حلق کروا نہیں لیتا۔جب اس بات کو جانچا تو یہ معلوم ہوا کہ عمرہ کرنے والے پر وہی چیزیں حرام ہوتی ہیں' جو احرام حج سے حرام ہوتی ہیں۔پھر دوسری بات یہ بھی پائی کہ جب اس نے طواف اور سعی صفا ومروہ کر لیا تو اسے سرمنڈانا درست ہو جاتا ہے مگر عورتیں اس کے لئے حلال نہیں ہوتیں اور نہ خوشبو لگانا اور نہ لباس پہننا جائز ہوتا ہے جب تک سر نہ منڈ والے۔پس جب عمرہ کی حرمت قائم ہے تو حلق حلال ہو گیا۔مگر جواز حلق سے وہ اس آدمی کے حکم میں نہیں جس کو لباس اور خوشبو جائز ہوا اور حج میں بھی اسی طرح ہے۔کہ جب حلق جائز ہوا تو اس کی وجہ سے احرام کی وجہ سے جو امور حرام ہوتے تھے وہ سب جائز نہیں ہو جاتے۔وہ تب حلال ہوتے ہیں جب سرمنڈالے۔یہ اس بات پر قیاس کیا ہے جو سب کے ہاں عمرہ میں اتفاقی ہے۔اب ہم ان دونوں اول قول والے لوگوں کے اقوال کی طرف لوٹتے ہیں جنہوں نے حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کی روایت اختیار کی ہے۔پس ہم نے یہ بات پائی کہ احرام سے پہلے آدمی کے لئے عورتوں کے پاس جانا' خوشبو ملنا' لباس پہننا اور شکار کرنا' سرمنڈانا اور وہ تمام اشیاء کرنا جائز ہے۔جو احرام کی وجہ سے حرام ہو جاتی ہیں۔پھر جب وہ احرام باندھ لیتا ہے تو ایک سبب سے اس پر یہ تمام کام حرام ہو جاتے ہیں۔اور وہ احرام ہے۔پس یہ احتمال ہے کہ جیسا ایک سبب سے حرام ہوتے تو ایک سبب سے حلال ہو جاتے ہیں اور یہ بھی احتمال ہے کہ مختلف چیزوں سے حلال ہوں ہم نے اسے جانچا تو اس پر اجماع پایا کہ جب اس نے جمرہ عقبہ کی رمی کر لی تو اسکے لئے حلق جائز ہو گیا اس پر تو کسی بھی فرد مسلمان کو اختلاف نہیں اور اس پر اتفاق ہے کہ پہلی حالت میں اس کے لیے جماع حرام ہے۔پس اس سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ وہ امور جو اس پر ایک سبب سے حرام ہوتے ہیں مختلف اسباب سے وہ ان سے حلال ہو جاتا ہے۔اس سے مذکورہ علت باطل ہو گئی۔پس جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ رمی سے حلق درست ہو جاتا ہے تو سرمنڈانے کے بعد جسم کے ہر حصہ کے بال مونڈنا جائز ہو جاتے ہیں۔اور اسی طرح ناخن ترشوانا بھی۔اب ہم یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ آیا لباس کا حکم یہی ہے یا اس سے مختلف جماع کی طرح ہے۔کہ وہ جماع کے جواز تک جائز نہ ہو گا۔ہم نے غور کیا کہ حج کا احرام باندھنے والا اگر عرفات سے قبل جماع کرے تو اس کا حج فاسد ہو جاتا ہے اور یہ بھی معلوم ومعروف ہے کہ اگر وہ اپنے بال' ناخن ترشوائے تو اس

پر فدیہ ضروری ہو جائے گا مگر حج فاسد نہ ہوگا۔ اگر اس نے وقوف عرفات سے پہلے کپڑے پہن لیے تو اس سے اس کا احرام فاسد نہ ہوگا البتہ فدیہ لازم ہو جائے گا پس معلوم ہو گیا کہ لباس کا حکم وقوف عرفات سے پہلے پہلے بال کاٹنے اور ناخن تراشنے کی طرح ہے۔ جماع جیسا نہیں تو قیاس اس بات کا متقاضی ہے کہ رمی وحلق کے بعد اس کا حکم ان دونوں جیسا ہو جماع جیسا نہ ہو قیاس کا تقاضا یہی ہے۔ اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ ہم جانتے ہیں کہ محرم کو حلق کے بعد بوسہ حرام ہے اور وقوف سے پہلے یہ لباس کی طرح ہے جماع کی طرح نہیں تو حلق کے بعد بھی مناسب یہ ہے کہ لباس بوسہ کے حکم جیسا ہو۔ تو اس کے جواب میں یہ کہا جائے گا۔ کہ لباس بوسہ کے مقابلے میں سر منڈانے کے ساتھ زیادہ مشابہت رکھتا ہے۔ کیونکہ بوسہ اسباب جماع سے شمار ہوتا ہے تو اس کا حکم جماع کے حکم کی طرح ہوگا۔ جب وہ حلال ہوگا تو یہ بھی حلال ہوگا۔ جب وہ حرام ہوگا تو یہ بھی حرام ہوگا اور غور وفکر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حلق اور لباس دونوں جماع کے اسباب سے نہیں بلکہ وہ درستی بدن کے من جملہ اسباب سے ہیں تو ان میں سے ہر ایک کا حکم ایک دوسرے سے ملانا زیادہ مناسب ہے بجائے اس کے کہ اسے بوسہ کے ساتھ ملائیں۔

اس تمام بحث سے ثابت ہو گیا کہ کنکریاں مارنے اور سر منڈانے کے بعد لباس زیب تن کرنے میں کچھ حرج نہیں۔ کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی یہ منقول ہے ملاحظہ ہو۔

**حاصل روایات:** اس روایت میں رمی جمرہ کا تذکرہ ہے اور اس کے بعد ہر چیز سوائے عورتوں کے حلال ہونے کا ذکر ہے مگر حلق کا تذکرہ نہیں۔ اسی طرح آپ کے سر مبارک کے خوشبو سے لت پت ہونے کا ذکر کیا مگر اس کا وقت نہیں بتلایا۔ یہ حلق سے پہلے اور بعد دونوں امکان رکھتا ہے البتہ سابقہ روایت کی موافقت کا تقاضا یہ ہے کہ جمرہ عقبہ کی رمی اور حلق کے بعد کی بات ہے جیسا کہ روایت عائشہ رضی اللہ عنہا میں مذکور ہے پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے خیال اور رائے سے یہ فرمایا کہ رمی کے بعد حلق درست ہے اور اس کے لئے لباس پہننا اور خوشبو لگانا جائز ہے۔

## نظر کا تقاضا:

غور کرنے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ احرام نے حلق سر، لباس، خوشبو سب کو حرام کر دیا۔ پس یہ قرین قیاس ہے کہ جب سر منڈوانا جائز ہو جائے تو یہ سب جائز ہو جائیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ حلق تک حلال نہ ہوں۔ ہم نے اعتبار کرتے ہوئے دیکھا کہ معتمر پر اس کے احرام سے وہ تمام چیزیں حرام ہو جاتی ہیں جو حج کے احرام سے حرام ہوتی ہیں عمرے میں غور کیا کہ سعی صفا و مروہ کے بعد حلق بھی حلال ہو گیا مگر عورتیں، خوشبو، لباس حلق کے بعد حلال ہوتا ہے۔

پس جب جب عمرہ کی حرمت باقی ہے تو اس کے لئے حلق کروانا تو حلال ہے مگر حلق کے حلال ہونے سے وہ حلال کے حکم میں نہیں ہوا کہ اس کو لباس وخوشبو حلال ہو۔ اسی طرح یہ بھی پسندیدہ نہیں کہ اب اس کو حلق درست ہو گیا اور اس کے ماسواء چیزیں بھی حلال ہو گئیں جب تک کہ وہ حلق نہ کروالے۔ نظر کا تقاضا یہی ہے۔

نظر ثانی: احرام سے پہلے اس کو عورتیں، خوشبو، لباس، شکار، حلق یہ سب چیزیں حلال تھیں جب احرام باندھ لیا تو احرام سے سب حرام ہو گئیں۔ اب احرام کھولتے وقت دو احتمال ہیں۔ نمبر ایک کہ تمام یکبارگی حلال ہو جائیں۔ نمبر دو یکے بعد دیگرے حلال

ہوں۔ غور کرنے سے معلوم ہوا کہ اس بات پر سب متفق ہیں کہ جب وہ رمی کرے تو اس کو حلق حلال ہو جاتا ہے اس میں کسی کا اختلاف نہیں اور اس پر بھی اتفاق ہے کہ جماع حرام ہے۔ پس اس سے یہ ثابت ہوا کہ ایک سبب کے حرام ہونے والی اشیاء مختلف طور پر حلال ہوئیں پس یکبارگی حلال ہونے کا احتمال باطل ہوا۔

اب جبکہ رمی سے اس کو حلق حلال ہوا ہے تو اسے جسم کے تمام بال مونڈنے درست ہیں۔ اسی طرح ناخن کا ٹنا نہانا وغیرہ۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ آیا اس کا حکم جماع کی طرح ہے یا نہیں کہ جب جماع حلال ہو تو یہ حلال ہو۔

غور کرنے سے معلوم ہوا کہ محرم با لحج وقوف عرفات سے پہلے جماع کرے تو اس کا حج فاسد ہو جاتا ہے مگر بال کاٹنے یا ناخن کاٹنے سے حج فاسد نہیں ہوتا صرف فدیہ لازم آتا ہے اسی طرح اگر اس نے کپڑا پہن لیا پھر بھی حج فاسد نہ ہوگا اور نہ احرام۔ البتہ فدیہ لازم ہوگا۔

**نتیجہ:** اب نتیجہ یہ نکلا کہ لباس اور بال کاٹنے کا حکم وقوف عرفات سے پہلے برابر ہے مگر جماع کا حکم ان دونوں سے مختلف ہے۔ پس نظر کا تقاضا یہ ہے کہ رمی و حلق کے بھی ایک جیسا رہے گا جماع کی طرح نہ ہوگا۔ پس رمی و حلق کے بعد لباس وطیب کا ایک حکم ہوگا۔

## ایک اشکال بارد:

محرم کو بیوی کا بوسہ حرام ہے اور حلق کے بعد بھی حرام ہے وقوف عرفات سے پہلے یہ لباس کے حکم میں تھا جماع کے حکم میں نہ تھا پس حلق کے بعد بھی لباس جائز نہ ہونا چاہئے۔ بلکہ بوسے کی طرح حرام ہونا چاہئے۔

لباس کی مشابہت حلق کے ساتھ بوسے کی بنسبت زیادہ ہے اور قبلہ کی مشابہت لباس کے مقابلہ میں جماع سے زیادہ ہے کیونکہ **ج:** قبلہ اسباب جماع سے ہے تو جب جماع حرام ہے تو اسباب جماع بھی حرام ہونے چاہئیں اور جہاں جماع حلال ہوگا وہاں قبلہ بھی حلال ہوگا۔ لباس و حلق یہ اسباب جماع سے نہیں ہے بلکہ اصلاح بدن کے اسباب سے ہے فلہٰذا لباس کو حلق کے ساتھ زیادہ مشابہت کی وجہ سے حلق کے بعد پہننے کا جواز ہونا چاہئے پس ثابت ہوا کہ حلق کے بعد لباس میں حرج نہیں بوسہ میں حرج ہے۔

## فریق ثانی کی ایک دلیل:

۳۹۵۴ : حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ حُذَيْفَةَ، مُوْسَى بْنُ مَسْعُوْدٍ، قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : إِذَا حَلَقْتُمْ وَرَمَيْتُمْ، فَقَدْ حَلَّ لَكُمْ كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا النِّسَاءَ وَالطِّيْبَ .

۳۹۵۴: طاؤس نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب تم حلق و رمی کر لو تو ہر چیز حلال ہو گئی سوائے عورتوں اور خوشبو کے۔

۳۹۵۵ :حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ، قَالَ : ثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، مِثْلَهُ .

۳۹۵۵: عبداللہ بن دینار نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کی ہے۔

۳۹۵۶ :حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ : ثَنَا حَجَّاجٌ، قَالَ : ثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ أَيُّوْبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ خَطَبَ النَّاسَ بِعَرَفَةَ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ .

۳۹۵۶: نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو عرفات میں خطبہ دیا اور پھر اسی طرح روایت بیان فرمائی۔

۳۹۵۷ :حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ، قَالَ : ثَنَا قَبِيْصَةُ، قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، وَمُوْسٰى، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ كَانَ يَأْخُذُ مِنْ أَظْفَارِهِ وَشَارِبِهِ وَلِحْيَتِهِ، يَعْنِي قَبْلَ أَنْ يَزُوْرَ .فَهٰذَا عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَدْ أَبَاحَ لَهُمْ إِذَا رَمَوْا وَحَلَقُوْا، كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا النِّسَاءَ وَالطِّيْبَ، وَقَدْ خَالَفَتْهُ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَابْنُ الزُّبَيْرِ فِي الطِّيْبِ خَاصَّةً .فَأَمَّا عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَابْنُ عَبَّاسٍ، فَقَدْ رَوَيْنَا ذٰلِكَ عَنْهُمَا فِيمَا تَقَدَّمَ مِنْ هٰذَا الْبَابِ .وَأَمَّا ابْنُ الزُّبَيْرِ،

۳۹۵۷: نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ وہ اپنے ناخن کاٹتے اور مونچھوں کو کاٹتے اور داڑھی کے (زائد) بال طواف زیارت سے پہلے کاٹتے۔ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں جو ان کے لئے رمی جمرہ عقبہ اور حلق کے بعد عورتوں اور خوشبو کے علاوہ ہر چیز کو حلال قرار دے رہے ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ' ابن زبیر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم خوشبو کے سلسلہ میں ان سے اختلاف کیا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایات گزر چکیں۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی روایت ذیل میں ہے۔

**حاصل روایات:** حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رمی و حلق کے بعد ان کے لئے تمام چیزوں کے حلال ہونے کا اعلان کرنے کے لئے صرف عورتوں اور خوشبو کو مستثنیٰ کیا ہے اس سے ثابت ہوا کہ خوشبو بھی طواف زیارت سے پہلے درست نہیں۔

موقف فریق ثانی کا جواب: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا' ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن الزبیر رضی اللہ عنہ نے اس کی مخالفت کی ہے جیسا کہ پہلے روایات فصل ثانی میں گزر چکی ہیں اس روایت کو فعل و قول عمر رضی اللہ عنہ پر ترجیح ہوگی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف جماع کو مستثنیٰ فرمایا۔ پس مرفوع روایت بالمقابل اس قول کو چھوڑا جائے گا۔

## جواب کی تائید میں ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کا فتویٰ:

۳۹۵۸ :فَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ وَفَهْدٌ قَالَا : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ : حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ : حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ : سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ

يَقُوْلُ : إِذَا رَمَى الْجَمْرَةَ الْكُبْرَى فَقَدْ حَلَّ لَهُ مَا حَرُمَ عَلَيْهِ إِلَّا النِّسَاءَ، حَتّٰى يَطُوْفَ بِالْبَيْتِ، وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، مَا يَدُلُّ عَلٰى هٰذَا أَيْضًا .

۳۹۵۸: قاسم بن محمد نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے جب جمرہ عقبہ کی رمی کر لی گئی تو عورتوں کے علاوہ ہر چیز اس کو حلال ہوگئی اور وہ طواف زیارت کے بعد حلال ہوں گی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایسی باتیں مروی ہیں جو اس پر بھی دلالت کرتی ہیں۔

۳۹۵۹ : حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ حُذَيْفَةَ، قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ : ثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ : قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَذَكَرَ مِثْلَ الَّذِيْ رَوَيْنَاهُ عَنْهُ فِي الْفَصْلِ الَّذِيْ قَبْلَ هٰذَا : قَالَ : (فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كُنْتُ أُطَيِّبُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ قَبْلَ أَنْ يُفِيْضَ) . فَسُنَّةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَحَقُّ أَنْ يُؤْخَذَ بِهَا مِنْ سُنَّةِ عُمَرَ .وَالنَّظَرُ بَعْدَ ذٰلِكَ فِيْ هٰذَا، يَدُلُّ عَلٰى ذٰلِكَ أَيْضًا لِأَنَّ حُكْمَ الطِّيْبِ بِحُكْمِ اللِّبَاسِ أَشْبَهُ مِنْ حُكْمِهِ بِحُكْمِ الْجِمَاعِ، لَمَا قَدْ فَسَّرْنَا مِمَّا تَقَدَّمَ فِيْ هٰذَا الْبَابِ .وَهٰذَا قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ، وَأَبِيْ يُوْسُفَ، وَمُحَمَّدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، وَقَدْ رُوِيَ ذٰلِكَ أَيْضًا عَنْ جَمَاعَةٍ مِنَ التَّابِعِيْنَ .

۳۹۵۹: طاؤس نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا پھر جو پہلے اوپر روایت گزری اسی طرح انہوں نے فرمایا: تو یہ سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رمی جمرہ عقبہ کے بعد اور مکہ کی طرف روانگی سے پہلے خوشبو لگاتی تھی۔ تو ابن عمر رضی اللہ عنہما کہنے لگے کہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ جناب عمر رضی اللہ عنہ کے فعل سے زیادہ اتباع کی حقدار ہے۔ اس سلسلہ میں نظر و فکر بھی دلالت کرتے ہیں کیونکہ خوشبو کا حکم لباس کے ساتھ جماع کی نسبت زیادہ مشابہت رکھتا ہے۔ جیسا کہ ہم نے اسی باب میں پہلے تفسیر کی ہے۔ یہ امام ابوحنیفہ، ابو یوسف و محمد رحمہم اللہ کا قول ہے اور یہ قول تابعین کی ایک جماعت سے بھی منقول ہے۔

اور تقاضائے نظر میں بھی خوشبو کا لباس کے ساتھ زیادہ مشابہ ہونا ہم بیان کر چکے ہیں۔

یہی قوم ابوحنیفہ، ابو یوسف، محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔ اور تابعین کی ایک جماعت کا قول بھی یہی ہے۔

## اقوال تابعین سے تائید:

۳۹۶۰ : حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ، قَالَ : ثَنَا أَفْلَحُ بْنُ حُمَيْدٍ، عَنْ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ، قَالَ : دَعَانَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ يَوْمَ النَّحْرِ، أَرْسَلَ إِلٰى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ، وَالْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، وَسَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، وَخَارِجَةَ بْنِ زَيْدٍ، وَابْنِ شِهَابٍ، فَسَأَلَهُمْ عَنِ الطِّيْبِ فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ قَبْلَ أَنْ يُفِيْضَ .فَقَالُوْا (أَتَتَطَيَّبُ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ؟) إِلَّا أَنَّ عَبْدَ

اللّٰہِ بْنَ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ : کَانَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ رَجُلًا قَدْ رَاٰی مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ، فَکَانَ اِذَا رَمٰی جَمْرَۃَ الْعَقَبَۃِ اَنَاخَ ، فَنَحَرَ ، وَحَلَقَ ، ثُمَّ مَضٰی مَکَانَہٗ فَاَفَاضَ اِلَی الْبَیْتِ .

۳۹۶۰: ابوبکر بن حزم کہتے ہیں کہ ہمیں سلیمان بن عبدالملک نے یوم نحر کو بلایا اور عمر بن عبدالعزیز، قاسم بن محمد، سالم بن عبداللہ، عبداللہ بن عبداللہ عبداللہ بن عمر اور خارجہ بن زید، ابن شہاب رحمہم اللہ کو بلایا اور ان سب سے دریافت کیا کہ طواف زیارت کے لئے جانے سے قبل خوشبو کا کیا حکم ہے انہوں نے کہا۔ سب نے کہا آپ خوشبو لگائیں یعنی یعنی سب نے اثبات میں جواب دیا مگر عبداللہ بن عبداللہ نے کہا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما وہ آدمی تھے جنہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ نے جمرہ عقبہ کی رمی کر لی تو اپنی سواری کو بٹھایا۔ پھر آپ نے قربانی کی اور حلق کرایا پھر اپنی جگہ تشریف لے گئے اور بیت اللہ کی طرف روانہ ہوئے۔ یعنی خوشبو نہیں لگائی۔

۳۹۶۱: حَدَّثَنَا یُوْنُسُ قَالَ : اَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَنَّ مَالِکًا حَدَّثَہٗ عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ ، وَعَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ بَکْرٍ ، وَرَبِیْعَۃَ بْنِ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ الْوَلِیْدَ بْنَ عَبْدِ الْمَلِکِ سَاَلَ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰہِ وَخَارِجَۃَ بْنَ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ -بَعْدَ اَنْ رَمٰی جَمْرَۃَ الْعَقَبَۃِ وَحَلَقَ - عَنِ الطِّیْبِ فَنَهَاہُ سَالِمٌ ، وَرَخَّصَ لَہٗ خَارِجَۃُ .

۳۹۶۱: ربیعہ بن ابوعبدالرحمن کہتے ہیں کہ ولید بن عبدالملک نے سالم بن عبداللہ، خارجہ بن زید بن ثابت سے پوچھا کہ حلق و رمی جمرہ عقبہ کے بعد خوشبو کا کیا حکم ہے تو سالم نے منع کیا اور خارجہ نے اجازت دی مگر سالم کا یہ فتویٰ اوپر والے سالم کے فتویٰ کے خلاف ہے البتہ خارجہ کا اس کے مطابق ہے۔

اس باب میں فریق ثالث کا موقف دلیل و نظر دونوں کے لحاظ سے مضبوط ہے۔ طحاویؒ نے اس کو دو نظروں اور تابعین کے فتاویٰ سے مزید پختہ کیا ہے۔

# بَابُ الْمَرْاَۃِ تَحِیْضُ بَعْدَمَا طَافَتْ لِلزِّیَارَۃِ قَبْلَ اَنْ تَطُوْفَ لِلصَّدْرِ

## طواف صدر سے پہلے اگر عورت حائضہ ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

**خلاصۃ المرام**: عارضہ حیض کی وجہ سے طواف صدر کا ترک جائز نہیں دم لازم ہوگا اس کو سالم بن عبداللہ نے اختیار کیا ہے۔

نمبر ۲: ائمہ اربعہ اور جمہور فقہاء و محدثین نے عارضہ حیض کی وجہ سے طواف وداع کو بلا دم ساقط قرار دیا۔

فریق اوّل کا موقف اور دلیل: طواف صدر کرنے سے پہلے اگر کسی عورت کو حیض آئے تو وہ فراغت تک مکہ قیام کرے ترک کی صورت میں ایک دم لازم ہے جس کو حرم میں ذبح کرنا لازم ہے۔ دلیل یہ ہے۔

۳۹۶۲: حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ ، عَنْ اَبِیْ عَوَانَۃَ ، عَنْ یَعْلَی بْنِ عَطَاءٍ ، عَنِ

الْوَلِيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الزَّجَّاجِ، عَنْ (الْحَارِثِ بْنِ أَوْسٍ الثَّقَفِيِّ قَالَ : سَأَلْت عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ امْرَأَةٍ حَاضَتْ قَبْلَ أَنْ تَطُوْفَ قَالَ : تَجْعَلُ آخِرَ عَهْدِهَا الطَّوَافَ، قَالَ : هٰكَذَا حَدَّثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ سَأَلْتُهُ .فَقَالَ لِيْ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : رَأَيْتُ تَكْرِيْرَكَ لِحَدِيْثٍ سَأَلْتَنِيْ عَنْ شَيْءٍ سَأَلْتُ عَنْهُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَيْمَا أُخَالِفَهُ).

۳۹۶۲: حارث بن اوس ثقفی کہتے ہیں کہ میں نے عمر بن خطابؓ سے اس عورت کے متعلق سوال کیا جس کو طواف سے پہلے حیض آ جائے تو انہوں نے فرمایا اس کو طواف وداع کرنا ہوگا اور کہنے لگے مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کرنے پر اسی طرح جواب مرحمت فرمایا پھر مجھے عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے۔ میں دیکھتا ہوں کہ تو مجھ سے بار بار وہ چیز پوچھتا ہے جس کو میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا ہے تا کہ کہیں میں اس کی مخالفت کروں (مگر یہ ممکن نہیں)۔

۳۹۶۳ :حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ دَاوُدَ، قَالَ ثَنَا عَفَّانَ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ نَحْوَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ : عَنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَوْسٍ . "

۳۹۶۳: عفان نے ابوعوانہ سے پھر انہوں نے اپنی اسناد سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔ البتہ انہوں نے سند میں حارث بن عبداللہ بن اوس کا نام لیا ہے۔

۳۹۶۴ :حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوُدَ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ الْوَلِيْدِ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ نَحْوَ حَدِيْثِ ابْنِ مَرْزُوْقٍ فِيْ إِسْنَادِهِ وَمَتْنِهِ، غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ : سَأَلْت عُمَرَ، عَنِ الْمَرْأَةِ تَطُوْفُ بِالْبَيْتِ ثُمَّ تَحِيْضُ. قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ، فَقَالُوْا : لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يَنْفِرَ حَتّٰى يَطُوْفَ طَوَافَ الصَّدْرِ، وَلَمْ يَعْذِرُوْا فِيْ ذٰلِكَ، حَائِضًا بِحَيْضِهَا .وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ فَقَالُوْا : لَهَا أَنْ تَنْفِرَ، وَإِنْ لَمْ تَطُفْ بِالْبَيْتِ وَعَذَرُوْهَا بِالْحَيْضِ .هٰذَا إِذَا كَانَتْ قَدْ طَافَتْ طَوَافَ الزِّيَارَةِ، قَبْلَ ذٰلِكَ .وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ بِمَا

۳۹۶۴: ولید نے ابوعوانہ سے پھر اپنی اسناد سے ابن مرزوق کی طرح اپنی سند و متن سے روایت نقل کی صرف فرق یہ ہے کہ "سالت عمرؓ عن المرأة تطوف بالبيت ثم تحيض" کے الفاظ ہیں۔ امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں بعض علماء اس روایت کو اختیار کرنے والے ہیں وہ فرماتے ہیں۔ اس وقت تک کسی کو واپس گھر لوٹنے کی اجازت نہیں جب تک طواف صدر نہ کر لے اور انہوں نے حائضہ کو حیض کی وجہ سے معذور قرار نہیں دیا۔ علماء کی دوسری جماعت نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے کہا۔ عورت حائضہ کو کوچ کی اجازت ہے۔ اگر چہ طواف صدر

نہ کیا ہو اور اس عورت کو عذر حیض ہے۔ یہ اس صورت میں ہے جب کہ وہ طواف زیارت سے فارغ ہو چکی ہو۔ ان کی دلیل ذیل کی روایات ہیں۔

**حاصل روایات:** اگر کوئی عورت حائضہ ہونے کی وجہ سے طواف صدر چھوڑ دے تو اس پر دم لازم ہوگا۔

## فریق ثانی کا موقف:

اگر طواف زیارۃ کے بعد حیض آیا تو طواف صدر اس سے عذر کی بناء پر ساقط ہوگا اور اس پر کچھ بھی لازم نہ آئے گا۔ دلیل یہ روایات ہیں۔

**۳۹۶۵ : حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ سُلَيْمَانَ، وَهُوَ ابْنُ أَبِي مُسْلِمِ الْأَحْوَلِ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : (كَانَ النَّاسُ يَنْفِرُوْنَ مِنْ كُلِّ وَجْهٍ .فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنْفِرَنَّ أَحَدٌ حَتّٰى يَكُوْنَ آخِرُ عَهْدِهِ الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ)**

۳۹۶۵: طاؤس نے ابن عباس ﷠ سے روایت کی لوگ حج کے بعد ہر طرف سے کوچ کر جاتے تھے تو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی آدمی اس وقت تک کوچ نہ کرے جب تک بیت اللہ کے ساتھ اس کا آخری عہد نہ ہو۔

**تخریج** : مسلم فی الحج ۳۷۹' ابو داؤد فی المناسك باب۸۳' ابن ماجه فی المناسك باب۸۲' دارمی فی المناسك باب۸۵' مسند احمد ۲۲۲۔

- **۳۹۶۶ : حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أُمِرَ النَّاسُ أَنْ يَكُوْنَ آخِرَ عَهْدِهِمْ بِالْبَيْتِ إِلَّا أَنَّهُ قَدْ خُفِّفَ عَنِ الْمَرْأَةِ الْحَائِضِ .**

۳۹۶۶: طاؤس نے ابن عباس ﷠ سے روایت کی ہے کہ لوگوں کو حکم دیا گیا کہ ان کا گھر لوٹنے سے پہلے بیت اللہ کے ساتھ آخری عہد ہو ہاں حائضہ عورت کے لئے اس میں تخفیف کر دی گئی۔

**تخریج** : بخاری فی الحج باب ۱٤٤' مسلم فی الحج ۳۸۰۔

**۳۹۶۷ : حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَاوُسٍ قَالَ : قَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ لِابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : أَنْتَ الَّذِي تُفْتِي الْحَائِضَ أَنْ تَصْدُرَ قَبْلَ أَنْ يَكُوْنَ آخِرُ عَهْدِهَا الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ قَالَ "نَعَمْ . "قَالَ : فَلَا تَفْعَلْ فَقَالَ : سَلْ فُلَانَةَ الْأَنْصَارِيَّةَ هَلْ أَمَرَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَصْدُرَ ؟ فَسَأَلَ الْمَرْأَةَ، ثُمَّ رَجَعَ إِلَيْهِ فَقَالَ " مَا أُرَاكَ إِلَّا قَدْ صَدَقْتَ . "**

۳۹۶۷: طاؤس سے روایت ہے کہ زید بن ثابت ؓ نے ابن عباس ﷠ کو کہا تم فتویٰ دیتے ہو کہ تم لوٹ جاؤ اس سے پہلے کہ تم نے طواف وداع کیا ہو۔ ابن عباس ﷠ نے کہا ہاں میں نے کہا ہے زید ؓ کہنے لگے ایسا مت کرو۔ تو

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہنے لگے فلاں انصاریہ سے پوچھو کیا اس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوٹنے کا حکم فرمایا تھا یا نہیں؟ زیدؓ نے اس عورت سے پوچھا پھر واپس لوٹ کر کہنے لگے تم نے بالکل سچ کہا ہے۔

**تخریج** : مسند احمد ۱/۲۲۶، ۳۴۸۔

۳۹۶۸ :حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِیْ رَزِیْنٍ، قَالَ : ثَنَا هِشَامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عِكْرَمَةَ أَنَّ (زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ وَابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اخْتَلَفَا فِي الْمَرْأَةِ تَحِيْضُ بَعْدَمَا تَطُوْفُ بِالْبَيْتِ يَوْمَ النَّحْرِ .فَقَالَ زَيْدٌ : يَكُوْنُ آخِرُ عَهْدِهَا الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : تَنْفِرُ إِذَا شَاءَ تْ .فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ : لَا نُتَابِعُكَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ، وَأَنْتَ تُخَالِفُ زَيْدًا .فَقَالَ : سَلُوْا صَاحِبَتَكُمْ أُمَّ سُلَيْمٍ فَسَأَلُوْهَا فَقَالَتْ : حِضْتُ بَعْدَمَا طُفْتُ يَوْمَ النَّحْرِ، فَأَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَنْفِرَ، وَحَاضَتْ صَفِيَّةُ فَقَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا الْخَيْبَةُ لَكِ، حَبَسْتِ أَهْلَنَا .فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَهَا أَنْ تَنْفِرَ) .

۳۹۶۸: عکرمہ کہتے ہیں کہ زید بن ثابت اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے طواف زیارت کے بعد جس عورت کو حیض آ جائے اس کے متعلق اختلاف کیا تو زیدؓ کہنے لگے اسے طواف وداع ضروری ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کہنے لگے۔ اگر وہ پسند کرے تو کوچ کر سکتی ہے۔ انصار کہنے لگے۔ اے ابن عباس رضی اللہ عنہما ہم تمہاری بات نہیں مانیں گے کیونکہ تم زید کی مخالفت کر رہے ہو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہنے لگے تم امّ سلیم انصاریہؓ سے دریافت کر لو۔ انہوں نے امّ سلیمؓ سے سوال کیا تو کہنے لگیں طواف زیارت کے بعد مجھے حیض شروع ہوا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ تم کوچ کرو۔ حضرت صفیہؓ کو حیض شروع ہو گیا تو عائشہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں تمہارا برا ہو تم نے ہمارے گھر والوں کو روک لیا۔ اس بات کا تذکرہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہوا تو آپ نے کوچ کا حکم فرمایا۔

**تخریج** : مسند احمد ۶/۴۳۱۔

۳۹۶۹ :حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِیْ دَاوٗدَ قَالَ : ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْوَاسِطِيُّ قَالَ : ثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ، عَنْ سَعِيْدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، عَنْ (أُمِّ سُلَيْمٍ أَنَّهَا حَاضَتْ بَعْدَمَا أَفَاضَتْ يَوْمَ النَّحْرِ، فَأَمَرَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَنْفِرَ) .

۳۹۶۹: قتادہ نے انسؓ سے انہوں نے امّ سلیمؓ سے روایت کی کہ ان کو طواف زیارت کے بعد حیض شروع ہوا تو ان کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوچ کا حکم فرمایا۔

**تخریج** : مسند احمد ۶/۲۵۴۔

۳۹۷۰ :حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ الزَّهْرَانِيُّ، قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ (لَمَّا أَرَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

أَنْ يَنْفِرَ، رَأَى صَفِيَّةَ عَلَى بَابِ خِبَائِهَا، كَئِيبَةً حَزِيْنَةً وَقَدْ حَاضَتْ .فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكِ لَحَابِسَتُنَا، أَكُنْتُ أَفَضْتُ يَوْمَ النَّحْرِ ؟ قَالَتْ : نَعَمْ قَالَ فَانْفِرِيْ إِذًا) .

۳۹۷۰:اسود نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوچ کا ارادہ فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خیمہ کے دروازے پر دیکھا کہ وہ غمگین' پریشان تھیں اس حال میں کہ وہ حالت حیض میں تھیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔تو ہمیں روکے گی! کیا تم طواف زیارت کر چکی ہو؟ انہوں نے ہاں میں جواب دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر کوچ کرو۔

**تخریج** : بخاری فی الحج باب ۱۵۱' مسلم فی الحج ۳۸۷' مسند احمد ۱۷۵/۶۔

**اللغات**: الجباء خیمہ خواہ وہ چمڑے' اون' بالوں کا بنا ہو۔

۳۹۷۱: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ: ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ ، قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهُ.

۳۹۷۱:عبداللہ بن رجاء نے شعبہ سے پھر انہوں نے اپنی اسناد سے اسی طرح روایت کی ہے۔

۳۹۷۲ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ يُوْنُسَ التَّغْلِبِيُّ الْكُوْفِيُّ، قَالَ : ثَنَا يَحْيَى بْنُ عِيْسٰى عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ مَعْنَاهُ .

۳۹۷۲:اسود نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی ہم معنی روایت نقل کی ہے۔

۳۹۷۳ :حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ : أَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، وَعُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ.

۳۹۷۳:عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح کی روایت کی ہے۔

۳۹۷۴ :حَدَّثَنَا رَبِيْعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ : ثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ، قَالَ : ثَنَا اللَّيْثُ قَالَ : حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ، وَهِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ.

۳۹۷۴:ہشام بن عروہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح کی روایت کی ہے۔

۳۹۷۵ :حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهُ .

۳۹۷۵:مالک نے ہشام بن عروہ سے پھر انہوں نے اپنی سند سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۳۹۷۶ : حَدَّثَنَا رَبِيْعُ الْمُؤَذِّنُ قَالَ : ثَنَا أَسَدٌ قَالَ : ثَنَا ابْنُ لَهِيْعَةَ قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجُ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ.

۳۹۷۶: ابوسلمہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح کی روایت کی ہے۔

۳۹۷۷ : حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ (صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاضَتْ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ فَقَالَ : أَحَابِسَتُنَا هِيَ فَقُلْتُ : إِنَّهَا قَدْ أَفَاضَتْ .فَقَالَ فَلَا إِذًا) .

۳۹۷۷: قاسم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ صفیہ بنت حیی ام المؤمنین کو حیض آنے لگا تو انہوں نے جناب نبی اکرم ﷺ کے سامنے یہ بات ذکر فرمائی تو آپ نے فرمایا کیا وہ ہمیں روکے گی۔ میں نے کہا۔ وہ طواف زیارت کر چکی ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا پھر کوئی بات نہیں۔ یعنی کوچ کر سکتی ہیں۔

**تخریج** : بخاری فی الحج باب۱۲۹، ۱۳٤/۱۲۹، ۱٤٥/۱۵۱، مسلم فی الحج ۳۸٤/۱۲۸، ابو داؤد فی المناسك باب۸٤، ترمذی فی الحج باب۹۷، ابن ماجه فی المناسك باب۸۳، مالك فی الحج ۲۲٦/۲۲٥، ۲۲۸، مسند احمد ٦، ۳۹/۳۸، ۱۹۳/۱۷٥، ۲۲٤/۱۲۳، ۳٤۱/۲٥۳۔

**اللغات** :أحابستنا۔ کیا تو ہمیں روکے گی۔

۳۹۷۸ : حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ قَالَ : ثَنَا أَفْلَحُ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ.

۳۹۷۸: قاسم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح روایت کی ہے۔

۳۹۷۹ : حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ : ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ.

۳۹۷۹: عمرہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح روایت کی ہے۔

۳۹۸۰ : حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا وَهْبٌ قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ مَيْسَرَةَ وَسُلَيْمَانَ خَالِ ابْنِ أَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ طَاوُسٍ قَالَ : كَانَ ابْنُ عُمَرَ قَرِيْبًا مِنْ سَنَتَيْنِ يَنْهٰى أَنْ تَنْفِرَ الْحَائِضُ حَتّٰى يَكُوْنَ آخِرَ عَهْدِهَا بِالْبَيْتِ .ثُمَّ قَالَ : نُبِّئْتُ أَنَّهُ قَدْ رَخَّصَ لِلنِّسَاءِ .

۳۹۸۰: طاوس کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ قریباً دو سال سے حائضہ کو طواف صدر کرنے کے بغیر لوٹنے کی اجازت نہ دیتے تھے۔ پھر کہنے لگے مجھے بتلایا گیا ہے کہ عورتوں کو رخصت دی گئی ہے۔

۳۹۸۱ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوٗدَ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ صَالِحٍ قَالَ : ثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ

شِهَابٍ قَالَ : أَخْبَرَنِيْ طَاوُسٌ الْيَمَانِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ (عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، يَسْأَلُ عَنْ حَبْسِ النِّسَاءِ، عَنِ الطَّوَافِ بِالْبَيْتِ إِذَا حِضْنَ قَبْلَ النَّفْرِ وَقَدْ أَفَضْنَ يَوْمَ النَّحْرِ .فَقَالَ : إِنَّ عَائِشَةَ كَانَتْ تَذْكُرُ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُخْصَةً لِلنِّسَاءِ، وَذٰلِكَ قَبْلَ مَوْتِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا بِعَامٍ) .

۳۹۸۱: طاوس یمانی سے روایت ہے کہ انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا کہ ان سے آخری طواف بیت اللہ یعنی طواف صدر کے متعلق پوچھا گیا جبکہ وہ طواف زیارت کر چکی ہوں تو کہنے لگے عائشہ رضی اللہ عنہا نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کو رخصت دی ہے۔ یہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی وفات سے ایک سال پہلے کا واقعہ ہے۔

۳۹۸۲ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا سَهْلُ بْنُ بَكَّارٍ، قَالَ : ثَنَا وُهَيْبٌ، عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ (ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ يُرَخِّصُ لِلْحَائِضِ إِذَا أَفَاضَتْ أَنْ تَنْفِرَ .قَالَ طَاوُسٌ : وَسَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ لَا تَنْفِرُ ثُمَّ سَمِعْتُهُ بَعْدُ يَقُوْلُ تَنْفِرُ، رَخَّصَ لَهُنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) .

۳۹۸۲: طاوس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ وہ حائضہ عورتوں کو طواف افاضہ کے لئے رخصت دیتے تھے۔ طاوس کہتے ہیں کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ وہ کوچ نہ کرے پھر ان سے سنا کہ وہ کہتے تھے وہ کوچ کر جائے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت دی ہے۔

۳۹۸۳ : حَدَّثَنَا أَبُوْ أَيُّوْبَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَيُّوْبَ الْمَعْرُوْفُ بِابْنِ خَلَفٍ الطَّبَرَانِيُّ، قَالَ : ثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ النَّاقِدُ، قَالَ : ثَنَا عِيْسٰى بْنُ يُوْنُسَ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ (ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : مَنْ حَجَّ هٰذَا الْبَيْتَ، فَلْيَكُنْ آخِرُ عَهْدِهِ الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ إِلَّا الْحُيَّضَ، رَخَّصَ لَهُنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) . فَهٰذِهِ الْآثَارُ قَدْ ثَبَتَتْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّ الْحَائِضَ لَهَا أَنْ تَنْفِرَ قَبْلَ أَنْ تَطُوْفَ طَوَافَ الصَّدْرِ إِذَا كَانَتْ قَدْ طَافَتْ طَوَافَ الزِّيَارَةِ، قَبْلَ ذٰلِكَ طَاهِرًا .وَرَجَعَ قَوْمٌ إِلٰى ذٰلِكَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِمَّنْ قَدْ كَانَ قَالَ بِخِلَافِهِ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، وَابْنُ عُمَرَ، وَجَعَلَا مَا رُوِيَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الرُّخْصَةِ فِيْ ذٰلِكَ لِلْحَائِضِ، رُخْصَةً وَإِخْرَاجًا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحُكْمِهَا، مِنْ حُكْمِ سَائِرِ النَّاسِ فِيْمَا كَانَ أَوْجَبَ عَلَيْهِمْ مِنْ ذٰلِكَ .بِذٰلِكَ نَسْخُ هٰذِهِ الْآثَارِ لِحَدِيْثِ الْحَارِثِ بْنِ أَوْسٍ، وَمَا كَانَ ذَهَبَ إِلَيْهِ عُمَرُ مِنْ ذٰلِكَ .وَهٰذَا الَّذِيْ بَيَّنَّا، هُوَ قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ، وَأَبِيْ يُوْسُفَ،

وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی .

۳۹۸۳: عیسیٰ بن یونس نے عبیداللہ بن عمر عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کی ہے کہ جس نے اس بیت اللہ کا حج کیا تو اس کو طواف وداع کرنا چاہئے۔ سوائے حائضہ عورتوں کے ان کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رخصت دی ہے کہ وہ لوٹ جائیں۔ یہ آثار جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت کر رہے ہیں کہ حائضہ طواف صدر سے پہلے کوچ کر سکتی ہے۔ جب کہ طہارت کی حالت میں وہ طواف زیارت کر چکی ہو اور حضرت زید بن ثابت اور ابن عمر رضی اللہ عنہما جو کہ پہلے اس کے خلاف رائے رکھتے تھے انہوں نے اس طرف رجوع کیا اور حائض کے لئے رخصت کو تسلیم کیا ہے اور جو چیز دوسروں پر واجب ہوتی تھی اس سے ان عورتوں کو مستثنیٰ قرار دیا ہے۔ اس سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ حضرت حارث بن اوس رضی اللہ عنہ کی روایت اور قول عمر رضی اللہ عنہ سے ان روایات کا منسوخ ہونا معلوم ہو گیا۔ یہ جس قول کی ہم نے وضاحت کی ہے۔ یہ امام ابوحنیفہ' ابو یوسف' محمد رحمہ اللہ کا قول ہے۔

**حاصل روایات:** ان روایات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حائضات کو طواف صدر سے لوٹنے کی اجازت مرحمت فرمائی مگر اس کی شرط یہ ہے کہ وہ طواف زیارت کر چکی ہوں۔

اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ جماعت جو اس بات کے معلوم ہونے سے پہلے اس کے خلاف فتویٰ دیتے تھے مثلاً زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ابن عمر رضی اللہ عنہما انہوں نے رجوع فرمالیا جیسا ابن عمر رضی اللہ عنہما کا فتویٰ نقل کر چکے ہیں۔

اس سے ثابت ہوا کہ یہ آثار حدیث حارث بن اوس رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کو منسوخ کرنے والے ہیں۔

یہ جو اوپر بیان کیا کہ حائضہ کو طواف صدر کئے بغیر لوٹنے کی رخصت ہے یہ ہمارے ائمہ ابوحنیفہ' ابو یوسف' محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔

## بَابُ مَنْ قَدَّمَ مِنْ حَجِّهٖ نُسُكًا قَبْلَ نُسُكٍ

## مناسک حج کے آگے پیچھے کرنے کا حکم

**خلاصۃ الزام:** رمی جمرہ عقبہ' قربانی' حلق' طواف زیارت میں ترتیب امام شافعی' احمد' صاحبین' جمہور علماء رحمہم اللہ کے ہاں واجب نہیں مسنون ہے۔

نمبر ۲: امام ابوحنیفہ اور مالک رحمہم اللہ کے ہاں تینوں میں ترتیب واجب ہے خلاف ورزی سے دم لازم آئے گا۔

فریق اوّل کا مؤقف: جمرہ عقبہ کی رمی' قربانی' حلق ان تینوں میں ترتیب نہ مفرد بالحج کے لئے لازم ہے اور نہ قارن کے لئے امام شافعی' احمد' صاحبین' جمہور علماء رحمہم اللہ اسی کے قائل ہیں۔

۳۹۸۴ : حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ أَحْمَدَ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ مَسْرُوْقٍ الثَّوْرِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ أَبِيْ رَبِيْعَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ رَافِعٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : (أَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقَالَ : يَا

رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ اَفَضْتُ قَبْلَ اَنْ اَحْلِقَ قَالَ : احْلِقْ وَلَا حَرَجَ .قَالَ : وَجَاءَ ہٗ آخَرُ فَقَالَ : یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ ذَبَحْتُ قَبْلَ اَنْ اَرْمِیَ قَالَ ارْمِ وَلَا حَرَجَ) . " قَالَ اَبُوْ جَعْفَرٍ : فَفِیْ ھٰذَا الْحَدِیْثِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ الطَّوَافِ قَبْلَ الْحَلْقِ فَقَالَ : (احْلِقْ وَلَا حَرَجَ) .فَاحْتَمَلَ اَنْ یَّکُوْنَ ذٰلِکَ اِبَاحَۃً مِنْہُ لِلطَّوَافِ قَبْلَ الْحَلْقِ، وَتَوْسِعَۃً مِنْہُ فِیْ ذٰلِکَ، فَجَعَلَ لِلْحَاجِّ اَنْ یُّقَدِّمَ مَا شَاءَ مِنْ ھٰذَیْنِ عَلٰی صَاحِبِہٖ وَفِیْہِ اَیْضًا اَنَّ آخَرَ جَاءَ ہٗ فَقَالَ : اِنِّیْ ذَبَحْتُ قَبْلَ اَنْ اَرْمِیَ، فَقَالَ : (ارْمِ وَلَا حَرَجَ) . فَذٰلِکَ اَیْضًا یَحْتَمِلُ مَا ذَکَرْنَا فِیْ جَوَابِہٖ فِی السُّؤَالِ الْاَوَّلِ .وَقَدْ رُوِیَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ شَیْءٌ .

۳۹۸۴: عبیداللہ بن ابی رافع نے علی بن ابی طالبؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک آدمی آیا اور کہنے لگا یارسول اللہ ﷺ میں نے طواف زیارت حلق سے پہلے کرلیا آپ ﷺ نے فرمایا حلق کراؤ اوراس میں کچھ گناہ نہیں علیؓ کہتے ہیں کہ دوسرا آدمی آیا اور کہنے لگا یارسول اللہ ﷺ میں نے رمی جمرہ سے پہلے ذبح کیا ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا رمی کرلو اور کوئی حرج نہیں۔امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس روایت میں یہ ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ سے حلق سے پہلے طواف کے متعلق پوچھا گیا۔تو فرمایا حلق کرلو اوراس میں کچھ حرج نہیں۔اس میں اس بات کا احتمال ہے کہ حلق سے پہلے طواف کرنا جائز ہو اوراس سلسلے میں آپ کی طرف سے وسعت دی گئی ہو اور آپ نے حاجی کو اجازت دی ہو کہ ان دو افعال میں سے جس کو چاہے دوسرے پر مقدم کرے اوراس روایت میں یہ بھی مذکور ہے کہ دوسرے نے آ کر کہا کہ میں نے رمی سے پہلے جانور ذبح کرلیا تو آپ نے فرمایا رمی کرلو اور کچھ حرج نہیں اوراس میں وہ احتمال بھی ہے جو ہم نے اس کے جواب میں سوال اول میں ذکر کیا اور حضرت ابن عباس ؓ سے بھی کچھ مروی ہے۔

**تخریج** : بخاری فی الحج باب۱۲۵، ۱۳۱/۱۲۵، مسلم فی الحج ۳۳۱/۳۲۷، ابو داؤد فی المناسک باب۸۷، ترمذی فی الحج باب ۷۶/۴۵، ابن ماجہ فی المناسک باب۷۴، دارمی فی المناسک باب۶۵، مالک فی الحج ۲۴۲، مسند احمد ۱، ۲۵۸/۲۱۶، ۲، ۱۹۲/۱۵۹، ۳، ۳۸۵/۳۲۶۔

**حاصل روایات:** امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ یہ روایت بتلا رہی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ سے حلق سے پہلے طواف کے متعلق سوال ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا حلق کرالو اور کوئی حرج نہیں۔

امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ اس میں احتمال یہ ہے کہ حلق سے پہلے طواف کا مباح ہونا ظاہر فرمایا گیا ہو اوراس میں وسعت دینا مقصود ہو کہ جس کو چاہیں ایک دوسرے سے مقدم کریں۔

اور روایت میں یہ بھی مذکور ہے کہ دوسرا آیا اور کہنے لگا میں نے رمی سے پہلے ذبح کرلیا۔آپ ﷺ نے اس کو فرمایا رمی کرو اور کوئی گناہ نہیں۔

اس میں بھی وہی احتمال ممکن ہے کہ حجاج پر توسع مقصود ہو تا کہ جس کو چاہیں مقدم و مؤخر کریں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت جوانہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی ہے وہ اس کی تائید کرتی ہے۔

۳۹۸۵ :حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ، قَالَ : ثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، قَالَ : ثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَمَّنْ حَلَقَ قَبْلَ أَنْ يَذْبَحَ أَوْ ذَبَحَ قَبْلَ أَنْ يَحْلِقَ فَقَالَ : لَا حَرَجَ لَا حَرَجَ) .

۳۹۸۵: عطاء نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آدمی کے متعلق دریافت کیا گیا جو ذبح سے پہلے حلق کرے یا حلق سے پہلے ذبح کرے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ حرج نہیں کچھ حرج نہیں۔

۳۹۸۶ :حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ : ثَنَا الْمُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ قَالَ : ثَنَا وُهَيْبٌ، عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا (عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قِيْلَ لَهُ يَوْمَ النَّحْرِ وَهُوَ بِمِنًى فِي النَّحْرِ، وَالْحَلْقِ، وَالرَّمْيِ، وَالتَّقْدِيْمِ، وَالتَّأْخِيْرِ، فَقَالَ لَا حَرَجَ) :

۳۹۸۶: طاوس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو منیٰ میں عرض کیا گیا کہ نحر، حلق، رمی میں تقدیم و تاخیر کا کیا حکم ہے فرمایا کوئی حرج نہیں۔

۳۹۸۷ :حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا حِبَّانُ بْنُ هِلَالٍ، قَالَ : ثَنَا وُهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ، عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : مَا سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ عَمَّنْ قَدَّمَ شَيْئًا قَبْلَ شَيْءٍ إِلَّا قَالَ (لَا حَرَجَ لَا حَرَجَ) فَذٰلِكَ يَحْتَمِلُ، مَا يَحْتَمِلُهُ الْحَدِيْثُ الْأَوَّلُ .وَقَدْ رُوِيَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنْ ذٰلِكَ شَيْءٌ .

۳۹۸۷: طاوس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یوم نحر کو کسی چیز کی تقدیم و تاخیر کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لاحرج سے جواب مرحمت فرمایا۔ پس اس روایت میں پہلی روایت والا احتمال ہے۔ اس سلسلہ میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے کچھ مروی ہے۔

## روایت جابر رضی اللہ عنہ:

۳۹۸۸ :حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ : ثَنَا حَجَّاجٌ، قَالَ : ثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ قَيْسٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ (أَنَّ رَجُلًا قَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ذَبَحْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ، قَالَ ارْمِ وَلَا حَرَجَ .قَالَ آخَرُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ، قَالَ اذْبَحْ وَلَا حَرَجَ .قَالَ آخَرُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، طُفْتُ بِالْبَيْتِ قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ قَالَ اذْبَحْ وَلَا حَرَجَ) . فَهٰذَا أَيْضًا مِثْلُ مَا قَبْلَهُ، وَالْكَلَامُ فِيْهِ مِثْلُ

الْكَلَامِ فِيمَا قَبْلَهُ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ شَرِيْكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْءٌ.

۳۹۸۸: عطاء نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک آدمی نے کہا۔ یارسول اللہ ﷺ رمی سے پہلے میں ذبح کر بیٹھا فرمایا رمی کرلو کوئی حرج نہیں۔ دوسرے نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ ذبح سے پہلے میں نے حلق کروالیا آپ ﷺ نے فرمایا ذبح کرلو کوئی حرج نہیں۔ تیسرے نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ ذبح سے پہلے میں نے طواف زیارت کرلیا ہے فرمایا ذبح کرو کوئی حرج نہیں۔ یہ روایت بھی ماقبل کی طرح ہے اور اس کے متعلق بھی وہی بات کہی جائے گی۔ حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ نے بھی جناب نبی اکرم ﷺ سے اس سلسلہ میں روایت کی ہے۔

## روایت اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ:

۳۹۸۹: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ، هُوَ ابْنُ الْقَاسِمِ الْكُوْفِيُّ، قَالَ: ثَنَا أَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: ثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيُّ، عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ، عَنْ (أُسَامَةَ بْنِ شَرِيْكٍ قَالَ: حَجَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسُئِلَ عَمَّنْ حَلَقَ قَبْلَ أَنْ يَذْبَحَ أَوْ ذَبَحَ قَبْلَ أَنْ يَحْلِقَ فَقَالَ لَا حَرَجَ. فَلَمَّا أَكْثَرُوْا عَلَيْهِ قَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ، قَدْ رُفِعَ الْحَرَجُ إِلَّا مَنِ اقْتَرَضَ مِنْ أَخِيْهِ شَيْئًا ظُلْمًا، فَذٰلِكَ الْحَرَجُ) فَهٰذَا أَيْضًا مِثْلُ مَا قَبْلَهُ. وَقَدْ يَحْتَمِلُ أَيْضًا أَنْ يَكُوْنَ قَوْلُهُ (لَا حَرَجَ) هُوَ عَلَى الْإِثْمِ، أَيْ لَا حَرَجَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْتُمُوْهُ مِنْ هٰذَا، لِأَنَّكُمْ فَعَلْتُمُوْهُ عَلَى الْجَهْلِ مِنْكُمْ بِهِ، لَا عَلَى التَّعَمُّدِ، بِخِلَافِ السُّنَّةِ، فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِي ذٰلِكَ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ ذٰلِكَ مُبَيَّنًا وَمَشْرُوْحًا عَنْ رَسُوْلِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۳۹۸۹: زیاد بن علاقہ نے اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ ہم نے جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کیا آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا ذبح سے پہلے حلق یا حلق سے پہلے ذبح کا کیا حکم ہے فرمایا کچھ مضائقہ نہیں۔ جب لوگوں نے سوالات کی کثرت کردی تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ اے لوگو! تنگی اٹھالی گئی۔ البتہ جو شخص اپنے بھائی سے زبردستی قرض لے اس میں حرج ہے۔ یہ روایت بھی ماقبل کی طرح ہے۔ ہوسکتا ہے کہ لاحرج کا معنی گناہ نہ ہونا مراد ہو یعنی جو تم نے کیا اس پر کچھ گناہ نہیں۔ کیونکہ تم نے ناواقفی میں کیا' جان بوجھ کر خلاف سنت نہیں کیا پس اس میں تم پر کچھ گناہ نہیں اس سلسلہ میں واضح اور کھلی روایات بھی مروی ہیں۔

## سابقہ روایت کا جواب:

جہاں ان روایات میں وہ احتمال ہے جو فریق اوّل نے لیا وہاں دوسرا احتمال بھی ہے کہ حرج گناہ کے معنی میں ہو۔ اس کا تم پر گناہ نہیں کیونکہ تم نے ناواقفی سے کیا جان بوجھ کر نہیں کیا گناہ جان بوجھ کر کرنے والے پر ہے اور ناواقفیت سے کرنے میں نفی

اثم کے ساتھ نفی جرمانہ لازم نہیں۔

## ثبوتِ نسیان پر توضیحی روایات:

۳۹۹۰ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِیْ دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ ثَابِتٍ، مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، أُرَاهُ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِیْ رَافِعٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِیْ طَالِبٍ (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلَهُ رَجُلٌ فِیْ حَجَّتِهِ فَقَالَ إِنِّیْ رَمَيْتُ وَأَفَضْتُ، وَنَسِيْتُ وَلَمْ أَحْلِقْ قَالَ : فَاحْلِقْ وَلَا حَرَجَ .ثُمَّ جَاءَهُ رَجُلٌ آخَرُ فَقَالَ إِنِّیْ رَمَيْتُ وَحَلَقْتُ، وَنَسِيْتُ أَنْ أَنْحَرَ قَالَ فَانْحَرْ وَلَا حَرَجَ) .

۳۹۹۰: عبیداللہ بن ابی رافع نے علیؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ سے ایک آدمی نے اپنے حج کے متعلق سوال کیا کہ میں نے رمی کی اور طواف زیارت کرلیا اور حلق کرانا بھول گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا حلق کروالو اور کچھ مضائقہ نہیں۔ پھر دوسرا آدمی آیا اور وہ کہنے لگا میں نے رمی، حلق کرلیا مگر نحر کرنا بھول گیا آپ ﷺ نے فرمایا نحر کرو اور کچھ مضائقہ نہیں۔

۳۹۹۱ : حَدَّثَنَا يُوْنُسُ، قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَنَّ مَالِكًا وَيُوْنُسَ حَدَّثَاهُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عِيْسَى بْنِ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّهُ قَالَ : (وَقَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ لِلنَّاسِ يَسْأَلُوْنَهُ. فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، لَمْ أَشْعُرْ فَحَلَقْت قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ، فَقَالَ اذْبَحْ وَلَا حَرَجَ .فَجَاءَهُ آخَرُ فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، لَمْ أَشْعُرْ فَنَحَرْت قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ، قَالَ ارْمِ وَلَا حَرَجَ قَالَ فَمَا سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ عَنْ شَیْءٍ قُدِّمَ وَلَا أُخِّرَ، إِلَّا قَالَ افْعَلْ وَلَا حَرَجَ) .

۳۹۹۱: عیسیٰ بن طلحہ بن عبیداللہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر کہنے لگے جناب رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع میں لوگوں کے لئے رکے تاکہ لوگ پوچھ لیں تو ایک آدمی آیا اور کہنے لگا یارسول اللہ ﷺ مجھے پتہ بھی نہ چلا اور میں نے ذبح سے پہلے حلق کروالیا آپ نے فرمایا ذبح کرو اور کچھ گناہ نہیں۔ ایک اور آدمی آیا اور کہنے لگا یارسول اللہ ﷺ مجھے شعور بھی نہیں ہوا کہ میں نے رمی سے پہلے نحر کرلیا ہے آپ نے فرمایا۔ رمی کرلو اور کچھ حرج نہیں اس دن کسی بھی چیز کی تقدیم وتاخیر سے متعلق جو سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کرڈالو اور کوئی حرج نہیں۔

۳۹۹۲ : حَدَّثَنَا يُوْنُسُ، قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عِيْسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ : (سَأَلَ رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : حَلَقْت قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ، قَالَ اذْبَحْ وَلَا حَرَجَ .قَالَ آخَرُ : ذَبَحْت قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ، قَالَ ارْمِ وَلَا حَرَجَ) .

۳۹۹۲: عیسیٰ بن طلحہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک آدمی نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا میں نے ذبح سے پہلے حلق کروالیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ذبح کرواور کچھ حرج نہیں۔ دوسرے نے کہا میں نے رمی سے پہلے ذبح کرلیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رمی کرلواور کچھ حرج نہیں۔

۳۹۹۳: حَدَّثَنَا يُوْنُسُ، قَالَ: ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، أَنَّ عَطَاءَ بْنَ أَبِيْ رَبَاحٍ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ، يَعْنِيْ: (أَنَّهُ وَقَفَ لِلنَّاسِ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ يَسْأَلُوْنَهُ. فَجَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ: لَمْ أُشْعِرْ فَنَحَرْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ، قَالَ ارْمِ وَلَا حَرَجَ. قَالَ آخَرُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، لَمْ أُشْعِرْ فَحَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ، قَالَ اذْبَحْ وَلَا حَرَجَ قَالَ: فَمَا سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَيْءٍ قُدِّمَ وَلَا أُخِّرَ إِلَّا قَالَ: افْعَلْ وَلَا حَرَجَ) .فَدَلَّ مَا ذَكَرْنَا عَلٰى أَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا أَسْقَطَ الْحَرَجَ عَنْهُمْ فِيْ ذٰلِكَ لِلنِّسْيَانِ، لَا أَنَّهُ أَبَاحَ ذٰلِكَ لَهُمْ، حَتّٰى يَكُوْنَ لَهُمْ مُبَاحٌ أَنْ يَفْعَلُوْا ذٰلِكَ فِي الْعَمْدِ .وَقَدْ رَوٰى أَبُوْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيُّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَا يَدُلُّ عَلٰى ذٰلِكَ أَيْضًا.

۳۹۹۳: عطاء بن ابی رباح نے جابر رضی اللہ عنہ کو سنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح کی روایت بیان کرتے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے لئے رکے تو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرنے لگے۔ ایک آدمی نے آکر پوچھا مجھے علم نہیں تھا اور میں نے رمی سے پہلے نحر کرلیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رمی کرلواور کوئی حرج نہیں۔ دوسرے نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے یاد بھی نہ رہا اور میں ذبح سے پہلے حلق کرلیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ذبح کرواور کوئی حرج نہیں۔ جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس دن جس نے کسی چیز کے مقدم ومؤخر کرنے کا سوال کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو افعل ولا حرج سے جواب دیا۔ تو یہ مذکورہ بیان اس بات پر دال ہے کہ آپ نے بھول کی وجہ سے ان سے گناہ کو دور فرمایا۔ یہ مطلب نہیں کہ یہ ان کے لئے مباح وجائز ہو کہ اگر جان بوجھ کرلیں تو جائز ہو جائے اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس سلسلہ میں دو آیت کی جو اس پر دلالت کرتی ہے۔

امام طحاویؒ فرماتے ہیں ان تمام روایات میں حرج کی نفی فرمائی اس کی وجہ بھول جانا ہے اس کی وجہ یہ نہیں کہ ان کو ایسا کرنا مباح ہے کہ جس سے یہ سمجھ لیا جائے کہ جان بوجھ کر بھی ایسا کرنا درست ہے۔

روایت ابوسعید خدریؓ کی دلالت بھی یہی ہے۔

۳۹۹۴: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوُدَ، قَالَ: ثَنَا الْمُقَدَّمِيُّ، قَالَ: ثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، عَنِ الْحَجَّاجِ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ نُسَيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَبُوْ زُبَيْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ قَالَ: (سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بَيْنَ الْجَمْرَتَيْنِ، عَنْ رَجُلٍ حَلَقَ قَبْلَ أَنْ يَرْمِيَ، قَالَ لَا حَرَجَ وَعَنْ رَجُلٍ ذَبَحَ قَبْلَ أَنْ يَرْمِيَ، قَالَ لَا حَرَجَ ثُمَّ قَالَ عِبَادَ اللّٰهِ، وَضَعَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ الْحَرَجَ وَالضِّيْقَ،

وَتَعَلَّمُوْا مَنَاسِكَكُمْ فَإِنَّهَا مِنْ دِيْنِكُمْ) . أَفَلَا تَرٰى أَنَّهُ أَمَرَهُمْ بِتَعَلُّمِ مَنَاسِكِهِمْ، لِأَنَّهُمْ كَانُوْا لَا يُحْسِنُوْنَهَا، فَدَلَّ ذٰلِكَ أَنَّ الْحَرَجَ وَالضِّيْقَ الَّذِيْ رَفَعَهُ اللّٰهُ عَنْهُمْ، هُوَ لِجَهْلِهِمْ بِأَمْرِ مَنَاسِكِهِمْ، لَا لِغَيْرِ ذٰلِكَ .وَقَدْ رُوِيَ فِيْ حَدِيْثِ أُسَامَةَ بْنِ شَرِيْكٍ الَّذِيْ قَدْ ذَكَرْنَاهُ فِيْمَا تَقَدَّمَ مِنْ هٰذَا الْبَابِ، مَا يَدُلُّ عَلٰى هٰذَا الْمَعْنٰى أَيْضًا .

۳۹۹۴: ابوزبید نے ابوسعید خدریؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ سے اس وقت سوال کیا گیا جب کہ آپ دونوں جمروں کے درمیان تھے کہ رمی سے پہلے حلق کر لیا گیا آپ ﷺ نے فرمایا کچھ گناہ نہیں۔ اور اس آدمی کے متعلق دریافت کیا گیا جس نے رمی سے پہلے ذبح کر لیا آپ ﷺ نے فرمایا کچھ گناہ نہیں پھر فرمایا۔ اے اللہ تعالیٰ کے بندو! اللہ تعالیٰ نے تم سے تنگی اور گناہ ہٹایا ہے (جو کام بھول چوک سے ہو جائے) مگر اپنے حج کے احکام سیکھو وہ تمہارے دین کا حصہ ہیں۔ کیا تمہیں یہ معلوم نہیں کہ آپ نے ان کو احکام حج سیکھنے کا حکم فرمایا کیونکہ وہ ان کو اچھی طرح ادا نہ کرتے تھے۔ تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ جو تنگی اور گناہ اللہ تعالیٰ نے ان سے دور کی ہے وہ احکام حج سے ناواقفی کی وجہ سے تھا کسی اور وجہ سے نہیں اور حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ کی مذکورۃ الصدر روایت اس پر دال ہے۔

**تخریج** : ابن ماجه باب الطلب ۱۔

امام طحاویؒ فرماتے ہیں کیا تم دیکھ نہیں رہے کہ آپ ﷺ ان کو مناسک حج سیکھنے کی بھی تاکید فرما رہے ہیں کیونکہ وہ ان کو اچھی طرح نہ جانتے تھے اس سے یہ ثابت ہوا کہ حرج و تنگی جس کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے معافی ہوئی وہ مناسک سے ناواقفیت کی وجہ سے تھی اس کی دیگر کوئی وجہ نہ تھی۔ اس سے پہلے اسامہ بن شریکؓ کی روایت بھی اس بات کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔ روایت یہ ہے۔

۳۹۹۵ : حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا وَهْبٌ، وَسَعِيْدُ بْنُ عَامِرٍ، قَالَا : ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ شَرِيْكٍ (أَنَّ الْأَعْرَابَ، سَأَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَنْ أَشْيَاءَ، ثُمَّ قَالُوْا : هَلْ عَلَيْنَا حَرَجٌ فِيْ كَذَا ؟ وَهَلْ عَلَيْنَا حَرَجٌ فِيْ كَذَا ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ رَفَعَ الْحَرَجَ عَنْ عِبَادِهِ، إِلَّا مَنِ اقْتَرَضَ مِنْ أَخِيْهِ شَيْئًا مَظْلُوْمًا، فَذٰلِكَ الَّذِيْ حَرِجَ وَهَلَكَ) . أَفَلَا تَرٰى أَنَّ السَّائِلِيْنَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا كَانُوْا أَعْرَابًا، لَا عِلْمَ لَهُمْ بِمَنَاسِكِ الْحَجِّ ؟ فَأَجَابَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَوْلِهِ "لَا حَرَجَ "عَلَى الْإِبَاحَةِ مِنْهُ لَهُمْ، التَّقْدِيْمُ فِيْ ذٰلِكَ وَالتَّأْخِيْرُ فِيْمَا قَدَّمُوْا مِنْ ذٰلِكَ وَأَخَّرُوْا .ثُمَّ قَالَ لَهُمْ مَا ذَكَرَ أَبُوْ سَعِيْدٍ فِيْ حَدِيْثِهِ "وَتَعَلَّمُوْا مَنَاسِكَكُمْ . "ثُمَّ قَدْ جَاءَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مَا يَدُلُّ عَلٰى هٰذَا الْمَعْنٰى أَيْضًا

۳۹۹۵: زیاد بن علاقہ نے اسامہ بن شریکؓ سے نقل کی کہ بدو لوگوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سوالات کئے پھر کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ اس کی وجہ سے ہمیں کیا گناہ بھی ہوگا کیا اس میں گناہ ہوگا؟ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے تنگی کو اٹھا دیا (بھول کر ہونے والی غلطی کا گناہ) مگر وہ شخص جو اپنے مسلمان بھائی سے ظلم کے طور پر قرض لے اس میں گناہ اور ہلاکت ہے۔ کیا یہ تمہارے علم میں نہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ سے دریافت کرنے والے دیہاتی تھے ان کو حج کے احکام کا علم نہ تھا۔ تو جناب رسول اللہ ﷺ نے ان کو لاحرج کا جواب مرحمت فرمایا۔ کہ کچھ گناہ نہیں۔ یعنی تمہاری تقدیم و تاخیر درست ہے۔ پھر ان کو وہ بات فرمائی جس کو حضرت ابو سعید ؓ نے اپنی روایت میں ذکر کیا ہے۔ فرمایا حج کے احکام سیکھو۔ پھر حضرت ابن عباس ؓ سے بھی اس مفہوم کی روایت ہے۔

**تخریج** : ۳۹۹۱ کی تخریج ملاحظہ کر لیں۔

ذرا غور فرمائیں: جناب رسول اللہ ﷺ سے سوال کرنے والے لوگ دیہاتی تھے جن کو مناسک حج کا پورا علم نہ تھا جناب رسول اللہ ﷺ نے لاحرج کے ساتھ جواب دیا کہ جو تقدیم و تاخیر کی وہ ان کے لئے معاف ہے پھر آپ ﷺ نے بقول ابو سعیدؓ فرمایا تم اپنے مناسک حج کا علم حاصل کرو۔ ابن عباس ؓ کی روایت بھی اسی بات پر دلالت کرتی ہے۔

## فریق ثانی کی دلیل روایت ابن عباس ؓ:

۳۹۹۶ :حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ، قَالَ : ثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى، قَالَ : ثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ مُهَاجِرٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ (مَنْ قَدَّمَ شَيْئًا مِنْ حَجِّهٖ أَوْ أَخَّرَهٗ فَلْيُهْرِقْ لِذٰلِكَ دَمًا) .

۳۹۹۶: مجاہد نے ابن عباس ؓ سے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جس نے کوئی چیز مقدم و مؤخر کی ہو وہ ایک جانور ذبح کرے۔

۳۹۹۷ :حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا الْخَصِيْبُ، قَالَ : ثَنَا وُهَيْبٌ، عَنْ أَيُّوْبَ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مِثْلَهٗ .فَهٰذَا ابْنُ عَبَّاسٍ، يُوْجِبُ عَلٰى مَنْ قَدَّمَ شَيْئًا مِنْ نُسُكِهٖ أَوْ أَخَّرَهٗ دَمًا، وَهُوَ أَحَدُ مَنْ رَوٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ مَا سُئِلَ يَوْمَئِذٍ عَنْ شَيْءٍ قُدِّمَ وَلَا أُخِّرَ مِنْ أَمْرِ الْحَجِّ إِلَّا قَالَ "لَا حَرَجَ ." فَلَمْ يَكُنْ مَعْنٰى ذٰلِكَ عِنْدَهٗ مَعْنَى الْإِبَاحَةِ فِيْ تَقْدِيْمِ مَا قَدَّمُوْا، وَلَا فِيْ تَأْخِيْرِ مَا أَخَّرُوْا، مِمَّا ذَكَرْنَا، إِذْ كَانَ يُوْجِبُ فِيْ ذٰلِكَ دَمًا .وَلٰكِنْ كَانَ مَعْنٰى ذٰلِكَ عِنْدَهٗ، عَلٰى أَنَّ الَّذِيْ فَعَلُوْهُ فِيْ حَجَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ عَلَى الْجَهْلِ مِنْهُمْ بِالْحُكْمِ فِيْهِ كَيْفَ هُوَ؟ فَعَذَرَهُمْ بِجَهْلِهِمْ وَأَمَرَهُمْ فِي الْمُسْتَأْنَفِ أَنْ يَتَعَلَّمُوْا مَنَاسِكَهُمْ .وَتَكَلَّمَ النَّاسُ بَعْدَ هٰذَا فِيْ

الْقَارِنِ إِذَا حَلَقَ قَبْلَ أَنْ يَذْبَحَ .فَقَالَ أَبُوْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ (عَلَيْهِ دَمٌ) وَقَالَ زُفَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (عَلَيْهِ دَمَانِ) . وَقَالَ أَبُوْ يُوْسُفَ، وَمُحَمَّدٌ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ (لَا شَيْءَ عَلَيْهِ) وَاحْتَجَّا فِيْ ذٰلِكَ بِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلَّذِيْنَ سَأَلُوْهُ عَنْ ذٰلِكَ، عَلٰى مَا قَدْ رَوَيْنَا فِي الْآثَارِ الْمُتَقَدِّمَةِ، وَبِجَوَابِهِ لَهُمْ أَنْ لَا حَرَجَ عَلَيْهِمْ فِيْ ذٰلِكَ .وَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ عَلَيْهِمَا فِيْ ذٰلِكَ لِأَبِيْ حَنِيْفَةَ وَزُفَرَ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ، مَا ذَكَرْنَا مِنْ شَرْحِ مَعَانِيْ هٰذِهِ الْآثَارِ .وَحُجَّةٌ أُخْرٰى، وَهِيَ أَنَّ السَّائِلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَمْ يَعْلَمْ، هَلْ كَانَ قَارِنًا أَوْ مُفْرِدًا، أَوْ مُتَمَتِّعًا فَإِنْ كَانَ مُفْرِدًا فَأَبُوْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ، وَزُفَرُ، لَا يُنْكِرَانِ أَنْ يَكُوْنَ لَا يَجِبُ عَلَيْهِ فِيْ ذٰلِكَ دَمٌ، لِأَنَّ ذٰلِكَ الذَّبْحَ الَّذِيْ قَدَّمَ عَلَيْهِ الْحَلْقَ، ذَبْحٌ غَيْرُ وَاجِبٍ، وَلٰكِنْ كَانَ أَفْضَلَ لَهُ أَنْ يُقَدِّمَ الذَّبْحَ قَبْلَ الْحَلْقِ، وَلٰكِنَّهُ إِذَا قَدَّمَ الْحَلْقَ أَجْزَأَهُ، وَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ .وَإِنْ كَانَ قَارِنًا، أَوْ مُتَمَتِّعًا، فَكَانَ جَوَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذٰلِكَ، عَلٰى مَا ذَكَرْنَا .فَقَدْ ذَكَرْنَا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي التَّقْدِيْمِ فِي الْحَجِّ وَالتَّأْخِيْرِ، أَنَّ فِيْهِ دَمًا، وَأَنَّ قَوْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا حَرَجَ "لَا يَدْفَعُ ذٰلِكَ .فَلَمَّا كَانَ قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذٰلِكَ "لَا حَرَجَ "لَا يَنْفِيْ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وُجُوْبَ الدَّمِ، كَانَ كَذٰلِكَ أَيْضًا لَا بِنَفْيِهِ، عِنْدَ أَبِيْ حَنِيْفَةَ، وَزُفَرَ، رَحِمَهُمَا اللّٰهُ، وَكَانَ الْقَارِنُ ذَبْحُهُ ذَبْحٌ وَاجِبٌ عَلَيْهِ، يَحِلُّ بِهِ. فَأَرَدْنَا أَنْ نَنْظُرَ فِي الْأَشْيَاءِ الَّتِيْ يَحِلُّ بِهَا الْحَاجُّ إِذَا أَخَّرَهَا، حَتّٰى يَحِلَّ، كَيْفَ حُكْمُهَا .فَوَجَدْنَا اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ قَالَ (وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ) فَكَانَ الْمُحْصَرُ يَحْلِقُ بَعْدَ بُلُوْغِ الْهَدْيِ مَحِلَّهُ، فَيَحِلُّ بِذٰلِكَ، وَإِنْ حَلَقَ قَبْلَ بُلُوْغِهِ مَحِلَّهُ، وَجَبَ عَلَيْهِ دَمٌ وَهٰذَا إِجْمَاعٌ .فَكَانَ النَّظَرُ عَلٰى ذٰلِكَ عَلٰى أَنْ يَكُوْنَ كَذٰلِكَ، الْقَارِنُ إِذَا قَدَّمَ الْحَلْقَ قَبْلَ الذَّبْحِ، الَّذِيْ يَحِلُّ بِهِ أَنْ يَكُوْنَ عَلَيْهِ دَمٌ، قِيَاسًا وَنَظَرًا عَلٰى مَا ذَكَرْنَا مِنْ ذٰلِكَ .فَبَطَلَ بِهٰذَا مَا ذَهَبَ إِلَيْهِ أَبُوْ يُوْسُفَ، وَمُحَمَّدٌ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ، وَثَبَتَ مَا قَالَ أَبُوْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ، أَوْ مَا قَالَ زُفَرُ رَحِمَهُ اللّٰهُ .فَنَظَرْنَا فِيْ ذٰلِكَ، فَإِذَا هٰذَا الْقَارِنُ قَدْ حَلَقَ رَأْسَهُ فِيْ وَقْتٍ، الْحَلْقُ عَلَيْهِ حَرَامٌ، وَهُوَ فِيْ حُرْمَةِ حَجَّةٍ، وَفِيْ حُرْمَةِ عُمْرَةٍ .وَكَانَ الْقَارِنُ مَا أَصَابَ فِيْ قِرَانِهِ، مِمَّا لَوْ أَصَابَهُ وَهُوَ فِيْ حَجَّةٍ مُفْرَدَةٍ، أَوْ عُمْرَةٍ مُفْرَدَةٍ، وَجَبَ عَلَيْهِ دَمٌ، فَإِذَا أَصَابَهُ وَهُوَ قَارِنٌ، وَجَبَ عَلَيْهِ دَمَانِ، فَاحْتَمَلَ أَنْ يَكُوْنَ حَلْقُهُ أَيْضًا قَبْلَ وَقْتِهِ، يُوْجِبُ عَلَيْهِ أَيْضًا دَمَيْنِ، كَمَا قَالَ زُفَرُ .فَنَظَرْنَا فِيْ ذٰلِكَ، فَوَجَدْنَا الْأَشْيَاءَ الَّتِيْ تُوْجِبُ عَلَى الْقَارِنِ دَمَيْنِ، فِيْمَا أَصَابَ فِيْ قِرَانِهِ هِيَ الْأَشْيَاءَ الَّتِيْ لَوْ أَصَابَهَا

وَهُوَ فِیْ حُرْمَةِ حَجَّةٍ، أَوْ فِیْ حُرْمَةِ عُمْرَةٍ وَجَبَ عَلَیْهِ دَمٌ .فَإِذَا أَصَابَهَا فِیْ حُرْمَتِهِمَا وَجَبَ عَلَیْهِ دَمَانِ، كَالْجِمَاعِ، وَمَا أَشْبَهَهُ وَكَانَ حَلْقُهُ قَبْلَ أَنْ یَذْبَحَ، لَمْ یَحْرُمْ عَلَیْهِ بِسَبَبِ الْعُمْرَةِ خَاصَّةً، وَلَا بِسَبَبِ الْحَجِّ خَاصَّةً، إِنَّمَا وَجَبَ عَلَیْهِ بِسَبَبِهِمَا، وَبِحُرْمَةِ الْجَمْعِ بَیْنَهُمَا، لَا بِحُرْمَةِ الْحَجَّةِ خَاصَّةً، وَلَا بِحُرْمَةِ الْعُمْرَةِ خَاصَّةً .فَأَرَدْنَا أَنْ نَنْظُرَ فِیْ حُكْمِ مَا یَجِبُ بِالْجَمْعِ، هَلْ هُوَ شَیْئَانِ أَوْ شَیْءٌ وَاحِدٌ ؟ فَنَظَرْنَا فِیْ ذٰلِكَ، فَوَجَدْنَا الرَّجُلَ إِذَا أَحْرَمَ بِحَجَّةٍ مُفْرَدَةٍ، أَوْ بِعُمْرَةٍ مُفْرَدَةٍ، لَمْ یَجِبْ عَلَیْهِ شَیْءٌ، وَإِذَا جَمَعَهُمَا جَمِیْعًا، وَجَبَ عَلَیْهِ لِجَمْعِهِ بَیْنَهُمَا شَیْءٌ لَمْ یَكُنْ یَجِبُ عَلَیْهِ فِیْ إِفْرَادِهِ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا، فَكَانَ ذٰلِكَ الشَّیْءُ دَمًا وَاحِدًا .فَالنَّظْرُ عَلٰى ذٰلِكَ، أَنْ یَكُوْنَ كَذٰلِكَ الْحَلْقُ، قَبْلَ الذَّبْحِ الَّذِیْ مَنَعَ مِنْهُ الْجَمْعُ بَیْنَ الْعُمْرَةِ وَالْحَجِّ، فَلَا یَمْنَعُ مِنْهُ وَاحِدَةٌ مِنْهُمَا، لَوْ كَانَتْ مُفْرَدَةً أَنْ یَكُوْنَ الَّذِیْ یَجِبُ بِهٖ فِیْهِ دَمٌ وَاحِدٌ .فَیَكُوْنُ أَصْلُ مَا یَجِبُ عَلَى الْقَارِنِ فِیْ انْتِهَاكِهِ الْحُرَمَ فِیْ قِرَانِهٖ، أَنْ نَنْظُرَ فِیْمَا كَانَ مِنْ تِلْكَ الْحُرَمِ، تُحَرَّمُ بِالْحَجَّةِ خَاصَّةً، وَبِالْعُمْرَةِ خَاصَّةً .فَإِذَا جُمِعَتَا جَمِیْعًا، فَتِلْكَ الْحُرْمَةُ مُحَرَّمَةٌ لِشَیْئَیْنِ مُخْتَلِفَیْنِ، فَیَكُوْنُ عَلٰى مَنِ انْتَهَكَهُمَا كَفَّارَتَانِ .وَكُلُّ حُرْمَةٍ لَا تُحَرِّمُهَا الْحَجَّةُ عَلَى الِانْفِرَادِ، وَلَا الْعُمْرَةُ عَلَى الِانْفِرَادِ، یُحَرِّمُهَا الْجَمْعُ بَیْنَهُمَا، فَإِذَا انْتُهِكَتْ، فَعَلَى الَّذِیْ انْتَهَكَهَا دَمٌ وَاحِدٌ، لِأَنَّهُ انْتَهَكَ حُرْمَةً حَرُمَتْ عَلَیْهِ بِسَبَبٍ وَاحِدٍ .فَهٰذَا هُوَ النَّظْرُ فِیْ هٰذَا الْبَابِ وَهُوَ قَوْلُ أَبِیْ حَنِیْفَةَ، وَبِهٖ نَأْخُذُ.

۳۹۹۷: ایوب نے سعید بن جبیرؒ سے انہوں نے ابن عباس ؓ سے اسی طرح کی روایت کی ہے۔ یہ ابن عباس ؓ ہیں جو اس آدمی پر قربانی کو لازم کر رہے ہیں جس نے حج کے اعمال میں تقدیم وتاخیر کرے اور آپ ان حضرات میں سے ایک ہیں جنہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا ہے کہ اس حجۃ الوداع کے دن اگر آپ سے کسی حکم حج کی تاخیر وتقدیم کا پوچھا گیا تو یہی جواب دیا لاحرج'' تو گویا ان کے ہاں اس کا یہ معنیٰ نہیں کہ تقدیم وتاخیر مباح ہے۔اس لئے کہ وہ فتوی میں اس پر قربانی لازم کر رہے ہیں۔ بلکہ ان کے ہاں اس کا مطلب یہ تھا کہ جن حضرات نے حجۃ الوداع کے موقع پر ایسا کیا وہ حکم سے ناواقف تھے آپ نے علم نہ ہونے کی وجہ سے ان کو معذور قرار دیا اور ان کو حکم فرمایا کہ وہ مناسک کو آئندہ سیکھ لیں۔ لوگوں نے قارن سے متعلق گفتگو کی ہے جو کہ ذبح سے پہلے سر منڈائے۔ ① امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا اس پر ایک قربانی ہوگی۔ ② امام زفر رحمہ اللہ اس پر دو قربانی لازم کرتے ہیں۔ ③ ابو یوسف ومحمد رحمہما اللہ فرماتے ہیں اس پر کچھ بھی لازم نہیں۔ امام ابو یوسف، محمد رحمہما اللہ نے جناب رسول اللہ ﷺ کے ارشاد سے استدلال کیا ہے جو آپ نے سائلین سے لاحرج'' فرمایا۔ گذشتہ سطور میں ہم اس کو ذکر کر آئے۔ امام ابوحنیفہ اور زفر رحمہما اللہ کی طرف سے ان کے خلاف وہ دلیل ہے جو ہم نے آثار کی تشریح میں ذکر کی ہے اور مزید دلیل یہ ہے کہ آپ ﷺ سے سوال کرنے والے کے متعلق یہ علم نہیں ہے کہ وہ قارن، متمتع،

مفرد میں سے کون سا تھا۔ اگر مفرد تھا تو امام ابوحنیفہ وزفر اس پر عدم وجوب قربانی کے منکر نہیں کیونکہ جس قربانی پر اس نے حلق کو مقدم کیا وہ لازم نہ تھی بلکہ اسے افضل یہ تھا کہ وہ ذبح کے بعد حلق کرے مگر جب اس نے حلق کو پہلے کرایا تو یہ اس کے لئے کافی ہے اور اس پر کچھ لازم نہ ہوگا اور اگر وہ قارن یا متمتع ہے۔ تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب وہی معنیٰ رکھتا ہے۔ جو ہم پہلے ذکر کر آئے کہ تقدیم وتاخیر احکام حج میں ابن عباس رضی اللہ عنہما دم کو لازم فرماتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان لاحرج میں اس کی نفی نہیں جب ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ہاں آپ کا قول "لا حرج" وجوب قربانی کی نفی نہیں کرتا۔ تو امام ابوحنیفہ وزفر کے ہاں بھی وہ نفی نہ کرے گا۔ اور قارن کا ذبیحہ واجب ذبیحہ تھا وہ اس کے ذریعہ احرام سے نکلتا ہے۔ اب ہم اس پر غور کرنا چاہتے ہیں کہ وہ کیا امور ہیں۔ جن کے ذریعہ حاجی احرام سے باہر آتا ہے۔ کہ اگر وہ ان کو مؤخر کرے اور احرام سے نکل گیا تو پھر اس کا کیا حکم ہوگا۔ ہم نے قرآن میں فرمان الٰہی پایا **ولا تحلقوا رء وسکم حتی یبلغ الهدی محله......** کہ قربانی کے قربان گاہ تک پہنچنے سے پہلے تم سر نہ منڈواؤ۔ پس وہ شخص جس کو حج میں رکاوٹ آجائے وہ ھدی کے قربان گاہ تک پہنچنے پر حلق کرواتا ہے اور اس کے ساتھ وہ احرام سے فارغ ہو جاتا ہے اور اگر اس نے قربانی کے حرم تک پہنچنے ۔ پہلے حلق کروالیا تو اس پر دم لازم ہے اور اس پر تمام کا اتفاق ہے۔ پس ہم نے اس میں غور وفکر کیا تو معلوم ہوا کہ اس قارن نے ایسے وقت سر منڈوایا ہے جب سر منڈوانا اس پر حرام تھا یعنی وہ حج یا عمرہ کے احرام کی حالت میں ہو۔ قارن جب ایسا عمل کرے کہ اگر وہ حج مفرد والا کرتا تو اس پر ایک قربانی لازم ہوتی یا فقط عمرہ کرتا تو ایک دم آتا جب وہ قارن اس کا مرتکب ہوا تو اس پر دو قربانیاں لازم ہوں گی۔ اب اس میں یہ احتمال ہوا کہ وقت سے پہلے حلق پر بھی اسے دو قربانیاں لازم ہونی چاہییں۔ جیسا کہ امام زفر رحمہ اللہ کا قول ہے اب ہم نے اس میں غور وفکر کیا کہ بعض امور میں قارن پر دو قربانیاں لازم کرتے ہیں جبکہ وہ قران کے احرام میں کرے اور اگر وہ اشیاء احرام حج یا فقط عمرہ والا کرے تو اس پر ایک قربانی لازم ہے۔ پس اب قارن نے اس کا ارتکاب دونوں احراموں میں کیا تو اس پر دو دم ہیں مثلاً جماع اور اس کے مشابہ امور اور اس کا حلق ذبح سے پہلے عمرہ کی وجہ سے حرام نہیں ہوتا اور نہ حج کی وجہ سے حرام ہوتا ہے۔ بلکہ یہ دونوں کی وجہ سے لازم ہوا بلکہ جمع کرنے کی حرمت سے حرام ہوا۔ فقط حج یا فقط عمرہ اس کو حرام نہیں کرتے۔ اب ہم حج وعمرہ کے جمع کرنے کی صورت میں کیا چیز لازم آتی ہے۔ اس پر غور کرنا چاہتے ہیں' کیا یہ دو چیزیں ہیں یا ایک ہی ہے۔ غور سے معلوم ہوا کہ جب کوئی حج یا عمرہ کا صرف احرام باندھے تو اس پر کچھ لازم نہیں ہے اور جب اس نے دونوں کو جمع کر لیا۔ تو اس کے جمع کی وجہ سے وہ چیز لازم آتی ہے جو انفرادی طور پر ان کی ادائیگی نے لازم نہیں ہے۔ اور وہ ایک قربانی ہے۔ پس نظر وفکر چاہتے ہیں کہ حلق جو ذبح سے پہلے ہو جس کو حج وعمرہ کے اکٹھ نے منع کیا ہے۔ اگر ان میں سے ایک ہوتا تو وہ اس سے منع نہ کرتا۔ اگر وہ افراد ہوتا تو اس پر ایک دم لازم ہوتا۔ تو وہ اصل جس کی بے حرمتی پر قران میں جو چیز لازم ہوتی ہے۔ تو اس پر غور کرنا ہوگا کہ وہ حرمت حج اور عمرہ جب جمع ہوں تو ان کی وجہ سے خاص ہے۔ اور یہ حرمت دو مختلف چیزوں کی وجہ سے ہوئی پس ان دونوں کی خلاف ورزی پر دو کفارے لازم ہوں گے' اور ہر وہ حرمت جو صرف حج یا صرف عمرہ سے نہیں ہوتی وہ ان دونوں کے اجتماعی طور پر

کرنے سے پیدا ہوتی ہے پس جو شخص اسے توڑ دے گا اس پر ایک قربانی لازم ہوگی۔ اس لئے کہ اس نے ایسی حرمت کو پائمال کیا ہے جو ایک سبب سے حرام ہوتی تھی۔ نظر کا اس باب میں یہی تقاضا ہے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا یہی قول ہے اور ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں۔

## امام طحاوی رحمہ اللہ کا قول:

یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ہیں جو تقدیم وتاخیر کرنے والے پر دم کو لازم قرار دے رہے ہیں اور یہ بھی ان رواۃ میں سے ہیں جو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر پوچھی جانے والی چیز کا جواب "لاحرج" نقل کرنے والے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ "لاحرج" کا معنی ان کے ہاں مباح کرنے کا نہ تھا بلکہ گناہ کی نفی کا تھا اور جرمانے کا لازم ہونا گناہ کے اٹھائے جانے کے خلاف نہیں ہے ورنہ وہ اس میں دم کو لازم قرار نہ دیتے اسی لئے تو ان کی ناواقفی کی بناء پر گناہ کو اٹھا لیا گیا اور لوٹاتے ہوئے فرمایا اپنے حج کے احکام سیکھو۔

## قارن کے متعلق اختلاف کی وضاحت:

نمبر ①: امام ابوحنیفہؒ نے قارن کے مناسک کو آگے پیچھے کرنے کی صورت میں اس پر ایک دم لازم کیا ہے یعنی ایک دم جرمانہ دوسرا دم شکرانہ۔

نمبر ②: امام زفرؒ اس پر جرمانے کے دو دم لازم قرار دیتے ہیں۔

نمبر ③: امام ابو یوسف، محمد رحمہم اللہ اس پر کسی چیز کو لازم قرار نہیں دیتے ان کے دلائل فصل اول میں مندرج "لاحرج" والی روایات ہیں۔

مگر امام ابوحنیفہؒ اور زفر رحمہم اللہ کی جانب سے ایک روایت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی دلیل کے طور پر کافی ہے کہ جس میں انہوں نے دم کو لازم قرار دیا ہے۔

دوسری دلیل یہ ہے ماقبل جو روایات گزریں ان میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ دریافت کرنے والے لوگوں کے متعلق یہ قطعاً وضاحت نہیں ہے کہ وہ مفرد، متمتع، قارن میں سے کس قسم میں ہیں۔

پس اگر وہ مفرد بالحج ہے تو ابوحنیفہؒ اور زفرؒ اس کے منکر نہیں ہیں کہ ان پر دم لازم نہیں ہوتا کیونکہ جس قربانی پر حلق کو مقدم کیا گیا وہ غیر واجب قربانی ہے البتہ اس کو بھی افضل یہی ہے کہ وہ حلق سے پہلے ذبح کرے اور اگر اس نے مقدم کر ہی لیا تو کفایت کر جائے گا اور اس پر دم لازم نہ ہوگا۔

اور اگر وہ قارن یا متمتع ہے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب "لاحرج" اس سے گناہ کی نفی کرنا مقصود ہوگی اور رہا جرمانہ اس کا تذکرہ ان روایات میں نہیں بلکہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایات میں ہے اور یہ دونوں روایات ایک دوسرے کے خلاف نہیں ہیں۔ پس "لاحرج" دم کی نفی نہیں کرنا اور وجوب دم سے "لاحرج" کی مخالفت لازم نہیں آتی۔ پس قارن پر دم لازم ہوگا۔

## نظر اوّل:

ہم جب ان اشیاء پر نگاہ ڈالتے ہیں کہ جن سے حاجی حلال ہو جاتا ہے اگر ان کو مؤخر کردے کہ ان کا حکم کیا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ: ''ولا تحلقوا رؤسکم حتی یبلغ الھدی محله'' (البقرہ :۱۹۶) اس آیت میں دم احصار کا ذکر ہے کہ محصر اس وقت تک حلق نہیں کرسکتا جب تک کہ ہدی حدود حرم میں نہ پہنچ جائے جب پہنچ گیا تو وہ حلال ہو جائے اور اگر اس نے ہدی کے حرم میں پہنچنے سے پہلے حلق کروادی تو اس پر دم لازم ہو جائے گا اس پر سب کا اتفاق ہے۔

پس نظر کا تقاضا یہ ہے کہ قارن کا حکم بھی یہی ہونا چاہئے جبکہ وہ حلق کو ذبح پر مقدم کردے پس بتقاضائے نظر فریق ثالث یعنی صاحبین کا دعویٰ درست نہ رہے گا اور فریق اوّل و دوم کا دعویٰ قائم و ثابت ہو جائے گا۔

## نظر ثانی۔فنظرنا فی ذلك سے اسی کو ذکر کیا:

جب قارن ایسے وقت میں حلق کرے گا جس میں حلق کرنا اس پر حرام ہے تو ارتکاب حرمت کی وجہ سے اس پر جرمانہ لازم ہو گا مگر جب وہ حرام کا ارتکاب کر رہا تھا اس وقت وہ دو حرمتوں کے دائرہ میں داخل تھا۔ایک حرمت حج اور دوسرا حرمت عمرہ۔پس اکیلے حج یا عمرہ کرنے والے پر جب ایک دم لازم ہوتا ہے تو قارن پر دو حرمتوں کی وجہ سے دو دم لازم ہوں گے۔اب توجہ طلب یہ ہے کہ وقت سے پہلے حلق کرنے کی وجہ سے ایک دم لازم ہوگا یا دو۔تو جب حرمتیں دو ہیں تو دم بھی دو ہوں گے۔حج کے اعمال پر غور سے معلوم ہوتا ہے کہ جن کاموں میں مفرد بالحج یا معتمر پر ایک دم لازم ہوتا ہے مثلاً جماع وغیرہ تو قارن پر ان صورتوں میں دو دم لازم آتے ہیں کیونکہ وہ تو ایک حرمت کی مخالفت کرنے والا ہے اور یہ دو حرمتوں کی مخالفت کرنے والا ہے اور قارن نے ذبح سے پہلے حلق کر کے حرمت عمرہ اور حرمت حج دونوں کو پامال کیا اس لئے اُس پر دو دم ہی لازم ہونے چاہئیں۔

## نظر ثالث'فاردنا ان ننظر سے اسی کو بیان فرمایا:

غور فرمائیں کہ حج وعمرہ اکٹھا ایک چیز ہے یا الگ الگ دو چیزیں ہیں معلوم ہوا کہ اگر فقط حج کا احرام باندھتا یا فقط عمرہ کا احرام باندھتا تو اس پر کوئی قربانی لازم نہ تھی اور اگر دونوں کو جمع کرلیا خواہ ایک احرام میں یا دو احراموں میں تو اس پر ایک قربانی واجب ہو جاتی ہے اور اس کا سبب دونوں کو جمع کرنا ہے۔پس معلوم ہوا حج وعمرہ کو جمع کرنا سبب ہے اور جمع کی وجہ سے قارن پر ایک دم شکر ضروری ہوتا ہے۔بالکل اسی طرح ذبح سے پہلے حلق کرنے میں حرمت بھی جمع ہوگئی اس لئے ایک دم ہی لازم ہوگا کیونکہ مفرد بالحج یا معتمر پر تو حلق و ذبح میں تقدیم و تاخیر سے کوئی چیز لازم نہیں آتی۔تو قارن پر دو تاوان کیسے لازم کردیئے جائیں گے حرمت جمع کی وجہ سے اس پر صرف ایک ہی جرمانہ لازم آئے گا۔

ایک کلیہ: ہر وہ حرمت جس کی مخالفت کی وجہ سے مفرد یا معتمر پر ایک دم واجب ہوتا ہے اس کو خراب کرنے اور اس کی مخالفت کی وجہ سے قارن پر دو مختلف حرمتوں کی وجہ سے دو کفارے واجب ہوں گے۔اور ہر وہ حرمت جس کو صرف حج یا صرف عمرہ حرام نہیں کرتا اس کی مخالفت کی وجہ سے مفرد یا معتمر پر کوئی جرمانہ لازم نہیں ہوتا ہے مگر حج وعمرہ کو جمع کرنا اس کو حرام کر رہا ہے تو اس کی

مخالفت کی وجہ سے جمع بین الحج والعمرہ کرنے والے قارن پر صرف ایک جرمانہ اور ایک دم لازم ہوتا ہے۔ اس لئے کہ جمع کا سبب ایک سبب ہے اس لئے جرمانہ بھی ایک ہی ہونا چاہئے اور حلق کو ذبح پر مقدم کرنے میں مفرد بالحج پر کوئی جرمانہ عائد نہیں ہوتا ہے اس وجہ سے قارن پر صرف ایک جرمانہ لازم ہو سکتا ہے۔ اس باب میں نظر کا یہی تقاضا ہے۔

اور امام ابوحنیفہؒ کا یہی قول ہے۔

نوٹ: اس باب میں امام طحاویؒ نے ابوحنیفہؒ کے قول کو پہلے ذکر کیا اور دلائل میں اپنے سابقہ طرز سے امام صاحب کے مسلک کی ترجیح کے لئے آخر میں لا کر اس کو راجح قرار دیا۔

## بَابُ الْمَكِّيِّ يُرِيْدُ الْعُمْرَةَ مِنْ أَيْنَ يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يُحْرِمَ بِهَا

### مکی کو کہاں سے احرام باندھنا بہتر ہے

خلاصۃ المرام: مکی کو عمرہ کا احرام باندھنا ہو تو بالاتفاق اس کا حل میں جانا لازم ہے۔ البتہ مقام میں اختلاف ہے۔

نمبر ①: عمرو بن دینار اور بعض فقہاء مکی کے لئے تنعیم سے احرام کو لازم قرار دیتے ہیں کسی اور جگہ سے ممنوع ہے۔

نمبر ②: ائمہ اربعہ اور جمہور فقہاء اور محدثین حل کے کسی بھی مقام سے احرام کو جائز قرار دیتے ہیں اس میں کسی قسم کی کراہت بھی نہیں۔

فریق اوّل کا مؤقف اور دلیل: مکی کو احرام عمرہ کے لئے صرف تنعیم سے احرام باندھنا ضروری ہے اور کسی مقام سے مکروہ ہوگا جیسا کہ آفاقی کو بلا احرام میقات سے تجاوز درست نہیں ہے۔

۳۹۹۸ : حَدَّثَنَا يُوْنُسُ، قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ، أَخْبَرَهُ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَوْسٍ، قَالَ : أَخْبَرَنِي (عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ أَبِيْ بَكْرٍ، قَالَ : أَمَرَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أُرْدِفَ عَائِشَةَ إِلَى التَّنْعِيْمِ فَأَعْمَرَهَا) .

۳۹۹۸: عمرو بن اوس کہتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ نے بتلایا کہ مجھے جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں عائشہ ؓ کو پیچھے بٹھا کر تنعیم کی طرف لے جاؤں اور ان کو وہاں سے عمرہ کراؤں۔

۳۹۹۹ : حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ : ثَنَا ابْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ، قَالَ : أَنَا دَاوٗدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ يُوْسُفَ بْنِ مَاهِكٍ، عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيْهَا (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ أَرْدِفْ أُخْتَكَ فَأَعْمِرْهَا مِنَ التَّنْعِيْمِ، فَإِذَا هَبَطْتَ بِهَا مِنَ الْأَكَمَةِ، فَمُرْهَا فَلْتُحْرِمْ، فَإِنَّهَا عُمْرَةٌ مُتَقَبَّلَةٌ) . قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى أَنَّ الْعُمْرَةَ لِمَنْ كَانَ بِمَكَّةَ، لَا وَقْتَ لَهَا غَيْرُ التَّنْعِيْمِ، وَجَعَلُوا التَّنْعِيْمَ خَاصَّةً، وَقْتًا لِعُمْرَةِ أَهْلِ

مَكَّةَ، وَقَالُوْا : لَا يَنْبَغِيْ لَهُمْ أَنْ يُجَاوِزُوْهُ، كَمَا لَا يَنْبَغِي لِغَيْرِهِمْ أَنْ يُجَاوِزُوْا مِيقَاتًا، مِمَّا وَقَّتَهُ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ يُرِيْدُ الْإِحْرَامَ إِلَّا مُحْرِمًا. وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ، فَقَالُوْا : وَقْتُ أَهْلِ مَكَّةَ الَّذِيْ يُحْرِمُوْنَ مِنْهُ بِالْعُمْرَةِ، الْحِلُّ، فَمِنْ أَيِّ الْحِلِّ أَحْرَمُوْا بِهَا أَجْزَأَهُمْ ذٰلِكَ، وَالتَّنْعِيْمُ وَغَيْرُهُ مِنَ الْحِلِّ -عِنْدَهُمْ -فِيْ ذٰلِكَ، سَوَاءٌ. وَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ لَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ أَنَّهُ يَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَصَدَ إِلَى التَّنْعِيْمِ فِيْ ذٰلِكَ، لِأَنَّهُ كَانَ أَقْرَبَ الْحِلِّ مِنْهَا، لَا لِأَنَّ غَيْرَهُ مِنَ الْحِلِّ لَيْسَ هُوَ فِيْ ذٰلِكَ، كَهُوَ. وَيُحْتَمَلُ أَيْضًا أَنْ يَكُوْنَ أَرَادَ بِهِ التَّوْقِيْتَ لِأَهْلِ مَكَّةَ فِي الْعُمْرَةِ وَأَنْ لَا يُجَاوِزُوْهُ لَهَا إِلٰى غَيْرِهِ. فَنَظَرْنَا فِيْ ذٰلِكَ.

۳۹۹۹: حفصہ بنت عبدالرحمٰن نے اپنے والد سے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کو فرمایا تم اپنی بہن کو پیچھے سوار کرو اور تنعیم سے عمرہ کراؤ۔ جب تم ان کے ساتھ ٹیلوں سے اتر جاؤ تو ان کو حکم دو کہ وہ احرام باندھ لے یہ مقبول عمرہ ہے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ علماء کی ایک جماعت نے اس بات کو اختیار کیا کہ مکی کے لئے تنعیم کے علاوہ میقات نہیں مکہ والوں کے لئے تنعیم ہی میقات ہے۔ وہ لوگ جو احرام کا ارادہ رکھتے ہوں ان کو اس مقام سے بلا احرام گزرنا اسی طرح جائز نہیں جس طرح دیگر مواقیت سے بلا احرام گزرنے درست نہیں مگر دیگر حضرات نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے کہا کہ اہل مکہ کی میقات احرام کے لئے حل ہے۔ حرم کے باہر جس جگہ سے بھی احرام باندھے اس کے لئے کافی ہے اس سلسلہ میں تنعیم اور دیگر مقامات برابر ہیں۔ ان کے ہاں اس کی دلیل یہ ہے کہ ممکن ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تنعیم کا نام قریب ہونے کی وجہ سے لیا اس کا یہ معنیٰ ہرگز نہیں کہ دیگر مقامات اس کی طرح نہیں نمبر۲ دوسرا احتمال یہ بھی ہے کہ آپ نے اہل مکہ اس میقات بنانے کا ارادہ فرمایا ہو تا کہ وہ اللہ سے دوسری جگہوں کی طرف تجاوز نہ کریں پس اس میں غور کیا تو یزید بن سنان کی روایت سامنے آئی۔

**تخریج** : ابو داؤد فی المناسك باب ۸۰، دارمی فی المناسك باب ۴۱، مسند احمد ۱۹۸/۱۔

**حاصل روایات:** ان دونوں روایات میں عمرہ کے لئے تنعیم کا حکم فرمایا ہے معلوم ہوتا ہے کہ مکی کو تنعیم سے عمرہ کرنا لازم ہے اور کسی جگہ سے اس کو عمرہ کرنا درست نہیں۔

## فریق ثانی کا مؤقف:

مکی کو حل کے کسی بھی مقام سے عمرہ درست ہے اس میں کسی قسم کی کراہت لازم نہیں آتی۔

## سابقہ مؤقف کا جواب:

تنعیم کا نام اس وقت اس لئے لیا گیا کیونکہ قریب ترین حل یہی ہے اس وجہ سے نہیں کہ دوسرے کسی حل سے عمرہ جائز نہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ مکہ والوں کے لئے یہ مقرر کرنا ہو کہ اس سے آگے وہ احرام کے لئے اور کسی مقام کی طرف تجاوز نہ کریں اب

ان دونوں باتوں کو روایات کی روشنی میں دیکھتے ہیں۔

۴۰۰۰ : فَإِذَا يَزِيْدُ بْنُ سِنَانٍ قَدْ حَدَّثَنَا قَالَ : ثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ، صَالِحُ بْنُ رُسْتُمَ، عَنْ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ (عَائِشَةَ قَالَتْ : دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَرِفٍ، وَأَنَا أَبْكِي فَقَالَ مَا ذَاكِ ؟ قُلْتُ : حِضْتُ قَالَ فَلَا تَبْكِي، اِصْنَعِي مَا يَصْنَعُ الْحَاجُّ .فَقَدِمْنَا مَكَّةَ، ثُمَّ أَتَيْنَا مِنًى ثُمَّ غَدَوْنَا إِلَى عَرَفَةَ، ثُمَّ رَمَيْنَا الْجَمْرَةَ تِلْكَ الْأَيَّامَ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ النَّفْرِ ارْتَحَلَ فَنَزَلَ الْحَصْبَةَ .قَالَتْ : وَاللّٰهِ مَا نَزَلَهَا إِلَّا مِنْ أَجْلِي، فَأَمَرَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ، فَقَالَ احْمِلْ أُخْتَكَ فَأَخْرِجْهَا مِنَ الْحَرَمِ .قَالَتْ، وَاللّٰهِ مَا ذَكَرَ الْجِعْرَانَةَ، وَلَا التَّنْعِيْمَ فَلْتُهِلَّ بِعُمْرَةٍ فَكَانَ أَدْنَانَا مِنَ الْحَرَمِ، التَّنْعِيْمَ، فَأَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ، فَطُفْنَا بِالْبَيْتِ، وَسَعَيْنَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، ثُمَّ أَتَيْنَاهُ، فَارْتَحَلَ .فَأَخْبَرَتْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَقْصِدْ لَمَّا أَرَادَ أَنْ يُعَمِّرَهَا إِلَّا إِلَى الْحِلِّ، لَا إِلَى مَوْضِعٍ مِنْهُ بِعَيْنِهِ خَاصًّا)، وَأَنَّهُ إِنَّمَا قَصَدَ بِهَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ التَّنْعِيْمَ، لِأَنَّهُ كَانَ أَقْرَبَ الْمَحَلِّ إِلَيْهِمْ، لَا لِمَعْنًى فِيْهِ يَبِيْنُ بِهِ مِنْ سَائِرِ الْحِلِّ غَيْرُهُ. فَثَبَتَ بِذٰلِكَ أَنَّ وَقْتَ أَهْلِ مَكَّةَ لِعُمْرَتِهِمْ، هُوَ الْحِلُّ، وَأَنْ التَّنْعِيْمَ فِي ذٰلِكَ وَغَيْرَهُ سَوَاءٌ، وَهٰذَا كُلُّهُ قَوْلُ أَبِي حَنِيْفَةَ وَأَبِي يُوْسُفَ، وَمُحَمَّدٍ، رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى.

۴۰۰۰: ابوملیکہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ میرے ہاں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے جبکہ مقام سرف میں، میں رو رہی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں کیا ہوا؟ میں نے کہا حیض آ گیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت روؤ۔ تم وہ تمام اعمال کرو جو حاجی کرتا ہے چنانچہ ہم مکہ میں پہنچے پھر منیٰ میں آئے۔ پھر صبح عرفات کی طرف روانہ ہوئے پھر ہم نے جمرہ کی ان ایام میں رمی کی جب روانگی کا دن آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وادی محصب میں نزول فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں اس مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم میری وجہ سے اترے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کو حکم دیا اپنی بہن کو سواری پر حرم سے باہر لے جاؤ۔ اللہ کی قسم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جعرانہ کا ذکر نہیں فرمایا اور نہ تنعیم کا۔ اور یہ عمرہ کا احرام باندھ لے۔ مقام تنعیم حرم کے سب سے قریب تھا پس میں نے عمرہ کا احرام باندھا اور بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا و مروہ کی سعی کی پھر ہم آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوچ فرمایا۔ تو حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بتلایا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان کو عمرہ کرانے کا ارادہ فرمایا تو فقط حل کا ارادہ فرمایا کسی مقام معین کا قصد نہیں فرمایا۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے تنعیم کا قصد کیا کہ وہ حل میں سب سے قریب ترین جگہ ہے۔ اس بناء پر نہیں کہ وہ کسی بناء پر دوسرے مقامات سے ممتاز ہے۔ پس اس سے ثابت ہو گیا کہ مکی کے لیے عمرہ کی میقات حل ہے اور اس سلسلہ میں تنعیم اور دیگر مقامات میں کچھ فرق نہیں اور یہ تمام امام ابوحنیفہ، ابو یوسف و محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔

**تخریج** : بخاری فی الحیض باب ۱، ۷، والحج باب ۳۳، والعمرہ باب ۹، ابو داؤد فی المناسك باب ۲۳، نسائی فی الطھارۃ

باب۱۸۲' والحیض باب ۱' والحج باب ۵۱' ابن ماجه فی المناسك باب۳۶' مسند احمد ۶' ۲۱۹/۲۴۵' ۲۷۳۔

**حاصل روایات:** اس روایت میں عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتلایا ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کے لئے کسی معینہ جگہ کا تذکرہ نہیں فرمایا بس حل کا ارادہ فرمایا عبدالرحمٰن مجھے تنعیم لائے کیونکہ یہ جگہ حل میں حرم سے سب سے زیادہ قریب ہے یہ مطلب نہیں کہ عمرے کے لئے تنعیم کی خصوصیت ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ اہل مکہ کا میقات احرام حل ہے۔ اس میں تنعیم یا دیگر مقامات حل برابر ہیں۔

یہی ہمارے ائمہ ثلاثہ امام ابوحنیفہ' ابو یوسف' محمد رحمہم اللہ کا موقف ہے۔

## بَابُ الْهَدْيِ يُصَدُّ عَنِ الْحَرَمِ هَلْ يَنْبَغِيْ أَنْ يُذْبَحَ فِيْ غَيْرِ الْحَرَمِ أَمْ لَا؟

### دم احصار کو غیر حرم میں ذبح کر سکتے ہیں یا نہیں؟

**خلاصۃ المرام:** دم پانچ قسم کے ہوتے ہیں: ① کسی زمانہ اور مکان سے خاص نہیں مثلاً ② دم نذر' وہ دم جو زمانہ کے ساتھ خاص ہو مثلاً قربانی کا دم' ③ وہ دم جو مکان و زمان دونوں سے خاص ہے مثلاً دم تمتع و قران' ④ وہ دم جو مکان سے خاص ہو دم جنایات' ⑤ بعض کے ہاں مکان سے خاص بعض کے ہاں نہیں۔ دم احصار کے متعلق ائمہ ثلاثہ رحمہم اللہ کے ہاں جہاں احصار ہو وہیں ذبح کر سکتے ہیں۔

نمبر ②: امام ابوحنیفہ' حسن بصری' عطاء رحمہم اللہ کے ہاں حدود حرم میں لے جا کر ذبح کرنا ضروری ہے۔

فریق اوّل کا موقف: دم احصار کو حدود حرم میں داخل کر کے ذبح کی ضرورت نہیں جہاں احصار ہو وہیں ذبح کر سکتے ہیں دلیل یہ روایات ہیں۔

۴۰۰۱: حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ' عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ يَزِيْدَ' عَنْ أَبِيْهِ عَنْ سِبَاعِ بْنِ ثَابِتٍ' عَنْ (أُمِّ كُرْزٍ قَالَتْ : أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحُدَيْبِيَةِ أَسْأَلُهُ عَنْ لُحُوْمِ الْهَدْيِ) . قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلٰى أَنَّ الْهَدْيَ إِذَا صُدَّ عَنِ الْحَرَمِ' نُحِرَ فِيْ غَيْرِ الْحَرَمِ' وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ' وَقَالُوْا : لَمَّا (نَحَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْهَدْيَ بِالْحُدَيْبِيَةِ إِذْ صُدَّ عَنِ الْحَرَمِ) ، دَلَّ ذٰلِكَ عَلٰى أَنَّ لِمَنْ مُنِعَ مِنْ إِدْخَالِ هَدْيِهِ الْحَرَمَ أَنْ يَذْبَحَهُ فِيْ غَيْرِ الْحَرَمِ .وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ فَقَالُوْا : لَا يَجُوْزُ نَحْرُ الْهَدْيِ إِلَّا فِي الْحَرَمِ .وَكَانَ مِنْ حُجَّتِهِمْ فِيْ ذٰلِكَ قَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ (هَدْيًا بَالِغَ الْكَعْبَةِ) فَكَانَ

الْهَدْیُ قَدْ جَعَلَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مَا بَلَغَ الْكَعْبَةَ فَهُوَ كَالصِّيَامِ الَّذِیْ جَعَلَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مُتَتَابِعًا فِیْ كَفَّارَةِ الظِّهَارِ، وَكَفَّارَةِ الْقَتْلِ، فَلَا يَجُوْزُ غَيْرَ مُتَتَابِعٍ، وَإِنْ كَانَ الَّذِیْ وَجَبَ عَلَيْهِ غَيْرُ مُنْطَبِقِ الْإِتْيَانِ بِهِ مُتَتَابِعًا، فَلَا تُبِيْحُهُ الضَّرُوْرَةُ أَنْ يَصُوْمَهُ مُتَفَرِّقًا .فَكَذٰلِكَ الْهَدْیُ الْمَوْصُوْفُ بِبُلُوْغِ الْكَعْبَةِ، لَا يُجْزِءُ الَّذِیْ هُوَ عَلَيْهِ كَذٰلِكَ، وَإِنْ صُدَّ عَنْ بُلُوْغِ الْكَعْبَةِ لِلضَّرُوْرَةِ، أَنْ يَذْبَحَهُ فِيْمَا سِوٰی ذٰلِكَ .وَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ لَهُمْ عَلٰی أَهْلِ الْمَقَالَةِ الْأُوْلٰی فِیْ نَحْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِذٰلِكَ الْهَدْیِ الَّذِیْ نَحَرَهُ بِالْحُدَيْبِيَةِ، لَمَّا صُدَّ عَنِ الْحَرَمِ، وَتَصَدَّقَ بِلَحْمِهِ بِقَدِيْدٍ أَنَّ قَوْمًا زَعَمُوْا أَنَّ نَحْرَهُ إِيَّاهُ كَانَ فِی الْحَرَمِ .

۴۰۰۱: سباع بن ثابت نے ام کرز سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حدیبیہ میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ سے پوچھا ہدایا کے گوشت کا حکم کیا ہے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ علماء کی ایک جماعت کا کہنا ہے کہ ھدی روک لیے جانے کے بعد حرم سے باہر ذبح کریں گے۔ انہوں نے مذکورۃ الصدر روایت کو متدل بنایا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے جب ہدایا کو حدیبیہ میں نحر کیا تو یہ اس بات کی دلالت ہے کہ جس کو روکا جائے وہ ہدی کو غیر حرم میں ہی ذبح کر دے۔ مگر دیگر جماعت علماء نے ان کی بات سے اختلاف کرتے ہوئے کہا ہے۔ کہ ہدایا کو حرم کی حدود میں ہی ذبح کیا جا سکتا ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ھدیا بالغ الکعبہ کہ وہ ہدی کعبہ تک پہنچنے والی ہو۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کو ھدی فرمایا جو کعبہ تک پہنچتی ہو وہ ان دونوں کی طرح ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے کفارہ قتل وظہار میں تسلسل کے ساتھ رکھنے کا حکم فرمایا ہے اگر ان کو بلا تسلسل رکھا جائے تو جائز نہ ہونگے۔ اگر وہ شخص اس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو اس کے لئے ضرورت کے طور پر متفرق رکھنا درست نہیں۔ اسی طرح وہ ہدی جو بیت اللہ تک پہنچنے کے ساتھ متصف ہے اگر اس کو روک دیا جائے تو جس شخص پر وہ ہدی لازم ہوئی وہ ضرورت کے طور پر بھی اسے دوسری جگہ ذبح نہیں کر سکتا۔ پس وہ ہدی جو روک لی گئی تو جناب رسول اللہ ﷺ نے اسے حدیبیہ میں ذبح کر قدید کے مقام پر اس کا گوشت صدقہ کیا اس کے متعلق قول اول کے قائلین کے خلاف دلیل یہ ہے کہ ایک جماعت کے خیال میں آپ نے اسے حدود حرم میں ذبح کیا تھا۔ روایت ذیل میں ملاحظہ ہو۔

**تخریج** : نسائی فی العقبہ باب ٤۔

**حاصل روایات:** اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے ہدایا کو حدیبیہ میں ذبح کر دیا تھا جبکہ آپ کو مشرکین نے حرم میں داخلہ سے روک دیا تھا اس سے ثابت ہوا کہ ہدی کو احصار کے بعد وہیں ذبح کر دینا کافی ہے حرم کی حدود میں داخل کرنا ضروری نہیں۔

## فریق ثانی کا موقف اور دلیل وجوابات:

دم احصار کا حرم میں داخل کر کے ذبح کرنا ضروری ہے اس کی دلیل یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''ھدیًا بالغ

الکعبة" (المائدہ:۹۵) اللہ تعالیٰ نے ہدی کو مسلسل روزوں کی طرح قرار دیا ہے جو کہ کفارہ ظہار میں رکھے جائیں اسی طرح کفارہ قتل کے روزے۔ ان میں تتابع شرط ہے۔ بلا تسلسل وہ روزے جائز اور مشروع نہیں خواہ وہ کسی ایسے شخص پر کفارہ لازم ہوا ہو جو پے درپے روزے کی طاقت نہیں رکھتا اس کو عذر اور ضرورت کی وجہ سے متفرق روزے رکھنے جائز نہیں ہیں تو ہدی احصار کا حکم بھی یہی ہے کہ اس میں احصار کی وجہ حدود حرم سے باہر ذبح کرنا جائز نہ ہوگا بلکہ حدود حرم میں داخل کرنا ضروری ہے۔

فریق اوّل کے مؤقف کا جواب: ''کان من الحجة علی اهل المقالة" سے بیان کیا یہ کہنا ہرگز درست نہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ہدایا کو وہیں ذبح کر کے ان کا گوشت مقام قدید کے لوگوں کو صدقہ کر دیا تھا کیونکہ اس کے بالمقابل حضرت ناجیہ بن جندب اسلمیؓ کی روایت موجود ہے جس سے ان کا حرم کے اندر لے جا کر ذبح کرنا ثابت ہوتا ہے۔ روایت یہ ہے۔

۴۰۰۲ : حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ أَبِيْ دَاوُدَ قَالَ : ثَنَا مِخْوَلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مِخْوَلِ بْنِ رَاشِدٍ، عَنْ إِسْرَائِيْلَ، عَنْ مَجْزَأَةَ بْنِ زَاهِرٍ، عَنْ (نَاجِيَةَ بْنِ جُنْدُبِ الْأَسْلَمِيِّ) عَنْ أَبِيْهِ قَالَ : أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ صُدَّ الْهَدْيُ، فَقُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ابْعَثْ مَعِيْ بِالْهَدْيِ فَلْأَنْحَرْهُ فِي الْحَرَمِ .قَالَ وَكَيْفَ تَأْخُذُ بِهٖ؟ قُلْت آخُذُ بِهٖ فِيْ أَوْدِيَةٍ، لَا يَقْدِرُوْنَ عَلَيَّ فِيْهَا فَبَعَثَهُ مَعِيْ حَتّٰى نَحَرْتُهُ فِي الْحَرَمِ) . فَقَدْ دَلَّ هٰذَا الْحَدِيْثُ أَنَّ هَدْيَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ، نُحِرَ فِي الْحَرَمِ. وَقَالَ آخَرُوْنَ : كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحُدَيْبِيَةِ، وَهُوَ يَقْدِرُ عَلٰى دُخُوْلِ الْحَرَمِ. قَالُوْا : وَلَمْ يَكُنْ صُدَّ إِلَّا عَنِ الْبَيْتِ، وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ بِمَا

۴۰۰۲ مجزاة بن زاہر بیان کرتے ہیں کہ ناجیہ بن جندب اسلمیؓ نے (اپنے والد سے) روایت نقل کی ہے کہ میں جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ کے ہدایا کو روک لیا گیا تھا میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میرے ساتھ ہدایا روانہ کر دیں میں ان کو حرم میں ضرور نحر کروں گا آپ ﷺ نے فرمایا تم یہ کس طرح کرو گے میں نے کہا میں ان کو ایسی وادیوں میں سے لے جاؤں گا جن میں وہ مجھ پر قابو نہ پاسکیں گے چنانچہ آپ ﷺ نے ہدایا ان کے ساتھ بھیج دیئے انہوں نے لے جا کر حرم میں ذبح کر دیئے۔ یہ روایت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ ھدی حرم میں ذبح کی گئی۔ بعض دیگر حضرات کا کہنا ہے کہ آپ حدیبیہ میں تھے اور حرم میں داخلے کی قدرت تھی اور آپ کو رکاوٹ تو کعبہ اللہ سے تھی۔ ان کا استدلال اس طرح ہے ذیل میں ملاحظہ ہو۔

**حاصل روایات:** اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ ہدایا کو حرم میں لے جا کر ذبح کرنا ضروری ہے ورنہ ناجیہ بن جندب کے لے جانے کی چنداں ضرورت نہ تھی معلوم ہوگیا کہ آپ کے ہدایا حرم میں ذبح کئے گئے۔

(روایت میں عن ابیہ کا لفظ یا مجزاۃ کے بعد ہے یا وہم راوی سے زائد لکھا گیا ہے۔ ناجیہ خود صحابی رسول اللہ ﷺ ہیں)

دوسرا جواب: جناب نبی اکرم ﷺ حدیبیہ میں حدود حرم سے متصل تھے اور آپ کو تو بیت اللہ میں داخل ہونے سے روکا گیا تھا حدود حرم سے نہیں جیسا کہ اس روایت سے ثابت ہوتا ہے ملاحظہ ہو۔

۴۰۰۳ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِیْ دَاوُدَ قَالَ : ثَنَا سُفْیَانُ بْنُ بِشْرٍ الْکُوْفِیُّ قَالَ : ثَنَا یَحْیَی بْنُ زَائِدَۃَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنِ الزُّهْرِیِّ، عَنْ عُرْوَۃَ، عَنِ الْمِسْوَرِ، (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ بِالْحُدَیْبِیَۃِ، خِبَاؤُهُ فِی الْحِلِّ، وَمُصَلَّاهُ فِی الْحَرَمِ) . فَثَبَتَ بِمَا ذَکَرْنَا أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، لَمْ یَکُنْ صُدَّ عَنِ الْحَرَمِ، وَأَنَّهُ کَانَ یَصِلُ إِلٰی بَعْضِهِ. وَلَا یَجُوْزُ فِیْ قَوْلِ أَحَدٍ مِنَ الْعُلَمَاءِ، لِمَنْ قَدَرَ عَلٰی دُخُوْلِ شَیْءٍ مِنَ الْحَرَمِ، أَنْ یَنْحَرَ هَدْیَهُ دُوْنَ الْحَرَمِ .فَلَمَّا ثَبَتَ بِالْحَدِیْثِ الَّذِیْ ذَکَرْنَا، أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، کَانَ یَصِلُ إِلٰی بَعْضِ الْحَرَمِ اسْتَحَالَ أَنْ یَکُوْنَ نَحَرَ الْهَدْیَ فِیْ غَیْرِ الْحَرَمِ، لِأَنَّ الَّذِیْ أَبَاحَ نَحْرَ الْهَدْیِ فِیْ غَیْرِ الْحَرَمِ، إِنَّمَا یُبِیْحُهُ فِیْ حَالِ الصَّدِّ، عَنِ الْحَرَمِ فِیْ حَالِ الْقُدْرَۃِ عَلٰی دُخُوْلِهِ. فَانْتَفٰی بِمَا ذَکَرْنَا أَنْ یَکُوْنَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَحَرَ الْهَدْیَ فِیْ غَیْرِ الْحَرَمِ، وَهٰذَا قَوْلُ أَبِیْ حَنِیْفَۃَ، وَأَبِیْ یُوْسُفَ، وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی. وَقَدِ احْتَجَّ قَوْمٌ فِیْ تَجْوِیْزِ نَحْرِ الْهَدْیِ فِیْ غَیْرِ الْحَرَمِ، بِمَا

۴۰۰۳: عروہ نے مسور بن مخرمہؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ حدیبیہ میں تھے اور آپ کا خیمہ تو حل میں تھا مگر مصلیٰ نماز حرم کی حدود میں تھا۔ اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ جناب نبی اکرم ﷺ حرم سے نہ روکے گئے تھے کسی بھی عالم نے آج تک نہیں کہا کہ جو شخص حرم میں مطلقاً داخل ہو سکے تو اس کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنی ہدی حرم کے علاوہ نحر کرے۔ مذکورہ بیان سے ثابت ہوا کہ آپ کو حرم سے رکاوٹ نہیں ہوئی تھی۔ حرم کے کچھ حصہ تک آپ پہنچ چکے تھے اور کسی بھی فقیہ کے ہاں کسی شخص کے لئے حرم سے باہر ھدی کا ذبح کرنا درست نہیں جو حرم کے کسی بھی حصہ میں داخلہ کی قدرت رکھتا ہو۔ جب مذکورہ روایت نے ثابت کر دیا کہ آپ ﷺ حرم کے بعض حصے تک پہنچ چکے تھے تو یہ بات ناممکن ہے کہ آپ نے حرم سے باہر قربانی کی ہو۔ کیونکہ حرم سے باہر ھدی کے نحر کا جواز اس صورت میں ہے جب حرم سے رکاوٹ ہو۔ حرم میں داخلہ کی طاقت میسر ہونے کی صورت میں جائز نہیں۔ پس اس بیان سے اس چیز کی نفی ہوگئی کہ آپ نے حرم سے باہر ھدی ذبح کی یہ امام ابوحنیفہ ابویوسف محمد رحمہم اللہ کا قول ہے اور بعض حضرات نے غیر محرم میں ھدی کے ذبح پر اس روایت سے استدلال کیا ہے۔ ذیل میں ملاحظہ ہو۔

جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ جناب نبی اکرم ﷺ حرم کے بعض حصہ میں داخل ہوئے تو یہ ناممکن ہے کہ ہدی کو غیر حرم میں ذبح کیا ہو کیونکہ جو لوگ ہدی کو حرم کے علاوہ جگہ میں ذبح کرنا جائز قرار دیتے ہیں وہ تو احصار کی حالت میں جائز کہتے ہیں اور یہاں تو حرم میں دخول کی قدرت تھی بیت اللہ میں داخلہ کی رکاوٹ تھی۔

اس سے وہ بات غلط ثابت ہوئی کہ آپ ﷺ نے ہدی کو غیر حرم میں ذبح کیا تھا۔

یہ ہمارے ائمہ امام ابوحنیفہ ابویوسف محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔

## ایک اشکال: قد احتج قوم سے ذکر کیا:

بعض لوگوں نے اس روایت کو غیر حرم میں ہدایا کے ذبح پر بطور دلیل پیش کیا ہے۔

۴۰۰۴: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ يَعْقُوْبَ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ أَبِيْ أَسْمَاءَ ، مَوْلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ : خَرَجْتُ مَعَ عُثْمَانَ وَعَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَاشْتَكَى الْحَسَنُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِالسُّقْيَا وَهُوَ مُحْرِمٌ، فَأَصَابَهُ بِرْسَامٌ فَأَوْمٰى إِلٰى رَأْسِهٖ فَحَلَقَ عَلٰى رَأْسِهٖ وَنَحَرَ عَنْهُ جَزُوْرًا فَأَطْعَمَ أَهْلَ الْمَاءِ .

۴۰۰۴: یعقوب بن خالد نے ابو اسماء مولیٰ عبداللہ بن جعفرؓ سے نقل کیا کہ میں عثمان و علی رضی اللہ عنہما کے ساتھ نکلا حسنؓ مقام سقیاء میں احرام کی حالت میں بیمار ہو گئے ان کو برسام ہو گئی انہوں نے اپنے سر کی طرف اشارہ کیا تو علیؓ نے ان کے سر کو مونڈ دیا اور ان کے صدقہ کے طور پر اونٹ ذبح کر کے مقام سقیاء کے لوگوں کو کھلائے۔

۴۰۰۵: حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهٗ، عَنْ يَحْيَى، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ ، غَيْرَ أَنَّهٗ لَمْ يَذْكُرْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَلَأَنَّ الْحَسَنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ مُحْرِمًا .فَاحْتَجُّوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ، لِأَنَّ فِيْهِ أَنَّ عَلِيًّا نَحَرَ الْجَزُوْرَ، دُوْنَ الْحَرَمِ .فَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ عَلَيْهِمْ فِيْ ذٰلِكَ، أَنَّهُمْ لَا يُبِيْحُوْنَ لِمَنْ كَانَ غَيْرَ مَمْنُوْعٍ مِنَ الْحَرَمِ، أَنْ يَذْبَحَ فِيْ غَيْرِ الْحَرَمِ، وَإِنَّمَا يَخْتَلِفُوْنَ إِذَا كَانَ مَمْنُوْعًا عَنْهُ .فَدَلَّ مَا ذَكَرْنَا، عَلٰى أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، لَمَّا نَحَرَ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ فِيْ غَيْرِ الْحَرَمِ، وَهُوَ وَاصِلٌ إِلَى الْحَرَمِ، أَنَّهٗ لَمْ يَكُنْ أَرَادَ بِهِ الْهَدْيَ، وَلٰكِنَّهٗ أَرَادَ بِهٖ مَعْنًى آخَرَ مِنَ الصَّدَقَةِ عَلٰى أَهْلِ ذٰلِكَ الْمَاءِ وَالتَّقَرُّبِ إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى بِذٰلِكَ، مَعَ أَنَّهٗ لَيْسَ فِي الْحَدِيْثِ أَنَّهٗ أَرَادَ بِهِ الْهَدْيَ .فَكَمَا يَجُوْزُ لِمَنْ حَمَلَهٗ عَلٰى أَنَّهٗ هَدْيٌ، مَا حَمَلَهٗ عَلَيْهِ مِنْ ذٰلِكَ، فَكَذٰلِكَ يَجُوْزُ لِمَنْ حَمَلَهٗ عَلٰى أَنَّهٗ لَيْسَ بِهَدْيٍ، مَا حَمَلَهٗ عَلَيْهِ مِنْ ذٰلِكَ .وَقَدْ بَدَأْنَا بِالنَّظَرِ فِيْ ذٰلِكَ، وَذَكَرْنَا فِيْ أَوَّلِ هٰذَا الْبَابِ، فَأَغْنَانَا ذٰلِكَ عَنْ إِعَادَتِهٖ هٰهُنَا.

۴۰۰۵: مالک نے یحییٰ سے پھر انہوں نے اپنی سند سے روایت نقل کی ہے البتہ اس میں عثمان رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کیا اور نہ اس بات کا تذکرہ ہے کہ حسن رضی اللہ عنہ محرم تھے۔ انہوں نے اس روایت کو اپنی دلیل بنایا ہے کیونکہ اس میں مذکور ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اونٹ کو ذبح کیا اور وہ علاقہ حرم کا نہ تھا۔ جواب یہ ہے کہ جس کو حرم میں پہنچانے کی ممانعت نہ ہو وہ اس کے لئے غیر حرم میں ذبیحہ کو مباح قرار نہ دیتے تھے۔ جب حرم میں پہنچنا اس کے لئے منع ہو تو اس میں ان کا اختلاف تھا۔ مذکورہ بات سے یہ دلالت مل گئی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب اس اونٹ کو غیر حرم میں ذبح کر دیا جیسا کہ روایت میں ہے حالانکہ وہ حرم میں پہنچ سکتے تھے۔ تو معلوم ہوا ان کا مقصود اس سے ھدی نہ تھا۔ بلکہ وہ

صدقہ کی قسم تھی۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس حدیث میں کہیں نہیں کہ اس سے ھدی مراد تھی۔ جس طرح اس سے ھدی مراد لینا درست ہے جنہوں نے ھدی مراد لی اسی طرح اس کا اس پر حمل کرنا بھی درست ہے کہ وہ ہدی نہ تھی اس سلسلہ میں شروع باب میں بیان کردہ نظر اعادہ سے ہمیں بے نیاز کرنے والی ہے۔

**حاصل روایات:** ان دونوں روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ علیؓ نے اونٹ ذبح کیا اور حرم کے علاوہ ذبح کیا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ دم احصار کا حرم میں پہنچانا ضروری نہیں۔

**ج:** تمہارے ہاں جب حرم تک پہنچا جاسکتا ہو تو حرم میں ذبح کرنا چاہئے اور جب ممکن نہ ہو تو پھر تم اختلاف کرتے ہو اور یہاں تو پہنچنے میں کوئی رکاوٹ نہ تھی احصار نہ تھا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علیؓ نے جب غیر حرم میں ذبح کر دیا حالانکہ وہ حرم تک پہنچ سکتے تھے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہدی نہ تھی انہوں نے صدقہ کیا تھا تا کہ وہاں کے غرباء کھائیں اور اس سے قرب الٰہی بھی حاصل ہو صدقہ بلاء کو دفع کرتا ہے۔ اس روایت میں تو یہ کہیں نہیں ہے کہ وہ مذبوحہ جانور ہدی تھی اگر تم ہدی پر محمول کرو گے تو ہم اس کو غیر ہدی پر محمول کریں گے۔ یہاں نظری دلیل کی ضرورت نہیں۔ جو پہلے ذکر کیا وہ کفایت کرنے والا ہے۔

اس روایت کو سنن بیہقی نے اس طرح نقل کیا کہ عبداللہ بن جعفر حضرت عثمانؓ کے قافلہ میں حج کو جارہے تھے حضرت حسینؓ بھی ساتھ تھے وہ راستہ میں بیمار ہوئے ان کو غشی اور دوران سر کی تکلیف ہوئی تو حضرت عثمانؓ نے ان کو مقام عرج تک پہنچایا وہاں بیماری سے شدت اختیار کی عبداللہ تیمارداری کے لئے وہاں ٹھہر گئے اور مدینہ منورہ اطلاع بھجوائی حضرت علیؓ اور اسماء بنت عمیسؓ وہاں پہنچے حضرت عثمانؓ حج کے لئے مکہ روانہ ہو گئے حضرت علیؓ نے پہنچ کر ایک اونٹ ذبح کر کے حضرت حسینؓ کا سر منڈوا دیا۔

(سنن بیہقی)

## بَابُ الْمُتَمَتِّعِ الَّذِیْ لَا یَجِدُ هَدْیًا وَلَا یَصُوْمُ فِی الْعَشْرِ

## جس متمتع کے پاس ہدی نہ ہو اور نہ روزے رکھے اس کا کیا حکم ہے؟

**خلاصۃ الرام:** جس کو دم شکر میسر نہ ہو اور اس نے عشرہ ذی الحجہ میں تین روزے بھی نہ رکھے ہوں تو ایام تشریق میں وہ روزے رکھ سکتا ہے یا اس پر دم ہی ضروری ہوگا۔ امام مالک واحمد وشافعی رحمہم اللہ کے ہاں اگر دم شکر نہ پانے کی وجہ سے عشرہ ذی الحجہ میں تین روزے نہیں رکھے وہ امیر غریب ایام تشریق میں روزے رکھ سکتا ہے اور اگر وہ بھی گزر گئے تو امیر پر دم لازم ہوگا اور غریب بعد میں بھی رکھ سکتا ہے۔

نمبر ۲: دم شکر کے روزے اگر عشرہ ذی الحجہ میں نہیں رکھے تو ایام تشریق میں نہیں رکھ سکتا تو حلق سے پہلے قربانی لازم اگر وہ بھی نہیں کی تو اس پر دو دم لازم ہوں گے ایک دم جرمانہ دوسرا دم شکرانہ۔ یہ ائمہ احناف کا قول ہے۔

فریق اوّل کا مؤقف اور دلیل: قارن و متمتع نے عشرہ ذی الحجہ میں تین روزے دم سے عاجز ہونے کی وجہ سے نہیں رکھے تو ایام تشریق میں رکھے اور اگر اس وقت بھی نہیں رکھے تو اگر امیر ہے تو دم لازم ہوگا اور غریب بعد میں رکھ سکتا ہے۔ دلیل یہ ہے

فذهب قوم سے اسی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

۴۰۰۶ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ قَالَ : حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَلَامٍ قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ (أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي الْمُتَمَتِّعِ إِذَا لَمْ يَجِدَ الْهَدْىَ، وَلَمْ يَصُمْ فِي الْعَشْرِ أَنَّهُ يَصُومُ أَيَّامَ التَّشْرِيقِ) .

۴۰۰۶: سالم نے اپنے والد سے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر متمتع ہدی نہ پائے اور عشرہ ذی الحجہ میں روزے بھی نہ رکھے تو ایام تشریق میں روزے رکھ لے۔

اللُّغَاتِ :ایام تشریق۔ گیارہ، بارہ، تیرہ ذی الحجہ کو ایام تشریق کہا جاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ قربانیوں کا گوشت دھوپ میں ڈال کر سکھایا جاتا تھا۔

۴۰۰۷ : حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ : ثَنَا أَبُو كَامِلٍ فُضَيْلُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْجَحْدَرِيُّ قَالَ : ثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عِيسٰى، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، وَعَنْ سَالِمٍ، عَنْ (ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَا : لَمْ يُرَخِّصْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَوْمِ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ إِلَّا لِمُحْصَرٍ أَوْ مُتَمَتِّعٍ) .

۴۰۰۷: سالم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ ایام تشریق کے دنوں میں صرف محصر اور متمتع کو روزہ رکھنے کی اجازت دی گئی ہے۔

۴۰۰۸ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ النُّعْمَانِ السَّقَطِيُّ قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأُوَيْسِيُّ قَالَ : ثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، وَعَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُمَا كَانَا يُرَخِّصَانِ لِلْمُتَمَتِّعِ إِذَا لَمْ يَجِدْ هَدْيًا، وَلَمْ يَكُنْ صَامَ قَبْلَ عَرَفَةَ، أَنْ يَصُومَ أَيَّامَ التَّشْرِيقِ .قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ : فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلٰى هٰذَا، وَأَبَاحُوا صِيَامَ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ لِلْمُتَمَتِّعِ، وَالْقَارِنِ، وَالْمُحْصَرِ إِذَا لَمْ يَجِدُوا هَدْيًا، وَلَمْ يَكُونُوا صَامُوا قَبْلَ ذٰلِكَ، صَامُوا هٰذِهِ الْأَيَّامَ، وَمَنَعُوا مِنْهَا مَنْ سِوَاهُمْ، وَاحْتَجُّوا فِي ذٰلِكَ بِهٰذِهِ الْآثَارِ .وَخَالَفَهُمْ فِي ذٰلِكَ آخَرُونَ فَقَالُوا : لَيْسَ لِهٰؤُلَاءِ وَلَا لِغَيْرِهِمْ مِنَ النَّاسِ أَنْ يَصُومُوا هٰذِهِ الْأَيَّامَ عَنْ شَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ وَلَا عَنْ شَيْءٍ مِنَ الْكَفَّارَاتِ، وَلَا فِي تَطَوُّعٍ لِنَهْيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ .وَلٰكِنْ عَلَى الْمُتَمَتِّعِ وَالْقَارِنِ الْهَدْىُ لِمُتْعَتِهِمَا وَقِرَانِهِمَا، وَهَدْيٌ آخَرُ، لِأَنَّهُمَا حَلَّا بِغَيْرِ هَدْيٍ وَلَا صَوْمٍ .وَاحْتَجُّوا فِي ذٰلِكَ مِنَ الْآثَارِ الْمَرْوِيَّةِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۴۰۰۸: عروہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے اور سالم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ دو عائشہ

صدیقہ رضی اللہ عنہا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اس متمتع کو ایام تشریق میں روزے کی اجازت دیتے تھے جو ہدی نہ رکھتا ہو اور پہلے دس دنوں میں روزے نہ رکھ سکا ہو۔ امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں بعض علماء نے ان روایات کو اختیار کرتے ہوئے متمتع، قارن اور محصر کے لئے ایام تشریق کے روزوں کو جائز قرار دیا۔ جب کہ ان کے پاس ھدی نہ ہو اور انہوں نے حج سے پہلے والا روزہ بھی نہ رکھا ہو۔ ان کے علاوہ لوگوں کو ان دنوں میں روزے کی ممانعت ہے۔ ان کا استدلال ان روایات سے ہے۔ مگر دیگر حضرات نے ان سے مخالفت کرتے ہوئے فرمایا۔ ان لوگوں اور دیگر لوگوں کو ایام تشریق میں کفارہ یا نفلی یا قضاء کسی قسم کا روزہ رکھنا درست نہیں کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔ البتہ متمتع وقارن پر دو دو قربانیاں لازم ہوں گی ایک قرآن و تمتع کی وجہ سے اور دوسری ہدی اور روزے کے بغیر احرام سے باہر آنے کی وجہ سے واجب ہوگی۔ انہوں نے اس سلسلہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی روایات سے استدلال کیا ہے۔ روایات ذیل میں ہیں۔

**حاصل روایات:** متمتع اگر دم شکر نہ رکھتا ہو اور عشرہ ذی الحجہ میں روزے بھی نہ رکھے ہوں تو ایام تشریق میں اس کو تین دن روزے کی اجازت ہے۔

فریق ثانی کا مؤقف اور دلیل و جواب: جس متمتع کو دم شکر کی توفیق نہ ہو اور وہ ایام عشرہ میں تین روزے بھی نہیں رکھ سکا تو اب وہ ایام تشریق میں روزے نہیں رکھ سکتا بلکہ حلق سے پہلے اس پر دم لازم ہے اگر اس نے حلق کروالیا تو پھر دو دم لازم ہو جائیں گے۔ ایام تشریق میں کفارات و تطوع ہر قسم کے روزے ممنوع ہیں۔ دلائل یہ ہیں۔

۴۰۰۹: بِمَا حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ: ثَنَا أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمُقْرِءُ قَالَ: ثَنَا الْمَسْعُوْدِيُّ، عَنْ حَبِيْبِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ بِشْرِ بْنِ سُحَيْمٍ الْأَسْلَمِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: (خَرَجَ مُنَادِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ أَيَّامِ التَّشْرِيْقِ فَقَالَ إِنَّ هٰذِهِ الْأَيَّامَ، أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ).

۴۰۰۹: بشر بن سحیم اسلمی نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منادی ایام تشریق میں نکل کر یہ اعلان کرنے لگا کہ یہ کھانے پینے کے دن ہیں۔

۴۰۱۰: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ: ثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ: ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ حُمَيْدٍ الْمَدَنِيُّ قَالَ: ثَنَا (إِسْمَاعِيْلُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهٖ قَالَ أَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أُنَادِيَ أَيَّامَ مِنًى، أَنَّهَا أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ وَبِعَالٍ، فَلَا صَوْمَ فِيْهَا) يَعْنِيْ أَيَّامَ التَّشْرِيْقِ.

۴۰۱۰: اسماعیل بن محمد بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اپنے والد اپنے دادا سے روایت نقل کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم فرمایا کہ منیٰ کے دنوں میں میں اعلان کردوں کہ یہ کھانے پینے اور جماع کے دن ہیں ان میں

روزہ نہیں ہے یعنی ایام تشریق میں۔

۴۰۱۱ : حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ أَبِىْ دَاوُدَ قَالَ : ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ : ثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ : أَنَا ابْنُ أَبِىْ لَيْلٰى، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (أَيَّامُ التَّشْرِيْقِ، أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ وَذِكْرٍ لِلّٰهِ تَعَالٰى عَزَّ وَجَلَّ).

۴۰۱۱: عطاء نے عائشہ ؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایام تشریق کھانے پینے اور اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے کے دن ہیں۔

**تخریج** : مسلم فی الصیام ۱۴۳۲، ابو داؤد فی الأضاحی باب ۱۰، ترمذی فی الصوم باب ۵۸، نسائی فی الحج باب ۱۹۳، والفرع والعتیرة باب ۲، ابن ماجه فی الصیام باب ۳۵، دارمی فی الصوم باب ۴۸/۴۷، مالك فی الحج ۱۳۵، مسند احمد ۲۲۹/۲، ۴۵۲/۳، ۴۸، ۳۳۵، ۵، ۷۵، ۷۶۔

۴۰۱۲ : حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ : ثَنَا اللَّيْثُ، عَنِ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ (أَبِىْ مُرَّةَ، مَوْلٰى عَقِيْلِ بْنِ أَبِىْ طَالِبٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ دَخَلَ هُوَ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، عَلٰى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، وَذٰلِكَ الْغَدَ أَوْ بَعْدَ الْغَدِ مِنْ يَوْمِ الْأَضْحٰى، فَقَرَّبَ إِلَيْهِمْ عَمْرٌو، طَعَامًا .فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ إِنِّىْ صَائِمٌ فَقَالَ لَهٗ عَمْرٌو أَفْطِرْ فَإِنَّ هٰذِهِ الْأَيَّامَ، الَّتِىْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا بِفِطْرِهَا ، أَوْ يَنْهَانَا عَنْ صِيَامِهَا فَأَفْطَرَ عَبْدُ اللّٰهِ، فَأَكَلَ، وَأَكَلْتُ).

۴۰۱۲: ابومرہ مولیٰ عقیل بن ابی طالب ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں اور عبداللہ بن عمرو بن العاص ؓ عمرو بن عاص کے پاس داخل ہوئے یہ یوم نحر کے بعد دوسرا یا تیسرا دن تھا تو عمرو ؓ نے ان کے سامنے کھانا رکھا۔ عبداللہ کہنے لگے میں روزہ دار ہوں تو عمرو کہنے لگے افطار کرو یہ وہ دن ہیں جن کے متعلق روزے کی ممانعت جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمائی ہے یا افطار کا حکم فرمایا ہے تو عبداللہ نے افطار کرلیا اور انہوں نے کھایا اور میں نے بھی کھایا۔

۴۰۱۳ : حَدَّثَنَا عَلِىُّ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ : ثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ : حَدَّثَنِى ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ : أَخْبَرَنِىْ سَعِيْدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَنَّ جَعْفَرَ بْنَ الْمُطَّلِبِ أَخْبَرَهٗ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ دَخَلَ عَلٰى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، فَدَعَاهُ إِلَى الْغَدَاءِ فَقَالَ (إِنِّىْ صَائِمٌ) ثُمَّ الثَّانِيَةُ كَذٰلِكَ، ثُمَّ الثَّالِثَةُ .فَقَالَ : لَا، إِلَّا أَنْ تَكُوْنَ سَمِعْتَهٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .قَالَ : فَإِنِّىْ قَدْ سَمِعْتُهٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَعْنِى النَّهْىَ، عَنِ الصِّيَامِ أَيَّامَ التَّشْرِيْقِ .

۴۰۱۳: سعید بن کثیر نے بتلایا کہ جعفر بن مطلب نے مجھے بتلایا کہ عبداللہ بن عمرو بن العاص ؓ عمرو بن العاص ؓ کے ہاں گئے انہوں نے ان کو صبح کے کھانے کی دعوت دی تو عبداللہ کہنے لگے۔ میں روزہ سے ہوں پھر دوسری مرتبہ کہا تو انہوں نے پھر وہی جواب دیا پھر تیسری مرتبہ کہا تو پھر انہوں نے وہی جواب دیا تو انہوں نے کہا میں نہیں کھاؤں گا

مگر یہ کہ آپ نے اس کو جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا ہو تو عمرو کہنے لگے میں نے اس کو جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ممانعت فرماتے تھے کہ ان دنوں میں روزہ رکھا جائے۔

۴۰۱۴: حَدَّثَنَا فَهْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ (عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُذَافَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُ أَنْ يُنَادِيَ فِيْ أَيَّامِ التَّشْرِيْقِ أَنَّهَا أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ) .

۴۰۱۴: سالم نے سلیمان بن یسار سے انہوں نے عبداللہ بن حذافہؓ سے روایت کی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے مجھے حکم فرمایا کہ میں ایام تشریق میں اعلان کردوں کہ یہ کھانے پینے کے دن ہیں۔

۴۰۱۵: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ : ثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ : ثَنَا صَالِحُ بْنُ أَبِي الْأَخْضَرِ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ حُذَافَةَ أَنْ يَطُوْفَ فِيْ أَيَّامِ مِنًى أَلَا، لَا تَصُوْمُوْا هٰذِهِ الْأَيَّامَ فَإِنَّهَا أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ، وَذِكْرِ اللّٰهِ) .

۴۰۱۵: سعید بن المسیب نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن حذافہ کو حکم دیا کہ وہ ایام منیٰ میں منیٰ میں چکر لگا کر یہ اعلان کرے کہ ان دنوں میں روزہ مت رکھو یہ کھانے پینے اور اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے کے دن ہیں۔

۴۰۱۶: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوٗدَ قَالَ : ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ : ثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ أَنَا عُمَرُ بْنُ أَبِيْ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (أَيَّامُ التَّشْرِيْقِ، أَيَّامُ أَكْلٍ، وَشُرْبٍ، وَذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ) .

۴۰۱۶: حضرت ابوسلمہ نے حضرت ابو ہریرہ ؓ سے نقل کیا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایام تشریق کھانے پینے اور اللہ تعالیٰ کی یاد کے دن ہیں۔

۴۰۱۷: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوٗدَ قَالَ : ثَنَا سَعِيْدٌ، هُوَ ابْنُ مَنْصُوْرٍ، قَالَ : ثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ : أَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ، عَنْ أَبِي الْمَلِيْحِ الْهُذَلِيِّ، عَنْ نُبَيْشَةَ الْهُذَلِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِثْلَهُ .

۴۰۱۷: ابوالملیح ہذلی نے نبیشہ ہذلیؓ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح کی روایت کی ہے۔

۴۰۱۸: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ : ثَنَا رَوْحٌ قَالَ : ثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ : أَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ أَنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرٍ أَخْبَرَهُ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . قَالَ عَمْرٌو : وَقَدْ سَمَّاهُ نَافِعٌ فَنَسِيْتُهُ، (أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَجُلٍ مِنْ بَنِيْ غِفَارٍ يُقَالُ لَهُ بِشْرُ بْنُ سُحَيْمٍ :

ثُمَّ فَنَادِ فِي النَّاسِ : إِنَّهَا أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ فِي أَيَّامِ مِنًى) .

۴۰۱۸: نافع بن جبیر نے ایک صحابی رسول اللہ ﷺ سے نقل کیا ہے کہ عمرو کہتے ہیں کہ نافع نے ان کا نام نافع لیا ہے کہ میں اس کو بھول گیا جناب نبی اکرم ﷺ نے بنی غفار کے ایک شخص کو فرمایا جس کا نام بشر بن سحیم تھا کہ جاؤ اور لوگوں میں اعلان کر دو۔ یہ کھانے پینے کے دن ہیں یہ ایام منیٰ میں اعلان کرایا گیا۔

۴۰۱۹ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ : ثَنَا حَجَّاجُ بْنُ الْمِنْهَالِ، قَالَ : ثَنَا حَمَّادٌ، قَالَ : أَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ بِشْرِ بْنِ سُحَيْمٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ .

۴۰۱۹: نافع بن جبیر نے بشر بن سحیم سے انہوں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح روایت کی ہے۔

۴۰۲۰ : حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ، قَالَ : ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ، قَالَ : أَنَا شُعْبَةُ ح .

۴۰۲۰: یزید بن ہارون نے شعبہ سے روایت کی ہے۔

۴۰۲۱ : وَحَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا وَهْبٌ، قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ حَبِيْبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ بِشْرِ بْنِ سُحَيْمٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ .

۴۰۲۱: نافع بن جبیر نے بشر بن سحیم سے انہوں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح کی روایت کی ہے۔

۴۰۲۲ : حَدَّثَنَا عَلِيٌّ، قَالَ : ثَنَا رَوْحٌ، قَالَ : ثَنَا الرَّبِيْعُ بْنُ صُبَيْحٍ، وَمَرْزُوْقٌ، أَبُوْ عَبْدِ اللَّهِ الشَّامِيُّ، قَالَا : ثَنَا يَزِيْدُ الرَّقَاشِيُّ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : (نَهٰى رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَوْمِ أَيَّامِ التَّشْرِيْقِ الثَّلَاثَةِ، بَعْدَ يَوْمِ النَّحْرِ) .

۴۰۲۲: یزید الرقاشی نے روایت کی ہے کہ انس بن مالک نے کہا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے یوم نحر کے بعد تین دن ایام تشریق میں روزے کی ممانعت فرمائی ہے۔

**تخریج** : مسند احمد ٤/٧٧۔

۴۰۲۳ : حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَامِرٍ، عَنِ الرَّبِيْعِ بْنِ صُبَيْحٍ، عَنْ يَزِيْدَ الرَّقَاشِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ .

۴۰۲۳: یزید الرقاشی نے انس بن مالک سے انہوں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح روایت کی ہے۔

۴۰۲۴ : حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمُقْرِءُ، قَالَ : أَخْبَرَنِي ابْنُ لَهِيْعَةَ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِي حَبِيْبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ (مَعْمَرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْعَدَوِيِّ قَالَ : بَعَثَنِي رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُوَذِّنُ فِي أَيَّامِ التَّشْرِيْقِ بِمِنًى لَا يَصُوْمُ مِنْ أَحَدٍ فَإِنَّهَا أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ)

۴۰۲۴: عبدالرحمن بن جبیر نے معمر بن عبداللہ عدوی سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے مجھے منیٰ میں ایام تشریق میں بھیجا کہ میں اعلان کردوں ان دنوں میں کوئی روزہ نہ رکھے یہ کھانے پینے کے دن ہیں۔

**تخریج**: مسند احمد ٥/٢٢٤۔

۴۰۲۵: حَدَّثَنَا رَبِيْعٌ الْجِيزِيُّ قَالَ : ثَنَا أَبُو الْأَسْوَدِ، وَيَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُكَيْرٍ، قَالَا : ثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ أَنَّهُ سَمِعَ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ، وَقَبِيصَةَ بْنَ ذُؤَيْبٍ، يُحَدِّثَانِ عَنْ (أُمِّ الْفَضْلِ امْرَأَةِ عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَتْ : كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًى أَيَّامَ التَّشْرِيقِ، فَسَمِعْتُ مُنَادِيًا يَقُوْلُ : إِنَّ هٰذِهِ الْأَيَّامَ أَيَّامُ طُعْمٍ، وَشُرْبٍ، وَذِكْرِ اللّٰهِ. قَالَتْ : فَأَرْسَلْتُ رَسُوْلًا : مَنَ الرَّجُلُ، وَمَنْ أَمَرَهُ؟ فَجَاءَنِي الرَّسُوْلُ فَحَدَّثَنِي أَنَّهُ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ ابْنُ حُذَافَةَ يَقُوْلُ : أَمَرَنِي بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ).

۴۰۲۵: سلیمان بن یسار اور قبیصہ بن ذویب دونوں نے ام الفضل زوجہ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ کہتی ہیں کہ ہم جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ منیٰ میں تھے یہ ایام تشریق کے دن تھے میں نے ایک منادی کو اعلان کرتے سنا یہ کھانے پینے اور ذکر اللہ کے دن ہیں ام فضل کہتی ہیں میں نے قاصد بھیج کر پتہ کروایا کہ تم کون ہو اور تمہیں کس نے حکم دیا ہے؟ قاصد لوٹ کر آیا اور اس نے مجھے بیان کیا کہ میرا نام حذافہ ہے اور مجھے جناب رسول اللہ ﷺ نے یہ اعلان کرنے کا حکم دیا ہے۔

**تخریج**: مسند احمد ٢/ ٣٩، ٢٢٩، ٣٨٧۔

۴۰۲۶: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ، قَالَ : ثَنَا رَوْحٌ، قَالَ : ثَنَا مُوْسَى بْنُ عُبَيْدَةَ قَالَ : أَخْبَرَنِي الْمُنْذِرُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ خَالِدَةَ الزُّرَقِيِّ عَنْ أُمِّهِ، قَالَتْ : (بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي أَوْسَطِ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ، يُنَادِيْ فِي النَّاسِ لَا تَصُوْمُوْا فِي هٰذِهِ الْأَيَّامِ، فَإِنَّهَا أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ وَبِعَالٍ).

۴۰۲۶: عمرو بن خالدہ زرقی نے اپنی والدہ سے روایت کی ہے کہ علی بن ابی طالب کو ایام تشریق کے دوران بھیجا کہ وہ لوگوں میں اعلان کردیں ان دنوں میں روزہ مت رکھو یہ کھانے پینے اور جماع کے دن ہیں۔

۴۰۲۷: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوٗدَ قَالَ : ثَنَا الْوَهْبِيُّ، قَالَ : ثَنَا ابْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حَكِيْمٍ، عَنْ (مَسْعُوْدِ بْنِ الْحَكَمِ الزُّرَقِيِّ قَالَ : حَدَّثَتْنِي أُمِّي قَالَتْ : لَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلَى بَغْلَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْضَاءِ، حَتّٰى قَامَ إِلَى شِعْبِ الْأَنْصَارِ وَهُوَ يَقُوْلُ : يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ، إِنَّهَا لَيْسَتْ بِأَيَّامِ صَوْمٍ، إِنَّهَا أَيَّامُ أَكْلٍ، وَشُرْبٍ، وَذِكْرٍ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ)

۴۰۲۷: مسعود بن حکم زرقی کہتے ہیں کہ مجھے میری والدہ نے بیان کیا گویا یہ منظر اب بھی میری نگاہوں کے سامنے ہے کہ علی بن ابی طالبؓ جناب رسول اللہ ﷺ کے سفید خچر پر سوار ہو کر شعب انصار میں اعلان کر رہے ہیں اے مسلمانو! یہ روزے کے دن نہیں بلکہ کھانے پینے اور ذکر اللہ کے دن ہیں۔

۴۰۲۸ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ تَمَّامٍ، قَالَ : ثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُكَيْرٍ، قَالَ : حَدَّثَنِي مَيْمُوْنُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ : حَدَّثَنِي مَخْرَمَةُ بْنُ بُكَيْرٍ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ : سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ، يَزْعُمُ أَنَّهُ سَمِعَ (ابْنَ الْحَكَمِ الزُّرَقِيَّ يَقُوْلُ :

۴۰۲۸: سلیمان بن یسار کا خیال یہ ہے کہ اس نے ابن حکم زرقی کو کہتے سنا کہ میرے والد نے بیان کیا کہ وہ جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ منیٰ میں موجود تھے انہوں نے ایک سوار کو بلند آواز سے چیخ چیخ کر یہ اعلان کرتے سنا کوئی آدمی ہرگز ان دنوں روزہ نہ رکھے یہ کھانے پینے کے دن ہیں۔

۴۰۲۹ : حَدَّثَنَا أَبِي أَنَّهُمْ كَانُوْا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًى فَسَمِعُوْا رَاكِبًا وَهُوَ يَصْرُخُ : لَا يَصُوْمَنَّ أَحَدٌ فَإِنَّهَا أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ).

۴۰۲۹: سلیمان بن یسار نے بیان کیا کہ مسعود نے اپنی والدہ سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔

۴۰۳۰ : حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ : حَدَّثَنِي بَكْرُ بْنُ مُضَرَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ حَدَّثَهُ أَنْ مَسْعُوْدًا حَدَّثَهُ عَنْ أُمِّهِ، نَحْوَهُ.

۴۰۳۰: یحییٰ بن سعید کہتے ہیں کہ میں نے یوسف بن مسعود بن حکم زرقی کو کہتے سنا کہ مجھے میری دادی نے بیان کیا پھر اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔

۴۰۳۱ : حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْفِهْرِيُّ قَالَ : أَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ يُوْسُفَ بْنَ مَسْعُوْدِ بْنِ الْحَكَمِ الزُّرَقِيَّ يَقُوْلُ : حَدَّثَتْنِي جَدَّتِي، ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَهُ.

۴۰۳۱: مسعود بن حکم انصاری نے ایک صحابی رسول سے بیان کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے عبداللہ بن حذافہؓ کو حکم فرمایا کہ منیٰ کے دنوں میں اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر لوگوں میں زور زور سے اعلان کر دے۔ خبردار ان دنوں میں کوئی روزہ نہ رکھے یہ کھانے پینے کے دن ہیں۔ راوی کہتے ہیں میں نے ان کو اپنی اونٹنی پر سوار یہ اعلان کرتے سنا۔

**حاصل روایات:** ان آثار و روایات سے یہ بات اظہر من الشمس ہو گئی کہ ایام تشریق میں قیام منیٰ کے دوران ہر قسم کے حجاج کو روزے کی ممانعت ہے خواہ وہ متمتع ہوں یا قارن۔ ان میں سے کسی کو مستثنیٰ نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ کسی کو ان دنوں روزہ رکھنے کی اجازت نہیں۔ اشکال۔ فان قال قائل سے ذکر کیا:

ان روایات کو فصل اول کی روایات پر ترجیح کی کیا وجہ ہے ورنہ روایت و استدلال میں تو دونوں برابر ہیں۔

ج:

نمبر ①: روایت اول میں یحییٰ بن سلام راوی ہے جو کہ نہایت درجہ ضعیف ہے وہ اپنے ضعف سے اپنے قدموں پر کھڑا نہیں ہوسکتا روایت کو کیا قائم کرے گا ایسے منکر و متروک کی روایت قابل اعتبار نہیں دوسرا محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ بھی ضعیف راوی ہے۔

نمبر ②: دوسری روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی ہے اور ان کا اجتہاد ہے۔ فصیام ثلاثہ ایام فی الحج کے عموم سے ایام تشریق مستثنیٰ ہیں ان کو اس کی اطلاع نہیں ہوسکی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اپنی روایت فریق ثانی کی حمایت میں موجود ہے فلہذا اس سے استدلال درست نہ رہا۔

معانی آثار کے لحاظ سے اس باب کا یہ حکم ہے۔

## نظر طحاوی۔ومن طریق النظر سے بیان کیا:

اس پر تو تمام کا اتفاق ہے کہ ایام نحر میں کسی قسم کا روزہ جائز نہیں ہے اور قرآن مجید کی آیت فصیام ثلاثۃ ایام فی الحج (الایۃ) میں یوم نحر سے پہلے تین روزے رکھنے کا حکم فرمایا گیا ہے اور یوم نحر یوم عرفہ سے قبل کے دنوں کی بنسبت ایام تشریق کے مقابلہ میں زیادہ قریب ہے تو جب یوم نحر عشرہ ذی الحجہ کے قریب تر ہونے کے باوجود اس بات کا حقدار نہیں کہ متمتع یا قارن یا محصر ان میں روزہ رکھے۔ تو ایام تشریق جو ایام حج یعنی عشر ذی الحجہ سے دور ہیں ان میں قارن محصر و متمتع کو روزہ رکھنا بدرجہ اولیٰ ناجائز و ممنوع ہوگا فلہذا یوم نحر کے روزہ کی ممانعت ہی ایام تشریق کے روزہ کی ممانعت کو لازم کرنے والی ہے۔ پس ایام تشریق کا روزہ جائز نہ ہوگا۔

ایام نحر اور عیدین ایام تشریق میں ممانعت صوم کی روایات ملاحظہ ہوں۔

۴۰۳۲: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ قَالَ : ثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مَهْدِيٍّ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ : أَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ (مَسْعُوْدِ بْنِ الْحَكَمِ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ حُذَافَةَ أَنْ يَرْكَبَ رَاحِلَتَهُ أَيَّامَ مِنًى، فَيَصِيْحُ فِي النَّاسِ : أَلَا لَا يَصُوْمَنَّ أَحَدٌ، فَإِنَّهَا أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ .قَالَ : فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ عَلٰى رَاحِلَتِهِ يُنَادِيْ بِذٰلِكَ) . قَالُوْا : فَلَمَّا ثَبَتَ بِهٰذِهِ الْآثَارِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّهْيُ عَنْ صِيَامِ أَيَّامِ التَّشْرِيْقِ، وَكَانَ نَهْيُهُ عَنْ ذٰلِكَ بِ (مِنًى) وَالْحُجَّاجُ مُقِيْمُوْنَ بِهَا، وَفِيْهِمُ الْمُتَمَتِّعُوْنَ وَالْقَارِنُوْنَ، وَلَمْ يَسْتَثْنِ مِنْهُمْ مُتَمَتِّعًا وَلَا قَارِنًا، دَخَلَ الْمُتَمَتِّعُوْنَ وَالْقَارِنُوْنَ فِيْ ذٰلِكَ النَّهْيِ أَيْضًا .فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ : لِمَ صَارَ هٰذَا أَوْلٰى مِمَّا رَوَيْتُمْ فِيْ أَوَّلِ هٰذَا الْبَابِ ؟ قِيْلَ لَهُ : مِنْ قِبَلِ صِحَّةِ مَا جَاءَ فِيْ هٰذَا، وَتَوَاتُرِ الْآثَارِ بِهِ وَفَسَادِ مَا جَاءَ فِي الْفَصْلِ الْأَوَّلِ .مِنْ ذٰلِكَ، حَدِيْثُ يَحْيَى بْنِ سَلَّامٍ، عَنْ شُعْبَةَ، فَهُوَ حَدِيْثٌ مُنْكَرٌ، لَا يُثْبِتُهُ أَهْلُ الْعِلْمِ بِالرِّوَايَةِ، لِضَعْفِ يَحْيَى بْنِ سَلَّامٍ عِنْدَهُمْ،

وَابْنِ أَبِيْ لَيْلٰى، وَفَسَادِ حِفْظِهِمَا، مَعَ أَنِّيْ لَا أُحِبُّ أَنْ أَطْعَنَ عَلٰى أَحَدٍ مِنَ الْعُلَمَاءِ بِشَيْءٍ، وَلٰكِنْ ذَكَرْتُ مَا تَقُوْلُ أَهْلُ الرِّوَايَةِ فِيْ ذٰلِكَ .وَمِنْ ذٰلِكَ حَدِيْثُ يَزِيْدَ بْنِ سِنَانٍ الَّذِيْ ذَكَرْنَاهُ مِنْ بَعْدِهٖ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهُمَا قَالَا : (لَمْ يُرَخَّصْ لِأَحَدٍ فِيْ صَوْمِ أَيَّامِ التَّشْرِيْقِ إِلَّا لِمُحْصَرٍ أَوْ مُتَمَتِّعٍ) . فَقَوْلُهُمَا ذٰلِكَ، يَجُوْزُ أَنْ يَّكُوْنَا عَنَيَا بِهٰذِهِ الرُّخْصَةِ، مَا قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيْ كِتَابِهٖ (فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ) فَعَدَّاهَا أَيَّامَ التَّشْرِيْقِ، مِنْ أَيَّامِ الْحَجِّ فَقَالَا : رُخِّصَ لِلْحَاجِّ الْمُتَمَتِّعِ وَالْمُحْصَرِ فِيْ صَوْمِ أَيَّامِ التَّشْرِيْقِ لِهٰذِهِ الْاٰيَةِ .وَلِأَنَّ هٰذِهِ الْأَيَّامَ، عِنْدَهُمَا، مِنْ أَيَّامِ الْحَجِّ، وَخَفِيَ عَلَيْهِمَا مَا كَانَ مِنْ تَوْقِيْفِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ مِنْ بَعْدُ، عَلٰى أَنَّ هٰذِهِ الْأَيَّامَ لَيْسَتْ بِدَاخِلَةٍ فِيْمَا أَبَاحَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ صَوْمَهٗ مِنْ ذٰلِكَ .فَهٰذَا وَجْهُ هٰذَا الْبَابِ مِنْ طَرِيْقِ تَصْحِيْحِ مَعَانِي الْاٰثَارِ .وَأَمَّا مِنْ طَرِيْقِ النَّظَرِ فَإِنَّا قَدْ رَأَيْنَاهُمْ أَجْمَعُوْا أَنَّ يَوْمَ النَّحْرِ لَا يُصَامُ فِيْهِ شَيْءٌ مِنْ ذٰلِكَ وَهُوَ إِلٰى أَيَّامِ الْحَجِّ أَقْرَبُ مِنْ أَيَّامِ التَّشْرِيْقِ، لِمَا جَاءَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ النَّهْيِ عَنْ صَوْمِهٖ، مِمَّا سَنَذْكُرُهٗ فِيْ هٰذَا الْبَابِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى .فَكَمَا كَانَ نَهْيُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذٰلِكَ، يَدْخُلُ فِيْهِ الْمُتَمَتِّعُوْنَ وَالْقَارِنُوْنَ وَالْمُحْصَرُوْنَ، كَانَ كَذٰلِكَ نَهْيُهٗ عَنْ صِيَامِ أَيَّامِ التَّشْرِيْقِ، يَدْخُلُوْنَ فِيْهِ أَيْضًا .فَمِمَّا رُوِيَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّهْيِ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ النَّحْرِ.

۴۰۳۲: ابن ازہر کے مولیٰ ابوعبید کہتے ہیں کہ میں علی وعثمان رضی اللہ عنہما کے ساتھ عید میں موجود تھا وہ نماز پڑھ کر لوٹتے پھر لوگوں کو وعظ ونصیحت کرتے میں نے ان کو یہ تقریر کرتے سنا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کے روزے سے منع فرمایا ہے۔ یوم نحر اور یوم فطر۔ ان کا کہنا یہ ہے کہ جب ان روایات سے ایام تشریق میں روزے کی مخالفت جناب نبی اکرم ﷺ سے ثابت ہوگئی۔ اور آپ نے لوگوں کو منیٰ میں منع فرمایا جب کہ حجاج وہاں قیام پذیر تھے ان میں متمتع، قارن بھی لوگ تھے۔ آپ نے کسی متمتع اور قارن کا استثناء بھی نہیں فرمایا۔ معلوم ہوا کہ اس ممانعت میں تمتع اور قارن سب شامل ہیں۔ اگر کوئی معترض کہے کہ ان روایات کی دوسری روایات سے اور اولویت کی کیا وجہ ہے۔ تو اس کے جواب میں کہا جائیگا کہ ان روایات کا تواتر اور صحت وجہ ترجیح ہے اور اسی طرح پہلی روایات میں وارد کمزوریاں ہیں۔ ان کمزور روایات میں یحییٰ بن سلام کی روایت ہے، حالانکہ وہ حدیث منکر ہے۔ محدثین یحییٰ بن سلام اور ابن ابی لیلیٰ کے ضعف کی وجہ سے اس روایت کو درست قرار نہیں دیتے۔ مجھے کسی اہل علم پر طعن پسند نہیں مگر اہل روایت نے جو کہا ہے اس کو بیان کرنا میرا فرض ہے۔ انہیں میں یزید بن سنان کی روایت ہے ۔جس کو ہم نے اس کے حضرت ابن عمر اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ محصر و متمتع کے علاوہ کسی کے لیے بھی ایام تشریق میں روزے کی اجازت نہیں۔ عین ممکن ہے کہ انہوں نے اپنے اس قول

سے وہ بات مراد لی ہو جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ذکر فرمایا (فصیام ثلاثة ایام فی الحج) پس حج کے دنوں میں تین دن کے تو روزے ہیں۔ انہوں نے ایامِ تشریق کو ایام حج سے قرار دیا اور فرمایا کہ متمتع ومحصر کو اس آیت میں ایام تشریق میں روزے کی اجازت دی گئی کیونکہ ان کے ہاں یہ دن ایام حج میں سے ہیں۔ ان کو جناب رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد جو آپ نے منیٰ میں لوگوں کو فرمایا کہ یہ ان ایام میں سے نہیں جن میں روزہ رکھنا درست ہے۔ روایات کی تصحیح کے لحاظ سے اس باب کا یہ حکم ہے۔ نظر وفکر کے لحاظ سے اس باب کی وضاحت اس طرح ہے کہ ہم جانتے ہیں کہ اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ ایام قربانی میں کسی قسم کا روزہ درست نہیں اور وہ ایام تشریق کی نسبت ایام حج کے قریب تر ہے۔ اس لئے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اس دن میں روزہ کو منع فرمایا ہے۔ جیسا کہ ان شاء اللہ آئندہ مذکور ہوگا۔ جس طرح اسی نہی میں متمتع اور قارن اور محصر تمام داخل ہیں ایام تشریق میں روزہ رکھنے کی ممانعت بھی ان تمام کو شامل ہے۔ جناب رسول اللہ ﷺ سے یوم نحر کے روزہ کی ممانعت والی روایات ذیل میں ہیں۔

۴۰۳۳: مَا حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ : أَنَا ابْنُ أَبِیْ ذِئْبٍ، عَنْ سَعِیْدِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ (أَبِیْ عُبَیْدٍ، مَوْلَی بْنِ أَزْهَرَ، قَالَ : شَهِدْتُ الْعِیْدَ مَعَ عَلِیٍّ وَعُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَكَانَا یُصَلِّیَانِ، ثُمَّ یَنْصَرِفَانِ یُذَكِّرَانِ النَّاسَ، فَسَمِعْتُهُمَا یَقُوْلَانِ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صِیَامِ هٰذَیْنِ الْیَوْمَیْنِ، یَوْمِ النَّحْرِ، وَیَوْمِ الْفِطْرِ) حَدَّثَنَا یُوْنُسُ قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهٗ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ (أَبِیْ عُبَیْدٍ قَالَ : شَهِدْتُ الْعِیْدَ مَعَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ : هٰذَانِ یَوْمَانِ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صِیَامِهِمَا، یَوْمُ الْفِطْرِ، وَیَوْمُ النَّحْرِ . فَأَمَّا یَوْمُ الْفِطْرِ، فَیَوْمُ فِطْرِكُمْ مِنْ صِیَامِكُمْ، وَأَمَّا یَوْمُ النَّحْرِ، فَیَوْمٌ تَأْكُلُوْنَ فِیْهِ مِنْ نُسُكِكُمْ) .

۴۰۳۳: ابوعبید کہتے ہیں کہ میں عمر بن خطابؓ کے ساتھ عید میں حاضر ہوا وہ فرمانے لگے ان دو دنوں میں جناب رسول اللہ ﷺ نے روزے سے منع فرمایا ہے یعنی یوم الفطر، یوم نحر۔ یوم فطر تو روزے سے افطار کا دن ہے اور یوم نحر وہ دن ہے جس میں تم اپنی قربانی کے گوشت کھاتے ہو۔

**تخریج** : بخاری فی الصوم باب ٦٦، مسلم فی الصیام ١٣٨، مالك فی العیدین ٥، والحج ١٣٧۔

۴۰۳۴: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُمَیَّةَ قَالَ : ثَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰی قَالَ : أَنَا إِبْرَاهِیْمُ بْنُ إِسْمَاعِیْلَ بْنِ مُجَمِّعٍ، وَسُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِیِّ، عَنْ أَبِیْ عُبَیْدٍ، مَوْلٰی عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، قَالَ : صَلَّیْتُ الْعِیْدَ مَعَ عُمَرَ، فَذَكَرَ مِثْلَهٗ .

۴۰۳۴: عبدالرحمٰن بن عوف کے مولیٰ ابوعبید کہتے ہیں کہ میں نے عمر ؓ کے ساتھ عید ادا کی پھر اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔

۴۰۳۵ : حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ : ثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ، قَالَ : ثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي كَثِيرٍ الْأَنْصَارِيُّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ (نَهٰى عَنْ صَوْمِ يَوْمَيْنِ، يَوْمِ الْفِطْرِ، وَيَوْمِ النَّحْرِ)

۴۰۳۵: عمرہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دن کے روزے سے منع فرمایا یوم فطر اور یوم نحر۔

۴۰۳۶ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ : ثَنَا حَجَّاجٌ، قَالَ : ثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ .

۴۰۳۶: ابونضرہ نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح کی روایت کی ہے۔

۴۰۳۷ : حَدَّثَنَا بَحْرُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ : ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ : أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ الْمُنْذِرَ بْنَ عُبَيْدٍ الْمَدَنِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا صَالِحٍ السَّمَّانَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يُخْبِرُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ .

۴۰۳۷: ابوصالح سمان نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح کی روایت بیان کرتے سنا ہے۔

۴۰۳۸ : حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ : ثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ، عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ صُبَيْحٍ، عَنْ يَزِيدَ الرَّقَاشِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ .

۴۰۳۸: یزید الرقاشی نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح کی روایت کی ہے۔

۴۰۳۹ : حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ : أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حِبَّانَ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ .

۴۰۳۹: اعرج نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔

۴۰۴۰ : حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ : ثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ قَزَعَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ . فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ خَارِجًا مِنْ أَيَّامِ الْحَجِّ الَّتِي جَعَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِلْمُتَمَتِّعِ الصَّوْمَ فِيهَا بَدَلًا مِنَ الْهَدْيِ، لِمَا قَدْ أَخْرَجَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْأَيَّامِ الَّتِي يُصَامُ فِيهَا، بِنَهْيِهِ عَنْ صَوْمِهِ - كَانَ كَذٰلِكَ أَيَّامُ التَّشْرِيقِ خَارِجَةً مِنْ أَيَّامِ الْحَجِّ الَّتِي جَعَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِلْمُتَمَتِّعِ الصَّوْمَ فِيهَا بَدَلًا مِنَ الْهَدْيِ لِمَا قَدْ أَخْرَجَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْأَيَّامِ الَّتِي تُصَامُ بِنَهْيِهِ، عَنْ صَوْمِهَا . فَثَبَتَ بِمَا ذَكَرْنَا أَنَّ أَيَّامَ التَّشْرِيقِ، لَيْسَ

لِأَحَدٍ صَوْمُهَا، فِي مُتْعَةٍ، وَلَا قِرَانٍ، وَلَا إِحْصَارٍ، وَلَا غَيْرِ ذٰلِكَ مِنَ الْكَفَّارَاتِ، وَلَا مِنَ التَّطَوُّعِ .وَهٰذَا قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ، وَأَبِي يُوسُفَ، وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ .وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، مَا يَدُلُّ عَلٰى ذٰلِكَ أَيْضًا .

۴۰۴۰: قزعہ نے ابوسعیدؓ سے انہوں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔ پس جب یوم نحر ان کے ایام حج سے خارج ہے جن میں متمتع کو ہدی نہ ہونے کی وجہ سے روزہ رکھنے کا حکم ہے۔ کیونکہ جناب رسول اللہ ﷺ نے منع کر کے اسے ان ایام سے خارج کر دیا جن میں روزہ رکھا جا سکتا ہے۔ اسی طرح ایام تشریق بھی اس سے خارج ہیں جن میں متمتع کو روزہ رکھنے کی اجازت ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ نے ان دنوں میں روزے کی ممانعت فرمائی ہے۔ ان دنوں کو روزہ رکھنے والے دنوں سے خارج کر دیا ہے۔ ہمارے مذکورہ بیان سے ثابت ہوا کہ ایام میں کسی شخص کو کسی قسم کا روزہ رکھنے کی اجازت نہیں ہے۔ خواہ وہ متمتع ہو یا قران والا یا محصر یا کفارے کا روزہ یا نفل کا روزہ رکھنے والا ہو۔ ہمارے امام ابوحنیفہ ابو یوسف و محمد رحمہم اللہ کا قول اسی طرح ہے حضرت عمر ؓ سے مروی روایت اس پر دلالت کر رہا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

**حاصل روایات:** جب یوم نحر ایام حج سے خارج ہے جن میں متمتع کو روزہ رکھنے کی ہدی کے بدلے اجازت دی ہے جب اس دن کو خارج کیا گیا تو ایام تشریق بھی ایام حج والی اس آیت سے خارج ہیں کیونکہ ان دنوں میں آپ ﷺ نے روزے کی ممانعت فرمائی ہے اس سے ثابت ہوا کہ کسی کو ایام تشریق کا روزہ رکھنا جائز نہیں ہے خواہ حج تمتع ہو یا قران یا احصار کی صورت ہو۔ اور نہ ہی کفارات و تطوع کے روزے ان میں درست ہیں۔

یہی امام ابوحنیفہ ابو یوسف محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔

## قول عمر رضی اللہ عنہ سے تائید:

۴۰۴۱ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ : ثَنَا حَجَّاجُ بْنُ الْمِنْهَالِ، قَالَ : ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، قَالَ : أَنَا حَجَّاجٌ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ أَنَّ رَجُلًا أَتٰى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَوْمَ النَّحْرِ، فَقَالَ : يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، إِنِّي تَمَتَّعْتُ، وَلَمْ أُهْدِ، وَلَمْ أَصُمْ فِي الْعَشْرِ .فَقَالَ : "سَلْ فِي قَوْمِكَ "ثُمَّ قَالَ : يَا "مُعَيْقِيبُ، أَعْطِهِ شَاةً . "أَفَلَا تَرٰى أَنَّ عُمَرَ لَمْ يَقُلْ لَهٗ : فَهٰذِهِ أَيَّامُ التَّشْرِيقِ، فَصُمْهَا .فَدَلَّ تَرْكُهٗ ذٰلِكَ وَأَمْرُهٗ إِيَّاهُ بِالْهَدْيِ أَنْ أَيَّامَ الْحَجِّ عِنْدَهٗ الَّتِي أَمَرَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ التَّمَتُّعَ بِالصَّوْمِ فِيهَا، هِيَ قَبْلَ يَوْمِ النَّحْرِ، وَأَنَّ يَوْمَ النَّحْرِ، وَمَا بَعْدَهٗ مِنْ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ، لَيْسَ مِنْهَا .

۴۰۴۱: عمرو بن شعیب نے سعید بن مسیب سے نقل کیا ہے کہ ایک آدمی جناب عمر ؓ کی خدمت میں نحر کے دن آیا اور کہنے لگا اے امیر المؤمنین میں نے حج تمتع کیا ہے اور ہدی نہیں دی اور نہ ہی ایام عشر میں روزے رکھے ہیں پھر

فرمایا اپنی قوم سے مانگو! پھر فرمایا اے معیقیب! اس کو ایک بکری دے دو۔ کیا تم اس بات کو نہیں پاتے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو یہ نہیں فرمایا کہ یہ ایام تشریق ہیں تو ان کا روزہ رکھ لے۔ اس بات کا ترک اور اسے ھدی کا حکم اس بات پر دلالت ہے کہ ان کے ہاں وہ ایام حج جن میں متمتع کو روزہ کی اجازت ہے وہ ایام نحر سے پہلے پہلے ہیں اور یوم نحر اور اس کے بعد والے ایام تشریق اس حکم میں نہیں ہیں۔

**حاصل روایات:** یہاں عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو یہ نہیں فرمایا کہ یہ ایام تشریق ہیں ان کے روزے رکھ لو بلکہ دم کو لازم قرار دے کر خود اپنی طرف سے اس کو بکری عنایت کی۔ اس سے ثابت ہوا کہ ہدی نہ دینے پر متمتع کے لئے دم متعین ہو جاتا ہے ہدی کے بدلے روزے کی اجازت کا تعلق ایام نحر سے پہلے تک ہے۔ ایام تشریق یا اس کے بعد اس کی اجازت نہیں۔

# بَابُ حُكْمِ الْمُحْصَرِ بِالْحَجِّ

## حاجی محصر کا کیا حکم ہے؟

### خلاصۃ المرام:

احصار: اثناء سفر حج میں رکاوٹ کو احصار کہتے ہیں اس کی مندرجہ ذیل صورتیں ہوں گی۔

نمبر ①: محصر پر قضا لازم ہوگی یا نہیں امام شافعی و مالک رحمہم اللہ کے ہاں اگر حج فرض نہ ہوا ہو تو قضا حج لازم نہیں۔

نمبر ②: امام احمد مجاہد رحمہم اللہ کہتے ہیں اس پر حج کی قضا لازم ہے حضرت عمر زید بن ثابت رضی اللہ عنہم اور ائمہ احناف ایک حج و عمرہ کو لازم قرار دیتے ہیں۔

نمبر ②: محصر تو بلا دم حلال ہو جائے گا البتہ محصر بالحج کو صرف حج اور محصر بالعمرہ کو عمرہ لازم ہوگا اس کو ابو ثور رحمہ اللہ نے اختیار کیا۔ تمام ائمہ رحمہم اللہ بغیر دم حلال ہونے کو جائز قرار نہیں دیا۔

نمبر ③: اسباب احصار کیا ہیں ائمہ ثلاثہ نے فقط دشمن کو سبب حصر قرار دیا ہے۔ امام ابوحنیفہ وصاحبین کے ہاں اسباب احصار دشمن بادشاہ ہڈی کا ٹوٹنا ڈسنا خرچہ ختم ہو۔ یہ تمام اسباب احصار ہیں۔

نمبر ④: محصر بالعمرہ کو احصار کے ختم ہونے تک احرام میں رہنا ضروری ہے حلال ہونا جائز نہیں یہ ابن سیرین کا قول ہے۔ دشمن و مرض کی وجہ سے احصار سے حلال ہونا جائز ہے اس کا حکم محصر بالحج والا ہے یہ ائمہ اربعہ کا قول ہے۔

نمبر ⑤: محصر حلق کرے گا یا نہیں۔ محصر پر ہدی کے ذبح کے بعد حلق لازم نہیں اس کو امام ابوحنیفہ محمد رحمہم اللہ نے اختیار کیا۔ محصر کو حلق مسنون ہے یہ ابو یوسف عطاء کا مختار ہے۔ امام مالک احمد شافعی رحمہم اللہ کے ہاں ہدی کے بعد حلق لازم ہے۔

### عنوان نمبر ۲ محصر بلا دم حلال ہوگا یا نہیں:

فریق اوّل: محصر کو بلا دم حلال ہونا جائز ہے جس میں احصار ہوا اس کی قضا لازم ہے۔ دلیل یہ ہے۔

۴۰۴۲ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ : ثَنَا الْحَجَّاجُ الصَّوَّافُ قَالَ : حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عِكْرَمَةَ، عَنِ (الْحَجَّاجِ بْنِ عَمْرٍو الْأَنْصَارِيِّ قَالَ : سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ عَرِجَ أَوْ كُسِرَ فَقَدْ حَلَّ، وَعَلَيْهِ حَجَّةٌ أُخْرَى . قَالَ : فَحَدَّثْتُ بِذٰلِكَ ابْنَ عَبَّاسٍ وَأَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَقَالَا : صَدَقَ) .

۴۰۴۲: عکرمہ نے حجاج بن عمرو انصاری سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے جو لنگڑا ہو یا ہڈی ٹوٹ گئی وہ گویا حلال ہو گیا اس کے ذمہ دوسرا حج ہے۔ عکرمہ کہتے ہیں کہ میں نے یہ بات ابن عباس رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہؓ کو بیان کی تو دونوں نے کہا انہوں نے سچ بولا ہے۔

**تخریج** : ابو داؤد فی المناسک باب۴۳، ترمذی فی الحج باب ۹۴، نسائی فی المناسک باب۱۰۲، ابن ماجه فی المناسک باب۸۵، دارمی فی المناسک باب۵۷، مسند احمد ۴۵/۳۔

۴۰۴۳ : حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ الْحَجَّاجِ الصَّوَّافِ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ ، غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ "ذَكَرَ عِكْرِمَةُ ذٰلِكَ لِابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ . "

۴۰۴۳: ابو عاصم نے حجاج الصواف سے انہوں نے اپنی اسناد سے روایت اسی طرح نقل کی ہے۔ البتہ انہوں نے یہ بیان نہیں کیا۔ "ذکر عکرمہ ذلک لابن عباس وابو ہریرہ رضی اللہ عنہم" ۔

۴۰۴۴ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ الْوُحَاظِيُّ قَالَ : ثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَّامٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عِكْرَمَةَ قَالَ : قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَافِعٍ مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّهُ قَالَ : أَنَا سَأَلْتُ الْحَجَّاجَ بْنَ عَمْرٍو عَمَّنْ حُبِسَ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَقَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ مِثْلَهُ . فَحَدَّثْتُ بِذٰلِكَ ابْنَ عَبَّاسٍ وَأَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَقَالَا : صَدَقَ . قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى أَنَّ الْمُحْرِمَ بِالْحَجِّ أَوْ بِالْعُمْرَةِ إِذَا كُسِرَ أَوْ عَرِجَ فَقَدْ حَلَّ حِيْنَئِذٍ فَعَلَيْهِ قَضَاءُ مَا حَلَّ مِنْهُ إِنْ كَانَتْ حَجَّةً فَحَجَّةٌ وَإِنْ كَانَتْ عُمْرَةً فَعُمْرَةٌ وَاحْتَجُّوْا فِي ذٰلِكَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ . وَخَالَفَهُمْ فِي ذٰلِكَ آخَرُوْنَ فَقَالُوْا : لَا يَحِلُّ حَتّٰى يَنْحَرَ عَنْهُ الْهَدْيَ فَإِذَا نَحَرَ عَنْهُ الْهَدْيَ حَلَّ . وَاحْتَجُّوْا فِي ذٰلِكَ

۴۰۴۴: عکرمہ نے عبداللہ بن رافع مولیٰ ام سلمہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حجاج بن عمرو سے اس آدمی کے متعلق پوچھا جس کو احرام کی حالت میں قید کر دیا جائے تو انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح کی روایت نقل کر دی میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہؓ کو یہ بات بیان کی تو انہوں نے اس کی تصدیق کی۔ امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ بعض علماء اس بات کو اختیار کرنے والے ہیں کہ محرم حج و عمرہ لنگڑا ہو جائے یا اس کا

پاؤں ٹوٹ جائے تو وہ اسی وقت احرام سے نکل جاتا ہے اور اس پر اس کی قضاء ہے جس سے وہ نکلا۔ اگر حج ہے تو حج اور اگر عمرہ ہے تو عمرہ لازم ہوگا اور اس روایت کو انہوں نے استدلال میں پیش کیا۔ دیگر علماء نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے کہا وہ اس وقت احرام سے نہ نکلے گا جب تک اس کی طرف سے ھدی ذبح نہ کی جائے۔ جب ھدی کا جانور نحر کا کر دیا گیا تو وہ حلال ہو جائے گا۔ اور انہوں نے ان روایات سے استدلال کیا ہے۔

**حاصل روایات:** ان روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ محرم بالحج یا بالعمرہ جب لنگڑا ہو جائے یا اس کی ہڈی ٹوٹ جائے اس وقت اس پر قضا لازم ہے اور وہ اس احرام سے حلال ہو جاتا ہے اور حج وعمرہ جو بھی ہو اس کی قضا لازم ہے۔

فریق ثانی کا مؤقف اور دلائل: محصر کو بلا دم حلال ہونا جائز نہیں۔ دلائل یہ روایات ہیں۔

۴۰۴۵ : بِمَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الرُّوْمِيِّ، قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الثَّوْرِ، قَالَ : أَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحَرَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ، قَبْلَ أَنْ يَحْلِقَ وَأَمَرَ أَصْحَابَهُ بِذٰلِكَ) .

۴۰۴۵: عروہ نے مسور بن مخرمہؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے حدیبیہ کے دن حلق سے پہلے نحر کیا اور اپنے اصحاب کو اس کا حکم فرمایا۔

**تخریج** : بخاری فی المحصر باب۳: ابن ماجه فی المناسك باب۷۴، مالك فی الحج ۱۴۵، مسند احمد ۷۶/۱، ۱۵۷، ۳۲۷/۴۔

۴۰۴۶ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ تَمَّامٍ، قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُكَيْرٍ، قَالَ : حَدَّثَنِي مَيْمُوْنُ بْنُ يَحْيٰى، عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ بُكَيْرٍ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ : سَمِعْتُ نَافِعًا، مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ، يَقُوْلُ : قَالَ (ابْنُ عُمَرَ : إِذَا عَرَضَ لِلْمُحْرِمِ عَدُوٌّ، فَإِنَّهُ يَحِلُّ حِيْنَئِذٍ، قَدْ فَعَلَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ حَبَسَتْهُ كُفَّارُ قُرَيْشٍ فِيْ عُمْرَتِهٖ، عَنِ الْبَيْتِ، فَنَحَرَ هَدْيَهُ وَحَلَقَ وَحَلَّ هُوَ وَأَصْحَابُهُ، ثُمَّ رَجَعُوْا، حَتّٰى اعْتَمَرُوْا مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ .فَلَمَّا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَحِلَّ بِالْاِخْتِصَارِ فِيْ عُمْرَتِهٖ، بِحَصْرِ الْعَدُوِّ إِيَّاهُ حَتّٰى نَحَرَ الْهَدْيَ) . دَلَّ ذٰلِكَ أَنَّ كَذٰلِكَ حُكْمَ الْمُحْصَرِ، لَا يَحِلُّ بِالْإِحْصَارِ حَتّٰى يَنْحَرَ الْهَدْيَ .وَلَيْسَ فِيْمَا رَوَيْنَاهُ أَوَّلُ خِلَافٍ لِهٰذَا عِنْدَنَا، لِأَنَّ قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (مِنْ كُسِرَ أَوْ عَرِجَ، فَقَدْ حَلَّ) فَقَدْ يُحْتَمَلُ أَنْ يَكُوْنَ، فَقَدْ حَلَّ لَهُ أَنْ يَحِلَّ، لَا عَلٰى أَنَّهُ قَدْ حَلَّ بِذٰلِكَ مِنْ إِحْرَامِهٖ .وَيَكُوْنُ هٰذَا كَمَا يُقَالُ "قَدْ حَلَّتْ فُلَانَةُ لِلرِّجَالِ "إِذَا خَرَجَتْ مِنْ عِدَّةٍ عَلَيْهَا مِنْ زَوْجٍ قَدْ كَانَ لَهَا قَبْلَ ذٰلِكَ، لَيْسَ عَلٰى مَعْنٰى أَنَّهَا قَدْ حَلَّتْ لَهُمْ، فَيَكُوْنُ لَهُمْ وَطْؤُهَا وَلٰكِنْ عَلٰى مَعْنٰى أَنَّهُ قَدْ حَلَّ لَهُمْ أَنْ

يَتَزَوَّجُوهَا تَزَوُّجًا، يَحِلُّ لَهُمْ وَطْؤُهَا .هٰذَا كَلَامٌ جَائِزٌ مُسْتَسَاغٌ .فَلَمَّا كَانَ هٰذَا الْحَدِيْثُ قَدْ احْتَمَلَ مَا ذَكَرْنَا، وَجَاءَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَدِيْثِ عُرْوَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ، مَا قَدْ وَصَفْنَا ثَبَتَ بِذٰلِكَ هٰذَا التَّأْوِيْلُ .وَقَدْ بَيَّنَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ذٰلِكَ فِيْ كِتَابِهٖ بِقَوْلِهٖ عَزَّ وَجَلَّ (فَإِنْ أُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُ وْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْىُ مَحِلَّهٗ). فَلَمَّا أَمَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى الْمُحْصَرَ أَنْ لَا يَحْلِقَ رَأْسَهٗ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْىُ مَحِلَّهٗ، عُلِمَ بِذٰلِكَ أَنَّهٗ لَا يَحِلُّ الْمُحْصَرُ مِنْ إِحْرَامِهٖ إِلَّا فِيْ وَقْتٍ مَا يَحِلُّ لَهٗ حَلْقُ رَأْسِهٖ. فَهٰذَا قَدْ دَلَّ عَلَيْهِ قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى ثُمَّ فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ .وَالدَّلِيْلُ عَلٰى صِحَّةِ ذٰلِكَ التَّأْوِيْلِ أَيْضًا، أَنَّ حَدِيْثَ الْحَجَّاجِ بْنِ عَمْرٍو قَدْ ذَكَرَ عِكْرِمَةُ أَنَّهٗ حَدَّثَهٗ ابْنُ عَبَّاسٍ وَأَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَقَالَ لَا : صَدَقَ .فَصَارَ ذٰلِكَ الْحَدِيْثُ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَيْضًا .وَقَدْ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِي الْمُحْصَرِ، مَا قَدْ وَافَقَ التَّأْوِيْلَ الَّذِيْ صَرَفْنَا إِلَيْهِ حَدِيْثَ الْحَجَّاجِ .وَدَلَّ عَلَيْهِ،

۴۰۴۶: نافع مولیٰ ابن عمر ﷺ نے بیان کیا کہ ابن عمر ﷺ نے فرمایا جب محرم کو دشمن روک دے تو وہ اس وقت حلال ہو جائے۔ اور جناب رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح کیا جبکہ کفار قریش نے عمرہ کرنے سے روک دیا اور بیت اللہ سے منع کر دیا تو آپ ﷺ اور صحابہ کرام نے ہدایا کو نحر کیا اور احرام کھول دیئے پھر واپس لوٹے اگلے سال عمرہ کیا۔ جب جناب رسول اللہ اس وقت تک اپنے اس عمرہ سے حلال نہ ہوئے جس میں آپ کو روک لیا گیا تھا یہاں تک کہ آپ ہدی کو نحر کیا تو اس سے یہ دلالت مل گئی کہ محصر کا حکم یہی ہے۔ کہ جب تک وہ اپنے ھدی کو نحر نہ کرے اسے حلال ہونا درست نہیں ہے۔ اور شروع میں جو روایت ہم نے ذکر کی ہے اس میں ہمارے نزدیک اس کے خلاف کوئی بات نہیں ہے۔ کیونکہ جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ''من کر اوعرج فقد حل'' میں ایک احتمال یہ ہے کہ اس کا معنیٰ ہو کہ اس کے لئے جائز ہے۔ کہ وہ حلال ہو جائے۔ یہ مطلب نہیں کہ وہ اس سے حلال ہو گیا اور اسی طرح ہے جیسا محاورہ میں کہتے ہیں فلانۃ حلت لفلا جال'' جب کہ وہ عدت پوری کرے جو سابقہ خاوند کی طرف سے اس پر لازم تھی۔ اس کا یہ معنیٰ نہیں کہ وہ ان کے لئے حلال ہے اور وہ اس سے وطی کر سکتے ہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ وہ اس سے نکاح کر سکتے ہیں جس سے ان کے لئے وطی حلال ہو جائے گی۔ یہ کلام محاورے میں درست اور مسلم ہے۔ پس جب اس روایت میں اس بات کا احتمال ہے اور جناب رسول اللہ ﷺ کے ارشاد گرامی میں مسور والی روایت میں موجود ہے۔ تو یہ تاویل مزید پختہ ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا: **فان احصر تم فما استیسر من الھدی ولا تحلقوا رؤ سکم حتی یبلغ الھدی محلہ**...... جب اس آیت میں محصر کو یہ حکم دیا گیا ہے کو وہ ھدی کے نحر کی جگہ پہنچنے سے پہلے اپنے سر کو نہ منڈوائے۔ اس وقت فارغ ہوگا۔ جب اسے منڈانا

حلال ہوگا۔اس پر قرآن مجید کی آیت دلالت کر رہی ہے اور جناب رسول اللہ ﷺ نے حدیبیہ کے زمانہ میں اس پر عمل کیا اور اس کی صحت پر یہ دلیل بھی ہے کہ حجاج بن عمرو سے مذکور ہے کہ میں نے ابن عباس اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کے سامنے یہ بات ذکر کی تو انہوں نے اس کی تصدیق فرمائی پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے محصر کے متعلق اس تاویل کے موافق بات فرمائی ہے۔روایت ذیل میں ملاحظہ ہو۔

**حاصل روایات:** آپ ﷺ نے نحر کر کے حلق کیا اور اپنے عمرہ سے حلال ہو گئے اس سے یہ ثابت ہوا کہ محصر صرف احصار سے حلال نہیں ہوتا بلکہ نحر ہدی سے حلال ہوگا۔

## سابقہ مؤقف کا جواب:

جو روایات بیان کی گئیں وہ مؤقف ثانی کے خلاف نہیں کیونکہ ان اعراض والے کو حلال ہونا جائز ہے یہ معنی نہیں کہ وہ اسی کی وجہ سے حلال ہو گیا اور یہ اسی طرح ہے جیسے معتدہ عورت کو کہتے ہیں "قدحلت فلانة للرجال" یعنی اختتام عدت کی تعبیر ہے یہ مطلب نہیں کہ ان کو اس سے وطی حلال ہو گئی بلکہ مطلب یہ کہ ان کو اس سے نکاح کرنا حلال ہو گیا اور وطی جائز ہو گئی جب اس روایت میں احتمال پیدا ہو گیا۔ اور جناب رسول اللہ ﷺ کا عمل عروہ عن المسور نقل ہو چکا تو اس سے یہ تاویل ثابت ہو گئی یعنی شرائط کے ساتھ محصر حلال ہوسکتا ہے اور وہ شرط نحر ہے۔

دلیل ثانی: اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں احصار والے کو حکم فرمایا ہے کہ وہ ہدی کے اپنے مقام پر پہنچنے سے پہلے وہ حلق نہ کرے اس سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ محصر ایسے وقت میں حلال ہوسکتا ہے جس میں اس کو حلق راس جائز ہو اور حلق راس کا دارومدار نحر ہدی پر ہے۔پس ہدی سے پہلے حلال ہونا لازم نہ ہوا۔اس پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد اور حدیبیہ کے موقعہ پر فعل رسول اللہ ﷺ دلالت کر رہا ہے۔

اور اس تاویل کے درست ہونے کی دلیل یہ ہے۔حجاج بن عمرو کو جب عکرمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابو ہریرہؓ کے سامنے بیان کیا تو دونوں نے تصدیق کی تو یہ روایت تین صحابہ کرام سے مروی ہوگئی۔محصر کے متعلق خود ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول بھی اسی تاویل کے موافق آیا ہے۔ملاحظہ ہو۔

۴۰۴۷: مَا حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ : ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْقَطَّانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ (وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ فَإِنْ أُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ) . قَالَ : إِذَا أُحْصِرَ الرَّجُلُ بَعَثَ الْهَدْيَ .وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُ وْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيْضًا أَوْ بِهٖ أَذًى مِنْ رَأْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ) فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ .فَإِنْ عَجَّلَ فَحَلَقَ قَبْلَ أَنْ يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ فَعَلَيْهِ فِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ صِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ أَوْ تَصَدَّقَ عَلٰى سِتَّةِ مَسَاكِيْنَ كُلُّ مِسْكِيْنٍ نِصْفُ صَاعٍ أَوْ النُّسُكُ شَاةٌ .فَإِذَا أَمِنَ مِمَّا كَانَ بِهٖ (فَمَنْ تَمَتَّعَ

بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ) فَإِنْ مَضَى مِنْ وَجْهِهِ ذَٰلِكَ فَعَلَيْهِ حَجَّةٌ، وَإِنْ أَخَّرَ الْعُمْرَةَ إِلَى قَابِلٍ فَعَلَيْهِ حَجَّةٌ وَعُمْرَةٌ وَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ (فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ) آخِرُهَا يَوْمُ عَرَفَةَ (وَسَبْعَةٍ إِذَا رَجَعْتُمْ) قَالَ : فَذَكَرْتُ ذَٰلِكَ لِسَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ فَقَالَ : هٰذَا قَوْلُ عَبَّاسٍ وَعَقَدَ ثَلَاثِيْنَ .

۴۰۴۷: اعمش نے ابراہیم عن علقمہ نقل کیا ہے۔ واتموا الحج والعمرہ للہ فان احصرتم فمااستیسر من الهدی (البقرہ ۱۹۶) علقمہ کہنے لگے جب آدمی احصار میں آجائے تو ہدی روانہ کردے ولا تحلقوا رؤسکم الایۃ تو صیام سے آیت میں تین دن کے روزے مراد ہیں اگر کسی نے ہدی پہنچنے سے پہلے حلق کروالی تو اس پر فدیہ لازم ہوگا خواہ روزے رکھے یا صدقہ کرے یا دم دے یعنی تین روزے یا چھ مساکین پر صدقہ کہ ہر مسکین کو نصف صاع صدقۃ الفطر کی مقدار دے یا بکری ذبح کرے۔

جب وہ احصار سے چھوٹ گیا جس نے حج وعمرہ دونوں کا فائدہ اٹھایا یعنی دونوں کا احرام باندھا تھا مگر احصار پیش آنے سے ایام حج گزرے اور یہ احرام کے ساتھ رکا رہا اور چھوٹنے پر عمرہ کرلیا تو پھر اس پر صرف حج لازم ہوگا اور اگر اس نے عمرہ بھی نہ کیا تو اگلے سال حج وعمرہ دونوں کرے گا اور جو ہدی میسر ہو وہ دے گا اگر ہدی نہ ہو تو ایام حج سے پہلے تین دن کے روزے رکھے گا جن میں آخری روزہ یوم عرفہ کا ہوسکتا ہے اور سات فراغت حج کے بعد۔ ابراہیم کہتے ہیں میں نے سعید بن جبیر کے سامنے اس کا تذکرہ کیا تو انہوں نے کہا یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مکمل قول ہے۔

۴۰۴۸ : حَدَّثَنَا أَبُوْ شُرَيْحٍ مُحَمَّدُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ يَحْيَى، قَالَ : ثَنَا الْفِرْيَابِيُّ، قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ أَنَّهُ قَالَ : فِي قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ لَنَا (فَإِنْ أُحْصِرْتُمْ) قَالَ : " مِنْ حَبْسٍ أَوْ مَرَضٍ "قَالَ إِبْرَاهِيْمُ : فَحَدَّثْتُ بِهِ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ فَقَالَ : هٰكَذَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا .فَهٰذَا ابْنُ عَبَّاسٍ لَمْ يَجْعَلْهُ يَحِلُّ مِنْ إِحْرَامِهِ بِالْإِحْصَارِ حَتّٰى يَنْحَرَ عَنْهُ الْهَدْيَ .وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ : (مَنْ كُسِرَ أَوْ عَرِجَ فَقَدْ حَلَّ) . فَدَلَّ ذٰلِكَ أَنَّ مَعْنَى "فَقَدْ حَلَّ "عِنْدَهُ أَيْ : لَهُ أَنْ يَحِلَّ عَلَى مَا ذَهَبْنَا إِلَيْهِ فِي ذٰلِكَ، وَقَدْ رُوِيَ ذٰلِكَ أَيْضًا، عَنْ غَيْرِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْضًا .

۴۰۴۸: ابراہیم نے علقمہ سے بیان کیا کہ وہ "فان احصرتم" کے متعلق فرمانے لگے اس سے مراد قید کیا جانے والا یا بیمار ہے۔ ابراہیم کہنے لگے میں نے یہ روایت سعید بن جبیر کو بیان کی تو فرمانے لگے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی یہی فرمایا ہے۔ یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ہیں جنہوں نے رکاوٹ ہوجانے کی وجہ سے اس کو نحر ہدی کے بعد حلال کی

اجازت دی اور جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد: "من کسر اوعرج فقد حل" یہ دلالت کر رہا ہے کہ اس کا معنیٰ یہ ہے کہ وہ گویا اس وقت حلال ہو گیا یعنی اس کے لئے حلال ہونا درست ہو گیا جس کی طرف ہم گئے ہیں اور یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے علاوہ دیگر اصحابہ رسول اللہ ﷺ سے بھی روایات آتی ہیں۔

**حاصل روایات:** ابن عباس رضی اللہ عنہما نے احرام سے فراغت کے لئے ہدی کے نحر کرنے کو لازم قرار دیا اب معلوم ہوتا ہے کہ "فقد حل" والی روایت کا یہ مفہوم نہیں جو ظاہر سے معلوم ہوتا ہے ورنہ ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ نہ کہتے پس ثابت ہوا کہ حل کا معنی فقد حل۔ یعنی حلال ہونا اس کے لئے جائز ہو گیا۔

اور فقط اتنی بات نہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کو نقل کیا بلکہ دیگر اصحاب رسول اللہ ﷺ سے یہ منقول ہے۔

## دلیل آخر:

روایت ملاحظہ ہو۔

۴۰۴۹ : حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ : ثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدِ بْنِ شَدَّادٍ الْعَبْدِيُّ، صَاحِبُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ، قَالَ : ثَنَا جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ : لُدِغَ صَاحِبٌ لَنَا بِذَاتِ التَّنَانِيْنِ، وَهُوَ مُحْرِمٌ بِعُمْرَةٍ، فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَيْنَا، فَلَقِيْنَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَذَكَرْنَا لَهُ أَمْرَهُ . فَقَالَ : يَبْعَثُ بِهَدْيٍ، وَيُوَاعِدُ أَصْحَابَهُ مَوْعِدًا، فَإِذَا نَحَرَ عَنْهُ حَلَّ .

۴۰۴۹: منصور نے ابراہیم سے انہوں نے علقمہ سے نقل کیا کہ مقام تنانین میں ہمارے ایک ساتھی کو سانپ نے ڈس لیا وہ احرام میں تھا ہم پر یہ بات گراں گزری ہم ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ملے اور اس کا معاملہ ذکر کیا تو آپ نے فرمایا۔ ہدی روانہ کر دے اور اپنے ساتھیوں سے ایک دن طے کرے جب اس کی طرف سے ہدی ذبح کر دی جائے تو یہ حلال ہو جائے گا۔

۴۰۵۰ : حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ : ثَنَا عَلِيٌّ، قَالَ : ثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ، قَالَ : قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ "ثُمَّ عَلَيْهِ عُمْرَةٌ بَعْدَ ذٰلِكَ ."

۴۰۵۰: عمارہ بن عمیر نے عبدالرحمن بن یزید سے نقل کیا عبداللہ کہنے لگے پھر اس پر اس (مرض سے شفایابی) کے بعد عمرہ ہے۔

۴۰۵۱ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ : ثَنَا حَجَّاجٌ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَعْمَشِ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ .

۴۰۵۱: ابو عوانہ نے سلیمان الاعمش سے انہوں نے اپنی اسناد سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۴۰۵۲ : حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ قَالَ : سَمِعْتُ

اِبْرَاهِيْمَ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ : أَهَلَّ رَجُلٌ مِنَ النَّخْعِ بِعُمْرَةٍ يُقَالُ لَهُ' عُمَيْرُ بْنُ سَعِيْدٍ' فَلُدِغَ فَبَيْنَمَا هُوَ صَرِيْعٌ فِي الطَّرِيْقِ اِذْ طَلَعَ عَلَيْهِمْ رَكْبٌ فِيْهِمُ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَسَأَلُوْهُ .فَقَالَ : ابْعَثُوْا بِالْهَدْيِ' وَاجْعَلُوْا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ يَوْمًا أَمَارَةً' فَإِذَا كَانَ ذٰلِكَ' فَلْيَحْلِلْ .الْحَكَمُ : وَقَالَ عُمَارَةُ بْنُ عُمَيْرٍ' وَكَانَ حَدَّثَكَ بِهٖ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ أَنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : وَعَلَيْهِ الْعُمْرَةُ مِنْ قَابِلٍ .قَالَ : شُعْبَةُ وَسَمِعْتُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَهُ بِهٖ، مِثْلَ مَا حَدَّثَ الْحَكَمُ سَوَاءً .

۴۰۵۲: ابراہیم عبدالرحمٰن بن یزید سے بیان کرتے تھے کہ ایک نخعی نے عمرے کا احرام باندھا اس کا نام عمیر بن سعید تھا اس کو سانپ نے ڈس لیا وہ راستہ میں بیمار پڑ گیا تو اچانک ایک قافلہ سامنے آیا جس میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ تھے انہوں نے ان سے سوال کیا کہ اس کا کیا حکم ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ہدی روانہ کر دو اور اس کے مابین ایک مقررہ دن طے کر لو جب وہ دن آ جائے تو یہ حلال ہو جائے۔

حکم کہنے لگے عمارہ بن عمیر نے کہا تمہیں عبدالرحمٰن بن یزید سے یہ روایت اس طرح بیان کی تھی کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کو آئندہ سال عمرہ لازم ہے۔ شعبہ کہنے لگے میں نے یہ روایت اسی طرح سلیمان سے سنی جس طرح حکم نے بیان کی تھی۔

۴۰۵۳ : حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ أَنَا ابْنُ وَهْبٍ' أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ' عَنْ سَالِمٍ' عَنِ ابْنِ عُمَرَ' أَنَّهُ قَالَ : الْمُحْصَرُ لَا يَحِلُّ حَتّٰى يَطُوْفَ بِالْبَيْتِ' وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ' وَإِنْ اُضْطُرَّ إِلَى شَيْءٍ مِنْ لُبْسِ الثِّيَابِ الَّتِيْ لَا بُدَّ لَهُ مِنْهَا' وَالدَّوَاءِ ' صَنَعَ ذٰلِكَ وَافْتَدٰى .فَقَدْ ثَبَتَ بِهٰذِهِ الرِّوَايَاتِ أَيْضًا عَنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ' مَا يُوَافِقُ مَا تَأَوَّلْنَا عَلَيْهِ حَدِيْثَ الْحَجَّاجِ الَّذِيْ ذَكَرْنَاهُ .ثُمَّ اخْتَلَفَ النَّاسُ بَعْدَ هٰذِهٖ فِي الْإِحْصَارِ الَّذِيْ هٰذَا حُكْمُهُ، بِأَيِّ شَيْءٍ هُوَ ؟ أَوْ بِأَيِّ مَعْنًى يَكُوْنُ .فَقَالَ قَوْمٌ : يَكُوْنُ بِكُلِّ حَابِسٍ يَحْبِسُهُ مِنْ مَرَضٍ أَوْ غَيْرِهٖ' وَهُوَ قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ وَأَبِيْ يُوْسُفَ وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ .وَقَدْ رَوَيْنَا ذٰلِكَ أَيْضًا فِيْمَا تَقَدَّمَ مِنْ هٰذَا الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ .وَقَالَ آخَرُوْنَ : لَا يَكُوْنُ الْإِحْصَارُ الَّذِيْ حُكْمُهُ مَا وَصَفْنَا' إِلَّا بِالْعَدُوِّ خَاصَّةً' وَلَا يَكُوْنُ بِالْأَمْرَاضِ وَهُوَ قَوْلُ ابْنِ عُمَرَ .

۴۰۵۳: سالم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ وہ فرمانے لگے محصر اس وقت حلال ہوگا جب بیت اللہ کا طواف کرے گا اور صفا و مروہ کی سعی کرے گا اور اگر وہ مرض کی وجہ سے کسی کپڑے اور دوا کے استعمال پر مجبور ہوگا تو جتنا مجبور ہے اتنا کرے اور اس کا فدیہ دے گا۔ ان روایات سے بھی ہماری تاویل کے موافق بات اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوئی اور حدیث حجاج بن عمرو میں بھی یہ بات مذکور ہوئی ہے۔ اس کے بعد اس بارے میں

اختلاف ہے کہ یہ کس احصار کا حکم ہے اور وہ احصار کس چیز سے ہو اور کس مفہوم میں ہو۔ تو ایک گروہ علماء کا قول یہ ہے کہ ہر رکاوٹ مرض وغیرہ اس کا سبب ہو سکتا ہے۔ امام ابوحنیفہ ابو یوسف، محمد رحمہم اللہ کا یہ قول ہے اور ہم نے اسی باب میں حضرت ابن مسعود و ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ مگر دیگر علماء کہتے ہیں کہ احصار جو ہم نے بیان کیا وہ دشمن والا احصار ہے مرض والا احصار نہیں ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا یہی قول ہے۔

**حاصل روایات:** حجاج کی روایت کی جو تاویل ہم نے پیش کی ہے اس کے مطابق اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کئی روایات ہم نے نقل کر دیں۔

## عنوان ثالث۔ احصار کن چیزوں سے ثابت ہوگا:

فریق اوّل کا مؤقف: احصار صرف دشمن سے ہوتا ہے اور کوئی چیز مثلاً مرض وغیرہ اسباب احصار سے نہیں ہے دلیل یہ روایات ہیں۔

۴۰۵۴ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَكَرِيَّا أَبُوْ شُرَيْحٍ، قَالَ : ثَنَا الْفِرْيَابِيُّ، قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ .قَالَ : لَا يَكُوْنُ الْإِحْصَارُ إِلَّا مِنْ عَدُوٍّ .

۴۰۵۴: نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ احصار صرف دشمن سے ہو سکتا ہے۔

۴۰۵۵ : حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ قَالَ : مَنْ حُبِسَ، دُوْنَ الْبَيْتِ بِمَرَضٍ، فَإِنَّهُ لَا يَحِلُّ حَتّٰى يَطُوْفَ بِالْبَيْتِ، وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ .فَلَمَّا وَقَعَ فِيْ هٰذَا، هٰذَا الِاخْتِلَافُ، وَقَدْ رَوَيْنَا، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِنْ حَدِيْثِ الْحَجَّاجِ بْنِ عَمْرٍو، وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ مَا ذَكَرْنَا مِنْ قَوْلِهٖ، يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (مَنْ كُسِرَ أَوْ عَرِجَ، فَقَدْ حَلَّ، وَعَلَيْهِ حُجَّةٌ أُخْرَى) ثَبَتَ بِذٰلِكَ أَنَّ الْإِحْصَارَ يَكُوْنُ بِالْمَرَضِ، كَمَا يَكُوْنُ بِالْعَدُوِّ .فَهٰذَا وَجْهُ هٰذَا الْبَابِ، مِنْ طَرِيْقِ تَصْحِيْحِ مَعَانِي الْآثَارِ .وَأَمَّا وَجْهُهُ مِنْ طَرِيْقِ النَّظَرِ، فَإِنَّا قَدْ رَأَيْنَاهُمْ أَجْمَعُوْا أَنَّ إِحْصَارَ الْعَدُوِّ، يَجِبُ بِهِ لِلْمُحْصَرِ، الْإِحْلَالُ كَمَا قَدْ ذَكَرْنَا .وَاخْتَلَفُوْا فِي الْمَرَضِ، فَقَالَ قَوْمٌ : حُكْمُهُ حُكْمُ الْعَدُوِّ فِيْ ذٰلِكَ، إِذَا كَانَ قَدْ مَنَعَهُ مِنَ الْمُضِيِّ فِي الْحَجِّ، كَمَا مَنَعَهُ الْعَدُوُّ .وَقَالَ آخَرُوْنَ : حُكْمُهُ بَائِنٌ مِنْ حُكْمِ الْعَدُوِّ .فَأَرَدْنَا أَنْ نَنْظُرَ، مَا أُبِيحَ بِالضَّرُوْرَةِ مِنَ الْعَدُوِّ، هَلْ يَكُوْنُ مُبَاحًا بِالضَّرُوْرَةِ بِالْمَرَضِ أَمْ لَا ؟ .فَوَجَدْنَا الرَّجُلَ إِذَا كَانَ يُطِيْقُ الْقِيَامَ، كَانَ فَرْضًا أَنْ يُصَلِّيَ قَائِمًا، وَإِنْ كَانَ يَخَافُ إِنْ قَامَ أَنْ يُعَايِنَهُ الْعَدُوُّ فَيَقْتُلَهُ، أَوْ كَانَ الْعَدُوُّ قَائِمًا عَلٰى رَأْسِهٖ، فَمَنَعَهُ مِنَ الْقِيَامِ، فَكُلٌّ قَدْ أَجْمَعَ أَنَّهُ قَدْ حَلَّ لَهُ أَنْ يُصَلِّيَ قَاعِدًا، وَسَقَطَ عَنْهُ فَرْضُ الْقِيَامِ .وَأَجْمَعُوْا أَنَّ رَجُلًا لَوْ أَصَابَهُ مَرَضٌ أَوْ زَمَانَةٌ

فَمَنَعَهُ ذٰلِكَ مِنَ الْقِيَامِ، أَنَّهُ قَدْ سَقَطَ عَنْهُ فَرْضُ الْقِيَامِ، وَحَلَّ لَهُ أَنْ يُصَلِّيَ قَاعِدًا، يَرْكَعُ وَيَسْجُدُ إِذَا أَطَاقَ ذٰلِكَ، أَوْ يُوْمِءُ إِنْ كَانَ لَا يُطِيْقُ ذٰلِكَ .فَرَأَيْنَا مَا أُبِيْحَ لَهُ مِنْ هٰذَا بِالضَّرُوْرَةِ مِنَ الْعَدُوِّ، قَدْ أُبِيْحَ لَهُ بِالضَّرُوْرَةِ مِنَ الْمَرَضِ وَرَأَيْنَا الرَّجُلَ إِذَا حَالَ الْعَدُوُّ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْمَاءِ، سَقَطَ عَنْهُ فَرْضُ الْوُضُوْءِ، وَيَتَيَمَّمُ وَيُصَلِّيْ .فَكَانَتْ هٰذِهِ الْأَشْيَاءُ الَّتِيْ قَدْ عُذِرَ فِيْهَا بِالْعَدُوِّ، قَدْ عُذِرَ فِيْهَا أَيْضًا بِالْمَرَضِ، وَكَانَ الْحَالُ فِيْ ذٰلِكَ سَوَاءً .ثُمَّ رَأَيْنَا الْحَاجَّ الْمُحْصَرَ بِالْعَدُوِّ، قَدْ عُذِرَ فَجُعِلَ لَهُ فِيْ ذٰلِكَ أَنْ يَفْعَلَ مَا جُعِلَ لِلْمُحْصَرِ أَنْ يَفْعَلَ، حَتّٰى يَحِلَّ وَاخْتَلَفُوْا فِي الْمُحْصَرِ بِالْمَرَضِ .فَالنَّظْرُ عَلٰى مَا ذَكَرْنَا مِنْ ذٰلِكَ أَنْ يَكُوْنَ مَا وَجَبَ لَهُ مِنَ الْعُذْرِ بِالضَّرُوْرَةِ بِالْعَدُوِّ، يَجِبُ لَهُ أَيْضًا بِالضَّرُوْرَةِ بِالْمَرَضِ، وَيَكُوْنُ حُكْمُهُ فِيْ ذٰلِكَ سِوَاهُ، كَمَا كَانَ حُكْمُهُ فِيْ ذٰلِكَ أَيْضًا سَوَاءً، فِي الطَّهَارَاتِ، وَالصَّلَوَاتِ .ثُمَّ اخْتَلَفَ النَّاسُ بَعْدَ هٰذَا فِي الْمُحْرِمِ بِعُمْرَةٍ، يُحْصَرُ بِعَدُوٍّ أَوْ بِمَرَضٍ. فَقَالَ قَوْمٌ : يَبْعَثُ بِهَدْيٍ وَيُوَاعِدُهُمْ أَنْ يَنْحَرُوْهُ عَنْهُ، فَإِذَا نَحَرَ حَلَّ .وَقَالَ آخَرُوْنَ : بَلْ يُقِيْمُ عَلٰى إِحْرَامِهِ أَبَدًا، وَلَيْسَ لَهَا وَقْتٌ كَوَقْتِ الْحَجِّ .وَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ لِلَّذِيْنَ ذَهَبُوْا إِلٰى أَنَّهُ يَحِلُّ مِنْهَا بِالْهَدْيِ، مَا رَوَيْنَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ أَوَّلِ هٰذَا الْبَابِ، (لَمَّا أُحْصَرَ بِعُمْرَةٍ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ، حَصَرَتْهُ كُفَّارُ قُرَيْشٍ، فَنَحَرَ الْهَدْيَ، وَحَلَّ، وَلَمْ يَنْتَظِرْ أَنْ يَذْهَبَ عَنْهُ الْإِحْصَارُ) ، إِذْ كَانَ لَا وَقْتَ لَهَا كَوَقْتِ الْحَجِّ، بَلْ جَعَلَ الْعُذْرَ فِي الْإِحْصَارِ بِهَا، كَالْعُذْرِ فِي الْإِحْصَارِ بِالْحَجِّ .فَثَبَتَ بِذٰلِكَ أَنَّ حُكْمَهَا فِي الْإِحْصَارِ فِيْهِمَا سَوَاءٌ، وَأَنَّهُ يَبْعَثُ الْهَدْيَ حَتّٰى يَحِلَّ بِهٖ مِمَّا أُحْصِرَ بِهٖ مِنْهُمَا .إِلَّا أَنَّ عَلَيْهِ فِي الْعُمْرَةِ قَضَاءَ عُمْرَةٍ، مَكَانَ عُمْرَتِهٖ، وَعَلَيْهِ فِي الْحَجَّةِ، حَجَّةً مَكَانَ حَجَّتِهٖ وَعُمْرَةً لِإِحْلَالِهٖ .وَقَدْ رَوَيْنَا فِي الْعُمْرَةِ أَنَّهُ قَدْ يَكُوْنُ الْمُحْرِمُ مُحْصَرًا بِهَا، مَا قَدْ تَقَدَّمَ فِيْ هٰذَا الْبَابِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ .فَهٰذَا وَجْهُ هٰذَا الْبَابِ مِنْ طَرِيْقِ الْآثَارِ .وَأَمَّا النَّظَرُ فِيْ ذٰلِكَ، فَإِنَّا قَدْ رَأَيْنَا أَشْيَاءَ قَدْ فُرِضَتْ عَلَى الْعِبَادِ، مِمَّا جُعِلَ لَهَا وَقْتٌ خَاصٌّ، وَأَشْيَاءُ فُرِضَتْ عَلَيْهِمْ، مِمَّا جُعِلَ الدَّهْرُ كُلُّهُ وَقْتًا لَهَا .مِنْهَا الصَّلَوَاتُ، فُرِضَتْ عَلَيْهِمْ فِيْ أَوْقَاتٍ خَاصَّةٍ، تُؤَدّٰى فِيْ تِلْكَ الْأَوْقَاتِ بِأَسْبَابٍ مُتَقَدِّمَةٍ لَهَا، مِنَ التَّطَهُّرِ بِالْمَاءِ، وَسَتْرِ الْعَوْرَةِ .وَمِنْهَا الصِّيَامُ فِيْ كَفَّارَاتِ الظِّهَارِ وَكَفَّارَاتِ الصِّيَامِ، وَكَفَّارَاتِ الْقَتْلِ، جُعِلَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُظَاهِرِ، وَالْقَاتِلِ لَا فِيْ أَيَّامٍ بِعَيْنِهَا، بَلْ جُعِلَ الدَّهْرُ كُلُّهُ وَقْتًا لَهَا، وَكَذٰلِكَ كَفَّارَةُ الْيَمِيْنِ جَعَلَهَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى الْحَانِثِ فِيْ يَمِيْنِهٖ، وَهِيَ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِيْنَ أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ

ثُمَّ جَعَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مَنْ فُرِضَ عَلَيْهِ الصَّلَوَاتُ بِالْأَسْبَابِ الَّتِيْ تَقَدَّمَ وَالْأَسْبَابُ الْمَفْعُوْلَةِ فِيْهَا فِيْ ذٰلِكَ، عُذْرًا إِذَا مُنِعَ مِنْهُ. فَمِنْ ذٰلِكَ مَا جُعِلَ لَهُ فِيْ عَدَمِ الْمَاءِ، مِنْ سُقُوْطِ الطَّهَارَةِ بِالْمَاءِ وَالتَّيَمُّمِ. وَمِنْ ذٰلِكَ مَا جُعِلَ لِلَّذِيْ مُنِعَ مِنْ سَتْرِ الْعَوْرَةِ أَنْ يُصَلِّيَ بَادِيَ الْعَوْرَةِ. وَمِنْ ذٰلِكَ مَا جُعِلَ لِمَنْ مُنِعَ مِنَ الْقِبْلَةِ أَنْ يُصَلِّيَ إِلٰى غَيْرِ قِبْلَةٍ. وَمِنْ ذٰلِكَ مَا جُعِلَ لِلَّذِيْ مُنِعَ مِنَ الْقِيَامِ، أَنْ يُصَلِّيَ قَاعِدًا، يَرْكَعُ وَيَسْجُدُ، فَإِنْ مُنِعَ مِنْ ذٰلِكَ أَيْضًا، أَوْمَأَ إِيْمَاءً، فَجُعِلَ لَهُ ذٰلِكَ. وَإِنْ كَانَ قَدْ بَقِيَ عَلَيْهِ مِنَ الْوَقْتِ مَا قَدْ يَجُوْزُ أَنْ يَذْهَبَ عَنْهُ ذٰلِكَ الْعُذْرُ، وَيَعُوْدُ إِلٰى حَالِهِ قَبْلَ الْعُذْرِ، وَهُوَ فِي الْوَقْتِ، لَمْ يَفُتْهُ. وَكَذٰلِكَ جُعِلَ لِمَنْ لَا يَقْدِرُ عَلَى الصَّوْمِ فِي الْكَفَّارَاتِ الَّتِيْ أَوْجَبَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْهِ فِيْهَا الصَّوْمَ، لِمَرَضٍ حَلَّ بِهِ مِمَّا قَدْ يَجُوْزُ بُرْؤُهُ مِنْهُ بَعْدَ ذٰلِكَ، وَرُجُوْعُهُ إِلٰى حَالِ الطَّاقَةِ لِذٰلِكَ الصَّوْمِ، فَجُعِلَ ذٰلِكَ لَهُ عُذْرًا فِيْ إِسْقَاطِ الصَّوْمِ عَنْهُ بِهِ، وَلَمْ يُمْنَعْ مِنْ ذٰلِكَ إِذَا كَانَ مَا جُعِلَ عَلَيْهِ مِنَ الصَّوْمِ لَا وَقْتَ لَهُ. وَكَذٰلِكَ فِيْمَا ذَكَرْنَا مِنَ الْإِطْعَامِ فِي الْكَفَّارَاتِ وَالْعِتْقِ فِيْهَا، وَالْكِسْوَةِ، إِذَا كَانَ الَّذِيْ فُرِضَ ذٰلِكَ عَلَيْهِ مُعْدِمًا. وَقَدْ يَجُوْزُ أَنْ يَجِدَ بَعْدَ ذٰلِكَ، فَيَكُوْنَ قَادِرًا عَلٰى مَا أَوْجَبَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْهِ مِنْ ذٰلِكَ، مِنْ غَيْرِ فَوَاتٍ لِوَقْتِ شَيْءٍ مِمَّا كَانَ أُوْجِبَ عَلَيْهِ فِعْلُهُ فِيْهِ. فَلَمَّا كَانَتْ هٰذِهِ الْأَشْيَاءُ يَزُوْلُ فَرْضُهَا بِالضَّرُوْرَةِ فِيْهَا، وَإِنْ كَانَ لَا يَخَافُ فَوْتَ وَقْتِهَا، فَجُعِلَ ذٰلِكَ مَا خِيْفَ فَوْتُ وَقْتِهِ، سَوَاءٌ مِنَ الصَّلَوَاتِ فِيْ أَوَاخِرِ أَوْقَاتِهَا، وَمَا أَشْبَهَ ذٰلِكَ. فَالنَّظَرُ عَلٰى مَا ذَكَرْنَا أَنْ يَكُوْنَ كَذٰلِكَ، الْعُمْرَةُ، وَإِنْ كَانَ لَا وَقْتَ لَهَا أَنْ يُبَاحَ فِي الضَّرُوْرَةِ فِيْهَا، مَا يُبَاحُ بِالضَّرُوْرَةِ فِيْ غَيْرِهَا، مِمَّا لَهُ وَقْتٌ مَعْلُوْمٌ. فَثَبَتَ بِمَا ذَكَرْنَا، قَوْلُ مَنْ ذَهَبَ إِلٰى أَنَّهُ قَدْ يَكُوْنُ الْإِحْصَارُ بِالْعُمْرَةِ، كَمَا يَكُوْنُ الْإِحْصَارُ بِالْحَجِّ سَوَاءً. وَهٰذَا قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ، وَأَبِيْ يُوْسُفَ، وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى. ثُمَّ تَكَلَّمَ النَّاسُ بَعْدَ هٰذَا فِي الْمُحْصَرِ إِذَا نَحَرَ هَدْيَهُ، هَلْ يَحْلِقُ رَأْسَهُ أَمْ لَا ؟ فَقَالَ قَوْمٌ : لَيْسَ عَلَيْهِ أَنْ يَحْلِقَ لِأَنَّهُ قَدْ ذَهَبَ عَنْهُ النُّسُكُ كُلُّهُ، وَمِمَّنْ قَالَ ذٰلِكَ، أَبُوْ حَنِيْفَةَ، وَمُحَمَّدٌ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ. وَقَالَ آخَرُوْنَ : بَلْ يَحْلِقُ، فَإِنْ لَمْ يَحْلِقْ، حَلَّ وَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ، وَمِمَّنْ قَالَ ذٰلِكَ، أَبُوْ يُوْسُفَ رَحِمَهُ اللّٰهُ. وَقَالَ آخَرُوْنَ يَحْلِقُ وَيَجِبُ ذٰلِكَ عَلَيْهِ، كَمَا يَجِبُ عَلَى الْحَاجِّ وَالْمُعْتَمِرِ. فَكَانَ مِنْ حُجَّةِ أَبِيْ حَنِيْفَةَ، وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ فِيْ ذٰلِكَ، أَنَّهُ قَدْ سَقَطَ عَنْهُ بِالْإِحْصَارِ، جَمِيْعُ مَنَاسِكِ الْحَجِّ، مِنَ الطَّوَافِ وَالسَّعْيِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، وَذٰلِكَ مِمَّا يَحِلُّ الْمُحْرِمُ بِهِ مِنْ إِحْرَامِهِ. أَلَا تَرٰى أَنَّهُ إِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ يَوْمَ النَّحْرِ، حَلَّ لَهُ أَنْ يَحْلِقَ،

فَيَحِلُّ لَهُ بِذٰلِكَ، الطِّيبُ، وَاللِّبَاسُ، وَالنِّسَاءُ .قَالُوْا : فَلَمَّا كَانَ ذٰلِكَ مِمَّا يَفْعَلُهُ حَتّٰى يَحِلَّ، فَسَقَطَ ذٰلِكَ عَنْهُ كُلُّهُ بِالْإِحْصَارِ، سَقَطَ أَيْضًا عَنْهُ سَائِرُ مَا يَحِلُّ بِهِ الْمُحْرِمُ بِسَبَبِ الْإِحْصَارِ. هٰذِهِ حُجَّةٌ لِأَبِيْ حَنِيْفَةَ، وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ تَعَالٰى .وَكَانَ مِنْ حُجَّةِ الْآخَرِيْنَ عَلَيْهِمَا فِيْ ذٰلِكَ، أَنَّ تِلْكَ الْأَشْيَاءَ مِنَ الطَّوَافِ بِالْبَيْتِ، وَالسَّعْيِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، وَرَمْيِ الْجِمَارِ، قَدْ صُدَّ عَنْهُ الْمُحْرِمُ، وَحِيْلَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ، فَسَقَطَ عَنْهُ أَنْ يَفْعَلَهُ.وَالْحَلْقُ لَمْ يَحُلْ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ، وَهُوَ قَادِرٌ عَلٰى أَنْ يَفْعَلَهُ.فَلَمَّا كَانَ يَصِلُ إِلٰى أَنْ يَفْعَلَهُ، فَحُكْمُهُ فِيْهِ، فِيْ حَالِ الْإِحْصَارِ، كَحُكْمِهِ فِيْهِ، حَالَ الْإِحْصَارِ .وَمَا لَا يَسْتَطِيْعُ أَنْ يَفْعَلَهُ فِيْ حَالِ الْإِحْصَارِ، فَهُوَ الَّذِيْ يَسْقُطُ عَنْهُ بِالْإِحْصَارِ، فَهُوَ النَّظَرُ عِنْدَنَا .وَإِذَا كَانَ حُكْمُهُ فِيْ وَقْتِ الْحَلْقِ عَلَيْهِ، وَهُوَ مُحْصَرٌ، كَحُكْمِهِ فِيْ وُجُوْبِهِ عَلَيْهِ، وَهُوَ غَيْرُ مُحْصَرٍ، كَانَ تَرْكُهُ إِيَّاهُ أَيْضًا، وَهُوَ مُحْصَرٌ، كَتَرْكِهِ إِيَّاهُ وَهُوَ غَيْرُ مُحْصَرٍ .وَقَدْ رُوِيَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَا قَدْ دَلَّ عَلٰى أَنَّ حُكْمَ الْحَلْقِ بَاقٍ عَلَى الْمُحْصَرِيْنَ، كَمَا هُوَ عَلٰى مَنْ وَصَلَ إِلَى الْبَيْتِ.

۴۰۵۵: سالم نے اپنے والد سے روایت نقل کی ہے کہ جس کو مرض پیش آ جائے اور وہ بیت اللہ تک نہ پہنچ سکے تو وہ حلال نہ ہوگا جب تک کہ بیت اللہ کا طواف نہ کرے اور صفا مروہ کے مابین سعی نہ کرے۔ جب یہ مسئلہ مختلف فیہ ہوا اورگ ہم پہلے حجاج بن عمرو والی روایت جس کو ابن عباس وابو ہریرہ رضی اللہ عنہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا' کہ آپ نے فرمایا ''من کسر او عرج فقد حل '' کے ضمن میں ذکر آئے' کہ اس پر دوسرا حج لازم ہے۔اس سے تو یہ ثابت ہوا کہ دشمن کے احصار کی طرح بیماری کا احصار بھی ہے۔ اس باب کے معانی کی تصحیح کے لحاظ سے اس باب کی وضاحت اسی طرح ہے۔اب رہا طریق غور وفکر تو اس کی وضاحت اس طرح ہے کہ دشمن کی وجہ سے احصار (روک) کی صورت میں محصر پر احرام کھولنے کا وجوب تو سب کے ہاں اتفاقی ہے۔ جیسا مذکور ہوا اختلاف تو صرف مرض وغیرہ کے متعلق ہے۔بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس کا حکم دشمن کے حکم جیسا ہے اور اس کا حج کے لئے رکاوٹ بننا دشمن کی رکاوٹ کی طرح ہے۔مگر دیگر حضرات کا کہنا ہے کہ اس کا حکم اس سے الگ ہے۔اب ہم یہ غور کرنا چاہتے ہیں کہ جو کام دشمن کے باعث جائز ہے۔وہ بیماری کی وجہ سے جائز ہوسکتا ہے یا نہیں۔ہم نے دیکھا کہ جب کوئی شخص کھڑے ہو کر نماز ادا کر سکتا ہو تو اس پر کھڑے ہو کر نماز لازم ہے اور اس کو یہ ڈر ہو کہ دشمن اس کو دیکھتے ہی قتل کر دے گا یا دشمن سر پر کھڑا ہوا اور وہ اسے روکے۔تو تمام اسباب پر متفق ہیں کہ وہ بیٹھ کر نماز پڑھے گا اور اس سے قیام کی فرضیت ساقط ہو جاتی ہے۔اور اس پر سب متفق ہیں کہ اگر کوئی بیمار یا شل ہو جائے اور اس کی بناء پر کھڑے ہونے سے عاجز ہو تو اس سے قیام کی فرضیت ساقط ہو جاتی ہے۔اور اسے بیٹھ کر نماز پڑھنا درست ہے۔وہ رکوع کرے اور سجدہ کرے اگر ان کی استطاعت ہو ورنہ اشارے سے نماز پڑھے گر طاقت نہ ہو تو اشارہ کرے۔پس ہم

نے یہ جان لیا کہ جو چیز دشمن کی ضرورت سے جائز ہوئی وہ مرض کی وجہ سے بھی جائز ہوئی اور بات بھی پاتے ہیں کہ جب دشمن پانی اور اس آدمی کے درمیان حائل ہو جائے تو اس سے وضو کی فرضیت جاتی رہتی ہے اور وہ تیمم کر کے نماز پڑھ سکتا ہے۔اسی طرح اگر اسے نقصان دینے والی بیماری ہو تو وضو کی فرضیت اس سے ساقط ہو جائے گی اور وہ تیمم کر کے نماز پڑھ سکتا ہے۔ یہ سب صورتیں جن میں وہ دشمن کی وجہ سے معذور ہوا وہ بیماری کی وجہ سے عذر میں ایک جیسا حکم رکھتا ہے۔ہم یہ بھی بات پاتے ہیں کہ وہ حاجی جس کو دشمن روک لے وہ معذور قرار پاتا ہے۔اسے وہ عمل کرنے کا حکم ہے جو محصر کو کرنا چاہیے ۔ یہاں تک کہ وہ احرام کھول دے ۔ جب کہ بیماری کی وجہ سے رکنے والے محصر کے متعلق فقہاء کا اختلاف ہے۔تو جو ہم نے ذکر کیا اس پر قیاس کا تقاضا ہے کہ دشمن کی وجہ سے ضرورت کے پیش نظر جو عمل لازم ہے وہ بیماری کی وجہ سے ضرورت کے طور پر واجب ہوگا اور ان دونوں کا حکم اسی طرح ایک جیسا ہوگا۔ جیسا کہ طہارت ونماز میں دونوں کا حکم یکساں ہے۔ پھر اس کے بعد اس شخص کے متعلق اختلاف ہے جس نے عمرے کا احرام باندھا اور بیماری یا دشمن کی وجہ سے وہ محصر ہو گیا۔ایک جماعت علماء کا کہنا یہ ہے کہ وہ ہدی روانہ کرے اور ان سے وعدہ لے کہ وہ اس ذبح کر دیں گے۔ پس جب انہوں نے نحر کر دیا تو وہ احرام سے فارغ ہو جائے گا۔ دیگر علماء کا کہنا ہے کہ وہ احرام کو باندھے رہے۔ اس کے لئے حج کی مثل وقت مقرر نہیں۔ جو لوگ ھدی کے ساتھ احرام سے نکلنے کے قائل ہیں ان کی دلیل وہ روایت ہے جس کو ہم جناب رسول اللہ ﷺ سے اس باب کی ابتداء میں نقل کر آئے ۔ کہ جب آپ کو قریش نے روک لیا تو آپ نے ھدی ذبح کر کے احرام کھول دیا اور احصار کے ختم ہونے کا انتظار نہ کیا کہ اس کا حج کی طرح وقت مقرر نہیں ۔ بلکہ رکاوٹ کو اسی طرح عذر قرار دیا جس طرح حج میں رکاوٹ عذر ہے۔اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ رکاوٹ کی صورت میں اس کا حکم یکساں ہے کہ وہ ہدی روانہ کرے اور دونوں سے حلال ہو جائے ۔ البتہ عمرہ کی صورت میں عمرے کی قضاء لازم ہے اور حج کی صورت میں اس پر ایک حج اور احرام کھولنے کی وجہ سے ایک عمرہ لازم ہوگا۔ عمرہ کے سلسلہ میں ہم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت پہلے نقل کی ہے۔ کہ عمرہ کا محرم بھی احصار والا ہو سکتا ہے۔ روایات کے انداز سے اس باب کی یہ وضاحت ہے البتہ بطریق نظر وفکر اس کی وضاحت اس طرح ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ بعض چیزیں بندوں پر فرض ہیں جن کا خاص وقت مقرر ہے اور بعض فرض امور تمام عمر کیے جاتے ہیں ان میں سے نمازیں ہیں یہ خاص اوقات میں لازم ہیں اور ان اوقات میں پیشگی اسباب کی وجہ سے ادا کیے جاتے ہیں مثلاً پانی سے طہارت کا حصول' ستر ڈھانپنا' انہی امور میں سے ظہار کے کفارے روزے کے کفارے اور قتل کے کفارے ہیں ۔ جو کہ ظہار کرنے والے پر مقررہ دنوں میں لازم ہیں بلکہ زندگی میں جب چاہے ان کو ادا کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح قسم کا کفارہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے قسم کو توڑنے والے پر لازم کیا ہے۔ اور یہ دس مساکین کو کھانا کھلانا یا ان کو لباس پہنانا یا ایک غلام کو آزاد کرنا ہے۔ پھر جن لوگوں پر اللہ تعالیٰ نے نماز کو پہلے پائے جانے والے اسباب اور نماز کے اندر پائے جانے والے اسباب سے فرض فرمائی ہے۔ جب ان امور سے رکاوٹ ہو جائے تو اس کو عذر قرار دیا ہے۔ ان میں سے ایک بات یہ ہے کہ جب کسی کو پانی نہ ملے تو اس سے پانی سے طہارت کرنا ساقط ہو جاتا ہے اور تیمم کرنا پڑتا ہے

اوران میں سے ایک یہ ہے کہ جب ستر ڈھانپنے کو کچھ نہ ملے تو ننگے نماز ادا کرے اوران میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جوقبلہ کی طرف رخ نہ کرسکتا ہو وہ غیر قبلہ کی طرف نماز پڑھ لے اور جس کو قیام میں رکاوٹ ہو وہ بیٹھ کر رکوع وسجود سے نماز ادا کرے اور یہ بھی نہ کر سکے تو اشارے سے پڑھ لے۔اس کو اس بات کی اجازت ہے اگر چہ اس قدر وقت باقی ہو جس میں یہ عذر ختم ہو جائے اور وہ عذر سے پہلے والی حالت کی طرف لوٹ آئے اور ابھی وقت نہ نکلا ہو۔اسی طرح جس شخص پر کفارے کے روزے ہیں اور کسی مرض کی وجہ سے روزے پر قدرت نہ رکھتا ہو تو شخص معذور قرار پائے گا۔حالانکہ یہ ہوسکتا کہ وہ درست ہو جائے اور اس کی اپنی حالت پر لوٹ آئے اور اس کو روزے سے کوئی چیز رکاوٹ نہ ہو۔کیونکہ اس کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں۔اسی طرح کفاروں کی صورت میں کھانا کھلانے' غلام آزاد کرنے اور لباس پہنانے کا بھی حکم ہے اگر ان میں سے کسی ایک پر قدرت نہ ہو تو دوسرے پر اس کی قدرت شمار ہوگی اور آئندہ حاصل ہونے والی کسی وقت کی قوت کا لحاظ نہ ہوگا۔جب امور مذکورہ کی فرضیت جب ضرورت کے وقت ساقط ہو جاتی ہے۔خواہ وقت کے فوت ہونے کا خطرہ نہ ہو تو یہ امور اور جن امور میں وقت نکلنے کا خطرہ ہوتا ہے دونوں کا حکم ایک جیسا ہے۔تو ان مذکورہ امور کا تقاضا یہ ہے کہ عمرہ کہ جس کا وقت مقرر نہیں اس کے لئے بھی وہ چیز ہو جو ان امور کے لئے جائز ہے جن کے اوقات مقرر ہیں اس سے ان لوگوں کا مسلک ثابت ہو گیا جو حج کے احصار کو عمرہ کے احصار جیسا شمار کرتے ہیں۔یہ امام ابوحنیفہ ابو یوسف' محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔پھر اس سلسلہ میں فقہاء کرام مختلف ہیں کہ جب رکاوٹ والے شخص کی ہدی ذبح ہو جائے تو وہ سر منڈ واسکتا ہے یا نہیں ایک جماعت کا کہنا یہ ہے کہ اس پر ہدی لازم ہی نہیں کیونکہ اس پر سے تمام افعال حج ساقط ہو گئے۔حضرت امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہما اسی بات نے قائل ہیں۔مگر دوسرے حضرات کا کہنا ہے کہ وہ حلق کروائے اور اگر وہ حلق نہ بھی کروائے تو بھی وہ احرام کھول سکتا ہے اور اس پر کچھ بھی لازم نہ ہو گا اور امام ابو یوسف اسی قول کو اختیار کرنے والے ہیں۔اور بعض علماء کا کہنا یہ ہے کہ اس پر حلق ضروری ہے جیسا کہ حاجی اور معتمر پر حلق واجب ہے۔اس سلسلہ میں امام ابوحنیفہ اور محمد رحمۃ اللہ علیہما کی دلیل یہ ہے احصار نے حج کے تمام مناسک کو ساقط کر دیا اور یہ وہ امور ہیں جن کے ساتھ محرم احرام سے باہر آتا ہے۔کیا تم نہیں دیکھتے کہ جب یوم نحر کو محرم بیت اللہ کا طواف کرتا ہے۔تو اس کے لئے حلق جائز ہو جاتا ہے اور اس کے لئے خوشبو' لباس' جماع جائز ہو جاتا ہے۔ان کا کہنا یہ ہے کہ جب حلق ان معاملات سے ہے کہ جن کو حاجی احرام کو کھولنے سے پہلے انجام دیتا ہے اور احصار سے ان امور کو ساقط کر دیا۔تو وہ امور خود ساقط ہو جائیں گے جن کو احصار کی وجہ سے محرم چھوڑ دیتا ہے۔یہ امام ابوحنیفہ' محمد رحمۃ اللہ علیہما کی دلیل ہے۔دوسرے حضرات یہ دلیل دیتے ہیں کہ بیت اللہ کا طواف سعی صفا' مروہ جمرات کو کنکریاں مارنے سے محرم کو رکاوٹ ہوگئی اور اس کے ان امور میں احصار حائل ہو گیا۔تو اس وجہ سے ان امور کی انجام دہی ساقط ہو گئی' مگر حلق اور اس کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں وہ اس کو بجالانے پر قدرت رکھتا ہے۔تو وہ جو عمل کر سکتا ہے احصار کی صورت میں اس کا وہی حکم ہو گا جو حالت احصار کے علاوہ ہے اور جس کو وہ حالت احصار میں انجام نہیں دے سکتا وہ احصار کی وجہ سے ساقط ہو گئے ہیں ہمارے ہاں قیاس یہی ہے۔پس جب احصار کی صورت میں وجوب حلق کا حکم وہی ہے جو

احصار کے علاوہ ہے۔ تو اس کے چھوڑنے کا حکم بھی وہی ہوگا جو محصر نہ ہونے کی صورت میں ہوتا ہے۔ جناب رسول اللہ ﷺ سے اس سلسلہ میں روایت وارد ہے' جو اس بات پر دلالت کرتی ہے۔ کہ محصر پر حلق کا حکم اسی طرح باقی ہے جیسا کہ اس شخص پر باقی ہے۔ جو بیت اللہ شریف تک پہنچتا ہے۔ روایت ملاحظہ ہو۔

**حاصل روایات:** ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ احصار صرف دشمن کی وجہ سے ہوتا ہے مرض پیش آنا احصار میں شمار نہ ہوگا اور اس کو وہیں احرام میں درست ہونے تک ضروری ہے پھر عمرہ مکمل کر کے وہ حلال ہو سکے گا یہ ضروری ہے۔

## فریق ثانی کا مؤقف:

احصار جس طرح دشمن کے روکنے سے ہوتا ہے مرض وغیرہ بھی احصار کا باعث ہیں اس کے دلائل ابن عباس' ابن مسعود' حجاج بن عمرو رضی اللہ عنہم کی روایات ہیں جن میں مرض' سانپ کا ڈسنا وغیرہ مذکور ہے۔

**فریق اوّل کے مؤقف کا جواب:** فلما وقع سے ذکر کیا۔

گزشتہ روایات ابن عباس' ابن مسعود' حجاج رضی اللہ عنہم میں مرض لاحق ہونا' عضو ٹوٹنا' پاؤں لوٹنا صاف مذکور ہے اور اس کا حلال ہونا درست ہے اور اگلے سال اس پر حج لازم ہوگا (اگر احرام حج ہو) اس سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ احصار جس طرح دشمن کی وجہ سے ہوتا ہے اسی طرح مرض کی وجہ سے بھی ہوتا ہے۔

روایات کی تصحیح کے لحاظ سے اس بات کا مفہوم یہی ہوگا اب نظری طریقہ سے ہم دیکھیں گے۔

## جواب ثانی۔ نظر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ:

اس بات کو سب تسلیم کرتے ہیں کہ دشمن کا احصار محصر کے لئے حلال کو لازم کرنے والا ہے اس سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ دشمن کی رکاوٹ تو اتفاقی طور پر اسباب احلال سے ہے البتہ مرض وغیرہ کے متعلق اختلاف ہے کہ وہ اسباب احلال سے ہے یا نہیں۔ ایک فریق اس کو اسباب احلال سے قرار دیتا ہے جبکہ مرض ایسا شدید ہو اور بیت اللہ تک پہنچنے میں رکاوٹ بن جائے تو یہ اسباب احصار سے ہے اور دوسرا فریق اس کو اسباب احلال قرار نہیں دیتا۔

اب اس پر نظر ڈالنے کے دو انداز ہیں ہم دیکھتے ہیں کہ کیا وہ اشیاء جو دشمن کی وجہ سے درست ہو جاتی ہیں وہ مرض کی وجہ سے بھی مباح اور درست ہوتی ہیں یا نہیں۔ دیکھنے سے معلوم ہوا اگر کسی شخص کو قیام پر قدرت حاصل ہو تو اس پر نماز میں قیام لازم و فرض ہے لیکن اگر قیام سے دشمن کے دیکھنے کا خطرہ ہو یا دشمن سر پر کھڑا ہے اور اس کو قیام سے روک رہا ہے تو اس صورت میں سب کے ہاں قیام کی فرضیت ساقط ہو جاتی ہے اور وہ بیٹھ کر نماز ادا کر سکتا ہے اس پر بھی سب متفق ہیں کہ اگر کسی کو شدید مرض لاحق ہو گیا یا پہلے سے وہ اپاہج اور معذور ہے تو اس پر قیام فرض نہیں ہے وہ بیٹھ کر نماز ادا کرے گا بالکل اسی طرح رکوع وسجدہ کی طاقت نہ ہو تو ان کی فرضیت ساقط ہو جاتی ہے اور اشارہ سے رکوع اور سجدہ کرنا جائز ہے۔ اب اس سے معلوم ہو گیا کہ جو چیزیں دشمن کی وجہ سے مباح ہو جاتی ہیں وہ بیماری کی وجہ سے بھی مباح ہو جاتی ہیں۔ فلہٰذا جس طرح احصار دشمن سے حلال ہونا درست ہے اسی طرح

مرض کے احصار سے بھی حلال ہونا جائز ہونا چاہئے۔
دوسرا انداز۔ورایناالوجل سے شروع ہوتا ہے۔
جب نمازی اور وضو کے پانی کے درمیان دشمن حائل ہو جائے تو اس نماز پر وضو فرض نہیں رہتا اس کو تیمم جائز ہے۔اسی طرح اگر سخت بیماری کی وجہ سے پانی کا استعمال نقصان دے تو وضو کی فرضیت ساقط ہو کر تیمم جائز ہو جاتا ہے۔
پس اس سے معلوم ہوا کہ ان تمام امور میں دشمن کی وجہ سے جس طرح معذور خیال کیا جاتا ہے۔اسی طرح مرض کی وجہ سے بھی معذور سمجھا جاتا ہے۔جب محصر بالعدو بالاتفاق معذور قرار دے کر اس کو حلال ہونا جائز قرار دیا جاتا ہے تو محصر بالمرض کو بھی معذور قرار دے کر حلال ہونا اس کے لئے بھی جائز ہونا قیاس کا تقاضا ہے۔

## عنوان رابع محصر بالعمرۃ

فریق اوّل جو عمرہ کا احرام باندھنے والا ہو وہ احصار میں آ جائے تو اس کو حلال ہونا جائز نہیں بلکہ اپنے احرام میں باقی رہے یہاں تک کہ احصار ختم ہو اور پھر وہ عمرہ کرے یہ ابن سیرینؒ کا قول ہے۔
فریق ثانی کا مؤقف: اس کا حکم احصار میں محصر بالحج جیسا ہے ہدی روانہ کر کے وقت مقررہ آنے پر حلال ہو جائے عمرے کے بعد میں قضا لازم ہے جیسا کہ اس پر حج میں حج کی قضا لازم ہے کیونکہ ان کے احرام پورے نہ کر سکا۔دلائل یہ ہیں۔
نمبر①: کفار قریش نے آپ کو حدیبیہ میں روک دیا تو آپ ﷺ نے ہدی کو نحر کیا اور عمرے سے حلال ہو گئے اور احصار کے ختم ہونے کا انتظار نہیں کیا کیونکہ عمرہ کا کوئی وقت نہیں سال کے کسی موقعہ پر بھی ہو سکتا ہے البتہ عذر احصار کو احصار حج کی طرح قرار دیا گیا اور آئندہ اس پر عمرہ لازم کر دیا گیا جیسا کہ احصار حج میں وقت چلا جائے تو اگلے سال حج ضروری ہے کیونکہ احرام کی تکمیل سے پہلے وہ حلال ہو گیا اور محرم کو بھی احصار پیش آ جاتی ہے جیسا روایت ابن مسعود رضی اللہ عنہ میں سانپ کے ڈسنے کا واقعہ مذکور ہے۔

### نظر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ:

بندوں پر دو قسم کی چیزیں فرض ہوتی ہیں نمبر ایک جن کا خاص وقت مقرر کیا گیا۔نمبر دو تمام اوقات میں ان کی ادائیگی ہو سکتی ہے اول قسم مثلاً نمازوں کے خاص اوقات ہیں ان اوقات میں ان کی شرائط سے ان کو ادا کیا جا سکتا ہے جیسے طہارت، ستر عورت وغیرہ دوسری قسم کی مثال کفارات قتل وظہار ہیں ان کا دارومدار قائل ومظاہر پر ہے جب چاہے ادا کرے کفارہ قسم کا بھی یہی حال ہے۔غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ پانچوں نمازوں کے اوقات متعین ہیں مگر اعذار پیش آنے کی صورت میں بعض فرائض ساقط ہو جاتے ہیں۔مثلاً وضو، ستر عورت، قیام، رکوع، سجدہ، سمت قبلہ وغیرہ وقت میں گنجائش کے باوجود عذر پیش آنے کی وجہ سے یہ ساقط نہیں ہے اور عذر قابل قبول ہے کیونکہ وہ قطعی ویقینی ہے بالکل اسی طرح کفارات ظہار وقتل میں اگر وقتی قدرت نہیں تو روزے کی طرف سے فدیہ دے کر بری الذمہ ہو جائے گا اگرچہ روزے رکھنے کی طاقت آنے کا امکان موجود ہے تو امکان قدرت کی وجہ سے اس کو غیر معذور قرار نہیں دیا جاتا بلکہ معذور سمجھ کر عوض قبول کرتے ہیں۔

اب ثابت ہوا کہ خواہ احکامات کا وقت متعین ہو یا غیر متعین اعذار کی وجہ سے فرضیت ساقط ہو جاتی ہے خواہ وقت کے فوت ہونے کا خطرہ ہو یا نہ ہو دونوں میں حکم یکساں لگایا جاتا ہے۔ پس نظر و قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ عمرہ کا اگرچہ وقت متعین نہیں ہے۔ مگر عذر کی صورت میں اس سے ادائیگی فرض کو ساقط کر دے گی پس ثابت ہوا کہ احصار میں حج و عمرہ کا حکم یکساں ہے وقتی ادائیگی کی فرضیت ساقط ہو جائے گی۔

ہمارے ائمہ ثلاثہ امام ابوحنیفہ ابو یوسف محمد رحمہم اللہ کا یہی قول ہے۔

## عنوان خامس محصر ذبح کے بعد حلق کرے یا نہ:

فریق اوّل: ہدی کے ذبح کر دینے کے بعد اس پر حلق راس لازم نہیں دم سے حلال ہو چکا یہ امام ابوحنیفہ محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔

دلیل یہ ہے: احصار کی وجہ سے اس کے حج و عمرہ کے تمام مناسک ساقط ہو گئے مثلاً طواف سعی وغیرہ اور یہی چیزیں ہیں جن کی ادائیگی سے وہ حلال ہوتا تھا غور فرمائیں جب اس نے نحر کے دن طواف زیارت کر لیا تو اس کو سر منڈوانا درست ہے اور خوشبو و لباس اور نساء بھی حلال ہو جائیں گی جب رمی جمرہ طواف سعی وغیرہ سب اس سے ساقط ہو گئے تو حلق بطریق اولیٰ ساقط ہونا چاہئے۔

فریق ثانی و ثالث کا مؤقف و جواب: نحر کے بعد حلق مسنون ہے اور بعض نے واجب قرار دیا ہے۔ دلیل سے پہلے سابقہ مؤقف کا جواب عرض کرتے ہیں۔ محصر کو حالت احصار میں طواف و سعی رمی جمار وغیرہ امور ادائیگی نہ کر سکنے کی وجہ سے ساقط ہوئے ہیں مگر اس امر کے کرنے میں تو کوئی رکاوٹ نہیں اس کو قدرت کے باوجود کیونکر ساقط کیا جائے۔ پس جن امور میں رکاوٹ ہے وہ ساقط اور جن میں رکاوٹ نہیں وہ اسی طرح لازم رہیں گے پس آپ کی دلیل کا اعتبار نہیں۔

دلیل نمبر ①: جناب رسول اللہ ﷺ سے ایسی روایت وارد ہے جو محصر پر حلق کے حکم کے باقی رہنے پر دلالت کرتی ہے۔ روایت یہ ہے۔

۴۰۵۶: وَذٰلِكَ أَنَّ رَبِيعًا الْمُؤَذِّنَ حَدَّثَنَا' قَالَ : ثَنَا أَسَدُ بْنُ مُوْسٰى، قَالَ : ثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنُ أَبِىْ زَائِدَةَ' قَالَ : ثَنَا' أَبُوْ إِسْحَاقَ' قَالَ : حَدَّثَنِىْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِىْ نَجِيْحٍ' عَنْ مُجَاهِدٍ' عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ ( : حَلَقَ رِجَالٌ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ' وَقَصَّرَ آخَرُوْنَ .فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : يَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُحَلِّقِيْنَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَالْمُقَصِّرِيْنَ ؟ قَالَ : يَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُحَلِّقِيْنَ قَالُوْا :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ' وَالْمُقَصِّرِيْنَ ؟ قَالَ : يَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُحَلِّقِيْنَ قَالُوْا : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ' وَالْمُقَصِّرِيْنَ ؟ قَالَ : وَالْمُقَصِّرِيْنَ .قَالُوْا : فَمَا بَالُ الْمُحَلِّقِيْنَ ظَاهَرْتَ لَهُمْ بِالتَّرَحُّمِ ؟ قَالَ : إِنَّهُمْ لَمْ يَشُكُّوْا) .

۴۰۵۶: مجاہد نے ابن عباس ؓ سے روایت کی ہے کہ بعض لوگوں نے حدیبیہ کے دن حلق کیا اور بعض نے قصر

جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ محلقین پر رحمت فرمائے انہوں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! والمقصرین؟ آپ ﷺ نے دوبارہ فرمایا اللہ تعالیٰ محلقین پر رحمت فرمائے انہوں پھر کہا یارسول اللہ ﷺ والمقصرین؟ آپ نے پھر فرمایا اللہ تعالیٰ محلقین پر رحمت فرمائے انہوں نے پھر کہا یارسول اللہ ﷺ والمقصرین؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا اور مقصرین پر رحمت فرمائے۔

انہوں نے سوال کیا یارسول اللہ ﷺ آپ نے محلقین کے لئے کھل کر رحمت کی دعا فرمائی آپ ﷺ نے فرمایا انہوں نے حرف شکایت زبان سے نہیں نکالا۔

**تخریج** : بخاری فی الحج باب۱۲۷' مسلم فی الحج ۳۱۶/۳۱۷' ۳۲۰' ۳۲۱/۳۲۰' ابو داؤد فی المناسک باب۷۸' ترمذی فی الحج باب۴۷' ابن ماجہ فی المناسک باب۷۱' دارمی فی المناسک باب۶۴' مالک فی الحج ۱۸۴' مسند احمد ۱' ۳۵۳/۲۱۶' ۲' ۳۴/۱۶' ۳' ۸۹/۲۰' ۴' ۱۶۵/۷۰' ۵' ۳۸۱' ۶' ۳۹۳/۹۰۲۔

۴۰۵۷ : حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ : ثَنَا يُوْسُفُ بْنُ بُهْلُوْلٍ، قَالَ : ثَنَا ابْنُ إِدْرِيْسَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ .

۴۰۵۷: ابن ادریس نے ابواسحاق سے پھر انہوں نے اپنی سند سے روایت نقل کی ہے۔

۴۰۵۸ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَيْمُوْنَ، قَالَ : ثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيْرٍ، عَنْ أَبِي إِبْرَاهِيْمَ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ : ثَنَا (أَبُوْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيُّ، قَالَ : سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَغْفِرُ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ لِلْمُحَلِّقِيْنَ ثَلَاثًا وَالْمُقَصِّرِيْنَ مَرَّةً) .

۴۰۵۸: ابوابراہیم انصاری نے ابوسعید الخدریؓ سے نقل کیا کہ میں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے سنا کہ آپ حدیبیہ کے دن محلقین کے لئے تین مرتبہ اور مقصرین کے لئے ایک مرتبہ استغفار فرمارہے تھے۔

۴۰۵۹ : حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا هَارُوْنُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ الْجَزَّارُ، قَالَ : ثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ، قَالَ : ثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيْرٍ أَنَّ أَبَا إِبْرَاهِيْمَ الْأَنْصَارِيَّ حَدَّثَهُ، عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ (أَنَّ الرَّسُوْلَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ، اسْتَغْفَرَ لِلْمُحَلِّقِيْنَ مَرَّةً، وَلِلْمُقَصِّرِيْنَ مَرَّةً .وَحَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ رُءُوْسَهُمْ، غَيْرَ رَجُلَيْنِ، رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، وَرَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ) . قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَلَمَّا حَلَقُوْا جَمِيْعًا إِلَّا مَنْ قَصَّرَ مِنْهُمْ، وَفَضَّلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَقَ مِنْهُمْ عَلَى مَنْ قَصَّرَ، ثَبَتَ بِذٰلِكَ أَنَّهُمْ قَدْ كَانَ عَلَيْهِمَ الْحَلْقُ وَالتَّقْصِيْرُ، كَمَا كَانَ عَلَيْهِمْ لَوْ وَصَلُوْا إِلَى الْبَيْتِ، وَلَوْلَا ذٰلِكَ لَمَا كَانُوْا فِيْهِ إِلَّا سَوَاءً وَلَا كَانَ لِبَعْضِهِمْ فِيْ ذٰلِكَ فَضِيْلَةٌ عَلٰى بَعْضٍ .فَفِيْ تَفْضِيْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذٰلِكَ، الْمُحَلِّقِيْنَ عَلَى الْمُقَصِّرِيْنَ، دَلِيْلٌ عَلٰى أَنَّهُمْ كَانُوْا فِيْ ذٰلِكَ، كَغَيْرِ الْمُحْصَرِيْنَ .فَقَدْ ثَبَتَ بِمَا ذَكَرْنَا أَنَّ حُكْمَ

اَلْحَلْقِ أَوِ التَّقْصِيْرِ لَا يُزِيْلُهُ الْإِحْصَارُ ، وَاللّٰهَ أَسْأَلُهُ التَّوْفِيْقَ .

۴۰۵۹: ابوابراہیم انصاری نے ابوسعید الخدریؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے حدیبیہ والے سال محلقین کے لئے ایک مرتبہ اور مقصرین کے لئے ایک مرتبہ استغفار فرمایا اور جناب رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کی اکثریت نے اپنے سروں کو حلق کروائے۔ صرف دو آدمیوں نے قصر کیا ایک انصاری اور ایک قریشی۔ امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں جب بعض کے علاوہ تمام نے حلق کروایا اور جناب رسول اللہ نے قصر والوں پر حلق والوں کی فضیلت ذکر فرمائی تو اس سے ثابت ہو گیا کہ ان پر قصر لازم تھا۔ جیسا کہ ان کے کعبہ شریف پر پہنچنے کی صورت میں لازم ہوتا۔ اگر یہ بات نہ پائی جاتی تو وہ برابر شمار ہوتے اور ایک دوسرے پر فضیلت نہ ہوتی جناب رسول اللہ ﷺ نے حلق کرانے والوں کو قصر والوں سے افضل قرار دیا۔ اس میں یہ دلیل ہے کہ وہ اس سلسلہ میں غیر محصر لوگوں کی طرح تھے جو کچھ ہم نے ذکر کیا اس سے یہ ثابت ہوا کہ احصار (روک لیا جانا) قصر و حلق کے حکم کو زائل نہیں کرتا واللہ اسالہ التوفیق

**حاصل روایات**: استدلال طحاویؒ۔ جب اکثریت سے حلق کروائے اور صرف دو نے قصر کیا تو جناب رسول اللہ ﷺ نے حلق والوں کو قصر والوں پر فضیلت دی اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ان پر حلق و قصر بھی لازم تھا اگر وہ بیت اللہ تک پہنچ پاتے اور گھر تک پہنچنے میں اگر رکاوٹ نہ ہوتی تو سب برابر تھے۔

آپ ﷺ کا محلقین کو مقصرین پر فضیلت دینا اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ وہ حلق میں غیر محصرین کی طرح تھے۔ اس کو قدرت ہوتے ہوئے انہوں نے انجام دیا۔

پس اس سے یہ ثابت ہوا کہ حلق و تقصیر کو احصار زائل نہیں کرتا۔

اس باب میں طحاویؒ نے بعض عنوانات کو اپنے طرز سے ہٹ کر دلائل کو مقدم و مؤخر بنایا ہے ہم نے ان کے طرز کا لحاظ کر کے ان کو ذکر کر دیا ہے مگر اس سے روایات کے نمبر میں کوئی فرق نہیں آنے دیا بلکہ وہ اپنے تسلسل کے مطابق ہیں۔ آخری عنوان میں امام طحاویؒ کا رجحان فریق دوم کی طرف ہے اسی لئے ہم نے ان کے مؤقف کو بعد میں ذکر کیا ہے اگرچہ دلائل میں امام طحاویؒ نے یہاں اپنے طرز کا لحاظ کیا ہے۔

## بَابُ حَجِّ الصَّغِيْرِ

### کیا بچے کا حج جائز ہے؟

**خلاصۃ المرام**: بچے کا حج تو بالاتفاق معتبر ہے مگر حجۃ الاسلام کی طرف سے اس کا یہ حج واقع ہو گا یا بلوغت کے بعد اسے دوبارہ حج کرنا ہو گا بعض محدثین کے ہاں اس کا یہ حج فرضی شمار ہو گا۔

نمبر ۲: تمام ائمہ جمہور فقہاء و محدثین کے ہاں اس کا حج تو معتبر ہے مگر حج فرضی کے لئے کافی نہ ہو گا۔

فریق اوّل کا مؤقف اور دلیل: بچے کا حج معتبر ہے بلوغت کے بعد اسے دوبارہ حج کی ضرورت نہیں۔ دلیل یہ روایت ہے۔

۴۰۶۰: حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى، قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، قَالَ : حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيْمُ بْنُ عُقْبَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا (أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَبِيٍّ هَلْ لِهٰذَا مِنْ حَجٍّ ؟ قَالَ : نَعَمْ، وَلَكِ أَجْرٌ).

۴۰۶۰: ابراہیم بن عقبہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک عورت نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے بچے کے متعلق سوال کیا۔ کیا اس کا حج ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ اور تمہیں اس کا اجر ملے گا۔

تخریج : مسلم فی الحج ۴۰۹/۴۱۰، ابو داؤد فی المناسك باب۸، ترمذی فی الحج باب۸۳، نسائی فی الحج باب ۱۵، ابن ماجه فی المناسك باب ۱۱، مالك فی الحج ۲۴۴، مسند احمد ۱، ۲۱۹/۲۴۴، ۳۴۳/۳۴۴۔

۴۰۶۱: حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ عُقْبَةَ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

۴۰۶۱: مالک نے ابراہیم بن عقبہ سے روایت کی پھر اپنی سند سے روایت بیان کی ہے۔

۴۰۶۲: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ : ثَنَا حَجَّاجٌ، قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْمَاجِشُوْنُ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ عُقْبَةَ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ. قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلٰى أَنَّ الصَّبِيَّ إِذَا حَجَّ قَبْلَ بُلُوْغِهِ، أَجْزَأَهُ ذٰلِكَ مِنْ حَجَّةِ الْإِسْلَامِ، وَلَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ أَنْ يَحُجَّ بَعْدَ ذٰلِكَ بَعْدَ بُلُوْغِهِ، وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ. وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ فَقَالُوْا : لَا يُجْزِيْهِ مِنْ حَجَّةِ الْإِسْلَامِ، وَعَلَيْهِ بَعْدَ بُلُوْغِهِ حَجَّةٌ أُخْرٰى. وَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ لَهُمْ عِنْدَنَا عَلٰى أَهْلِ الْمَقَالَةِ الْأُوْلٰى، أَنَّ هٰذَا الْحَدِيْثَ إِنَّمَا فِيْهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَ أَنَّ لِلصَّبِيِّ حَجًّا، وَهٰذَا مِمَّا قَدْ أَجْمَعَ النَّاسُ جَمِيْعًا عَلَيْهِ، وَلَمْ يَخْتَلِفُوْا أَنَّ لِلصَّبِيِّ حَجًّا، كَمَا أَنَّ لَهُ صَلَاةً، وَلَيْسَتْ تِلْكَ الصَّلَاةُ بِفَرِيْضَةٍ عَلَيْهِ. فَكَذٰلِكَ أَيْضًا قَدْ يَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ لَهُ حَجٌّ، وَلَيْسَ ذٰلِكَ الْحَجُّ بِفَرِيْضَةٍ عَلَيْهِ، وَإِنَّمَا هٰذَا الْحَدِيْثُ حُجَّةٌ عَلٰى مَنْ زَعَمَ أَنَّهُ لَا حَجَّ لِلصَّبِيِّ. فَأَمَّا مَنْ يَقُوْلُ : إِنَّ لَهُ حَجًّا، وَإِنَّهُ غَيْرُ فَرِيْضَةٍ، فَلَمْ يُخَالِفْ شَيْئًا مِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ، وَإِنَّمَا خَالَفَ تَأْوِيْلَ مُخَالِفِهِ خَاصَّةً. وَهٰذَا ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا هُوَ الَّذِيْ رَوٰى هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَدْ صَرَفَ هُوَ، حَجَّ الصَّبِيِّ إِلٰى غَيْرِ الْفَرِيْضَةِ، وَأَنَّهُ لَا يُجْزِيْهِ بَعْدَ بُلُوْغِهِ مِنْ حَجَّةِ الْإِسْلَامِ.

۴۰۶۲: عبدالعزیز بن عبداللہ الماجشون نے ابراہیم بن عقبہ سے پھر انہوں نے اپنی اسناد سے روایت نقل کی ہے۔

حاصل روایات: ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جب اس بچے کا اپنا حج ہے تو بلوغ کے بعد اس کو دوبارہ حج لازم نہ ہوگا۔

## فریق ثانی کا مؤقف اور دلیل و جواب:

حج اسلام کی طرف سے بچے کا حج کفایت نہ کرے گا بلکہ بلوغت کے بعد اس پر حج لازم ہوگا۔

## مؤقف اول کا جواب:

اس روایت میں تو اتنی بات مذکور ہے کہ کیا بچے کے لئے حج ہے یعنی وہ حج کر سکتا ہے جیسا کہ اس کے لئے نماز ہے حالانکہ وہ نماز فرض نہیں ہے اس کو سب تسلیم کرتے ہیں اسی طرح یہ درست ہے کہ اس کے لئے حج ہو اور وہ فرض نہ ہو یہ روایت تو ان کے خلاف دلیل ہے جو سرے سے بچے کے حج کے قائل نہیں۔ باقی رہے وہ لوگ جو بچے کے حج کے قائل ہیں مگر اس کو حج فرض قرار نہیں دیتے اس روایت میں ان کے خلاف کوئی دلیل نہیں ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما جو اس روایت کے راوی ہیں وہ بچے کے حج کو فرض قرار نہیں دیتے بلکہ بلوغت کے بعد دوبارہ حج کا حکم فرماتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ تم نے روایت کا جو معنی لیا وہ درست نہیں۔

روایت ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ ہے۔

۴۰۶۳ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ' قَالَ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ ' قَالَ : ثَنَا إِسْرَائِيْلُ' عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ' عَنْ أَبِي السَّفَرِ' قَالَ : سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ : (يَا أَيُّهَا النَّاسُ' أَسْمِعُوْنِي مَا تَقُوْلُوْنَ' وَلَا تَخْرُجُوْا' تَقُوْلُوْنَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَيُّمَا غُلَامٍ حَجَّ بِهِ أَهْلُهُ' فَمَاتَ' فَقَدْ قَضَى حَجَّةَ الْإِسْلَامِ' فَإِنْ أَدْرَكَ فَعَلَيْهِ الْحَجُّ' وَأَيُّمَا عَبْدٍ حَجَّ بِهِ أَهْلُهُ فَمَاتَ' فَقَدْ قَضَى حَجَّةَ الْإِسْلَامِ' فَإِنْ أُعْتِقَ فَعَلَيْهِ الْحَجُّ) .

۴۰۶۳: ابوالسفر کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو فرماتے سنا ہے اے لوگو! میری بات سنو تم کیا کہتے ہو اور صحیح بات سے مت نکلنا تم کہتے ہو کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہے کہ جس بچے نے اپنے اہل کے ساتھ حج کیا پھر وہ فوت ہو گیا تو اس نے گویا حجۃ الاسلام ادا کر لیا۔ اگر انہوں نے پالیا تو اس پر حج لازم ہے۔ جس غلام کو اس کے مالک نے حج کرایا پھر وہ مر گیا تو اس کا فرض حج پورا ہو گیا اور اگر اسے آزاد کر دیا گیا تو اس کے ذمہ حج ہوگا۔

۴۰۶۴ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ : ثَنَا حَجَّاجٌ' قَالَ : ثَنَا حَمَّادٌ' عَنْ يُوْنُسَ بْنِ عُبَيْدٍ صَاحِبِ الْحُلِيِّ' قَالَ : سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ الْمَمْلُوْكِ إِذَا حَجَّ ثُمَّ عَتَقَ بَعْدَ ذٰلِكَ ؟ قَالَ : عَلَيْهِ الْحَجُّ أَيْضًا' وَعَنِ الصَّبِيِّ يَحُجُّ ثُمَّ يَحْتَلِمُ' قَالَ : يَحُجُّ أَيْضًا .وَقَدْ زَعَمْتُمْ أَنَّ مَنْ رَوَى حَدِيْثًا فَهُوَ أَعْلَمُ بِتَأْوِيْلِهِ' فَهٰذَا ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَدْ رَوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قَدْ ذَكَرْنَا فِي أَوَّلِ هٰذَا الْبَابِ ثُمَّ قَالَ هُوَ' مَا قَدْ ذَكَرْنَا .فَيَجِبُ عَلٰى أَصْلِكُمْ أَنْ يَكُوْنَ ذٰلِكَ دَلِيْلًا عَلٰى مَعْنٰى مَا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذٰلِكَ .فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ : فَمَا الَّذِيْ دَلَّ عَلٰى أَنَّ ذٰلِكَ

الْحَجَّ لَا يُجْزِيْهِ مِنْ حَجَّةِ الْإِسْلَامِ ؟ قُلْتُ؟ قَوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ، عَنِ الصَّغِيْرِ حَتّٰى يَكْبَرَ) وَقَدْ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ بِأَسَانِيْدِهِ فِيْ غَيْرِ هٰذَا الْمَوْضِعِ، مِنْ هٰذَا الْكِتَابِ ثَبَتَ أَنَّ الْقَلَمَ عَنِ الصَّبِيِّ مَرْفُوْعٌ، ثَبَتَ أَنَّ الْحَجَّ عَلَيْهِ غَيْرُ مَكْتُوْبٍ، وَقَدْ أَجْمَعُوْا أَنَّ صَبِيًّا لَوْ دَخَلَ فِيْ وَقْتِ صَلَاةٍ فَصَلَّاهَا، ثُمَّ بَلَغَ بَعْدَ ذٰلِكَ فِيْ وَقْتِهَا أَنَّ عَلَيْهِ أَنْ يُعِيْدَهَا، وَهُوَ فِيْ حُكْمِ مَنْ لَمْ يُصَلِّهَا .فَلَمَّا ثَبَتَ ذٰلِكَ مِنِ اتِّفَاقِهِمْ، ثَبَتَ أَنَّ الْحَجَّ كَذٰلِكَ، وَأَنَّهُ إِذَا بَلَغَ وَقَدْ حَجَّ قَبْلَ ذٰلِكَ، أَنَّهُ فِيْ حُكْمِ مَنْ لَمْ يَحُجَّ، وَعَلَيْهِ أَنْ يَحُجَّ بَعْدَ ذٰلِكَ فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ : فَقَدْ رَأَيْنَا فِي الْحَجِّ حُكْمًا يُخَالِفُ حُكْمَ الصَّلَاةِ، وَذٰلِكَ أَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ إِنَّمَا أَوْجَبَ الْحَجَّ عَلٰى مَنْ وَجَدَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا، وَلَمْ يُوْجِبْهُ عَلٰى غَيْرِهٖ. فَكَانَ مَنْ لَمْ يَجِدْ سَبِيْلًا إِلَى الْحَجِّ، فَلَا حَجَّ عَلَيْهِ، كَالصَّبِيِّ الَّذِيْ لَمْ يَبْلُغْ .ثُمَّ قَدْ أَجْمَعُوْا أَنَّ مَنْ لَمْ يَجِدْ سَبِيْلًا إِلَى الْحَجِّ، فَحَمَلَ عَلٰى نَفْسِهٖ وَمَشٰى حَتّٰى حَجَّ، أَنَّ ذٰلِكَ يُجْزِيْهِ، وَإِنْ وَجَدَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا بَعْدَ ذٰلِكَ، لَمْ يَجِبْ عَلَيْهِ أَنْ يَحُجَّ ثَانِيَةً، لِلْحَجَّةِ الَّتِيْ قَدْ كَانَ حَجَّهَا قَبْلَ وُجُوْدِهِ السَّبِيْلَ .فَكَانَ النَّظَرُ -عَلٰى ذٰلِكَ -أَنْ يَكُوْنَ كَذٰلِكَ الصَّبِيُّ إِذَا حَجَّ قَبْلَ الْبُلُوْغِ، فَفَعَلَ مَا لَمْ يَجِبْ عَلَيْهِ، أَجْزَاهُ ذٰلِكَ، وَلَمْ يَجِبْ عَلَيْهِ أَنْ يَحُجَّ ثَانِيَةً بَعْدَ الْبُلُوْغِ .قِيْلَ لَهُ : إِنَّ الَّذِيْ لَا يَجِدُ السَّبِيْلَ، إِنَّمَا سَقَطَ الْفَرْضُ عَنْهُ لِعَدَمِ الْوُصُوْلِ إِلَى الْبَيْتِ، فَإِذَا مَشٰى فَصَارَ إِلَى الْبَيْتِ، فَقَدْ بَلَغَ الْبَيْتَ، وَصَارَ مِنَ الْوَاجِدِيْنَ لِلسَّبِيْلِ، فَوَجَبَ الْحَجُّ عَلَيْهِ لِذٰلِكَ، فَلِذٰلِكَ قُلْنَا إِنَّهُ أَجْزَاهُ حَجَّةً، وَلِأَنَّهُ صَارَ بَعْدَ بُلُوْغِهِ الْبَيْتَ، كَمَنْ كَانَ مَنْزِلُهُ هُنَالِكَ، فَعَلَيْهِ الْحَجُّ .وَأَمَّا الصَّبِيُّ فَفَرْضُ الْحَجِّ غَيْرُ وَاجِبٍ عَلَيْهِ، قَبْلَ وُصُوْلِهٖ إِلَى الْبَيْتِ، وَبَعْدَ وُصُوْلِهٖ إِلَيْهِ، لِرَفْعِ الْقَلَمِ عَنْهُ فَإِذَا بَلَغَ بَعْدَ ذٰلِكَ، فَحِيْنَئِذٍ وَجَبَ عَلَيْهِ فَرْضُ الْحَجِّ .فَلِذٰلِكَ قُلْنَا : إِنَّ مَا قَدْ كَانَ حَجَّهُ قَبْلَ بُلُوْغِهٖ، لَا يُجْزِيْهِ، وَأَنَّ عَلَيْهِ أَنْ يَسْتَأْنِفَ الْحَجَّ بَعْدَ بُلُوْغِهٖ، كَمَنْ لَمْ يَكُنْ حَجَّ قَبْلَ ذٰلِكَ .فَهٰذَا هُوَ النَّظَرُ أَيْضًا فِيْ هٰذَا الْبَابِ، وَهُوَ قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ، وَأَبِيْ يُوْسُفَ، وَمُحَمَّدٍ، رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى .

۴۰۶۴: یونس بن عبید صاحب الحلی کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے غلام کے متعلق سوال کیا کہ جب غلام حج کرے پھر آزاد کر دیا جائے؟ فرمایا اس پر حج لازم ہوگا۔ میں نے بچے کے متعلق پوچھا کہ وہ بچپن میں حج کرے پھر بالغ ہو؟ تو آپ نے فرمایا اس پر حج لازم ہے۔ تمہارے ہاں یہ بات مانی ہوئی ہے کہ حدیث کا راوی اس کی مراد کو زیادہ جانتا ہے۔ یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ہیں جنہوں نے اس روایت کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس باب کے شروع میں روایت کیا پھر انہوں نے وہ بات فرمائی جس کا ہم نے تذکرہ کیا ہے۔ تو تمہارے ضابطے کے مطابق یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی روایت پر دلیل ہونی چاہیے۔ اگر کوئی معترض یہ کہے کہ تم کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ حج

فریضہ اسلام کی جگہ کافی نہیں ہے۔تو اس کے جواب میں عرض کرتا ہوں کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔ تین آدمی مرفوع القلم ہیں نمبرا بچہ یہاں تک کہ بڑا ہو جائے (الحدیث) یہ روایت اپنی اسناد کے ساتھ اسی کتاب میں دوسرے موقع پر درج ہے۔ جب بچہ مرفوع القلم ہے۔تو یہ خود ثابت ہو گیا کہ اس کا حج فرض نہیں ہے اور اس پر اجماع ہے کہ اگر کوئی بچہ نماز کے وقت نماز ادا کرے۔ پھر اس نماز کے وقت میں بالغ ہو جائے تو اسے نماز کا دوبارہ پڑھنا ضروری ہے اور وہ نماز نہ پڑھنے والے کے حکم میں ہوگا۔ جب سب کے اتفاق سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ تو یہ ثابت ہوا کہ حج کا حکم بھی یہی ہے اور جب وہ حج کے بعد بالغ ہو تو وہ حج نہ کرنے والے کے حکم میں ہو گا اور اس پر دوبارہ حج فرض ہوگا۔اگر کوئی معترض یہ کہے کہ حج کا حکم نماز کے حکم سے مختلف ہے۔اس کی تفصیل یہ ہے کہ حج تو اس پر فرض ہے جو وہاں پہنچنے کی طاقت واستطاعت رکھتا ہے۔اس کے سواء دوسرے پر فرض نہیں۔عدم استطاعت والے پر فرض نہیں جیسا کہ بچے کے بلوغ تک اس پر فرض نہیں پھر ان علماء کا اس پر اجماع ہے۔جس شخص کے پاس خرچہ سفر نہ ہو اور وہ اپنے کو مشقت میں ڈال کر پیدل حج کرے۔تو یہ اس لے لئے کافی ہے۔اگر اس کے بعد اس کو طاقت میسر آ بھی جائے تب بھی اس پر حج فرض نہ ہوگا۔ پہلا حج اس نے عدم استطاعت میں کیا۔اس پر قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ بچے کا حکم بھی یہی ہو۔ کہ جب بلوغت سے پہلے اس نے حج کرلیا اور اس وقت اس پر فرض نہ تھا تو یہ اس کے لئے کافی ہونا چاہیے بلوغت کے بعد اسے حج کی ضرورت نہ ہونی چاہیے۔اس کے جواب میں یہ کہیں گے کہ جو وہاں تک پہنچنے کی طاقت نہیں رکھتا اس سے فرضیت کے ساقط ہونے کی وجہ یہ ہے کہ بیت اللہ تک پہنچ نہیں سکتا۔پس اگر پیدل چل کر بیت اللہ تک پہنچ جائے وہاں تک پہنچنے والوں کی طاقت حاصل کرنے والوں میں بن جائے اس وجہ سے اس پر حج لازم ہوگا۔اسی وجہ سے ہم کہتے ہیں کہ یہ حج اس کے لئے کافی ہے اور اس وجہ سے بھی کہ بیت اللہ پہنچنے پر وہ وہاں کا ساکن شمار ہوگا اور اس پر حج لازم ہوگا لیکن بچے پر بیت اللہ تک پہنچنے سے پہلے اور بعد دونوں صورتوں میں حج لازم نہیں۔ کیونکہ وہ مرفوع القلم ہے۔جب وہ اس کے بعد بالغ ہوگا تو اس پر حج فرض ہوگا۔اسی وجہ سے تو ہم کہتے ہیں جس نے قبل البلوغ حج کیا وہ اس کے لئے کفایت نہ کرے گا۔اسے لیے سرے سے حج لازم ہوگا۔جیسا وہ شخص کرتا ہے جس نے اس سے پہلے حج نہ کیا جو۔اس باب میں قیاس یہی ہے اور یہی امام ابوحنیفہ ابو یوسف و محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔

**حاصل روایات:** راوی حدیث کو خوب جانتا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پہلے جناب رسول اللہ ﷺ سے وہ روایت کی جو مذکور ہوئی پھر یہ فتویٰ دیا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ روایت کا جو معنی تم لے رہے ہو وہ درست نہیں۔

## ایک اشکال:

آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ بچے کا حج حجۃ الاسلام کی طرف سے کفایت نہ کرے گا۔

(۷): جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین قسم کے لوگ ہیں جو احکام کے مکلف نہیں ہیں اگر وہ ادا کریں تو یہ ان کی طرف سے نفل ہوگا۔ایک بچہ' دوسرا مجنون' تیسرا سونے والا۔

**تخریج** : بخاری کتاب الطلاق باب ۱۱' الحدود باب ۲۲' ابو داؤد باب ۱۷' ترمذی فی الحدود باب ۱' نسائی فی الطلاق باب ۲۱' ابن ماجه فی الطلاق باب ۱۵' دارمی فی الحدود باب ۱' مسند احمد ۱/۱۱۶' ۱۰۰/۶۔

پس بچہ جب فرائض کا مکلف نہیں تو حج بھی فریضہ ہے اس لئے جب وہ حج کرے گا تو اس کی طرف سے نفل ہوگا جس طرح بچہ فرض نماز ادا کر لیتا ہے تو اس کے بعد نماز کے وقت کے اندر بالغ ہو جائے تو اس پر نماز کا اعادہ ہے اور وہ نماز نہ پڑھنے والے کے حکم میں ہو جاتا ہے اور اس پر سب کا اتفاق ہے پس اسی طرح حج کا بھی حکم ہوگا کہ بلوغت کے بعد اس کا حج اسی طرح ہے جیسے اس نے حج نہیں کیا۔ فلہٰذا اس پر دوسرا حج لازم ہوگا۔

## دوسرا اشکال:

آپ نے بچے کے حج کو بچے کی نماز پر قیاس کیا یہ قیاس مع الفارق ہے نماز کے لئے زادراہ کی شرط نہیں حج کے لئے بالغ ہونے کے باوجود زادراہ کی شرط لازم ہے کیونکہ بالغ ہونے کے بعد اگر زادراہ میسر نہیں مگر وہ پیدل حج کرے اور پھر امیر ہو جائے تو آپ اس پر حج کو دوبارہ لازم نہیں کرتے بلکہ اسی کو شمار کرتے ہیں تو حج کو حج پر قیاس کرو نہ کہ نماز پر۔ پس بچے کا حج جو بچپن میں کیا وہ حجۃ الاسلام شمار ہونا چاہئے۔

۲: آپ نے غیر مکلّف کو غیر مستطیع پر قیاس کیا جو کہ درست نہیں غیر مستطیع پر حج فرض نہ ہونے کی وجہ بیت اللہ تک پہنچنے کی طاقت نہ ہونا ہے جب اس نے مشقت اٹھا کر پیدل اس رکاوٹ کو دور کر لیا تو اب رکاوٹ ختم ہونے کی وجہ سے اس پر حج فرض ہو گیا۔ اور مکہ پہنچ کر وہ مکی کے حکم میں ہو گیا اہل مکہ پر حج کے لئے راستہ کی سہولت شرط نہیں جب یہ اس کے حل میں ہوا تو سہولت اس کے لئے شرط نہیں۔ جس طرح مشقت سے حج کرے گا ادا ہو جائے گا بخلاف بچے کے وہ تو بیت اللہ میں پہنچے یا نہ پہنچے بہر صورت غیر مکلّف ہے فلہٰذا بلوغت کے بعد جب وہ فرض کا مخاطب بنے گا تو اس پر حج فرض ہوگا اور اسی وقت کی ادائیگی حجۃ الاسلام کی ادائیگی شمار ہوگی۔

اس باب میں نظر کا بھی یہی تقاضا ہے اور یہ امام ابوحنیفہ' ابو یوسف' محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔

# بَابُ دُخُوْلِ الْحَرَمِ' هَلْ يَصْلُحُ بِغَيْرِ إِحْرَامٍ ؟

## کیا بلا احرام حرم میں داخلہ درست ہے؟

**خلاصۃ المرام**: جو شخص حج وعمرہ کا ارادہ نہ رکھتا ہو اسے تو بلا احرام حرم میں داخلہ جائز ہے مگر وہ شخص جو حرم میں داخل ہونا چاہتا ہے وہ میقات سے بلا احرام حدود حرم میں داخل ہو سکتا ہے یا نہیں۔

نمبر ①: ابن شہاب حسن بصری' شافعی و مالک رحمہم اللہ کے ہاں بلا احرام میقات سے تجاوز درست ہے۔

نمبر ②: عطاء نخعی وطاؤس طحاوی رحمہم اللہ کے ہاں بلا احرام میقات سے تجاوز جائز نہیں ہے۔

نمبر③: میقات کے باہر والے لوگوں کو بلا احرام داخلہ جائز ہے۔
نمبر④: امام احمد، شافعی و مالک رحمہم اللہ کے ہاں بلا احرام میقات کے باہر والوں کو داخل حرم ہونا ناجائز ہے۔
فریق اوّل: بلا احرام میقات سے تجاوز درست ہے اس پر کوئی چیز لازم نہ ہوگی۔ دلیل۔

۴۰۶۵ : حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مَعْبَدٍ، قَالَ : ثَنَا مُعَلَّی بْنُ مَنْصُوْرٍ ح .

۴۰۶۵: علی بن معبد نے معلٰی بن منصور سے روایت کی ہے۔

۴۰۶۶ : وَحَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ : ثَنَا عَلِیُّ بْنُ حَکِیْمٍ الْاَوْدِیُّ ح .

۴۰۶۶: علی بن عبدالرحمٰن نے علی بن حکیم ازدی سے روایت کی ہے۔

۴۰۶۷ : وَحَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِیْدٍ، قَالُوْا : ثَنَا شَرِیْكٌ، عَنْ عَمَّارٍ الدُّهْنِیِّ، عَنْ أَبِی الزُّبَیْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَکَّةَ یَوْمَ الْفَتْحِ، وَعَلٰی رَأْسِهٖ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ) .

۴۰۶۷: ابوالزبیر نے جابر بن عبداللہؓ سے انہوں نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے دن مکہ میں اس حال میں داخل ہوئے کہ آپ کے سر پر سیاہ عمامہ تھا۔

**تخریج** : مسلم فی الحج باب ۴۵۲/۴۵۱، ابو داؤد فی اللباس باب۶، ۲۰، ۲۱، ترمذی فی اللباس باب ۱۱، والجهاد باب۹، تفسیر سوره ۶۹، باب۲، نسائی فی المناسك باب۱۰۷، والنسائی فی الزینه باب۱۰۹، ابن ماجه فی الاقامة باب۸۵، واللباس باب ۱۵/۱٤، والجهاد باب۲۲، دارمی فی المناسك باب۸۸، مسند احمد ۳، ۳۸۷/۳۶۳۔

۴۰۶۸ : حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ نُعَیْمٍ ح .وَحَدَّثَنَا أَبُوْ بَکْرَةَ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ دَاوٗدَ، قَالَا : ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلْمَةَ، عَنْ أَبِی الزُّبَیْرِ، عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، مِثْلَهٗ.

۴۰۶۸: ابوالزبیر نے جابر ؓ سے انہوں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح کی روایت کی ہے۔

۴۰۶۹ : حَدَّثَنَا یُوْنُسُ، قَالَ : ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِکًا حَدَّثَهٗ ح .

۴۰۶۹: ابن وہب نے بیان کیا کہ مالک نے ان کو بیان کیا ہے۔

۴۰۷۰ : وَحَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ الْوَلِیْدِ، قَالَ ثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنِ الزُّهْرِیِّ، عَنْ أَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ (أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَکَّةَ، وَعَلٰی رَأْسِهٖ مِغْفَرٌ، فَلَمَّا کَشَفَ الْمِغْفَرَ عَنْ رَأْسِهٖ قِیْلَ لَهٗ : إِنَّ ابْنَ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْکَعْبَةِ، فَقَالَ اقْتُلُوْهُ). قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلٰی أَنَّهٗ لَا بَأْسَ بِدُخُوْلِ الْحَرَمِ بِغَیْرِ إِحْرَامٍ، وَاحْتَجُّوْا فِیْ ذٰلِكَ بِهٰذِهِ الْآثَارِ .وَخَالَفَهُمْ فِیْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ، فَقَالُوْا : لَا یَصْلُحُ لِأَحَدٍ کَانَ مَنْزِلُهٗ مِنْ وَرَاءِ الْمِیْقَاتِ إِلَی الْأَمْصَارِ أَنْ یَدْخُلَ

مَكَّةَ إِلَّا بِإِحْرَامٍ .وَاخْتَلَفَ هٰؤُلَاءِ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ : وَكَذٰلِكَ النَّاسُ جَمِيْعًا، مَنْ كَانَ بَعْدَ الْمِيْقَاتِ وَقَبْلَ الْمِيْقَاتِ، غَيْرَ أَهْلِ مَكَّةَ خَاصَّةً .وَقَالَ آخَرُوْنَ : مَنْ كَانَ مَنْزِلُهُ فِيْ بَعْضِ الْمَوَاقِيْتِ أَوْ فِيْمَا بَعْدَهَا إِلٰى مَكَّةَ، فَلَهُ أَنْ يَدْخُلَ مَكَّةَ بِغَيْرِ إِحْرَامٍ .وَمَنْ كَانَ مَنْزِلُهُ قَبْلَ الْمَوَاقِيْتِ، لَمْ يَدْخُلْ مَكَّةَ إِلَّا بِإِحْرَامٍ، وَمِمَّنْ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ، أَبُوْ حَنِيْفَةَ، وَأَبُوْ يُوْسُفَ، وَمُحَمَّدٌ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ .وَقَالَ آخَرُوْنَ : أَهْلُ الْمَوَاقِيْتِ حُكْمُهُمْ حُكْمُ مَنْ كَانَ قَبْلَ الْمَوَاقِيْتِ، وَجَعَلَ أَبُوْ حَنِيْفَةَ، وَأَبُوْ يُوْسُفَ، وَمُحَمَّدٌ حُكْمَ أَهْلِ الْمَوَاقِيْتِ، كَحُكْمِ مَنْ كَانَ مِنْ وَرَائِهِمْ إِلٰى مَكَّةَ .وَلَيْسَ النَّظَرُ فِيْ هٰذَا -عِنْدَنَا -مَا قَالُوْا، أَنَّا رَأَيْنَا مَنْ يُرِيْدُ الْإِحْرَامَ، إِذَا جَاوَزَ الْمَوَاقِيْتَ حَلَالًا، حَتّٰى فَرَغَ مِنْ حَجَّتِهٖ، وَلَمْ يَرْجِعْ إِلَى الْمَوَاقِيْتِ، كَانَ عَلَيْهِ دَمٌ .وَمَنْ أَحْرَمَ مِنَ الْمَوَاقِيْتِ، كَانَ مُحْسِنًا، وَكَذٰلِكَ مَنْ أَحْرَمَ قَبْلَهَا، كَانَ كَذٰلِكَ أَيْضًا .فَلَمَّا كَانَ الْإِحْرَامُ مِنَ الْمَوَاقِيْتِ، فِيْ حُكْمِ الْإِحْرَامِ مِمَّا قَبْلَهَا، لَا فِي الْإِحْرَامِ مِمَّا بَعْدَهَا، ثَبَتَ أَنَّ حُكْمَ الْمَوَاقِيْتِ كَحُكْمِ مَا قَبْلَهَا، لَا كَحُكْمِ مَا بَعْدَهَا .فَلَا يَجُوْزُ لِأَهْلِهَا مِنْ دُخُوْلِ الْحَرَمِ إِلَّا مَا يَجُوْزُ لِأَهْلِ الْأَمْصَارِ الَّتِيْ قَبْلَ الْمَوَاقِيْتِ .فَانْتَفٰى بِهٰذَا مَا قَالَ أَبُوْ حَنِيْفَةَ وَأَبُوْ يُوْسُفَ وَمُحَمَّدٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فِيْ حُكْمِ أَهْلِ الْمَوَاقِيْتِ .وَاحْتَجْنَا إِلَى النَّظَرِ فِي الْأَخْبَارِ، هَلْ فِيْهَا مَا يَدْفَعُ دُخُوْلَ الْحَرَمِ بِغَيْرِ إِحْرَامٍ ؟ وَهَلْ فِيْهَا مَا يُنْبِءُ عَنْ مَعْنًى، فِيْ هٰذَيْنِ الْحَدِيْثَيْنِ الْمُتَقَدِّمَيْنِ، يَجِبُ بِذٰلِكَ الْمَعْنٰى أَنَّ ذٰلِكَ الدُّخُوْلَ الَّذِيْ كَانَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِغَيْرِ إِحْرَامٍ خَاصٌّ لَهُ .فَاعْتَبَرْنَا فِيْ ذٰلِكَ.

۴۰۷۰: زہری نے انسؓ سے روایت کی کہ جناب نبی اکرم ﷺ مکہ میں داخل ہوئے اس وقت آپ کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ اور مغفر تھا جب آپ ﷺ نے مغفر ہٹا دیا تو آپ کو بتلایا گیا کہ ابن خطل کعبہ شریف کے پردوں کو تھامنے والا ہے آپ ﷺ نے فرمایا اس کو قتل کر دو۔امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک جماعت نے اس بات کو اختیار کیا کہ بلا احرام حرم میں جانے میں کچھ حرج نہیں۔انہوں نے اس سلسلہ میں مندرجہ بالا روایات کو مستدل قرار دیا ہے۔مگر دیگر حضرات نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے فرمایا کہ جس شخص کا گھر میقات سے باہر ہو اس کا بلا احرام مکہ میں داخلہ درست نہیں ہے۔پھر ان حضرات میں یہ اختلاف ہے کہ بعض تو اہل مکہ کے علاوہ تمام لوگوں کا حکم یہی بتلاتے ہیں۔خواہ وہ میقات کے اندر ہوں یا باہر۔دوسرے حضرات کا کہنا یہ ہے کہ جب کسی کا گھر میقات پر ہو یا اس کے اندر مکہ والی جانب ہو۔وہ بلا احرام داخل ہو سکتا ہے اور جس کا گھر میقات سے باہر ہو وہ بلا احرام اندر نہیں آ سکتا۔اس قول کو امام ابوحنیفہ ابو یوسف محمد ؒ نے اختیار کیا۔دوسرے حضرات کا کہنا یہ ہے کہ اہل میقات کا حکم آفاقی کا ہے۔امام ابوحنیفہ ابو یوسف محمد رحمہم اللہ نے اہل میقات کو ان لوگوں میں شامل کیا جو میقات کے اندر مکہ

کی جانب رہتے ہیں۔مگر امام طحاوی رحمہ اللہ کے ہاں ان کا یہ قول قیاس کے مطابق نہیں ہے۔اس لئے کہ ہم یہ جانتے ہیں کہ جو احرام کا ارادہ کرے اور پھر بلا احرام میقات سے گزر جائے یہاں تک کہ وہ حج سے فارغ ہو جائے اور میقات کی طرف لوٹ کر احرام نہ باندھا ہو تو اس پر قربانی لازم ہے۔اور اسی طرح جو اس سے پہلے احرام باندھ لے وہ بھی نیکوکار ہے۔جب میقات سے احرام باندھنا اس کے باہر سے احرام باندھنے جیسا ہے اندر سے احرام باندھنے کی طرح نہیں تو میقات کا حکم ماقبل کی طرح ہے مابعد جیسا نہیں پس میقات والوں کے لئے حرم میں داخلہ اس حالت میں جائز جس حالت میں میقات سے آفاقی داخل ہو سکتے ہیں۔اس بحث سے حضرت امام ابوحنیفہ ابو یوسف محمد رحمہم اللہ کے قول کی نفی ثابت ہوگئی۔اب ہمیں احادیث میں غور کی ضرورت ہے کیا ان میں کوئی ایسی بات ہے جو احرام کے بغیر حرم میں داخلہ کو مانع ہے اور کیا ان میں اب گزشتہ دو روایات کے معنیٰ پر کچھ دلالت مل سکے گی ۔جس سے یہ معلوم ہو کہ حرم مکہ میں آپ کا بلا احرام داخلہ وہ آپ کے ساتھ تو خاص تھا۔ہم نے اس پر غور کیا تو ذیل کی روایات سامنے آئیں۔

**تخریج** : بخاری فی الجهاد باب۱۶۹' والمغازی باب۴۸' واللباس باب۱۷' مسلم فی الحج ۴۵۰' ابو داؤد فی الجهاد باب۱۱۷' ترمذی فی الجهاد باب۱۸' نسائی فی لامناسك باب۱۰۷' ابن ماجه فی انمهاد باب۱۸' دارمی فی المناسك باب۸۸' ؤلسیر باب ۲۰' مالك فی الحج ۲۴۷' مسند احمد ۳' ۱۶۴/۱۰۹' ۱۸۶/۱۸۰' ۲۴۰/۲۳۲۔

**اللغات** :المغفر۔خود۔العمامه۔پگڑی۔

**حاصلِ روایات** :ان روایات سے جناب رسول اللہ ﷺ کا بلا احرام مکہ میں داخلہ ثابت ہو رہا ہے خود کا پہننا اس کی واضح علامت ہے۔

فریق ثانی وثالث ورابع کا موقف: کہ سرزمین حرم میں بلا احرام داخلہ جائز نہیں البتہ اس میں اختلاف ہے کہ قبل المیقات یا بعد المیقات یکساں ہے یا نہیں۔

نمبر①: بعض نے یکساں قرار دیا۔

نمبر②: میقات کے اندر والے کا حکم مکی کا ہے۔باہر والے کا آفاقی کا حکم ہے۔

نمبر③: میقات سے پہلے گھر والے کو بلا احرام داخلہ درست نہیں یہ ابوحنیفہ ابو یوسف محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔

نمبر④: اہل میقات کا حکم بھی آفاقی والا ہے مگر امام ابوحنیفہؒ اور صاحبینؒ نے اہل مواقیت کو میقات کے اندر والوں میں شامل کیا۔

احناف کے ایک قول کی تردید: اہل میقات کو احناف نے حل والوں میں شامل کیا مگر یہ درست معلوم نہیں ہوتا کیونکہ اگر میقات سے باہر کا آدمی حج کے ارادے سے جائے بلا احرام میقات سے تجاوز کر جائے اور پھر احرام باندھ کر حج کرے اور اس سے فارغ ہو جائے احرام کے لئے میقات نہ لوٹے تو اس پر صرف دم لازم ہے اور جو میقات سے احرام باندھے وہ سنت پر عمل کرنے والا ہے۔میقات سے بہت پہلے باندھ لے یہ بھی مسنون طریقہ ہے میقات کا احرام جب میقات سے پہلے احرام باندھنے کی طرح ہے تو اہل میقات کا حکم آفاقی کا ہو گا نہ کہ حل والوں جیسا فلہٰذا۔جس طرح میقات کے باہر والے بلا احرام حرم میں داخل نہیں ہو

سکتے اسی طرح اہل میقات کو بھی بلا احرام داخل ہونا جائز نہیں اس قیاس سے احناف کے اس قول کی تردید ہوتی ہے۔

فریق اوّل کے مؤقف کا جواب: حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت کا مطلب درست طور پر جاننے کے لئے دیگر روایات پر غور کرنا ہوگا تا کہ دخول حرم بلا احرام کی مدافعت میں کوئی اور روایات بھی ان کی معاون ہیں یا نہیں اگر نہیں تو ان کا مفہوم کیا ہے۔ بلا احرام دخول مکہ وہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاص تھا کچھ وقت کے لئے وہاں کی حرمت آپ کے لئے اٹھائی گئی پھر قیامت تک کے لئے قائم کر دی گئی۔

## روایت ابن عباس رضی اللہ عنہما:

۴۰۷۱ : فَإِذَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَدْ حَدَّثَنَا، قَالَ : ثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ، قَالَ : ثَنَا أَبُو يُوسُفَ يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ حَرَّمَ مَكَّةَ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ، وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ، وَوَضَعَهَا بَيْنَ هٰذَيْنِ الْأَخْشَبَيْنِ لَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي، وَلَمْ تَحِلَّ لِي إِلَّا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ لَا يُخْتَلَى خَلَاهَا، وَلَا يُعْضَدُ شَجَرُهَا، وَلَا يَرْفَعُ لُقَطَتَهَا إِلَّا مُنْشِدٌ فَقَالَ الْعَبَّاسُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِلَّا الْإِذْخِرَ فَإِنَّهُ لَا غِنَى لِأَهْلِ مَكَّةَ عَنْهُ لِبُيُوتِهِمْ وَقُبُورِهِمْ ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا الْإِذْخِرَ).

۴۰۷۱: مجاہد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مکہ کو اس دن سے حرمت والا بنایا جس دن آسمان و زمین، سورج و چاند کو بنایا اور کعبۃ اللہ کو ان دو پہاڑوں اخشبین یعنی جبل ابوقبیس اور جبل قیقعان کے درمیان رکھا۔ یہ مجھ سے قبل کسی کے لئے حلال نہیں ہوا اور میرے لئے بھی دن کی ایک گھڑی کے لئے حلال ہوا۔ اس کے گھاس کو نہ کاٹا جائے گا اور نہ اس کے درخت کاٹے جائیں گے اس کی گری پڑی چیز کو نہ اٹھائے ہاں وہ آدمی اٹھا سکتا ہے جو اعلان کرنے والا ہو۔ عباس رضی اللہ عنہ کہنے لگے مگر اذخر اس لئے کہ اہل مکہ کو اپنے گھروں اور قبور کے لئے اس کی اشد ضرورت ہے اس پر آپ نے فرمایا مگر اذخر کو کاٹنے کی اجازت ہے۔

**تخریج** : بخاری فی الجنائز باب۷۶، والعلم باب۳۹، والصید باب۹/۱۰، واللقطه باب۷، والمغازی باب۵۳، مسلم فی الحج ۴۴۵/۴۴۷، ابو داؤد فی المناسك باب۸۹، نسائی فی الحج باب ۱۱۰، ۱۲۰، ابن ماجه فی المناسك باب۱۰۳، مسند احمد ۱، ۲۵۳/۲۵۹، ۱۹۹/۳۔

**اللغات** :اخشبان۔ یہ دو پہاڑوں کو کہتے ہیں۔ ابوقبیس، قیقعان۔ الاختلاء۔ کاٹنا۔ خلا۔ تر گھاس۔ لایعضد۔ نہ کاٹنا۔ لقطه۔ گری پڑی چیز منشد۔ گمشدہ کا اعلان کرنے والا۔ الاذخر۔ عمدہ خوشبو والی نبات ہے۔

۴۰۷۲ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ ثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ : ثَنَا يَحْيَى، عَنْ أَبِي ذِئْبٍ قَالَ : حَدَّثَنِي

سَعِيْدُ الْمَقْبُرِيُّ، قَالَ : سَمِعْتُ أَبَا شُرَيْحٍ الْكَعْبِيَّ يَقُوْلُ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ حَرَّمَ مَكَّةَ وَلَمْ يُحَرِّمْهُ النَّاسُ، فَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، فَلَا يَسْفِكَنَّ فِيْهَا دَمًا وَلَا يَعْضُدَنَّ فِيْهَا شَجَرًا، فَإِنْ تَرَخَّصَ مُتَرَخِّصٌ فَقَالَ : قَدْ حَلَّتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ أَحَلَّهَا لِيْ وَلَمْ يُحِلَّهَا لِلنَّاسِ، وَإِنَّمَا أَحَلَّهَا لِيْ سَاعَةً).

۴۰۷۲: سعید المقبری نے ابوشریح کعبیؓ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مکہ کو حرام کیا۔ لوگوں نے اسے حرام نہیں کیا جس کو اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان ہو وہ اس میں کوئی خون نہ بہائے اور ہرگز اس کا درخت نہ کاٹے اگر کوئی رخصت پسند یہ کہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے لئے حلال کیا (تو میرے لئے کیوں حلال نہیں) (تو تم اسے کہنا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا) اس کو اللہ تعالیٰ نے میرے لئے تھوڑی دیر کے لئے حلال کیا اور لوگوں کے لئے حلال نہیں کیا۔

**تخریج** : بخاری فی العلم باب۳۷، والصید باب۸، ۹، والمغازی باب ۵۱، مسلم فی الحج ۴۴۶، ترمذی فی الحج باب۱، الدیات باب۱۳، نسائی فی المناسک باب ۱۱۱، مسند احمد ۳۱/۴، ۳۲، ۳۲/۶، ۳۸۵۔

۴۰۷۳: حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ : ثَنَا يُوْسُفُ بْنُ بُهْلُوْلٍ، قَالَ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ إِدْرِيْسَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ قَالَ : حَدَّثَنِيْ سَعِيْدٌ الْمَقْبُرِيُّ، عَنْ (أَبِيْ شُرَيْحٍ الْخُزَاعِيِّ قَالَ : لَمَّا بَعَثَ عَمْرُو بْنُ سَعِيْدٍ الْبَعْثَ إِلٰى مَكَّةَ لِغَزْوِ ابْنِ الزُّبَيْرِ أَتَاهُ أَبُوْ شُرَيْحٍ فَكَلَّمَهُ بِمَا سَمِعَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَى نَادِيْ قَوْمِهِ فَجَلَسَ، فَقُمْتُ إِلَيْهِ فَجَلَسْتُ مَعَهُ. قَالَ : فَحَدَّثَ عَمَّا حَدَّثَ عَمْرٌو عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعَمَّا جَاوَبَهُ بِهِ عَمْرٌو .قَالَ : قُلْتُ إِنَّا كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ افْتَتَحَ مَكَّةَ، فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ مِنْ يَوْمِ الْفَتْحِ، خَطَبَنَا فَقَالَ : يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ حَرَّمَ مَكَّةَ، يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ فَهِيَ حَرَامٌ مِنْ حَرَامِ اللّٰهِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يَسْفِكَ فِيْهَا دَمًا، وَلَا يَعْضِدَ بِهَا شَجَرًا، لَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ كَانَ قَبْلِيْ، وَلَا تَحِلُّ لِأَحَدٍ بَعْدِيْ، وَلَمْ تَحِلَّ لِيْ إِلَّا هٰذِهِ السَّاعَةَ، غَضَبًا عَلٰى أَهْلِهَا، أَلَا ثُمَّ قَدْ عَادَتْ كَحُرْمَتِهَا بِالْأَمْسِ، فَمَنْ قَالَ لَكُمْ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَحَلَّهَا فَقُوْلُوْا لَهُ : إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ أَحَلَّهَا لِرَسُوْلِهِ، وَلَمْ يُحِلَّهَا لَكَ .فَقَالَ لِيْ : انْصَرِفْ أَيُّهَا الشَّيْخُ، فَنَحْنُ أَعْرَفُ بِحُرْمَتِهَا مِنْكَ، إِنَّهَا لَا تَمْنَعُ سَافِكَ دَمٍ وَلَا مَانِعَ خَرِبَةٍ، وَلَا خَالِعَ طَاعَةٍ .قُلْتُ : قَدْ كُنْتُ شَاهِدًا، كُنْتَ غَائِبًا، وَقَدْ أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُبَلِّغَ شَاهِدُنَا غَائِبَنَا، وَقَدْ أَبْلَغْتُكَ).

۴۰۷۳: سعید مقبری نے ابوشریح خزاعیؓ سے روایت کی ہے جب عمرو بن سعید نے ایک دستہ عبداللہ بن زبیر ؓ سے لڑائی کے لئے بھیجا تو ابوشریحؓ خود عمرو بن سعید کے پاس گئے اور جو جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا وہ اس کو سنایا پھر اپنی قوم کی مجلس میں آ بیٹھے تو میں ان کے پاس اٹھ کر گیا اور ان کے پاس بیٹھ گیا چنانچہ انہوں نے مجھے وہی روایت سنائی جو عمرو بن سعید کو سنائی اور وہ بھی بتلایا جو عمرو نے جواب دیا اور کہنے لگے ہم جناب رسول اللہ ﷺ کے اس وقت ساتھ تھے جب مکہ فتح ہوا جب فتح مکہ سے اگلا دن آیا تو آپ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے مکہ کو حرمت والا بنایا جب سے آسمان و زمین کو پیدا کیا وہ اللہ تعالیٰ کے محترم مقامات سے ہے جو قیامت تک محترم رہیں گے۔ کسی شخص کو جائز نہیں جو اللہ تعالیٰ اور آخرت پر یقین رکھتا ہو۔ کہ وہ اس میں کوئی خون بہائے اور نہ یہ جائز ہے کہ کوئی درخت کاٹے۔ اور مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں فرمایا اور میرے بعد بھی کسی کے لئے حلال نہیں اور میرے لئے بھی صرف ایک گھڑی کے لئے حلال فرمایا اور اس کا سبب اہل مکہ مشرکین پر غضب کا اظہار تھا۔ خبردار سنو! پھر اس کی حرمت پہلے کی طرح واپس لوٹ آئی ہے جو شخص تمہیں کہے جناب رسول اللہ ﷺ نے اس کو حلال کیا تو اس کو یہ جواب دو بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ کے لئے اس کو حلال کیا ہے اس کو تیرے لئے حلال نہیں کیا۔ سعید کہتے ہیں ابوشریح کہنے لگے میری بات سن کر عمرو بن سعید کہنے لگا اے بوڑھے! تم لوٹ جاؤ ہم تیری نسبت اس کی حرمت سے زیادہ واقف ہیں یہ خون بہانے والے سے نہیں روکتا اور نہ خون خرابہ کرنے والے سے روکتا ہے اور نہ امیر کی اطاعت سے نکلنے والے سے روکتا ہے میں نے کہا میں موجود تھا تو غائب تھا ہمیں جناب رسول اللہ ﷺ نے غائب کو پہنچانے کا حکم فرمایا تھا اور وہ میں نے پہنچا دیا۔

**تخریج**: بخاری فی اعلم باب۳۷' والعید باب۱۰/۸' والمغازی باب۵۱' مسلم فی الحج ۴۴۶' ترمذی فی الحج باب۱' نسائی فی المناسك باب۱۱۱' مسند احمد ۴' ۳۲/۳۱۔

**اللغات**: سافك۔ خون بہانے والا۔ خربه۔ خرابی والا۔ خالع۔ بیعت توڑنا۔

**۴۰۷۴: حَدَّثَنَا بَحْرٌ، هُوَ ابْنُ نَصْرٍ، عَنْ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْخُزَاعِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ.**

۴۰۷۴: ابوسعید المقبری نے ابوشریح خزاعیؓ سے انہوں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح کی روایت کی ہے۔

**۴۰۷۵: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ: ثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ، قَالَ: أَنَا ابْنُ الدَّرَاوَرْدِيِّ، قَالَ: ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَلْقَمَةَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: (وَقَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْحَجُوْنِ، ثُمَّ قَالَ وَاللّٰهِ إِنَّكَ لَخَيْرُ أَرْضِ اللّٰهِ، وَأَحَبُّ أَرْضِ اللّٰهِ إِلَى اللّٰهِ، لَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ كَانَ قَبْلِيْ وَلَا تَحِلُّ لِأَحَدٍ بَعْدِيْ، وَمَا أُحِلَّتْ لِيْ إِلَّا سَاعَةً مِنَ النَّهَارِ وَهِيَ بَعْدَ سَاعَتِهَا هٰذِهٖ حَرَامٌ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)**

۴۰۷۵: ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ حجون کے مقام پر کھڑے ہوئے پھر فرمایا۔ اللہ کی قسم اے مکہ تو اللہ تعالیٰ کی زمین میں سب سے بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ کی زمین میں سب سے زیادہ محبوب سرزمین ہے۔ تو مجھ سے پہلے بھی کسی کے لئے حلال نہیں ہوا اور نہ میرے بعد کسی کے لئے حلال ہوگا اور میرے لئے بھی دن کی ایک گھڑی حلال کیا گیا اور یہ مکہ اس گھڑی کے بعد قیامت تک حرام ہے۔

**تخریج** : ۴۰۷۲، ۴۰۷۳، ۴۰۷۴ روایات کی تخریج ملاحظہ ہو۔

۴۰۷۶ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ : ثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ الْمِنْهَالِ، وَأَبُوْ سَلَمَةَ مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ التَّبُوْذَكِيُّ، قَالَا : ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ .

۴۰۷۶: حماد بن سلمہ نے محمد بن عمرو سے انہوں نے اپنی اسناد سے روایت بیان کی ہے۔

۴۰۷۷ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَيْمُوْنَ، قَالَ : ثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيَى، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ سَلَمَةَ قَالَ : حَدَّثَنِيْ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : (لَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى رَسُوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَكَّةَ، قَتَلَتْ هُذَيْلٌ رَجُلًا مِنْ بَنِيْ ثَقِيْفٍ، بِقَتِيْلٍ كَانَ لَهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ .فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ حَبَسَ عَنْ أَهْلِ مَكَّةَ الْفِيْلَ وَسَلَّطَ عَلَيْهِمْ رَسُوْلَهُ وَالْمُؤْمِنِيْنَ، وَإِنَّهَا لَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ كَانَ قَبْلِيْ، وَلَا تَحِلُّ لِأَحَدٍ بَعْدِيْ، وَإِنَّمَا أُحِلَّتْ لِيْ سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ، وَإِنَّهَا سَاعَتِيْ هٰذِهِ حَرَامٌ لَا يُعْضَدُ شَجَرُهَا، وَلَا يُخْتَلٰى شَوْكُهَا، وَلَا يُلْتَقَطُ سَاقِطُهَا إِلَّا لِمُنْشِدٍ) .

۴۰۷۷: ابوسلمہ نے ابو ہریرہؓ سے بیان کیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ پر مکہ کو فتح کر دیا تو بنو ہذیل نے بنو ثقیف کے ایک آدمی کو قتل کر دیا اور یہ قتل ایک مقتول کے بدلے میں تھا جس کا واقعہ زمانہ جاہلیت میں پیش آیا تھا۔

جناب نبی اکرم ﷺ کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے اہل مکہ سے ہاتھی والوں کو روک دیا اور اپنے رسول اللہ ﷺ اور مؤمنوں کو ان پر غلبہ وتسلط عنایت فرمایا۔ یہ مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں ہوا اور نہ میرے بعد کسی کے لئے حلال ہوگا میرے لئے دن کی ایک گھڑی حلال ہوا اور بلاشبہ اس گھڑی یہ حرام ہے اس کا درخت نہ کاٹا جائے گا اور نہ اس کا کانٹا توڑا جائے گا اور اس کی گری پڑی چیز کو نہ اٹھایا جائے گا مگر اعلان کرنے والے کے لئے۔

**تخریج** : بخاری فی العلم باب۳۹، القطة باب۷، الشروط باب۱۵، مسلم فی الحج ۴۴۷، ابو داؤد فی المناسك باب۸۹، والجهاد باب۱۵۶، مسند احمد ۲۳۸/۲۔

۴۰۷۸ : حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ دَاوُدَ قَالَ : ثَنَا حَرْبُ بْنُ شَدَّادٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ، غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ (إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ حَبَسَ عَنْ أَهْلِ مَكَّةَ الْفِيْلَ قَالَ وَلَا يُلْتَقَطُ

ضَالَّتَهَا إِلَّا لِمُنْشِدٍ). فَأَخْبَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذِهِ الْآثَارِ أَنَّ مَكَّةَ لَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ كَانَ قَبْلَهُ، وَلَا تَحِلُّ لِأَحَدٍ بَعْدَهُ وَأَنَّهَا إِنَّمَا أُحِلَّتْ لَهُ سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ، ثُمَّ عَادَتْ حَرَامًا كَمَا كَانَتْ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَدَلَّ ذٰلِكَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ دَخَلَهَا يَوْمَ دَخَلَهَا .وَهِيَ لَهُ حَلَالٌ، فَكَانَ لَهُ بِذٰلِكَ دُخُوْلُهَا، بِغَيْرِ إِحْرَامٍ، وَهِيَ بَعْدُ حَرَامٌ، فَلَا يَدْخُلُهَا أَحَدٌ إِلَّا بِإِحْرَامٍ .فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ : إِنَّ مَعْنٰى مَا أُحِلَّ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهَا، هُوَ شَهْرُ السِّلَاحِ فِيْهَا لِلْقِتَالِ وَسَفْكِ الدِّمَاءِ ، لَا غَيْرَ ذٰلِكَ .قِيْلَ لَهُ .هٰذَا مُحَالٌ، إِنْ كَانَ الَّذِيْ أُبِيْحَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهَا، هُوَ مَا ذَكَرْتُ خَاصَّةً، إِذْ لَمْ يَقُلْ "وَلَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ بَعْدِيْ . "وَقَدْ رَأَيْنَاهُمْ أَجْمَعُوْا أَنَّ الْمُشْرِكِيْنَ لَوْ غَلَبُوْا عَلٰى مَكَّةَ، فَمَنَعُوا الْمُسْلِمِيْنَ مِنْهَا، حَلَالٌ لِلْمُسْلِمِيْنَ قِتَالُهُمْ، وَشَهْرُ السِّلَاحِ بِهَا وَسَفْكُ الدِّمَاءِ ، وَأَنَّ حُكْمَ مَنْ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذٰلِكَ فِيْ إِبَاحَتِهَا، فِيْ حُكْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .فَدَلَّ ذٰلِكَ أَنَّ الْمَعْنَى الَّذِيْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُصَّ بِهِ فِيْهَا، وَأُحِلَّتْ لَهُ مِنْ أَجْلِهِ، لَيْسَ هُوَ الْقِتَالَ .وَإِذَا انْتَفٰى أَنْ يَكُوْنَ هُوَ الْقِتَالَ، ثَبَتَ أَنَّهُ الْإِحْرَامُ .أَلَا تَرٰى إِلٰى قَوْلِ عَمْرِو بْنِ سَعِيْدٍ، لِأَبِيْ شُرَيْحٍ (إِنَّ الْحَرَمَ لَا يَمْنَعُ سَافِكَ دَمٍ، وَلَا مَانِعَ خَرِبَةٍ، وَلَا خَالِعَ طَاعَةٍ) جَوَابًا لَمَا حَدَّثَهُ بِهِ أَبُوْ شُرَيْحٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمْ يُنْكِرْ ذٰلِكَ عَلَيْهِ أَبُوْ شُرَيْحٍ، وَلَمْ يَقُلْ لَهُ (إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا أَرَادَ بِمَا حَدَّثْتُكَ عَنْهُ، أَنَّ الْحَرَمَ قَدْ يُجِيْرُ كُلَّ النَّاسِ ") وَلٰكِنَّهُ عَرَفَ ذٰلِكَ، فَلَمْ يُنْكِرْهُ .وَهٰذَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَقَدْ رَوٰى ذٰلِكَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ : مِنْ رَأْيِهِ (لَا يَدْخُلُ أَحَدٌ الْحَرَمَ إِلَّا بِإِحْرَامٍ) وَسَنَذْكُرُ ذٰلِكَ فِيْ مَوْضِعِهِ، إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى .فَدَلَّ قَوْلُهُ هٰذَا، أَنَّ مَا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا أُحِلَّتْ لَهُ لَيْسَ هُوَ عَلٰى إِظْهَارِ السِّلَاحِ بِهَا، وَإِنَّمَا هُوَ عَلٰى مَعْنًى آخَرَ .لِأَنَّهُ لَمَّا انْتَفٰى هٰذَا الْقَوْلُ، وَلَمْ يَكُنْ غَيْرُهُ وَغَيْرُ الْقَوْلِ الْآخَرِ، ثَبَتَ الْقَوْلُ الْآخَرُ .ثُمَّ احْتَجْنَا بَعْدَ هٰذَا إِلَى النَّظَرِ فِيْ حُكْمِ مَنْ هُمْ بَعْدَ الْمَوَاقِيْتِ إِلٰى مَكَّةَ، هَلْ لَهُمْ دُخُوْلُ الْحَرَمِ بِغَيْرِ إِحْرَامٍ أَمْ لَا ؟ .فَرَأَيْنَا الرَّجُلَ إِذَا أَرَادَ دُخُوْلَ الْحَرَمِ، لَمْ يَدْخُلْهُ إِلَّا بِإِحْرَامٍ، وَسَوَاءٌ أَرَادَ دُخُوْلَ الْحَرَمِ لِإِحْرَامٍ، أَوْ لِحَاجَةٍ غَيْرِ الْإِحْرَامِ .وَرَأَيْنَا مَنْ أَرَادَ دُخُوْلَ تِلْكَ الْمَوَاضِعِ الَّتِيْ بَيْنَ الْمَوَاقِيْتِ، وَبَيْنَ الْحَرَمِ لِحَاجَةٍ، أَنَّ لَهُ دُخُوْلَهَا بِغَيْرِ إِحْرَامٍ .فَثَبَتَ بِذٰلِكَ أَنَّ حُكْمَ هٰذِهِ الْمَوَاضِعِ إِذَا كَانَتْ تُدْخَلُ لِلْحَوَائِجِ بِغَيْرِ إِحْرَامٍ، كَحُكْمِ مَا قَبْلَ الْمَوَاقِيْتِ، وَأَنَّ أَهْلَهَا لَا يَدْخُلُوْنَ الْحَرَمَ

إِلَّا كَمَا يَدْخُلُهُ مَنْ كَانَ أَهْلُهُ وَرَاءَ الْمَوَاقِيْتِ إِلَى الْآفَاقِ. فَهٰذَا هُوَ النَّظَرُ عِنْدِيْ فِيْ هٰذَا الْبَابِ، وَهُوَ خِلَافُ قَوْلِ أَبِيْ حَنِيْفَةَ، وَأَبِيْ يُوْسُفَ وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى. وَذٰلِكَ أَنَّهُمْ إِنَّمَا قَلَّدُوْا فِيْمَا ذَهَبُوْا إِلَيْهِ مِنْ هٰذَا.

۴۰۷۸: حرب بن شداد نے یحییٰ بن ابی کثیر سے نقل کیا پھر انہوں نے اپنی اسناد سے روایت نقل کی ہے۔ البتہ اس میں ان الفاظ کا فرق ہے۔ "ان اللہ عزوجل حبس عن اهل مكة الفيل" اور یہ بھی فرق ہے۔ "ولا يلتقط ضالتها الا لمنشد" ان روایات میں جناب رسول اللہ ﷺ نے یہ اطلاع دی ہے کہ آپ سے پہلے اور بعد کسی کے لئے بھی مکہ حلال نہیں ہوا۔ آپ کے لئے بھی دن کی ایک گھڑی حلال ہوا پھر قیامت تک اس کی حرمت واپس لوٹ آئی۔ تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ جب آپ اس میں داخل ہوئے تو وہ آپ کے لئے حلال تھا اس وجہ سے آپ بلا احرام داخل ہوئے۔ لیکن اس کے بعد وہ حرم ہے کسی کو بلا احرام داخلے کی اجازت نہیں ہے۔ اگر کوئی معترض یہ کہے کہ آپ کے لئے حلال ہونے کا تو مطلب یہ ہے کہ اس میں خون ریزی اور ہتھیار نکالا ہے اور کوئی مطلب نہیں۔ اس کے جواب میں کہیں گے۔ کہ یہ بات ناممکن ہے کیونکہ اگر صرف اسی مقصد کے لئے حلال ہوا ہوتا تو آپ یہ نہ فرماتے کہ میرے بعد کسی کے لئے حلال نہیں اور ہم اس بات کو پاتے ہیں کہ تمام علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ اگر مشرکین کا مکہ پر غلبہ ہو جائے اور وہ مسلمانوں وہاں سے روک دیں تو مسلمانوں سے لڑنا اور ہتھیار نکالنا اور ان کا خون بہانا جائز ہے اس سلسلہ میں تو اس کے جواز کا حکم وہی ہے جو آپ کے لئے تھا۔ پس اس سے یہ دلالت مل گئی کہ آپ ﷺ کے لئے جو بات خاص تھی اور جب لڑائی کی نفی ہوگئی تو اس کا احرام ہونا خود ثابت ہو گیا۔ کیا یہ بات تمہارے سامنے نہیں کہ حضرت عمرو بن سعید نے حضرت ابوشریح رضی اللہ عنہ کو کہا کہ حرم کسی خون ریز تخریب کار کو پناہ نہیں دیتا اور نہ اطاعت سے نکلنے والے کو پناہ دیتا ہے تو حضرت ابوشریح رضی اللہ عنہ نے ان کی بات سے انکار نہیں کیا اور یہ نہیں کہا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی مراد وہی ہے جو میں نے بیان کی" کہ مکہ ہر قسم کے لوگوں کو پناہ دیتا ہے۔ بلکہ انہوں نے اس کو پہچانا اور اس کا انکار نہ کیا۔ یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ہیں جنہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے یہ بات روایت کی ہے پھر اپنی رائے واجتہاد سے فرمایا کہ کوئی حرم میں بلا احرام نہ داخل ہو ہم اس بات کو اس کے موقعہ پر لائیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔ ان کا یہ قول اس بات پر دال ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے لئے اس کے حلال ہونے کا مطلب ہتھیاروں کے ظاہر کرنے پر محمول نہیں بلکہ اس سے دوسرا معنی مراد ہے۔ جب اس قول کی نفی ہوگئی اور دوسرا سبب پایا نہیں جا سکتا تو احرام کا ہونا خود ثابت ہو گیا۔ اب ہمارے لئے یہ لازم ہے کہ میقات کے اندر کا علاقہ مکہ تک کیا حکم رکھتا ہے۔ کیا ان کے احرام کے بغیر حرم میں داخلہ درست ہے یا نہیں ہم نے یہ بات پائی کہ جب کوئی حرم میں داخلے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ بلا احرام داخل نہیں ہوتا خواہ وہ حرم میں احرام کا ارادہ رکھتا ہو یا دیگر کوئی عمل کرنا چاہتا ہو اور یہ بھی ہمارے سامنے ہے کہ جو شخص مواقیت اور حرم کے درمیان والے مقامات میں جانا چاہے۔ وہ بلا احرام جا سکتا ہے۔ اس سے ثابت ہو کہ جب ان مقامات میں ضرورت کے لئے جائے تو بلا احرام

جائے گا۔ جیسا کہ مواقیت سے پہلے کا حکم ہے اور وہاں کے رہنے والے حرم میں اسی طرح داخل ہوں جس طرح میقات سے باہر کے آفاقی لوگ داخل ہوتے ہیں۔ اس باب میں امام طحاوی کے نزدیک قیاس یہی ہے اور حضرت امام ابوحنیفہ ابو یوسف محمد رحمہ اللہ کے قول کے خلاف ہے۔ روایات ذیل میں ہیں۔

**تخریج** : ٤٠٧٨ روایت کی تخریج ملاحظہ ہو۔

**حاصل روایات:** ان آثار میں جناب رسول اللہ ﷺ نے بتلایا کہ مکہ مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں ہوا اور نہ بعد میں کسی کے لئے حلال ہے آپ کے لئے دن کے ایک حصہ میں حلال کیا گیا۔ پھر اس کی حرمت واپس لوٹ آئی جیسا کہ پہلے تھی اور وہ قیامت تک باقی رہے گی۔

اس سے یہ ثابت ہوا کہ آپ جب اس میں داخل ہوئے تو وہ آپ کے لئے حلال تھا اور اس لئے اس میں اس طرح داخل ہوئے۔ اس کے بعد پہلے کی طرح حرام ہو گیا پس اس میں کسی کو بلا احرام داخلہ جائز نہ ہوگا اگر داخل ہوگا تو دم حرمت کو توڑنے کی وجہ سے بطور تاوان دینا پڑے گا۔

## اشکال:

تم نے حلت مکہ کو عموم پر محمول کیا یہ درست نہیں بلکہ حلت مکہ سے مراد اس میں قتال کی حلت، ہتھیار اٹھانے کا جواز، خون کے بہانے کا جواز مراد ہے ہر طرح کی حلت مراد نہیں کہ اس سے تم بلا احرام داخلہ کی حلت ثابت کر کے پھر حرمت دخول بلا احرام کو ثابت کرسکو۔

ج: آپ کا یہ اشکال درست نہیں اگر صرف قتال وغیرہ کی حلت مراد ہو تو اس میں آپ کی خصوصیت نہیں رہتی کیونکہ اس بات پر سب کا اتفاق ہے اگر بالفرض مشرکین کا مکہ پر غلبہ ہو جائے۔ (خدانخواستہ) اور وہ مسلمانوں کو وہاں سے نکال باہر کریں تو حصول غلبہ کے لئے ان سے قتال اور ان کا قتل اور ہتھیار اٹھانے جائز ہی نہیں بلکہ ضروری ہوگا اور قتال کی اباحیت تو اس سلسلہ میں آپ کے بعد بھی اسی طرح ہوگی جیسے آپ ﷺ کے لئے تھی۔

اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے "لایحل لاحد بعدی" کا کلمہ فرمایا۔ تو وہ آپ کی خصوصیت ہے اور وہ حلت عامہ ہے جس میں بلا احرام داخلہ بھی شامل ہے صرف قتال نہیں۔ ورنہ یہ جملہ بلا فائدہ ہوگا۔

ذرا غور کرو۔ عمرو بن سعید نے ابوشریح کو یہ کہا کہ حرم خون بہانے والے۔ خرابی مچانے والے اور امیر کی اطاعت سے علیحدگی والے کو نہیں روکتا۔ تمہاری اس روایت کی وجہ سے جو تم نے بیان کی تو ابوشریح نے اس کی بات پر نکیر نہیں کی اور نہ یہ کہا کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے اس روایت سے یہ مراد لی ہے کہ حرم کبھی تمام قسم کے لوگوں کو پناہ دیتا ہے لیکن اس کو جانا اور اس کی بات پر نکیر نہیں فرمائی۔

اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت کو ملاحظہ کرو کہ وہ فرماتے ہیں کوئی شخص حرم میں بلا احرام داخل نہ ہو اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ سے جو روایت انہوں نے نقل کی ہے اس سے مراد اظہار اسلحہ اور قتال نہیں بلکہ دوسرا معنی مراد ہے۔ جب اس

معنی کی نفی ہوگئی تو دوسرا معنی جو ان کے فتویٰ میں مذکور ہے خود ثابت ہو گیا۔

عنوان خامس: اہل مواقیت کو حل والوں کی طرح مکہ میں بلا احرام داخلہ کی اجازت کے قول پر تنقید۔

## نظر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ:

جب کوئی آدمی حرم میں داخل ہونا چاہتا ہو تو اسے احرام سے داخل ہونا ہوگا۔ خواہ احرام کے لئے حرم میں داخل ہونا چاہتا ہو یا احرام کے علاوہ تجارت وغیرہ کی غرض ہو۔

اسی طرح جو آدمی ان مقامات میں داخل ہونا چاہے جو حل میں واقع ہیں اور وہ کسی ضرورت ذاتی سے حل میں داخلہ چاہتا ہو تو بلا احرام اس کا داخلہ درست ہے۔ اس سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ ان مقامات کا حکم جبکہ ذاتی ضرورت سے داخل ہو تو بلا احرام کا ہے اور یہی حکم میقات سے باہر کا ہے ان مقامات کے رہنے والے حرم میں اسی طرح داخل ہوں گے جس طرح میقات سے باہر رہنے والے۔ اس سے ثابت ہوا کہ حل والوں کا حکم حرم میں داخلہ کے لئے آفاقی والا ہے۔ اس باب میں بلحاظ نظر یہی حکم ہے اور یہ امام ابوحنیفہ ابویوسف اور محمد رحمہم اللہ کے قول کے خلاف ہے۔ انہوں نے ان روایات کو دلیل بنایا ہے۔

## دلائل احناف:

۴۰۷۹: مَا حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ: ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ: ثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: أَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ خَرَجَ مِنْ مَكَّةَ يُرِيْدُ الْمَدِيْنَةَ، فَلَمَّا بَلَغَ قُدَيْدًا بَلَغَهُ عَنْ جَيْشٍ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ، فَرَجَعَ فَدَخَلَ مَكَّةَ بِغَيْرِ إِحْرَامٍ.

۴۰۷۹: نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ وہ مکہ سے مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے جب مقام قدید میں پہنچے تو ان کو اطلاع ملی مدینہ پر لشکر حملہ آور ہو گیا تو وہ بلا احرام مکہ میں داخل ہوئے۔

۴۰۸۰: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ: ثَنَا حَجَّاجٌ، قَالَ: ثَنَا حَمَّادٌ، قَالَ: ثَنَا أَيُّوْبُ، عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا خَرَجَ مِنْ مَكَّةَ، وَهُوَ يُرِيْدُ الْمَدِيْنَةَ. فَلَمَّا كَانَ قَرِيْبًا، لَقِيَهُ جَيْشُ ابْنِ دُلْجَةَ، فَرَجَعَ، فَدَخَلَ مَكَّةَ حَلَالًا.

۴۰۸۰: نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ وہ مکہ سے نکلے اور مدینہ منورہ جا رہے تھے جب وہ مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو ابن دلجہ کا لشکر ملا۔ وہ وہاں سے واپس لوٹے اور مکہ میں بلا احرام داخل ہو گئے۔

۴۰۸۱: حَدَّثَنَا يُوْنُسُ، قَالَ: أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ، عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، أَقْبَلَ مِنْ مَكَّةَ، حَتّٰى إِذَا كَانَ بِقُدَيْدٍ بَلَغَهُ خَبَرٌ مِنَ الْمَدِيْنَةِ، فَرَجَعَ، فَدَخَلَ مَكَّةَ حَلَالًا، فَقَلَّدُوْا ذٰلِكَ وَاتَّبَعُوْهُ وَكَانَ النَّظَرُ فِيْ ذٰلِكَ عِنْدَنَا -خِلَافَ مَا ذَهَبُوْا إِلَيْهِ .وَقَدْ رُوِيَ عَنْ غَيْرِ ابْنِ عُمَرَ فِيْ

ذٰلِكَ، مَا يُخَالِفُ هٰذَا .

۴۰۸۱: نافع نے روایت کی ہے کہ ابن عمر ﷺ مکہ سے روانہ ہوئے جب مقام قدید میں پہنچے تو ان کو اطلاع ملی کہ وہاں فوج کشی ہوگئی ہے تو وہ واپس لوٹے اور مکہ میں بلا احرام داخل ہوئے۔ان ائمہ احناف نے ان روایات کو اپنایا اور ان کی اتباع کی اور نظر وفکر کا تقاضا ہمارے ہاں اس کے خلاف تھا اور حضرت ابن عمر ﷺ کے علاوہ دیگر حضرات سے اس کے خلاف روایات موجود ہیں۔ذیل میں ملاحظہ ہوں۔

**حاصل روایات:** مقام قدید حل میں واقع ہے کیونکہ میقات مدینہ تو ذوالحلیفہ ہے تو حل سے حرم میں داخلہ کے لئے انہوں نے احرام نہیں باندھا اس سے ثابت ہوا کہ حل والے کا حکم مکی جیسا ہے۔احناف نے اسی لئے یہ قول اختیار کیا۔

## اس دلیل کا جواب:

یہ روایت ابن عمر ﷺ کے علاوہ دوسروں سے اس کے مخالف مروی ہے مثلاً ابن عباس ﷺ۔

۴۰۸۲ :حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ : ثَنَا عُثْمَانُ الْمُؤَذِّنُ، قَالَ : ثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ : قَالَ عَطَاءٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا (لَا عُمْرَةَ عَلَى الْمَكِّيِّ إِلَّا أَنْ يَخْرُجَ مِنَ الْحَرَمِ فَلَا يَدْخُلُهُ إِلَّا حَرَامًا) . فَقِيْلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا : فَإِنْ خَرَجَ رَجُلٌ مِنْ مَكَّةَ قَرِيبًا ؟ قَالَ : نَعَمْ، يَقْضِيْ حَاجَتَهُ، وَيَجْعَلُ مَعَ قَضَائِهَا عُمْرَةً .

۴۰۸۲: عطاء نے ابن عباس ﷺ سے روایت کی ہے کہ مکی کے لئے عمرہ جائز نہیں صرف اس صورت میں عمرہ کر سکتا ہے جبکہ وہ حرم سے نکلے اور پھر حرم میں احرام سے داخل ہو۔ابن عباس ﷺ سے کسی نے پوچھا اگر ایک آدمی مکہ سے قریبی علاقہ میں نکل کر گیا تو تب بھی عمرہ کر سکتا ہے انہوں نے فرمایا جی ہاں وہ اپنی ضرورت بھی پوری کرے اور اپنا عمرہ بھی پورا کرے۔

۴۰۸۳ :حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوُدَ، قَالَ : ثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ : ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَطَاءٍ قَالَ : لَا يَدْخُلُ أَحَدٌ الْحَرَمَ إِلَّا بِإِحْرَامٍ .فَقِيْلَ : وَلَا الْحَطَّابُوْنَ ؟ قَالَ : وَلَا الْحَطَّابُوْنَ، قَالَ : ثُمَّ بَلَغَنِيْ بَعْدُ أَنْ رَخَّصَ لِلْحَطَّابِيْنَ .

۴۰۸۳: عطاء کہتے ہیں کہ حرم میں صرف احرام سے داخل ہو۔ان سے پوچھا گیا کیا لکڑہارے بھی؟ فرمایا ہاں لکڑھاروں کا بھی یہی حکم ہے۔کہتے ہیں پھر مجھے یہ اطلاع ملی کہ انہوں نے لکڑہاروں کو رخصت دے دی۔

۴۰۸۴ :حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ : ثَنَا سَعِيْدٌ، قَالَ : ثَنَا هُشَيْمٌ، قَالَ : أَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِيْ رَبَاحٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ (لَا يَدْخُلُ مَكَّةَ تَاجِرٌ وَلَا طَالِبُ حَاجَةٍ إِلَّا وَهُوَ مُحْرِمٌ) .

۴۰۸۴: عطاء بن ابی رباح نے ابن عباس ؓ سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے تھے مکہ میں آنے والا تاجر یا حاجت مند صرف احرام سے داخل ہو۔

۴۰۸۵ : حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ : ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، قَالَ : ثَنَا هُشَيْمٌ، قَالَ : أَنَا يُوْنُسُ، عَنِ الْحَسَنِ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ ذٰلِكَ .

۴۰۸۵: ہشیم نے یونس سے انہوں نے حسن سے روایت کی ہے کہ (حسن) وہ یہ کہا کرتے تھے۔

۴۰۸۶ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ : ثَنَا حَجَّاجٌ، قَالَ : ثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ قَيْسٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ (لَا يَدْخُلُ أَحَدٌ مَكَّةَ إِلَّا مُحْرِمًا) .

۴۰۸۶: عطاء نے ابن عباس ؓ سے روایت کی ہے کوئی شخص مکہ میں بلا احرام داخل نہ ہو۔ اگر کوئی شخص یہ بات کہے کیا وہ شخص جو مواقیت کے اندر والی جانب مکہ کی طرف ہو وہ تمتع کر سکتا ہے۔ تو اس کے جواب میں کہا جائے گا۔ اس کا حکم اس میں مکہ والوں کے خلاف ہے اور یہ بات ائمہ احناف کے قول کے خلاف ہے۔ مگر ہمارے ہاں قیاس اسی بات کا متقاضی ہے۔ جیسا کہ ہم نے ذکر کیا۔ ہمارے نزدیک ''حاضری المسجد الحرام'' سے صرف خاص مکی لوگ مراد ہیں یہ قول جو ہم نے اختیار کیا ہے اس کو نافع مولیٰ ابن عمر اور عبدالرحمٰن بن ہرمز الاعرج نے اختیار کیا ہے۔

۴۰۸۷ : حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ، قَالَ : ثَنَا أَفْلَحُ بْنُ حُمَيْدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ (لَا يَدْخُلُ أَحَدٌ مَكَّةَ إِلَّا مُحْرِمًا) . فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ : أَفَيَجُوْزُ لِمَنْ كَانَ بَعْدَ الْمَوَاقِيْتِ إِلٰى مَكَّةَ أَنْ يَتَمَتَّعَ ؟ قِيْلَ لَهُ : نَعَمْ، وَهُوَ فِيْ ذٰلِكَ أَيْضًا خِلَافُ أَهْلِ مَكَّةَ، وَهٰذَا أَيْضًا خِلَافُ قَوْلِ أَصْحَابِنَا، وَلٰكِنَّهُ النَّظَرُ -عِنْدَنَا -عَلٰى مَا قَدْ ذَكَرْنَا وَبَيَّنَّا، وَحَاضِرُو الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ -عِنْدَنَا -أَهْلُ مَكَّةَ خَاصَّةً .وَقَدْ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ الَّذِيْ ذَهَبْنَا إِلَيْهِ -فِيْ هٰذَا -نَافِعٌ مَوْلٰى ابْنِ عُمَرَ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ هُرْمُزَ الْأَعْرَجُ .

۴۰۸۷: افلح بن حمید نے قاسم بن محمد سے روایت کی کہ وہ فرماتے تھے کوئی شخص مکہ میں بلا احرام داخل نہ ہو۔

**حاصل روایات:** ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حل میں رہنے والا یا آفاقی تاجر غیر تاجر مکہ میں بلا احرام داخل نہیں ہو سکتا۔

## ایک اشکال:

کیا میقات کے اندر (حل میں رہنے والا) تمتع کر سکتا ہے یا نہیں اگر تمتع اس کے لئے جائز نہ ہو تو وہ مکی کے حکم میں ہیں اور اگر جائز ہو تو پھر آفاقی کے حکم میں ہیں۔

ج: اہل حل کے لئے تمتع سب کے ہاں جائز ہے اور اس حکم میں وہ اہل مکہ کے خلاف ہیں یہ بھی ہمارے علماء کے قول کے

مخالف ہے لیکن نظر کا تقاضا یہی ہے جیسا کہ ہم ذکر کر آئے۔ حاضروا المسجدالحرام۔ ہمارے نزدیک اس کی تفسیر خاص اہل مکہ ہیں اور تفسیر میں یہ قول نافع مولیٰ ابن عمر رضی اللہ عنہما اور عبدالرحمٰن الاعرج کا بھی ہے اس تفسیر سے یہ ثابت ہوا کہ اہل مکہ کا حکم خاص ہے اہل حل کا حکم الگ ہے۔ ھذا ھو المقصود ھاھنا۔

## نافع رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

۴۰۸۸ : حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ : ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ : أَخْبَرَنِي مَخْرَمَةُ بْنُ بُكَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ : سَمِعْتُ نَافِعًا مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ يَسْأَلُ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ (ذٰلِكَ لِمَنْ لَمْ يَكُنْ أَهْلُهُ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ) أَجَوْفَ مَكَّةَ، أَمْ حَوْلَهَا ؟ قَالَ : جَوْفَ مَكَّةَ، وَقَالَ ذٰلِكَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجُ .

۴۰۸۸: مخرمہ بن بکیر کہتے ہیں کہ میں نے نافع مولیٰ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو فرماتے سنا جب ان سے "ذلك لمن لم يكن اهله حاضرى المسجدالحرام" (البقرہ ۱۹۱) کے متعلق پوچھا گیا کیا مکہ کے اندرون لوگ مراد ہیں یا اطراف مکہ کے لوگ بھی؟ تو انہوں نے فرمایا اندرون مکہ کے لوگ مراد ہیں۔ اور یہ عبدالرحمٰن الاعرج نے بھی بات فرمائی۔

## تعمیر کعبہ کے مراحل عشرہ:

نمبر ①: تخلیق انسانی سے پہلے فرشتوں نے تعمیر کی۔

نمبر ②: آدم علیہ السلام نے دنیا میں اترنے کے بعد تعمیر کی۔

نمبر ③: حضرت شعیب علیہ السلام نے تعمیر کی۔

نمبر ④: ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر کی۔

نمبر ⑤: عمالقہ کی تعمیر۔

نمبر ⑥: تعمیر بنو جرہم۔

نمبر ⑦: تعمیر قصی بن کلاب۔

نمبر ⑧: تعمیر قریش۔

نمبر ⑨: تعمیر عبداللہ بن زبیر۔

نمبر ⑩: تعمیر حجاج۔ (تاریخ مکہ)

گیارہویں مرتبہ سلطان مراد خان ۱۰۴۰ھ اکثر حصہ کو منہدم کر کے تعمیر کیا البتہ حجر اسود والا حصہ قدآدم اسی طرح قائم رہا۔ (تاریخ تقویم ج ۳)

**حاصل روایات**: گویا امام طحاویؒ کے ہاں آفاقی' اہل میقات' اہل حل تینوں کو حرم میں بلا احرام داخل ہونا جائز نہ ہوگا اور احناف کے نزدیک صرف آفاق والوں کے لئے داخلہ حرم کے لئے احرام لازم ہے بلا احرام میقات سے تجاوز نہیں کر سکتے اور اہل حرم اور اہل میقات حج وعمرہ کی نیت سے حرم میں بلا احرام داخل نہیں ہو سکتے تجارت وغیرہ کی غرض سے داخل ہو سکتے ہیں۔

## بَابُ الرَّجُلِ يُوَجِّهُ بِالْهَدْيِ إِلَى مَكَّةَ وَيُقِيمُ فِي أَهْلِهِ هَلْ يَتَجَرَّدُ إِذَا قَلَّدَ الْهَدْيَ ؟

### ہدی روانہ کر کے وطن میں ٹھہرنے سے محرم ہوگا یا نہیں؟

ہدایا کو قلادہ تو سب کے ہاں مسنون مگر اشعار کے متعلق ائمہ ثلاثہ اور صاحبین مسنون ہونے کے قائل ہیں۔

نمبر ۲: امام ابوحنیفہ اس کو مکروہ کہتے ہیں اور امام ابوحنیفہ و مالک کے ہاں چھوٹے جانوروں کا قلادہ نہ ثابت ہے نہ مسنون البتہ امام شافعی، احمد کے ہاں قلائد غنم بھی مسنون ہے۔ ہدی کا جانور قلادہ ڈال کر روانہ کر دیا جائے تو امام شعبہ، حسن بصری اور عطاء مجاہد رحمہم اللہ کے ہاں وہ محرم ہو جائے گا اور تمام احکامات محرم اس پر لاگو ہو جائیں گے۔ ائمہ اربعہ اور جمہور فقہاء و محدثین کے ہاں محرمات احرام ہدی کے ساتھ جانے سے لازم ہوتے ہیں۔

فریق اوّل کا مؤقف ہدی کو قلادہ ڈالنے یا اشعار کرنے سے محرم پر احرام کی تمام پابندیاں لازم ہو جاتی ہیں۔ دلیل یہ روایات ہیں۔

۴۰۸۹ : حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ، قَالَ : ثَنَا أَسَدُ بْنُ مُوسٰى، قَالَ : ثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَطَاءٍ ابْنِ أَبِي لَبِيبَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : (كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا فَقَدَ قَمِيصَهُ مِنْ جَيْبِهِ، حَتّٰى أَخْرَجَهُ مِنْ رِجْلَيْهِ .فَنَظَرَ الْقَوْمُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي أَمَرْتُ بِبَدَنِي الَّتِي بُعِثَتْ بِهَا أَنْ تُقَلَّدَ الْيَوْمَ وَتُشْعَرَ، عَلٰى مَكَانِ كَذَا وَكَذَا فَلَبِسْتُ قَمِيصِي وَنَسِيتُ، فَلَمْ أَكُنْ لِأُخْرِجَ قَمِيصِي مِنْ رَأْسِي وَكَانَ بَعَثَ بِبَدَنِهِ فَأَقَامَ بِالْمَدِينَةِ) . قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ : فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلٰى أَنَّ الرَّجُلَ إِذَا بُعِثَ بِالْهَدْيِ، وَأَقَامَ فِي أَهْلِهِ فَقَلَّدَ الْهَدْيَ وَأَشْعَرَ أَنَّهُ يَتَجَرَّدُ فَيُقِيمُ كَذٰلِكَ، حَتّٰى يَحِلَّ النَّاسُ مِنْ حَجِّهِمْ .وَاحْتَجُّوا فِي ذٰلِكَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ، وَرَوَوْا ذٰلِكَ أَيْضًا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ .

۴۰۸۹: عبدالملک بن جابر نے جابر بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ میں جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بیٹھا تھا کہ آپ نے اپنا قمیص گریبان سے پھاڑ دیا یہاں تک کہ اس کو اپنے دونوں پاؤں کی طرف سے نکالا۔ لوگوں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا میں نے اپنے بدنہ کے متعلق جس کو میں نے روانہ کرنا تھا حکم دیا کہ آج فلاں مقام پر اس کو اشعار کیا جائے پس میں نے اپنا قمیص بھول کر پہن لیا چنانچہ میں نے پسند نہ کیا کہ قمیص کو

سر سے نکالوں (اس لئے قدموں کی طرف سے نکالا) آپ ﷺ نے بدنہ روانہ کر کے مدینہ منورہ میں قیام فرمایا تھا۔

**تخریج** : مسند احمد ۴۰۰/۳۔

## ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت:

۴۰۹۰ : حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ زِيَادَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ، كَتَبَ إِلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ (عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ مَنْ أَهْدَى هَدْيًا، حَرُمَ عَلَيْهِ مَا يَحْرُمُ عَلَى الْحَاجِّ حَتّٰى يَنْحَرَ هَدْيَهُ، وَقَدْ بَعَثْتُ بِهَدْيٍ، فَاكْتُبِيْ إِلَيَّ بِأَمْرِكِ، أَوْ مُرِيْ صَاحِبَ الْهَدْيِ . فَقَالَتْ عَائِشَةُ لَيْسَ كَمَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ، أَنَا فَتَلْتُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِيْ، ثُمَّ قَلَّدَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ، ثُمَّ بَعَثَ بِهَا مَعَ أَبِيْ، فَلَمْ يَحْرُمْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْءٌ أَحَلَّهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ حَتّٰى نَحَرَ الْهَدْيَ)

۴۰۹۰: عمرہ بنت عبدالرحمٰن کہتی ہیں کہ زیاد بن ابی سفیان نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف لکھ بھیجا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جو ہدی روانہ کرے تو اس پر محرم والی پابندیاں لازم ہو جاتی ہیں اور وہ ان کا لحاظ ہدی کے ذبح ہونے تک کرے گا۔ میں نے ہدی روانہ کر دی اب میرے لئے کیا حکم ہے۔ آپ اپنا ارشاد میری طرف لکھ بھیجیں یا ہدی والے کو حکم فرما دیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے (لکھ بھیجا) کہ بات اس طرح نہیں جس طرح ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہی۔ میں جناب رسول اللہ ﷺ کی ہدی کے قلادے بناتی تھی پھر وہ قلادے اپنے دست اقدس سے ہدی کو ڈالتے اور ان کو میرے والد محترم کی معیت میں روانہ کرتے مگر اس کے باوجود آپ پر ہدی کے ذبح ہونے تک کوئی چیز حرام نہ ہوتی۔

**تخریج** : بخاری فی الحج باب۱۰۶، ۱۱۱/۱۱۰۶، مسلم فی الحج ۳۶۴/۳۶۲، ابو داؤد فی المناسک باب۱۶، نسائی فی المناسک باب۶۶، مسند احمد ۶، ۲۲۴/۷۸۔

۴۰۹۱ : حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ : ثَنَا سَعِيْدٌ، قَالَ : ثَنَا هُشَيْمٌ، قَالَ : أَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ، عَنْ نَافِعٍ قَالَ (كَانَ ابْنُ عُمَرَ، إِذَا بَعَثَ هَدْيَهُ وَهُوَ مُقِيْمٌ، أَمْسَكَ عَمَّا يُمْسِكُ عَنْهُ الْمُحْرِمُ حَتّٰى يَنْحَرَ هَدْيَهُ).

۴۰۹۱: نافع کہتے ہیں ابن عمر رضی اللہ عنہما جب اپنی ہدی روانہ کرتے تو گھر میں مقیم رہتے۔ مگر محرم کی طرح ہدی کے ذبح ہونے تک ان تمام چیزوں سے احتراز کرتے جن سے محرم کرتا ہے۔

۴۰۹۲ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ : ثَنَا حَجَّاجٌ، قَالَ ثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ أَيُّوْبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ

عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ إِذَا بَعَثَ بِهَدْيِهِ، أَمْسَكَ عَنِ النِّسَاءِ .وَخَالَفَهُمْ فِي ذٰلِكَ آخَرُوْنَ، فَقَالُوْا : لَا يَجِبُ عَلٰى أَحَدٍ تَجْرِيْدٌ وَلَا تَرْكُ شَيْءٍ مِمَّا يَتْرُكُهُ الْمُحْرِمُ إِلَّا بِدُخُوْلِهِ فِي الْإِحْرَامِ إِمَّا بِالْحَجِّ، وَإِمَّا بِالْعُمْرَةِ .وَكَانَ مِمَّا احْتَجُّوْا بِهِ فِيْ ذٰلِكَ، مَا قَدْ رَوَيْنَاهُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، فِيْمَا أَجَابَتْ بِهِ زِيَادًا .

۴۰۹۲: نافع ابن عمر ﷠ کے متعلق نقل کرتے ہیں کہ جب وہ اپنی ہدی بھیجتے تو بیویوں کے قریب نہ جاتے۔

**حاصل روایات:** ان روایات سے معلوم ہوتا ہے ہے کہ ہدی کو روانہ کرنے والا گھر میں محرم کی طرح پابندیاں کرے گا جب ہدی کے ذبح کا دن آجائے گا تو وہ ان پابندیوں سے نکلے گا۔

فریق ثانی کا مؤقف: فقط ہدی روانہ کرنے یا قلادہ ڈالنے سے کوئی محرم نہیں بنتا نہ اس پر وہ پابندیاں لازم ہوتی ہیں جب تک وہ احرام نہ باندھے اور ہدی کے ساتھ روانہ نہ ہو خواہ حج کا قصد کر کے یا عمرہ کا۔

دلائل یہ روایات ہیں۔

اوپر ۴۰۹۱ نمبر روایت میں حضرت عائشہ ﷺ کا خط ذکر کیا گیا وہ اس سلسلہ کی پہلی دلیل ہے۔

۴۰۹۳ :وَبِمَا حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ : ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ، قَالَ : أَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ أَبِيْ خَالِدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ (مَسْرُوْقٍ قَالَ : قُلْت لِعَائِشَةَ إِنَّ رِجَالًا هَاهُنَا يَبْعَثُوْنَ بِالْهَدْيِ إِلَى الْبَيْتِ، وَيَأْمُرُوْنَ الَّذِيْ يَبْعَثُوْنَ مَعَهُ بِمَعْلَمٍ لَهُمْ يُقَلِّدُوْنَهَا ذٰلِكَ الْيَوْمَ، فَلَا يَزَالُوْنَ مُحْرِمِيْنَ، حَتّٰى يَحِلَّ النَّاسُ .فَصَفَّقَتْ بِيَدِهَا، فَسَمِعْتُ ذٰلِكَ مِنْ وَرَاءِ الْحِجَابِ، فَقَالَتْ سُبْحَانَ اللّٰهِ، لَقَدْ كُنْتُ أَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِيْ، فَيَبْعَثُ بِهَا إِلَى الْكَعْبَةِ، وَيُقِيْمُ فِيْنَا، لَا يَتْرُكُ شَيْئًا مِمَّا يَصْنَعُ الْحَلَالُ، حَتّٰى يَرْجِعَ النَّاسُ) .

۴۰۹۳: مسروق نے روایت کی ہے کہ میں نے عائشہ ﷝ سے دریافت کیا بعض لوگ یہاں ہدی کو بیت اللہ کی طرف روانہ کرتے ہیں اور وہ ان لوگوں کو جن کے ساتھ ہدی روانہ کرتے باقاعدہ دن متعین کرتے ہیں پھر خود احرام کی حالت میں رہتے ہیں یہاں تک کہ حج والے حلال ہو جائیں۔

مسروق کہتے ہیں کہ میں نے خود سنا کہ انہوں نے پردے کے پیچھے اپنے ہاتھ پر ہاتھ مارا اور کہنے لگیں۔ (تعجباً) سبحان اللہ میں جناب رسول اللہ ﷺ کے ہدی کے قلادے اپنے ہاتھ سے بنتی تھی اور آپ ﷺ اس کو کعبہ کی طرف روانہ کرتے تھے اور خود گھر میں مقیم رہتے اور جو چیز اللہ تعالیٰ نے حلال بنائی ہے ان میں سے کسی بھی چیز کو لوگوں کے لوٹنے تک ترک نہ فرماتے تھے۔

**تخریج** : بخاری فی الحج باب۱۰۷/۱۱۰، مسلم فی الحج ۳۶۰/۳۵۹، ابو داؤد فی المناسك باب۱٦، ترمذی فی الحج باب ۷۰، نسائی فی المناسك باب۶۹/۶۵، ابن ماجه فی المناسك باب ۹٤، دارمی فی المناسك باب۸٦۔

۴۰۹۴ :حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ، قَالَ : ثَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ، قَالَ : ثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ أَبِيْ خَالِدٍ، فَذَكَرَ

بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ .

۴۰۹۴: دیگراسناد سے بھی بعینہٖ مروی ہے۔

۴۰۹۵ : حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مَعْبَدٍ' قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَطَاءٍ ' قَالَ : أَنَا دَاوٗدُ بْنُ أَبِیْ هِنْدٍ' عَنْ عَامِرٍ' عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ (عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ أَفْتِلُ بِيَدِی لِبُدْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ' فَيَبْعَثُ بِالْهَدْيِ وَهُوَ مُقِيْمٌ بِالْمَدِيْنَةِ' وَيَفْعَلُ مَا يَفْعَلُ الْمُحِلُّ قَبْلَ أَنْ يَصِلَ إِلَى الْبَيْتِ) .

۴۰۹۵: مسروق نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ میں اپنے ہاتھ سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہدی کے قلادے بٹتی پھر آپ (وہ قلادہ ڈال کر) ہدی روانہ فرماتے اور مدینہ منورہ میں آپ مقیم رہتے اور وہ تمام کام جو احرام نہ باندھنے والا بیت اللہ تک پہنچنے سے پہلے کرتا ہے وہ تمام کام کرتے۔

۴۰۹۶ : حَدَّثَنَا فَهْدٌ' قَالَ : ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يُوْنُسَ' قَالَ : ثَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ' عَنِ الْأَعْمَشِ' عَنْ إِبْرَاهِيْمَ' عَنِ الْأَسْوَدِ' عَنْ (عَائِشَةَ قَالَتْ لَرُبَّمَا فَتَلْتُ الْقَلَائِدَ لِهَدْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ' فَيُقَلِّدُهٗ ثُمَّ يَبْعَثُهٗ بِهٖ، ثُمَّ يُقِيْمُ لَا يَجْتَنِبُ شَيْئًا مِمَّا يَجْتَنِبُ الْمُحْرِمُ) .

۴۰۹۶: اسود نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ بسا اوقات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدی کے قلادے بناتی آپ اس کو قلادہ ڈالتے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں مقیم رہتے اور کسی چیز سے پرہیز نہ کرتے جن سے محرم پرہیز کرتا ہے۔

**تخریج** : بخاری فی الحج باب۱۰۷' مسلم فی الحج ۳۵۹' ابو داؤد فی المناسك باب۱٦' ترمذی فی الاضاحی باب۲۲' نسائی فی الحج باب٦٥' مسند احمد ٦' ۸۲/۳٦' ۱۹۱/۲۲٤' ابن ماجه فی المناسك باب۹٤/۹٦' دارمی فی المناسك باب۸٦۔

۴۰۹۷ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِیْ دَاوٗدَ' قَالَ : ثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ' قَالَ : ثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ' قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ' عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ' عَنْ إِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِیِّ' عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ' عَنْ (عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنَّا نُقَلِّدُ الشَّاةَ فَتُرْسِلُ أَوْ قَالَتْ فَنُرْسِلُ بِهَا' وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَلَالٌ' لَمْ يَحْرُمْ مِنْهُ شَیْءٌ)

۴۰۹۷: اسود بن یزید نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ ہم بکری کو قلادہ ڈال کر روانہ کرتے یا کہا اس کے ساتھ روانہ کر دیتے اس حال میں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حلال حالت میں مقیم رہتے اور کسی چیز کو بھی اپنے اوپر حرام نہ کرتے۔

**تخریج** : مسلم فی الحج ۳٦۸' نسائی فی المناسك باب٦۹' مسند احمد ٦/۲٥٠۔

۴۰۹۸ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ : ثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ : ثَنَا حَمَّادٌ' عَنْ إِبْرَاهِيْمَ' عَنِ الْأَسْوَدِ' عَنْ

(عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ رُبَّمَا فَتَلْتُ الْقَلَائِدَ لِهَدْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُقَلِّدُهُ، ثُمَّ يَبْعَثُ بِهِ، ثُمَّ يُقِيْمُ، لَا يَجْتَنِبُ شَيْئًا مِمَّا يَجْتَنِبُ الْمُحْرِمُ) .

۴۰۹۸: اسود نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے بسا اوقات میں قلادہ ہدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بناتی آپ اس کو قلادہ ڈالتے پھر اس کو روانہ کر کے خود مقیم رہتے اور محرم جن چیزوں سے اجتناب کرتا ہے ان میں سے کسی چیز سے اجتناب نہ کرے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بعض علماء اس طرف گئے ہیں کہ جب آدمی ہدی روانہ کر دے اور گھر میں مقیم رہے اور ہدی کو اشار کر کے قلادہ ڈالے تو وہ محرم کی طرح سلے کپڑے نہ پہنے یہاں تک کہ لوگ اپنے حج کے احرام سے باہر آئیں انہوں اس روایت سے استدلال کیا ہے اور اسے حضرت ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت کیا۔ روایت ذیل میں ملاحظہ کریں۔

**تخریج** : ٤٠٩٧ کی تخریج ملاحظہ ہو۔

۴۰۹۹ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ : ثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ : ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ .

۴۰۹۹: حماد بن زید نے منصور سے انہوں نے ابراہیم سے پھر انہوں نے اپنی سند سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۴۱۰۰ : حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا الْخَصِيْبُ بْنُ نَاصِحٍ قَالَ : ثَنَا وُهَيْبٌ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ .

۴۱۰۰: وہیب نے منصور سے روایت کی پھر انہوں نے اپنی اسناد سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۴۱۰۱ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ : ثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ : ثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا مِثْلَهُ .

۴۱۰۱: حماد نے ہشام عن ابیہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔

۴۱۰۲ : حَدَّثَنَا رَبِيْعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ : ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنِ اللَّيْثِ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَهُ، عَنْ عُرْوَةَ وَعَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، مِثْلَهُ .

۴۱۰۲: عروہ عمرہ دونوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۴۱۰۳ : حَدَّثَنَا رَبِيْعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ : ثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ، قَالَ : ثَنَا اللَّيْثُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، مِثْلَهُ .

۴۱۰۳: عروہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔

۴۱۰۴ :حَدَّثَنَا رَبِيْعٌ قَالَ : ثَنَا شُعَيْبٌ قَالَ : ثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، مِثْلَهُ.

۴۱۰۴: ہشام نے عروہ سے انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

۴۱۰۵ :حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، مِثْلَهُ .

۴۱۰۵: عبدالرحمن بن قاسم نے اپنے والد سے انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اسی طرح کی روایت کی ہے۔

۴۱۰۶ :حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، وَرَبِيْعٌ الْجِيزِيُّ قَالَا : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ قَالَ : ثَنَا أَفْلَحُ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، مِثْلَهُ .

۴۱۰۶: قاسم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اسی طرح کی روایت کی ہے۔

۴۱۰۷ :حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ : أَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، مِثْلَهُ .

۴۱۰۷: قاسم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔

۴۱۰۸ :حَدَّثَنَا رَبِيْعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ : ثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ قَالَ : ثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهُ .

۴۱۰۸: لیث نے عبدالرحمن بن القاسم سے پھر انہوں نے اپنی سند سے روایت بیان کی ہے۔

دیگر علماء نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے کہا ہے کہ جب تک کوئی شخص حج کا احرام نہ باندھے اسے ان سلے کپڑے پہننا یا ان چیزوں کا ترک جن کو حرم میں چھوڑنا ہے لازم نہیں اس روایت سے استدلال کیا ہے۔ جو ہم نے زیاد کے جواب میں ذکر کی گئی ہے۔

۴۱۰۹ :حَدَّثَنَا رَبِيْعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ : ثَنَا بِشْرُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ : حَدَّثَنِي الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ : حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهُ ، وَزَادَ (وَلَا نَعْلَمُ الْمُحْرِمَ يُحِلُّهُ إِلَّا الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ) .

۴۱۰۹: اوزاعی نے عبدالرحمن بن قاسم سے پھر انہوں نے اپنی اسناد سے روایت کی پھر اس میں یہ اضافہ ہے۔ ولا نعلم المحرم یحلہ الا الطواف بالبیت۔

۴۱۱۰ :حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ، عَنِ ابْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرِ الزِّيَادَةَ الَّتِي فِيْهِ عَلٰى مَا قَبْلَهُ. فَقَدْ تَوَاتَرَتْ هٰذِهِ الْآثَارُ، عَنْ عَائِشَةَ بِمَا ذَكَرْنَا، بِمَا لَمْ يَتَوَاتَرْ عَنْ غَيْرِهَا، بِمَا يُخَالِفُ ذٰلِكَ .فَإِنْ كَانَ هٰذَا يُؤْخَذُ مِنْ طَرِيْقِ صِحَّةِ الْأَسَانِيْدِ، فَإِنَّ إِسْنَادَ حَدِيْثِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا هٰذَا، إِسْنَادٌ صَحِيْحٌ، لَا تَنَازُعَ بَيْنَ أَهْلِ

الْعِلْمِ فِيْهِ .وَلَيْسَ حَدِيْثُ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ كَذٰلِكَ، لِأَنَّ مَنْ رَوَاهُ دُوْنَ مَنْ رَوَى حَدِيْثَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا .وَإِنْ كَانَ ذٰلِكَ يُؤْخَذُ مِنْ طَرِيْقِ ظُهُوْرِ الشَّيْءِ، وَتَوَاتُرِ الرِّوَايَةِ بِهِ، فَإِنَّ حَدِيْثَ عَائِشَةَ أَيْضًا أَوْلَى، لِأَنَّ ذٰلِكَ مَوْجُوْدٌ فِيْهِ، وَمَعْدُوْمٌ فِيْ حَدِيْثِ جَابِرٍ .وَإِنْ كَانَ ذٰلِكَ يُؤْخَذُ مِنْ طَرِيْقِ النَّظَرِ، فَإِنَّا قَدْ رَأَيْنَا الَّذِيْنَ يَذْهَبُوْنَ إِلٰى حَدِيْثِ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُوْنَ (إِنَّ الْحُرْمَةَ الَّتِيْ تَجِبُ عَلٰى بَاعِثِ الْهَدْيِ بِتَقْلِيْدِهِ إِيَّاهُ وَإِشْعَارِهِ، فَيَحِلُّ عَنْهُ إِذَا حَلَّ النَّاسُ بِغَيْرِ فِعْلٍ يَفْعَلُهُ هُوَ، فَيَحِلُّ بِهِ) . فَأَرَدْنَا أَنْ نَنْظُرَ فِي الْإِحْرَامِ الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ، هَلْ هُوَ كَذٰلِكَ أَمْ لَا ؟ فَرَأَيْنَا الرَّجُلَ إِذَا أَحْرَمَ بِحَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ، فَقَدْ صَارَ مُحْرِمًا إِحْرَامًا مُتَّفَقًا عَلَيْهِ، وَرَأَيْنَاهُ غَيْرَ خَارِجٍ مِنْ ذٰلِكَ الْإِحْرَامِ إِلَّا بِأَفْعَالٍ يَفْعَلُهَا، فَيَحِلُّ بِهَا مِنْهُ، وَلَا يَحِلُّ بِغَيْرِهَا .أَلَا تَرٰى أَنَّهُ إِذَا كَانَ حَاجًّا، فَلَمْ يَقِفْ بِعَرَفَةَ، حَتّٰى مَضَى وَقْتُهَا، أَنَّ الْحَجَّ قَدْ فَاتَهُ، وَلَا يَحِلُّ إِلَّا بِفِعْلٍ يَفْعَلُهُ مِنَ الطَّوَافِ بِالْبَيْتِ وَالسَّعْيِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، وَالْحَلْقِ أَوْ التَّقْصِيْرِ .وَلَوْ وَقَفَ بِعَرَفَةَ، وَفَعَلَ جَمِيْعَ مَا يَفْعَلُهُ الْحَاجُّ، غَيْرَ الطَّوَافِ الْوَاجِبِ، لَمْ يَحِلَّ لَهُ النِّسَاءُ أَبَدًا حَتّٰى يَطُوْفَ الطَّوَافَ الْوَاجِبَ .وَكَذٰلِكَ الْعُمْرَةُ لَا يَحِلُّ مِنْهَا أَبَدًا إِلَّا بِالطَّوَافِ بِالْبَيْتِ وَالسَّعْيِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، وَالْحَلْقِ الَّذِيْ يَكُوْنُ مِنْهُ بَعْدَ ذٰلِكَ .فَكَانَتْ هٰذِهِ أَحْكَامَ الْإِحْرَامِ الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ، لَا يُخْرِجُهُ مِنْهُ مُرُوْرُ مُدَّةٍ، وَإِنَّمَا يُخْرِجُهُ مِنْهُ الْأَفْعَالُ .وَكَانَ مَنْ أَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ، وَسَاقَ الْهَدْيَ وَهُوَ يُرِيْدُ التَّمَتُّعَ، فَطَافَ لِعُمْرَتِهِ وَسَعَى، لَمْ يَحِلَّ حَتّٰى يَفْرَغَ مِنْ حَجِّهِ وَيَنْحَرَ الْهَدْيَ .فَكَانَتْ هٰذِهِ حُرْمَةً زَائِدَةً لِسَبَبِ الْهَدْيِ، لِأَنَّهُ لَوْلَا الْهَدْيُ، لَكَانَ إِذَا طَافَ لِعُمْرَتِهِ وَسَعَى، حَلَقَ وَحَلَّ لَهُ، فَإِنَّمَا مَنَعَهُ مِنْ ذٰلِكَ الْهَدْيُ الَّذِيْ سَاقَهُ، ثُمَّ كَانَ إِحْلَالُهُ مِنْ تِلْكَ الْحُرْمَةِ أَيْضًا إِنَّمَا يَكُوْنُ بِفِعْلٍ يَفْعَلُهُ، لَا بِمُرُوْرِ وَقْتٍ .فَكَانَ هٰذَا الْإِحْرَامُ الْمُتَّفَقُ عَلَيْهِ لَا يَخْرُجُ مِنْهُ بِمُرُوْرِ الْأَوْقَاتِ وَلَا بِأَفْعَالِ غَيْرِهِ، وَلٰكِنْ بِأَفْعَالٍ يَفْعَلُهَا هُوَ .وَكَأَنَّ مَنْ بَعَثَ بِهَدْيٍ، وَأَقَامَ فِيْ أَهْلِهِ، وَأَمَرَ أَنْ يُقَلَّدَ وَيُشْعَرَ، فَوَجَبَ عَلَيْهِ بِذٰلِكَ التَّجْرِيْدُ، فِيْ قَوْلِ مَنْ يُوْجِبُ ذٰلِكَ، يَحِلُّ مِنْ تِلْكَ الْحُرْمَةِ، لَا بِفِعْلٍ يَفْعَلُهُ، وَلٰكِنْ فِيْ وَقْتٍ مَا يَحِلُّ النَّاسُ .فَخَالَفَ ذٰلِكَ الْإِحْرَامَ الْمُتَّفَقَ عَلَيْهِ، فَلَمْ يَجِبْ ثُبُوْتُهُ كَذٰلِكَ، لِأَنَّهُ إِنَّمَا يَثْبُتُ الْأَشْيَاءُ الْمُخْتَلَفُ فِيْهَا إِذَا أَشْبَهَتِ الْأَشْيَاءَ الْمُجْتَمَعَ عَلَيْهَا .فَإِذَا كَانَتْ غَيْرَ مُشْبِهَةٍ لَهَا، لَمْ يَثْبُتْ إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ مَعَهَا التَّوْقِيْتُ الَّذِيْ يَقُوْمُ بِهِ الْحُجَّةُ، فَيَجِبُ الْقَوْلُ بِهَا لِذٰلِكَ .فَإِذَا وَجَبَ ذٰلِكَ، انْتَفَى الِاخْتِلَافُ، فَثَبَتَ بِمَا ذَكَرْنَا، صِحَّةُ قَوْلِ مَنْ ذَهَبَ إِلٰى حَدِيْثِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، وَفَسَادُ قَوْلِ مَنْ

خَالَفَ ذٰلِكَ إِلٰى حَدِيْثِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ .وَهٰذَا قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ، وَأَبِيْ يُوْسُفَ، وَمُحَمَّدٍ، رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى .

۴۱۱۰: عمرہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا اسی طرح روایت کی ہے البتہ ماقبل والا اضافہ نقل نہیں کیا۔ تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایات کثرت سے مروی ہیں ان کے خلاف دوسری روایات اس قدر کثرت سے وارد نہیں ہیں۔ اگر صحت سند کا لحاظ کیا جائے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایات صحیح السند نہیں ہیں۔ اس میں علماء کا کوئی اختلاف نہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ والی روایت اس درجہ کی نہیں ہے۔ کیونکہ اس کے رواۃ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے رواۃ سے کم درجہ کے ہیں۔ اور اگر اسے کسی چیز کو صاف طور پر ظاہر ہونے اور کثرت روایت کا لحاظ کیا جائے تو پھر بھی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت اولیٰ ہے۔ یہ چیز حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں موجود ہے اور روایت جابر رضی اللہ عنہ میں موجود نہیں ہے اور اگر اس مسئلہ کو قیاس کے طور پر معلوم کریں تو ہم یہ بات پاتے ہیں کہ جو لوگ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت کو لیتے ہیں۔ ان الحرمۃ التی تجب۔ الحدیث کہ ھدی والے پر جو قلادہ ڈالنے اور اشعار کی وجہ سے حرمت حاصل ہوتی ہے۔ اس سے وہ کسی عمل کے بغیر باہر آ جائے گا جب لوگ احرام سے فارغ ہو جائیں گے۔ پس ہم یہ نظر ڈالنا چاہتے ہیں کہ جس احرام پر اتفاق ہے اس کی کیا صورت ہے۔ چنانچہ ہم نے نظر ڈالی کہ جو شخص حج وعمرہ کا احرام باندھتا ہے۔ تو اس قسم کے احرام سے محرم بن جاتا ہے جس پر سب کا اتفاق ہے اور یہ بات جانی پہچانی ہے کہ وہ اس احرام سے بعض افعال سے باہر آتا ہے۔ ان کے علاوہ وہ احرام سے نکل نہیں سکتا۔ کیا یہ بات نہیں کہ جب وہ حج کر رہا ہو پس وہ عرفات میں وقوف نہ کرے یہاں تک کہ اس کا وقت گزر جائے تو اس کا حج فوت ہو جاتا ہے اور وہ اپنے احرام سے طواف بیت اللہ، سعی صفا مروہ اور حلق یا قصر سے نکل سکتا ہے۔ اگر اس نے وقوف عرفات کر لیا اور حجاج کے تمام افعال انجام دیے۔ مگر طواف زیارت نہ کیا تو اس کے لئے عورتیں حلال نہ ہوں گی یہاں تک کہ وہ طواف کرے۔ اسی طرح عمرہ سے بھی اسی صورت میں فارغ ہو سکتا ہے جب بیت اللہ شریف کا طواف اور صفا مروہ کی سعی اور حلق کو کر لے۔ یہ اس احرام کے احکام ہیں جس پر سب کا اتفاق ہے۔ وقت کا گزرنا احرام سے نکلنے کا باعث نہیں بن سکتا۔ بلکہ اس سے نکلنے کے لئے مخصوص افعال ہیں جن کو انجام دینا پڑتا ہے۔ جو شخص عمرے کا احرام باندھ کر ھدی روانہ کرے اور اس کا ارادہ حج تمتع کا بھی ہو پس وہ عمرے کے لئے طواف وسعی کرے۔ وہ جب تک حج سے فارغ نہ ہو لے اور قربانی نہ کرے وہ احرام سے نکل نہیں سکتا۔ تو یہ حرمت زائدہ ھدی کی وجہ سے آئی ہے۔ اگر ھدی نہ ہوتی تو جب اس نے طواف وسعی صفا مروہ کر لی اور سر منڈوا لیتا تو وہ احرام سے نکل جاتا۔ اس نکلنے سے اس کی روانہ کردہ ہدی رکاوٹ بنی۔ پھر اس احرام سے بھی خاص فعل کے ذریعہ نکلتا ہے فقط وقت گزرنے سے نہیں۔ یہ متفق علیہ احرام کے احکامات ہیں۔ جس سے باہر آنے کے لئے وقت کا گزرنا کافی نہیں اور نہ دیگر افعال جو مخصوص افعال سے باہر آتا ہے۔ جو شخص ہدی روانہ کر کے گھر میں مقیم رہے اور اسے قلادہ ڈالنے اور اشعار کا حکم دے تو ان لوگوں کے ہاں جو اس کی وجہ سے سلا ہوا لباس درست

قرار نہیں دیتے اسے ان سلے لباس (دو چادروں) میں رہنا ہوگا۔اس حرمت سے وہ کسی عمل کے ذریعہ باہر نہیں آ سکتا بلکہ لوگوں کے احرام میں نکلنے پر یہ بھی احرام سے نکل جائے گا۔تو یہ احرام اتفاقی احرام کے خلاف ہے۔اس طرح اس احرام کا ثبوت لازم نہ ہوگا۔کیونکہ جن چیزوں میں اختلاف ہے وہ اس صورت میں ثابت ہوتی ہیں جب وہ اتفاقی اشیاء کے ساتھ مشابہت رکھتی ہوں۔جب ان کے مشابہ نہ ہوں گی تو ثابت کیوں کر ہوں گی البتہ ان کے متعلق ایسی واقفیت ہونی چاہیے جو دلیل کا کام دے سکے۔اس وقت اس کو ماننا لازم ہوگا۔پس جب یہ بات واجب ہوگی تو پھر اختلاف والی بات کی نفی ہو جائے گی۔ہماری مذکورہ بحث سے ان حضرات کا قول درست ثابت ہوا جنہوں نے روایت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اختیار کیا اور ان کے خلاف جن حضرات نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ان کا قول نا درست ثابت ہوا۔حضرت امام ابوحنیفہ ابو یوسف محمد رحمہم اللہ کا مسلک یہی ہے۔

**حاصلِ روایات:** وجوہ ترجیح حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت کو دو وجہ سے فضیلت حاصل ہے۔نمبر ایک اسناد کی صحت کے اعتبار سے وہ روایات اصح ہیں جن کی صحت سند میں کسی کو اعتراض نہیں دوسرا جابر بن عبداللہ کی روایت اس درجہ کی نہیں۔تیسرا شئی کے ظہور کے لحاظ سے اگر اس روایت کو دیکھا جائے تب بھی روایت عائشہ رضی اللہ عنہا اولیٰ ہے۔

## نظر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ:

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ روایت جابر رضی اللہ عنہ کی وجہ سے وہ آدمی جو ہدی روانہ کرے اس پر تمام محرمات احرام ثابت ہو جاتی ہیں وہ اس وقت ان محرمات سے نکلے گا جب ہدی کو ذبح کر دیا جائے گا اور حجاج کرام طواف زیارت کر کے تمام محرمات سے نکل جائیں گے۔وہ شخص بغیر کچھ کئے احرام کی پابندیوں سے نکل جائے گا۔

ذرا غور کی بات یہ ہے کہ اس احرام کو دیکھا جائے جس میں سب کا اتفاق ہے کہ اس میں بھی ایسا ہے یا نہیں۔محرم بالحج یا بالعمرہ ایسے احرام میں داخل ہوتے ہیں جس میں کسی کو اختلاف نہیں۔وہ اس احرام سے اس وقت نکلے گا جب کچھ خاص افعال کو انجام دے گا۔ان افعال کو کرنے کے بغیر وہ احرام سے نکل نہیں سکتا۔

اب ذرا غور کریں کہ حاجی سے وقوف عرفات فوت ہو جائے تو اس سے حج فوت ہو جاتا ہے مگر وہ حلال نہیں ہوگا بلکہ دیگر حجاج کی طرح طواف زیارت سعی صفا و مروہ رمی جمار حلق وغیرہ کے افعال کرلے گا تو تب حلال ہوگا اور اگر وقوف میسر آ گیا اور اس نے طواف زیارت کے علاوہ تمام افعال مکمل کر لئے تو طواف سے پہلے عورت حلال نہ ہوگی۔عمرہ میں بھی طواف وسعی وحلق کے بغیر عمرہ سے حلال نہیں ہو سکتا۔

حاصل یہ ہے کہ وہ احرام جس کے متعلق سب کا اتفاق ہے اس میں زمانے کا گزرنا اور وقت کا چلے جانا حلال ہونے کا سبب نہیں بلکہ افعال مخصوصہ کی ادائیگی وہ حلال ہونے کا ذریعہ ہوگی۔جو شخص حج تمتع کے ارادہ سے عمرہ کا احرام باندھ کر ہدی روانہ کرتا ہے اس کے بعد عمرہ کے لئے طواف وسعی سے فراغت حاصل کر لیتا ہے تو اس کے لئے ارکان حج اور ذبح ہدی سے پہلے

حلال ہونا جائز نہیں ہے اور متمتع پر ہدی کے روانہ کرنے کی وجہ سے جو ایک زائد حرمت ہے۔ کیونکہ سوق ہدی نہ ہوتی تو حلال ہو جانا اس کے لئے جائز ہوتا پھر اس زائد حرمت سے بھی مخصوص افعال کی ادائیگی اختیار کرنے کے بعد حلال ہونا درست ہے۔ اوقات کے گزر جانے کی وجہ سے حلال نہ ہوگا۔

پس اس سے یہ معلوم ہوا کہ جب متفق علیہ احرام سے حلال ہونے کا دارومدار خاص افعال کی ادائیگی ہے۔ اوقات کا گزرنا نہیں تو اپنے وطن میں رہ کر ہدی روانہ کرنے کی وجہ سے تجرید اور محرمات احرام کا چھوڑنا فرق اول کے ہاں واجب ہے ہدی روانہ کرنے والا اس حرمت سے افعال مخصوصہ ادا کرنے کے بغیر محض وقت گزرنے سے حلال ہو جائے گا۔

اس اختلافی احرام کا یہ طریقہ متفق علیہ احرام کے طریقہ کے خلاف ہے اس لئے ہدی بھیجنے والے پر حرمت کا ثبوت نہ ہوگا۔ کیونکہ قاعدہ و اصول یہ ہے کہ مختلف فیہا اور مختلف فیہ احکام تب ثابت ہوتے ہیں جبکہ وہ احکام متفق علیہ کے ساتھ مشابہت اختیار کریں اور یہاں مشابہت کا وجود نہیں۔ اس لئے حرمت ثابت نہ ہوگی البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ احکام مختلف فیہا پر حجت قائم ہونے تک موقوف رہیں گے۔ جب ضابطہ سے یہ بات ثابت ہوگئی تو اختلاف بھی ختم ہو جائے گا اور فریق ثانی جو روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حجت پیش کرتے ہیں ان کا قول ثابت و صحیح ہو جائے گا۔ اور فریق اوّل کا قول دلیل نظری نادرست ٹھہرے گا۔

ہمارے علماء ثلاثہ یعنی امام ابوحنیفہ، ابو یوسف، محمد رحمہم اللہ کا یہی قول ہے۔

فریق ثانی کی ایک اور دلیل روایت ابن زبیر رضی اللہ عنہ۔

۴۱۱۱: وَقَدْ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ، عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْهُدَيْرِ، أَنَّهُ رَأَى رَجُلًا مُتَجَرِّدًا بِالْعِرَاقِ قَالَ : فَسَأَلْتُ النَّاسَ عَنْهُ فَقَالُوْا أَمَرَ بِهَدْيِهِ أَنْ يُقَلَّدَ، فَلِذٰلِكَ تَجَرَّدَ. قَالَ رَبِيْعَةُ : فَلَقِيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ فَقَالَ : بِدْعَةٌ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ. وَلَا يَجُوْزُ عِنْدَنَا أَنْ يَكُوْنَ ابْنُ الزُّبَيْرِ حَلَفَ عَلٰى ذٰلِكَ أَنَّهُ بِدْعَةٌ، إِلَّا وَقَدْ عَلِمَ أَنَّ السُّنَّةَ خِلَافُ ذٰلِكَ.

۴۱۱۱: ابراہیم بن حارث تیمی نے ربیعہ بن عبداللہ بن ہدیر سے روایت کی ہے کہ انہوں نے عراق میں ایک متجرد آدمی دیکھا تو اس کے متعلق لوگوں سے پوچھا انہوں نے کہا اس نے اپنے ہدی کو قلادہ ڈالنے کا حکم دیا ہے اس وجہ سے اس نے تجرد اختیار کیا ہے۔ ربیعہ کہنے لگے کہ میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو ملا تو وہ کہنے لگے۔ رب کعبہ کی قسم یہ بدعت ہے۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا قسم اٹھانا اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ یہ فعل خلاف سنت اور بدعت ہے۔

۴۱۱۲: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ : ثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ : ثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ أَيُّوْبَ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ قَالَ : سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ الرَّجُلِ يَبْعَثُ بِهَدْيِهِ، أَيُمْسِكُ عَنِ النِّسَاءِ ؟ . فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ : مَا عَلِمْنَا الْمُحْرِمَ يَحِلُّ، حَتّٰى يَطُوْفَ بِالْبَيْتِ . فَمَعْنٰى هٰذَا، أَنَّ الْمُحْرِمَ الَّذِيْ تَحْرُمُ عَلَيْهِ النِّسَاءُ، هُوَ الَّذِيْ يَحِلُّ مِنْ ذٰلِكَ، بِالطَّوَافِ بِالْبَيْتِ هٰذَا، لَا طَوَافَ عَلَيْهِ فَلَا مَعْنٰى لِاجْتِنَابِهِ ذٰلِكَ . وَهٰذَا

خِلَافُ مَا قَدْ رَوَيْنَاهُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ فِي أَوَّلِ هٰذَا الْبَابِ .

۴۱۱۲: ایوب نے ابوالعالیہ سے نقل کیا کہ میں نے ابن عمر ؓ سے پوچھا کہ ہدی روانہ کرنے والا کیا عورتوں کے پاس نہ جائے۔ابن عمر ؓ فرمانے لگے ہم نے ایسا محرم نہیں دیکھا جو بلا طواف حلال ہو جاتا ہو۔اس قول کا مفہوم یہ ہے کہ جس محرم پر عورتیں حرام ہیں یہ وہی ہے جو اس حرمت سے تب نکلتا ہے جب کہ وہ بیت اللہ کا طواف کر لے اور وہ شخص جو ہدی روانہ کرتا ہے اور گھر مقیم ہے اس پر طواف نہیں پس اس کے سلے کپڑوں سے اجتناب کا کوئی مطلب نہیں۔یہ روایت اس کے خلاف ہے جو شروع باب میں ابن عمر ؓ سے روایت کی ہے۔

**حاصل روایات:** ابن عمر ؓ کے اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ جس محرم کے لئے عورتیں حرام ہوتی ہیں وہ تو وہی ہیں جو بیت اللہ کے طواف سے حلال ہوتا ہے جب اس کے ذمہ طواف نہیں تو اس کے محرم کی طرح محرمات احرام سے اجتناب کا کوئی معنی نہیں۔یہ ارشاد اس روایت کے خلاف ہے جو باب کے شروع میں ہم نے نقل کی ہے معلوم ہوا کہ وہ روایت قابل استدلال نہیں کیونکہ فتویٰ راوی اس کے خلاف ہے۔پس عدم حرمت کی روایت معتبر ہوگی۔

امام طحاویؒ کا طرز یہ ہے کہ وہ راجح اقوال و روایات میں ہمیشہ ایسی روایات لانے کی کوشش کرتے ہیں جو انہی رواۃ سے ہوں جن کی روایات مرجوح قول میں مذکور ہوں تا کہ کسی نئی دلیل کے بغیر خود بخود روایت سابقہ کا جواب ہو جائے۔

## بَابُ نِكَاحِ الْمُحْرِمِ

### کیا محرم کو عقد نکاح درست ہے؟

**خلاصۃ البرام:** حالت احرام میں وطی یا دواعی وطی تو بالاتفاق حرام و ممنوع ہیں مگر اس بارے میں اختلاف ہے۔کہ محرم نکاح کا عقد اور پیغام نکاح دے سکتا ہے یا نہیں۔اس میں دو مذہب منقول ہیں۔

نمبر ①: ائمہ ثلاثہ سعید بن المسیب سالم بن عبداللہ رحمہم اللہ کے ہاں عقد نکاح اور پیغام نکاح دونوں حرام و ناجائز ہیں اگر نکاح کیا تو درست نہ ہوگا۔

نمبر ②: ائمہ احناف اور عطاء ابراہیم سفیان رحمہم اللہ کے ہاں پیغام نکاح اور عقد نکاح ہر دو جائز و درست ہیں۔

فریق اوّل کا مؤقف اور دلائل: محرم کو حالت احرام میں نکاح اور پیغام نکاح دونوں حرام و ناجائز ہیں اگر نکاح کیا تو وہ باطل ہے۔دلیل یہ ہے۔

۴۱۱۳: حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَنَّ مَالِكًا وَابْنَ أَبِي ذِئْبٍ حَدَّثَاهُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ نَبِيهِ بْنِ وَهْبٍ أَخِي بَنِي عَبْدِ الدَّارِ، عَنْ أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ قَالَ : سَمِعْتُ أَبِي عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ، يَقُولُ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (لَا يَنْكِحُ الْمُحْرِمُ، وَلَا يُنْكِحُ وَلَا يَخْطُبُ).

۴۱۱۳: ابان بن عثمانؓ نے کہا کہ میں نے اپنے والد عثمان بن عفانؓ کو کہتے سنا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا محرم نہ نکاح کرے اور نہ نکاح کر کے دے اور نہ پیغام نکاح دے۔

**تخریج**: مسلم فی النکاح ۴۱/۴۲ '۴۳/۴۴' ابو داؤد فی المناسك باب۳۸' ترمذی فی الحج باب۲۳' نسائی فی المناسك باب ۹۱' والنکاح باب۳۸' ابن ماجه فی النکاح باب۴۵' دارمی فی النکاح باب۱۷' مالك فی الحج ۷۰/۷۳' مسند احمد ۵۷/۱' ۶۴/۶۵' ۶۸/۷۳۔

۴۱۱۴ : حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ : ثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ قَالَ : ثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ ، غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَقُلْ "وَلَا يَخْطُبُ ."

۴۱۱۴: مالک نے نافع انہوں نے ابن عمر ؓ سے اپنی اسناد کے ساتھ اسی طرح روایت کی ہے البتہ ''لا یخطب'' کے الفاظ موجود نہیں۔

۴۱۱۵ : حَدَّثَنَا يَزِيْدُ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ قَالَ : ثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ نَبِيْهِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : (لَا يَنْكِحُ وَلَا يُنْكِحُ وَلَا يَخْطُبُ) .

۴۱۱۵: ابان بن عثمان نے عثمانؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہ نکاح کرے نہ پیغام نکاح دے۔

۴۱۱۶ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ حَفْصٍ قَالَ : ثَنَا يُوْسُفُ الْقَطَّانُ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ الْفَضْلِ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ رَاشِدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ ، غَيْرَ أَنَّهُ ثَمَّ لَمْ يَقُلْ "وَلَا يَخْطُبُ ."

۴۱۱۶: ابان بن عثمان نے جناب رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے البتہ انہوں نے ''لا یخطب'' کے الفاظ ذکر نہیں کئے۔

۴۱۱۷ : حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوٗدَ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ : ثَنَا أَيُّوْبُ بْنُ مُوْسَى الْمَكِّيُّ قَالَ : حَدَّثَنِي نَبِيْهٌ عَنْ أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : حَدَّثَنَا عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (الْمُحْرِمُ لَا يَنْكِحُ وَلَا يُنْكِحُ) قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ : فَذَهَبَ إِلَى هٰذَا الْحَدِيْثِ فَقَالُوْا : لَا يَجُوْزُ لِلْمُحْرِمِ أَنْ يَنْكِحَ وَلَا يُنْكِحَ وَلَا يَخْطُبَ .وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ فَقَالُوْا : لَا نَرَى بِذٰلِكَ كُلِّهِ بَأْسًا لِلْمُحْرِمِ وَلٰكِنَّهُ إِنْ تَزَوَّجَ فَلَا يَنْبَغِيْ لَهُ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا حَتّٰى يَحِلَّ .وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ بِمَا

۴۱۱۷: نبیہ نے ابان بن عثمانؓ سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں عثمانؓ نے جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کی ہے کہ محرم نہ نکاح کرے اور نہ نکاح کر کے دے۔ امام طحاویؒ فرماتے ہیں بعض علماء نے اس روایت کو اختیار کرتے ہوئے یہ کہا کہ محرم نہ نکاح کر سکتا ہے اور نہ کسی کا نکاح کر کے دے سکتا ہے اور نہ منگنی کا پیغام دے سکتا ہے۔ دیگر علماء نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے کہا کہ محرم کے لیے یہ سب چیزیں جائز ہیں لیکن اگر محرم شادی کرے تو جب تک حلال نہ ہو جائے دخول نہ کرے اور انہوں نے مذکورہ روایات سے استدلال کیا ہے۔

**حاصل روایات:** ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ محرم کو نکاح کرنا نکاح کر کے دینا اور پیغام نکاح سب ممنوع ہے۔

## فریق ثانی کا موقف اور دلائل وجوابات:

محرم کو عقد نکاح اور نکاح کر کے دینے اور پیغام نکاح میں کوئی حرج نہیں ہے۔ دلائل یہ ہیں۔

۴۱۱۸: حَدَّثَنَا رَبِيْعٌ الْمُؤَذِّنُ، قَالَ : ثَنَا أَسَدٌ، قَالَ : ثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنُ أَبِي زَائِدَةَ، قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، ح.

۴۱۱۸: یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ نے محمد بن اسحاق سے روایت کی ہے۔

۴۱۱۹: وَحَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَارُوْنَ قَالَ : ثَنَا أَبِي قَالَ : حَدَّثَنِي ابْنُ إِسْحَاقَ قَالَ : ثَنَا أَبَانُ بْنُ صَالِحٍ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي نَجِيْحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ وَعَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَ مَيْمُوْنَةَ بِنْتَ الْحَارِثِ وَهُوَ حَرَامٌ، فَأَقَامَ بِمَكَّةَ ثَلَاثًا فَأَتَاهُ حُوَيْطِبُ بْنُ عَبْدِ الْعُزَّى، فِي نَفَرٍ مِنْ قُرَيْشٍ فِي الْيَوْمِ الثَّالِثِ فَقَالُوْا إِنَّهُ قَدِ انْقَضَى أَجَلُكَ فَاخْرُجْ عَنَّا .فَقَالَ وَمَا عَلَيْكُمْ لَوْ تَرَكْتُمُوْنِي فَعَرَّسْتُ بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ، فَصَنَعْنَا لَكُمْ طَعَامًا فَحَضَرْتُمُوْهُ .فَقَالُوْا : لَا حَاجَةَ لَنَا فِي طَعَامِكَ، فَاخْرُجْ عَنَّا .فَخَرَجَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَخَرَجَ بِمَيْمُوْنَةَ، حَتّٰى عَرَّسَ بِهَا بِسَرِفٍ).

۴۱۱۹: مجاہد و عطاء نے ابن عباس ؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے میمونہ ؓ سے نکاح کیا اور اس وقت آپ حالت احرام میں تھے پھر آپ ﷺ نے مکہ میں تین روز قیام فرمایا اور وہیں آپ کے پاس حویطب بن عبدالعزیٰ قریش کا ایک وفد لے کر تیسرے دن حاضر ہوا تو وہ کہنے لگے آپ کا وقت ختم ہو گیا آپ یہاں سے نکل جائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تمہارا کچھ نقصان نہ تھا اگر تم مجھے اپنے درمیان چھوڑتے تو ہم تمہارے لئے کھانا تیار کرتے اور تم اس میں شرکت کرتے وہ کہنے لگا ہمیں تمہارے کھانے کی چنداں حاجت نہیں بس تم یہاں سے نکل جاؤ۔

پس اللہ کے نبی ﷺ میمونہ ؓ کے ساتھ نکلے یہاں تک کہ مقام سرف میں ان کے ساتھ شب زفاف گزاری۔

۴۱۲۰ : حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ : ثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ قَالَ : ثَنَا رِيَاحُ بْنُ أَبِي مَعْرُوْفٍ، عَنْ عَطَاءٍ ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَ مَيْمُوْنَةَ بِنْتَ الْحَارِثِ، وَهُوَ مُحْرِمٌ) ..

۴۱۲۰: عطاء نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میمونہ بنت حارث سے احرام کی حالت میں نکاح کیا۔

**تخریج** : بخاری فی الصید باب۱۲، النکاح باب۳۰، المغازی باب۴۳، مسلم فی النکاح ٤٦/٤٧، ٤٨، ابو داؤد فی المناسک باب۲۱/۳۸، ترمذی فی الحج باب٢٤، نسائی فی المناسک باب۹۰، دارمی المناسک باب۲۱، مسند احمد ٢٤٥/٢٦٦، ٣٣٠/٣٣٣، ٣٣٦، ٣٤٦، ٣٥١، ٣٥٤، ٣٦٠، ٣٦١۔

۴۱۲۱ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ : ثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ قَالَ : ثَنَا وُهَيْبٌ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ طَاوٗسٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِثْلَهُ .

۴۱۲۱: عبداللہ بن طاؤس نے اپنے والد سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح کی روایت کی ہے۔

۴۱۲۲ : حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِثْلَهُ .

۴۱۲۲: سعید بن جبیر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح کی روایت کی ہے۔

۴۱۲۳ : حَدَّثَنَا رَبِيْعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ : ثَنَا أَسَدٌ . ح .

۴۱۲۳: ربیع المؤذن نے اسد سے روایت کی ہے۔

۴۱۲۴ : وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ : ثَنَا حَجَّاجٌ قَالَا : ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِثْلَهُ .

۴۱۲۴: عکرمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح کی روایت کی ہے۔

۴۱۲۵ : حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ وَفَهْدٌ قَالَا، قَالَ : ثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ بَشَّارٍ . ح .

۴۱۲۵: ابوبکرہ اور فہد دونوں نے ابراہیم بن بشار سے روایت نقل کی ہے۔

۴۱۲۶ : وَحَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيْسَ قَالَا : ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِثْلَهُ . قَالَ عَمْرٌو :

۴۱۲۶: عمرو بن دینار نے جابر بن زید سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح کی روایت کی ہے۔

۴۱۲۷: فَحَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ الْأَصَمِّ (أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَكَحَ مَيْمُوْنَةَ، وَهِيَ خَالَتُهُ وَهُوَ حَلَالٌ) . قَالَ عَمْرٌو : فَقُلْتُ لِلزُّهْرِيِّ، وَمَا يَدْرِيْ يَزِيْدُ بْنُ الْأَصَمِّ أَعْرَابِيٌّ بَوَّالٌ، أَتَجْعَلُهُ مِثْلَ ابْنِ عَبَّاسٍ ؟

۴۱۲۷: عمرو بن دینار کہتے ہیں مجھے زہری عن یزید بن اصمؒ نے روایت کی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میمونہ سے نکاح کیا اور وہ میری خالہ ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم حالت حلال میں تھے۔ عمرو بن دینار کہتے ہیں کہ میں نے زہری کو کہا یزید بن اصمؒ بہت پیشاب کرنے والا بدو کیا جانتا ہے کیا تم اس کو ابن عباس رضی اللہ عنہما کے برابر قرار دیتے ہو۔

۴۱۲۸: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ : ثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ، عَنْ مُغِيْرَةَ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ (تَزَوَّجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْضَ نِسَائِهِ وَهُوَ مُحْرِمٌ) .

۴۱۲۸: مسروق نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کسی بیوی سے حالت احرام میں نکاح فرمایا۔

۴۱۲۹: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ : ثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ : ثَنَا كَامِلٌ أَبُوْ الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ (تَزَوَّجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ) . فَقَالَ لَهُمْ أَهْلُ الْمَقَالَةِ الْأُوْلٰى : وَمَنْ يُتَابِعُكُمْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَ مَيْمُوْنَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ ؟ وَهٰذَا أَبُوْ رَافِعٍ وَمَيْمُوْنَةُ يَذْكُرَانِ أَنَّ ذٰلِكَ كَانَ مِنْهُ، وَهُوَ حَلَالٌ فَذَكَرُوْا.

۴۱۲۹: ابو صالح نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کی حالت میں میمونہ سے نکاح کیا۔ ان کو فریق اوّل نے کہا کہ کون اس قول میں تمہارے پیچھے چلے گا۔ کہ تم کہتے ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میمونہ سے نکاح حالت احرام میں کیا۔ لو یہ ابو رافع اور میمونہ دونوں بیان کر رہے ہیں یہ نکاح والا سلسلہ آپ نے اس وقت کیا جب آپ احرام میں نہ تھے۔ چنانچہ انہوں نے ذیل کی روایات ذکر کیں۔

## ایک اشکال:

حضرت ابو رافع اور میمونہ کا بیان ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے حالت حلال میں نکاح فرمایا ہے اور ابو رافعؓ یہ درمیان میں پیغام لے جانے والے تھے۔ پس حالت احرام میں نکاح کیوں کر ثابت ہو سکتا ہے جبکہ ابن عباس رضی اللہ عنہما تو موقعہ پر

موجود نہ تھے۔ روایت ابورافع یہ ہے۔

۴۱۳۰ : مَا حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ : ثَنَا حِبَّانُ بْنُ هِلَالٍ قَالَ : ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ مَطَرٍ، عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِيْ رَافِعٍ (أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَ مَيْمُوْنَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا حَلَالًا وَبَنَى بِهَا حَلَالًا، وَكُنْتُ الرَّسُوْلَ بَيْنَهُمَا) .

۴۱۳۰: سلیمان بن یسار نے ابورافع سے روایت کی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے میمونہ ؓ سے حلال ہونے کی حالت میں نکاح کیا اور ان کے ساتھ شب زفاف حلال ہونے کی حالت میں گزاری اور میں آپ ﷺ اور ان کے مابین وکیل تھا۔

**تخریج** : ترمذی فی الحج باب ۲۳، دارمی فی المناسک باب ۲۱، مسند احمد ۳۹۳/۶۔

۴۱۳۱ : حَدَّثَنَا رَبِيْعٌ الْمُؤَذِّنُ، وَرَبِيْعٌ الْجِيْزِيُّ قَالَا : ثَنَا أَسَدٌ. ح .

۴۱۳۱: ربیع المؤذن اور ربیع الجیزی دونوں نے کہا کہ ہمیں اسد نے بیان کیا۔

۴۱۳۲ : وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ : ثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ : ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ حَبِيْبِ بْنِ مَيْمُوْنِ بْنِ مِهْرَانَ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ الْأَصَمِّ، عَنْ (مَيْمُوْنَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ قَالَتْ تَزَوَّجَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَرِفٍ، وَنَحْنُ حَلَالَانِ، بَعْدَ أَنْ رَجَعَ مِنْ مَكَّةَ) وَلَمْ يَقُلِ ابْنُ خُزَيْمَةَ (بَعْدَ أَنْ رَجَعَ مِنْ مَكَّةَ) .

۴۱۳۲: حبیب بن میمون بن مہران نے یزید بن اصم سے انہوں نے میمونہ بنت الحارث سے نقل کیا وہ فرماتی ہیں کہ مجھ سے جناب رسول اللہ ﷺ نے مقام سرف میں نکاح کیا اس وقت ہم حلال تھے اور یہ مکہ سے واپسی کا موقعہ تھا ابن خزیمہ بن خزیمہ نے یہ الفاظ نقل نہیں کئے۔ بعد ان رجع من مکۃ۔

**تخریج** : ابو داؤد فی المناسک باب ۳۸، دارمی فی المناسک باب ۲۱، مسند احمد ۶، ۳۳۲/۳۳۳، ۳۳۵۔

۴۱۳۳ : حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ : حَدَّثَنِيْ جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا فَزَارَةَ يُحَدِّثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ الْأَصَمِّ قَالَ : (أَخْبَرَتْنِيْ مَيْمُوْنَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَهَا حَلَالًا) . فَكَانَ مِنْ حُجَّتِنَا عَلَيْهِمْ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ إِنْ كَانَ يُؤْخَذُ مِنْ طَرِيْقِ صِحَّةِ الْإِسْنَادِ وَاسْتِقَامَتِهِ، وَهٰكَذَا مَذْهَبُهُمْ، فَإِنَّ حَدِيْثَ أَبِيْ رَافِعٍ الَّذِيْ ذَكَرُوْا، فَإِنَّمَا رَوَاهُ مَطَرٌ الْوَرَّاقُ، وَمَطَرٌ -عِنْدَهُمْ- لَيْسَ هُوَ مِمَّنْ يُحْتَجُّ بِحَدِيْثِهِ .وَقَدْ رَوَاهُ مَالِكٌ، وَهُوَ أَضْبَطُ مِنْهُ، وَأَحْفَظُ، فَقَطَعَهُ .

۴۱۳۳: یزید بن اصم کہتے ہیں کہ مجھے میمونہ بنت حارث نے خبر دی کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے حلال ہونے کی

حالت میں ان سے نکاح فرمایا۔ان کے خلاف ہماری دلیل یہ ہے کہ اگر اس مسئلہ کو صحت سند کے لحاظ سے لیں اور فریق اوّل کا مسلک یہی ہے تو حضرت ابو رافع کی روایت جو ان کی طرف سے مذکور ہوئی ۔اس کو مطر وراق نے روایت کیا ہے اور فریق اوّل والوں کے ہاں مطر ایسا راوی نہیں جس کی روایت قابل استدلال ہو اور دوسری طرف اس کو مالکؒ نے روایت کیا جو ضبط وحفظ میں ان سے بڑھ کر ہیں انہوں نے اس روایت کو منقطع روایت کیا ہے۔

**تخریج** : ابن ماجه في النكاح باب ٤٥۔

## حل اشکال:

اس بات کو اگر روایت کی اسناد اور استقامت اسناد کے لحاظ سے لیا جائے اور فریق اوّل کے ہاں یہ مسلم ہے تو روایت ابو رافع جس کا تذکرہ اوپر کی سطور میں ہوا جس کو مطر الوراق اور مطر (ان کے ہاں) وہ اس مقام مرتبہ میں نہیں ہے جن کی روایت سے احتجاج کیا جاتا ہے۔ذرا توجہ فرمائیں کہ اس روایت کو مشہور امام حدیث امام مالکؒ جو اس سے بڑے ضابط حافظ ہیں انہوں نے اس تفصیل سے نقل کیا ہے جو اس بات کو بالکل قطع کر دیتی ہے۔روایت مالکؒ یہ ہے۔

۴۱۳۴ : حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ : أَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ، عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بَعَثَ أَبَا رَافِعٍ مَوْلَاهُ، وَرَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ، فَزَوَّجَاهُ مَيْمُوْنَةَ بِنْتَ الْحَارِثِ، وَهُوَ بِالْمَدِيْنَةِ، قَبْلَ أَنْ يَخْرُجَ) . وَحَدِيْثُ يَزِيْدَ بْنِ الْأَصَمِّ، فَقَدْ ضَعَّفَهُ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ فِي خِطَابِهِ لِلزُّهْرِيِّ، وَتَرَكَ الزُّهْرِيُّ الْإِنْكَارَ عَلَيْهِ، وَأَخْرَجَهُ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ، وَجَعَلَهُ أَعْرَابِيًّا بَوَّالًا، وَهُمْ يُضَعِّفُوْنَ الرَّجُلَ بِأَقَلَّ مِنْ هٰذَا الْكَلَامِ، وَبِكَلَامِ مَنْ هُوَ أَقَلُّ مِنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ وَالزُّهْرِيِّ .فَكَيْفَ وَقَدْ أَجْمَعَا جَمِيْعًا عَلَى الْكَلَامِ بِمَا ذَكَرْنَا، فِي يَزِيْدَ بْنِ الْأَصَمِّ ؟ وَمَعَ هٰذَا فَإِنَّ الْحُجَّةَ عِنْدَكُمْ، فِي مَيْمُوْنَ بْنِ مِهْرَانَ، هُوَ جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ، وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ مُنْقَطِعًا .

۴۱۳۴: مالک نے ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن سے انہوں نے سلیمان بن یسار سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنے غلام ابو رافع اور ایک انصاریؓ کو بھیجا انہوں نے میمونہ بنت الحارث کو آپ کی طرف سے پیغام نکاح دیا اس وقت آپ مدینہ منورہ میں تھے اور عمرۃ القضاۃ کے لئے روانہ نہیں ہوئے تھے۔روایت یزید بن اصمؒ کو عمرو بن دینارؒ نے زہری کے ساتھ گفتگو میں ضعیف قرار دیا ہے۔زہری نے منکر قرار دے کر اس کو ترک کر دیا اور اس کو اہل علم سے نکالتے ہوئے اس کو بہت پیشاب کرنے والا دیہاتی قرار دیا اور فریق اوّل کے لوگ تو اس سے کم درجہ کے کلام سے بھی ضعیف قرار دے دیتے ہیں۔اور اس کے ساتھ یہ بات بھی ہے۔تمہارے ہاں میمون بن مہران کے سلسلہ میں جعفر بن برقان حجت ہیں حالانکہ یہ روایت منقطع روایت کی گئی ہے۔

جواب نمبر ②: یزید بن اصمؒ کی روایت کو عمرو بن دینار نے زہری کے ساتھ گفتگو میں کمزور قرار دیا اور زہری نے ان کے جواب

میں انکار نہیں فرمایا عمرو نے اس کو اہل علم سے خارج کر کے کثرت سے پیشاب والا بدو شمار کیا ہے اور فریق اوّل تو اس سے کم تنقید پر آدمی کو ضعیف قرار دے دیتے ہیں خواہ تنقید والے عمرو بن دینار اور زہری کے پایہ کے لوگ نہ بھی ہوں' اب جناب کا کیا خیال ہے جب کہ دونوں عظیم ثقہ محدث اس کو نقد و تبصرہ میں ہو ال قرار دے رہے ہیں۔

نمبر ⑥: یہاں یزید بن اصمؒ کی روایت کو بر سبیل تسلیم مانتے ہوئے عرض کرتے ہیں یزید بن اصم کی یہ روایت حبیب بن میمون بن مہران سے مروی ہے حالانکہ ان کی روایت جعفر بن برقان عن میمون بن مہران عن یزید بن اصمؒ زیادہ معتبر ہے۔اس روایت یزید بن اصم پر موقوف ہے جیسا کہ میمون بن مہران اور عطاء بن ابی رباحؒ کے درمیان مناظرہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے۔روایت یہ ہے۔

۴۱۳۵ :حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ : ثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ' قَالَ : ثَنَا جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ' عَنْ مَيْمُوْنَ بْنِ مِهْرَانَ' قَالَ : (كُنْتُ عِنْدَ عَطَاءٍ ' فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ : هَلْ يَتَزَوَّجُ الْمُحْرِمُ ؟ فَقَالَ عَطَاءٌ : مَا حَرَّمَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ النِّكَاحَ' مُنْذُ أَحَلَّهُ .قَالَ مَيْمُوْنٌ : فَقُلْتُ لَهُ : إِنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ كَتَبَ إِلَيَّ : أَنْ سَلْ يَزِيْدَ بْنَ الْأَصَمِّ' أَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ تَزَوَّجَ مَيْمُوْنَةَ' حَلَالًا' أَوْ حَرَامًا ؟ فَقَالَ يَزِيْدُ : تَزَوَّجَهَا وَهُوَ حَلَالٌ .فَقَالَ عَطَاءٌ : مَا كُنَّا نَأْخُذُ هٰذَا إِلَّا عَنْ مَيْمُوْنَةَ' كُنَّا نَسْمَعُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَهَا وَهُوَ مُحْرِمٌ) . فَأَخْبَرَ جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ عَنْ مَيْمُوْنَ بْنِ مِهْرَانَ' بِالسَّبَبِ الَّذِيْ لَهُ وَقَعَ إِلَيْهِ هٰذَا الْحَدِيْثُ' عَنْ يَزِيْدَ بْنِ الْأَصَمِّ' وَأَنَّهُ إِنَّمَا كَانَ ذٰلِكَ مِنْ قَوْلِ يَزِيْدَ' لَا عَنْ مَيْمُوْنَةَ' وَلَا عَنْ غَيْرِهَا ثُمَّ حَاجَّ مَيْمُوْنٌ بِهِ عَطَاءً ' فَذَكَرَهُ عَنْ يَزِيْدَ' وَلَمْ يُجَوِّزْهُ بِهِ. فَلَوْ كَانَ عِنْدَهُ' عَمَّنْ هُوَ أَبْعَدُ مِنْهُ' لَاحْتَجَّ بِهِ عَلَيْهِ' لِيُؤَكِّدَ بِذٰلِكَ حُجَّتَهُ. فَهٰذَا هُوَ أَصْلُ هٰذَا الْحَدِيْثِ أَيْضًا عَنْ يَزِيْدَ بْنِ الْأَصَمِّ' لَا عَنْ غَيْرِهِ وَالَّذِيْنَ رَوَوْا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَهَا وَهُوَ مُحْرِمٌ' أَهْلُ عِلْمٍ .وَأَثْبَتَ أَصْحَابُ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ' سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ' وَعَطَاءٌ' وَطَاوُسٌ' وَمُجَاهِدٌ' وَعِكْرِمَةُ' وَجَابِرُ بْنُ زَيْدٍ .وَهٰؤُلَاءِ كُلُّهُمْ أَئِمَّةٌ فُقَهَاءُ يُحْتَجُّ بِرِوَايَاتِهِمْ وَآرَائِهِمْ الَّذِيْنَ نَقَلُوْا عَنْهُمْ .فَكَذٰلِكَ أَيْضًا مِنْهُمْ' عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ' وَأَيُّوْبُ السِّخْتِيَانِيُّ' وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ نَجِيْحٍ .فَهٰؤُلَاءِ أَيْضًا أَئِمَّةٌ يُقْتَدَى بِرِوَايَتِهِمْ .ثُمَّ قَدْ رُوِيَ عَنْ عَائِشَةَ أَيْضًا' وَمَا قَدْ وَافَقَ مَا رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا' وَرُوِيَ ذٰلِكَ عَنْهَا' مَنْ لَا يَطْعَنُ أَحَدٌ فِيْهِ' أَبُوْ عَوَانَةَ' عَنْ مُغِيْرَةَ' عَنْ أَبِي الضُّحٰى' عَنْ مَسْرُوْقٍ .فَكُلُّ هٰؤُلَاءِ أَئِمَّةٌ يُحْتَجُّ بِرِوَايَتِهِمْ .فَمَا رَوَوْا مِنْ ذٰلِكَ أَوْلٰى مِمَّا رَوٰى' مَنْ لَيْسَ كَمِثْلِهِمْ فِي الضَّبْطِ' وَالثَّبْتِ' وَالْفِقْهِ' وَالْأَمَانَةِ .وَأَمَّا حَدِيْثُ

عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَإِنَّمَا رَوَاهُ نُبَيْهُ بْنُ وَهْبٍ، وَلَيْسَ كَعَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ، وَلَا كَجَابِرِ بْنِ زَيْدٍ، وَلَا كَمَنْ رَوٰى مَا يُوَافِقُ ذٰلِكَ، عَنْ مَسْرُوْقٍ، عَنْ عَائِشَةَ، وَلَيْسَ لِنُبَيْهٍ أَيْضًا مَوْضِعٌ فِي الْعِلْمِ، كَمَوْضِعِ أَحَدٍ مِمَّنْ ذَكَرْنَا .فَلَا يَجُوْزُ إِذْ كَانَ كَذٰلِكَ أَنْ يُعَارِضَ بِهِ جَمِيْعُ مَنْ ذَكَرْنَا، مِمَّنْ رَوٰى بِخِلَافِ الَّذِيْ رَوٰى هُوَ .فَهٰذَا حُكْمُ هٰذَا الْبَابِ مِنْ طَرِيْقِ الْآثَارِ .فَأَمَّا النَّظَرُ فِيْ ذٰلِكَ، فَإِنَّ الْمُحْرِمَ، حَرَامٌ عَلَيْهِ جِمَاعُ النِّسَاءِ ، فَاحْتُمِلَ أَنْ يَكُوْنَ عَقْدُ نِكَاحِهِنَّ كَذٰلِكَ .فَنَظَرْنَا فِيْ ذٰلِكَ، فَوَجَدْنَاهُمْ قَدْ أَجْمَعُوْا أَنَّهُ لَا بَأْسَ عَلَى الْمُحْرِمِ بِأَنْ يَبْتَاعَ جَارِيَةً، وَلٰكِنْ لَا يَطَؤُهَا حَتّٰى يَحِلَّ .وَلَا بَأْسَ بِأَنْ يَشْتَرِيَ طِيبًا لِيَتَطَيَّبَ بِهِ بَعْدَمَا يَحِلُّ، وَلَا بَأْسَ بِأَنْ يَشْتَرِيَ قَمِيصًا لِيَلْبَسَهُ، بَعْدَمَا يَحِلُّ .وَذٰلِكَ الْجِمَاعُ وَالتَّطَيُّبُ وَاللِّبَاسُ، حَرَامٌ عَلَيْهِ كُلُّهُ، وَهُوَ مُحْرِمٌ .فَلَمْ يَكُنْ حُرْمَةُ ذٰلِكَ عَلَيْهِ تَمْنَعُهُ عَقْدَ الْمِلْكِ عَلَيْهِ .وَرَأَيْنَا الْمُحْرِمَ لَا يَشْتَرِيْ صَيْدًا، فَاحْتُمِلَ أَنْ يَكُوْنَ حُكْمُ عَقْدِ نِكَاحٍ، كَحُكْمِ عَقْدِ شِرَاءِ الصَّيْدِ، أَوْ حُكْمِ عَقْدِ شِرَاءِ مَا وَصَفْنَا مَا سِوٰى ذٰلِكَ .فَنَظَرْنَا فِيْ ذٰلِكَ، فَإِذَا مَنْ أَحْرَمَ وَفِيْ يَدِهِ صَيْدٌ، أُمِرَ أَنْ يُطْلِقَهُ، وَمَنْ أَحْرَمَ وَعَلَيْهِ قَمِيصٌ ، وَفِيْ يَدِهِ طِيبٌ أُمِرَ أَنْ يَطْرَحَهُ عَنْهُ وَيَرْفَعَهُ وَلَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ، كَالصَّيْدِ الَّذِيْ يُؤْمَرُ بِتَخْلِيَتِهِ، وَيُتْرَكُ حَبْسُهُ .وَرَأَيْنَاهُ إِذَا أَحْرَمَ وَمَعَهُ امْرَأَةٌ، لَمْ يُؤْمَرْ بِإِطْلَاقِهَا، بَلْ يُؤْمَرُ بِحِفْظِهَا وَصَوْنِهَا فَكَانَتِ الْمَرْأَةُ فِيْ ذٰلِكَ، كَاللِّبَاسِ وَالطِّيبِ، لَا كَالصَّيْدِ .فَالنَّظَرُ عَلٰى ذٰلِكَ، أَنْ يَكُوْنَ فِي اسْتِقْبَالِ عَقْدِ النِّكَاحِ عَلَيْهَا، فِيْ حُكْمِ اسْتِقْبَالِ عَقْدِ الْمِلْكِ عَلَى الثِّيَابِ وَالطِّيبِ، الَّذِيْ يَحِلُّ لَهُ بِهِ لُبْسُ ذٰلِكَ، وَاسْتِعْمَالُهُ بَعْدَ الْخُرُوْجِ مِنَ الْإِحْرَامِ .فَقَالَ قَائِلٌ : فَقَدْ رَأَيْنَا مَنْ تَزَوَّجَ أُخْتَهُ مِنَ الرَّضَاعَةِ كَانَ نِكَاحُهُ بَاطِلًا، وَلَوِ اشْتَرَاهَا، كَانَ شِرَاؤُهُ جَائِزًا، فَكَانَ الشِّرَاءُ يَجُوْزُ أَنْ يُعْقَدَ عَلٰى مَا لَا يَحِلُّ وَطْؤُهُ، وَالنِّكَاحُ لَا يَجُوْزُ أَنْ يُعْقَدَ إِلَّا عَلٰى مَنْ يَحِلُّ وَطْؤُهَا، وَكَانَتِ الْمَرْأَةُ حَرَامًا عَلَى الْمُحْرِمِ جِمَاعُهَا .فَالنَّظَرُ عَلٰى ذٰلِكَ أَنْ يَحْرُمَ عَلَيْهِ نِكَاحُهَا .فَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ لِلْآخَرِيْنَ عَلَيْهِمْ فِيْ ذٰلِكَ، أَنَّا رَأَيْنَا الصَّائِمَ وَالْمُعْتَكِفَ، حَرَامٌ عَلٰى كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا الْجِمَاعُ .وَكُلٌّ قَدْ أَجْمَعَ أَنَّ حُرْمَةَ الْجِمَاعِ عَلَيْهِمَا، لَا يَمْنَعُهُمَا مِنْ عَقْدِ النِّكَاحِ، لِأَنْفُسِهِمَا، إِذْ كَانَ مَا حَرَّمَ الْجِمَاعَ عَلَيْهِمَا مِنْ ذٰلِكَ، إِنَّمَا هُوَ حُرْمَةُ دِيْنٍ كَحُرْمَةِ حَيْضِ الْمَرْأَةِ الَّذِيْ لَا يَمْنَعُهَا مِنْ عَقْدِ النِّكَاحِ عَلٰى نَفْسِهَا .فَحُرْمَةُ الْإِحْرَامِ فِي النَّظَرِ أَيْضًا كَذٰلِكَ .وَقَدْ رَأَيْنَا الرَّضَاعَ الَّذِيْ لَا يَجُوْزُ تَزْوِيْجُ الْمَرْأَةِ لِمَكَانِهِ إِذَا طَرَأَ عَلَى النِّكَاحِ فَسَخَ النِّكَاحَ،

وَكَذٰلِكَ لَا يَجُوْزُ اسْتِقْبَالُ النِّكَاحِ عَلَيْهِ .وَكَانَ الْإِحْرَامُ إِذَا طَرَأَ عَلَى النِّكَاحِ لَمْ يَفْسَخْهُ .فَالنَّظْرُ عَلٰى ذٰلِكَ أَيْضًا أَنْ يَّكُوْنَ لَا يَمْنَعُ اسْتِقْبَالَ عُقْدَةِ النِّكَاحِ وَحُرْمَةُ الْجِمَاعِ بِالْإِحْرَامِ كَحُرْمَتِهٖ بِالصِّيَامِ سَوَاءٌ .فَإِذَا كَانَتْ حُرْمَةُ الصِّيَامِ لَا تَمْنَعُ عَقْدَ النِّكَاحِ فَكَذٰلِكَ حُرْمَةُ الْإِحْرَامِ لَا تَمْنَعُ عُقْدَةَ النِّكَاحِ أَيْضًا .فَهٰذَا هُوَ النَّظْرُ فِيْ هٰذَا الْبَابِ وَهُوَ قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ وَأَبِيْ يُوْسُفَ وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى .

۴۱۳۵: جعفر بن برقان نے میمون بن مہران سے نقل کیا کہ میں عطاءؒ کے ہاں تھا تو ان کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا کیا محرم شادی کر سکتا ہے؟ عطاء کہنے لگے اللہ تعالیٰ نے جب سے نکاح حلال کیا ہے پھر حرام نہیں کیا۔ میمون کہنے لگے۔ میں نے کہا عمر بن عبدالعزیز نے میری طرف لکھا کہ یزید بن اصم سے پوچھا گیا۔ کیا جناب رسول اللہ ﷺ نے جب میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو کیا آپ حلال کی حالت میں تھے یا حالت احرام میں تھے؟ میمون کہنے لگے کہ یزید نے جواب دیا آپ ﷺ نے اس سے حلال ہونے کی حالت میں نکاح کیا۔۔ عطاءؒ نے کہا ہم تو یہ روایت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے تھے ہم سنا کرتے تھے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ان سے احرام کی حالت میں نکاح کیا۔ جعفر بن بُرقانؒ نے میمون بن مہرانؒ سے نقل کرتے ہوئے وہ سبب ذکر کیا جس سے یہ روایت یزید بن اصمؒ سے ان تک پہنچی۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ یزید کا قول ہے۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا قول نہیں ہے اور نہ ہی کسی دوسرے کا ہے۔ پھر میمونؒ نے عطاءؒ سے بحث کرتے وقت یزید کی یہ روایت نقل کی تو انہوں نے اس کو قبول نہ کیا۔ اگر یہ ان کے ہاں اوپر تک روایت جاتی تو میمون اس سے ضرور استدلال کرتے اور اس سے اپنی دلیل کو مضبوط بنا لیتے۔ پس اس روایت کی اصل اتنی ہے کہ یہ صرف یزید بن اصمؒ سے مروی ہے اور کسی سے نہیں۔ اور جن لوگوں نے یہ روایت کی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے حالت احرام میں نکاح کیا وہ اہل علم ہیں اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے معتبر شاگرد سعید بن جبیر اور عطاء طاؤس' مجاہد عکرمہ' جابر بن زید رحمہم اللہ ہیں یہ تمام فقاہت کے ائمہ ہیں ان کی آراء سے استدلال کیا جاتا ہے۔ ان سے نقل کرنے والے ایوب سختیانی اور عبداللہ بن ابی نجیح رحمہم اللہ ہیں۔ یہ بھی ائمہ ملا مقتداء علم ہیں ان کی روایات کو مسلم مانا جاتا ہے۔ جن کی اقتداء کی جاتی ہے۔ پھر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بھی روایت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی موافقت میں روایت آتی ہے اور اس روایت کے رواۃ وہ حضرات ہیں جو کسی کے ہاں بھی مطعون نہیں' حضرت ابوعوانہ مغیرہ سے وہ ابوالضحیٰ سے اور وہ مسروقؒ سے روایت کرتے ہیں یہ تمام ایسے ائمہ ہیں جن کی روایت سے استدلال کیا جاتا ہے۔ پس ان کی روایات ان حضرات کی روایات کے مقابل اولیٰ ہیں جو کہ ضبط پختگی' فقاہت اور امانت میں ان کے برابر نہیں ہیں۔ رہی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی روایت اس کو نبیہ بن وھب نے روایت کیا جو کہ درجہ میں عمرو بن دینار کے برابر نہیں اور اسی وہ جابر بن زید کو بھی نہیں پہنچ سکتے اور نہ ان کو پہنچ سکتے ہیں' جو ان کے موافق مسروق کی وساطت سے حضرت عائشہ

صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں اور نبیہ بن وھب کا کوئی علمی مقام نہیں جیسا مذکورۃ الصدر لوگوں کا ہے۔ جب کہ روایت کی صورت حال یہ ہے تو پھر وہ حضرات ان مذکورہ رواۃ کے مقابل نہیں ہو سکتے۔ روایات کو سامنے رکھ کر یہ اس باب کی صورت ہے۔ باقی قیاس تو اس کی تفصیل یہ ہے کہ محرم پر عورتوں سے جماع حرام ہے۔ تو اس کا احتمال ہے کہ عقد نکاح کا حکم اسی طرح ہو۔ جب ہم نے اس سلسلہ میں غور وخوض کیا تو ان کو اس سلسلہ میں متفق پایا کہ محرم پر لونڈی خریدنے میں چنداں حرج نہیں مگر احرام سے نکلنے تک اس سے جماع نہیں کر سکتا۔ خوشبو کی خریداری میں کچھ حرج نہیں مگر احرام میں استعمال نہیں کر سکتا بلکہ بعد میں کرے گا۔ قمیص کی خرید میں کچھ حرج نہیں مگر اس کا پہننا احرام سے فراغت کے بعد ہوگا۔ یہ جماع' خوشبو' لباس تمام اس پر حرام ہیں مگر ان کی حرمت عقد ملکیت کے لیے رکاوٹ نہیں ہے۔ اور ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ محرم شکار کی خریداری نہیں کر سکتا پس اس سے یہ احتمال پیدا ہو سکتا ہے کہ نکاح کا حکم شکار کے خریدنے کی طرح ہو یا مطلق خرید وفروخت کا ہو۔ جیسا کہ ہم نے بیان کیا۔ پس ہم نے اس میں غور کیا تو ہمارے سامنے یہ بات آئی کہ جو شخص احرام باندھے اور اس وقت اس کے قبضہ میں شکار ہو۔ تو اسے چھوڑنے کا حکم دیا جائے گا۔ اسی طرح جس نے احرام باندھا اور اس نے قمیص زیب تن کر رکھی ہو اور اس کے ہاتھ میں خوشبو ہو۔ تو اسے حکم کیا جائے گا کہ وہ اسے پھینک دے اور قمیص کو اتار دے اور یہ شکار کی طرح نہیں ہے کہ جس کا چھوڑنے کا حکم کیا جائے گا اور اسے قید بھی نہ کیا جائے گا اور ہم یہ بھی پاتے ہیں کہ اگر کسی شخص نے احرام باندھا اور اس کے ساتھ بیوی تھی تو اسے اس کو آزاد کرنے کا حکم نہ دیا جائے گا بلکہ اس کی حفاظت وصیانت کا حکم دیا جائے گا عورت کی حیثیت اس کے لئے لباس وخوشبو جیسی ہوگی شکار جسی نہ ہوگی۔ پس نظر وفکر کا تقاضا تو یہی ہے کہ عقد نکاح کرنا کپڑے اور خوشبو کی خریداری کے عقد کی طرح ہے۔ وہ کپڑا کہ جس کا استعمال احرام سے خروج کے بعد اس کو درست ہے۔ ایک معترض کا کہنا یہ ہے ہم نے دیکھا کہ جس شخص نے رضاعی بہن سے نکاح کر لیا تو اس کا نکاح باطل ہے اور اگر اس نے اس کو خرید لیا تو اس کی خریداری درست ہے' اور یہ عقد شراء درست ہے اور عقد شراء اس لونڈی کا بھی درست ہے جس سے قربت حلال نہ ہو حالانکہ نکاح کا عقد اسی سے منعقد ہوتا ہے جس سے وطی حلال ہو۔ اور محرم کو بیوی سے حالت احرام میں جماع حرام ہے۔ پس نظر وفکر کا تقاضا تو یہ ہے کہ اس سے نکاح بھی حرام ہو۔ فریق اوّل کے خلاف فریق ثانی کی دلیل یہ ہے کہ ہم جانتے ہیں کہ روزہ دار' معتکف ہر دو کے لئے بیوی سے جماع حرام ہے اور سب کا اس پر اتفاق ہے کہ ان کے لئے جماع کی حرمت اپنے عقد نکاح سے مانع نہیں ہے۔ اس لئے کہ ان پر جماع کی حرمت وہ دینی حرمت ہے جیسا کہ حیض کی حالت میں عورت کی حرمت ہے اور یہ حیض عقد نکاح سے عورت کو مانع نہیں ہے۔ تو قیاس ونظر میں احرام کی حرمت بھی اسی طرح ہے۔ ہم نے نگاہ دوڑائی تو ہم نے دیکھا کہ رضاع کے ہوتے ہوئے اس عورت سے نکاح درست نہیں۔ اگر وہ نکاح پر طاری ہو جائے تو نکاح فسخ ہو جائے گا۔ اسی طرح اس پر نکاح کا کرنا درست نہیں اور احرام جب نکاح پر

طاری ہو تو وہ نکاح کو فسخ نہیں کرتا پس نظر وفکر کا تقاضا یہ ہے کہ وہ عقد نکاح کے پیش آنے سے مانع نہیں ہے اور جماع کی حرمت احرام کے ساتھ روزے کی حرمت کی طرح ہے اور دونوں برابر ہیں۔ پس جب حرمت روزہ عقد نکاح سے رکاوٹ نہیں تو حرمت احرام کا حکم بھی یہی ہے کہ وہ بھی عقد نکاح سے مانع نہیں ہے۔ اس باب میں تقاضا نظر یہی ہے اور یہی امام ابوحنیفہ ابو یوسف ومحمد رحمہم اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔

**حاصل روایات:** پس جعفر بن برقان نے میمون بن مہران سے تو وہ سبب بیان کیا ہے جس کی وجہ سے ان تک یہ روایت یزید بن اصم سے پہنچی ہے اور واقعہ میں یزید کا قول ہے۔ پھر میمون نے اسی کو عطاءؒ کے بالمقابل بطور حجت پیش کیا۔ تو یزید ہی سے نقل کیا اور عطاءؒ نے اس کو تسلیم نہیں کیا۔ اگر میمون کے پاس اس سے اوپر کا واسطہ ہوتا تو وہ عطاءؒ کے خلاف اس کو حجت میں پیش کرتے تا کہ ان کی دلیل پختہ ہو جاتی۔ یہ اس روایت کی یزید بن اصم سے اصل ہے کسی اور سے اس طرح مروی نہیں۔

نمبر ③: جو حضرات حالت احرام میں عقد نکاح کی روایت نقل کرتے ہیں وہ تمام اعلیٰ درجہ کے اہل علم ہیں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ثقہ قابل اعتماد شاگردوں سے ہیں مثلاً سعید بن جبیر عطاء طاؤس مجاہد عکرمہ جابر بن زید رحمہم اللہ یہ ائمہ حدیث وفقہ وتفسیر و حدیث ہیں ان کی روایات کو حجت قرار دیا جاتا ہے۔ ان کے بالمقابل یزید بن اصم کی کیا حیثیت ہے۔

نمبر ④: ان سے نیچے جن رواۃ نے اس روایت کو بیان کیا وہ عمرو بن دینار ایوب سختیانی عبداللہ بن ابی نجیح رحمہم اللہ ہیں یہ بھی ائمہ حدیث وفقہ ہیں۔

نمبر ⑤: پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی روایت منقول ہے جو روایت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی موید ہے اور اس روایت کے راوی مطعون نہیں ہیں ابوعوانہ عن مغیرہ عن ابی الضحیٰ عن مسروق یہ تمام ائمہ حدیث ہیں جن کی روایت مانی جاتی ہے۔ تو ان کی روایت ان سے بڑھ کر قابل حجت ہے جو ان کی طرح ضابط ثقہ فقیہ وامین نہیں ہیں۔

ان ترجیحات سے ثابت ہوا کہ روایت ابن عباس رضی اللہ عنہما قابل اخذ ہے نہ کہ اس کے بالمقابل روایت۔

## فریق اوّل کی پیش کردہ روایت کا جواب:

اب ہم فریق اوّل کی پیش کردہ دوسری روایت کو پرکھتے ہیں نبیہ بن وہب کا علم میں وہ مقام نہیں جو کہ عمرو بن دینار اور جابر بن زید کا ہے پس اس کے بالمقابل اس کے رواۃ ثقہ تر ہیں اس لئے ان کی روایت ان کے بالمقابل اثقہ وافضل ہوگی اور فریق اوّل کی روایت معتبر نہ ہوگی۔ آثار کے لحاظ سے اس باب کا یہ حکم ہے۔

## دلیل ثانی۔ نظر طحاوی رحمہ اللہ علیہ:

محرم کے لئے بالاتفاق جماع حرام ہے اب احتمال یہ ہے کہ عقد نکاح بھی اسی طرح حرام ہو تو اس سلسلہ میں قیاس کر کے دیکھا کہ اس پر تمام متفق ہیں کہ محرم کو حالت احرام میں باندی خریدنے کی اجازت ہے مگر اس سے وطی حرام ہے۔ حلال ہونے کے بعد استعمال کے لئے خوشبو کا خریدنا درست ہے اگرچہ وقتی استعمال خوشبو ناجائز ہے۔ اسی طرح حلال ہونے کے بعد پہننے

کے لئے لباس کا خریدنا جائز ہے البتہ پہننا جائز نہیں۔

لباس، خوشبو کا استعمال جماع یہ تمام حالت احرام میں ممنوع ہیں اس کے باوجود ان اشیاء کو خریدنا جائز ہے۔ ان کے استعمال کا حرام ہونا ان کے عقد ملکیت کے خلاف نہیں ہے۔

محرم کو حالت احرام میں شکار کا خریدنا ناجائز ہے۔ عقد نکاح کے متعلق دو احتمال سامنے آئے۔ اگر یہ شکار خریدنے کی طرح ہو تو ناجائز ہونا چاہئے دوسرا عقد شراء جاریہ کی طرح ہو تو جائز ہونا چاہئے۔

غور کرنے سے معلوم ہوا کہ عقد نکاح شراء عبد و جاریہ کی طرح ہے۔ شراء صید کی طرح نہیں ہے۔ اب ہم نے دیکھا کہ اگر کوئی احرام باندھ رہا ہے اور اس کے ہاتھ میں شکار ہے تو اسے شکار کو آزاد کر دینا ضروری ہے اور اگر اس کے جسم پر کرتا ہے یا خوشبو ہے تو وہ کرتے کو اتار دے خوشبو رکھ دے شکار کی طرح پھینکنے کا حکم نہیں ہے بلکہ ان کی حفاظت کا حکم ہے اور شکار کی حفاظت جائز نہیں ہے اسی طرح کسی کے پاس بیوی ہو تو اسے چھوڑنے کا حکم نہیں بلکہ اس کی حفاظت کا حکم ہے۔

پس قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ عقد نکاح کا حکم شراء عبد و جاریہ اور شراء لباس کی طرح ہو۔ شکار کی خریداری جیسا نہ ہو۔ فلہٰذا جس طرح احرام سے نکلنے کے بعد وطی کے لئے باندی خریدنا اور حلال ہو کر استعمال میں لانے کے لئے خوشبو اور لباس کا خریدنا جائز ہے بالکل اسی طرح احرام کی حالت میں نکاح کرنا تاکہ حلال ہونے کے بعد حقوق زوجیت ادا کرے یہ جائز ہے۔

## سرسری اشکال:

آپ کا لونڈی، لباس، خوشبو کے شراء پر عقد نکاح کو قیاس کرنا درست نہیں کیونکہ عقد شراء میں بعض ایسی عورتیں ہیں کہ جن کی خریداری درست ہونے کے باوجود ان سے جماع حرام ہے تو جو پہلے ہی حرام ہے اس کو وقتی حرام پر قیاس کرنا درست نہیں مثلاً رضاعی بہن کی خریداری تو درست ہے مگر اس سے جماع و نکاح پہلے ہی حرام ہے۔ حرمت ابدیہ ہے تو اجنبیہ کے نکاح کی وقتی حرمت کو اس پر کس طرح قیاس کرنا درست ہوگا۔

## حل اشکال لفرع الاثقال:

ذرا توجہ تو فرمائیں روزہ دار اور معتکف پر جماع حرام ہے مگر حرمت جماع روزہ دار اور معتکف پر عقد نکاح کی حرمت کو لازم قرار نہیں دیتا بلکہ حالت صوم اور حالت اعتکاف میں عقد نکاح بالاتفاق جائز ہے یہ حرمت حرمت دین کی قسم سے ہے جیسا کہ حیض کی حالت میں عورت سے جماع حرام ہے مگر عقد نکاح حرام نہیں ہے۔

تو جس طرح روزہ دار اور معتکف پھر جماع کی حرمت، حرمت عقد کو لازم نہیں کرتی اسی طرح محرم پر جماع کی حرمت عقد نکاح کی حرمت کو لازم نہیں کرے گی اور جس طرح حالت حیض میں جماع کا حرام ہونا حائضہ عورت کے ساتھ عقد نکاح کو حرام قرار نہیں دیتا بالکل اسی طرح محرم پر جماع کا حرام ہونا اس کے عقد نکاح کو حرام نہ کرے گا۔

مزید توجہ سے نگاہ ڈالنے سے سمجھ آیا کہ وہ رضاعت جس کی وجہ سے عورت سے نکاح جائز نہیں ہوتا جب یہی رضاعت حالت نکاح میں ثابت ہو جائے گی تو اس سے نکاح قائم نہ رہے گا بلکہ فسخ ہو جائے گا اور از سر نو نکاح کرنا بھی جائز نہ ہوگا جیسا کہ صغیرہ بیوی کو شوہر کی ماں دودھ پلا دے تو عقد نکاح فسخ ہو جاتا ہے۔

مگر جب نکاح کی حالت میں احرام ثابت ہو جائے تو اس سے نکاح فسخ نہ ہوگا تو اس پر قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ احرام مستقل طور پر عقد نکاح کے لئے بھی رکاوٹ نہیں ہے اور احرام کی وجہ سے وقتی طور پر جماع کی حرمت اس طرح ہے جس طرح کہ روزے کی وجہ سے جماع کی حرمت ہو جاتی ہے تو جس طرح حرمت روزہ عقد نکاح کو روکنے والا نہیں ہے تو اسی طرح حرمت احرام بھی عقد نکاح کے لئے مانع نہیں ہے۔ قیاس ونظر کے موافق یہی بات ہے اور ہمارے ائمہ ثلاثہ امام ابوحنیفہ ابو یوسف محمد رحمہم اللہ کا قول یہی ہے۔

## فتاویٰ جات صحابہ کرام سے تائید:

۴۱۳۶: وَقَدْ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ : ثَنَا حَجَّاجٌ، قَالَ : ثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، أَنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ لَا يَرٰى بَأْسًا أَنْ يَتَزَوَّجَ الْمُحْرِمُ .

۴۱۳۶: سلیمان الاعمش نے ابراہیم سے روایت کی ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس بات میں کوئی حرج خیال نہ کرتے تھے کہ محرم عقد نکاح کر لے۔

۴۱۳۷: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ : ثَنَا حَجَّاجٌ، قَالَ ثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ حَبِيْبٍ الْمُعَلِّمِ، وَقَيْسٍ، وَعَبْدِ الْكَرِيْمِ، عَنْ عَطَاءٍ، أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ لَا يَرٰى بَأْسًا أَنْ يَتَزَوَّجَ الْمُحْرِمَانِ .

۴۱۳۷: حبیب المعلم، قیس، عبدالکریم تمام نے عطاء سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے وہ محرم کے نکاح کرنے میں کوئی حرج نہ خیال کرتے تھے۔

۴۱۳۸: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ، قَالَ: ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ : ثَنَا ابْنُ أَبِيْ فُدَيْكٍ، قَالَ : حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ، قَالَ : سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ نِكَاحِ الْمُحْرِمِ، فَقَالَ : وَمَا بَأْسٌ بِهٖ، هَلْ هُوَ إِلَّا كَالْبَيْعِ.

۴۱۳۸: عبداللہ بن محمد بن ابی بکر کہتے ہیں کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نکاح محرم کے متعلق استفسار کیا تو انہوں نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں وہ تو بیع وشراء کی طرح ہے۔

## ایک لطیفہ۔ مقام سرف کا شرف:

بیت اللہ شریف سے یہ مقام ۱۳ کلومیٹر اور مقام تنعیم سے مدینہ کی جانب دس کلومیٹر پر واقع ہے۔ عمرۃ القضاء کے موقعہ پر مکہ

مکرمہ میں داخلہ سے پہلے مقام سرف میں جناب رسول اللہ ﷺ نے بحالت احرام نکاح فرمایا۔ عمرہ سے فراغت کے بعد تیسرے روز اسی مقام پر آپ ﷺ نے شب زفاف فرمائی اسی مقام پر حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا اور اسی جگہ ان کی قبر ہے۔

هذا آخر ما كتبنا لترجمة الطحاوى المعروف بشرح معانى الآثار للامام الجليل ابو جعفر احمد بن محمد الازدى الحجرى المصرى الطحاوى الحنفى المتوفى ٣٢١ھ ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم وصلى الله على حبيبه محمد اطيب خلقه بافضل الصلوات والسلام وعلى اصحابه واله الذين هم خلاصة العرب العرباء وخير الخلائق بعد الانبياء (عليهم الصلوة والسلام)

شمس الدين خادم علوم الدين

بدار العلوم المدينه جنيوت ٢ ذيقعده ١٤٢٨ھ

عند صلاة العشاء ليوم الاربعاء